فہرست مضامین کلیات آریہ مسافر

دیباچہ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی کل تصنیفات کو ایک جگہ جمع کر کے شایع کرنے کا فخر جو سرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے مطبع ست دھرم پرچارک کو بخشا ہے وہ عین مناسب ہے کیونکہ اس مطبع کے ساتھ آریہ مسافر کا بڑا گہرا تعلق رہا ہے نہ صرف اپنی زندگی میں ہی پنڈت لیکھرام جی نے اپنی تصنیفات کے کام کا بڑا حصہ جالندھر میں طیار کیا تھا بلکہ اُن کے ویدک دھرم پر جان نثار ہونے کے بعد بھی اُن کا آخری تحفہ اسی مطبع سے شایع کیا گیا اور جس قدر کتب اور ٹریکٹ مکمل یا نامکمل حالت میں وہ طیار کر گئے تھے وہ سب بھی چھپکر اسی مطبع سے متلاشیان حق کے ہاتھوں میں پہنچتے رہے ہیں۔

آریہ سماج کے لٹریچر میں سے سری سوامی دیانند جی کی تصانیف کے بعد اگر کسی لٹریچر کی زیادہ مانگ ہے تو وہ آریہ مسافر کی تصانیف ہیں یہ محض اتفاق ہی نہیں ہے کہ بیسیوں آریہ مصنفوں میں سے محض پنڈت لیکھرام جی کی تحریروں کا شوق ہی اردو داں پبلک میں زیادہ نظر آتا ہے۔ جس شوق سے کسی زمانہ میں منشی کنہیا لعل الکھ دھاری جی کی تصانیف کو ملک کے ذی فہم آدمی پڑھا کرتے تھے اسی شوق سے اب عوام اہل ہنود تک پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کے دلدادہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ صدہا بے تعصب مسلمان بھی اُن کے مطالعہ میں بڑے دل سے مصروف ہوتے ہیں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کا نہ صرف طرز تحریر ہی عام پسند ہے بلکہ اُن کا ایک ایک لفظ سچے دل سے نکلا ہوا ہے اور اس لئے پڑھنے والے پر بے نظیر تاثیر پیدا کرتا ہے۔

ویدک دھرم کے مخالفوں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کا طرز بیان بہت ہی سخت اور اُن کی نکتہ چینیاں حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہوا کرتی تھیں۔ لیکن جب کبھی صبر و تحمل سے تحقیقات کا موقع آیا تو ہر ایک مخالف کو اس قسم کے دعوے سے شرمندہ ہونا پڑا۔ جس وقت [illegible] کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے دعوے دائر ہوا تھا اُس وقت صاحب موصوف نے اپنے سررشتہ دار کو گھر پر بلا کر بڑی سنجیدگی اور غور سے پنڈت جی کی کتابوں کے وہ وہ حصے سنے تھے جنہیں مدعیوں کے ڈیپوٹیشن نے سخت بتلایا تھا اور آخر کار فتویٰ یہ دیا تھا کہ باوجود بظاہر سخت معلوم ہونے کے اس شخص کا طرز بیان ایسا نادر ہے کہ کبھی بھی یہ خود دوسرے پر حملہ نہیں کرتا اور جواب بھی ایسی معقولیت سے دیتا ہے کہ قانونی پنجہ میں آنا تو درکنار ہر ایک انصاف پسند آدمی کو اُس کی داد دینی پڑتی ہے مرحوم مسٹر کرسٹی صاحب پنجاب پولیس کے مشہور رکن سے جب آریہ مسافر کے قاتل کی تلاش کے بارے میں بات چیت کرنے کے لئے میں دوبارہ ملا تو انہوں نے بتلایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دو تین بار مسلمانوں کی شکایت پر پنڈت لیکھرام کی تصانیف کی پڑتال کرائی گئی۔ لیکن ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکالا گیا کہ ان کتابوں میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے ہاں ان کتب کا مصنف اپنے دھرم کا کسی قدر پرجوش محافظ نظر آتا ہے مسٹر کرسٹی نے یہ بھی بتلایا تھا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ اُن کی حفاظت مدنظر رکھیں۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں جملہ مخالفین عموماً اور ہمارے محمدی بھائی خصوصاً پنڈت لیکھرام جی کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اُن محمدی بھائیوں سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں اُن کی مخالفت میں مذموم سے مذموم ذریعوں سے کام لیا؟ اس سوال کے جواب میں مرزا صاحب کی نسبت تو وہ خط و کتابت پڑھ لینا ہی کافی ہے جو کہ آریہ مسافر نے اُن سے کی تھی اور جو "تکذیب براہین احمدیہ" ہر دو جلدوں کے خاتمہ پر چھپی ہوئی ہے۔ اور عام طور پر محمدی بھائیوں کی مخالفت کا باعث یہ ہے کہ اُن کے مذہب کو موجودہ زمانہ میں پنڈت لیکھرام سے بڑھکر کسی شخص نے بھی دھکا نہیں لگایا۔ منشی اندرمن صاحب مراد آبادی گو بڑے زبردست منشی تھے اور اُنکے قلم میں مخالف کو پس پا کرنیکی بڑی بھاری طاقت تھی لیکن اُنکی تحریریں مخالفوں کے عقاید کو ہلانے کا کام نہیں دے سکتی تھیں۔ برخلاف اسکے آریہ مسافر کا طرز تحریر ہی نرالا ہے اُنھوں نے اپنے ایک ایک دعوے کیلئے بیسیوں امور واقعہ کے دئیے ہیں اور محققانہ طور پر اپنے نکالے ہوئے نتائج کے لئے تواریخی ثبوت پیش کئے ہیں۔ پس اُنکی تحریروں میں جو زور ہے اُسکا اندازہ وہی انصاف پسند ہی لگا سکتے ہیں جن کے عقاید کو اُن تحریروں نے جڑ سے ہلا دیا تھا۔

پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کی مفصل پڑتال کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ اُن کی جیون برتانت (سوانح عمری) کچھ عرصہ سے مرتب ہو رہا ہے جو گو بہ باعث عدیم الفرصتی اب تک مکمل نہیں ہوا تاہم اسکی تکمیل تک پہنچنے میں بہت زیادہ عرصہ نہیں لگیگا۔ اُس کتاب میں آریہ مسافر کے دیگر کارناموں پر بے لاگ رائے ظاہر کرتے ہوئے اُنکے طرز تحریر اور اُسکے حسن و قبح پر بھی مفصل بحث کیجاویگی اسجگہ صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام مسافرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے بھی ہر ایک طرح کی دقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کسقدر ذخیرہ معلومات کا حق پسندوں کے لئے جمع کر دیا اور سچے دھرم کے متلاشیوں کیلئے کسقدر آسانی کسی نیک نتیجہ پر پہنچنے کیلئے پیدا کر دی۔

اس کلیات میں گو آریہ مسافر کی تصانیف کو بلحاظ اختلاف مضامین تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاہم یہ تقسیم بلحاظ زمانہ نہیں کی گئی۔ جسقدر کتابیں یا مختصر رسالے پنڈت لیکھرام جی نے محض ویدک تعلیم کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے لکھے تھے اُنکو حصہ اول میں رکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں وہ کل تصانیف شامل ہیں جو کہ مختلف مذاہب کے ویدک دھرم پر کئے ہوئے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی تھیں اور حصہ سوم کو محمدی مذہب کے پیرؤں کے کئے ہوئے اعتراضوں کے جوابی رسالوں کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ان کتب اور رسالہ جات میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی خاص سوانح عمری نہ ہو۔ جہانتک پتہ لگا ہے پنڈت لیکھرام جی کو اوایل عمر سے ہی خامہ فرسائی کا شوق تھا۔ لیکن سب سے پہلا نسخہ جو کتاب کی شکل میں انہوں نے پیش کیا استری شکشا ہے جو حصہ اول میں نمبر ۴ پر درج ہے۔ اس مختصر سے نسخہ کی عبارت ہی ظاہر کر رہی ہے کہ اُس وقت پنڈت لیکھرام کے قلم میں وہ خوبصورتی موجود نہ تھی جسکو تحفۃ الاسلام میں دیکھکر لوگ حیران ہو گئے تھے تاہم عقیدوں کی مضبوطی اور ارادہ کی طاقت اُس وقت کی تحریر سے صاف جھلکتی ہے۔ اُسکے بعد پنڈت لیکھرام جی پشاور سے لاہور کی طرف چلے آئے اور پھر دو برس میں آریہ گزٹ کی ایڈیٹری کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اُنکی عرصہ میں

محقق اپنی گورمنٹوں اور اپنے دیگر ہم قوم بھائیوں کی مدد سے کیا کچھ نہیں کر دکھاتے۔ یہ ممکن بدقسمتی سے گورمنٹ ملک سے ہمیں مدد کی امید نہیں اور اپنے بھائیوں کو ان تحقیقاتوں کا مذاق نہیں۔

یہ بڑی بھاری مشکلات ہیں جن کا مقابلہ ایک معمولی آدمی نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی ع ہمت مرداں مدد خدا۔ پورسارتھ کے مقابل کوئی مشکل ٹھہر سکتی ہے۔

ہماری نظروں میں بہت کم ہندوستانی ایسے گذرے ہیں جنہیں راستی کی تحقیقات کا وہ جوش کام کرتا ہو جو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی طبیعت کو حرکت دیتا تھا۔ پنڈت لیکھرام نے بھارت ورش کی مسلسل لیکن مستند تاریخ کی ضرورت کو بڑے زور سے محسوس کیا تھا اور اُنکا ارادہ تھا کہ مہرشی دیانند کا جیون چرتر طیار کرنے کے بعد اس مجوزہ تاریخ کے لئے حالات دریافت کرنیکے لئے نکلیں۔ اس بڑے صحیح کام کے لئے انہوں نے ہندوستان کی کل تواریخ جمع کرنی شروع کر دی تھیں افسوس کہ متعصب اور بےرحم قاتل نے ان سب حالات کا خونخوار خنجر سے خاتمہ کر دیا۔ لیکن کیا ہمارے لئے یہ بھی آریہ مسافر کی ایک آخری وصیت نہیں ہے۔ ہمارے دھرم کی بنیاد جو کہ سرشٹی کے آدمیں رکھی گئی تھی اور جو کہ ویدوں کا گمبھیر ناد پہلے پہل ہمالئے کی چوٹی پر سے گونجکر آریہ ورت میں پھیلا تھا اسلئے آریہ ورت کی مکمل اور مستند تاریخ طیار کرنا آریہ پرشوں کے ہی فرض ہونا چاہئے۔ اسوقت آریہ سماج میں سینکڑوں گریجویٹ موجود ہیں۔ ان میں سے بیسیوں سنسکرت زبان میں اعلےٰ درجہ کی مہارت پیدا کر سکتے ہیں اور شاید دو چار ایسے بھی ہوں جنہیں روزی کا زیادہ فکر نہیں ہے۔ کچھ ایسے تجربہ کار عالم بھی ہیں جو روزی سے بےفکر ہونیکے علاوہ کافی وقت اور روپیہ اس کام پر خرچ کر سکتے ہیں کیا ان میں سے ایک بھی آریہ مسافر کی اس وصیت کو پورا کرنیکے لئے کھڑا نہ ہوگا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کام کیلئے صبر۔ استقلال اور ہمت کی ضرورت ہوگی کیونکہ اس میں شبہ نہیں کہ برسوں تک ایسے محقق کو گوشۂ تنہائی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہنا ہوگا۔ لیکن اگر یہ کام پورا ہوگیا تو آریہ ورت کی مکمل تاریخ شایع کرنیوالا اپنے بھائیوں کے لئے ایک بےبہا خزانہ چھوڑ جائیگا اور جس وقت کہ رشی سنتان اپنی پورانی عظمت سے واقف ہوکر اپنی موجودہ حالت پر غور کریگی اور پھر مرض کی تشخیص کر کے اپنی حالت کو درست کرنا شروع کریگی اُسوقت کیا ایسے بہادر کا مشن پورا نہ ہوگا؟ ہم ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ کسی یوگیہ پرش کے ہردے کو وہ پریرت کرے تاکہ ویدک دھرم کی اسی میں ایک بڑی مشکل منزل طے ہو جاوے۔

اس پرارتھنا کو اپنے اندر سے نکالے ہوئے سات برس پورے ہونے کو آئے ہیں۔ پرماتما ایسے شبھ کاموں کی پریرنا بھی برابر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آجتک اس میدان میں قدم رکھنے کے لئے ایک بھی آریہ ویر آگے نہ بڑھا پھر ایسی حالت میں اگر دھرم ویر لیکھرام آریہ مسافر کو کسی قدر بیقراری کے ساتھ یاد کیا جاوے تو کون سخت دل ہوگا جو اس میں شریک نہ ہو۔

آریہ مسافر کی تصانیف کو اسقدر ارزاں قیمت پر صرف اسی خیال سے شایع کیا گیا ہے کہ ہر ایک دھرم کے پیاسے کے ہاتھ میں اسکی ایک جلد ضرور پہنچ جاوے جن صاحبوں میں کتاب خرید کرنیکا مقدور نہیں ہے اُن تک اس کتاب کی علم فہم تعلیم کا پہنچانا صاحب ثروت ویدک دھرمیوں کا کام ہے جو لوگ آریہ سنتان کو محمدی اور عیسائی پنتھوں کے پھندوں سے چھڑا کر اُنہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ اس کی سینکڑوں جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

شری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مختصر جیون برتانت

دنیا کی ترقی کی تاریخ ہمیشہ بڑے آدمیوں کی زندگیوں کے خون سے طیار ہوتی رہی ہے۔ ان میں سے بھی جن بہادر نرمردوں نے کہ دھرم کے میدان میں کام کیا ہے اور جنہوں نے دھارمک سدھانتوں پر اپنی پیاری جان تک سونپ دینے میں دریغ نہیں کیا۔ اُنکی دھرم پر استھائے اُنکے سوالات کے پھیلانے میں مقناطیسی طاقت کا کام دیتی ہے یہ ایک مسئلہ ہے کہ ہر جماعت کی زندگی کا اندازہ صرف اُن قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے جو کہ اُس جماعت کے ممبر اپنے عقیدوں کی حفاظت میں کرنے کے لئے طیار ہوں ہر ایک زندہ مذہب یا جماعت اسی زندگی کا اظہار اس قسم کی قربانیوں سے کرتی رہی ہے اور جسقدر زیادہ مصیبتیں کہ کسی سچائی کے ہادی کو مخالفین کے ہاتھوں سے برداشت کرنی پڑی ہیں دوسرے الفاظ میں جسقدر زبردست شہادت کہ کسی سچے دھرم سیوک نے کسی خاص سچائی پر دی ہے اُسیقدر زیادہ اشاعت اُس سچائی کی دنیا میں ہوتی رہی ہے۔ اس لئے وہ جماعت مبارک ہے جسکے رہبروں کو کہ اپنے لہو کی شہادت سے اپنی مانی ہوئی سچائیوں کو ثابت کرنیکا موقع ملے۔ ابھی پورے پچیس برس نہیں گزرے کہ آریہ سماج ویدک سچائی کی مشعل ہاتھ میں لیکر بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے مستعد ہوا۔ سوامی دیانند کی گمبھیر آواز نے کمبھ کرن کی نیند سوئی ہوئی بھارت سنتان کو جگا دیا۔ آلس کی جگہ پرشارتھ کا ظہور ہوا۔ سچے دھرم کی پیاس ہر ایک دل میں بھڑک اٹھی۔ ویدک روشنی نے اندھیرے کو کاٹنا شروع کیا۔ دیش میں زبردست حرکت پھیل گئی۔ مخالف سخت سے سخت حملوں کو شانتی اور مستقل مزاجی سے برداشت کرتے ہوئے سوامی دیانند نے اپنے عقیدوں کا پرچار کیا۔ لیکن محدود انسان کے کام آخر محدود ہوتے ہیں۔ اگر آخری شہادت سوامی دیانند اپنی زندگی سے نہ دیتے تو وہ ہلچل جو اُن کے بعد بھارت ورش میں مچ گئی دکھائی نہ دیتی۔ ایک موت نے ہزاروں کیا لاکھوں زندگیوں کا کام کیا اور ویدک دھرم کی اگنی زیادہ سے زیادہ پرچنڈ ہوتی گئی۔

جہاں ہر ایک سچی تحریک کو ایک بڑے آدمی کی شہادت سے زبردست حرکت پہنچتی ہے وہاں اُس زبردست حرکت کے راستے میں چھوٹی بڑی رکاوٹیں بھی موجود ہوتی ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے کہ دیگر دھرم ویروں کی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آریہ سماج کی تحریک کے راستے میں بھی اس قسم کی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں اور پرماتما کے انتظام اور ہمارے کرموں کے مطابق اُن رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تازہ شہادتوں کی ضرورت پڑتی رہی۔ اسی قسم کی ضرورت کو پورا کرنیکے لئے گورودت ودیارتھی نے ویدک دھرم کی عظمت پر اپنے جسم کو سوامی دیانند کی شہادت کے ٹھیک چھ سال بعد اپنے کر کے سواہا کر دیا۔ چھ سالوں کا عرصہ اور گذر گیا اس عرصے میں اور رکاوٹیں جمع ہوتی گئیں ان سب کو کاٹنے کے لئے لیکھرام آریہ مسافر نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو سچ لہو کے لفظوں میں ویدک دھرم کی بزرگی کی شہادت دی۔

پنڈت لیکھرام کا شمار گو اُس جماعت میں نہیں ہو سکتا جسمیں کہ بدھ اور شنکر نانک اور دیانند وغیرہ اپنے چندرروپ سے سنسار کو روشن کرتے ہوئے شانتی کی بارش کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ اُن چمکتے ہوئے ستاروں میں سے ایک تھے جو کہ ایسے چندرماؤں کی شوبھا کو دوبالا کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ پنڈت لیکھرام کا مختصر جیون برتانت ناظرین کتاب کے روبرو پیش کیا جاوے تاکہ جہاں ایکطرف وے مصنف سے ایک قسم کی ذاتی واقفیت حاصل کر سکیں وہاں دوسری طرف اُس سپرٹ سے بھی واقفیت کر سکیں جو کہ اُنکی تصانیف کی محرک تھی

تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک گمنام موضع میں جس کا نام کہ سید پور ہے ۸ چیت سمت ۱۹۱۵ بکرمی شکروار کے دن ایک موہیال براہمن کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ اُس متحرک چھوٹے سے جاندار کے اندر کس کس قسم کی شکتیاں موجود ہیں۔ پانچویں سال فارسی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے یہ لڑکا بٹھایا گیا۔ ماں باپ نے اس کا نام لیکھرام رکھا۔ پندرہ برس کی عمر تک سوائے اس کے اور لڑکوں سے کوئی تمیز نہ تھی کہ لیکھرام نہایت ہوشیار اور زود فہم طالب العلم تھا ہاں ایک خصوصیت ایسی تھی جس پر کہ اُس وقت کے بزرگ بھی حیران تھے۔ لیکھرام کی طبیعت میں ایک خاص مستقل مزاجی تھی جو ہٹھ کی حد تک پہنچی ہوئی سمجھی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سات آٹھ برس کی عمر میں مکتب میں پیاس لگی۔ گھر جانے کی رخصت مانگی معلم نے کہا کہ یہیں پانی پی لو۔ لیکھرام نے پانی نہ پیا جب تک کہ گھر نہ پہنچ لیا۔ پندرہ سال کی عمر کے بعد پنڈت لیکھرام اپنے چچا گنڈا رام جی کے پاس پولیس کا کام سیکھنے کے لئے چلے گئے (گنڈا رام جی اس وقت ضلع لنا ورس ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں) اسی عرصے میں ایک بڑھے بھائی سکھ کی صحبت میں جو کہ اُن کے چچا کا ماتحت تھا برائے کال اُنہوں نے سمادھی لگانی شروع کر دی۔ ایک دن کا ذکر کرتے ہوئے اُنکے چچا فرماتے ہیں کہ سمادھی کی حالت میں ایسے محو ہو گئے کہ چارپائی سے گر پڑے اور حرکت نہ کی۔ ۱۸۷۶ء کے قریب پولیس میں نوکر ہو کر رفتہ رفتہ لفٹنہ پولیس سارجنٹ ہو گئے دھرم کے لئے پیاس شروع سے ہی محسوس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پشاور میں ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ انہوں نے کاشی سے گیتا ٹیک منگائی تھی اور اُس کو پڑھنا اور شلوکوں کے ارتھوں کا وچار کرنا اپنا دستور العمل ٹھیرا ہوا تھا۔ روٹی ایک وقت اپنے ہاتھ سے بنا کر کھاتے اور کرشن۔ کرشن کا جاپ کیا کرتے اسی سنہ میں جبکہ اُنکی عمر ۲۰ یا ۲۲ سال کی تھی۔ ماتا نے بیواہ کے لئے زور دیا۔ سمبندھ پہلے سے ہو چکا تھا۔ لیکن پنڈت لیکھرام کی دُھن کسی اور طرف لگی ہوئی تھی۔ بیواہ کا ذکر درمیان آتے ہی نوکری ترک کر کے متھرا۔ بندرابن کی طرف جانے کے لئے طیار ہو گئے۔ خطوط کے ذریعہ رشتہ داروں نے بہتیرا سمجھایا۔ لیکن آتش اشتیاق موکش زیادہ بڑھتی گئی۔ آخرکار پنڈت لیکھرام کے چچا اپنے بھانجے سے زبانی سمجھانے کے لئے آئے۔ اُنہیں وہ درشٹانت ابتک یاد ہے جو پنڈت لیکھرام نے اُنہیں سنایا تھا۔ درشٹانت حسب ذیل تھا جو اکثر یوگ کی تصانیف میں مشہور ہے "ایک راجہ کے پاس نٹ تماشہ کرنے آئے راجہ نے حکم دیا کہ یوگی کی نقل اتارو۔ پانصد روپیہ انعام ملیگا۔ نٹ نے ہوبہو یوگی بن کر دکھا دیا لیکن جس وقت سمادھی چھوڑی فوراً بامید انعام ہاتھ پسارا۔" یہ درشٹانت سنا کر پنڈت لیکھرام نے کہا کہ گرہست میں پھنس کر میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اُنکی درخواست کے آگے گھر والوں کو سر جھکانا پڑا اور اُن کی منسوبہ کو اُنکے چھوٹے بھائی سے بیاہ دیا۔*

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ہی کنہیا لعل الکھ دھاری کی کتابوں کا شوق ہوا اندرمن مرادآبادی کی تصانیف سے پہلے واقفیت رکھتے تھے اور محمدی مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر چکے تھے۔ الکھ دھاری کے ایک رسالے میں سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف دیکھ کر و دیگر اخباروں کی معرفت اُنکی تحریر کی تصدیق کی اور اُسیوقت سوامی جی کی تصانیف منگوا کر مطالعہ کرنی شروع کیں۔ جیوں جیوں دھرم کو مرم زیادہ معلوم ہونے لگے تیوں تیوں سری سوامی جی مہاراج کے درشنوں کیلئے دل زیادہ بے قابو ہوتا گیا۔ آخرکار ۱۸۸۱ء میں آریہ سماج پشاور قائم کر کے بحصول رخصت ایکماہ سوامی جی مہاراج کی ملاقات کیلئے چل دئیے اور لاہور۔ امرتسر۔ میرٹھ وغیرہ آریہ سماجوں میں ہوتے ہوئے اجمیر پہنچے جہاں کہ سوامی دیانند جی سے بات چیت کر کے انہوں نے اپنے کل شبہے نوارن کرلئے واپس آتے ہی رسالہ دھرم اپدیش ویدک دھرم کی سچائیوں کو پھیلانے کے لئے جاری کیا اور آریہ سماج پشاور کی ترقی کیلئے تن من۔ دھن سے کوشش کرنے لگے ایام ملازمت میں بھی اپنی صاف گوئی کے لئے مشہور تھے اور مذہبی مباحثہ جات میں کسی شخص کا بھی بوجہ اُس کے عہدے یا دنیاوی عزت کے لحاظ نہیں کرتے تھے شراب کی برائیوں کو روکنے کے لئے بڑا عالیشان جلسہ بلایا گیا جس میں سب حکام ضلع معہ کمانڈنگ افسر وغیرہ شریک ہوئے پنڈت لیکھرام کی تقریر اُس جلسہ میں سب کو حیرت میں ڈالنے والی تھی۔ اس تقریر کا فوجیوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔

پنڈت لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی حد درجہ کی آزاد تھی اور اسی لئے متعصب افسران سے اُن کی نہیں بنتی تھی ۱۸۸۲ء کے شروع میں اُنکی تبدیلی پشاور سے مفصل ہو گئی۔ لیکن ماہنامہ مضامین بھیجکر رسالہ دھرم اپدیش کو پھر بھی جاری رکھا۔ آخرکار آریہ سماج نے رسالہ مذکور کے اخراجات کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہ دیکھ کر اُسے بند کرنے کی تجویز کی۔ اس کے متعلق جو خط کہ پنڈت لیکھرام جی نے ۱۲۔ مارچ ۱۸۸۳ء کو اپنے چچا کے نام لکھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے پنڈت لیکھرام جی کسی قدر مالی مدد کے لئے بھی طیار تھے۔ آخرکار اُسی سال رسالہ بند کرنا پڑا۔ ۱۸۸۴ء کے شروع میں ہی دھرم کی روشنی نے پنڈت لیکھرام کے ہردے کو زیادہ ترمنور کر دیا تھا اور ملازمت سے اُنہیں سخت نفرت ہو گئی تھی۔ رشتہ داروں نے اور سرکاری افسروں نے ہرچند سمجھایا لیکن پنڈت جی اپنے ارادہ پر دڑھ رہے۔ ۱۸۸۴ء میں استعفا دیکر انسانوں کی تابعداری سے آزادی حاصل کی۔

لاہور آریہ سماج میں بیٹھ کر کچھ عرصہ تک سنسکرت ویاکرن میں پریشرم کرتے رہے بعد آریہ گزٹ فیروزپور کے ایڈیٹر ہو گئے اُردو کا اُسوقت یہی ایک ہفتہ وار اخبار تھا جس سے پنڈت لیکھرام نے اسکو چلایا اُسوقت کے فائل اُنکی لیاقت کے شاہد ہیں اُنکی قلم کی تائید میں اُسی وقت سے کام کرنے لگ گئی تھی جبکہ وہ آریہ سماج کے ممبر بنے۔ چنانچہ نوید بیوگان ۱۸۸۳ء کے پیشتر لکھ چکے تھے۔ اُس وقت سے تحریر کا کام برابر جاری رکھا سب سے پہلی تصنیف جس نے کہ پنڈت لیکھرام کو کل آریہ ورت میں مشہور کر دیا آریہ سنتان کے مرجھائے ہوئے دلوں کو تازگی بخشنے والی تکذیب براہین احمدیہ ہے جس میں کہ پنڈت جی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیہودہ دعاوی کی تردید کرتے ہوئے میں ویدک دھرم کی بزرگی کو بھارت نواسیوں کے دلوں پر نقش کر دیا اسکے بعد نسخہ خبط احمدیہ کرشن مت درپن۔ ثبوت تناسخ وغیرہ بڑی بڑی ضخیم کتابیں شائع کرنے کے علاوہ بیسیوں رسالے لکھے جن میں عیسائی۔ محمدی۔ پورانی وغیرہ ہر ایک معترض کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا۔ لیکن اس عرصے میں کیا پنڈت لیکھرام کہیں جمکر بیٹھے ہوئے کتبخانہ کی مدد سے تصنیف کا کام کر رہے تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ مدت سے مسافر بنے ہوئے آریہ ورت کے شہروں قصبوں اور بعض اوقات جنگلوں میں سوامی دیانند کے جیون چرتر کی تلاش کرتے پھرتے تھے اور اسی لئے انہوں نے اپنا نام آریہ مسافر رکھ چھوڑا تھا غرضیکہ کتب خانہ اور ضروری سامانوں سے دور گھومتے ہوئے بھی آریہ مسافر نے وہ کام کر دکھایا جو کہ بڑے بڑے کتب خانوں والوں سے نہ بن پڑا۔ تحقیقات کا شوق پنڈت لیکھرام کو اُس وقت سے ہی تھا جب انہوں نے ہوش سنبھالا چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب مہرشی دیانند کے سوانح عمری

---

* اپنی عمر کے چھبیسویں سال میں پنڈت جی نے شریمتی لکشمی دیوی جی کے ساتھ وواہ کیا جن کی زندگی کی عظمت علیحدہ دکھلائی گئی ہے (دیکھو مضمون "دھرم پتنی کا بیان کیا سکشا دیتا ہے")

لئے واقعات کے جمع کرنے کی ضرورت پڑی تو سوائے پنڈت لیکھرام کے اور کوئی شخص اس کام کے لائق نہ سمجھا گیا اُسوقت سے برابر دیس دیسانتروں میں ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے آریہ مسافر نے وہ شہرت حاصل کی جو شاید ہی کسی موجودہ مذہبی واعظ کے نصیب ہوئی ہوگی ویدک دھرم کی سچائیوں کو گرہن کرنے کے بعد پنڈت لیکھرام جی کی زندگی ایک پبلک زندگی ہوگئی تھی اور اس لئے ان کی اس زمانے کی سوانح عمری اس مختصر سے مضمون میں لکھنا ممکن نہیں ہے ہمیں اس جگہ صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام کا جیون اس قسم کا تھا کہ ہر ایک مذہب اور ملت کے طالبانِ حق اور بے تعصب آدمیوں کو انکی نہ صرف عزت ہی کرنی چاہئے۔ بلکہ اُن کے جیون سے خاص سبق بھی لینا چاہئے ✦

مذہب محمدی اسلام کی تحقیقات آریہ مسافر نے خاص طور پر کی تھی اور اسی لئے انکی تصانیف بیشتر اسی مذہب کے متعلق موجود ہیں پنڈت لیکھرام کی کوئی تحریر بھی بذات خود کسی مذہب یا ملت پر کوئی خاص حملہ نہیں ہے۔ ان کی ہر ایک تصنیف مخالفوں کے سخت سے سخت بیجا حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور اس لئے کوئی اہل انصاف بھی ان پر سختی کا الزام نہیں لگا سکتا۔ لیکن بعض محمدی واعظان نے یا عموماً اور مرزا غلام احمد قادیانی نے خصوصاً پنڈت جی کی زبردست تحریروں سے گھبرا کر اپنے جاہل بھائیوں کو انکے برخلاف اکسایا اور خود محمدی بیچ سے انہیں دھمکانا شروع کیا۔ پنڈت لیکھرام کی قلم کو ہر طریقے پر حتیٰ کہ عدالت تک پہنچ کر روکنے کی کوشش کیگئی۔ آخر کار جب یہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں تو ایک موذی۔ دھوکہ باز مسلمان کے ہاتھ سے انہیں خنجر کھا کر جان دینی پڑی اور اس طرح پر آتما کو مادا کے ذریعے سے دبانے کی کوشش کیگئی۔ ہاں۔ جسم سرد ہوگیا اور وہ ہاتھ جنہوں نے کہ دلائل کی زبردست چوٹوں سے متعصبوں کے دل چکنا چور کردئے تھے ہمیشہ کے لئے مادی قلم پکڑنے سے لاچار ہوگئے۔ لیکن سچائی کے چلائے ہوئے تیر کو روکنے کی کس کو مجال ہے۔

پنڈت لیکھرام کمال جفاکش تھے جس کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ قریباً بارہ برس کے عرصہ میں علاوہ متواتر پرچار کرنے اور سوامی دیانند کے جیون چرتر کے متعلق ۲ یا ۳ ہزار صفحوں سے زیادہ کا مصالحہ اکٹھا کرنیکے انہوں نے بہت سی کتابیں چھپوائیں جو کل ملا کر ۲۰۰۰ صفحوں کے قریب ہونگی اور انکے علاوہ آٹھ یا نو سو صفحوں کے قریب لکھ کر چھوڑ گئے۔ دھن میں لگے ہوئے دن رات ایک کر دیتے تھے اُن کی آزادیٔ طبع کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ لیکن باوجود دھرم وشواس میں کمال سخت مزاج رکھنے کے انکا دل بڑا ہی نرم تھا کسی بھائی کی تکلیف بھی بلا محسوس کئے دیکھ نہیں سکتے تھے جگہ تنگ اور لکھنا بہت کچھ ہے۔ پنڈت لیکھرام کے کیریکٹر کا پورا خاکہ پیش کرنے کے لئے انکی کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اور ساتھ اس کے اُن کا ہر ایک بے نظیر وصف بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لازمی ہے انکی دلیری۔ انکے اندریہ دمن۔ اُن کے وشواس۔ علمی لیاقت اور سچی تحقیقات کے ساتھ ساتھ ویدک دھرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں ویدک دھرم کے حق میں کسقدر متعصب بنا دیا تھا اور ایسے وقت میں وے دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنیکے قابل نہیں رہتے تھے اور ویدک پستکوں کی تعریف سنکر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلا لحاظ اُسکے رتبہ وغیرہ کے وہ مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔ اسی لئے لالہ [illegible] صاحب برہمو نے جو کہ پنڈت جی کے دوست اور عزت کرنے والے بھی ہیں پنڈت جی کو آریہ سماج کے علی کا خطاب دے رکھا تھا۔ لیکن یہ کمزوری پنڈت جی کی تحریر و تقریر میں ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کا خاتمہ تقریر کے ساتھ ہی ہو جاتا تھا ✦

وید۔ ویدک سماج۔ وید سدھانت اور وید آچاریہ مہرشی دیانند کی جانب اُن کے دل میں اس قدر حرارت تھی جسے کہ لوگ پاگلپن کی حد تک پہنچا ہوا بتلاتے تھے لیکن دھرم کے راستے میں اگر کام کیا ہے تو دیوانوں نے! اس لئے یہ دیوانگی مبارک تھی!۔

۶ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کی شام کو ایک سفی القلب مسلمان جو شدھی کا بہانہ کرکے آیا تھا انکی جائے رہائش میں دھوکھے سے چھری اُن کے پیٹ میں گھسیڑ کر بھاگ گیا۔ ۲ بجے رات کے باوجود عمدہ سے عمدہ علاج کے گاستری منتر کا جاپ کرتے ہوئے اس فانی جسم کو چھوڑ کر اپنے سچے دیش کو پدھار گئے اور چلتے ہوئے آریہ سماج کے ممبروں کو وصیت کر گئے کہ **تحریر کا کام بند نہ ہونے پاوے** ✦

آریہ پرشو! ویدک دھرم کے مخالف حملوں سے حفاظت کرنیکا بوجھ اب ہم سب کی گردنوں پر ہے۔ پرم پتا سے پرارتھنا ہے کہ ہمیں بل اور اتساہ پردان کریں تاکہ ہم اس پاک ذمہ واری کو دھرم انوسار ادا کر سکیں ✦

ستی کا جیون کیا شکشا دیتا ہے؟

دیوی لکشمی کا سوتک شریر اب کہاں ہے؟ ۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچارک سے ناظرین معلوم کر چکے ہونگے کہ دھرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی دھرم پتنی لکشمی دیوی جی دیہانت ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے دن کو جالندھر شہر میں ہوگیا۔ گویا دھرم ویر کے ساتھ میرا آخری ظاہری سمبندھ دور ہوگیا جالندھر سے خبر آئی ہے کہ دیوی کی ارتھی کے ساتھ آریہ پرشوں کا بڑا بھاری ہجوم تھا۔ جالندھر کے آریہ پرشوں نے انتیشٹی سنسکار میں ہی شریک ہوکر جسقدر کرتویہ پالن کی طرف رچی ظاہر کی ہے۔ اسکے لئے بھی میں پرماتما کا دھنیہ واد کرتا ہوں۔

لکشمی دیوی کا جیون شور و غل کا جیون نہ تھا۔ ایسی عورتیں موجود ہیں جنہوں نے سنسار کے اندر بہت کچھ شور مچا رکھا ہے اور ایسی عورتیں بھی موجود ہیں جنکو محض نمائشی آدمیوں نے ہی مشہور کر رکھا ہے۔ اس قسم کی استریوں نے اب تک سنساری بھلائی میں کچھ دیرپا کام نہیں کیا۔ لیکن اسی دیش کے اندر اس قسم کی ستی استریاں ہو چکی ہیں اور باوجود سخت گری حالت کے اسوقت بھی کبھی کبھی ایسا چمتکار دکھلاتی ہیں۔ جنکے جیون ہی دیش کو رساتل میں جانے سے بچا رہے ہیں۔ ایسی ستی استریوں میں سے لکشمی دیوی کو میں

ایک سریشٹھ ستی

سمجھتا ہوں۔ لکشمی دیوی کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟ اُن کے والدین کے نام کیا تھے؟ انہوں نے بچپن میں کس طرح پرورش پائی؟ وغیرہ وغیرہ سوالات ہیں جن کے جواب ڈھونڈھنے سے ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہو سکتا گو اسقدر معلوم ہے کہ اُن کا جنم کوہ مری کی جانب ایک پہاڑی گاؤں میں ہوا تھا اور گو انکے والدین اور بھائیوں کے نام بھی دریافت کرکے درج کئے جا سکتے ہیں تاہم اُس سے صرف یہی معلوم ہوگا کہ ہماری عزت کے قابل دیوی دیہاتی براہمنوں کے یہاں مثل دیگر لڑکیوں کے پلتی رہی۔ دھرم ویر کے جیون ورتانت سے جن سجنوں کو کچھ بھی واقفیت ہے انہیں معلوم ہے کہ اس دیوی کا وواہ اُسوقت ہوا جبکہ اُسکی عمر تقریباً ۱۶ برس کی تھی۔ اپنے وواہ سے بعد دو یا تین سال کے بعد ہی پنڈت لیکھرام جی نے جالندھر میں اپنی دھرم پتنی کو لے آنا شروع کیا تھا اور جو سمبندھ سورگباشی پنڈت جی کا میرے ساتھ تھا اُسکے باعث اُسی وقت سے میں لکشمی دیوی کے سوبھاؤ کو آج تک جانتا ہوں یہ شروع سے ہی بہت کم گو تھیں سوبھاؤ میں تحمل حد درجہ کا تھا انکی تکلیف کو دوسرا معلوم کرکے اُسکا علاج کرے تو خیر ورنہ خود شکایت کرکے کسی کو تکلیف دینیکا نام نہیں جانتی تھیں وہ

کے سمے سے ہی آریہ مسافر نے اپنے منصوبہ کو عمل میں لانا شروع کر دیا۔ یعنی جس جس کے ساتھ کہ وہ بانی استری شکشا کا وچار کرتے تھے اُسی جوش کے ساتھ انہوں نے اپنی دھرم پتنی جی کو پڑھانا شروع کیا۔ جالندھر میں استری سماج اور آریہ سماج کے ستسنگ کو دیکر کل جلسوں میں لکشمی دیوی سمیلت ہوا کرتی تھیں۔ سوامی گیانی آریہ مسافر اپنی دھرم پتنی کو استری جاتی کی سیوا کے لئے اسطرح پر طیار کر رہا ہے جسطرح پر کہ خود پرس جاتی کی سیوا کیلئے اُدیت تھے۔ مجھ سے دھرم ویر نے بارہا اپنا آئندہ جیون کا سوچی پتر (پروگرام) پیش کیا تھا۔ جس میں لکشمی دیوی کا ذکر اکثر آتا تھا۔ ودیا دان پرچار کا خیال تھا۔ تو اُس میں بھی لکشمی دیوی کے کام کا ذکر ہوا کرتا تھا۔ دھرم ویر لکشمی دیوی کو کیا بنانا چاہتے تھے وہ اُس تقسیم اوقات کے کاغذ سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ ملفوظات آریہ مسافر کے سلسلے کے اندر اُس ضمیمہ کے نمبر ۳۰ میں شائع ہوا جو کہ آریہ مسافر کے نام سے سب دھرم پرچار کے ساتھ نکلا کرتا تھا۔ اُنہوں نے پراتہ کال کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "اگنی ہوتر کو لکشمی جی کر لیا کریں" گویا گارہپت اگنی کی رکشا کا کام گرہنی کے سپرد کر کے انہیں آریہ پد کی ادھیکارنی سمجھ لیا تھا تیسرے نمبر پر حسب ذیل عبارت درج ہے "۱۱ بجے سے ۲ بجے تک بھوجن۔ آرام۔ امور خانہ داری وغیرہ اور پیاری لکشمی کو پڑھایا جاوے"۔ جالندھر میں ہی شریمتی لکشمی دیوی کی گود ہری بھری ہوئی اور اُسی جگہ اُنکو اپنے پیارے بچے کے وِیوگ کا دُکھ ملا۔ دیوی کا شریر بھی اُس طیاری میں بیمار ہوا جو کہ وہ پرلوک کیلئے کر رہی تھیں۔ لکشمی دیوی کی مزاج میں اسقدر مسکینی تھی کہ وہ سوائے اُن ایک دو عورتوں کے جن کے اُنکی طبیعت ملی ہوئی تھی اجنبی عورتوں سے عموماً شرمایا کرتی تھیں۔ پنڈت لیکھرام جی چاہتے تھے کہ اُنکی دھرم پتنی اُن سے دھرم رستک طیاری میں مدد لیکر اپنی ہم جنس اور ہم نشینوں کی طبیعتوں کو ویدک دھرم کی طرف رجوع کیا کرے۔ انہوں نے مجھ سے صلاح پوچھی کہ کس طرح پر لکشمی دیوی کا حوصلہ بڑھایا جاوے۔ میں نے صلاح دی تھی کہ آریہ سماجوں کے سالانہ جلسوں پر اُنکو پنڈت جی ساتھ لیجایا کریں۔ چنانچہ اسی صلاح پر عمل کر کے وہ شریمتی جی کو پٹیالہ چھاؤنی اور متھرا آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر لیگئے۔ جہاں سے سخت بیماری کی حالت میں لڑکے کو واپس لانا پڑا۔ یہ شاید ۱۸۹۶ء موسم برسات کا ذکر ہے اسکے بعد چونکہ رشی دیانند کے جیون چرتر کی چھپائی کا کام شروع ہونیوالا تھا اسلئے لکشمی دیوی کو اپنے پتی کے ہمراہ لاہور جانا پڑا۔ ایک صدمہ سے ابھی تک پورا چھٹکارا نہیں ہوا تھا اور پیارے پُتر کی یاد ابھی بھولی نہیں تھی کہ دیوی کے دیکھتے دیکھتے ایک شیطان ہو کر اُنکے پیارے پتی کے پیٹ میں چھری بھونک کر چلتا لگا۔ کس بہادری سے ویرانگنا نے قاتل کے ہاتھ سے چھری چھیننے کی کوشش کی اور کس طرح سے ہاتھوں پر زخم کھایا۔ یہ واقعات ہیں جنہیں وے سجن بخوبی جانتے ہیں جو مارچ ۱۸۹۷ء کا پرجوش اخباری لٹریچر پڑھتے رہے ہیں۔ پتر اور پتی دونوں کو ویدک دھرم کی سیوا کی بھینٹ چڑھا دینے کے بعد لکشمی دیوی اپنی ساس کے ہمراہ گھر کو چلی گئیں جہاں سے کچھ عرصہ کے بعد دونوں دیویاں جالندھر میرے مکان پر آ گئیں۔ اُسوقت اہل اسلام کے مفسد حصہ کے اندر مخالفت کی آگ بہت بھڑک رہی تھی اور آریہ سماجیوں کو عموماً اپنے برگزیدہ آدمیوں کی جانوں کا خوف رہتا تھا۔ چونکہ جالندھر آریہ سماج کے ممبر بارعب سمجھے جاتے تھے اور اس شہر کے مسلمانوں کے اندر تعصب کا نام و نشان نہ تھا۔ اسلئے میں نے دھرم ویر کی ماتا جی کو صلاح دی تھی کہ اپنی پتر بدھو کے ساتھ ملکر جالندھر میں ہی بود و باش اختیار کریں لیکن ماتا جی کو اُن کے سمبندھیوں کا پریم راولپنڈی کی طرف کھینچتا تھا اور لکشمی دیوی اکیلی رہنا پسند نہیں سمجھتی تھیں اسلئے دونو دیویاں پھر رخصت ہو کر چلی گئیں۔ راولپنڈی میں پہنچتے ہی دیوی کی بیماری نے جو سنگرہنی شروع ہوئی۔ معمولی پیچش کا سدا کے لئے

وِیوگ معمولی عورتوں تک کو غم و الم کے سمندر میں ڈبو دیتا ہے پھر ایک غیر معمولی محسوس کرنیوالی طبیعت کے اندر ایسے غیر معمولی بہادر پتی کی موت کا اثر کیا ہوا ہوگا۔ بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے دن رات کا رنج کھانے پینے کے قابل انسان کو نہیں چھوڑتا نتیجہ یہ ہوا کہ ہاضمہ کی طاقت بالکل جاتی رہی سر پر کمزور ہو چلا اور دن بدن حالت بگڑتی گئی مجھے اس تبدیلی کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب گوروکل کے لئے بھکشا مانگتا ہوا ۱۸۹۹ء میں راولپنڈی پہنچا تو دیوی کے درشن کرتے ہی مجھ پر سخت صدمہ ہوا۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ اور معمولی سامان رہائش میں بھی صفائی کا خیال تک نہیں رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ سوائے غم اور فکر کے انکا کوئی بھی ساتھی نہیں اُسوقت میں نے بہتیرا زور دیا کہ ماتا جی ان کو لیکر جالندھر میں آ جاویں۔ پنڈت لیکھرام جی کے خاندان میں سب سے بڑھکر عزت میں اُن کے چچا پنڈت گنڈا رام جی کی کرتا ہوں جو کہ پشاور کے ضلع میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں جب انہیں دنوں پشاور جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے گنڈا رام جی سے ملکر ایسی باتیں کیں جنہوں نے کہ اُنکی عزت میری نظروں میں دوبالا کر دی انہوں نے مجھے پریرت کیا کہ میں لکشمی دیوی کو جالندھر لیجاؤں اور وہاں کنیا ودیالے میں اُنکے پڑھنے کا انتظام کروں۔ لیکن ساتھ ہی کہا کہ اگر لکشمی دیوی اپنا سب کچھ آریہ سماج کے ارپن کر دیوے تو وہ خوش ہوں کیونکہ ایشور نے اُنکو سب کچھ دے رکھا ہے۔ راولپنڈی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۷-۱۸ دسمبر ۱۸۹۹ء کا مقرر تھا اس موقعہ پر میں پھر راولپنڈی گیا اور ماتا جی کو پریرت کیا اسوقت شاید پنڈت گنڈا رام جی کام کر چکے تھے اور اس لئے ماتا جی نے خود سمبندھیوں کے پریم کے باعث راولپنڈی چھوڑنے سے انکار کرتے ہوئے بی بی لکشمی جی کو جالندھر میں جا کر رہنے کی آگیا دی اُسی جلسہ کے موقعہ پر سکندر آباد کی جو بھجن منڈلی آئی ہوئی تھی اُسنے دھرم ویر کی مرتیو کی بابت سخت پرجوش بھجن گائے۔ ان بھجنوں کے سنانے کے لئے وے لکشمی دیوی کے مکان کے پاس گئے اور گلی میں اپنے پرجوش ویر رس میں سنے ہوئے کرونا رس سے گلی کے مردوں اور عورتوں تک کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہے تھے مجھے معلوم ہوا کہ اس بھجن کو سنکر دیوی لکشمی بیہوش ہو گئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جو کام دیوی کی خوشنودی سمجھکر آریہ پرش کرتے رہے اُسنے دیوی کی بیماری کو اور بھی زیادہ بڑھایا آریہ مسافر کی موت کے دن سے ہی برابر ایسے پرجوش بھجن اُن جلسوں میں گائے جاتے رہے ہیں جنمیں دیوی لکشمی شریک ہوتی رہیں ہر ایک میں وہ بیہوش ہو جایا کرتی تھیں مجھے پہلے یہ راز نہ معلوم ہوا جبکہ ۶۔ مارچ ۱۹۰۱ء کے دن جالندھر کے خاص جلسہ میں دھرم ویر کے جیون کے متعلق پرسوز تقریروں کو سنکر اُنپر غشی کی حالت طاری ہو گئی تھی اس وقت سے میں ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ اُنکی موجودگی میں آریہ مسافر کے قتل کی بابت کوئی نظم نہ گائی جاوے لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر نومبر ۱۹۰۱ء کو ہوا تھا۔ دیوی پھر بیہوش ہو گئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب گوروکل کے افتتاحی جلسہ پر کچھ بھائیوں کے دھرم ویر کے بلیدان کی نسبت بھجن سُننے کی فرمایش کی تھی تو میں نے اُسی وقت منع کر دیا تھا۔ کیونکہ دیوی لکشمی جی اُس جگہ موجود تھیں۔ ہاں میں راولپنڈی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا ذکر کر رہا تھا۔ آخری دن جب وید پرچار فنڈ کے لئے اپیل ہوئی تو لکچرار نے بڑی رقت سے بھرے ہوئے الفاظ میں وید پرچار پر آریہ مسافر کے جان دینے کا ذکر کیا۔ اُسی وقت لکشمی دیوی نے اپنے کان سے سونے کی بالیاں اُتار کر وید پرچار فنڈ کے لئے دان کر دیں۔ اس دان پر دیوی کے سمبندھیوں نے اُسوقت بُرا سمجھا تھا۔ اور انہیں سخت تکلیف دی تھی۔ لیکن دیوی نے اپنے سوابھاوک تیاگ

میں کسٹ کو سہن کیا۔ ایسے وقت میں جبکہ اس دان کی وجہ سے ساس کی طرف سے ہی سختی ہوئی امید نہیں ہو سکتی تھی کہ لکشمی دیوی کی طبیعت اُس سے متنفر نہ ہو گئی ہو۔ لیکن میں نے جب اُس وقت بھی آزمایا تو عملاً اُنہیں اسی تنگ دلی سے بالکل بری پایا۔ لکشمی جی کی جالندھر آنیکی طیاری پر ضروری ہوا کہ جو گذارہ دونوں کے لئے اکٹھا دیا جاتا تھا اُسکی تقسیم کا خیال شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا صاحب کو پیدا ہوا۔ چنانچہ اس سبھا کے ممبروں نے مجھے اسکام کے لئے مقرر کیا کہ میں آریہ مسافر کی ماتا اور بیوہ دونوں کے گذارہ کا تناسب مقرر کروں۔ سبھا کے ممبر جانتے تھے کہ گذارہ کا حق دھرم ویر کی بیوہ کا ہی تھا۔ لیکن چونکہ اُنکی ماتا سالم تھیں اسلئے اُنکا بھی گذارہ اس میں سے ملنا مناسب سمجھا جاتا تھا۔ سبھا کے ممبروں کا خیال تھا کہ لکشمی دیوی شاید اپنی ساس کیلئے پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ منظور نہ کرینگی اور اس لئے مجھے ہدایت ہوئی تھی کہ میں انہیں اپنی ساس کے لئے آٹھ روپیہ ماہوار منظور کرنے کے لئے پریرت کروں لیکن ہم سب کیسے حیران ہوئے جبکہ دیوی نے خود بخود ماتا کے لئے دس روپیہ ماہوار منظور کر لئے۔ میں پھر سوس رہا اور کمال افسوس سے ہی شریمتی جی کو جالندھر جانے کے لئے پریرت کرتا رہا۔ آخر کار جب گوروکل کے لئے بھکشا کا کام پورا کرکے میں جالندھر اپنے گھر ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو واپس آیا تو لکشمی دیوی پہلے سے ہی اُس جگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ لالہ نگسا مل کے مکان میں اُن کے لئے رہائش دلائی گئی۔ اور کنیا مہا ودیالہ میں انہوں نے باقاعدہ پڑھائی شروع کر دی۔ کو کم وقت سے لکشمی دیوی نے پڑھنے کا دڑھ ارادہ کر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اچھی ہی آ نکلی۔ لیکن بیماری پھر انکی پڑھائی میں حارج ہوتی رہی۔ ان دنوں میری بہن جانکی اور میری لڑکیاں اکثر بی بی لکشمی جی کو اپنے ہمراہ سیر کے لئے لیجاتی رہیں اور اس طرح انکی قوت ہیں ہمہ اور طاقت جسمانی کے درست کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن چونکہ انکی بیماری ہونے کے باعث بعض اوقات وہ ایک وقت روٹی سا کر ہی دونوں وقت کھاتی رہیں اس لئے طبیعت بالکل درست نہ ہوئی۔ تقریباً ہر ہفتہ سخت درد پیٹ ہو کر قے ہو جاتا اور بعض اوقات بغیر پچکاری کے طبیعت صاف نہ ہوتی۔ لیکن اس حالت میں بھی علاوہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اور ستیارتھ پرکاش کے کچھ حصوں کے پڑھنے کے لکشمی دیوی نے حساب اور عام پڑھائی کے ساتھ چکتسا کی پڑھائی بھی جاری رکھی تھی۔ دیوی نے اس خاص جماعت میں پڑھی تھی۔ جو کنیا مہا ودیالہ کے متعلق بندوبست سے لالہ دیوراج جی نے کھلوائی تھی۔ جسقدر پڑھنے والی تھیں ان میں سے اگر کچھ لابھ اٹھا سکا تو بی بی لکشمی دیوی نے۔ نبض دیکھنا انہیں اچھی طرح آ گیا تھا اور اکثر اوشدھیوں کے گن بھی جان گئی تھیں لیکن پھر بھی پڑھائی میں بڑا وگھن پڑتا تھا۔ روزمرہ کی بیماری کچھ کرنے نہیں دیتی تھی۔ صحت کی ایسی حالت دیکھکر میں نے اپنی لڑکیوں کے ساتھ بی بی لکشمی دیوی جی کو اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی۔ میری بڑی لڑکی شریمتی ویدکماری دیوی کے ساتھ اِن کا بڑا پریم تھا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ لکشمی دیوی کے خیالات کس قدر اعلے ہیں میں نے بھی اُنکے خیالات کو ترقی دی اور اُن کا باقاعدہ علاج ڈاکٹر گنگا رام جی سے شروع کرایا۔ اب صحت بدنی دن بدن درست ہونی شروع ہوئی اور لکشمی دیوی نے میری لڑکیوں کے ساتھ ہی ستیارتھ پرکاش کے مشکل مضامین مجھ سے پڑھنے شروع کئے۔ سنسکرت بھی شروع کر دی اور پانچ اوپکارک کو ختم کرکے رگھو بنش کے ساتھ لگھو کومدی شروع کرنیکا ارادہ کر لیا۔ لیکن ایک طرف میں پنڈت گوپی ناتھ والے مقدمہ میں مبتلا ہوا اور دوسری طرف میری لڑکی کے وواہ کا انتظام شروع ہوا۔ ان سب سے مجھے کم فرصت ملتی تھی۔ لیکن دیوی نے پھر بھی انتی جاری رکھی۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں اُنکی صحت بہت اچھی ہو گئی تھی۔ اور ابتدائے

گفتگو میں انہوں نے مجھ سے اسے بہر دینے کا بھاو سپرگٹ کیا تھا کہ اگر دو برس تک سنسکرت و ناگری اور دھرم گرنتھوں کی پڑھائی جاری رہی تو وہ کنیا آشرم جالندھر کا چارج لینے کے علاوہ کنیا مہا ودیالہ میں پڑھانے کا کام کرنے کے لئے بھی طیار ہو جاویگی لیکن اسی مہینہ میں مجھے گوروکل کی خدمات سپرد ہوئیں اور مجھے قبل از وقت اُنسے کنیا آشرم کی سیوا کیلئے اپیل کرنی پڑی۔ بعر جیل صحت کے دیوی نے میری درخواست کو قبول کیا اور کنیا آشرم کا کام کرنا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے درمیانی حصہ میں ہی شروع کر دیا۔ کنیا آشرم میں اُنکے انتظامی مادہ سے مجھے واقفیت ہوئی۔ مجھے امید تھی کہ لکشمی دیوی میں جب جاپ ستری کے اندر بھی لڑکیوں پر دباؤ رکھکر اُنسے پریم کرنیکی ایسی طاقت موجود ہے دن رات باقاعدہ کام کرتے ہوئے زکام کا آغاز میرے روبرو ہی ہو گیا تھا۔ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو میں جالندھر سے چلا آیا۔ اسوقت سے دیوی لکشمی لالہ سومناتھ جی مینیجر کنیا آشرم کے ساتھ آشرم کا کام کرتی رہیں سومناتھ جی کو بخوبی معلوم نہ تھا۔ کیا ہی بیماری کا حال لکشمی دیوی بتلایا ہی نہیں کرتی تھیں۔ جب جنوری کے خاتمہ پر میں پھر جالندھر گیا تو مجھے لکشمی جی کی بیماری کا حال معلوم ہوا۔ میں نے سومناتھ جی کو توجہ دلائی اور اُس دن سے لالہ سومناتھ جی اور اُنکی دھرم پتنی نے خبر لینی شروع کی۔ جس پریم اور سردھا سے ان دونوں نے لکشمی کی سیوا کی ہے آریہ پبلک کو اُسکے لئے انکا مشکور ہونا چاہئے۔ لالہ سومناتھ جی نے سیوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن بیماری بڑھتی گئی اب یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض اوقات دن میں تین تین مرتبہ بیہوش ہو جاتیں۔ فروری کے آخر میں پھر میں گیا تھا۔ اُسوقت انہیں اور بھی کمزور پایا۔ لیکن اُسوقت تک کچھ نہ کچھ پڑھنے کا شغل جاری تھا۔ اسکے علاوہ باوجود کمزوری کے دیوی نے گوروکل کے افتتاحی جلسہ میں شامل ہونیکا ارادہ مصمم کر لیا۔ اس سے پہلے جب میں فروری کے خاتمہ پر گیا تھا تو انہوں نے ایسی رائے ظاہر کی تھی کہ منجملہ ان ہزار روپیوں کے جو اُن کے پاس جمع تھے وہ دو ہزار روپیہ دھرم ارتھ دینا چاہتی ہیں۔ گوروکل بھومی میں وہ میری چھوٹی لڑکی ساتھ لیکر آئی تھیں آتے ہی کنکھل میں بیمار ہو گئیں اُنکا پہلے گنگا سنان سے انہیں فائدہ ہوا سمجھا جاتا رہا۔ لیکن وہی پرانا درد شکم شروع ہوا جب ڈاکٹری دوا نے فائدہ نہ کیا۔ تو شریمان پنڈت گنگا دت جی کی دوائی دی گئی۔ اُس دوا سے دو دن میں ہی اچھا فائدہ کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ گنگا جل اور اوشدھی سیون سے شاید اُنکی طبیعت ٹھیک ہو جاوے جبکہ اُسوقت بالکل بے سروسامانی تھی۔ سب کا خیموں میں ڈیرہ تھا لیکن باوجود اسکے بی بی لکشمی کی صحت کے لئے میں نے اُن سے رہنے کی درخواست کی۔ بی بی لکشمی جی کو خود بڑا فائدہ معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یقین تھا کہ اس اوشدھی سے انکا روگ کم ہو جاویگا۔ لیکن ساتھ ہی گوروکل کے کام اور میری مشکلات کا خیال آیا اور باوجود ہماری درخواستوں کے انہوں نے یہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ میں اُنکے اُس وقت کے اعلے بھاؤ کو نہیں بھول سکتا اُنکے الفاظ تقریباً یہ تھے۔ ”بھائی جی! ایشور کو مجھے راضی کرنا اور مجھے اپنی بہنوں کی سیوا کے لئے بنانا منظور ہے تو وہاں بھی اپنے کرموں کے پھل بھوگنے کے بعد راضی ہو جاؤنگی۔ لیکن آپکا سارا دھیان جو اسوقت گوروکل کی استی میں لگنا چاہئے بٹ جاویگا“

اسی جلسہ پر شریمتی جی نے دو ہزار روپیہ ایک ظیفہ کے لئے گوروکل میں دان دیا۔ جب اس دان کا ذکر لکشمی دیوی نے مجھ سے کیا تو میں نے انہیں پھر سوچنے کے لئے پریرنا کی اور ساتھ ہی یہ جتلایا کہ شاید لوگ یہ کہیں کہ چونکہ آپ حالت مرض میں رہتی تھیں اسلئے میں نے اس امر کا فائدہ اٹھا کر دو ہزار روپیہ اُس انسٹیٹیوشن کے لئے دان کرا لیا۔ جس کے ساتھ مجھے تعلق ہے دیوی نے ایک مانی میں نے پھر پنڈت رام بھجدت جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے جو اُس جلسہ میں شریک تھے ذکر کیا۔ انہوں نے بھی مجھے صلاح دی کہ میں پھر شریمتی جی کو دوبارہ غور کرنے کے لئے پریرت کروں۔ میرے دوبارہ تکرار پر شریمتی جی نے کہا ”بھراتا جی! زندگی کا

بھروسہ نہیں۔ نہ معلوم کب پران نکل جائیں۔ یدی دنیا کے کہنے کا خیال کیا جاوے تو کوئی کام ہی نہ ہو سکے"! اس دن کو پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے سیٹھ رام بھجدت جی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کو پریرت کرینگے کہ دو ہزار روپیہ میں ہی ایک دائمی وظیفہ آریہ مسافر کے نام کا گروکل میں دیا جاوے۔

گروکل کے افتتاحی جلسہ سے واپس ہو کر جب لکشمی جی جالندھر آئیں تو یہاں طاعون چمک اُٹھا تھا۔ دوسرے دن ہی لاہور کو چلی گئیں اور وہاں سے سیدھی راولپنڈی کو روانہ ہوئیں۔ اُس جگہ جا کر طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی ایک طرف بیماری کا زور اور دوسری طرف سمبندھیوں کی طرف سے دو ہزار کے دان پر طعنوں کی بوچھاڑ۔ دن بدن حالت خراب ہو چلی۔ وسنف اور بچار نے گھیر لیا۔ لکشمی جی جانتی تھیں کہ میں گروکل کے کام میں مصروف ہوں اسلئے مجھے تو اپنی حالت سے مطلع نہ کیا۔ لیکن لالہ سوم ساکھ جی کو لکھ بھیجا کہ اگر آپکی زندگی بچانا منظور ہے تو انہیں راولپنڈی سے منگا لیویں اس جگہ ایک اور مشکل پیش آئی سوم ساکھ جی کیا آشرم سے علیحدگی اختیار کرکے روپڑ کو چلے گئے تھے اُنہوں نے لکھ بھیجا کہ اگر لکشمی جی روپڑ اُن کے ساتھ جانا منظور کریں تو جنم بھر اُنکی سیوا ہو سکیگی لکشمی جی نے اس بات کو منظور کیا اور لالہ بستی رام اسسٹنٹ میگزین ستیہ دھرم پرچارک پریس کو بُلوایا تاکہ اُنکے ہمراہ جالندھر چلی آویں۔ بس یہ لکھنا بھول گیا ہوں کہ پنڈت لیکھرام جی کی زندگی سے ہی لالہ بستی رام کے خاندان پر پنڈت جی تتھا لکشمی جی کو بڑا وشواس تھا اسی عرصہ میں لاہور جاتے ہوئے، جون کو لالہ بستی رام مجھے جالندھر کے ریلوے سٹیشن پر ملے اور میرے ساتھ لاہور تک سفر کرکے راولپنڈی چلے گئے ۹۔ جون کو میں لاہور سے جالندھر آیا تو بی بی لکشمی جی اُسجگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ میں پہنچتے ہی دیوی کے درشن کے لئے اندر گیا۔ کمزوری کو دیکھکر سہم گیا۔ چہرہ پر دق کے آثار صاف نمایاں تھے اسی وقت ڈاکٹر گنگا رام جی کو بلوایا۔ علاج باقاعدہ شروع ہوا ۱۵۔ جون کو لالہ سوم ساکھ جی روپڑ جانے کے لیئے طیار تھے۔ لیکن ڈاکٹر کی رائے میں لکشمی دیوی سفر کشی کی تکالیف برداشت کرنے کے قابل نہ تھیں۔ ڈاکٹر گنگا رام جی نے سٹیتھسکوپ سے مشاہدہ کرکے شک ظاہر کیا کہ شاید پھیپھڑے بریکار ہو چکا ہے اسپر ڈاکٹر سمتھ صاحب سول سرجن کو بلایا گیا انہوں نے ہر طرح سے دیکھ بھال کر جگر کی سخت بیماری بتلائی اور امید کی جگہ یاس کا راستہ قایم کر گئے۔ ڈاکٹر سمتھ کی صلاح کے مطابق جگر کے موقعہ پر لیپ وغیرہ کیئے گئے اور ادویات اور غذایات کا استعمال شروع ہوا۔ لیکن زندگی کے دن قریب الاختتام تھے جب جیون جنم ختم ہو چکا تھا تو انسانی تدابیر کیا کر سکتی تھیں۔ مجھے گو فوراً گروکل بھومی میں واپس آنا چاہیئے تھا۔ لیکن جہاں دیگر بواعث مجھے روک رہے تھے وہاں اُن میں سے ایک بی بی لکشمی جی کی بیماری تھی۔ انہیں مجھ پر بہت وشواس تھا اور اُن کا خیال تھا کہ میری موجودگی میں ہی اُن کا علاج ٹھیک ہو سکیگا میں نے بھی اُنکی خدمت کو اپنا دھرم سمجھا ہوا تھا۔ کیونکہ علاوہ پنڈت لیکھرام کی بدھوا ہونے کے اُنکا برد کار کا بھاؤ اور اُن کے اعلےٰ خیالات اُنکی سوتنتر عزت میرے ہردے میں پیدا کر چکے تھے۔ تس پر دن بدن کمزور ہو گیا۔ آخر کار مجھے بھی ادھر آنے کی اشد ضرورت تھی۔ علاج اسلیئے لالہ ویر چند جی کے سپرد کرکے میں نے ۲۰، ۱۰ کی رات کو ادھر کی طیاری کی لیکن جب میں ریلوے سٹیشن پر جانے کو طیار ہونے لگا تو لکشمی دیوی کی طبیعت سخت بگڑ ہی میں فوراً اندر گیا اور اُسی وقت طیاری ملتوی کردی۔ طبیعت رات کو کچھ ٹھہر گئی تھی اور اس لئے صبح میں پھر طیار ہوا۔ پاس والوں نے رائے دی کہ میں اُنکو ملکر نہ جاؤں مبادا اُن کو صدمہ پہنچے۔ لیکن پھر رائے ہوئی کہ ملکر جانا اچھا ہے۔ چنانچہ آخری وقت رخصت کے لئے گیا۔ نمستے کا جواب دیکر قبل اس کے کہ میں کچھ بولوں دیوی نے پوچھا کہ میں گروکل کو کب جاؤنگا میں نے جواب دیا

کہ طیار ہوں۔ لیکن اگر میری ضرورت ہو تو ٹھہر جاؤں دیوی نے جواب دیا "آپکی وہاں بہت ضرورت ہے آپ جائیے۔ آج ہی جائیے"! میں آخری نمستے کہکر رخصت ہوا +

میرے چلے آنے کے بعد دن بدن طبیعت بگڑتی گئی پہلے تو لکشمی جی کو اسے راضی ہونے کی امید تھی کیونکہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تب ڈاکٹر گنگا رام جی نے دوائی سے کچھ فائدہ نہ سمجھکر دوائی بند کرادی تو ڈاکٹر کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ "اگر بابو جی موجود ہوتے تو ضرور نئے ڈاکٹر کو ملا دیتے"۔ لیکن ۳ جولائی کو انہیں بھی یقین ہو گیا کہ اب آخری دم ہے چنانچہ لالہ بستی رام کو بلا کر چند بھدر پرشوں کے روبرو ہی جائداد کی نسبت وصیت کی جو حرف بحرف بابو امر سنگھ جی وکیل نے لکھ لی۔ اُس وصیت کے مطابق دو ہزار تو پہلے ہی گروکل کو دید بنا سیاں کیا اپنے کل زیور جو قیمت میں تقریباً سات آٹھ سو روپے کے ہونگے معہ چار سو روپیہ نقد اپنی ساس کو دیا جو کہ پہلے سے ہی یہاں پہنچ گئی تھیں ایک بکس جس میں بہت سے ریشمی پارچات اور للعہ؟ روپیہ کے دو کرنسی نوٹ اور آٹھ روپیہ نقد برآمد ہوئے ایک اناتھ لڑکی کے لئے ارپن کر دئے جس کا وواہ ہونیوالا تھا اور باقی کل روپیہ جو سرشتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پاس جمع تھا اور جو ساڑھے چھ سو کے قریب ہوگا لیکھرام میموریل فنڈ کو دیدیا اس وصیت کے بعد دوسرے دن زبان بند ہو گئی اور ۷ جولائی کی دو پہر کو پران نکل گئے۔ آریہ پرشوں نے انتیشٹی ویدک ریتی سے کر دیا اور لکشمی دیوی کا شریر بھسمی بھوت ہو گیا۔ لکشمی دیوی کا جیون سچ مچ ستی کا جیون تھا اپنے ہردے کے اندر ہی محدود رکھتے ہوئے جسقدر کشٹ اس دیوی نے برداشت کیئے اُنکا آریہ مسافر کے پڑھنے والے پرش کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ستی نے اپنا کام پورا کیا اور چل دی۔ ہمارے افسوس اور ہمدردی کی اُسکو کیا پرواہ ہے۔ اس میں سندیہ نہیں کہ لکشمی دیوی پورن تکت اوستھا کو نہیں پہنچ سکیں لیکن اس میں کس کو سندیہ ہے کہ وہ آیندہ جنم میں گزشتہ جنم سنسکاروں کے لئے اعلیٰ جنم دھارن کریگی۔ اور جو کام ادھورا چھوڑ گئی ہیں اُسے پورن کرنیکا پریتن کریں گی۔

دیوی! تمہارے شبھ سنکلپ تو ایسے نہ تھے کہ پورن نہ ہوتے۔ لیکن اس ابھاگی دیش کے کرم ایسے کب تھے کہ تمہاری سہایتا اُسے پہنچ سکتی۔ ہر ہر پاٹھک گن! اسی کا جیون چرتر آجکل کی بھڑکدار سوانح عمریوں کی طرح جوش اور خروش پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ لیکن کیا اس سے ہمیں کچھ شکشا نہیں ملسکتی؟ کیا ہم نہیں سوچ سکتے کہ اس دیش کی سماجک دشا کیسی ہی خراب ہو گی جسکے اندر پروپکار کا زبردست بھاؤ اپنے اندر رکھتے ہوئے بھی ایک دیوی اپنی سبھ اچھیا کو پورا نہ کرسکی۔ سچی ہمدردی اس دیش میں کہاں ہے باوجود ویدک دھرم کی بزرگی کا ڈنکا بجانے کے بھی ہم سے بنت آریہ جیون کے اندر ویدک دھرم کے گورو کو انوبھو کرنیکا بھاؤ کہاں ہے۔ اس سماجک اوستھا میں کون کام کرنیکا ساہس کرسکتا ہے اور کون ویر پرش ہے جو کہ ساری دنیا کے طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہوئے دھرم پالن پر دڑھ رہ سکتا ہے؟ اس ہمارے اندھکار کے اندر مجھے صرف ایک ہی پرکاش کا چمتکار نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ لکشمی دیوی سی ستیوں کی سہن شیلتا کا پربھاؤ اُن کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اپنا اثر آنے والی نسلوں پر چھوڑ جاتا ہے۔ ہے دیالو! یدی ہماری کی اچھیا پورن ہو سکتی ہے اور اس دیش کے دشکرموں کا ڈنڈ اسے کافی مل چکا ہے تو مرحومہ کو ایسی اوستھا میں پیدا کرو کہ وہ اس جنم سے چوگنی طیاری کرکے اپنے ادیشیہ کو پورن کر سکے +

منشی رام

(مالک مطبع ست دھرم پرچارک)

حِصّہ اوّل

تاریخ دُنیا

جلد اوّل

ضرورت آریہ ورت کے اندر یا دیگر ممالک میں اکثر رسالے جاری ہیں۔ مگر کسی میں ستاتن رشیوں کی عظمت اور ان کی تحقیقات حقہ کی فضیلت یا قدیم علوم کی صداقت کماحقہ شایع نہیں ہوتی۔ علم جوتش میں جس کا تمامتر علم تاریخ کو سہارا ہے برصہ سے ایک اور شاخ بھی پھوٹ نکلی ہے۔ جس کا نام پھلت ہے۔ گویا اب عام لوگ دو چیزوں کے مجموعے کو جیوتش جانتے ہیں۔ ایک گنت دوم پھلت ◆

جس طرح دو اور دو کا چار ہونا ہر طرح صحیح اور مسلم ہے۔ اسی طرح گنت کو بھی جو کہ اصل جیوتش ہے۔ سب تسلیم کرتے ہیں۔ کسی کو اس کی صداقت سے انکار نہیں۔ مگر پھلت سے سوائے خود غرضوں کے اور سب کو انکار ہے۔ یورپ اور امریکہ کے تمام مشہور نامی گرامی جیوتی (اسٹرانومر) پھلت سے انکاری ہیں۔ آریہ ورت کے فاضل اجل جیوتشی شری باپودیو شاستری جی پھلت سے انکاری ہیں۔ پُرانے زمانہ کے جیوتشی پھلت سے انکاری تھے۔ جس طرح باوجود کہیں نہ ہونے پارس پتھر۔ موہنی منتر۔ چنتا من منڑہ۔ جا کے پھر بھی لاکھوں گھر بار برباد کر اُن کی تلاش میں مصروف ہیں۔ اسی طرح پر پھلت کے ماننے والوں کا حال ہے۔ یہ لوگ رمالوں کی طرح بڑے چالاک ہوتے اور قیافہ۔ سامدریک وغیرہ کی مین میکھ کر سادہ لوحوں کو سبز باغ دکھا دیتے ہیں۔ جوا کھیلنے۔ فتنہ کرانے چوری کرنے۔ زنا کرنے۔ شراب پینے۔ ذبح کرنے وغیرہ جس چیز کا مہورت چاہو۔ موجودہ پھلت والوں سے پوچھ لو:۔ جب دور بین (دسیہ کابیشو یا دور وی شن) خورد بین (سوکشم درشک یتر) کے معاملات میں یورپین فضلا روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ تو کیا ایسے زمانہ میں صرف انگلیوں پر گن گنانے اور سارے بھارت ورش کو کھوٹی وشا بتلانے والے مورکھتا۔ اسبھتا۔ وحشی پن کا کلنک لگانے والے بغیر ست ودیا کے گرہن کرنے کے کچھ اُنتی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ◆

کہاں وہ پُرانے زمانہ کے آریہ پرشاؤں کی علمی تحقیقاتیں؟ اور کہاں موجودہ زمانہ کی توہمات بھری باتیں ؎ چہ نسبت جاہ سفلی را بہ ہنگامہ روحانی ◆ چہ ماند گلخن تیرہ بگلشنہائے سلطانی ◆

پھلت کے ماننے والوں نے ترقی و تحقیقات کا راستہ بند کر دیا۔ اور یہی سبب ہے کہ خود بھی محروم ہو گئے ◆ موجودہ دنیا کب بنی؟ کتنے برس ہوئے اس کا حساب کس طرح پر ہے۔ اور کب تک قایم رہیگی۔ اس کے کیا کیا ثبوت ہیں۔ وید مقدس کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے ◆ فاضل رشیوں کا علمی تحقیقات سے کہاں تک اعتقاد ہے۔ غیر مذاہب والوں نے اس پر کیا کیا اعتراض کئے ہیں۔ اور اُن اعتراضوں کا جواب فضلاء یورپ کی تحقیقات ابھی کہاں تک پہنچی ہے؟ اس ضمن میں ہم تمام موجودہ مشنوں کی ماہیت بھی عرض کرینگے۔ اس واسطے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ایک تاریخی تحقیقات شروع کریں۔ اک جو حاضر ہے اُس کو بھائیوں کے روبرو دھرو ں ◆

تاریخی تحقیقات۔ حصہ اول۔ ہر ایک ملک میں جدا جدا سموت (سنہ) جاری ہیں۔ اور اُن کی وجہ تسمیہ یا سبب اجراء بھی ہر جگہ مختلف ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ مشہور سموت حسب ذیل ہیں ◆

(۱) آریہ سموت (۲) کلی گ: کلی جگی سموت (۳) یدھشٹر سموت یا پانڈو ابد (۴) بدھ سموت (۵) بکرم سموت (۶) شالباہن سموت (۷) عیسوی سموت (۸) چینی سموت (۹) خطائی سموت (۱۰) کالدیا سموت (۱۱) فارسی سموت (۱۲) مصری سموت (۱۳) جیبری سموت (۱۴) ابراہیمی سموت (۱۵) سپارٹا سموت (۱۶) موسوی سموت (۱۷) داؤدی سموت (۱۸) یونانی سموت (۱۹) رومی سموت (۲۰) نابوصاری سموت (۲۱) سکندری سموت (۲۲) محمدی سموت ◆

> ہم سلسلہ وار تاریخی طور پر ہر ایک سموت کی بابت تحقیقات کرنا چاہتے ہیں

(۱) آریہ سموت۔ حکمائے آریہ ورت جس طرح پر ہر ایک علمی فضیلت میں سرآمد روزگار رہے۔ اسی طرح سموت کے مقرر کرنے اور تاریخی واقعات کی پڑتال میں بھی سب سے زیادہ قدر و منزلت کے لایق ہیں۔ اُن کی ساری تحقیقاتیں بسبب علمی اصولوں پر قایم ہونے کے پتھر کی لکیر ہوئی اکرتی تھیں۔ جن کی سچائی سے کسی عقلمند کو انکار کی گنجایش نہ تھی۔ اس تمام فضیلت کی بنیاد ان کے پاس ایک فضل کا چشمہ تھا۔ جس سے اُن کے دل کی زراعت ہمیشہ سرسبز و سیراب رہا کرتی تھی۔ اور اُس مقدس فضیلت کے چشمہ کا نام وید تھا ◆

وید مقدس میں جگت کرتا پرمیشور نے اس بات کو باحسن الوجوہ فرمایا ہے۔ کہ میں بموجب انصاف قدیم کے اس دُنیا کو بار بار پیدا کرتا ہوں اور اپنی لاتغیر شکتی سے مادی سرشٹی رچتا ہوں۔ سورج۔ چندر۔ ستارے۔ سیارے۔ سمندر۔ تیگہ وغیرہ سب میں نے پرکرتی سے بنائے ہیں۔ اور اپنے علم و کمال سے آکرشن شکتی (قوت کشش) سے معلق ٹھہرائے ہیں۔ اس زمانہ کا نام (جب تک کہ دنیا قایم رہتی ہے) ایک کلپ ہے جس کی دوسری سنگیا سہسر مہا یگ ہے۔ اور وہ چار ارب بتیس کروڑ سال کا ہوتا ہے۔ چنانچہ پرماتما کا وہ مبارک ارشاد یہ ہے (دیکھو اتھرووید پرپاٹھک ۸۔ انوواک ۱ منتر ۲۱)

शतं तेऽयुतं हायनान्द्वे युगे त्रीणि चत्वारि कृण्मः अथर्व
प्र० ८ अनु० १ मं० २१ ॥

ترجمہ۔ اس سے پہلے سرشٹی اُتپتی کا ذکر کرتے ہوئے پرہرم ہدایت دیتے ہیں) کہ سرشٹی قیام کا حساب سمجھنے کے واسطے اس طرح جانو۔ کہ ۱۰۰ برس۔ دس ہزار سیکڑہ یعنی دس لاکھ تک شونیہ دینے کے بعد ۲-۳-۴ جوڑنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰) اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ دنیا (سرشٹی) چار ارب بتیس کروڑ سال تک قایم رہیگی جب وید نے یہ بتلایا۔ تب وید کے مفسر رشیوں نے اس کو اس طرح پر حل کیا۔ اور اس پر عملدرآمد جاری ہوا۔ چنانچہ سوریہ سدھانت میں یہ لکھا ہے کہ

युगानां सप्तति: सैको मन्वन्तरमिहोच्यते। कृताब्दसंख्या तस्यान्ते सन्धि: प्रोक्तो जलप्लव:॥ ससन्धयस्ते मनव: कल्पे ज्ञेयाश्चतुर्दश कृतप्रमाण: कल्पादौ सन्धि: पञ्चदश: स्मृत:॥ इत्थं युगसहस्रेण भूतसंहारकारक:। कल्पो ब्राह्ममह: प्रोक्तं शर्वरी तस्य तावती॥

(دیکھو سوریہ سدھانت مدھیہ ادھیاء شلوک ۱۸ و ۱۹ و ۲۰)

ترجمہ اکہتر چتریگیوں کا منونتر ہوتا ہے اور ایک ست یگ کے سمان اسکی سندھی آ(خر) میں بیان کی ہے مع سندھی کے ایسے ہی منونتر ۱۴ ہوتے ہیں اور ست یگ کے مساوی کلپ کے آغاز میں ۱۵ سندھی ہوتی ہیں سہسر مہایگ تک پرماتما سرشٹی کے پیدا کرنیوالا دنیا کو قائم رکھتا ہے اور اسی کا نام برہم دن یا کلپ ہے اور اتنی ہی اسکی رات ہوتی ہے پس صاف ثابت ہے کہ رشیوں نے اول اس کے ۱۴ حصے کئے یعنے چودہ منونتر پھر ان چودہ منونتروں سے ہر ایک کے اکہتر حصے کئے یعنے اکہتر چترنگی ✤

اب اس کی حسابی تقسیم اس طرح سے (نقشہ نمبر ۱ قاعدہ اول)

تعداد سال مقررہ	نام یگ
۱۷۲۸۰۰۰ سال	ست یگ یا کرت یگ
۱۲۹۶۰۰۰ سال	ترتیا یگ
۸۶۴۰۰۰ سال	دواپر یگ
۴۳۲۰۰۰ سال	کلی یگ
۴۳۲۰۰۰۰ سال	ایک چترنگی یا مہایگ کی میزان

دیکھو قاعدہ اول کا نقشہ نمبر ۱ و ۳ }

واضح ہو کہ کلی یگ کا دوگنا دواپر۔ اور تگنا ترتیا اور چوگن ست یگ یا کرت یگ ہوتا ہے یعنے کلی یگ × ۲ = دواپر

" × ۳ = ترتیا

" × ۴ = کرت یگ

	نقشہ نمبر ۲ قاعدہ اول
۳۰۶۷۲۰۰۰۰ سال	۷۱ چترنگی یا ایک منونتر
۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ سال	۱۴ منونتر یا ۹۹۴ مہایگ
۲۵۹۲۰۰۰۰ سال	منونتروں کے درمیان جو سندھی ہوتی ہے ۶ مہایگ کے مساوی
۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ سال	میزان کل ایک کلپ یا ۱۰۰۰ مہایگ یا ایک برہم دن

یہ حساب بروے شوررج سدھانت کے ہے۔ جس نے ویدک قاعدہ کو مفصل ظاہر کر دیا ہے

آریہ لوگ سرشٹی کی ابتدا اور ویدوں کے پرکاش سے آج تک علمی طور پر برابر حساب کرتے کراتے لکھتے لکھاتے چلے آتے ہیں۔ جو آریہ ورت میں بدستور جاری ہے۔ کسی طرح کا اس میں اختلاف نہیں۔ اس کی تصدیق مفصل حوالوں سے میڈم بلیوٹسکی صاحبہ مشہور (و) ضع نے اپنی کتاب سیکرٹ ڈاکٹرن میں کی ہے (دیکھو صفحہ ۶۹ جلد ۲) راؤ بہادر پنڈت شری نواس جی نے بھی اس کو نہایت واضح طور پر شائع کیا ہے۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ نومبر ۱۸۸۵ء)

اب ہم ناظرین کو یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا کو پیدا ہوئے کتنے سال ہوئے؟ واضح ہو کہ اس وقت تک چھ منونتر گذر چکے ہیں اور ساتواں منونتر گذر رہا ہے۔ پس بحساب مندرجہ بالا اس کی تقسیم اس طرح ہوئی ✤

چھ منونتروں کی میعاد ہوئی	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اُس کے ۲۷ چترنگیوں کی	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں چترنگی جو گذر رہی ہے اس کے تین یگوں کی	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ جو چوتھا یگ گذر رہا ہے اس کا اسوقت سموت ہے	۴۹۹۰ سال
میزان کل	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اور ایسا ہی شرومان فاضل اکمل آریہ ریفارمر سوامی دیانندجی مہاراج نے اپنی مشہور و معروف کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں لکھا ہے جس کی بینظیر خوبی قابل دید ہے۔ اس مہاتما نے اپنی اس ویدک تفسیر (بھاشیہ) میں خداداد لیاقت و علمیت سے کمال کر دیا ہے اور سچ پوچھو تو طالبان حق کے دامن آرزو کو جوہر گیان اور عرفان سے بھر دیا ہے۔ مشک سے

دلے دریابد اسرار معانی کہ روشن شد بنور حاودانی

ہمارے بیان کی تصدیق مندرجہ ذیل شہادتوں سے بھی ہوتی ہے ✤

شہادت (۱) سارے آریہ ورت کے اندر جو سنکلپ رائج ہے اور جو آریہ لوگ سنسکار کے دوہجوں کے بچے بچے کے ورد زبان ہے اُس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اُس میں لکھا ہے ویوسوت منوانترے ۔ اشٹا ونشتے کلی یگے ۔ کلو پرتھما چرنے ۔ آریہ ورت انترگتے ۔ یعنی ملک آریہ ورت کے اندر یہ ساتواں ویوسوت منونتر ہے جس کا یہ اٹھائیسواں کلی یگ اور کلی یگ کے جو چار چرن یعنے حصے ہیں۔ اُن سے پہلا حصہ گذر رہا ہے کلی یگ کی تعداد ۴۳۲۰۰۰ سال اس کو ۴ پر تقسیم کرنے سے ۱۰۸۰۰۰ سال ہوئے بتا ہر ان چار مساوی حصوں سے یہ پہلا حصہ گذر رہا ہے۔ جس کے ۴۹۹۰ سال گذر چکے ہیں۔ ۱۰۳۰۱۰ سال پہلے حصہ کے گذرنے باقی ہیں جن کے بھگتنے کے بعد دوسرا چرن شروع ہوگا ✤

شہادت (۲) کوی کالیداس مشہور سنسکرت کا شاعر اپنی جیوتر ودابھرن (جو بکرم کے سمت ۲۴ میں تصنیف ہوئی تھی) کے سیش ادھیاء میں فرماتے ہیں ✤

वर्षै: सिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ सम्मिते मासे माधवसंज्ञिके विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रम:॥

ترجمہ ۳۰۶۸ برس کلی یگ کے گذر گئے تھے۔ تب میں نے ماہ بیساکھ میں یہ گرنتھ ختم کیا۔ اسی کتاب کے دوسرے مقاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا پس ۳۰۶۸ + ۱۹۲۲ = ۴۹۹۰۔

شہادت (۳) سدھانت شرومنی میں لکھا ہے ✤

याता: षण्मनवो युगानि भमितान्यन्यद्युगाङ्घ्रित्रयं नन्दाद्रीन्दुगुणास्तथा शकनृपस्यान्ते कलेर्वत्सरा:॥

ترجمہ چھ منونتر گذر گئے اور ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اسکی بھی ستائیسویں چترنگی گذر چکی ہے۔ اٹھائیسویں چترنگی جو موجود ہے اُس کے تین یگ گذر گئے اور چوتھا جو کلی یگ

مہامنی بیاس جی نے بھی اپنی مشہور کتاب بھارت میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔

सहस्रयुगपर्यन्तमहर्यद्ब्रह्मणो विदु:। रात्रिं युगसहस्रान्तां तेऽहोरात्रविदो जना:॥ अ० ८ श्लो० १७ ॥

ترجمہ ہزار چترنگی تک برہم دن ہوتا ہے۔ بالعموم اور برہم دن کی ہزار چترنگی ہے اور اتنی ہی اسکی راتری اسکو برہم دن اور برہم راتری کہتے ہیں یعنے بڑا دن اور بڑی رات اس قاعدہ کو جوتش کے قدیم جاننے والوں نے ایک طرح پر استعمال کیا ہے یعنی اس آبادی کے اس زمانہ کو ایک بڑا دن تشبیہ کرنے سے برہم دن کے نام سے منسوب کرکے اسکے چار پہر مقرر کئے جس کی مدت اس برہم دن کے زمانہ کو چار پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ ÷ ۴ = ۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰۔

ہونے اُس ی۔ ۔ ۔ ہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہوگئے ہیں۔ ۳۱۷۹ + ۱۸۱۱ = ۴۹۹۰

شہادت (۴) آریہ ورت کے پرسدھ جیوتشی شری باپو دیو شاستری سرگباسنی اپنی پنچانگ سمت ۱۹۴۶ میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ برہم دن کے دوسرے پہر کا آدھا اور دیوسوت منونتر کا جا اٹھائیسواں مہایُگ ہے اُس کے کلی یُگ کو شاکا شالباہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہوتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

नन्दाद्रिन्दुगुणाः मितानिसौरवर्षाणयवृतीतानि ॥

ترجمہ ننداکے حرف ۹۔ ادراودری کے ۷۔ اور چاند کا ۱۔ اور گن کے ۳۔ کل ہوئے ۳۱۷۹۔ یہ برس سورج یعنے سال شمسی ابتدائے کلی یُگ سے شاکا شالباہن کے آغاز تک گذرے ہیں اور اب شاکا شالباہن ۱۸۱۱ ہے۔ پس ۱۸۱۱ + ۳۱۷۹ = ۴۹۹۰ سال (دیکھو اں کا پنچانگ سمت ۱۹۴۶ بکرم صفحہ ۳)

نقشہ نمبر ۱ حساب برہم دن اور شاکا شالباہن	
برہم دن کا ایک پہر	۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰ سال
دوسرے پہر کا ارده (آدھا)	۵۴۰۰۰۰۰۰۰ سال
اور اس کلی یُگ کے شروع تک آدھے پہرے اور گذرے ہیں	۳۴۰۸۴۸۰۰۰ سال
کلی یُگ کے آغاز سے شالباہن تک	۳۱۷۹ سال
شالباہن سے آج تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنے آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ "

نقشہ نمبر ۲ حساب منونتر اور شاکا شالباہن	
چھ منونتر	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
دیوسوت کے ۲۷ چتر یُگ	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں کے ۳ یُگ	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یُگ کے شالباہن تک	۳۱۰۹ سال
شالباہن سے اب تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنی آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اب ہم اعتراض کا جواب عرض کرتے ہیں:-

(نمبر ۱) جناب پادری ولس صاحب فرماتے ہیں کہ "کلی یُگ کا شروع مسیح سے ۳۳۰۱ سال پہلے ہوا" (دیکھو تاریخ عالم ۱۸۵۹ء۔ نور الابصار حصہ اول صفحہ ۱۱)

(نمبر ۲) پادری آمارسکنس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کلی یُگ چوتھا زمانہ ۴۳۲۰۰۰ برس کا ہے۔ جو سنہ عیسوی سے ۳۰۰۰ سال پہلے شروع ہوا (دیکھو متوسط التاریخ سنہ ۱۸۶۲ صفحہ ۳۳۳ کالم ۲ بدایوں)

واضح ہو کہ پہلے پادری صاحب نے ۲۰۱ سال بڑھا دیئے۔ اور دوسرے نے ۱۰۰ سال کم کردیئے۔ مگر دونوں کی غلطی ہے۔ تاریخ بدیع ہندوستان کے لائق مصنف نے سب سے صحیح لکھا ہے کہ در حقیقت ۳۱۰۱ سال مسیح سے پہلے کلی یُگ شروع ہوا۔

(دیکھو صفحہ ۷) ۱۸۹۰ + ۳۱۰۰ = ۴۹۹۰ سال ✤

تحقیقات ۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتال اور اس کو ۳۶۰ دن میں تقسیم کیا اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا۔ تاکہ فی سال باقیماندہ پھٹکل دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے۔ برہمن چاند کی ہفتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنے مسیح سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی" (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) ✤

۳۰۰۰۔ ڈیرہ دون کی سرکاری میوزم میں قلعہ اُجین سے نکلی ہوئی ایک ساگون کی لکڑی ہے جو زیادہ زمانہ گذرنے کے سبب سے پتھر ہوگئی ہے۔ اُس کی بابت ماہران علم جیالوجی نے فیصلہ کردیا ہے۔ کہ وہ تین ہزار سال سے بہت پرانی ہے (دیکھو فہرست عجائب خانہ مذکور کی)

۴۰۰۰۔ لیپ۔ سی۔ ایس کے بیان سے ثابت ہے کہ "مصری بارھویں خاندان کا خاتمہ ۴ ہزار برس گذرے کہ ہوگیا" ✤

۴۰۰۰۔ در تواریخ ایشان نوشتہ کہ پیش از چہار ہزار سال بسیار علماء نیک شائستہ قدماء ایشان بحساب آوردند (دیکھو تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۰۰۔ لندن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں جو چار ہزار پانچ سال سے زیادہ قدیم ہیں۔ جن کا سال مرحوم بیرن بنس صاحب بہادر وغیرہ فضلاء چار ہزار پانچ سو سال بتلاتے ہیں ✤

۴۵۲۶۔ در تواریخ چین مسطور است کہ سفت وعمل ابریشم دو ہزار و ششصد و بست و شش سال قبل از تولد عیسٰے در چین متعارف بود (دیکھو تاریخ چین فارسی مولفہ پادری ایکسوس صاحب کلکتہ سنہ ۱۸۴۷ صفحہ ۲-۴)

۴۹۳۰۔ ذکر محمود و فتح سومنات۔ وراں اثناء چشم او بر بتخانہ چند افتاد کہ باعتقاد ہنود از تاریخ عمارت آنہا چار ہزار سال گذشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰)

۴۹۷۹۔ تین ہزار اناسی برس مسیح سے پہلے بہت قدیم بادشاہت سیئن کی تھی جس کو یوسیبیس مورخ نے ۱۳ سنہ میں اول اولیمپیڈ سے پہلے قرار دیا ہے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ یہ سلطنت ہزار برس تک رہی ہے (دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۰ و ۱۹ سنہ ۱۸۹۵ء)

۵۰۰۰۔ قاہرہ سے ۱۵ میل جو مقام وشوروا تھا ہے وہاں کے عجائب خانہ کے ایک افسر نے ۵۰۰۰ ہزار سال کی مدفون جو لاشیں زمانہ قدیم کی شہزادیوں کی برآمد کی ہیں جو بالکل ایسی ہیں گویا ابھی دم آخر ہوا ہے۔ سروں پر ان کے تاج مکلل بہ جواہر اور زیورات وغیرہ ہر ایک شئے اپنی اصلی ہیئت پر ہے (انیس ہند ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء جلد ۴۷) اور اسی قسم کی دو دیوداریوں کی لاشیں جو یورپ کے میوزم میں موجود ہیں جو مصر سے منگائی گئی ہیں۔ وہ بھی مسیح سے تین چار ہزار سال پہلے کی ہیں (از مولف)

۵۰۰۰۔ ایک فاضل و مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بہت عمیق انتہا ثبوت مل سکتا ہے جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں یہ بت ۵۰۰۰ برس کے پرانے ہیں اور زمانہ حال کے فیلاہ (کسانوں) کے بالکل مشابہ ہیں بنانے والے نے اسکی رنگت کو رکھا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور ہم کو اُس زمانہ کا حال بتلاتے ہیں (دیکھو مسٹر بلیش صاحب آئی کنوگرافی انگریزی صفحہ ۱۱۱)

۵۲۴۰ مصر کے مورخوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ "مصر کے مینار مسیح سے ۳۳۵۰ سال پہلے بنے تھے (دیکھو پرائکٹر نالج جلد ۱ صفحہ ۲۴۲ و ۴۰۰)

۵۳۱۶ مصری چوتھے خاندان میں بھی مینار بنے ہیں اور تحقیقات کئے اور لیپسی ایس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۳۴۲۶ سال پیشتر شروع ہوا تھا

۵۹۹۰۔ رومیس اور اس کا خاندان ۴۰۰۰ سال قبل چوتھے خاندان ہوا تھا جس کو کہتے ہیں کہ مینار بنائے اس حساب سے ۴۱۰۰ سال مسیح سے پہلے وہ بنائے گئے (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد ۲ صفحہ ۴۳۲)

۶۰۰۰ کالسن صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) فرماتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے ٭

۷۸۰۰ ایک لایق محقق نجومی نے علم اسٹرانومی سے ثبوت دیکر کہا ہے کہ مصر کا سب سے اول مینار پیرامڈ سات ہزار آٹھ سو سال گذرے کہ بنا تھا ٭
(دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۳۲)

۱۰۰۰۰ مسٹر اسٹیڈ مشہور نجومی لکھتا ہے کہ دس ہزار سال پہلے گرمی بیچ ریجیبیہ اور جاڑے مس دور رہتا تھا (دیکھو بھوتوریدیپ ۱۸۸۷ء صفحہ ۵۲)

۲۰۰۰۰ سر چارلس لایل صاحب بہادر کی رائے کے موافق ۲۰ ہزار سال کے اندر اٹنا کے جنگلی منطقہ پر کوئی غارتگر طوفان واقع نہیں ہوا جیسا کہ بقول بائیبل کے نوح کا اور آورنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کے استخوان ہیں اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں ٭

۱۲۳۱۷ مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یونان کا نامور اور مشہور حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گزرا ہے وہ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ "مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رونق پر تھی"

۱۱۵۹۴ کرنیل الکاٹ صاحب بہادر امریکن فرماتے ہیں کہ بائیبل کے لکھے جانے یہودیوں کی جاتی اتپن ہونے ... کی بنیاد پڑنے مصر کے سمادھی استھان اور مہا استمبہ یعنی عالیہ مینار کے بننے۔ بلکہ اُس مدت سے ۵۰۰۰ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ لوگ اعلیٰ ترقی و تہذیب پر تھے اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھے۔ کہ اُن کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے (دیکھو بہار کال وشا انگریزی صفحہ ۶ سے ۱۸ تک مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء)

۱۸۰۰۰ فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۵ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی ریاستوں کا قریب اٹھارہ ہزار سال کے تھا (دیکھو تاریخ چین جلد دوم کلکتہ ۱۸۵۳ء)

۲۱۰۰۰ مورخ ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن بنسن صاحب کی کرونالوجی کا حوالہ دیتے ہیں ... انسان کی ہستی دنیا میں قبل از ۲۰ ہزار سال فرض کرتے کے بعد اور سیلو تک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے۔ وہ زمانہ جب کہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی۔ مسیح سے پہلے دس ہزار سال۔ بانی مصر جو کہ پہلا پریسٹ کنگ کا تھا۔ اسکی تخت نشینی مسیح سے پہلے ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے ۱۰۱۴۳ سال
(دیکھو انڈین و جنس المیسنرکا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۲۰ مینتھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی فنون کے نہایت ماہر نے ٹولیمی فیلیڈلفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے۔ اُس میں درج ہے کہ اول دیوتوں نے ... اس کے بعد ... ۲۰ ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی۔ ... کے بعد آدمی مصر کے حاکم ہوئے جن کی مینتھان مورخ نے ۳۰ پشت بیان کی ہیں ... کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے قدیم مندروں کے مقدس دفتروں میں ... اس تاریخ کی ماخذ ہیں ... پشتوں کو مسلسل مانا جائے تو ... سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا ہوتا ہے (تاریخ مصر ... صفحہ ۴۲)

۳۰۰۰۰ ایک فاضل ہیئت دان نے نہایت فاضلانہ دلایل سے چھ ہزار سال دنیا کی پیدایش ماننے والوں کی تردید میں علم جیالوجی و اسٹرانومی سے بہت عمدہ معتبر و مستند دلیلیں پیش کر کے اور سلسلہ تحقیقات ۳۰ ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے کہ اگر کوئی ان کی تردید کر دے تو میں اور ثبوت دونگا (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ اگست ۱۸۸۱ء سے فروری ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۱۵۰۰۰۰ اہل کالدیا ادعا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیڑھ لاکھ سال سے آگے کا نوشتہ موجود ہے (تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۷)

۱۵۰۰۰۰ قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں ممبھر نے بلکہ قدیم قوموں میں سے اتھنی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے۔ اور بابل والے قصدی ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے ہیں۔ چین والے بھی اسی قدامت کا دعویٰ کرتے ہیں (دیکھو تواریخ ہندوستان ۱۸۵۲ء۔ کلکتہ صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰ نیو آیرلینڈ زمین جو کھدایاں چھ فٹ گہری ہوئی ہیں اور پبلک ورکس کی جو کھدایاں ہوئی ہیں اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں۔ جہاں پر کہ نیو آرلینز کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو جنگل جو ایک دوسرے سے آبی پودوں کے ستون سے منقسم ہیں دریافت ہوئے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے اوپر سمت الراس پر واقع ہیں۔ ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر ڈاؤلر صاحب بہادر نے یہ اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ایک لاکھ اٹھاون ہزار سال کی ہے اور مذکورہ بالا کھدائیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہے۔ جن سے پتا ثابت ہوتا ہے کہ مسی سپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب تاثیس صفحہ ۲۳۶ سے ۳۶۹ تک)

۲۴۰۰۰۰ علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ سکاٹلینڈ پرانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے فاصل ملتی ہیں۔ جن کی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے اُن کی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قایم ہوتا ہے۔ جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قایم کر سکتے ہیں ٭
(رسالہ تھیوسافسٹ اکتوبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۹ کالم ۱)

۳۰۰۰۰۰۰ جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں جس میں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں۔ اور اُس میں جن جن حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں اور آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں اور پھر اس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ گذرا ہوگا (رسالہ باغبان پنجاب جنوری ۱۸۸۲ء صفحہ ۳۲)

۴۰۰۰۰۰۰ بہت کم اشخاص ہیں جو کہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ کل پیدایش چھ ہزار برس گذرے کو ہوئی تھی۔ اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن۔ تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی یہ بیان کرنا کہ دنیا کو چھ ہزار برس ہوئے کہ بنایا تھا بالکل لغو ہے۔ جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف زمینی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ برس کا عرصہ چاہئے"

۱۵۰۰۰۰۰ ... پندرہ لاکھ سال دنیا کی قدامت کے لئے بطور تخمینہ بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادہ کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑے مقدار میں بن گیا ہے جو کہ اسی طرح سے اب تک بنتا بھی جاتا ہے۔ اور جمع بھی ہو جاتا ہے پچھلے تین ہزار برس تک ... بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔

تاریخ دنیا

فیروز شاہ کے زمانہ میں اُس ڈھیلے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر کثرت آبادی کے ساتھ آباد تھے جن کی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہئے جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے (دیکھو ٹائمیس آف مین کائینڈ مولفہ مسٹر گلیڈ سٹون صاحب صفحہ ۳۲۵)

...... ۱ - پروفیسر ایس نیوکومب صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات کے اُگانے کے قابل ہوئی - اُس زمانہ سے اب تک ایک کروڑ سال گذرے ہونگے - (دیکھو پاپولر اسٹرانومی صفحہ ۵۰۹) +

...... ۲ - پروفیسر ول تار صاحب فرماتے ہیں کہ جب سے زمین سرد ہو کر نباتات کے قابل ہوئی - اب تک دو کروڑ سال گذرے ہونگے - (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم صفحہ ۶۹۴)

...... ۷ - پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں - کہ زمین کے سرد ہونے سے اس حالت تک پہنچنے کے واسطے ۷ کروڑ سال ہونے چاہئیں (دیکھو کلا ئمٹ ان ٹائیم صفحہ ۳۳۵)

۹۰۰۲۳ ۹۶۰ - اہل چین خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشس ان کے مقنن تک جو مسیح سے پانچسو سال پیشتر گذرا ہے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ سال گذرے ہونگے (ریدلیج ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۴۰۰۶۰ ۸۸۸ تاریخ خطائی سر آغاز گیہاں آفرینش بر سازند و بزعم ایشان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار روز و ... سال سپری شد و ہر روزے سہ ہزار سال پندارند - پایندگی عالم صد ہزار روز بود (آئین اکبری صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۶ء و یدلیج ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

...... اسر ولیم ٹامس صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات کے قابل ہونے اور اس وقت سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہونگے دسیکرٹ ڈاکٹرن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴)

...... ۳۰ - ایک اور ... مؤرخ فرماتے ہیں کہ ابتدا سے جبتک کہ نباتات وغیرہ بنتی رہیں اور اس وقت سے آدمیوں کے پیدا ہونے تک ۳۰ کروڑ سال ہونے چاہئیں (سیکرٹ ڈاکٹرن ۱۸۸۸ء مطبوعہ لنڈن صفحہ ۶۹)

...... ۳۵ - پروفیسر لیچاف صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کو دو ہزار ڈگری کی گرمی سے دو سو ڈگری کی گرمی تک پہنچنے کے واسطے پینتیس کروڑ سال گذرے ہونگے - اس سے کم نہیں ہوسکتا دسیکرٹ ڈاکٹرن مطبوعہ لنڈن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴ سطر ۲۲)

...... ۵ - پروفیسر ریڈ صاحب فرماتے ہیں - کہ ۵ کروڑ سال گذرے ہونگے جب سے یورپ میں نباتات وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوئی (دیکھو مسٹر ریڈ صاحب کا لیکچر جو انہوں نے ۱۸۷۸ء میں جیولوجیکل سوسایٹی میں دیا تھا)

...... ۱۰ - پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر مشہور و معروف جیالوجسٹ نے آخر کار نہایت عمدہ تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت پہنچایا ہے کہ جب سے دنیا میں نباتات اُگنی شروع ہوئیں اُس سے آج تک ایک ارب برس گذرے ہونگے +

(دیکھو ورلڈز لایف صفحہ ۱۸۰)

مورخ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں - "جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے یہ علم ہیئت کے اصول پر قایم ہوئی ہے تو ڈز اور ایپا یزر کی کامل گردش جو بموجب علم ہیئت ہنود کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں جاری ہوتی ہے ایک دن برہما کا ہے (یعنی ... دن ہے) نوڈز طریق الشمس کے ... ایسے کہ ان نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں جہاں کسی سیارہ کا روش کا محیط قاطع کرتا ہے - یعنی راس و ذنب - اور ایپائیزر نشیا کے ان دو مقاموں کو کہتے ہیں کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے

اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں - یعنے اوج و حضیض + (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۶ - باب تیسرا ۱۸۶۶ء مطبوعہ علیگڑھ)

مورخ ابو القاسم فرشتہ لکھتا ہے "مانند کفار خطا و ختن و چین - کفار ہند نیز میگویند کہ طوفان بہلاکت ما نرسیدہ - بلکہ بطوفان نوح در اصل اعتقاد ندارند" (تاریخ فرشتہ مقدمہ صفحہ ۹ ۱۲۸۱ء نولکشور)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے "در یکے از کتب معتبر و بنظر در آمدہ کہ شخصے از صحابہ سلونی ما دون العرش و فوق العرش برسید کہ یا امیر المومنین ! پیش از آدم بسہ ہزار سال کہ بود آں حضرت جواب دادند کہ آدم چون این معنے سہ مرتبہ تکرار یافت آں شخص ساکت شد حضرت شیر خدا ... شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند - اگر سی ہزار بار مے پرسیدی کہ پیش از آدم کہ بود میگفتم آدم ازینجا سر گشتگی عالم استنباط عنوان کرد و اقوال ہندیاں را محض ترہات میتوان شمرد" - (تاریخ فرشتہ جلد اول مقدمہ صفحہ ۵ ۱۲۸۱ء)

ڈاکٹر ہینٹ ڈالر صاحب فرماتے ہیں - کہ جو انسانی ہڈیاں سنٹانز کے پاس برازیل کے کنارے پر اور جھیل ٹیگو اسنٹا کے کنارے پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں - وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں اور ہر ایک ان میں سے پتھر بن گئی ہیں - اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں انسان مسیسی سپی کے ڈیلٹا سے پہلے تھا - اور اُن انسانوں کی بھی تاریخیں تھیں - کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کے امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائمیس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۷ تک)

یدھشٹر جی سموت اس کو پانڈوابد بھی کہتے ہیں اسکی بابت مورخوں کی مختلف رائیں ہیں - انگلینڈ کے پرانے جوتشی بنٹلی صاحب نے اپنے خیال سے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے جنم سے ۵۷۵ سال پہلے یہ شروع ہوا ہے اور ایسا ہی کرنل ٹاڈ صاحب بہادر نے اپنی تاریخ راجستھان میں درج کیا ہے (۱۸۹۰ + ۴ + ۱۱۷۹ = ۳۰۷۳)

(۲) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر تاریخ ہندوستان میں ایکہزار چارسو پچاس سال حضرت عیسوی سے پہلے یدھشٹر کا ہونا بتلاتے ہیں (۱۴۵۰ + ۱۸۹۰ = ۳۳۴۰)

(۳) مورخ راج ترنگنی لکھتا ہے کہ جب کلجگ کے ۶۵۳ سال گذر گئے - اُس وقت کورو پانڈو کی باہمی لڑائی ہوئی تھی - یہ گرنتھ کلہن پنڈت نے بعہد راجہ جے سنگھ سمت ۱۱۲۴ شالباہن مطابق ۱۱۴۸ء میں تالیف کیا (۴۹۹۱ - ۶۵۳ = ۴۳۳۷) ڈاکٹر ہنٹر صاحب یدھشٹر کا ہونا مسیح سے ۱۲۰۰ سال پہلے قرار دیتے ہیں - (۱۹۹۰ + ۱۲۰۰ = ۳۱۹۰) +

مگر ان سب کی باہمی بہت مخالفت ہے کیونکہ ۳۰۷۳ و ۳۳۴۰ و ۴۳۳۷ و ۳۱۹۰ ان کے مقابلہ سے ۱۲۶۴ سالوں کا فرق ہوتا ہے - پس ہم کسی کو بھی ترجیح دینا نہیں چاہتے بلکہ ہماری رائے میں چاروں صاحبان غلطی پر ہیں - کیونکہ ہم بہت مضبوط اسناد سے کہتے ہیں کہ اس وقت یدھشٹر کا سن ۴۹۹۱ ہے +

سند اول اکبر بادشاہ کے وقت (جبکہ ہر طرح کے علماء و فضلا جمع رہتے تھے اور خصوصاً سنسکرت کے پنڈتوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی تھی) جو تنیجہ کہ سنسکرت کے بڑے بڑے ودوانوں اور مستند سدھانتوں سے تحقیقات ہو کر لکھا گیا ہے اور جسکا لکھنے والا خود بھی ایک عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم تھا - وہ یہ ہے "در سر آغاز این کتاب راجہ یدھشٹر ہنگی جہان را برگشادہ بسر آیا ہے تا ریخ فرا رسید فرمانروائے خشتی نیا سر آغاز گردانید و در سال چہلم الٰہی چہار ہزار و ششصد و نود و شش سال آنکہ گذشتہ دو ہزار و چہل و چہار سال رہائے داشت بسپش بکرما جیت از او رنگ نشینی خواہش برگرفت و ... بر مردم آسان آخت و در بسال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۹۹) (۴۶۹۶ + ۱۹۴ = ۴۸۹۰) یا (۱۶۵۲ + ۳۴۴۴ - ۴۶۹۶ + ۱۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۱۹۴ + ۲۴۴ + ۲۲۴ = ۴۹۹۱)

سند دوم راجاولی گرنتھ میں پنڈت مادھوا چاریہ جی جوتشی کی فاضلانہ تحقیقات سے (جو سنہ ۱۸۱۶ء میں تصنیف ہوا ہے درج ہے کہ کلی یگ کے آغاز سے بکرم تک ۳۰۴۴ سال ہوتے ہیں۔ کلی یگی سوت ۳۰۴۴ میں بکرم کا راج ہوا اور سمت ۳۱۷۹ میں شالباہن کا راج آغاز ہوا (دیکھو ہرپیشچندر کا اگست سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۸۷ سے ۹۰ تک) (۱۹۴۶+۳۰۴۴=۴۹۹۰) اسی رسالہ میں مصنف نے مفصل سمواروں فہرست سب بادشاہوں کی بھی دی ہے۔

سند سوم سورت کے مندر میں جو شنکر آچاریوں کے درمیان وہی مباحثہ ہوا۔ جس کی اثناء میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا۔ جس کی تاریخ سموت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی یہ پتر مسیح سے ۴۳۷ سال پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند سے کچھ پیشتر ہوتا ہے یعنے ۱۰۰ سال پیشتر (۲۶۶۳+۴۳۷+۱۸۹۰=۴۹۹۰)

سند چہارم سر ولیم میور صاحب نے جو ریاست بوندی کے قصبہ سورتھ یا ستور میں پرانے پتھروں کے کتبوں کی نسبت تحقیقات کرائی ہے تو اس سے بھی یہی سمت ثابت ہوا ہے (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ۱ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سند پنجم دراہی مہر نے برہت سنگھتا میں لکھا ہے۔ دیکھو ادھیا ۱۳ اشلوک ۳ (

आसन्मघासु मुनय: शासति पृथ्वीं युधिष्ठिरे नृपतौ।
षड्द्विकपञ्चद्वियुत: शककालस्तस्य राज्ञश्च॥

ترجمہ مہاراج یدھشٹر جی کا جب پرتھوی پر راج ہو رہا تھا اس وقت سپت رشی مگھا میں تھے اور ۲۵۲۶ سال ہوتے ہیں۔ اس کو یعنے راجہ یدھشٹر کو شاک منی بدھ کی سمت تک شاک یودھ مسیح سے ۶۲۳ برس پہلے پیدا ہوا اور ۵۴۳ برس پہلے فوت ہوا لیکن بدھ کا سمت اس کی ۵۰ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے (۲۵۲۶+۱۸۹۰+۵۷۴=۴۹۹۰)

سند ششم بدانکہ پیشتر در ہندیاں سمت راجہ یدھشٹر رواج داشت راجہ مذکور نزد ایشاں از در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہاں را بر کشادہ تا ایں زماں از سمت ایالت او چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال شمسی گذشتہ (غیاث اللغات ردیف ف صفحہ ۳۲۵ سنہ ۱۸۷۱ء (۴۹۲۸+۶۲=۴۹۹۰)

بودھ سموت۔ اس سمت کی بابت بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ جن میں سے چند کی رائیں ہم بتلاتے ہیں ✦

(۱) گوتم عرف بدھ ۶۲۳ برس قبل عیسےٰ کے پیدا ہوا اور بدھ بعمر ۸۰ سال ۵۴۳ برس قبل عیسےٰ کے درخت انجیر کے نیچے مر گیا (دیکھو مصباح التواریخ ہنٹر حصہ اول باب پنجم صفحہ ۲۲ و ۲۳ سنہ ۱۸۸۶ء)

(۲) تاریخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ شاک منی بودھ حضرت عیسےٰ سے قریب ۵۵۰ برس پہلے ہوا ہے (دیکھو تاریخ ہندوستان میں صفحہ ۲۶۰)

(۳) بدھ کی پیدائش کی تاریخ صحیح نہیں ہے (دیکھو صفحہ ۲۳ مصباح التواریخ) مگر صحیح بات یہ ہے۔ کہ بدھ کا جنم شالباہن کے سال سے ۱۰۰ سال پہلے ہوا تھا۔ ۸۰ سال کی اوستھا میں ان کا دیہانت ہوا۔ جس کو آج ۲۳۰۴ سال ہوتے ہیں لیکن یہ سمت ان کی عمر کے پچاسویں برس سے شروع ہوا تھا۔ جو اس وقت ۲۴۲۶ ہے ✦

بکرمی سموت تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ تا حالت تحریر ایں سطور کہ سن خمس عشرہ بعد الالف است از ہجرت بحساب ہنود یکہزار و ششصد و شصت و سہ سال سپری شد۔ (صفحہ ۱۴ مقالہ اول ۱۶۶۳+۲۸۴=۱۹۴۷ یا ۱۶۶۳+۲۹۲=۱۹۵۵-۸

= ۱۹۶۵-۱۸=۱۹۴۷ ✦

تاریخ عالم میں لکھا ہے کہ بکرم مسیح سے ۵۶ سال پہلے ہوا (دیکھو صفحہ ۱۰۰ سنہ ۱۸۶۹ء حصہ اول) مورخ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سن آغاز ۵۷ برس قبل مسیح سے ہوا اور تمام خاص ہندوستان میں اس کا رواج آج تک برابر ہے ✦ (تاریخ ہندوستان باب ۳ صفحہ ۲۷ سنہ ۱۸۶۶ء)

پس بکرم سموت اس وقت ۱۹۴۷ ہے اور یہ چیت شدی پڑوا سے شروع ہوتا ہے اگرچہ سال اس کا قمری ہے لیکن ہر تیسرے سال ایک مہینہ لوند کا اضافہ ہو کر سال شمسی سے مطابق ہوتا ہے ✦

شالواہن سموت راجہ شالواہن کا سنہ جو سنہ ۷۸ء سے شروع ہوا تمام دکھن میں مروج ہے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۷ سنہ ۱۸۶۶ء) (۱۸۹۰-۷۸=۱۸۱۲) پس شالواہن کا سمت اس وقت ۱۸۱۲ ہے ✦

سنہ عیسوی یہ عیسےٰ کے تولد سے ۴ برس بعد شروع ہوا (دیکھو باٹیبل مطبوعہ مرزاپور سنہ ۱۸۷۰ء) تاریخ فلسفہ کو ڈیونیس اکسیگس اطالوی نے باستصواب پاندڑوس راہب مصری کے سنہ ۵۳۲ء میں حسب اقوال مختلفہ وضع کیا اور مبداء تاریخ بعد ۴ برس ولادت حضرت عیسےٰ سے قرار دیا۔ مقدار سال کی موافق ارصاد ازمنہ مختلفہ کے مختلف رہی۔ جیسا کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہے

نقشہ دریافت مقدار یوم سال موافق رصد حکماء مختلف

نمبر شمار	نام حکیم	یوم	ساعت	دقیقہ	ثانیہ	ثالثہ
۱	طیمو خارس	۳۹۸	۵	۵۰	۰	۰
۲	حکیم ابرخس	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۳	حکیم جو جنوسن قیصر	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۴	خواجہ نصیر الدین طوسی	۳۶۵	۵	۴۹	۰	-:-
۵	حکیم کاسی کی ۴ ہزار رصدوں کے موافق	۳۵۵	۵	۴۸	۵۲	۰
۶	حکیم دیلی لنڈ	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۷	حکیم ولس	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۸	حکماء مصر	۳۶۵	کسور کو گرا دیتے تھے			

جولیس قیصر نے باستصواب حکیم سوسی جنیس سنہ ۴۶ قبل مسیح میں اس لئے کہ ہر ایک ہوتا مبادی فصول کا سال کے ہر مہینے میں منتقل ہو جاتے اور نوروز ایک ہی تاریخ ایک ہی مہینہ میں مشہور رو بیٹے واقع ہو بعوض سال قمری کے سال شمسی کو رائج کیا اور یہ قرار دیا کہ ہمیشہ تین سال تک پیہم ہر سال ۳۶۵ دن کا لیا جاوے اور ہر چوتھے سال آخر ماہ فروری میں ایک تاریخ کبیسی کا زیادہ کرکے وہ سال ۳۶۶ یوم پر تمام کیا جاوے چونکہ مقدار کسر ہر سال میں ۶ ساعتوں سے کم تھی اور جولیس قیصر نے پوری چھ ساعتیں لیکر ایک دن چوتھے برس بڑھایا تھا سلہذا بسبب جمع ہونے کسور زائد کے سنہ ۱۵۸۲ء میں گیارھویں مارچ کو تحویل آفتاب حمل میں ہوئی۔ تب تیرھویں پوپ گریگری نے سنہ مذکور میں دس روز اس سال کی تقویم سے خارج کر دئے اور گیارھویں مارچ کو اکیسویں مارچ قرار دیکر اس سال کو ۳۵۵ پر ختم کیا اور آئندہ کیواسطے یہ معین کیا کہ ہر سیکڑے کے سال آخری کو بموجب قاعدہ جولیسی سال کبیسہ ہے تین سو برس تک ۳۶۵ دن کا لیں۔ اور ہر چوتھے سیکڑے کے سال آخر میں تین کم کر دا دینے کا حکم کیا۔ اس لئے اس قاعدہ کی عملدرآمد کے خیال سے ہر سال لیپ کا جو صدی کے آخر میں اور چار سو پر پورا

تقسیم ہو سکے سال لیپ ہوگا مثلاً ۱۷۰۰-۱۸۰۰-۱۹۰۰- اور ان میں ماہ فروری ۲۹
کا ہوگا۔ مگر ۱۶۰۰-۲۰۰۰-۲۴۰۰-۲۸۰۰-۳۲۰۰ لیپ کے سال حسب قاعدہ مقرر
کے ہوںگے اور ان میں فروری ۲۹ روز کا ہوگا۔ مختلف ملکوں کے عیسائیوں میں اس کے
ماننے میں تکرار رہی۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک نے ۱۵۸۳ء میں قبول کیا دیگر کیتھولک
نے جلد قبول کیا مگر پروٹسٹنٹوں نے ۱۶۹۹ تک قبول نہ کیا سویڈن میں ۱۷۵۳ء میں رواج پایا
اور ۱۷۵۲ء میں انگلینڈ میں روس اور پیروان گریک چرچ نے ابھی تک قبول نہیں کیا

چینی سموت چین کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشس ان کے مقنن تک جو مسیح سے
پانچ سو سال پہلے ہوا ہے ۹ کروڑ ساٹھ لاکھ برس گذرے ہیں (تاریخ بدیع ہندوستان
صفحہ ۹ سنہ ۱۸۷۴ء) ۹۶۰۰۰۰۰۰+۱۸۹۰+۵۰۰ = ۲۳۹۰ ۹۶ سال ہوئے۔

خطائی سموت ابتدائے انسانی سرشٹی سے سال ۷۳۵ تک آٹھ ہزار آٹھ سو تراسی
دن اور نو ہزار ساٹھ سو نوے سال ہوئے اور مدت دن کی دس ہزار سال ہے +
(تقابیس القرون و تاریخ خطائی و آئین اکبری صفحہ ۲۷۲- کلکتہ سنہ ۱۸۹۴ء و بدیع ہندوستان
صفحہ ۱۰ سنہ ۱۸۷۴ء) ۸۸۸۳×۱۰۰۰۰ = ۸۸۸۳۰۰۰۰+۹۷۹۰ = ۵۷۲...
۸۸۸۴۰۳۶۲ سال ہوئے +

کالڈیا سموت وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ سے مسیح تک ڈیڑھ
لاکھ برس ہوتے ہیں۔ بدیع ہندوستان صفحہ ۹ (۱۸۷۶) ۱۵۰۰۰۰+۱۸۹۰ = ۱۵۱۸۹۰ سال ہوگئے)

عبرانی سموت۔ بقول ان کے دنیا کی پیدائش سے مسیح ۴۰۰۴ سال بعد ہوئے ہیں)
پس آج تک ۴۰۰۴+۱۸۹۰ = ۵۸۹۴ سال ہوئے۔

فارسی سموت فارس والے اپنے پہلے بادشاہ سے زردشت تک جو مسیح سے ۳۰۰
سال پہلے ہوا۔ ایک لاکھ چوراسی ہزار نو سو ستر چلاتے ہیں۔ پس آج تک ۱۸۴۹۷۰
+۳۰۰+۱۸۹۰ = ۱۸۹۸۶۰ سال ہوئے +

سپارٹا کی تاریخ یہ سموت شہر سپارٹا کی بنیاد سے شروع ہوتی ہے جو مسیح سے
۱۷۰۴ سال پہلے ہوا۔ پس ۱۷۰۴+۱۸۹۰ = ۳۵۹۴ سال ہوئے +

یونانی سموت یہ المپیا کے اکھاڑے کے پہلے تماشے سے شروع ہوا۔ یہ تماشا
مسیح سے ۷۷۶ سال پہلے شروع ہوا۔ پس ۷۷۶+۱۸۹۰ = ۲۶۶۶ سال ہوئے +

رومی سموت شہر روما کی بنیاد سے جو مسیح سے ۷۵۳ سال پہلے آباد ہوا ہے۔ پس
۷۵۳+۱۸۹۰ = ۲۶۴۳ سال ہوئے +

نابوصاری سموت یہ بابل کے پہلے بادشاہ کے جلوس سے جو مسیح سے ۷۴۷ سال
پہلے ہوا شروع ہوتا ہے ۷۴۷+۱۸۹۰ = ۲۶۳۷ سال ہوئے +

سکندری سموت پیدائش سکندر سے شروع ہوتا ہے سکندر مسیح سے ۳۵۴ سال
پہلے ماہ جولائی میں تولد ہوا تھا۔ پس کل آج تک ۳۵۴+۱۸۹۰ = ۲۲۴۴ سال ہوئے

مصری سموت اس کا آغاز منیس بادشاہ اول مصر سے شروع کرتے ہیں جس کو
سکندر اعظم کے وقت تک ۲۵۳۰۰ سال ہوتے ہیں۔ پس ۲۵۳۰۰+۲۲۴۴ =
۲۷۵۴۴ سال ہوتے ہیں +

موسوی سموت۔ اس کو عیسائی و موسائی و محمدی پیغمبر مانتے ہیں عیسیٰ سے ۱۵۷۳
سال پہلے پیدا ہوا۔ پس اس کے ۱۵۷۳+۱۸۹۰ = ۳۴۶۳ سال ہوتے ہیں۔
(دیکھو موسے کی کتاب عہد اپورشنہ خروج کا ہیڈ لسٹ)

داؤدی سموت یہ بادشاہ بھی عیسائی و موسائی و محمدی صاحبان کا پیغمبر ہے
اس کا سال جلوس مسیح سے ۱۰۳۵ سال پہلے ہوا۔ پس ۱۰۳۵+۱۸۹۰ = ۲۹۲۵ سال ہوئے

ابراہیمی سموت۔ ابراہیم مسیح سے ۱۹۲۱ سال پہلے پیدا ہوا۔ دیکھو توریت پیدائش
باب ۱۲ پس ۱۹۲۱+۱۸۹۰ = ۳۸۱۱ سال ہوئے +

نقشہ ترتیب وار کل سموتوں کا

نمبر شمار	نام سموت	کب سے جاری ہے	تعداد سموت کہ اسوقت کتنا ہے
۱	آریہ سموت	سرشٹی اُتپتی سے	۱۹۶ ۰۸۵۲۹۹۰
۲	چینی سموت	چین کے پہلے بادشاہ سے	۹۶۰ ۲۳۹
۳	خطائی سموت	خطا کے پہلے آباد کنندہ سے	۸۸۸۴۰۳۶۳
۴	پارسی سموت	ایران کے پہلے بادشاہ سے	۱۸۹۸۶
۵	کالڈیا سموت	مورث اعلیٰ سے	۱۵۱۸۹۰
۶	مصری سموت	مینس بادشاہ سے	۲۷۵۴۴
۷	عبرانی سموت	آدم اور دنیا کی پیدائش سے	۵۸۹۴
۸	کل یگی سموت	زمانہ کل یگ کے آد سے	۴۹۹۰
۹	یدھشٹری سموت	جلوس راجہ یدھشٹری سے	۴۹۹۰
۱۰	نوح کا سموت	نوح کے وقت سے	۴۹۹۰
۱۱	ابراہیمی سموت	ابراہیم سے	۳۸۱۱
۱۲	سپارٹا کا سموت	شہر سپارٹا کی بنیاد سے	۳۵۹۴
۱۳	موسوی سموت	موسے کے وقت سے	۳۴۶۳
۱۴	داؤدی سموت	داؤد کے وقت سے	۲۹۲۵
۱۵	یونانی سموت	اولمپیا کے اکھاڑے سے	۲۶۶۶
۱۶	رومی سموت	شہر روم کی بنیاد سے	۲۶۴۳
۱۷	نابوصاری سموت	بابل کے پہلے بادشاہ سے	۲۶۳۷
۱۸	بدھ شاکی منی کا سموت	بدھ کے پچاسویں سال سے	۲۴۶۴
۱۹	سکندری سموت	سلطان سکندر سے	۲۲۴۴
۲۰	بکرمی سموت	بکرم کے جلوس سے	۱۹۴۷
۲۱	عیسوی سموت	عیسے کی پیدائش سے ۴ برس بعد	۱۸۹۰
۲۲	شالباہن سموت	راجہ شالباہن سے	۱۸۱۲
۲۳	محمدی سموت	جب مکہ سے مدینے کو گئے تب سے	۱۳۰۸

لوند کا مہینہ دریافت کرنے کا قاعدہ

جس قدر اعداد سموت کے ہوں اُن پر چار اعداد ایزاد کرے اور انیس پر طرح کر
جو عدد خارج قسمت رہے اس سے تیر کر فیل لوند کا مہینہ معلوم کریں یعنی اگر ۲ باقی رہیں
تو کنوار اگر ۳ باقی رہیں تو جیٹھ اگر ۵ باقی رہیں تو ساون اور اگر ۸ باقی رہیں تو جیٹھ۔
اگر ۱۱ باقی رہیں تو بیساکھ۔ اگر ۱۳ باقی رہیں تو بھادوں اور اگر ۱۶ باقی رہیں تو اساڑھ
لوند کا مہینہ ہوگا۔ اگر کوئی عدد خارج قسمت نہ ہو یا مندرجہ بالا عددوں سے علاوہ ہو تو
جاننا چاہئے کہ اس سال میں لوند کا مہینہ نہیں ہوگا۔ مثلاً سموت ۱۹۴۷+۴ =
۱۹۵۱ ÷ ۱۹ خارج قسمت ۱۳ رہے تو اس سموت میں لوند کا مہینہ بھادوں ہوگا +

یکم جنوری کا دن معلوم کرنے کی ریت

کسی بھاشا کے کوی کا وچن

(چوپائی) جو لاگے عیسے کو سموت + تا تے کاڑھ دو ایہ اموت
اٹھ دس اور اُن پچاسا + شیش بچے تا دیر وار کا واسا
تا پوری چوتھائی تا میں + جوڑ و بن دو جوڑ ادا میں

کشت سات سو ہے جو شیشا لکھوتا ہیں انگلش برستبتا
مثلاً سنہ ۱۸۹۰ء سال ہے اس کا دن نکالنا ہو تو ۱۸۹۰-۱۸۴۹ = ۴۱ = ۴۱+۱۰ = ۵۱+۲
= ۵۳÷۷ = ۴ باقی بچے چہار روز ہفتہ میں بدھ ہے اور یہی یکم جنوری کا روز ہے۔

نوٹ۔ ابتدائی انگریزی مورخوں نے اکثر تحقیقات میں غلطیاں کی ہیں خصوصاً جبکہ وہ کسی پرانی کتاب یا کتبہ کی بابت رائے دینے لگے جو سب سے زیادہ اس غلطی کی یہ ہوئی کہ وہ اکثر اس باطل خیال کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے کہ دنیا مسیح سے چار ہزار چار سو سال پہلے ہوئی چنانچہ اس کا خود غیر متعصب فاضلوں نے اقبال کیا ہے۔

ٹام کاریٹ نے ایل دکٹر کو چٹھی میں لکھا ہے (بابت فیروز شاہ کی لاٹھ کی) میں ایسے شہر دہلی میں ہوں جہاں کہ سکندر اعظم کی ہندوستان کے راجہ پورس سے لڑائی ہوئی اور اس کی فوج نے جہاں اسے شکست دی۔ سکندر نے یہاں اس فتح کی یادگار میں ایک پیتل کا ستون بنایا۔ جو اب تک یادگار ہے (ارکیالوجیکل سروے آف انڈیا جلد اصفحہ ۱۶۲)

اسی حوالہ کو لیکر ایک پادری ایڈورڈ ٹری صاحب کہتے ہیں مجھ کو ٹام کاریٹ نے سنایا ہے جس نے شہر دہلی کے خاص حالات لکھے ہیں کہ میں نے بحالت قیام دہلی میں سنگ مرمر کا ایک بھاری ستون دیکھا جس کے اوپر یونانی زبان میں ایک کتبہ کندہ تھا جس کو زمانہ نے بوسیدہ کر دیا تھا"۔

اسی کاریٹ کی غلط رائے کو ابتدائی انگریزی مسافروں نے اختیار کیا تھا جیسا کہ برجس بیان کرتا ہے کہ یہ کتبہ یونانی و عربی زبان میں ہے اور بعض یہ تصدیق کرتے ہیں کہ اس کو سکندر اعظم نے تعمیر کرایا"۔

یہی خیال جیمس پرسپ کا تھا اور اسی قسم کی غلطی بشپ ہیبر سے ہوئی ہے جو اس کو دہلی کا ایک کالا ستون بیان کرتا ہے کاریٹ کی غلطی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ پالی زبان کے حروف تھا۔ چھا۔ تا۔ گا۔ را۔ یا۔ جا۔ آی۔ ان کو یونانی کا خیال کیا۔ (دیکھو صفحہ ۱۶۴)

آخر کو لکھا ہے کہ یہ رائے تھورا کی لاٹھ ہے اور اگر یہ ڈھلی ہوئی۔ ہوتی تو مسلمان فاتح کب کے اس کو کھا جاتے۔ صرف لوہے کی ڈھلی ہونے سے مسلمانوں سے اس کو نہیں توڑا مورخ لکھتا ہے کہ میں نے اس کے ایک ٹکڑے کا تکڑا ڈاکٹر میری ٹامسن کے پاس رڑکی بھیجا جس نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ ملیبل لوہے کی ہے۔ جس کی کثافت ۷۶۶ درجہ کی ہے یعنی پانی سے اتنے گنا بھاری ہے (ارکیالوجیکل سروے آف انڈیا صفحہ ۱۷۰ جلد ۱)

حصہ دوم

آریہ گرنتھوں کی بابت تحقیقات

عرصہ تک اودیا اندھکار پھیلنے کے سبب ست ودیا کا پرچار بہت کم ہو چلا تھا۔ آرش گرنتھوں کی جگہ پرانوں نے سنبھال لی تھی۔ گھر گھر میں پرانوں کے اپدیش ترلیس کر چکے تھے۔ آریہ ورت اور برہم آورت کے اندر انیک مت متانتر پھیل گئے تھے علمی مسایل کی منزلت فسانوں کو مل چکی تھی ایک حکمت کرتا کو چھوڑ انیک پرمیشور مانے گئے تھے۔ معقولیت سے نفرت اور منقولیت سے الفت ہو چکی تھی۔ ہر ایک سے بغض و کینہ میں بھرے ہوئے دلوں میں کھوٹ ظاہرداری میں مکاری کی اوٹ ہو رہی تھی۔ خود غرضوں بوالہوسوں نے اپنی مطلب سدھی کے واسطے فرضی و بناوٹی شلوک بنا جاہلوں کو سبز باغ دکھا قید کر رکھا تھا۔ جس طرف سے موقع ملتا لوگ اسکے پھیلانے میں ولداد تھے۔ بھارت کے یدھ اور مہاراجہ یدھشٹر کی وفات کے بعد جس کو ابھی صرف ۴۹۹۰ سال ہوئے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں گرنتھ بنا شاعری کی چاشنی چکھا سارے آریہ

کو دام تزویر میں پھنسا لیا۔ اپنی غرض نفسانی کے واسطے بزرگوں۔ رشیوں کے نام سے شلوک بنا بنا کر مہاتم سریشٹھ دھرم کو ادھوگتی میں گرا دیا۔ ویدوں اور ست شاستروں کے سوا کوئی ایسا گرنتھ نہیں دیکھ پڑتا۔ جن میں پوپ لیلا کے آثار موجود نہ ہوں۔ علم عقل کے خلاف فسانہ و بے سر و پا اور بے ٹھکانہ باتیں اس قدر بھری ہیں۔ کہ جن کا حد و حساب نہیں۔ ہائے غضب! اس قدر خاموشی کا برتاؤ کیا گیا۔ کہ دس ہزار یا چوبیس ہزار شلوک کے بدلے ایک لاکھ شلوک بنائے گئے اور مصنف کی صداقت پر انصاف کے دشمنوں نے خاک ڈالی۔

"ہم دور کیوں جائیں اور کیوں ناظرین کو طول طویل تحصیل لاحاصل میں پھنسائیں ابھی سمت ۱۶۸۰ کی بات ہے کہ گسائیں تلسی داس جی نے بھاشا رامائن بنائی۔ وہ روز بروز بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گئی۔ کہ تین سو سال کے اندر صدہا چوپائیوں کا فرق ہو گیا مگر اب اصل پستک نکل آنے پر بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اصل مصنف کیا کہتا ہے۔ اور موجودہ مطبوعہ رامائن کیا گا رہی ہے۔

مہابھارت کے کوئی دو نسخے آریہ ورت کے اندر ایسے نہیں ملتے جن میں صدہا شلوکوں کا تفاوت نہ ہو۔ جب یہاں تک نوبت پہنچنے لگی تو آخرکار خود پنڈتوں کو دست حسرت مل کر کہنا پڑا کہ بھارت میں ضرور گڑبڑ ہو گئی ہے۔

پس اے ناظرین! یہی حال اور گرنتھوں کا ہے منوسمرتی میں بھی تخمیناً دو ہزار شلوک کے قریب نابود کئے گئے ہیں۔ اس کے بھی دو پرانے متفق نسخے نہیں ملتے۔ اور یہی حال بالمیکی رامائن کا ہے۔ اس جگہ ہم صرف تاریخی تحقیقات کر کے گرنتھوں کا زمانہ تصنیف قائم کرتے ہیں اور اسی طرح آئندہ بھی کرینگے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آریوں کے علمی خزانہ کے گرد جتنے خس و خاشاک ہیں ان کو یک لخت صاف کر دیں۔

منوسمرتی۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ پانچ سو برس قبل عیسیٰ کے منو نے ایک شاستر ستاکی ہند کے برہمنوں کی رسم و قواعد کے لئے بنایا"۔ (صفحہ ۱۹۔ مصباح التواریخ ہنٹر سنہ ۱۸۸۶ء)

اور اکثر یورپین فاضل کہتے ہیں۔ کہ "یہ کتاب ۹ سو برس قبل مسیح کے لکھی گئی ہے" (دیکھو تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ اس مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح ہوا ہوگا (تاریخ ہندوستان ترجمہ نمبر اصفحہ ۲۰۹ سنہ ۱۸۶۸ء) تردید ڈاکٹر ہنٹر صاحب منو کو تو مسیح سے پانچ سو برس پہلے بتلاتے ہیں۔ لیکن مہابھارت کی بابت فرماتے ہیں کہ بیاس جنہوں نے بھارت چوبیس ہزار شلوکوں میں ختم کیا مسیح سے بارہ سو برس پہلے ہوئے ہیں (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۸۴ء) اور بیاس جی خود بھارت میں لکھتے ہیں کہ

पुराणोमानवोधर्म = सा ङ्गोवेद श्चिकि त्सजम ।। श्चा ह्ना
सि द्धा नि च त्वारिन हन्त व्या नि हे तु भि : ।। महाभा

ترجمہ۔ پران برہمن گرنتھ۔ منوسمرتی۔ وید معہ ویدانگ آیوروید ان چاروں کی آگیا ضرور ماننی چاہئے۔ کبھی ان کے ارشاد سے انکار نہ کرے" اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کو بنے ۴۹۹۰ سال ہو چکے ہیں مگر صرف بھارت پر ہی کیا موقوف ہے چھاندوگیہ برہمن میں بھی منو کا ذکر ہے۔

मनु वै यत्किंचिद वदत्तद्भेषजं भेषजतया ।।

ترجمہ جو کچھ منو نے کہا ہے وہ ادشد ہوں کی بھی ادشد ہے۔ اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے مہاتما برہسپتی جی نے کہا ہے۔

वेदार्थोपनिबन्धृत्वात्प्राधान्यं हि मनोः स्मृतम् मन्वर्थ
विपरीता तु या स्मृतिः सा न शस्यते ।। तावच्छास्त्राणि

योभं तेतकं व्याकरणानिच। थमौर्यमो योपटे व्वा मनूपावलटमयते ॥

ترجمہ - ویدکول ہونے سے موسمرتی ہی سمرتیوں میں پردھان ہے - پس جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ خود منا دینگی *

اُس وقت دیس کے شاستر اور دیاکرن کے گرنتھ شوبھائمان ہوتے ہیں جب تک کہ دھرم اور موکش کا اُپدیس کرنے والا منو نظر نہیں آتا -

پرانسٹر جیسے یورپین فاضل مورخ قدیم زمانہ کا اول ہیئت دان جانتے ہیں اور جسکا ہونا مسیح سے پہلے (۲۰) اور ۱۳۹۱ سال قرار دیتے ہیں - وہ بھی اپنی سمرتی میں منو کا ذکر کرتے ہیں - اور اُسے اپنے قدیم بہت بتلاتا ہے *

اب سوچنا چاہیئے - کہ سب گرنتھ اس کی بابت قدیم ہونے کے قابل ہیں تو خود منو ہیں اس کی بابت ذکر کیا ہے - اور خود منو میں کس بات کا حوالہ پایا جاتا ہے *

واضح ہو کہ جہاں تک منوسمرتی کو دیکھا گیا ہے - ویدوں کے سوا اور کسی گرنتھ کا نام و نشان اس میں نہیں ہے - اور اگر کہیں کسی کا نشان پایا جاتا ہے تو صرف برہمن اور اُپنشد اور ویدانگ ہیں *

جہاں منو نے کسی کا حوالہ دیا ہے وہ بہت زیادہ تو خود وید سمجھا ہے - ورنہ باقی انہیں رشی کرنیوالے گرنتھوں کا شاذ و نادر حوالہ ہے - رام کرشن - دیوی وغیرہ کا نام و نشان نہیں * اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ منو نے اپنی تاریخ تصنیف کی بابت کیا ذکر کیا ہے - آیا خاموشی کا برتاؤ ہے - یا صاف الفاظ میں کہا ہے - چنانچہ منو ادھیاء ۱ - شلوک ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ میں لکھا ہے *

स्वायम्भुवस्यास्य मनोः षड्वंश्या मनवोऽपरे। सृष्टवन्तः प्रजाः स्वाः स्वा महात्मानो महौजसः ॥६१॥ स्वारोचिषश्चोत्तमश्च तामसो रैवतस्तथा ॥ चाक्षुषश्च महातेजा विवस्वत्सुत एव च ॥६२॥ स्वायम्भुवाद्याः सप्तैते मनवो भूरितेजसः ॥ स्वे स्वेऽन्तरे सर्वमिदमुत्पाद्यापुश्चराचरम् ॥६३॥

ترجمہ سوایمبھو منو سے آدِ لیکر چھ منوںتر اس سے پہلے ہو چکے ہیں - اور ان کے دور میں بھی سرشٹی جُدا جُدا سبھاؤ کے مطابق پیدا ہوئی *

جو منونتر گذر چکے ہیں - اُن کے نام یہ ہیں سوایمبھو - سوآروچش - اُتم - تامس - ریوت - چاکھشش - اب موجودہ منونتر ویوسوت ہے -

وہ سوایمبھو سے لیکر اب جو ساتواں ہے ان سب منونتروں میں چراچر جگت مختلف سبھاؤ والا ایشوری قانون کے مطابق پیدا ہوتا ہے "

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت چھ منونتر گذر چکے تھے - ساتویں ویوسوت منونتر میں انہوں نے سمرتی شائع کی جس کے آگے کی تشریح شلوک ذیل سے ظاہر ہوتی ہے

अब्दानां दशकेसह स्त्रदशकं यातच सत्व युगे भाद्रेमासे कृता मपा हि मनुनो ब्रह्माज्ञया पूर्णमासन्यः

ترجمہ - ویوسوت منونتر کے پہلے ست جگ کے دس ہزار دس سال گذر جانے پر بھادوں کے مہینے کی ۵ ابھی یہ سمرتی کو یہ گرنتھ ختم (سماپت) ہوا *

چونکہ منونتر ۱۴ ہوتے ہیں - اور منو نے ان باقیوں کا نام بھی نہیں لیا - اس لئے صاف ظاہر ہے کہ صرف اپنے سامنے کی تاریخ لکھی - پس اس کی کل سیوسنتا ہو ہوئی - جو

نقشہ ذیل سے ظاہر ہے *

۲۷ چترجگی جو گذر چکی ہیں	۱۱۶۶۴۰۰۰۰
۲۸ ویں کے تین جگ گذر گئے	۳۸۸۸۰۰۰
کلی جگ جو گذر رہا ہے - اس کے	۴۹۹۰
میزان	۱۲۰۵۳۲۹۹۰

اور ۱۲۰۵۳۲۹۹۰ - ۱۰۰۱۰ = ۱۲۰۵۲۲۹۸۰ یہ کل سال منوسمرتی کی تصنیف کو گذر رے *

"مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں کہ "منو کے قوانین کی تاریخ کو جو اصل میں نو سو برس قبل مسیح کے لکھے گئے ہیں - تاریخی واقعات کے لکھنے والے ہندو ان چار جگوں میں سے گذر کر اب سات منونتروں کے پہلے قرار دیتے ہیں - جو کہ ایک ایسی مدت ہے کہ ۴۳۲ کو ۱۷ چترجگی سے ضرب کرنے سے حاصل ہوتی ہے"
(دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سطر ۶)

تردید - یہ بالکل غلط ہے - ایسا نہیں ہے - یہ سمرتی سوایمبھو منونتر میں نہیں ہوئی - بلکہ ساتویں موجودہ ویوسوت منونتر میں تصنیف ہوئی ہے - جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے - پس منوسمرتی کو بنے ہوئے ۱۲۰۵۲۹۸ سال گذر رے ہیں جیسا کہ شلوک ہائے مندرجہ بالا سے ثابت کیا گیا *

منو کے قانون سے موسٰے کے دس احکام نقل کئے گئے (دیکھو موسٰے کے دس احکام - سر ولیم جونس صاحب کہتے ہیں - کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر دلیس تک بھی رائج تھی - اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا (دیکھو منوسمرتی انگریزی کا دیباچہ) منو کا قانون موسٰے کے قانون سے بہت پہلے کا ہے (دیکھو بائبل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک ،

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ باقی سات منونتروں کے نام بھی ناظرین کو بتلا دیں - کیونکہ اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں سو واضح ہو کہ چھ منونتر جو گذر چکے ہیں اُن کے نام اور ساتواں جو گذر رہا ہے - اُس کا نام ہم لکھ چکے ہیں - اب آیندہ آنیوالے منونتروں کے یہ نام ہیں *

सावर्णिर्दक्षसावर्णिर्ब्रह्मसावर्णिकस्ततः धर्मसावर्णिको रुद्रपुत्रो रोच्यश्च भौतकः ॥

ترجمہ - ساورنیہ - دکش ساورنیہ - برہم ساورنیہ - دھرم ساورنیہ - رُدر ساورنیہ - روچیش - اور بھونک *

سوریہ سدھانت - اس کتاب کی بابت یورپین مورخ بائبل کے تعصب کے پابند ہو کر بے سر و پا بکتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ سوریہ سدھانت ۵۰۰ء میں لکھی گئی ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سطر ۶)

پھر ایک اور مورخ فرماتے ہیں "مورخ سوریہ سدھانت پانچویں یا چھٹی صدی کے ایک بڑے ہیئت دان کی کتاب ہے (تحقیقات حالات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۹ و جلد ۲ صفحہ ۹۲) **پھر لکھا ہے** "علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی آریوں نے کی ہے وہ علم ہیئت کی نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل ہے چنانچہ سوریہ سدھانت میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے کہ اس سے ان کا یہ علم بہ نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا - بلکہ بعض ایسے ثبوت پائے جاتے ہیں جن کا علم کرنیوالوں کو سولھویں صدی تک نہیں ہوا تھا (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۴ صفحہ (۱۵۱)

ویدا نتی نے بالمیک جی کے نام سے بنا دی ۔ نا خوں اور بسنہ کا بیاہ کرا کے اس کاگ پھسنڈ کو پیدا کر کروڑوں برسوں تک اُس کے زندہ رکھنے کی گپ ہانک دی ایسی ہی ایک اور گپ ہے کہ مہادیو نے ڈمرو بجایا اور ساری اشٹادھیائی منگی پانینی نے کہا لیا اور تنتیر سے براہمن ہو گیا ✦

راجہ صاحب! ایسی فضول کہانیوں سے رشیوں یا منیوں کے گزرنے کا کیا تعلق ہے اور کیا ایسی کہانیاں تاریخی واقعات کی منزلت رکھ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

پس ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ پتنجلی جی کے یوگ کا بھاشیہ سری ویاس جی نے لکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ پتنجلی جی ویاس جی سے پہلے ہوئے اور ویاس جی کی بابت ہم اسی کتاب میں علیحدہ بتلا دینگے۔ کہ وہ راجہ یدھشٹر جی کے وقت میں ہوئے جن کو آج تک ۹۹ سال ہوئے بنا بر آں پتنجلی ویاس جی سے پہلے ہوئے اور ان کا زمانہ پانچ ہزار سال سے پہلے کا ہے۔ اور جب پتنجلی ہی پانچ ہزار سال سے پہلے کے ہیں تو پانینی ان سے پہلے کے ہیں۔ اسی واسطے وہ کسی طرح بھی اڑھائی ہزار برس سے ادھر کے نہیں بلکہ پانچ ہزار برس ادھر ہیں ✦

مہابھارت۔ گورنر الفنسٹن جیسا مورخ فرماتے ہیں کہ مہابھارت کے تصنیف ہونے کا زمانہ غالباً چودھویں صدی قبل مسیح کے ہے ✦ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۳۹۱ سنہ ۱۸۶۶ء) پھر لکھتے ہیں "مہابھارت کے تصنیف ہونے کے زمانہ پر بحث ہو چکی ہے۔ غالباً چودھویں صدی قبل مسیح میں وہ تصنیف ہوئی" (تاریخ ہندوستان سنہ ۱۸۶۶ء چوتھا حصہ باب پہلا صفحہ ۳۹۱)

ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "ویاس جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا تھا مسیح سے بارہ سو برس پہلے ہوئے ہیں ✦ (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۸۴ء الہ آباد ✦

جواب بیشک یہ تو ٹھیک ہے کہ بھارت کے ۲۴ ہزار شلوک ہیں مگر یہ ٹھیک نہیں کہ وہ چودھویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی۔ بلکہ اکتیسویں صدی قبل مسیح میں تصنیف ہوئی درحقیقت ۲۴ ہزار شلوک تھے مگر اب موجودہ بھارت میں ایک لاکھ شلوک سے زیادہ ہو گئے چنانچہ بھارت مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۴ء شا کا شالیاہن میں یہ شلوک ہے۔

دیکھو مہابھارت پرب اول۔ ادھیاء اول شلوک (۱۰۰)

चतुर्विंशति साहस्रीं चक्रे भारतसंहिताम् ।
उपाख्यानैर्विना तावद्भारतं प्रोच्यते बुधैः ॥

یعنی ۲۴ ہزار شلوک بھارت کے مجموعہ میں بغیر کسی اور تشریح یا تفسیر کے اور یہی بھارت ہے، ایک اور جگہ اسی ادھیاء میں ویاس کی زبانی لکھا ہے

अष्टौ श्लोकसहस्राणि अष्टौ श्लोकशतानि च ।
अहं वेद्मि शुको वेत्ति संजयो वेत्ति वा न वा ॥

(دیکھو پرب اول ادھیاء اول شلوک ۸۱)

یعنی آٹھ ہزار شلوک اور آٹھ سو شلوک میں جانتا ہوں۔ شکدیو جانتا ہے معلوم نہیں کہ سنجے جانتا ہے یا نہیں"۔ ایک اور لایق مورخ بہت تحقیقات کے بعد لکھتے ہیں "مہابھارت کے ایک لاکھ شعروں میں سے صرف ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں"۔

(ڈاکٹر ... میگزین جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

مورخ الفنسٹن صاحب نے ایک جگہ اور بھی لکھا ہے کہ ضرور ۲۴ ہزار شلوک اصل مصنف کے ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۲ سنہ ۱۸۶۶ء)

... مہابھارت نہیں ہے بلکہ بھارت ہے۔ جسے بھرت کا دستار ہو

جس میں وہ بھارت ہے تاریخ فرشتہ والے نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "دریں کتاب احوال اولاد عالی را او راجہ بھرت است کتاب را بنام او کردہ" صفحہ ۹ مقالہ اول

یعنی سنسکرت کے ایک فاضل پنڈتوں کی یہ رائے ہے کہ ویاس جی نے صرف ۲۴ شلوک اور اُس کے شاگردوں نے ۵۶۰۰ شلوک یک کل ۱۰۰ ✦

شلوک یکت بھارت بنا تھا و بکرماجیت کے زمانہ میں ۲۰ مہاراجہ بھوج کے زمانہ میں ۳۰ تھے۔ اور اب ایک لاکھ ۲۴ ہزار کے لگ بھگ ہیں پس موجودہ بھارت میں کم سے کم ایک لاکھ شلوک ضرور بڑھائے گئے ہیں ✦

چھ درشن یعنی فلاسفہ سنسکرت میں آریہ رشیوں کی تصنیف سے چھ فلاسفی کی کتابیں ہیں۔ اول سانکھ شاستر مصنفہ کپل رشی۔ دوم ویشیشک مصنفہ کناد رشی۔ سوم نیائے مصنفہ گوتم رشی۔ چہارم یوگ مصنفہ پتنجلی رشی۔ پنجم میمانسا مصنفہ جیمنی رشی۔ ششم ویدانت مصنفہ ویاس رشی۔ مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے۔ فلسفہ ہندسہ اور طبیعات کے استاد اول یہی ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہو چکی ہیں"۔ (تاریخ ہند انگریزی مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء لاہور)

ان چھ درشنوں پر جو کہ مختلف وقتوں میں مختلف رشیوں نے تصنیف کئے ہیں۔ چھ بھاشیہ ہیں۔ اول سانکھیہ پر بھاگوری منی کرت بھاشیہ۔ دوم ویشیشک پر گوتم منی کرت بھاشیہ سوم۔ نیائے پر واتسایین رشی کرت بھاشیہ۔ چہارم یوگ پر ویاس منی کرت بھاشیہ۔ پنجم میمانسا پر ویاس کرت بھاشیہ۔ یا بودھاین کرت بھاشیہ۔ ششم ویدانت پر واتسایین کرت بھاشیہ یا بودھاین کرت بھاشیہ۔

جیمنی اور ویاس۔ بودھاین اور واتسایین کا زمانہ ایک ہی ہے۔

سب سے پہلا شاستر سانکھ ہے اور سب سے آخری ویدانت۔ کپل اور کناد کا زمانہ ابھی ہم تحقیقی طور پر نہیں بتلا سکتے۔ مگر گوتم رشی کا زمانہ صاف ظاہر ہے۔ کیونکہ گوتم جی کا بیٹا سدانند مہاراجہ جنک کا پروہت تھا۔ اور گوتم اور رامچندر جی کا سمباد بھی ہوا تھا۔ یعنی رامچندر کا اور گوتم کا زمانہ یا گوتم اور وسشٹھ کا زمانہ ایک ہے باقی ہم پھر کسی وقت مفصل لکھینگے۔

چانک نیتی چندرگپت راجہ نے جن کی کوشش بلیغ سے سربر سلطنت حاصل کیا وہ چانک جی مہاراج تھے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ راجہ سکندر کا ہمعصر تھا۔

چنانچہ سر جونس لکھتے ہیں کہ یونانی مورخوں نے لکھا ہے کہ۔ سندرا کوٹس نے سلیوکس کے ساتھ عہد نامہ کیا" (کتاب تحقیقات حالات ایشیاء جلد ۴ دیباچہ صفحہ ۲۷) فورڈ صاحب کی رائے کے بموجب وہ ۳۰۰ برس اور پروفیسر لسن صاحب کی رائے کے بموجب ۳۱۵ قبل مسیح کے تھا۔ اور آوا۔ لنکا کے نقشوں سے اچھی طرح سے ظاہر ہو گیا کہ بموجب نقشہ اول کے فورڈ صاحب کے جو رسالہ آوا میں شامل ہے۔ چندرگپت کی سلطنت کا زمانہ تین سو بانوے اور تین سو چھتر برس قبل مسیح کے اندر معلوم ہوتا ہے ✦

(دیکھو پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کا صفحہ ۱۴۲)

اور بموجب دوسرے نقشہ کے جو ٹرنور صاحب کے ترجمہ مہاونسو میں داخل ہے ۳۸۰ و ۳۴۳ سال قبل مسیح کے بیچ میں ثابت ہوتا ہے ✦ (دیکھو صفحہ ۴۷)

اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانہ سلیوکس کی تخت نشینی کے وقت سے جو ۳۱۲ برس قبل کے ہوئے اُس کی وفات تک جو ۲۸۰ برس قبل مسیح میں ہوئے ثابت ہوتا ہے (دیکھو کالنش صاحب کی کتاب)

ان تمام شہادتوں پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ سلیوکس سکندر کی فوج کا سردار تھا۔ سلیوکس اور چندرگپت ہمعصر بلکہ رشتہ دار تھے کیونکہ سلیوکس نے اپنی بیٹی مہاراجہ چندرگپت کو بیاہ دی تھی۔ اور سکندر ۳۲۷ سال قبل مسیح میں ہندپر حملہ آور ہوا۔ اُس کے ...

کے بعد سلیوکس بادشاہ ہوا۔ اس واسطے ہر طرح سے ثابت ہے کہ چندرگپت کی تخت نشینی ۳۲۶ یا ۳۲۲ برس قبل مسیح کے ہوئی۔ پس بگرماجیت (۳۲+۱۹۰۰=۲۲۱۵) سال ہوئے کو تصنیف ہوا۔

یورپ کے عیسائی اور پادری مورخوں کی رویہ میں (جو کسی چیز کے وقت مقرر کرنے میں غلطی کرتے ہیں) ایک فاضل نے کیا ہی اچھا لکھا ہے "مورخان اہل یورپ کا عام دستور ہے کہ وہ جو اس حال سے کہ ان کے خیال میں حضرت انسان بعد طوفان جس کو ۴ ہزار برس گذرے ہیں فقط کا بچہ ہو رہی ہے پرانے تسلیم ناموں کے تحریر کرتے وقت ایک اوسط ۲۵-۳۰ برس کا لگا کر ایک ایسی فرضی مدت قائم کر لیتے ہیں۔ جو مدت مفروضہ طوفان نوح سے تجاوز کرنے پاوے" (دیکھو صفحہ ۹ تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۳۲)

تاریخ دنیا

جلد دوم

سوامی شنکر آچاریہ

ان کا زمانہ بھی کسی مورخ کے نزدیک جھگڑے سے خالی نہیں۔ نہ انگریزی تاریخ دان آپس میں اتفاق کرتے ہیں اور نہ ہی سنسکرت کے پنڈت۔ ہم حیران ہیں کہ ایک ایسے مشہور انقلاب کرنے والے واقعہ کی نسبت اتنا مغالطہ کیوں ہے۔ سال ۱۸۸۳ء کے تھیوسافسٹ میں لکھا ہے "نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم کو ان مہاتما شنکر آچاریہ کی ٹھیک تاریخ نہیں ملی کہ یہ کس زمانہ میں گذرے۔ بعض تو ان کو دو سو برس قبل مسیح ہوا بتلاتے ہیں اور بعض [illegible] اکثر حال کے علماء ان کو مسیح کے بعد آٹھویں صدی یعنی ۷۸۸ء میں مانتے ہیں اس بارہ میں ولسن۔ کولبروک۔ رام موہن رائے۔ پاچ نیترشاستری اور پروفیسر بے سراین ترک۔ پنجاب اٹن سب کی یہی رائے ہے کہ شنکر آچاریہ جی اسی آٹھویں صدی میں ہوئے ہیں۔ بعض اس سے بھی بڑھ کر ۸۰۰ء یا کہ ۸۴۰ء سے آگے نہیں بڑھتے۔

مسٹر آرسی دت نے بھی عموماً انہیں کی تقلید پر ۸۰۰ء قائم کیا ہے ✦

آنریبل ڈاکٹر ہنٹر صاحب لکھتے ہیں "اس زمانہ میں جو ہادی پیدا ہوئے ان میں کمارل بھٹ کا ایک برہمن تھا۔ اس کا زیادہ مشہور چیلا[1] شنکر آچاریہ تھا جس کے زمانہ سے معتبر تاریخ شروع ہوتی ہے۔ شنکر مالابار میں پیدا ہوا اور کل ہند میں وعظ کرتا پھرا۔ کشمیر تک گیا اور کوہ ہمالیہ پر ایک مقام کدارناتھ میں بتیس سال کی عمر میں وفات پائی ✦

ویدانتیوں کے فلسفہ کو حال کی صورت میں لانا اور قومی دین میں داخل کرنا اسی کا کام تھا اور یہ کہنا راستی سے بعید نہ ہوگا کہ اس کے زمانہ کے بعد جو آٹھ یا نو صدیاں گذری ہیں ان میں دینی فرقہ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا اس کی بناء ایک شخصی خدا کے عقیدے پر پڑی ہے۔ شنکر عموماً سب کو تعلیم دیتا تھا خواہ وہ اونچی ذات کے ہوں یا ذلیل عوام الناس سے ہوں۔ پس ایک قومی دین اور ہر ایک فرقہ اسی کی عمر کی محنت کا نتیجہ ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۵۳)

اصل حال یہ ہے کہ سوامی شنکر آچاریہ دراوڑ یعنی ملیبار میں پیدا ہو کر گوبند گوڑ آچارج کے شیش (شاگرد) ہوئے۔ ان کا سیاحت پیشتر بدھ مذہب والوں سے تھا۔ اور تمام عمر اس مت کے کھنڈن میں مصروف رہے۔ ان کے اپدیش سے ستیہ مت کا آغاز ہوا۔ اور بدھ مت کا زوال۔ تمام ہندوستان میں وہ اپنے مت کا اپدیش کرتے رہے جنوبی ہند کے علاقہ ملیبار سے کشمیر و نیپال تک دھرم اپدیش کے واسطے دورہ کیا۔ بودھوں کے ہاں ان کے پرچار سے کھلبلی مچ گئی اور جوق در جوق لوگ ان کے مت میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر بہت راجاؤں کو ویدک مت کا حامی بنا کر آریہ ورت کے چہار گوشہ میں چار مٹھ قایم کئے۔ شمال میں جوشی مٹھ۔ جنوب میں شرنگیری مٹھ۔ مشرق میں گووردھن مٹھ۔ مغرب میں شاردا مٹھ اور آخری عمر کے بتیس سال کی اوستھا میں مقام کدارناتھ دو بودھوں پہنے سمان اجی وگیت اور راجبی نولیش سنے (جو اسی غرض سے کچھ مدت پہلے مرید ہو گئے تھے) کسی قسم کا زہر دیدیا جس سے ان کی بھوک بند ہو گئی اور چھ ماہ بیمار رہ کر وہاں اس قالب عنصری کو تیاگن کر دیا جس طرح سے کہ سکندر، نمرود۔ اپالونس اور عیسیٰ کے مورخوں نے ان کو خدا قرار دیا ہے۔ ان کی جائے پیدائش کی بابت بھی کچھ تنازعہ ہے۔

آنندگری جیرامبر پورال اور مادھواچی کیلیے اور سچندوشاستری جی کالپی میں بتلاتے ہیں اور بعض لوگ سالگ رام ضلع کیرال ظاہر کرتے ہیں مگر اصل وہی ہے جو مادھو جی لکھتے ہیں۔ کہ شنکر آچاریہ کیلپے کے باشندے تھے کیونکہ باقی محقق بالکل نہیں ہیں۔ صرف ذہنی خیال دوڑاتے ہیں۔ اب ہم مندرجہ ذیل وجوہات بر شنکر سوامی کے زمانہ کی بابت تحقیقات کر کے ایک تاریخی مدت قایم کرتے ہیں ✦

درجہ اول۔ بدھ مذہب مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے شروع ہوا اور مسیح سے ۴۰۰ سال پہلے موریا خاندان کے زوال کے ساتھ اس کا زوال ہونے لگا جیسا کہ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں "بدھ مذہب ہند میں پانچویں صدی تک یعنی ہزار سو برس سے زیادہ رہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسیح سے دو سو برس پیشتر اس میں زوال شروع ہو گیا اور موریا خاندان پر زوال آتے ہی سارے ہند کے اندر برہمنوں کے مذہب میں دوبارہ جان پڑنے لگی۔ قنوج کے بڑے مشہور شہر لے تو برہمنوں کی عقیدت سے قدم باہر دھرا ہی نہ تھا مگر اب اور دیار و امصار بھی ایک ایک کر کے اپنے پہلے دھرم کی طرف جس کی شکل اب کسی قدر بدل گئی تھی۔ پھر رجوع کرنے لگے" (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۷)

پس یہی یا اس کے قریب شنکر آچاریہ جی کا زمانہ ہے کیونکہ سارے ہند میں یہ بات زبان زد خلائق ہے کہ بودھوں کے مذہب کو زوال پہنچانے والے سب سے پہلے شنکر سوامی ہوئے۔ درجہ دوم۔ سوامی شنکر آچاریہ کی مصنف تین پستکوں (دس اپنشد بھاشیہ۔ شاریرک بھاشیہ اور گیتا بھاشیہ) میں مسلمانوں اور ان کے مت کا نام و نشان نہ آیا ہے۔ حالانکہ سنہ [illegible] مطابق [illegible] بکرمی اور [illegible] ہجری سے ہی مسلمانوں کے حملے ہندوستان پر ہونے لگ گئے تھے اور امن و امان کا تختہ زیر و بالا ہو رہا تھا۔ پس کوئی شک نہیں [illegible] مسلمانوں کے حملے سے بہت پہلے گذرے ہیں۔ ورنہ کیونکہ ان کے حملوں میں سرپٹا [illegible] تھا کہ کوئی شخص اور ریفارمر اتنی آزادی سے ویدک دھرم کا پرچار کرے ✦

درجہ سوم۔ آٹھویں یا نویں گیارھویں یا چودھویں صدیوں میں [illegible] گذرے ہیں۔ [illegible] اہرسین۔ بیاسکر آچاریہ۔ [illegible] برہمنی راج گری چندر بروسے۔ بیسے دیو۔ بوپ دیو۔ [illegible] ت وغیرہ مگر ان میں سے کسی نے شنکر سوامی کو اپنا ہم عصر نہیں لکھا۔ [illegible] شنکر سوامی نے ان میں سے کسی کو بھی اپنا ہم عصر تسلیم کیا ہے۔ پس وہ ان [illegible] نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان سے بہت پہلے ہو سکے [illegible] تمام ہندو مورخ ان کو مدت وناتک اور ابد

[1] ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ شنکر آچاریہ کمارل کا چیلا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ شنکر آچاریہ گوبند گوڑپاد آچاریہ کا چیلا تھا۔ جیسا کہ وہ خود اپنے بھاشیہ کی سمالوچنا پر لکھتے ہیں۔ کہ بھگوت گوبند گوڑپاد آچارج کی تدسوسی کرنے والا شنکر آچارج" اور علاوہ ازیں کمارل جی مہاراج کا اعتقاد بھی شنکر کے مخالف تھا۔ لیکن گوبند گوڑپاد کا بالکل ان کے مطابق تھا جبکہ ان کی شاگردی ہوئی کا رسکا آپ شہرت

طریقہ قایم ہوا جس کو سمت کہتے ہیں اور سنہ عیسوی سے ستاون سال قبل شروع ہوتا ہے۔ (صفحہ ۱۳۷) اب ہم اپنی مائدہ تحقیقات بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ کہنا سراپا باطل ہے کہ بکرماجیت کا سمت چار سا پانچ سو برس مقررہ تاریخ سے بعد جاری ہوا۔

ثبوت اول۔ کالیداس مشہور جوتشی اپنے گرنتھ جیوتر دوابھرن میں لکھتا ہے۔ ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۲ مطبوعہ بنارس

वर्षैसिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ संमिते। मासे माधवसंज्ञिते च विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः ॥

یعنی کلی یگ کی سمت میں ۳۰۶۸ برس کا بکرماجیت میں نے یہ گرنتھ تصنیف کیا اور اسی کتاب کے دیگر مقام سے ظاہر ہے کہ اس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا اور ۴۹۹۵ سے ۹۸ منفی کرتے ہیں ۱۹۲۷ رہ جاتے ہیں اور آج تک اتنے سال اس کی تصنیف کو ہو تے ہیں

پنڈت تارانا تھ ترک واچسپتی نے بھی لکھا ہے کہ کل یگی سمت ۳۰۴۴ میں بکرم کا جسہ شروع ہوا اور اس کتاب کی تصنیف کو آج تک ۱۹۲۷ سال ہو تے ہیں +

ثبوت دوم۔ متصل جوناگڑھ ملک کاٹھیاوار میں ایک پرانے تالاب کی کھدائی میں ایک کتبہ ملا ہے۔ جس کو راجہ رُدر دمانے سو درشن نام تالاب کی تقریب پر لگایا تھا اس کتبہ میں سمت ۲۲ بکرمی کھدا ہوا ہے یہ کتبہ اب بھی راجکوٹ کے میوزیم (عجائب گھر) میں موجود ہے)

ثبوت سوم۔ اسی بکرم نے روم کے قدیم بادشاہ اوگسطس کو ایک دوستانہ مراسلہ لکھا تھا۔ بدیں مضمون کہ "اگرچہ میں چھ سو صوبوں کا شہنشاہ پر مسرتا ہے۔ کہ آپ سے ملاقات حاصل کروں۔ آپ کوئی جگہ مقرر کیجئے تو میں ملاقات سے مستفیض ہوں اور جو کام جس میں میری بہتی مفید ہو ارشاد فرماویں۔ تاکہ بجالاؤں۔ لفافہ پر اپنا نام پورش شہنشاہ ہندوستان لکھا ہوا ہے"۔

دی ایمول مورخ لکھتا ہے کہ یہ چٹھی یونانی حروف میں لکھی ہوئی تھی ان کو اس دمشق سے ایس پہنچا ہوا پایا۔ آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس میں مہاراجہ موصوف کے تخت گاہ کا نام درج لکھا ہوا ہے جو اجین کا معرب ہے اور بالفرور بکرم کے ماتحت ۶ سو راجے تھے اور لفظ پورش اس کی قوم پنوار یا پرمار یا پرمارا کا یونانی بنایا ہوا ہے اور سال کی مطابقت بھی ہے کیونکہ اوگسطس اگسٹس سنہ ۲۷ء میں حکمران تھا (از سیر المتقدمین و جمل جواب تاریخی صفحہ ۹۳)

اور ایسا ہی کالیداس کے جیوتر دوابھرن میں لکھا ہے (دیکھو ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۸)

यो रूमदेशाधिपतिं शकेश्वरं जित्वा गृहीत्वोज्जयिनीं समानयत्। सर्वं प्रजामंगलसौख्यसंपद्भूवस्तवन्न चतेक्रमं ॥

یعنی جو روم دیش کے شکوں کے راجہ کو جیت کر سدر اجین پوری کا مالک تھا سب پرجا کو منگل اور سکھ اور خوشحالی تھی۔ اور سب جگہ وید کرم ہوتا تھا۔ اور بکرم آدیتہ کا دوسرا نام شکاری بھی مشہور ہے۔ یعنی شکوں کا دشمن

ثبوت چہارم۔ ایک اور پتھر گوندا نام گاؤں متصل کھالیا راج جام نگر ملک کاٹھیاوار سے نکلا ہے۔ جس کو راجہ رودر سنگھ نے ایک تالاب کے بنانے کی تقریب پر لگایا تھا۔ اس میں سمت ۱۱۲ بکرمی کھدا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ اسی طرح ایک اور پتھر جس رن گاؤں علاقہ راج کوٹ میں سے نکلا ہے جو کاٹھیاوار کا گاؤں ہے وہاں سے دو کوس دور ایک دھار ہے اس پر ایک بڑی شلا پڑی ہے جو ایک تالاب یا چاہ کی تقریب پر کھدائی گئی تھی۔ اس میں لکھا ہے کہ بعد راجا بکرم جینا سمت ۱۲۷ بکرم میں کھدوایا تھا۔

ثبوت ششم۔ جام دوارکا میں لائبریری کے پاس ایک پتھر کی شلا ہے جس پر سمت ۱۳۲ بکرمی اور نام راجہ رودرسین کا کندہ ہے۔ یہ بھی کسی ایسی ہی تقریب پر کھدائی گئی ہے۔

ثبوت ہفتم۔ راجہ بکرم سے ۱۳۵ برس بعد شالباہن ہوا جس نے اپنا سکہ چلایا۔

ثبوت ہشتم۔ موضع پاکوڑی ریاست جام نگر کے پاس سے ایک اور پتھر کی شلا کھدی ہوئی نکلی ہے۔ جس پر سمت ۲۶۱ بکرمی کندہ ہے۔ یہ کتبہ بھی کسی دھرمارتھ کام کے واسطے طیار کیا گیا تھا۔ یہ تمام کتبے۔ اور ان کے اصلی چربے مقام راجکوٹ جیساوئی ملک کاٹھیاوار گجرات کی سرکاری لائبریری میں موجود ہیں۔ جس کا جی چاہے تحقیقات کر لے۔

ثبوت نہم۔ ایک اور کتبہ جسے سر ولیم جونس ایشیاٹک رسرچز جلد ۶ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۰۱ء صفحہ ۲۵۰ میں نقل کرتے ہیں۔ اور جو دہلی کی لاٹھ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ اسے ہم یہاں بعینہ نقل کرتے ہیں۔

आविन्ध्यादाहिमाद्रेर्विरचितविजयस्तीर्थयात्राप्रसंगादुद्‌ग्रीवेषु प्रहर्ता नृपतिषु विनमत्कन्धरेषु प्रसन्नः। आर्यावर्तं यथार्थं पुनरपि कृतवान्म्लेच्छविच्छेदनाभिः... तिलक शाकम्भरीन्द्रो जगति विजयते विग्रहक्षोणिपालः

آویدھیادہمادرِ وِیچِرن وِجَے سِیا یاوتے یَتھارتھ پُنرپی کرِتوان وِرتِیں سپرتی واہمان تِلک شاکم بھری کر دَنتیہ یدیہ وِگرہ ... سنوت شری وکرمادتیا ۲۲ ویشاکھ سُدی ... مہا مہِ شری راج پُتر شری سلک ۔

(مذکورہ دیوناگری متن بطور اصل:)

आविध्यादहिमाद्रि विरचित विजय स्त्री यो वते
यथार्थ पुनरपि कृतवा हूति संप्रति वा हमान
तिलक शाकं भरि करदं व्यथा यि हिमवद्ध
आसंवत श्रीविक्रमादित्या २२ वैशाख सुदि त्र-
मायम हामं श्रीराज पुत्र श्री सलंक ।

یہ لاٹھ شدی سمت ۱۲۳ بکرمی کا ہے۔ محقق کہتے ہیں کہ یہ کتبہ راجہ دستال دیو لد راجہ اہل شاہ کمری کے راجہ کا ہے جو ساکھ شکل بیس تحصیں کو لکھا گیا۔

ترجمہ۔ وندھیا اور ہمالیہ تک وہ مشہور ہیں کم نہیں تھا۔ آریہ ورت کو دوبارہ بسایا اس نے بسایا۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد یہی وا اب تک شاہ کمری کا راجہ ہے۔ ہم سے ہمالیہ اور وندھیا کا علاقہ باجگذار بنایا گیا ہے۔ اور شری وکرم آدتیہ سمت ۱۲۲۰ ساکہ کی شکل بیس میں مہا منتری راج پتر شری سلک

ثبوت دہم۔ شاہجہاں پور سے ۵ میل پر قصبہ بانس کھیڑا میں ایک کسان کو اس کے کھیت میں ایک تانبے کی تختی ملی ہے جس پر سنسکرت حروف میں ایک مہر لگی ہوئی ہے جو مہاراجہ ہرش وردھن (جس کی راجدھانی تھانیسر تھی) کی عطا کردہ ہے جس نے سمت ۶۶۱ بکرمی سے ۷۰۴ بکرمی تک راج کیا۔ اس تختی پر سند عطائے جاگیر بنام گرو جو قرب آنولہ علاقہ روہیلکھنڈ میں واقع ہے بنام دو عالم برہمنوں کے ایک مرنے سے دو سو برس پہلے یعنی سمت ۶۹۵ بکرمی میں لکھی ہوئی ہے

پنڈت جوالا سہائے صاحب ایم۔ اے لدھیانہ علاقہ پنجاب نے جو مضمون ۱۸۹۱ء کے نویں کانگریس میں بمقام لنڈن ارسال کیا تھا۔ نواں سمت۔ اس میں بھی انہوں نے اس کو نہایت عمدگی سے پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ اور مخالفوں کے دعاوی کی بڑی عمدگی سے تردید کی ہے۔ بنا برآں ہم وہ مضمون یکجا ترجمہ کرتے ہیں

اول کانگریس مذکور کے سیکرٹری اس مضمون پر اپنی طرف سے ایک ریمارک لکھتے ہیں۔ "دو کاغذ جو مشرقی خاندانوں کی قوموں کی نویں کانگرس میں جو بمقام لنڈن میں ہوئی پڑھے گئے

(۱) اصل سمت مرتبہ پنڈت جوالا سہائے ساکن لدھیانہ۔ (۲) ... یعنی انڈین ورلڈ آف ... مصنفہ پنڈت ایچ ایچ دھرو ساکن بڑودہ" ۔

یہ دو نو کاغذ جو ہندوستان کے مشہور فاضلوں کی قلم سے نکلے ہیں۔ ہندوستان کے تاریخی معاملات کے بارہ میں ایک اور زمانہ بتلاتے ہیں۔ الخصوص اول الذکر دستی کے کلام کا تازہ ثبوت دیتے ہیں کہ جو تاریخیں ہندوستان کی علمی تاریخ کی نسبت یورپ کے مصلحین کے گمان کے مطابق قدیم کی گئی ہیں ہم دوبارہ غور کرنے کے قائل ہیں۔

بکرماجیت کی تاریخ کی بابت مشہور عام روایت یہ ہے کہ بکرماجیت اور اس کے نورتن جن میں سے کالیداس مصنف شکنتلا نہایت مشہور ہوا ہے۔ سنہ عیسوی سے پہلے اول صدی میں ہوئے ہیں اور اس سمت کا پہلا سال جولیس قیصر کے ملک برطانیہ پر حملہ آور ہونے سے قریباً مطابقت رکھتا ہے۔

کچھ سال گذرے کہ یورپ کے مشرقی زباندانوں کی ایک جماعت نے عام روایت کو علیحدہ رکھ کر عقلی نتائج اور گمان کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بکرماجیت درحقیقت چھٹی صدی عیسوی میں ہوا ہے اور اس نتیجے پر پہنچنے کی دلیل جو دی گئی ہے وہ کبھی زیادہ یقین دلانے والی نہیں ہوئی اور اس حوالہ اصول یہ بھی ہے کہ کسی کتاب کی تاریخ اس کے مضامین سے کہ آیا اس میں نئے یا پرانے خیالات درج ہیں معلوم ہو سکتی ہے۔
پروفیسر میکس مولر نے اپنشدوں کی تاریخ لکھنے کے وقت ظاہر کیا تھا۔ کہ یہ ایک بڑا ہوشیار اصول ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ جب تک ہم کو پہلی اور آخری حد کی بات کچھ زیادہ معلوم نہ ہو۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے مصنف یا مولفوں کے کیا خیالات تھے۔ ناممکنات کے لئے کوشش کرنا ایک دلیری کا کام تو ہے۔ لیکن یہ فاضلوں کا کام نہیں ہے۔

وہ دلیل جو کہ بکرم کے مسیح سے ۵۰ برس بعد ہونے کی بابت دی گئی ہے۔ یہ ہے کہ چونکہ کالیداس بکرماجیت کا ہمعصر تھا اور اس کی طرز تحریر ایک ساوٹی ہے اس لئے کچھ حال کی ہے اور سنہ عیسوی کی ساتویں صدی جیسا کہ پرانی نہیں اس لئے کالیداس اور معہ اس کے بکرماجیت غالباً ساتویں صدی میں ہوئے ہیں۔

اس دلیل کی غلطی ظاہر کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ گمان جس پر کہ یہ بنی ہے اب اٹھتا جاتا ہے اور فضلا کی یہ رائے ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ڈاکٹر بوہلر اور ڈاکٹر پیٹرسن نے ظاہر کی تھی کہ ہندوستان کی عام روایت بکرماجیت کے سمت کی نسبت قریباً صحیح ہے

دوم یہ رائے ظاہر کی گئی ہے اور پروفیسر ویبر صاحب نے تائید کی ہے کہ سمت کے سال کا ٹھیک وہی حال ہے جو جولیس اور گریگری جنتری کے حساب کا۔ بکرماجیت کا اس کے سمت کے پہلے سال میں ہونا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ جولیس قیصر اور پوپ گریگری کا اس کے جنتری کے پہلے سال میں ہونا۔

لیکن یہ رائے درست نہیں ہے۔ کیونکہ سمت کے سال کی حالت جولیس اور گریگری کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کوئی نہیں کہتا۔ اس لئے یہ مقابلہ شروع سے ہی غلط ہے پس تمام دلیل جو اس پر مبنی ہے ضروری ساقط ہے۔

پروفیسر ویبر نے ظاہر کیا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ سمت کے سال کے شروع ہونے کا کیا باعث ہے۔ اور اس کی غرض ہندوستان کی روایتوں کو غیر معتبر ٹھیرانا ہے۔ لیکن ٹھیک وہی حال سنہ عیسوی کا ہے۔ کیونکہ پادریوں نے عیسے کی پیدائش سنہ عیسوی سے چار برس پہلے قرار دی ہے۔ لیکن اس بنا پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ جولیس قیصر اگسٹس یا شارلیمن کا ہمعصر تھا اور بکرماجیت کا عیسے سے پہلے اول صدی سے اٹھا کر چھٹی صدی میں تبلانا ٹھیک ویسا ہی ہے۔

اب ہم اصل مضمون پنڈت جوالا سہائے جی کا جو انہوں نے لنڈن کی کانگرس میں ارسال کیا تھا درج کرتے ہیں

سمت گذشتہ چند سالوں میں مشرقی عالموں نے بکرماجیت اعظم بادشاہ کہ جس کی دلیسی شاعروں نے تعلیم کو مدد دو بہتی کی دست بڑی بھاری تعریف کی ہے اور جس کا دربار مشہور شاعروں سے سجا رہتا تھا کی سمت کی اشاعت کی بحث پر بحث کیا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اسی

مسیح سے ۵۷ برس پیشتر راج کیا۔ دوسرے اس کو نہ مانتے ہوئے یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ کالیداس کے نظم کی تحریر کا رنگ چھٹی صدی کا ہے جو کہ سنسکرت زبان کے دوبارہ سرسبز ہونے کا زمانہ ہے) پہلے کا نہیں ہو سکتا۔
ان لوگوں کے دعوے کے بموجب بکرماجیت نے کہ جس کے دربار میں کالیداس اور شنکو جیسے شاعر تھے چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا۔ اس رائے کے قائم کرنے والی پارٹی کے سردار ڈاکٹر فرگوسن ہیں ان کا دعوے ہے کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ء سے شروع ہوا۔ حالانکہ وہ اہل ہنود کے جوتش کے بموجب سنہ مسیح سے ۵۷ برس پیشتر ہوا۔
پروفیسر میکس مولر پہلی رائے کی تائید کرتا ہوا یوں رقمطراز ہے کہ اگر ایک پتھر یا سکہ بھی ہمیں ایسا دستیاب ہو جاوے کہ جس پر ۵۴۴ء میں بکرماجیت کا سمت درج ہو تو یہ سب قاعدہ رد ہو جائیگا
ڈاکٹر ویبر۔ ہولٹزمن کی رائے سے جو مندرجہ ذیل ہے متفق ہے "بکرماجیت کے عروج کو اس کی سمت کے پہلے سال سے منسوب کرنے میں ہم اس قدر غلطی کے مرتکب ہونگے جس قدر کہ پوپ گریگری تیرھویں کو گریگورین سمت یا جنتری کے پہلے سال سے یا جولیس سیزر کو جولین زمانہ کے پہلے سال سے جو کہ اس کے نام سے مشہور ہے۔ یعنے مسیح سے ۱۲۰۰ برس پیشتر منسوب کرتے ہیں"
پروفیسر پیٹرسن کا قول ہے کہ یہ رائے اب قائم نہیں رہ سکتی ہے اور ایک پرچہ میں جو اس نے رایل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی میں پڑھا تھا کہ جس قسم کی نظم کالیداس کی کتابوں میں پائی جاتی ہے" سنہ عیسوی کی پہلی صدی میں بھی پیدا تاہم سمجھا جاتا تھا۔ نظم کا رواج کم سے کم ۸۰ تک جو کہ کنشک کے زمانہ میں اشواگھوش نامی برہمن نے بدھ مذہب اختیار کر کے بدھ کی زندگی لکھی۔ جاری رہا تھا۔ پروفیسر پیٹرسن پنجلی کے سب شاعر بھی تھے۔ اور اسی واسطے ان کا خیال ہے کہ ان کہاوتوں کو جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ بکرماجیت اور اس کا دربار مسیح سے ۵۷ برس پیشتر تھا اور اس وقت مشہور شاعر بھی تھے بے اعتباری کی نظر سے دیکھنا بالکل نامناسب ہے
ڈاکٹر بوہلر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ سمت ۴۴۷ء میں رائج تھا اور ڈاکٹر کیل ہارن بھی اس سے متفق ہے۔ مجھ کو بھی ان آخری تین مورخوں کی رائے سے اتفاق کرنے میں ذرا بھی اعتراض نہیں اور مندرجہ ذیل چند نوٹ اس رائے کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے لکھتا ہوں
جیوترودابھرن کی ایک مشہور روایت سے کالیداس بکرماجیت کے دربار کا ایک مشہور شاعر پایا جاتا ہے اس کی نظم اور ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنسکرت زبان کے ہر ایک علم سے بخوبی واقف تھا۔ اس کی تصنیفات میں ویدک توحید۔ ہندو فلاسفی۔ پورانک کہانیاں۔ علم ستاروں کا اس قدر تذکرہ ہے کہ اس کا شروت نڑھ علم ہیئت میں لکھنا اور علم جوتش پر جیوترودابھرن کا لکھنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔

शकवादिपंडितवराः कवयस्त्वनेके। ज्योतिर्वि
दासभावना श्चवराहपूर्वाः॥ श्रीविक्रमस्य बुधः
ससदि प्राज्ञबुद्धौ। तैरप्यहं नृपसखा किल का
लिदासः॥

مندرجہ بالا شلوکوں میں سے آخری شلوک سے بخوبی ظاہر ہے کہ کل یگ کے ۳۰۶۸ برس میں یہ کتاب لکھی گئی۔ کل یگ کی سمت کی رو سے اب ۴۹۹۳ برس ہیں اس حساب سے کتاب کو لکھے ہوئے ۱۹۲۵ برس گذرے۔ علم جوتش کے متعلق بہت سی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکرماجیت کل یگ کی ۳۰۴۴ میں تخت پر بیٹھا۔ اور کالیداس کے جیوترودابھرن شاستر سے ۲۴ برس پہلے راج شروع کیا۔
مذکورہ بالا واقعات سے علم حساب کے رو سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت کا سمت اس کے تخت نشین ہونے سے شروع ہوتا ہے۔

علاوہ بریں تھوڑا عرصہ گذرا کہ مجھ کو کسی لکھی ہوئی ایک سنسکرت کی کتاب جسکا نام گورجر دیش بھوپاولی गुर्जरदेश भूपावली ہے ملی ہے جس کے مضامین اس قسم کے شلوک درج کرنے کے لئے بہت مدد دیتے ہیں اس کتاب میں ایک سو شلوک ہیں اور سمت ۱۸۶۵ میں ایک جینی رنگ دت نام نے اس کو تحریر کیا تھا۔

سنسکرت زبان کا اس قدر کم ذخیرہ ہمارے تک پہنچا ہے کہ ایک چھوٹا سا تواریخی ریکارڈ بھی موجودہ زمانہ کی تحقیقات کرنے والوں کے لئے ایک بڑی بھاری نعمت ہے۔

اس کتاب کا مصنف گجرات دیش کے بادشاہوں کا مہابیر جین مت کے گورو کی وفات سے لیکر ہمعصر زمانہ میں مغلیہ سلطنت کے زوال تک سب تفصیل وار حال بیان کرتا ہے۔

جو کچھ وہ ہندو راجاؤں کی بابت تحریر کرتا اس کا مختصر خاکہ میں یہاں درج کرتا ہوں جس رات کو مہابیر نے نروان حاصل کیا۔ اُسی رات پالک تخت پر بیٹھا اور ساٹھ برس تک راج کیا۔ اس کے جانشین نو نندے ہوئے جن کی حکومت ۱۵۵ برس تک رہی اس کے بعد چندر گپت کے موریہ خاندان کا دور شروع ہوا۔ جس کے قبضہ میں گجرات کا تخت ۱۰۸ برس تک رہا۔ اس کے بعد پشپ متر۔ بال متر۔ بھانو متر کے نام پائے جاتے ہیں جن کا زمانہ سلطنت قریباً ۱۳۰ برس کا ہوتا ہے۔

گردبھیل جس نے صرف ۱۳ برس تک راج کیا تھا جاری سرسوتی کی سازش سے راج کھو دینے والا ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملک ۴ برس تک شک (شاک لوگوں) کے قبضہ میں رہا جن کو بعد ازاں بکرماجیت والئے اُجین نے وہاں سے نکال کر خود مہابیر کی موت کے ۴۷۰ برس بعد تخت نشین ہوا۔ اُس کی آزادی اور سخاوت کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے اُس نے ایک نیا سمت جاری کیا اور ۶۰ برس سلطنت کی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ مگر اس کے سمت کے ۱۳۵ برس بعد ایک اور راجہ شالباہن نامی نے زور پکڑا اور ایک سمت جاری کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ مصنف کی رائے بکرماجیت اور شالباہن کی بابت ہے اُس کو یہاں درج کردوں

वीरमोताञ्चमसत्या युतेवर्षचतुःशते। व्यतीतेविक्रमादित्यउज्जयिन्यामभूदितः॥ सत्वसिनः॥ स्वसिध्यग्निवेतालश्रमुखानेकदेवता। विद्यासिद्धोमन्त्रसिद्धः सौवर्णपुरुष॥ धैर्यादिगुणविख्यातः स्थानेस्थानेनराधिपे। परीक्षकत्वपाषाणनिघृष्टसत्वकांचन॥ ससम्यवाड्हश्रीयाम् दानायन्हणमखिलाम्॥ कृत्वामम्वत्सराणांसः आसीत् कर्तामहीतले॥ षडशीतिमितमराज्यम् वर्षाणाम् तस्यभूपते। विक्रमादित्यपुत्रस्यततोराज्यम् प्रकल्पितमम्॥ पंचत्रिंशद्युतेभूपाद्वत्सराणाम्शतेगते। शालिवाहनभूपोभूद्वत्सरेशककारकः॥

شالباہن کے عہد حکومت کے ۶۰ برس بعد بال متر یار سا تخت نشین ہوا اور ایک برس تک راج کیا بعد سمت ۶۰ سے مصنف بادشاہ ہتری متر۔ دیر متر۔ بھانو متر کا نام لکھتا ہے۔ جنہوں نے سمت ۶۰۰ تک راج کیا۔ اس کے بعد آندھر بھوج کا دور دورہ رہا اور ان کے بعد بعض ملکی اور جنہوں نے ۲۸۵ برس حکومت کی۔ چورخاندان میں سے بن راج پہلا شخص تھا ہے جو گجرات پر ساٹھ برس تک حکمران رہا ہے جس اثناء میں اُس نے پٹن

شہر آباد کیا۔ چور خاندان کے باقی راجہ مفصلہ ذیل ہوئے ہیں۔

یوگیہ راج ۳۵ سال۔ کیشم راج ۲۶ سال۔ بھاد ور اج ۲۹ سال۔ بیشالی راجہ ۲۴ سال رتن آدیتیہ راجہ ۱۵ سال۔ ستامنت سنگھ ۷ سال

چور کے خاندان نے ۱۹۶ سال حکومت کی۔

اب اس کے بعد سمت ۹۹۵ میں آتے ہی جبکہ مولراج نے گجرات کا راج لیا اور ۵۵ برس تک حکمرانی کی وہ بلا شبہ چالک خاندان میں سے پہلا بادشاہ تھا اس کے بعد اسی خاندان کا عہد حکومت رہا۔ اس خاندان نے کل ۲۴۵ سال تک حکومت کی۔

اس خاندان میں بہت سا مشہور راجا کمار پال تھا جو سمت ۱۱۹۹ سے ۱۲۳۰ تک گذرا ہے اسکے ہوشیار وزیر دا ہرنے بجر گوپور میں میاتیتی کا مندر بنایا سمت ۱۲۹۸ میں ویرد ہول تخت پر بیٹھا اور دس برس بعد مر گیا۔ اس کے بعد چار راجوں نے گجرات پر ۶۳ برس حکومت کی۔ ان میں سب سے آخری کرن دیو تھا جس نے سمت ۱۳۶۱-۱۳۶۰ تک راج کیا اس کا جانشین خضر خاں خلجی ہوا۔ اس وقت سے گجرات مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آگیا اور پھر مصنف مغلیہ بادشاہ شاہ عالم کے زمانہ تک پہونچتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے کل اقتباس تواریخ سے منتخب کرکے تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ بہتوں کی کتابوں میں بہت تھوڑا علم تواریخ باقی رہ گیا ہے تاہم چند سال کی کوششوں سے معلوم ہوا ہے کہ جین لائبریری میں بہت کچھ پرانی تاریخ موجود ہے۔ موجودہ تحقیقات کرنے والوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ بدھ مذہب اور جین مذہب کے شروع ہونے کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور جین اور بدھ مذہب دونو بذات خود علٰحدہ علٰحدہ لیکن سترکر بیزارانہ طریق سے جاری رہے اور یہ فقیرانہ طریق مسیح سے چھ سو برس پہلے تھا۔

گورجر دیش بھوپالی کے مطابق مہابیر ۲۴ واں تیرتھنکر جین مذہب کا مسیح سے ۵۲۷ برس پہلے ہوا تھا۔ مجھ کو جین دھرم کے ایک گورو نے بتلایا تھا کہ مہابیر کی موت بدھ مذہب کے بانی سے ۱۶ برس بعد وقوع میں آئی۔ اگر بدھ مذہب کی اس تاریخ کا جو اس وقت بھی بدھ مذہب والوں میں رائج ہے کچھ اعتبار کیا جاوے تو بدھ مذہب کے بانی کو مرے ۲۴۴۲ برس گذرے ہیں۔

پالک راجا جس کا اس کتاب میں ذکر ہے غالباً وہی راجہ ہے کہ جسکا ذکر شودرک کے مرچھکٹکا نامی ڈراما میں ہے یہ مسیح سے ۴۷۷ برس پہلے مرا تھا نو نندوں نے مسیح سے ۳۲۲ برس پہلے حکومت کی۔ گجرات موریا خاندان کے قبضہ میں مسیح سے پیشتر ۲۱۲ سے ۲۰۵ تک رہا۔ اس کے بعد پشپ متر کا عہد حکومت شروع ہوا اور غالباً وہی ہے کہ جس کا ذکر پتنجلی رشی کے بھاشیہ میں ہے[1] اس کے کچھ عرصہ بعد بکرماجیت راجہ کے باپ کا پتہ ملتا ہے جس مہاراجہ کے قبضہ میں کہ ملک ۴ برس رہا۔ جبکہ بکرماجیت (جسکو جین وقت شک آری یعنی شکوں کا دشمن بھی کہتے ہیں) اُس کو نکال کر مالوہ اور اُسکے گرد و نواح بمعہ گجرات ملک کے تخت پر بیٹھا۔ غالباً اس بڑی فتح کی یادگار میں ہوگا۔ کہ اس نے اپنی تخت نشینی کے دن سے نیا سمت جاری کیا۔ بکرماجیت کے تخت پر بیٹھنے کے سمت سے ۱۳۵ برس شالباہن ایک زبردست حکمران ہوا۔ اپنا شک جاری کیا۔ یہ نوٹ کرنے کے لائق واقعہ ہے کہ سمت اور شاکا دونو سنہ جیت یعنی شکوں کے بکرماجیت اور شالباہن کے ہاتھوں سے شکست کھانے کے سلسلہ میں جاری کئے گئے۔

گورجر دیس بھوپالی کے مصنف نے ایسا مفصل اور ترتیب وار حال ہندو بادشاہوں کا جنہوں نے بکرماجیت سے پہلے اور بعد حکومت کی بیان کیا ہے کہ ناظرین ضرور اسکو قابل

[1] یہاں غلطی ہے یہ پتنجلی کے بھاشیہ والا نہیں ہے کیونکہ مہابھاشیہ بھارت سے پہلے کتاب ہے (مفصل دیکھو تاریخ دنیا جلد اول)

مہادیو یعنی سب کا رکھشک ایسے ہی پرماتما کے اور ہزاروں نام ہیں -

آریہ لوگ - ویدوں کو الہامی یا ایشوری گیان مانتے ہیں - جو انسانی سرشٹی کے آغاز میں چار رشیوں (اگنی - وایو - آدیتہ - انگرا) کے دلوں میں الہام دیا گیا - بیاس یا میں گوتم - کناد - پاتنجل - کپل جیسے بڑے مشہور فلاسفروں نے جو چھ مختلف وقتوں میں ظہور پذیر ہوئے ویدوں کو الہامی مانا ہے - اور اس پر بڑی مدلل بحث کی ہے - موہتا جل سنکر سوامی - سرس - رام - بالمنک وغیرہ تمامی رشی منیوں نے ویدوں کو الہامی مانا ہے وید خود بھی الہام کے مدعی ہیں - اُپ نشدوں کے متوگمانی مصنفوں نے بھی ویدوں کو ایشوری ودیا مانا ہے

یعنی سب سے بڑا مالک کل جو پرماتما ہے

اُسی سے چاروں ویدوں کا الہام ہوا - اور چاروں ویدوں کا اصلی مطلب برہم کی پراپتی ہے +

مؤرخ مارش من صاحب فرماتے ہیں "ویدوں کا خاص مسئلہ خدا کی وحدانیت ہے اور عناصر اور چھوٹے دیوتاؤں کو صرف بطور استعارہ کے خدا کی قدرت کے ظہور کے واسطے بتلایا ہے یہ تو سچ ہے کہ دیوتاؤں کے نام اس میں ہیں - لیکن کسی دیوتا کو صفات نہیں دی گئی - اور کبھی یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُن کی تم پوجا کرو - سرس اور سوکی کہانیوں کا اُس میں کہیں پتہ نہیں لگتا ہے - در حقیقت اُس شروع زمانہ میں نہ کوئی مورتی معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی چیز یا مندر ہے جس سے وہ پوجا کرے (یعنی مورتی پوجا کسی طرح کی بھی بالکل نہیں تھی) اگرچہ سکھا جاتا ہے کہ ہندو اپنی رسومات اور اطوار کو بہت کم بدلتے ہیں تو بھی بڑی تعجب کی بات ہے کہ اس ملک میں جو ویدوں کو بڑی عزت سے مذہب کا سرچشمہ مانتے ہیں - اُن کی بھی یہ کل رسمیں اس قدر دور ہو گئی ہیں - کہ اگر کوئی ویدوکت طریقہ سے بھگتی کرنا چاہے تو وہ آج کل کے لوگوں کے مطابق ایک کافر خیال کیا جاویگا (ہسٹری مارشمن حصہ اصفحہ ۵ ۱۸۶۳ء)

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں - اُن شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جن کا ویدوں میں تو ذکر نہیں مگر آج کل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ حاصل ہے مثلاً راما اور کرشنا وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا (وید میں) بیان نہیں کیا گیا - بلکہ اُن دیوتاؤں کا بھی جن کے یہ اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں - وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامات کا ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۲)

اسی طرح آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں اور مولوی ذکاء اللہ صاحب نے بھی اپنی اپنی تاریخوں میں اس کا ذکر کیا ہے - اور تمام حیرانیاں جن کی اس وقت آریہ سماج تردید کرتا ہے وہ سارے کے سارے محقق بیان کر چکے ہیں کہ یہ وید میں ہرگز نہیں چاروں وید چھندوں میں ہیں جو نہایت موثر طور پر گائے جا سکتے ہیں وید کی سنسکرت نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے کسی رشی کی تصنیف اُس کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی ہے - سام وید خاصکر راگ ودیا کی کان ہے - ویدوں میں مختلف علوم و فنون کا بھی بطور اصول کے بیان ہے تمام فاضل رشی تمام علوم کا منبع وید کو بتلاتے ہیں - ویدوں کی تقسیم بلحاظ منڈلوں یا ادھیاؤں کا کانڈوں کی اس طرح پر ہے +

رگ وید

نمبر شمار منڈل		انووک	سکت	منتر
۱		۲۴	۱۹۱	۱۹۶۶
۲		۴	۴۳	۴۲۹
۳		۵	۶۲	۲۱۷
۴		۹	۵۸	۵۸۹
۵		۶	۸۷	۷۲۶
۶		۶	۵	۷۶۵
۷		۶	۱۰۴	۸۴۱
۸		۱۰	۱۰۳	۱۷۲۳
۹		۷	۱۱۴	۱۱۰۸
۱۰		۸۵	۱۰۲۸	۱۰۵۱۱

دوسری تقسیم

نمبر اشٹک	ادھیا	ورگ	منتر
۱	۸	۲۶۵	۱۳۰۵
۲	۹	۲۲۱	۱۱۷۲
۳	۸	۲۲۵	۱۲۰۹
۴		۲۵	۱۲۹۸
۵	۸	۲۳۸	۱۲۶۳
۶	۸	۳۳۱	۱۷۴۴
۷	۸	۲۴۸	۱۲۵۶
۸	۸	۲۴۶	۱۲۸۱
میزان کل ۸۰	۶۴	۲۰۲۴	۱۰۵۱۸

رگ وید میں کل دس منڈل - آٹھ اشٹک - چوسٹھ ادھیائے - پچاسی انوواک ایک ہزار اٹھائیس سوکت - دو ہزار چوبیس ورگ - دس ہزار پانچ سو ۱۸ منتر ایک لاکھ ترپن ہزار سات سو بانوے شبد اور چار لاکھ بتیس ہزار اکھشر ہیں -

اس کے علاوہ رگ وید میں چھندوں کی تقسیم حسب ذیل ہے

نمبر	نام چھند	منتر	نمبر	نام چھند	منتر
۱	ترشٹب	۴۳۰۳	۱۲	شکوری	۲۶
۲	گایتری	۲۵۰۱	۱۳	اتی جگتی	۱۷
۳	جگتی	۱۳۶۳	۱۴	دویدا	[illegible]
۴	انشٹپ	۸۵۵	۱۵	اترھست	[illegible]
۵	اُشنک	۳۴۱	۱۶	اتی شکوری	۸
۶	پنگتی	۳۱۲	۱۷	ایک پرا	۶
۷	مہادیاربہت	۲۵۱	۱۸	اشٹی	۶
۸	بیرگاتھ مارتا	۱۸۴	۱۹	دھرتی	۲
۹	برہتی	۱۸۱	۲۰	اتی دھرتی	۲
۱۰	اتی استٹی	۸۴		میزان کل قسم چھند	۲۰
۱۱	سکاکوبھا	۵۵		میزان کل منتر	۱۰۵۲۳

نوٹ - یہ چھندوں کی گنتی ابھی غور طلب ہے - تاریخ دنیا نمبر ۳ میں ہم اس کی بابت کافی ثبوت عرض کرینگے +

یجروید

ادھیا	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر
۱	۳۱	۱۱	۸۳	۲۱	۶۱	۳۱	۲۲
۲	۳۴	۱۲	۱۱۷	۲۲	۳۴	۲۲	۱۲
۳	۶۳	۱۳	۵۸	۲۳	۶۵	۳۳	۹۷
۴	۳۷	۱۴	۳۱	۲۴	۴۰	۳۴	۵۸
۵	۴۳	۱۵	۶۵	۲۵	۴۷	۳۵	۲۲
۶	۳۷	۱۶	۶۶	۲۶	۲۶	۳۶	۲۴
۷	۴۸	۱۷	۹۹	۲۷	۴۵	۳۷	۲۱
۸	۶۳	۱۸	۷۷	۲۸	۴۶	۳۸	۲۸
۹	۴۰	۱۹	۹۵	۲۹	۶۰	۳۹	۱۳
۱۰	۳۴	۲۰	۹۰	۳۰	۲۳	۴۰	۱۷
میزان	۴۳۰	میزان	۷۸۱	میزان	۴۴۶	میزان	۳۱۸

یجروید میں کل ادھیاے چالیس - کانڈ ۱۴ - منتر ۱۹۷۵ جن میں ۹۰۵۲۵ شبد ۳۰۱۲ اگونگ ہیں-

मन्मूलोयजुरा स्वावेदविट पीजी यात्समाध्यान्दिनि-
शाखा पत्र युगेदकाराड १४ सहिता पन्नाक्ति स संही
ता। यन्त्राश्रां अ ४०ल ताविभाक्ति शरशीला ङ्कै-ङ्
१९७५
ख्वग्दलैपश्च्वा द्वीषुनभो ङ्कवर्गांमध्युपीखा ऽन्य
र्कगुङ्ग्म्बितै:१२३०॥

سام وید

پورب آرده

ادھیا	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱	۱۲	۱۱۴	۵	۱۱	۱۱۹
۲	۱۲	۱۱۸	۶	۵	۵۵
۳	۱۲	۱۱۹	میزان کل ۶	۶۴	۶۴۰
۴	۱۲	۱۱۵			

سام وید

اُترارده

ادھیاء	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱ ۲۲	۱ ۲۲	۱ ۱۴	میزان ۲۳	۲۳	۴۲۴

میزان کل ۲۹ - ادھیاء ۸۷ - سام - منتر ۱۰۶۴

पूर्वोत्तरौविभजन्तेऽखिलसामभागौसामानियचन

गनागं२७मितानिसन्ति। अध्यायकानवकरा२९
श्रुतागायकास्तेगायन्तिवेदरसयङ्कः१०६४मिता
श्चमनत्रान्॥

ترجمہ سام وید کے پورب آرده اور اُتر آرده کرکے اول دو بھاگ ہیں جن میں ۶ ۸ م ہیں اور جس میں ۲۹ - ادھیاء ہیں اور منتر ۱۰۶۴ ہیں-

اتھروید کے منتروں کی فہرست

نمبر کانڈ	پرپاٹھک	انوداک	ورگ	منتر
۱	۲	۶	۳۵	۱۵۳
۲	۲	۶	۳۶	۲۰۷
۳	۲	۶	۳۱	۲۳۱
۴	۳	۸	۴۰	۳۲۲
۵	۳	۶	۳۱	۳۷۶
۶	۳	۱۳	۱۴۲	۴۵۴
۷	۲	۱۰	۱۱۸	۲۸۶
۸	۲	۵	۱۰	۲۵۹
۹	۲	۵	۱۰	۳۰۲
۱۰	۲	۵	۱۰	۳۵۰
۱۱	۲	۵	۱۰	۳۱۳
۱۲	۲	۵	۵	۳۰۴
۱۳	۱	۴	۴	۱۸۸
۱۴	۱	۲	۲	۱۳۹
۱۵	۱	۲	۱۸	۱۴۱
۱۶	۱	۲	۹	۹۳
۱۷	۱	۱	۱	۳۰
۱۸	۲	۴	۴	۲۸۳
۱۹	۰	۷	۷۲	۴۵۶
۲۰	۰	۹	۱۴۳	۹۶۰
میزان کل ۲۰	۳۴	۱۱۱	۷۳۱	۵۸۴۷

अथनख२०मितकाण्डेराजतेदवेंसंदयुगगुणा४३
विततः सा प्राड्का अनुवाकाः॥ अवनिविधुधर
णायोपी११भूगुणागास्त ७३१ वर्गानगकुमावसुवा
णा५८४७स्तत्रमन्त्रानमञ्जते॥

ترجمہ اتھروید کے سبھا کے بیس کانڈ یعنی ستوں چونتیس پرپاٹھک یعنی فاضل ہیں- ایک سو گیارہ انوداک یعنی دھارنادا ے سات سو اکتیس ورگ یعنی حصوں میں ۵۸۴۷ منتروں کا بھجن کرتے ہیں-

کل چاروید وں کے منتروں کا مجموعہ

رگوید - جو اگنی رشی پر الہام ہوا - اُس کے ۱۰۵۱۸ منتر ہیں-

یجرویدجو وایو رشی پر الہام ہوا اُس کے ۱۹۷۵ منتر ہیں۔
سام وید جو آدیتہ رشی پر الہام ہوا اس کے ۱۰۶۴ منتر ہیں۔
اتھروید جو انگرہ رشی پر الہام ہوا اس کے ۵۸۴۷ منتر ہیں۔
میزان کل ۱۹۴۰۴

وید صرف منتر سنگھتا کا نام ہے اور کسی گرنتھ کا نام نہیں سنسکرت میں وید کے مترادف یہ الفاظ ہیں۔ شرتی۔ منتر۔ ایشوری گیان۔ چھند۔ رچا۔ نگم۔ یجو۔ سام۔ اتھرو۔ برہم۔ آگم۔ آمنائے۔ ترئے ودیا۔ شاستر *

ویدوں کو شروع دنیا سے آریہ لوگ کنٹھستہ یعنی حفظ یاد رکھتے رہے اور ایسے حافظان وید کو سنسکرت میں شروتری۔ ویدپاٹھی کہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں ایسے لوگ لاکھوں ہوتے ہیں اور ہوتے رہینگے۔ اسی لحاظ سے وید ہر قسم کے تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہیں۔ یگیہ آدک کرموں میں ایسے لوگوں کی بڑی عزت و توقیر ہوتی ہے اور انکی آجیوکا کے واسطے سناتن سے دکشنا کا مبارک قاعدہ جاری ہے۔ سولہ سنسکار جو ہر ایک آریہ دویج کو خصوصاً اور بعضے شودر تک کو بھی عموماً کرنے پڑتے ہیں اُن میں ایسے ویدوان حافظان وید کی نہایت ضرورت ہوتی ہے۔ گرہیا دان سے مرتیک تک سولہ سنسکار ودھی نام مستمہورپتک میں مندرج ہیں جس پر ویدوان لوگ خصوصاً عمل درآمد کرتے ہیں *

آریہ ورت میں لکھنا کب چلا

یہ ایک علمی اور تاریخی سوال ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہوا اس سوال کے کرنیوالے پروفیسر میکس مولر صاحب ہیں وہ ایشیاٹک ریسرچیز میں فرماتے ہیں "ویدک زمانہ میں کوئی لکھنا نہیں جانتا تھا۔ بلکہ پانینی کے زمانہ میں بھی لوگ اس ودیا سے محروم تھے" انہوں نے اس زمانہ یعنی ویدک سمے کو چار حصوں پر تقسیم کیا ہے *

(اوّل) ویدوں کی رچاؤں کے رچنے کا زمانہ یعنی چھند ویگ
(دوم) رچاؤں کے بائیک منتر سروپ میں ظاہر ہونے کا زمانہ یعنی منتر یگ
(سوم) برہمنوں کا یعنی ویدکی ٹیکا روپ برہمن گرنتھ رچنے کا زمانہ یعنی براہمن یگ۔
(چہارم) کاتیاین وغیرہ رشیوں کے سوتر رچنے کا زمانہ یعنی سوتر یگ۔ پھر وہ فرماتے ہیں عبرانی بائیبل کی تصنیف کے وقت یہودیوں میں لکھنے کا علم رائج تھا"

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پروفیسر صاحب موصوف کا فرمانا کہاں تک صحیح ہے اور انکی تحقیقات کہاں تک حق پر ہے۔

واضح ہو کہ پانینی کا زمانہ مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے پروفیسر صاحب مانتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے بہت پہلے ہے کیونکہ پانینی نے اشٹادھیائی بنائی جس پر پتنجلی نے مہابھاشیہ تصنیف کیا اور راسی مہاتما نے یوگ شاستر بنایا۔ جس پر ویاس جی نے یوگ بھاشیہ لکھا۔ پس پانینی ضرور ویاس سے بہت پہلے ہوئے۔

ہم نے صحیح اور مفصل تحقیقات سے تاریخ دنیا جلد اول اور رسالہ اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۲ میں اس کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ پانینی اور پتنجلی ویاس جی سے بہت پہلے ہوئے اور ویاس جی یدھشٹر کے ہمعصر تھے۔ جنہوں نے ویدانت شاستر اور بھارت بنایا۔ جس کو آج تک ۵۰۰۰ سال ہوتے ہیں۔ ویاس جی کے وقت لکھنے کے طریق سے لوگ واقف تھے۔ اس کا عام رواج تھا۔ باقاعدہ شالائیں جاری تھیں شاہی درباروں میں عرائض اور احکام لکھے جاتے تھے۔ بادشاہوں کے نام باہمی تعلقات قایم رکھنے اور محبت بڑھانے کے واسطے خطوط و مراسلات کا رواج تھا۔ کتبہ وغیرہ کھدوائے جاتے تھے۔ جب ان

سب باتوں کے ثبوت ملتے ہیں تو کون کہ سکتا ہے کہ لکھنے کی ودیا یا لکھنا لوگ نہیں جانتے تھے۔ مہابھارت کے ترجمہ میں ہی لکھا ہے۔ کہ جب ویاس جی بھارت تصنیف کرنے لگے تو انہوں نے ایک خوشخط اور صحیح جلد لکھنے والے کی تلاش کی۔ چنانچہ گنیش نامی ایک برہمن ملا۔ جو اس صفت سے موصوف تھا۔ ویاس جی شلوک فرماتے جاتے تھے اور وہ لکھتا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

काव्यस्यलेखनार्थाय गणेशः स्मर्यतां मुने ।
एवमाभाष्य तं ब्रह्मा जगाम स्वं निवेशनम् । ७४ ॥
ततः स स्मार हेरम्बं व्यासः सत्यवतीसुतः ।
स्मृतमात्रो गणेशानो भक्तचिन्तितपूरकः ॥ ७५ ॥
तत्राजगाम विघ्नेशो वेदव्यासो यतः स्थितः ।
पूजितश्चोपविष्टश्च व्यासेनोक्तस्तदानघ ॥ ७६ ॥
लेखको भारतस्यास्य भव त्वं गणनायक ।
मयैव प्रोच्यमानस्य मनसा कल्पितस्य च ॥ ७७ ॥
श्रुत्वैतत्प्राह विघ्नेशो यदि मे लेखनी क्षणम् ।
लिखतो नावतिष्ठेत तदा स्यां लेखको ह्यहम् ॥ ७८ ॥
व्यासोऽप्युवाच तं देवमबुद्ध्वा मा लिख क्वचित् ।
ओमित्युक्त्वा गणेशोऽपि बभूव किल लेखकः ॥
७९ ॥ ग्रन्थग्रन्थिं तदा चक्रे मुनिर्गूढं कुतूहलात् यस्मिन्
न् प्रतिज्ञया प्राह मुनिर्द्वैपायनस्त्विदम् ॥
८ ॥ आदि पर्व अध्याय १ ॥

اس کے سوا بھارت میں اور بھی صدہا مقام پر لکھ دھاتو کا پریوگ ہوتا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ ویاس جی کے وقت لوگ لکھنا جانتے تھے اور اسکا عام پرچار تھا کاتیاین مہاتما کے سمے میں بھی لکھنے کا رواج تھا چنانچہ وہ فرماتے ہیں *

यत्रपवत्वम पत्रो लेखकः सहस्राद्भिः

ترجمہ جہاں لکھنے والا معہ گواہوں کے مر گیا ہو۔

پانینی جی مہاراج اپنے دھاتو پاٹھ میں صاف طور پر فرماتے ہیں۔

लिख अक्षरविन्यासे ॥ लिप उपदेहे ॥

कृते ग्रन्थे ॥ अष्टाध्याई अ० ४ पाद ३ सू० २१६

اسی طرح ادھیائے ۴ پاد ۱ سوتر ۴۹ میں یونانیوں کے اکھشروں اور لکھنے کا بیان کیا ہے لیکن میکس مولر صاحب کو جب ۴ ادھیاے ۳ پاد ۲۱ سوتر ۱۱۶ کے دیکھنے سے صاف نتیجہ ہو گیا کہ پانینی کے زمانہ میں لکھنے کا علم سدھ ہوتا ہے تو ایسی کمزور دلیل دیتے ہیں کہ یہ سوتر ہی پانینی کا نہیں ہے مگر اُن کو یہ معلوم نہیں کہ اس سے انکار کرنا گویا پانینی اور پتنجلی کے وجود سے انکار کرنا ہے وجہ یہ کہ پتنجلی مہاراج نے اپنے بھاشیہ میں اس سوتر پر شاستر اور بھاشیہ لکھا ہے۔ پھر سلسلہ تواتر میں جتنے آج تک ویاکرن سمبندھی لکھنے والے ہوئے ہیں سب نے یہ سوتر تسلیم کیا ہے۔ اس کے نہ ہونے سے اس کا آگے کا سمبندھ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جب سوائے میکس میولر صاحب کے اور سب کا اتفاق ہے تو ہم ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں مان سکتے اور پھر پتنجلی کے مقابلہ میں؟

پانینی ویاکرن میں ایک اور بھی سوتر ہے

प्रासन्नकर्षस लिप

جس کا ارتھ یہ ہے کہ بھلے پرکار دونوں یعنی اکھشروں کی سمیپتا۔ یعنی نزدیکی یا ملاپ

جس میں ہو اس کو سنگت کہتے ہیں اور جب تک ورن یعنی حروف لکھے نہ جاویں۔ وہ نہ تو ملتے اور سنگتی کہا سکتے ہیں۔

नधातुलोपआर्धधातुके ॥ अ० अ० १ पा० १ सू० ४

अदर्शनं लोपः ॥ अ० अ० १ पा० १ सू० ६१

सिद्धशब्दोपन्यासे मंहलाघे ॥

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوپ ہونا نظر نہ آنے کا نام ہے نہ ذکر نہ کئے جانے کا۔ اور حرفوں کا ورن نام بھی اسی واسطے ہے کہ وہ نظر آتے ہیں اور گرمہ کے حافظہ پر سید ... لکھو کیونکہ یہ مشکل ہے۔

منو سمرتی میں لکھا ہے۔

वलाद्दत्तं बलाद्भुक्तं बलाद्यच्चापि लेखितम्। सर्वानबलकृतानर्थानकृतान्मनुरब्रवीत् ॥ म० अ० ८ श्लो० १६८

ترجمہ جبراً دیا گیا جبراً کھلایا گیا اور جبراً لکھایا گیا ہو غرض ایسے سب جبراً کئے ہوئے کام منو جی رد کے لائق نہیں۔ اس کے لفظ लेखितम् پر کلوک بھٹ لکھتے ہیں۔

वक्षोरिवतचक्रत्हृपत्रादिग्रन्थे

پھر لکھا ہے۔

...भ्यो ग्रन्थिनः श्रेष्ठाः ग्रन्थिभ्यो धारिणो वराः। धारिभ्यो ज्ञानिनः श्रेष्ठा ज्ञानिभ्यो व्यवसायिनः ॥ म० अ० १२ श्लो० १०३

ترجمہ۔ جاننے والے سے کتابوں کا رکھنے والا اچھا ہے اور اس سے تعلیم پانے والا اچھا ہے اور اس سے تعلیم پا کر سمجھنے والا اور شیشٹ ہے اور سمجھ کر عمل کرنے والا افضل ہے۔ ملوک نے بھی ایسا ہی اتھ کیا ہے اور مہاتما برہسپتی جی نے لکھنے کا علم ایجاد ہونے کا سبب یوں بتلایا ہے

षण्मासिकापि समये भ्रान्तिः संजायते नृ॰। धात्राक्षराणि सृष्टानि पत्रारूढान्यतः पुरा ॥

ترجمہ چھ مہینے میں ہی پہلی باتیں بھی یاد نہیں رہتی ہیں اس کا خیال کر کے برہما نے پہلے ہی حروف لکھنے کے طریقہ کو ایجاد کیا

بالمیکی رامائن میں بھی لکھنے کا ذکر موجود ہے۔

येलिखन्तीह च नरास्ते नावा सहित्र विष्टपे । रा० यु० स० १६० श्लो० १२

یعنی جو اس کو پڑھتا ہے اور جو سنتا ہے اور جو لکھتا ہے ان سب کی اچھی گتی ہوتی ہے یعنی عمدہ نصیحتوں اور اقتباسوں کے سننے سے ان کا خیال چلن ٹھیک ہو جاتا ہے اور چال چلن کے سدھار سے پرماتما اچھا پھل دیتا ہے جاننا چاہئے کہ اس کے ترجمہ میں لکھنے کا ذکر ہے

प्रमाणंलिखितंभुक्तिः साक्षिणश्चेतिकीर्तितं। एषामन्यतमाभावे दिव्यान्यतममुच्यते ॥ या० अ० २

ترجمہ لکھت پتر۔ بھوگ۔ ساکشی یہ تین پرمان ہیں۔ ان تینوں میں اگر ایک کا بھی ابھاو ہو تو قسم بیاکر کرنا بھی پرمان ہے۔ بدھ کے زمانہ میں بھی لوگ لکھنا جانتے تھے چنانچہ للت وستار میں لکھا ہے کہ بدھ دیو نے جینت کی قلم سے آچاریہ کے اپدیش کے مطابق۔ آخر حرفوں کو بھی (۶۴ حروف) لکھنا شروع کیا تھا

فاضل پنڈت شام جی کرشن ورما ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا نے بھی ایک فاضلانہ لیکچر اسی مضمون پر ولایت میں دیا تھا جو سنہ ۱۸۸۱ء میں بمقام لیڈن طبع ہوا اور ہر طرح قابل دید ہے اس میں نے بتایا گیا ہے کہ ان پنڈتوں کے زمانہ میں گویدوں میں لکھنے کی ہدایت ہے۔

رق ع جلد رقیق بکتب برو (قاموس) رق بالفتح پوست آہو کہ بروے نویسند (از منتخب وغیاث)

ورق ع بفتحتین برگِ درخت و کاغذ بر پرہ۔ (از غیاث)

وراق ع۔ سبزی زمین کی بسبب گھاس اور سامان کے (از کریم اللغات)

قرطاس د کاغذ بھی اسی معنی میں آتے ہیں۔ اعرابی میں کاغذ اور رق کو یا نڑی کہتے ہیں اور درخت کے بے کو بھی ماٹری کہتے ہیں۔

(ولایتی لوٹوں کا کاغذ بھی بڑا ہی مضبوط ہوتا ہے یہ تاری روئی اور تیسی (السی) کی چھال سے بنتا ہے۔ یعنی اس کے پورے تختہ کو تان کر کوئی آدمی گھنٹے بھر اس پر بیٹھ جائے تو بھی نہ پھٹے (از ہمدوستان ۲ دسمبر ۱۸۹۴ء)

سفید کپڑے پر موم روغن سرخ ماکسی اور رنگ کا چڑھا کر آسیر ٹرائے زمانہ میں کتابیں لکھی جاتی تھیں خوبی کے واسطے ابھی تک بیکا سر کے ہتھرے اسی پر لکھے جاتے ہیں *

فلیم کتابیں۔ برٹش میوزیم انگلستان کے کتب خانے میں اس وقت اینٹوں کھپریلوں۔ کچھوے کی کھال ہڈیوں سینٹے پتھروں۔ درختوں کی چھال۔ پتوں۔ ہاتھی دانت۔ چمڑے۔ جھلی۔ بھوج پتر جست۔ لوہے۔ تانبے کے پتروں اور لکڑی کے تختوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں۔ یہاں تین نسخہ بائیبل کے تاریل کے پتوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں (پیسہ اخبار یکم جون ۱۸۹۶ء)

قدیم زمانہ میں مصریوں نے کتابت کیواسطے پیپرس کا کاغذ ایجاد کیا تھا۔ اصل میں اس کاغذ کو جو ایک درخت کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔ پاپر کہتے تھے۔ وہیں سے اہل یونان نے پپیرس کہنا شروع کیا۔

عربی زبان میں اسے گوکی کہتے تھے۔ شاید یہ لفظ قبطی زبان سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کتاب کی جلد کو کرم کہتے ہیں اور عربی جدید میں اس کا نام بردی ہے۔ پہلے تمام ممالک میں اسی کاغذ پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ مگر جب بوتیموس دوسرے مصر کے بادشاہ نے پپیرس کا کاغذ غیر ملک کو جانا بند کر دیا۔ تب شہر پرگموس متعلقہ ایشیاء کوچک میں چمڑے کا کاغذ بننا شروع ہوا اور اسی شہر کے نام سے معروف ہوا۔

اسی پرگموس کو بگاڑ کر انگریزی میں پارچمنٹ کہتے ہیں سنہ عیسوی سے ایک صدی قبل اس چمڑے کے کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا۔

ہیروڈوٹس نے اپنے زمانہ میں چمڑے کے کاغذ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے یہ مورخ تو حضرت عیسے سے پانچ سو برس پیشتر ہوا ہے مگر پلینی نے اس کے ایجاد کی تاریخ ۱۹۶ سال قبل مسیح لکھی ہے۔" (صفحہ ۱۹۳ تہذیب جلد ۲ نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۲ء)

علم تحریر کے لحاظ سے بھی وید سب سے پرانی کتاب ہے۔ جن دنوں کہ یونان۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ مصر۔ چین۔ ملک سارا یورپ اور امریکہ کوابیف علم سے بالکل نا واقف اور محض جاہل تھا۔ اُن دنوں آفتاب علم یہاں اپنا جلوہ نورانی دکھلا رہا تھا گویا نصف النہار پر تھا۔ عیسائیوں میں کوئی کتاب بائیبل سے قدیم نہیں ہے مگر وہ موسیٰ اور یسوع کے زمانہ میں لکھی گئی۔ یعنی مسیح سے ۱۴۰۰ برس یا ایک ہزار برس پہلے۔ مگر اس وقت پوری بائیبل نہیں بلکہ صرف دس احکام بموجب قول خود بائیبل کے کوہ طور پر لکھے گئے۔ قلم یا پر سے نہیں اور روشنائی سے نہیں محض خدا کی انگلیوں سے پتھر کی تختیوں پر۔ جن کو ایک بار موسےٰ نے بھی توڑ دیا۔ دوبارہ خدا نے پھر اپنی انگلیوں سے اسی طرح پتھر کی لوحوں پر لکھا۔ اس کے بعد ہرن یا بکری کے چمڑوں پر لکھنے کا ذکر کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ مگر کاغذ کا کہیں ذکر نہیں۔ حزقیل نبی کی کتاب جو مسیح سے ۶۰۰ برس پہلے لکھی گئی۔ اس میں بھی لکھنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ غالباً وہی چمڑے یا دیوار پر۔

انجیل میں بھی لکھنے کا ذکر ملتا ہے مگر کسی خاص قسم کے کاغذ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔

غالباً انہی چمڑے وغیرہ پر (دیکھو مرقس کی انجیل کا ۸ باب اور یوحنا کی انجیل کا ۱ باب) یونانی و مصری پیپرس درخت کی چھال پر لکھا کرتے تھے پھر اسی درخت کے پتوں اور چھال سے کاغذ سا جس کو اب تک اسی کے نام سے پیپرس کہتے ہیں۔ مصر کے مینا روں پر بھی پرانے حروف میں کچھ لکھا ہوا ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مینار مسیح کے سمت سے چار یا چھ ہزار برس بھی پہلے کی ہیں +

کرنل الکاٹ صاحب نے اپنے مشہور لیکچروں میں واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ مصر کے آباد کرنے والے لوگ آریہ ورت سے جا کر وہاں آباد ہوئے تھے۔

انگریزی میں پیپر۔ پارچ منٹ۔ شیٹ۔ بورڈ۔ بک۔ لیٹر۔ رائٹ۔ پین۔ اِنک نام ان معنوں میں آتے ہیں۔ مگر ان سب کے معنے وہی درختوں کی چھال۔ ہرنوں کی چھال۔ لکڑی کے تختے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کی بابت ہم مفصل تحقیقات کر کے ناظرین کرتے ہیں

پیپر۔ فرنچ پیپر۔ اطلی زبان میں پپیرو۔ لاطینی میں پے پیرس برابر ہے۔ یونانی کے پے پورس کے معنی ایک مصری درخت جس کے چھلکے سے ایک قسم کے لکھنے کا کاغذ سا جاتا تھا۔ عبرانی میں پیرا ہ کے معنے وہ کے ہیں ایک شی جو باریک تختوں میں بنی ہے جس پر حروف اور عدد لکھے جاتے ہیں یا چھاپے جاتے ہیں۔ پیپر کا ٹکڑا بھی پیپر کہلاتا ہے کوئی تختہ چھپا ہوا یا لکھا ہوا۔ کوئی لکھی ہوئی چیز۔ کمروں کی دیواروں کو ڈھانکنے کی چیز ملائم۔ ہلکا۔ دیکھو ٹریز ڈکشنری مصنفہ جان آگلوی۔ ایل۔ ایل ڈی صفحہ ۴۹۳ مطبوعہ لنڈن)

پارچ منٹ یہ لاطینی لفظ پرگے مینا جو کہ پرگے میں مقام تردم کے نام سے کہا جاتا ہے کہ وہاں پر اس کی ایجاد ہوئی۔ بھیڑی یا بکری کا چمڑہ صاف کیا ہوا۔ طیار کیا ہوا اور لکھنے کے قابل کیا ہوا (صفحہ ۴۹۵)

پارچ بالکل خشک کر دیا۔ جلا دیا۔ سکڑ جانا۔ پورا خشک ہو جانا۔ اس کا مادہ سنسکرت لفظ پری شُشک سے نکلا ہے جس کے معنی بہت خشک پری کے معنے گرد کے ہیں لیکن صفت کے ساتھ عبارت میں بہت کے معنی آتا ہے اور شُشک ہی لفظ ہے جو کہ لاطینی میں شسکس ہے جس کے معنے بھی خشک ہیں اور اس کا مادہ بھی سنسکرت ہے جس کے معنے خشک ہونا (صفحہ ۴۹)

سیٹ یہ پہلے سکسن زبان میں سیٹ سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھکنے کے ہیں پھر یہ سایٹ ہو گیا۔ سویڈن والوں نے اس کو اسکوٹ کر دیا اور ڈینش لوگوں نے اس کو اسکیاڈ بنایا ہے۔ اور آئس لینڈ والوں نے اسکاٹ کا ٹھیک زبانوں میں اسکالش جس کے معنے کنارہ کے ہیں سنسکرت میں اسکو کے معنے ڈھکنے کے ہیں۔ یعنی پھیلی ہوئی بطور ڈھکنے کے چوڑا۔ لمبا ٹکڑا روئی کے کپڑے کا جو کہ بستر پر پھیلایا جاتا ہے۔ یعنی چادر اور چوڑا پیپر کا ٹکڑا جو دستکاروں کے ہاں سے آتا ہے۔ کاغذ کا ٹکڑا چھپا ہوا۔ تہ کیا ہوا۔ بندھا ہوا یا کتاب کی شکل میں بنا ہوا کتاب۔ پمفلٹ۔ چوڑی پتلی چیز (صفحہ ۶۳۸)

بورڈ سکسن میں بورڈ پھر بہاڈ ہو گیا۔ جس کے معنی چوڑائی یا میز جو چوڑی ہو یا پلی ہوئی ایک لکڑی کا چوڑا یا پتلا ٹکڑا۔ میز۔ خوراک۔ ضیافت۔ لوگ میز کے گرد بیٹھے ہوئے کونسل کورٹ۔ جہاز کا تختہ پھیلانا۔ تختوں سے ڈھکنا صفحہ ۶)

بک۔ اس کا مادہ سکسن زبان میں باک ہے جو غالباً بوگین سے نکلا ہے۔ جس کے معنے جھکنا کے ہیں جو کہ قدیم زمانہ میں بھیڑی یا بکری کے چمڑے کے ورق بنا کر لکھتے تھے کوئی چھپی ہوئی یا لکھی ہوئی علمی کتابوں یا ورقوں کا مجموعہ ایک جلد حصہ جلد یا کتاب کا لکھنے کے تختوں کی جلد (صفحہ ۶)

لیٹر۔ فرنچ لٹر۔ لیٹن لیٹرا اس سے نکلا ہے۔ لینو ادلیتم جس کے معنی ہیں تحریر کرنا۔

چونکہ پرانے زمانہ میں لکھنے کا قاعدہ حرفوں کو میز پر موم لگا کر کے تھا۔ سنسکرت میں لیپ کہتے ہیں جس کے معنے ہیں ملنا۔ ایک نشان لکھا ہوا۔ چھپا ہوا۔ لکھا ہوا یا تصویر کی طرح کھینچا ہوا کہ انسانی کلام کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لکھی ہوئی یا چھپی ہوئی چیز۔ ٹائپ ہاتھی دانت یا لکڑی کے نشانات جو کتابوں وغیرہ کے چھاپنے میں کام آتے ہیں صفحہ ۴۲۸)

رائیٹ یہ لفظ اصل میں سکسن میں ریٹن تھا۔ گاتھک میں رٹیلس لفظ خط کے معنے سنسکرت میں یہ بھی کاٹنا یا کھودنا۔ قلم سے کاغذ پر یا دوسری چیزوں پر بنانا یا لکڑی یا پتھر پر کھودنا حرفوں یا لفظوں کا کاغذ یا پتھر پر بنا کر ظاہر کرنا۔ پیپر کرنا۔ لکھنا بطور مصنف کے نقل کرنا صفحہ ۷۱۲ سے پین سکسن پن ڈچ پین ن۔ آئس لنڈ پینی۔ اٹیلین برابر ہے۔ لیٹن پینا کے جس کی پرانی شکل ہے پٹنا۔ یونانی میں پیپو نے سنسکرت میں پتچھ یعنی اڑانا لفظ ریعنی بازو کے ہوا میں) اصل میں معنی ہیں پر۔ بازو۔ ایک پر یا پر لکھنے کے واسطے بطور اوزار کے بنائے جاتے ہیں۔ لوہے یا سونے کے بھی بنے ہوئے ہوتے ہیں (صفحہ ۵۰۴)

اِنک ڈچ اِنکٹ لوگوں میں اِنکٹ۔ حرمن لوگوں میں کا ٹنٹ۔ پرانے جرمنوں میں اس والوں میں کا نٹا لنٹ کی زبان سے نکلا ہے سا ہوا ہے۔ جو نکلا ہے ٹنگو سے جس کے معنے رنگنے کے ہیں۔ جس سے ٹنگو چیرا۔ ٹنگچر نکلے ہیں۔ کالا عرق یا پتلی رنگ لکھنے یا چھاپنے کے کام آتی ہے اول صرف کالی کے معنے تھے اب دوسری قسم کی سیاہی کو بھی کہتے ہیں (صفحہ ۳۷۰) چین کے ملک میں کاغذ روئی سے بنتا ہے بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کاغذ سب سے پہلے چین میں ایجاد ہوا۔ چمڑے کا کاغذ پانچ چھ سو برس تک رہ سکتا ہے :

قرآن میں رق۔ ورق۔ اوراق۔ قرطاس۔ کتاب۔ کتب۔ مکتوب۔ لوح۔ اساطیر۔ تسطیر۔ تحریر۔ رقعہ۔ تحریر۔ خط۔ جلد۔ صحیفہ انہیں معنوں میں آتے ہیں۔ فارسی میں تند۔ کاغذ۔ نامہ۔ انشا۔ دساتیر۔ پوست۔ چرم بھی انہیں معنوں کے واسطے وضع کئے گئے ہیں۔

اب ہم آریہ ورت کی بابت تحقیقات کرتے ہیں یہاں کے لوگ شروع الہام وید سے یا اس کے کئی سال بعد لکھنے پڑھنے کو جانتے تھے مگر جب دیکھا جاتا ہے تو یہاں بھی اسی قسم کی چیزوں پر لکھنے کا آغاز ہوا ہے۔ بلکہ اس ملک کی نسبت۔ یہاں قدرتی سامان بہت عمدہ موجود تھے۔

بھوج پتر۔ تاڑ پتر۔ چندن۔ پیرن۔ بیر۔ دھک۔ پلاش۔ چندن۔ دک۔ پیرٹ۔ پلو۔ کسل۔ دستار۔ ٹپ یہ سب نام پتر اور شاخ اور چھال کے ہیں اور پیتی کے پر کا بھی نام ہے (دیکھو میدنی کوش اور ہیم چندر کوش اور امر کوش کانڈ ۲ شلوک ۱۳)

تامبر پتر مثلاً لیکھ۔ کرگل۔ چرم۔ کرپاس۔ وستر۔ بستک۔ گرنتھ۔ یہ سب نام مختلف اشیاء کے ہیں جن پر لکھا جاتا ہے

کھال۔ سن۔ السی۔ سوت کی چھال۔ ریشم۔ سوت۔ پرانے کپڑوں کے چیتھڑے ٹاٹ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن سے کاغذ قدیم زمانہ سے اس دیش میں بنتے ہیں۔

سیالکوٹی کشمیری کاغذ تو مشہور ہی ہیں ان کے سوا اسے ہندوستان کے اور بھی شہروں میں قدیم زمانہ سے کاغذ بنتا ہے جن میں سیالکوٹی۔ کشمیری۔ کالپی کا کاغذ بہت دیرپا ہوتے ہیں۔ آج تک بھوج پتر اور تاڑ پتر پر لکھی ہوئی پستکیں ملتی ہیں۔

لفظ ورگ رگوید کی تقسیم میں موجود ہے اسی ورگ سے فارسی میں برگ بنا اور چونکہ پرانی فارسی میں ک اور گ کی ایک ہی شکل ہے اسو اسطے یہی ورگ یا برگ عربی کا ورق ہو گیا ہے جب قدرتی پتروں سے کاغذ بنایا گیا تب اس کا نام قرطاس ہوا یہ لفظ سنسکرت کرپاس یا کرپاس بنا ہوا ہے سنسکرت میں کاغذ کو کرگل کہتے ہیں اسی سے فارسی کا کاغذ بنا فارسی کے دستخط اور دستاویز سے عربی کا تسطیر اور اساطیر بنا اور اسی کے ساتھ فارسی کی بھی اوستا بھی سنسکرت کی اوستھا سے بن گئے جو ٹھہرنے کے معنے ہیں سنسکرت کی کتھا۔ کرنا۔ کتب سو کتبی سے مصر کی قبطی اور عربی کا کتب بنا ہوا صاف معلوم ہوتا ہے +

رامائن کسکندھا کانڈ سرگ ۴۳ اشلوک ۲۲ میں علم ارتھات - جوتدھری کے کیت کا بیان ہے اور کورش میں

लेख वी क ल म इ द्व व त्रि لکھا ہے اس سے یہ گٹ ہے کہ علم لکھنے

کی چیز کا نام سنسکرت میں لیکھ ہے اور رقعہ اور چیزوں کے ساتھ جو تدھری کا بھی ہوتا ہے علاوہ برا

اس سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ تاڑ کے سوائے کاغذ پر بھی اُس سمہ لکھتے تھے ۔

ہم اس موقع پر بائیبل کے ایک خاص فقرہ کی طرف بھی ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں -
لکھا ہے کہ جب آدمؑ اور حوّا کو عقل آئی کہ ہم ننگے ہیں اور برہنگی سے شرمائے تو انہوں نے انجیر کے پتوں کو
سیکے اپنے لئے لنگیاں بنائیں (پیدایش ۳ ۷) آجکل کے تعلیم یافتہ آدمی یہ سنکر ہنسینگے کہ انجیر کے
پتوں کی لنگیاں - مگر بعد شروع آغاز میں درختوں کے پتے ہی ایجاد ہوئی اور اب بھی کئی وسیع کھو
یا درختوں کے پتوں سے لنگیاں بنتی ہیں ۔

ویدک زمانہ کی تحقیقات

ایک ہزار برس — راجہ بھوج جو بیراگیوں کے آوگرو ہیں وہ چیت شدھی ۵ سمت ۱۰۸۰ بکرمی میں پیدا ہوئے تھے اور انہوں نے وید اور شاستر کو اُس وقت کے طریقہ تو سیار گورو سے پڑھا - اور پھر اُپنشد گیتا اور مہابھارت و رس پرشٹھ کی اپنی تصنیفات میں جا بجا ویدوں کا پرمان دیا لیس وید ایک ہزار برس سے پرانے ہیں ۔

دو ہزار برس — مہاراجہ بکرماجیت ویدک دھرم کے ماننے والے تھے - اُنکے زمانہ کی اپنی کرمیں ہیں وید منتروں کا حوالہ موجود ہے بلکہ اُس وقت آپ اور آپ ہی یعنی جوتک ویدک شاستر کے گرنتھ بھی موجود تھے جیوتش ودیا بھی جو ویدوں کا انگ ہے رونق پر تھی جنکو ہوئے دو ہزار برس کے قریب گذر رہیں - اُن کا سمت ۱۹۵۲ اب چل رہا ہے ۔

مہاراجہ شالباہن کا شاکا جو اس وقت ۱۸۱۵ ہے اُن کے عہد میں بھی ویدوں کا خوب پرچار تھا وہ خود ویدک دھرم کے پیرو تھے -
راجہ چندر گپت اور اُن کے وزیر چانک رشی ویدوں کے ماننے والے تھے جن کو ہوئے آج ۲۲۰۰ برس ہوتے ہیں (مفصل دیکھو چانک نیتی)

تین ہزار برس — بُدھ جو مسیح سے ۵۰۰ برس پہلے پیدا ہوا اُس نے بھی اپنے سوتروں میں ویدوں کا ذکر کیا ہے (دیکھو بودھ سوتر اودھیا ۴ اول)
اُس وقت وام مارگ یعنی ماس - شراب - بیبھچار شروع ہو گیا تھا لوگ دیوتاؤں پر بقول شخصے جیسے روح ویسے فرشتے - ان اشیاء کو چڑھاتے اور ان کے ذریعے خود ان کے مرتکب ہوتے تھے - چنانچہ لکھا ہے
مہاتما بُدھ نے جب براہمنوں کو پشوؤں کے ماس سے ہون کرتے دیکھا تب کہا کہ تم یہ دُشٹ کام کیوں کرتے ہو اسے چھوڑ دو براہمنوں نے کہا ہمارے بزرگ کرتے تھے اور شاستر بکول ہے تب مہاتما نے فرمایا کہ ویدوں میں جیو ہنسا کی ممانعت ہے پرکتے آریہ براہمن کشتری وغیرہ لوگ ماس نہیں کھاتے تھے جب سے چھتری راجہ لوگ عیاش ہوگئے تب سے ماس کھانا اور ماس کا ہون کرانا شروع ہوا (دیکھو بدھ کی لایف انگریزی)

راجہ دھاوا ایک مشہور ویدوں کا پیرو گذرا ہے جو سنت دھرم اور راگی ہوتری تھا اس نے مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے لوہے کا ایک ستون ڈھالکر بطور کیرتی ستمبھ کے گاڑا تھا جو راجہ پتھورا کے تبادلہ دہلی میں موجود ہے (دیکھو بنگال ایشیاٹک جرنل نمبر ۹ صفحہ ۶۳۰)

راجہ پرتاپ بھی جو بُدھ سے ۵ - ۶ سو برس پہلے ہوا یعنی بکرم آدیتہ کے بھائی بھرتری جی سے ایک ہزار سال پہلے ویدوں کو الہامی مانتا تھا اور ویدک دھرم کا پیرو تھا -
سِکندر اعظم جس کو ہوئے یونانی صاحب کے ۲۲۹۶ سال ہوتے ہیں اس کے عہد میں بھی وید مقدس پر موجود اور اُن کا عمل درآمد جاری تھا -

موسےٰ نبی سے پہلے ہندوستان میں ویدک دھرم موجود تھا اور لوگ مسیح اس پر عملدرآمد کرتے تھے (دیکھو منوسمرتی کا انگریزی دیباچہ)

چہار ہزار برس — ژند اوستھا میں جو پارسیوں کی چار ہزار برس سے پرانی کتاب ہے حسب ذیل ویدوں کا ذکر موجود ہے ۔
ہوم یشٹ کے باب میں اتھرو وید کا نام آیا ہے اور ایسا ہی بہت جگہ انگرہ رشی کا چنانچہ اُس کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ کرساوے حکومت کے غرور میں اتھروید جس کے منتر یہ کا

منتر शन्नो देवीरभिष्टय आपो भवन्तु पीतये शंयोर भिस्रवन्तु नः ॥

ہے اپنے راج میں بند کر دیا اس واسطے ہوم یشٹ نے اُس کو تخت سے اُتار دیا (دیکھو ژند اوستھا ہوم یشٹ کی ۱۸ - آیت)

اس کے بعد میرہاگ صاحب نے بھی وید کی تصدیق کر کے لکھا ہے کہ کرساوو کا ایسا ہی بیان ہندوستان کی پرانی کتابوں میں آیا ہے (دیکھو اتھری برہمن ۳ - ۲۶) اور ایتریہ برہمن کی بابت مارٹن ہاگ کہتا ہے کہ وہ غالباً قبل از مسیح ۲۰۰ - اور ۲۴۰۰ سالوں کے درمیان موجود تھا (دیکھو میڈم بلیوٹسکی صاحبہ کی تحقیقات غار جنگل ہندوستان صفحہ ۲۱۴)
ویاس اور جیمنی بھی جن کو ہوئے کسی طرح بھی چار ہزار برسوں سے کم عرصہ نہیں گذرا (بلکہ زیادہ) اپنے شاستروں میں ویدوں کے الہام کے قایل ہیں - چنانچہ ویاس جی اپنے ویدانت کے سوتر میں کہتے ہیں کہ ویدوں کا آدی کارن ہونا بھی پرمیشر کی ہستی کا ثبوت ہے کیونکہ ایسا جامع علوم باطنی و ظاہری گیان کسی انسان سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ الگیہ ہے اس پر تفسیر کرتے ہوئے عرصہ ۲۴۰۰ برس کا گذرا ہے کہ شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں "جو انیک ودیا کے مخزن اور پرکاش یکت سب ارتھوں کے پرکاش کرنے والے سروگیہ ایشور کے گیان رگ - یجر - سام اور اتھرو - وید ہیں - اُن کا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سرب گنوں (جامع جمیع صفات کاملہ) سے یکت وید جب کا بغیر سروگیہ (عقل کل) ایشور کے اور کسی سے ہونا ناممکن ہے کیونکہ وید سب پدارتھوں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں"
مہابھارت میں بھی ویدوں اور رامائن اور منوسمرتی کا ذکر ہے لیکن منو اور رامائن اور ویدوں میں مہابھارت کا ذکر نہیں اور نہ منو میں رامائن کا (دیکھو مہابھارت آدی پرب اودھیا ۴ اشلوک ۴۹)
رامائن جو مہابھارت سے بہت پہلے کی کتاب ہے اُس میں بھی ویدوں کا ذکر ہے (بال کانڈ سرگ پہلا اشلوک ۱۳)
ہم واضح شہادتوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ آٹھ لاکھ برس سے پرانی ہے - پس وید رامائن سے بہت ہی پرانے ہیں (بال کانڈ سرگ ۵ اشلوک ۲)
منوسمرتی (جو رامائن سے بہت ہی پرانی ہے کیونکہ منو کا رامائن میں ذکر ہے) (دیکھو کسکندھا کانڈ سرگ ۲۱) میں ویدوں کے سوائے کسی گرنتھ کا ذکر نہیں ہے
ایک دو جگہ کیا بلکہ تمام منوسمرتی اُسی سے بھری ہوئی ہے اور منو کا زمانہ ہم تاریخ دنیا حصہ اول میں ثابت کر چکے ہیں - پس وید منو سے پرانے ہیں -
اور سوائے سند عاقبت میں دھرم کا نام ہے اور نہ رامائن وغیرہ کا ذکر کسی اور کا اپنا سمرت اُس نے لکھا ہے لیکن ویدوں کو سب پرستاروں نے بہت قدیم مانا ہے یہاں تک تو ہم نے کتابی شہادتیں دیں کہ وید کیا بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ تعلیم اور مذہب کے سب سے پُرانی ہے اور جہاں تک شہادت مل سکتی ہے اُس سے پُرانی ہے -

یادداشت

دراہ مہروردا اپنی سنگتا میں اور کالی داس جیوتردو ابھرن میں اور کلہن راج ترنگنی میں

لکھتے ہیں کہ بدھشٹر کے سمے میں سپت رشی منڈل مگھا نکھشتر میں تھا (ہم نے وہ شلوک جلد اول میں لکھ دیا ہے)

سپت رشیوں کے حساب سمجھنے کے واسطے یہ قاعدہ ہے۔

सप्तर्षीणां च यौ दृश्यते उदितौ दिवि। तयोस्तु मध्ये नक्षत्रं दृश्यते यत् समं निशि। तेन सप्तर्षयो युक्तास्तिष्ठन्त्यब्दशतं नृणाम्। हेतु परिस्थितेकाले मा वा स्वासुत द्वितीतम ॥

ترجمہ سپت رشی منڈل کے پورب طرف میں جو دو نکھشتر دکھائی پڑتے ہیں ان کو بیچ اور گرو کہتے ہیں ان دو نکھشتروں میں آسمانی آدمی جو نکھشتر دیکھ پڑتے ہیں اس نکھشتر میں ست رشی منڈل سو سال رہتے ہیں) +

رامائن

یہ سنسکرت نظم کا ایک نامی گرامی تاریخی پستک ہے اس کے مصنف بالمیک جی نے مہاراجا رام چندر جی والئے اجودھیا کی ایک ضخیم و مفصل تاریخ لکھی ہے یہ بہت جگہ طبع ہوئی۔ اور اس کے قلمی نسخے بھی اکثر ملتے ہیں مگر اس میں شلوکوں کا بہت اختلاف ہے۔ خود ایک قلمی کا دوسرے سے اور ایک مطبوعہ کا دوسرے سے بہت فرق ہے شیو مت اور ویشنو مت کے جھگڑے نے اس میں بہت کچھ گڑبڑ کر دی۔ مگر جہاں تک اس سے اصلی تاریخ کا تعلق ہے کوئی گڑبڑ معلوم نہیں دیتی۔ رامائن اس وقت بہ تفصیل ذیل ملتے ہیں۔

بالمیکی رامائن۔ آدھیاتم رامائن۔ ہنومان رامائن۔ ہنومان ناٹک۔ ملتی رامائن۔ اوبھوت رامائن یوگ وششٹھ مہا رامائن۔ مگر سب کی اصل بالمیکی رامائن ہے کوئی اس سے پہلے کے نہیں سب سے اول بالمیکی اور آخری تلسی کرت ہے جو اکبر شاہ کے عہد میں ساکن گئی جو راجپوت راجہ سنہ بالمیک کے وقت چھوٹی سی ریاست کے بہادر راجہ اور رشور سیر اشان تھے اور تلسی داس کے وقت وہ تمام دنیا کے پیشوا ٹھہرائے گئے۔

اوبھوت رامائن تو نے الحقیقت فساد کا سبب ہے اس کا نام اوبھوت خود ہی اوبھوت ہے یوگ وششٹھ تو ۳۰۰ سال سے پرانی ہرگز نہیں بلکہ شنکر آچاریہ کے چیلے کی تصنیف ہے جیسا کہ رام تاپنی و گوپال تاپنی اپنشد اور دارا شکوہ نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

رامائن موجودہ میں سات کانڈ ہیں حالانکہ اس کے دیباچہ میں صاف لکھا ہے کہ اس کے چھ کانڈ ہیں ساتواں اُتر کانڈ کسی نے پیچھے سے بطور ضمیمہ کے لگا دیا بقول ایک لائق مورخ کے اُتر کانڈ تو فی الحقیقت اُتر کانڈ ہی ہے رامائن سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بابو ہریش چندر مرحوم بنارسی بھی لکھتے ہیں۔ ”اُتر کانڈ کے ۹۴ سرگ میں یہ لکھا ہے کہ اُتر کانڈ بھارگو رشی نے بنایا ہے یہ بھی ایک آسچرج کی بات ہے اس واکیہ سے تو انگریزی کی دلیل کا سند یہ سیدھا ہوتا ہے (صفحہ ۱ مطبوعہ بانکی پور)

رامائن چھ کانڈ میں بالکل سماپت ہو گئی ہے۔ آدی کانڈ میں رام چندر جی کا جنم اور راست کے یدھ کانڈ میں اُن کی مرتیو لکھی ہے اور رشی نے عمدگی سے مضمون کو ختم کیا ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ اُتر کانڈ کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیوں مانا جاوے۔

پروفیسر گریفتھ صاحب فرماتے ہیں۔ ”رامائن کا کانڈوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس کا سارا ڈھنگ چھٹے کانڈ میں تقسیم ہوتا ہے اور یہ دستور اس کرنے کی بڑی دلیل ہے۔ کہ ساتواں کانڈ پیچھے کسی کی ملاوٹ ہے (دیکھو ان کی انگریزی رامائن کا دیباچہ) پس رامائن کل چھ کانڈ بہ تفصیل ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام کانڈ	تعداد سرگ	شلوک	پرکشپت یعنے ملاوٹی
۱	بال کانڈ	۰	۲۲۵۰	۱۵
۲	اجودھیا کانڈ	۰	۴۳۵۰	۵۰
۳	آرنیہ کانڈ	۰	۲۳۵۰	۵۰
۴	کسکندھا کانڈ	۰	۲۲۵۰	۵۰
۵	سندر کانڈ	۰	۲۷۵۰	۱۵۰
۶	یدھ کانڈ	۰	۵۷۳۱	۱۳۲
میزان	۶	۰	۱۹۷۸۲	۵۸۲

مشہور اور مفاسدوں کی مانی ہوئی بات ہے کہ رامائن کے کل ۱۸ ہزار شلوک ہیں اس حساب سے ایک ہزار سات سو ساسی شلوک زیادہ ہیں اس کا سن تصنیف۔ رامائن میں اس طرح سے لکھا ہے کہ رام چندر جی جب تریتا کے خاتمہ۔ لومی کی سمت۔ چیت شکل نومی پورنبس نکھشتر پانچ گرہ اپنی اوچ ستھان میں تھے سرکٹ کے لگن میں برہسپت اور چندرماں کے سنجوگ میں پیدا ہوئے۔ (دیکھو رامائن بال کانڈ سرگ ۱۸ اشلوک ۷-۱۲)

چنانچہ ابھی تک آریہ ورت میں اُس روز یعنی رام نومی کو ہندو لوگ مقدس خیال کرتے ہیں مگر مہابھارت میں لکھا ہے۔

त्रेताद्वापरयोः सन्धौ रामः शस्त्रभृतां वरः। असकृत्पार्थिवं क्षत्रं जघानामर्षचोदितः॥
भारत प० १ अ० २ श्लो० ३ ॥

ترجمہ تریتا اور دواپر کی سندھی میں شستر دھاریوں میں سرشریشٹ رام نے جو ظالم راجاؤں اور دشٹوں کو مار اور ست ارتھ کا پرچار کیا۔

رامائن کا زمانہ بعض انگریز مورخ یہاں تک کم کر دیتے ہیں کہ اس کو بھارت کے پیچھے کا بتلاتے ہیں مگر ہم اس کو تعصب کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ خود مہابھارت میں ان کا ہونا دواپر اور تریتا کی سندھی میں لکھا ہے اور بطور مثال اُنکی رامائن کا خلاصہ بھی لکھا ہے صرف اسی پر خاتمہ نہیں ہے بلکہ جہاں ودھشٹر جی گذشتہ راجاؤں کی فہرست دی ہے۔ وہاں مہاراجہ رام چندر جی کا بھی نام مبارک موجود ہے پس کسی طرح دونوں ہم عہد نہیں اور نہ رامائن کا زمانہ مہابھارت کے بعد ہے۔ ناظرین! آپ انگریزی مورخوں کے تعصب پر غور کریں۔

پادری ہنٹلی صاحب فرماتے ہیں ”رامائن اور رامچندر جی کا زمانہ ۹۵۰ برس قبل مسیح ہے“ کرنیل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رام چندر جی مسیح سے ۱۱۰۰ برس پہلے گذرے ہیں۔ مسٹر گریفتھ سابق مترجم رامائن لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں رامچندر جی مسیح سے ۱۲۰۰ برس پہلے ہوئے (جلد اول کا دیباچہ)

ولفرڈ صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۲۰۰ برس پہلے ہوئے ایک اور مورخ فرماتے ہیں کہ رامچندر جی کا زمانہ سنہ عیسوی سے ۱۸۰۰ برس پہلے تھا۔ سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ رامائن مسیح سے ۲۰۲۹ سال پہلے لکھی گئی۔

ہم تاریخ دنیا جلد اول میں ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کا زمانہ ۴۸۳۲ سال کے قریب ہے پس رامائن اس سے بہت ہی زیادہ پہلے کی ہے یعنی رامچندر جی تریتا اور دواپر کی سندھی میں ہوئے۔ اس حساب سے دواپر کے ۸۶۴۰۰۰ سال۔ کل یگ کے اس سے ۴۹۹۷ میزان کل ۸۶۸۹۹۷ سال +

آریہ ورت کے سارے جوتشی بالاتفاق کہتے ہیں کہ رامچندر جی کو ہوئے ۹ لاکھ برس گذر چکے ہیں۔ یہ صرف جوتشی لوگوں کا خیال ہی نہیں بلکہ زمانہ حال کے مشہور فاضل و مترجم رامائن مسٹر گریفتھ صاحب پرنسپل بنارس کالج فرماتے ہیں ”رامائن اور مہابھارت کی کتابیں

ہیں ہمیں اپنے خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ وے نہایت ہی پرانے زمانہ کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے کہ بستی شہر کے کسی گھر میں ہم گھسے ویسے ہی ہم اُن میں گھستے ہیں۔ گو بہت سے رنگ اب تک بھی تازہ معلوم ہوتے ہیں اور ایسا پرانا وی کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آیا جو اُس زمانہ کو یاد دلاسکے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ وے ہمارے عہد کے ہیں اور نہ ہمارے باپ دادائوں کے عہد کے۔ بلکہ ہمارے اور ہمارے قدماء یعنی رامائن کے درمیان زمانوں کا سمندر یعنی نہایت ہی بیشمار زمانہ پڑا ہؤا ہے (دیباچہ رامائن انگریزی)

اشٹادھیائی

یہ ویاکرن کا گرنتھ ایک مشہور و معروف فاضل پانینی منی کی تصنیف ہے۔ یہ تمام تر سُوتروں میں ہے اس کا زمانہ بہت پرانا ہے۔ اِس کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ وہ آٹھ ادھیائوں میں منقسم ہے +

	ادھیا اول		ادھیا دوم		ادھیا سوم		ادھیا چہارم		ادھیا پنجم		ادھیا ششم		ادھیا ہفتم		ادھیا ہشتم	
	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر
	۱	۹۸	۱	۷۲	۱	۱۵۰	۱	۱۷۸	۱	۱۳۴	۱	۲۲۳	۱	۱۰۳	۱	۷۴
	۲	۷۴	۲	۳۸	۲	۱۸۸	۲	۱۰۵	۲	۱۴۰	۲	۱۹۹	۲	۱۱۸	۲	۱۰۸
	۳	۹۳	۳	۷۳	۳	۱۷۶	۳	۹۸	۳	۱۱۹	۳	۱۳۹	۳	۱۲۰	۳	۱۱۹
	۴	۱۱۰	۴	۸۵	۴	۱۱۷	۴	۱۴۴	۴	۱۶۰	۴	۱۷۵	۴	۹۷	۴	۶۸
[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]	۴	[illegible]

اشٹادھیائی میں ادھیاء ۸۔ پاد ۳۲ سوتر ۳۹۹۶ ہیں

तीणि सूत्रसहस्राणि तथा नव शतानि च।
षण्णवतिसूत्राणां पाणिनिः कृतवान् स्वयम्॥

ترجمہ۔ یعنی تین ہزار او نو سو ۹۶ سُوتر پانینی نے خود بنائے ہیں (دیکھو ولسن کی پانینی اینڈ لیٹنت جلد ۲ صفحہ ۱۹)

الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ "پانینی جو علم سنسکرت کے قدیم نحو میں ایک نہایت عالم و فاضل گذرا ہے اُس کا ویاکرن بڑا مشہور ہے۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پانینی بدھ مذہب کے بانی بُدھ سے کچھ پیشتر گذرا ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۰)

اسکی تردید ہم تاریخ دنیا جلد اول میں کر چکے ہیں یہ اعتراض سراپا فضول ہے +

حکیم بھاسکر آچاریہ کا زمانہ

اس مشہور فاضل حکیم کی بنائی ہوئی کُتب حسب ذیل ہیں:۔
سدھانت شرومنی۔ گول ادھیائی۔ بیج گنت۔ کرن کتوہل۔ لیلاوتی۔ یہ نامور حکیم سمت ۱۰۳۶ شالباہن کے قریب ملک دکھن کے بیدر شہر میں بمقام مہیشر برہمن کے مولد ہؤا۔ اس کی بابت الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ "نجوم کے علم میں ایک اور مصنف" بھاسکر آچاریہ" نام ۱۱۵۰ء کے قریب مقام بیدر علاقہ دکھن میں پیدا ہؤا کہتے ہیں کہ اُس نے علم ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جو زمانہ حال کے ریاضی دانان یورپ کے مسئلہ جزئیات سے بہت مشابہ ہے" (تتمہ اول صفحہ ۲۲۳)

اس کی بنائی ہوئی کتاب لیلاوتی کا ترجمہ مشہور فاضل فیضی نے بعہد اکبر بادشاہ کے کیا ہے جس کے دیباچہ میں لکھتا ہے "مولف این کتاب حکیم نامور بھاسکر آچاریہ است کہ در حکمت ریاضی بےنظیر عہد خود بود و مولد و موطنش شہر بیدر است از بلاد دکن اگرچہ تاریخ تالیف این کتاب معلوم نیست اما کتابے دیگر دارد۔ در اعمال استخراج تقویم و دقایق اسرار تنجیم موسوم بہ کرن کتوہل

करणकुतूहल

و آنجا تاریخ تالیف او نوشتہ کہ یکہزار و یک صد و پنج سال بود از تاریخ شالباہن کہ در ہندوستان متعارف بود از آں سال تا امسال کہ سی و دوم سال از تاریخ الٰہی ست موافق یہ سال یہ صد و نود و پنجم از تاریخ قمری سہ صد و ہفتاد و سہ سال گذشتہ بود" (دیباچہ لیلاوتی صفحہ ۳ موجودہ لائبریری آریہ سماج مظفر گڑھ)

महेश्वरात्मजः

کرن کتوہل میں بھاسکر آچاریہ جی نے اپنے پتا کا نام لکھا ہے اور سال تصنیف سمت ۱۱۰۵ شالباہن مندرج ہے۔ لیلاوتی نام گرنتھ اُس نے اپنی پیاری بیٹی کے نام پر تصنیف کیا اور بعض کا خیال ہے کہ خود اُسکی بیٹی نے تصنیف کیا +

سچ ٹلتروبت ایڈیشن یہ گرنتھ راج نیتی کا ہے اس میں ارجانند (جس کا عہد پورن چند تھا) کا ذکر ہے۔ (دیکھو منترسم۔ کتھائے صفحہ ۹۲ مطبوعہ کلکتہ)

ہمارا یہ بیندر گپت اور چانک رشی کی نسبی کا بھی آگیں ذکر ہے (دیکھو کتھا کا آغاز صفحہ ۵) نند اور چندر گپت اور چانک کا زمانہ ظاہر ہے۔ پس یہ گرنتھ اُن کے بعد بنایا گیا بکرم کا اس میں بالکل ذکر نہیں اور نہ اُس کے کسی جانشین کا۔ بنابرآں معلوم ہوتا ہے کہ بکرم سے پہلے بنایا گیا +

نوشیرواں (کسریٰ) بادشاہ ایران کے حکم سے ۵۳۱ء و ۵۷۹ء مطابق سمت ۵۸۸ و سمت ۶۳۶ بکرمی میں برزویہ حکیم نے اس کا ترجمہ پہلوی میں کیا اور پھر دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ترجمہ ہوگیا اس کے مصنف کا نام وشنو شرما ہے جو بعہد راجہ امرشکتی المعروف سُودرشن کے گذرا ہے یہ مہلاپور نام نگریاں متعلقہ علاقہ دکھن کا راجہ تھا اسی کا خلاصہ ہت اُپدیش ہے شاہنامہ میں بھی فردوسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مدرا راکھشس ناٹک۔ اس میں اُس انقلاب سلطنت کا ذکر ہے۔ جس میں مگدھ کے خاندان نند کی جگہ چندر گپت وہاں کا راجہ ہوگیا۔ پہلے وزیر کو جو نند کے ساتھ سازش کرکے خود راجہ بننا چاہتا تھا پنڈت چانک جی کی حکمت عملیوں سے شکست ہوئی اور چندر گپت گدی پر بیٹھا۔ مشہور فاضل بیاکھ دت نے چانک جی کی خاطر کیواسطے اسے تصنیف کیا۔ اس کا زمانہ تصنیف مسیح سے تین سو برس پہلے ہے۔ غرضیکہ چندر گپت کی سلطنت کا آغاز اور اس کی تصنیف کا زمانہ ایک ہی ہے (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۲۲ تتمہ اول) +

چندر گپت نے چوبیس برس یعنی ۳۱۵ تا ۲۹۱ برس قبل مسیح تک بڑی شان و شوکت سے سلطنت کی (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۶)

"درگہ لاگھو" یہ گرنتھ جیوتش کے متعلق ہے

ह्यं क्य ज्ञानित

۱۴۴۲ شالباہن میں یہ گرنتھ بنا ہے۔

शाक ईश ह यफल

"تاجک" یہ گرنتھ پنڈت نیل کنٹھ جی جیوتشی کا مصنفہ ہے اور تہلت کے متعلق ہے اس کا سال تصنیف سمت ۱۵۰۹ شالباہن ہے +

"مہورت چنتامنی" یہ گرنتھ اور اسی کے مصنف پنڈت گنیش دیو جی کی اُجیت جاتکا لنکا دجاتک سکھور باہی قریب زمانہ کے ہیں اس کا مصنف پنڈت نیل کنٹھ کا چھوٹا بھائی تھا مہورت چنتامنی سمت ۱۵۲۲ شالباہن میں۔ اور جاتکالنکار سمت ۱۵۳۱ شالباہن میں تصنیف ہوئے +

دن اور رات کا اندازہ جاننے کا صحیح قاعدہ

جس وقت سورج طلوع ہو۔ اُس کو اگر دو گنا کیا جاوے تو حاصل ضرب راتری کا

پرمان ہے اور جس سمہ سورج غروب ہو اُس کو اگر دُگنا کیا جاوے تو دن کا پرمان ہے مثلاً اگر سورج ۵ بجے طلوع ہو تو رات کا اندازہ دس گھنٹہ ہوگا اور اگر سورج ۶½ غروب ہو تو دن کا پرمان ۱۳ گھنٹہ ہوگا +

پوران کس نے بنائے

ہمارے بھولے بھالے ہندو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ پوران اور اٹھارہ اُپ پوران ویاس جی نے بنائے ہیں جو پراشر کے فرزند اور مہاراج یدھشٹر کے وقت میں موجود تھے جن کو آجتک ۴۳۳۱ سال ہوتے ہیں اس میں وہ پرمان دیا کرتے ہیں کہ

अष्टादशपुराणानां कर्ता सत्यवतीसुतः

یعنی اٹھارہ پورانوں کے مصنف ستوتی کے بیٹے ویاس جی ہیں مگر پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال ان کا درست ہے اور نہ ہی یہ سنسکرت واک -

یہ خیال درست کرنے کے واسطے ہم اپنی برسوں کے تحقیقات کردہ ذخیرہ سے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں امید ہے کہ دھرم کے متلاشی اور تاریخ کے شائق پکشپات چھوڑ کر اسے مطالعہ فرماویں گے +

ثبوت اول - سارے ودوانوں کی اس بارے میں ایک رائے ہے کہ اٹھارہ پوران مہابھارت سے پیچھے تصنیف ہوئے اور سبھی جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے بھاگوت راجا پریکشت کو سنایا تھا اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یدھ کے بعد جناب مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوئے انہوں نے ۳۶ سال اور ۲۵ دن راج کیا یدھشٹر کے وفات پانے پر راجہ پریکشت گدی نشین ہوئے - جنہوں نے ۶۰ برس راج کیا بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ پریکشت کے آخری دنوں میں جب اُسے سانپ نے کاٹا تب اُنے شکدیو نے بھاگوت سنایا - (دیکھو بھاگوت)

مگر مہابھارت کے شانتی پرب ادھیاء ۳۲۲ اور ۳۲۳ سے ثابت ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمہ یدھشٹر اُن سے اپدیش سننے گئے - تب انہوں نے شکدیو جی کا اس طرح ذکر کیا کہ بہت برس گذرے شکدیو جی مر گئے وہ یوگی پُرش اور ویاس جی کے فرزند تھے اُن کے مرنے پر ویاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے

یدھشٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور اُس وقت راجہ پریکشت حمل میں تھے اب جائے غور ہے کہ جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی شکدیو جی مر گئے تھے تو ان کا ۹۶ سال بعد آ کر بھاگوت سنانا کس قدر صریح جھوٹ ہے - اس جگہ دیوی بھاگوت مترجم کا لکھنا بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہ بھاگوت بوپ دیو برادر جے دیو نے بنائی ہے (دیکھو دیباچہ دیوی بھاگوت)

پس صاف ظاہر ہے کہ نہ پریکشت نے سنی اور نہ شکدیو نے سنائی اور نہ ویاس اس کے مصنف ہیں +

اور بوپ دیو مہاراجہ بھوج کے عہد میں یعنی سمت ۱۱۴۳ بکرمی میں ہوا جن آدمیوں نے بوپ دیو کرت مگدھ بودھ ویاکرن کا مطالعہ کیا ہے وہ صاف شہادت دیتے ہیں کہ مگدھ بودھ اور بھاگوت کا کرتا ایک ہی ہے +

۱۸ پورانوں کے نام - مارکنڈے پوران - بھوشت پوران - بھاگوت پوران - برہم ویورت پوران - برہمانڈ پوران - شیو پوران - وشنو پوران - وایو پوران - لنگ پوران - پدم پوران - نارد پوران - کورم پوران - اگنی پوران - متسیہ پوران - برہم پوران - وراہ پوران - سکندھ پوران - گرڑ پوران

اُپ پورانوں کے نام - ستوتی - نرسنگھ - سوا - شیو دھرم - دُرواسا - کپل - نارد - نندی کیشور - اوشنس - ورن - سانب - کالکا - مہیشر - پدم - دیو - پراشر - مریچ - بھاسکر +

ثبوت دوم - اٹھارہ پورانوں میں بُدھ کو وشنو کا اوتار قبول کیا ہوا ہے اور جن عبارات میں یہ ذکر ہے - اُن میں صیغہ ماضی معلوم ہوتا ہے نہ کہ مستقبل اور جو بُدھ کے اوضاع و اطوار بیان کئے ہیں - وہ زمانہ بُدھ کے حالات سے ٹھیک ملتے ہیں +

(دیکھو شیو پوران پورب آردھ - کھنڈ پانچواں - ادھیاء ۲ سے ۹ تک اور بھاگوت) اور آرسی دت صاحب اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں "وشنو پوران کے تیسرے حصہ کے آخری ادھیاؤں میں بُدھوں اور جینیوں کے مذہب کی تردید ہے" (جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

اور پدم پوران میں بھی بُدھ مذہب کا ذکر ہے +

दैत्यानां नाशनार्थाय विष्णुना बुद्धरूपिणा।
बौद्धशास्त्रमसत्प्रोक्तं नग्ननीलपटादिकम्॥

مگر مورخوں نے پُرانے نشانات - یادگاروں - مناروں - بُدھ مندروں کے کتبے اور آریہ ورت - لنکا - برہما - چین - سنت کی کتابوں عجائب گھر کے بتوں سے ثابت کیا ہے کہ بُدھ بکرماجیت سے ۴۱۲ برس پہلے ہوا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مر گیا - جس کو آجتک دو ہزار پانچ سو برس ہوتے اور ویاس جی کو پانچ ہزار تین سو برس - اس حساب سے بُدھ ویاس جی سے تقریباً دو ہزار برس پیچھے ہوئے - بنابراں ویاس پورانوں کے مصنف نہیں ہیں

ثبوت سوم - سوامی شنکر آچاریہ مشہور دکھنی برہمن رامانج سے بہت پہلے گذر چکے ہیں کیونکہ رامانج نے شنکر بھاشیہ اور شنکر مت کا اچھی طرح کھنڈن کیا ہے - اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُن کو گذرے بہت کچھ مدت ہو چکی ہے اور اُن کا مت اودیت واد دور دستور سے پھیلا ہوا ہے اور ہم اسی کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ شنکر آچاریہ کو ہوئے دو ہزار دو سو برس کے قریب گذرے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عموماً ہندو شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں اور اُن کا ہونا بُدھ مت سے کسی طرح بھی پہلے نہیں - کیونکہ اُنھوں نے بُدھ مت کا کھنڈن کیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ کے مت میں سارا جگت مایا اور روح اپنے آپ کو برہم کہتے تھے - اب پدم پوران میں پاربتی کو مہادیو کہتے ہیں -

(دیکھو سانکھیہ شاستر ٹیکا وگیان بھکشو کی بھومکا صفحہ ۷ و ۸)

मायावादमसच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च। मयैव कथितं देवि कलौ ब्राह्मणरूपिणा॥ अपार्थं श्रुतिवाक्यानां दर्शयन् लोकगर्हितम्। कर्मस्वरूपत्याज्यत्वमत्र च प्रतिपाद्यते॥ सर्वकर्मपरिभ्रंशान्नैष्कर्म्यं तत्र चोच्यते। परात्मजीवयोरैक्यं मयात्र प्रतिपाद्यते॥ ब्रह्मणोऽस्य परं रूपं निर्गुणं दर्शितं मया। सर्वस्य जगतोऽप्यस्य नाशनार्थं कलौ युगे॥ वेदान्ते तु महाशास्त्रे मायावादमवैदिकम्। मयैव कथितं देवि जगतां नाशकारणात्॥ पदम० अ० २०१

ترجمہ جس میں مایا کا خاص مذکور ہے - ایسا جھوٹا شاستر جو پردہ بُدھ ہے وہ میں نے خود ہی کلجگ میں برہمن کا روپ دھار کر لکھا ہے جس میں ویدک شرتیوں کا اُلٹا ارتھ کیا گیا ہے تاکہ وید کی نندا ہو اور جس میں کرموں کو بالکل چھوڑ دینے کا ذکر ہے اور جس میں سب کرموں سے رہت کو نِشکرم کہا ہے اور ساتھ ہی پرماتما اور جیو کی ایکتا بھی کر دی جس میں پربرہم کو بالکل گنوں سے رہت کہا ہے - وہ میں نے خود جگت کے ناش کے واسطے کلجگ میں ویدانت کی طرح پر ظاہر ہو - اس اصلی غرض کو پورا کرنے کے واسطے رچا مگر اصل میں وہ ویدک نہیں (اسے ویدی رچا ہے -

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پدم پوران بدھ مت اور شنکر آچاریہ کے پیچھے بنائے
دو ہزار برس سے پورانا نہیں۔ پس کسی طرح ویاس کی تصنیف نہیں ہو سکتا کیونکہ
شنکر آچاریہ کی تصنیفات میں ۱۸ پورانوں کا نام ہرگز مندرج نہیں اور اسیطرح کو۔م
پوران ادھیاء ۲۳ میں شنکر سوامی کا ذکر ہے (دیکھو پرشسنت پاد بھاشیہ مطبوعہ بنارس
۱۸۹۵ء کا حاشیہ صفحہ ۲۲)

ثبوت چہارم۔ بھوشیہ پوران میں سرواہن وت یعنی مہاراجہ وکرماجیت جی کا نام
موجود ہے اور ان کے ساتھ کا بھی ذکر ہے پس یہ پوران ۱۹۵۰ برس سے اس طرف کا بنا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ رامانج ویشنوؤں کے آچاریہ جنہوں نے ویشنو مت چلایا سمت ۱۱ بکرمی
کی چیت شدی کو کیشو کے گھر پیدا ہوئے۔ انہوں نے سنکھ۔ چکر۔ گدا۔ پدم کا
داغ اپنے مریدوں کو لگانے کا حکم دیا۔ ان سے پہلے اس طرح کا کہیں ذکر نہیں۔
لیکن اس مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے +

शंखचक्रतापयित्वाय स्यदेहः प्रदह्यते । सजीवन्कुणपस्त्याज्यः सर्वधर्मविहिष्कृतः

ترجمہ۔ جس کے جسم پر سنکھ۔ چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ کے
تمام دھرم کاموں سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لایق ہے +

مسٹر آرسی دت اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ پدم پوران میں تنکھ چکر لگانیکا
ذکر ہے یہ سب باتیں محمدیوں کے ہندوستان میں آنے کے پیچھے داخل ہوئیں ڈاکٹر
ولسن صاحب کی یہ رائے ہے کہ اس پوران کے آخری حصے مسیح کی پندرھویں یا سولھویں
صدی میں لکھے گئے " (جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

چونکہ لنگ پوران اور پدم پوران بھی ۱۸ پورانوں میں ہیں بنابراں یہ پوران
گیارھویں صدی سے اس طرف کی تصنیف ہیں ویاس کے بنائے ہرگز نہیں ہو سکتے

ثبوت ششم۔ وایو پوران کے ایک لنگ مہاتم میں باپا راجہ چتوڑ کا نام موجود ہے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باپا سنہ ۔ میں ہوا۔ یہ باپا راجہ مسلمان ہو گیا تھا پس وایو پوران
سنہ ۔ سے پہلے کا ہرگز نہیں +

ثبوت ہفتم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۱ بکرمی میں اڑیسہ کے راجا اننگ بھیم دیو نے بنایا
تھا۔ اس سے پہلے نہیں تھا اور مندر پر بھی یہ سمت لکھا ہوا ہے اس میں مورخوں کی رائے
متفق ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکند پوران میں لکھا ہے (دیکھو اس پوران کا اتکل کھنڈ)
اور آرسی دت لکھتے ہیں کہ برہم پوران میں بھی جگن ناتھ کے مندر کا ذکر ہے (انشنٹ ہسٹری آف
انشیینٹ انڈیا جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ و ۳۰۱) بنابراں اسکند پوران و برہم پوران سمت ۱۲۳۱
سے پیچھے بنائے گئے کسی طرح ویاس کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت ہشتم۔ توزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ کے زمانہ
میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تینوں چیزیں لایا تھا اس سے پہلے
اس دیش میں نہیں تھیں (دیکھو توزک) اور تمام مورخ بھی اس بات پر متفق الرائے
ہیں۔ لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے +

प्राप्ते कलियुगे घोरे सर्ववर्णाश्रमे नराः ।
तमालं भक्षितं येन स गच्छेन्नरकार्णवे ॥

(ترجمہ) اس گھور کلجگ کی پراپتی پر جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے اور پدم پوران
اور [illegible] +

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कुर्वन्ति ये नराः ।
दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः ॥

ترجمہ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے۔ داتا نرک کو جاتا ہے اور وہ
برہمن گاؤں کے سور کا جنم لیتا ہے +

واضح ہو کہ تمباکو امریکہ کی زبان کا لفظ ہے۔ ہندوؤں کے کسی دھرم شاستر میں تمباکو
کا نشیدھ نہیں لکھا۔ اور بابا نانک سے لیکر ہرکشن جی آٹھویں بلکہ تیغ بہادر نویں
گدی نشینوں تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا۔ کیونکہ یہ اس زمانہ میں تازہ
تازہ آیا اور ابھی اتنا پرچار بھی نہیں پایا تھا۔ مگر اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں
گدی نشین گوبند سنگھ جی نے اس کا عام رواج ہوتا دیکھکر اس کا نشیدھ کیا اور انکے
ہم عہد جو مذہبی فرقہ ہوئے سب اس کا کھنڈن کرتے رہے جیسے دادو جی وغیرہ +
پس پدم پوران اور برہمانڈ پوران دو نو جہانگیر کے والد اکبر بادشاہ کے زمانہ سے پیچھے
بنائے گئے اور یہ تو ظاہر ہے کہ اکبر بادشاہ نے سمت ۱۶۱۳ بکرمی سے ۱۶۶۲ تک راج کیا۔ پس
کسی طرح ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ تین سو برس کے ادھر کے بنائے ہوئے ہیں

ثبوت نہم۔ پدم پوران کے بھاگوت مہاتم میں لکھا ہے کہ نارد دیا کل ہو کے سنکا
کو ملے اور کہا کہ ملیچھوں نے سومنات۔ بنارس۔ رامیشر متھرا وغیرہ تیرتھوں میں مندروں
کو توڑ ڈالا۔ اور آشرموں پر قبضہ کر لیا۔ برہمن اور پوجاری لوگ پڑے دکھی ہیں
(دیکھو اُتر کھنڈ۔ ادھیاء ایک شلوک ۲۷ سے ۳۲ تک مطبوعہ بمبئی)
لیکن سب جانتے ہیں کہ ایسا حال مندروں کا محمود کے وقت سے اورنگزیب کے
وقت تک ہوتا رہا یعنی سنہ ۱۰۰۰ء سے ۱۷۰۰ء تک پس پدم پوران کسی طرح ویاس جی
کی تصنیف نہیں +

ثبوت دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ملیچھ طوایف پر عاشق
ہو کر مسلمان ہو گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب
مسلمانی رنڈیاں بھی موجود نہیں تھیں اور جب مسلمانی طوائفیں نہیں تھیں تو اُن پر
کوئی فریفتہ ہوتا تھا۔ اور نہ لوگوں کے دین و ایمان غارت ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ
دیوی بھاگوت مسلمانوں کے حملہ سے پیچھے بنا ہے۔ ویاس جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں

ثبوت یازدہم۔ ویاس جی کے مصنفہ ویدانت سوتر۔ مہابھارت کی وڈیا کھیا۔ یوگ بھاشیہ
وغیرہ میں ظاہر ہیں۔ اُن کا دھرم بھی کسی وید وان سے مختلف نہیں مگر یہ اٹھارہ پوران اور اُپ
پوران اُن گرنتھوں کے بالکل مخالف ہیں۔ اُن کا مطلب ویاس جی کے تصنیف کردہ گرنتھوں
سے نہیں ملتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پوران ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت دوازدہم۔ اٹھارہ پورانوں میں رشی منی اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور انپر جھوٹھے
کلنک لگائے گئے ہیں۔ جیسے برہما جی پر بیٹی سے ہمبستری کا کلنک۔ سری کرشن جی کو کبجا
اور گوپیوں سے بیبھچار کا کلنک۔ مہادیو کو رشیوں کی استریوں سے زنا کا کلنک
وشنو کو جلندھر کی استری برندا سے۔ اندر کو گوتم کی استری اہلیا سے۔ سورج کو
کنتی سے۔ چندرما کو اپنے گورو برہسپتی کی استری تارا سے۔ وایو اور مہادیو کو کیسری
کی استری انجنی سے۔ ورن کو اگست کی ماتا اُروشی سے۔ برہسپتی کو اپنی بھاوج اتھتا سے
وشوامتر کو اُروشی سے۔ پراشر کو مچھودری سے۔ ویاس کو داسی سے۔ دروپدی کو
پانچ خاوندوں کا۔ دیویوں کو ماس اور شراب کا۔ وامن اوتار کو چھل اور کپٹ کا۔ بلدیو
کو شراب و زنا کا۔ رامچندر کو نارد کے شاپ سے پیدا ہونے اور بیگناہ سیتا کو گھر
سے نکالنے کا وغیرہ وغیرہ۔ کلنک سب رشی منی دیوتاؤں پر لگائے گئے مگر بدھ پر کوئی
کلنک نہیں لگایا جس نے ناستک مت کا دنیا میں پرچار کیا اور پورانوں کی تعلیم کا
آخری نتیجہ بھی ناستک بننا ہے اور یہی سبب ہے کہ صدہا برہمن اس وقت تک بھی
جینیوں کے مندروں کے پوجاری بنے ہوئے ہیں۔ بنابراں ظاہر ہے۔ اور عقل

شہادت دیتی ہے۔ کہ پورانوں کے تصنیف کرنے والے ... کے ماننے والے ہیں۔ کہ مہاتما ویاس جی۔ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

यो ऽनधीत्य द्विजोवेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् । सजीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः ॥ म॰ अ॰ २ श्लो॰ १६८

ترجمہ۔ جو برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا بلکہ دیگر گرنتھوں کی تعلیم میں مصروف رہتا ہے۔ وہ زندگی میں ہی قبیلہ سمیت جلدی سودر ہو جاتا ہے اور جب پڑھوں نے پوران بنائے اور ابھی تک ہندوؤں نے انہیں اپنے مذہبی پستک نہیں تسلیم کیا تھا تب اتری نے سمرتی بھی اس میں لکھا ہے ✢

वेदैर्विहीनाश्च पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः। पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टस्ततो भागवता भवन्ति ॥ अत्रिस्मृतिः ८२

ترجمہ۔ وید سے بہت لوگ شاستر پڑھتے ہیں اور شاستر سے رہت پوران پڑھتے ہیں۔ پھر اُن سے ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے بھرشٹ بھاگوت پڑھتے ہیں ✢

اس کے ساتھ ہی پورانوں کا سبب تصنیف بھی ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ ہم پورانوں کی تعلیم سے پرہیز کریں ✢

स्त्रीशूद्रद्विजबन्धूनां त्रयी न श्रुतिगोचरा। कर्मश्रेयसि मूढानां श्रेय एवं भवेदिह इति भारतमाख्यानं कृपया मुनिना कृतम् ॥
भागवत स्कन्ध १ अ॰ ४ श्लो॰ २५

ترجمہ۔ استری۔ سودر اور دوجوں کے لوکوں کو ویدوں کا ادھکار نہیں۔ بنا بر آں اُن کے واسطے پوران بنائے گئے ہیں ✢

پورانوں کی بابت دیگر فضلا کی جو آراء ہے ہم یہاں درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں پورانوں میں خود غرضوں کی طرف سے یہاں تک تحریف ہوئی ہے کہ وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہے چنانچہ بھوشت پوران کے آٹھویں ادھیائے پورب بھاگ کے شلوک ۲۴ و ۳۶ میں نانک جی کا اوتار ہونا بھی لکھا مارا ہے جو راجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت کی کارستانی ہے ✢

مؤرخ مارٹن ہیں۔ اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ "۳۳ کروڑ دیوتا بدھ مذہب کے خارج ہو جانے کے بعد پورانوں کے حکم کے موجب ہندوؤں کی پرستش میں داخل ہوئے اور ان پورانوں میں پرانے سے پرانے ایک ہزار برس اور نئے سے نئے ساڑھے چار سو برس کے ہیں (صفحہ ۱۳۰ سنہ ۱۸۴۳ء)

چونکہ پورانوں میں مسلمانوں کی فتح کے بعد بہت ساری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اس لئے وہ اسلامی فتح سے پہلے ہندوؤں کی زندگی اور برتاؤ کی تصویر کے لئے ایک غیر محفوظ اور ناقابل اعتبار ہیں اور اینشنٹ ہسٹری آف انڈیا جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

پھر یہی مورخ پورانوں اور اُپ پورانوں کا ذکر کرکے نہایت افسوس سے لکھتا ہے "وہ اُن شخصوں کی سنتان جو کہ ویدوں کی سیاؤں کو گاتے تھے اور اپنشدوں کے عمیق اور سنجیدہ اور اعلیٰ تحقیقات کے موجود تھے۔ اس وقت ایسی بیہودہ گوئیوں میں اعتبار کرتے ہیں۔ اور ایسی بیہودہ رسومات کو ادا کرتے ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

"بادشاہوں اور راجاؤں کے کسی قسم کے حالات لکھے ہوئے تھے جن کو اتہاس پوران کہتے تھے اگر یہی گرنتھوں کے علاوہ تھے تو وہ کھوئے گئے ہیں۔ شاید یہ لوگوں کی روایتوں میں موجود رہے۔ اور ان میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ جھوٹے قصے ملا دئے گئے۔ اور غالباً دو ہزار برس پیچھے ان کی اخیر شکل ہوئی جن میں کہ ہم اب ان کو پاتے ہیں یعنی اٹھارہ پوران کیونکہ یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ وہ پوران جو اب موجود ہیں یہ پورانک زمانہ

میں بنائے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ہندوستان فتح کرنے کے بعد کی سات صدیوں میں اُن میں تبدیلیاں کی گئیں اور زیادتیاں بھی کی گئی ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

پھر وہی مورخ اول پوران اور تنتروں کا ذکر کرکے لکھتا ہے "جو قوم ہر ایک بات پر اعتبار کر لیتی ہے۔ اور کمزوری طاقت کی خواہش کرتی ہے اور جب ایک غیر قوم کی صدیوں کے ماتحتی نے ایسی بے حالت اور آخیر درجہ کی کمزوری پیدا کر دی تھی۔ تب آدمیوں نے خراب اور اپوتر (ناپاک) طریقوں سے اُس طاقت کو حاصل کرنا چاہا جو مروجہ الشعور یہ قوموں کے مطابق صرف ہماری اخلاقی۔ عقلی اور جسمانی طاقتوں کے آزادانہ کھلے طور اور صحیح استعمال سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مورخ کے واسطے تنتروں کا لٹریچر ہندو خیال کی کچھ بھی خاص شکل ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ انسانی دل کی ایک مریض حالت بیان کرتا ہے۔ جو کہ صرف ایسے وقت ممکن ہے جبکہ قومی زندگی کوچ کر چکی ہو اور رسالہ پولیٹیکل گیان گم ہو چکا ہو۔ اور علم کا چراغ گل ہو گیا ہو ✢ (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

"سب سے پہلے مورخ اور سیاح یعنی البیرونی نے جو محمود کے وقت ۱۰۳۱ء میں آریہ ورت میں آیا۔ اُس نے اپنی کتاب میں ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے۔ (آرسی دت کی ہسٹری آف اینشنٹ انڈیا)

پرتھوی راج راسہ کے بخانی مصنف و مورخ و کوی چاند بردائی (چاند بردائی) نے جو ۱۱۹۳ء میں ہوا ہے (بھی ۱۸ پورانوں کا نام لکھا ہے۔

بابا نانک نے بھی ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے جو ۱۵۲۶ء میں عہد بابر بادشاہ کے گذرے ہیں

پس صاف ظاہر ہے کہ موجودہ پوران کم و بیش کسی نہ کسی شکل میں ۱۰۸۸ سمت مطابق ۱۰۳۱ بکرمی سے پہلے موجود تھے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کی فہرست میں ویدانت گرنتھوں میں ایک آتم پوران بھی لکھا ہے جس کا کرتا شنکر آچاریہ مندرج ہے (صفحہ ۵۴) مگر یہ ۱۸ پورانوں میں شمار نہیں ہوتا

منشی اندرمن صاحب مرحوم مراد آبادی بھی اٹھارہ پورانوں کا مصنف ویاس کو نہیں کرتے تھے بلکہ بہت سے لوگوں کی تصنیف بتلاتے تھے چنانچہ چار پانچ کے نام بھی درج کئے ہیں راجہ بھوج جو سمت ۱۰۵۴ بکرم میں ایک بڑا نامور اور سنسکرت کا قدردان راجہ گذرا ہے۔ (ایسا سنسکرت کا قدردان اس کے بعد کوئی نہیں ہوا) اُس نے پنڈتوں کو ایک ایک شلوک پر لاکھ لاکھ روپے دئے ہیں۔ بہت سی پوتھیاں اُس کے وقت کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہیں۔ اُن کی ہوا السلطنت دھارا نگر میں ایسے لوگ بہت کم تھے۔ جو سنسکرت زبان نہ جانتے ہوں۔ (دیکھو جام جہاں نما جلد ۲ سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۸۹)

اسی راجہ بھوج کے عہد کے بنے ہوئے سنجیونی گرنتھ میں لکھا ہے کہ راجہ بھوج کے راج میں ویاس جی کے نام سے کسی نے مارکنڈے اور شیو پُران بنایا تھا۔ اُس کا سماچار راجہ بھوج کو معلوم ہونے سے اُن پنڈتوں کو بہت چھیدن (قطع ید) آدی ڈنڈ دیا۔ اور اُن سے کہا جو کوئی کاویہ آدی گرنتھ بناوے تو اپنے نام سے بناوے۔ رشی منیوں کے نام سے نہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۹)

اصل میں اُس کی ایسی قدردانی کے سبب سے جیسا کہ ... گرنتھ بنا کر رشی منیوں کے نام سے پیش کئے جیسا کہ پوران سا... میں صرف ... ویاس پنڈتوں کا تصور ہے۔ راجہ صاحب کا نہیں ✢

مختلف تاریخی واقعات کا مسلسل زمانہ بکرمی سموت سے

نمبر شمار	نام تاریخی یا مذہبی یا علمی واقع کا	سموت بکرم سے پہلے	کیفیت
۱	پراشر سوتر کا زمانہ	۲۴۵۰	بکرم سے پہلے
۲	مہاراجہ یدھشٹر کا زمانہ	۲۳۸۰	۰
۳	منی ویاس جی کا زمانہ	۲۳۸۰	۰
۴	سری کرشن جی کا زمانہ	۲۳۸	۰
۵	مہاراجہ جنمیجہ فرزند مہاراجہ پریکشت کا راج	۲۳۴۳	۰
۶	زردشت نبی کا زمانہ	۲۳۴۴	۰
۷	گورنر جو پہلا کشمیر کا راجہ ہوا	۲۳۲۰	[illegible]
۸	[illegible] نے ہند پر حملہ کیا	۲۰۰۰	۰
۹	شاہ ٹرس شاہ مصر نے حملہ کیا اور گنگ تک آیا	۱۳۰۸	۰
۱۰	[illegible] پیدا ہوا	۶۵۰	۰
۱۱	[illegible]	۶۵۲	۰
۱۲	دارا کا جنگ	۵۰۰	۰
۱۳	بودھ بھی شاکی سنگھ پیدا ہوا	۵۰۰	۰
۱۴	نند راجاؤں کے زمانہ کا آغاز	۴۷۵	۰
۱۵	مہاراجہ چندر گوپا کی شادی	۴۲۵	۰
۱۶	شاہ سکندر کی چڑھائی	۳۲۵	۰
۱۷	مہاراجہ چندر گپت	۲۶۸	۰
۱۸	مہاراجہ اشوک	۲۶۳ لہ	۰
۱۹	شنکر آچاریہ کا ظہور و بدھ مذہب کا زوال	۲۲۳	۰
۲۰	بھرتری ہری	۵۰	۰

لہ راجہ اشوک کا مینار جو [illegible] پتھر کے ڈھلا ہوا ہے۔ اور اب جو فیروز شاہ کی لاٹھ کے نام سے مشہور ہے وہ مسیح سے ۲۵۰ سال پیشتر راجہ اشوک نے بنوایا تھا (جرنل ایشیاٹک [illegible] صفحہ ۶۳)

وکرم سے مابعد کے حالات

نمبر شمار	نام راجگان و فرمانروایان	تعداد سال	کیفیت
۱	بکرم تخت نشین ہوا	۱ سال	مطابق کلی یگ [illegible] کے
۲	دوسرا مشہور شنکر آچاریہ ہوا	۲۲ سال	میں اس نے سنیاس لیا
۳	یسوع مسیح یروشلم میں ہو گئے	۵۳ سال	۰
۴	شالباہن نے شک چلایا	۱۳۵ سال	۰
۵	بلبھ راج کا آغاز	۲۰۱ سال	۰
۶	اردشیر ایرانی تخت نشین ایران ہوا	۲۸۲ سال	۰
۷	اندھرون کا راج	۳۳۶ سال	۰
۸	راجہ وکرم پال	۴۴۱ سال	۰
۹	تیسرا شنکر آچاریہ	۴۵۷ سال	۰
۱۰	آریہ بھٹ	۵۰۰ سال	۰
۱۱	راجہ ملکہ چند	۵۱۹ سال	۰
۱۲	راجہ کنوج	۵۴۱ سال	۰
۱۳	بلبھی راجاؤں کا خاتمہ	۵۷۱ سال	۰
۱۴	چوتھا شنکر آچاریہ	۵۸۲ سال	۰
۱۵	نوشیرواں جس کے عہد میں پنج تنتر ترجمہ ہوا	۵۸۸ سال	۰
۱۶	برہم گپت	۶۰۷ سال	
۱۷	پانچواں شنکر آچاریہ	۶۴۷ سال	۰
۱۸	اندھرون کا خاتمہ	۷۸۹ سال	۰
۱۹	جادو راجاؤں کا زمانہ	۸۰۱ سال	۰
۲۰	چھٹا شنکر آچاریہ	۸۴۵ سال	۰
۲۱	بھٹ ربیل	۸۴۷ سال	۰
۲۲	جنی سال	۹۰۷ سال	۰
۲۳	سوسلیکوں کا عمل	۹۸۸ سال	۰
۲۴	راماننج جی کا زمانہ	۱۴ سال	۰
۲۵	انند پال	۱۰۶۵ سال	
۲۶	محمود غزنوی نے ہند پر حملہ کیا	۱۰۵۶ سال	۰
۲۷	محمود فوت ہوا	۱۰۸۷ سال	۰
۲۸	البرونی یا ابو ریحان	۱۱۰۰ سال	۰
۲۹	بھاسکر آچاریہ	۱۱۰۰ سال	
۳۰	راجہ ہرش والی کشمیر	۱۱۱۳ سال	۰
۳۱	مہاراجہ پرتھی راج کا خاتمہ	۱۱۹۱ سال	۰
۳۲	راجہ ہری ہر	۱۳۰۰ سال	۰
۳۳	چیتن کا زمانہ	۱۳۸۵ سال	۰
۳۴	رامانند سوامی [illegible] آچاریہ کا زمانہ	۱۵۰۰ سال	۰
۳۵	کبیر جی کا زمانہ	۱۵۴۰ سال	۰
۳۶	بلبھ سوامی کا زمانہ	۱۵۴۰ سال	۰
۳۷	بابا نانک کا زمانہ	۱۵۴۰ سال	۰
۳۸	دادو جی کا زمانہ	۱۶۵۷ سال	۰
۳۹	گوسائیں تلسی داس مصنف رامائن کا زمانہ	۱۶۸۰ سال	۰
۴۰	اورنگزیب سنہ [illegible] سے سنہ [illegible] تک	سنہ [illegible]ء	۰
۴۱	گوبند سنگھ جی کا زمانہ		۰
۴۲	مہاراجہ چھترپتی شیواجی کا زمانہ	سنہ [illegible] میں پیدا ہوا	۰
۴۳	مہاراجہ رنجیت سنگھ	سنہ [illegible]ء	۲ نومبر سنہ [illegible] کو پیدا ہوا
۴۴	رام موہن رائے بانی برہمو سماج	[illegible] سال	۰
۴۵	سوامی نارائن یا سہجانند جی کا زمانہ	۱۸۸۶ سال	۰
۴۶	برہمچاری بابا کا زمانہ	۱۹۰۰ سال	۰
۴۷	سوامی دیانند جی کا زمانہ اور آریہ سماج کی بنیاد	۱۹۳۲ سال	

ثبوت تناسخ

ओ३म

नतस्यकार्य्यं करणं च विद्यते नतत् समश्चा भ्याधिक श्चदृश्यते । परास्य शक्ति र्विविधैव श्रूयते स्वभाविकी ज्ञानबलक्रियाच ॥

اے نام تو آرایش عنوان کلام — وے یاد تو آسائش ہر بے آرام
در حیز امکاں تصور ہر گز — بے نام تو آغاز نہ گیرد انجام

جگت آدھار سوامی! آپ کی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کی جو شان انسانی طاقت سے بہت ہی بالاتر ہیں آپ کا اٹل ساز اور لاتغیر انصاف آپ کی ذات مقدس کی طرح اوہام اور سے نظر ہے۔ نظام عالم کا سلسلہ اور ترتیب کونین کا مرحلہ قدم قدم بر زبان حال سے پکار رہا ہے۔ بقول شخصے ؎

ہمہ ذرات از ماہ تا ماہی — وحدانیتش دادہ گواہی
ہمہ اجزائے کون از معرفت — جو ہمیں دلیل وحدت اوست

بڑے بڑے لائق حکماء اور مشہور فضلاء فلسفہ کی باریک تحقیقات اور سائنس کے اعلےٰ خیالات سے جس منزل پر پہنچے ہیں وہ تیری نام کا پہلا زینہ ہے زمین اور آسمان کے قلابے ملانے والے مہندس اور منجم بھی جس قدر زیادہ غور کرتے ہیں تیری قدرت کی نیرنگیاں اتنا ہی زیادہ لطیف نظر آتی ہیں۔ اسی واسطے فلسفہ کے پہلے معلم یعنی آریہ ورت کے رشیوں نے اپنی یادداشت کے دائرہ میں آپ کی معرفت کی بابت لکھا ہے

سوکسمیا سوکسم ورشبھی ”(सूक्ष्म या सूक्ष्म तराभि-)“ سمندر کی لہروں۔ پہاڑ کی گپھاؤں۔ ہوا کے جھونکوں اور سیاروں کی گردشوں میں جدھر ہم نگاہ کرتے ہیں تیری پاک صنعت کی خوبصورتی میں محو ہی ہو کر مضمون کرتی ہے ہم حیران ہیں کہ کس کس چیز کا بیان کریں۔ حق بات یہ ہے کہ حیران ہی ہوں۔ چاہیئے کیونکہ محدود سے محدود کا اندازہ البتہ بے وگیہ کا خیال۔ بران دھاری جو یاریم اور مہندس کا وچار اپنی بساط سے زیادہ کیا کرسکتا ہے۔

جائے غور ہے کہ سورج ہماری زمین سے کروڑوں درجہ بڑا اور صرف ایک سورج ہی نہیں بلکہ موجودہ علم اور قدیمی ہدایت نامہ وید سے ثابت ہے رگ ۹/۱۱-۴-۳ वह दो सू र्यां کہ سورج بہت ہیں۔ پس اتنا بڑا جہان اور اس میں ہزاروں نظام شمسی اور قمری پھر لاکھوں طرح کے شریر دھاری جیو اور اُن کے کروڑہا میلوں گہرے سمندر اور کوسوں اونچے پہاڑ اور سب کا مالک اور صانع حقیقی آپ کی معدس اور پوتر ذات ویدکے عالم رشیوں نے جب مراقبہ اور سمادھی میں مشغول ہو کر یوگ کی زبردست دھارنا سے آپ کا دھیان کیا تو لاریب اُن کے اندر سے اُن کی آتما نے آواز دی۔ तमीश्वराणां परमं महेश्वरं तं देवता- ना परमं च दैवतम् । पतिं पतीनां परमं परस्तात् विदाम देवं

جب بڑے بڑے سورج و چاند وغیرہ کرّے دن رات چکر کھاتے ہوئے آپ کا انت نہیں پا سکتے جب بحر الکاہل جیسے سمندر آپ کی صنعت کے آگے ایک قطرہ سے کم ہیں جب ہمالہ جیسے پہاڑ سکتہ کے عالم میں کھڑے ہیں کپل اور کناد جیسے رشی منیوں نے بھی ششدر و ساکت ہو جانے کے سوا جب کوئی ہدایت نہ بتلائی تو یہ ناچیز اور الپگیہ جیو آپ کی مہما کو کیا بیان کرسکے۔

اے کارکشائے ہر چہ ہستند — نام تو کلید ہر چہ بستند
اے ہیچ خطے نگشتہ اول — بے صحبت نام تو مستحل
اے محرم عالم تحیر — عالم ز تو ہم تہی و ہم پُر
اے مقصد ہمت بلنداں — مقصود دل نیازمنداں
اے سرمہ کش بلند بیناں — در بارکش درون نشیناں
صاحب توئی آں دگر غلامند — سلطان توئی آں دگر علامند
راہ تو بنور لا بزالے — از شرک و شریک ہر دو خالی
در راہ تو ہر کرا وجود است — مشغول پرستش و سجود است
اے واہب عقل و صاحب جاں — حکم تو در جہان ست یکساں
حرفے نہ غلط رہانہ کردی — یک نقطہ درو خطا نہ کردی
در عالم عالم آفریدن — بہ زیں نتواں قلم کشیدن
اے عقل مرا کفایت از تو — جستن ز من و ہدایت از تو
وانگہ کہ نفس بہ آخر آید — ہم خطبۂ نام تو سر آید
آں لحظہ کہ مرگ را بسیچم — ہم نام تو در حنوط پیچم
چوں گرد وجود و بود بستم — ہر جا کہ زوم ترا پرستم
از ظلمت خود رہائیم دہ — با نور خود آشنائیم دہ
بے یاد تو ام نفس نیاید — با یاد تو یاد کس نیاید

پرمیشور! ہم بار بار آپ سے یہی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری آتما است سے ست اور اگیان سے گیان اور ظلمت سے نور کی طرف متوجہ ہو۔ اندھکار سے نکل کر جوتی کے چمتکار کو دیکھے اور آپ کے نو تروید مارگ پر درڑھتا اور اُتساہ سے چل کر شانتی دھام کی بھاگی ہو۔ پرمیشور! ہماری آنکھیں آپ کی قدرت کے مطالعہ کو اور ہمارے کان آپ کے نام کی مہما کی دھونی کو اور ہماری زبان آپ کے نور بیتی اور قدرت کے رازوں سے بھرے ہوئے انادی علمی خزانہ کی حصول معرفت کو ہمارا من آپ کے ست سناتن دھرم کے منن میں مصروف ہو کر پرم آنند کے اُپیوگی ہوں تاکہ ہم آپ کے ست دھرم کے پرچار میں تت پر ہو سکیں۔

جگت سوامی! ہم جو کچھ مانگیں گے وہ آپ ہی سے طلب کریں گے۔ کون ہے اس تمام برہمانڈ میں جس سے ہم آپ کے سوائے پرارتھنا کر سکیں۔ ایک میوادوتیم برہم۔

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म آپ ہی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر آپ کا آسرا لیتے ہیں۔ اوم شم۔ شانتی شانتی شانتی ٭

سبب تصنیف

دنیا کا تغیر و تبدل۔ سمندروں کا مدّو جزر۔ درختوں کا نشوونما۔ ستاروں کی گردشیں اس وزن کا اُڑنے اور است۔ شمس و قمر کا طلوع و غروب۔ زمین کا دورہ۔ سیارات کا سعود و نزول دیکھ کر جب ہم انسانی حالت پر غور کرتے ہیں تو یہ عالم صغیر کا نقشہ بھی اپنی تار و پود کے ساتھ وہی کیفیتیں عالم کبیر کی دکھلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت دوسری سے نرالی اور تیسری چوتھی سے جدا ہے اس کی رگ رگ میں خون کی گردش کی طرح کمی بیشی یا ترقی و تنزل کا چکر

لگ رہا ہے۔ اس کے من کی کیفیت اور دل کی حالت گرگٹ کی طرح دمبدم بدل رہی ہے۔ نظامی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گردندہ رہیست ومن دریں راہ ——— گہ بر سر تخت وگہ در چاہ
گہ پیر شدم وگر جوانم ——— نہ مختلف است ومن ہمانم
از حال بحال اگر بگردم ——— ہم بر ورق اولیں نوردم
این مرگ نہ باغ بوستانست ——— دیں راہ سرائے دوستانست
گر سنگرم آنچنانکہ راہ است ——— آں مرگ نہ مرگ نقل جائیست
از خوردگہے بخوابگاہے ——— ور خوابگہے بہ بزم شاہے

جب ایسا حال دیکھا تو طبیعت کو یہ دھن لگی اور دماغ میں یہ خیال سمایا کہ مذہب راستی کی تحقیقات کی جائے۔ فارسی تعلیم کے سبب مدت تک یہی مسئلہ صحیح معلوم ہوتا رہا۔ کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مگر بعد کے غوص وفکر سے اس میں بہت ہی خرابیاں معلوم ہوئیں اور خرابیاں بھی اس قسم کی جن سے بچنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ طبیعت ورطۂ حیرانی میں پھنسی رہی۔ اور انہی ایام میں نثر کی سوجھی۔ برسوں کرشن جی اور مہادیو کی پوجا سے سروکار تھا۔ اور انہیں کو اپنا مالک اور پروردگار جان کر جبہ سائی ہوتی رہی۔ بیماری کے دنوں میں کئی بار خانقاہوں سے مرادیں مانگنی پڑیں اور بارہا دیوتاؤں سے ملتجی ہوا مگر وہاں سنتا کون۔ کس مپرسی کے عالم میں دعائے سریانی کا بھی ورد کیا۔ اور کئی آیات قرآنی کا بھی جاپ کرتا رہا مگر طبیعت کو تشفی کہاں۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں بائیبل کی زیارت ہوئی اور اول سے اخیر تک سرکی الیسور سے دعا بھی مانگتا رہا کہ جو راہ حق ہو اس پر استقامت بخش۔ مگر پرماتما ساکشی ہے کہ کہیں سے بھی تسلی نہ ہوئی۔ ناستک پن سے جی گھبراتا تھا اور نوین ویدانت سے دل کو نفرت ہو گئی تھی۔ آخر اصول جوئندہ یابندہ تلاش کرتے کرتے ایک دن رسالہ ودیا پرکاشک کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک مہاتما سنیاسی سوامی دیانند نامی ست دھرم کا اپدیش کر رہے ہیں اور وہ مذہبی مسائل کو علمی اور عقلی دلائل سے سدھ کر کے ذہن نشین کراتے ہیں فی الفور طبیعت نے چوکنی ہو۔ انہیں خط لکھا اور ان کی کل تصانیف منگائیں اور ساتھ ہی رسالہ مذکور کی خریداری شروع کی۔ بس پھر کیا تھا۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ اور زبردست دلائل کے حوالہ سے اندھکار ریکت من میں اجالا آ گیا۔ توہمات باطل دور ہو گئے۔ گھبراہٹ مٹ گئی۔ ست مارگ سوجھ پڑا اور ان کی سب کتابوں کے مطالعہ سے ان کے مبارک اپدیش یعنی ویدک دھرم کو خیر مقدم کہا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۸۱ء ہے۔ اور آج کا دن کہ طبیعت پھر کبھی ان توہمات میں نہ پھنسی اور نہ ست دھرم سے ڈانواں ڈول ہوئی۔ جون ۱۸۸۱ء میں سوامی جی مہاراج کے اجمیر جا کر درشن کئے۔ ایک ہفتہ ان کی خدمت میں بھی رہا۔ اور شکوک رفع کئے۔ بعد ازاں دل ہمیشہ یہی چاہتا رہا کہ ست دھرم کا منڈن اور استیہ دھرم کا کھنڈن جہاں تک ہو سکے کرتا رہوں۔ اور تادم زیست ست کا اپدیش کروں مسئلہ تناسخ یا آواگون۔ ان مشہور مسائل میں سے ہے جن میں آریہ سماج کا جدید مذاہب سے اختلاف ہے ٭

جس قدر کتابیں آج تک اس مسئلہ کی تردید میں تصنیف ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری [illegible] مل سکیں مطالعہ کیں اور جن کتابوں کو غیر زبان ہونے کے سبب [illegible] دیگر بھائیوں سے امداد لیکر ترجمہ کیں۔ مگر تاسف کہ باوجود اس قدر زور شور کے کسی صاحب نے اس مشہور ومعروف مسئلہ پر ایسا زبردست اعتراض کیا ہو۔ جس کا کوئی معقول جواب نہ بن سکے اور مخالف کو لاجواب نہ ہونا پڑے ٭

ہمارے ہندو (آریہ) بھائی غفلت کی نیند میں ایک عرصہ دراز سے سو جانے کے سبب مخالف وموافق کی تمیز بھول گئے۔ دھرم اور ادھرم کی تعریف چھوڑ بیٹھے۔ اور ایسی گئی گذری حالت میں ہو گئے کہ اپنے پورے ویدوں کا آسرا اور انہیں درس وتدریس میں مطالعہ کرتے رہنا اور ان سے ہدایت حاصل کرنا یک لخت ترک کر دیا۔ مخالف لوگ بیہودہ اعتراض گھڑ کر ان کی اولاد کو ست دھرم سے بیت کر رہے ہیں اور کرتے جاتے ہیں۔ مگر یہ گویا ترک دان دینے کے عادی اپنی بربادی کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی۔ مون سادھے بیٹھے ہیں۔ اور ذرا آنکھیں نہیں کھولتے اور نہ دماغ کو کام میں لاتے ہیں باس لحاظ فروری ۱۸۸۸ء میں ہم نے آریہ گزٹ میں اشتہار دیا۔ بدیں مضمون۔

عیسائیوں۔ محمدیوں اور براہمو بھائیوں سے التماس

ہمارا مصمم ارادہ مسئلہ تناسخ پر ایک کتاب تحریر کرنے کا ہے جس میں چھ باب ہونگے۔ دیباچہ۔ تشریح تناسخ۔ عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب محمدیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ براہموؤں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ دیگر اہل مذاہب کی تناسخ پر رائے۔ حکمائے وفضلائے کی رائے۔ ویدوں اور شاستروں کی رائے جیسے اعتراض آپ لوگوں نے آج تک متفرق طور پر کئے ہیں وہ سب ہم نے جمع کر لئے۔ کسی اور صاحب کے دل میں ارمان نہ رہ جائے۔ بدیں منشا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ آخر جولائی ۱۸۸۸ء تک جن اصحاب کو جس قدر اعتراض اس مسئلہ پر ہوں وہ خوش خط صاف تحریر میں لا کر ٹکٹ لگا۔ یا بیرنگ جیسی واقف ہو ہمارے پاس ارسال فرماویں۔ معمولی محصول سے انکار نہ ہوگا تمام ہمعصروں سے گذارش ہے کہ وہ بھی ایک ایک بار اس اشتہار کو اپنے اخبار میں لفظ بلفظ اندراج فرماویں ٭

المشتہر پنڈت لیکھرام ایڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور،

ان دنوں نامہ نگار آریہ گزٹ کا ایڈیٹر تھا۔ اس واسطے گزٹ مذکور میں تو یہ کئی مہینوں تک شائع ہوتا رہا۔ اور کئی ہمعصروں نے بھی بہ نظر مہربانی اس کی اشاعت فرمائی تو بھی بہت کم صاحبوں نے اس پر شکوک ارسال کر ہمیں افتخار بخشا بعد ازیں کچھ مدت تک ہمیں اس کتاب کے لئے بالکل فرصت نہ ملی مگر تو بھی ارادہ وہی رہا اس میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوئی آخر الکریم اذا وعد وفا کے بموجب ہم نے ماہ جنوری ۱۸۹۲ء سے تھوڑی تھوڑی فرصت اس کے واسطے نکالنی شروع کی بس یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ثبوت تناسخ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مخالفین کے اعتراضوں کے جواب جس کے تین باب ہیں۔

باب اول۔ تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق۔
باب دوم۔ عیسائیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب سوم۔ مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب چہارم۔ برہمو سماجیوں کے اعتراضوں کا جواب۔

حصہ دوم مسئلہ تناسخ کی بابت ایک وسیع تحقیقات۔ اس میں ۹ باب ہیں۔

باب اول۔ یکمی اور دو مدساسروں سے تناسخ کا ثبوت۔ باب دوم۔ پارسی مذہب اور تناسخ۔ باب سوم۔ بدھ مذہب اور تناسخ۔ باب چہارم مختلف ممالک کے حکماء کی رائے۔ باب پنجم۔ بائبل سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ششم قرآن سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ہفتم۔ دیگر علمائے اسلام کی رائے باب ہشتم کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ اور نانک صاحب بانی سکھ مذہب کی رائے۔ باب نہم سری سوامی دیانند جی کی رائے +

اس کے علاوہ دو مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مضمون کو ختم کیا گیا ہے سب دھرم کے متلاشیوں سے اُمید ہے کہ وہ اس کے مطالعے سے ضرور ہی سب دھرم پر قائم ہوں گے اور ناواقفوں کے سمجھانے پر دل وجان سے کوشش کریں گے۔ کیونکہ اسی پاک مسئلہ کی ناواقفی کے سبب لوگوں نے پرمیشور پر بے شمار الزام لگائے اور اسی مسئلہ سے ناواقفی کے کارن ناستک لوگ گناہ کرنے پر زیادہ دلیر ہو گئے اگر انصافانہ طریقہ پر ذرا زیادہ توجہ کر کے سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں تناسخ بھی ایک برہان قاطع ہے۔ ہماری رائے میں تناسخ سے انکار دوسرے پہلو میں پرماتما کی ذات اقدس سے انکار ہے یا اُس کی ذات کو تمام نقائص کا آسار ماننے کے برابر ہے + العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لاینفعہ الف عبارۃ +

لیکھرام آریہ مسافر
(مقام جالندھر شہر (آریہ سماج))

حصہ اول

ایہاالناظرین! علم حکمت اور فلسفہ ہمیں بتلاتا ہے کہ دنیا میں اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ کی ترتیب سے انسانی حالت تین طرح پر ہے۔ سب سے اعلیٰ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے نشریپ کا جامہ پہن حق و باطل کی تمیز پر کمر باندھی اور دل وجان سے صداقت کے متلاشی رہے جب کبھی اپنی کوئی رائے اُن کو غلط معلوم ہوئی فی الفور اُسے تیاگ دیا ہمیشہ لوگوں کے توہمات باطلہ کے ترک کرانے پر کوشاں رہے۔ جس بات کو اُنہوں نے صحیح سمجھا ہزار تکلیف کے آنے پر بھی اُس کو نہ چھوڑا۔ صداقت کو اغراض کا مطیع و منقاد نہ ہونے دیا۔ بلکہ اغراض کو صداقت کا غلام بنایا۔ اُنہوں نے دنیاوی عزت و دولت کی بمقابلہ صداقت ذرا پرواہ نہ کی۔ پروپکار کے سوائے سنسار سے کسی ذاتی غرض کے پورا ہونے کی اُمید نہ رکھی۔ جہاں تک ہو سکا جگت کو سدھارا۔ اور توہمات کے بُرے ثمروں کو اُکھاڑا۔ علم و عمل کا پرچار کیا۔ اور راستی کا اظہار۔ ایسے آدمی اگرچہ بہت زیادہ نہیں ہوئے مگر تاہم جتنے ہوئے ہیں حقانیت کے آکاش میں اُن کے نام نامی ہمیشہ چمکتے۔ اور حق پسندوں کے دلوں اور کتب الہیات کے مطالعہ کرنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تازہ اور خوشبودار پھولوں کی طرح مہکتے رہیں گے +

دوسرے قبیل میں وہ لوگ ہیں جو صداقت کا اُپدیش سنکر اپنے توہمات باطلہ کو ترک کر حق پر مستعد ہو جاتے ہیں اُن کا اصول ہوتا ہے کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے۔ وہ کسی کی اندھا دھند تقلید نہیں کرتے اور نہ بعید از قیاس باتوں پر وشواش دھرتے ہیں علم معقول سے سوچتے اور دلائل سے غور کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچے وشواسی بلاشبہ مانی کہہ سکتے۔ اور جس دھرم میں ایسے لوگ کثرت سے ہوں وہی عزت کے لائق ہیں +

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو درحقیقت مُقلد کہلاتے ہیں جنہیں مذہب کی ذرہ بھی پرکھ نہیں چاہتے۔ وہ کسی بات کے ماننے سے پہلے ہی علم عقل و فکر کے سارے سرمایہ و ثروت یا اسلام بلکہ خراب کریں۔ ہیں گورو و مرشد کے اس اور دل و دماغ کو علم و عقل یا سمجھ سے بالکل خالی کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ ہے۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطا ست۔ وہ اس کے اگلے مصرعہ کو بالکل برا کر دیتے ہیں ولیکن نوشتن ضرور است روا ست۔ مرشد کی خرابی کو عمداً۔ اس کی بدچلنی کو نیک چلنی اُس کی بد عادت کو نیک عادت۔ اس کی گنہگاری کو پرہیزگاری خیال کرتے ہیں۔ وہ اُسے زنا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور اُسے شراب وغیرہ مستی چیزوں میں متوالا پاتے ہیں وہ اُس کے منہ سے بدبو بھی سونگھتے ہیں۔ مگر اُسے ہرگز مجرم نہیں جانتے بلکہ اپنی آنکھ۔ ناک۔ کان کی غلطی یا قصور گردان کر اُسے بالکل پاک سمجھتے جاتے ہیں۔ بیہودہ وسواس کرانے اور اعتقاد جمانے اور فنا فی المرشد ہو جانے سے اُن کے حواس خمسہ اپنے کاموں سے بالکل معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جب کسی معقول پسند کے اعتراض سنتے ہیں تو جواب دیا کرتے ہیں۔

سامرتھ کو نہیں دوش گسائیں روی۔ پاوک سرسری کی نائیں

مگران اندھے مقلدوں سے بھی زیادہ گمراہی میں وہ ہیں جو اُن کے لٹیرے ہادی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم صداقت پر نہیں۔ انہیں خبر ہے کہ وہ راستی سے دور ہیں۔ وہ آگاہ ہیں کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ سچی نہیں۔ مگر حکمت عملی یا مکاری سے پھر بھی سچ کو باطل اور باطل کو حق بتلا رہے وہ لوگوں کے خیالات کو سنکر اور داناؤں کی کتب کو مطالعہ کر کتابیں لکھتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ باذاتی الہام کا دعویٰ ہے۔ اُن کے اندر ارادہ کی مضبوطی تو ہے مگر جہالت کے پکے تیاگ سے وہ سوائے دنیا کو بگاڑنے کے کسی طرح کا سُدھار نہیں کر سکتے۔ راہ راست کو جانتے ہیں مگر نہ خود چلتے اور نہ اپنے دوستوں کو چلنے دیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے نوبارہ و ناراستی میں ہی ہیں ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی جب تک جہالت موجود ہی ہوتے رہیں گے۔ اس وقت بھی دنیا اُن کے وجود سے خالی نہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جو خود دل میں کئی مسائل مذہبی کو نہیں مانتے مگر اندھے مقلدوں کو اُس کی تلقین کرتے ہیں تاکہ اُن کی ماسا ہی رہے وہ دوسروں کا سوانگ اُتارتے ہیں۔ سیاپے کی نائین کا حال لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ اُس کے دل میں نہ رنج ہے نہ درد۔ مگر پیٹتی اور سٹواتی ہے۔ خود نہیں روتی مگر لوگوں کو رولاتی ہے اسی طرح اکثر شہروں میں محرم کے دنوں میں اجرتاً ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو مزدوری لیکر پیٹتے اور لوگوں کو رولاتے ہیں۔ ایسے لوگ ناٹک کے سوانگ سے بڑھ کر کوئی وقعت رکھتے اور نہ رکھنے کے لائق ہیں۔

پیارے دوستو! جو لوگ اپنے خانگی امورات اور کیول کلپت الفاظ کو الہام ایزدی کہکر جاہلوں کو بہکاتے اور اپنا کام سدھ کرلیتے ہیں۔ کیا ایسے ناستک دہریہ نہیں ہیں اور کیا ایسے لوگ ایشور کو کلنک نہیں لگاتے۔ لوگوں کو ترک دنیا و لذات دنیا کا اُپدیش دیتے ہیں اور خود آئے دن شادی پر شادی کرانے اور رنگ و شادیوں میں مسلح علیہ السلام جمع کرتے جاتے ہیں۔

ترک دنیا بمردم آموزند خویشتن سیم و غلہ اندوزند

بس بیہودہ تقلید پرستی سے باز آکر اور جہالت کے تاریک گڑھے سے نکلکر صداقت و تحقیقات کے میدان میں قدم رکھئے۔ حق کی تلاش کیجئے۔ ضرور بضرور آپ فائز المرام

ہوں گے۔ کتب الہیات کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس ہماری کتاب کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ تعمق و تفکر کی نگاہ سے مطالعہ میں لائیے شروع سے اخیر تک پڑھئے جو حوالے ہم نے دیئے ہیں انہیں مقابلہ کیجئے۔ اپنے کانشنس سے ذرا اکیلے بیٹھکر ساتھ کا سوال کیجئے۔ اپنی روزمرہ کی حالت کو مدنظر رکھ کر مسئلہ آواگون پر خیال کیجئے کسی کے دل کو نہ ماننے کی ہٹ کو دل سے ترک کر مخالف کی رائے کی پڑتال کیجئے۔ اور ذرا گہری نگاہ سے روح کی اصلیت و مادہ کے استحالہ پر قواعد منطق استعمال کیجئے۔ اور کچھ قدرتی اسباب کا مطالعہ کرتے رہئے۔ پھر دیکھئے کہ آیا آپ کا منصف مزاج دل اور راستی پسند طبیعت اس نور اور پاک مگر معقول مسئلہ آواگون کو قبول کرتی ہے یا نہیں ؟

ہر گیاہ رنگست بر مزاب دل — دل سوداس رنگ ہا خوار و خجل
خون ریادت گشت دل را سبزگی — نفس دون را بس کرد خرگی

باب اول

تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق

روح ایک غیر مادی۔ مجرد۔ چیتن ہے اور ایک ذی حس احساس اور لذت کا گیان رکھنے والی وستو ہے یعنی دوسرے الفاظ میں مدرک بالذات و متصرف بالآلات کہہ سکتے ہیں جسم میں ان میں سے ایک گن بھی نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے مادی رنگ اور طول و عرض و عمق رکھنے والا۔ روح کو سنسکرت میں جیو اور انگریزی میں سول کہتے ہیں مگر روح کا لفظ جیو وغیرہ کے معنے ہر جگہ صحیح نہیں دیتا کیونکہ یونانی حکیموں نے اسے بالکل نہیں سمجھا۔ اسی واسطے اس کے معنے ویسے ہی لایعنی بیان کر دئے اور یہی سبب ہے کہ وہ روح کی ہستی سے ہی منکر ہو گئے۔

فارسی اور عربی لغات میں روح سے جست کا سر مہ و شراب و آرام اور خوشی و تازگی و خنکی نسیم و بوئے خوش و رحمت مراد ہے۔ اور اس روح سے بھی مراد ہے جس سے جسم انسان و حیوان زندہ رہتے اور کام کرتے ہیں۔ روان۔ جان اور نفس بھی جیو کے معنوں میں اکثر آتے ہیں جس کی تحقیق اس رسالہ میں کرتے ہیں وہ اولین اشیاء میں سے نہیں ہے اور نہ ان سے اس کا تعلق ہے بلکہ ہماری مراد لفظ روح سے جان۔ روان اور جیو ہے جس کی تعریف میں مہاتما کرشن چندر جی نے فرمایا ہے کہ اس کو آگ نہیں جلا سکتی اور نہ اسلاح کاٹ سکتے ہیں نہ ہوا خشک کر سکتی ہے اور نہ پانی گلا سکتا ہے وہ پیدا نہیں ہوا۔ قدیم اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ جسم کے ٹکڑے ہونے سے اس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ جس[1] طرح انسان پرانے کپڑے اوتار کر نئے کپڑے

[1] مولانا رومی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔ در میان آنکہ تن روح را چون لباس است دانس
دست آستین و سب روح است۔ دائی باسے موزہ ملے روح + (از دفتر سوم صفحہ ۲۲۵)

تا بدانی کہ مل آمد چون لباس	رو بجو لابس لباسے را مباس
غیر ظاہر دست و پائے دگیست	سے پا در خواب بینی اسلاف
آن توئی کہ بے بدن داری بدن	پس مترس از جسم جان بیرون شدن
مرتضٰی تا شد در قصص تشبیہ دار	باش تا صبح از قفس آید برون

روح را توحید اللہ خوشتر است	آن حقیقت دان مدنش از گرف
روح دارد بے بدن بس کاروبار	تا بہ بینی ہفت چرخ اور لربون

یہی لیتا ہے اسی طرح یہ جیو پرانا جسم ترک کر کے نیا قالب اختیار کر لیتا ہے۔ یجر وید کے کٹھ اپنشد میں دلّی ۳ - ۲ - ۱۲ تک روح و جسم کی جدائی کو اس طرح رشیوں نے بیان کیا ہے :-

۱- آتما سوار ہے۔ جسم رتھ ہے۔ بدھی کوچوان ہے اور من عنان یا باگ ڈور ہے۔

۲- اندریاں یعنی حواس عشرہ یا خمسہ اس کے گھوڑے اور اندریوں کے وشے گھوڑوں کی چال یا رفتار ہے اگر آتما اور اندریہ بدھی اور من باہم موافق ہیں تو آنند سے سوار ہو کر چلتے اور سکھ پاتے ہیں۔

۳- اگر بدھی وگیان رہت ہوئی تو من یعنی عنان کو اپنے قبضہ میں نہ رکھے گی۔ پس گھوڑوں کی سرکشی سے رتھ ایک سخت گڑھے میں گرے گا اور رتھ سوار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔

۴ اگر وگیان والی بدھی ہوئی تو من یعنی باگوں کو اپنے قبضہ میں رکھیگی جس سے گھوڑوں کی سرکشی بھی شد ہو جائیگی اور سب آنند پائیں گے۔

۵- یہ ظاہر ہی ہے کہ اگر من ہمیشہ قبضہ میں رہے تو سنسار کے دکھوں سے انسان بچ جاتا ہے۔

۶- اور ایسا ہی انسان پرم پد یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے۔

۷- جس کا من اور کوچوان عمدہ ہے وہی عمدہ سواری کریگا۔ اور مصائب سفر سے بھی اسے آرام ہوگا۔ اور سرب ویاپک پرماتما کے آنند میں مگن ہوگا۔

۸- اندریوں میں خواہش لطیف ہے۔ اور خواہشوں سے من لطیف ہے مگر من سے بدھی سوکشم اور آتما بدھی سے بھی لطیف ہے۔

۹- جیو سے اسکٹ اور اسیکت ستہ پرماتما لطیف ہے۔ مگر پرماتما سے لطیف یا پرے کوئی نہیں۔ وہی سب کا آشرا یعنی اور سب کا سوامی ہے۔

۱۰- جس طرح یہ سب ایک دوسرے سے لطیف یا ایک کا جاننا دوسرے سے کٹھن ہے اسی طرح ان کے وچار کرنے سے جب مراتب سب سے سوکشم اور پرے جو پرماتما ہے وہاں تک آتمک بدھی پہنچتی ہے اور یہی ساتا سب کی اصل ہے +

دعوے[1] روح جسم سے جدا۔ غیر مادی اور مدرک بذات خود ایک ہستی ہے وہ عناصر کا سلسلہ یا عطر نہیں اور نہ عنصروں کی ملاوٹ سے پیدا شدہ چیز ہے +

پہلی دلیل

منش جب کبھی شراب وغیرہ نشئی چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ پیتے وقت بھی جانتا ہے کہ میں نے یہ نشہ پیا۔ اور جب مست اور مدہوش ہو کر متوالا ہو جاتا ہے تو بھی گواہی دیتا

بقیہ حاشیہ [1]۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں :- دمبدم گر شود لباس بدل + صاحب آن لباس را چہ خلل
آنریبل سرسید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے۔ مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے بمحض بے علاقہ ہے آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا۔ اسی حال سے ہوسکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست ہو جاوے مگر وہ چیز جو اس میں ہے۔ جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔
پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو سبب ہونے والی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اس ذات پاک دائم الوجود خدا نے یہ تمام تماشات ایک ایسی فانی اور ناپائیدار چیز کے لئے بنائے ہوں ؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دائم الوجود ہے نیست ہونیوالی نہیں۔
(تصانیف احمدیہ حصہ اوّل تبیین الکلام صفحہ ۱۵۷ سنہ ۱۸۶۲ء)

ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ نشہ کا اثر اُس کے سر پر کو ہوتا ہے۔ اگر روح مستی ہوتا تو وہ بے ہوش ہو جاتا اور جب ایسا ہوتا۔ تو یہ کوئی بھی نشہ کی شہادت دیتا اور نہ سمجھ سکتا۔ کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ بس وہ چیز جو سمجھتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے بلکہ نشہ ہو سکی شہادت دیتی ہے وہ روح ہے۔

ہاں اس پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر وہ روح ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ کہتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہوا۔ حالانکہ نشہ روح کو نہیں ہوتا۔ بلکہ جسم کو ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح نے بسبب اگیان اور زیادہ سمبندھ اور محبت جسمانی کے اپنے کو جسم جان لیا ہے ورنہ اصل میں وہ جسم نہیں بلکہ جسم سے جُدا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے زیادہ تعلق کے سبب آدمی کہتا ہے میرا گھوڑا لنگڑا ہو گیا۔ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرا کتا پاگل ہو گیا۔ میرا بوٹ پھٹ گیا۔ میری لاٹھی ٹوٹ گئی۔ اسی طرح کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میری آنکھ دُکھتی ہے میرا کان درد کرتا ہے۔ میرا پاؤں شل ہو گیا۔ میرے ناخن بڑھ گئے۔ ورنہ اصل میں وہ آلات خود یعنی جسم کی بابت کہتا ہے نہ کہ اسی ذات کی بابت۔

ابھی چند ماہ کا ذکر ہے کہ ایک کاٹنے والا جمعدار انجن کے نیچے آ کر ناف کے پاس سے اُس کا نیچے کا حصہ بالکل جدا ہو کر ۸-۱۰ گز کے فاصلہ پر جا پڑا وہ بے ہوش ہو گیا لوگ بھی پہنچ گئے۔ جب اُس کو ذرا ہوش آیا تو لوگ اسے زندہ دیکھ کر اُسے تسلی دینے لگے اُس نے کہا کہ اور تو خیر مگر میرے پاؤں شل ہو رہے ہیں انہیں گرم کرو لوگ تسلی دیتے رہے۔ اتنے میں جب اُس نے ہاتھ لمبا کر کے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ ٹانگیں ندارد ہیں۔ فی الفور آہ سرد بھری اور فوت ہو گیا۔

یہ بات زیادہ غور کرنے سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کوئے اشخاص جنہوں نے سمجھا ہوا ہے کہ ہم جسم نہیں ہیں بلکہ روح ہیں۔ تو اُن کو خواہ کس قدر نشہ پلایا جاوے اُن سے کوئی ناشائستہ حرکت یا نامناسب فعل صادر نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اُن کے جسم کے اعضا پر نشہ کا زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پر ماتما کا دھیان دل میں دھار لیتے اور من میں نقش رکھتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا سر نشہ کی وجہ سے لاچار و بے کار ہے کام نہیں دے سکتا وہ بات کرنی چاہتے ہیں مگر زبان کام نہیں دیتی۔ اسی واسطے نہیں بولتے اُٹھ کر بھی اسی واسطے نہیں چلتے ایسا نہ ہو گر پڑیں۔ اور لوگ ہنسیں یا چوٹ لگے اور علاج کرانا پڑے سا برایں وہ چیز جو نشہ کی حالت میں بھی اپنی حالت پر قائم رہتی اور مستی نہیں ہوتی بلکہ نشہ کے سب اثروں سے پاک رہ کر بدستور سابق سوچتی اور بچارتی اور دیکھتی ہے جس کا ذاتی اور اصلی کام غور و فکر اور گیان کسی حالت میں اور کبھی کسی وقت اور کسی طرح بھی معطل یا بے کار نہیں ہوتا۔ اُسی کو ہم لوگ روح یا جیو کہتے ہیں۔

دوسری دلیل

ایسے آدمی دیکھے گئے ہیں۔ جن کے کسی مرض کی وجہ سے یا حکماً دونوں پاؤں کاٹے گئے اور بلکہ ایسے بھی جن کی پوری ٹانگیں جدا ہو گئیں مگر پھر بھی وہ برابر زندہ اور اُن کی جگہ لکڑی کے قایم مقام بنا کر کام کرتے ہیں۔ اور جس طرح اُن کی موجودگی میں اُن سے کام لیتے تھے۔ اُسی طرح اُن جگہ والی لکڑیوں سے کام لیتے ہیں۔ اور جس طرح بحالت موجودگی اصلی ٹانگوں کے اُن کے سو جانے یا شل ہو جانے کی حالت میں اُن کو جاننا اور اُن کو جگانے کی کوشش کرتا یا علاج کرتا تھا۔ اور ایک علاج کی ناکامی میں دوسرے کی تجویز سوچتا تھا۔ ویسا ہی اُن کے کٹ جانے کی حالت میں بھی تجویز سوچتا اور اُن قائم مقام پاؤں یعنی لکڑی یا لوہے کے پاؤں کے ٹوٹ جانے یا ہلکا بھاری ہو جانے کی صورت میں اُن کی درستی کی تجویز کرتا ہے اور جو پاؤں کہ کٹ گیا ہے وہ نہ جسم کے باقی حصہ کو جانتا اور نہ اُس کو جسم کا قطع شدہ حصہ جانتا ہے جانتا اور کیا اُس کو گیان ہی نہیں کہ میں کہاں تھا اور کہاں آ گیا۔ نہ اپنے اصل کو جانتا اور نہ کسی دوسری چیز کو بلکہ محض لاعلمی و جڑھتا کی حالت میں رہ کر خاک میں مل جاتا ہے آدمی اسے دوسرے اعضائے جسم سے کام لیتا اور بدستور سابق کام کرتا۔ بلکہ اُس قایم مقام سے کام کرواتا ہے اور جو مطلب اُس کا ہوتا ہے اُس کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتا اور کامیاب ہوتا ہے۔ اس مثال سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے **مثال** ایک آدمی سفر کرتا ہے چلتے چلتے جب خود تھک جاتا ہے تو اُس کو معمولی اشنان و دودھ وغیرہ سے پرورش پاتا اور اُسی طرح ایک مزدور بلا کر اپنے جسم کو مالش کراتا ہے اور اُسے کچھ دیتا ہے۔ آگے چل کر جہاں کہیں اس کو مزدور نہیں ملتا بالکل تھک جاتا ہے تو وہاں سے ایک گھوڑا مول لیتا ہے۔ پھر اُس پر سوار ہو کر سفر کرتا ہے۔ تمام دن چلتے چلتے وہ بھی تھک جاتا ہے منزل پر آن کر اُس کو دانہ دیتا اور چارہ کھلاتا اور مالش کراتا ہے کہ اس کا تکان دور ہو۔ اسی طرح اگر آہنی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو اُس کو سوچ سمجھ کر چلاتا۔ اور جہاں وہ گر پڑتا اور ٹوٹ جاتا ہے وہاں اُٹھاتا۔ مرمت کراتا۔ درست کر کے پھر سوار ہوتا ہے جس طرح کہ آہنی گھوڑے سے اُس کا سوار جدا۔ اور جس طرح اصلی گھوڑے سے اُس کا سوار دوسرا ہے۔ گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا اور اسی مرضی کے مطابق سوار اُس کو چلاتا ہے اُس کے تھک یا ٹوٹ جانے سے سوار سفر نہیں کر سکتا۔ بلکہ لاچار ہو کر بیٹھ جاتا ہے بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے۔ روح بمنزلہ راکب اور جسم بمنزلہ مرکب ہے۔ جس طرح گھوڑا اور آہنی گھوڑا دونوں ہم سے جدا ہیں اسی طرح یہ جسمی گھوڑا بھی ہمارے اصلی سوار یعنی روح سے جدا ہے۔ بسبب ممتا اور اگیان کے اصلی ٹوٹنے یا مجروح ہونے یا سستی ہونے سے روح آسیب پاتا ہے۔ لیکن اگر بدیدہ غور دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روح جسم سے جدا اور جسم روح سے جدا ہے۔ جس طرح سوار گھوڑے سے کام لیتا ہے یا جس طرح ڈرائیور یا گارڈ ریلوے کو چلاتا ہے اُسی طرح روح اس جسم کو چلاتا ہے۔ بلکہ کو ڈرائیور یا گارڈ کا علم نہیں مگر اُن کو ضرور ریلوے کا گیان ہے۔ سا بریں اس جسمانی ٹرین کا جو اصلی ڈرائیور ہے وہی روح ہے ٭

تیسری دلیل

میں جب کسی باریک بات کو سوچنے لگتا ہے اور سوچتا سوچتا اس میں زیادہ مصروف ہو جاتا ہے تو باوجود آنکھوں کے کھلا رہنے اور گوش وا ہونے کے نہ دیکھتا ہے۔ نہ سنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُس کے اور حواس بھی باوجود موجودگی کے کچھ احساس نہیں کرتے دنیا میں ہر ایک آدمی کچھ نہ کچھ اس کی شہادت دے سکتا ہے اور خصوصاً زیادہ سوچنے والے آدمیوں پر ایسے واقعات میسر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ مہاتما گوتم آچاریہ جی اپنے منطقی مسائل میں یہاں تک مصروف رہتے تھے کہ سینکڑوں واقعات بیرونی کے ہو جانے پر بھی خبردار نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے فلسفی مسائل کو سوچتے سوچتے راستہ طے کرتے ہوئے کوئیں میں گر پڑے اور اہل محلہ نے گرنے کی آواز سن کر نکالا۔ ایک اور مہاتما کی بات ذکر ہے

کہ کسی مہاراجہ کا توپ خانہ پریڈ کرنے گیا ہوا تھا۔ جس سڑک پر اُن کا مکان تھا مگر وہ کسی مسائل مذہبی کے حل میں لگے ہوئے تھے جا بجا فائر ہونے ہی واقع ہوئی۔ تو میں حلفی رہیں شام کو کسی نے اُن سے پوچھا تب لاعلمی ظاہر کی ۔

مہاتما نیوٹن کی بابت ذکر ہے کہ جب وہ علم طبعی کے مسائل حل کیا کرتے یہاں تک یکسوئی ہو جاتی تھی کہ اُن کی لڑکی آن کر کھانا کھلاتی اور وہ خبردار نہ ہوتے قطع نظر ان سب کے ایسا تو ہر ایک جانتا ہے کہ جیسے وہ کسی طرح خیال ہوتا ہے سامنے سے دیوار یا درخت یا آدمی سے ٹھوکر لگتی ہے۔ تب دھیان ٹوٹتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حواس ظاہری صرف آلات کے طور پر ہیں ان کی معرفت یا ان کے راستہ سے انسان دیکھنا۔ سننا۔ سونگھنا۔ کرتا ہے ورنہ ان بیچاروں کو ذاتی قوت سننے یا بینائی وغیرہ نہیں ہے اگر خود بخود دیکھنے اور سننے والے ہوتے تو بحالت غور و فکر کرنے کے بھی انسان شکلوں کو دیکھتا۔ آوازوں کو سنتا۔ خوشبو کو سونگھتا۔ کیونکہ ان کو کسی نے نہیں روکا تھا۔ کانوں میں کسی نے روئی ڈالی تھی۔ نہ آنکھ پر پردہ۔ ناک میں بھی جڑھائی تھی اور نہ زبان پر مہر لگا دی تھی یہ تو سارے کے سارے اعتدال کی حالت میں بغیر کسی روگ کے موجود تھے۔ پھر انسان نے دیکھنے کے لائق چیزوں کو کیوں نہ دیکھا۔ سننے کے لائق آوازوں کو کیوں نہ سنا۔ سونگھنے کے لائق بو کو کیوں نہ سونگھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جسم میں کوئی چیز ایسی موجود ہے جس کو ان حواسوں کے علاوہ بالذات یہ قوا حاصل ہیں۔ یہ گن حواس کے نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں اگر حواس کے گن ہوتے تو اُس کے یہ محتاج نہ ہوتے ہم نے کئی ایک جنم کے اندھے دیکھے ہیں جن کے سامنے جب کوئی تصویر یا عمارہ دیکھنے کے لائق چیز اور لوگوں کو دکھلائی گئی تو وہ بے تحاشا اُٹھ کھڑے ہوئے اور آنکھ کھولنے لگے اور چاہتے تھے کہ دیکھیں پلکیں اکھاڑتے اور آنکھیں پھاڑتے تھے ۔

بیچاروں سے واضح ہے کہ اُن کے اندر کوئی چیز ایسی موجود ہے جو دیکھنے کی خواہش کرتی ہے اور باوجود نہ موجود ہونے حواس کے بھی اُن میں دیکھنے کی خواہش موجود ہے اسی طرح بغیر موجودگی ان حواس کے بھی وہ قوا اس کے اندر موجود ہیں۔

جسم کے بہروں پر جب اس بات کا امتحان کیا گیا کہ سننا صرف کان کا گن ہے یا کسی اور چیز کا۔ سو باوجود نہ ہونے کان کے اُن کے منہ میں جب گھڑی رکھی گئی۔ فی الفور ہنس پڑے۔ آواز سن لی اور چاقو وغیرہ کوئی سخت چیز دبنے سے بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سننے والا سونگھنے والا۔ دیکھنے والا روح ہے۔ نہ کہ جسم ۔

چوتھی دلیل

دماغ جس کو تمام جسم میں فضیلت حاصل ہے۔ اُس کی حالت بھی بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے میں جدا جدا ہوتی ہے۔ اور بدن کے ضعف و نحافت میں علی الحد ضعف اور نحیف ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی روح کی حالت خراب نہیں ہوتی اُس کا علم اور خواہشیں کم نہیں ہوتیں۔ کثرت جماع وغیرہ سے جب دماغ کمزور ہو جاتا ہے تب بھی روحانی حالت وہی رہتی ہے۔ بعض مرضوں میں جب جسم بہت ہی دبلا ہو جاتا ہے۔ بستر سے بھی اُٹھ نہیں سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب اُس کے تمام اعضا کمزور ہو گئے اور دماغ بھی اُس حیثیت سے کمزور ہو گیا کیونکہ وہ بھی اسی جسم کا ایک حصہ ہے بیمار کو مہیب آواز تو درکنار معمولی اونچی آواز بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے جس سے کسی عقلمند حکیم کو انکار نہیں۔ لیکن ان سب حالتوں میں بھی مریض کا علم اور گیان کم نہیں ہوتا۔ اور نہ ضعف پکڑتا ہے پس یہ بات بدرجہ حق الیقین ہے کہ جس کو علم و گمان اور سب کی کمزوری کا احساس ہے وہ روح ہے۔

اس پر ذرا زیادہ غور کرو کہ جب پڑھتے پڑھتے یا سوچتے سوچتے دماغ تھک جاتا ہے بلکہ گھومنے لگتا ہے تو آدمی کتاب رکھ دیتا اور سوچنا چھوڑ دیتا ہے کہتا ہے کہ میرا دماغ تھک گیا۔ سر چکراتا ہے۔ اب زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور نہیں پڑھ سکتا بلکہ کہتا ہے کہ ہرچند میں چاہتا ہوں کہ اور پڑھوں۔ ہرچند کہ اس مضمون پر سوچنا چاہتا ہوں مگر دماغ تھک گیا اس وقت نہیں سوچ سکتا حالانکہ ایسے عمدہ مضمون کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن بوجہ تھک جانے دماغ اور گھومنے سر کے اس وقت کتاب رکھ دیتا ہوں۔ پس وہ چیز جو اس قدر پڑھنے سے نہیں گھبرائی اس قدر سوچنے سے نہیں رکتی۔ ہے جس کے اندر ابھی تک وہی موجود ہے۔ جو دماغ کے تھکنے جو سر کے پھرنے اور آنکھوں کے کمزور ہو جانے کی شکایت کر رہا ہے۔ مگر جو ویسا ہی تندرست صحیح و سالم موجود ہے وہ روح ہے اگر دماغ مدرک ہوتا تو جس چیز کے دیکھنے سے اُسے صدمہ پہنچا تھا۔ کبھی اُس کے دیکھنے کی خواہش نہ کرتا۔

اگر سر بہ حیثیت مجموعی مدرک ہوتا تو بھی وہ جس سے پھر رہا تھا انکار کر رہا تھا کبھی اس کا شایق نہ ہوتا۔

مگر تکان رفع ہونے کے بعد اور درد دور ہونے کے بعد جب آرام کرنے سے وہ بحال ہو جاتا ہے تو پھر اُس سے وہی کام شروع کراتا ہے۔ کیونکہ اس کی پیاس ابھی تک نہیں بجھی۔ بدستور سابق شوق سے اس کام کو شروع کر دیتا ہے جب تک وہ شوق یا خواہش یا مطلب پورا نہ ہو۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

آدمی لکھتا ہے۔ اگر قلم درست نہ ہو یا سیاہی اور کاغذ خراب ہو۔ تو اُن کے درست کرنے کے واسطے کوشش کرتا درست بناتا ہے۔ اگر قلم ٹوٹ جائے۔ یا مرضی کے مطابق نہ ہو۔ تو حسب مرضی بنائی جاتی بعد ازاں اُس سے لکھا جاتا اور لکھتے لکھتے جب ہاتھ تھک جاتا ہے تو آدمی اس کی مالش کراتا ہے تاکہ اُس کا تکان دور ہو اور کام کرے۔ جب اس کا تکان دور ہو جاتا ہے پھر وہی کام لیا جاتا ہے حتیٰ کہ کام کرتے ہوئے اور زیادہ کام کرتے ہوئے ہاتھ بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ قایم نہیں رہتا جس کا ڈاکٹروں سے علاج کراتا ہے۔ بعضوں کا راضی اور بعضوں کا بالکل معطل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی اس قدر سختیاں اُٹھانے سے لکھنے کی طاقت کم نہیں ہوئی اور نہ وہ شوق کم ہوا۔

اس کو اس مثال سے اور زیادہ سمجھو۔

ایک ٹھگ تھا گورنمنٹ کے راج میں جعلسازی کے نوٹ بنایا کرتا تھا۔ آخرکار پکڑا گیا۔ گورنمنٹ نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اب اُس نے بائیں سے مشق شروع کی اس سے بھی آخرکار وہی کمال حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک ستاتا رہا اس سے بھی ایک بار پکڑا گیا گورنمنٹ نے اُس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا ۔

وہ اس پر بھی نہ سمجھا اور پاؤں کی انگلیوں سے مشق شروع کی یہاں تک کہ اس میں بھی وہی ملکہ حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک اُسی برے کام سے روپیہ کما کر خود ہی چھوڑ دیا۔ اب قابل غور ہے کہ وہ چیز جو اس قدر سزا یابی کے بعد بھی ہاتھوں اور پاؤں سے کام کراتی ہے اور جو یکے بعد دیگرے ان اعضاؤں کی مشغل یعنی فرمائش کنندہ رہتی ہے اُسی کا نام روح ہے ۔

اڈنبرگ کے مدرسہ فنون میں ایک ایسا طالب علم جس کا نام الگزنڈر ہے جو ماں کے پیٹ سے بے دست پیدا ہوا تھا۔ نقشہ کشی اور مصوری میں دوسرے درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہے۔ جس میں اُس نے انعام حاصل کیا۔ اس نے ۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۲ء کی نمائش گاہ میں اپنا کام دکھلایا تھا۔ یہ نقشہ کشی اور روغن کاری پاؤں سے کرتا ہے۔

ایک اور مثال بھی اپنی چشم دید عرض کرتا ہوں۔ ایک ہمارے دوست اور ہم جماعتی تھے۔ ایک دن لکھتے لکھتے اُن کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایسی سخت چوٹ لگی کہ وہ ہاتھ لکھنے کے کام کا نہ رہا۔ چند مدت تک علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اُن کو علم کا شوق اور ماں باپ کا اصرار بھی تھا۔ بدستور پڑھتا۔ اور بائیں ہاتھ سے لکھنے کا ابھیاس کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بائیں ہاتھ سے بھی نہایت عمدہ بدستور سابق لکھنے لگا۔ پس جو سب سے کام کرانے والا اور سب کو حکم میں چلانے والا اور سب کے تھک جانے سے نہ تھکنے والا ہے۔ وہی روح ہے +

پانچویں دلیل

آدمی جب ریلوے میں سوار ہوتا یا ہنڈولے میں بیٹھتا یا فلاجن کو گھماتا یا خود گھومتا ہے تو دوب باصرہ کے قائم نہ رہنے کے سبب اُسے جہان گھومتا نظر آتا ہے یا مرہٹی سے جب آگ گھماتے یا مرہٹی پھرتی ہے تو آگ کا ایک دائرہ بن جاتا ہے۔ آنکھیں جن پر دیکھنے کا تمام دار و مدار ہے وہ فتوے دیتی ہیں کہ درحقیقت آگ کا دائرہ ہے۔ دنیا گھوم رہی ہے۔ مگر ایک اور چیز اسے فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہرگز نہیں یہ آنکھ کا قصور پاؤں کا قصور دماغ کا قصور ہے اصل میں وہ اسباب گھوم رہے ہیں جن پر جسم سوار ہے یا جو جسم کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسا ہی اور بھی صدہا مرتبہ جو غلطیاں دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ کی معلومات سے ہوتی ہیں جو اُن کو سمجھتا اور اُن کے برخلاف کو بھی جانتا اور جاننے کے بعد اُن کی صحت پر حکم کرتا ہے وہ روح ہے۔

مثلاً صفرا کی بیماری میں میٹھا پانی پھیکا معلوم دیتا ہے۔ احول ایک شے کو دو دیکھتا ہے۔ ہزار بین سے ایک چیز کو ہزار دیکھتا ہے۔ مختلف رنگ کی عینک سے ایک ہی چیز سفید۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ زرد۔ نیلی وغیرہ رنگوں کی معلوم ہوتی ہے خوردبین سے چھوٹی چیز بڑی اور معکوس کرنے سے بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے مگر وہ جانتا ہے کہ فی الاصل شے مرئی کی کیا حقیقت ہے اور بوجہ نقص فلاں چیز یا عکس یا فلاں سبب کے دو یا ہزار دکھلائی دیتی ہے۔ یا دور و نزدیک نظر آتی ہے وہ حواس نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کی غلطی پر حکم کرتا ہے۔ اور پھر اصلاح بھی کرتا اور عمدہ راستہ بتلاتا ہے۔ صحت اور غلطی میں امتیاز کرتا ہے۔ وہ روح ہے +

چھٹی دلیل

ہر ملک کے حکما نے دماغ کو جسے انگریزی میں برین اور سنسکرت میں کھشج اور ہندی میں بھیجا کہتے ہیں۔ تین حصوں پر تقسیم کیا ہے اول سریبرم یعنی دماغ کلاں دوم سریبلم یعنی دماغ خورد۔ سوم میڈیلا ابلانگیٹا یا سپائنل کارڈ یعنی مغز حرام۔ ان میں سے بہ ہیئت مجموعی اور جدا جدا تینوں کی حالت اور وزن کو حکمائے حاذق نے اپنی تصنیفات میں مفصل بیان کیا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے جو ایک سفید رنگ کی باریک ڈوریاں تمام جسم میں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی تین قسم کی ہو کر اُنہیں تین میں ملی ہوئی ہیں۔ اگرچہ ماہران علوم روحانی نے دماغ کو روح سے جدا اچھی طرح ثابت کر دیا ہے لیکن بفرض محال اگر کوئی دماغ کو ہی روح مانے تو وہ بھی غلطی پر ہے کیونکہ غم و سرور (آنند) آشا اور پیار اور خیال اور وچار و حیا و شرم۔ عزت اور بے عزتی۔ جوش اور بزدلی کے الفاظ جس منشا اور آتما کو برگٹ کرتے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی محض اگیانی آدمی بھی یہ کہہ دے کہ ان شبدوں کا مفہوم کوئی ایسی چیز ہے جو مادی یا جسمانی ہو۔ لیکن یہ بالکل ہویدا ہے کہ ان کا اثر جسم پر بہت ہوتا ہے یہاں تک کہ دن رات کے رنج و فکر سے توانا آدمی لاغر ہو جاتے اور بعض آدمی مر بھی جاتے ہیں اور یہی حالت دوسرے پہلو میں بے حد خوشی سے ہوتی ہے جس کا نام شادی مرگ مشہور ہے اور شرم یا حیا کے مارے انسان کے چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور جوش و غیرت سے آنکھوں میں خون اتر آنا یا پسینہ پسینہ ہو جانا یا قفا کے بند ٹوٹ جانا یا کسی خوف میں آ کر زہرہ آب ہو جانا۔ خون خشک ہو جانا۔ بخار وغیرہ کا دور ہو جانا بے ہوشی یا سکتہ کی حالت کا واقعہ ہو جانا یا بران نکل جانا تو اکثر دیکھا گیا ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے شاہد ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسان میں کوئی اور شے غیر مادی موجود ہے جس کی وجہ سے یہ سب الفاظ جسم پر ایسے ماثور ہوتے ہیں اور جس کی تاثیر سے تمام نشہ کافور ہو جاتے ہیں نہ صرف انسان بلکہ حیوان پر بھی بکری کو اگر شیر کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے تو اُس کے دیکھتے ہی اُس کا خون خشک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وزن کر دیکھا گیا تو وزن کم نکلا۔ پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ وزن کا کم ہو جانا محض ڈر یا خیال سے کیسے واقع ہوا۔ کسی محض مادی چیز پر ہرگز ان الفاظ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ انجن یا جرثقیل کو اگر ہاتھی کے سامنے رکھ دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور یہی حالت جسم مردہ کی ہے +

بساراں ان سب کی جس پر تاثیر ہوتی ہے اور جو ان سب سے موثر ہو کر جسم پر بھی اثر ڈالتا ہے حالانکہ جسم جڑھ ہے اُسی کا نام روح ہے یہ کام دماغ کا ہرگز نہیں ہے۔ اصل میں اگر غور کی جاوے تو دماغ بمنزلہ ٹیلیگراف آفس کے ہے اور روح بمنزلہ ٹیلیگراف کلرک کے۔ اعصاب بمنزلہ تار برقیوں اور باقی تمام اعضاء بمنزلہ تار کے کھمبوں یا ستونوں کے ہیں خود دماغ مُدرک بالذات اور ارادہ رکھنے والی چیز نہیں ہے ان صفات سے موصوف صرف روح ہے جو دماغ بلکہ سارے جسم پر حاکم ہے اور دماغ معہ تمام اعضاؤں کے اُس کا محکوم +

اس کو ایک اور طرح بھی سمجھو فرض کرو کہ ایک جگہ میں بہر بوجھ پڑا ہوا ہے ایک افسر نے اپنے ملازم کو اُس کے اٹھانے کا حکم دیا۔ جس پر وہ اُسے ہاتھ سے اٹھانا چاہتا ہے اور اٹھا لیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہا زباں نے اور سنا کان نے مگر تعمیل کے واسطے ہاتھ کیوں ہلا۔ جس سے اُس نے بوجھ اٹھایا۔ آپ جواب دو گے کہ پٹھوں کے سکڑنے کے باعث ہاتھ ہلا۔ پھر سوال ہے کہ پٹھے کیسے سکڑے اور کیونکر سکڑ گئے اس کا جواب یہ دو گے کہ دماغ سے بجلی گئی اُس نے سکڑا دیئے اس پر پھر سوال ہے کہ بجلی کو وہاں کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا۔ اس کا جواب کوئی روح کا منکر نہیں دے سکتا۔ اور درحقیقت اس کا کوئی جواب نہیں سوائے اس کے کہ روح کی مرضی نے جو اس جسم سے جدا دماغ کی اندر گفا میں موجود ہے +

ساتویں دلیل

اگر علیم یا چیتنا یا مدرک بالذات ہوتا دماغ یا قوت حافظہ یا باصرہ کا کام ہوتا تو

تو چاہئے تھا کہ ایک عرصہ کے بعد بالکل نہ رہتا حالانکہ ایسا نہیں ۔
کیونکہ علم حکمت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ۷ برس میں خصوصاً تمام جسمانی حصہ بدل جاتا ہے اور پھر ایک پرمانو مادہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتے ہیں گویا اسی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدل گیا۔ پس وہ اجزا جن کو یاد تھا تحلیل ہوگئے ایک دفعہ نہیں بلکہ گیارہ مرتبہ تو بتلائیے کہ کس طرح اور کس کو یاد رہا اور جب یاد رکھنے کا ظرف ہی نہ رہا تو مظروف کیسے رہ سکتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو حالت محل کی ہوتی ہے وہی حالت حال کی جب محل ہی نہ رہا تو حال کا رہنا ایسا محال ہے جیسا کہ دماغ اور قوت حافظہ کیونکہ یہاں اس سے بھی زیادہ تعلق ہے مگر ایسا نہیں ہوتا اور عام تجربہ اس کے خلاف ہے یعنی جس آدمی نے ۱۵ برس کی عمر میں یا اس سے بھی کم ۷ ۸ برس کی عمر میں جس آدمی اور مکان کو دیکھا ہو اور پھر دور دراز مسافرت کے بعد عمر کا ایک بڑا حصہ گذار کر ۶۰-۷۰ سال کی اوستھا میں آکر اُن چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ ذرات کے اس قدر بار بار تغیر و تبدل پر کس حبر سے یاد رکھا ہ اگر کہو پرمانو اپنا اثر دوسرے پرمانوؤں کے سپرد کرتے رہتے ہیں تو یہ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے اول تو پرمانو بے جان ہیں وہ اثر سپرد نہیں کر سکتے۔ دوم اگر بفرض محال اپنا ہم ایک سیکنڈ کے واسطے مان بھی لیں تو پھر کسی بیمار کو کبھی تندرست نہ رہنا چاہئے اور نہ کسی جاہل کو عالم حالانکہ یہ مشاہدہ روزمرہ کے رو سے غلط ہے ۔

اگر کہو دماغ میں عکس رہتا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ جب آلات سرجری سے بیشتر پھاڑ کر دیکھا گیا تو کسی عکس کا کوئی نشان نہ ملا حالانکہ منکر روح کے عقاید کے مطابق ملنا چاہئے۔ کئی اور وجوہ سے بھی اس کا بطلان ظاہر ہے۔ پس صفات نہ تو پرمانوؤں کی ہیں اور نہ دماغ کی کیونکہ یہ بالکل بیجان اور جڑھ ہیں ان کا صفات مذکورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو سب صفات روح کے ہیں ۔

آٹھویں دلیل

اگر اس جسم کے اندر کوئی چیتن روح کام کرانے والا نہ ہوتا مادہ ہی مادہ کو کام کراتا تو بحالت ہونے اعتدال کے اندریاں اپنے کام سے معطل نہ ہوتیں جس طرح ایک کلا چلتے چلتے اُس وقت تک نہیں رک سکتی جب تک کہ اُس کی بھاپ وغیرہ کی طاقت گھٹ نہ جائے یا کوئی آدمی روکنے والا نہ ہو یا نہ بگڑے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں اندریاں ہمیشہ کام کرتی رہتیں۔ کبھی نہ رکتیں اور اگر رک جاتیں پھر چل نہ سکتیں۔ کیونکہ مادہ میں ترتیب و انتظام نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی کا حال ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ریلوے کا انجن ہے اگر انجن کو کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو تو کبھی نہیں رک سکتا بشرطیکہ اُس کے اندر بھاپ کی طاقت اور سڑک موجود ہو۔ اور جب رکے گا پھر چلے گا نہیں۔ لیکن وہ ڈرائیور کے ماتحت ہے جو اُسے جب چاہتا ہے چلاتا ہے جہاں چاہتا ہے اور ٹھہرا کر دیتا ہے اگر ارادہ ہو کہ تیز چلاوے تو اُسی طرح چلاتا ہے اور اگر آہستہ چلانا مقصود ہو تو بھی فہو المراد چلاتا ہے انجن اُس سے انکار نہیں کرتا اور نہ کرنے کی اُسے طاقت ہے۔ کیونکہ وہ چیتن نہیں۔ جس طرح چڑھائی یا اترائی میں آہستہ اور تیز چلانا انجن کا ڈرائیور کے اختیار ہے۔ اور ٹھیک وقت پر منزل مقصود پہنچانا بھی اُسی کے علم و عقل کے متعلق ہے۔ جس منطقہ پر ڈرائیور نے ٹھیک اسٹیشن پر پہنچنا ہوتا ہے اُس کو اپنے مدنظر رکھ کر انجن کو تیز چلا اُس سے کام نکالتا ہے۔ اسی کو ان باتوں سے سروکار نہیں۔ ڈرائیور ہی اس کا مختار ہے۔ بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے یعنی جب منزل مقصود پر پہنچنے کا حال ہوتا ہے۔ جسم سست ہو۔ کمزور ہو۔ بیمار ہو اس کے شکست ریخت کی پرواہ نہ کر روح اُسے کشاں کشاں لیجاتا ہے اور اپنے ارادہ دلی و حسب منشاء اس سے کام کراتا ہے۔ لیکن اس میں نہ منشأ ہے نہ ارادہ بنابراں انسان زبردست اور جسم سے کام کرانے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے ۔

نویں دلیل

بعض ناسک حال کے حکیم کہتے ہیں کہ خون جسے عربی میں دم انگریزی میں بلڈ اور سنسکرت میں روہرا اور ہندی میں لہو کہتے ہیں وہی روح ہے اور اُسی لہو کی جسم میں حکومت ہے۔ مگر یہ کہنا بھی سخت غلطی پر مبنی ہے کیونکہ اگر خون روح ہوتا یعنی جیس جب آدمی کو زخم لگتا اور خون باہر نکل جاتا ہے تو اتنا روح کم ہو جانا چاہئے بعضے آدمی خصوصاً کابل۔ پشاور۔ ایران۔ عرب۔ افریقہ کے رہنے والے برابر ہر سال بلکہ بعض سال میں دو تین مرتبہ فصد کھلواتے ہیں اور ایسے آدمی تو نامہ نگار نے بچشم خود دیکھے ہیں جو دو دو سیر تک خون نکلوا دیتے ہیں تو خون کو روح ماننے والوں کے خیال کے مطابق گویا اتنا روح کم ہو گیا۔ اور روح کے نکل جانے کے ساتھ ہی چیتنتا۔ عقل علم بھی نہ رہنا چاہئے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔

بلکہ ایک چیز پھر بھی اندر سے حکم دیتی ہے کہ میرا اور خون نکالو یا اتنا خون کم ہو گیا خون نہیں کہتا بلکہ کوئی اور چیز کہہ رہی ہے کہ میرا خون نکل گیا جس طرح میری آنکھ میرا ہاتھ اُسی طرح میرا خون استعمال کرتا ہے۔ اور مشاہدہ بھی ہمیں بتلاتا ہے کہ خون اُسی کا ہے۔ اور وہ اُس سے کام لیتا ہے پس خون روح نہیں ہے ۔

خون دوائیوں سے اور خاص خاص امراض میں بڑھ جاتا ہے۔ لیکن چیتنتا نہیں بڑھتی بعض آدمی انسان کا اور بعض جانوروں کا خون دو تین سیر تک پی جاتے ہیں۔ جیسے وام مارگی یا اگھوری یا حبشی یا اور وحشی لوگ مگر اُن کی چیتنتا عقل یا علم زیادہ نہیں ہوتا۔

بعض بیراگی یا ننگے فقیر اپنے ہاتھوں کو کھڑا رکھ کر سکا دیتے ہیں۔ جس سے وہ مطلق حرکت کے لایق نہیں رہتے مگر اُن کی چیتنتا میں فرق نہیں آتا۔

کسی مرض میں خون خراب ہو کر انسان سخت بیمار ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی چیتنتا برابر بنی رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے ۳ گھنٹہ بعد تک بھی تازہ خون شریان سے نکلتا ہے۔ علاوہ بریں خون ایک مادی اور گیان سے رہت چیز ہے ہرگز روح نہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت میں جو ایک دکھنی جوگی کا واقعہ ہوا اُس سے بھی ظاہر ہے کہ خون روح نہیں ہے ۔

ایک سادھو کا عجیب و غریب حال

(جو چالیس روز تک زمین میں دفن رہا۔)

اس سادھو کا عجیب و غریب ماجرا کہ جس کو بہت سے یورپ و امریکہ کے مصنفوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ذیل کی چٹھی سے جو بابو جوالا پرشاد صاحب سابق کلرک کرنیل واڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر

حال پیشن یافتہ بنام لالہ برج لال صاحب کے لاہور روانہ کی تھی اور جس کا ترجمہ رسالہ تھیوسافسٹ میں درج ہو چکا ہے وہ یہ ہے:-

میرے پیارے دوست لالہ برج لال صاحب۔ جس سادھو کا حال آپ نے دریافت فرمایا وہ دکھن سے معہ اپنے مریدوں کے لاہور آیا تھا اور سمادھی لگانے میں کامل تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس کو آزمانا چاہا۔ اول اس کو ایک لکڑی کے صندوق میں کہ جو سنجابی روش کا بنا ہوا تھا۔ بخوبی بند کر دیا۔ اور اس میں قفل لگا کر اُس کو سردار کولا سنگھ بھورا سا والے باغ کی بارہ دری میں (جو دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے) رکھ دیا اور اُس بارہ دری کے دروازے بجنسہ اینٹوں سے بند کر دیئے گئے) اور تا اختتام میعاد معینہ ایک سالہ باڈی گارڈ جمعیت اور سند دروازوں کی حفاظت کے لئے تعین کیا گیا۔ یہ اقرار ہو گیا تھا کہ چالیسویں روز اس کو نکالا جائیگا۔ جبکہ یہ میعاد ختم ہونے کو ہوئی کرنیل واڈ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ معہ ڈاکٹر مرے و ڈاکٹر میگ گریگر و دیگر صاحبان اراکین کے بمقام لاہور تشریف فرما ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ربانی فقیر عزیز الدین صاحب کے کہ جو مہاراجہ صاحب کے درباریوں میں سے تھے کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ ایک جوگی کہ جو ۴۰ روز سے سمادھی چڑھائے ہوئے زمین میں دفن ہے کل صبح کو نکالا جائیگا۔ اگر آپ بھی معہ ڈاکٹر صاحبان و دیگر اہل یورپ کے بر سر موقعہ تشریف لاویں تو عین مصلحت ہے۔ چنانچہ دوسرے روز کرنیل واڈ صاحب معہ دیگر اراکین بر سر موقعہ تشریف لائے اور چند منٹ بعد مہاراجہ صاحب بھی معہ راجہ نام سنگھ و راجہ ہیرا سنگھ و دیگر صاحبان تشریف فرما ہوئے مہاراجہ صاحب نے مصر بیلی رام خزانچی کو حکم واسطے لانے کنجیاں بند مکانات کے اور اُن کو کھولنے کے دیا۔ دروازہ سے اینٹیں اُکھاڑ دی گئیں۔ تب مہاراجہ صاحب نے اُس لکڑی کے صندوق کو کھولنے کا حکم دیا صندوق کھولا گیا۔ تب اُس سادھو کے شاگردوں نے اُسے صندوق سے باہر نکالا اور بارہ دری کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔ سادھو کو دیکھا بھگوے رنگ کے کپڑے میں کہ جو چاروں طرف سے اُس کے گرد مثل تھیلہ کے سلا ہوا تھا لپٹا ہوا ہے۔ جس وقت کہ کپڑا اوتارا گیا مہاراجہ صاحب نے کرنیل واڈ صاحب سے کہہ کر ڈاکٹر سے اُس کے جسم کا امتحان کرایا چنانچہ ڈاکٹر نے اس کی نبض دیکھی اور کہا کہ نبض بالکل بند ہے اور جسم میں جان کا نشان تک نہیں۔ اُسی وقت سادھو کے شاگردوں نے سادھو کا منہ کان نتھنے اور آنکھیں کھولیں کہ جن میں روئی اور موم کی ڈاٹیں لگا دی گئی تھیں۔ اور اُن میں روغن بادام ملا ہوا تھا اس کے بعد سادھو کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے بڑے زور سے چلا کر سانس لیا۔ اور مثل ایک بڑے سیاہ سانپ کے آواز کے پھنپھایا اس کے بعد سادھو کے جسم میں جان آ گئی اور اُس نے خود اپنے آپ گنگا جل میں اسنان کیا کہ جو اس کے شاگردوں نے لا رکھا تھا۔ مہاراجہ صاحب نے اُس کو کچھ دودھ پینے کو دیا اور بعد ازاں ایک خلعت قیمتی دو ہزار روپیہ سے سرفراز فرمایا۔ پھر سب لوگ اپنے اپنے دولتخانوں کو تشریف لیگئے۔ یہ سادھو بمقام لاہور اُس زمانہ میں آیا تھا جب کنور نونہال سنگھ کی شادی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ میں ایک سال کی سمادھی چڑھا سکتا ہوں اگر انگریز لوگ آزمانا چاہیں تو آزماویں مگر بصورت کامیابی میری محنت کے صلہ میں مجھ کو شہر کلکتہ بخشنا پڑے گا۔ اب جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا عرض کر دیا۔ آپ مہربانی کر کے یہ چٹھی کرنیل الکاٹ صاحب کو میری طرف سے سنا دیجئے؛

من مقام لدھیانہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۰ء۔ آپ کا دوست جوالا پرساد ٹنس یافتہ

(از آریہ درپن فروری ۱۸۸۱ء صفحہ ۴۸)۔

اسی طرح جگا گو کی بابت میں ایک آدمی کا حبس دم اور کھنچتی جانے کا واقعہ اور حال میں بمقام انبالہ ایک یوگی کی حالت اور ڈاکٹروں کا تعجب اور حرکت کا بند ہو جانا جیسا کہ رائے بشمبر ناتھ سی۔ ای۔ اپنے گلدستہ سال کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔

"حال میں ایک سادھو انبالہ چھاؤنی میں آیا تھا وہ آدھ گھنٹہ تک بالکل مردہ کی مانند بے حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ سانس بھی بند کر لیتا تھا۔ دل کی حرکت بھی بالکل محسوس نہیں ہوتی تھی نبض بالکل بند چلی تھی۔ یورپین ڈاکٹروں نے بھی اس کا ملاحظہ کیا مگر ان کی بھی سمجھ میں نہیں آیا یہ شخص کس طرح ایسا کر سکتا ہے۔ یوگیوں کو سانس اور ناڑیوں کے قاعدے ایسے ایسے معلوم ہیں کہ ابھی تک میڈیکل سائنس نے معلوم نہیں کئے ہیں۔ ان دنوں سمہ اخبار میں بھی لکھا تھا۔ "انبالہ میں ایک جوگی آیا ہے جو سمادھ لگا کر بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ انگریز ڈاکٹروں نے تجربہ کیا وہ حیران ہیں کچھ پتہ نہیں لگا اس کے جلے بسلوں میں مالش کر کے ہوش میں لاتے ہیں۔ حیرت کی گئی ہے کہ کیا اسرار ہے" (۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

پس خون روح نہیں بلکہ جو خون کے کم ہو جانے وغیرہ سب حالتوں میں جیس اور مدرک بالذات ہے وہی روح ہے ✦

دسویں دلیل

انسان جب بدی کرنے پر متوجہ ہوتا ہے یا جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے یا اور کسی قسم کی برائی پر مائل ہوتا ہے تو ایک چیز اُس کو اندر سے اسی سے باز رہنے کی نصیحت کرتی ہے اور ساد ہارن آدمی کو نہیں بلکہ بڑے بڑے ڈاکو اور لٹیروں کو بھی (مفصل پڑھو ہسٹری آف دی ٹھگز) یہ کرنے تک تو سمجھاتی رہتی ہے۔ کہ انسان مت کر اور جب بُرا فعل کر لیتا ہے تب ندامت و ملامت و پشیمانی دلاتی ہے اور خلاف اس کے اچھا کام کرنے پر خوشی اور آسودگی دلاتی اور پھیلاتی ہے خواہ اُس میں تکلیف کتنی بھی اُٹھانی پڑے جس کا دوسرا نام کانشنس یا ضمیر یا اسپرٹ ہے۔ آپ سوچ لیں اور غور کر لیں کہ کانشنس یا اسپرٹ کسی مادّے کی آواز نہیں ہے۔ بلکہ جیتن کی ہے اور وہی روح ہے ✦

گیارھویں دلیل

ہزاروں باریک مسائل اور سو کھشم باتیں انسان اپنے فکر اور عقل سے حل کرتا ہے بلکہ تھوڑا سا علم پڑھ کر نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے مگر یہ ساری باتیں تب ہوتی ہیں جب وساوس تفکرات سے کنارہ کش ہو ایکانت ستھان میں بیٹھ اپنے من میں بچارتا ہے ورنہ نہیں۔ دنیا کے تمام فضلاء و موجدان ماہران علوم و فنون کی مثالیں اس کی گواہ ہیں اگر یہ دماغ یا جسم کا کام ہوتا تو چونکہ وہ مادّی ہیں تو تنہائی کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ مادّی کو مادّی سے جنس کا تعلق ہے مگر مادّہ پرست نہ تو زیادہ نکتہ دان ہوتا ہے اور اسی طرح دن رات بیہودہ ضائع کرے اور ایکانت بیٹھ کر نہ سوچنے والا آدمی علم و عقل سے محروم رہتا ہے چہ جائیکہ غور و فکر کی دولت سے مالا مال ہو

ارادہ۔ وچار۔ علم و عقل۔ ایکانت میں بیٹھ کر سوچنے اور وچارنے سے ترقی پاتے ہیں اور ایسا ہی کرنے والا آدمی تمام باریک و دقیق نکات بھی معلوم کر لیتا ہے حالانکہ اُس وقت کوئی معلم پاس نہیں ہوتا۔ پس مادّہ سے جدا ہو کر سوچنے والا اور مادّی لطیف اشیاء کو سوچنے والا مادّہ نہیں ہے بلکہ روح ہے ✦

بارھویں دلیل

جسمانی درآنکہ سورج۔ چاند۔ آگ۔ بجلی۔ستارہ۔ وستارہ کی روشنی کے کچھ کام نہیں کر سکتے اور کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ وہ ان کی کشش سے وابستہ اور اُن کی حرکت سے متحرک ہیں۔ لیکن ایک اور جز انسان کے اندر معلوم ہوتی ہے جو صرف ایسی ہی روشنی سے رہیں اور ایسے ہی کہاں سے جسمانی ان سب کی امداد کے بغیر بذاتہٖ قائم ہے اُس کے قیام سے جسم کا قیام اور اُس کی تحریک سے جسمانی حرکت ہے ہاتھی کا جسم جسے مرنے کے بعد بیس چار ہاتھی مشکل سے کھینچتے ہیں اور وہ ہاتھی بھی جسے زندگی کی حالت کی طرح کھڑا نہیں کر سکتے اور اسی طرح اور بڑے اجسام جن کی طاقت سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حرکت کرتے اور ایسے جسم کے سوائے صدہا من بوجھ اٹھا کر دور دراز ملکوں میں لے جاتے ہیں۔ نہ تو جسم ہے اور نہ جسمانی طاقت بلکہ اس سے بالکل جدا اور فرق رکھنے والی ہے۔ اُسی کو حکما ہند جیو اور حکمائے یونان روح کہتے ہیں۔

تیرھویں دلیل

جب انسان کبھی اچانک سوتا ہوا جگایا جاتا ہے تو سراسیمگی کی حالت اُس پر طاری ہو جاتی ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھتا اور جگانے والے کے منہ کی طرف تاکتا اور پہچاننے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کون ہے اور مجھے کیا ہوا۔ اگر وہ کچھ پوچھتا ہے تو یہ دیکھا ہوا کچھ نہیں بولتا۔ اور اگر بولتا ہے تو محض بڑبڑاتا ہے جواب نہیں بن آتا اور اکثر محض بے تکی سی بات ہے اُس وقت بہت سے سوال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ باوجود ہمیشہ دیکھنے کے بھی جگانے والے کو نہیں پہچانتا خواہ وہ کوئی ہو۔ مگر جب کامل ہوش میں آ جاتا ہے جواب دیتا اور اُس کو صحیح پہچانتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ بیشک صحیح ہے چونکہ خواب میں روح اپنی قوا کو اپنی ذات میں محو کر لیا کرتا ہے۔ مادی حواس جن کے وہ خواص نہیں تھے وہ بے خواص رہ جاتے ہیں بدیں لحاظ اپنے افعال پر توانا نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خواص درحقیقت روح کے ہیں نہ کہ شریر کے اور یہی سبب ہے کہ جب روح بوجہ حکم اپنے مالک کے اس مکان کو چھوڑ جاتی ہے اور اپنے خواص یعنی قوا کو بھی ساتھ لے جاتی ہے تو سب حواس کی جو تمام ماری جاتی ہیں یہ ساری اندریاں جو عارضی طور پر اُن کی مالک نظر آتی تھیں۔ اصلی مالک مکان کی رحلت یعنی کوچ کر جانے سے محض معطل خالی رہ جاتی ہیں جو حالت مکین کے انتقال سے مکان کی ہوتی ہے بعینہ ویسی ہی نوبت اس چند روزہ مکان کی ہو جاتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان وغیرہ دریچہ کھلے یا بند رہ جاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتے نہ کان سنتے۔ نہ زبان بولتی۔ نہ ناک سونگھتا اور نہ ہاتھ پکڑتے اور نہ پاؤں چلتے ہیں۔ بلکہ یہ سارے روح کے نکلتے ہی سڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان میں بدبو آنے لگتی ہے۔ بس جن کے سبب کے یہ سارے کام جاری اور جس کے چلے جانے سے سب اُن خواص سے عاری ہو جاتے ہیں وہی روح ہے ❊

چودھویں دلیل

سب چیزیں جو پرمانوں (ذرات) سے بنی وہ جسمانی ہیں اور ہر ایک جسمانی سے طول عرض عمق و مقدار رکھتی ہے مگر گیان کا جوہر جو آدمی کے اندر ہے اُس کا طول و عرض وعمق و مقدار نہیں۔ پس وہ کسی حالت میں مادی نہیں۔ اگرچہ سب مادی مرکبات جدا جدا اور منقسم ہو سکتے ہیں مگر گیان کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ وہ مادی نہیں ورنہ اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اگر کوئی غیر مادی جوہر آدمی کے اندر نہیں تو غیر مادی علم بھی نہیں ہونا چاہئے۔ مگر یہ نہ ورہے پس وہ جوہر جس سے غیر مادی علم ہے بلا جسم علم ہے یعنی جیو۔ وہ روح ہے۔

اور جب وہ [illegible] ہے جو [illegible] اور [illegible] اس میں وارد ہو اس پر حکم رکھتا ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ اس کے نہ ہونے پر بھی وہ موجود رہے گا۔ اور جب علم سائنس [illegible] سے یہاں تک ثابت کر دیا ہے اور دنیا کے علماء نے مان لیا کہ مادہ جسمانی کو کلی فنا نہیں بلکہ اس کا بھی [illegible] استحالہ ہی ہے تو کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ جسم کے [illegible] ادراک پر [illegible] کو فنا ہو یا جسم کے نہ ہونے پر روح نہ ہو بلکہ صاف ظاہر ہے کہ روح ازلی و ابدی ہے اور جسم آثار و احکام والا ہے۔ روح باقی ہے اور جسم فانی ❊

پندرھویں دلیل

اگر کوئی غور سے دیکھے تو اُسے ظاہر ہو گا کہ دنیا کسی مادی شے میں بھی نہیں باقی جاتی البتہ یہ تو سچ ہے کہ سرشٹی کی مادی اشیاء یعنی مرکبات مثلاً پہاڑ۔ درخت اور تمام اجسام عناصروں میں بدل جاتے ہیں۔ لیکن عناصر ہر حال میں ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔ بلکہ وہ اُسی کام کے پورا کرنے کے لئے ویسے ہی موجود رہتے ہیں جس کو وہ آگے سرانجام کر چکے۔ اصل یہ ہے کہ سرشٹی کی کوئی ایک طاقت بھی فنا یا معدوم نہیں ہوتی جس شے کو ہمارے ناخواندہ یا علم معقول سے ناآشنا بھائی فنا یا معدوم یا دوسرے لفظوں میں عدم خانہ بانیست آباد کہتے ہیں اگر علم کی آنکھوں سے دیکھا جاوے تو محض باطل ہے۔ کیونکہ ہر ایک جسم کے استحالہ کے بعد اُس کے پرمانو یعنی ذرے نئے نئے بہت زیادہ عمدہ اور خوبصورت مفید اجناس میں مجسم ہو کر نباتات کے اجسام میں آ جاتے ہیں۔ پس جب کہ مادہ ہی کو فنا نہیں اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ ایسی کوئی چیز ہے تو پھر اس جسم کے اندر جو چیز مدرک بالذات و متصرف بالآلات ہے جس کا نام شاستر کاروں نے روح رکھا ہے اور جو درحقیقت جو یعنی ہمیشہ زندہ ہے وہ کیا کبھی نیست ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے کہ ناممکن ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم سے ماقبل و مابعد موجود اور ہمیشہ رہیگی ❊

سولھویں دلیل

جب ہم کسی ذی عقل اور فہیم انسان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال ہرگز پیدا نہیں ہوتا کہ یہ آدمی اب اپنی ترقی کے معراج پر پہنچ گیا یا اس نے اب زندگی کا مقصد پورا حاصل کر لیا۔ اور اس سے اعلےٰ خیالات و خواہشات کو وہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ سارا کا سارا معاملہ اس کے برعکس ہے ہم روزمرہ کے تجربے اور گذشتہ حکما کی تحریروں کو پڑھ کر معلوم کرتے ہیں۔ کہ جہاں تک انسان اپنے معلومات اور خیالات کو جانتا جاتا ہے وہاں تک ہی اُس کی طاقتوں کا پرجوش چشمہ زیادہ جوش مارتا جاتا ہے اور اُس کا ہر ایک قدم میدان صداقت میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ سقراط نے علوم میں ترقی کرتے کرتے فلاسفر ہو کر بھی جب وچار کیا تو ہار کر یہی کہا کہ ابھی میرا علم اُس سمندر ناپیدا کنار کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے ❊

جب اُس پر بے گناہ موت کا فتویٰ جاری ہوا تو پھانسی کے عوض جام زہر قبول کیا۔ اور اُس پر ہیبت ناک موقعہ پر جب کہ بڑے بڑے پہلوانوں کے زہرہ پانی ہو جاتے ہیں۔ نہایت ہی استقلال و انشاء سے مرتے دم تک نصیحت کرتا اور

ٹہلتا رہا۔ ذرا نہیں گھبرایا کیا روح کے سوا کوئی مادّی چیز یہ فیصلہ یا ہمت کر سکتی ہے۔
اسی طرح لاکھوں کروڑوں مہاتما لوگ گذرے ہیں جنہوں نے سچائی اور فرائض انسانی کے تکمیل حقہ پورا کرنے میں بے شمار دنیاوی تکالیف کو اٹھایا مگر لالچ اور بھگتی اور دنیا کی طرف سے اسی ثابت قدمی کو ذرا بھی کم نہ ہونے دیا۔ جانوں کو خطرہ میں ڈالا بلکہ مصیبت کا مضبوطی سے مقابلہ کیا۔ نہ لالچ سے ست دھرم کو چھوڑا اور نہ جھوٹے دوستوں کی جھوٹی محبت کی پرواہ کی۔ اُن کے برخلاف لاکھوں طرح کے طوفان بے تمیزی اُٹھائے گئے مگر وہ کوہ ہمالہ کی طرح ست پر قائم رہے جنبش نہ کھائی یہاں تک کہ یا تو کامیاب ہوئے اور زندہ رہے ورنہ جان عزیز کو دیدیا۔ مارے گئے۔ مگر نتائج کے خوف سے وہ دھرم سے چلایمان نہ ہوئے۔ کیا کوئی موٹی عقل والا بھی کہہ سکتا ہے کہ اُنکی خواہشیں ختم ہوگئیں اُن کے خیالات رُک گئے اور انہوں نے اس مادّی جسم کے واسطے تمام حیرانی و سرگردانی اُٹھائی تا اُس کا خاتمہ ہوگیا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں! اُن کے خیال کا خاتمہ نہیں ہوا اور نہ اُن کی کوششیں ختم ہوئیں بلکہ وہ آئندہ کو بار بار انہیں معلومات اور خیالات کے حسابی چکروں میں گھومتے ہوئے ترقی یا تنزل کرتے رہینگے پس جس میں اس قدر استقلال و ہمت ہے وہ روح ہے نہ کہ بیجان مادّہ ✣

سترھویں دلیل

مادّی اشیاء کے اندر کوئی خواہش نہیں اور نہ کچھ ذاتی مطلب ہے۔ نہ اپنے نیست و نابود ہونے یعنی تبدیل ہو جانے کا کوئی اندیشہ ہے اور نہ رہنے کی کوئی توقع مانتا کیونکہ اُن کے اندر وہ قوا نہیں۔ غلطیوں۔ تجربوں۔ تکلیفوں سے سبق لینا بھی غیر مادّی کا کام ہے۔ غیر مادّی کی مرضی کی حکومت حال پر اور حال کی استقبال پر ہوتی ہے نہ صرف فرضی بلکہ دور اندیشی اور مآل کے خیال کے باعث اُس کے حال کے سارے کاموں کی بنیاد موسم پر تخم بونے اور آئندہ حفاظت کرنے اور مقررہ میعاد اور پک جانے کے بعد یا جب ضرورت ہو اُسے کاٹ کر فائدہ اٹھانے سے ہوتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ اُس کو اپنی ہستی از بس عزیز ہے اور صرف عزیز ہی نہیں بلکہ اُس کے بچاؤ کے لئے وہ مقابلہ کرنے کو طیار ہے مگر یہ بات مادّی اشیاء میں نہیں ہے وہ صرف چیتن کے فائدہ اور بہتری بلکہ بھکشن کے لئے بنائے گئے ہیں نہ اپنی ذات کے لئے اور نہ رہنے کے لئے۔ نہ اپنے ضائع ہونے کا اُسے رنج ہے نہ درد۔ اُس کا اگر کوئی دردمند بھی ہے تو وہ بھی غیر مادّی یعنی چیتن ہے نہ کہ جڑھ۔ انسان سے لیکر چیونٹی تک سب میں اس کی شہادت ہے:۔

مور گرد آورد بتابستاں   تا فراغت بود زمستانش
میازار مورے کہ دانہ کش ست   کہ جان دارد و جان شیریں خوش ست

تربیت و تعلیم کا قبول کرنا بھی غیر مادّی کا ہی کام ہے نہ کہ مادّہ کا اس سے صاف پرتیت ہوتا ہے کہ غیر مادّی جس قدر اپنے مالک کی مرضی کے مطابق چلتی ہے وہ اُسی قدر اپنے مسلسل اور لگاتار علے ہستی اور زندگی کی خواہشمند ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف چلنے سے وہ اُسی طرح نے ہستی کی طرف راجع معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ صریح ثبوت مادّہ اور روح کی جدائی کا ہے ✣

اٹھارھویں دلیل

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادّی چیز تحلیل ہو کر دوسری چیزیں بن جاتی ہیں مثلاً سبزی مٹی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پانی بخارات بن کر ہوا میں چلا جاتا ہے۔ نیز پانی اور پانی برف بن جاتی ہے۔ درخت زمین میں اور اسی طرح انسانی جسم میں جسم انسانی مادّہ حیوانی اور مادّہ حیوانی انسانی میں تحلیل ہو جاتا ہے مگر ایک آدمی کا تجربہ۔ واقفیت تاریخ۔ علم۔ فہم۔ توجہ۔ افعال۔ حرکات۔ اشارات۔ محبت۔ اخلاق۔ شجاعت۔ ہمت۔ استقلال۔ خوف۔ شہوت۔ غضب۔ نخوت۔ تکبر۔ نیکی۔ صداقت وغیرہ اوصاف دوسرے میں نہیں بدل سکتے۔ گو سیکھ کر لوگ حاصل کر لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ بعد دینے کے اُس میں بالکل نہ رہیں۔ اسی واسطے شاستر کاروں نے لکھا ہے کہ ودیا اور سچائی ایک ایسا دھن ہے کہ جتنا اس کو خرچ کرو اتنا بڑھتا ہے۔ برخلاف مادّی چیزوں کے کہ وہ خرچ کرنے سے کم ہوتی ہیں۔ پس جس قسم کے گن ہیں وہ ہرگز مادّی نہیں ہے بلکہ غیر مادّی ۔۔

انیسویں دلیل

انسان نیکی کیوں کرتا ہے اس واسطے کہ میرا بھلا ہو۔ اسی طرح گناہ کیوں کرتا ہے صرف اس واسطے کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہو۔ غرضمند آدمی مجنون ہو کر بھلائی اور برائی کو نہیں دیکھتا مگر مادّے میں یہ صفت نہیں یعنی چیزیں غیر مادّی ہیں اور جہاں جہاں روح کا تعلق ہے وہاں وہاں امید زیست آئندہ برابر لگی ہوئی ہے چیونٹی مچھر کھٹمل مکھی سے لیکر سانپ۔ بچھو۔ چھپکلی۔ نیول۔ بیل۔ مگرمچھ۔ شترمرغ۔ فیل مرغ۔ کتا۔ بلی۔ سور۔ بھیڑیا۔ گینڈا۔ ارنا بھینسا۔ گوہ۔ ساہی اور مہذب انسان اور وحشی دیوتا تک برابر سلسلہ وار اس کی شہادت ملتی ہے۔ گناہ سے نفرت یا گناہ کو برا جاننا ایک قدرتی بات ہے سگ کو بھی جب خوشی اور اپنے ہاتھ سے روٹی دی جاوے تو آرام سے لیتا اور بے فکر ہو کر کھاتا ہے مگر جب گھر والوں کی غیر حاضری اور مالک مکان کی عدم موجودگی میں وہ روٹی اٹھا لیجاتا ہے تو اول لیکر بھاگتا اور اگر کوئی دیکھ لے تو دور لیجا کر کہیں بھوسہ یا مٹی میں دفن کر دیتا ہے خود چور بھی حالانکہ وہ چوری کرتا ہے مگر جب اُس کے گھر سے کوئی چرا لیجاوے تو اُسے ناراضگی ہو جاتی ہے۔ گائے بکری وغیرہ پر بھی یہی حالت طاری ہوتی ہے۔ پس گناہ سے دلی نفرت یہ گن اُن اشیا کے سوا کسی اور کا ہے جس کا نام روح ہے ✣

بیسویں دلیل

اگر کوئی کہے کہ جیسے چند چیزوں کے ملاپ سے نشہ اُتپن ہو گیا ویسے ہی اس شریر میں چاروں عنصروں کے سنیوگ سے جیو آتما اُتپن ہوتا اور اُن کی جدائی سے نشٹ ہو جاتا ہے کیونکہ مرے پیچھے کوئی بھی جیو پرتیکش نہیں ہوتا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پرتھوی یعنی زمین وغیرہ چار عنصر جڑھ اور غیر مدرک ہیں اُن سے چیتن جیو کی اُتپتی کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو عناصر جڑھ ہیں خود اُس ترتیب و انتظام و خوبی سے مل نہیں سکتے بغیر کرتار پرماتما کے گیان اور وچار کے۔ نشہ کی مانند روح کی اُتپتی اور فنا نہیں ہوتا کیونکہ نشہ یا خمار خود شراب کو نہیں ہوتا اور نہ کسی اور جڑھ کو بلکہ اُس کا اثر جو کچھ ہوتا ہے صرف چیتن کو۔ کثیف اشیائے لطیف ہو کر غیر محسوس ہو جاتی ہیں مگر عدم کسی کے واسطے نہیں چہ جائیکہ ان سے لطیف جیو کے واسطے چونکہ نہ تو سنیوگ جن ہے اور نہ دھاتوں سے اُتپن ہوتا ہے کیونکہ دھاتوں میں گیان ہی نہیں اور جو جس میں نہیں ہوتا اُس سے اُتپن بھی نہیں ہو سکتا۔
جب جیو جسم دھارتا ہے تبھی اُس کا ظہور ہوتا ہے ورنہ نظر نہیں ہوتا لیکن اس کی ہستی جسم سے پہلے اور پیچھے موجود رہتی ہے جب شریر کو جیو چھوڑ جاتا ہے تب وہ شریر

جس سے جیو نکل گیا جسا عمدہ اور کام کرنیوالا پہلے تھا پھر نہیں رہتا یہی بات یاگو لک رشی نے بھی بیان کی ہے کہ آتما یعنی جیو آتما سے رہت ہے جس کی موجودگی سے شریر چیشٹا کرتا ہے اور جس کی عدم موجودگی سے شریر میں گیان۔ حس شا رہی ہے وہ آتما ہے جیسے آنکھ سب کو دیکھتی ہے پر نہ اپنے کو نہیں اسی پرکار پریکش کا کرنے والا اپنے آپ کو اندریہ پریکش نہیں کرسکتا۔ جیسے اپنی آنکھ سے سب مادی اشیاء کو دیکھتا ہے ویسے ہی آنکھ کو اپنے گیان سے دیکھتا ہے درشٹا یعنی دیکھنے والا ہے وہ دیکھنے والا رہتا ہے درشیہ (وہ چیز جسکو دیکھا جاوے) نہیں ہوسکتا۔ جیسے بنا آدہار کے آدھے۔ کارن کے بنا کاریہ ادوی کرینا اور کرتا کے بنا کرم نہیں ہوسکے ویسے ہی کرتا کے بنا پریکش کیسے ہوسکتا ہے۔

اکیسویں دلیل

انت لا نغفل عن ذاتک ابدا وما من جزء من اجزاء بدنک لا متساہ احیانا ویدرک الکل الا باجزاء فلوکنت انت ھذہ الجملۃ ما کان یستمر شعورک بک انک مع نسائھا فانت وراء ھذہ البدن واجزاء۔

ترجمہ تو اپنی ذات سے کسی وقت میں بھی غافل نہیں ہوتا ہے اور کوئی جزو تیرے بدن کے اجزاء سے ایسا نہیں ہے کہ تو کسی وقت اُس سے غافل نہ ہوئے اور جب کل معلوم ہووے تمام اجزاء بھی معلوم نہیں ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ تو اس بدن اور اسکے اجزاء سے جُدا ہے۔

بائیسویں دلیل

بدنک ابدا فی التحلل والسیلان والدات الغادبنہ بما تاتی فان لم یتحلل من بدنک الغبن عند دس والجدید لعظم بدنک جدا ولو کنت انت ھذا البدن او جزء منہ لسلب انانیتک کل حین وما دام الجوھر المدرک منک فانت لا بدنک انتھی۔

ترجمہ تیرا بدن ہمیشہ بسبب تصرف حرارت عزیزیہ وغریبہ کے بدنی رطوبات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے کیونکہ اگر با وجود وارد ہونے نئی چیز کے اگر کوئی چیز پہلے بدن سے تحلیل نہ ہوئے تو لازم آویگا کہ بدن بے نہایت فربہ اور بزرگ ہوجاوے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بس ثابت ہوا کہ بعد وارد ہونے غذا کے کوئی چیز بدن کے اجزا میں سے تحلیل ہوجاتی ہے اگر تو یہ بدن ہوئے تو لازم آوے کہ ذات و ہستی تیری بدن کے تبدل ہونے سے بدل جاوے حالانکہ ایسا نہیں)۔ پس متحقق ہوا کہ تو اپنے بدن سے غیر (جدا) ہے۔ (نمبر ۲ شیخ الاشراقیین نے ھیاکل میں لکھیں ہیں) +

تیئسویں دلیل

شیخ المشائیین نے نمط سابع میں فرمایا ہے ان القوی القایمۃ بالابدان انکلہا تکرار الافاعیل لا سیما القویۃ خصوصاً اذا انبعثت فصلا علی الغیر وکان الضعیف فی مثل تلک الحالۃ غیر مشعور بہ کالاحساس الضعیف اثر القویۃ وافعال القوۃ العاقلۃ قد تکون کثیرا بخلاف ما وصف

ترجمہ تمام قوتیں بدن کی کثرت اور بار بار کام کرنے سے سست اور نفرت کرنے والی ہوتی ہیں اور جیو یعنی روح نفس ناطقہ اپنے فعل سے کہ سب کا جاننا ہے ہرگز سست نہیں ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے پس ثابت ہوا کہ روح جسمانی قوتوں میں سے نہیں ہے بلکہ جوہر ہے۔

چوبیسویں دلیل

شیخ المشائیین نے اشارات کے نمط سابع میں فرمایا ہے بل کثیر ما یکون القوی

الحسیۃ والمحرکۃ فی طریق الاضمحلال والقوۃ العقلیۃ اما نابتۃ واما فی طریق النمو والازدیاد انتھی کلامہ۔

ترجمہ۔ بدنی قوتیں بڑھاپے میں حل ہوجاتی ہیں اور قوتِ عقل یعنی روح انسانی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معلومات میں زیادہ عالم ہوجاتا اور تجربہ جمع کرتا ہے۔

پچیسویں دلیل

اکثرے نفوس کاملہ بدا بر ریاضت شاقہ کہ موجب کلال بلکہ فنائے قوائے جسمانی ست بعالم علوی پیوندند واشیائیکہ ہزارہا فرسخ دور ست بینند وشنوند حالانکہ بدن شان ہمانجاست +

ترجمہ۔ اکثر یوگی لوگ جو تپ اور یوگ میں کامل ہوجاتے ہیں جن میں اُن کی جسمانی طاقتیں بالکل کمزور ہوجاتی ہیں جب اُن کی ارواح اعلیٰ مراتب پر پہنچتی ہے تو اُن چیزوں کو جو ہزاروں کوسوں پر ہوتی ہیں دیکھتے اور سنتے ہیں حالانکہ بدن اُن کا اُسی جگہ ہے۔

چھبیسویں دلیل

کوکین ہائیڈرو کلوراس نامی ایک انگریزی دوائی ہے جس سے اکثر آنکھ کا علاج کرتے ہیں اور آنکھ کو بے حس کر کے اُس کے اندر نشتر مار کر تیسرے چھوٹے پردہ سے موتیا بند یا جالا نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح دوائی کا اثر زبان چمڑا وغیرہ ہر ایک اعضاء پر ہوتا ہے کہ جس مقام پر لگے اُس کو بے حس کردیتی ہے۔ اُس کا اثر زایل ہونے کے بعد پھر اندریاں اپنی لذات کو محسوس کرتی ہیں ورنہ نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ شیوں کو جاننا اور حسوں کو محسوس کرنا اندریوں کا کام نہیں بلکہ روح ہے جو ہمیشہ مدرک بالذات ہے۔ پس وہ کسی طرح جسم کا حصہ یا مادی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے جدا اور الگ شے ہے +

انسان کے سوا اور جانوروں میں بھی روح ہے

تمام منطق والے اس بات میں متفق البیان ہیں کہ انسان بھی ایک حیوان ہے مگر تحصیل علم الٰہی و مسائل فلسفہ کی آگاہی کے سبب ان سے زیادہ عزت دیتے اور اشرف المخلوقات بیان کرتے ہیں۔ سنسکرت کی نیتی جاننے والے لکھتے ہیں۔ کہ کھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ خوف ور جا۔ جماعت بہ مابین انسان و حیوان میں برابر ہیں۔ صرف دھرم ہی ہے جو اس میں زیادہ ہے جس انسان میں دھرم بھاؤ نہیں وہ پشو حیوان مطلق ہے۔ (چانک)

ایک اور حکیم حاذق فرماتا ہے۔ جیسے گدھے پر چندن لادنے سے وہ صرف بوجھ کو جانتا ہے نہ کہ چندن کو ایسے ہی کتابیں زیادہ پڑھ لینے سے جب تک عامل نہ ہو وہ کتابوں کا حمال ہے (دھنونتر وید)

راج رشی۔ بھرتری جی فرماتے ہیں "جو آدمی علم اخلاق۔ موسیقی۔ اور کلا کوشل سے محروم ہے۔ وہ محض حیوان ہے اُس میں اور حیوان میں دُم سینگ کا فرق ہے اور نہ وہ گھاس کھاتا ہے"۔

پھر ایک اور رشی کا قول ہے جس کے پاس ودیا۔ دھرم۔ تپ۔ دان۔ اخلاق اور نہ کوئی ان کے علاوہ گن ہے وہ محض زمین کا بوجھ ہے وہ آدمی کی شکل کا پشو ہے"

مصنف قرآن بھی ایسے آدمیوں کو اولئک کالانعام بتلاتا ہے کہ وہ مانند چارپاؤں کے ہیں اُن سے سوائے حرکات حیوانی کے کوئی اچھا فعل صادر نہیں ہوتا۔

ایران کے شاعر سعدی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

زنان باردار اے مرد ہشیار ؛ اگر وقتِ ولادت مار زایند

ازاں بہتر بنزدیک خردمند ؛ کہ فرزندانِ ناہموار زایند

بنطق آدمی بہترست از دواب دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

حب یہ حال ہے یعنی انسان کو چند باتوں کے سبب ہی حیوانوں سے شرف ہے ورنہ خواہ مخواہ اُسے کوئی شرف حاصل نہیں جس کے روح کے گن جسم انسان میں ظاہر ہیں اسی طرح قالب حیوانی میں بھی نمودار ہیں۔ سب شاستروں میں عموماً جیو کے یہ گن بیان کئے گئے ہیں دھرم۔ سچائی۔ متر بار۔ پیار۔ تیجا۔ غیرت۔ بر یرتا۔ ویراگ۔ پرسوارتھ۔ بیرتا۔ درڑہتا (استقلال)۔ دیا۔ دھارن کرنا۔ کھشما۔ دم۔ استی۔ شوچ۔ دھر چینتا۔ عصہ خواہش۔ ودیس نفرت۔ کو سسن۔ سکھ۔ دکھ ان میں سے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ سارے کے سارے کم و بیش حیوانات میں پائے جاتے ہیں۔

بیل۔ اور کتے کی وفاداری۔ متر تا۔ پیار۔ نمک حلالی۔ حفاظت۔ شناخت سا اور شہد کی مکھی کا انتظام و تمیز۔ سدرگی پردہ داری۔ عقلمندی۔ الو۔ زاغ۔ گرگس۔ چیل و سدروں کا اتفاق اور اولاد سے محبت۔ شیر۔ گیدڑ۔ گرگ۔ ارنا بھسا۔ سور فیل کی بہادری حکومت۔ غرور۔ محبت اولاد۔ استغنا۔ رعب اور انتظام حفاظت کلنگ زنبور۔ چیونٹی کی دور اندیشی۔ قواعد دانی۔ تمیز و قوت انتخاب وغیرہ غور کے لائق ہیں۔

شکاری لوگ جب جانوروں کا شکار کرتے ہیں تو جس قدر مکاری سے کام لیتے اور دام فریب بچھاتے ہیں۔ اگر وہ سب آپ سنیں تو بے اختیار آپ کے منہ سے نکل جائے الانسان خیر الماکرین یعنی آدمی بڑا مکار ہے مچھلی پکڑنے کی غرض سے لوہے کی ٹیڑھی سیخ کے ساتھ آٹا لگانا کیچوے یا صدف کے کیڑے پھنسانا اور جال بچھانا رات کو چراغ جلا کر پکڑنا۔ پھٹنے والا گولا پانی میں پھینکنا اور طوفان برپا کرنا برقی جال بنا کر اپنی عقل کی روشنی دکھانا۔ پانی میں آگ جلانا اور جال کو پانی میں ڈال اُس میں تار کے ذریعہ برقی روشنی پہنچانا اور مچھلیوں کا اس انوکھی روشنی کو دیکھ جال کے اندر آنا اور پھنس جانا علی ہذالقیاس جن حیلوں حوالوں سے انسان خشکی و تری و ہوا کے جانوروں کو پکڑتا ہے روباہ کی مکاری اور گربہ کی عیاری اس کے سامنے بالکل ہیچ ہے اور ہم کو ایسی حالتوں میں صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ جو جانور حضرت انسان کی اس قدر عظیم الشان علمی شرارتوں سے بچ جاتے ہیں بلکہ شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا۔ تیندوا۔ مگرمچھ اور وہیل مچھلی کیطرح اس بڑے مکار کی تمام پالیسیوں پر غلبہ پاکر الٹا اسے شکار کر لیتے ہیں یا محض رحمدل لیکن دور اندیش جانور صرف اسے مار ڈالتے ہیں مگر کھاتے نہیں جیسے ریچھ اور بن مانس چیپانزی قسم کے بندر وغیرہ اُن میں ضرور بالضرور یہی روح ہے جیسی کہ انسان میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں۔ (دیکھو ڈاکٹر بیل صاحب کا مضمون ایشیاٹک ریسرچیز جلد ۱۵)

جرمنی کے مشہور عالم پاپ صاحب فرماتے ہیں کہ "جملہ خراب و فاسد خیالات کہ جن کی وجہ سے آدمی کے دل میں غصہ کی آگ بھڑک جاتی ہے اور جو اُسکو اقسام اقسام کے بیہودہ مسخرافات کاموں کی طرف رجوع کر دیتے ہیں کہ جن کی وجہ سے بہت سے امراض ظاہری اور باطنی انسان کی تندرستی میں مانع ہوتے ہیں صرف جانوروں کے گوشت پر زندگی بسر کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا وحشت انگیز اور مکروہ بات ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کے باورچی خانے جانوروں کے خون سے رنگین ہوتے رہتے ہیں۔ ایک طرف جانوروں کے کٹے ہوئے اعضا بکھرے ہوئے پڑے ہیں دیواروں پر لٹک رہے ہیں دوسری طرف بیچارے جانور تڑپ تڑپ کر پاؤں مار رہے ہیں۔ گویا انکے دیکھنے سے ہم کو ایسے عجیب و غریب فسانجات یاد آ جاتے ہیں کہ جن میں دیو اور جنوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں کہ وہاں ہر چہار طرف اُن جانوروں کے جو اُن کی بے رحمی اور ظلم کے نشانہ ہوتے تھے اعضا ہی اعضا بکھرے ہوئے پڑے رہتے تھے اور کہیں اُن کے سروں کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔

اے بی کیلنی صاحب تمام دنیا کے گناہوں کو جانوروں کے شکار اور ذبح کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ دیکھو غاماز تو ہم پھانسی لگانے اور جال پھیلانے سے ہوجاتے ہیں اور جانوروں کے شکار اور اُن کو ذبح کرنے سے ہم بے درجہ کے بیرحم ہو جاتے ہیں یہانتک کہ اکثر بے گناہوں کا خون دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھوں سے کر بیٹھتے ہیں جو شخص کسی بے گناہ جانور مثل بھیڑ۔ بکری۔ گائے وغیرہ کو ہلاک کرتا ہے گویا وہ اپنے ہمسایہ کے خون میں اپنے ہاتھ رنگتا ہے (از آربہ درپن ماہ جنوری ۱۸۸۴ء)

اب ہم چند بڑے بڑے جانوروں کی عقلمندی کے کچھ واقعات سناتے ہیں

۱۔ گھوڑے کی عقلمندی + رستم پہلوان زابلستان کے گھوڑے رخش نام کی بابت شاہنامہ میں بہت سے عجیب و غریب حالات لکھے ہیں ہفت خوان کی منزل میں اُس نے شیر کا شکار کیا۔ اور رستم کو زخمی ہونے سے بچایا۔ اور وہ رستم کے بغیر کسی کو اپنے پر سوار نہیں ہونے دیتا تھا" اور محمد امین خان برادر امیر شیر علی خان قندہار کے قریب زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑے تو گھوڑے نے اُس کے گرد چکر باندھ دیا جس سے کوئی اُس کے قریب نہ آ سکا" سوار کے زخمی ہو جانے کی حالت میں دانا گھوڑے عموماً ایسا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ بعضے گھوڑے مالک کے مر جانے پر زار زار آنسو بہاتے اور کئی روز تک دانہ گھاس نہیں کھاتے صدہا سوداگر گھوڑے رکھنے کے عادی اس بات کی شہادت دیتے ہیں +

"۸ ار مارچ سنہ ۱۸۹۲ء دوپہر کے وقت لفٹنٹ ر ابرٹس صاحب رائل انجینئر گلستان علاقہ بلوچستان سے چمن کو گھوڑے پر سوار جا رہا تھے راستہ میں اُن کو ایک افغان عمر ۱۷ سالہ گھوڑے پر سوار ملا وہ بھی چمن کی طرف چل پڑا۔ صاحب کی راستہ چلتے ہوئے اس سے بات چیت ہوئی۔ اور اُس نے فوراً پیچھے ہٹ کر تلوار کھینچ لی اور صاحب کو گردن پر زخمی کیا۔ اور پھر بائیں ہاتھ کو بھی۔ جب صاحب بہادر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے تو گھوڑے نے اُس افغان پر حملہ کیا"۔

رسالہ کے عمدہ گھوڑے اور خصوصاً عرب کے گھوڑے اپنی محبت اور پیار سے صاف بتلاتے ہیں کہ وہ ایک زندہ روح رکھتے ہیں +

۲۔ ہاتھی کی عقلمندی اخبار صبح صادق مدراس نمبر ۱۳ مورخہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ء میں لکھا ہے کہ مابین سید آباد اور کرنول کے ایک مقام فرخ نگر ہے سنا گیا کہ وہاں ایک فیل ہے جو آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے جب جا کر دیکھا گیا تو وہ ایک بچہ کی طرح حیات حیات پکارتا ہے۔ اسی حالت میں ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ کیوں پکارتا ہے ہاتھی نے کہا کہ پولا ڈال دے چنانچہ اُس نے پولا ڈالا میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہ ہاتھی حیات حیات کیا کہتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں فیلبان ہوں اور حیات میرا نام ہے مجھے پکارتا تھا پھر میں نے اُس سے دریافت کیا کہ اس گفتگو کے سوا یہ ہاتھی اور بھی باتیں کرتا ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا کہ اکثر ضروری باتیں جو ہم کہتے ہیں اُس کو یہ سمجھتا ہے اور بخوبی اس کا جواب دیتا ہے اور یہ خیال کرنا بیجا ہے کہ باتیں بے محل بھی کرتا ہو بلکہ حسب موقعہ بمضمون مناسب گفتگو کرتا ہے اس پر صاحب مہتمم اخبار صبح صادق تحریر فرماتے ہیں کہ مہاراجہ نو زا جوا لئے ملک ملیبار علاقہ احاطہ مدراس کی سرکار میں ایک ہاتھی ہے جو حکم مہاراجہ صاحب کی مہر دستخط سے لکھا ہوا۔ اُس ہاتھی کے نام جاتا ہے وہ بلو جب اس کے بجمہ و بجوہ تعمیل کرتا ہے اور یہاں تک اس کو ادراک اور عقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہر اور دستخط جعلی شکل مہر

دستخط مہاراجہ کے ایک کاغذ پر کر کے ایک حکمنامہ اُس ہاتھی کے نام لکھا۔ اور اُس نے اس پر مطلق عمل نہ کیا۔ اور جان لیا کہ یہ فریب اور دھوکھا ہے۔

ایک دن مہاراجہ صاحب کے گورو نے ایک لٹھا بڑے درخت کا پہاڑ سے کٹوایا اور کسی ہاتھی سے نہ ہو سکا کہ اُسے نیچے اوتارے ناچار گوروجی نے التجا مہاراجہ صاحب کے حضور میں کی کہ آپ اُس ہاتھی کے نام حکم صادر فرمائیے۔ کیونکہ وہ اُس لٹھ کو نیچے اوتار سکتا ہے۔ بموجب اس استدعا کے مہاراجہ صاحب نے حکمنامہ تحریری اس کے نام جاری کیا اُس کا مضمون یہ تھا کہ لٹھ پہاڑ سے نیچے اوتار دے جب ہاتھی کو وہاں لے گئے اُس نے اُس لٹھے کو نیچے اوتار دیا بعد ازاں گوروجی اور دیگر آدمیوں نے اُس کی طاقت و عقل کی بہت تعریف کر کے کہا کہ اس کو اور تھوڑی دور لیچل اُس نے پچاس فٹ لیجا کر رکھ دیا۔ جب مکان تک لیجانے کے واسطے کہا تو اُس نے عمل نہ کیا۔ اور مہاراجہ صاحب کے در دولت پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ مہاراجہ صاحب نے فراست سے سمجھ لیا کہ یہ فریاد کرنے کو آیا ہے اور گوروجی نے کہا کہ جس قدر حکم تھا اُس نے اُس کی بخوبی تعمیل کی اب زیادہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس بات میں ہاتھی کا کچھ قصور نہیں ہمارا قصور ہے۔ اللہ تعالے جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حیوانات کو انسان کی گفتگو سمجھنے کا ادراک عطا کیا ہے مگر انسان کو عموماً حیوانات کی گفتگو سمجھنے کا فہم نہیں عطا کیا ہے مثلاً بندر۔ لنگور۔ ریچھ۔ طوطا۔ مینا۔ شاہین۔ جرہ۔ وغیرہ بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ تر سمجھتے ہیں۔ اغلب ہے کہ اگر ڈاکٹران انگریزی متعلق صیغہ تحقیقات حیوانات اس طرف توجہ کریں تو وہ حیوانات کی اکثر گفتگو کو سمجھ لیں "۔ (پنجاب اخبار لاہور یکم دسمبر ۱۸۶۵ء جلد ا نمبر ۴۸ صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵) + ابھی چند سال ہوئے بحالت گرفتاری شاہ تھیبا والئے برہما ایک سفید ہاتھی گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا مگر جب سے گرفتار ہوا ہاتھی کو اس قید کا اتنا رنج ہوا کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا آخر اسی صدمہ سے مر گیا۔ سیکھے ہوئے دانا گھوڑے اور سیانے بیل مالک کی آواز سننے پر خود بخود گاڑی۔ بگھی۔ بہلی۔ ہل کے نیچے گردن رکھ دیتے ہیں اور جس طرح وہ گاڑیاں کھینچے اور بوجھ اُٹھاتے ہیں اسی طرح حضرت انسان بھی ٹم ٹم کو چلانے اور بار اٹھاتے بلکہ حیوانوں کا بوجھ بٹاتے یا دوسرے لفظوں میں اُنکے بھائی بند کہلاتے ہیں۔

کتے کی عقلمندی + ایک انگریز سیر کو نکلا کتا ہمراہ تھا جب واپس آیا تو کتے کو نہ پایا۔ کپڑے اوتارے تو جیب سے کچھ کاغذ کم تھے۔ وہ نہایت ضروری تھے اُن کی تلاش کی مگر نہ ملے۔ دوسرے یا تیسرے روز پھر اُسی راہ سے اتفاق پڑا دیکھا کہ کتا مردہ پڑا ہے جب اُس کی لاش اُٹھائی تو کاغذات اس کے نیچے پائے گئے گویا مالک کے کاغذات کے واسطے کتے نے جان عزیز دے دی +

سید نادر علی شاہ سیفی مالک و مہتمم اخبار رہبر ہند لاہور لکھتے ہیں۔ ہمارے محلہ میں بوچا نام کتا تھا اُس میں اتنے وصف تھے کہ ہم کو ایک نظم لکھنی پڑی تھی وہ تمام محلے کی نگہبانی کرتا تھا۔ محلے کے حیوانوں کو باہر جانے سے روکتا اور باہر کے حیوانوں کو اندر نہ آنے دیتا وہ نہایت بارعب جرنیل تھا۔ اور خود لنگر تھا اُس کے ایک آواز پر تمام کتے جمع ہو جاتے تھے اور ہر ایک مہم خواہ کتنی ہی کچھ سنگین کیوں نہ ہو بغیر کسی انسان کی مدد کے سر ہو جاتی تھی۔ اُس نے ایک دفعہ بروز روشن دغا کھائی ایک شخص غیر حاضر تھا اُس کا بیل ایک چور کھول کر لے گیا۔ بوچا رات کو پہرے پر ہوتا تھا تاہم اُس نے اُس وقت چور کو دیکھا جب محلے سے گذر جانے والا تھا لاچار اُس کا تعاقب کیا اور ضلع سیالکوٹ میں اُس کا گھر دیکھ کر آیا۔ اور بیل کے مالک کو تقاضا کر کے ہمراہ لے گیا۔ اور بیل کے پاس پہنچا دیا۔ بوچا ہر شمارے کے ہمراہ جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

بے شک حیوانوں میں عجیب عجیب خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور کیا ایسا ہے کہ انسان کو سرما دیتا ہے۔ کتے میں وفاداری ہے۔ اور شب بیداری اور کم کھانی کتے میں قناعت ہے اور محبت و جاں نثاری۔ انسان کو سو برس ملازم رکھو۔ ہمیشہ تنخواہ ادا کرو اور ایک مہینے کی تنخواہ کسی مجبوری سے رُک جائے۔ جھٹ عدالت خفیفہ کی راہ لیتا ہے۔ لیکن کتا بسم ماں بلکہ استخواں پر قناعت کرتا ہے کسی دن نہ دو تب بھی مالک کی چوکھٹ نہ چھوڑے گا تا مالک کے رقیب پر حملہ کریگا۔ گو وہ مسلح ہو۔ انسان اکثر فرار ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی کو نوکر رکھو اور رو رو سمجھاؤ۔ کہ رات کو بیدار رہے اور گھر کی حفاظت کرے۔ وہ ضرور سوئے گا اور غافل ہو جائیگا۔ کتے کو ٹکڑا دو۔ بس وہ خود بخود بیدار رہے گا اور پاسبانی کریگا اکثر انسان خودکشی کرتے ہیں۔ کوئی زر کے ضایع ہو جانے سے اور کوئی عورت کی بدکاری سے اور کوئی کسی بے عزتی سے لیکن وہ خودکشیاں فضول ہیں البتہ اگر آدمی کتے سے سبق پاکر دم بخود ہو کر مر جائے تو ہم اس انسان کے فہم اور غیرت کی تعریف کریں گے ۔

بوجے کی ایک عادت یہ تھی کہ میلا پوش پر بہت حملہ کرتا تھا۔ شاید صفائی اُسے پسند ہو گی۔ نیز پولس کے کانسٹبلوں پر بہت سختی سے حملہ آور ہوتا تھا۔ اس کی بنیاد غالباً یہ ہو گی کہ ان کو اُس نے پہرہ کی حالت میں خواب میں دیکھا ہو گا یا چوروں سے اُن کی سازش ہوئی ہو گی۔ اور عجب نہیں کہ خود کانسٹبل کو چوری کے گناہ میں مبتلا پایا ہوگا (از رہبر ہند ۱۴ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کھوٹہ کے علاقہ میں ایک فقیر تھا اُسکے پاس ایک کتا تھا بڑا بہادر اُس فقیر نے ایک شخص کے کچھ مبلغان دینے تھے اُسکو وہ کتا بدلے میں دیدیا۔ چنانچہ کتا اُس کے ہاں رہتا رہا۔ ایک دن اُس کے چوری ہوئی مجرم مال لے جہاں مال لیجا کر گاڑا کتا دور سے دیکھتا رہا۔ اور نشان کر کے چلا آیا۔ آنکر مالک کو اطلاع دی اور اُس کا دامن کھینچ کر وہاں لے گیا۔ اور مال نکال دیا۔ جس پر اس نے خوشنود ہو کر اُس کے گلے میں پٹہ آزادی لکھ کر ڈال دیا اور اُسے آزاد کر دیا۔ چنانچہ کتا واپس اپنے اصلی مالک فقیر کے پاس آیا فقیر نے جب دیکھا کہ کتا واپس آیا ہے بہت خفا ہوا اور غصہ میں آکر اُسے مار ڈالا مگر جب کتا مر گیا تو اُس کے گلے میں ایک کاغذ دیکھا کھول کر پڑھا تو نہایت رنج ہوا اور اُس مظلوم شہید کی قبر بنادی اور اپنی نادانی پر افسوس کرتا رہا +

کتے مشعل لیکر چلتے ہیں۔ گیند دریا سے پکڑ لاتے ہیں۔ شکار کھیلنے میں قواعد کرتے ہیں چوری ہونے سے بچاتے اور مالک کی جان کی حفاظت کرتے مالک کو پہچانتے اور اُس کے بال بچوں کی رکھوالی کرتے راستہ پہچانتے غمی و شادی رضامندگی اور ناراضگی کو جانتے مالک سے پیار کرتے ہیں۔ افسوس کہ باوجود ان صفات کے نادان لوگ اُسے ناپاک کہتے ہیں اور حرام خور زناکار۔ غافل۔ رشوت خور۔ مالک کو نہ پہچاننے والے اور محسن کش انسان کو پاک جانتے ہیں۔ الحذر

ناطق حیوان + ونزل بیان کرتا ہے کہ بوریا کا ایک کتا اس بات کو سخت ناپسند کرتا تھا کہ کوئی شخص کمرے کے اندر ٹوپی پہنکر آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ایک آدمی ٹوپی پہنے ہوئے اندر آیا تو اُس نے اُچھل کر اُس کی ٹوپی کو اوتار ڈالا۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایک کتا تھا جسے اُس کا آقا گوشت خریدنے کے لئے بھیجدیا کرتا

تھا۔ جہاں کہ وہ قصاب کی دوکان پر جاتا اور جس قسم کا ٹکڑا اسے خریدنا ہوتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا۔ اور جتنے پونڈ گوشت اسے لینا ہوتا اسی دفعہ بھونکتا۔

(از نسیم اخبار مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)

ٹیریر کتا اور ٹرین ہولینڈ کے ایک کاریگر کے پاس جو روم میں رہتا تھا ایک نہایت وفادار ٹیریر کتا تھا چونکہ ایک مرتبہ وہ سفر کرنے کے لئے مجبور ہوا۔ اس لئے وہ اسے کتے کو اپنے ایک دوست کے پاس جس سے وہ محبت رکھتا تھا چھوڑ گیا۔ رات دن جب کبھی ٹرین آتی تھی کتا سٹیشن پر جایا کرتا تھا۔ اور ٹرینوں کی آمد کا وقت نہایت ہوشیاری سے یاد رکھتا تھا۔ گو وہ روز وہاں جاتا تھا لیکن کسی دن ایسا نہیں ہوا کہ وہ دیر میں پہنچا ہو۔ اور ٹرین چلی گئی ہو۔ مالک کی تلاش کی۔ ابھی اُدھر میں وہ اس قدر افسردہ خاطر ہو گیا کہ اُس نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور اگر مالک کے پاس یکبارگی چلے آنے کا تار نہ بھیجا جاتا تو وہ فاقہ کشی کر کے مر جاتا"۔

۴۔ وفادار گائے کے حالات + اخبار سو بودھ سندھو۔ کھنڈوا راوی ہے کہ ضلع نرسنگھ پور کے نزدیک گاؤں میں ایک سادھو کے ہاں ایک عجیب وفادار گائے ہے جس کی گردن میں ہر روز سادھو مہاراج اپنی بھیکھ مانگنے کی جھولی باندھ دیتے ہیں اور وہ بیچاری برہمنوں کے گھر جا کر بھیک مانگ لاتی ہے اور دیگر قوم کے یہاں نہیں جاتی جبکہ گائے کی جھولی پر ہو جاتی ہے تب وہ اپنے مکان کو واپس آ کر اپنے مالک کو دیتی ہے واہ کیا ہی یہ مالک کی وفادار ہے۔ (دوریہ ہند جلد ۱۱ نمبر ۲) +

فردوسی نے شاہنامہ میں مذکر فریدوں ایک گاؤ پرمایہ کا حال لکھا ہے۔

دایا نے ضحاک سے کہا۔

یکے گاؤ پرمایہ خواہد بدن　　جہاں جوی را دایہ خواہد بدن
بہ گرد آن ہم بدست آورم　　زبس کش کشد گرزہ گاؤ سر

فریدوں کی پرورش کی حالت۔

ہماں گاؤ کش نام پرمایہ بود　　زگاوان ورا برترین پایہ بود
کہ کس در جہاں گاؤ چوناں ندید　　نہ از پیر سرکار داناں شنید
چہ سالش بپرورد زاں گاؤ شیر　　ہمیدا ہشیار زنہار گیر
نشد سیر ضحاک زاں جستجو　　شد از گاؤ گیتی پر از گفتگو

فریدوں کی والدہ کے سارا قصہ اس طرح بیان کیا۔

سرانجام رفتم سوئے بیشہ	　　کہ کس را نہ ہیچ اندیشہ
یکے گاؤ دیدم چو خرم بہار　　سراپائے نیرنگ رنگ و نگار
نگہبان او پائے کردہ بکش　　نشستہ بہ بیشہ اندروں شاہ فش
برو دادمت روزگارے دراز　　ببر برہمے پروریدت بناز
زپستان آں گاؤ طاؤس رنگ　　برافراختی چوں دلاور نہنگ
سرانجام زاں گاؤ و آں مرغزار　　خبر شد یکایک بر شہریار
ز بیشہ ببردم ترا ناگہاں　　بپردم ز ایران و از خانماں
بیامد بکشت آں گرانمایہ را　　چناں بے زباں مہرباں دایہ را

خود فریدوں بادشاہ نے شاہ جمشید کی لڑکیوں سے کہا۔

ہماں گاؤ پرمایہ کم دایہ بود　　زپیکر تنش ہمچو پیرایہ بود
زخوں چناں بے زباں چارپائے　　چہ آمد بداں مرد ناپاک رائے
کمر بستہ ام لاجرم جنگ جوئے　　از ایراں بکین اندر آوردہ روئے

سرس رائکیں گرزہ گاؤ چہر　　بگویم بہ تختاں بس آرم نہ مہر

(دیکھو شاہنامہ مطبع نول کشور کلاں صفحہ ۱۳ جلد اول)۔

پرندوں کی شادی۔ مسٹر اوتس لکھتے ہیں کہ جانوروں کی نسل کسی خواص کا خیال الف۔ حد مت اور مجت کی تہہ میں موجود ہیں اور جو کسی کی قابل عبادت مثالیں پائی جاتی ہیں بہت سے جانور اور جڑیاں مادہ ایک ہی شادی کی پابندی کرتے ہیں۔ چوپایوں میں آدمی کی طرح نر کی نسبت مادہ میں حسن سلوک کا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے ان میں کثرالازدواجی کو حرام تصور کرتے ہیں۔

جنگلی اور پہاڑی کوے سارس بالعلق اور قمسگور (ایک قسم کی سرخ چڑیاں) عدالتیں قائم کر کے اپنے مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

جزائر شٹلینڈ کے کوے اوقات مقررہ پر اور عموماً ایک ہی جگہ پر باقاعدہ فوجداری کی عدالتیں قائم کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک ہی مقدمہ کی تحقیقات میں ایک ہفتہ سے زیادہ صرف ہو جاتا ہے۔ جب عدالت برخاست ہوتی ہے تو ملزم کو اسی جگہ پر مار ڈالتے ہیں۔

بلبل کے بارے میں بہت سی وہ مثالیں پائی جاتی ہیں جن میں مادہ اپنی بے عصمتی کے باعث نر کی کل قوموں کے ایک بڑے جلسے میں مار ڈالی گئی ہے۔ جس طرح اکثر عورتیں اپنے عاشق کو اپنے شوہر کے قتل کر ڈالنے کی رغبت دلاتی ہیں۔ اسی طرح مادہ بلبل بھی اپنے جوان چاہنے والے کو اپنے نر کے مار ڈالنے پر آمادہ کرتی ہے۔ کئی مثالوں میں یہ پایا گیا ہے کہ مرغ اُن مرغیوں کو مار ڈالتے ہیں جو کبوتر یا مرغابی کے انڈوں کو سیتی ہیں لیکن یہ بات بقصاً ۔ مت شاذ و نادر ہوتی ہے"۔

(جلد ۶ نمبر ۲۵۱۶ - ۲ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

پروفیسر اے۔ بی۔ البونڈر نے حال میں ایک لیکچر اسی مضمون پر دیا ہے اس میں انہوں نے ایک طوطے کی نسبت بیان کیا ہے۔ جو سانورگ کے گرجا کے پادری کے پاس تھا اور بعض وقت عام بول چال میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے ایک پادری کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کہاں سے آ گئے ہیں؟ حضور بے ادبی معاف میں نے سمجھا تھا کہ کوئی جانور آیا۔ یہ عام گیت گایا کرتا تھا بلکہ یہاں تک کہ فلاٹو کی ناٹک مرتھا کے سُر میں گایا کرتا تھا۔ حال میں مسٹر مکالسن پیرس کے علم موجودات کی انجمن کے ممبر کے پاس ایک بھوسلی رنگ اور سُرخ دُم الاطوطا ہے اُس کی عمر پچاس برس کی ہے اور ۱۸۷۰ء میں پیرس کے محاصرہ سے بچنے کے لئے اُسے دیہات میں بھیجا جہاں اُس نے بہت اہلی اور جنگلی حیوانوں کی بولیاں بولنا سیکھ لیں۔ وہ ایک جانور کی جسے تیس سال ہوئے اُس نے ذبح ہوتے دیکھا تھا۔ ایسی ہو بہو نقل اتارتا ہے کہ جو آدمی اُسے بولتا سنتے ہیں ٹھہر جاتے ہیں بات چیت ہو رہی ہو تو کان لگا کر سنتا رہتا ہے۔ اور وقت بوقت آواز کرتا جاتا ہے اور ہنسنے کے موقعہ پر ہنستا ہے صرف گیت ہی نہیں گاتا۔ بلکہ ایسی سُریں لگا لیتا ہے کہ مطربوں پر سبقت لیجاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے علم موسیقی میں کسی قدر دسترس ہے۔

(از نسیم اخبار ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

بھینسوں کا چرواہ کی آواز پہچاننا اور اس کے پیچھے چلنا آواز کا جواب دینا۔ نام پر بولنا یا کھڑا ہونا اور شیر ببر کا بالاتفاق مقابلہ کرنا اور بسا اوقات اُسے مار ڈالنا یا بھگا دینا اظہر من الشمس ہے۔ (دیکھو سیر المتاخرین جلد اول)۔

تمام سائنس دان بندر اور انسان میں بہت ہی تھوڑا فرق مانتے ہیں۔ ڈارون جیسے محققوں کی کتابیں پڑھنے والے حیوانوں میں روح کے منکر کبھی ہو

نہیں سکتے۔ حال ہیں پروفیسر گارنر صاحب جو عرصہ ۴ ماہ کا ہوا کہ بندروں کی زبان سیکھنے گئے تھے۔ کامیاب ہو کر واپس آ گئے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ بندروں کی ایک باقاعدہ زبان ہے جسے مطالعہ کرنے سے انسان سیکھ سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے ہمراہ دو بن مانس (جنگلی آدمی) لائے ہیں جو آواز کے ذریعہ پروفیسر صاحب کو اپنی خواہش اور خیالات سے آگاہ کر سکتے ہیں" علامہ شیرازی نے شرح حکمتہ الاشراق میں لکھا ہے کہ بندر شطرنج کھیلتا ہے۔ میں نے بندر کو بچشم خود شطرنج کھیلتے دیکھا ہے۔

امریکہ کے ایک صاحب نے دو ویل مچھلیوں کو ایسی تعلیم دی کہ جس وقت وہ چاہئے اُس کے آواز دینے پر وہ سمندر سے نکل آتی ہیں اُن کے گلے میں دو لوہے کے حلقے ڈالے ہوئے ہیں یہ تین کشتیوں کو مضبوط باندھ دیتا ہے اور ایک ایک مچھلی اُن کشتیوں کی ایک ایک طرف باندھ دیتا ہے پھر یہ آواز دیتا ہے اور وہ لیجاتی ہیں۔ اور بہت تیز کشتیوں کو لیجاتی ہیں۔ اُس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ کام کرتی ہیں مچھلیاں اُس سے پیار کرتی ہیں اور وہ مچھلیوں سے۔ اسی طرح تماشا کر کر اپنا گذارہ کرتا ہے اور بعد تماشا کے مچھلیوں سے پیار کر کے اور انہیں خوراک کھلا کر چھوڑ دیتا ہے"۔

سرکس کے تماشوں میں گھوڑوں۔ ریچھوں۔ بندروں۔ فیلوں۔ شیروں کے کرتب جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ کبھی اور کسی طرح بھی حیوانوں میں روح کے منکر نہیں ہو سکتے۔

ایک صاحب اپنے سفر کے حالات میں لکھتے ہیں کہ بحالت سفر ہمارا گذر ایک جنگل میں ہوا۔ اکیلی جان کوئی ساتھی نہ تھا۔ اتفاقاً بندروں کا ایک گروہ آیا اور ایک جگہ پنچایت لگا کر بیٹھا۔ ہم ان کا تماشہ دیکھنے کے واسطے اُن سے ذرا دور ٹھہر گئے۔ جو جنگلی پھل پھول وہ لائے تھے اُن سب کو کوٹ کر اُنہوں نے لڈو بنائے اور سب بندروں کو چار چار لڈو بانٹے۔ بعد ازاں اُن میں سے حسب اجازت ایک بڑے بندر کے بندر ہم لڈو ہمارے پاس لایا ہم نے لے لئے جب کھائے تو وہ ایسے لذیذ اور مزے دار معلوم ہوئے کہ شہروں کی عمدہ مٹھائی بھی ایسی لذیذ نہیں ہوتی"۔

اسی طرح ایک جگہ بندروں کے مارنے کے لئے نخود بریاں پر زہر لگا کر ڈالے گئے مگر جو بندر آتا اُنہیں سونگھ کر کھڑا ہو جاتا ہرگز نہ کھاتا۔ سب کے بعد ایک ٹڈا بندر آیا اور اُس نے بھی سونگھا اور سونگھ کر سب کو واپس لے گیا۔ سب جنگل سے گھاس توڑ لائے اور آتے ہی گھاس کو چنوں پر ملکر کھا گئے۔ زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ عند التحقیقات معلوم ہوا کہ وہ گھاس فی الحقیقت زہر کے دفع کرنے والی تھی۔

نیولا (راسو) جانور جب سانپ سے جنگ کرتا ہے تو اتفاقاً اگر کہیں سانپ کے دانت اُسے لگ جائیں تو فی الفور سداب نام گھاس جو قاطع زہر مار ہے کھا کر راضی ہو جاتا ہے اور عموماً نیولا رہتا بھی ایسی جگہ ہے جہاں سداب موجود ہو"۔ مرغی۔ بھیڑ۔ چڑیا کا بچوں کے ساتھ ہوتے ہوئے حملہ کی حالت میں چیل۔ کتا سانپ سے مقابلہ کرنا تو سب لوگ عموماً جانتے ہیں۔

جس طرح انسانوں کی تربیت ہوتی اور وہ اُس سے سدھر جاتے ہیں اور بُری صحبت سے بگڑ جاتے بعینہ یہی حال حیوانوں کا ہے۔ چابک سوار گھوڑوں کو درست کرتے اور چالیں سکھاتے اور اسی طرح بگاڑ بھی دیتے ہیں اور یہی حال فیلوں اور اونٹوں وغیرہ کا ہے جس طرح شریر لڑکوں اور بُرے انسانوں کو استاد سزا دیتے والدین تنبیہ کرتے یا حکام جیل میں بھیجتے ہیں۔ اور وہ کچھ عرصہ اس طرح کی زجر وتوبیخ سے درست ہو جاتے یا بُرے چلنوں سے باز آ جاتے ہیں۔ اسی طریقہ پر شریر جانوروں کو مارنے۔ کوٹنے۔ باندھنے۔ کم خوراک دینے سے سُدھارتے ہیں۔ جو بیماریاں آدمیوں کو ہوتی ہیں حیوانوں کے بھی وہی عارض حال ہیں۔ اور جس طرح انسان دوائی سے صحت پاتے اور تندرست ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حیوانوں کے بھی علاج کئے جاتے اور انہیں دوائی کھلاتے ہیں۔ جس طرح شریر انسان باوجود پاؤں میں جولان ہونے کے جیل خانوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور جرائم عمل میں لاتے ہیں اسی طرح شریر جانور بھی باوجود باندھنے اور زنجیر ڈالنے کے بھی نکل جاتے اور بار بار سزا پاتے ہیں۔ سعدی نے اس موقعہ پر حیوانوں اور انسانوں کو برابر گنا ہے۔

چو از قومے یکے بے دانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمے بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را

جس طرح بعض انسان حلیم۔ کوئی شریر اور ظالم کئی سادہ لوح ہوتے ہیں اسی طرح بعض حیوان بلنسار نہ دکھ دینے والے کوئی شریر کاٹنے سینگ مارنے والے۔ اور کئی بھولے ہر ایک کے ساتھ ہل جل جاتے ہیں۔ جس طرح گھوڑا کتا مالک کی زیر حفاظت رہ کر بہادر ہوتا اور شیر سے مقابلہ کرتا ہوا نہیں ڈرتا۔ اسی طرح انسان بھی اپنے مالک پرمیشور کی تابعداری کرنے سے سخت ترین مقابلہ کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں گھبراتے۔ المختصر تمام باتیں بد یا نیک جو انسان کرتا یا کر سکتا ہے وہی حیوان کرتے اور کر سکتے ہیں۔ بندر۔ اونٹ اور ہاتھی حقہ پیتے اور چرس کا دم لگاتے تو کئی بار دیکھے گئے ہیں۔ کتوں اور گھوڑوں نے بارہا آدمیوں کی جان بچائی جس طرح گوشت خور حیوان ضرورت پر اپنے بچے مار ڈالتے اور کھا جاتے ہیں اسی طرح گوشت خور انسان بھی دختر کشی کرتے اور قحط کے دنوں میں برابر اپنے بچے مار کر کھا جاتے ہیں۔

حیوانات کے حال تو آپ نے سن لئے اب ذرا ایک خدا رسیدہ اور حق پرست اشرف المخلوقات پادری صاحب کا بھی حال سُن لیجئے +

ایک پروٹسٹنٹ پادری

آٹھویں دسمبر ۱۸۹۳ء کو منسٹر کی عدالت سشن سے پادری جارج گریفتہ صاحب پر سزائے موت کا فیصلہ دیا گیا۔

ریورنڈ جارج گریفتہ پروٹسٹنٹ پادری تھا اس کو روپیہ کی تنگی تھی۔ ایک روز اُس نے اپنی ماں کو گولی سے مار ڈالا اور اُس کا روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ چلتا ہوا خادمہ سے یہ کہا کہ تیری مالکہ دل کی مرض سے فوت ہو گئی۔ لیکن دوسرے دن پولیس نے گرفتار کیا عدالت کے روبرو مجرم نے اپنے جرم سے انکار کیا اور کہا کہ آپ کے اور خدا کے روبرو قسمیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ماں کو ہرگز عمداً قتل نہیں کیا۔ ۹ جنوری ۱۸۹۴ء کو قاتل کو پھانسی دی گئی۔ (از قاسم الاخبار)۔

اورنگ زیب نے باپ کو جیل میں ڈال دیا۔ اور کنس نے اگرسین کو حضرت لوط کے حالات سے آپ واقف ہیں خلیفہ ہارون رشید کا واقعہ تاریخ خلفاء میں مطالعہ فرمائیے حضرت یوسف کو اُس کے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا۔ اور امام حسن و امام حسین کو ایماندار یزید نے قتل کیا اور شمس تبریز و منصور و سرمد و ذکریا و دارا شکوہ و مسیح و یوحنا کو مذہبی ملاؤں نے اور دیندار یہودیوں نے قتل کیا ان سب باتوں کو مد نظر رکھکر آپ سوچیں کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں۔ اس کے سوائے حضرت انسان کو ہزاروں خلاف فطرت جرائم کا مرتکب ہوتا خیال کر کے فرمائیے کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں +

باب دوم

عیسائیوں کے اعتراضوں کے جواب

پادری کا پہلا اعتراض ہے آواگون پرتکیش پرمانوں کی وردھ ہے یدی کرم جو آواگون کا مول ہے۔ بیوہارک پدارتھ ٹھیرا تب آواگون تو اوشیہ ہی بیوہارک ہوگا آواگون اور کرم کا کچھ پرتکیش پرمان نہیں ہے یدی کوئی کہے کہ دیکھو لنگڑا ہے وہ کوڑھی ہے وہ گونگا اور بہرہ ہے یہی کرم کا پرتکیش پرمان ہے۔ تو ہم اوتر دے سکتے ہیں کہ یہ کرم کا پرتکیش پرمان نہیں۔ کنتو انومان پرمان ہو سکتا ہے۔ کرم کے پھل کا آدھار روگ ہو سکے گا پرنتو کرم کچھ پرتکیش پدارتھ ہے نہ آواگون۔ نہیں تو انگریز۔ عرب۔ آدک لوگ اس کو مانتے تم کرم اور آواگون کا انومان پرمان لیتے ہو۔ پرنتو ہم آدھنتا کا پرتکش پرمان دے چکے ہیں۔ کیونکہ کسی سے پوچھو کہ تم بیوہارک ریتی سے اپنے کو سو آدھاس جانتے ہو تو کہیگا۔ ہاں پرتکیش پرمان کے وردھ کوئی نہیں انومان پرمان قبول کریگا۔ اس کارن بیوہارک ریتی سے آواگون کا ہونا اسمبھو ہے ٭

جواب:۔ آپنے یہ کیسے فرض کر لیا۔ کہ آواگون پرتکیش پرمانوں کی وردھ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جہانتک خیال ہو سکتا ہے اور عقل کام کرتی ہے۔ آواگون پرتکش پرمان کے خلاف تو کیا بلکہ مطابق ہے پرتکیش کی نیاؔ (منطق) شاستر میں یہ تعریف کی گئی ہے ٭ इन्द्रियार्थ सन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यभिचारिव्यव-
सायात्मकम् प्रत्यक्षम्॥ न्याय० अ०१ सू० ४॥

ترجمہ۔ حواسوں سے بغیر کسی طرح کے بھرم اور وہم اور خبط کے جو گیان حاصل ہو۔ وہ پرتکیش ہے ٭

کرم یعنی عمل وہ ہے جو کیا جاوے جسکے دو بھید ہیں شاریرک و مانسک (ظاہری و باطنی) کرم کے سمجھنے کے واسطے کرتا یعنی فاعل کے لئے کسی انومان کی ضرورت نہیں ہے ہر طرح ہویدا ہے اور نہ کسی دوسرے کے واسطے مانسک کرموں کے سوائے شاریرک کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ منش کرم کرنے میں سو آدھین ہے۔ اسمیں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے۔ مگر پھل بھوگنے میں آزاد نہیں۔ بلکہ ایشور آدھین ہے ورنہ کوئی دکھ میں مبتلا نہ ہوتا جس طرح کرم نیک و بد ہوتے ہیں۔ اسی طرح روگ۔ دکھ تندرستی۔ سکھ بھوگنے پڑتے ہیں۔ کیا مہذب اور کیا وحشی اسے سب مانتے ہیں۔ اور نیکی و بدی کا پھل راحت و رنج جانتے ہیں۔ شاریرک کرموں کا پھل شریر سمبندھی اور مانسک کا بہرہ آتمک طریقے سے ملتا ہے۔ مثلاً ہری چیکیوں کو جسمانی راحت اور محض حق پرستوں کو روحانی مسرت ملیگی۔ اگر کوئی علم حکمت و حق پرستی دونوں سے آراستہ ہے تو اُسے دونوں عطا ہوتے ہیں۔ اور معرفت الٰہی یعنی پرماتما کے گیان کا درجہ اُن تو سے اعلٰے و برتر ہے جس کا پھل نجات یعنی موکش ہے۔ اور اسی طرح روحانی و جسمانی بدیوں کی انسان حسب اعمال بُرے نتائج بھوگنے کے بغیر نہیں رہ سکتا ٭

پس کرم پرتکیش ہے۔ اور اُس کا نتیجہ بھی۔ جسکا دوسرا نام آواگون ہے یا آواگون کی پہلی منزل جس طرح قدرت کو دیکھکر قادر کا اور حمل کو دیکھکر اولاد کا اور سالک حکما نرو مادہ کا اور جسطرح ہوا اور ابر کو دیکھکر بارش کا انومان کرتے ہیں۔ اسی طرح پیدائشی بیماریوں سے دانا لوگ آواگون کا انومان کرتے ہیں اور یہ آواگون کی دوسری منزل ہے۔ ورنہ ذات باری کے عدل و انصاف پر دھبہ لگتا ہے۔ یا اُس کی ذات سے ہی منکر ہونا پڑتا ہے۔

باقی رہا انگریز اور عرب لوگوں کا اُسے نہ ماننا۔ یہ بھی آپکی ناواقفی کی شہادت ہے عرب لوگ قبل از اسلام اسے مانتے تھے اور محمدی ہونے پر بھی اسلام کے کئی فرقے اسے ایمانًا مانتے ہیں۔ انگریزی عیسائی ہونے سے پہلے بالعموم اس مبارک مسئلہ پر یقین رکھتے تھے اور اب بھی جنہوں نے عیسائی دین کو باطل سمجھکر چھوڑ دیا ہے۔ وہ تمام انگریز اس بہتر اور صحیح مسئلہ پر وسواس رکھتے ہیں۔ یورپ کے تمام ممالک میں خصوصاً فضلا و فلسفہ دانوں میں یہ مسئلہ پھیل رہا ہے۔ سویڈن اور روس سے جرمنی اور اٹلی تک آج کل اس کا چرچا ہے حال میں ہی مشہور فاضل میکس میولر صاحب نے اسے گرہن کیا ہے (دیکھو رسالہ انڈیا انگریزی مطبوعہ لنڈن بابت ۱۸۹۴ء)

تھیوسافیکل سوسائٹی کے ممبران عموماً اس کے قائل ہیں پس بیوہارک ریتی سے آواگون ہر طرح سدھ ہے۔ جیسے کہ فعل اور اُس کا نتیجہ جس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔

اعتراض دوسرا پادری پرمارتھک ریتی سے بھی وہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کیول برہم کو چھوڑ کر اور کچھ بھی پرمارتھ نہیں ہے۔ اسکارن کرم پراپتی بہاسک ریتی سے ہے ارتھات جو اُس کو مانا ہے سو مانو۔ (گویا) رجو دیکھکر سانپ کے بھرم سے بھاگتا ہے ٭

جواب یہ مثال آپکی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شبھ کرم ہی پرمارتھ کے سادھن ہیں۔ اور انہیں کا نتیجہ گیان اور مکتی ہے یہ عمل جس کے بغیر کوئی آدمی نجات نہیں پاسکتا پس کرم میٹھا رتھ چیز ہے نہ کہ پراتی بہاسک یعنی وہم و خیال وہ پرمارتھ کے حصول کے وسائل ہیں جو سب کے باطل خیال ہے اس یقینی اور صحیح اعمال و افعال کا کوئی تعلق نہیں آپ بائیبل سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں وہاں صاف لکھا ہے۔ ہر ایک کو وہی پھل ملتا ہے جو اُس نے کمایا یاد رکھو کہ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ پس کرم اسے انکار کرنا۔ اصل میں خدا کی ہستی سے منکر ہونا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کرم کا پھل داتا نہیں اور نہ اُس نے نیک و بد کی آگیا دی ہے۔ تو پھر معلوم نہیں۔ کہ ہمارا اُس سے کیا تعلق ہے اور کسطرح ہم اُسکی معرفت حاصل کر سکتے ہیں ٭

اعتراض تیسرا پادری:۔ تمہارے شاستر برہم نہیں ہیں اس کارن وے بھی پرمارتھک نہیں ہیں کنتو بیوہارک ماتر ہیں۔ ان شاستروں کو تو ہم بھی ٹھکانا اور نرمان ٹھیرا سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی شکھیا و دیا۔ ست اتہاس (و) رپتی شاستر کے وردھ ہے جسکو ستیہ وہ مت پر یکھشا اور ست مت نردین گرنتھوں کو دیکھکے اس واسطے تمہارے شاستر کا پرمان نہیں۔ ہاں ست شاستر بائیبل کا پرمان ہو سکتا ہے ٭

جواب وید اور ست شاستر پرمارتھ کا رستہ دکھلانے والے کمارگ سے بچانے والے سچائی کے ہادی ہیں۔ وہ برہم گیان کے وسائل اور ایشور پراپتی کے ذریعہ ہیں بلکہ ایشوری گیان ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

باعاز جہاں از لطف کرتار	ہوئے پیدا یہ چاروں نیک کردار
شری اگنی و وایو سے سرتاج	شری آدیتہ شری انگرہ مہاراج
ہوئے چاروں سے ظاہر مثل خورشید	اتھرب و سام رگ وید یجروید
کئے عالم میں چاروں وید ظاہر	کیا ہر وید سے عالم کو ماہر

ﻋ یہ اعتراض کتاب آواگون و چار مطبوعہ نارتھ انڈیا سوسائٹی سے نقل کئے گئے ہیں جو الہ آباد مشن پریس میں ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۳ سے ۲۷ تک)

کیا اُس نے کسی و ناکس کو ملعون | دکھائے نور عرفاں سے ہو دین
لگایا سب کو راہ سرکشی پر | کئے اعمال بد دنیا سے باہر
دل و جان و جگر سے سب گنہگار | ہوئے معبود مطلق کے پرستار

یہ تو وید مقدس کا حال ہے بائیبل کا جو وہ ہم کئی بار سنا چکے ہیں۔ اور دس گیارہ کتابیں اُسکے رد میں چھپوا چکے ہیں جن کا آج تک پادری صاحبان سے جواب نہ بن سکا انہیں میں سے ایک کتاب سچے دھرم کی شہادت ہے جس میں ست مت ویدک کی اچھی طرح اصلیت ظاہر کی گئی ہے یورپ کے محقق لگاتار بائیبل کی غلطیاں دکھلاتے ہیں اور اس وقت تک دو سو کے قریب کتابیں بائیبل کی بداخلاقی اور غلط واقعات سے بھری ہوئی تعلیم کی بابت انگلستان میں شائع ہو چکی ہیں اور انہیں کا نتیجہ ہے کہ ایک چھوٹے سے ملک فرانس میں ۷۶۸۴۹۰۶ آدمی ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں بائیبل کی تعلیم سے ہاتھ دھو۔ لامذہب ہو گئے۔ دیکھو مسٹر گلیڈسٹون صاحب بہادر کی (صدلیں کا مصنوع جٹان صفحہ ۲۱) ایک اور کتاب میں کیوں بائیبل کو نہیں مانا۔ غالباً آپ نے ضرور مطالعہ کی ہوگی آپ اگر انصاف کو کام فرماویں تو ضرور آپ کو یقین ہو جاویگا۔ کہ دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہے جو ست ودیا اور علم معقول کے انوکول ہے۔ اور یہی آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے

اعتراض چوتھا۔ پادری۔ سمرن کے انوسار کسی کی کچھ ساکھشی نہیں ہے۔ اس لوک میں جو کچھ سکھ دکھ کسی کو ہوتا ہے۔ تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پورب جنم کے کرم پھل ہے۔ پرنتو کیا تم کو پورب جنم کا سمرن ہے یدی سمرن نہیں ہے۔ تو اس کو پرمان کہنا اشدھ ہے۔ اور جب تک اس کا پرمان تم نہیں دے سکتے اُس کو سرو سے کہنا تم کو اتیئنت انوچت ہے ۔

جواب دلیل نہایت ہی کمزور ہے۔ نو ماہ حمل میں رہنے کا حال کسی کو یاد نہیں تو کیا کوئی انسان اُس تاریک حجرہ میں نہیں رہا؟ پانچ برس کی عمر تک کا حال بڑھاپے میں یاد نہیں رہتا۔ تو کوئی طفولیت میں گذرا ہی نہیں؟

زیادہ شراب پی کر انسان کو جورو اور دختر کی خبر نہیں رہتی۔ کیا اس سے انکار کرنا ٹھیک ہے۔ کلوروفارم کے سونگھنے سے سب ہوش و حواس کافور ہو جانے میں کیا آپ کو اعتبار نہیں۔ نسیان وغیرہ کئی ایسے امراض ہیں جن سے انسان بیہوش ہو جاتا ہے اور اُسے کچھ یاد نہیں رہتا۔ جس طرح چھوٹی عمر کی باتوں کی یادداشت جوانی اور پیری میں نہیں رہتی۔ اسی طرح پورب جنم کے واقعات کی یادداشت اس جنم میں نہیں رہتی بیماران یادداشت (سمرن) کے نہ ہونے سے بھی یہ معقول مسئلہ رد نہیں ہو سکتا۔

پادری یہ سدھانت پرمیشور کی نندا ہے کیونکہ انیتر نیائی ہے۔ اور اشدھ ہے کہ وہ کسی کے پاپ کا ڈنڈ کسی دوسرے پر جو اُس کو نہیں بھگتنے چاہتا ہے لگاوے یدی وہ ایسا کرتا ہے تو اُس کا نیائے سنگھاسن شون ہو جاتا ہے۔ جس کو پورب جنم کی وشیوں اور کریاؤں کا سمرن نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اُس کو ڈنڈ دینا انیائے ہے ۔

جواب اس سدھانت کے ماننے سے پرمیشور کی نندا نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس کے عدل و انصاف پر بٹہ لگتا ہے۔ بلکہ نہ ماننے سے۔ کیونکہ ہم نے کوئی پاپ تو نہیں کیا مگر وہ سزا دیتا ہے۔ ہم نے چوری تو نہیں کی۔ لیکن قید کرتا ہے۔ ہم بلاقصور معتوب ہوتے ہیں۔ اور بلا وجہ آنکھوں سے معذور۔ ہاں تناسخ کے مانتے ہی ان سب اعتراضات کا خود بخود سوجھ جاتا ہے۔ اور ہر ایک روح شانتی پاتا ہے۔ وہ جو لوگ تناسخ سے انکاری ہیں۔ ان کی زبان خدا کی نندا پر جاری ہے۔ کیونکہ خدا کسی کے پاپ کا ڈنڈ کسی دوسرے کو جو بھگتنا نہیں چاہتا دیتا ہے یا بلاوجہ موجب کے بدوں کے بدلے نیکوں کو شکنجوں میں کستا ہے۔ جیسے آدم کے گناہوں کے عوض سارے انسانوں کو جو بھگتنے سے ناراض ہیں گنہگار بنا دیا اور اس پر بے بنیاد کفارہ کی عمارت کھڑی کی۔ یا اسرائیلی نبی مسیح پر جو چھپا پھرا۔ اور روتا روتا مرا اور آخری وقت یعنی نزع روان کی حالت میں بھی ایسے خدا کی غفلت و لاپرواہی کی شکایت کرتے ہوئے۔ ایلی۔ ایلی لما سبقتنی۔ اے خدا۔ اے خدا۔ تو نے مجھے کیوں بھلا دیا یا چھوڑ دیا۔ نہایت بے کسی میں جان دی جو بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اگر بائیبل سچ ہے۔ تو ایسے خدا کو جس نے لوگوں کے گناہوں کے بدلے بیگناہ مسیح کو پھانسی دی۔ بقول آپ کے عدالت کی کرسی یعنی نیائے سنگھاسن سے اوتار دینا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو آدم کے گناہوں کا نہ سمرن ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُسکی گناہ آلودہ حالت کا خیال ہے پس ان کو بلا سبب ڈنڈ دینا یا آدم کے بدلے ڈنڈ دینا مسیح کو اُن کے بدلے ڈنڈ دینا اور مجرم و گنہگار ٹھیرانا سراپا ظلم ہے ۔

پادری یہ جینی شاستر کی درودہ ہے اس سدھانت کے انوسار جو پاپ وا پُن کرتا ہے وے دونوں ایک جیسے ہیں۔ ہائے ہائے یہ آواگون سنتوں کا نہیں۔ کنتوں دُشٹوں کا مت ہے ۔

جواب۔ افسوس کہ آپ حق کو چھپا ناحق کو ہویدا کرنا چاہتے ہیں۔ جینی شاستر یہ کہتا ہے کہ جو کرے وہی بھرے نہ کہ گناہ تو کردی ویدوت بہ قتل گاہ رسید۔ پس یہ جینی شاستر اور اُس پر پورا عملدرآمد صرف تناسخ کے ماننے سے ہی ہو سکتا ہے نہ ہرگز نہیں۔ جینی شاستر نے خلاف تعلیم بائیبل کی ہے۔ جس نے بلا سبب اور بلاوجہ تمام دنیا کو گنہگار ٹھیرایا۔ اور بلا ضرورت غریب مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ کرے موسے اور مارا جاوے ابراہیم۔ زنا کرے داؤد اور قتل کیا جاوے عاجز اور معصوم بچہ۔ چوری کریں بنی اسرائیل اور طوفان میں برباد ہوں مصر کے باشندے جہاں خدا کے ہاں بھی دھوکا اور فریب چل سکتا ہے (دیکھو عیسو کا قصہ) وہاں عدالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ انجیلی تعلیم کے سبب دنیا میں گناہ کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ خواہ کتنا ہی بدچلن ہو صرف مسیح پر وشواس لانے سے بہشت کا سارٹیفکیٹ مل جاتا ہے اور اپنے آپ کو ناجی یقین کر لیتا ہے۔ کیونکہ اُس کو پٹی پڑھائی جاتی ہے۔ کہ تمہارے گناہوں کے بدلے وہ (مسیح) قربانی ہو گیا۔ نجات اعمال سے نہیں۔ بلکہ کفارہ سے ہے ہائے ہائے ایسا اندھیر اور ظلم جسکے ماننے سے سادھ اور چور ایک ہی لاٹھی ہانکے جاتے ہیں جسکے ماننے سے سنت اور دشٹ میں کوئی تمیز نہیں رہتی نیک و بد ایک ہی صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں بقول آپکے سنتوں کا نہیں کنتوں دشٹوں کا مت ہے۔

پادری یدی جنم مرن بھوگ آنند سکھ دکھ سب کے سب کرم سے ہیں تو کیا کرم انادی ہیں اتھوا اسکا کبھی آرمبھ ہوا پہلے ددش کا کیا ورنن ملتا ہے۔ کچھ بھی نہیں سوا آواگون سربتھا مول رہت اور بے ٹھکانا ٹھیرتا ہے ۔

جواب جنم مرن اور شوک وغیرہ بیشک کرم سے ہیں اور کرم سروپ سے انادی نہیں ہے بلکہ پرواہ سے انادی ہے۔ کیونکہ انادی چیتن روح کا کام ہے اور جب کرم پرواہ سے انادی ہے تو آواگون نرمول نہ رہا نہایت مضبوط اور پختہ بنیاد کا مسئلہ ہو گیا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کسی کو شوک ہونا یا خوشی۔ دکھ ہونا یا سکھ اگر یہ کرم سے نہیں تو کیا اندھا دھند اور بلا سبب ہیں الٰہی انصاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ مستحق سزا و جزا میں خدا کا کوئی واسطہ ہے۔ اور کیا اس بیہودہ مسئلہ پر آپکا اعتقاد ہے کہ ایک آدم کے گناہ سے سب دنیا گنہگار ہو گئی یا شیطان کے بہکانے سے اہل عالم بلا میں مبتلا ہو گئے جیسا

پادری صاحب اس بے بنیاد اعتقاد سے ایک تو گمراہی و الحاد کی لو آئی ہے۔ دوم خدا کے ذمہ ظلم کا الزام عائد ہوتا ہے۔ سوم گناہ سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور نہ مورد گناہ کا کوئی علاج ملتا ہے مگر اسکے کہ دلیر ہو کر گناہ کریں اور عاقبت کا خوف دل سے بھلا دیں۔ پس ایسی عقل اور بے ٹھکانا بات پر کون عقلمند اعتبار کر سکتا ہے ؛

پادری۔ وہ ودیا کے وردھ ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ فلاں آدمی کوڑھی ہے۔ دوسرا لنگڑا ہے تب ہندو لوگ کہتے ہیں کہ پورب جنم اور آواگون کی سدہانت کے بنا اسکا کوئی کارن نہیں اور یہ ست ودیا کی بھی وردھ ہے۔ تم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں ملا دیا۔

جواب۔ جناب پادری صاحب ہم نے آتما کو جڑ پدارتھوں کے ساتھ نہیں ملایا۔ رہے سہے اعتقاد کا پودا آپ نے لگایا ہے اور غالباً بائبل کی نیکی و بدی کے وہمی درخت سے پھل کھایا آپ کوئی انادی آتما نہیں مانتے اور نہ ہیں ہم جیسے اور ہم پلہ خداؤں کے سوا کسی اور چیز کو موجود جانتے ہیں۔ ہیں بھول گیا۔ ایک چوتھا شیطان بھی ساتھ رکھتے یا حریف گردانتے ہو اور اسے ایک خدا کا ہم لفظ اور دوسروں کا اُستاد سمجھتے ہو گویا تمام نیکی و بدی کا منبع و مخرج انہیں چار خداؤں کو یقین کرتے اور ہر قسم کی شناعت کا جوا انہیں چار خداؤں کی گردن پر دھرتے ہو۔ آپ لوگ نطفہ سے روح کی پیدائش مانتے ہیں یعنی روح کو خاک وغیرہ عناصر سے پیدا شدہ جانتے ہیں۔ جیسے اینٹ۔ پتھر ٹھیکرا وغیرہ یا جیسے پتھر سے مطابقت بائبل نے روح کو جڑ پدارتھوں میں ملا دیا۔ بلکہ اُس نے لوط کی جورو نمک کو کھمبا بنا دیا۔ یہ بائبل کی علمی غلطی ہے آپ لوگ ست ودیا کو کیا جانیں جب کہ آپکو جڑ و چیتن کی تمیز نہیں۔ آپ لوگ تعصب اندرونی کے سبب انسان کے سوا کسی میں روح نہیں مانتے۔ سب کو بے روح یقین کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ سب کو قتل کر ظالم پیٹ کے مطبخ میں جھونکتے ہو۔ اور آپ میں سے جو زیادہ علمیں ہیں۔ وہ یورپین عیسائیوں کے سوا غریب ہندوؤں میں روح کے قائل نہیں یہی سبب ہے کہ آئے دن صدہا ہندوستانی مسکین یو۔ وہیں صاحب لوگوں کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں اور کسی کو سزا نہیں ملتی مطلب ہم جانتے ہیں جیسا کہ مسیح خود کہتا ہے کہ آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے مت ڈال یہاں آدمیوں سے مراد صرف یورپین ہیں باقی تمام دنیا کے انسان محض وحشی تصور کئے گئے ہیں۔ پس بائبل کی تعلیم ست ودیا اور ست ودیا دونوں کے مخالف ہے اندھا غیر ہونا بیشک پوربلے جنم کا باعث ہے نہ کہ اندھا دھند اتفاقیہ بواعث اور اسی پرمیشور کی ذات عادل ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ خودکشی کرنے یا پھانسی ملجانے سے جس کا عدل سے تعلق ہے نہ کہ رحم سے بلکہ سراپا ظلم ہے ؛

پادری یہ سدہانت سب سے پراچین شاستروں کے وردھ ہے وہ ویدوں کے سنگتاکو مت کے ویرُدھ ہے۔ یہ کیول دسیو اور ناستکوں کا مت ہے۔ اور آریہ لوگوں کی سنتان کو اس سے سمبندھ رکھنا لاج کی بات ہے۔

جواب ویدک سنگتاؤں کے یہ سدہانت مخالف نہیں بلکہ وید مقدس کے ارشاد کے مطابق ہو اُنپر اچین شاستروں میں صاف لکھا ہے کہ بار بار جیو کا جنم کرم انوسار ہوتا ہے مفصل دیکھو اسی کتاب میں (باب وید و شاستر سے تناسخ کا ثبوت) آگے پادری سمتھ صاحب و پادری لیوپولٹ صاحب نے جو کتاب ست مت پرکیستا لکھی ہے اُس میں یہی وید کا ایک منتر دیا ہے ؛

कर्मं सा प्र स्त लोकत स्याना वृ ती

یعنی کرم کر کے جو برہم لوک کو گیا اُس کا پھر آنا (آواگون) نہیں ہوتا" (دیکھو فصل ۵ صفحہ ۹۴ ششم) اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجات کے سوا باقی حالت میں آواگون ضرور ہے پس آپکا کہنا باطل ہے یہ ناستکوں اور دسیوں کا مت نہیں بلکہ پرم آستکوں کا مت ہے۔ ناستکوں کا مت ہے تین خدا اور چوتھا شیطان ماننا۔ ناستکوں کا مت ہے آدمی کی فرمانی کرنا ناستکوں کا مت ہے آدمی کو خدا ماننا اور خدا کو بُری باتوں سے کلنکت کرنا جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو شاستر میں دسیو کہا ہے (مفصل دیکھو کرسچن مت درپن کا باب عیسائی دین دنیا میں کسطرح پھیلا)

پادری کرم کرکے پھل کی اپیکھشا اس مت میں ہے۔ سو بالکل نرمول اور بے ٹھکانا ہے کہ جیت مدیی (شرابی) مرے تو سور کا جنم لیگا۔ یہ ایسا دنڈ ہے کہ جس کو لگتا اور صاف سے کچھ سمبندھ نہ رکھے کے اُس کا موقعہ پورا ہوگا۔ اس پرکار خود اسی دکھوں کا حکم لیس نہ ہوگا کیونکہ سب گنتی نیچی ہوتی ہوگی۔ اور کچھ اُسکا پالنے کی آشا ہوگی۔

جواب افسوس آپنے بائبل کو بھی نہیں پڑھا وہاں صاف طور پر بُرے آدمیوں کو کتے اور سوروں سے نسبت دی ہے اور شرابیوں کے واسطے کا ہلیت کا جہنم لکھا ہے شرابی کی حالت آپ جانتے ہیں ایک مثل ہے مگر بالکل صحیح کہ ایک شرابی شراب میں چور رات کے وقت ایک گندی نالی میں پڑا ہوا طیش اندرونی سے پانی مانگ رہا تھا اسے میں ایک کتے نے ٹانگ اٹھا کر اُسکے منہ میں موت دیا۔ شرابی بولا واہ یار واہ۔ گرم پانی پلایا ٹھنڈا چاہیئے تھا۔ اُسنے اپنے خمار میں ایسا سمجھا کہ اُس کا کوئی دوست اُس کے واسطے پانی لایا ہے۔ جیسے پیشاب اور آب اور شراب کی تمیز نہیں کی ایسے آدمی اگر مرنے کے بعد کتا یا سور کا جنم لیں تو اُن پر کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل ہے۔ جنہوں نے انسانی جامہ پہن کر خدا کی یاد نہیں کی اُسکے حکموں پر عمل نہ کیا نیک اعمال نہ کئے۔ دن رات بدچلنی۔ زنا شراب نوشی۔ گوشت خوری و اغلام۔ چوری قتل وغیرہ دایم میں مبتلا رہا۔ وہ ضرور بالضرور انہی جونوں میں جائیگا۔ بائبل نے بھی اُن کے واسطے ابدی جہنم تجویز کیا ہے۔ ذرا خدا کیواسطے انصاف کیجئے کہ ابدی جہنم سے تو چوراسی لاکھ جونیں زیادہ سخت نہیں وہاں سے کبھی چھٹکارا نہیں اور یہاں سزا بھگتنے کے بعد جسطرح مجرم جیل سے رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح بدنوں کی سزا بھگتنے کے بعد بُری جونوں سے خلاصی ملتی ہے اور روح انسانی قالب میں ترقی بہ معراج پر جانیکے واسطے مختار ہو جاتی ہے ؛

پادری وہ شرادھوں کی ریتی کے خلاف ہے اگر تناسخ ست ہے تو شرادھ متھیا ہیں اور اگر شرادھ ست ہیں تو وہ متھیا ہے ؛

جواب مُردوں کا شرادھ متھیا ہے اور تناسخ ست ہے۔ شرادھوں کے متھیا ہونے کی بابت صدہا دلائل ہیں اصل مرتک شرادھ پورانک زمانہ میں چلا ہے۔ ویدک زمانہ میں بالکل نہ تھا۔ شاستر کے مطابق زندہ ماتا پتا کی خدمت و سیوا کا نام شرادھ ہے اور یہ صحیح ہے۔ زندوں کی جگہ غلطی یا نادانی سے مُردوں کا رواج ہو گیا۔ جس طرح تعلیم پانے اور ست سنگ اور ست شاستر پڑھنے کا نام تیرتھ ہے آج کل تیرتھ ندیوں اور مندروں کا نام تیرتھ ہو گیا۔ اسیطرح یہ غلط رواج چل گیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کیا شرادھ مردوں کا اگیانی چھاتیوں مردوں کو کھلا کس نے بھوجن جمایا یہ مرتک شرادھ راجہ کرن کے وقت سے چلے ہیں خود لفظ کناگت (کرن آگت) اس کا شاہد ہے

پادری لیوپولٹ صاحب و پادری سمتھ صاحب کے اعتراضوں کا جواب

(دین حق فصل پنجم صفحہ ۹۵ و ۶۶)

پادری ہندو تناسخ کے سبب سے اپنے پڑوسیوں کے دُکھ درد۔ بیماری رنج و آفت کو دیکھ کر دل سخت رہتے بلکہ وہ یہ سمجھتے آپ بھی جانتے ہیں۔ کہ ہماری ایسی حالت

اگلے جنم کے گناہ کے سبب ہوئی اسلیئے ناامید ہو کر ایشر اور براہمنوں پر کرم اور دیوتاؤں پر لعنت بھیجتے ہیں ؛

جواب - یہ بالکل غلط ہے آپ نے جان بوجھکر پولوس ہی کی کارروائی کی کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اُسکے جلال کے لئے زیادہ ہوئی تو ہم کیوں نہ برائی - کریں تاکہ بھلائی نکلے ؛

آریہ لوگ تناسخ ماننے کے سبب ہی زیادہ رحمدل دیا دان ہوتے ہیں - ایک مہاتما کا قول ہے دیا دہرم کا مول ہے نرک مول ابھیمان تلسی دیا نہ چھوڑئیے جب لگ گھٹ میں پران

آریہ لوگ جیسا ہمسائیوں - غریبوں بیکسوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور مذہب والے کیا مقابلہ کرینگے آریوں نے اسی کام کیواسطے سدابرت لگائے ہیں جہاں بلاتمیز مذہب سب آدمیوں کو روٹی - پیسہ - کمبل بستر آٹا - دال وغیرہ دہرم ارتھ ملتا ہے صدہا جگہ نسلاً بعد نسلاً یہ طریقہ خیرات کا جاری ہے - ہزاروں دکان دہرم سالہ سرائے ایسے ہی دکھیوں کے واسطے بنوائی ہیں پنجاب کی ایک مثال ہے ہمسائے ماں پیو جائے یعنی ہمسائیوں سے سگے بھائیوں کی برابر محبت ہوتی ہے ہزاروں بیدک جاننے والے حکیم جاجروں کا مفت علاج کرتے ہیں ہندو راجاؤں کے ہاں عموماً مفت دوائی تقسیم ہوتی ہے اور اسپتال جاری ہیں بلا شک کہ جو کچھ ملتا ہے اُسے ہر ایک اپنے اعمال کا پہل جانتا ہے کوئی اور بیہودہ باعث نہیں

- - - - - - - - - - - -

غرضیکہ ہر ایک ویدک دہرم کا پیرو گناہ سے نفرت اور آیندہ گناہ سے بچنے کی نیت سے اور رحم وغیرہ عمدہ صفات کے حاصل کرنے کے خیال سے دان دیتا اور لوگوں پر رحم کرتا ہے عیسائیوں کی طرح عیسائی بنانے کے واسطے نہیں اور نہ کسی پولیٹیکل مصلحت سے وہ عیسائی سلطنتیں اپنی ہمسایہ بادشاہتوں سے جو سلوک کرتی ہیں وہ کس پر مخفی ہے - اور ایسا کون عیسائی ہے - جو اپنے ہمسایہ ہنود سے رحم یا دیا یا دان کرتا ہے یا کسی طرح کی مدد کرتا ہے اگر کوئی ہے تو آپ نشان دیں ورنہ اتنا تو سچ ہے کہ یہ حکم بائیبل میں موجود ہے مگر عملدرآمد اس کا آج تک کسی عیسائی نے کیا اور نہ آگے امید ہے باقی رہا دیوتاؤں پر ہندوؤں کا لعنت کرنا یہ بھی عیسائیوں کا ہی شیوہ ہے ہندو غریب اس سے بری ہیں مسیح کے شاگرد رشید آسمانی کلید کے مالک ملکہ خزانچی یہودا اسکریوطی کا قصہ آپکو یاد ہو گا جس نے مسیح پر لعنت بھیجی اور اُسے ملعون ٹھیرایا - انجیل بھی اپنے دیوتا یعنی خدا مسیح کو لعنتی بتلاتی ہے اور تمام دنیا آدم کے سبب لعنتی ہوئی اور آدم نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا لعنت کی تعلیم بائیبل میں بھری ہے ہندو شاستر اس سے بری ہے ؛

پادری مگر یہ بات اُنکے دلمیں ہرگز نہیں سمائی کہ توبہ کر بیٹھیں اور خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں - کہ وہ اُن کی سنے اور اُنپر رحم کرکے اُن کی بہتری کرے اسکو توبہ بے فائدہ سمجھتے ہیں ؛ جواب : بیشک توبہ کرنیکی ہندو لوگ بہت پروا نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں گناہ کی سزا ضرور ملیگی کسی طرح ایک شوشہ نہیں ٹلیگا پس نیکی پر رغبت اور بدی سے نفرت کرنی چاہیئے عیسائیوں کی توبہ سے خدا کی پناہ ہے دیں تو یہ ہزار توبہ کروڑوں عیسائی شرابی اور زناکار ہیں - مگر گرجاؤں میں برابر توبہ میں مصروف ہیں گویا گناہ سے توبہ نہیں بلکہ زبان حال سے خدا سے توبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں سے ار عدل تو صد ہزار توبہ - ور رحم تو بار بار توبہ - معشش بروز گناہ کنیم وعصیاں بہ سبب کنیم تا زار توبہ کنیم اس توبہ کی تعلیم نے لوگوں کو گناہ پر بہت دلیر بنا دیا - یاد رہے کہ توبہ سے گناہ ہرگز معاف نہیں ہوتا ہے - سزا پا کر چھوٹتا ہے ؛

پادری کچھ لوگ کرم اور بار بار جنم لینے کے معتقد ہو کر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آگے کیا اب اسکا پھل بھگتنا ضرور ہے اور جو کچھ اب کرتے ہیں سو اُسکے موافق دوسرے جنم میں بھگتنا ہوگا پس کرم اور بار بار جنم لینے کی بات میں ایسے پھنسے کہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے - اور جو کچھ دل میں آتا جھٹ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا کیا اختیار ہے جو کچھ کرم میں لکھا وہی ہونا ضرور ہے - جس کی ایسی سمجھ ہے وہ گناہ سے بھلا کب بچ سکتا اور کیونکر پاک ہو کر خدا کے حضور جا سکتا ہے ؛

جواب کرم اور بار بار جنم حق ہے - مگر یہ الزام سراپا باطل ہے کہ وہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے - شیطان کے ہاتھ بک گئے؟ خداوند مسیح جنہیں یہودا نے تیس روپے کے عوض پکڑوا دیا جنہوں نے چالیس روز تک اُسکی شاگردی کی یا اُس کے ماننے والے لوگ ہندو بچارے تو شیطان کے وجود سے بھی انکاری ہیں - وہ شیطان یا اُسکے کسی بھائی بند کو نہیں پہچانتے اور نہ اُن سے کوئی غرض رکھتے ہیں انہوں نے تو اس کا نام بھی سوائے بائیبل اور قرآن شریف کے سوا کہیں نہیں پڑھا شیطان کے حامی و مددگار جو کچھ ہیں دونوں قومیں ہیں جو توریت انجیل وغیرہ کی کتابیں کروڑوں چھپوا کر مفت بانٹتے ہیں گویا شیطان کا راج پھیلاتے ہیں مشہور جانتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے آنے سے پہلے کسی ہندو نے شیطان کا نام بھی نہ سنا تھا اور نہ کسی سنسکرت کتاب میں - عزازیل ابلیس شیطان معلم الملکوت حارث وغیرہ ناموں سے کوئی نام ہے پس یہ ساری خرابی ان دونوں حضرات کی تعلیم کا نتیجہ ہے انہیں کی جدامجد یا بابا آدم کو شیطان نے بہکا کر بہشت سے نکلوا دیا - یہ سارے آدم کی اولاد اُسی نادانی کے سبب پشت در پشت مرض عصیاں میں مبتلا ہو گئے اور یہاں اُسی موروثی گناہ یعنی تقدیر کے قائل ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو کر بھی اپنے آپکو مجرم نہیں مانتے بلکہ شیطان کو ہاضمہ کی گولی سمجھا پر توبہ کو سوڈا واٹر کی بوتل جان پینے سے ہضم کر جاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ گناہ کی خوراک ہضم ہو گئی اور عیسائی تو گناہ کی گرد اپنے دامن پر پڑنے ہی نہیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے بیٹے ہمارے بدلے قربانی ہو کر لعنت سے چھڑا دیا - اور اب خدا نے تمام اختیار بیٹے کے سپرد کر دیا ہے اور آپ تو یہ یقین ہے گناہ کی سیاہی کالے لوگوں پر اثر کرتی ہے ہم ولایتی تیزاب سے صاف کر دینگے بلکہ کر چکے ہیں اور یہی حال مسلمانوں کا ہے وہ تو گناہ کرکے سزا بھوگ کر دلکو بسطرح تسلی دیا کرتے ہیں ع

شکوہ نہ یار سے نہ شکایت رقیب سے ؛ جو کچھ کیا خدا نے کیا یا نصیب نے ؛

پادری اگنی پران میں لکھا ہے کہ جس نے آدمی کے جسم سے خارج ہو کر اور چوراسی لاکھ جونوں میں جنم لیا تو وہ آٹھ لاکھ جنم پانے کے بعد آدمی کا جنم پا سکتا ہے - افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے آدمی کب پاک ہو سکتا ہے بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے ؛

جواب یہ بات اگرچہ پرانوں کی ہے اور پران مذہبی کتب نہیں اور نہ ٹھیک ٹھیک دہرم کی اشاعت کی غرض سے تصنیف ہوئیں مگر مسئلہ تناسخ میں ان کا وہی مت ہے جو وید و شاستر کا ہے - بنا بر آں اس معقول مسئلہ میں ہمارا پرانوں سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے آپ ایسے الزام لگانے سے پہلے کیا اچھا ہوتا اگر بائیبل کو پڑھ لیتے تب امید تھی کہ ایسا ہرگز نہ کہتے سنئے بائیبل میں لکھا ہے - کہ چند آدمیوں میں بدروحیں گھس گئی تھیں جس سے وہ پاگل ہو رہے تھے - تب مسیح نے اُن بدروحوں کو وہاں سے نکالنا چاہا - بدروحوں نے کہا کہ اگر تو ہم کو یہاں سے نکالتا ہے - تو سوروں کے غول میں جانے دے - چنانچہ بموجب کہنے مسیح کے وہ بدارواح وہاں سے نکلکر سوروں میں گئے اور دو ہزار کے قریب سوروں کے آسیب کے سبب دریا میں ڈوب کر مر گئے - اب ہم بقول آپ کے کہہ سکتے ہیں کہ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے جو سراپا عقل کے مخالف ہیں مسیح نے اُن بدروحوں کو کیا خاک پاک کیا - بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک کر دیا - بائیبل کے دائمی جہنم اور ابدی دوزخ تو آٹھ لاکھ جہنم پا کر پھر انسان بننا پڑا

قریں انصاف ہے۔ اور روحوں کو پاک بننے اور ترقی کرنے کا بار بار عمدہ موقعہ ملتا ہے

پادری پی سی اوپل صاحب کے اعتراضوں کا جواب

اعتراض اول ہم آریہ سے پوچھتے ہیں؟ بھائی تو پیدا کر تو برہمن کیوں تھا اور میرے کون سے کاموں کا پھل مجھ کو ملا تو اپنے پچھلے جنم کی خبر دے سکتا ہے؟ وہ کچھ جواب نہیں دے سکتا۔

جواب یہ سوال آپ کا یادداشت کی بات ہے اور یاد رکھنا قوت حافظہ کا کام ہے جو عرصہ میں برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہ اعتراض کسی طرح صحیح نہیں۔ انسان تو انسان ہے خود خدا کو بھی آدم کو بناتے ہوئے اُس کے گناہ کا خیال نہ تھا۔ اسی واسطے پچھتایا اور دلگیر ہوا اور اقرار کیا کہ پھر ایسا کام نہ کرونگا دیکھو توریت پیدائش ا

پہلے خدا کا تو یہ حال ہے اب دوسرے کا سنئے اُسے یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت یہ یاد نہ رہا کہ شیطان اسکے اندر گھسا ہوا ہے مسمریزم اور کلوروفارم میں تمام باتیں بھول جاتی ہیں۔ پس یہ اعتراض سراپا باطل ہے ٭

اعتراض دوم۔ اگر نیک مرکر برہمن یا چھتری یا کوئی پاکیزہ جانور بنتا تو جزا کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہے کہ برہمن اور چھتری اور لوگوں کی نسبت نیکی اور پاکیزگی میں زیادہ ترقی نہیں کرتے۔ بلکہ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ مہتر لوگ زیادہ خدا ترس اور صابر اور فروتن ہوتے ہیں ٭

جواب۔ نیک مرکر کبھی پاکیزہ جانور نہیں بنتا بلکہ وہ پھر نیک لوگوں کے ہاں جنم لے کر اعمال حسنہ بجا لاتا۔ اور تکمیل ڈگری پانے پر نجات پاتا ہے۔ افسوس کہ آپ نے برہمن اور چھتری لفظ کے معنے نہیں جانے اور اپنی عیسائیت کے مطابق مغالطہ کھایا ہم ورن سونچا جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے۔ اور یہی سبب ہے کہ برہمن اور چھتری بننا ہم نہایت مشکل اور دشوار جانتے ہیں۔ برہمن اور چھتری بننا لاریب پورا ایک مرد اور اعلےٰ درجہ کا پاکیزہ خیال ہوتا ہے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اُن سے کوئی بھی بڑھکر پاکیزہ حالت اور نیز وہی کمالات رکھنے والا آدمی نہیں ہو سکتا۔ مہتر تو مہتر ہیں بڑے بڑے ریورنڈ اور پادری صاحبان بھی اس مراتب کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر انصاف کیا جاوے تو ان میں سے بعضوں کے اعمال نہایت ہی نیچ ہیں جیسا کہ اخبار لورپول کریر مظہر ہے کہ وہاں کے رومن کیتھلک جماعت کے ایک بڑے نامی گرامی پادری نے ایک بہت بڑے فریب کا ارتکاب کیا اور ایک کم سن لڑکی کو لیکر بھاگ گیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بدقسمتی سے یہ خبر صحیح بھی ہے۔ بیان کیا گیا کہ اس پادری نے لیتیپا اسر ملی سے ایک چک دس پونڈ کی جو ایک بنک کے نام بھی لکھوائی اور اُس کا روپیہ بنک مذکور سے جاکر وصول کیا۔ مگر بالعوض اسکے کہ وہ روپیہ چرچ کے کاموں میں جسکے واسطے چک لکھی گئی تھی صرف کیا جاتا۔ اسکو لیکر پادری مفرور ہو گیا اور جو عورت پادری کے ساتھ بھاگ نکلی ہے۔ اس کا سن صرف اٹھارہ برس کا ہے۔ اور پادری کی عمر ۵۰ سال کی پادری کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہوا ہے۔ اس کا اسم شریف ریورنڈ جان بکینس ہے (دیکھو انجمن پنجاب جلد ۴ نمبر ۸۳۔ مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

جس آدمی میں کوئی اچھے گن ہیں اُسے ضرور اسکے مطابق جزا ملے گی۔ اور اسیطرح برے کو ویسی سزا کوئی بری نہیں۔ پس یہ آپ کا اعتراض بے سود ہے ٭

اعتراض سوم۔ تناسخ سے کبھی رہائی نہیں اور اس تسلسل کا آخر نہیں کیونکہ تجربہ ہم کو قائل کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ یا یوں کہیں کہ جب انسان پیدا ہوا۔ تو ضرور گناہ کرے گا۔ پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا تسلسل تا ابد جاری رہے گا۔ ورنہ قانون ٹوٹتا ہے ٭

تردید جسطرح روح کبھی جز نہیں۔ جسطرح روح کبھی خدا کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ دوسری قانون سے خارج ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ کبھی بے سبب و ناحق بھی نہیں ہوتی۔ تناسخ سے رہائی ہوتی ہے۔ اور اس کا نام مکتی ہے۔ مگر ایشور کے حکم سے وہ قدم باہر نہیں دھر سکتی۔ کیونکہ جس طرح کارخانہ خدائی کا اخیر نہیں جسطرح قدرت ایزدی کا خاتمہ نہیں اسیطرح ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کہ خدا کی صفات میں تعطل لازم آوے اور وہ عنان سلطنت بیٹے کے سپرد کرکے خود بیکار ہو جاوے ا

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ تھوڑے ہیں جو گناہ سے خالی ہیں اس کو آپ اس طرح غور کریں کہ دنیا کی ڈیڑھ ارب آبادی میں کروڑوں آدمی گناہ صغیرہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور لاکھوں صرف صغیرہ کے اور ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو شاذ و نادر کبھی گناہ صغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور اُن سے آگے چلکر صدہا اہل حق اور عابد اور یوگی پُرش ایسے ہیں جو دن رات عبادت الٰہی اور تصور ذات لامتناہی میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے اور نہ گناہ اُن کے آئینہ دل پر کچھ اثر ڈال سکتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ اس دنیا میں جیون مکت اور مرکر نجات پاتے ہیں۔ البتہ ابدی جہنم کا مسئلہ بائیبل کے گناہ کی تعلیم کی برکت سے خوب کھلتا ہے کیونکہ انسان چہ جائیکہ ابن آدم یعنی مسیح بھی گناہ سے خالی نہیں پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا سلسلہ تا ابد جاری رہے ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔ بھائی صاحب اگر سچ ہے تو تناسخ کے مسئلہ پر تو کوئی شک نہ رہا۔ کیونکہ وہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور جب وہ قانون ایزدی کے مطابق ہے تو اس سے انکار الٰہی عدول حکمی ہے۔ پس سے معافی تو نہیں مگر دوگنی سزا کا شک ضرور پڑتا ہے۔ غالباً اسی تناسخ سے ڈر کر عیسائیوں نے ہمیشہ کے دور تسلسل کے بدلے ابدی جہنم پسند کیا ہے۔ پادری صاحب! ابدی جہنم کوئی نہیں۔ جب تک نیکی نہ کرو۔ نیک نہیں بن سکتے۔ یہی قانون الٰہی ہے خواہ اس جہنم میں یا دوسرے جہنم میں اگر پالوگے تو بھی جزا اور سزا ملے گی۔ اور اگر نہ مانوگے تو بھی سزا و جزا سے رہائی نہیں۔ لیکن دل میں غور کرو کہ انجیل کے احکام ماننے سے الٰہی قانون ٹوٹتا ہے۔ پس وہی طریقہ صحیح ہے۔ جس سے نہ قانون ٹوٹے اور نہ دھوکا ہو۔ جس کا نام ویدک اصطلاح میں آواگون ہے ٭

اعتراض چہارم۔ جب اس تسلسل کا شروع اور اخیر نہیں اور سرشٹی انادی ہے تو پرمیشور یعنی خدا کون ہے۔ خالق اور خلقت اور مخلوق کیا چیزیں ہیں مخلوق کا تو شروع ہوتا ہے۔ اور اس سرشٹی کا شروع نہیں۔ پس یہ مخلوق نہیں پھر خالق کون اور اُس کی ضرورت کہاں؟ جب مخلوق نہیں ویدوں سے تو خالق کی نیستی پائی گئی۔ پس کوئی خدا نہیں ٭

جواب یہ غلط ہے کہ سرشٹی کا اول و آخر نہیں اول و آخر ضرور ہے۔ اور اسی واسطے ہم علم ہیئت کے رو سے سرشٹی سموت بتلاتے ہیں کہ ایک ارب ۹۶ کروڑ برس سے یہ موجودہ سرشٹی ہے۔ کل ۴ ارب برس گذرنے پر اس کا اخیر ہوگا۔ پس پرمیشور اس کا کرتا اور بنانے والا ہے دنیا مخلوق ہے اور خدا کی صنعت۔ اس کے واسطے اس صانع حقیقی و مالک حقیقی ایک سچدانند پار برہم کی ضرورت ہے اور یہی مقدس ویدوں کا ارشاد ہے۔ کہ وہ تمام جگت کا پیدا کرنے والا اور تمام بھوتوں کا مالک اور بنتا ہے۔ اور وہی اپاسنا کے یوگ ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱۰) پس یہ اعتراض آپ کا سراپا بے بنیاد ہے ٭

پادری پی سی بنرجی منیجر سوفیا ماہواری انگریزی رسالہ حیدرآباد سندھ

(جو پہلی ہندو پھر برہم سماجی پھر رومن کیتھولک عیسائی ہوئی ہیں) کے اعتراضوں کا جواب

(یہ اعتراض انہوں نے اپنے رسالہ میں شائع کئے اور بمقام لاہور بماہ نومبر ۱۸۹۴ء عام پبلک کے سامنے آریوں اور ہندوؤں پر کئے۔ جنکے جواب آریہ سماج کی طرف سے مسٹر درگا پرشاد صاحب پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور و ایڈیٹر ہاربنجر آف ہیلتھ۔ مندر آریہ سماج میں بابو صاحب موصوف نے عام پبلک کو سنائے)

اعتراض اول جانوروں کی جون میں انسان کی روح کا جانا چوپایوں کے بدلے مانا جاتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ جانور اپنی اپنی جون میں خوش ہیں۔ پس سزا کے طور پر اس جون کا ملنا صحیح نہیں۔ یہی اعتراض پی سی اوپل صاحب نے کیا تھا۔

جواب جانوروں کا خوشی سے زندگی گذارنا یا خوش رہنا ایشور کے رحم کا تقاضا ہے تاکہ زندگی مرگ نہ ہو۔ بلکہ زندگی ہو۔ جیسا کہ بادشاہ بھی قیدیوں پر تشدد کرنا جائز نہیں جانتے۔ اور نہ مہذب قانون کے ماننے والے اور اسی واسطے انکے تشدد بند جاری کیا گیا۔ مشہور امریکن ریفارمر پارکر نے غلاموں کی آزادی کے واسطے کتنا روپیہ لگایا اور کس قدر سفر دور دراز گوارا فرمایا۔ مگر غلاموں کو اپنی آزادی کا ذرہ بھی دھیان آیا اور نہ اُن کے دل میں کوئی خیال سمایا بلکہ رسی سے چارہ میں انہیں گرفتار کرتی اور خدمات جبراً و قہراً لیتی رہیں تو بھی الہامی (توریت و انجیل و قرآن) کتابیں ساری کی ساری غلامی کی ہدایات سے بھری پڑی ہیں۔ سوائے وید مقدس کے جو کہ کرم انوسار موکش، سکھ کی ہدایت دیتا اور جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ورن قائم کرتا ہے۔

ہزاروں کتابیں موجود ہیں جنکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غلام ظلم برداری کے عادی ہوتے ہیں اور بیڑیاں خدمت گذاری میں۔ عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے اور بہتیرے ایسے ہی غلاموں کی ہاں جنم لیا آزادی کا خیال پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ دیکھئے کہ قاہرہ میں ایک غلاموں کا سوداگر پکڑا گیا۔ اُسکے پاس ایک لونڈی تھی جو آزاد نہیں ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ وہ کہتی تھی کہ میری آرزو ہے کہ میں مصر کے کسی دولتمند پاشا کی لونڈی بنوں" (کوہ نور ۱۰ نومبر ۱۸۹۴ء)

ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ نے بیگار موقوف کی اور اجرت علی ... کا ارشاد فرمایا۔ مگر بیگار اور غلامی کی عادی قومیں ناراض ہیں وہ نوکری کو خراب اور بیگار کو صواب جانتے ہیں۔ جو قیدی مدت سے جزیرہ انڈمان میں رہے اور جشن جوبلی پر آزاد ہو کر آئے۔ وہ عادی قید ہو جانے کے سبب ہندوستان کی سیر کر کے کئی واپس انڈمان میں چلے گئے۔ آزاد مرغ قفس میں آ جانے سے گھبراتا ہے مگر عادی ہو جانے سے خوش گذران ہو جاتا۔ بلکہ لوگوں کی خوشی کا موجب کہلاتا ہے۔

جانوروں کو سزا صرف یہ ہے کہ وہ ترقی کے مدارج و تنازل سے گرائے جاتے ہیں وہ روحانی آئندہ سرور کو حاصل نہیں کرتے اور نہ کر لینے کے انہیں سادھن سامان دیئے گئے۔ پاگل پاگلخانہ میں خوب راگ گاتا اور اچھلتا کودتا اور من مانے کام کرتا ہے مگر تندرست ہو جانے پر اُسے وہ سب باتیں بھول جاتی ہیں۔ اُس طرح اور بے انت بادشاہ حقیقی سے روحیں اسی قسم کی سزا پاتی ہیں اور مدارج سے گرائی جاتی ہیں۔ تاکہ سزا کی سزا اور سدھار کا سدھار ہوتا رہے۔

تناسخ بھی ... سے مجرم ... اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مجبوراً مگر اعمال کے مطابق سدھار کی سب سے درجہ ترقی سے ہٹا ایک یادہ رہنے والے قالب میں ڈالا جاتا ہے اور وہاں اُس کو وہ خبر نہیں دی جاتی۔ جس سے پہلے گرا تھا ایک قالب گذر جانے یا کئی قالب گذر جانے کے بعد جب وہ پھر انسانی قالب میں آتا ہے۔ تو اُسے اُن گذشتہ قالبوں کی یاد نہیں رہتی۔ اور جس وجہ سے گرنا شروع ہوا تھا۔ اُسی پر قائم کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ پھر اپنا سدھار کرے۔ غور سے سوچئے اس سے بڑھکر عادل حاکم کی طرف سے اور کیا وسائل ہو سکتے ہیں۔

اعتراض دوم دکھ سکھ جو پہلے جنموں کے کرموں کا پھل مانا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ پہلے جنموں کے کرموں کی کوئی یادداشت نہیں رہتی۔ سوائے روح جسم سے ایک علیحدہ شے ہے اور چند سال میں جسم کے اجزا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ گویا ایک نیا جسم مل جاتا ہے۔ اور اس سے پہلے جسم کے بدلجانے کی حالت میں بھی پہلے کئے ہوئے اعمال یاد رہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد نہیں رہتا۔

جواب یہ اعتراض مسئلہ یادداشت پر ہے کہ پچھلے جنم کی یادداشت کیوں نہیں رہتی۔ اس کا جواب ہم کئی بار دے چکے ہیں۔ البتہ کی باتیں پیدا ہوتے ہی بھول جاتی ہیں اور پیدا ہونے کے زمانہ سے تین چار سال تک کی باتیں بھول جاتی ہیں۔ اور اسطرح عالم جوانی کی ہزاروں ہزار باتیں تمام دنیا لگاتار بھول رہی ہے۔ باوجود اس قدر غلطیاں کے آپ پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد کیوں نہیں رہتا؟

پادری صاحب یاد نہیں رہتا مرض نسیان کے باعث۔ یاد نہیں رہتا دماغ کے پرمانو بدل جانے کے سبب نہ صرف بلکہ یاد نہیں رہتا دماغ اور کل جسم کے دوسرے جسم میں تبدیل ہو جانے کے وجہ سے مگر یاد نہ رہنے سے کوئی واقعہ غلط نہیں ہوا کرتا ہے اور سزائیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ دیکھئے آدم کو خدا کی ممانعت بابت پھل کھانے کی نیکی بدی کی پہچان کے درخت کی یاد نہ رہی۔ مگر پھل کھا کے خود بھی لعنتی ہوئے اور تمام زمین کو اپنے فعل سے لعنتی بنایا۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر خداوند خدا نے فی الحقیقت آدم کو منع کر دیا تھا تو اُسے یاد کیوں نہ رہا؟ جس طرح آدم کو خدا کی ممانعت یاد نہ رہی۔ حالانکہ اسی جنم کی بات تھی۔ اسی طرح دوسرے جنم کی بات بھی یاد نہیں رہتی۔

اعتراض سوم یہ جو کہا جاتا ہے کہ کرموں کے بنا کوئی سکھ دکھ نہیں ملتا۔ پس اگر یہ سچ ہے تو انسان کو کسی قسم کا پرُدیکار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

جواب یہ اعتراض تب صحیح ہوتا ہے۔ جب آپ پہلے یہ بتلا دیتے ہیں کہ فلاں سکھ یا دکھ کرموں کے بنا ہوا ہے اور ہم کرم نہ بتلا سکتے؟ بنیادی بات اگر صحیح ہے یعنی کرموں کے بنا کوئی پھل نہیں ملتا تو کسی کی بیہودہ دلیل یا بے بنیاد اعتراض یا مغالطہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ بیشک کرم کے بغیر سکھ دکھ نہیں ملتا۔ اور اس میں مصنف انجیل بھی اکثر جگہ وید کے احکام کا نقل نویس ہے دیکھو متی کی انجیل میں لکھا ہے۔

ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا۔ تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دے گا ۱۶/۲۷

تم دھوکے میں نہ پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہ کاٹے گا (نامہ گلتیوں ۶/۷) کیونکہ تو اپنی باتوں ہی سے بے گناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرایا جاویگا (متی ۱۲/۳۷)

وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلا دے گا (رومیوں کا خط باب ۲/۶)

کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی (رومیوں کا خط ۲/۱۱)

پھر اُسنے اُسنے کہا کہ ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو۔ جس ماپ سے تم ماپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا (متی ۴ - ۲۴)

باقی رہا پرُوپکار کرنا یہ ایک نیک فعل ہے۔ اور اس کا پھل ایشور ضرور ہی دیگا لیکن ایشور کی سزا کو تو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ البتہ اُسکے احکام کی تعمیل کو تاکہ مجرم جلدی مر جائے اور ہمارا دل بھی سزا سے خوف کھائے اور دیاوان ہو جائے سخاوت قلبی سے رحمت کی طرف رجوع لائے پرُوپکار کرنا ضروری ہے۔ اور اسی واسطے وید کے ہم جو سب سے پراچین اور نہایت معقول دہرم ہے فرماتا ہے

परोपकारायमतादिभूतय کہ ست پرشوں کی زندگی ساری لوگوں کی (سروپ) پرُوپکار ہی ہے۔ عیسائیوں کی طرح خود غرضی یا عیسائی بنانے کے واسطے اُپکار نہیں کیا جاتا بلکہ ایشوری حکم کی تعمیل اور ست گُن گرہن کی غرض سے اور یہی سبب ہے کہ آریہ ورت اس بمقابلہ تمام دنیا کے رحم دلی اور دان پن زیادہ ہے اور راجہ بکرماجیت جیسے پرسوارتھی بھی اسی دیش کے چھتر پتی راجا تھے۔ اور راجا ہریشچندر جیسے آریہ قوم کے ماہتاب بھی اس دیش کے نور تھے جسطرح وید نے سیلف ہلپ یعنی کرم کی تھیوری کو پرچار کیا۔ اُسی طرح اُسنے اپنی عالم الغیب طاقت سے آئندہ ترقی کا راستہ پرُوپکار کے طریقہ سے بتلایا اور ساتھ ہی ناستک پن کی مہلک مرض سے بچنے کیواسطے ایشور پرماتما کی مقدس ہدایت سے پیار رکھنا اور اوپاسنا کی تعلیم دی ہیں یہ کسیطرح بھی باہمی مخالفت نہیں معاف کیجئے آپکی سمجھ کا مغالطہ ہے ؛

اعتراض چہارم :۔ پچھلے گناہوں کے عوض میں ایک معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے بلکہ ظلم ہے ؛

جواب اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے تو کیا آدم کے معمولی گناہ کے بدلے تمام دنیا کو لعنتی بنانا اور بنا دہشت بٹھیرانا اور بغیر ثبوت کامل کے مجرم بتلانا انصاف ہے

اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے، تو کیا بلا سبب اُسے اندھا لولا لنگڑا بنانا رحم و انصاف ہے

اگر ایک معصوم بچہ کو بخار کی سزا دینا ظلم ہے تو کیا اُسے چیچک و خسرہ وغیرہ میں مبتلا کرنا اور قتل کے برابر تکلیف دینا عدل ہے ؟

اگر بخار وغیرہ کی سزا بعید از انصاف ہے تو شاید تپ دق کوڑہ فالج۔ آتشک کی سزا مطابق قانون کے ہوگی ؛

مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کس دانش اور دانائی کو مدنظر رکھکر ایسا اعتراض کیا

ریورنڈ ڈاکٹر ہوپر صاحب کے اعتراضوں کا جواب

(جو انہوں نے ۱۵ فروری ۱۸۹۵ء فورمن کالج لاہور میں اپنے لیکچر میں کئے) ؛

(اول پادری صاحب نے تناسخ پر یقین کرنیکے فوائد بتلائے)

پہلا فائدہ یہ مسئلہ مذہب نیچری یا مادہ پرستی یا دہریت کے اچھی طرح خلاف ہے۔ جو اسمیں یقین کرتے ہیں وہ کبھی ناستک یا نیچری نہیں ہو سکتے وہ یہ نہیں کہ سکتے۔ کہ جسم ہی جسم ہے۔ آتما کچھ چیز نہیں۔ اہل ہنود کا ہم عیسائی شکریہ ادا کرتے ہیں اور یہ دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ دنیا سے سٹریلزم یعنی مذہب نیچری کو دور کرتے ہیں وہ ہمارے بڑے معاون ہیں ؛

دوسرا فائدہ۔ جیسا ہم عیسائی مانتے ہیں کہ ضرور آتما ایک جسم دھارن کرکے خوشی یا غمی حاصل کریگا۔ ویسا ہی اس مسئلہ کے ماننے والے بھی کہتے ہیں۔ کہ آتما ایک زندگی کے کئے ہوئے پاپ پن کا پھل دوسرے کسی جنم میں ضرور کوئی شریر دھارن کرکے پاویگا ؛

تیسرا فائدہ یہ مسئلہ اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ انصاف کا ساری دنیا میں راج ہے گو ظاہر بہت بے انصافی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل میں یہ بے انصافی ظاہری ہے ؛

نوٹ از طرف مولف ناظرین ناستکتا یا دہریت سے بچانا پاپ پن کے پھل بھوگنے کا نتیجہ دلانا اور ہمیشہ نیک بننے کی تحریک دینا اور ایشور کی پوتر ذات کو نیاکاری برقرار رکھکر دائم نتیجہ کرانا۔ جس مسئلہ کے ایسے مسلمہ فوائد ہیں جسے پادری صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں تو آپ سوچ لیں کہ اس سے عمدہ مسئلہ دنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے۔

اب ہم پادری صاحب کے وہ اعتراض لکھتے ہیں جوکہ انہوں نے ہنود پر تناسخ پر کئے ؛

اعتراض اول حالانکہ اہل ہنود یہ بھی مانتے ہیں کہ سب سنسار صرف ایک ہی آتما کا مختلف طور پر اظہار ہے اور یہ جتنے اختلاف ہمیں روحوں میں یا اور چیزوں میں معلوم ہوتے ہیں سب اگیان کے سبب سے ہیں۔ جب گیان ہوتا ہے تو ایک ہی آتما معلوم ہوتا ہے۔ دیگر کوئی شے نہیں اور اصل میں روحیں سب یکساں ہیں نہ کوئی پاپ کرنیوالا آتما ہے نہ کوئی پن کرنے والا۔ یہ صرف ہمارے خیالات ہیں۔ اسلئے ویدانت کے ماننے والے تناسخ کیونکر مان سکتے ہیں۔ یہ پہلا اعتراض اہل ہنود پر ہے۔ گو یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ تناسخ کا مسئلہ تب ہی سکھایا جاتا ہے۔ جب سیکھنے والا ابھی مبتدی ہو مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اُس شخص کو ساتھ ہی یہ بھی بتایا جاوے۔ کہ اصل میں نہ کوئی پاپ کرتا ہے نہ پن تو وہ تناسخ میں یقین کیونکر رکھ سکتا ہے ؛

جواب :۔ آپ کا اعتراض ویدانت شاستر پر نہیں بلکہ نوین ویدانتیوں یعنی ہمہ اوست کے ماننے والوں پر ہے حالانکہ شاستر یا اُپنشدوں کا یہ مذہب نہیں ہے یہ مسئلہ وید و شاستر کے خلاف ہے کوئی شاستر کار ایسا نہیں مانتا۔ البتہ یہی اعتراض عیسائی دین پر عائد ہے کیونکہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا کلام خدا تھا کوئی چیز نہیں جو بغیر اُسکے موجود ہوئی (باب ۱ - ۱۰)

اور یہی سبب ہے کہ ایسا گناہ عظیم جسکے ارتکاب سے تمام زمین لعنتی ہوئی آپنے اُسکے واسطے ایک گنہگار انسان جبراً مصلوب کو کفارہ مان لیا۔ اور اب جو ۱۸۹۵ سال سے بزعم خود آنصاحبان کا تمام دنیا کے گناہ کے بدلے خون بہایا گیا۔ تو اب گویا گناہ دنیا میں رہا ہی نہیں اور نہ بھلائی کیونکہ حساب تو فیصلہ ہو گیا۔ افسوس کہ باوجود بدیہی مان لینے کے گناہ پر اسقدر دلیری !!

دوسرا اعتراض۔ اہل ہنود مانتے ہیں کہ اگر چند رسومات ایک شخص کی موت کے بعد کیجاویں تو وہ پتری لوک पितृलोक میں جاتا ہے اسپر یہ اعتراض ہے کہ جو ہندو تناسخ بھی مانتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے والدین کی وفات پر کریا کرم بھی کرتے ہیں اُن سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم تو مانتے ہو کہ ایک آتما کا دوسرے کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ صرف ہمارا چند روزہ تعلق ہے غرضیکہ تناسخ کے ماننے سے کریا کرم فضول ہو جاتے ہیں ؛

جواب :۔ بیشک کریا کرم فضول ہیں۔ اور اسی طرح مُردوں کا شرادھ اور ترپن بھی نہ راجا کرن دانی کے وقت اس ضلع بلند شہر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔ اور اسیواسطے شرادھ کے ایام کو کنا گت (کرن آگت) کہتے ہیں۔ ست شاستروں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن اعتراض بھی نہایت کمزور ہے۔ جو ناواقف ہندو بھائی کریا کرم

کرتے یا تیرا دھویں کی رسوم بجا لاتے ہیں۔ وہ بھی دل میں یقین کرتے ہیں کہ اس طرح پتروں کے بہانہ سے ایسا ہی ہوتا ہے ؛

تیسرا اعتراض ذات کے ماننے والے یہ بات مانتے ہیں کہ انسان اپنے والدین سے صفات نیک و بد حاصل کرتا ہے۔ گویا یہ بھی ایک طرح کی وراثت ہے۔ تو پھر فرزند کا آتما باپ کے آتما سے اسقدر مختلف نہ ہوا۔ جسقدر کہ مسئلہ تناسخ کے مطابق ہونا لازم ہے۔ مگر ذات کے مطابق جسم کی روح پر فضیلت ہے ؛

جواب۔ ہندوؤں کی ذات کا مسئلہ تمام تر جسمانی ہے۔ روحانی نہیں مگر ست شاستر کے مطابق ذات کا مسئلہ گن کرم انوسار ہے۔ جنم انوسار نہیں گیتا میں مہاتما کرشن جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے کہ چاروں ورن پیدا کئے گئے ہیں۔ گن کرم کے مطابق جو جیس گن کو حاصل کرتا ہے وہ اُسی ورن میں گنا جاتا ہے۔ بجز سوچ و غور سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ پُرانے زمانہ میں کبھی بھی جنم سے نہیں مانا گیا صرف اودما کے زمانہ میں لوگوں نے ایسا ماننا شروع کر دیا۔ پس یہ اعتراض قابل قدر نہیں ؛

پادری صاحب کے مسئلہ تناسخ پر اعتراض

اعتراض اول۔ ہمارا کچھ علم نہیں کہ پچھلے جنم میں کون سے پن یا پاپ کئے تھے جنکے نتیجے سکھ یا دکھ ہم پا رہے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ ہمیں پہلے جنم کے کرموں کا علم نہیں۔ اسلئے یہ مسئلہ غلط ہے۔ مگر یہ کہ چونکہ دیگر کوئی بات اس مسئلہ کے حق میں نہیں ہے۔ اسلئے یہ بھی ایک نقص اس مسئلہ میں ہے ؛

جواب۔ اس معمولی نقص کا ہم بے بارہا جواب دیدیا ہے۔ یہاں ہم صرف وہ باتیں ذکر کرتے ہیں۔ جو اس مسئلہ کے حق میں ہیں ؛

اوّل دنیا میں دُکھ سُکھ ہے اور وہ بلاوجہ نہیں بلکہ کرم کے اٹل اور صحیح سدھانت کے مطابق ہے ؛

دوم دنیا کا انتظام اندھا دھند نہیں بلکہ ایک زبردست حکیم اور منصف خدا کے قاعدہ قدرت کے انوسار ہے ؛

سوم۔ انتظام عالم میں ہمیں کوئی چیز بھی نئی معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ نیستی کوئی چیز ہے ؛

چہارم۔ جیو یا روح فانی چیز نہیں اور نہ حادث یعنی نو پیدا ہے۔ بلکہ پرماتما کی طرح انادی وستو ہے ؛

پس ان امور پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی خواہ کتنے ہی ہاتھ پاؤں مارے تناسخ کے مضبوط سلسلہ سے انکار کرنا سراپا محال ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ عملی طور پر اس سے انکار کرنا ہی ناممکن ہے ؛

اعتراض دوم اس مسئلہ کے مطابق روح اور جسم میں جھوٹا تعلق مانا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ والے یہ مانتے ہیں کہ چوراسی لاکھ مختلف قسم کے جسم ہیں اور روح ہر زندگی میں اُن میں سے کوئی جسم چن لیتا ہے گویا روح پھرتی رہتی ہے۔ اور جسم ۸۴ لاکھ مقرر ہیں ان کی تعداد اتنی ہی ہے کم نہیں ہو سکتی اور نہ زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر سائنس کے علماء کہتے ہیں کہ ہمارا جسم تبدیل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جو ذرے ہمارے جسم میں ہیں۔ اُن میں سے سات سال کے بعد کوئی بھی نہ رہے گا۔ گویا جسم برابر بدلتا جا رہا ہے

جواب کون نہیں جانتا کہ جسم اور روح میں ایک عارضی تعلق ہے۔ جو سائنس اور ڈاکٹر لوگوں کی شہادت سے آپ بھی مانتے ہیں کہ سات برس میں سارا جسم بدل جاتا ہے تو کیا اب بھی آپکو عارضی اور چند روزہ تعلق میں شک باقی ہے؟ متغیر کا لاتغیر سے سچا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ پس روح کا ایک جسم سے دائمی تعلق کیسے ہو سکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک پرندہ درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اُڑ جاتا ہے۔ اور اُس سے تیسری پر اسی طرح جیو اس جسم سے پرواز کر اور جسم میں قاعدہ قدرت کے مطابق چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک مہاتما نے کہا ہے "اس عرصے میں اُسے چپکا بیٹھ کر خدا کی طرف دل لگانا چاہئیے اور اپنے روح کے نکلنے کو ایسا سمجھنا چاہئیے۔ جیسے کہ ایک پرندہ کسی درخت پر سے ابھی جوتی اُڑ جاتا ہے"

جن مختلف قالبوں میں روحوں کا گذر کرم انوسار ہوتا ہے۔ پُرانے آریہ محققوں نے ان کی تعداد ۸۴ لاکھ بتلائی ہے اور یہ اُنکی تحقیقات علمی کی اعلےٰ شہادت ہے۔ خشکی کے جانوروں کے اقسام۔ پانی کے جانوروں کے اقسام۔ ہوا کے جانوروں کے اقسام کل کی میزان ۸۴ لاکھ ہے۔ مگر روح اُن سے کوئی قالب خود نہیں چن سکتا۔ بلکہ اس کے کرم انوسار ایشور پرماتما اُس جون میں بھیجتا ہے۔ اور یہ عین علم و عقل کے مطابق ہے کہ جو جیسا کرم کرے ویسے ویسا ہی پھل ہے۔ سب کو چوراسی میں جانا ضروری نہیں ؛

اعتراض سوم۔ اس مسئلہ کی رغبت انسان کے اخلاقی خیالات کو بگاڑنے کیطرف ہے وجہ یہ ہے کہ مسئلہ تناسخ میں لاعلمی سے بھی کئے ہوئے کاموں کا اجر نیک و بد ملنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا سوچ سمجھ کر کئے ہوئے کرموں کا۔ یہاں تک کہ کھانا ہضم کرنا وغیرہ جو بخود بخود بغیر ہماری مرضی کے ہو رہا ہے وہ بھی مسئلہ تناسخ میں ایسے کام ہیں جیسے دیگر اخلاقی کام ؛

جواب۔ اگر ایک نادان بچہ بھی قانون قدرت کے خلاف کرنے سے سزا پاتا ہے تو نہیں معلوم کہ ایسا اعتراض کیوں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں تو یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام کرموں کا پھل ملے آپ شاید گورنمنٹ کے اُس قانون کو پسند کرتے ہونگے جو تین چار سال کی میعاد تک انتظام نہ بدلا دے تو قرضخواہ کو کوڑی بھی عدالت نہیں دلواتی یا کچھ سال تک اگر مقروض انگریزی راج سے باہر چلا جاوے تو قرضہ خورد برد ہو گیا۔ پادری صاحب کرم ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ اور نہ پھل دینے کے بغیر رہ سکتا ہے۔ وہ کسی میں نہ پڑو خدا شخصوں میں نہیں اُٹھایا جاتا ہے وہ ہر ایک کو اسکے اعمال کا پھل دے گا۔ اگر کھانا فعل ہے اور ہضم کرنا فعل ہے تو بد پرہیزی یا خراب اشیاء کے کھانے کا پورا پھل کیوں نہ ہوگا۔ کیا کھانا ہی تمام تندرستی کی جان نہیں اگر ہے تو اس میں خرابی آنا سب خرابیوں کی بنیاد کیوں نہیں آپ کے اس بیان سے تو تمام ڈاکٹر حیران ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹری کی کل بنیاد حفظ صحت اور خوراک اور اس کی پڑتال پر ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ؛

اعتراض چہارم۔ انسانوں میں یہ مسئلہ رحم کو قطع کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہنود رحم دل نہیں۔ مگر یہ ہے کہ یہ مسئلہ رحم کو خارج کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی دو مثالیں ہیں تو ایک جذامیوں اور دوم بیوگان کی ہنود ان کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسکو پچھلے جنم کے گناہوں بلکہ شوہر یا باپ کا سبب بتلاتے ہیں جن سے ان کو ایسے دوزخ میں ڈالا گیا ہے ؛

جواب جب ہنود باوجود ماننے تناسخ کے دنیا کی تمام اقوام سے رحمدل ہیں اور بے رحمی سے نفرت کرنے والے تو یہ کہنا کہ تناسخ پر ایمان رکھنا رحم کو خارج کرتا ہے سراپا غلط ہے لاکھوں ہندو آریہ حکیم ہزاروں امراض کی دوائی مفت تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح بیشمار آریہ بید اور سنیاسی ایشور آسرے دوائی دیتے اور امراض کو کھوتے ہیں لیکن جذامیوں اور دیگر متعدی امراض کے بیماروں سے نفرت کرنا اصول حکمت کے مطابق

ہے۔ اور تمام ڈاکٹر اُس سے نفرت کرتے ہیں ؛

مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگ دنیا کی تمام تکالیف۔ اور جذام جیسے روگ کو بھی شاید اپنی عقل کے مطابق خدا کی رحمت ہی مانتے ہیں ہم اُس حکیم مطلق کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں جانتے اور نہ اُسے ظلم گردانتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اُسے عادل و منصف نفس کر صدق دل سے تناسخ کو مانتے ہیں ؛

سوگان کے بیرواہ کی شاستر میں اجازت ہے اور صدہا شادیاں شاستر ریتی سے ہو چکی ہیں۔ مگر یہ پرانی بُری تعلیم کا قصور ہے۔ مسئلہ تناسخ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اس مسئلہ کے جواز میں نود سوگان پیرواہ مسئلہ سوگ بد ہوا ہوا۔ بیو ستھا وغیرہ بہت سی کتب شائع ہو چکی ہیں جنمیں شاستر کے حوالوں سے بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ جائز ہے ؛

اعتراض ہجم۔ یہ مسئلہ انسان کو بالکل دنیادار بناتا ہے۔ بڑی سی بڑی خواہش جو تناسخ ماننے والوں کی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکو اندر کی مدوی ملے۔ جو بالکل نفسانی خواہشوں کے بھوگنے والا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندو زیادہ دنیاوی خواہشوں والے ہوتے ہیں۔ مگر صرف یہ کہ اس پر یقین رکھنے سے رغبت اس طرف ہوتی ہے ؛

جواب جیسا کہ آپ خود مانتے ہیں کہ ہندو زیادہ دُنیاوی خواہشوں والے نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ویراگ وان اور پرمیشور پرائن ہوتے ہیں تو پھر آپ کا وہ خیال کیسے صحیح ہو سکتا ہے آپکو شاید معلوم نہیں کہ اہل ہنود باوجود ماننے پرانوں کے بھی اندر وغیرہ کے مدارج سے اوپر برہم لوک مانتے ہیں۔ مگر وہ ایسا برہم لوک نہیں مانتے جہاں پر کہ کوئی عورت حاملہ درد سے چلاتی اور جننے کو بہشتی حور یوجا۱۲) آریہ لوگ جسے برہم لوگ مانتے ہیں وہاں سوائے برہم گیان کے حاصل کرنیکے کوئی نہیں جا سکتا۔ اور وہی مکتی کا ہستو ہے دنیاداری سب سے زیادہ عیسائیوں میں ہے اور اس کا باعث بھی ہم جانتے ہیں کیونکہ اُنکو یقین ہے کہ ایک بار اُنکے بدلے کفارہ ہو گیا اب وہ موج کرتے اور جیسے چاہتے ہیں یورپ کا حال اس کا شاہد ہے ؛

لیکچر کے آخر میں پادری صاحب نے فرمایا مگر عیسائی تناسخ کے قواعد اپنے مذہب میں پاتے ہیں اور وہ اعتراض بھی نہیں واقع ہوتے ہیں جو تناسخ پر عائد ہوتے ہیں عیسائی لوگ اپنی عقل کو ایسے سوالوں سے حیران نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی تکلیف دی ہے تو اسمیں پرمیشور کی بڑائی ہے ؛

آریہ عیسائی دین کی جیسی مذہب حالت ہے اُس سے ایک دنیا آگاہ ہے اور جتنے اُس پر اعتراض عاید ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے لاجواب ہیں عیسائی لوگ نہ تثلیث نہ کفارہ نہ تناسخ غرضکہ کسی مشکل سوال کے حل کرنے میں عقل کو حیران نہیں کرتے نو میں نہیں جانتا کہ اندھی تقلید کے کیا معنے ہیں۔ اگر ایشور کی بڑائی مخلوقات کو دکھ دینے سے ہے۔ تو اس کا ظلم سکھ دینے پر ہو گا۔ سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں ؛

مسئلہ تثلیث پر اگر آپ عیسائی فاضلوں کی مفصل رائے دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کرسچن مت درپن کا مطالعہ فرمائیے ؛

باب سوم
مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب

مولوی نورالدین کے رسالہ رد تناسخ کا جواب

مولوی جہانتک تناسخ کے ماننے والوں سے دریافت کیا۔ اور اُن کے رسائل میں دیکھا۔ اثبات تناسخ میں ان کی یہ ایک دلیل سر دفتر اُن کی دلائل کا ہے "ہم دیکھتے ہیں کہ کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے۔ لولے۔ کانے۔ بہرے کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ہٹکر دولتمند۔ امیر جو یہ کہو کہ پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں جو بلا قصور ایک دوسرے میں فرق کرتا ہے۔ بس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و نا منصفی نہیں کر سکتا"۔

پہلا جواب۔ قائلین تناسخ کی اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں بلکہ صرف اسلئے کہ کسی آسودہ اور آرام والے کے سکھ آسودگی اور آرام کی وجہ اور دکھی بیمار رنج والے کے دُکھ بیماری رنج کی وجہ اور اُن لوگوں کے باہمی تفرقہ کے اسباب تناسخ ماننے والوں کو معلوم نہیں ہوئے۔ اس واسطے ان لوگوں نے یقین کر لیا کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں پر شکریہ اُس رب العالمین کا جس نے اسلامیوں کو ایسے دلائل سے بچنے کے واسطے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ط (سورہ بنی اسرائیل) ؛

ترجمہ اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ کان آنکھ دل سب سے سوال کیا جائیگا ؛

آریہ رد جواب اول۔ تناسخ ماننے والوں کے پاس اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنے دلائل ہیں کہ جنکے سامنے کسی عاقل بالغ کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ دلیل بھی اُن دلائل میں سے ایک ہے۔ مگر وہ ساری کی ساری ہی لاجواب ہیں جو مفصل طور پر اس کتاب میں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف آپکے جواب پر غور کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں ؛ مولوی صاحب! آپکی اس تحریر سے تو ہمیں ایک اور بات ظاہر ہو گئی۔ کہ آپ ثبوت کے معنے بھی نہیں جانتے یا تجاہل عارفانہ سے حق بات کو چھپاتے ہیں لیجئے ہم آپ کو سمجھاتے ہیں ؛

ایک شخص ایک مجلس میں آیا جسکے منہ میں شراب کی بو آتی ہے۔ اہل مجلس نے بو سونگھتے ہی جان لیا۔ کہ اس نے شراب پی ہے۔ حالانکہ ان کے سامنے نہیں پی۔ اور وہ خود بھی انکاری ہے ؛

اسی طرح ایک دوسرا شخص آیا جسکو باد فرنگ کی مرض ہے اور مکھیاں اڑا رہا ہے نیب کی ٹہنی ہاتھ میں ہے۔ بحکم آنکہ سے مادر کھنا یہ مصیبت تجھے ٹہنی ہوگی ؛ ہاتھ ہوگا تیرا اور نیب کی ٹہنی ہوگی ؛ انہوں نے فی الفور جان لیا کہ اُسنے کسی طوائف سے بدفعلی کی ہے ؛

اسی طرح ایک تیسرا شخص آیا جس کا آواز بیٹھا ہوا کھانسی جاری اور کھانسنے وقت خون بھی آتا ہے۔ اُنہوں نے اُس کی آواز سن کر حالت کو سمجھ لیا۔ کہ اس کو دق ہے۔ حالانکہ اُن کے سامنے اُس نے پی۔ زنا کیا اور نہ کسی قسم کی بدپرہیزی کی۔ حکیم جی! کیا جنہوں نے اِن تینوں کی نسبت رائے قائم کی وہ بلا ثبوت ہے یا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اُن مرضوں کے۔ حضرت منہ سے بو آنا۔ اور پاؤں میں استقلال نہ ہونا علامت ہے شراب نوشی کی

کی۔ بادِ فرنگ اور آتشک ہونا علامت ہے۔ طوائف بازی کی۔ کھانسی بخار دائمی اور خون آنا علامت ہے سِل دق کی اور یہ بڑے زبردست ثبوت ہیں۔ کوئی مرض بغیر سبب کے نہیں ہوتی۔ ہر ایک علت کے واسطے ایک معلول کی ضرورت ہے۔ مرض کا سبب اور علت کا معلول دریافت کرنا حکما کا کام ہے نہ کہ بیوقوفوں کا۔ بیوقوف نہیں جانتے۔ کہ تپ دق کیا چیز ہے اور کیوں ہوتا ہے کیا کیا اسکے سبب ہیں۔ آتشک کی کیا وجہ ہے منہ سے بو کیوں آتی ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ منطق کی بنا ہی سیاء علت اور معلول پر ہے۔ مگر یہ باتیں کسی حکیم حاذق سے پوشیدہ نہیں برے کاموں کا پھل دکھ اور بھلے کاموں کا پھل سکھ ایک دنیا مانتی ہے اور اسکا ثبوت یہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جنم کے روگوں کے واسطے کوئی وجہ نہ ہو۔ حالانکہ خدا عادل و منصف ہے جس طرح یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جو شراب نہیں پیتا وہ مخمور نہیں ہوتا اور نہ اُس کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بعینہٖ وہی حال گذشتہ جنموں کا ہے۔ جب یہاں ہر اپنے اعمال کا پھل ملتا ہے۔ دوسروں کا نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ جنم کے اندھے لولے لنگڑے کانے بہرے کنگال امیر غریب وغیرہ بھی اسی قاعدہ سے ہیں جیسے کہ یہاں یہاں بھی تمام منشاء اعمال کی وجہ سے ہے وہاں بھی سارا اعتماد اعمال پر ہے خدا کسی ذاتی عداوت سے دکھ نہیں دیتا۔ اور نہ ذاتی محبت و رشتہ داری سے سُکھ بس صاف ظاہر ہے کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کے باعث ہیں نہ کہ موجودہ اعمال اور نہ خدا کی عداوت اور نہ اتفاقیہ اور نہ جہالت آپ قرآنی آیت تو کستاخی معاف خواہ مخواہ پیش کی۔ جس سے اُلٹی مصنف قرآن کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کی لیاقت کی قلعی کھلتی ہے۔ حضرت اس آیت پر عمل کرنے سے تو کل علوم معدوم ہو جاتے ہیں۔ بایں وجہ کہ کسی چیز کا آدمی کو بغیر پیچھے لگنے یعنی جستجو۔ تلاش اور تحقیقات کرنے کے علم نہیں ہوتا۔ اور قرآن پیچھے لگنے یعنی تحقیقات کرنے سے منع کرتا ہے۔ گویا ہر طرح کی تحقیقات علمی سے روکتا یعنی جاہل بناتا ہے۔ پس قرآن کے اس ارشاد کی تعمیل کرنا گویا وادیہ نادانی میں سرگردان پھرنا ہے حکیم صاحب! کیا آپ کو پیدا ہوتے ہی علم حکمت آتا تھا؟ آپ کو یہ لیاقت کہاں تھی۔ جب آپ علم حکمت کے پیچھے لگے تب حاصل ہوا۔ گویا آپ نے قرآن اور قرآنی خدا کی عدول حکمی کی۔ جب آپ کے خدا نے نہیں نہیں قرآنی خدا نے ایسے دلائل سے بچنے کا ارشاد فرمایا۔ اور آپ نے اُس کا حکم نہ مانا تو بتلائیے۔ آپ کون ہوئے؟ حضرت کیا یہی کام معلم الملکوت نے نہیں کیا تھا پس یہ آپ کا جواب کسی حالت میں جواب کہلانے کے قابل نہیں ؎

اسی جواب کا دوسرا رد۔ محمدیوں کو خدا کا علم نہیں۔ اور نہ بہشت و دوزخ کا۔ اور نہ فرشتوں کا۔ اور نہ پیغمبروں کا اور نہ عذاب و ثواب قبر کا۔ اور نہ کتابوں کا۔ اور نہ شیطان کا۔ اور نہ منکر نکیر و کراماً کاتبین کا۔ پھر ان کے پیچھے لگنا کتنا خلاف عقل ہے۔ حالانکہ قرآن بھی منع کرتا ہے۔ ان سب سے بیزار کیا وہ آریوں کو یا تناسخ ماننے والوں کو۔ بلکہ ہر ایک کو تناسخ کا علم ہے ؎

بس ایسے صریح تناسخ جیسے مسئلہ سے انکار۔ اور فرشتوں اور شیطانوں سے دوراز عقل مسائل پر اقرار کرنا۔ محمدی ہی کی عقلمندی ہے ؎

(۳) اسی جواب کا تیسرا رد۔ کان آنکھ اور دل سے سوال کیا جانا۔ اور اُن کا [illegible] سراپا محال ہے۔ جس کا از آدم تا ایندم کسی محمدی کو علم

نہیں اور نہ ہوگا۔ اُس کے پیچھے لگنا اور اس پر اعتبار کرنا اور تناسخ جیسے واضح اور انصاف و حق پرستی مسئلہ سے روگرداں ہونا کسی علم و دانش کے خلاف بات ہے ؎

مولوی صاحب سوا جواب اسی کم علمی اسی کم فہمی اور کمزوری سے تفرقہ کے اسباب رنج و راحت کے موجبات اور سامان نہ جانے سے۔ اعتقاد کر لیا کہ ان تفرقوں کا باعث ہمارے پہلے جسم کے اعمال ہی ہیں۔ گویا نے وجہ و بے ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب قرار دے لیا ہے۔ اور یہ جواب اس قسم کی ہے کہ ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں اور اسے آپ ہی یہ سوچ لیں کہ اسوقت کچہریاں بند ہیں بازار بند ہیں لیں بجز اسکے کہ یہ آدمی اس وقت صرف چوری کرنے جاتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں عقل والے سوچ لیں یہ کیسی منطق اور لاجواب ہے۔ اسی واسطے قرآن کریم نے تناسخ ماننے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ اٹکل بازی میں پڑے ہیں ؎

آریہ۔ رد جواب دوم۔ ہم آپ کو کم علمی و کمزوری و کم فہمی کی بابت کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ایسی باتوں سے ہی آپ کی لیاقت اور آپ کی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے ؎

سُنئے

دنیا میں تفرقہ موجود ہے۔ رنج و راحت موجود ہے۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اب تفرقہ اسباب اور رنج و راحت کے موجبات تلاش کرتے ہیں۔ جو لوگ خدا کو نہیں مانتے یا تمام دماغ سے آلودہ جانتے ہیں وہ ایسی کم علمی سے کچھ الٹا خیال کریں تو کریں۔ مگر کسی اہل دانش پر پوشیدہ نہیں کہ ایشور کے سب کاموں میں حکمت بھری ہے۔ کوئی کام اُس کا انصاف و عدالت سے خالی نہیں۔ تمام عقلمند یہاں دیکھتے ہیں برے کاموں کا برا پھل ہے۔ جیلخانہ کے قیدیوں کو دیکھ کر جرم اور جرم کو دیکھ کر قید۔ اور سزا کا خیال آتا ہے۔ بھلا کیا اندھا۔ اُن کے حق میں مصنف قرآن ایسا کہتا ہے۔ کہ وہ دیکھنے ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سمجھتے گویا صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُونَ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں اور ان حرکتوں سے باز نہیں آنا چاہتے۔ کیا جیل خانہ کے قیدی کو دیکھ کر جرم کا خیال کرنا بیوجہ ہے۔ ایک چیز کو کسی دوسرے کا سبب قرار دے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ نہایت قوی وجہ سے سچی بات کا اظہار کرنا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حق بات سے روگردانی کے سبب آپ کی عقل میں فتور آگیا۔ جو آپ نے مثال دی۔ وہ آپ کی منطق دانی پر داغ لگاتی ہے۔ سنئے اور سمجھئے اگر ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں۔ تو کیا مندرجہ ذیل شکوک وشبہات پیدا نہیں ہوتے۔ اول یہ کہ اس کو کوئی بہت ضروری کام ہے۔ یا چور ہے یا پاگل ہے یا کسی نے جبراً روانہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر اس کے ہاتھ میں شرلہ آلہ نقب بھی ہو کمند بھی ہو۔ دیا سلائی کی ڈبیا بھی ہو تو چور ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ مزید برآں اگر نقب سے پکڑا جائے مال مسروقہ مل جائے۔ تو وہ یقین درجہ حق الیقین پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم یہاں کسی کو آتشک یا سوزاک کی دوائی خریدتا دیکھیں۔ تو اُس کے زنا کار ہونے کا شبہ ہو جاتا ہے۔ اور جب اُس کو آتشک یا سوزاک میں مبتلا دیکھتے ہیں تو اُس کی زناکاری کا یقین ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اُس کی طوائف بازی بھی ہم ہم کو معلوم ہو تو حق الیقین میں کوئی کسر نہیں رہتی

اسی کے حسب حال جب کوئی بچہ جنم سے اندھا لولا لنگڑا وغیرہ دیکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی خدا کو عادل و منصف بھی مانتے ہیں۔ تو فی الفور حق الیقین

ہو جاتا ہے۔ کہ اُس نے ضرور بُرے کام کئے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں یا عیسائیوں کی طرح سب حرامال خدا کے گلے مڑھنی پڑتی ہے ⁂

واضح ہو کہ جس مذہب سے خدا پر الزام آوے وہ مذہب باطل ہے۔ سارا

سچے ویدک دھرم او سار تناسخ یقین ہو جاتا ہے۔ سوائے اس کے اس کا کوئی جواب نہیں ⁂

جس طرح دانا سُراغی (کھوجی) جانور یا آدمی کے پاؤں کا نشان دیکھ اور اُس کے پیچھے لگ مال و مجرم کو پا لیتے ہیں (دیکھو قرلش کے کھوجیوں کا حال صفحہ ۱۸۹-اعجازالتنزیل)

اسی طرح طالبان حق سلسلہ اعمال پر غور کر اور تناسخ کے صراط المستقیم پر چل راہ حق کو پا لیتے ہیں۔ مگر بادانعقد و نادان آدمی نہ جانتا ہے۔ اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور حوالہ دیتا ہے۔ کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے۔ کہ جس چیز کا تجھے علم نہیں۔ اسکے پیچھے مت لگ۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہر بات میں تحقیق و تفحص شرط ہے۔ آپنے جو قرآن کا پرمان دیا۔ اسمیں قرآن اور اپنی دونوں کی لیاقت کا امتحان دیا۔ قرآن اسمیں دھریوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مانتے ہیں۔ کہ زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ اور دنیا کی زندگی ہی کو معراج مانتے ہیں۔ اور ایسے لوگ صرف مسلمان ہی ہیں۔ جنت میں ہے۔ مت کھو نا امیدی زمانہ کی تحقیق زمانہ ہی خدا ہے۔ پس محمدیت اور دہریت توام ہیں۔ باقی رہا دنیاوی زندگی کو معراج ماننا وہ بھی ان کے حق میں موزوں ہے۔ نمونہ کے واسطے خود محمد صاحب کی زندگی کافی ہے۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں ؛

در بدانکہ دوست ترین چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زنان بود و عطر بوے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر و برا کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد اورا چندان کہ خواہد آں در نکاح خود آورد۔ و بخاری آورده کہ حضرت رسالت پناہ میگشت بر تمامہ نساء خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و در روایتے نُہ۔ و بودیم کہ تحدیث میکردیم کہ دادہ شدہ اورا قوت سی نفر و از طاؤس و مجاہد آمدہ کہ قوت چہل تن و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت و در روایت صحیح آمدہ کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد بود در اکل و شرب و جماع لہذا مباح بود۔ آنحضرت را ہر مقدار زنان کہ خواہد۔ دریں جا کمال فضل و شرف و امتیاز او ست از سائر رجال امت (دیکھو مدارج النبوت مطبوعہ نول کشور جلد دوم باب دوم ذکر ازدواج صفحہ ۵۹۲)۔ پس محمد صاحب کو جماع میں قوت ۴۰ × ۱۰ = ۴۰۰ آدمیوں کی تھی اور تناسخ نہ ماننے کے سبب اپنے ہی تو ہی خیال پیروان دین محمدی کے دل میں گذرا کرتے ہیں۔ ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی کہتا ہے سے

نوروز و نوبہار مے و دلبرا خوش است بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مے و دلدار و گلزار جوانی ⁂ ازیں خوشتر چہ باشد زندگانی

اور یہی اشعار تمام مسلمانوں کے حسب حال ہیں ⁂

اور اگر قرآن خدا نخواستہ تناسخ کے ماننے والوں کی تردید کرتا ہے۔ تو مدعا فہمی سے قاصر ہے۔ اُن کا یہ اصول نہیں بلکہ تناسخ کی ساری بنیاد اعمال انسانی

و عدل ربانی پر ہے۔ توہمات زمانی اور وسوسات قرآنی پر نہیں ⁂

مولوی تیسرا جواب۔ دنیا میں ہم یہ تفرقہ تو دیکھتے ہیں۔ کہ ایک جسم کا بیمار ہے۔ اور دوسرا تندرست۔ ایک جسم سے دولتمند ہے۔ اور دوسرا غریب اور مفلس اور دنیا کا تمام کارخانہ اور اُس کا تمام انتظام ایک علیم و حکیم کی زبردست طاقت و صفات کا نتیجہ اور اثر ہے۔ پس ہمیں یقین ہے کہ یہ تفرقہ بیوجہ اور بے حکمت نہ ہوگا۔ مگر کیا یہ ضرور ہے کہ اُس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بے تعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل اور سمجھ اُن پر حاوی ہو جاوے؟ یاد رکھو کہ کسی کی نظر اور بصیرت اسکو احاطہ نہیں کرسکتی اور وہ سب پر محیط ہے۔ قرآن فرماتا ہے اسکو آنکھ ادراک نہیں کرتی اور وہ آنکھوں کو ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف اور خبیر ہے اُن کے آگے کی اور پیچھے کی سب چیزوں کو جانتا ہے اور وہ اُسکے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کرسکتے۔ مگر جو وہ آپ چاہے ⁂

آریہ رد جواب سوم۔ مولوی صاحب یہ تو کوئی نیا جواب نہیں۔ بلکہ وہی پہلا جواب ہے۔ جس کا کھنڈن ہو چکا ہے۔ جو الزام پہلے جواب میں آپنے قائلین تناسخ پر لگائے وہی یہاں ہم اسلام پر لگا سکتے ہیں۔ حضرت تناسخ والے تو وجہ بتلاتے ہیں۔ اسے تلاش کرتے ہیں اور ثبوت پہنچاتے ہیں۔ مگر قرآن نے تو دلیل سے منع کر دیا دوسرے الفاظ میں بقول آپکے بتلا دیا۔ کہ اس باریک بھید کے سمجھنے کے واسطے انسانوں کی محدود عقل اور سمجھ کافی نہیں یہاں فلاسفرانہ دماغ چاہئے۔ بقول سید احمد خان صاحب کے "اونٹ چرانے والے اس مسئلہ کو نہیں جانتے"

مولوی صاحب۔ اس جواب سے اگر خاموش رہتے تو ہم کو آپکے الہام و علم کا گمان سا رہتا۔ خدا نے جو چاہا ہے۔ یعنی یہ اسکی مرضی ہے کہ لوگ حکمت کو سمجھیں اور آنکھ کھولیں عقل کا استعمال کریں۔ اور اپنے پاک ویدوں میں مسئلہ تناسخ کو کما حقہ ارشاد فرمایا ہے۔ قرآن کریم کی آیت

کوئی نئی ہدایت نہیں وید اور آپ نشد کے

اس واک کی نسبی سائی روایت ہے۔ کین اُپ نشد نمبر (۳)

यञ्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते॥
केन उपनिषत सामवेदीय खण्ड१ वाक ६

ترجمہ جو آنکھوں سے نہیں دیکھ پڑتا اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں اُسی کو تو برہم جان اور اُسی کی اوپاسنا کر اور اُس سے علاوہ جو سورج۔ بجلی۔ اگنی وغیرہ بیجان چیزیں ہیں اِن کی اوپاسنا مت کر۔

اسی طرح وہ دوسری آیت بھی اُپ نشد کے اس واک کا ترجمہ ہے۔

सोवेत्ति विश्वं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं महान्तं

وہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔ اُس سے کوئی بات مخفی نہیں مگر اُسکی ذات کا پورا علم کسی کو نہیں کیونکہ پرم پورن (محیط) لطیف اور خبیر ہے۔

مولوی چوتھا جواب۔ کسی کا بیمار ہونا اور کسی کا تندرست ہونا اور کسی کا آسودوں کے گھر جنم لینا اور کسی کا مفلسوں کے گھر میں جائز ہے کسی اور وجہ سے ہولیں یہ احتمال آواگون ماننے والوں کا استدلال صحیح اور تام نہیں۔ پس ہم ان کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ۔ جس سے ثابت ہو جائے۔ کہ ایسے تفرقوں کا اعمال کے سوا اور کوئی باعث نہیں بصرف اعمال ہی ان تفرقہ کا باعث ہیں۔ بلکہ یہ تجھیل ارشاد

قرآنی جو ذیل میں ہے کہتے ہیں۔ کوئی علمی دلیل لاؤ۔ اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہ
لو کیونکہ سچ ہے۔ جس میں کہا ہے هل عندكم من علم فتخرجوه لنا الآیۃ
ترجمہ کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ۔ تم تو ظن کی پیروی
کرتے ہو اور اٹکلیں دوڑاتے ہو (سورۃ انعام)

آریہ رد جواب چہارم:۔ یہ تو ایسا شک ہے جیسے کوئی کہے کہ ممکن ہے اس دنیا کا
بنانے والا خدا کے سوا کوئی اور ہو کیونکہ اس کو ایسے وسوسوں سے کیا کام جو
حیران و سرگردان ہو وہ تو لطیف و قادر ہے مولوی صاحب یہ تو نہایت ہی نادانی
کا جواب ہے ہم لوگ تو دلائل عقلی سے اعمال و جزا و سزا کا نقشہ آنکھوں کے
سامنے رکھ عدل خداوندی کے بھروسہ پر ثبوت دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں۔
کہ اس کا یہی سبب ہے اور کوئی نہیں یہ کہنا آپ کا ایسا ہے جیسے کسی کو مرض جنون
ہو۔ عام جاہل اور خصوصاً مذہبی لوگ یہ کہیں کہ اسکو جن یا دیو ہے اور اُن کے ملا لوگ اُسکی
اعرابیت سے سورہ جن پڑھ پڑھ کر اسپر پھونکیں اور کوئی ڈاکٹری یا بید یونانی طبیب
آکر اُسکا دوائی سے علاج کرے اور وہ شفایاب ہو جاوے تب ناواقف لوگ یا کوئی آپ
جیسا راجہ شاہی حکم کے جاری ہے کہ جسکے سوا اور وجہ ہو شاید جادو ہو نظر لگ گئی
ہو یا کسی ڈائن نے کلیجہ نکال لیا ہو۔ اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ ڈاکٹر صاحب کوئی ایسی
عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جائے کہ ایسی حالت مرض کے سوا جن بھوت جادو
سحر اور ڈائن یا چھل پائی کی نکڑ سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تعمیل ارشاد قرآنی جلاب اور
فصد سے کام نہ لو اور نہ علم حکمت کو دخل دو۔ کیونکہ قرآن سچ (دیکھو سورۃ بقرہ سورۃ
جن وغیرہ) مولوی صاحب یہ ہم اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہیں لیتے بلکہ دلائل و اثبات
سے اٹکلیں تو آپ دوڑاتے ہیں جبکہ فرماتے ہیں۔ جائز ہے اعمال کے سوا کسی اور
وجہ سے ہو پس بایں احتمال پھر کہتے ہیں یہ تفرقہ بے وجہ و بے حکمت نہ ہوگا۔ مگر یہ کیا
ضروری ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بے تعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ
انسانی محدود عقل اور سمجھ اسپر حاوی ہو جاوے۔ اسلامیوں کو ایسی دلائل سے بچنے
کا ارشاد فرمایا۔ پس یہ قرآنی آیت آپ جیسے شکی لوگوں کیواسطے ہے اہل حق اور پیروان
وید کیواسطے نہیں ہے کیونکہ ہم نہ ظن کرتے ہیں اور نہ شک بلکہ دلیل لاتے ہیں اور ثبوت
پہنچاتے ہیں جس طرح خدا کی ہستی کا ثبوت۔

مولوی پانچواں جواب:۔ اگر آریہ اس پر از راہ عنایت انصاف کریں تو کسی قدر لطیف
اور داد کے قابل ہے موجودہ اشیا میں اس تفرقہ سے بڑھکر ایک بڑا تفرقہ ہم دیکھتے
ہیں۔ اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جزا و سزا نہیں اور اس امر کو آریہ
صاحبان آپ بھی تسلیم کریں گے۔ سنو ایک ارواح چیتن وستو یعنی عالم ہوشیار
ہے اور پرکرتی بلکہ پرمانو یعنی اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جسکو عربی
علوم طبیعیہ کے عالم اجسام ذیمقراطیسی کہتے ہیں۔ ایک جڑھ اور غیر ذی شعور چیز ہے
(در بار تعالی علیم و خبیر عزیز و غائب القدوس السلام ایک تیسری چیز ہے۔ جو
ان دونوں اول الذکر ارواح و اجسام بلکہ کال یعنی زمانہ پر حکمران ہے

آریہ صاحبان! بلکہ تناسخ کے ماننے والو! ان تین اشیا موجودہ میں اول روح چیتن
جنم سے کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالی کے ماتحت اور اسکی صفت عدل کے باعث
جزا و سزا میں گرفتار ہیں یا نہ بقول تناسخ ماننے والوں کے بلکہ آریہ کے ابد الآباد
تک اسی طرح گرفتار رہیں گی اگر مہا پرلے کے وقت یا اُس سے کسی قدر پہلے اور
پیچھے اجسام سے الگ ارواح آرام و راحت میں بھی رہے تو اس وقت بھی مکتی کی
[illegible] میں بھی رہتی ہے۔ جس کے باعث ارواح کو پھر جنم لینا پڑتا ہے اور

دوم پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے محروم ہی رہیں گے۔ اور
سوم اللہ تعالی ازل سے ابد تک ہمیشہ اسپر حکمران رہا اور ہمیشہ اسپر حکمران رہے گا۔

اب ہم تناسخ ماننے والوں کی دلیل کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم دیکھتے
ہیں ان تینوں میں بعض اشخاص جنم سے کیا ہمیشہ سے لنگڑے اور بعض اشیا جنم
سے کیا ہمیشہ سے سزا و جزا میں گرفتار اور ایک العمی اور ایک ان دونوں پر
حکمران چل ستانہ۔ اب آپ کی دلیل تناسخ کو بعینہ لیکر کہتے ہیں دیکھو اثبات تناسخ
بحث کی ابتدا میں ع۔ جو کہو کہ پرمیشر کی مرضی تو کیا وہ عادل نہیں پس بجز نتیجہ
سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہو۔ لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالی کو
ماننے والی اللہ تعالی اور پرمانوں میں تو جنم کے قائل نہیں۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ
تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔ جو ہم تناسخ کے قائل ہو جاویں بلکہ تفرقہ
کے اور اسباب بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ ایزدی مخلوق میں ہم دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز پتھر
کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں اور الکٹرسٹی کے ذرات اور کچھ پہلے درجہ
کی کثیف اشیاء کاربن وغیرہ بتاؤ کیا اس تفرقہ کا باعث بدلی جنم کے اعمال ہیں انکے کس کام کی
جزا و سزا۔ معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں بلکہ اس القادر کی باریک حکمتیں ہیں جیسے ہم کہتا یا ارشاد ہے
لقد خلقکم اطوارا و خلق لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا ترجمہ یقیناً اس نے تم کو مختلف طور
پر بنایا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور سب
اشیا ہماری ہیں۔

آریہ رد جواب پنجم:۔ آپکے اس جواب سے تو درحقیقت تسلی ہوگئی اور کیوں نہ ہو جب
آپ خود ہی ایسے لطیف اور قابل داد بتلاتے ہیں دریں چہ شک مگر مولوی صاحب
اپنی تعریف عقلا کو پسند نہیں بقول صائب ع ثنائے خود بخود گفتن۔ نہ زیبد مرد عاقل را
کیا اچھا ہو کہ مسلمان اور خصوصاً پیروان مسیح موعود آپ کو معلم اول کا خطاب دیں
کیونکہ حواریان مسیح میں ایسے لطیف اور قابل داد جواب دینے کی کسے طاقت ہے۔
جناب آپ روح مادہ اور خدا ان تینوں کے بلا تناسخ و بے اعمال تفرقہ کو پیش کر
اس سے تناسخ جیسے معقول مسئلہ پر اعتراض لاتے اور شک دوڑاتے ہیں مگر
اصل بات یہ ہے کہ آپ نے تناسخ یا اعمال یا سزا و جزا کو بالکل نہیں سمجھا اور
یہی وجہ ہے کہ ایسے فضول اس باطل پیدا کر باوجود بنیاد فاسد علی فاسد کے اس کو
لطیف اور قابل داد سمجھ بیٹھے ہو آپ تو سمجھاتے ہیں غور کرو اور سنو سزا و جزا کسی کی
ہستی پر نہیں بلکہ گیان کرم اور روح پر ہے۔ چونکہ گیان و تمیز ارادہ و ادراک پرمانوؤں
میں بالکل نہیں تا بر آں سزا و جزا سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ باقی رہا خدا چونکہ
اسی غرض نفسانی کیواسطے وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ چونکہ وہ بغیر حواس کام کرتا ہے
چونکہ اسکا جسم نہیں علیم کل سرو بیاپک ہے۔ اسمیں احتیاج و اگیان نہیں بنا بر
آں نہ شریر دھارتا ہے نہ پھل بھوگتا ہے نہ تناسخ میں آتا اور نہ آسکتا اور نہ سزا
و جزا کا مستحق ہے مگر

روحیں مدرک بالذات اور متصرف بالآلات ہیں۔ بدیں سبب وہ فعل کرتی
اور پھل کی خواہشمند ہیں احتیاج و اگیان و الپگتا وغیرہ صفات سے موصوف
ہیں پس وہ نیک یا بد پھل کی مستحق اور تناسخ میں آنیکے لوگ ہیں۔

آپ کے یہ الفاظ کہ پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے
محروم ہی رہیں گے" "بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ لنگڑے" اور پرمانوؤں میں تو جنم کے
قائل ہی نہیں" "کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں وغیرہ کیا
اس تفرقہ کا باعث بدلی جنم کے اعمال ہیں" "اُن کے کسی کام کی سزا و جزا"۔

معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں"۔

حضرات آپ کی یہ دلیل تو ایسے بھولے پن کی ہے جیسے کوئی کہے کہ جس طرح تلوار کو آدمی کے قتل کرنے سے پھانسی نہیں ملتی اور جیسے جج مجرم کو سزا دینے سے سزا یاب نہیں ہوتا۔ اور جس طرح جیلخانہ کی کڑیاں پیالہ گھڑے دیواریں لوہا چھت دروازے کسی جرم میں جیلخانہ نہیں گئے اور نہ انکو سزا ہوتی ہے۔ اسیطرح قیدی بھی کسی جرم کی علت میں جیلخانہ نہیں گیا اور نہ اسکو کسی جرم کی علت میں سزا ہوئی اور جسطرح آدمی کو بد پرہیزی سے بخار ہوتا ہے مگر کہیں کو یا ہسپتال کی لوٹلوں کو یا ہسپتال کو یا ادویات کو یا ڈاکٹر کو نہیں ہوتا۔ پس مریض کو بھی بد پرہیزی سے نہیں ہوا۔ کیونکہ اور دونکو بھی نہیں ہوا ۔

اور جس طرح آدمی کو طوائف بازی سے آتشک یا سوزاک ہوتا ہے مگر بازار یا دھوتی کو یا دوائی کو یا سامان متعلقہ چارپائی وغیرہ کو نہیں ہوتا پس آدمی کو بھی طوائف بازی سے نہیں ہوا وہ چادر وہ پلنگ وہ زنجیر وہ سقف وہ پانی کس گناہ کے بدلے ایسی بری جگہ میں گئے۔ انکے کس کام کی سزا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں ۔

مولوی صاحب یہ خیال سراپا باطل ہے مہربانی کرکے غور کرو اور سمجھو اچھیا ایسا دولش پرتیں سکھ دکھ اور گیان کے ساتھ جو کام کرتا ہے اسکو اس کا پھل ملتا ہے دوسرے کو نہیں مایزہ معقول صرف روحونکو ہی کرموں کا پھل ملتا ہے اور وہی تناسخ میں آتے ہیں اور کوئی نہیں ۔

آپ کا یہ قول۔ لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالےٰ کو ماننے والے اللہ تعالیٰ اور پرما تماؤں میں تو جسم کے قائل نہیں" آپکی ناواقفیت پر دال ہے۔ کیونکہ پورانک ہنود دونوں کے جسم کے قائل ہیں اور نوین ویدانتی سب کو خدا مانتے ہیں اور ایسے ہی صوفی ہمہ اوستی اور تم ہمہ از دستی بھی انہیں کے بھائی بند ہو تمہارے بزرگ اور ولی اور پیشوا بایزید بسطامی نے کہا ہے لا الہ الا انا فاعبدون یعنے اللہ ہمہ اوست با اللہ ہمہ اوست ۔ تمہارے صوفی اور مولوی رومی جیسے فاضل قرآن کے ماہر خدا ایں بھی تناسخ کے قائل ہوئے ہیں ۔ ؎

شود ہمیر شد و پیام آورد   گشت خود کاسر و بود انکار

تمہارا ایک خدا رسیدہ کہتا ہے ؎ مدت در خیال ایں بودم   کہ منم ذاکر و توئی مذکور ۔ ست یقینم کنوں کہ غیر تو نیست   ذاکر و ذکر شاکر و مشکور ۔

؎ ایں دوئی اوصاف دیدہ احولست ۔ ورنہ اول آخر آخر اول ست ۔

عیسائی مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ اور اُس کا لوگوں کے بچانیکے واسطے دنیا میں جسم لینا ایمان جانتے ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس خدا کے اقنوم ہیں اور یہی تثلیث کے تین ارکان معلوم ہیں۔ تمہارے فاضل اجل مولوی رومی صاحب لکھتے ہیں ؎

چوں آں بیچوں ددیں چوں کرد آرام   پے روپوش کردہ یوسفش نام

مولویصاحب سوائے آریونکے کوئی بھی ایسا نہیں جو قولاً و فعلاً خدا کے جسم سے انکار کرتا ہو دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہیں کہ جنکا ایسا ڈنکا کی چوٹ سے ارشاد ہے کہ پرماتما کبھی جون میں نہیں آتا اور نہ اوتار دھارن کرتا ہے۔ اسیواسطے اوتار لفظ بھی وید میں نہیں ہے ۔

پتھر پانی روشنی کی کرنیں۔ الکٹرسٹی کے ذرات۔ کاربن ہیڈروجن ایتھر ایٹم وغیرہ سب ہی بیجان ہیں گیان سے رہت ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ اعمال کے بندھن میں نہیں ہیں۔ اسی لئے انپر تناسخ کا لفظ حاوی نہیں ۔

مختلف سزا و جزا اعمالوں پر ہے اعمال سے سزا اور جزا سے تناسخ ثابت ہے" اسمیں آپکے وہی الفاظ دوہراتا ہوں تاہم دیکھتے ہیں کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے لولے کانے بہرے۔ کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ٹھکر دولت مند۔ اسپر جو یہ کہو پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں۔ جو بلا قصور اور بک بالذات و متصرف بالآلات ہیں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و نا منصفی نہیں کرتا"۔ الہامی و حواری صاحب یہ فقرہ اب موزوں ہوا یا اسوقت ذرا خدا کے واسطے انصاف کیجئے گا ۔

قرآن کی محولہ آیت تو چند سطریں سیاہ کرنیکے سوا کسیطرح آپکے حق میں مفید نہیں اور ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ تناسخ سے اُسکا کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ علم معقول ہے اگر القادر کی باریک حکمتیں یہی ہیں جو قرآن میں ہیں کہ یقیناً اُسنے تم کو مختلف طور پر بنایا اور آسمانوں و زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور یہ سب اشیا ہماری ہیں" تو انکو سکر ایک معمولی طالب علم کی جو منطق کا پہلا رسالہ بھی جانتا ہو تسلی ہو جائیگی اور کیا الٹی قرآن کے مصنف کی لیاقت پر اُسے ہنسی آتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بے العور کہ اٹھیگا۔ کہ یہ دعوٰے باطل ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں۔ علم طبعی اور ہیئت نے ظاہر کردیا۔ کہ وہ صرف حد نظر ہے۔ یا قرآن کی باریک حکمتیں یہی ہیں۔ کہ جسکا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ آنکھ ناک کان اور دل سب سے سوال کیا جاویگا۔ تو بس بخ اے ترکستان سیا ذکر تک کے تمام بند۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جو طالعلموں کو سوار جہانگیر یکراں براق۔ کہ بگذشت از قصر بلی رواق وغیرہ علم معقول کے خلاف شعر حفظ کرائے جاتے تھے اور وہ غریب المحور معذور ہو کر یاد کرتے اور منہ سے اعتراض کا نام نکالنے کی بھی جرأت نہ کرتے تھے۔ حضرت قرآن مجید فرقان حمید تو صرف اسیواسطے ہے کہ عرب کے بدوؤں کو ڈرا کر دھمکا کر اور پھسلا کر دین محمدی میں گرویدہ کیا جاوے۔ کہ وہ علمی معقول اور فلسفی دلائل سمجھانے کے واسطے نہیں اور نہ معقولیت سکھانے کے واسطے جیسا کہ خود قرآن کریم میں ہے ۔ وَھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ ترجمہ اوست آنکسیکہ برانگیخت درمیان اُمیاں مُراد قوم عرب اند کہ اکثر ایشاں خواندہ و نولیسندہ نبودند رسولے منہم فرستادہ از جملہ ایشاں یعنی اُمی"

لیکن مولویصاحب القادر کی باریک حکمتیں وہی ہیں۔ جو وید مقدس میں بیان ہوئی ہیں۔ وید ام الکتاب بلکہ فتح الباب عالم و عالمیان ہے۔ وید علم معقول کا مخزن اور جواہر معرفت کا معدن ہے اور اس کا سبب ظاہر ہے۔ کہ عقل کل پرماتما سے اُسکا ظہور ہے۔

مولوی جواب ششم۔ سائنس یعنی پدارتھ ودیا (علم طبعی) نے ثابت کردیا ہے کہ جمادات و نباتات اور انسان اور حیوانات کے تباین اور تفرقہ ضرور ہے۔ مگر تناسخ ماننے والے کہتے ہیں کہ ان اشیا میں کوئی تباین نہیں ناانسانی روح ناقص اعمال سے مرکر حیوان اور حیوانی روح انسانی بن جاتی ہے۔ بعض انسان شجر و حجر ہو جاتے ہیں اور بعضے شجر و حجر انسان۔ اور روح وہی روح رہتی ہے۔ اور یہ امر سائنس کے بالکل خلاف ہے تعجب آتا ہے آریہ کے اعتقاد پر۔ روح کے گن۔ کرم۔ سبھاؤ یعنی روح کے خواص۔ افعال۔ اور عادات انادی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور روح کے لئے یہ امور آریوں کے نزدیک لازمی ہیں روح سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے۔ پھر روح کے شجر و حجر ہو جانے کی حالت میں ہم پوچھتے ہیں وہ صفات اور لوازمات کہاں چلے جاتے ہیں کیا ثبوت ہے کہ یہ صفات اور لوازمات اُس وقت بھی روح کیساتھ موجود رہتے ہیں۔

آریہ رد جواب ششم۔ آپکے گورو بلکہ پیر و مرشد۔ خاتم الانبیا مثیل مسیح یا مسیح موعود نبی قادیانی جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ ثانی سُرمہ چشم

اسلام میں فرماتے ہیں ؎

فلسفی کو راچشم حق میں سخت نابینا بود گرچہ مکین ناشدہ با بو علی سینا بود

اور آپ اس شعر کے خواص میں فلاسفی پر چلیے۔ مولوی صاحب قرآن اور فلاسفی مذہب معقول اور فلاسفی کا خیال ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مولانا رومی علم طبعی کے جاننے والوں اور دلیل کرنے والوں سے کہتا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

گر باستدلال کار دیں بودے فخر رازی راز دار دیں بودے

اول آنکس کہ قیاسک ہا نمود پیش انوار خدا ابلیس بود

علم طبعی سے استدلال کرنا اور سائنس کا حوالہ دینا اہل وید یعنی پیروان وید کا کام ہے نہ کہ اعرابیوں اور مسلمانوں کا ؎

اہل قرآں را بہ طبعی دم مزن زانکہ دخل عقل در دیں ناروا

چون نہم بر قول قرآن اعتبار ویش جبر و ہیئتش دو الفقار

اہل قرآن را بہ دانش کار نے مرد امی را بہ حکمت بار نے

علم سائنس اور طبعی کا تو اہل آریہ ورت مختار ہے جبکہ ویدا پر منیساں کیطرح کنٹر بار ہے یہ ہمارا ہی احتمال نہیں بلکہ آج کل کے علما یورپ اور سائنس کے ماہروں کا بھی یہی خیال ہے۔ مورخ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں :-

:- آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول یہی ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں :-

مگر شکر ہے کہ آپ سائنس کی طرف چلے اور اعرابیت سے تہذیب کی طرف ڈھلے جو تفرقہ اور تبائین سائنس والوں نے جمادات اور نباتات و حیوانات کے درمیان بتلایا ہے۔ اسکو بھی آج سے لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے حل فرمایا ہے۔ وہ تفرقہ ہمیں منظور ہے۔ اور اس تبائین سے ہم ناواقف نہیں ہم جمادات اور نباتات کو خرچ عقل مدرک مانتے ہیں اور انمیں روح کا پرویش جائز نہیں جانتے۔ حیوانات نباتات جمادات کو باہمی سخت متبائین گردانتے ہیں کیونکہ انمیں حرکت ہے جس کا فرق ہے سائنس والے تو مادہ اور روح کے انادی ہونے کے قائل ہیں وہ کسی چیز کو سوائے مرکبات کے جدید نہیں جانتے وہ تو بندر سے بطور تناسخ یا ہمسکل تناسخ انسان کے پیدائش مانتے ہیں جو بہت کچھ ہمارے مطابق ہے پس سائنس اور آریہ دھرم یعنی علم اور وید اور وید توام یا یک جان دو قالب ہیں علت و معلول کے سلسلہ پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ضرور انسان ناقص اعمال سے حیوان اور حیوان بعد بھگتنے سزا کے انسان بنتے ہیں ہر ایک حکیم مزاج آدمی جسے منطق سے ذرا بھی مس ہے وہ جانتا ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے ورنہ لفظ حیوان دونوں پر صادق ہے اگر انسان عقل سے دور یا محروم رہ کر حیوانی کام کرتا ہے تو لابد ہے کہ وہ حیوان جو انسان ہو کر (معاذ اللہ) گدھیوں کتیوں۔ گھوڑیوں یا بھیڑ بکریوں سے خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے ہیں گیا وہ درجہ انسانیت سے گرے ہوئے نہیں ہوتے؟

جو انسان ہو کر بالجبر سے زنا کرے خلاف وضع فطرت کا مرتکب ہو فرقہ اسماعیلی کی طرح یا مستحل کنشا کی طرح۔ کیا وہ حیوانی قالب میں نہیں جائیگا۔ بالضرور جائیگا۔ اور بضرور جائیگا :-

انسان ایسے برے کاموں سے تمام متحرک بالارادہ قالبوں میں جاتا ہے۔ مگر کبھی وہ اُن قالبوں میں تناسخ نہیں ہوتا۔ جہاں ارادہ بالکل نہیں وید مقدس اسکے خلاف ہے مسئلہ تناسخ اسکے خلاف ہے روح کی ہستی اسکے خلاف ہے پس آپکا جواب سراپا ناصواب ہے :-

مولوی کا ساتواں جواب :- تناسخ کے ماننے میں سچے علم طب کا وہ بڑا بھاری خزانہ جسکی نسبت کو ہم رات دن بچشم خود دیکھتے ہیں لغو ہوگا۔ حالانکہ بداہت مشاہدہ اسکو لغو نہیں ٹھیرا سکتا۔ اور کیوں لغو ٹھیرا اسکے خالق فطرت اور بیچر کا پیدا کرنے والا جو قادر ہے یخلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ سب جو زمین پر ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔ تناسخ ماننے میں علم طب کا بیفائدہ ہونا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم نے مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوان کو لاحق ہوتی ہیں۔ وہ سب بیماریاں سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بداعمالی کی سزا ہے۔ تو طبیب اور نیچرل فلاسفی جاننے والے بیچارے اسباب کو کیوں ڈھونڈھنے لگے۔ اور حسب الاعتقاد تناسخ کے مانا گیا۔ کہ سزاؤں کا بھگتنا ضروری ہے۔ اور اسیطرح یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جو سزا ملی دے تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کو نکر فضل اور کرم الٰہی ہمکو الٰہی عدالت سے چھڑا سکتا ہے۔ اور اسباب الامراض اور معالجۃ الامراض سے کیا نفع ہوگا؟

آریہ ساتویں جواب کا جواب :- مولوی صاحب آپکو ایسی نئی قسم کی باتیں کہوں اور کہاں سے الہام ہوتی ہیں۔ کیا اُسی روح القدس سے جو حضرت بکر کسوقت آسمان سے اُترتی تھی یا اُس سے جو کبوتری سکر غار ثور پر انڈے دے گئی تھی کیسی کمو آدمی کو آپ ایسا مغالطہ دیں تو شاید وہ آپ کے دام تزویر میں آجائے۔ مگر ہم لوگوں کو تو وید حق نے ایسے وسوسات باطلہ سے خبردار کر دیا ہے سنئے ہم آپکو ڈنکے کی چوٹ سے جتلاتے ہیں علم طب یعنی آیور وید تو بحر وید مقدس کا اُپ وید ہے جسمیں بحر وید کے اُن منتروں کی جنمیں علم طب کا ارشاد ہے رشیوں نے تفسیر کی ہے۔ پس اُسپر عمل کرنا خالق نیچر یعنی واضع قانون قدرت کی تعمیل ارشاد ہے اسمیں ہمارا اور آپ کا اتحاد ہے :-

جسطرح بد پرہیزی یا بد استعمال سے روگ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح دوائی کے کھانے سے روگ دور ہوتا ہے۔ بد پرہیزی برا کام ہے اسکا پھل دکھ ایشور دیتا ہے۔ اسیطرح دوائیوں میں ایشور نے ایسی طاقت دی ہے جو روگ دور کرے اور وید میں اُنکے کھانیکا ارشاد کیا ہے۔ پس تعمیل حکم ربانی دوائی کا کھانا اچھا کام ہے اُسکا پھل سکھ ہوتا ہے اور روگ کو کھوتا ہے۔ جب سب دوائیوں میں تاثیر ایشور کیطرف سے ہے اُن کا تلاش کرنا اُسکے حکم کی تعمیل ہے پس ضرور ہے کہ فائدہ حاصل ہو۔ اگر بد پرہیزی کرنا فعل ہے تو دوائی کھانا فعل نہیں؟ جو اُس کا پھل نہ ملے ضرور ہر ایک کام کا پھل ہے

ع کردۂ خویش تا بہست کرمے آید پیش۔

ہم آپ کو ایک نکتہ اور بھی سمجھائے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب تک دکھ کی میعاد پوری نہیں ہوتی۔ دکھ دور نہیں ہوتا ہے سلطان سکندر کیساتھ ارسطو و افلاطون جیسے معلم حکمت موجود تھے۔ مگر جب شراب نے جگر جلا دیا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا :-

خود محمد صاحب کو جب یہودیوں نے زہر دیا۔ ایک سال تک اُسکے سبب رنجور رہے۔ حالانکہ جیسے حذاق حکیم موجود تھے شفا نہ ملی اور سر ٹوٹے ہوئے دانت پھر پیدا ہوئے :-

موسیٰ پیغمبر کی زبان میں لکنت تھی۔ لوگوں کو ہزاروں معجزے بقول بائیبل کے بتلاتے رہے مگر اپنی زبان بھی درست نہ کر سکے کسی نے سچ کہا ہے ع رنگ رزیرش خود در ماندہ ابھی تھوڑے دن ہوئے شاہ ایران بھی بیمار ہوئے کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی۔ حالانکہ حکمائے حاذق و نامی ڈاکٹر موجود تھے۔ اگر سچا علم طب جسکی صداقت کو آپ جیسے حواری راتدن بچشم خود دیکھتے ہیں درحقیقت سچا ہے تو آپکے مولانا و مرشدنا حضرت حکیم نور الدین قادیانی کے فرزند تبندلیوں مرگئے۔ حالانکہ جبرئیل نے بھی پیشگوئی کی تھی۔ آپکے باطل خیال کی تردید میں سعدی نے اچھا کہا ہے ؎ چون بخبط شد اعتدال مزاج :- نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

تناسخ کے ماننے سے ہی علم طب کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے آریوں نے اس علم میں علمیت بلند کیا اور اول اگرچہ ویدک علاج یعنی

ویدکے سکھلانیکے واسطے خاص پاٹ شالائیں زیادہ مفرز نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی سے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدید ست صنا دید عجم را

ایک ولایتی ڈاکٹر نے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ "ایسے ایسے عجیب نسخے سخت سخت امراض کے دفعیہ کے اس ہی طب بید کے وغیرہ میں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی و یونانی دونوں بالاتفاق اُسکے مقابلہ سے عاجز ہیں"

(مفصل دیکھو نسخہ خط احمدیہ باب سوم صفحہ ۱۸۷ سے ۱۹۳)

اور ہمنے آپ کے کئی دوستوں سے سنا ہے کہ آپ بھی بعوض یونانی کے وید یک حکمت کو پسند کرتے ہیں۔ بلکہ اُسکے مطابق علاج فرمایا کرتے ہیں ؛

ہاں اگر تناسخ نہ مانیں تو پھر علم حکمت کا کیسی۔ آگ میں جلانیکے لائق رہ جاتا ہے اور کوشش رائیگاں ہوجاتی ہے۔ کیونکہ دکھ لگایا خدا نے۔ خدا کے ارشاد کے مخالف دوائی کھانا ڈاکٹروں کے پاس جانا صاف عدول حکمی ہے۔ اور پہلا عدول حکمی کا مجرم شیطان تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ دین اسلام کے ماننے والے طبیب اکثر ناستک ہوتے ہیں مسلمان فاضلوں کا قول ہے۔ "آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ " خاک کی تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو۔ سودن تدبیر کو ساری عمر سیتی رہے ؛ اسکے ساتھ ہی دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب القدر فصل اصفحہ ۹۴ سے ۹۶ تک جلد اول) جسمیں صاف طور پر لکھا ہے کہ تمام بُرائی بھلائی بدمعاشی زنا۔ جو کچھ آدمی نے کرنا ہے خدا پہلے ہی لکھ دیتا ہے اور وہ پہلے سے قبل دخل ہونے روح کے جسم میں شقی وسعید مقرر ہوجاتے ہیں جیسا کہ کہتا ہے "ظاہر ایںحدیث آنست کہ در آمدن بہشت و دوزخ منوط و مربوط بعمل نیک و بد نیست بلکہ بمحض تقدیر و قضائے الٰہی است وحق تعالیٰ بعضے از خلق خود را برائے بہشت آفرید خواہ عمل نیک کند یا نہ وبعض رابرائے دوزخ پیدا کردہ کار ہائے بد کند یا نہ" (صفحہ ۹۹۔ جلد اول مشکوٰۃ شریف)

مولوی صاحب! جب یہ حال ہے تو بتلائیے۔ علم طب یا علم حکمت و الٰہیات کس کام (لا یتحرک ذرۃ الا باذن اللہ) بے رضائے خدا نہ تو ہلکے برگ بجنبد ز درخت ؛

باقی رہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ جب ہم نے پایا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہیں وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ اور بداعمالی کی سزا ہے۔ اس سے علم طب بیفائدہ ہوجاتا ہے" مولوی صاحب! نہ یہ ماننا صحیح ہے اور نہ اسکا نتیجہ صحیح۔ یہ تمام بیماریاں دوسرے جنم کے اعمال کا ثمرہ نہیں۔ بلکہ سوائے پیدائیشی اور قدرتی بیماریوں کے اور تمام بیماریاں موجودہ بدافعالی کا نتیجہ۔ اور جس طرح غلہ بونے کے واسطے علم زراعت سے آگاہی ضروری ہے۔ اسیطرح انسانوں کے سلسلہ پر دوبارہ غور کرنے کیلئے نیچرل اسباب کی تلاش کرنی لابدی ہے۔ چونکہ بیماریاں بد پرہیزی یابدافعالی کا پھل ہے اسواسطے اُنسے بچنے کی غرض سے ہمیں چاہیئے کہ پرہیز یا نیک افعالی کو سیکھیں اور جب اسطرح قدرتی طریقوں پر غور کرنا سیکھ جائینگے۔ تو بالیقین ہمکو تناسخ تسلیم کرنا پڑیگا۔ اسکی قوی وجہ یہ ہے کہ امراض یا دکھ کے نیچرل اسباب مختلف کون سے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ بد پرہیزیاں اور بے اعتدالیاں کہاں سے آئیں یا کیا ہیں تو جواب سیدھا ہے کہ وہ کرم ہیں جنسے دُکھ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اُسکے خلاف اعتدال اور پرہیز ہے جو کیا ہے ہمارے کرم۔ اُس کا پھل تسکین اور آرام بھی لازمی ہے اور یہی تناسخ کی بنیاد۔ اسیواسطے ہمیں بتلایا گیا ہے کہ مردہ ضرور جلاؤ مگر متعفن ہوا کے صاف اور ستھرہ کرنے کے لئے سگندھت پدارتھوں سے اُسکے ہون کرو۔ مکان بناؤ۔ لیکن مکان کی ہوا کو ستھرہ رکھنے کے لئے روز ہون کرو۔ کپڑے پہنو۔ لیکن اُن کی میل کو صابون سے صاف کرو۔ ورزش کرو۔ مگر ستان بھی کرو۔ تاکہ مسام صاف

ہیں۔ ورنہ بیماری لاحق ہوگی۔ اور تکلیف اُٹھانی پڑیگی۔ اور پھر ایسی بیار ذلتا سے ہزاروں سال سیتی ہمارے پالن پوشن اور روٹ ناش ایکھہ ساوس۔ تاکہ جب ہم غلطی کریں اُسکی تلافی اُس سے کرلیں۔ قصور کئے ہم دعا ہیں۔ ہم تنہا لوں قدرت کے اُبگاڑنے اپنا شد ہار کرسکتے ہیں ؛

مولوی کا آٹھواں جواب۔ روح کے گن یعنی خواص۔ روح کے کرم یعنی اعمال روح کے سبھاؤ یعنی عادات آریوں کے نزدیک ارواح کو لازم اور ارواح میں انادی ہیں اور آریہ کے نزدیک یہ صفات ارواح میں باریتعالیٰ کی دی ہوئی نہیں۔ اب رہم کا منکر اگر یوں کہے کہ بعض ارواح کا سبھاؤ اور اُسکے گن ہی ایسے ہیں کہ ناقص ذرات کا جسم لیا کریں اور دکھ دایک جسم میں زندگی بسر کریں آسودگی میں رہنے والوں کے گھر جنم نہ لیں اور یہ امر اُنکیلئے پوربلی جنم جنی پہلے زندگی کے اعمال کی جزا و سزا رہو۔ بلکہ ایسی روح کی سقاوت ازلیہ اور اُس کا سبھاؤ ہی اس تکلیف کا موجب ہو بعض ارواح اصل سے ایسا سبھاؤ

آریہ آٹھویں جواب کا رد۔ یہاں آپنے تناسخ سے نہیں بلکہ خدا سے منکر ہوکر آریہ سے مقابلہ کرنا چاہا ہے۔ مگر محال ہے۔ سنئے ہم آپکو اس دہریت کی دلیل کا بھی رد سناتے ہیں بیشک روحیں نہ تو خدا کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور نہ انکی صفات خدا کی دی ہوئی ہے۔ مگر روح کرم کرنے میں سُتنتر اور پھل بھوگنے میں پرتنتر ہیں جس طرح کوئی مجرم جیل میں خود نہیں جانا چاہتا اور نہ جاتا ہے۔ مگر گورنمنٹ کا حکم اُسے جیل لیجاتا ہے۔ ٹھیک یہی حال روحوں کا ہے کوئی دکھ نہیں چاہتا۔ اور نہ دکھ میں رہنا پسند کرتا ہے اور نہ اپنے واسطے دکھ تجویز کرتا ہے۔ اور الپگیہ ہونیکے سبب سے پچھلے کرموں کی یاد بھی انسان کو نہیں رہ سکتی۔ ہمارا پھل دینے والا خدا ہے۔ خود روح نہیں اور قرآن میں ایک جگہ ایسا ہی لکھا ہے کہ "فما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم فاصابھم سیئات ما عملوا" یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچی ہے سب تمہارے کسب و اعمال کا نتیجہ ہے"۔ اور اگر بفرض محال کوئی آپکے جواب کو (جو سراپا غلط اور نا صواب ہے) صحیح بھی مان لے اور شقاوت اور سعادت کو اتفاقیہ ازلی جان لے۔ تو خدا کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ کسی مالک کی حاجت رہتی ہے سے

خود بخود ہوتے ہیں سب کام یہاں پھر کہاں اور کون ہے جہاں

اور جو قرآنی آیت یا محمدی حدیث آپنے کہی وہ او بھی خدا سے منکر کراتی ہے اور ناستک بناتی۔ بایںصورت اگر سب خود بخود ازلی شقی وسعید ہیں۔ پاک و پلید ہیں۔ تو بھی قیامت کے مواخذہ کو دیکھ کر اگر کوئی خدا ہے۔ تو اُسے ہر ایک روح کہہ سکتے ہیں ؛

چو ایں بنیاد را خود فگندی گناہِ خویش را بر ما چہ بندی

مولوی کا نواں جواب۔ آریہ کا اعتقاد ہے کل ارواح اور غیر مخلوق ہیں ہمیشہ آواگون یعنی جنم مرن میں مبتلا رہے اور ہمیشہ رہینگی۔ اگر کچھ زمانہ آرام بھی رہے تو بھی انمیں بیج انکرا یعنی تخم کیطرح انمیں بُرائی موجود رہتی ہے جس کے باعث پھر ارواح کو جسم لینا پڑتا۔ اور جو لوگ ارواح کو مخلوق مانکر تناسخ کو مانتے ہیں ان کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ ارواح غیر مخلوق اور قدیم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال اعمال اور اقوال جب پہلے جسم کے پھل اور ثمرات ٹھہرے۔ تو بصورت مخلوق ہونے ارواح کے پہلے جسم کے اعمال افعال اقوال اور ارواح کا باہمی تفرقہ کس جسم کا ثمرہ ہوگا۔ اسلئے بر تقدیر تسلیم مسئلہ تناسخ کے ارواح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرن میں رہنا پڑا۔ جب روح انادی غیر مخلوق ٹھیری اور روح کا وجود

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نہ ٹھیرا۔ اور روح ازلی اور ابدی ہوئی چاہیئے کہ روح اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج نہ ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے ہمارا بدن کھانے پینے پہننے وغیرہ کا محتاج ہے روح بھی بدن سے کم محتاج نہیں + اور احتیاجوں سے قطع نظر کر کے اس امر کا خیال کرو۔ کہ روح علوم کے حاصل کرنے میں کتنی محتاج ہے اسی دلیل کی طرف قرآن کریم کا اشارہ ہے یاایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید اللہ الغنی وانتم الفقراء ط ترجمہ لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو ؁

آریہ نویں جواب کا رد۔ اس آپکے طول طویل اور تکرار الفاظ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ روح چونکہ محتاج ہیں اور قطع النظر اور احتیاجوں کے علوم کے کسقدر محتاج ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ مخلوق اور تناسخ باطل ہے +

یہ دلیل آپ کی طبعزاد نہیں ہے۔ بلکہ نبی قادیانی کے اُس ارشاد کی نقل ہے۔ جو انہوں نے سرمہ چشم کے صفحہ ۱۱۹ میں منجملہ دلائل کے درج فرمائی ہے۔ اور جس کا رد ہم مستند حوالوں اور دلائل سے نسخہ خبط احمدیہ کے باب دوم صفحہ ۱۵۱۔ ۱۶۱ میں کر چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ روح اپنی بقا میں محتاج نہیں ہے بلکہ وہ انادی ستنتر ہے مگر قرآن و حدیث کے رو سے خدا بھی اپنی بقا میں محتاج نظر آتا ہے دیکھو لکھا ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف سنۃ قال وکان عرشہ علی الماء ترجمہ گفت عبد اللہ بن عمر کہ گفت پیغمبر خدا نوشت خدا تعالیٰ اقدار و احکام خلق را پیش از پیدا کردن آسمانہا و زمینہا بہ مدت پنجاہ ہزار سال۔ گفت آنحضرت و بود عرش وے سبحانہ بر آب (مشکوٰۃ جلد اول باب الایمان بالقدر صفحہ ۹۵) اسکے ساتھ ہی دیکھو قرآن + وھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء وشیخ ابن حجر گفتہ کہ مراد از آب آب دریا نیست بلکہ این آبے است زیر عرش چنانکہ وے سبحانہ تعالیٰ خواستہ و محتمل کہ مراد از آب دریا باشد یعنی آنکہ حاملان عرش در دریا اند (صفحہ ۹۵

پس صاف ظاہر ہے کہ خدا عرش (یعنی تخت) اور حاملان عرش اور دریا کا محتاج ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ یعنی رد سرمہ چشم آریہ باب دوم صفحہ ۱۴۸ اسے ۱۶۶ تک باقی رہی قرآن کی آیت۔ یہ کوئی نئی ہدایت نہیں اور نہ جبرائیلی ثواب ہے بلکہ وید میں ایسی اس سے ہزار درجہ بڑھکر ہدایتیں موجود ہیں دیکھو

सर्वभूय स्थाधि ति। प्रजापते न त्वदे ता [illegible] विश्वा जा ता निषरिताबभूव॥

یعنی سب چراچر جگت اسیکے آسرے اور ما تحت ہیں۔ وہی سب دنیا کا پالن کرنیوالا اور پتی ہے۔ مگر اس سے روحوں کے احداث کا کوئی تعلق نہیں ؏

مولوی کا دسواں جواب:۔ اگر ارواح الٰہی مخلوق نہیں تو ہم پوچھتے ہیں بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی تقاضا اور جبلی منشا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ذاتی تقاضوں اور جبلی منشاؤں کے پورا ہونے کا نام راحت و آرام ہے۔ نہ رنج و تکلیف اور اگر بدی اور بدکاری کوئی عارضی امر ہے جو ارواح کو لاحق ہوا تو چاہیئے کبھی وہ عرض دور ہو جاوے۔ جب عرض دور ہو گئی تو روح پاک اور پوتر ہو کر آئندہ ہمیشہ اعمال نیک کی طرف متوجہ رہے۔ بلکہ یقین ہے کہ وہ ایسا ہی کرے کیونکہ روح کو آریہ نے چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ آریہ صاحبان! اگر اتنے تجربہ پر روح نے اب تک نہیں سمجھا تو وہ چیتن نہیں یا کسی زبردست الہامی کو ماننا پڑیگا کہ الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض کے دوام لحوق کا ہو چکا ہے ؏

آریہ دسویں جواب کا رد۔ اس جواب میں بھی آپکا ارادہ ہمکو مغالطہ دینے کا ہے جو اہل حق کا ہرگز کام نہیں حیرت میں انداز قدرت را مے ساسم۔ حضرت آپ نے آج تک روح کو نہیں سمجھا اور سمجھیں کس طرح جب کہ قرآن ہی کا معراج انسان ہے اور وہی اعرابیت کا خون آپکے رگ و ریشہ میں رواں ہے مہرباں من بمقتضائے دہرم میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ صرف آپکی خاطر نے اسی بڑی ضخیم کتاب کے لکھنے کے واسطے اس نیازمند کو ہمت دی۔ آپ کی دعا نے تاثیر مجھ پر کی یعنی

اللھم اھدنی بروح القدس

جناب مولوی صاحب ابدی روح کا فطری تقاضا نہیں ہے یہ حلی ذاتی و فطری صفات تو صرف چیتنتا ہے مگر وہ چونکہ الپگیہ ہے۔ اس واسطے اسکو ایک وقت میں دو گیان نہیں ہو سکتے۔ مشاہدہ و تجربہ سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک روح سکھ چاہتا ہے۔ راحت کا طالب ہے۔ نہ کہ رنج و تکلیف کا۔ بلکہ روح آلام سے گھبراتا ہے۔ ان کے دفع کرنے کا حتی الوسع علاج سوچتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ دکھ روح کا فطری تقاضا اور ذاتی منشا نہیں ہے۔ عارضی ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ نجات میں دور ہو جاتا ہے۔ اگر ذاتی ہوتا۔ تو کبھی دور نہ ہوتا ؏

بیشک آریہ نے رتیمیل حکم و مد عقل معقول پسند کے روح کو چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ اور اسی واسطے اس کو بدی و نیکی کرنے پر آزاد جانتا ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں۔ ؏

آنرا کہ عقل نیست غم روزگار نیست

البتہ قرآن نے اسکے جڑھ اور بے سمجھ پتھر کی طرح مانا ہے۔ بلکہ بالکل مجبور و معذور گردانا ہے۔ ورنہ کوئی سمجھدار چیز فطرتاً مجبور نہیں ہو سکتی ہے ؏

روح کا اسے تجربہ پر نہ سمجھنا اُس کی الپگیتا کی دلیل ہے۔ اگر روح بار بار جنم لیتا تو بھی اکثر ایسے حادثات ہونے ممکن ہیں جسکے سبب اُسے گیان نہ ہے۔ تجربہ بھول جانے کیونکہ ہم اسی جنم میں دیکھتے ہیں کہ باوجود تجربہ علم کے حمل کی باتیں بچپن میں اور بچپن کی جوانی میں اور جوانی کی پیرانہ سالی میں اور بیماری کی ساری مرض نسیاں میں بھول جاتی ہیں ہم آپکو مشکوٰۃ کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں کہ باوجود اسنے دلگل اور خدا جیسے دوست کی موجودگی کے بھی آدم کو داؤد کے ساتھ کا اقرار بھول گیا۔ ملک الموت نے یاد کرایا تو بھی یاد نہ آیا۔ اُسی کے حق میں محمد صاحب نے فرمایا ہے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان (دیکھو مشکوٰۃ جلد اول کتاب القدر فصل ۳ صفحہ ۱۱۸) جہاں صاف لکھا ہے پس نہ گاہ کہ گذشت عمر آدم مگر چہل سال کہ باقی ماند و عمر آدم در آنچہ مشہور است ہزار سال بود آمد آدم را ملک الموت تا روح پاک او را قبض کند۔ پس گفت آدم آیا باقی نماندہ است از عمر من چہل سال پس گفت ملک الموت با آدم آیا ندادی تو آن چہل سال را کہ بقیہ عمر تست پسر خود داؤد را است۔ پس منکر شد آدم۔ پس منکر شدند اولاد او و پیدا شد بدایشان نیز انکار۔ و فراموش کرد آدم نہی اللہ تعالیٰ مراد را از اکل شجرہ۔ پس خورد از آن شجرہ پس فراموش کردند اولاد او و پیدا شد در ایشان نیز فراموشی و خطا کرد آدم و خطا کردند ذریت او (رواہ الترمذی)۔ پس یہ آپ کا جواب سر اپا ناصواب ہے ؏

الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض دوام کے لحوق کا ہو چکنا بھی خدا کے دامن ظلم و جبر کا الزام ہے۔ عادل خدا کا کوئی ارادہ ہمارے حق میں بلا سبب نہیں اور اعمال کے

سوا کوئی اَور سبب نہیں۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کے ماننے سے اُس کی ذات پاک کلنک نہ ہو۔ بس یہی راہ صواب اور مسئلہ لاجواب ہے۔

مولوی گیارہواں جواب لڑکوں کی پرورش کیجاتی ہے اور اُن کو تعلیم کے واسطے تکلیف اور سرزنش کیجاتی ہے۔ اُس تکلیف کو سزا یا جزا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس کا نام تربیت رکھتے ہیں۔ پس ایسی ہی وہ تکالیف جو دُنیا میں عارضی ہوتی ہیں اُن کی نسبت کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہ تربیت الٰہی میں داخل ہیں۔ یہ سزا و جزا میں ہمارے لئے نہ سہی مجموعہ عالم کے واسطے ہی اس جواب کو بارہواں جواب اور واضح کرتا ہے۔

آریہ گیارہویں جواب کا رّد ۔ پرورش کرنا یہ بھی اعمالوں کے متعلق ہے ورنہ بہت سے ایسے لڑکے بھی پیدا ہوتے ہیں جن کی پرورش نہیں ہوتی۔ یا اگر ہوتی ہے تو نہایت بُری حالت میں رہتے ہیں۔ بعضے پیدا ہوتے ہی تکلیف پانے لگتے ہیں ؎

خوار و بد بتلا نہ بد جو میرو مبتلا میرو + در درد و رنج و غم راند ماندہ و بلا میرد۔

تعلیم کے واسطے سرزنش یا تکلیف سزا تو ہے۔ مگر جزا نہیں۔ تناسخ کے مسئلے کو آپ نے تعصب چھوڑ کر کبھی نہیں سوچا۔ ورنہ آپ کو ضرور معلوم ہوتا کہ سارے کام پچھلے جنم کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے نئے ہوتے ہیں۔ اور اِن کی سزا وجزا آئندہ ملتی ہے۔ جو لوگ سکولوں کے ماسٹر ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ سرپر لڑکوں کو سکولوں میں سزا ملا کرتی ہے اور یہ سزا شرارت کی ہے۔ بغیر شرارت و قصور کے وہاں سزا نہیں ملتی۔ وہاں بہت سے لڑکے ایسے ہیں جن کے پوربلی جنم کے سنسکار عمدہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک تو شوق سے پڑھتے ہیں اور دوم ذہن رسا رکھتے ہیں۔ سوم شرارت نہیں کرتے۔ چہارم عمدہ یاد کرنے سے اُستاد اُن پر نظر مہربانی کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض کودن کندہ ناتراش بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ساری عمر مدرسہ کی خاک چھان چھان کر سادوں کی رنج و سلیہا اُٹھا اُٹھا کر بھی نہیں جانتے کہ زلیخا زن بود یا مرد۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ چھ چھ سات سات برس تک سکولوں اور مدرسوں میں پڑھتے رہے مگر جیسے نکلے ویسے ہی جاہل مطلق نکلے۔ ؎

پرست نااہل را چوں گردگاں بر گنبد ست ۔ آپ تو اِس کے جواب میں خدا کے ذمہ الزام لگائیں گے۔ قضا و قدر کو ملزم ٹھہرائیں گے۔ تقدیر کو کانشت بنائیں گے یا اگر ناستک ہوں گے تو معاملہ اتفاقیہ بتائیں گے۔ لیکن یہ ساری باتیں باطل ہیں۔ اصل سبب یہی ہے کہ تربیت یکساں مگر طبائع بسبب اعمال سابقہ مختلف افسوس کہ لوگ خدا کو کلنک لگاتے ہیں مگر تناسخ جیسے معقول مسئلہ سے جی چراتے ہیں۔ پس تکالیف دُنیاوی ضرور سابقہ اعمالوں کا پھل ہے۔ نہ کہ آلٰہی تربیت ورنہ بوجہ سزا و جزا کا ماننا خدا کو جابر و ظالم یا مجرم گردانتا ہے۔ معلوم نہیں ایسا مذہب جس سے خدا کی ہتک ہے آپ نے کیوں جان سے زیادہ عزیز کر رکھا ہے۔ جس کے رو سے کسی مسئلہ کا معقول جواب آپ لوگ نہیں دے سکے۔

مولوی کا بارہواں جواب ۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر جب ایک جنم کا اندھا اچھا ہوا تو حضور علیہ السلام کے حواریوں نے عرض کیا۔ یہ لڑکا کیوں نابینا تھا۔ کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث ؟۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا وہ نہ اپنے گناہ کے باعث نہ اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث بلکہ یہ لڑکا اس لئے نابینا تھا کہ آیتِ جلال ظاہر ہو۔ کیا معنے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء نبی حضرت مسیح کی بزرگی اور صداقت ظاہر ہو۔ میرا اِس قصہ کے بیان سے صرف یہ مطلب ہے کہ گذشتہ سکھ کے اعمال کی جزا و سزا کے ماسوا اور بھی بہت اسباب ہیں۔ آواگون ماننے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کہ پوربلی جنم کے اعمال ہی اس کا باعث ہیں ؟

آریہ بارہویں جواب کا رّد ۔ آپ نے اِس انجیلی بے بنیاد قصہ کو بھی بلا ثبوت و بینہ کے لکھ دیا یہ نہ سوچا کہ حضرت مسیح اس معجزہ کے لکھنے سے محمد صاحب سے بڑھ جائیں گے۔ کیونکہ اُن کے پاس تو روئے قرآن ایک آدہ معجزہ بھی نہیں ہے۔ خیر ہم اِس سے قطع نظر کر اِس کا بھی رد آپ کو انجیل سے بتلاتے ہیں۔ اِس بے بنیاد واقعہ کو بھی ہم نہیں بلکہ انجیل ہی رّد کرتی ہے۔

مرقس حواری لکھتا ہے اُس پر تیمائی اندھے نے اُس سے کہا کہ اَے ولی میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھیں پاؤں۔ یسوع نے اُسے کہا کہ جا تیرے ایمان نے تجھے بچایا اور اُس نے وہیں آنکھیں پائیں۔ (مرقس باب ۱۰ آیت ۵۱ و ۵۲)

مگر یوحنا اس تحریر کے بالکل برخلاف بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یسوع نے زمین پر تھوکا۔ اور تھوک سے مٹی گوندی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لیپ کی اور اُس سے کہا کہ جا اور سلوام کے حوض پر نہا تب وہ جا کے نہایا اور بینا ہو کے آیا۔ (یوحنا ۹ باب ۶ و ۷ آیت)

علاوہ بریں جو دا انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ اُن دنوں وہاں ایک حوض میں ایسی ہی تاثیر موجود تھی۔ یعنی اِس کے نہانے سے بہت سی بیماریاں دور ہوتی تھیں (دیکھو یوحناہ ۵۔ ۹)

پس یہ کسی طرح معجزہ نہیں۔ ہاں ہزاروں فریب اسی قسم کے آج کل ہوتے ہیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں مفصل حال ایسے فریبوں کا اچھی طرح سے دیکھو باب معجزات)

پس خدا کے پیارے رسول و نبی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا کی کوئی بزرگی ظاہر نہ ہوئی بلکہ ایک اور اعتراض واقع ہو گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی ہی حکمت عملیوں سے بھرے ہوئے مسیح کے معجزہ تھے اصل بات یہی ہے۔ جو یوحنا نے لکھی۔ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی آنکھیں دکھتی ہوں گی مسیح نے مٹی میں دوائی ملا کر اور تھوک میں گوندہ کر لگائی جس سے وہ صحیح کم ہو گئی۔ اور علاوہ بریں کچھ تاثیر حوض نے کی۔ غرض معجزہ ہر طرح باطل ہے لیکن اس سے یہ صاف ثابت ہے کہ اُس وقت تمام لوگ تناسخ کو مانتے تھے اور ایسے دُکھوں کو سابقہ اعمال گذشتہ جانتے تھے۔ اور یہی حق ہے مسیح سے اس کا کوئی جواب نہ بن آیا۔ بلکہ عام لوگوں ناواقفوں کی طرح خدا کو ملزم ٹھہرایا۔ سچ ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں کسی نے کہا ہے۔ ؎ ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔ آپ کا باوجود ان مغالطوں کے بھی کامیاب نہ ہونا پچھلے اعمالوں کا ہی سبب ہے۔

مولوی کا تیرھواں جواب قانون قدرت اور اللہ تعالیٰ کے بے انت کارخانہ میں ہزاروں ہزار اسباب ہیں۔ مثلاً غور کرو ان اسباب پر جو علم طب میں بیان ہوتے ہیں۔ اور اِن علامات و معالجات پر جن کے ذریعہ ہم اسباب کا پتہ لگاتے ہیں اور ان کے دفعیہ کی صائب تدبیر کر سکتے ہیں۔ بیماریوں کے اسباب جاننے سے ہم افلاس اور غریبی دولتمندی اور حکومت کے اسبا

کا اجمالی علم حاصل کر سکتے ہیں۔
اس مختصر تمہید کے بعد گذارش ہے۔ اس امر کا باعث جس سے ایک لڑکا بیمار اور دوسرا تندرست
ہے۔ نا ملائم مناسب ہیں اس لئے کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے یا فرض کر لیجے
ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ پہلی صورت میں ظاہر ہے کہ جیسے عناصر ہونگے ویسی ہی
روح ہوگی اور دوسری صورت میں جیسے عناصر کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا ویسے تندرستی اور بیماری
کے ہمراہ روح کو لینے پڑینگے۔ اور جیسی جگہ ارواح جمع ہونگے۔ ویسا ہی سکھ دکھ بھوگیں
گے۔ پہلی صورت میں روح کا وجود بھی عناصر سے ہوا۔ جزا و سزا سابقہ جنم کی کہاں؟ اور دوسری
صورت میں اگر کوئی اعتراض کرے کہ ارواح نے ایسی جگہ کیوں تعلق پیدا کیا جہاں انکو آخر تکلیف
اُٹھانی پڑی۔ تو اس کا جواب بالکل ظاہر ہے کیونکہ روح بقول آریہ کے شکتی مان اور آزاد ہے۔ ارواح
کو کوئی روک ٹوک نہیں اور یہ بھی ہے کہ اس روح کو جب بدلا یا دوسری کی راہ کھول دی گئی تو اس پر کوئی
ظلم نہ ہوا بلکہ اس پر رحم ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ اگرچہ آج روح کو بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے
کہ ناقص اور دکھی قالب سے اسکا تعلق ہے۔ مگر اسی عنصری قالب میں اُسے بڑی بڑی فضیلتوں
کے لینے کا موقع دیا گیا ہے۔ اسلئے اس پر رحم ہے ظلم نہیں ہاں ایسے موقع ملتے ہیں۔ اگر روح
بے تاوانی کی۔ تو جزا و سزا کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ رحیم کریم اور عادل ہے چاہے تو بدلے چاہے عفو کر لے دراصل غرض یہ

آریہ تیرہویں جواب کا رد۔ آپ نے جو علم طب کا حوالہ دیا کہ اس میں مرض کیواسطے اسباب کا سبب
لگائے ہیں۔ سو خود ہی ادا غور کرنے سے تناسخ کا ثبوت نظر آتا ہے مگر سب مرضوں کے کوئی
نہ کوئی اسباب ضرور ہیں کیونکہ بے سبب کے مرض نہیں ہوتی۔ اگر دیکھا جاتا ہے کہ امراض آدمی کی
بد پرہیزی سے اور بد استعمال سے واقع ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ محتاط آدمی مرض کا شکار کم ہوتا ہے
بد پرہیزیاں بھی ہمارے ہی اعمال ہیں نہ کسی اور کے۔ اسطرح یہاں عالم ظاہری میں جو کہ عالم اسباب
ہے۔ ہمارے بد اعمالوں سے آتشک وغیرہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جس سے نادان شخص کے
سوا کسی کو بھی انکار نہیں۔ اسطرح جنم سے اندھا۔ لولا لنگڑا۔ امیر غریب وغیرہ ہونا بھی ہمارے
ہی اعمال سے ہے۔ چونکہ اس کا سبب ہمیں یاد نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ ہمیں بھول گیا جیسا کہ
آدم کو اپنا اقرار بھول گیا۔ پس وہ گذشتہ جنم کے کرم ہیں۔
آگے اس کے آپ دو حصے کرتے ہیں اول تو یہ کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ اگر روح عناصر کا خلاصہ ہے تو روح جیون نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آپکے بیان
سے صاف ظاہر ہے کہ روح جڑ ہے۔ اگر روح کا وجود ہی عناصر سے ہوا جیسے کہ آپ مانتے ہیں
تو پھر جزا و سزا کہاں بہشت و دوزخ کہاں قیامت کہاں پلصراط کہاں اور کسی میزان کیسی
شفاعت اور کسکا ایمان مولوی صاحب۔ خلاصہ اصل کے خلاف نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے
شراب کا خلاصہ خمار ہے۔ جیسے وہ جز ویسے وہ جز و کل کے اور کل جز و کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے
آپنے ہمارے مباحثہ میں اوسان باختہ ہوکر بلکہ گھبرا کر ایسا راستہ اختیار کیا۔ کہ خود قرآن اور ایمان
سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ سچ ہے سقوطی دین والوں کا معقول پنڈتوں کے سامنے یہی حال ہونا تھا
مولوی صاحب کیا سوچ کر مسلمانوں کی امداد کرنے لگے تھے۔ کیا ان کو بھی ناستکوں کی طرح روح
کو عناصر سے پیدا شدہ اور تفریق عناصر کے بعد فنا ہونے والا منوا کر ناستک بنانا چاہتے ہو مبارک باد
مرگ تو باساد۔
دوم آپ فرض کر لیتے ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ فرض آپ کا بفرض محال
ہے کیونکہ اس کا بھی سارا کارخانہ دہریت پر دال ہے کیونکہ روح کا عناصر کیساتھ کوئی تعلق
نہیں بلکہ ایشور کے ازلی قاعدہ یا قانون کے مطابق اس کا تعلق ہے ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ تخم
پھل بھوگنے میں سُتنتر نہیں بلکہ پرتنتر ہے اور اس کے ہزارہا بدیہ ثبوت ہیں
انت ہے۔ کوڑھی ملیچھے بہرے۔ کوڑھی وغیرہ بد امراض کے مریض کو کونسی فضیلتیں لینے کا موقع
ہے۔ افسوس پنڈتوں اور ساتھ پر بھی تجربہ سے خدا کی پناہ۔ ایسے دُکھیوں کو خدا کی رحمت

امام قرآن اور آپکی عقلمندی کی دلیل ہے۔ جزاک اللہ۔ خدا کا ایسا ہی رحم ہے جیسا کہ مشکوٰۃ
شریف میں لکھا ہے کہ بدکار و گنہگاران مومن عذاب کردہ شود یا مسلمان، آنکس و دوزخ در گرد
بود۔ و این سود یا بعد انی راہ و رندی دے پاس و رسانیدہ" (باب الحساب فصل اول صفحہ ۹۰ سطر
۴ مطبوعہ نولکشور)
اور اسطرح امر حق یعنی تناسخ سے جیم ہوئی کہ آپ لے ... کا اعمال لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ رحیم
کریم اور عادل ہے چاہے تو بدلے چاہے عفو کرے اور وہ امر عادل ہے۔ اگر وہ رحیم ہے کریم
نوٹ صدق رکھی ہے تو ہمیں معلوم کہ ظالم کے اور کہ نامے ہونگے۔ بس ساری بیماریاں
ہیں اور ناحق کی کارستانیاں۔ اصل یہی ہے کہ روحیں بموجب حکم الٰہی اپنے اعمالوں کے مطابق
عنصری جسموں سے تعلق پیدا کرتی ہیں اور کرمانوسار پھل پاتی ہیں۔ اگر بقول آپ کے اس بانصافی و
ظلم پر مجبور روح بھی ضرور اسکی مستحق ہے۔ سو یہ ایک روح ایسی ظالم نہیں یہاں تو آتی دیتی
قانونی کے محاورہ کے مطابق رحیم کریم اور عادل کو کہہ سکتے ہیں کہ ۔

ور میان قعر دریا تختہ بندم کردۂ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مولوی چودھواں جواب۔ مختلف ملکوں کی آب و ہوا اور ارواح کی مختلف صفات ہم مشاہدہ
کرتے ہیں۔ مختلف قسم کے مکانوں جن میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت اور صفائی
کے لحاظ سے اختلاف ہو۔ مختلف تاثیرات کے کھانے اور مختلف چیزوں کے استعمال میں لانے
سے اور انواع اقسام کی عادتوں سے ارواح کے حالات و صفات۔ اور معاملات میں اختلاف نظر آتا ہے
پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح اُن مختلف تدابیر سے ہو جاتی ہے جن کو اطباء
طب میں اور طبعی حکما علوم طبعیہ میں بیان کرتے ہیں ۔
جن لوگوں کے لڑکے نہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے علاج و معالجہ و تحفظ صحت سے تبدیلی آب و ہوا
و کچھ مدت کے ترک جماع سے تندرست بچوں کا پیدا ہونا بگڑی اور خراب بچوں کی اُس
حالت کا جس سے نکالے ہو چکے اسباب سے درست ہو جانا وغیرہ وغیرہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ
یا تو ارواح انہیں عناصر کا لطیف جوہر ہے یا ان عناصر سے ارواح کا تعلق ایسے مختلف اسباب سے ہے
جن میں بعض خاص حالتوں میں ہم اعمال کو داخل کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ تو پہلی جنم کے اعمال
ہوں کیونکہ اُن دعوے کی دلیل کوئی نہیں اور دعوٰے بلا دلیل عقلا کا کام نہیں۔

آریہ چودہویں جواب کا رد۔ جتنے اختلافات اور حالات آپنے بیان کئے ہیں اور ایسے
ہی اور ہزاروں جہاں تک یعنی حیوانات کا تعلق ہے۔ تمام اعمالوں پر منحصر ہیں بلکہ اعمال ہی ان کے کارن
ہیں کیونکہ روح کا تعلق مختلف عناصروں کے قالبوں میں جن مختلف اقسام یا اسباب سے ہے۔ وہ سب
کے سارے ایک عقل کل سرب ویاپک سرو گیہ عادل کامل کی طرف سے ہیں میں کہیں بھی
اعمال سے لاتعلق ہونا ممکن نہیں۔ نہ کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی تناسخ ماننے والا نہیں کہے گا کہ
سارے کام پورب جنم سے ہیں۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ بہت سے کرم انسان نئے بھی کرتا
ہے اور ان نئے کرموں کا پھل بھی ملتا ہے مگر بات تو یہی ہے کہ کونسا پھل اس جنم کے کرموں
کا ہے اور کونسا سابقہ جنموں کے کرموں کا اور یہ عقدہ اس طرح حل ہوتا ہے کہ جو کرم اور اس کا پھل دونو
ظاہر ہیں یعنی جس معلول کی علت ظاہر ہے وہ اس جنم کا اور جس معلول کی علت ظاہر نہیں۔ مخفی
ہے وہ پچھلے جنموں کا اور یہ ایسا صاف علمی و عقلی میدان ہے جس میں کوئی اندیشہ یا خدشہ باقی
نہیں رہتا اس کا بہت سارا وہم تیرہویں نمبر میں کر چکے ہیں۔ مگر اتنا یہاں بھی کہتے ہیں کہ علاج
کریگا۔ جسطرح خاص حالتوں میں آپ نے اعمال کو داخل کیا ہے ویسے ہی عام حالتوں میں بھی منظور
کر لو گے کیونکہ خدا نے علم دیا ہے۔ حکیم جی افسوس کہ ہزاروں نامعقول باتیں یوں ہی بلا دلیل کے مان
لیتے ہو۔ مگر تناسخ جیسے مدلل مسئلہ کے ماننے سے ہٹتے ہو۔ مولوی صاحب ایسا ہٹ آپ جیسے عاقل کو

مولوی پندرہواں جواب۔ پہلے جنم کے اعمال ہرگز ہرگز اس تفرقہ کا باعث نہیں جس
تفرقہ کو دیکھ کر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ پر اعتقاد کیا کیونکہ ہم فلسفی مطالعہ میں دیکھتے

ہیں۔ تمام اشیاء انسانی آرام اور راحت کا سامان روشنی، پانی، مٹی، برف، نباتات، حیوانات سب کچھ اس کے کام میں لگ رہا ہے۔ مگر یہ تمام اشیاء میں سے کسی کے تصرف کا نہیں۔ تو پھر کیا یہ عجوبہ قدرت بالکل لغو اور اتنی بڑی مخلوق پر حکمران محض نکما ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ جیسے الہامی کو بذریعہ الہام اور سلیم الفطرتوں کو بوساطت فطرۃ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ لطیفہ عبادت اللہ کے واسطے پیدا ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے پاس یہ چیزیں موجود نہ ہوں۔ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا پس ثابت ہوا۔ یہ تمام سامان انسان کو عبادت کے لئے دئے گئے ہیں اور یہ کل اسباب مقصد عبادت کے آلات اور متعلقات ہیں۔ یہ مضمون قرآن میں یوں ادا ہوا۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا و السماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا۔ اور فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ترجمہ۔ او لوگو تم سردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو بنایا اور تمہاری سرداری کا یہ فائدہ ہو گا کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے۔ اسی رب نے زمین کو تمہارے لئے فرش (آرام گاہ اور گول) اور آسمان کو بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اتارا۔ پھر نکالے اس سے کئی قسم کے پھل رزق تمہارے لئے پس خبردار اللہ کا کسی کو کسی امر میں شریک نہ بناؤ۔ اور جن وانس تو صرف اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنیں جب عبادت الٰہی انسان پر واجب ہوئی اور یہ سامان اس لئے عطا ہوا کہ انسان اپنے فرائض منصبی کو ادا کر سکے۔ پس یہ سامان جزا و سزا میں داخل نہ ہو گا کیونکہ اگر جزا اور سزائے اعمال میں اسے داخل کیا جاوے تو باری تعالیٰ پر ظلم کا الزام ہو گا۔ اس لئے کہ جو چیزیں منصبی فرائض کے ادا کرنے میں بھی ضروری نہیں اور ہر ایک انسان مزدور میں بھی داخل ہو گئیں ہاں ان کا وفور اور ان کا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا ہو تو بعید نہیں۔

آریہ پندرہویں جواب کا رد۔ یہاں بھی آپ مغالطہ دہی سے باز نہ رہے اور کسی نہ کسی طرح تناسخ کو ثابت کرنا چاہا۔ آپ کی اس غلطی اور گمراہی میں عقل دوڑانے پر ہمیں افسوس آتا ہے۔ مولوی صاحب! ضرور بضرور بنیدگا تناسخ اور پہلے جنم کے اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں تمام انسانی آرام و راحت کے سامان روشنی اور ہوا پانی اور مٹی اور نباتات بھی سب کے واسطے میسر نہیں ہیں چہ جائیکہ حیوانات۔ کوئی سونا چاہتا ہے مگر چارپائی اور فرش نہیں۔ پہننا چاہتا ہے مگر کپڑا اور جوتا نہیں پڑھنا چاہتا ہے روشنی نہیں تیل نہیں گرم ہوا ان کو جلا رہی ہے۔ تنور زمین جلد کو بگاڑ رہی ہے پینا چاہتا ہے مگر آب شور کے سوا میٹھا پانی نصیب نہیں۔ موٹے ببول وغیرہ کانٹوں کے کھانے کو سری بھی نہیں ملتی۔ ہزاروں آدمی آئے دن قحط میں مرتے ہیں اگر نباتات ملتی تو کیوں یہ حال ہوتا۔ الا برعکس ان کے بعضوں کو سونے کے واسطے چارپائی فرش بچھونا خدمت گار اور گرم موسم میں پنکھا سب موجود ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خس کی ٹٹی لگی ہوئی ہے پہننے کے واسطے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے قیمتی لباس جو شاید بہشت میں بھی ملنے ناممکن ہیں موجود ہیں۔ روز نئی پوشاک بدلتے حسب پسند پہنتے ہیں۔ جوتا عمدہ سے عمدہ مخمل زری کا بلکہ زر دوزی وغیرہ صدہا طرح کے موجود ہیں جھاڑ اور فانوس مکان میں لگے ہوئے ہیں روشنی کا وہ عالم کہ خود سورج کے شبستان میں رونق افروز ہے عمدہ سے عمدہ بستان استراحت اور باغ و گلزار مہیا ہیں۔ نہریں چل رہی ہیں اور کہتے ہیں ؎

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت ٭ کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلے را

تمام عرق تمام شربت۔ آب زلال بلکہ گنگا جل موجود ہے۔ اشارے پر خدمتگار فرمان ماننے کو حاضر ہیں۔ خود اشرف المخلوقات بلکہ یہ پتلا عجوبہ قدرت اور لطیفہ انسان گدھوں بیلوں گھوڑوں اونٹوں کی طرح ان کی گاڑی میں جتتے ہیں اور ان کی مرضی کے مطابق کام کر رہے ہیں اور کہتے ہیں ؎

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک ٭ مرا ہست بط را ز طوفان چہ باک

حواری صاحب اب سمجھے یا نہیں کہ یہ ساری چیزیں اعمالوں پر ملی ہیں۔ ہاں چند ایسے بھی ہیں جو سب کو اس واسطے ملی ہیں کہ وہ اپنی زندگی گذار سکیں۔ مثلاً سورج چاند۔ ہوا۔ آگ۔ زمین اکاش پانی۔ پس یہ سامان جزا و سزا میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اسی واسطے ہیں کہ وہ زندگی قائم رکھ سکیں۔ مگر وہ باقی کے جتنے ہیں سب اعمالوں پر ہیں جس کا ایک سیرۂ میں دبی اور لکنت آمیز زبان سے آپ نے بھی اقبال کیا ہے ٭

ہاں ان کا وفور اور ان کا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا تو بعید نہیں اب ایک شخص کو جنم سے یہ اشیاء وفور و عمدگی سے میسر ہیں۔ بتلائیے اس کے کون سے اعمال۔ کیا تناسخ کے سوائے کوئی اور بھی جواب ہے؟ ہرگز ہرگز تناسخ یا پہلے جنم کے اعمالوں کے سوا اس تفرقہ کا کوئی بھی باعث نہیں۔

باقی رہی قرآنی آیت اور آپ کا نتیجہ۔ سو اگر اس کا یہی مطلب ہے تو دونوں کی غلطی ہے۔ جب وہ عبادت اللہ کے واسطے پیدا ہوئے یعنی علت غائی ان کے پیدا کرنے کی یہی تھی تو کیوں وہ پوری نہیں ہوئی۔ یہاں تبطالی ڈھکوسلا سامنے کرو گے پس معلوم ہوا کہ آیہ اور قرآن دونوں کا دعویٰ غلط ہے۔

اب آپ کی بیجا تاویلوں کی بھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن کو معقول کیا چاہتے ہیں۔ اصلیت ظاہر کرتا ہوں آپ الارض فراشا کے معنے کرتے ہیں اس نے زمین کو تمہارے لئے فرش آرام گاہ اور گول۔ حضرت گول کس لفظ کے معنے کئے۔ اس اس چودہویں صدی میں یہ الہام بھی خوب سوجھا۔ آپ بہت بڑھ گئے۔ کیا یہی ایمان محمدی کی صداقت کا نمونہ ہے۔

آپ انزل من السماء کے معنے کرتے ہیں اور بادلوں سے پانی اتارا کیا عرش کے نیچے والا دریا بھول گیا یا اس حدیث کو یا قرآنی آیت کو منسوخ جانتے ہو جس میں بہ صراحت آپ کی دہر رہی ہے اخفاء حق سے آپ کو ذرا بھی سروکار نہیں۔

اب خلاصہ جواب یہ ہے کہ جن چیزوں کو آپ مزدوری جانتے ہیں۔ یہ مزدوری نہیں بلکہ فرائض منصبی کے سامان ہیں۔ اعمالوں کی مزدوری تو جسمانی بناوٹ اور اس کا اندھا، لولا، لنگڑا وغیرہ ہونا اور غریب ہونا۔ ایسی جگہ پیدا ہونا جہاں ایک دن بھی آرام نہ ہو۔ یا ایسی جگہ جہاں ٹھاٹ آرام کے سامان مہیا ہوں۔ یہی اعمال ہیں اور انہیں اعمال سے یہ تمام تفرقہ موجود ہے اور اسی تفرقہ سے ہی تناسخ ثابت ہے۔ اس کا مفصل جواب ہم نسخہ خبط احمدیہ میں بھی دے چکے ہیں۔

مولوی سولہواں جواب۔ اگر یہ تفرقہ جس کے باعث تناسخ کے ماننے والوں کو شبہ پڑا۔ سابقہ جنم کے اعمال کی سزا و جزا ہوتا تو ضرور تھا کہ ذاتی مدت کی بات بلکہ یوں کہئے کہ لا انتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں نہ کہ لمبی مدت کی ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں بھول گئے۔ اب انعام اور خلعت کے لینے والے کو خبر نہیں کہ کس نیک عمل پر مجھے انعام ملا۔ اور سزا پانے والے کو اطلاع نہیں کس بدکاری کے بدلے میں ماخوذ ہوں۔ لڑکپن کے حالات بھول جانے پر قیاس نہیں ہو سکتا اول تو اس لئے کہ اس وقت انسانی عقل ناقص اور بالکل نکمی ہوتی ہے۔ دوم جیسے آریہ مانتے ہیں۔ کہ سب آدمی شودر پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم یوں فرماتا واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا۔ سوم وہ حالت بھی مختصر وقت کی ہے۔ اور کچھ بڑے کاموں سے اس کا تعلق نہیں۔ البتہ اہل اسلام اس جنم سے پہلے روح پر عہد الست کا زمانہ تجویز کرتے ہیں اور اس زمانہ کو مانتے ہیں۔ مگر اول تو وہ ایک عالم مثال کے عجائبات اور اس کی نیرنگیوں کی ایک بات ہے۔ دوم اس وقت کو بہت تھوڑا سا وقت سمجھا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی غور کرو آج تک اس کا کتنا اثر باقی ہے کہ تمام ارواح کی فطرت میں اس اثر کے باعث باہم اختلاف ادیان و ازمان و بتعرض ذی حاسہ کے اس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ ہمارا کوئی رب ہے جس کو لوگ نسبت اللہ لکھ کوئی

ہوا کوئی اونگ کہے کوئی پروا۔ کسی کی زبان سردہر کے نام سے موسوم ہوا کسی کے دہن بر شکتی کے نام سے۔

انبیا علیہم السلام کو لوگوں نے دیکھا ان کے عجائبات معجزات کو مشاہدہ کیا مگر ان کے منکر رہے ورباری تعالیٰ کو بن دیکھے یہاں یوں مان لیا کہ گویا دعیاں ہے ودلایل سے یہ اتفاق ہرگز سب سمجھ کیونکہ ہم روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ ساحت اور دلایل سے سماعین میں جھگڑا اور عاشق بڑھتا ہے۔ نہ اتفاق یہی ہے کہ کبھی کانوں سے اسے خالق وفاطر کی آواز سُن لی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کیسی کیسی پُر تکلیف عبادات کی طرف اللہ تعالیٰ کو راضی بہ متوجہ ہیں۔ کیا ایسی حالتکا ہی اور اس طرح کی محبت بدون کسی تجلی دیکھے کے صرف شنید سے ہے؟ ایسا ہو یا تو نادیدہ حسینوں کے حسن کو سنکر لوگ ایسے ہی عشق میں مبتلا ہوتے جیسے حسینوں کو دیکھ جا ساز عشاق کا حال ہو رہا ہے ولیس الخبر کالمعاینہ ایک سلیم الفطرت ہمارے سید ومولیٰ کا مقصود بالکل سچ ہے اس تحقیق پر یقین کافی ہے بے ریب کبھی ارواح کو تجلی الٰہی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے گو اس عالم میں نہ سہی عالم مثال میں سہی۔ اور گو اس وقت ہمارے جسمانی ذرات اس قدر عظم وکبیر ہوں جیسے اس وقت ہیں۔ بلکہ الست کے وقت سب ہی چھوٹے اجسام ہوں یہی مضمون مولوی فرزند علی نے صفحہ ۲۵۸ سے ۲۶۲ تک لکھا ہے۔

آریہ سولہویں جواب کا رد۔ اس جواب سے خلاصہ مطلب آپ کا یہ ہے کہ اگر یہ تفرقہ تناسخ کے باعث سے ہوا۔ تو ضرور تھا کہ اسی مدت کی بات بلکہ یوں کہیں کہ لا انتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ ہم ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں بھول گئے۔ حکیم جی! بیشک تفرقہ کا باعث تناسخ ہے اور وہی ہمارے جنم سابقہ کے اعمال کی سزا وجزا ہے۔ مگر یاد نہ رہنے کے وجوہات ذیل ہیں۔

وجہ اول۔ حوالگیہ ہے۔ ایک ویتی ہے سر وگیہ نہیں۔

وجہ دوم۔ اس کو ایک وقت میں دو چیزوں کا گیان نہیں ہوتا۔

وجہ سوم۔ مرض نسیان کے سبب بھی اس کو یک لخت بھول جاتا ہے۔

وجہ چہارم۔ حمل کی باتیں باہر بچپن میں اور بچپن کی سن بلوغ میں اور بلوغ کی جوانی میں اور جوانی کی بڑھاپے میں بھول جاتی ہیں۔

وجہ پنجم۔ جو دیکھنے اور یاد رکھنے کے اوزار تھے وہ نہیں رہتے۔

وجہ ششم۔ اگر ایک نقش کے اور دوسرا اسی طرح پے در پے ہزاروں ہزار نقش کھینچے جائیں تو کوئی نقش بھی قایم نہ رہے گا۔ اور اس کی یادداشت مجرد روح کبھی نہیں کر سکے گا بغیر خدا کے۔

میں نے ایک دفعہ ایک جوان آدمی کو جو ایک توت کے درخت پر چڑھا ہوا توت کھا رہا تھا۔ دیکھا کہ وہ پانچ گز کی بلندی پر سے گر پڑا۔ اُس کے گرتے ہی میں اُس کے پاس گیا۔ کہ اس کو چوٹ لگی ہو گی مگر وہ ایک دو منٹ کے بعد ہوش میں آیا۔ تب پوچھا کہ تو کیسے گرا۔ اُس نے کہا کہ مجھے مرگی ہوتی ہے۔ مگر وہ مرگی نہیں کوئی جاری ہو جاتی ہے نہ اُسے کسی چوٹ کے لگنے کا خیال اور نہ گرنے کا حال معلوم بلکہ وہ میرے جتانے سے آگاہ ہوا۔ کہ وہ گرا ہے ایک عورت کا بیہوشی میں بچہ پیدا ہو کر مر گیا اور اسے اس امر کی یاد بالکل نہیں رہی۔ آپکا الست ماننا یا اہل اسلام کا ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔ واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئاً اور اللہ نے تمکو ماؤں کے پیٹوں سے تم کچھ نہیں جانتے تھے اگر اس آیت کو منسوخ نہ مانو گے تو عہد الست رد ہی ہو جاوے گا۔ یا اسکی یادگاری کا بھول جانا ماننا پڑے گا پس یہ الست کا خیال ایک وہمی خیال ہے۔ سوم جو دہر کو مانتے ہیں وہ اس میں گیان نہیں مانتے۔ اور خدا اور وہ مانتے ہیں پس وہ ناستک ہیں

اسیطرح تمام بودھ اور جینی بھی کیونکہ وہ ایشور کی ذات سے منکر ہیں۔

انبیا کے معجزات بھان متی کے تماشے ہیں۔ اس روشنی کے زمانہ میں کیا کوئی عقلمند ان لایعنی باتوں کو سنکر ایمان لا سکتا ہے۔ سید احمد خان بہادر نے اچھا کیا جو کہہ دیا کہ ہمارے نبی کے پاس معجزے وعجزے کچھ نہیں تھے۔ اور جب ایسے سردار کے پاس نہیں تھے تو بے شک سب انبیاء سابقہ کے پاس بھی نہیں تھے۔

جن لوگوں نے ایشور کو سمجھا علم یا عمل تعلیم یا ادبیت سے یا کوئی ایسے مہاتما جو پچھلے جنم کے یوگی ہوں۔ ورنہ کوئی بھی ان ذریعے کے سوائے خدا کو نہیں سمجھتا ہے۔ قرآنی خدا عقل کے معیار پر ایک سکنڈ بھر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی حال انجیل کا ہے لیکن مبارک ہے وہ ارشاد جس میں لکھا ہے کہ جس مذہب سے تمام فاضل اور عالم آپکی کنہ معرفت کو جانتے ہیں اور جن دلائل سے تمام رشی منی کو اعلیٰ معرفت کو پہنچے ہیں۔ اے پرماتما ہم کو وہی عقل وہی علم وہی مذہبی عنایت کیجئے۔

याम्मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते। तया मामद्य मेधयाग्ने मेधाविनं कुरु॥

جن لوگوں کو تعلیم مدرس یا ادبیت سے ایشور پر وشواس نہیں ہوا۔ اُنہوں نے کبھی اُس کے واسطے تکلیف اُٹھائی دنیا میں اس کی ایک مثال بھی نہیں۔ پس دعوے باطل ہے آپکے نبی صاحب سے تو جامی صاحب نے اچھا کہا ہے۔ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد

مہاتماؤں سے اس کے کمال قدرت وجلال حکمت کو سنکر ہزاروں لوگ اس پر دلدادہ ہیں مگر عہد الست کی عالم تمثل سے نہیں اور نہ قالوا بلیٰ کے اقرار نامہ سے کیونکہ وہ دیکھنے کی چیز نہیں محسوس نہیں۔ جسمانی نہیں۔ پس دیکھنے کا خیال ہر طرح لایق ابطال اور فضول لن ترانی ہے۔ اور اگر بقول آپکے روح عناصر کا خلاصہ ہو تو یہ اقرار نامہ اور بھی بے معنی ہوتا ہے۔

مولوی سترہواں جواب۔ تناسخ کے قائل ابدی آرام کے منکر ہیں ابدی آرام ابدالآباد نجات سے محروم رہ جاویں تو شاید رہ جاویں اس لئے کہ ان کی فطرت اور جبلت میں یہ طلب ہی نہیں رہی۔ ان کے روح نے ابدی آرام کا سوال ہی چھوڑ دیا۔ اس اعتقاد نے ان کی فطرت کو اگر مسخ کر دیا۔ تو ممکن ہے۔ ان پر نہ وہ رحم ہو اور نہ عدل اُنکی سپارش کرے۔ المختصر۔

آریہ سترہویں جواب کا رد۔ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں آپ ہم کو کم نصیب اور بدنصیب جو چاہو کہو۔ یہ تعصب کا جھوٹا ڈھکوسلا مسلمانوں کا تراشا ہوا ہے اور اس کا سارا اثر باوجود تناسخ نہ ماننے کے اسلامیوں کی جان کا وبال ہو رہا ہے حافظ کہتا ہے۔ ؎

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند — گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را

جس طرح موجودہ سائنس وکیمسٹری نے جھوٹی کیمیا گری اور معجزوں کا نام ونشان مٹا دیا۔ اسی طرح وید مقدس کے مبارک ارشادوں نے جسمانی شہوی اور فانی بہشت کی حور وغلمان کا خاتمہ کر کے صاف دکھلا دیا ہے کہ نجات اعمالوں کا پھل ہے اعمال محدود ہیں پس نجات بھی محدود ہو گی۔ بلکہ وہ محدود گی قرآن اور انجیل کے خدا کی عمر سے بھی کروڑ گنا بڑھ کر ہے۔ مولوی صاحب کیا آپ کی فطرت بالکل مسخ ہو گئی ہے جو باوجود کل شیء ھالک الا وجہہ اللہ ماننے کے بھی بہشت دوزخ اور نجات کو ابدی مان رہے ہو۔ کیا جس بہشت کے داخل ہونے بلکہ اُس کے بننے کی بھی ابتدا ہی ہے اور جس سے آگے بھی آدم جیسے نبی اور معلم الملکوت سے فرشتہ بیرت نکالے گئے ہوں

آپ دائمی راحت اور ابدی سرور بھوگ سکتے ہیں خدا کے واسطے غور کیجئے۔

مولوی اٹھارہواں جواب۔ آریہ کے نزدیک آواگون ہی ایک جہنم اور یہی وہ کچھ دن کے اس آزادی کے جس میں روح جسم سے الگ رہے گی۔ بہشت ہے ورنہ کوئی بہشت نہ سورگ نہ جہنم اور نہ نرک اور تمام ارواح ازل سے ابد تک ہمیشہ گرفتار رہے اور ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ پس ہم کو سخت حیرانی ہے کہ اگر تمام ارواح ہمیشہ ایسے گرفتار رہنے پاویں جو آریہ مانتے ہیں۔ کہ ارواح اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں اور نہ اس کے پرتی بس میں ہیں۔ پس آریہ صاحبان بتلائیں ایسی سخت گیری کسی رحیم یا عادل کا کام ہے۔ قرآن کریم کیسے لطف سے فرماتا ہے ولا یظلم ربک احدًا۔

ترجمہ۔ تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

آریہ اٹھارہویں جواب کا رد۔ ایسی فضول باتوں سے کوئی حق بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ سنئے ہم آپ کو اس کا الزامی و تحقیقی دو طرح کا جواب سناتے ہیں۔

اول تحقیقی۔ آواگون ایک بڑا وسیع لفظ ہے جس میں تمام طرح کی [illegible] اور تمام طرح کی جونیں شامل ہیں۔ پس ہم نرگ اور سورگ کو ضرور مانتے ہیں سورگ کے معنے سکھ وشیش کے اور نرک کے معنے دکھ وشیش کے ہیں۔ اور اسی کے حسب حال کسی ایماندار کا قول ہے۔ ع

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسے کارے نباشد

ہندوستان جنت نشان اور کشمیر جنت نظیر مشہور ہے۔ مگر عربستان دوزخ نشان اور افریقہ کا صحرائے کلاں جہنم مکان ہے اور قرآنی بہشت کی بابت خود قرآن کی زبان سے ایک دانا نے کہا ہے۔ ع

گویند بہشت حوض و کوثر باشد وانجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پُر کن قدح ز بادہ و بدستم نہ نقدے ز ہزار نسیہ بہتر باشد

دوسرا تحقیقی جواب۔ بغیر جسم کے سزا و جزا انسان بھوگ نہیں سکتا۔ پس جہاں و جس جگہ جا کر انسان اپنے کرموں انوسار سکھ دکھ پاتا ہے وہی دوزخ و جنت ہے ہی خاص مکان کا نام سورگ و نرک نہیں۔

تیسرا الزامی جواب۔ بہشت میں چھوٹے بڑے مدارج ہیں۔ دنیاوی لوگوں کی طرح رشک اور بغض ہے۔ لوگ جماع کرتے ہیں ماس نہیں کھاتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں بایں لحاظ مستد صاحب نے سچ کہا ہے۔ کہ اس بہشت سے تو ہمارے خرابات ہزار درجہ بہتر ہیں۔

چوتھا الزامی جواب۔ ایک مولوی ایماندار کا قول ہے۔ ع

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

ہم نے اس مضمون پر ایک جدا رسالہ راہ نجات لکھا ہے جس میں قرآن اور وید کی نجات کا مقابلہ بڑے واضح طور پر کیا ہے۔ قرآن نے بہشت کا نام ہی شداد کی کہانی سے لوٹا اور اس کی اصلی بہشت کے مقابلہ میں ایک خیالی بہشت کا نقشہ بنایا قرآنی بحث یا بہشت قرآنی کی بابت ایماندار محمدیوں نے خود بھی ایسا ہی اندازہ لگایا ہے۔

ساقی بہشت اینہمہ مشتاقی چیست جنت مے و ساقی بود باقی چیست
اینجاست مے و ساقی آنجاست جہاں پس در دو جہاں تلخی و ساقی چیست
ساقی قدح مے کہ ازیں خاک سرشت خط بر سر ما ز مستی و عشق تو نوشت
معمور بود بشاہد و مے و بادہ جہان موعود بود بکوثر و حور بہشت۔

پانچواں جواب۔ قرآن کی جنت و دوزخ صرف وہم و رجا ہے۔ ورنہ اصل میں باطل ہے کیونکہ فرضی الف لیلیٰ کی کہانیوں کی طرح دودھ کی نہریں شراب کی نہریں شہد کی نہریں خود بخود منہ میں آجانے والے پھل ساری کی ساری فسانہ عجائب کی کہانیاں ہیں۔ (دیکھو طوطے اور جوگی کا قصہ) پس ایسے بہشتوں اور دوزخوں کو ہم یا کوئی عقلمند نہیں مانتا جس میں سونٹھ کی شراب کافور کی شراب۔ انگور کی شراب علیٰ ہٰذا القیاس بئیر۔ رم۔ برانڈی وسکی۔ اکثر ثمرا و عرق وغیرہ موجود ہیں۔

پس ایسی جنت سے ہم باز آیا مجیب سے اٹھا لو پالان اپنا۔ اب ہمارا اعتقاد سنو اور دل لگا کے سنو۔

مولوی صاحب چونکہ ارواح ہمیشہ کام کرتے ہیں۔ اور وہ کام بد یا نیک ہوتے ہیں جن کے عوض ان کو جزا و سزا ایشور دیتا ہے۔ نہ ایشور معطل ہے اور نہ معزول۔ پھر دائمی دوزخ کمال سے انکار فضول ہے۔ مگر یہ سارا کا سارا الزام قرآنی خدا پر آتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بات ایسی ہے جیسے رب المکہ کو سر پر بٹھا رکھا اور کعبہ کو سجدہ کرنا یہ اس شرابی کی مثال ہے جو شراب پی کر کہتا ہے کہ میں نے کوئی شراب نہیں پی میرے منہ سے بو نہیں آتی۔ قرآنی خدا تو لوگوں سے تمسخر کرتا ہے جو [illegible] کی طرح [illegible] بیچارہ کی طرح ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فی الحقیقت ظالم و جبار و قہار۔ بلکہ خیر الماکرین۔ یعنی مکار ہے۔

مولوی انیسواں جواب۔ بقدیر تسلیم اعتقاد آواگون کے وہ رحیم و کریم محسن یعنی دیالو کرپالو بھی نہیں۔ کیونکہ اس کے ہزارہا احسان کے بدلے میں آریہ لوگ کہہ دیں گے کہ ان کو اپنے اعمال کی مزدوری مل رہی ہے پس اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل انسان پر نہیں۔ مگر سچ ہے وہی کتاب جس میں لکھا ہے نجات اس کے فضل سے ہوگی اور بچایا ان کو دوزخ کے عذاب سے یہ فضل ہوا تیرے رب کا۔ (سورہ دخان)

آریہ انیسویں جواب کا رد۔ اس میں آپ نے چند باتوں میں [illegible] جواب کو دہرایا ہے۔ اگر نجات اعمال سے ہے تو فضل فضول اگر فضل سے ہے تو اعمال فضول ہیں۔ اس قرآنی آیت کا جواب ہم قرآن سے ہی دیتے ہیں۔ قرآن سورہ جاثیہ وخلق اللہ السمٰوات والارض بالحق ولتجزیٰ کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون (پ۲۵)

ترجمہ حسینی۔ و بیافرید خدا آسمانہا و زمینہا را براستی و عدل و مقتضائے عدالت آنست کہ میان محسن و مسی و موحد و مشرک تفاوت باشد و دیگر برائے آنکہ پاداش دادہ شود ہر نفسے بآنچہ کسب کردہ از خیر و شر و ایشاں یعنی عمل کنندگان ستم کردہ نشوند یعنی نقص ثواب ابرار و زیادت عقاب اشرار و فجار نماید بلکہ ہر کسے بالجزائے عمل خود جزا خواہد داد (جلد دوم صفحہ [illegible])

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قرآنی [illegible] ضرور ہے کہ کسی کی فضل ہے۔ ٹھیک عدل کے مطابق [illegible] عدل کیا جاوے گا۔ سب لوگوں کو ان کا پھل ملے گا۔ سزا و جزا اچھی اعمالوں کے مطابق ہوگی زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست
ہر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت دانہ نکرد ابلہ و دخل انتظار کرد
یارا دہ سخن گنج میسر نہ شود مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد

ایک حکیم کا قول ہے سلطان بلا عدل کنہر بلا ماء یعنی بادشاہ بغیر عدل کے ایسا ہے جیسے نہر بے پانی کے۔

مولوی بیسواں جواب۔ آریہ صاحبان باری تعالیٰ کو فضل و کرم سے کس نے روکا اس پر کون غالب اس پر کون حکمران۔ اس نے کب عہد نہیں بلکہ وعید کر دیا ہے کہ کبھی بر محض فضل نہ کرے گا؟ ہم تو کہتے ہیں۔ اگر ایسا سخت ڈرا دیا بھی ہے تو بھی وہ نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک جانتا ہے کہ وعدہ کے خلاف کا نام اگر کذب ہے تو وعید کا خلاف کذب نہیں۔ بلکہ کرم اور فضل ہے۔ [illegible] وھم یسألون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے [illegible] کیونکہ صبی اور سوال کی جگہ

نہیں۔ اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ اُس پر تو نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔

آریہ بیسویں جواب کا رد۔ یہ جواب آپ کا باطل ناصواب ہے کیا اسی منطق دانی پر تناسخ جیسے اہم مسئلہ کا رد لکھنے بیٹھے تھے۔ یہ آپ کی لیاقت سے بہت بڑھ کر ہے اس سے ایک اور بات بھی ہم پر منکشف ہو گئی کہ آپ نے اپنے زعم فاسد میں ایک فرضی اور سڑا ہوا حاتم کے حمام باد گرد والے بادشاہ جیسا خدا مانا ہوا ہے۔ تبھی جو چاہتے ہیں عیب اور کلنک اُس کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ خدا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ جس کو اپنی سچائی کا پاس نہیں۔ جو حق پر قائم نہیں۔ سفارشوں اور شفاعتوں یا رشوتوں کے لالچ سے جس کے انصاف کے ترازو کو دستنہا پیش قاضی بردی راضی آئی کی طرح، جدھر چاہا ہو دیا اُس مکار بیوپاری کے جوہوں کی طرح پانسے کا پلڑا، جھکا دیتے ہیں۔ تو ایسا آدمی ہرگز ہرگز خدائی کے لائق نہیں نہ ہو سکتا ہے۔

اگر خدا کی۔ غلطی پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے کعبہ کے بُت پرستوں سے کیوں مجادلے و مقاتلے کئے۔

اگر خدا کی۔ باتوں پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے مسیح کے ابن اللہ ہونے پر کیوں جہاد کر عیسائیوں کو قتل کیا۔

اگر خدا کی باتوں پر سوال یا نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو تم لوگ یا تمام خدا پرست کیوں کرشن اور رام کے خدا ماننے سے انکاری ہو۔

اگر خدا۔ جو چاہے کر سکتا ہے تو سب صفات حسنہ کا خاتمہ گناہ کی ترقی اور بد چلنیوں کا گرم بازار ہو کر خود ایسے خدا ہی کی جان پر وبال آئیگا۔

نہ سگ دامن کاروانے درید کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پرورید

آپ نے سُنا نہیں شاید۔ خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔ و لیکن بجائے مناسب روایت آپ نے وعدے اور وعید دونوں کے معنے نہیں سمجھے۔ یا جان بوجھ کر لوگوں کو گنہگار بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ **وعدہ** یعنے اقرار کرنا نیکی کرنے کا **وعید** بد وعدہ سزا دینے کا وعدہ۔ یہ دونوں باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ ایک جگہ آپ نے خدا جانے کس طرح حق بات کو لکھ دیا ہے کہ بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر در گذر نقصان عظیم کا موجب ہوتے ہیں۔ چور باغی اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دی جاوے اور صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصا[illegible] یق صفحہ ۵۳ پس دونوں کے خلاف کا نام کذب ہے۔ اور ان[illegible] ب۔ اس کا ارشاد ڈراوا نہیں ہے بلکہ یقینی ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ [illegible] باقی دوزخ اور بہشت کی باتیں البتہ ڈراوا اور بھلاوا ہیں۔ طفل تسلی کے درجے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی ہیں جسے عام بولی میں ہتوا کہہ سکتے ہیں۔ اسی واسطے ایسی باتیں معتبر اور درست نہیں ہیں کیونکہ ان کی بنیاد صداقت پر نہیں۔ بلکہ ڈراوے اور بھلاوے پر ہے۔ تبھی غالب نے کہا ہے

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

مولوی اکیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے۔ اور شرک کا باعث ویسے ہی اخلاق اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے توحید کے خلاف تو اس لئے ہے کہ تناسخ ماننے والوں پر لازم ہے جیسے دیانندیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ارواح اللہ تعالے کے بنائے ہوئے نہیں۔ پرمانو اس کے مخلوق نہیں۔ زمانہ اس کے کرت نہیں جس طرح اللہ تعالے غیر مخلوق ہے۔ ارواح اور میٹر بھی غیر مخلوق ہے یہ لوگ وحدت وجود کے بھی قایل نہیں جیسے ان کے دیانندیوں کا خیال ہے کہ کیا کیا جاوے کہ اصل واحد کے معتقد ہو کر توحید کے مدعی ہیں۔

اور اخلاق۔ مارل فلاسفی کا اس واسطے دشمن ہے۔ کہ بشرط اعتقاد مسئلہ تناسخ کوئی شخص اپنے کسی محسن، بہی خواہ، آلہی محبت، انسانی ہمدردی کی نسبت اعتقاد و یقین نہیں کر سکتا کہ اُس شخص نے مجھ پر احسان کیا۔ یا رحم کیا یا بلکہ تناسخ کا معتقد محسن کے ہر ایک احسان کے بدلے میں کہہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک راجہ کو بچھونے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمریزم کرنیوالے نے جن کو اُس مُلک کی زبان میں منتر جھاڑنے والا کہتے ہیں۔ جھاڑا کیا۔ جب اس عصبی المزاج راجہ کو آرام ہوا اور جھاڑا کرنے والے کو انعام دیا۔ اُس کا پہرہ معاف کیا۔ تو تناسخ والے خوش اعتقاد بول اُٹھے۔ دیکھو کس طرح اس بچھونے سپاہی کا قرض اتارا

آریہ اکیسویں جواب کا رد۔ نہ تو تناسخ توحید کے خلاف اور نہ شرک کا باعث نہ اخلاق اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے وجوہات ظاہر ہیں۔ چونکہ تناسخ سے اس بات کا پورا نشچہ ہوتا ہے۔ کہ سب دنیا کو کرم انوسار پھل دینے والا ایک وہی دہرماتما ہے۔ وہ ایک ہی پرماتما ہے۔ جس نے اپنی انادی نیارا انوسار مختلف طرح کی سرشٹی پیدا کی ہے اسی ایک پرماتما پر کامل یقین یہی اصل توحید ہے۔ ورنہ ان چیزوں کے بنانے یعنی خدا نخواستہ نیستی سے ہستی میں لانے سے تو خدا قایم نہیں رہتا بلکہ معدوم ثابت ہوتا ہے۔

شرک۔ اس واسطے نہیں کہ کسی اور سے مُراد مانگنا کسی اور کا ورد کرنا۔ کسی اور پر بھروسہ کرنا۔ شفیع المذنبین جاننا کسی کی خاطر کے واسطے دُنیا کا پیدا ہونا ماننا جیسے کہ مسلمان کلمہ میں بھی محمد صاحب کو شریک کرتے ہیں۔ اس کی شفاعت بغیر نجات محال جانتے ہیں اسکو باعث ایجاد عالم مانتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین۔ **ترجمہ** یعنی اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو زمین و آسمان کو میں پیدا نہ کرتا۔ اور تو نہیں بھیجا گیا۔ مگر دنیا میں رحمت کے واسطے۔ یہ باتیں صریحا شرک ہیں۔ محمدی مسلمان بھی ایسی باتوں کے قائل ہیں۔ پس وہ مشرک ہیں۔

جبرائیل۔ و میکائیل و عزرائیل وغیرہ سب خدا کے شریک ہیں۔ اور خدا اُن کا محتاج اور عرش پر مسکن گزین اور سب سے بڑا شریک اور سچ پوچھو تو بقول قرآن باعث ایجاد عالم حضرت عزازیل علیہ السلام ہے خدا کا گھر بتلاتے ہیں جیسے بیت اللہ (کعبہ) خدا کے دیدار کو حضرت براق پر سوار ہو کر زینہ لگا شب معراج کو آسمانوں پر گئے۔ یہ باتیں صداقت کفر و شرک کے پھیلانے والی اور صداقت و توحید کے مٹانے والی ہیں۔ اور بُت پرستی کے پھیلانے والی ہیں۔ آریہ لوگ یا تناسخ کے ماننے والے لوگ سب سے زیادہ اخلاق کے حامی ہیں۔ کیونکہ ان کا مدار تمام تر نیک کرموں پر ہے۔ یہ غلط ہے کہ کسی احسان کے بدلے وہ یہ کہیں کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ نئے کام بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ اخلاق انہیں لوگوں میں ہے۔ آپ نے جو کسی مہاراجہ کی کہانی سنائی وہ آپ کی فلسفہ دانی کا ثبوت ہے۔ حضور راجا لوگ بھولے ہوتے ہیں۔ ان کو آپ جیسے راجہ شاہی حکیموں نے جنتر منتر تعویذ گنڈے قبروں پر یقین کرایا ہوا ہے وہ تمام بھوت پریت کے قایل اور جن و پری کے گھایل ہیں۔ یہ سارا قصور آپ جیسے سورۃ جن پڑھنے والے مُلانوں کا ہے ورنہ تمام عقلا و فضلا اور خصوصاً آریہ لوگ ایسے فضول اور نامعقول باتوں پر ہرگز یقین نہیں لاتے اور نہ بھولے راجاؤں کو ایسی باتیں سُناتے ہیں لیکن بے بنیاد کہانیاں ہیں جیسے کہ حضرت محمد صاحب کی پیغمبری پر گوہ۔ گدھے۔ ہرنی شتر نے گواہی دی اور آپ جیسے مُقلدوں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ یہی حکایت موسٰی۔ نبی کے حسب حال ہے۔ لکھا ہے کہ موسٰی علیہ السلام ایک چشمہ پر پہونچے جو بن کوہ میں جاری تھا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر تک ٹھہرے

ناگاہ ایک سوار آیا۔ اور پانی پیا اور چلا گیا۔ اُس کا کیسہ زر رہ گیا۔ بعد اس کے ایک چرواہا آیا اُس نے وہ کیسہ اُٹھا لیا۔ اور چلا گیا۔ بعد اس کے ایک سر پر آیا بہت عاجز اور ضعیف بوڑھا۔ گٹھا لکڑیوں کا لادے ہوئے۔ اس نے گٹھا رکھ دیا اور پانی پی کے اس چشمہ پر لیٹ رہا۔ ناگاہ وہی سوار اپنا کیسہ ڈھونڈتا ہوا آیا پیر مرد سے دیکھا جانا کہ اس نے لیا ہوگا۔ اُس سے مانگا پیر مرد نے انکار کیا سوار نے اُسے ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ موسیٰ متحیر ہوئے اور کہا یا الٰہی اس میں کیا حکمت ہے۔ اور یہ کیا عدل ہے۔ حکم ہوا کہ یہ پیر اُس سوار کے باپ کا قاتل تھا اور چرواہے کے باپ کا اسی قدر قرض سوار کے باپ کے ذمہ تھا۔ اس وقت حکم ہمارا قصاص اور ادائے دین پر ہوا ہے۔ اے موسیٰ میں حکیم عادل ہوں۔"

مولوی بائیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ ماننے سے ثابت ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ سخت خود غرض ہے۔ کہ بے مزدوری کسی پر رحم۔ احسان اور فضل نہیں فرماتے۔

آریہ بائیسویں جواب کا رد۔ ایسا ہرگز مت کہو اس مبارک مسئلہ کی تسلیم سے ہی اُس مالک کی صحیح تعظیم ہوتی ہے۔ وہ خود غرض ثابت نہیں ہوتے بلکہ عادل منصف حق۔ غیر متعصب۔ مایہ الاحتیاط یعنی رشوت سے نفرت کرنیوالے سفارش کے نہ سننے والے۔ مالک اور پرم بے غرض ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بے مزدوری یعنی بغیر فعل نیک یا اچھے اعمالوں کے کسی کو جزا اور بلا بدافعالی کے سزا نہیں دیتے مگر برخلاف اس کے خدائے قرآنی خود غرض پایا جاتا ہے۔

وجہ اوّل۔ بلا ہمارے افعال کے ہم کو مختلف طور پر بنایا۔ عاجز اور محتاج کیا اور دُکھ دیا۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لقد خلقکم اطوارا ترجمہ یقیناً اس نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ پس خدا یا تو خود غرض ہے یا پاگل یا ظالم۔

وجہ دوم۔ بعضوں کو افریقہ کے جنگل میں پیدا کیا۔ جن کو کسی طرح کا آرام نہیں گرمی کے مارے جل بھن کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور بعضوں کو کشمیر جنت نظیر و کابل جنت تقابل میں جو عمدہ عمدہ میوہ کھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔ اگر یہ سب بلا سبب ہے جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اس پر کسی کو نکتہ چینی اور سوال نہیں مگر لوگوں کے کئے پر نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔ تو درحقیقت وہ خود غرض اور نادان ہے اور اس کے علاوہ قرآن ایک اور اندھا مغالطہ دیتا ہے۔ جب باوجود اس اندھیر کے کہتا ہے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔

وجہ سوئم۔ جب کوئی اعمال نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اور نہ کوئی معقول سبب ہے اور پھر بھی قرآنی خدا نے کسی کو نیک بخت و بدبخت یعنی بہشتی اور دوزخی بنا دیا جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے منھم شقی و سعید یعنی ان میں سے کوئی سعید ہے کوئی شقی ہے۔ یہ سراسر ظلم اور اندھیر ہے۔ اور خود غرضی میں تو کسی کو انکار نہیں۔ پس مصنف قرآن ضرور ظالم اور خود غرض ہے۔

وجہ چہارم۔ بخیال خود تمہاری اور تمہارے بھائی بندوں حواریوں بلکہ تمام محمدیوں کی جان کا وبال ہے۔ کیونکہ قرآن میں لکھا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم من قبلکم لعلکم تتقون ترجمہ اے لوگو فرماں بردار رہو اپنے اس رب کے جس نے تمکو اور تم سے پہلوں کو بنایا اور فرماں برداری کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے اور دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن اور انس اس واسطے پیدا کئے گئے کہ خدا کے فرماں بردار رہیں۔

اب یہاں اپنا وہ فقرہ پھر پڑھو کہ باری تعالیٰ سخت خود غرض ہے کہ بے مزدوری کسی

پر رحم احسان و فضل نہیں فرماتے۔"

وجہ پنجم۔ قرآن کہتا ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم سورہ بقر۔ قرآن کی ایسی ایسی تعلیموں سے شیطان اور رحمٰن میں کوئی بھید نہیں معلوم ہوتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۵۱ سے ۲۵۵) مگر آپ نے خود بھی اس کا اقبال کیا ہے تو شیطان سا یعنی دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (صفحہ ۱۹ جواب ۱۹) پس یہ صاف خود غرضی اور ظلم اور جہل ہے۔ جس سے انصاف کا سراسر خون ہوتا ہے۔

مولوی تئیسواں جواب۔ ہم لوگ بعض وقت بے وجہ احسان کرتے اور پھر دوسرے وقت احسان کے خلاف کرتے یا احسان نہیں کرتے۔ ان دو قسم کی مختلف کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کرنا ہمارا ذاتی اور جاودانہ وصف نہیں۔ جبکہ بالعرض ہم کو یہ صفت لاحق ہوتی ہے۔ اور بالعرض کے واسطے ما بالذات ضرور ہے۔ پس لازم آیا کسی جگہ احسان بالذات موجود ہے۔ تو کیوں آریو! اس جگہ کا نام باری تعالیٰ کی پاک ذات نہیں جانتے؟

آریہ تئیسویں جواب کا رد۔ بے شک۔ تمہید آپ کی علم سے صحیح نکلی۔ لیکن تعصب اندرونی کے سبب اس کا بھی آپ نے نتیجہ غلط نکالا یا نتیجہ نکالنا نہیں آتا۔ شبہ بے شک ہمارے میں احسان عارضی موجود ہے اور ہم اُس کے مخالف بھی کرتے ہیں لہذا اسی واسطے احسان بالذات ایشور میں موجود ہے۔ مگر احسان بالعرض و بالذات دونوں کے معنے آپ نے نہیں سمجھے۔

احسان کے معنے نیکی یا کام معوض کرنے کے ہیں۔ پس جو اس نے ہمارے واسطے زمین چاند سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ وید وغیرہ چیزیں دیں ہم نے اس کا معاوضہ ایشور کو کچھ نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے اعمالوں سے انکا تعلق ہے۔ مگر سلسلہ اعمال اور چیز ہے اُس سے احسان اور رحم کا واسطہ نہیں بلکہ عدل و انصاف کا۔ تمیز تیرہ ملتے ہیں۔

در جہاں کشت بر آید ہر جا کہ آں گوئند ۔ کہ جواب بر چہ بکاری ترا ہماں رو بُد

جس طرح اب بُرے کرم کرنے کا نتیجہ سب مذہب والے آیندہ جنم یا دکھ مانتے ہیں اسی طرح موجودہ جنم یا دکھ کن کرموں کا نتیجہ ہے؟ الحذر اے تیغ مادان الحذر۔

مولوی چوبیسواں جواب۔ تناسخ کے اعتقاد پر ضرور ہے کہ کسی شخص کو جناب باری تعالیٰ کی پاک ذات سے محبت نہ رہے۔ حالانکہ نص سے اور آپ مانتے ہیں والذین آمنوا اشد حبا للہ یعنی ایمان لانے والے تو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھا کرتے ہیں اور یہ بات کہ تناسخ کے ماننے پر باری تعالیٰ سے محبت نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہے کہ جس طرح کی سبب مجرم کو اعتقاد ہو جاوے کہ ممکن نہیں کہ میرے لاف وزی قانون جرم کے بعد یہ حاکم مجھ قصور وار پر رحم کرے گا۔ وہ حاکم مجرم کو کیوں پیارا ہونے لگا تا ان جس مجرم کا یہ ایمان ہو۔ کہ شاید حاکم سے در گذر ہو جاوے۔ تو اس کو البتہ وہاں محبت ممکن ہے۔

آریہ چوبیسویں جواب کا رد۔ یہ جواب آپ کا ایک اعلیٰ درجہ کی مغالطہ دہی پر مبنی ہے کیونکہ جس قسم کی رضامندی یا محبت آپ خدا سے چاہتے ہیں ویسی قسم کی رشوت دینے والے لوگ رشوت خور حاکموں سے چاہتے ہیں۔ اور موجودہ سرکاری قانون کے مطابق دونوں مجرم ہیں (دیکھو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند) اور قرآنی اعتقاد کے مطابق قرآنی خدا رشوت خور حاکم سے کسی طرح کم نہیں۔ پس بموجب اعتقاد وید مقدس ویدک خدا سرو دیا پک۔ پرماتما یعنی احکم الحاکمین سے نہ سرو محمدیوں اور خدا سے محروماں

دونوں کی سامت ہے جس طرح قرآنی اعتقاد کے مطابق بت اور بت پرست دونوں جہنم میں جاویں گے۔ پس انصاف کرو۔ ایسے عادل اور نامعقول اعتقاد سے مجرم پر خلاف قدرتی قانون اور سو مجرم کے بعد رحم کیا ہے جس کی اصلاح کے واسطے اسے کافی سزا دینا افسوس کہ قرآنی خدا کو سعدی علیہ الرحمہ جیسی بھی عقل نہیں ؎

نکوئی با بداں کردن چناں است ✦ کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

آپ کا خدا ایسی بیہودہ امید پر رکھتا ہے سا کو گمراہی کی رغبت اور تعلیم دیتا ہے عاقل رہو جیسے اور کانوں سے عقل کی کاٹتے اور یاد رکھئے کہ جرم کا اقبال مجرم کو کافی سزا دلاتا ہے نہ کہ رہائی۔ آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتارو اور دل سے ایسے باطل خیالات کو دور کرو۔ کیونکہ ؎

اے نیکی نہ کردہ و بدیہا کردہ ✦ وحق بعفو خود تمنا کردہ
بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود ✦ ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

اصل میں ایماندار لوگ اس رحم کو پسند کرتے ہیں۔ اور اُسی سے محبت رکھتے ہیں جو عادل اور منصف ہو۔ اور بدمعاش لوگ اُس سے خوش ہیں جو سفارش لیتا اور رشوت خور ہو۔ مصنف قرآن نے یہاں عقل سے کام لیا ہے کہ جہاں عادل کا حال لکھا تو وہاں صاف لکھا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ عدل کیونکہ عدل نزدیک راست ہے پرہیزگاری۔ اس پر مولوی حسین واعظ نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؎

عدل کن زانکہ در ولایت دل ✦ در پیغمبری زند عادل۔ عدل نشاط ایست ملک آرائے۔ دین و دولت ز عدل ماند بجائے (صفحہ ۱۳۱ سورہ مائدہ) مولوی صاحب آپ کا یہ لکھنا کہ مجرم کا یہ ایمان ہو کہ شاید حاکم سے درگذر ہو جاوے آج نہ سہی کل سہی انشاء اللہ وہاں عجب ممکن ہے۔ نہایت ہی افسوس پڑھنے والا ہے۔ جب خدا درگذر کا آج نہ سہی کل رہا ہو بھی اور سہو سستی اور کاہلی انسان سے ہٹ نہ کرو الحلال رحمان سے۔ یا کاہلی اپنشور سے اس کے سبب سے ہی دہریہ لوگ محبت رکھتے ہیں۔ اور سچی محبت کا عدل ہی سب سے بڑا باعث ہے۔ ورنہ یہاں اندھیر سے وہاں انصاف و محبت کا کیا کام۔ دیکھئے صحیفہ قدرت ہمیں کیا بتلاتا ہے۔

शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा। शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः। ऋग्वेद

اس منتر میں پرمیشور کا نام ہی محبوب یعنی متر اور اسی کا پیارا نام اریما یعنی عادل ہے وہی ورن یعنی رحیم اور اندر یعنی شہنشاہ ہے اسی کا نام برہسپتی یعنی مالک کل اور وشنو یعنی سرو ویاپک ہے۔ مولوی صاحب ایمان سے کہنا کیا قرآن میں ایسی فضیلت موجود ہے؟ قرآنی ایمان جس کا آپ نے حوالہ دیا۔ والذین آمنوا سدخلنا اللہ اس کی وجہ بھی قرآنی حور و غلمان اور اُن کے انار پستان اور چاہ زنخدان ہیں۔ بامید رضوان اور انگور جنان اسی کے حسب حال ایک ایماندار محمدی نے کیا عمدہ کہا ہے کہ ؎

تلاش حور کی ہے بجس پارسائی کا ✦ بنا ہوا ہے یہ زاہد بھی اک خدائی کا

اور یہی سوال آپ نے اٹھائیسویں جواب میں لکھا ہے۔ پس یہ ہماری تردید اُس سے بھی تعلق رکھتی ہے۔

مولوی پچیسواں جواب - حسب الاعتقاد ایسے عدل پابندی کے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم عطا اور احسان کی امید نہ رہی۔ بدکار کو اس کی جناب میں دعا پکارنا لغو اور بیہودہ ہو جاویگی۔ معاذ اللہ کیا پیارا کلمہ قرآن مجید میں موجود ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ وغیرہ

آریہ پچیسویں جواب کا رد - مولوی صاحب عدل اور رحم مخالف نہیں ہیں رحم اُس کا سوچ جا وغیرہ کے پیدا کرنے اور ہدایت کے لیے وید مقدس کے پرکاش کرنے سے ہے جیسا کہ وید میں آیا ہے۔

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत॥

پرماتما سروا سرامی اور دیالو نے تمام خلقت پر مہربانی کر کے سنسار کی بھلائی کے لیے ویدوں کا پرکاش کیا تاکہ اگیان سے نکل کر گیان کی طرف متوجہ ہوں اور نور سے دل کی آنکھیں منور کریں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ✦ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
همہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار ✦ شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

ہاں قرآن کے اس کلمہ سے جو آپ نے درج کیا یعنی لاتقنطوا من رحمۃ اللہ الخ یعنی خدا کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کرتا ہے مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ آپ کیسے اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ آیت خدا کی طرف سے ہے کیونکہ جب آپ مانتے ہیں کہ خدا نیاکاری ہے۔ نیائیکاری یعنی عدل اُسی کو کہتے ہیں کہ جو جیسا اور جتنا کرے اُس کو ویسا اور اتنا ہی پھل دینا تو پھر معافی کیسی۔ حضرت معافی اور سفارش اور رشوت ایسے عقاید ہیں کہ جن سے رب العالمین و پیغمبر بنانا پڑا اور یہی ظلم کا سبب لگتا ہے اور یہی تعلیم آیت قرآنی دنیا میں گناہوں کے بڑھانے والی اور برہم زن اخلاق ہے ✦

غور سے پڑھیئے۔ سورہ الزمر سپارہ ۲۴ میں قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم در معالم مذکور است کہ قومے از اہل شرک ارتکاب قتل و زنا بسیار نمودہ بودند و ابواب معاصی و ملاہی بکلید ہوائے نفس بر روے روزگار خود کشودہ بحضرت رسالت پناہ عرض کردید کہ آنچہ مارا بداں دعوت میکنی نیکوست و بایستے قبول میکنیم کہ مارا خبر دہی کہ گناہان ما امرزیدہ میشود یا نے۔ ایں آیت فرود آمدہ کہ بگو اے محمد اے بندگان من آنانکہ اسراف کردند بر نفسہائے خود یعنی افراط نمودند در گناہان و اجحد بردہ اند نومید مشوید از بخشش خدائے بدرستیکہ خدائے بیامرزد گناہان جمیعاً ہمہ آن را اگرچہ بسیار باشد و بدانکہ او آمرزندہ گناہانست مہربان ✦

در معالم از ابن مسعود نقل میکند کہ عباس بمسجد در آمد دید کہ واعظے ذکر آتش دوزخ و سلاسل و اغلال آں میکند فرمود کہ لئے مذکر چرا نا امید میگردانی مردمان اگر نخواندہ آں را کہ فرمود قل یٰعبادی الآیہ و در خبر ہست کہ گفت دوست نمیدارم کہ دنیا و ما فیہا مرا باشد بعوض ایں آیت از دنیا و ہرچہ در دنیا باشد بہتر ست (تفسیر حسینی صفحہ ۲۶۶ - اور معالم جلد ۴ صفحہ ۲۱) اسی کے حسب حال سید ناصر علی کہتا ہے ✦

مجسط رحمت او دامن آلودہ میخواہد ✦ گنہ ہے را کہ از دستم نمے آید خطا کردم

حاشیہ۔ اے دریائے رحمت او سبحانہ طالب گنہگار ست پس ہر گناہے کہ نمی کنم تصور میکنم چراکہ ظہور شان غفاری موقوف بہاں ست ایضاً (صفحہ ۸۰) ✦

ایک اور فاضل مولوی کہتا ہے ✦

اے آنکہ پدید گشتم از قدرت تو ✦ پروردہ شدم بناز و نعمت تو
صد سال بامتحاں گناہ خواہم کرد ✦ یا جرم من ست بیش یا رحمت تو

ایک اور فاضل فرماتے ہیں ✦

خواہ از شراب خانہ خود را تباہ کن ✦ خواہ از زنا تا منہ خود را سیاہ کن
دزدی کن و فساد و فریب و قمار باز ✦ اے طالب بہشت خدا را گواہ کن

کن منع خلق عالم و عذر از صلوۃ صوم — زندانہ زی و پیش صنم سجدہ گاہ کن
گر اعتبار نیست کہ چون گشتہ اند مباح — مصحف بخوان و دور ز دل اشتباہ کن
آوردہ است مژدۂ لاتقنطوا صحیح — من ضامنم ہر آنچہ توانی گناہ کن

مولوی حسین واعظ کہتے ہیں *

چون بوادی مژدۂ لاتقنطوا — من چرا ترسم ز عصیان و عتوا
چون تو ہر شکستہ را سازی درست — پس خطا ہا را امید عفو تست

قرآن سورۃ الانفطار یا ایہا الانسان ما غرک لے آدمی جہ چیز ترا بفریفت تا کافر شدی و عاصی شدی در حداثی و دلیر گشتی در نافرمانی تسیح منصور فرمودہ کہ اگر خدائے از من این سوال کند گویم عزتی کریمیٔ تو مرا مغرور آوردہ کہ گو بندہ فریفتہ شدم بکرمی تو (۵۲۴ جلد ثانی تفسیر حسینی) *

ایک اور مولوی فرماتے ہیں *

ما ئیم پر گناہ تو دریائے رحمتی — جائیکہ فضل تست چہ باشد گناہ ما
گناہ من ار نامدے در شمار — ترا نام کے بودے آمرزگار

ناسخ کہتا ہے *

بخشش کی ہے امید علی کبیر سے — ہوتا ہوں مرتکب جو گناہ کبیر کا

حافظ

اگرچہ غرق گناہ است می رود بہشت — قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ

اے فاد بانی پیغمبر کے حواریو اور محمدی مسلمانوں یہی ایسا اعتقاد سراسر منبع فساد الحاد ہے اور یہی سبب ہے کہ عرب، روم، ایران، افغانستان و بلوچستان میں جہاں جہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی اور قرآن کا چرچا ہے کثرت ازدواج، امرد بازی، قبر پرستی، پیر پرستی، قتل، جالوہ کشی، جہالت، تعصب، بردہ فروشی کا بھی زیادہ رواج ہے۔ مولوی صاحب جہاں عدل سے آباد تھا ہمیشہ فضول احکام سے۔ ذرا مہربانی کر کے شاہ نامہ میں ذکر عدل نوشیروان مطالعہ فرمائیے *

جہاں چون بہشتے شد آراستہ — ز داد و ز خوبی و در خواستہ
بر آسود گیتی ز آویختن — بہر جائے بیداد خون ریختن
جہان نو شد از فرۂ ایزدی — ببستند گیتی دو دست بدی
ندانست کس غارت و تاختن — دگر دست سوی بدی آختن
جہانے بفرمان شاہ آمدند — ز کشوری و تازی براہ آمدند
کسے کو برہ بر درم ریختے — ازاں خواستہ ہوز دو بگریختے

اور قرآنی خدا کے حق میں سعدی کہتا ہے *

ہر آنکہ کہ بروزد رحمت کشی — بہانۂ خود کار وان مبرزی

مولوی چھبیسواں جواب بدکاری اور نافرمانی کے بعد تناسخ ماننے والے نافرمانی سے نکلنے کے واسطے تناسخ کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کوئی مددگار نہ رہے۔ اس لئے کہ جناب باری تعالیٰ سے کسی عطیہ کی امید نہیں اس واسطے کہ عدالت سے سزا ہی سزا بھگتنے کا منہ ہی لگ چکا۔ وہاں سے عفو کی امید نہیں۔ مگر کیسی لطیف بشارت ہے۔ اس کتاب میں جو ہم پر آئی ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء *

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کی اضطراب کے وقت اس کی دعا پر قبولیت عطا کرے اور دکھی کے دکھ کو دور کرے *

آریہ چھبیسویں جواب کا رد۔ آپکا یہ خیال بھی بالکل لایق ابطال ہے جس طرح ایک مجرم کو حاکم عادل کے انصاف پر بھروسہ ہے سزا کے بعد یا جیل بھگتنے کے بعد آزاد ہے اور اسکے عدل پر کامل اعتماد ہے کہ وہ بیگناہ پھر عذاب میں نہ ڈالیگا نیک چلنی کا بادی بھی یہی اصول ہے کہ وہ آپکا وسواس فضول۔ پس آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ

جو پاک۔ ہاں قرآن سے سوائے نقصان کے کوئی بہتری کا سامان نہیں ملتا ہے۔ اگر ملتا ہے تو بچوں کے بہلانے سے زیادہ قابل اطمینان نہیں۔ یعنی دودھ کی نہریں شہد کی نہریں اور مشک کے برابر سر۔ اس میں یہی لکھا ہے میں نے بہتوں کو جن اور آدمیوں سے واسطے جہنم کے پیدا کیا ہے اور میں نے اُن سے دوزخ بھرنے ہیں دیکھو سورہ اعراف ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس ترجمہ۔ بدرستیکہ آفریدیم برائے دوزخ بسیارے از دیوان و آدمیان کہ حکم ازلی بشقاوت ایشان صادر شدہ و بر علم قدیم ما اصرار ایشان بکفر و موت ایشان بر شرک بوشدہ نسبت (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۲) مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للجنۃ وبعمل اہل الجنۃ یعملون ثم مسح ظہرہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للنار وبعمل اہل النار یعملون فقال رجل ففیم العمل یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ان اللہ اذا خلق العبد للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ حتی یموت علی من اعمال اہل الجنۃ فیدخلہ بہ الجنۃ و اذا خلق العبد للنار استعملہ بعمل اہل النار حتی یموت علی اعمال اہل النار فیدخلہ بہ النار

ترجمہ۔ بدرستیکہ خدا تعالیٰ پیدا کرد آدم را پس تا لید و سے تعالیٰ پشت آدم را بدست راست خود پس بیرون آورد حق تعالیٰ از پشت آدم فرزندے کہ گفتہ شد در پیش پس گفت خدا تعالیٰ در شان ایشان پیدا کردم این جماع را برائے بہشت و بعمل اہل بہشت عمل میکنند بعد باز مالید پشت آدم را پس بیرون آورد ازاں جماعۂ دیگر را از ذریت پس گفت پیدا کردم این ہا را برائے آتش و بعمل اہل آتش عمل میکنند پس گفت مردے از صحابہ۔ پس بجہت چیست عمل و تکلیف بداں دورچہ چیز فائدہ میکند عمل۔ پس گفت پیغمبر خدا۔ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ چون پیدا کند بندہ را برائے بہشت در کار میدارد او را بکار بہشتیاں تا آنکہ میمیرد او بر کارے از کارہائے بہشتیاں۔ پس می آرد آں بندہ را بآں عمل در بہشت و چون پیدا کند بندہ را برائے آتش در کار میدارد او را بکار دوزخیاں تا آنکہ میمیرد بر کارے از کارہائے دوزخیاں پس می در آرد خدائے آں بندہ را بآں عمل در دوزخ (صفحہ ۱۰۷ جلد اول) *

اور حدیث میں ہے کہ اگر شما گناہ نکنید حق تعالیٰ طائفہ دیگر بیافرنید کہ گناہ کند۔ "رحمت بے علت او درمرات عفو تجلی نماید" (اخلاق جلالی صفحہ ۷۹) *

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت گھر سے نکلے اور انکے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں پوچھنے پر کہا کہ۔ جو میرے داہنے ہاتھ میں ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام لکھے ہیں اور یہ جو میرے بائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل دوزخ کے نام ہیں مع ولدیت و قومیت کے اسکے بعد لکھا ہے فان صاحب الجنۃ یختم لہ بعمل اہل الجنۃ وان صاحب النار یختم لہ بعمل اہل النار وان عمل ای عمل ثم قال رسول اللہ بیدیہ فنبذہما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ترجمہ پس بدرستی کہ بہشتی ختم کردہ میشود مر او را بعمل بہشتیان و اگرچہ عمل کند و مدت عمر ہر عمل کہ باشد نیک یا بد آخر ختم کار او بعمل نیک بود و دوزخی ختم کردہ میشود مر او را بعمل دوزخیان اگرچہ عمل کند ہر عمل کہ باشد پس اشارت کرد پیغمبر خدا بہر دو دست خود۔ پس انداخت ہر دو کتاب را از ہر دو دست پس پشت خود۔ پس گفت آنحضرت بپرداخت پروردگار شما از کار بندگان یعنی تمام کرد حکم ایشان را گروہے در بہشت و گروہے در دوزخ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۰۹ از روایۃ الترمذی)

مولوی کا ستائیسواں اور اٹھائیسواں جواب محسن مربی۔ مخدوم۔ مصلح ہادی مکرم کو برا کہنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ مگر تناسخ ماننے والے اپنے

نوٹ۔ مولوی صاحب کے ستائیسویں جواب کا رد ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۸۲ میں کر چکے ہیں اور اٹھائیسویں جواب کا رد چھبیسویں میں ہو چکا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہیں *

ثبوت تناسخ

چوں رفت تن و رواں پاک من و تو — خشتے دو نہند بر مغاک من و تو
وانگہ ز برائے خشت گور دگراں — در کالبدے کشند خاک من و تو

پیش از من و تو لیل و نہارے بودہ است — گردندہ فلک ز بہر کارے بودہ است
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی — کاں مردمک چشم نگارے بودہ است

آپ جس خاک پر بہر و بول و براز کرتے ہیں وہ وہی تمہارے بزرگوں کی خاک ہے یا تمہارے بزرگ ہیں کیونکہ ان کا جسم اسی خاک میں ہے یا یہی خاک ہے گورمیں ان کی خاک کو کیڑے اور بچھو کھاتے ہیں اور خلق عالم جوتے پہنے اِنکے سر پر سے گذرتی ہے اور اصحاب کہف کا ساتواں دوست جو قبر سے سلوک کرتا ہے تو کسی سے مخفی نہیں ؎

بقہرِ خدا ہر کسے اوفتاد — ہمہ عالمش پائے بر سر نہند

ہمارے بزرگوں کا جسم خاک ہوا۔ اس سے کھیت میں غلہ ہوا اور غلہ کیا ہے اصل میں خاک ہے وہ خاک تم نے کھائی۔ اور اس سے پاخانہ گئے وہ سوئر نے کھایا بائستے نے پس تمہارے بزرگوں نے کتوں کے قالبوں میں حلول کیا ✦

لواطت لوط علیہ السلام کی اُمت کا دستور ہے علت المشائخ یعنی شیخوں کی بیماری اِسکا نام حکمت میں ہے اور یہ خاص کر سب سے زیادہ مولویوں ملانوں شیخوں مسجد نشینوں تکیہ داروں کو ہوتی ہے اور اِس کے مرتکب بھی ملانے اور مولوی ہوتے ہیں کیونکہ فاعل مفعول دونوں کی گردان انہیں ازبر ہوتی ہے۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ مولوی امام الدین احمد صاحب کیوریٹر میوزیم آگرہ میڈیکل سکول نے لکھا ہے ملانوں میں یہ مرض اِس وجہ سے کہ اِن کو عورت تو نصیب نہیں ہوتی یا ظاہرا پارسائی کی وجہ سے اندیشہ تولد کی طرح عورتوں سے ارتباط نہیں رکھتے۔ اور فقہ کا سبق الامرد کالنساء خوب یاد ہی ہوتا ہے نفس امارہ کے اتباع اور جوش شہوت سے مغلوب ہو کر لڑکوں (یعنی مسجد کے طالب علموں) سے کاربراری کرتے ہیں" (دیکھو رسالہ امراض جلد ۱ صفحہ ۲۰)

اور اسلامی ملکوں اور اسلامی سلطنتوں میں اِسکا بہت زیادہ رواج ہے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی اغلام و لواطت رائج ہے اور قول قرآن کو سند پکڑتے ہیں ✦

بخارا شریف۔ ایران شریف۔ افغانستان۔ کابل شریف و بلوچستان روم۔ لکھنؤ شریف۔ اور اس کا فرنگی محل حیدرآباد دکن۔ بھوپال۔ بہاولپور۔ جہاں جہاں ان کا قدم مبارک ہے وہاں وہاں اس شرمناک فعل کی منڈی گرم ہے۔ بخارا شریف میں تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنی اولاد خوبصورت کو دو دھنی ہمشی جانکر جلاتے ہیں۔ غلام اور غلمان اور اغلام ایک ہی مصدر سے نکلے ہیں اور وہ بہشت میں بھی موجود ہیں اب اس فقرہ کا جواب کہ محدود ارواح تجات پاکر ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جائے اور پھر سرشٹی کے پیدا کرنیکا سامان ہی خدا کے پاس نہ رہیگا۔ واضح ہو کہ ہم ارواح کو محدود نہیں جانتے ہاں خدا اپنے محدود علم سے ان کو جانتا ہے نہ کبھی روح کا خاتمہ اور نہ مادہ کا خاتمہ اور نہ سامان کا خاتمہ ہوگا۔ اور نہ سلسلہ ختم ہوگا۔ ہمیشہ اسی طرح انادی پرماتما انادی رعیت کا راجہ اور مالک رہیگا۔ مگر یہ سارا اعتراض قرآنی خدا پر عاید ہے۔ کیونکہ اِسکی بساط محدود ہے آدم سے پہلے سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ازل سے غریب خدا کے پاس نہ تھا ہاتھ پر ہاتھ بے بضاعت بنیا کی طرح بٹھے اور تول رکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ حیران تھا کہ کیا کروں بڑی مشکل سے غریب نے خودکشی کی۔ اور اپنے ٹکڑے کرکے پھیلا دیئے۔ ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ہو گیا تب خدا کہلانے لگا۔ افسوس ایسا بے بضاعت خدا چھٹ پوچھا غدا ؎

چونکہ بیرنگی ہی آئینہ ہمہ اوست — ذات تنہا گنج بل گنجینہ ہمہ اوست

قیامت کے بعد بھی وہ سامان نہ رہیگا۔ روحیں ختم ہو جاوینگی۔ مادہ ختم ہو جاویگا خدائی کارخانہ درہم برہم ہو جاویگا کیونکہ کل شیءٍ ھالکٌ الا وجہ اللّٰہ بہشت و دوزخ اور سب نبیوں اور رسولوں اور فرشتوں کی روح بروں اور بھلوں کی روح سب فنا ہو جاوینگی تب غریب اور بے بضاعت خدا عرش کے بالاخانہ پر ہو زحیثیالش تکران ست کہ ملکش مادگران ست کی طرح اوساں باختہ بیٹھا رہیگا معاذ اللہ چند دنوں سے غریب اور بے بضاعت خدا نقش موہوم و مخیل کی طرح مداری بن اپنے پیٹ سے انتڑیاں نکال تماشا دکھلا خدا بن بیٹھا مگر جو نہی تماشے کا ہاتھی آیا تو ع : نادر بیجا ماند شے نادری۔ گدھا بلا سو کتا۔ خرس سیا جانہ خدا کو خود بننا پڑا۔ کیونکہ ہمہ اوست یا ہمہ از وست کے سوا غریب کا چھٹکارا نہیں تھا معاذ اللہ مولوی صاحب کیسے بیداری۔ تماشہ گر چھلیا۔ نقش موہوم۔ بہروپیا بلکہ مثل کا کیا اعتبار معاذ اللہ

مولوی صاحب اکتیسواں جواب میں نے اپنے کانوں سے بڑے بڑے راجاؤں مہاراجوں سے سُنا اور یہ تقدیر یا نئے مسئلہ تناسخ کے سچ بھی ہو وہ لوگ کہا کرتے تھے تپیوں راج اور راجوں نرک کا معنے تپ یعنی ریاضتوں اور سخت سخت اور مشکل مشکل عبادتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجا ہو جاتا ہے۔ پھر راج کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ انسان یعنی راجہ دوزخی ہو جاتا ہے اس کلام کا دوسرا جملہ یعنی راجوں نرک اس لئے بھی سچ ہے کہ راجوں اور مہاراجوں سے اکثر ظلم و تعدی ہو جاتی ہے۔ اِن سے پورا پورا انصاف محال ہے پھر عیاشی اور فضول و غیرہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہے کہ علی العموم یہ دوسرا جملہ سچ ہے کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے جیسے سفلس (آتشک) پھاڑی روگ گرمی باد شجر۔ مبارک کہتے ہیں۔ اہل مصر نے تائیٹریٹ آف سلور کا کیا خوبصورت نام رکھا ہے۔ الحجر الجہنمی۔ میں جب کبھی آتشک کے زخموں پر اس کا استعمال کرتا ہوں۔ اُس وقت اِس مصری نام کی خوبی جیسی مجھے معلوم ہوتی ہے شاید ایک ناتجربہ کار یا شرایع سے ناواقف کو ہرگز معلوم نہ ہوتی ہوگی ✦

آریہ۔ آپکے اس جواب کا ہم کیا رد کریں اسکا ایک ایک لفظ تسلیم کے قابل ہے جب ساتھ اِسکے آپکا تجربہ بھی شامل ہے کہ ضرور راجاؤں کو ایسا ہوتا ہے کیونکہ آپ راجہ شاہی حکیم تھے۔ الحمد للہ کہ آپکے منہ سے بھی کلمہ حق نکل گیا۔ بیشک راجاؤں اور بادشاہوں کو جو کہ ظالم اور عیاش ہوتے ہیں جہنم ملتا ہے۔ بتوں راج اور راجوں نرک۔ پس محمود۔ تیمور۔ اورنگ زیب۔ نادر۔ غیاث الدین علاؤ الدین سکندر لودی۔ احمد شاہ ابدالی وغیرہ جیسے ظالموں اور سفاکوں اور عیاشوں کو ضرور نرک (جہنم) ملتا ہے یعنی بُرے کرموں کے بدلے میں اِس جنم اور دوسرے جنم میں دکھ الحجر جہنمی وغیرہ روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر جس وقت آپنے تسلیم کیا اور سمجھ لیا۔ کہ ضرور ظلم و عیاشی کا پھل دکھ ہے اب انکو راج کیوں ملا صاف ظاہر ہے ؎

زکوے کہ نیکی پسند د خدا — دہد خسروے عادل و نیک را

اور اس کے خلاف ؎

چو قومے بعصیاں شود مبتلا — جفا کار شاہے فرستد خدا

اور یہ تو صاف ظاہر ہے کہ شامت اعمال ما صورت نادر گرفت پس ظالم و عادل بادشاہ دونوں ہی اپنے سابقہ اعمالوں کے سبب بادشاہ ہوتے ہیں مگر چونکہ اختیار عمل کر دونوں مستند (آزاد) ہیں اسی واسطے جب کوئی آزادی کو دئی برا کرتا ہے کوئی ظلم اور اُنکے معاوضہ میں درگاہ الٰہی سے سزایاب ہوتے ہیں پس یہ سارے کے سارے تعلق اعمال سابقہ اور بغیر ضم کے نہیں کہ اتفاقیہ یا خود بخود ✦

مولوی بتیسواں جواب ہم نے مانا آنا تم تکلیف اعمال کا ثمرات ہیں مگر یہ لیا

نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال دنیوی یا اسی جنم کے ہیں ہاں ثمرات کہنے میں فائدہ بھی ہے کہ جزا و سزا میں باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اسکا یاد ہونا ضرور ہے ثمرات میں علم اور یاد اسباب ضروری نہیں غالباً بتہ ماتی الباب ہمیں وہ اسباب موجبات یاد نہیں ہوں سو ایسی یادداشت تو تناسخ ماننے والوں کے نزدیک ضروری نہیں رہتی۔ ہاں کہ بچہ میں ایسے کونسے اعمال ہیں جنکے باعث بچہ نے سزا بھگتی یا جسکا ثمرہ اٹھایا سو اسکے سر دو وجوہات ہیں ✦

اول یہ کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ اعمال ہیں جسکا ثمرہ باجبر لینے میں عامل اور فاعل یا مرتکب کا عاقل و بالغ اور سمجھ دار ہونا جان بوجھ کر قانون قدرت کے خلاف ورزی کا مرتکب ہونا ضرور نہیں مثلاً ایک نادان لڑکا آگ میں ہاتھ ڈالدیوے زہر کھاوے وہ جلایا جاوے اور ایسی خلاف ورزی میں سزا جزا اور ثمرہ کا اٹھانا ضرور ہے۔ ہاں بہت یا تھوڑا ہی سہی مگر ایسی صورت میں اگر بعد سے قلیل دکھ دائک اور رنج رساں ہو تو انکی تلافی اس اجر عظیم سے ہو جاتی ہے جیسے شہادت کا مرتبہ کہتے ہیں ✦

دوسرے وہ اعمال ہیں جن میں قانون کی خلاف ورزی مرتکب جرائم کا عاقل بالغ جان بوجھکر جرم کا مرتکب ہونا ضروری ہے ایسے قوانین کو قانون شریعت قانون حکما۔ قانون حکام کہتے ہیں۔ پس لڑکے قانون قدرت کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں۔ انہوں نے خود کیئے یا اُن کے والدین اور مربیوں نے ✦

دوم۔ لڑکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھکر کسی برائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں یا تو اس لئے کہ برائی کی مرتکب اُن کی روح ہے اور اُس کی روح بہت ہوشیار اور ان کی کمزوری کیوجہ سے ایسے کرم اور سبھاؤ کے ساتھ ہے جیسے جوانی کے وقت ✦

اور یا اس لئے کہ جسقدر کے وہ لڑکے ہیں اور جسقدر انکے جسم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی انکی روح بھی ہے پھر جیسے چھوٹی سی چیونٹی بھی روح اور سمجھ کا ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرتکب بھی ہوتی ہے اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو ہم دیکھتے ہیں اپنی وسعت اور سمجھ کے موافق کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہوں ✦

جب ہم عقلا و حکما اور بڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بھی عقل و سمجھ کے خلاف کرتے ہیں اور اس کی سزا پاتے ہیں بھلا چھوٹی سی عمل کے بچے ایسا کیوں نہ کرتے ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ لڑکوں کو کچھ بڑی تکلیف نہیں ہوتی اور اسکے والدین مربی اپنے اسی جنم کے اعمال کی سزا بھگتتے ہیں اور یا خوبی ہے کہ ایسے لڑکوں کو آیندہ ابدالاباد زندگی میں ترقی کا سامان ملجاوے ✦

آریہ تیتیسویں جواب کا رد۔ اس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں مان لیا کہ "آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں" "پس لڑکے قانون قدرت کے خلاف ورزی میں گرفتار ہیں" "لڑکے بھی ہم کہتے ہیں جان بوجھکر برائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں" اور "اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں" وغیرہ پس آپکے پچھلے سارے انکار آپکو شرمسار کرتے ہیں درحقیقت سلسلہ اعمال و سزا سے سوائے اقرار کے کوئی چارہ نہیں ہے ثمرہ کہئے جزا کہئے سزا کہئے۔ ہمارا مطلب ہر طرح حاصل ہے کہ یہ سب تفرقہ دکھ اور راحت کے متعلق اعمال سے وابستہ ہے پس اس مسئلہ کو تو آپنے مان لیا اب دیکھئے تناسخ سے کیا انکار ہے ✦

ہم نے مولوی صاحب کے جواب میں نمبر لگا دیئے تاکہ رد اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے اور طول فضول عبارت ہم کو بار بار نہ لکھنی پڑے کیونکہ ہم کو تحقیق حق سے غرض ہے کاغذ سیاہ کرنیکی مرض نہیں ✦

آپکے اعتراض نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ وہ اعمال دنیوی اور اسی جنم کے اسواسطے نہیں کہ وہ اس سے پہلے کے ہیں یہاں صرف اسکا پھل ظاہر ہے بیج ظاہر نہیں پس بیج اسکا دوسرے جنم کے اعمال ہیں حصہ نمبر ۲ کا یہ رد ہے کہ بچہ نے قبل از پیدائش حمل میں کس طرح انگلی مار کر اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالیں کس طرح اپنے پاؤں توڑ ڈالے کس طرح حمل میں بہرہ اور گونگا ہو گیا۔ کیوں غریب اور کنگال کے گھر میں آیا کیا وہ درحقیقت چاہتا تھا۔ اسکا ثبوت قیامت تک آپ سوائے اقرار تناسخ کے نہیں دیسکتے کیوں جنم سے دکھ میں پڑا۔ اور کیوں سکھ میں آیا۔ یہ سارے اسباب ہیں جسکا سبب قبل از پیدائش بچہ کے اسکے حمل میں کوئی عمل ہونا چاہیئے اگر نہیں ہے تو تناسخ بدیہہ دلایل سے ثابت ہے۔ آگ سے یا زہر سے مرے ہوئے بچہ کو آپ شہید سمجھتے ہیں مگر کیا بعرا و نبت و خبر کے ثواب یا عذاب ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پس وہ کسی طرح عذاب ثواب کے مستحق ہیں اور جو حمل میں مرجاتے ہیں یا اسقاط ہو جاتے ہیں ان کو ثواب شاید بہشت سے بھی اوپر قرب الہی کا درجہ دیتے ہونگے آپکے خیال اور قرآنی آیات کے مطابق اچھا ہوتا ہے جو لڑکے یا زہر سے مرتے ہیں کیونکہ شہید ہوتے ہیں آفرین آپکی عقل پر اور تحسین دانائی پر۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔ نہ یہاں لڑکوں کے جلنے اور زہر کی تکلیف کو آپ قدرے قلیل دکھ دائک و رنج رساں سمجھتے ہیں کسی نے آپکے حق میں اچھا کہا ہے ✦ ؎

کبھی صید طاؤس گلستان قرح کر وائے　　بلا سے تیری گر اک بیریاں کی جان بن آئے
تیری تو طبع کو عجب اچھا تماشا ہے　　وہ تڑپے ہے تیرے لب پر اہو ہو ہو آہا آہا

جب یہ صاف ثابت ہے کہ لڑکے قانون قدرت یا کسی قانون کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں پس حمل میں یا پیدا ہوتے ہی خلاف ورزی انہوں نے کیا کی؟ مولوی صاحب! ایمان سے کہنا سوائے تناسخ کے اسکا کوئی جواب ہے ✦

مولوی تینتیسواں جواب۔ نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے مگر نیک اپنی نیکی پر کبھی تکبر کرتا یا نیکی کو ریا۔ اور لوگوں کو دکھلانیکے واسطے بجا لاتا ہے کمزور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بدی کا اثر اگرچہ برا ہونا چاہیئے مگر بدکار اپنی بدکاری پر نادم ہوتا ہے تو بارگاہ الہی میں عجز و انکسار اضطراب شرمندگی ظاہر کرتا اور دعائیں مانگتا ہے اس نے نیک اپنی نیکی کو تباہ کر دیا ہے اور بد کا بدی کے بعد مقرب بارگاہ الہی ہو جاتا ہے سب جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے دکھی دیکھتے ہیں اور بدکار کو سکھی اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہدیں کہ یہ تکلیف نیک پر اسکے پورب لی جنم کا پھل ہیں اور یہ آسایش بدکار کو اسکے پورب لی جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ وہم غلط ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تشخیص نے غلطی کھائی ہو ✦

آریہ تینتیسویں جواب کا رد۔ یہ جو آپنے نیک و بد کی مثال دی ہم مان لیتے ہیں مگر جو اس میں آپنے مغالطہ دیا ہے اُسکا پہلے کھنڈن کرینگے بھائی پورب لی جنم کے کرم نہ سہی سابقہ اعمال سہی جب اس نے نیکی کی اسکے بعد غرور کیا یا پہلے غرور کیا پیچھے نیکی کی انصاف تو یہ ہے کہ غرور کا برا پھل اور نیکی کا نیک پھل ملے ایسے ہی برائی کا برا پھل اور پرارتھنا کا عمدہ پھل ملنا چاہیئے پس اول عمل ہوتے ہیں پیچھے پھل ملتا ہے اسمیں بھی آپنے اپنے منہ سے نہیں قلم سے بلکہ دل سے سابقہ اعمال کا پھل دکھ اور سکھ مان لیا ہو اور یہی اس سے ظاہر ہوتا ہے مگر یہ ممکن ہو کہ اس نے اس جنم میں غرور نہ کیا ہو۔ اور نہ اس نے اس جنم میں پرارتھنا۔ پس اس جنم سے تعلق نہ ہونیکے سبب ضرور اعمال جنم سابقہ اسکا باعث ہیں کیونکہ ممکن ہو کہ آپنے تشخیص میں غلطی کھائی ہو جیسا کہ اکثر کیا کرتے ہیں۔ الانسان مرکب من الخطأ والنسیان ✦

مولوی چونتیسواں جواب۔ نیکیوں کے بہت اقسام ہیں پھر جیسے نیکیوں کے انواع و اقسام ہیں ایسے ہی نیکیوں کے ثمرات و نتایج کے بھی اقسام ہیں اکثر لوگ

کی حالت یہ ہے ایک قسم یا سو ہزار قسم کی نیکی کرتے ہیں اور جس جس قسم کی نیکی کرتے ہیں اسکو انواع و اقسام کی برکات و ثمرات کو حاصل کرتے ہیں مگر وہی نیک ایک قسم کی نیکی کرنیوالے اور طرح کی بدی بھی کرتے ہیں اور ان بدیوں کی سزا بھگتتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ بعض نیکیاں اس قسم کی ہیں کہ جلد اپنا پھل دیتی ہیں اور بعض نیکیاں ایک عرصہ مدت کے بعد ظاہر کرتی ہیں ایسی حالت میں نظارہ کنندہ کبھی غلطی میں پھنس کر کسی قسم کی بدی کے مرتکب کو مطلق نیک اور کسی قسم کی نیکی کرنیوالے کو بدکار کہہ بیٹھتا ہے اس جواب کو یہ قصہ واضح کرتا ہے ✤

حاکم رایکبا مجلس میں اما المعصوم مرسلا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا سار احباب کو کچھ سنا رہا تھا ایک شخص نے اس بیچ دریافت کیا کہ جب تمام آرام ایمان سے حاصل ہو سکتے ہیں اور انواع و اقسام آلام کفر و نافرمانی سے تو انگریز کیوں حیوٰۃ الدنیا میں منصور و دولتمند ہیں تب حاکم نے اسلئے تمام اہل مجلس سے عرض کیا کہ ایمان کے ادنیٰ ترین شعبوں سے ہے اماطۃ الاذیٰ عن الطریق ہے یعنی رستوں کو صاف کرنا رستوں میں سے دکھ دینے والی اشیاء کو دور کرنا اور مومنوں کی تعریف میں آیا ہے وامرھم شوریٰ بینھم مومن ہیں جنکی حکومت جنکے کام مشورہ سے ہوں اور مومنوں کو کہا گیا ہے۔ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ

ترجمہ آدمی کو اپنی سعی و کوشش کا نتیجہ ملا کرتا ہے اور اپنی کوشش کے نتائج کو دیکھیگا ✤

میرے پیارے مخاطبو ان چند ایمانی احکام پر انگریزوں نے عمل کیا اور تم نے ان احکام سے عمداً منہ موڑا جن لوگوں نے ان احکام اسلام کو لیا وہ ان احکام کے پھل بھی اٹھا رہے ہیں تم نے نافرمانی کی اسکا بدلہ بھی بھگت رہے ہو۔ یہ تو امر کی تعمیل ہے ایسا ہی الٰہی نواہی پر نظر کرو۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم ترجمہ آپس میں مت جھگڑا کرو باہمی اختلافات سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت و ہوا اُٹھ جاویگی۔ آیت شریف بالا میں تم کو حکم ہے باہمی جنگ و جدل چھوڑ دو۔ ورنہ بودے ہو جاؤگے تمہاری ہوا اکھڑ جاویگی۔ اس نہی کی تم نے پرواہ نہ کی اللہ کے فضل سے تم بھائی بھائی تھے مگر باہم اعدا ہو گئے غرض تم لوگ انہی نافرمانیوں کے وبالوں میں گرفتار ہو۔ ہاں نماز بھی پڑھتے ہو روزے رکھتے ہو زکوٰۃ بھی دیتے ہو ~~حج بھی کرتے~~ ہو۔ اور ان سب سے مقدم توحید پر ایمان لائے ہو اور انگریز ان احکام کے منکر ہیں تو ان اعمال کے ثمرات تم ہی اُٹھاؤ گے انگریز انکا پھل نہ لینگے غرض جو شخص جس قسم کا بیج بوئیگا اُسی قسم کا پھل اُٹھائیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ

ترجمہ تو کہ تم دنیا اور آخرت میں فکر کرو۔ کیا صحابہ کرام اور انکا اتباع عظام نے دین اور دنیا دونوں حسنات کا بیج بویا تھا۔ دونوں کا پھل اُٹھایا ✤

آریہ چونتیسویں جواب کا رد۔ میں حیران ہوں کہ آپنے اس آخری جواب کو تناسخ کے رسالہ میں کیوں لکھا اور آخر میں آکر وہ سارے پچھلے فضول جواب آپ کیوں بھول گئے۔ اسکے جواب میں کرموں کا پھل ملنا تو آپنے ضرور مان لیا۔ وہ فضل کا وہمی ڈھکوسلا آپکا کہاں گیا؟ بیشک نیکی اور بدی کا بالضرور اور یقینی طور پر پھل ملتا ہے آپنے جو قصہ لکھا وہ بھی درحقیقت ع سلام روستائی بے غرض نیست۔ کی مثال ہے۔ ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ اس میں آپنے کہاں کہاں غلطی کی۔ اماطۃ الاذیٰ عن الطریق کی آیت پر کبھی اسلام والوں نے عمل نہیں کیا۔ خود خدا کے گھر میں یعنی عرب میں عمل نہیں ہوتا تھا۔ جیسا عرب کا نام محمد صاحب سے پہلے قطاع الطریق اور تازی یعنی لوٹیرا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جب تک ویدک دھرم پر نہ آویں ایسا ہی رہیگا بتلائیے اس آیت پر عمل ہوتا ہے یا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی کام نکالتے ہو ✤

افغانستان۔ روم۔ ایران۔ بلوچستان۔ تاتار۔ مصر وغیرہ جہاں جہاں اسلامیوں کا راج ہے یا تھا کبھی اس آیت کے ان معنوں پر عمل نہیں ہوا۔ پھر فضول اسلام کی بے بنیاد تعریفوں سے کیا فائدہ۔ دوسری آیت بھی آپنے بے فائدہ درج کی کیونکہ اس پر کبھی عمل نہیں ہوا یعنی وامرھم شوریٰ بینھم۔ اگر اسلامی بادشاہ مشورہ کرتے تو اسقدر ظلم و ستم دنیا میں کبھی ہوتے یا اتنی خونریزی ہوتی ہرگز نہیں اور تو اور خود حضرت ہی کے جانشین اسکے شاہد ہیں بھلا عقل کو اسلام سے کیا نسبت۔ تیسری آیت اور بھی بےفائدہ ہے یعنی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی آپس میں مت جھگڑو باہمی اختلاف سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت اٹھ جائیگی حضرت کے مرجانے پر کتنا جھگڑا ہوا۔ خلافت کی بابت کیا کچھ گل کھلے حضرت علی اور معاویہ اور عائشہ اور طلحہ و زبیر و عثمان وغیرہ صحابیوں نے اس آیت پر کیا عمل کیا۔ کیا اُن کو آپ جیسی عقل نہ تھی مولوی صاحب ؎ شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر ست۔ جو دو آیات آپنے درج کی ہیں وہ عین تناسخ اور مسئلہ اعمال کی مددگار و حامی ہیں یعنی وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ترجمہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کیا اور اپنی کوشش کے ہی نتائج کو دیکھیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ۔ تو کہ دنیا اور آخرت کا فکر کرو جبکہ آدمی کو اپنی کوشش اور سعی کا نتیجہ ملتا ہے اور آیندہ بھی ایسا ہی دیکھیگا۔ اور جیسا کسی نے بیج بویا تھا ویسا ہی پھل اُٹھایا۔ پس جنم کے دکھ سکھ یا بلا سبب دکھ سکھ ضرور بالضرور اعمال جنم سابقہ کی سزا و جزا ہے ✤

مولوی پینتیسواں جواب۔ نیک شخص کے دو پہلو ہیں ایک جہت میں وہ اللہ تعالیٰ کا محب اور ایک جہت میں بباعث اپنی نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے نیک پر تکالیف کا آنا ممکن ہے کہ محب کی جہت سے ہو۔ نہ محبوبیت کی جہت سے اور انعامات محبوبیت کی جہت سے ہوں نہ محب ہونیکی وجہ سے ✤

آریہ پینتیسویں جواب کا رد۔ خدا کسی کو نہیں آزماتا۔ کیونکہ آزمانا جاہل یا ناواقف کا کام ہے عالم الغیب کا نہیں۔ پس نیک یا بد کو جو تکالیف درپیش ہوتے ہیں وہ برائی کے سبب سے اور جو آرام و راحت ملتی ہے وہ بھلائی کے سبب سے اگرچہ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں مگر آپکا فرضی ممکن درحقیقت ناممکن ہے ہم اسی قاعدے سے فرض کر سکتے ہیں۔ کہ شیطان پر لعنت اور رحم محبت کی جہت سے ہو نہ کہ عداوت اور کفر کی وجہ سے اور مسلموں کو بہشت گناہ کے سبب سے ہو نہ کہ محبت اور پیار کی وجہ سے کیونکہ دونوں باتیں اُسی کی رضا اور خوشنودی میں معلوم ہوتی ہیں۔ ابن عباس فرمودہ کار مبنی اختیار ست یعنی ہر کہ خواہد ایمان آرد ہر آئینہ ایمان آرد و ہر کہ خواہد کافر شود و شک کا ذکر دو۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ آنچہ مشیت ازلی بدان متعلق شدہ از سمت تغیر مبرا و از صفت تبدیل معرا ست ؎

ہر کرا خواہی بیاں و ہر کرا خواہی بخواں — حکم حکم تست وکس را چارہ جز تسلیم نیست

(دیکھو تفسیر حسینی سورۃ کہف صفحہ ۹ سنہ ۱۸۷۷ء نولکشور) ✤

جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآنی اعتقاد کے مطابق ان تمام شرارتوں بیایمانیوں کا موجد شرک بلکہ بانی مبانی خدائے قرآنی ہے ع زنہار ازاں قرین بد زنہار ✤

شیخ عبیداللہ مصنف تحفۃ الہند کا اعتراض صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶

مولوی۔ ہندوؤں کے دین میں قیامت کا ہونا کہیں نہیں لکھا ✤

آریہ۔ قیامت کا مسئلہ جس طرح قرآن میں لکھا ہے اور جو آپکا منشا ہے بیشک ہندو اُسکے قائل نہیں اور نہ وہ تسلیم کے قابل ہے قیامت کے روز خدا تعالیٰ کا حساب کتاب کرنا اور ایسی عقل یا علم کل ہے نہیں بلکہ منکر نکیر و کراماً کاتبین کے عرض معروض کرنیکے مطابق اُسکے ہر فعل کا عادل و حاکم و منصف ہونیکی صفات کا ابطال ہے اور اُسکے کسی گن کا کسی وقت معطل ماننا صریحاً اُس کی ذات سے انکار ہے پس قیامت کے روز حساب و کتاب خدا کا اجلاس تخت خداوندی پر پیغمبر صاحب کا پیشی کرنا ملائک کا فوجی سلامی

اُتارنا فرجنٹ آرمس) اور بعد ازاں رب العرش کا آٹھ فرشتوں کے شانہ پر رکھی ہوئی پالکی پر بیمار یا نزع رعاں یا بوڑھے بادشاہوں کی طرح پھر کر سب کے پاس سے گزرنا۔ علیٰ ہذالقیاس محض باطل اور سراپا غلط ہے +

مولوی کہتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار مرتا ہے تو یم راج جسکو ہندو دھرم رائے بھی کہتے ہیں اُسکے برقنداز گنہگار کی روح یم راج کے پاس لیجاتے ہیں اور وہ جیسکے لائق ہوتا ہے اُس کو ویسا ہی جسم دیتا ہے اِس جسم میں اپنے اعمال کی سزا پاکر اس جسم سے نکلکر پھر کسی اور جسم میں داخل کیا جاتا ہے (از سوط اللہ الجبار جلد ا صفحہ ۱۴۱) +

آریہ آپنے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا صرف عوام کے کہنے سے اعتبار کر لیا مگر اصل میں ایسا نہیں بلکہ سرو دیاپک پرماتما کو کسی برقنداز یا چپڑاسی یا اردلی کی ضرورت نہیں البتہ عزرائیل و میکائیل و جبرائیل وغیرہ برقندازوں کا صوبہ دار قرآنی خدا ہے اور وہی بالائے سبع سموات کبھی عرش کبھی کرسی پر جلوہ فرما ہے۔ اسی پرماتما کا نام دھرم راج دھرم رائے اور یم راج یا جمراج ہے اور یم وایو کا بھی نام ہے پس وایو منڈل کے ذریعہ روح دوسرے قالب میں جاتا ہے اور وایو کو اُس احکم الحاکمین کا برقنداز (بطور) استعارہ کہیں تو کوئی ہرج نہیں وہی پرماتما ہر جا موجود ہونیکے سبب سب کا ہمیشہ ہر جگہ انصاف کرتا ہے ہر ایک روح کے حق میں بموجب اعمال وہی دھرم رائے یا دھرم راج (حاکم عادل) ہے وہی پاپ سے انتریامتا سے سب کا یمراج (دلوں کا مالک اور عالم) ہے منوجی نے بھی کاشف القلوب اور محرم اسرار نہانی سے پرماتما کو انہیں ناموں سے پکارا ہے اور اُسکے تاریخ کلوک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (منو ادھیاء ۸ شلوک ۹۲) پرماتما کے انصاف میں کسی شفیع یا وکیل یا سفارشی کی رسائی نہیں اور نہ کسی ولی یا نبی یا رشی مُنی کو طاقت گویائی +

سرگشتہ بود خواہ نبی خواہ ولی۔ در وادی ما ادری ما یفعل بی

مولوی۔ اسی طرح لکھا جنم لیتا ہے یہاں تک کہ مکھی اور مچھر اور چیونٹی سوار کتا وغیرہ ہر طرح کے حیوان بلکہ درخت اور گھاس بوٹی بھی اور بعض وقت تو ایک پتھر بھی ہو جاتا ہے اور بہت سے جنم لیکر جب گناہوں سے صاف ہوتا ہے تو اُسکی مکت یعنی نجات ہو جاتی ہے یعنی نیست و نابود ہو کر خدا کی ذات میں ملجاتا ہے۔

آریہ۔ بیشک ہر ایک کرم انوسار سزا و جزا پاتا ہے اور رنج و محنت و آرام بھوگنے کو مختلف قالبوں میں جاتا ہے مگر ہر ایک کیواسطے خواہ مخواہ لاکھوں جنم بغیر کرموں کے ضروری نہیں یہ ویدک دھرم کی تمام بنیاد انسانی اعمال اور انصاف ذوالجلال پر ہے کسی بیہودہ خیال پر نہیں مگر دین اسلام اِس نیک اصول کو قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے ؎

باآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد   گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

مختلف جونوں میں جانا ہرج کی بات نہیں اور نہ علم معقول کے خلاف ہے سارے جسم ایک ہی قسم کے عناصر کم و بیش سے مرکب ہیں اور سب جیوں میں بھی غیر مادی لنگ بالذات ہیں مکھی مچھر چیونٹی۔ سور۔ کتا۔ سب کو جان عزیز اور سکھ دکھ کی تمیز ہے اپنی اولاد سے محبت۔ دشمن سے نفرت۔ رزق کی ضرورت۔ شہوت غالب اور انسان کی طرح حرص طالب ہے۔ شہد کی مکھی کے حالات یا خود مشاہدہ کرو ورنہ نگارستان دانش کو مطالعہ کرو تاکہ عقل آوے اور کام کرنا سیکھو اور ایسا ہی دوسری مکھی کی دانائی اور ہوشیاری امریکہ کی چیونٹیوں کا شہد جمع کرنا اور سب ملکوں میں سردی کیواسطے غلہ کیجا جمع رکھنا کون ہے جسکو اُنکی دماغی طاقت سے انکار ہو۔ اندھیرے میں لگاتار کام کرنا اور ایک شاہی شرک بنانا مستقل مزاجی سے بار بار کوشش کرنا اور کامیاب ہونا اس لائق تو ہے کہ تیمور جیسے شہنشاہ اُنکی شاگردی کریں لوگ کہتے ہیں کہ چیونٹیاں باتیں کرسکتی ہیں حفاظت خود اختیاری سے بھی واقف ہیں اور یاد دہی بھی رکھتا ہے جس سے آپکو انکار نہ ہوگا یعنی قرآن اور محمد صاحب سورۃ نمل میں لکھا ہے +

فقالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا یشعرون فتبسم ضاحکا من قولہا۔ ترجمہ گفت مورچہ اے مورچگان در آئید بخانہای خود تا در ہم نشکند شمارا سلیمان و لشکر ہائے او دانستہ پس سلیمان تبسم کرد از گفتار مورچہ +

تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ چیونٹیاں خدا کی عبادت کرتی ہیں تسبیح دن رات یاد خدا میں مشغول ہیں پس یہ سب جونیں مسلمانوں سے زیادہ نیک عابد ہیں جو آدمی عابد نہیں اُس سے چیونٹی اچھی ہے ؎ مور گرد آورد بتابستان۔ تا فراغت بود زمستانش۔

پھر اُسی سورۃ نمل میں لکھا ہے فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین۔ ترجمہ پس گفت (ہدہد) جانور در گرفتم چیزے کہ در نگرفتۂ آں را و آوردم ترا از قبیلہ سبا خبرے تحقیق را۔ اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ سلیمان مع فوج جنوں اور آدمیوں کی بولی جانتا تھا اور قرآن میں لکھا ہے کہ جانور۔ درخت۔ پہاڑ۔ ستارے۔ شمس و قمر سب خدا کی عبادت اور اُس کو سجدہ کرتے ہیں سورۃ حج الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ترجمہ۔ آیا ندیدی کہ سجدہ میکنند خدا تعالیٰ را آنانکہ در آسمانہا اند و آنانکہ در زمین اند۔ و آفتاب و ماہ و ستارہا و کوہ ہا و درختان و چارپایان و بسیارے از مردمان۔ اسی کے متعلق ایک فاضل کہتا ہے ؎ وانگر تا بینی از عین شہود جملہ ذرات جہاں را در سجود۔ سعدی کہتا ہے یاد دارم کہ شبے در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودم و سحر در کنار بیشہ خفتہ۔ شوریدۂ کہ دراں سفر ہمراہ ما بود سحرگاہاں نعرۂ بزد و راہ بیابان گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش اینچہ حالت بود گفت بلبلاں را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند از درخت و کبکان از کوہ و غوکان از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مروت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ کجا روا باشد +

بیل اور گدھے بھی آدمیوں سے اچھے ہیں۔ گاوان و خران باربردار بہ از آدمیان مردم آزار +

عموماً درندے اور چارپائے اچھے ہیں بلفظ (سرمد) بہتر است از دد و دواب و ذئب از تو بہ کز نگوئی صواب +

غافل آدمی سے سانپ اچھا ہے۔ انساں مار ہر پائے را بی زند + کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ +

اگرچہ پتھر وغیرہ جونوں میں جانا ہم نہ مانتے اور نہ اُنہیں صاحب ادراک جانتے ہیں کیونکہ اول تو اُنکے قالبوں میں جانا وید مقدس کے خلاف ہے دوم وہ بیجان ہیں سوم جہاں اچھا۔ وویش۔ پریتن۔ سکھ۔ دکھ۔ تمیز نہیں وہاں روح یا جان کوئی چیز نہیں۔ نباتات میں روح کا تناسخ ہونا ہم نہیں مانتے +

مگر کتب اسلامیہ کے رو سے آدمی۔ اونٹ۔ سور۔ بندر۔ گوہ۔ چیونٹی۔ ہدہد گدھا۔ بلی۔ کبوتر۔ فیل۔ درخت۔ پہاڑ۔ نمک۔ شکر۔ نمک سب جگہ ارواح معلوم ہوتی ہیں وہ سب مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے۔ عربی جانتے اور بولتے۔ شہوت کے قابل سجدہ کرتے۔ گویا سب مسلمان اور مسلمانیاں ہیں مفتی شاہ دین صاحب نے حقیقت روح انسانی میں لکھا ہے شریعت میں حد تواتر کو پہنچ گیا ہے کہ درختوں اور پتھروں وغیرہ نے نبیوں کے ساتھ کلام اور اُنکے حکموں کی فرمانبرداری کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی روح اور شعور رکھتے ہیں (دیکھو صفحہ ۳۲) +

جو ہمارا اعتقاد ہے سو اُسکی بنیاد عدل الٰہی اور صداقت پر ہے کہ جان جہالت اور خواہش سے اُن تمام اجسام میں روح جنم لیتا ہے اُنکی حالتوں کے اختلاف سے اعمال اعمال سے جسم اور جسمی اختلاف سے خدا کا انصاف ثابت ہوتا ہے

ثبوت تناسخ

مانتے تناسخ کے نعوذ باللہ ظالم مکار اور دھوکا باز ثابت ہوتی ہے یا نپٹ ناشک ہونا پڑتا ہے جیسا کہ منکران تناسخ کا حال ہے یا پچھے الہام وید سے منکروں کا وہم و خیال جس نے تناسخ کی اصلیت کو نہ سمجھا اور نہ روح کی حقیقت کو جانا اُسے ضرور ہی عدل الٰہی سے ہاتھ دھو ہمہ اوستی یا ملحد ہونا پڑیگا ✤

مولوی۔ اور یہ مسئلہ تناسخ کا بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے کہ اب تمام ہندوؤں کا مذہب ٹھہر گیا ہے اور محض بے اصل ہے ✤

آریہ۔ آپنے صفحہ ۱۴۶ پر تو یہ لکھا ہے کہ بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے۔ اور صفحہ ۱۱۴ پر فرماتے ہیں اکثر حکما کہتے ہیں کہ نفس قدیم ہے" اور پھر لکھتے ہیں بعضے حکما تناسخ کے قایل ہیں"۔ اور ایسا ہی اشاعت السنۃ جلد دوم صفحہ ۴۸ پر بھی لکھا ہے مگر مولوی صاحب کیا شکر کا مقام ہے کہ یہ مسئلہ حکما کا قیاس ہے اور حکما ہی اسکے قایل ہیں اور اکثر حکما نفس کو قدیم مانتے ہیں۔ نہ کہ امّی اور جہلا لوگ اور ہندوؤں نے بقول آپکے اگر تقلید کی تو بھی علما اور حکما اور فضلا کی نہ کہ جہلا کی۔ مگر یہ مسئلہ اصل میں نہ تو حکما کا ایجاد ہے اور نہ کسی انسان کا طبعزاد۔ بلکہ یہ قدرتی قانون کی جان اور وید مقدس کا ارشاد ہے جن حکمائے ایشوری قانون اور ویدک تعلیم پر غور کی یا رشیوں کا اوپدیش سنا وہ اِس مبارک مسئلہ کے قایل ہوئے باقی جاہل رہے اور اصل بات یہ ہے کہ روح اور اعمال کو مانکر بغیر تناسخ کے کوئی چارہ نہیں ہوسکتا بشرطیکہ کوئی عقل سلیم سے کام لے محض بے اصل تو پلصراط۔ شفاعت۔ جہاد۔ حور و غلمان اور بہشت اور دوزخ کے مسایل ہیں۔ اور اسی طرح حلالہ۔ متعہ اور تقیہ جو محمدیوں کی خیال بندی اور قیاسی وہمی وسواس کے باعث ہیں نہ کہ ایسا معقول اور علمی مسئلہ جیسا کہ تناسخ ✤ ہر آنکس کہ رو از تناسخ بتافت ✤ بہر جا کہ شیخ عزت نیافت ✤ تناسخ زہے راہ عدل و صواب ✤ اگر عاقلی رو ازیں در متاب ✤ بقول است کایں تناسخ براست ✤ کہ کیں شناسد خدا را شناخت ✤

آنریبل سید احمد خان صاحب کے اعتراضوں کا جواب

تہذیب الاخلاق جلد اول نمبر ۸ مورخہ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۷ھ صفحہ ۱۱۳-۱۲۳ میں سید صاحب نے اگرچہ اپنے ایک مسلمان دوست کی درخواست پر جسکے دل میں تناسخ کی بابت چند شبہات تھے۔ ایک آرٹیکل لکھا ہے اور اپنے خیال میں تمام زور سے اس مسئلہ کی تردید کردی۔ مگر حاشا کہ کوئی اعتراض بھی وقعت کے قابل نہیں ✤

قولہ۔ روح کے ایک جسم سے تعلق چھوڑ کر دوسرے جسم سے تعلق کرلینے کو تناسخ کہتے ہیں جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس طرح جونک اپنی دم کو ایک جگہ جما لیتی ہے پھر جونک اپنے منہ کو دوسری جگہ نہ جمالے دم کو نہیں ہٹاتی۔ اور جگہ نہیں چھوڑتی اسی طرح روح جس جسم سے اس کو تعلق ہوگیا ہے جب تک وہ دوسرے جسم سے تعلق نہیں کرلیتی پہلے جسم سے تعلق نہیں چھوڑتی اور جس جسم سے تعلق چھوڑتا ہے۔ وہی اس جسم کی موت ہے اس سے لازم آتا ہے کہ وہ ایسے جسم سے تعلق کرتی ہے کہ اُس سے پہلے کسی اور روح نے اُس جسم سے تعلق نہ کرلیا ہو ورنہ ایک جسم میں دو اور تین اور اس سے بھی زیادہ روحوں کا تعلق ہونا لازم آویگا اور یہ منافی اُس وجہ کی ہے جس کی بنا پر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ کو مانا ہے ✤

اقول۔ یہ پورانا ردی اعتراض ہے جس کی صدہا مرتبہ تردید ہوچکی روح کا کسی سے تعلق پیدا کرلینا باراد ہ خود نہیں۔ بلکہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور اسی سرو اِیکت سے نیار ہو روگ ہر ایک روح کو کرم انوسار مختلف قالبوں میں سزا و جزا حاصل کرتی ہے

نکلے اپنے اختیار سے اور یہی سبب ہے کہ اسلامی سلطنتوں جیسے ندھر وہاں نہیں جو خواہ مخواہ اپنے جوش جہالت کے فرو کرنیکی غرض سے لاکھوں ہندوؤں کے سر قلم کئے جاویں جیسا کہ تعصب کے شعلہ سے بھڑکتا ہوا مولوی رومی قرآنی آیت کا ترجمہ کرتا ہے ؎ لاجرم کفار راخوں شد مباح ✤ ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح ✤ جفت و فرزندان شاں جملہ سبیل ✤ زانکہ بےعقل اند مطرود و ذلیل ✤ پس ایک سے زیادہ ارواح کا کسی جسم سے تعلق نہیں ہوسکتا ✤

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں اور اس لئے انکے دو فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب روح ایک جسم سے مفارقت کرتی ہے۔ تو دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے گو کہ وہ جسم اُس جسم کی نوع۔ ہو جس سے اُس نے مفارقت کی ہو یعنی یہ بات ممکن ہے کہ گدھے کی روح جب وہ مرینگے۔ انسان کی جون میں چلی آوے۔ اور انسان کی روح جب وہ مرینگے۔ گدھے کی جون میں چلی جاوے احمد ابن حابط اور احمد ابن بابوس جو اس کا شاگرد تھا۔ اور ابو مسلم خراسانی اور محمد ابن زکریا رازی طبیب اور فرامث کا یہی مذہب تھا۔ اور ظاہرا یہی مذہب ہندوؤں کا بھی ہے مگر رازی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب جانور مار ڈالے جاتے ہیں تو اِن کی روح انسان کی جون میں چلی جاتی ہے ✤

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایک قسم کی روح دوسرے قسم کے جانور میں نہیں جاتی بلکہ ہم قسم جانوروں میں جاتی ہے یعنی انسان کی انسان میں گدھے کی گدھے میں شیر کی شیر میں وعلیٰ ہذا القیاس ✤

پس اگر تناسخ کو مانا جاوے تو ایک قسم کی روح کا دوسرے جسم سے اُس وقت تعلق ہوگا۔ جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر یا سڑے ہوئے مادہ میں ہو جس سے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اور کسی اور روح نے اُس سے تعلق نہ کرلیا ہو

اقول۔ بیشک قایلین تناسخ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں وہ محمدی مذاہب کی طرح اپنے دین والوں کے سوا غیروں کو واجب القتل و الصلیب نہیں جانتے جنہیں علم معقول سے کبھی مس نہیں ہا اور جو ہمیشہ تقلید پرستی کے سبب جادۂ راستی و تحقیق کیطرف قدم نہیں اُٹھاتے جن کو تمیز روح سے نمک اور کافور کی تمیز نہیں جیسا کہ روضۃ الصفا میں بذکر خلافت عمر لکھا ہے اکثر مورخین گفتہ کہ دعتقادیہ و دین خرد ار بلئے کافور بدست عربان افتاد و آنرا نمک پنداشتند و ہمت بر معاودت صرف طعامہا نظر فرہ گماشتند۔ روضۃ الاصفا جلد ۲ ۶۰۴ مطبوعہ نولکشور ✤

ایسے اسلامیوں میں اگر دو فرقہ ہو گئے ہوں تو کچھ شک نہیں اور اگر زیادہ فرقہ ہونا کسی مذہب کے بطلان کی دلیل ہے تو بھی سب سے پہلے اسلام کی سلامتی نہیں مگر دونوں طرح ماننے سے اصول میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ تناسخ کے ثبوت میں کوئی دقیقہ باقی رہجاتا ہے قطع نظر اور اسکے دیگر تمام تناسخ ماننے والوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں جس سے اصول میں لغزش ہو جیسا اسلام میں بہشت دوزخ۔ قیامت معراج اور شفاعت کے مسایل جن میں اسلامیوں کو سخت اختلاف ہے

قولہ۔ یہودی اور عیسائی اور جمہور مسلمان تناسخ سے منکر ہیں اور مسلمان اِن لوگوں کو جو تناسخ کے قایل ہیں کافر قرار دیتے ہیں ✤

اقول۔ مسلمانوں کا کسی کو کافر قرار دینا ایسا لایعنی اور بیہودہ ہے جیسا کہ اور مذاہب والے مسلمانوں کو کافر کہیں۔ آپ کس منہ سے پھر مسلمانوں کے مددگار ہوتے ہیں جبکہ مسلمانوں نے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔ سُنّی مسلمان شیعوں کو قطعی کافر کہتے ہیں اور اسی طرح شیعہ لوگ سُنّیوں کو اور یہ دونوں وہابیوں کو ہم مسلمانوں کے کافر کہنے کو فقیر بلھے شاہ کے ہمصفیر ہیں ✤

بھیلا تنوں کافر کافر کہندے نے توں ہانجی ہانجی کہندا رہو۔

محقق نصیر الدین طوسی کو نظام معتزلہ نے کافر کہا۔ اُنھوں نے اِس کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمایا +

نظام نے نظام اکافرم خواند چراغ کذب را نبود فروغے
مسلماں خوانمش زیرا کہ نبود سزاوارِ دروغے جز دروغے

تمام عقلمندوں کو اعراقی مسلمان ایسی اعرابیت سے کافر کہتے ہیں اور عقلمند انہیں ماریؔ عراقی اور سردہ فروس اور طائفہ وردان قرار دیتے ہیں۔ ہم بقول امیر خسرو +

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

قولہ۔ بہر حال جو لوگ تناسخ کے ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں ان پر بار ثبوت ہے تاکہ وہ اپنے اس دعوےٰ کو ثابت کریں۔ اس دعوےٰ کے اثبات کے لئے دو قسم کی دلیلیں ہو سکتی ہیں عقلی و نقلی۔ نقلی دلیلیں تو محض بیکار ہیں اس لئے وہ دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکیں بلکہ خود اُس مذہب کے پیرو بھی اِن نقلی دلیلوں پر جب کر سکتے ہیں کہ آیا اُن سے وہ دعوےٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں +

باقی رہی عقلی دلیل اگر دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہو تو بلا شبہ اُس کو ماننا پڑیگا۔ دلیل عقلی دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ ایک محسوسات محققہ پر مثلاً زید ہمارے سامنے کھڑا ہے تو ہم کو یقین ہے کہ زید موجود ہے دوسری عقلیات پر جو اولیات پر مبنی ہوں اولیات سے ایسے امور مراد ہیں جن میں غور و فکر کی حاجت نہ ہو۔ جیسے ہمارا یہ کہنا کہ دس دو سے بیش ہیں یا یہ کہ ہونا اور نہ ہونا یا حادث و قدیم یا موجود و معدوم یا واجب و ممتنع ایک حکم اور ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے +

پس تناسخ کے اثبات کے لئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے جبکہ انسان کے یا حیوان کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی حسی دلیل اس پر نہیں ہوتی۔ کہ اُس میں کسی دوسرے جسم کی روح آگئی ہے وہ پیدا ہوتے ہی یا چھپٹے میں یا بڑا ہو کر یا مرتے وقت یہ نہیں کہتا اور نہ بتاتا ہے۔ اور نہ یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح آئی تھی۔ اور نہ دیکھنے والے کسی حالت میں جان سکتے ہیں۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح تشریف فرما ہوئی ہے +

عقلیات اولیات میں سے بھی کوئی دلیل اِس بات پر کہ اِس آدمی کے یا گدہے کے بچہ میں دوسرے جسم سے روح آئی ہے موجود نہیں ہے پس دلائل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے +

اقول بیشک تناسخ کے ماننے والوں پر بار ثبوت ہے اور انکا فرض ہے کہ وہ اس دعوےٰ کو ثابت کریں اور اِس میں بھی شک نہیں کہ نقلی دلیلیں دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتی ہیں مگر گستاخی معاف آپ مولوی دین سے تو بیبہرہ ہوئے ایسے ہیں کہ ہیں ویدمقدس کی ہدایت منقولی دین نہیں ہے بلکہ سراپا معقول ہے اُس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں جو کہنے سے مان لینی پڑے بلکہ تمام امور کو دلایل معقول سے سمجھایا اور ذہن نشین کرایا ہے +

ہمیں افسوس ہے کہ بلا سوچے سمجھے معقول دلایل سے نہیں بلکہ بے ثبوت مغالطوں سے دھوکا میں پڑ کر کہدیا کہ دلایل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے +

عقلی دلیل کی پہلی بنیاد محسوسات محققہ پر رکھکر آپ لکھتے ہیں کہ تناسخ کے اثبات کیلئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے "حضرت! روح کے جسم میں پڑنے میں حسی دلیل کا نہ ہونا روح کے غیر مادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ تناسخ سے انکار کا کیونکہ روح کا جسم میں آنا اور نکلجانا دونوں حسی دلیل سے ثابت نہیں ہیں لیکن جسم میں بغیر روح کے کام کرنیکی طاقت نہیں نظر آتی یعنی مردہ جسم علم سے خالی دیکھتا ہے اور روح کا فعل یا وصف صرف علم ہے۔ باقی رہا اُسکا نہ بتانا یہ بھی انکار کیلئے کافی دلیل نہیں کیونکہ جب روح دنیا میں آتی ہے تب ہم

اُس میں طاقت گویائی نہیں دیکھتے اور دماغ کیساتھ رہنے سے سب معلومات بشرطیکہ حسب قبول ہوں تو مدت حمل میں اور دو تین سال بلکہ ۵ سال طفولیت میں موجودہ جسم کے تعلقات کے سبب رہنے سے خیالات بھی منتشر ہوجاتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ہمیشہ اکیلے بیٹھکر اپنے خیالات کو منتشر نہیں ہونے دیتے وہ اپنا پڑھا ہوا کبھی نہیں بھولتے اور جن کے خیال بیہودہ خیال سے منتشر رہتے ہیں اُنہیں ایک گھنٹہ کی بات بھی یاد نہیں رہتی دوسرے چونکہ انسان کبھی اِس بات کی کوشش نہیں کرتا کہ ہر ایک جاندار کی بابت معلوم کرے کہ روح کے جسم میں آنیکے چند روز بعد تک بھی اُسکی عادت سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے کہ روح فلاں جسم سے آئی ہے +

مثلاً ایک آدمی میں ایک بھلے امیر تھا۔ اب بھی امیر ہے دوسرا پہلے غریب تھا اب امیر ہے تیسرا پہلے امیر تھا اب غریب ہو گیا ہے اگر وہ معمولی کسی مرد کے سامنے انکا سا لباس پہنکر چلے جائیں تو وہ اُنکی ظاہری صورت سے تو پہچان نہیں سکتا۔ لیکن جس وقت اُن کی نشست و برخاست اور کلام وغیرہ سے تحقیق کیا جا سکتا۔ تو بخوبی جان لیگا۔ بشرطیکہ اُس کو اس بات کا علم ہو۔ حکیم سقراط کا ایک غلام سے اشکال اقلیدس حل کرانا۔ کیا آپنے نہیں پڑھا یا اُس امیر فقیر کی نقل آپکو معلوم نہیں جس نے بادشاہ وزیر غلام کو معلوم کر کے بادشاہ کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ حضور آدمی بات سے پہچانا جاتا ہے +

پس حسی دلیل تناسخ پر کیا بلکہ روح کی ہستی اور تمام روحانی قوتوں پر نہیں ہے کیونکہ حسی دلیل کا مرکبات کے سوا کسی لطیف چیز کیساتھ تعلق نہیں ہے روحانی قویٰ کے علاوہ حرارت کا ہر جگہ موجود ہونا قوت مقناطیسی۔ قوت کشش درمیان سورج و زمین وغیرہ پر کوئی حسی دلیل قایم نہیں ہو سکتی اور اصل میں حسی دلیل تمام الہیات کے ماننے والوں کے سامنے بازیچہ طفلاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی +

باقی رہے دلایل عقلی وہ سارے کے سارے تناسخ کے حامی ہیں مثلاً عقل سے ثابت ہے کہ جسم میں روح موجود ہے اور کام کر رہی ہے اِس پر مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں +

اول۔ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی یا اس سے پہلے تھی +

دوم۔ جسم سے پہلے ہونے کی حالت میں کہاں تھی +

سوم۔ روح جسم کے بغیر ہمیشہ رہ سکتی ہے یا کچھ دیر تک +

چہارم۔ جسم سے روح الگ ہو کر کہاں جاتی ہے +

اگر مان لیا جاوے کہ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوتی تھی اور بے تعلق مادہ کے کبھی پیدا نہیں تھی۔ تو اِس صورت میں وہ خواص مادہ سے ایک خاصہ ہو جاتا ہے۔ اور سرے سے روح کا وجود ہی باطل ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ جسم کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئی اسی طرح جسم کے فنا ہونے سے فنا ہو جاویگی اور اِس حالت میں جزا و سزا۔ بہشت و دوزخ حور و غلمان ثواب و عذاب و نجات و دیدار الٰہی سب کے سب گاؤخورد ہو جاتے ہیں اور عاقبت کے تمام کارخانے دریا برد۔ اور یہ مسئلہ اول درجہ کی گمراہی اور الحاد کا بانی ہے۔ اگر مان لیں کہ روح جسم سے پہلے موجود تھی تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ کہاں تھی اور کس حالت میں تھی۔ روح کی موجودہ حالت کا اندازہ لگانے اور اُس کے جسمانی تعلقات پر خیال دوڑانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چپ چاپ بیکار رہنے والی چیز نہیں اور تمام مادی جگت میں نظر دوڑانے سے جہاں تک عقل کی رسائی ہے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر جسم دھارنے کے بُرا یا بھلا کام نہیں کر سکتی۔ اور مادہ پرست اسلام نے تو نجات میں بھی اُسے بے جسم کے نہ رہنے دیا کیونکہ حور و غلمان وغیرہ تمام جسمانی خوشیوں کو بغیر جسم نہیں بھوگ سکتی۔ پس ضرور ہے کہ وہ پہلے بھی جسم دھارن کرتی رہی ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر انتظام عالم چلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یا چلنا محال ہے اور اِس صورت میں وہ جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی قایم بالذات رہیگی۔ اور روح قدیم ثابت ہو جاوے گی۔ کیونکہ

وہ باقی نہیں اور نہ علمی اور عقلی اصول مانتے ہیں مگر اس تناسخ کے تمام اصول ناکارہ و فضول ہو جاوینگے +

اور ساتھ ہی یہ ثابت ہو جاویگا۔ کہ روح اپنے مالک کی طاقت سے تو کچھ دیر تک معطل رہ سکتی ہے لیکن ہم یہ نہیں مثلاً گیند یا توپ کا گولہ یا کوئی اور ایسی چیز بغیر آدھار کے نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ گیند کو اوپر کی طرف پھینکیں تو اتنی دیر تک کہ جس قدر پھینکنے والے کی طاقت سے اُسے بل ملا وہ بلا آدھار کے رہی۔ مگر پھر اُسکے بل کے دور ہوتے ہی زمین پر آرہی۔ اور یہ وقت ہمیشہ طاقت کے فرق سے مختلف ہو سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عارضی طاقت ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ روح معطل یا بیکار رہ سکتی ہے۔ ان سب عقلی دلایل پر غور کرنے سے تناسخ صاف طور پر ظاہر ہے۔ اور جب کہ تمام منطق جاننے والے متفق اللسان ہیں کہ الانسان حیوان ناطق یعنی انسان حیوان ہے جیسی انسان میں روح ہے ویسی تمام حیوانوں میں روح ہے عقل کا فرق یا دماغی قصور امر دیگر ہے جیسے چھوٹا بچہ مجذوب یا سودائی دیوانہ کے جو ہے یا مخبوط الحواس انسان اور ایک حبشی جنگلی کو نڈا اور بے ہوش اور عرب کے بدو اور ایک علیگڈھ کا نیچری یا کسی اور ولایت کا مہذب تعلیم یافتہ ایسے تمام حیوان علی القدر مراتب انسان کے ساتھ ملتے ہیں اور سب میں کام کرنیوالی روح موجود ہے +

قول ۱۲ - جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں۔ اُن کی اول دلیل یہ ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی۔ اول تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہی دوسرے یہ کہ کبھی روح مادہ سے علیحدہ بھی تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو یہ قول کہ روح بے تعلق مادہ نہیں رہتی۔ غلط ہو جاتا ہے۔ معہذا کسی جاندار کے مرجانے سے اسکا مادہ کسی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ پس روح کو اس مادہ کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں +

اقول - آپنے غلط سمجھا۔ اُن کی دلیل ایسی نہیں بلکہ اس طرح پر ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے کام نہیں کر سکتی یعنی نیک و بد افعال نہیں کر سکتی ہے اور روح کا معطل رہنا قطعاً محال ہے۔ پس ضرور وہ تا حصول نجات مختلف اجسام سے بموجب اصناف صدور دی کے تعلق پیدا کرتی۔ اور سرمایہ حسنات جمع کرتی رہتی ہے بتلائیے اسکا آپ کیا رد کر سکتے ہیں حتیٰ کہ آپ مادہ کو کسی حالت میں حادث نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قدامت مادہ کے آپ قایل ہیں۔ شکر ہے تاہم کہ آپ نے وید مقدس کا ایک اصول قبول کیا۔ اور ایشور کریگا کہ آہستہ آہستہ تمام مسایل کا امہال کریں گے +

قول ۱۳ - دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ روح غیر متناہی ہے اور عالم بھی غیر متناہی ہے اور اس لئے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے +

اس سے زیادہ کوئی پوچ دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عالم اور روح کے غیر متناہی ہونے سے روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا لازم نہیں آتا اور بالفرض اگر روح بھی غیر متناہی ہے تو روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکی کیا ضرورت ہے اگر یہ کہا جاتا کہ روح متناہی ہے اور عالم غیر متناہی ہے تو روح کے ایک جسم سے دوسرے میں جانیکے لئے کوئی وجہ ہو سکتی تھی مگر اُن لوگوں کو یہ ثابت کرنا کہ روح متناہی ہے۔ اُن کے اصول کے موافق ناممکن ہے +

اقول - یہ کسی تناسخ ماننے والے کی دلیل نہیں ہے۔ آپنے گستاخی معاف دھوکا کھایا یا خود بخود علم روح و تناسخ سے ناواقف ہونے کے سبب مغالطہ دیا +

اُن کی دلیل یہ ہے +

روح کبھی نابود نہیں ہوتی اور نہ عدم سے وجود میں آئی کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں اور نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے پس روح ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اور ساتھ ہی روح معطل یا جڑ نہیں بلکہ چیتن اور کام کرنیوالی ہے اور بغیر جسم کے روح صرف آنند تو بھوگ سکتی ہے مگر کوئی کام نہیں کر سکتی اور چونکہ مادہ بھی قدیم ہے۔ جیسا کہ تمام بدھی مان قایل ہیں اور مادہ کی صفت خالقیت بھی قدیم ہے۔ خدا ہمیشہ پرواہ روح سے دُنیا کو پیدا کرتا اور مہاکلپ تک قایم رکھتا اور پھر اُس کے اصلی کارن یعنی مادہ میں پرلے کر دیتا ہے چونکہ کبھی روح یا پرکرتی سے ہستی نیست نہیں آتے پس وہی ارواح (اور وہی پرمانو) بار بار مختلف قالبوں میں تشریف لاتے اور سزا و جزا اُٹھاتے ہیں۔ اب بتلائیے کہ آپ کیا رد کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح تناسخ سے انکار کر سکتے ہیں +

قول ۱۴ - تیسری دلیل اُن لوگوں کے ثواب و عذاب پر اور انسانوں کے مختلف طبایع پیدا ہونے پر یہی ہے وہ کہتے ہیں کہ انسانوں کی طبایع مختلف ہیں کوئی سلیم الطبع ہے اور کوئی اس کے برخلاف۔ کوئی امراض میں مبتلا ہے۔ اور کوئی صحیح تندرست خوشحال فارغ البال ہے اور نہایت مصیبت میں بسر کرتا ہے اور کوئی متمول ہے عیش و آرام سے زندگی کاٹتا ہے۔ اور انسانوں کو با کسی سبب کے ایسی مختلف حالت میں پیدا کیا ہو تو خدا عادل نہیں رہتا۔ اس لئے وہ یہ کہتے ہیں کہ جلنے والا انسانوں کو آگ میں پیدا کیا تھا۔ اور اُس کو جیسے افعال کا نتیجہ دونا تھا۔ مگر جب اس نے اچھے یا بُرے کام کئے تو اُسکے افعال کی جزا و سزا دینے کے لئے اُس کی روح کو دوسری جون میں بدل دیا تاکہ وہ اپنے افعال کی جزا یا سزا پاوے۔ اور دوسری جون میں جیسے وہ افعال کرتا ہے نیک یا بد اُن کی جزا یا سزا میں تیسری جون میں بدل دیتا ہے۔ اچھی یا بُری جون اعمال اُن کی جزا یا سزا ہے و علی ہذا القیاس۔ اس بیان سے ان لوگوں کا مذہب جو یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح حیوان میں اور حیوان کی روح انسان کی جون میں آتی ہے بالکل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمام حیوانوں کو اُس خصلت پر جو اُن کو دی ہے پیدا کیا ہے۔ نہ وہ کوئی افعال نیک کر سکتے ہیں جو اُن کے نیچر میں نہیں ہیں۔ اور نہ افعال بد کر سکتے ہیں۔ جو اُن کے نیچر میں نہیں ہے اور اس لئے وہ جزا یا سزا پانیکے قابل نہیں ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کسی حیوان کی روح بعوض ثواب اعمال کے انسان کی جون میں آسکے اور اگر کسی انسان کی روح کسی حیوان میں چلی گئی۔ تو ممکن نہیں۔ کہ اُس سے وہی افعال صادر ہوں جو اُس حیوان کے لئے مخصوص ہیں اور اس لئے وہ کسی حیوانی جون سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور پھر انسان کی جون میں نہیں آسکتے +

نقل مشہور ہے کہ ایک راجہ کی سلطنت کے قریب ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ جب وہ راجہ مرا تو برہمنوں نے اس کے بیٹے سے کہا کہ مہاراج نے مچھلی کی جون میں جنم لیا ہے اور اسی تالاب میں وہ مچھلی رہیگی۔ پھر جب تک کہ وہ دوسری جون میں نہ جاویں۔ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ ملے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے ایک شخص نے پنڈت جی سے پوچھا۔ کہ اچھے اور بُرے کاموں کے لحاظ سے جون بدلا جاتا ہے۔ مچھلیاں تو سب ایک ہی سا کام کرتی ہیں نہ بھلا کریں نہ بُرا کریں۔ پھر مہاراج مچھلی کی جون سے دوسری جون میں کیونکر جاوینگے۔ مگر پنڈت جی کے شاستر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا +

اب باقی رہی یہ بات کہ انسان کی روح دوسرے انسان کی جون میں جاتی ہے اور بلحاظ اعمال کے مختلف حالتیں انسان کی پیدا ہوتی ہیں تو اول ہم یہ پوچھینگے۔ کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونیکے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں اور کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور جو نیچر حیوانات کے روئے خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں۔ شیر ہمیشہ انسان کو پھاڑتا رہتا ہے بلی ہمیشہ چوہے کو کھاتی رہتی ہے حیوانات کے اُن افعال میں جو از روئے خلقت کے اُن میں ہیں کچھ تغیر و تبدیل نہیں ہوتی۔ نہ وہ کچھ ثواب کما سکتے ہیں نہ

عذاب سے حیوانات کے حالات میں کیوں تغیر ہوتا ہے +

علاوہ اس کے انسان ہو یا حیوان۔ اُس سے جو افعال صادر ہوتے ہیں۔ وہ بمقتضائے اس ترکیب جسمانی کے صادر ہوتے ہیں جس کو صورت نوعی کہتے ہیں اور وہ کسی طرح تبدیل نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید بھی اسی کی گواہی دیتا ہے۔ جہاں خدا نے فرمایا ہے لا تبدیل لخلق اللہ پس بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اُس سے وہی اعمال صادر ہوں گے جو مقتضا اُسکے ترکیب اعضا کے ہیں۔ اور افعال کہ انسان سے بمقتضائے اُسکے بیچر یعنی ترکیب اعضا کے صادر ہوتے ہیں اور جنکی تبدیل پر اُس قدرت نہیں دی گئی اس پر گناہ و ثواب غیر ممکن ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مثلاً عنین شخص سے ارتکاب زنا واقع نہیں ہوتا ہے اور نہ زنا کرنے سے اسکو کچھ ثواب ملتا ہے پس یہ ایک محض غلط خیال ہے کہ انسان کا تغیر حال اُس کی پہلی جون کے اعمال کے سبب سے ہوتا ہے +

خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے اس نے اپنی تمام مخلوقات میں بلحاظ اُن حالتوں اور ضرورتوں کے جو اُن میں پیدا کی ہیں سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک ادنےٰ سے ادنےٰ پتہ کو غور کرے یا ایک بڑے سے بڑے قسم مخلوق پر غور کرے یا انسان پر جس کو اشرف المخلوقات کہتے غور کرے تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز کی اس میں ضرورت تھی اور اس میں پیدا نہیں کی گئی۔ تغیر حالات انسان کے ہوں یا حیوان کے وہ اس نیچر کے تابع ہیں جس پر خدا نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے۔ ان تغیرات کے سبب خدا کو عادل یا غیر عادل تصور کرنا محض نادانی اور نیچر کے انتظام سے محض تجاہل ہے +

اقول حضرت! تناسخ کے ماننے والے اس طرح نہیں مانتے اور نہ اس عقیدہ کو صحیح جانتے ہیں۔ مسئلہ آواگون کے رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہیں ایک کرم جونی دوسری بھوگ جونی۔ کرم جونی میں کام کئے جاتے ہیں بھوگ جونی میں کرموں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ جس جسم میں سمجھنے کی طاقت اور نیک و بد کرنیکی تمیز دی گئی ہو وہ کرم جونی اور جس جسم میں نہیں دی گئی سو وہ بھوگ جونی ہے اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بھوگ جونی ہیں +

چونکہ حیوان بھوگ جونی ہیں وہ نیک یا بد کام نہیں کر سکتے جس طرح جیلخانہ کے قیدی سزا کی میعاد گذرنے کے بعد جیل سے رہائی ہوتی ہے نہ کہ کسی اچھے کرم سے اسی طرح سزا کی میعاد گذر جانیکے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہونی چاہئے اور وہ پھر جون جسمانی میں ہوا تھا۔ اُسی میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کے ثواب اعمال سے نہیں +

راجہ کی نقل۔ جاہلوں کی تراشیدہ ہے ورنہ اصل صرف اسی قدر ہے کہ راجہ صاحب نے اپنے والد کی وفات پر شوک (ماتم) میں رہنے کے سبب بنیت ثواب ہر طرح کا شکار بکی و بجری بند کر دیا تھا۔ مہاراجہ کی جون بدلنے کے خیال سے نہیں بلکہ جیو رکشا کے خیال سے پنڈت جی کے شاستروں میں تو صاف لکھا ہے کہ سزا بھگتنے کے بعد پھر روح انسانی قالب میں جنم لیتا ہے مگر افسوس کہ کسی نادان نے آپ کو مغالطہ دیا آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونے کے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور پھر حیوانات کے اکثر مختلف شکلیں ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں وغیرہ۔ جب یہ حال ہے تو معلوم نہیں کہ آپ حیوانات کو تناسخ کے پیچھے کیوں گھسیٹتے ہیں پھر آپ جو قرآن کی لا تبدیل الخلق اللہ آیت پیش کرتے ہیں بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں

وغیرہ۔ تو پھر انسان بھی بموجب حیوانات کے ثواب کما سکتے ہیں نہ عذاب اور نہ نیکی کر سکتے ہیں اور نہ بدی حالانکہ ہر دو باطل ہیں پس آپکا دعویٰ سراپا باطل ہے +

ترکیب اعضاء کا فاعل کون۔ اور کس نے انسان کو اندھا۔ لولا۔ کوڑھی۔ لنجا مخبوط الحواس پیدا کیا اگر ان سب کا پیدا کرنیوالا خدا ہے۔ اور ضرور خدا ہے۔ تو باوجود منصف اور عادل ہونے کے اگر وہ بلا کسی اعمال یا سبب قویہ کے جو افعال ارواح کے سوا اور کوئی نہیں۔ تو۔ وہ عادل ہے اور نہ کبھی کوئی اُسے عادل کہہ سکتا ہے کیا آپ نیچر کو خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا سمجھتے ہیں۔ اگر نیچر خدا کی صفت کا نام ہے۔ تو ہرگز اس الزام سے آپکا نیچری خدا بری نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کو سزا و جزا دے سکتا ہے +

بیشک خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے مگر آپکی دلیل سے تو عدل نہیں بلکہ ظلم ثابت ہوتا ہے۔ کیا عنین شخص میں جوریت کا نہ ہونا کمی نہیں کیا اندھے میں آنکھ کا نہ ہونا کمی نہیں کیا لنگڑے یا لولے یا پیدائشی بیماریوں کے مریضوں میں کوئی کمی نہیں اگر کمی ہے جو کہ بالکل ظاہر ہے تو خود آپکے قول سے ہی ثابت ہے کہ خدا ظالم ہے ورنہ اس کمی کی وجہ ہونی چاہئے اور وہ بغیر جنم کے سوا جو ہے پیچھے بعد نگرے سراپا باطل ہے خدا کی نیچر یعنی عادت خداوندی کہو خدا کی مرضی کہو مشیت ایزدی کہو قضائے الٰہی کہو۔ نصیب ازلی کہو کسی طرح ظلم کے الزام سے چھٹکارا نہیں سوائے پنر جنم کے پس نیچر وغیرہ کے پردہ میں اس ظلم کو چھپانا ناممکن ہے بلکہ ایسے الفاظ اُس عادل حقیقی کی نسبت منہ سے نکالنا ہی محض نادانی اور تجاہل ہے +

باب چہارم

براہمو صاحبان کے اعتراضوں کا جواب

براہمو تناسخ کے ماننے والے قبول کرتے ہیں کہ خدا روحوں کا خالق نہیں ہے اور وہ مثل خدا کے قدیم یعنی اناد ی اور خود بخود ہیں اور یہ ماننا ان کے لئے اس مسئلہ کی بنا پر ضروری بھی ہے کیونکہ اگر اس جنم میں روح جو کچھ کرتی ہیں اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا پھل تھا تو اس طور پر دور تسلسل قایم ہو جاتا ہے اور روح کی پیدائش کی ابتدا نہیں رہتی اور وہ خود بخود اناد ی یا قدیم ثابت ہوتا ہے +

تردید۔ خالق کے معنی آپنے غلط سمجھے اور یہی سبب ہے کہ دھوکا کھایا۔ روحوں کے حق میں تخلیق کا لفظ کسی طرح عاید نہیں۔ کیونکہ وہ غیر مادی ہیں۔ ہاں وہ قدیم یعنی اناد ی ضرور ہیں مگر خدا کی خداوندی میں کسی طرح شریک نہیں۔ جس طرح ابدی اور دائمی زندگی رکھنے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں جس طرح بالفعل موجود ہوتے پر وہ خدا کی شریک نہیں جس طرح دیکھنے سننے سمجھنے اور بوجھنے پر بھی یا کرم و رحم وغیرہ صفات رکھنے پر

حاشیہ۔ آج ہمارے پاس چھوٹے رسالہ میں رد تناسخ کی اصلیت برہم سماج کی طرف سے شائع ہو کے پہلا حصہ [illegible] اور دوسرا [illegible] میں چھپے ہیں مصنف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اعتراض رد تناسخ [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] کرتے ہیں [illegible] دوسرے [illegible] میں شامل ہے +

خدا کے شریک نہیں۔ اسی طرح انادی یا قدیم ہونے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں ہیں ہاں اس کی انادی رہا ہیں اور وہ انکا انادی ہونا ماجہ ہے مگر یہ بالکل غلط ہے کہ اس جنم میں جو کچھ روحیں کرتی اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جنم کے دکھ سکھ یا جسمانی بناوٹ کی متعلقہ حالت یا قدرتی صلاحیت بیشک پچھلے جنم کا نتیجہ ہے مگر فی الحال جو روح کرتی ہے وہ نئے کرم ہیں۔ پورٹ نہیں بس کچھ پرانے کرموں کا اور بہت کچھ نئے کرموں کا پھل ہوگی ہے مذہبی کتابوں کا محاورہ بھی شاید آپ نہیں جانتے ورنہ ایسا ہرگز نہ لکھتے دیکھو توریت میں لکھا ہے خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خدا کی صورت پر بنایا خدا نے کہا کہ دیکھو اب ہم میں سے آدم ایک کی مانند ہو گیا۔ حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ مگر پھر بھی کسی طرح آدم خدا کا شریک نہیں +

بھر اعتراض۔ جو چیز خود بخود ہو اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی اور اسکے لئے اپنی فطرت میں کامل اور قایم بالذات ہونا لازمی ہے جو چیز خود بخود نہیں وہ اپنے وجود کے قیام کیلئے کسی اور کی ہمیشہ محتاج ہے۔ مثلاً زمین کا سورج و چاند وغیرہ سے تعلق ہے اگر وہ نہ ہوں تو زمین قایم نہیں رہ سکتی بادلوں کا وجود بھی پانی اور حرارت وغیرہ سے قایم ہے اسی طرح جاندار میں نباتات کا وجود زمین رطوبت اور ہوا وغیرہ کے موجود ہونے پر موقوف ہے حیوانوں کا وجود زمین۔ نباتات اور ہوا وغیرہ پر موقوف ہے ایک وجود کے قیام کیلئے محض اور وجودوں کا ساتھ رہنا لازمی ہے اور اس میں سے کوئی وجود بغیر اوروں کے خود بخود نہیں۔ بلکہ زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک ایک وجود اپنے قیام کیلئے دوسروں کیساتھ بندھا ہوا ہے اور خود بخود اور محض اپنے وجود میں قایم الوجود نہیں ہے بلکہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج ہے کہ جس پر اسکا کچھ اختیار نہیں ہے اس طور پر سوائے خدا کے اور کوئی خود بخود اور قایم بالذات نہیں ہے اور خود بخود ہونے سے اس ایک کامل ذات کا نام خدا ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج نہیں بلکہ اور ہر ایک وجود کیلئے جن وجودوں کی ضرورت ہے وہ ان کل کو اپنی حکمت کے موافق پیدا کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت سے اس ضروری تعلق میں قایم رکھتا ہے اب اگر تمہاری روح مثل خدا کے خود بخود ہو تو وہ خدا کی پیدا کی ہوئی دیگر مخلوق چیزوں کی محتاج کیوں ہو بلکہ مثل خدا کے آزاد کامل اور اپنے وجود میں کسی اور وجود کی طرف سے قطعی غیر محتاج ہوگی اصل حال کیا ہے روح تو آپکی غیر محتاج نہیں بلکہ جیسے جسم آپکا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات وغیرہ کا محتاج ہے ویسی ہی آپکی روح۔ گیان یا علم یا معلومات وغیرہ کیلئے اوروں کا محتاج۔ پھر فرمایئے وہ خود بخود اور قدیم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں +

تردید۔ بیشک یہ کہنا آپکا ٹھیک ہے کہ جو چیز خود بخود ہے وہ اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قایم بالذات بھی ہوتی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ خدا مادہ اور روحیں اپنے وجود کے لئے کسی کی محتاج نہیں اور اسی واسطے انادی ہیں۔ ہاں اوروں کے علم حاصل کرنے یا اوروں کیساتھ تعلق پیدا کرنیکے واسطے وہ بیشک کسی اور کی محتاج ہیں۔ آپنے اس صریح مغالطہ سے نہ معلوم کیوں ناواقفوں کو دھوکا دینا چاہا۔ سنئے تمام ماہران سائنس مشاہدہ و تجربہ بلکہ دلیل عقلی سے ثابت کرتے ہیں کہ مادہ انادی ہے اور وہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں چنانچہ یورپ کے مشہور و معروف فاضل اور علم سائنس کے کامل ماہر پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں۔ موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار بڑھتی ہے۔ مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قایم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ انتظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ اسکی مقدار جسقدر ہے اتنی قدر رہتی نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور صفحہ ۲۵ پر آپنے بھی نہ معلوم کیوں اور کیسی سچی بات کو لکھ دیا ہے۔ حالانکہ آپ سے بالکل امید نہیں تھی۔ اس زمانہ میں علوم نہیں کی ترقی سے جو تحقیقات ہوئی ہے اُسکے موافق اس دنیا کے پہلے دو حصوں میں تقسیم کیگئی ہے اول جماعت چیزیں دوم ساخت یافتہ چیزیں" حضرت! آنکھیں کھولئے اور سمجھئے کہ یہی مسائل تو انادی ہیں جناب! جب کسی چیز کی ہستی نیست نہیں ہو سکتی بلکہ مرکبات کی صرف شکل تبدیل ہوتی ہے تو یہ کتنا صریح ہے کہ آپ باوجود دعوئے الہام و معجزات علم سائنس سے قطعی ناواقف ہیں آپکے حق میں سعدی نے سچ کہا ہے۔ تو براوج فلک چہ دانی چیست + چون ندانی کہ در سرائے تو کیست فاضل محقق طوسی نے کیا اچھا کہا ہے "چون صور روحانی قابل فنا نیست جواہر مجردہ از جنس نفس ہو بی مقدس بود اولی باشد و عدم قبول فساد (دیکھو اخلاق ناصری) پس صاف ظاہر ہے کہ روح و مادہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں ہے اور جسم اسواسطے محتاج ہے کہ وہ مرکب ہے اور اسکی ترکیب دینے والا پیدا ہوتا ہے اسیواسطے زمین۔ سورج۔ چاند۔ بادل۔ نباتات۔ حیوانات وغیرہ سب محتاج ہیں بیشک مادی وجود کیلئے دوسرے وجودوں کی ضرورت ہے مگر روح اور مادہ کیلئے نہیں کیونکہ وہ مرکب نہیں بلکہ مفرد ہیں اور اسی واسطے وہ ترکیب جسمانی سے مبرا ہیں مگر تمام مادی چیزیں اپنے زبردست صانع کی صنعت ہو نیکے سبب زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم مل رہی ہیں۔ خدا لفظ اگر اُسی معنے کیواسطے ہے جو آپنے سمجھا ہے تو خداوند۔ خاوند اور کدخدا۔ دیو خدا اور ناخدا کے کیا معنے کروگے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانوں نے بہت سے نام خدا کے اپنے خیال کے مطابق رکھ لئے ہیں جیسے جبار۔ قہار۔ خیرالماکرین رب الافواج۔ ویسے ہی خدا۔ اہرمن۔ یزدان۔ گردہاری۔ ماکھن چور۔ چھلیا۔ مراری۔ رام کرشن۔ کرائسٹ مسیح۔ اسکا باعث یہ ہے کہ پرانے ایرانی تناسخ کے قایل تھے انہوں نے جب دیکھا کہ سب رواح کرموں کی مطابق پرمیشور کے حکم سے اِس جہان میں آتے ہیں اور پرمیشور خود بخود بغیر کسی کی آگیا کے اپنے اختیار سے آتا ہے کسی کے حکم سے نہیں پس اُس خود آئندہ طاقت کا نام خدا ہے اور وہ لوگ خدا میں بھی بعض ویدانتیوں کی طرح آواگون کے قایل تھے یا اوتار مانتے تھے پس یہ مسئلہ اُنکا غلط ہے اور جس طرح آپ خدا کو بتلا رہے ہیں تو کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا بغیر ماں باپ کے بیٹا نہیں پیدا کر سکتا پس ماں باپ کا محتاج ہوا۔ خدا بغیر سورج کے زمین اور زمین وغیرہ کے بغیر سورج و چاند اور ہوا و حرارت و پانی کے بغیر بادل نہیں پیدا کر سکتا پس سورج چاند۔ زمین۔ ہوا۔ حرارت سب کا محتاج ہوا۔ ان سب کے سوائے اِس دنیا کے رہنما میں بھی آپ جیسے سائنس کے ناواقف نیستی سے ہستی ماننے والے پیغمبروں کا محتاج کیونکہ تمام تعلیم یافتوں کو چھوڑ کر آپکو پیغمبر بنایا۔ غرضکہ خدا ذرات کا محتاج ثابت ہوتا ہے پس وہ بھی خدا نہیں رہتا کیونکہ بموجب مثال آپکے جیسے جسم ہمارا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات کا اور روح گیان علم یا معلومات۔ ہمہ اوست۔ طاقت و ہمت وغیرہ کا محتاج ہے اسی طرح خدا ذرہ ذرہ کا محتاج۔ زمین و سورج کا محتاج۔ چاند اور ستاروں اور سیاروں کا محتاج۔ خلا اور حرارت کا محتاج۔ پیغمبروں کا محتاج۔ والدین کا محتاج مادہ کا محتاج۔ لیکن یہ احتیاج نہیں۔ نہ خدا اپنی ذات میں اور اپنی ذات کی ہستی میں کسی کا محتاج ہے۔ نہ روح اور مادہ۔ بلکہ خدا اپنی انادی صفات کے مطابق مادہ سے جگت کو پیدا کرتا ہے اور روحوں کے کرموں کا پھل دیتا ہے مادہ اپنی ترتیب اور انتظام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جڑھ ہے۔ روح خدا کو نہیں جان سکتا کیونکہ وہ الپگیہ ہے۔ خدا سب کو جانتا ہے کیونکہ وہ سروگیہ ہے اور اسی واسطے علیم کل ہونے سے وہ سب کا مالک اور منتظم ہے اور روحوں کو حصول سعادت ابدی کیواسطے اسکی عبادت ضروری ہے بغیر عبادت کے کسی طرح نرباہ نہیں ہو سکتا لیکن وہ اپنی ہستی کیلئے خود بخود اور قدیم ہے نہ کہ بناوٹی اور آغاز والا اور جب ہر آغاز والی چیز کا انجام ضروری ہے تو پھر بموجب عقیدۂ تراشیدہ آپکی حیات ابدی محض بے بنیاد ہوتی ہے چہ جائیکہ !!

اسے حافظ شیرازی نے روح کے انادی ہونیکے کیسی اچھی طرح سے بیان کیا ہے سے
ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست + آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام - اور جب نیستی سے ہستی
ہی جہالت کی تعلیم ثابت ہو چکی ہے اور علم نے ایسی بے بنیاد تعلیم کی دھجیاں اُڑا دی ہیں
تو اور بھی مضبوطی سے ثابت ہو گیا کہ روح ضرور انادی اور قدیم ہے نہ کہ مصنوعی اور فانی +
براہمو - تناسخ کے ماننے سے روح کے لئے ابدالآباد یعنی انت کال جہنم میں رہنا
اور ہمیشہ کے لئے پاپ سے مکتی نہ پانا لازم آتا ہے +

آریہ - یہ خیال آپکا بالکل غلط ہے تناسخ کے ماننے سے ہی روح کے لئے ترقی و
تنزل کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے تناسخ کے ماننے سے ہی خدا کا انصاف قایم رہتا ہے
تناسخ تمام قوانین قدرت سے ثابت ہے تمام قدرتی کاموں میں تناسخ موجود ہے بادلوں کی حالت
تناسخ کو ثابت کر رہی ہے زمین کی بناوٹ اور بگاڑ نے تناسخ ثابت کیا ہے سمندروں کے مدوجزر
تناسخ کے گواہ ہیں آفتاب کا تغیر و تبدل - کرہ چاند کا آباد سے ویران ہونا - تناسخ کا شاہد ہے
دنیا کی پیدایش و اموات تناسخ کی زندہ مثال ہے بیج کا بونا اور درخت کا ہونا اور پھر بیج کا
ہونا تناسخ کی تعلیم ہے - دوران سب دنیا کا تناسخ خدا کی ہستی کی دلیل ہے مگر تناسخ کا منکر
مندرجہ ذیل تاریک خیالات سے کبھی نہیں نکل سکتا - اول خدا کو اپنی طبیعت کے موافق ظالم دیکھتا یا
نامہربان مانتا ہے دوم خدا کی ہستی کی بابت اسکے پاس کوئی دلیل نہیں سوم خدا کا اعتقاد
خود اس کے دل کے وسواس کے سوا کوئی تسلی نہیں دیتا - قادر کی ساری قدرت اسکے خیال
میں بے جا ہے چہارم وہ پاپ کا بڑھانیوالا اور نیکی کی بنیاد اکھاڑنیوالا ہے کیونکہ روح کو مادے
کی طرح وجود سے پیدا ہونا اور مرنے کے بعد فنا ہونے سے فانی مانتا ہے کسی طرح کی جزا و سزا
کا قایل نہیں اگر ہے تو علم عقل کے خلاف مکاری کا بانی ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ
جس چیز کا ابتدا آغاز ہے اسکے فنا کے بعد وہ فنا ہو جاویگا جب مادہ فنا پذیر ہے تو مادی
ارواح کسی طرح بھی اسکے بعد نہیں رہ سکتے پس کوئی پاپ اور نہ پُن کا بھوگنے والا اور نہ
سزا و جزا کا مستحق پس وہ علم و عقل کا نادان دوست ہے کیونکہ اس کی تعلیم سے ظاہر ہے
یعنی نیستی سے ہستی مانتا اور ہستی سے نیستی پس وہ روحوں کے حق میں ہمیشہ کا جہنم
تجویز کرتا ہے کیونکہ روحوں کو امتحان کا کوئی موقع نہیں ملتا چونکہ لوگ دنیا میں گنہگار
بہت زیادہ ہیں اور انکا دوبارہ جنم نہ ہوگا - اور نہ پاپ یا بدی سے نفرت کرنے کا کوئی موقع بتلاتا
ہے پس تمام جہان کو کھلم کھلا ابدی جہنم کا راستہ بتلا رہا ہے جیسا کہ خود برہمو سماج کی تعلیم
سے ظاہر ہے "انسان کو دائمی زندگی دیگئی ہے جس میں سے یہ دنیاوی زندگی ایک جزو ابتدائیہ
ہے وہ اپنے افعال کا عقلاً جوابدہ ہے زمانہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی
بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" پس سماج برہمو سماج تمام دنیا کو جہنم
پہنچانیکے واسطے ریل بنا رہا ہے اس آپکے باطل خیال سے (کہ روح انت کال تک جسم
میں ترقی کرتی جاویگی) تو وہ عیسائیوں کا پاپی کیواسطے ابدالآباد جہنم تجویز کرنا پایا جاتا ہے +
آپنے طبیعت اور وہم کے گھمنڈ میں - بیہودہ ہوس پکاتے بلکہ ناواقف لوگوں کو امید پیش
دیتے ہیں - کہ انسان خواہ بد یا نیک پاپی ہو یا دھرماتما ہمیشہ کی ترقی کرتا رہیگا - ہمکو تو
یہ آپکا خیال وہی عیسائیوں کی ذہنی غلطی کی نقل معلوم ہوتی ہے ہر ایک پاپی گنہگار
مرنیکے بعد بے انتہا ترقی کرتا جائیگا - اب اس پر سوال یہ ہے کہ کس میں صاف ظاہر ہے
کہ اُسی میں جو اُسکے پاس ہے - یعنی گناہ میں - پس گنہگار کا گناہ میں بے انتہا زمانہ تک
ترقی کرنا کیا ابدالآباد جہنم میں پانا نہیں ہے ؟ درحقیقت تو یہ ہم پاتے ہیں کہ برہمو دھرم نے کھلم
کھلا گنہگار کیواسطے بیچ والا ابدالآباد کا جہنم تجویز کیا - اور ہر ایک اور گنہگار کا ابدیش دیا - یعنی
دھرماتما بھی ابدالآباد ترقی کرتے جاوینگے - ہم آپکے اس مغالطہ کو بھی واضح کرنا چاہتے ہیں
کیا آپ سمجھتے ہیں خدا ایک کامل مکمل اور پورا ہے یعنی کامل گیان سروپ ہے اب ہر ایک آتما اول

کی روحیں بھی کاملیت اور گیان میں ترقی کرتی جاوینگی - آپ سکول میں ماسٹر رہے ہیں فرا
جذرالمکعب کا قاعدہ استعمال کرو تب عقل آجاویگی کہ روحیں تو لاانتہا زمانہ تک ترقی
کرتی جاوینگی اور نہ انتہا ترقی یافتہ ہے بس مکت تو جب ہے جبکہ آپکے خیال سے لاکھوں درجہ
آگے بڑھ جاوینگی دیکھئے یہ باطل اعتقاد اور خوفناک ارادے کیسے کیسے گھر کے خیال پیدا
ہوئے ہیں نقل مخصی ایسے خیال ست و محال ست و جنون جس طرح عیسائی بیچارے ہمیشہ
کا جہنم صرف خیال سے تجویز کرتے ہیں اسی طرح آپ ہمیشہ گنہگاروں کیواسطے ترقی اور
دھرماتماؤں کیواسطے ترقی بتلا کر ایک طرف تو ابدالآباد کا جہنم طیار کر رہے ہیں - اور
دوسری طرف ہمہ اوست کی مکروہ تعلیم دیکر دنیا کو ناستک بنا رہے ہیں +

۸ و ۹ براہمو - ایک اور دلیل جو تناسخ کی لغویت کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ
اس کے ماننے والے کے نزدیک خدا کا کل انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے جسکے
موافق ہر ایک کو اسکے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اسکے سوائے پریم یا اپکار کچھ
نہیں ملتا - کیونکہ جس صورت میں ہر ایک آدمی اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اسکا
حق ہے تو پھر اس میں احسان اور پریم کچھ بھی باقی نہیں رہتا چنانچہ میں اگر کسی بھوکے
کو کھانا کھلاؤں اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دوں اور کسی جاہل کو علم سکھلاؤں تو
وہ اس مسئلہ کے موافق یہ خیال کریگا - کہ جو کچھ اسے ملا ہے وہ اسکے پچھلے کرموں کا پھل
یعنی معاوضہ ہے - حالانکہ یہ سمجھنا اسکا بالکل لغو ہے - کیونکہ پچھلے جنم میں اگر وہ جاہل
تھا تو اس نے مجھے علم نہیں سکھلایا جسکا میں نے اس جنم میں عوض دیا - اور اگر یہ کہا جاوے کہ
یہ اسکے کسی اور کام کا عوض ہو سکتا ہے کہ جو اس نے میرے لئے کیا ہو تو پھر عوض ہی رہتا
ہے پریم اپکار اور احسان مندی کا کچھ تعلق نہیں رہتا - پس یہ خیال انسان کی اس
روحانی پاک فطرت کی جڑ کاٹتا ہے کہ جسکی جڑ اس خالص اینشور پریم پر مبنی ہے کہ
جو ہر قسم کی خودی اور معاوضہ کے خیال سے مبرا ہے +

آریہ - اب ہم آپکی اس دلیل پر بھی غور کرتے اور اُس کی اصلیت ظاہر کرتے ہیں کہ
آیا اس دلیل سے تناسخ کا ماننا خود غرضی کی بنیاد ہے یا آپکا مذہبی اعتقاد - واضح ہو کہ
اگر روحیں انادی نہیں تو ضرور پیدا شدہ ہیں اور اس صورت میں کبھی نہ کبھی انکی ابتدا
ضرور ہے اس سے پہلے بالکل نہ تھیں پس خدا نے اُن کو پیدا کیا - مگر سوال یہ ہے
کہ کیوں اور کس سے اور کس چیز سے پیدا کیا - روحوں کی اپنی غرض تو کوئی نہیں تھی -
کیونکہ خود روحیں ہی نہ تھیں - باقی جو کہو گے خدا کی غرض ہو گی - قدرت کا
اظہار کہو - پریم کا اظہار کہو اپنا دکھلاوا کہو جو کہو اور جس طرح کہو وہ خود غرضی سے خالی
نہیں ہو سکتا اور نہ خود غرضی سے پیدا کرنا لغویت سے ہے پس کسی طرح آپکا مذہبی اعتقاد خود غرضی
سے خالی نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں آپکا طبعزاد اور نمایشی خدا اور اُس کا کل
انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے اب فرمائیے سے مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر پختہ
ترکن کہ خام آمدی - ہر ایک کو اپنے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اور ہر ایک آدمی اس
دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اسکا حق ہے اس نیک اعتقاد پر آپ کہتے ہیں کہ اس سے
احسان پریم یا اپکار کچھ بھی باقی نہیں رہتا آپنے تمام دنیا میں سے خدا کو موصوف کر دیا
اور اس سروشکتیمان اور رحیم صفات کاملہ کی حد باندھ دی اور یہی سبب ہے کہ اودیا کی
خندق میں گرے - خدا کی صرف پریم اور احسان ہی صفات نہیں ہیں بلکہ عادل اور
مالک - دیالو - انوپم - سروآدھار - سروانتریامی - اجر - امر - ابھے - نتیہ - پوتر - نردکار -
سروشکتیمان وغیرہ بھی اسکی صفات ہیں اور صرف پریم تو غرض کے بغیر ہو سکتا ہی
نہیں - جسکے ساتھ پریم کیا جاوے وہ غرض سے خالی نہیں ہو سکتا ہاں یہ دوسرا امر ہے
کہ وہ پریم نیک ہے یا بد - مگر غرض سے خالی کوئی نہیں - آپنے جب شادی کی گو پریم

سے کی۔ مگر پھر بھی غرض تھی۔ اولاد کی غرض اسکے علاوہ ہے دیگر کاروبار دنیاوی کی غرض اسکے علاوہ ہے پس اسی طرح صد اس اگر صرف برہم ہی مانا جاوے تو بھی غرض سے خالی نہیں۔ اور ہاں مخبوط الحواس اور نوین ویدانتیوں یا صوفیوں کی طرح اگر یہ کہو کہ ہے لولے وابری ماخویش بیرحت۔ قمار عاشقی باخویش میباخت۔ تو محض باطل ہے کیونکہ انہیں کا خیال ہے چونکہ بیگری آئینہ ہمہ اوست۔ سہا نیچ مل گمحنہ ہمہ اوست من نو دمیاں کا ہے نداریم۔ محض بیہودہ پیدا ہی نداریم۔ اس صورت میں ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ آپکو ماننا پڑیگا۔ پس ایسا بیہودہ پریم آپکو ہی مبارک رہے علاوہ بریں جو جنکو کچھ نہیں ہے اس پر پریم محض بیہودگی ہے یونکہ روح پہلے نہیں تھی صرف مرکبات کا جوہر بنایا۔ اور اسکے ساتھ پریم کیا۔ باقی کا فانی کیساتھ اور قدیم کا حادث کیساتھ پریم اور احسان سراپا جہالت وبطالت ہے کیونکہ شمار رسد اہل دین این نکتہ را راست۔ کہ کج باج گراید راست مار است اور یہی حال احسان کا ہے مگر جب نیستی سے ہستی کرنا جو علم وعقل کے خلاف جہالت کے زمانہ کا مسئلہ ہے) آپکا مذہبی اصول ہے تو احسان جو فضول ہے کیونکہ احسان کس پر؟ نیست پر جو خود نفی کا حکم رکھتا ہے مگر یہ دونوں الفاظ ایک طرح یعنی آپکے طریقہ مسئلہ کے مطابق سراپا غلط ہیں کیونکہ دنیا کی مختلف حالت سے دکھی زیادہ سکھی کم رنج میں زیادہ راحت میں تھوڑے بلکہ بالکل راحت میں بہت ہی کم پائے جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ پریم ہے نہ احسان ہے بلکہ ظلم اور اندھیر اور تناسخ کو نہ ماننے کر نہایت ہی کمینہ پن بلکہ سفاکی اور بیباکی کیونکہ بلا وجہ بلا قصور بلا جرم بعضوں کو جنم کا اندھا کو بہری گنگا اور لنجا اور گنجا بنا دیا بعضوں کو افریقہ کے صحرا میں پیدا کر دیا اور بعضوں کو ہندوستان جنت نشان میں پس ایسے تمام حالات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ پریم اور احسان نہیں بلکہ بیرحمی۔ بیدردی۔ سفاکی اور جلادی ہے ہاں دیگر صفات کا ہر جگہ ظہور ہے مثلاً سب [illegible] یا جاتی ہے کہ ہر ایک کو یہاں اسکے کرموں کا پھل ملتا ہے اور اپنے کیئے کا بدلہ پاتا ہے ہر ایک اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جیسا کرم کرتا ہے جس نے کھیت نہیں بویا اُس نے فصل کبھی نہیں کاٹی جس نے شراب نہیں پی اُس کو نشہ نہیں ہوا جس نے زنا نہیں کیا اُسکو (باد فرنگ) نہیں ہوا جس نے حرم نہیں کیا وہ جیلخانہ میں نہیں گیا۔ اور جس نے عبادت نہیں کی اسکا دل صاف نہیں ہوا۔ جو نہیں نہایا اُسکے بدن سے بدبو دور نہیں ہوئی اور جس نے تعلیم نہیں پائی وہ عالم نہیں ہوا غرضیکہ جس نے اپنی عورت سے صحبت نہیں کیا اولاد سے محروم رہا۔ پس ظاہر ہے کہ ہر ایک کو کرموں کا پھل ملتا ہے جب تک اسکے اعمال نہ ملے۔ تب تک یہ تو نکو سلا اور جاہلانہ مسئلہ کہ بغیر کرموں کے پھل۔ بغیر محنت کے اجر۔ بغیر تخم کے کھیت ہو گیا۔ کوئی عقلمند کبھی اور کسی طرح قبول نہیں کر سکتا۔ ہاں ان لوگوں کا جنکے دل و دماغ میں شاہ دولہ کے چوہوں کی طرح علم وعقل نہیں انہیں ہے کہ ایسے بے بنیاد مسئلہ مانیں۔ ورنہ سب اہل علم کا یہ اعتقاد ہے کہ

(۱) "انسان اپنے افعال کا عقلاً عابدہ ہے۔ زمانہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آئندہ میں کوئی بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" (از رسالہ برہم سماج)۔

(۲) وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ترجمہ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے۔ جو کمایا۔ (از قرآن)۔

(۳) انما تجزون ما کنتم تعملون وہی بدلہ پاؤگے جو کرتے تھے (از قرآن)

(۴) عرب کا عام عقیدہ محمدؐ صاحب کے پہلے ہی تھا۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا کھیتی ہے آخرت کی۔

(۵) سعدی کہتا ہے۔ ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست + برگ عیشے بگور خویش فرست + کس نیارد زپس تو پیش فرست۔

(۶) اورنگ زیب جیسا ظالم بادشاہ بھی اعتقاد رکھتا تھا۔ گندم از گندم بروید جو ز جو

از مکافات عمل غافل مشو۔ (از رقعات عالمگیری) +

(۷) انجیل متی میں ہے "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کیساتھ آویگا۔ تب ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی ۱۶/۲۷) "تم دھوکھے میں مت پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا" (گلتیوں ۶/۷)

(۸) بابا نانک جی فرماتے ہیں۔ جیتے سرشٹ اُپائی ویکھاں۔ بن کرماں کے ملے نہیں +

ایک بات آپکی اور مغالطہ بھی ہے جس کو آپنے اتنی مدت برہمن رہے اور برہمنوں کے گھر جنم لیے پر بھی نہ جانا۔ افسوس اگر بھوکے کو کوئی کھانا کھلاوے اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دے یا کسی جاہل کو علم سکھلاوے تو یہ بہت بڑا کار عمدہ بات ہے اور یہ پہلے کرموں کا پھل نہیں۔ بلکہ نیا کرم ہے۔ بس اس کا پھل نیکی کرنے والے کو پرمیشر دیگا۔ اس کا یہ خیال جہالت ہے کہ یہ اس کے پچھلے کرموں کا معاوضہ ہے۔ مگر افسوس کہ آپ ناواقفی سے یا دھوکا دہی سے کرم اور پھل یا فعل اور نتیجہ کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ فہم کا قصور ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ آپکے ایسے خیال اور اعتقاد سے روحانی پاک فطرت کی جڑھ آپکے دل سے کٹتی جاتی ہے۔ اور آپ علم وعقل کے مخالف ہو کر لوگوں کو تعلیم سے روک کر جاہل بنا رہے ہو۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے علم کا نقارہ بجا رہا ہے اور درحقیقت علم کی زیادہ اشاعت آریہ دھرم کی اشاعت ہے۔ آریہ سماج کا اصول بھی ہے کہ ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہیئے +

نمبر ۱۳ ثبوت تناسخ کے اعتقاد سے خود ایشر پریم مئے نہیں رہتے اور یہ جھوٹا خیال ہی خود غرضی کی بنا پر قایم ہے کیا ہم سچ بولتے ہیں۔ یا جھوٹ اور چوری وغیرہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اس سے کچھ خدا کا ذاتی بھلا ہوتا ہے کہ جسکے عوض میں ہمارے ان نیکی کے کاموں کے عوض بقول تناسخ کے یقین کرنے والوں کے ہم کو اس دنیا میں دولتمند بنا دیتا ہے یا کسی دنیوی بڑے منصب پر پہنچا دیتا ہے۔ یا جائداد اور سواریاں نذر کرتا ہے۔ ہرگز نہیں +

ہم شراب کے پینے سے اور زنا کے نہ کرنے اور چوری اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی کسی ذاتی ضرورت کو پورا نہیں کرتے کہ جس کے عوض وہ ہم کو گھوڑے اور سواریاں دے یا روپیہ اور اسباب بطور معاوضہ یا شکرانہ کے ہماری نذر کرے پس ان لوگوں کا یہ ماننا کہ ہم جو کچھ اچھے کرم کرتے ہیں اُنکا پھل یعنی عوض خدا سے حاصل کرتے ہیں ایک ایسا لغو خیال ہے جو ایشر کو مثل ایک خود غرض دوکاندار کے بنا دیتا ہے حالانکہ خدا ایسا نہیں ہے +

آریہ۔ ایشور صرف پریم مئے نہیں ہے بلکہ نیاکاری بھی ہے اور سچ یوں ہے کہ اچھے نوکر پر مالک کا پریم ہوتا ہے اور وہ اصل میں اسکے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے ورنہ "نکوئی با بداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیک مرداں" اگر ایشور صرف پریم مئے ہوتا۔ تو سنسار میں دُکھ۔ درد۔ رنج ومصیبت کا نام نشان نہ ہوتا کیونکہ کون نیک باپ چاہتا ہے کہ میری اولاد دکھی ہو۔ پس یہ مسئلہ سراپا بیہودہ ہے کہ ایشور صرف پریم مئے ہے اور کوئی صفات اس میں نہیں۔ آپکا اتنا قول تو سچ ہے کہ ہمارے اچھے کرموں سے خدا کا کوئی ذاتی بھلا نہیں ہوتا۔ یہ تو عین آریہ دھرم کا اصول ہے۔ مگر یہ محض ناسمجھی پن کا خیال ہے کہ خدا ہمارے نیک کاموں کا پھل نہیں دیتا۔ اور اگر دیتا ہے تو خود غرض ہے۔ بھائی اگر نیک کو نیک پھل دینا خود غرضی کا نتیجہ ہے تو کیا وہ بدکاروں کو سزا دیکر بھی ان سے لینے لگا۔ کیونکہ وہ قدوس ہے۔ یونہی ہے تو نیک۔۔۔ دونوں کو کرم کے پھل اور [illegible]

ہاتھ دھو بیٹھئے۔ دیا صرف پھل ملنے کے خیال سے ہی نیکی کرتی ہے ورنہ اگر انجام نیکی و بدی کا رایہ ہے تو فعل عبث ٹھہرتا ہے پس اس کا یعنی آپ کے مذہب کا نتیجہ صاف یہ ہے کہ خدا نہ نیکی کرنیکی ہدایت کرتا ہے اور نہ بدی سے نفرت کرنیکا ارشاد فرماتا ہے اب بتلائیے خدا کیا رہا۔ کیا وہی جینیوں کا معطل محض نہ ہوگیا۔ اور یہی ناستکوں کا اعتقاد ہے۔ اور کیا اس اعتقاد کے رکھنے سے آپ ناستک نہ ہوئے؟ پنڈت جی ہمیں نہیں پیغمبر جی آپ بتلائیے کہ ایسے ایشور سے جو نہ بدی کی سزا اور نہ نیکی کی جزا دیسکتا ہے اور دیا ہے کسی کا کیا فائدہ اور کیا تعلق پس اس معطل اور بیکار وہمی اور فرضی خدا سے جس کو آپنے پریمی یا جینی فرض کر رکھا ہے۔ کون پریم کرسکتا ہے ہمارا تو صاف یہ اعتقاد ہے کہ پرمیشور ہمارا راج حاکم اور مالک برے کاموں کی سزا اور تمام نیک کاموں کی جزا دیتا ہے اگر وہ پھل دینے والا نہیں تو کیا کوئی دنیا میں سزائیں پسند کرتا ہے؟ اگر نہیں کرتا تو برے کاموں کی سزا کیوں ملتی ہے افسوس کہ آپ جان بوجھ کر حق بات سے روپوشی کرتے ہیں ✤

براہمو۔ پہلے بہت سے بھگت لوگ جو ایشور کو پریم مئے جانکر ان سے پریم کرتے رہے ہیں۔ وہ اگرچہ رواج کے موافق اس مسئلہ کا اقرار کرتے رہے ہیں مگر اس کی اصلیت پر توجہ کرنیکا انہیں موقع نہیں ملا ورنہ ممکن تھا کہ اس کی لغویت اُن پر ظاہر ہو جاتی ✤

آریہ۔ بھائی صاحب! تناسخ کے ماننے سے ہی ایشور کے ساتھ سچا پریم ہوسکتا ہے ورنہ بالکل نہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شروع دنیا سے لیکر آج تک تمام بھگت جن اس مبارک اور پوتر مسئلہ کو مانتے اور اسکا اوپدیش کرتے رہے اگنی۔ وایو۔ برہما۔ نارد۔ شنک۔ سنندن۔ یعنی سنکادک۔ مہادیو۔ جنک۔ کپل۔ یاگولک۔ ویاس۔ سکھدیو۔ رام چندر۔ کرشن۔ اور زرتشت وغیرہ۔ پورانے زمانہ کی رشی اور بھگت اس کل یگ کے فیثا غورث و افلاطون و سقراط اور خاص آریہ ورت کے راما نند رامانج شنکر۔ کبیر۔ داود۔ نانک۔ چیتن۔ سدنا۔ پیپا۔ جھجو۔ میراں بائی۔ انگد امرداس۔ رام داس۔ ارجن داس۔ ہرگوبند۔ ہر رائے۔ تیغ بہادر۔ گوبند سنگھ۔ بندا سنگھ۔ مولوی رومی۔ فرید الدین عطار۔ شمس تبریز۔ منصور۔ وغیرہ سب اس مسئلہ مبارک کو سمجھتے۔ سوچتے۔ اور مانتے اور اپدیش کرتے رہے ان سب کو موقع نہیں ملا یہ سب رواج کے موافق اقرار کرتے رہے مگر آپ پر اس کی لغویت ظاہر ہوگئی۔ یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو پیغمبری کے الہامی فرشتہ نے کان میں علم اور عقل کے خلاف پھونک دیا۔ کہ چونکہ تم سنسکرت نہیں جانتے۔ صرف اردو اور کچھ تھوڑے انگریزی پڑھکر انجیل کی تعلیم پائی ہے۔ پس مسیح کی تعلیم کے مطابق تناسخ نہ ماننا لیکن افسوس کہ فرشتہ کو یاد نہ رہا کہ جب خود خدا کو بقول بائیبل کے انسان بن گناہ کے بدلے صلیب دی گئی۔ تو ناخدائی کیا گئی۔ جب خدا تناسخ میں آیا۔ گناہ کئے۔ صلیب دیا گیا۔ تو پیغمبروں کی کیا حالت۔ جناب پیغمبر صاحب اسلئے بھگت اپنی بھگتی بہاؤ میں سچے تھے اور اسکی اصل بنیاد وہی تناسخ کی پاک تعلیم تھی۔ مگر آپکی تعلیم کا قصور ہے وہ لوگ رواج کے موافق اقرار نہیں کرتے رہے بلکہ دل سے اقرار کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو کمال بھگتی سے یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ پچھلے جنم کے کون تھے مگر ضد کی کوئی کیا دوا ✤

براہمو۔ اگر خدا پریم مئے نہو۔ تو اُس سے آدمی کا درجہ کہیں بڑھکر ہے کیونکہ اس کی جماعت میں ایسے لوگ ملتے ہیں۔ کہ جن میں پریم یا منگل کا خاصہ پایا جاتا ہے ✤

آریہ۔ یوں تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر ایشور بیاؤ کاری یعنی عادل نہیں تو ایسے خدا سے انسان کہیں درجہ بڑھکر ہے۔ کیونکہ نوشیروان۔ یودھشٹر۔ ہرش چندر۔ بکرما جیت وغیرہ دھارمک بڑے عادل مشہور ہیں۔ اگر بقول آپکے صرف پریمی ہی خدا ہے۔ تو نہایت افسوس ہے کہ اس صفت کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں ✤

کیا کروڑوں آدمی جو ہیضہ سے مرے ہیں یہ خدا کا پریم ہے ✤

کیا لاکھوں جو تپ دق وغیرہ سے مرجاتے ہیں۔ خدا کا پریم ہے ✤

کیا لاکھوں جنم کے اندھے لولے لنگڑے پیدا کرتا ہے۔ خدا کا پریم ہے ✤

کیا ملکوں کے ملک رنج و تکلیف میں مبتلا ہیں یہ خدا کا پریم ہے ✤

کیا طوائفوں کے گھر میں لڑکیاں پیدا کرنا خدا کا پریم ہے ✤

لاکھوں چور بدمعاش۔ زناکار۔ حرامزادے۔ غریبوں کو تاراج کر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم ✤

لاکھوں بدمعاش ننگے بھگت فقیرانہ لباس پہن شریف آدمیوں کی عصمت بگاڑ رہے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے ✤

موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ نوح۔ نے لاکھوں آدمی اور عورتیں اور بچے سیاہ کرلئے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے ✤

محمد صاحب اور اُنکے جانشینوں نے جو دنیا میں تیغ کے طوفان برپا کئے۔ لاکھوں کے سر تن سے جدا کئے کیا یہ خدا کا پریم ہے ✤

چنگیز خان۔ ہلاکو خان۔ تیمور۔ محمود۔ اورنگ زیب۔ احمد شاہ و نادر شاہ۔ سکندر وغیرہ کو قتل عام کی طاقت دی کیا یہ خدا کا پریم ہے ✤

سب کے علاوہ آپ اسی پریمی خدا کے پیغمبر اور آئے دن تمام دنیا کو گالیاں اور خصوصاً آریہ سماج کے لوگوں کو بدزبانی سے یاد کر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم ہے۔ بھائی ایسے محض پریمی خدا و منگل دیو خدا کا دنیا میں تو کہیں پتہ نہیں۔ اگر آپکے پاس یا کسی اور کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے ✤

براہمو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کا مسئلہ اُس وقت نکلا ہوگا۔ جبکہ لوگوں پر ایشور کے پریم مئے ہونیکی حبی کا معراج اچھی طرح یا بالکل ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ ہاں ایسی بات کا بیہودہ ڈھکوسلہ ہے جبکہ ہمارے بزرگ ایشور کو صرف سیدا اسد جانکر اور صرف اپنی طرف یعنی جوگ اور سمادھی کے ذریعہ انکے آنند کو حاصل کرنیکی کوشش کرتے تھے اور اسے اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف سچے والا نہ کہ پیدا کرنیوالا یا خالق خیال کرتے اور جس وقت بھی اور پرانوں کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ اور جبکہ پرانک جوگ یا سمادھی کے طریق میں ایشور کو دیا مئے یا پریم مئے جان پرارتھنا کرنیکا بہاؤ مروج نہیں ہوا تھا۔ ہاں اس وقت بھی جو جوگ اور سمادھی کے پیرو ایشور کو مثل بھگتوں کے دیا مئے یا پریم مئے نہیں مانتے اور نہ اپنی جوگ و سمادھی میں پرارتھنا کے اصول کی پیروی کرتے ہیں ✤

آریہ۔ یہ آپکا خیال سراپا باطل اور ست شاستروں سے ناواقفی کا باعث ہے۔ جو ایشور کی تمام صفات کا خیال اور یقین جیسا ویدک زمانہ سے شاستری زمانہ تک تھا۔ ویسا پورانک زمانہ میں بالکل نہیں۔ اور نہ پورانوں میں ایشور کی صفات کاملہ موجود ہیں۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھئے۔ یجروید ادھیائے ۴۰ ✤

मू० स्तु० स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳ शुद्धमपापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥८॥ यजु०॥ अ० ४०॥ ८॥ मू० पा० तेजोऽसि तेजो मयि धेहि। वीर्यमसि वीर्यं मयि धेहि। बलमसि बलं मयि धेहि। ओजोऽस्योजो मयि धेहि। मन्युरसि मन्युं मयि धेहि। सहोऽसि सहो मयि धेहि॥ [illegible]

اور شاستروں میں سے خاص کر ویدک شاستر جن میں تناسخ کے مسئلہ کے بڑے مستند ثبوت دئے ہیں اس میں اُپاسنا پرارتھنا کو بڑا واضح بیان کیا ہے دیکھیا یعنی برہم یگ میں کس خوبی سے پرارتھنا میں بھگتی اور پرارتھنا کا بیان ہے دیکھئے [illegible]

نمبر۲۔ پس یوگ اور سمادھی کو تو جانے دو سنسکرت وِدّیا سے محض ناواقف ہونے پر بھی بیہودہ گپ ہانکنا آپکے ناقص خیالات کا اندازہ ہے۔ منسک تمام سابق بھگت جو سنسکرت پڑھے ہوئے تھے۔ وہ ایشور کو اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف بنانے والا مانتے تھے۔ کیونکہ وہ ویدک فلاسفی سے واقف تھے۔ آپکی طرح علم و عقل اور موجودہ سائنس سے بھی اُمّی نہیں تھے۔ اور نہ گالی گلوچ سے کام نکالتے تھے +

آپ بسبب ناواقفی سنسکرت زبان کے پرانوں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ جھوٹی تعریف سے لوگوں کو گمراہ کرتے۔ اور اپنا دام تزویر پھیلا کر نیا ناستک بدھ مذہب پھیلانا چاہتے ہو۔ آپ جیسے دام ریا بچھانیوالے فقیروں کے حق میں سعدی کہتا ہے۔ ترک دنیا بمردم آموزند + خویشتن سیم و غلہ اندوزند +

پورانوں کے پریم نے ایشور کو مچھ کچھ۔ دیراہ۔ نرسنگ۔ گھوڑا۔ کُتّا۔ ہنس وغیرہ اوتار دھارن کرائے +

پورانوں کے پریم نے گوپیوں کے ساتھ کرشن کو کلول کرائے۔ پرانوں کے بہتیرے خدا کو موہنی روپ دھارن کرا شیوجی کی بیعزتی کروائی پورانوں کے پریم نے برہماجی پر زناکاری کے الزام لگائے۔ پرانوں کے پریم نے کبجا کی کہانی بنا کرشن جی کو کلنک لگائے پورانوں کے پریم نے ماون اُتار دھر جھوٹ بولوایا چھل اور فریب کرایا۔ اور سارے جہان کو بت پرست اور جاہل بنایا۔ کوئی بد معاشی کوئی خرابی کوئی بدچلنی ایسی نہیں جو پورانوں کی خاطر اُنکے اور آپکے پریمی خدا نے نہیں کی۔ ایسا یہ ہوست یگ وغیرہ میں مروج ہوا۔ اور نہ اب ہوگا۔ ہاں آپکا طبعزاد اور ایک پریمی بھائی فرانس میں یا اگر کے بنا مازاریں یا ناچ گھر میں یا راس لیلا میں ہوتا ہے یا کسی وقت لکھنؤ کے فرنگی محل یا واجد علی شاہ کے موتی باغ میں ہوتا تھا۔ یا کبھی کبھی محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں ہوتا تھا۔ یا گوکلیا گوسائیوں کے ہاں یا بہت زیادہ پریم اور وہ آپکا پریمی بھادیام مارگیوں میں بہت ہوتا ہے۔ ایسی پرارتھنا۔ ایسی بھگتی ایسے پریم سے ہم کو اور تمام اہل حق کو نفرت ہے +

براھمو۔ ایسی صورت میں تو گنہگار کو ایسے خدا سے اُدّھار کے لئے کسی قسم کی امید نہیں رہ سکتی +

آریہ۔ عادل جج سے بعد ثبوت جرم کے مجرم کو کیا امید رہ سکتی ہے سوا یہی کہ کافی سزا پاوے نہ کہ رہائی۔ ہاں رشوت خور۔ ظالم۔ خود غرض۔ آنکھ کے اندھے سے رہائی کی امید رکھ سکتے ہیں مجرم کی اصلاح اور جرم کی سزا دونوں مدّنظر رکھنا جج کا فرض ہے۔ مگر پاپی اور گنہگار کو سزا دینا صاف صاف اوروں کو گناہ کے واسطے دلیر بنانا ہے چنانچہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے سیاست بادشاہ کے راج میں واردات بہت بڑھ جاتی ہے و داناؤں کا قول ہے۔ ہر آنکہ کہ بر دزد رحمت کنی + بباز و ئے خود کاروان میزنی نکوئی با بداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیکمرداں۔ ندانست آنکہ کہ رحمت کرد بر ماسکاں جور ست بر فرزند آدم۔ گنہگار و بدکار و زناکار ہو کر خدا سے اُدّھار کی امید رکھنا ایک بام مارگی کی مثال کے حسب حال ہے +

مثال۔ ایک دام مارگی برہمن سے کسی نے پوچھا۔ کہ کیوں صاحب۔ مدہ (شراب) مانس (گوشت) مین (مچھلی) مدرا۔ میتھن (زنا) ان پانچ مکاروں سے کبھی مکتی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ بدچلنی کی بنیاد ہیں۔ پھر یہ مت کیا سچا مذہب ہو سکتا ہے جواب دیا۔ کہ خدا کو بدچلنوں شرابیوں زناکاروں کی نجات منظور ہے۔ بھلا ان کی مکتی کا کوئی سامان نہ ہونا چاہئے تھا۔ صرف ان کی مکتی کے واسطے یہ مذہب ایجاد ہوا ہے کہ یہ ہی سے شراب ماس۔ گریہن کریں اور نجات پاویں۔ حضرت گنہگاروں کا ایسے عادل خدا سے اُدّھار بغیر سزا بھگتنے کے نہیں ہو سکتا۔ خدا تو خدا ہی ہے اسکے عدل اور دنیا میں تو کوئی

شفاعت یا سفارش یا رشوت کارگر نہیں ہو سکتی۔ آپ مادر زنگ (آتشک) بواسیر وغیرہ کے مریض کو دوائی کے بغیر دعا یعنی رو رو کر پرارتھنا کیسے سے شفا نو دلائیے تا کہ کسی کو ذرا یقین ہو ورنہ یوں بیہودہ بکواس اور سیاپے کی نائن بن لوگوں کو رلانے اور خود عیش و آرام کرنے سے کیا حاصل۔ یاد رکھو دکھو کھے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاویگا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے۔ وہی کاٹیگا +

براھمو۔ جب خدا سے کسی مدد کی امید نہ ہو تو اُس سے کسی مدد کے لئے پرارتھنا کرنا یعنی دعا مانگنا واقعی ایک ناجائز حرکت ہے اور جو لوگ جان بوجھکر پیرِ مُرشد کہلانے کے لئے اوپاسنا یا پرارتھنا کرتے ہو۔ وہ شریر اور مکار ہیں اور بھلائی نو ہیں کرتے ہیں +

آریہ۔ پرماتما سے ہر انسان اور خصوصاً سچے اُپاسک کو بہت امیدیں ہیں۔ مگر ناامیدی صرف مکاروں کے واسطے ہے جب ہم اندریوں سے کام کرتے اور من سے سچے پرماتما کی اُپاسنا و پرارتھنا کرتے ہیں۔ تو ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ دل کو شانتی ملتی ہے۔ گیان کی پراپتی ہوتی ہے! اہنکار کم ہوتا ہے۔ ست دھرم میں وشواش اور ایشور میں پریتی ہوتی ہے۔ ہاں جھوٹی پرارتھنا۔ ریاکاری کی اُپاسنا اور مکاری کی دعا مانگنے والوں کی باتیں ضرور ناجائز حرکت سے نسبت رکھتی ہیں۔ جو لوگ سیاپے کی نائن کی طرح لوگوں کو رلاتے اور خود مزہ اُڑاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اس روشنی کے زمانہ میں پیغمبر بن سادہ لوح چھوکروں کو گمراہ کر رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ گذشتہ بزرگوں کی کتابوں سے اچھی باتوں کا انتخاب کر اس سے اپنے الہام کا ثبوت دے اور سچے خدا اور ایشور کے بھگتوں کو گالیاں دے رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جنکے ہوشیار اور دانا مگر غلطی سے اُنکے جال میں پھنسے ہوئے چیلے خود یا کسی عقلمند کے سمجھانے سے اُنکے جال سے نکلکر آریہ سماج میں شامل ہو گئے۔ اور پھر اُن کی اچھی طرح قلعی کھولتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اور لوگوں کے سادہ لوح لڑکوں کو تعلیم سے نفرت دلا کر فقیر بناتے اور اپنے بچوں کو بدستور کالجوں میں پڑھاتے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ غیروں کے بچوں سے بھیکھ منگواتے اور خود بنکوں میں روپیہ جمع کراتے اور مزہ اُڑاتے ہیں۔ اور اُنکے چیلے بھیکھ مانگ کر لانے اور خود گورو بنکر چین کرتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ ایک وقت منہ پھاڑ پھاڑ کر بھگوے کپڑے کی بُرائی کرتے تھے۔ اور آخر جب بغیر اسکے کام نہیں چل سکا تو خود پہننے لگے کیا وہ مکار اور شریر نہیں ہیں +

جو لوگ پہلے گورو پن کے خلاف آخرکار خود گورو بن بیٹھے اور بیوقوف سادہ لوگوں کو اپنے پاؤں کا ناپاک دھوون پلاتے ہیں۔ کیا وہ ناپاک و شریر نہیں۔ جو ہندوؤں کو جال میں پھنسانے کے واسطے جینو پہنتے چوٹی رکھتے اور اکادشی کو چاول بانٹتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

حضرت یاد رکھئے۔ کہ لوگوں کو دکھلاوے کے واسطے اُپاسنا میں رونا پیٹنا سراپا مکاری اور شرارت ہے کلید در دوزخ آن نماز + کہ بر روئے عالم گذاری دراز۔ اور یہی سبب ہے کہ اس اُنیسویں صدی میں آپکو نئے الہام اور نئے مذہب اور نیا پیغمبر بننے اور برہمو سماج چھوڑ کر دیو سماج بنانیکی ضرورت پڑی یا ترکیب سوجھی۔ افسوس کہ سنیاسی کہلا کر آپ کو گیان پراپت نہ ہوا۔ اور سچے علم سے آپ آگاہی حاصل کی +

براھمو۔ جب ایشر پریم میں نہیں اور سوائے ہمارے کرموں کے پھل کے ا

طرف سے کچھ نہیں دے سکتے۔ تو پھر تناسخ کے قایل جو گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ تو ایسے ایشور کو سخت نفرت کرتے ہونگے +

آریہ - تناسخ کے ماننے والے کبھی خدا کو بُرا نہیں کہتے اور نہ اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو منصف عادل نیاکاری مانتے ہیں۔ ہاں تناسخ کو نہ ماننے پر حالت ضرور ہوتی ہے نمونہ کے واسطے (دیکھو تناسخ نہ ماننے کی حالت میں مولوی لوگوں کے اقوال) اور اسی سے برہموؤں اور عیسائیوں کا حال قیاس کر لو۔ اور یہی سبب ہے کہ منصف اور عادل سے کوئی ناراض نہیں ہوتا۔ ہاں جس طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے عدل کے زمانہ میں جب کوئی خون کرتا ہے تو پکڑے جانے اور پھانسی ملنے کے خوف سے گورنمنٹ کو عادل نہ مانکر موجب آپکے خیال کے ضرور برا کہتا ہوگا۔ کہ کاش کہ انگریزی راج نہ ہوتا تو خوب ہوتا مگر یاد رکھئے کہ اگر دعائے طفلاں مستجاب بودی۔ یک معلم در عالم زندہ نماندے عدل کے ساتھ رحم مزہ کرتا ہے بغیر عدل کے رحم سراپا ظلم اور اندھیر ہے آپنے سنا نہیں۔

آں سرانکہ سر دہد زیر خاک + خاک تن چناں بخورد کہ استخواں نماند + زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل + گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند +

برہمو - ۲۶ - علمی تحقیقات کے موافق جس حالت میں صرف آدمی کے جسم میں روح ہے۔ اور اس کا حیوانات اور نباتات کے جسم میں کہیں نام و نشان تک نہیں۔ تو پھر تناسخ کو مانکر یہ کہنا کہ آدمی کی روح اپنے بُرے کرموں کے پھل سے گئو۔ بیل۔ گدھے۔ گھوڑے اور سور اور گھاس اور پودوں اور درختوں کے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ ایک ایسا خیال ہے کہ جو واقعات اور تجربہ اور حقیقت کے بالکل برخلاف ہے۔ اس لئے جھوٹا اور بیہودہ ہے +

آریہ - آپکی اس تحریر سے تو ہم کو آپکی رہی سہی علمیت کا حال بھی معلوم ہوگیا آپنے صرف تناسخ سے ہی اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ علم سائنس سے بھی انکار کر دیا اور علاوہ برآں تناسخ کی سچی تعلیم سے بھی ناواقفی آپ کی ظاہر ہے علمی تحقیقات کے موافق صرف آدمی کے جسم میں روح نہیں بلکہ حیوانوں میں بھی روح ہے۔ شاید انگریزی سائنس کے موجد یا معلم اول ڈاروِن کا نام بھی آپنے نہ سُنا ہوگا۔ وہ صاف طور پر آدمی کے تمام مشابہت بندر کے ساتھ بتلاتے ہیں۔ اور ایسے ہی اور تمام محقق بھی۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ علم کے بغیر آدمی بیدم کا بندر ہے ہم نے حصہ اول میں یہ مضمون انسان کے اور حیوانوں میں بھی روح ہے بتلا دیا ہے کہ حیوانوں میں روح نہ ماننا کمال غلطی ہے +

منطق کے مطابق روح کی یہ تعریف ہے۔ اچھیا۔ دویش۔ پریتن۔ سُکھ۔ دُکھ۔ گیان۔ یہ ساری تعریف انسان اور حیوان دونوں پر صادق ہے۔ بعض آدمی سے ہزار درجہ حیوان اچھے ہیں منطق نے صاف بتلا دیا ہے۔ کہ انسان حیوان ناطق ہے اور دیگر حیوان مطلق۔ مگر حیوان دونوں ہیں۔ پس روح اپنے بُرے کرموں کے مطابق جانوروں کے قالب میں ضرور جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر جہاں روح کا ثبوت نہیں وہاں تناسخ کا تعلق نہیں (دیکھو باب اول) کیونکہ یہ بات علم عقل۔ تجربہ اور حقیقت اور سچے دھرم بد کے بالکل خلاف ہے (محقق ڈارون نے جب یہ راز ظاہر کیا تب عام لوگوں نے اسے بندر کی اولاد کہنا شروع کیا۔ مگر وہ فاضل ذرا نہ گھبراتا تھا۔) پس آپکا خیال نہ تو سائنس نہ منطق نہ فلاسفی کے مطابق ہے اس لئے یہ جھوٹا اور بیہودہ ہے +

برہمو - سچ آدمی کے لئے اپنے بزرگوں اور ہمجنسوں کو واقعات اور تجربے کے خلاف چیر لینے اور جھوٹے وقیانوسی خیال کی بنا پر کتا اور بلی گدھا اور گھوڑا سوَر بنانا [illegible] قرار دینا۔ اور اُن پر سوار ہونا یا سر کچلنا نہایت شرمناک حرکت ہے

آریہ - یہ اعتراض آپ کا علم سے نہیں بلکہ جہالت سے ہے لیکن ہم آپ کو پھر بھی سمجھانیکی کوشش کرتے ہیں +

سُنیئے - انسان کی پیدایش روح سے ہے یا جسم سے تمام دُنیا کے علما کا اس پر اعتقاد ہے کہ مرد عورت کے ملاپ سے نطفہ رحم عورت میں جاتا ہے۔ اور وہاں خون حیض کی آلایش سے پرورش پاتا ہے۔ اور روح اس میں داخل ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ جماع کے بعد مرد کا جسم کمزور ہوتا ہے نہ کہ روح۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اصل میں وہ چیز جس سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ وہ مرد عورت کا جسم ہے نہ کہ روح ہاں ترکیب اس فعل کا موجب قانون قدرت کے روح اور آلات کا جسم بس جس جسم سے پیدایش تھی۔ وہ تو یہاں جلایا گیا۔ اسکا گدھا گھوڑا بننا اور مارا جانا سراپا باطل ہے اور۔ تو تمام عقلا کا مسلمہ ہے کہ روح میں تذکیر و تانیث بالکل نہیں ہے یہ خاصہ جسم کا ہے بس روح اور جسم کی ترکیب ہر ایک جسم میں ہے اسکا نام بزرگ ہے نہ ترکیب کے ٹوٹ جانے سے وہ نام بھی ٹوٹ گیا۔ وہ تو ان جنگوں بھٹکتی کی کان ملتے ہیں انکا بھی یہی اصول ہے مگر آپ فضول طرف جاتے ہیں بزرگوں پر کوئی سوار ہوتا نہ انکا کوئی سر کچلتا ہے ہاں یہ سارے اعتراض آپکے دھرم پر عاید ہیں۔ سنیئے نہایت شرمناک حرکت۔ ہے کہ ماں کا خون پیتے ہو۔ کیونکہ بموجب آپکے اصول کے دودھ اصل میں خون ہے۔ دوم شرمناک حرکت یہ ہے کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر موتتے ہو کیونکہ یہ زمین کے عناصر تمام بزرگوں کے جسم ہیں بلکہ بموجب آپکے مذہب کے وہی ہیں۔ کیونکہ آپکے مذہب کے مطابق روح انہیں مادی چیزوں کا عطر ہے +

سوم۔ شرمناک حرکت یہ ہے۔ کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر جوتے پہنکر چلتے ہو +

چہارم شرمناک حرکت یہ ہے کہ انکے چمڑے کے جوتے پہنتے ہو۔ کیونکہ حیوانوں نے سبزی کھائی۔ اور وہ اصل میں آپکے بزرگوں کی خاک ہے۔ اور اُس سے چمڑا بنا اور اُس کے آپنے جوتے پہنے +

پنجم۔ اُسی مادہ سے تمام بُرے لوگوں اور عورتوں کے جسم سے اور اُسی مادہ سے سور اور سوری اور کتے وغیرہ کا جسم بنا۔ پس بتلاؤ کہ یہ کیسی شرمناک حرکت کرتے ہو جبتک بید ہاراسند وید مقدس کا اعتبار نہ کروگے۔ اس گرداب سے آپ کی خلاصی ہرگز نہیں ہوسکتی ہے۔ اسی پر مولوی نظامی نے کہا ہے۔

کہ داند کہ ایں خاک انگیختہ + بخون دلہا ست آمیختہ

ایک دفعہ بحالت سفر جب میں نے زمین کا سورج کے گرد پھرنے کا ذکر کیا۔ تو ایک مولوی صاحب برانگیختہ ہوکر اول تو مجھے گالی دینے لگے کہ یہ کافر ہے۔ قرآن کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ آخر کار جب میں نے اُن کو دلایل سے ثابت کیا تب دل میں تو قائل ہوگئے۔ مگر قرآن کی تعلیم کے سبب حق کے قبول کرنے سے جھجکتے رہے وہی حال برہمو لوگوں کا ہے۔ یہ لوگ اگر ذرا سائنس یا فلاسفی یا منطق سے غور کریں۔ تو حق کو حاصل کرلیں یہ لوگ اپنے باطل اور من مانے خیال کے خلاف کسی علمی تحقیقات کے قایل نہیں ہوتے۔ یہی سبب ہے کہ علم پڑھنے سے چیلوں کو روکتے ہیں۔ تناسخ کو نہ مانکر اور برہمو یا دیو دھرم کو مانکر موجودہ سخت خرابیوں کا منہ دیکھنا اور شرمناک حرکت کا مرتکب ہونا پڑتا ہے +

اول تو روح حادث اور فانی جزیا تسی پڑتی ہے۔ کیونکہ جس کا آدی ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے +

دوم۔ ہمیشہ کی زندگی اور نجات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ بلکہ یکی کوئی چیز ہی نہیں رہتی

سوم - خدا کو ایک رشوت خور یا بھولا بھالا دیو ماننا پڑتا ہے +

چہارم - اسکی سخت بیعزتی بھی کرنی پڑتی ہے یعنی اُسے عادل اور نیاء کاری نہ مانکر صرف ظالم اور جاہل ماننا پڑتا ہے کیونکہ وہ کسی کو اسکے کرموں کا پھل نہیں دیتا +

پنجم - تمام بزرگوں کی بیعزتی کرنی پڑتی ہے - بلکہ ان کو خاک سمجھکر اور نباتات کی طرح کھا ہی نہیں - بلکہ اِن کیساتھ تمام خرابیوں کا مرکب ہونا پڑتا ہے جو نہایت شرمناک حرکت ہے +

ششم - خدا کو ہی جواب دینا پڑ رہا ہے - کیونکہ اِس کو عدم کا خدا بلکہ معدوم خدا اور زیدِ روزہ خدا یا وہمی اور خیالی خدا ماننا پڑتا ہے - جب وہم دور ہوا خدا بھی دور ہوا +

ہفتم سائیس اور سچا فلسفہ اور علم و عقل اور منطق کے خلاف ہو کر جہالت کا آسرا لینا پڑتا ہے +

ہشتم - وہ سچا اخلاق جو مسئلہ سیلف ہلپ سے حاصل ہوتا ہے اِس کا خون کرنا پڑتا ہے +

نہم جانوروں میں روح نہ مانکر اِن بیگناہوں کے سر پر قصابوں اور جلادوں کی طرح چھری چلانی پڑتی ہے +

دہم - سب سے زیادہ یہ ہے کہ گناہ اور خرابی اور بے ایمانی اور بدچلنی کو ناچیز جانکر اسکے ارتکاب پر مخلوق کو دلیر بنانا ہے +

پس ایسے علم اور معقولیت کے خلاف مذہب کے بانی اور اِس کے پیرو بلکہ گناہ کرنے پر دلیری دینے والے ہادی اور انکی تعلیم بتلائیے - دنیا کو کتنا سخت نقصان پہنچا رہی ہے - ایسے لوگوں کی تعلیم سے جس قدر جلد کوئی نفرت کرتا ہے اتنا ہی نہایت ضروری ہے - اے پرماتما تو ایسے لوگوں کے دام تزویر سے انکے بھولے بھالے ناواقف چیلوں کو جلد نکال اور ست دھرم کے انصاف گستر اور شانتی دایک سایہ میں ان نونہالوں کی پرورش فرما تو ہی ست کا محافظ ہے تو ہی حق کا حافظ +

اوم شانتی - شانتی - شانتی -

برہمو مذہب کے ایک پرانے واقفکار کی رائے

تناسخ کا مسئلہ بہت پرانا ہے قدیم ہندو و قدیم مصری اور قدیم یونانی اِسکو مانتے تھے لیکن اس وقت کے بڑے مذہب اِس مسئلہ پر بٹے ہوئے ہیں - ہندو اور بدھ اِسکو مانتے ہیں اور عیسائی اور مسلمان نہیں تو بھی دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ اب بھی اُس کے موافق ہے اُسکے ماننے والوں کا یہ خیال ہے کہ روح غیر فانی ہے اور اپنے ایک جسم چھوڑنے کے بعد اپنے نیک یا بد اعمال کے موافق اچھا یا بُرا جسم اختیار کرتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جبتک کہ مکتی یا نجات نہ ملے موجودہ مذاہب میں سے پہلے پہل عیسوی مذہب نے اِسکو ترک کیا اور اپنی سزا و جزا کیواسطے ابدی دوزخ و بہشت بنائے پھر اسلام نے بھی اِس امر میں عیسائی مذہب کی پیروی کی - لیکن ابدی دوزخ کا مسئلہ ایسا خوفناک ہے کہ دنیا میں روشن ضمیر آبادی اِسکو تسلیم نہیں کر سکتی - اور اس لیئے اُس کو تناسخ ایک نہ ایک شکل میں تسلیم کرنا پڑیگا اور کے سپرچوالسٹ لوگوں نے اپنے لیئے اور اپنے خیالات کے موافق اُسکی ایک شکل بنائی ہے یہاں برہمو سماج کے لوگ بھی ابدی جہنم سے گھبراتے ہیں اور حیوانی جسموں میں جانے سے بھی ڈرتے ہیں وہ کیا مانتے ہیں؟ یہ ہمیں ٹھیک معلوم نہیں ہو سکا - جہانتک پتہ مل سکا ہے - اُنکا خیال یہ ہے کہ مرنیکے بعد روح بغیر جسم کے رہتی ہے لیکن اِس خیال میں کوئی خاص سفارش نہیں کیونکہ اُسکا جسم کے ساتھ رہنا زیادہ نہیں تو کم سے کم ویسا ہی معقول ہے جیسا جسم کے بغیر رہنا (از نانک چیتر صفحہ ۲۲۳ سے ۲۲۴) +

حصہ دوم

مسئلہ تناسخ کی بابت وسیع تحقیقات

مقدمہ اول

در دیدۂ تنگِ مور نور ست از تو   در پائے ضعیف پشہ زور است از تو

ذاتِ تو سزاست مر خداوندی را   ہر وصف کہ ناسزاست دور ست از تو

تواریخ حکمت و فلسفہ الہیات کے مطالعہ سے بخوبی ہویدا ہے کہ مسئلہ تناسخ یا پنر جنم جسے آواگون بھی کہتے ہیں نہایت ہی قدیم مسئلہ اور ہر طرح کے لاینحل اسرار قدرتی کے حل کرنیوالا ہے آریہ ورت کے رشی منیوں سے یونان اور مصر کے فلاسفروں تک جتنے بڑے دانا لوگ اُن قوائے فطری کی طرف غور فرما رہے تھے جو حواس خمسہ کی حد سے باہر ہیں بلغیر اعتراض کئے اور بیحجتی کئے ماننا جنکی عادت نہیں جنہیں لیل و نہار یہی دھن لگ رہی تھی کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ तकेरवन्नृषि جن کا خطاب اور صداقت کی تلاش جن کی زندگی کا لب لباب تھا +

آریہ ورت کے سب سے پرانے مصنف نے جنکی دھارمک تعریف ان الفاظ میں کی ہے - منو ۱۲ / ۱۰۶ +

आर्षंन्च मोपदेशञ्च वेदशास्त्रविरोधिना ।। यस्तर्केणानुस न्धत्ते सधर्मं वेदनेतर: ।।

جن کی تمام تر تلاش یہ تھی کہ جگت میں جو کچھ انقلاب دن رات دکھائی دیتے ہیں - انکا سد ھانت کیا ہے - یہ کیوں پیدا ہوتے ہیں اور انکا پھل کیا ہے - صرف یہی نہیں - بلکہ اِن سب کے اِس واسطۂ مشترکہ کا سبب اول (نمت کارن) کون ہے اور صرف آدمی مول نہیں بلکہ اُس کا ہم سے کیا سمبندھ ہے اور وہ کہاں ہے اور ہم اُسے کیسے پراپت کر سکتے ہیں اُوہی صحیفۂ قدرت (وید) کے مطالعہ سے وہ سارے اِس بارہ میں متفق تھے کہ ایک ذات باری ساری دنیا کی منتظم و نیاء کاری ہے سب کو بل اور پرکاش اُسی سے ہے - اور وہ سدھ پاپک اور گیان مے - سروشکتی مان اور اخفا تر اکلہ ہے - سچدانند سروپ - اجر - امر - لاینحاف - بے عیب نروکار اور پروردگار ہے جسے کوئی اوم - برہم - کوئی یزدان اور اہرمد - کوئی اللہ اور رب کوئی گاڈ - ایلی اور جہووا کے نام سے پکارتے تھے وہ اس مسئلہ پر بھی ایک سمتی کہتے تھے کہ روح جسم مادی سے کوئی جدا اور بالاتر ہستی ہے وہ قایم بالذات یعنی فی استخفیف مشخص ہستی ہے محض کوئی صفت یا کیفیت یا نسبت نہیں - اور یہی سبب ہے کہ وہ فنا پذیر نہیں - اور نہ حادث ہے یہ اُس اعلیٰ ہستی (پرماتما) کے خلاف الپ شکتی ہونے کے باعث کرموں کو کرتی اور نتایج کو بھوگتی - اور سینکڑوں شکل بدلتی - ہزاروں نئے تعلق پیدا کرتی ہوئی لاکھوں منزل کی سیر کرتی ہے وہ کبھی اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچتی - اور کبھی تنزل پر تنزل کی سزا بھوگتی ہوئی اسفل السافلین کو چلی جاتی ہے - کیونکہ وہ الپگیہ اور اگیانی ہونے کے سبب سے

گہے بر طارم اعلیٰ نشینند   گہے بر پشت پائے خود نہ بینند

اِن سارے چکروں اور مدارج کا جن میں ارواح کو کرم انوسار گزرنا پڑتا - یعنی ایک سرائے سے انتقال کر دوسری منزل پر ڈیرہ جمانا ہوتا ہے - اُسے اُن سب حکماء کی اصطلاح میں آواگون یا آمد و شد کہتے تھے اِن سب باتوں کو وہ کلیات

ہنسی سمجھتے تھے۔ جزئیات میں کہیں کہیں کم و بیش فرق تھا۔ مگر وہ ایسا نہ تھا جو اصول پر کمزوری ڈالے وہ دلائل اور طریق استدلال کا ڈھنگ تھا۔ اور یہ دیں لحاظ اصل اصول سے محض بے تعلق تھا +

حکمائے آریہ ورت۔ یونان۔ فنیشیا۔ روم۔ اجی پیٹ (مصر) فارس چیلڈین کا ربقبو وغیرہ اس معاملہ میں بخوبی تحقیقات کر کے اپنے اپنے دماغی سیر اور عقلی سفر کے بعد سب نے ایک ہی منزل پر مقام کیا تھا +

فی ثاغورث سائی ٹیپس وغیرہ فضلاء تبت سک شاستر سے مستفید تھے۔ ابھی کنفوشس کے مسائل ویدانت شاستر کے ساتھ ملتے تھے۔ کنفوشس وغیرہ مہاتما بدھ اور مہاویرا کے ہم خیال تھے فیثاغورث کی تحقیقات حصہ سانکھیہ شاستر سے تعلق تھی۔ سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو وغیرہ کی رائیں نیائے شاستروں سے میل کھاتی تھیں۔ گو کسی جزوی بات میں انکا قدرے اختلاف بھی ہو تو بھی تناسخ ارواح[1] کی نسبت جہاں تک اصول کو دخل ہے۔ ان سب فلاسفروں کا قول ایک ہی تھا۔ مانوں دیگوں ہمک یہی عقیدہ دلوں کو نورانی کرتا رہا۔ اُس وقت لوگ زمانہ گزشتہ کے سوادسیاہ میں ایسے مبتلا نہ ہوتے تھے اُنکا قول تھا

چندیں غم ما بحسرت ما چیست	ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست
ایں یک نفسے کہ در بدن عاریت است	با عاریتے عاریتے باید زیست

اعمال اور افعال کا اٹل نتیجہ ایسا زبردست تسلیم تھا۔ کہ جس سے انکار کرنیکی دنیا میں کوئی ذی عقل جرأت نہ کرسکا۔ اور نہ اُنکی تحقیقات کرسکتا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ

अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभं

کی لاتغیر اور لازوال تاثیر سے باوجود ملحد ہونیکے کس کی طاقت ہے کہ انکار کرے یہی تو وجہ تھی کہ خدا پرست تو خدا پرست ملحد و مرتد تک بھی اس کی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے تھے اور گو اسکے نتیجہ پر پہنچنے کیواسطے انکا طریق استدلال رشیوں اور منیوں کی طرز سے مختلف تھا۔ اور انکے تعارفات میں کہیں کہیں صریح غلطی بھی کرتا ہم اُنکا نتیجہ بالکل صحیح تھا کیونکہ کسی ماقبل یا بیجا تعارف کا اثر اس تک نہ پہنچتا تھا وجہ یہ کہ اگر وہ پرمیشور کے قائل نہ تھے اور کسی شے یا امر کے وجود کو اس پر منحصر سمجھتے تھے تو اسکے بجائے انہیں قوانین قدرت (جو در اصل وجود ذات باری کے نتیجے ہیں) کا سہارا لینا پڑتا تھا غرضیکہ تناسخ ارواح کی حقیقت سب پر روشن تھی کوئی اسے ایک ضرورت کا مقتضی سمجھتا تھا کوئی دوسرا کسی کے نزدیک اس معلول کی علت ایک امر خاص تھا اور کسی کے نزدیک کوئی دوسرا امر +

آج سے ڈھائی ہزار برس تک تمام دنیا میں فلسفہ کی ہوا چل رہی تھی اور زمانہ کے رُخ کا وہ رنگ تھا۔ جسے حکما تعمیم کہتے ہیں۔ اُس وقت تک مسئلہ تناسخ ارواح ایسا مسلم امر تھا۔ جیسا پیدا ہونیکے بعد مرنا +

اسکے بعد تاریک زمانہ آیا۔ علم معقولات نے کوچ کیا۔ معقولات کے معانی پر غور کرنا موقوف ہوا۔ تقلید بیجا اور بیجا دوڑوں کا نام ایک ساتھ دینداری رکھا گیا اور عجائب پرستی کی ابتداء ہوئی عقل معزول ہوئی نقل و جہل کو سلطنت ملی۔ قصے کہانیاں متبرک کتابیں شمار ہوئیں خدا کی الوہیت انسان میں آگئی۔ ایک پرمیشور سے ہزار پرمیشور بن گئے خدا کی اولاد ہونے لگی۔ خدا نے مخلوقات سے آشنائی پیدا کی اور مشورہ کا محتاج ہوا خود خدا خدائی کا کام کرتے کرتے تھک گیا۔ اُسے آرام کرنے اور اپنا کام دوسروں کو سپرد کرنیکی ضرورت پڑی خدا بوڑھا ہوگیا اور اُس کی بصارت میں فرق آگیا وہ اپنے بندوں کی و بدی کو خود نہ دیکھ سکا۔ وہ اوروں کی شفاعت کے بغیر اعمال حسنہ کی جزا و اعمال قبیحہ کی سزا دینے میں قاصر رہا۔ خدا کی عادت و صورت ٹھیک آدمی کی سی ہوگئی۔ وہ کبھی راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج اور کہیں علاؤالدین غوری اور محمود غزنوی کی شکل کا نظر آیا اور کہیں اُس کی روحانیت کبوتر کی صورت میں اُڑتی دکھائی دی۔ خدا کیواسطے مکان بنائے گئے۔ اور اُس پر چڑھنے کیواسطے زینہ لگائے گئے وہ عادل نہ رہا۔ بلکہ رشوت خور ہوگیا! اور شاید بوڑھا ہونیکے سبب اُس کی کمر درد کرنے لگی اُسے شوربا اور یخنی کی ضرورت ہوئی۔ گناہ سے بچنے اور نجات پانیکے واسطے انسان قربان ہونے لگے تناسخ کو خیرباد کہا گیا۔ اور قربانی نے آلایش گناہ کی صفائی کا ٹھیکہ لے لیا نجات میں بھی حقیقی آنند اور راحت کامل کی صورت نہ رہی بلکہ وہاں بھی شراب و کباب کی دوکانیں کھل گئیں اکبر و شداد کے مینا بازار کی طرح وہاں بھی حور و غلماں رہنے لگے معقول مسایل سے نفرت اور منقول فسانوں سے الفت ہوگئی۔ فلسفہ کا چراغ گل ہونے کے قریب ہوگیا۔ مذہب کی عقل سے دشمنی ہوگئی۔ کافور کے انبار نمک کے بھاؤ فروخت ہونے لگے۔ زمانہ روز نئی کروٹیں بدلنے لگا۔ اور ایسے ایسے رنگ بدلے۔ کہ چشم حیرت دیکھنے کی تاب نہ لاسکی۔ ڈاکٹروں نے جب چیر پھاڑ کر دیکھا۔ اور جسم انسانی یا حیوانی میں کوئی روح پرندہ نہ ملا۔ تو جھٹ روح کی ہستی سے انکار کردیا۔ انسان صرف ایک اسطوانہ گوشت کا نام رہ گیا۔ پرمیشور کی ہستی۔ روح کا وجود۔ اور پرلوک تو جہالت میں داخل ہوگئے اور اگر کسی نے ان حقایق کو مانا بھی تو صرف برائے نام انکے صفات سے آنکھ بند کی ان کے تعلقات کو مطلق نہ سوچا۔ پڑھتے ہیں تو پیٹ کے دھندے کو اور تنہائی میں بیٹھکر سوچتے ہیں تو آرایش بستر و تکلفات خواب کو حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں ہم انسانیت سے حیوانیت کی طرف نزول کرتے آتے ہیں۔ اور روحانیت کی بجائے صرف جسمانیت رکھنا چاہتے ہیں۔ پس یہ وہ ہماری حقیقت کو بگاڑنیوالا۔ ہمارے شرافت کو مٹانے والا اور ہماری زندگی کو خواب سے بدتر بنانیوالا ہے۔ اگر اس کا کچھ علاج ہوسکتا ہے تو یہ ہے کہ ہم اپنی روح کو جو غنودگی کی حالت میں ہے۔ جگانے کی کوشش کریں اور اس کوشش کے اسباب یہ ہیں کہ اُن ہستیوں اور اُن حقایق کو جو ہمارے حواسوں کی رسائی سے باہر ہیں اپنی طبیعت پر ایسا منکشف کریں۔ جیسے سفیدی اور سیاہی کا علم ہمارے محسوسات پر ظاہر ہے۔ ایسے ہی ارادہ والے حکیم کہلاتے ہیں اور اسی قسم کی کوشش کرنیوالے کبھی نہ کبھی گرتے پڑتے اُس راستہ پر پہنچ جاتے ہیں جو شاہی خزانہ کی سڑک سے ملا ہوا ہے امن کی سلطنت کے بغیر لوگ ایسے دقیق مسایل پر غور نہیں کرسکتے کیونکہ جن دنوں جان کے ہی لالے پڑ رہے ہوں۔ ان دنوں علمی مسایل پر کون بچار کرسکتا ہے اور یہی سبب ہوا۔ کہ اس مبارک صدی میں پھر دانا لوگوں نے سائنس اور الہیات کیطرف توجہ شروع کی۔ حکیم لوئی فی گوئیر باشندہ ملک فرانس نے ایک ضخیم کتاب ڈے آفٹر ڈیتھ یعنی حیات بعد الموت یا معراج الارواح نام سے

[1] تناسخ ارواح عربی کا ہے انگریزی میں اسے ٹرانس میگریشن آف سول کہتے ہیں عربی میں اور بھی کئی لفظ اسی تناسخ کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی واسطے ہم سبکے معانی یہاں درج کر دیتے ہیں۔ تناسخ بمعنی انتقال روح [illegible] ارتقا [illegible] آمدن آں بقالبے دیگر [illegible] عیاش) مسخ ایک صورت سے دوسری صورت [illegible] صورت [illegible] صورت [illegible] تمام مسخ [illegible] صورت [illegible] صورت [illegible] عیاش) تماسخ مسخ کردہ [illegible] صورت [illegible] صورت [illegible] فسخ [illegible] علم [illegible] کیاں [illegible] اصطلاح [illegible] انتقال [illegible] انصراح [illegible] علم [illegible] انتقال روح در [illegible] عیاش [illegible] عیاش) +

مسئلہ تناسخ ارواح پر اسی صدی میں تاریخ کی جس سے مغربی دنیا میں ہلچل پڑ گئی اور الدین دھرم نہیا سوفیکل سوسائٹی نے امریکہ سے اس کی اشاعت شروع کی۔ اس طرح آریہ ورت میں سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ویدک دھرم کے پرچار کے ذریعے آواگون کی بابت تمام مذہب کے علماؤں کو چیلنج دیا۔ دہریت کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور منقولیت بھبس بدل رہی ہے اُس کے خرق عادات حرف با بنہ کی طرح پرزہ پرزہ ہو رہے ہیں۔ سائنس جدا منقولیت کی اصلیت ظاہر کر رہی ہے۔ خود غرضی دور ہو رہی ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ حیوانوں میں روح کے قایل ہو رہے ہیں عنقریب مانے آنیوالا ہے بلکہ علمی طور پر آچکا۔ کہ تناسخ کا مسئلہ پھر بدستور سابق عالمگیر ہوا و دہی مذہب علماء و فضلاء اختیار کریں جس میں علمی نور کا ظہور ہو ✦

غرضیکہ جس حق طبیعت نے اپنا دل و دماغ خرچ کر کے حتی المقدور تحقیقات میں صرف کیا۔ ذرا بھی علم و عقل سے کام لیا اُسے فی الفور کچھ نہ کچھ صداقت اس مبارک مسئلہ کی معلوم ہو گئی۔ اور اگر کسی نے عقل کل پرماتما کی ہدایت وید مقدس کے ذریعہ سوچا تو پھر کسی حالت میں بھی منزل مقصود پر پہنچنے سے باز نہیں رہ سکا۔ جن شخصوں نے وید مقدس کی ہدایت کو سنکر سوچا اور جنہوں نے دلی توجہ سے علم معقول کی کتابیں پڑھ کر گوشہ تنہائی اور فرصت کے اوقات میں اکثر اپنی آخری سفری ضرورت پر غور کی ہے جنکے دل دنیا کی آلایش سے زیادہ آلودہ نہیں ہوئے اُنکی صدہا مثالیں آریہ قوم میں موجود ہیں کہ ایسے سب برسوں و مرنے سے کئی برس یا مہینہ یا دن پہلے بتلا دیا ہے کہ ہم فلانے سال یا دن مر جائینگے اور انہوں نے بخوشی اپنے روح کو اس قالب عنصری سے برداشت کی کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے جس طرح ایک پردہ کسی حجت کو اپنی حوتی اُٹھا جاتا ہے بعینہ وہی حال اُنکے روح کا ہوا کسی درد یا تکلیف جسمانی سے اُنہوں نے اُف تک نہیں کی

(۱) مہاتما بھیشم پتامہ جی چھ ماہ تک سورج دکھنائن ہونے کے خیال سے زخمی یوگ ابھیاس کرتے ہوئے میدان جنگ میں پڑے رہے اور جب سورج اترائن ہوا۔ تب پران تیاگ دیے ✦

(۲) اُودے پور کے مشہور بہادر راجہ پرتاب کی بابت ذکر ہے کہ جب تک اُنکی تسلی نہ ہوئی کہ اُس کا بیٹا دشمنوں سے بدلا لیگا تب تک اُس کی روح نہ نکلی

(۳) سوامی دیانند جی مہاراج نے بہت سے لوگوں کے سامنے ایک مہاتما یوگی کے پوچھنے پر سمت ۱۹۳۲ میں ... کے جواب دیا تھا۔ کہ میں گلے کنبھ یعنی سمت ۱۹۴۲ کو نہیں دیکھونگا۔ اور پھر سنہ ۱۸۷۹ء میں ... کرنیل الکاٹ صاحب کو کئی آدمیوں کے روبرو بیان کیا تھا۔ کہ میں سنہ ۱۸۸۴ء ... دیکھونگا۔ چنانچہ کرنیل صاحب نے اس بات کو اپنے رسالہ تھیوسافسٹ میں اس طرح تحریر کیا ہے ✦

کہ سوامی جی یوگی پُرش تھے۔ ہمیں اُن کے یوگی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اُنہوں نے اپنی وفات سے کئی سال پہلے بمقام میرٹھ ہمیں کہا تھا۔ کہ میں سنہ ۱۸۸۴ء ہرگز نہیں دیکھونگا ✦

(۴) سری گوبند پور ضلع گورداسپور کے ایک معزز آریہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ اس کے بھائی نے اپنی گھنٹے پہلے بتلایا تھا۔ کہ آفتاب غروب ہونے وقت مر جاؤنگا۔ اور جب دو گھنٹہ باقی رہے۔ تب بھی سب گھر والوں کو کہہ دیا۔ کہ اب بھی دو گھنٹہ باقی ہیں۔ اس کی خواہش ... بعدہٗ جگہ صاف کرا کر نیچا آسن لگا۔ ایشور کے دھیان میں مگن ہوا۔ اور ہم کو کہا کہ تم شور و شر مت کرو۔ چنانچہ جب دو سوانس باقی رہے۔ تب آنکھ کھولی۔ اور کہا۔ کہ اب صرف دو سوانس باقی ہیں تم میرے پیچھے مت رونا۔ یہ کہا اور دو سوانس لئے اور روح پرواز کر گئی۔ بعد ازاں ہم نے اُسے چھت اُٹھا دیا ✦

ایسے واقعات ایک جگہ نہیں۔ بلکہ کئی مقامات پر ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں کی شہادت ہے۔ پس روح اور اُس کی اصلیت اس کی ہستی اور جسم سے تعلق کرم۔ جیو اور ایشور کا سمبندھ ضرور سارے کے سارے سوچنے کے لایق مسایل ہیں۔ اور جس طرح اِن کا صحیح اور بیہار کھ حل ہوتا ہے۔ یا معقول جواب ملتا ہے وہی مسئلہ تناسخ ہے۔ آشا ہے۔ کہ ناظرین اسکے سمجھنے میں دل و جان سے کوشش کر کے پرمارتھ کے حصول میں مصروف ہونگے ✦

چند واضح دلایل سے تناسخ کا ثبوت

دلیل اول۔ آواگون دنیا کی تمام چیزوں میں عشرتی ہے کیونکہ تمام چیزیں آواگون کے چکر میں ہیں۔ اور یہ قاعدہ قدرتی ہے۔ پس روح قانون قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی ✦

دلیل دوم۔ ہزاروں جاتے ہیں۔ اور ہزاروں آتے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پیدا ہونا۔ اور مرنا ہوتا تو ہر ایک روح جا کر ... بقول قیامت ماننے والوں کے قیامت تک موجود رہتی۔ مگر ایسا نہیں۔ اور اگر ... تناسخ نہ مانیں تو اور مخلوق آیندہ پیدا ہونی چاہئے۔ جو کہتے ہیں کہ نئے ارواح ... وہ علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ بوجوہات ذیل ✦

(۱) جیسے جسم بنے ہیں۔ اسی مادہ سے بنتے ہیں۔ جو زمین پر پہلے موجود ہے کوئی نیا مادہ نہیں آتا ✦

(۲) جتنی بارش ہوتی ہے۔ اُنہیں بخارات سے جو زمین سے اُٹھتے ہیں جو قبل از بن خود پانی تھے۔ کہیں سے نئی پیدا نہیں ہوتی ✦

(۳) جتنے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی موجودہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آتے ✦

(۴) جتنے دریا بہتے ہیں اُسی پانی سے جو پہلے دریا سے سمندر میں گیا۔ کہیں عدم سے وجود پر نہیں ہوتے ✦

(۵) جتنے مکان بنتے ہیں وہ سب اُسی مٹی اور اُسی اینٹ اُسی پتھر سے جو پہلے زمین پر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ نئی کہیں سے پیدا نہیں ہوتے ✦

جب تمام جسم اُسی مادہ سے بنتے ہیں جس سے پہلے ہزاروں بن چکے ہیں پس صاف ظاہر ہے کہ روح بھی وہی آتی ہے جو پہلے کسی جسم سے قطع تعلق کر چکی ہے جس طرح خدا اور نیا مادہ نہیں بناتا (بقول قائلین احداث) بلکہ اُسی قدیم مادہ سے تعمیر بناتا ہے۔ اسی طرح وہی قدیم ارواح بار بار آتے ہیں نہ نئے پیدا ہوتے ہیں۔ اور نہ ایک ہی بار آتے ہیں ✦

دلیل سوم۔ جس طرح چاند۔ سورج۔ ستارے۔ راس۔ ذنب۔ فلک بخوبی میں ہوتے ہوئے۔ بار بار چکر کھاتے آواگون کر رہے ہیں کبھی غروب ہوتے کبھی طلوع کوئی ۲۴ گھنٹے کوئی ۱۵ دن کوئی ۶ مہینہ کوئی چھ مہینہ کوئی سال کوئی ڈھائی سال کوئی ۱۲ سال کوئی ہزار سال کوئی لاکھ سال کے بعد نظر آتے ہیں تا دان جانتے کہ نئے آتے ہیں۔ مگر حکما بالغ نظر کے علم و عقل کے بوجب وہی ستارے بار بار آتے ہیں۔ ایسا ہی حال روحوں کا ہے۔ وہ بھی تناسخ میں بار بار آتے ہیں۔ مگر علم سائنس سے محروم لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ارواح نئے آتے ہیں ✦

دلیل چہارم۔ جو چیز انادی ہے۔ اُس کے گُن کرم سوبھاؤ بھی انادی ہیں ارواح

چیتن ہونے کے سبب جڑ۔ معطل نہیں۔ بلکہ کرم کرنیکا سوبھاؤ رکھتے ہیں اور جسم دھارن کرنا بھی اُن کی عادت ہے۔ بنا بران صاف ظاہر ہے کہ روح اور جسم کا ملاپ اور جُدائی یعنی تناسخ بھی اُس کے واسطے ضروری ہے ❖

دلیل پنجم۔ روحوں کا جسم میں آکر مختلف قسم کے سُکھوں اور دُکھوں کا بھوگنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُنکے پہلی مختلف کرموں کا نتیجہ ہے ورنہ سب روحوں کو ایک قسم کے نتایج ملتے۔ کیونکہ پرمیشور منصف ہے جو بے سبب اور بے وجہ کسی کو سُکھ دکھ نہیں دیتا۔ ایک لڑکے کا تندرست پیدا ہونا۔ اور دوسرے کا اندھا۔ لولا لنگڑا۔ کوڑھی پیدا ہونا تناسخ کو ثابت کرتا ہے ❖

دلیل ششم۔ تناسخ سے منکر مذہب والے یہ مانتے ہیں کہ اس جسم کے کرموں کے مطابق ہی بہشت و دوزخ ملجاویگا ❖

مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ کیونکہ پرمیشور نیاوکاری ہے متعدد فعلوں کے لئے ہمیشہ کا دوزخ و بہشت دیدینا اُسکے عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ انصاف یہ کہتا ہے کہ محدود کرموں کا پھل محدود ہونا چاہیئے پس جبتک پنر جنم۔ مانا جاوے۔ خدا کے ذمہ سے یہ الزام دور نہیں ہو سکتا۔ اور ظالم یعنی محدود کرموں کے بدلے ہمیشہ کے جہنم میں ڈالنے والا کبھی خدائی کے سزاوار نہیں ❖

دلیل ہفتم۔ جبتک گنہگار کو موقعہ نہ دیا جاوے۔ کہ وہ پھر اچھے کام کرے تب تک ایشور کی اُپکار ودیا لتا کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ ایک بار جنم ماننے سے اُسکی ذات صفات رحم و فضل سے شون ہو جاتی ہے۔ پُنر جنم مانتے ہی یہ الزام اُٹھجاتا ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ نیک بننے کا موقع دیا جاتا ہے ❖

دلیل ہشتم۔ تناسخ نہ ماننے سے ایک الزام خدا پر یہ آتا ہے کہ اگر روح کو اعمال کے بدلے نہیں تو پھر کیوں دیا گیا۔ جو اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ روح کے آزمانے کیواسطے وہ ایک اور الزام خدا پر لگاتے ہیں کیونکہ آزماتا وہ ہے جو جاہل ہو جسے معلوم نہ ہو جو انتریامی نہ ہو مگر خدا انو سرد گیہ ہے۔ پس آزمانا سراسر غلط ہے اِس الزام سے بریت سوائے تسلیم تناسخ ناممکن ہے ❖

دلیل نہم۔ تمام ارواح مرنے (یعنی قطع تعلق جسم) سے ڈرتے ہیں۔ انسان سے حشرات الارض تک اِس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ پہلے اُنہوں نے کبھی موت یعنی جسم سے جدائی حاصل کی ہے ورنہ جس سے تعلق نہ رہا ہو۔ اُس سے انسان نہیں ڈرتا ❖

دلیل دہم۔ روح اب جسم میں آئی۔ اُس کا آنا خواہ اعمال سے مانو یا یوں ہی اندھا دھند خدا کے حکم سے جانو جس طرح مانو اِس پر سوال ہوتا ہے کہ جس خدا نے اب اُس کو جسم سے ملحق کیا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اِس جسم سے پہلے اور پیچھے اُس کا حکم ایسا نفاذ پذیر نہ ہو سکے۔ حالانکہ تمام قاعدہ قدرت اِس کا مددگار ہے پس تناسخ سے انکار گویا انتظام نیچر سے انکار ہے ❖

دلیل یازدہم۔ دنیا کے دُکھ سُکھ اور رنج و آرام کے نقشہ کو آنکھوں کے سامنے رکھکر (جس سے حق پرست تو درکنار ناستک بھی انکار نہیں کر سکتا)۔ نہایت مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خدا کی مرضی یا مادہ یا مصلحت یا اتفاق یا حکومت طبعی یا جبر یا قہر یا بےخبری سے ایسا ہو گیا یا بعضی ناحق پسندوں کی طرح اسے خدا کا بھید ہی کہدیں مگر طبیعت کسی طرح شانتی نہیں پاتی۔ اور نہ سوال کرنیوالے اُنکو تسلی بخش جواب ملتا ہے مگر یہ سارے جھگڑے اور شکوک سلسلہ اعمال کے ماننے سے خود بخود فیصل و دفع ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ تناسخ کی تعلیم کے بغیر کوئی صراط المستقیم نہیں ❖

دلیل دوازدہم۔ ارواح کو جسم میں ڈالنا خدا کی صفات میں سے ہے اور یہ بھی مسلمات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں اور جب قدیم ہیں تو کسی صورت میں ممکن نہیں کہ صفات خداوندی اُلعاتیہ کبھی جوش زن ہوں جس سے مانند ین ظاہر ہو۔ پس نہ تو اتفاقی بات ہے اور نہ بلا وجہ ہے بلکہ قدرتی منشا کے مطابق کرموں کے سلسلہ سے اپنی قدیم صفات سے خدا روحوں کو بذریعہ اجسام جزا و سزا دیتا ہے ❖

دلیل سیزدہم۔ بدا۔ بیک ارواح جسم ترک کرنے کے بعد نا ہونے قیامت ایک جگہ رکھے جائیں گے۔ یا حسب اعمال مختلف مقاموں یا اجسام ہیں۔ اگر مطابق اعمال جُدا جُدا رہتے ہیں تو پھل مل چکا قیامت کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہی کھاہ میں بھرے جاتے ہیں تو کمال ظلم اندھیر نگری چوپٹ راجا اور ایسا ہی اندھیر قیامت میں ہوگا۔ پس یہ سیدھا طریقہ ہے کہ اُن کو اعمالوں کے مطابق پھل ملیگا۔ قیامت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کے کوئی صفات کبھی معطل نہیں حالانکہ قیامت کے ماننے سے خدا کے صفت عدل و رحم دونوں اس وقت ناکارہ ثابت ہوتے ہیں پس تناسخ ہی ایسا مضبوط اور صحیح اور سچا راستہ ہے کہ جسکے ماننے سے اُس کی ذات تمام توہمات سے بری ہو جاتی ہے۔ وھذا طریق الصواب ومسئلہ لاجواب ❖

باب اوّل

ویدوشاستر سے تناسخ کا ثبوت

ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ پرماتما پاربرہم ایک اودیتہ لاشریک ہے اور وہی تمام مادی جگت کا صانع اور غیر مادی کا انادی سوامی ہے نیک و بد کی قائل جیو ہیں اور وہ کرم کو نہیں آتا و پرماتما جگت کا نیاوکاری مہاراجہ اور روحیں اُسکی پرجا ہیں بنا بران وہ سلسلۂ اعمال کے مطابق ہر ایک روح کو نیک و بد پھل دیتا اور جزا و سزا پہنچاتا ہے چونکہ کرم کا سلسلہ جسم کیساتھ ہی منقطع نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کا محرک روح ہے اور روح فانی نہیں بلکہ جاودانی ہے پس وہ اِس جسم کے برباد ہو جانے پر الٰہی معدلت کے مطابق دوسرے جسم سے تعلق پیدا کرتا۔ اعمال و جزا کو بھوگتا اور نئے افعال کا مرتکب ہوتا ہوا مختلف تناسخ و سیاروں ہیں انتظام مشیت ایزدی کے مطابق سیر کرتا رہتا ہے گویا اُسے نیک بننے اور عمل کمانیکا بار بار بلکہ لاکھوں بار موقع دیا جاتا ہے جب ہمہ تن نیک ہو گیا اُسے نجات یعنی موکش ملجاتی ہے اور پرم آنند پراپت ہو کر ایشور نیم کے مطابق پرانت کال یعنی ۳۶۰۰۰ × ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سال تک موکش میں وہ پرم آنند کو بھوگتا ہے اور اسی کا نام آواگون یا تناسخ ہے ❖

ویدک محاورہ میں اِس تمام جہان کو ایک چرخ دولاب سے نسبت دی ہے اِس دولاب کا منتظم و مالک پرمیشور ہے ہر ایک دولاب۔ یعنی لوٹا مختلف اجسام

ہیں اور اُن کے اندر پانی بمنزلہ ارواح کے ہے دولاب کی رلسمان بازنجیر بمنزلہ سلسلہ اعمال اور چاہ بمنزلہ سنسار ساگر کے ہے جس طرح دولاب خالی ہوتے اور پھر بھرے جاتے ہیں۔ اِسی طرح روح ایک جسم کو چھوڑتی اور پھر دوسرا جسم اختیار کرتی جاتی ہے اور چرخ الیشوری نیم کے مطابق گھوم رہا ہے جس طرح کوئی دولاب بسبب ٹوٹ جانے رلسمان کے منقطع تعلق ہوجانے کے چاہ میں گر پڑتی ہے اور جب تک پھر مالک چاہ کو سرورت پڑے یا چاہ کو صاف کرنا منظور خاطر نہ ہو۔ تب تک وہ اُس کے اندر پڑا رہتا ہے مگر مالک چاہ کی مرضی ہونے کے سبب وہ پھر چاہ سے نکالا جا سکتا ہے اور اسی سلسلہ میں جہاں مالک کی مرضی ہو باندھا جاتا ہے۔ اِسی طرح ارواح اعمال سے لاتعلق ہو کر بہت بڑی میعاد تک الٰہی نیم کے مطابق برہم میں بکراوگون سے چھوٹ کر موکش دھام میں برہمانند بھوگتے ہیں۔ اور پرانت کال کے بعد پھر سنسار میں آنے۔ اور السو آگیا انوسار حلت کے کاروبار میں نت پر ہوجاتی ہیں ✤

رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ ✤

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परि षस्वजाते। तयोरन्य पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नो अभिचाकशीति॥

ترجمہ۔ برہم۔ جیو۔ اور پرکرتی میں انادی پدارتھ ہیں پرکرتی۔ اِن میں سے جو جڑ ہے۔ اِس انادی پرکرتی سے رمانا تمام مادی دنیا کو بنانا ہے۔ وہ پھر اسی میں فنا ہو جاتا ہے جو اِس باغ دنیا میں پاپ پن روپ پھلوں کو اچھی پرکار کھاتا ہے تیسرا پرماتما کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ پھنستا۔ دنیا کو گرہن کرتا سروتر پرکاش مان ہوتا ہے جیسے برہم اور برہم سے جیو اور دونوں سے پرکرتی قطعی جدا ہے۔ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں۔ نہ ہونگے۔ تینوں سروپ سے انادی ہیں ✤

اِسی منتر پر شوتیا شوتر اپ نشد کے رشی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ✤

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां सरूपाः। अजो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भुक्तभोगामजोऽन्यः। अ० ४ श्ला० ५ — ६

ترجمہ۔ ایک انادی اور پیدا نہ ہونے والی جڑ چیز پرکرتی ہے جس میں سے تمام رنگ اور شکلیں اور سروپ ظاہر ہوتے ہیں ✤

دوسرا انادی اور پرکرتی کے پدارتھوں کو بھوگنے والا جیو ہے اور وہی جسے بھوگتا ہوا اس کے جال میں پھنستا ہوا جنم مرن کے چکر میں آتا ہے ✤

تیسرا انادی پرماتما ہے وہ نہ پرکرتی کے جال میں پھنستا اور نہ اُسکا بھوگ کرم کرتا ہے بلکہ تمام جیوؤں کے کرموں کا پھل داتا۔ اور سب کا سوامی اور مالک ہے ✤

بھارت کے ۸۴ پربے ادھیائے ۲۸ میں بیاس جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے ✤

اتھروید کانڈ ۵۔ انوواک ۱ ورگ ۱۔ منتر ۲ ✤

आ यो धर्माणि प्रथमः ससाद ततो वपूंषि कृणुषे पुरूणि। धास्युर्योनिं प्रथम आ विवेशा यो वाचमनुदितां चिकेत॥ अ० ५ — १ — २॥

ترجمہ۔ جو جیو پورب جنموں میں جیسے دھرم کاریوں کو کرتا ہے وہ اُنکے پھل سے انیک اُتم شریروں کو جنم جنمانتر میں دھارتا ہے۔ اور ادھرما تما منش پیچ پشو آدی کے شریر کو دھارن کرتا اور دُکھوں کو بھوگتا ہے۔ جو پورب جنم کے کئے ہوئے پھلوں کو بھوگ کرنیکا سوبھاؤ رکھنے والا جیو آتما ہے وہ پورب شریر کو چھوڑ دایو کے ساتھ گمن کر کے پاپ ورن کے مطابق حمل میں قانون قدرت کے طریقہ سے جاتا ہے جو جیو پہلی پرکار ویدک دھرم کا آچرن کرتا اور ابھی تکمیل کو نہ پہونچا ہوا نہ مرنیا گتا ہے وہ پھر منش شریر کو دھارکر سُکھوں کو بھوگتا اور کرم کرتا ہے اور جو ادھرم اچرن کرتا ہے اور دُوراچاری ہے وہ دُکھی جسموں میں بردیش ہو کر ادھوگتی کو پراپت ہوتا جاتا ہے۔ اور انیک دُکھوں کو بھوگتا ہے ✤

یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۳۶ ✤

अपस्वग्ने सधिष्टव सौषधीरनु रुध्यसे। गर्भे सञ्जायसे पुनः॥ यजुर्वेद अ० १२ मं० ३६

ترجمہ۔ جو جو شریر کو چھوڑتے ہیں۔ وے وایو اور اوشدھیوں کے دوارا گربھ آسی کو پراپت ہو کر شریر دھارن کر کے پھر جنم لیتے ہیں ✤

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷ ✤

द्वे सृती अशृणवं पितॄणामहं देवानामुत मर्त्यानाम्। ताभ्यामिदं विश्वमेजत्समेति यदन्तरा पितरं मातरं च॥ य० अ० १९ मं० ४७॥

ترجمہ۔ اِس سنسار میں پاپ پن بھوگنے کے واسطے دو مارگ ہیں ایک تو پری گیانی ودوانوں کا دوسرا اگیان اور دیار ہت منشیوں یعنی آدمیوں وغیرہ کا ایک موکس ہوجاتا ہے اور دوسرے سے بار بار جنم مرن کے چکر میں آتا ہے۔ اِن دو مارگوں میں تمام سنسار کا چکر گھوم رہا ہے۔ اور آگمن یعنی آواگون ہو رہا ہے ✤

رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۱۹۔ ۴۔ ۵۔ اور اسی طرح رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۲۱۔ ۶۲۳ ✤

असुनीते पुनरस्मासु चक्षुः पुनः प्राणमिह नो धेहि भोगम्। ज्योक्पश्येम सूर्यमुच्चरन्तमनुमते मृळया नः स्वस्ति॥

ترجمہ۔ ہے سُکھ دایک پرمیشور! آپ کرپا کر کے پُنر جنم میں ہمارے لئے اُتم نیتری آدی اندریاں ستھاپن کیجئے اور اسی طرح اچھے پران یُکت شریر دان دیجئے اس جنم میں اور پُنر جنم میں ہم لوگ اُتم اُتم بھوگیہ پدارتھوں کو پراپت ہوں اور سوریہ لوک اور پران اور آنکھی دیاں یعنی تا نسر دوار اور پریم بھاؤ سے ہمیشہ دیکھتے رہیں ہے سب کا مان دینے والے یعنی انتر جاننے والے اس جنم اور جنمانتروں میں ہم کو سُکھی رکھئے جس سے ہم لوگ کلیان کو پراپت ہوں ✤

رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۲۳۔ ۷ ✤

पुनर्नो असुं पृथिवी ददातु पुनर्द्यौर्देवी पुनरन्तरिक्षम्। पुनर्नः सोमस्तन्वं ददातु पुनः पूषा पथ्यां३ या स्वस्तिः॥ ऋ० ८ — १ — २३ — ७

ترجمہ۔ ہے سرب شکتی مان آپکی انوگرہ سے پرتھوی پران کو۔ پرکاش چکشو اور انترکش (خلا) کو دیکھتے ہیں وُنر جنم میں سوم یعنی اوشدھیوں کا رس ہم کو اُتم شریر دیتے ہیں اور پُشٹ ہے اور ہمارے بل کو بستی کرنیوالا ہو۔ ہے پرمیشور کرپا کر کے سب جنموں میں ہمکو سب کو دوارن کرنیوالی پتھیہ روپ سوستی یعنی کلیان عنایت کیجئے ✤

یجروید ادھیائے ۴ منتر ۱۵ ✤

पुनर्मनः पुनरायुर्म आगन् पुनः प्राणः पुनरात्मा म आगन् पुनश्चक्षुः पुनः श्रोत्रं म आगन्। वैश्वानरो अदब्धस्तनूपा अग्निर्नः पातु दुरितादवद्यात्॥ यजु० ४ — १५

ترجمہ۔ ہے جگدیشور! آپکی انوگرہ سے ودیا آدی سرشٹ گن یکت من اور مانُش کو اگلے جنم میں پراپت ہوں۔ پُنر جنم میں پیرا آتما دہاسے شدھ ہوتا کو پراپت ہو اور اُتم دیکھنے کی طاقت اور سننے کی طاقتیں حاصل ہوں۔ آپ ہی ہم کو ہمارے کرموں انوسار اچھی

کرتے ہیں کہ اپنے کئے ہوئے افعال جولانزوال اور لاتبدل ہیں اور پورب جنم میں کئے ہیں اور جنکا نام قسمت یا پراربدھ ہے اور جو اس جیو کو جسم میں ڈالتے ہیں اسکا پھل ہو اور یہاں کا آگے ہوگا۔ پھل سے بیج اور بیج سے پھل پرایت ہوگیا اور یہ دلیل کہ چھ دہاتوں سے گر یہ جسم ہوتا ہے اور جنم کے معنے ہیں روح اور جسم کے سنجوگ کے اور سنجوگ میں کرم ہوتا ہے اسواسطے مگر یہ جسم بغیر فاعل اور وسایل کے ملاپ کے نہیں ہو سکتا یعنی جنم دینے والا پرمیشور اور جنم لینے والا روح اور جس میں جنم دھارن کرے وہ مادہ ہو کریا سے کئے ہوئے کرم کا پھل ہوتا ہے اور نہ کئے ہوئے کا نہیں ہوتا انکو بغیر بیج کے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پھل کرم سدرس ہیں۔ کیونکہ ایک بیج سے اور قسم کا درخت نہیں ہو سکتا۔ یہ دلیل ہے اس واسطے ان چار پرمانوں سے ثبوت کرکے رشیوں نے دہرم کے دروازہ پر سرجیم لکھدیا۔ اور اسی سے لئے دہرم کی پراپتی کے لئے گورو کی خدمت کرنی ودیا پڑھنی۔ برہم چاری ہونا۔ ساہ کرنا۔ سسان اُپنی۔ لواحقین کی پرورش۔ مہمان نوازی۔ دان۔ اوروں کی چیزوں کا خیال بھی نہ کرنا۔ یاصت حسد جسم۔ من۔ اور بانی سے اچھے کرم کرنے یعنی افعال۔ اقوال۔ خیال شدہ رکھے جسم من اور وستے۔ بدہی۔ جو پریکشا۔ اور پرانا یام۔ سمادہی۔ غرض اور کرم بھی جن کو وید نے سندت نہیں کیا۔ شکھہ دایک اور شریر کو نروگ رکھنے والے ہیں ان کو بھی کرے۔ ایسا کرتے ہوئے یہاں لیں ملتا ہے اور مرکر سورگ ملتا ہے +

سوترا تھان ۱۱۔ ادہیا +

نیائے شاستر کے مصنف گوتم مہامنی کی رائے +

पुनरुत्पत्ति: प्रेत्यभाव॥ न्या० अ १ सू० १४

ترجمہ۔ جو اُپن ہوتا یعنی کسی جسم کو دہارن کرتا ہے وہ مرن ارتھات ترک قالب کے بعد پنر اُتپتی یعنی دوسرے بدن کو بھی اوشیہ (ضرور) پرایت ہوتا ہے اس پرکار کے پھر جنم لینے کو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اس پر منی واتسایں جی بھاشیہ یعنی تفسیر کرتے ہیں +

उत्पन्नस्य क्वचित् सत्वनिकाये मृत्वाया पुनरुत्पत्ति: स प्रेत्यभाव। उत्पन्नस्य सम्बद्धस्य सम्बद्धस्तु देहेन्द्रिय मनो बुद्धि वेदनाभि: पुनरुत्पत्ति: पुनर्देहादिभि: सम्ब न्ध: पुनरित्यभ्या सामिथानम्। यत्र क्वचित् प्राणभृन्निका ये वर्तमान: पूर्वोपात्तान देहादीन् जहाति तत् प्रैति यत् तत्रान्यत्र वा देहादीनन्या पादते तत् भवति प्रेत्यभा वो मृत्वा पुनर्जन्म सोऽयं जन्ममरण प्रबन्धाभ्यासो ऽना दिरपवर्गान्त: प्रेत्यभावो वेदितव्य इति॥

ترجمہ۔ اُتپن جو سمبندہ ہے اسکا کسی وقت الگ ہوکر پھر سمبندہ ہونیکو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اُتپن سمبندہ کس کا ہے یعنی جیو آتما کا جسم حواس۔ دل۔ اور عقل کیساتھ سمبندہ ٹوٹنے کو پریت کہتے ہیں اور اسکے پھر سمبندہ ملنے کا نام پریت بھاو کہلاتا ہے سو یہ پریت بھاو انادی جنم سے لیکر موکش تک ہر ایک جیو کے لئے لازمی ہے +

प्रेत्याहाराभ्यासकृतात् स्तन्याभिलाषात्॥ ३-१ — २२

ترجمہ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب ہی بھوک مٹانے کے واسطے کُچ کے پستان پینے لگتا ہے جس سے پچھلے جنم کا احساس معلوم ہوتا ہے اسکو دودھ پینے کی خواہش کرنا گذشتہ جنموں کی عادت سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ آتما ہر ایک شریر میں جن جن سے اسکا گذر ہوتا ہے ایک ہی تھا اور وہ جن کرموں کو ہر ایک جسم میں یکساں پاتا ہے وہ اسکی عادت ہو جاتی ہے۔ اور جو فعل ہر ایک جسم میں علیحدہ علیحدہ ہیں وہ اسکو سیکھنے پڑتے ہیں +

आत्मनित्यत्वे प्रेत्यभावसिद्धि:॥ ४।१ — १०

ترجمہ۔ آتما کے نت یعنی انادی ہونے اور قائم رہنے والا ہونے سے پریت بھاو یعنی پھر جنم کی سدہی ہوتی ہے کیونکہ یہ آتما جو ہمیشہ رہنے والا ہے جب پہلے شریر کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ شریر مردہ ہو جاتا ہے اور پورب شریر کے ہونیکے بعد وہ دوسرے جسم کو حاصل کرتا ہے اور اسکا یہ شریر کا چھوٹنا اور گرہن کرنا پریت بھاو ہے یا تناسخ کہلاتا ہے وہ آتما کے خلاف ہونیسے ہی ہو سکتا ہے +

مہاتما پتنجلی بھی اپنے یوگ شاستر میں فرماتے ہیں +

स्वरसवाही विदुषोऽपि तथारूढोऽभिनिवेश:। योग दर्शन पा० २ सू० ९

ترجمہ۔ تمام جانداروں کی یہ خواہش ہمیشہ دیکھنے میں آتی ہے کہ ہم سدا سکھی بنا رہوں مروں نہیں۔ یہ تمنا کوئی بھی نہیں کرتا کہ میں نہ ہوؤں۔ ایسی اچھا پورب جنم کے ابھاؤ سے کبھی نہیں ہو سکتی یہ ابھی نویش کلیش کہلاتا ہے جو کہ چیونٹی تک کو مرن کا خوف برابر ہوتا ہے یہ ہونا (طرفہ) پورب جنم کی سدہی کو جتاتا ہے +

اس پر بیاس رشی کے فرزند مہاتما بیاس جی تفسیر کرتے ہیں +

सर्वस्य प्राणिन इयमात्माशी: नित्या भवति मा न भूवम् भूयासमिति न चाननुभूतमरणधर्मकस्यैषा भवत्या त्माशी: एतया च पूर्वजन्मानुभव: प्रतीयते स चायमभि निवेश: क्लेश: स्वरसवाही कृमेरपि जातमात्रस्य प्र त्यक्षानुमानागमैरसंभावितो मरणत्रास उच्छेददृष्ट्या त्मक: पूर्वजन्मानुभूतं मरणदु:खमनुमापयति। यथा चायमत्यन्तमूढेषु दृश्यते क्लेशस्तथा विदुषोऽपि

ترجمہ۔ سب پرانیوں کو اسکا انبھو ہوتا ہے کہ آتما اپاشی ... کی موت کا دکھ خیال کرنے سے جیو آتما موت سے ڈرتا ہے جو پرتیت ہوتا ہے اسی کا نام ابھی نویش ہے چھوٹے سے چھوٹے کیڑے یا ہر ایک جنم دھاری کو پرتیکش اور مان اور شاستر ان سے بتلائی جو موت ہے اسکا ڈر دیکھنے سے آتما کا پورب جنم میں بھوگا ہوا موت کا دکھ اور یہ کلیش نہایت بیوقوف اور اعلیٰ درجے کے عقلمندوں میں برابر پایا جاتا ہے اسواسطے دانا اور بیوقوف کو ہو بہو الاموت کا دکھ اور خوف پورب ... ہے

क्लेशमूल: कर्माशयो दृष्टादृष्टजन्मवेदनीय:॥ योग पा० २ सू० १२

ترجمہ معہ تفسیر۔ ... پن پاپ روپ کرموں کا ذخیرہ کام۔ لوبھ۔ کرودھ سے اُتپن ہوا۔ موجودہ یا گذشتہ جنم سے جاننا چاہئے زبردست کرم کے پھل یعنی ... تپ سمادہی وغیرہ کرنے سے ایشور کی اپاسنا ... رشی آدک مہان آتماؤں کی شکتی اُتپن ہوا ہوں اپن کرم کے پھل کو پیدا کرتے ہے اور گناہ کبیرہ ... گھانی یا تپسوی مہاتما ون کے نقصان کرنے سے اُس سے ... کا پھل اُتپن ہوتا ہے جیسے نندیشر کیا ... ہو گیا۔ اسلئے وہاں نرک میں جیووں کا دکھوں سے بہت ان جیووں کا کرم آشی پورب کی جنم سے جانتا +

सति मूले तद्विपाको जात्यायुर्भोगा:॥ योग: पा० २ सू० १३

ते ह्लादपरितापफला: पुण्यापुण्यहेतुत्वात्॥ यो० १४

ترجمہ معہ تفسیر۔ ... کے ہونے سے ... یعنی ... یعنی نوعیت۔ آیو یعنی عمر۔ بھوگ یعنی ان سکھ دکھوں کا بھوگنا جنکا یہاں کوئی ... پایا جائے ان پھلوں کے دیکھنے سے انکی اصل یعنی کرموں کا ... اور کرم ...

... नवादि ... दर्शन॥

पिनरश्च यग्विधाः। सुरनानि चवि त्राणि दुःखानिच मयानध ॥३३॥

ترجمہ بار بار مرنا اور پیدا ہونا رحم لینا اور بہت قسم کے آہار کھانا اور بہت ماؤں کے دستانوں سے دودھ پینا۔ بہت قسم کی ماؤں کو دیکھنا اور جدا جدا باپ کا سمبندھ ہونا وغیرہ سکھوں کا بھوگنا اور اسی طرح دکھوں کا بھی یہ سب کرموں کا پھل ہے۔

कर्मणैव समुत्पत्तिः सर्वेषां नात्र संशयः। अनादि निधना जीवाः कर्मबीज समुद्भवाः॥

स्कन्ध ४ अध्या ४२॥

ترجمہ کرموں کرکے تمام جیووں کی اتپتی ہوتی ہیں۔ بیج روپی کرم انادی وا ابدی جیو کو شریر میں لاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

नानायोनिषु जायंते म्रियंतेच पुनः पुनः। कर्मणा रहितो देह संयोगो न कदाचन ॥५॥

ترجمہ مختلف جونیوں یعنے قالبوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ کرموں کے بغیر جیو کسی شریر میں نہیں جاتا۔

शुभाशुभैस्तथामिश्रैः कर्मभिर्वेष्टितन्त्विदम्। त्रिविधानि हि नान्या डु र्बुधास्तत्त्व विदश्च ये ॥६॥

ترجمہ۔ اچھے اور برے اور ملے ہوئے اعمالوں سے یہ تمام تین طرح کے اونچ۔ نیچ۔ درمیانہ کے ستوگن رجوگن تموگن کرکے بابت شریر دھاری ہوتے ہیں۔ ایسا ہی مہاتماؤں کا اعتقاد ہے۔

संचितानि भविष्याणि प्रारब्धानि तथा पुनः। वर्तमानानि देहेऽस्मिं स्त्रैविध्यं कर्मणांकिल ॥७॥

ترجمہ جو گزشتہ جنموں میں اعمال کئے ہیں جن کا نام سنچت و پرارابدھ ہے اور جو آگے کریں گے اور جو اب کر رہے ہیں تین طرح پر کرموں کی تقسیم یا حساب ہے۔

ब्रह्मादीनांच सर्वेषां तद्वशत्वं नराधिप। सुख दुःखे जरा मृत्युः हर्ष शोकादयस्तथा ॥८॥

ترجمہ۔ برہما سے آدی لیکر تمام جیو اے راجہ کرموں کے بس میں ہیں اور کرموں ہی کے سبب سے سکھ دکھ۔ جرا۔ مرتیو۔ ہرش یعنے شادی اور غمی کو پراپت ہوتے ہیں۔

कामक्रोधौच लोभश्च सर्वे देहगता गुणाः। देवादामाश्च सर्वेषां प्रभवंति नराधिप ॥९॥

ترجمہ۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ جو دیہہ کے انترگت گن ہیں کرموں کے مطابق ایشور کے حکم سے اے راجا سب کو ملتے ہیں۔

रागद्वेषादयोभावाः स्वर्गेऽपिभवंति हि। देवानां मानवानांच तिरश्चांच तथा पुनः ॥१०॥

ترجمہ۔ راگ دویش وغیرہ کا ظہور بہت سکھوں کے وقت میں بھی ہوتا ہے بڑے بڑے ودوان اور معمولی انسان اور ان کے علاوہ اور شریر دھاریوں میں بھی۔

कपालीच तथा रुद्रः कर्मणैव न संशयः। अनादि निधनं चैतत्कारणं कर्म संभवे ॥१३॥

ترجمہ۔ بلاشک کپالی۔ یا مہادیو وغیرہ بدھاں بھی کرموں سے جیووں کو ملے ہیں۔ یہ سب ازلی و ابدی زمانہ سے کرموں انوسار گتی چلی آتی ہے۔

तेनेह शाश्वतं सर्वं जगत्स्थावरजंगमम्। नित्यानि

त्यविचारेऽत्र निमग्ना मुनयः सदा ॥१४॥

ترجمہ۔ اس سلسلہ رجگت ت دو یہ رکا یعنے متحرک و غیر متحرک ماجیہ و حستن پرواہ سے انادی ہے۔ منی لوگ ورانت یعنے حدوث بر قدم اور انت یعنے سنسار کے بچار میں لگے رہتے ہیں۔

नजानंति किमेतद्धि नित्यं वाऽनित्यमेवच। मायांच विमानाया जगन्नित्यं प्रतीयते ॥१५॥

ترجمہ۔ آدمی کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جگت ابدی ہے۔ پس اس کی بحث سے کنارہ کر کے تپ اور آیت کو بتانا چاہئے۔ یعنے پرکرتی تو نیتہ اور جگت کو انیتہ ماننا چاہئے۔

कृतकर्मविपाकेन प्राप्नुवंति सुखासुखे। अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभम् ॥३४॥

ترجمہ۔ جیو کرم کے وپاک سے ہی سکھ اور دکھ دیا جاتا ہے اور ضرور دیا جاتا ہے۔ ان کرموں کا پھل جو شبھ یا اشبھ ہوں۔

तपसा दान यज्ञैश्च मानवस्त्वेन्द्रतां व्रजेत्। क्षीणे पुण्येऽथ शक्रोऽपि पतत्येव नसंशयः ॥३५॥

ترجمہ۔ تپ۔ دان۔ اور یگیہ سے انسان راجا وغیرہ یا شہنشاہ وغیرہ درجہ کو پا سکتا ہے اور اسی طرح بڑے بڑے راجہ بھی پُن کے ناش ہونے سے پتت ہو جاتے ہیں۔

تجسم کی یاد۔ ۱۹۳۳ سمت میں گرام کندھا میں موہن لال ٹھاکر بندوق سے مارا گیا۔ اور اسی سال موضع غریٹ پورہ میں جو کندھا سے ۲ کوس ہے کاشی رام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ تین برس کا ہوا۔ ایک دن بندوق کی آواز سنکر رونے لگا۔ اور بہت ڈر گیا بعد الاستفسار کہا کہ میں تو موہن کندھا والا ہوں۔ مجھ کو ہر لبھ نے مارا تھا۔ جب یہ بات حاکم ضلع تک پہنچی تب اس کے اظہار لئے گئے۔ اس نے ہر لبھ کو پہچان لیا۔ اور جب فروری ۱۸۸۱ء میں مقدمہ گوالیار میں آیا تو وہاں بھی وہی لکھوایا۔ اور موہن کے بھائی کو دیکھکر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور کہا کہ میں سب کچھ پہچانتا ہوں۔ اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

(آریہ درپن اپریل ۱۸۸۱ء جلد ۴ نمبر ۴)

آواگون کا ایک عجیب نظارہ۔ فلاسفکل ان کوئیری میں جس کی ہر ایک کاپی میں مذہب علم۔ تصوف اور عقلی باتوں پر بہت سے آرٹیکل درج ہوتے ہیں۔ ایک عجیب واقعہ جو پہلے پہل سینٹ پیٹرز برگ ویکلی میڈیکل جنرل میں شائع ہوا تھا درج ہے اودن برگ یورپی روس کا ایک شہر ہے جو کہ حد ایشیا کے نزدیک کوہ یورال پر واقع ہے۔ قریباً ایک سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ابراہیم چار کو ایک دولت مند یہودی اس شہر کا باشندہ بمرض بخار سخت بیمار تھا۔ ۲۲۔ ستمبر آدھی رات کو اسے ایک وحشت ناک خیال معلوم ہوا۔ اس آدمی کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ اس وقت بڑی جدوجہد کر رہا تھا اور اس کے حکیموں نے اس کی حالت کو نزع رواں سے منسوب کیا چند یہودی بلائے گئے دعائیں کی گئیں۔ بتیاں جلائی گئیں اور دیکھو وہ مریض جو پہلے قریب المرگ معلوم ہوتا تھا اب اچھی طرح سے سانس لینے لگا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تعجب سے ادہر ادہر دیکھنے لگا۔ پھر وہ آدمی جلدی سو گیا۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا سونا صحت کے واسطے اچھا ہے۔ صبح کے وقت جاگا۔ اپنے بال بچوں کو ارد گرد دیکھا۔ جو کہ کچھ افسوس اور کچھ خوشی میں اس کے

جاگنے کی انتظاری کر رہے تھے۔ اُس کی عورت نے نہایت خوشی سے بڑھ کر اُسے گلے لگانا چاہا لیکن اُس شخص نے اشاروں سے اُسے ہٹا دیا۔ اور ایک ایسی زبان میں چند حیرت طلب کلمے جن کو وہاں کسی نے نہ سمجھا۔ یہاں یہ بات بیان کر دینی چاہئے کہ ابراہیم چار کو سیاہ رنگ لمبا اور کوزپشت اور لمبی اور سیاہ ڈاڑھی اور سیاہ آنکھیں اور لمبی ناک رکھتا تھا۔ اور اپنی بیماری کے پیشتر وہ سوائے عبرانی کے اور تھوڑی سی روسی زبان کے کچھ نہ جانتا تھا جو کہ ان کم خواندہ یہودیوں کی زبان ہے۔ اب وہ آدمی ایسی زبان میں بولنے لگا جس کو اُس کے گرد و نواح کا کوئی آدمی نہ سمجھ سکا۔ ڈاکٹر بھی جو بلایا گیا تھا وہ اُس زبان کو نہ سمجھ سکا۔ جب کبھی اُس کی عورت اور بچے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرتے وہ حقارت سے انہیں دھکیل دیتا۔ ڈاکٹر نے یہ رائے دی کہ بباعث بخار کے سخت ہونے کے یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے خاندان کی امید ٹوٹی محبت دنوں تک رہی۔ اسی اثنا میں اُس کی عورت نے اپنے ماں باپ کو بلوایا لیکن اُن کے آنے پر ابراہیم نے اُن کو نہ پہچانا اور نہ اُن کی زبان کو سمجھا۔ اور اس بات پر غصہ بھی ہوتا تھا کہ میری زبان کو کوئی کیوں نہیں سمجھتا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ بستر سے اُٹھا اور اُس کی عورت نے اُسے پہننے کے لئے وہ کپڑے دئے جو وہ بیماری سے پہلے پہنا کرتا تھا۔ جو کہ روسیوں کی معمولی عادت تھی وہ اُن کو دیکھ کر اور اچھی طرح پڑتال کرنے کے بعد ہنسا اور باہر دوڑنا چاہتا تھا لیکن لوگ جلدی سے دروازہ بند کر دیتے تھے تاکہ اُسے سردی نہ لگ جائے وہ کمرے میں چلتا لیکن قدم بڑا آہستہ آہستہ سوچتا ہوا رکھتا تھا۔ ایک آئینہ کے پاس پہنچ کر اُس نے اپنی شکل دیکھی اور وہ ششدر ہو گیا اور بڑا حیران ہوا اپنی بڑی ناک و لمبی ڈاڑھی کو چھوتا تھا اور بکا یک ہنس پڑتا تھا اور اچانک ایک گہری سوچ میں پڑ جاتا تھا لوگ اس بات سے نہایت سخت تعجب کرتے تھے اُس کی عورت اور والدین جنہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تھا ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اب یہ آدمی ابراہیم چار کو نہیں ہے بلکہ ایک اجنبی شخص ہے۔ لیکن ابراہیم کے ماتھے پر دو کالی لکیریں تھیں۔ جن کے ساتھ وہ پیدا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر جو کہ دو ماہ تک اُس کا معالجہ کرتا رہا۔ اس خیال پر ہنس پڑتا تھا۔ ابراہیم چار کو اکثر دریچہ سے دیکھتا تھا اور ایک گرجے کے اوپر بڑا تعجب کرتا تھا ایک دن اُس نے باہر بھاگ جانے کی بڑی کوشش کی اُس کے خاندان نے گورنمنٹ ڈاکٹر اور دیگر ڈاکٹروں کو بلانے کی صلاح کی جنہوں نے بڑے امتحان کے بعد بیان کیا کہ یہی شخص ہے اگرچہ انہوں نے وہ زبان نہ سمجھی جس میں وہ بولتا تھا۔ لیکن وہ ڈاکٹر وغیرہ اس کو ایک باقاعدہ زبان جانتے تھے انہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ شخص ہم کو لکھنے میں سمجھا دیگا۔ ابراہیم نے کاغذ کے ٹکڑے پر چند سطور لکھے جن کو ڈاکٹر نے پڑھا لیکن اُن کے معنے نہ سمجھے خط صاف عمدہ تھا بحروف لیٹن لیکن زبان نا قابل فہم تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا کہ کس طرح ابراہیم نے ان لاطین حروف کو سیکھا۔ اسی طریقہ پر کچھ مدت گذر گئی حتٰے کہ وہ ابراہیم کو سینٹ پیٹرزبرگ کی میڈیکل یونیورسٹی میں لے جانے کے لئے متفق ہوئے تاکہ وہاں کے لائق ڈاکٹر کی رائے معلوم کریں یہ نہیں کر پروفیسر آرلو نے ابراہیم کی زبان کو سنتا اُس نے پہچان لیا کہ یہ انگریزی ہے ابراہیم نے بہت خوشی ظاہر کی کہ اس ڈاکٹر نے میری زبان سمجھ لی اور کچھ گفتگو کے بعد پروفیسر آرلو نے کہا کہ ابراہیم ایک ٹھیٹھ انگلش مین ہے۔ لیکن اُس کی عورت نے کہا کہ ہائے خدا کس طرح میرا خاوند انگریز ہو گیا۔ اور کس طرح اُس نے اپنی زبان بھلا دی۔ ابراہیم کی زندگی کی کہانی کو پروفیسر نے نہایت تعجب سے سنا۔ اور یقین نہ کیا کہ وہ ایک عام ان پڑھ روسی یہودی ہے۔ اُس نے ابراہیم سے انگریزی میں پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے مفصلہ ذیل جواب دیا

میں برٹش کولمبیا سے جو شمالی امریکہ میں ہے آیا ہوں اور میرا اصلی وطن ویسٹ منسٹر ہے میری ایک عورت اور ایک لڑکا زندہ ہے۔ لیکن نہ معلوم خدا جانے کہ میں کس طرح اس عورت کے پاس آ گیا۔ پروفیسر نے اِس معمہ کو دھوکا بازی بیان کیا اور یہ کہا کہ تم یہ آدمی جو غائب ہے وہ ہو اُس نے گورنمنٹ کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے توجہ دلائی اور ابراہیم کے ہمراہ ان کا ڈاکٹر اور اُس کے روسی ہمسائے وغیرہ لوگوں سے سرکاری طور پر دریافت کیا گیا اور یہ دریافت ہفتوں تک جاری رہی لیکن اُس امتحان سے کچھ معلوم نہ ہوا اور وہ معاملہ اُسی طرح مخفی کا مخفی رہا۔ ڈاکٹروں نے بیان کیا کہ یہ ایک سائیکالوجیکل بھید ہے اور انسانی روح کا الہام ہے جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ابراہیم نے کہا کہ اگرچہ میرا نام ابراہیم ہے۔ مگر میرا نام ابراہیم چار کو نہیں بلکہ ابراہیم درہم ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ میں خاندان کو جاؤں صبح جب اُس کی عورت اٹھی تو اُس نے اُس کی جگہ کو خالی پایا وہ غائب ہو گیا تھا یہ عجیب واقعہ آخرکار شاہ روس کے کانوں تک پہنچا جس نے اچھی طرح اُس کے دریافت کا حکم دیا۔ لیکن یہ سب بے فائدہ تھا وہ آدمی کسی طرح نہ مل سکا اور آخرکار یہ یقین کیا گیا کہ چونکہ وہ آدمی پاگل تھا۔ بنا برآں بحالت پاگل پن دریائے نیوا میں ڈوب مرا۔

۱۸۷۵ء کے موسم بہار میں سینٹ پیٹرزبرگ کے پروفیسر آرلو نے اپنی گورنمنٹ کے حکم سے فلاڈلفیا کا ملاحظہ کیا ایک دن جبکہ وہ اخبار پڑھ رہا تھا تو اس میں ایک مضمون ایک واقعہ کی بابت تھا کہ جس کی توجیہ لکھی تھی "ویسٹ منسٹر میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے" یہ برٹش کولمبیا کی تمام حدود میں بہ حیثیت الذی ہے۔ ۲۲ ستمبر ۱۸۷۶ء کے دن اُس شہر کا مشہور تاجر سبب بخار کے قریب المرگ حالت میں تھا اور کسی شخص کو اُس کے بچنے کی امید نہ تھی حتٰے کہ ڈاکٹر کو بھی تھی تاہم مریض بچ گیا اور اچھی طرح صحت یاب ہو گیا۔ لیکن یہ معاملہ عجیب ہے کہ مریض نے جو کہ ایک انگریز تھا۔ اپنی مادری زبان بھلا دی اور ایسی زبان بولتا تھا کہ جس کو کوئی شخص نہ سمجھ سکتا تھا۔ آخرکار اُس شہر کے ایک آدمی نے کہا کہ یہ ایک یہودیوں کی گندہ زبان ہے وہ مریض جو بیماری سے پیشتر ایک مضبوط آدمی تھا اب نہایت دبلا اور کبڑا ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اپنی عورت اور بچہ کو شناخت سے انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ تصدیق کرتا ہے کہ میری ایک عورت اور دو لڑکے کسی اور جگہ ہیں۔ اُس آدمی کو پاگل خیال کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک یورپین مسافر آیا جس کا چہرہ ٹھیک عبرانیوں کی طرح معلوم ہوتا ہے کہتا ہے کہ اِس سو پینے والی عورت کا خاوند میں ہوں وہ اُس عورت سے اُس زبان میں بولتا تھا جس میں کہ اُس کا خاوند اُس سے بولا کرتا تھا لیکن اُس مرد کے والدین جو کہ اُسی شہر میں رہتے ہیں اُسے نہیں پہچانتے لیکن وہ بار بار یہی ذکر کرتا ہے کہ میں اِس عورت کا خاوند اور اِنہیں والدین کا بیٹا ہوں وہ بیچاری عورت ایک سخت خطرہ میں ہے کہ میں کیا کروں وہ بار بار یہی پوچھتی ہے کہ یہ کون ہے اور یہ کس طرح میرا خاوند ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے جبکہ وہ اُسے بولتا سنتی ہے۔ لیکن اُس کی شکل نہیں دیکھتی ہے کہ یہ یہودی چہرہ والا میرا خاوند نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ آدمی باوجود اِس کے برابر دعوےدار ہے۔ اور اُس کی پوشیدہ باتیں کہتا ہے۔ جو صرف خاوند اور عورت کو معلوم ہوتی ہیں۔

پروفیسر آرلو نے تمام اگلے واقعہ کو یاد کیا اور اِس سائیکالوجیکل تصویر کو حل کرنے کے لئے اُس نے نیو ویسٹ منسٹر میں جانے کا ارادہ کیا۔ وہ بڑا حیران ہوا جبکہ اُس نے وہاں جا کر حقیقت میں وہی سیاہ رنگ کا ابراہیم پایا جس کو اُس نے چھ ماہ گذرے کہ سینٹ پیٹرزبرگ میں دیکھا تھا۔ اُس نے اُس یہودی کے تاجر سے روسی زبان میں پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اصلی برگ سے آیا ہوں۔ اور جبکہ اُس نے اُس کی عورت کا نام لیا جس نے اُسے اپنا خاوند کہا تھا جو کہ اُس وقت سینٹ پیٹرزبرگ میں تھی۔ جب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میرا نام ابراہیم درہم کہتے ہیں لیکن اصلی میرا نام ابراہیم چار کو ہے۔

روح مسٹر آرلو اس عجیب خیال سے حیران ہو گیا اس نے دلیل کی اور سوچا کہ جسم تو نہیں بدلا ہے کیونکہ ایک تو چھوٹا اور مضبوط ہے اور دوسرا پتلا لمبا اور کالے رنگ کا ہے اور پھر یہ وسٹ منسٹر اور جن برگ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس نے کہا کہ ضرور تناسخ ہوا۔ روحیں بدل گئیں یعنی (مے ٹمب سائی کاس) واقعہ ہوا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء کو آدھی رات کے وقت دونوں زندگی اور موت کے درمیان تھے ایک آدمی کا روح ضرور دوسرے آدمی کے جسم میں پرواز کر گیا۔ اور اسی طرح ایک پورا تناسخ واقعہ ہوا۔ اور یہ دونوں شہر ایک دوسرے کے ٹھیک مقابل ہیں۔ اگر ایک سیخ زمین میں ٹھوکی جاوے تو وہ ٹھیک وسٹ منسٹر میں نکلے گی اور دونوں شہروں کے درمیان ٹھیک ہی ۱۲ بجے کا وقت ہے۔ اور جبکہ اون برگ میں آدھی رات کے ۱۲ بجے ہیں تو یہ وسٹ منسٹر میں دن کے ۱۲ بجتے ہیں۔

(آریہ میگزین ماہ اکتوبر ۱۸۹۲ء صفحہ ۹۵ سے ۹۶ انک جلد ۳ نمبر)

مشاہدات تناسخ

برین منوال قصبہ مکند برہمچاری ست کہ تا امروز ذکر او بر زبان ہندوان و برہمنان آن شہر (پریاگ) جاری است و چون این قصہ عجیب و غریب است و خالی از لطف نیست بنا بر غرابت درین مقام نوشتہ می شود + نقلی ست کہ برہمن مکند برہمچاری در ایام سلطنت ہمایون بادشاہ بطریق مذہب خود مدتے بریاضت و قناعت اشتغال داشت و در اواخر سال یکہزار و پانصد و نود و ہشت سمت (۱۵۹۸) راجہ بکرماجیت کہ مطابق بسال نہصد و چہل و ہشت ہجری بود در شہر پریاگ کہ حالا مشہور بالہ آباد است و ارد گشتہ بر کنار تریبنی یعنی در مقام سنگم دریائے گنگ یا دریائے جمن ملحق شدہ است۔ آتشے افروختہ موافق دین و آئین خود تمام اندام خود را پارہ پارہ بریدہ در آن آتش افگند۔ بعد از ان خود را نیز در آتش زدہ خاکستر شد۔ باین نیت کہ تا ثانیاً از او بدرگاہ قادر بیچون بدرجہ قبول رسیدہ بار دیگر درین جہان بقالب انسان پیدا شود و بادشاہی ہفت اقلیم یابد چنانچہ از اشلوکے کہ دران وقت خود بزبان سنسکرت گفتہ بر ورق مس کندانیدہ گذاشتہ بود حالا آن اشلوک اکثر مردمان آن شہر را یاد است مستفاد میگردد و آن اشلوک این ست +

वसु इन्द्र बाण चन्द्रे तीर्थ राजे प्रयागे । तपस फुल्ल पक्षे द्वादशी पूर्व यामे सगल तन्त्र ज्ञ होमयसर्व भु माधपति सगल इन्द्यधारी ब्रह्मचारि मुकन्द ॥
۱-۵-۹-۸

بسو اندو بان چندرے تیرتھ راجے پریاگے۔ تپس پھول پکشے دوادشی پورب یامے سگل تنتر جو ہومسے سرب بیوم آویشہی۔ سگل دگنا دہاری برہم چاری مکندہ۔

درین اشلوک کہ تاریخ است معنے اش این است کہ در سمت یکہزار و پانصد و نود و ہشت در شہر پریاگ کہ از تیرتھ مستدہا است بتاریخ دوازدہم از نصف آخر ماہ ماگھ در اول پاس از روز تمام اندام خود را ہوم کردم۔ یعنی قربانی نمودم بہ نیت بادشاہی مافتن بر تمام روئے زمین من مکند برہم چاری کہ مدام شیر نوشیدم۔

و چون جلال الدین محمد اکبر شاہ ہمان ایام متولد شدہ بود۔ میگویند بلکہ بعضے را اعتقاد ہست کہ روح ہمین مکند برہم چاری در قالب اکبر بادشاہ نقل کردہ باز بجہان آمدہ بود و موافق نیت خود بادشاہی ہندوستان یافتہ۔ راقم الحروف از روئے حساب دریافت نمودہ کہ روزیکہ آن برہمن خود را ہوم ساختہ آن روز مطابق بود بتاریخ بیست و ہفتم ماہ جنوری ۱۵۴۲ء موافق دہم ماہ شوال ۹۴۸ ہجری و ولادت اکبر شاہ کہ بتاریخ پنجم ماہ رجب ۹۴۹ ہجری بوقوع آمدہ است ہشت ماہ و بیست و شش روز بعد از ان واقعہ روئے دادہ پس اگر ہندوان کہ بنقل ارواح معتقد اند این واقعہ را راست ہندارند جائے تعجب نیست ہر گاہ کہ طفل در رحم مادر نہ ماہ بلکہ گاہے کم از ان نیز مے ماند و این صرف چار روز کم از مدت معہودہ است واللہ اعلم بالصواب"

(مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸)

جس لفظ کے معنے ہفت اقلیم کیا گیا ہے وہ لفظ سرب بھوم یعنی تمام زمین ہے مگر ایسے زمانہ میں جو کہ اسلامی سلطنت کا زمانہ تھا ایسے نقشہ اور جغرافیہ نہیں تھے بلکہ سفر و سیاحت کم ہوتی تھی۔ اور مدت کی پورانک تعلیم نے خیالات بھی محدود کر دئیے تھے۔ اور جبکہ اٹک کے پار جانے کو یا جہاز پر چڑھنے کو لوگ برا سمجھتے تھے ایک رسم جاری برہمن خصوصاً ممالک مغربی و شمالی کا رہنے والا ہفت اقلیم کی آرزو نہیں کر سکتا تھا پس سرب بھوم مراد صرف ہندوستان سے ہے نہ کہ ہفت اقلیم سے۔

اِس کا ایک صریح اثر یہ ہوا کہ اکبر دین اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ نماز کو چھوڑ سندھیا گائتری کرنے لگا۔ محمد اکبر نام کی جگہ مہابلی نام رکھا گیا۔ گاؤ کشی کی ممانعت گوشت خوری سے نفرت ہو گئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ تناسخ کا قائل ہوا۔ یگنوپویت پہن لیا۔ پیشانی پر چندن کا ٹیکا لگایا۔ جزیہ بند کر دیا۔ جو ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ اگر وہ واپس آنا چاہتے تو پرایشچت اور واپسی کا دروازہ کھول دیا حکم دیا کہ شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی ہو کہ بد مست نہ کر دے۔ والدہ کی ممانعت پر پندرہ ہزار اہل دربار سمیت بھدرا کرایا (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۲۲-۳۳۴ تعلیم دہم نولکشور و قصص الہند حصہ دوم لاہور۔ ذکر اکبر بادشاہ) +

در موضع بکسر راوت ٹیکا نام مقدم بود شخصے کہ با او عداوت داشت قابو یافتہ زخمے بر پشت و زخمے دیگر بر بناگوش او زد و بہمان زخمہا راوت مذکور قالب تہی کرد چند گاہ رام داس خویش او را پسرے بوجود آمد کہ بر پشت و بناگوش او نشان ہمان زخمہا بود و شہرت شد کہ راوت ٹیکا کہ از زخمہا مردہ بود باز بطریق تناسخ درین عالم بوجود آمد و آن پسر چون بعد رسیدن بحد وشعور میگفت کہ من راوت ٹیکا ام۔ و نشانہائے صحیحے داد و چون این سانحہ غریبہ بعرض اکبر رسید او را بحضور خود طلبیدہ باحوال او وقوف یافت و گویند تصدیق اظہار او نمود" (سیر المتاخرین مصنفہ سید غلام حسین صاحب جلد اول ذکر اکبر صفحہ ۱۸۰ نولکشور) +

آدمی کا طوطا اور طوطے کا آدمی

ہزار بار خم و کوزہ کردہ اند ہنوز + ہنوز تلخ مزاجم ز مرگ شیرین کام

مسمی سار بے لال ساکن موضع ضلع بریلی جس کا بچہ ۱۸۵۷ء میں مارا گیا۔ جب چند روز گذرے تو اس نے طوطے کا بچہ پال لیا اور شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک پنجرہ آہنی میں جو اس کے گھر رکھا ہوا تھا بسیرا لیتا اور صبح کو اڑ جاتا چند سے یہی کیفیت رہی۔ غرض ایک دن جو وہ طوطا گیا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اس کا بڑا خیال رہا۔ ان دنوں کا ذکر سننے کہ ایک گوسائیں کی عورت ساکن موضع مذکور اپنے کام کو کسی

گانوؤں میں جاتی تھی۔ راستہ میں بوجہ غلبہ تشنگی موضع موئی میں اپنے کسی جان پہچان کے گھر آئی۔ اُس کا طفل پنجسالہ پیتے رام کے گھر آیا اور مستورات سے کہا۔ کہ فلاں فلاں کہاں ہیں کہا کہ فلاں مرگئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لڑکے نے بیان کیا کہ پہلا میرا نام پیارے لال ہے اور یہ گھر میرا ہے یہاں ایک نیب کا درخت تھا۔ وہ کیا ہوا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم نے کاٹ ڈالا پھر اُس لڑکے نے اپنے مارے جانے اور مرکر طوطا بننے اور پھر ایک صیاد کے پنجہ میں پھنسکر مرنے اور پھر گسائیں کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں باپ نانی چچی کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگی اُس کی والدہ سابقہ نے عذر کیا کہ یہ اشیا تمہارے بھتیجے کے استعمال میں آگئیں۔ ہم تم کو اور دیدینگے حاضرین اُس لڑکے کی ایسی باتوں پر کمال تعجب ہا بعدہٗ وہ اپنی والد جدیدہ کے ساتھ چلا گیا۔ صاحب خبر فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا موضع بسندھری میں بجانہ گوسائیں موجود ہے جسکو اس کے معائنہ کا شوق ہو موضع بسندھری میں جاکر دیکھے (لارنس گزٹ و پنجابی اخبار نمبر ۱۶ جلد دوم ۲۲۔ اپریل ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶) +

کیڑوں میں تناسخ کا ایک اور نظارہ

ریشم کا کیڑا۔ یہ اُن کیڑوں سے ہے جو تین دفعہ اپنا جسم بدلتے ہیں۔ اس کے انڈے رائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں ہر ایک انڈے میں سے ایک چھوٹا سا کرم نکلتا ہے پہلے کوئی پاؤ انچ سے زیادہ نہیں ہوتا مگر کھاتا بہت ہے اور جلدی جلدی بڑھ جاتا ہے تھوڑے عرصہ میں اتنا ہو جاتا ہے کہ پوست میں نہیں سماتا اُسے سر کی طرف سے چیرتا ہے۔ اور کینچلی کی طرح اوتار کر پھینک دیتا ہے نیا پوست اول اول خوب ڈھیلا ڈھالا اور نرم نرم ہوتا ہے اُس میں جلدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چار پانچ پوست اوتارتا ہے جب پورا قد نکال چکتا ہے تو لمبائی میں کوئی ۳ انچ کا ہو جاتا ہے۔ زردی لئے خاکستری رنگ ہوتا ہے جسم کے گرد بارہ چھلّے دونوں کروٹوں میں نو چھید جن سے دم لیتا ہے۔ سولہ ٹانگیں۔ دونوں کنپٹیوں میں سات سات آنکھیں دو پتلی پتلی نلیاں جسم سے دور تک پھیلی ہوئی۔ نلیوں کے منہ ٹھیک جبڑے کے نیچے اُن میں ایک لیسدار چیز۔ ریشم انہیں نلیوں سے بنتا ہے ایسے اکثر شہتوت کے پتے کھلایا کرتے ہیں کہ یہ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ موافق ہیں۔ جتنا بڑھنا ہوتا ہے کوئی چھ ہفتے میں بڑھ چکتا ہے اب کھانا چھوڑ دیتا ہے اور ریشم نکالنا شروع کر دیتا ہے بیٹھا بیٹھا اِدھر اُدھر سر کو موڑتا ہے یہاں تک کہ ریشم کا کویا اپنے اوپر بنا لیتا ہے اس ریشم کا ہر تار دُہرا ہوتا ہے کیونکہ انہی دو چھوٹی چھوٹی نلیوں سے نکلتا ہے۔ اور یہ تار لمبا بھی بہت ہوتا ہے +

یہ کویا تین چار دن میں بنتا ہے کبھی پانچ دن میں بھی۔ یہ اتنا بڑا ہوتا ہے جتنا کبوتر کا انڈا اور رنگ میں ہلکا سنہری۔ ان دنوں میں یہ گھٹتے گھٹتے پہلے سے آدھا رہ جاتا ہے اس لئے کہ ریشم اپنے اوپر تنتا ہے اور کھانا بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اب ایک پوست پھر اوتارتا ہے اس وقت وہ مردہ سا ہو جاتا ہے چکنا چکنا پوست ہوتا ہے بھورا رنگ۔ ایک طرف سے نکیلا جسم۔ جب کوئی کیڑا اس حالت میں ہوتا ہے تو انگریزی میں اُسے کرسلس کہتے ہیں دو تین ہفتے تک کوئے کے اندر یہ اسی طرح پڑا رہتا ہے اور اس عرصہ میں اندر ہی اندر پر نکالکر پروانہ بنجاتا ہے۔ پہلے تو پوست کو پھاڑتا ہے پھر کوئے سے نکلنے کی یہ ترکیب کرتا ہے کہ اُس کی تاروں کو جو جسے چپکی ہوتی ہیں منہ کے لعاب سے تر کرتا ہے اور انہیں ہٹاکر باہر آنے کا رستہ اپنے لئے بنالیتا ہے۔ انڈوں سے جب پروانے بنکر نکلتے ہیں تو اُڑجانے کا ارادہ نہیں کرتے وہیں پڑے رہتے ہیں۔ اور مادہ یہیں انڈے دیتی ہیں پروانے اِس حالت میں کچھ کھاتے نہیں چند روز میں مرجاتے ہیں +

تخمیناً کوئی ۱۲ ہزار قسم کے پروانے اور تیتریاں ہیں۔ سب ریشم کے کیڑے کی طرح میں حالت بدلتے ہیں مکھیاں پودوں پر انڈے دیتی ہیں پودوں والے کرم جڑوں پتوں اور پھلوں پھولوں کو نہایت خراب کرتے ہیں بڑے ہوتے ہیں تو اکثر اپنی خوراک چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں کبھی زمین کے اندر بیٹھ جاتے ہیں کبھی الگ بجائے کی جگہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ وہاں جا پوست اوتارتے ہیں اب اور ہی شکل بن جاتے ہیں۔ گول گول یا لمبوترے اور نکیلے سے دونوں طرف کھنچے ہیں۔ سر۔ دھڑ۔ پاؤں دو معلوم نہیں ہوتا۔ اِس حالت میں نہ چلتے ہیں نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد اندر ہی اندر مکھی بنجاتے ہیں تو سب پھاڑ کر نکل آتے ہیں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہی حال مچھر کا ہے + **مینڈک**۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ مینڈک کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا۔ انڈے سے مچھلی کی صورت نکلتا ہے۔ مینڈکیاں انڈے دیتی ہے تو ایک نرم نرم لعابدار لسدار چیز میں لپٹے ہوتے ہیں۔ پانی کی تہ میں کھل کر چلی جاتی ہے۔ چند روز بعد بچے نکل آتے ہیں مگر اُن کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔ بڑا سر پتلی سی دم معلوم ہوتی ہے گلپھڑا ہوتا ہے جس سے دم لیتے ہیں۔ جب تک یہ ان کی شکل رہتی ہے پانی سے نہیں نکلتے اِس صورت کے جانور تالاب میں ہوتے ہیں۔ پانی کے کنارے پر اکثر دیکھا ہوگا کہ تمہارے آتے ہی چھوٹی چھوٹی سیاہ رنگ کی مچھلیاں جھپاکے کھا دکھا کر پانی کی طرف جاتی ہیں وہ اصل میں مینڈکوں کے بچے ہوتے ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُن کی شکل بدلنے لگتی ہے پہلے تو اُن کا دھڑ موٹا ہوتا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ پچھلی ٹانگیں نظر آنے لگتی ہیں ہاتھ دھڑ کے نیچے سے بنجاتے ہیں پہلے پہل وہ ایسے ہوتے ہیں کہ مینڈک انہیں باہر نکال نہیں سکتا اور نہ کام کرسکتا ہے۔ جب آٹھ ہفتے کے ہوتے ہیں تو خاصے مینڈک بنجاتے ہیں دُم گھٹتے گھٹتے بالکل غائب ہوجاتی ہے۔ اب گلپھڑے کی جگہ پھیپھڑا ہوجاتا ہے۔ مینڈک اُسی سے دم لیتا ہے۔ یہ تمام اِس قسم کے حالات اور واقعات ہیں جنہیں صدہا آدمیوں نے دیکھا اور تصدیق کی ہے مشہور شہر لاسا کے لامہ گورو کا بھی یہی حال ہے۔ کئی انگریز ڈاکٹروں نے بطور سیاحت وہاں جاکر اُس سے ملاقات کرکے اُس کے بیان کردہ واقعات کی تصدیق کی +

باب دوم

پارسی مذہب اور تناسخ۔ اِس مذہب کو مہرشی ویاس کی زندگی میں بمقام بلخ زردشت پیغمبر نے جاری کیا۔ یہ لوگ بھی ویدک دھرم والوں کی طرح چار ورن مانتے۔ زنار پہنتے گھوڑا رکھا کرتے۔ گوشت کھانے کو گناہ جانتے خدا کی ہستی کے قائل اگنی ہونے کے فوائد سے آگاہ اور دنیا کو انادی مانتے اور تناسخ کے قائل ہیں۔ (دیکھو دساتیر فرزانہ آباد وخشور آیت ۱۳۶ و ۱۳۰)

صدہا مسلمان بھی زردشت کو نبی جانتے اور اُس کے معجزات کے قائل ہیں +

ان کا پیغمبر **ساسان اوّل** اپنے نامہ کی آیت ۱۹ میں فرماتا ہے "روان از تنے بتنے رود است" یعنے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانیوالا ہے۔ اِس کی شرح میں ساسان پنجم نے بہت عمدگی سے اِس عقیدہ کا ثبوت دیا ہے۔ اور نامہ مذکور آیت ۲۰ و ۲۷ میں بھی اِس کا ذکر ہے کہ اِس عالم میں انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی و رنج و خوشی رکھتا ہے + و دساتیر فرزانہ آباد وخشور آیت ۶۷ و ۶۸ میں ہے۔ "شت روان گوہرے است کہ سیاہ کار کاموس و خشیا شده و دور رامردم تا ماند و من و فزا و را خواستہ مان فرشتہ ایستد"

بہ تن پیوند سازش بے آنکہ در آمدہ باشد بہ تن یا آمیختہ بدو الخ ترجمہ روح ایک جوہر ہے مجرد و بسیط حرکت میں لانے والا اسی کو انسان کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم اسی سے مراد ہے اور وہ بدن کی تدبیر کرتا ہے۔ بدن میں روح حلول نہیں ہے اور نہ باہم ملا ہوا ہے۔

پس روح مانند ایک فتیلہ کے ہے اور جسم کو روشن کرتا ہے فی الحقیقت جسم سے جدا ہے دو جائز است کہ یکے قبل از دیگرے موجود باشد از ینجا ست کہ حکما گفتہ اند کہ وجود نفس قبل از بدن واجب خواہد بود نہ اینکہ بدن شرط او باشد۔ (تحقیق التناسخ صفحہ ۱۱) +

ترجمہ۔ جائز ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے موجود ہو یہی سبب ہے کہ حکیموں نے کہا ہے روح کا جسم سے پہلے ہونا واجب ہے نہ کہ جسم کا یعنے جسم سے روح موجود نہیں ہوا بلکہ جسم سے پہلے واجب الوجود تھا +

۱۷۔ و آن کس کہ فرود بن جہاں خواہد و نیکو کار باشد اورا در خور دانش و فولش کس ارجمندی و دستور ے و پرمان دہی و توانگری ما بہ بخشد۔ یعنے جو کوئی اپنی سود مندی اور حسن عمل کے بدلے دنیا کی نعمتوں کا طالب ہو خدا تعالیٰ دوبارہ اُسکو جب کہ وہ دوسرے جسم میں آوے مطابق اندازہ اُس کے فعلوں اور عقل و کلام کے اُسے دنیوی عزت اور رتبہ پر پہنچاتا ہے مانند بادشاہی اور وزارت اور حکومت اور دولت مندی کے +

۱۸۔ تا چون کند چنان انجام یابد۔ ترجمہ۔ تاکہ اُس نے جیسا فعل کیا ہے اُس کا نتیجہ حاصل کرے اور سلطنت پا کر بھی جیسے کام کرے اُس کا پھل پاوے +

تاچون کند درین لا تبدی چنان انجام یابد و از تشریح آں مے فرماید وخسور آباد درودان شاد کہ نردائی آباد پیرو دبہ پیروان پاک نہاد تس یاد۔ درخواست کہ اے مہربان دادرو اے دادگر پروردگار پاک خسروان و جہانداران و توانگران را بیمار بیاد رتن و رودہ ہا از خویش و پیوند و ماشتران بیش مے آید این چیست و چرا ست جہان خدا وسنی خداوند پاسخ داد +

ترجمہ۔ یہ بیان ساسان پنجم کا ہے یعنے پیغمبر نے خدا تعالیٰ سے پوچھا کہ بادشاہوں اور ساجاؤں اور دولتمندوں کو جو رشتہ داروں اور اولاد کے مرنے کا رنج ہوتا ہے اور اسی طرح جو وہ طرح طرح کے روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کا کیا کارن ہے ایزد تعالیٰ اسکا جواب اسطرح دیتا ہے

۱۹۔ این کہ در ہنگام خورمی آزار و رنج می یابند از گفتار و کردار گذشتہ و رفتہ تن کہ دادگر ایشان را اکنون میگیرد میگوید در ہنگام خورمی کہ از سلطنت و توانگری سلاطین و اغنیا را حاصل است متالم و اندوہگین شدن نتیجہ اعمال سابقہ است کہ در جسم سابق کہ روح ایشان از ان انتقال کردہ در بن جسم رسیدہ است خداوند عادل این بازآن نتیجہ اعمال نتیجہ ایشان سپہر۔ پنجم ساسان در شرح آن مے افزاید و میگوید باید دانست چنانکہ کسے پیش ازین بود پس نیکی کرد و بگذشت و بتن دیگر پیوست کام بخشش درین بار او را با آنہ رسانید و باپاداش بدکاری بدو رسانیدہ از کیفر بکاست چرا کہ اگر دریا داد فراوہ فرو گذاشتے شود نہ دادگر باشد کام بخشش بخشد مقصود و دستہ مطلوب کہ ایزد تعالیٰ باشد +

خلاصہ مطلب۔ ایزد تعالیٰ چونکہ عادل ہے۔ نیک و بد کاموں کی جزا و سزا اُن کو پہنچاتا ہے پس یہ غم و رنج بُرے کاموں کا نتیجہ ہے جو کہ اُس نے اول کئے تھے اور یہ بادشاہی اور دولتمندی نیک فعال کا نتیجہ ہے جو بعد اُس کے کی ہے پچھلے جنم میں چونکہ خدا عادل ہے پس عدالت اُس کی کا مقتضائے یہی ہے کہ عملوں کے مطابق جزا و سزا دیوے +

۲۰۔ بنام یزدان ہر کس کہ زشتکار و بدکار است او را نخست در پیکر مردم رنجہ دارد چون بیماری و رنج خوردن در شکم مادر و بیرون آن و خود را خود کشتن و از نفس جانور ناکار منہ آزردہ و در بجور شدن و مردن و بینوائی پیش آمدن از ہنگام زادن تا مرگ ہمہ پاداش کردار رفتہ باشد و چنین نیکی۔

ترجمہ۔ جو آدمی بدکردار ہوتا ہے اُس کو اول قالب انسانی میں سزا دی جاتی ہے۔ مانند بیماری اور شکم مادر میں رنج اُٹھانا اور پیدا ہو کر تکالیف اُٹھانا اور خودکشی کرنا اور موذی جانوروں سے آزار مند ہونا اور بیمار رہنا اور موت کی تکالیف اور جنم سے مرن تک بینوا رہنا یہ سب اُس کے پچھلے کرموں کی سزا ہے اور اس کے خلاف نیکی کی

این قسم یاد در اصطلاح تناسخ فرہنگسار نامند و تناسخ عبارت است از در آمدن روح از کالبد بکالبد دیگر بر آن زبان این را گردونہ نامند و پنجم ساسان بہ تفسیر آن می آید باید دریافت کہ از ہنگام زادن تا مردن ہر چہ از خورمی و خوشی پیش مے آید پاداش ہمہ کفر کردار گذشتہ است کہ این بار مے یابد یعنے این ہمہ نتائج اعمال سابقہ است۔

ترجمہ۔ تناسخ کی اصطلاح میں اس کو فرہنگسار کہتے ہیں تناسخ سے یہ مراد ہے کہ آتما روح کا ایک کالبد سے دوسرے بدن میں واسطے کچھ مدت کے اِس کو (گردونہ) آواگون بھی کہتے ہیں۔ ساسان پنجم نے ایسی ہی تشریح کی ہے۔

۲۱۔ شیر و پلنگ و ببر و یوز و گرگ و ہمہ تندبار کہ جانوران آزاردہ رنجکار اند از بنا و رونده و چرندہ بیرنگی و پرمان دہی داشتند و ہر کس کہ ایشان کشتند شکاران درستاران و یاوران ایشان بودہ اند کہ بگفت و یاوری نہ بشت گرمی این گروہ البندی در کشی مے گرفتند و در یار جانوران بے آزار بدو ناکشندہ مے آزردند اکنون از خداوند خود سزا مے یابند۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ جانوران درندہ شیر، بھیڑیا، چیتا، وغیرہ سابق جسم میں بادشاہ اور زبردست لوگ اور جانوران بے آزار جو پھاڑے جاتے ہیں اُن کے اہلکار اور ملازم تھے۔ جو اُنکے حکام کی حمایت سے بے آزار جانداروں کو آزار پہنچاتے تھے پس اِس جنم میں یہ اپنے مالکوں کے ہاتھ سے سزا پاتے ہیں اور پھاڑے اور زخمی کئے جاتے ہیں۔

۲۲۔ انجام این برگان تندبار بکیر رنجے و بیماری یا زخمے در خور کار گذرند و اگر گناہ باز ماند بار دیگر آمدہ با یاوران خود سزا خواہند یافت و بہ تفسیر آن مے فرماید بکیفر خود رسند تا ہر گاہ بکرات کہ یک بار یا دہ بار یا صد بار۔ و مانند آن یعنے این گردش بپایان رسیدن نتائج اعمال برکشیدہ اند و استعداد و پذیر و شمارہ آن معین نیست +

ترجمہ۔ یہ جانوران موذی آخر کار قالب میں رنج و بیماری اور زخم مناسب اعمال اُٹھاتے ہیں۔ اور اگر گناہ باقی رہ جاتا ہے پھر دوبارہ مع اپنے مددگاروں کے آکر سزا پاویں گے تاوقتیکہ اُن کی کا دورہ ختم ہووے ایک بار یا دس بار یا سو بار اور اسی طرح یعنے اس آواگون کے چکر کا ختم ہونا صرف اعمالوں پر ہے۔ سوائے اعمال کے اور گنتی اِن جونوں کی مقرر نہیں ہے

۲۳۔ بنام یزدان جاندار۔ بانہمین وخشور آباد مے فرماید۔ زندبار کہ جانور بے آزار و ناکشندہ جاندار ہست چون اسپ و گاؤ و اشتر و استر و خر و مانند آن بکشید و پیچان مکنید کہ سزائے کردار و پاداش کار اینہا دگرگونہ است از ہوشیار خردمند۔ چنانچہ اسپ را سواری کنید۔ و گاؤ و اشتر و استر و خر را بار۔ چرا اینہا مردم را بزور بار کردند سے مغنے این جانوران کہ سزائے اعمال شان کہ در تخنین قالب کردہ اند ایزد تعالیٰ بحکمت خود مقرر کردہ است ہیچ رکوب و حمل شما اینہا را مکشید +

۲۵۔ اگر ہوشیار دانستہ زندبار کشد و این بار پاداش و سزائے کار راز نہان ہو یا مرنہان نیابد در بار آئندہ کیفر و پاداش افزایش یابد۔ نہان سو غیب۔ ترجمہ جو بے آزار جانور ہیں۔ اور جانوروں کو نہ مارنے والے مانند گھوڑے اور گائے اور شتر اور خچر اور گدھے کے اور علی ہذا القیاس۔ اُن کو مت مارو اور پیچان کرو کیونکہ اُن کے کاموں کی سزا اور طرح پر ہے عقل کل کی جانب سے۔ جیسا کہ گھوڑے پر سواری کرنا اور بیل اور اونٹ و خچر اور گدھے پر بوجھ لادنا۔ یہ جانور پچھلے جنم میں آدمیوں کو بیگاری پکڑتے اور جبراً بوجھ اُٹھواتے تھے پس اِن کی سزا خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کی ہے کہ ان پر سواری کی جاوے اور بوجھ لادا جاوے

أی الاجساد والانتقال من تخص الی تخص و ما یلقی من الراحة والتعب والاعتد والنصب فمرتب علی ما سلف قبل وهو فی بدن احر جزاء علی ذلك ولا انسان ویدل فی احد امرین وما فی فعل و اما فی جزاء و ما هو فیه فاما مکافاة علی عمل قد صدر واما ینتظر والمکافاة علیه والجنة والنار فی هذه الابدان واعلی علیین درجة النبوة واسفل السافلین درجة الحیة فلا وجود اعلی من درجة الرسالة ولا وجود اسفل من درجة الحیة ومنهم من یقول المدارج الاعلی درجة الملئکة واسفل درکة الشیاطنه ویخالفون بهذا المذهب سائر التنویه (یعنی قائلین ظلمت و نور) فانهم یعنون بایام الخلاص رجوع اجزاء النور الی عالم شریف الحمید و بقاء اجزاء الظلام فی عالم الخسیس الذمیم (از ملل والنحل عربی) + ترجمہ۔ (ذکر کرتا ہے فرقہ مجوس کا) اُن میں سے تناسخ ارواح کو جسموں میں اور انتقال ایک وجود سے طرف دوسرے وجود کے مانتے ہیں۔ اور جو اس کو ملتا ہے خوشی اور رنج سے اور مراتب کا انحصار ہے اوپر پہلے افعال کے اور وہی ہے مابعد کے بدن پر اور اسی طرح انسان ہمیشہ اُن اعمال کی کیفیت یہ ہے نہ افعال ہیں بلکہ جزا ہیں۔ اور اس کا جسم نہیں ہے الا اپنے کرموں کے بدلے بھگتنے کے واسطے لیکن کرم مطابق بدلے کے۔ بہشت و دوزخ انہیں اجسام میں ہے۔ اور سب سے بڑا درجہ نبوۃ کا ہے اور سب سے نیچا درجہ جیوؤں کا ہے۔ بس نہیں ہے وجود درجہ رسالت سے اعلیٰ اور نہ کوئی درجہ ہے اسفل درجہ جنی سے۔ اور اُن میں سے ایک فرقہ کہتا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ملائک ہے اور سب سے نچلا درجہ شیطانوں کا ہے۔ اور مخالفت کرتے ہیں اس فرقہ کے تمام ثنویہ لوگ۔ اور وہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ نجات کیا ہے۔ گو رجوع ہے طرف بڑے عالم نور کے اور پیچھے چھوڑ جانا اجزا کا طرف اندھیرے عالم کے +

باب سوم

بدھ مذہب اور تناسخ۔ یہ مذہب مسیح سے ۶۰۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اِس کے بانی مبانی ساکھی سنگھ گوتم بُدھ قوم راجپوت تھے اِس قوم کے نشانات افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ و امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں فی الحال چین۔ جاپان۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ تبت لنکا۔ چینی تاتار وغیرہ جگہوں میں اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ۵ کروڑ لوگ اِس مذہب کے پیرو اور بُدھ کہلاتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ کرم کے مارے بار بار جنم لینا پڑتا ہے جو جیو آتما کہلاتا ہے سو کوئی شے نہیں کیونکہ پانچ سکندھوں میں رہتا ہے اُن کے یہ نام ہیں۔ روپ ویدنا سنگیا سنسکار۔ وگیان۔ مرنے کے بعد یہ سب سکندھ نشٹ ہو جاتے ہیں (شلا آواگون وچار صفحہ ۷) +

بُدھ مذہب کے مقلدوں کا بڑا مقصد یہ ہے کہ نروان (مکتی) حاصل کریں یعنے فنا ہو جاویں کیونکہ بُدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور رغبتوں اور آتما و اتھی آواگون یعنے تناسخ سے اسی طرح نجات پا سکتا ہے (صفحہ ۱۰ مختصر تاریخ ہند تصنیف ۱۸۷۰ء) ہماس نے یہ تعلیم کی کہ انسان کی موجودہ و گذشتہ اور آئیندہ جنموں کی کیفیت محض انہی کے اعمال (کرم) کا نتیجہ ہے۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹیگا۔ اور چونکہ ہر بدی کی سزا اور ہر عمل نیک کی جزا لابد ہے۔ لہذا جس فعل کے لئے جو نتیجہ لازم ہے وہ تو ہو جاری اور نہ دیوتے روکے رُک سکتا ہے۔ راحت و رنج جو اس دُنیا میں لاحق ہوتے ہیں اُن کو

ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہیے۔ اور اِس جنم کے اعمال پر ہمارے آیندہ کے جسم کی راحت و رنج منحصر ہوگی جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے موافق ادنٰے یا اعلیٰ حالت حیات آئیندہ میں پھر جنم لیتا ہے اور اُس کا واجب الجزا اور واجب التعزیر ہونا اُن افعال کی میزان کُل پر جو اُس سے پہلے جنموں میں سرزد ہوئی موقوف ہے" (صفحہ ۱۰۵ مختصر تاریخ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب ۱۸۸۲ء) +

یہ قدرتی بات ہے کہ دل ہمارا اُن مسائل کی تردید کا مقابلہ دیر تک کریگا جن سے عقدہ مالاینحل حل ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ خواہ بروئے عقائد برہمنان مانیں خواہ بروئے مسائل مذہب بُدھ۔ یہ کسی طرح قابل رد بدیہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی بہی رنج و راحت کی جو دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں اُس کا پورا تسلی بخش جواب ہمیں اس مسئلہ سے مل جاتا ہے مثلاً ایک بچہ اندھا ہے سو اس کا اندھا پن پچھلے جنم میں آنکھ کے بُرے اعمال کا نتیجہ ہے مگر وہی اندھا جو طاقت شنوائی اعلےٰ درجہ کی رکھتا ہے اُس کا یہ سبب ہے کہ وہ پچھلے جسم میں دھرم شاستر کے سننے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک کی وجہ قوی اور تسلی بخش مل سکتی ہے۔ اِن واقعات کے تسلی بخش جواب کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُن امور کی دریافت انسانی طاقت سے باہر ہے +

(بُدھ مذہب مصنفہ ٹی۔ ڈبلیو۔ ڈیوڈ صاحب صفحہ ۹۹) +

مذہب دوم۔ مردم جین راشکا۔ (یعنے ناکردہ شک ہی) وامنوتے مانند واس مذہب ار تنگ بتانسوا آوردند کہ اکنون آں را ہندوستان مے نامند و مردم جین بہ پنج عنصر قایل اند اہل مذہب سکیا مے گویند کہ جمیع موالید عالم سفلی ازیں عنصر مرکب اند و عالم ہا ئے سلسلہ اند و بر تناسخ قائل اند۔ و مطلقاً گوشت خوردن جائز ندارند نفس را لابموت میدانند۔ (از تاریخ جین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱) +

باب چہارم

مختلف ممالک کے حکما اور فلسفہ دانوں کی رائیں طالیس الملیطی یونان کے سب سے پہلے فیلسوف کا اعتقاد

قال من الروح ان الارواح غیر فانیة بل هی ازلیة۔ ابدیة۔ جمیع الاسرار الخفیة لا تخفی علی الابیه علیهم۔ وکان اول الیونانیین الذین عرفوا علم الطبیعة وعلم الهیئة وکان یزعم ان الماء هو الاصل الاول۔ وان جمیع الاشیاء تتغیر دائماً من حالة الی حالة الی ان یؤول امرها الی رجوعها ماء و ان سائر ما فی الکون لا یخلو عن احساس ما و انه مملوء بما لا یدرکه الطرف من المخلوقات وکلها متحرکة ذات ارواح وان الارض فی وسط العالم تتحرک علی مرکزها الاصلی۔ (تاریخ الفلاسفة صفحه ۶ و ۷) +

ترجمہ۔ ارواح غیر فانی اور ازلی و ابدی ہیں۔ اور کوئی اسرار بدستور سے مخفی نہیں ہیں۔ یونانیوں سے یہ پہلا تھا۔ جنہوں نے علم طبیعات والہیات کو جانا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اصل اول جو ہے وہ پانی ہے۔ اور تمام چیزیں ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہیں۔ اور آخر رجوع کرتی ہیں طرف پانی کی اور یہ تمام

چیزیں جو کائنات میں ہیں محسوسات سے ہیں۔ اور وہ خلا بھرا ہوا ہے ان چیزوں سے جو نہیں جانی جاتی ہیں یعنے کل کائنات میں دو قسم کی چیزیں ایک محسوس دوسری غیر محسوس۔ جو غیر محسوس ہیں وہ بھی مخلوق کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ ایک چیز جو ارادہ سے حرکت کرتی ہے وہ روح رکھتی ہے۔ اور زمین وسط عالم میں اپنے اصلی مرکز میں حرکت کرتی ہے۔

سولون فیلسوف طالس کا شاگرد تھا اور وہ بھی اسی طرح سے فیلسوف روح اور مسئلہ تناسخ کا قائل تھا + اسی طرح انکساغورس فیلسوف بھی جو انکسیمینس حکیم کا شاگرد تھا اور یہ انکسمندر نامی ایک حکیم کا شاگرد تھا۔ چونکہ طالس کے شاگردوں میں سے تھا۔ یہی سارے کے سارے تناسخ کے ماننے والے اور ارواح کی قدامت کے ماننے والے تھے۔ اور فیلولیوس وا یضی ناس الطارنتی اور سوس وغیرہ مشہور فیلسوف تناسخ پر یقین رکھتے تھے +

حکیم دیمو قریطس تاریخ فلاسفہ میں لکھا ہے۔ ان سافر بلاد الهند للتعلم علم ما ولا سعته" وزعم دیمو قریطس کمعلمه "لوقسس" ان اصول الاشیا والذرات والفراغ وانه لا یکون شیٔ من العدم کما لا یؤول موجود الی العدم وان الذرات لا یعتریها فساد ولا تغیر لان صلابتها التی لها وهی کل شیٔ حفظتها من سائر التغیرات وکان یزعم ان تلك الذرات یکون منها ما لا یحصی من العوالم التی کل عالم منها یهلك من زمن معلوم و یکون من آثاره عالم آخر وهکذا۔

وکان یقول الارواح الانسانیة التی هی نفس العقل علی رایه مرکبة من اجتماع ذرات وکذالك الشمس والقمر وغیرهما من الکواکب ان هذه الذرات لها حرکة دوارة تتولد منها جمیع الموجودات ومن حیث ان هذه الحرکة الدوریة مستویة فی جمیعها کان سمی القوله بوجود القضاء وان سائر الاشیاء تکون قهراً وجبراً وابیسقورس سلك فی مذهب دیمو قریطس لکن لم یقل بالقسر والجبر کما سیأتی توضیحه فی ترجمته لانه یقول بالسلب الاختیاری ودیمقریطس کان یزعم ان الروح منتشرة فی اجزاء الجسم والسبب فی وجود الاحساس فی سائر اجزاء الجسم ان کل ذرة منه قائم بها جزء تا کانها فی ذرات الروح" ۔ صفحہ ۔ تاریخ فلاسفہ۔

ترجمہ۔ اُس نے ملک ہند کا سفر کیا تاکہ وہاں کے قدیم فلاسفروں کی تعلیم کو حاصل کرے اس نے اپنے اُستاد لوکسیس کی طرح خیال کیا کہ کل دنیا کی اصل ذرات ہے اور یہ کہ کوئی چیز عدم محض سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ موجود چیز نیست نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ذرات میں کسی قسم کا فساد نہیں ہو سکتا اور نہ تغیر۔ کیونکہ وہ صلابت جو ہر ایک چیز کا قیام رکھتی ہی اُسی کی حفاظت کرتا ہے۔ کل تغیرات سے اور وہ اس بات کا خیال کرتا ہے۔ کہ کل بے شمار عالم ذرّوں سے بنے ہیں۔ پس ہر ایک عالم اُن میں سے ہلاک ہوتا ہے ایک عرصہ معلوم کے بعد پھر ہو جاتا ہے اُس کے آثار پر دوسرا عالم اور ایسا ہے +

اور کہتا تھا کہ انسانوں کی انتشکریں ذرات سے مرکب ہیں اور ایسا ہی سورج چندرمان اور دیگر ستارے اور ان تمام ذرات کے لئے دائرہ کی طرح حرکت ہے۔ جس سے تمام موجودات پیدا ہوتی ہے اور چونکہ یہ حرکت دوارہ مستو یہاں تمام میں ہے۔ سو یہ دلیل ہے۔ اُس کے قول پر کہ قضا کا وجود ہے اور وہ کہتا ہے کہ کل چیزیں جبر اور قہر سے [illegible] ہیں۔ نہ کہ اپنی مرضی سے ابیسی قورس حکیم اُسکے مذہب پر چلا لیکن [illegible] جبر کا قائل نہیں جیسا کہ اس کی توضیح ہے۔ ترجمہ میں پس اُسے لازم [illegible] سے دنیا پیدا ہوئی ہے اور یہ حکیم دیمقراطیس خیال کرتا ہے

کہ روح اجزاء جسم میں ویاپک ہے اور یہی سبب ہے کہ کل اجزاء جسم میں روح محسوس کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جسم کا ہر ایک ذرہ اُس سے قائم ہے اور روح اُن کل ذرات میں مشارکت حاصل کئے ہوئے ہے +

فیثاغورث حکیم نے جب یہ سائیریس میں فیری سائیڈس ایک نامی فلاسفر سے تعلیم پائی جس کی وہ زیادہ تعظیم کرتا تھا۔ خدا کے بعد وہ عزت کے لائق والدین اور دھرم تناسخ کے مضمون کو تلقین کرتا تھا۔ خدا کی بابت فیثاغورث کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ عالمگیر چیتنا اور تمام چیزوں میں ویاپک و محیط۔ تمام حیوانی زندگی کا منبع۔ تمام حرکتوں کا اصلی باعث۔ پرکاش سروپ ستیانند اور دنیا کائنات کا روح سرو مطلق۔ لاشکل۔ لاتغیر۔ جس کا گیان صرف روح اور دل سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ ظاہری حواسوں سے۔ فیثاغورث کے اس بیان کی سسرو تائید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ خدا کو سرو ویاپک تمام نیچر میں موجود بتلاتا ہے وہ کہتا ہے۔ خدا ایک ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ دنیا سے باہر ہے۔ وہ تو سب میں موجود ہے وہ تمام عالم میں ویاپک ہے وہ منتظم ہے۔ تمام پیدائش کا اور نیچر کا وہ نگہبان ہے۔ وہ ازلی اور تمام شکتیوں کا منبع ہے۔ تمام چیزوں کا پہلا اصول اور ہستی کا چشمہ ہے۔ تمام دنیا کا پیتا اور یونیورس کا روح اور جان ڈالنے والا اصول۔ تمام گرموں کا پہلا حرکت دینے والا۔ اس تمام بیان کو پہلے کے ساتھ ملانے سے وہ کہتا ہے کہ جس طرح انسانی روح اس جسم کو زندہ کرتی ہے۔ اسی طرح وہ تمام جہان کو زندہ کر رہا ہے مادے کے تمام خواص سے بری اور چیتنا اور گیان سروپ الگ ہے۔ وہ یونیورس کے بانی اور اُس کے قائم رکھنے میں کسی اور کا محتاج نہیں۔ (ہسٹری آف فلاسفرس صفحہ ۲۹۳ و ۳۹۴) +

کتاب جیمبرس ان فارمیشن فار دی پیپل میں لکھا ہے کہ فیثاغورث جو مشہور حکیم ملک سی ماس کا تھا وہ لوگوں کو مسئلہ تناسخ کی ہدایت کرتا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں خبردار ہوں کہ میرا پہلا جنم کیا تھا۔

اماسس بادشاہ کے وقت میں فیثاغورث حکیم مصر میں آیا اور پولی کرائیس بادشاہ ساماس کے وسیلہ سے جو اماسس کا بہت بڑا دوست تھا۔ بادشاہ تک اُس کی رسائی ہوئی۔ اُس نے چند مدت وہاں قیام کر کے پوجاریوں سے بڑے بڑے باریک مسئلے حاصل کئے اور اُن کے مذہب کی دقیق و فیق باتیں سیکھیں یہاں تک کہ تناسخ کا مسئلہ بھی وہیں سے اُڑایا۔ (تاریخ مصر صفحہ ۱۱۰) +

فیثاغورث حکیم نے تناسخ کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا۔ مصریوں کو یہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد انسانوں کی جانیں پھر انسانی اجسام میں انتقال کرتی ہیں۔ اور اگر وہ بدکار ہوتی ہیں تو وہ ناپاک اور بُرے حیوانوں کی جون میں آ جاتی ہیں۔ تاکہ اپنے فعلوں کی سزا پائیں۔ اور کئی صدیوں کے بعد اُن کو پھر آدمی کی جون میں جنم لینا نصیب ہوتا ہے۔ (تاریخ مصر صفحہ ۴۴) +

تاریخ الفلاسفہ میں لکھا ہے۔ وکان یزعم ان العالم له روح وادراك وان روح هذا الدولاب العظیم هو الاب ومنه جمیع الارواح الجزئیة للآدمیین وسائر الحیوانات وکان یقول ان الارواح لا تفنی غیر انها تسیح فی الهواء من جهة الی اخری الی ان تصادف جسما یکون تدخل فیه مثلا اذا خرجت الروح من جسد الانسان فیتفق ان تدخل فی جسم فرس او ذئب او حمار او فار او طائر او سمکة او غیر ذالك من باقی انواع الحیوانات کما یتفق انها تدخل فی جسد الانسان ایضا

من غير فرق كما انها اذا خرجت من جسم اى حيوان تدخل فى جسم انسان او فى جسم حيوان فلذلك كان فيثاغورث يشدد فى منع اكل الحيوانات وكان يزعم ايضًا ان ذنب من يقتل الذبابة او الزنبور او غيرهما من الهوام من ذنب الذى يقتل ثم احبّ ان سائر الارواح واحدة منتقلة فى جميع الحيوانات واراد فيثاغورث ان يثبت للجماعة مذهبه فى تناسخ الارواح فاخبرهم انه كان سابقًا فى جسد سمّى اثاليدس وادعى كان ابن عطارد من الهة اليونان - وكان عطارد يقول له اردت منى ما تحب نعطه ما عدا البقاء والدوام حتى يتم غرضك فى مقصودك فطلب منه ان يعطيه قوة تذكر جميع الاشياء التى تحصل له فى الدنيا فى حياته وبعد مماته ومن ذالك الوقت صار عالمًا بجميع ما يقع فى الدنيا واخبرهم ايضًا بانه لما خرج من جسم اثاليدس انتقل الى جسم اوفوربه وكان حاضرًا فى حصار ترواده وجرحه شخص يسمى منلاس جرحًا شديدًا وبعد ذلك خرج الى جسم هرموتيموس وفى هذا الزمن اراد ان يثبت للناس ما وهبه له عطارد فذهب الى بلاد برانجيدس ودخل هيكل ابولون واراهم فيه درقته البالية التى كان سلبها منلاس حين جرحه ونذرها الى ذالك الهيكل للا على العبود ثم انتقل الى جسم صياد يسمى پوروس ثم الى ذالك الجسم الذى هو فيثاغورث وانه لم يعد انتقاله الى جسم ديك كذا او طاؤس كذا او غير ذالك وقال انه حين سقط فى اودية جهنم رأى روح الشاعر هزيودس مسلسلا فى الاغلال ومصلوبة بعمود ويقاسى الشدائد جدا - ورأى ايضًا روح هومروس معلقة فى شجرة واحاطت بها الافاعي من كل جانب وذلك عقاب له على اكاذيبه التى كان ينسبها للآلهة ورأى ارواح الرجال الذين كانوا لا يحسنون العشرة مع نسائهم ويسيؤنهن فى غاية العذاب فى تلك الاودية واتفق ان فيثاغورث بنى له تحت الارض حجرة صغيرة وعند ما اراد النزول فيها اعلم امه ان تكتب مع التحقيق سائر ما تحصل فى مدة غيبته وسجن نفسه فيها سنة كاملة ثم خرج منها نحيفًا اشعث اغبر فى صورة مهولة وجمع الناس واخبرهم انه كان فى جهنم وكان يحملهم على تصديقه فى ذالك تبرع بذكر لهم ما حصل فى مدة غيبته فظنوا انه فوق سائر البشر وذرفوا لحاله و بكوا وتضرع الرجال اليه ان يعلم نساءهم - كان يقول ان الآلهة تكره القربان من ذوى الارواح وانها تغضب على من يزعم تقربها بقربان

ترجمہ - خیال کرتا ہے کہ جہان کی روح ہے اور ادراک۔ اور اس روح کے لئے لبادہ ہے۔ یہ جہان کی روح تمام آدمیوں اور حیوانات کی روح کو بھرانی ہے یا مائل ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ روحیں کم و بیش یعنے فنا پذیر نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ اکاش میں پھرتی ہیں۔ ایک طرف سے دوسری طرف اور جس وقت کوئی جسم ملتا ہے پس اس میں داخل ہو جاتی ہیں مثلاً جس وقت ایک روح انسان کے جسم سے نکلتی ہے۔ اور اس کا اتفاق پڑے گھوڑے۔ اور بھیڑ گدھے۔ موش یا پرند و ماہی وغیرہ حیوانات کے جسم سے حسب اتفاق ہو۔ پس وہ داخل ہوتی ہے۔ ایسا ہی انسان کے جسم میں بغیر کسی فرق کے جیسا کہ نکلتی ہے کسی اور حیوان کے جسم سے اور داخل ہوتی ہے۔ انسان کے جسم میں یا کسی حیوان کے جسم میں۔ پس اسی واسطے فیثاغورث حیوانات کے کھانے کی ممانعت میں سختی کرتا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ ایسا ہی گناہ ہے۔ مکھی۔ زنبور۔ اور ایسے اور گزندہ کے مارنے کا جیسا کہ انسان کے قتل کا۔ اس لئے کہ تمام روحیں ایک جیسی ہیں۔ انتقال کرنے والے تمام حیوانوں میں اور ارادہ کیا ہے فیثاغورث نے ایک جماعت کے روبرو۔ روحوں کے تناسخ کے ثابت کرنے کا۔ اور اس نے ان کو خبر دی ہے کہ میں پہلے اثالیدس کے جسم میں تھا۔ جو ابن عطارد کے نام سے یونان کے دیوتاؤں میں موسوم ہے۔ اس سے میں نے دعا مانگی۔ عطارد نے میرے تئیں کہا تھا کہ تو مانگ جو کچھ کہ مانگتا ہے۔ تاکہ میں تجھے دوں۔ جو کہ تیرے لئے لازوال زندگی کو مہیا کرے۔ یہاں تک کہ تیری غرض و مقصود پوری ہو وے۔ پس میں نے مانگا کہ وہ دیوے قوت یادداشت تمام اُن اشیا کی جو حاصل ہوینگی مجھ کو دُنیا میں میری زندگی میں اور بعد موت کے اور اس وقت سے مجھے تمام چیزوں کی سرگذشت یاد ہے اور پھر بتلایا کہ ایسا ہی جب اثالیدس کے جسم سے انتقال کر آفوربہ کے جسم میں آیا اور وہ ایک سنہ کے قلعہ میں بحالت محاصرہ تھا اور مجھے زخم پہنچا تھا ایک آدمی سے جس کا نام منیلاس تھا۔ یہ زخم بڑا سخت تھا۔ پھر وہاں سے نکلکر ہرموتیموس کے جسم میں گیا اور اس زمانہ میں ارادہ کیا کہ میں لوگوں پر ثابت کروں کہ جو کچھ کہ مجھے عطارد نے بخشا تھا۔ پس گیا میں طرف شہر برانجیدس کے اور داخل ہوا اپولو کے عبادت خانہ میں اور پھر جا کر اُن کو دکھلائے وہ پورانے پھٹے ہوئے کپڑے جو بحالت زخمی ہونے منیلاس کے چھینے گئے تھے۔ اور بعد ازاں اُسی عبادت خانہ کی نذر کردیئے بطور اعتقاد کے پھر میں نے انتقال کیا طرف جسم صیاد کے جس کا نام پوروس تھا بعد ازاں یہ جسم لیا جس کا نام فیثاغورث ہے اور تحقیق اس کے سوائے میں مرغ اور طاؤس کے جسم میں بھی رہا ہوا تھے +

اور بیان کیا گیا کہ جس وقت میں سفر کر رہا تھا دوزخ کے مقاموں کا۔ دیکھا میں نے ہزیودس شاعر کی روح کہ وہاں زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ اور ستونوں کے بیچ میں تھا۔ اور سخت تکالیف جھیل رہا تھا۔ اور پھر میں نے دیکھا ہومر کی روح کو کہ وہ درخت سے لٹکا ہوا تھا۔ اور اس کے گرداگرد سانپ تھے۔ یہ عذاب اس کو ان بطلانوں کے بدلے میں تھا۔ جو اس نے دیوتاؤں کے بدلے میں بولا تھا۔ پھر اس نے دیکھا اُن آدمیوں کی روحوں کو جو اپنی عورتوں سے خوش گذران نہیں کرتے اور ان کو سخت تکالیف دیتے ہیں۔ انہیں دُکھ کے مقامات ہیں۔

پھر اتفاق ہوا فیثاغورث کے واسطے کہ اس نے بنایا زمین کے نیچے ایک چھوٹا سا حجرہ اور جس وقت وہ اس میں اترنے لگا تب اپنی پیروں کو کہا کہ جو کچھ ان کو حاصل ہووے اس کے غیب میں اُسے بالتحقیق لکھیں اور خود حجرہ میں ایک برس بند رہا۔ بعد ازاں اُس میں سے نکلا۔ نحیف البدن۔ پراگندہ موئے۔ غبار آلودہ۔ خوفناک صورت میں اور سب کو اکٹھا کیا۔ اور کہا کہ میں دوزخ میں تھا۔ اور ان کو پورا تصدیق کرنے کے لئے اپنے بیانات مذہب کے لئے اس نے ان کو سال بھر کی غیب کی باتیں دیں سمجھتے انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ سب آدمیوں سے بڑا ہے۔ اور اس کے حال پر گریہ و زاری کی۔ یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے جان لیا کہ وہ کہتا تھا کہ دیوتے جانوروں کی قربانیوں سے کراہت کرتے ہیں۔ اور جو قربانی سے اُن تک پہنچایا چاہتے ہیں اُن پر غضب کرتے ہیں (از تاریخ الفلاسفہ)

ایڈورڈ ٹیلر صاحب ڈی۔ سی۔ ال۔ ایل۔ ال۔ ڈی۔ کہتے ہیں۔ کہ جسم روح کے رہنے کی جگہ ہے۔ جو کہ مرنے پر نکل جاتی ہے۔ جیسے کہ آدمی چلتے وقت گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ترقی کے زینہ پر ایک روح بہت اجسام میں جا سکتی ہے

یعنے ایک کے بعد دوسرے میں۔ نروفٹ سے آئیسٹر میں۔ اور اُس سے مٹڈے میں اور اُس سے عقاب میں۔ اور پھر اُس سے مگرمچھ میں۔ اور اُس سے کُتے میں حتیٰ کہ آدمی میں آجاتی ہے اور پھر انسان سے بڑھکر پراتموں یا وستوں میں جو عالم بالا میں رہتے ہیں اور اُس سے اعلیٰ حالت میں جس کے اصل ارادوں کو مسٹر فوجی آر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ ہماری تحقیقات کے قرائن یہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ سب سے بڑھکر آدمی کی آخری جگہ سورج لوک ہے۔ پاک روحیں جو کہ اس کے نورانی گیسوں کا مجموعہ ہیں۔ وہی نظام شمسی کے نظام کا باعث ہیں۔ (اپیم ڈکشنری جلد ۱۴ صفحہ)

زمانہ حال کے جرمن فلاسفر جی۔ ٹی۔ فیشنگ صاحب روح کی بابت لکھتے ہیں کہ روح مفرد ہے اور بیحد حالات کو رکھ سکتی ہے۔ لیکن چونکہ وہ خود حد والا ہے اس واسطے ایک ہی وقت بیحد خیالات رکھنے کے ناقابل ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ آہستہ آہستہ اُن خیالات کو حاصل کرتا ہے تو ضرور ہے کہ اِن خیالات کے حاصل کرنے کے واسطے ایک ترتیب وار سلسلہ ہو۔ تاحال روح پانچ حواس رکھتا ہے لیکن نہ تو کوئی ایسی دلیل ہے کہ جس سے ہم پائیں کہ وہ پانچ حواس کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ اور نہ یہ کہ وہ پانچ ہی کے ساتھ ختم ہو جاویگا۔ مگر چونکہ قدرت جھلانگیں نہیں مارتی اس واسطے روح تمام چھوٹے درجوں سے گذر کر اُس حالت میں جا پہنچا ہے۔ اور چونکہ قدرت میں بہت سے مادے اور طاقتیں اِس قسم کی موجود ہیں۔ جن کو حواس محسوس نہیں کر سکتے۔ اس واسطے یہ ضرور مان لینا چاہئے۔ کہ قدرت میں آئیندہ ایسے مدارج ہونگے جن میں کہ روح اِس قسم کے حواس پیدا کریگا۔ جو قدرت کی طاقتوں کے مطابق ہوں۔ (چیمبرس این سائیکلوپیڈیا) +

حکیم سقراط کا مذہب۔ یہ حکیم عام طور پر تناسخ کی تعلیم دیتا اور بازاروں میں اِس مسئلہ کی وعظ کرتا تھا۔ یہ یونان کے نامی حکیم افلاطون کا اُستاد تھا وہ روح کے انادی اور غیر فانی ہونے کا قائل اور بڑے مضبوط دلائل سے اُس کے وجود پر بحث کیا کرتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سقراط سے اُس کا شاگرد سی بی ز سوال کرتا ہے کہ اے سقراط اگر علاوہ اِس کے تمہارا یہ اصول جس کے بیان کرنے کے ہم اکثر مشتاق ہیں۔ کہ ہمارا علم صرف ایک یادداشت کے طور پر ہے سچ ہو تو میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اِس کو جس کو کہ اب ہم اپنی یادداشت میں لے آتے ہیں۔ کسی پہلے وقت میں پڑھ چکے ہونگے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ سوائے اُس حالت کے کہ ہماری روحیں پیشتر اِس کے وہ اِس انسانی جسم میں آئیں موجود رہ چکی ہوں۔ اِس طرح یہ روح کو انادی ماننے کے لئے اور ایک دلیل ہو سکتی ہے۔

اِس پر سمیس دوسرے شاگرد نے کہا کہ اے سی بی ز اِس کا کیا ثبوت وہ دلائل مجھ کو یاد دلا۔ کیونکہ اس وقت وہ مجھ کو صاف طور پر یاد نہیں ہیں۔ سی بی ز نے جواب دیا کہ ایک دلیل اور جو کہ وہ سب سے زبردست ہے۔ یہ ہے کہ اگر ہم آدمیوں کو سیدھی طرح سے کسی بات کی بابت سوال کریں تو وہ تم کو صحیح صحیح خود بخود جواب دینگے۔ لیکن وہ اس کے جواب دینے کے قابل نہ ہوتے اگر اُن میں علم اور سچی عقل نہ ہوتی۔ اِس کے علاوہ تم اُن کو ایسی چیزیں جیسی اقلیدس کی شکلیں دکھلاؤ۔ تب اِس مسئلہ کا ثبوت تم کو پورا پورا مل جائیگا۔

سلہ اس پر مصنف نوٹ دیتا ہے۔ کہ اس کی مثال کے لئے صفحہ ۸۲۔ الف کا ضمیمہ جہاں کہ اسی جگہ اسی طرح سقراط دوبارہ یاد آجانے کے مسئلہ کو ثبوت کرتا ہے اور وہ ایک غلام کو جو کہ اقلیدس سے بالکل ناواقف تھا۔ اقلیدس کی بابت معقول سوال کرنے سے روح کے پہلے جنم کو ثابت کرتا ہے کہ شکلوں کی مدد سے اس سے ٹھیک جواب حاصل کرتا ہے۔"

(دی میموڑائیل اینڈ ڈیتھ آف ساقراطز مترجمہ چرچ صاحب ایم۔ اے سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۳۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر وہ بحث ہے جو روح کے انادی ہونے پر ہے اور مشہور ریپبلک آف ساقراطیز میں لکھا ہی ہے۔ ۱۸۹۰ء ترجمہ زنشوفن مترجمہ ایڈورڈز پی۔ سی) +

جب سقراط نے اپنی آئندہ زندگی اور فلاسفروں کا موت پر خوشحالی کا ذکر کیا۔ کہ وہ لوگ موت سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ تو سی بی ز نے پوچھا کہ اے سقراط جو تو کہتا ہے اُس کا بہت سا حصہ ٹھیک ہے۔ لیکن بعض اشخاص روح کے اُس بیان پر جو تم نے کیا ہے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بدن سے نکلنے کے بعد نہیں رہتی بلکہ موت کے دن ہی برباد و ناپید ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اُسی لحظہ جب کہ وہ بدن سے جدا کی جاتی ہے وہ سانس یا دھوئیں کی طرح پراگندہ ہو جائیگی اور اِس لئے وہ نابود ہو جاتی ہے۔ اگر وہ جسمانی برائیوں سے کسی خاص جگہ پر رہتی تو بیشک ہم مان لیتے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اِس بات کے واسطے کافی وجوہات اور دلائل ہونی چاہئیں کہ وہ موت کے بعد رہتی ہے۔ اور اُس وقت کو دانائی کی طاقت رہتی ہے۔ سقراط نے کہا کہ اے سی بی ز یہ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا اب تمہاری مرضی ہے کہ ہم ان مسائل پر گفتگو کریں اور پھر دیکھیں کہ آیا جو کچھ میں کہتا ہوں ممکن ہے +

سی بی ز نے کہا کہ میں بیشک ان مسائل پر آپ کی مفصل رائے یعنے بحث خوشی سے سنونگا۔ سقراط نے کہا کہ بس اگر تم چاہتے ہو تو آؤ ہم اِس سوال کی پڑتال کریں۔ یعنی یہ بات کہ آیا آدمیوں کی روحیں موت کے بعد دوسری دنیا میں رہتی ہیں یا نہیں۔ اِس طرح سوچنا چاہئے۔ یہ ایک پرانا اعتقاد ہے جو کہ ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ روحیں اِس دنیا کو چھوڑنے کے بعد وہاں دوسری دنیا میں رہتی ہیں اور یہ بھی کہ وہ یہاں پہنچتے اِس دنیا میں واپس آتی ہیں۔ اور پھر مُردوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی پُنر جنم لیتی ہیں +

لیکن اگر یہ ٹھیک ہے۔ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ ضروری ہے کہ ہماری روحیں دوسری دنیا میں رہیں۔ کیونکہ بغیر اِس کے وہ پُنر جنم نہیں لے سکیں۔ یہ ایک کافی ثبوت ہوگا۔ اور ٹھیک ہے کہ اگر ہم سچ مچ یہ ثابت کردیں کہ زندہ صرف مُردوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہمیں ضرور کوئی دلیل ڈھونڈھنی پڑیگی +

سی بی ز نے کہا کہ بس ٹھیک اسی طرح ہے۔ سقراط نے کہا کہ سب سے آسان طریقہ اِس سوال کے جواب دینے کا یہ ہوگا کہ ہم نہ صرف آدمی کی بابت سوچیں بلکہ تمام حیوانات اور پودوں بلکہ تمام چیزوں کی بابت جو پیدا ہوتی ہیں۔ کیا ہر ایک چیز جس کا کوئی متضاد ہے صرف اپنے متضاد سے ہی پیدا ہوتی ہے؟ ضدین سے میری مُراد یہ ہے۔ شریف و کمینہ۔ انصاف و ظلم اور اسی طرح اور ہزاروں مثالیں ہیں +

ہمیں اب دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ ایک چیز کے واسطے کہ جس کا کوئی متضاد ہے ضروری ہے کہ وہ صرف اپنے متضاد سے پیدا ہو۔ مثلاً جب کوئی چیز کسی دوسرے سے بڑی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ پہلے ضرور چھوٹی ہوگی۔ تب پھر بڑی ہوگی۔

سی بی ز نے کہا کہ ہاں۔

سقراط۔ اور اگر کوئی چیز چھوٹی ہوتی ہے تو ضرور وہ پہلے بڑی ہوگی۔ اور پھر بعد ازاں چھوٹی ہوئی ہوگی +

سی بی ز۔ بیشک ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور پھر کمزور جو طاقتور سے پیدا ہوتی ہے اور طاقتور کمزور سے۔

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ اور بدتر پیدا ہوتا ہے۔ خوب تر سے اور زیادہ منصف زیادہ ظالم سے۔

سی بی از۔ بے شک

سقراط۔ تو اب کافی طور پر ہم کو ظاہر ہو گیا کہ تمام چیزیں اسی طرح پیدا ہوتی ہیں۔ یعنے متضاد چیز اپنے متضاد کو پیدا کرتی ہے۔ **سی بی از**۔ ایسا ہی ہے +

سقراط۔ اور کیا متضاد کی ہر ایک جوڑی میں جوڑی کی دو چیزوں کے درمیان دو تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ یعنے ایک سے دوسری میں اور پھر دوسرے سے پہلے میں بڑی اور چھوٹی کے درمیان بڑھنا اور کم ہوتا۔ اور کیا ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ ایک بڑھتا ہے تو دوسرا کم ہوتا ہے + **سی بی از**۔ ہاں۔

سقراط۔ پھر اسی طرح جدائی ہے۔ اور ملاپ ہے۔ اور سردی ہے اور گرمی وغیرہ کیا یہ عام قاعدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم اس کو ہمیشہ انہیں الفاظ میں نہیں بیان کرتے کہ متضاد ہمیشہ ایک دوسرے کو پیدا کرتے ہیں اور یہ کہ ان کے درمیان ایک شے کے دوسرے میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔

سی بی از۔ ضرور یہ ہے۔

سقراط۔ تو اچھا بتاؤ کہ زندگی کا کوئی متضاد ہے؟ اسطرح کہ جسطرح نیند جاگنے کی متضاد ہے

سی بی از۔ بے شک ہے۔

سقراط۔ وہ کیا چیز ہے

سی بی از نے کہا کہ موت۔

سقراط۔ تو اگر زندگی اور موت متضاد ہیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ دو ہیں اور ان کی دو تبدیلیاں ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں؟

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ نے کہا کہ اب میں تم سے ان دو باہمی متضاد جوڑوں میں سے جن کا ابھی فکر ہوا ہے۔ ایک کا ذکر کرونگا۔ اور دوسرے کا بیان تم نے کرنا۔ نیند جاگنے کی متضاد ہے۔ نیند سے جاگنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جاگنے کی حالت سے نیند پیدا ہوتی ہے۔ ان کی دو تبدیلیاں پہلے سونا ہے اور دوسری جاگنا۔ کیا یہ ظاہر ہے۔

سی بی از۔ ہاں یہ بالکل ظاہر ہے۔

سقراط۔ اور تم مجھے اب زندگی اور موت کی بابت بتلاؤ۔ کیا موت زندگی کی متضاد ہے یا نہیں

سی بی از نے کہا کہ ہاں یہ باہمی ضدین ہیں +

سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں یا نہیں +

سی بی از نے کہا کہ ہاں پیدا ہوتی ہیں +

سقراط نے کہا تو پھر وہ کیا چیز ہے جو زندہ سے پیدا ہوتی ہے اس نے جواب دیا کہ موت اور مُردوں سے کیا پیدا ہوتی ہے اس نے کہا کہ مجھے کہنا چاہیئے کہ زندہ۔ تو پھر اے سی بی از زندہ چیزیں اور زندہ آدمی مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں اس نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ پھر سقراط نے کہا کہ ہماری روحیں اگلی دنیا میں رہتی ہیں۔ سی بی از نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے

سقراط۔ اب ان دو تبدیلیوں میں سے ایک تو بالکل ٹھیک ہے۔ یعنے میں خیال کرتا ہوں کہ موت ٹھیک ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے۔ سی بی از بولا کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے +

سقراط۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے کیا ہمیں اس کے مخالف ایک اور تبدیلی نہیں ماننی چاہیئے۔ کیا قدرت اس جگہ پر ناکمل ہے؟ کیا یہ ضرور نہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد بھی کوئی مخالف تبدیلی ماننی چاہیئے +

سی بی از بولا کہ میں بیشک ایسا ہی خیال کرتا ہوں +

سقراط۔ اور وہ کیا ہونا چاہیئے۔

سی بی از۔ دوبارہ جنم لینا۔

سقراط۔ اور اگر پھر زندگی میں واپس آنا ٹھیک ہو تو یہ ایک تبدیلی مُردوں سے زندہ میں نہیں ہوگی۔

سی بی از۔ ہاں۔ ضرور ہوگی۔

سقراط۔ تب ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جیسے کہ مُردہ زندوں سے۔ لیکن ہم نے یہ بھی مانا تھا کہ اگر یہ ایسا ہو تو یہ کافی وجہ ہوگی۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کہ مُردوں کی روحیں ضرور کسی نہ کسی جگہ رہتی ہیں۔ جہاں سے کہ وہ دنیا میں آکر جنم لیتے ہیں +

سی بی از بولا۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری بحث کا یہ ضروری نتیجہ ہے۔

سقراط بولا۔ اے سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہ نتیجہ غلط نہیں۔ کیونکہ اگر متضاد ہمیشہ متضاد کی مطابقت نہ کریں جیسا کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح جیسا ایک دائرہ میں پھرتے ہوئے اور اگر یہ تبدیلیں صرف خط مستقیم میں ہوتیں صرف ایک متضاد سے بغیر دوسرے متضاد میں واپس آنے کے۔ تب تم جانتے ہو کہ آخر کار تمام چیزیں ایک ہی شکل اور ایک ہی حالت میں آ جاوینگی۔ اور پیدا ہونی بالکل بند ہو جاوینگی۔

سی بی از نے پوچھا کہ تمہاری مراد کیا ہے۔

سقراط۔ نے جواب دیا کہ میری مراد سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر ایک ہی متضاد ہوتا۔ مثلاً سونا بغیر دوسرے متضاد یعنے جاگنے کے جو کہ پہلے سے پیدا ہوتا ہے۔ تو تمام قدرت آخر کار اینڈیمیون کے قصہ کو بے معنے کر دیگی۔ اور پھر وہ بالکل مشہور نہ ہوگا۔ کیونکہ اور ہر ایک دوسری چیز بھی اسی نیند کی حالت میں ہوگی جس میں کہ وہ تھا۔ اور اگر تمام چیزیں آپس میں ایک ہوتیں اور کبھی جُدا نہ ہوتیں تو انکساغورث کا قیاس جلد سمجھ میں آ جاویگا۔ اسی طرح اے میرے پیارے سی بی از اگرچہ تمام چیزیں کہ جن میں زندگی ہے مریں اور پھر مرنے کے بعد اسی حالت میں رہیں اور پھر زندگی میں نہ آویں تو ایک ضروری اور لابدی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک شے آخر کار مر جاویگی۔ اور کوئی چیز زندہ نہ رہیگی۔ کیونکہ اگر زندہ چیزیں موت کے سوا کسی اور شے سے پیدا ہوں اور پھر مر جائیں تو یہ نتیجہ لابدی ہے کہ تمام چیزیں مر جاوینگی کیا یہ ایسا نہیں ہے

سی بی از نے اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کہتے ہو بالکل ٹھیک ہے +

سقراط۔ ہاں سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سچ مچ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ مرے ہوئے پھر جنم لیتے ہیں۔ اور زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مُردوں کی روحیں باقی رہتی ہیں۔ جن میں سے نیک آدمیوں کی روحوں کی حالت اچھی اور بد آدمیوں کی روحوں کی حالت بُری +

سی بی از نے کہا کہ اے سقراط اس کے علاوہ اگر وہ مسئلہ جو کہ تم اکثر بیان کرتے ہو کہ ہمارا علم صرف یاد داشت کا عمل ہے ٹھیک ہو تب میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ وہ چیز جو اب ہم یاد کرتے ہیں ضرور کسی پہلے وقت سیکھی ہوگی۔ اور یہ ناممکن ہوگا۔ جب تک کہ ہماری روحیں پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آویں موجود ہوں۔ پس یہ ایک اور دلیل ہے اس بات کے ماننے کے لئے کہ روح انادی ہے لیکن درمیان میں سمّیس بولا اے سی بی از اس دعوے کا ثبوت کیا ہے۔ مجھے یاد دلاؤ اس وقت مجھے پورے طور پر یاد نہیں +

سقراط۔ نے کہا اے سمّیس اگر یہ دلیل تمہیں قائل نہیں کرتی تو اس پر

ایک اور طرح سے غور کرو۔ اور پھر دیکھو کہ تم ہم اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارے شکوک یہ ہیں۔ کہ کس طرح وہ جسے ہم علم کہتے ہیں یادداشت ہو سکتی ہے
سمیس۔ نے جواب دیا کہ میں اس میں شک نہیں کرتا۔ لیکن یادداشت کے بارے میں دلیل کو پھر یاد کرنا چاہتا ہوں۔ جس بات کی سی بی از نے تشریح کرنے کا ذمہ لیا تھا وہ تمہارے مسئلہ کے قریباً مطابق ہے۔ اور میں قائل کردہ بات لیکن [illegible] سننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم اسے کس طرح بیان فرماتے ہو۔
سقراط نے کہا کہ اس طرح۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اس بات میں متفق ہیں کہ اگر کوئی بات ایک آدمی یاد کرتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ بات اس نے کسی پہلے وقت میں سیکھی ہو
سمیس نے کہا بے شک۔
سقراط۔ اور کیا ہم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جو کوئی علم مفصلہ ذیل طرز سے آتا ہے تو ہم اسے یادداشت کہتے ہیں۔ جب ایک آدمی کوئی چیز دیکھتا یا سنتا ہے یا کسی اور حس سے محسوس کرتا ہے تب نہ صرف اُس چیز کو جانتا ہے بلکہ اپنے دل میں کسی اور چیز کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جس کا علم اُس سے بالکل مختلف ہے کیا ہم اس بات کے کہنے میں ٹھیک نہیں ہیں۔ کہ وہ اُس چیز کو یاد کرتا ہے جس کا خیال اُس کے دل میں موجود تھا ✦
سمیس۔ تمہاری مُراد کیا ہے۔
سقراط۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کا علم ایک سارنگی کے علم سے علیحدہ ہے کیا یہ نہیں ✦ سمیس بے شک۔
سقراط۔ اور تم جانتے ہو کہ جب عاشق ایک سارنگی یا ایک کپڑا یا کسی اور چیز کو جس کو کہ اُن کے معشوق دیکھنے کے عادی ہیں تو اُس وقت اُن کے دل میں اُس معشوق کی تصویر نقش ہو جاتی ہے جس کی کہ وہ سارنگی ہے۔ یہ یادداشت ہے۔ مثلاً کوئی شخص سمیس کو دیکھ کر اکثر سی بی از کا خیال کر لیتا ہے۔ اور اس بات کی بے شمار مثالیں ہیں۔
سمیس نے کہا کہ بیشک ہیں۔
سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک قسم کی یادداشت نہیں اور خاص کر ایک آدمی جب یہ خیال اُن اشیائے کی بابت رکھتا ہے جنکو کہ زمانہ نے اور عدم توجہی نے بھلا دیا ہے
سمیس نے جواب دیا کہ بیشک اسی طرح ہے۔
سقراط۔ اچھا کیا یہ ممکن ہے ایک آدمی کو یاد کرنا ایک گھوڑے کی تصویر یا ایک سارنگی کی تصویر کے دیکھنے سے یا سی بی از کی تصویر دیکھ کر سمیس کو یاد کرنا
سمیس۔ بے شک ممکن ہے۔
سقراط۔ اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ خود سمیس کو یاد کرنا سمیس کی تصویر دیکھنے سے
سمیس۔ بے شک۔
سقراط۔ تب ان تمام حالتوں میں یادداشت متشابہ اشیاء اور غیر متشابہ اشیاء سے بھی پیدا ہوتی ہے ✦
سمیس۔ ہاں پیدا ہوتی ہے۔
سقراط۔ لیکن جبکہ ایک آدمی ایک متشابہ چیزوں سے پیدا شدہ یادداشت رکھتا ہے۔ کیا اُس کو اس سے آگے اور خیال نہ آئیگا اور نہ سوچے گا کہ آیا وہ مشابہت جو کہ اسے یاد ہے کسی طرح سے ناتکمل ہے یا نہیں؟
سمیس۔ ہاں وہ سوچیگا ✦
سقراط۔ [illegible] ٹھیک ہے کہ ہم برابری کی ہستی کو نہیں مانتے

دیری مُراد لکڑی کے ٹکڑوں یا پتھروں کی برابری سے نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ یعنے خاص صفت مساوات کو۔ کیا ہم کہیں کہ ایسی چیز کوئی ہے یا نہیں ✦
سمیس۔ ہاں بے شک ہم کو ضرور ماننا پڑیگا۔
سقراط۔ اور کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ مساوات کیا ہے
سمیس۔ بیشک ہم جانتے ہیں۔
سقراط۔ ہم نے اس کا علم کہاں سے حاصل کیا۔ کیا۔ لکڑی کے ٹکڑوں و پتھروں اور دیگر اشیاء جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے کے دیکھنے سے نہیں حاصل ہوتی۔ کیا ہم نے اس صفت برابری کا خیال اُن چیزوں سے حاصل نہیں کیا جو کہ اُس سے مختلف ہیں اور کیا تم اختلاف کرتے ہو کہ یہ مخالف نہیں۔
[illegible] سوال کو اس پہلو سے سوچو کیا ہم لکڑی اور پتھر کے برابر ٹکڑے بعض وقت برابر اور بعض وقت نابرابر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ ہمیشہ ویسے ہی ہوتے ہیں۔
سمیس۔ ہاں بیشک ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ لیکن کیا مطلق برابر ہیں کبھی نابرابر معلوم ہوئے ہیں یا مطلق برابری کبھی نابرابری معلوم ہوئی۔
سمیس۔ نہیں کبھی نہیں اے سقراط۔
سقراط۔ لیکن یہ ان چیزوں سے ہی تھا جو مطلق برابری سے مختلف ہیں کہ ہم نے مطلق برابری کا علم پایا یا نہ پایا۔
سمیس نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔
سقراط۔ اور یہ بھی کہ یہ اُن کے متشابہ ہیں یا غیر متشابہ۔
سمیس۔ بے شک۔
سقراط۔ لیکن اس سے کچھ فرق نہیں ہوتا جب تک کہ ایک چیز کا دیکھنا ایک دوسری چیز کو تمہارے دل میں لاتا ہے ضرور ہے کہ وہاں یادداشت ہو۔ خواہ وہ دونوں چیزیں متشابہ ہوں یا نہ ہوں۔
سمیس نے کہا۔ ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ اچھا کیا لکڑی کے ٹکڑے اور اسی طرح اور برابر چیزیں جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے۔ ہم پر اسی طرح تاثیر کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں اسی طرح برابر معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ مطلق برابری برابر معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ مطلق برابری سے کچھ کم ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا ہمارا اس بات پر اتفاق ہے۔ ایک آدمی ایک چیز دیکھتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے یہ چیزیں جو میں دیکھتا ہوں ایک دوسری چیز کے متشابہ معلوم ہوتی ہیں لیکن یہ اُس سے کچھ ناتکمل ہے اور اُس چیز کے متشابہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس سے نکمی ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں کہ وہ آدمی جو کہ یہ خیال کرتا ہے اس چیز کو کسی پہلے وقت میں جانتا ہو جسکو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ متشابہ ہے اور جس کہ یہ نکمی ہے ✦
سمیس۔ ہاں یہ ضرور ہے۔
سقراط کیا برابر چیزوں کے بارے میں بھی اور مطلق برابری کے بارے میں ہمارا خیال اسی طرح تھا ✦
سمیس۔ ہاں بے شک۔
سقراط۔ تب یہ ضروری ہے کہ برابری کا علم ہمارے پاس پہلے موجود تھا۔ پیشتر اس کے کہ ہم نے اول دفعہ برابر چیزوں کو دیکھا اور معلوم کر لیا۔ کہ وہ تمام برابری کے متشابہ ہونے کے کوئی کام کرتی ہیں اور تمام اُس سے ادنیٰ ہیں ✦

سمم لیس - یہ لازمی ہے۔

سقراط - اور اس پر بھی ہم متفق ہیں کہ ہم نے برابری کا خیال نہ حاصل کیا۔ اور نہ کر سکتے تھے بجز دیکھنے یا چھونے اور مس کرنے کے یا حسوں کا بھی یہی حال ہے۔

سمم لیس - ہاں اے سقراط دلیل کے واسطے یہ ایسا ہی ہے۔

سقراط - تو اب [illegible] حواسوں کا ہی ذریعہ ہے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ تمام محسوسات مطلق برابری کے مشابہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس سے نیچے رہتے ہیں جیسے برابر نہیں بلکہ کم ہی [illegible]۔

سمم لیس - ہاں اسی طرح ہے۔

سقراط - پس پیشتر اس کے کہ ہم نے دیکھنا سننا اور دیگر حواسوں کا استعمال کرنا شروع کیا۔ ضروری ہے کہ ہم نے حقیقی اور مطلق برابری کا گیان حاصل کیا ہوگا۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ہم برابر محسوس چیزوں کو مطلق برابری کے ساتھ مقابلہ کر سکتے اور نہ یہ دیکھ سکتے کہ اول الذکر یعنے محسوس اشیا آخر الذکر کے ساتھ مشابہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ اس سے ادنے رہتے ہیں۔

سمم لیس - اے سقراط جو کچھ کہ ہم کہہ چکے ہیں یہ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔

سقراط - تاہم ہم دیکھنے اور سننے اور دیگر حواسوں کو رکھتے تھے جب کہ پیدا ہوئے۔

سمم لیس - ہاں بے شک ہم ضرور رکھتے تھے۔

سقراط - اور ضرور ہے کہ ہم نے مطلق برابری کا گیان پیشتر ان حواسوں کو حاصل کرنے کے پایا ہوگا

سمم لیس - ہاں بے شک

سقراط - تو پھر یہ ظاہر ہے کہ ہم نے وہ گیان پیشتر پیدا ہونے کے پایا ہے۔

سمم لیس - ہاں پہلے ہی پایا ہوگا۔

سقراط - اب اگر ہم نے اس گیان کو پیدائش کے پہلے حاصل کیا اور اس گیان کو رکھتے ہوئے پیدا ہوئے تو ہم پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے وقت نہ صرف برابر۔ بڑے اور کم کو جانتے تھے۔ بلکہ اس قسم کی ہر چیز کو جانتے تھے۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے اور ہماری یہ دلیل نہ صرف برابری ہی کے واسطے ہے بلکہ اسی طرح مطلق نیکی اور مطلق خوبصورتی اور مطلق انصاف اور مطلق پاکیزگی کے واسطے بھی ہے۔ حاصل کلام میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ یہ دلیل ہر ایک چیز پر عائد ہو سکتی ہے۔ جس کو ہم اپنے مباحثہ کے سوال و جواب میں حقیقی کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ پس یہ ضرور ہے کہ ہم نے اپنا تمام حقیقی چیزوں کا گیان پیدائش سے پہلے حاصل کیا ہو۔

سمم لیس - یہ ایسا ہی ہے۔

سقراط - اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اس گیان کے ساتھ ہی پیدا ہوں۔ اور ضرور ہے کہ اپنی ساری زندگی میں ہمیشہ اس گیان کو ساتھ رکھیں اگر ہم اس گیان کو ہر وقت حاصل کرنے کے بعد بھول نہیں جاتے کیونکہ جاننے کے معنے گیان کو حاصل کرنا اور اسے رکھنا ہے۔ نہ کہ اسے کھو دینا۔ اے سمم لیس کیا بھولنا ہی مراد کسی چیز کو بھولنے سے اس گیان کا کھو دینا نہیں ہے۔

سمم لیس - اے سقراط بے شک۔

سقراط - لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسا ہو کہ ہم نے پیدائش کے وقت اس علم کو کھو دیا جو کہ پیدائش سے پہلے حاصل کیا تھا۔ اور پھر بعد اس کے اپنے

حواسوں کو محسوسات پر استعمال کرنے سے اس گیان کو جو ہمارے پاس پہلے تھا پھر حاصل کیا۔ تو علم اس گیان کا حاصل کرنا ہے جو پہلے ہی ہمارا ہے تو کیا اسے ہم یادداشت کہیں تو یہ ٹھیک نہیں۔

سمم لیس - ہاں یہ ٹھیک ہے۔

سقراط - کیونکہ ہم اسے ممکن پا چکے ہیں کہ کسی چیز کو دیکھ یا سن یا چھو کر یا کسی اور حواس سے معلوم کرنا اور پھر اس سے کسی اور مشابہ یا غیر مشابہ چیز کا خیال کرنا جو کہ ہمیں بھول گئی تھی لیکن جس چیز سے یہ چیز متعلق تھی۔ اور اس لئے میں کہتا ہوں کہ دو باتوں سے ایک بات ٹھیک ہونی چاہیئے۔ (۱) یا تو ہم تمام گیان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اپنی تمام زندگی میں اسے ہمراہ رکھتے ہیں (۲) یا پیدائش کے بعد وہ شخص کہ جن کو ہم کہتے ہیں کہ سیکھتے ہیں۔ صرف یاد کرتے ہیں تو ہمارا گیان صرف یادداشت ہے۔

سمم لیس - اے سقراط یہ بلاشبہ ٹھیک ہے۔

سقراط - اے سمم لیس۔ ان دونوں میں سے تم کسے پسند کرتے ہو۔ کیا ہم پیدائش کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں یا ان چیزوں کو ہم یاد کرتے ہیں۔ جن کا گیان ہم نے پیدائش کے پہلے حاصل کیا ہے۔

سمم لیس - اے سقراط میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سقراط - کیا اس سوال کی بابت میں تمہاری کچھ رائے نہیں ہے کیا ایک آدمی جو کچھ جانتا ہے اس کا جو کچھ کہ وہ جانتا ہے کچھ حال بیان کر سکتا ہے یا نہیں۔ تمہاری اس کی بابت کیا رائے ہے۔ اور تمہارا اس پر کیا خیال ہے۔

سمم لیس - اے سقراط البتہ وہ اس کا بیان کر سکتا ہے۔

سقراط - اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہر ایک شخص ان خیالات کا جن کا کہ ہم ذکر کر رہے ہیں بیان کر سکتا ہے۔

سمم لیس نے کہا کہ بیشک میں چاہتا ہوں کہ میں کر سکتا لیکن میں بہت ڈرتا ہوں کہ کل اس وقت کوئی زندہ آدمی موجود نہ ہوگا۔ جو کہ ایسا مباحثہ کر سکے جیسا کہ ہونا چاہیئے۔

سقراط - اے سمم لیس کیا تم یہ نہیں خیال کرتے کہ ہر ایک آدمی ان باتوں کو جانتا ہے۔

سمم لیس - ہر ایک نہیں جانتا۔

سقراط - تو کیا وہ یاد کرتے ہیں جو کچھ کہ انہوں نے پہلے سیکھا۔

سمم لیس - بے شک ضروری ہے۔

سقراط - اور ہماری روحوں نے اس گیان کو کب حاصل کیا۔ یہ ہماری شکل انسانی میں پیدا ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا۔

سمم لیس - بے شک نہیں ہو سکتا۔

سقراط - تو کیا پیشتر تھا۔

سمم لیس - ہاں۔

سقراط - تو اے سمم لیس ہماری روحیں پہلے موجود تھیں ہمارے جسم سے علیحدہ اور پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آئیں وہ عقل رکھتی تھیں۔

سمم لیس - اے سقراط جب تک کہ ہم اس گیان کو پیدائش کے وقت حاصل نہ کریں وہ وقت تب تک باقی رہتا ہے۔

سقراط - اچھا اے میرے دوست اور وہ کونسا دوسرا وقت ہے جبکہ ہم اسے کھو دیتے ہیں۔ ہم نے ابھی اقرار کیا تھا کہ ہم اس کے ساتھ نہیں پیدا ہوئے کیا ہم اسی وقت کھو دیتے ہیں جس وقت کہ ہم اسے حاصل کرتے ہیں

یا تم کوئی اور وقت بتلا سکتے ہو۔
سمیس۔ اے سقراط میں نہیں بتلا سکتا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں فضول بول رہا ہوں۔
سقراط۔ نے کہا کہ اے سمیس تو کیا سچائی یہ نہیں ہے؟ اگر جیسا کہ ہم بار بار کہتے ہیں۔ خوبصورتی اور نیکی اور دوسرے خیالات حقیقت میں موجود ہیں۔ اور اگر تمام محسوس چیزوں کو ان خیالات سے نسبت دیں جو کہ پہلے ہمارے تھے اور اب تک ہمارے ہیں اور محسوس چیزوں کا ان سے مقابلہ کریں۔ تو ٹھیک اُسی طرح جس طرح کہ وہ موجود ہیں۔ ضرور ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے۔ لیکن اگر وہ موجود نہیں تو ہماری دلیل ردی ہو جائیگی کیا یہ ایسا ہے؟ اگر یہ خیالات موجود ہیں تو کیا اُس سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر ہماری روحیں بھی موجود نہیں۔
سمیس نے کہا کہ اے سقراط تو نے اسے بہت ہی عمدہ طرح بیان کیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ضرورت ایک کے لئے بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ دوسرے کے لئے (یعنے خیالات کے لئے اور روحوں کے لئے) ہماری روحوں کی ہستی پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے اور ان خیالات کی ہستی کہ جن کا آپ نے ذکر کیا۔ اِن کے تمام ثبوت کی دلیلیں اب ایک محفوظ جگہ میں پہنچ گئی ہیں۔ مجھ کو اس سے زیادہ اور کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی کہ خوبصورتی اور نیکی اور دیگر خیالات کہ جن کا تو نے ابھی ذکر کیا ہے۔
سقراط۔ بولا لیکن سی بی از کا کیا حال ہے۔ ضروری ہے کہ میں اُسے بھی قائل کروں
سمیس نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اُس کی پوری تسلی ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ دلیل میں سب سے زیادہ متشکی آدمی ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا پورا قائل ہو گیا ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے۔ لیکن اے سقراط میں خود بھی نہیں خیال کرتا کہ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ روح زندہ رہیگی۔ جبکہ ہم مر جائینگے۔ عام خطرہ جس کا کہ سی بی از نے ذکر کیا یعنے یہ کہ روح موت کے وقت ہوا میں تتر بتر ہو جاوے اور موت اُس کی ہستی کا خاتمہ کر دے ابھی تک دور نہیں ہوا۔ یہ فرض کر کے کہ روح چند دیگر مفردات سے بنتی اور زندہ رہتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آوے۔ تو کیوں یہ ممکن نہیں ہے کہ اُس کا خاتمہ ہو جاوے اور وہ فنا ہو جائے بعد اس کے کہ وہ جسم میں داخل ہووے۔ جبکہ وہ اس جسم سے آزادی پا جائے۔
سی بی از نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی صرف آدھا ثبوت ہی دیا گیا ہے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہماری روحیں ہمارے پیدا ہونے سے پیشتر موجود تھیں۔ لیکن یہ بھی بتلایا جانا چاہئے۔ کہ ہماری روحیں ہمارے مر جانے کے بعد موجود رہینگی۔ اُسی طرح کہ جسطرح وہ ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھیں تا کہ ثبوت مکمل ہو جاوے۔
سقراط نے کہا کہ اے سمیس اور سی بی از یہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ اگر تم اس دلیل کو ہمارے پہلے نتیجہ (یعنے تمام زندگی موت سے پیدا ہوتی ہے) کے ساتھ ملاؤگے۔ کیونکہ اگر روح اس سے پہلے کسی حالت میں موجود تھی جس حالت سے وہ قالب انسانی میں آئی تو وہ صرف موت سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر موت کی حالت سے ہی پیدا ہوتی ہے تو کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہے کیونکہ اُس نے پھر جنم لینا ہے۔ پس وہ امر جس کا تم ذکر کرتے ہو۔

وہ پہلے ہی ثابت کیا جا چکا ہے۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ تم دونوں اس سوال پر مباحثہ کرنا چاہتے ہو۔ تم بچوں کی طرح ڈرتے ہو۔ کہ سچ مچ ہوا روح کو اُڑا دیگی "تتر بتر کر دیگی۔ جب وہ قالب سے جُدا ہو گئی اور خاص کر اُس حالت میں جب کہ آدمی کسی طوفان وغیرہ میں مرے۔
سی بی از ہنس پڑا۔ اور کہا کہ اے سقراط کوشش کرو اور ہمیں قائل کرو اگر ہم سچ مچ ڈرتے ہیں ورنہ یہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم ڈرتے ہیں۔ شائد ہمارے اندر ایک بچہ ہے جس کو یہ ڈر ہے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اور اُسے ترغیب دینی چاہئے۔ کہ موت سے نہ ڈرے جس طرح کہ بچے ہوّے سے ڈرتے ہیں۔
سقراط نے کہا کہ تمہیں اُس پر منتر مارنا چاہئے۔ تا کہ اُس کا خوف بالکل دور ہو جاوے۔
سی بی از نے کہا اے سقراط اب ہم ایسا اچھا منتری کہاں پائینگے۔ جب کہ تم بھی ہم سے جُدا ہونے لگے ہو۔
سقراط۔ نے جواب دیا کہ ہیلاس ایک بڑا بھاری ملک ہے اور عموماً بہت سے اچھے آدمی اُس میں پائے جا سکتے ہیں۔ اور وحشیوں کی قومیں بہت ساری ہیں (یہاں وحشیوں سے مُراد یونانیوں کے سوا غیر مُلک کے باشندوں سے ہے) نہیں ایسے منتری کو ان تمام جگہوں میں کوشش سے تلاش کرنا چاہئے۔ خواہ کتنی ہی محنت اور روپیہ خرچ ہو کیونکہ ایسی اور کوئی چیز مفید نہیں جس پر تم روپیہ خرچ کر سکو اور تمہیں اُس کو اپنے آپ میں بھی ڈھونڈھنا چاہئے۔ کیونکہ تم اپنے آپ سے اچھا منتری مشکل سے پا سکوگے۔
سی بی از نے کہا کہ خیر وہ دیکھا جاویگا لیکن اب اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم پھر مضمون مباحثہ کو آگے سے شروع کریں۔
سقراط۔ ہاں بیشک کیوں نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو یہ سوال پوچھنا چاہئے وہ کس قسم کی شے ہے۔ جو کہ تتر بتر ہونے کے قابل ہے اور کس قسم کی شے سے ہمیں تتر بتر ہو جانے کے خطرہ میں رہنا چاہئے۔ تب پھر ہمیں دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا روح اُس قسم سے ہے یا نہیں اور پھر اُس کے مطابق اپنے ارواح کے واسطے متفکر یا مطمئن ہونا چاہئے۔
سی بی از نے جواب دیا کہ یہ ٹھیک ہے۔
سقراط نے کہا کیا وہ مرکب اور مصنوعی نہیں ہے جو کہ قدرتاً تتر بتر ہو جانے کے قابل ہے اُسی طرح کہ اُسکو ترکیب دی گئی تھی اور کیا وہ غیر مرکب نہیں ہے۔ جو کہ صرف تتر بتر ہو جانے کے قابل نہیں اگر کوئی چیز ایسی ہے۔
سی بی از نے کہا میں خیال کرتا ہوں ایسی ہی ہے۔
سقراط نے کہا اور وہ چیز جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ اور لا تبدیل ہے بسا اغلب ہے کہ غیر مرکب یعنی مفرد ہو اور وہ جو ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک جیسی کبھی نہیں رہتی بسا اغلب ہے کہ مرکب ہو۔
سی بی از۔ ہاں میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔
سقراط۔ نے کہا کہ اب ہم اپنے پہلے مضمون پر پھر واپس آ دیں کیا وہ موجودہ چیز جس کو ہم اپنی بحث میں ہستی مطلق کہتے آئے ہیں۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ یا بدل جاتی ہے۔ کیا مطلق برابری مطلق خوبصورتی اور علاوہ اس کے دوسری مطلق ہستی پر کیا یہ تبدیلی آ سکتی ہے یا کیا مطلق ہستی ہمیشہ ایک حالت بالکل ایک ہی اوستھا میں رہتی ہے اور تبدیل نہیں ہوتی۔ اور کبھی کسی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی اُس پر عاید ہوتی ہے۔

سی بی از نے کہا اے سقراط ضرور ہے کہ وہ تبدیلی سے رہت ایک جیسی رہے۔
سقراط نے کہا اور خوبصورت چیزوں مثلاً آدمی۔ گھوڑے۔ کپڑے وغیرہ اور تمام چیزوں کی جو کہ کسی خیال کے نام سے نامزد ہیں خواہ برابر ہوں یا خوبصورت وغیرہ کی بابت کیا رائے ہے کیا وہ کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں خواہ اپنے آپ میں خواہ اپنے رشتوں میں۔
سی بی از۔ یہ چیزیں کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں۔
سقراط۔ تم انہیں چھو سکتے ہو۔ دیکھ سکتے اور دیگر حواسوں سے معلوم کر سکتے ہو۔ مگر لاتبدیل چیزوں کو تم صرف دلیل اور ادراک سے ہی جان سکتے ہو۔ یہ متوخر الذکر دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے
سی بی از نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔
سقراط۔ نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم فرض کر لیں کہ موجودات کی ہستی دو قسم کی ہے ایک قابل دید۔ دوسری ناقابل دید۔
سی بی از نے کہا اچھا۔
سقراط نے کہا اور ناقابل دید چیزیں لاتبدیل ہوتی ہیں۔ مگر قابل دید چیزیں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔
سی بی از نے کہا اچھا۔
سقراط۔ کیا ہم انسان جسم اور روح کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔
سی بی از نے کہا کہ ہم ان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔
سقراط۔ ان دو ہستیوں میں سے بسا اغلب جسم کس میں سے ہے۔
سی بی از نے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ قابل دید ہے۔
سقراط۔ اور ارواح کس میں سے کیا وہ قابل دید یا ناقابل دید۔
سی بی از۔ اے سقراط روح تو انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔
سقراط۔ لیکن ہماری مراد بھی تو قابل دید اور ناقابل دید سے وہی ہے۔ جو انسان کے قابل دید اور ناقابل دید ہو۔ کیا یہ نہیں۔
سی بی از۔ بے شک ہماری یہ مراد ہے۔
سقراط۔ تو ہم روح کی بابت کیا کہیں آیا قابل دید ہے یا ناقابل دید۔
سی بی از۔ قابل دید تو نہیں ہے۔
سقراط۔ تو پھر کیا یہ ناقابل دید ہے۔
سی بی از۔ ہاں۔
سقراط۔ تو روح جسم کی نسبت زیادہ ناقابل دید ہے اور جسم قابل دید ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط بالضرور ایسا ہی ہے۔
سقراط۔ کیا ہم نے یہ نہیں کہا کہ جب روح جسم کو اُس کی کسی تحقیق یا تشخیص کے واسطے کام میں لاتی ہے اور قوت باصرہ۔ سامعہ یا کسی اور حواس کو استعمال کرتی ہے۔ کیونکہ جسم کے ساتھ کسی چیز کی تحقیقات کرنے سے حواسوں کی تحقیقات سے مراد ہے۔ اُس تحقیقات سے وہ اِن چیزوں کی طرف کھنچی جاتی ہے جو کبھی ایک حالت میں نہیں رہتی۔ اور اندھوں کی طرح اِدھر اُدھر پھرتی ہے اور تبدیل ہونے والی چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے وہ شرابی کی طرح گڑبڑا جاتی ہے اور مخبوط الحواس ہو جاتی ہے۔
سی بی از۔ بے شک۔
سقراط۔ لیکن جب وہ خود بخود کسی سوال کی تحقیقات کرتی ہے تو وہ پاک اور ابدی اور لافانی اور لاتبدیل کے پاس جاتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ تعلق رکھتی

وہ اِن کے ساتھ اِس طرح رہتی جیسے کہ اپنے ساتھ۔ اور تب وہ اپنی آوارہ گردی سے آرام پاتی ہے اور اُس میں لاتبدیل طور پر رہتی ہے۔ کیونکہ اُس وقت اُس کا تعلق لاتبدیل سے ہوتا ہے اور کیا روح کی اِس حالت کا نام ہی عقل نہیں ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط بیشک تم سچ اور خوب کہتے ہو۔
سقراط۔ ہماری پہلی اور حال کی دلائل سے تم کیا خیال کرتے ہو کہ روح کس قسم کی ہستی کے مشابہ اور متعلق ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ اِس تحقیقات کے بعد ایک بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی مانیگا کہ روح تبدیل کی نسبت لاتبدیل سے بہت ہی مشابہ ہے۔
سقراط۔ اور جسم کس کی مانند ہے۔
سی بی از۔ وہ تبدیل ہونے والوں کی قسم میں سے ہے۔
سقراط۔ خیر اب اِس کو ایک اور پہلو سے سوچو۔ جب روح اور جسم ملائے جاتے ہیں تو قدرت ایک کو غلام اور محکوم اور دوسرے کو مالک اور حاکم بناتی ہے۔ تو تم مجھے پھر بتلاؤ کہ اِن میں سے کونسی چیز الٰہی کی مانند اور کونسی فانی کی مانند ہے اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ الٰہی شے قدرتاً حکم کرتی اور اختیار رکھتی ہے۔ اور فانی شے قدرتاً محکوم اور غلام ہوتی ہے۔
سی بی از۔ اے سقراط یہ صاف ظاہر ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے جسم فانی کی مانند۔
سقراط۔ اے سی بی از اب بتلاؤ کہ کیا اُس تمام کا جو کچھ کہ ہم نے کہا یہ نتیجہ ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے اور لافانی اور ذہین اور مجرد اور لاتبدیل اور لاتغیر ہستی۔ اور جسم انسانی ہے۔ فانی۔ انجان اور تبدیل اور ترکیب رکھنے والا۔ اے میرے بھائی سی بی از کیا ہمارے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس سے ہم ثابت کریں کہ ایسا نہیں ہے
سی بی از۔ بیشک ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔
سقراط۔ اگر یہ ایسا ہی ہے۔ تو کیا جسم کی خاصیت فوراً جدائی اور تتر بتر ہو جانا نہیں ہے۔ اور روح[1] خلاف اُس کے لاتغیر اور تتر بتر ہونے سے رہت ہے اور تم جانتے ہو کہ آدمی کے مر جانے کے بعد اُس کا قابل دید حصہ یعنی اُس کا جسم جو کہ اِس قابل دید دُنیا میں ہوتا ہے اور جس کو کہ ہم مُردہ کہتے ہیں اور جو کہ تتر بتر ہو جانے اور سڑ جانے والا اُسی وقت تتر بتر نہیں ہو جاتا۔ اور نہ اُسی وقت سڑ جاتا ہے بلکہ یہ ایک معقول عرصہ تک اُسی طرح رہتا ہے۔ جس طرح کہ ہوتا ہے۔ اور بہت دیر تک بھی اگر کوئی عمدہ صحت میں اور عالم شباب میں مرے اور جب کہ جسم رکھا جاتا ہے اور مصالح اُس کو لگائے جاتے ہیں مصر کی ممی کی طرح۔ تو یہ ایک بہت ہی دیر تک قریباً ویسا کا ویسا ہی رہتا ہے۔ اور اگر سڑ بھی جائے تو اِس کے بعض حصے مثلاً ہڈیاں اور پٹھے عموماً دیر تک رہنے والے کہے جا سکتے ہیں کیا یہ ایسا نہیں *
سی بی از۔ ہاں۔
سقراط۔ اور کیا ہم یہ مان سکتے ہیں کہ روح جو ناقابل دید ہے۔ اور جو یہاں سے ایک ایسی جگہ پر جاتی ہے نیک اور دانا خدا کے پاس رہنے کے لئے جو کہ اُس کی مانند پاک ناقابل دید اور جلال والی ہے یعنی ہیڈیز کو جس کا

[1] جب شبد صاحب کی پادری جیسا اتفاق ما ماقبل کا اسم مقابلہ کر دیا تب کہ ایسی ہی دلیل کا استعمال کیا گیا ہے کہ روح لاتغیر ہونے کے باعث لافانی ہے اور روح کی الٰہی صفت رکھنے کی دلیل البتہ زمانہ حال کے بھی بکثرت ہے مثلاً دیکھو لارڈ ڈنی سن کی کتاب (ان میموریم صفحہ ۵۵-۵۶) تک سہو

تمام ان دیکھی دُنیا کو جاتا ہے۔ جیسا کہ اگر خدا کی مرضی ہو تو میری روح بھی تھوڑی دیر کے بعد جاوے گی کیا ہم مان سکتے ہیں کہ روح جس کا سوبھاؤ پُر جلال۔ پاک اور خود ناقابل دید ہے۔ وہ ہوا اُڑ کے تتر بتر اور تباہ ہو جاتی ہے۔ جیوں ہی کہ وہ جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟ نہیں پیارے سی بی از و سمیس ایسا نہیں ہے۔ میں تمہیں بتلاؤں گا کہ کیا اُس روح کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو کہ اس جسم سے جدائی کے وقت پاک ہوتی ہے اور جس نے اپنی زندگی میں بھی جسم سے کوئی ایسا گہرا تعلق نہیں رکھا۔ جس سے کہ وہ بچ سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ جسم کو چھوڑتی ہے تو بھی جسم کا کوئی داغ اُس پر نہیں لگ جاتا۔ یا وہ اُس کے دل سے واقف نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس سے علیحدہ رہتی ہے۔ اور اپنے آپ کو اپنے آپ میں لگ کیا ہے۔ کیونکہ یہی اُس کا دائمی مطالعہ رہا ہے اور اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اُس نے دانائی کو ٹھیک طور پر پیار کیا ہے اور اس بات پر پورا عمل کیا ہے۔ کہ کس طرح مرنا چاہیئے کیا یہ موت کا عمل نہیں ہے۔

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تو کیا پھر وہ روح جو کہ اس حالت میں ہے ناقابل دید میں جو کہ اُس کی مانند الٰہی دانا اور لافانی ہے نہیں جاتی جہاں کہ وہ خطاء بیوقوفی۔ خطرہ۔ اور تند شہوتوں سے بری کی جاتی ہے۔ اور اُن تمام برائیوں سے جو کہ انسان پر عاید ہوتی ہیں۔ اور خوش ہے اور باقی وقت کے لئے سچ مچ دیوتاؤں کے ساتھ رہتی ہے۔ اے سی بی از! کیا ہم اس بات کو مان لیں؟

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ لیکن اگر جسم کو چھوڑنے پر اُس کے ساتھ ہمیشہ رہنے سے اور اُس کی خدمت کرنے اور پیار کرنے سے اُس سے اور اُس کی خواہشوں۔ اور خوشیوں سے ناپاک اور گندی ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی بات کو سچ نہیں مانتی سوائے اس کے جو جسمانی ہے اور محسوس اور کھایا پیا جا سکتا ہے۔ اور انسانی شہوتوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر اُس نے اس بات سے جو کہ آنکھ کے واسطے ناقابل دید اور اندھیرے میں ہے اور صرف فلاسفی سے ہی جانی جا سکتی ہے۔ حقارت کرنا اور ڈرنا اور دور بھاگنا سیکھا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک ایسی روح موت یا جسم سے جدائی کے وقت پاک اور صفا ہو گی

سی بی از۔ نہیں۔

سقراط۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جسمانیت اُس میں گھس جاتی ہے جو کہ جسم کے دائمی تعلق اور گہری دوستی وغیرہ سے اُس کے سوبھاؤ میں ہی داخل ہو جاتی ہے +

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ اور اے میرے عزیز دوست! یہ ضرور ہے کہ جسمانی بوجھل دُنیاوی اور قابل دید ہو۔ اور یہ اسی کا ذریعہ ہے کہ روح اس قابل دید دُنیا میں پھر کر لائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ کی ناقابل دید دُنیا سے ڈرتی ہے۔ اور یہ سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ قبروں اور مزاروں پر پھرتی رہتی ہیں۔ جہاں پر کہ روحیں عموماً دیکھی گئی ہیں۔ اور جو کہ اُن روحوں کے سایہ ہیں جو جسم سے جدائی کے وقت پاک نہیں۔ اور ابھی تک قابل دید دُنیا میں پھر رہی ہیں اور یہی باعث ہے کہ دکھائی دیتی ہیں۔

سی بی از۔ بیشک اے سقراط یہ اغلب ہے۔

سقراط۔ اے سی بی از یہ نیک آدمیوں کی روحیں نہیں ہیں بلکہ بُرے اور بدچلن آدمیوں کی اور جو کہ ایسی جگہ پر پھرنے کے لئے مجبور کی جاتی ہیں اپنی برائی اور قہر انگیز زندگیوں کی سزا ہیں اور وہ اسی طرح پھرتی رہتی ہیں جب تک کہ وہ اس جسمانی خواہش کے سبب پھر کسی قالب میں بند کی جاویں اور وہ اغلباً اُن حیوانات کے قالبوں میں قید کی جاتی ہیں۔ جن کے عادات اِن آدمیوں کی اپنی زندگی کے عادات سے متشابہ ہوتے ہیں۔

سی بی از۔ اے سقراط اس سے تمہاری کیا مراد ہے۔

سقراط۔ میری یہ مراد ہے کہ وہ آدمی جو بیجا حرص اور کاہلی اور [illegible] میں رہے ہیں وہ اغلباً گدھوں اور ایسے ہی حیوانوں کے اجسام میں داخل ہوتے ہیں تمہارا اس سے اتفاق ہے

سی بی از۔ بے شک یہ ممکن ہے۔

سقراط۔ اور وہ جو اپنی زندگی میں ظالم۔ بے انصاف اور جور وغیرہ رہے ہیں وہ بھیڑیوں۔ بازوں۔ چیلوں کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور ہم کس جگہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی روحیں جاتی ہیں۔

سی بی از نے کہا کہ وہ ایسی ہی حیوانوں کے جسموں میں داخل ہوتی ہیں۔

سقراط۔ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ایک روح کہاں جاتی ہے صاف ظاہر ہے کہ اُن حیوانوں کے قالب میں داخل ہوتی ہے جن کی عادات کہ اُسکے اپنے مطابق ہوتی ہیں۔

سی بی از۔ نے جواب دیا کہ سچ مچ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور اُن میں سب سے خوش جو کہ سب سے عمدہ جگہ پر جاتی ہیں وہ ہیں جنہوں نے کہ مجلسی اخلاقی اور ہر دلعزیزی کے صفات کو اپنا پیشوا بنایا تھا اور وہ صفات پرہیزگاری اور انصاف وغیرہ ہیں۔ اور یہ صرف عادات اور مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بغیر کسی دلیل یا فلاسفی کے۔

سی بی از نے کہا اور وہ روحیں سب سے زیادہ خوش کیوں ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کیونکہ یہ اغلب ہے کہ وہ ایک حلیم اور سوشیل طبیعت میں جو کہ اُن کی اپنی طبیعت کے موافق ہوتی ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی یا بھیڑوں یا چیونٹیوں کے قالبوں میں واپس آتی ہیں۔ یا آدمیوں کے اجسام میں واپس آتی ہیں اور یہ وہی ہیں جو کہ یہاں اکثر لائق اور معتبر باشندے بنتے ہیں۔

سی بی از نے کہا یہ عموماً صحیح ہے اور یقین ہے کہ ایسا ہی ہو۔

سقراط لیکن صرف فلاسفر یا علم کے عاشق جو کہ اس دُنیا سے جاتے وقت بالکل پاک ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کے گروہ میں جا سکتے ہیں۔ اور اس واسطے اے میرے دوستان سی بی از و سمیس ایک سچا فلاسفر پرہیزگار ہوتا ہے اور تمام جسمانی خوشیوں سے دور رہتا ہے اور نہ اپنے آپ کو اُن کا مغلوب بناتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے خراب ہو جانے اور مفلسی سے نہیں ڈرتا۔ جیسا کہ عام لوگ اور خصوصاً دولت کے بندے کرتے ہیں اور نہ وہ بدمعاشی کی ذلت اور بے شہرتی۔ اور بے حیائی کا خوف کھاتا ہے جیسا کہ طاقت اور عزت کے پیارے کرتے ہیں۔ وہ اِن باعث کے سبب پرہیزگار نہیں ہوتے۔ (ٹرائیل ان ڈیتھ آف سقراطیس صفحہ ۱۲۷-۱۵۱ تک مترجمہ جرج صاحب) +

حکیم افلاطون کا مذہب۔ قد دون مذهبه من ثلاثة من مذاهب الفلاسفة فتبع هرقليطس في الطبيعات والمحسوسات وتبع فيثاغورس فيما وراء الطبيعات وفي العقليات۔ وتبع سقراط في القوانين والآداب وفضله على الاثنين فاقتدى به وحده في ذلك ذكر ابو طرقس المقالة الاولى من كتابه المسمى آراء الفلاسفة في الفصل الثالث ان افلاطون

قال سلاثۃ اصول الالٰہ والمادۃ والادراک فالالٰہ عندہ عقل العقول والمادہ نسبۃ السبب الاول للتولد والفساد والادراک جوہر روحانی قائم بذات الالٰہ نعم عرف ان العالم خلقۃ اللہ ولکنہ لم یعن انہ مخلوق من عدم محض بل عنی ان الالٰہ انما نظر فی تلک المادۃ القدیمۃ ھذا العالم وشکلہ بالاشکال الموجودۃ وعنی ان الالٰہ اخرج المادۃ حیز العمی الی حیز الظہور و میز بعضھا من بعضھا حتی صارت ھذا العالم الشبیہ بمعالج البیت بالالات الحاضرۃ کالحجر وغیرہ"۔ صفحہ ۷۸ تاریخ الفلاسفہ ۔ کان افلاطون یعلم تناسخ الارواح بالطریقۃ التی تعلمھا من فیثاغورث ثم اتخذ ذلک طریقۃ لہ وسلک فیھا مسلکا خاصا بہ غیر متوال فیثاغورث کما یوجد فی محاوراتہ ومع ملازمۃ لمخالطۃ المعلقۃ ببقاء الروح"۔ صفحہ ۸۸ تاریخ الفلاسفہ

ترجمہ۔ فیدور نے فلسفہ کے طریقوں کے تین نوع بیان کئے ہیں۔ اُس نے ہرقلیطس کی طبعیات اور محسوسات میں پیروی کی ہے۔ اور فیثاغورث کی بعد الطبعیات اور عقلیات میں اور سقراط کے قوانین اور آداب میں اور اُس پر مادہ کیا۔ ویلیس اُسی ایک خیال کا۔ لوطراقس نے اپنی کتاب ارا الفلاسفہ کے مقابلہ اول کی فصل تیسری میں بیان کیا ہے کہ افلاطون تین چیزوں کو ازلی مانتا ہے۔ خدا۔ پرکرتی۔ روح۔ پس خدا بطور عقل العقول یعنے ناظم کارخانہ کے ہے۔ اور مادہ بطور اُپادان کارن کے ہے۔ اور ادراک جوہر روحانی ہے۔ قائم بالذات اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ خدا عالم کا صانع ہے۔ لیکن یہ بات بہت بوچ ہے کہ خدا نے عدم محض سے دُنیا کو مخلوق کیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے پرکرتی کی صورت سے اس قدیم پرکرتی سے اس عالم کو نظام دیا اور رنگارنگ کی شکلوں میں مختلف قسم کے متشکل کیا۔ اِس طرح پر کہ خدا احاطہ اور شیبہ سے اس پرکرتی کو احاطہ ظہور میں لایا ہے۔ اور اُس کے بعض سے اُس کو تمیز دی یہاں تک کہ اس دُنیا کو معمار کی طرح جو گھر کو موجودہ مصالح پتھر وغیرہ سے بناتا ہے۔ **افلاطون تناسخ** ارواح کو اس طرح جانتا ہے۔ جس طرح پر کہ اُس نے فیثاغورث سے سیکھا۔ پھر اُس نے اُسے اپنا طریقہ بنایا اور کچھ نئے قاعدے بھی داخل کئے۔ فیثاغورث کے طریقوں کے سوا جیسا کہ اُس کے مخاطبات میں پائے جاتے ہیں۔ باب بقائے روح میں حکمائے متقدمین مثل افلاطون الٰہی نفس ناطقہ را قدیم می شمارند کہ علت تامہ وجود نفس ناطقہ اگر قبل از بدن موجود باشد۔ لامحالہ نفس قبل از بدن موجود خواہد بود و اگر قبل از بدن موجود نباشد بلکہ بدن ہم شرط یا جز علت تامہ نفس باشد پس وجود نفس موقوف خواہد شد بر وجود بدن۔ و وجود بدن از شرائط و علل وجود نفس خواہد بود۔ لیکن ما میدانیم کہ وجود بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ نیست چہ بدن فاسد و منفسخ میگردد و نفس ناطقہ تا ابد باقی ست ماند۔ پس اگر بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ باشد فساد بدن موجب فنا نفس خواہد بود حالانکہ چنین نیست پس ثابت شد کہ نفس موجود قبل از بدن است ... بدن بنا بر این ... شرط وجود نفس نیست تو ابد بود بلکہ ... این عقیدہ موافق است با حکمائے ہند کہ نفس را قدیم مے شمارند۔" (تحقیق التناسخ صفحہ ۲۷)۔

ارسطاطالیس کا مذہب

ولیم انفیلڈ ایل ایل ڈی لکھتے ہیں۔ کہ ارسطو کی تحریرات یا کتابوں میں کوئی اس قسم کا نوشتہ نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ روح کو ثانی مانتا تھا۔ یا غیر فانی لیکن بہلا یعنے فانی ہونا اغلب ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ روح کی بابت اُس کا یہ خیال تھا کہ اُس کو ایک ہمیشہ رہنے والی چیتن طاقت نے انسان کے جسم میں ڈالا ہے۔

تمام چیزیں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ جس کا وجود قدرت میں ہے۔ یعنے فسٹ مٹر سے نہ کہ اُس سے کہ جس کا ظاہر میں وجود ہے اور نہ ہستی سے مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں کہ جس پر وہ سب آخر مل جاتی ہیں ہر ایک چیز کی شکل اُس کی طبیعت اور جوہر ہے یا وہ جو کہ بناتی ہے اُس کو جو کچھ کہ وہ ہے۔ مادہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا شکل اور اصل وجود سے"۔

"خدا اس طرح کام کرتا ہے بالائی گردن میں اُن کو حرکت دینے کے لئے جس طرح انسان کی روح انسان کے بدن میں کام کرتی ہے"۔

یہ تحقیق ہے کہ جب اس سپوسی پیس اپنے چچا فلاطون کی رحلت بر دار العلوم میں اُس کا جانشین ہوا تب ارسطو اس بات سے اتنا ناخوش ہوا کہ وہ اتھنس چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر جب مدت کے بعد اتھنس میں واپس آیا اور معلوم کیا کہ وہ دار العلوم جس میں اُسے گدی نشین ہونے کی ہوس یا خواہش تھی۔ اُس میں زی نو کری ٹیز گدی نشین ہے۔ تب اُس نے فلاسفی کا پیشوا ہونے کا ارادہ کیا۔ اور اسی ارادہ سے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ فرقہ اس دار العلوم کا مخالف تھا اور ایسے علوم کی تعلیم دیتا تھا کہ جو فلاطون کی مخالف تھی۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے آپ کو تمام فلاسفروں سے زیادہ مشہور کرنے کی خواہش نے ارسطو کو اِس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک فرقہ کی بنیاد ڈالے۔ یعنے ایک نئے فرقہ کا بانی ہو۔ اور اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اپنے اصول کو زیادہ رونق دینے کے واسطے اُس نے حتی الوسع ہر ایک طرح کی کوششیں کیں۔ کہ دوسروں کے اصول کی وقعت کم کرے اُس کا مقصد یہ تھا کہ اپنا عالیشان مکان دوسروں کے مکان تباہ کر کے بنائے۔ چنانچہ لارڈ بیکن نے اِس بات کو اچھی طرح ظاہر کیا ہے جیسا کہ روم کے ایک ظالم بادشاہ کے اُس نے خیال کیا کہ وہ امن سے حکومت نہیں کر سکتا کہ جب تک اُس کے تمام خویش و اقارب نہ مارے جائیں۔ آلسس گی لی پس بیان کرتا ہے کہ جب سکندر نے ارسطو سے شکایت کی کہ اُس نے اپنی تحریرات میں ظاہر کر دیا ہے اپنے دقیق پوشیدہ اصول کو۔ تب ارسطو نے جواب دیا کہ یہ اصول عوام پر ظاہر کر دئے گئے اور نہیں بھی ظاہر کئے گئے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے ان مضامین پر لکھا ہے۔ اُسے صرف وہی آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ جنھوں نے کہ مجھے لیکچر دیتے سُنا ہے"۔

ارسطو اپنی تصنیف کردہ کتابیں اور اپنا کتب خانہ مرتے وقت اپنے جانشین تھیوفریسٹس کو دے گیا جو کہ بلاشبہ اُن کی قدر جانتا تھا۔ اُس نے

اپنی موت پر وہ کتابیں نی لیس کو دیں۔ کچھ اُن سے ٹالمی فلیڈ لفس کے پاس فروخت کی گئیں۔ جنہوں نے حصہ لیا۔ سکندریہ کی لائبریری کی قسمت کا بیتے جلائی گئیں۔ (دیکھو ہسٹری آف فلاسفرس جلد اوّل صفحہ ۱۶۲ سے ۱۸۵ تک ۱۸۱۹ء موجودہ لائبریری جے پور مطبوعہ لنڈن۔) +

نامی گرامی حکیم فے رِی سائی ڈیس کا اعتقاد

ولیم ان فیلڈ۔ ایل ایل ڈی اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں "ایک مسئلہ جو عام طور پر معلوم ہے کہ وہ مشرقی اور مصر کے حکیموں کے درمیان رائج تھا وہ فی رِی سائی ڈیس مانتا تھا۔ یعنی تین چیزوں کا انادی ہونا۔ جوپیٹر ڈیوریتی کے اُس اور یہ بھی وہ مانتا ہے کہ تمام چیزوں کا جو ہلا باعث ہے۔ وہ نہایت عجیب ہے۔ یہ ارسطو لکھتا ہے کہ فی رِی سائی ڈیس ایسا مانتا ہے اور سب حکماء نے اُس کی بابت بالاتفاق یہ رائے لکھی ہے کہ وہ روح کو انادی مانتا تھا۔ جس کو غالباً اُس نے مصر کے حکماء سے سیکھا تھا۔ سیسرو کہتا ہے کہ یہ پہلا فلاسفر تھا جس نے علمی تجربہ کر کے کتابوں میں اِس مسئلہ کو ظاہر کیا۔ اِس میں بھی شک نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ مسئلہ تناسخ کو مانتا۔ بلکہ سکھلاتا تھا۔ کیونکہ یہ مسئلہ تمام پُرانے مصر کے حکماء میں عام طور پر رائج تھا۔ اور یہی فاضل اور محقق حکیم فیثا غورث کا اُستاد تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۲ و ۳۶۴ جلد اوّل لنڈن موجودہ لائبریری اجمیر) ——————

فیلسوف امبیدُقلیس کا مذہب

" وکان امبید قلیس متعلما بمذھب معلمہ فیثاغورث موالعابدۃ سبق من اصحاب فیثاغورث" وکان امبید قلیس یزعم ان الاصل الاول الجمع الاشیاء ھو العناصر الاربعۃ التی ھی التراب والماء والھوا والنار وکان یقول ان بین تلک العناصر وبعضھا علاقۃ التالیف تارۃ والتنافر اخری وانھا دائما تتقلب وتتغیر وانھا لا تفنی ابدا وان ھیئتھا تلک الحالۃ قدیم باقی "

وکان مذھبہ تناسخ الارواح فکان یزعم انھا تنتقل فی الاجسام وکان ان فی حفظی ان کنت بنتا صغیرۃ ثم طائرا الی اتذکر انی کنت نباتا " صفحہ ۳۷ و ۴۷ تاریخ الفلاسفہ۔

ترجمہ۔ امبید قلیس کا مذہب اپنے معلم فیثا غورث کے مذہب کی طرف اغب تھا۔ اور وہ اصحاب فیثا غورث سے بھی سبقت لے گیا۔ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ سب کے اصل الاصول خاک باد۔ آب و آتش ہیں۔ اور یہ بھی کہتا تھا کہ ان عناصر میں الفت اور نفرت کا علاقہ پایا جاتا ہے اور یہ عناصر ہمیشہ ہی پلٹتے اور تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی معدوم نہیں ہوتے اور وہ اپنی حالت میں ہمیشہ قائم ہیں۔ اس کا مذہب تناسخ ارواح تھا۔ جو کہ اجسام میں نقل مکان کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے یاد ہے کہ پہلے میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوتی تھی۔ پھر میں مچھلی بن گیا۔ پھر میں پرندہ بن گیا۔ بلکہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ میں نباتات میں تھا۔" (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۳۷ و ۴۷) +

فیلسوف ابیقورس کا مذہب

یہ فاضل لوگوں کو منع کرتا تھا۔ اُن چیزوں کے کھانے سے جس سے وہ شہوی خیالات کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ گویا وحشی خیالات کو دور کرا کے صفائی سکھلاتا تھا۔ اور تھوڑی چیز پر صبر کرنا سکھلاتا تھا۔ لالچ کی خرابیاں کو بھی سمجھایا کرتا تھا چنانچہ اس کے شاگرد ایسے ہی ہوئے۔ دودھ اور میوہ جات کے کھانے کے فوائد بتلاتا تھا۔ فیثاغورث کے طریقہ کا قائل تھا۔ نیکی اور اچھے عمل اور غم سے بچنے کی ہدایت دیتا تھا۔ وہ صبر کی بہت مدح کرتا تھا۔ اور نفس کو خیالات شہوی کی تباہی سے روکتا تھا۔ یہ آخری صفت ہی اُس کی عقل کی صفائی کا سبب اور حفظ عافیت کا موجب ہوئی۔ اور اسی سبب سے اُس کی عقل اور بدن میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ ہمیشہ حقائق الموجودات کی بابت بحث کرنا اور سوچتا تھا۔ روح کو جسم کا حرکت دینے والا مانتا تھا اور روح کو دائم زندہ اور موجود مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ موافق طبیعت کے (اعمالوں کے) اور اعلےٰ اور ادنےٰ درجہ حاصل کرتی ہے۔ عقل کو خدا کے تصور کا ذریعہ مانتا تھا۔ نیستی سے یعنی عدم سے وجود نہیں مانتا تھا۔ اور گردش ستاروں کی ثبوت ثبانی مانتا تھا۔ مادہ کی بابت اُس کی یہ رائے ہے مادۂ اول ایک اجسام رقیق اور بسیط ہیں۔ اُنہیں سے سائر اجسام ترکیب پاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب متحرک ہیں۔ یہ ذرات عدم ہیں۔ اور عقل ان کی عدد اور صورتوں کو نہیں جانتی اور نہ یہ کہہ سکتی ہے کہ سب ذرات کی ایسی اشکال ہیں سب چیزیں انہیں ذرات سے بنی ہیں مگر تقدم و تاخیر میں فرق ہے جیسے ایک ہی مقررہ حرکات سے سب کلمات بنتے ہیں مگر تقدم و تاخر کا فرق ہے۔ مثلاً کبر رکب۔ کربو۔ ربک۔ کبر وغیرہ۔ یہ بیشمار چھوٹے ذرہ دائم التحرک ہیں۔ اور ان کی حرکت دُنیا کی اُپتی پیدائش کا سبب ہے۔ اگر یہ کسی جسم کے ساتھ ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے تو ترقی و تنزل بالکل نہ ہوتا۔ اور پیدائش و موت کا بڑھنا گھٹنا نہ ہوتا۔ پس کوئی چیز کبھی فساد پذیر نہ ہوتی۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتی۔ ذرات کی حرکات کا ہی سبب ہے کہ ہم کسی چیز کو ایک حال پر قائم نہیں دیکھتے۔ اور نہ کسی مصنوعی چیز کو باقی دیکھتے ہیں مگر وہ ذرات کبھی معدوم نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ سب اشیاء کا اصل ہیں اور عالم ہے شمار ہیں تناسخ کو مانتا تھا۔ گویا مذہب فیثا غورث کا رکھتا تھا۔ اور کئی امورات میں زیادہ بھی ترقی کی تھی۔ (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۱ تک) +

امام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ میں لکھا ہے کہ فلاسفہ کے افضل متاخرین یعنے حکیم بو علی سینا نے اپنی کتاب نجات اور شفا میں جسم کی طرف اعادہ روح کا نہ محال ہونا ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ بعضے اجسام مساوی اِس لئے بنائے گئے ہوں کہ (روح) موت کے بعد اِن میں حلول کرے۔ اور اِس نے اسی کی ایک حکایت اپنے شیخ سے یوں بیان کی ہے۔ کہ اِس عدم استحالہ کے قائل بعض اہل علم ہوئے ہیں جو بیہودہ گو نہیں۔ اِس سے معلوم نہیں ہوا۔ کہ بو علی کو اِس قاعدہ میں شک ہے اور اِس کے محال ہونے پر کوئی دلیل اِس کے نزدیک قائم نہیں ہوئی۔ اگر یہ محال ہوتا تو اُس کے قائل کو یوں نہ کہتا کہ وہ بیہودہ گویا دروغ گو نہیں۔ محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا ہے۔ کہ بو علی سینا کی اِس سے مراد یہ

فارابی سے ہے۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ نفوس جس وقت اپنے بدن سے الگ ہوتی ہیں وہ متعلق دوسرے اجسام سے ہو جاتی ہیں"

اعمال و تناسخ

انگریزی عملداری کے اوائل میں کرسچانٹی ہند میں پھیلی۔ جس میں ہر طرح کے وہمی خیالات ملے ہوئے تھے۔ اور یہی سب باتیں ہر ایک اشیاء میں جو کہ انگلستان سے آئیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر ہم وطنوں کی آنکھیں اس جھوٹی جھکا چوند سے ایسی بے نور ہو گئیں کہ جس سے وہ لوگ ہند کے رواج کو سراسر تعصب کہنے لگے۔ لیکن جب کہ ہند کے لوگوں نے اُس جھوٹی جھلک سے باہر آنے کا موقع پایا۔ اور خود قابل استعمال اپنی وقت مدرکہ کے ہوئے۔ تب سے اپنی ہند کی چیزیں اُن کو ٹھیک اور مناسب اور اصلی حالت میں ظاہر ہونے لگیں۔ ترقی تعلیم سے حالات بالکل تبدیل ہو گئے اب تعلیم یافتہ لوگوں نے اُسی طرح کرسچن لوگوں کے جہل و تعصب کو ثابت کر دیا ہے۔ جس طرح قبل از تعلیم کرسچن ہندوؤں کی نسبت کہتے تھے۔ یہ دھوکھ اب بالکل رفع کر دیا گیا ہے۔ مغربی مذہب اب ہمارے روبرو اپنی بدشکل حالت میں اُسی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ ہے۔ پادری لوگ ہند کے مذہب کی اُن باتوں کو جن کو وہ ناممکن جانتے ہیں۔ اور نیز ایسی باتوں کے اظہار میں جو قابل اظہار نہیں ہیں نہایت کوشش کرتے ہیں اور اپنے دلائل کے استحکام کے واسطے اُن کو ہمارے روبرو پیش کرتے ہیں وہ لوگ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند کے لوگوں میں چند مراسم کس قدر خلاف ہیں ستی۔ لوہا۔ تانبا۔ پتھر یا عمدہ دھاتوں کی مورت کے آگے پرستش کرنا کس قدر مخالف منطق اور عام فہم کے خلاف ہے۔ ایسے مذہبی کاموں اور مراسم کا بجا لانا برخلاف حال کی تربیت کے کس قدر نادانی اور ناسمجھی کا کام ہے ہم ایسی حقارت آمیز باتیں پادریوں سے سن کر اپنے مذہب سے برگشتہ ہوتے چلے گئے ہیں۔ لیکن آدمی صرف ان باتوں کے انکار سے تسلی نہیں پاتا ہے ہم لوگوں نے بے فائدہ مذہبی امور میں ایسے لوگوں سے مدد لینی چاہی جن لوگوں نے اپنے ہی ملک کے ایک عیسائی شاعر کی صلاح کا فائدہ اُٹھایا جس کا قول یہ ہے۔ کہ "اوروں کو وہی تعلیم دے سکتا ہے جو اُن سے فائق ہو" نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ آسمان سے گر کے کھجور میں اٹکے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہم بہ سبب اس خدا شناس سوسائٹی کے اس زبردست گرداب سے محفوظ ہوئے۔ اس مفید انجمن کے اثر سے ہمارے ہم وطن لوگ جو چند روز سے بہکے ہوئے تھے۔ پھر اپنی اصلی اور عمدہ حالت پر آ گئے۔ اور اپنی راہ راست (آریہ دھرم) پر آتے جاتے ہیں۔ جس کو اب تک وہ نظر حقارت سے بہ سبب پادریوں کے دھوکھ دہی کے دیکھتے تھے۔ اب ہمارے لوگوں کو ان کی مشکلات کے حل کرنے کا طریقہ ہاتھ آ گیا ہے۔ اب اُن کو تحقیق ہو گیا ہے کہ آریوں کا مذہب صداقت سے بھرا ہوا ہے۔ سچ ہے کہ بیان تناسخ اور اعمال کا بالکل حکمت، منطق اور بڑے بڑے علوم پر مبنی ہے۔ بہ نسبت پادریوں کے اُس مسئلہ دوزخ و بہشت جس کا وعظ وہ دیا کرتے ہیں۔ اس مقام پر عمدہ ترین الفاظ مسٹر سنٹ کے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور وہ الفاظ یہ ہیں:

"یہ عام خیال کرسچن لوگوں کا مبنی بر غلطی ہے۔ کہ انسان کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ اول دنیوی دوم روحانی۔ اوّل یعنی دنیوی فقط ساٹھ یا ستر برس تک قائم رہتی ہے۔ اور دوسری یعنی روحانی ہمیشہ۔ اور یہ بیان اور بھی ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ یہی کرسچن لوگوں کا بیان ہے کہ ہماری روحانی زندگی جو غیر محدود ہے۔ ہمارے اس ساٹھ ستر برس کے محدود اعمال کے موافق ہوگی۔ اور یہ کہنا کرسچن لوگوں کا کچھ کم بیجا نہیں ہے کہ ایک دفعہ مر جانے کے بعد پھر تغیر و ترقی کے قانون قدرت کا عمل نہ ہوگا"

مسئلہ اعمال سے خواہ مخواہ اعتقاد تناسخ میں ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ جدا ممکن سے نہیں ہے۔ ایک بڑی بھاری مثال قاعدہ علت و معلول کی ہے اور اسی بڑے قاعدہ علت و معلول کو جس طرح جان اسٹوارٹ مل صاحب نے بیان کیا ہے۔ اُس سے یہ بالکل قیاس میں آتا ہے۔ اسی قاعدہ پر زمانہ حال کے بڑے علوم مبنی ہیں۔ اور بغیر اس قاعدہ کے کسی بات کی اصلیت قیاس میں نہیں آ سکتی۔ بڑے بڑے علماء کا اسی قاعدہ پر دارومدار ہے۔ اب اگر ہم اُس شہادت کی جانچ کریں۔ جس پر یہ قاعدہ مبنی ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ خاص ثبوت اُس کا یہی ہے کہ اسی قاعدہ پر سب کا عمل درآمد ہے۔ قاعدہ علت و معلول کا اچھی طرح قیاس میں آ سکتا ہے۔ اور اس قاعدے سے مستثنٰے کوئی بات اس وقت تک انسان کے تجربہ میں نہیں آئی ہے۔ اگر مستثنٰے ہوتی تو ضرور انسان کے تجربہ میں آتی۔ پس یہ قاعدہ درست مانا جاوے گا۔ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے۔ کہ آدمی کے تجربہ کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ اس دُنیا میں سب پر حاوی ہے۔ تو کیا ہم ایک قدم اور آگے بڑھنے کے مجاز نہیں ہیں جو بالکل جائز ہے۔ بموجب اُس تناسب اور تشابہ اور تطابق کے جو ایک شے دوسری شے سے رکھتی ہے۔ سب اس لئے کہ انسان اُس عملی ترین قوت یعنے گیان یا روشن ضمیری کو حاصل کرے۔ جس کے ذریعہ سے روحانی اصلیت نہایت صداقت کے ساتھ بدیہی طور سے دریافت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی قاعدہ انسان کے سمجھنے کے لئے ہے۔ تو یہی ہے۔ لائق حکیموں (فلاسفروں) کی رائے ہے کہ قانون علت و معلول کا ایک امر بدیہی ہے۔ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور ہم لوگ اس قانون کے جان لینے کے واسطے اپنی خلقی قوت متخیلہ کے قاعدہ سے مجبور ہیں۔ اگر یہ رائے حکماء کی عالم مادی میں صحیح مان لی جاوے تو دیگر لطیف تر عالموں میں ہمارا رہنما بجز ایسے قدرتی قانون علت و معلول کے جو ہماری خلقت میں داخل ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے بموجب اصول فلاسفی کے کافی بیان کیا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ قاعدہ علت و معلول کا کچھ قدرت کے مادی اشیاء پر محدود نہیں ہے۔ ایک اور بھی وجہ ہے۔ کہ جس سے اس سوال کے حل کرنے میں ہم کوشش کر سکتے ہیں۔

کوئی قوت زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ یا تو وہ فوراً کسی نہ کسی قوت کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یا وہ خود بجنسہ باقی رہ کر اپنے موقع پر اُس قوت کو ظاہر کرتی ہے۔ کسی چھت یا دیوار پر ڈھیلہ پھینکنے میں جو قوت صرف کی جاتی ہے وہ ضائع نہیں۔ بلکہ ڈھیلے میں اپنی اصلی حالت میں رہتی ہے۔ اور اُس چھت یا دیوار سے جب ڈھیلہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو دوبارہ اُس کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو قوت کہ ایک شیشہ ظرف میں برق ڈالنے کے وقت صرف کی جاتی ہے وہ اپنی اصلی حالت میں

رہتی ہے۔ لیکن وہ صرف تعلق کر اس وقت نکل جاتی ہے۔ جب اُس ظرف کا بیرونی و اندرونی تعلقہ اُس آلہ سے جس کے ذریعہ سے برق نکل جاتی ہے لگا یا جاتا ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہے۔ تو کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جو قوت ہماری عادات اور خیالات و حرکات سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ زائل نہیں ہوتی ہے۔ جب ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ قواعد اپنا اثر ضرور پیدا کرینگے تو پھر ہم کو مسئلہ تناسخ بھی ضرور ماننا پڑیگا۔ اور ان ظاہری قوتوں کے لئے ظاہری عالم کا ہونا بھی ضرور ہے تناسخ کا مسئلہ جس سے مادری لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ علم حکمت کے رو سے نہایت ضروری پایا جاتا ہے۔ اب تک میں نے علم حکمت کے رو سے بیان کیا اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ علم مابعد الطبیعات کی رو سے بھی مسئلہ اعمال و تناسخ کا جس سے ابھی تک اہل یوروپ ناواقف تھے بخوبی حل ہو گیا۔ میرا مطلب ان مختلف حالتوں سے ہے۔ جن میں کہ لوگ پیدا ہوتے ہیں اور وہ مختلف قوتیں اور باتیں جو اُن میں خلقی ہوتی ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنی پہلی زندگی میں چند باتیں اور چند قوتیں حاصل کیں۔ جو کہ اُس کے روح کے ساتھ بطور جزو لاینجزی کے بہ حیثیت خود موجود ہیں۔ اور جبکہ روح پھر جسم میں آتی ہے تو وہ قوتیں پھر آسانی کے ساتھ کام کر سکتی ہیں۔ ایک ایسا مسئلہ بہت مسئلوں میں سے ہے۔ جس سے کہ اُن امور کا ثبوت۔ جو کہ ہم دیکھتے ہیں بہت عمدہ طور سے ملتا ہے۔ اس لئے میں یہ خیال کرتا ہوں اور اصول حکمت سے بھی درست ہے کہ ہم کو اور کسی مسئلہ بر فی الحال خیال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اسی مسئلہ پر مضبوط رہنا چاہئے۔ اور جبتک پورا پورا گیان اس کا ہم کو نہ ہو لیوے۔ اُس وقت تک اور کسی طرف نہ بھٹکنا چاہئے۔

اب اخلاقی مسئلہ پر نظر کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اخلاق کا مسئلہ علم مابعد الطبیعات والسیات سے بھی مفید ہے۔ جسقدر لوگوں کے اخلاق ترقی پاتے جاوینگے۔ اُسیقدر اُن کے مذہب کی بھی ترقی ہوتی جاوے گی۔ انسان کے لئے سوائے مسئلہ علت و معلول اور کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اُس کو تھوڑا یا بہت اس قابل کرے کہ اُس میں جرأت پیدا ہو اور اپنی آپ مدد کرنی اور اپنی کوشش پر بھروسہ کرنے کی ہمت بندھے۔ جب انسان چاروں طرف سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ اُس وقت وہ نہایت مایوسی کے ساتھ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ سب مصیبتیں نتائج ہیں میرے گذشتہ جنم کے اعمال بد کے گو وہ اپنے اُن گذشتہ اعمال سے واقف نہیں ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اُس کو اور کسی بات سے تسلی نہیں ہو سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ یقین کرے کہ اُس کی زندگی آئندہ کی ویسی ہوگی۔ کہ اس جنم کی عمدہ کوشش اور نیک اعمال اور نیک چلن پر منحصر ہے ہند کے لوگ کبھی ایسی حالت میں نہ ہوتے اگر وہ اپنے دل کے نگاہ پر اس بات کو بخوبی ہمیشہ نقش رکھتے کہ اُن کی حالت کا اچھا و بُرا ہونا خود انہیں کے اختیار میں ہے یعنے ہم اگر نیک اعمال کرینگے تو اچھی حالت اور اگر بد اعمال کرینگے تو خراب حالت میں رہینگے۔ ہرگونہ ترقی ہند کی اُسی حالت میں ہو سکتی ہے جب اہل ہند اس سچے اور پاک مسئلہ کی دل و جان سے پوری پوری مدد کریں۔ اور پورے پورے اعتماد کے ساتھ ہمہ تن اُس پر کاربند ہو کر تہذیب جسم بنیں۔" (از رسالہ تھیوسافسٹ ماہ مئی ۱۸۸۵ء)

امارٹیلٹی آف دی سول (بقائے روح) میں فلاسفر ہیوم صاحب فرماتے ہیں "تجربے کے عام قاعدہ کے موافق اگر دلیل کی جاوے اور سبب اشیاء کے کوئی شئے دخل فرض کر لینے کے بغیر جس کو فلسفہ سے ہمیشہ علیحدہ کرنا چاہئے تو جو کچھ بگڑ نہیں سکتا ہے وہ ضرور ناقابل پیدائش ہوگی ہے۔ اسلئے اگر روح غیر فانی ہے تو ضرور ہماری پیدائش کے پہلے بھی موجود ہوگی۔ اور اگر پہلی زندگانی سے ہمارا کچھ سروکار نہیں ہے تو پچھلی سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے پنرجنم (تناسخ) ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کی طرف فلسفہ توجہ کر سکتا ہے"

پروفیسر میکس میولر صاحب نے لندن میں ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کو ایک لکچر دیا جس میں بیان کیا کہ کرم کا مسئلہ گردھرم کو مذہب اور فلسفی کی بنیاد روانیہ کرتا ہے۔ تمام اس اصول کی پابندی جاتی ہے جو کچھ خیال کریں مگر اس نے آدمیوں کے چال چلن پر نہایت ہی عجیب اثر ڈالا ہے۔ اگر ایک آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ ادنی اس دنیا میں مصیبت (تغیر وغیرہ کی) بھوگتا ہے یہ تمام اُس کے پہلے جنم کے بُرے کاموں کا نتیجہ ہے۔ تو وہ اپنے مصائب کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے جس طرح کہ ایک مقروض اپنے پہلے قرض کو ادا کرتا ہے۔ ماسوائے اس کے اگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ اس زندگی میں صرف پہلا قرض ادا کرنے کے لئے مصیبت بھوگتا ہے بلکہ علاوہ براں وہ اخلاقی سرمایہ آئندہ کے واسطے بھی جمع کرتا ہے۔ اور اس میں اس کا نیک ارادہ ہے۔ جو کہ اگر غور کیا جاوے تو خود غرضی پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا کہ چاہئے۔ یہ اعتقاد کہ کوئی کام خواہ وہ نیک ہو یا بد ضائع نہیں ہو سکتا۔ مذہبی دُنیا کا یہ اصول کہ کرم کا ناس نہیں ہوتا علمی دُنیا کے اس اصول کے برابر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ طاقت کا ناش نہیں ہوتا۔ یعنے کوئی چیز دُنیا میں معدوم نہیں ہو سکتی۔ یہ آخری دلیل یوروپین سائنس دانوں کے واسطے ایک زبردست اپیل ہے جن کی تازہ دریافتیں (ڈس کوریز) یہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ دُنیا میں طاقت ہمیشہ قائم رہتی ہے +

ان لیکچروں میں یہ ایسے الفاظ ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آواگون کا مسئلہ ایسا ہے جس پر بہت سے لوگوں کا اعتقاد ہے۔ جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ آدمیوں کو وہ کام یاد نہیں جو کہ انہوں نے پہلے جنم میں کئے تھے۔ تو پروفیسر صاحب ممدوح اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم کس طرح سے اپنی پہلی زندگی کے کاموں کو یاد رکھیں جبکہ ہم موجودہ زندگی میں دو تین یا چار برس کے پہلے زندگی کی باتیں یاد نہیں رکھ سکتے "

ورڈس ورتھ۔ انگلستان کے بڑے مشہور شاعر نے (جو ۱۷۷۰ء۔ ۱۸۵۰ء میں ہوا ہے) اس اعتقاد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہماری روح کے ستارہ کا جو اب یہاں طلوع ہوا ہے۔ اس کا کسی اور جگہ پر پہلے غروب ہو چکا ہے جس کی شعاعیں بہت دور سے یہاں آ رہی ہیں" اس زمانہ تک یہ عام اعتقاد ہے لیکن یہ اعتقاد جو کہ اس نظم میں ہے کہ ہمارا اس زندگی کا ستارہ جو ہم نے پہلے زندگی میں بنایا تھا بہت سے کانوں میں یہ الفاظ عجیب سنائی دیتے ہیں لیکن انگلستان میں مسئلہ تناسخ کی سچائی کے قبول پانے کے امکان کو دیکھنا چاہئے۔ مگر ابھی تک کرم کے فلسفی تشریح اُن کو اچھی طرح سے معلوم نہیں " ویدانت فلاسفی پر لیکچر صفحہ ۱۶۵ رسالہ انڈیا لنڈن (ق) +

(اترا بنگلہ امرت بازار پتریکا) کرم کے مسئلہ پر یہ رائے فاضل پروفیسر کی ہے اِن دو مسئلوں یعنے کرم اور تناسخ کو ایک بڑے فاضل نے ایک ہی بنیاد پر قائم کیا ہے۔ ہندوستان کے باشندوں کے لئے ایک نہایت ہی تسلی بخش ہے" (امرت بازار پتریکا ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کلکتہ) +

مضمون پرنسپل آف بیتھ میں مسز اینی بیسنٹ صاحبہ فرماتی ہیں "ماں سے پھر تناسخ یعنے بار بار جنم لینے یعنے جسم انسانی اختیار کرنے کے ذریعہ سے کمال کو پہنچنے کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اور انسان کا پہلا جنم اس موقع سے شروع ہو کر تیسرے چکر کو طے کر کے جب چوتھے چکر کے بین وسط میں پہنچتا ہے تو اس عرصہ میں درجات لیے سے جتنے حیوان انسان بن سکے تھے بن جاتے ہیں اس کے بعد انسان کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی اور یہاں تک جسقدر انسان بن چکے ہیں۔ انہیں میں آواگون یعنے آنے جانے کا سلسلہ جاری رہکر بار بار انسان کے جسم میں داخل ہو کر انسان مکمل بنتا ہے جب کہ جیو جسم انسان میں داخل ہوتا ہے تب سے اُس کی ترقی کا طریق بدل جاتا ہے یعنے اُس کی آئندہ کی ترقی اپنے اپنے اعمال کے موافق بار بار جنم لینے سے ہوتی ہے۔ اور یہ طریق اُس کے پہلے کے درجات کے

پس جبوے محرمی ماوکے وریعت ہونا چلا آتا ہے وہ طریق ختم ہو جاتا ہے ''

تصیوسانی کے۔ وقت انسان اب پانچویں چکر میں پہنچا ہے اور چونکہ ہر ایک چکر کے سات سات حصے ہوتے ہیں اس لئے ہوس انسان اس کرۂ زمین پر موجود ہیں اُنہوں نے ان سات حصوں میں سے چار حصے طے کر لئے ہیں اور اب پانچویں میں ہیں جب پانچواں حصہ پورا ہو جائیگا تو پھر اسی طرح چھٹا او ساتواں بھی پورا کرنا پڑیگا تب انسان مکمل ہوگا۔ چنانچہ جتنے انسان نسل اس کرۂ پر مؤثر ہوتی ہے۔ جب بار بار جنم لینے والی روحوں کی تعداد میں کچھ بیشی نہیں ہوتی۔ اور اُسی تعداد مقررہ میں کسی خاص وقت کسی قدر جماعۂ انسانی میں موجود ہوتے ہیں کہ جو دُنیا کی آبادی کہلاتی ہے اور باقی روحیں حالت روحانی میں رہتی ہیں۔ اسی طرح کچھ حالت روحانی سے جسمانی میں اور کچھ حالت جسمانی سے حالت روحانی میں آتی جاتی ہیں جو باعث کمی و بیشی آبادی کا دُنیا میں ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی خاص سبب سے کسی جگہ تعداد اموات کی کثرت غیر معمولی ہوتی ہے تو وہاں تعداد پیدائش کی کثرت ہوگی ہے ایسے ہی گویا ہر کسی جگہ دُنیا کی آبادی بڑھتی ہوئی نظر آتی ہو تو اُسکا سبب یہ نہیں ہے کہ نئی روحیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ کسی وقت کسی خاص مقام پر زیادہ روحیں حالت روحانی سے حالت جسمانی میں لوٹ کر آتی ہیں '' (۶۸-۷۰ ک) *

حکیم مولوی قلندر علی صاحب پانی پتی مرحوم اپنی کتاب حلاوت دلپذیر میں لکھتے ہیں کہ واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو ہرگز کسی وجہ سے قسمت نہ ہوسکے۔ اور نفس ناطقہ واحد حقیقی کو تصور کرتا ہے۔ یعنے اس واحد کا اُس میں منقش ہوتا ہے۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے جسم قابل قسمت کے ہے۔ اور ہر دانا کو ظاہر ہے کہ محل کا تقسیم ہونا سبب ہے حال کی تقسیم ہونے کا یعنے جب محل منقسم ہوا جو چیز کہ اس محل میں ہے وہ بھی منقسم ہوگی۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے قابل قسمت کے ہوگا۔ اُسکے انقسام سے لازم آتا ہے کہ جو چیز اُس میں منقش و حلول کی ہوئی ہے وہ بھی منقسم ہووے اور ناطقہ میں یعنے واحد حقیقی کا منتقش ہوتا ہے۔ واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو کسی وجہت قابل قسمت نہ ہوئے۔ پس جسمیت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت کو اور نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت یعنے واحد حقیقی کو اور یہ بالکل باطل ہے ورنہ واحد حقیقی نہ ہوگا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ ہرگز جسم نہیں ہوسکتا ''

نیز بہ ہر میں ہے کہ خاصہ جسم کا یہ ہے کہ جو صورت اُس کو بالفعل حاصل ہے یہ صورت جب تک زائل نہ ہو دوسری صورت اُس میں حاصل نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک جسم کی شکل مثلث ہے جب تک کہ شکل مثلث اُس سے زائل نہ ہوگی دوسری شکل کہ مربع و کروی و اسطوانہ و مخروطی وغیرہ ہیں ہرگز ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایک ٹکڑا موم کا اگر اول اُس کو مربع یا کروی شکل بنا دیں جب تک اُس میں یہ شکل خاص ہے۔ دوسری شکل مثلث و اسطوانہ و مخروطی ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہوسکتی اور ایسا ہی ہم نے اس پارہ موم پر مہر زید کی لگا دی جب تک نام زید کا اس پارہ موم میں منتقش ہے۔ دوسرا نام خالد و ولید کا اُس میں منتقش نہیں ہو سکتا۔ جب نام اول زید کا اُس سے زائل ہووے تب دوسرا نام خالد کا اُس میں منتقش ہو سکے اور ہر جسم کا ایسا ہی خاصہ ہے۔ خاصہ نفس ناطقہ کا اس جسم کے خاصہ سے برخلاف ہے۔ اور اُس میں یکبارگی صورتیں بہت منتقش ہوتی ہیں۔ جس وقت ایک لشکر کثیر کو دیکھا صورتیں اشخاص لشکر کی اُس میں مرتسم ہوگئیں اور جس وقت شب کو آسمان کی طرف دیکھا صورتیں ستاروں کی بے شمار بھی اُس میں مرتسم ہوگئیں۔ بلکہ زیادتی صورت علمیہ کی نفس ناطقہ میں مدد دیتی ہے اُس کو اور صورتیں حاصل ہونے پر۔ پس خاصہ نفس ناطقہ کا برخلاف خاصہ جسم کے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ جسم نہیں ہے ''

حکیم ارسطو طالیس نے نمبر چہارم کتاب اثولوجیا میں لکھا ہے۔ من قدر علی خلع بدنه والصعود الی العالم العقلی فانه هو یقوی علی ان یعرف نور العقل والعرف نور الالوان۔ ترجمہ جس نفس ناطقہ کو یہ قدرت ہے کہ اپنے بدن کو ترک کرکے عالم مجردات و اقلیم ملکوت کی سیر کرے تحقیق اُس میں طاقت ہے کہ ملائکہ کے نور کو دیکھے۔ بلکہ پروردگار کو دیکھے۔

حکیم افلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ اگر علت تامہ وجود نفس کی قبل بدن موجود ہوئے تو نفس ناطقہ بھی ضرور قبل بدن کے موجود ہوگا۔ اس واسطے کہ مختلف و جدائی معلول کی علت تامہ سے محال ہے واگر علت تامہ نفس ناطقہ کی قبل بدن کے موجود نہ ہووے بلکہ علت ناقصہ قبل بدن کے موجود ہووے اور علت تامہ اُسکے بعد بدن کی ہوتی ہے تو اب بدن بھی نفس کی علت ناقصہ ہوگا۔ یا جزو علت تامہ کا ہوگا۔ یا شرط اُس کی اور ظاہر ہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے وجود پر موقوف ہے تو اُس چیز کے عدم سے اُس کا عدم ضرور لازم آتا ہے۔ پس جب وجود نفس ناطقہ کا وجود بدن پر موقوف ہوا تو لازم آتا ہے کہ فساد و ہلاکت جسم سے نفس ناطقہ بھی فساد و فنا ہووے اور اس کا کوئی قائل نہیں سب کا اتفاق ہے کہ نفس ناطقہ فساد و فنا بدن سے ہرگز فاسد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن فاسد و ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور نفس ناطقہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ حادث بحدوث بدن نہیں۔ بدن سے نفس بیشتر ہے اور قدیم ہے۔ البتہ نفس ناطقہ حادث بالذات ہے یعنے اپنی علت سے اُس کو فقط تاخر عقلی ہے۔ حادث بالزمان ہرگز نہیں *

اور بعض حکماء نے نفس ناطقہ کے ازلی ہونے پر یہ دلیل لکھی ہے کہ اگر نفس ناطقہ حادث زمانی ہووے۔ ہرگز مجرد نہ ہوگا۔ بلکہ وہ صرف مادی ہوگا۔ اس واسطے کہ جملہ حکماء اس کے قائل ہیں کہ حادث زمانی کا وجود موقوف ہے مادہ پر اور مدت پر '' پس نفس ناطقہ بھی قدیم اور ازلی ہے البتہ بدن انسانی شرط و علت ناقصہ تعلق نفس ناطقہ کی ہے ساتھ بدن کے نہ شرط وجود نفس ناطقہ کی۔ یہ فرق دقیق و بیّن ہیں۔ اکثر فضلا کو جو سنیہ رہے اس غلطی سے وہ قائل اس کے ہوئے۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن۔ یہ سب غلط ہے۔ نفس ناطقہ قدیم ہے البتہ تعلق بدنی اُس کا حادث بحدوث بدن ہے۔ اس طائفہ نے وجود و تعلق میں فرق نہ کیا۔ اس واسطے یہ خبط و غلط اُن سے صادر ہوا '' *

علمائے متاخرین سے جو اس کے قائل ہیں۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن اپنے اس دعوے پر اُنہوں نے چند دلائل واہیات قائم کی ہیں۔ درست تر اُن سب دلائل سے یہ دلیل ہے۔ اگر نفوس ناطقہ قبل ابدان کے موجود ہوویں یا یہ سب نفوس ایک ہونگے۔ یا بہت۔ اور یہ ہر دو قسم باطل ہیں۔ اور بطلان ثانی کا دلیل ہے بطلان مقدم کی جیسا کہ کتب منطقیہ میں مذکور ہے۔ کہ نفوس ناطقہ قبل بدن کے اس وجہ سے واحد نہیں ہو سکتے۔ اگر جملہ نفوس قبل از تعلق با بدان واحد عددی نہیں ہوسکنے۔ اس واسطے کہ عالم و مدرک نفس ناطقہ ہے جب نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہی ہو لازم آتا ہے کہ جس قدر علم زید کو ہے وہی علم جنب کو ہووے پس اشخاص انسانیہ جملہ برابر ہوں علم میں نہ کوئی اُستاد ہوا اور نہ کوئی شاگرد اور نہ کوئی ذکی ہو اور نہ کوئی غبی اور یہ امر بدیہہ باطل ہے۔ و اگر قبل از تعلق با بدان نفوس انسانیہ کثیر ہوویں۔ بالضرور متمایز ہونگے یعنے ایک دوسرے سے جُدا ہوگا۔ تمایز لوازم کثرت سے ہے۔ اور یہ تمایز نفوس کا از تعلق با بدان یا بالماہیتہ ہے یا بلوازم ماہیتہ ہے۔ یا بعوارض مادہ کے ہے۔ اور یہ ہر سہ شقوق باطل ہیں تمایز اُن کا بماہیتہ اس واسطے نہیں ہو سکتا۔ کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی یعنے جملہ نفوس انسانیہ کا ماہیت ایک ہے۔ جب اُن سب کی ماہیت

ایک ہوئی۔ اب تمائز اُن میں بہ سبب ماہیت کے نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وجہ سے تمائز اُن میں بہ سبب لوازم ماہیت کے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تمائز اُن میں قبل از تعلق بابدان بہ سبب عوارض محل کے اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ نفوس ناطقہ مجرد و بسیط ہیں۔ پاک ہیں محل سے اور مادہ سے اور قبل از تعلق بابدان کسی طرح سے مادہ اُن کے واسطے نہیں متصور ہو سکتا۔" یہ دلیل اُن کی جملہ ادلہ سے بہتر ہے

اس میں چند وجوہ نظر ہے

اوّل یہ کہ علامہ شیرازی نے شرح حکمت اشراق میں لکھا ہے کہ قول مستدل کا اگر نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہووے لازم آوے۔ کہ جس جس چیز کو زید ادراک کرے بکر و خالد وغیرہ بھی اُن سب جزوں کو ادراک کریں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اگر مراد ادراکات سے وہ ہے جو ادراکات موقوف ہیں آلات پر اُس واسطے کہ ادراکات موقوفہ بالآلات مشروط ہیں۔ ساتھ انہیں آلات کے پس وہ نہیں معلوم ہو سکتے۔ مگر ساتھ انہیں آلات کے اور اگر مراد وہ ادراکات ہیں۔ جو غیر موقوف ہیں آلات پر پس جملہ نفوس انسانیہ کا اُن میں مشترک ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے آیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ جملہ نفوس انسانیہ مشترک ہیں اس میں کہ اپنی ذات کو بلا واسطہ جانتے ہیں یعنی اُن کو اپنی ذات کا علم حضوری ہے +

دویم۔ یہ قول اُس کا کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی ہیں۔ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ایک گروہ قدمائے الٰہی سے یہ کہتے ہیں کہ نفوس ناطقہ انسانیہ تین نوع ہیں نوع اوّل وہ ہے جو نہایت درجہ کے ذکی و سعید۔ نوع ثانی وہ اوسط وہ نفوس ہیں کہ جو اوسط درجہ کے ذکی و سعید ہیں۔ گاہ گاہ اُن کے فکر میں خطا واقع ہوتی ہے اور گاہ گاہ اُن سے کوئی امر قبیح بھی ظہور میں آتے ہیں۔ نوع سوم وہ ادنےٰ درجہ کے نفوس ہیں۔ جو غبی محض و شقی مطلق ہیں۔ ہرگز ہرگز علم و حکمت کے کلام نہیں سمجھتے اور اعمال صالحہ اُن سے کبھی صادر نہیں ہوتے ہیں +

نفوس انسانیہ جملہ ان سہ انواع میں منحصر ہیں۔ انسان نوع واحد حقیقی نہیں اور اُس کی وحدت حقیقی پر کوئی برہان قوی ہنوز قائم نہیں ہوئی۔ کلام ربانی بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہا خدا تعالےٰ نے فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات۔ معنے اس آیہ شریفہ کے یہ ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں کہ بہ سبب جہل و بدکاری کے اپنی ذات پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہیں کہ اُن سے اعمال صالحہ و قبیحہ ہر دو صادر ہوتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہیں کہ اُن سے سراسر نیکی و بہتری ظاہر ہوتی ہے +

وجہ سوم۔ یہ کہ جملہ متاخرین ملائکہ کے تجرد کے قایل ہیں۔ اور اس کے بھی قایل ہیں۔ کہ ملائکہ کثیر ہیں۔ اور اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ وہ کثیر نہ ہوویں۔ اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ کثرت ملائکہ کو تمائز ضرور ہے۔ اور یہ تمائز یا بالماہیۃ ہے یا بلوازم ماہیۃ یا بالعوارض مادی ہے۔ نوع ملائکہ کی واحد حقیقی ہے تمائز بالماہیۃ و لوازم ماہیۃ نہیں ہو سکتا۔ اور ملائکہ مجرد ہیں۔ پاک ہیں۔ مادہ سے پس بعوارض مادی بھی تمائز نہ ہوتی۔ اس سے لازم آیا کہ ملائکہ ہرگز کثیر نہ ہوویں۔ حالانکہ جملہ حکما و انبیا علیہم السلام ملائکہ کی کثرت کے قائل ہیں۔ حکمائے فارس کا بھی یہی ایمان ہے حکیم الٰہی پارسی خدا آباد کہ جس کو پارسی لوگ پیغمبر اوّل کہتے ہیں۔ اور اُس کی کتاب کو آسمانی

وہ کہتا ہے کہ سروشان بسیار اند و شمارہ آنہا را نزد اں پاک داند"

وجہ چہارم۔ یہ کہ ہم کہتے ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ کو ہم نے نوع واحد حقیقی مسلم کیا اور یہ جملہ قبل از تعلق بابدان عالم بالا میں موجود تھے۔ تمائز اُس کا بسبب علوم و صفات کے تھا۔ جیسا کہ ملائکہ مجردات میں تمائز بہ سبب ادراکات و صفات نفسانیہ کے ہے

وجہ پنجم۔ یہ کہ جملہ علمائے متاخرین اس کے قائل ہیں کہ نفس ناطقہ بہ سبب فساد بدنی کے فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اب اس میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ جن نفوس ناطقہ نے بدن کو ترک کیا اُن میں تمائز کس طرح سے ہے۔ یا بماہیۃ یا بلوازم ماہیۃ یا بعوارض مادیہ۔

ماہیۃ نفوس انسانیہ کی واحد ہے۔ تمائز بماہیۃ و بلوازم ماہیۃ نہیں ہو سکتا۔ اور بعد ترک بدن نفوس عوارض مادیہ سے بھی پاک ہیں۔ بہ سبب عوارض مادیہ کے بھی بعد مفارقت بدن کے تمائز ممکن نہیں۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ نفوس ناطقہ کثیرہ بعد مفارقت ابدان کے متحد ہو جاویں۔ اور یہ امر شرعاً و عقلاً بالکل باطل ہے البتہ جو قوم تناسخ کی قائل ہیں اُن پر یہ اعتراض وارد نہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو نفس ایک بدن خاص کو ترک کرتا ہے۔ بعد اُس کے دوسرے بدن کے متعلق ہو جاتا ہے تمائز اُن نفوس میں بسبب عوارض مادیہ بدنیہ کے ہے اور یہ علمائے متاخرین ہرگز تناسخ کے قائل نہیں۔ ان پر یہ اعتراض سخت وارد ہوتا ہے۔ ہرگز دفع نہیں ہو سکتا بعض علمائے متاخرین کہ جن کو علم حکمت سے نصیب کامل اور فن فلسفہ سے بہرہ وافر حاصل نہیں۔ کہتے ہیں کہ حکمائے اشراقین کا یہ مذہب ہے کہ نفس ناطقہ انسانیہ ازلی و ابدی ہے۔ اور فلاسفہ مشائین کا یہ مسلک ہے کہ نفس ناطقہ انسانی ابدی ہے۔ ازلی نہیں۔ بحدوث بدن نفس ناطقہ حادث ہو جاتا ہے"۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قول ان کا سراسر افترا و بہتان ہے۔ استاد جملہ مشائین کا حکیم ارسطو طالیس ہے۔ اُس نے کسی اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن بلکہ اُس نے یہ لکھا ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بہ بدن عالم اعلےٰ ملکوت میں موجود تھا۔ اُس نے میمر تیج اثولوجیا میں لکھا ہے۔ ان النفس کانت وھی فی عالمھا قبل تخطات الکون حساسة الا ان حسا کان حسا عقلیا فلما حدثت فی الکون ومع الاجسام حادثھی [illegible] حسا جسمیا۔ ترجمہ۔ نفوس ناطقہ ما قبل از تعلق بابدان عالم اعلےٰ میں موجود تھے۔ اور اُس عالم میں بھی اُن کو حواس تھے۔ مگر وہاں حواس اُن کے عقلیہ تھے۔ جب یہ نفوس اس عالم دُنیا میں متعلق باجسام ہوئے۔ یہاں بھی اُن کے ساتھ حواس ہیں۔ ان کے حواس سے حس جسمی اُن کو ہوتی ہے"۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ارسطو اس کا قائل ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بہ بدن عالم اعلےٰ میں موجود تھا۔ وجود اس کا قبل وجود بدن کے ہے۔ کوئی حکمائے مشائین و اشراقین سے حدوث زمانی نفس ناطقہ کا قائل نہیں۔ (از کتاب اخلاق دلپذیر) +

ڈاکٹر لوئیس فگیر صاحب فرانسیسی اُن لوگوں سے یہ سوالات پوچھتے ہیں۔ جو کہ پُنر جنم کو نہیں مانتے +

"ہم دُنیا میں کیوں آئے۔ ہم نے یہاں آنے کی کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ ہم نے پیدا ہونے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اگر ہم سے پوچھا جاتا تو ہم دُنیا میں آنے سے انکار کرتے۔ یا کسی اور زمانہ میں پیدا ہونے کی خواہش کرتے۔ ہم اس زمین کے سوا کسی اور سیارہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت مانگتے۔ ہماری یہ زمین فی الحقیقت رہنے کے لئے خراب ہے۔ ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ زمین کی محوری حرکت سے موسموں

کی تقسیم خوش گوار نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو گرم کپڑوں سے نہ ڈھانپیں تو ہم سردی سے مر جائیں یا ہم کو سخت گرمی جلا دے۔ اخلاق کے لحاظ سے بھی انسانوں کی حالت بہت خراب ہے۔ دُنیا میں بدی زیادہ ہے۔ بدی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے نیکی کی ہر جگہ اس قدر بدسلوکی ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیانت دار بنکر رہنا چاہے تو اُس پر ضرور مصیبت پڑنے کی امید ہے۔ ہماری محبت سے غم اور رنج پیدا ہوتا ہے اگر کچھ زمانہ کے واسطے باپ ہونے کی خوشی اور محبت کی خوشی اور دوستی کی خوشی کو بھوگتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ محبوب کی حسرت موت کے باعث ہم سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ابتری زندگی کے حادثوں کے سبب وہ ہم سے الگ ہو جاتی ہیں۔ جو بعضا کہ ہم کو ایسی زندگی میں کام کے لئے دئے جاتے ہیں۔ وہ بھاری بیڑ نکلے۔ اور بیماریوں کے تابع ہوتے ہیں۔ ہم رہیں ہیں گرتے ہوئے ہیں۔ اور ہمارا بڑا بھاری حصہ بڑی تھکاوٹ کے بعد مل سکتا ہے۔ اگر بڑے اچھے جسم والے آدمی ہیں۔ جن کو اچھی صحت بخشی گئی ہے تو دُنیا میں ایسے کتنے ہیں جو کہ بالکل کمزور مخبوط الحواس۔ گونگے اور بہرے اور اپنی زندگی سے اندھے دیوانے اور مخنے۔ میرا بھائی بہت خوبصورت جوان ہے۔ میں بدصورت کمزور نحیف البدن اور کوتہ قامت ہوں اور پھر ہم ایک ہی ماں کے لڑکے ہیں۔ بعضے بڑی دولتمندی کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بعضے نہایت مفلسی کی حالت میں تاسکری اور سرکش زمین پر ایک غریب مزدور کی بجائے میں جلیل القدر شہزادہ اور لارڈ کیوں نہیں ہوں۔ میں یوروپ و فرانس میں کیوں پیدا ہوا ہوں۔ جہاں کہ برف۔ تہذیب کے زندگی آرام سے کٹتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ اور منطقہ حارہ کے جلتے ہوئے آسمان کے نیچے کیوں نہیں پیدا ہوا جہاں کہ مرا جیوا تو نکاسا سر۔ کالا اور روغنی چمڑا۔ اور پشم کی طرح بال ہوتے اور میں بڑی سخت آب و ہوا اور سوسائٹی کے وحشیانہ سلوک کی سخت تکالیف میں بُری زندگی گذارتا۔ افریقہ کا کوئی بدبخت حبشی سب ہی جگہ کیوں پیدا نہیں ہوا۔ جو کہ اچھی طرح زندگی گذارتا اور خوش گذران ہوتا۔ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ جس سے ہم دونوں کو زمین پر مختلف جگہ ملتی۔ میرا کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ سے رعایت کی جاتی۔ اور نہ اُس کا کچھ گناہ کہ اُسے بُری حالت میں رکھا گیا اِن سب ہولناک بدیوں کی کم و بیش تقسیم کا کیا باعث ہے۔ جو کسی پر بہت ہیں اور کسی پر تھوڑی۔ جو کہ اچھے ملکوں میں رہتے ہیں۔ وہ اس رعایت کے کیوں مستحق ہوئے جبکہ اُن کے اور بھائی دُنیا کے اور حصص پر گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ بعضوں کی عقل بڑی تیز ہوتی ہے اور انہیں ہر قسم کی عقل بخشی گئی ہے اور بعض برخلاف ان کے ہیں عقل سمجھ اور قوت حافظہ سے بالکل بے بہرہ ہیں زندگی کے مشکل سفروں میں وہ قدم قدم پر گرتے ہیں اُن کی تنگ ظرفی اُن کے ناقص قوا اُن پر ہر قسم کی مصیبت اور دُکھ لاتے ہیں۔ وہ کسی چیز میں کامیاب نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسمت اُنکو اپنے بڑے زبردست صدمات کی برداشت کے واسطے منتخب کرتی ہے۔ ایسے بھی جیو ہیں جن کی ساری زندگی پیدا ہونے سے موت تک دُکھوں اور مایوسیوں کی ایک لمبی اور دردانگیز کہانی ہے اُنہوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ وہ سطح زمین پر کیوں ہیں۔ اُنہوں نے پیدا ہونے کی درخواست نہیں کی۔ اور اگر وہ آزاد ہوتے تو وہ التجا کرتے۔ یہ کڑوا پیالہ اُن کے منہ سے ہٹایا جاتا۔ وہ یہاں اپنے ارادہ کے خلاف جبر کے نیچے پڑے ہوئے ہیں۔ اتنا تو ٹھیک ہے کہ بعض سخت مایوسی کے عالم میں اپنی رشتہ حیات کو قطع کر ڈالتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اُس زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔ جس کو کہ سخت تکلیفوں نے اُن کے لئے ناقابل برداشت بنا چھوڑا ہے +

اِن جیوؤں کو (جنہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے وہ مستحق ہیں) اور جنہوں نے اِس کی خواہش نہیں کی۔ خدا کا بے گناہ سخت تکلیف دینے والی زندگی کو دُنیا پر لانا ظلم اور شرارت ہے۔ لیکن خدا نہ بے انصاف ہے اور نہ شریر ہے۔ اور اس کے بالکل برخلاف صفات اس کے ہیں۔ یعنے عادل وغیرہ بنا بریں آدمی کی زمین کے مختلف حصوں میں موجودگی اور زمین پر بدی کی کمی بیشی کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر میرے ناظرین میں سے کوئی بھی ایسا مسئلہ یا ایسا فلسفہ یا ایسا مذہب جس سے کہ یہ تمام دقتیں رفع ہو سکیں بتا سکتا ہے تو میں اس کتاب کو پھاڑ ڈالونگا۔ کہ میں مغلوب ہو گیا +

اگر برخلاف اس کے آپ آدمیوں کی بہت سی زندگیاں اور بار بار جنم کو یعنے ایک ہی روح کا بہت سے قالبوں میں آواگون مانیں تو ہر ایک چیز بڑی خوبی اور صفائی سے بیان ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے جنم کا دُنیا کے خاص خاص حصوں میں ہونا اندھا دھند قسمت یا اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ صرف اُس بڑے سفر کا ایک سٹیشن ہے جو کہ ہم دُنیا میں کر رہے ہیں (از کتاب دی آف ڈیتھ باب ۱۵ صفحہ ۲۰۲ سے ۲۰۵ تک) +

پھر وہی ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں "اگر بار بار جنم لینا نہیں ہے۔ اگر ہماری زندگی الگ تھلگ واقعہ ہے جو پھر دوبارہ نہیں ہوگا جیسا کہ زمانہ حال کی فلاسفی اور معمولی مذاہب کا اعتقاد ہے تو اس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم بنتا ہے اُسکے ساتھ ہی روح بنتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی کے پیدا ہونے پر اُس کے جسم کو رونق دینے کے لئے ایک روح کا بننا ضروری ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ سب روحیں ایک ہی قسم کی کیوں نہیں اور جب کہ انسان کے جسم یکساں ہیں تو روحوں میں اس قدر کیوں فرق ہے یعنے قوائے عقلیہ اور اخلاقیہ میں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ قدرتی جھکاؤ ایسے کیوں مختلف و زبردست ہیں کہ بہت دفعہ تعلیم۔ تہذیب اور ضبط کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ بچوں میں جو بھاؤ نیکی یا بدی کے ہیں وہ کہاں سے آتے ہیں۔ اور وہ بھاؤ غرور اور کمینگی کے جو اُن کے خاندان اور سوسائٹی کے درجہ کے مطابق نہیں ہیں۔ کس طرح پیدا ہو جاتے ہیں بعض لڑکے تکلیف کی یاد سے کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اور حیوانوں کو دُکھ دیکر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ اوروں کو دوسرے حیوانوں کی تکلیف دیکھتے ہی پہلے درجہ کا رحم آجاتا ہے اور زرد رنگ ہو جاتا ہے۔ اور کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اگر سب آدمیوں کا روح اُس ایک ہی ڈھانچہ کا ڈھلا ہوا ہو تو تعلیم اُن پر وہی بنا یکساں اثر کیوں نہیں کرتی۔ دو بھائی ایک ہی کلاس اور ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ اُن کے ایک ہی اُستاد ہیں۔ اور اُن کے سامنے ایک ہی سی مثالیں ہیں۔ باوجود اس کے اُن سبقوں سے ایک کو اعلےٰ فائدہ پہنچتا ہے اور وہ حرکات و تعلیم و چال چلن میں لاثانی بن جاتا ہے ایسکے برخلاف اس کا بھائی کورا محض اور اکھڑ رہ جاتا ہے۔ اگر ان دونوں زمینوں میں وہی بیج بوئے جانے پر مختلف پھل پیدا ہوتا ہے کیا اس کا یہ باعث نہیں ہے کہ وہ زمین جس میں کہ بیج بویا گیا یعنے روح ہر ایک اپنی حالت میں جدا جدا ہے۔ قدرتی طبیعتیں اور بھاؤ جو اپنے آپکو ابتدائی عمر سے ہی ظاہر کر دیتے ہیں۔ قدرتی بھاؤ میں یہ اختلاف نہ ہوتا۔ اگر روحوں کی ایک ہی بناوٹ ہوتی۔ حیوانوں کے جسم آدمیوں کے جسم اور درختوں کے پتے ایک ہی طرز پر بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو ان میں بہت ہی کم فرق معلوم ہوتے ہیں ایک آدمی کا پنجر ہمیشہ دوسرے آدمی کے پنجر کی طرح ہوتا ہے۔ دل معدہ۔ پسلیاں اور انتڑیاں ہر ایک آدمی میں ویسی ہی ہوتی ہیں۔ روحوں میں اور ہی بات ہے اُن کا ہر ایک آدمی میں بڑا اختلاف ہے۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ فلانے لڑکے کی حساب کی طرف طبیعت راغب ہے۔ فلانے کی راگ کی طرف اور فلانے کی نقشہ کشی کی طرف اور بعض میں بدی ظلم اور جرائم کرنے کے بھاؤ بہت زبردست ہوتے ہیں اور یہ بھاؤ ابتدائی زندگی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں ج

یہ قدرتی بہاؤ بڑے دور کے درجہ تک ترقی پا جاتے ہیں۔ اس کے ہمارے پاس بہت بڑے تاریخی ثبوت موجود ہیں۔ اور وہ کئی دفعہ پیش کئے جاتے ہیں۔ ۱۲ برس کی عمر میں ہم دیکھتے ہیں کہ پیس کل۔ بلین جیا میٹری کے بڑے حصہ کو دریافت کر رہا ہے۔ اور جب کہ اُس کو علم حساب کا کچھ علم نہیں ہے وہ اپنے کمرے کے فرش پر اقلیدس کے پہلے مقالہ کی شکلیں کھینچ رہا ہے اور اُن کے باہم تعلق کو ٹھیک ٹھیک جانچ رہا ہے یعنے اپنے واسطے ڈس کریٹو جیامیٹری بنا رہا ہے۔ ہمارے پاس سہ بنگ نامیلو جیرا ہے کی ایک اور مثال موجود ہے جو کہ پانچ برس کی عمر میں ایک حساب کی مشین کی طرح حساب لگا رہا ہے اور اسی طرح موزرٹ کی ایک اور مثال ہے جو چار برس کی عمر میں انگلیوں سے ایک راگ کا باجا بجا رہا تھا۔ اور رات کے وقت سُروں کو سنایا کرتا تھا۔ یعنے راگ کا ڈراما اور سنہری ساولسو یٹری عقل اور کاریگری سے وائلن نام باجا بجاتی تھی جس پر لکھے کہتا تھا کہ اُس نے پیدا ہونے سے پیشتر ضرور باجا بجایا ہوگا۔ رچرڈ ہارڈٹ کی ہمارے پاس ایک اور مثال موجود ہے۔ جو کہ اس سے پیشتر کہ وہ کچھ لکھ پڑھ سکتا تھا ایک ماسٹر کی طرح نقشہ کھینچا کرتا تھا + ہر ایک آدمی ان مثالوں کو جانتا ہے لیکن خیال رکھنا چاہئے۔ کہ یہ مستثنیات میں سے نہیں تھے وہ ایک عام بات کو کر رہے ہیں۔ جو کہ ان میں اسقدر بڑھ کر تھی کہ جس سبب سے لوگوں کی توجہ ان کی طرف کھینچی گئی +

بعض لڑکوں میں خاص بہاؤ کے بڑھکر ہونے کا مسئلہ عام فلاسفی سے جو کہ یہ بتلاتی ہے کہ ہر ایک بچے میں نئی روح پیدا ہوتی ہے حل نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اس کے یہ عقیدہ آواگون سے بہت آسانی سے حل ہو جاتا ہے اور در حقیقت یہ ایک قسم کا اُس مسئلہ کی کورالری یعنے دوسرا نتیجہ ہے ہر ایک بات سمجھ میں آسکتی ہے بشرطیکہ اس زندگی سے ایک پہلی زندگی مانی جاوے۔ آدمی اس زندگی میں اُن سنسکاروں کو لاتا ہے جو کہ پچھلے جنم میں اُس نے حاصل کئے ہیں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ بہاؤ اور ہر دفعہ ایک پچھلی زندگی کا نتیجہ ہوں جس کی کہ ہم کو کوئی یاد نہیں ہے ہم اُس اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ہمیں سب واقعات جو کہ ہوئے ہیں بھول جاویں اور پھر ہماری روح میں ایسے قوا باقی رہیں جو کہ خاص اور بڑی باتوں پر منحصر نہیں ہے اور خاصکر جبکہ یہ قوا بہت مضبوط ہوں ہم ہمیشہ ان بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے ہیں جنکو اپنی زندگی کے تمام واقعات بھول گئے ہیں اور جنکو اپنے زمانہ کی تاریخ کی کچھ یاد داشت نہیں ہے۔ اور نہ اُن کو اپنی ہی ہسٹری معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے قوا بہاؤ بالکل زائل نہیں ہو گئے +

لیتس اپنی بوڑھی عمر میں اپنی کتابوں کو پڑھکر خوش ہوا کرتا تھا اور بھول گیا تھا کہ میں ہی ان کا مصنف ہوں اور بار بار کہا کرتا تھا کیا دلچسپ ہیں کیا خوبصورت ہیں کاش کہ میں ایسا لکھ سکتا"۔ القصہ آدمی کے مختلف بہاؤ قدرتی قوا اور روز مرہ کے جیسے مسئلہ تناسخ سے آسانی سے حل ہو سکتے ہیں اگر ہم اس مسئلہ کو ترک کر دیں تو ہم کو خدا پر بے انصافی کا الزام لگانا پڑیگا کیونکہ ہم کو ماننا پڑیگا کہ اُس نے بعض آدمیوں کو اچھے قوا بخشے ہیں اور دوسروں کو نہیں دیئے اور سمجھ اور تہذیب کی کم بیشی تقسیم کی ہے۔ جو کہ چال چلن اور روش زندگی کی بنیاد ہیں +

ہمیں یہ دلیل بھی کی رو سے پار معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ فرضی بات پر نہیں بلکہ واقعات پر مبنی ہے۔ یعنے آدمیوں کے قوا اور ان کی عقل و تہذیب کی کمی بیشی پر یہ باب جو کہ موجودہ فلاسفی کے خیال کے مطابق حل نہیں ہو سکتی صرف مسئلہ تناسخ سے حل ہو سکتی ہے اور یہی ہماری بحث کی بنیاد ہے" (۲۱۲ - ۲۱۸ تک) +

ایم اینڈرپی ریبنی صاحب "پہلے حاصل کئے ہوئے بہاؤ اور وہ طاقتیں جو کہ اسی طرح حاصل کی ہیں اُسے نئی جدوجہد میں مدد دیتی ہیں لیکن ایسے باد شور پر جس کی انسان کو کچھ خبر نہیں رہی۔ کیونکہ (ان پرفیکٹ) نامکمل روح ان پر لیا جاتا ہے تاکہ پہلی پیدا کی ہوئی صفات کو مکمل کرے اور ان گناہوں اور غلطیوں کو دور کرے۔ جو کہ اعلےٰ مدارج پر عروج کرنے کے لئے رکاوٹ ہیں۔ (از کتاب اولیفیر ڈس ہانگ زرس ٹنس سنر ڈی لینے صفحہ ۴۰۵) +

"اخلاقی دُنیا کے درست رہنے کے لئے اس مسئلہ تناسخ کا ہونا ضروری ہے۔ دُنیا زندگی کی فزیکل حالتیں قابل نفرت ہیں۔ آدمی شہد ہے ہر قسم کی تکالیف کے لئے بے بس ہے بیرونی اسباب کے خوف سے ہر وقت ہراساں ہے۔ سردی و گرمی کی زیادتیوں سے ڈرتا ہے کمزور اور بیمار۔ دُنیا میں ننگا آتا ہے۔ اور آب و ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے قدرتی ہتھیاروں سے بے پناہ ہے۔ اگر یورپ و امریکہ کے ایک حصہ میں تہذیب کی ترقی کی لہر نے دولتمندوں کے لئے آسائش و آرام پیدا کر دئے ہیں۔ تو انہیں ملکوں میں غریبوں کی تکالیف کا کیا حال ہے۔ ایک بڑے بھاری مجمع کے لئے جو کہ ایشیا۔ افریقہ۔ و ایشیا کے ناخوشگوار حصہ میں رہتے ہیں۔ زندگی بے درپے وبال ہے۔ انسان کے جینے کی حالت اخلاقی طور سے بھی ایسی ہی خراب ہے جیسے کہ جسمانی طور پر۔ اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ خوشی اس دُنیا میں ناممکن ہے۔ زمین ایک آنسوؤں کی (ویلی) وادی ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ آدمی کی قسمت سوائے تکلیفات کے اور کچھ نہیں ہے اُسکو اپنی محبتوں اور اپنی نا پوری ہوئی خواہشوں میں رنج ہوتا ہے۔ اپنی روح کی ترقی کی خواہشات میں بھی ہر دم دھکیلا جا رہا ہے۔ حیران کیا جا رہا ہے اور بیشمار رکاوٹوں اور کاوشوں سے گرایا جا رہا ہے۔ خوشی ہیچ کی ہوتی حالت ہے بہت تھوڑی خوشی کے لمحہ جو کہ کبھی کبھی آتی ہیں وہ بھی سخت رنج سے بدلائے جاتے ہیں ہمیں محبتیں ہیں کہ ہم عزیز خواہشوں کو کتنا کر ان کے واسطے روویں۔ ہمارے ماں باپ ہیں۔ مائیں ہیں۔ لڑکے ہیں۔ ہم اُن کو مرتے ہوئے دیکھیں ناممکن ہے کہ ایسی نادرست حالت ٹھیک ہو۔ ترتیب۔ مطابقت و مساوات مادی دُنیا میں بیدعان ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ وہ اخلاقی دُنیا میں بھی پائے جاویں"

ڈی سی کرپٹس اور دی نٹس نے ان باتوں کو ثابت کیا ہے کہ انسان کی سمجھ ان خیالات کو رکھتی ہے جو کہ اندرونی ہیں یعنے وہ خیالات جو کہ ہم اپنی پیدائش کے وقت ساتھ لاتے ہیں یہ بات سچ ہے ہمارے اپنے وقت میں سکاٹلینڈ کے ایک فلاسفر ڈوگالڈ سٹیورٹ نامی نے ڈی سی کرپٹس کی تصویر کو ایک اچھے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ایک ہی اندرونی خیال جو کہ موت کے بعد آدمیوں کی ضمیر میں ہوتا ہے وہ علت اور معلول کا اصول ہے۔ وہ اصول جو کہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ بغیر کارن کے کاریہ نہیں جس سے دلیل کا آغاز ہوتا ہے۔ علت و معلول کے اندرونی اصول بار بار جنموں کے مسئلہ سے بڑی اچھی طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت وہ اس مسئلہ کے نتائج ہیں۔ آدمی کی روح جو کہ پہلے سے ہی آدمی کے یا حیوانوں کے جسم میں موجود ہے۔ اُن سنسکاروں کو جو کہ پہلے جنموں سے پیدا ہوتے ہیں قائم رکھتی ہے۔ یہی سچ ہے کہ جو کرم جس نے پہلی زندگی میں کئے تھے۔ وہ بھول جاتے ہیں۔ لیکن علت و معلول کا سلسلہ جو کہ خاص خاص واقعات پر موقوف نہیں ہے زندگی کے تجربہ کا عام نتیجہ ہے۔ اور وہ روح میں ہر وقت جبکہ دوسرے جسم کے فرق رہتا ہے۔ (ڈی آفٹر ڈیتھ صفحہ ۲۲۳ - تا ۲۲۳) +

باب پنجم

بائیبل سے تناسخ کا ثبوت

نمبر ا - بی بی لوط کی عورت کا ذکر - لیکن لعنت خود بائبل کی شہادت سے ایک سد - ترجمہ اور جو رو اس کی نے پیچھے پھر کر دیکھا جس سے وہ نمک کا کھمبا بن گئی - (مفصل دیکھو توریت پیدائش فصل ۱۹ - آیت ۲۶ - اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیات)

نمبر ۲ - سو گدھی نے پرمیشور کے دوت کو اپنے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے مارگ میں کھڑا دیکھا - تب گدھی مارگ سے الگ کھیت میں پھر گئی - اُس مارگ سے پھیرنے کے لئے بلعام نے گدھی کو لاٹھی سے مارا - تب پرمیشور نے گدھی کا منہ کھولا اور اُس نے بلعام سے کہا کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے کہ تو نے مجھے اب تین بار مارا - (توریت گنتی کی کتاب باب ۲۲ - آیت ۲۳ سے ۳۰) +

نمبر ۳ - خداوند تعالیٰ نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش توریت باب ۳ - آیت ۱۴ و ۱۵) +

نمبر ۴ - طوفان نوح کا ذکر کرتے ہوئے ایک فاضل عیسائی لکھتے ہیں کہ علمائے یہود یہ بات کہتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حیوانات بھی بدکار تھے - یعنی اپنی غیر جنس کے ساتھ نر و مادہ کی طرح رہتے تھے اس لئے خدا نے اُن پر عذاب کیا - (تفسیر لوکس بر کتاب پیدائش صفحہ ۴۹۹) +

بادشاہ بنوکد نضر کے واقعات میں لکھا ہے وہ این ہمہ بنوکد نضر ملک رسید و بعد [illegible] دوازدہ ماہ در قصر ممالک بابل گردش مینمود - ملک متکلم شدہ گفت کہ آیا این بزرگ نیست کہ آن را من بقوت اقتدار ... قصر ممالک و بجاہ عزت نبا نمودم - ہنوز کہ این سخن در دہان ملک بود آوازے از آسمان نازل گردید کہ اے بنوکد نضر ملک بر ایت گفتہ شدہ است کہ مملکت از تو رفت و ترا از انسانان رانده خواہند گردانید و مسکنت با حیوانات صحرا خواہد بود و ترا مثل گاوان علف خواہند چرانید و ہفت زمان از تو خواہد گذشت تا بدانی کہ متعال بر ممالک انسانیان مسلط است و آن را بہر کس کہ میخواہد میدہد - ہماں ساعت این حادثہ بر بنوکد نضر واقع شد و از انسانان رانده شد و علف را مانند گاوان میخورد و جسدش بہ شبنم آسمان تر میگردید تا وقتیکہ موہایش مثل پرہائے عقاب رو شد و ناخنہایش مانند چنگال مرغان گردید - و بعد از انقضائے آن روزہا منکہ بنوکد نضرم چشمان خود را بآسمان برداشتم و عقل من بمن عود نمود و متعال را متبارک نمودم و آنکہ ابدالآباد حی است تسبیح و تمجید نمودم کہ سلطنتش سلطنت ابدی است و مملکت او دور بدور است - (از کتاب دانیال فصل چہارم از آیت ۲۰ تا ۳۴ مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ع)

ترجمہ اردو - یہ سارا حادثہ بادشاہ بنوکد نضر پر پڑا - جب ایک برس گذر گیا تو وہ بابل کی مملکت کے قصر میں ٹہلتا تھا - بادشاہ نے فرمایا اور کہا کیا یہ وہ بڑی بابل نہیں جسے میں نے اپنی توانائی کی شدت سے بنایا تھا تاکہ وہ دار السلطنت ہو اور اُس سے میری ہی شان و شوکت جلوہ گر ہووے - بادشاہ کے منہ سے جیوں یہ کلام نکلا آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے بادشاہ بنوکد نضر تجھے کہا جاتا ہے کہ سلطنت تجھ سے جاتی رہی اور تجھے آدمیوں میں سے ہانک کے نکال دینگے - اور صحرا کے حیوانوں کے ساتھ تیری سکونت ہوگی اور تجھے بیل کی طرح گھاس کھلاوینگے اور سات دور تجھ پر گذر ینگے - تا کہ تو جانے کہ خدا تعالیٰ آدمیوں کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے - اور جسے چاہے اُسے بخشتا ہے - اُسی گھڑی بنوکد نضر بادشاہ پر یہ بات انجام کو پہنچی اور وہ آدمیوں میں سے نکالا گیا - اور بیلوں کی طرح گھاس کھاتا رہا اور اُس کا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا یہاں تک کہ اُس کے بال عقابوں کے پروں کی مانند اور اُس کے ناخن پرندوں کے چنگل کے سے بڑھے - اور ان ایام کے گذرنے کے بعد میں بنوکد نضر نے آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھائیں - اور میری عقل مجھ میں آئی - اور میں نے حق تعالیٰ کا شکر کیا اور اُس کی حمد و ستائش کی جس کی حیات ابدی ہے اور اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور اُس کی مملکت پشت در پشت" اسی طرح زبور نمبر ۱۲۱ میں ہے

عربی - الربّ یحفظ خروجک ودخولک من الآن الی الدھر (از کتاب المقدس عربی مطبوعہ نیویارک) +

فارسی - خداوند خروج و دخول ترا از حال تا ابدالآباد حراست خواہد کرد (از زبور مطبوعہ ۱۸۳۰ء کلکتہ مشن پریس صفحہ ۲۰۰) +

دوسرا فارسی ترجمہ - خداوند خروج و دخولت را از حال تا ابدالآباد در نگاہ خواہد داشت (از کتاب المقدس فارسی ۱۸۴۵ء مطبوعہ اڈنبرا جلد اول صفحہ ۱۶۹) +

اردو - خداوند تیرے جانے آنے میں اس وقت سے لیکے ابد تک تیرا حافظ رہیگا" (از زبور ۱۸۶۶ء مطبوعہ مرزاپور صفحہ ۲۷۴) +

حنوک یعنی ایلیاہ تسبی کا کئی بار دنیا میں آنا - بار اوّل - بقالب حنوک حنوک کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا - اس لئے کہ خدا نے اُسے لے لیا" (پیدائش توریت ۵/۲۴-۲۳) مسیح سے ۳۳۱۷ سال پیشتر +

بار دوم - قالب ایلیاہ تسبی - تب ایلیاہ تسبی نے جو جلعاد کے باشندوں میں سے تھا اخیاب سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا جس کے سامنے میں کھڑا ہوں زندہ ہے ان برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا - مگر میرے کلام کے مطابق" (سلاطین ۱ باب ۱۷ - آیت ۱) مسیح سے ۹۱۰ سال پیشتر +

بار سوم - اُس دم خدا کے فرشتہ نے تسبی ایلیاہ کو حکم کیا کہ اُٹھ اور شاہ سمرون کے قاصد سے ملنے جا" پھر اُسی سال اک رتھ اور آتشی گھوڑے نے درمیان آکر (الیسع اور ایلیاہ) ان دونوں کو جُدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہوکے آسمان پر جاتا رہا - (۲ سلاطین ۲/۱۱) مسیح سے ۸۹۶ سال پیشتر +

بار چہارم - بقالب یحییٰ نبی المعروف یوحنا ابن ذکریا کے پیدا ہونا - **دیکھو خداوند** کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا - (ملاکی کتاب ۴/۵) مسیح سے پیشتر ۴۱۰ سال +

مسیح کہتا ہے ایلیاس (ایلیاہ) جو آنے والا تھا یہی ہے (یوحنا) جس کو سننے کے کان ہوں سُنے - (متی ۱۱/۱۴) +

تب اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے ایلیاہ کا آنا فرض ہے یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ ایلیاہ البتہ پہلے آویگا - اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا - میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آ چکا - لیکن اُنہوں نے اُس کو نہیں پہچانا - بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا - اسی طرح ابن آدم بھی دُکھ اُٹھاویگا تب شاگرد سمجھے - اُس نے اُن سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا" (متی ۱۷/۱۰-۱۳) اور بھی غور کرو کہ یہ انسان تو انسان ہی ہے اُسے تناسخ سے کب گریز ہے جبکہ خود خدا کو بھی تناسخ کے چکر میں آنا پڑا +

یسوع نے ناصرت گلیل سے آکر یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسما لیا اور جونہیں وہ پانی سے باہر آیا اُس نے آسمان کو کھلا اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا"

مرقس ۱۰/۱ + یوحنا نے یہ کہہ کے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس پر ٹھیری (یوحنا ۳۲/۱) اور ایسا ہوا کہ جب سب لوگ بپتسما پا چکے اور یسوع بھی بپتسما پا کر دعا مانگ رہا تھا۔ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اُتری۔ (لوقا ۲۲/۳)۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ (یوحنا ۱/۱-۳)۔ عیسائی کہتے ہیں کہ کلام سے مُراد یہاں خدا یسوع مسیح ہے۔ کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال۔ یوحنا نے اُس کی بابت گواہی دی (یوحنا ۱۴/۱) + عیسائی دلی اعتقاد سے باپ بیٹا اور روح القدس کو جُدا جُدا اور واحد خدا سمجھتے ہیں یعنی اُن کا اعتقاد ہے باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق اُن کے مسئلہ تثلیث کے بموجب تین اقنوم ہیں۔ دوسرا خدا یعنے مسیح جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا بلکہ خدا تھا گنہگاروں کی نجات دینے کے واسطے پاک حالت سے نکلکر مریم زوجہ یوسف کے حمل میں آیا اور پورے نو ماہ حمل میں رہ کر پیدا ہوا۔ اور ۳۳ سال کی عمر میں وعظ کرتا ہوا اپنے اعمال کے مطابق یا ہیرودس کے ظلم کے سبب یا شمس تبریز و منصور کی طرح دعوئے خدائی کرتا ہوا صلیب پر لٹکایا گیا۔ جیسا مفصل اناجیل اربعہ میں مذکور ہے پس عیسائی اور یہودی عملی طور پر تناسخ ارواح کے قائل ہیں۔ بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے کہ مسیح ایکدفعہ پھر دنیا میں آویگا اور وعظ کریگا۔ کئی آدمی اصلی مسیح یا مثیل مسیح ہونے کے دعویدار ہیں اور ہو چکے ہیں۔ پس جتنے آدمی اس مسئلہ کو اس طرح مانا خواہ وہ نفی ہو وہ صدق دل سے مسئلہ تناسخ کی صداقت کا قائل ہے اور جب وہ ایسی بے بنیاد اور بے ثبوت مذہبی روایات کو مانتے ہیں تو پھر وہ اس مقدس مسئلہ سے جس سے خدا کے عدل و انصاف کی زبردست شہادت ملتی ہے کسی طرح اور کبھی انکار نہیں کرسکتے +

مورخ اعظم گبن صاحب بہادر فرماتے ہیں جب سے فلسفہ یونان یا کالدیاں سے رواج پایا تھا ہنود یوں نے روح کے تناسخ اور غیر فانی اور پہلے سے موجودگی کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا (رابرٹ روڈ آف اکبری ماتب؟)

باب ششم

قرآن سے تناسخ کا ثبوت

اب ہم اس مضمون کی قرآن سے تحقیقات کرتے ہیں۔ نمبر ۱۔ قرآن سورۃ بقر۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ وہر آئینہ دانستہ اید آنکسان را کہ از حد در گذشتند از شما در سبت پس گفتیم ایشانرا بوید شوید خوار شدہ تفسیر۔ و ہر آئینہ نیکو دانستہ آمد شما آنرا کہ در زمان داؤد از حد فرمان گذشتند از قوم شما در شہر ایلیاہ در حکم روز شنبہ کہ منع کردہ بود ماایشانرا از صید ماہی و ایشان مخالفت نمودہ دران روز بحیلہ ماہی میگرفتند پس گفتیم ما ایشانرا کہ چون خلاف کردید باشید بوزنگان خوار شدگان۔ از تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۲ نولکشور اسی کا مفصل ذکر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے (صفحہ ۸۵ جلد اول نولکشور)

نمبر ۲۔ قرآن سورہ اعراف۔ فلما عتوا عن ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ پس چون تکبر کردند از ترک آنچہ منع کردہ شد ایشانرا ازان گفتیم ایشانرا کہ شوید بوزنگان خوار رفتہ تفسیر۔ پس آن ہنگام کہ گردن کشیدند از ان چیزیکہ نہی کردہ شدہ بودند از ان یعنے صید ماہی گفتیم مر ایشانرا کہ گردید بوزنگان دور شدگان و نا امیدان از رحمت آوردہ اند کہ تا مبال بعد از آنکہ اپند پذیرفتن ایشان نا امید شدند کار کنان شروہ میان خانہائے خود ایشان دیوارے کشیدند و دری بجانب شارع ندہ راہ آمد و شد پیدا کردند ایشان دل بستند روزے از محلہ خود بیرون آمدند و کسانے از محلہ اسقان

بیرون نیامدہ بود در تفحص اینان در ہیرہ ما افسدہ دو منقشہ۔ دہر بوزنہ گردیدہ کسان خود گرہ کنان بیگشت و روئے در جامہ ایشان میمالید۔ سہ روز زندہ بودند۔ و روز چہارم مردند و آن دہ ایلیہ بودہ است میان مدین و طور بر ساحل بحر قلزم گفتہ اند۔ نام آن دہ مقنا بود۔ و در سال مدین دھیتو نا و بر ہر تقدیر مردم آن دہ متشرع بہ شریعت تورت بودند۔ (صفحہ ۲۴۴ جلد اول) حاشیہ پر عبد القادر دہلوی فرماتے ہیں (محمد صاحب) نے پیا حوال اس اُمت کو سُنایا ہے کہ بعضے اس پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس اُمت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے۔ اللہ گمراہی سے بچاوے۔ (صفحہ ۱۷۰ نولکشور) +

تفسیر علامہ ابی سعود عربی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور زیادہ یہ ہے کہ وہ کل آدمی ۷ ہزار تھے جس میں سے تیسرا حصہ بندر اور سور ہو گئے۔ (دیکھو صفحہ ۴ مطبوعہ مصطفائی) اور تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی صاحب فرماتے ہیں و نقل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما ان شباب القوم صاروا قردۃ والشیوخ صاروا خنازیر (صفحہ ۳۵۳ جلد ۴) اور معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ میں بھی ایسا ہی درج ہے +

نمبر ۳۔ سورۃ مائدہ۔ قل ھل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ و غضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل۔ ترجمہ کہہ کہ خبر دوں میں تمکو سا تھ بدتر کے اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے اُن پر اور غضب کیا اُن پر اور کئے ان میں بندر اور سور اور جنہوں نے پوجا طاغوت (بت یا دیو یا شیطان) کو سو لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھے سے + تفسیر حسینی۔ بگوائے محمد آیا خبر دہیم شما را بد تر از آنچہ گفتند کہ دین شما بد تریں ادیان است اہل این دین کہ بہرہ تر اند یعنی شما را آگاہ گردانیم و خبر دہیم از دین قومی کہ بدتر اند از جہت جزا کہ ثابت است ایشانرا نزدیک خدائے پس بیان میکند کہ بدترین ایشان آنکہ لعنت کرد خدا ایشانرا و خشم گرفت خدائے بر وے و آن یہود اند کہ خدائے تعالیٰ ایشانرا از زیر خشم خود دور ساخت بمعرض غضب خود در آوردہ و ساخت از ایشان بوزنگان مسخ کرد ایشان را بزمان داؤد چیا نحہ اصحاب سبت را و خوکان ساخت مسکرین مائدہ عیسیٰ و آنکس کہ پرستید طاغوت را یعنی آنرا کہ یہود متعصب فرمانبرداری او کردند آن گروہ ملعونان بد ترانند بحسب منزلت خود در روز قیامت یعنے بازگشت ایشان بدترین مکانے باشد و گمراہ ترانند از میان راہ راست (صفحہ ۱۵۱ جلد اول) ایسا ہی معالم التنزیل صفحہ ۲۸۱ جلد اول میں ہے۔ مولوی محمد طاہر صاحب کہتے ہیں (ذکر عیسےٰ) حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نازل کرونگا اور کفران نعمت پر بموجب اعتقاد کے عذاب نازل کرتا ہوں۔ حضرت عیسےٰ نے اُن لوگوں کو خبر دی صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چارسو یا سات سو آدمی سور کی شکل ہو گئے اور گلی کوچوں میں ملے ملے پھرتے تھے اور گو کھاتے تھے حضرت عیسےٰ کے روبرو آن کر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے لیکن وقت علاج گذر چکا تھا اس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی نعوذ باللہ من غضب اللہ (صفحہ ۱۴۳ روضۃ الاصفیا ۱۸۹۰ء) +

دوسری جگہ تفسیر حسینی میں یہ آیت ہے قال عیسےٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال اللہ تعالیٰ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین۔ پس حواریان از حضرت عیسیٰ ترسان شدہ ازان مائدہ نخوردند و عیسیٰ فرمود تا فقیران و بیماران و معلولان از اطلبیدند و گفت بخورید کہ شما را عطا ہست و دیگران را بلا ہست ہزار و سیصد تن ازان طعام بخوردند و ہیچ چیز از آن خوان کم نبود نشنیدیم فقیرے ازان طعام بخوردہ الا کہ توانگر شد و بیمارے تندرست شد الا کہ شفا یافت پس ازان آسمان رفت و دیگر روز چاشت گاہ باز آمد و اغنیا و فقرا ہم آمدن تا دل متعدد ... از چہل روز غائب شد روزی ... [illegible]

پس وحی آمد کہ اے عیسے مائدہ را فرستادہ ترا با عقیان تو ہمگران زین حکم مضطرب شدہ در مائدہ شک آوردند و آنچہ با یشان بیاورے حمل کردند ہشتاد و تن و بقول صاحب معالم سی صد و سی تن مسخ شدند بصورت خوک بعد از سہ روز بمردند ۔ (صفحہ ۱۶۳ تفسیر حسینی) +

تفسیر بیضاوی میں ہے ۔ واما کم فی المعاصی بعد وضوح الآیات مسخ بعضہم قردۃ وھم اصحاب السبت وبعضہم خنازیر وھم کفار اھل مائدۃ عیسے علیہ السلام وقیل کلا المسخین فی اصحاب السبت مسخت شبانہم قردۃ ومشایخہم خنازیر۔

صفحہ ۲۳۸ جلد ۱ ۔ اور تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں ۔ انہ جعل منہم القردۃ والخنازیر عبد الطاغوت قال اھل التفسیر عنی بالقردۃ اصحاب السبت وبالخنازیر کفار مائدۃ عیسی وروی الضیاان المسخین کانا فی اصحاب السبت لان شبانہم مسخوا قردۃ ومشایخہم مسخوا خنازیر ۔ (جلد ۳ صفحہ ۴۲۶)

تاریخ طبری[1] میں ہے بدانکہ خدائے تبارک و تعالیٰ دو گروہ را از خلق مسخ کردانید از بنی اسرائیل یکے اصحاب المائدہ را کہ ایشانرا خوکان گردانید و گروہے بیشتر از ایشان از قوم داؤد علیہ السلام بود کہ پیش از سلیمان علیہ السلام قومے مردم اندر دیہہ روز شنبہ ماہی گرفتند و حق روز شنبہ نگاہ نداشتند خدائے عز و جل ایشانرا مسخ کرد ۔ "

نمبر ۴ ۔ سورۃ اعراف ۔ واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان یقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا غافلین ۔ اُن کی اولاد کو گواہ کیا اُن کو اوپر جانوں اُن کی کے ۔ کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا ۔ کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم ۔ ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل ۔ تفسیر حسینی میں ہے ۔ و یاد کن اے محمد چوں فراگرفت از فرزندان آدم از پشتہائے ایشاں فرزندان ایشاں را و گواہ گردانید ایشاں را بر نفسہائے ایشاں باقرارے کہ کردند بعضے ابر بعضے گواہ ساخت و گفت آیا نیستم پروردگار شما حق سبحانہ تعالیٰ ذریت آدم را بیروں آوردہ بعضے از اصلاب بعضے ہمچوں توالد انبیاء از آبا و ذکر آدم نکرد چہ ہمہ کس را معلوم است کہ پدر بشر اوست و ہمہ از صلب وے بیروں آیند ۔ حاکم ابو عبد اللہ در صحیح خود از ابن عباس نقل میکند کہ حضرت رسالت پناہ فرمود کہ خدائے فراگرفت میثاق از ذریت آدم بہ نعمان و آن وادی ایست نزدیک عرفات و آنرا نعمان سحاب گویند و بقولے بطن نعمان خوانند ۔ در لباب آوردہ کہ از میثاق در دہینا بودہ و آن زمینے ست در ولایت ہند و بعد از خروج آدم بودہ از بہشت و در مدارک میگوید کہ جمہور مفسران برانند کہ بعد از خلق آدم و قبل از دخول جنت بودہ بر فضائیکہ بر در بہشت است و عرض آن سی ہزار سالہ راہ است ۔ حق تعالیٰ ذریت آدم را از صلب وے بیروں آورد بر مثال مورچہائے خرد و ریزہ و بعضے میگویند کہ سفید با سرخ و گروہے بر آمدند کہ از جانب راست مورچہ سفید و از جانب چپ مورچہ سیاہ و بعضے بر آنند کہ تو الد و تناسل از پشت آدم یکبارگی بودہ نہ بر وجہ توالد و تناسل روحے نمودہ و حیات و عقل و نطق مرایشان را فرید و ربوبیت خود را بر ایشاں عرض کرد و ایشاں قبول کردہ گفتند گواہ شدیم ما بر اقرار خود و گفتہ اند چون ذریت آدم بلے گفتند حق سبحانہ تعالیٰ از خود و فرشتگان خبر رسید ہد کہ بر اقرار ذریت آدم گواہ شدیم " (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۶) +

از حسین منصور قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ اند عنایت از حقائق سوال الست چگونہ جواب دہد پس سر مخاطب مجیب بغایت نازک ست ۔ بیت ۔ تو در میان ہیچ نہ ہر چہ ہست اوست ۔ ہمہ خود الست گوید و خود بلے کند " (تفسیر حسینی ۲۲۶) +

اور حدیث میں لکھا ہے ۔ وعن ابی الدرداء عن النبی قال خلق اللہ آدم حین خلقہ فضرب کتفہ الیمنی فاخرج ذریۃ بیضاء کانہم الذر وضرب کتفہ الیسری فاخرج ذریۃ سوداء کانہم الحمم فقال للذی فی یمینہ الی الجنۃ ولا ابالی وقال للذی فی یسارہ الی النار ولا ابالی ۔ ترجمہ ۔ روایت است از ابی الدرداء از پیغمبر گفت آن حضرت پیدا کرد خدا تعالیٰ آدم را ہنگامیکہ پیدا کرد او را پس زد حق تعالیٰ بدست قدرت خود یا امر کرد فرشتہ را کہ بزد شانہ راست آدم را پس بیروں آورد ذریت سفید گویا کہ ایشان مورچہائے خوردا اند و زد شانہ چپ او را پس بیروں آورد ذریت سیاہ گویا کہ ایشان انگشتان اند در سیاہی پس گفت مر آن گروہ را کہ در جانب راست بود بر وید بسوئے بہشت و باک ندارم کہ ایشانرا حکم جنت کردہ ام پیش از صدور عمل ۔ مالک متصرف مطلق ام ہر چہ میخواہم میکنم و گفت مر آن گروہ را کہ در کتف چپ بود بروید بسوئے آتش دوزخ و باک ندارم از آنکہ ایشان را حکم دوزخ کردہ ام پیش از صدور عمل مالک متصرف مطلق ام ہر چہ میخواہم میکنم پروردگار تعالیٰ بے نیاز است و قادر مطلق ہر چہ خواہد میکند و گفتہ کہ در آرم در بہشت ہر کرا خواہم و در آرم در دوزخ ہر کرا خواہم و باک ندارم و ہیچ کس را نمی رسد کہ بگوید کہ چرا کردی " (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹) +

ابن عباس رض نے پیغمبر سے روایت کی ہے ۔ اخذ اللہ المیثاق من ظھر آدم بنعمان فاخرج من صلبہ کل ذریۃ ذراھا فنثرھم بین یدیہ کالذر ثم کلمھم قبلا قال الست بربکم قالوا بلی شھدنا وھو علی کل شیء قدیر +

ترجمہ ۔ گرفت خدا تعالیٰ عہد را از ذریت کہ بیروں آورد از پشت آدم بنعمان پس بیروں آورد حق تعالیٰ از استخوان پشت آدم ہر ذریتی را کہ پیدا کرد آں را پس پراگندہ کرد ایشانرا در پیش آدم مانند مورچہائے خورد ۔ بستر کلام کرد با ایشاں رو برو گفت پروردگار تعالیٰ آیا نیستم پروردگار شما گفتند آرے ہستی تو پروردگار ما گواہی دادیم بربوبیت تو و این سخن کردن و این جدا نی مثل سخن کردن نملہ سلیمان ہست و او بر ہمہ چیز توانا ست (صفحہ ۱۲ جلد اول) ۔

مولوی محمد طاہر صاحب اپنی کتاب روضۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں ۔ کہ حضرت آدم بہشت سے کعبے کو واسطے حج کے جایا کرتے تھے ۔ ایکبار کوہ عرفات پر سوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی پشت سے تمام اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی نیک بختوں کو سیدھی طرف اور بدبختوں کو اُلٹی طرف کیا اور ان سب کو حکم الٰہی ہوا الست بربکم آیا میں ہوں پروردگار تمہارا قالوا بلے کہا سب نے ہاں تو رب ہمارا ہے ۔ حق تعالیٰ نے اُن کے اقرار پر گواہی فرشتوں سے لکھوا کر حجر الاسود میں امانت رکھی اسی واسطے حضرت مرتضےٰ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج کریگا تو حجر الاسود اُس کی گواہی دیگا " (مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۲۸۱ھ) اسی طرح اخذ میثاق کا مسئلہ تفسیر علامہ ابی مسعود میں بھی لکھا ہے ۔ اور امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر کبیر میں ایسا ہی لکھا ہے ۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۷۴) +

نمبر ۵ ۔ سورۃ واقعہ ۔ ما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون ۔ ترجمہ ۔ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تمکو مانند تمہارے اور پیدا کریں تم کو دوبارہ اس صورت اور شکل میں کہ جس کو اس وقت نہیں جانتے ہو ۔ اور تحقیق جان لی تم نے پیدائش پہلی ۔ پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے ۔ تفسیر حسینی میں ہے ۔ و نیستم ما پیشے گرفتہ یعنے کسی بر ما پیشی نتواند گرفت برائے آنکہ تبدیل کنیم از شما کساں را کہ مانند شما اند یعنے شما را بمیرانیم و دیگراں را بیاریم و بیافرینیم دیگر بار شما را در صورتہے و ہیکلے کہ نمیدانند امروز یعنے کافران را در زشت ترین صورتے موشاں را در بدترین ہیاتے و بدرستیکہ دانستہ آید شما آفریدن نخستین را پس چرا یاد نمے کنید " (صفحہ ۳۷۳ جلد ثانی) +

محمد صاحب نے اپنی ایک حدیث میں جو تفسیر عزیزی میں درج ہے ۔ ہمیشہ رہنے تناسخ کا اقرار کیا ہے ۔ انکم خلقتم للابد وانکم تنتقلون من دار الی دار +

[1] تاریخ طبری صفحہ ۲۴۵ جلد دوم ۱۲۹۲ھ و نولکشور۔

ترجمہ۔ تحقیق تم انذار کئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے اور تحقیق تم انتقال یعنی کوچ کرتے ہو ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف یعنے ہمیشہ تم اسی حالت میں رہو گے اور کوچ کیا کرو گے ✦

نمبر ۷۔ سورۃ النساء۔ ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما

ترجمہ۔ جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے اُن کو ہم آگ میں ڈالینگے اور وہاں پر) جس وقت گل جاوینگے بدن اُن کے۔ ہم اُنکے جسموں کے بدلے میں دوسرے بدن اُن کو دیوینگے تاکہ چکھتے رہیں عذاب تحقیقاً خدا عزیز اور حکیم ہے ✦

تفسیر حسینی میں ہے۔ یعنی کسانیکہ حق را بپوشیدند و نگرویدند۔ بدلائل و حدیث یا آیات قرآن یا معجزات پیغمبر نبود باشد کہ درآریم ایشان را در آتشی وچہ آتشی ہرگاہ پختہ شود یا بسوزد پوستہائے بآتش بدل کنیم برایشاں بیائے ایشان پوستہائے دیگر آنکہ پختہ و سوختہ شدہ و این تبدیل ہر ساعتے صد بار باشد و از حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ منقول است کہ در شبانہ روزے ہفتاد ہزار بار تبدیل جلود یابد " (صفحہ ۱۱۱) ✦

نمبر ۸۔ سورۃ انعام۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طٰئر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الیٰ ربھم یحشرون۔ ترجمہ۔ اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اُڑے ساتھ دو بازوں اپنے کے اگر است ہیں مانند تمہارے نہیں کم کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے جاوینگے ✦

تفسیر حسینی میں ہے کہ نیست ہیچ جنبندہ و پرندہ الا کہ ایشاں امتانند مثل شما در آفرینش و مردن و زندہ شدن یا در دلائل بر تنہائے الٰہی چہ ہیچکدام از تسبیح حق سبحانہ تعالیٰ غافل و ذاہل نیست وان من شیء الا یسبح بحمدہ فرو نگذاشتیم در لوح محفوظ ہیچ چیزے را بلکہ او مشتمل است بر دلائل و حقائق امور علوی و سفلی پس بسوئے پروردگار خود حشر کردہ خواہند شد این امم با انصاف بعضے از بعضے بستانند ✦

اس سے اگلی آیت میں مفسرین کے مطابق صاف لکھا ہے کہ جو اُمتیں حق سے منہ چھپاتی ہیں اور رجوع نہیں ہوتیں بہرہ و گونگی ہیں سے غافل ہیں اور صراط المستقیم پر نہیں آئیں اُن کو ہم تناسخ طرح یعنے مختلف قالبوں میں فی الظلمٰت یعنے اندھیرے میں رکھتے ہیں وہ آیت یہ ہے۔

والذین کذبوا بآیاتنا صم و بکم فی الظلمٰت من یشاء اللہ یضللہ ومن یشا یجعلہ علیٰ صراط المستقیم (ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھوٹا سمجھا وہ بہرے اور گونگے ہیں اور جہل کی تاریکی میں ہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کر رکھتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ راست بتلاتا ہے

تفسیر کبیر میں اول تو امام فخر الدین نے بحوالہ اکثر مفسرین و احادیث کے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ حیوانات خدا کی معرفت اور تسبیح اور حمد میں اسی طرح مصروف ہیں جس طرح انسان۔ یعنے وہ بخوبی وحدانیت الٰہی کے قائل ہیں اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن اُن کو بھی اعمال کا بدلہ ملیگا۔ انسانوں کی طرح ان کا حشر ہوگا اُن کی طرف بھی رسول بھیجے گئے ہیں۔ جیسے انسانوں کی طرف بس وہ رسولوں کی اُمتیں ہیں۔ انسانوں کی طرح بھیڑیا، دس، خنزیر، ہُدہُد اور چیونٹی وغیرہ کی بہت سی مثالیں دی ہیں جلد ۴ صفحہ ۵ مفصل دیکھو تفسیر کبیر مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۰۷ھ) ✦

اور تفسیر حسینی میں سورۃ الدنیا و کلا آتینا پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ مومن موقن باید کہ اعتقاد بدین وجہ کہ کوہا و مرغان بموافقت داؤد بر وجہ تسبیح می گفتند کہ ہمہ سامعان را ترکیب حروف و کلمات آن مفہوم می شد۔ و درین معنے از قدرت الٰہی غریب نیست (جلد ۲ صفحہ ۵۸) ✦

نمبر ۹۔ سورۃ اعراف۔ فاخرج انک من الصٰغرین (ترجمہ۔ پس باہر جا بہشت سے تحقیق تو خواروں سے ہے۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ بیروں رو از صورت فرشتگی و مناسبت فرشتگان پس حق تعالیٰ تبدیل کرد صورت او را از بہشت زرین صورت تار (صفحہ ۱۹۶ جلد ۱ بحوالہ تفسیر

رجلا ہر آئنہ متمثل گردانیدیم جبرئیل را بصورت آدمی یعنی بصورت دحیہ الکلبی متمثل می سازیم (انعام صفحہ ۱۶۵) ✦ تفسیر کبیر میں ہے۔ ان رسول اللہ کان یری جبرائیل فی صورۃ دحیہ الکلبی وکان یری الابلیس فی صورۃ الشیخ نجدی (جلد ۵ صفحہ ۴۶)

ترجمہ۔ رسول نے دیکھا کہ جبرئیل کو دحیہ الکلبی کی شکل میں اور شیطان کو شیخ نجدی کی شکل میں دیکھا

نمبر ۹۔ سورۃ کہف۔ ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم وہ سات ہیں۔ اور آٹھواں اُن کا کُتا ہے۔ اس پر مترجم قرآن سعدی کہتا ہے۔

سگِ اصحابِ کہف روزے چند ✦ پئے نیکاں گرفت مردم شد

اس پر فاضل مولوی محمد ہادی علی صاحب فرماتے ہیں ہفت تن اصحاب کہف و ہشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غارے پنہان شدند۔ حق تعالیٰ روز قیامت سگ را از پیروی ایشاں در بہشت بشکل بلعم باعور (کہ قربان سے مرد کامل بود و بسبب شرارت نفسانی خود آخر کافر و مرتد شد) در بہشت خواہد برد و بلعم را بقالب سگ در دوزخ (حاشیہ گلستان صفحہ ۱۷ مطبوعہ ۱۸۹۶ء) ✦

سورت اعراف کی آیت میں مصنف قرآن نے بھی بلعم باعور کو فمثلہ کمثل الکلب کہ اُس کی مثال مانند کتے کے ہے۔ لکھا ہے مفصل دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۲۲۷ جلد اول) ✦

نمبر ۱۰۔ سورۃ بقرہ۔ علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت تفسیر حسینی میں ہے نام دو فرشتہ است انسان بر آدمیان گنہگار طعنہ مے زدند حق تعالیٰ فرمود کہ ایشان بستہ نفس و ہوا اند اگر شما از ہمان حالت کہ ایشان راہست بودے صدور علمائے بد از افعال ایشان از شما امکان داشتے ایشان استعداد کردند و حق تعالیٰ نفس بشری را بہ ایشان داد و برائے حکومت خلق بزمین فرستاد و ایشان بر زمین آمدہ بر زنے زہرہ نام عاشق شدند و بسبب شرب خمر و قتل ناحق و سجدہ صنم اقدام نمودند و حق تعالیٰ ایشان از صعود آسمان منع کرد و عذاب برایشاں درین جہان مقرر شدہ و ہر دو در چاہ بابل بموئے سر آویختہ معذب اند (صفحہ ۱۷) اس پر مولوی رومی لکھتا ہے :۔

چون زنے از کار بد شد روئے زرد ✦ مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود ✦ خاک و گل گشتن نہ مسخ است اے عنود

نمبر ۱۱۔ سورۃ بقرہ۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ترجمہ کس طرح کافر ہوا ایسے خدا سے جس نے حالانکہ تم مرے ہوئے تھے پھر زندہ کیا تم کو پھر ماریگا تم کو پھر زندہ کریگا۔ پھر اُسکی طرف پھیر لئے جاؤگے اس سے ظاہر ہے کہ اول زندہ تھے پھر موت آئی پھر دوبارہ خدا نے زندہ کیا یعنے روح کو قالب میں ڈالا۔ پھر ماریگا اور پھر زندہ کریگا۔ یہاں تک کہ اُس کی طرف پھیر لئے جاؤگے۔ یعنے مکتی پاؤگے اس سے پتیل سلسلہ جنم مرن نہ تناسخ صاف ثابت ہے ✦

نمبر ۱۲۔ سورۃ بقرہ۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما۔ ترجمہ۔ صفا اور مروہ نشان ہیں اللہ کے جو کوئی حج کرے خدا کے گھر کا یا زیارت کرے تو اُس کو گناہ نہیں ان دونوں کے طواف میں۔ تاریخ انبیا میں ہے۔ منجملہ بتان کعبہ کے ایک بت نائلہ اور دوسرا اساف تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اساف بن عمر ایک مرد تھا قبیلہ جرہم سے اور سہیل ایک عورت تھی اُسی قبیلہ کی اُن ہر دو فریب خوردہ شیطان نے خانہ کعبہ میں زنا کیا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ مطلق نے اُنکو اس گناہ کے بدلے پتھر کے بتوں سے بدل کر بے جس و حرکت بنا دیا تھا۔ (تاریخ انبیا صفحہ ۲۲۵) وکشف اللغات میں ہے۔ میگویند کہ ایشان ہر دو در کعبہ زنا کردہ بودند۔ حق تعالیٰ ایشان را مسخ کرد (صفحہ ۵۶۵) ✦ اور ملل و النحل شہرستانی صفحہ ۱۰ میں بھی ایسا ہی بیان ہے بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ دونوں بت قریش کے دو برگزیدہ شخص تھے۔ ایک کا نام اساف

بن عمرو دوسرے کا نام نائلہ بنت سہیل تھا۔ جب انہوں نے کعبہ میں زنا کیا تو پتھر بن گئے عمرو بن اسحاق نے اُن کو اٹھا کر صفا پر رکھ دیا تھا۔ (از حاشیہ بیضاوی) +

اعظم التفاسیر میں ہے: ابن اسحاق سے ذکر کرتے ہیں کہ اساف و نائلہ دو آدمی تھے۔ جنہوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا بعضوں نے کہا ہے کہ عین طواف میں زنا کا ارادہ کیا تھا۔ اور جب سے اُن کی صورتیں مسخ ہو کر پتھر بن گئی تھیں۔ قریش نے ان دونوں کو وہاں سے اٹھا کر کعبہ کے سامنے لوگوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد لوگ انہیں معبود سمجھ کر پوجنے لگے اور اُسی مقام سے اٹھا کر صفا و مروہ پر لیجا کر رکھ دیا اب جو کوئی حج کے موسم میں حج یا عمرہ کا طواف کرتا اُن کا بھی استلام[ف۱] ضرور کرلیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) +

نمبر ۱۳۔ سورۃ عمران میں ہے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً ترجمہ۔ مت گمان کر اُن کو مرا ہوا جو کہ خدا کے راستہ میں قتل ہوتے ہیں +

تفسیر حسینی میں ہے۔ حضرت رسالت پناہ صحابہ را گفت چوں برادران شما در روز احد شہید شدند حق سبحانہٗ جانہائے ایشان را در اجواف[ف۲] مرغان سبز بال جائے داد کہ در ہوائے بہشت طواف کنند و بر شاخہائے طوبیٰ آشیانہ سازند و از جویبار فردوس آب خورند و بوقت استراحت خوابگاہ ایشان قنادیل زرین در سایۂ پایۂ عرش آویختہ (جلد اوّل صفحہ ۸۹)

نمبر ۱۴۔ سورۃ الدہر۔ نحن خلقنٰھم وشددنا اسرھم واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلاً۔ ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا اُن کو اور محکم کیا اُن کی پیدائش کو اور جب چاہیں بدل کریں اُن کو اُن کی مانند تبدیلی + تفسیر حسینی میں ہے۔ یعنی ایشان را نمیرانیم و در لباسے ثانیہ باز بہمیں صورت وہیئات باز آریم (صفحہ ۴۴۲) +

در جلد اول روضۃ الصفا مرقوم است کہ الیاس ادریس بودہ است کہ صورت شخصیہ او در سابق ایام از نظر خلائق غائب شد و حقیقت روحیہ و بر آسمان رفت و بار دیگر در این اوقات بجہت تکمیل نقصان بصورت شخصیہ الیاس معاودت کرد۔ تا غافلان بدانند کہ اگر فساد بصورت حسیہ او ہیبا بد موجب فنائے حقیقی نمے شود و حقیقت روحیہ کہ تکلیف معرفت و طاعت بر آنست ہمچناں باقی می ماند خدا تعالیٰ قادر است کہ آں حقیقت روحیہ را کسوتے دیگر پوشانیدہ بار دیگر میان خلق فرستد۔ (از تحفہ صفحہ ۲۶) +

نمبر ۱۵۔ سورۃ النبا۔ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً۔ ترجمہ جس دن پھونکا جائے صور تو آئیں آؤ فوج فوج +

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے بحوالہ تفسیر کشاف کے بیان کیا ہے۔ عن معاذ انہ سال رسول اللہ عنہ فقال علیہ السلام یا معاذ سالت عن امر عظیم من امور ثم ارسل عینیہ وقال تحشر عشرۃ اصناف من امتی بعضھم علی صورۃ القردۃ وبعضھم علی صورۃ الخنازیر ومنکوسون ارجلھم فوق وجوھم یسحبون علیھا وبعضھم عمی وبعضھم صم بکم وبعضھم یمضغون السنتھم وھی مدلاۃ علی صدورھم یسیل القیح من افواھھم یتقذرھم اھل الجمع وبعضھم مقطعۃ ایدیھم وارجلھم وبعضھم مصلبون علی جذوع من نار وبعضھم اشد نتناً من الجیف وبعضھم ملبسون جبابا سابغۃ من قطران لازقۃ بجلودھم واما الذین علی صورۃ القردۃ فالقتات من الناس واما الذین علی صورۃ الخنازیر فاھل السحت واما المنکسون علی وجوھھم فاکلۃ الربوٰ واما العمی فالذین یجورون فی الحکم واما الصم والبکم فالمعجبون باعمالھم واما الذین یمضغون السنتھم فالعلماء والقصاص الذین یخالف قولھم واما الذین قطعت ایدیھم وارجلھم فھم الذین یوذون الجیران واما المصلبون علی الجذوع فی النار فالسعاۃ بالناس الی السلطان واما الذین ھم اشد نتناً من الجیف فالذین یتبعون الشھوات واللذات ومنعوا حق اللہ تعالیٰ من اموالھم واما الذین یلبسون الجباب فاھل الکبر والفخر والخیلاء۔ (صفحہ ۳۴۴ جلد ۸ تفسیر کبیر ۱۲۹۴ھ قسطنطنیہ) +

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ آوردہ کہ حضرت پناہ را از افواج پرسید فرمود کہ حشر کردہ شوند دہ صنف از امت من اول بصورت بوزنگاں و دوم بہیئات خوکان و سوم نگون ساران کہ ایشان را بروئے در دوزخ مے کشند۔ و چہارم نابینایان و پنجم کران و گنگان و ششم مخائید زبانہائے خود را و آن بر سینہائے ایشان افتادہ باشد و ریم از دہنہائے ایشان سیلان کند و اہل محشر را از آن کراہیت باشد۔ و ہفتم دست و پا بریدہ باشند و ہشتم از دارہائے آتشین آویختہ و نہم را گندی تمام باشد بدتر از مردار و دہم را جبہائے آتشین پوشانیدہ باشد از قطران[ف۳] چسبیدہ بر سینہائے ایشان اما بوزنگان سخن چینان باشند و خوکان حرام خوران و نگون ساران خورندگان ربوا و کوران جور کنندگان در حکم و گنگان و کران آنہا کہ باعمل خود معجب بودہ اند و زبان خایندگان علما کہ گفتار ایشان مخالف کردار ایشان بودہ است و دست و پا بریدگان رنجانندگان ہمسایگان بغیر حق۔ و آویختگان از دار غمازان و سعایت کنندگان بسلاطین و حکام و آنہا کہ نتن عظیم دارند متابعان شہوات و باز دارندگان حق خدائے و پوشندگان لباس قطران اہل تکبیر و نازش[ف۴] (صفحہ ۴۴۵ جلد ثانی تفسیر حسینی) +

مشکوٰۃ میں ہے۔ فقال ابن عمر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یقول یکون فی امتی او فی ھذہ الامۃ خسف ومسخ او قذف فی اھل القدر۔ پس گفت ابن عمر پس بیشک شنیدہ ام پیغمبر خدا را مے گفت مے باشد در امت من یا گفت مے باشد در این امت خسف یعنے زمین فرو بردن و مسخ یعنے تبدیل صورت کردن یا قذف یعنے سنگ از آسمان باریدن۔ در اہل قدر یعنے آنہا کہ منکر قدر اند۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ جلد اول فصل ۲ صفحہ ۱۷) +

زواجر ہندی میں بحوالہ کتاب الحدیث لکھا ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا ہے جو شخص لڑکے سے لواطت کریگا۔ قبر میں خنزیر بن جائیگا (صفحہ ۴۸ مطبوعہ علوی بمبئی) +

حدیث جامع ترمذی میں ہے۔ ابن مالک ابی عامر اشعری سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت سے ایک قوم حلال کریگی۔ فروجیں عورتوں کی۔ یعنے زنا اور ریشمی کپڑے اور شراب یعنی اس طرح استعمال کریگی۔ جیسے حلال اور مباح ہیں گے۔ ان میں سے کچھ قومیں نزدیک ایک علم کے شام کو آئیگا اُنکے پاس کوئی آنیوالا کسی حاجت کو۔ وہ کہینگے کل ہمارے پاس آنا پھر مسخ کردیگا۔ اللہ تعالیٰ اُن میں سے کچھ لوگوں کو سؤر اور بندر۔ (مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱۴)

و در احادیث دیگر آمدہ کہ فرمود ہمیشہ بود خدا تعالیٰ کہ نقل میکرد مرا از اصلاب طیبہ بارحام طاہرہ مصفا مہذب منشعب نمی شد دو شعبہ مگر آنکہ بودم من در بہترین دو شعبہ گفت ابن عباس در تفسیر قول سبحانہٗ و تقلبک فی الساجدین یعنی من نبی بالی بنی و ہستہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقلب کرد در اصلاب انبیا تا آنکہ برآمد۔ او را مادر وے (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۱) اور روضۃ الاحباب +

[ف۱] استلام ہاتھ یا منہ سے چومنا پتھر کا۔ (از کریم اللغات) +

[ف۲] اجواف شکم خالی مراد قالب مرتمان است +

[ف۳] نتنے یعنے بدبو۔ [ف۴] و قطران روغن معروف در حب عرعر یعنی سرو [illegible]

کرنا +

مقصد اول میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ نقلت من اصلاب طیبۃ لطاہر مطاہرۃ
ترجمہ محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں میں پڑتا ہوا چلا آیا ہوں
اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ باب الحشر۔ وعن ابی ہریرۃ عن النبی قال یلقی ابراھیم
اباہ آزر یوم القیامۃ۔ گفت آنحضرت کہ پیش مے آید ابراہیم پدر خود را کہ نام آزر است
روز قیامت حال آنکہ برروئے آزر سیاہی و غبار است پس میگوید ابراہیم مر آزر را آیا نگفتم من ترا
بے فرمانی مکن مرا و اطاعت کن مرا آنجا جواب میگویم و خبر میدہم پس میگوید پدر ابراہیم را پسر
آزر ست پس امروز بے فرمانی نکنم ترا شفاعت کن مرا پس میگوید ابراہیم اے پروردگار من بدرستیکہ
تو وعدہ کردہ مرا و اجابت کردہ دعائے مرا کہ رسوا نگردانی مرا روزیکہ برانگیختہ شوند مردم و حشر کردہ شوند
پس کدام رسوائے سخت تر و افزون تر از رسوائی پدر من کہ ہلاک است و دور است از رحمت تو پس
میگوید خدائے تعالیٰ بدرستیکہ من حرام گردانیدہ ام بہشت را بر کافران و دعائے کہ امروز در حق کسی
والتماس کرد مغفرت وے دار می سود مند نیست۔ پس گفتہ مے شود مر ابراہیم را کہ نگاہ کن کہ
چیست در زیر ہر دو پائے تو و ببین پس نگاہ میکند ابراہیم زیر پاہائے خود پس نگاہ وے ناگہاں
و متلوث است۔ بذیخ یعنی کفتار نر کہ بسیار پشم آلودہ بنگل سرگین۔ پس گرفتہ مے شود
و کشیدہ مے شود پاہائے آن ذیخ را پس انداختہ مے شود و بآتش دوزخ و این آزرست کہ مسخ
گردانیدہ و خوار ساختہ شدہ تا چشم ابراہیم چون مسخ شدہ دید نا امید شد و تبری او نمود
(جلد رابع صفحہ ۱۹۰۳ لکھنؤ فارسی) ❊

باب ہفتم

تناسخ کی بابت اولیاء و علماء اسلام کی رائیں

ابی الفتح الامام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل میں اسلام کے مختلف
فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فرقہ کیسانیہ۔ اصحاب کیسان مولی امیرالمومنین علی رضی
وقیل تلمیذ السید محمد بن حنفیہ ویحمل بعضہم علی القول بالتناسخ والحلول
والرجعۃ بعد الموت (صفحہ ۸۳) ❊ ترجمہ۔ یہ کیسان حضرت علیؓ کا غلام تھا۔
اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمد بن حنفیہ کا شاگرد تھا۔ اس کے شاگرد کہتے تھے کہ وہ تناسخ و
حلول و رجعت بعد موت مانتا تھا۔ فرقہ ہاشمیہ۔ اتباع ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیۃ وکان
من مذہب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ ان الارواح
تتناسخ من شخص الی شخص وان الثواب والعقاب فی ہذہ الاشخاص اما اشخاص
بنی ادم واما اشخاص الحیوانات وقال وروح اللہ تناسخت حتی وصلت الیہ
وحلت فیہ وکفروا بالقیامۃ لاعتقادہم ان التناسخ یکون فی الدنیا والثواب
والعقاب فی ہذہ الاشخاص وتاول قولہ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات
جناح فیما طعموا الایہ (صفحہ ۵۵ و ۵۶) ❊ ترجمہ۔ اس فرقہ والے ابی ہاشم بن محمد
ابن الحنفیہ کے تابع ہیں جو عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ جعفر بن ابی طالب کے مذہب تھا ان
کا اعتقاد ہے کہ روحیں ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتاسخ ہوتی ہیں۔ اور سزا و جزا ان
اجسام کے بیچ ہے۔ چاہے آدمیوں کے جسموں میں یا حیوانات کے جسموں میں اور کہتا ہے کہ
خدا کی روح بھی منتقل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچی ہے۔ اور انہوں نے انکار کیا ہے
قیامت کے اعتقاد کا بسبب اپنے اعتقاد کے مسئلہ تناسخ پر کیونکہ یہ دنیا میں ہوتا ہے بذریعہ
ثواب و عذاب کے ان جسموں میں اس مذہب والے قرآن کی اس کلام الٰہی سے بھی اپنے قول
کی تاویل کرتے ہیں لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الایۃ

فرقۃ البنانیۃ۔ اتباع بنان سمعان الہندی ثم ادعی بنان انہ قد انتقل
الیہ الجزء الالٰہی بنوع من التناسخ" (صفحہ ۸۶) ❊
فرقۃ الرزامیۃ" وقالوا بتناسخ الارواح" (صفحہ ۸۷)
الغلاۃ علی اصنافہا کلہم متفقون علی التناسخ والحلول ولقد کان التناسخ
مقالۃ لفرقۃ فی کل امۃ تلقوہا من المجوس والمزدکیۃ والہند والبراہمۃ ومن
الفلاسفۃ والصابئۃ ومذہبہم ان اللہ تعالیٰ قائم بکل مکان ناطق بکل لسان
ظاہر فی کل شخص من اشخاص البشر وذلک معنی الحلول وقد یکون الحلول بجزء
وقد یکون بالکل اما الحلول بجزء ہو کاشراق الشمس فی کوۃ او کاشراقہا علی البلور
واما الحلول بالکل فہو کظہور ملک بشخص او کشیطان بحیوان ومراتب التناسخ
اربعۃ النسخ والمسخ والفسخ والرسخ وسیاتی شرح ذلک عند ذکر فرقہم من
المجوس علی التفصیل واعلی المراتب مرتبۃ الملکیۃ او النبوۃ واسفل المراتب الشیطانیۃ
او الجنیۃ وہذا ابو کامل کان یقول بالتناسخ ظاہرا من غیر تفصیل مذہبہم
ترجمہ غلاۃ کے تمام فرقے تناسخ و حلول پر متفق ہیں۔ تناسخ اس کے ہر ایک امت میں تصرف
رکھتا ہے۔ یہ تناسخ انہوں نے لیا ہے مجوس سے مزدکیہ سے۔ ہندوستان اور برہمنوں سے اور
فیلسوفوں سے اور صابئین سے ان کا مذہب ہے کہ خدا ہر مکان میں رہتا ہے۔ اور ہر ایک
زبان میں بولتا ہے اور ہر ایک انسانی جسم میں ظاہر ہے اور یہی معنے حلول کے ہیں۔ ہوتا ہے
حلول خدا کی جزو سے جیسا شمس کا طلوع جھروکہ میں یا مانند اس کے چمکنے کے بلور میں لیکن
اس کا کامل ظہور ایسا ہے جیسا کہ ظہور فرشتہ کا جسم میں یا شیطان کا حیوان میں مراتب
تناسخ کے چار ہیں۔ نسخ، مسخ، فسخ، رسخ۔ ان تمام کی تفصیل مجوس کے بیان میں ہوگی۔ ان کے
مذہب میں اعلےٰ مرتبہ فرشتہ کا نبوت کا ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطان اور جنوں کا۔
"بغیر کسی تفصیل کے ہم نے یہاں تناسخ کے متعلق بات ظاہر کر دی ہے۔"

فرقۃ الکاملیۃ" وکان یقول الامامۃ نور یتناسخ فی شخص الی شخص وذلک
النور فی شخص یکون نبوۃ وفی شخص یکون امامۃ وربما یتناسخ امامۃ
الی نبوۃ وقال بتناسخ الارواح وقت الموت"

تحفۂ اثنا عشریہ میں غلات کا حال اس طرح لکھا ہے۔ فرقہ پنجم از غلات کاملیہ اند اصحاب
کامل میگویند کہ ارواح تناسخ مے شود یعنی انتقال میکنند از بدنے ببدنے و روح الٰہی اول
در بدن آدم پس از ان در شیث در آمد و ہم چنیں پاک شدہ در سائر انبیاء و ائمہ نقل نمود و
ارواح بنی آدم نیز در میان خودہا تناسخ میکنند۔ (صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی فرقہ ہشتم تھا۔ کا حال لکھا ہے
فرقۃ السبائیۃ اصحاب عبداللہ ابن سبا وقالت بتناسخ الجزء الالٰہی فی الائمۃ بعد
علی" (۱۰۰ و ۱۰۱) ❊ فرقۃ الغالیہ۔ ویجمع الغلاۃ بجملتہم فی اربع التشبیہ والبداء
والرجعۃ والتناسخ ولہم القاب بکل بلد لقب یقال لہم باصفہان الخرمیۃ والکودیۃ
وبالری المزدکیۃ والسنباذیۃ وباذربیجان الذقولیۃ وبموضع المحمرۃ وبما وراء النہر
المبیضۃ" (صفحہ ۱۰۰) مفصل دیکھو صفحہ ۷۸ سے ۱۰۱ تک جزو اول مطبوعہ ۱۲۶۳ ملک مصر)

اصحاب التناسخ قد ذکرنا مذاہب التناسخیۃ وما من ملۃ من الملل الا
وللتناسخ فیہا قدم راسخ وانما تختلف طرقہم فی تقریرہا فاما تناسخیۃ الہند فاشد
اعتقادا فی ذلک۔ (الملل والنحل جزو ثانی صفحہ ۱۱۸ موجودہ لائبریری نجے پور)
ملا محمد علی شہدی نے شرح باب البدایۃ النہایۃ میں اور سید عبدالاول حاشیہ شرح
حکمت العین میں اور فاضل صدر الدین شیرازی شواہد ربوبیہ میں لکھتے ہیں۔ ما من مذہب

الا والتناسخ فیہ قدم راسخ یعنے تناسخ در ہر مذہب قدم محکم افشردہ است" *
شیخ الاشراقیین ـ در حکمۃ الاشراق ونیز علامہ شیرازی بشرح آن میگوید و تمسک بعض
الاسلامیین لصحۃ التناسخ بآیات من الوحی الی آخرہ ـ یعنے بعض اسلامیین بصحت
تناسخ تمسک بآیات وحی نمودہ وقایل شدند ـ (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۲) *

قاضی عضد الدین جو اہل سنت جماعت میں سے بڑا فاضل گذرا ہے ـ اپنی کتاب مواقف میں
تناسخ کے برخلاف لا کر لکھا کرتا ہے ـ ولیس شیٔ منہا بالتعویل ـ یعنے ہیچ دلیل
از دلایل بطلان تناسخ قابل اعتماد نیست" (صفحہ ۴۰ تحقیق التناسخ) *

تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ الفرقہ اہل شیعہ از امیہ
وکاملیہ ومنصوریہ وہمیریہ و باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن را معاد نیست و روح را بغیر این عالم
مقر نیست بلکہ در ہمین عالم متناسخ میشود و انتقال میکند از بدنے به بدنے دیگر وآخر ہمان
کتاب مینویسد کہ جماعۃ امامیہ دیگر اہل تشیع قایل رجعت بودہ اند و آن ام تناسخ است *
تناسخیہ گویند چون جان از قالب بدر رفت کہ در قالب دیگرے در آید (غیاث
اللغات ردیف ت صفحہ ۲۰۵) * میر سید شریف شرح مواقف در مبطلین تناسخ
میگوید کہ از بعضے اشخاص مرویست کہ میگفت کہ من یاد دارم زمانہ راکہ در بدن شتر بودم
وحشی ہم چنین گفتہ کہ آن شخص شیخ مبارکشاہ سلجوقی بود کہ میگفت وقتے بود کہ من در بدن
شتر بودم" (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۰) *

علامہ شیر الدین نے زبدۃ الاسرار میں لکھا ہے ـ ان النفس الانسانیۃ ان لم
تستکمل وبقیت محتاجۃ الی بدن فان لم تکن ہیئۃ ردیۃ یحتمل ان تبقی
قائمۃ بنفسہا بعد البدن ویحصل لہا الخلاص عن العذاب ہو الجہل
بما یجب ان یعلم ویحتمل ان یعذبہا العاقبۃ الی الکمال الی التعلق ببدن
آخر انسانی وان کان فیہا ہیئات ردیۃ یحتمل ان تبقی معذبۃ بتلک الہیئات
دائما ویحتمل ان یعذبہا تلک الہیئات الی التعلق ببدن آخر حیوانی"
ترجمہ روح انسانی کامل نہیں ہوئی اور محتاج رہتی ہے بدن کی اگر وہ ردی حالت میں ہو تو
بذاتہ قائم رہتی ہے ترک بدن کے بعد اور حاصل ہو جاتی ہے اُسے خلاصی عذاب سے وہ محض الجہل
ہے تاکہ واجب ہووے علم (کیا) اور احتمال کہ اُس روح کو کھینچے آخر طرف کمال کے واسطے
دوسرے قالب انسانی کے اور اگر ہو وہاں اُس میں حیات ردیہ پس اٹھائینگے عذاب اسی طرح
ہمیشہ تک اور وہ عذاب پاوینگی تعلق میں دوسرے حیوانوں کے *

مفتاح التواریخ میں ہے" ورنفحات از مولوی رومی نقل کردہ کہ او در کلام خود فرمودہ کہ نور
منصور بعد از صد و پنجاہ سال بروح فرید الدین عطار تجلی کردہ مربی او گشت" (باب ہفتم صفحہ ۵
نولکشور ۱۸۶۸ع) * ہمین طریق در تبریز شاعرے بود متخلص بہ زمانے تبریزی ـ وعلت این
تخلص آن بود کہ مذہب تناسخ داشت و خود را شیخ نظامی گنجوی می پنداشت و این خیال
را در عالم قال آوردہ چنین گفتہ ـ بیت

درگنجہ فرو شدم پے دید * از یزد برآمدم چو خورشید
ہر کس کہ چو مہر بر سر آید * ہر چند فرو رود برآید

وفات او در ۱۰۱۷ھ یکہزار و ہفدہ ہجری واقعہ شدہ شیخ فرید الدین عطار می فرماید

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام * ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(از مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۸) *
حضرت محمد بن ملک داد ملقب بہ شیخ شمس الدین تبریزی المشہور شمس تبریز ولی مادر زاد
جنہوں نے ۶۴۵ ہجری میں وفات پائی تناسخ کے قایل ہیں ـ اور ایسا ہی اُن کے دوست
مولانا جلال الدین رومی بھی اسی مذہب کے تھے ـ (از دیوان شمس تبریز) *

ردیف الف
روزے محمد یک شود روزے پلنگ و سگ شود
گر اشتر بدرک شود گہ نفی جلال الدین قمر را

ردیف دال
فرو شدن چو بینی بر آمدن بنگر
غروب شمس و قمر را چہ زیان باشد
ترا غروب نماید ولے شروق بود
لحد مضیق نماید خلاص جان باشد
کدام دانہ فرو رفت در زمین کہ نرست
چرا بدانۂ انسانت این گمان باشد
کدام دلو فرو شد کہ آب در نا مد
زچاہ یوسف جان را چرا زیان باشد
دہان چو بستی ازین سوی آن طرف بکشا
کہ ہائے وہوئے تو در عدم لا مکان باشد

ردیف دال
آن سیہ قبا کہ چو مہ یار پید آمد
امروز درین خرقہ گلنار بیا مد
وان ترک کہ می رونی بچاش پذیری
آن ست کہ امروز چنین وار بیا مد
آن بادہ ہمانست کہ آن شیشہ دگر شد
بنگر کہ چہ خوش پیر اعشار بیا مد
آن شمع بصورت مثل مشعلہ شد
وان مشعلہ زین روزن اسرار بیا مد
گر شمس فرو شد بغروب او نہ فرو شد
از ہیچ دگر آن سہ افوار بیا مد

زانسو کہ ترک شادی وشہدی غم رسد
آندش لیست دائم در واسست نا پدید
زان راہ نا پدید سواکہ بوئے برد
آن گر شراب عشق از ان جز روپا چشید
شب مردو زندہ گشت حیات بدبرگ
اے غم بکش مرا کہ چہ سیمم تو فی پدید

ردیف دال
پیش از ین کاندر جہان باغ و مے انگور بود
از شراب لایزالی جان ما مخمور بود
پیش از انکہ نقش ما آب و گل معمار بود
در خرابات حقایق جان ما مشہور بود
ما ببغداد و فنا لات انا الحق مے زدیم
پیش از زان کیں جہان را و گیر فکند مشہور بود
شمس تبریز از خیاری بگوی ان عہد را
آن زمان کان شمس بیدور فنا مشہور بود

ولیک توں وقع از تنبیہ روح است
کراس حق خوف نمار و دولت ونگ جماد
گہے گہے اگر آئی شویم بالا تر *
زینش حق لیقنی کہ ہر چہ باد باد

ردیف ر
نشستہ بان بیک شعر کہ بر کہ راست ظفر
کہ دار ہم نکتہ کش شدم خوش مقاد
ہزار ان قرن میا بید کہ ایں دولت مے پیش آید
کجا یا یم دگر یارش اگر این بار بگریزم

ردیف میم
منہ ہم پیر بود عشق تو مقدم
کہ نہ آدم بد و آنگاہ و نہ عالم
نہ این تن بود نہ زین قل نہ این نفس
کہ بودم حامل آن عشق تو مریم
چون ماہ پئے آفتاب رفتم
گہہ کاستم وگہے فزودم
باز گر از چاہ سوئے جاہ رسیدم
در غربت اجسام با نتاد رسیدم

من از برائے مصلحت در حبس دنیا ماندہ ام
من از کجا سخن از کجا مال کرا ورزیدہ ام
شکل نبات اندر زمین ز آب گذر دارم غذا
یک بار ہے بالد گیاہ من بارہا بالیدہ ام
چند آنکہ خواہی در نگر در من کہ نشناسی مرا
بہ ترازان کم دیدہ من صد صفت گردیدہ ام
مانند طفل اندر شکم من پرورش دارم بخون
یک بار زائید آدمی من بارہا زائیدہ ام
من طرفہ مرغم کز چمن با اجتہاد خویشتن
بے دام وبے گیر ندہ اندر قفس غریدہ ام
ای اقفص با دوستان بہتر ز باغ و بوستان
بہر خلاصی یوسفے در چاہ آرامیدہ ام
بر زخم او زاری مکن دعوئے بیماری مکن
صد جان شیرین دادہ ام تا این طلب بخریدہ ام

ہر کجا باشیم و ہر جا کہ رویم
حاضران کاسۂ خون تو انم
آزمودم زندگانی بیشمار
در لقا و در فنا شگفتہ *
گر چو عیسی جہانگیر گشتم زبان
گاہ لب خاموش چو مریم شدم
آنچہ از عیسی و مریم فوت شد
گر مرا او رکنی آن ہم شدم

باز آمدم باز آمدم از پیش آن یار آمدم
در من نگر در من نگر بہر تو غمخوار آمدم

شادم آدم شاد آدم وز جملہ او آدم
بالا روم بالا روم آنجا شوم آنجا شوم
من مرغ لاہوتی بدم دیدم کہ ناسوتی شدم
ما را بچشم سر مبین ما را بچشم سر نگر
ار چار مادر برترم بر ہفت آبا نانہم

چندین ہزاران سال شد تا من بگفتار آمدم
ما آدم باز آمدم رہاں کا یا برہنا ر آدم
دامش بد مدم ناگہی در وے گرفتار آمدم
آخر صدف من نیستم چون در شاہوار آمدم
من گوہر کانی بدم کا بجا بدیدار آمدم

ما ز آمدم باز آمدم تا وقت را ممنون کنم
بار آمدم باز آمدم تا بہر ہمیاران دل
بار آمدم باز آمدم تا سوز و درد عشق را
ما ز آمدم باز آمدم تا لعل یاران دلبر ہم
بار آمدم باز آمدم کز جسم جان دل بر کنم
باز آمدم باز آمدم دل داده شوریده ۔
بار آمدم باز آمدم چیزے ندارم چون الف

باز آمدم باز آمدم تا در رہ عشق افزون کنم
از اشک چشم و آہ تب را خون دل بیچون کنم
در گوشہائے دل ہم در گنج سر مدخون کنم
و ز ہر چہ جز دلبر بود از شہر دل بیرون کنم
چون مرغ دل عرش آشیان حضرت بیچون کنم
خود را اگر لیلی کنان در عشق او مجنون کنم
قد الف را ہر شبے در خدمتت جون نون کنم

افگند در سر من آنچہ از دین بر آید ۔
تو کرد عشق کہنہ ار شش ہزار سالہ

تا آنچہ کردم کنون پشیمانم
تا بدانستی ز دشمن و دوست
چون رضائے تو در غم دل ماست
صد ہزاران سخن نہان دارم

دل اسال یار بالستی
زندگانی دو یار بالستی
دہ چہ باشد ہزار بالستی
گوش را گوشوار بالستی

دیوان مغربی میں ہے

صد بار جستہ ام بیرون از حصار تن　　تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں

ہزار بار گل و کوزہ کردہ اند مرا ✦　　ہنوز تلخ ترا چہ ز نیش سر بن کام

مولوی جلال الدین رومی سوارم السات میں فرماتے ہیں مستزاد

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار بر آمد — دل برد و نہان شد
ہر دم بلباس دگر آن یار بر آمد — گہ پیر و جوان شد
گاہے بدل طینت صلصال فرو شد — غواص معانی
گاہے ز بن کہگل فخار بر آمد — زاں پس بجہان شد
گہ نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق — خود رفت بکشتی
گہ گشت خلیل و بدل نار بر آمد — آتش گل از آن شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے — روشن کن عالم
از دیدہ یعقوب چو انوار بر آمد — تا دیدہ عیان شد
حقا کہ ہم او بود کہ اندر ید بیضا — مے کرد شبانی
در چوب شد و بر صفت مار بر آمد — زاں فخر کنان شد
عیسیٰ شد و در گنبد دوّار بر آمد — از بہر طہارت
موسیٰ شد و ... بر آمد — بر طوبیٰ روان شد
بالجملہ ہم او بود کہ می آمد و می رفت — از بہر تسبیح
عیسیٰ شد و بر گنبد دوار بر آمد — تسبیح کنان شد

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ — خود رند سبو کش
خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد — بشکست و روان شد
خود گشت ہم جرعہ مے ساغر ساقی — خود بزم و قدح شد
خود زان مے مست بیخبر ہر مد — ستہ دل و جان شد
این حملہ ہوا ہم خود کہ می آمد و می رفت — ہر قرن کہ دیدی
تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد — دارائے جہان شد
منسوخ نباشد چہ تناسخ چہ حقیقت — آن دلبر زیبا
شمشیر شد و در کف کرار بر آمد — قتال زمان شد
نہ نہ کہ ہمو بود کہ می گفت انا الحق — در صورت بلبل
منصور نبود آنکہ بر آن دار بر آمد — نادان بگمان شد
رومی سخن کفر نگفتہ است و نگوید — منکر مشویدش
کافر شود آن کس کہ بانکار بر آمد — از دوزخیان شد

مولوی رومی نے ایک دوسرے مستزاد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے

خود نقد شد از مخزن اسرار بر آمد — خود گنج عیان شد
در کسوت ابریشم و پشم آمد سینہ — ما حلق بپوشد
در عین تجلی خواست کہ خود را بپرستد — خود را بپرستید
در موسم باراں سما شد سوئے دریا — در ہیئے قطرہ
خود بزم شد و خود شد و خود ساغر و ساقی — خود پیر خرابات
خود بر تن خود تیغ جفا زد بر فنا — خود مرہم او گشت

خود بود کہ خود بر سر بازار بر آمد — بر خود نگراں شد
خود بر صفت بند و سار بر آمد — لبس ہمگاں شد
خود گشت بت نگار پر بار بر آمد — خود عین عیاں شد
از بحر یکی در شہوار بر آمد — در گوش نہاں شد
خود می شد و خود از خم خمار بر آمد — خود کوزہ کشاں شد
خود بر صفت مردم بیمار بر آمد — خود فاتحہ خواں شد

ایسا ہی مولوی قاسم صاحب نے مستزاد میں لکھے ہیں

چو خسرو جہان سوئے بازار بر آمد — انوار دو کان شد
ما ماز و مراکت بجہان کرد نگاہے — ار دیدہ جادو
خود خواست کہ مرغوب بر ار سو بر آید — از بہر تماشا
خود کرد یا مسجد و ار بہر عبادت — خود گشت مومن
از بہر لعب خواست سفر کرد ز دریا — کشتی حطب ساخت
خود بود کہ می آمد و می رفت بہر آن — در پردہ مخفی
خود خواست کا ر دار شفا حلق بیابد — خود گشت طبیبے
خود روح سو دہان تن عالم شد — خود قابض آن گشت
گہ رفتے خود آراست شد یوسف کنعان — محبوب دو عالم
خود می شد و خود ساغر و خود قاضی — خود پیر خرابات
و ہمانہ سخن گفت قاسم بمجاز — اردو دہ جہان بین

بر بر سر صرافے خریدار بر آمد — نقد نگراں شد
تسخیر جہاں کرد با فکار بر آمد — ما ناز رواں شد
خود گل شد و بلبل شد و گلزار بر آمد — خود باد خزاں شد
خود صورت مینا شد و خمار بر آمد — خود جام کشاں شد
خود در لگن شمع شد و نحار بر آمد — خود باد طوفاں شد
گاہے بجہان محرم اسرار بر آمد — بنگر کہ عیاں شد
خود گشت سقیم و تن بیمار بر آمد — خود لا یہ کناں شد
خود بادہ خور شد و عیار بر آمد — خود گور کناں شد
خود گشت تسلیحا و طلبگار بر آمد — خود طعنہ زناں شد
خود مست شد از ساغر سرشار بر آمد — خود رہ زناں شد
منصور جہاں بہر آن دار بر آمد — سالار جہان شد

ایک دوسرا فاضل کہتا ہے ✦

در عشق بسا در تجہد — خود بود کہ خود بہیری کرد

ایک اور ولی کا قول ہے ✦

خود ہیمبر شد و پیام آورد — خود کنند ساز بگناہ کہ ہست
گشت خود کافر و نمود انکار — خود کنند باز توبہ استغفار

مولوی عبد الرحمن جامی کہتے ہیں ✦

شے بود از سر آستانی — معدس نور از قید چہ و چون
چنان ہیچون درین چون کرد آرام — از کون و مکان راز و نشانی
سراز جلباب چون آورد بیرون — بے روپوش کردہ یوسفش نام

ظہیر ایرانی اپنے بادشاہ کی بابت ذکر کرتا ہے

خدایگانہ ہرہ ترائے افلاطون — بیا فرید د اقبال صورے پیس اثان
مرا خدانے رہبر مصالح جمہور — حلول کرد در و جان ہمین شاہ پور

مشہور قلی عمر و خیال اپنی رباعیات میں لکھتے ہیں ✦

چون رفت جسم جوہر روشن تو — آمد دو و دو نہ بمجلس فنا سد
خیام تنست خیمہ آمد ر ... — فراش اجل ز بہر دیگر منزل
یا تیغ ... گر گر ین کنند مسکن تو — تا زیر زمین چہ سیر دیدی تن تو
جان سلطانست منزلش دار بقا — ار با فگنند خیمہ چہ سلطان بر قا

جنگ نامہ ... میں لکھا ہے کہ جب امام حسین سے یزید لڑا تھا اور امام حسین نے اپنے ایک ... کے اندر گھیر لیا ... ایک ... اصل میں پڑھا

امام حنیفہ نے اُس کو تیر مارا اور مار کر آگ میں جلا دیا ✣

پیر شاہ مخدوم جہانیاں - اپنے مناقب میں فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہؤا - راستہ میں جہاز بہ سبب طوفان کے ٹوٹ گیا - اور میں ایک تختہ پر بیٹھا ہؤا رہ گیا - وہ تختہ بہتا ہؤا ایک جگہ خشکی پر جا لگا - تب میں اُتر کر خشکی پر پہنچا - وہ مجھے دھوپ لگی - تو میں نے وہیں ایک گڑھا کھود کر اُس میں بیٹھ رہا - وہاں جنگل سے ایک ہاتھی آیا - اور سر سے ایک تیر کے فاصلہ پر خشکی میں لید کی - لید کرنے کے بعد وہ پانی پینے چلا گیا - پیچھے اُس لید سے ایک آدمی پیدا ہؤا - اور اپنا بدن جھاڑنے - اور رونے لگا بعد ازاں ہاتھی آیا اور اُس کو پیچھے سے پکڑ کر اُس کا بند بند جُدا کرنے لگا - وہ آہ و زاری کرتا ہؤا رہا ہؤا بعد مارنے کے ہاتھی اُسے اُٹھا کر چلا گیا - ایسا ہی چالیس روز تک میں برابر دیکھتا رہا - کہ ہر روز ہاتھی آتا اور اسی طرح کرتا - اور مار کر اُٹھا لے جاتا - آخر کار چالیسویں روز میں نے اُس سے سوال کیا - اُس نے کہا کہ میں بدبخت یزید ہوں - مجھے یہ عذاب قیامت کے روز تک ہوتا رہیگا - (صفحہ ۲۱۷ - ۲۱۸) ✣

قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں لکھا ہے روح پُرفتوح حضرت **محمد صاحب** کا ہزار برس تک بصورت طاؤس رحمت کے دریا میں غریق رہا ✣

روایت ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوع تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا - حق تعالےٰ نے اِس گناہ کے سبب اُس کی صورت کو مسخ کیا - اور خاک اُس کی خوراک ٹھیرائی اور پیٹ اور سینہ کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے - اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی - چنانچہ پاؤں اُس کے بدصورتی میں ضرب المثل ہیں" (روضۃ الاصفیا و قصص الانبیا صفحہ ۷ ذکر آدمؑ مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۹۰ء) ✣

غیاث اللغات میں لکھا ہے - "مسخ بالفتح و خائے معجمہ بگردانیدن صورت بصورت دیگر کہ بدتر از صورت نخستین باشد و سیزدہ چیز است کہ حق تعالےٰ بہ سبب افعال بد ممسوخ گردانیدہ - اوّل فیل کہ مرد لوطی بود - دوم خرس کہ کودکان را محبت مے کرد - سوم خرگوش کہ زنے بود از حیض غسل نمے کردی - چہارم کژدم کہ غماز بود - پنجم سوسمار کہ غارتگر - ششم خوک کہ خلاف امر پیغمبر کار ہائے مے کردے - ہفتم روباہ کہ دزد بود - ہشتم یاخہ کہ زانی بود - نہم نداغ کہ متکبر بود - دہم فاختہ کہ سوگند دروغ خوردی - یازدہم گنجشک کہ مال حرام مے خورد - دوازدہم کہ موش کہ زنے بود با جرت نوحہ کردی - سیزدہم بوم کہ تغیر مذہب خود کردہ و بعضے بست و نہ نوشتہ اند" (از غیاث و منتخب ردیف میم صفحہ ۳۴۵) ✣

اب ہم آخیر میں اسلامیوں کے کتب احادیث سے چند واقعات (ناظرین کی تفریح طبع کے واسطے) جن کی صحت میں کسی مسلمان کو انکار نہیں - درج کرتے ہیں -

مدارج النبوۃ و معارج الفتوۃ - میں ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی اور کہا لبیک و سعدیک - حضرت نے فرمایا تو کس کی بندگی کرتی ہے بولی کہ اُس اللہ کی بندگی کرتی ہوں کہ جس کا عرش ہے آسمان میں اور اُس کی حکومت ہے زمین میں - اور بہشت میں اُس کی رحمت ہے - اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہے حضرت نے فرمایا میں کون ہوں - بولی تو رسول ہے رب العالمین کا اور خاتم ہے پیغمبروں کا - جو کوئی تجھ پر ایمان لاوے - نجات پاوے - اور جو کوئی تجھ کو جھٹلاوے دوزخ میں مبتلا ہو - (حجۃ الہند صفحہ ۱۱۲) ✣
معلوم ہوتا ہے کہ گوہ پچھلے جنم میں کوئی مسلمانی تھی - جو شامت اعمال سے اُس قالب میں آئی ✣

روضۃ الاحباب میں ہے ربانی عقیل کی کہ ایک مقام پر پہونچے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا ہؤا آیا - اور حضرت کے آگے دوزانو ہو کر کہنے لگا - کہ الامان الامان اور اُس کے پیچھے ایک اعرابی تلوار کھینچے ہوئے آیا - حضرت نے فرمایا - اے اعرابی تو اِس سے کیا چاہتا ہے - عرض کیا کہ اے خدا کے رسول میں نے اِس اونٹ کو اِس لئے خریدا ہے کہ میرا کام کرے اور مجھ کو اِس سے نفع ہو اب یہ نافرمانی کرتا ہے میں نے یہ قصد کیا ہے کہ اِس کو ذبح کر کے اِس کے گوشت سے نفع پکڑوں - حضرت نے اونٹ سے فرمایا تو کیوں باغی ہؤا - اونٹ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا میں اِس واسطے اِس سے نافرمانی نہیں کرتا کہ اِس کا کام نہ کروں - بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عشاء کی نماز نہ پڑھے اللہ کا اُس کو عذاب پہنچیگا - اور یہ اعرابی اپنی قوم کے ساتھ عشا کی نماز نہیں پڑھتے ہیں - میں اِس واسطے بھاگتا ہوں کہ مبادا اِن کی شامت سے مجھے بھی عذاب پہونچے - آپ نے اُس کو نماز کی تاکید کی پھر اونٹ اسکا فرمانبردار ہؤا - (حجۃ الہند ۱۲۴) اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اونٹ یا تو پچھلے جنم کا کوئی مولوی اور یا کوئی اعرابی مسلمان ہے جو کہ نماز کا امداد گار رہے اور بہشت فرانی کا خواستگار ہے
یعفور نام ایک گدھا تھا جس پر حضرت اکثر سوار ہؤا کرتے تھے - وہ گدھا بھی عربی بولتا تھا - اور سوال و جواب کیا کرتا تھا - اور جب حضرت سواری کی نیت سے گدھے کے پاس آتے تو وہ السلام علیکم بولتا تھا - (دیکھو کشف اللغات) معلوم ہوتا ہے کہ یعفور کبھی مسلمان ہو چکا تھا اور دین اسلام سے اُسے اُلفت تھی ✣
روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ عقیل نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت کے ساتھ تھا - حضرت سے میں نے اپنی پیاس کا حال عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جا اور اِس پہاڑ سے کہہ کہ رسول خدا کہتا ہے کہ مجھ کو پانی دے - میں نے بموجب فرمانے حضرت کے عمل کیا - پہاڑ مجھ سے باتیں کرنے لگا اور کہا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کر کہ مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ڈرو اُس دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اتنا رویا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۳) ✣

معارج النبوۃ میں بریدہ سے روایت ہے کہ ایک درخت حضرت کے پاس آیا

اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۱۲۴) ✤

حدیث ترمذی اور دارمی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فراخ مکہ میں ہیں حضرت کے ساتھ تھا جو پتھر درخت سامنے آتا السلام علیکم یا رسول اللہ کہتا۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۱۲۵) ✤

حدیث ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک کھجور کے درخت نے بھی حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی۔ (صفحہ ۱۲۵) ✤

صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ مسجد کے ایک ستون سے جو کھجور کی لکڑی کا تھا تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر تیار کیا گیا حضرت منبر پر تشریف لائے۔ وہ ستون ایسا رونے اور چلانے لگا گویا ابھی پھٹ جاتا ہے۔ حضرت منبر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگا یا تب وہ ستون اس طرح سے رونے لگا جیسے کوئی چھوٹا لڑکا روتا ہے۔ اور کوئی اُسے پیار کرکے رونے سے چپ کراوے اور وہ روتا رہے۔ آخر وہ ستون خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا اس لئے غم سے رونے لگا تھا۔ (صفحہ ۱۲۳) ✤

حکیم آدم سنائی فرماتے ہیں ؎ گردہ از سیری شش مہر گریہ رانی بسکے راپر۔ اس پر حکیم علامی حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ وگریہ رانی اشارتست بگریہ شیخ اخی فرخ زنجانی رحمۃ اللہ کہ اور اگر یہ بود خانہ پدر و کہ چون عابدان نماز گذاردے۔ اور اگر یہ عابد ہم میگویند چنانچہ جائے حافظ شیراز ذکر آن مے فرماید۔ اما این گریہ روزے بجائے خود کاسے کرد کہ چون گروہے از آشنایان بخانقاہ شیخ آمدند جامہ ہر یکے بو کرد تا آنکہ ہر یکے از آنہا بایستادو بول نداخت چون تفحص کردند آن شخص از دین بیگانہ بود۔ و مراد از سگ پیر مشاید سگ شیخ سعد الدین جمہوری باشد کہ مرتبہ منظور نظر شیخ گشت و از شر بایستاد و از شہر روئے تافت و بگورستان رفت (حدیث سنائی مطبوعہ لوہارو صفحہ ۲۳ سنہ ۱۲۹۰ھ) ✤

اگر یہ واقعات پورے صدق رکھتے ہیں جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ان صحت پر ایمان ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام حیوانات و جمادات مذکورہ بالا پچھلے جنم کے ضرور مسلمان ہیں اور شامت اعمال سابقہ سے ان قالبوں میں متناسخ ہوئے ہیں ہر کہ شک آرد کافر گردد ✤

قرآن و حدیث و تفاسیر و دیگر اولیا اللہ کے کلام سے ہمنے تناسخ کی بہت سی شہادتیں پیش کردی ہیں۔ جہاں تک کہ ہم نے کتب اسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے اُسکا خلاصہ صرف یہی ہے کہ محمدیوں میں سے خدا رسیدہ ہوئے ہیں جنہیں اُن کے محاورہ میں اولیا اللہ۔ قطب یا غوث کہا جاتے ہیں وہ سب کے سارے تناسخ کے قایل تھے۔ اسلام کے ۷۳ فرقوں میں سے کئی فرقے تناسخ کو مانتے ہیں خود ایک فرقہ کا نام ہی تناسخیہ ہے۔ اعمال اور سزا و جزا نتیجہ بغیر تناسخ کے ملنا سراپا ناممکن ہے۔ مگر پھر بھی عموماً اولیاء اللہ اور خاص خاص فضلاء کے سوائے دیگر محمدی دین کے پیرو تناسخ کو کھلے طور پر نہیں مانتے مگر ان بزرگواروں کی کلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور انہیں فارسی زبان کے قرآن کا درجہ دیکر کہتے ہیں ؎

مثنوی مولوی معنوی ✤ ہست قرآن در زبان پہلوی

من چہ گویم وصف عالیجناب ✤ نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جو جو حکما ہوئے یا جنہوں نے حکیمانہ طور پر مذہب کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا فیصلہ کیا ہے وہ سارے کے سارے تناسخ کے قائل ہیں جیسے امیہ و کاتبہ و منصوریہ و ہمیریہ و تناسخیہ و کاملیہ وغیرہ ان کے

علاوہ خاص علما میں سے جو تزکیہ نفس کے سبب درجہ معرفت پر پہنچ گئے۔ وہ چونکہ کن فیکون سے جگت کی اُتپتی مانتے تھے انہوں نے جہانتک غور کی تمام ارواح تو کیا خود خدا کو تناسخ کے چکر میں ڈال دیا۔ اور ہمہ اوست کے قائل ہوگئے۔ پھانسی ملے قتل کئے گئے۔ تو بھی اپنے ارادوں سے باز نہ آئے۔ اور اپنے یقین پر قائم رہے جیسے منصور حلاج شمس تبریز بایزید وغیرہ باقی رہے متعصب مُلاں اور علوے ما تقدم کے دلدادہ مولوی وہ تقریر کے درجہ میں ہمہ اوست اور وسیع کے اندر ہمہ از وست کے قائل ہیں۔ مگر وہ نا جانتے ہیں کہ مطلب دونوں کا ایک ہے۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ چونکہ تناسخ کو نہیں مانتے اور فلسفہ کی چاہ رکھتے ہیں۔ انہیں جب وہ سوچتے ہیں اپنے فرضی خدا اور اس کے یا ان کے خیالات میں شبہ آتی ہیں۔ نمونہ کے واسطے ہم چند ایسے لوگوں کے قول پیش کرتے ہیں ✤

عرفی

اے بخت چنان مکن کہ آخر ✤ سنوی اثر ستم دعا را

یا دوست دعائے چرخ بربند ✤ یا بخل عطائے مدعا را

یارب چہ عداوت ست با من ✤ این کار کسان کبریا را

تا کے شکیب در پئے یم ✤ آفات تجوم فتنہ زار را

عرفی بتعریف علی رضا

گر عصیان در نے آمد از بے توفیقست ✤ دیں بعینہ چون حریص شہوتست و منصب و جاہ

تا بہ مہر تو ہستم گناہ نامہ خویش ✤ چہ غم کاتب اعمال بار داختصار

دیگر نہ در پناہ دلائے تو ام چہ غم بود ✤ معاصیم نہ باندازہ قیاس و شمار

گر نہ ام مختار فاعل ہر چہ ہست از حکم تست ✤ پس بیاد اش گنہ ہم این ہمہ تقصیر چیست

چو این بنیاد بد را خود افگندی ✤ کن و نہ خویش را ہر ناچہ بندی

قضائے افگند از راہ ما را ✤ خدا را از خدا در خواہ ما را

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند ✤ گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ ✤ تو در طریق ادب کوش گناہ من است

تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ✤ کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

من میخورم و ہر کہ چو من اہل بود ✤ میخوردن من نبز د او سہل بود

مے خوردن من حق بازلی میدانست ✤ گر مے نخورم علم خدا جہل بود

مے خور کہ ہزار بار بیشت گفتم ✤ باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ✤ آنکس کہ گناہ نکرد چون زیست بگو

من بد کنم و تو بد مکافات دہی ✤ پس فرق میان من و تو چیست بگو

مشنو سخن بہشت و دوزخ از کس ✤ کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت

اے آمدہ از عالم روحانی تفت ✤ حیران شدہ در پنج و چہار و شش و ہفت

مے خور چو ندانی ز کجا آمدہ ✤ خوش باش کہ ندانی بکجا خواہی رفت

تناسخ کے حکیمانہ مسئلہ سے ناواقف امیر خسرو نے جب قرآن کی پیدائش پر غور کیا اور اُسے ہر طرح انصاف و راستی کے خلاف سمجھا تو قرآنی خدا کی نسبت بے اختیار اُس کے مُنہ سے نکلا۔

نیائے نہ کین مین ٹھکرائی ✤ بن کینے لکھ دین بُرائی

یعنے خدا نے انصاف نہیں کیا۔ بلکہ مکر اور دھوکہ کیا جبکہ بغیر کرنے گناہوں کے اُن کی قسمت میں بدی لکھدی ✤

باب ہشتم

مسئلہ تناسخ پر کبیر صاحب و بابا نانک جی کی رائے

بیدائس سنہ ۱۴۶۹ء - وفات سنہ ۱۵۳۹ء

بابا نانک جی بعہد بہلول لودی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اور دور دراز دیسوں میں جاکر ہندو مسلمان دونوں کو ویدک دھرم کا اُپدیس دیا اور اکثر مسلمانوں کو اپنے توحید بھرے اُپدیس سے راہ راست دکھایا اور توہمات سے ہٹایا۔ اور مسئلہ پنر جنم کا قائل کرایا۔ ہندوستان کے سوا وہ عرب دیس میں فقیرانہ لباس میں گئے۔ علی مرداں ایک جنم کا مسلمان (جو باباجی کے اُپدیس سے ہندو دھرم کا قائل تھا) بھی اس سفر میں ہمراہ تھا۔ مکہ کی سیر کرنے کے بعد وہ مدینہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں کہ محمد صاحب کا مزار ہے۔ وہاں اُنہوں نے علی مرداں کو جسے وہ پنجابی محاورے کے مطابق مرداںہ کہا کرتے تھے۔ یہ اُپدیش دیا۔

مردانیا۔ ایجے محمد وت جنم آوا ہے سبھ رگما وچ آہے نرگما وچوں نکلیا نائیں اُس پھیر ہندو دے گھر جنم آوناہی۔ ہندوسو برس اُسکی ہہنست وچ اربلا ہے ہندو سے وریا پورا ہوسی تا پھر اوہ ہندو دے گھر جنم لیسی پر سو ورے گھر اُس تائیں پورن سگویر لوکی ملے گا تا اُس دا جنم مرن رہت ہووے گا۔ اُس وچ جرأت بہت آہی اک جنم اُسدا رہندا ہے۔" (دیکھو جنم ساکھی نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۸۴ مطبوعہ سلطانی لاہور حسب فرمایش جراغدین کتب فروش گورمکھی باہتمام منشی قادر بخش۔

ما نانک کی بابت دبستاں مذاہب میں لکھا ہے۔ نانک قائل بتوحید باری بود و بہ تناسخ سرایماں داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمرد۔ ترک حیوانی کردہ با جیتا۔ آزار حیوان امر سیفرمود و گوشت خوردن بعد از دور مریدانش شہرت یافتہ ارجن مل نہ از خلفاے بواسطہ اوست جوں قبح آن را دریافت مردم را از اکل حیوانی مانع آمد و گفت این عمل مرضی نانک نیست (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۰۔ مطبوعہ نولکشور) +

بابا نانک کی تناسخ کی بابت رائے -

نمبر ۱۔ آپے بیج آپے ہی کہا۔ نانک حکمی آوے جاۓ۔ (جپ جی)

نمبر ۲۔ سیانا اندر کپٹ کرو دسمں دو ن دھرے۔ نانک نگیں کن کیے ے ن وسیاں نکل وسے۔ (جپ جی)

نمبر ۳۔ تیرتھ نہاداں جے تس بھاواں بن بھانے کے نا ہیں کرے جیتنی سر سیٹ اوپائے وبھاں بن کرماں کے ملنے نہیں۔ (جپ جی)۔

نمبر ۴۔ جے دڑ آپ جانے آپ آپ نانک ندر کرمی نام (جپ جی)

نمبر ۵۔ چنگیاں برائیاں واچے دھرم حضور۔ کرمی آپو آپنی کیا نیڑے کیا دور۔

نمبر ۶۔ گورمکھ رہکے آون جاون۔ نانک باقی درگاہ مان۔ (سدھ گوسٹھ)۔

نمبر ۷۔ بن ہر رام نہ بیو سوا گن آوے جائے (راگ سری محلہ پہلا)

نمبر ۸۔ ۱۔ آگون ستی گور سبد بن آپے کرنے بخش لیا (سدھ گوسٹ)

نمبر ۹۔ بن گور مرے آوے جاوے بن گور کھال نہ پاوے تہا گر (صفحہ ۳)

نمبر ۱۰۔ توٹے سندہٹ جنم مرن سادر ہیو سکھ پائے۔ نانک مونو سرے بن

گوبند رائے۔ (ماون اکھری شلوک ۳۶)۔

نمبر ۱۱۔ اکھیں اندھیہ رہس ناہیں رہے نہ اکرم تانا۔ گن انتر ناہیں کیوں سکھ پاوے۔ سن آون جانا (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲۔ جیوں مچھی پہاتی جم جال۔ بن گور ورتے مکت نہ بھال۔ پھر پھر آوے پھر پھر جاوے ایک رنگ راچے رہے لولائے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳۔ جو آوے سو جائے مر پی آکے گئے پچھتائے۔ لکھ چوراسی میدنی سوۓ دو تا نائیں (دکھنی اونکار)۔

نمبر ۱۴۔ اہوہیں اپنے سندے۔ پھر پھر جوہیں پائیں (آسا دی وار)۔

نمبر ۱۵۔ سبھو سوتک بھرم ہے۔ دوجے لگے نہ آوے۔ جمن مرن حکم ہے بہانے ہووے جائے (آسا وری وار)۔

نمبر ۱۶۔ جس کے اندر راج ابھماں۔ سو رک پاتے ہوتے سواں۔ جو جانے میں جوبن ونت۔ سو ہووے وشٹا کا جنت۔ آپس کو کرم ونت کھاوے۔ جنم جوں کھو جوں بھرما وے (سکھمنی محلہ ۵)

نمبر ۱۷۔ ایہو جنم میں بہرمت ہو رہو۔ اس بہرمت نہیں پائے مانس دیہہ پائے بدہر سہج نانک مات نہاتے (محلہ ۹ راگ سورٹھ)۔

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھی کیٹ منگا۔ کئی جنم گج میں کرنگا۔ کئی جنم پنکھے سرپ ہیو کئی جنم ہیور برکھ جیو۔ مل جگدیس من کے بریا۔ جزنگ کال اہہ بہہ شریا۔ (راگ سورٹھ محلہ ۹)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم میں گر کریا۔ کئی جنم گرہیے رہیا۔ کئی جنم ساکھ کرایا۔ لکھ چوراسی جوں بھرمایا۔ سادہ سنگ بہو جنم برایپ۔ کرسیو بھج ہر ہر گورمت۔

نمبر ۲۰۔ تد بن سدھی کنے نہ پایاں کرمی ملیں نہیں سٹھاک رہایاں (محلہ پہلا)

نمبر ۲۱۔ مدہ ٹھٹھیاں بیچے بادشاہ مل جنم جنم دی کنٹھے۔

نمبر ۲۲۔ پھرت پھرت میں ہار ہو پھر تو شرنائی۔ نانک کی بینتی اپنی بھگتی لائی

ترجمہ نمبر ۱۔ انسان خود اعمالوں کا تخم بوتا ہے اور خود ہی اس کا پھل کھاتا ہے الہیٰ حکم کے مطابق اس کا مختلف جونوں (قالبوں) میں تناسخ ہوتا ہے۔

نمبر ۲۔ بُرے اعمال جو ہیں وہ جیوتما کے بیت بیج جیتنے ہوتے ہیں خطاکاروں سے اور خطاکار کر دیتے ہیں اور اسی طرح اچھے اعمال نرگن سے گن والا اور گن والوں کو زیادہ گن والا کر دیتے ہیں۔

نمبر ۳۔ جو تیرتھ اللہ کے حکم اور منشا کے مطابق ہے ایسے تیرتھ میں غسل کیا جائے۔ کیونکہ اچھے اور برے کرموں کا ہی پھل ملتا ہے۔ جتنی مخلوقات نظر آتی ہے سب کو اعمال کے مطابق پھل مل رہا ہے۔

نمبر ۴۔ ایشور کی مہما یا عظمت کا پورا حال وہ خود ہی جانتا ہے مگر نانک اتنا جانتا ہے کہ اس کی عنایت اور انعام نیکوں پر ہوتا ہے۔

نمبر ۵۔ اعمال حسنہ اور افعال قبیحہ اس دھرم راج پرمیشور کے آگے ظاہر ہیں اس لوگ میں سبکو اپنے ہی اعمالوں کا پھل ملتا ہے اور کا نہیں۔

نمبر ۶۔ جو پرمیشور کے مقبول ہوتے ہیں وہ آواگون سے رہت ہو کر اس کے پرم پد میں موکش پاتے ہیں۔

نمبر ۷۔ جو پرماتما کی بھگتی نہیں کرتے اور اس کا درشن کرتے وہ پاپی ضرور مبتلائے تناسخ رہا کرتے ہیں۔

نمبر ۸۔ اوم جو گورو پرمیشور کا ست اس کی دیا سے ... پاں روا دل

سے رہائی پاتا ہے۔

ترجمہ نمبر ۹۔ جو لوگ ایشور سے ہٹ کر اوروں سے مراد مانگتے ہیں اور سید ھے ایشور ہی آگیا کو پالن نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ صراط المستقیم سے پھرے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی لوگ آواگون میں آتے ہیں۔ اُن کو دار نفا یعنی مکتی نہیں ملتی ہے کیونکہ سچائی کو انہوں نے بھلایا اور گمراہ ہو گئے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ سادھوجنوں یعنی مہاتماؤں کی صحبت سے جو کہ اُتم کرم ہے۔ اُس کے سبب سے جنم مرن یعنی آواگون کی زنجیر ٹوٹتی ہے وہ فیض صحبت کہا ہے۔ ایسے فیض کا صحن لیس اسا عمدہ صحن کبھی دل سے فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

نمبر ۱۱۔ دگیانی آدمی کی حالت بیان کرتے ہیں یعنی قریب المرگ ہے آنکھ سے بصارت ہو گئی۔ زبان لذت سے رہت ہو گئی تو بھی مکھ یعنی دل کا ملام انسان گیہ ست کے دھندے کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کا جنم مرن چھوٹنا امر مشکل ہے ایسا آدمی مکتی کیسے پا سکتا ہے۔ کیونکہ اعمال حسنہ کا کوئی گن اُس کے پاس نہیں۔

نمبر ۱۲۔ جس طرح مچھلی صیاد کے دام میں پھنس کر گرفتار ہو جاتی ہے اسی طرح یہ انسان بھی لوبھ کے بندھن میں پھنسا ہوا آواگون کے جال میں آجاتا ہے۔ جب تک مرشد کامل نہیں ملتا۔ خلاصی محال ہے ایک جال یعنی قالب سے نکلتا ہے دوسرے قالب میں پڑ جاتا ہے۔ اے انسان اگر تو نجات کا طالب ہے تو ایک پرمیشور کے رنگ سے رنگین ہو تب خلاصی پاوے گا۔

نمبر ۱۳۔ آواگون میں روحیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ بار بار مر کر بھی وہ دکھ سے نہیں چھوٹتیں۔ یہاں تک کہ ۸۴ لاکھ جونوں یعنی قالبوں کے تمام ہیں۔ اُن میں وہ پھرتی رہتی ہیں۔

نمبر ۱۴۔ اہنکار بہت بری بلا ہے دنیاوی کاموں اور چیزوں پر مغرور آدمی آواگون کے بندھن سے نہیں چھوٹتے یہاں بار بار جنم لیوینگے۔

نمبر ۱۵۔ سوگ کا ماننا بالکل بھرم یعنی خیال باطل ہے۔ کیونکہ وہ سوگ کوئی چیز نہیں۔ جو ایک آدمی سے دوسرے پر اثر کر سکے۔ البتہ پیدا ہونا اور مرنا ایشور کا حکم ہے۔ اور اس کا مبارک ارشاد ہے آواگون جیوون کو ہوتا ہے۔ اس سے کوئی بری نہیں۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے سوگ نہ کرنا چاہیئے۔

نمبر ۱۶۔ جو لوگ راج اور سلطنت پر مغرور ہوتے ہیں وہ کتے کے قالب میں جنم لیں گے۔ اور اس نرک کو بھوگیں گے۔ جو حسن پر غرور کرے وہ پنر جنم میں کیڑا بنے گا۔ جو دکھلاوے کے واسطے اور دنیا میں جھوٹی مشہوری چاہتا ہے وہ بہت جونوں میں جاتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ ایک جونوں میں پھرتے ہوئے میں تھک گیا مگر مجبور عقل میں سے کام نہیں ہو جاتے نہ ملی انسانی قالب یا کر ایشور کی بھگتی کر یہ بات ... کہتے ہیں کہ مجھے رانک جی کے اپدیش سے معلوم ہوتی

نمبر ۱۸۔ کئی جنم میں ہم جیونٹی اور پتنگوں کے سنسار میں گئے۔ کئی جنموں میں ہم ہاتھی۔ مچھلی اور گھوڑے ہوئے اور کئی جنم ... ل اور سرپوں میں ہوئے اور کئی جنموں میں بناسپتی کے جیووں کے قالب میں۔ کئے اب ایشور کی کرپا سے مدت مدید کے بعد انسانی قالب ملا ہے۔

نمبر ۱۹۔ کئی جنم ہم کو پتھر وغیرہ دھاتوں کے قالب میں جانا پڑا اور کئی دفعہ ماتا کے حمل میں سے اسقاط ہو گیا یا اندر ہی حمل سوکھ گیا۔ کئی دفعہ درختوں کے قالب میں آنا پڑا۔ اسی طرح ہم چوراسی لاکھ جونوں میں پھرتے رہے۔ مگر اب اس انسانی قالب میں سادھوؤں کی سنگت حاصل ہوئی اب گورو نے یہ مت دی۔ کہ سنتوں کی سیوا کرو اور ایشور کا بھجن کرو۔

ترجمہ نمبر ۲۰۔ طاقت اور فیصلہ جس کو دیتا ہے ملتی ہے اور اُسکو بھی وہ اعمال کے مطابق دیتا ہے۔ انصاف کے روسے یہ کہ ہے وجہ جب تک انسان پچھلے جنموں میں اچھے کام نہ کرے تب تک مکتی۔ مالک جی کا گھر نہیں۔

نمبر ۲۱۔ اے مادر سادہ حقیقی پرماتما سب لیان نسرزوں سے آپ کا دیدار ہوتا ہے۔ سب جنم جنم کی میل کٹ جاتی ہے۔

نمبر ۲۲۔ اے پرماتما جنموں میں کہ ... ہوا میں ہار گیا اب آخر لاچار ہو کر تیری شرن میں آیا ہوں۔ اب نانک کی اے ایشور پرارتھنا ہے کہ آپ کی عبادت کے سوائے میرا من لہیں نہ جائے۔

نانک چرتر کے مصنف نے لکھا ہے "گورو نانک صاحب نے تناسخ کا مسئلہ بتلایا ہے۔ کہ بُرے کرم کرنے اور پریم کو نہ سمجھنے سے آواگون ہوتا ہے۔ (۲) آواگون سے چھوٹ جانا اور پرمیشور سے مل جانا مکتی یا نجات ہے۔ اور اُس کا ذریعہ ایشور کی بھگتی اور گورو کی سیوا ہے ان کی تعلیم کے مواقف جس نے جنم لیا۔ وہ مریض ہے اور اُس کو اگیان اور خودی کی مرض دکھ دیتی ہے۔ اس مرض سے وہ شخص بچ سکتا ہے۔ جس پر ایشور کی مہربانی ایسی ہو کہ وہ گورو کی خدمت کر کے اُس پرمیشور کے نام کا آب حیات حاصل کر سکے۔ باہر کے اڈمبر چاہے کتنے اور کوئی ہوں نجات نہیں دے سکتے۔ بلکہ الٹے خود بندھن بن جاتے ہیں جو شخص گورو کو ملکر ایشور کی رضا میں ہے۔ جب کچھ اُسی کا تصور کرے اور اُس کو اپنا تن من نذر کر دے۔ وہ جنم مرن سے چھوٹ جاویگا۔ اور ملجاویگا۔

گورو نانک صاحب کے تناسخ اور مکتی کا اسلام کے ساتھ دور سے دور کا علاقہ بھی نہ تھا۔ تناسخ کے مسئلہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھ مذہب کا علم الہی وہی رہا جو ہندو مذہب کا تھا (صفحہ ۲۲۳)۔

کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ کی رائے

کبیر جی کا اصلی نام عبد الکبیر اور باپ کا نام نورا یا نور علی تھا کبیر جی اگھن شدی ۱۳۵۵ سمت بکرمی میں بمقام بنارس پیدا ہوئے۔ یہ مشہور سادھو رامانند جی کے چیلے ہوئے اور دین اسلام سے تائب ہو کر ویشنو مت سویکار کیا۔ انہوں نے مورتی پوجا کی تردید کی اور دیگر مذہب کا بھی اچھی طرح اپنی حسب لیاقت تھا کہ اڑایا اپنا مذہب ہندو اور مسلمان کو بتلایا اور قرآن اور محمدی مسائل کی بخوبی تردید کی۔ یہ بنارس میں پیدا ہوئے اور ... میں پران تیاگے ان کے مرنے پر بھی ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا۔ لاش کسی طرح غائب کر دی گئی راجہ بیر سنگھ نے بنارس میں انکی سمادھی بنائی۔ اور علی خاں نے ... میں قبر تیار کی اور اس زیارت پر منصور علی خاں نے جاگیر لگا دی جس کی نصف آمدنی بنارس کے کبیر چورے والے بانٹ لیتے ہیں۔

کبیر جی نے جس طرح دین اسلام سے تائب ہو کر ویدک دھرم یعنی ویشنو مت قبول کیا۔ اسی طرح مسئلہ تناسخ کو بھی سویکار کیا اور یہی حال تمام کبیر پنتھیوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ جیو مطابق اپنے اعمال کے جسم پاتا اور یہ سلسلہ برابر لگا رہتا ہے تاوقتیکہ شبد کرم انسان اپنے آتما کی شدھی نہ کرے اور پرماتما کو جا کر پاپ سے نہ بچے آواگون سے بری نہیں ہو سکتا وہ ہندوؤں کے سورگ اور نرک اور مسلمانوں کے بہشت

ودوزخ کو دھوکھے کی ٹٹی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو راحت و آرام ہے یہی سورگ اور جو تکلیف و رنج یہ نرگ ہے وہ گوشت خوری اور جانداروں کے قتل کو گناہ عظیم جانتے اور مسئلہ حلال و حرام کو انسانی ایجاد اور اس کو ہرذات پر الزام مانتے ہیں۔ ہندوؤں کی اعلیٰ ذاتوں میں سے سوائے دیش اور کابستھوں کے اور لوگ اُن کے پیرو نہیں اس مت نے اپنے کام کا میدان زیادہ تر شودر قوموں میں رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ لاکھوں کوری۔ چھیپے۔ چمار۔ دھنے۔ نائی۔ لوہار۔ بڑھئی۔ سائیس۔ گھسیارے وغیرہ محنت کرنے والے گرویدہ اور ماننے والے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ صرف ہندو بلکہ ہزاروں مسلمان صاحبان بھی محمدی طریقہ کی عبادت ترک کر کبیر جی کی مالا پھیرتے اور اُن کا ورد کرتے ہیں۔

اب ہم چند بھجن اُن کے معہ ترجمہ نذر ناظرین کرتے ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تناسخ کے قائل تھے۔ **نمبر ۱۸**۔ لکھ چوراسی دھار میں تہاں جنویا ہیں چودہ یم رکھوار ہیں چار بید وِسواس۔ **ترجمہ** چوراسی لاکھ کی لہر میں جیو کا نواس ہے چودہ یم کی تہاں چوکی ہے اور چار وید دن پر وشواس کرنے سے اسکا نستارا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ **نمبر ۱۹** آپ آپ سکھ سب رمے ایک انڈ کے ماہیں۔ اُتپتی پرلے دکھ سکھ پھر آوے بھر جائیں **ترجمہ** سب جانور اپنے اپنے آرام میں مصروف ہیں اس ایک نظام شمسی کے اندر پیدائش اور موت کے دُکھ اور سکھ میں بار بار پیدا ہو کر جسم دھارتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں **نمبر ۲۴**۔ گھر گھر ہم سب سوں کہی شبد نہ سنو ہمار۔ نے بھو ساگر ڈوبے ہیں لکھ چوراسی دھار **ترجمہ** ہم نے سب لوگوں سے دھرم کا اپدیش کیا گھر گھر جا کر پر انہوں نے ہماری بات نہ سنی پس یہ سب لوگ دنیا کے سمندر کی چوراسی لاکھ لہروں اور موجوں میں ڈوب کر ہمیشہ تک کبھی ظاہر ہونگے اور کبھی غائب ہو جائیں گے **نمبر** گورو ہی اور من لکھی ماری برس ہجار نے نر چوراسی پھیرے ہیں جب تک سنی دن کار **ترجمہ** اُستاد کے ساتھ دھوکا کرنیوالا اور من کے پیچھے چلنے والا اور بیگانی استری یا نیکا لے مرد سے دل لگانیوالا جو انسان ہے وہ جب تک سورج چاند ہیں وہ چوراسی کے چکر میں مبتلا رہے گا۔ لکھ چوراسی یونی جیو یہ بھٹکے بھٹک دُکھ پائے۔ کہہ کبیر جو رام جانے سو موہے سکی بھاوے **ترجمہ**۔ چوراسی لاکھ قسم کی جونیوں میں یہ جیو سرگردان اور پھرتا رہتا ہے ان میں سے جو سرب بیاپک پرمیشور کا بھجن کرتا ہے وہ مجھ کبیر کو اچھا لگتا ہے۔ فقط

پادری غلام مسیح صاحب ٹیچر مدرسہ علم آلٰہی سہارنپور کی رسالہ رد تناسخ کی تنسیخ

انہوں نے رسالہ مندرجہ عنوان کو تین فصل میں تقسیم کر کے خداوند کا جلال ظاہر کرنیکی غرض سے بزعم خود تثلیث کی مشکل حل کر دی مگر ہمیں دو تین بار اس کے مطالعہ سے سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا کہ انہوں نے مولوی نوردین صاحب کی تصدیق اور رد تناسخ اور مرزا صاحب کے سرمہ چشم اسلام و براہین اور پادری برہم بند ہو کے رسالہ سوالی سے اور زیادہ حصہ پنڈت شیو برات کے رسالہ سے ماخوذ کر کے ایک نئی ترتیب سے بھرتی کر دی ہے جن سب کا جواب ہم مفصل طور پر عرض کر چکے اس پر بھی ہم آپ کی کسی قدر خدمت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ **پادری**۔ جو چیز تغیر پذیر ہے وہ قدیم نہیں اور چونکہ دنیا اور اجسام انسانی متغیر ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی بھی مانتے ہیں کہ دنیا ہزاروں لاکھوں دفعہ بنائی گئی اور پھر بگاڑی گئی اور جسم انسانی پیدا ہوئے اور پھر مٹ جاتے ہیں پس جو چیز قدیم نہیں اُس کا شروع بھی کسی وقت ہوا ہماری دو سری دلیل یہ ہے کہ ہر شئے سے جس میں ترکیب پائی جاتی ہے اُس کے اجزا کا جن سے اس چیز نے ترکیب پائی ہے وجود مقدم ہے دنیا اور اجسام انسانی ترکیب شدہ چیزیں ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسانی سے پہلے اور دنیا کی ترکیب موجودہ سے پہلے جسم اور دنیا کا مادہ مقدم ہے لہذا اجسام انسانی اور دنیا موجود ہوئی اور سب سلسلہ کا ہر جز اپنی ابتدا اور انتہا میں متناہی ہے تو وہ سلسلہ بھی غیر متناہی نہیں ہو سکتا پس جب خدا نے دنیا کو ابتدا میں پیدا کیا تو انسانوں کے کون سے اعمال تھے جن سے اُن کو جون ملا۔ **آریہ**۔ بیشک یہ دنیا لاکھوں دفعہ بنائی گئی۔ اور اسی طرح بگاڑی گئی اور یہی سبب ہے کہ اُس کا آغاز و انجام ہے اور اسی کا نام آریہ سمت یا سرشٹی سمت ہے اور اسی کو برہم دن کہتے ہیں مگر اُن کی تجلیوں کے پہلے آغاز اور انجام میں وہ پرکرتی یا مادہ موجود رہتا ہے جس سے وہ جلوہ گر ہوتے ہیں ورنہ اُن کا بننا ناممکن ہے وجود مادہ صرف مقدم ہی نہیں بلکہ انادی بھی ضرور ہے کیونکہ وہ پیدا شدہ چیز نہیں ہے اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ تمام دنیا کے علمائے سائنس دان وید دھرم کے اس علمی اصول کی تائید کرتے ہوئے اُس کی صداقت کے شاہد ہیں مگر ایسا ماننا عیسائی دین سے بہت بعید ہے کیونکہ علمی باتوں سے اُسے تعرب ہے دیکھو کا انلک ستوبن (ریلیجن اِن سائنس) آپ نے باوجود ہندو اور محمدی مذہب کا تجربہ ہونے سے آج تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مادہ کیا چیز ہے کیونکہ آپ اُسے آب و آتش و خاک سمجھ رہے ہیں جیسا کہ صفحہ ۲۱ سے ظاہر ہے مگر یہ بالکل غلط ہے آپ مادہ کی تعریف علم طبعی کی کتابوں میں مطالعہ فرمائیے یا ستیارتھ پرکاش کے حصہ سرشٹی اتپتی پر دل لگائیے ورنہ سمجھنا دشوار ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ سوال کرنے وقت انادی کے معنے بھول گئے یا تجاہل عارفانہ کو کام میں لائے ورنہ ایشر جیو اور مادہ کو سروپ سے اور سرشٹی کو پرواہ سے انادی مانتے ہوئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا یہ اعتراض اس قبیل سے ہے جیسے کوئی متوازی کے معنے جانتے ہوئے بھی سوال کرے کہ دو خط متوازی کبھی ضرور ملنے چاہئیں ایسے اعتراض وہی کرتے ہیں جو ایک طرف خدا کو اجنما مانتے ہیں اور دوسری طرف قادر مطلق کے معنے نہ جانتے ہوئے اُسکا مریم کے حمل میں آکر اوتار لینا تسلیم کرتے۔ براہ مہربانی آپ لفظ انادی اور پرواہ روپ سے انادی کے معنے کوش میں مطالعہ فرمائیے اور پھر اعتراض کے لئے میدان میں آئیے انادی کی تعریف ایک فاضل نے اچھی کی ہے اول او اول بے ابتدا است + آخر و آخر بے انتہا است و رہی انسانی طاقت کو دیکھکر یہ نتیجہ نکالنا کہ خدا بھی بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتا غلط منطق و فلسفہ پر مبنی ہے آریہ ہم نے انسان کی طاقت نہیں بلکہ خدا کی طاقت سے یہ نتیجہ کیا ہے کیونکہ پرماتما بھی تمام دنیا کو مادہ سے بناتا ہے اور اُس کا ازل سے ابد تک یہی قاعدہ ہے بغیر مادہ کے اُس نے نہ آج تک کچھ بنایا اور نہ آئیندہ امید ہے اور صرف یہی نہیں کہ یہ آریہ کا نتیجہ ہے بلکہ عیسائی دین کے دوسرے ہمدا نے بھی بغیر مادہ کے کچھ بنا کر نہ بتلایا کہ اس طرح مسیر آسمانی باپ بغیر مادہ کے بناتا ہے بلکہ یوں سمجھے کہ اُس غریب میں یہ مادہ ہی نہیں تھا وہ ساری عمر تک گو کہ بہت تھوڑا جیا تو بھی مادہ کے مرکبات ہوا پانی اور روٹی اور شراب اور گوشت سے زندگی کے دن بسر کرتا رہا پھر ہم کسی اور کی شہادت پر کس طرح اعتبار کریں جب آپ کے خداوند صاحب بھی یوسف کے نطفہ سے اُس کی شادی شدہ بیوی مریم کے حمل میں ٹھہر کر خون حیض نوش جان کرتے ہوئے پیدا ہوئے تو پھر ہم کس طرح تسلیم کریں کہ دنیا خدا نے بے مادہ پیدا کی اپنے خداوند کے واسطے کوئی ... بیشک سمجھتے نہیں ... یہی

ہی سہی اور اگر بود اس سہی اوصوراہی سہی ہم ماننے کو تیار ہیں ؛

۴۸۔ پادری۔ از روئے علم جیالوجی خلقت حیوان۔ انسان سے قبل مخلوق ہوئی یا **اگر قبل** نہ مانو تو ساتھ ہی ساتھ مانو تو بھی حال ہیں کہ از روئے انصاف خدا کسی کو جانور اور کسی کو ذی عقل انسان نہیں بنا سکتا کیونکہ جانور انسان کی بہ نسبت بہت دکھ و تکلیف کی حالت میں رہتے ہیں تو تا وقتیکہ سیکڑوں ہزاروں برس انسان کو گناہ کرتے کرتے نہ گزر گئے ہوں حیوانات کی خلقت وہ پیدا نہیں کر سکتا یا تو علم جیالوجی باطل ہے یا مسئلہ تناسخ۔ پھر عورتیں جو از روئے شاستر و وید وغیرہ کے بہ نسبت مرد کے کمتر درجہ کی ہیں تو اُن کی خلقت بھی مرد کے بعد ہونا ضروری ہے کیونکہ عورت پیدا ہونا بھی تو ایک طرح کی سزا ہے ؛

آریہ۔ یہ اعتراض بھی اگرچہ پورانا ہے اور اُس کا بھی کئی بار جواب دیا جا چکا ہے مگر آپ نے اُس کو نئے سرے سے بیان کیا ہے سابراں ہم اس کا جواب عرض کرتے ہیں شکر ہے کہ آپ جیالوجی کی طرف متوجہ ہوئے شاید آپ کو معلوم نہیں کہ جیالوجی سے دین عیسوی کو کتنا صدمہ پہنچا اس علم نے بائیبل کی ساری تاریخ تاریکی میں ڈال دی۔ آدم کی ہستی سے انکار کر دیا اور اُس کے تمام نسب نامہ کی دھجیاں اڑا دیں اسی علم نے ثابت کیا ہے کہ ابھی آدم و نوح کتم عدم میں پڑے ہوئے تھے کہ اُن سے کروڑوں برس پہلے دنیا میں انسان زندہ موجود تھے (مفصل دیکھو پرائیس ہاروی فونو جرمتعہ ایس لنگ صاحب) جیالوجی سے سب سے بڑا خطرہ عیسائیت کو ہے ہمیں ذرا بھی نہیں بلکہ وہ تو بہ وجوہ ہماری مدد ہے سرشٹی کو پرواہ روپ اناد ی مانتے ہیں تب یہ تمام عقدے حل ہو جاتے ہیں مگر بشرطیکہ کوئی انادی کے معنے جانتا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا ہو کہ لاکھوں نظام شمسی ہیں صرف یہی ایک دنیا نہیں جس کے واسطے خدا کا اکلوتا بیٹا مصلوب ہوا بہت سے برہمانڈ ہیں یہ وید میں بار بار ارشاد ہے اور سائنس پکار رہی ہے کہ سورجوں کی بے شمار تعداد ہے مگر بائیبل اس بات سے قطعی محروم ہے اور اس علم کا اس میں نشان تک بھی معدوم ہے اور سچ پوچھئے تو تینوں خداؤں میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی ورنہ ضرور لکھ دیتے بس سرشٹیوں کے بے شمار اور سلسلہ پیدائش عالم کے بار بار ہونے سے وہی حیوانی اجسام کی روحیں نئے قالبوں میں آتی ہیں اور یکے بعد دیگرے ہر جسم کو براست ہو کر اعلیٰ و ادنیٰ مراتب کو حاصل کرتی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ بدستور غیر متناہی رہتا ہے کبھی متناہی نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے جیالوجی کے خلاف ہے۔ نوح کا عالمگیر طوفان اور آدم کا نسب نامہ۔ اور اُس کی اکیلی پیدائش اور میڈیکل سائنس کے خلاف ہے حوا کی آدم کی پسلی سے پیدائش اور مسیح کا بے باپ پیدا ہونا اور علم ہیئت کے خلاف ہے مسیح کے ستارہ کا نکلنا اور آگے آگے چلنا اور یشوع کے سورج و چاند کا دن بھر کھڑا رہنا اور پچھم کی طرف نہ ڈوبنا اور کشش ثقل کے خلاف ہے۔ حنوک اور مسیح کا معراج آسمانی اور خود آسمانوں کا وجود۔ پس اب بتلائیے کہ ہم ان علوم کو غلط سمجھیں یا اُس کتاب کو جس میں علوم کے خلاف ان واقعات کا ذکر ہے ہم از روئے وید شاستر عورتوں کا درجہ کمتر نہیں سمجھتے بلکہ شاستر میں باپ سے زیادہ ماں کی تعظیم کرنے کا حکم ہے۔ ہاں بائیبل عورتوں کی بے عزتی کرتی ہے (دیکھو استثنا باب ۲۱ آیت ۱۰ سے ۱۴ تک) اور اسی طرح حوا کا آدم کو گنہگار بنانا وغیرہ ✦

باب نہم

شری سوامی دیانند جی کے مسئلہ تناسخ پر مباحثے

پیدائش ۱۸۸۱ بکرمی وفات ۱۹۴۰ بکرمی

مباحثہ اول۔ مولوی احمد حسن سے بمقام جالندھر

مولوی۔ وجود کا بغیر ملنے صورت حال کے ممکن نہیں۔ جب وجود صورت کا حادث ہے تو ضرور مادہ بھی حادث ہونا چاہئے کیونکہ مادہ کو وجود بذریعہ صورت ملا۔ ذریعہ سے کا مقدم ہوتا ہے ۔سے سے۔ تو اب قائل تناسخ پر لازم آتا ہے۔ کہ عالم حادث ہو حالانکہ انہوں نے مانا تھا کہ قدیم ہے۔

سوامی۔ صورت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک گیان سے گرہن ہوتی ہے لیکن آنکھ آدی (وغیرہ) سے سو کارن میں صورت ہے۔ پرنتو وہ اندریوں سے یعنی حواس سے گرہن نہیں ہوتی۔ کیونکہ جو (سوکھشم) باریک چیز ہوتی ہے۔ وہ خود ہی نہیں دکھائی دیتی تو اس کی صورت کیا دکھائی دیگی۔ اور حواس کارن کی کسی طرح صورت نہ ہونو کارج میں نہیں آسکتی، کیونکہ جو کارن کے گن ہیں وہی کارج میں آتے ہیں جیسے ایک تل کے دانہ میں تیل ہوتا ہے۔ وہ کروڑ دانہ میں بھی برابر ہوتا ہے۔ لوہے کے ایک ذرہ میں تیل نہیں ہوتا۔ من بھر میں بھی نہیں ہوتا۔ جو چیز نت یعنے قدیم ہیں۔ اُس کے گن بھی نت ہیں۔ کارن کا ہونا نہ ہونا نہیں کہا جاتا ہے۔ وہ تو قدیم ہے۔ اور جو چیز قدیم ہے۔ جیسے صورت اُس کی کارن کی حالت میں قدیم ہے۔ صورت بغیر شے [illegible] الگ رہ نہیں سکتی۔ وہ صورت اُسی شے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ کارن سامن بھی قدیم ہے ؛

مولوی۔ یہ نہیں جو چیز بدوں کسی چیز کے نہ پائی جاوے تو اُس کا عین یعنی وہی ہے۔ مثلاً حرکت ہاتھ اور چابی کی۔ حرکت چابی کی بغیر حرکت ہاتھ کے نہیں پائی جاتی۔ بلکہ جب حرکت چابی کی ہوگی۔ یعنی ان دونوں حرکتوں میں کوئی زمانہ کسی کے واسطے مقدم یا موخر نہیں نکلتا۔ اور بالیقین عقل سلیم جانتی ہے۔ کہ کنجی کی حرکت بغیر ہاتھ کے نہیں۔ یعنے حرکت کنجی (کلید) کی محتاج ہے۔ حرکت ہاتھ کی اگرچہ زمانہ موجودہ میں اکٹھی ہے۔ ایسی ہی مادہ عالم اور اُس کی صورت اگرچہ زمانہ میں اتحاد ہو۔ مگر عقل جانتی ہے اس بات کو مادہ مقدم ہے۔ اُس کی صورت سے کیونکہ موصوف اور قابل مقدم ہوتا ہے۔ وصف اور مقبول سے وجود مادہ کا تشخص اور تعین یعنے محسوس اور دکھائی دینا وہ کسی چیز کے لگنے سے ہوتا ہوگا یا تو شکل کے لگنے سے ہوتا ہوگا۔ یا کسی اور چیز کے لگنے سے۔ بہر صورت جبکہ وہ شے جس کے لگنے سے وہ مادہ موجود عالم ہوا اس طرح کے ساتھ کہ

۱؎ مباحثہ مابین سوامی دیانند جی سرسوتی و مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی محمد پادری کے ۲۴ ستمبر ۱۸۷۷ء بوقت ۷ بجے صبح کے سردار بکرمان سنگھ صاحب بہادر اہلو والیہ کی کوٹھی پر شہر جالندھر میں ہوا۔ اور اُسی وقت مولوی مرزا موحد جالندھری نے لکھ کر حسب الارشاد سردار صاحب موصوف ماہ دسمبر ۱۸۷۷ء میں مطبع پنجابی اخبار میں طبع کرایا اُس رسالہ کے صفحہ ۹ سے ۱۵ تک یہ درج ہے ✦

محسوس اور دکھائی دے وہ کسی امر سے ہٹا جو بعد اُس مادہ کو عارضی ہوا۔ اور یہ جو جواب میں لکھا گیا کہ کارن کا ہونا نہیں کہا جاتا ہے عجب وہ شے ہے کہ جس کی علت مادے میں ہو یا نہ ہونا نہیں کہہ سکتے۔ وہ شے کہ جس کی علت مادی ایسی ہو۔ اُس کو ہونا کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی شے موجود معدوم سے نہیں بن سکتی۔ اور اگر اُس کے قدیم ہونے سے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ موجود ہی ہوگا تو یہ غلط ہے کس واسطے کہ عدم سے خاص کا مثلاً زید کا ہر مذہب کے موافق قدم ہے یعنی زید کے مادہ کو ایک شکل خاص اور وہ ہیئت خاص اسی ہیئت سے پہلے کبھی موجود نہ تھی۔ لہذا اُس کو یعنی اُس کے عدم کو قدیم کہا جاوے گا۔ صورت یعنی روپ کے جو دو قسم کئے۔ ایک وہ جس کو شکل کہتے ہیں۔ اور ایک ماسوائے اس کے معلوم ہوا کہ صورت غیر مادہ ہے۔

سوامی۔ سبھاوک (ذاتی) گن روپ یعنی شے کے پیچھے کبھی نہیں ہونے اور جو پیچھے ہوا سے سبھاؤ نہیں کہنے۔ جیسے اگنی کے پرمانوں کا سبھاوک تی اندری روپ یعنی آنکھ سے نامحسوس سبھاوک سب دن اُس کے ساتھ ہے۔ جب بمت کارن کے سنجوگ کرنے سے اسھول کارج (بڑا) ہونے سے اُس کا اندریہ گراہیہ یعنی محسوس بحواس ظاہر ہوا۔ جیسے جل کے پرمانوں اکاش میں اڑکر ٹھہرتے ہیں اور جب تک بادل نہیں ہوتے تب تک نہیں دیکھ پڑتے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ وہ مادی نہیں ہے یا مادہ کے سبھاوک گن مثلاً جیسا لڑکے کا ہونا اور لڑکے کا نہیں ہونا۔ جیسا کارج میں یہ ہونا یا نہ ہونا گن ہے ایسا ہی کارن میں نہیں ہے۔ جو کارن اور کارن کے سبھاوک گن ہیں وہ انادی یعنی قدیم۔ کارج جو ہے اُس کا سنیوگ سے ہونا اور ویوگ سے پیچھے نہ رہنا وہ ایک شکل یعنی صورت [illegible] سنیوگ جن جو ہے وہ کارج کی صورت کہاتی ہے۔ اُس کا پرواہ یعنی بدور تسلسل سے انادی ہیں ہے۔ سروپ سے نہیں۔ اور السور کے جو کہ سروگیہ ہے اور اُس کا نمت کارن (یعنی بنانے والا ہے) گیان میں سدا ہے اور رہیگی۔ (آخر کے فقرہ کا جواب اوپر آگیا) ✦

مولوی۔ تقدم یعنی اول ہونا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ذاتی اور ایک زمانی مقدم ذاتی جیسا پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ جیسا کہ حرکت ہاتھ کی اور چابی کی۔ اور ایسا ہی تقدم ذات کا اپنی صفات اصلیہ پر مثلاً تقدم ذات پانی کا اپنی رطوبت پر عقل سلیم جانتی ہے کہ رطوبت کا قیام پانی کے ساتھ ہے اس تقدم کو تقدم ذاتی کہا جاوے گا۔ الغرض تقدم ذات کا اُن صفات پر جو اُس کے صفات ذاتی ہیں۔ کیونکہ موصوف اپنے صفات پر بالضرور مقدم ہوتا ہے۔ اور شبہات تب وارد ہوں جب تقدم زمانی ہو اور دوسرا تقدم زمانی جیسا کہ باپ کا تقدم اپنے بیٹے پر اب ذات کا خالی ہونا اپنے صفات اصلیہ سے لازم آتا ہے اگر زمانتاً متقدم ہو۔ الغرض مادہ کا تقدم اپنی صورت پر وہ تقدم ذاتی ہے۔ کیونکہ قابل مقدم ہونا چاہئے مقبول پر۔

سوامی۔ درب اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں گن۔ کریا۔ سنیوگ۔ ویوگ ہونے کا سبھاؤ ہے۔ پرنتو جو درب پریچھن یعنی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اُن کا یہ لکھشن ہے جو ویاپیہ ہو یا ویاپک درب ہیں وے سنیوگ ویوگ سبھاؤ سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور کسی ویاپک میں گن ہی رہتے ہیں کریا نہیں۔ جیسے کہ پرمیشور اُس میں سنیوگ ویوگ ہوتا نہیں۔ پرنتو کریا اور گن ہیں اور آکاش۔ دشا کال۔ یہ ویاپک ہیں۔ پر ان میں کریا نہیں گن تو ہیں۔

مولوی۔ الغرض یہ جواب پہلے سوال سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس جواب کے درمیان ذاتی اور زمانی فرق نہیں کیا گیا۔ صورت علمیہ کی نسبت مادہ خاص یہ یعنی اُس کے جسم معین پر جو ایک زمانہ تعین حادث ہوا تھا وہ اُس کے جسم سے وجود سے پہلے وہ عدم قدیم تھا۔ اور یہ جو خیال کیا گیا کہ وہ عدم تقدم اس جسم خاص کا نہیں ہے۔ اُس کی صورت علمیہ علم واجب میں موجود ہے۔ محض غلط ہے۔ کیونکہ خدا کے علم میں یہ جسم خاص موجود نہیں ہے جس کا طول تین ہاتھ کا ہے قدامت تقدم سے وجود سے کا نہیں لازم آئے۔ باقی رہا صورت علمیہ کا حال تو خدا کا علم صورت علمیہ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ صورت علمیہ وہ ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے عالم کو شئے خارج سے۔ جب کہ ہیئت خاص اور شکل خاص کو قدیم نہیں مانا جاتا۔ تو اب خدا کے درمیان صورت علمیہ کہاں سے حاصل ہوئی۔ اگر قدیم تھا تو موافق مذہب آپ کے مادہ قدیم تھا۔ اور جو چیز کہ محسوسات سے محسوس ہو۔ جیسے کہ آپ مادہ اور صورت کے قائل ہیں۔ کہ پہلے شکل عارض کے محسوس تھا۔ تو اُس کا علم کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ طریقہ علم سے کا یہی ہے کہ بذریعہ کسی حس کے حس مشترک اور حاسہ مدرکہ میں اس کی شکل حاصل ہو۔ اسی کو صورت علمیہ کہا جاتا ہے اور باقی رہا حال ذرات مائی کا تحلیل ہو کر بخارات بننا ہے۔ گو وہ اُس کو محسوس نہیں ہے تو کسی نہ کسی حس کے ساتھ وہ مدرک ہے بہر صورت وہ اور صورت جو اُس قسم کی مانی گئی کہ مدرک بحواس نہیں ہے تو اس کا وجود بھی نہیں ہے۔ جب قدامت باطل ہوئی۔ ثانی تناسخ کی کیا صورت ہے اگر یوں کہا جاتا ہے کہ علت ایک بدن کو چھوڑ کر دوسرے بدن سے متعلق ہونے کی اُس کے افعال ہیں۔ جو بدن اول میں حاصل کئے تھے تو یہ ظاہر ہے کہ افعال حرکت سے صادر ہوتے ہیں اور حرکت منطبق زمانہ پر ہے۔ اور زمانہ کا اول و آخر اور اوسط جمع نہیں رہ سکتا۔ تو علیٰ ہذا القیاس افعال جو بذریعہ زمانہ کے صادر ہوتے ہیں۔ وہ بھی معدوم ہوتے۔ یا تعلق بدن ثانی سے کسی مرجح کی جانب سے نہ ہوگا۔ جب نسبت نفس اول کی نسبت اجسام سے مساوی ہے تو اب تعلق خاص سے ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی۔ نیز اس تعلق سے نقصان بہت پیدا ہوں گے۔ کیونکہ پہلے کمالات جو بدن میں حاصل کئے تھے سو وہ دور ہو گئے۔ اور دوسرا تعلق فرض کرو کہ اگر مثلاً گدھے سے یا کتے سے ہوا تو اُس بدن گئے اور گدھے میں وہ کمال نہیں حاصل کر سکتا۔ جو بدن انسان میں حاصل کر سکتا تھا۔ اب آپ کو لازم ہے اول طریقہ حاصل کرنے علوم کا معین کیجئے۔ بعد اُس کے پھر علت تعلق کی قائم کی جائے۔ تو اُس پر پھر اعتراض کیا جائے ✦

سوامی۔ دس اندریاں یعنی دس حواس سے مولوی صاحب کا فرمان درست نہیں چنانچہ جیو آتما یعنی روح کسی اندری سے نہیں دیکھا جاتا۔ مگر وجود اُس کا ہے جو مولوی صاحب نے کہا کہ انادی وستو باطل ہے۔ یہ کس نے کہا۔ کیا یہ بات آپ نے اپنے دل سے جوڑ لی ہے۔ کیونکہ جب میں لکھوا چکا کہ پرمیشور جگت کا کارن اور جو یہ تین سناتن ہیں۔ اس سے قدامت ثابت ہے اور ابھاو سے بھاؤ کبھی نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے اُس کا کہنا پرمان رہت ہے۔ جو گدھے کے بدن میں منش کا جیو جانے سے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کیونکہ سب کمائی کی ہوئی چلی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب ایسا ہے تو مولوی صاحب کو سونا کبھی نہ چاہئے۔ کیونکہ نیند میں جاگرت کی کمائی سب بھول جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کہیں کہ پھر جاگنے سے وہ علم آجاتا ہے تو سُنئے

گدھے کے شریر (جسم) میں پاپ کا پھل بھوگ کے جب پاپ پن برابر ہوگا۔ تب پھر بھی منش کے شریر میں آجائے گا۔ اور پھر علم حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے کہ آدمی سو کے جاگ کر۔ اس سے میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب کی تقریر اور میری بدھی مان لوگ آپ ہی دیکھ لیں گے۔ پر تو میری سمجھ میں ایک جسم ان مانوں سے سدھ نہیں ہوتا۔ کنتو پنر جنم (تناسخ دوبارہ جسم لینا) سدھ (ثابت) ہے۔

مباحثہ دوم۔ درمیان پادری جی ٹی اسکاٹ صاحب وسوامی دیانند جی کے بمقام کتب خانہ بریلی۔

واقعہ ۲۵ر اگست ۱۸۷۹ء

ثبوت آواگون منجانب سوامی دیانند جی سرسوتی۔

جیو۔ جیو کے سبھاوک گن کرم اور سبھاو انادی ہیں۔ اور پرمیشور کے بنائے کرما آدی گن بھی انادی ہیں جو کوئی ایسا نہیں مانتا کہ جیو کے اور اس کے گن آدی اپنی ہوتی ہے۔ اس کو اس کا ناش ماننا بھی اوشیہ ہوگا اور بس کے کارن آد کا بھی نسچے کرانا ہوگا۔ کیونکہ کارن کے سا کاریہ کی اپنی سرونتھا اسمبھو ہے جو جیو کے سب اور بین آدی کرم پرواہ سے انادی چلے آتے ہیں اُن کا ٹھیک ٹھیک پھل پہنچانا ایشور کا کام ہے۔ کیونکہ جیووں کا استھول سوکشم اور کارن شریر کے بنا سکھ دکھ کا بھوگنا اسمبھو ہے جب یہ بات ہوئی تب بار بار شریر کا دھارن کرنا بھی جیو کو اوشیہ ہے۔ کیونکہ کرنہ مان کرم نئے نئے کرتا جاتا ہے ان کا سنچت اور پراربدھ بھی بنا بنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب اس سرشٹی میں ودیا کی آنکھ سے منش دیکھے تو سرشٹی نیم (قانون قدرت) اور پرتیکش آدی پرمانوں سے ٹھیک ٹھیک سدھ ہوتا ہے کہ دیکھو جو آج سو سوا ہے وہی پھر بھی آتا ہے۔ ہمیشہ رات دن آدی جنہ پہر (پہر پہر) آتے ہیں۔ اور گیہوں کا بیج بونے سے پھر بھی گیہوں آتے ہیں

(دستخط دیانند سرسوتی)

اعتراض منجانب پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب - اس آواگون کے بارہ میں صرف حق کے واسطے جستجو کرنا چاہئے۔ ہار جیت کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تعلیم پرانی تو ہے لیکن دنیا میں سے مٹتی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس روح ہیں ہمیشہ جنم لیتی رہتی ہیں کبھی انسان کے بدن میں کبھی بیل کے بدن میں کبھی سندر کے کبھی کیڑے مکوڑے کے بدن میں پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ایسی تعلیم ہے کہ تعلیم یافتہ قومیں اس کو چھوڑتی جاتی ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اسی طرح یونانی اور رومیوں نے اور انگریزوں نے بھی چھوڑ دیا۔ ہمارے پرانے ڈرویڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے۔ یہی سکھلاتے تھے۔ اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے۔ لیکن روشنی کے پھیلنے اور تعلیم حاصل کرنے سے اس پرانی اور بے بنیاد تعلیم کو چھوڑ دیا سو ہمارا سوال پنڈت جی سے یہ ہے کہ آیا اس مسئلہ کے لئے کونسی دلیلیں ہیں جب کچھ ثبوت دیا جاوے تو ہم اُن کے رد کے لئے اعتراض کریں گے۔ بالفعل میرے دو چار سوالات یہاں رہیں۔

۱۔ آیا علاوہ ایشور کی روح کے اور ارواح اناد سے یعنی ازل سے ہیں یا نہیں۔

۲۔ اس جنم لینے سے کبھی فراغت ہوگی یا نہیں۔

۳۔ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ کل تکلیف جو دنیا میں ہوتی ہیں سزا کے واسطے ہے پنر جنم فقط سزا کے واسطے ہے یا اور کوئی سبب ہے۔

۴۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ آیا پرمیشور ہر وقت سگن ہے یا کبھی نرگن بھی ہوتا ہے۔

۵۔ پنر جنم لینا اُسی کی خاص قدرت سے ہر دم ہوتا ہے یا کسی قدرتی قانون سے ہوتا ہے۔ جیسے بیج کا اُگنا۔ پھل کا پکنا۔ پانی کا برسنا وغیرہ۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ تین پدارتھ انادی ہیں۔ ایک ایشور ایک کارن اور سب جیو۔ جنم سے کبھی فراغت نہ ہوگی۔ پنر جنم فقط سزا جزا دونوں کے لئے ہے۔ پرمیشور سگن اور نرگن ہمیشہ رہتا ہے۔ قدرتی قانون اُسی کا ہے کہ جو سا جس نے پاپ کیا۔ اس کو ویسا ہی اپنے ست نیائے سے پھل دیتا ہے اب پادری صاحب نے جو کہا تھا کہ پورانی تعلیم تھی پنر جنم کی ہمارے بیچ میں بھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب ولایتوں میں پہلے پنر جنم مانا جاتا تھا اور یہ جو کہا کہ جو قوم مہذب ہوتی جاتی ہے وہ ہی پنر جنم کے مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہے اب اس پر ایک سوال ہے کہ پورانی باتیں بالکل جھوٹھ یا کچھ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور نئی تعلیم سب سچی یا اس میں کچھ جھوٹھ بھی ہے جو پادری صاحب کہیں کہ پورانی ماننے کے لائق نہیں تو توریت۔ زبور اور انجیل کی تعلیم آپ ہی کی اپنی کہی سے پورانی ہے یہ بھی نہ ماننی چاہئے۔ یہ کوئی بات ہونے کی نہیں کہ پہلے مانتے تھے۔ اب نہیں مانتے۔ اس لئے سچی یا جھوٹھی ہے۔ یا پہلے نہیں مانتے تھے اور اب مانتے ہیں اس لئے جھوٹھی یا سچی ہے۔

اب پادری صاحب نے کہا کہ کچھ ثبوت ہو تو ہم اس پر کچھ اعتراض کریں اُس کے ثبوت کے لئے میں نے پرتھم لکھا تھا کہ جو کے کرم آدی اناوی اور ایشور کا سا آدی بھی انادی ہیں جو کرم کی بات نہ مانی جائے تو سرشٹی میں مُدہ وان۔ پر مُدہی۔ درد۔ اور راجہ اور کنگال کی اوستھا ایشور کس طرح سے کر سکے۔ کیونکہ اس میں طرفداری آتی ہے۔ اور کس بات سے اُس کا نیائے نشٹ ہوتا ہے۔ جب کرم کے پھل ہیں تو پرمیشور برابر نیاکاری ہوتا ہے۔ انتھا نہیں اور ایشور ایسا کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کے کہنے سے تمام جیو یعنی ارواح ازل سے ہیں تو اس حساب سے ہماری اور اُس کی ازلیت میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی دو شئے ازل سے ہیں۔ ایک طرح سے دو پرمیشور ہوئے۔ میرا اعتراض ہے کہ توریت اور زبور اور انجیل کے بالکل خلاف یہ ہے اور میں دریافت کرتا ہوں کہ کس تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ یعنے ہمارے روح ہمیشہ تک حیرانی میں پھرتے رہیں گے۔ کبھی بیل کے بدن میں۔ کبھی سؤر کے بدن میں۔ کبھی مکوڑا کیڑہ کے بدن میں اور کبھی کسی اچھی دیہہ میں۔ ایسے ازلی دور میں زیادہ تسلی ہے۔ یا توریت و زبور۔ انجیل کی تعلیم میں کہ آخر کار روگ سکھ کے لئے کوشش کرتے ہیں اور نیک بنتے ہیں ایک ایسی آرامگاہ میں پہنچیں گے کہ پھر جسم لینا نہ ہوگا۔ نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی۔ تو پوچھئے کہ کس کتاب کی تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ علاوہ اس کے پرمیشور کس طرح نرگن اور سگن دونو ہو سکتا ہے کہ اُس میں صفت بھی ہے اور وہ بلاصفت بھی ہے وہ کیا شے ہے کہ جس میں کوئی صفت نہیں ہے۔ کہئے اُس میں پیار کی صفت نہیں تو دنیا کیونکر کرے اور پھر جنم کے راہ سے لوگوں کو سزا کیونکر دیوے۔ ایسے ایسے حالات کے سبب سے تعلیم یافتہ قومیں اس مسئلہ کو چھوڑتی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پھر جسم سزا کے واسطے ہے تو اس میں کیا سزا ہوئی۔ مثلاً جب بندر جانتا ہی

نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا یا کوئی پادری صاحب یا منڈب صاحب مثلاً مکوڑا کیڑا کے جنم میں پیدا ہوئے تو اُن کو سزا کیسے ہوئی وہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا۔ آیا کبھی کسی کو یاد ہے کہ میں فلاں زمانہ میں بندر رکھا یا میں کسی زمانہ میں گیدڑ تھا۔ اور جب کُل دنیا میں کسی کو یاد نہیں ہے تو ایسے پنر جنم میں کسی کو کیا سزا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تکلیف کبھی کبھی سزا کے واسطے ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جیو۔ دونوں اناد ی ہونے سے برابر نہیں ہوتے۔ کہ جب تک اُن کے سب گن برابر نہ ہوں پرمیشور است جو سات پرمیشور سروگیہ جیوا لپگیہ۔ پرمیشور سدا پوتر اور مکت۔ مہا جیو کبھی بدھ کبھی مکت اس لئے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

توریت۔ انجیل۔ زبور کے خلاف ہونے سے سچی بات جھوٹھ نہیں ہو سکتی کیونکہ توریت آدی میں بھی بھرم سے سچ کو جھوٹھ جھوٹھ کو سچ بہت جگہ لکھا ہے۔ سچی تو اُس شاستر کی بات ہو سکتی ہے کہ جس میں شروع سے اخیر تک ایک بھی جھوٹھ نہ ہو ایسی کتاب سوائے ویدوں کے بھوگول میں ایشور کرت کتاب کوئی بھی نہیں کیونکہ ایشور کے گن کرم سوبھاؤ کے انوکول ویدہی پستک ہے دوسری نہیں سوائے وید کے اور کسی کتاب میں ٹھیک ٹھیک سب باتوں کا لکھنا نہیں نظر آتا اس لئے سب سے اُتم وید کی تعلیم ہے۔ دوسرے کی نہیں۔

پرمیشور اپنے گنوں سے سکشم ہے یعنی سروگیہ آدی گنوں سے اور کاس کے جڑتا آدی گن اور جیو کے اگیان۔ جنم۔ مرن۔ بھرم آدی گنوں سے رہت ہونے سے پہما تما اکرن ہے اس لئے یہ نتیجہ جاننا چاہئے کہ کوئی بیدار نہ اس ریت سے سگننا اور نرگنتا سے رہت نہیں۔

جب جیو کا پاپ زیادہ اور پن کم ہوتا ہے۔ تب بندر وغیرہ کا شریر لینا پڑتا ہے اور جب پاپ پن برابر ہوتے ہیں تب آدمی اور پن ادھک اور پاپ کم ہوتا ہے تب دیوتا وغیرہ کے شریر پاتا ہے۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ سب پرانی تعلیم جھوٹی نہیں اور نہ سب نئی تعلیم سچی ہے لیکن جب تعلیم یافتہ قومیں سوچتے سوچتے کسی رت کو باطل ٹھہراویں۔ تو قوی دلیل ہے کہ وہ باطل تو ہے اور ایک ہی دفعہ جنم لینے کے بارہ میں سوچ لیجئے کہ یہ نئی نہیں ہے یہ بہت پرانی ہے تو بت وید سے نئی نہیں ہے اُس میں پنر جنم مطلق نہیں۔ توریت اور انجیل کے جھوٹھے ہونے کے بارہ میں اب مقدمہ نہیں ہے نہیں تو اس فضول دعوے کو رد کرتے کہ یہ جھوٹھی نہیں وید کے بارہ میں کچھ نہیں کہا اُس کا بھی مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیجئے کہ تعلیم یافتہ قومیں توریت اور انجیل پر قائم رہتی ہیں۔ بلکہ ہندو لوگ خود جو تعلیم یافتہ ہیں اور جس قدر تعلیم یافتہ ہیں اور جس قدر تعلیم یافتہ ہوتے جاتے ہیں وید کو چھوڑتے جاتے ہیں ضرورت ہو تو سو دلیلیں دے سکتا ہوں۔ اور یہ کہنا کہ کرم ازل سے ہیں۔ اس لئے پنر جنم ہوتا ہے تو پرمیشور کو بھی پنر جنم لینا چاہیئے اور اگر کوئی کہے کہ اُس کے کرم سب اچھے ہیں تو کیا مشکل ہے کہ اُس کے کرم و فضل سے ہم بھی ایسے پکے ہو جاویں کہ پھر بندر یا گیدڑ بننا نہ پڑے جیسے ہماری کتاب مقدس میں لکھا ہے ایک دفعہ انسان کے لئے مرنا ہے بعد اُس کے نیاد۔

نرگن سگن کے بارہ میں سوامی جی کے ارتھ کو میں نہیں مانتا۔ نرگن کے معنے یہ نہیں ہیں کہ کچھ گن نہ ہو جب اُس میں گن نہیں ہے سکش تو اُس وقت جنم لینے کا بندوبست کون کرتا ہے اب پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سزا کے واسطے جنم لینا ہے تو یہ بھی جاننا چاہئے۔ سزا میں کہ سزا اٹھانے والا یاد کرے کہ مجھے سزا کیوں ملی ہے۔ نہیں تو سزا عبث ہے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کسی کو یاد کیوں نہیں رہتا کہ ہم سگمنڈ پچھلے جنم میں تھے۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ پہلے برس کے وشئے میں ابر جیوا لپگیہ ہے اس لئے پورب جنم کی بات کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے۔ پادری صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی بات کیوں پوچھتے ہیں۔ کیونکہ اسی جنم میں جنم سے پانچ برس تک کی بات کیوں یاد نہیں۔ بہتی اور بہت سی اوستھات بہت بیدہ بن جب سوتا ہے تب جاگرت کی بات ایک بھی یاد نہیں رہی ہے اور کارج کارن کے انومان سے اوستھات کارج کو دیکھ کر کارن کا نشچے کر لینا سب ودوان لوگ مانتے ہیں۔ جب پاپ پن کا پھل سکھ دکھ نیچ اونچ جگت میں دیکھا ہے تو کارن جو پورب جنم کا کرم ہے سو کیوں نہیں۔ پوراں ہی تعلیم درست نہ ہونے کے لئے کافی نہیں کیونکہ بالکل سچ نہیں۔ اور جن کو تعلیم یافتہ مانتے ہیں اُن قوموں میں کوئی آدمی اوستھات فلاسفر سند سے انسان کو جنم ہر بار مانتا ہے۔ کیا یہ بالکل جھوٹھ ہے۔ یہ وید کی باتیں ہیں کہ سیدھی کا نشانہ کہ ابراہیم کو خدا نے کہا کہ اس سے میں موجود ہوتا ہوں۔ تم جگت کیا کرو۔ ایسا دی وید کی بات بائبل میں موجود ہے اور جیسے ابھی شاکھشی دی ہے کہ اُس کا الٹ بھی جدھ بُدھ میں ہے اس لئے اور دوسری دلیل دیتا ہوں کہ آج کل میکس مولر آدمی لیکچر اسی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رگ وید سے پہلے کی کتاب بھوگول میں کوئی نہیں اس میں سینکڑوں گواہی دے سکتا ہوں کہ بیبل ان اٹھا کے بنانے والے وغیرہ اور آج کل کے فلاسفر سینکڑوں کی بات سے میں لے سکتا ہے کہ ہم بیبل اور انجیل کو نہیں مانتے۔ اور کرنیل اسکاٹ وغیرہ نے بھی بیبل کی بات کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور ہمارے آریہ لوگ ایل۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے ایل ایل بی وغیرہ لاکھوں لوگ بیبل کو نہیں مانتے اور تعلیم یافتہ ہیں۔ سو یہ نظیر پادری صاحب کی کافی نہیں۔ پرم ایشور کا پنر جنم نہیں ہوتا کیونکہ انت اور سرب بیاپک ہے شریر میں نہیں آنے کا اور سب مکت ہے بدھن کا کام کبھی نہیں کرنا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کا دعوے کہ بچہ کی مثال سے کہ وہ کسی بات کو یاد نہیں کرتا۔ جو لڑکپن میں ہوئی۔ سو یہاں باطل ٹھہرتی ہے۔ کس واسطے کہ بچے کچھ تو یاد بھی کرتے ہیں اور یہ سوال لازم آتا ہے کہ جب ہماری ارواح ازل سے ہیں تو اب تک بچہ نہیں جانئے کہ کچھ بڑھ گئے ہوں تو اس جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی۔ اس دلیل پر غور فرمائیے۔ ممکن معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم ازل سے چلے آتے ہیں اور جسم میں آکر سب بات بھول گئی۔ اور پھر جنم لینے کی سزا کا کچھ مطلب بھی نہ نکلا اور نیند کا جو ذکر ہوا سو جواب یہ ہے۔ ہوتا ہے کہ نیند کی بات بھی یاد رہتی ہے۔ بعض آدمی نیند کے وقت بڑے خیالات نکالتے ہیں۔ یہاں پر ایک بیچ اعتراض کا ذکر کیا چاہتا ہوں۔ اس تعلیم سے دنیا میں گناہ کا بہت سہارا ہوتا ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جو چاہیں

سو کریں کھو گئیں گے پھر کسی وقت میں اچھا جنم بھی ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دور ہمیشہ رہے گا۔ کیا کریں ہم مانتے ہیں کہ جو تکلیف وغیرہ دنیا میں ہیں اُن کا کوئی سبب ضرور ہوگا۔ کبھی سزا کے واسطے کبھی نیکوں کو کہ اُن کو تعلیم طرح طرح کی ملی ہے۔

کہانی ہے کہ بادشاہ کا لڑکا تھا۔ پنڈت کے ہاں تعلیم کے لئے رکھا۔ پنڈت نے اُس کو سب طرح ہوشیار کیا پھر بادشاہ کے پاس لایا اور اُس سے کہا کہ فقط ایک ہی کام باقی ہے۔ اُس نے پوچھا کہ اُس نے کچھ قصور کیا۔ کہا کہ نہیں۔ کہا کہ مجھے چابک دینا اور خود سوار ہو کر لڑکے سے کہا کہ دوڑو اور اُس کو خوب مارتا گیا۔ پھر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیوں کیا۔ پنڈت نے کہا کہ اوروں کی ہمدردی کو سیکھے رحم دل ہو جائے۔ سو ممکن ہے کہ نیکوں کو بھی تکلیف ملے کسی اچھے مطلب کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کہ برے جنم کے سبب سے۔ ڈاروِن صاحب آواگون نہیں مانتے صرف یہی کہتے ہیں کہ دو ایس مثل ورسل سے جانور اور پنچھ نسل میں ہو گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی جانور اب اور پیشتر بھی تھا۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ذکر ہوا۔ سو اُس کا دعویٰ سن لیجئے تو معلوم ہوگا کہ کیسے آدمی ہیں۔

(دستخط دیانند سرستی)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ لڑکے کی نظر سے میرا یہ مطلب کہ وہ جو جو دکھ دکھ بھوگتا ہے اُس کی یادگیری اُس کو پیسے سے نہیں ہوتی۔ کہیں کسی کے کہنے سے ہوتی ہے اور جیسے کا جاوک کن ایک سار تھا ہے لیکن پھٹک گن کھنے [illegible] ہیں۔ اس لئے جو ایک سا ہے۔ لیکن اس کے گیان کی سامگری پیچا [illegible] ہیں کے بڑھتی جاتی ہے۔ جب پادری صاحب [illegible] کو کوئی پوچھے کہ دس برس [illegible] ملے کسی سے ایک دل پھر بات چیت کی برابر واکسروں سنے یا دیے تو یہی کہا [illegible] ٹھیک ٹھیک نہیں جب سدا ہے جو نہیں آتے تو کہاں سے ہوتے گیا۔ [illegible] کے قید یوں کے گناہوں کو سب لوگ ٹھیک ٹھیک گن کے نہیں جانتے۔ جیلوں والے گناہ کرتے ہیں کہ کسی گناہ کے کرنے سے جیلخانہ میں پڑا ہے اس سے میں بھی [illegible] یہی حال ہوگا پادری صاحب میرے مطلب کو نہیں سمجھے۔ [illegible] کی بات نہیں [illegible] سوپتی کی [illegible] میں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اُس [illegible] میں ایک بھی حال کوئی نہیں [illegible] سکتا ہے۔ جو پنر جنم نہیں مانتے ان کی تعلیم سے [illegible] برکت ہیں کیونکہ آگے جنم پیدا ہی نہیں ہے۔ جو جل میں آدمی [illegible] ہوا اور بے فائدہ دورہ سپرد ہوا یعنی آپ مرا اور قیامت تک ویسا ہی حالات میں پڑا رہا اور کچہری کا دروازہ [illegible] اور [illegible] سکا۔ [illegible] ہے۔ اور جو گیا دوزخ میں وہ وہاں کا ہی ہوا [illegible] جب بہشت میں گیا وہ وہاں ہی کا ہوا۔ کرم تو حد والے کئے جاتے ہیں اور اُس کا نتیجہ بے حد ملتا ہے [illegible] میں یہ بہت ایسا آتا ہے اور امیدواری کی خوشی کے بغیر آدمی [illegible] نہیں ہو سکتے کیونکہ رنج سے تکلیف کا کونسا سبب ہے اور جو نصیحت کے واسطے تکلیف ملتی ہے وہ [illegible] کے لئے ہے لیکن اُس کا پھل دو یا دو ہیں۔ اور پادری صاحب نے کہا تھا کہ ایک مکان میں ہمیشہ شکوہ کھو گئیں گے وہ دستان تو ساتھ ہے اور کہاں۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا جو [illegible] موجود ہے کہ جس میں عیسائیوں اور پادریوں کی اور دین عیسوی کے بارہ

ایسی فضول اور سخت کلامی ہے کہ میں کسی بازاری بدمعاش کے حق میں نہ کہوں۔ کہتے ہیں کہ یہ سخت دل بے رحم ہیں۔ دنیا میں یہ ساری خرابی کا بانی اور دین عیسوی کی لڑائی کی جڑ ہے۔ علاوہ اُس کے اور طرح کی بھی سخت کلامی ہے غور کیجئے کہ اس شخص کا دل اور عقل کیسی ہوگی۔ خود غور کیجئے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ وید توریت سے پرانا ہے اس واسطے کہ توریت میں قربانی کا ذکر ہے ہم دعوے کر سکتے ہیں کہ اول اُس میں ہوا۔ ویدوالوں نے توریت سے لے لیا۔ دونوں بات کا دونوں میں ذکر ہے۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس میں اول ہوا۔

اور یہ کہنا کہ بعض صفتیں دائم ہیں اور بعض نہیں ہیں اسلئے جنم کی نہیں یاد نہیں رہتی بعض صفت تو قائم رہتی ہے اور چاہئے یہ بھی کہ کوئی بات یاد ہو پورانے جنم کی اگر ہماری اوسط تب کی گفتگو دس برس ہوئے کہیں ہوئی ہو بعض بات تو ضرور یاد رہتی ہیں۔ پس یہ کی مثال تو درست نہیں۔ کیونکہ اگر کبھی بعد میں بات یاد نہیں رہتی ہے تب بھی اکثر بات یاد رہتی ہے۔ سو برانے جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی ہے۔ جیلخانہ کی مثال ہے سو وہ بھی پوری نہیں۔ کیونکہ سزا کا فقط ایک مطلب اس میں ظاہر ہوا۔ سزا میں دو مطلب ہیں ایک تو سزا یافتہ کے سدھارنے کے واسطے دوسرا مطلب دیکھنے والوں کو نصیحت لیکن بعد جنم میں صرف دیکھنے والوں کو نصیحت ہے۔ یہ نہیں کہ اُس شخص کو سزا کا حال معلوم ہو کہ سزا مجھے کیوں ملی۔ رہا یہ سوال کہ روحیں کہاں سے آئی ہیں تعلیمیافتہ قوموں میں آج کل یہ دعوے ہے کہ جیسا بیج سے بیج درخت سے درخت پیدا ہوتا ہے اور کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ درخت مسبر ہوا اس طرح روح سے روح۔ بدن سے بدن پیدا ہوتا ہے تاہم یہ بات عقل سے بعید ہے کہ خاص کر بدن کس طرح پیدا ہوتا ہے اور روح کس طرح پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہ یہ روح جواب موجود ہے سو پیشتر کسی بدن میں تھی ابھی پیدا ہوئی اور جب یہاں سے جائے اس کا ٹھیک ٹھیک کرم اور یہ ہوا تو پیشوا بانی نہیں اس سے بھی [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ہمیشہ روح کہاں رہتی ہے ہم دعوے نہیں کرتے ہیں کہ ہم عالم الغیب میں سایہ کی جگہ بتلا دیں کہ وہ کہاں ہے [illegible] روح کو جگہ سایہ کی دے سکتا ہے۔ ہمارا جاننا نہ جاننا کیا ہوا۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی۔ جو کرنیل الکاٹ صاحب کے بارہ میں پادری صاحب نے کہا کہ وہ اچھا پرش نہیں سو میں [illegible] نہیں مان سکتا کیونکہ جن سے بڑھ کر ہوتا ہے وہ دونوں [illegible] میں الٹا [illegible] کہتے ہیں۔ وید توریت سے بہت پرانا ہے۔ کیونکہ جس کی بات توریت سے [illegible] ہو وہ اس سے پہلے ہوتا ہے۔ لڑکے میں [illegible] گیان کا ہوتا ہے [illegible] وقت رہتا ہے اس بات کو پادری [illegible] ٹھیک ٹھیک [illegible] ہیں [illegible] جو کہ آگ کے [illegible] سے [illegible] گرمی آتی [illegible] آگ میں [illegible] ہے [illegible] جو جیسے یہاں [illegible] نہیں ہوتے [illegible] ہوتے ہیں۔ جو پادری صاحب نے کہا کہ [illegible] خوف ہوتا ہے کہ میں [illegible] کو [illegible] کیا اس سے [illegible] اُس کو یاد ہی نہیں [illegible] کا [illegible] کرتا ہے ہیں [illegible] ایک جنم کو [illegible] ایک جاہل کو [illegible] نہیں [illegible] علم [illegible] گنوار۔ [illegible] اسلئے اُن کو سزا [illegible] ہوتا ہے کہ جو میں برا کام کروں گا تو [illegible]

کہ اُس کو ہے وہ مجھ کو ملیگا۔ جب جیو سے جیو اور شریر سے شریر پیدا ہوتے ہیں تو آپ کا بنانے والا پرمیشور نہیں۔ اس لئے آپکا قول ٹھیک نہیں رہا اور پرتھم پرتھم آپ کے قول کے موافق جو جو جیو ہوئے وے کن کن جیوؤں اور شریروں سے ہوئے۔ جو کہیں کہ پرمیشور سے تو پرمیشور بھی آدمی گھوڑے اور درخت اور پتھر کے سواتی ہوا۔ کیونکہ جس کا کارج جیسا ہوتا ہے اُس کا کارن ویسا ہی ہوتا ہے اور درمیان میں دورہ سپرد کرنا بہت دن تک کہ جو سزا سے بھی بھاری ہے پھر اس کو سرگ یا نرگ کن کرموں سے مل سکتا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ جب آپ سروگیہ نہیں تو کیوں دعوے کرتے ہیں کہ پنر جنم نہیں اس سے آپ کا ایک جنم سدھ نہیں ہوتا۔ اور پنر جنم سدھ ہو گیا۔

(دستخط دیانند سرسوتی جو)

تیسرا مباحثہ۔ بمقام چاندا پور ضلع شاہجہانپور

بتاریخ ۲ مارچ ۱۸۷۷ء

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب معہ دو پادری صاحبوں کے ۲۰ مارچ ۱۸۷۷ء کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ سوامی صاحب نے سائبان کے نیچے کرسیاں بچھوا کر بڑی خاطرداری سے پادری صاحبوں کو بٹھلایا اور آپ بھی بیٹھ گئے پھر آپس میں بات چیت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ مسئلہ تناسخ یعنے آواگون کی نسبت پادری صاحبان نے پوچھا کہ آواگون سچا ہے یا جھوٹھا۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے۔

سوامی جی نے فرمایا آواگون سچا ہے اور جو جیسے کرم کرتا ہے ویسا ہی شریر پاتا ہے اگر عمدہ کرم کرتا ہے تو آدمی کا جسم پاتا ہے اور خراب کرم کرنے سے جانور وغیرہ کا جسم ہوتا ہے اور جو سب اچھے کرم کرتا ہے تو وہ دیوتا یعنی ودوان وید وان ہوتا ہے دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اُسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ ہے کہ اس کو پہلے جنم کا ابھیاس بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت تناسخ کا ہے۔ نیک بخت اور بدبخت اور قسم قسم کے درجہ و مرتبہ اور سکھ دکھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جیو انادی ہے کہ جس کا آدا ور انت نہیں اور جس جون سے جیو جنم لیتا ہے اُس جون کا کسی قدر سبھاؤ یعنی عادت وغیرہ بھی بنی رہتی ہے۔ اسی سبب سے انسان وغیرہ مختلف طبیعتوں اور عادتوں وغیرہ کے ہوتے ہیں یہ بھی ایک ثبوت آواگون کا ہے اور بہت سے ثبوت آواگون کے ہیں۔ لیکن ایک بار ہی روح کا پیدا ہونا اور پھر کبھی نہ پیدا ہونا اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ جو میں نے بیان کیا اُس کے برخلاف ہونا چاہیئے سو ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ اور پھر یہ بات کہ مرا اور حوالات ہو گئے یعنے جب قیامت ہوگی تب اُس کا حساب کتاب ہوگا۔ جب تک بیچارہ حوالات میں رہا ایسی بیوستھا ماننا اچھا نہیں۔ بعد ازاں پادری صاحب تشریف لے گئے۔ (دیکھو صفحہ ۴۳ و ۴۴ مباحثہ مذکور اردو مطبوعہ لاہور)۔

منقول از ستیارتھ پرکاش

پرشن۔ جنم ایک ہے یا انیک۔

اتر۔ انیک۔

پرشن۔ جو انیک ہوں تو پہلے جنم اور موت کی باتوں کا "سمرن" یاد کیوں نہیں؟

اتر۔ جیو الپگیہ ہے ترکال درشی نہیں اسلئے سمرن نہیں رہتا۔ اور جس من سے گیان کرتا ہے وہ بھی ایک سمے میں دو گیان نہیں کرسکتا۔ بھلا پورب جنم کی بات تو دور رہنے دیجئے اسی دیہ میں جب گربھ میں جیو تھا شریر بنا پشچات جنما۔ پانچویں برس سے پہلے تک جو جو باتیں ہوئی ہیں اُن کا سمرن کیوں نہیں کرسکتا؟ اور جاگرت میں بہت سا بیوہار پرتیکش میں کر کے جب سوشوپت ارتھات گاڑھ ندرا ہوتی ہے تب جاگرت آدی بیوہار کا سمرن کیوں نہیں کرسکتا؟ اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس کے بعد تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ پر تم نے کیا کیا تھا تمہارا مکھ ہاتھ کان نیتر شریر کس کس پرکار کا تھا؟ اور من میں کیا وچار تھا؟ جب اسی شریر میں ایسا ہے تو پورب جنم کی باتوں کے سمرن میں اعتراض کرنا بالکل لڑکپن کی بات ہے اور جو سمرن نہیں ہوتا ہے اسی سے جیو سکھی ہے نہیں تو سب جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ دکھی ہو کر مر جاتا۔ جو کوئی پورب اور پیچھے جنم کے ورتمان کو جاننا چاہے تو بھی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ جیو کا گیان اور سروپ الپ ہے یہ بات ایشور کے جاننے یوگیہ ہے جیو کے نہیں۔

پرشن۔ جب جیو کو پورب جنم کا گیان نہیں اور ایشور اس کو ڈنڈ (سزا) دیتا ہے تو جیو کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب اُس کا گیان ہو کہ ہم نے فلاں کام کیا تھا۔ اُسی کا یہ پھل ہے۔ تبھی وے پاپ کرموں سے بچ سکیں؟

اتر۔ تم گیان کتنے پرکار کا مانتے ہو؟

پرشن۔ پرتیکش آدی پرمانوں سے آٹھ پرکار کا۔

اتر۔ تو جب تم جنم سے لیکر سمے سمے میں راج۔ دھن۔ بدھ۔ ودیا۔ دلدر۔ نربدھ۔ مورکھتا آدی سکھ دکھ سنسار میں دیکھکر پورب جنم کا گیان کیوں نہیں کرتے۔ جیسے ایک حکیم اور ایک مورکھ کو کوئی روگ ہو اُس کا ندان (علت یا سبب) یعنی کارن حکیم جان لیتا ہے اور مورکھ نہیں جان سکتا۔ اُس نے علم حکمت کو پڑھا ہے۔ اور دوسرے نے نہیں۔ لیکن بخار وغیرہ مرض کے ہونے سے مورکھ بھی اتنا جان سکتا ہے کہ مجھ سے کچھ بدپرہیزی ہو گئی (کو پتھ ہو گیا) جس سے مجھے یہ روگ ہوا ویسے ہی جگت میں وچتر (عجیب) سکھ دکھ آدی کی گھٹتی بڑھتی دیکھ کے پورب جنم کا انومان کیوں نہیں جان لیتے؟ اور جو پورب جنم کو نہ مانوگے تو پرمیشور پکش پاتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنا پاپ کے دلدر آدی دکھ اور بنا پورب سنچت (پہلے جنم) پن نیکیوں کے راج دھن اور نربدھتا اُس کو کیوں دی؟ اور پورب جنم کے پاپ پن کے انوسار دکھ سکھ کے دینے سے پرمیشور نیاکاری ٹھیک رہتا ہے۔

پرشن۔ ایک جنم ہونے سے بھی پرمیشور نیاکاری ہو سکتا ہے جیسے سروپری راجا (شہنشاہ) جو کرے سو عدل۔ جیسے مالی اپنے اُپ بن (باغیچہ) میں چھوٹے اور بڑے برکھش لگاتا کسی کو کاٹتا کسی کو لگاتا اور کسی کو رکھیا کرتا بڑھاتا ہے جس کی جو وستو ہے اُس کو وہ چاہے جیسے رکھے اُس کے اوپر کوئی بھی دوسرا نیاؤ کرنے والا نہیں جو اُس کو ڈنڈ دے سکے یا ایشور کسی سے ڈرے۔

اتر۔ پرماتما چونکہ نیاؤ (عدل) چاہتا کرتا۔ انیاؤ (ظلم) کبھی نہیں کرتا اس لئے وہ پوجنے یوگیہ اور بڑا ہے جو نیاؤ یعنی انصاف کے برخلاف کرے وہ ایشور ہی نہیں جیسے مالی یکسی کے بنا مارگ (راستہ) وستھان میں برکھش لگانے۔ کٹانے یوگ کو کاٹنے۔ ایوگ کو بڑھانے۔ یوگ کو نہ بڑھانے سے دوکھت ہوتا ہے اسی پرکار بنا کارن کے کرنے سے ایشور کو دوش لگے پرمیشور کے اوپر نیایکت کام کرنا اوشیہ ہے کیونکہ وہ سوبھاؤ سے پوتر اور نیاکاری (عادل) ہے۔ جو انمت (پاگل) کی طرح کام کرے تو جگت کے شریشٹ نیایادھیش سے بھی کم اور بے عزت ہو وے کیا اس جگت میں بنا یوگتا کے اتم کام کئے پرتشٹھا اور دشٹ کام کئے بنا ڈنڈ (سزا) دینے والا نندنیہ (مطعون) اور بے عزت نہیں ہوتا اس لئے ایشور ظلم نہیں کرتا۔ اسی لئے کسی سے نہیں ڈرتا۔

پرشن۔ پرماتما نے پرتھم ہی سے جس کے لئے جتنا دینا

پڑتا ہے اتنا دیتا۔ اور جتنا کام کرنا ہے اتنا کرتا ہے۔ **اُتر**۔ ساں کا وچار جیووں کے کرم انوسار ہوتا ہے۔ برخلاف نہیں۔ جو الٹا ہو تو وہی اپرادھی انیا کاری ہووے۔

پرشن۔ بڑے چھوٹوں کو ایک سا ہی دُکھ سُکھ ہے بڑوں کو بڑی چنتا اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ جیسے کسی ساہوکار کا مقدمہ راج گھر میں لاکھ روپیہ کا ہو وہ اپنے گھر سے پالکی میں بیٹھ کر کچہری میں گرمی کے موسم میں جاتا ہو۔ بازار میں ہو کر اُسے جاتا دیکھ کر اگیانی لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو پن پاپ کا پھل ایک پالکی میں آنند پوروک بیٹھا ہے اور دوسرے بنا جوتی پہنے اوپر نیچے سے جلتے ہوئے پالکی کو اٹھا کر لیجاتے ہیں۔ پرنتو بدھی مان لوگ اس میں یہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے کچہری نزدیک آتی جاتی ہے ویسے ویسے ساہوکار کو بڑا شوک اور سندیہہ بڑھتا جاتا ہے اور کہاروں کو آنند ہوتا جاتا ہے۔ جب کچہری میں پہنچتے ہیں۔ سیٹھ جی ادھر ادھر جانے کا وچار کرتے ہیں کہ وکیل کے پاس جاؤں و سرشتہ دار کے پاس۔ آج ہارونگا یا جیتونگا نہ جانے کیا ہوگا اور کہار لوگ تمباکو پیتے پرسپر باتیں کرتے ہوئے پرسن ہوکر آنند میں سو جاتے ہیں۔ جو وہ جیت جائے تو کچھ سکھ اور ہار جائے تو سیٹھ جی دُکھ ساگر میں ڈوب جائیں اور وے کہار جیسے کے ویسے ہی ہیں۔ اسی پرکار جب راجا سندر کومل بچھونے میں سوتا ہے تو بھی جلدی نیند نہیں آتی اور مزدور کنکر پتھر اور مٹی اونچے نیچے ستھل پر سوتا ہے اس کو جھٹ ہی نیند آتی ہے ایسے سرو تر سمجھو۔

اُتر۔ یہ سمجھ اگیانیوں کی ہے کیا کسی ساہوکار سے کہیں کہ تو کہار بن جا اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کبھی کہار نہیں بنتا اور کہار ساہوکار بننا چاہتا ہے۔ جو سکھ دکھ برابر ہوتا تو اپنی اپنی اوستھا چھوڑ کر نیچ سے اونچ نہ ہونا چاہتے دیکھو ایک جیو ودوان (عالم) پن آتما (کریم النفس) شریمان راجا کی رانی کے گربھ میں آتا۔ اور دوسرا مہا دلدر گھسیاری کے گربھ میں آتا ہے ایک کو گربھ سے لیکر سرب تھا (ہر طرح) سکھ اور دوسرے کو سرب پرکار دکھ ملتا ہے۔

ایک جب جنمتا ہے تب سندر سوگندھ یکت جل آدی سے سنان یکتی سے ناڑے چھیدن گلہ پان آدی یتھا یوگیہ پراپت ہوتے ہیں جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے تو اس کے ساتھ مصری آدی ملا کر مرضی کے مطابق ملتا ہے اس کو پرسن رکھنے کے لئے نوکر چاکر کھلونا سواری اوتم ستھانوں میں لاڈ سے آنند ہوتا ہے دوسرے کا جنم جنگل میں ہوتا ہے۔ سنان کے لئے جل بھی نہیں ملتا۔ جب دودھ پینا چاہتا تب دودھ کے بدلے میں گھونسا۔ تھپیڑ آدی سے پیٹا جاتا ہے۔ نہایت عاجزانہ و بیکسانہ آواز سے روتا ہے۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا۔ ایسے ہی جیووں کو پاپ پن کے سکھ دکھ ہونے سے پرمیشور پر دوش آتا ہے۔

دوسرا۔ اگر بنا کئے کرموں کے سکھ دکھ ملتے ہیں تو آگے نرک سورگ بھی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور نے اس جگہ بنا کرموں کے سکھ دکھ دیا ہے۔ ویسے ہی مرے پیچھے بھی جس کو چاہے گا اس کو سورگ میں اور جس کو چاہے گا نرک میں بھیج دیگا۔ پھر جب جیو ادھرم یکت ہو جاویں گے دھرم کیوں کریں۔

کیونکہ دھرم کا پھل ملنے میں سندیہ ہے پرمیشور کے ہاتھ ہے جیسی اس کی مرضی ہوگی ویسا کریگا تو پاپ کرموں میں بھی (خوف) نہ ہو کر سنسار میں پاپ کی ترقی دھرم کی کمی یا معدومیت ہو جاوے گی اس لئے پہلے جنم کے کئے ہوئے پن پاپ کے انوسار موجودہ جنم اور موجودہ اور پہلے کرموں انوسار آئندہ جنم ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش (آدمی) اور دیگر پشو آدی (حیوانوں وغیرہ) کے جسم میں جیو ایک سا ہے یا جدا جدا قسم کے؟

اُتر۔ جیو ایک ہی طرح کے ہیں۔ الا پاپ پن کے یوگیہ سے ملین اور پوتر ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش کا جیو پشو آدی (حیوان۔ چرند۔ پرند۔ حشرات الارض۔ مچھلی) میں اور پشو آدی کا منش کے شریر میں اور استری کا پرش کے اور پرش کا استری کے شریر میں آتا جاتا ہے یا نہیں۔

اُتر۔ ہاں جاتا آتا ہے کیونکہ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم ہو جاتا ہے تب منش کا جیو پشو آدی نیچ شریر میں اور جب دھرم ادھک تھا ادھرم نیون ہوتا ہے تب دیو یعنی ودوانوں کا شریر ملتا ہے اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے۔ تب سادھارن (معمولی) انسانی جنم ملتا ہے اس میں بھی پن پاپ کے اعلے۔ اوسط۔ ادنےٰ ہونے سے انسانوں وغیرہ میں اعلے۔ درمیانہ ادنےٰ شریر وغیرہ سامگری والے ہوتے ہیں اور جب زیادہ پاپ کا پھل پشو آدی کے پشو کے شریر میں بھوگ لیا تب پھر پاپ پن کے برابر رہنے سے منش کے شریر میں آتا ہے جب شریر سے نکلتا ہے اس کا نام موت اور شریر کے ساتھ ملاپ ہونیکا نام جنم ہے۔ جب شریر چھوڑتا ہے تب یم آلہ یعنی آکاس استھ وایو میں رہتا ہے کیونکہ یمین وایو نہ وید میں لکھا ہے کہ یم نام وایو کا ہے۔ گرڑ پوراں کا فرضی یم نہیں پھر دھرم راج یعنی پرمیشور اس جیو کے پاپ پن انوسار جنم دیتا ہے وہ وایو۔ ان۔ جل یا شریر کے چھدر کے دوارہ دوسرے کے شریر میں ایشور کے حکم (پریرنا) سے داخل ہوتا ہے اور داخل کر باقاعدہ ویریہ حمل میں استھت ہو کر شریر دھارن کر باہر آتا ہے جو استری کے شریر دھارن کرنے یوگ کرم ہوں تو استری اور پرش کے شریر دھارن کرنے یوگ کرم ہوں تو منش کے شریر میں پردیش کرتا ہے اور نپنسک گربھ کی صحت سے استری پرش کے شریر میں سمبندھ کر کے رج ویریہ کے برابر ہونے سے ہوتا ہے۔ اسی پرکار نانا پرکار کے جنم مرن میں تب تک جیو پڑا رہتا ہے کہ جب تک اُتم کرم اوپاسنا۔ گیان کر کے مکتی کو نہیں پاتا کیونکہ اُتم کرم آدی کرنے سے منشوں میں اُتم جنم اور مکتی میں مہا کلپ پرینت جنم مرن دکھوں سے رہت ہوکر آنند میں رہتا ہے۔

پرشن۔ مکتی ایک جنم میں ہوتی ہے۔ یا ایک جنموں میں۔

اُتر۔ انیک جنموں میں کیونکہ منڈک اپنشد میں لکھا ہے۔

(۹-۲-۲)

> **بھدیتے ہردے گرنتھی چھدینتے سروسنشیا**
> **کشی ینتے چاسیہ کرمانڑی تسمین درشٹے پراورے**

ترجمہ۔ جب اس جیو کے ہردے کی اودیا اگیان کی عقد (گانٹھ) کٹ جاتی سب سنشے (بھرم) چھن بھن یعنی قطعی دور ہوتے اور برے کرم کشے (زوال) کو پراپت ہوتے ہیں تب اس پرماتما میں (جو اس روح کو ہمیشہ اندر اور باہر محیط ہو رہا ہے یعنی ویاپٹ ہو رہا ہے) نواس کرتا ہے۔

پرشن۔ مکتی میں جیو پرمیشور میں ملجاتا ہے یا جدا رہتا ہے۔

اُتر۔ جدا رہتا ہے کیونکہ اگر ملجائے تو مکتی کا سکھ کون بھوگے اور مکتی کے جتنے سادھن ہیں وے سب نشپھل ہو جائیں وہ مکت تو نہیں کنتو جیو کا پرلے جاننی چاہیئے جو جیو پرمیشور کی آگیا پالن اتم کرم ست سنگ یوگ ابھیاس غیرہ سب سادھن کرتا ہے وہی مکتی کو پاتا ہے۔

> **ستیم گیانم اننتم برہم یو وید نہتم گوہا پرمے ویومن**
> **سو اشنتے سروان کامان سہ برہمنا وپشچتے**

(تیتریہ اپنشد ولی۔ انوواک ۱-)

ترجمہ۔ جو جیو آتما اپنی بدھی اور آتما میں استھت ست گیان اور انت آنند سروپ پرماتما کو جانتا ہے وہ اس ویاپک برہم میں استھت ہو کے اس اننت ودیا یکت

برہم کے ساتھ سب کاموں کو پراپت ہوتا ہے۔ ارتھات جس جس آنند کی کامنا کرتا ہے اُس اُس آنند کو پراپت ہوتا ہے یہی مکتی کہاتی ہے۔

پرشن۔ جیسے شریر کے بنا سنسار کا سکھ نہیں بھوگ سکتا ویسے مکتی میں بنا شریر کیسے بھوگ سکیگا۔

اُتر۔ اس کا جواب مفصل ہم پہلے لکھ آئے ہیں مگر علاوہ بر آں کچھ خلاصاً یہاں بھی لکھتے ہیں۔ جیسے سنسار کا سکھ شریر کے آدھار سے بھوگتا ہے ویسے پرمیشور کے آدھار مکتی کے آنند کو جیو آتما بھوگتا ہے وہ مکت جیو اننت ویاپک برہم میں حسب مرضی سوچھند گھومتا شدھ گیان سے سب سرشٹی کو دیکھتا اور مکتوں کے ساتھ ملتا ہے سرشٹی ودیا کو با قاعدہ دیکھتا ہوا سب لوک لوکانتروں میں (ارتھات جتنے یہ کرّے دیکھتے ہیں اور جو نہیں بھی دیکھتے) اُن سب میں گھومتا ہے وہ سب پدارتھوں کو جو اُس کے گیان کے آگے ہیں دیکھتا ہے جتنا گیان ادھک ہوتا ہے اُس کو اتنا ہی آنند ادھک ہوتا ہے۔ مکتی میں جیو آتما نرمل ہونے سے پورن گیانی ہو کر اُس کو سب چیزوں کا گیان (علم) یتھارتھ ہوتا ہے یہی (افضل راحت) یعنی سکھ وشیش یا راحت کامل ہے۔ اسی کا نام سورگ ہے اور وشے ترشنا میں پھنس کر دُکھ وشیش بھوگ کرنا نرک کہاتا ہے۔

سورگ لفظ اس طرح ویاکرن کی ریتی سے بنتا ہے (یعنی) سوا سکھ کا نام ہے۔

> سواسو کھم گچھتی یسمن سہ سورگا
> اتو وپریتو دُکھ بھوگو نرک اتی

جو دنیاوی سکھ ہیں اُن کا بھوگنا معمولی سورگ ہے اور جو پرمیشور کی پراپتی سے آنند ہے وہ سب سے اعلےٰ و افضل ہونے سے وشیش سورگ کہاتا ہے سب جیو عادتاً سکھ پراپتی کی اچھا اور دُکھ کا وِیوگ ہونا چاہتے ہیں لیکن جب تک دھرم نہیں کرتے اور پاپ نہیں چھوڑتے تب تک اُن کو سکھ کا ملنا اور دُکھ کا چھوٹنا نہ ہوگا۔ جس کا کارن ارتھات مول ہوتا ہے وہ نشٹ کبھی نہیں ہوتا جیسے

> چھنّے مولے برکشو نشیتی تتھا پاپے کشیتے دکھم نشیتی

جسطرح مول کٹ جانے سے برکش نسٹ ہوتا ہے ویسے ہی پاپ کے چھوٹنے سے دُکھ نشٹ ہوتا ہے (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۱ تک سمولاس ۹ ۱۸۸۴ء پریاگ)

منقول از وید بھاشیہ بھومکا

پرشن۔ ایک مِسن ایسا پرشن کرتے ہیں کہ جو پورب جنم ہوتا ہے تو ہم کو اُس کا گیان اس جنم میں کیوں نہیں ہوتا۔

اُتر۔ عقل کی آنکھ کھول کر دیکھو کہ جب اسی جنم میں جو جو سکھ دُکھ تم نے بال اوستھا میں یعنی جنم سے پانچ برس تک بھوگے ہیں۔ ان کا گیان نہیں رہتا۔ اتھوا جو کہ روز پٹھن پاٹھن (درس تدریس) اور ویوہار کرتے ہیں ان میں سے کتنی ہی باتیں بھول جاتی ہیں نیز نیند اوستھا یعنی خواب میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے کہ اب کے کئے ہوئے کا بھی گیان نہیں رہتا جب اس جنم کے ویوہاروں کو اسی شریر میں بھول جاتے ہیں تو پورب شریر (جسم سابقہ) کے ویوہاروں کا کب گیان رہ سکتا ہے۔

پرشن۔ جب ہم کو پورب جنم کے پاپ پن کا گیان نہیں ہوتا اور ایشور انکا پھل سکھ دُکھ دیتا ہے۔ اس سے ایشور کا نیائے (عدل) واجیوں کا سدھار کبھی نہیں ہو سکتا۔

اُتر۔ گیان دو پرکار کا ہوتا ہے ایک پرتیکش۔ دوسرا انومان آدمی سے۔ جیسے ایک وید (حکیم) اور دوسرا اوید (حکمت سے محروم) ان دونوں کو جور (بخار) آنے سے وید تو اسکا پہلا ندان جان لیتا ہے اور دوسرا نہیں جان سکتا لیکن اُس پہلی بد پرہیزی کا نتیجہ جو بخار ہے وہ دونوں کو پرتیکش ہونے سے وے جان لیتے ہیں کہ کسی بد پرہیزی سے یہ بخار ہوا ہے اسمایعنی اس کے سوا نہیں۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عالم (ویاکرن یا حکیم) اُسکے ٹھیک روگ کے کارن اور کاریہ کو نشچے کر کے جانتا ہے پرنتو کارن میں اُس کو جیسا چاہئیے پورا نشچے نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور نیاکاری ہونے سے کسی کو ناکارن کے سکھ یا دُکھ کبھی نہیں دیتا۔ جب ہم کو پن یا پاپ کا کاریہ سکھ اور دُکھ پرتیکش ہے تب ہم کو ٹھیک نشچے ہوتا ہے کہ پورب جنم کے پاپ و پنوں کے یعنی گناہ و صواب کے بغیر اُتم مدھم اور نیچ شریر تتھا بدھی آدی پدارتھ کبھی نہیں ملسکتے اس سے ہم لوگ نشچے کر کے جانتے ہیں کہ ایشور کا نیائے (عدل) اور ہمارا سدھار یہ دونوں کام یتھاوت (ٹھیک طور پر) بنتے ہیں (از صفحہ ۲۰ و ۲۰۸)۔

خاتمہ

تناسخ کا مسئلہ بہت قدیم ہے اور ایک وقت ساری آباد دنیا اس کو مانتی تھی تمام مہذب ممالک کے فضلا اور علماء اس کے قائل تھے۔ یونان۔ مصر۔ روم۔ آریہ ورت۔ ایران۔ چین۔ مکسکو اور پیرو کے دانشمند لوگ جس طرح اس کے پیرو تھے اسی طرح عرب۔ تاتار۔ روس۔ اسٹریلیا۔ حبش اور شمالی امریکہ کے باشندے بھی اس کے گرویدہ تھے۔ دنیا کی کوئی انسانی آبادی ایسی نہیں تھی جسے اس علمی مسئلہ سے کسی نہ کسی طرح گہرا تعلق نہ ہو۔ تمام پورانی تواریخ متفق البیان ہیں۔ کہ جس وقت دنیا میں سچائی۔ شانتی اور امن کا راج تھا تمام دنیا میں ایک ہی ویدک دھرم پھیل رہا تھا اُس وقت بھی یہ بیارک مسئلہ سب پیاسے دلوں کی پیاس بجھانے والا تھا کتاب الملل والنحل شہرستانی میں ہے و من العرب من یعتقد التناسخ صفحہ ۹۰ جلد دوم یعنی اہل عرب تناسخ پر اعتقاد رکھتے تھے۔

پادری۔ ٹی۔ جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مانا یہاں اسی طرح پر یونانیوں نے رومیوں نے اور انگریزوں نے ہمارے پورانے ڈرئڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے بھی سکھلاتے تھے اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے (مباحثہ بریلی صفحہ ۴)۔

بشپ وار برٹن صاحب لکھتے ہیں یہ پہلی زندگی کے خیالات بہت سی داناؤں اور عالموں سے ہر ایک زمانہ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری کئی قسم کی تکالیف کے دور کرنے کے واسطے

کالیئر صاحب کہتے ہیں۔ قدیم مصری۔ یونانی رومی اور انگریز تناسخ یعنی آواگون کو مانتے تھے۔ (تاریخ انگلستان صفحہ ۱۱)۔

کیا ایشیا کے ایرانی آریہ چینی۔ جاپانی اور ترک لوگ اور کیا یورپ کے یونانی [illegible] رومی اور جرمنی والے اور کیا افریقہ کے قبطی۔ یانشر اور راج خاندان تھے ترک اور کیا امریکہ کے تانبے رنگ والے بیل یعنی سورج بنسی۔ پیرو۔ میکسیکو کے پروہت اور آچاریہ اور اسرین خاندان کے پیشوا سارے کے سارے قائل تھے گو ان میں قدری اختلاف اور جزوی تفریق ہونے پر بھی اعتقاد اور اصول میں سب بالاتفاق اس امر کے قائل تھے۔ لہ ارواح انادی ہیں ایسا وقت یا سمہ کبھی نہیں تھا کہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ وہ نیست یا معدوم ہو سکتی ہیں ہر ایک کو انکے اعمال کا بدلہ ملتا ہے ور آلہی عدالت میں یہ اٹل قانون ہے جیسے کوئی درمیانی ٹلنے والا نہیں عرب کے ملک میں عام اعرابیوں سے ذرا مہذب اور قدامت کے پڑھے لکھے صابئین لوگ تھے۔ جنکا اعتقاد تھا کہ تناسخ ارواح ضروری ہے اور جسم [illegible]

لہ اس مذہب کی بابت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام عبرانی لفظ سبا یا صبا سے جسکے معنے ستارہ کے ہیں مشتق ہے اور اس دین کی اصلیت کو اسپار کلدانیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ مذہب صابی پسر شیث پیغمبر کا نکالا ہوا ہے جو انکے خیال میں اپنے بھائی ادریس اور باپ سمیت مصر کے میناروں میں مدفون ہیں بعض لوگ اس دین کا مخرج اس سے اعلےٰ تر ایک اور چشمہ سے بتلاتے اور بڑی پختہ سند سے دعوے کرتے ہیں کہ طوفان نوح سے پہلے تمام دنیا کا یہی مذہب تھا انکا بیان ہے کہ یہ مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور احد ادا الاقوام یعنی تمام قوموں کے بزرگ مواسی مذہب کے پیرو تھے ابراہیم بھی اسکی تلقین کرتے رہے انکی اولاد بنی اسرائیل نے بھی یہی مذہب اختیار کیا [illegible]

سے اپنے اصل مادہ میں جو قدیم ہے مل جاتا ہے اور پھر اُسی مادۂ ہیولائی سے بذریعہ جوراک بموجب مشیت ایزدی دوسرا جسم طیار ہوتا ہے۔

قرآن سورۃ جاثیہ میں عرب کے اس فرقہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وقالو ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا۔ ترجمہ۔ گفتند (منکران بعث یعنی قیامت) نیست زندگانی مگر زندگانی دنیا کہ ما در او ایم مے میریم و زندہ مے شویم۔ اس پر مُلا حسین واعظ تفسیر کرتے ہیں۔ احتمال دارد کہ قائلان این سخن مذہب تناسخ داشتہ باشد و نزدیک ایشان آنست کہ ہر کہ مے میرد روح او با جسم دیگرے تعلق گیرد و ہم در دنیا ظہور کند تا دیگر بار بمیرد و بار دیگر با دیگرے مے آید شاکمو کہ بزعم ایشان پیغمبر است نقل کردہ اند کہ میگفت من خود دا

دو ہزار و ہفت صد قالب دیدہ ام" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۱۷)

جب تک یورپ میں جہالت رہی تب تک عیسائی دین خوب زور سے پھلتا رہا۔ علم کے دشمن پادریوں نے علم معقول کے علماء کو پھانسی دی۔ شکنجہ میں کھینچا۔ قتل کیا۔ سیپ کے تیز ٹکڑوں سے اُن کا تمام گوشت نچوا دیا۔ تیشوں سے اُن کا بدن چھیلا۔ کاٹا اور ٹکڑے کیا۔ کولہو میں پڑوا دیا اور مٹی کے تیل وغیرہ سے جلایا۔ اور بڑی بڑی اذیتوں سے مارا اور برباد کیا۔ (مفصل دیکھو فروٹ آف کرسچیانٹی)۔

لیکن جب آفتاب علم کی روشنی یورپ میں پھیلنے لگی تو عیسائی دین میں تنزل شروع ہوا۔ لوگوں نے اُن کے بے بنیاد مسائل جیسے تثلیث فی التوحید۔ کفارہ۔ الوہیت مسیح۔ معجزات مسیح۔ بلکہ مسیح کی لایف سے ہی انکار کر دیا۔ سب سے زیادہ خوفناک صدمہ جو عیسائی دین کو پہنچا وہ بشپ کلولنسو صاحب کا کرسچن مذہب ترک کرنا تھا۔ یہ بزرگ کئی گرجاؤں کا مالک اور صدہا پادریوں کا گورو رہنما تھا جب اس نے اچھی طرح نتیجہ کر لیا کہ عیسائی دین باطل ہے تو اس نے کئی کتابیں اس کی تردید میں شایع کیں۔ ہادی حقیقت ایک برہمو اخبار میں لکھا ہے "چنانچہ بشپ کلونسو صاحب مذہب عیسائی کے برخلاف تھے۔ اس سبب سے ملکہ معظمہ نے باوجود سفارش جوڈیشل کمیٹی اور پریوی کونسل کے اُن کی جاگیر متعلقہ ارگرجا سٹال سے محروم رکھا" جلد اول نمبر ۱۲ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء اور یوں ہی علم پھیلنے لگا محقق لوگوں نے عیسائی دین سے نفرت شروع کر دی چنانچہ اسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ کے ملک میں عیسائی لوگوں میں سوا استی لاکھ عیسیٰ کو خدا نہیں مانتے اور ملک یونائٹیڈ سٹیٹ کے باشندوں کی ایک ثلث بھی عیسیٰ کی الوہیت کا قایل نہیں (جلد ا نمبر ۱۳ صفحہ ۳ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء)۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ مسٹر ہوٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۷۴ء میں لکھتے ہیں کہ "قریب تمام جرمن۔ بوہیمیہ۔ ہنگری کے مدارس میں ناستک پن غالب ہو گیا ہے۔ فلاسفروں نے ان ملکوں میں دین عیسوی کے بازو توڑ ڈالے۔ عہد عتیق و جدید کی کرامانی باتوں کو لوگوں نے قصہ و کہانیاں جان لیا۔ طالب علموں کے گروہ سے بارہ آدمی بھی ایسے نہ نکلیں گے جو پکے ملحد نہ ہوں۔ جن کو شبہ ہووے وہ آپ جائے اور دیکھ لیوے" عیسائی دین کے آدمی اُن کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور پادری کیک صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ملک فرانس اور اُس کے متعلقات کی بابت آپ یوں لکھتا ہے کہ "ہر سیلح کو معلوم ہے کہ زمانہ حال میں ملک فرانس کے اندر بہیں ملحدوں کے مقابلہ میں ایک ایسا مذہب پایا جانا دشوار ہے۔ ان کے پادریوں نے خود اس الحاد کو پھیلایا ہے"۔

اسی طرح مسٹر گلیڈسٹون صاحب وزیر اعظم انگلستان اپنی کتاب صدیوں کے مضبوط حصار میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فرانس میں ۷۶۸۴۹۰۶ آدمی ہیں جنہوں نے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں اپنا کوئی مذہب نہیں بتلایا (صفحہ ۱۲۱)

اور پروشیا کی بابت گلک صاحب فرماتے ہیں کہ "ساری سلطنت پروشیا میں سالہا سال سے اب تک بائبل کا مذہب نہیں رہا۔ سب لوگ ملحد ہیں اور الہام اور اعجاز کی باتوں کو کہانیاں سمجھ کر ہنسا کرتے ہیں"۔

خاص ملک انگلینڈ کا حال دین کے بارے میں اور بھی غور کے قابل ہے اس ملک میں جب لارڈ ہربرٹ اور مسٹر بلاؤنٹ اور ہوبس اور اول شافٹسبری اور

بقیہ حاشیہ اور وسطے کو جو احکام تھے وہ بھی اسکی تصدیق و تقدیس کرتے تھے اسواسطے یہ مذہب بالکل صاف اور محض روحانی تھا اسکی تعلیم یہ تھی کہ خدا کی وحدانیت کو ماننا اور تناسخ ارواح یعنی پنر جنم کا قایل ہونا کوئی خاص شہوت پرستی کا ماوا و ملجا بہشت نہیں اور نہ کوئی ابدی جہنم ہے۔ بلکہ پنر جنم ہی دوزخ و بہشت یعنی سرگ و نرک ہے حیات ابدی یعنی نجات کے لئے نیک کردار ہو کر پھر لوٹ زندگی کی ضرورت جانتے تھے۔ اگنی ہوتر کے قابل اور سفر پجری اور برس کے ہوم کی ضرورت جانتے تھے اور قمری طریقہ کے مطابق اپنے برسوں کا حساب شمار کرتے تھے۔

مگر جب ہم زیادہ غور سے سوچتے ہیں تو یہ نام سنسکرت زبان کا شیالو معلوم ہوتا ہے یعنے پیروان شیو یا دوسرے معنوں میں برہما یا برہم کو ماننے والے اور جب ہم توریت کو دیکھتے ہیں تو اُس میں صاف پایا جاتا ہے کہ پرانے نبی ایک پتھر کھڑا کر کے اُس پر تیل ڈالتے اور قربانگاہ بناتے اور اُس کے گرد طواف کرتے اور منت مانتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۸ آیت ۲۰ و ۲۱۔ اور پیدائش توریت باب ۳۱۔ آیت ۱۳ و ۴۵ و باب ۳۵۔ آیت ۱۴۔ احبار باب ۸ آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ اور اُسی توریت کے باب ۲۸۔ آیت ۲۲ میں لکھا ہے "خداوند میرا خدا ہوگا اور یہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا۔ خدا کا گھر ہوگا" اور دو لسیان صد اہل مذہب موسیٰ و عیسیٰ و محمد صاحبان کی ستارہ پرستی کا ذکر موجود ہے (دیکھو تعلیم وہم صفحہ ۳۲۹)۔

اسی کے مطابق آنریبل سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک بن گھڑا پتھر کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اس کے گرد ہوتی تھی۔ اسی لئے حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا ہونا بجز اُس نشان کے جس کو وہ قایم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں یہیں لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا اسی اسمٰعیل میں اسی طرح شروع ہوا کہ جب اُن میں سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا لیتا تھا اور مکہ و کعبہ کے شوق میں جہاں اُترتے تو اُس پتھر کو رکھ لیتے اور اُسکے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے" (تفسیر احمدی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)۔

شیو کی بابت تمام پرانے ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ مختلف جگہ شیو کی پوجا مختلف نام سے ہوتی تھی مکہ میں جو شیو کی مورتی تھی اُس کا نام مکیشر مہادیو تھا اور وہاں ایک اور بھی مورتی مہادیو کی تھی جس کا نام مہا ناتھ (منات) تھا۔ اور اس بات کی مسلمان مورخ بھی شہادت دیتے ہیں۔ چنانچہ ابو القاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ براہمہ ہندوستان پیش از ظہور اسلام جہت زیارت خانہ کعبہ و پرستش اصنام ہمیشہ آمد و شد مے کردند و آں موضع را بہترین معابد مے پنداشتند" (مقالہ ششم صفحہ ۳۱۴ سنہ ۱۸۸۴ء تاریخ فرشتہ) اور پھر بذکر فتح سومنات لکھا ہے۔ در تواریخ نوشتہ شد کہ در زمان حضرت خیر پناہ بتی بزرگ را کہ سومنات نام داشت از خانہ کعبہ آوردہ و بدانجا رسیدے در سومنات گجرات) آوردہ بنام آوان شہر را بنا کردند" (مقالہ اول جلد ۱ صفحہ ۳۲)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو جی کا استھان تھا اور یہی سبب ہوا کہ سومنات میں کہ اُسے مدنی پرہک لوگوں نے قایم کیا اور پھر بدستور وہی پیروان شیو اُس کے پجاری بنے علاوہ بریں دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ مکہ مرکب ہے ماہ۔ کہ سے یعنی چاند کی جگہ یعنی جس مقام میں

بقیہ حاشیہ چاند کا بت ہے اور ہندو لوگ چاند مہادیو کے ستک پر مانتے ہیں اور مولوی ذکاء اللہ صاحب نے سومنات کے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے کہ وہ فی الحقیقت مہادیو جی کا لنگ تھا۔ پس اس میں ذرا بھی شک و تعجب نہیں ہے کہ صابئین شیو کے پجاری اور اول میں زمانہ بت پرستی سے قبل جو تمامتر آریہ قوم سے تھے اور وید کے دھرم کے ماننے والے تھے *

ٹولنڈ جو بڑے بڑے عہدوں پر تھے پہلے پہل عیسائی دین سے منکر ہو گئے تو انہوں نے بہت کتابیں کرسچن مت کے خلاف تصنیف کیں اخبار موسومہ ٹامابیٹ ماہ اکتوبر ۱۸۵۳ء میں لکھا ہے۔ کہ خاص انگلینڈ میں انچاس مدرسہ ہیں جن میں عیسائی دین کے خلاف تعلیم ہوتی ہے۔ اور تین لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کچھ مذہب نہیں رکھتے اور روز بروز الحاد ترقی پر ہے۔"

کفارہ مسیح نے عام لوگوں کو گناہ پر حد سے زیادہ دلیر بنا دیا اُن کی طبیعتیں راستی سے منحرف ہو کر شراب خوری۔ زنا۔ قمار بازی۔ دنیا پرستی۔ جھوٹھ۔ فریب۔ دہریت کی طرف کلتاً راغب ہو گئیں اخبار ہمسر ہند لاہور یکم فروری ۱۸۷۳ء میں لکھا ہے۔ تیرہ کروڑ ساٹھ ہزار پونڈ ہر سال سلطنت برطانیہ میں شراب کشی اور شراب نوشی میں خرچ ہوتا ہے۔ اور خاص لنڈن میں شاید مجملہ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی کے دس ہزار ہوں گے۔ جو شرابی نہ ہوں ورنہ سب مرد و عورت خوشی اور آزادی سے شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔ اہل لنڈن کا کوئی ایسا جلسہ اور سوسائٹی اور محفل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور شیری اور لال کا انتظام نہ کیا جاتا ہو۔ ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شراب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ برآں یہ کہ لنڈن کے بڑے بڑے کسیش اور پادری صاحبان بھی باوجود بیدار کہلانے کے مے نوشی میں اول درجہ کے ہوتے ہیں۔" اور شراب نوشی کے طفیل اور برکت سے لنڈن میں اس قدر خودکشی کی وارداتیں واقع ہوتی رہتی ہیں کہ ہر ایک سال ان کا ایک مہلک وبا پڑتا ہے۔ زنا کاری و بد نظری شیر مادر سمجھی گئی۔ قمار بازی کی از حد ترقی ہو گئی ہے۔" المختصر۔

اور یہی حال محمدی دین کا ہے۔ اس میں سوائے اُن لوگوں کے جو عابد و زاہد وحدت پرست گذرے ہیں۔ جو تمام ہی تناسخ ارواح کے قایل تھے۔ باقی عموماً خونخوار خلاف فطرت کے مرتکب۔ مردم کش۔ غازی و جہادی۔ کوڑی مرغی اور چہار سم بکر مارنے والے یا مردہ دوزخ میں جاتے یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے غرض رکھنے والے جو سوائے معراج نامہ سنانے یا سنگ اسود چومنے یا ٹخنے سے اوپر پاجامہ پہننے یا ختنے کے پیسے وصول کرنے کے اور کوئی روحانی بات نہیں جانتے۔ گور پرستی جن کا شیوہ اور مردہ پرستی جن کا وتیرہ ہے۔ دن رات قبروں سے مرادیں مانگ کر اُن کے آگے تمام مردہ ہو گئے وہ اگر روحانی علوم یا ابدیت روح کے مسایل پر غور کرنا نہیں جانتے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ جن کا خدا قتل خلایق سے شاد اور جن کے بہشت میں جانے کا مشہور مسئلہ جہاد ہے۔ عرب ایران۔ روم۔ افغانستان۔ تاتار۔ بلوچستان۔ مصر ہر ملک میں جہاں جاؤ وہیں کی بری حالت بدچلنی کا زور شور مردہ پرستی کی گنگھور گھٹا چاروں طرف سے امنڈتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ عرب کے بدو محمد صاحب کے وجود سے پہلے جیسے ڈکیت تھے ویسے ہی اب مردم کش اور غارت گر ہیں۔ اور یہی حال تاتاری اور افغانوں کا ہے۔ پس ایسے آدمی تناسخ جیسے لطیف مسایل کے سمجھنے سے معذور ہیں اور کچھ تعصب اسلامیہ کے سبب وہ غیر مذہب کی بات پر تامل کرنا جایز بھی نہیں جانتے۔ مگر ایشور کی کرپا اور سائنس اور فلاسفی کی برکت سے یورپ و امریکہ میں اب کچھ روحانیت کا چرچا شروع ہے۔ ایک طرف تھیوسافیکل سوسائٹی کے محقق مسئلہ تناسخ ارواح کا پرچار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سوامی شنکر اچاریہ کی فلاسفی لوگوں کو اپنے چرنوں میں جھکا رہی ہے۔ تیسری طرف عیسائی دین کی زبردست اور پیچیدہ زنجیر سے لوگوں نے پاؤں کو باہر نکال کر تحقیقات حقہ کے میدان میں قدم رکھا ہے اور اب سائنس اور مادہ کی قدامت مانتے ہوئے کسی ادنیٰ طاقت کا بھی زایل ہونا اسمبھو نشچت ہو کر فاضل لوگ کثرت سے اسی قسم کے مبارک مسائل کی طرف جھک رہے ہیں (۱) پرکرتی کا انادی ہونا سائنس نے ملحدوں سے بھی منوا دیا اور بغیر ہماری کوشش کے خود علمائے سائنس داں اُس کے ثبوت میں لاکھوں جلد چھپوا کر ممالک میں شایع کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام کالجوں اور سکولوں میں اس کی علانیہ تعلیم جاری ہے۔ مادے کے انادی ہونے سے انکار کرنے والا خواہ وہ کوئی ہو جاہل شمار ہوتا ہے۔

(۲) مُردوں کا جلانا جو آریوں کا آخری سنسکار ہے اور جس کی ہدایت وید مقدس میں موجود ہے تمام طور پر بدھی مانوں اور عالموں میں پرچار ہوتا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل ڈاکٹر اور سائنس دان بعوض دفن کرنے کے مُردوں کو جلانے کی تجویز کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نعش کے گلنے سے اس میں ایک قسم کی ہوا پیدا ہو جاتی ہے جو کہ پانی کو خراب کرتی ہے اور موجب کئی ایک متعدی امراض کا ہوتی ہے۔" اور کئی ایک انجمن مقرر ہو رہی ہیں جن کا منشا ہے کہ بجائے دفن کرنے مردوں کے اُن کے جلانے کی رسم یورپ میں عام رایج کی جاوے۔ لوگ خوشی خوشی وصیت نامہ لکھ کر ممبر ہوتے ہیں۔ کہ بعد مرنے کے میری نعش گاڑی نہ جاوے بلکہ جلائی جاوے۔ یورپ کے پڑھے لکھے لوگ تو رفتہ رفتہ برائی کی بات چھوڑ کر جو بات عقل کے نزدیک بہتر ہے اُس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ مگر متعصب پادری صاحبان اس بات سے بڑے ناراض ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے باعث سے آدمیوں کے دلوں سے قیامت کے روز اٹھنے کا عقیدہ جاتا رہیگا اس پر اخبار ہادی حقیقت کہتا ہے کہ حقیقت میں پادری اور ملا نے ہر ایک ملک میں ترقی کے مانع ہوتے ہیں۔" (جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۶۵)۔

(۳) تناسخ کا مسئلہ اور کرموں کا انوسار ارواح کا دوبارہ قالب میں آنا ہر ایک زمانہ میں حکمای اسے مانتے رہے اور جہلا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ اب بھی علماء کے گروہ در گروہ اس کی تصدیق پر کمربستہ ہیں۔

(۴)۔ زمین کا گول ہونا اور سورج کے گرد گھومنا سوائے وید مقدس کے کسی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں اُس پر تمام بدھی مان متفق ہیں۔

(۵) آسمان باطل ہے وہ خلا کے سوا کچھ نہیں یہ کس نے بتلایا اور کس نے اس کا پرچار کیا۔ کہ نہ آسمان کے دروازے ہیں اور نہ وہاں برج اور قلعے ہیں اور نہ اُن پر کوئی محافظ ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہونے سے ہی آسمانی خدا۔ آسمانی فرشتے اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا

(۶) دنیا کا بار بار پیدا کرنا اور بگاڑنا اور خدا کا ہمیشہ سے اس کا مالک اور صانع ہونا اور اس نظام شمسی کی پرلے یعنی قیامت کی میعاد کس مذہب نے بتلائی۔ قرآن سورت اعراف۔ و ذاریات۔ و نازعات۔ و احزاب میں یہ سوال کہ قیامت یا اس دنیا کا خاتمہ یا جزا کا دن یا جزا کی گھڑی کب اور کتنی مدت کے بعد ہوگی۔ اس کا جواب باوجود سایلوں کے بار بار پوچھنے کے یہی دیا گیا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے + اسی طرح خدا کے اکلوتے بیٹے یا دوسرے لفظوں میں خود خدا مسیح سے جب لوگوں نے یہی سوال کیا۔ تو مسیح جواب دیتے ہیں مگر اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا۔ کوئی نہیں جانتا ہے۔" مرقس ۱۳/۳۲ +

دوسری جگہ خود مسیح کہتا ہے۔ لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کو میرے باپ کے

سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جا سکتا سمی ۲۴-۳۶- اور یہی حال توریت کا ہے۔

(۷) ہزاروں سورج ہیں اور نظام شمسی بھی ہزاروں ہیں ایک دو نہیں اور سب جگہ جاندار رہتے ہیں اور ایشور کی سرشٹی موجود ہے جو خدا ایک دنیا ہی بنا کر تھک گیا۔ گھبرا گیا۔ اور آرام کرنے لگا۔ اور ایک دنیا کا ہی نہ اُسے پورا علم اور نہ گیان ہے حس غریب نے ایک ہی آدم پیدا کیا اور وہ بھی گنہگار نکلا اور حس خدا کو اس ایک کے ہی سدھارنے کے واسطے خودکشی کرنی پڑی یا ظالم لوگوں حیاروں نے مصلوب کر دیا اُسے ہزاروں نظام شمسیوں کا کب اور کس طرح علم ہو سکتا ہے۔

(۸) ایک مرد کے بیاہ کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک مرد اور عورت کو اردھنگی یعنی آدھا جسم کس نے ارشاد فرمایا۔

(۹) گوشت خوری وحشی اور جنگلی لوگوں سے چلی اور آہستہ آہستہ جوں جوں ودیا زیادہ ہوتی گئی اُس کا بھی رواج مردم خوری سے حرام و حلال پر اور پھر خاص خاص دنوں کو نہ کھانا وغیرہ وغیرہ طریقوں سے کم ہوتی رہی اب یورپ کے فاضل ڈاکٹروں نے دلائل قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ انسان کی خوراک نہیں۔

(۱۰) برہمچریہ آشرم یعنے سب سے پہلے علم اور پیچھے شادی سولہ برس کے بعد بالغ ہو کر کونسی مذہبی کتاب بتلاتی ہے۔ اور اسی طرح چار آشرموں کی تقسیم اور انسان کی زندگی کا وبھاگ کسی فاضل نے پہلے بتلایا ہے۔ جس کی طرف اب یورپ والے متوجہ ہو رہے ہیں۔

(۱۱) سب دنیا کے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں یہ کس نے بتایا [illegible] کی سائنس نے اپنی زبردست دلایل سے دھجیاں اڑا دیں۔

(۱۲) گربھ ہونے کی حالت میں اور جب تک بچہ گربھ میں رہے [illegible] مرد اور استری کو برہمچریہ رکھنے اور بعد پیدا ہونے کے جب تک کہ بچہ [illegible] نہ نکلیں یعنی دودھ پیتا رہے۔ جو کہ ہمارے نزدیک مسئلہ تھا اس کی بابت کس نے ارشاد فرمایا اور سنسکاروں کی مبارک ہدایت کس مذہب میں ہے۔

اسی طرح تو سدکا پہلا علم یا ہادی دنیا میں سوائے وید مقدس کے کون ہے اور آریہ دھرم کے سوائے کونسا مذہب ہے جو معقولیت کی کسوٹی پر رکھا جا سکتا ہے جب خود خدا ہی کی کتابوں میں یہ نسخ رد و بدل و تحریف کا ہاتھ صاف ہو تو ایسے ادیان کہیں بھی محقق کی تسلی کر سکتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ پادری صاحبان اناجیل کی تفسیریں لے کر سائنس اور فلاسفی کے بطلان کے واسطے دوڑ رہے ہیں مگر تو بھی مسیح کے پیدا ہونے پر جس ستارہ کے نکلنے کی خبر انجیل متی باب ۲ میں ہے اور جو مجوسیوں کے آگے چل رہا تھا اُس کا علم ہیئت سے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ مسیح کا اوپر اٹھایا جانا علم سے ثابت ہوتا ہے اور نہ یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ دو اور بھی بہت کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں سما سکتیں یوحنا $\frac{۲۱}{۲۵}$۔ تین سالہ زندگانی کے لئے اتنے کام۔ مبالغہ کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

پورانے مولوی صاحبان تو منطق کی کتابوں سے استنجا کرنا جائز جانتے تھے۔ باقی بہر حال کے علما وقت یہ کہتے ہیں۔ کہ تناسخ کا مسئلہ حکما کا ہے روح اور مادہ کے مسایل اور اسی طرح زمین چاند و سورج کے مسئلوں کا الہام سے کیا تعلق ہے۔ منطق اور بحث کو دین سے کیا واسطہ ایک دانا

مولوی جس کے برابر فاضل اسلام میں اس وقت کوئی نہیں یعنی مولوی رومی صاحب فرماتے ہیں کہ کوہ قاف اپنی رگ ہلاتا ہے اُس سے تمام دنیا کے پہاڑوں میں جہاں اُس کی مرضی ہو زلزلہ ہوتا ہے اور جن کی عقل اس علم لدنی سے محروم ہے وہ جاہل ہیں۔ اور ایسے ہی جاہل کہتے ہیں ؏

زلزلہ ہست از بخارات زمیں

ایک اور عقل کا دوست مولوی فرماتا ہے ؎

نہیں مذہب حکمائے ناپاک   نہیں ہے التیام و خرق افلاک

اسی طرح آج کل کا ایک الہامی نبی کہتا ہے ؎

فلسفی کاسم حق بیں سخت نا بینا بود   گرچہ سکن ماسدو ما بوعلی سینا بود

جب یہ حال ہے تو ان سے کسی بہتری کی امید رکھنا اور کسی معقول و علمی مسئلے کے حل کرنے کی کوشش کرنا سراپا فعل عبث ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دعا مانگتے ہیں۔ یا اُن کو ایسی خوابیں ہی آیا کرتی ہیں کہ فلاں ڈپٹی صاحب مر جائیں گے یا فلاں صاحب کے مر جانے پر اُن کی بیوی الہام ربانی کی برکت سے میرے نکاح میں آوے گی۔ یا ایک دوسرا کافر جو ہمارے باطل خیالات کی تردید کر رہا ہے اُس پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ ایسے نبی جب چاہتے ہیں اور حسب موقعہ جیسے مناسب سمجھتے ہیں طلاق دیدیتے ہیں۔ اور جو نہ مانے اسے عاق کر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عام جاہل و نادان لوگ نعبر معجزوں کے قابو میں نہیں آتے اور دانا بکہی مان ایسے ہتھکنڈوں سے پہلے ہی اپنی عقل خداداد کی برکت اور الٰہی روشنی کی ہدایت سے ایسے فریبوں میں نہیں پھنسنے ایسے ہی ہمیشہ یہی دعا کرتے ہیں اور یہی وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔

عقلمنداں بمیرند و جاہلاں جائے ایشاں بگیرند۔

کسی نے سچ کہا ہے ؎

تو وقت کسی خود را بر گور یکے مرد۔   من وقت کسی باشم کو جان جہاں دارد

پس ہم نے ایسی ایلہ فریبیوں سے لوگوں کو بچانے اور ست ویدک دھرم کا راہ راست دکھلانے کے لئے یہ کتاب **ثبوت تناسخ** طیار کر کے منصف مزاجوں کی خدمت میں پیش کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں سبز باغ دکھلانے والے ہزاروں ہیں۔ اور صراط المستقیم (ست مارگ) بتلانے والے بہت تھوڑے ہیں اور اُس پر بھی خود غرضی سے خالی نصیحت گو تلخ دارو معلوم ہوتی ہے مگر حق بات یہ ہے کہ وہ ہی دفعیہ امراض کے حق میں اکسیر ہے۔ آریہ سماج کا مبارک نیم ہے کہ سچ کو اختیار کرنے اور جھوٹھ کو چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اسی کو مدنظر رکھ کر ہم نے برسوں اس مسئلہ پر غور کی اور جو کچھ راست معلوم ہوا اُسے بے کم و کاست ناظرین کی خدمت والا میں پیش کر دیا۔ اب اس پر وچار کرنا اور حق بات کی پرکھنا کہ باطل کو تیاگنا آپ صاحبان کا فرض ہے۔

آپ کا پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

سمایت

سری کرشن جی کا جیون چرتر

دُنیا کی مذہبی تاریخ پر غور کرنے والے محقق اور مشہور کارناموں پر سچار کرنیوالے متوجہ ایسے بزرگ کے نام کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ خاصکر آریہ ورت کے اتہاس وسا تو کسی طرح ممکن نہیں کر انہیں بھول جائیں۔ بھارت کا انقلاب عظیم خاص آپکی بدولت ہوا مہابھارت کی مشہور تاریخ میں شاید کوئی پرب آپ کے نام سے خالی ہو۔ ورنہ اصل میں سچ پوچھو۔ تو بھارت کے ہیرو آپ ہی ہیں۔ جیلخانہ کی ذلت میں پیدا ہونا۔ ستائی کرنا۔ کرم انوسار چھتری سے گوال کہلانا۔ اور پھر اس ولتیں پن سے نکلکر کھشتری بجانا اور تمام عمدہ صفات سے موصوف ہونا مظلوم کی امداد اور بانی فساد کو سزا دینا بلکہ برباد کر ڈالنا۔ کھشتریوں کے دھرم کا ہر طرح پورا پالن کرنا۔ وعدہ کا پکا اقرار کا پورا ہونا۔ باوجود موجودگی سلطنت کے بیوفائی نہ کرنا۔ ماباپ کو قید سے چھوڑانا۔ بہادری میں بینظیر ہونا۔ انسانیت کا کامل نمونہ دکھلانا یہ تمام اعلٰے صفات ہیں جن کے سبب سے ہم اس نیک انسان فرشتہ خصلت اور شجاعت مجسم کی سوانح عمری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم اس بزرگ کی سوانح عمری مورخانہ طور پر مدِ ناظرین کرینگے اور بتلائینگے کہ ان کی پاک اور شستہ زندگی سے انسان کیا کیا سبق سیکھ سکتا ہے۔ اُپ نشد۔ مہابھارت۔ گیتا۔ بھاگوت۔ کرشن جنم کھنڈ وغیرہ سنگل سیدھم ساگر وغیرہ سنسکرت گرنتھ اور کرنل ٹاڈ صاحب وغیرہ انگریزی مورخوں کی تحقیقاتیں ہماری تحقیقات کے سامان ہونگے ۔

انگریزی مورخ کہتے ہیں کہ آریہ ورت کی تاریخ پر ایک ایسا تاریک پردہ پڑا ہوا ہے کہ کوئی حال صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ اور نہ سنسکرت دان پنڈت متوجہ ہو کر اصلیت نکالنے کا خیال کرتے ہیں۔ توہمات اور تخیلات کی بھرمار جہاں تک مبالغہ سے ہوسکتا ہے وہ تو سب کچھ موجود ہے۔ لیکن صداقت شعاری اور لائق انسان کا صحیح فوٹو جیسے کہ ہونا چاہئے ہرگز نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے آدمیوں کو پر لگا کر ہوا میں اڑایا۔ بعضوں نے ان کی ہستی کو ہی موہوم و معدوم کر دیا۔ کسی نے جہاں تک ان سے بن پڑا تمام خوبیوں سے مزین کر دیا۔ اور بعضے شپرہ مزاجوں کو کسی کی روشنی پسند نہ آئی انہوں نے سب کو کلنک لگا سیاہی پھیر دی۔ سچی تاریخیں اگر ہیں تو وہ بہت ہی تھوڑی ہیں اور مبالغہ پسند طبیعتیں انہیں پڑھ کر ہرگز شاد نہیں ہوتیں۔ پروفیسر ہکسلی صاحب ایک مضمون میں فرماتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جائے۔ اگر پہلی شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی اور نہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں چھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہوتی ہے۔ جہاں اگر کوئی کہانی کا بیج پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً پھل لاویگا۔ بغیر اس بات کے کہ ہماری صفائی یا سچائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کرسکتا تھا۔ بغیر اس کے جیسا کہ اس نے کہا کہ جب تک میں اُن کو نئی ٹوپی اور نئی سوٹی نہ دیدوں۔ ہم سے بہتوں کا فلکرواتر سے یہی فرق ہے کہ ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانیوالی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یہ قصہ۔ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی۔ نہ ایک ہی دل کی ہر حالت اور ہر ایک حصوں میں ۔

ڈیوڈ ہوم درحقیقت اِس قصہ بنانیوالی طاقت کا اس قدر مغلوب نہ تھا جس قدر کہ دوسرے مل ہیڈ یا کے چند ایک نئے مؤرخ جن کا نام لیا جاسکتا ہے۔ (رسالہ نائنٹینتھ سنچری فروری ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۷۰ سے ۱۸۷ تک) بھی نہیں۔ بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر حال اپنے دیشی مورخوں کا ہوا۔ افسوس کہ ہم ایسے تو فصلاء اور علماء لفظ مورخ کو ایسے لوگوں کے حق میں موزوں کرتے ہیں مگر کیا کریں ؎

ماہمیں مرداں بباید ساخت چہ تواں کرد مرداں ایں اند

सन्स्कृत में एक मिसाल है۔ अन्धेनैव नीयमाना: यथान्धा: ॥ ”جیسے اندھے کے پیچھے دوسرا اندھا بغیر تحقیق کے چلتا ہے“ اسیطرح بعضے لوگ حق بات خصوصاً تاریخ جیسے عزیز کام میں بھی کارروائی کرتے ہیں۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ کیا وے دونو گڑھے میں نہ گرینگے ؟

ناظرین! جب مؤرخوں اور محققوں کا یہ حال ہو تو مقلدوں کی کیا دشا ہوگی یہی بڑا زبردست باعث ہے کہ جس کے سبب کئی صدیوں سے آریہ ورت کی صحیح تاریخ پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ پس ہم اکیلے ہی آریہ ورت کی مکمل اور صحیح تاریخ کس طرح جمع کرسکتے ہیں۔ ہاں یہ عظیم کام بہت سے ودوانوں کا ہے مگر ہمارے ودوان بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں۔ وہ سراپا اُمید کے خرمن کو آگ لگا رہے ہیں۔ اُن کے دل سے دیش کی ہتیشتا۔ دھرم کی ہتیشتا۔ قوم کی ہمدردی بالکل معدوم ہوگئی ہے۔ کاش کہ ہمارے دیش کے فاضل اور عالم لوگ دھیان دیتے اور ست کی سہایتا پر مستقل مزاجی سے کمر باندھتے !

پہلا باب

نسب نامہ اور پیدائش کے حالات میں

کرشن جی مہاراج مشہور و معروف شاہی خاندان چندر بنسی میں سے تھے۔ اُن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :-

چندر۔ بدھ۔ پرورواہ۔ ایو۔ نہوش۔ ججات۔ جدو۔ کروشٹ۔ برجنیوان۔ سواہ اور سیک۔ چتر رتھ۔ ششی بند۔ پرتھو شروا۔ مروچک۔ جیامگھ۔ بدرتھ۔ کرتھ۔ کنت۔ دھرشٹ۔ نربرت۔ وشارہ۔ بیوم۔ جیموت۔ بکرت۔ بھیم رتھ۔ نورتھ۔ دشرتھ۔ کرتھ۔ جیورت۔ دیو چھتر۔ مدھو۔ انو۔ پرہوتر۔ آیو۔ ساتیت۔ پرشن۔ چتر رتھ۔ بدورتھ۔ شورسین۔ بسدیو۔ کرشن ۔

یعنی چندر سے پرتھو شروا تک چودہ پشت اور مروچک سے دشرتھ تک چودہ پشت اور کرتھ سے کرشن تک ... پشت ۔

اِس نسب نامہ کو بجائے درج کرکے اب اُن کی پیدائش کا حال لکھا جاتا ہے۔ متھرا جو لب دریائے جمن ایک مشہور شہر ہے اُس میں پانچ ہزار سال گذرے کہ راجہ اگرسین جی راج کرتے تھے۔ علم و ہنر میں شہرۂ آفاق تھے اور نیکی سخاوت میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جہاں تک اُس زمانہ کے حالات کتابوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ عیش و آرام اور دولت ایسی تھی کہ گویا گلشن دہر کو باد خزاں کی یاد نہ تھی۔ عرصہ تک سلطنت میں امن رہا۔ مگر جب سے اُن کی رانی پون ریکھ کے حمل سے کنس دیو نام فرزند تولد ہوا۔ تب سے خرابی کے آثار نظر آنے لگے۔ راجہ نے ہر چند

اُس کی تعلیم و تدریس کے واسطے کوشش کی۔ مگر وہ شرابی اور شرارت میں دلیر ہو گیا بدچلن اور لیے دھرم سرداروں کی صلاح سے اُس نے پوری جوانی میں پہنچ کر اپنے باپ کو قید کر لیا۔ اور خود جور و ظلم سے سلطنت کرنے اس لیے راجہ بردوان کے ساتھ مگدھ دیس سے جا کر جنگ کی اور اس کو شکست دیکر اس کی دو بیٹیوں سے بیاہ کر لیا مگر بیاہ کے بعد اس کا راج اُسے واپس دیدیا اور خود متھرا کو چلا آیا اس کے ظلم ستم کا شہرہ روز افزوں ہوتا رہا کسی اپنا چارہ کرنے میں اس نے کسر نہ چھوڑی۔ اسی اثنا میں اس کی ایک حسین بہن قابل شادی ہو گئی جس کا نام کہ دیوکی تھا۔ اسے اُس کی شادی کا فکر ہوا۔ آخرش بعد تلاش بسیار راجہ سورسین (جن کی راجدھانی یہ پہلے ہی برباد کر چکا تھا) کے خاندان میں جو نامی گرامی خاندان تھا اُس نے جستجو کی راجہ سورسین اس وقت ضعیف ہو چکے تھے صرف اُن کا ایک نوجوان لڑکا بسدیو نامی موجود تھا۔ چونکہ لڑکی بھی ۱۶ سال کی اوستھا میں پہنچ گئی تھی۔ اور بسدیو کی عمر ۲۵ سے اوپر تھی۔ اس سے بڑھ کر شادی کا سماں اور کیا ہو سکتا ہے ٭

آخرکار ایک شبھ لگن مقرر کر کے بسدیو اور دیوکی کا ویدوکت طریقہ سے پاڑی گرہن سنسکار کیا گیا۔ اور جہیز میں بہت سا زر و مال دیا گیا۔ ایک شاعر نے اس موقع کے حسب حال کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

بہن تھی جو اُس دیو کی دیوکی ۔ ہوئی بارے ہم عقد بسدیو کی

کہتے ہیں کہ جب برات رخصت ہونے لگی تو آکاش بانی ہوئی۔ بقول شاعر ؎

عیاں قدرت آسمانی ہوئی ۔ پئے کنس آکاش بانی ہوئی
تنا ہشتم اولادِ خواہر کرے ۔ سب اسرار مخفی کو ظاہر کرے
کرے تجھ کو تاراج مہاراج راج ۔ ترا دم عدم سر ہو محتاج تاج

کنس نے اُس ہمشیرہ کے قتل کا ارادہ کیا مگر اُمرا و وزرا کے سمجھانے سے اپنے اس ارادہ سے نو باز آیا۔ لیکن دونوں کو جیلخانہ شاہی میں قید کر دیا۔ آکاش بانی کا ہونا کچھ مہمل سا معلوم ہوتا ہے مگر بہت کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ شاہ فریدوں کے طاق کرتے وقت آکاش بانی ہوئی تھی۔ مسیح کی تلاش کے واسطے ایران سے جوتشی یعنی پارسی نجومی گئے تھے۔ مسیح کی تلاش کے واسطے کئی مرتبہ آکاش بانی ہوئی۔ کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ ہیرو ڈیس بادشاہ پر بھی جب اُس نے لڑکے مروانے کا حکم دیا تھا ایسی ہی آکاش بانی ہوئی تھی۔ ہم نے مصر کی تاریخ میں بھی ایک جگہ ایسی ہی آکاش بانی کا ذکر پڑھا ہے مسمریزم والے بھی ایسی ہی آکاش بانی بذریعہ باجے وغیرہ کے کرتے ہیں جن کی بہت سی اصلیت مدراس کے ایک انگریزی اخبار نے ظاہر کی تھی۔ یہ سب فریب ہے مسلمانوں کی کتابوں میں بھی ایسی بہت سی ندائے غیبی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ باعث اس کا سب جگہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی کسی آدمی کو شہرت دینے کے واسطے ایک عجیب طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ اور شاید کنس دیو کے اندر کے آکاش سے ہی یہ منہ سے نکلا ہو۔ غرض کچھ ہی ہو۔ کنس کو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو یہ بسدیو ہی۔ جس کے باپ کا میں نے راج بگاڑا ہے میری خرابی کا کارن ہو۔ ایسا کچھ سوچ کر اُس نے انہیں بند کر دیا اور لوگوں کے نوزاد لڑکوں کو مروا دینے کا حکم دے دیا ٭

ناظرین! جب برے دن آتے ہیں۔ یہ نامراد انسان ایسے ہی منصوبے باندھا کرتا ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے۔ موت سے تو بچنا سراسر محال ہے۔ کیونکہ کال سے سوائے اکال پرماتما کے کسی کی رہائی نہیں ہے۔ مسیح کی پیدائش کے وقت بھی انجیل میں لکھا ہے کہ ہیرو ڈیس نے ہزاروں لڑکے قتل کرائے۔ اگرچہ اس کا کسی تاریخ معتبرہ میں پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ ہیرو ڈیس کے زمانہ کے کسی مؤرخ کی شہادت ملتی ہے۔ مگر انجیل میں ضرور لکھا ہے۔ اور عیسائی و پادری ضرور بصدق دل مانتے ہیں۔ اسی طرح شاہنامہ میں لکھا ہے کہ فریدوں کے پیدا ہوتے وقت ضحاک نے بہت لڑکے مروا دیئے تھے۔ اور ایسا ہی موسے کی پیدائش کے وقت بھی ہوا۔ القصہ کئی سال تک بسدیو اور دیوکی قید خانہ میں رہے۔ اور اُسی قید خانہ کے اندر آٹھ لڑکے پیدا ہوئے۔ اول کے چھ لڑکے کنس نے اپنے ہاتھ سے مار ڈالے۔ اور ساتواں حمل پیدا ہونے کی خبر ظاہر ہونے سے پہلے ہی روہنی کے پہنچایا گیا۔ جو جدو بنسی خاندان کی ایک عفیفہ پارسا عورت کنس کے تشدد سے بھاگ کر گوکل میں بخانہ نند کے رہا کرتی تھی۔ اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام بل رام۔ رکھا اور وہاں یہ مشہور کیا گیا۔ کہ گربھ سوکھ گیا یا اسقاط ہو گیا۔ آٹھویں حمل میں مہاراج کرشن جی کی اُتپتی ہوئی۔ جس کو ایک نازک مزاج شاعر ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔ ؎

شمیم قدوم گل سے یکبار ۔ ہوئے مادر پدر شاداب و سرشار
بروز اشٹمی و چہارشنبہ ۔ بماہ نیک بھادوں سال زیبا
بوقت نیم شب سوئے روشن ۔ ہوا وہ غیرت مہ جلوہ افگن

ایک دوسرا شاعر اسی مطلب کو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

چلی باد ہشتم جو باد بہار ۔ تو پھر نخل امید میں آیا بار
عجب بھادوں کی تاریک شب ۔ عیاں جلوہ برق تاباں غضب
وہ تاریخ ہشتم وہ ابر بہار ۔ وہ کمبخت موسم خوشگوار
گئی تا کہ رات لیلائے شب ۔ ہوئے کرشن جی رونق آرائے شب

اُن کا چہرہ زیبا اور روئے بیضا دیکھ کر ماں باپ دل و جان سے فدا ہوئے اور اپنی تکلیف جیلخانہ کو بھول کر اُن کے بچانے کی تدبیر سوچنے لگے۔ آخر یہی ٹھیک سمجھا کہ جمنا سے پار گوکل میں جا کر نند جی کے سپرد کریں۔ لڑکے نے بھی زبان حال سے اسی کی تائید کی۔ ؎

سوئے گوکل مجھے لے چل شتابی ۔ نہ دے کچھ اپنے دل کو پیچ و تابی

جس کو پرمیشور بچاتا ہے ہزاروں سامان اُس کے واسطے مہیا ہو جاتے ہیں خوبی قسمت سے محافظ دربان سو گئے اور بسدیو جی لڑکے کو لیکر روانہ ہوئے جمنا سے پار ہو نند جی کے گھر میں پہنچے۔ اتفاقاً اُسی رات نند جی کی رانی یشودھا کے بھی لڑکی پیدا ہوئی تھی بس۔ بسدیو جی لڑکے کو اُس کی گود میں ڈال کر لڑکی لیکر متھرا میں پہنچ گئے۔ اُن کے واپس آنے پر جب لڑکی روئی۔ تب دربانوں کی آنکھ کھلی اور کنس دیو کو خبر کی گئی ٭

دربانوں کے سونے اور بسدیو کے جیلخانہ سے نکل جانے اور جمنا سے پار ہو جانے کے بارہ میں بہت سے لکھنے والوں نے معجزات کی رنگتیں چڑھا کر لکھا ہے کہ کرشن جی کی پابوسی کے واسطے دریائے جمن بڑھا اور ان کے قدموں کو چوم کر پھر پایاب ہو گیا۔ بقول شخصے ؎

جو چوما آب نے پائے گرامی ۔ ہوا پایاب وہ دریا تمامی

مگر یہ صرف ہمارے ہی لکھنے والوں کا قصور نہیں بلکہ ہر ملک میں بزرگوں کے حالات لکھنے والوں کا دستور ہے۔ محمد صاحب کی شب معراج کی کہانی۔ موسے کے دریائے قلزم والی معجز بیانی۔ کیخسرو بادشاہ کا دریائے عمان سے پار گذر جانا۔ مہاراج رنجیت سنگھ کا اٹک سے پار ہونا۔ عیسے کی پیدائش کے وقت کی خارق عادات۔ ابراہیم۔ زردشت اور جیسی لوگوں کے حالات سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ کس نے کمی کی جو ہم اپنے تاریخ نویسوں کو بُرا کہیں۔ نانک صاحب اور کبیر صاحب کے حالات پر بھی لوگوں نے ایسے ہی مبالغے چڑھائے ہیں۔ اور یہی آنند سنیاسی کے مت والوں نے بھی ایسے ہی کراماتی طوفان باندھے ہیں۔ جب کنس دیو کو خبر ہوئی۔ تو ظالم جلاد نے اس پر بھی رحم نہ کیا۔ اور اس معصوم بیکس کو پتھر کی سل پر اپنے ہاتھ سے پٹخا

اور مار ڈالا۔ اُدھر نند اور یشودھا کرشن دیو کی پرورش میں مصروف ہو گئے۔ اِدھر آئندہ اولاد نہ پیدا ہونے کے خیال سے پاپا یوسی کا سامنا دیکھ کر کنس دیو نے ہر دو کو جیلخانہ یعنی کاراگار سے خلاص کر دیا۔

اُدھر بلرام اور کرشن جی ابکم کے چاند کی طرح بڑھنے لگے۔ اُن کے جمال ظاہری و کمال باطنی میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ کبھی کبھی بسدیو اور دیوکی بھی پوشیدہ طور پر آکر آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ مگر یہ بات مدت تک نہ چھپ سکی۔ کنس کو بھی لوگوں نے اِس کی خبر دینی شروع کی۔ جس پر اس نے چند شریر النفس عورتیں اور مرد ایسے بیدا کئے جو کسی حیلہ سے جا کر کرشن جی کا کام تمام کریں۔ جن کے نام یہ ہیں مسماۃ پوتنا۔ بچھاشر۔ لکاشر۔ اگھاشر۔ برکیب۔ کیشی۔ بوماشر۔ دو بدمعاش گمنام سرتیدھر براہمن۔ کاگاشر۔ ترناورت۔ بنسا۔ دھینک۔ سکٹ چوط۔ ان میں سے صرف ایک عورت ہے اور چودہ مرد۔ جن کو مختلف اوقات میں راجہ کنس نے کرشن مہاراج کے قتل کے واسطے بھیجا۔ جو سب کے سب اعمال بد کی سزا پاتے رہے۔

اگرچہ ان سب کو راکھشش یا دیت لکھا ہے۔ مگر یہ ہمارے نزدیک راکھشس نہ تھے اور نہ دیت بلکہ انسان تھے اور انہیں چار ورنوں (یعنی براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر) میں سے تھے صرف بُرے اعمالوں کے سبب سے لوگ اُنہیں راکھشش اور دیت پکارتے ہیں۔ راجہ کنس اصل میں کرشن دیو کا ماموں کا تھا۔ اُسے بھی دیت لکھا ہے۔ عقلمند بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ راکھشس یا دیوتا سے کیا مراد ہے۔ راکھشس وہی ہے جو بھلے لوگوں کو تکلیف دے۔ گوشت خوری کرے۔ شراب پئے۔ بدچلن ہو۔ دیوتا وہی ہے جو بھلے لوگوں کو سہایتا (مدد) کرے۔ ماس نہ کھاتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ اور چال چلن اچھا رکھتا ہو

मत्येन पन्था वितनो देव यान

"دیوتے سیدھے راستے پر چلا کرتے ہیں"

منو جی میں یگ یعنی اگنی ہوتر کرنے والوں کا نام دیوتا لکھا ہے اور دوسرے لوگوں کا اسر۔ مہابھاشیہ میں ودوان (عالم) کا نام دیوتا لکھا ہے۔

देवाइति परीडता इत्यर्थः

کرشن جی کی ان کہانیوں کے ساتھ بھی وہی دیب شکتی کا ذکر کیا گیا ہے ہمیں اس میں انکار نہیں کہ وہ ایک غیر معمولی آدمی تھے۔ وہ یادو بنش کے چاند کیا سورج تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے تبک دیوتا تھے۔ راج رشی تھے۔ لیکن یہ کہانیاں صداقت سے بہت دور ہیں۔ ضرور انہوں نے اپنے دشمنوں کو مار ڈالا اور بلرام جی نے بہتوں کو پچھاڑا۔ مگر صرف عقل و زور سے نہ کہ غیر معمولی کرامات سے۔

کرشن جی کے گوکل اور بندرابن کے واقعات سے سمبندھ رکھنے والے امور بہت مشہور و معروف ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم اُن کا صاف صاف بیان کریں۔

اول۔ گوپیوں کے ساتھ بھچار (زنا) اور راس بلاس اور مکھن چرانا

کتاب مہابھارت (جو آریہ ورت واسیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے) کے اٹھارھویں پرب میں جہاں تک ہم نے خود دیکھا اور لائق کتھا باچنے والے ودوان پنڈتوں سے پوچھا۔ کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان نہیں ہے اور نہ سراغ ملتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف جتنی چاہیں شہادتیں مل سکتی ہیں۔ یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ خورد سالی میں بھچار کرنے والے لوگ بہت جلد ہی کمزور ہو جاتے ہیں اور حافظہ تیز نہیں ہوتے ہیں۔ وہ جنگ کے لائق ہرگز نہیں رہتے۔ اور نہ بہادر کہلا سکتے ہیں۔ اور چھوٹی عمر سے بھچار میں پھنس جانے والے آدمی یوگ جانتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ مگر کرشن جی کی مت مہر

کتاب گیتا میں بیسیوں جگہ اِس کی شہادت ملتی ہے۔ خود بیاس جی فرماتے ہیں اور ایک لائق فاضل بیان کرتا ہے۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ॥
गीता

اور سب سے بڑھ کر ایک اور شہادت ہے۔ یعنی اُپنشدوں کی مشتری کا اندازہ کرنے کے واسطے بڑے عالم کی ضرورت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُپنشد کرشن جی کے زمانہ میں اختتام کو پہنچے۔ جن میں نہایت عمدہ طور سے اُنکے برہمچریہ کی مثال دی ہے وہ اصل عبارت اُپنشد کی یہ ہے۔

तद्घोर आङ्गिरसः कृष्णाय देवकी पुत्राय उक्त्वा उवाच अपिपास एव स बभूव ॥ (دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد)

ترجمہ ودگھوش انگرس کی نسل کا رشی۔ کرشن دیوکی کے بیٹے کو یہ ودیا پڑھاتا ہوا جس سے انہوں نے (برہمچریہ دھرم پورا کر کے) مکمل اور فاضل ہو کر شانتی حاصل کی یعنی تحصیل علم سے فراغت پائی۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے برہمچریہ میں یہ ودیا حاصل کی تھی۔

پھر ہم صرف برج بلاس کے کہنے پر کس طرح اعتبار کریں۔ کہ وہ ضرور ان باتوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ برج بلاس صفحہ ۳۰۵ سے آگے راس لیلا اور مہاراس لیلا کا آغاز ہے۔ جس میں اخلاق۔ تہذیب اور وید مریادا کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں مگر یہ صرف مہاتما لوگوں کو کلنک لگانے کی نیت سے لکھی گئی ہیں۔ جب لوگوں کا دل بھچار کو چاہتا ہے۔ تو بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔ برج بلاس سمت ۱۸۲۷ ماگھ شکل پنچمی بروز دو شنبہ لکھنی شروع ہوئی۔ جیسے کہ اُس میں خود لکھا ہے۔

سمت اٹھارہ سے ان ستائیس تاپر اور پنچمی شکل آنو

یعنی اٹھارہ سو ستائیس میں یہ کتاب تصنیف ہونی شروع ہوئی۔ اِس کا حال کچھ بھگت مال کے اکیاسی ادھیائے میں بھی لکھا ہے۔ اصل نام برج واسی تھا۔ ایسے ہی خیالات پریم ساگر میں ہیں۔ مگر وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیونکہ پشٹی مارگ کے چلنے کے بعد بہت سے ایسے کلنک مہاراج جی کی ذات پر لگائے گئے ہیں۔

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "بدھ کی وفات کے بعد وشن کی روحانی پرستش کا زوال شروع ہوا۔ تخمیناً ۱۵۰۰ء میں بلبھ سوامی نے شمالی ہند میں درس دیا کہ روح کی آزادی جسم کی ایذا دہی پر موقوف نہیں ہے۔ اور خدا کی تلاش رنجگی۔ فاقہ کشی اور تنہائی میں نہیں بلکہ اس زندگی کی عیش و عشرت میں کرنی چاہیے ایک دولتمند فرقہ قدیم زمانہ سے کرشن اور رادھا اُس کی زوجہ کی پرستش کا گرویدہ تھا کرشن اور رادھا کے عشق مجازی کو حقیقت کے راز سے منسوب کرتے ہیں" (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۶۵) پھر کہتے ہیں "بلبھ سوامی کو وشن کے عیش و عشرت کے دین کا پیشوا سمجھنا چاہئے وہ وشن کی پرستش خاصکر کرشن کے اوتار میں کرتا تھا۔ جبکہ اُس نے ایک نورانی اور حسین جوان کا روپ لیا اور جنگل اور دیہات میں عیش و آرام سے زندگی بسر کی۔ اُس کی پرستش کے ساتھ سایہ دار کنج اور نازنین عورتیں اور عمدہ کھانے غرض ہر چیز جو گرم ملکوں کے رہنے والوں کی مرغوب الطبع ہوتی ہے شامل ہے" (صفحہ ۱۶۶)

بھگت مال میں بھی ایسی ہی بہت سی کہانیاں بھری پڑی ہیں عرصہ تین سو سال کا گذرا کہ اس کتاب کو نابھاجی نے تالیف کیا تھا (دیکھو تمر بایہ ہند صفحہ ۱۵۲)

یہ بھی ایک یاد رکھنے کی بات ہے کہ کرشن جی کا کنہیا نام مہابھارت میں نہیں۔ اور نہ رادھا کا اُس میں ذکر ہے۔ مگر ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت میں اُن تمام کہانیوں کا

ذکر ہے۔ جو ان کتابوں میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ مگر بھاگوت تو بیاس جی کی بنائی کتاب ہے۔ اور نہ اسی پرانی ہے جیسی کہ لوگ فرض کرتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک تحقیقات کی ہے۔ شروع سے پہلی کتابوں میں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ اور چودہ سَو برس سے یعنی راجہ بھوج کے زمانہ سے پہلے کسی پوران کا نام و نشان نہیں ملتا۔ دیوی بھاگوت سنسکرت کے دیباچہ میں لائق ٹیکا کار نے زبردست دلایل سے ثابت کیا ہے۔ کہ کرشن بھاگوت بوپ دیو کا بنایا ہؤا ہے۔ جس کے بھائی جیدیو نے گیت گوبند بنایا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت کے بعد یعنی ایک ہزار برس سے اِدھر یہ سب کہانیاں کرشن جی کی نسبت گھڑی گئیں۔ اور راس لیلا کھیلنے والے لوگوں یعنی کتھک لوگوں کی معرفت اِن اخلاق کی بگاڑنے والی کہانیوں نے زیادہ رواج و فروغ پایا۔ جو اب مذہب کی صورت پکڑ گئی ہیں۔ ہم کو مہابھارت۔ گیتا اور اُپنشدوں سے کرشن جی کی زندگی ایک یوگیشر۔ مہاتما اور اولوالعزم شہزادہ کی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن برہم ساگر بھاگوت۔ برج بلاس اور سور ساگر بالکل اُن تمام مذکورہ بالا کتابوں کے مخالف ہیں۔ ہمیں اخلاقی شہادت اور روحانی چیز سکھلاتی ہے۔ کہ بھارت اور گیتا اور اُپنشدوں کی قدر کریں۔ جیسا کہ خود ایک فاضل نے لکھا ہے۔

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा, गोपाल नन्दन -॥
पार्थो वत्सा सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत्॥

یعنی سرب اُپنشدوں کو غور کر کے اور مطالعہ کر کے کرشن جی نے گیتا کو نکالا ہے۔ اُپنشد گائے ہیں۔ کرشن جی گوالے ہیں۔ اور ارجن بچھڑا ہے۔ گیتا دودھ ہے۔

پھر ہم گیتا کے ایسے اچھے ارشاد کو چھوڑ کر کس طرح بے تحقیق ساغروں کے قول پر اعتبار کر کے ایک بزرگ کی ذات پر کلنک لگاویں۔ حق تو یہ ہے۔ کہ کرشن جی کی زندگی کا جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ لوگوں نے نہایت خراب خاکے اُڑانے شروع کر دئے۔ ہمارا اور ہر ایک آدمی خیر خواہ قوم اور ملک کا فرض ہے کہ ان کی زندگی پر جو خراب اور فضول کتھاؤں کے ذریعہ یا بیہودہ فسانوں کے حوالوں سے کلنک لگائے گئے ہیں۔ اُن کو دور کر کے اُن کی اصل اور عمدہ زندگی جیسی کہ درحقیقت اُن کے کلام اور اُن کے ہمعصروں کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کریں۔ ہماری موجودہ تحقیقات سے جو ہمیں برسوں کرشن مت میں رہ کر اور مدتوں دیہات کے مہاواک پڑھ کر اور گیتا کے پاٹھ کرنے سے ظاہر ہؤا ہے وہ یہی ہے کہ مہاتما کرشن چندر سے اُس چال چلن کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے جو کہ بھاگوت وغیرہ میں لکھا ہے اور نہ پریم ساگر سے ان کا کچھ نسبت ہے۔ مؤرخ آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں "شہر متھرا کے راج محل میں کرشن پیدا ہوئے۔ لیکن ایک گوالے نے جو اُسی شہر کے نواح میں رہتا تھا۔ ایک ظالم راجہ کنس کے پنجہ ظلم سے بچا کر اُن کی پرورش کی" (تاریخ ہندوستان جو تھا باب موجودہ مذاہب صفحہ ۱۴۲ سلسلہ ۵) اور یہی ڈاکٹر کرنیل ٹاڈ صاحب نے اپنی کتاب راجستھان کی جلد اول صفحہ ۵۱۱ میں لکھا ہے۔

پھر سر جونس صاحب اپنی ایشیا کے حالات کی کتاب جلد ایک میں لکھتے ہیں "کرشن کے اِس زمانہ یعنی بچپن کے وقت کا ہندوؤں کی طبیعتوں پر غایت درجہ کا اثر ہؤا ہے وہ کرشن کے بالے پن کی حرکات و سکنات مثل دودھ چرانے اور سانپوں کے مارنے کے نہایت چاؤ سے گاتے سنتے ہیں۔ اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھ کر بالے پن کی صورت میں ان کی پرستش کرتا ہے۔ اسی طرح کرشن کی جوانی کا عالم جو انہوں نے گوپیوں کے ساتھ اپنی رنگ کھیل کود بانسری بجانے میں بسر کیا۔ اُن کی پرستش کرنے والی عورتوں میں ایک جوش و خروش پیدا کرتا ہے کرشن پر کچھ گوالنیں ہی فریفتہ نہ تھیں۔ بلکہ تمام ہندوستان کی امیرزادیاں اور رانیاں جو اُن کا حسن و جمال دیکھتی تھیں۔ مایل اور شیفتہ ہو جاتی تھیں" (دیکھو صفحہ ۲۵۹)
اسی طرح جلد ۳ صفحہ ۱۸۵ میں بھی جو جیدیو کے راگ کے ترجمہ کے متعلق ہے۔ اسی قسم کے ذکر ہیں۔ اور تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۱۷۳ پر اِسی کا ذکر موجود ہے۔

گیت گوبند مصنفہ جیدیو کو اور اسی قسم کی اور نظموں کو یورپین مورخ اور فاضل سنسکرت دان دہقانی نظم کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ چنانچہ اسکی بابت کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں لکھا ہے۔ "دہقانی نظم گوبند یا جیدیو کے گیت دہقانی نظم کا وہ خالص نمونہ ہیں۔ جن سے میں واقف ہوں۔ اِن گیتوں میں اعلیٰ درجہ کی کیفیت اور نزاکت پائی جاتی ہے۔ مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں ہوتا۔ جو ہندو شاعروں کے عیب و ہنر سمجھے جاتے ہیں۔ اِن گیتوں میں چٹکلے اور لطیفے بھی ہیں۔ اُن کا مصنف چودھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ اِس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا ہوگا۔" (جلد ۳ صفحہ ۱۸۰) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۵ جلد اول)

مؤرخ لتھبرج صاحب فرماتے ہیں "گیت گوبند ایک ایسی نظم ہے۔ جو کسی قدر ناٹک کی قسم میں سے ہے۔ اِس میں کرشن چندر گوالے اور رادھکا اُس کی گوالن کے عشق کا قصہ ہے جو جیدیو نے بارھویں صدی میں تصنیف کیا تھا۔ اِس شاعر نے نظم اپنے سے پہلی ستے" (صفحہ ۱۴۴ تاریخ ہند) بھاگوت بقول مترجم دیوی بھاگوت کے۔ اور نیز اُس کی طرز شاعری کے بوپ دیو جی کی تصنیف مسلّم ہو چکی ہے۔ اور جیدیو اور بوپ دیو دو حقیقی بھائی تھے۔ مگر گیت گوبند کا بننا چند سال پیچھے معلوم ہوتا ہے۔

غرضکہ ابھی الہامات ہیں کسی طرح بھی اُن کے سابان نہیں ہیں۔ بقول بھاگوت کے اُسکی عمر قریب تک کہ وہ گوکل اور بندرابن میں رہے۔ صرف آٹھ یا دس سال کی معلوم ہوتی ہے کسی طرح اس اندازہ سے زیادہ نہیں پائی جاتی۔ پس ایسی حالت میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا پھرنا۔ ہنسنا تو ممکن ہے۔ مگر ایسے اندھیر اور ظلمت کی پھیلانے والی باتیں کرنا سراپا ناممکن ہے۔ علاوہ بریں اِس بچارگی کا تو کسی طرح بھی خیال نہیں آسکتا۔ پھر ایسے دور از قیاس فسانے کبھی قبول کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ بنابراں ہم کو ان کے ماننے میں تامل ہی نہیں بلکہ سخت انکار ہے۔ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر بھی ہمارے مدعا کی شاہد ہے۔ جنہوں نے اچھی طرح غور اور تجربہ کر کے لکھا ہے کہ ایسے خیالات اور ویسے شہوت انگیز فساحات عیاش لوگوں کے خوش کرنے کے واسطے لکھے گئے ہیں (کرشن کی پوجا کرنے والوں کے فرقہ کی بابت)" اس فرقہ میں تمام دولتمند اور عیاش اور فربہ اس کی سب عورتوں کے اور ہر درجہ کے بہت سے آدمی شامل ہیں" (تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۶۵ و ۶۶) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۷۵)

دوسرا باب

سری کرشن جی مہاراج کی برہمچریہ اوستھا کا حال بہت سا ہم باب اول میں بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ براں ان کی اخلاقی دلیری کا بھی یہاں ذکر ضروری ہے اُس وقت کے اکثر لوگ بارش کا دیوتا راجہ اندر کو سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ بغیر اُسکی مہربانی کے بارش نہیں ہوتی۔ اِسی خیال کے مطابق گوالوں میں (جنھیں ہمیشہ گھاس و چارہ کا زیادہ فکر رہتا تھا) ہمیشہ کارتک راجہ اندر کے نام پر کئی طرح کی پوجا ہوتی تھی۔ خواہ اُس کے نام پر برہمنوں کو کھلاتے تھے۔ خواہ گنڈوں کو کھلاتے تھے۔ اگرچہ

یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کس طرح پوجا کرتے تھے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ کسی طرح ضرور کیا کرتے تھے۔ مطلب جن کا اُس سے صرف یہ تھا کہ بارش وقت پر برسے۔ اور سبزی ہارا ہو۔ گائیں بھینسیں خوب دودھ دویں۔ اور بیل اور سانڈ مضبوط ہوں۔ اور اسی طرح کھیتی باڑی بھی اچھی طرح ہو۔ یہ اگرچہ قدرتی بات ہے اور ہر ایک مہذب و غیر مہذب کا دلی شوق ہے کہ ایسا ہو کیونکہ ہم کو توریت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے "تم خداوند اپنے خدا کی بندگی کرو۔ وہ تمہاری روٹی اور پانی میں برکت بخشیگا۔ خروج ۲۳ باب ۲۵" اور اچھی زمین کو صرف یہی سند دیا۔ کہ اس میں دودھ اور شہد بہتا ہے یعنی باراں ہے۔ بس دودھ کی اور اطہر در حقیقت خدا کی رحمت کی نشانی ہے۔ اور یہی گوکل و برندابن کے گوال لوگ بھی خدا سے مانگتے تھے۔ غلطی صرف یہ تھی۔ کہ وہ راجہ اندر کو اس کا داتا سمجھتے تھے آخر کار جب سری کرشن جی نے ہوش سنبھالا۔ اور بلوغت کو پہنچے تو ایک باراں کی موجودگی میں بماہ کارتک وہ دن آیا جب کہ سب گوکل والوں نے اندر کی پوجا کا ارادہ کیا۔ اُن کے حسب حال ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

سلف سے برج میں آئی یک اقبال — پرستش اندر کی ہوتی تھی ہر سال
مبارک ماہ کاتک روز پڑوا — ظہور نور ماہ عالم آرا
تمامی برج میں اُس روز سارا — سرود و رقص ہوتا تھا ہر اک جا
لباس نو بدل کر ہر زن و مرد — زنانے بین کے گاتے تھے پُر درد
جو آئی ماہ کاتک کی وہ پڑوا — ہوئے خوش مرد و زن اعلےٰ و ادنےٰ
سبھوں نے اپنے اپنے قصر و ایواں — کئے آراستہ مانند بستاں
نگار و نقش سے ہر بام رنگیں — بنائے گلشن جنت سے رنگیں
ہر اک نے نو بنو پوشاک بدلی — کہ ہو ہر رنگ کی جس طرح بدلی
طعام مشکبو سے و میوۂ تر — معطر اور حلوائے معطر
بنائے سب نے بانواع ایجاد — شہ روحانیاں ہووے دلشاد
شہ گوکل نے باشان مباہی — کیا ترتیب جشن پادشاہی
مغنی مطرب رنگ گل و شمع — سرانجام پرستش سب کیا جمع
چُنے میوہ وہ طیب رزفشاں میں — جو عمدہ مل سکے باغ جہاں میں
لباس فاخرہ پہنے حسو و ما — خوشی سے کرتی تھی سامان پوجا
زبان برج رشک لالہ و گل — ہر انساں برہمن بھنے جز و کل
ہر ایک یاروے رشک نار و نارنج — بہ تنک کوبل و طوطی نو اسنج
جو دیکھا کرشن نے یہ ساز و سامان — پدر مادر سے پوچھا یکے ماوان
یہ میوہ یہ حلوائے معطر — یہ رقص و دلنواز و نغمۂ تر
یہ رنگ آمیزی سقف و در و بام — یہ مشک عود و عبیر نور و بادام
یہ فرش قاقم و سنجاب و دیبا — نہیں ہے جو کسی شاہوں کے زیبا
مرتب کس لئے ہے برج میں آج — مگر آئیگا کوئی صاحب تاج
تو واضح آج ہے کس بادشاہ کی — نوید جلوہ ہے کس رشک ماہ کی
شہ گوکل نے فرمایا صف سے — کہ ہے یہ رسم گوکل میں سلف سے
شہ روحانیاں کی آج کے دن — پرستش ہوتی ہے باصدق باطن
اُسی کے واسطے ہے سب سامان — شبستاں میں وہ ہو گا آج مہمان
جو حق پاتا ہے وہ شاہ نکو فال — تو رحمت خلق پر کرتا ہے ہر سال
زروئے لطف برساتا ہے پانی — کہ جس سے خلق کی ہے زندگانی
کرم سے اُس کے اے ماہ جہانتاب — درخت و کشت سب ہوتے ہیں سیراب
کہا موہن[1] نے میں آگہ ہوا آج — کہ راجہ اندر ہے کھانے کو محتاج
جو رشوت خلق سے پاتا ہے ہر سال — تو برساتا ہے پانی ہو کے خوشحال
جہاں وہ حق نہ پاتا ہو گا اسحق — وہاں بارش نہ ہوتی ہو گی مطلق
دلے باور نہیں ہے مجھ کو یہ بات — کہ ہووے اندر کے قابو میں برسات
فضا و باد و آب و آتش و خاک — کئے ہیں جس نے پیدا ہے بے باک
یہ سب ہیں اُسی یکتا کے محکوم — کرے موجود پل میں چاہے معدوم[3]
پرستش ناروا ہے اُس کی تاہا — یہ دنیا جس سے حاصل ہو نہ عقبےٰ
جو سب یکتا ہے عالم وہ نرنکار — جسے کہتے ہیں چاروں وید کرتار
کرو اُس کی پرستش بادل و جان — کھلا دو راہ میں اُسکے یہ سامان
ہو راضی گر وہ دیگا سب کو بے رنج — زر و سیم و رمال و دولت و گنج
فرو ماہ سال سے برسیگا پانی — رہ راحت ہنگی سب کی جاودانی
یہ سنکر تھے جو دانشمند ذی ہوش — رہے وہ صورت تصویر خاموش
رکی سے کیا دل میں تامل — کیا اقبال بے تذرو تعلل
جو تھے دو چار گوال گوں ناداں — ہوئے رہ سکے نادانی سے حیراں
کہ شاہ ملایک کی سلف سے — پرستش ہوتی ہے عز و شرف سے
اسے موقوف کرکے پوجتے کو — نہایت ہیچ ہیں تمثال حیرانی
یہ دانائی میں ہے شاہ ذی ہوش — کہ ہے طفل ناداں کا سخن گوش
شہ روحانیاں کی قدرت ہا — بھلا کیا جانے یہ نادان لڑکا
کرشن نے سب کو دیکھا اے تماشا — میرے کہنے سے ہیں سب پہ گمراہ
رہ خوبی سے کی معقول تقریر — ہوئے قائل جوان و کودک و پیر

अन्नाद्भवन्ति भूतानी पर्जन्याद न्नसंभवः । यज्ञा
द्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भवः ॥ कर्म ब्र
ह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् ॥ तस्मात्स
र्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ॥ अग्नौ प्रा
स्ता हुतिः सम्यगादित्यमुपतिष्ठते ॥ आदित्या
ज्जायते वृष्टिर्वृष्टेरन्नं ततः प्रजाः ॥ वेद प्रामा
ण्यक कर्म पूर्वस्योत्पादक भवेत् । न तु पाषण्ड
स सिद्धि धर्मस्यात्पादक भवेत् ॥

مطلب

"غلہ کے کھانے سے یہ بھوتک شریر پیدا ہوتا ہے اور غلہ بادلوں کے برسنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بادل یگیوں سے ہوتے ہیں اور یگیہ آہوتیوں سے۔ مگر آہوتی کرم سے اور کرم وید سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن وید پرماتما اوناشی سے پرگھٹ ہوئے ہیں۔ بنابریں سرب بیاپک برہم کے نت روز یگ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگنی میں آہوتی ڈالنے سے ہوا بذریعہ بخارات کے سورج کو جاتی ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے۔ اُس سے ان اور ان سے پرجا کی پالنا ہوتی ہے۔ بس وید سے یہ مانک یعنی وید کے مطابق جو اگنی ہوتر کرم ہے اِس کے کرنے سے آنند پورک بارش ہوتی ہے اور تندرستی ملتی ہے۔ اِس الٹے تور آگیا کے برخلاف جو اندر پوجا ردی پاکھنڈ ہے

[1] نسبپ پیار کے باپ نے اُسے موہن کہا اور صوری جمال صورت کے سبب سے بھی موہن کہا۔ [2] مراد ار آکاش
[3] معدوم سے مراد ایسے ابھاؤ نہیں ہے۔ صرف ادرسیّہ نظر نہ آنے، کیونکہ اتنت ابھاؤ کسی چیز کا کبھی نہیں ہوتا۔ (مولف)

اُس سے دھرم کی کسی بردھی نہیں ہو سکتی ✦

غلایق بسے گوکل کی تمامی　　ہوئی راہی سبھوں سے کوہ نامی
تمامی عورتیں اشراف و ارذل　　کوئی چنچل ہیں اور کوئی بیدل
بچھے ہر طشت میں میوہ تر و خشک　　کہ جتی پر دردہ جن کی نکہت مشک
سپاری ناریل و برگ و تنبول　　لئے سب تھالیوں میں غول در غول
گھرت لوبان اگر گوگل و عود　　شکر کافور و مانسی لیلئے زود
شہ گوکل ہوئے اسوار رتھ پر　　بٹھائے گود میں پور دلادر
جسودھا پالکی میں تھی بصد شاں　　بر ستاریں لئے پوجا کا سامان

بمقام گوبردھن جا کر سری کرشن چندر جی مہاراج نے معہ بلرام جی کے ہون کنڈ بنایا اور ایک عظیم الشان ہون یگیہ رچا۔ تمام گوکل و برندابن کے لوگ جو یگ کی سامگری لائے تھے اُس سے ہون کیا گیا۔ سب لوگوں نے باری باری آہوتیاں ڈالیں۔ تمام علاقہ اُس ہون کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ برہمنوں سادھوؤں اور مساکین کے واسطے بھوجن یگیہ بھی کیا گیا۔ اور ان کی ہر طرح خاطر و تواضع ہوئی۔ عالم بالا میں بادلوں نے اپنا اجتماع کیا اور نہایت زور و شور سے بارش ہوئی۔ کرشن جی کی اس عمدہ اور نیک تجویز سے اندر کی پوجا گوکل سے بند ہو کر ویدوک پوجا شروع ہوئی۔ پریم بلاس میں ایک بات لکھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تو ناظرین خود نکال لیں۔ ہم اُس کو کسی نتیجہ کے بغیر درج کرتے ہیں ✦

لطیفہ-۱

ماتمیں رادھا یشودا جی اور کرشن جی کے گھر رہی ہیں۔

کرسناں بدگرہ آئے　　یوساریت حماحل لیاے
تلسی دل اور کمل پہو متا　　برکھومنت آنئے اُت ریتا
پات دھوئے پرکھو مندر آئے　　کرت ڈنڈوت پریم بڑھائے
اسنحل لیپ پاسے ست سوئے　　پوجا کو سب ساج سنجوئے
چھایئے ملک سب انگ ستوارہ　　پرکھو پوجا بدھ کرت سنبھاری
لھور کا ہد کھیلت نتھان آئے　　دیکھت پوجا نُدر چپت لائے
بدھ دت مدھ پو انہو اسلئے　　چندن تلسی پہول چڑھائے
بھوشن بس انگیکر لیپیے　　دھوپ دیپ اسناتھ نرشئے
پہت استر دے بھوگ لگا یو　　آرت کر چرنن سر نایو
تب ہی رسا بھیبن ہنس بولے　　آہستا ناسوں کین اموے
بابا تم جو بھوگ لگایو　　سو تو دیو کچھو نہیں کھایو
سن ہرن یا بسرون سکھدائی　　چپے رہے کچھ ہنس مدرائی

دوہا

کہت سندشکھ پاشکیے یوں کہتے نہیں بات
دیون کو کرچور ہے کنشل ہے حد گات

ملہ گوردھن لفظ دو شبدوں سے مرکب ہے۔ گو اور دھن۔ گوکل کے تمام رہنے والے لوگ اس ڈھیری پر گو کے لئے چرا گاہ کرتے تھے۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آویں۔ اسی واسطے اس ڈھیری کا نام گوردھن ہوا۔ ورنہ اصل میں گوردھن کوئی بہت بڑا پہاڑ نہیں ہے اور پرانوں میں کہیں اسکا ذکر ہے یہ ایک ٹیلہ گوکل ہی کا حصہ ہے جہاں آج کل بھی میلہ ہوتا ہے مگر یہ بہت تھوڑے سالوں سے رائج ہوا (مولف)

لطیفہ ۲

دیکھت سکھی نہاں در ٹہاڑ ہی　　گمس رسم اس آنند باڑہی
بیٹھے نند سمادھ لگائی　　تب ہی لیلا رچی کنہائی
سالگ رام مل کچھ ماہیں　　میٹھ رہب ہر لولت ناہیں
دھیان بسر جن کر سد جاگے　　سالگ رام نہ دیکھے آگے
کھوجت تھکت سد رائی　　اِسٹ دیو کس لئے چورائی
اِت اُت کھوجت پاوت ناہیں　　بھیو بڑو اچرج من ماہیں
ہنست ہر کے مکھ میں جانے　　دیکھت مُہر مُہر مُسکائے
سنو تات سنی بل جائی　　اُگلو سالگ رام کنہائی
نکھتے نہیں کاڈھ برج ناتھا　　دیو دیوتا نند کے ہاتھا

(برج بلاس صفحہ ۸۰ و ۸۱ نول کشور سمت ۱۹۲۳ بکرم)

اسی طرح اچھے اچھے اُپدیس گوکل و برندابن والوں کو سری کرشن جی دیتے رہے۔ اُن کے اپدیشوں سے بڑا لابھ پہنچا۔ اور لوگوں کو اُن سے کمال محبت ہو گئی۔ جب یہ جوانی کی اوستھا کو پہنچے۔ تو والدین کے دکھ کا بدلہ لینے پر کمر باندھی۔ اتنے میں کنس نے یہ صلاح کی کہ کسی بہانہ سے کرشن کو یہاں متھرا میں طلب کر کے قتل کرا دوں۔ چنانچہ اس کے واسطے ایک آدمی جو بڑا عقلمند اور فاضل تھا جس کی نند سے بھی کچھ رسائی تھی۔ اُس کو اپنے چار گھوڑوں کا رتھ دیکر گوکل کو روانہ کیا۔ کہ متھرا میں یگیہ ہے۔ نند راؤ جی کو معہ کرشن اور بلدیو کے اس بہانہ سے متھرا میں لے آؤ۔ اکرور اس راز سے ماہر تھا کہ وہ اِن کو مروا ڈالیگا۔ سارا راہ وہ افسوس کرتا ہوا گوکل میں گیا۔ اور ایک یادو دن ٹھیر کر سب کو متھرا جانے پر راضی کیا۔ متھرا اُس وقت بڑی شان و شوکت رکھتی اُس کی آبادی۔ اُس کی دولت۔ اُس کی حشمت اور اُس کی عمارتیں آنکھوں کو حیران کرتی تھیں۔ گولڈن انڈیا یعنی سنہری ہندوستان کے لوٹنے کے لالچ پر اسکندر آیا۔ دارا کو اِسی سنہری ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب کے جٹ اشلاکوں نے شہنشاہ دارا بنا دیا۔ محمود کے وقت جو متھرا کا حال تھا۔ اُس کا اندازہ ہم اسلامی تاریخوں کے سوا اور کسی طرح صحیح نہیں لگا سکتے۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک خط لکھا تھا کہ یہاں بیشمار مندروں کے سوا اور بھی ہزاروں عمارتیں ہیں۔ جو کہ اسلام کے موافق مضبوط بنی ہیں۔ جن میں اکثر سنگ مرمر کی ہیں۔ بیشمار ہزاروں۔ زر خرچ ہو کر تیار ہوا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تاریخ بلند شہر ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱) لوٹ میں پانچ سونے کی مورتیں آئیں جن کی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں بیش بہا یاقوت تھا۔ اس کے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو کہ ایک سو اونٹوں پر لادی گئیں (تاریخ سندھ صفحہ ۲۱۲ کلکتہ) ۲۰-۲۶ روز محمود متھرا میں رہکر اس کو تباہ کرتا رہا۔ اور مورتوں کو توڑا کے مندروں میں بڑا بُرا کام کیا۔ ایک سو اونٹ ٹوٹے ہوئے چاندی کی مورتوں سے بھر کے لے گیا۔ پانچ خالی سونے کی تھیں۔ اُن میں سے ایک کا وزن ہمارے اب کے ۴ من سے اوپر تھا " (اتہاس تمر ناسک حصہ اول صفحہ ۱۴ ۱۸۸۳ء)

ناظرین! ہم آپ کو کہاں تک سنائیں۔ سومنات وغیرہ کی لوٹ کا حال اور

دہلی کی لوٹ اور کانگڑہ کی تباہی اور قنوج کا حال پڑھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آرّیہ ورت عموماً اور متھرا خصوصاً اُس وقت کس عروج پر ہوگی۔ سری کرشن جی نے بڑے شوق سے متھرا کو دیکھا اور تمام بازار میں سیر کرتے ہوئے سنہری قلعہ راجہ کنس کے دروازہ پر پہنچے۔ گرداگرد اُس قلعہ کے ایک گہری خندق تھی۔ جب اُس سے پار ہوئے۔ اوّل ایک پُرزور کمان راستہ میں اُن کو دی گئی۔ جس پر بہت لوگ زور کرتے تھے۔ مگر توڑ نہیں سکتے تھے سری کرشن جی نے جو نہایت پُرزور اور طاقتور جوانمرد تھے۔ اُس کمان کو توڑا اور سب پہلوانوں کو سرمندہ کیا۔ راجہ کنس نے جب کمان کا حال سُنا تو پُر ملال ہوا۔ پھر کنس نے سل۔ دتسل۔ چانڑور۔ مشٹک چار نامی پہلوانوں کو کشتی کے واسطے بھیجا۔ جس احاطے کے اندر یہ پہلوان کشتی کے لئے موجود تھے۔ اُس کے دروازہ پر ایک مست ہاتھی بھی اُن کے مقابلہ کو چھوڑ رکھا تھا۔ ان بہادروں نے مثل سام و نریمان اُس کا بھی کام تمام کیا۔ اور اُس کے خوبصورت دانت اکھاڑ کر آگے چلے۔ جب پہلوانوں کے اکھاڑے میں پہنچے۔ تو اُن میں سے دو نامی گرامی یودھے مشٹک و چانڑور ان دونو کے مقابل ہوئے۔ سری کرشن جی سے چانڑور کی کشتی ہوئی۔ اور بلدیو جی سے مشٹک مقابل ہوا۔ آخرکار دونو نے دونو کو مار اور اکھاڑے میں پچھاڑا۔ سل اور دتسل نے جب یہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ موت کے مقابلہ سے بھاگے بقول شاعر؎

اکھاڑا چھوڑ کے سدیں بھاگے — دلیر و مرد کشتی گیر بھاگے
رہے اُس جا فقط دونو برادر — نہ آیا سامنے کوئی دلاور

بعد ازاں راجہ کنس نے دیکھا کہ اب اِن سے مقابلہ کرنیوالا کوئی نہیں رہا۔ خود شمشیر لیکر اُٹھا۔ مگر کچھ نہ کر سکا۔ اُن کا رُعب اُس پر غالب ہوگیا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ شری کرشن جی نے اس کی تلوار چھین لی۔ اور اُس کی چھاتی پر چڑھ کر اُسے مار ڈالا۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ محلوں میں گریہ و زاری کا شور بلند ہوا۔ راجہ کنس کی لاش لیجا کر جلائی گئی۔ اور شری کرشن جی نے سب اُس کے متعلقین کو تسلی دی۔ بعد ازاں جیلخانہ میں ماں باپ کے دیدار کو گئے۔ بقول شاعر؎

عدو کو قتل کر کے کرشن بلدیو — وہاں آئے جہاں تھے قید بستہ
جو دیکھا باپ ماں نے پیارے فرزند — ہوئے جان حزیں دونو کی خرسند
نظر آئے جو دونو نور دیدے — ہوئے دیدار سے مسرور دیدے
کیا یکبار دونو کو ہم آغوش — غم زنداں کیا دل سے فراموش
نکل کر خانہ زنداں سے فی الحال — سوئے کاشانہ گئے فارغ البال
سستان پدر مادر و خویش — ہوئے رونق فزا دونو برادر

نئے سرے سے خوشی کے نرالے اور مسرت کے شادیانے متھرا میں بجنے لگے۔ گھر گھر میں آنند اور بشاشت کا ظہور ہوا۔ ظالم کا دَور دُور ہوا۔ انصاف کا زمانہ آیا۔ اور گلستان متھرا نے اپنا پُرانا باغباں پایا۔ یعنی کرشن جی و بلرام جی نے دوسرے دن راجہ اُگرسین کی تلاش کی۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک تاریک زنداں میں قید ہے اور اپنی زیست سے ناامید ہے۔ دونو بھائی وہاں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کے بند توڑ کر سر تخت تنہا ہی رونق افروز کرایا۔ اور تاج سلطنت اُن کے سر پر رکھا۔ اُن کے نام کی منادی ہوئی۔ گھر گھر میں آنند و شادی ہوئی۔ اسیران بلا ستم کی قید سے آزاد ہوئے۔ سب بدکاروں کو سزا ملی۔ اور سب کرداروں کو جزا ملی۔ مُلک میں امن قایم ہوا۔ نند جی گوکل کو تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اور فاضل پنڈت سندیپن جی سے دونوں بھائی مختلف علوم کی تعلیم پاتے رہے۔ اور کئی سال تک تعلیم پا کر شہرۂ آفاق ہوئے۔ جو کاربائی شری کرشن جی و بلدیو جی کو کنس کے مقابلہ اور پہلوانان جری سے جنگ کرنے میں ہوئی۔ اُس سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ بات سوائے کرامات کے کیسے ہوسکتی ہے۔ اِس لئے ہم اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ مہربانی کر کے رُستم۔ ترزو۔ سہراب۔ قریبرز۔ اسفندیار۔ سام و نریمان کے واقعات کو پڑھیں۔ شاہ بوناپارٹ کی تاریخیں دیکھیں۔ سکندر اعظم کی کامیابی کا مطالعہ کریں۔ تب ہرگز ایسا باطل خیال اُن کے دل میں نہ آویگا۔ اِس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ بڑے نامی گرامی و سچے ٹیرین جودھا تھے۔ دودھ مکھن جو سب سے عمدہ اور مقوّی غذا ہے وہ اُنہوں نے افراط سے کھایا۔ اور مردانہ ورزشیں کیں۔ شب و روز سوائے کھیل کود کے جو برہم چریہ کے واسطے لازمی ہے۔ اُن کا کوئی کام نہ تھا۔ ۴۸ برس تک اُنہوں نے پورا برہم چریہ کیا۔ اور سوائے تعلیم دھرم اور سیر آزادی کے فضولیات سے قطعی متنفر و مجتنب رہے۔ یہی سب سے اعلےٰ کارن اُن کی سورمی اور بہادری کا ہے۔ ۲۴-۲۵ برس کی اوستھا میں وہ متھرا پہنچے۔ اور اس کے بعد مگدھ کے راجہ جراسندھ سے اٹھارہ مرتبہ جنگ ہوا۔ جس میں کہ کسی حالت میں بھی ۲۴ سال سے کم نہیں گذرے ہونگے۔ اِس لئے اُس سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم باب اول میں ثابت کرچکے ہیں۔ کہ وہ پورے برہم چاری رہے۔ یعنی ضرور ۴۸ برس تک اُنہوں نے برہم چریہ کیا ؎

حصہ اول

شری کرشن جی کا جیون چرتر سماپت ہوا

نیازمند
لیکھرام آریہ مسافر

ستری شکشا

یعنی

تعلیم النسوان

تمہید

شعر

نمسکار کرتا ہوں جگدیش کو — کہ اکار داتا جہاں ایس کو
پر بھو سے جھا باتوں سے چت کو ہٹا — کہوں ستری شکشا کی پُستک سا

آج کل آریہ ورت میں جو دُردشا عورتوں کی ہو رہی ہے۔ اُس سے کوئی انسان بھی ناآشنا نہیں۔ وہ ودیا ہین حیوان مطلق کی مثال نہ اُن کو گرہست آشرم کے دھرم کی خبر۔ اور نہ ہمارے ملکی بھائیوں کو اُن کے سکھلانے کا مطلب۔ خود غرضوں نے اُن کو فہرست شودروں میں شمار کر رکھا ہے۔ اُن کو اپنے حقوق سے آگاہی نہیں۔ کیونکہ تعلیم میں لاپرواہی ہے۔ اس واسطے بمنشاء عالی بھاشا سمبندھی سبھا منتبی ضلع گڑھ سبھا الہ آریہ درپن ۱۵ مئی سنہ ۱۸۸۴ء اس کی ضرورت جان کر ارادہ تیاری کا کیا۔

اس کے ۵ - ادھیاء ہیں۔ پہلے میں وِدّیا دہین یعنی حصول علم پہلا ادھیا اتھروید کے گیارھویں کانڈ میں برہمچریہ آگیا دیتا ہے۔ کہ جب کنیا برہمچریہ آشرم سے پورن وِدّیا پڑھ چکے اور جوان اوستھا کو پراپت ہو تب اُس کا وواہ کرنا چاہئے۔ پریوجن یہ ہے کہ سات آٹھ برس کی اوستھا میں کنیا کو پاٹھ شالا میں بھیج دینا چاہئے۔ پندرہ سولہ برس کی اوستھا تک وہاں عمدہ عمدہ ودیاؤں کی ترقی کر کے پورن ودوشی ہو جاوے۔ سب سے بڑا کام ستری کے واسطے تعلیم اور ودیا کا ہوتا ہے کیونکہ اول تو مرد و عورت کا قدرتی تعلق ہی کچھ کم نہیں بہت زیادہ ہے۔ دوسرا مقتضائے انصاف نہیں ہے کہ جس چیز سے ایک فایدہ اٹھائے اُس سے دوسرا محروم رہ جائے۔ تیسرا لوازمات انسانی کے لحاظ سے جو منصب مردوں کو حاصل ہے وہی عورتوں کو۔ وہی عقل کی وسعت اور وہی حواسوں کی طاقت وہی قوت حافظ کی رسائی۔ وہی قوت باصرہ کی بینائی۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھائیوں کو طریقہ تعلیم یاد نہیں۔ ورنہ اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جو عورتوں کی تعلیم کی مانع ہو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر طریقہ تعلیم نسوان تحریر کروں۔ جس سے کل ویوستھا وِدّیا کی ظاہر ہو۔

واضح ہو کہ ہر ایک ناری پاٹھ شالا میں چھ جماعتیں قایم کی جاویں۔ اور پستک مندرجہ ذیل پڑھائی جاویں۔

جماعت اول - حروف تہجی اور بارہ کھڑی - ستری شکشا حصہ اول ایضاً حصہ دوم و سوم - نام لکھنا - ایک سے سو تک گننا۔

جماعت دوم - ستری شکشا سبھودھنی حصہ دوم - ہت اُپدیش - ستری شکشا حصہ چہارم - پہاڑے یاد کرنا اور لکھنا - بودھ اودے - من بہلاونی - سنگیت مالا کے بھجن حفظ یاد کرنا - چٹھی لکھنا - سیکھنا۔

جماعت سوم - ستری شکشا سبھودھنی حصہ سوم - مانو دھرم سار - بھوگول درپن - بھارت بھوگول - گنت پرکاش حصہ اول - پتر تیشی - خطوط لکھنا - شیتل رتناگر - لکشمن ونے۔

جماعت چہارم - ہتوپدیش کا - بامانورنجن - ستری گرہستھ چار کھیک - بھوگول چندرکا - گنت پرکاش حصہ دوم - آریہ اتہاس - بھوجن بنانے کی پستک - پستک جیچی کی - پستک بھاشا چندرودے - پنچ مہا یگیہ ودھی - ستری شکشا سبھودھنی حصہ چہارم - انوواد کرنا۔

جماعت پنجم - نتو بودھنی - کمیائی پستک - گنت پرکاش حصہ سوم و چہارم - سنسکرت واک پربودھ - سنسکار ودھی - ویدک پستک - تعلیم ترقی ملک۔

جماعت ششم - آکرشن ودیا پستک - کتاب علم نباتات - ریکھا گنت - کھیتر چندرکا - وید بھاشیہ بھومکا - شلپ وِدّیا پستک - سنسکرت پاٹھ اپکارک - کتاب علم منطق - ویاکھیان لکھنا۔

بخوبی نشچیت ہے کہ اگر استریوں کو اس طریقہ کے انوسار پڑھایا جاوے تو نہایت سُگمتا سے پندرہ سولہ برسوں کی اوستھا تک لیلاوتی کے بہنیں بنجاونگی اور سرسوتی کا اوتار کہلاوینگی۔ ہمارے بزرگ ریفارمروں کا قول کہ جب تک تعلیم یافتہ مادروں کے شیر سے آریہ ورت نواسی پرورش نہ پاوینگے عقلمند نہ کہلاوینگے۔ پھر بپایہ ثبوت پہنچ جاویگا اور درجہ اثبات پاویگا۔

آج کل جس قدر بحث تعلیم عورتوں کی حالت پر ہو رہی ہے۔ ایسی بحث شاید کسی اور مضمون پر کم ہوگی۔ واضعان قانون کی کونسل۔ ملکی انجمنوں کے جلسوں دھرم کی بہتری و بھلائی بتلانیوالے سماجوں میں۔ جہاں دیکھو یہی چرچا ہے۔ ویاکھیان کہنے والے خلایق کے خیرخواہ بُری رسموں اور خراب دستوروں کے مٹانے والے زور و شور سے اس بارے میں تحریریں کرتے ہیں۔ ملکی اخبار اعلیحدہ زور دے رہے ہیں۔ جس قدر آریہ ورت میں عورتوں کے حق میں ظلم ہو رہا ہے اُس کے کہنے کو زبان قلم میں طاقت نہیں۔ اول ستی ہونے کا ظلم۔ جس کی تشریح سے بڑے بڑے بہادروں کے کلیجے پاش پاش ہوتے ہیں۔ یہ ظلم فرقہ عورتوں کے واسطے ایسا تھا کہ جس سے ہمیشہ ½ حصہ کا فی النار ہونا پایہ ثبوت کو پہنچتا تھا۔ اُن دنوں میں تمام ملک ہند میں جہالت و بھرم کا اندھیر بھرا ہوا تھا اور مخلوق پرستی اور بت پرستی یعنے مورتی پوجن گھر گھر پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں دنوں ایک قومی بہتری پر جان قربان کرنیوالے ملکی ریفارمر۔ پورے ستی یعنی سچ پر جان قربان دینے والے سنہ ۱۷۷۴ء میں راجہ رام موہن رائے پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ابتدائی تعلیم میں ہی بقول شخصے (ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) اگرچہ ذات سے برہمن نہ تھے۔ لیکن وہ وہ جوہر دکھلائے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں معقول پنڈت کہلائے۔ ساتھ ہی حق شناسی و حق جوئی کی اُمنگ۔ دل کو لگ رہی تھی۔ صحبت سنیاسیاں سے بھی فیضیابی حاصل کی۔ علے ہذا القیاس علم عربی و فارسی میں بھی ملکہ حاصل کر کے دستار فضیلت باندھی۔ قومی بھلائی اور ملکی خیرخواہی اُن کے سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ عورات پرستی ہونے کا غضب دیکھ کر قوم کی جہالت پر سخت افسوس آیا اور ارادہ کیا۔ کہ جب تک اس بدرسم کو بیخ و بنیاد سے نہ اکھاڑونگا۔ تب تک آرام مجھ پر حرام ہے۔ اسی اثناء میں تحصیل علم انگریزی کا ارادہ کیا۔ اور ملکی اخبارات و قومی جلسوں میں اس مضمون کے مباحثہ و مضامین شروع کئے اور انگریزی میں بھی پورے جنٹلمین بنکر قومی خدمت میں مصروف ہوئے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اُن کی کوشش کی تاثیر نے اس بات کو گورنمنٹ تک پہنچایا۔ انہوں نے ساتھ اُن کے مذہبی کتابوں یعنے وید مقدس وغیرہ سے ثبوت کر دکھلایا۔ کہ آتم گھاتی مہاپاپی ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کی توجہ سے واضعان کونسل کی بھی مسودہ پیش ہوا۔ اُن کے دلایل معقول و منقول نے ثابت کر دکھلایا کہ یہ ظلم ایسی عادل گورنمنٹ کے عہد میں فرقہ نسوان کے واسطے بالکل خلاف انصاف ہے۔ آخرالامر ممبران کونسل نے مسودہ قانون ایکٹ انسداد رسم ستی پاس کیا۔ جس سے لاکھوں بندگان ناکردہ گناہ کی جان بچ گئی اور خون ناحق کا دھبہ آریہ ورت سے دھو ڈالا۔ دوم بال بدھوا۔ سوم بیوگان کی شادی نہ کرنی۔ جس کا ذکر بہ تفصیل علیحدہ رسالہ نوید بیوگان میں موجود ہے۔ اس مقام پر یہ ذکر کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ ذکر ہے۔ کہ ویاس جی نے مہابھارت اس لئے بنایا کہ عورتوں اور ان لوگوں کو بھی جن کی رسائی وید مقدس تک کم ہوتی ہے۔ مذہبی علوم سے واقفیت ہو۔ جو لوگ منو کو عورتوں کے حق میں ناانصاف اور بے رحم ٹھہراتے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے

ہیں۔ کہ منوجی کی اس واک کا ذکر کہ عورتوں کے ہم پسندیدہ اور مرغوب اشیا اور دل
کے لبھانے والے رکھنے چاہئیں۔ کیا مطلب ہے ٭

چونکہ ستریوں کی خوب صورتی اور برکت پر عمدہ تمام ایک اور بہار ہے اس لئے
آریہ دھرم ساستر کا منوجی کا یہ مقولہ اِس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ عورتوں
پر نامہربان نہیں ہے۔ بلکہ صرف غلط ترجمہ کرنے والا کا قصور ہے۔ ورنہ ایسے بزرگ
سے یہ ناانصافی صداقت سے دور ہے۔ منوجی نے جس قدر تعلیم نسوان اور پاس
ادب عورتوں کے واسطے ہدایتیں کی ہیں۔ وہ بالکل اُس کو عورتوں کا پورا ہمدرد
خواہ ثابت کر رہے ہیں۔ جو ادب اور لحاظ منوجی نے والدین اور بوڑھوں اور
فاضلوں اور نیک چلن اور مالداروں اور ہوشمندوں کا مقرر کیا ہے۔ وہی پاس
عورتوں کے واسطے بھی مرقوم ہے۔ ایک جگہ منوجی نے فرمایا ہے۔ کہ جس گھر میں
عورت خاوند کی مرضی پر اور خاوند عورت کی مرضی پر اور عورت خاوند کی صلاح کار
اور خاوند عورت کا صلاح کار رہے وہ گھر ہمیشہ آباد اور با بہار رہے جیسا کہ فرماتے
ہیں۔ کہ جب راستہ میں سے کوئی گاڑی یا نوّے برس کا بوڑھا یا بیمار۔ یا بوجھ
وار یا عورت یا برہمن یا راجہ یا دولہا آتا ہو تو ہٹ کر کنارہ ہو جانا چاہئے۔
اگلے زمانہ میں آریہ ورت کی عورتیں ہر جگہ آ جا سکتی تھیں۔ اور اُن کی حفاظت کے
واسطے اُن کی شرم اور اُن کے ہموطنوں کا پاس ادب کافی ہوتا تھا۔ چنانچہ دھرم
شاستروں میں درج ہے کہ جو باپ بیدرنیوں سے پہلے اپنی دختر کی شادی
کر دے۔ یا جو وقت مقررہ پر اپنی ستری کے پاس نہ جاوے۔ یا جو بیٹا اپنے
باپ کی وفات کے بعد بیوی ماں کی حفاظت اور خدمتگاری پرورش نہ کرے
وہ دھتکار کے لائق ہے۔ اور بیٹی کے عوض روپیہ لینے کی بھی سخت ممانعت ہے۔
منوجی فرماتے ہیں۔ جو کوئی اپنے داماد سے ایک کوڑی بھی بطمع بیٹی کے لیتا ہے
گویا وہ بیٹی کو بیچتا ہے۔ جملہ امورات خانگی و مذہبی میں خاوند اور بی بی یعنی
بھرتا اور ستری کو دل و یکجان رہنا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ عورت کو صرف اپنے مکان
پر بیٹھ کر پرمیشور کا بھجن کرنا۔ اور خاوند کی خدمت کرنے میں مستعد رہنا۔ اور اولاد
کی پرورش اور ان کو تعلیم دینا فرض ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھا ہے
کہ ٹھاکر دواروں۔ دھرم شالوں وغیرہ معبدوں میں نہیں جانا چاہئے۔ اور نہ
دامن میں جیب ڈال کر سیتلا ماتا کے داہن گدھے کی پوجا کرنی چاہئے۔ دل بہلانے
کی باتیں مثلاً دستکاری و مطالعہ کتب وغیرہ مباح ہیں۔ جن میں کسی طرح کا گناہ
نہیں۔ ایسی باتوں میں خاوند کو بھی اپنی بی بی سے تعرض نہ کرنا چاہئے۔ منو کے
شاستر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آدمی سختی سے عورت کو باز نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے
اس کو چاہئے۔ کہ بیوی کو امور خانگی۔ انتظام اور آمد و خرچ کے اہتمام اور اسباب
دھیان میں مصروف رکھے۔ منو کے چند قول جو درج ہیں۔ وہ اس امر کے شاہد
حال ہیں۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا بڑا پاس اور لحاظ تھا (نمبر۱)
اگر بیاہی ہوئی عورتوں کے باپ اور بھائی اور خاوند اپنا بھلا چاہیں۔ تو اُن کی
زینت و عزت و ملبوسات کا خیال رکھیں (نمبر۲) جہاں عورتوں کی توقیر ہوتی ہے
وہاں سامان خوشنودی مہیا رہتے ہیں۔ اور جہاں ان کی بے عزتی ہوتی ہے
وہاں سارے ثواب کے کام اکارت جاتے ہیں (نمبر۳) جو شخص اپنی رشتہ دار
عورتوں کو تکلیف میں رکھتا ہے۔ اُس کا سارا خاندان اس طرح تباہ ہو جاتا
ہے۔ لیکن جس گھر میں عورتیں ناخوش نہیں رہتیں وہ خاندان ہمیشہ بڑھتا رہتا
ہے (نمبر۴) پس جو لوگ دولت کے خواہاں ہیں۔ اُن کو چاہئے۔ کہ اپنی عورتوں
ستری سیکھا

کو حتی الوسع پوشاک و زیور سے خوش رکھیں۔ لیکن عورت کو بھی چاہئے
کہ خاوند کو اس معاملہ میں تنگ کر کے قرضدار نہ کر دیوے۔ اور جیسی چادر
دیکھے ویسے پاؤں پھیلاوے۔ طبعاً اگر بیوی کی پوشاک اچھی نہ ہو گی تو خاوند
کا دل اُس سے خوش نہ ہو گا۔ اور جب دل ہی خوش نہ ہو گا۔ تو اولاد کیا ہو گی۔
ان اقوال سے ثابت ہے۔ کہ ایسی ذلت اور سخت سختی کی حالت میں ہندوؤں کی عورتوں
کو لوگ سمجھتے ہیں۔ ایسا ان کا حال نہیں ہے۔ جہاں باپ اپنی بیٹی کو نہایت عزیز
سمجھتا ہو۔ اور اس کا پسندیدہ نام رکھنے کی اُس کو تاکید ہو۔ اور اُس کی تعلیم ہے
کی اس کے واسطے از روئے دھرم شاستر خاص اجازت ہو جہاں عورت کے ساتھ
بہت اخلاق سے گفتگو اور بڑھاپے اور دولت اور فضل کے برابر اُس کی توقیر کرنے
کا حکم ہو۔ جہاں بغیر طمع زر کے اچھے خاوند کے ساتھ اُس کی شادی کرنی پڑتی ہو
اور مباح بہلاؤں میں اُس پر کچھ تعدّی نہ کی جائے۔ جہاں یہ بات نہ ہو کہ خاوند
بیوی کو زر خرید بدل سمجھے اور ہمیشہ اُس کو زیور اور پوشاک و پوشش سے حتی
الوسع خوش رکھے اور آمد و خرچ کے بندوبست اور گھر کے انتظام میں اُسے مصروف
رکھ کر محبت کے ساتھ پیش آوے۔ اور اُس پر اعتبار کر کے کاروبار میں اُس سے
مشورہ لے۔ جہاں یہ بات ہو۔ کہ عورت کا مال خاوند کے مال سے الگ گنا جاوے
اور کسی رشتہ دار کو اس پر تصرف نہ ... وہاں عورت کی عزت ایسی ہی سمجھنی چاہئے
جیسے اگلے زمانہ میں پوشت جہالت آریہ ورت کے ... اور یورپ کی شائستہ قوموں
میں بھی۔ یا آج کل مہذب اقوام میں ہوتی ہے۔ جو پاس اور لحاظ ہندوؤں
کے ہاں عورتوں کا ہوتا ہے۔ وہ کسی راجپوت سے پوچھنا چاہئے۔ راجپوت کے
نزدیک عورت اور تلوار اور گھوڑے سے عزیز چیز اور زیادہ دنیا میں کوئی نہیں
ہے۔ جتنی عزت عورتوں کی راجپوتوں میں ہے۔ اُتنی ایشیا کی کسی قوم میں نہیں
راجپوت کو اپنی عورت سے ایسی الفت ہوتی ہے کہ وہ اُس کی محبت کی ایک نظر
کو بادشاہت سے بہتر سمجھتا ہے۔ ہند کی عورتوں کی پہلی اور حال کی حالت میں
ایک بڑا فرق ہے۔ جس کو لوگ خیال نہیں کرتے۔ بچپن میں عورت کی شادی نہ کرنا
کئی عورتیں کرنا۔ بیوہ کا دوسرا بیاہ نہ کرنا۔ ستی ہونا۔ عورت کو جاہل رکھنا
اور اس کو گھر سے باہر نہ نکلنے دینا اور سادھوؤں اور پوجاریوں اور بھائیوں
کی خدمت کی ہدایت کرنا۔ یہ ساری باتیں ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان میں سے ایک
بھی نہ تھی۔ بہت سی عقلمند عورتوں کے احوال سے جن کا بیان آگے آئیگا۔ ثابت
ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ کی عورتیں بہت سی پڑھی لکھی گذری ہیں۔ اُس دور
میں لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد تین برس تک شادی کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔
اس کے بعد اپنا خاوند پسند کرتی تھی۔ اُس زمانہ میں عورتوں کو یہ بھی اجازت
تھی۔ کہ اپنے خواستگاروں کی جماعت سے جس کو چاہیں پسند کر لیں۔ چنانچہ
رامائن میں سیتا کا سوئمبر۔ مہابھارت میں دروپدی کا سوئمبر رگھو بنس کالیداس
میں اندومتی کا سوئمبر۔ ارین نامی ایک یونان کا مورخ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے
کہ قدیم آریہ لوگ اپنی بیٹیاں اُن لوگوں کو دیتے تھے کہ جو زور اور قوت کی آزمائش
میں پورے اُترتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی عمر کی شادی کا رواج اُن گرم ملکوں
میں ہے۔ جہاں لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ ہندوستان
میں ہے۔ کہ ابھی لڑکی گڑیاں کھیلنا بھی نہیں چھوڑتی۔ کہ اُسکی شادی ہو جاتی
ہے۔ ظاہر ہے کہ جن لڑکوں نے اپنے خاوندوں کو آپ پسند کیا۔ وہ حد بلوغت
کو پہنچ گئی ہوں گی۔ جب دیویانی نے کچ کے آگے چند سلوک پڑھے۔ اور کچ نے

اُس کو اگلے زمانہ کے قصّے اور اشعار سنائے تو ضرور ہے کہ ہر دو بس بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ سیتا نے سری رامچندر جی کو سوئمبر میں پسند کیا۔ اور گلے میں پھولوں کی مالا ڈالی تو صاف ظاہر ہے کہ سات آٹھ برس کی نہ تھی۔ دروپدی کو جب ارجن نے سوئمبر میں جیتا اور مالائے گل زیب گلو ہوئی۔ تو دولو کی خوبصورتی اور جوانی بہار پر تھی رکمنی نے جب کرشن جی کو اشتیاق نامہ کے ذریعہ سے اپنا حال جتلایا تھا۔ اور ستسپال کے وصال سے گریزاں تھی۔ بخوبی واضح ہے۔ کہ دونو بالغ تھے۔ یشسی کے باپ نے جب اُس کے سوئمبر کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہ جوان تھی۔ شکنتلا نے جب اپنے باپ پر وواہ کی خواہش ظاہر کی تھی۔ تو وہ عالم شباب میں تھی۔ آریوں میں کئی بیبیاں کرنے کا بھی اگلے زمانہ میں رواج نہ تھا۔ خاوند اور بی بی کو اس بات کی سخت تاکید تھی۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کریں اور غیر کے ساتھ محبت نہ کریں۔ اور نہ نگاہ ڈالیں۔ یعنی عورتوں میں جو خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت ہے وہ اُنہیں صورتوں میں ہے۔ جو واسطے امر مجبوری کے مخصوص ہیں۔ مقدس وید اور قدیم شاستروں میں بیوگان کے واسطے بھی مکرر شادی کی اجازت ہے۔ منوجی کے دھرم شاستر میں بھی بیوہ کو مکرر شادی کرنے کی قطعی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ منوسمرتی میں ستی ہونے کا نام و نشان نہیں اور نہ بالہن کے وواہ کا نام و گمان اُس کو ہرگز خیال ہی نہ تھا۔ کہ آئندہ لوگ ایسی قبیح رسومات میں مقیّد ہو جاویں گے۔ اس امر کا تحقیق کرنا مشکل ہے۔ کہ اس دستار خیال و جہالت خصال رسم کا آغاز کب اور کیونکر ہوا۔ اس بات میں شک نہیں کہ ہمارے مورخ آرسٹوبولس کی بات ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ رسم راجہ کی نسل کی عملداری میں جاری تھی اور ایک مورخ بھی اس قسم کی واردات کا ذکر لکھتا ہے۔ جس کو دو ہزار ایک سو چھ اسی برس ہو چکے ہیں جو میلیبہ(?) کی موت پر ہوئی تھی۔ یہ مورخ جس کا نام ڈائڈوڈورس ہے۔ اس رسم کے رواج پانے سے بیوہ کی خستہ حالی جمال(?) رہتا ہے۔ جس میں اُسے اپنی تمام عمر بسر کرنی پڑتی ہے۔ ایک نہایت کا واقعہ ہے۔ کہ ستی کی رسم انسان کے مکروہ خیالات سے پیدا ہوئی۔ خودغرضی سے اُس کا نشوونما اور جھوٹ سے اس کا فروغ اور بے رحمی پر اُس کا خاتمہ ہوا۔ جہالت جس نے ایسے مکروہ خیالات پیدا ہوئے۔ جب تک کہ عورتوں سے بالکل دور نہ کی جاوے۔ تب تک ناممکن ہے کہ ہندوستانی بچے مہذب کہلا سکیں۔ ودیا وہ گوہر بے بہا اور علم وہ لطیف غذا ہے جس کے لینے اور کھانے کو ہر ایک ذی روح انسان محتاج رہتا ہے۔ سوائے حصول ودّیا انسان حیوان مطلق کے برابر ہے۔ نیکی اور بدی کی پوری تمیز سے آگاہ نہیں۔ اگرچہ روزانہ تجربہ سے کچھ کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کرنا اُس کا بسبب کم فہمی کے نہ کرنے کے مساوی ہو رہا ہے۔ اگلے زمانہ کی ساری تواریخیں یا انہیں مردوں ہی کے نام سے نامزد ہیں۔ عورتیں بیچاری علم سے عاری اس بات سے بےنصیب ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستان کی بہت سی عورتیں لائق گذری ہیں۔ یونانیوں کی ساری تاریخ میں پانچ چھ مشہور عورتوں سے زیادہ کا ذکر نہیں ہے۔ انجیل ربانی کتابوں میں جن کا عروج پندرہ سو برس تک رہا۔ صرف پانچ ہی عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ قرآن میں دو تین عورتوں کا ذکر زبان زد خلائق ہے۔ بہشت کی عورتوں کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ آریہ قوم کی پرانی تواریخوں کے ملاحظہ سے علاوہ مردوں کی لیاقت علمی کے بہت سی لائق عورتوں کے حالات درج ہیں جو کہ حصول ودّیا سے جہالت کے کلنک کا ٹیکا مٹا کر کمالات ظاہری و باطنی میں آراستہ ہوئیں اور انہیں مہذب مادروں کے شکم سے تہذیب یافتہ قدیمی آریہ پیدا ہو کر ملک کو علم و حکمت کی کان بنا گئے اور یونان وغیرہ کو خوشہ چین کرایا

بعض نادان خارج تعلیم نسواں فرماتے ہیں کہ ہم کو کچھ زیادہ فائدہ یا بہبودی قوم عورتوں کے پڑھانے میں نظر نہیں آتی۔ اُن صورتوں کے واسطے بھی سر سلیمانی کافی ہے۔ کہ اگر عورتوں کو جاہل رکھنا ہی منظور ہے۔ اور عقلمندی کا خطاب بھی بجنسہ دم لنگور ہے۔ ایک آنکھ میں سرمہ ڈالنا اور دوسری میں سفید لگانا سامان شان عقلمنداں نہیں ہے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

دوسرا ادھیا

ودوان عورتوں کے حالات میں

باوجودیکہ قدیم زمانہ کے حالات قلمبند کرنے کی طرف عرصہ سے آریہ لوگ لاپرواہ رہے۔ مگر اُن کی مشہور عورتوں کے نام یورپ کے کسی ملک کی مشہور عورتوں کے نام سے کم نہیں ہے۔ میتریی۔ گارگی۔ تارا۔ مندودری۔ سیتا۔ کنتی۔ دروپدی۔ گاندھاری۔ شکنتلا۔ علیٰ ہذالقیاس ان کے سوائے اور بہت سی عورتیں ایسی ہیں۔ جن کے نام یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ بعد امتیاز سچ اور جھوٹ کے ہر ایک کے حالات درج ہیں۔

نمبر ۱ حال میتریی

یہ عورت یاگولک رشی کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ ویدوں کی ایک اُپنشد میں اِس کا حال یوں لکھا ہے کہ جب اُس نے دنیا چھوڑنے کا ارادہ کیا تو اول اپنی بی بی سے صلاح پوچھی اور کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں فقیر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور جو قدر میرا مال و اسباب ہے وہ تم اور میری دوسری بی بی کاتیائنی آپس میں تقسیم کر لو۔ میتریی نے کہا کہ اگر ساری زمین اور زمین کی دولت میرے قبضہ میں آجاوے تو کیا میں امر ہو سکتی ہوں۔ خاوند نے کہا کہ دولت سے زندگی اچھی بسر ہو سکتی ہے مگر وہ حیات ابدی کا ذریعہ نہیں۔ میتریی نے کہا کہ ایسی دولت مجھے نہیں چاہئے مجھے وہ راستہ بتاؤ جس سے ہمیشہ کی زندگی اور عمر جاودانی حاصل ہو۔

یاگولک۔ عورت کا استفسار دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ اور اُس کو سامنے بٹھلا کر نجات کا راستہ اس طرح بتلانے لگا کہ انسان ہمیشہ کی زندگی اُس وقت حاصل کر سکتا ہے جس وقت سب چیزوں سے اپنا دل ہٹا کر پرماتما اور بید کا دھیان دھرے۔ خوشی اور رنج جو کچھ انسان پر گذرتا ہے۔ سب روح کے علاقہ سے ہے اس لئے چیزوں کو روح ہی کا دھیان کرنا چاہئے کیونکہ جس ایک نے سب چیزیں پیدا کی ہیں۔ انجام کو سب کا خاتمہ اُس کی عبادت پر ہے اور نجات اُسی کو ہوگی۔ جو پرماتما کو ایک جانے اور مانے۔ اپنے اندر پرماتما کا دھیان کرے۔ برہم کی معرفت اور گیان کے واسطے برہم ودیا بدحاصل کیا ہے۔ کہ بعد اسی طرح کے اُپدیش کے وہ رشی مع عورت کے بن کو واسطے عبادت کے چلا گیا۔ اور دونو ایسے مہان رشی ہوئے کہ اُس وقت رشیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اس فاضلہ عورت نے کئی دفعہ پاکھنڈی پنڈتوں سے مباحثہ کر کے اُن کو پاکھنڈ سے بچنے کی ہدایت کی اور ہزاروں کو راہ راست پر لائی۔ ایک دفعہ پنڈتوں کا مباحثہ راجہ جنک کے حضور میں ہو رہا تھا اور وہاں میتریی جی مرد ادیبوں سے اُن کے ہمراہ مباحثہ کر رہی تھی۔ یکایک یاگولک جی آگئے۔ میتریی اُن کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ راجہ جنک نے پوچھا کہ تو اتنے مردوں کے سامنے خاموش نہ ہوئی۔ لیکن افسوس کہ ایک رشی کے آنے سے تیری زبان بند ہو گئی۔ میتریی نے کہا کہ اے راجہ میدان معرفت کے مرد یہی ہیں۔ تو اور تیرے پنڈت واچک اور مادر استی(?) ہیں نامرد ہیں۔

نتیجہ

یہ حکایت ایک ایسی عالی حوصلہ عورت کی ہے جو ایک بڑے رتبے کی بی بی اور اُسکی بی بی ہونے کے لائق تھی اور اس بات کی نظیر ہے کہ اگلے زمانہ میں اپنی بیبیوں کی بڑی خاطر منظور تھی اور بغیر ان کے صلاح و مشورہ کے کسی بڑے کام کرنے کا ارادہ نہ کرتے تھے۔ اور فقط اُن کی دنیوی بہبودی مد نظر نہ ہوتی تھی۔ بلکہ آخرت کا فکر بھی ہوتا تھا ٭

نمبر ۲۔ حال گارگی

اس مشہور عورت نے اپنے علم و فضل اور ذکا کے سبب سے بہت بڑی شہرت پائی۔ ویدوں کے ایک اُپنشد میں اُس کے اور یاگولک کے مباحثہ کا ذکر اس طرح لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ راجہ جنک فرمانروائے ودیہہ کے ہاں بڑا یگیہ ہوا۔ اور کورو اور پنچال دیش کے بڑے بڑے مشہور اور فاضل پنڈت وہاں جمع ہوئے۔ راجہ نے اس خیال سے کہ دیکھیں اس مجلس میں کون سا برہمن بڑا فصیح اور عالم ہے۔ ہزار گائیں خرید کرا کر اور اُن کے سینگوں پر سونے کے خول چڑھوا کر برہمنوں سے کہا۔ کہ تم میں سے جو شخص شاستر میں اعلےٰ لیاقت دکھاوے۔ وہ انعام پاوے۔ یاگولک کے سوائے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ ان کو ہاتھ لگائے۔ البتہ اس کے لیے اُس کا ایک چیلا سب گائیں ہانک کر اُس کے گھر لے گیا۔ اِس بات پر تمام برہمن برہم ہوئے۔ اور راجہ کے پروہت نے اُس سے کہا کہ تم بغیر ثبوت لیاقت و فضیلت کے کس طرح اِس دان کے مستحق ہو سکتے ہو۔ یاگولک نے اس مجلس کے تمام فاضلوں کو ڈنڈوت کر کے کہا۔ کہ میں اپنے ہی کو لے جانے کا مستحق سمجھتا ہوں۔ جن کو کچھ دعویٰ ہو مجھ سے بحث کر لے۔ اُس وقت مجلس میں چھ آدمی جن میں گارگی بھی تھی مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ برہمن تو تھوڑی دیر کے بعد ساقط ہو کر ہٹ گئے۔ اور گارگی بھی اگرچہ آخر کار ہار گئی۔ مگر اُس نے بڑی دیر تک ایسی فصاحت اور متانت سے گفتگو کی کہ اہل مجلس عش عش کرنے لگے اور مباحثہ ختم ہوا ٭

نتیجہ

گارگی کے مباحثہ سے اگلے ہندوؤں کے اطوار کی نسبت کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ جس زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں مویشی ہی بڑی دولت سمجھی جاتی تھی اُس وقت میں بھی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں (دوم) یہ کہ اگلے وقتوں میں پردہ نہ تھا۔ اور عورتیں مکان کی چار دیواری کے اندر بند نہ رہتی تھیں۔ بلکہ مجلسوں اور جلسوں میں شریک ہوتی تھیں (سوم) یہ کہ جس طرح اس وقت لوگ اپنی رایوں کو اخباروں اور کتابوں میں چھاپ کر مشتہر کرتے ہیں۔ یا کسی مجلس میں کھڑے ہو کر سناتے ہیں اُس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ اُن دنوں میں جو بات کسی کو لوگوں کے دلوں میں جمانی ہوتی تھی۔ وہ مباحثہ کی انجمن میں پیش کرتا تھا۔ اور ایسی انجمن کسی یگیہ یا جگ کے موقع پر ہوتی تھی۔ ان مجمعوں میں برہمن اپنے کرتب دکھاتے تھے۔ اور اہل مجلس سے اپنی لیاقت کی داد پاتے تھے۔ اسی کے قریب قریب یونان میں بھی دستور تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُس ملک کے مشہور و معروف مورخ ہیروڈوٹس نے اولمپیا کے اکھاڑے میں اپنی تاریخیں پڑھی تھیں۔ برہمنوں میں اب بھی دستور ہے کہ جو پنڈت اور پنڈتوں پر اپنا فضل ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کسی عمدہ موقع پر اپنا کمال جوہر دکھاتا اور سب سے زیادہ دان لے جاتا ہے ٭

نمبر ۳۔ حال تارا رانی

اس کا ذکر بالمیکی رامائین میں ہے۔ یہ ملک مالی کے راجہ کی بیٹی تھی اور کرناٹک میں جہاں ملی پور کے راجہ بالی سے اُس کی شادی ہوئی تھی اور اُس کے حسن و لیاقت علمی اور خوبیوں کی تعریف اس قدر ہے کہ جس قدر ایک عقلمند رانی میں چاہئے۔ چنانچہ مفصل حال اس کا اس میں درج ہے۔ راجہ بالی اور راجہ رام چندرجی کی لڑائی کا حال جو رامائن میں لکھا ہے۔ اُس سے یہ صاف پایا جاتا ہے۔ کہ راجہ بالی کے گھر تارا کے سوائے دوسری بیاہتا بیوی کوئی نہ تھی۔ جب راجہ بالی اس لڑائی میں مارا گیا تو تارا رانی اپنی سہیلیوں کے ساتھ اُس کی لاش پر آئی اور ایسے درد و غم کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ کہ دیکھنے والوں کو افسوس آتا تھا۔ اُس نے بموجب قاعدہ دھرم شاستر کے اُس کی لاش کو جلوا دیا۔ بالی کی وفات کے بعد رام چندرجی نے اپنے وعدہ کے موافق اُس کے بھائی سگریو کو راجہ بنایا اور سگریو نے فقط اپنے بھائی کا تخت ہی نہ پایا بلکہ موافق اُس دستور کے جو اب بھی اُڑیسہ میں جاری ہے۔ بموجب ہدایت رام چندرجی کے تارا سے بھی شادی کر کے اُسے اپنی رانی بنایا ٭

نمبر ۴۔ حال مندودری

یہ عورت دکھنی ملک تامل کے راجہ کی بیٹی تھی اور اُسکا بیاہ لنکا کے راجہ راون سے ہوا تھا۔ یہ لنکا ملک آریہ ورت کی دکن کی طرف سمندر کا ایک ٹاپو ہے۔ اور اسی کو سراندیپ بھی کہتے ہیں۔ سوائے حسن اور جمال ظاہری کے بہت سی لیاقتیں اور خوبیاں اس میں پائی جاتی تھیں۔ جن کا ہونا عاقل اور سمجھدار آدمی اپنی بیویوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ جو لکھا ہے۔ کہ راون کے گھر کئی ہزار رانیاں تھیں۔ یہ اگلے شاعروں کی گھڑت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس ملک کے کبیشروں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی راجہ کی بڑائی اور مدح شروع کرتے ہیں۔ تو پہلے اُس کی رانیوں کی کثرت بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر مان لیا جائے کہ راون کی بہت سی عورتیں تھیں۔ تو بھی اس میں کلام نہیں کہ مندودری سب میں بڑی رانی تھی۔ اور اُس کے بطن سے راون کے ہاں کئی بہادر بیٹے پیدا ہوئے۔ جب راون نے سیتا کو جبر اور دغا سے لے جا کر اشوک بن میں قید کیا تھا۔ تو مندودری نے کئی بار اُس کی رہائی کی شفاعت کی بھی۔ مگر راون نے ایک نہ سنی۔ عورت کو عورت پر اکثر رحم آجاتا ہے۔ اور اس رحم کا آجانا داخل آدمیت ہے۔ یہ شطرنج کا مشہور کھیل جو کئی صدیوں سے چلا آتا ہے۔ اور ہندوستان میں اُس کا اکثر رواج ہے۔ یہ بھی مندودری ہی کی عقل خداداد کا ثمرہ ہے۔ اِس کھیل کے نکالنے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ راون کو جنگ اور خونریزی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے مندودری نے اپنی طبیعت سے شطرنج کا کھیل نکالا۔ مطلب یہ تھا کہ خاوند اُس کا اس کھیل میں شطرنج کے مُہروں کی لڑائی سے جی بہلا کر خلق خدا کو تباہ نہ کرے۔ شطرنج کی ایجاد کا دعویٰ بہت سی قومیں کرتی ہیں۔ مگر سر ولیم جونس اِس کا موجد ہندوؤں کو جانتے ہیں۔ اور ہندو اس کو مندودری سے منسوب ٹھہراتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کھیل کو چترنگ کہتے ہیں اور شطرنج اسی لفظ کا بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بعضے اِسکی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ سنسکرت میں شتر دشمن کو کہتے ہیں اور شترون اُسکی جمع ہے۔ جب اُس کے ساتھ ہی لفظ جے آیا۔ تو اس کے معنی دشمنوں پر فتح پانے والے ہو گئے۔ چترنگ۔ فوج کے چار حصوں رتھ۔ ہاتھی۔ سوار۔ پیادہ کو کہتے ہیں۔ پہلے اِس کھیل کے مہرے اِن چار ناموں سے موسوم تھے۔ پیچھے رتھ کی جگہ کشتی مقرر ہو گئی۔ چنانچہ ہندوستان کے ہاں رُخ کو نوکا کہتے ہیں۔ سر ولیم جونس صاحب لکھتے ہیں کہ گھوڑوں اور ہاتھیوں اور پیادوں کے ساتھ رُخ کا ہونا بے میل سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ کشتیوں سے یہاں بحری فوج مراد ہے اور رتھوں سے کشتیوں کا بدلنا اس وقت

پر دلالت کرتا ہے۔ کہ پچھلے زمانہ میں ہندو راجاؤں کے وقت حفاظت ملک کے لئے فوج بحری کا رکھنا بھی ضروری ہو گیا تھا۔ ہندو راجہ اسے جاودان اور پٹوں۔ کے مدرسے پانے کے بعد پاسہ تو موجودہ راجپوت حسن کے ایسے دیور نیشن سے معلق ہوئی۔ کیونکہ ... ہند ... جو راجہ حضور اول کے مرنے کے بعد تلک لنکا اُس کے معاوئی حیثیت کو دے دیا تھا۔

نتیجہ

جس طرح ملک پنجاب میں حامل عورات ہنوز سوانگ معال کا رسم رکھتی ہیں۔ اور اس سے دلی منشا یہی ہوتا ہے۔ کہ خاوند دور دراز جسمانی وبال سے ناگہانی سے محفوظ رہے۔ اگر ان کو ذرا بھی تمیز ہوتی تو مثل سیتا جی کے اپنے ساوتری رسم سے بری ہو کر خاوند کو ہموم و الم سے سبکدوش کرنے کے واسطے دستکاری و ہنر و ایجاد سے مددگاری کریں۔

نمبر۵۔ حال رانی سیتا جی کا

خوش شہرت آریوں میں رامچندر جی کی رانی سیتا نے پائی وہ کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔ طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا۔ اور عجیب عجیب قسم کے دکھوں کا دیکھنا خاندان و مرتبہ کی شرافت حسن خداداد کی لطافت اور خصائل کی خوبی یہ ساری باتیں ایسی ہیں جس کے سبب سے بڑے بوڑھے اور ہندو ہنوز اُس کے نام کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔ ہندو سیتا کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسے عیسائی بی بی مریم کی اور مسلمان بی بی فاطمہ کی۔ سیتا کے باپ کا نام جنک تھا اور متھلا دیس کا جس کو آجکل ترہٹ کہتے ہیں۔ راجہ تھا۔ اس لڑکی کے سوائے اُس کے گھر اولاد نہ تھی۔ اس لئے بڑی محبت اور نعمت سے اسے پالا تھا۔ حسن و جمال میں اس عورت کا اس وقت کوئی نظیر نہ تھا۔ اور خصائل برگزیدہ و صفات حمیدہ نے اُسے اور بھی چمکا رکھا تھا۔ ایک علمند آدمی کا قول ہے۔ کہ بہادر مرد کے سوا حسین عورت کا کوئی مستحق نہیں ہے۔ بموجب اس قول کے اُس کے باپ نے یہ عہد کر لیا۔ کہ جو کوئی ایک سخت کمان کو جو اس کے ہاں رکھی ہوئی تھی چلہ چڑھائیگا وہی سیتا کو پائیگا۔ اُس زمانہ میں بہادری ہی لیاقت سمجھی جاتی تھی۔ تمام سردار اور چھتری ایسی سختیاں انہیں لوگوں کو دیتے تھے جو لڑائی کے کرتبوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ یہ کمان کوئی آسمانی کمان نہ تھی اور نہ کوئی کرامات رکھتی تھی۔ بلکہ بڑی بھاری اور ایسی کڑی تھی کہ اُس کا کھینچنا دشوار تھا۔ ایرین نامی ایک مؤرخ تحریر فرماتا ہے کہ ہند کے لوگ کمانوں کو پاؤں سے کھینچتے تھے۔ اور ان کا تیر چھ فٹ لمبا ہوتا تھا۔ ایسی کمان اب بھی پہاڑی قوموں میں پائی جاتی ہے پس راجہ جنک کے پاس ایسی کمان کا ہونا تعجب سے نہیں ہے۔ جب سیتا کے حسن و جمال اور اُس کے باپ کے دولت و اقبال کا شہرہ آریہ ورت میں پھیل گیا۔ تو نزدیک و دور کے بہت سے راجے جنک کے دربار میں آنے لگے۔ اُس وقت رامچندر جی کی جوانی کا آغاز تھا۔ اور فن تیراندازی میں انہوں نے بڑا کمال پیدا کیا ہوا تھا۔ کوئی راجہ رامچندر کے سوائے اُس کمان کو نہ کھینچ سکا۔ اور انہوں نے فقط کھینچا ہی نہیں بلکہ دو ٹکڑے بھی کر دیئے۔ اُن کی شہزوری دیکھ کر سیتا کے باپ نے اُن سے اُس کی شادی کر دی اور وہ اُس کو لیکر اپنی اجودھیا میں جہاں اُن کے باپ کی دارالحکومت تھی چلے آئے۔ یہاں رہتے ہوئے رامچندر جی کو تھوڑے دن گذرے تھے۔ کہ ان کے باپ راجہ دسرتھ نے اپنی ایک چہیتی رانی کے بہکانے سے راجپوت کو چودہ برس کا بن باس دیدیا۔ رامچندر جی سیتا اور لچھمن کو ہمراہ لیکر وہاں سے روانہ ہوئے۔ الہ آباد سے ہوتے ہوئے چترکوٹ پہاڑ پر پہنچے۔ اور کئی برس تک ادھر اُدھر پھر کر آخر پنچوٹی پر جو گوداوری ندی کے منبع کے قریب ہے مقام کیا جلاوطنی کے باقی دن وہاں گذارے۔ تیرہ برس گذرنے کے بعد راجہ دسرتھ کو اس قدر رنج و پشیمانی ہوئی۔ کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اُس کی وفات کے بعد رامچندر کے لینے کے واسطے بھرت اُن کے پاس آیا۔ مگر انہوں نے موجب اقرار کے بالانفصال سعادت واپس جانے سے انکار کیا۔ حاصل یہ کہ رامچندر جی معہ عورت اور بھائی کے بیچ جھونپڑی میں رہے اور جنگل کے پھل پھلاری سے اپنی گذران کرتے تھے اس عالم مسافرت میں جس خاطر اور تسلی کے ساتھ رامچندر لچھمن اور سیتا کے ساتھ پیش آتے تھے اور جس محبت سے اُس کی خبرگیری کرتے تھے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندو اپنی عورتوں سے بہت اُنس رکھتے تھے۔ رام اور لچھمن اور سیتا کو کبھی اکیلا نہ چھوڑتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً ہرن کا ایک خوب صورت بچہ اُس راستہ سے گذرا۔ سیتا کا دل اُس کی الفت میں مائل ہو کر۔ رامچندر جی سے ملتجی ہوئی۔ کہ مہاراج اگر یہ زندہ مل جاوے۔ تو اس بن باس میں ایک گونہ دل تسلی ملے۔ رامچندر جی اُس کے تعاقب میں گئے اور بچہ ہرن زندہ پکڑنے کے بہت دیر کی۔ لچھمن جی واسطے خبرگیری کے گئے۔ قصہ مختصر لنکا کا راجہ راون میدان خالی پا کر سیتا کو زبردستی سے لیگیا۔ باعث لے جانے کا صرف یہی تھا کہ سروپ نکھا ہمشیرہ راون رامچندر جی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ بولے۔ کہ میں اپنی عورت ہمراہ لایا ہوں لچھمن یہاں لایا اُس سے کہو۔ جب اس کے پاس گئے۔ تو وہ انکاری ہوا۔ لیکن سروپ نکھا جبر کے طور پر آ کر سیتا کو ڈرایا کرتی تھی۔ لچھمن نے اُس کی حرکات ناشایستہ سے تنگ ہو کر اُس کا ناک کاٹ ڈالا۔ ناچار مجبوری راون واسطے مدد کے آیا اور غیر حاضری میں سیتا کو لے گیا۔ لنکا میں لے جا کر ہر چند نفسانی کی راہ سے بہتیرے جال ڈالے۔ بلکہ سیتا کو قید بھی کر دیا۔ مگر سیتا کی عصمت اور پاکدامنی کے آگے اُس کی ایک پیش نہ گئی۔ رام اور لچھمن نے جب واپس آ کر سیتا کو گھر میں نہ پایا۔ نہایت بیقرار ہوئے۔ اور جنگل میں جا بجا تلاش کرنے لگے۔ آخر کو جب پتہ اُس کا مل گیا۔ تو کرناٹک کے راجہ بالی کے بھائی سگریو سے مل کر سیتا کو قید سے نکالنے اور راون سے لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ لڑنے سے پہلے سگریو کے سپہ سالار اور وزیر اعظم ہنومان کو ایلچی بنا کر راون کو سمجھانے کو بھیجا مگر اُس نے نہ مانا۔ ہنومان سیتا کو تسلی دیکر واپس آگیا اور رام چندر جی ہمراہی سگریو سمندر کی کھاری پر پُل باندھ کر لنکا پر چڑھ گئے۔ جو معرکہ آرائیاں اور خونریزیاں اس موقع پر ہوئیں۔ اُس کے بیان میں بالمیک نے نہایت مفصل بیان کیا ہے۔ آخر رام اور راون کا مقابلہ ہوا۔ اور رام نے راون کو مار لیا۔ راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہوتے میعاد بن باس وطن کو پھرے الّا قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گرنا پڑا۔ اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال لوہے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تھی۔ تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی۔ سیتا کو آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔ اور راجہ رامچندر جی سیتا کے ساتھ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے وہ جس قدر اپنے حسن و جمال سے اُن کے دل کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ وہ اُس قدر اپنی فرمانبرداری اور نیک راجی سے اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بوتے تھے۔ ان دونوں کی محبت کا حال جو بالمیک وغیرہ شاعروں نے لکھا ہے۔ وہ نری شاعری نہیں ہے۔ بلکہ عورت اور پتی کی محبت کی ایک مثل ہے۔ سیتا کا دل اکثر لذات دنیاوی سے برگشتہ رہتا تھا۔ آخر چند سال کے بعد تنہائی کی اجازت مانگی۔ اجودھیا کے پاس جہاں ایک سنسان جنگل ہے۔ حسب خواہش سیتا۔ لچھمن جی وہاں اُس کو چھوڑ آئے۔ اجودھیا کے روانہ ہونے سے پہلے سیتا کو ایک دو ماہ کا حمل تھا۔ لیکن تا عمر بیکاری خیال نہ کیا اور جنگل میں پہنچے

کے سات آٹھ ماہ بعد لَو اور کُش تو توام دو لڑکے پیدا ہوئے۔ بالمیک مُنی جو اُس وقت کے رشیوں میں مہاتما دھرماتما تھے ایسی حالت میں بسبب قریب ہونے کے سیتا اُن کی جھونپڑی میں چلی گئی۔ علیٰ ہٰذا القیاس بارہ برس تک اس عالم تنہائی میں لڑکوں کی پرورش اور رشی کی خدمت اور پرماتما کی عبادت میں مصروف رہی۔ جس وقت رامچندر جی نے اپنے ہاں ایک بڑا یگیہ کیا۔ تو اُس وقت تک بالمیک جی رامائن تصنیف کر چکے تھے۔ اور لو اور کُش کو حفظ کرائی تھی۔ اِس یگ میں بہت سے رشی منی اور وہ دونو لڑکوں کے ساتھ بالمیک جی بھی اجودھیا کو آئے۔ اور لڑکوں نے کل رامائن ایسی خوش آوازی سے رامچندر کو سنائی۔ کہ اُس عالیشان جلسہ میں سب کو سیتا کی جدائی ناگوار گذری ہنومان وغیرہ سپہ سالاروں کو بھیج کر سیتا کو اجودھیا میں طلب کیا۔ جو مدت سے تکلیفیں اٹھاتی اٹھاتی نہایت نحیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ اجودھیا میں پہنچتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ ہر چند اُس کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کی گئیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی جان نکل گئی۔ رامچندر جی کو اُس کے مرنے کا ایسا رنج ہوا۔ کہ انہوں نے اپنے تئیں دریائے سرجو کے حوالہ کیا۔ رامچندر جی کی وفات کے چند روز ماتم کر کے لو راجہ گدی نشین ہوا ✤

نتیجہ

سیتا کی داستان سے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں:-
اول- یہ کہ لڑکی کی شادی دیکھ بھال کر کرنی چاہیئے۔ دوم- جوانی کی عمر میں جبکہ پوری زوجیت کے حقوق و فرائض سے آگاہی ہو۔ سوم جوانمرد کے ساتھ نہ کہ بطمع زیور سیم نود سالے کے ہاتھ بیچنا۔ چہارم- صبر اور استقلال اور اطاعت اور فرمانبرداری سے خاوند کی مصیبتوں میں شریک ہونا۔ پنجم مصیبت اور قید میں بھی خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کو یاد سے نہ بھولنا۔ ششم تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ حمل کے قیام وغیرہ حالات سے آگاہی ہو۔ بلکہ ان معاملات کی جیسا کہ بیسویں ادھیاء میں ذکر ہوگا۔ عورت کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ ہفتم- ایک ادنےٰ چیز پر مبتلا نہ ہونا چاہیئے جس سے خاوند کی جان مصیبت میں پڑ جائے۔ اور خود بھی پشیمانی اٹھائے ✤

نمبر۶- حال شکنتلا

یہ عورت ہندوستان میں ایسی ہوئی ہے جس کے حال سے کالیداس ایک مشہور شاعر نے اپنے ناٹک کو زیب دی ہے۔ شکنتلا جی ایک رشی کنو نام کی بیٹی تھی یہ رشی ہردوار کے قریب ایک چھوٹی ندی مالنی کے کنارے ایک ایکانت ستھان میں بود و باش رکھتا تھا۔ اُس کی جھونپڑی کے گرد سرو و صنوبر اور قسم قسم کے خودرو پھول کے درخت تھے۔ کنو کے اولاد یہی ایک بیٹی تھی۔ اس لئے بڑے ناز و نعمت سے پالا تھا اور جو باتیں علم و اخلاق کی عورتوں کو سکھلانی چاہیئیں وہ سب اسے تعلیم کی تھیں۔ جانوروں کی ٹہل کرنی اور پودوں کو پانی دینا اُس لڑکی کا شغل تھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو اتفاق سے ایک روز راجہ دُشینت شکار کرتا ہوا اُدھر آنکلا۔ کنو اُس وقت جھونپڑی میں نہ تھا۔ دستور کے موافق شکنتلا نے اُس کا استقبال کیا نظروں کا چار ہونا تھا۔ کہ دونو کا کام عشق کی شمشیر نے تمام کیا اور نگاہوں ہی میں ایک دوسرے کا راز سمجھ لیا۔ اُسی وقت راجہ نے اپنا حسب و نسب بتا کر اُس کے ساتھ گندھرب وواہ کر لیا۔ یہ وواہ طرفین کی رضامندی سے ہو جاتا ہے۔ اور کسی رسم و آئین کا اُس میں دخل نہیں ہے۔ اس طرح کی شادی اگلے زمانہ میں کوہ ہمالہ کے نزدیک ایک پہاڑی قوم گندھرب میں رائج تھی۔ منو نے بھی شادی کے نام میں اُس کا ذکر لکھا ہے۔ مگر اُس کو پسند نہیں کیا۔ بیاہ کے بعد راجہ دو چار دن وہاں رہا۔ اور پھر اپنے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ چلتے وقت شکنتلا کو انگوٹھی دے کر یہ کہا۔ کہ چند روز میں تجھ کو اپنے پاس بلا لونگا۔ تھوڑے عرصے کے بعد شکنتلا کو حمل کے آثار نمودار ہوئے۔ تو اپنے خاوند کی طرف ہستنا پور کو روانہ ہوئی۔ مگر راستہ میں جو ایک تالاب کے اندر اُسے نہانے کا اتفاق ہوا تو وہ انگوٹھی اُس میں گر پڑی۔ مگر جب وہ اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اُس نے اپنی نشانی کھو بیٹھی سو اُس کی بات کو نہ مانا۔ اور جنگل میں جو قول و قرار کئے تھے سب دل سے بھلا دئے۔ یہاں ناظرین کو ایک بات جتلانی ضرور ہے۔ ایک زمانہ میں آریہ ورت میں دستور تھا کہ سردار کو چھتری کہتے تھے اور حکومت اور سلطنت کی باگ بھی اُسی کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پچھلے راجاؤں نے رتبے اور ملک گیری کا کام تو اپنے ہاتھ میں رکھا اور عبادت اور رہنمائی کا کام برہمنوں کے حوالہ کیا۔ اس زمانہ میں جب برہمن چھتریوں کے ہاتھ بکنے والے بنے تو چھتریوں کے دل سے اُن کی قدر و منزلت جاتی رہی بلکہ اُن سے رشتہ کرنا بھی بے عزتی سمجھنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دُشینت راجہ بھی اُسی زمانہ میں گذرا ہے اور شکنتلا کو جب اُس نے غریب برہمن کی بیٹی دیکھا۔ تو اُس کو اپنے گھر میں رکھنا عار سمجھا۔ غرض کہ جب شکنتلا کو راجہ نے قبول نہ کیا۔ تو اُس کی ماں آنکھ اُس کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئی۔ یہاں پہنچ کر شکنتلا کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور بھرت اُس کا نام رکھا۔ اِس لڑکے کی جرأت کا یہ حال لکھا ہے۔ کہ وہ جنگل میں شیر سے نہ ڈرتا تھا۔ اور اُس کے سامنے اُس کے بچوں سے کھیلا کرتا تھا۔ آخر جب وہ انگوٹھی جو شکنتلا کے ہاتھ سے گر پڑی تھی۔ کسی طرح راجہ کے پاس پہنچی۔ اور بھرت کی جوانمردی و بہادری کا شہرہ بھی اُس نے سنا۔ تو وہ اسکے تفتیش حال کے جنگل میں آیا۔ اور اُس کو منا مان کر شکنتلا کے ہمراہ لایا۔ اور پٹ رانی بنایا۔ چنانچہ بھرت بڑا بہادر اور جنگجو ہوا۔ اور ہندوستان کے بہت سے علاقے اُس نے فتح کئے۔ اور اِسی بھرت کے نام سے آج تک ہندوستان بھارت ورش کہلاتا ہے ✤

نتیجہ

(نمبر ۱) لڑکیوں کو تعلیم دیکر جوہر علم سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ زیور نہ ہونے یا پہننے کا دھکّا دل سے دور ہو کر اپنی اخلاقی و روحی وراستی سے مسرور رہیں (نمبر ۲) اپنے مساوی شخص سے شادی کرنی چاہیئے جو علم و اخلاق میں مساوی ہو (نمبر ۳) راجہ دُشینت کی مانند عہد شکن نہ ہونا چاہیئے۔ کہ آخر کو پچھتانا پڑے کیونکہ حسن اخلاق حسن اتفاق سے ہوتا ہے ✤

نمبر۷- کُنتی کا حال

کُنتی کا نام آریوں کی تاریخ میں ایسا ہی مشہور عام ہے جیسا اہل روما کی تاریخ میں کورنیلیا کا۔ اِس کورنیلیا کی بابت ذکر ہے۔ کہ اِس کے دو بڑے بیٹے جوانمرد اور بہادر اور محب وطن تھے۔ اور یہ خود نہایت نیک اور پارسا تھی۔ یہ عورت مسیح سے ۲۰۰ برس پہلے گذری ہے ✤

نقل ہے کہ ایک بار ایک عورت اپنا تمام زیور زیب بدن کر کے اُس کے پاس آئی اور اپنا زیور اُسے دکھا کر کہنے لگی۔ کہ تو بھی اپنا زیور مجھے دکھا۔ اُس نے اپنے دونو بیٹوں کو اُس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ ان دونو زیوروں کے سوا میرے پاس اور گہنا نہیں ہے۔ مگر مجھ کو ان کے سبب سے کمال فخر ہے۔ کُنتی راجہ سور کی بیٹی تھی۔ جو متھرا کا راجہ تھا۔ ان دنوں متھرا کی سلطنت بڑی سلطنتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اس لئے پانڈو جیسے راجہ کا جو چندربنسی خاندان میں

اسباب تھا بھرا کے راجہ کی بیٹی سے بیاہ کرنا دروپدی کے فخر کا باعث تھا۔ راجہ پانڈو کے ہاں دو رانی تھیں۔ ایک کنتی دوسری مادری۔ کنتی سے یدھشٹر۔ بھیم اور ارجن بیٹے اور مادری سے نکل اور سہدیو دو بیٹے پیدا ہوئے۔ اِن پانچوں کو قدیمی لوازم سے پانڈو کہتے ہیں۔ پانڈو زبردست راجہ تھا۔ کئی برس تک اُس نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ لیکن انجام کار راج کاج چھوڑ کر کوہ ہمالیہ کو چلا گیا۔ کہ اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ وہاں گوشہ تنہائی میں بسر کرے۔ اور پہاڑ [illegible] جب پانڈو نے انتقال کیا۔ تو کنتی پانچوں لڑکوں کو لیکر ہستناپور کو ان کے تایا کے پاس چلی گئی۔ راجہ دھرتراشٹ بڑی خاطرداری سے پیش آیا۔ محل میں اپنی بی بی گندھاری کے پاس اُسے رہنے کو جگہ دی۔ اور اُس کے بچوں کو اپنے بیٹوں کی طرح پرورش کرنے لگا۔ اور سب کو تعلیم کے لئے درونا چاریہ کے سپرد کیا۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ ان یتیم بچوں کو درونا چاریہ اُستاد کامل ملا تھا۔ مگر ماں کی تعلیم بھی اُن کے حق میں اُستاد کی تعلیم سے کم مفید نہ ہوئی۔ جب پانڈو اول مرتبہ جلاوطن ہوئے۔ تو کنتی اُن کے ہمراہ جنگلوں اور بنوں میں پھرتی رہی۔ بنوں سے نکلنے کے بعد سب کے سب وارناورت یعنی الہ آباد میں پہنچے۔ یہاں اُن کے دشمنوں نے اُن کے مارنے کی ایسی تدبیر کی تھی۔ کہ وہ سب جل کر راکھ ہو جاتے۔ مگر اُن کا بال بیکا نہ ہوا۔ اور وہاں سے شہر آرہ میں پہنچے۔ اور کچھ دن تک ایک برہمن کے مکان میں چھپے رہے۔ ایک دن انہوں نے اس گھر میں آہ و زاری کا شور سنا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ اس شہر کے قریب واک نام مردم خور وحشی رہتا ہے۔ اُسکا معمول ہے کہ ہر روز ایک آدمی کھا کر اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ اور نوبت بہ نوبت اس شہر سے ایک آدمی اور کچھ کھانے کا اسباب اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ آج اُس کی معمولی خوراک اور آدمی بھیجنا ہمارا ذمہ ہے۔ اِس پر کنتی نے کہا کہ تم کچھ فکر نہ کرو۔ کہ میں اپنے ایک بیٹے کو بھیج دونگی۔ جو وہ اُس آدم خور کو مار ڈالیگا۔ چنانچہ بھیم سین اس کام کے لئے متعین ہوا۔ اور بڑ کے درخت کے نیچے جہاں وہ مردم خور آدمی کو آ کر کھایا کرتا تھا۔ جا بیٹھا۔ جس وقت وہ مردم خور آیا۔ اور چاہا کہ اُس کا لقمہ کرے۔ یہ اُس کے مقابل ہو گیا۔ اور بڑی دیر تک دونوں میں سخت لڑائی رہی۔ آخر بھیم اُس پر غالب آیا اور اُس کا کام تمام کیا۔ الغرض آرہ سے نکل کر پانڈو پنچال کی سلطنت کی طرف اِس غرض سے روانہ ہوئے۔ کہ وہاں کے راجہ کی بیٹی دروپدی کے سوئمبر میں شامل ہوں اور اپنی ماں کو اُس برہمن کے ہاں چھوڑ گئے۔ جب دروپدی اُنکے سوئمبر میں ہاتھ آئی۔ تو پانچوں بھائی معہ اپنی ماں کے چند روز کمپلا میں رہے۔ اِس کے بعد راجہ دھرتراشٹ نے ہستناپور میں اُنہیں بلوایا۔ جب پانڈو دوسری مرتبہ جلاوطن ہوئے تو کنتی اُس وقت بہت ضعیف ہو گئی تھی۔ اور جنگل جنگل ساتھ پھرنے کی طاقت اُس میں باقی نہ رہی تھی۔ اِس لئے اُس کو اپنے چچا بِدُر کے پاس چھوڑ گئے۔ اِس جلاوطنی کے عرصہ کو پورا کرنے کے بعد پانڈو نے کرشن کو کوروں کے پاس بھیجا۔ کہ صلح اور آشتی سے اُن کا راج اُن کو مل جائے۔ اور فساد تک نوبت نہ آئے۔ جب کرشن ہستناپور میں پہنچے تو کنتی کو نہایت حیران اور پریشان پایا۔ اُنہوں نے اُس کی تسفی کی اور کہا کہ تھوڑے روز صبر کر۔ پانڈو کا راج عنقریب اُن کو مل جاتا ہے۔ اِس وقت جو پیغام کنتی نے اُن کے ہاتھ اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ وہ سننے کے قابل ہے۔ اور اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کی عورتیں کس بلا کے دل و دماغ رکھتی تھیں۔

پیغام مذکور یہ تھا۔ اے بیٹو! موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے باپ کی میراث پر لڑنے میں ذرا تساہل نہ کرو۔ دشمن کی سرکشی اور اس کی فوج کی کثرت کا کچھ خوف دل میں نہ لاؤ۔ اور فوراً اُس سے راج چھین لو۔ جان لو کہ تم چھتری ہو۔ ستم کرنے یا ہل جوتنے یا بھیک مانگنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ ہتھیار اٹھانا اور مرنا مارنا تمہارا کام ہے۔ بیعزتی کے ساتھ جینے سے مرنا لاکھ درجہ بہتر ہے۔ یہی وقت ہے کہ تم اپنے کو پانڈو کی اولاد کر دکھاؤ۔ اور لوگوں پر ثابت کر دو کہ کنتی بہادر و شریف بیٹوں کی ماں ہے۔ تمہارے دشمنوں کے سبب سے جو مصیبتیں تمہارے حال پر پڑیں وہ کچھ کم نہیں ہیں۔ جب میں اس بات کا خیال کرتی ہوں۔ کہ [illegible] انہوں نے کس طرح گھسیٹا۔ تو سب مصیبتیں اس بیعزتی کے آگے ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ اگر تم نے کوروں سے اس بیعزتی کا انتقام نہ لیا تو دنیا میں تمہارا جینا عبث ہے تم کو لازم تھا جس روز یہ ہتک ہوئی تھی۔ اُس روز اُس کا بدلا لیتے۔ یا وہیں مر کر ڈھیر ہو جاتے اب جو وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اِس لئے اب اس میں جلدی کرنی زیادہ ضرور ہے اِس پیغام کے سننے سے ہمیں سپارٹا کی عورتوں کا وہ مقولہ یاد پڑتا ہے کہ جب اُن کے لڑکے لڑائی پر جاتے تھے۔ تو اُن سے کہہ دیتی تھیں کہ یا ڈھال لیکر آنا یا ڈھال کے اوپر آنا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں آریہ قوم کی سب عورتیں ایک ہی سی طبیعت رکھتی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ مہابھارت کی لڑائی میں پانڈو فتحیاب ہوئے۔ اور کنتی اپنے بیٹوں سمیت پھر راج کی مالک ہوئی۔ اور یدھشٹر نے اُس کو وہ راج اور اقبال دیا کہ اُس کے بیٹے اسومیدھ یگ کرنے کے قابل ہوئے۔ جب اُنکی ساری مرادیں پوری ہوئیں تو وہ دھرتراشٹ اور گندھاری کے ساتھ ہستناپور سے چلی گئی۔ اور گنگا کے کنارے ایک مقام تنہا میں رہنے لگی۔ جب عمر کے دن پورے ہونے کو آئے تو اتفاقاً اُس بن میں آگ لگ گئی اور کنتی اور گندھاری اور دھرتراشٹ سب جل کر خاک ہو گئے ✦

نتیجہ

(اول) عورت کو نیک اولاد اور بہادر فرزندوں پر ناز کرنا چاہئے ۔ نہ کہ زیورات پر۔
(دوم) ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بیٹوں کے واسطے حکم اکسیر اعظم ہے۔
(سوم) سوائے خانگی معاملات کے معاملات ملکی میں بھی عورات صلاحکار ہوتی تھیں
(چہارم) عورات میں بزدلی کے خیالات ہونے سے اولاد بھی ڈرپوک عادت ہو جاتی ہے

نمبر ۹ حال گاندھاری

گاندھاری بڑی عقلمند اور نیک عورت تھی۔ یہ مہاراجہ گندھار کی بیٹی اور راجہ دھرتراشٹ والی ہستناپور کی رانی تھی۔ باوجودیکہ اس کا خاوند نابینا تھا۔ مگر اُس نے اُس کی تعظیم و توقیر میں کبھی قصور نہیں کیا۔ گاندھاری سے راجہ دھرتراشٹ کے ہاں دو بیٹے دریودھن اور دُشاسن اور ایک لڑکی دُشلا پیدا ہوئی۔ اُسکی عصمت اور پارسائی کا یہاں تک شہرہ تھا کہ تمثیلاً آج تک بھی اس کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔ جب دریودھن کا پانڈو کے ساتھ بگاڑ ہوا تو صرف اسی عورت کی عقلمندی کے سبب مہاراج نے اُس کو دربار میں دریودھن کے سمجھانے کے واسطے بلوایا تھا۔ مگر اُس ڈھیٹ نے جس طرح اور بزرگوں کی نصیحت کو سنا تھا۔ اِس کی بات پر بھی کان نہ دھرا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کوروکشیتر کے میدان میں دونوں کی لڑائی ہوئی۔ اور تمام کورو اس لڑائی میں مارے گئے۔ اِس واقعہ کے بعد جب پانڈوؤں کو دھرتراشٹ و گاندھاری کے قلق اور اُنکی بیقراری کا حال معلوم ہوا۔ تو اول انہوں نے اُن کی تشفی کے لئے کرشن جی کو اُن کے پاس بھیجا۔ جب یہ وہاں پہنچا۔ تو اول انہوں نے رسم تعزیت

تحقیر کرنے کے واسطے اُن کی زر کی تصویریں بنا کر ایک کو دربان اور ایک کو جوتے رکھنے پر مقرر کر دیا۔ یگیہ سماپت ہونے پر جے چند رجی نے راج کماری سنجوگتا کا سوئمبر کرنے کا وچار کیا۔ راج کنیاں جےمال ہاتھ میں لیکر یگیہ ستھان میں آئی۔ یعنی ان مہاراجوں سے جس کو پسند کرے۔ اپنا سنی دھارن کرے۔ لیکن اُس نے جب سے پرتھوی راج کی بہادری و دلاوری سن رکھی تھی۔ کسی پر اُسکی نظر نہیں پڑتی تھی۔ اور اُس نے بھی ارادہ ٹھان لیا تھا۔ کہ سوائے پرتھوی راج کے اور سے شادی نہ کرونگی۔ باپ کے بغض وحسد کا کچھ خیال نہ کر کے بلا خوف سب کے سامنے پرتھوی راج کی مورتی کے گلے میں جےمال ڈالدی۔ پرتھوی راج نے یہ سماچار سنکر وچار کیا۔ کہ کسی وسیلہ یا حیلہ سے اُس پیاری کو اُس کے پتا کے گھر سے لانا چاہئے۔ ایک دن اتفاقاً سب سوار و عہدہ دار فوج کے ہمراہ لیکر قنوج کے راج محلوں میں گھس کر سب کے دیکھتے ہوئے پرتھوی راج اُسے نکال کر روانہ ہؤا۔ راستہ میں پانچ روز تک جنگ ہوتا رہا۔ راجہ کے بہت سردار و بہادر مارے گئے۔ لیکن اُس کی بہادری میں کسی طرح کا فرق نہ آیا۔ اور سنجوگتا کو دہلی میں لایا۔ جب پرتھوی راج سنجوگتا کو لیکر دہلی آیا۔ تب سے اُسے راج کاج کی کچھ پرواہ نہ رہی۔ عیش وعشرت میں مصروف ہو گیا۔ ایک برس کے بعد راجدوتوں نے آکر خبر دی۔ کہ مہاراج اسلامی فوجیں چڑھی آتی ہیں۔ یہ سنکر مہارانی صورت حال بدلکر اُپدیش کرنے لگی۔ ہے پریتم اُٹھئے اب یہ بھوگ بلاس کا وقت نہیں۔ آپ کھشتری ہیں۔ استر شستر پہن لیجئے۔ سنگرام کی تیاری کیجئے۔ کھشتریوں کے لئے اپنے دیش اور ناموری کے واسطے پران دے دینا مرگ نہیں ہے۔ پس اُٹھئے اور شتروں کا سنگھار کیجئے۔ یہ فوج شہاب الدین غوری کی تھی۔ پہلے وہ تلوار کے میدان میں اِسی راجہ سے ہار کھا کر چلا گیا تھا۔ اب فوج دوبارہ سنبھالکر ہندوستان پر چڑھ آیا اُدھر پرتھوی راج بھی کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ لیکن افسوس تھا۔ کہ جتنے بڑے بڑے بہادر سردار تھے۔ سب قنوج کی جنگ میں فوت ہو چکے تھے۔ سب متعلق اور قریبی راجاؤں کو جمع کر جنگ پر مستعد ہؤا۔ جب پرتھوی راج اپنی پیاری رانی سنجوگتا سے ملنے آیا۔ دونوں میں بولنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر بہزار ضبط دم رانی سے جدا ہو کر میدان میں آیا۔ اگرچہ اِس جنگ میں راجپوتوں نے بہت جوہر دکھلائے۔ لیکن بسبب ناتجربہ کاری فوج کے پرتھوی راج مارا گیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔ رانی سنجوگتا اکیلی میدان میں پاس شہاب الدین کے گئی اور کہا کہ میرے راجہ کا سبب دیہہ میں ستی ہوتی ہوں۔ اُس نے اول بہت سمجھایا۔ لیکن جب اس کو مستعد پایا۔ تو سر راجہ کا حوالہ فرمایا۔ اُس کو لیکر رانی سنجوگتا ستی ہو گئی۔ پرانی دہلی کے کھنڈروں میں اب تک سنجوگتا کے محلوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شہاب الدین سنجوگتا کی دلیری و بہادری پر نہایت دلدادہ ہو کر بہت مدت تک افسوس کرتا رہا۔ اِس کی علمی لیاقت و ذاتی جوہر کا ذکر جس قدر شاعر (کوی) چند نے اپنی ہندی کویتا میں لکھا ہے۔ سنگدلوں کو بھی موم کرتا ہے ٭

تیسرا ادھیا

دربارہ پرورش اطفال و چند ضروری امورات متعلقہ حمل جن سے آگاہ ہونا ستریوں کے واسطے لابدی ہے

جو بہ عقل کے نہ ہونے سے فرقہ نسوان کو ایام حمل و ہنگام ولادت میں جس قدر تکالیف عائد حال ہوتی ہیں۔ اُن کا مفصل بیان کرنا طاقت قلم سے باہر ہے۔ اِس جگہ چند علامات درج کرنے واجب ہیں۔ جن سے بخوبی انضمام حمل کا حال معلوم ہو۔ اوّل معمولی وقت پر حیض کا نہ آنا۔ دوم صبح کے وقت جی کا متلانا۔ سوم کاہل و بیہودہ ہو کر سستی کا آجانا اور کام کرنے کو دل رغبت نہ پانا۔ چہارم قبض ہو کر تھوک زیادہ آنا بسبب اور بے خوابی میں نہ سونا۔ پنجم چہرہ پر مردگی کے آثار۔ غذا سے نفرت گریز ہونا۔ ششم شروع حمل میں پستانوں کے گرد ایک سیاہ حلقہ پڑ جاتا ہے۔ اور شکم بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اور تیسرے مہینے اُس کی اونچائی معلوم ہوتی ہے۔ اور پستان بھی دوسرے مہینے بڑھنے لگتے ہیں۔ اور تیسرے چوتھے مہینے دودھ کی مانند رطوبت نکلتی ہے۔ اور ترش اشیاء کے کھانے پر دل اکثر متوجہ رہتا ہے۔ غلیظ مزاج عورتوں کے دل اکثر ایام حمل میں مٹی کھانے یا کوئلہ چبانے پر بھٹکتے ہیں۔ اور جہلا کہتے ہیں کہ بچہ کا دل مٹی کھانے کو چاہتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے۔ کہ عورتوں کی بھلا ہو اشتہا کوئی خواہش ایام حمل میں حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اگرچہ زیادہ ترشی کھانا بھی اچھا نہیں۔ لیکن مٹی کھانا بہت ہی برا ہے۔ اور کوئلہ چبانا اس سے بدتر۔ عمدہ یہ ہے۔ کہ معمولی غذا جو طبیعت کے موافق ہو اُسے کھانا اور گھر کے کام دھندے میں مشغول رہنا چاہئے۔ جس وقت کسی عورت کو ایسے میں یہ علامات معلوم ہوں تو اُس کو غالب گمان کر بچہ کا کرنا چاہئے اور اُس وقت مندرجہ ذیل احتیاط کرنی چاہئے۔ اول ایسے دنوں میں غم و غصہ و رنج و فکر کرنا دوم وزنی یا گراں چیز اٹھانا۔ سوم سخت محنت کرنا۔ چہارم زیادہ پیادہ چلنا۔ پنجم سخت بیمار کی عیادت کو جانا۔ ششم وحشت انگیز اور خوفناک و بھیانک صورتوں و تصاویر کو دیکھنا۔ ہفتم مُسہل چیز کا کھانا۔ ہشتم کسی عورت کے وضع حمل کے وقت جانا۔ نہم تیز جلاب کا لینا۔ دہم فصد کھلوانا۔ یازدہم بخار کے لئے زیادہ مقدار میں کونین یا کوئی اور گرم خشک دوائی کھانا۔ دوازدہم کمر کو کس کر باندھنا۔ اِن بارہ امور کا کرنا ایام حمل میں منع ہے۔ اور ساتھ ہی بالکل بیٹھا رہنا یا کام کاج کو ہاتھ نہ لگانا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور واضح ہووے۔ کہ جن ایام میں عورتوں کو خون حیض آتا ہے۔ اُس کا ذکر کرنا بھی اس موقع پر ضروری جانا گیا ٭

حیض کیا ہے۔ ایک سُرخ سیاہی مائل پتلی رطوبت جو بالغ و تندرست و قوی عورتوں میں دو چھٹانک سے پانچ چھٹانک تک ہر مہینے بچہ دان سے خارج ہوتی ہے۔ گرم ملکوں میں ۱۱-۱۲ برس کی عمر میں اور سرد ملکوں میں ۱۸-۱۹ برس میں یہ سیاہی آنی شروع ہوتی ہے۔ جو لوگ اسکو خون سمجھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اگر یہ خون ہوتا تو بعد نفوذ کرنے کے جم جاتا۔ اور یہ منجمد نہیں ہوتا۔ اِسی سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خون نہیں ہے۔ اگر حیض نہ ہووے تو اولاد بھی نہیں ہوتی۔ کمزور عورتوں کو شروع حیض میں بخار آجایا کرتا ہے۔ اور اس کا زیادہ مدت تک آنا قوت پر منحصر ہے۔ غایت درجہ حد اس کی ۴۰ سے ۴۵ برس کی عمر تک ہے۔ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ ۶ روز میں عورت فارغ ہو جاتی ہے۔ اور اگر اِس سے زیادہ روز ہوتا رہے تو مرض سمجھی جاتی ہے۔ ایام حیض میں سردی سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اور حتے الوسع ٹھنڈے پانی میں پاؤں نہ بھگونا چاہئے اور نہ ہولناک آواز یا تصویر یا گفتگو کا اثر دل پر پڑنا چاہئے۔ ورنہ حیض کے یکلخت بند ہو جانے سے اندیشہ مرگ ہولناک کا ہے۔ حیض ایسا ہے جیسے کہ درختوں میں پھول ہوتے ہیں۔ ایام حمل میں دانت اکھاڑنا بھی نہایت برا ہے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ اسقاط حمل کا ہے۔ اور وقت درد زہ کے کسی ہوشیار دائی

سے کام کرانا چاہیئے۔ اور سیدوں کے جھاڑو یا ماواجی۔ کے جنتر منتر یا امر بانقہ کی بھوت لگانا۔ عیب معاندہ اور جہالت کی نشانی ہے۔ اکثر بچے بے وقوفی اور جہالت سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے ماں باپ کف افسوس ملکر روتے ہیں۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایک امیر کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ دائی ناتجربہ کار تھی۔ اُس نے جب جھلی میں لڑکے کا روپ رنگ نہ دیکھا۔ تو اُسکو مُردہ قرار دیا۔ اور گھر والوں نے جو قوم سے ہندو تھے۔ ساونی چھوت چھات کی پابندی کر کے اُس کو ہاتھ نہ لگایا۔ دایہ نے لڑکے کو لے جا کر کہیں باہر دفن کر دیا۔ پرماتما رکھشا کرے تو مارے کون۔ اتفاقاً دوسرے روز کوئی راہرو اُس طرف سے گذرا۔ اور لڑکے کے رونے کی آواز سُنی۔ جب آہستہ آہستہ اُس جگہ کو کھودا۔ تو لڑکا صحیح وسلامت موجود پایا۔ اُٹھا کر اُس کے والدین کے گھر لایا۔ نادان دایوں کی جہالت سے اکثر ہندوستانی بچے اسی طرح ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب اُن ضروری باتوں کا ذکر ہے۔ جو بچوں کے پالنے میں کام آویں ✦

جب لڑکا پیدا ہووے۔ جس قدر زیادہ سووے۔ اُسقدر صحت اور عُمدہ ہے۔ کیونکہ پہلے دوسرے تیسرے مہینے میں پورا تندرست ہے۔ تو جلد جلد سوجایا کریگا۔ صرف اُس وقت جاگیگا۔ جس وقت اُس کو بھوک ہوگی۔ جتنی او سہارڑھتی جائیگی۔ اُسی قدر جاگنے کی اِچھا ہوتی جائیگی۔ اگر رات کو بچہ کو نیند نہ آوے۔ تو اُس کا علاج یہ ہے۔ کہ دن میں اُسے جگائے رکھیں۔ بعد دودھ پلانے کے اُسے فوراً نہ سُلائیں۔ کیونکہ ایسے سونے سے بعض وقت ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا اور سسکنی وغیرہ رہ جاتی ہے۔ اے اولاد والی عورتو! اگر تم بچہ کو جان سے عزیز رکھتی ہو۔ تو اپنے ناکسی بچہ کو پوست یا افیون یا کوئی نشہ کی چیز نہ دو ✦

افسوس کس طرح تمہارا ہاتھ چلتا ہے۔ جبکہ تم ایسی خراب کرنے والی دوا بچہ کو دیتی ہو۔ تم یقین جانو۔ کہ اپنے پیارے بچہ کو دوا نہیں پلاتی ہو۔ بلکہ زہر کھلاتی ہو۔ اور غارت بلکہ موت کا شربت پلاتی ہو۔ تم ظاہر جانتی ہو کہ بچہ ہمارا خاموش ہو گیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھو۔ تو موت سے زیادہ کوئی خاموشی نہیں۔ اِس ہمارے آریہ ورت دیس میں ہزاروں بچے اس تمہاری خاموش کرنے والی دواؤں سے نامراد و ناشاد چلے گئے۔ پھر تمہاری حالت اب تک خاموش نہ ہوئی۔ مجھے غالب گمان ہے کہ اگر تم کو یہ اعتبار ہو کہ اِس سے بچے مرجاتے ہیں۔ تو اُن کو کبھی زہریلی گُھٹیوں کا استعمال نہ کراؤ۔ مگر یہ تمہارا اعتبار لانا سوائے تعلیم پانے کے نہیں ہو سکتا۔ جب کبھی تُم اپنے بچوں کو زیادہ سُلانا بذریعہ سونے والے نشوں کے چاہو۔ تو یہ ذرا سی بات یاد کر لیا کرو۔ کہ شاید تمہارا بچہ ایسا سوئے۔ کہ پھر نہ اُٹھے۔ بچوں کا مرنا یا مختل ہونا بذریعہ نشوں کے بہت کچھ ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے لڑکے ان نشوں سے ضائع ہوتے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں سے یہ خیالات ضائع نہیں ہوئے۔ بہ نسبت اِس کے وہ لڑکے خون آلودہ زُبتہ کے بیر جگن ناتھ پر قربان ہوں۔ یا بچہ خوار جانور رکھا جاوے یا نذرانہ بسنت کے طور پر گنگا کے دریا میں بلدان کریں۔ یا دھوکا وغلطی میں آئی ہوئی غریب مائیں اِس مصنوعی نیند کو بہت مبارک سمجھتی ہیں۔ لیکن یہ نشے جو علامت مغز کے خراب کرنے کے ہیں۔ اے بیک بخت عورتو! اِن افیونی قطروں

کو قطرہ زہر ہلاہل جانو اور صدق دل سے مانو کہ بچہ مر جاویگا۔ جگن ناتھ کی رتھ یا مورتی سے بچہ مانگنا۔ اور پھر اُس پر قربان کرنا یا گنگا مائی کی بھینٹ دھرنا کمال جہالت کی نشانی اور پورے اوّل درجہ کی نادانی ہے۔ ہمارے ہندوستان میں ایک فرقہ نسوان جس کو جُہلا لوگ چوڑیلاں و ڈائناں کہتے ہیں۔ بحال جوروں کے موجود رہتی ہیں۔ سُنا جاتا ہے۔ کہ اُن کے پاس ڈھائی اکھر ہوتے ہیں۔ وُہ پڑھ کر بچوں کے کلیجے نکال کر کھا جاتی ہیں۔ چونکہ یہ پُستک موسوم بہ ستری سکشا ہے۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ یہاں اُن کی پُوری پُوری تشریح کروں اور ایسا اٹل منتر بتا دوں۔ تاکہ آئندہ جو کوئی اس کتاب کو اپنے گھر رکھے۔ اور جو عورت اس کو من چت لگا کر پڑھے۔ اُس کے گھر بلکہ خاندان میں دخل نہ ہووے۔ واضح ہووے۔ کہ عام طور پر ڈائن وچڑیل کی اصطلاحی مراد عورت مہیب شکل سے ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جب کسی مہیب وخوفناک صورت یا تصویر کو دیکھتے ہیں۔ تو دل میں خوف ہو کر ڈر جاتے ہیں۔ اور خیالی وہم کی مورت اُن کے دل میں راستی کی صورت دکھائی دیتی ہیں۔ جس کے باعث رنگ زرد بدن لاغر۔ آنکھیں سہمی ہوئی رہتی ہیں۔ لوگ سایہ۔ جن وپری کا یا درشٹ جوگنوں کی۔ نظر ڈائن وچڑیل کی بیان کرتے ہیں۔ اور اُسی کے ۔ میں مصروف رہ کر۔ بسبب نہ ہونے علاج مرض کے بچے بہت مر جاتے ہیں، جاہل بچوں کے مرض سے بیخبر رہ کر اُنکی بیماری کو بیچاری چڑیلوں کی مکاری خیال کرتے ہیں ✦

حکیم حاذق وبہتر وید بھی فرماتے ہیں۔ کہ وہم کی بیماری کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میرے خیال میں خیالی وہم۔ پریوں کے بھرم۔ چڑیلوں کے ملاٹگان۔ ڈائنوں کے جھوٹے نشان سوائے معمولی علم کے جانے کے محال وناممکن ہیں۔ جیسے آفتاب کے نکلنے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اور رات کافور۔ ویسے شورج دریا کے سامنے اودیا کے غلط گماں بھی یک لخت دور ہو جاتے ہیں۔ اے بچہ والی عورتو! تم کو واجب ہے۔ کہ اپنے نونہال فرزند کسی بے اولاد ڈائن کی گود میں مت دو اور نہ اُس کا دودھ پلاؤ ورنہ ڈھائی اکھر جن کا زحمت یعنی زہر ہے۔ ملا کر تمہاری گود خالی کر دیگی اگر بچہ تمہاری گود میں ہو اور دور سے کوئی لاکھ چھُو چھا کرے بالکل بیمار یا بیقرار نہ ہوگا۔ تمہاری تسلی کے واسطے ایک مثال بطور نصیحت کے لکھتا ہوں خوب غور سے سمجھو۔ کہ سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں شنکر تسنارے کا بھرم نہیں ہے۔ تو پھر بچارنا چاہیئے۔ کہ وہاں عورتوں کو کیوں تکلیف نہیں ہوتی۔ ہم نے کبھی اخبارات میں نہیں دیکھا کہ فلاں عورت کو ستارہ سامنے تھا۔ اِس باعث سے جہاز غرق ہو گیا۔ اگر شراب شراب ہے۔ تو جاہل ونادان دونوں کو نشہ ہوگا۔ ورنہ بمنزلہ آب ہے۔ اِس سے تمہاری سب تکلیفیں دور ہو جاویگی۔ اٹل منتر یہ ہے۔ اِس کو ہر صبح منہ ہاتھ دھو کر بچہ کے کان میں پھونک دیا کرو۔ اگر تمہارا بچہ نہ سووے بے چین ہووے۔ ضد کرے رووے۔ غالباً دودھ ہضم نہ ہونے کے سبب پیٹ میں درد ہوگا۔ کیونکہ بچے بغیر کسی سبب کے نہیں روتے۔ جبکہ بچہ بے چین ہو۔ تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے بعد ایک چمچہ چاء کا یا دو چمچہ ڈل واٹر کے دو۔ یا شام کے وقت تھوڑے پانی میں کولنگ پوڈر ایک دوائی ہے

جو ہسپتال میں ملتی ہے) دو بیدانہ کی کل تکلیف دہ معدہ غذا کو ہضم کر دیگا اور یہ نسبت اُن قطرات حیات کے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ جب مائیں دودھ پلاتی ہیں۔ تو اُس وقت کسی حالت میں کسی قسم کی مُسہل مثل مرچ وغیرہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بچہ کا خون گرم ہو جائیگا۔ اور جوش کھا جاویگا جس سے بچہ کو مسوڑوں کا درد یا بیماری دندان یا اور بہت قسم کی تکلیف ہوا کریگی۔ یہ امر تصدیق ہو چکا ہے۔ کہ وہ حد بچے ضائع ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ دائی کو دئے جاتے ہیں۔ بہتر ہے اس سے۔ کہ ماں کو خود دودھ پلاوے یا اپنے ہاتھ سے پرورش کرے۔ ہمیشہ بچوں کو بہت جلد جبکہ ماں اپنی تکلیف اور محنت سے چلنے سے ہوش و حواس میں آوے۔ تو بچے کو دودھ پلانا شروع کرے۔ یہ شروع کا دودھ بچے کو بہت صاف کریگا۔ بہ نسبت کسی دوا کے یہ قدرتی جلاب ہے۔ علاوہ اس کے شروع کے پلانے سے اور دودھ کی صورت درجہ بدرجہ قایم کرنے سے چھاتیوں کے زخموں اور زیادہ تکلیف سے بچیگی۔ غالباً ناسور اور سینہ کی بیماری سے جو اکثر پیدا ہوا کرتی ہے۔ بری رہیگی۔ دودھ قدرتی غذا بچوں کے واسطے ہے۔ اس لئے جب تک اُس کے دانت نہ نکلیں سوائے چھاتیوں کے دودھ پلانے کے اور خوراک نہ دی جاوے کیونکہ ایسی اور چیزیں اس قدر پرورش نہیں۔ بچہ کے منہ میں جب تک دانت نہ نکلیں اُس کو کوئی غذا ملایم دینا اصلی غذا سے محروم رکھنا ہے۔ اگر اُس کا معدہ نرم غذا سے بھر جائیگا تو پھر دودھ کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔ ہر چند کہ عقلمند سمجھاتے رہتے ہیں لیکن اس پر بھی اکثر حریص مائیں بچوں کو اور کھانا کھلا دیتی ہیں۔ اس بات سے ڈرو کہ تمہارا بچہ صرف دودھ پینے کی وجہ سے بھوکا مریگا۔ دیکھو کس طرح سے جانوروں کے بچے پرورش پاتے اور موٹے تازے ہوتے جاتے ہیں۔ اگر تم کو عقل ہو تو سمجھو۔ کہ دودھ کل پرورش کنندہ اور قوت بخش چیزوں کا عطر ہے۔ الشور نمنت تکنی ماں کا دل سے دھیان کرو۔ اُسکی کیا عمدہ شکل ہے۔ جملہ کھانوں سے جو ماں اُس کی کھاتی ہے۔ ان میں سے وہ سفید عطر جن کا نام مادہ شیر ہے بکر پستان میں آتا ہے۔ جو ہر بچے کے بڑھنے کی خواہش کے لئے کافی ہوتا ہے۔ گویا تا نکلتے دانتوں کے عوض پیٹ بھر کھاتی ہیں۔ ہر روز بروقت شروع دودھ پلانے کے سر پستان دھو ڈالنا چاہیے ہیں۔ اگر ماں کے کافی سیر نہ ہووے یا دہ بیماری یا ناطاقتی کے سبب سے بچے کو دودھ نہ پلا سکتی ہو۔ تو اُس کا عمدہ عوض تندرست گائے کا دودھ ہوگا۔ جس میں تیسرا حصہ گرم پانی ملا ہووے۔ اور کچھ سفید شکر بھی واسطے میٹھا کرنے کی ہو۔ اور یہ دودھ بچے کو بذریعہ بوتل کے پلانا چاہیئے۔ جس کی چاروں طرف ایک سفید چڑی کی چونچ بنی ہووے۔ بچے کی خوراک ایسی تازہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ سب کا دودھ ہے۔ کھٹا اور باسا دودھ بچے کے حق میں مضر ہے۔ ننھے بچے کو شروع ایام میں دو تین گھنٹے کے بعد بار بار دودھ پلانا چاہیئے۔ اور رات میں قریب تین دفعہ کے۔ لیکن چند ہفتہ گزرنے کے بعد صرف تمام روز میں تین مرتبہ دودھ دینا واجب ہے۔ یعنی چار چار گھنٹے کے بعد۔ اور رات کو بالکل دودھ نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ پھر رات کو دودھ پلانے سے کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اول معدہ کا فساد۔ دوم دست۔ سوم درد شکم۔ چہارم قے آنا۔ جس سے ماں باپ کا آرام بالکل دور ہو جاتا ہے اور بچہ بھی سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔ ہم تحریر کرتے۔ کہ بچہ کو سوائے دودھ بہ تشریح بالا کے اور کسی قسم کی خوراک کی ضرورت نہیں۔ چونکہ بچہ کو پورا مادہ قوت ہاضمہ کا نہیں ہوتا اس واسطے اگر کوئی غذا دیا جاتا ہے۔ کہ بچہ کی بدہضمی کی کیا علامات ہیں۔ اور وہ کس طرح پہچانی جاتی ہیں۔ کہ بچہ کو غذا ہضم نہیں ہوتی۔ تو ہم صرف اتنا بیان کر سکتے ہیں۔ کہ سوتے سوتے ایکدم جاگنا۔ ہلانا۔ چلانا۔ رات کو ڈرنا۔ ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا۔ دفعتہً پسینہ پسینہ ہو جانا چونکہ اس کی علامات ہیں۔ اس کے واسطے سہل اور آسان علاج یہ ہے۔ کہ ماں کو چاہیئے۔ کہ پہلے روز بچے کو اتنا کھلاوے۔ کہ جس سے وہ تکلیف اٹھاوے ہر وقت جبکہ بچہ روتے تو اُسے دودھ۔ پلاوے۔ کیونکہ دودھ کا پلانا ہی اُس کے ضدی ہونے کا سبب جانا گیا ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دودھ زیادہ پلا دیا جاتا ہے۔ تو وہ معدہ میں جاکر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ بچوں کی بیماریاں اکثر بسبب بھر جانے معدہ کے ہوتی ہیں۔ اگر بچہ بالکل تندرست ہوگا۔ تو ہم جو میں سمجھتے ہیں رات دن دو سے چار مرتبہ دست جائیگا۔ اور اس کا عام پاخانہ رقیق یا ہلکے زرد رنگ کا ہوگا۔ اور اُس میں کھٹی قسم کی بو نہ ہوگی۔ اگر پاخانہ دہی جیسا یا پھٹکی دار ہووے۔ تو بیماری کی علامات ہیں۔

بچہ کے نہلانے کا بیان

بچے کو صحت اور بہت سے رکھنے کے لئے دل میں دو امر بہ تسلسل کرانا چاہیئے ہر صبح کے وقت ملایم اسفنج سے سر اور گردن و چہرہ اور بول و براز کی جگہ کو اور ہر رات کو کل بدن دھونا چاہیئے۔ صابون کا لگانا بچے کے کل جسم پر منع ہے۔ یعنی اُس سے اُس کے جسم میں خشکی ہو جاتی ہے۔ البتہ ہاتھوں کو صابون سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ پانی نہلانے کے واسطے نیم گرم ہو۔ بعد نہلانے کے کسی ملایم کپڑا سے بچے کو خشک کرنا یعنی پونچھنا چاہیئے۔ اور اُس کی بغلوں اور گلو پر روغن بادام۔ یا روغن گاؤ کا ذرہ گرم کرکے آہستہ سے لگانا چاہیئے۔ اور بہت تھوڑا سا نہ کہ زیادہ۔ اگر یہ باتیں نہ کروگے تو جوڑوں میں خراش یا زخم ہو جاوینگے۔ اور عورتیں ہم کو سستی اور غفلت شعار کہینگی غرضیکہ بچے کی حفظ صحت کا خیال رکھنے سے بچے کی زندگی کا بڑا بھاری بھلا ہوتا ہے۔ اور عمر طبعی کو بڑے آرام سے پہنچتا ہے *

دانت نکلنے کا بیان

دانتوں کے نکلنے کا وقت معمولی عام طور پر سات ماہ سے بارہ مہینے تک کا ہے اور اُن کا بہت مدار بچے کی تندرستی پر منحصر ہے۔ علامات ذیل ہیں:۔ اول دانت کے نمودار ہونے سے پہلے کا شاید ماہ سے شروع ہونا چاہیئے۔ اور اُن دنوں بچہ کے لئے سوائے صرف دودھ کے سادی روٹی دودھ میں دینا چاہیئے کیونکہ یہ بہت ہی پرورش کنندہ اور قوت بخش غذا ہے۔ واجب ہے۔ کہ جن بچوں کے دانت کاٹتے ہوں۔ اُن کو روٹی اور دودھ کی خوراک دو۔ جو لڑکے کہ اس خوراک کو کھاتے ہیں۔ خوب موٹے اور تازے ہو جاتے ہیں اور ایک نمونہ بچپن کی طاقت اور خوبصورتی کا بتلاتے ہیں۔ اور بچپن کی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں۔ بچوں کو طاقت ور گوشت اور وہ خوراک کہ جس سے خون

چون جوس کھا جاوے۔ کھانے سے خسرہ یعنی سوکڑہ کی بیماری ہو جاتی ہے
تم ایسے بچوں کو بھوری روٹی دودھ میں آمیزش کرکے دو۔ سفید روٹی
میں اکثر پھٹکڑی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یہ پھٹکڑی اُس مادہ کو جس سے
ہڈی بنتی ہے دُور کر دیتی ہے۔ اگر بچّہ کو بھوری روٹی کھلاؤ گے۔ تو اُس
کی ہڈیاں مضبوط اور ٹانگیں خوبصورت ہوں گی۔ جب مسوڑے ہوں کے
دانت نکلتے ہیں۔ تو شہد میں ذرا سا نمک ملا کر تین بار دن میں مسوڑھوں
پر ملنا چاہئے ۔

کپڑوں کے بیان میں

بچوں کے کپڑوں میں مضبوط بند مت لگاؤ۔ کیونکہ اُس سے بچّہ کا آدھا دم
رُک جاتا ہے۔ ہر ایک کپڑا کُشادہ اور ڈھیلا اور آسان پوشش ہو۔ یہ
بات یاد رکھو۔ کہ نئے بچّوں کی ہڈیاں شروع میں نرم اور ڈھیلی کے موافق
ہوتی ہیں۔ اور وہ کسی شکل میں ڈھل سکتی ہیں۔ بہت سے بچّے عمر بھر سینہ
کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یا اُن کی پسلیاں دب جاتی ہیں۔ وجہ اس
کی یہ ہے۔ کہ وہ شروع سے کپڑوں میں کسے جاتے ہیں۔ بچّوں کو کپڑے
پہنانے میں یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ بارہ مہینے میں بچّہ کو سردی
وکھانسی نہ ہو۔ ایک حکیم کا قول ہے۔ کہ بچوں اور بڈھوں کو فلالین کپڑے
کے برابر پہنی چاہئے ۔

ٹیکا لگانے کے فایدے

یہ قول ایک حکیم حاذق کا ہے کہ جب جنوبی ہوا کثرت سے چلتی ہے۔ اس
کے بعد چیچک کی پیدائش ہوتی ہے۔ غذاؤں میں بھی ایسی چیزیں ہیں۔
جن کے کھانے سے چیچک جلد پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسی غذائیں۔ کہ
جن کے کھانے کی عادت نہ ہو۔ اور اُن کے اوپر گرم غذائیں یا دوائیں
کھائی جاویں۔ جیسے اونٹنی یا گھوڑی کا دودھ اول بکثرت پیا جاوے۔ اور
ازاں بعد شراب یا اور کسی گرم چیز کا استعمال ہو۔ تو چیچک نکلیگی۔ چیچک
کی بیماری گویا ایک مواد خارجیہ سے ہے۔ یہ اکثر بچّوں کو ہوتی ہے۔ اور جوان
اور بوڑھوں کو کم۔ جس بدن میں رطوبت زیادہ ہو۔ اُس میں چیچک بہت
نکلتی ہے۔ اور جس بدن میں خشکی بہت ہو اُس میں بہت کم۔ زمانہ فلاسفہ
یعنے ست جُگ۔ دوآپر و تریتا میں اس مرض سے بہت کم بچّے مرتے تھے۔
اور زمانہ جہالت یعنے کلجُگ میں جبکہ وید مقدس و شاستر ہائے متبرک کی
تعلیم چھوٹ گئی۔ تو اکثر جُہلا عورتوں نے اِس مرض کو سیتلا مائی دیوی کے
نام سے تعبیر کیا۔ مقام افسوس ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ
لاکھوں بچّے ہماری قوم کے اِس مرض دیوی کے بھینٹ ہوتے ہیں۔ لیکن
پھر بھی علاج کرانا پاکرنا گناہ سمجھ رہے ہیں۔ تجربات روزمرّہ سے بخوبی ثابت
ہو چکا ہے کہ جن لوگوں کو ٹیکا لگایا جاتا ہے۔ وہ بہ نسبت اُن کے جن کو
ٹیکا نہیں لگایا گیا بہت کم مرتے ہیں مثلاً
ایک سو بچّہ ایک محلہ میں ہے۔ جن کو ٹیکا لگایا گیا۔ اور دوسرے محلے کی
بھولی مادروں نے جہالت کی مہربانی میں آکر اپنے ایک سو بچوں کو ٹیکا لگانے
کے وقت چھپا دیا۔ تو میں اقرار کرتا ہوں کہ نمبر ۱ میں سے ۴۰ کو چیچک نکلیگی
اور ۴۰ صحتیاب ہونگے اور ۶۰ کو بالکل نہ نکلیگی۔ اور نمبر ۲ میں ۱۰۰ کو نکلیگی
۵۰ مر جاینگے اور ۲۰ اندھے کانے لنڈورے اور بدشکل ہو جاینگے۔ اور ۳۰

بفرض محال صحت یاب ہونگے۔ یہ مثال صرف من گھڑت نہیں۔ بلکہ تجربات
سالانہ حکماء سے اثبات ہے۔ سفید رنگ کی چیچک سب سے بہتر ہے۔ اور بہ
خصوصاً چند دانے بڑے نکل آویں۔ اے عورتو! اگر تمہاری یہ خواہش ہو
کہ ہمارے بچے خوبصورت ہوں۔ عمر طبعی بھوگیں۔ اندھے۔ کانے لنڈورے
کمزور نہ ہوں۔ تو راستی سے کہتا ہوں۔

شفا بایدت دارو ے تلخ نوش

نمبر۱۔ ترجمہ۔ صحت گر چاہئے تجھے تو کڑوا دارو نوش کر
عافیت درکار ہو۔ تو بہ نصیحت گوش کر × × ×
نمبر۲۔ ہے اگر اولاد سے الفت تمہیں اور پیار کچھ
بچّوں کو ٹیکا لگاؤ سمجھ کر اور ہوش کر × ×
نمبر۳۔ جس طرح نکلا کریں ہیں پھنسیاں ہر ایک کو
اِس طرح چیچک نکلتی ہے موادی جوش کر ×
نمبر۴۔ یہ نہیں ماتا نہ دیوی اور نہ ہے سیتلا
مرض ہے بیماری ہے روگ ہے جہالت پوش کر
نمبر۵۔ سرد ملکوں میں بہت کم مرض چیچک ہو ظہور
تم بھی اے عورات بھارت سمجھو اس کو گوش کر

جب لڑکا برس کا ہو جاوے۔ تو اُس کا دودھ چھوڑانے کی تجویز
واجب ہے۔ آہستہ آہستہ دودھ چھوڑانا چاہئے۔ یہاں پہلے دن میں ۵
دفعہ دودھ پلایا جاتا تھا۔ پھر تین دفعہ پھر دو دفعہ پھر ایک مرتبہ۔ پھر بالکل
بند۔ آخر الامر اس تدبیر سے بلا دقت بچہ دودھ چھوڑ دیگا۔ اور نہ کوئی عارضہ
ہوگا۔ لیکن احتیاط شرط ہے۔ اور اُس وقت بہ سبب دودھ نہ نکلنے کے
ماں کو تکلیف ہوگی۔ سو یہ علاج کرنا چاہئے کہ چھ ماشہ کھریا مٹی اور چار رتی
کافور پانی میں گھِسکر پستان پر لگانی چاہئے۔ اور غذا معمولی کو کم کر دینا
واجب ہے۔ جس سے تکلیف رفع ہو جاویگی ۔

جس قدر تمہاری تعلیم بچوں کو فایدہ بخش ہوتی ہے۔ اور کسی گرو یا مرشد
یا معلم یا اُستاد یا ماسٹر کا اُپدیش وغیرہ اُسی قدر مفید نہیں پڑتا وہ جاہل مائیں
جو بچوں کو دُشنام دہی وغیرہ بد اخلاقی سکھلاتی ہیں وہ گویا یہ کوشش کر رہی
ہیں کہ ہماری اولاد شجر آدمیت سے برخوردار نہ ہو۔ اول تم کو واجب ہے کہ
تم خود تعلیم یافتہ ہو کر بچّوں کو جب سے کہ وہ بات چیت کرنا شروع کریں۔ اُن
کو ہر ایک بات ایسی سکھلاؤ۔ جس سے وہ گلزار ہستی میں ایک نمونہ دکھلائی دیویں
دُشنام دہی بتانا جو اُلٹی پکڑنے کی عادت سکھانا۔ بگڑے الفاظ یاد کرانا۔
جن بھوت۔ شیطان۔ ہوّا۔ چڑیل۔ ڈائن۔ بلا سے ڈرانا۔ یا ایسی مہیب
صورتوں کے نقش دکھانا۔ اولاد کو شروع ہی سے نادانی کا سبق پڑھانا ہے
تم کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ آغاز بات چیت میں بچّے کو ایشور کے نام یاد کراؤ
اُس کو پرماتما کے اوصاف بتلاؤ۔ اُس کا حاضر و ناظر ہونا اچھی طرح اُن کے
ذہن میں بٹھاؤ۔ ساتھ ہی ماتا۔ پِتا۔ بزرگوں کی رواجی تعظیم اُسے بتاؤ۔ آگ
میں ہاتھ ڈالنے سے اُسے ڈراؤ۔ اور نہ اُسے گہنے پہناؤ۔ بلکہ صاف کپڑے
کُشادہ وضع کے استعمال کراؤ۔ اور ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں کے نام سکھلاؤ
گویا ۵ برس کی عمر تک اُسے حرفوں کی شناخت ہو جاوے۔ اور ہونہار کہیں سے
اُس کے بعد اُسے سنسکرت کی تعلیم باقاعدہ سکھلانی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اُسے

مار مار کر ہوٹا چکر۔ یا چند طوطی یا بچے یا دکرایا جائے۔ یا مثل رسنو تر طوطے کی طرح سکھلایا جائے۔ بلکہ طرز تعلیم ایسا ہونا چاہئے۔ جس سے قوت حافظہ پر بوجھ نہ پڑے اور اچھی اچھی فایدہ مند باتیں ذہن نشین ہو جائیں۔ سندھیا اور یا ستامہ ترجمہ دو نو سکھلانے چاہئیں۔ اور ضروری مسایل متعلق خوبی دھرم اسے اچھی طرح سمجھانے چاہئیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ گرگان ددبہ لباس میشے واعظان عیر مذہب تمہارے صاف دل لڑکے کو بناوٹی دام تزویر و فریب میں پھنسا کر گمراہ کریں۔ اور تم کو کف افسوس ملنا پڑے۔ میری یہ مراد نہیں۔ کہ تمہارے بچے راستی پسند نہ ہوں۔ بلکہ وہ مثال نہ ہو سکہ ایک کوہستانی آدمی بقدر ایک من ٹکڑہ ہائے یاقوت و مرجان کوہستان سے لایا اور ایک بقال کو کہا۔ کہ ہمارے گھر میں نمک نہیں ہے۔ اگر ان پتھروں کے عوض کچھ نمک دیویں۔ تو کمال مہربانی ہے۔ اُس نے پانچ چھ سیر نمک دیدیا۔ اور وہ خوشی سے گھر لے گیا۔ لیکن بعد ازاں جب اُس کو کسی جوہری کی زبانی اُن کی قیمت معلوم ہوئی۔ تب لعل و مرجان ضایع کی۔ اور جوہری نے کہا۔ کہا۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ باقی خود سمجھ لو۔ اگر تمہارا لڑکا وید مقدس سے پورا پورا واقف ہوگا۔ تو بخوبی تشفی رکھو کہ منزل راستی سے کبھی نہ پھسلے گا۔ بلکہ فلاسفر و پنڈت یا بہادر صف شکن کہلا کر قوم کے علاج تمہارے کاج سنواریگا ٭

چوتھا اوصیاء

متعلقہ انتظام و امور خانگی

ایک مہا تما رشی کا واک ہے۔ کہ کھانا طریقہ سے اور پہننا بھی طریقہ سے چاہئے امور خانگی دکار و بار دنیاوی بھی بکفایت ایسے طریقہ سے کرنے چاہئیں کیونکہ گرہست آشرم کی تکلیف کے سوائے انتظام کے سرانجام نہیں ہو سکتی ہے اب دیکھنا چاہئے۔ کہ سوائے ودیا کے عورات ان امورات کو کیسے نبھاتی ہیں۔ نہ پکانے کا سلیقہ اور نہ کھانے کا شعور۔ خیر۔ پہر دن چڑھے سو کے سوتے بیدار ہوئیں۔ جی میں آیا۔ تو ایک آدھ چھیچکا پانی کا منہ پر ڈال لیا نہیں تو یوں ہی مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ ہاتھوں سے آنکھوں کی غلاظت پونچھ پانچھ۔ چلے دل دو تکہ پکا چاول بال حوالہ کر دئے۔ چاول پکانا تو ادھ کچی۔ دال الگ پانی الگ۔ کھانے والے کی بالکل رغبت نہ آئی۔ چاول کچے تو نیم پخت۔ مطلب کہ دلی توجہ سے بات پر نہیں۔ ہر کام کو سر سے ٹالنا ہی مطلب سمجھا۔ خاوند بیچارے نے کسی بات سے ڈانٹا تو قہر آگیا۔ جیسے سقراط کی بیوی کی مثال دھوون برتنوں کا اُس کے سر پر ڈالا۔ حرکت بیجا بجا ہاں اُس کے پیچھے پڑ گئی۔ روس کر گھر کا کام کاج ترک کر دیا۔ وہ زن مرید جب روٹی کھانے سے لاچار و بیقرار ہوا۔ تو ناچار اُسے منتوں شرطوں سے منایا۔ بلکہ اُس کے نخوت و غرور کو اور بڑھایا۔ تمام دن کھاتے رہنا۔ یا ہمیشہ منہ ہاتھ دھوتے رہنا۔ اگر عمدہ کپڑا پہنا تو اُس کو سنبھالنے کا ہیچ نہیں ایک دن میں گندہ کر دیا۔ ساس سے جھگڑا۔ بہنوں سے لڑائی۔ عدالت کچہری کی تیاری۔ یونہی بیاہی ہوئی آئی۔ خاوند سے اول ہی یہ شرط ٹھیری۔ کہ اگر ماں باپ سے علیحدہ گی کرو گے تو میں رہونگی۔ ورنہ مجھ سے کسی کے طعن و تشنیع نہیں اٹھائے جاتے۔ میں کسی کے برتن مانجھنے کو نہیں آئی۔

مجھے لوگوں کے سامنے کھایا ہوا ہضم نہیں ہوتا۔ اُن کے زیور ہو اور مجھے نہ ہو۔ یہ ظلم میرے سے سہا نہیں جاتا۔ تمام عمر میرا تمہارا گزارہ ہے۔ ماں باپ سے ہر کوئی الگ ہوتا آیا ہے۔ واجب ہے کہ الگ ہو جاؤ۔ گویا اُس کا ٹھٹھ کے اُن کو ایسا دیا بال نچایا۔ کہ رشد مدھ کی لی اور نہ مشکل کی لی۔ نکل شہر سے راہ جنگل کی لی۔ جب ماں باپ کو معلوم ہوا کہ بیٹا ہاتھ سے جاتا ہے۔ تو اُنہوں نے بھی فی الفور جایداد منقولہ غیر منقولہ تقسیم کر اُس کو علیحدہ مکان تیار کر دیا۔ بھلا نفاق کا بیج بویا ہوا کیا زمین میں جل جاویگا۔ جو نتیجہ ہو گا وہ اظہر من الشمس ہے۔ امورات خانگی میں سے اول نمبر اصراف بیجا ہے۔ جس کی بدولت سینکڑوں گھرانے ویران ہو گئے۔ قرضداری جو تپ دق کی بیماری سے بھی زیادہ مضر ہے۔ اسی اصراف بیجا کی برکت ہے۔ ایک دانا آدمی کا قول ہے۔ کہ ؎

باندازۂ بود باید نمود خجالت نبرد آنکہ بنمود بود

مطلب یہ کہ جتنی چادر دیکھے اُتنا پاؤں پھیلائے۔ ورنہ شرمندہ و بدنام و قرضدار ہونا پڑیگا اور سارے خوشامدی پینے کے یار ہیں۔ آن ہوئے کوئی مددگار نہیں۔

امورات خانگی کے انتظام کے لئے اگر عورات اس دستور العمل پر عملدرآمد کریں اور کراویں تو یقین واثق ہے کہ دنیا میں اول درجہ کی نیک عورتوں کا خطاب پاویں ٭

دو پیسے کے مزدور سے لیکر راجے مہاراجے تک دولت ہر ایک کو عزیز ہے کیونکہ امور دنیاوی میں یہ ایک بہت کار آمد چیز ہے۔ مگر یہ جاننا واجب ہے کہ جب تم اسکی واجبی حالات پر دھیان دو گے یہ ہر دلعزیز چیز کو تو تمکی معمول یعنی خانگی زر کی اصل قدر قیمت اور واجبی حالت یہ ہے۔ اول کماؤ۔ دوم بچاؤ۔ سوم خرچو۔ یہ تین باتیں ایسی ضروری اور لازمی ہیں۔ کہ اگر ان میں سے کسی کی کمی ہو تو تمہارے حق میں متفرق خرابیوں کا باعث ہو گا۔ یعنی اگر بچاؤ اور خرچ نہ کرو۔ تو ممسک اور شوم کہلاؤ گے۔ اور یگانہ بیگانہ اہل محلہ ہمسایہ سے ناپاک خطاب اور پھٹکار کا تمغہ پاؤ گے۔ رات دن حرص و ہوس کی مردار خواہشیں تمہارے دل کو ہمکاتی رہینگی۔ اور کنجوس مکھی چوس طمع زر میں سراپا محو ہیں تمنائیں تمہیں ترساتی پھرینگی۔ اور تمہاری کمائی میں ذرا بھی برکت نہ ہوگی کیونکہ جو فایدہ چلتا پرزہ پہنچا سکتا ہے۔ وہ گڑے ہوئے خزانہ سے غیر ممکن ہے۔ کمانے کے ساتھ خرچنا ملزوم ہے اور بچانا لازم۔ جس طرح پڑی ہوئی غیر مستعمل تلوار کو مورچہ کھا جاتا ہے۔ اسی طرح ممسک کی جان کو فاقہ مستی و زر پرستی کا گھن لگ جاتا ہے۔ اور اگر تم کماؤ اور خرچو یعنے باقی بچاؤ نہیں تو کسی نہ کسی وقت دھوکا کھاؤ گے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی دن ایسے بواعث میں مبتلا ہو جاؤ۔ کہ کمائی کے دروازہ تک نہ پہنچ سکو۔ اُس وقت اگر تم کچھ مال گرہ میں نہ رکھو گے۔ تو تمہاری حاجت براری کی امید بالکل مفقود ہو جاویگی اور لوگوں کے ہاتھ تکتے رہ جاؤ گے۔ یا یہ کہ بچاؤ اور خرچو تو بھی تمہارے حق میں بھلائی نہیں ہے۔ کیونکہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ آخر ایک دن گلا اور چھری ہوگی۔ یا دھر کمانے سے ہاتھ اور پاؤں تھکے ہوئے۔ ادھر آپ ہی کوڑیوں کو دیوالا نکلا۔ تو پھر نہ اودھر کے ہوئے نہ ادھر کے۔ اُس وقت ذلت و خواری کے سوا کچھ میسر نہیں ہوتا۔ بڑی دقتوں سے زندگی کے دن

پھنستے ہونگے - ایک تجربہ کار ہوشیار فرماتے ہیں - کہ جس نے امور خانگی میں متذکرہ تجاویز کا لحاظ نہ رکھا - وہ ایک دن خطرہ میں پڑنے والا ہے - کیوں نہ ہو - بنظر انصاف اگر دیکھا جاوے - تو بڑے دور کے نکتے ہیں - ان تین باتوں میں ہی مبارک عادتوں کا سبق ملتا ہے - (اول) کمانے میں محنت (دوم) بچانے میں دور اندیشی (سوم) خرچنے میں کفایت شعاری - یہ تین عادتیں ایسی ہیں - کہ اگر کوئی ان کا پابند ہووے - تو تمام دنیاوی کوششیں اُس کی ہمیشہ عمدہ پھل لاتی رہینگی - اور اُس کی اُمیدوں کے پودے خوشی و فارغ بالی سے بار آور ہوا کرینگے - کیونکہ تو نہال پودے جب تک مادر صر لا پرواہی سے بچائے نہ جاویں - ممکن نہیں کہ گلزار ہستی میں خوشرنگی کے نمونے بنیں - اور اپنے بوجھ کو خود اٹھا دیں - ایسے غلط و گمراہ کرنے والے اور سستی کا سبق پڑھانے اور فقیری کا اُپدیش پھونکنے والے فقرے - بابا اٹل پکی پکائی گھل - یا اُن پُورنا بھورنا اور ریتی سے ہی ہمارے ہندوستانی حصہ میں فقیری و ٹکڑ طے شکنی کی کثرت ہو گئی - اور برہمنوں نے ہمدردی کو ترک کر شرادھوں کا بہت بڑا حصہ اپنی شکم پوری کے واسطے مقرر فرمایا - جو شخص محنت دور اندیشی و کفایت شعاری کو مد نظر رکھتا ہے - وہ دُنیا میں ایک ٹھوکر بھی کھاتا ہے - تو بھی تندرست نکلتا ہے - یہ تینوں منتر ایسی ہی ہیں - کہ زندگی کا راہرو خُوش و خوُرم دُنیا میں چلتا پھر نظر آویگا - ایک اور مہاتما کا قول ہے - کہ محنت و دور اندیشی و کفایت شعاری وہ بیش بہا تدبیریں ہیں - کہ مشکل وقتوں میں کام آتی ہیں - اور زمانہ کی جگر خراش مصیبتوں سے بچاتی ہیں - جو شخص اِن تدابیر پر عملدر آمد کرتا ہے - اُس کو دُنیا میں کوئی مصیبتیں جھیلنی نہیں پڑتی ہیں - وہ ایک تنگ و تار کم جھونپڑی میں رہ کر اپنا ایسا مناسب بندوبست کر سکتا ہے - جس کو شاید بڑے بڑے عقلا نہیں کر سکتے - جاننا چاہئے - کہ اگر سنسار میں سلامت روی و فارغبالی چاہتے ہو - تو اوّل اودم لینے محنت - دوّم بچار یعنی دور اندیشی - سوم بچت یعنے کفایت شعاری سے برتو - سستی ایسی بُری بلا یا زحمت ہے - جو محنت جیسے مجرب و قوت بخش غذا سے نکما و محروم کر دیتی ہے - سوائے چند ٹکڑ طے بھی نانکے سادھوان کے تمام جانداروں کی امید و ان کا دار و مدار اسی پر منحصر ہے - بلا محنت کے کمانا بدرجہا غیر ممکن ہے - جانور و انسان سب اپنے چل پھر کر اور محنت سے پیٹ بھرتے ہیں - جو لوگ صرف رسیدہ پر شاکر رہتے ہیں - اور محنت سے علیحدگی رکھتے ہیں - میری رائے میں اُن کی زندگی کا جینا مثل حباب کے ہے - کیا کوئی بتا سکتا ہے - کہ دُنیا میں کسی نے بلا محنت کے بھی عروج پایا ہے - تو اس کا جواب سوائے نفی کے اور کیا ہو سکتا ہے - گر تم چاہتے ہو - کہ روپیہ جمع کرو تو کماؤ - اور اگر کمانا چاہتے ہو - تو محنت کرو ◆

اُمورات دُنیا میں گرہستی یا دنیادار آدمی کو بہت بہت رکاوٹیں پیش آتی ہیں - اگر عورت ہوشیار اور ودیا وان ہو - تو ان رکاوٹوں کو طے کرنا کچھ مشکل نہیں پڑتا - مثل مشہور ہے - کہ اگر مرد نا تجربہ کار اور عورت واقف کار ہو - تو کاروبار خانہ داری میں خلل نہیں پڑتا - ولیکن اگر معاملہ برعکس ہو - تو تین کانٹے ہیں - خلاصہ یہ کہ عورت سورشٹ سے خانہ برباد کر سکتی ہیں - اور مرد بیلچہ سے بھی خراب نہیں کر سکتا - کُل امورات خانگی کی تجاویز عورتوں کے ہاتھ میں ہیں - بشرطیکہ عقلمند ہوں - قدرت کے نتائج پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے - کہ ستریوں کی درستی و تعلیم اولاد انسانی کے واسطے کمالیت روحانی و جسمانی کا سبق ہے - ایک دانا آدمی کا قول ہے -

زنان باردار اے مرد ہشیار | اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند | کہ فرزندان ناہموار زایند

ترجمہ

بے علم عورات جو بچے جنتے ہیں ناخلف | اُس سے ہو گی کیا بھلا دنیا کی اندر بہتری
ایسے لڑکوں سے تو اچھا ہے اگر کچھ ہو تو ہو | وقت جننے کے شکم بیچ سانپ لاوے استری

ہمارے ملک کی عورات کو جس قدر گہنے پہننے کا شوق اور سٹھنیاں اور سیاپا کرنے ذوق ہے - اُس سے بڑھ کر اور کسی چیز کی تمنا نہیں - مردوں نے عورتوں کی نسبت کلمہ ناقص العقلی کا ایسا مشہور کیا کہ اُنہیں خود اِس بات کا معترف ہونا پڑا اور اس اقرار نے اُن کی زبان بالکل بند کر دی - افسوس اے اودیا چڑیل تیرا ستیاناش ہو - تو نے کیسی کیسی غلط رسومات و توہمات ان بھولی بھالی ودیا سے رہت ستریوں کے ہردے میں بطور زیور ہو لدلی کے پہنا دی - جس کے باعث انہیں اپنے مدارج پر غور کرنا - اور باوجود مادہ قدرتی ہونے کے اُس کی ماہیت سے انکاری و بیخبر رہنا - بدھ ماتا کی تقدیر و قلم قدرتی کی تحریر سمجھ بیٹھے ہیں - اے ودیا دیوی جلد تشریف لا - اور اس چڑیل کے جادو سے ہمیں بچا ◆

پانچواں ادھیاء

درباب طریقہ عبادت متعلقہ زنان

عبادت یا بھگتی وہ پاک جوہر ہے - کہ جن کے استعمال سے منش بنا و ٹی نیم جا کو توڑ کر سچی شانتی کو پراپت ہوتا ہے - اِس پاک جوہر کو ہمارے گوبر گنیشوں نے اول تو صرف برہمنوں کے واسطے - دوم ہزار مشکل سے صرف مرد کو اوہکاری سمجھ کر رکھا ہے - ستری کو ودیا کا گرہن داخل عیب سمجھ رہے ہیں - چونکہ آجکل وہ زمانہ نہیں رہا - کہ خود غرضی کے پودے پھل لاتے - اور اندھا دھند کاسنی مرنات بھگتی پر لوگ جہالت کی پٹی باندھ کر چکر پر جان گزرتے تھے - زمانہ نے بہت کروٹیں بدلیں - خود غرضیوں کے پودے پھلے نہیں تو کملاتے ضرور ہیں علیٰ ہذا القیاس تعلیم نے ہماری آنکھیں کھول کر ہمیں بخوبی ذہن نشین کر دیا ہے - کہ بعلیم نتوان خدارا شناخت - یعنے بنا ودیا ایشور نہیں جانتے - کہ ودیا نیسر انیتر ہے - اور بغیر حصول ودیا عبادت یا بھگتی نا ممکن بلکہ وہم و خیال ہے - کنبھ کے سنان کو گنگا کو جانا - یا علی الصباح دھرم سالوں میں جا کر کوٹھا اٹھانا - مہادیو جی پر جل چڑھانا - سالگرام پر تلسی ڈھال لانا - موہن بھوگ ٹھاکروں کا کرانا - سنتوں کے چرنوں پر سیس نوانا یا اُن کی ٹہل کمانا - مندر کے گرد اگرد سات سات پھیرو کشنا پھرانا - گھنٹہ گھڑیال بجانا - تِلک چھاپ لگانا - بلند بلند آواز سے سیتا رام - رادھے کرشن - شیو بھگتی ادا فرمانا وغیرہ جملہ امورات کا عبادت میں کچھ ٹھکانا نہیں ہے - عبادت صرف دلی صفائی و صداقت کی کارروائی پر منحصر ہے - ورد عبادت یا جماعت چہ تعلق - جس چیز کو مہاتما رکھیشروں نے طریقہ عبادت قرار دیا ہے - وہ مندرجہ باتوں سے

علیحدہ ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔ کہ جسم جل سے اور من راستی سے ودیا اور تپ سے جیو اور گیان سے بُدھی شُدھ ہوتی ہے۔ جب یہ جملہ چیزیں شُدھ ہو گئیں۔ تو اُسی کا نام بھگتی یا عبادت ہے۔ (جسم جل سے) جو لوگ گنگا سنان سے مہاتم یا مکتی مانگتے ہیں۔ اُن کو واضح ہووے۔ کہ جل صرف بیرونی صفائی یا شُدھی کرنے والا ہے۔ رُوح یا من یا بُدھی سے اُس کا کچھ تعلق نہیں۔ وہ کسی اور علاج کے محتاج ہیں۔ چنانچہ یہی باعث ہے۔ کہ گنگا لو اسی اکثر ٹھگ و ظالم حال اور کھال نکال ہوتے ہیں۔ ورِدوّیا سے سوائے دان لینے کے اور کچھ سنسکرت نہیں جانتے (من راستی سے) راست گفتاری و راست کرداری و راست رفتاری سے من کی صفائی منحصر ہے۔ ورنہ مکر مالا پھیرنی اور رام رام جپنا پرایا مال اپنا خیال کرتا ہے۔ اکثر مالا ریا کی نشانی ہے۔ ہمیں تو شمار کرنے کی کونسی ضرورت آن پڑی ہے۔ کوئی سود یا بیاج تو ہم نے کسی سے لینا نہیں کہ حساب کرتے رہیں اور علاوہ براں مالا ہی کے شمار سے ایک گونہ تفاخر دل میں سما جاتا ہے۔ کہ او ہو ہمنے آجتک ہزار مرتبہ گائتری جاپ کی ہے۔ یا لاکھ مرتبہ مالا پھیرنی من کی مالا پھیرنی چاہئے۔ نہ کہ چوب رودراچھ دانوں کی ÷

اے پوٹ پوشکہ بچا ہمیں ستار　　گردن میں تیرے لا رُدراچھ ریدار
باطن میں ہیچ ظاہر میں پیچ و تاب ہے　　ایشور کا تمکو خوف نہیں فیلیں تیہ نہار
عورت کو تو آپ نے شودر بنا دیا　　پیدا ہوا اُسکے شکم سے آئی نہ تمکو عار
من پھیر رام خلق سے گر ہوش ہے تجھے　　مالا اٹھوتری کو پھرا مت تو بار بار

(ودیا اور تپ سے جیو) متارل راستی سے دُور پڑا ہوا گیانی جیو صرف گنگا سنان یا بدرک آشرم کی گھاٹی پر چڑھ کر کبھی ہوشمند نہ ہوگا۔ کیونکہ اب تک جنم سے اس کو موہ جال کی تمنا و ہوا و ہوس گھیرے ہوئے ہے۔ پس اس کا صداقت پسند ہونا سوائے وِدیا دان اور عالم باعمل ہونے کے نہیں ہو سکتا۔ وِدیا سمجھنے جاننا اور تپ سمجھنے تحمل کمانا یہ دو ایسے اصول ہیں کہ جیو کی شُدھی کے واسطے کافی سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔ ورنہ سوائے ان کے ناممکن بلکہ محال ہے۔ کہ جیو شُدھ ہو۔ اس موقعہ پر یہ مناسب معلوم ہوا۔ کہ جُہلا کے اس قول کی تردید کی جاوے۔ جو وہ کبھی کبھی غرورتاً کہتے ہیں (کہ جیتا پڑھیا تیتا گڑھیا) لیکن افسوس کہ قومی جہالت نے ہمیں اس ادنےٰ سوال کے جواب دینے کی بھی ضرورت بیان کی خیر سایل کا سوال پورا کرنا واجب ہے کہ بھائی اس مثال میں آپنے سخت غلطی کھائی۔ اصل اس طرح پر ہے۔

جتنا پڑھیا تتنا گڑھیا بدھی عقل سوائی　　کڑھیا مورکھ بھلا نہ پایا۔ پڑھتے عمر گنوائی

(گیان سے بدھی شُدھ ہوتی ہے) گیان پہچاننا پار برہم پرماتما کا ہے۔ جسکی بدھی میں گیان نہیں۔ وہ اگرچہ بدھی ہے۔ لیکن اشُدھ ہے۔ جیسے جس آئینہ پر قلعی نہیں وہ آئینہ تو ہے۔ لیکن اندھا ہے۔ اول جسم کا گیان چاہئے۔ کہ اُس کی ماہیت و اصلیت و پرورش کس طرح پر ہے۔ دوم کرم اندریوں کا۔ سوم گیان اندریوں کا۔ چہارم جیو۔ پنجم پرماتما کا۔ جب پرماتما کا گیان من میں سمایا تو یقین کامل ہے۔ کہ حقیقی سرور یا سچا آنند پراپت ہوگا۔ میری رائے میں عورتوں کے واسطے اِس سے علاوہ اور عبادت نہیں ہے۔ کہ اول علے الصباح اُٹھ کر نہانا بعد اُس کے بموجب پنچ مہایگ ودھی کرنی چاہئے۔ اُس سے پیچھے تمام روز حسب موقعہ امورات خانگی میں سرانجام کریں۔ نہانا اور سندھیا کرنے۔ خاوند کی متابعت اور فرمانبرداری اور بال بچوں کی پرورش و تعلیم دینی اور کاروبار خانگی میں مصروف رہنا استریوں

کے دھرم کی درستی کے واسطے اِس سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں۔ آجکل کے دھرمسالوں کے بھائیوں اور ٹھاکر دواروں کے مہنتوں اور مندروں کے پجاریوں ماز یارت کے ملاوں کے جیسے چال چلن ہیں۔ وہ آنکھ والوں سے پوشیدہ نہیں۔ راستی سے کہتا ہوں کہ آجکل کے مندر اور معبد پرستش اور پوجا کے بجائے حرامکاری و بدمعاشی کے واسطے کمین گاہیں بنا رکھی ہوئی ہیں۔ اگر ان کے سیاہ راز کی تحقیق کو انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو فیصدی دس بھی نہیں ملیں۔ بقول اخبار ولٹش اولکارک وصبکر کے مرب سر کے مندر کو دیکھنا چاہئے۔ کہ جہاں اہل ہنود کی عورات کثرت سے صبح و شام جاتی ہیں۔ یا مندر اور ٹھاکر دواروں پر بوسہ کرتی جاتی ہے۔ کہ اہل ہنود کی عورات ہر دو شہر کی اخلاقی زندگی پر ہر دو مندروں کا بہت بُرا اثر ہوا۔ انسب سے موتی لوجن جو کل ان خرابیوں کا محرک ہے اُٹھایا گیا۔ تو یہ کل اعتراض رفع ہو جاوینگے۔ اگر عورات آریہ ورت حقیقی عبادت مندرجہ وید مقدس جس کا خلاصہ سری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پنچ مہایگ ودھی میں لکھ دیا ہے۔ اعتبار کریں تو غالب سوا اس کے کہ رہنما وتی گرہیوں کے رہبر بادشاہ ان کو کہیں بنا ویں اور ہمیشہ راحت اور آرام میں رہینگی۔ خانگی جھگڑوں و قومی سارے ہستی اصل بنیاد زن زر زمین ہے۔ جن میں سے دور ہو جاوینگے۔ وِدیا سے رہت ہونیکے سبب عورات اس قدر رذیل حالت میں ہیں۔ اگر اُسکی تفصیل کیجاوے۔ تو علیحدہ دفتر تیار ہونا ممکن ہے گویا اسی جہالت کی بدولت وہ فرقہ جُہلا میں شمار ہو کر شودر سمجھا گیا۔ مجھے جہانتک تجربہ ہے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ سوائے تھوڑے نے تعلیم کے اور عورات میں کچھ جہالت نہیں ہے۔ اور نہ کچھ اور قدرتی طور پر رکاوٹ دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کی عورات تو گنگا پیر کا برت دھار کر گھر میں سایوں کی تصویریں ڈالنا یا ست نارائن کی کتھا سننی گئیں۔ چوتھ۔ اکادشی پورنماسی۔ اشٹمی۔ اماوس وغیرہ دنوں کو دودھ پینا یا پھلہار کھانے کو عبادت سمجھتی ہیں۔ اور اکادشی یا شیوراتری وغیرہ برتوں کی برتی مہاتم سن سنکر اپنا وقت ضائع کرتی ہیں اور اگر کوئی نفشا کے مارے کل تیرتھوں پر جا کر خاوند کی دولت برباد کر آئے یا جس کسی مندر یا دھرمسالہ بنوا دے۔ اُسکے مکت پانے میں تو شک کرنے والے کافر کہلاتے ہیں۔ یا اگر کوئی عورت مندرجہ بالا روزوں میں دیہانت ہو گئی۔ تو یہ بیکنٹھ دھام کو پراپت ہو کر مکت شدہ سمجھی گئی۔ وائے جہالت اور افسوس نادانی تو نے کیا کیا جال اور بھولی بھالی دیویوں کو تو نے چڑیلیں بنا دیا۔ اے پرماتما آریہ ورت کی استریوں کو جھوٹے برتوں و روزوں سے چھڑا کر نادانی پرستش سے بچا اور اپنی اکھنڈ و اٹل بھگتی پر راغب کر۔ اپنی گیان مایا کے جوہر اُنکو عطا کر تا کہ وہ نیک و بد آئینے سے آگاہ ہو کر نیکی کا سبق سیکھیں اور نیکوکار و فلاسفر بچے پیدا کریں +

آخری پرارتھنا

اے بال بچوں سے پاک و بے جنم مرن سے بیباک! استری دھرم آسمانو پر نہ رہنے والے انسانے روح کو قائم رکھنے والے راس لیلا کرنے و بن باس پھرنے سے آزاد اے ہمیشہ شُدھ بُدھ مکت و انادی و آنند کا سچا اپدیش حقیقی الہام کرنیوالے پرماتما! استریوں کی آتما کو جہالت سے شانتی دیکر عمدہ تعلیم۔ نیک چال چلن بہتر زندگی۔ اچھے انتظام اور اپنی بھگتی کے زیوروں سے آراستہ کر جھوٹے برتوں۔ عارضی خوفوں بناوٹی توہمات۔ فضول رسمیات۔ بیکار کتھا اور لایعنی فقرات سے اُنہیں بچا کر تہذیب کی پالیسی پر چلا۔ ہزاروں ہزار دھنواد پار برہم کو ہے جسکی کرپا سے آج یہ لیکچر سماپت ہوئی اور جسقدر متعلق بہبودی عورات کے واجب جانا تحریر کر دیا۔ مجھے اِس سے شہرت مطلوب نہیں صرف بہبودی انسان کی التجا ہے۔ زیادہ نیاز۔

اوم تت ست برہم

سماپت

ستری سکھشا

پر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مضمون

لیکھرام ورڈ ہ وسوانسی پوسار بھی لیکھرام اُن پرسوں میں تھا جو ستری سکھشا کے مہت کو سمجھتے ہیں۔ اور جو اس کام کے لئے جہاں تک اُن سے بن پڑا ہے کام کرتے ہیں اُس وقت جبکہ آریہ سماجوں میں سب پر کار سے سانتی تھی۔ جبکہ پارٹی کا لفظ جو بد قسمتی سے سماج کے ممبران نے ابھی تک نہیں سیکھا تھا اور جبکہ ہر ایک آریہ کیول دہرم بھاؤ سے پریرا جا کر مضمون اور کتابیں لکھتا تھا اُس وقت جیسے (جہاں تک ہمیں معلوم ہے) قریباً دس سال ہوئے۔ پہلا رسالہ جو ستری شکھشا پر سماجوں میں نکلا۔ پنڈت لیکھرام کی قلم سے نکلا اور شائع ہوا۔ اس رسالہ کا نام "کماری بھوشن" ہے اس میں پنڈت جی نے یکتی اور پرمان سے ثابت کیا ہے کہ ستری شکھشا نہایت ضروری ہے۔ وید اس کی آگیا دیتا ہے شاستروں کی اس کے لئے ہدایت ہے اور بدھی مان لوگ اس کے لئے سخت تاکید کرتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام پہلا شخص تھا جس نے سماج کے نیتاؤں کو ایک پراچین رسمی کا پرمان سُنایا کہ یگیوپویت سنسکار کا ادھکار جیسا بالکوں کو ہے ویسا ہی کنیاؤں کو ہے۔ (لیکھرام آریہ مسافر کی دلی خواہش تھی کہ کنیائیں بھی یگیوپویت سنسکار کریں۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے پراچین سمے میں یگیوپویت اور ویدآدھین سنسکار رشی پتر اور رشی کنیاؤں میں رائج تھا۔ اسی طرح سے اب بھی ستریوں میں ان سنسکاروں کا رواج دینا اتی اوچت ہے۔

لکچروں میں ذکر۔ اپنی زبردست تحریر کے سوائے پنڈت جی کے آریہ سماجوں میں ستری شکھشا پر سب لکچر ہوتے ہیں۔ اور پنڈت جی کمارل آچاریہ کی اس گفتگو کو جو راج مندر میں بیٹھی ہوئی راج کنیا نے کی تھی۔ اکثر لکچروں میں ذکر کیا کرتے تھے بھٹ کمارل آچاریہ کا رتانت یہ ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ویدک دہرم لوپ ہوگیا تھا شاستروں کا پڑھنا پڑھانا چھوٹ گیا اور سب لوگ ناستک ہوتے جاتے تھے۔ تو بھٹ کمارل آچاریہ ایک دن پھرتے پھرتے ایک راج مندر کے نیچے سے گزرے۔ ایک کنیا اوپر بیٹھی ہوئی ورلاپ کر رہی تھی۔

"ویدوں کا دھرم لوپ ہوگیا۔ ناستک پن پھیل رہا ہے۔ شاستروں کا ادر ہو رہا ہے ہائے کیا کوئی اس کی رکھشا کرنے والا نہیں!" رشی نے نیچے سے سُنا۔ جھٹ کھڑے ہوگئے اور راج کنیا کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "مت روئے کنیا مت رو۔ میں ابھی جیتا ہوں میں ویدوں کی رکھشا کرونگا" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت جی ستری جاتی کے کہاں تک مشکور تھے اور انکے دل میں کہاں تک خیال تھا کہ بھارت ورش میں ایسی ستریاں ہو گذری ہیں جو دہرم ناؤ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر ورلاپ کیا کرتی تھیں۔ اور رشی ان سے پریرے جا کر دہرم دہجا کو پھر سے اُڑانے کے لئے اُدیت ہوتے تھے۔

ستریوں کا سنسکار۔ مجھے اچھی طرح سے ایک دفعہ کی بات یاد ہے جبکہ ایک

دہاڑنہ ٹریں یک ستری کی نسبت سخت سخت الفاظ کہہ رہا تھا۔ تو پنڈت جی ان شبدوں کو نہ سہہ سکے اور اُس پرش کو بہت شرمندہ کیا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم اپنے آپ کو آریہ کہتے ہو۔ کیا تمہیں ویدوں کا بھی کچھ خیال نہیں تم آریہ کہلا کر بھی نہیں اگر تم آریہ ہوتے تو ستریوں کے لئے ایسے سخت لفظ کبھی استعمال نہ کرتے۔

جالندہر میں جن لوگوں کو پنڈت جی کے گھر آنے جانے کا موقعہ ملتا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پنڈت جی سب ستریوں کو ماتا۔ مائی۔ دیوی ہمیشہ ایسے لفظوں سے پکارا کرتے تھے اپنی دہرم پتنی سے انکا بہت ہت تھا۔ اکثر جلسوں پر وہ اپنی دہرم پتنی کو ساتھ لیتے تھے۔ اور سبھل کاموں سے اپنی سوشیلا نہا۔ نا سے بات جیت کیا کرتے۔ گواں کو وقت نہیں تھا۔ تاہم ستری متی لکشمی جی ستری سماج میں جانے لگیں۔

پنڈت جی اُن آدمیوں میں سے نہ تھے جو ستریوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور گرہست کی ضروریات کو لاپرواہی سے دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ ہر ایک ضروری حسر کو موقعہ پر بہم پہنچاتے اور دہرم پتنی کی اچھیا کو رستا سے پالن کرتے تھے در حقیقت یہ جوڑا خوشی سے زندگی کاٹ رہا تھا۔

اپنی دہرم پتنی کے ساتھ وایو سیون یعنی ہوا خوری۔ بہت سے لوگوں کو شاید یہ بات نئی معلوم ہوگی۔ کہ لیکھرام جی اپنی دہرم پتنی کی صحت درست رکھنے کے لئے اُن کو شام کے وقت سورج غروب ہونے کے قریب۔ کھلے کھیتوں میں وایو سیون (ہوا خوری) کے لئے لیجاتے تھے۔

کنیا آشرم کی کنیاؤں کے ساتھ باہر جاتے ہوئے میں نے کئی بار اُن کو اپنی دہرم پتنی لکشمی جی کے ساتھ جاتے دیکھا۔ اور کئی بار اُس خوش نصیب جوڑے کو کسی کھیت کے کنارے پر بیٹھے اپنے پیر کو کھلاتے ہوئے ملاحظہ کیا۔

کنیا مہاودیالہ کے ساتھ پریم۔ پنڈت جی مہاودیالہ کے بڑے حامی تھے۔ جالندہر جب وہ آتے مہاودیالہ کی کشل کھیم اوشیہ پوچھتے اور اُس کی ترقی کے وسایل پر غور کرتے۔ اپنے دوستوں سے جالندہر جانے اور مہاودیالہ کا معائنہ کرنے کی پریرنا کیا کرتے تھے۔ اُن کا آخری خط جو مہاودیالہ کے پربندہ کرتا کے نام آیا تھا۔ قتل ہونے سے کچھ دن پہلے کا تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا "لالہ ماروملُ رئیس جگادھری۔ جوکہ آریہ سماج کو دل سے مانتے ہیں گو ممبر نہیں ہیں۔ وہ کسی کام کے لئے لاہور آئے تھے آج مجھے ملے۔ اُنکا منشاء مہاودیالہ دیکھنے کا ہے وہ پرسوں وہاں آوینگے۔ آشا ہے کہ آپ اُن کے واسطے دوپہر کی گاڑی میں اگر آدمی یا گاڑی بھجوا دیں۔ تو مہربانی ہوگی انہیں اپنے مکان پر ٹھہراویں اور ودیالہ دکھلا دیجئے نتیجہ نیک نکلیگا۔

لیکھرام از لاہور۔ ۴ فروری ۱۸۹۷ء

انعامی مضمون جس مضمون کی یہ بھومکا ہے اسکا اتہاس یہ ہے کہ اگست ۱۸۹۴ء میں کنیا مہاودیالہ کی ترقی کے لئے ایک چاندی کا تمغہ انعامی مضمون کے لئے رکھا گیا تھا۔ تمغہ پر "ستری شکھشا" یہ الفاظ کھدے ہوئے تھے۔ مضامین کی جانچ پڑتال کے لئے تین صاحبان کی ایک کمیٹی نیت ہوئی تھی۔ مضمون میں حسب ذیل وشیوں پر وچار کرنا تھا:۔

اوّل کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے؟ یکتی اور پرمان سے۔

دوم۔ کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی ضرورت ہے؟

سوم۔ پرشوں کو ستری شکشا کی طرف رُچی دلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

چہارم۔ ستری شکشا کو ترقی دینے کے کیا کیا وسائل ہیں؟

پنجم۔ ستریوں کو پورن ودوشی بنانے یعنی اِن میں اعلےٰ تعلیم پھیلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

اور گو تمغہ لالہ جسا داس بی۔ اے کو عنایت ہوا۔ مگر پنڈت جی کا مضمون ایسا ہے۔ جس سے پبلک بہت لابھ اُٹھا سکتی ہے۔ اور جو ستری سکشا کے پرچارک اور سبھا انکو بہت مفید ہوگا۔

مضموں پر ایک سرسری نظر

پنڈت جی یکتی اور پرمان سے ثابت کرتے ہیں کہ وِدّیا کا ادہکار ستریوں کو ہے۔

سب سے پہلے ودیا کا ستریوں کو ادھکار ہے۔

وہ یہاں تک زور دیتے ہیں۔ "علاوہ بریں وِدّیا خود ستری لنگ ہے اور اِس کی دیوی سرسوتی بھی ستری ہے وِدّیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو وِدیا کا ادہکار ہے بعد ازاں مردوں کو۔ افسوس اگر ماتا یعنی سرسوتی کی جائداد سے بیٹیاں محروم ہوں"۔

ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی بہت ضرورت ہے

کیونکہ جیسا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ "اگر ستریوں کو سبھیا۔ سوشیلتا۔ کو ملتا شکچھ۔ دہرم اور موکھش کی ضرورت ہے تو بے شک انہیں وِدّیا کی ضرورت ہے اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے نہیں آسکتیں۔ اس لئے ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

ستری شکشا۔ اپدیش

پنڈت جی سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس مضموں کی اشاعت اور پرشوں کی رُچی اس طرف بڑھانے کے لئے اور اُپاؤں کے ساتھ کچھ لکچرار ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو ملک میں اس وشے پر اپدیش کریں۔ "امید کریں کہ پنڈت جی کی اس سفارش پر ہمارے وہ بھائی جو اپدیش دیسکتے ہیں۔ زور دینے میں غور کریں۔ اور بھارت ورش میں ستری شکشا کی ضرورت کا نا دیجائیں۔ یہاں تک اور اِس زور سے کہ بہرے ہیں جن کے کان وہ بھی سُنیں۔ اور سُننے کے لئے مجبور ہوں۔

ستریوں کو سکھشا کی طرف رُچی دلانے کے لئے وقت نکالو۔

ستری شکشا کے حامیاں کو پنڈت جی کے یہ الفاظ ہمیشہ مد نظر رکھنے چاہئیں۔ بلکہ ان پر عمل کرنا چاہئے۔ کہ کنیا پاٹھشالاؤں میں اپنی لڑکیاں داخل کریں اور اپنی ستریوں کو تعلیم دینے کے لئے گھر میں وقت نکالیں۔ تاکہ تعلیم حاصل کرکے اُنکی ستریاں وِدیا کی قدردان ہونگی۔ اور پھر وہ ستریاں اولاد کو بے وقوف رکھنا ہرگز ہرگز گوارا نہ کرسکینگی۔

پرشو! ہمت کرو۔ ہمت کرو اور ہمت کرو۔

پنڈت جی سماپتی پر پُرشوں کو اِس کام کیلئے اور پورنا رتھ سے تن من۔ دھن لگانے کی پیرنا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ "ستریوں کو پورن ودوشی بنانے کے لئے ستری شکشا کی ضرورت جلسے والے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہوکر اس مرض کے ناس کرنے کے لئے بس کریں۔ بڑی ہمت اور ہٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر کے تن و من جان اِس کے واسطے مصروف ہو جائیں"۔

ودیالہ قائم کرو۔

"اور سب مریضوں کو ایک شفاخانہ میں داخل کریں جسکا نام مہا ودیالہ ہوگا"۔

نِشک عورتوں کی زندگی پر ودیا کھیاں۔

پنڈت جی کی یہ تجویز نہایت عمدہ ہے۔ اور شکر اور خوشی کا مقام ہے کہ کنیا مہا ودیالہ جالندھر اس تجویز کو عمل میں لارہا ہے یعنی سب کنیاؤں کو ہال میں جمع کرکے پربندہ کرتا دھرتا لوگوں کے جیون چرتر پر ودیا کھیان دیتا ہے۔ اور ادھیاپک ادھیاپکائیں۔ کنیاؤں کو اچھی اچھی اور نیک ستری یا کنیاؤں کی کتھائیں یاد کراتی ہیں۔ اِن پر رُچی دلاتی ہیں۔ اور کنیاؤں کو سکھشا دیتی ہیں۔ کہ ہم بھی ایسی ہی ہوں۔ اسی تجویز سے وہ نیک عورتوں کی لائف پر سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد۔ وہاں ودیا کھیان دیا کریں۔ اور دوسرا اپاؤ یہ ہے کہ انعام کسی اچھے موقعہ پر۔ لڑکیوں کو اُن کے ماں باپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے دیا جاوے"۔

دیوراج

ستری شکھشا پر مضمون

بحوالہ اشتہار ست دہرم پرچارک ۴۔ اگست ۱۸۹۷ء

(۱) کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے۔ یکتی اور پرمان سے؟

زمانہ کے انقلاب اور ست دہرم کی ناؤ کے گرداب میں آنے کے کارن ایسے ایسے سوال بھی آریہ سنتان سے ہونے کا سمے آگیا۔ وہ لوگ کہ جن کی صداقت اور ... چار دانگ عالم میں مشہور تھی۔ آج اودیا کے زبردست دھکے سے ایسے گر گئے کہ اُنہیں آتمک سچائی سے انصاف کا ذرا خیال نہ رہا۔ بیہودہ توہمات میں کچھ ایسے پھنس گئے کہ پونر گس کو یک لخت ترک کر بیٹھے ہائے رے کال نہری لیلا کا جاننا سراپا محال ہے۔

اونشیہ ہی ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادہکار ہے۔ اور یہ بات تمام دنیا کے ودوانوں کی سمتی انوسار سوئیکار کرنے کے لوگ بلکہ جس ملک اور قوم میں ستری جاتی کے سدہار کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ روز بروز ادہوگتی کو جُھکتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہم لوگ ستریوں کی تعلیم میں سب مہذب قوموں سے پیچھے ہیں۔ پرنتو اب بھی دُنیا کی قوموں سے گئے گزرے نہیں ہیں۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی کی بعض اقوام میں تعلیم نسواں کا بہت چرچہ ہے۔ گجرات کا ٹھیا واڑ۔ کشمیری۔ اور بنگالی عموماً عورتوں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن میں جاہل عورتیں بمقابلہ اور قوموں کے کم ہیں۔

ادھکار کا خیال ... پورا ... بلکہ نوبیں ... ہی مدت کا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ... ستریوں میں ... پتہ نہیں ملتا۔ چنانچہ ادھکار اور ان ادھکار کے متعلق اور ... پورے فیصلہ کرنے والے مہرشی جیمنی جی نے فرمایا ہے۔ کہ ست شاستروں یعنی ویدوں کا سب منشیہ ماتر کو ادہکار ہے۔ کسی کو ان ادہکار نہیں۔ جب سب کو ادہکار ہے تو کیا ستری جاتی سب میں نہیں یا وہ انسانی فہرست سے خارج ہے۔ اگر اس شاستر کے وآکیہ سے سب کو ادہکار ہے تو پھر ویدوں سے بڑھکر کون مشکل پستک ہے اور کونسی اعلےٰ تعلیم ہے۔ جس کا انہیں حق نہیں۔ اور جب وید ست ودیاؤں کا پُستک ہے۔ تو سب ست ودیاؤں کا تحصیل کرنا جو نہیں پڑھ سکتے کسی کے واسطے رکاوٹ نہیں شاستروں میں سے کرم کانڈ کا ریا وہ تعلق میمانسا سے ہے۔ اور وہ سب کو ادھکار بتلاتا ہے اُسکا اُتر بھاگ ویدانت شاستر ہے جو اپنشدوں اور ویدوں کی برہم وِدّیا کا

ودھان کرنیوالا ہے۔ اس میں بھی کوئی ایسا سوتر نہیں جس سے پایا جائے کہ عورتیں اعلےٰ تعلیم کی ادھیکاری نہیں ہیں بلکہ سب کو برہم ودیا کا ادھکار لکھا ہے۔ اور اس سے بڑھکر عورتوں کی تعلیم کو نہایت ضروری سمجھ کر گرہیہ ودھان سے ہی اس کا ارتھ بتلایا ہے۔ بدیں الفاظ :۔

अथ यच्छेद्दुहिता मे पण्डिता जायेत सर्वमायुरियादिति तिलौदनं पाचयित्वा सर्पिष्मन्तमश्नीयातामीश्वरौ जनयितवै ॥

خود اُپ نشدوں میں بیسیوں وِدُسی عورتوں کے نام ہیں جو برہم وِدّیا میں کامل ہو چکی ہیں۔ مہاتما کپل جی کی والدہ دیو ہوتی جی بھی انہیں برہم ودیا سیروں میں سے ایک تھیں۔ یہ اُپ نشد یجروید کی ہے۔ خود یجروید میں بھی سب منش ماتر کو وید کا ادھیکار لکھا ہے۔ ادھیایہ ۲۶ منتر ۲۔

"پرمیشور کہتا ہے کہ جیسے میں سب منشوں کے لئے اس کلیان کرنیوالی رگ وید آدی چاروں ویدوں کی بانی کا اپدیش کرتا ہوں۔ ویسے تم بھی سب برہمن کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ اور سمبندھیوں اور اتی سودر آدی جنگلی قوموں کے لئے وید ودّیا کا اُپدیش کیا کرو"۔

جب پرمیشور نے سب سے اُتم اور اعلےٰ وید ودّیا کا سب کے واسطے اپدیش کرنا ارشاد کیا ہے تو ہم کون ہیں جو سب کو محروم رکھیں۔ اور اُسکا اپدیش نہ کریں۔ یہ تو وہی مثل ہے۔ داتا دان کرے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ یعنی داتا پرمیشور نے تو وید کا سب کے واسطے دان کیا۔ اور خودغرض بھنڈاریوں کے پیٹ میں درد ہوتا ہے کہ ہائے انکو کیوں ملتا ہے۔ وید کے جاننے کے کھٹ انگ اور کمٹ اپ انگ کا جاننا ضروری ہے یعنی شکھشا۔ کلپ۔ نروکت۔ چھند۔ جیوتش۔ ویاکرن۔ میمانسا۔ ویدانت۔ نیائے۔ ویشیشک۔ سانکھیہ۔ یوگ۔ آیوروید۔ ارتھ وید۔ دھنروید۔ گندھرب وید بھی بلکہ چودہ وِدّیا ہیں۔ پس ان کا سب کو ادھکار ہے۔

اتھروید کے گیارھویں کانڈ کے تیسرے انوواک اور چوتھے پرپاٹھک میں کنڈکا ۱۴ سے ۱۶ تک ۲۶ منتروں میں برہم چریہ کا ذکر ہے۔ اور جس خوبی سے وہاں اس آشرم کا ورنن کیا ہے۔ کوئی اعلےٰ تعلیم اس سے باہر نہیں رہ سکتی وہاں کنیا اور بالک دونوں کے واسطے برہم چریہ کی تاکید ہے۔ برہم چاری اور برہم چارنی کے سوبھاؤ۔ برتاؤ اور طریقہ تعلیم اور آریہ سمبندھی فرائض۔ بگیہ بویت وغیرہ سب کا بیان کرتے ہوئے منتر ۱۸ میں یہ ارشاد کیا ہے۔

"کہ کنیا برہم چریہ سیون سے وید آدی سب شاستروں کو پڑھکر پورن ودّیا اور اُتم شکھشا کو پراپت ہو۔ اور یووتی (پورن جوان) ہو کر اپنے مطابق (سدرش) پورن جوان پرش سے بیاہی جائے"۔

گارگی اور میتریئی اور کاتیائنی۔ سدآلسا۔ اور منڈن جی کی ستری ایسی ایسی فاضلہ ہو چکی ہیں۔ جنہوں نے صدہا پنڈتوں کے اوسان باختہ کر دیئے۔ اپنشدوں کے خزائن میں ابھی تک ایسے ایسے جواہر اُن کے دماغوں سے نکلے ہوئے موجود ہیں۔ جیسے آج کل کے اعلےٰ تعلیم یافتہ پُرش عموماً نہایت مشکل سے سمجھ سکتے ہیں چہ جائیکہ ویسے خیال پیدا کر سکیں۔ ویاکرن کی پُستکوں میں صاف اُداہرن (مثالیں) ملتی ہیں کہ جس طرح آچاریہ یعنی پُرش ماسٹر ہو کر لڑکیوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ ویسے ہی آچاریانی یعنے ستریاں بھی لڑکیوں کو پڑھایا کرتی تھیں۔ جب ماتا کو سب سے پہلے دیوتا گنا ہے

मातृदेवो भव

اور دیوتا کے معنی ہیں विद्वांसो हि देवाः اور مہابھاش میں لکھا ہے کہ देवा इति पण्डिताः تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح وہ دوان لوگ عورتوں کی تعلیم سے انکار کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں خود ماتا لفظ کے ارتھ ہی ودیا والی کے ہیں یعنے جو بچہ کے خیال۔ سوبھاؤ۔ عادت۔ صحبت۔ آچار۔ مذہب وغیرہ سب چیزوں کی مانند یعنی شُدھ ہار کرے۔ یہ شبد موقوف پر کبھی نہیں گھٹ سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ شاستروں میں جہاں کہیں تعظیم کا ذکر ہے۔ وہاں ماتا کی تعظیم کا بہ نسبت پتا کے اول ارشاد ہے ایک مشہور اخلاق سکھلانیوالے نے لکھا ہے

माता शत्रुः पिता वैरी येन बालो न पाठितः

علاوہ بریں وِدّیا خود ستری لنگ ہے۔ اور اُس کی دیوی× سرسوتی بھی ستری ہے جہاں تک ہم نے ست شاستروں کو دیکھا شُنا وِدّیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو ودیا کا ادھکار ہے۔ لعنت ان مردوں کو افسوس کہ ماتا یعنی سرسوتی کی جایداد سے بیٹیاں محروم ہوں۔

دلائل یکتی نمبر ۱۔ عورتیں مردوں کی اردھنگی ہیں۔ یعنے گرہستی انسان بغیر ستری کے ناقص ہے چونکہ اوِدّیا سے بڑھکر کوئی دُکھ نہیں اور عورتوں کا جاہل رکھنا گویا نصف بدن کا دُکھی رکھنا ہے۔ جسے کوئی عقلمند تسلیم نہ کریگا۔

یکتی نمبر ۲۔ ودّیا کا تعلق دماغ سے ہے اور ستریوں کو ایشور نے دماغ عطا کیا ہے اور آنکھیں بھی دی ہیں۔ اور زبان بھی پھر وِدّیا سے کس طرح محروم رہ سکتی ہیں۔

یکتی نمبر ۳۔ ستریاں وِدّیا پڑھ سکتی ہیں اور پڑھ رہی ہیں۔ بلکہ اعلےٰ سے اعلےٰ ایم اے۔ بی۔ اے کی ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں۔ سایبی بیسنٹ[1] اور میڈم بلیوٹسکی پاربتی۔ بنارس[2] کی بائی جی وغیرہ بہت سی فاضلہ ریفارمر ہونیکا دعوےٰ کر چکی ہیں۔ پس انکی اعلیٰ تعلیم سے انکار کرنا اور انہیں ادھکار نہ دینا مانو جھوٹ حق کی حق تلفی کرنا ہے۔

یکتی نمبر ۴۔ مورکھ انسان بہت جلدی بہک سکتا ہے بہ نسبت پڑھے لکھے کے آجکل کئی عورتیں جو مسلمانی ہو جاتی ہیں یا سادھوؤں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ اور دھرم کرم کی کچھ پرواہ نہیں کرتی ہیں اسکا باعث بھی جہالت ہے۔ کیونکہ تعلیم یافتہ عورتوں سے ایسے فعل نہایت ہی کم صادر ہوتے ہیں۔

یکتی نمبر ۵۔ ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کے راج میں رہ کر تعلیم نسواں سے انکار کرنا سراپا اودیا ہے اور صرف یہی نہیں کہ عورتیں وِدّیا پڑھ سکتی ہیں بلکہ انتظام سلطنت بھی عمدہ چلا سکتی ہیں۔ جھانسی کی رانی جمنا بائی اور اُس کا مشہور جنگ اور انتظام مرہٹہ عورتوں کی شہ سواری۔ رانی کیکئی کا راجہ دسرتھ کے ساتھ یدھ میں جانا۔ بیگم صاحبہ بھوپال کی بیدار مغزی اور نور جہان کی لیاقت کیا کسی سے مخفی ہے۔ یہ ساری کی ساری ملک کی ملکہ اور ریاست کی مالک کہلاتی ہیں اور ان میں سے نمبر ۲ و ۳ و ۵ گذر چکی ہیں اور نمبر ۱ و ۴ ابھی تک سریر آرائے سلطنت ہیں۔ کوئی بتلاوے تو سہی کہ کسی ہندوستانی راجہ یا نواب سی بیگم صاحبہ کا راج اور کسی شہنشاہ سے ملکہ معظمہ دامت حشمتہا کا راج بدانتظامی میں

× یہ آپکا نہایت پرانا اور دقیق شاعری کا استعارہ ہے یونانی لٹریچر یا کسی دیگر مذہب میں اسکی نظیر ملتی ہے

[1] یہ پہلی ناستک اور بریڈ لاکی مددگار مشہور فاضلہ تھیں اب کچھ عرصہ سے تھیاسوفیکل سوسائٹی میں ہیں اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں [2] یہ مشہور فاضلہ رشین میڈم ہیں جنہوں نے ہمراہ کرنل الکاٹ صاحب کے آکر ہندوستان میں تھیاسوفسٹ اخبار جاری کیا اور کئی کتابیں بڑی ضخیم تصنیف کیں [3] یہ فاضلہ جین دھرم کی اوپدیشکا رہیں [4] یہ سنسکرت کی فاضلہ بنارس میں نربدا ندی کے سنگم پر ایک گپھا میں رہتی اور ست اپدیش کرتی رہتی ہیں۔

ہے۔ بلکہ اس وقت دنیا کی کوئی سلطنت بھی امن امان اور وسعت میں ہماری سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔

یکشی نمبر ۵ ست نارائن کی سنگل گجش جوتھ واسنت کتھا۔ گورگیتا۔ اندھے کھوہ بھائی ٹالو وغیرہ کی دور از قیاس باتیں سنا کر آج کل جو ٹھگ لوگ استریوں کے سر منڈھ لیتے ہیں۔ یہ خرابی اُن کے تعلیمیافتہ ہونے سے نہ رہے گی کیونکہ وہ وِدّیا پڑھ کر ایسی کتھائیں بلکہ ان سے عمدہ عمدہ خود بنا سکیں گی اور ان فضولیات کی تردید بھی کر سکیں گی۔

لکشمی نمبر ۸۔ ملاں۔ جوتشیوں۔ ڈکوتوں۔ کمہاروں فال گیروں۔ گورو پرشنوں مسانڑوں۔ مرثیوں۔ مداریوں کی رونق کم ہو جائے گی (عورتوں کی تعلیم سے آزردہ ہونا چاہئے انکو نہ کہ ہمارے تعلیمیافتہ ہندو بھائیوں یا آریہ بھائیوں کو)۔

لکشمی نمبر ۹۔ استریوں کی بدچلنی کے ۷ اسباب ہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔ اکیلے[1] باغوں کی سیر کرنا۔ سرائے[2] میں۔ رات[3] کو دوسرے کے گھر جانا اور وہاں رہنا۔ محض[4] گپ لگانا۔ غیر مردوں[5] کے سامنے بے حیائی سے ناچنا اور ہنسی[6] ٹھٹھا کرنا۔ چلنا۔ زیادہ[7] لالچ۔ زیادہ[8] آرام طلب ہونا۔ زیادہ[9] دکھی ہونا۔ اکیلے[10] دیہات میں سفر کرنا ہوٹلوں[11] میں رہنا۔ خاوند کا بدمعاش ہو جانا۔ خورد[12] سالی میں شادی اور پھر ماں باپ کے گھر ہمیشہ رہنا۔ خود[13] رائی اور خود پسندی۔ مندروں[14] میں جا کر جگراتا کرنا یہ سولہ باتوں سے کسی نیک اور خاندانی عورت پتت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ساری خرابیاں بغیر تعلیم کے کسی طرح دور نہیں ہو سکتی ہیں۔ سارا ان تعلیم کا انہیں ادھکار اور ضروری ادھکار ہے۔

۲۔ کیا استریوں کو اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔

جن کو قدرت نے دل و دماغ دیا ہے انہیں اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ اگر استریوں کے پاس دل و دماغ زبان و آنکھ موجود ہیں تو ان کو ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو ان اعضائے کے ساتھ سمبندھ رکھنے والی ہیں۔ اگر استریاں ماں کے پیٹ سے پڑھی لکھی پیدا ہوتی ہیں تو انہیں کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب یہ معاملہ برعکس ہے۔ اور عرصہ سے مردوں کی تعلیم کا زیادہ پرچار ہونے کے کارن اور خود مردوں کی خود غرضی اور شرارت سے استریوں کی حالت زیادہ گر گئی ہے۔ تو بہت ہی زیادہ ضروری ہے کہ ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جاوے اور پھر آہستہ آہستہ اعلیٰ درجہ تک ان کو تعلیم دی جاوے۔ انگریزی قاعدہ کے مطابق نہیں بلکہ شاستری رشیوں منیوں کے قاعدہ کے مطابق یعنی سب سے زیادہ انہیں اخلاق۔ خانگی امورات۔ دھرم۔ صحت وغیرہ مضامین پر اعلیٰ تعلیم ہونی چاہئے۔

وِدّیا کا کام ہے سدھار کرنا۔ جو زیادہ بگڑا ہوا ہے اُس کو ہی زیادہ سدھار کی ضرورت ہے۔ زیادہ بیمار کو زیادہ اوشدھی کی ضرورت ہے نہ کہ تندرست کو۔ امورات خانہ داری کا زیادہ تعلق عورتوں سے ہے۔ اس واسطے زیادہ ضرورت وِدّیا کی خاص ان کے واسطے ہے۔ اگر استریوں کو نمرتا۔ سیوا۔ سوسیلتا۔ کوملتا۔ سکھ دھرم اور موکش کی ضرورت ہے۔ تو بے شک انہیں وِدّیا کی بھی ضرورت ہے۔ اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلیٰ تعلیم کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا استریوں کو اعلیٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

بالمیکی رامائن اجودھیا کانڈ سرگ ۱۲ شلوک ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ رامچندر جی جب کوشلیا سے ملنے گئے تو اُس وقت وہ سب ریشمی بستر دھارن کئے برابر ست کے برت میں لگی ہوئی منتر پڑھ پڑھ کر اگنی میں آہوتی دے رہی تھی۔

اور سیتا بھی دھرم شاستر وغیرہ پڑھی ہوئی تھی۔ (دیکھو سیتا اور راون کا مباحثہ) سب سے اعلیٰ تعلیم ویدک ہے۔ اور ویدوں پر فاضل قدیم زمانہ کی عورتوں کے مباحثے موجود ہیں جنہیں آجکل کے شاستری اور آلم۔ آجکل مشکل سے سمجھ سکتے ہیں اور آجکل عورتوں کی بہت دُردشا ہو رہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اُن کی خبر لیں (د بھگوتی سک سلوک نمبر ۱۴) پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں بستروں سے نکل کر تہذیب کے میدان میں آویں۔ اور ہمارے گرہست درحقیقت آریہ گھرانے بنیں تو انہیں اعلیٰ تعلیم کی بے شک ضرورت ہے۔

۳۔ پرشوں کو استری شکھشا کی طرف راغب کرنے کے کیا کیا اُپاؤ ہیں۔

پہلا اُپاؤ۔ چھوٹے ٹریکٹ عورتوں کی تعلیم کے متعلق فاضلوں کی قلم سے لکھوا کر ان کو اس دیش میں پھیلایا جاوے۔

دوسرا اُپاؤ۔ عام اخباروں میں ہر روز آرٹیکل عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت کے بارے میں دئے جاویں اور بغیر عورتوں کی تعلیم کے ہندوستان کی بُری حالت کا خاکہ کھینچا جاوے۔

تیسرا اُپاؤ۔ پڑھی ہوئی منتظم اور لائق استریوں کی سوانح عمریاں شائع کی جاویں۔

چوتھا اُپاؤ۔ کچھ لیکچرار بھی ایسے ہوں جو ملک میں اس مسئلہ پر اپدیش کریں۔

پانچواں اُپاؤ۔ جس بات پر بطور نقص کے عام خاص کو اعتراض ہو اُسے حتی الوسع رفع کیا جاوے۔ اور جہاں تک ہو سکے لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے نیک چلن عورتیں (شادی شدہ) ملازم رکھی جاویں۔ اور بورڈنگ ہاؤس میں بھی ایسا ہی انتظام کیا جاوے

۴۔ استریوں کو شکھشا کی طرف راغب کرنے کے وسائل کیا ہو سکتے ہیں۔

وسیلہ اوّل۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی لڑکیاں پاٹھ شالا میں داخل کریں۔ اور اپنی استریوں کو پڑھانے کے واسطے گھر میں وقت نکالیں۔ جب وہ وِدّیا کی قدردان ہوں گی تو اولاد کا موقوف رکھنا انہیں ہرگز گوارا نہ ہوگا۔

وسیلہ دوم۔ جو عورت سکول کی معلمہ ہوں چاہئے کہ وہ لڑکیوں کے سنسکار بجائے بناوٹ کے کام کریں۔

وسیلہ سوم۔ بڑے بڑے رئیسوں کی استریاں لڑکیوں کو مختلف شبھ موقعوں پر انعام دیا کریں۔ اور کبھی کبھی دیسی اعلیٰ افسروں کی استریاں بھی ایسا کریں۔

وسیلہ چہارم۔ لڑکیوں کو ماں باپ کی تعلیم اور عزت کرنا عملی سکھلایا جاوے۔ اور اُن کا وقت زیادہ دستکاری میں خرچ کیا جاوے۔ تاکہ شادی ہونے پر وہ خاوند کا ہاتھ بٹانے والی ہو جاویں۔

وسیلہ پنجم۔ جب لڑکی کا بیاہ ہو تو پاٹھ شالا کی طرف سے کوئی عمدہ چیز بطور انعام دی جاوے۔

۵۔ استریوں کی پورن وِدوشی بنانے کے کیا کیا اُپاؤ ہیں۔

جس طرح بیمار کو تندرست بنانے کے لئے دوائی اور ڈاکٹر اور پرہیز کی ضرورت ہے اسی طرح استریوں کو پورن وِدوشی بنانے کے لئے استری شکھشا کی ضرورت جاننے والے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس مرض کے ناش کرنے کے لئے یتن کریں۔ ایک معمولی روگ کے ناش کے لئے بڑی ہمت اور یتن کرنے کی اوشیکتا ہے چہ جائیکہ ایک راج روگ کو دور کرنے کی

صلاح کی حاجت ہے۔ اور پھر لگاتار بہت سے کام۔ کیا حاجت ایسے موقعہ پہ حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جانوں کے لئے و تسلیح [illegible] ہمہ جان اس کے واسطے مصروف ہو جائیں۔ وہ سب مریضوں کو ایک سفاخانہ میں داخل کر دیں۔ جس کا نام مہاودیالہ ہوگا۔

مہاودیالہ کی نگرانی کرنے والے ایسے شخص ہوں جو علاوہ منتظم ہونے کے نہایت ہی نیک چال چلن ہوں کیونکہ لوگوں کے ننگ و ناموس کا اس سے زیادہ تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ایسی غلطی سے کالدکت ہو کر ساری محنت کو برباد کر دیں۔ اور پھر ہم کو مایوس ہونا پڑے۔

آپ خیال رکھیں کہ زمانہ نے عیسائی دیانت سے تعلیم نسواں کو بہت سخت صدمہ پہنچا ہے اس قسم کی ساری خرابیوں کو حتے الوسع روک دیا جاوے البتہ سب سے زیادہ ضرورت ہے اس کتاب کی جو تعلیم اور قاعدہ تعلیم کی اصلاح کرتا ہے۔ ہمارے منتظموں کو چاہئے کہ وہ دیگر مہاودیالوں کی نگرانی کروانے والوں سے صلاح لیں۔ شاستر کی مطابق ۱۶ سے ۲۴ تک کنیا کے بواہ کا سمے ہے اور وید آریہ کا سمے ہے ۶ سے ۲۴ تک۔ ۱۰ برس۔ ۶ سے ۱۶ تک ۱۱ برس اور ۸ سے ۱۶ تک ۸ اور ۲ تک ۱۶ برس ہوتے ہیں۔ اگر طریقہ تعلیم آسان ہو اور تاریخ و جغرافیہ و حساب کو بھی آسان کیا جاوے تو پڑھائی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اور کالیداس کا بیہ اگر سیکھی کئے جاویں اور اُن کے بدلے ملکی یا سنسکرتی کے اخبار رکھے جاویں۔ تو کم سے کم ہرالبہ اور زیادہ تر ستیارتھ شاستر کے واسطے سمے کافی ہے اقلیدس عورتوں کو سلکاری میں زیادہ مدد دیگی اور میرے خیال میں وہ اُن کی طبیعت کے زیادہ اُلوکول ہے وید کی (ست) کی کتابیں شروع سے آخر تک پڑھائی میں کسی نہ کسی طرح شامل رکھی جاہئیں۔ اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کبھی کبھی امتحان لیا کرے علاوہ براں نیک عورتوں کی لائف پر کبھی کبھی سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد وہاں لیکچر یا کتھیاں دیا کریں۔ اور دوسرا اپائے یہ ہے کہ انعام یا کسی اچھے موقعہ پر لڑکیوں کو ان کے ماں باپ برادری کے لوگوں کے سامنے عزت دی جاوے۔

۳۰ ستمبر ۱۸۹۳ء لیکھرام آریہ مسافر شہر جالندھر

آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آپہنچا ہے۔ اور اودیا نے وہ دن دکھلایا جبکہ لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کہلانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر عمدہ اور مہذب وحقیقی نام بھلا کر ایک گمنام۔ وحشی غیر مہذب اور ناموزوں کلنک سے ہمارے بھائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور پیچھے وہ اصلی نام کی عزت اور واقفیت دور ہو کر اُسکا جاننا و ماننا بھی ہٹ گیا۔ اور یہاں تک اودیا کا بسیرا ہو گیا۔ کہ بجائے آریہ کے ہندو اور بجائے آریہ ورت کے ہندوستان کہلوانے اور کہنے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس !!!

نظر براں مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر اُن کی تشریح کر کے حق و باطل کا پورا اظہار کیا جائے۔ تاکہ اہلِ خلاف کو موقعہ لاف و گزاف کا نہ رہے۔

[illegible] ہم آریہ لوگ اس ہندوستان [illegible] ہندو نام کو کسی وجہ سے برُا سمجھتے [illegible]

نمبر ۱۔ ہماری قوم کا ہندو نام [illegible] سنسکرت گرنتھ میں درج نہیں ویدوں سے [illegible] سمرتی [illegible] [illegible] کی تصنیف [illegible] کبھی [illegible] شمار [illegible] اس واسطے ہمارا نام ہندو نہیں۔

نمبر ۲۔ کبھی کسی یادداشت [illegible] تمغہ [illegible] عمرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام نہیں لکھے گئے۔ [illegible] سے بخوبی ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

نمبر ۳۔ ہمارے [illegible] کی [illegible] اول [illegible] جو زمانہ اسلام سے پہلے کی تصنیف ہیں۔ نہ کہ زمانہ اسلام کی تصنیف پستکوں میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ جیسے کہ کسی مذہبی یا قومی رسوم کے ادا کرنے کے وقت تاہنوز بھی ہندو وغیرہ مستعمل نہیں ہیں۔ بس کسی طرح قابل قبول نہیں۔ کہ ہندو ہمارا نام ہو۔

پادری ٹامس ھ ول [illegible] شرح اسمائے ہنود میں فرماتے ہیں کہ ہندو لفظ اس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی میں آگئے ہیں وہ اس طرح سے مبدل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سپتاہ سے ہفتہ۔ سم سے ہم [illegible] سے ہزار۔ اسی طرح سندھ سے ہندو ہو گیا ہو معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے دریائے سندھ کے کنارے کے باشندے۔

جواب پادری صاحب اتنا تو مانتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے مگر سنسکرت سے آیا ہوا۔ یعنی سنسکرت کے سندھ سے ہندو بنا ہے ایسا فرماتے ہیں واضح ہووے کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یونانی لوگ براہ روم۔ ایران۔ اور افغانستان کو آریہ ورت میں آئے۔ اور راستہ میں جیسا کسی ملک کا نام سُنا ویسا ہی استعمال کیا۔ حرف س کا ہ سے بدل جانا ہم نے مانا۔ مگر فارسی میں سنسکرت کسی طرح نہیں۔ ہاں سنسکرت میں سندھ ہوا اور سندھ ہوا (دیکھو نگھنٹو ا۔ ۱۳۔ اوندی کوش ۱-۱) دونوں ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھ ہو کبھی، باشندگان آریہ ورت کی نسبت استعمال نہیں ہوا۔ ورنہ شایاں ہے۔ لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس لفظ کے معنے ہیں وہ البتہ مذموم معلوم ہوتے ہیں۔

سند۔ در فارسی بکسر سین بمعنے حرامزادہ و بندہ و شریر و قافیہ سعیو ساز کشف و سراج منتخب و غیاث و برہان و لطائف اللغات۔

چونکہ سرحد کے لوگ غیر ملک والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اسلئے ان کا نام غیر ملک والوں نے سند ہو یا ہندو رکھا۔ اور دونوں لفظ فارسی زبان سے مترادف ہیں اور اُس ملک کے محاورہ میں بھی لفظ [illegible] سیندہ کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان میں دریا کو سین کہتے ہیں جس سے لقب [illegible] کا نام ہے۔ یہ سیند ہو یا ہندو ثابت ہوتا ہے۔ کسی بھلے مانس کا نہیں۔ چہ جائیکہ آریوں کا۔ بس آپ کا یہ قول بھی ہر طرح ناجائز ہے۔

پادری۔ ممکن ہے کہ یہ ہندو نام سنسکرت کے لفظوں سے بنا ہو یعنی ہین اور دوش سے جن کے معنے بے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب اُن میں سے چند الفاظ چھوٹ بھی گئے ہوں جیسا کہ ہندو استھان کی بجائے ہندوستان بولا جاتا ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے کہ ہندوان کے بزرگوں نے

جو ہوشمند تھے۔ اسی نام کو جسکے معنے بدوں کے ہیں اپنی قوم پر عاید کرلیا ہو۔

جواب۔ آپکا وصفی تمکن سنسکرت کے رو سے بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ سنسکرت کی کسی لغات یا اصیاس میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندؤں کے بزرگوں کا جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے اور یہ لفظ استہان بھی بالکل اسبہوا اور بے محاورہ ہے۔ کیونکہ ایک فارسی۔ دوسرا سنسکرت ہے۔

البتہ اس کے تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے استھان سے فارسی کا ستان بنا ہے۔ مگر عربستان۔ افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ راجستان۔ بلوچستان۔ ترکستان گلستان۔ بوستان۔ دلستان۔ تاکستان۔ نخلستان۔ چمنستان کی امثال ہندوستان بھی ہے۔ کوئی لفظ اس میں سے جھوٹا ہوا نہیں ہے۔ پس یہ فرمانا بھی آپ کا محض بے بنیاد ہے۔ کہ یہ ہندؤں کی ایجاد ہے۔ نہیں نہیں غیر ملک کے باشندوں کا الزام ہے اور سب سے زیادہ کثرت استعمال اس کا بدولت اسلام ہے۔ چنانچہ اُس کے اثبات میں شہادتیں یہ ہیں:۔

(۱)۔ حضرت معاویہؓ کے والدہ کا نام ہندہ تھا۔ کیونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ منالب

(۲)۔ ہند بالکسر نام زنے کہ قاتل امیر حمزہؓ بودہ است۔ منتخب

(۳)۔ ہندو در محاورہ فارسیاں بمعنے دزد و رہزن۔ غلام مے آید۔ خیابان۔ غیاث

(۴)۔ ہندو زن۔ زن ساحرہ را گویند یعنی جادوگرنی عورت۔ غیاث۔ کریم۔

(۵)۔ ہندو با۔ یعنی ہندوستان با دوات (سیاہی) کنند۔

(۶)۔ ہندوے سر۔ زحل کہ در آسمان ہفتم است و پاسبان ملک است و رنگ سیاہ دارد۔ اگر پاسبان ہند کہ اینشا را سادہی گویند۔ رنگ سیاہ مے باشد۔ کشف۔

(۷)۔ ہندوئے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ نحس و سیاہ است۔ کشف برہان)

(۸)۔ ہندوئے بارک بین و ہندوئے سپہر ہفتمی۔ و ہندوئے گنبد گردان۔ زحل کشف

(۹)۔ ہندویو۔ بالکسر غلام و بندہ۔ کشف۔

(۱۰)۔ ہندو بکسر غلام و بندہ۔ کافر و تبع۔ کشف۔

(۱۱)۔ چار ہندو در یکے مسجد شدند + بہر طاعت راکع و ساجد شدند

(۱۲)۔ زلف دلبندش۔ صبا را بند در گردن نہد ۔ با ہواداراں رہرو حیلہ ہندو مے نہند۔

(۱۳)۔ اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

(۱۴)۔ خواجہ را بود ہندو بندۂ + پروریدہ کردہ او را زندۂ (مثنوی رومیؒ)

(۱۵)۔ دو ہندو برآیند ز ہندوستان + یکے زر دو پاسد یکے پاسبان (نظامیؒ)

(۱۶)۔ دو ہندوئے از پس سنگے سر بر آوردند۔ (گلستان)۔

(۱۷)۔ ہندوئے لفظ اندازی مے آموخت + حکمی گفت ترا کہ خانہ نبیں است بازی نہ این است گلستان۔

(۱۸)۔ بت ہندو ہندوئے کافر چہ کافرے رہزن + چہ رہزن رہزنے ایمان چمن منظر

(۱۹)۔ لب بر عارض آں ساہ پست است + ہندو بچہ ایست کہ خورشید پرست است

(۲۰)۔ جہاں ہندوست بار حلقت ۔ پدید بگرش نشست نا محسب نگیرد شیریں خسرو

(۲۱)۔ دو گیسو ہیں دو ہندوئے رسن باز + رسن با دست او رسن ساز (زلیخا)۔

(۲۲)۔ یکے خال سیاہ جا کرد بر کنج سر لب لعلش + تو گوئی بر لب آب بقا بنشست ہندوئے + ظہیر فاریابی۔

(۲۳) سکند در پیش پاسئے آں نگار بس سجدہ ہا زلفش ۔ بلے کارے بہ ار آتش

پرستی نیست ہندو را۔ دیوان غنی

(۲۴) من آں ترکِ سیاہ چشم ربیں نام + کہ ہندوئے سعادت شد مرا نام نیریں خسرو

اور یہی لفظ فارسی۔ عربی۔ عبرانی وغیرہ زبانوں میں قریب قریب انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہوگی جس میں یہ لفظ ان معنوں میں نہ آیا ہو۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں۔ قطعی ترک کرنے کے لایق اور عداوت اور عناد سے موضوع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اُن کے لئے یون ملیچھ وغیرہ۔

پادری صاحب زبان سنسکرت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی دونو ہی ایک مصدر آ یا دہا تو آر سے نکلی ہیں۔ اور آریہ اور ایرانی کے اصل معنے ہل چلا کر کھیتی کرنے والے کے ہیں اور خصوصاً یہ نام آریہ قوم کے لوگوں کا اس وقت تھا۔ جب یہ صرف کھیتی کرکے ہل واہی کرنے سے روٹی کماتے تھے۔

جواب۔ افسوس کہ جن کو مصدر یا دہاتو کی بھی تمیز نہیں۔ وہ بھی اعتراض کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ حرف آر دہاتو نہیں۔ بلکہ رِ دہاتو ہے جس سے سنسکرت میں آریہ اور آریہ نام بنے ہیں۔ اور اسی سے فارسی پہلوی میں ایرانی بنا ہے۔ مگر آریہ اور آریہ بھی ایک نہیں وہ رِ بنی سے بنا ہے۔ یہ اور ہے۔ پہلا تمام قوم پر ہیں۔ کھتری۔ ویش۔ شودر کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا چنانچہ ویشوں کے (منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۹۰ میں) نشووں کی رکھشا۔ دان دینا یگ کرنا۔ پڑھنا۔ سوہار کرنا۔ بیاج لینا۔ کھیتی کرنا۔ سات کام لکھے ہیں۔ اور پنجابی مثال ہے۔ اتم کھیتی مدھ سویار۔ نکھد چاکری بھیکھ ندار۔ آریہ کے معنے سنسکرت کے رو سے فاضل سریشٹ۔ وِدوان۔ دہارمک۔ ایشور بھگت کے ہیں۔ اور یہی ذکر میکس میولر صاحب نے بھی کیا ہے۔ (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۷۵) آریہ کے معنے فاضل وِدوان اور دیوتا اور خوش اخلاق دونوں تعظیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ دسیوں کی ضد ہے"۔

اور کل آریہ کھیتی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتدا سے اس کی چار حصوں پر تقسیم ہے۔ جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے گویا اُسی ہدایت پر اس تمدنی تقسیم کی بنیاد ہے۔ یعنی وِدّیا کا پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگ کرنا۔ کرانا۔ دان دینا۔ لینا۔ جو چھ کام ہیں اُن کا کرنیوالا برہمن۔ وِدّیا کا پڑھنا۔ یگ کرنا۔ دان دینا۔ ملک و قوم کی حفاظت کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اُس کا کرنیوالا کھتری۔ اور بموجب تشریح بالا کے دیشاٹن کرکے تجارت کرنیوالا۔ ویش اور جاہل محض اور خدمتگذار کا نام شودر ہے لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے ویش کھیتی کرنیوالے رہے یا کھیتی کرنیوالے کا ویش لقب رہا۔ مگر تمام بنی نوع انسان کا کام بموجب قانون قدرت کے صرف کھیتی کرنا نہیں۔ ورنہ علم شجاعت۔ حفاظت ملک کی خدمت پر اونکا کون کرے اور یہی تقسیم ایرانی قوم میں بھی اسی طرح بلحاظ تمدن کے موجود ہے اور کتاب دبستان مذاہب اور اُستاد ژند اور آبحیات سے واضح طور پر مشہود اور اسی کی تائید۔ میکس میولر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے یعنی پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۸ اور تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ قدیم یونانی۔ اور اہل روما اور اہل انگلش اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ (دیکھو تواریخ ہند) پس مناسب ہے کہ آپ اِس غلطی کا بھی علاج فرماویں۔ اور اس قسم کے فرضی و خیالی دعوؤں سے باز آویں۔

پادری۔ جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کھیتی کرنیوالے آرائیں کہلاتے ہیں۔

جواب۔ جناب آرائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ پنجابی ہے۔ جہاں تک بطرنعوں وغور کھاتی ہے۔ آرائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے۔ ہندو کوئی نہیں۔ جس سے یتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نام الکاعربی کے راعی سے بگڑا ہوا ہے۔ اور بہت تھوڑے لفظ ہیں سے جو ذراعلی کی طاقت میں بولنے کی وقت کے سبب اُسکا رائیں یا آرائیں بولنا دراکھی دشوار نہیں (راعی۔ ستان۔ نگہسان یعنی چراسدہ چاریایاں (رعاة) اور یہی آپ کا منشا ہے۔ بس یہ لفظ بھی عربی کے راعی سے بنا ہے سنسکرت کا نہیں

پادری۔ اگر اس سبب کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں پر ظلم کیا کرتے ہیں اور شریاتی جانوروں کو اپنی چھڑی سے جس کے سر پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے۔ چبھو چبھو کر ہانکا کرتے ہیں اور اس سبب سے وہ نوکدار کیل آر کہلاتی ہے۔

جواب۔ حضرت یہ اُن بیرحم جاہلوں کا کمال ظلم اور دہرم ساستر کے رو سے ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق ہیں۔ چنانچہ علاقہ مہاراجہ جموں یا کپورتھلہ۔ نابھہ یا جیندیا جودھپور وغیرہ میں کوئی اسکا استعمال نہیں کرتا۔ اور کرنیوالا سزا پاتا ہے (دیکھو رنبیر ڈنڈ وغیرہ) اور بٹالہ میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی صاحبان کی کوشش سے انجمن ہمدردی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون سرکاری بھی ایسے لوگوں کی تنبیہ کے واسطے جاری ہے (دیکھو ایکٹ ۵ سنہ ۶۹ دفعہ ۳ (۳) آر لفظ بھی سنسکرت کا نہیں بلکہ فارسی کا ہے۔ چنانچہ آرہ کامل وانعا لستان ونشا ورمیں لکڑی چیرنے۔ جوتی سینے والے آہنی آلہ کو کہتے ہیں۔ غالباً فارسی کے ان الفاظ سے ہی نہ ان بیرحم جاہلوں نے لفظ شن سا کر رائج کیا ہو تو تعجب نہیں بلکہ یقینی ہے۔

پادری۔ پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو جو صرف کھیتی کرنیوالے کو مخصوص تھا چھوڑ دیا اور نہ بسبب اس آریہ نام کے (اعلیٰ بائی) ہین۔ دوش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے۔ اسی قوم پر عاید کرلیا ہے اور یہ ہندو نہ بسبب آریہ نام کے اِس قوم میں زیادہ رواج پاگیا۔

جواب۔ آپ کا یہ الزام بھی بالکل خام ہے۔ کبھی کسی فاضل سنسکرت یا پراکرت نے یہ نام (ہندو) اس قوم کی نسبت عاید نہیں کیا۔ مگر المجبوری و معذوری حکم حاکم مرگ مفاجات جابکہ مسلمانوں کے وقت سے فارسی کا رواج ہوجانے سے دفتروں میں یہ نام تحریر ہونے لگا۔ اور آخرکار تمام ملک مسلمانوں کا ہندو (غلام) ہوگیا۔ آپکا یہ فرمانا کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو چھوڑ دیا بالکل فضول اور لغو ہے بلکہ دھوکھا دہی ہے جبتک علم و ہنر و سوداگری وغیرہ میں ترقی رہی تب تک آریہ نام رہا۔ اور جب سے سُستی اور کاہلی اور آرام طلبی نے گھر کرلیا۔ علم و ہنر و سوداگری و سفر و سیاحت سے دستکش ہوگئے۔ ہندو۔ کافر۔ غلام۔ بیم وحشی بن گئے۔ چنانچہ تواریخ بھی بتلاتی ہے۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے فلاسفی کے شوقین رہے اور ہندسہ اور طبعیات کے اُستاد اول بھی ہیں۔ اسی سبب سے وہ آریہ یعنی سرِشٹ کہلاتے تھے۔ ایران کا دارا بادشاہ بھی آریہ ہونیکا اقراری تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریارمنیا تھا (دیکھو سائینس آف لنگویج مصنفہ میکس مولر صفحہ ۲۸)

پادری۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنوں یعنی محمدیوں نے رکھا ہے۔ وہ محض غلط نہیں بلکہ دہوکھا ہے۔

جواب۔ چونکہ یہ نام ہماری کسی مذہبی پستک یا تواریخی یا علمی کتب میں کسی جگہ مذکور نہیں ہے اور مخالفوں اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صدہا مقام پر موجود ہے۔ جس سے نمونہ کے واسطے چند مقام ہم نے پیش کر دیئے۔ پس اسی حالت میں انکار محض کو سوائے تجاہل عارفانہ کے ہم اور کیا کہیں۔ مگر صرف یہ تاکہ ہندو بھائیوں کو ست ویدک دھرم سے محروم رکھ کر خوشامد چاپلوسی کرکے عیسائی بنا لیا کریں اور اُن کو آریہ نام سے نفرت ہوجائے۔ پادری صاحب نے ایک دام تزویر بچھاکر اُن کو گمراہ کرنا چاہا۔ ورنہ اور کچھ نہیں۔

پس ہر ایک دانا جان سکتا ہے۔ کہ یہ نام جب ہمارے مخالفوں کی کتابوں میں (خواہ وہ ایرانی ہوں یا اصحابی یا یونانی یا اعرابی یا رومی) موجود ہے۔ تو اُن کا دعوےٰ کس قدر دروغ بے فروغ ہے جس پر یہی کہنا پڑا کہ پادری نے دہوکھا بازی کو کام فرمایا اور حق سے مُنہ چھپایا ہے۔ ہم اُن کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ یا اُنکا کوئی اور الہامی یار غار یا فصلہ خوار (مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنسکرت کی کتاب میں بتلا دے اور ثبوت کرادے۔ ورنہ یہ دہوکھا بازی کا طوق مثل یہودا اسکریوطی یار مار کے قیامت تک دغاباز کے گلے میں رہیگا۔

پادری۔ کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ جو محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے لکھی گئی تھیں (مثلاً استر کی کتاب جو حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے ایکہزار برس بیشتر لکھی گئی تھی) اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ہندوستان ہے اور اسی طرح فلادس جو سفر یہودی مورخ بھی اپنی کتاب میں ہندوستان کا نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش سے ۶ برس پیشتر ہوا ہے۔ (دیکھو اُس کتاب کی ۸ باب ۵) پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور معروف تھا اور اغلباً اُسکو باسندے ہندو کہلاتے تھے۔

جواب۔ یہ ثبوت بھی آپ کے وسواس کی مضبوطی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ہمارا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور نہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ باقی رہا استر ہیں یا تواریخ یہودیہ میں ہونا۔ اول کتاب سکندر کے قریبی زمانہ کی بنی ہوئی ہے (دیکھو استر کی کتاب عبرانی بائیبل صفحہ ۱۱۸۷ مطبوعہ ۱۸۷۸ء لنڈن مسیح سے ۵۲۱ برس پہلے) اور دوسری مسیح کے بعد کی ہے۔ اور جہاں تک تحقیق ہوچکی ہے۔ غالباً یہی زمانہ ہے جب سے یہ بُرا نام ہمارے اور ملک کے واسطے غیر ملک والوں نے استعمال کرنا شروع کیا۔ چونکہ آپ کے بیان سے بھی ہمارے دعوےٰ کا ثبوت ہے۔ اور آپکے حق میں مضر کیونکہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ یہ نام یونانی لوگوں نے موضوع کیا۔

عام اعتراض۔ ہندو نام اندو سے بنا ہے اور اندو کہتے ہیں چندرماں کو یعنی چندربنسی۔

جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ اندو چندرماں کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں یہ کس طرح بن گیا۔ اور علاوہ بریں کیا تمام ہندو چندربنسی یا سورج بنسی ہیں۔ برہمن۔ ویش۔ سودر نہیں ہیں۔ اور اندو صرف چندرماں کو کہتے ہیں۔ بنسی کہاں سے آگیا۔ اور کس کے معنے ہوئے اور کیوں یہ نام اس دہاتو سے بھی کسی سنسکرت پستک میں آج تک مندرج نہیں ہے۔ اور کیا سوائے چندربنسی کے اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلاتے یا سورج بنسی سے کوئی اور نام نکلا ہے اور کیا آپکے سوائے دنیا بھر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں حسکہ ان مندرجہ بالا باتوں سے کوئی بھی یوگ نہیں ہوسکتی ہے۔ لہٰذا یہ دعوےٰ بھی محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اب تک چندربنسی سورج بنسی وغیرہ صدہا گوتروں کی قومیں آریہ ورت میں موجود ہیں۔ مگر ہندو کا نام و نشان ندارد۔

اب کچھ تھوڑا سا اِس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا آریہ نام کن کن پُستکوں میں مندرج ہے۔ زیادہ اسانت کے خیال سے اصل عبارت معہ حوالجات کے تحریر ہوگی۔

کی تو کیا رفتہ رفتہ زمین پر کوئی بھی ایسا ملک نہیں کہ جہاں کے علماء سنسکرت کی فضیلت اور قدامت کا دم نہ بھریں اور معقول دلائل اور ثبوت کی طرف توجہ دلانے پر اُس کی مدر ٹنگ ہونے کے دعوے میں کلام کریں۔ پس پادری صاحب کو اگر نہ معلوم ہو تو اب معلوم کریں۔ کہ آریہ شبد کا دہاتو پرتیہ اور معنے حسب ذیل ہیں :۔

आर्य पुल्लिङ्ग अर्तुर्योगा आर्यते वाक्यगतो यहतो वा पत इति स्वामिनि पुरुषौ सुहृदि श्रेष्ठ कुलोत्पन्ने पूज्ये च हे सङ्गते न्याय्यो केमास्ये। उदार चरिते शान्तचित्ते कर्तव्यमाचरति कामम् अकर्तव्यम् अनाचरन् तिष्ठति प्रकृताचारे सतु आर्य इति स्मृतः

اگر پادری صاحب سنسکرت جیسی دیوبانی کے سمجھنے کی عدم استطاعت کی وجہ سے یا آنکہ بیچون و چرا کا تعصبی چشمہ آنکھوں پر لگانے سے صرف آفرلور (پیچھے سے پیدا ہوئے) زبانوں ہی میں اچھی طرح مہارت رکھتے ہیں تو بھی لفظ آریہ کے معنے قریب قریب اُن زبانوں میں بھی بایں تقاضا ہے کہ وہ سب باتیں سنسکرت ہی کی فروعات ہیں۔ اعلےٰ اور افضل کے پائی جاتی ہیں جیسا کہ :۔

(۱)۔ آر۔ آرائے۔ ف۔ آراستہ کرنے والا۔ (۲) آرج۔ ف۔ قدر۔ مرتبہ۔ (۳) عرفی۔ ع۔ بلند۔ اونچا۔ (۴) آرین نام ایک شاعر کا + اگر آریہ شبد کی لفظی تحقیقات سنسکرت جیسے اعلےٰ ترین زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں کرنا محض حمق اور جاہلانہ حرکت ہے۔ تاہم دو فائدوں سے خالی نہیں اول کہ یہ کہ ہر زبان میں آریہ شبد قریب قریب ہم معنی ہونے سے سنسکرت کا مدر ٹنگ ہونا ثابت ہو سکتا ہے دوسرے ہمارے ایک امریکن بھائی کے دل میں لفظ آریہ کے معنے اور وقعت کی طرح کسی زبان کے ذریعہ سے متمکن ہونا اور جو بیٹھے اپنے اس وہم کی (کہ لفظ آریہ کی تحقیقات ہر طرح سنسکرت ہی زبان میں ہونا درست ہے) تائید نہ کرے کہ جو چند الفاظ مترادف اور ہم معنے دوسری زبانوں کے لکھے ہیں۔ وہ محض بغرض تسکین پادری صاحب اور نیز آریہ شبد کے معنے اُن کے دل نشین کرنے کے بجنسہ اُسی طور پر لکھے ہیں۔ کہ جس طرح صاحب لوگ اپنے بچوں کو حرف شناس کرنے کی غرض سے تصویر دار حروف دکھلاتے ہیں۔ تاکہ ہماری قوم اصلی اور پُرانے نام اور دھرم پر توجہ کرکے خواب غفلت سے جاگے۔ اور راہ راست پر قائم ہو سکیں ... سے اجتناب کرے۔ اوم۔ شانتی شانتی شانتی۔

رقیمہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۶ء

آپ کا بہی خواہ

منشی ... پرشاد ماسٹر اینگلو ویدک سکول از مقام چھبرا ضلع فرخ آباد

اب لفظ نمستے کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے ہندو بھائیوں میں جس طرح انہیں اپنا اصلی نام آریہ بھول گیا ہے۔ اسی طرح باہمی میل جول کے وقت بھی بہت بیٹھے اور رشی منی کرت گرنتھوں کے برخلاف اور بیہودہ الفاظ بے سمجھے بوجھے رائج ہیں مثلاً جے رام جی، کشن جی، سیتا رام، رام رام، ہری رام جی، ہری ہری، پیر پڑی، پونا بت گی، پاؤں لاگے، متھا ٹیکنا، نمو نارائن، آدیش، جے شنبھو جی، دیوی ماتا کی جے۔ اشیرباد وغیرہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے۔ ان باتوں کا پُرانی پستکوں میں سراغ نہ رہا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ پُرانے آریہ مہاتما اُس وقت میں (جن دنوں کہ ست دھرم کی ترقی تھی) ان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ اور جب سے ان باتوں کا استعمال ہوا ہے تب سے گھر گھر نفاق و بغض و حسد فساد کے گوہر سے جو کہ پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ مت متانتروں کے جھگڑے علیحدہ علیحدہ اِشٹ دیو وغیرہ بھی اسی نفاق اور پھوٹ کی برکت سے دکھائی پڑتے ہیں۔ ورنہ ایک ایشور کے بھگت ہونے سے اُنکا سُراغ بھی ملنا ناممکن ہوگا۔ آریہ ورت کی پوتر بھومی میں روز بروز بطالت و مخلوق پرستی کا پھیل جانا اور تنزل سے آئے دن رونق پانا صرف ایسے واقعات کا نتیجہ ہے۔ اور تاوقتیکہ معقولیت سے ان فضولیات کی تردید نہ ہوگی نفاق کا دور ہونا اسنبھو ہے۔ جہاں تک سناتن رشی منی پرنیت آریہ گرنتھوں کو دیکھا جاتا ہے نمستے کا لفظ باہمی استعمال کرنا پایا جاتا ہے۔ جو محبت اور اتفاق و ملاپ و اخلاق کے بڑھانے کے لئے نہایت موزوں ہے شاید کسی بھائی کو اعتراض ہو کہ نمستے کا لفظ سناتن گرنتھوں میں کہاں پر آیا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ چند حوالجات گذارش کی جاویں۔

چونکہ بعضے برہمن صاحبان (جنہیں حق پسندی سے خود پسندی زیادہ عزیز ہے) مساوات میں تو نمستے استعمال منظور کرتے ہیں۔ مگر چھوٹے سے بڑے یا بڑے سے چھوٹے کے واسطے پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ناجائز جانتے ہیں۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ ہم تینوں کا نمبروار ثبوت دیویں :۔

نمبر (۱) تتریتی اوپنشد واک ۱

ओ३म् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः नमो ब्रह्मणे नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि। त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं वदिष्यामि तन्मामवतु तद्वक्तारमवतु अवतु माम् अवतु वक्तारम् नरी पोयमिषि दृ ॥ १ ॥

نمبر (۲) اتھرووید

नमस्ते अस्तु विद्युते नमस्ते स्तनयित्नवे नमस्ते अस्त्वश्मने येना दूडाशे अस्यसि ॥ अथर्ववेद: व १२ का १ मन्त्र ॥१॥

نمبر (۳) یجروید ادھیا ۱۶

नमस्ते। नमस्ते रुद्र मन्यव ऽउतोत ऽइषवे नमः बाहुभ्यामुत ते नमः ॥

نمبر (۴) یجروید ۱۳/۵

नमस्तु रु। यो ये दिवि येषां वर्षमिषवः। तेभ्यो दश प्राचीर्दश दक्षिणा दश प्रतीचीर्दशोदीचीर्दशोर्ध्वाः। तेभ्यो नमो ऽस्तु ते नो अवन्तु ते नो मृडयन्तु ते यं द्विष्मो यश्च नो द्वेष्टि तमेषां जम्भे दध्मः ॥

نمبر (۵) گیتا ۱۱ ادھیا اشلوک ۳۹

नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते ॥

نمبر (۶) وشن سہسر نام شلوک نمبر ۳۳

नमः कमलनाभाय नमस्ते जलशायिने नमस्ते केशवानन्त वासुदेव नमस्तस्तु ते

نمبر۷ وشن سہر نام شلوک نمبر ۱۳۴

वासनावासुदेवस्य वासितं भवतं त्रयं सर्वभूतन
वासीनोवासुदेव नमस्तुते ॥

نمبر۸ وشن سہنسر نام شلوک نمبر ۱۳۵

नमो ब्रह्मण्य देवाय गो ब्राह्मणहिताय च जग
द्धिताय कृष्णाय गोविन्दाय नमो नमः ॥

نمبر۹۔ جنڈی پاٹھ ادہیاہ ۵ سلوک ۷ سے ۱۴ تک

نمبر۱۰۔ شیو پُران اُترکھنڈ ۱۴۔ ادہیا شلوک ۲۴

तवाव बोधो भगवन भूतानामुद्याय च प्रलयाय भवे
द्राचिर्नमस्ते कालरूपिणे

نمبر(۱۱) شیو پُران اُترکھنڈ ۱۴۔ ادہیا شلوک نمبر ۲۸

जगदीश त्वमेवासि त्वत्तो नास्ती वइश्वर जगदादि
रनादिस्त्वं नमस्ते स्वात्म वेदिने

نمبر(۱۲) سیو پُران اُترکھنڈ ۱۴۔ ادہیا سلوک نمبر ۳۹

नमस्सामु द्ररूपाय सद्यावक ठिनाय च स्थूलाय जु
रुवे तुभ्यं रूपात्माय लघवे नमः

نمبر(۱۳)۔ سارسوت سوترہ ۲۸۵۔

नमस्ते भगवन भूयो देहि मे मोक्षम व्ययम् स
सीवासजहा सी त्रै ह ह्या वी द न याच न म ॥

نمبر(۱۴)۔ گورو گوبند سنگھ کا جاپ جی پوڑی ۲ سے لیکر ۸ ۱۴ تک اور ۲۴ سے ۵۰ تک اور ۶۵ سے ۱۷ تک اور ۱۴۴ سے ۱۸۷ تک و ۱۹۸ جاپ جی۔

نمبر(۱۵) ست نارائن کی کتھا ادہیا پہلا سلوک ۵۲۔

नमः सत्यनारायणस्य व र्ते नमः शुद्ध शारदाय ग्नि
स्वस्य भर्ति करा लाय का लात्म काया स्य क त्रै न नमो
नगन्मे यलाया त्म मूर्तये

نمبر(۱۶) یجروید ۱۶/۳۲

नमो ज्येष्ठाय च कनिष्ठाय च नमः पूर्वजाय च
परजाय पर च नमो मध्यमाय च पालभाय च ।
नमो

اور اسی طرح بھوشٹ پوران اور آدیتہ ہردے میں بھی بہت جگہ اور مقام میں نمستے کا لفظ موجود ہے۔

نمبر(۱۸) منوسمرتی ادہیاہ ۲ سلوک نمبر ۱۲۷
نمبر(۱۹) ادہیاہ ۲ سلوک ۲ نمبر ۱۳۶
نمبر(۲۰) 〃 〃 نمبر ۱۳۷
نمبر(۲۱) 〃 〃 نمبر ۱۳۸
نمبر(۲۲) منوسمرتی ادہیاہ ۳ شلوک نمبر ۳
نمبر(۲۳) 〃 〃 نمبر ۵۵
نمبر(۲۴) 〃 〃 نمبر ۵۶

نمبر(۲۵) منوسمرتی ادہیاہ ۳ سلوک نمبر ۵۷
نمبر(۲۶) 〃 〃 نمبر ۵۸
نمبر(۲۷) 〃 〃 نمبر ۵۹

اور دیگر سمرتیوں میں بھی صدہا جگہ اس نمستے شبد کا ذکر و بیان ہے۔
نمبر ۲۸۔ بالمیک راماین میں بن کانڈ میں وشوامتر اور وسشٹ کی باہمی رخصت کا ذکر ہے۔

नमस्तेस्तु गमिष्यामी

نمبر(۲۹) شبدارتھ سہاو صفحہ ۱۸۵۔

नमस्य नमस्कारणीय (त्वी) (स्यी) पूजाताजीमके
लायक ममस्ते वाता

نمبر ۳۰۔ سروانو کرم سوتر نمبر ۸ واک ۲۴ میں نمستے کو ماگولک جی ہدایت آوادم اور عموماً بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ تعصب اور ضد کا تو کوئی نسخہ و ہنر اور لقمان کے پاس بھی نہ تھا۔ اگر غور سے جو صاحبان خیال فرمائینگے۔ اُن پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ نمستے شبد موزون وسیع۔ فصیح اور عمدہ اور معنے خیز کیا کوئی مذکورہ بالا ناموں سے ہے۔ جہاں تک سوچا گیا ہے کوئی نہیں۔ بس ضروری ہے کہ ہم اس محبت اور اتفاق اور اخلاق سکھانے والے کا نام استعمال کریں۔ تاکہ ملک و قوم کے تنزل کا حال ہو کر اُس کے ابھار و ترقی کی طرف کمر ہمت باندہیں اور ہندوستان کو پرمیشور کی برکت و کرپا سے آریہ ورت بناویں۔

پادری صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ اگر ہندو نام فارسی میں بُرے ہونیکے سبب متروک ہے۔ تو نام فارسی میں غلام و بمعنی سردار کو اور اسی طرح آریہ عربی میں کینہ ور قوم کو اور سیر سنسکرت میں حکیم اور فارسی میں درخت بے ثمر کو اور ماد جسکے معنے سنسکرت میں ایسکا شروع نہ ہوا اور عربی میں دشمنی کو کہتے ہیں ... کیوں نہ ترک کر دئے جاتے ہیں۔

اسکا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ رام اور آریہ اور وید اور ماد لہ سنسکرت کی کتابوں میں صدہا مقاموں میں موجود ہیں۔ مگر ہندو لفظ کا نام ونشان تک اُدہر نہیں۔ اسواسطے پہلے نام قابل تسلیم اور دوسرے لائق ترمیم یا تنسیخ ہیں اگر ہندو بھی کسی آرش گرنتھ میں ہوتا تو ہمیں تسلیم کرنے سے کب انکار تھا۔ مگر بعد ثبوت (جیساکہ تاہنوز ہو چکا ہے) ہمیں کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہے بس ہر ایک آدمی کو واجب ہے کہ بعد مطالعہ کے حق کو اختیار کر کے آریہ کہلانے اور نمستے بولانے سے کسی طرح کبھی انکار نہ کرے۔

پادری۔ جب دیانند نے سُنا کہ زبان فارسی میں آشیرباد کے معنی قصد ہویکے ہیں۔ تو اس لحاظ سے اُنھوں نے سنسکرت اشیرباد کو تیاگ دیا اور بجائے اسکے نمستے قرار دیا حالانکہ جو اشیرباد ہے وہ سنسکرت میں اچھے معنی رکھتا اور بہت پرانا لفظ ہے اور منوسمرتی اور دیگر معتبر کتب میں بہت جگہ پایا جاتا ہی نہیں بلکہ اُس کے استعمال کے لئے نہایت درجہ کی تاکید کی گئی ہے (دیکھو منوسمرتی ادہیاہ ۲ سلوک ۱۲۶)

جواب۔ پادری صاحب آپنے غلطی کی اور مہاراج ممدوح کو خواہ مخواہ الزام دیا اور سوامی جی نے کہیں بھی اشیرباد کے تیاگنے کی ممانعت نہیں کی۔ اور نہ کبھی اسکا رواج دیا۔ جو لفظ سابق رشیوں کے گرنتھ میں مروج دیکھا۔ چونکہ وہ بہت عمدہ تھا بنابراں اُسی کا رواج دیا۔ اور نفاق کے پھیلانے اور صداقت اور محبت کے دور کرنیوالے کو دور کیا۔ آپنے جو منو کا حوالہ دیا ہے۔ اُس اصلی سلوک میں لفظ اشیرباد نہیں ہے البتہ ابھیوادا ور پرتیواد ہے جو ایک ست کار اور دوسرا اُسکا اُتر ہے۔ جسکو سوامی جی نے بھی جائز بتلایا ہے تیاگ نہیں کیا۔ دیکھو وید انگ پرکاش بھاگ ۴

نمبر ۲۴-۲۵-۲۶۔ یہ اعتراض بھی صرف دھوکھا ہی ہے کسی طرح جائز نہیں ہے

* یہ شہادتیں تینوں مدارج انسانی کے استعمال کے واسطے کافی و وافی ہیں جن کے رو سے چھوٹے بڑے مساوی کے واسطے بولنا نمستے کا درست ہے۔

پادری۔ ہندو راجوں اور عالموں نے سوائے دیانند جی اور اُس کے ماننے والوں کے کبھی کوئی اعتراض (ہندو) نام پر نہیں کیا۔ اور ہندوؤں کی پستکوں میں اس نام کا رواج پایا جاتا ہے مثلاً گورو نانک صاحب کے آدگرنتھ میں بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا ہے۔ اور پیر گورو گوبند صاحب جو فارسی زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اُن کو کبھی نہ معلوم نہ ہوا کہ جس قوم میں سے ہم لوگ ہیں۔ اسکا نام محمدیوں کی جانب سے بہت بُرا رکھا گیا ہے۔ اس لئے وہ نام تبدیل کیا جاوے۔

جواب۔ ہندو راجوں کی عملداری میں عموماً ورن گوت کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ اور ہندو نام مسلمانوں کے آنے سے پہلے بالکل ندارد اور اب بھی النادر کالمعدوم کے طور پر ہے۔ اور وہ اردو فارسی کی مہربانی ہے۔ مگر راجوں کے خطاب میں اب بھی آریہ کُل دیواکر اندر مہندر وغیرہ سنسکرت کے بیحاربھ القاب مزین ہوتے ہیں۔ ہندو بالکل نہیں۔ باقی رہا ست اوپدیشک بابا نانک جی مہاراج کے آدگرنتھ صاحب میں ہندو لفظ کا ہونا وہ ہمیں تسلیم مگر اثر فارسی کی تعلیم کا ہے اور مسلمانی عملداری و ملکی بولی کی تفہیم ورنہ کبھی نہ ہوگا۔ اور نہ تحریر یہ طور پر انہوں نے اس کا ذکر کیا۔ بلکہ سادہ ہاں طور سے ست دہرم کا اُپدیش پنجابی زبان میں دیا۔ جس سے لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے بچایا اور ست دہرم پر قایم فرمایا (مفصل حال سرمہ چشم آریہ کے جواب میں دیکھو) باقی رہا یہ کہ شجاعت مجسم صداقت مرسم عالم میدان جنگ۔ شیر مرد۔ فوجی آہنگ گوبند سنگھ صاحب کو اس نام کا بُرا معلوم ہونا یہ آپ کی کمال غلطی و ناواقفی ہے۔ اگر آپ کو ذرا بھی اُنکی تواریخ و ارشادوں سے واقفیت ہوتی تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ اُنہوں نے بہ سبب اچھی مہارت حاصل کرنے فارسی کے اسکے بُرے معنے جبھی سمجھ کر اسکو بالکل متروک کردیا۔ اور سکھ یا سنگھ نام مقرر فرما کر کے تمام اپنے پیروؤں کا نام مجموعی قوم خالصہ (جو آریہ کا نام فارسی میں مترادف بالعطف ترجمہ ہے۔ قرار دے کر اسی کے استعمال کا ارشاد فرمایا (دیکھو غیاث اللغات منتخب و کشف۔ خالص و خالصہ و نیا بیخته۔ بے جزئے و پاک و بے آمیغ یعنے بے آمیزش) چنانچہ اُن کے تمام پیرو اور تمام پڑھے لکھے سنگھ بھائی ہندو نام کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سکھ اور سنگھ واسطے سمجھانے آریہ بھائیوں کے اور خالصہ واسطے سمجھانے محمدیوں وغیرہ کے ہے۔ اسواسطے یہ آپکا دعوے سراسر بے اساس ہے۔

پادری۔ غور کا مقام ہے۔ کہ اکبر بادشاہ جو بے تعصب مشہور ہے اور جسکے عہد میں بہت ہندو دانا امیر اور وزیر اور زبان فارسی میں پوری پوری لیاقت رکھنے والے آزادانہ طور پر گذارہ کر چکے ہیں۔ اسوقت اُنہوں نے بھی اس نام پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ پس جبحالت میں ہندوؤں کے بزرگ اُسی کو رواج دیتے اور اپنے پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اسپر نہیں کیا۔ تو اِس سے معلوم ہوتا کہ وہ اِس نام کو اچھا جانتے تھے نہ کہ بُرا۔

جواب یہ قاعدہ ہے کہ جب تک دو باتوں کا مقابلہ و موازنہ نہیں ہوتا۔ اور جبتک مقابلہ و موازنہ کے واسطے آدمی نہیں ملتی۔ جبتک انسان دونوں زبانوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتا تب تک کسی طرح کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ امرا و وزرا۔ لوگ آرام طلب یا مصروف بکار سرکار ہوتے ہیں۔ اسواسطے اُنہیں بھی پڑتال یا رسومات قبیحہ کے دور کرنیکا موقعہ کم ملتا ہے۔ یہ بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ جس طرح نہیں کیا صرف کہا جاسکتا ہے اسی طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ کیا ہو تو کیا شک ہے۔ عدم صرف خبر نہ پہنچ سکنا ہے سو اسکا اثر و یقین پر مساوی ہے وہ ہندوؤں کے بزرگ بھی نہیں تھے بلکہ صرف دولتمند انسان تھے۔ سوائے دنیاوی عزت کے ہندو کسی عزت کی نگاہ یا فخر کی نگاہ سے اُنکو معزز نہیں سمجھتے۔

پادری۔ ہندو اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنے اپنی زبان سنسکرت میں دیکھنے چاہیئیں نہ کہ زبان فارسی وغیرہ میں۔

جواب۔ ہر ایک شخص جسکو کچھ عقل بھی ہو۔ اور اُس کی عقل کو کسی غرض نے اندھا نہ کر رکھا ہو۔ وہ ضرور انصاف سے کہیگا۔ کہ ہم نے جسقدر آریہ و آریہ ورت کے متعلق اقرار اور ہندو ہندوستان سے انکار کیا ہے وہ اُسی تحقیقات سے ہے جو ہم نے سنسکرت کے مطابق (بقول پادری صاحب کے) کی ہے چونکہ سنسکرت میں ان دو لفظوں کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ اور نہ کسی کوش (لغات) اتہاس (تواریخ) یا دھرم پُستک میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اسواسطے بقول آپ کے بھی ہم کو اور سب اہلِ مُلک کو اِن بُرے ناموں کا تیاگ یعنی ترک کرنا ضروری ہے ہم ایسا بالکل نہیں کرتے۔ کہ سنسکرت الفاظ کو فارسی کے مغلوب سمجھ کر ترک کر دیں بلکہ ہم تو جو سچی اور راست اور مطابق دھرم بات ہے اس کو قبول کر کے جھوٹھ اور بُرائی کو جو الزامی طور پر متعصبین غیر ملک نے لگائی ہیں۔ ترک کرتے ہیں۔ اور یہی آریہ سماج کا مبارک اصول نمبر ۴ ہے۔ کہ ست کے اختیار کرنے اور اسّت کے چھوڑنے میں سروتھا تیار رہنا چاہیئے۔ اس واسطے ہم نے اس اصول کے لحاظ سے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب عرض کر دیئے۔ ہر ایک حق پسند کو ضروری ہے کہ بُری باتوں بُرے ناموں اور بُرائی سے بچنے کے واسطے نہایت مستعدی سے جہاں تک جلد ہو سکے تیار ہو۔ پرماتما آپ کے دہارمک ارادوں میں برکت دے۔ زیادہ سلام۔ راقم لیکھرام آریہ مسافر۔

مردہ ضرور جلانا چاہیئے

مُردے کے ساتھ مختلف ممالک اور اقوام میں مختلف سلوک ہوتے ہیں جلانا دفن کرنا۔ جانوروں کے آگے ڈالدینا۔ ہوا میں یا مصلح ڈال کر خشک کر دینا۔ پانی میں بہا دینا۔ آریہ لوگ قدیم سے مردہ جلاتے ہیں۔ یہودی عیسائی۔ محمدی دفن کرتے ہیں۔ پارسی جانوروں کے آگے ڈالدیتے ہیں اور قدیم مصری ہوا میں یا مصلح ڈالکر خشک کر دیتے تھے بعض خاص قومیں پانی میں بہا دیتی ہیں۔ ہمارا مطلب اِس تحریر سے یہ ہے کہ جو حق ہو جو علم و عقل کے مطابق ہو جس سے نقصان بالکل نہ ہو یا بہت ہی کم ہو اُس کو رواج دینا چاہیئے۔ اور جو طریقہ علم حکمت کے خلاف ہو بیماری پھیلانے والا بت پرستی کے پھیلانے والا۔ گناہ میں لوگوں کو ڈالنے والا۔ لوگوں کو تباہ کرنیوالا۔ اُس سے نفرت کر کے ترک کرنا چاہیئے کیونکہ مذہب اور رواج وہی سچا ہے۔ جو سچے علم کے مطابق ہو باقی سب باطل ہے۔

> مردہ دفن کرنے کی بابت تحقیقات۔

توریت سفر پیدائش باب ۴۔ آیت ۱ سے ۱۶ تک قائن اور ہابیل کا قصہ ہے کہ ایک کی قربانی خدا نے منظور کی اور دوسرے کی نامنظور جس پر قائن (جسے مسلمان قابیل کہتے ہیں) نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور اس واسطے کہ ظاہر نہ ہو جاوے۔ اُسے دفن کر دیا۔ خدا نے پوچھا کہ اے قائن تیرا ہابیل بھائی کہاں ہے اُس نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں اُسکا نگہبان ہوں؟ خدا نے کہا کہ تیرے بھائی کا لہو زمین سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ تو نے اسے قتل کر دیا۔ آخر قائن نے اقبال کیا جس پہ خدا نے اُس کو وہاں سے نود کی زمین میں چلے جانے کی اجازت دی۔

اس کے متعلق قرآن میں لکھا ہے "فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأة اخیہ۔ قال یا ویلتیٰ اعجزت ان اکون

فَتَنْبِيۡتِي الَّا اُرَابَ فَاوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِي فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ (سورۃ المائدہ)
[illegible] تفسیر حسینی میں صاف طور پر قابیل و ہابیل کا سارا قصہ لکھا ہے کہ جب قابیل ہابیل کے مارنے کے فکر میں تھا تو اُس وقت شیطان آدمی کی شکل بن کر اسے تعلیم دینے [illegible] ایک مرغ ہاتھ میں پکڑا ہوا۔ پس شیطان نے اُس مرغ کے سر کو پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اُس پر مارا اور وہ کوفتہ ہو گیا اور مر گیا۔ قابیل نے تدبیر اس سے یہ سیکھی حتیٰ کہ جب ہابیل کو پتھر پر سر رکھے سویا ہوا پایا۔ اُسی طرح پتھر اُس کے سر پر اٹھا کر مار ڈالا اور مردہ ہوا۔ قیامت کے روز دوزخ کا آدھا عذاب اُس کو ہوگا۔ اب قابیل نہیں جانتا تھا کہ اُسے کیا کرے۔ چنانچہ اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چالیس روز ہر طرف پھرتا رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سال تک پھرتا رہا [illegible] اور بدبودار ہو گیا جانور اس پر گرتے تھے کہ پھینک دے اور ہم [illegible] سے وہ بہت تنگ آ گیا اتنے میں ایک کوے کو قابیل نے دیکھا کہ اپنے پاؤں سے ایک گڑھا کھودا اور دوسرے سے مُردہ کوے کو لایا اور اُس میں دفن کیا اور اوپر خاک ڈال دی۔ قابیل نے کہا کہ میں اس کوے سے بھی کم عقل ہوں اس کے بعد قابیل نے ہابیل کو کوے کی طرح دفن کیا۔" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ جلد اول نولکشور) ایسا ہی آنریبل سر سید احمد خاں صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں ہابیل و قابیل کا کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے جب ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو اُس کی لاش چھپانے کے [illegible] تھا دیکھا اس نے ایک غراب یعنے کوے کو کہ وہ ہڈی مٹی میں چھپاتا ہے" انسان نے مردہ کا دفن کرنا حقیقت میں اسی وقت سے سیکھا ہے۔
(تہذیب الاخلاق جلد ۱ نمبر ۴ صفحہ ۳۵)۔

پس صاف ظاہر ہے کہ مردہ کا دفن کرنا انسان نے غراب یعنے کوے سے سیکھا یا [illegible] کی نقل کی ہے کوئی مذہبی بات نہیں اور نہ دفن کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ ان امروں کے سبب یعنے مردہ دفن کرنے کے سبب قبرستان کے متصل کی کھیتوں کا غلہ نہایت ہی مضر صحت ہے انکے قریب کے کوؤں کا پانی صحت کا مخرب ہے۔
علاوہ براں لاکھوں بیگہ نہیں بلکہ صدہا میل زمین قبرستان کے سبب سے کھیتی کرنے کے بغیر یوں پڑی ہوئی ہے قبرستان عموماً میدان میں ہوتے ہیں اور میدان ہی کی زمین عمدہ قابل کاشت ہوتی ہے جب وہ صدہا میل عمدہ زمین پر قبرستان آگئے تو بتلائیے کہ کاشت کا کتنا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے نا آسودہ ہوگا۔
آبادی بڑھ رہی ہے اور قبرستان زمین تنگ کر رہے ہیں اور بیماری اس کے علاوہ۔ پس مردوں کا دفن کرنا اصل میں زندوں کا گلا کاٹنا ہے۔ کروڑوں انسان خدا کا آسرا چھوڑ دوائیوں سے منہ موڑ۔ حکمت اور علم طب کے خلاف قبرستان پر جا کر اوقات ضائع کرتے اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا وبال آئے دن کثرت سے اٹھا رہے ہیں +
علاوہ براں شیطان کی ترغیب سے قتل ہوا اور کوے کی ترغیب سے دفن کیا گیا۔ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے ہم وہ طریقہ اختیار کریں جس سے بنی نوع انسان کا فائدہ۔ بیماریوں کی کمی۔ غلہ کی افراط ہو۔ امن اور صحت سے دنیا آباد ہو +

مردے کا جانوروں کے آگے ڈال دینا۔ یہ طریقہ پارسی لوگوں میں زردشت پیغمبر کے بعد چلا ہے ورنہ ژند اوستا میں اس کا ذکر مطلق نہیں۔ وہاں صرف دو طریقے لکھے ہیں "مردہ را در خم تند آب یا در آتش یا خاک سپرید این طریق دفن مردہ است" اسپر تفسیر کی ہے کہ آنچہ فرسنداجیان یعنے پیروان کیش و آباد درباره مردہ گردہ اند آن است کہ پس از جدائی روان تن را آب پاک شوئند و جامہ ہائے نیکو [illegible] بہ تن او را در خم تند آب (تیز آب) اندازند چوں گداختہ شد آن آب را بجائے دور از شہر بردہ ریزند تا آن مردہ مردم را پامال نہ بسر [illegible] تیزاب مگدازند در آرایش یعنے جامہ ہائے نیکو پوشانیدن [illegible]" (فرازآباد وخشوران وخشور آیت ۵۴ صفحہ ۳۰) اس کے آگے اس آیت کے تفسیر کرنے والے نے موجودہ طریقہ سے چاہ کھود کر دخمہ بنانے کا بھی ذکر کیا ہے مگر یہ طریقہ بیماری کے پھیلانے والا اور تہذیب سے گرا ہوا ہے اب مہذب پارسیوں نے مردہ کا جلانا منظور بھی کر لیا ہے بس سب سے عمدہ یہی جلانے کا قاعدہ ہے +

ہوا میں یا مصالح لگا کر خشک کرنا۔ یہ طریقہ مصر کے بادشاہوں کا تھا چونکہ وہ خدا سے منکر فرعون کے ہم خیال تھے پس اپنی پرستش کے خیال سے انہوں نے خود اُن کے چیلوں نے اس کا رواج دیا اور اب چونکہ وہ مذہب یا طریقہ میں رہا اور نہ وہ عمدہ ہے کیونکہ اُس سے بھی احتمال بیماری پھیلنے کا ہے اور جو غرض ہے وہ قایم نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانوں کے واسطے یہ قاعدہ نہیں چل سکتا اور اسی زمین بھی نہیں کہ اُس ابتدائی دنیا سے آج تک جتنے آدمی پیدا ہوئے اگر مصالح لگا کر رکھے جاویں تو گنجایش ہو سکے پھر زندوں کو آبادی چھوڑ کر شاید سمندر میں مکان بنانے پڑیں اس واسطے یہ طریقہ محض خود پرستی ہے۔

پانی میں بہا دینا۔ یہ طریقہ گنگا کے کنارے پر رائج ہے اور وہ صرف مکتی کے واسطے تاکہ گنگا میں پڑ جانے سے مکتی ہو ورنہ یہ مذہبی یا علمی بات نہیں ہے ڈاکٹروں اور ویدک نے ثابت کر دیا ہے کہ پانی میں غلاظت ڈالنا اسے پینے والوں کے واسطے سخت نقصان رساں کر دیتا ہے آپ لوگ دیکھتے ہوں گے کہ اگر کسی کوئیں یا تالاب میں کوئی مردہ جانور پڑ جاوے یا مر جاوے تو پانی کیسے بدبو ہو جاتا ہے اور کتنا مضر صحت ہے درحقیقت لوگ گنگا کا امرت روپی پانی اسی طرح کی عفونتوں کے ڈالنے سے خراب کر دیتے ہیں ہاں یہ طریقہ چور چکار ٹھگوں رہزنوں کے واسطے ہے وہ لوگ البتہ واردات کے غائب کرنے یا سُراغ چھپانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں مہذب دنیا کے واسطے نہایت ہی غیر معقول ہے۔

مردوں کا جلانا۔ مردوں کا جلانا ایک وقت (جبکہ تمام دنیا میں ویدک دہرم یا آریہ دہرم کا پرچار تھا) ساری آباد دنیا میں جاری تھا آریہ قوم (جس کے اندر یونانی۔ رومی۔ پارسی۔ انگریز۔ جرمن۔ فرینچ بلکہ تمام یورپ شامل اور ایشیا کی تمام مہذب قومیں آریہ خاندان سے ہیں) ہمیشہ اور ہر جگہ مردہ جلاتے تھے۔ چنانچہ آنریبل ڈاکٹر ڈبلو ہنٹر صاحب مشہور مورخ فرماتے ہیں[1] "آریہ کیا ہند کیا یونان اور اٹلی میں اپنے مردوں کو چتا پر جلاتے تھے" اب ہم آریہ ورت کی مقدس کتابوں سے تحقیقات کرتے ہیں۔ یجر وید میں ہے +
भस्मान्तꣳ शरीरम् अ० ४० मं० १५ ترجمہ۔ اس جسم انسانی کا گروہ انسان سے آخری (سمبندہ) تعلق جلانے یعنے (بھسم) کر دینے تک ہے اس پر مہرشی منو جی تفسیر کرتے ہیں +
निषेकादि श्मशानान्तो मन्त्रैर्यस्योदितो विधिः मनु अध्याय २ श्लो० १६ ॥
ترجمہ قیام حمل سے لیکر شمشان میں جلانے تک جسم انسانی کیواسطے سنسکار (یعنی ویدک) کا وہی یعنے طریقہ ہے یعنے حمل سے لیکر جلانے تک جو جو کام انسانی

[1] تاریخ ہند ۱۸۸۲ صفحہ ۷ +

بہبودی کے واسطے خود یا لوگوں کو کرنے چاہئیں۔ اُنکا استادویدوں میں ہے جسم کے جل جانے کے بعد منتروں میں پیچھے کرنے کی اس کے واسطے کوئی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کو کچھ پہنچ سکتا ہے۔ رگ وید منڈل ۱۰ سکت ۱۶ منتر ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۱۳۔ اور رگ وید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۱۰ سے ۱۶ تک اور رگ وید منڈل ۱ سکت ۲ منتر ۵ اور یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ سے ۳ تک اور اتھروید کانڈ ۱۸ سکت ۲ منترا ہے۔ اتک اور ستری رشی کی تفسیر میں بھی ان منتروں کے متعلق مفصل ذکر ہے۔ یہ پاٹھک ۱۶ انوواک ۱ سے واک ۱ سے ۱۶ تک میں صاف طور پر مردہ جلانے کے فائدے اور اُس کی ہڈیوں کو جلانے کے بعد پانی یا کھیت میں ڈالنے کا ذکر ہے جن کا فائدہ اظہر من الشمس ہے۔ چونہ۔ ہڈی۔ کوئلہ۔ ریت وغیرہ سے پانی صاف ہوتا ہے +

مُردہ جلانے کے فوائد

فائدہ اول۔ مردوں کے جلانے میں زمین کم خرچ ہوتی ہے ایک بیگھہ ناکمال یا مرلہ زمین میں خواہ تمام جہان کے مُردوں کو جلاویں اور پھر وہ زمین ویسی کی ویسی باقی رہے بلکہ اس سے بھی بہت کم میں آسانی اور آرام سے گذارہ ہو سکتا ہے +

فائدہ دوم۔ بت پرستی یا مرگ کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے کیونکہ قبریں نہ ہونگی اور نہ کوئی اُن سے مُراد مانگیگا اور نہ گناہ کے مرتکب ہوں گے اصل میں اسی پیر پرستی یا گور پرستی سے مردہ پرستی کا رواج جاری ہے +

فائدہ سوم۔ بیماریاں جو گورستان کے تعفن سے وقوع میں آتی ہیں قطعی سد ہو جاویگی آب و ہوا اور غلہ خراب نہ ہوگا اور نہ خلق خدا تباہ ہوگی غلہ عمدہ پانی مصفّے ہوا لطیف اور پاک استعمال کرنے کے واسطے ملیگی +

حال ہی میں یورپ کے ڈاکٹروں نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا ہے اور تمام زندہ دل لوگوں کا تجربہ ہے اور عمدہ اور بافراط کھلی ہوا۔ صاف اور پاکیزہ پانی انسان کی صحت کے واسطے کیسے ضروری ہیں ایک منٹ بھر بھی اگر ہوا نہ ملے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسی طرح پانی بھی کیونکر سب سے زیادہ عمدہ اور اعلےٰ اشیاء میں سے ہے اور جن پر انسانی زیست کا اعلےٰ مدار ہے وہ یہی ہیں۔ درستی طبیعت اور برتاؤ اور کریکٹر کا عمر کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے جس کی اعلےٰ اور عمدہ بنیاد آب و ہوا ہے۔ جس وقت مُردوں کے جلانے کا تمام دنیا میں رواج تھا۔ یعنی تین ہزار سال سے پہلے اُس وقت آدمیوں کی عمریں (زندگیاں) مضبوط۔ صحیح۔ کامل۔ درست ہوتی تھیں وہ پورے جوان اور قوی ہیکل اور تندرست ہوتے تھے۔ اگر مردہ جلانے کا رواج بدستور سابق ہو جاوے تو صحت نہایت ہی عمدہ ہو جاویگی +

فائدہ چہارم۔ وہ جو چور اکثر مردہ نکال کر لے جاتا یا بعض کفن کش جو قبریں اکھاڑ کر کفن اوتار لیتے ہیں اور ان افعال سے مُردہ کی بے عزتی ہوتی ہے اور جرائم وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کا انسداد ہو جاویگا +

فائدہ پنجم۔ قبریں اور مجاوران گورستان جو ایک بدخواہی خلائق و حرامخوری کے ذریعہ روٹی کماتے اور بیسا اوقات اور مرتکب واردات ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ کسی اچھے پیشہ میں لگ جاویں گے +

فائدہ ششم۔ صدہا مردوں کی خانقاہوں پر جو ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑہا روپئے خرچ کر کے بڑے بڑے مقبرے اور عمارتیں بنائی گئی ہیں اور بنائی جاتی ہیں وہ روپیہ آئندہ ضائع نہ ہونے پاویگا۔ بلکہ وہ روپیہ کسی عمدہ مفید خلائق کام مثلاً تعلیم یا یتیم خانہ یا ہسپتال وغیرہ میں خرچ ہوگا +

فائدہ ہفتم۔ گویا شیطان کی تقلید چھوڑ کر ہم عقل۔ علم۔ سائنس اور صداقت کے مُقلد یا پیرو کہلاویں گے۔

فائدہ ہشتم۔ تیل یا عرس وغیرہ کا خرچ جو لاکھوں روپے سالانہ کے قریب ہے وہ بھی بالکل رہیگا۔ ایسا خرچ بھی نیک کام میں خرچ ہوگا۔ اب تو صرف مُردہ کے سرہانے میں جلنا ہے جس سے اُسے مطلق خبر نہیں پھر سمجھو کہ دھرم سالوں۔ مندروں میں جلے یا شارع عام پر جہاں خلق خدا کا بہت فائدہ اور ثواب ہوگا +

فائدہ نہم۔ چرس۔ گانجا۔ افیون اور تمباکو نوشی۔ زناکاری۔ قمار بازی جو اکثر ایسے مقاموں (تکیوں) میں زیادہ ہوتی ہے اُسکا بھی انسداد ہو جاویگا۔

اب چند سالوں سے مردہ جلانے کی طرف ڈاکٹروں اور فاضلان علم سائنس کی توجہ ہوئی جنہوں نے بالاتفاق یہ پاس کر دیا کہ درحقیقت دفنانے کی بجائے جلانا نہایت مفید ہے اور تمام قسم کی بیماریاں جو دفنانے سے پیدا ہوتی ہیں اُن کے معدوم ہونے کا احتمال بلکہ یقین ہے +

جاپان۔ امریکہ اور یورپ کے مہذب ملکوں میں اس کا زیادہ رواج ہو جاتا ہے۔ چونکہ علم اس کا ساتھی ہے اس واسطے امید ہے کہ ایک وقت تمام مہذب اور علم دوست دنیا میں یہ کام مروج ہو جاوے گا +

اہل مذاہب میں سے چونکہ عیسائی زیادہ علم دوست ہیں اور معقول [illegible] محقق کئے یورپ میں آجکل تمام قوت علم کی ہے اور علم ہی کی وہاں عملداری ہے۔ اس واسطے یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں نے بھی انصاف اور علم کی آنکھوں سے عیب و صواب پر نظر رکھ کر یہی معقول طریقہ اختیار کیا ہے جس کی تصدیق تمام معزز انگریزی و اردو اخباروں سے ہوتی ہے +

مُردوں کے جلانے کی بابت ڈاکٹروں اور عیسائی مسلمان ہندو (آریہ) اڈیٹران اخبار کی رائے۔

لودہیانہ کا عیسائی اخبار نور افشاں لکھتا ہے۔ ہندوستان کے انگریزی اخبار پانیر و انگلشمین نے لندن کی کانگرس صحت کی اس تجویز کو پسند کیا ہے کہ مُردوں کا جلانا بہ نسبت دفنانے کے مفید ہے (مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۱)۔

اخبار اختر روم جو قسطنطنیہ دارالسلطنت ٹرکی سے نکلتا ہے لکھا ہے کہ انگلستان میں جنازوں کا جلا دینا چند سال سے یورپ اور تمام انگلستان میں آتش پرستوں کی ایک آئین جاری ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ مر جاتے ہیں اُنکی لاشوں کو آگ میں جلا دیتے ہیں چنانچہ ۱۸۸۵ء میں جنازوں کے جلانے کے لئے ایک تنور بنام دو سمع جاری ہوا۔ سال مذکور سے ۱۸۹۰ء تک تین انگریزوں کو اُنکی وصیت کے موافق اور ۵۴ آدمی بلا وصیت جلا دئے اور سال پیوستہ میں بھی ۹۹ آدمی کے جنازوں کو اُنکی وصیت کے مطابق جلا کر اُن کی خاکستر کو ہوا میں اُڑا دیا۔ عنقریب منچسٹر اور دیگر بلاد میں ایسے تنور تعمیر پانے والے ہیں (از اخبار اختر روم فارسی قسطنطنیہ ۱۸۹۲ء)

اور شمس الاخبار مدراس نے بھی جس کے مہتمم محمد سلطان الدین آفندی ہیں اپنے پرچہ ۲۸ مارچ ۱۸۹۲ء جلد ۱۴ نمبر ۱۳ ص ۲ اس کی نقل کی ہے۔

رفیق ہند لاہور جس کے اڈیٹر ایک مسلمان محرم علی صاحب چشتی ہیں اس میں لکھا ہے کہ تمام علمائے یورپ نے اس کو تصدیق کیا ہے کہ یورپ میں مردہ جلانیکا

وسعت کو پھیلتا جاتا ہے۔ اٹلی کے رومہ شہر میں ۱۸۸۵ء میں ۱۵ مردے جلائے گئے ۱۸۸۶ء میں ۵۵۔ مگر اس سال میں ۲۰۰ سے زیادہ آدمی مرنے کے بعد جلائے گئے۔

انگلستان میں دو کنگ نامی جگہ میں مردہ جلانے کی اجازت دی گئی ہے تب سے ۶۹ مردہ جلے ہیں۔ علمائے انگریزی کی یہی رائے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ جو ہیضہ و چیچک وغیرہ وبائی بیماریوں سے مرے ہیں دفن کئے جاویں گے تب تک ان بیماریوں کی جڑ کٹ جانا بالکل غیر ممکن ہے کیونکہ قبروں میں انکی پیدائش کے بیج اکٹھے ہوئے موجود رہتے ہیں۔" (رفیق ہند ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۹)

کانگریس کا لفرس گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "جاپان اور یورپ میں مردہ جلانے کی رسم بڑھتی جاتی ہے۔ گذشتہ چار مہینہ کے عرصہ میں انگلستان کے مانچسٹر لسٹر اور دوسرے قصبوں میں مُردہ جلانے کی تائید میں سوسائٹیاں قائم ہو گئیں۔"

(۱۸ استمبر ۱۸۹۱ء جلد ۲ نمبر ۴۷)۔

بحوالہ دیدبہ قیصری بریلی کے آریہ سماچار میرٹھ جلد ۴ سمت ۱۹۳۹ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۹۸ ماہواری رسالہ میں لکھا ہے "یورپ کے ممالک اٹلی۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ اور امریکہ کے علاقہ یونائیٹڈ سٹیٹ میں مُردوں کو دفنانے کے بجائے جلانیکی اجازت ملی ہے اور ممالک مذکور میں جابجا مرگھٹ تیار ہو گئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔"

اس پر ایڈیٹر سماچار نے رائے دی ہے کہ ایسے امور سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ دین عیسوی کا اعتقاد تعلیم یافتہ دنیا کے دل سے روز بروز رفع ہو رہا ہے"۔

کھتری ہت اپدیش لکھتا ہے کہ سال گذشتہ میں انگلستان میں ۵۴ مردے جلائے گئے اب مردہ جلانے کے لئے ایک بھٹی شہر لنڈن میں بنائی جاوے گی چندہ جمع ہو رہا ہے ڈیوک آف بیڈفورڈ نے اس کے واسطے پچاس ہزار روپیہ چندہ دیا ہے"۔ (جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۲۲ ۱۸۹۱ء)

اخبار عام لاہور "۱۸۹۰ء میں پیرس دارالسلطنت فرانس میں ۳۲۸۸ مردے جلائے گئے اور ٹوکیو میں ۲۹۰۱۳"۔ (اخبار عام ۷ جولائی ۱۸۹۱ء)۔

آریہ ورت اخبار کلکتہ میں لکھا ہے کہ "امریکہ میں ۲۲ سمشان مردہ جلانے کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور بہت ہی مُردے جلائے جا چکے ہیں۔ لنڈن میں بڑا مکان اس بات کے واسطے بنانے کا ارادہ ہو رہا ہے"۔ (آریہ ورت ۱۵۔ اگست ۱۸۹۱ء)

ضمیمہ دہرم جیون میں لکھا ہے۔ بعنوان مردہ جلانا۔ کانگریس حفظان صحت لنڈن نے ایک رزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا ہے کہ جب کوئی متعدی مرض سے فوت ہو جاوے تو مردہ کو جلانا ضرور ہے (۲۰۔ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)

آریہ پیسر کا لاہور میں لکھتا ہے کہ اخبار پایونیر میں یہ لکھا ہوا کر سبھوں کو حیرت کے ساتھ پسند ہوگا کہ واشنگٹن کانگریس (یعنی کمیٹی حفظان صحت) نے جو رزولیوشن جلانے کے متعلق پاس کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ مغربی تمدن اور حفظان صحت کمیٹی کی کوششیں آخر کار اپنا اثر کرنے لگی ہیں اور وہاں عام لوگوں میں یہ خیال پھیلتا جاتا ہے جہاں مدتوں سے تعصب نے سلطنت جار رکھی تھی یہ بات سچ ہے کہ اس کانگریس نے صرف ایسے آدمیوں کے جلانے کو جائز رکھا جو کہ وبائی بیماری سے مریں مگر یہ دلیل انکے مذہبی خیالات کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ کیونکہ جو شخص کہ وبائی بیماری سے مرا ہے اس کی آئندہ حالت ویسی ہے جیسے کہ اسکی جو کہ وبائی بیماری سے نہ مرا ہو یہ بات سچ ہے کہ یہ خیال کہ تمام کرسچین دفن کرنے چاہئیں۔ بہت ہی واہیات ہے۔ علم۔ عقل و سائنس جس کا زمانہ ظاہر ہے ایسے تعصب اور بغیر مطلب کے رسم کے اوپر آخر کار فتح پاوے گا

خواہ یہ ایک ایسی مقدس کتاب کی مدد اپنے اوپر رکھتے ہوں یہ بات یعنی جھوٹ سے درستی کی طرف متوجہ ہونا ایک دلیرانہ کام مگر سچائی کے برخلاف جانا کوئی بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے"۔ (آریہ پیسر کا لاہور ۱۵ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۲)۔

وکٹوریا پیپر روزانہ اخبار سیالکوٹ لکھتا ہے کہ "برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن مُردوں کے جلانے کے مسئلہ کی تائید کر رہی ہے"۔ (۱۰ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)

ست دہرم پرچارک ہفتہ وار اخبار شہر جالندہر لکھتا ہے کہ "میڈیکل کانگرس نے جو اس سال ولایت (انگلینڈ) میں زیر پرستی پرنس آف ویلز ولیعہد انگلستان جمع ہوئی تھی اور جس میں دو ہزار تین سو بڑے بڑے لائق ماہران ہنرمن یورپ امریکہ۔ جاپان۔ ایران۔ مصر اور ہندوستان وغیرہ سے شریک ہوئے تھے پاس کر دیا ہے کہ مردوں کو جلانا بہ نسبت دبانے کے بہت اچھا ہے۔ اور کو وبائی بیماریوں سے مرنے والوں کو ضرور جلانا چاہئیے"۔ (ست دہرم پرچارک ۲۹ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۰)

وکٹوریہ پیپر لکھتا ہے "پیرس میں مردہ جلانے کی رسم ترقی پکڑتی جاتی ہے۔

دوست ہند کھیرہ۔ ضلع شاہ پور لکھتا ہے کہ "فرانس اور امریکہ میں مُردوں کا جلانا بسرعت رواج پکڑتا جاتا ہے۔ انگلستان میں سب بڑے مقامات میں مُردے جلانیکو مرگھٹ بن رہے ہیں"۔ (۱۹ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

قیصر الاخبار کرنال لکھتا ہے کہ "فرانس و امریکہ میں مُردوں کا جلانا۔ دبانے کی نسبت بہتر سمجھا گیا ہے روز بروز اس کی ترقی پائی جاتی ہے۔ انگلستان میں مُردوں کے جلانے کے لئے مرگھٹ طیار کر رہے ہیں"۔ (۱۹ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

اخبار ست دہرم پرچارک جالندہر لکھتا ہے کہ "مردہ جلانے کی رسم فرانس میں ترقی پر ہے۔ سال گذشتہ میں تین ہزار چار سو اکتالیس مُردے فرانس میں جلائے گئے۔ (جلد ۴ نمبر ۶ صفحہ ۷ کالم ۱ مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۹۲ء)

مقام نیویارک امریکہ سے ہنری ایس کرنیل الکاٹ صاحب پریذیڈنٹ تھیوسافیکل سوسائٹی اپنی چٹھی نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۸ء میں لکھتے ہیں کہ "اٹھارہ مہینے گذرے اس بڑے شہر میں جس میں دس لاکھ سے زیادہ عیسائی آبادی ہے ہم نے ایک کو اپنی جماعت میں سے ساتھ اُن رسومات گنواری کے دفن کب اور علامات آگ و روشنی اور پرانی کنیلی جو کہ سانپ کی سا... لے گئے تھے مع اور علامات کے استعمال کیا چھ مہینے کے بعد ہم نے لاش کو اُس چند روزہ آرام کی جگہ سے نکال کر اُس کو بموجب رسومات بزرگان اپنی نسل آریوں کے جلا کر خاک کر دیا"۔ (دیکھو صفحہ ۴ مطبوعہ جوالا پرکاش میرٹھ)۔

یورپ میں مردہ جلانے کی رسم پہلے یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ یورپ میں مُردہ جلانے کی رسم دن بدن ترقی پر ہے۔ حال میں خبر آئی ہے کہ میلان میں مُردوں کے جلانے کے واسطے عام چندہ سے ایک مرگھٹ بنوایا گیا۔ پوپ آف روم نے بہت مخالفت کی اور کہا جلانے سے مُردہ دوزخ جائیگا۔ لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہ رائے صحیح نہ ٹھہری اور سبھوں نے اس رائے کو نامنظور کیا اور بہت سے حامیان دین کی لاشیں جلائی گئیں۔ یورپ میں یہ خیال اب عام ہوتا جاتا ہے کہ وبائی امراض کے انسداد کا بڑا ذریعہ مُردوں کا جلانا ہی ہے"۔ (تاج الاخبار راولپنڈی ۹ جولائی ۱۸۹۲ء)۔

مُردوں کے جلانے کی رسم شہر برلن (دارالسلطنت پرشیا) میں ایک انٹرنیشنل کانفرس پچھلے مہینے میں ہوئی کہ دریافت کرے کہ کون ذریعہ لاش کے دور کرنے کا سب سے عمدہ ہے کانفرس نے اتفاق رائے سے قرار دیا کہ جلانے

کی رسم بہت اچھی ہے چنانچہ ایک ریزولیوشن بعد مباحثہ کے پاس ہوا کہ تمام یورپین سلطنتوں سے درخواست کی جاوے کہ وہ اس طریقہ کی عمدگی کو قبول کریں اور اپنے یہاں بھی رسم جاری کریں"۔ (رسالہ آریہ درپن۔ ماہواری۔ شاہجہان پور۔ جلد ۱ نمبر ۴ صفحہ ۱۸۔ ماہ اپریل ۱۸۹۱ء)۔

مردہ جلانیکی رسم "برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن انگلستان نے تجویز کی ہے کہ آیندہ دفن کرنے کا رواج اٹھا دیا جاوے اور مُردہ جلانے کا رواج ہونا چاہئیے یہ ایک بہت بڑی مجلس میں کہا گیا اور کو یہ منتی ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ دفن کرنے سے آب و ہوا خراب ہو جاتی ہے اور صدہا بیماریاں خاص اس وجہ سے پھیلتی ہیں وبا وغیرہ کا باعث بھی یہی بتلایا جاتا ہے غرض اس خیال کو ترقی ہے کہ مردے جلایا جایا کریں"۔ اس پر اسلامی اخبار آزاد لکھتا ہے "ہمیں اس بات سے سخت اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس رواج پر انگلستان میں زیادہ زور دیا گیا تو ممکن ہے کہ اس کا اثر رفتہ رفتہ ہندوستان پر بھی پہنچے۔ مسلمانوں کا قانون شریعت انہیں صرف دفن کرنے کی ہدایت دیتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے یہ ایک مذہبی رسم اور مذہبی حکم ہے ہم اس رسم کے بالکل مخالف ہیں اور ایسے امور میں جو اسلام کو اپنی مذہبی ہمدردی کا زیادہ تر خیال ہوگا وہ ہرگز اس کو روا نہیں رکھ سکتا۔ جو طریقہ اس کے مذہب نے بتایا ہے وہی مناسب ہے اگر خدانخواستہ اس رواج کا کوئی اثر ہندوستان پر بھی پڑا اس وقت گویا گورنمنٹ ہندوستان کے ایک بڑے مذہبی مسئلہ میں دست اندازی کریگی جو شاید مسلمانوں کو بہت ہی برانگیختہ کرنے والی ہے"۔

اس پر ایڈیٹر آریہ سماچار نے نوٹ دیا ہے "یہ قبل از وقت واویلا ہے گورنمنٹ کیوں اس معاملہ میں دست اندازی کریگی۔ جیسے تعلیم نے اہل یورپ کی آنکھیں کھولیں اور اس مسئلہ کو مفید سمجھ کر اپنے یہاں رواج دیا جب مسلمانوں میں علم کی ترقی ہوگی اور وہ دفن کی رسم کو مضر سمجھیں گے تو اس میں مذہب کی زبردستی چلے گی۔ سو سیانے ایک مت"۔ (آریہ سماچار ماہواری میرٹھ ماہ اگست ۱۸۹۲ء جلد ۱۳ نمبر ۷ صفحہ ۳۲)۔

ایک اور مسلمانی اخبار لکھتا ہے "گذشتہ سال میں فرانس میں تین ہزار مردے جلائے گئے۔ اور اٹلی میں مردے جلانے کی بھٹیاں بیس کے قریب ہیں"۔ (پیسہ اخبار لاہور ۴ جولائی ۱۸۹۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)۔

بھارت سدھار میں لکھا ہے "امریکہ میں مردوں کے جلانے کی رسم روز افزوں ترقی پر ہے"۔ (۱۷ ستمبر ۱۸۹۲ء جلد ۴ نمبر ۳۲)۔

اخبار عام۔ "برٹش ڈاکٹروں نے رائے دی جو ہیضہ سے مریں انکی لاش جلائی جاویں"۔ (اخبار عام ۱۲ ستمبر ۱۸۹۲ء)۔

اخبار عام "ڈاکٹر بیلو صاحب سابق کمشنر حفظان صحت پنجاب مر گئے انکا جسم مردہ جلایا گیا"۔ (۱۲ ستمبر ۱۸۹۲ء)۔

کریمیشن یعنے مردہ جلانا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہوا ہماری زندگی کے لئے کتنی بڑی ضروری ہے بغیر ہوا کے کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پیدائش سے موت تک ہم ہر ایک لحظہ ہوا ہی سے دم لیتے ہیں۔ ہماری تندرستی زیادہ تر اس ہوا کی پاکیزگی اور صفائی پر جس سے کہ ہم سانس لیا کرتے ہیں منحصر ہے۔ وہ لوگ جو خراب ہوا سے دم لیتے ہیں جیسا کہ گنجان آبادیوں کے لوگ ایسے تندرست نہیں ہوتے جیسا کہ وہ لوگ جو کھلے میدان میں رہتے ہیں جہاں بہت سے درخت لگے ہوتے ہیں اور انکے اردگرد سبزی کے کھیت ہوتے ہیں۔ اس بری ہوا کی تاثیر جس سے ہم بڑے انبوہ یا بیماری والی جگہ میں دم لیا کرتے ہیں۔ سردرد۔ زکام پیدا کرتی ہے یا کئی دن تک صحت میں فرق آتا ہے۔ ظاہر ہے جہاں بہت سا ہوا مادہ پھینکا جاتا ہے وہاں کی ہوا اس کے اخراجات سے کثیف ہو جاتی ہے اگر ہم کسی بوچڑ یا مچھلی بیچنے والے کی دوکان سے یا کسی ذبح خانہ کے پاس سے گذرو یا کسی مالی پھول بیچنے والے اور گلستان کے قریب سے نکلو تو ہم فوراً ان دونوں جگہوں کی ہواؤں کا فرق معلوم کر لوگے بعض جگہوں میں زہر ہوا میں ایسا پھیلا ہوتا ہے کہ کند شامہ کو اس کی تمیز نہیں ہوسکتی۔ قوت شامہ کا عصب بھی ایسی ہوا کے متصل ہونے سے ہمیشہ کند ہو جایا کرتا ہے لیکن جسمانی ساخت پر آخر میں اس کا بھاری اثر پڑتا ہے۔ تندرستی کے محفوظ و قائم رکھنے کے لئے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہوا کے خراب اور بدرست کرنے والے اسباب کو کم کیا جاوے ان اسباب میں سے جو ہوا کو بگاڑتے ہیں ایک سبب لاشوں کا دفن کرنا ہے۔ جو کہ چند دنوں میں بوسیدہ اور سڑ کر زہردار گیس نکالتی ہیں یہ گیس پہلے زمین میں سرایت کرتا اور پھر قبروں سے باہر نکلتا۔ اور ادھر ادھر اڑ کر آس پاس کی ہوا کو کثیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے حالات سنے گئے ہیں کہ جن میں نکالنے قبروں کے کھلنے سے کوئی بیماری تپ یا ہیضہ پھیل گیا بہت سے لوگوں نے قبر کے نزدیک ایک روشنی دیکھی ہے جو کہ سوائے فاسفورس کے اور کچھ نہیں ہوتی اور یہ فاسفورس لاشوں کے سڑنے سے قبروں میں سے نکلتا ہے۔ لہذا یہ ہوا کی کثافت کا سبب آسانی سے کریمیشن جلانے سے دور کیا جا سکتا ہے جس سے فوراً لاش کی بے ضرر راکھ ہو جاتی ہے۔ اور لاش نہیں سڑتی ہوا کو پاک اور صاف رکھنے کی غرض سے جانوروں کے طبابت کے محکمہ نے مردہ گھوڑوں کی لاشوں کا جلانا اختیار کیا ہے۔ طریقہ لاشوں کے ٹھکانے لگانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ذیل کے انتخاب سے جو کہ ایک مشہور تصنیف سے لیا گیا ہے صاف ظاہر ہوگا یہ تجویز ہے کہ مردہ جلانے کی طرف رغبت دلائی جاوے اور اس کا باقاعدہ کل انتظام کر لیا جاوے (ایک قانونی فیصلہ ۱۸۸۴ء میں ہوا تھا کہ مردہ کو جلانا جائز ہے جلانا کسی طرح نہیں روکا جا سکتا ہے سوا اس کے کہ اس طریق پر کیا جاوے کہ اس کا عمل عام کے لئے مضر ہو) ہوم سکرٹری کے کنٹرول میں از روئے ان قواعد کے جو وہ مقرر کرے جلانے کے مقام مقرر کئے جاویں۔ ایک قسم کا سرٹیفکیٹ جو موت کا سبب ظاہر کرے جلانے سے پیشتر پیش کیا جاوے اور کسی افسر سے لاش کو بلا روک ٹوک دیکھا جاوے اس تجویز کے جاری کرنے کے لئے دلائل ذیل سے تائید کی گئی ہے۔

(۱) الف زندوں کا خیال مردوں سے زیادہ مناسب ہے اور دفن کرنے کا موجودہ قاعدہ انسانی زندگی کے لئے مضر ہے کیونکہ قبرستان بہت بڑھتے جاتے ہیں اور ان میں اور ان کے حوالی میں مضر مادے اور گیس سرایت کرتے جاتے ہیں۔

(۲) قبرستانوں کے بننے سے خطرہ بہت ہے اور زیادہ آباد مقاموں میں دقتیں بڑھتی جاتی ہیں۔

(ب) بہت سے قبرستان جو آبادی کے حدود سے باہر تھے اب وہ گھروں سے گھرے ہوئے ہیں۔

(۳) دفنانے کا کوئی طریقہ اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ وہ جسم کے اجزا کی

علتی کی کرد کے کسی طرح دفنائیں علامات ایک ہی ہے لیکن جلا دینا ہوا کا نقیہ ہے اور معمولی دفن کرنا اجسام کا سڑانا ہے یا یوں کہو کہ ایک جلد جلانے والی آگ کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ بوسیدگی ہے +

(۴)۔ اگرچہ دولتمند آدمی اچھی طرح دفنائے جا سکتے ہیں مگر غریب آدمیوں کی قبریں (آبادی مقامات میں) صرف گندگی کے گڑھے ہیں۔ غریب جلد سڑنے والے کفن میں دفنائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ مشکل سے ہوتے بلکہ ورثے میں ہوا کرتے ہیں اور بہت ہی کم مٹی میں ڈھکے جاتے ہیں اور جذب ہونے سے پہلے ہی کھودے جاتے ہیں +

(۵) الف۔ اگر ٹھیک قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے تو جلانا کسی طرح عجب نہیں بدن کے جل کر سفید بلور جیسے ٹکڑے ہو جاویں گے جو نقصان دہ نہیں اور مدت تک رکھے جا سکتے ہیں +

(ب)۔ کریمشن کمال شائستگی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اس سے مذہبی عقائد میں کوئی فرق نہیں آ سکتا معمولی رسمیات بھی اس موقعہ پر ادا ہو سکتے ہیں +

(ج)۔ اس سے عام لوگوں کے خیالات پر کوئی صدمہ نہ پہنچے گا۔ اگر پہلے ہی پہل عوام کے چھوٹے اور تنگ خیالات پر اگر کچھ بُرا اثر ہوگا تو وہ دور ہو جائیگا اور جلانے کے فوائد جلد تسلیم کر لئے جاویں گے +

(د)۔ موجودہ جلانے والے آتشکدوں سے فائدہ اٹھانے کی راہ میں بہت سی دقتیں ڈالی گئیں ہیں اور جو غیر باقاعدہ طریقہ اور معقول حوصلہ افزائی سے ہوتی ہیں اُسکا اندازہ اس تھوڑے سے استعمال سے جو آج کل ہو رہا ہے نہیں ہو سکتا

(۶)۔ ایک کنبہ کے قبرستان اور گاؤں کے گرجا گھر کا لوگوں کو بہت انس ہے مگر یہ انس وہاں نہیں رہتا جبکہ مردہ کو کسی بعید قبرستان یا احصوں میں سے کر دفن کرتے ہیں جہاں نہ کوئی اُسکا نگران ہے اور نہ کوئی قبر کی تعظیم کرنے والا ہے۔

(۷)۔ الف۔ اس تجویز کی نسبت سب کو احتبار ہے نہ ضرورت نہیں کہ کوئی آدمی اپنے یا اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے خلاف جلا دیں۔ اور اس میں نہایت خود غرضی پائی جاتی ہے کہ جو لوگ خود یا اپنے رشتہ داروں کو جلانا چاہتے ہیں اُنہیں اس خواہش سے انکار کیا جاوے جو معقول اور مناسب ہے۔

(ب)۔ مراد یہ ہے کہ کریمیشن کو قواعد میں لایا جاوے اُسکو ترقی ہو اور آسانی دی جائے۔ جلانے کی نسبت کوئی قاعدہ نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ یہ روکا جائے فی الحال اس کی اجازت تو ہے مگر اس کے قوانین نہیں +

(۸) الف۔ زہر خورانی یا دھوکہ سے قتل کرنے کے جرم کو کریمیشن کے جائز کرنے سے ترقی نہیں ہوگی۔ برخلاف اسکے جو سخت قواعد تجویز کئے گئے ہیں اُنسے بمعاش کو روک ہوگی کہ وہ ایسے مرے ہوئے آدمیوں کے جسموں کو نہ جلانے پاوینگے۔ کیونکہ بوجہ سرٹیفکیٹ لازمی ہونے اور [illegible] مداخلت معائنہ کی وجہ سے زہر خورانی یا مارپیٹ کے راز کھل جاوینگے۔

(ب)۔ فی الحال دفنانے کے متعلق قوانین ایسے ناقص ہیں کہ تیس ہزار آدمی جا کر بیچے ہر سال بغیر [illegible] کے سرٹیفکیٹ یا کسی قسم کے سارٹیفکیٹ کے دفنائے جاتی ہیں۔ اور اسی طرح زہر خورانی اور دغا سے قتل کو جرأت ہوتی ہے۔

(ج)۔ مشتبہ خیالات ہیں [illegible] اگر مناسب معلوم ہو تو تشخیص و امتحان کے

لئے انتڑیوں کے رکھے جانے میں آسانی ہوگی +

(د)۔ نباتاتی اور حیوانی زہروں کا دریافت کرنا تمام حالتوں میں بہت مشکل ہے اور معدنی زہروں کا امتیاز آسانی سے ہوگا۔

(ہ)۔ سنکھیا کو کسی قدر آگ میں کم ہو جاتا ہے تو بھی تحقیق اجزا اور تشخیص کیمیائی کے لئے اُس کا کافی مادہ باقی رہ جاتا ہے۔

(و)۔ بوسیدہ یا سڑا جسم خود بعض زہروں کو پیدا کرتا ہے اور بہت سے زہروں پر بھی اپنا کیمیائی اثر ڈالتا ہے کیونکہ موت کے تھوڑی دیر بعد ہی اُس اصلی زہر کا جو باعث ہوا علم ٹاکسیکالوجی سے کما حقہ دریافت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۹)۔ آج کل جسم بہت کم قبروں سے کھود کر لگائے جاتے ہیں +

(۱۰)۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات مردہ جلانے سے تشخیص میں دقت اور رد ہوکا ہو کر نتیجہ اکثر موجودہ انتظام کی وجہ سے عاید ہوتا ہے (رسالہ سوآف ہیلتھ فروری ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۰)

سارے ناظرین ایک ضروری اور مقدم مسئلہ غور کرنے کے واسطے ہم آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں علم اور عقل دونوں اس کے ساتھی ہیں تمام فاضل اور محقق ڈاکٹر اور حکیم اس کے مددگار ہیں مہذب دنیا اس کے ماننے کے واسطے طیاری کر رہی ہے مگر ہمارے ملکی بھائی ابھی تک غافل ہیں خدا کرے کہ یہ بھی اس مفید امر کی مقبولیت میں جلد کوشش کر کے صحت اور تندرستی پھیلانے کے حامی ہوں۔

راقم آپ کا حقیر ادنیٰ۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

پتت اُدھارن

(آریہ) ہندو لوگ کیوں مسلمان ہوئے؟ ویدوں کا سنتن دھرم اور سانسکر کی تو مریادا جسکے واسطے اب تک بھی مخالف و موافق اُنکی پاکیزگی کے گیت گا رہے ہیں اگر آج تک دنیا میں ہی رہتی یا اُسکو لوگ آچار و بیوہار کرتے رہتے تو یقین غالب تھا کہ کوئی اور مت نہ نکلتا اور نہ کوئی پیدا ہی ہوتا۔ ویدک زمانہ کے لاکھوں واقعات میں سے ایک راجہ چندر جی کا واقعہ ہی جسکو فقرہ فقرہ سے ست دھرم کی روشنی جھلکتی ہے اور قدم قدم پر صداقت کی بو آتی ہے۔ نام [illegible] حضرت بھرت جی کی دلی محبت سے کون آگاہ نہیں جو سب برادرانہ کے معاملہ میں وہ راج کو ناجائز و حقیر جانتے تھے راجہ دشرتھ کی کھڑاؤں کو تخت شاہی پر رکھ کر راجہ چندر جی کا دھرم کرتا اگرچہ ایسا کرنا دنیا میں عدیم المثال نہیں اور اسی طرح راجہ چندر جی کا بن باس سے واپس آ کر بیوی کیکئی کے محل میں نمسکار کے واسطے جانا کیا کوئی دنیا میں نظیر رکھتا ہے وہی آریہ دھرم یا ویدک دھرم کا زمانہ تھا اور اس کے بعد بھی مدت تک رہا اور آخر کار کوروؤں پانڈوؤں کا سمے آیا۔ پانڈووں کے عاریتاً عطا کردہ راج پر دریودھن کا قبضہ ہوا جنگ عظیم کی نوبت پہنچی تب کرشن جی خود دولت سمجھانے کو واسطے گئے اور صرف یہ کہا کہ تمام آریہ ورت کے راج میں سے بھائیوں کو دیں [illegible] گاؤں یانی پت، سونی پت، باغ پت، دل پت، کرنال دیدو۔ یا کہ لوٹ فساد نکٹ جاوے۔ دریودھن نے کہا [illegible] बिना युद्ध [illegible] لیعنی اے کرشن تم تو پانچ گاؤں مانگتے ہو میں اُنکو سوئی کے اگلے سرے برابر زمین بھی بغیر لڑنے کے نہ دونگا زمانہ کے اس تغیر و تبدل کو دیکھکر ان کو یہ شک ہوگا کہ دھرم کی بنیاد جو تھا دیں کی وہی قایم رہیگی اتنا بڑا بھاری تبدل اور بدنظمی جب اس دل کو خرمن پر بجلی گراتا ہے۔ [illegible] حفاظت کے لئے مسکے من نامہ وید کی جانب روز بروز دن دونی پہلے کی حیا اٹھ گئے

کرنے اور ماسوجی کا بھی یہی قول ہے۔ اگر اس پر عمل ہوتا رہتا تو ابھی تک مسلمانوں کی ترقی نہ ہوتی اور غالباً دو کروڑ سے زیادہ نہ بڑھتے اور ایسا ہی ہوا ہے کہ جوان ہندو جو کسی بیوہ سے (بسبب نہ ملنے کنوار یا رہنے یا ساری عمر رنڈوا رہنے کے) شادی کرنا چاہتا اور ہندو اسے برادری سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو وہ مع بیوہ کے مسلمان ہو جاتا ہے تاکہ طعن و تشنیع سے بچے رہیں یہ پانچواں سبب ہے جس طرح بدھ مذہب کے پھیلنے سے باوجود بدھ کے ناستک اور ویدنندک ہو سکے بھی پرانوں کے مصنفوں نے بدھ کو اوتار مان لیا۔ اسی طرح باوجود ہندوؤں کو قتل کرنے اور ان کی بے حرمتی کرنے کے بھی کروڑوں جاہل ہندو مرد و عورات نے مسلمان پیروں فقیروں کی خانقاہوں سے اولاد ہند مرادیں مانگنی شروع کیں اور خورد سالی کی شادی اور برہمچریہ نگاڑنے کے سبب عموماً نامردی نے منہ دکھلایا قبر ولی بیٹے ماننے لگے اور یہ ظاہر ہے کہ فقروں کے عطا کردہ یا مسلمان بے دردوں کے عطا کردہ بیٹے ہندو نہیں رہ سکتے ایک دو پشت کے بعد ضرور مسلمان ہو جاتے ہیں۔

درست پرستی کا نتیجہ یہ ہونا بھی تھا۔ کیونکہ قبر پرستی اور مردہ پرستی بت پرستی کی دوسری صورت ہے۔ بت پرستی سے مانوس ہندوؤں نے جب دیکھا کہ قبر پرست مسلمان ہم سے زیادہ بے خطا ہیں یا جانا اس لئے کہ سب فقروں سے مرادیں مانگنی لگے۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں قبر پرستی شروع ہوئی مانا نانک جیسے مہاپرش کے مرنے کے بعد بھی اس کے پیروؤں میں بت پرستی و گور پرستی ڈسمانیلوں میں روڑے صاحب باطنی صاحب۔ پیری صاحب سکھڑہ صاحب ڈیکہ صاحب گنج صاحب بال صاحب ہاٹ صاحب۔ تول صاحب بیجہ صاحب بابا کو پیر حیوہا صاحب قایم کئے گئے مگر ان کے پیروکی نسبت سے ہی بت پرستی میں گر پڑے جس کے عام گور پرست و بت پرست ہیں کروڑوں راجپوت۔ براہمن۔ مرہٹہ۔ سکھ۔ سکھ تیری۔ اروڑہ۔ بنئے اور شودر جو ابتک بعض اندھ پیر صاحب سکھوہاں کا داتا۔ ننگا ہے والا۔ سخی سرور۔ ڈھولکل۔ یوسف شاہ۔ پیراں کلیر۔ پاک پٹن۔ امام حسن۔ شمس الدین۔ بہاؤالحق۔ ساد ے شہید۔ دین پناہ۔ غازی مسلمان وغیرہ کی خانقاہوں میں دندا کیھرنے اور سر رگڑنے لگے جس سے آئے دن لاکھوں مسلمان ہوتے اور ست دھرم سے مت ہو جاتے ہیں۔ یہ چھٹا سبب ہے مسلمان ہونے کا+

بہت سے غریب ہندو شادی نہ ہونے کے سبب درتمام عمر کنوارا گذارنے کی سخت مشکل سے گھبرا کر شادی کی لالچ سے مسلمان ہو جاتے ہیں جس کی تعداد بھی کسی حالت میں ایک کروڑ سے کم نہ ہوگی اور ہر ایک شہر و قصبہ اور گاؤں میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں یہ ساتواں سبب ہے۔

جتنی لاگت تیجاوں پر لگی ہوئی ہے اس سے کئی گنا ظاہر مسلمانوں نے قبروں پر لگائی ہے اور بڑے بڑے گورخانے مردہ پرستی کے واسطے بنا دئے ہیں اور غالباً ہندوستان کے ۵ کروڑ مسلمانوں میں سے ۴ کروڑ بت پرست یعنی گور پرست ہیں اور جس طرح یہاں ایسی ایسی عمارتیں بنائی اسی طرح عرب میں بھی ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب کی قبر پر تین کروڑ روپیہ کی قیمت کے ہیرے اور لال جڑے ہوئے ہیں اسکا نام بت پرستی نہیں بلکہ گور پرستی ہے (از اخبار دیانند)

یہ مسند جہالا انکا لیف و آفات ہیں اور صدمات و مشکلات ہیں جنکے سبب سے ۱۸۸۱ء سے ۱۹۰۱ء کی مردم شماری تک ۲۲۴۳۳۵۳ کروڑ ہندو مسلمان ہو گئے اور مسلمانوں کی اولاد آریہ ورت میں موجود ہیں+

لطیفہ۔ شہر ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک شیخ یوسف کی خانقاہ ہے جس پر صدہا ہندو مرد و عورت مرادیں مانگنے جاتے ہیں وہاں کے مجاوراول منہ پر تھوکتے پھر جوتے لگاتے ہیں۔ ایک دفعہ ڈیرہ میں چند ہندو مجھ سے پوچھنے لگے کہ وہ تھوکتے تو ہیں مگر جوتے کیوں لگاتے ہیں میں نے کہا تھوکتے اسواسطے ہیں کہ تم پرماتما پاربرہم کو چھوڑ کر قبر پر سر رگڑنے آئے اور چونکہ تھوک جلدی سوکھ جاتی ہے اسواسطے جوتے بھی لگاتے ہیں تاکہ تم جلدی نہ بھول جاؤ۔

الحذر اے قوم ناداں الحذر

باوجود تیرہ سو سال مسلمان ہو چکنے بھی ابھی تک ہندوؤں کے مختلف حصص میں تمام اقوام مسلمانوں کے اس ہزار ہا دستور ہندوؤں کے موجود ہیں۔

لاکھوں مسلمان برہمنوں سے پھیرے پھروانے اور بیاہ پڑھوانے اور انکو پروہت مانتے ہیں۔ گنگا پاتر سمجھتے ہیں اور ہندو مسلمان وہ نام جو ہندو رکھتے ہیں اور یہی حال عورتوں کا ہے اور شاید ایک کروڑ ایسے ہونگے جو بالکل گائے کا گوشت نہیں کھاتے لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جنکو سوائے منتی کے۔ نام کے اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہوا اسلام رنگڑوں کا یہی حال ہے (راز لکچر سید احمد خاں صاحب)۔

لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو سوائے مردہ دبانے کے اسلام سے کچھ آگاہ نہیں اور نہ مسلمانی قواعد کو مانتے ہیں۔

لاکھوں مسلمان ہندوؤں کے جوتش پر اعتقاد رکھتے اور پنڈتوں کے مرید ہیں۔ اور جب ملتے ہیں اپنے ماتھے پر انمسکار کرتے ہیں۔

لاکھوں اب تک شادی گوت بچاتے ہیں اور قریب میں شادی بالکل نہیں کرتے اور نہ اپنی مسلمان شدہ قوم سے باہر شادی کرتے ہیں۔

لاکھوں ایسے ہیں جو چوٹی رکھتے اور پگڑی بڑھتے جیسے بمبئی کی طرف کے بوہرے اور خوجے جنکے نام کاہن جی۔ رام جی۔ سام جی ہوا کرتے ہیں۔

لاکھوں صدق دل سے واپس آنے کو طیار ہیں۔ بشرطیکہ آریہ قوم کا ذرا اشارہ انکو ملے مگر ان کی کوئی مدد کرنیوالا ہو۔

پس بھائیو! اے آیت کے ماروں اور آفت زدوں کی حالت زار پر رحم کرو۔ فراخدلی اور عالی حوصلگی اور اودارچت سے شاستروں پر غور کرو اور راہ مہربانی اور پریم ان کے واسطے واپسی کا دروازہ کھولو۔

دھرم شاستروں میں آپت کال کا آپت دھرم لکھا ہے اور اگر لوگ ست دھرم سے گر جائیں تو کیا پرائشچت لکھا ہے۔

جیسے ... آیوروید میں سب جسمانی امراض کا علاج ہے۔ اسی طرح دھرم شاستر میں سب روحانی روگوں کی اوشدھی ہے۔ سب دھرم شاستروں اور ویدک شاستروں میں مول وید ہیں اور یہی سبب ہے کہ ویدوں میں جسمانی روگ اور روحانی ادھرم پاپ یعنی گرہستھ اور بان پرست اور سنیاس کا ارشاد ہے اور اشٹانگ آہار وہار کا ذکر کیا ہے کہ جس پر عمل کرنے سے انسان جسمانی روگوں سے بچ سکتا ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے وید نے ودیا۔ اوپاسنا۔ دھیان۔ دھارنا۔ سمادھی۔ یوگ کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ شاریرک اور آتمک دونوں طرح کے آنند بھوگ کر جیو موکش دھام کو پراپت ہو۔

ویدوں کے بعد راج نیتک و سرتا ستر کار منو ہوئے ہیں جنکی سمرتی موجود ہے۔ اگرچہ سمرتیاں تعداد میں ۱۸ ہیں۔ مگر سب میں منو کی تعریف ہے اور اسی کو معتبر مانا گیا ہے۔ برہسپتی سمرتی میں خود لکھا ہے:

वेदार्थोपनिबन्धृत्वात्प्राधान्यं हि मनोः स्मृतम् । मन्वर्थविपरीता तु या स्मृतिः सा न शस्यते ॥

ویدارتھ کے انوکول کے ہونے سے سب سمرتیوں کی سرتاج منو سمرتی ہے جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ عزت کے لائق نہیں جن باتوں کو منو نے پرائشچت کے یوگ لکھا ہے۔ اگر ان کے مطابق پرائشچت کرایا جاوے تو غالباً ایک ہندو بھی ہندوستان میں نہ نکلے جو پرائشچتی نہ ہو۔ مفصل دیکھو ادھیائے ۱۱ شلوک ۵۵ جس میں لکھا ہے کہ برہم ہتیا کرنے والا۔ شراب پینے والا۔ گورو یا استاد کی استری سے زنا کرنیوالا۔ یہ تینوں مہاپاپی ہیں۔ انکی صحبت کرنیوالا بھی ایسا ہی ہے۔ اول اور آخر بات کو چھوڑ کر شراب پینے والے اس وقت ہر ایک ورن ہر ایک کلین گھرانے میں کم و بیش موجود ہیں۔ اور ہمارے

سے بچال دیس میں تو کئی مقام پر برہمن شراب کے ٹھیکہ دار ہیں بلکہ شراب کی دوکانوں پر خود وہ بیٹھتے ہیں۔ سو اور تو کس میر سی کی حالت میں ہیں اور بام مارگ میں داخل ہونے والے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں انہیں ضرور شراب پینی پڑتی ہے۔ ماس کھانیوالے جیسے دہرم شاستر میں بہشٹ سندہی کرم لکھا ہے وہ بھی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں خصوصاً پنجاب۔ کشمیر۔ بنگال۔ میتھل۔ مدھ دیش میں لاکھوں ہیں۔ اگر کوئی دہارمک راجا منو ۱۱/۹۱ کے مطابق سزائیں دینے لگے تو شاید آبادی نصف ہو جاوے۔ مگر ساتھ ہی شاستر یہ بھی کہتا ہے کہ جب راجا آریہ دہرم انوکول نہ ہو تو وہ آپت کال ہے اور آپت کال کے واسطے یہ بھی ارشاد ہے۔

आपत काले मृ या दा नास्ति

یعنی آپت کال میں کوئی مریادا نہیں جو ہو سکے اور جس طرح ہو سکے اپنے دہرم کو قایم رکھے اور یہی حال کابل۔ قندہار۔ غزنی۔ ہرات۔ بلوچستان۔ قلات۔ سب کشمیر بخارا خیوا۔ بوشہر۔ بصرہ۔ سکندریہ۔ سٹال۔ عدن۔ جاوا اور مالٹ۔ جاپان۔ مالٹا۔ ہانگ کانگ اور رنگمار کے ہندوؤں کا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف ہندو کہتے ہیں ورنہ کوئی صداقت دہرم کی اُن کے پاس نہیں۔ پس کیا ہم اُن کو دہرم سے خارج سمجھیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ استقلال اور ہمت میں ہم سے بڑھکر ہیں اور اُنکی شرد ہا بھی ہم سے زیادہ ہے اور ہندو دہرم سے جیسا اُن کا پریم ہے اُس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا مگر وہ آپت کال میں ہیں بنا براں المجبور معذور ہیں۔

ہمارے رشی منی اس بات سے ناواقف نہیں تھے وہ دور اندیش تھے اور اسی دور درشی و گیان شکتی سے اس بات کو جانتے تھے۔ بنا براں اُنھوں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے (دیکھو منوسمرتی ادہیاے ۱۰ اسلوک ۱۰۸ سے ۱۱۳ تک) جیسا کہ شلوک ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ بام دیو دہرم اور ادہرم کے جاننے والے نے بھوکھ سے زار) دق ہو کر کتے کا ماس کھا لیا۔ مگر وہ پتت نہ ہوا۔

۱۰۷۔ بھوکھ سے لاچار بھردواج رشی مہاتپسوی نے لق و دق جنگل میں معہ اپنے بیٹے کے ایک نیچ آدمی سے دان لیا۔

۱۰۸۔ بھوک سے نہایت مضطرار دہرم ادہرم کے واقفکار وشوامتر رشی نے ایک چنڈال سے کتے کی ٹانگ کی جوڑی کھانے کے واسطے لی۔

پریم سے گرست رامچندر نے بھیلنی شودرانی ملکہ اتی شودرانی کے جوٹھے بیر کھائے اور پریم سے گرست کرشن مہاراج نے کبجا مالن کے گھر کا بھوجن پایا۔

رامانند کے اوپدیش سے کبیر و کمال وغیرہ مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہو گئے اور لاکھوں ہندو اب ان مسلمان سادہوؤں کو استاد اور مہاتما مانتے ہیں۔

چیتن سوامی بنگال والے کے اوپدیش سے بھی کئی جم کے مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہوئے اور برابر بنگالیوں میں انکا پرچار ہوتا رہا۔

آدمی کا مردہ کھانیوالے اگھوری سادہوؤں کے بھی کئی ہندو چیلے ہیں جن کے ساتھ تمام ہندو برتتے ہیں۔

منوجی نے ایک جگہ لکھا ہے ۱۰/۱۰۴ جو آدمی پران کے رکھنے کے واسطے کسی نیچ جاتی کا اَن کھا لیتا ہے۔ وہ انترکش کی طرح پاپ سے نہیں لپایمان ہوتا۔

منوسمرتی میں لکھا ہے۔ کہ اگر گو ہتیا وغیرہ کرے تو تین ماہ میں شدہ ہوتا ہے۔ دیکھو ادہیاے ۱۱ اشلوک ۱۰۹ – ۱۱۶۔

اور منو ۱۱/۴۵ میں لکھا ہے کہ بغیر اچھا یعنی بے خبری کیا ہوا پاپ وید کے ابھیاس سے دور ہوتا ہے مگر جو اچھا سے پاپ کیا جاوے تو دہرم سے اُس کا پرائشچت ہے۔

سخت سے سخت کوئی گناہ نہیں جسکا دہرم شاستر نے پرائشچت نہ کہا ہو۔ اور پرانے زمانہ میں نہ ہوتا رہا ہو۔ اور جبکہ اُن کے واسطے پرائشچت ہے تو جو لوگ آپت کال کے مارے جور زبردست کے خوف سے مسلمان ہو گئے یا اپنی عزت بچانے کے واسطے مسلمان ہوئے تاکہ اُنکی مستورات سے بدچلنی کے مرتکب نہ ہوں تو وہ صرف گایتری کے جاپ سے ہی شدہ ہو جاتے ہیں جنکے مسلمانوں یا عیسائی یا یہودیوں یا جینیوں یا بودہ کے واسطے شاستر نے صاف بتلایا ہے کہ وہ نعیر کام کے داخل ہیں۔ اسواسطے وہ صرف گایتری منتر سے یا اگنی ہوتر کرنے سے شدہ ہو کر آریہ دہرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ سوامی شنکر آچاریہ نے ہزاروں بودہوں کو صرف گایتری کا جاپ کرا شدہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ہونا چاہئیے جو باقی رہے ہیں جو مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہو کر شدہی کی ابھلاشا رکھنے والے انکے واسطے شاستر کہتا ہے کہ وہیں کال ماترہ بیٹھ کر پرائشچت کرا کر شدہ کر کے آریہ قوم میں شامل کرو۔ شاستر میں لکھا ہے کہ ساوتری کے جاپ کرنے سے برہم ہتیا اور گو ہتیا کا پاپ چھوٹ جاتا ہے گایتری منتر سب سے پور ہے اسی واسطے اسکی بابت سب کا اتفاق ہے۔ کہ اس سے ہر طرح کے پاپ جھوٹ جاتے ہیں تو کیا محمدی یا عیسائی یا بودہ شدہ نہیں ہو سکتے۔ بالعموم ہو سکتے ہیں

اب کس طرح اور کس مذہب سے پرائشچت کرا کر شدہ کرنا چاہئیے۔

آج تک آریہ سماجوں میں تقریباً ایک ہزار آدمی محمدی۔ عیسائی پتت شدہ شدہ کئے گئے۔ لیکن کسی خاص سوسیٹی کے موجود نہ ہونے سے ہر جگہ دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ پشاور۔ گوجرانوالہ۔ لودھیانہ کی سماجوں نے جس قدر دلی اُتساہ اور دہرم بھاو سے اس میں زیادہ حصہ لیا۔ اُسی قدر وہ زیادہ دہنواد کے یوگ ہیں۔ آریہ سماجوں نے جسقدر بہ دہارمک خدمت زیادہ کی۔ ویدک دہرم کی عظمت کے بیشتر قایل ہوتے گئے۔

کسی پتت کو شدہ کرنے کے واسطے سب سے اول ضروری ہے کہ اُسکو کامل اعتقاد سے لائق جاویں اور اُسے جسقدر کہ وہ سمجھ سکتا ہے سب دہرم کی بزرگی سمجھائی جاوے ورنہ کسی بنان ماحور آگ یا عضو کٹوانے یا داغ غلامی لگانے یا طوق غلامی ڈالنے سے کوئی شدہ نہیں ہو سکتا پورانک لوگ گوبر کھلا۔ اور گنگا جی بھیجوا اور وہاں کے بھنگیوں سے جوتے لگوا کر اور سر مونڈ کروا کر ہندو دہرم سے پتت لوگوں کو شدہ کرتے ہیں۔

سورگباشی مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں وکشمیر نے بصرف زر کثیر اس سخت سزا کو بہت نرم کر دیا تھا اور یوں مشتہر کی تھی کہ نمبر ۲ و ۳ ضروری نہیں نمبر ۴ و ۵ ہی شدہی کے واسطے کافی ہیں چنانچہ کئی ہندو اسی کے مطابق پاون کئے گئے۔ سکھ لوگ اگرچہ عام طور پر شدہی کے مخالف ہیں مگر اُن میں سے چند صاحبان بعض یا پتاشوں کا سربت گھول کر اُس میں لوہا گرم کر کے پلاتے ہیں اور اوپر سے سور (خنزیر) کا گوشت کھلاتے اور کچھ سربت کو اُس کے سر میں ڈالتے اور کچھ منہ اور آنکھوں پر ڈالکر شدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے جوتے بھی اُسے جھاڑنے پڑتے ہیں مگر یہ متعصبانہ کاروائی بجز کٹر ملانوں کی کاروائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ جو وہ ہندوؤں کے ساتھ یا سکھوں کے ساتھ جبکہ اُن کو مسلمان بناتے ہیں۔ کیا کرتے ہیں جس سے سوائے دل دکھانے کے اور کوئی پاکیزگی ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر کیا گوبر یا سور کا گوشت یا بھنگیوں کے جوتے یا عام آدمیوں کے جوتے یا مظلوم اور عاجز گائے کا گوشت یا ختنہ یا عیسائیوں کا جھوٹا بھی پانی دلا یا اشتنجو کو رائی کے برابر بھی شدہ کر سکتے ہیں بھگت کبیر جی نے سچ کہا ہے۔

اوہ جاوے مکہ نے اوہ جاوے کاستی ۔ کہے کبیر دوہاں گل پھانسی
اوہ پوجن مڑہیاں اوہ پوجن گوراں ۔ کہے کبیر دوئے لٹ لئے چوراں

پھر دوسری جگہ بھگت کبیر جی فرماتے ہیں۔

اُن حصوں کا اُس قسم کا یعنی یا دوہا سی بھاگی   کے کبیر پنتھی بھائی سادھو گُرو نانک لاگی

{سکھ و اچھوت / مسلمان / عیسائی و ہندو}

اور یہی سبب ہے کہ پنجاب میں بہ نسبت عام ہندوؤں کے سکھ لوگ حالانکہ وہ بلحاظ آبادی کے نہایت ہی قلیل ہیں زیادہ مسلمان ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور اسی طرح پہاڑی ڈوگرہ۔ راجپوت اور سور کھانیوالے کئی یہی حضرات ہیں۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو شاید معلوم نہیں کہ محمدی دین میں سور کھانے جوا کھیلنے شراب پینے زنا کرنے سے زیادہ گناہ کوئی نہیں مانا گیا۔ حالانکہ ہندوستان۔ روم۔ عرب افغانستان ایران وغیرہ میں کروڑوں مسلمان عمر بھر سے ہر تک گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ مرغا اور سور اور بھیڑ جیسے غلاظت پر دلدادہ جانوروں کے کھانے سے کیا روحانی پاکیزگی حاصل ہو سکتی ہے

بابا نانک جی جو کہ سکھ مذہب کے بانی مبانی ہیں وہ تمام گوشتوں اور خاصکر سور کے گوشت کو بھی حرام جانتے تھے اور شراب کو بھی۔ چنانچہ ایک غیر متعصب مصنف جس کی تصنیف کو سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کی سکھوں کے پانچویں گورو ارجن مل جی سے نہایت دوستی تھی لکھا ہے "نانک قائل بوحدت باری بود و بہ تناسخ نیز ایمان داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمردہ ترک حیوانی کردہ ما صاحب آزار حیوان امر فرمود گوشت خوردن بعد از و در مریدانش شہرت یافت و ارجن مل کہ از خلفائے او بواسطہ او سب یجوں بے آزار دریافت از اکل حیوانی مانع آمدہ گفت این عمل مرضی نانک نیست" (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳)۔

شدھی کا صحیح طریقہ وہی ہے جس طریق سے بابا نانک نے مردانہ کو شدھ کیا یعنی پرمیشور کی بھگتی ویدک طریقہ پر سکھلا کر نہ کہ سور وغیرہ کا گوشت کھلا کر اور سب سے زیادہ غلطی ہمارے بھائیوں کی یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کو بھی اسی غلط طریقہ سے شدھ کرتے ہیں۔ یعنی خنزیر کا گوشت کھلا کر حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ عیسائی دین تو کسی شے کو حرام نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ عموماً کھاتے ہیں۔ اور صرف سور ہی کیا ان کے مذہب میں تمام جانور حلال ہیں۔

پس صحیح اور سیدھا بہشت پانے یا ست اُپدیش کا طریقہ وہی ہے۔ جو وید شاستروں میں درج ہے۔ جسکے مطابق پیروان سناتن دھرم (وید مقدس) کا فرض ہے کہ وہ تمام غیر مذاہب میں پتت شدہ آدمیوں کو شدھ کرکے سب سناتن دھرم کا پیرو بنا دیں۔

شدھی بیوستھا

اول اُن لوگوں کے واسطے جن کا غیر مذہب والوں کے گھر جنم ہو

اُن کو اول اچھی طرح کئی روز تک ست دھرم کی حقیقت بتلا کر دیگر مذہب کا رنگ اُنکے آئینہ دل سے اُتار دینا چاہیئے جب اچھی طرح دھرم میں یقین ہو جاوے تو اُسے سندھیا گائتری اور ہون سکھلا کر اور ویدک طریقہ سے اُسکا نام کرن سنسکار و اگر یگوپویت سنسکار کے لائق ہو تو یگوپویت ۔ کرا کر ہند سمجھانے کل طریقوں کے سبھا میں شدھ کرلینا چاہیئے اور کل کرم الوسار ۔ ورن میں شامل کر لینا چاہیئے۔

دوم جبراً و قہراً پتت ہوئے لوگوں کا پرائسچت

جب اچھی طرح تسلی ہو جاوے۔ کہ وہ جبراً یا قہراً کسی سخت ناجائز دباؤ سے غیر مذہب میں داخل ہوا تھا۔ تو اُسے بلا عذر بہ حسن بخوشی خاطر توابع سے شامل کرلینا چاہیئے۔ اُس کے واسطے صرف اُس کا آجانا ہی کافی ہے۔ کسی اور پرائسچت یا سزا کی ضرورت نہیں۔

سوم جو اپنی خوشی سے بطمع زر یا شادی یا عشق یا مطالعہ کتب وغیرہ طریقوں سے پتت ہو جائے اُسکا پرائسچت۔

جتنے سال تک غیر مذہب میں رہا ہو۔ اتنے دن اور جتنے مہینے رہا ہو اتنے دن اور جتنے دن رہا ہو اتنے گھنٹے اسکی پریکشا کرکے جب اچھی طرح یقین ہو جاوے کہ وہ پھر پتت نہیں ہوگا اور اس کی شردھا بھی زیادہ معلوم ہو اور تعلق بھی ٹوٹ گیا ہو یا پتت کرنیوالی عورت بھی اُس کے ساتھ ہی واپس آنا چاہتی ہو تو ایک ہفتہ تک برت رکھوا کر چوٹی رکھوانے اور نام بدلوانے کے بعد سب حاضرین کی منت و سماجت کرانے کے بعد نتیجات اُس برائی کی خرابی اور ست دھرم کی فضیلت اچھی طرح سمجھا کر ہون کرا کے اُسے شدھ کر لینا چاہیئے اور اُسکی ساتھ والی کو بھی اور اگر وہ کسی طوائف کے پیچھے ہوا ہے تو اُس سے حسب توفیق (حسب الوسع) کچھ ڈنڈ لینا چاہیئے ورنہ کسی دھارمک سوسائٹی یعنی آریہ سماج وغیرہ میں اُس سے کچھ خدمت لینا چاہیئے اگر سب کو وہ منظور کرے تو اُسے بخوبی دھرم سے آگاہی کرانے کے بعد شدھ کرلینا چاہیئے۔ اور اگر کوئی خدانخواستہ ایک دفعہ پرائسچت کرانے کے بعد پھر کسی بُری صحبت سے پتت ہو جاوے تو دوبارہ اُس سے دُگنی سزا اور دُگنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

نوٹ۔ شدھی سے پہلے اُس سے مفصل حالات پتت ہونے کے ایک درخواست کی جاوے اور پھر شدھ کرکے اُسکو شدھی پتر کا دیجاوے مضمون ذیل۔ ایک نقل اُسکی دفتر سماج میں رہے بطور یادداشت کے۔

اوم

شدھی پتر کا

آج واقعہ   ماہ   سدی یا بدی سمت بکرمی مطابق   ماہ   سنہ ۱۹ء ماہ   وسمتہ کو سب نے اچھی طرح تحقیقات کرنے کے بعد مسمی   ولد   قوم ساکن   عمر   کو موجب قاعدہ دھرم شاستر موو شاکھیہ ادھیائے   سلوک   کے شدھ کرکے آریہ دھرم میں شامل کیا گیا ہے اب اس سے کوئی پرہیز نہیں ہے۔ یہ ہر طرح ہمارے میں شامل ہے کوئی اس سے نفرت نہ کرے۔ اسی نے   کے سامنے دین   سے اپنی نفرت ظاہر کرکے اُس سے بیزار ہو گیا۔ بارادہ جملہ حاضرین مندرجہ ذیل کے سامنے شدھ کیا گیا ہے۔ العبد سکرٹری   العبد بُدھا

دھرم پرچار

ہماری ہندو قوم غفلت کی نیند میں سو گئی ہے جب اسے جاگتے ہوئے شرم دکھا معلوم ہوتی ہے کہاں وہ رشی منیوں کا مبارک زمانہ اور کہاں اُنکی موجودہ اولاد کی یہ بُری گت ترا ہمان۔ ترا ہمان۔

سارے بھائیو! عرصہ ۵۰۰۰ سال کا گذرا جبکہ مہاراجہ جودھشٹر کا چکرورتی دھرم راج پرتھوی میں موجود تھا۔ اُس وقت کوئی مسلمان کوئی عیسائی کوئی بدھ کوئی جینی اس بھارت ورش میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کہیں سارے سنسار میں بھی اُنکا پتہ نہ تھا ساری کی ساری پرجا ویدک دھرم اور ساسر وکت کرم میں مصروف تھی اس کو صدہا سال جب اودیا کے سبب مانس شراب۔ بیہار وغیرہ اس ملک میں پڑھنے لگا قریب عرصہ ۲۴۹۹ سال کا گذرا ہے کہ علاقہ نیپال میں ایک شخص ساکھی سنگھ نامی نے جو کہ ناستک تھا اور وقت چندر گپت راج کا اور بیٹی ساتھ تھا اور اچھی لائق سے بہت سے ست مارگ رہبر اُسکے ہو گئے جس سے بدھ مت سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ بجز کاشی۔ کشمیر۔ قنوج کے سوائے کوئی شہر ہندوستان میں ایسا نہ رہا جو بدھ نہ ہو گیا۔ جب بدھ مت بہت بڑھ گیا اور لوگ ویدک دھرم سے پتت ہوئے۔ یگیوپویت آدک سنسکار چھوڑ بیٹھے تب تقریباً دو سو برس گذرے کہ ایک مہاتما شنکر سوامی رجنہے لوگ شنکر آچاریہ بھی کہتے ہیں) نے کمر ہمت باندھی اور ناستکوں کو ساتھ لے کر بدھوں سے شاستر ارتھ کرنا شروع کیا بھلا ناستک لوگ

دلائل ویکیاں وید اور شاستر کے جاننے والے کے سامنے کیا اثر کر سکتی ہیں!
ایک دو وجوہ خاص خاص مقامات میں فتحیاب ہونے کے سبب شنکر سوامی کا آوازہ بلند ہو گیا۔ بہت سے جاہل نے ویدک دھرم قبول کر لیا ۱۰-۱۲ سال کے اندر ہی شنکر آچاریہ کے شاستر ارتھوں کے سبب ... ملک ... بودھوں کے ... برگشتہ شنکر آچاریہ کے مباحثوں میں یہ شرائط ہوتی تھیں:
نمبر۱۔ جو ہار جائے یعنی مباحثہ میں شکست کھائے وہ دوسرے کا دھرم قبول کرے۔
نمبر۲۔ اگر سادھو ہو تو جلا شتہ سنیاسی کا شاگرد ہو جاوے۔
نمبر۳۔ اگر دونوں نامنظور ہوں تو ملک آریہ ورت کو چھوڑ جائے
ان ہی شرطوں کے سبب کروڑوں بودھ اور جین پھر ویدک دھرم میں آ گئے اور پرائشچت کروائے۔ ان کو شنکر سوامی نے گایتری بتلائی اور یگیوپویت پہنائے جو بہت ہٹ دھرمی تھی اور تعصب کی آگ میں جل رہے تھے اس قسم کے لاکھوں آدمی آریہ ورت سے جلاوطن کئے گئے۔ راجگان کی طرف سے کشمیر۔ نیپال۔ کنیا کماری۔ سورت۔ بنگال وغیرہ ہند کے سرحدی مقامات پر سپاہیوں کے پہرے بٹھائے گئے اور وہاں فوج بھی رہی تاکہ جو بدھ لوگ خارج کئے جاویں وہ پھر واپس نہ آ سکیں۔
اس کا صاف بر عکس ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں سے بودھ دھرم پیدا ہوا اور ایک وقت سارا ہندوستان بودھ تھا۔ مگر اب ہند میں اس مت کا ایک آدمی بھی نہیں نظر آتا۔ ہند کے چاروں طرف لنکا۔ برہما۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ افغانستان کافرستان۔ بلوچستان وغیرہ میں کروڑوں بودھ موجود ہیں۔
جینی لوگ اب بھی ہند میں بہت ہی کم یعنی ۶-۷ لاکھ ہیں اور یہ ہی لوگ ہیں جو ... باقی رہ گئے مہاراج شنکر آچاریہ جی ۳۲ سال کی اوستھا میں مر گئے ورنہ دیکھتے کہ جینی مسنوں کا ... پھر موجود ہو جاتا۔ شنکر آچاریہ کا حکم تھا کہ جینیوں اور بودھوں کے واسطے صرف یہی پرائشچت تھا کہ ایک دو روز برت رکھوا کر یگیوپویت پہنایا جاوے اور گایتری منتر سکھلایا جاوے جس سبب سے ۲۵ کروڑ آدمی پرائشچت کرا گایتری پڑھ یگیوپویت پہن ورن آشرم دھرم میں آ گئے۔ حالانکہ ۴-۵ سو برس تک وہ بودھ اور جین رہے بودھ لوگ ورن آشرم کو نہیں مانتے کھانا پینا بھی ان کے ہاں وید ورودھ ہے وہ سب طرح کے ماس کھا لیتے ہیں۔ جس کی تاریخ اور برہما کے حالات سے یہ بات سب لوگ دریافت کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ ۱۲ سو برس کا ہوا کہ یہاں پر مسلمانوں نے سورت اور افغانستان کی طرف سے چڑھائی کی آریہ ورت کے اندر ویدک دھرم چھوٹ جانے اور پورانوں کے پرچار کے سبب صدہا مت موجود تھے اور انہیں وید ورودھ متوں کے سبب گھر گھر میں پھوٹ ہو رہی تھی دھرم کے نہ رہنے سے اور وام مارگ کے پھیلنے سے بھیچار (زنا) بھی بہت پھیلا ہوا تھا اور کثرت بھیچار اور خورد سالی کی شادی کے سبب بل طاقت۔ برہم چریہ اور السا... کا نسٹ ہو رہا تھا۔ ایسی حالت میں ایک وحشی قوم کا ہمارے ملک پر غالب ہونا کونسا مشکل امر تھا ہماری کمزوری یعنے برہم چریہ نہ ہونے کی ایک موٹی سی دلیل یہ ہے کہ سومنات کی لڑائی میں محمود کے ساتھ ۱۰-۱۵ ہزار فوج تھی اور ہندو راجاؤں کے پاس ۱۰-۱۵ لاکھ فوج تھی۔ مگر آخر کار ہندو ہی ہارے اور محمود جیتا آپ جانتے ہیں کہ سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے گویا ایک افغان کے مقابلہ میں سو ہندو تھے۔ ایسے موقعہ پر ہارنے کی سوائے برہمچریہ اور دھرم کے نہ ہونے کے اور کوئی وجہ نہیں ہے آپ غور سے بچار لیں۔
اس ملک[1] میں سب سے پہلے ... راجہ جیپال ایک مسلمانی پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا پر عزت بند تھا۔ مارے شرم کے خراسان چلا گیا اور وہاں جا کر ... ہو گیا۔ پیچھے اس کے ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا۔
دوسرا[1] مسلمان اس ملک میں سکھ ... راجہ ... محمود کے وقت میں ہوا جس ... محمود ... محمود کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ہندو ہو گیا اور برہمنوں نے ملا لیا۔
ملک کشمیر ایک بادشاہ کے ظلم سے جبراً مسلمان کئے گئے ابھی تک ان کی ذاتیں بٹ۔ کول وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔
برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر سب میں سے جو جو مسلمان ہوئے اکثر تو جبراً مسلمان ہوئے کوئی ہی شاذ و نادر اسلام کو پسند کر کے مسلمان نہیں ہوا۔ بہت جاگیر وغیرہ کے لالچ سے بھی مسلمان ہوئے جن کے نسب نامے صاف گواہی دیتے ہیں کہ باپ دادا یا دو تین پشت سے اوپر ہندو تھے۔
بہت سے نوجوان ہندو مسلمانی رنڈیوں کے دام رنگ میں اسیر ہو کر بے دین ہوئے جو یاروں کو اسی دین کی تعلیم دیا کرتی ہیں جن کی بھلے ... ہزاروں لاکھوں مثالیں ہر ایک صوبہ یا احاطہ میں موجود ہیں۔
بڑے بڑے لائق پنڈت بھی رنڈیوں کے جال میں غوطہ کھا گئے۔ نمونہ کے واسطے نسک گنگا لہری کے مصنف پنڈت جگن ناتھ شاستری جی موجود ہیں۔
لاکھوں بہادر اور سورما ... دل ... سے دھرم پر قربان ہوئے سیس دیدئے لیکن بے دین نہ ہوئے نمونہ کے واسطے دیکھو شہید گرو ارجن ... احسان
آپ جانتے ہیں جب مسلمان یہیں آئے تھے تو ان کی زبان پر تکبیر یعنی نعرے جاری تھے۔ قبرستان کبھی اس ملک میں نہ تھی مگر ۸-۹ سو برس سے مسلمان آئے تب سے ہی ہندوستان میں قبر پرستی شروع ہوئی۔ ظالم مسلمان ہندو بہادروں کے ہاتھ سے مارے گئے مسلمانوں نے ان کو شہید بنا دیا اور ہندوؤں کو بھی ... افسوس صد ہزار افسوس ہمارے باپ دادوں کی ... آشنا ہے جن ظالموں کو قتل کر ہمارے بزرگوں کے ہاتھوں سے جو واصل جہنم ہوئے۔ ہم نالائق اولاد اور ناخلف ورثا انہیں شہید سمجھ ان پر چراغ جلاتے ہیں وائے ناکامی اور افسوس جناب اور اسے لے عزتی کی حد نہیں رہی اسے پر ... بری گت کب تک رہے گی۔
اے ہندو بھائیو! سارے ہندوستان میں جہاں تختہ اور اونچے اونچے قبرستان دیکھتے ہو وہ تمہارے ہی بزرگوں کے ہاتھوں سے کشتہ ہیں ان کے پوجنے سے تمہاری بھلائی کبھی اور کسی طرح بھی ممکن نہیں اول اچھی طرح سوچ لو

اگر سر مردہ شکار آمدے ... رشاہیں مردہ شکار آمدے

مسلمانوں نے مندر توڑے۔ بت پھوڑے۔ لاکھوں کو قتل کیا اس سبب کروڑوں پر لوگ مسلمان ہوئے دیکھو سمورکا روزنامچہ۔
مگر ہندوستان ایسا بدبخت نہ تھا کہ ایران۔ روم۔ مصر اور عرب کی طرح کبھی نہ جاگتا بیچ بیچ میں اس کو جگانے والے بھی ہوتے رہے۔
مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونے کا دستور تھا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں رانی پدمنی کا ستی ہونا اور علاؤالدین کا ظلم۔ تاریخ غور سے پڑھو۔
پہلا پرائشچت۔ سب سے پہلے آریہ ورت کے اندر شنکر آچاریہ جی نے ۲۵ کروڑ آدمی کا پرائشچت کرایا اور ان کو ویدک دھرم پر چلایا۔
دوسرا پرائشچت مہاراجہ چندر گپت نے کیا۔ جسے سلوکس ... یونانی کی بیٹی سے شادی کی جس کو آج دو ہزار ایک سو سال ہوئے۔

[1] تاریخ ہند۔

تیسرا پرائشچت رانا اودے پور نے کیا جس نے نوشیرواں والی ایران پارسی کی لڑکی سے جو کہ ساسانی شاہ قسطنطنیہ کی دختر بھی تھی شادی کی جسے تیرہ سو سال ہوئے ہیں۔

چوتھا پرائشچت لاہور کے پنڈتوں نے راجہ سکھ پال کا کرایا جس کو آٹھ سو برس ہوتے ہیں۔

پانچواں پرائشچت مرواہ مسلمان کا نانک جی نے کرایا جس کو عرصہ ۴۔۵ سو سال کا گذرا ہے اور اُس کی لاش کو بمقام جورہ آگ میں جلایا۔

چھٹا پرائشچت سیٹھ بیربل وراجہ ٹوڈرمل نے اکبر بادشاہ کا کرایا اور مہابلی اُسکا نام رکھا گایتری سکھلائی اور سندھیا پڑھائی۔ یگیوپویت پہنایا اور ہندو بنایا۔ گاؤکشی کی ممانعت و عموماً گوشت خوری سے نفرت ہوگئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کردیا۔ حکم دیدیا کہ جو ہندو غلطی سے ناواقفی سے عشق کے لالچ سے مسلمان ہوگیا ہو اگر وہ اپنے ہندو دہرم پر آنا چاہتا ہو مختار ہے اُسے منع مت کرو اور اگر کوئی عورت ہندوانی کسی مسلمان کے عشق میں مسلمانی ہونا چاہے ہرگز نہ ہونے پاوے وارثوں کے حوالے کی جاوے مفصل دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۳۵ و ۳۳۸ تعلیم دہم نولکشور)

ساتواں پرائشچت گورو گوبند سنگھ جی نے کرایا بعہد اورنگ زیب ظالم کے جس میں اُنہوں نے تمام مذہبوں کو سکھ بنا کر ویدک دہرم میں شامل فرمایا۔ اس کے سوائے دو سکھ اُن کے ایک مرتبہ مسلمانوں نے پکڑ کر جبراً مسلمان کردیئے تھے جب وہ بھاگ کر اُن کے پاس آئے تو اُن کو پھر بدستور سکھ بنا اور دھرم میں ملایا

آٹھواں پرائشچت رتنا مل گیانی نے کرایا بعہد اورنگ زیب بادشاہ کے جبکہ ایک لڑکا ہندو مسلمان ہوگیا تھا اُس کو شدھ کرکے ویدک دہرم میں ملایا۔ دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ۲۳۹ سنہ ۱۲۹۶ ہجری نولکشور)۔

نواں پرائشچت رنجیت سنگھ مہاراج نے کیا۔ خود اپنے واسطے اور کئی سرداروں کے واسطے مسلمانوں کی بیٹیاں لیں اور اُنکو ہندو بنایا۔

دسواں پرائشچت مہاراجہ رنبیر سنگھ والی ریاست جموں وکشمیر نے کیا جبکہ تین راجپوت شاہی لداخ میں مسلمان ہوگئے تھے۔ نہایت خوشی سے تینوں کو واپس ہندو دہرم میں شامل کیا۔ جموں کے وِدوان پنڈتوں نے رنبیر پرکاش ایک گرنتھ بنایا جس کی رو سے ۴۰ و ۵۰ سالہ مسلمان شدھ ہوکر بدستور دہرم میں شامل ہوسکتا ہے۔ کاشی کے پنڈتوں نے بھی اُس سے اتفاق کیا۔ اور منظوری دی۔ چنانچہ ایک ضخیم پستک ہر ایک سبھا کو جموں سے مفت مل سکتا ہے۔

گیارھواں پرائشچت شری مان سوامی دیانند جی مہاراج نے کرایا یعنی قاضی محمد عمر صاحب ساکن سہارنپور کو مسلمان سے آریہ بنایا اور ویدک دہرم پر چلایا وہ اب تک دہرہ دون میں ٹھیکہ دار ہیں جنکا نام الکھ دہاری ہے اور جو کہ ڈیرہ دون سماج کے ممبر ہیں۔

بارھواں پرائشچت سوامی جی کی وفات کے بعد شرومنی پراوپکارنی سبھا نے کرایا یعنی جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کو جو پنجاب یونیورسٹی کے فاضل کے ڈگری یافتہ ہیں اور جو اب گورداسپور ضلع پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں شدھ کیا اور آریہ بنایا جنکا نام نامی اب رائے بہادر بہروس رام جی ہے۔

تیرھواں پرائشچت سنت جوالا سنگھ جی نے کرایا۔ جنہوں نے کم سے کم ۴۰ آدمی مسلمانوں کو ویدک دھرم پر لاکر شدھ کیا۔

چودھواں پرائشچت۔ عرصہ ۱۵ سال کا ہوا ہے مسٹر امیداس عیسائی نے ۷ لڑکوں کو عیسائی کیا تھا۔ قصور کے پنڈتوں اور مہاتما لوگوں نے اُن کو شدھ کیا جو اب وہ لڑکے اچھے عہدوں پر موجود ہیں۔

پندرھواں پرائشچت آریہ سماج کے ممبروں نے کیا یعنی راجپوتانہ۔ پنجاب۔ ممالک مغربی وشمالی میں کم سے کم دو ہزار مسلمانوں اور عیسائیوں اور جینیوں کو شدھ کرکے ویدک دہرم پر لاکر آریہ بنایا۔ سندھیا گایتری سکھلا کر پرائشچت کرایا۔ گوبرہمن کا ہتیشی بنایا ضلالت سے نکلوایا۔

چونکہ یہ تعداد ہر روز ترقی پر ہے اس واسطے ٹھیک بتلانا ممکن نہیں +

عزیز بھائیو!! اس عرضداشت کو پڑھکر ۵ منٹ تک دل میں سوچ کر دیکھو کہ اگر آپ اسی طرح غافل رہے تو آپ کا کیا حال ہوگا۔

۸ سو برس کے اندر آپ ۲۴ کروڑ سے کم ہوتے ہوتے ۲ کروڑ رہ گئے ۴ کروڑ تمہارے میں سے مسلمان ہوگئے۔ آپ حساب جانتے ہیں ذرا ارتھمیٹک سب کو لو کام میں لائیے۔

سوال

چار کروڑ ہندو ۸ سو برس میں مسلمان ہوسکتے تو ۲ کروڑ کتنے سال میں ہونگے۔

حل

سال کروڑ کروڑ

۸۰۰ × ۲ ÷ ۴

= ۸۰۰ × ۲ / ۴ = جواب ۴ سال ہیں۔

بھائیو ضرور سمجھلو۔ آنکھیں کھولکر دیکھو کنبھ کرن کی نیند میں مت سوؤ۔ دہرم ناش ہو رہا ہے۔

لوگ وید دہرم کو نشٹ کر رہے ہیں لوبھ۔ لالچ۔ فریب میں پھنسا تمہارے بچوں کو ملیچھ کر رہے ہیں۔ اگر آپ اسی طرح سوتے رہے کروٹ نہ لی تو ۴ سال کے بعد ایک بھی ویدک دہرم کا پیرو نہ رہیگا۔ سب ملیچھ ہو جاویں گے۔ صرف یہی ایک نالہ آپ کی دہارمک عمارت کو گرانے والا نہیں ہے بلکہ ایک اور بھی ہتیارہ نالہ جاری ہوا ہے اور وہ کون ہے عیسائی مذہب۔

عرصہ دو سو سال کا گذرا کہ عیسائی پادریوں نے یہاں آکر انجیل نشانی شروع کی اُس وقت اُس ملک میں ایک بھی عیسائی نہ تھا۔ تمہارے ہند سے قحط زدہ بھائیوں کو مدراس اور دیگر مختلف حصوں میں ان پادریوں نے لالچ دیکر عیسائی بنالیا۔

مردم شماری سال سے معلوم ہوا کہ اس وقت عیسائی ۲۰ لاکھ ہیں۔

کیا کبھی آپ نے سوچا کہ اس وقت تک کیسے عیسائی ہوچکے ہیں بھائیو پرمیشور کے واسطے آنکھیں کھولو نیند سے جاگو مت دہوکر سنان کرو اور اسی حالت کو سنبھالو تمہارے دہرم کے بیڑے کو دونوں طرف سے دیمک لگ رہی ہے اپنے آپ کو بچالو ورنہ تمہارا ٹھکانہ نہ ملیگا پتہ نہ رہیگا۔

مدراس آجکل خوش قسمت ہے جہاں صد ہا گھروں نے جو قحط کے سبب عیسائی ہوگئے تھے عیسائی دین چھوڑ دیا براہمنوں نے اُن ہزاروں آدمیوں کو ویدک دہرم میں ملا لیا۔ عیسائی رو رہے ہیں کچھ بس نہیں چلتا۔ تمہیں بھی چاہیئے دیا کرو۔ رحم کرو۔ اپنے نادان بھولے بھالے بچوں کی جان ضائع نہ کرو اُنکو بچالو جو سرن آوے اُسے درست کرو پرائشچت کرا کر شاستروکت ریتی سے شنکر سوامی کی طرح بابا نانک کی طرح۔ چانکیہ رشی کی طرح مہاراجہ رنبیر سنگھ کی طرح ملالو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مسلمان اور عیسائی رہ کر جتنی ہتیا کرے گا اُس سب کا جواب تمہاری گردن پر ہوگا۔ پراوپکاری بنو جگت کا بھلا کرو۔ بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پرائشچت سے شدھ کر ملالو۔

الراقم

آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

حصہ دوم

پوران کس نے بنائے

ہمارے بہت سے سادے ہندو بھائی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ[1] پوران اسی طرح[2] ویاس جی نے بنائے ہیں۔ جو کہ پراشر جی کے بیٹے اور مہاراج یدھشٹر کے وقت میں موجود تھے جس وقت کہ حال کے زمانہ کلجگ کا آغاز شروع ہوتا ہے۔ جس کو آج تک ۴۹۹۱ سال ہوئے ہیں لیکن پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال اُنکا درست نہیں ہے۔ یہ بات مندرجہ ذیل ثبوتوں سے بخوبی ثابت ہو جائیگی امید ہے کہ دھرم کے متلاشی تعصب کو چھوڑ کر اس کو پڑھینگے +

ثبوت نمبر اول۔ اٹھارہ پورانوں میں بدھ کو اوتار قبول کیا ہے اور جس حساب میں پڑھ کر ہے اُس میں سے گذشتہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔ مستقبل اور جو اُنکے اوصاع و اطوار بیان کئے ہوئے ہیں وہ آجکل کے صوبے ریوجیں (گرڈن) سے ٹھیک ملتے ہیں اُس سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت اٹھارہ پوران بنائے گئے اس سے پہلے بدھ کا اوتار ہو چکا تھا تب بھویشیہ پوران پرتی سرگ پرب آدھ کھنڈ ادھیائے ۳ سے ۹ تک مگر مورخوں نے شتا نند ماوند اور بہت سے ہندوؤں اور آریہ ورت کا یہ بیان ہے۔ اور ملک نت کی کتابوں اور عجائب گھر کے بتوں سے صاف کیا ہے کہ بدھ مہاتما کے سمت سے ۱۴۶۴ برس پہلے ہوا تھا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مر گیا جس کو آج تک دو ہزار سو باسٹھ سال ہوئے ہیں اور ویاس جی کو چار ہزار نو سو اکانوے برس ہوئے ہیں یعنی بدھ دو ہزار چار سو انتیس برس ویاس جی سے پیچھے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ویاس جی پورانوں کے مصنف نہیں تھے +

ثبوت نمبر ۲۔ تمام مورخ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ رامانج آچاریہ کی بارہویں صدی میں ہوا۔ لاٹ وشنو مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے +

शरवच क्रे तापयित्वा यस्य देह प्रदह्यते। स जीवन कुणप स्त्याज्यः सर्व धर्म बहिष्कृत ॥ १ ॥

ارتھ۔ جسکے جسم پر تپاکر شنکھ چکر کے نشان لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ اور تمام دھرم کاموں سے خارج کرکے الگ کر دینے کے لایق ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رامانج کے مت سے بعد اس کی تردید لنگ پوران میں ہوئی۔ کیونکہ یہ مانا ہوا اصول ہے کہ جو بات نہ ہو چکی ہو۔ اُس کی تردید نہیں ہو سکتی اور لنگ پوران اٹھارہ پورانوں میں شمار ہو چکا ہے۔ اور چونکہ رامانج مکرا جیت کی بارھویں صدی میں ہوئے ہیں یعنی آجتک اُن کو گذرے ۸۴۷ برس ہوئے ہیں اور جیساکہ اوپر ظاہر کیا ہوا ہے۔ کہ بیاس کو ۴۹۹۱ برس ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے۔ کہ بیاس سے رامانج ۴۱۴۳ برس پیچھے ہوئے ہیں۔ اس لئے لنگ پوران کا مصنف بیاس نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر سوم۔ کتاب بنام توزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ میرے باپ کے زمانہ میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تین چیزیں لایا تھا۔ تمام مورخ اس بات پر متفق الرائے ہیں لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے کہ

स मे कलियुगे घोरे सर्व वर्णा श्रमे नरः॥ तस्मात्ते म के न यन स गच्छ स्मर कारणे वे ॥ २ ॥

ارتھ۔ اس گھور کلجگ میں جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے۔ اور پدم پوران میں لکھا ہے +

धूम्रपानरत विप्रान कृत्वेति यो नरः॥ दातारो नरकं याति ब्राह्मणो ग्राम शूकर ॥ ३ ॥

ارتھ۔ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے وہ خیرات کنندہ نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن (گرام سوکر) گاؤں کے سور کا جنم لیتا ہے۔ ہندوؤں کی کسی دھرم پستک میں تمباکو کا تذکرہ نہیں ہے اور تمباکو امریکی زبان کا لفظ ہے اور اسی واسطے اسکے نام مانک جیسے لیکر اُن کی ساتویں بادشاہی تک کسی نے تمباکو پینے کا کشٹ نہیں کیا کیونکہ اُس زمانہ میں موجود نہ تھا جب جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں آیا اور اسکا رواج ہوا تو اورنگ زیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں بادشاہی کے وقت اسکا نشیدھ کیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران دونوں جہانگیر کے والد اکبر کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور اکبر بادشاہ کا زمانہ بکرماجیت کے سمت ۱۶۱۳ سے ۱۶۶۲ تک ہوا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں کیونکہ بیاس جی کو ہوئے ۴۹۹۱ برس گذر گئے ہیں ان پورانوں کو تصنیف ہوئے (۱۹۴۸ - ۱۶۶۲) ۲۸۶ برس ہوتے ہیں ۰

ثبوت نمبر چہارم۔ سوامی شنکر آچاریہ رامانج سے پہلے ہو چکے ہیں کیونکہ رامانج نے شنکر مت کا تذکرہ کیا ہے تمام میں یہ بات ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ ساری عمر برہمچاری رہے اور سارے ہندو لوگ شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں وہ اُنکا ہونا شیو پوران سے پہلے نہیں ہو سکتا کیونکہ اُنہوں نے پوروہ کا کھنڈن کیا ہے اور پرم پوران میں ویاس جی کے حوالے سے یہ بات لکھے ہیں +

मयावादमसच्छास्त्र प्रच्छन्न बौद्ध मेव च॥ मयैव कथित देवि कलौ ब्राह्मण रूपिणा ॥ ४ ॥

ارتھ۔ ہے دیوی کلجگ میں مَیں نے برہمن کا روپ دھارن کرکے ویدانت کا شاستر (جو چھپا ہوا بودھ مت ہے) رچا ہے سو پدم پوران جو شنکر و رامانج سے پیچھے بنا ہے۔ ویاس جی کا بنایا ہوا کبھی بھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر پنجم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۲ بکرمی میں راجہ اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا اس سے پہلے نہیں تھا اس میں سب مورخوں کی رائے متفق ہے اور مندر میں بھی سمت لکھا ہوا ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکند پوران میں لکھا ہے اس لئے اسکند پوران سمت ۱۲۳۲ سے پیچھے بنا۔ اور ویاس دیو کا بنایا ہوا کبھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر ششم۔ سارے عالموں کی اس بارہ میں بھی ایک رائے ہے کہ اٹھارہ پوران مہابھارت سے پیچھے بنائے گئے اور پورانوں میں مہابھارت کا ذکر ہے مگر مہابھارت میں پورانوں کا ذکر نہیں ہے اور سب جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے راجہ پریکشت کو بھاگوت سنایا تھا تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یدھ سے پیچھے مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوئے تھے اُنہوں نے ۳۶ سال ۸ مہینے اور ۲۵ دن راج کیا انکے مرنے کے بعد راجہ پریکشت نے ۶۰ برس راج بھاگوت میں لکھا ہے راجہ پریکشت کے راج کے خاتمہ پر یعنی مہابھارت کے ۹۶ برس کے بعد شکدیو جی نے ان کو بھاگوت سنایا مگر مہابھارت کے شانتی پرب کے ادھیائے ۳۳۲ اور ۳۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمے پر یدھشٹر اُن سے اپدیش سننے گئے تب اُنہوں نے شکدیو جی کا ذکر کیا اور کہا کہ بہت زمانہ ہوا ہے کہ وہ مر گئے ہیں اُنکے

---

[1] مارکنڈے۔ بھوشت۔ بھاگوت۔ برہم ویورت۔ برہمانڈ۔ شیو۔ وشنو۔ وراہا۔ لنگ۔ پدم۔ نارد۔ کورم۔ اگنی۔ متسیہ۔ برہم۔ وامن۔ سکند۔ گروڑ +

[2] آدی۔ نرسنگ۔ وایو۔ شیو دھرم۔ درواسا۔ کپل۔ نارد۔ سندی۔ منتر۔ سکر۔ باوسس۔ وارن۔ سامو۔ کلکی۔ مہیشور۔ پدم۔ دیو۔ پراشر۔ مریچ۔ بھاسکر +

مرنے پر دیاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے بدہشت اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا اُنہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ ابیاس جی تب پریکشت محل میں تھے جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی شکدیو جی گئے تھے تو انکا ۹۷ برس پیچھے بھاگوت سنانا ناممکن ہے اور یہ سچ ہے جیسا کہ دیوی بھاگوت کے مترجم نے لکھا کہ اصل بھاگوت بعید ہوتے بنائی ہے اور جب بھاگوت شکدیو جی نے سنائی نہیں اور پریکشت نے سنی نہیں جن سے دیاس دیو بہت پہلے گذر چکے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ دیاس دیو نے ان کو نہیں بنایا +

ثبوت نمبر ہفتم - پدم پوران کے اُترکھنڈ کے بھاگوت مہاتم کے اول ادھیا میں ۴۸ شلوک سے ۴۲ تک لکھا ہے کہ نارد جی دیا کل اوستھا میں سنکادک کو ملے اور بیان کیا کہ کاشی سومنات رامیشر وغیرہ مقامات پر مسلمانوں نے مندروں کو گرا دیا اور ان پر قبضہ کر لیا یعنی مسجدیں بنالیں اور یہی حال آشرموں کا کیا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حال محمود کے زمانہ سے اورنگ زیب کے زمانہ تک ہوتا رہا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ پدم پوران کو بنے ہوئے ع سمت ۱۰۱۴ سمت ۱۷۲۶ تک زمانہ ہوا ہے +

ثبوت نمبر ہشتم - اٹھارہ پورانوں میں نشتی منیوں اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور ان پر منتھیا کلنک ہیں جیسے کہ (نمبر ۱) برہما جی کو بیٹی سے ہم بستری کا کلنک اور (نمبر ۲) کرشن جی کو کبجا اور رادھکا (نمبر ۳) مہادیو کو رشیوں کی استریوں سے (نمبر ۴) وشنو کو جلندھر دیت کی استری برندا سے (نمبر ۵) اندر کو گوتم کی استری سے (نمبر ۶) سورج کو کنتی سے (نمبر ۷) چندرما کو اپنے گرو برہسپتی کی استری تارا سے (نمبر ۸) وایو دیوتا کو کیسری بندر کی استری انجنی سے (نمبر ۹) ورن دیوتا کو اگست دیوتا کی ماتا اور وشتی سے (نمبر ۱۰) برہسپتی کو اپنے بھائی کی استری ممتا سے (نمبر ۱۱) وشوامتر کو دینتی سے (نمبر ۱۲) پراشر کو مچھودری سے (۱۳) دیوکو داسی سے (نمبر ۱۴) دروپدی کو پانچ خاوندوں سے (نمبر ۱۵) دیویوں کو راس بھکشن کا (نمبر ۱۶) بامن کو چھل کا (نمبر ۱۷) بلدیو کو شراب نوشی کا (نمبر ۱۸) رامچندر کو دھوکہ سے بالی سورسے کے مارنیکا وغیرہ وغیرہ کلنک۔ شبرنشی ستی دیوتاؤں پر لگائے گئے ہیں جو کوئی کلنک نہیں لگایا اس سے ناشکست کو ہر جگہ ظاہر کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پورانوں کے مصنف بیہودہ والے ہیں نہ دیاس دیو جی +

ثبوت نمبر نہم - دیاس جی کے بنائے ہوئے ویدانت سوتر اور دیا کھیا یوگ بھاشیہ دنیا میں ظاہر ہے انکا دھرم بھی سب دوانوں پر ظاہر ہے کہ یہ اٹھارہ پوران ان کی عین ضد ہیں ان کا مطلب انکے بنائے ہوئے شاستروں سے نہیں ملتا جس سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پوران اُن کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت نمبر دہم - دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ایک ملیچھ ویشیا پر عاشق ہو کر دھرم سے پتت ہو گیا۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمان رنڈیاں بھی موجود نہ تھیں اور جب مسلمان رنڈیاں نہ تھیں تو اُن پر کوئی عاشق بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے زمانہ میں بنا ہے اور بیاس دیو نے نہیں بنایا .... دھرم شاستر کے موافق برہمن کا کام پڑھنا اور پڑھانا ہے جیسا کہ منو سمرتی میں لکھا ہے - کہ (۵) योऽनधीत्य द्वि जो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः

ارتھ جو برہمن - چھتری - ویش - ویدوں کو نہیں پڑھتا - اور دیگر کام کرتا ہے تو وہ زندگی ہی میں قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے - اور دیکھو اتری کی سمرتی میں کیا لکھا ہے - کہ

वेदविहीनाः पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः
पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवता भवन्ति । ६ ॥

ارتھ وید سے ہین لوگ شاستر پڑھتے ہیں شاستر سے ہین پوران پڑھتے ہیں پُران سے

ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے پتت بھاگوت پڑھتے ہیں - جہانگیر کے زمانہ میں گوسائیں تلسی داس مرے تھے - جیسے

संवत सोला सौ अस्सी असी गंग के तीर ॥ श्रावन शुक्ला पंचमी तुलसी तज्यो शरीर २ — ॥ ६ ॥

جہانگیر سمت ۱۶۸۴ میں فوت ہوا تھا اس سے ثابت ہوا کہ رامائن کو تصنیف ہوئے ۱۹۴۱ = ۱۶۸۴ = ۲۵۷ سال ہوئے۔ ان ثبوتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کل پوران نوین ہیں - صرف چاروں وید ہی سناتن ہیں +

اوشم شانتی ! شانتی !! شانتی !!!

دیوی بھاگوت پریکشا

ہمارے ہندو بھائی پورانوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی کتھاؤں کو ہمیشہ سنا کرتے ہیں علاوہ براں وہ بہت کچھ تن من دھن بھی اُن کے ارپن کرنے سے دریغ نہیں کرتے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ وہ اصلیت کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے اس واسطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اُنھوں کی خدمت میں کچھ عرض کریں - ؎

بہ بندم من آنکس نکو خواہ تست | اگر گوید فلاں خار در راہ تست

ورنہ خودغرض دھوکہ دینے والے آدمی طمع کے دام میں پھنسکر کیا کچھ اندر جال نہیں رچتے واضح ہو کہ برہما - اگنی - اندر - برہسپتی - چندرماں - بدھ - شنکر - بزرگان ہم زمانہ سابقہ میں بڑے نامی گرامی ودوان - راجہ مہاراجہ گذرے ہیں - ست شاستروں میں اُن کی نہایت عزت کی گئی ہے - ورشی منی دیوتا خطابوں سے مخاطب کرتے رہے - مگر الزام نہیں لگاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ برہسپت جی چندر دیوتا کے گرو تھے - برہسپت جی کی استری تارا چندرماں کے گھر گئی اور فریقین ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہو کر بہت کام چیشٹیا کرتے رہے برہسپتی دوبارہ مانگنے کے واسطے آئے مگر چندرماں نے انکار کیا - برہسپتی نے کہا کہ تو پاپی ہے - اس نے جواب دیا کہ تو کون دھرماتما ہے تو نے اپنے چھوٹے بھائی کی استری گھر میں ڈالی ہوئی ہے جیسا میں خوبصورت ہوں ویسی ہی تیری استری پر میرے لائق ہے تیرے جیسے بدشکل سے اسکا کوئی سنبندھ نہیں اس پر اُس نے اندر سے شکایت کی - اندر نے وکیل بھیجا - چندرماں نے جواب دیا کہ اندر دیوتا لوگوں کو تو سمجھاتے ہیں - مگر اپنے اعمالوں پر توجہ نہیں فرماتے - اہلیا رشی گوتم کے ساتھ اُنہوں نے کیوں زنا کیا تھا اور کیوں ہزاروں برس تک سہنسر بھگ ہو کر مان سروور کی جھیل میں کنول پھول نال کے اندر شرمندگی سے پوشیدہ چھپے رہے جب یہ جواب پہنچا تب اندر غصہ ہو کر خودکشی کر کے لڑنے کو آیا - اُسکی مدد کو برہما جی آئے اور ادھر چندرماں کے مددگار بھی شنکر دیوجی آئے اور مہادیو بھی آئے اور چندرماں کو سمجھایا کہ خبردار برہسپتی کی استری نہ دینا - برہما نے چندرماں کو سمجھایا کہ اُس کی استری دیدے یہ بڑا پاپ ہے چندرماں نے جواب دیا کہ اُس نے خود

---

۱ دیوی بھاگوت اسکند ۱ - ادھیا ۱۱ - سے شروع ہوتا ہے آخیر تک - سنسکرت مطبوعہ بمبئی +

۲ دیوی بھاگوت اسکند ۱ - ادھیا ۱۱ - شلوک - ۱ -

۳ " " ۱ " ۱۱ " - ۵۵ و ۱۸۶ - اوسلی ٹیکا نیل کنٹھ گزٹ صفحہ ۵۸ بمبئی +

۴ " " ۱ " ۱۱ " ۱۴

۵ " " ۱ " ۱۱ " ۲۲ و ۲۷ دیکھو برہسپتی سمرتی ادھیائے ۔ یک +

ہی اپنی برہسپتی سمرتی میں کہا ہے کہ استری کو ترناکرنے سے جو پاپ ہوتا ہے وہ چھ حصہ ہو کے پردوں ہو جاتا ہے۔ جیسے برہمن کا پاپ وید پڑھنے سے۔ غرضیکہ[1] کئی سال تک جنگ ہوا آخرالامر شکر کے کہنے سے چندرمان نے وہ استری برہسپتی کو دیدی جس کو وہ مہاراج خوشی خوشی گھر میں لے گئے۔ مگر وہ[2] حاملہ ہو چکی تھی۔ برہسپتی کے گھر جاکر بیٹا[3] پیدا ہوا۔ جس کا نام بدھ رکھا گیا۔ چندرماں[4] نے تکرار کیا کہ بیٹا میرا ہے اس پر برہسپتی نے دینے سے انکار کیا جس پر جنگ کی نوبت ہوئی۔ آخرالامر برہما جی نے دیوی تارا سے پوچھا کہ یہ کس کا حمل ہے اُس نے جواب دیا کہ چندرماں کا۔ برہما نے بدھ کو چندرماں کے حوالہ کیا۔ پھر اُسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک وقت دیوتوں[5] اور دیتیوں سے لڑائی کرتے ہوئے دس ہزار سال کے منقضی ہونے پر تھک کر ایک جگہ جاکر کمان کے سرے کو سر کے نیچے[6] رکھکر سو رہے دیوتوں نے بیکنٹھ میں تلاش کی۔ جب وہاں نہ ملے تو تلاش کرتے ہوئے اُس جنگل میں آئے اب سوتے کو جگانا گناہ سمجھکر دلال ہو جلکے دن کی طرح عقل دوڑانے لگے آخر یہ قرار پایا کہ دیمک[7] یعنی بھورے جانور پیدا کر کے اُس سے یہ خدمت لی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ کہ مجھے اس پاپ (جگانے) سے کیا لابھ ہوگا۔ دیوتوں نے کہا کہ ہم تجھے یگیہ میں بھاگ دیا کرینگے جس پر راضی ہو کر اُس نے اُس کمان کی رسی کو کاٹا۔ مگر کاٹتے ہی بڑا شور ہوا۔ اُس کمان کی ضرب سے وشنو[8] کا سر کٹ کر سمندر میں جا گرا۔ سب دیوتا حیران ہوئے۔ پھر برہما جی بولے کہ بھائیو کرنیکا پھل اوشیہ بھوگنا پڑتا ہے چنانچہ سب سے پہلے خود مجھے پھل بھوگنا پڑا۔ یعنی میرا سر شیو نے کاٹ ڈالا[9]۔ اور خود شیو جی بھی محروم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اُس کا لنگ بدن سے کاٹا گیا اور اندر دیوتا[10] اہلیا کے ساتھ زنا کرنے سے سہسر بھگ ہو کر مان سرور کے تالاب میں شرمسار رہے آخر سب نے دیوی[11] کی تعریف کی جس پر وہ راضی ہوئی۔ اور حکم دیا کہ گھوڑے کا سر کاٹ کر اُن[12] کے دھڑ پر چنانچہ لگایا گیا۔ جس پر اُس روز سے وشنو[13] ہےگریو اوتار ہوا ہے۔ بدن آدمی کا منہ گھوڑے کا ہے۔ اس ادھیا[14] میں ایسے شلوک ہیں جو پڑھنے والے کو مکت ہو جاوےگی پھر اسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ اوپریچر[15] (उपरिचर) جنگل میں شکار کے لئے گیا وہاں پر اپنی استری کریکا کی یاد میں اُسے احتلام ہوا اُس نے نطفہ کو کسی درخت کے پتہ میں بند کر کے بطور پارسل کے شاہین یا جرہ شکاری پرند کے ذریعہ گھر کو روانہ کیا۔ راستہ میں بعالم ہوا ایک اور جرہ مل گیا۔ جنگ شروع ہوا۔ دو جگہ دریائے جمن کے اوپر تھی۔ وہ پارسل گر پڑا۔ نیچے[1] ایک اچھپرا نام جو کسی رشی کی بددعا سے مچھلی بنی ہوئی تھی۔ دریا میں تیر رہی تھی۔ گرتے ہی اُس نے منہ میں لے لیا وہ حاملہ ہو گئی جب میعاد حمل منقضی ہوئی تو وہ ایک نشاد یعنی ماہی گیر نے گرفتار کر لی۔ شکم[2] چیرنے سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکل آئی۔ وہ ہر دو کو راجہ ونسو کے پاس لے گیا۔ راجہ نے لڑکا لے لیا۔ اور لڑکی اُسے واپس دیدی اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام مچھودری یا ستودری۔ کالی کا لکا تن گندھا ہوا اور بڑی ہو کے دریا جمن پر باپ کے ساتھ کشتیبانی کرتی تھی۔ ایک دن[3] تقضا پراشر منی وید کے جاننے والے وہاں آئے۔ اور عبور دریا کا ارادہ کیا۔ ملاح روٹی کھا رہا تھا۔ لڑکی کالی کو اجازت دی کہ تو کشتی لیجا کر انہیں پار کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب دریا کے بیچ پہنچے۔ منی جی جو بھی بدگمان ہوئے۔ غلبہ شہوت نے مجبور کیا۔ اور اس کا دہنا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑا کالی نے انکار کیا۔ اور منی کو بہت نصیحت کی۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ آخر اُس نے اقرار کیا۔ کہ دریا کے پار جاکر کام کرینگے۔ جب کنارہ پر پہنچے تب منی نے ہاتھ پکڑا اُس نے پھر نصیحت کی مگر وہ نہ مانا تب کالی نے کہا کہ میرے بدن[4] سے مچھلی کی بڑی بدبو آتی ہے رشی نے دعا کی جس سے وہ جوجن گندھا ہو گئی۔ یعنی اُس کے بدن سے سو کوس مشک کی بو آنے لگی۔ اُس نے کہا کہ میرا باپ[5] کنارہ پر دیکھتا ہے روز روشن ہے رشی نے دعا کر کے کہیر پیدا کر لی پردہ ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ[6] کام خشٹیا کر کے چلے جاوینگے میرا پھر کیا حال ہوگا۔ مجھے بکارت سے زائل ہو جانے کے سبب سے کون قبول کریگا۔ میرا گذارہ کس طرح چلیگا۔ میرا باپ کیا کہیگا۔ لوگ کیا کہینگے۔ رشی نے دعا کی۔ کہ بکارت پھر بدستور ہو جاوے گی۔ کہ آخرالامران سب شرائط کے پھر اُس نے بیرباتگا[7] کر میرا لڑکا تیرے جیسا ہو اور خوبصورتی روز افزوں اور خوشبو ہمیشہ رہے کہ ان سب کے بعد وہ بدفعلی ہوئی وصحبت کے بعد لڑکا ہوا۔ اسی جگہ پر جس کا نام بیاس یا کرشن دوپیائن رکھا گیا۔ پراشر جی بھی چلے گئے۔ اور بیاس جی ست ماتا سے اجازت لیکر جنگل کو چلے گئے اُسی[8] شیو جی یا مچھودری پر راجہ شنتن بیدر بھیکم عاشق ہوا اور اس سے شادی کی جس کے شکم سے چتر[9] انگد اور بچتر بیرج دو راجا پیدا ہوئے۔ اور جب یہ دونوں مر گئے تو اُن کی تفصیل عورتیں بیوہ رہ گئیں۔ اسی کا امبا امبالکا۔ ان تینوں[10] عورتوں کے ساتھ بیاس جی نے نیوگ کئے جن سے دہرتراشٹ اندھا۔ پانڈو اور بدر پیدا ہوئے جو ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے۔ جو کورو پانڈو مشہور ہیں + فقط

[1] دیوی بھاگوت اسکند ۱ ادھیا ۱۱ شلوک ۳۴
[2] // // // ۱ // ۱۱ // ۴۴
[3] // // // // // ۵ و ۶ و ۷
[4] // // // // // ۸۹ و ۹۰
[5] // // // // // ۴ و ۵
[6] // // // // // ۵ و ۶ و ۷ و ۸
[7] // // // // ۵ // ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ سے ۴۲ تک
[8] // // // // ۵ // ۲۵
[9] // // // // ۵ // ۱۴ سے ۲۹ تک و ۳۰ سے ۴۳ تک
[10] // // // // ۵ // ۴
[11] // // // // ۵ // ۴۵
[12] // // // // ۱ // ۴۶ سے ۱۰۰ تک
[13] // // // // ۱ // ۱۰۴ سے ۱۰۹ تک
[14] // // // ۲ // ۱
[15] // // ۲ // ۱ و ۲ // ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۷

[1] دیوی بھاگوت اسکند ۲۔ ادھیا ۱ شلوک ۲۸ سے ۳۲ تک
[2] // // // // // ۳۵ سے ۴۰ تک
[3] // // ۲ // ۲ // ۱ سے ۵ تک
[4] // // ۲ // ۲ // ۸ سے ۱۶ تک
[5] // // // // // ۲۰ سے ۲۴ تک
[6] // // // // // ۲۵ سے ۲۷ تک
[7] // // ۲ // ۲ // ۲۸ سے ۳۰ تک اور ۳۶ و ۳۷ سے ۴۲ تک
[8] // // // ۳ // ۱ سے ۱۴ تک
[9] // //
[10] // // // ۶ // ۲ و ۳ و ۴ تک

مورتی پرکاش

سب سے پہلے پرماتما نراکار کی ستی سنزاوار ہے جسے مورتی کی شانتی اور جسوکو گیان ہوتا ہے۔ ست گیان سے رہت حیوانی کرم کے اندھکار میں پھنسا ہوا نجات یا موکش سے وہ ہوتا ہے۔ پس اس سنسار ساگر سے پار ہونے کے واسطے سچا۔ مضبوط مفعول جہاز وید کا گیان ہے۔ اور اس کے بغیر نجات کا دم بھرنا یا وشواس دلانا یا بھول گیان سے ناواقف ہو وہ انسان جسکو راستی کی ضرورت نہیں اور ادنا ہی وہ شکر جن اس کمان کا ظہور سا دھرم سچی پوجا جو اس وقت گھر گھر دکھائی دیتی ہے اسکی حقیقت و صداقت کی اس رسالہ میں پرکاش ہے اور بڑی بڑی مستند پرمانک کتابوں سے اسکی ثابت شہادتوں اور پرمانوں کا پرکاش ہے۔ مجھے اس سے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں اور نہ کوئی بات کا پڑھنا مطلب ہے پس جو دھرماتما سچائی کا طالب ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مطالعہ کریگا۔ وہ ومن زنگ گمراہ سے صبر بگا۔ اے پرماتما وِدیا کا پرکاش کر اور اودیا کا ناش +

دلائل عقلی (۱) جس طرح دریا لوٹے میں بند نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بند ہو تو دریا نہیں اسی طرح کوئی سرب بیاپک ایک جگہ رک نہیں سکتا۔ اور مورتی پوجا ہونے سے سرب بیاپک نہیں رہتا +

(۲) ہر ایک جسم یا شریر کے واسطے ضروری ہے۔ کہ طول و عرض و عمق رکھتا ہو۔ اور اس کے واسطے مکان اور زمان کی بھی ضرورت۔ پس کوئی جسم انادی اور ناش رہت نہیں ہے۔ اور پرماتما چونکہ انادی اور ناش رہت مکان و وقت کال سنبندھ سے نیارا ہے۔ وہ اس واسطے شریر دھاری نہیں ہو سکتا +

(۳) مورت یا تصویر عکس یا سایہ مانند کے نہیں ہو سکتی ہے اور جبکہ جسم نہیں اسکا عکس نہیں اور سایہ عند العقل محال ہے۔ پس نراکار پرماتما کی مورتی کبھی نہیں ہو سکتی +

(۴) سری کرشن۔ رامچندر۔ ہنومان۔ بھیرو۔ دیوی۔ شیوجی۔ گنیش۔ برہما۔ وشنو۔ درگا۔ جگن ناتھ۔ بدری نرائن۔ کال وغیرہ۔ بزرگوں کی تمام مندروں میں مورتیں دکھلائی دیتی ہیں۔ اگر پرماتما برہم کی مورتی کسی مندر میں نہیں ہے بس سے خود ہی ظاہر ہے۔ کہ ایشور کی کوئی مورتی نہیں +

(۵) بزرگان مندرجہ بالا نمبر ۴ کو ہر ایک۔ یہی مان جانتا ہے کہ کسی ایک وقت میں موجود تھے۔ اور ایک وقت پیدا ہوئے اور اب نہیں ہیں۔ شریر چھوڑ گئے۔ اُن کی عمدہ نصیحتیں البتہ کار آمد ہیں۔ اور فائدہ مند ہو سکتی ہیں۔ مگر اُن کی مرتی تصویروں کی پرستش سے گیان کا پراپت ہونا عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی ہے +

(۶) آج تک کسی جیو نے پرماتما یا برہم کو جسم ظاہری سے یا اور حواس متعلقہ سے نہیں دیکھا ہے پس اس کی تصویر بنانی اگیان کی نشانی ہے +

(۷) جو چیز جسمانی یعنی شریر والی ہے۔ وہ ہمیشہ متغیر و تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ایک حالت میں نہیں رہ سکتی۔ پرمیشور چونکہ ہمیشہ ایک رس اور اچل ہے۔ اس واسطے اُس کی مورتی نہیں +

(۸) جسم یا شریر کی خاصیت ہے۔ کہ روگ بیماری۔ خوف۔ گھٹنا۔ بڑھنا۔ جلنا۔ خشک ہونا۔ کٹنا۔ ان سے ایک نہ ایک میں مبتلا رہتا ہے اور سنسکرت کی اصطلاح میں شریر کو چھن بھنگر کہا گیا ہے اور شریری پرماتما چونکہ ان عوارض سے شدہ ہے پس وہ جسمانی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے +

(۹) اکثر ہمارے مورتی پوجک بھائی یہ سندیہ کرتے ہیں۔ کہ مورتی پوجا پرماتما کے دھیان و گیان کی پرتھم سیڑھی ہے۔ ہم وقت حاصل کرنے گیان کے چھوڑ دینگے مگر یہ عذر ان کا بھی معقول نہیں ہے کیونکہ اول تو آج تک کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی مورتی پوجک نے انت کال تک مورتی کو چھوڑا ہو۔ بلکہ سینکڑوں مرتے وقت بھی گلے میں لٹکا کر مرتے ہیں +

دوم۔ سیڑھی سے مراد منزل مقصود تک پہنچا یعنی گیان کا حاصل کرنا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے۔ کہ گیان کے پراپت ہونے کے واسطے کونسی سیڑھی بہتر ہے آیا وید کی تعلیم سے گیان ہو سکتا ہے یا مورتی پوجا سے چونکہ اس میں سب بدھیمانوں کا اتفاق ہے۔ کہ گیان کے حصول کی ودیا ہی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ مورتی پوجا۔ بس مورتی پوجا کسی طرح جایز نہیں ہے +

(۱۰) بعضے بھائیوں کا یہ عذر ہے۔ کہ چنچل من بغیر مورتی کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور ہم مورتی کو آگے رکھ کر دھیان لگاتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ ان کا فرمانا کہاں تک معقول ہے۔ بہتے خود مورتی پوجا کے زمانہ میں سینکڑوں مرتبہ دل کو آزمایا۔ مگر کبھی اُس کو برقرار قائم نہ پایا۔ جوں ہی کرشن جی کی تصویر پر دھیان جماتا تھا۔ فی الفور بھاگوت کا وسم سکندہ یاد آتا تھا۔ اور آنکھ کان ناک جسم وغیرہ پر خیال جانے سے من کی حالت بیقرار تھی۔ اور گرگڑا اور رت شناگ اور کبیر سمندر کے واقعات سوچ سوچ کر طبیعت کی ایک اور یادگار تھی۔ رامچندر کی تصویر سے حس تھا اور مہادیو کی مورت سے تباہی بہت ہوتی تھی۔ چونکہ تجربہ میں آجا ماری باتوں سے عمدہ ہے پس یہ ہر طرح سے مجرب ہے۔ کہ مورتی پوجا سے من کو سانتی دشوار بلکہ محال ہے اور بغیر ودیا کے اودیا کا جانا جھوٹ بلکہ خام خیال ہے۔ اور علاوہ براں من کا دیگ بہت بڑا ہے۔ وہ لہروں مان مارنے سے نہیں رکتا۔ پس اس کا دیگ روکنے کے واسطے ایک سروتی ساکھ سرب بیاپک جو نی پرماتما ہی ایسا ہے۔ جو اُس کے دیگ کو متفرقات کی طرف جانے سے روک دے۔ اس لئے پرماتما کا گیان سروت کا دھیان بہتر ہے۔ اور مورتی پوجا سے من کا رکنا اسمبھو ہے +

ویدوک پرمان نمبر (۱) یجروید مقدس کا ادھیا ۳۲ - منتر ۳ -

न तस्य प्रतिमा अस्ति यस्य नाम महद्यशः हिरण्यगर्भ इत्येष मा मा हिंसीदित्येषा यस्मान्न जात इत्येषः॥

ترجمہ۔ جو پرمیشور ناما کے سنیوگ سے نہ کبھی اوتپن ہوا۔ ہوتا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ نہ شریر دھارن کرکے بالک۔ جوان اور بردھ ہوتا ہے اس کی پرماتما یعنی ناپ کا سادھن پرتی بمب عکس یا سدرش یا تصویر کسی پرکار کی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ متی رہت۔ انت سیما رہت اور سب میں بیاپک ہے۔ جو تیج والے سوریہ آدکوں کی اُتپتی کا کارن ہے۔ اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔ اور کی نہیں +

نمبر (۲) - یجروید ادھیا ۴۰ - منتر ۸

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥ यजु० अ० ४० मं० ८

ترجمہ۔ جو سب کے جاننے والا۔ سب کے من کا ساکشی سب کے اوپر براجمان اور اناوی سروپ ہے اور جو اپنی انادی پرجا کو نعرہ یا می روپ اور وید کے دوارا سب ودیاؤں کا اوپدیش کیا کرتا ہے۔ سو سب میں بیاپک اننت پراکرم والا۔ سب پرکار کے شریر سے رہت اور سب روگوں سے رہت ناڑی کے بندھن

سے رہت سب دکھوں سے الگ - اور سب پاپوں سے مارا ہے - وہی سب کی اوپاسنا کے یوگیہ ہے - دوسرا کوئی نہیں +

नम्बر۳ - یجروید ادھیا ۴۰ منتر ۹ + अन्धन्तमः प्रविशन्ति ये ऽसम्भूतिमुपासते । ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्यां रताः ॥ य० अ० ४० मं० ९ ॥

ترجمہ - جو اسنبھوتی ارتھات انوتپن اناد ی پرکرتی کارن کی برہم کے سنتھان میں اپاسنا کرتے ہیں - وہی اندھکار یعنی اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور سنبھوتی جو کارن سے اتپن ہوئی کاریہ روپ پرتھوی آدی بھوت یا کھان اور برکھ آدی اویوا منش آدی کے شریر کی اوپاسنا برہم کے سنتھان میں کرتے ہیں - وہ اس اندھکار سے ادھک اندھکار - یعنی مہا مورکھ چرکال - گھور - دکھ روپ - نرک میں گر کے مہاکلیش کو بھوگتے ہیں +

نمبر۴ - یجروید ادھیاء ۳۱ - منتر ۱۸ - वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात् । तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥ य० अ० ३१ म० १८

ترجمہ - اس منتر میں یہ عقدہ حل کیا گیا ہے - کہ کس پدارتھ کو جان کے منشیہ کیا تی ہوتا ہے (وید فرماتا ہے) کہ پرمیشور کو ہی تھاوت جان کے ٹھیک ٹھیک گیانی ہوتا ہے جو سب سے بڑا سب کا پرکاش کرنیوالا ہے - اور اودیا اندھکار یعنی جہالت آلایشوں سے اور اگیان آدی دوشوں سے الگ ہے - وہی پرمیشور سب کا اشٹ دیو ہے - اس کو پائے بنا کوئی منشیہ کامل گیان وان نہیں ہوتا - اس پرماتما کو جان اور پراپت ہو کے منشیہ جنم مرن آدی کلیشوں کے سمندر سے پار ہو کر پرمانند یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے پرماتما ملنے سوائے کسی کا کوئی راستہ نہیں +

نمبر۵ - شویتا شوتر اپنشد ادھیاء ۶ - انوواک ۱۱ + एको देवः सर्वभूतेषु गूढः सर्वव्यापी सर्वभूतान्तरात्मा । कर्माध्यक्षः सर्वभूताधिवासः साक्षी चेता केवलो निर्गुणश्च ॥

ترجمہ - ایشور ایک ہے - اور سب کا پرکاش کرنیوالا - سبن سروویاپک ہے - اور سب جگت کے بھوت پرانیوں میں بیاپک ہو رہا ہے - اور انتریامی ہے - اور کرموں کا ادھیپتی یعنی سوامی ہے - اور سب کا ادھار بھوت ہے - سب کا ساکھی سہایتا دینے والا لیکن خود کسی کی سہایتا لینے سے ہر طرح مبرا ہے - سب کا سہایک اور جگت کے گنوں سے رہت ہے (یعنی کبھی ساکار نہیں ہو سکتا) +

نمبر۶ - یہ یوگ شاستر کا سوتر ہے + क्लेशकर्मविपाकाशयैरपरामृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः ॥ योग सू०

ترجمہ - اس کا منشا یہ ہے کہ اودیا آدی کلیشوں یعنی جہالت وغیرہ آلایشوں سے پاک اور کشل اور اکشل یعنی سکھ دکھ اور تعصب اور ہٹ دھرمی - طرفداری وغیرہ نا مائل سے بری پھل - ایک کرموں کی واشنا سے رہت وہ سب جیووں سے اعلیٰ اور بیاپک ایشور ہے +

اپنشدوں کے پرمان

نمبر۱ - تیتری اپنشد ولی ۲ انوواک ۱ सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायाम् ।

ترجمہ - برہم ست سروپ گیان سوروپ اور اننت سروپ ہے - جو ویسے پراپتی یوگ ہے +

نمبر۲ - کٹھ اپنشد - ادھیا - ولی ۳ - واک ۱۵ +

अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम् । तथाऽरसं नित्यमगन्धवच्च यत् ॥ अनाद्यनन्तं महतः परं ध्रुवं निचाय्य तन्मृत्युमुखात् प्रमुच्यते

ترجمہ - پرماتما - شبد - سپرش - روپ - رس گندھ (جو کان چمڑہ آنکھ زبان وناک کے وشے ہیں) اُن سے پرے ہے - یعنی وہ نہ شبد اور نہ روپ - اور نہ سپرش - اور نہ گندھ اور نہ رس میں آسکتا ہے - وہ نت اور انادی ہے انادی اور اننت ہے - مہا آتما سے سرلیسٹ اور آتم ہے - اس کی ارادھنا کرکے منشیہ موت کے منہ سے چھوٹتا ہے - یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے +

نمبر۳ - شویتا شوتر اپنشد ۶ - ۸ + न तस्य कार्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते । परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च ॥

ترجمہ - اس پرماتما کا نہ شریر ہے اور نہ اندریہ ہیں - اس کے برابر اس سے بڑا کوئی دکھائی دیتا ہے اس کی شکتی سب سے بڑی ہے اور نانا پرکار یعنی بہت قسم کی سُنی جاتی ہے - اس کے گیان اور بل اور کریا سبھاوک ہے +

نمبر۴ - شویتا شوتر اپنشد - ادھیا ۶ - انوواک ۹ + न तस्य कश्चित् पतिरस्ति लोके न चेशिता नैव च तस्य लिङ्गम् । स कारणं करणाधिपाधिपो न चास्य कश्चिज्जनिता न चाधिपः ॥

ترجمہ - پرماتما کا جگت میں کوئی پتی نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا حاکم ہے اور نہ کوئی اس کا نشان ہے وہ سب کا کارن ہے اور جیو کا وہی پتی بھی ہے اس کا نہ کوئی اتپتی کرتا ہے اور نہ ادھی پتی ہے +

نمبر۵ - کین اوپنشد ۱ + यद्वाचानभ्युदितं येन वागभ्युद्यते । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन ३० ॥

ترجمہ - جو بانی کا سادھن نہیں ہے یعنی اودیا یکت بانیوں سے پرسدھ نہیں ہو سکتا جو سب کی بانیوں کو جانتا ہے اسے منتو تم اسی کو پرمیشور جانو اور کو نہیں +

نمبر۶ - کین اپنشد + यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो मतम् । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन ३ ॥

ترجمہ - جو من سے اچھا کے من میں نہیں آتا - اور جو من کو جانتا ہے اسی برہم کو تو جان اور اس کی اپاسنا کر +

نمبر۷ - کین اپنشد ۳ +

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ के० ३

ترجمہ - جو آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا - اور جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں - اسی کو تو برہم جان - اور اسی کی اوپاسنا کر یعنی اس سے بھن جو سورج بجلی آگ آدی پدارتھ ہیں - ان کی اپاسنا مت کر +

نمبر۸ - کین اپنشد ۴ + यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन श्रोत्रमिदं श्रुतम् । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन - ३ ॥

ترجمہ - جو شروں یعنی کان سے نہیں سنا جاتا - اور جس سے شرو سنتا ہے اسی کو تو برہم جان اور اسی کی اپاسنا کر +

اسے کمال پنچ بھوت چھوڑ کے اس کیاں (۱۹) ، اس کی بو حالت کرائے آتما گھات مست کہوں تتّو ہیں ۔ پراپی دوزخ جات ۔ ایک مہاتما کا واک (۲۰) ، انتھر کو اربھوگ لتے وہ کبا کھوحت کہا وے رہے ۔ اندھے آگے وسک مانے دکھا جاں حلا سے رہے

اسے پرمانا پرکاس سروپ ۔ ایسی رم دیا اسے اسکے پڑھنے سے دیوالوکہ ست مارگ و بدی طرف چلنے کا گیان عطا کر ۔ جس سے یہ اودیا کا حال آریہ ورت سے دور ہو وے ۔ اوم ساسی ساسی ۔ مورتی پرکاس سماپت ہوا ۔

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

جنے بھول جہاں تک اُس پرمس مت بھول سب رکھڑی جساں ہے ہوگا بہت ملول

آؤ مدھ اور راست سے جو بیارا ہے ایک یسدن ورڈ کر پریم سے اُسکی لڑو ٹیک

نرگن ستگن پار برہم کبھو نہ ہوئے اُتار سرب شکتی اور گیان سے پردھاراں دیھار

سرشٹی کے آرمبھ میں وید کئے پرکاش رشی حار کے ہردے میں جیسے آوے سوا

کبت

دیانند اور آنند ملکے نے سوامی دیانند سورج اور چاند کی مثل مشہور ہیں

دھیان اور گیان اکیلے جہاں میں ستاست کئے پوپ جو سٹ کے مزدور ہیں

ان دیا سے ہیں جو نو برج مدا ست والے او جاکا وہیں اُنہے گیان ہے قصور ہیں

پہل ان کا پھول بھال حال کو حلوا سا دھول کی امار کھال کئے جگت پُور ہیں

خلاصہ از پوتھی گلاب چمن مصنفہ گلاب داس موسنتھ

پوتھی ایک گلاب چمن بھاسا املا جان گلاب داس کی کرت ہے خاص بیجا رہاں

جس سے بہت وید انتی پھیلے اندر بھوگ بات ین ہیں مانتے کرنے یوگ ادوگ

کچھ پریوجن یہی ہے اِس پوتھی میں جان سندکا دل سے دور کر جوگ کرے اسان

آو سے لیکر انت تک دیکھی چمک گلاب آئی گندی باسنا من ہو بابے تاب

راہ میں ملے مہاتما اُن سے پوچھا حال بولے پوتھی گلاب چمن دشن جان کمال

اس کارن سے سوچکر کہوں جواب بنائے تا اِس جھوٹے باغ پر مت کوئی من دھرائے

پہلے ماتو ماتو کہہ دیر کہنے داس گلاب یہ بیکار ملین ہے تیج تمام خراب

دو جا ہیں ماں باپ جو بھائی بند اور میت اِن سے موہ تیاگ دے کر فقیری ریت

پنجا جو ہے استری آوے وہ کس کام مت کر محنت چاکری بھوگ سدا آرام

کرسیک کی پار تا کہے ہیں مہاراج کل لوگ اور وید کی سبھی تیاگو لاج

کرتے دور اندیشیاں میٹھے جھڑے گلاب لگے ہو بیٹھے بن دیکھے در باب

کر نکھسد تن دیکھیو جیونہ تن میں کوئی بُدھی ودا سے جو ہے دیہ سچے ہوئی

وید پوران کو کھو جکے کہتے گیا وچار ایک پیر مانم ست ہے اور نہ کو وستار

تاشت پرج کل گرنتھ کا یہ ہے نشچی جان جیو کہے ہوں اہنگ برہم اور دو جا مان

بھوگ اندریوں کا کرم ہے جو سدا نرلیپ یا بیئں ہیں یہ کچھ تھوڑے سمجھے وکھ ۔

چوپائی

سرگیان نگ برہم ۔ اہنگ ہماسی اسک آتم برہم ۔ تنوم اسی

چار ویدوں کے چار مہاواک مول یہی ہے کہوں بیباک

کرم کانڈ ہے سارا وید کرم اپاسن میں رہتا بھید

اس کارن سب دھندے چھوڑ چار اپاسن کو جوڑ

سو سنگ حاب لگاتے وید یو بر تم سا ہو یا نہ بھید

جو چپ چاپ ہے وہ کھاؤ نسنگ یہ جو بیٹھ مانگے انگ

بچوں سے ایسور ہوگیا جو گیان ہوئے پھر ایسور بھو

اور دوجا کوئی ایشور نا ہیں جو کچھ ہے سو ہے من ماہیں

اور گیان پر تھا سب جان گیان یہی سکھ بھوگ جہان

دوہا

پرشارتھ کو چھوڑ دے اودم پرمت ڈول ترشن گھنیا کی طرح تم ہر دم کرو کلول

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

برہما سے لے ساس تک جتنے گیانی ہوئی چار وید منتب تھے نشچے جانو سوئی

مالو کہہ رہے پہ قدر لیجہ ہے ملنے نہ بار م بار اس کارن اِس دیہ سے کر اپنا لسار

کرم اُپاسا اور گیان تینوں ملکر جان یک گتی تب ہوئی ہے پورن لے نروان

کرم سے ریت اُپاسنا برنی ہوتی صاف اور اُپاسنا کرم بن جان گیان خلاف

بن گیان کے پرم بھی بھرماویں دن رات نہ گیان اُپاسا کی بھی آدھی رات

اصل پر یوجن جان لے کر کے سوچ وچار اِس مثال پر غور کر تسوں بات تیار

بھوجن بنانا کرم ہے اُپاسنا کھانا جان تر پتی ہونا گیان ہے اور سبھی اگیان

دستر بنانا کرم ہے اُپاسنا پوشش جان گرمی سردی شرم کو ڈھکنا جان گیان

ودیا پڑھنا کرم ہے عمل اُپاسنا جان بھرم توارن گیان ہے تینوں تو پہچان

پیدا ہونا کرم ہے ودیا اُپاسنا جان پر اُپکار گیان ہے جس سے ترے جہان

جن کو بُدھی گیان کی وہ سمجھے ہیں خوب بن ملنے ان تینوں کے کب پاسے محبوب

دیہ کو چھوڑیں جھگڑیں ملبنک کرم سباگ ملکہ سے مت کھو گیان جسا اندر دشیں آگ

جو جلنے ہے بھوگ کو پیدا ہوا بسر وہ اگیانی سور ہے یا سوال یا خر

نہیں کچھ جلوہ گیان کا اُسکے من پرکاش وہ چمگادڑ آندھ ہے یا اُلو بن باس

کرم اُپاسنا گیان سے جو ہے اُلو کھو ہین اُسکو مدبکار تے وشٹ مہاں ملین

سندھیا کرنا کرم ہے اُپاسنا یا نام اندھ سہست جو دھیان ہے نہ ہے تیس سے دھام

سیوا ماتی اور باپ کی نت کرم پہچان یہی کرو ویدیں حکم ہے دیوتا ان کو مان

تر دھاستی ٹہل کر ریت کرو حب لائے یہی ترین تراد ہے ہوا ہے بھوجن تھا

جسم ہمیں ماں باپ جو ٹہل کریں دن رات دکھ دہاس انت کٹھن ہو ئیں ریک آپات

ہر بار کہہ پرنمیں ہے سیوا کرن ہمیش — ان کی سیوا کا ریئے جان یہیں اُپدیش
رام چند مہاراج جو پورن تھے ودوان — آگیا بالن باپ کی من کو کیئے سمجھان
اور ہزاروں بدھی مان تن کر یہ قربان — ماتی باپ کے سرن پر ہو گئے بن مان
جانئے سو ناشگھت آپ کہاں ٹہے جگ تے — گھرسے بہ فقیر سے کہا پرشار بہتے
پرسنیاسی ہونا اُتم یہ نربان — پرشارتھ کا مول ہے اور جو ہاندیگار
ودیاوان سنیاس لئے اُپدیسی سنسار — مورکھ جو سنیاس لئے آپ ڈوبے منجدھار
ودیاوان سنیاس لئے سوجھے جگت اُنکا — مورکھ جو سنیاس لئے دیکھی سندر نار
ودیاوان سنیاس لئے ویدک پرچار کا — مورکھ جو سنیاس لئے چرس بھنگ کا پان
مورکھ جب سنیاس لئے بنے اگوری جان — مانو کھ گندگی کھائے ہے کھوپڑی سول سماں
رن کی پاٹھ کے کاٹنے جو کوئی بنے فقیر — دین دنی کے بیچ میں سمجھو ہوئے حقیر
جگت چھوڑ کر جائیگا تو بتلا کس کون — ساری پرتھوی جگت ہے جس میں کیٹے گون
جتنی رہنا کیسے ہم ہے بن مارے برہم چرج — سب جگ حلہ چتی ہوئے مٹے نسور اور حرج
بند ہووے روگا سب ٹوٹے جاوے پرواہ — مان تم سمجھو سوچ کر کچھو نہ ہوئے نباہ
استری کرنا دھرم ہے وید حکم سچ جان — گرہست آشرم کیونکہ میں من ہو گئے حران
استری دھال لنکا کی رہے باپ دور — جو کچھ باپ انھوگ کا اُس سے بچے ضرور
اول کرو برہم چرج اور تبھے کر گرہست — تیجا بان پرست ہے چوتھا ہے سنیاسٹ
ارہ ہنگی ہے استری حکم منو کا جان — بن استری جگت مٹے کہاں تیاگو چھوڑ گمان
سمجھو یہی لاج جہان کی تیاگو کرو وچار — ست حکم جو وید کا وہ نہیں تیاگن ہار
ویدکے جب ایک برہم تیاگو اور پکھنڈ — یا پی بکارن جگت میں بنے سام اور ڈنڈ
برہم گیا نا جگت کا جو بھرا اگیان — برہم بیاپک سرب ہیں جیواد دکھان
اب تیاگو جیو کو سمجھو کر کے دھیان — بدھی دو آرسے پرکھاست رات محال
بدھی اور من چت سب اسرے جیو کے جان — بنا سہارے جیو کے چت نہ بدھ مان
دیہہ کو تیاگ کے جیو جب پڑی رہے نت بیہ — شب ہے نہ شدھ نہ بدھ جیتو ناکرے نہ کوئی سمجھ
دیہہ کا مالک جیو ہے اور ساکھی رہے پہچان — دیہہ بیل جیو ڈرائیور اور انجن ہے جان
لکھا صاف ہے وید میں تو کھم دیسے من — من سے پرے بدھ ہے بدھ سے جیو شٹ
پرے جیو سے برہم ہے جسکا سب پرکاش — سرب بیاپی برہم ہے ست چت آنند سہا
بدھی من اور چت سب ذرا سوچ کر دیکھ — آشرت سب ہیں جیو کے پرکھو بیار ایک
ادھیائے چالیسواں تو ت یجر وید کا جان — اُس میں جیو اور آتما کا برنن کیا بکھان
رگ وید میں دیکھ لے برہم گیان و چار — حالت پوری جیو کی تجھے ہوئی اظہار
سام وید میں برہم کو نشچل کھوج ہمیش — اتھروید برہم جیو کا کامل ہے اُپدیش
نشچت ویدوں میں نہ فرضی مہاواک — پوچھ کسی ودوان سے کھول بھرم کی تاک
لیکن ان کا ارتھ بھی آپ نے سمجھا اور — ایکتا جیو اور برہم کی نہیں اس میں کر غور
ساری فرقی میاگ کرو اکشر لیٹے دھار — ان سے واس گلاب جی سمجھو نہ ہوئے نستار
ایکتا جیو اور برہم کی نہیں اسنبھو جان — یہ سراپا بھرم ہے نہیں گمان اگیان

چوپائی۔

کرم اُپاسنا تیرا گیان — ان سے ملکر ہے وگیان
ان چاروں کا کامل حال — ویدوں میں ہے پڑھ کر بھال
کرم اُپاسنا پورن جان — پورا گیان ہے کل وگیان
سنئیں گر تم سپر لکھے ہے وید — گیان دیدیں پا دیں بھید

موہنگ جاپ نہیں دیو دیا — اس کا سن ہے غم اور کھید
مہاواکھ کا ارتھ ہے اور — ویدانتی ہو انتی لو پڑھ کر غور
ودیا بن کب ہووے گیان — بن ودیا سربتھو سمان
ودیا ت سافر جو کرت وناس — اس سے مٹتے سب وسواس
صاف لکھا ہے پڑھو وچار — سب سکھ مٹھا برہم اک بار
بھوگوں پرست ڈول اگیانی — نت وسھو کی سار نہ جانی
دیہہ گرونتے یان بھوگ کرے — آوت جاوت جیسے مرے
بل سے وہ ہووے ہوو بہا نیت — شدھ کہاں آوے کا جی جیت
وتسے کاماش دن کرے — من میں مہاں یہ بھو نہیں ٹھہرے
جیہا اس کے ہو آدھین — پھنسے جال میں جیسے مین
من کامنا بھوگ میں پھنسے — گرہہ گیان نہ من سے مٹے
بھگ بھاوترے سنسار — بن بھگتی رہوئے خوار

دوہا

پار برہم کرتار میں بھول کبھوں جان — سرب گیا تا پار برہم کیسے ہوئے مادان
برہم مثال سمدر کے جیو مچھلی جان — نہ ہو میں سمدر اور نہ ساگر میں پہچان
بھوگ لکھے جو کرشن کے گوپیوں سنگ تھا — وہ سب بہا گوت کار کے کیول کلپنا جان
کر کے اِست مہاتی کہد ما صاف پکار — سچا تم میں ہے وید کا جس میں سدا بہار
نہیں دکھیں نہ دیکھیا بیاپ سچ سچ کیا بیان
بن ودیا اودھو مدکے کبھو نہ ہوئے گیان

سانچ کو آنچ نہیں

بنام آنکہ نامش حی جاوید — رساند ناامیداں را بامید

بھومکا

دھرم سبھاؤں کے عموماً اور ویدیشک اپنے دیاکھیانوں میں جب آن سے اور کچھ بن نہیں آتا تو سری سوامی جی مہاراج کو ہی کوس کر دل کو ٹھنڈا کر لیا کرتے ہیں۔ مگر اُن کے چار پانچ مشہور اودیشک علمیت دکھلانے کو ستیارتھ پرکاش کی غلطیاں بھی نکالا کرتے ہیں جو ان پڑھوں کے مقابلہ میں ذرا وقعت کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم نے فیروزپور۔ لاہور۔ امرتسر۔ لودھیانہ۔ پشاور۔ وزیرآباد۔ گجرات راولپنڈی۔ ملتان۔ ٹانہن۔ سہارنپور۔ بنارس۔ ہردوار کے مقامات میں اُن کے دیاکھیانوں کو سنا اور اُن کے ماہوار رسالے اور تین چار چھوٹے ٹریکٹ بھی مطالعہ کئے۔ سب میں مجموعی طور پر وہی اعتراض اور دلایل دیکھے۔ اتفاق ہمارے پاس ایک مہربان نے رسالہ سری سوامی دیانند سرسوتی کی ہمان تاحی ارسال کیا جنہیں ایک صاحب شیو نرائن پرشاد کایستھ سکینہ نے تصنیف کیا ہے + اُنہوں نے اُن سب اعتراضوں کو یکجا کر کے ۵۳ صفحے کی چھوٹی تقطیع میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ ہم اعتراضوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اور ایشر جانتا ہے۔ کہ اگر ست کی تحقیقات سے اعتراضات کئے جاویں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہم ہر وقت حق کے مخالفوں کو جواب دینے پر تیار اور کسی صحیح اعتراض کے قبول کرنے

سے کبھی انکار نہیں کرتے۔ اور انکار کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ایک ایسے بیم کے پابند ہیں جن کے سبب سے ہمیں تمام مذاہب باطلہ سے نرالہ فخر ہے۔ یعنی "ستیہ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے" یا یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اس رسالہ کو بھی اپنی عادت کے موافق غور سے کئی بار پڑھکر اُس کے جواب لکھنے پر قلم اُٹھاتے ہیں۔ امید غالب ہے کہ اسے پڑھکر حق کی متلاشی طبیعتیں اور ست سے کسی طرح بہکے ہوئے دل ضرور راستی کی طرف متوجہ ہونگے ✣

عتراضوں کا جواب

اعتراض۔ جو لوگ سوامی جی مہاراج کے زیادہ معتقد ہیں۔ وہ لوگ یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مذہب کے متعلق جتنے امور ہیں۔ سب ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پستک ہے وید اور دھرم شاستر اور سب ست شاستروں کا کام دے سکتی ہے۔ اگر اس بھارت ورش کا بھلا ہونا ہے۔ تو اسی کے وسیلہ سے ہوگا۔ اور اگر ورلڈ کی اُنتی ہوگی۔ تو اسی کے ذریعہ ہوگی۔ سوامی جی نے ہمارے اوپر کرپا کر کے دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ (صفحہ ۲) ✣

تردید۔ یہ اپنے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے والے الفاظ لکھے ہیں ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے ہیں کہ وید اور ست شاستروں کا کام بھی ایک پستک دے سکتی ہے آریہ سماج کے ہر ایک ممبر کا اعتقاد ہے۔ کہ "وید ست ودیاؤں کا پستک ہے" وید کا پڑھنا پڑھانا۔ سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ ویدوں سے بڑھکر ہم کسی کتاب کو قابل قدر نہیں سمجھتے اور وید مقدس کے سوا کسی اور گرنتھ پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔ بھارت ورش اور سنسار کا بھلا جو کچھ ہوگا۔ وہ وید مقدس پر عملدرآمد کرنے سے ہوگا۔ اور ویدک دھرم کے ماننے سے لیکن اب یہ سوال باقی رہا۔ کہ پھر ستیارتھ پرکاش کیا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ آریہ سماج کے بانی اور وید مقدس کے کامل شارح شری سوامی دیانند جی مہاراج کی تصنیف ایک ویدک پستک ہے۔ اور ایسی اُن کی تصنیف کردہ ۳۰ کتابیں اور ہیں جن میں ۱۵ ویاکرن کے متعلق اور باقی تمام دھرم سمبندھی ہیں۔ انہیں میں سے ایک ستیارتھ پرکاش ہے اس میں سوامی جی نے ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے ادیان کا نہایت عالمانہ تحقیقات سے خلاصہ مگر صحیح حال لکھا ہے۔ اور اُن کے مقابلہ میں ویدک دھرم کی خوبیاں بھی بتلائی ہیں۔ اور یہاں تک ہی صبر نہیں کیا۔ بلکہ ویدک دھرم کے متعلق کئی ضروری باتوں کا خلاصتاً بیان بھی کیا ہے۔ اور زیادہ تر سیاپورنک معقول دلایل سے صدہا اعتراضات کی تردید کی ہے۔ پس ستیارتھ پرکاش غیر مذاہب کے متعلق سوامی جی کی تحقیقات کا ذخیرہ اور ویدک دھرم کی طرف لوگوں کا رہنما ہے لیکن بھومکا اور وید بھاشیہ نہایت اعلیٰ درجہ کی بے بہا کتابیں ہیں۔ جن میں وید مقدس کے متعلق پورانک اور تانترک مت والوں کے سراپا باطل اعتراضوں کا ابطال اور یورپین فلاسفروں کے دہریہ پن کے خیالات کا بطلان نہایت واضح علمی و عقلی شہادتوں سے کیا ہے۔ بام مارگیوں اور بت پرستوں کے تمام شکوک کو مٹا کر دیوتا پرستی اور عناصر پرستی کی بنیاد کو منہدم کر دیا ہے جنکے سبب آفتاب وید مقدس اپنی اصلی روشنی میں جہاں تاب ہوا ہے۔ یہ انہیں مبارک تصنیفات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ سنسکرت زبان اور ویدک تعلیم سے بام مارگی بھاشیہ کاروں کی بدولت لوگوں کو جتنی نفرت ہو گئی تھی۔ ہمارے بیان کرنے کے سوائے آپکی دھرم سبھا اور اُس کے حامیوں سے بھی مخفی نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ✣

ہے سیتہ پرکاش ترا مظہر مطالب وید زباں ہوتی ہے جس طرح ترجمانِ دل

اعتراض۔ پہلے ستیارتھ پرکاش میں صفحوں کے صفحے مردوں کے شرادھ کی تائید میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے ستیارتھ پرکاش میں مردوں کے شرادھ کا اُلٹا کھنڈن کیا۔ یہ پریس والوں کی غلطی نہیں ہے۔ سوامی جی کی ہے۔ المختصر (۴ و ۵) ✣

تردید۔ یہ آپ کا اور دھرم سبھا کے اکثر پنڈتوں کا بے بنیاد الزام ہے۔ اور ممبران آریہ سماج کی نظر میں اسکی ذرا بھی وقعت نہیں ہے۔ تعصب کے سبب آپ ایسا مانیں یا نہ مانیں۔ مگر ہم آپ کو اصل واقعہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ و ناظرین اُس پر غور کریں ✣

ستیارتھ پرکاش بار اول بسال ۱۸۷۵ء بنارس میں طبع ہوا ہے لیکن اُس ہی سال کی طبع شدہ چند اور کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ اُس سے ایک دو سال پہلے کی سب سے اول کتاب جو آریہ سماج کے واسطے طبع ہوئی۔ وہ بھاشیہ سہت سندھیا اُپاسنا ہے۔ یہ زبان سنسکرت بمبئی میں طبع ہوئی۔ (اشون سمت ۱۹۳۱ کو مطابق ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء۔ آریہ پرکاش پریس میں) اُس کے صفحہ ۲ و ۱۲ پر مرتک شرادھ کا کھنڈن ہے۔ پھر یہ گرنتھ اُسی سال میں مطبع نولکشور میں طبع ہوا ہے اُس میں بھی صفحہ ۱ سطر ۳ میں مرتک شرادھ کا کھنڈن ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۲۔ اگست ۱۸۷۵ء کو جو سوامی جی نے پونا میں دیا کھیان دیا ہے۔ اُس میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا ہے اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ پہلی سنسکار ودھی میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا ہے۔ جو سمت ۱۹۳۴ بکرمی کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے سوا جو لکچر سوامی جی نے ۱۸۷۷ء میں بمقام ماتھرس دیا اُس میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا تھا منشی کنہیا لال صاحب الکھ دھاری نے اپنے رسالہ میں اُس پر نوٹ کیا ہے۔ اِن کے علاوہ وید بھاشیہ بھومکا جو بھادوں شدی ۱ سمت ۱۹۳۳ مطابق ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے صفحہ ۲۵۱ سے ۲۶۶ تک مرتک شرادھ کی تردید موجود ہے۔ وید بھاشیہ کے ساتھ پہلے ہی دکھا دیا گیا کہ مرتک شرادھ وید ورودھ ہے اس کے علاوہ سوامی جی نے بروقت معلوم ہونے اُس مطبوعہ غلطی کے ایک نوٹس بھی چھپا کر شایع کر دیا تھا۔ بنا برآں کبھی بھی آریہ سماج میں بحیثیت مجموعی ویدک حکم تسلیم ہو کر مرتک شرادھ جائز نہیں جانا گیا۔ اور نہ کسی ممبر کا اعتقاد ہے۔ یا کبھی آریہ سماج کے قیام کے بعد ایسا عقیدہ رہا۔ پس یہ اعتراض سراپا بے بنیاد ہے۔ ضرور پریس والوں کی بھول ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کے قایم کرنے سے ایک مدت پہلے سوامی جی اس خیال کو چھوڑ چکے تھے۔ ممبران آریہ سماج ایسے واہی اعتراضوں سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے۔ کیونکہ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبت چہ باک ✣

اعتراض۔ سوامی جی پیشتر کے سارے رشی مُنیوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے۔ وہ خود اس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ جو برہما آدک رشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں۔ اُن کو پرتہ مان اور تھات ویدوں کے انکول ہونے سے پرمان اور جو ان میں وید ورودھ بچن ہیں۔ اُن کا اپرمان کرتا ہوں۔ اُس آخری فقرے میں سوامی جی نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ براہمن وغیرہ گرنتھوں میں وید ورودھ بچن ہیں۔ (۱۲۔۱۳) ✣

تردید۔ بھائی صاحب آپ اِس کا مطلب بالکل نہیں سمجھے۔ سوامی جی نے چونکہ وید کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ اور تمام رشی مُنی بھی انہیں سوتہ پرمان مانتے تھے پس ضروری ہوا کہ سوتہ پرمان اور پرتہ پرمان کے معنے کئے جاتے۔ اگر سب رشیوں نے ویدوں کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے کسی رشی یا کسی گرنتھ کی کسی بات کو جو وید ورودھ ہے۔ اُسے پرمان نہیں

स्मृतेर्वेद विरोधेनु परित्यागो کیا - ایک مہاتما کا قول ہے +
यथा भवेत्तथैव लौकिकं वाक्यं स्मृति बाधे परित्यजेत् ॥

یعنی جس طرح سمرتی کا قول وید کے ورودھ ہونے سے تیاگنے کے لائق ہے اسی طرح لوکک باتیں سمرتی کے خلاف تیاگ دینی چاہئیں - ایک اور مہاتما نے بھی کہا ہے +

श्रुति स्मृति पुराणानां विरोधो यत्र दृश्यते ॥

یعنی شرتی - سمرتی پرانوں (اتہاس) کا جہاں ورودھ ہو - وہاں شرتی سمرتی کے ورودھ میں شرتی کو ماننا چاہیئے - اور سمرتی اور پرانوں کے ورودھ میں سمرتی بلوان ہے - ایسا ہی منو نے لکھا ہے - کہ جو سمرتی کہ وید کے خلاف ہو - وہ تیاگنے کے لائق ہے +

वेद स्वर आम्नाप यतिना पि धर्म مہابھاشیہ میں لکھا ہے +
मूलकारः पठति ॥ अ० १ पा० १ आह्नि० ६ सू० ५१ =

یعنی نہ تو ایشور نے وید میں اُلٹیا دی - اور نہ دھرم سونتر کار رشی فرماتے ہیں - پھر ہم شرتی اور سوترون کے خلاف کیا قول کیسے تسلیم کریں - حضرت منو کا بھی مطلب سوامی جی کا ہے - اور اس سے تو شاید کسی خود غرض کے سوائے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا کہ سمرتیوں اور براہمنوں - اتہاسوں اور سوتروں تک میں ملاوٹ کر دی گئی ہے - خواہ وہ بالارادہ ہو یا بغیر ارادہ کے - نروکت میں بھی صرف دو گرنتھوں کے مقابلہ کرنے سے پچاسوں جگہ پاٹھ بھید دکھلائی دیا ہے - جو پنڈت ست برت ساماشرمی جی نے ظاہر کر دیا ہے (دیکھو نروکت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور یہی حال منو سمرتی کا ہے - اور نہ اس سے براہمن گرنتھ مستثنےٰ ہیں - اور وام مارگیوں کے زور سے وہ ہرگز نہیں بچے - اور نہ بچ سکنا اُن کا ممکن تھا - کیونکہ اول تو اُن کی کوئی تعداد مقرر نہیں - دوم اُن کی حفاظت کا کوئی معقول قاعدہ نہیں - اور وام مارگیوں کے زمانہ میں خاصکر اُنہیں کو وید مانا جاتا تھا - اور اندھیر نگری چوپٹ راجا کی طرح اُنہیں کو ویدوں کا قایم مقام سمجھا گیا - تنتروں کے مول بھی یہی گرنتھ ٹھہرائے گئے - اور اُنہیں کے حوالہ ہر جگہ وام مت کے گرنتھوں میں پائے جاتے ہیں - پس ان میں وید ورودھ بچنوں کے ملانے سے کون مرد میدان ہے جو ممبران آریہ سماج کے سامنے انکار کر سکے - ہم ایک دو نہیں - بیسیوں مقام دکھلانیکو حاضر ہیں +

اعتراض - سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۰۷ پر لکھا ہے - کہ رام نام سمرن نشپھل ہے - ہری - رام - کرشن - نارائن - شیو اور بھگوتی نام سمرن سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا - چلو بھگوت بھجن اور نام رام سمرن سے تو چھٹکارا ملا +

تردید - بیشک رام - ہری وغیرہ کے ناموں کے سمرن سے پاپ نہیں چھوٹتے اور نہ پاپ ایسی چیز ہے کہ بغیر سزا دئے کے چھوٹ سکے - نروکت طریقہ کے مطابق رام - ہری - کرشن یہ تینوں پرمیشور کے نام نہیں ہیں - بلکہ پہلا نام پرشرام - بلرام - رامچندر - ان تینوں کا یا تینوں میں سے ہر ایک کا ہے - ہری بندر اور گھوڑے کا نام ہے - کرشن - کرشن چندر - اور بیاس کا نام ہے - اور کرشن پکش یعنی اندھیری راتوں کا بھی نام ہے - پرمیشور کا ہرگز نہیں - اور وید مقدس کے کسی منتر میں یا نروکت وغیرہ کسی ویدک کوش میں بھی یہ پرمیشور کے نام نہیں لکھے - اور رام اجودھیا باشی - شیو کیلاش باشی اور کرشن دوارکا باشی کے پرمیشور اور ایشوری اوتار مانے جانے کے بعد یہ نام پرمیشور کے گھڑے گئے ورنہ اس سے پہلے کسی گرنتھ میں یہ نام پرمیشور کے نہیں - بنابران انکا ورد کرنا پاپ چھڑوانے کے عوض پاپ کا بھاگی بناتا ہے - کیونکہ شاستر میں لکھا ہے کہ ایشور کو چھوڑ کر جو کسی دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے - وہ پشو ہے - باقی رہے نارائن اور شیو - بھگوتی یہ سنائے تو نہیں - مگر ایک دو ضرور وید میں استعمال ہوئے ہیں - اور رشی منیوں نے تینوں نام ایشور کے واسطے استعمال کئے - ان کے ورد کرنے میں پاپ نہیں ہے - بذات خود یہ اُتم ہیں - مگر پاپ انکے جاپ سے نہیں چھوٹ سکتا - وہ پھل بھوگنے سے چھوٹیگا - توبہ والوں کی طرح نام سمرن سے اور خصوصاً مالا ٹنک دل ہے وہ بدر + یا تسبیح بدست زاہد شش بجال مردم - بقول کبیر جی کے مالا پھیری نہ من پھرا گھس گھس گیئہ شہر یہ - بالکل فضول اور لا یعنی حرکت ہے اور اصل میں اپنے اوپر خوش اعتقادی جمانے کے واسطے یہ ایک قسم کا دام ریاکاری ہے اسی واسطے سوامی جی نے اس کو منع کیا ہے - ہاں ایکانت میں ایشور کی دھیان اور اُسکے سمرن کو کسی جگہ بُرا نہیں کہا - بلکہ اُس کی ہدایت کی ہے - (دیکھو وید بھاشیہ بھومکا پراتھنا دشے) جس طرح سوامی نے لکھا ہے - اُسی طرح پاتنجلی جی نے یوگ میں لکھا ہے +

तस्य वाचकः प्रणवः ॥२१॥
तज्जपस्तदर्थभावनम् ॥२८॥ पा० १

یعنی ایشور پرماتما کا واچک یعنی جتانے والا - یا سنبھودن کرنے والا سب سے اُتم نام اوم ہے - یوگی جن یا اوپاسک کو چاہیئے - کہ اس اوم اکھشر کا جپ کرے لیکن اُس کے ارتھوں کو سمجھکر - کیونکہ شسترت میں حضرت منو جی فرماتے ہیں +

यथा खरश्चन्दनभारवाहि भारस्य वेत्ता न तु चन्दनस्य
एवं हि शास्त्राणि बहून्यधीत्य अर्थेषु मूढाः खरवद्वहन्ति ॥

یعنی جیسے گدھے کے اوپر چندن لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے - نہ کہ چندن کو ایسے ہی شاستروں کے پاٹھ مات کرنے سے اگر ارتھ (معنے) سے محروم ہے - تو صرف گدھا ہے +

اعتراض - ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے - ہوم کیا ہے - وایو شدھی کی ترکیب (۱۷) +

تردید - یہ آپ نے آریہ سماج سے یا سوامی جی سے ہی مخالفت نہیں کی - بلکہ تمام رشیوں اور منیوں بلکہ خود وید مقدس سے - حضرت رشیوں وغیرہ کا یہی ارشاد ہے - اور آپکے مانے ہوئے خدا یعنی کرشن جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے - (دیکھو گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۱۴ و ۱۵) منو جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (ادھیائے ۳ شلوک ۷۶ و ۷۷) اور آپکے مانے ہوئے شو سروپ شنکر آچارج نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے - دیکھو گیتا بھاشیہ (ادھیائے تین) بیشک ہون کا پھل وہی ہے - جو وید میں ارشاد ہے - اور ویسا ہی سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش وسندھیا اور بھومکا میں اندراج فرمایا ہے - آپکا اعتراض قلت تدبر سے ناشی ہے - پس سب کو اُس ایشور آگیا کی حتی الوسع تعمیل کرنی چاہیئے +

اعتراض - بھلے چنگے ہیں آچمن اور مارجن کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ آچمن بموجب تحریر سوامی جی کے کف اور پت کی نورتی کے لئے ہے اور مارجن آلس دور کرنے کے ہیتو ہے اور جل پر اُپسپت نہ ہو تو نہ کرے - (۱۷) +

جواب - آچمن کا پھل وہی ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے - مگر فہم سخن گر نکند مستمع + قوت طبع ز متکلم مجو - دیکھو منو سمرتی میں بھی لکھا ہے - (ادھیائے ۲

شلوک ۵۳ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۷۰) ان میں آچمن کا ذکر ہے۔ ۵۳ میں تو آچمن بھوجن کے بعد لکھا ہے وہاں مطلب صرف بقاعدہ طب مدد ہاضمہ کے واسطے جل کا استعمال ہے۔ کیونکہ ویدک شاستر کے مطابق بھوجن کے بیچ میں جل پینا نہیں چاہیئے۔ ۶۰-۶۲ تک سندھیا میں آچمن کی ودھی ہے۔ وہاں بھی مطلب پاکیزگی اور صفائی سے ہے۔ مگر شاید آپ کے نازک خیال میں کف نورتی اور پت نورتی صفائی نہیں۔ گلے کی خشکی کا دور ہونا ہی وہاں مطلب ہے۔ کیونکہ پرانایام میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ علی الصباح اٹھکر بھی عموماً یہ حالت ہوتی ہے۔ جو لوگ سندھیا کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ کی بلا جانے اپنے حقیقی رشتہ دار آریہ بھائیوں سے آچمن کے فوائد پوچھئے۔ جو نت پرتی سندھیا کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح آچمن سے کف اور پت کی نورتی مراد ہے۔ خواہ وہ گلے کی ہو۔ یا زبان کی۔ شلوک ۷۰ میں بھی وید پڑھنے سے پہلے آچمن کرنیکا حکم ہے مطلب وہی گلے کی کف وپت کی نورتی ہے۔ کیونکہ سوانس کی آمدورفت سے گلا خشک ہوجاتا ہے اور لکچر میں پانی پینے سے بھی یہی مطلب ہے اگر یہ باتیں نہ ہوں یا پانی نہ ہو۔ تو سندھیا میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر ہم آچمن یا مارجن نہ کریں۔ پانی سے آلس کا دور ہونا تو ایک بدیہی بات ہے خون کی نورتی کا بھی یہ ایک اعلیٰ ذریعہ ہے اور ایک قسم کا سلف میسمیرزم بھی ہے یہ تو ہے سوامی جی کی فلاسفی۔ اب آپکو چاہیئے کہ ہوم اور مارجن اور آچمن کے متعلق شیو اور نارائن کے واسطے کوئی پورانک فلاسفی ہم کو بتلایئے +

اگر صدق داری بیار دیہا

اعتراض سنسکار ودہی میں یگوپویت کرنیوالے بالک کو تین دن کا اپواس کرنا لکھا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۱ پر لکھا ہے کہ کسی کا اپواس ست نہیں ہے۔ برت سے کشٹ ہوتا ہے ان دونوں میں پرسپرورودھ ہے۔ سوامی جی کا آخری حکم بھی ہے کہ اپواس کرنا ست نہیں۔ جس میں آرام ملے وہی ست ہے (۱۶) +

تردید۔ افسوس کہ لوگ دیدہ دانستہ حق سے منہ چھپایا کرتے ہیں دیکھئے کہ کیسی بری بات ہے حضرتِ من وہاں ایسا ہرگز نہیں +

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴ میں سوامی جی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جینی لوگ جو عام ہندوؤں کے برتنوں کو برا کہتے ہیں اور اپنے برتنوں کو اچھا یہ اُن کی غلطی ہے وہاں کی اصلی عبارت یہ ہے۔ اپنے پچاکھشن آدمی برتنوں کو اتی سرشیٹ اور نومی آدمی کو دشٹ کہنا مورہتا کی بات ہے کیونکہ دوسرے کے اُپ داموں کی تو نندا اور اپنے اُپ داموں کی ستتی کرنا سجنوں کا کام نہیں۔ ہاں جو ستیہ بھاشن آدمی برت دھارن کرتے ہیں۔ وے تو سب کے لیئے اوتم ہیں۔ جینیوں اور انیہ کسی کا اپواس ستیہ نہیں ہے" باقی رہی سنسکار ودہی۔ اُس میں بھی ایسا نہیں ہے وہاں تو تین دن دودھ۔ جو۔ اما کھیا۔ (جو دودھ دہی کھنڈ۔ کیسر کے مرکب سے بنتا ہے)۔ کے کھانے پینے کا ارشاد ہے۔ یعنی تین دن صرف ان تینوں میں سے کوئی خوراک کھاوے۔ مطلب یہ ہے کہ ستوگنی خوراک کھاوے جس سے وہ نیم میں رہنا سیکھے۔ اور اس سے آگے تمام برت یعنی نیموں کو پالن کرنے میں تت پر ہو۔ وہ تو یگوپویت کا ایک سادھن یا طریقہ رشی پریت ہے پس آپ کا الزام سراپا بے بنیاد ہے۔ بتلایئے آپ نے یہ کتنا خلاف واقعہ لکھا۔ کہ کسی کا اپواس ست نہیں برت سے کشٹ ہوتا ہے مگر یہ بالکل ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۱ میں نہیں ہے۔ اور وہ نہ سنسکار ودہی میں ایسا ارشاد ہے۔ افسوس کہ لوگ الزام دینے کی خاطر حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتے +

۱۷۔ اعتراض۔ جنیؤ کی معجز اس سے زیادہ کچھ توقیر نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے اُسے ودیا کا چنہہ مانا ہے۔ ستیارتھ پرکاش ۳۸۵ +

تردید۔ بھائی کایستھ صاحب۔ آپ یگیوپویت کو کیا جانیں۔ معاف رکھئے۔ خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے باز آیئے۔ یگیوپویت فی الحقیقت ودیا کا چنہہ ہے بڑا صاف پرمان اس کا یہ ہے کہ اُس کے بعد ہی ودیا چنہہ ارمبھ کرایا جاتا ہے خود یہ لفظ بھی یگ اُپویت سے مرکب ہے جس کے معنی کبھی بھی اُسکے علاوہ نہیں ہیں۔ جو سوامی جی نے بیان کیئے۔ پنچ یگیہ کا ادھکار۔ (یعنی برہم یگیہ۔ دیو یگیہ۔ پتری یگیہ۔ اتتھی یگیہ۔ وشو دیو یگیہ) بھی یگیوپویت کے بعد ہوتا ہے۔ اور برہم یگیہ کے دوسرے معنے وید ادھین بھی ہیں۔ اُسی وقت سے اُسے گائیتری سکھلائی جاتی ہے۔ شاستر میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ جو ودیا نہ پڑھے اُسے یگیوپویت پہنایا جاوے۔ تین آشرم جنہیں پنچ مہایگ کرنیکا بموجب وید کے فرض ہے تینوں ورن جنہیں ویدادھین ضروری ہے۔ وہی یگوپویت پہننے کے مستحق ہیں انہیں کو یگیوپویت کا ادھکار ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ یگیوپویت کے تین تار ہوتے ہیں خود اوم پرماتما کا مقدس نام بھی تین ہی اکھشروں سے مرکب ہے۔ ودیا ہرتیاں تین ہیں۔ اور گائیتری کا اچارن بھی تین حصہ کرکے کیا جاتا ہے یہ بھی تین تار ہونیکا باعث ہے تین گانٹھ بھی تین مشہور عقدوں کا حل ظاہری اور باطنی سربستہ راز ہے۔ برہم چریہ۔ ودیادھین۔ ایشور کی فرمانبرداری یعنی بھگتی۔ غرضیکہ ایسے ایسے بیسوں پوتر اصولوں پر اس کی بنیاد ہے اور سب کی جان ودیا ہے۔ ہمارے فاضل دوست پنڈت بھیم سین جی نے بھی اس پر اچھی بحث کی ہے۔ اور اسی واسطے منو جی نے لکھا ہے کہ جو ودیا نہ پڑھے۔ یا سندھیا و پنچ یگیہ نہ کرے اُسی جنیو اتار کر شودروں میں داخل کرنا چاہیئے۔ اور اسی واسطے مہابھارت میں لکھا ہے +

ब्राह्मणो पि क्रियाहीनाः शूद्रात् प्रत्यवरो भवेत् । शूद्रो
पि व्रत संयुक्तो ब्राह्मणात् स युधिष्ठिर :

کہ برہمن یعنی دوج اپنے مقررہ وید آدھین کرم سے رہت ہونے پر شودر ہو جاتا ہے۔ اور شودر برہم چریہ آدی برت کرنے سے برہمن ہو سکتا ہے۔ شاستر کی ودہی یہ ہے۔ کہ جنیو ناف سے اوپر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ زانو تک تاکہ کان پر چڑھانیکی ضرورت نہ ہو۔ خرابی یہ واقعہ ہوئی۔ کہ برہمن یا پروہت اپنے جسم کے پیمانہ سے بناتے ہیں۔ نہ کہ یجمان کے حساب سے۔ رشی چونکہ آزاد۔ مہاتما ایکانت سیوی ہوتے تھے بنا بریں یہ اُن کا کم خرچ بالانشین تحفہ ہے۔ اگر راجہ لوگ اس کے موجد ہوتے تو غالباً سنہری ہوتا۔ مگر۔ برگ سبز است تحفہ درویش۔ کے بموجب ایک سادھارن چیز یعنی سوت سے اسے بنایا جاتا ہے۔ تاکہ کچھ خرچ نہ ہو۔ اور سب لوگ ست دہرم کے پوتر اصول کو گرہن کر سکیں۔ ایک وقت عورتیں بھی اسے پہنتی تھیں۔ وید میں کوئی ممانعت نہیں۔ اور نہ کسی رشی کا کوئی سوتر ہے کہ نہ پہنے۔ مگر مردوں کے شودر ہونے کے سبب وہ مہا شودر ہو گئیں۔ ایک وقت یہ مقدس دہرم اور ودیا کا رشتہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ جیسے کہ آجکل تار برقی مگر اب صرف پارسیوں اور آریوں کے سوا کسی قوم میں نہیں ہے۔ ایشور کرے کہ لوگ ست دہرم کو گرہن کر اس پوتر رشتہ کو سویکار کریں +

اعتراض (۱۷ و ۱۸) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ ڈاڑھی مونچھ کبھی نہ رکھنا چاہیئے اور گرم ملک میں چوٹی تک منڈوا ڈالنی چاہیئے چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے۔ یہاں کے باشندوں کو

سوامی جی کے اِس اُپدیش کے بموجب چوٹی تک منڈوا دینی چاہیئے اور ڈاڑھی موچھ چٹ کرا دینی چاہیئے۔ ورنہ گرمی کے سبب عقل میں فتور ہو جائیگا ✦

تردید۔ آپنے سخت مغالطہ کھایا۔ اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالن چاہا۔ یہ سوامی جی نے منوسمرتی کا ترجمہ لکھا ہے۔ منو ۲/۶۵ براہمن کے سولھویں کھشتری کے بائیسویں اور ویش کے چوبیسویں برس میں کیشانت کرم کتھو رمنڈن ہو جانا چاہیئے ✦

منو ۲/۲۱۹ میں ہے۔ بالکل مونڈ مونڈائی۔ یا جٹا جوٹ رہے۔ الحوا صرف شکھا رکھے۔ جیسے اُس کی مرضی ہو۔ برہمچارتی کے واسطے کوئی ممانعت نہیں۔ ایسا ہی سنیاسی کے واسطے ۶/۵۲ میں لکھا ہے۔ اور ۶/۴۴ میں بھی ظاہری نشانات کو دہرم نہیں مانا ہے اور بنیاد اِن سب کی وہی ۲/۴۴ ہے۔ اس سب کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ اختیاری باتیں ہیں مایۂ ناجی دہرم سے ان کا کوئی سمبندھ نہیں ہے۔ اِسی کے متعلق دیکھو۔ چھاپ کی رگھیشر کا مباحثہ اُپ نشد ہیں۔ اِن باتوں کا دھرم سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف قوم کے رواج ہیں۔ اور جہانتک اِن میں فائدہ ہے۔ اِنہیں رکھنا چاہیئے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں ✦

آپ غور کریں۔ انڈیا میں۔ مہتر۔ جھنگی۔ چمار۔ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی۔ باوریئے۔ میگھ۔ سب چوٹی رکھتے ہیں۔ اِن نیچ قوموں کے سوا چاروں ورن کے صدہا فرقے ہیں۔ مگر سب چوٹی رکھتے ہیں۔ گو سب کہنے کو ہندو ہیں۔ مگر اور کسی بات میں شریک نہیں۔ آریہ ورت کے سوا۔ چین۔ برہما۔ انام۔ سیام۔ جاپان۔ تبت۔ لنکا۔ میں بودھ جینی سب چوٹی رکھتے ہیں۔ بلکہ چین کے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ اور شیعہ صاحبان بھی اکثر چوٹی رکھتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں میں صدہا لوگ اپنے بچوں کے تبرکاً چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی بنگال کے لاکھوں ہندو چوٹی نہیں رکھتے اور نہ گجرات و بمبئی کی طرف کے ہزاروں آدمی چوٹی رکھتے ہیں علاقہ گجرات۔ کاٹھیاواڑ میں ہزاروں ہندو گرمی وغیرہ کے سبب نیچ کے تمام سر کے بال مع چوٹی کے کترواد یتے ہیں۔ اور پھر بھی ہندو ہیں۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ نیچ لوگ بلکہ برہمن اور راجپوت لوگ اور ویش لوگ۔ وہاں کے بوہرے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کی طرح ہندوستان کے کروڑوں فقیر سنیاسیوں کے سوا بھی چوٹی نہیں رکھتے۔ اور ہزاروں مسلمان فقیر رکھتے بھی ہیں اب تبلایئے کہ چوٹی سے آپ کیا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مرغ کے سر پر بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہد ہد کے سر پر بھی چوٹی اور شکھا کے معنے اصل میں اُس چیز سے جس کی بابت ہم ذکر کریں۔ سب سے اونچے کے ہیں۔ ترازو کی بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہمالہ پربت اور درختوں کی بھی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر اس سے کوئی دہرم کا فرق نہیں ہوتا۔ ہزاروں پکے ہندوؤں کی چوٹی بڑھاپے میں گر پڑتی ہے۔ یا بیماری میں اور بعضوں کی جوانی میں بھی چاند نکل آتی ہے کہاں تک اِس کا تذکرہ کر سکتے ہیں ہم حیران ہیں کہ اِسے کس طرح دہرم کا نشان مقرر کریں ✦

باقی رہی داڑہی اور موچھ۔ کاشی کے تمام برہمن ہر دو کو چٹ کر دیتے ہیں۔ صرف کاشی پر ہی کیا منحصر ہے۔ کشمیر اور پنجاب کے سوا اور سب ہندو ماتر منڈواتے ہیں۔ صدہا راجپوت بھی منڈاتے ہیں۔

اور بجد ایر تو سب ہندو ماتر منڈاتے ہیں پھر تبلایئے دھرم کہاں رہا۔ جن قوموں کا مسلمانوں سے زیادہ میل ملاپ رہا۔ وہی زیادہ ڈاڑہی کے دلدادہ ہیں۔ مثلاً کشمیری پنڈت۔ راجپوت۔ کایستھ۔ ورنہ اور کسی گروہ ہندو میں ڈاڑہی کا رواج نہیں۔ پس اِس کا رکھنا یا نہ رکھنا دہرم کی بات نہیں۔ اگر کوئی رکھے تو اُس کی مرضی اور منڈاوے۔ تو اُس کی مرضی۔ اکبر بادشاہ جیسے زبردست بادشاہوں نے بھی ہندوستان کے رواج کے مطابق ریش کو خیرباد کہنا ضروری سمجھا تھا۔ تا دیگران چہ رسد۔ مگر اِسکا مذہب یا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں میں ہزاروں منڈاتے ہیں اور ہزاروں رکھتے ہیں۔ فوجی مسلمان تو اکثر ٹرکی میں بھی منڈاتے ہیں ولایت میں مصنوعی ڈاڑہیاں بھی بکتی ہیں۔ بعضے جانوروں کے بھی ڈاڑہی موچھ ہوتی ہیں ایک مہاتما نے کیا اچھا کہا ہے ✦

سائیں سیتی سچ رہ رکھ مندا سل بہاؤ ✦ بھاویں لمبے کیس رکھ بھاویں گھوٹ منڈا

ہمیں آجتک کوئی ایسی دلیل نہیں ملی۔ اور نہ کوئی شرتی کہ ہم اُنہیں دہرم میں شامل کریں۔ نا براں لاچار ہیں۔ مگر ہمارا اور ہمارے کئی مہربان کا یہ خیال ہے کہ غیر مذاہب والوں کے حملہ کے بعد ہمارے بھائیوں نے تفریق قومی کا یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کہ جو چوٹی رکھے وہ اپنا حامی یا اپنی قوم کا شمار کیا جاتا ہے اس واسطے وہ نشان جس میں برہمن سے لیکر بھنگی تک سب ہمارے حامی ہیں۔ وہ چوٹی کا رکھنا ہے۔ جبتک سب دنیا کے لوگ ہمارے مت کو سویکار نہ کریں۔ تب تک ہمیں چوٹی رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اِن متوں میں سے بعضوں کے ہاں چوٹی رکھنا گناہ ہے پس ضروری چوٹی رکھنا چاہیئے ✦

اعتراض نمبر ۷۔ چھوت چھات کا بچار فضول ہے۔ اس میں بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳ کے رد کیا ہے۔ کہ سوامی جی نے لکھا ہے کہ شودر کے ہاتھ کی رسوئی استعمال کرنی چاہیئے۔ یعنی سکھری نکھری کچھ نہیں۔ (صفحہ ۱۸) ✦

تردید۔ یہ اعتراض اُس نافہمی اور بے علمی کا ہے جس کی حد تصور سے باہر ہے۔ حضرت آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہندوستان کا کیا رواج ہے اور کیا ہو رہا ہے ہم آپ کو اس کی تمام کیفیت سناتے ہیں اور پھر دریافت کرینگے کہ آپکی سکھری اور نکھری کہاں ہے ✦

پنجاب میں سب قومیں کہاروں کے ہاتھ کی بنی رسوئی کھاتی ہیں کانگڑوں میں اور گوٹڑوں میں کہار کا آٹا گوندھا ہوا جا بہ ہے کہ استعمال کیا جاوے۔ بلکہ کہار چوکے کے باہر بیٹھکر روٹی بیل بیل کر چوکے میں دیتا جاتا ہے اور اندر کا نکچ پکاتا جاتا ہے۔ اور حجام اُن کی پکی ہوئی پوری کو اٹھاکر برادری میں پہنچا سکتا ہے۔ کشمیری پانی بھرنیوالی عورتیں یا مرد مسلمان ہیں۔ وہاں کے لوگ جب بھات پکاتے ہیں۔ تو مسلمانوں کی چھوت چھات کا کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ اگر خاوند دفتر میں ملازم ہو تو بھات برتن میں رکھکر مسلمانوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اُسے کچہری میں پہنچا آوے۔ کابل میں پانی بھرنیوالی چوکہ دینے والی۔ آٹا گوندہنے والی۔ دال چڑھانیوالی۔ برتن مانجھنے والی۔ مسلمان عورتیں ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کے بھونے ہوئے دانے کھاتے ہیں۔ علی گڈھ بلکہ انڈیا کے ممالک متوسط میں یعنی اکثر جگہ میں مسلمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی ریوڑی کھاتے ہیں۔ اور پاپڑ بھی۔ کہاروں کے بنے ہوئے چڑوے۔ سب برہمن کھاتے ہیں۔ خصوصاً کانگڑہ اور سارے حدت چینہ کا پانی راجپوتانہ۔ نواح فیروز پور۔ حصار۔ اور ہندوستان میں سب پیتے ہیں کشمیری

سانچ کو آنچ نہیں

میتھل کا نیچ - بنگال کے برہمن اور سارسوت گوشت کھاتے ہیں - بیراگیوں کے چیلے سب پرساد کھاتے ہیں - اور گوکل گوسائیوں کے چیلے اُنکے جوٹھے بھوجن کو کھاتے ہیں - ہزاروں - لاکھوں ہندو ہر ایک ورن کے رنڈی بازی کرتے ہیں - اور بنارس و متھرا - میرٹھ و بریلی و دہلی جیسے شہروں میں تو اکثر معزز قوم کے ہندو لوگوں نے رنڈیاں رکھی ہوئی ہیں - سندھ میں پرہیز کا نام و نشان بھی نہیں ہے - رامچندر جی نے بھیلنی کے جوٹھے بیر کھائے - کرشن جی نے کُبجا کے گھر میں بھوجن کھایا - جراسندھ کے گھر کال یمن مہمان رہا - مسوری تو تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور میں ایک کھتریوں کے برات گئی تھی - آگ جلانے کا کام چوہڑوں کے سپرد تھا - اور نائن روٹی پکاتی تھی - پہاڑ میں نیچ سے نیچ جاتیوں میں مرن سمبھ کرانے ہیں - گجرات کاٹھیاواڑ میں راجپوتوں اور مسلمانوں کا حقہ ایک ہے - سارے ممالک مغربی و شمالی میں مسلمان اگروں پر مٹھائی ہے - تو معزز ہندو لوگ بھی کھالیا کرتے ہیں - سنکھل کی رنڈیوں کے ہاں برہمن ایکادشی آوک کی کتھا کرتے اور سراوگیوں کی رسوئی جوتے ہیں - تمام ہندوستان کے لوگ چوہڑوں اور بھنگیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گوڑ کھاتے ہیں - اور روغن زرد - دودھ تو سب کے ہاتھ کا لوگ استعمال کرتے ہیں - راجپوتانہ میں - سکھری - نکھری کا کوئی بھید نہیں - بھیلوں کے ہاتھ کا پانی استعمال اور حقہ بھی - لواح بمبئی اور مدراس میں بھی سکھری نکھری کا سوائے چند پلکھنڈوں کے کوئی بھید نہیں ہے - تمام ہندوستان کی تو میں شودروں کے ہاتھ کا کھاتی ہیں - کیا سکھری - نکھری دونوں یعنی جو میں بموجب قول پورانوں کے شودر ہیں سب ان کے ہاتھ کا کھاتے ہیں - سب تماکو پینے والے چوہڑوں کا بنایا ہوا تماکو پیتے ہیں - مٹی کے برتن مسلمان کمہاروں کے بنائے ہوئے استعمال کرتے ہیں کایستھ تیلیوں کی تو بات ہی کیا - اور پنجاب کے عموماً شراب خور مسلمانوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی شراب لیکر مسلمان تو کب ہاتھ لگاتے ہونگے - اُس سے نیچ قوموں کی بنائی ہوئی شراب اور سوڈا واٹر استعمال کرتے ہیں - بام مارگی بھنگنوں تک صحبت کرتے - اور سب ورنوں کو بھیروی چکر میں ایک سمجھتے ہیں - اور یہ مت سب ورنوں اور چاروں احاطوں میں موجود ہے - ارٹ کے کنوئیں کا پانی سب پیتے ہیں - ہزاروں ہندو کبیر جولاہے مسلمان کے پیرو ہیں - ہزاروں کا لیتھ حسنؑ - حسینؑ کو مانتے ہیں - اور تعزیہ بناتے ہیں - کئی لوگوں کے نام ہی حسین بخش ہیں - حیدرآباد دکن حیدرآباد سندھ - گوالیار - کشمیر - لکھنؤ - پٹیالہ میں اس کا رواج ہے - ہمارے ایک کایستھ دوست نے فیروزپور میں تعزیہ کے نیچے سے اپنا بچہ نکلوایا تھا - کئی تعزیہ کے ساتھ عرضی باندھتے ہیں - سخی سرور کے پیرو ہندو وہاں سب ناجائز کارروائی کرتے ہیں - اور یہی حال نگاہے اور شیخ سدو کا ہے - کئی کایستھ نمازیں پڑھتے اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں - کشمیری ماس کھاتے - مگر پیاز نہیں کھاتے - بنئے - برہمن گوڑ پیاز کا بیج کلونجی کھاتے پیاز نہیں کھاتے کا بیج لسن کھاتے - پیاز نہیں کھاتے - مگر گوشت کھاتے ہیں - بمبئی والے خشک پیاز کھاتے - سبز نہیں کھاتے - گجراتی سبز کھاتے - خشک نہیں کھاتے - اسی طرح کسی کو لسن سے انکار اور کسی کو پیاز سے - باوجود اس رواج کے بھی سکھری نکھری کی بحث چھیڑی جاتی ہے - اور ابھی تک چند جاہل ہنود کوئی بیٹے کے ہاتھ کی نہیں کھاتا - اور کوئی باپ کے ہاتھ کی - اور باپ کو جواب دیتا ہے - کہ ہم تو تمہارے نطفہ سے ہیں - تم معلوم نہیں کہ کس کے نطفہ سے ہو - اس واسطے ہم تمہارے ہاتھ کی نہیں کھاتے - شاید کایستھوں کی شراب تاب کے بنانے والے گوڑ ہونگے یا گومتی جبر کے بنانے والے دکھنی برہمن ہونگے - افسوس جہالت اور رواج نادانی کہ باوجود موجودگی اس رواج اتنے امور کے پھر بھی ایک خیر خواہ قوم ہادی ہندوستان رہبر عالم و عالمیان کو جس نے ایک وسیع گوشت وید ک مارگ پھیلایا - الزام دیا جاتا ہے - اور دینے والے کون - وہی کا لسخہ صاحبان - مثل مشہور ہے "تو سوچوہا کھاکے بلی حج کو چلی" - "صد موش خوردہ گربہ بزرگ حج رواں شدہ" یہ ہے حج اور واہ حاجی - بھائی صاحب سوامی جی نے تو صرف شاستر کے بموجب بھکش ابھکش کی وہی بتلائی ہے - سکھری نکھری کا ایسا بیہودہ ذکر ست شاستروں میں نہیں ہے - وہاں تو صاف لکھا ہے +

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्तारः स्युः आपस्तम्ब धर्म सू० २ पटल २

کہ ویدمت کے ماننے والے دوجوں کے گھروں میں شودر ستری پرش رسوئی بنانا وغیرہ سیوا کو کریں - منوسمرتی میں جو تین ورنوں کے کرم لکھے ہیں - اُن میں کہیں رسوئی بنانے کا ذکر نہیں - ہاں شودر کے واسطے لکھا ہے - کہ وہ تینوں ورنوں کی ہر طرح کی سیوا کرے - بلکہ رسوئی بنانے کا ایک جگہ ارشاد کیا ہے - یہی حال بطور خلاصہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے بھکش ابھکش وشے میں لکھا ہے - اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں - کہ آپ ہمیں سکھری نکھری کا بھید بتلائیے اور غور سے بتلائیے - بھائی صاحب آپ نے جس کو ہندو دھرم مانا ہوا ہے اُس کا تو کوئی ٹھکانا نہیں - اور نہ کوئی اُس کے اصول ہیں - اُس کی حالت زار نہایت قابل رحم ہے - اُس مریض ہندو دھرم کی نزع رواں کی نوبت ہے - ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہم

پس بہتر ہے - کہ آپ سکھری اور نکھری کی نخرہ بازی کو چھوڑ کر ویدک ست دھرم کو سویکار کریں - اور اپنے دیگر بھائیوں کی صحت کے خواستگار ہوں +

اعتراض - سدا برت - لنگاؤ - کتنے گرہست لوگ سدا برت اور کھیتر کرتے ہیں - وے انچت کرتے ہیں - ۱۱۸ - (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۵ -)

تردید - بھائی صاحب وہاں کی عبارت یوں ہے "کتنے گرہست لوگ سدا برت اور کھیتر کرتے ہیں - وے انوچت کرتے ہیں - کیونکہ بڑے دھورت گانجا اور بھنگ پینے والے تتھا چور اور ڈاکو بھی لیے ہی سدا برت سے ان پینے اور کھیتروں میں بھوجن کر لیتے ہیں - پھر کو کرم ہی کرتے رہتے اور حرامی ہو جاتے ہیں - بہت سے لوگ اپنا کام کاج چھوڑ کر سدا برتوں اور کھیتروں کے ادھر تھے سب کام اور نوکری چاکری چھوڑ کر سادھو و بھکیاری بن جاتے ہیں - پرسینت کا ان کھاتے اور سوئے پڑے رہتے ہیں - اس سے سنسار کی بڑی ہانی ہوتی ہے سو جو کوئی سدا برت کھیتر کرتا ہے - اُس میں سجن واست پرش کوئی نہیں جاتا اس سے اِن گرہستیوں کا پن کچھ نہیں ہوتا - کنتو پاپ ہی ہوتا ہے - اِس سے گرہست لوگ ان آدک دان کرنا چاہیں - تو پاٹ شالا رکھ لیویں - اُسی میں سب دان کریں - اتھوا جو سرشٹ دھرماتما گرہستی اور ورکت ہوویں - اُن کو ان آدک دیویں - اور یگیہ کریں - تب اُن کو بڑا پن ہووے - باپ تیجی ہووے پس آپ ذرا اسے دو تین بار غور سے پڑھیں - اور ملک کی درد شا پر بچاریں - کسی نے سچ کہا ہے + ع

ایک حیرتھائی عمارت باشی بھیکھ مانگ کر کھاتے ہیں

اعتراض (۹) تیرتھوں کی برائی کی ہے - (۱۹) +

مسلمان گو کچھ نہیں

تردید۔ سوامی جی نے برائی نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اصلیت بتلائی ہے۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ جو جل ستھل ست ہیں۔ وے تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے "جل استھل تارنے والے نہیں۔ کنسوڈ یا کر مانے والے ہیں۔ نوکا آدمی کا نام تیر ... ہوتا ہے۔ کیونکہ اُن سے سمندر آدمی کو تیرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۲۵)"

آپ سنسکرت نہیں جانتے۔ بنا براں آپ کو معلوم نہیں۔ کہ شاستروں میں کن کو تیرتھ کہا ہے۔ برہم چریہ ست دن۔ ودیا وہن تیرتھ ہیں۔ جن کو آ... لوگوں نے تیرتھ مانا ہوا ہے۔ اُن کا ذکر ہرگز کسی ست شاستر میں نہیں ہے۔ شنکر مت اور سارے دس نام سنیاسیوں میں سے ایک تیرتھ بھی ہیں۔ اور ست شاستروں کے خلاف بام مارگی لوگ وہ شراب کو تیرتھ کہتے ہیں گنگا آدک کو تیرتھ ماننا اور اُن کے سنان سے مکتی جاننا نہ صرف وید و شاستر کے خلاف بلکہ یوگ ابھیاس کے خلاف ہے۔ اور سب سے بڑھ کر علم و عقل کے خلاف کیونکہ معمولی امراض تو ان سے دور نہیں ہو سکتے۔ پھر مکتی کے کیا معنی اور کب ہو گی۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ ہے یدہشٹر سنجم جس پر جہاز ہے۔ ست جس میں جل ہے شیل سنتوکھ جس کے کنارہ اور دیا روپی جس میں لہریں ہیں۔ اُس آتم روپی تیرتھ میں تو سنان کر۔ کیونکہ جل سے انتر آتما شدھ نہیں ہو سکتا۔ اگر اب بھی اعتبار نہ ہو۔ تو ہردوار اور پُشکل اور جوالا پور کے پنڈوں۔ متھرا کے چوبوں اور کاشی کے گنڈوں کی حالت خود جا کر دیکھ لو۔ اور کاشی رہ اتم ہریشچندر کا بنایا مطالعہ کرو۔ کسی نے سچ کہا ہے ✦ ۔۵

راند ساند سیڑھی سنیاسی ان سے بچے تو پر سے کاشی

اور کبیر جی کا قول ہے ✦

بہو تیرتھ ہم پھر پھر آئے دیکھا دیکھی جا جا نہائے

چلتے چلتے کمر پٹرائی بات نہ پوچھی پتھر پانی

اعتراض (۱۰) ۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار اول صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ پنچ مہایگیہ کرنا اور دوادان کا لعنی مورکھوں کا کام ہے ✦

تردید۔ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے "پانچ یگیہ اپنے سامرتھ کے انوکول یتھا شکتی کرے۔ انہیں کبھی نہ چھوڑے" مگر یہ کام یوگ سے نیچے ہیں۔ پورن گیان کے ہو جانے پر یوگابھیاس کرے۔ ان کو ترک کرے۔ کیونکہ یہ سب پورن گیان سے نیچے بتدیوں کے واسطے ہیں۔ اور جو گیانی ہیں۔ یہ یتھارتھ پدارتھ ودیا اور پرمیشور کو جانتے ہیں۔ یوگ ابھیاس کرے۔ ست شاستروں کو وچارے۔ برہم ودیا کو اپدیش بھی کرے۔ اس میں منو بھگوان کا پرمان ہے۔ "اتیا دی ویدک مہایگیوں اگنی جتنے گیانی ہیں۔ وے پانچ مہایگوں کو گیان کریا سے ہی کرتے ہیں۔ وا ہیہ چیشٹا سے نہیں کیونکہ وے یگیہ شاستر کے تتوں کو جانتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا دیکھ پڑے۔ گیان اور یوگابھیاس سے وشیوں کو اندریوں کو ہوم کر دے۔ اندریوں کو من میں من کو آتما میں اور آتما کو پرمیشور سے یوگ کرتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا کرنا اوشیک نہیں" اب بتلایئے آپ نے کس قدر حق سے روپوشی کرکے یہ بیہودہ اعتراض گھڑ مارا بتلایئے آپکے اُس اعتراض اور نیت کا اس سے کیا تعلق ہے ✦

اعتراض متعلق نیوگ۔ صفحہ ۱۲ سے ۴۴ تک اور اپنے زعم میں بتلایا ہے۔ کہ یہ بیبھچار ہے۔ جیسے کہ عموماً دھرم سبھا کے پیرو نکتہ چینی کیا کرتے ہیں ✦

تردید۔ مہاشئی آپ عورتوں کی دوسری شادی کو اپنی وشال بھی سے بیبھچار وغیرہ الفاظوں سے یاد کرتے ہیں۔ مگر جو مرد ہو کر ۳۔۴۔ اور ایک سو تک بلکہ ۱۲۱۰۸ ڈال لیتے ہیں۔ اُن کو آپ بیبھچار یا بیبھچاری نہیں کہتے۔ اور کہہ کس طرح سکتے ہیں۔

جبکہ یہ کام بڑے نامی گرامی دیوتا کے ذمہ پورانوں نے لگائے ہیں۔ بام مارگی زنا کرنیوالے کو کنلک کہتے ہیں۔ اور ماتا بہن تک، تا رسنے کو گناہ نہیں جانتے۔ اور ایسا ہی چولی مارگ اور بیج مارگ ہے۔ مگر آپکے ہندو بھائی خوشی خوشی اِن متوں کو سویکار کرتے اور مہا ودیاؤں کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔ موہنی اوتار اور آپکے شیو نارائن کی کہانی تو آپ کی من مانی ہے۔ بھلا آپ اُس سے کب انکار کر سکتے ہیں۔ شیو جیسے لوگ نارائن بھی مانتے ہیں۔ اُس کا رشیوں کی عورتوں سے صحبت آپکے شیو پوران منظوم۔ سکر دیال کے ادھیائے اکتالیس میں ضرور مطالعہ فرمانا۔ سکھ۔ چند۔ اور برندا۔ جالندھر اور تلسی مہا رانی کی کہانی اور وشنو کو بہ سبب زنا کے سراپ ملنا اور سالگرام بننا آپ نے دیوی بھاگوت اور کارتک مہاتم میں کا ہے کو مطالعہ فرمایا ہو گا۔ کرشن کا گوپیوں کے ساتھ بیبھچار کیا بھاگوت میں موجود نہیں۔ اور نہ برہنہ دیکھنے کی کتھا موجود ہے وہ شیو اور نارائن جنکا آپ اپنے کو پرستار سمجھتے ہیں یہ حال تو انکا ہے بعد اسکے برہمن مطالعہ کرو۔ اور اُس کے ۳۲ اشلوک میں برہما کا اپنی بیٹی سے بیبھچار مطالعہ فرماؤ۔ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ برہمن مانتے ہیں یا۔ اور شاید اس بات کو زنا بھی جانتے ہیں یا نہ۔ اور شیو پران منظوم کا ۱۸ واں ادھیا بھی نظرانداز نہ کرنا۔ اور اُس کے ساتھ جوگ بششٹ ویراگ پرکرن سرگ شلوک ۵ سے ۴۴ تک بھی ہماری خاطر کے واسطے مطالعہ فرمانا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ رامچندر کن کن پاپیوں کے باعث شاپت ہو کر پیدا ہوئے تھے (یوگ بششٹ سنسکرت مطبوعہ سمت ۱۹۳۶ بمبئی) ✦

افسوس لوگ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نکالنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نیوگ جیسے پاک مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ نیوگ پر ہم مفصل رسالہ لکھ چکے ہیں۔ اور ایسا ہی دو تین رسالہ اور بھی نکل چکے ہیں۔ اور رسالہ آریہ گزٹ (۱۵ ۔ ۱۰ ۔ ۱ ماہ) پر بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ پس ایسے اعتراض سراسر فضول ہیں۔ توجہ کے قابل نہیں ✦

اعتراضوں کا جواب صفحہ ۳۰ سے ۳۳ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی انکار کی تشریح کرکے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایسا ہی یہ آدمی ست شاستروں میں سپشٹ ویاکھیان ہے۔ چاہے کسی وید میں دیکھ لو۔ اس قسم کی تشریح کہیں بھی نہیں لکھی ✦

جواب۔ افسوس کہ آپ تعصب کے وش ہو کر حق و باطل کو ایک ہی طرح خیال کر رہے ہیں۔ خود ستیارتھ پرکاش میں سارے پرمان وید آدک ست شاستروں کے موجود ہیں (دیکھو ۲ سے ۱۹ تک) اور خاص کر یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷۔ اور یوگ شاستر پاد ۱ اور مانڈوکیہ اپنشد تمام ✦

اعتراض (۲) گایتری منتر چاروں ویدوں میں ہے ایسا سوامی جی نے پنچ مہایگیہ کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے۔ مگر ہم نے کتنے پنڈتوں سے دکھلوایا۔ اتھرو وید میں کہیں بھی نہیں ملا ✦

جواب۔ بے شک یہ منتر چاروں ویدوں میں یا ان کے ماننے والے رگویدی و یجرویدی و سام ویدی و اتھرو ویدی برہمنوں کی سندھیا میں یکساں ہے۔ یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۳۔ رگوید منڈل کے ۳ سکت ۶۲ منتر ۱۰۔ سام وید پرپاٹھک ۶۔ اُتر آرچک ۳۔ ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۴ منتر ۱۔ اور اسی کے بھاشیہ میں سائن نے ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ یہ منتر اتھرو وید میں بھی ایسا ہی ہے چنانچہ وہاں یہ عبارت ہے ✦

भवशाब्दस्यान्नपर त्रैव माथार्वशीक वे ब्रुन्ति ॥

دیکھو جلد ۴ صفحہ ۵۳۸ مطبوعہ ۱۸۸۲ء کلکتہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی ✤

اعتراض (۳) بھلے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۷ پر لکھا ہے۔ مدوی کیجد مسور دوت۔ تدہیلجم بہکپھاتا۔ اُب نستدبں۔ جہان مارو محال ہے کسی میں ملجائے ✤

جواب ۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ یہ چھاندوگ کا وچن ہے اور چھاندوگ کے دو حصے ہیں۔ یا دو بھاگ۔ اول برہمن۔ دوم اُپ نشد اور کل کو چھاندوگیہ برہمن ہی کہتے ہیں۔ یعنی رشیوں کی تصنیف کردہ کتاب۔ جس میں صرف وید کے مضامین کا دھارہو۔ سب سے پہلے کلوک بھٹ نے اِس کا پرمان دیا۔ بعد ازاں منوسمرتی کی اور ٹیکا کارن نے منشی اندرمن نے صولت ہند میں بھی یہی پرمان دیا ہے۔ اور راجہ شیوپرشاد نے مانو دھرم سار میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱ منو وید میں لکھا ہے۔ کہ وید میں جو کچھ لکھا۔ اُسے جبو کے لئے اوشدہی سمجھنا۔ آگے وہی ٹکڑا ہے۔ مطبوعہ ۱۸۸۱ء اس کی شدہی یہ پانچ مشہور پیڈلوں کے دستخط ہیں ✤

اعتراض (۴) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ میں یہ آدھا شلوک دودھا نیچ رتنانی دو کہے شو پیادیت۔ منو کے پتہ سے لکھا ہے اور اس کا لکھا ارتھ یہ کیا ہے کہ ناناپرکار کے رتن سورن آدی دہن دولت ارتھات سنیاسیوں کو دیویں۔ یہ شلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا۔ اور کسی میں نہ ملیگا۔ اس پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ سوامی جی نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے اپنے من سے یہ شلوک گھڑ دیا تھا۔ یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ انہیں لالچ ایک دمڑی کا بھی نہیں تھا۔ فقط دیش اُنتی کا خیال تھا۔ اگر لالچ ہی ہوتا۔ تو اپنے گھر کی مہاجنی کیوں چھوڑتے۔ پھر علانیہ کہتے تھے۔ کہ ہم کو دھن دولت کچھ نہیں چاہئے نہ کچھ چھپائی پر دھرے گئے ✤

جواب ۔ علم زبان اور پورانی چیزوں کی تحقیقات سے ناواقف لوگ اکثر ایسے ہی بیہودہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پورانی کتابوں میں راستنبائے اُن کے جو برزبان یاد ہوا کرتی تھیں۔ یا جن کے واسطے سخت قواعد یاد رکھنے کے بنائے گئے تھے۔ یا جن کے ایک ایک حرف پر مذہبی نگرانی ہوا کرتی تھی۔ جیسے کہ وید مقدس) کاتبوں کی بے پرواہی کے سبب اور خصوصاً خیانت پسند شاعروں کی طبع کی اندھی جولانی کے باعث یا یاد نہ رہنے کے سبب کہ یہ شلوک کس کا ہے۔ ایسی کتابوں میں بہت سی تحریف ہو رہی ہے۔ مہابھارت اور شاہنامہ جیسی ضخیم کتابوں پر سب سے زیادہ ایسے کام ہوئے ہیں۔ اور سینکڑوں ہزاروں شلوک حضرات حضرات کی مہربانی سے ایزاد کئے گئے۔ (مفصل دیکھو مہابھارت اور شاہنامہ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور ایسا ہی نروکت میں بھی پاٹ بھید ہے منوسمرتی چونکہ بہت بڑی کتاب نہیں ہے۔ اِس لئے اُس پر کارستانی بھی بہت زیادہ نہیں ہوئی۔ آریہ سماج کے فاضلوں کے سوائے اور بھی ودوان پنڈتوں کی ایسی ہی رائے ہے۔ دیکھو منوسمرتی ۶ ٹیکا والی مطبوعہ بمبئی۔ راؤ صاحب وشوناتھ ماراین منڈلیک سی ایس آئی۔ ایڈوکیٹ بمبئی نے جوان ستّی ٹیوٹ آف منو یعنی منوسمرتی کی شرح کی ہے۔ اُس میں بھی اقبال کیا ہے۔ کہ بہت جگہ پاٹ بھید اور ملاوٹ ہوگئی یہانتک کہ شلوکوں کے شلوک ملائے گئے ہیں۔ یوروپ کے فاضلوں نے بھی ایسا ہی نتیجہ کیا ہے۔ دیکھو پروفیسر جالی صاحب کی سمرتی جس میں صدہا شلوک کا پاٹ بھید اور مول بھید تبلایا ہے۔ اور اکثر ایسے بھی لکھے ہیں جو بالکل اب منو میں نہیں ہیں۔ اس شلوک کا بھی یہی حال ہے۔ ہمارے پاس ایک بہت پُرانی منوسمرتی قلمی ہے۔ اُس میں نہ تو وہ شلوک ہے جو عام منوسمرتی میں ہے۔ اور وہ جو سوامی جی نے لکھا یعنی دونوں نہیں پروفیسر جالی صاحب والی منوسمرتی میں اِس $\frac{11}{4}$ کا بھی پاٹ بھید ہے۔ جیسا کہ اور ہزاروں کا ہے۔ بوہلر صاحب نے بھی اِس شلوک پر شک کیا ہے اصل شلوک یوں ہے ✤

دو ہانیچ رسانی ددکیے شوپیا داینت وبدوبسوبچ درکتو

پرینت سورگم سہ مشتنے

اِس کا پاٹ بھید بعضے گرنتھوں میں یوں ہے ✤

دہنانی نو سہا سکنی دترے شوپیا داپیت ویدون سو دو کتے شو

پرینت سورگم سہ مشتنے

چوتھا ٹکڑہ دونوں میں ایک ہے۔ دوسرے ٹکڑے میں دیرا اور دوکت کا پاٹھ بھید ہے۔ تیسرے ٹکڑے میں بھی دیپ سے تسو۔ اور دو کتے شو کا پاٹ بھید ہے۔ اور اول ٹکڑے میں رتنانی اور دہنانی کا فرق ہے۔ اور کچھ نہیں اول کا ارتھ ہے ۔ انیک پرکار کے رتن سنیاسی کو دلوے۔ کیا بنیلے جو وید کا ودوان ہو۔ ایسا دان دینے والا مرنے کے بعد سکھ (سورگ) کو پراپت ہوتا ہے دوسرے پاٹ بھید کا یہ ارتھ ہے۔ حسب توفیق دہن ودوان کو دیوے۔ کیسا ودوان ہو جو سنیاسی اور وید کو جاننے والا ہے۔ ایسے کرنے سے مرکر سکھ یا سورگ کو پراپت ہوتا ہے۔ تبلایئے مطلب کا کیا فرق ہوا۔ اِس مقام پر یہ جتلا دینا بھی ضرور ہے کہ دوکت کا ترجمہ بعضے سنسکرت کے ناواقفوں نے گرہستی کیا ہے جو تمام کوشوں کے خلاف ہیں۔ دوکت کا ارتھ ہے۔ علیحدہ کیا ہوا۔ گوشہ نشین اکیلا محسوسات دنیاوی سے آزاد۔ یعنی تارک الدنیا۔ یعنی جیون مکت۔ دیکھو سنسکرت انگلش ڈکشنری وامن شیورام آپٹے ایم اے پرنسپل و پروفیسر سنسکرت پونا کالج ۱۸۹۱ء اور شبدارتھ چنتامنی کوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۴) ✤

شنکراچارج۔ درونا چارج۔ کرپاچارج وغیرہ مہاتما پراوپکار کیواسطے دہن لیکر پراوپکار میں حرچ کرتے تھے۔ اور ایسا دھن لینا نہ تو بُرا ہے۔ اور نہ گناہ۔ بلکہ لوگوں کو دان کرنیکا عمدہ طریقہ سکھلانا ہے۔ اِسی طرح سوامی جی نے تبلایا ہے۔ کہ ودوان فاضل مہاتما سنیاسیوں کو دان دو۔ جس سے تمہارے اوپکار کے رنگل ہوویں۔ کوئی کوئی مہاتما سنیاسی دان لیکر تالاب بنوا دیتے ہیں۔ یگیہ کر دیتے ہیں۔ گوشالہ بنوا دیتے ہیں۔ یہ سارے پن ہیں۔ اور ایسا دان کسی حالت میں بُرا نہیں۔ ملک میں ویدبھاش کی ضرورت تھی۔ وید کا ترجمہ بالکل شاتن رشی منیوں کے منشاء کے مطابق نہیں ملتا تھا۔ اور سنسکرت کے سمجھنے والے لوگ بھی کم تھے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ وید کا ترجمہ عام سہل بھاشہ میں کیا جاتا۔ اور ساتھ ہی جبکہ لوگ ویدک دھرم کو چھوڑکر مسلمان اور عیسائی بھی کثرت سے ہو رہے تھے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو ویدوں کے نام ماترحامی کہلاتے تھے۔ وہ بام مارگ۔ چھلی مارگ۔ بُت پرستی۔ پیپل پرستی۔ دیا پرستی۔ بیج مارگ۔ گور پرستی۔ تعزیہ پرستی ہمہ اوست وغیرہ مکروہات میں مبتلا تھے۔ پس ایسے وقت میں اِس بات کی نہایت ہی ضرورت تھی۔ بنا برآں اس ضرورت کو مدنظر رکھکر سوامی جی نے ویدک نیتر الہ کے واسطے چندہ کیا۔ اور وہ چندہ کرکے ایک پراوپکارنی سبھا کے سپرد

کر دیا۔ جواب۔ رتھ وہاں کے قریب اس سبھا کے پاس موجود ہے۔ اور جن لوگوں نے چندہ دیا تھا۔ اُن سب کو واپس بھی دیدیا۔ اور جنہوں نے نہیں لیا جانا اُن کی مرضی وہ دھرم ارتھ رہا۔ بتلایئے اس میں کونسا لالچ اور مطلب سوامی جی کا تھا۔ بس یہ تمام اعتراض وزبان اور حیلہ باری آپکی عقلمندی سے بالعکس ہے ✤

اعتراض (۵)۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے۔ کہ اکرور جی کنس کے بھیجے سے واسودیو کے سنگ ہمسمان دوڑنے والے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھ کر سورج اُدے سے چلے۔ اور جا ملے گوکل میں سورج است سمے پہنچے۔ سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ بھاگوت میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اِس سے ثابت ہے۔ کہ اُن کی بھاگوتیں نامکمل ہیں ✤

جواب۔ بھاگوت میں یہ لکھا ہے۔ جو انکار کرتا ہے۔ خواہ کوئی ہوں۔ یا آپ وہ سچا آدمی نہیں ہے۔ مفصل دیکھو بھاگوت سکند ۱۰۔ ادھیائے ۳۸ شلوک ۲۴ سے ادھیائے ۳۹ شلوک ۳۸ تک۔ بھاگوت اردو۔ مطبوعہ بمبئی۔ ایسے لفظ وہاں موجود ہیں ✤

نمبر۱۔ اُدرستواربھم ماستھانسے برتھستو۔ سدگوکلو۔ یعنی صبح اُٹھ کر رتھ پر سوار ہو کر گوکل کی طرف جانا لکھا ✤

نمبر۲۔ رتھس والوویگین۔ کیسے رتھ پر جو بادر فتار تھا ✤

نمبر۳۔ سوریہ ارتھ گرہم۔ جب پہنچا تو سورج است ہو گیا تھا ✤

آپ چونکہ سنسکرت نہیں جانتے۔ سو اب ہم آپ کو اردو بھاگوت سے ہی بتلاتے ہیں ✤

سحرگاہ کاروان اختر و ماہ ہوا لشکر رواں حب خیل و خرگاہ
ہُوا بیدار مردِ پاک اکرور حضورِ کنس آیا شاد و مسرور
ہُوا رخصت چڑھا رتھ پر ستابی چلا شاداں براہِ کامیابی
غرض اس شان سے اکرور تنہا بوقت شام سرِ ابن میں پہونچا

از بھاگوت منظوم جگناتھ خوشتر ادھیائے سی و نہم صفحہ ۵۳۔ نولکشور ۱۸۷۹ء ✤

اور اس کے ساتھ دیکھو بھاشا کی بڑی بھاگوت مطبوعہ نولکشور۔ وہاں اور بھی مفصل ہے۔ پس سوامی جی کا اعتراض بالکل صحیح ہے۔ اور جب تک بھاگوت دنیا میں موجود ہے۔ بھاگوت ماننے والوں کا اِس اعتراض سے چھٹکارا نہیں۔ اور ایسے ایسے گپاپ ہونے کے سبب وہ ویاس جی کی بنائی ہوئی نہیں۔ بلکہ بوپ دیو بام مارگی کی ہے جس نے گُلدۂ بودہ بنایا ✤

اعتراض (۶)۔ سوامی جی نے بحوالہ بھاگوت پرہلاد کی کتھا میں لکھا ہے۔ کہ لوہے کے تپے ہوئے کھمبہ پر چیونٹیاں چلتی ہوئی نظر آئیں۔ تب پرہلاد کی ہمت بندھی۔ اور کسی کے پاس شاید ہی ایسی بھاگوت ملے جس میں یہ لکھا نکلے ✤

جواب۔ سوامی جی نے نہ تو وہاں بھاگوت کا نام لکھا ہے۔ اور نہ اُس کا کوئی حوالہ دیا ہے صرف پرہلاد کی کہانی جن جن کتابوں میں۔ اور نرسنگ اوتار کی۔ اِن کتابوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ اور جہاں تک ہم نے غور کیا۔ یہ اعتراض سوامی جی کا جو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۵ پر ہے۔ نہایت ہی معقول ہے مگر ہاں یہ چیونٹیوں کی کہانی بھی اُسی قدر سے سمبندھ رکھتی ہے۔ کوئی راس لیلا دیکھنے والا آدمی جس نے کبھی نرسنگ اوتار کی لیلا دیکھی ہے۔ اِس سے انکار نہیں کر سکتا۔ بھاگوت کے ٹیکا کار مشہور کرشن بھگت شری دھر نے بھی اس کا اقبال کیا ہے۔ بھاگوت کے ترجمہ فارسی میں فیضی نے اور اُس کے خلاصہ میں سلطان علی نے لکھا ہے "بہر کنب جستم باشد و سمندر گنبد دورہ بیاں ستون زدو بارہ گرد اسپ خورد۔ مورچہ سیاہ آمد کہ ان از میان ستون برآمد" دیکھو بھاگوت فارسی صفحہ ۱۰ مطبوعہ ۱۸۶۸ء ✤

اس مقام پر ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ پورانوں کے متعلق تمام حوالہ جات کا ایک ہی دفعہ فیصلہ کر لیں ✤

صفحہ ۳۳۶۔ نمبر۱۔ دیکھئے۔ گیان برہم گوہم شدوگیان سمتوتا۔ بھاگوت میں سکند ۲۔ ادھیائے ۹۔ شلوک ۳ ✤

صفحہ ۳۳۶ نمبر۲۔ بھوان کلپ وکلپیشتو۔ دموہی کرہ جت۔ بھاگوت سکند ۲ ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۶ ✤

صفحہ ۳۳۷ نمبر۳۔ جے وجے کا قصہ۔ بھاگوت سنسکرت ۱۔ سکند ۳۔ ادھیائے ۱۵۔ شلوک ۳۲ سے ۳۶ تک۔ اور اردو بھاگوت گنپت رائے کرت صفحہ ۶۶ مطبوعہ آفتاب پنجاب ۱۸۷۶ء ✤

صفحہ ۳۳۹۔ نمبر۴۔ پوتنا کا شریر چھ کوس لمبا پڑا۔ دیکھو بھاگوت ۱۰۔ سکند ۱ ادھیائے ۶۔ شلوک ۱۰ و ۱۴۔ اور اُسکے ٹیکا سنسکرت مطبوعہ بمبئی ✤

اعتراض (۷)۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش ۳۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ دو جینی اودھر سے شخص مادھو دیمت اور بہنر سے کہتے جین ارتھات کپٹ سی تھے شنکراچارج اُن پر اتی بر سن تھے۔ اُن دونوں نے او سر پا کر شنکراچارج کو ایسی تکت وستو کھلائی۔ کہ اُن کی جٹھرا مند ہو گئی۔ یعنی شریر میں پھوڑے پھنسی ہو کر چھ مہینے کے اندر تن چھوٹ گیا ✤

اُتر۔ سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل ست اور سرا پکر و تھا سے کے مطابق ہے۔ اور ایسا ہی شنکر وگ وجے میں لکھا ہے۔ اُن کی تیس سالہ یا بتیس سالہ عمر۔ خود اس بات کی شاہد ہے کہ اُن کی موت غیر معمولی ہوئی۔ اور جتنے رشی منی اس چھوٹی سی عمر میں مرے ہیں۔ اُن کی موت ایسے ہی ہوا کرتی ہے۔ (دیکھو الف بے) ✤

اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ کہ شنکر وگ وجے میں لکھا ہے۔ ابھی نو گپت نامی ایک منتر شاستری نے جل سے حیران ہو کر شنکراچارج کے مارنے کو واسطے ایک ابھی چار کرم کیا۔ جس سے اُن کو بھگندر روگ ہو گیا۔ اس سے وہ بڑی مدت تک سخت بیمار رہے۔ آخر انہوں نے بہت دکھی ہو کر مہادیو کی پرارتھنا کی اور مہادیو نے اشونی کماروں کو حکیم کو بھیجا۔ جنہوں نے آکر اُسے راضی کیا۔ اور پھر وہ شیو لوک کو گنوں پر بیٹھ کر چلے گئے۔ المختصر دیکھو مادھو شنکر وگ وجے سرگ ۱۶ شلوک اسے لیکر اخیر تک۔ یہ گرنتھ بمبئی میں طبع ہوا ہے۔ اور اس پر گیتا کی ٹیکا بھی ہے۔ اور اسی کے ترجمہ ہندی بھاشا کی نظم میں ہو کر مطبع نولکشور لکھنؤ میں بھی طبع ہوا ہے۔ سمت ۱۹۳۵ میں اُس کے صفحہ ۳۳۰ سے ۳۳۶ تک یہی حال مفصل لکھا ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مہادیو کی پرارتھنا اور اشونی کمار کا آنا تو سارے خیالی پلاؤ۔ تعریفی الفاظ ہیں۔ اور گنوں پر بیٹھ کر شیو لوک جانا بھی علیٰ ہذا القیاس مگر ابھی نو گپت وغیرہ کے ابھی چار کرم۔ یعنی کسی چیز میں زہریلی چیز یا کچھ ایک اوشدہی کے کھلا دینے سے وہ تقریباً چھ ماہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے یا بموجب محاورہ پورانوں کے شیو لوک کو گئے۔ یہی مطلب سوامی جی کا اُس تحریر سے ہے ✤

سانچ کو آنچ نہیں

اعتراض (۸)۔ ستیارتھ پرکاش $\frac{۲۴۸}{۲۴۳}$ میں سدھانت شرومنی کا جو حوالہ دیا ہے۔ محال ہے۔ کسی اور کو اس کا پتہ لگ جاوے ✤

اُتر۔ یہ مضمون سورج گرہن اور چندر گرہن کے متعلق ہے۔ سوامی جی نے بتلایا ہے۔ کہ اس پرکار یعنی جب سوریہ اور بھومی کے مدھ میں چندرماں آتا ہے تب سوریہ گرہن اور جب سوریہ گرہن اور چندر کے بیچ میں بھومی آتی ہے۔ تب چندر گرہن ہوتا ہے"۔ اور یوں پوران والوں کے راہو کیت کی کہانی کا کھنڈن کیا ہے۔ پس جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے۔ ویسا ہی سوریہ سدھانت شرومنی میں ہے۔ اور جو ٹکڑہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ گرہ لاگھوکا ہے۔ دیکھو ادھیائے ۴۔ سلوک ۴ مگر اُس نے بھی اُنہیں کے حوالے سے لکھا ہے ✤

اعتراض (۹)۔ ستیارتھ پرکاش $\frac{۱۹۶}{۱۹۶}$ میں سنشیپ شاریرک اور شاریرک بھاشیہ کا پرمان دیا ہے۔ یہ بھی کہیں نہیں ملتا ✤

اُتر۔ یہ سوامی جی نے پرمان نہیں دیا۔ نوین ویدانتیوں نے دیا ہے۔ اور شاریرک بھاشیہ میں۔ کارکا بھی ہے۔ اس سے بھی تو کوئی مدعی انکار نہیں کرسکتا۔ اور ویدانتیوں کی تو یہ مشہور ڈھال ہے۔ خود ہم سے مباحثہ میں کئی مرتبہ اُنہوں نے یہ سلوک پیش کئے۔ آپ جان بوجھ کر مغالطہ نہ دیں ✤

اعتراض (۱۰ و ۱۱)۔ $\frac{۱۸۶}{۱۸۶}$ و $\frac{۵۸۶}{۰}$ مضمون کے محولہ اُپنشد و جنوں پر ہے۔ یہ دونوں حوالہ اگر کسی گرنتھ کے بھی ہوں۔ تو بھی نہایت عمدہ ہیں ایک تو یوگ سمادھی اور برمانند کی بابت اور دوسرا مت کی فضیلت پر ہے۔ چونکہ سوامی جی نے انہیں اُپنشدوں کے حوالہ سے لکھا ہے۔ مگر نام نہیں دیا۔ اور ہمیں ابھی تک ملا بھی نہیں۔ غالباً اِن دس اُپنشدوں میں نہیں ہے۔ تو کیا حرج ہم آریہ سماج کے اصول نمبر ۴ کے مطابق انہیں قبول کرتے ہیں۔ اور یجروید اگنی سرت پتی پرم حپکشنا مے کے مطابق ہم اُن کو صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ بتلایئے۔ اِن میں غلطی کونسی ہے تاکہ ہم اُسے سویکار کریں۔ یا اِن میں کونسی بات وید کے خلاف ہے۔ جس پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ سوارتھی دوشو نہ پشیتی ✤

اب ان اعتراضوں کا جواب عرض کرتے ہیں۔ جو آپ نے اس حال سے کئے ہیں تاکہ لوگوں کو سوامی جی سے متنفر کریں یعنی یہ کہ سوامی جی نے شرتی اور سمرتی میں اصلاح کی ہے؟ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے (صفحہ ۳۲ سے ۴۱ تک۔

اعتراض (۱)۔ دوسرے اور تیسرے چھاپہ کے ستیارتھ پرکاش کے ۱۸۸ صفحہ میں سرتی پرمان میں वेद की جگہ دسوم महांत اور مہاتم व स्व کے بجائے (पुरा रा) بنایا ہے۔ اور ایسا ہی منوسمرتی $\frac{۲}{۱۰۳}$ میں شودروت کی جگہ سادھو بھی بنا دیا ہے ✤

اُتر۔ یہ تو بیتا شتر اُپنشد کا واک ہے۔ وید منتر نہیں۔ اور یہ اِس کا پاٹ بھید ہے۔ نہ کہ سوامی جی کی اصلاح۔ آپ مختلف گرنتھ قلمی و مطبوعہ مطالعہ فرمایئے۔ آپ کا شک رفع ہو جائے گا۔ یہ اعتراض سرتاپا صداقت سے دور ہے ✤

اعتراض (۲) اسی طرح منوسمرتی کے ادھیائے ۲ کے ۱۷۶ ویں سلوک چہارم حصہ صفحہ ۱۱۰ پر بالکل بدل دیا ہے اور منڈک اُپنشد کی سرتی صفحہ ۱۵۶ پر صحیح لکھی ہے اور ۲۴۰ پر بدل دی۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش بار سوم ✤

تردید۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ اِس پستک کا غلط نامہ دیکھئے۔ مطبوعہ بار دوم پستک کے اخیر میں ایسے ہی کئی دفعہ آپ نے دھوکا دینا چاہا۔ یا دھوکا کھایا۔ اور صفحہ ۱۵۰ بھی غلط لکھا ہے۔ اصل میں صفحہ ۱۲۵ ہے۔ اِن دونوں کے واسطے بار سوم میں غلط نامہ موجود ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر مطالعہ فرمایئے۔ اور اول کے صفحہ ۵۴ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ پس آپ کا یہ اعتراض سراسر بے بنیاد ہے ✤

اعتراض (۳)۔ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے۔ جو کلین سب لکھشن یکت شودر ہووے۔ تو اُن کو منتر سنگھتا چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے۔ اور صفحہ ۴۷ پر اُس کے برخلاف وید کے انوسار شودر کو وید کا ادھیکار لکھا ہے۔ شاید اس واسطے کہ اُن کے سماج میں شودروں کی کثرت ہے ✤

اُتر۔ یہاں بھی آپکی سمجھ کی غلطی ہے وہ سوامی جی کی رائے نہیں۔ بلکہ شاستر کے مصنف نے اپنی عبارت میں لوگوں کی رائے لکھی ہے۔ کہ ایسا بھی مت ایک آچاریوں کا ہے۔ اور جو سوامی جی نے صفحہ ۴۷ پر وید منتر لکھا ہے وہ تو خود ہی صدہا رشیوں سے بڑھ کر ارشاد ہے۔ اور ایسا ہی ہزاروں رشیوں کا مت ہے۔ کہ سب کو وید پڑھانا چاہیئے۔ اور ہزاروں رشی۔ بالمیک۔ وششٹ۔ گوتم ویاس۔ وشوامتر آدک شودر کل میں اُتپن ہو کر برہمن ہو گئے ✤

آریہ سماج میں شودروں کی کثرت نہیں ہے۔ بلکہ برہمن اور کھتری اور ویشیوں کی کثرت ہے۔ مگر ہم جب ورن سوبھاؤ کرم سے مانتے ہیں۔ تو ہم اس کو اگر ایسا ہو بھی تو بھی اعتراض کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر شودروں کی کثرت۔ وام مارگ۔ بیراگیوں۔ کبیر پنتھیوں۔ دادو پنتھیوں۔ رام سنیہیوں۔ چکرانکروں۔ اور نرملوں اور اوداسیوں میں ہے۔ اور ایک سوال ہمارا آپ پر بھی ہے۔ کہ دھرم سبھا والے کائستھوں کو کس ورن میں شامل کرتے ہیں۔ ذرا یہ سوچ کر بتلایئے۔ کیونکہ ان میں سے ہزاروں ماس شراب کے عادی اور صدہا ایسے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانی رنڈیاں گھر میں ڈالی ہوئی ہیں؟ ✤

اعتراض (۴)۔ آریو ولس رتن مالا کے گیارہویں صفحہ پر آریہ کی تشریح کی ہے کہ جو آریہ ورت میں سب دن سے رہنے والے ہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش نمبر ۳ صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ منشوں کی آدی سرشٹی تبت میں ہوئی۔ پھر آریہ لوگ آریہ ورت کی بھومی کو اُتم جان یہاں آکر آباد ہو گئے ✤

تردید۔ آپ کی ساری تحقیقات نامکمل۔ غلط اور دھوکا دینے والی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سوامی جی نے اِس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب شاستروں کے مطابق ہے۔ جسے سوامی جی نے آریوں کی آدی کی اُتپتی استھان مانا ہے۔ وہ ہمالہ کے شمالی حصہ میں ہے۔ اور وہ پرانے یعنی منو کے زمانہ میں جس کا نام ترشٹپ منو تھا۔ آریہ ورت کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ بھوگول استھا ملک میں بھی لکھا ہے تبت۔ (حدود اربعہ) اِس دیش کی جدا جدا سمہ میں جدا جدا طرح پر رہی کبھی لوگوں نے برہما۔ سیام۔ ملاکا۔ اور کوچین کو بھی اِس میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اِس میں ملایا" (صفحہ ۲ ۱۸۷۶ء) ✤

امریکہ کے مشہور ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ آدی سرشٹی آدمیوں کی تبت یعنی ہمالہ کے شمالی دامن میں ہوئی۔ (دیکھو اُن کی کتاب ہارمونیہ جلد ۵) ✤

اور یہ منو کے بھی مطابق ہے۔ دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۱۷۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ برہم ورت ندی یعنی سرسوتی ندی سے لیکر درشدوتی یعنی سات پتھروں والی سندھ تک جو ملک ہے۔ وہ برہم آورت کہاتا ہے اب خیال کرو۔ کہ وہ ملک کونسا ہے۔ آپ انگریزی جانتے ہیں۔ اٹلس کھول کر آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور دیکھو کہ برہم پترا اور سندھ کے درمیان میں نسبت

تبت خورد آجاتا ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی دیکھو کہ تبت کلاں کا بھی بہت سا حصہ اُس میں مل گیا ہے۔ اگر انگریزی اٹلس موجود نہ ہو۔ تو اردو دیکھئے۔ جو ۱۸۹۰ء میں منشی گلاب سنگھ کے پریس میں طبع ہؤا ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ اِن دو حدبوں کے درمیان تبت خورد اور کچھ حصہ تبت کلاں آجاتا ہے۔ تو ہرگز سوامی جی کی بات میں خلاف نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے۔ اور بالضرور ہے۔ اور یہی غیر ملک کے محققین کی بھی رائے ہے بیشک سوامی جی اُنہیں رشیوں کی اولاد سے تھے۔ جو آدی سرشٹی میں ترسبیٹھ یعنی تبت میں (جس کا نام دوسر سورگ یعنی سکھ بھومی بھی ہے) پیدا ہوئے۔ اور انہیں بزرگوں کی طرف منوجی نے ادھیاء ۲ سلوک ۲۰ میں اشارہ کیا ہے۔ اور مہا بھاش وغیرہ کے رو سے اُس کا نام کورو کھشیتر بھی ہے۔ اور اُس کا پتہ بتلایا ہے۔ उत्तर कुरवा یعنی کورو کھشیترا وتر میں ہے۔ اگر ہم سوامی جی کی تحقیقات کو صحیح مانیں۔ اور بام مارگی پنڈتوں کے قول پر اعتبار رکھیں۔ تو یہ کورا کھشیتر نام کوروپانڈو کی لڑائی کے بعد پڑا۔ اور منوسمرتی اُس سے بعد تصنیف ہوئی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اِس جنگ سے صدہا برس پہلے کے گرنتھوں میں کورو وغیرہ نام موجود ہیں۔ پس سوامی جی کا ارشاد بالکل صحیح ہے کیونکہ اُسکے خلاف ماننے سے تمام ست گرنتھوں سے انکار کرنا پڑتا ہے ✤

اعتراض (۵)۔ سوامی جی نے کہیں لکھا ہے۔ کہ پرم پد کو پراپت ہو کر تب آنند میں رہتے ہیں۔ اور پھر کئی جگہ مکتی سے لوٹ آنا بھی لکھا ہے ✤

جواب۔ یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے۔ وجہ اول یہ کہ نقطوں کی پھر مار کے سوا علمی زندگی میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ تمام تر ثبوت اِس کے خلاف ہیں۔ کرشن مہاراج جو یوگیشر اور منیشر مسلم فریقین ہیں۔ وہ خود گیتا میں فرماتے ہیں ✤

बहुनि मे वतीतानि जचन्मानि तव अर्जुन

یعنی اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے ہیں ✤

شنکر آچارج بقول آپ صاحبوں کے تبلو سروپ وہ بھی مکت سے واپس آکر ملشیہ شریر دھاری ہوئے ✤

جے نجے بیکنٹھ سے یعنی موکھش پدوی سے خارج کئے گئے۔ اور وہی آدن کنس وغیرہ ہوتے رہے ✤

برہما بیاس جی کا اوتار ہوئے۔ اور اسی طرح دتاتریہ۔ رامچندر بقول تلسی داس یا پورانوں کے ساکنات وشنو سروپ۔ مگر نش جنم میں ضرور آیئے۔ سیتا ہنومان لچھمن وغیرہ سب کا یہی حال ہے۔ انسانی روحیں تو درکنار۔ خود خدا کو بھی پورانک لوگوں نے بیکنٹھ میں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ سور۔ مچھ۔ کچھ۔ شیر۔ گھوڑا۔ کتا۔ عورت وغیرہ کے قالبوں میں آنا تسلیم کیا۔ اور نویں ویدانت نے تو دنیا کو ماشنک بتانے کا گویا ٹھیکہ ہی لے لیا۔ یہ مکتی جو نہیں ہیں۔ یا جتنے جیو ہیں۔ سب ہی خدا ہیں۔ صرف اودیا کے کارن یا مایا کے موہ میں برہم بھول کر جیو کہلاتا ہے ذرا بقول شنکر آچاریہ۔ شرمے دھارتم۔ دھیان۔ نہ دہے ام تدریکو دشتشا شوا کیولوہم ✤

بھائی شیونراین جی آپ غور سے خیال فرماویں۔ مکتی سے لوٹ آنے کا عقیدہ نیا نہیں ہے۔ تمام مہاتماؤں نے کارک کوٹی یعنی مکتی یافتہ جیوؤں کے آنے جانے کی اجازت بتلائی ہے۔ وجہ دوم جس کی آد ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے۔ ایک طرف جیسا نجات کا آغاز ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس کا انجام نہ ہو۔ وجہ سوم۔ مکتی کرموں کا پھل ہے اور کرم محدود ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ مکتی محدود ہو۔ وجہ چہارم۔ کوئی وید منتر مکتی کے غیر محدود ہونے پر نہیں ہے۔ البتہ ایسے منتر ضرور ہیں۔ کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ مکتی محدود ہے اور پرانت کال کے بعد واپس آنا پڑتا ہے ✤

چونکہ وہ اتنا بڑا زمانہ ہے کہ انسانی علم حساب درحقیقت اُس کا حساب نہیں کرسکتا۔ اِس واسطے مہاتماؤں نے بعض مقام پر اُسکی تشریح میں ہمیشہ کا لفظ استعمال کردیا ہے مگر مطلب ہر جگہ اور ہمیشہ اُسی پرانت کال سے ہے ہم نے رسالہ نجات میں اور بھی توضیح کیسا تھ لکھدیا ہے ✤

پس آپ کا یہ فرمانا۔ کہ جالندھر میں ایک مولوی سے مباحثہ کرنے پر سوامی جی نے معقول جواب آنے پر دائمی مکتی سے انکار کردیا۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ نہ تو یہاں تناسخ اور کرامات کے سوا کسی اور مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ اور نہ ایسا معاملہ پیش آیا۔ یہاں کا سارا مباحثہ غیر مذہب والوں کی طرف سے مطبوعہ موجود ہے اُس میں ہرگز اِس کا ذکر نہیں۔ پس بھائی صاحب مناسب ہے۔ کہ اول اعتراض دل میں تولو۔ پھر منہ سے بولو۔ ؎

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

> سوامی جی نے شاستر کے بھیوں کے اُلٹے ارتھ کئے۔ صفحہ ۴۱ سے ۵۴ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ پر گیتا کے ۸۱/۳۴ کا یہ ارتھ کیا ہے۔ کہ جو بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکھہ دینے سے جیت ہوتی ہو۔ تو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ مگر بظاہر گیتا کے اِس شلوک کا اُلٹا یہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے سے بھاگنا چھتریوں کا دھرم نہیں ہے ✤

آریہ۔ بھائی صاحب دھوکہ نہ دیجئے۔ سوامی جی نے جس خوبی سے اِس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ جنگی اصول کے بالکل خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے وہ لکھتے ہیں وہ سینکڑوں سہنسروں سے بھی یدھ کرنے میں اکیلے کو بھی نہ ہوتا۔ سدا نجبوی ارتھات وِنیتا رہنا درڑھ رہنا۔ دھیریا دان ہونا۔ یعنی مستقل مزاج۔ راجا اور پرجا سمبندھی بیوہار اور ست شاستروں میں اتی چتر ہونا۔ یُدھ میں بھی درڑھ نس تشنک رہ کے اُس سے کبھی۔ ہٹنا نہ بھاگنا۔ ارتھات اِس پرکار سے لڑنا کہ جس سے نشچت وجے (فتحیابی) ہووے۔ آپ بچے جو بھاگنے سے واشتروُں کو دھوکھا دینے سے جیت ہوتی ہو۔ ایسا ہی کرنا۔ درن شیلتا رکھنا۔ پکشپات رہت ہو کر سب کے ساتھ یتھا یوگیہ ورتنا وچار کے دینا۔ پرتگیا پوری کرنا۔ اُس کو کبھی بھنگ نہ ہونے دینا۔ یہ گیا وکھشتری ورن کے کرم اور گُن ہیں" ✤

یہ بھاگنا جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ بزدلی کا بھاگنا نہیں ہے۔ بلکہ ایک ملٹری ٹرم ہے۔ یعنی جنگی اصطلاح اور دنیا کی تمام فتحیابیوں کو کسی نہ کسی موقعہ پر اِس پر عملدرآمد کرنا پڑا۔ بوناپارٹ اور سکندر کی لائف پڑھو۔ اور روزنامچہ تیمور کا مطالعہ کرو۔ اور سوامی جی اِسے مفصل نہ لکھتے۔ تو بھی کرشن چند جی کی لائف پر کون پڑتال لگا سکتا ہے۔ کال یمن سے بھاگے۔ اور دوبارہ متھرا سے بھاگ کر دوارکا میں جا بسے خود شیوجی کرشن جی کے مقابلہ میں بھاگ گئے اسی واسطے کرشن جی کا نام رن چھوڑ مشہور ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا اگر ہے تو کرشن جی پر ہے۔ نہ کہ سوامی جی پر۔ مگر یہ اعتراض نہیں۔ بلکہ علم جنگ کا ایک داؤ ہے۔ یا دشمن کی ضرب کا اغماض ✤

اعتراض (۲) منوسمرتی ادھیاء ۷ کا ترجمہ غلط ہے ✤

آریہ۔ ترجمہ غلط نہیں ہے آپ کو تعصب نے شکر دیوتا کی طرح نکتہ چینی کے سوائے انصاف سے کام کرنا آپ کی طبیعت سے محو کر دیا ہے۔ سوامی جی سے بہت پہلے بھی وِدوان پنڈتوں نے اُس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ چنانچہ آریہ سماج کے وجود سے پہلے سمت ۱۹۲۳ بکرم مطابق ۱۸۶۶ء میں بمقام کلکتہ ایک برہمن فاضل شاستری نے بھوجن وچار گرنتھ لکھا تھا۔ اُس کے صفحہ ۳۲ پر اِس شلوک کا ارتھ اسی طرح کیا ہے "شودر براہمنتا کو پراپت ہوتا ہے۔ اور برہمن شودرتا کو۔ اسی پر کارکھتری اور ویش کو بھی جانو" (دیکھو پستک مذکور مطبوعہ رامائن پریس کلکتہ) اور انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ لفظی ترجمہ شلوک کا یہی ہے۔ اور ایسا ہی سوامی جی نے لکھا۔ تراکھشروں سے ہمیں مطلب نہیں۔ اور نہ متعصبوں سے غرض ہے۔ منوسمرتی کے مضمون سے ناواقف لوگ بہت سی لمبی عبارت اس کے اندر گھسیڑ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ جو سراپا ناجائز ہے اِسی کے ساتھ دیکھو منو $\frac{9}{24-22}$ اور مہا بھارت میں اس کے سوائے اور بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ ہم نے اسی کتاب میں اِس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ لالہ منشی رام پردھان آریہ پرتی نِدھی سبھا پنجاب نے اپنی مصنفہ ورن بیوستھا میں اور آریہ سماج میرٹھ نے بھی اسی نام کی ایک پستک میں کافی ثبوت دے دیئے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارہ ✦

اعتراض نمبر ۳۔ منوسمرتی ادھیا شلوک ۷۹ کے اُتر اردھ کا ارتھ بھی غلط کیا ہے۔ سوامی جی اِسے نیوگ پر لگاتے ہیں۔ اور دیگر ٹیکا کاروں نے کچھ اور ہی سمجھ رکھا ہے ✦

آریہ۔ موجودہ دھرم سبھا کے پنڈتوں کی حالت اور اُن کے چیلوں کی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ چنانچہ قومی اصلاح کی باتیں اور جس قدر سارک بھلائی کے کارن ہیں یہ لوگ اُن کے نام سے ہی سٹ پٹا جاتے ہیں۔ پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر جیسے فاضلوں اور بڑے بڑے لایق پنڈتوں نے نیوگ کو جائز بتلایا ہے اور سوامی جی نے بھی اِسکے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ قوم کی اصلاح کرنیوالی کمیٹیاں ساری کی ساری اسکی حامی ہیں لیکن اگر مخالف ہیں تو صرف یہی من مانے القابوں سے ملقب مہا مہو پدیشک صاحبان پرانسر نے پراشر سمرتی میں (جسے دھرم سبھا والے مانتے ہیں) صاف نیوگ کی اجازت دی ہے اور پنڈت گورو پرساد جی نے اِس شلوک کا ارتھ بھی سوامی جی کے انوکول ہی کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگوں پر جو خواہ مخواہ خیر خواہانِ قوم کی نیک بانوں اور رشی اُپدیشوں سے مستفیض نہیں ہوتے۔ لیکن کسی رشی کی اُس رائے پر جو وید شاستر کے خلاف ہو عمل نہ کرنا چاہیئے۔ اور سگائی سے اِس شلوک کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ سگائی یا منگنی لفظ خود وید و شاستر کے خلاف ہے۔ دیکھو سارا تیسرا ادھیا سگائی کا مکالدہ۔ گویا۔ دراگمن ساری کی ساری پوپ لیلا کے رواج ہیں۔ اور اگر آپ کا ارتھ صحیح مانیں تو بالکل اسنگت ہیں کیونکہ لاکھوں لڑکیوں کی سگائی ہونے پر منگنی شدہ لڑکے مر جاتے ہیں۔ تو کیا وہ رانڈ ہو جاتی ہیں یا اُن کا شلوک ۶۹ و ۷۰ کے مطابق عملدرآمد ہوتا ہے۔ یا کبھی ہوا۔ پس یہ آپکا کہنا یا کسی اور کا اِس پر ہٹ کرنا محض افترا ہے اور اگر اسی ادھیا کے شلوک ۱۷ و ۲۰ پر بھی نہ مانیں جیسا آپ لوگ نہیں مانتے۔ تو شاید سارا ہندوستان رانڈ ہو جاوے پس کیا ایسا ارتھ کبھی ممکن ہے۔ اب اِسکے اصلی و لفظی ارتھ سنیئے۔ جس لڑکی کا صرف وید منتروں یعنی ستیہ بانی سے بیاہ ہوا ہو۔ مگر ابھی صحبت نہ ہوئی ہو یعنی اکشت یونانی ہو۔ ایسی حالت میں اگر خاوند مر جاوے۔ تو شاستر کے مشہور قاعدہ کے مطابق اُس خاوند کے دوسرے بھائی یا قریبی رشتہ دار سے اُسکی شادی کی جاوے"۔ پس آپکا اعتراض سراپا باطل ہے ✦

اعتراض ۴۔ منوسمرتی کے ادھیا ۹۔ شلوک ۷۶ کا بھی غلط ارتھ کیا ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۹ ✦

آریہ۔ بیشک ان شلوکوں کا اصل ارتھ تو یہی ہے۔ کہ "وِواہت ستری کا اگر وِواہت پتی دھرم کے ارتھ پردیش گیا ہو۔ تو آٹھ برس اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن کے لئے گیا ہو تو تین برس تک باٹ دیکھے"۔ اور آپ کا یہ قول بھی ٹھیک ہے کہ "چونکہ فقط اتنی عبارت سے پورا اور مطلب ادا نہیں ہوتا۔ سب ٹیکا کار اِسکے آگے اپنی سمجھ کے مطابق جو کچھ مناسب سمجھے ہیں اضافہ کر دیتے ہیں"۔ لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ لوگ کیا کیا کیوں جات اضافہ کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کو درج نہیں کیا تو ہم بتلاتے ہیں۔ سنیئے۔ کسی رشی کی رائے ہے کہ میعاد مقررہ کے منقضی ہونیکے بعد عورت دوسرا بیاہ کر لے۔ کسی کی یہ ہے۔ کہ اپنے خاص شوہر کی تلاش کرنے کو جاوے کسی کی یہ رائے ہے کہ خوراک کم کر کے یوگ میں اپنی زندگی گذار دے۔ کسی کی یہ رائے ہے کہ محنت مزدوری کر کے عمر گذار دے۔ ایسی ایسی بہت سی رائیں ہیں ✦

اب ناظرین انصاف فرمائیں اور نشیب و فراز سوچکر جواب دیں کہ عمدہ بات کیا ہے۔ اور اردو منوسمرتی مطبوعہ نولکشور کے ٹیکا کاروں نے لکھا ہے کہ اِسکے بعد کیا کرنا چاہیئے۔ اِسکا بیان ناردسمرتی میں بحوالہ قول منو کے درج ہے اور اِس موقعہ پر بھی ۴۶ شلوک ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ (دیکھو صفحہ ۳۴) ✦

اور جملہ ٹیکا والی منوسمرتی میں ایک دو ٹیکا کاروں کی یہی رائے ہے میکس مولر صاحب نے اپنے ترجمہ انگریزی مطبوعہ ولایت ۱۸۸۴ء میں بھی ایسا ہی نوٹ دیا ہے پس ہم اپنے ناظرین کو زیادہ متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں کہ مرد جب برہمچریہ آشرم کے بعد شادی کر کے عورت سے اقرار کر لیوے۔ کہ ہم اور تم اکٹھے اور ایک دوسرے سے تمام دنیاوی کاموں میں شامل اور دھارمک فرائض ادا کرتے رہینگے۔ پس جب مرد نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا۔ یعنی وہ بغیر اطلاع دیئے کے گھر سے چلا گیا۔ ودیا۔ یا دولت۔ عزت کے واسطے مگر عورت کے واسطے نہ تو گذارہ کا بندوبست کر گیا۔ اور نہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور نہ تین سے ۸ برس تک واپس آیا۔ اور نہ ستری کو ساتھ لے گیا۔ اور مردوں کی حالت پردیس میں جا کر جس قدر نیک چال چلنی پر قایم رہتی ہے۔ تو وہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ پس عورت کیا کرے۔ اِن چار اموروں میں سے کس کو وہ سویکار کر سکتی ہے اور کسی سے عام طبیعتیں اور خصوصاً فرقہ نسوان کی طبیعتیں قبضہ میں رہ سکتی ہیں۔ عمدہ تو یہ بات ہے۔ کہ مرد جب پردیس جاوے تو ستری کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے۔ جیسے رامچندر جی سیتا کو یا برہسپتی ارندھتی کو یا سری کرشن رکمنی کو اور صاحبان یورپین میم صاحبوں کو۔ اگر کسی کارن سے ساتھ نہ رکھ سکے۔ تو خرچ ارسال کرتا رہے۔ یا خط و کتابت جاری رکھے یا اُس کے واسطے اہل برادری کی نگرانی میں خرچ کا انتظام کر جاوے۔ اگر اِن میں سے وہ کسی شرط کو پورا نہیں کرتا۔ تو اُس کی ستری کو شاستر کا حکم ہے۔ کہ وہ باضابطہ بشرط نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کرے۔ اب بتلائیے۔ اس میں کچھ قباحت ہے یا کہ تمام قباحتوں کی جڑ کاٹنے والا یہ حکم ہے۔ اس کے ساتھ ناردسمرتی کو غور سے دیکھو ✦

اعتراض ۵۔ ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۱۰۵ و بار سوم صفحہ ۱۰۳ میں سری سوامی جی مہاراج نے منوسمرتی کے چوتھے ادھیائے کے ۱۹۰ شلوک کا جو ارتھ کیا ہے وہ اور ٹیکا کاروں کے خلاف ہے اوروں نے یہ ارتھ لکھا ہے کہ جو برہمن تپ اور وید ابھیاس نہیں کرتا ہے اور دان لیا کرتا ہے وہ معہ اُس دان دینے والے کے ڈوبتا ہے جیسے پانی میں پتھر کی ناؤ۔ اب ذرا غور کیجئے۔ کہ سوامی جی کے کیئے ہوئے ارتھ میں کس قدر دھوکا دہی ہے یعنی انکی نا دلیل کے بموجب اتینت دھرم ارتھ ان بیشو دالا بھی وہ جاتا ہے اس ہیرا پھیری کرکے دیا ہے...

تردید بھائی صاحب۔ سوامی جی کا بھی یہی مطلب ہے مگر ذرا آپکی سمجھ کا پھیر ہے اُنہوں نے تفصیل زیادہ کی ہے یعنی جو برہمچریہ آدک تپ ہٹ ہے اور دان لیتا ہے اور جوان پڑھتا ہے اور دان لیتا ہے اور جو صرف دان ہی لینے لگا رہتا ہے کچھ برم دھرم نہیں کر سکتا یہ ہنسوں گن والے ہوں مالک سب ہی دکھ ساگر میں ڈوبینگے۔ اسی کے ساتھ سوامی جی کی رائے کی تشریح کرنیوالے منوسمرتی کے شلوک ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ ۴/۱۹۰ د ۱۹۱ بس یہ اعتراض سراپا اندرونی مخالفت کا باعث و تعصب حق سے کوسوں دور ہے اعتراض صفحہ ۴۵ سوامی جی کی انوکھی تحقیقات) کہ اُنہوں نے ویدوں کا پرکاش اگنی آدی چار رشیوں کے آتما میں لکھا ہے اور برخلاف تمام رشیوں کے برہما پر نہیں لکھا تردید۔ برہما کو وید کے الہام ہونیکا ذکر کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ پورانوں کی جھوٹھی نقل ہے۔ ہم اگر پورانوں اور اُس کی اس روایت کو صحیح مانیں تو عوض برہما پر وید کا الہام ہونیکے خود برہما کی زندگی پر ایک بڑا بھاری کلنک کا ٹیکا لگتا ہے۔ برہما اور اُسکے چار منہ کی کہانی دیکھو بھاگوت ستیو پوران۔ دیوی بھاگوت۔ اور منو شلوک ۲۳) اور اُسکی پوجا کا منع ہونا بھی ہی عبرتناک ہے پس یہ تو ایسے عجیب الخلقت کوئی برہما ہوئے۔ اور نہ اُنکا کسی ست شاستروں میں ذکر ہے۔ وید دوار اپرکاش کے مصنف یا کوئی اور اگر برہما کی کہانی کو ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرما لیتے۔ تو ہرگز ایسے کانی برہما اور اُسکی رسالت اور اُسکی ہبد الہامیت پر یقین نہ کرتے۔ مگر وہ غریب کیا کریں ع بشنو بجیسم عداوت بزرگ ترعیب ست۔ اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ گوپتھ برہمن اور ستپتھ برہمن اور منوسمرتی وغیرہ سناتن رشیوں کے گرنتھوں میں اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ۔ ابتدائی مہرشیوں کے آتماؤں میں ویدوں کے پرکاش کا ذکر ہے (مفصل دیکھو ویدبھاشیہ اندو سنسکرت مصنفہ پنڈت دیوتت جی شاستری) برہما جی پر ویدوں کا ظہور تو موسیٰ کے عصا کی طرح وید مقدس اور ست شاستروں کے خلاف ہے ہم رسالہ الہام وید میں اس پر مفصل بحث کرینگے۔ اعتراض صفحہ ۴۶ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۰ میں برہمن آدی کے پورانوکت اُتپتی بیدائیش پر سوامی جی نے جو اعتراض کیا ہے۔ اُس پر تمسخرانہ گفتگو کی ہے تردید۔ ہمارے کالسخہ مہربان کو اپنے نام کی طرح شبہ شکنی کی شکل کے سوائے اور کوئی اعتراض کرنا آتا ہی نہیں۔ اچھا اُن کی مرضی مگر ہم اس موقعہ پر اُن سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ستیارتھ پرکاش کی اِس تحریر کو بغور مطالعہ فرماویں۔ اور بیہودہ طور پر ست پرشوں کے منہ نہ آویں۔ کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر + تو بصورت رفتۂ در ماندۂ + وید اقدس را نہ مطلق خواندۂ۔ سوامی جی نے اول تو وید مقدس کے اُس منتر کا ترجمہ برہمن نصیب وغیرہ کے انوکول کیا۔ جو فرماتے ہیں جیساکہ سب انگوں میں مکھ سرشٹ ہے ویسے ہی پورن ودیا اور اتم گن کرم سبھاؤ سے یکت ہونے سے منش جاتی میں اُتم برہمن کہلاتا ہے۔ جب پرمیشور کے نردکار ہونیسے مکھ آدی انگ ہی نہیں ہیں تو مکھ سے اُتپتن ہونا اسمبھو ہے جیساکہ بندھیا استری کے پتر کا ویواہ ہونا۔ اتنا لکھکر اب پورانوکت ہٹھی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ جو مکھ آدی انگوں سے برہمن آدی اُتپتن ہوتے تو اپادان کارن کے سدرش برہمن آدی کی آکرتی اوشیہ ہوتی جیساکہ مکھ کا آکار گول ہے ویسے ہی اُن کے شریر کا بھی گول مکھ آکرتی کے سمان ہونا چاہیئے۔ کھشتریوں کے شریر بھجا کے سدرش۔ ویشوں کے اُرو کے تل۔ شودروں کے شریر پگ کے سمان آکار والے ہونے چاہیئے (کیونکہ اُن کی اُتپتی مختلف اُپادان کارنوں سے ہے) مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی تم سے پرشن کریگا۔ کہ جو جو مکھ آدی سے اُتپن ہوئے تھے۔ اُنکی برہمن آدی سنگیا ہو۔ پرنتو تمہاری نہیں جیسے کہ سب لوگ گربھ آشے سے اُتپن ہوتے ہیں۔ ویسے ہی تم بھی ہوتے ہو۔ تم مکھ آدی سے اُتپن نہ ہوکر

برہمن وغیرہ بنگما کا ابھمان کرنے ہو اس لئے تمہارا کہنا ارتھ دیرتھ یعنی اپریلن ہے اور جو تم نے ارتھ کیا ہے وہ سچا ہی نا ہے۔ یعنی وہ افسوس کرتے ہیں اُن لوگوں پر جنہوں نے جھوٹی کہانیاں بناکر برہما جی کے مکھ کو کلنک لگایا یعنی اُنکے مکھ کو یوگداں بنایا۔ اور اسی طرح اُنکے سارے شریر کو۔ اور پھر اُس سے وضع حمل بتلایا۔ پورانوں کے حسب حال کسی دانا نے فرمایا ہے ع تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی۔ نتیجہ۔ ارباب دانش و بینش سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ سوامی دیانند کے ظہور میں آنے سے پیشتر ہند و قوم کی حالت کسی ردی اور بجدی ہو رہی تھی۔ وید ہن کا ٹھکانہ نہ ہب کا نام۔ در بدر خاک بسر گرانتے بھرتے تھے۔ برہمن جنکا دھرم وید و شاستر کا پرچار تھا وہ عوض اِسکے کہ لوگوں کا سدھار کرنے خود جینی اور بام مارگی بلکہ بیچ مارگی ہو کر سیاہی کا ٹیکا لگا چکے تھے۔ کھشتری کچھ راستہ دھارے بنا اور کچھ رنڈی بازی و شراب نوشی وغیرہ خرابیوں میں مبتلا ہو کر گئی گذری حالت میں ہو گئی تھی اور مذہب کیطرف سے سوئے لگا ہے اور ستدواچ کیطرف سے تو سکھیا بابا اور دھونکل پر چلنے یاد دھنو اور بیچوں سے مرادیں مانگنے کے یا کثرت ازدواج وغیرہ بیچ بالکل جانتی ہی کیا تھی دیش سے اصلی ہونی اور ردی کی چھوت چھات دھرم کا تام تک نہ جانتے تھے ہمارے معزز دوست منشی اندرمن صاحب نے کچھ فارسی عربی کی تعلیم پا کر اپنے دھرم کی حفاظت پر کمر باندھی مگر سنسکرت کی ناواقفی کے سبب وہ کسی مرحلہ پر چلنے کے واسطے کامیاب ہو سکے۔ اور ودیسی کے پرائشچت کے واسطے اُنکے پاس سکوت کے سوا اور کیا جواب تھا۔ وہ جو ودیش ہونیکے کارن اور برادری کی زنجیر میں جکڑے ہونیکے سبب باوجود دل سے ماننے کے کبھی ایک قدم نہ باہر دھر سکے ریفارمنس کا معاملہ تو امر دیگر ہے اسی طرح برہم سماج کا ابھار اور انکی ناکامیابی دنیا سے کچھ مخفی نہیں بنا بریں آریہ سماج ایک قومی مذہبی ریفارمر کے مندرجہ ذیل اصلاحوں کے واسطے ضرورت تھی۔ روز بروز ہندوؤں کا عیسائی اور مسلمان ہو جانا۔ ویدک دھرم سے بشکر مختلف دیوتا پرستی۔ آہم دھرم کرم کی مخالفت۔ ایک دوسرے کے ہاتھ کے کھانے پینے کو ہی دھرم جاننا۔ ویدانت کا طوفان بے تمیزی اور قوم کا دھرم کرم سے بے پرواہ ہو جانا سنسکرت ودیا سے لاپرواہ ہو جانا۔ بام مارگ اور چولی مارگ وغیرہ سے جو بیہودگی اور بد اخلاقی آگئی تھی اُسکا دور کرنا۔ اسی طرح کے اور بھی کئی امورات تھے جسکے واسطے ایک ریفارمر کے آنے اور ریفارمیشن ہونیکی ابھلاشا لگ رہی تھی۔ جسکے پورا کرنیکے واسطے سوامی دیانند جی کا ظہور ہوا۔ اور یہ بھی ایک سابق قاعدہ ہے جسکے مطابق مخالفت بھی گھر سے ہی شروع ہوئی زیادہ مخالف اپنی قوم ہی ہوئی۔ اس نامراد قوم کی اصلاح کا جس نے بیڑا اٹھایا اُسی سے اس نے مخالفت کی۔ اُسے دشمن سمجھا۔ پتھر اور اینٹیں ماریں۔ بلکہ سنگسار کیا۔ زہر کا پیالا پلایا اور بدنام کیا۔ ملزم بنایا۔ اے گری ہوئی حالت میں غافل اور لاپرواہ ہند و قوم بات دھرم سے پتت اور گمراہ نام نہاد آریہ قوم سے تمہیں کو جگاتا تھا شنکر بچارا + تمہیں کو اُٹھاتا کمار ل سدھارا۔ ہُوا دھنو بھی تھا قربان تمہارا + دیانند نے تم پہ سر دے وارا ہی مگر قوم حالت وہی ہے + ہوئی صبح پر خواب غفلت وہی ہے + ہمارے رشی شتر دا آریہ نند ہوئے۔ اب اِس عدل و انصاف کے زمانہ میں اور خصوصاً ایسی بادر مہربان کے راج میں جسکی سلطنت میں آفتاب بھی غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ روشنی بخشتا ہے آپ کا سوتے رہنا اور اُس کے سایۂ عاطفت آرام پاکر بھی ست ویدک دھرم کیطرف متوجہ نہ ہونا کتنی بدبختی کی علامت ہے اگر اس وقت بھی آپنے کروٹ نہ لی اور ویدک وہولی شنکھ بھی آپکے کان نہ کھلے۔ اور بد ستور بت پرستی بلکہ بام مارگ کی گھنونی تعلیم کی خونریزی سے پیاد ل او زمار کے نشہ سے چور اور مخمور رہے تو یہا بربلے تک بھی جاگنا کٹھن ہے

تمہیں اپنی مشکل کو آساں کروگے تمہیں اپنی منزل کا ساماں کروگے
تمہیں درد کا اپنے درماں کروگے کروگے تمہیں کچھ اگر ہاں کروگے
چھپا دست ہمت میں دست قضا ہے مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سماپت

آریہ سماج میں شانتی پھیلانے کا اصلی اُپاؤ
اور رامچندر جی کا سچا درشن

حصّہ اول

مانس کھانا پاپ ہے یعنی وید مقدس اور ست شاستروں کے رو سے گوشت خوری کی تردید اور مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب۔

پرانے زمانہ میں ویدک دھرم کا پرچار تھا۔ اور ست شاستروں کو سب لوگ اپنے جیون کا آدھار کرتے تھے۔ اُس وقت نہ تو عناصر پرستی کا نام تھا اور نہ بت پرستی کا وہم و گمان تھا۔ نہ شیو وشنو برہما۔ نرسنگھ وغیرہ اوتار مانے جاتے تھے اور نہ اُسے گوپیوں کے ساتھ ہاس بلاس اور راس لیلا کرنے کے کلنک لگائے جاتے تھے۔ ایک جگدیشور کے سوا کسی دیوتا کی پرستش نہیں جانتے تھے اور یگ مہا یگوں کے علاوہ کسی سرپرستی یا گرو پوجا کو ست کرم نہیں مانتے تھے۔ اُس سمے ماتا پتا اتھتی۔ آچاریہ اور پرماتما۔ ان پانچ کے سوا کسی اور سے سروکار نہ تھا۔ اور نہ کوئی اور پرستش کے قابل شمار ہوتا تھا۔ چاروں ورن اور چاروں آشرم گُن کرم انوسار جاری اور ساری خدائی کا اس پر عملدرآمد تھا۔ اُس زمانہ کے لوگ دیپ تی محت۔ سوگنی۔ سنات۔ آتما۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ یعنی پانچ وکاروں سے آزاد۔ سادہ اور سکھ نہاد ہوا کرتے تھے۔ نہ تو ابدال کالی جوالا۔ سوتی ناتھ۔ مائی سرد جی صفحۂ دنیا پر پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ چامنڈا اور تکنی ناگ کا نام و نشان تھا۔ یہ دونوں قابل زمان تھے۔ اور اگر کہیں خدا کا اسم نہ موجود تھے تو ... غالب اور اس خوراک سے ... مفقود تھے۔ تاہم اُن کی یہ صورتیں تھیں ایسی تھا کہ مورتیں ایک عظیم الشان زمانہ تک اسی طرح سب کا دور دورہ رہا۔ اور نیچر پرستی کا نام عالم میں شہرہ۔ آخر الامر دو سو سنوت ۲۸ ... کے بعد چوتھے یگ (کلجگ) کی سندھی کے ... کی بگھڑ دھوتی، ... ہوئی آریہ قوم کو کاہلی نے آگھیرا۔ اور عیاشی اور بد معاشی نے اُن کے کمزور دل پر ڈیرا جما دیا۔ شراب خوری۔ گوشت خوری۔ مچھلی کے کباب۔ زنا۔ مدیا بعد دیگرے پھیلنے لگے۔ اول اول راجاؤں میں اس کا آغاز ہوا۔ کیونکہ بہ نسبت اوروں کے یہ سامان انہیں جلدی اور آسانی سے بہتر ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی ڈنڈ دینے والا بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کا خوف ہوتا ہے۔ راجاؤں کے برعکس اتحاد عموماً پالیسی پر ہوتے ہیں۔ جدھر راجا کی رُچی دیکھی۔ جھٹ اُسی کے مطابق سلوک ہی شروع ہو گئے بقول سعدی ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این — بباید گفت اینک ماہ و پروین

اور ایک دوسرے موقعہ پر لکھا ہے۔

خلافِ رائے سلطان رائے جستن — بخونِ خویش باید دست شستن

ست پُرشوں اور مہاتماؤں یا عوام الناس سے پوشیدہ رکھنے کے واسطے عام بول چال میں اِن اشیاء کے دوسرے نام رکھے گئے۔ مد کا نام تیرتھ۔ مانس کا نام شُدھی اور پشپ یعنی پھول اور مہا پرشاد مچھلی کا نام جل ترکا۔ مدرا کا نام ... پنچمی۔ طوائف کا نام دیوانگناں۔ اچھیران اور رنگ بھیو۔ اور اِن چیزوں کے استعمال کرنے والوں کے نام کول۔ آرور ... سہاگن۔ اور جو لوگ انہیں بُرا سمجھتے اُن کا نام کنٹک۔ ... پشو رکھا۔ مطلب اس تمام مکاری اور فریب کا یہ تھا کہ کوئی سمجھ نہ سکے۔ اور کسی پر یہ راز ظاہر نہ ہو۔ اول پوری پوری۔ شراب اور زنا سے اس کا آغاز ہوا۔ گوشت اُس کے بعد شامل کیا گیا۔ بلکہ اختیاری رکھا گیا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا کہ زنا اور شراب کے ساتھ گوشت جیسی سے انسان بچ نہیں سکتا۔ اور پھر اس گوشت خوری کے دو حصے کئے گئے۔ جنگلی جانوروں کا مانس۔ اور بحری جانوروں کا مانس۔ مگر آہستہ آہستہ مرغی مرغا سے لے بکری بکرے تک پہنچے۔ مگر یہاں صبر کس طرح ہو سکتا تھا۔ گائے۔ بھینس اور آدمی تک نوبت پہنچی۔ اور اُس وقت بام مارگ نہ رہا۔ بلکہ اگھوری اور کول ہو گئے نرے سراپا ظلمت و اندھکار۔ چنانچہ اُن کے گرنتھوں میں لکھا ہے

अघोरात् परतरं नास्ति । कौलात् परतरं नास्ति

زنا بھی صرف خاوند والی عورتوں تک محدود نہ رہا۔ طوائفوں۔ بیواؤں سے گذر کر چوڑھی چماری۔ دھوبن۔ قصائن۔ کلالن۔ منڈالن تک پھیل گیا۔ اور ماتا اور بہن کی تمیز نہ رہی ... کے حوض بھر دیئے گئے۔ مد پلن اور رانی راجاؤں کے خوش کرنے کے کارن جنہوں نے سب سے اچھے سلوک بنائے۔ وہی زیادہ منظور نظر ہو کر جاگیردار اور منصب دار بنائے گئے۔ اس نا مبارک منشاء کے پورے کرنے کے واسطے وید منتروں کے ارتھوں میں ملاوٹیں ہونے لگیں۔ اور بقول شخصے۔ کاماتراتام نہ بھیئم نہ لجیا۔ اور جب ویدوں سے اُن کی خاطر خواہ کامنا پورن نہ ہوئی اور نہ پنچ مکاروں کے سیدھ کرنے کے واسطے وا ... سر مل سکے۔ تو لاچار ہو کر ویدوں کو سیکنڈ کلاس میں ٹھہرا کر اُن سے اور فرسٹ کلاس میں شامبھوی ودیا کے گرنتھ مقرر کئے گئے۔ جیسا کہ ہٹ ... میں لکھا ہے۔

वेदशास्त्रपुराणानि समस्तगणिका यथा ।
एकैव शांभवी विद्या गुप्ता कुलवधूरिव ॥

کہ وید اور شاستر اور سارے پُران گرنتھ یہ تو طوائفوں کی طرح ظاہرا نوں کا اپدیش کرتے ہیں۔ صرف ایک شامبھوی ودیا یعنے بام مارگ کے گرنتھ ہی ہیں جو پردہ نشین عورت کی طرح نقاب میں باتیں کرتے ہیں۔ (مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ... ۶) +

ناظرین آپ سمجھ گئے ہونگے۔ اس سلوک کا خاص مطلب اور مخفی منشا خود بام مارگیوں نے بھی جب وید سے اپنی اچھا پورتی خاطر خواہ صدہا تاویلیں کرنے پر بھی نہ دیکھی تو لاچار کنارہ کیا اور صاف کہہ دیا کہ وید اُن گُپت باتوں یعنے پانچ مکاروں کی ہدایت نہیں دیتے۔ وہ تو ظاہر کرم کانڈ اور سندھیا گایتری کے ہادی ہیں +

پھر بام مارگی راجاؤں نے اور اُن کے تو کول گرہستوں نے سرادھ وغیرہ ست کرموں اور راتنتی سنسکاروں میں بھی مانس ہی دینا شروع کیا۔ اُس زمانہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صدہا مرتبہ اُن لوگوں نے اور ... غیر لوگوں کے بال بچے قتل کر کے خود کھا لئے یا آئے ہوئے مہمانوں کو کھلا دیئے۔ اور لاکھوں مرتبہ دیوتاؤں پر انسانوں کا خون بہا دیا۔ ہسٹری جاننے والے حضرات بھرت کی تاریخ سے اچھی طرح واقف ہیں۔

وام مارگ کے واسطے نہ تو زندہ ودوانوں کو دیوتا مانا گیا اور نہ کسی مرے ہوئے رشی منی کی پوجا کی گئی۔ بلکہ نئے دیوتا اور نئی دیویاں ایجاد ہوئیں۔ جن کا ست شاستروں میں اشارہ و کنایہ بھی نہیں۔ مثلاً پشوپتی ... کالی۔ چنڈی۔ چانڈالی۔ مہا کالی۔ کامکھشیا۔ ... چامنڈا۔ بھوت ناتھ۔ بھیرو۔ ڈاکنی۔ شاکنی۔ یگانکھی وغیرہ اور ایسی ہی ... اُن کی ... بھی تمام رشی منیوں کے خلاف مقرر کی گئی ہے۔ مانس۔ شراب ... اور ایسے ہی مکروہ اُن کے لباس اور سواریاں قائم ...

ماتشرک۔ کول۔ مشتعل کساں۔ ذاکریا۔ اسماعیلی وغیرہ سب اسی وام مارگ کی شاخیں ہیں۔ اب تک بھی جو ہندو لوگ دیوی اور بھیرو کو نہیں مانتے اور ویشنو کہلاتے ہیں وہ ماس و شراب کے استعمال کو سخت گناہ سمجھتے ہیں۔ منتروں اور جنتروں کے لکھنے کے واسطے بھی خون کی سیاہی اور ہڈی کے قلم اور چمڑے کے کاغذ سے کام لیا گیا پوتر تکا اور شدہ بھوجن کنڈ ماس مدرا سے اپوتر کئے گئے۔ اور بڑے بڑے اکثر اور دو اکشری منتر بنا کر گومیدھ اور اشومیدھ اور اجامیدھ بید ھے کئے گئے۔ اور جاہلوں اور معترضوں کو تسلی دی گئی کہ ہم جانوروں کو پھر منتروں سے زندہ کر لیا کرتے ہیں مہابھارت کے زمانہ سے لیکر بودھ کے زمانہ تک یہ طوفان بے تمیزی ہر کتا مدیران مزید کر دکبھی کبھی آہستہ اور کبھی کبھی خوب زور سے جاری رہا۔ ودوان مہاتما ہمیں بھی مختلف اوقات میں سادھ کے ساتھ مخالفت کرتے رہے اور ان مذموم رسوم کے مٹانے میں ہمہ تن کوشاں رہے مگر جتھا راجہ نہ تھا پرجا قطعی اس خرابی کی جڑ ھ سکا سکے سب سے پہلے اس کا کھنڈن مہاراج کرشن دوپائن شری وید بیاس جی نے کیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

सुरा मत्स्याः पशोर्मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा।
धूर्तैः प्रवर्तितं ह्येतन्नैतद्वेदेषु कथ्यते॥
म० शा० अ० २६४ श्लो० ६

ترجمہ۔ شراب۔ مچھلی۔ اور دیگر پشوؤں کا ماس اور انسانوں کی بلی دھورت لوگوں نے چلائی ہے۔ وید میں ہرگز اس کی اجازت نہیں ہے۔

بیاس کے فرزند ارجمند شکھدیو منی جی فرماتے ہیں۔

यूपं कृत्वा पशून् हत्वा कृत्वा रुधिरकर्दमम्।
यद्येवं गम्यते स्वर्गो नरकं केन गम्यते॥१॥

ترجمہ۔ لکڑی سے باندھ اور پشوؤں کو مار کر زمین کو خون آلودہ کرنا اگر اس طرح انسان سورگ میں جاتا ہے۔ تو بتلائیے نرک میں کس طرح جاویگا۔

सत्यं यूपं तपो ह्यग्निः प्राणाः समिधो मम।
अहिंसापरमो धर्म एष धर्मः सनातनः॥२॥

ترجمہ۔ ست برت ہمارا یوپ ہے۔ تپ ہماری اگنی ہے اور پران اپان ہماری سمدھا ہے کیونکہ اہنسا پرم دھرم ہے اور یہی سناتن سے مانا گیا ہے۔

प्राणा यथात्मनोऽभीष्टा भूतानामपि ते तथा।
आत्मौपम्येन भूतानां दयां कुर्वन्ति साधवः॥३॥

ترجمہ۔ پران جیسے انسان کو پیارے ہیں۔ اسی طرح اور جیووں کو بھی ہیں۔ اس طرح سے اپنی طرح ودوان لوگ سب پر دیا کرتے ہیں۔

اسی طرح اور کئی مہاتما مید ھاوی پنڈتوں وغیرہ ست دھرم کا اُپدیش اور ان دُرودوھ باتوں کا کھنڈن کرتے رہے مگر دُشٹ پرچار بڑھ رہا تھا۔ اور یہاں تک بڑھ چکا تھا کہ استریوں کو پشوؤں کے سنگ صحبت کرائے جانے کی بھی نوبت آگئی تھی۔ اور صرف آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ سب دیشوں میں یہ خرابی پھیل چکی تھی۔ مشنوی روی میں روم و ہسپل کی ایک کہانی درج ہے۔ اسماعیلی فرقہ جہاں موجود ہے اُس کا یہ عام دستور ہے۔ ملک اٹلی میں بھی ایسے ہی کام ہوتے تھے۔ سانتھیوٹ روم یعنے بدکار مستورات کے مکان جن کے سب نمونے ہیلز کے عجائب خانہ میں موجود ہیں۔ یہ کارروائی سب شہر پو سائی میں ہوتی تھی۔ سنہ ۱۸۶۳ء [illegible] سائی کے لاوہ کے سبب تباہ ہو گیا۔ مفصل دیکھو آریہ سماچار میرٹھ ماہ [illegible] سنہ ۱۸۸۳ء میں کیا ہے ۵

زمین باد شعل کشاں دو ردار ٭ چراغ مرا ور ربو ردار

غرضیکہ جب یہ بام مارگ بہت زور پکڑ گیا۔ اور اس نے نہایت درجہ تک خرابی پھیلا دی تو کرم سے ۵۰۰ برس پہلے کپل وست میں بودھ پیدا ہو کر اور اس گھور وام مارگ سے تنگ ہو کر دیا دھرم کا پرچار شروع کیا۔ بودھ مت کی بنائے گرنتھوں میں ویدوں پر خیالی خود غرضی کا بھاری الزام لگائے ہیں اور بڑے زبردست اعتراض کئے ہیں مگر حقیقت میں کوئی اعتراض صحیح نہیں کیونکہ جو اعتراض ہیں وہ وام مارگ مذہب پر ہیں۔ اور انہیں کی بیان کردہ کلنکت باتوں پر ہیں کہ وید مقدس پر۔ وام مارگ سے لیکر بودھ وغیرہ مت ساسروں نے جو جو اعتراض وید مقدس پر کئے ہیں وہ سارے کے سارے بے اصول ہیں ٭

خبر کچھ ہی ہو۔ بودھ نے وام مارگ بالعقل خود وید مت والوں پر اعتراض کئے۔ اور اس خوبی سے کئے کہ لوگوں نے ناستک بننا سویکار کیا۔ مگر گوشت خور وید کے ماننے سے متنفر ہو گئے اور ایسے ویدوں کو بھی اُنہوں نے جواب دیا۔ کیونکہ اگر وید ہر اور سائن کے ارتھ صحیح ہیں۔ تو ایسے دھرم کے ماننے سے ناستک ہونا ہزار درجہ بہتر ہے؟ اور اگر وام مارگ صحیح ہے۔ جیسا کہ عموماً ہندوؤں کا اعتقاد ہے۔ تو لامذہب ہونا اُس سے عمدہ ہے۔ بودھ کی تعلیم سے اگرچہ لوگ ناستک اور بے مذہب ہو گئے۔ اور اس ویدوکت دھرم یعنے بام مارگ کی نندا ہونے لگی۔ لیکن صحیح ماننا یہ ہے کہ عملی طور پر ایک بات (ایشور کی ہستی کے انکار) کے سوا اور تمام پر ویدوں پر عملدرآمد ہونے لگا یعنے پشوؤں کو مار کر یگیہ کرنا بند ہو گیا۔ اور بلی وشو دیو تگیہ پر زور دیا گیا۔ اندھے۔ لولے۔ لنگڑے عاجز محتاج آدمی اور جانوروں کے واسطے شفا خانے اور غریب خانے تیار ہو گئے۔ یتیم خانے جاری کئے گئے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش ۱۱) صاف اور شبھ کرموں پر زندگی کا مدار رکھا گیا۔ اگرچہ بودھ خود اتنا کامیاب نہ ہوا مگر اُس کے بعض اصول بالکل ویدوکت تھے جس طرح قرآن کے بعض آدمی پرانوں یا وید کے ترجمے پڑھ کر عیسائی ہو جاتے ہیں بجنسہ یہی حال بودھ کا تھا۔ نہ اُس کا قصور اور نہ ویدوں کا۔ یہ سارا کا سارا قصور بام مارگیوں کا تھا۔ جنہوں نے بودھ کے آتما کو مجبور کیا۔ کہ وہ اس دھرم کو ترک کرے ٭

اس بودھ کے ناستک مت کی تردید کرنے والے سب سے پہلے بھٹ پاد کمارل آچاریہ ہوئے اُن کی بابت ذکر ہے۔ کہ وہ جس وقت ویدشاستر کو پڑھ چکے۔ تو ایک دن ایک مکان کے نیچے سے گذر رہے تھے۔ محل کے اوپر ایک راجکماری دھرم کی بُری حالت کو سوچ سوچ کر یہ آدھا شلوک پڑھ رہی تھی۔

किं करोमि क्व गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति।

کہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اس اندھ کار بودھ مت کے زمانے میں کون ویدک دھرم کی حفاظت کریگا۔ تب اُس کے جواب میں کمارل آچاریہ بولے۔

मा विभैषीर्वरारोहे भट्टाचार्योऽस्ति भूतले॥

کہ اے پیاری مت سوچ کر بھٹ آچاریہ پرتھوی پر موجود ہے اس کے بعد یہ عام پر سینہ ہے۔ کہ اُنہوں نے بودھ مت کا کھنڈن شروع کیا۔ مگر ساتھ ہی بام مارگ کا بھی۔ اِن کے بنائے گرنتھوں میں بھی ماس شراب کا برابر کھنڈن موجود ہے۔ اِس کے بعد ۱۲ سو برس کا عرصہ ہوا۔ کہ سنکر آچاریہ ہوئے۔ اُنہوں نے بھی ماس شراب کے پرچارک متوں کا اُسی طرح کھنڈن کیا جس طرح کہ بودھ اور جینیوں کا اور ابھی تک اُن کے مت اونانی ماس اور شراب کو بُرا جانتے ہیں۔ سوائے چند بام مارگی گوسائیوں کے۔ بعد ازاں سنہ ۱۱۰۰ء میں رامانج ہوئے۔ اُنہوں نے تو کھلم کھلا برخلاف بام مارگی اور ماس آہاریوں کے ویشنو مت کا پرچار کیا۔ اُن کی زندگی کا سارا تمام فرمانچندر جی کی زندگی تھی اور اُن کا نتیجہ تھا کہ وہ ہرگز ماس آہاری نہیں تھے۔ اِنہیں کے مت میں سنہ ۱۴۸۸ء میں کبیر ہوئے۔ اُس نے بھی دین اسلام ترک کر کے ویشنو مت سویکار کیا۔ اور گوشت خوری وغیرہ کے مسائل کی تردید شروع کی۔ کبیر جی کا قول ہے ۵

ان چیلوں کا اُن پیں ایسا دیا وہاں سے بھائی | لے کر سُو بھائی سادھو آگے وہاں گھر لائی
جیو مت دھرم کرتھا سیا دھرم کہاں کو بھائی | آپس کو میں ور کر تھا میو کا کو کب دھائی
کبیرا تیری جھونپڑی گل کٹین کے پاس | کرن گے سو بھرن گے تو کیوں بھئو اداس

انہیں بام مارگ میں ماہیں سے کچھ پہلے ایک سادھو ہو گئے۔ اُنہوں نے بھی کئی عمدہ باتوں کا پرچار کیا جن کا نام دادو تھا۔ اُن کا قول ہے۔ سے

ماہن پرستور کیا کر لئے آتما گھات | سب کہوں سنتے ہیں سو پرائی دیہہ ج جات

اس سے کچھ پہلے ایک مہاتما جا بھی دہلی کے گرد و نواح میں ہوئے ہیں اُنہوں نے علمائے اسلام سے مباحثہ کر کے بہت کچھ انہیں قائل معقول کیا۔ اور صدہا آدمیوں کو دینِ اسلام سے نفرت دلا کر ویدک دھرم کا پیرو بنایا تھا۔ اور ایسا ہی اوپدیش جیتیں نے کیا۔ لیکن بام مارگی دنیا سے بالکل کم نہ ہوئے۔ وہ بدستور پوشیدہ پوشیدہ اتنا کام جیسا ہو سکا کرتے رہے اور بدکاری میں قدم دھرتے رہے۔

مسلمانی جور و ستم کے زمانہ میں ایک اور مہاتما ادھوجی ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے بھی ہزاروں آدمیوں کو گوشت پرستی اور گوشت خوری اور جیو ہنسا کی ایچھا سے ہٹا کر ایشور کی بھگتی کا امرت دیا۔ مگر دینِ اسلام کا کھنڈن بھی ساتھ ہی کرتے تھے۔ بنا بریں متعصب بادشاہ کے حکم سے قتل کرائے گئے۔ بابر کے عہد میں بابا نانک جی نے بھی جہاں تک ہمیں علم ہے۔ گوشت خوری کی تردید کی۔ اور گوشت خوروں کو اس کے ترک کرنے کا اوپدیش دیا جاتا ہے۔ سے

بھنگ مچھلی سرا یاں جو پرانی کھائے + دھرم نیم جتنے کئے سبھی رساتل جائے +
جب رت لگے کپڑے جامہ ہوئے پلیت + جے رت کھاوے مانسا تن کیوں نرمل چیت +

شکھ سو کہ اندھ گھور اسکے جو جیہ کو خور +	اسے کہہ امر کو جائیں چور
اسے کہہ گل دو ستیا کھائیں +	اسے کہہ مائی باپ کر جائیں
اسے کہہ مچھلی بچہ کھائیں +	خوب کھانا کچھ ٹسی جائیں امرپور

بیچاروں کی کار نے گلا کٹا دے کون

مانس کھا رہے کرے تو اج	چھری وگائیں بن گل باگ
بس گھر برہمن بورے ناد	اُتاں ہی آوے آدھے سواد
کوڑی راس کوڑا ہو مار	کوڑ بولیں کریں آدھار
سرم دھرم کا ڈیرا دور	نانک کوڑ رہیا بھرپور
متھے ٹیکا بڑ دھوتی لگائی	ہتھ چھری جگت قصائی

عرصہ ۵۰۰ برس کا ہوا کہ سائیں آچاریہ اور اُس کے قریب زمانہ میں ہی مدھو ہوئے یہ دونوں بام مارگی تھے۔ اُنہوں نے راجاؤں کو بس میں کر کے ویدوں کے ذریعہ سے بام مارگ کے پرچار پر مضبوط کمر باندھی اور انہیں بام میں ایک گوسائیں تھا ور ہوئے۔ اُنہوں نے بھی بام مارگی ہونے کے کارن مانس شراب کا خوب پرچار کیا۔ اوّل نے رگوید پر بھاشیہ بنایا۔ اور دوسرے نے یجروید اور تیسرے نے مہابھارت ... ہم زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ کہ اُن کی کتابوں سے اصل عبارت نقل کریں کتابوں کے نام سے ہی آپ سمجھ جاویں گے شہید ہوتے مسٹر مہدوی سایا۔ اور مسٹر ساد ہے شاد ... آپ جان سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے ان بھاشیوں میں سب دھرم کا کس قدر ستیاناس کرنے کی کوشش کی بہت کچھ بام مارگ کا چرچا ان کے بھاشیوں سے بھی ہوا۔ اور لوگ سب دھرم سے گمراہ ہوئے اور یہ طوفان بے تمیزی روز بروز بڑھتا گیا۔ انہیں بھاشیوں کی برکت ہے کہ سندھ حکن ناتھ شاستری جیسے پنڈتوں کے جاو فن میں عوطہ کھا کر مسلمان ہو گئے +

مانس کی بابت شری سوامی دیانند جی مہاراج کا اُپدیش عنقریب تھا کہ صدہا پنڈت لامذہب ناستک۔ محمدی یا عیسائی ہو جاتے۔ اور ویدک دھرم کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر کنارہ کر لیتے۔ کہ یک لخت ایک مہاتما وجود نے اس سنسار میں بتاریخ مبارک ۱۸۸۱ بکرمی گجرات میں جنم لیا۔ اور دورِ جوان ہو کر سب شاستروں کے پٹھن پاٹھن اور ویدوں کے ابھیاس سے نتیجہ کر لیا۔ کہ اس وقت کی تمام حالت بالکل ویدوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ کاشی وغیرہ میں صدہا پنڈتوں کے ساتھ شاستر ارتھ کر کے دل کھول دیے بقول شخصے

کیا کاشی آدمی میں شاستر ارتھ بھاری | ہوئے سب سب پنڈت کرم جاری
دیا راسند ہے مول جس کی + گھو دھرم تک سوا بیا دتن کی +

کرتے ہوئے شروع ۱۸۷۵ء میں بمقام بمبئی سب سے اوّل آریہ سماج قائم کیا۔ اور کئی ویاکھیان مانس اور شراب وغیرہ کے کھنڈن پر دیئے۔ اور اسی طرح ... ویدک جار ... ونا رودھ وسیوں پر بعد ازاں جولائی ۱۸۷۵ء میں مقام پونا ویاکھیان دیئے۔ جو اسی وقت پر بان مرہٹی طبع ہو گئے۔

۰۔ جولائی ۱۸۷۵ء "اہنسا پرمو دھرمہ دھرتی کھا بتا دی۔ دہرم اور ادھرم ایسے ... رستوں میں وسس رہتی ہے نہ دھرم اور نہ ادھرم ہے اُس کو ہم پہلے کہتے ہیں اوّل اہنسا کا لکش

अहिंसासत्यास्तेय ब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः

دیکھو یوگ شاستر پاد ۲ سوتر ۳ +

اہنسا اس کا ارتھ عام طور پر تو یہ ہے کہ پشوؤں کو نہ مارنا۔ مگر ویاس جی نے اس کا خاص ارتھ اس سے بڑھ کر کیا ہے۔

सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामनभिद्रोह, अहिंसा है या

یعنے سب طرح اور ہمیشہ سب پرانیوں سے ویرودھ نہ کرنا یعنی کسی کا برا نہ چاہنا اہنسا ہے (صفحہ ۱) پھر ایک ویاکھیان ۲ جولائی ۱۸۷۵ء کو سنسکار پر دیا۔ اُس میں یگیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے "یگیہ میں مانس ہون پنڈتوں کی بناوٹ ہے۔ ہوم دیوتا کا ہو اور مانس پشوؤں کا ڈالا جاوے۔ یہ موسنجا پرمیشور کی ہو ہمارے اعتبار میں کیونکہ پرمیشور کی سوسمجھا میں ایسا انیائے نہیں ہو سکتا۔ نہ تو ہم نے پشوؤں کے نہ مارنے کی بابت کہا۔ لیکن کیا کسی ہوم میں پشو مارے بھی جاتے ہیں۔ اس سمسکار کا اُتر دیتے ہیں۔ ہوم دو پرکار کا ہے۔ ایک راج دھرم سمبندھی۔ دوسرا پارمارتھک۔ ایک تو بہت سا پارمارتھک ہوم کا بیان کیا۔ اور باقی رہا راج دھرم سمبندھی ہوم اُس کی ... ماری کی ساری بدلتی ہے اس میں پشوؤں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے اُس میں تو بھی مارے جاتے ہیں یعنے راج سمبندھی ہزاروں منش کے پران جنے راج دہرم میں درست ہیں۔ جو جنگلی جانور دُشٹ کھیتوں کو خراب کرتے ہیں۔ اُن کا مارنا ٹھیک ہے۔ اور جنگلی شیر وغیرہ کا بھی مارنا صحیح۔ مگر ہوم سمبندھی مانس اہار یعنے گوشت خوری جو کہتے ہیں وہ بالکل لوگ ہے کسی پران دھاری کو تکلیف دینا کیسے ہو سکتا ہے۔ کسی جیو کے پران لینے سے نہ دھرم ... نہیں ہو سکتا" (صفحہ ۶) +

سوامی جی نے جو اُپدیش بمبئی میں بسال ۱۸۷۵ء دیئے۔ اور جس اصول پر بمبئی آریہ سماج قائم ہوا اُسی کے مطابق لالہ دھرمی داس نے ایک کتاب سنیاستھ ... ۱۸۷۵ء طبع کرائی۔ اُس کے صفحہ ۲۸ سے ۴۳ تک مانس شراب وغیرہ کا کھنڈن موجود ہے۔ پھر سوامی جی نے بھادوں سمت ۱۹۳۳ مطابق ستمبر ۱۸۷۶ء میں بھومکا تصنیف کرنا آرمبھ کیا۔ اُس کے صفحہ ۱۷ و ۲۰ پر لکھا ہے "سب بھوتوں سے ہمیشہ اور ہر طرح ویر نہ کرنا ... ہے۔ جو اُپاسک کے واسطے ضروری ہے۔ المختصر پھر صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۸ تک مانس شراب وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہوئے لکھتے ہیں" ایادی ایک اور یہ کیسا ستیارتھ ... میں لکھی ہیں۔ وہ سب وید آدی شاستر ... پرمانوں سے ویرودھ ہونے کے کارن شریشٹ پرشوں کے گرہن کرنے یوگ نہیں۔ کیونکہ یہ آدمی سبھوں سے کسی ... بھی نہ

ہو سکتی۔ پر سوامی جی کا اپدیش کہ گؤ ہتیا کرنے والے کی سزا ہی رکھی کمال کی ہوتی ہے۔"
سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء میں سوامی جی نے آریہ اُدیشیہ رتن مالا تصنیف کی اور مطابع میں طبع کروائی۔ اُس کے نمبر ۴۱ میں لکھا ہے۔ (آریہ) جو سریشٹ سوبھاؤ۔ دھرماتما۔
پروپکاری۔ ستیہ وادی اگن یکت اور آریہ ورت دیش میں سب دن سے رہتا ہو وہ آریہ ہے
نمبر ۵ - پروپکاری کی تشریح کی ہے۔ اپنی سامرتھ سے دوسرے پرانیوں کے
سُکھی ہونے کے لئے جو تن من دھن سے یتن کرتا ہے۔ وہ پروپکار کہلاتا ہے
نمبر ۴۲ - دسیو۔ انارید جو اناری آریوں کے سوبھاؤ اور نواس سے پرتھک ڈاکو
چور۔ ہنسک کہ جو دُشٹ منش ہیں۔ وہ دسیو کہلاتے ہیں
پھر سوامی جی نے لاہور میں جو ۱۸۷۷ء میں لیکچر دیئے ہیں۔ اُن میں سے ایک ویاکھیان
میں فرمایا کہ میں جو ایسا مضبوط اور ہرشٹ پُشٹ ہوں۔ ماس کھانے اور شراب پینے سے
نہیں ہوا بلکہ اَن اوشدھی کے کھانے اور برہمچریہ سے" اور بھی کئی دفعہ اُنہوں نے
ماس کا کھنڈن کیا
پھر سوامی جی نے گوکرونا ندھی سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء میں تصنیف کی اور یہی گرنتھ
اُن کی زندگی میں دوبارہ ۲۰ - اپریل ۱۸۸۳ء - مطابق بیساکھ سمت ۱۹۳۹ کو شائع ہوا۔ اُس
کے صفحہ ۱ سے ۱۴ تک ہر طرح کے ماس و شراب کا کھنڈن کیا ہے۔ اور بڑے پُرزور
دلائل سے۔ پھر سوامی جی نے بھادر بدی سمت ۱۹۳۹ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کے ستیارتھ
پرکاش سماپت کیا اُس میں بمقامات ذیل ماس کا کھنڈن لکھا ہے۔
صفحہ ۴۴ - پر لکھے ہیں کہ جیسے پشو بلوان ہو کر نربلوں کو دُکھ دیتے اور مار بھی
ڈالتے ہیں جب منش شریر پاکے ویسا ہی کرم کرتے ہیں تو وے منش سوبھاؤ کے
نہیں کنتو پشووت ہیں۔ اور جو بلوان ہو کر نربلوں کی رکھشا کرتا ہے وہی منش کہلاتا
اور جو سوارتھ وش ہو کر پرہانی کرتا رہتا ہے۔ وہ جانو پشوؤں کا بھی بڑا بھائی ہے"
(ستیارتھ پرکاش کا دیباچہ)
صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ ماتا اور پتا کو اُچت ہے کہ گربھادھان کے پہلے [illegible]
اور بعد مادک درویہ - مدھ درگندھ - روکھے - بُدھی ناشک پدارتھوں کو چھوڑ کر جو
شانت آروگیہ - بل - بُدھی - پراکرم - اور سوشیلتا سے سبھیتا کو پراپت کریں ویسے
گھرت (روغن) دودھ (دودھ) مشٹ (شیرینی) انّ پان آدی سریشٹ پدارتھوں کا
سیون کریں - کہ جس سے رج ویریہ بھی دوشوں سے رہت ہو کر اتی اُتم گُن یکت ہو" (سمولاس ۲)
صفحہ ۳۵ جس پرکار آروگیہ ودیا اور بل پراپت ہو۔ اسی پرکار بھوجن چھادن اور
ویوہار کریں کراویں۔ ارتھات جتنی کھُدھا ہو اُس سے کچھ نیون بھوجن کریں۔
مدھ - ماس آدی کے سیون سے الگ رہیں" (سمولاس ۱)
صفحہ ۵۰ و ۵۱ - پر برہمچاری اور برہمچارنی کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر مدھ
ماس - پرانیوں کی ہنسا - جوا - جھوٹ - [illegible] وغیرہ - کی ممانعت کی ہے (سمولاس ۲)
صفحہ ۱۴۴ - ۱۴۶ - پر راج دھرم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں "کام سے اُتپن دوشوں
میں سے سب سے بڑے یہ ہیں - نشہ بازی - جوا بازی - زناکاری - شکار کھیلنا - یہ سارے
کے سارے اکٹھے سب سے بڑھکر ہیں۔ دُشٹ عادتوں میں پھنس جانے سے مر جانا اچھا
ہے۔ المختصر (سمولاس ۶)
صفحہ ۲۰۶ - جو لوگ ماس بھکشن اور مدھ پان کرتے ہیں۔ اُن کے شریر اور ویریہ آدی
دھاتو بھی دُرگندھ آدی سے دوشت ہو جاتے ہیں۔ اِس لئے ایسے سنگ کرنے سے آریوں
کو بھی یہ کُلکشن نہ لگنا چاہئے - یہ تو ٹھیک ہے" (سمولاس ۱)
صفحہ ۲۶۵ - اِتنا اوشیہ چاہئے کہ مدھ ماس کا گرہن کدا پی بھول کر بھی نہ کریں (سمولاس)

صفحہ ۲۶۶ - ہاں مسلمان - عیسائی آدی مدھ ماس آہاریوں کے ہاتھ کے کھانے
میں آریوں کو بھی مدھ ماس آدی کھانا پینا اپرادھ پیچھے لگ پڑتا ہے - پرنتو آپس میں آریوں کا
ایک بھوجن ہونے میں کوئی بھی دوش نہیں دیکھتا۔" (سمولاس ۱۰)
صفحہ ۲۶۷ - اور مدھ ماس آہاری ملیچھ کہ جن کا شریر مدھ ماس کے پرمانو ہی
سے پورت ہے۔ اُن کے ہاتھ کا نہ کھاویں۔" (سمولاس ۱۰)
صفحہ ۲۶۸ - گائے - بکری - ہاتھی - گھوڑے - اونٹ - بھیڑ - گدھے وغیرہ سے بھی
بڑے اُپکار ہوتے ہیں - اِن پشوؤں کے مارنے والوں کو سب منشیوں کی ہتیا کرنے
والے جانئے گا۔" (سمولاس ۱۰)
پرشن - جو سبھی اہنسک ہو جائیں تو ویاگھر آدی پشو اتنے بڑھ جائیں کہ سب گائے
آدی پشوؤں کو مار کر کھا جائیں - تمہارا پرشارتھ ہی ویرتھ ہو جائے
اُتر - یہ راج پُرشوں کا کام ہے - کہ جو ہانی کارک پشو یا منش ہوں اُن کو ڈنڈ دیویں
اور پران سے بھی وِیُکت کر دیویں
پرشن - پھر کیا اُن کا ماس پھینک دیں -
اُتر - چاہے پھینک دیں - چاہے کتے آدی ماس آہاریوں کو کھلا دیں - وا جلا دیویں یا
کوئی ماس آہاری کھاوے تو بھی سنسار کی کچھ ہانی نہیں ہوتی - کنتو اُس منش کا سوبھاؤ
ماس آہاری ہو کر ہنسک ہو سکتا ہے - جتنا ہنسا اور چوری وشواس گھات چھل کپٹ
آدی سے پدارتھوں کو پراپت ہو کر بھوگ کرنا ہے - وہ ابھکش اور اہنسا دھرم آدی
کرموں سے پراپت ہو کر بھوجن آدی کرنا بھکش ہے جن پدارتھوں سے سواستھ
روگ ناش - بُدھی - بل - پراکرم - ورِدھی - اور آیو ورِدھی ہووے - اُن تنڈل آدی
گیہوں - پھل - مول - کند - دودھ گھی - مِشٹ - آدی پدارتھوں کا سیون یتھا یوگ
پاک میل کر کے یتھوچت سمے پر متاہار بھوجن کرنا سب بھکش کہاتا ہے جتنے پدارتھ
اپنی پرکرتی سے ویرودھ وکار کرنے والے ہیں - اُن اُن کا سروتھا تیاگ کرنے اور
جو جو جس کے لئے وہت ہے - اُن اُن پدارتھوں کا گرہن کرنا یہ بھی بھکش ہے"
(سمولاس ۱۰)
صفحہ ۲۷۶ - جیسے کہ مدھ سیون - مال اور سمبندھ میں وواد اور سویچھاچار آدی دوش
بڑھ جاتے ہیں۔" (سمولاس ۱۱)
صفحہ ۲۸۲ - یشتھپات جب وشیاسکت ہوئے تو مانس مدھ کا سیون گپت گپت کرنے
لگے (سمولاس ۱۱) ۲۸۶ و ۲۸۷ - ارتھات یگیہ میں مانس کھانے میں دوش نہیں
ایسے پامرپن کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں - مانس بھکشن کرنے - مدھ پینے
پرستری گمن کرنے آدی میں دوش نہیں - یہ کہنا چھوکرا پن ہے - کیونکہ بنا پرانیوں کو
پیڑا دیئے مانس پراپت نہیں ہو سکتا - اور بنا اپرادھ کے پیڑا دینا دھرم کا کام
نہیں -" (سمولاس ۱۱)
صفحہ ۲۹۴ پشو مار کر ہوم کرنا وید آدی ست شاستروں میں کہیں نہیں لکھا" (سمولاس ۱۱)
صفحہ ۲۹۶ اور جو مانس کھانا ہے - یہ بھی انہیں وام مارگی ٹیکاکاروں کی لیلا ہے اِس لئے اُن کو
راکشس* کہنا اُچت ہے - پرنتو ویدوں میں کہیں مانس کا کھانا نہیں لکھا -

* راکشس قرار دینا ٹھیک ہے - ویدک میں اس کے ارتھ یہ ہیں -
अमयँ राजन नुबधँ कौंच प्र ल्हार म कुर मा ह्यण ग्रे ई विना स
म यतम स्वप ना या स बहु लमी व्यँम रा ज्र लवि ह्या त् ॥
ترجمہ - [illegible] سے رہت - ہنسا کرنے والا [illegible] مانس کو
نشٹ چاہنے والا - [illegible] کے واسطے سب [illegible] کرنے والا [illegible] ہیں -

سو ایسے سادھی مہمانوں کا پاپ اُن شکاریوں کو اور بیہودہ رہنماؤں کے جانے سے سامان پیدا کی ہے۔ انسدہ اُن کو لگیگا۔ سچ تو یہ ہے کہ جنھوں نے ویدوں سے دو کلا ادھرم کرتے ہیں اور کرینگے۔ وے اور سیہ ادو مارو نی ادھرمکاری پڑے کے سکھ کے مد سے وا دُن دُکھ جنتا پاویں۔ اتنا ہی نہوں ہے۔ اس لئے مُنش ماتر کو ویدوں کو اچلنا سموچت ہے۔ جو بام مارگیوں نے میتھا کیول کلپت کر کے ویدوں کے نام سے اپنا پریوجن سیدھ کرنا۔ بھات حسب دلخواہ۔ مدھ ماں۔ مانس کھانے اور پرستری گمن کرنے آدی دُسٹ کاموں کی پرورتی ہونے کے ایسے ویدوں کو کلنک لگایا۔ انہیں باتوں کو دیکھ کر چارواک۔ بودھ جینی لوگ ویدوں کی نندا کرنے لگے۔ اور پرتھک ایک رودھ انیشر وادی (منکر از خدا) ارتھات ناستک مت چلا لیا۔ جو چارواک آدی ویدوں کا مول ارتھ وچارتے۔ تو جھوٹے ٹیکاؤں کو دیکھ کر وید وکت مت سے کیوں ہاتھ دھو بیٹھتے؟ کیا کریں بچارے विनाशकाले विपरीत बुद्धि جب نشٹ بھرشٹ ہونے کا سمے آتا ہے تب منش کی اُلٹی بدھی ہو جاتی ہے۔" (سمولاس ۱۲) +

صفحہ ۲۷۹ و ۱۸۰ پر عیسائیوں اور یہودیوں کے خدا کی بابت گوشت خوری کا الزام لگایا ہے اور گوشت خوری پر اعتراض بھی کیا ہے۔ اعتراض نمبر ۹ و ۱۵ (سمولاس ۱۳) +

صفحہ ۵۳۱ وغیرہ میں مسلمانوں پر گوشت خوری کی بابت اعتراض کئے ہیں (س ۱۴)

صفحہ ۵۷۹ کے نمبر ۲۸ میں سو منتویہ (اپنے اعتقاد) کے بیان میں فرمایا ہے یہ تو ہم آدی کا ورکرے۔ "اور یم کی تشریح (دیکھو صفحہ ۴۰ سمولاس ۳) +

نمبر ۲۸۔ بنسا کی تشریح جس میں سب جیوؤں کو دکھ پہنچانا ہے۔ اس کو اُتم سمجھتا ہوں اور ایسا ہی نمبر ۱۲ و ۱۳ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور دانت میں پر کرن دوسرے کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۸۱ اور دوسرے پرکرن میں دیکھو مانس کا کھنڈن۔ (صفحہ ... نمبر ۲ سو محقق سنڈت ماراناتھ ترک واچس پتی اسے کوش میں لکھتے ہیں +

गभाचारपु वामः वेदादिविरुद्धे आचारः तन्त्रोक्ते मद्यमांसादिसेवनरूपेआचारे॥ शब्दस्तोम महानिधि पृष्ठ १०१६

سید سنوتہا نادھی مطبوعہ بار دوم ۱۸۷۶ء کلکتہ صفحہ ۱۰۱۶۔

ترجمہ۔ یہ مت بام مارگ ویدادک ست شاستروں کے خلاف طریقہ کو کہتے ہیں۔ یہ بالکل تنتروں کے مطابق ہے۔ اس طریقہ میں مدھ مانس وغیرہ چیزوں کا سیون کرنا پڑتا ہے +

ویدتے مانس کھنڈن کے پرمان (۱) منتر اتھروید

यआमं मांसमदन्ति पौरुषेयं च ये क्रविः। गर्भान्खादन्ति केशवास्तानितो नाशयामसि॥ अथर्व का० ८–६–१२॥

ترجمہ۔ جو کچے مانس کو کھاتے ہیں اور جو آدمی کے بنائے ہوئے مانس کو یعنی پکا کر کھاتے ہیں۔ اور جو انڈوں کو کھاتے ہیں۔ ایسے دشٹوں کا میں ناس کرتا ہوں۔

(۲) منتر اتھروید۔

यथा मांसं यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने। यथा पुंसो वृषण्यत स्त्रियां निहन्यते मनः। एवा ते अघ्न्ये मनो ऽधि वत्से नि हन्यताम्॥ अथर्व का० ६ । ७० मं० १

ترجمہ۔ جیسے مانس۔ جیسے شراب۔ جیسے جوا۔ (مرادانی اور بدنامی سے داؤ لگانا) اور جیسے زنا (بچار) سے من خراب ہوتا ہے۔ ایسے ہی اے ستری تیرا من بھی پرپرش میں ہن ہوتا ہے۔ اسی وید منتر کی تفسیر سو سمرتی میں کی گئی ہے۔

यानमद्या-स्त्रियश्चैव मृगया च यथाक्रमम्। एतत्कष्टतमं विद्याच्चतुष्कं कामजे गणे॥ मनु० अ० ७ श्लो० ५०

ترجمہ۔ نسہ پینا۔ جوا کھیلنا۔ رنڈی بازی کرنا۔ شکار کھیلنا۔ یہ چار دل کا مے اتپن ہونے والی خرابیاں بمقابلہ ایک دوسرے کے بہت دکھدائی ہیں۔

اور شکار کھیلنے میں صاف بتلایا ہے۔ کہ دُشٹ وحشیوں میں کھینسنے سے مرجانا اچھا ہے کیونکہ جو دُسٹ آچاری پُرش ہے۔ جتنا وہ زیادہ جئیگا۔ اتنا زیادہ پاپ کریگا۔

(۳) منتر رگوید۔ ये वाजिनं परिपश्यन्ति पक्वं य ईमाहुः सुरभिर्निर्हरेति। ये चार्वतो मांसभिक्षामुपासत उतो तेषामभिगूर्तिर्न इन्वतु॥ ऋ० मं० १ अ० १२ सू० १६२ मं० १२

بھاوارتھ۔ جو لوگ اگن اور جل کو شدھ کرنا۔ سکھانا اور اس کا بھوجن کرنا جانتے اور مانس کو چھوڑ کر بھوجن کرتے ہیں۔ وے اُدیمی ہوتے ہیں۔

(۴) منتر رگوید۔ यन्नीक्षणं मांस्पचन्या उखाया या पात्राणि यूष्ण आसेचनानि। ऊष्मण्यापिधाना चरूणामङ्काः सूनाः परि भूषन्त्यश्वम्॥ ऋ० मं० १ अ० २२ सू० १६२ मं० १३

بھاوارتھ۔ جو مُنش مانس آدی کے کھانے کی خواہش سے رہت پتوں کے دھرے جل آدی اس میں چھوڑ کے اگنی کو جلانے اور اس کو ڈھکنوں سے ڈھانپنے کو جانتے ہیں۔ وے پاک ودیا میں کوسل ہوتے ہیں۔ یجروید کے ادھیائے ۳۵ منتر ۲۰ پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ جو کوئی گھوڑے آدی اُپکاری پشوؤں اور اُتم پکشیوں کا مانس کھاتے ہیں۔ اُن کو بھاوارتھ وستھ دنڈ دینا چاہئے + اور اسی طرح رگوید ادھیائے ۵ منتر ۳ کے بھاوارتھ میں لکھتے ہیں۔ ہے منشو جیسے ودوان جن پالن ہاروں کو ضرور گھوڑے آدی پشوؤں کی پرورش اور رکھشا کرتے ہیں۔ ویسے تم بھی کرو۔ اور انکے آدی گھوڑوں الگ کرو +

(۵) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۳۷ میں मा हिंसीः पशून् ... अजां मे पाहि

ترجمہ۔ جگد لسو آپ سر ی بکری اور پشوؤں کی ماس کیجئے۔

(۶) یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۱۸ میں मित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे॥

ترجمہ۔ میں سب کی دوستی سے سب پرانیوں کو بھلے پرکار دیکھوں۔

(۸) یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۸ میں शं नो अस्तु द्विपदे शं चतुष्पदे

ترجمہ۔ اے پرمیشور آپ کی کرپا سے دوپائے اور چوپائے سب کو کلیان ہو۔

(۹) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ کا بھاوارتھ۔ منشوں کو واجب ہے کہ بکری اور سور آدی پرسیشٹ پشوؤں کو نہ ماریں اور ان کی رکھشا کر کے اپکار کے لئے سنکت کریں۔

(۱۰) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۰ کا بھاوارتھ۔ ہے راجن! جن بھیڑ آدی کے روم اور چمڑوں سے شکھوار کئے ہوئے ہیں اور جو اونٹ بوجھ اٹھاتے ہیں۔ منشوں کو سکھ دیتے ہیں اُن کو جو دُسٹ جن مارا چاہیں۔ ان کو سنسار کے دکھدائی سمجھو۔ اور ان کو نیچے پکار ڈنڈ دیا چاہئے۔

(۱۱) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ کا بھاوارتھ۔ ہے راج پرشو تم لوگوں کو چاہئے کہ جن بیل آدی پشوؤں کے پرتاپ سے کھیتی آدی کام ہوتے ہیں۔ اور جن گؤ آدی سے دودھ۔ گھی آدی اُتم پدارتھ ہوتے ہیں۔ اور جن کے دودھ آدی سے سب پرجا کی رکھشا ہوتی ہے اُن کو کبھی مت مارو۔ اور جو جن ان اُپکاری پشوؤں کو ماریں۔ ان کو راجہ آدی سبھا ادھیکش اتینت ڈنڈ دیویں۔

(۱۲) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ کا بھاوارتھ۔ منشیوں کو اُچت ہے۔ کہ ایک کھُر والے گھوڑے آدی پسوؤں اور اوپکارک بن کے پسوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ جن کے مارنے سے جگت کی ہانی اور نہ مارنے سے سب کا اوپکار ہوتا ہے۔ اُن کا سدیو پالن وردھن کریں اور جو ہانی کارک پسو ہوں اُن کو مارے۔

(۱۳) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ کوئی بھی منش سب کے اوپکار کرنے والے پسوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کنتو اِن کی اچھے پرکار رکھشا کر۔ اور اِن سے اوپکار لیکر سب منشوں کو آنند دیویں۔ جن جنگلی پسوؤں سے گاؤں کے پسو کھیتی اور منشیوں کی ہانی ہو۔ اُن کو راج پرش ماریں اور بندھن کریں۔

(۱۴) ایسا ہی اتھروید کانڈ ۵ ورگ ۲۱ منتر ۲-۱ اور کانڈ ۲ ورگ ۳۵ منتر ۵ و کانڈ ۱۲ ورگ ۴ منتر ۱۵ میں صاف طور پر گاؤ۔ بیل۔ بکرا۔ گوسفند۔ بھیڑ۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکری وغیرہ بے آزار جانوروں کے مارنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اور کانڈ ۴ ورگ ۳۶ منتر ۷ و ۸ اور کانڈ ۵ ورگ ۲۹ منتر ۱۰ و ۱۲ میں ماس کھانے والوں کو راکھشس۔ پشاچ۔ یاتو دہان یعنے دُشٹ بیان کیا گیا ہے۔

اِسی طرح کناد منی وسیشک شاستر میں لکھتے ہیں۔

तद् दुष्टभोजने न विद्यते॥ वै० अ० ६ आ० १ सू० ६

ترجمہ۔ وہ آتمک گیان دُشٹ بھوجن میں نہیں ہے۔

दुष्टं हिंसायाम्। वै० अ० ६ आ० १ सू० ९

ترجمہ۔ دُشٹ بھوجن وہ ہے جس میں ہنسا ہو۔

तस्य समभिव्याहारतो दोषः। वै० अ० ६ आ० १ सू० ८

ترجمہ۔ کیونکہ اُس کے کھانے والے کے سنگ سے دوش لگتا ہے۔

तद्दुष्टे न विद्यते॥ वै० अ० ६ आ० १ सू० ६

ترجمہ۔ لیکن ہنسا سے رہت بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے۔

पुनर्विशिष्टे प्रवृत्तिः वै० अ० ६ आ० १ सू० १०

ترجمہ۔ اور ہنسا رہت بھوجن سے ہی عمدہ کاموں میں پرورتی ہوتی ہے۔

اِس کے بھاشیہ میں گوتم رشی جی نے لکھا ہے۔ صفحہ ۳۵۔

तत्र सामान्यानि धर्मशास्त्राणि अहिंसाभूतहितत्वं सत्यवचनमस्तेय॥

اِسی کے مطابق منو جی نے لکھا ہے ۔ اہنسا۔ ستیہ۔ استیئے۔ شوچ۔ اندری نگرہ۔ یہ سادہارن دھرم چاروں ورنوں کے واسطے ہے۔

مہامُنی پتنجلی جی کی رائے۔ از یوگ شاستر۔

अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः यो० पा० २ सू० ३०

ترجمہ۔ اہنسا۔ ستیہ۔ استیئے۔ برہمچریہ۔ اپری گرہ۔ یہ پانچ یم ہیں۔

तत्राहिंसा सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामनभिद्रोहः उत्तरे च यमनियमास्तन्मूलास्तत्सिद्धिपरतया तत्प्रतिपादनाय प्रतिपाद्यन्ते।

اِس پر ماس جی نے تفسیر کی ہے۔ سب کارسے سب کال سے سرب پرانیوں سے ویروددھ تیاگ کرنا۔ سب کہتے ہیں۔ یہ اہنسا ستیہ آدی اُتی سُونگا مول ہے۔ اِس کے سدھ ہونے سے سب سدھ ہوتے ہیں۔ اور سب اُسی کو سُستی کرنے کے لئے اپدیش کئے گئے ہیں۔ یہ سیاس بھاشیہ کے اوپر سیوج دیو راج رشی اپنی ورتی میں کہتے ہیں۔

तत्र प्राणवियोगप्रयोजनव्यापारो हिंसा च सर्वा

नथाहं तु स्तम्भो वा ऽहिंसा०

ترجمہ۔ کسی پرانی کے پران کا سوگ کرنا۔ اِس کا نام ہنسا ہے۔ وہ سب انرتھوں کا کارن ہے۔ اُس کے نہ کرنے کو اہنسا کہتے ہیں۔ ہنسا سب پرکار سے کئے لوگ ہے۔ یادھی پر اس کرنے میں پہلا سادھن یم ہے۔ اور یم میں پہلا اہنسا ہے۔ (دیکھئے اِس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ گوتم رشی ایشور پراپتی کی جڑھ کاٹتی ہے)۔

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्रतम् यो० पा० २ स० ३१

ترجمہ۔ جاتی۔ دیس۔ کال۔ اور سمے کے لحاظ سے ہنسا چار پرکار کی ہوتی ہے۔ پس سب جاتیوں کو سب وقتوں میں ہر وقت اور ہر حالت میں اہنسا دھرم کو پالن کرنا چاہئے۔

वितर्का हिंसादयः कृतकारितानुमोदिता लोभक्रोधमोहपूर्वका मृदुमध्याधिमात्रा दुःखाज्ञानानन्तफला इति प्रतिपक्षभावनम्॥ योग अ० २ सू० ३४

ترجمہ۔ ماس کھانے کے لئے ہنسا کرنا یا کرانا یا دوسروں کو دیا ہوا ہے۔ لوبھ۔ موہ آدی کی وجہ سے ہنسا کے تین کھیدیں۔ وے سب ہی دُکھ اگیان آدی انت پانے کے۔ اننت دُکھ کی موسمیں سے دینے والے ہیں۔ یعنی اِن سب پرکار کی ہنساؤں کے کرنے سے کرنے والے کو اسی دُکھ اور اگیان روپی پھل پراپت ہوتے ہیں۔

अहिंसाप्रतिष्ठायां तत्सन्निधौ वैरत्यागः यो० पा० २ सू० ३५

ترجمہ۔ جب اہنسا (کسی پرانی مات کو کسی پرکار کا دُکھ نہ دینا) یہ دھرم نشچے ہو جاتا ہے تب اُس پُرش کے من سے دیرہا وجھوٹ جاتا ہے۔

مخالفوں کے پیش کردہ منتروں کا ترجمہ جن سے وہ بخیال خود ماس بھکشن سدھ کرنا چاہتے ہیں

अपूपवान्मांसवांश्चरुरेह सीदतु। लोककृतः पथिकृतो यजामहे ये देवाना हुतभागा इह स्थ॥ अथर्व का० १८ वर्ग ४ म० २०

صفحہ ۳۴۸

यन्ते मन्थं यमोदनं यन्मांसं निपृणामि ते। ते ते सन्तु स्वधावन्तो मधुमन्तो घृतश्चुतः॥

अथर्व का० १८ वर्ग ४ म० ४२

منتر ۲ کے مشکل شبدوں کے ارتھ۔ اپوپ واں (مالپوا والا) مانس وان (بہت مانس) مرد ادسر سد (دکھونا) پاک رستی ماد سا سو تر ۴۸ ۔ (چرو) ہون کی سامگری (سید ووں) یہ بیا ہے ہوئے لوگ سدو ہاوے جس کے معنے نشٹ کرنے کے ہیں۔ (دیکھو ہاتو پاٹھ صفحہ ۱۲ سطر ۲۴)۔ دونوں منتر ۲۰ و ۴۲۔ ایک ہی کنڈ کا کے اور یہ تمام سو لھویں سنسکار یعنے مرتک سنسکار کے حالات کی بابت ہیں۔ اِس کنڈ کا میں ۸۹ منتر ہیں۔

ہم ناظرین کو اِس تمام کنڈ کا کے دیکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اور چند منتروں کے ٹکڑے اپنے ارتھ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اِس ورگ کا پہلا منتر جو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ جس جیو نے شریر چھوڑ دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ پرمیشور جگت سرشٹی کے پیدا کرنے والے کھنڈا رہیں۔ یہ دار کر سبروں کے مارگ سے۔ دوسرے منتر میں دیویان اور پتر یان مارگ لوک لفظ موجود ہیں۔ جس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ لوگ دو راستوں سے جا جن سے بھجن کرنے والے شو رگ لوک کو جاتے ہیں۔ دو مارگ یعنے پتری یان اور

دو مان ریسدھ میں (مفصل دیکھو ودیا بھاسیہ بھومکا صفحہ ۲۰۵) سے کہ منتر میں بھی سورگ ناترا - آنند وغیرہ شبد موجود ہیں - دسویں منتر میں بھی ذکر ہے - کہ ہے اگنی آپ (۳۱) جیو کو سورگ لوک میں سیکڑوں سوکھشم سکتیوں سے رشمی والی بجلی دوارا لیجاؤ - جہاں مکت جو آنند ہو گئے ہیں - ۱۱ ودیم رسی اور آجکل کے اعلےٰ فلاسفر سورج کی کرنوں دوارا جیو کی گتی مانتے ہیں (نشر جسم کے فرشتے ڈی آف ٹرڈنٹھ مطالعہ کرو)

منتر نمبر ۲ کا ترجمہ - عرق اور ہون کی سامگری کے ساتھ مرتک سریر کو جلادو - اس میں مانس کھلانے یا جو کو مارنے کا ہرگز ذکر نہیں -

منتر نمبر ۴۳ کا ترجمہ - جو گھی - چاول - مردہ سریر کا مانس تجھ میں ڈالتا ہوں - وے سب پرسپر اں یا دھورہ اور جل کے جھرنے والے ہوں -

چونکہ یہ ساری کنڈ کا مرتک سنسکار کے بارے میں ہے - اس واسطے اس سے مانس بھکشن سدھ کرنا بڑی بھاری بھول ہے - یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کہ بھوکھے سے کسی نے پوچھا کہ چاند اور سورج کیا ہیں - جواب دیا کہ دو روٹیاں - ایسے ہی جہاں لفظ مانس دکھا نہ مضمون سے مطلب اور نہ منشا سے غرض گوشت خوری کا خیال آگیا -

صفحہ ۳۶۰ - एतद्वा उ स्वादीयो यदधिगवं क्षीरं वा मांसं वा तदेव नाश्नीयात। अथर्व का० ९ व० ६ के ड का ३ म० ३९॥

(مشکل الفاظ کے معنے) (سوادییہ) لذیذ - سوادلذت کو کہتے ہیں - (ادھی گوم) ادھی کے معنے اوپر کے ہیں (دیکھو ودانگ پرکاس ادیہ آریہ صفحہ ۳) مثلاً ادھی راج راجا [illegible] اور وغیرہ - گوم بنا ہے گو + اج پرتیہ سے گو کے معنے وشٹا یا گوبر کرنے کے [illegible] - (دیکھو دہاتو پاٹھ صفحہ ۲۳ سطر ۱۸) (کھشیر) دودھ - مانس کے معنے گوشت (نہ اسنی یات) نہیں کھانا چاہئے - اپنی دھاتو کھانے کے اربہ میں ہے جیسے پھل اسی سبھا اور ان پراتن سنسکار وغیرہ (لفظی ترجمہ) وہ دودھ جس میں گوبر یا موت اوپر سے ملگیا ہو - وہ اگر لذیذ بھی ہو - اور مانس ان کو کبھی نہیں کھانا چاہئے - بعضے ویدک محاورہ سے ناواقف ناکسی کے بہکائے ہوئے اعتراض کرتے ہیں - کہ اس منتر میں اتھتی یا دوم سے اتھتی سے پہلے محذوف ہے کیونکہ یہ الفاظ اوپر کے منتر میں آتے ہیں - مگر یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے -

وجہ اول - وید اشٹا دھیائی کے سوتر نہیں ہیں - کہ وہ خود سارتھ نہیں ہو سکتے جب تک کہ پہلے سوتروں کے الفاظ نہ جوڑ دئیے جاویں اور نہ وید کے کسی منتر میں محذوف الفاظ ہیں -

وجہ دوم - وید میں انوورتی کا سلسلہ نہیں ہے - کیونکہ ان میں خبر و مبتدا موجود رہتے ہیں -

وجہ سوم - اس کنڈ کا ہر ایک منتر بذات خود مکمل اور مبتدا اور خبر اس میں موجود ہے -

وجہ چہارم - وید میں پرسپر ورودھ نہیں ہے - حالانکہ اس سے پرسپر ورودھ آتا ہے - (دیکھو رگوید منڈل اشٹک ۲ ۱۶ منتر ۱۲ کا سوامی جی کا بھاشیہ) +

اب ہم بتلاتے ہیں کہ اس کنڈ کا میں کیسا اُتم ریت سے اویدیش کا سلسلہ ہے - اس کنڈ کا میں ۱۳ سے ۹ ۲ تک ۹ منتر ہیں - ۳۱ سے ۳۶ تک کے منتروں کے ریکھوں کا خلاصہ ہے کہ اتھتی یعنے مہمان سے پیشتر بھوجن نہیں کھانا چاہئے - ۳۷ میں مہمان کے صفات بتلائے ہیں - کہ وہ شرور تری وید کے جاننے والا ہونا چاہئے - منتر ۳۱ سے ۳۶ تک لفظ پوروی اتھتی آتا ہے - اور ان سب میں موجود ہے - وید کے پڑھنے والے جانتے ہیں - کہ وید منتروں میں جب اخیر میں دوسرے منتروں میں ٹکڑے آنے لگتے ہیں تو ایک صفر لگا کے اس منتر کو لکھ دیتے ہیں - پہلا منتر پورا لکھتے ہیں - اور جب مضمون ختم ہوتا ہے - تو آخری منتر بھی پورا لکھتے ہیں وہی بات یہاں پر موجود ہے - ناظرین اتھرووید نکالکر ملاحظہ فرمالیں - منتر ۳۷ میں اتھتی کی تعریف ہے - وہاں وہ لفظ نہیں - اور ۳۸ میں مہمان کے لئے آنساہ بڑھانے والی آگیا ہے - اور ۳۹ میں دونوں کے لئے ہدایت ہے - اس لئے اس میں نہ اتھتی کا لفظ ہے - اور نہ مہمان کا - اور شکوتی وقت کی قید ہے - اس واسطے یہ سادھارن اور عام ہدایت ہے - جو اصحاب اس ۳۹ منتر کا اور طرح ارتھ کریں - وہ اپنا ثبوت پیش کریں - یا کسی پرانے رشی کا بیان دیں - جس سے ہم فوراً سمجھ لیں - کہ یہاں انکے من ملے الفاظ محذوف ہیں -

منتر (۴۱) सायस्व विद्वान मांसमुपसिच्योपहरति। यावद्द्वादशाहेन ... स्तावद्देवेनावरुन्धे॥ अथर्व का० ९ व० ६ क ड का ४ म० ४३ صفحہ ۳۰۶

ترجمہ - وہ ودوان جو اور کسی عمدہ چیز کو دھو کر بھوجن دیتا ہے - دوادش آہتی یگیہ سے جتنا پھل ہوتا ہے - اتنا اس کو پھل ہوتا ہے - جو ایسا کرتا ہے - واضح ہو کہ اس سے اوپر تین منتر اور ہیں - ایک میں گھی یا مکھن دینے کا ذکر ہے اور دوسرے میں دودھ دینے کا ذکر ہے - اور تیسرے میں شہد دینے کا - اور پانچویں میں پانی دینے کا ارشاد ہے - بعد ازاں یہ ورگ سماپت ہوگیا - بے ترتیبی ویدک مضامین میں نہیں ہے - بنا براں بوجوہات ذیل ثابت ہے کہ یہاں عموماً مانس لفظ کے معنے کسی مرغوب الطبع چیز کے ہیں - نہ کہ مانس یعنے گوشت کے -

وجہ اول - نروکت میں جو ویدوں کا نہایت مستند کوش ہے - مانس شبد کے معنے لکھے ہیں -

मांसं माननं वा मानसं वा — मनोऽस्मिन्त्सीदतीति वा॥ निरुक्त पू० ष० अ० ४ पा० १२० ख०

ترجمہ - مانس (مان) دہاتو سے بنا ہے - اس کا ارتھ مان ہے مانس کی سمیدھی یا جس میں من لگتا ہے - یہ سب معنے مانس شبد کے ہوتے ہیں -

وجہ دوم - اس ورگ میں گھی - دودھ - شہد - پانی سب بہنے والی چیزیں ہیں - بنا براں یہ بھی کوئی مرطوب چیز ہے - یعنے بہنے والی سریر کا مردار ٹکڑہ نہیں -

وجہ سوم - اس میں نکالنے - کاٹنے - ناخون سے جدا کرنے کا ذکر نہیں - بنا برآں یہ گوشت نہیں کوئی اور چیز ہے -

وجہ چہارم - اس میں یہ نہیں بتلایا کہ کس جانور کا گوشت - اگر یہ گوشت ہوتا تو ضرور آپ آپکا مطلب سدھ تھا - مگر وہ تو مانگل ہیں - آپ نہیں سدھ کر سکتے ہیں - کہ گنے کا مانس آدمی کا مانس - یا الو کا مانس صرف مجمل لفظ کے وہی لوگ معنے ہیں جو نروکت کار یا سکھ منی نے کئے ہیں - نہ کہ کچھ اور حالانکہ اس کے اوپر پہلے ورگ میں ہی لکھا ہے کہ مانس ہرگز نہ کھاوے -

وجہ پنجم - یہ کوئی چیز دھو کر یا صاف کرکے پروسنے کی ہے - نہ کہ پکانے کے لائق چیز یا ایسی گھسونی چیز - جیسے کہ گوشت - مطلب اس کنڈ کا کا یہ ہے - کہ گھی - دودھ - شہد - اور دیگر کوئی عمدہ چیز جیسے عرق - سوم شربت - انبہ رس - جو حاضر الوقت ہوں دیویں - بعد ازاں پانی دیوے - پس کسی طرح اس ورگ میں مانس کھانے کا ذکر نہیں -

ناظرین کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سارے پانچوں منتر اگر سادھارن اتھتی یا مہمان کی بابت ہیں - تب تو ہمنے بتلا دیا - کہ نروکت کے مطابق وہاں مانس شبد کے معنے کسی مرغوب الطبع اشیاء کے ہیں - اور اگر ہون کا ونشہ ہے - جیسا کہ کئی ودوان پنڈتوں کا خیال ہے - تو مانس لفظ کے معنے جٹا مانسی یعنی بال چھڑ کے ہیں - جو ہون کی سامگری میں سے ایک چیز ہے - (دیکھو رچرڈسن صاحب کی سنسکرت و انگلش ڈکشنری) اور ایسا ہی شبد ستوم مہاندہی میں بھی لکھا ہے - (دیکھو دیام) اس کے سوا ہون میں مانس نہ پڑنے کا ایک

اور بھی مفصل طور سے منو سمرتی میں لکھا ہے۔ سو رس میں لکھا ہے۔ ॥ होमय च मा सव जं ॥

आश्वलायन गृह्य सूत्र अ० १ खण्ड ९ सू० ९

ترجمہ۔ یعنی ہون کی سامگری کے بدارتھوں میں ماس ہرگز نہیں ہے۔ اور منو ۱۱/۹۵ میں بھی لکھا ہے۔ کہ شراب اور ماس نشا جوں اور راکھشسوں کی خوراک ہے۔ وید پڑھوں کو نہ کھانا چاہئے۔ کیونکہ وہ دیوتوں اور منشوں کے ان پھل۔ پھول۔ کند۔ مول۔ کے کھانے والا ہے۔ جو ہون کے لائق چیزیں ہیں۔

اور اتھروید کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵ منتر۔ اس پر سوامی نے کھان پان کی بابت صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

पयस्वरस आत्रे चा ताद्य च कृतेच मत्ये हेच पु
तंच प्रजाचपशवस्थ ॥ अ० १२ — ५ — १०

ترجمہ۔ جو دودھ اور پھل آدمی۔ اور جو رس ارتھات شکر اور سدھی اور گھی آدمی ہیں اُن کو وہ ان شاسروں کی ریتی سے پتھا ودت شودھ کر کے بھوجن آدمی کرتے ہیں۔ ویدک شاستر کی ریتی سے چاول آدمی غلہ (ان) کا پتھا دت سنسکار کر کے بھوجن کیا جاتا ہے (دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ وید بھاشیہ بھومکا)۔

پس سب وید کے ماننے والوں کو یوگ ہے کہ بمطابق شاستر کی ریتی انوسار دو مانش آدمی دُشٹ چیزوں کا تیاگ کر کے ہمیشہ اُس خوراک کا استعمال کریں۔ جو خون آلودہ ہو جس کے واسطے ہمیں بے آزار جانوروں کے گلے پر چھری نہ چلانی پڑے یہی ایشور کی آگیا ہے ✽

مانس کھانا پاپ ہے

دوسرا حصّہ

رامچندر کا سچا درشن یعنی بالمیکی رامائن کا رسا

رامائن کے مطالعہ سے کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ کہ رامچندر جی مہاراج کس قوم سے تھے۔ اور وہ کس خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ تمام وید شاستر کے ماننے والے متفق اللسان ہیں کہ وہ سورج بنسی خاندان کے مشہور راج رشی تھے۔ اُن کا جیون تمام ہی ہمیں اپدیش دے رہا ہے۔ کہ وہ آریہ قوم کے سرتاج اور ویدک دھرم کے ماننے والے ست کے پیرو صداقت کے دلدادہ تھے اُن کا دھرم ہمیں رامائن کے اس ایک ہی شلوک سے مفصل معلوم ہو جاتا ہے۔

रक्षिता स्वस्य धर्मस्य स्वजनस्य च रक्षिता। वेद
वेदांगतत्वज्ञो धनुर्वेदे च निष्ठितः॥ बा० का० सर्ग १ श्लो० १४

ترجمہ۔ اپنے دھرم کی رکھشا کرنے اور رعیت کے پالنے والے سدا وید انگ کے تتو کو جاننے والے خصوصاً دھنر وید کے پورے ماہر تھے۔

وہ ایشور کے بھگت وید کے ماہر اپنی سری کے پیارے رعیت کے دُکھ دور کرنے والے بھائیوں کو جان سے عزیز ماں باپ کے فرمانبردار۔ آریہ بہترین تھے۔ اقرار کے پکے۔ قول کے سچے۔ علاوہ ازیں وہ نیز ان سے شریروں۔ راکھشسوں ماس آہاریوں کے دشمن اور رشیوں کے صدق دل سے خدمت گذار تھے۔ چنانچہ رامائن ایودھیا کانڈ سرگ ۱۸ شلوک ۳۰ میں اور کئی دیگر استھانوں میں اس بات کو مصنف رامائن نے اچھی طرح ظاہر کیا ہے۔ علاوہ ازیں بال کانڈ سرگ ا شلوک ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ میں لکھا ہے۔

धर्मज्ञः सत्यसंधश्च प्रजानांच हिते रतः। यशस्वी
ज्ञानसंपन्नः शुचिर्वश्यः समाधिमान ॥ प्रजाप-
ति समः श्रीमान्धाता रिपुनिषूदनः। रक्षिता जी
वलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता ॥ सर्वशास्त्रार्थत
त्वज्ञः स्मृतिमान्प्रतिभानवान। सर्वलोकप्रियः
साधुरदीनात्मा विचक्षणः ॥ सर्वदाभिगतः सद्भिः
समुद्र इव सिंधुभिः। आर्यः सर्वसमश्चैव सदैव
प्रियदर्शनः ॥

ترجمہ۔ دھرم گیہ۔ سب پرکیہ۔ پرجا کے ہت میں لگے ہوئے۔ اقبال والے۔ گیان سے سجت۔ اتی پوتر اور بھگتی میں تت پر ہیں۔ شتر تاگت رکھشک ہیں۔ پرجا پتی کی طرح پرجا پالنے والے اور جلال والے۔ سب اچھی باتوں کے دھارن کرنے والے دشمنوں کے وناش کرنے والے۔ سب جیوں کی رکھشا کرنے ہارے۔ دھرم کے نہایت حافظ سب شاستر ارتھوں کے سمجھے جانے والے۔ حافظے کے نہایت مضبوط۔ مہا تیجسوی سب لوگوں کے پیارے۔ پرم سادھو۔ پربین چت۔ مہان پنڈت۔ ملاذ العلماء والفضلاء والغرباء۔ یعنے سجنوں کے جائے پناہ۔ ودوانوں کے قدردان۔ جیسے سمندر میں سب ندیوں کی پہنچ ہوتی ہے۔ ویسے ہی سجنوں کی وہاں۔ پرم سریشٹ ہمیشہ خندہ پیشانی۔ دکھ سکھ کو سہن کرنے والے۔ پریہ درشن سب گن سمپت اور آریہ برتی تھے اسی رامائن میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کو شلیا کے آنند بڑھانے والے استھد کے سمان گمبھیر سو بھاؤ۔ ہمہ دان۔ (ہمالہ) کے سمان دیرج دان۔ (استقلال مزاج) پراکرم (ہمت) میں وشنو کے سمان۔ چندرماں کی طرح پریہ درشن۔ کرودھ میں کال اگنی کے سمان۔ رکھشا کرنے میں پرتھوی کے سمان۔ دان دینے میں کویر کے سمان۔ ست بولنے میں گویا دوسرے دھرم رامچندر جی ایسے گنی اور پراکرمی تھے۔ ایودھیا کانڈ سرگ ۲۳۔ شلوک ۱۲ میں لکھا ہے۔

आनृशंस्यमनुक्रोशः श्रुतं शीलं दमः शमः। राघवं
शोभयन्त्येते षड्गुणाः पुरुषर्षभम् ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ دیا۔ وید آدک سکل شاستروں میں ابھیاس۔ ست سوبھاؤ۔ اندریوں کو اپنے قابو میں رکھنا۔ شانت چت رہنا۔ یہ چھ گن راگھو (رامچندر) کو زیب دیتے ہیں۔ رامچندر جی کی لائف ہم کو رامائن سے معلوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کی زندگی گربھادہان سنسکار سے آخر تک ساری کی ساری ایک سریشٹ آریہ دھرم جیون ہے۔ چاروں ویدوں کے فاضل اُس گربھادہان سنسکار سے یگیہ میں بھی موجود ہے ✽

المختصر رامچندر جی چندرماں کی طرح روز بروز ودیا کی اُن کلاؤں سے سمپورن ہوتے گئے۔ جب وہ عالم شباب کو پہنچے۔ ابھی برہمچریہ آشرم پورا نہیں کیا تھا۔ بلکہ شاستر اور شستر ودیا میں مصروف تھے۔ کہ اتفاقاً ایک دن وشوامتر رشی مہاراجہ دشرتھ کے حضور تشریف لائے۔ اور آن کر اپنی سرگذشت سنائی اور کہا کہ جب ہم یگیہ کیا کرتے ہیں۔ تو سمیں دو کام چاری راکھشس وگھن (خلل) ڈالا کرتے ہیں۔ جب ہم بہت دنوں تک یگیہ کرتے رہتے ہیں۔ اور یگیہ سماپت ہونے پر پہنچتا ہے۔ تو وہ بڑے پراکرمی۔ بڑے چتر۔ ماریچ اور سوباہو نامی دو راکھشس

آکر دو سری رمانس اور رودھر (گوشت اور خون) کی برتا کرنے لگے ہیں جس سے ہمارے یگیہ کی ویدیا ان کے ایسا کرنے سے بھرشٹ ہو جاتی ہے جیسا کہ وہاں یہ شلوک موجود ہے۔ بال کانڈ سرگ ۱۹ شلوک

मारीच श्च सुबाहु श्च वीर्य वंतौ सु शिक्षितौ। तौ मांस रुधिरौ घेरा वेदि तां मभ्य वर्षताम ॥

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک وام مارگ کا نام و نشان بھی دُنیا میں موجود نہ تھا۔ اور قوی یہ دُوسٹ مدہ اور مانس ہون کی سامگری میں شمار نہ ہوتے تھے۔ سوائے جنگلی وحشی وسیوں کے کوئی آریہ ان کا استعمال کرتا تھا۔ بلکہ پوتر رشیوں کے ہون یگیہ اور ان کے مقدس کنڈ مدہ مانس کے ڈالنے سے بھرشٹ ہو جاتے تھے۔ نہ کہ پوتر اور پاک ✤

مہاراج دسرتھ نے جب یہ حال سُنا تب فرمایا کہ میری جی مہاراج میں بوڑھا ہوں۔ راکشسوں کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ تیر اور گ گرست ہے۔ رامچندر نا تجربہ کار اور وِدیا رکھتا ہے بلکہ نو عمر ہیں۔ کبھی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ ب وشوامتر نے کہا کہ مہاراج ایسا نہیں ہے۔ رگھوبنس سیروں کا بنس ہے۔ اس کے چھوٹے بچے بھی بہادر ہوتے ہیں۔ اور رامچندر تو اب پورن جوان ہیں۔ آپ کو بدبانہ محبت کے سبب نا تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ایسا نہیں۔ آخر کار وسِشٹ جی کے کہنے پر مہاراج دسرتھ نے دو عزیز تخت جگر رامچندر و لچھمن رشی کے ساتھ کر دئے۔ وہاں سے کئی منزلوں دور وشوامتر جی کا آسرم تھا۔ اس تمام سفر میں رام و لچھمن جی رشی کے برابر دونوں کال سندھیا اور اگنی ہوتر کرتے رہے۔ اور پرمیشور کے بھجن میں تپت رہے۔ اور کئی سرکار کی وِدیا بھی رشی سے حاصل کی۔ منزل مقصود پر ٹھہر کر کچھ مُدت وہاں قیام فرمایا اور رشی کا یگیہ سمپورن کیا دُوسٹ، مانس اہاری راکشسوں کو مار کر اُن کا کام تمام کیا۔ اور بھی کچھ وِدیا مہاتما وسوامتر سے حاصل کی۔ انہیں ایام میں سیتا کے سویمبر کا اشتہار بھی وہاں پہنچ گیا اور رشی کے ہمراہ دونوں سہزادے وہاں جا پہنچے۔ چنانچہ وہاں بھی خوبی قسمت سے تمام مہاراجگان کے جلسہ عظیم میں رامچندر جی نے ہی دھنس توڑا جیتنے سرط سویمبر کو پورا کیا۔ اور سیتا نے بھی انہیں کے گلے بیچ مال ڈالی۔ مہاراجہ دسرتھ اجودھیا سے برات ساتھ لیکر رونق افروز ہوئے۔ اور ایک ہی دن چاروں بھائیوں کا چار کنیاؤں سے وواہ ہو گیا ✤

اجودھیا میں برات کے واپس آنے کے بعد کئی برس تک رامچندر جی اجودھیا میں رہے جب پورن ۲۵ برس کی اوستھا میں انہیں ولی عہد کا ٹیکا ملنے لگا۔ تو اُن کی سوتیلی ماں کیکئی دختر شاہ ایران ناراض ہوئی۔ اور اُس نے مہاراج سے اپنے گذشتہ اقرار کے پورا کرنے کی خواہش کی۔ مہاراج دسرتھ چونکہ وعدہ کے سچے تھے۔ پورا کرنے پر تیار ہوئے۔ اُس نے شری رامچندر جی کے لئے چودہ برس کے بن باس کی اجازت مانگی۔ اور بھرت جی کے لئے راج بٹھلانے کی صلاح دی۔ آخر کار مہاراج نے طوعاً و کرہاً اجازت دیدی۔ رامچندر جی بسر و چشم قبول فرما کر بن جانے کو راضی ہوئے سیتا جی نے ساتھ جانے پر اصرار کیا لچھمن جی ہمقدم چلنے پر کمربستہ ہوئے۔ آخر کار تینوں خوشی خوشی شاہی لباس اُتار کر رشیوں کی طرح سادہ لباس پہنکر مہاراج کو نمسکار کرنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ اُس وقت کیکئی ناسکہ ماتا نے یہ ارشاد کیا۔ کہ تم ابھی اِسی لمحہ (अभिषेक) کو چھوڑ چودہ برس تک ڈنڈکا رانیہ میں جا کر باس کرو۔ وہاں جٹا دھاری ہو تپسوؤں کے بھیس جا بسنے۔ وہ ارن کئے رہنا۔ (اجودھیا کانڈ سرگ شلوک ۳/۷)۔ پھر راجہ دسرتھ سب دولت وغیرہ ساتھ لے جانے کو کہا۔ رامچندر جی نے اُتر دیا۔ کہ اے راجن جب ہم سب بھوگ بلاس چھوڑ کر نِسنگ ہوئے۔ بن کے

کند مول آدمی بھوجن کر جیوینگے۔ تو ہمارے سنگ دھن دولت سینا آدمی کا کون کام ہے۔ اب ہم کو و ج سنگ چلنے سے کیا ہے۔ ہمارے لئے اب ایک پیوں کے پہننے کے لوگ چیر بلکا آدمی چاہئے۔ سو منگئے ہیں جس میں چودہ برس ملک ہمیں بن میں بسنا ہے۔ بیچ میں ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ کند مول کھودنے کے لئے ایک کنتھا (کندال) و ایک شاری چاہئے۔ سو کہئے کہ کیکئی کی داسیاں منگوا دیں۔ ہم بن کو چلے جاویں،، (اجودھیا کانڈ سرگ ۳۷۔ سلوک ۲ و ۴ و ۵) چنانچہ کیکئی نے یہ سب چیزیں خود جلدی جا کر تیار کر دیں۔ یہی کند مول پھل پھول کھانے کا اقرار کر منیوں کی طرح رہنے پر رضامند ہو رامچندر جی گھر سے نکلے ✤

اسی طرح رامچندر جی جب ماتا کوشلیا سے ملنے گئے۔ تو وہاں بھی یہ اقرار کیا اجودھیا کانڈ سرگ ۲۰ شلوک ۲۹ -

चतुर्दशहि वर्षाणि वत्स्यमि निर्जने वने। कंदमूल फलैर्जीवन हित्वा मुनिवदामिषम ॥

کہ اے ماتا میں چودہ سال تک بیابان جنگل میں منیوں کی طرح کند مول اور پھلوں سے اپنا جیون گذارتا رہونگا۔ نہ کہ گوشت سے۔ (کیونکہ وہ راکشسوں کی خوراک ہے) اور ایسا ہی آخر کار اکیانویں شلوک میں بھی لکھا ہے۔ "اس لئے بن کے کند مول پھل۔ آدمی بھوجن کرتے ہوئے چودہ برس نرجن (لق و دق) جنگل میں بسینگے۔،، اس کے بعد جب کوشلیا نے رامچندر جی کے رخصت کے وقت الوداع کہی ہے۔ وہ بھی سُننے کے لائق ہے۔ "،مُنی بھیس دھارن کئے جہاں میں جیتے ہوئے تم کو لے پتر اسب دیوتا سکھدائی ہوں۔ راکشس پشاچ۔ دیب آدمی۔ جتنے کرور کرم کرنے والے و مانس بھکشی ہیں۔ بن میں ان میں سے کسی کا خوف اے پتر تم کو نہ ہو۔ ان کو چھوڑ اور جو دُشٹ جاتی مانس بھوجن کرنے والے بن میں رہتے ہیں۔ اُن سب کے واسطے بھی میں ایشور سے پرارتھنا کرتی ہوں۔ کہ تم کو بن میں نہ ماریں "(اجودھیا کانڈ سرگ ۲۵ سلوک ۱۶ و ۱۷) پھر وہ مقام بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ جہاں رامچندر جی بن کا حال سیتا کو سُناتے اور وہاں کی تکالیف کا ذکر بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں "پھر برکش سے اپنے آپ گرے ہوئے پھل بھوجن کرنے کو تھوڑے بہت ملتے ہیں۔ رات دن انہیں کے بھروسہ سنتوش کر بیٹھنا پڑتا ہے "، پھر پھل بھی من مانے نہیں ملتے کبھی کبھی اپواس بھی کرنا پڑتا ہے "، پھر جتنا ملجائیگا۔ اُتنے ہی سے نرواہ کرنا ہوگا۔ بن واسیوں کو من مانا بھوجن کبھی نہیں ملتا۔ اِس سے بن دکھدائی ہے "(اجودھیا کانڈ سرگ ۸ شلوک ۱۶ و ۱۷) بھردواج اور رامچندر جی کی ملاقات میں لکھا ہے "، پھر دھیرے دھیرے آگے کو بڑھے دیکھا۔ تو مہاتما بھردواج جی اپنے شِشّوں کے سنگ بیٹھے ہوئے تپسیا کرتے اور اگنی میں آہوتی دے رہے تھے۔ اُسی سمے میں رام لکشمن بہت جان کی پرنام کرنے لگے۔ پرنام کے پیچھے اپنے کو بتلایا کہ ہے مُنی راج ہم دونوں مہاراجہ دسرتھ جی کے پُتر ہیں۔ اور رام لکشمن ہمارے نام ہیں۔ یہ جنک کی کنیا ویدیہی ناری ستری ہیں۔ جب ہم بن کو چلے تو یہ بھی پیچھے بن کو چلی آئیں۔ ہمارے پتا جی نے بن واس تو ہمیں کو دیا تھا۔ پر یہ ہمارے بھائی لکشمن بھی برہم درڑھ برت دھارن کو ہمارے سنیہہ (محبت) کے ساتھ آئے۔ اب سب آدمیوں کو پتا ہی کی آگیا سمجھئے۔ جو یہ تو بن کو آئے ہیں۔ یہاں مُنیوں کے جہاں کند مول پھل ہی بھوجن کرتے ہیں۔ مہاراج ہمارا شری رگھوراج کے ایسے بچن سُن۔ مُنی راج نے کُسل پرسن پوچھ جیون دھونے اور پینے کے لئے جل دیا۔ بعد ازاں نانا پرکار کے رس والے پھل

سول آدمی۔ تینوں آدمیوں کے بھوجن کے لئے منگائیے۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۵۲ شلوک ۱۱ سے ۱۸) +

پھر بھرت جی نے جو سوگندیں مہارانی کوشلیا کے سامنے اس بات کے ثبوت کے واسطے کھائی ہیں۔ کہ میری صلاح سے رام جی کو بن باس نہیں ہوا۔ میں بالکل بے قصور ہوں۔ وہاں بھی ان بڑے کاموں کو تفصیل لکھا ہے۔ "جس کی صلاح سے رام جی گئے ہوں اُس کو وہ دوش لگے جو مدیہ مدھو۔ مانس۔ زہر۔ آدمی لہسن دسوؤں کو بیچ بیچ در بدر اکثر کر اُسی سے گرہ دانے وکنٹھیوں کے یا اُن پوش کرنے والوں کو ہوتا ہے۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۷۶ شلوک ۳۸) +

پھر جب بھرت جی رامچندر جی سے ملنے چترکوٹ پر آئے۔ اُس وقت رامچندر جی نے اُن کو جو نصیحتیں کی ہیں اُن میں اتھروید کانڈ ۶ منترا۔ اور منو ادھیائے ۷ سلوک ۵ وغیرہ کے مطابق شکار کھیلنا۔ جوا کھیلنا۔ شراب پینا۔ زناکاری وغیرہ باتوں کی سخت ممانعت کی ہے۔ (اودھیا کانڈ سرگ ۱۰ سلوک ۱۷) +

جب جاوال ناستک بن کر رامچندر جی کو بہکانے لگا تب رامچندر جی نے کہا ہے جاوال جی ہم سے پہلے جتنے برہمن ہوئے سبھوں نے وید کے انوسار شبھ کرم کئے اسی سے پاس تمہارے اب بھی جو برہمن موجود ہیں۔ یہ لوک پرلوک سب چھوڑ کر کلیان کارک یگیہ کرتے۔ اور سنیہ بولتے ہیں۔ تمہاری طرح جھوٹھائی نہیں کرتے۔" اور دھرم سے یکت سجنوں کے ساتھ تحصیلی دان دینے والے سب شبھ گنوں میں سوہان جیو ہنسا رہت نرمل چت ایسے وشیشٹ آدمی منی لوک میں پوجیہ ہیں۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳۶) +

جب ڈنڈکارنیہ میں رام جی نے پرویش کیا۔ تو وہاں رامائن میں لکھا ہے۔ "دد تاما پرسکار کے پھل مول کند آدمی منیوں کے بھوجن کے لئے اکثر ہیں۔ بن کے بڑے بڑے پُن دائک برکش موجود ہیں جن میں اچھی سوادیشٹ پھل لگے ہیں۔" اور جب رامچندر جی وہاں کے رشیوں سے ملے تو اُنہوں نے انہیں کیا دیا۔ لکھا ہے "ان شیلوں نے برہم آنند ہو سوسنی واچین آدمی منگل دایک عمدہ شلوکوں سے پڑھنے لگے۔ بعد ازاں سول پھل لیسب آدمی دیا۔ پھر سندر ستھان رہنے کیلئے بتایا۔" (ارنیہ کانڈ سرگ ۱ شلوک ۵ تا ۱۷)

بھاؤ کا راجہ گوہ جب عمدہ چیزیں لایا تھا۔ رامچندر جی نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس سب کو ہم نے جا یگیہ میں نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم کشادھیر مرگ چرم دھارن کئے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہو اور پھل مول آدمی ہی بھوجن کرتے ہیں۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۵۰ شلوک ۴۴)

جب سوتیکشن رشی سے ملے۔ تو وہاں لکھا ہے "پھل مول ادی بھوجن کر سری رام لکشمن و جانکی جی سوتیکشن سے پوجا پائے۔ رات بھر وہیں سوئے۔ سویرے پراتہ کال جاگے۔ اور سیتل جل سے اسنان کر سندھیا اور اگنی ہوتر کیا۔" (ارنیہ کانڈ سرگ ۸ سلوک ۱ و ۲ و ۳ و ۴)

جس سمیہ رامچندر جی بن باس کو گئے۔ اور دھنش بان کاندھے پر دھارن کر رشیوں کی محافظت کا ارادہ کیا۔ اس کا باعث رامائن میں یہ لکھا ہے "رامچندر جی نے جاوال سے کہا۔ کہ جو پرش وید مرجادا رہت ہیں۔ وے پاپ آچار یکت ہوتے ہیں۔ اسی سے وید سے باہر چلنے کے کارن سجنوں کی سماج میں اُن کا مان نہیں ہوتا۔ پھر آپ کے یہی وچن وید ورودھ ہی ٹھیرے۔ اس لئے سجن لوگ نرادر کرتے ہیں۔"

کلین۔ اکلین۔ بیر و ڈرپوک۔ پوترا اور اپوتر پرش اپنے آچرن سے ہی جان پڑتا ہے جو وید کے انوسار کام کرتا وہ کلین جانا جاتا۔ جو وید ورودھ آچرن کے رکھنے تا سکتا ہے جن نتنے ادمیادہ چال چلن رکھتا وہ اکلین۔ اسی طرح سر۔ ڈرپوک۔ پوترا اور اپوتر میں بھی جانو۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳ و ۴) +

اودھیا کے ورنن میں بالمیک نے سب چیزوں کا ورنن کیا ہے۔ جو اُس وقت موجود تھیں مگر قصاب کی دوکان کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ اور نہ بکرے لٹکتے یا اُن کی گردن مارنے کا کہیں بیان ہے۔ فی الحقیقت اُس وقت اودھیا سورگ ہو رہی تھی۔ شعر

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔ کسے را با کسے کارے نباشد

فساد۔ خون۔ قتل۔ بدمعاشی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ملتا +

مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب

ست دھرم کے مخالف اور ماس اہاری لوگ رامچندر جی کی زندگی پر کلنک لگانے کے واسطے مشہور کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے مرگ مارے ہیں اور شکار کیا ہے علاوہ بر آں اُنہوں نے گوشت کھایا ہے۔ بنا بریں ہم مخالفوں کے تمام اعتراضوں کا کھنڈن کرتے ہیں۔

اعتراض اوّل۔ رامچندر جی نے بن باس کے وقت سوپ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اب پھر کب سریو کے کنارے پشپت بن میں شکار کھیلیں گے۔ و ماتا و پتا سے ملیں گے۔ (اودھیا کانڈ سرگ ۴۹ شلوک ۱۵) +

اُتر۔ شکار کھیلنا بالکل برا نہیں ہے۔ اور خصوصاً اُس وقت جبکہ دُشٹ جنتوؤں شیر بھیڑیا وغیرہ کا مارنا مقصود ہو۔ اور یہ شاستر انوکول ہے۔ مگر بے آزار جانوروں کا مارنا سخت گناہ ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی بھرت جی کو اس کی ممانعت کی ہے۔ اور ہمہ تن خود ہی جانوروں کے مارنے کے واسطے بھی مصروف رہنا اور اُس کو ایک ضروری کام فرض کرنا بھی منع ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی اس سے اگلے شلوک میں فرمایا ہے۔ کہ مجھ شکار کھیلنا ہم کو بہت پریہ نہیں۔ پس اس سے کسی طرح ماس کھانا مقصود نہیں۔ کیونکہ وہ صرف دُشٹ جیووں کے ڈنڈ دینے کے واسطے شکار کھیلتے تھے۔ نہ کہ شکم پرستی کے واسطے یا اپنے [illegible] پر اُلوں کا گورستان بنانے کے واسطے (دیکھو اُسی سرگ کا شلوک ۱۶ و ۱۷) +

اور خود رامائن میں بھی لکھا ہے۔ وہ وہاں جو دُشٹ مرگ پکھیسی تھے۔ اُن کو ڈراتے ہوئے سری رام ایک مہورت بھر میں بمعہ پریاگ منی بھردواج کے پاس جا پہنچے۔" (اودھیا کانڈ سرگ ۵۴ سلوک ۹) +

جنگل میں باس کرنے والے منی لوگ جانوروں کو پالا کرتے تھے۔ نہ کہ بھکشن۔ رامائن کے اسی سرگ میں لکھا ہے "منی راج کے چاروں اور پالتو مرگ و پکھشی اور منی لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے ساتھ رامچندر جی کی پوجا کر بھردواج جی دھرم یکت وچن رامچندر سے بولے۔" (شلوک ۱۹ و ۲۰) +

اعتراض دوم۔ رامچندر جی مرگ مارنے کے واسطے گئے۔ اور پیچھے راون سیتا کو لے گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ہرن مار کر ضرور کھایا کرتے تھے +

اُتر۔ اس مقام پر یا کسی اور مقام پر مرگ کو کھانے کے واسطے مارنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ سونے یعنی (طلائی) کے رنگ کا سنہری ہرن دیکھ کر سیتا کا من للچایا۔ وہ اُس کی شکل پر موہت ہو گئی۔ اور رامچندر کو اُس کے پکڑنے کے واسطے سفارش کی۔ اُس کے شکار کرنے پر اول رام پھر لچھمن دونوں گئے۔ اور جب پکڑا تو معلوم ہوا کہ وہ چھل تھا۔ اصل ہرن نہیں تھا۔ ماریچی نام ایک دیتیہ مایاوی آدمی ہرن کا سوانگ دھار کر پا کمال اوڑھ کر بھرمانے آیا تھا۔ تاکہ راون پیچھے بھگا لے جائے۔ چنانچہ رامائن میں اس مقام پر لکھا ہے۔

इदहिर ह्रो मृग संनिका शं प्रलोभ्य मा दूर मनु प्रया
तम् । हतक घन्वि न्महता श्रकेरा शरा द्व सोभुन्मृय

मा रा गृ व ॥ मन अमेदी नमिह प्र हृष्ट च हृ श्च
सव्य करुते विकारम् । असंशय लक्षमण नास्ति
...ता हृता मृता वा पथि वते ते वा ॥ रामा० अरा
ण्यका सर्ग ५७ श्लो० २२ — २३ ॥

ترجمہ - یہ مرگ روپ راکشس ہم کو للچا کے بہت دور لے گیا تھا - وہاں بڑے
سور (کوسوں) سے جو ہم نے اُس کو مارا تو یہ مرتے سمے پکار اٹھا ہے کہ
میرا من دُکھی ہے - بائیں آنکھ پھڑکتی اور دکا روالی ہو رہی ہے - کچھ ... ہوتا ہے
اے لچھمن کہ اب سیتا وہاں نہیں ہے - کوئی لے گیا - یا مر گئی یا کہیں بھاگ گئی
اور اسی موقعہ پر رامچندر کو فاضل لوگوں نے مطعون کیا ہے - کہ ... اسے دانا
ہو کر کس طرح طلائی ہرن کی بات پر اعتبار کر بیٹھے - چنانچہ ... سے
مصنف وشنو سرما جی کہتے ہیں -

असम्भवं हेममृगस्य जन्म तथापि रामो लुभे मृ
गाय । प्राय समापन्न विपत्तिकालेधि योपि
मामलि नो भवंति ॥

ترجمہ - طلائی یعنے سونے کے ہرن کا ہونا محال ہے - مگر پھر بھی رامچندر جی
لالچ میں آگئے - اِس میں کوئی شک نہیں کہ وپتی کال میں عقلمندوں کی آنکھوں
پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے -

اعتراض سوم - سیتا نے جمنا سے پار اُترتے وقت مانس اور گھڑی شراب
کی ندی میں ڈالنے کے اقرار پر ندی سے پرارتھنا کی ہے - کہ اگر میرا پتی سکھ
پوربک گھر آوے تو میں ایسا کرونگی +

تردید - یہ بات کئی وجوہات سے باطل ہے -

وجہ اوّل - یہ ہے کہ جمنا گنگا دونوں ندیاں جڑ ہیں - اُن کی پوجا اِن پر اتنا ہو
سے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے - اِس کو وہ مانے جو نہیں چیتن یا اِس بُت پرستی اور
دریا پرستی کو جائز جانتا ہو -

وجہ دوم - جب سیتا واپس آئی - تو یہ اقرار ہرگز پورا نہیں کیا گیا اِس واسطے
بھی باطل ہے - کہ کسی مانس اور شراب کے عاشق یا وام مارگی نے یہ شلوک ڈال دیئے
ہیں - ورنہ اِن کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ واقعہ ہؤا -

وجہ سوم - اِس شلوک میں مانس شبد نہیں ہے - اور نہ کسی جانور کے
مارنے کا ذکر ہے - بلکہ شلوک میں تو کو ہرن سرا گٹ ستیتن لکھا ہے - (ایودھیا
کانڈ سرگ ۵۵ شلوک ۱۹ و ۲۰) +

پس مانس کا اِس سے کوئی تعلق نہیں باقی رہی شراب اِس کی تردید رام لچھمن کی بانی
خود موجود ہے - چنانچہ جب ایک دفعہ سگریو نے شراب پی - تو رام لچھمن نے
وہاں اُسے بہت ہی بُرا کہا - بھرت جی نے سوگندوں میں بھی اِس کا کھنڈن
کیا ہے - پس یہ واقعہ ہرگز نہیں ہؤا +

اعتراض چہارم - جب رامچندر جی چترکوٹ میں پہنچے - تو جھونپڑی بنا کر
لچھمن کو حکم دیا - کہ ہرن مار کر لاوے - تا کہ یگیہ کیا جاوے - لچھمن جی اِس ارشاد
کے بموجب ہرن مار لائے - جو پکایا گیا - (از مانس پرچار صفحہ ۵۶) +

اُتر - وہاں تو ایسا نہیں بلکہ اِس کے خلاف لکھا ہے - دیکھو نمبر ۲۷ - ہے لکشمن
ایک مرگ پکڑ لاؤ - اُس کو ہرن سلا (کٹیا) کے دوار پر باندھیں گے - تب واستو
کی پوجا کریں گے - کیونکہ جو لوگ بہت دن جینا چاہتے ہوں - اُن کو چاہئے کہ بنا
واستو کی پوجا کئے اُس میں نہ رہیں +

نمبر ۲۳ - ہے لکشمن اِس سے اتی شگر مرگ لاؤ - سندھیانہ ہونے
پاوے - جیسا کچھ شاستر میں دیا ہوا ہے ویسا دیکھو - جیسے کل کی ریت ہے
ویسا ہون کریں -

نمبر ۲۴ - بھائی کے وچن سُن - لکشمن جی جلدی ایک مرگ لائے - تب
رامچندر جی پھر بولے -

نمبر ۲۵ - ہے لکشمن اِس مرگ کو کاٹ کے پوتر کچھ پھل لاؤ - سو اگنی
میں سماپت ایسے کے ہون کے لئے دیوو - اور تین پھلوں سے واستو
کی شانتی کے لئے ہون کریں - پس سمجھ لیجئے - کیونکہ دھرم ... ہے
... پوجا ہو جاوے -

نمبر ۲۶ - رامچندر جی ... وہ جو ہرن مرگوں کے کھانے
کے ... لائے - ... جلا لکشمن ... +

نمبر ۲۷ - جب ... (سار) ہوتے - پھلوں کی ... جاتی رہی
تب لکشمن جی گرسوں میں ... روپ رامچندر جی سے بولے

نمبر ۲۸ - ہے دیوتاؤں کے سمان روپ والے شری رام - ہرن مرگوں
کے کھانے والے پھل ہم نے لکا لئے ہیں - آپ دیوتاؤں کی پوجا کیجئے - کہ
آپ اِس کرم میں کُشل ہیں +

نمبر ۲۹ - یہ سُن سنان کر جب کرنے میں چتر ایک اور سب منتر پڑھ
پڑھ کر آہوتی دینے لگے - یہاں تک کہ واستو پوجن سماپت ہؤا +

نمبر ۳۰ - سب واستو دیوتاؤں نے آکر پرتکشٹ میں اپنا اپنا بھاگ لیا - اُن کو
دیکھ پرسن چت ہو - رامچندر جی نے اِس کٹیا میں پرویش کیا +

نمبر ۳۱ - اُس سمیہ انہیں ہوم کے بیچے پڑے پھلوں سے بلی وسو دیو وار وور
بلی سب کیا +

نمبر ۳۲ - تِس کے پیچھے جب کر ندی میں پیٹھا وہی پھر سنان کر پاپ ناشن
اور یہ پھر پھلوں سے بلی پروان کیا +

نمبر ۳۳ - پھر اُس پتوں کی کٹیا میں ویدیاں بنائیں - دیوتاؤں کی سہائیا
کی ان کے لئے الگ الگ چبوترے بنا دیئے - جس پرکار کا وہ ستھان تھا - اُس
کے انوروپ چھوٹے چھوٹے ستھان دیوتوں کے بنائے - اور اُن دیوتوں کو
ستھاپن کیا " (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۶) +

پس دیکھئے اِس میں مرگ مارنے اور پھر اُس کے کھانے کا کہاں ذکر ہے - بالکل
نہیں - اگرچہ اِس میں فرضی دیوتاؤں کی پوجا کے آثار پائے جاتے ہیں - جو کسی طرح
بھی جائز نہیں مگر گوشت خوری تو اِس میں ہرگز نہیں - مفصل دیکھو رامائن مطبوعہ
نولکشور ۱۸۹۵ء صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ جس میں بالمیکی کا لفظی ترجمہ موجود ہے +

فارسی جہاہار میں جو فیضی نے رامچندر کی لائف لکھی ہے وہاں لکھا ہے
"تا آنکہ رامچندر در چترکوٹ دہ بند کہ بصورت سنیاسیان برآمدہ لباس از چرم آہو
ساختہ موہبائے تر و لبدہ بر سر دارد و تیر و کمان بدست گرفتہ با لچھمن و سیتا در
بیابان بسر میکردند - و اوقات بہ برگ درختان و گیاہ صحرا و میوۂ جنگل بسر میبردند"

بعض رامائنوں میں اِس جگہ پاٹھ بھید ہے - اور خصوصاً مطبوعہ بمبئی میں اور
شاید اُس سے چھپا کر جارک یا مانس پر پورنک صاحبان کچھ تبدیل کر کے
گوشت خوری سیدھ کرنا چاہیں بنا برآں ہم بوجوہات ذیل اُن کی تردید کرتے ہیں

وجہ اوّل - بفرض محال اگر اُنھوں نے ہرن ہون کے واسطے مارا اور پھر خدا کھوا سے کھایا - حالانکہ یہ ثابت نہیں تو اُن کا فعل خود اُن کے زیر دست اقراروں کے خلاف ہے جو وہ ماتا کوشلیا اور کیکئی اور دشرتھ اور بھردواج وغیرہ کے سامنے دینی ہوش و حواس میں کر چکے ہیں - اور رامائن میں یہہ بھی بیسیوں مقاموں پر لکھا ہے - کہ دوسب برتجبہ تھے - (دیکھو ارنیہ کانڈ سرگ - اشلوک ۱۸ و ۱۹)

وجہ دوم - اُن کا ایسا کرنا رشیوں مُنیوں اور سوتر کاروں کے خلاف ہے - کاتیائن جی لکھتے ہیں -

श्राहवनीय मां स प्रति षधः ॥

کہ ہون کی اگنی میں ماس ہرگز نہ ڈالنا چاہئے - اور اشولائن رشی فرماتے ہیں - کہ ہون کی سامگری ماس نہیں ہے -

وجہ سوم - اِس سرگ میں صاف ذکر ہے - کہ اُس جگہ پھل مول کند بہت زیادہ تھے - دیکھو (شلوک ۹ - ۱۴ تک) پس اوراُن لوٹنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی +

وجہ چہارم - دیوتاؤں کی سیوا بنانا یعنی بُت پرستی جو گوستوری سے بھی سخت گناہ ہے وہ بھی اِس سرگ میں اُن کے ذمہ عاید کیا گیا ہے - حالانکہ اُس وقت اِن بتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا - اور سب سے بڑھ کر واستو یعنی گرہ او بسشٹ دیوتا کی پوجن خود وید کے خلاف ہے - پس کسی طرح یہ بات جائز نہیں ہو سکتی - اور رامچندر جی کے سچے اور ست وادی ہونے کے کارن یہہ الزام سراسر باطل ہیں +

وجہ پنجم - اور بیسیوں جگہ رامچندر جی جھونپڑی بنا کر رہے - مگر اِس خرابی کا کہیں ذکر نہیں - یا تو رسب جگہ باپی رہے اور یہاں دھرماتما - اور یا اور سب جگہ دھرماتما اور یہاں پاپی - مگر بات یہ ہے کہ وہ در حقیقت دھرماتما تھے - کسی بام مارگی نے یاٹھ بھیہ کر دیا ہے - اور صحیح وہی ہے - جیسا کہ خود رامچندر نے سرگ - اسلوک ۱۲ میں لکھا ہے کہ ماس کھانا راکھسوں اور دُشٹوں کا کام ہے - آریہ لوگوں کا نہیں علاوہ ہریں مہابھارت میں جو ویدوں کے ماننے والوں اور ست کے برو ویا جاؤں کی فہرست درج ہے - جنھوں نے تمام عمر نہ تو گوشت کھایا - اور نہ مدہ پان وغیرہ ڈرا چار میں پھنسے - اُن میں بھی ہمارے راج رشی رامچندر جی کا نام مبارک موجود ہے -

اعتراض پنجم - بھردواج نے جو بھوجن بھرت جی کی فوج کو دیا - اُس میں ماس و شراب موجود تھا +

اُفسوس ہے کہ وہاں فوج کی مہمانی میں اِن دو باتوں کا ذکر ہے مگر وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اندر کی تمام ستریاں اور برہما کی تمام ستریاں اور دستوکرماں - دیدیلتا - کوبیر یم راج - اندر وغیرہ سب کا آواہن کر کے بُلایا - تمام دُنیا کی ندیوں کو وہاں بُلایا اور سب سے عجائب بات وہاں یہ لکھی ہے - کہ وہ جنگل جو اُتر کورو دیس میں ہے جن کے درختوں میں خوبصورت ستریاں ہی پھل لگتی ہیں - اُن کو سے بیتوں کو بلاتے ہیں غرضکہ تمام بن - پربت - سمندر - ندیاں وہاں بلائی گئیں - ایک ایک آدمی کی خدمت کو ۱۵-۱۵ عورتیں مقرر کی گئیں - غرضیکہ ایسی ایسی اندھیر کی باتیں اِس سرگ میں لکھی ہیں جو ساری کی ساری کرامات ہوئیں - مفصل دیکھو (سرگ ۹۱ - ایودھیا کانڈ شلوک لے سے ۸۸ تک) پس جو اِن تمام کرامات اور بیہودگیوں پر یقین کرے - وہ اِن سب اسنبھو باتوں کو ماننے اور عقل کو فارخطی دے - اُس کا اختیار ہے کہ کسی کو ماس آہاری کہے بنا بریں یہہ سارا فسانہ بیہودہ ہونے سے قابل اعتبار نہیں - مگر باوجود اِس قدر کرامانی بیانات کے بھرت و رامچندر کے ماس کھانے کا یہاں بھی ذکر نہیں - پس ہم تو اِن مہاتماؤں کی زندگی بتلاتے ہیں - نہ کہ اور خدا ئیگار وں کی +

اعتراض ششم - رامچندر جی نے بنا ارادہ ہرنوں اور راکھسوں کو کیوں مارا -

اوتر - ایسا ہرگز نہیں کسی کو بلا ارادہ نہیں مارا - خود رامائن میں بھی اِس کی وجہ لکھی ہے کہ رشیوں نے رامچندر جی کو کہا کہ کچھ بات بناوٹ کی نہیں کہتے - آپ یہاں آیئے دیکھئے کہ مہاتما رشیوں کے ہاڈ پڑے ہیں - جن کو راکھشوں اور جنگلی لوگوں نے مار مار کر کھا لیا ہے - سو اکثر جو منی لوگ پمپا ندی سے لیکر مندا کنی کے کنارے تک کے بنوں میں بستے ہیں اور جو چترکوٹ پربت پر بستے ہیں - انہیں لوگوں کا ناش یہہ راکش لوگ کرتے ہیں (دیکھو سرگ ۶ - ارنیہ کانڈ شلوک ۱۶ و ۱۷) اِسی لئے رامچندر جی نے اِن دُشٹوں کے مارنے کا ارادہ کیا -

مرگ کے معنے تمام جنگل کے پشو ہیں - صرف ہرن نہیں - بلکہ شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ سب اس میں شامل ہیں - چنانچہ یہہ بات کسی سنسکرت دان سے پوشیدہ نہیں - رامائن میں جہاں راکشسوں کا ورنن لکھا ہے - وہاں صاف صاف بیان کیا ہے کہ ماس آہاری لوگ تھے - تقریباً دو تین سو جگہ رامائن میں ماس آہاری کو راکشس لکھا گیا ہے خود راون کی تعریف میں بھی ایسا ہی لکھا ہے - اُس کے مرتے پر کئی پشوؤں کا بدھ کیا گیا - (دیکھو لنکا کانڈ سرگ ۱۳ اشلوک ۱۱۷) پس درحقیقت ماس کھانا یا پشوؤں کو کھانے کے واسطے مارنا راکشسوں کی ودھی ہے - راون کے کاموں اور راکشسوں کے فعلوں سے ہمیں کچھ غرض نہیں وے تو بیشک شاستر وکت کرم نہیں کرتے - بلکہ شاستر کے خلاف ہمارا مطلب تو رامچندر جی کی لائف بیان کرنے سے ہے - کہ اِس یوبراج رشی نے کہیں بھی ماس نہیں کھایا - علاوہ ازیں راکشسوں کا بھوجن بتلایا ہو - چنانچہ ہم آخری ایک واقعہ سُنا کر ختم کرتے ہیں +

حاشیہ - اِس میں پاٹھ بھید درست ہے - اور اُتر کانڈ تو بالاتفاق پیچھے سے کسی نے تصنیف کر کے ملا دیا ہے مانی ہے جیسے کانڈ اُس بھی ملا لیا اور دو سرگ کہتے ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں ایک تو ایودھیا کانڈ میں دیکھو صفحہ ۸۸ - ۸۹ اور ۵۵ جیسے رتبہ کانڈ میں دیکھو صفحہ ۵۵ مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۶ء گنگا اوتری کا سرگ بھی تلسی داس کے وقت موجود نہیں تھا - کیونکہ بھرا رامائن چترکوٹ سے تلسی داس کی لکھی ہوئی برآمد ہوئی ہے اُس میں اصل نہیں - بال کانڈ سرگ ۳۹ - ۴۴ تک) اور سندر کانڈ مرمری و رُوپ ثابت ہیں خود رامائن لکھنؤ میں جو لکشمی پریس کی چھپی ہے ۱۸۸۹ء میں اُس کے سندر کانڈ کے ۱۲۸ اسرگ ہیں - اور جو بمبئی میں طبع ہوئی ہے اُس میں ۱۳ ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کلکتہ اور بمبئی والی میں بہت فرق ہے - اشلوکوں کا تو اکثر جگہ فرق ہے جو کئی جگہ ثبت کیا گیا ہے جو کسی طرح قابل اعتبار نہیں - رامچندر جی نے دسہرا دریں تک طرح کہ لنکا کانڈ سرگ ۱۲۸ اشلوک ۹۵ و ۱۰۲) گیہہ کرت دس ہزار سال کی حکومت کی - زیادہ بھیک یا بہرا رسال تک ایک پاؤں پر کھڑا تپسیا کرتا رہا - راون و شہزادہ اپنا سر کاٹ کاٹ کر اگنی میں ڈالتا رہا اور لیسے دس سروں کو باری باری آگ میں جلاتا رہا - اِس سے بہت ساحال کیا - (اُتر کانڈ سرگ اشلوک ۳ - ۱۲ تک) ایودھیا کانڈ سرگ ۳ اشلوک ۹ و ۱۰ و ۱۲ میں رامچندر جی کی زبانی پتا کو متوکل درکا می بیان کیا ہے - اور بال کانڈ سرگ ۴۴ و ۹ میں گوتم اور اہلیا کی حقیقت ایک ایسا بیہودہ افسانہ لکھا ہے اور اِسی طرح بال کانڈ سرگ ۴۸ میں سمندر کو کی بھی محض بیہودہ کہانی ہے اور جو کوئی سارا مام مہارگ ور مہد کی ٹیکا کا اثر دیکھنا چاہتے تو مہربانی کر کے بال کانڈ سرگ ۱ اشلوک ۳۴ و ۳۴ کو ملاحظہ کرے - اور مادی السطر میں کرتی ہو اس سے تو اِس کا صاف معلوم ہو جائیگا - کہ سارا استو مسودہ پر کرن بالکل بناوٹی ہے - کیونکہ رتی پتر نگ کو وہ راجہ روم پاد کے ملک میں صرف بُتر اُپتی کے واسطے لائے تھے - دیکھو (سرگ ۱۰ شلوک ۵ سے ۱۳ تک) اور اس کے معانی ملاحظہ فرمائے - ہرگز اشلوک ۲ و ۳ وغیرہ میں بالکل تعلق نہ ہونے کے اسومیدہ کا اخلاق کے برخلاف ذکر چھوڑ دیا - ایودھیا کانڈ کے سرگ ۷ اشلوک ۱۷ وغیرہ مدت کے بعد ڈالے گئے اور اسی طرح سرگ ۱۰ اشلوک ۲ بھی بعد میں اور مام مارگ کے جیسے ڈالے گئے - کس طرح ممکن ہے کہ رامچندر کی زندگی سارا بام مارگیوں نے چھوڑا - سب کلام کو بگاڑنے کی کوشش نہ کی ہو - صدہا جگہ ایسی باتیں کر کے وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم پھل مول وغیرہ کھاتے رہے ایسی اور سب ظاہری اور سوچنے سے تعلق باتیں ملا کر رسالہ محمود ستہ رہنہ ۔ بیہودہ و فضول باتیں - مدہ پیا دین کہ آتما وغیرہ لیتے انہ وید اکثر میں کچھ فرق نہیں ہوتا - ناظرین صرف غور کر کے راج رشی بام مارگ سے نکلکر سیدھے دھرم کے پرچار میں سب یہہ بھول +

کرسچن مت درپن

دیباچہ

انسان [illegible] آنکہ حیوانات کی طرح [illegible] بلکہ [illegible] عقل [illegible] کرتا ہے جو [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] [illegible] کہتا ہے [illegible] [illegible] حقیقت کے [illegible] [illegible] بارے میں [illegible] کرتا ہے [illegible] کے حاصل [illegible] پہنچنے کی [illegible] [illegible] [illegible] کسی قسم [illegible] [illegible] کا بھی [illegible] وہ [illegible] بلکہ چھپا ہوا دھوکا [illegible] اصلی غرض [illegible] جہنم میں [illegible] دنیا میں [illegible] جانا ممکن [illegible] دھوکا کھا سکتے ہے [illegible] اس کی مثال [illegible] رکھتے ہوئے عقل اور آنکھوں کی موجودگی میں ہم اندھا دھند کسی کی [illegible] کریں [illegible] ہم اپنے اعمال کے [illegible] وار ہیں ۔

جب ہر ایک مذہب اور عقل بلکہ قانون قدرت کے رو سے بھی ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں تو پھر کیوں سوچ بچار کر کام نہ کریں کیوں آنکھیں موند کر پاؤں رکھیں جس سے چاہ جہالت و ضلالت میں گر پڑیں سب سے اول اندیش و آنکھیں [illegible] آریہ [illegible] دنیا میں بہت سے مذہب ہیں اور سبھی اپنی طرف دعوت کرتے ہیں ازانجملہ ایک عیسائی مذہب ہے جس کی بابت ہم اس کتاب میں تحقیقات کرینگے ۔

ہم اپنے مہربان عیسائی بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے دست بستہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری عرضداشت کو تعصب کی نگاہ سے نہیں بلکہ انصاف و صداقت کی آنکھ سے دیکھیں معقولیت کو مدنظر رکھ کر منطق لو مرادیں اس کتاب کے پڑھتے وقت فلاسفی کو دل سے بھلا ندیں ۔ سائنس اور طبیعیات کو اپنے کانشنس (جو بائبل جو پیدائش کا حامی ہے) سے کنارہ نہ کر دیں کیونکہ ہم اور آپ بھائی ہیں ۔ آریہ سنتان ہیں مدت کے بچھڑے ہوئے ملے ہیں دھرم کا اختلاف جو درحقیقت بڑا سخت اختلاف ہے کیا اچھا ہو ۔ اگر صداقت کے پابند ہو خود غرضی کو چھوڑ علم و عقل سے کام لے قوت فیصلہ کا استعمال کریں ؟ ممبران آریہ سماج بصدق دل حاضر ہیں کہ اسے کو چھوڑ دیں مگر کیا آپ لوگ بھی کسی طرح مستعد ہو سکتے ہیں کیا گلیلیو وغیرہ فلاسفروں کے دکھ دینے والے ناپاک خیال آپ کے دل سے ابھی تک نہیں بھولے ۔ جو مذہب جیسی معقول چیز کو نامعقول پیمانوں سے ناپتے ہو لہذا فلاسفی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہو ۔ یہ بات انصاف سے بہت بعید ہے ۔

ناظرین ! اپنی برسوں کی تحقیقات آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے مطلب راستی کا اظہار کرنا کرانا ہے کسی کا دل دکھانا نہیں بائیبل کے متعلق مدتوں کی محنت جو ہمیں لابھ (فائدہ) ہوا وہ سب آپ کی نذر ہے ۔ جگت پتا پرماتما اسکو سرد تعبیر کرے تاکہ راستی کا پرکاش اور راستی کا ناش ہو ۔

باب اوّل

مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ یوسف نجار کا بیٹا تھا

جس طرح ہم ماں باپ سے پیدا ہوتے ۔ حمل میں رہتے ہیں ۔ ہمارے ماں باپ شادی کر کے خلوت کرتے ہیں مدت معہودہ کے بعد حمل سے باہر آتے ہیں ۔ بیٹے ۔ کھیلتے کودتے ہیں جس طرح ہم بالک سے جوان ۔ جوان سے بوڑھے ہوتے اور آخر مر جاتے ہیں ۔ یا بعہد جوانی جرم کرنے [illegible] ہوتے مصلوب پھانسی یا تلوار سے گلا کٹا لیتے ہیں یہی حال مسیح کا ہے ۔ مسیح آسمان سے نہیں گرا اور نہ زمین سے پھوٹ نکلا ۔ بلکہ مسیح نطفہ یوسف سے اُس کی عورت مریم کے [illegible] بغیر کر مدت مقررہ کے بعد مقام مخصوص سے برآمد ہو کر دو دھ پیتا رہا ۔ اور صرف وہ ایک ہی اس [illegible] سے پیدا نہیں ہوا ۔ بلکہ اور بھی بھائی اسکے اسی مریم کے حمل سے پیدا ہوئے ۔ تمام [illegible] انکا بیٹا کہلاتا رہا ۔ مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے اُسے خدا کا بیٹا مانتے ۔ اور مریم کو یوسف سے نہیں بلکہ باکرہ ہونے کی حالت میں روح القدس سے حاملہ مانتے ہیں ۔

واضح ہو کہ عیسائی اگرچہ اُس کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں ۔ مگر مریم کو خدا کی زوجہ اور یوسف کو خدا کا رقیب نہیں جانتے ۔ بلکہ عموماً اصطلاح میں اُسے معقولیت کے برخلاف صرف ایمان کے طور پر خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور درحقیقت اُن کا ایمان یہی ہے کہ باپ قادر مطلق ۔ بیٹا قادر مطلق روح القدس قادر مطلق اور ان سب کی بنیاد مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا ہے کیونکہ اگر وہ کنواری سے پیدا نہیں ہوا تو خدا کا بیٹا بھی نہیں اور گناہ سے پاک بھی نہیں اور دنیا کا شفیع بھی نہیں ہو سکتا ۔ اگرچہ عیسائی عموماً و پادری لوگ خصوصاً اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح کنواری سے پیدا ہوا اور یہی ماننا اُن کی نجات کا باعث ہے اور اسی کی ہر روز ہزاروں عیسائی بازاروں میں وعظ کرتے ہیں مگر افسوس کہ جہاں تک ہم بائیبل کو دیکھتے ہیں اس بات کا پتہ نہیں ملتا ۔ اب عیسائیوں کے پاس سب سے بڑا ثبوت (درحقیقت عیسائی دین کی بنیاد) یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوائیل رکھے گی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ۔" (متی کی انجیل باب ۱ ۔ آیت ۲۲ و ۲۳)

اب پڑتال کرنی چاہیئے کہ وہ پیشگوئی جس کا متی نے حوالہ دیا ہے کہاں درج ہے اور کس نبی کی ہے ۔ پادریوں نے جو اس کا فیصلہ کیا ہے اور فرنس میں لکھا ہے وہ یہ ہے (یسعیاہ ۷ ۔ ۱۴) اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا لکھا ہے ۔ اصل عبرانی بائیبل میں یہ عبارت ہے ۔

(۱۴) ۔ اجمس سمن ادونائی ہیوالاخم اوت تہس ہا علماہ ہاراہ و یلدث بین وقارات شمو عمانوائل ۔

(۱۵) ۔ حماہ دویش یواکل لدع توما اوص باریع وباحور بطواب

(۱۶) ۔ لطرم مدع ہن سوما اوص بلرع وباحور بطواب تعاریب ہا ادماہ اشر انا و قاص مضنی شنی ملاخیہا ۔ دیکھو یشعیاہ باب ۷ ۔ آیت ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

ترجمہ (۱۴) ، باوجود اسکے کہ خداوند تم کو ایک نشان دیگا ۔ دیکھو نوجوان حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی ۔ اور اُس کا نام عمانوائیل رکھے گی ۔

× اور پادری اینک جویل صاحب نے بھی اپنی کتاب وتا پرکاشا میں یشعیاہ ۷ و ۱۴ کو مسیح کے حق میں لگایا ہے ۔ دیکھو ان کی کتاب صفحہ ۲۷ مطبوعہ ۱۸۸۳ء اور یہی شہادت پادری سمتھ ولیم لور صاحب نے ست مت پرکاشا میں دی ہے دیکھو صفحہ ۳۶۵ سنہ ۱۸۹۳ء)

(۱۵) وہ دہی اور شہد کھائے گا جس وقت کہ وہ بُرا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پاوے ✦

(۱۶) پر اُس سے آگے کہ یہ لڑکا بد ترک کرنے اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پاوے یہ زمین جسے تو بیزار کرتا ہے اپنے دونوں بادشاہوں سے چھوڑی جاویگی ✦

یہ پیشگوئی کئی وجوہ سے مسیح کے حق میں ثابت نہیں ہو سکتی ✦

وجہ اول۔ عبارت کے اوّل و آخر میں خیال کرنے سے صاف واضح ہے۔ کہ یہ کس کے حق میں ہے اس باب ہفتم کے شروع سے آخر تک کا خلاصہ یہ ہے کہ آخز بادشاہ یہودیہ پر چڑھ بادشاہ اسرائیل اور شاہ ارام نے فوج کشی کی۔ پر فتحیاب نہ ہوئے۔ پھر شاہ یہودیہ کو خبر ہوئی کہ شاہ ارام افرائیم اور رملیاہ کے بیٹے کو ساتھ لیکے فوج بڑھاتا ہے یعنی دوبارہ فوج بڑھا کر پھر حملہ کریگا۔ اُس وقت شاہ یہودیہ اور اُس کے لوگوں کے دل کانپ گئے تب خدا نے اُس وقت کے نبی حضرت یسعیاہ سے فرمایا کہ تو یہودیہ کی تسلی کر۔ اور اُسے کہہ کہ ہوشیار ہو اور ٹھہرا رہ۔ تیرا دل نہ گھبراوے اور ان دھوئیں والی لکڑیوں سے مت ڈر کیونکہ جو تیرے خلاف مشورت کرتے ہیں اُن کے منصوبے کو پائیداری نہیں۔ بلکہ ایسا نہ ہوگا۔ پھر خداوند نے یسعیاہ نبی سے کہا کہ شاہ یہودیہ سے کہو کہ اپنے خدا سے کوئی نشان مانگ۔ اُسنے مانگنے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں خداوند کو نہیں آزماتا۔ اُس پر یسعیاہ نبی نے کہا باوجود اسکے (یعنی نہ مانگنے کے) خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو کہ ایک نوجوان عورت حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوائیل رکھے گی۔ وہ لڑکا دہی اور شہد کھایا کریگا یعنی یہ اوسکی خوراک ہوگی اور اُسکے ہوشیار ہونے سے پہلے یہ دونو بادشاہ تیرے مخالف غارت ہو جاوینگے (باب ۷ آیت ۱ سے ۱۶ تک)۔

وجہ دوم۔ یہ لڑکا جسکے پیدا ہونیکی یسعیاہ نبی نے خبر دی تھی انہیں دنوں میں پیدا بھی ہو گیا تھا اور اُس کا پیدا ہونا اُسی کتاب کے اگلے باب سے اُنہیں ایام میں ظاہر ہے (دیکھو یسعیاہ کی کتاب باب ۸ آیت ۳ و ۴۔ اور باب ۹ آیت ۶ و ۷) معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسعیاہ نے اپنی عورت سے وہ لڑکا پیدا کیا۔ جیسا کہ لکھا ہے "باہلیہ خود نزدیکی کردم او حاملہ شدہ پسرے را زائید" (۸/۳)

ترجمہ میں نبیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی۔

اس پر خود پادریوں نے فارسی میں یسعیاہ کی کتاب باب ۷ آیت ۱۶ لکھا ہوا ہے۔ جو بالکل اُسی گذشتہ لڑکے کے متعلق ہے (دیکھو بائیبل صفحہ ۷۳۶ مطبوعہ ۱۸۸۳ع) اور اُسی لڑکے کی بابت آگے چل کر بائیبل میں لکھا ہے "وہ ہمہ سلاح پہلوانان در ہنگامہ رزم و لباسہائے غریق خون۔ سوختہ لقمہ آتش گردید۔ زیرا کہ برائے ما طفلے زائیدہ شد۔ و فرزندے بما بخشیدہ شد۔ کہ حکمرانی بر دوش او خواہد بود۔ و افزائش حکمرانی و سلامتی وے انتہا نیست بر تخت داؤد۔ و بر سلطنتش تا آنرا بانصاف و نیکوکاری از حال تا ابد الآباد مقرر و پائیدار نماید" (یشعیاہ باب ۹ آیت ۵ و ۶)

ترجمہ۔ جنگ میں گھبرائے (اسلاح) پہنے ہوئے لوگوں کے سب ہتھیار اور کپڑے جو لہو سے سزاوار ہوں۔ جلانے کے لئے آگ کا ایندھن ہونگے۔ کیونکہ ہمارے واسطے لڑکا پیدا ہو گیا ہے جہانتک ہمکو [illegible] ترجمے ہوئے ہیں ان سب میں ایسا ہی ہے چنانچہ دیکھو بائیبل ناگری مطبوعہ ۱۸۹۶ء خاص شہر لنڈن میں اسی طرح لکھا ہے باب ۷ آیت ۱۶ کیونکہ اُس لڑکے کے بدی کو تیاگ کرنے سے اور بھلے کو چن لینے کے گیان سے آگے وہ بھومی جسکے دو راجاؤں کے کارن تو وہ کھٹت ہے اوجاڑ ہو جائیگی اور باب ۹ آیت ۵ میں ہے کیونکہ ہمارے لئے ایک بالک اوتپن ہوا اور ہمیں ایک پتر دیا گیا جسکے کاندھے پر راج ہوگا اور وہ اس نام سے کہلایا جاویگا۔ [illegible] شانتی کا راجکمار اور اُسکی [illegible] شمنوں سے ظاہر ہے کہ یہ خبر اُسی وقت اور انہیں ایام میں پوری ہو چکی تھی کسی آئندہ وقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں

ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا کہ حکمرانی اُسکے کاندھے پر ہوگی اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت پر اور اُسکی مملکت پر آج سے لیکے ابد تک بندوبست کریگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قائم رکھے گا"۔ اسی پر پادریوں نے ریفرنس دیا ہے یسعیاہ ۷/۱۴ (دیکھو صفحہ ۷۳۷ لودہیانہ ۱۸۸۳ع)

وجہ سوم مسیح کے پیدا ہونے سے آخز بادشاہ کو کیا فائدہ تھا۔
اور اُس جنگ اور گھبراہٹ کے موقعہ کو مسیح کی بشارت سے کیا تعلق تھا۔
اور آخز بادشاہ اور مسیح کا باہمی کیا تعلق تھا۔
کیونکہ وہ بادشاہ مسیح سے ۷۴۰ برس پہلے ہو چکا ہے۔ جب کہ مسیح کے والدین بھی صفحہ ہستی پر موجود نہیں ہوتے تھے

اور یہ تو بطور ظاہر آتی ہے کہ اُسی وقت کا حزقیاہ بادشاہ اس لڑکے کا مصداق ہے کیونکہ وہی حضرت داؤد کی چودھویں پشت میں تھا اور اُسی کو [illegible] اور اُسی پر آسکے لئے بقول بائیبل کے انہیں دنوں میں الہام ہوا تھا؟

پادری ہربائی [illegible] اسکاٹ صاحب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (متی ۱/۲۲) یہ نبوت یسعیاہ نبی سے آخز بادشاہ کے وقت میں ۷۴۰ برس پیشتر مسیح سے لکھی گئی (دیکھو یسعیاہ ۷/۱۴) اُن دنوں صور اور اسرائیل کے بادشاہ ملک یہودیہ پر لڑائی کے لئے چڑھنے والے تھے اور آخز یہودیہ کے بادشاہ سے مدد چاہنے ہی کو تھے کہ یسعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا تعالیٰ سے ایک نشان مانگ جس سے معلوم ہو کہ وہ بچے بچاؤ کے لیکن آخز نے نہ مانگا تب یسعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا آپ تجھے یہ نشان دیگا یعنی ایک کنواری حمل سے ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوایل رکھے گی اب اس مقدمہ کی صداقت پر غور کیا جاوے کہ پہلے معنے اس نشان کے یہ ہیں کہ اُس وقت کے یہودی صور اور اسرائیل کے بادشاہوں سے بچینگے اور ہرچند پہلے معنے صرف یہی ہیں۔ مگر دوسرے معنے یہ بھی نکلتے ہیں کہ یہ نشان یسوع مسیح سے مراد رکھتا ہے۔ جو کنواری سے پیدا ہوا اور عمانوایل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے اور جو ہمیں اپنے دشمنوں سے بچاتا ہے لیکن جو کوئی سمجھے کہ یہ دوسری مراد اُس ثبوت سے نہیں نکلتی تو یہی اُس کی تشریح ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُس لڑکے کے حق میں جو کی صورت کہا تھا۔ وہ یسوع کے تولد ہونے سے سب مطابق ہے یعنی مطابقت کی رو سے پورا ہوا کہ ایک بات کا بیان ہوا اور دوسری بات اُس کی مانند وقوع میں آئی (متی ۱/۲۳) یسعیاہ نبی کے بیان سے اُسکا ظاہر مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ خدا اُن لوگوں کا حافظ و ناصر ہوگا۔ لیکن اغلب ہے کہ اس مقام پر ایک افضل معنے نکلتے ہوں کہ خدا مجسم ہو کر ہمارے درمیان موجود ہے۔ ہرچند یسوع کی الوہیت صرف اس نام سے ثابت نہ ہو تو بھی اگر ہم غور کریں کہ متی کس قرینہ اور کس موقعہ پر اُسکا ذکر کرتا ہے تو ایک دلیل بیشک اُسکی الوہیت کی نکلتی ہے" (دیکھو تفسیر صاحب موصوف بر انجیل متی مترجمہ صفحہ ۲۵ مطبوعہ الہ آباد) اب ایک بات غور کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یشعیاہ باب ۹ آیت ۶ میں ایک ٹکڑہ باقی ہے جس کا ترجمہ اردو بائیبل میں یہ کیا گیا ہے "عجیب مشیر خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ"

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ جس لفظ کا ترجمہ خدائے قادر کیا گیا ہے وہ اصل عبرانی کی بائیبل میں ایل گبور ہے جسکے معنے ہیں سردار زور آور نہ کہ خدائے قادر (دیکھو ولیم ہومیر صاحب کی لغات عبرانی صفحہ ۵۹ اور اردو بائیبل مطبوعہ ۱۸۷۰ء مرزاپور [illegible] حزقی ایل ۳۱ باب ۱۱ آیت۔ اس میں یہی عبرانی گبور کا لفظ کا ترجمہ پہلوان کیا گیا ہے اور [illegible] خود بائیبل میں بھی یہ لفظ بہت مرتبہ انسان کے واسطے آیا ہے۔ غور سے دیکھو بائیبل عبرانی کے مقامات ذیل کو)

پیدایش ۱۸/۱۱ میں سارہ نے ابراہیم کو کہا۔
خروج ۴/۱ میں خدا نے موسیٰ کو کہا۔
زبور ۲/۱۲ میں حاکموں کے لئے بولا گیا۔
جبرائیل اور گبرائیل لفظ بھی اسکے ہم معنی معلوم ہوتا ہے ارامیوں اور عبریوں میں گبر اور عربی میں جبر ایک ہیں گبرائیل کے الف لام سے ایل گبور سمجھا ہے۔ پس اسکا ترجمہ سردار زور آور ہے یعنی خدائے قادر

دوسرا لفظ جس کا ترجمہ ابدیت کا باپ کیا گیا ہے وہ عبرانی میں ابی عد ہے اسکے معنے ابدیت کا باپ نہیں کیونکہ عد کے معنے وقت کے ہیں اور اسی کے قریب عربی کا عہد ہے اور ابی کے معنے باپ کے ہیں جسکے قریب عربی اب ہے اور ابی الو بھی اس معنے میں آئے ہیں۔ مگر یہودی محاورہ میں باپ مربی کے واسطے آتا ہے۔ پس معنی ہوئے وقت کا مربی۔

اب ہو دراغور سے دیکھا جاوے تو بائیبل کا جاننے والا آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ساری صفات حزقیاہ بادشاہ میں موجود تھیں یعنی عجیب مشیر سردار زور آور وقت کا مربی۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ کیونکہ اسکو عجیب فتحمندی ہوئی اس کے مقابلے میں شاہ اسور کی ایک لاکھ پچاسی ہزار فوج بغیر لڑائی کے مر گئی اور شاہ اسور بھاگ گیا مفصل دیکھو سلاطین کی کتاب ۲ باب ۱۹ آیت ایک سے ۳۶ تک اور دیکھو سلاطین ۲ (۱۸/۱۶)

وجہ چہارم وہ لڑکا جسکے پیدا ہونے کی خبر دی گئی جسکی بابت آحاز کو خوشخبری دی گئی تھی وہ انہیں دنوں میں پیدا ہو کر جوان ہوا اور کچھ عرصہ بعد کامیاب ہو کر یہودیوں کو سلامتی دیکر عظیم الشان فتح پالینے کے بعد عرصہ دراز تک مر بھی گیا (دیکھو سلاطین ۲ باب ۲۰ آیت ۲۱)؟

اب کنواری حاملہ ہوگی۔ اس لفظ کی تحقیقات ضروری ہے اور اسی پر عیسائیوں کا مدار ہے اسکو ذرا زیادہ غور سے دیکھو۔ اصل لفظ یسعیاہ کی کتاب میں علما ہے جس کا ترجمہ پادریوں نے بپاس خاطر مسیح کنواری کیا ہے۔ ہمارے ناواقف بھائی جو بکی بدولت جادۂ راستی سے پھسل کر مسیح داس اور عیسے پیران بن گئے۔ افسوس

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے علما کے معنی ... بالغ لڑکی کے ہیں (دیکھو لغات عبرانی ولیم ہوپر صاحب کی صفحہ ۶۹)

کنواری کے واسطے عبرانی میں لفظ بتولا ہے (دیکھو وہی لغات صفحہ ۵۹)

پروفیسر رابن سن صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ علما ولین یا اس عورت کو کہتے ہیں جسکی نئی شادی ہوئی ہو اور اس پروفیسر نے اپنے اس قول کے ثبوت میں یونانی زبان کے مشہور و نامی شاعر ہومر کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے اور پروفیسر مذکور کا خیال ہے کہ آیات مذکورہ بالا میں نبی کا لفظ علما سے نوجوان زوجہ کی طرف اشارہ ہے (دیکھو کنٹو سائکلو پیڈیا روس کیتھلک)

(و روِلیم گزینیس صاحب جنہوں نے زبان انگریزی میں لغت عبرانی کے بیان میں کامل تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے فرماتے ہیں کہ علیم صیغہ مذکر ہے۔ اسکے معنے جوان بالغ قابل شادی کے ہیں دیکھو ان کی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۸ء)

سموئیل ۱ باب ۵۶/۱۷ میں یہی لفظ ہے وہاں بھی معنے لئے گئے ہیں علما اسکی تانیث ہے اسکے معنی ہوئے لڑکی جوان خاتون ۔ عورت ۔ قابل نکاح اور یہی معنی علما کے فرستیلہ زبری یونانی اور ترجمہ اکویلا اور تھیوڈوشن سیمکس میں کئے گئے ہیں جو کہ پہلے کئے ۔

اس لفظ کے پادریوں نے مسیح کو کنواری سے ثابت کرنے کے لئے تاکہ کہیں معجزہ نہ چلا جائے اور یوسف کا بیٹا نہ ٹھہر جائے) بائیبل کے سب مقامات لو بپاس خاطر عیسائی دین کے بدلکر سب جگہ ترجمہ کنواری کر دیا۔ حزاک اللہ

مگر ہم اُن کو ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اس لغت کا علما میں بکارت کسیطرح داخل نہیں ہے باکرہ کے واسطے عبرانی میں لفظ بتولہ ہے (دیکھو غزل الغزلات باب ۸/۶) اور یہ بات جسکی تحقیقات کرنے کو ہم نے قلم اٹھائی ہے عام عیسائیوں سے قطع نظر خاص محقق مزاجوں کو معلوم بھی ہے مگر وہ بھی (خدا جانے کس بات کا انتظار کر رہے ہیں) باوجود سمجھنے کے پہلو تہی کرتے ہیں اور صداقت پر کمربستہ ہو سکنے کے واسطے مستعد نہیں ہوتے چنانچہ ایک محقق مزاج پادری یعنے مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو ہم کو بھی معلوم ہے کہ لفظ علما اور بتیل میں یہ فرق ہے کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط کچھ نہیں جبکہ بتیل بن بیاہی کو کہتے ہیں" (دیکھو اُن کی کتاب موسہ آزادی صفحہ ۱۲ مطبوعہ امرتسر)

جناب بیشک ہمارا بھی تو یہی منشا ہے ۔ کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط خاص نہیں ہے یعنے بیاہی اور بن بیاہی شادی شدہ کو کہتے یا بالغ۔ جوان قابل شادی کو کہتے ہیں۔ بیاہی کو بھی علما کہتے ہیں اور جوان بالغ عورت کو بھی علما کہتے ہیں مگر ذرا فرمایئے تو سہی کہ پھر عیسائیوں نے کیوں خواہ مخواہ بپاس دینداری خداوند مسیح کنواری حاملہ ہوگی ترجمہ کیا۔ حالانکہ کنواری کے واسطے لفظ بتیل ہے ۔ پس ترجمہ یہ چاہیئے تھا۔ اور ایسا ہی ہے کہ شادی شدہ عورت حاملہ ہوگی یا عورت بالغہ حاملہ ہوگی۔

کیونکہ مریم کسی حالت میں اور کسی طرح کنواری نہیں تھی بلکہ بالغ۔ خاتون کتخدا شادی شدہ تھی اور رومن کیتھلک فرقہ کی طرف سے جو انجیل ڈووآئی کیتھلک چرچ میں بکتی ہے اُس میں بھی کنواری ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بیاہی ہوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔

ہمارے مہربان پادری آتھم صاحب نے ایک دلیل دی ہے کہ علما کنواری کرنے پر جس دلیل سے بڑھکر کسی پادری کے پاس اور کوئی دلیل نہیں اسپر ہم نہایت غور سے توجہ کرتے ہیں۔

ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب اُسی کتاب میں فرماتے ہیں "سیپٹواجنٹ میں جو ترجمہ عہد عتیق کا عبرانی سے یونانی میں ستر یہودی عالموں نے قریب تین سو برس پہلے ظہور مسیح کے کیا تھا اُسمیں ترجمہ لفظ علما کا کنواری ہی کیا گیا ہے"

تردید۔ مگر اسی سیپٹواجنٹ والے ترجمہ میں علیم کا ترجمہ بالغ جوان ہوا ہے اور علما اسکی تانیث ہے پس مذکر کے معنے جوان مرد اور تانیث کے معنے جوان عورت کے ہونے چاہئیں جسمیں کنوارپن یا بن بیاہی حالت کسی طرح داخل نہیں پس سیپٹواجنٹ میں کتاب یسعیاہ کے علما لفظ کا ترجمہ غلط ہوا ہے ۔ کیونکہ وہ بیاہی کی عورت تھا جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ پہلے مرد کی زوجہ ... میں نبیہ کے پاس گیا۔ سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا ... (دیکھو یسعیاہ باب ۸/۳)

علمائے مسیح بھی اس بات (ظاہر باطہر) سے ناواقف نہیں ہیں کہ علما کے معنے زن جوان یا کتخدا یا بالغ عورت کے ہیں مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ وہ عیسائی ہو کر سچائی کو ... میں مبتلا ہیں کیونکہ جیسا کہ ہمارے فاضل مہربان جناب عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں "یہ تحقیق بکارت کا ... اور ... میں سے صرف لوگوں کو سہی ہے یعنے بتیل کو نہیں" (دیکھو مُنتخب آزادی صفحہ ۹)

* مسیح کی غلطیوں کا اور پادریوں نے جو اضافہ کیا ہے اور یہی سبب کر دیا۔ یوں کہ اس

* تاریخ یسوع مصنفہ جناب ... مسٹر اس صاحب بہادر میں مسیح کی بہت سی غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں جن کا جواب آج تک کسی عیسائی سے نہ بنا وہ لکھتے ہیں کہ مسیح سے تاریخ لکھنے میں بہت سی غلطیاں ہوئیں اسواسطے اسکا کلام قابل اعتبار نہیں ۔

بشارت اور متی کی انجیل میں مطابقت کرتے ہوئے سخت مشکل پیش آرہی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ مسیح چونکہ مریم باکرہ سے پیدا ہوئے تھے اسواسطے رن نوجوان سے بہ طریق اولے پیدا ہوئے اور وہ بشارت جس میں ان کا بظاہر رن بالغہ نوجوان سے پیدا ہونا بیان ہوا ہے۔ اور تاویلات بعدہ باکرہ سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔ نہایت کامل طور سے پوری ہوئی ؛

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب رائیں اسی غلط خیال پر مبنی ہیں کہ مسیح درحقیقت مریم باکرہ سے (خدا نخواستہ) پیدا ہوئے تھے۔ مگر اسطرح استدلال کرنا اور مسیح کی ولادت کو خلاف فطرت پہلے فرض کرلینا۔ اسکے بعد حضرت یشعیاہ نبی کی بشارت سے مطابقت کرنیکے واسطے کھینچ تان کرنا کوشش معاندہ ہے جو دیانتداری اور تحقیقات حقہ کے بالکل خلاف ہے

کیونکہ یشعیاہ کی بشارت احاز بادشاہ کے واسطے ہے جو مسیح سے سات سو سال پہلے ہوا اور اُسی کے بچاؤ کے واسطے ایک لڑکے کے ہونے کی اُسے خوشخبری دی گئی اور وہ لڑکا ہو بھی گیا۔ محمدی بھی کر گیا۔ یہودیوں کو سلامتی بھی دے گیا۔ پس مسیح سے یشعیاہ کی کتاب کا کسی طرح اور ہرگز رائی برابر بھی تعلق نہیں ✤

معزز اور لائق پادری رچارڈ والٹس صاحب فرماتے ہیں ؎ کہ یہ عام یقین تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُن کا معجزہ کے طور پر پیدا ہونا (جیسا کہ آج کل عیسائی مانتے ہیں) بالکل مشہور نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں ہی میں مخفی تھا اگر یہ بات مشہور ہو جاتی تو لوگ اکثر حضرت مریم کو تنگ کیا کرتے۔ لوقا کے اس فقرہ سے کہ "وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عروج مسیح یہ امر معلوم ہوا اور بغیر کسی شبہ کے (صرف مذہبی اعتقاد اور یقین سے بلا عذر و حیلہ) مان لیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ بات متی اور لوقا نے انجیل میں داخل کی ہے ؛

یہاں پر ہم یہ بھی بتلایا چاہتے ہیں کہ یشعیاہ کی پیشین گوئی کا مسیح سے کسی طرح تعلق ہو بھی نہیں سکتا۔ مدلائل ذیل ؟

(۱) مسیح کا نام عمانوائل نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یسوع رکھا گیا۔ جو دونوں نام۔ نام اور معنے کے لحاظ سے بھی باہمی مخالف ہیں۔ کیونکہ یسوع کے معنے ہیں لوگوں کو گناہ سے بچانیوالا (دیکھو متی ۱/۲۱)

اور عمانوائل کے معنی ہیں خدا ہمارے ساتھ (متی ۱/۲۳)

مگر حزقیاہ بادشاہ کا دوسرا نام بھی یا اصل نام بھی عمانوائیل رکھا گیا (دیکھو یشعیاہ کی کتاب باب ۸ آیت ۸)

(۲) دہی اور شہد کھایا کریگا۔ مسیح نے ہر گز ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی نہیں کھائی مگر حزقیاہ بادشاہ کھایا کرتے تھے۔ بلکہ اُس کے وقت میں اسکی بہت ہی ارزانی تھی۔ (دیکھو یشعیاہ باب ۷ و ۲۲)

(۳) دونوں بادشاہوں کے مرنے کا مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر آحز اور حزقیاہ سے ہے (دیکھو یشعیاہ کی کتاب اور سلاطین کی کتاب)

وجہ پنجم۔ داؤد کے تخت پر بیٹھنا بھی حضرت مسیح کے نصیب نہیں ہوا اور نہ ہونا چاہیئے تھا پادری صاحبان متی کا حوالہ دیتے ہیں "نبی کی معرفت یوں کہا ہے اے بیت اللحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں ہرگز کمترین نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا"۔ (متی ۲/۶)

اور یوحنا کی انجیل کا بھی حوالہ دیتے ہیں "کیا کتابوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت اللحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہے"۔ (یوحنا ۷-۴۲)

اور لوقا کا حوالہ بھی دیتے ہیں "خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (لوقا ۱/۳۲)

اور اعمال ہیرودوس کے رفرنس میں پادری صاحب نے میکا نبی ۵/۲ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر وہاں مسیح کا کوئی نام بھی نہیں ہے ؟

اب ہم ان سب حوالوں کا زبانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ خود بائیبل سے ہی رد کرتے ہیں جہاں پر لکھا ہے "اس لئے یہوداہ کے بادشاہ یہویقیم کی بابت خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ اُس کی نسل میں سے کوئی نہ رہے گا جو داؤد کے تخت پر بیٹھے" (یرمیاہ نبی کی کتاب ۳۶/۳۰)

اب ذرا مہربانی کر کے متی ۱/۱۱ کو دیکھئے جہاں لکھا ہے۔ کہ مسیح اُسکی نسل سے ہے پس وہ کسی طرح تخت داؤد پر نہیں بیٹھ سکتا۔

سوائے متی اور لوقا کے مرقس اور یوحنا مسیح کی پیدائش کا ذکر تک بھی نہیں کرتے ہاں یوسف کا بیٹا ہونیکے اقبالی ہیں)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا ۱/۴۵)

اور انہوں نے کہا کہ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جسکے باپ کو ہم جانتے ہیں (یوحنا ۶/۴۲)

کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ و شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اُسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں"۔ (مرقس ۶/۳)

ان کے سوا جو متی اور لوقا میں اُس کو یوسف کا بیٹا لکھا ہے ؛

کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اُسکی ماں مریم نہیں کہلاتی (متی ۱۳/۵۵)

اور جس وقت ✗ ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے۔ تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں (لوقا ۲/۲۷)

وہ یوسف کا بیٹا تھا (لوقا ۳/۲۳)

وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا ۱/۴۵)

اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم جاتے تھے (لوقا ۲/۴۱)

وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہ گیا۔ پر یوسف اور اُسکی ماں نے نہ جانا (لوقا ۲/۴۳)

اُس کی ماں نے اُس سے کہا اے بیٹے کس لئے تو نے ہم سے ایسا کیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے (لوقا ۲/۴۸)

ان مندرجہ بالا آٹھ حوالوں سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ یسوع مریم کا اور یوسف کا بیٹا تھا کنواری سے (معاذ اللہ) خدا کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اُس جیسے اُسکے اور بھی بھائی اور بہنیں تھیں البتہ ماں باپ کا جس طرح میں پہلوٹھا بیٹا ہوں وہ بھی پہلوٹھا بیٹا تھا ؛

؎ پادری ٹھاکر داس صاحب فرماتے ہیں کہ بیشک انجیل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اول سوائے مریم اور یوسف کے اوروں پر یہ امر پوشیدہ تھا اور ہم یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ اگر مریم یا یوسف ابتدا کو مشہور کرتے تو لوگ اکثر مریم کو تنگ کرتے کیونکہ عام خیال ایسی پیدائش کے خلاف تھا اور نہ خلاف عادت پیدائش کی امید کیجاتی تھی۔

اور جب مریم اور یوسف کو یہ خوف تھا اور دوسری طرف لوگوں کے خیال اور طرح کے تھے تو ایسے خیالوں کے سبب وہ بیت اللحم کے دفتر میں یوسف کا بیٹا لکھا گیا جس خیال کا لوقا ذکر کرتا ہے جب اُس نے دیکھا تاکہ مسیح کا نسب نامہ لکھے اور اپنی طرف سے بڑھایا کہ جیسا خیال کیا تھا اور بعد اُسی نسب نامہ کو پیش کیا ہو (انفصال حق الاولاد مسیح ۱۸۸۲ء سیالکوٹ صفحہ ۲۹) یہ فرماتے ہیں "کہ آپ لوگ کیسے خیالی سمجھتے ہیں کہ مسیح یوسف کے تخم سے تھا تو ہم لوگوں کے ایسے خیال یا گواہی کو اس ۔۔۔ سے دور ہی سمجھتے ہیں کہ اس امر میں محض انسانی گواہی کچھ حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ اُس حمل کے آنکھ دیکھے گواہ نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں" (صفحہ ۲۹)

حاشیہ ✗ پادری ٹھاکر داس صاحب اسیر لکھتے ہیں کہ اس مقام پر حواریوں نے مریم کا کلام بیان کیا ہے جس نے تیرا باپ کا لفظ استعمال کیا لیکن مریم جانتی تھی کہ حقیقت میں یوں نہیں ہے۔ چنانچہ اس کا بھی حواریوں نے بیان کیا تھا تو اُس سے صاف نتیجہ یہی حاصل ہوتا ہے کہ مریم نے ظاہر طور پر یا نسبت سے ایسا کہا تھا اور اغلب ہے کہ کہا کرتی ہوگی" (انفصال حق الاولاد صفحہ ۲۶) ناظرین اگر مریم تو یوسف کو مسیح کا باپ بتلاتی ہے اور جب پادری صاحب انکار فرماتے ہیں مگر کیا ایسے موقعہ کی شہادت ماں سے بڑھکر کوئی ہو سکتی ہے" ؛

کرشن مت دہریت

نکتہ: ایماندار عیسائی بھی مسیح کو جسم کے لحاظ سے انسان مانتے ہیں پس ضرور ہے کہ وہ بلحاظ جسم کے نطفہ انسانی سے پیدا ہوا۔ ورنہ انسان نہ ہوگا

لطیفہ: عیسائی کہتے ہیں کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ سب جہان کنواریوں سے پیدا ہوتا ہے اسکی کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ سب عورتیں شروع میں کنواری ہوتی ہیں۔

بعضے لوگ اس بات پر گمراہ ہو جاتے ہیں کہ اگر مسیح پیدا نہیں ہوا تو خدا کا بیٹا نہیں تھا۔ تو شاگرد اُسے ربی کیوں کہتے تھے یعنی خدا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پادریوں کا دھوکا اور بھاری نادانی ہے۔ ربی کے معنے خدا کے نہیں ہیں بلکہ اُستاد کے ہیں (دیکھو لوقا ۱/۳۸)

لفظ ابن مریم نے بھی بہت شخصوں کو دھوکے میں ڈالا ہے لیکن اس کا باعث بہت کم لوگ جانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی عمر میں ابتدا میں اور قبل اسکے کہ مسیح کو شہرت حاصل ہو یوسف کا انتقال ہو گیا تھا۔ کل خاندان پر بجز مریم کے کوئی سرپرست نہ رہا تھا (دیکھو سوانح عمری مسیح مصنفہ ارنسٹ رینان صاحب صفحہ ۷۹)۔

لیکن ابن مریم ذکر کرنے سے مسیح بے باپ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ موسیٰ کی پیدائش جو قرآن میں ہے۔ اُس میں صرف اُس کی والدہ کا ذکر ہے اُس کے باپ کا کچھ ذکر نہیں اور نہ بائیبل ہی میں اُسکے ماں باپ کا نام موجود ہے۔ بلکہ بائیبل میں لکھا ہوا ہے۔ "کہ لاوی کے گھرانے کے ایک* شخص نے جا کر لاوی کی نسل میں ایک عورت سے بیاہ کیا وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور اُس نے اُسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا جب آگے کو نہ چھپا سکی تو ٹوکری میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تا آنکہ جب فرعون کی بیٹی نے دریا سے اُسے نکلوا کر پالا پرورش کیا اور جب لڑکا بڑھا تب وہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا ٹھیرا اور اُس نے اُسکا نام موسیٰ رکھا"۔ (دیکھو خروج باب ۲ آیت ۱ سے ۱۰ تک)

موسیٰ کے سوا اور بہت لوگوں کی نسبت والدہ سے مشہور ہے۔ ابن ہندہ و ابن الامینہ یہ دونوں بڑے مشہور شاعر گذرے ہیں مگر دونوں اپنی والدہ کے نام سے مشہور ہیں (دیکھو دائرۃ المعارف جلد اول)

سوائے ان کے ابن مریم ایک شاعر بھی گذرا ہے (دیکھو ولادت مسیح صفحہ ۷۵)

ہندوؤں میں بھی باوجود باپ ہونے کے چند آدمی صرف ماؤں کے نام سے مشہور ہیں)

کنتی پتر یدھشٹر۔ کنتی کا بیٹا یدھشٹر (دیکھو مہابھارت)

ستیہ وتی ستا ستیہ وتی کا بیٹا ویاس (")

انجنی کا پوت - ہنومان (دیکھو رامائن)

گانگیہ بھیشم پتامہ جی کا نام یعنے گنگا کا بیٹا (مہابھارت)

بنتے یعنے بنیتا کا بیٹا گرڑ جی "

دروپدیسر دروپدی "

کیا معاذاللہ یہ سب خدا کے بیٹے تھے۔ جس طرح یہ سب والدہ کی نسبت پر مشہور ہو جانے کے سبب بھی خدا کے بیٹے یا فرزند نہیں تھے اسیطرح مسیح بھی باوجود ابن مریم کہلانے کے یوسف کا بیٹا تھا نہ کہ خدا کا۔

بعض عیسائی جہالت سے بپاس عصمت مسیح مریم کو تمام عمر باوجود ۴-۵ لڑکے کے پیدا ہونے کے بھی باکرہ رہنے کے قائل ہیں اور ایسے ہی مسلمان بھی۔ کیونکہ اُن کا تو سارا بجز زبانی تقلید پر ہے کیونکہ حضرت خود اُمی تھے۔

مگر افسوس کہ وہ انجیل سے ناواقف ہیں۔ اگر مریم یوسف کی جورو ہے اگر عیسیٰ مریم و یوسف کا بیٹا۔ تو یوسف یعقوب یہوداہ اور شمعون ضرور اس کے بھائی ہیں یعنے اُس مریم باکرہ کنواری کے شکم سے ہوئے۔ اور اسی طرح اُسکی بہنیں بھی ہیں کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کیا مریم کا بیٹا نہیں ہے اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اُسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں (دیکھو مرقس ۶/۳)

مسیح نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف یہ کہا۔ کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبہ اور گھر میں اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھلا سکا (مرقس ۶/۴)

اسی طرح دیکھو انجیل متی ۱۲/۴۶-۵۵ مرقس ۳/۳۱ [illegible] یوحنا ۲/۱۲ لوقا [illegible]

ملک فرانس کے ایک لائق مؤرخ ارنسٹ رینان صاحب نے اس مشکل کو عجیب حل کیا ہے کہ چار آدمی جو کہ انجیل متی ۱۳/۵۵ مرقس ۶/۳ میں بیان ہوئے ہیں اور پھر دوسرے مقام میں مریم اور کلوپاس کے بیٹے شمار ہوئے ہیں یہ مشکل اس بات کے سمجھنے سے رفع ہوتی ہے کہ ان ہمنام یعنی مریم کے بیٹوں میں چار چار لڑکے ایک ہی نام کے تھے۔ جو کہ حقیقی بھائی بھی تھے۔ جس سے عداوت رکھتے تھے جب انجیل کے لکھنے والوں نے کلیاس کے لڑکوں کو ہر وقت مسیح کے ساتھ دیکھا اور انکا بھائی کہلاتے سنا۔ تو غلطی سے بعض مقامات میں حقیقی بھائیوں کے نام کی جگہ انکا نام لکھدیا۔ مسیح کے حقیقی بھائی۔ اپنی والدہ کی طرح ان کی وفات کے بعد مشہور ہوئے لیکن پھر بھی اُن کو اس قدر شہرت حاصل نہ ہوئی تھی۔ جیسا کہ اُن کے چچا زاد بھائیوں کو ہوئی مسیح کی بہنیں ناصرہ میں بیاہی گئی تھیں۔ اور مسیح نے اپنی ابتدائے جوانی کے دن وہاں ہی بسر کئے"۔ دیکھو سوانح عمری مسیح مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۹)

ایک اور محقق اور فاضل مؤرخ بھی اس کی تائید کر کے لکھتا ہے بدیں الفاظ "کہ انجیل سے بہر طور ثابت ہے کہ مسیح کے حقیقی بھائی بہنیں بطن مریم باکرہ سے تھیں"۔ پھر وہی مصنف لکھتا ہے "کہ اس بات کے ماننے میں بجز اُن لوگوں کے جو مریم کی بکارت ابدی کے قائل ہیں کسی کو کچھ مشکل معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر سب اعتراضوں کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی انجیل متی ۱/۲۵ کا کیا جواب ہوگا جہاں لکھا ہے کہ یوسف اپنی جورو کو اپنے پاس لے آیا۔ اور اُس کو نہ جانا جب تک وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا نہ جنی اسی طرح انجیل لوقا ۲/۷ میں لکھا ہے کہ اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی"۔ پس اگر حواریوں کو یہ یقین نہ ہوتا۔ کہ مسیح کے اور چھوٹے بھائی بہنیں بھی ہیں۔ تو وہ ہرگز اُس کو پہلوٹھا بیٹا نہ کہتے"۔ (دیکھو سائکلوپیڈیا برٹانیکا جلد چہاردہم)

لائق اور ایماندار پادریوں نے جنہیں مسیح سے بہت زیادہ محبت تھی بہت کوشش کی ہے کہ مریم کو ہمیشہ کے لئے کنواری ثابت کریں۔ اس کثرت محبت نے اُن کے دل میں یہاں تک تاثیر کی کہ اُنہوں نے مسیح و مریم پر بہت زیادہ تنگ کرنیوالے فقرے انجیل سے قصداً نکال دئے۔ چنانچہ فاضل یورپین ہارن صاحب نے عاف صاحب کی کتاب سے انجیل پر دینداروں کی تعریف کر کے بابت مفصل ذکر کیا ہے کہ متی ۱/۱۸ میں یہ الفاظ "قبل اسکے کہ وے ہم بستر ہوں" اور متی ۱/۲۵ میں لفظ اُسکا پہلوٹھا بعض پرانے نسخوں میں قصداً چھوڑے گئے ہیں۔ تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر شبہ نہ پڑے" (دیکھو ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ باب ۸ مطبوعہ ۱۸۲۲ء اور تفسیر روس مین ہنری و ٹامس اسکاٹ صاحب نے بھی متعصب پادریوں سے ڈرتے ڈرتے دبی زبان سے اُس کا اقبال کیا ہے۔ (دیکھو تفسیر مذکور مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۵ مشن پریس)

متی کے اس فقرہ (جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو اُن کے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی دیکھو متی ۱/۱۸)

---

* افسوس کہ بائیبل کے [illegible] سے بھی موسیٰ کے اصل ماں باپ کا پتہ نہیں لگتا۔ ورنہ ضرور تحریر کرتے جیسا کہ [illegible] کے نسب نامہ [illegible] نادانی ہو تو ہوئے خدا کی۔

نے پیشتر سے دونوں کو وہم میں ڈالا ہے اور یہ اصل میں دو مشکل فقرہ میں اول منگنی دوم اکٹھے آنے سے پہلے۔

واضح ہو وے کہ منگنی کا اُس وقت ایک طریقہ یہ بھی تھا۔ کہ شوہر اور زوجہ مباشرت کریں ساتھ ہی اس کے منگنی کے شرعاً جائز ہونے کے لئے ضرور تھا۔ کہ طریق ثلاثہ میں ایک پر عمل کیا جاوے۔

نمبر ۱۔ مال یا مالی چیز جو منگنی لڑکی یا اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔

نمبر ۲۔ خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُس کے باپ کو مرد دیں

نمبر ۳۔ مباشرت جبکہ مرد و عورت دو گواہوں کے سامنے نسبت کا کلمہ کہکر خلوت میں جدا جاتا تھا۔ مگر یہ معیوب گنا جاتا تھا۔ اور مرد کو ترجیح و تنبیہ کی جاتی تھی۔

ڈی۔ سو کلنتور صاحب کا سائکلو پیڈیا تشریح لفظ میرج تعییے شادی،

اور ایسا ہی ڈاکٹر سمتھ صاحب کی بائبل ڈکشنری میں بھی طالمود یہود سے تینوں باتیں مسلم ہوئی ہیں یعنے زر۔ معاہدہ اور مباشرت اور اس کا یادری ٹھاکرداس صاحب نے بھی الفضال صفحہ ۳۶ پر اقبال کیا ہے۔

اس سے صاف ثابت ہو کہ بموجب شریعت یہود کے وقت منگنی یوسف و مریم دونوں اکٹھے ہو رکھتے اور مباشرت کی تھی۔ اور اُسی پہلی مباشرت میں جیسا کہ ذرہ مرتبہ ہوئے مریم حاملہ ہو گئی تھی پس ثابت ہی کہ منگنی والی عورت مجرا ایکدفہ مباشرت ہو کر جیسا کہ یہود کی شریعت مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ اُسے اپنے ہمسایہ کی جورو کو رسوا کیا۔ نہ کہ نکاح کو۔ انجیل کی اس عبارت سے صاف ثابت ہو کہ مریم بوقت منگنی یوسف سے حاملہ ہوئی اور ان دونوں کے جانے یوسف اکٹھا ایک جگہ بسنے سے پہلے ہی وہ حاملہ پائی گئی۔

اکٹھے ہونے کے لیے یونانی میں دو لفظ ہیں۔ ایک سونو دوسرا التھایں سونو کے معنے ہیں اکٹھا باہم اور التھاین کے معنے ہیں آنا جانا پس معنی ہوئے اکٹھا آنا یا جانا باپ کے گھر کے سوا اپنے علیحدہ گھر میں یا باپ کے گھر سے آنا یا شوہر کے گھر سے باپ کے گھر میں جانا یعنے مریم اُس وقت حاملہ ہو گئی کہ جب وہ باپ کے گھر میں پہلے مرتبہ خلوت میں یوسف کے پاس گئی تھی اور اُسی وقت وہ یوسف کے گھر میں اکٹھے آنے سے پہلے حاملہ پائی گئی اور اس اکٹھا آنے کے معنے جیسا کہ ہم نے سمجھے ہیں ویسے ہی انجیل میں بھی موجود ہیں (دیکھو متی ۱/۱۸)

پس صاف بات ہے کہ یہ حمل یوسف کا تھا۔ نہ کہ معاذ اللہ خدا کا۔

باقی رہا یہ امر کہ اگر یوسف کا اپنا حمل تھا تو وہ ڈرا کیوں۔

* یہودی شریعت مندرجہ توریت اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرے پایا جائے تو وے دونوں مار ڈالے جائیں اور جو لڑکی کسی کی منگیتر ہو اور کوئی اور شخص اُسے شہر میں پاکر ہم صحبت ہو تو اُن دونوں کو پھراؤ کر دو کہ وے مر جائیں اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا۔

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگیتر ہے میدان میں پاوے اور زبردستی کرکے اُس سے ہم بستر ہو تو صرف مرد مار ڈالا جائے۔ اور اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پاوے جو کسی کی منگیتر ہو اور اسے پکڑ کے اُس سے ہم بستر ہو اور وے پکڑے جائیں تو مرد جو اُس کے ساتھ ہم بستر ہوا لڑکی کے باپ کو ۵۰ مثقال روپا دے اور وہ اُسکی جورو ہووے دیکھو استثنا۔ (باب ۲۲ آیت ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۹)

ہم نے توریت کو بخوبی دیکھا کہیں بھی شادی کا طریقہ اس سے زیادہ مفصل بلکہ مجمل بھی نہ پایا گیا اگر ہے۔ تو کوئی عیسائی بتلاوے۔ یہ پادری ٹھاکرداس صاحب نے بھی الفضال صفحہ ۳۶ و ۳۷ پر اس کا اقبال کیا ہے اور آگے چلکر لکھا ہے کہ یہودیوں کی رسم منگنی میں مرد اور عورت کے شوہر اور زوجہ بننے کے عہد و پیمان پکے اور پورے ہو جاتے تھے۔ اور بعد وہ سرائے نہ جاتے تھے۔ اور اس لئے مرد عورت کو بلا طلاق نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور لڑکی شریعت کی نگاہ میں اُس زندہ خصم کی جورو سمجھی جاتی تھی (صفحہ ۳۸ الفضال ولادت)

اس کا جواب بالصواب یہ ہے کہ قواعد یہودی کے مطابق اگر اُسکی عورت پہلے مباشرۃ میں حاملہ ہو جاتی تھی۔ تو اُسے عالباً خوشی زیادہ تسلیم کرنی نا صرف بزرگوں کی نگاہ میں نہایت ساجلد باز معلوم ہوتا۔ جو بسبب پہلا موقعہ ہونے کے موجب شرمندگی کا ہوتا ہے اس سے بقول متی کے یوسف تھوڑا سا ڈرا اور خیال کیا (جیسا کہ جلد باز جب تکلیف خیال سامنے آتی ہیں تو گھبراتا ہے) کہ چھوڑ دوں مگر جب۔ عزیزی۔ پاکس۔ مریم یا خیال آجانے کے چپ ہو گیا سمجھ گیا کہ سب کے سر پر یہی معاملہ گذرا کرتا ہے۔ پس یہ بات ہے۔ چھوڑ سکا اور یہ بھی واضح ہو کہ۔ بات صرف متی کی جوس فہمی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس کو تحقیق نگاری کا دعویٰ بھی نہیں۔ بلکہ اب یا ٹھیک و عوضے صرف لوقا کو ہے جیسا کہ ۔ للہ آتھم کے سال سے پیچھے ہم ثابت کر چکے ہیں اب دیکھیئے کہ لوقا سیا محقق مزاج کیا کہتا ہے وہ اُس وقت سے پہلے یوسف کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ نام نویسی کے واسطے یوسف مع مریم۔ وجہ جو دکے بیت اللحم کو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے "اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا۔ اسلئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھا جاوے اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلا بیٹا جنی" (دیکھو لوقا ۲/۴ و ۵ و ۶)

پادری صاحبان منصف مزاج ذرا غور سے دیکھیں کہ متی ۱/۲۵ میں لکھا ہے کہ وہ اسی جو۔ رکھا یہاں لے آیا۔ پر اُسکو نہ جانا جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا۔ جنی اور اس کا نام یسوع رکھا۔

لوقا محقق لکھتا ہے کہ یوسف مریم حاملہ کے ساتھ نام لکھانے گیا۔ سے معلوم تھا۔ کہ اُسے حمل ہے اور وہ میرا ہے کیونکہ اُسنے وہاں وہ بھی کسی طرح کا تعجب یا افسوس یا غم نہیں کیا اور پھر باقاعدہ طور خوشی خوشی اُس کا نام رکھا۔ ختنہ کرایا۔ اور خداوند کے آگے حاضر کرنے کو دو جورو جاوید پہلوٹھے بیٹے کو یروشلم میں لائے اور پھر لکھا ہے کہ جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں تب یوسف اُسکے باپ اور مریم اُسکی ماں نے ان باتوں سے تعجب کیا اور جب وے خداوند کی شریعت کے موافق سب کر چکے تو جلیل میں اپنے شہر ناصرت کو چلے گئے اُس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم کو جاتے تھے" (لوقا دیکھو باب ۲ آیت ۲ سے ۴۱ تک)

افسوس کہ اسے کلام ہوتے ہوئے لڑکا ہوا۔ ختنہ ہوا۔ موسیٰ کی شریعت کی تعمیل و پیروی کی گئی مریم بیچاری ابھی تک منگیتر رہی منکوحہ نہیں لکھا اور نہ نکاح کا ذکر کسی انجیل میں ہے بغیر نکاح کے جملہ رہا ہے۔ پس وہ منگیتر نہیں تھی۔ بلکہ بیاہتا تھی اور یوسف کے نطفہ سے ہی حاملہ تھی اور صرف یہی ایکدفعہ نہیں بلکہ ۵-۶ مرتبہ حاملہ ہوئی بال بچے ہوئے۔ مگر افسوس کہ انکے کنواری اور منگیتر رہی۔ کنوار پن ٹوٹا۔ اور نہ نکاح ہوا لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ لوقا کی انجیل ہی میں لکھا ہے" اور آشیر کے گھرانے سے انا نام فانوایل کی بیٹی ایک نبیہ تھی۔ جو بہت بوڑھی تھی اور اُس نے اپنے کنوارے پن سے سات برس ایک خصم کے ساتھ بیاہ کیا تھا۔ اور وہ بیوہ قریب چوراسی برس کے تھی" (لوقا ۲/۳۶)

اصل بات یہ ہے کہ لڑکی ماں باپ کے گھر میں ہمیشہ لڑکی ہی کہلاتی ہے خواہ چند لڑکے بالوں کی ماں بھی ہو اور سسرال کے گھر میں بیٹی بیاہی ہوئی بھی بہو (جورو) کہلاتی ہے۔ اور بوڑھی ہونے تک بھی وہ بہو ہی کہلائیگی۔ خواہ اُس کے بیٹے کی بہو بھی آ جاوے لڑکے کے نام پر لڑکے کیوں مشہور ہوتے ہیں؟ وجوہات ذیل ہیں۔

نمبر ۱۔ ماں کسی امیر کی لڑکی اور باپ غریب ہو تو بھی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے یا ماں مشہور خاندان سے اور باپ غیر مشہور سے

۱؎ نمبر ۲۔ ننسال میں لڑکا پیدا ہوا یا اُس کا باپ بھی سابق طرز و دستور کے باپ کے گھر سا رہے۔

۲؎ نمبر ۳ باپ چھوٹی عمر میں مر جائے اور گھر کا انتظام عورت کے سپرد رہے۔

۳؎ نمبر ۴۔ یا کسی شخص کی بہت عورتیں ہوں تو بھی لڑکے ماؤں کے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں ◆

۴؎ نمبر ۵ یا خاوند کے جیتے جی عورت بدمعاش ہو یا مرنے پر بدمعاش ہو یا حرام کا لڑکا ہو زنا سے لیا گیا ہو تو بھی ماں کے نام سے مشہور ہوتا ہے ◆

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ عیسائی عیسے کو خدا کا کیسا بیٹا کہتے ہیں ۔

نمبر ۱۔ خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے بتلا دیا (یوحنا ۱۸)

نمبر ۲۔ کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا (یوحنا $\frac{3}{16}$)

نمبر ۳۔ کیونکہ خدا نے اپنے بیٹے کو جہان میں اسلئے نہیں بھیجا کہ جہان پر سزا کا حکم کرے (یوحنا $\frac{3}{17}$)

نمبر ۴۔ باپ بیٹے کو پیار کرتا ہے (یوحنا $\frac{3}{35}$)

نمبر ۵۔ یہی خدا کا بیٹا ہے (یوحنا $\frac{1}{34}$)

نمبر ۶۔ ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا ۔ وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ (یوحنا $\frac{1}{1و2}$)

نمبر ۷۔ کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے (یوحنا $\frac{4}{23}$)

نمبر ۸۔ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی $\frac{3}{17}$)

نمبر ۹۔ اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے (متی $\frac{12}{18}$)

نمبر ۱۰۔ اُس بادل سے ایک آواز آئی جس میں کہا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (متی $\frac{17}{5}$)

نمبر ۱۱۔ اور اُنہوں نے جو کشتی پر تھے آکے اُسے سجدہ کیا کہ تو سچ مچ خدا کا بیٹا ہے (متی $\frac{14}{33}$)

نمبر ۱۲۔ اور بادل سے ایک آواز نکلی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اُسکی سنو (لوقا $\frac{9}{35}$)

نمبر ۱۳ بادل سے ایک آواز آئی اور یہ کہتی سنی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (مرقس $\frac{9}{7}$)

نمبر ۱۴۔ روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُتری اور آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے (لوقا $\frac{3}{22}$)

نمبر ۱۵۔ ایسی آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں (۲ پطرس $\frac{1}{17}$)

نمبر ۱۶ جس فضل سے اُس نے ہمیں اُس پیارے میں قبولیت بخشی (افسیوں $\frac{1}{6}$)

نمبر ۱۷۔ باپ مجھے اسلئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں (یوحنا $\frac{10}{17}$)

نمبر ۱۸۔ اپنے پیارے بیٹے کی بادشاہت میں شامل کرایا۔ (کلسیوں $\frac{1}{13}$)

نمبر ۱۹۔ خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع (مرقس $\frac{1}{1}$)

نمبر ۲۰۔ آپ کو بچا اگر خدا کا بیٹا ہے (متی $\frac{27}{40}$)

نمبر ۲۱۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (متی $\frac{27}{43}$)

نمبر ۲۲۔ آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے (مرقس $\frac{1}{11}$)

نمبر ۲۳۔ وہ بزرگ ہوگا اور خداوند تعالے کا بیٹا کہلائیگا (لوقا $\frac{1}{32}$)

نمبر ۲۴۔ سردار کاہن نے کہا کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا تو ہم سے کہہ۔ یسوع نے کہا ہاں وہی جو کہتا ہے (متی $\frac{26}{63}$)

نمبر ۲۵۔ اسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھو گے (متی $\frac{26}{64}$)

نمبر ۲۶۔ تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے (یوحنا $\frac{20}{31}$)

نمبر ۲۷۔ قدرت کے ساتھ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا (رومیوں کا خط $\frac{1}{4}$)

نمبر ۲۸۔ اُس کے بیٹے یسوع مسیح کا لہو ہے کہ سارے گناہ سے پاک کرتا ہے (یوحنا کا خط ۱)

نمبر ۲۹۔ باپ خدا۔ اور باپ کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی طرف سے (یوحنا کا خط ۲ $\frac{1}{3}$)

نمبر ۳۰۔ اسلئے تم جاکر انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو (متی $\frac{28}{19}$)

مندرجہ بالا ۳۰ حوالے ہیں جن کو پادری صاحبان کتابوں یا وعظوں میں میلہ بازاروں میں سنایا کرتے ہیں اُن میں سے نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۲۲ ۔ وہ حوالے ہیں ۔ جو بادلوں کے سمعلوں کی آوازیں یا آسمانی آوازیں یا فاختوں یا کبوتروں کی آوازیں عجب غریب ہیں جن کا سوائے مسیح یا مصنفان انجیل کے اور کوئی گواہ نہیں ۔

باقی* نمبر ۱ و ۲ اُسے اکلوتا بیٹا کہتے ہیں ۔

نمبر ۳ و ۵ و ۹ و ۲۳ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ میں صرف بیٹا کہا ہے۔

نمبر ۴ میں پیارا بیٹا کہا ہے۔

نمبر ۶ میں اُسے خدا کہا ہے۔

نمبر ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ میں صرف پیار کرنے کے سبب بیٹا کہا ہے کہ چونکہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں اسواسطے اُس کا بیٹا ہوں۔

ان تمام مندرجہ عنوان شہادتوں سے ثابت ہے کہ وہ صرف پیار کرنے کے سبب سے خدا کا بیٹا اپنے آپکو کہتا تھا۔ اور چونکہ خدا کو پیار کرتا تھا۔ اسواسطے اُسے اپنا باپ کہتا تھا جس سے کوئی خاص خصوصیت ثابت نہیں ہوتی۔

کیونکہ اُن ہی انجیل میں اُسے ابن آدم۔ ابن داؤد۔ ابن ابراہیم۔ ابن یوسف۔ ابن مریم۔ اور سب بھی کہا ہے ◆

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ اور لوگ بھی دنیا میں خدا کا بیٹا ۔ پہلوٹھا ۔ پیارا ۔ خدا ۔ یہی مسیح کہلاتے رہے ۔ کہ صرف مسیح ہی بعض دیکھو بائبل کے مقامات ذیل کو

اسرائیل خدا کا بیٹا۔ بلکہ پہلوٹھا بیٹا۔ خروج $\frac{4}{22}$)

فرشتے خدا کے بیٹے (الیوب $\frac{1}{6}$)

انبیا خدا کے بیٹے (الیوب $\frac{38}{7}$)

میں نے تو کہا کہ تم سب الہٰ ہو اور سب حق تعالے کے فرزند ہو (زبور $\frac{82}{6}$)

داؤد بادشاہ بھی ہے خدا کا مثل ہے خدا اُس کا باپ ہے وہ خدا کا پہلوٹھا ہے (زبور $\frac{89}{20و26و27}$ و $\frac{132}{17}$)

سلیمان پیغمبر خدا کا بیٹا اور خدا اُس کا باپ اور سلیمان مسیح اور برگزیدہ ہے (سموئیل ۲۔ $\frac{7}{14}$ و سلاطین ۱ $\frac{1}{39}$ و تواریخ ۱ $\frac{29}{22و23}$)

یسعیاہ نبی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے ($\frac{61}{1}$)

---

* یسوع نے متی $\frac{1}{21}$ و $\frac{9}{27}$ و $\frac{20}{31}$ و $\frac{26}{64}$ یوحنا $\frac{1}{15}$ و متی $\frac{16}{13}$ و $\frac{19}{27}$ و $\frac{15}{11}$ ◆

۱؎ متی $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{2}$ سے دیکھی۔ ۲؎ و ۳؎ یوحنا $\frac{1}{45}$ و $\frac{6}{42}$ مرقس $\frac{6}{3}$ متی $\frac{13}{55}$ لوقا $\frac{4}{22}$ و $\frac{3}{23}$ و $\frac{3}{23}$ ۔

۴؎ متی $\frac{13}{55}$ یوحنا $\frac{6}{42}$ ۔ و متی $\frac{1}{21}$ ۔ و $\frac{1}{11}$ = لوقا $\frac{1}{32}$

نمبر ۱ شمس آریہ ملک ہند کے نواب اپنے اپنی الدہ کے نام سے لکھے جاتے ہیں مثلاً نواب جعفر سلطان بیگ جعفر بیگم تھا اور جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند کے شہزادگان عالیشان اپنی والدہ کے نام سے ◆

۲؎ یسوع ابن مریم کا بیٹا؟

۳؎ مسیح ابن مریم؟

۴؎ کوشلیا نندن کیکئے بھرت کنتی پتر دیودھشٹر۔ کونتی (ارجن)

۵؎ منزہ رستم و افغانوں کے لڑکے عموماً ماؤں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور حرام لڑکے بھی ماؤں کے نام سے نامزد ہوتے ہیں ◆

* یہ لفظ یونانی ہے اور عبرانی میں بیلیٹ سے بیٹے کی ◆

جو تین دیوتا ہے یسعیاہ کی کتاب ۴۵ باب ۱)

سلیح آیو اسے خدا کے فرزند دمتی ۵ باب ۹

آدم خدا کا بیٹا ہے (لوقا ۳ باب ۳۸)

سب خدا کے ہیں لوقا ۲۰ باب ۳۸

ہزاروں لاکھوں نہ کہ بیٹے بلکہ سب جہان کے لوگ خدا کے بیٹے ہیں (زبور ۸۲)

ان کے سوا فرعون نمرود۔ شداد۔ ہرن کشیپ۔ بہلول۔ منصور۔ بایزید۔ بہلا شاہ وغیرہ تمام دنیا کے صوفی لوگ ویدانتی وغیرہ وادی تک اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو مسیح کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ بلکہ عام انسانوں کی طرح وہ بھی ایک انسان ٹھیرے کہ نہ واللہ نہ خدا کا بیٹا ہم۔ دکھلاتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کہنے کا خیال عیسائیوں کو کہاں سے سوجھا اور مسیح کو کیوں خدا کا بیٹا کہنا اور بنانا پڑا۔

واضح ہو کہ یونانیوں کے یہ معمولی محاورہ کی بات تھی کہ بہادر مرد اور بزرگ اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ چنانچہ مشہور فاضل اور لائق لوگ خدا کا بیٹا کہلاتے تھے۔ ہرقلیس اور پراسیوس وغیرہ یہ سب کو یونانی خدا کا بیٹا پکارتے تھے۔ سکندر بادشاہ بھی اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہلاتا اور سب جہاں کے اللہ کہتے تھے کہ ان سب کے باپ موجود ہیں۔

جب یونان کے مذہب کا لحاظ اس کی بابت تعصب کے خیال ہوا تو اسکو مد نظر رکھکر حواریوں نے انجیل کا یونانی زبان میں ترجمہ کر دیں یہ دین کی اشاعت منظور ہوئی تو انہوں نے موجب یونانیوں کے اس مذہب کے کہ اگر ایسا ہو تو سب خدا کی سچائی اسکے حال سے بہت زیادہ ظاہر ہو۔ تو سمجھے کہ ان گنہگار کیطرح حکم ہوا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے۔ (رومیوں ۳ باب ۸) یہ بھلا اصول پھیلانا شروع کیا کیونکہ جب تک مسیح کو ایسے اعلے القاب سے ملقب نہ کریں تب تک یونانی لوگ کبھی ان کی باتوں پر کان نہ دھرتے۔ اسی واسطے انکو ایسے بزرگ خطاب سے مسیح کو ملقب کرنا پڑا کیونکہ ایسے ہی خیال یونانیوں کے عین حسب حال تھے اور ضرور ایسا ہی کیا گیا۔

اس پر پادری ٹھاکر داس صاحب فرماتے ہیں کہ یونانی اپنے بزرگوں کو ان خداؤں کو بیٹا کہتے تھے جو خود انسان تھے اور حقیقت میں ہرکولیس وجوپیٹر وغیرہ کے باپ تھے۔ مگر موت کے بعد خدا بنائے گئے تھے۔ کیا یہودی جو ایک خدا کے خالق کے ماننے والے اور اسکے ایمان میں غیرت مند تھے۔ اس مذہبی کے خیال کو اپنے خیالات کا سایہ سمجھتے اور اسکی تقلید سے اپنے خیالات کو صورت دیتے ہرگز نہیں (العصال ولادت صفحہ ۳۳)

افسوس کہ پادری صاحب نے جواب لکھنے سے پہلے یہ نہ سوچا کہ یہود تو لکا خدا وہی ہے جس نے مصر میں ہوکر بنی اسرائیل کی رہائی کی آگ میں موسیٰ سے باتیں کیں اور منہ دکھلانے کی عوض منہ دکھلائی ساتھ مخلوق خدا نہیں۔ جو جھٹا بادل گیہو تو ماہی جس نے شیطان کے بہکانے سے صفت بنی اسرائیل کا گھر برباد کیا یونانی حکمت عملیاں تو یونان کے ساتھ رہیں دیکھئے ہم تو

آپ کو ہندوستان میں بھی وہ ساری کارروائی بتلاتے ہیں۔ دیکھئے عیسائیوں کا ایک تہن ہے کہ عیسیٰ سے مسٹر رام رہا۔ عیسے مسٹر کرشن کہیا۔ منہ سے عیسے عیسے بول۔ تیر لگیا لگے کا مول کہ حال ہیں ہی یکنی نوجوان سالویشن آرمی والوں نے ٹھاکر داس اسیر داس رام داس یسوداس بھگوانداس وغیرہ نام اپنے رکھکر اور گیروے بستر پہنکر ہندوؤں کو سخت مغالطہ میں ڈالا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ یسوع مسیح پر جو وہ مات والی گایتری بنالی ہے رہ یاؤں پھرتے اور چندن کا تلک وغیرہ لگاتے ہیں پس ان ساری باتوں پر غور کیجئے کہ ٹھاکر۔ ایشر۔ رام بھگوان لشن وغیرہ نام ہندوؤں کے بزرگوں کے ہیں جنہیں وہ خدا مانتے ہیں اور وہی یہاں عیسائیوں نے اس روسی کے زمانہ میں بھی اختیار کر لئے تو کیا اس تاریکی جہالت کے زمانہ میں ان کے بزرگواروں نے ایسی کارروائی نہ کی ہوگی یا کرنے میں کچھ کسر رہی ہوگی۔ ہرگز نہیں۔

جب یہ حال ہے تو کسی طرح بھی مسیح کا خدا ہونا یا خدا کا بیٹا یا اکلوتا۔ یا پہلوٹھا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک غلط اور دھوکا دینے والا بیان تھے جسے پولوس وغیرہ نے شامل کر کے انجیل کو بڑھا دیا۔ جو محققین بلا تعصب کی تحقیقات سے پایہ ثبوت تک پہنچ سکا اور اسی واسطے خارج اور رد ہونے کے لائق ہے پرماتما جسم نہیں۔ دکھ روگ شوک سے منزہ ہے وہ سرب ساپک سرب انترجامی ہے وغیرہ مجسم نراکار ہے اسکی ذات میں کوئی کسیطرح کا عیب نہیں یہ سارے عیب انسان میں ہیں خدا میں نہیں۔

اب ہم اخیر میں یہ بتلاتے ہیں کہ بائیبل کی رو سے بھی اکثر جگہ صرف خدا کے ایک ہی کی تعلیم ملتی ہے تین کی نہیں اور تین اقنوم کا ذکر پایا جاتا ہے۔

دیکھو یسعیاہ ۴۵ باب ۵ و ۴۶ باب ۹ و استثنا ۳۲ باب ۳۵ و ۳۹ و ۴ باب ۶ و خروج ۳ باب ۴۲ و خروج ۱۵ باب ۱۴ و ۲۰ باب ۳ و ہوسیع ۱۳ باب ۴ و متی ۲۲ باب ۲۵ و ۱۹ باب ۱۶ و ۱۷ و ۲۲ باب ۲۰ و ۳۲ و ۴۹ باب ۲۷ و ۴۴ باب ۹ و ۶ باب ۲۴ و مرقس ۱۲ باب ۳۹ و ۳۲ باب ۱۲ و یوحنا ۲۹ و ۲۹ باب ۱۰ و ۱۷ باب ۳ و ۱۴ باب ۱ و متطاوس ۵ باب ۲۔

اکبر فیروز لشادر چھاؤنی میں نامہ نگار سہ بابو سرجن مل سکریٹری آریہ سماج پشاور کے پادری جوکس صاحب مسٹری مسس اسحاق لشان سے ملنے گیا۔ باہمی بات چیت میں پادری صاحب نے دعوے کیا۔ کہ بائیبل میں خدا کو باپ کہا ہے۔ ایسی عمدہ تعلیم اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں ہے۔

بیے جواب دیا کہ نہیں اور مذہبی کتابوں کو چھوڑ آریہ گرنتھوں میں اس سے بڑھکر موجود ہے فرمایا کہ کسی میں بھی نہیں۔ بلکہ انکو سوجھی ہی نہیں اتنی اس لاف زنی پر میں نے کہا کہ آتش تیز تو درکنار وہ تو واصل ہی تھے۔ بابا نانک جی نے بھی بائیبل سے بڑھکر تعلیم دی ہے۔ فرمایا کہ کہاں میں نے کہا دیکھیے تم مات پتا ہم بالک تیرے۔ تم ری کرپا سکھ گھنیرے۔ دیکھیے بائیبل سے ہزار گنا بڑھ کر ماتا بھی کہا ہے کہ ایشور کو تم مات پتا سمجھے زیادہ ماتا پتا کی طرح محبت کرو۔

بتلائیے ایسی تعلیم بائیبل میں کہاں ہے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ماں کی محبت باپ سے زیادہ ہوتی ہے اور غالباً اسی کثرت محبت کے سبب مسیح بھی ابن مریم کہلایا۔ کہ ابن یوسف۔ پادری صاحب لاجواب ہو گئے۔

اجمیر میں پادری گرے صاحب سے ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ بائیبل سے چرا کر کہتے ہو کہ یہ تعلیم وید کی ہے۔ حالانکہ وید میں کوئی اچھی تعلیم خدا کی بات نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی آریہ ایسا کرتا ہے۔ تو میں اسے مکار سمجھتا ہوں آپ مہربانی کر کے کوئی ایسی تعلیم بائیبل کی بتلاویں۔ جو وید میں نہ ہو۔ اور آریہ لوگ وید کی بتلاتے ہوں حالانکہ اصل بائیبل کی ہو۔ فرمایا کہ ایشور کو پتا۔ کہنا یہ تعلیم صرف بائیبل کی ہے میں نے پادریوں کی دیکھی صدا تو آپ کہتے ہو۔ پتا تو سبھی یہ ویدوں میں کمال ہے۔

ملہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خدا کا فرزند نہیں کیونکہ وہ جو کہتا ہے یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ سے بیٹے کو اسکی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کروں اور آدمی کے دشمن اسکے گھر ہی کے لوگ ہونگے (متی ۱۰ باب ۳۴-۳۶)

ملہ پھر جناب مسیح اپنی ملال آتش فشانی فرماتے ہیں کہ میں زمین میں آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ ابھی لگ چکی ہوتی کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی کرانے (لوقا ۱۲ باب ۴۹) سے مسلمانوں کی کہ حدیث ہے کہ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ترجمہ مخلوق خدا کے کنبہ ہیں پس محبوب تر خلقت کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو کہ اس کے کنبہ کے ساتھ نیکی کرے۔ اسی حدیث پر مولوی روم صاحب مثنوی میں لکھتے ہیں سہ بایں حرم و تفسیر خواہ۔ گفت الخلق عیال اللہ۔

ہیں عرض کی کہ یہ تعلیم وید کی ہے بائبل کی نہیں - دیکھئے وید مقدس کی شرتی - स नो बन्धु

जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा

अमृत मानशानस्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त॥ यजु॰ अ॰ ३२ म॰ १०॥

ترجمہ وہ پرماتما ہمارا بندھو - پتا - ماتا - وہ سب کاموں کا پورن کرنے ہارا تمام لوک اور تمام استھان جنموں کو جانتا ہے اور جس تیسرے آنند کو امرت لوک پراپت ہو کے سو اچھا کے وچرتے ہیں وہی ہمارا ہادی - راجا عدالت کرنے والا ہے اُسی کی بھگتی کرنا ضروری ہے - اور اسی طرح دیکھو رگ وید منڈل ۱۰ - انوواک ۶ - سوکت ۸۲ - منتر ۳ - اس پر پادری صاحب لال سرخ ہو گئے - اور کچھ جواب نہ دے سکے ٭

باب دوم

مسیح بیگناہ نہیں بلکہ گنہگار تھا

عیسائی پادری کہتے ہیں کہ مسیح بے گناہ تھا اس واسطے ہمیں نجات دے سکتا یا دلا سکتا ہے ہم کہتے ہیں - کہ ایسا نہیں بلکہ وہ گناہگار تھا - اور اسی واسطے عیسائیوں کی نجات سراپا محال ہے ٭

افسوس کہ عیسائیوں نے اپنے اس بے بنیاد دعوے کے پورا کرنے کیواسطے مسیح کی سوانحعمری کہیں نہیں رہنے دی اور نہ انجیل ہی کچھ بتلاتی ہے - کیونکہ ۳۲ سال کی اس کی عمر تھی جنمیں سے ۳۰ سال کا کوئی صحیح حال کسی کو معلوم نہیں ۳۰ سال کی زندگی میں اس نے وعظ شروع کی - اور دو سال ہی لیکچر دے کر صلیب پر لٹکائے گئے ٭

ہم اس کا ثبوت کسی بیرونی شہادت سے نہیں بلکہ انجیل سے ہی کرتے ہیں دیکھو لکھا ہے - "اور یسوع آپ برس تیس ایک کا ہو جب شروع کیا" - (لوقا ۳ / ۲۳)

تیس برس کی اندرونی زندگی کا صحیح اور مفصل حال کسی عیسائی کو معلوم نہیں - اور اگر کسی کو معلوم ہے تو وہ بپاس خاطر مسیح ظاہر کرنا نہیں چاہتا - تاکہ کہیں سارے کے سارے کلنک ظاہر نہ ہو جائیں - مقام غور ہے کہ مہذب قوم عیسائی دنیا بھر کے محقق عیسائی - کل جہان کے مورخ عیسائی اور گھر کے ہادی کی تاریخ پر یہ تاریک گھٹا چھائی ہو افسوس - صد ہزار افسوس ٭

چونکہ مسیح کی سوانحعمری ساری نہیں ملتی - صرف ۲ سالہ زندگی کے حالات تھوڑے تھوڑے اناجیل سے دستیاب ہوتے ہیں - اس واسطے ہم مجبوری اُسی پر اکتفا کرکے مسیح کے چال چلن کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں - ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقفی سے دھوکا کھائے اور جان و ایمان کو کسی کی چاپلوسی میں آکر نقصان پہنچا لئے ٭

نمبر ۱ - مسیح کی بے رحمی - "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں - کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اُسکے باپ اور بیٹی کو اُس کی ما اور بہو کو اُسکی ساس سے جدا کروں" - (متی ۱۰ / ۳۴ و ۳۵)

پھر وہ خود فرماتا ہے "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ لگ چکی ہوتی پر مجھے ایک بپتسمہ پانا ہے اور میں کیسا تنگ ہوں جبتک کہ وہ نہ ہو - اور کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر میل کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی" - (لوقا ۱۲ / ۴۹ - ۵۱)

پھر مسیح ہدایت دیتا ہے "اگر کوئی میرے پاس آوے اور اپنی ما باپ اور جورو - لڑکے بھائی بہنیں بلکہ اپنی جان کی دشمنی نہ کرے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا" (لوقا ۱۴ / ۲۶ و ۲۷)

پھر صدل مسیح فرماتا ہے "اور اُس وقت زمین کے سب گھرانے چھاتی پیٹینگے" - (متی ۲۴ / ۳۰)

پھر مہربان مسیح کی بابت لکھا ہے "اور اُن سے کچھ دور بہت سوؤروں کا غول چرتا تھا سو دیووں نے اُسکی منت کرکے کہا کہ اگر تو ہمکو نکالتا ہے - تو ہمیں اُن سوروں کے غول میں جانے دے - تب اُسنے اُنہیں کہا کہ جاؤ - اور وے نکل کے سوؤروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوؤروں کا سارا غول کنارہ پر سے دریا میں کود اور پانی میں ڈوب مرا" (متی ۸ / ۳۰ - ۳۲)

پادری کلرک صاحب نے اسپر تفسیر کی ہے کہ وہ سور تعداد میں دو ہزار تھے" اس پر مولوی نور الدین صاحب نے کیا اچھا کہا ہے "کہ بودھ اور آریوں اور جینیوں کے اصول عیسائی تہذیب کے رحم سے زیادہ رحم پر مبنی ہیں کہ کسی ایک ذیروح کو ستانا مذہبا روا نہیں سمجھتے ٭

پھر مسیح نے تلواریں خریدنے کا سب شاگردوں کو حکم دیا - چنانچہ لکھا ہے "اور جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے" - (لوقا ۲۲ / ۳۶)

انجیل میں مسیح کے تلوار چلانے کا ذکر بھی موجود ہے "جب یہوداہ جو اُن بارہوں میں سے ایک تھا - آیا - اور اُسکے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کی بزرگوں کی طرف سے آپہنچی - اُسکے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ کہکے پتہ دیا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اُسے پکڑ لینا - اُسنے وہیں یسوع پاس آکر کہا - اے ربی سلام اور چوم لیا - یسوع نے اُس سے کہا اے میاں تو کاہے کو آیا - تب اُنہوں نے یسوع پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اُسے پکڑ لیا - اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی - اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اُس کا کان اُڑا دیا" (متی ۲۶ / ۴۷ سے ۵۱)

پھر لکھا ہے "جب اُنہوں نے جو اُسکے اردگرد تھے وہ حال جو ہونے والا تھا دیکھا تو اُس سے کہا کہ اے خداوند کیا ہم تلوار چلا دیں" ٭

اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر کو لگائی اور اُس کا دہنا کان اُڑا دیا" (لوقا ۲۲ / ۴۹ و ۵۰) (یوحنا ۱۸ / ۱۰) مرقس ۱۴ / ۴۶ و ۴۷)

۲ - مسیح کا جھوٹ : لکھا ہے "تب اُسکے بھائیوں نے اُس سے کہا یہاں سے روانہ ہو اور یہودیہ میں جا تاکہ اُن کاموں کو جو تو کرتا ہے تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو کچھ کام چھپ کے کرے اور چاہے کہ آپ مشہور ہو اگر تو یہ کام کرتا ہے - تو اپنے تئیں جہان کو دکھلا - کیونکہ اُس کے بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے - تب یسوع نے کہا کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا - پھر تمہارا وقت ہر دم تیار ہے - دنیا تم سے عداوت نہیں رکھتی پر مجھ سے عداوت رکھتی ہے - کیونکہ اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُسکے کام بُرے ہیں تم عید میں جاؤ میں ابھی عید میں نہیں جاتا - کہ میرا ہنوز وقت پورا نہیں ہوا - سو وہ باتیں اُنہیں کہکے جلیل میں رہا - لیکن جب اُسکے بھائی روانہ ہوئے تھے تب وہ بھی عید میں گیا - ظاہر نہیں بلکہ چھپ کے) تب یہودی عید میں اُسے ڈھونڈنے لگے (دیکھو یوحنا باب ۷ آیت ۵ سے ۱۱ تک)

۳ - مسیح شرابی تھا - انجیل میں لکھا ہے "ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ - شرابی اور محصول لینے والوں اور بدمعاشوں کا یار ہے" (متی ۱۱ / ۱۹)

پھر مسیح فرماتا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں انگور کا رس (انگوری شراب) جس دن تک خدا کی بادشاہت میں اُسے نیا نہ پیوں - پھر نہ پیوں گا - (مرقس ۱۴ / ۲۵)

پھر جلیل میں ایک بیاہ ہوا - یسوع کی معہ شاگردوں کے مہمان دعوت تھی پیتے پیتے شراب گھٹ گئی - مسیح نے وہاں چھ مٹکے شراب کے (بقول عیسائیوں کے معجزہ سے) پیدا کر دئے ہر ایک مٹکے میں دو یا تین من شراب کی سمائی تھی - پس ۳ × ۶ = ۱۸ من شراب ہاں پر مسیح نے لوگوں پر فی سبیل اللہ بانٹی اور پلائی (مفصل دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۲ آیت ۱ سے ۱۱ تک) ٭

۴- ماں کی بے عزتی۔ لکھا ہے "اُس کی ماں اور اُس کے بھائی باہر کھڑے ہوئے اُس سے بات کیا چاہتے ہیں۔ پر اُس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی" (متی ۱۲ باب ۴۶-۴۸ و لوقا ۸ باب ۱۹ و مرقس ۳ باب ۳۱) ✤
یہ لکھا ہے کہ جب شراب گھٹ گئی تو یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُن کے پاس مَے نہیں۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یوحنا ۲ باب ۴) ✤

۵- چوری سرقہ مویشی۔ مسیح نے ایک گدھی مع بچّہ کے چُرا لائی اور فریب سکھلایا کہ اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ مالک نے مانگا ہے ✤

۶- فریب۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے اور جب وے یروشلم کے نزدیک پہنچ کے بیت فگا میں زیتون کے پہاڑ پاس آئے تب یسوع نے دو شاگردوں سے یہ کہہ کر بھیجا کہ سامنے کی بستی میں جاؤ۔ اور وہاں ایک گدھی بندھی ہے اُس کے ساتھ ایک بچّہ پاؤ گے کھول کر میرے پاس لاؤ۔ اگر کوئی تم کو کچھ کہے تو کہو کہ خداوند کو درکار ہے۔ وہ اُسے انہیں بھیج دیگا۔ شاگردوں نے جیسا یسوع نے فرمایا تھا بجا لائے اور اُس گدھی کو بچّہ سمیت لے آئے اور کپڑے اُن پر ڈالے اور اُسے اُن پر بٹھلایا (متی ۲۱ باب ۱ سے ۷) ✤

انجیلوں کا اس میں باہم اختلاف ہے۔ چونکہ متی کی انجیل نمبر اول ہے بنابراں ہم بھی اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اتنا اختلاف کیوں ہؤا۔ متی جو سیدھا سادہ آدمی تھا۔ اُس نے صحیح طور پر گدھی اور بچّہ دو لکھے اور سب حکم جمع کا استعمال کیا۔ مگر دوسرے حواریوں کو یہ بات سوجھ گئی۔ کہ یہ تو چوری ہے۔ اور مسیح گنہگار ٹھیر جاتا ہے۔ بنابراں گدھی کو دور کر صرف گدھی کا بچّہ رہنے دیا (دیکھو مرقس ۱۱ باب ۲ و لوقا ۱۹ باب ۳۰ و یوحنا ۱۲ باب ۱۴) جس سے جرم بہت خفیف ہو جائے اور مسیح نرم [illegible] کہلائے ✤ مگر اظہر من الشمس بات کب چھپ سکتی ہے ✤

دیکھئے ایک تو مسیح نے گدھی چُروائی یا چُرائی اور دوسرا گدھی کا بچّہ۔ چوری کیا ہے اِس کا جواب تعزیرات ہند میں دیکھو۔ کہ بغیر اجازت مالک کے چیز لیا سو مسیح نے کیا۔ گدھی کی قیمت کم سے کم [illegible] روپیہ اور بچّہ کی قیمت [illegible] مال مسروقہ ہوتے ہیں (دیکھو تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۹) ✤

فریب اِس واسطے ہے کہ شاگردوں کو کہا کہ اگر پوچھے تو کہنا کہ خداوند مانگتا ہے۔ خداوند کے لغوی معنے مالک ہیں۔ اور ایسا ہی عام طور پر مالک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مسیح کو شاگرد بھی خداوند کہتے تھے۔ مطلب یہ۔ کہ جب کوئی راستہ گذرنے والا دیکھ کر پوچھے۔ تو خداوند کے معنے مالک سمجھ کر چلا جاوےگا اور ان کا مطلب دو دھاری تلوار کی طرح مالک اور عیسیٰ سے تھا جس سے صاف چوری و فریب ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی مکان کا مالک ہے۔ اور اس کا نام ابراہیم ہے اور ایک چور ہے اُس کا نام بھی ابراہیم ہے۔ مالک کی غیر حاضری میں ایک شخص اس کے اندر جا کر اُس کا چوغہ اُتارتا ہے اور لیجاتا ہو جب کوئی نوکر یا محلے واقف کار آدمی اُس سے پوچھے کہ کہاں لے جاتا ہے۔ تو وہ کہے کہ ابراہیم نے مانگا ہے۔ اور وہ وہاں بازار میں کھڑا ہے۔ تو وہ کب اُس پر اعتبار کر کے جانے دیگا اور ایسی فریب آمیز چوری اکثر شہروں میں ہوتی ہے۔ بعینہٖ یہی حال اِس جگہ ہؤا۔ بنابراں یہ دو جرم ہیں ایک سرقہ مویشی۔ دوم دغا یا فریب (۳۷۹ تعزیرات ہند و ۴۱۵ تعزیرات ہند) اور مسیح ان دو دفعات کے جرم کا مجرم ہے۔ واضح ہو کہ یہ گدھی و گدھا دو تو مسیح کی زندگی تک مالک کو واپس نہیں دئے گئے اور نہ اُن کی قیمت دی گئی۔ پس صاف چوری ہے۔ کوئی محقق مزاج اِس سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ اُس کے مرتکب کو بری کر سکتا ہے ✤

۷- مسیح کی بے علمی۔ انجیل میں لکھا ہے کہ صبح کو وہ بیت عنیاہ سے باہر آتے اُس کو بھوک لگی اور دور سے انجیر کا ایک درخت پتوں سے لدا ہؤا دیکھ کے وہ گیا کہ شاید اُس میں کچھ پاوے۔ جب وہ اُس پاس آیا۔ تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ یسوع نے اُس سے مخاطب ہو کے کہا کہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھاوے اور اُس کے شاگردوں نے سنا (مرقس ۱۱ باب ۱۲ سے ۱۴ و متی ۲۱ باب ۱۹) ✤

ایک یورپین فاضل نے اس پر کیا اچھا فرمایا ہے کہ "اگر عیسائی مذہب کے واجب مسائل اور تواریخ علم و حالات دیکھنا چاہو۔ تو متی و مرقس کی انجیل کھول کر انجیر کی کہانی پڑھو۔ اُس درخت کے لئے جو تمثیل پیدا کرنے کے واسطے بھوک کے وقت بددُعا دیکر سوکھا دیا تھا۔ اگر عیسیٰ درحقیقت خدا تھا۔ تو انجیر کے درخت کو اُس نے خود بنایا تھا۔ اُس کے بڑھنے کی حد تو معمول کی تھی اور نہ وہی اُس کے پھل دینے کے واسطے موسم ٹھیرا دیا تھا۔ اور اس طرح پر خود ہی اُس کو بے موسم پھل دینے سے روکا تھا۔ اور خود ہی اُس درخت سے پھل کی امید کی جس پر کہ پھل کا ہونا ناممکن بنا دیا تھا۔ اور اپنی بے انتہا محبت سے اِس قصور پر غصہ ہؤا کہ درخت نے وہ چیز کیوں نہیں دی۔ جو خدا کے پیدا کرنے سے تھی۔ خدا نے اُس درخت کو منع کیا تھا اگر عیسیٰ کی یہی محبت ہے۔ تو اُس کے دشمنت (اگر کوئی ہے) سمجھ جاتے ✤

۸- عورتوں سے ناجائز محبت۔ یہ واقعہ انجیل میں ہے "کہ وہ ایک بستی میں پہنچا اور مرتھا نامی ایک عورت نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا اور مریم نامی اُس کی بہن تھی جو یسوع کے پاؤں پاس بیٹھ کے اُس کا کلام سنتی تھی۔ پر مرتھا نے بہت خدمت سے گھبرائی ہوئی اُس کے پاس آ کر کہا کہ اے خداوند کیا تجھے پروا نہیں۔ کہ میری بہن نے مجھے اکیلا خدمت میں چھوڑا ہے۔ اب اُسے کہہ کہ میری مدد کرے۔ تب یسوع نے جواب میں اُسے کہا مرتھا تو بہت چیزوں کے واسطے فکر و گھبراہٹ میں ہے۔ سو مریم نے وہ اچھا حصہ چُنا ہے۔ جو اُس سے پھیر نہ لیا جاویگا (لوقا باب ۱۰۔ آیت ۳۸ سے ۴۲ تک) ✤

پھر لکھا ہے سو مرتھا نے جب سنا کہ یسوع آتا ہے اُس کا استقبال گیا پر مریم گھر میں بیٹھی رہی"۔ (یوحنا ۱۱ باب ۲۰) ✤

پھر لکھا ہے۔ کہ مرتھا یہ کہہ کے چلی گئی اور چپکے اپنی بہن مریم کو بلا کے کہا کہ اُستاد آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ وہ بات سنتے ہی جلد اُٹھی۔ اور اُس کے پاس آئی (یوحنا ۱۱ باب ۲۸)۔

دوسری دفعہ شاگرد کھانے کو مول لینے شہر میں گئے سامریہ کی ایک عورت کنوئیں پر پانی بھرنے آئی۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ مجھے پینے کو دے۔ سامریہ کی اس عورت نے اُس سے کہا کیونکر تو جو یہودی ہے مجھ سے جو سامریہ کی عورت ہوں پانی پینے کو مانگتا ہے۔ کیونکہ یہودی سامریوں سے محبت نہیں رکھتے ہیں۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ کہ اگر تو خدا کی بخشش کو۔ اور اُس کو جو تجھ سے کہتا ہے۔ کہ مجھے پینے کو دے۔ پہچانتی کہ وہ کون ہے تو تو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے جیتا پانی دیتا ہے"۔ پھر لکھا ہے۔ یسوع نے اس سے کہا کہ جا کے اپنے شوہر کو بلا اور یہاں آ۔ عورت نے جواب دیا۔ کہ میں بے شوہر ہوں۔ یسوع نے کہا کہ تو نے درست کہا۔ کہ میں بے شوہر ہوں کیونکہ تو پانچ خصم کر چکی ہے۔ اور وہ جو اب تو رکھتی ہے تیرا خصم نہیں تو نے یہ سچ کہا کہ اُتنے میں اُس کے شاگرد آئے اور تعجب کیا کہ وہ عورت سے باتیں کرتا تھا۔ پر کسی نے نہ کہا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ یا اُس سے کس

سے لئے مانگ کرتا ہے'' (یوحنا ۲۶/۱۱ و متی ۳۶/۲۷) ✦

نمبر ۷ واقعہ یسوع نے ایک زانیہ عورت کو جو حرامکاری سے بچا دیا حالانکہ اُس نے زنا کرایا اور پکڑی گئی تھی نہ معلوم اس پردہ ڈالنے سے کیا مطلب تھا (دیکھو یوحنا باب ۸)

۸ چوتھا واقعہ مقام بیت عنیا میں ایک عورت مریم نامی (غالباً وہی پہلے واقعہ والی) سنگ مرمر کے عطر دان میں قیمتی عطر اُس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا تو اُس کے سر پر ڈالا شاگردوں نے چند مرتبہ اعتراض کیا۔ مگر مسیح نے اُس کو منع نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جہاں انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی اُس کی یادگاری کے لئے کہا جائیگا (دیکھو متی ۲۶/۱۳-۶ و یوحنا ۱۲/۴)

۹ سبت کے روز کام کیا۔ لکھا ہے اُس وقت یسوع سبت کے دن کھیتوں میں سے جاتا تھا اور اُس کے شاگرد بھوکے تھے اور وے بالیں توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ تب فریسیوں نے دیکھ کے اُس سے کہا دیکھ تیرے شاگرد وہ کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرنا روا نہیں (متی ۱۲/۲-۱)

اور خدا کا حکم تھا اور سبت کو کام کرنے والا مار ڈالا جائے (استثنا ۲۱/۲۲)

۱۰ مسیح گالی نکالتا تھا۔ انجیل میں لکھا ہے مسیح کی زبانی اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس اے اندھے راہ دکھانے والو تم پر افسوس اے نادانو اور اندھو تم ظاہر میں راستباز دکھائی دیتے ہو پر باطن میں ریا اور شرارت سے بھرے ہو وغیرہ وغیرہ (دیکھو متی ۲۳ باب) (لوقا ۱۱ و مرقس ۱۲) ✦

اس قدر جرائم ہم نے اُس چنے ہوئے اور مسیح کے خیرخواہ شاگردوں کے بنے ہوئے نسخہ انجیل سے نقل کئے ہیں جو درحقیقت قسم کھا کر بیٹھے تھے کہ مسیح کی برائی کو کتاب میں درج نہ کرینگے۔ مگر خیر باوجود اس سخت احتیاط کے بھی مسیح مجرم ہیں

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے

"انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھیرے" (ایوب ۱۵/۱۴) ✦

"کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں" (ایوب ۱۴/۴) ✦

"کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھیریگا" (ایوب ۴/۱۷) ✦

"انسان خدا کے آگے کیونکر صادق ٹھیرے گا" (ایوب ۹/۲) ✦

"پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوتا ہے کیونکر پاک ٹھیرے" (ایوب ۲۵/۴) ✦

"کوئی انسان جیتی جان تیرے حضور راستباز نہیں ٹھیر سکتا" (زبور ۱۴۳/۲)

اگر ہم کہیں کہ بیگناہ ہیں تو ہم جھوٹے ہیں اور آپ کو فریب دیتے ہیں (یوحنا کا خط ۱/۱)

"کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (رومیوں کا خط ۳/۱۲-۱۰)

"کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے میں گناہ سے پاک ہوں" (امثال ۲۰/۹) ✦

"کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ نیکی کرے اور خطا نہ کرے" (واعظ ۷)

نتیجہ - ۱

مسیح چونکہ عورت کا بچہ ہے۔ اس واسطے نیک نہیں مریم۔ حوا کے سبب سے ناپاک تھی اس واسطے اُس سے یک نہیں نکل سکتا اور نہ کوئی نکال سکتا ہے پس مسیح نہ تو نیک ہے اور نہ پاک ہے۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود مسیح کو بھی اقبال ہے "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔" (مرقس ۱۰/۱۸) (متی ۱۹/۱۷) ✦

شریعت کا پابند لعنتی ہے

مسیح کہتا ہے "یہ مت خیال کرو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورے کرنے کو آیا ہوں"۔ (متی ۵/۱۷) ✦

مسیح نے ابا ختنہ کرایا۔ بپتسمہ پایا۔ یوحنا کا شاگرد ہوا۔ وغیرہ سب رسومات شریعت کو پورا کیا ✦ اب حضرت پولوس کہتے ہیں "پس کوئی آدمی شریعت پر عمل کرنے سے راستباز نہ ٹھیریگا" ✦ (رومیوں کا خط ۳/۲۰) ✦

پھر لکھا ہے "جو شریعت پر تکیہ رکھتا ہے وہ لعنت کے تحت میں ہے" (گلتیوں ۳/۱۰)

پھر صاف لکھا ہے "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا" (گلتیوں ۳/۱۳) ✦

نتیجہ - ۲

مسیح لعنتی ہے۔ کسی طرح پاک نہیں ہے۔ اس واسطے نہ خود اُسکی نجات ہوئی اور نہ کسی کو معاذ اللہ نجات دلا سکتا ہے اس واسطے اُس پر بھروسا رکھنا معرض خطر ہے

ع زینہار از قرین بد زینہار ✦

مسیح لکڑی پر مصلوب ہوا اس واسطے ملعون ہے

چنانچہ موسیٰ پیغمبر فرماتے ہیں "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (استثنا ۲۱/۲۳) ✦

پھر پولوس فرماتے ہیں "کیونکہ لکھا گیا جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" (گلتیوں ۳/۱۳)

ججمینٹ (فیصلہ)

حضرت پولوس فرماتے ہیں "چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنیوالا۔ لٹیرے۔ خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" (قرنتیوں ۱ ۶/۱۰) ✦

ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا گناہ نہیں کرتا اور جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے۔ (یوحنا ۱ ۳/۹-۸) ✦

لعنتی جہنم کی آگ میں رہینگے چنانچہ لکھا ہے اے ملعونو میرے سامنے سے چلے جاؤ اُس ہمیشہ کی آگ میں جو ابلیس اور فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵/۴۱)

عیسائی لوگ نہ تو ایماندار ہیں اور نہ نجات پائیں گے

انجیل میں ایمانداروں کی یہ علامتیں لکھی ہیں "اور وے جو ایمان لائینگے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی۔ کہ وے میرے نام سے دیوؤں کو نکالینگے اور نئی زبانیں بولینگے سانپوں کو اٹھا لینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنیوالی چیز پئینگے۔ انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جائینگے" (مرقس ۱۶/۱۸-۱۷)

کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو چلا جاتا۔ اور کوئی بات

تمہاری ماممکن ہو بلی مگر اس طرح کہ دیولعبر ڈھا اور روزہ کے ہمیں نکالے جانے (متی ۱۷/۲ و ۲۱) *

چونکہ ایسا دنیا میں کوئی نہیں پس گذشتہ راصلوٰۃ کہکر ہم بطور ردھوں کے کہتے ہیں کہ اس وقت کوئی ایماندار نہیں کیونکہ ایسی علامتیں بقول عیسے کے کسی کے شاملہیں * بلکہ بقول یوحنا کے سب گنہگار ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح بھی گنہگار تھا اور یہ تو انجیل میں ہی لکھا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے *

چنانچہ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں "اسی واسطے انجیل مقدس میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ کلام و احکام ربانی سے واقف نہیں ہیں اور گناہ کرتے ہیں کم سزا پاوینگے۔ مگر جو کلام اللہ پاکر اور جان بوجھ کر سرتابی کرتے اور مرتکب گناہ کے ہوتے ہیں وہ زیادہ سزا پاوینگے۔ پس یہ حکم بلاشبہ خدائے عادل کا ہے جس کے روبرو کسی کی طرفداری نہیں ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۱۳ شائع لکھنؤ)

ان سب حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نجات نہیں پائی اور نہ عیسائی نجات پاوینگے۔ اگر انجیل سچی ہے تو بھی عیسائیوں کی نجات بائبل کے رو سے ناممکن ہے

توریت کی رو سے نیوگ جائز ہے

حد شوگ۔ اگر کئی بھائی ایک جا رہتے ہوں اور ایک اُن سے بے اولاد مر جائے تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جاوے بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے اور اُسے اپنی جورو کرلے اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے اور یوں ہوگا کہ اُس کا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو۔ تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا۔ تا کہ اُس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے" (توریت استثناء ۲۵/۵–۶)

نیوگ نہ کرنے پر سزا ۱۰۔ اور اگر وہ مرد اپنے بھائی کی جورو لینا نہ چاہے تو اُس مرحوم بھائی کی عورت دروازہ پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا۔ اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں اور اُس سے گفتگو کریں۔ سو اگر وہ اس بات پر قایم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ اسے لوں۔ تب اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے۔ اور اُس کے پاؤں سے جوتی اتار لے۔ اور اُس کے منہ پر تھوک دے اور جواب دے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بناوے۔ یہی کیا جاویگا۔ اور اسرائیل میں اُس کا نام یہ رکھا جاویگا۔ کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے۔ جس کا جوتا اُتارا گیا" (توریت استثناء ۲۵/۱۰–۹) * اور پھر روت کی کتاب میں روت کا قصہ پڑھو اور راحل اور لیاہ دو اور عورتوں کے حالات مطالعہ کرو اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا جس کا پوتا داؤد نبی تھا۔ اور اسی کے خاندان سے بقول عیسائیوں کے مسیح پیدا ہوا *
(دیکھو روت کی کتاب ۴/۱–۲۲)

پادری ڈی جی صاحب اسکاٹ فرماتے ہیں "ایک نسب نامہ لوقا کی انجیل میں بھی ہے۔ جس میں ہر کچھ اس کے خلاف پایا جاتا ہے (لوقا ۳/۲۳–۳۸)۔ لیکن ان دونوں کی مطابقت مشکل نہیں۔ اکثر مفسروں کو یہ گمان ہے۔ کہ یسوع جو یسوع کا باپ کونا تا ہے۔ یعقوب کا حقیقی بیٹا اور شرع کی رو سے ہیلی کا وارث اور بیٹا ٹھہرا۔ یعنی جب ہیلی بے اولاد مر گیا تو اُس کے بھائی یعقوب نے شرع کے حکم بموجب اپنے بھائی کی جورو لیکر اُس کے واسطے نسل جاری کی (لوقا ۲۰/۲۸ و استثنا ۲۵/۵) چنانچہ یہ بات شجرہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اِس کی تشریح یہ ہے کہ سلیمان اور ناتان داؤد کے دو بیٹے تھے اور ناتھان سلیمان کی نسل سے ہوا۔ اور متھان ناتان سے جب متھان نے استھا کو جورو کیا۔ اور اُس سے ہیلی پیدا ہوا۔ پس یہ دونو یعنی یعقوب اور ہیلی ایک ہی ماں کے بیٹے تھے اور جب ہیلی جورو کرکے بے اولاد مر گیا۔ تب اُس کے بھائی یعقوب نے اُس کی بیوہ کو اپنی جورو کر لیا۔ جس سے یوسف پیدا ہوا۔ پس یوسف یعقوب کا حقیقی بیٹا اور ہیلی کا شرعی بیٹا تھا۔ اور اس سے دونو نسب ناموں کی صفائی ظاہر ہے۔ (تفسیر متی مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۱ و ۲۲) شجرہ یہ ہے *

تیسرا باب
مسیح کے معجزے

جاہل ہندوؤں کو پھسلانے اور دام میں پھنسانے کے واسطے عیسائی لوگ کرامات کا ذکر کیا کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی سچائی کا یہ ثبوت ہے کہ مسیح نے معجزے دکھلائے۔ اس واسطے وہ خدا تھا۔ وغیرہ

واضح ہو کہ اگر کرامات دکھلانا۔ معجزہ بتلانا ہی مذہب کے سچا ہونے کا ثبوت ہے۔ تو دنیا میں کوئی مذہب بھی جھوٹا نہیں ہے اور سبھی معجزہ دکھلانے والے خدا ہیں مثلاً یہودیوں میں نوح۔ ابراہیم۔ داؤد۔ موسیٰ۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یشوع وغیرہ نے بائبل کی رو سے معجزہ دکھلائے اور محمدیوں میں محمد۔ عبدالقادر جیلانی۔ شمس تبریز۔ معین الدین وغیرہ نے احادیث و کتب اسلامیہ کے رو سے کرامات اور معجزے بتلائے *

بدھوں اور جینیوں میں بودھ۔ آدناتھ۔ پارس ناتھ۔ مہابیر وغیرہ نے اشچرج یعنی معجزے بودھ شاستر وغیرہ کی رو سے کئے *

پارسیوں میں زردشت نے بیشمار معجزے دکھلائے * (دیکھو ژند اوستا)

ہندوؤں میں گورکھ ناتھ۔ شنکر آچارج۔ نانک۔ کبیر۔ پورن۔ مہادیو۔ وشن۔ کرشن۔ رام۔ راون۔ کالی۔ بھیرو وغیرہ نے صدہا معجزہ کئے۔ لیکن عیسائی ان سب مذاہب کو باطل اور معجزوں کو جھوٹا جانتے ہیں۔ پھر ہم انہیں باتوں سے مسیح کو اور بائبل کو کس طرح سچا مان سکتے ہیں *

حالانکہ خود ماشل میں بھی لکھا ہے۔ "بہتیرے لوگ میرے نام پر آوینگے اور کہینگے۔ کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے۔ (متی ۲۴/۵)۔

"بہت سے جھوٹے نبی اٹھینگے جو بہتوں کو گمراہ کرینگے اور بدی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جاویگی" (متی ۲۴/۱۱)

"اگر کوئی تم سے کہے کہ مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اُسے نہ مانیو کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھینگے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائینگے۔ کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے" (متی ۲۴/۲۴)۔

"انبیاء میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وے جھوٹی رویا اور جھوٹے علم غیب اور بے اصل باتیں اور اپنے دلوں کی مکاریاں نبوت کی طرح پر ظاہر کرتے ہیں۔ (ارمیاہ ۱۴/۱۴) "میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا خواب دیکھا۔ کب تک نبیوں کے دل میں رہیگا۔ کہ جھوٹی نبوت کریں ہاں وے اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں"۔ (یرمیاہ باب ۲۳۔ آیت ۲۵ و ۲۶ *

"بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں نکل آئے ہیں"۔ (یوحنا۔ ۱۔ ۴/۱) *

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑئیے ہیں"۔ (متی ۷/۱۵)۔

"جھوٹے نبی بھی اُس قوم میں تھے جیسے کہ جھوٹے معلم تم میں ہونگے" (۲ پطرس ۲/۱) "کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھینگے۔ اور نشانیاں اور کرامات دکھلاوینگے اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے" (مرقس ۱۳/۲۲)۔

"وے تم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں کہ تم کو تمہارے ملک سے آوارہ کریں" (یرمیاہ ۲۷/۱۰) "جھوٹے نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جاوینگے" (یرمیاہ ۱۴/۱۵)

(اب ہم مسیح کی بابت ان مذکورہ بالا یادداشتوں سے پڑتال کرتے ہیں)

نمبر ۱۔ مسیح نے معجزے دکھلائے۔

نمبر ۲۔ مسیح صلیب سے مارا گیا۔ یعنی اپنی موت نہیں مرا *

نمبر ۳۔ ملک میں نفاق ڈلواتا اور لوگوں کو گھر بار سے آوارہ کرنا چاہتا تھا۔

نمبر ۴۔ مسیح کے معجزات کے سب گواہ بے ایمان ہیں بحوالہ ذیل

الف۔ یہوداہ بے ایمان ہے متی ۲۶/۱۴ و ۲۶/۲۳

ب۔ پطرس نے ایمان او ہے ایمان کا سبب ہے متی ۱۶/۴۹ و ۱۴/۲۹ و ۱۴/۲۴

ج۔ یعقوب و یوحنا بے ایمان ہے متی ۱۷/۱

د۔ سب بارہ شاگرد بے ایمان ہیں مرقس ۱۶/۹–۱۵ و متی ۱۶/۹–۱۲ و ۱/۲

و پطرس ۱/۲ و یوحنا ۹/۶ و متی ۱۷/۱۴–۲۱

پس مسیح جھوٹا نبی ہے۔ جب اور کرامات دکھلانے والے جھوٹے ہیں۔ تو مسیح کس طرح سچا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جہاں کسی عالم فاضل یہودی نے معجزہ کی بابت سوال کیا۔ وہاں حضرت مسیح صاف ٹال گئے۔ معجزہ بالکل نہ دکھلا سکے۔ پس ہم پا کوئی حق پسند اُس کے سچا ہونے پر کس طرح ایک یقین کر سکتا ہے *

مسیح کے معجزوں کے اقسام

(۱) مُردوں کو زندہ کرنا۔

(۲) اندھوں کو آنکھیں دینا۔ کوڑھیوں کو تندرست کرنا۔

(۳) جنوں۔ بھوتوں۔ دیودل۔ بدروحوں کا عورتوں و بچوں سے نکالنا۔

(۴) مچھلی کا شکار جال سے مارنا۔

(۵) تھوڑی چیز بہت آدمیوں کو کھلا دینا۔

اِن پانچ اقسام سے بہت زیادہ معجزے مسیح نے جنوں بھوتوں دیووں اور بدروحوں کا عورتوں اور بچوں سے نکالنا۔ جس کی تردید نہیں کرتے۔ پڑھے لکھے عیسائی عموماً اور خصوصاً یورپین ڈاکٹر صاحبان اس قسم کے معجزات کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بیوقوفی کے زمانے کی باتیں کرتے ہیں *

اندھوں کو آنکھیں دینا وغیرہ آج کل کے علمی زمانہ میں ہسپتالوں میں ڈاکٹر آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ آنکھیں نکال کر بنا دیتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آدمی شفا پاتے ہیں۔ یہ حکمت کی بات ہے۔ معجزہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور ہندوستان میں بھی سینکڑوں سیانے اندھوں کا علاج کرتے اور ان کی آنکھوں میں ناک ڈال صاف کرتے ہیں۔ اور اُن دنوں وہاں ایک حوض میں بھی ایسی ہی تاثیر موجود تھی (یوحنا ۵/۱–۹)۔ مُردوں کا زندہ کرنا یہ تو محض فسانہ ہے۔ کیونکہ مسیح صاحب کا وہاں یہ ارشاد موجود ہے۔ یہ مرا نہیں بلکہ صرف بیہوش ہے۔ لڑکی مری نہیں۔ بلکہ سوتی ہے" (متی ۹/۲۴ و مرقس ۵/۳۹) وہ کہ مسیح بقول عیسائیوں کے سا آدمی تھا۔ فریبی نہیں تھا۔ پس اُس نے ضرور سچ کہا کہ وہ سوتی ہے مری نہیں۔ اس واسطے یہ کسی طرح کا معجزہ نہیں ہے *

مچھلی کا شکار بھی صدہا ماہی گیر کیا کرتے ہیں اور لاکھوں اب تک موجود ہیں۔ جو مسیح سے بہت زیادہ مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ دریائے گنگ پر مقام نرورہ راج گھاٹ ضلع بلند شہر جہاں سے بڑی نہر نکلی ہے صاحبان انگریز نے ایسی حکمت بنائی ہے کہ منٹوں میں منوں مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ پس یہ اُس سے ہزار گنا بڑھ کر معجزہ ہے۔ باقی رہا تھوڑی چیز سے بہتوں کو سیر کرنا اگرچہ یہ معجزہ بروغن زرد میں بھی موجود ہے۔ مگر ایسے ہی علانیہ معجزے ہزاروں آدمی مانتے ہیں۔ کہ محمد صاحب۔ پیر زن نا صاحب و خواجہ معین الدین صاحب نے کئے آگے دروغ برگردن راوی اور اصل بات سب کے واسطے یہی ہے کہ پیراں نے پرند مگر مریدان مے پرانند *

اب صرف ایک معجزہ باقی ہے یعنی مسیح کا مردوں سے جی اُٹھنا۔ ناظرین اسکو بھی دیکھ لیں کہ یہ کئی وجوہات سے باطل ہے عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان پر خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے دائیں بائیں ہاتھ بھی ہیں؟ اگر نہیں تو بیٹھنا خود محال ہے۔ دوم کیا آسمان کوئی چیز ہے؟ اگر نہیں جیسا کہ تمام علم و عقل والے مانتے ہیں۔ تو مسیح کا جانا اور بیٹھنا اور زندہ ہونا بیہودہ دروغ محض ہیں۔ علاوہ برآں مُردوں سے زندہ ہونے کے جتنے گواہ ہیں۔ وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہیں *

نمبر ۱۔ حاکم وہ مسیح کا حامی تھا (دیکھو متی ۲۷/۱۹) نمبر ۲۔ حاکم کی عورت وہ بھی مسیح کی بہت خیر خواہ تھی۔ (متی ۲۷/۱۹) * نمبر ۳۔ نگہبان وہ سارے یہی بات چاہتے تھے (متی ۲۷/۶۴) *

پلاطس حاکم کو مسیح کے مرنے پر تعجب ہے (مرقس ۱۵/۴۴)

بہت لوگ ڈبدھے میں رہے (متی ۲۸/۱۷)

پس ضرور لاش غائب کی گئی اور اُس کا آسمان پر اُٹھ جانا مشہور کیا گیا۔ اور جس طرح اب تک بھی ہزاروں سالوں کے مُردہ پیر مُریدوں کو بطور سبز طوطے کے تنہائی میں نظر آتے ہیں ایسے ہی مسیح بھی شاگردوں کو دکھلائی دیا اور آنکھوں کے سامنے اُڑ جانے سے اُس کا آسمان پر چلا جانا مان لیا۔ مگر افسوس میں ڈبدہا میں رہے اور

اب سو آسمان ہی ثابت نہیں ہوتا تو تمام عیسائی اور یہی سخت شبہے میں ہیں سے دو بدبا ہیں دور ہیں گئے۔ بابا ملی رام۔

مشہور معروف فاضل مسٹر ہیوم صاحب معجزات کی بابت فرماتے ہیں۔ "معجزہ قوانین قدرت کی شکستگی ہے۔ اور چونکہ ان قوانین کو ایک مستحکم اور غیر متبدل تجربہ نے قایم کیا ہے۔ پس اس حقیقت کی واقعی جانب ہی سے معجزہ کے خلاف ثبوت ایسا کامل ہے۔ جیسا کہ بالامکان تجربہ سے کوئی دلیل متصوّر ہو سکتی ہے"

اب اخیر میں ہم انگلستان کے نے نظیر فاضل اور سائنس کے عالم اجل پروفیسر ہکسلی صاحب کی رائے درج کرتے ہیں جو انہوں نے عموماً انجیلوں اور خصوصاً معجزات انجیلی کی نسبت ظاہر کی ہے۔

پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں "دوسری (انجیل مرقس) میں ایک بیان ہے جسکی شہادت ظاہری طور پر اچھی نہ رہے۔ جسقدر کہ کسی اور واقع کی جو اس تاریخ میں ہیں۔ یہ مشہور دیووں یا بھوتوں کا قصّہ ہے جو کہ ایک آدمی سے نکالے گئے تھے۔ اور ان کو حکم یا اجازت دی گئی تھی۔ کہ وہ ایک سوروں کے گلے میں داخل ہو جاویں۔ جس سے گذر پیوں جتنے سوروں کے غریب اور معصوم مالک کو بہت نقصان پہنچا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ راوی پڑھنے والوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ اس کا یہ خواہش ہے۔ کہ یہ نکالنا اور داخل کرنا یسوع ناصری کی طرف سے ہوا۔ کہ بات اور کام جسنے یسوع نے اس سوال پر زور دیا۔ اور کوئی فاوقی یا اخلاق اعتقاد اس کے دل میں پیدا ہوئے۔

برخلاف اس کے جو کچھ میں ناریخ اور بیالوجی کی بابت جانتا ہوں اس سے مجھے یقین کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ واقعات جو دیووں کی بابت منسوب کئے جاتے ہیں وہ ایسے مدنی ہیں جیسے کہ جیک سے مرن اور جو کچھ کہ میں اس بیان یا لوجی لعنے جس وِڈّ یا کی بابت جانتا ہوں وہ علاوہ یقین مجھ میں پیدا کرتا ہے۔ کہ دیووں اور ان کی پکڑ کا سوال پورا نتیجہ اوہام یہ کہ زمانہ کے توہمات باطلہ میں سے بقیہ جہالت ہے۔ اور اس وقت میں اس کا رواج معمولی تعلیم عقل اور صائب رائے کے آدمیوں کے خیالات سے معکوس نسبت رکھتا ہے (یعنی جوں جوں علم و عقل و رائے لوگوں کی بڑھتی جاتی ہے یہ خیالات کمزور ہوتے جاتے ہیں)

اور جو کچھ مجھے دانون اور انصاف کی بابت معلوم ہے۔ مجھے یقین دلاتا ہے کہ ان شخصوں کی ملکیت کو بوجہ ضائع کرنا ایک بڑے نمونہ کی بدمعاشی ہے تواریخ اور خاصکر پندرھویں سولھویں اور سترھویں صدی کی تاریخ کا مطالعہ میرے دل میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہنے دیتا۔ کہ پکڑ اور بھوت وِدّیا کی سچائی میں تسلیم جو رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ لوگوں نے اس بات اور دیگر متیمار فقروں پر جو نئے اور پرانے عہد ناموں میں پائے جاتے ہیں۔ ٹھیک طور پر مبنی کیا۔ اس تسلیم نے بہت سی خوفناک تکلیفیں اٹھائیں سے گناہ آدمیوں عورتوں۔ بچوں کو خدا الہی حکم سے قتل کرایا۔ جو عیسائیوں اور پادریوں کے خاص رعب و داب سے وقوع میں آئے اور جیسکہ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسے موقع پر ایک سیدھے سادے بیان کی تحریر کو بھوت ودیا اور پکڑ میں تسلیم ایک فضول شرارت کی بات ہے۔ مثل انجیل کے طول طویل درد کو ناممکن کر دیتی میں اس خیال کو ایسا بیان صرف عام غلطی کی پیروی کے لئے نہیں لکھا گیا۔ ایک بیعزت کرنے والا سمجھ کر رد کرنے کو تیار ہوں۔

"اے ناپاک روح تو آدمی میں سے نکل آ" یہ الفاظ ہیں جو یسوع سے منسوب کئے گئے ہیں (مرقس کی انجیل باب ۵۔ آیت ۸)

اگر میں یہ کہوں جیسے کہ مجھ کو کہنے میں کوئی دریغ نہیں ہے کہ میں ناپاک روحوں کی ہستی اور بلحاظ اس کے انسانوں سے اُن کے باہر نکلنے کی امکان پر بالکل اعتبار نہیں رکھتا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر واک مجھ کو یہ کہیگا۔ کہ میں اسے خداوند کی شہادت کو وزنی نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ فی الحقیقت استعمال کئے گئے تھے تو لطیفی کرنے والوں میں سے بہت ہوشیار آدمی بھی اس بات کے کہنے کے لئے مشکل سے دلیری کریگا کہ یہ الفاظ ان چیزوں میں بے اعتباری سے مطابقت رکھتے ہیں۔ جیساکہ عالم اور مصنف مزاج اور ایماندار ڈاکٹر الگزینڈر بیلیکل سائیکلو پیڈیا میں۔ ڈی۔ موتی الکس آرٹیکل پر ڈسٹوریل نوٹ میں لکھتے ہیں۔ "کم سے کم ہمارا خداوند اور اُس کے حواریوں کو ایک راست باز آدمی مانا چاہئے۔ اگرچہ سچی تقریر کی ضروریات میں سے یہ نہیں ہے کہ لفظوں کو ہمیشہ اور صرف اُن کے اصلی لغوی معنوں میں استعمال کرنا چاہئے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ اس طور پر استعمال کئے جاویں۔ کہ جس سے وہ معنے نکلیں جن کو متکلم سچا سمجھتا ہے۔ اس لئے اگرچہ ہمارا خداوند اور اُس کے حواری بیکڑ وغیرہ کے الفاظ کو چند ایک بیماریوں کی نسبت معمولی الفاظ کے طور پر استعمال کر سکتے تھے۔ بغیر اس بات پر یقین کرنے کے کہ اس قسم کے بیان فی الحقیقت بیماری پیدا کرنے میں تھے۔ مگر وہ ستوتوں کا آدمیوں میں داخل ہونا یا اُن سے باہر نکالا جانا نہیں کہہ سکتے۔ سب تک کہ وہ اس امر کو تسلیم نہ کریں۔ کہ آدمی درحقیقت دیووں سے پکڑے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کا یہ یقین نہیں تھا۔ تو وہ راست باز آدمیوں کی طرح نہیں بولے۔" (دیکھو بیلیکل سائیکلو پیڈیا جلد ا صفحہ ۶۶۴ کا نوٹ)

یہ قصّہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں صرف دوسری انجیل کی شہادت پر ہی مبنی نہیں ہے تیسری انجیل دوسری کو تصدیق کرتی ہے جس وقت ناپاک روحوں کو آدمی سے باہر نکلنے کے حکم کے معاملہ میں اور اگرچہ پہلی انجیل بالعموم اسی قصّہ کو مختلف پیرایہ میں بیان کرتی ہے۔ یا اُسی قسم کا اور قصّہ بیان کرتی ہے مگر ضروری فقرہ اُس میں بھی درج ہے۔ "اگر تو ہم کو باہر نکالتا ہے تو سوروں کے گلے میں ہم کو بھیج دے۔ اور اُس نے اُن کو کہا۔ کہ جاؤ (متی $\frac{۹}{۳۲ و ۳۱}$)

اگر تینوں انجیلوں کی شہادت ایک ایسے معاملہ میں تمام عقلی شک کے رفع کرنے کو فی الحقیقت کافی ہے کہ جو کہ عملی اور علمی طور پر بہت وزن رکھتا ہے۔ اور جس میں یقین پانے یعنی آدمیوں کی زندگی اور اُن کا دوسرے آدمیوں سے برتاؤ بڑی سنجیدگی سے اثر رکھتی ہے۔ تب میں اس بات کے یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ یسوع نے ایم پلینسٹ طور پر بیان کیا۔ کہ مجھ کو آن دیکھی دنیا کا علم ہے۔ جس نے بھوتوں اور پکڑوں میں یقین کی۔ جو کہ اس وقت اُس کے ہمعصروں میں موجود تھا۔ پورے طور پر تصدیق کی۔ اگر یہ قصّہ سچ ہے تو قرون اُولیٰ یعنی وسطی زمانہ کا قیاس ان دیکھی دنیا کی بابت ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ بالکل سچ ہو اور سپریجر سے لیکر ہاکنس اور متبحر تک جڑیاوں کی ملاقات کرنے والے بہت بدنام کئے ہوئے شخص ہیں۔

برخلاف اس کے انسانیت اس یقین کے بہت خطرناک نتیجہ دیکھکر اور معمولی عقل اُن سب معاملات میں جن کی واجب اور پورے طور پر تحقیقات کی گئی ہے۔ شہادت کی نا قابلیت مشاہدہ کر اور سائنس و دیا پکڑ کے معاملات کو نیچالوجی

حکمسا کے دائرہ میں رفتہ رفتہ لا کر جہاں تک کہ وہ پولیس کے احاطہ میں نہیں آتے یہ تمام زور دار طاقتیں ہم کو اِس یقین کو اُس شہادت پر جس پر کہ یہ مبنی ہے۔ بہت زور سے تحقیقات کرنے کے بغیر قبول کرنیکے برخلاف مطلع کرنے میں متفق ہوتے ہیں +

میں اس متحمل الضدین سے کوئی بچاؤ کی صورت نہیں دیکھتا یا تو یسوع نے وہ کہا جو تحریر میں ہے جو کہ اُس نے کہا یا اُس نے نہیں کہا۔ پہلی حالت میں یہ ضروری ہے کہ اُس کی باتیں ایسے معاملات میں جو ان دیکھی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں خوب زور سے ہلائی جائیں دوسری حالت میں انجیلوں کی شہادتوں پر چوٹ لگتی ہے اگر انجیلوں کی رپورٹ ایسی بڑی بھاری اور دور تک اثر رکھنے میں عملی معاملہ میں نا قابل اعتبار ہے۔ تو ہم کیسے یقین کرسکتے ہیں۔ کہ وہ اور معاملات میں قابل اعتبار ہو وہ مُنہ چڑھا جواب جس میں بہت دو کنیا ہٹو الطعین کرنے والا پناہ لیتا ہے کہ بائبل سائنس سکھلانے کے لئے نہیں ہے"۔ اِس معاملہ میں ٹھیک نہیں ہوسکتا کہ بھوتوں اور اُن سے مکڑ کی ہستی کا سوال اگرچہ سائنس کے احاطہ میں ہے۔ مگر ساتھ ہی اخلاق اور مذہب سے بھی مضبوط تعلق رکھتا ہے اگر جسمانی اور روحانی بیماریاں بھوتوں کے سبب سے ہوتی ہیں تو گریگری آف ٹاورس اور اُس کے ہمعصروں کا یہ خیال ٹھیک تھا۔ کہ "دینز کا فنجن بھوتوں کے نکالنے والے ڈاکٹروں سے زیادہ مفید ہیں"۔ اور بڑے بھاری سوال اُن شخصوں کی اخلاقی اور قانونی جوابدہی کے لئے پیدا ہوتے ہیں جو کہ آسیب زدہ ہوں اور دُنیا اور اُس سے ہمارے تعلقات کے سارے خیالات بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم دوسرا خیال نہ رکھیں۔ ایک معمولی وسطی زمانہ کے عیسائی کی زندگی کا خیال ایک معمولی انیسویں صدی کے انگریز سے اُس قدر مختلف تھا جس قدر کہ ایک مغربی افریقہ کے حبشی کا اِن معاملات میں اس وقت ہے۔ آج کل کی دُنیا آہستہ مگر یقیناً اِن اور اسی قسم کے باقی وحشیانہ توہمات کو دور کرتی جاتی ہے۔ اور خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ پھر کیچڑ میں آلودہ ہونے کے لئے نہیں آئیگی۔ جب تک کہ اس کے برخلاف ثابت نہ کیا جائے +

میں اس شک کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اس وقت میں آیا کوئی پروٹسٹنٹ علم روحانی کا ماہر جس کے پاس کوئی عزت کھونے کو ہے کہیگا کہ وہ گیڈرین کے قصہ پر اعتبار رکھتا ہے۔ اس لئے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا چاہئے یا تو یہ کہ جنہوں نے انجیلیں لکھیں اُنپر اعتبار نہ کرنا یا خداوند پر اعتبار نہ کرنا جس خداوند کی وسے سادہ لوگ شیطان کی ناشائستہ دُنیا پر حکومت کی ایسی روایتیں تسلیم کرنے سے عزت کرنا چاہتے تھے یہی متحمل الضدین جسے ڈاک لیا ہے۔ کسی بڑی بھاری عیسائیت کے اور سوائے روایتز ڈورتن یعنے تصحیح شدہ ترجمہ کے

جس کے واسطے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ علمیت کرسکتی ہے کر چکی ہے۔ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور نہ معمولی عقل کے علم کے بغیر معمولی اصولوں کے زناؤ کے کسی اور بات کی حاجت ہے۔ ہم اس بات کے قابل بنانے کے لئے کہ ان دو باتوں میں سے ایک بات چُن لیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں ہوسکتا کہ قصہ جو کہ پہلی انجیل میں لکھا گیا ہے وہ دوسری اور تیسری انجیل کی نقل ہے باہم جو اختلافات ہیں وہ بھاری اور اس قسم کے ہیں کہ اُن میں تطبیق نہیں ہوسکتی اور اسی وجہ پر کم سے کم ہم کو چاہئے کہ رائے دینے سے خاموش رہیں۔ مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ اُس وقت سے جبکہ علمی طور پر بائبل کی تحقیقات شروع ہوئی۔ اس وقت تک اِس دیرینہ خیال کے برخلاف کہ جس کے تینوں ایک ہی پنڈت شخصوں کی سی ہوئی ہیں۔ جن کو کہ خدا کی طرف سے الہام ہوا شہادت مضبوطی سے جمع ہوگئی ہیں۔ یہاں تک کہ اس وقت اس نتیجے سے بچاؤ نہیں ہوسکتا۔ کہ ان تینوں میں سے ہر ایک ایک تالیف ہے۔ جس کے دو اجزاء ہیں ایک تو بنیاد جس کے تینوں کے لئے مشترک ہے۔ یعنی تین طرح کی روایت اور دوسری عمارت جس کا ایک حصہ تو وہ ہے جو تینوں میں مشترک ہے۔ اور دوسرا وہ جو ہر ایک کے لئے خاص ہے الفاظ بنیاد اور عمارت سے یہ ہرگز معنے نہیں لگانے چاہئیں کہ عمارت بنیاد سے پیچھے طیار کی گئی برخلاف اس کے کچھ حصے ممکن ہے کہ ہوں اور اغلب ہے کہ ہیں زیادہ پُرانے بنیاد کے کچھ حصوں سے =

گیڈرین کے سوروں کا قصہ بنیاد سے تعلق رکھتا ہے۔ کم سے کم اس کا وہ ضروری حصہ جس میں بھوتوں کی پکڑ کا یقین ظاہر کیا گیا ہے اور اس لئے پہلی دوسری اور تیسری انجیلوں کے مؤلف جو شخص کہ وے تھے اس یقین کو اُنہوں نے قبول کیا (جو کہ درحقیقت اِس زمانہ کے یہودیوں اور غیر قوموں میں عام تھا) اور یسوع سے منسوب کیا۔ اِس بنیاد (یعنے اس تین قسم کے روایت) کے جس پر کہ یہ تینوں گواہ متفق ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کرنے والوں کی بابت ہم کو کیا معلوم ہے کہ جس سے ہم صرف اُن کے بیان کو اتنا وزنی سمجھیں کہ جس سے انسانیت عقل اور علم کے برخلاف دلیلوں کو کم قدر کر دیا جاوے۔ اور اُن کے اُستاد کی اس عزت کو خطرہ میں ڈالا جاوے۔ جیسے کہ بہت لوگ کرنے میں مائل ہونے کے لئے خوش ہونگے۔ بالکل کچھ بھی نہیں۔ اس بات کے لئے کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ اور معمولی بری زم شن سے بڑھ کر بھی کچھ نہیں کہ کوئی انجیل جس حالت میں کہ ہم اُس کو تصحیح شدہ ترجمہ میں پاتے ہیں۔ دوسری صدی سے پہلے یا اور لفظوں میں واقعات جو بیان کئے گئے ہیں۔ اُن کے بعد ساٹھ یا ستر برس کے اندر موجود تھی۔ اور اُس وقت سے اور سب سے پرانی انجیل سے موجودہ قلمی نقلوں کے درمیان یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ کتنی تبدیلیاں اور تحریف ہوگئی ہوں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام صرف خیال ہی خیال ہے مگر یہ بہت کچھ زیادہ یقینی خیال سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے مترجم چونکہ وہ لائق عالم اور ایماندار آدمی ہیں۔ وے اِس بات کے ظاہر کرنے میں مجبور ہوئے ہیں۔ کہ ایسی چیزیں یعنی تبدیلیاں اور تحریفیں سب سے موجودہ یونانی تاریخوں کے پیچھے بھی واقع ہوئی ہیں۔ دوسری انجیل کی سب سے دو پرانی کاپیاں ۱۶/۸ تک ختم ہو جاتی ہیں۔ باقی کی بارہ آیتیں پری کھیت یعنے پیچھے داخل کی گئی ہیں اور یہ بات قابل توجہ کے ہے کہ پری کھیت کرنے والے نے اس کلام کے داخل کرنے میں دیر نہیں کی۔ جہاں کہ یسوع اپنے شاگردوں کو وعدہ

سلہ کیا کوئی شخص یہ بات کہہ سکتا ہے کہ کوئی اندرونی یا بیرونی وعدہ ہے۔ کہ جس سے ایک بائبل کے بیان کے ٹھیک ہونے یا غلط جس میں کوئی علمی بات ہو۔ اس بات کے لئے مفید کرسکے۔ کہ اُس کو سنجیدگی سے لینا چاہئے یا نہیں۔ کیا طوفان کا حال جو کہ پرانی انجیل میں ٹھیک طور پر مانا گیا ہے وہ کم واضح ہے بہ نسبت ابراہیم کی طلب کے جو کہ اُس میں ٹھیک مانی گئی ہے۔ کس نشان سے [illegible] کہ [illegible] میں [illegible] یانے کا قصہ جس میں کہ بہت کچھ عجیب علمی سوال پیدا ہوسکتے ہیں یہ ظاہر ہوسکتا۔ ہے کہ یہ صرف بختگی کے لئے ہے) اور نایون کا جو آگے کے لکھنے سے پھر پیدا کئے جانے کا قصہ یعنی مثال ہے اگر آدم کے نکالے جانے کا قصہ ایک تواریخی واقعہ کا ٹھیک بیان نہیں ہے تو یونس کا مذہب کہاں رہتا ہے + مدینوس کا قصہ [illegible] کے آسانی سے برخلاف [illegible] اعتبار شہادتوں سے ہم بند رکھے مہرہ سے ہمیں۔ سید الشش اور طوفان کا [illegible] میں ملکہ لسبا [illegible] ترتیب وار قصوں کا سلسلہ چلتا ہے +

کرتا ہے کہ وے میرے نام سے دیووں کو نکالینگے دوسرا ٹکڑا جوکہ کتاب پر پیچھے سے بڑھایا لکھا گیا ہے اس سے بھی زیادہ تعلیم دہ ہے یہ وہ موثر خاتمہ اُس عورت کا جو زناکاری میں پکڑی گئی تھی ہے۔ کہ جس کے اخلاقی طور پر بڑے بھاری معنے ہیں۔ جسکی بابت اگر اندرونی شہادت سے خطا رہنما ہوتی۔ یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ مسیح کی تعلیم کا بڑا بھاری موتی ہے تاہم ٹیچ ریوالے بیرجی سے کہتے ہیں کہ بہت ساری پرانی تحریریں یوحنا ۷ سے ۸ تک داخل نہیں کرتی ہیں۔ اب کوئی عقل والا آدمی اپنے آپ سے یہ سوال پوچھے آیا بعد اس کے جب تقریباً یہ فیصلہ ہو گیا کہ یا عہد نامہ کیا ہے اور چوتھی اور پانچویں صدی سے پیچھے بھی محرف لوگوں میں اسقدر دلیری اور ہنر تھا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریفیں اور ملاوٹیں کر سکے۔ پس انہوں نے کیا کچھ کیا ہوگا جبکہ کسی شخص کو یہ سوال پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ کتنی یعنے اصلی انجیل کس کو سمجھا جاوے جبکہ زبانی روایت جو کہ ابھی تک مکمل نہیں ہو چکی تھی اُن لکھی ہوئی باتوں سے زیادہ بیش قیمت سمجھی جاتی تھی جو کہ پہلی صدی کے آخری حصہ میں موجود تھیں یا دوسرا خیال پیش کرنے پر اگر وے شخص جنہوں نے کینن (اس میں وہ انجیل داخل ہیں جو قبول کی جاتی ہیں) کی بابت آہستہ آہستہ فیصلہ کیا۔ وے ان پرانی تحریروں کی ہستی سے واقف نہیں تھے جو کہ ہمارے پاس موجود ہیں یا اگر واقف ہیں۔ تو ان کی شہادت کو رد کیا یعنے ہمارا محققوں کی حیثیت میں اُن کی لیاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے وہ لوگ جو کہ عیسائیوں کی پاک کتاب کی آزادانہ تحقیقات پر اعتراض کرتے ہیں۔ بھول جاتے ہیں۔ کہ جو کچھ کہ وہ ہیں اُسی آزادانہ تحقیقات کے سبب سے ہیں جب تک الہام کے معتقد اس بات کے کہنے کے لئے تیار نہ ہوں کہ بہت سارے معزز پادری بہت ساری صدیوں میں غلطیوں سے بچے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس بات کو بھی قبول کر لیں۔ کہ اُس زمانہ کی چند ایک کتابیں الہامی تھیں تو وے بہتوں میں سے تھوڑی ہی تھیں اور اُن لوگوں کو جنہوں نے کینن کی کتابیں انتخاب کیں صرف محقق ہی سمجھنا چاہئے جب تک کہ وے الہامی نہ ہوں اور اُس شہادت سے جو کہ وے اپنے عقلی تجربہ کی بابت چھوڑ گئے ہیں بالکل نا تحقیقات کرنے والے محقق تھے۔ جب کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ ایسے نازک سوال ایسے شخصوں کے ہاتھ میں پڑے۔ جیسے کہ پیپی اس جس کا کہ مشہور انگور کے قصے میں اعتقاد تھا۔ اور ایرینی اس جو اپنی دانست کے بموجب اُس نے صرف چار انجیلوں کے واسطے دیں۔ اور ایسے شانت (سادہ) مصنف جیسے ٹرٹولین جس نے کہا کہ میں اعتبار کرتا ہوں۔ سو جو کہ ناممکن ہے تعجب نہیں کہ وہ انتخاب جس سے ہمارا یہ عہد نامہ بنا ہوا ہے ظاہراً اعتراض والی باتوں سے اس قدر بری ہے جس قدر کہ وہ اپاکرفا یعنے وہ انجیلیں جو نئے عہد نامہ میں داخل نہیں کی گئی ہیں) والی انجیلیں فی الحقیقت اسی لائق ہیں۔ کہ وہ اپاکرفا ہوں۔ مگر آدمی شک کر سکتا ہے کہ ذرا زیادہ محققانہ امتیاز اپاکرفا کو

[1] اصل پیپس کی کتاب سائیو ڈیکن کی انجیلوں کے انتخاب کی بابت ایک عجیب و غریب کرشمہ مسٹر ملیو تشکی صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔ کہ جب بہت سی انجیلیں (جو چالیس سے زیادہ تھیں) مجتمع ہو گئیں تو کونسل نائس نے اُن کے الہامی وغیر الہامی ہونے کے تمیز کے لئے یہ تصفیہ کیا کہ گرجا میں منبر کے نیچے کل کتابیں اکٹھی کرکے رکھ دی جائیں اور تمام شب اس طور سے دعا کریں۔ کہ اے خداوند جو کتابیں الہامی ہیں وہ میز پر چڑھ جائیں اور جو غیر الہامی ہیں وہ نیچے پڑی ہی رہ جائیں چنانچہ اسی کے موافق ہوا"

(آئیلس الویڈ جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ [illegible] نیو یارک) +

بہت بڑھا دیتی ہے۔ اس جگہ ایک صریح اعتراض پیدا ہوتا ہے جس پر توجہ دینی چاہئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ محققانہ شک اِس درجہ پر جہاں تک کہ لیجا چکے ہیں تواریخی طور پر سیر و نرم ہے کہ اگر ہمیں کسی پرانے یا نئے مؤرخ پر بالکل اعتبار نہیں کرنا ہے کیونکہ اس نے ایک جھوٹے معاملہ کو سچا قبول کر لیا ہے تو بہتر یہ ہوگا۔ کہ ہم تواریخ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں۔ یہ کہا جا سکتا ہے اور بہت ہی انصاف سے کہ اٰحن ہارڈ کی لائف آف شال مین کم اعتبار کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ مسٹری آف دی ٹرانسلیشن آف دی بلیسڈ مارٹرس مارسی لی نس ایبڈ پال میں حد سے زیادہ اعتبار کی عجیب حالت عقل سلیم کی کمی اور ساتھ اس کے آٹھویں حکم کی تعظیم کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ یا اس رسالہ کے آخری طور سے اگر ہم نیچے نہ جاویں۔ تو یقیناً اُس لائق عورت مسٹر کلین کو اُس جیمس دوم کے بقیہ استخوان کی بابت لکھنے کے سبب سے جس کو کہ اُس نے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بغیر جان بوجھ کے بنائی ہے۔ بالکل ناقابل اعتبار نہیں سمجھا چاہئے۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جاوے۔ اگر پہلے شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی۔ اور نہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں جھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں۔ جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہو سکتی ہے جہاں پر کہ کوئی کہانی کا بیج پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً پھل پھول لاویگا بغیر اس بات کے کہ ہماری سچائی یا صفائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا۔ کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اُس کے کہ جیسا کہ اُس نے خود کہا کہ جب تک میں اُس کو نئی ٹوپی اور سوٹی نہ دیدوں۔ ہم میں سے بہتوں کا سر والٹر سے یہی فرق ہے ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانے والی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے مگر یہ بھی بالکل سچ ہے کہ یہ قصہ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی نہ ایک ہی دل کی سب حالتوں اور ہر ایک حصوں میں ڈیوڈ ہیوم درحقیقت اس قصہ بنانے والی طاقت کا اسقدر مغلوب نہیں تھا جس قدر کہ دوسرے رے ول بیڈ یا کہ چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اور مقروض کی بڑا ہی آدمی بھی اگر اُس نے پانچ پونڈ دیئے ہوں کبھی یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ مجھے سو دیئے ہیں۔ معمولی عقل کا اصول تو یہ ہے کہ ایسے گواہ پر ان سب معاملات میں اعتبار کرنا چاہئے۔ جس میں اُس کی خود غرضی یا اُس کی آلودگی یا اُسکے تعصب یا اُس عجب کی محبت جو کہ سب انسانوں میں تھوڑی بہت موجود رہتی ہے۔ بہت زور سے موجود نہ ہوں۔ اور اگر وہ ہوں تو اُس وقت اتنی تصدیقی شہادت کا مانگنا جتنی کہ وہ چیز جس کی شہادت دی گئی ہے احتمال کے برخلاف ہو۔ گیڈریوں کے قصہ پر بغیر دلیل کے میں شکی نہیں ہوں اگر میں یہ کہوں کہ اُن دیوؤں کی ہستی جو کہ انسان سے سوروں میں اس طرح لائے جا سکتے ہیں۔ احتمال یعنے پرابی بلٹی کے برخلاف ہے +

میں قبول کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی اے پرایوری یعنے ابتدائی اعتراض نہیں ہے مادی چیزیں ایسی ہیں جیسی کہ ٹینی ای اور ٹرکنی ای جو سوروں سے آدمیوں میں اور آدمیوں سے سوروں میں لائی جا سکتی ہیں اور جو وجود پر بہت شیطانی اور مہلک تاثیر کیا کرتی ہیں۔ ممکن ہے کہ روحانی چیزیں بھی ایسی موجود ہوں جو اس طرح سے تبدیل ہو سکیں اور جن کی تاثیر بھی یکساں ہوں ساتھ ہی میں یہ بھی کہنے کو مجبور ہوں کہ بہت ہی سچے آدمی جن کے واسطے میری بڑی بھاری

تعظیم ہے۔ آج کل کی روحوں کی ایسی کہانیوں میں اعتبار رکھتے ہیں جو کہ زیر بحث قصہ کی طرح احتمال سے بعید ہے۔ اس لئے جہاں تک کہ صفائی سے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی وجہ نہیں کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ ان تبدیل ہونے والے دیوتوں کی ہستی نہیں جن میں انکار کر سکتا ہوں۔ کہ صرف تمام رومن کیتھلک چرچ ہی نہیں۔ بلکہ بہت مشہور و سے سبس کا ر دیئے جن کو ویس صاحب کا ذکر کرتے ہیں) اس بات میں ایمانداری اور مضبوطی سے اعتقاد کرتے ہیں۔ کہ ایسے دیوتوں کی کام کرنے والی طاقت اس ۱۸۹۵ء میں بھی بڑے زور سے ہے مگر تاہم جیسا کہ بک لشپ بٹلر کہتا ہے کہ "یرانی انجیل زندگی کی ہوی ہے اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان حالتوں میں سے ایک ہے کہ جہاں اسرار اور ردِ شہادت کا وہ اصول جسکو میں نے بیان کیا پورا زور رکھتا ہے پس پورانی اور نئی بھوت رِدّما کی سچائی کے لئے بہت سارے (کسی سبب سے سارے نہیں) گواہوں کے لئے تعظیم کے ساتھ بھی میں خیال رکھتا ہوں کہ ان کی اس خاص معاملہ میں شہادت ان کے نتیجہ نکالنے کے اس قدر تھوڑی ہے کہ ہنسی آتی ہے۔ جو کچھ کہ کہا جا چکا ہے۔ اس کے سمجھنے میں کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کوئی لائق آدمی اگر وہ خفا ہو تو مجھ پر خداوند اور اس کے حواریوں کے برخلاف کہنے کے سبب تہمت لگائیگا۔ اگر میں دوبارہ اس بات کو کہوں کہ میں تمام گیڈرین کے قصہ میں اعتبار نہیں رکھتا۔ لیکن اگر وہ سارا قصہ اعتبار رکھنے کے لائق نہیں ہے تو اور تمام بھوتوں کی پکڑوا کے قصوں کی نسبت شک پڑ جاتا ہے۔ اور گر بھوتوں کی پکڑ میں وشواس جو کہ ابتدائی عیسائی مذہب کی بنیاد ہے۔ مل جاوے تو اس حالت میں انجیلوں کے غیب (پیشگوئی) آئندہ دنیا کی بات کی تصدیق شہادت کے واسطے کیا کہا ہوگا" (رسالہ نائنٹینتھ سنچری انگریزی مطبوعہ لنڈن فروری ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۷۱ سے ۸۷ تک)

چوتھا باب

بائبل کا خدا نہ رحیم نہ عادل بلکہ ظالم ہے

ہمیں معلوم ہے کہ پادری کھڑک سنگھ جی نے رسالہ نمبر ۲ و ۳ میں پرمیشور کے پریم و عدل کی بابت بموجب مذہب وید کے نکتہ چینی کی تھی جس کا جواب ہم نے صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج* ۱۸۹۳ء میں دیا اور بائبل کے خدا کی بےرحمی و ظلم اور ناانصافی بھی بقدرے ظاہر کر دی تھی مگر اب ہم اس رسالہ کرسچین مت درپن میں بائبل کی بابت اسی مسئلہ پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔

پادری صاحبان! کیا آپ لوگوں نے کبھی سوچا بھی۔ کہ اس مسئلہ پر عیسائی مذہب کی کیا تعلیم ہے۔

ذرا انصاف کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے جسکے پورا کرنے کو بقول عیسائیوں کے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو (جو اصل میں باپ تھا) ... یہ تھا کہ ابو البشر آدم کو (اس شرط کا علم نسل الانسان کی نسلوں میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی پیدائش ایک سے نہیں بلکہ بہت سے مختلف اشخاص سے ہوئی۔ اور انسان حضرت آدم کے وجود سے کروڑوں سال پہلے موجود تھے اسکا رو بکار کرنے اور مرتے تھے) یہ خطاب اور بہشت حضرت آدم کے سپرد کیا گیا (ایک نیک درخت کے پھل کو) جس کے کھانے میں خوشنما صفات کے (نیکی بدی کی پہچان تھا) منع کر کے خود اور بیر و اسطۂ شیطان نافرمانبرداری پر آمادہ کیا۔ کیونکہ لکھا ہے "خداوند خدا نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش $\frac{4}{14 و 15}$)۔

"اے خداوند تو نے ہی ہماری حیرت بہتیرے آئیں اور وہ سب ہی مرضی سے ہیں (مکاشفات $\frac{4}{11}$)۔" جب شیطان نے اپنی دعا باری سے حوا کو ٹھگا (قرنتیان $\frac{11}{3}$) کیونکہ لکھا ہے فریب کھانے والا فریب دینے والا دونوں اسی (خدا) کے ہیں (ایوب $\frac{12}{16}$) کیونکہ تو نے (خدا نے) ان کے دلوں سے دانش کو چھپایا۔" (ایوب $\frac{17}{4}$)

اور پھر اس فاعل مطلق نے جس نے سب کچھ اپنے ہاتھ رکھا ہے حضرت آدم سے اس نافرمانبرداری کا مواخذہ کیا اور نہ صرف حضرت آدم سے بلکہ ہم سب سے اب تیرے بائبل [illegible] قصور وار ہیں نہ کہ بموجب تعلیم انجیل حضرت آدم کی اولاد گنے جاتے ہیں۔ واہ واہ کیا روشن انصاف ہے اور شیطان اور بدی کو بھی سامان کہ خود ہی لوگوں کو شرارت جیسا کہ لکھا ہے "خدا نے ایک کجرو روح ان کے درمیان ڈالی ہے" (یسعیاہ $\frac{19}{14}$) پھر لکھا ہے "خدا نے ابی ملک اور سکم کے لوگوں کے درمیان روح بد کو بھیجا۔" (قضاۃ $\frac{9}{23}$) "خدا نے اس کو دانش سے محروم کیا" (ایوب $\frac{39}{17}$) "خدا نے تم پر سلا دینے والی روح کو غالب کیا اور تمہاری آنکھیں موند دیں" (یسعیاہ $\frac{29}{10}$) "خدا کی سانس قوموں کے منہ میں لگام ہے ... گمراہ کرے" (یسعیاہ $\frac{30}{28}$) "اس نے ان کی آنکھیں اندھی اور ان کے دل سخت کر دیے ہیں۔ اور ان کے دل ایسے سو دے سمجھتے نہیں۔" (یسعیاہ $\frac{44}{18}$)۔

چنانچہ لکھا ہے "کہ خداوند نے آج تک تمہیں نہ سمجھنے والا دل اور اندھی آنکھیں کہ نہ دیکھیں اور بہرے کان کہ نہ سنیں دی ہیں۔" (رومیوں $\frac{11}{8}$)

اب پھر [illegible] اور یہی علم محبت و عدل کر دانے خدا کیلئے تو [illegible] البتہ طاقت خداوندی کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے اور [illegible] جیسا کہ (حزقی ایل $\frac{20}{25}$) سے ظاہر ہے کہ خدا نے اہل اسرائیل کو بت پرستی کی رغبت اور اجازت دی تاکہ ان سے انحراف کرتے اور پھر سنگین آفتیں الٰہی کی فرمانبرداری سے اگر وہ ایسا مستوجب عقوبت ہو تو ان سے کوئی دوسری کی امید رکھے اور اور اس سے کسی کو امید بہبودی کی نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ وہ بالکل خود مختار اور اپنی مرضی اور اختیار کو نافذ کرتا ہے اور کسی کی خواہش یا اعمال یا اقوال پر مطلق توجہ نہیں کرتا۔ "پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔" (رومیوں کا $\frac{9}{18}$) (خروج $\frac{4}{21}$ و $\frac{7}{3}$)۔

تم ہی سمجھئے کہ ایسے خود مختار اور معصوم [illegible] کو کوئی محبت اور عدل کیسا ہو سکتا ہے۔ جیسا بائبل میں داؤد نے کہا ہے "داؤد نے جب اس فرشتہ کو جو لوگوں کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند سے کہا۔ گناہ تو میں نے کیا۔ اور بدی مجھ سے ہوئی مگر ان بھیڑوں کا کیا قصور ہے۔" (سموئیل ۲ - $\frac{24}{17}$)

بائبل کے ان حوالوں سے ذرا بھی محبت اور عدل کی بو آتی ہے ہرگز نہیں کسی نے کیا اور کسی کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ واہ ہم نے تمہارے لئے اپنا گلا کٹایا اور گلا کٹا کر بھی ہر شخص کو نجات نہیں دی بلکہ صرف انہیں کو جو بجز عبدیت و اقرار

* پادری صاحب کے ہیکلروں کے جواب میں نامہ نگار نے پیکر جو تقسیم کئے ہیں۔ جن کا نام صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج و متعصب پادریوں کی ناصحی کا علاج ہے۔

الوہیت مینسمالدی۔ گویا اس کا حول اپنی کے جھینٹے کی مدد کے بغیر کسی کے گناہ کا دفعیہ نہیں ہو سکا۔ اور پھر حشر جدید بھی بموجب حوالجات صدر الشان کے ہاتھ نہیں وہ یا تو اُس کے ہاتھ میں اُس لیے زبردست کے قبضہ میں جس کے مارے وہ خداوندی بھی ہتھائی ہے۔ اور وہ کون حضرت سلطان مخرب دین و ایمان جس کی طاقت کا اقرار خود خدا نے یوں کیا ہے۔ باوجودیکہ تو نے مجھے اُبھارا ہے کہ بے سبب (ارشاد بمقتضائے انصاف یا محبت) اُسے لیے ایوب کو ہلاک کروں" (ایوب ۲/۳) اور جسکی قوت کا اظہار حضرت مسیح اقنوم ثانی ذات باری پر اس طرح کمالیت سے ہوا۔ جبرائیل اللہ چنانچہ خود محرران انجیل کو اقبال ہے کہ "تب شیطان یہودا میں سمایا اور اُس نے جا کے سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے صلاح کی کہ اُس یعنے مسیح کو کس طرح اُن کے حوالہ کرے۔" (لوقا ۲۲/۳) (یوحنا ۱۳/۲۲)۔

اور انجام کار پر سردار یہی پایا جس کے صدمہ سے مسیح (خدائے ثانی) یوں چلایا۔ ایلی ایلی لما شبقتنی اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ مگر افسوس کہ کام کے وقت کتنا مکا تی ہے۔ خدائے اول یا مسیح کا باپ اُس وقت بالکل مدد کو نہ پہنچا غالباً ڈر گیا۔ یہ اندیشہ ہو کہ اس وقت شیطان علیہ الرحمۃ مجھے بھی صلیب پر چڑھا دے درحقیقت اچھی سوچی ورنہ خدا کی بھی اُسی مشکل پڑ جاتی +

شیطان کی طاقت کا متی ۱۳/۱۹ و مرقس ۴/۱۵ میں اس طرح اشارہ کیا گیا ہے "تب شیطان آکے اُس کلام کو ان کے دل سے نکال لیجاتا ہے تا نہ ہو کہ ایمان لا کے نجات پاویں' اِس جہان کے خدا (شیطان) نے اُنکی عقلوں کو تاریک کر دیا تا نہ ہووے مسیح جو خدا کی صورت ہے اُسکی جلال والی انجیل کی روشنی اُنپر چمکے۔ (قرنتیان ۲ ۴/۴)۔ "اُس نے اُنکی آنکھیں اندھی کیں اور اُن کے دل سخت کئے ہیں تا نہ ہووے کہ وے آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں اور میں اُنہیں چنگا کروں۔" (یوحنا ۱۲/۴۰) +

اے خداوند تو نے کیوں ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کیا کہ تجھ سے نہ ڈریں۔" (یسعیاہ ۶۳/۱۷) +

اسی واسطے بائبل کا رحیم خدا فرماتا ہے "میں مہربانی نہ کرونگا اور نہ چھوڑونگا اور رحم نہ دکھاؤنگا بلکہ اُنہیں ہلاک کرونگا۔" (یرمیاہ ۱۳/۱۴)۔

"سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ جو اُن کا ہے بالکل حرام کر اور اُن پر رحم مت کر بلکہ عورت و مرد بچے اور شیر خوار سب کو قتل کر" (سموئیل ا۔ ۱۵/۳)۔ "اُنکا خالق اُنپر رحم نہ کرتا اور اُن کا بنانے والا اُن پر ترس نہ کھاتا ہے" (یسعیاہ ۲۷/۱۱) خدا تو فرما دیجئے کہ اس حالت میں ہمارا حضرت مسیح پر ایمان نہ لانا قصور میں داخل ہے یا مجبوری میں۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا جو غلبہ غضب یا جوش انتقام میں اکثر بغیر سوچے سمجھے کے جو چاہتا سو کر بیٹھتا تھا۔ مثلاً جب اُس نے نوح کے زمانہ میں جلدی کر کے لوگوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف لوگوں کو بلکہ اُن کے ساتھ ہی (بمقتضائے انصاف یا محبت) ایک وہ حیوانات اور نباتات کو بھی اور انجام کار پچھتایا اور دلگیر ہوا۔ کہ میں پھر ایسا کام نہ کرونگا +

ش مسیح ہی کیا آدم بھی خدا کی صورت تھا (پیدائش ۱/۲۶ و پیدائش ۹/۶) تو پیدائش ۳ میں شیطان کی اُمت میں داخل ہوا جس کے بعد محض تسب میں آیا (۵/۱۲ و ۲۴/۲) اور جسکی اولاد نعوذ باللہ محض شیطان الصفات حضرت مسیحاں کے باوجود بقرابات ہو چکے باپ آدم کے اور مصلوب ہو جانے مسیح کے گناہ انسان کے بدان اب تک میں گرفتار ہیں۔

یا جیسا ہی اسرائیل کو مع داؤد (اس وجہ سے کہ داؤد نے باغوائے شیطان بلکہ بقول سلیمان باب ۲۱ مطبوعہ ۱۸۵۰ء الہ آباد راجہ کا من پر میشور کے ہاتھ میں شہر یوں کے جل کی نالیوں سے وہ اُسے جدھر چاہتا ہے اُدھر پھیرتا ہے ' باغوائے خود خدائے رحمٰن ہی اسرائیل کی مردم شماری کرانی چاہیئے) جو محض بے گناہ تھے۔ بتقاضائے محبت اوّل مار ڈالا اور پھر اُداس ہوا۔" (تواریخ ۲۱/۱ سموئیل ۲۴)۔

تاحیہ خدا اب تو نے سر اسے جو اُس نے بندگان شہر شنار یو تیل و لیس ظاہر کیا تھا پچھتایا اور "خدا نے اُن کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی بُری راہ سے پھرے اور خدا اس بُرائی سے پچھتایا جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُن سے کرونگا اور اُس نے اُن سے وہ بدی نہ کی" (یونہ ۳/۱۰) خداوند فرماتا ہے تو اے یروشلم پیچھے پھر گئے۔ اس لئے میں تجھ پر اپنا ہاتھ بڑھاؤنگا۔ اور تجھے برباد کرونگا۔ پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا" (یرمیاہ ۱۵/۶)۔

ایسا خدا انجام کار اپنے کرتوتوں سے یہاں تک پشیمان ہوا کہ اپنا کلا کٹ بیٹھے بغیر اُس کا حسب منشا نہ ہوا۔ ورنہ کہاں کا کفارہ اور کیسی نجات؟

عادل گنہگار کو کبھی نہیں چھوڑتا اور نہ بے گناہ کو کسی کے گناہ ہوا کی عوض سزا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ جو اپنی ذات پاک کو جسے انجیل کے بموجب اختیار تھا کہ جیات بغیر خونریزی حضرت مسیح کے سب کے گناہ یک قلم موقوف کر دیتا اور چونکہ اس حکم سے سب کو فائدہ پہنچتا مندرجہ انجیل متی (۲۰/۱۵) "کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں" تب ایک کو کڑکڑانے کا حق ہوتا۔ اور اب تو بیچارے کی جان گئی اور اُن کے پچھتاوے ہی نہیں۔ بہت سے لوگ شکایت کا حق رکھتے ہیں مثلاً وہ لوگ جن کے کان تک ہنوز مسیح کی انجیل ہی نہیں پہنچی۔ دوم وہ بچے جو پیدا ہوتے ہی مر گئے یا تھوڑے دن بعد فوت ہو گئے۔ سوم وہ مادرزاد پاگل جو مدت العمر اسی مرض میں گرفتار رہے اور بمجبوری نہ مسیح پر ایمان لا سکے اور نہ بپتسمہ پا سکے۔ اگر بخشے نہ جاویں گے۔ تو عدالت کی زنجیر ضرور کھڑکاویں گے اور اگر بخش دئے گئے تو عقل سے بہرہ ور ہیں اور بتقاضائے عقل و علم جادوگر۔ ساحر۔ شعبدہ باز۔ جھوٹ پیشانچ اور جھوٹے معجزوں کے باعث پر ایمان نہ لائے یا حسب مرضی رحمٰن یا حسرت شیطان ایمان نہ لا سکے۔ اپنی بے قصوری پر تحسین کریں گے اور بار گاہ باری جل یا شیطان یا پادری صاحبان جنہوں نے خواہ مخواہ انجیل سُنا گنہگار بنا یا) کو سر دھنیں گے تب معلوم ہو کہ عجب غلبہ کرے باانصاف۔ ہم کو تو انجیل سے مسیحی خدا کے مغلوب الغضب تھا اور خونخوار ہونے کے بیشمار ثبوت دستیاب ہوتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان ثبوتوں کے مقابل کون اُنکو محبت کر سکتا ہے اور اگر کہے تو سوائے اس کے کہ عاقل یوں سمجھیں کہ کہنا ہے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے +

(۱) دیکھو خدا نے آدم سے اُس کے اُس فعل کی جو بحسب مشیت ایزدی بہ ترغیب شیطان وجبر حالات خاص وقوع میں آیا تھا کیسا مواخذہ کیا اُسے تو اُسے اُسکی اولاد کو بھی نہ چھوڑا بلکہ اپنے گلے پر بھی چھری چلائے بغیر نہ رہا +

(۲) شیطان جیسا زبردست ملا وجہ ہمارے اغوا پر جس کا نتیجہ سزائے ابدی ہوگا مامور کیا سکیا وہ قادر مطلق رحمٰن شیطان کے دو تو کام انجام دینے سے معذور تھا۔ شیطان کی شیطنت سے ہنوز دست بردار نہیں ہوا۔ جیسا کہ مندرجہ صدر حوالوں سے ظاہر ہے تو بھی اُس نے اپنے لئے ایک نائب مقرر کیا جو زور و قوت میں اُس سے بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ اُسے دھوکا دینے لگا اور دفتوں میں اور تکلیفوں میں ترغیب کرنے لگا۔ جب مسیح پر ظہور میں آیا کہ وہ ایلی ایلی لما سبقتانی ترجمہ اے خدا اے خداوند تو نے

مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی ۲۷/۴۶) "اے باپ اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے" (مرقس ۱۴/۳۶) "اور دُعا مانگی اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے" (مرقس ۱۴/۳۵) پکارتا پکارتا فوت ہوا۔ نہ معلوم اُس نے کس سے دُعا مانگی اور پھر کیوں خالی گئی۔ وہ تو آپ ہی خدا تھا۔ سب کچھ کر سکتا تھا۔ خدا ہی نے بیٹا بنکر اوتار لیا تھا۔ یا یوں کہو کہ باپ خدا ہی بیٹا خدا بن گیا تھا۔ اگر وہ چاہتا تھا کہ ایسا ضرور ہونا ہے اور شیطان کے پنجہ سے چھٹکارا غیر ممکن ہے۔ تو اپنی کمزوری ظاہر کرنے سے کیوں نہ شرمایا ✦

نمبر ۳۔ طوفان نوح اُسی کے قہر کا نمونہ تھا ✦ نمبر ۴۔ سدوم و عمورا پر (کمال رحم سے) آگ اور گندھک برسائی ✦ نمبر ۵۔ بنی اسرائیلوں کی خاطر مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور انہیں رود نیل میں غرق کیا ✦ نمبر ۶۔ وقتاً فوقتاً بنی اسرائیلیوں کو ابھارتا اور ان سے دیگر اقوام کو ہلاک کرواتا رہا اور ہر موقع پر مصر کی غلامی سے نکال لانیکا تنگ ظرفوں کیطرح احسان دھرتا رہا اور موجودہ زمانہ میں تھیوڈر پارکر کی سوانح عمری پڑھو۔ کس طرح اُس نے غلامی کا ستیاناش کیا۔ مگر غلاموں کو کبھی نہیں جتلایا کہ میں نے تم کو یوں خلاص کیا ہے۔ بائبلی خدا سے تو تھیوڈر پارکر ہزار درجہ عالی حوصلہ رہا۔ احسان کر کے فراموش کر دینا نہ جتلانا بلند خیالی ہے۔ مگر افسوس کہ بائبلی خدا نے اُس کے برخلاف کیا۔ مفصلہ ذیل حوالہ خدا کے قہر و غضب کو ثابت کرتے ہیں نہ کہ محبت و الفت کو۔

نمبر ۱۔ میں افرائیم کے لئے شیر ببر کی مانند اور یہوداہ کے گھرانے کیلئے جوان سنگھ کی مانند ہو کر انہیں پھاڑونگا" (ہوسیع ۵/۱۴، نوحہ یرمیاہ ۳/۱۰-۱۱)۔

نمبر ۲۔ اس لئے میری مصیبت کو دیکھ کہ وہ زیادہ ہوتی ہے۔ تو شیر کی مانند مجھے شکار کرتا اور پھر عجیب صورتوں میں ہو کے اپنے تئیں مجھ پر ظاہر کرتا (ایوب ۱۰/۱۶)۔

نمبر ۳۔ اور میں مصریوں کو آپس میں مخالف کر دونگا اور ان میں سے ہر ایک اپنے بھائی سے لڑیگا۔ یسعیاہ — ✦

نمبر ۴۔ "اور میں نے انہیں وہ شریعتیں دیں جو بھلی نہ تھیں۔ اور وہ قانون کہ جن سے وہ جیتے نہ رہیں" (حزقیل ۲۰/۲۵) ✦

نمبر ۵۔ "پرمیشور تمہارے بزرگوں پر حد سے زیادہ خفا ہوا" (زکریا ۱/۲)

نمبر ۶۔ "اور میرے سماوی قوت نے مجھے کہا کہ یہ کہکے پکار کر رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ مجھے یروشلم کے لئے صیہون کے لئے غیرت آتی ہے بلکہ بڑی غیرت اور میں ان غیر قوموں سے جو اب بڑے چین سے ہیں نہایت ناخوش ہوں کہ میں تھوڑا سا بیزار تھا اور انہوں نے اس آفت کو زیادہ کر دیا" (زکریا ۱/۱۴-۱۵)

✦ نمبر ۷۔ اے مکتیس کے رہنے والو تم ماتم کرو۔ کیونکہ سارے بیوپاری مارے گئے وے جو چاندی کو اُٹھا لے لئے جاتے تھے سو منقطع ہوئے اور اس وقت یوں ہوگا کہ میں چراغ لیکے یروشلم میں تلاش کرونگا اور جنہوں نے اپنے تلچھٹ پر جم گئے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ خداوند نہ بھلا کریگا نہ بُرا کریگا اُن کو سزا دونگا تب ان کے مال و اسباب لوٹے جائینگے اور انکے گھر اُجڑ جائینگے" (صفنیاہ باب ۱/۱۱-۱۳)

نمبر ۸۔ میں ملک کی سطح پر سے سب کے سب کو بالکل نیست کرونگا" (صفنیاہ ۱/۲)

نمبر ۹۔ پرمیشور غضبناک اور انتقام لینے والا ایشور ہے اور بیریوں کے لئے غصہ رکھتا ہے پرمیشور غصہ میں دھیما ہے پر نہایت قوی ہے وہ پاپیوں کو نش پاپ کبھی نہ ٹھیرائیگا۔ پھر کفارہ اور محبت کیسی ✦

نمبر ۱۰۔ "اور میں اپنا منہ ان کے خلاف پھیرونگا۔ وے ایک آگ سے نکلینگے اور دوسری آگ اُنہیں جلا دیگی اور جب میں اپنا مُنہ تمہارے خلاف پھیروں تب تم جانوگے کہ میں پرمیشور ہوں (غضبناک سے بھی ڈرا کرتے ہیں) اور پھر پرمیشور کہتا ہے کہ اُنکے گناہ کی وجہ سے ملک کو اُجاڑ ڈالونگا۔ (حزقیل باب ۱۵/۷-۸) ضرور انصاف بھی بہی چاہتا ہے

نمبر ۱۱۔ "اور پرمیشور نے مجھے کہا کہ اگر موسٰے یا سموئیل میرے سامنے کھڑا ہو تو بھی ان لوگوں پر رحم کرنیکو میرا من نہیں جھکتا۔ میرے آگے سے انہیں دور کر کر دے چلے جائیں" (یرمیاہ ۱۵/۱)۔

نمبر ۱۲۔ "اس لئے تو ان لوگوں کے لئے دُعا نہ مانگ کیونکہ مصیبت کے وقت میں ان کی نہ سنونگا" (یرمیاہ ۱۴/۱۱)۔

نمبر ۱۳۔ "اور رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ان پر سزا نازل کرنیکو ہوں جوان تلوار سے مارے جاوینگے اور انکے بیٹے بیٹیاں اکال سے مرینگے" (یرمیاہ ۱۱/۲۲)

نمبر ۱۴۔ "اس لئے خداوند یہوداہ کہتا ہے کہ دیکھ میرا غضب اور میرا قہر اس مکان پر اور انسان پر اور حیوان پر اور میدان کے درختوں پر اور زمین کی پیداوار پر ڈالا جائیگا اور وہ بھڑکیگا اور نہ بجھیگا نہیں" (یرمیاہ ۷/۲۰-۲۱)

نمبر ۱۵۔ "اس لئے پرمیشور یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں ان پر مصیبت لانیکو ہوں جس سے وے اپنی کو نہ چھوڑا سکینگے اور گو وہ مجھ سے دعا مانگیں تو بھی میں نہ سنونگا (یرمیاہ ۱۱/۱۱)

نمبر ۱۶۔ مگر تمہاری برائیوں نے تمہاری اور تمہارے رب کی باہم علحدگی کی اور تمہارے گناہوں نے اُس کے منہ کو تم سے چھپایا ایسا کہ وہ نہیں سنتا" (یسعیاہ ۵۹/۲) معلوم ہوتا ہے کہ خدا گنہگار وں پر رحم نہیں کرتا بلکہ منہ چھپاتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ "اور جب خداوند ایوب سے یہ باتیں کہ چکا تو خداوند نے الیفز تیمنی سے کہا کہ میرا غضب تجھ پر اور تیرے دونوں دوستوں پر بھڑکا کیونکہ تم نے میری بابت میرے بندہ ایوب کی طرح نہیں کہا" (ایوب ۴۲/۷) پہلے خدا بات بات پر خفا ہو جاتا تھا۔ مگر جب سے مر گیا ٹھنڈا ہو گیا۔ دیکھو ان بیچاروں سے رشوت لیکر اُن کا پیچھا چھوڑا اور رشوت بھی لی۔ مگر ایوب کی سفارش سے چنانچہ لکھا ہے "سو اب اپنے لئے سات بیل اور سات مینڈھے لیکے میرے بندے ایوب پاس جاؤ اور اپنے لئے سوختنی قربانی گزرانو۔ اور میرا بندہ ایوب تمہارے لئے دُعا مانگیگا۔ کہ میں اُسکی خاطر قبول کرونگا نہ ہو کہ میں تمہارے جہالت کے لائق تمہارے ساتھ سلوک کروں" (ایوب ۴۲/۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پرانا عہد نامہ خدا کی محبت کل بنی نوع آدم کے لئے ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ ہاں اُسکی صفت قہر و غضب کے ہزاروں بھڑکتے ہوئے ثبوت اس سے جمع کر لیجئے۔ اب پرانا عہد نامہ ہم چھوڑ کتے ہیں کہ خود مسیح دُنیا میں محبت و الفت کا بیج بونے نہیں آیا اُس نے خود یوں کہا ہے دیکھو نیا عہد نامہ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر اتفاق کرانے آیا ہوں میں ملاپ کرانے نہیں۔ تلوار چلانے آیا ہوں کیونکہ میں بیٹے کو باپ سے بیٹی کو ماں سے اور بیٹے کی بہو کو اُسکی ساس سے پھوٹ کروانے آیا ہوں اور انسان کے دشمن اُس کے گھر ہی کے لوگ ہونگے جو کوئی ماں باپ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں۔ اور جو کوئی بیٹا یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے میرے لائق نہیں ہے" (متی ۱۰/۳۴-۳۷)

اب خدا مسیح حدا کے انصاف کی بابت بھی غور کر لیجئے۔ کہ گو بموجب اسناد نمبر ۸ و ۱۶ کے پاپیونکو سزا بغیر ہرگز نہ چھوڑیگا۔ تاہم وہ ان افعال کے لئے جن کے کرنے میں وہ حسب تحریر سابقہ مجبور مطلق ہیں۔ سو چند سزا دینے میں بھی نہیں ہچکچاتا۔ "یروشلم

کو نسخی وہ اور اُسے پکار کے کہو کہ آسمان مصیبت کے دن جو جنگ جدل کے تھے گذر گئے اُس کے گناہ کا کفارہ ہوا۔ اور اُس نے خداوند کے ہاتھ سے اپنے سب گناہوں کا بدلہ دو چند پایا۔" (یسعیاہ ۴۰/۱ و ۲) پادری کھڑک سنگھ جی کو اس دو برک سلامت پر کرموں ہی کا پھل ماننا ہے بڑا تعجب ہے مگر انہوں نے انجیل کی ان آیات کو دیکھنے سے مطلق آنکھیں موند لیں۔

نمبر ۱۔ "دھوکے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا" (گلتیوں ۶/۷)

نمبر ۲۔ "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا۔" (متی ۱۶/۲۷)

نمبر ۳۔ "کیونکہ تو اپنی باتوں سے ہی بیگناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرایا جاویگا" (متی ۱۲/۳۷) *

نمبر ۴۔ "پھر اُس نے اُن سے کہا ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو۔ جس ماپ سے تم ماپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا۔" (مرقس ۴/۲۴) *

نمبر ۵۔ "کہ حاکم نیکوکاروں کو نہیں بلکہ بدکاروں کو خوف کا باعث ہے۔ پس اگر تو چاہے کہ حکومت سے نہ ڈر رہے تو نیکی کر۔" (رومیوں ۱۳/۳) *

نمبر ۶۔ "اسواسطے اگر اُس کے خادم بھی اپنی صورتوں کو راستبازی کے خادموں سے بدل ڈالیں تو کچھ بڑی بات نہیں پر اُنکا انجام اُن کے کاموں کے موافق ہوگا۔" (قرنتیوں ۲۔ ۱۱/۱۵) *

نمبر ۷۔ "کیونکہ پربھو کی آنکھیں دھرمی لوگوں پر ہیں اور اُسکا کان اُنکی دعاؤں پر لیکن پربھو کا مُنہ بُرے کرنیوالوں کے خلاف ہے۔" (پطرس ۱۔ ۳/۱۲)

نمبر ۸۔ "کیونکہ جس حال کہ خدا نے فرشتوں کو جب انہوں نے گناہ کیا نہ چھوڑا بلکہ تاریکی کی زنجیروں سے باندھا اور جہنم میں ڈالکے حوالہ کیا کہ عدالت کے دن تک اُنکی نگہبانی ہو اور اگلی دُنیا کو بھی نہ چھوڑا بلکہ طوفان کے پانی کو بیدینوں کے عالم میں بھیجکر نوح سمیت جو راستبازی کا منادی کرنے والا تھا آٹھ کو بچا لیا اور سدوم و عمورہ کے شہروں کو خاک سیاہ کرکے اور نیست و نابود ہونے کا حکم فرماکے انہیں آیندہ کے بیدینوں کی عبرت کے لئے نمونہ بنا رکھا اور اُس نے راستباز لوط کو جو شریروں کی ناپاک چالوں سے دق ہوا۔ رہائی بخشی" (پطرس ۲۔ ۲/۴ سے ۷)۔

ان تمام حوالوں سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان فاعل بالاختیار بھی ہو۔ اور چاہے خدا ہی اُس سے گناہ کرائے تو بھی اپنے افعال و اعمال کی جزا و سزا سے بچ نہیں سکتا۔ کسی کے ساتھ کچھ رعایت نہ ہوگی ہاں زیادتی ہو جائے۔ تو مضائقہ نہیں جیسا کہ یسعیاہ کے باب ۴۰/۲ حوالہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے یا کال کی پستک باب ۲۱/۱۷ کے ان لفظوں سے واضح ہوتا ہے۔ "تب داؤد نے خدا سے کہا کہ کیا میں نے لوگوں کو نہیں گنوایا۔ میں نے ہی پاپ کیا۔ اور بالتحقیق بُرائی کی پر ان بھیڑوں (بنی اسرائیل) نے کیا کیا ہے کہ تیری بلا اُن پر پڑی۔ اے میرے خداوند اے میرے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ تیرا ہاتھ مجھ پر اور میرے باپ کے گھر لئے پر پڑے مگر اُن پر نہیں۔" داؤد کی یہ دعا ستر ہزار انسانوں کے فوت ہو جانے کے بعد قربانی چڑھانے سے قبول ہوئی *

پادری صاحبان پاوید مقدس میں باقی باتی کی کوئی تمیز نہیں اسکی تعلیم و تعمیل

کل انسانوں کے لئے عام ہے (جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۳ کے جواب میں ثابت کر چکے ہیں) مگر تو بھی بوجہ ناواقفیت آپ زیادہ متعجب نہ ہوجئے۔ خدا مسیح کی ابتدائی حالت آپ بھول گئے۔ یہ بیچارہ خدا۔ بنی اسرائیل کے گھر جاکر بھیڑے کھاتا رہا۔ کہیں آگ میں یا آگ کے ستون میں یا بادل کے ستون میں دلیل راہ ہوا۔ کہیں لڑا۔ یعقوب سے کشتی میں مغلوب ہوا۔ کبھی من اور کبھی بٹیر لاکر کھلاتا۔ اور میٹھا پانی چٹان سے نکال کر پلاتا رہا۔ غرض ادنی خدمتگاری میں مدت اوقات گزاری جتنے کہ خیموں کی چوکیداری کرتا رہا۔ انجام کار وہی قوم اُسکی نہ ہوئی بلکہ اُس کے اور اُس کے رسولوں اور انبیا کو خوب ذلیل سمجھا اور خوار کیا اور مجبور بیچارے کو مثل اس راجہ کے (جس کی تمثیل متی کی انجیل باب ۲۲۔ آیت الغایت ۱۶ میں درج ہے) اور جس کی دعوت میں مدعو لوگ شامل نہیں ہوئے۔ اور مجبوراً اُسے غیر لوگوں کو بلاکر کھانا دینا پڑا اور غیر قوموں سے اپنے لئے لوگ چننے پڑے *

اگر ہم آپ کے بیان کو (جو درحقیقت لغو اور بے بنیاد ہے) تسلیم بھی کرلیں کہ جات پات کی تمیز وغیرہ کتب مسلمہ میں پائی جاتی ہے۔ تو سچ کہنا وہ نمبر بنی اسرائیل اور اقوام غیر سے زیادہ سخت ہے ہم تو عہد عتیق (اولڈ ٹسٹمنٹ) میں پڑھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے لئے خداوند عالم نے وہ وہ کام کئے جو اسکی شان ایزدی کے ہرگز شایاں نہیں تھے *

پانچواں باب

عیسائی دین دُنیا میں کس طرح پھیلا

تمام احکمت سے پادری صاحبان ناواقف بھولے یا گاؤں کے رہنے والے گنواروں کو اس طرح بہلایا کرتے ہیں اور بعض اوقات شہر کے معززوں کو جو تاریخ کا نام تک بھی نہیں جانتے۔ یہی دم دلاسا دیا کرتے ہیں کہ کرسچن مت کی سچائی اور اُسکی کارروائی کا یہ بدیہی ثبوت ہے کہ وہ ساری دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اُسکی سلطنت میں امن ہے وہ صلح سے بائبل سے پرچار کرتے ہیں۔ جبر سے نہیں وہ تلوار نہیں چلاتے بلکہ معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ چھاپا۔ ریل۔ انجن۔ گھڑی۔ تار برقی۔ ڈاکٹری۔ کالج سکول سب عیسائی دین کی برکات ہیں۔ اور بعضے اپنے سفید چمڑے کو بھی شہادت میں پیش کیا کرتے ہیں *

بیشک ناواقف آدمی ایسی باتیں سنکر پھسل جاتا ہے اگر عیسائی دین کا درحقیقت یہی نظارہ ہے تو بیچارہ گنوار کیا۔ عقل کو بھی اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیسائی دین ایسا نہیں ہے۔ جواب ہرگز نہیں اور اُس کو ہم مفصل طور پر بذریعہ ایک کامل تحقیقات کے ثابت کرنا چاہتے ہیں *

واضح ہو کہ اول تو عیسائی مذہب تمام دُنیا میں نہیں پھیلتا جاتا اور نہ پھیل چکا ہے۔ اس وقت بھی عیسائی مذہب سے بُدھ بہت زیادہ ہیں فرانس۔ جرمن انگلینڈ۔ ناروے اور امریکا اور افریقہ کے مختلف حصوں میں لوگ عیسویت کو ترک کر رہے ہیں بیسیوں اخبار بائبل کے خلاف جاری ہیں۔ آریہ سماج کی مبارک کوشش عیسائی درخت کو بار آور نہیں ہونے دیتی۔ ویدازم۔ بودھ ازم۔ یورپ کے اکثر مقامات میں پھیل رہا ہے اور سنسکرت رہتے ہیں۔

1 سوائے اسکے صاف واضح کردیا کہ کوئی بھی ہری نہیں ایک بھی ہری نہیں عامل حسرد ہو جاؤ۔ کہ ہم بھی بیسبب نہیں۔ (مولف)

اکثر مقامات انڈیا میں بھی لوگ عیسائی دین کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ مدراس اور پنجاب کے حالات شاہد ہیں۔ ابھی ایک دو سال ہوئے کہ یورپ کے ایک مشہور پادری مسٹر ایرک ٹیڈ صاحب نے عیسائی دین کا روز بروز تنزل پانا نہایت عمدگی سے بیان کیا تھا۔ جس پر بہت سی کھلبلی مچی۔ مگر جتنا عیسائیوں کے پاس ترقی کرنے کا سامان ہے اتنا اگر آریوں کے پاس ہو تو وہ عیسائیوں سے صدہا درجہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ اس بے سروسامانی میں بھی تنخواہ دار پادریوں اور بشپوں کے مقابلہ میں بہت کچھ کر رہے ہیں۔ عیسائی مذہب کے سبب سے سلطنت میں امن نہیں بلکہ ملکہ وکٹوریہ کی خوش انتظامی اور پارلیمنٹ کی عمدہ کونسل کے سبب سے امن ہے۔ اگر عیسائی دین کے سبب سے امن ہے تو روس میں بد انتظامی کیوں ہے۔ کیا وہ عیسائی نہیں یا وہاں گرجے اور [illegible] نہیں۔ پہلے یورپ کے بادشاہوں کے وقتوں میں بد انتظامی کیوں تھی۔ اگرچہ اس وقت انجیلیں۔ بیبیں۔ گرجے سب کچھ تھے۔ مگر جتنا ایک ہزار برس تک یورپ میں پوپ کا راج (یعنے ۹ صدی سے ۱۶ صدی تک) رہا۔ اس میں اسقدر خرابیاں۔ ظلم [illegible]۔ سازشیں۔ بے ایمانیاں۔ تباہیاں بداخلاقیاں۔ خودغرضیاں [illegible] جن کا شمار حد سے زیادہ ہے جو کہ تمام تر عیسائی [illegible] پادریوں کے ہاتھوں سے تمام یورپ کے حق میں [illegible] عیسائی دین کی برکت [illegible] ہوئیں سوائے ان ترقیوں کے اور کسی [illegible] (دیکھو ڈریپر صاحب کی کتاب کانفلکٹ بٹوین ریلیجن اینڈ سائنس باب [illegible] صفحہ ۲۵۵ سے ۲۸۵ تک مطبوعہ [illegible] لنڈن ۱۹ [illegible])

بائبل کی [illegible] امن و امان سے [illegible] اور نہ موقع ملنے پر عیسائیوں نے [illegible] سے پہلو تہی کیا بلکہ [illegible] موقع صدیوں تک تلوار چلائی [illegible] عیسائیوں نے [illegible] مذہبی جنگ سے عرصہ تک خون کی ندی بہائی ✱

رومن کیتھلکوں کا برتاؤ پروٹسٹنٹوں سے [illegible] اور انکا دوسروں سے نہایت ہی عبرت انگیز تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہے۔ پس خوش اخلاقی بھی کوئی عیسائی دین کی خوبی نہیں۔ چھاپا دیل کی ایجاد بھی عیسائی دین سے نہیں۔ بلکہ مختلف ملکوں کے فضلا و علما کی کوشش کا نتیجہ ہے نہ کہ بائبل یا عیسائیوں کی برکت۔ ان چیزوں کے موجد اکثر ملحد اور کچھ دہریے تھے پس بائبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا علم۔ اخلاق۔ علمی محبت۔ اور علمی کتابوں اور علماؤں سے سلوک اور خود عیسائیوں کا باہمی برتاؤ ان امورات کو یورپین فضلا اور فلاسفروں کی واضح شہادتوں سے عرض کریں تاکہ ہمارے ناواقف بھائیوں کو معلوم ہو کہ ظاہری سفید رنگت کے عیسائی عارضی ٹیپ ٹاپ میں پوڈر اور صابون سے دھلے ہوئے عیسائی اندرونی صفائی سے کتنی منزلیں دور ہیں ✱

سنگین دل ست [illegible] بظاہر ملایم است [illegible] چناں درون [illegible] را

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (متی ۱۵-۲۰)۔ تین سو برس مسیح کے مرنے کے بعد قسطنطین بادشاہ اس نئے دین کا بڑا رکن تھا وہ نیسیا کی کونسل میں حاضر تھا جہاں عیسائی تثلیث کے تین خداؤں کے درجے مقرر ہوئے اس نے کفر کے بند کرنے کے لئے قانون پاس کئے اور ایمان والوں کے فایدوں کے لئے کافروں کی جایداد کو ضبط کیا۔ اس نے دولت کے ذریعہ ہزاروں کو عیسائی دین کی طرف گرویدہ کیا۔ گرجے کی گود میں بہت دولت ڈالی۔ اور سرکاری خزانہ کو اسپر خرچ کیا اور اپنے حکم سے نسیوں کو روپیہ دیا۔ غرضیکہ جو کچھ ایک بادشاہ دین کیواسطے کر سکتا تھا وہ قسطنطین نے عیسائی دین کے واسطے کیا۔ اور جو عیسائی دین کا نتیجہ ہونا تھا وہ بھی اس بادشاہ میں ظاہر ہو گیا یعنے یہ کہ وہ اخیر دم تک بپتسما سے ٹال مٹول کرتا رہا۔ تاکہ وہ آزادی سے دلیر ہو کر گناہ کرے۔ اس نے اپنے لڑکے کو مارا اپنی جورو کو قتل کیا۔ وہ ایک ظالم بادشاہ اور فضول خرچ تھا ✱

پہلی صدی کے عیسائیوں کا حال چلن

اگر پال پیٹر جیوڈ کی نوشتیں پہلی صدی میں لکھی گئی ہوں۔ تو اس وقت بھی عیسائیوں کا اخلاق سخت [illegible] تھا (دیکھو پہلا فرنٹ [illegible])

دوسری صدی

مشہور مورخ کہتا ہے وہ کہ جو شخص نیکی و بدی کا خیال نہیں رکھتا تو وہ اخلاق کا خراب رہبر ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو یہ خطاب پہلے عیسائی واعظوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے جعلسازی سے وضعی نوشتے بنائے اور دین پھیلانے کے لئے بہت سے دینی فریب کئے ✱

تیسری و چوتھی صدی

"تیسری صدی میں دینی مورخ موشیم عیسائیوں کے بشپ [illegible] پادریوں کی اسی طرح بدچال بیان کرتا ہے اور چوتھی صدی [illegible] حال میں دینی مورخ افسوس سے بیان کرتا ہے کہ بدچلنوں [illegible] عیسائی دین کلنک ہو رہا ہے [illegible] کثرت کے سبب نیک آدمی بہت ہی قلیل رہ گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی دین ادنیٰ درجہ کی نیکی بھی لوگوں میں پھیلانے میں ناکامیاب رہا ✱

پانچویں صدی

" [illegible] پادری سیلوی ان پانچویں صدی کے اپنے ہم مذہب والوں [illegible] کا ان الفاظوں میں کھینچتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کون ایسا شخص ہے جو ناکاری کی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہو ✱

اگر اس سے زیادہ پوچھنا چاہتے ہو تو میں آگے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت سنجیدہ مگر رنج سے پر ہے۔ خود خدا کا گرجا اور اس میں یہ خرابیاں۔ [illegible] کس طرح خدا کو غصہ دلا سکتے ہیں چند آدمیوں کے سوا جو برائی سے بچ گئے ہیں تقریباً ایک عیسائیوں کا مجموعہ برائیوں کا بدبودار چھپر ہے [illegible] نکل سے ایسے شخص کو ڈھونڈ کے جو شرابی۔ سنگم پرست زناکار۔ فاریبی لٹیرا۔ عیاش [illegible] آدم کش نہ ہو اور سب سے خراب بات یہ ہے کہ یہ سارے قسم کے آدمی بے شمار ہیں۔ میں اب تمام عیسائی لوگوں کو ایمان سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایک بھی آدمی پا سکتے ہو جو ان تمام برائیوں اور گناہوں میں جو میں نے بیان کئے سب مبتلا نہ ہو۔ بلکہ کون ایسا ہے جو سب کا مجرم نہ ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا عیسائی پانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اسکے ایسا عیسائی جو کسی کام کا مجرم نہ ہو۔ عنقریباً تمام ہی پادریوں کا مجموعہ اس قدر بدکاری میں ایسا ڈوبا ہوا ہے کہ تمام عیسائیوں میں اس کو ایک طرح پاک شمار کرتے ہیں جو اوروں سے کم بدکار ہو" (دیکھو میلز میمائرز آف ارلی کرسچانٹی صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷)

جان ڈیونپورٹ کہتے ہیں۔ در حقیقت پیشوایان دین مسیحی کی بدکرداری سے

عیسائیوں سے کیوں بھر گئے تھے جیسا کہ بروس صاحب اپنی کتاب مسمی بہ ٹراولس جلد ا صفحہ ۱۰۵ میں لکھتے ہیں۔ پیشوایانِ دین صیہونی ایسے کاذب، دھوکہ باز اور مکار تھے اور جھوٹی کرامتیں دکھلاتے تھے۔ اور ان سب امور سے بڑھکر یہ تھا۔ کہ ان لوگوں نے امور مذہبی میں ایسی تساہل اور غفلت اختیار کی تھی کہ نصاریٰ عرب کا نام بدنام ہو گیا تھا" (صفحہ ۷) "اسی پانچویں صدی میں ایک فیلاسفرہ عورت ہیپیٹیا نام ۴۱۵ء میں قتل کی گئی تھی اُس کی اس جرم میں کہ فیلاسفری پھیلاتی تھی۔ پادری سرل کے مریدوں کی فوج نے اُس کے خدا کے بائبلی حکم کے مطابق 'خروج ۲۲ باب ۱۸' جبکہ وہ اپنے لکچر کیلئے روم کو جاتی تھی۔ رستہ سے گھسیٹکر اسکندریہ کے عظیم الشان گرجا میں لے گئے۔ اول ننگا کیا پھر گرا دیا۔ اور اُس کے بدن کو سیپ کے ٹکڑوں سے کاٹا پھر جلا دیا۔" دیکھو رفوٹ آف کرسچیانٹی صفحہ ۵ پیراگراف ۳) "شارلمین نے سکسن کے درمیان فوج بھیجکر بذریعہ آگ اور تلوار کے اس قوم کو عیسائی کیا۔ جس کو پادری اور راہب لوگ صرف اُپدیشوں سے کرسٹان نہ کر سکے کیونکہ اُنھوں نے اپنی کوشش جبر اور دھمکی کے بغیر کی۔" دیکھو ڈموشیم کی اکلیزی کل ہسٹری یعنے دینی تواریخ صفحہ ۱۷)۔

یہ لکھا ہے۔ "سنکس لوگوں نے جب ترقی کی تو ان میں سے جدید علیٰ الدین سے کافر ہو گئے جن میں سے آخر ایک کاڈس کبلس راہب ۸۴۹ء میں بسبب کونسل میں یہاں تک کوڑوں سے مارا گیا کہ اُس نے اپنے نوشتے جلا دئے" (اسی واسطے مارا گیا تھا) (دیکھو صفحہ ۸ فروٹ آف کرسچیانٹی)

"جو تھیل عیسائی دین کا درخت مغرب میں لایا اُس سے مشرق میں بھی بار در ہوا چنانچہ آرمینیا میں تھیوڈورا بادشاہ کے حکم سے پالی شین ان کافر کے مذہب کے ایک لاکھ آدمی پکڑے گئے۔ اُن کا مال ضبط کیا گیا اور وہ خود شکنجوں کے عذاب میں پڑے رہے"۔ ہیوم صاحب اپنی تواریخ مڈل ایجز میں لکھتے ہیں۔ "کہ دو عیسائی لاکھ کروسیڈر گے جہاد میں مارے گئے"۔

دسویں صدی | اس صدی میں نارمن۔ پولینڈ۔ روس۔ ڈنمارک۔ ناروے ان سب نے عیسائی دین اختیار کیا ۔

نارمن لوگوں نے ایک بہت سا بڑا قطعہ زمین کا مانگا تھا۔ جسکے عوض میں دین عیسوی اختیار کیا اور پولینڈ والوں نے اس سبب سے کہ کافروں کے خلاف بڑے سخت قانون بادشاہ نے بنائے تھے۔ اس ڈر کے مارے پرانا دین چھوڑ کر جدید مذہب عیسوی اختیار کیا۔ ناروے اور ڈنمارک والوں نے ایک سخت شکست کے بعد عیسائی دین قبول کر کے جان بچائی۔ ورنہ تہ تیغ کئے جاتے۔

۱۰۹۹ء میں یروشلم فتح ہوا۔ پاک شہر میں ڈی ڈی ام کا بھجن گایا گیا اور پھر عیسے کے سپاہی گھٹنوں پر سے اُٹھکر شہر کے کوچوں گلیوں میں گئے اور بیرحمی سے آدمی۔ عورتیں لڑکوں کو قتل کیا ۔

اُس کے بعد دوسری صدی میں ہی ڈالفی رئیس شہر صوبہ الی جنیس کا نائب ہوا، "نیدرلینڈ میں آلوا نے ۱۸ ہزار آدمی ۵ یا ۶ سال کی حکومت میں قتل کئے"۔ "بکل کی ہسٹری میں لکھا ہے۔ کہ ایک سال میں آٹھ ہزار آدمی جلائے گئے اور جب ہیوگناٹ لوگوں پر حملہ ہوا تو اُس میں پچاس سو آدمی قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے محل کی کھڑکی سے بھاگتے ہوئے لوگوں پر گولیاں مارتا تھا۔ کہ کہیں گھڑی بھر گھنٹہ قتل عام کا بجا۔ اور قاتلوں کا نشان صلیب کا تمغہ تھا۔ یہ تمغہ پوپ گریگوری سیزدہم نے اسی جہاد کی یادگاری میں بنوا دیا تھا ۔

۲۴۔ اگست ۱۵۷۲ء میں سینٹ بھارتھالمی کا قتل بھی اسی جرم میں ہوا۔

۱۶۱۵ء میں پروٹسٹنٹ لوگوں پر رومن کیتھلک نے حملہ کیا جب تک ہوتی بدی ایسی نہ رہی جو دین کے قبول کرانے میں اُنھوں نے نہ کی ہو۔ اُنھوں نے اپنے مخالفوں کو باندھا اور شکنجہ میں رکھا۔ اور اُسی حالت میں ٹونٹی (نل) سے اُنکے حلق میں یہاں تک شراب ڈالی گئی کہ اُس کے بخارات سے اُنکی عقل ماری گئی اور اُنھوں نے اُسی حالت میں رومن کاتھلک ہونے کا اقبال کیا۔ بعضوں کو بالکل ننگا کر دیا۔ اور ہزار ہا طرح کی بےعزتی کر کے اُنکے سر سے پاؤں تک پن (سوئیاں) چاروں طرف ٹھونک دیں اور چاقو سے اُنکو آہستہ آہستہ کاٹا اور گرم چمٹوں سے اُن کی ناکیں کھینچیں۔ اور اُن کو کمروں کے اندر گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ اُنھوں نے رومن کاتھلک دین منظور کیا۔ یا کہ بعضوں کو خوفناک چیخیں مارنے اور رنج کے واسطے ڈالنے سے مجبور اچھوڑ دیا اور بعضوں کے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن جبراً نکلوائے۔ جس سے نہایت بڑا درد ہوا ہوگا۔ بعضوں کے پاؤں جلا دئے۔ بعضوں کے جسموں کو دھونکنیوں سے اس قدر پھونکا کہ وہ پھٹ جانے پر تیار ہو گئے۔ اگر اس طرح پر بھی دین چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے تو اُن کو تنگ و بدبودار جیل خانوں میں بند کیا جہاں اُنپر خوب سرگرمیاں کی جاتی تھیں اور بعضی جگہ اُنھوں نے پروٹسٹنٹ کو چارپائی پر باندھا۔ اور اُنکی آنکھوں کے سامنے اُنکی جورو اور بیٹیوں کے ساتھ حرام کیا" (دیکھو بکل کی ہسٹری)

عورتوں پر خاصکر سخت ظلم کئے گئے وہ ایسے گندے ظلم ہیں جنکا سخت تر گندہ معز بھی خیال نہیں کر سکتا۔ مگر یہ سب صرف اسی واسطے کیا گیا کہ رومن کیتھلک ہو جاویں"۔ اب حکیم اس کیولی لس چند مشاہدوں کے سبب سے ۱۳۲۷ء میں جلایا گیا"۔

جان ہنس ۱۴۴۵ء میں جلایا گیا
جیروم مشہور و معروف موسٹ ۱۴۱۶ء " "
سہوان اور اردلا راہب چند برائیاں دور کرنے کے سبب } ۱۴۹۸ء " "
جی آر برونو نجومی روم میں ۱۶۰۰ء " "
دسے بی نی کی زبان نکلوائی گئی اور ٹولوس میں ۱۶۱۹ء میں "
پادری کالوین کے فتوے سے سروی ٹس تثلیث کے خلاف ہونے کے سبب اور کرو آٹ تمام کرسچیانٹی کے خلاف ہونے کے سبب سوئٹزرلینڈ میں جلائے گئے۔

جب پروٹسٹنٹ لوگ ایڈورڈ ششم کے عہد میں زور آور ہوئے تو آرچ بشپ کرین کو حکم ہوا کہ پراٹسٹنٹ کے خلاف لوگوں کی تحقیقات کرو۔ جس تحقیقات کے سبب سان بوچر اور وین پیرس انگلینڈ میں زندہ جلائے گئے ۔

ملکہ مسری کے وقت میں پھر رومن کیتھلک نے زور پاکر پروٹسٹنٹ کے ۲۸۴ آدمی زندہ جلائے ۔

ملکہ الزبتھ کے وقت میں پروٹسٹنٹ لوگ غالب آئے تو انھوں نے ۱۵۹۲ء تک

حاشیہ۔ جان ڈاوسورٹ لکھتے ہیں ۱۴۰۱ء میں جان گلیڈن اور چارڈ فرمین اسمتھ فیلڈ میں بہت کفر جلا دئے گئے اور ۱۴۱۲ء میں ایلیس تو سم۔ کلاسٹر، حرباتگ رنگ اور کمیس۔ سو مقتول مارجری۔ رڈن اور جان ہم محرم سحر شتم ہو جرمی بالنگ برو گسلے سال سے پائی اور اسکو مادہ تشہیر کر لیا۔ اور اُنکی ملک سے نکال دئے گئے۔ صفحہ ۱۴۰

روسٹنٹ ماننے کے لئے شکنجہ۔ پھانسی۔ جلد اُتارنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اس طرح کے ظلم کام میں لاکر انگلینڈ والوں کو پروٹسٹنٹ بنایا +

بکس میں لانے کا یہ رحمدلی کا نرم طریقہ تھا جس کے ذریعہ سے ان رحمدل پراٹسٹنٹ عیسائیوں نے رومن کیتھلکوں کو پروٹسٹنٹ کیا۔ یعنی بلوط کی لکڑی کا ایک بڑا چوکھٹا بناتے اور اُسے تین فٹ زمین سے اونچا لگاتے تھے اور قیدی اس کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ یعنی پیٹھ کے بل زمین پر لٹایا جاتا تھا۔ اسکی کلائی اور ٹخنے رسی سے باندھ کر وہ رسیاں بیلنوں سے باندھی جاتی تھیں۔ یہ بیلن چوکھٹے کے آخر کے دو بیلنوں میں۔ ان بیلنوں کو دو ڈھیکلی جیسے بلیوں یا چرخیوں سے چلاتے تھے۔ جس سے وہ قیدی نیچے سے اُٹھنا شروع ہوتا تھا۔ تب اس سے سوال ہوتے تھے۔ اگر جواب ناموافق ہوتے تو ملزم کو اور زیادہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ مظلوم کی ہڈیاں جوڑوں سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی رحم اور ملائم طریقہ سے پروٹسٹنٹ لوگوں نے رومن کیتھلکوں کو اپنے دین میں ملایا۔ اور یہی انگلینڈ والا حال سکاٹلینڈ اور آئرلینڈ میں کیا۔" (مفصل دیکھو بکل ہسٹری جلد ۳ صفحہ ۴۴۱ سے ۴۴۶ تک) +

اور ایسے ہی ظلم امریکہ میں پروٹسٹنٹ لوگوں نے کویکر لوگوں پر کئے ہیں۔ کرسچیانٹی بہت بے رحمی ہی نہیں بلکہ روشنی کے مقابل تاریکی پسند کرتی ہے کیونکہ اسکی حکومت کی شرط جہالت ہے اُس نے علم کے خلاف جہاد کئے اور بہت صدیوں تک آدمیوں کو ترقی کرنے سے بند رکھا۔" پادری لوگ شروع سے ایسے جاہل رہے کہ سات آٹھ سو برس تک بھی بہت کم پادری تھے جو لوگوں کے پڑھنے لائق کتابیں لکھ سکیں۔ دسویں صدی کے شروع میں علم آنے لگا اور نجوم کو تو اس قدر اُس نے خارج کیا کہ پندرہ سو سال تک عیسائی دین میں کوئی نجومی نہیں ہوا۔ اور جب کوپرنیکس کتاب چھوڑ مرا تو عیسائی پادریوں نے اُس کے شاگردوں کا پیچھا کیا۔ برونو کو پکڑ کر مار ڈالا اور کتاب کو جلوا دیا۔" (دیکھو فرولٹس آف کرسچیانٹی مصنفہ مسٹر ... بی بیسنٹ صاحبہ) (مطبوعہ لنڈن) +

ہندوستان میں عیسائیوں کی حکمت عملیاں

ریورنڈ ایچ باور صاحب فرماتے ہیں کہ "سنہ ۱۵۹۹ء میں جو مجلس ملایلم میں منعقد ہوئی تھی اور جس کا پریسیڈنٹ آرک بشپ مینیزس تھا۔ اُس میں مفصلہ ذیل فتویٰ دیا گیا دستی ۹ فتویٰ ۲ "نیچ ذات کے آدمیوں کے ساتھ عیسائیوں کو اُس وقت تک نہ چھونا چاہئے جبکہ وہ بڑی ذات والے ہندوؤں کے ساتھ ہوں۔ لیکن جب وہاں عیسائیوں کے سوا کوئی نہ ہو تو کچھ ہرج نہیں۔" (دیکھو پادری صاحب کا مضمون ہندوؤں کی ذات صفحہ ۳۰ مطبوعہ کرسچین ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۵۱ء)

رابرٹ دی نوبلی لیس صاحب سنہ ۱۶۰۶ء میں ہندوستان میں آیا یہ حال اُسکے وقت میں تھا جو اُس نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ پادریوں نے شروع میں یہ بات مشہور کی تھی کہ ہم یورپ کے برہمن ہیں اور یورپ کے مغربی حصہ میں ۵ ہزار فرسنگ کے فاصلہ سے آئے ہیں کہ اپنے بھائی ہندوستانی برہمنوں سے علم سیکھیں اور اپنا علم اُن کو سکھلاویں۔ جب اُن پادریوں نے اپنے آپ کو برہمن مشہور کر دیا تب انہوں نے اس قوم کی تقلید بھی شروع کی۔ وے پیتامبر دھوتی پہننے لگے۔ جیسا کہ ہندوستان کے مذہبی پیشوا اور فقیر پہنتے ہیں اور حلوہ دینے لگے جبکہ وہ عام آدمیوں کے سامنے جاتے تھے ماتھے پر چندن بھی لگاتے تھے۔ جیسا کہ برہمن لگاتے ہیں۔" (دیکھو خطوط اے بی ڈیبو بالیس صفحہ ۹۵-۱۰۰ اور ریورنڈ پادری باور صاحب کی کتاب صفحہ ۴۵)

(صرف یہاں تک ہی صبر نہ کیا) بلکہ اس کام کے لئے ایسی رسموں کو اپنے میں شامل کرنے کی غرض سے انہوں نے انجیل کی سچائیوں اور مذہب معتقدوں کی آزادی کو گڑبڑ کرنے وقت بھی دریغ نہ کیا۔ اپنے آپ کو بڑے درجہ کے برہمن مشہور کر کے جو کہ مغربی دنیا سے آئے ہیں اُن پادریوں نے ہندوؤں کے اصلی نام بھی اختیار کر لئے۔ اور ذات کی رسوم کی ہر ایک طرح سے تائید کی۔ برہمنوں کے بہت سے درجہ ہیں اور اس فریب کو زیادہ موثر کرنے کی غرض سے نوبلیس نے اپنے آپ کو سب سے بڑے درجہ والا بنا کر جتلایا۔ اور اپنے مخالفوں کی زبان بند کرنے کے واسطے اور ان جاہلان متعصبوں کو جو اس کو برہمن ہونے کو فریب جانتے تھے اُس نے ایک پرانا میلا پارچمنٹ یعنی چمڑے کا کاغذ پیش کیا جس میں کہ ... پرانے ہندوستانی لفظوں (یعنی سنسکرت) میں ایک کاغذ جعلی فرضی بنا کر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ روما کے برہمن ہندوستان کے برہمنوں سے بہت پرانے زمانہ سے ہیں اور یہ کہ روما کے جسوئٹ برہمن خاص برہما دیوتا کی نسل سے ہیں پادری جووینسی، ایک ممتاز جسوئٹ اس فرقہ کی تاریخ میں اس سے زیادہ بتلاتا ہے کہ اس میلی دستاویز کی صداقت کی نسبت جب ہندوستانی نکتہ چینوں نے شبہ کیا۔ نوبلیس نے ... برہمنوں کی پنچایت کے روبرو حلفاً بیان کیا کہ میں برہما دیوتا کی نسل سے ہوں کیا یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے کہ ایک معزز پادری نے ایسا جھوٹ بولا اور کیا ایک کفر یاد ہوا نہیں ہے کہ اس نے اس حلف دروغی اور ... کو ایک پاک عقلمندی بیان کیا۔" (دیکھو تاریخ جسوئٹس مصنفہ جاوینسی اینڈ ... ہسٹری ... کی جلد ۴ صفحہ ۶۰ اور ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۵ و ۵۶) +

پادری رابرٹ دی نوبلیس صاحب نے اپنا نام تتو بودھ سوامی رکھا اور پادری آر جی لیس جی صاحب نے اپنا نام ویرام منی رکھا۔ ہندو لوگ اُن کو اور اُنکے بھائیوں کو ہمیشہ اُن کے ہندو ناموں سے جانتے تھے (دیکھو ریورنڈ باور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴ کا نوٹ)۔ "غریب پیاریاں کے واسطے صرف کنیٹ کسٹ ہی علیحدہ نہ تھے۔ بلکہ ان کے واسطے گرجے بھی علیحدہ تھے۔ اگر وہ کبھی بڑی ذات والوں کے گرجے میں جانا چاہتے تھے تو وہاں سے باہر نکال دئے جاتے اور انکو کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ بلکہ جب وہ مر جاتے تھے۔ تو عیسائی سنیاسی اُنکے گھرانے میں داخل ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور مرنے والا بدبخت آدمی جانکندنی کے وقت بستر سے گھسیٹ کر میدان میں لایا جاتا تھا۔ یا کسی دور کے گرجا میں لے جایا جاتا تھا تاکہ وہ سنیاسی جو اُس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ آخری مذہبی رسوم ادا کرے۔ لیکن تب بھی وہ اُس کو چھو نہیں سکتا تھا۔" (دیکھو کلکتہ ریویو نمبر ۳ صفحہ ۹۴ اور ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۷)

ایک دن ایک فوجی افسر نے (جو ٹرنکوبار سے ... کو سفر کر رہا تھا) ایک فرانسیسی پادری کو جو اس بنگلہ میں آیا۔ اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے اخلاقاً بلایا۔ اُس پادری نے جبکہ اُس کو یہ معلوم ہوا۔ کھانا ایک پریار نے پکایا ہے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور اُس کو صرف میوے کھائے اور یہ عذر کیا کہ اس کھانا کھانے کی وجہ سے شودر لوگ عیسائی دین سے نفرت کر بیٹھیں گے۔" (دیکھو ریورنڈ باور صاحب

کی کتاب صفحہ ۹۵) اور (ہندوستان میں تعلیم مصنفہ ٹرالیس صفحہ ۲)۔

عیسائیوں کا علمی کتابوں سے سلوک۔ ڈریپر صاحب فرماتے ہیں۔ عیسائی حمایتیوں نے ٹریپولی کی لائبریری کو جس میں بقول کہتے ہیں ۱۰۰۰۰۰ کتابیں تھیں جلایا۔ جس وقت وہ پہلے کمرہ میں گئے۔ اُس میں صرف قرآن اور دیگر کتابیں تھیں جو عربی امپاسٹر کی تصنیف تھی ان کی جانب تھیں اُسے وہ جلادیں +

اسپین والے سپاہیوں نے میکسیکو میں امریکہ کی تصویری رسومات کے بڑے انبار جلادئے۔ جو ایسا قابل قدر تھا جیسا [illegible]۔ کارڈنل زمینز نے گریناڈا کے چوکوں میں عربی نوشتوں کی ۸۰ ہزار کتابیں جن میں بعد مصنف کی بہت سے ترجمے تھے جلادئے" (دیکھو ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۳ لنڈن ۱۸۸۱ء ۲۰ ویں بار)۔

ایڈورڈ گبن صاحب فرماتے ہیں میں اُن زیادہ تر قیمتی لائبریریوں پر افسوس کرتا ہوں جو کہ [illegible] کی بربادی میں تباہ ہوگئیں۔ (دیکھو جلد ۳ باب ۵۱ صفحہ ۹۵۶ تاریخ زوال روم) +

اخبار پایونیر کا نامہ نگار ذکر کرتا ہے کہ "کروسیڈرز عیسائی مذہب کے حامیوں نے طرابلس کا کتب خانہ جس میں تین ملین یعنی تیس لاکھ کتابیں تھیں جلادیا۔ اسپین کے لوگوں نے میکسیکو میں امریکہ والوں کی تصویری تحریرات کے انبار جلادئے کارڈنل زمینز نے گریناڈا کے بازار میں ۸۰ ہزار عربی زبان کی قلمی کتابیں جلادیں (دیکھو پایونیر اخبار الہ آباد مورخہ آٹھویں اکتوبر ۱۸۸۵ء)

پھر ایک مورخ فرماتا ہے۔ "جب وکلف کے ترجمہ جلانے کا حکم ہوا تو ۱۴۰۸ء میں ایک کتاب ٹیلر نے تصنیف کی اور ۱۴۲۸ء میں کونسل منعقد ہوئی جس کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلائی گئیں +

۱۵۲۵ء میں کارڈنل ولسی اور بشپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑھا جائے اور اس مضمون کے اشتہار ایسے علاقوں میں جاری کئے کہ لوتھر کے بعض پیروؤں نے ترجمہ لکھا ہے۔ اور خدا کی کلام کو جھوٹے ترجموں اور ایجادی حاشیوں سے خراب کیا ہے اس لئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہوں تیس دن کے عرصہ میں جنرل وائیکر کے پاس حاضر کرے۔ ورنہ کلیسیا سے نکالا جائیگا اور بدعتی کہلائیگا اور اسی سال ٹونسٹل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نسخے خرید کرکے پالیکراس میں جلادئے۔ پھر ۱۵۲۹ء یہ نسخے چھپے بازار میں علانیہ جلادئے گئے +

جب ۱۵۳۰ء میں ٹنڈیل نے اس پر نظر ثانی کرکے دوبارہ چھپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی اشاعت کی تو لنڈن کے بشپ نے شائع کرنے والوں کی تشہیر کی اور ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ (۱۸۸۴۰۰) یا [illegible] جرمانہ کیا +

پھر ۱۵۴۶ء میں ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا کہ ٹنڈیل اور کوورڈیل کے ترجمے اور نیز وہ کتابیں جن کی پارلیمنٹ نے اجازت نہیں دی اور بیر فرخت وغیرہ کی کتابیں نہ پڑھی جاویں۔ بلکہ ملکی اور کلیسیائی افسروں کو دیجاویں کہ وہ جلادی جاویں +

پھر ۱۵۵۵ء میں نماز کی کتاب معہ انجیل جلادی گئی +

پھر ۱۵۵۸ء میں اشتہار جاری ہوا کہ بدعتی کتابیں کہیں نہ چھپنے پاویں اور نہ کوئی اپنے پاس رکھے" (دیکھو کتاب والٹن مطبوعہ ۱۸۶۳ء جلد سوم)۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں کہ نائسا کی کونسل میں یہ امر واقع ہوا تھا کہ شہنشاہ قسطنطین اول نے پادریوں کی جماعت کو وہ اختیار دیا تھا کہ جس سے نہایت سخت نتیجے پیدا اور برباد ہوئے تھے۔ چنانچہ اُن سے چند خرابیاں ذیل پیدا ہوئی ہیں۔ خونریزی اور بربادی اُن احمقانہ صلیبی [illegible] کی جو عیسائیوں نے قریب دوسو برس کے عرصہ تک ترکوں پر کئے تھے۔ اور جن میں کئی لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔ قتل کرنا اُن شخصوں کا یعنی (پروٹسٹنٹ) کا جو اس عقیدہ کو مانتے تھے کہ انسان کا دوبارہ اصطباغ ہونا چاہئے لوتھر کے پیروں اور رومن کیتھلک مذہب والوں کا دریائے رائن سے لیکر انتہائے شمال تک قتل ہونا۔ وہ قتل جسکا حکم ہنری ہشتم اور اُس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا تھا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل ہونا یعنی [illegible] برس تک اور بہت سی خونریزیوں کا ہونا۔ فرانسس اول کے عہد سے ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک اس قتل عام میں پانچسو رئیس [illegible] اور دس ہزار آدمی عوام میں سے فقط پیرس دار السلطنت میں قتل کئے گئے عدالت قدسی کے حکم سے قتل ہونا جو نہایت خوفناک ہے کیونکہ وہ عدالت پادریوں کی رائے سے [illegible] علاوہ اس کے اور بڑے اسپانیا کے عنوان کا اور اُن تیس برس کی خرابی [illegible]۔ کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ سکاٹ لینڈ کے مقابلہ اور [illegible] رسم [illegible] اور قتل کی زیادتی [illegible] کا ہونا [illegible] گسانی خانہ و سوئٹ [illegible] کے گناہ اور عیب اور بدکاری میں جو ایک نئی دنیا [illegible] گیلیگولا سے نہایت دور لے گئے تھے۔ آخر کار اس خوفناک فہرست کا خاتمہ ہونے کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ نئی دنیا (امریکہ) کے باشندوں کا عیسائیوں کے ہاتھوں سے قتل ہونا۔ القصہ یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ایک ایسا مکروہ اور [illegible] ایسا غیر منقطع سلسلہ مذہبی لڑائیوں کا چودہ برس تک سوائے عیسائیوں کی اور کہیں ہرگز جاری نہیں رہا۔ اور جن قوموں کی نسبت بت پرست ہونے کا طعن کیا جاتا ہے اُن میں سے کسی قوم نے ایک قطرہ خون کا بھی مذہبی دلائل کی بنا پر نہیں بہایا (از اعجاز التنزیل صفحہ ۴۴۰ و ۴۴۱) اور اُن کی کتاب اپالوجی لکھنؤ ۱۹۸-۱۹۹) +

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں عیسائیوں کی ایک مشہور مذہبی عدالت کا حال یوں لکھا ہے "اس مذہبی عدالت کا نام انکویزیشن تھا۔ اور اس کا یہ کام تھا کہ جو لوگ مذہب عیسوی کی نسبت ملحدانہ اعتقاد رکھتے ہوں یا اُس سے بالکل منحرف ہو گئے ہوں اُن کو تلاش کرکے پکڑے اور سزا دے یہ ہولناک محکمہ اس غرض سے قائم کیا گیا تھا کہ معاملات مذہبی میں آزادانہ تحقیقات نہ ہونے پاوے اور مذہب بالکل یکساں طور پر رہے۔ پہلے پہل تیرھویں صدی میں قائم ہوا تھا جبکہ پوپ انوسینٹ سوئم نے ایک کمیشن اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ ناریوں کے ملحدوں کو مجرم قرار دے کر انکو سزائیں دے۔ ۱۲۰۶ء میں پوپ نے دو راہبوں کو جو ایک خانقاہ سے نکلے اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ البجنس لوگوں کی کفر کے برخلاف وعظ کریں اور اُن کو اس کام میں خصوصاً تولوس میں بہت کامیابی ہوئی۔ اسلئے [illegible] ہوئی۔ [illegible] کا [illegible] نے انکویزیٹر (حکام محکمہ انکویزیشن) مقرر کرے۔ جن کو بشپ لوگوں سے کچھ تعلق نہ ہو اور جو بطور وکلائے محکمہ مقدس پوپ کے کام کریں اور اُن کو ملحدوں کی سزا دینے کا حق حاصل ہو۔ پوپ نے اپنا یہ مقصد پورا کرنے کی غرض سے فلیپ دوم بادشاہ فرانس اور امراء و رؤسا کو بھی اس کام میں مدد دینے

کے لئے لکھا اور بطور انعام اُنکی کوشش و سرگرمی کے اُنکو ہر قسم کے متلذات نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دی)۔ ملک فرانس میں انکویزیشن ۱۲۰۸ء سے برخلاف البجنس [illegible] اور ان کے محافظ ریمنڈ ششم کونٹ آف ٹولوس کے شروع ہوا۔ اور ہر طرح کی مخالفت مذہب [illegible] جا کر چرچ کو بہت جلد ایسی مقدرت حاصل ہوگئی کہ وہ اپنے مخالفوں سے جو اس کے قابو میں آجائیں جس طرح چاہے سلوک کرے چنانچہ ایسا بدنصیب البجنس [illegible] بعد ازاں قرار دینا جو ۱۲۲۹ء کے بعد آگ میں جلا جلا کر مارے گئے کچھ آسان کام نہیں ہے اور ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اُس زمانہ کی تاریخ کو پڑھے۔ اُس کے دل میں نہایت سخت طور کا ہول اور رحمدلی کا خیال پیدا نہ ہو کیونکہ اُن حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس طور پر ہزارہا آدمی قسم قسم کی نہایت بے رحمانہ تکلیفوں کے ساتھ ایک ایسے مذہب کی تقویت کے لئے قتل کئے گئے۔ کہ جس میں اُس کے بانی نے فیاضی اور رحمدلی کی تلقین کی تھی۔ ۱۲۱۵ء میں پوپ انوسینٹ سوم نے دسویں دفعہ ایک جنرل کونسل قایم کرکے انواع و اقسام کی نئی نئی سزائیں ملحدوں کے لئے ایجاد کیں جنکی تفصیل نہایت طوالانی ہے پوپ انوسینٹ کے بعد پوپ ہونوریس سوم نے بھی جو اس کا جانشین تھا اس طریقہ کو جاری رکھا۔ اور رفتہ رفتہ ایک ایسی جماعت واعظوں اور سزا دینے والوں کی قایم ہوگئی۔ جنہوں نے اپنا نام معاونین و مددگاران عدالت تحقیقات مذہبی رکھا ۔

۱۲۲۴ء میں انکویزیشن اٹلی میں بھی قایم ہوگیا۔ اور جب باوجود ان تمام تشددات کے [illegible] لوگوں نے اپنے عقاید کو نہ چھوڑا۔ بلکہ اُن کو خاص شہر روم میں بھی پھیلا دیا تو پوپ نے برہم ہو کر پہلے سے بھی زیادہ سخت سخت سزائیں دئے جانے کا حکم دیا مثلاً [illegible] سزا دیا جانا ہا اگر بشپ لوگ ملحدین پر رحم کا اظہار کرنا چاہیں۔ تو بجائے اس کے [illegible] زبان کاٹ ڈالی جاتی تاکہ وہ آیندہ خدا کی نسبت کوئی کلمہ کفر کا نہ کہہ سکیں ۔

[illegible] کے بعد ۱۲۳۲ء انکویزیشن اسپین میں قایم ہوا۔ اور اس سرزمین میں یہ پودہ خوب ہی پھولا پھلا اور بادشاہ فرڈیننڈ اور ملکہ اسابیلا کے زمانہ میں تو انکویزیشن نہایت ہی عام ہوگیا اور بڑے تردد کیساتھ مدت تک جاری رہ کر آخر ۱۸۳۴ء میں موقوف ہوا۔ اس ملک میں ایک عہدہ گرانڈ انکویزیٹر جنرل کا اور اسکے [illegible] قایم کی گئی جسکی شاخیں تمام اضلاع اسپین میں پھیلی ہوئی تھیں [illegible] اور اس محکمہ کی استحکام اور اسکی کارروائی کی یکساں جاری رہنے [illegible] یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ محکمہ ایزا رسانی اور تکلیف دہی کی ایک ایسی کل [illegible] جسکا نمونہ تاریخ عالم میں اُس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک مجموعہ ہدایات بمقام سویل چھاپا گیا اور مشہور ہوا۔ جس کی اٹھائیس دفعات تھیں۔ جن کی تفصیل [illegible] طوالانی ہے۔ مثلاً چھٹی دفعہ میں درج تھا۔ کہ جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ اور بخشش پا لے پھر بھی اُس کو بطور بقیہ اُس سزا کے جو اُس کے لئے تجویز کی گئی یہ سزا دی جائے۔ کہ وہ کسی قسم کے باعزت پیشے کے اختیار کرنے۔ اور سونا چاندی موتی ریشم کے اور عمدہ ململ کے استعمال سے محروم کیا جائے ۔

پھر بیسویں دفعہ میں لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کے مرنے کے بعد اُس کی کتابوں یا زندگی کے طور سے یہ ثابت ہو کہ وہ ملحد تھا۔ تو اُس پر کفر و الحاد کا فتوٰی لگایا جائے اُس کی لاش قبر میں سے نکالکر پھینک دی جائے اور اُس کا کل مال اسباب ضبط کیا جا کر اُسکے وارثوں کو کچھ نہ دیا جائے۔ پھر بائیسویں دفعہ میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کفر کا فتوٰی پا کر سزایاب ہو اور اس کی اولاد کم عمر ہو تو اُس کے ضبط شدہ مال کا ایک تھوڑا سا حصہ خیرات کے نام سے ان کو دیا جائے۔ اور وہ تعلیم مذہب عیسوی کے لئے کسی

ایسے شخص کے سپرد کئے جائیں ۔

جو الزامات محکمہ مقدسہ انکویزیشن کے نزدیک قابل مواخذہ تھے وہ یہ ہیں ۔
(۱) ہر قسم کا کفر و الحاد مذہب عیسوی میں (۲) یہودیت (۳) اسلام (۴) جرایم خلاف فطرت اور تعدد ازدواج ۔

المختصر یہ عدالت مقدسہ ایسی غالب اور ایسی ہولناک بن گئی کہ ماں باپ اپنے بچوں کو اور خاوند اپنی جوروؤں کو اور مالک اپنے نوکروں کو بجز زبان ہلانے کے چپ چاپ اُسکے حوالہ کر دیتے تھے بلکہ اُسکی قوت زیادہ تر خوف ہی تھا۔ جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا۔ اور خلائق کے دلوں میں اُسکی ہیبت ایسی عام ہوگئی تھی کہ رئیسوں اور بادشاہوں تک اُسکے نام سے کانپتے تھے۔ جسقدر انسانوں کی جانیں اس بے رحم عدالت مذہبی نے تلف کرائیں اُنکی تعداد ٹھیک ٹھیک بیان کرنی آسان نہیں ہے چنانچہ صرف اسپین ہی میں بقول سیر لارنیٹی تین لاکھ چالیس ہزار آدمی اس محکمہ سے سزا یاب ہوئے جو کسی نہ کسی طرح کی تکلیف سے برباد کئے گئے۔ جن میں سے تقریباً ۳۲ ہزار آدمی تو زندہ آگ میں جلا کر مارے گئے۔ اور اگر اس تعداد میں وہ تمام بدنصیب لوگ شامل کر لئے جائیں جو بعد النہایت مقامات میکسیکو۔ لیما۔ کارتھیجنا۔ سسلی سارڈینیا۔ اوران۔ مالٹا۔ فیلپس۔ میلان اور فلینڈرس سے جبکہ ان ملکوں میں اسپین کی حکومت تھی سزایاب ہوئے تھے۔ تو غالباً یہ ثابت ہوگا کہ نصف ملین سے زیادہ بدنصیب آدمی اس سنگدل مقدس محکمہ سے طرح طرح کی سزائیں پا کر دنیا سے گئے" (دیکھو انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۲) (اعجاز التنزیل صفحہ ۴۷۰ سے ۴۷۵ تک) یہ کیفیت تو رومن کیتھولک فرقہ کے عیسائیوں کی جور و ظلم کی تھی اب پروٹسٹنٹ فرقہ کا حال جبکہ انہوں نے فروغ پایا سنئے مؤرخ ہالم صاحب فرماتے ہیں اس دین مہذب (فرقہ پروٹسٹنٹ) کے مختلف شعبوں اور فرقوں سے سب سے بڑا گناہ جو سرزد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بندگان خدا پر دین میں زور و زبردستی کرتے ہیں اور یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر ایک ایماندار انصاف پسند جتنی زیادہ کتابوں کی سیر کرتا جاتا ہے۔ اُتنی ہی اُس کو اُن سے نفرت اور کدورت ہوتی جاتی ہے" دیکھو تاریخ آئین سلطنت انگلستان جلد اوّل باب دوم اور (اعجاز التنزیل صفحہ ۴۷۵) ۔

مؤرخ لیکی صاحب فرماتے ہیں "کہ جب کالون نے سرویٹس کو صرف اس وجہ سے زندہ جلا دیا کہ اُس کے اعتقادات تثلیث کے باب میں جمہور علماء کے برخلاف تھے۔ تو سب پروٹسٹنٹ فرقوں نے کالون کے اس فعل کی بڑی تعریف کی اور ملانکتھن اور بلنجر اور فارل نے اس گناہ کی تعریف میں نامے لکھے اور بیزا نے جو بڑا عالم تھا۔ اس فعل کی تعریف میں ایک بڑا رسالہ تصنیف کیا" (تاریخ مذہب معقول پسند جلد دوم صفحہ ۴۹) ۔

پھر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں۔ "اس زمانہ میں مذہب عیسائی سے زیادہ کوئی چیز بالتصریح خراب نہ تھی۔ وہ دو شاخیں مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا و افریقہ میں پھیل گئی تھیں۔ انہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور بداعتقادیاں اختیار کر لی تھیں۔ اور ہمیشہ باہمی مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتی تھیں اور ایرین۔ نسطورین۔ سیبلین اور یوٹیچین مذہب والوں کے تکراروں سے نہایت دق تھیں اُنکی پادریوں کی عادات مثل شہوت پرستی اور عہدوں کے فروخت کرنے کے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور سب عیسائی لوگوں کو نہایت بد روبہ کر دیا تھا ۔

عرب کے جنگلوں میں جاہل اور شوریدہ مغز راہب بکثرت تھے جو بیہودہ تخیلات

میں دماغ سوزی کر کے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے۔ اور اکثر ان کے غول کے غول شہر میں آ کر اہل شہر کو اپنی توہمات تلوار کے زور سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے" (دیکھو ان کی کتاب)

(فار محمد اپالوجی اینڈ دی قرآن) مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۳ء صفحہ ۳) اور اس کا ترجمہ اردو صفحہ ۷ ✚

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں "انہوں نے اپنے خیال میں ایک نیا اولمپس قائم کر لیا تھا۔ اور اس میں اپنے مذہب کے ولیوں اور شہیدوں کو فرشتوں کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بت پرست اپنے دیوتاؤں سے اولمپس کو آباد سمجھتے تھے اس زمانہ میں ایسے عیسائی بھی جو یوسف کی زوجہ مریم میں الوہیت کی شناعت قایم کرتے تھے" (دیکھو جان ڈیون پورٹ صاحب کی اپالوجی صفحہ ۴ ۱۸۸۲ء)

پھر وہی فاضل فرماتا ہے "اس ناپاک و ناریبا د ناقابل شمار گرجاؤں۔ اور انکی تصویروں اور تہواروں اور تقریبوں کی رسوم سے جنکی بنا بقول مسٹر گاڈفری ہگنس صاحب ان خراب باتوں پر تھے جن کو بت پرستی کا فضلہ کہنا چاہئے اور جس میں نہ صرف ایشیا و افریقہ بلکہ یونان و روم بلکہ تمام فرنگستان کے عیسائی مستغرق تھے اور جو بقول مسٹر ہیگنس پیشوایان مذہب بلکہ خود پوپ روم کی اغوا و تحریک سے عمل میں آتی تھیں" (دیکھو اپالوجی اور اعجاز صفحہ ۱۴۳) ✚

کلارک صاحب اپنی کتاب تاریخ ڈبٹیجیا نگلر میں عیسائی مجاہدین کا حال لکھتے ہیں کہ سلف سے آج تک کسی قوم اور کسی ملک میں عیاشی اور بدفعلی کا اس قدر غلبہ نہیں ہوا جس قدر کہ مجاہدین سفاہی میں ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۲۲۹ و اپالوجی صفحہ ۱۴۱) ✚

چھٹا باب

تثلیث اور اس کا آغاز

عیسائی دین کے بموجب خدا کے تین اقنوم ہیں اور ہر ایک ان تینوں میں سے خدا ہیں کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس یا پتا پتر و پوتر آتما خدا ہونے پر بھی ایک دوسرے سے ہر طرح جدا ہیں عیسائی لوگ یوں تو ان تینوں کو خدا کہتے ہیں۔ مگر دنیاوی ترحم کے مارے لوگوں کے سامنے تین خداؤں کے قایل نہیں۔ جب اس مسئلہ پر کبھی انسے گفتگو آتی ہے۔ تو جواب دیتے ہوئے انکی روح سخت طرح کے پیچ و تاب کھاتی ہے تثلیث فی التوحید۔ توحید فی التثلیث۔ ایک تین میں اور تین ایک میں عجب عقدہ ناقابل حل ان کے سامنے آ جاتا ہے جس کو وہ کسی طرح ظاہر نہیں کر سکتے۔ جب خود عیسائی پادری اور بشپ صاحبان اس کے سمجھنے سے عاری ہیں تو ہم کیا کہیں

ہمارے ہزاروں مہربان پادری صاحبان یہ جانتے ہیں کہ تثلیث کا ماننا بائبل کا مسئلہ ہے انجیل سے نکلا ہے۔ مسیح اس کا موجد ہے۔ اسواسطے وہ اس کو زینت ایمان جان طوعاً و کرہاً اسے مان رہے ہیں۔ اور ہر چند کہ عقلا کے سامنے اور معقولیت کے روبرو انہیں بارہا شرمسار ہونا پڑتا ہے۔ تو بھی اس سے انکار نہیں کرتے ✚

اس واسطے ہم نہایت عاجزی سے معزز پادری صاحبان کی خدمت میں دست بستہ عرض کر کے جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ تثلیث کا مسئلہ آپکی مقدس بائبل میں کہاں سے آیا؟ اور کب اور کس کے وسیلہ سے رائج ہوا۔ امید کہ ہماری عرضداشت کو آپ غور سے مطالعہ فرماوینگے ✚

جان ڈیوینپورٹ صاحب لکھتے ہیں۔ "نیوٹن صاحب اور گبن صاحب نے بڑی تحقیقات و کوشش سے ثابت کیا ہے کہ جن آیات انجیل سے مسئلہ تثلیث مستنبط کیا ہے (یوحنا ۱ ۵) وہ آیات الحاقی ہیں اور ہیکلامٹ صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت درباب تثلیث کسی قدیم نسخہ انجیل میں نہیں ہے۔ مسیح نے تو ایک ہی خدا کے اعتقاد کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن پولوس و یوحنا نے جو پیرو ان افلاطون میں سے تھا۔ مسیح کا مذہب خراب کر دیا۔ اور اس میں سے عقیدہ توحید باری تعالیٰ نکالکر عقیدہ مہملہ تثلیث مخترعہ افلاطون داخل کیا" (صفحہ ۹۳) ✚

ایک لایق اور مشہور مورخ فرماتا ہے۔ "تین سو ساٹھ برس مسیح سے پہلے افلاطون نے اس مشکل سے (کہ ایک (سٹد) عدم خدا سے کس طرح یہ سب طرح کی دنیا پیدا ہوئی) نکلنے کے لئے اس نے فرض کیا۔ کہ معبود کی ذات میں تین حصے ہیں یعنی فرسٹ کاز یعنی آدی کارن پرمیشور دوم عقل یا لوگاس سوم ذہنی روح یا انکو افلاطون کے فلسفہ میں تین دیوتا بیان کئے تھے اور یہ تینوں ایک عجیب طور پر اپنی ذات میں سے ملے ہوئے تھے۔ لوگاس کو خاص کر اتل باپ کا اور دنیا کا بنانیوالا اور گورنر یعنی حاکم ہے ایسا بیان کیا تھا۔ اس کو افلاطون نے بہت ہوشیاری سے ادا کیا تھا اور یہی اس کے مدرسہ کا راز تھا۔ جس کو تیس برس کی محنت میں طالبعلم سمجھتے تھے۔

دیکھو دکلڈور بختہ کی اث لکچوال سسٹم صفحہ ۵۶۸) ✚

ایڈورڈ گبن فرماتے ہیں "یہ فلاطون کی فلاسفی سکندر کی فتوحات کے سبب سے تین سو برس مسیح سے پہلے لیبیا اور مصر میں پھیل چکی تھی سکندریہ کے مدرسوں میں یہودی اسکی تعلیم پاتے تھے۔ لوگاس کا لفظ یہودیوں نے موسٰے کی جہوا سے منسوب کر دیا۔ اور خدا کے بیٹے کو ظاہری صورت پر۔ دنیا میں ان کاموں کے لئے داخل کیا۔ جو خدا کی صفت اور عادت کے خلاف معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ دینی تعلیم فلاطون کی یونانی فلاسفی کی طرح (بے پرواہی) سے خیال کی جاتی۔ اگر اسکی آخری حواری یوحنا کے قلم سے تصدیق ہوتی جو سنہ ۹۷ء میں تصدیق ہو کر نروا بادشاہ کی حکومت میں پوری ہوئی۔ جس سے یہ عجیب بھید دنیا پر ظاہر ہوا۔ کہ لوگاس نے جو خدا کے ساتھ شروع سے تھا۔ اور جو خدا تھا۔ جس نے تمام چیزیں بنائی تھیں اور جس کے لئے تمام چیزیں بنی تھیں۔ اسی نے ناصرت کے جیس یعنی مسیح ناصری کے جسم میں اوتار لیا۔ جو کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور جو صلیب پر مارا گیا ✚

ابونیہ والے مسیح کو رسول تو مانتے تھے۔ لیکن یوحنا کی انجیل کے بموجب مسیح کی تعریفیں نہیں مانتے تھے کہ وہ خدا تھا یا خدا کے ساتھ تھا ✚

دوسرے ناسٹکس لوگ مسیح کو آدمی اور خدا دونو مانتے تھے کیونکہ وہ خدا کے جسمانی ہونے کے قایل تھے۔ ابھی مسیح کا خون کالوری کے پہاڑ پر سلگ رہا تھا یعنی اس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا کہ ناسٹکس لوگوں نے ایک اور کفر اور بیہودگی کا خیال پیدا کیا۔ کہ بجائے کنواری کے پیٹ سے نکلنے کے مسیح پوری جوانی میں جارڈن ندی کے کنارہ پر اترا تھا۔ اور اس کے چیلوں اور مخالفوں کا دھوکا ہوا اور ایسا ہی پائلٹ کے وزیروں کو دھوکا ہوا۔ کیونکہ صلیب کے اوپر ایک ہوائی صورت مصلوب ہوئی تھی ✚

پس اسی رسول یوحنا کے لکھنے سے فلاطون کی فلاسفی عیسائیوں میں مسیح کی دوسری اور تیسری صدی میں رائج ہوئی۔ کیونکہ اسی یوحنا نے پہلے ہی سے

الہام کی عجیب و غریب باتوں کا مرکاشفات سے معلوم کر لیا تھا (یعنی یہ مکاشفات بھی اسی پوجنا کی ایک صحت تھی) افلاطون کے معزز نام کو عیسائی لوگ تو عزت سے یاد کرتے تھے اور لوگ اس کی شکایت کرتے اور اسے بدنام کرتے کہ اس نے سچائی اور غلطی والوں کی تائید کی ❊

تثلیث کے مسئلہ پر اسکندریہ کے فیلسوفوں اور عیسائیوں میں بحث ہوتی تھی۔ اُستادوں اور شاگردوں کی سیری لفظوں کی بھرمار سے ہو جاتی تھی۔ لیکن سب سے بڑا عقلمند عیسائی اور علم دین کے جاننے والا انتھنی سی ایس خود صاف صاف صدق دل سے کہتا ہے کہ جب کبھی اس نے اپنی عقل لوگاس کی الوہیت سوچنے پر دوڑائی تو اسکی سب کوششیں ضائع ہو گئیں کیونکہ اُس نے جتنا زیادہ سوچا اتنا ہی کم سمجھا۔ اور جتنا اُس نے زیادہ لکھا اتنا ہی وہ کم اپنے خیالوں کو ظاہر کر سکا ❊

اول تو یہ لوگاس کا راز فیلسوفوں میں رہا لیکن جب سچائی ایمان کی اُمید اور عبادت کا مضامین گیا۔ تو روم کی سلطنت کے ہر ایک صوبہ میں عوام الناس اس کو کثرت سے اختیار کرنے لگے مرد اور عورتیں جو کہ اس کی بابت بالکل نا قابل ہیں۔ وہ بھی اس کی بابت چیت کرنے لگے ❊

ایسے وقت کی بابت سرٹولین فخر سے کہتا ہے کہ "عیسائی کاریگر آسانی سے ایسے سوالوں کا جواب دے سکتا تھا۔ جس سے نہایت دانا یونانی گھبرا جاتے تھے ❊

جب ایسا ہو گیا۔ یعنی تثلیث عام میں پھیل گئی۔ اور دینی جوش بھی ساتھ ہوا۔ تو عیسائی لوگ اس کو یونانیوں کے ڈیوما لا یعنی متقیالوجی کی اصطلاح میں بیان کرنے لگے اس کے ۱۰۰ برس بعد مشفق نیا کے پادری لوگوں نے پلنی کی کچہری میں اقرار کیا کہ وے اس کو یعنی مسیح کو مثل خدا کے یاد کرتے ہیں ❊

آخر کار جب اس مشکل پر جھگڑے۔ منادی اور مباحثے ہونے لگے تو ایک مشہور و معروف باعقل عیسائی ایریس نے اس سے انکار کیا اس کے نہایت سخت دشمن بھی اسکے علم اور صداقت کا اقرار کرتے تھے۔ اور وہ ایسا بے پرواہ تھا کہ اُس نے پادری کا تخت لینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ ایریس کے مریدوں میں سے اُس وقت مفصلہ ذیل اشخاص ذہبی عہدوں پر ممتاز تھے۔ بشپ۔ پریس بیٹر۔ ڈیکن۔ کنواریاں۔ ایشیا کے بہت سے پادری ہیں۔ یہ سب اُس کے ہم خیال تھے۔ ان کے سوا سب سے بڑے عالم پادری یوسی بی ایس نے اس کی امداد پر قلم اٹھائی۔ جب اس طرح زور و شور سے مباحثے ہونے لگے۔ تب بادشاہ اور لوگوں کی توجہ اس دینی بحث پر ہوئی۔ اور چھ سال تک خوب جھگڑے ہوتے رہے آخر کار اس کے بعد ۳۱۸ سے ۳۲۵ کی نیس شہر کی عام کونسل کے آخری قطعی فیصلہ پر یہ معاملہ چھوڑ دیا گیا۔ اور یہ کونسل خصوصاً اسی فیصلہ کیواسطے منعقد ہوئی۔ اس وقت تثلیث کے متعلق امورات ذیل تنقیح طلب تھے۔ جن میں سب باہمی ایک دوسرے کو کفر کے فتوے دیتے تھے۔ کیونکہ غلطی اور کفر سے کوئی خالی نہ تھا

اول رائے یہ تھی جس کو ایریس اور اُس کے مرید مانتے تھے کہ لوگاس مطیع تو ہے مگر خود پیدا شدہ ہے۔ باپ کی مرضی عدم سے پیدا ہوئی ہے۔ اگرچہ بیٹے کے لئے تمام چیزیں بنائی گئیں اور تمام دُنیا کے وہ پہلے بھی پیدا ہوا۔ اور جس کی عمر کے مقابلہ میں بہت بڑے سے بڑا نجوم کا دور ایک فانی لمحے کے برابر بھی نہیں ہے۔ تو بھی اُسکا وقت بیحد نہیں ہے اور اُس کی خوبصورتی پیدائش کے پہلے کچھ وقت گزر چکا ہے۔ یعنی اُس جنے ہوئے اکلوتے لڑکے پر قادر مطلق باپ نے اپنی بہت روح ڈالدی اور اپنی جلال کی چمک سے اُس کو منور کر دیا۔ وہ پوشیدہ کمالیت کی ظاہری صورت تھا اور اُس نے اپنے پاؤں کے نیچے بیحد فاصلے پر نہایت بڑے چمکیلے فرشتوں کے تخت دیکھے تو بھی وہ عکسی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور مثل رومی بادشاہوں کے بیٹوں کی جو کہ آگسٹس یا سیزر کے خطاب سے پکارے جاتے تھے وہ باپ اور بادشاہ کی مرضی کے مطابق دُنیا کی حکومت کرتا ہے ❊

دوسری رائے یہ تھی کہ لوگاس ذاتی اور دوسرے دل میں خدا جیسا ہوا ہی ویسی لیاقتیں رکھتا ہے جیسے کہ فلاسفی اور دین کی رو سے خدا میں ہیں تینوں مختلف اور یہی روحیں خدا کی ذات میں مساوی طور پر برابر اور بیحد ہیں اور انہیں سے کوئی مقدم و مؤخر نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے اور جس رائے میں تین مختلف خدا معلوم ہوتے تھے منٹے کا ز کی وحدانیت قایم رکھنے کی کوشش کرتے تھے جو دُنیا کے انتظام میں خوب واضح ہے ❊

تیسری رائے یہ تھی کہ تین خدا اپنی ہستی کی ضرورت سے کمالیت کے طور پر تمام خدائی صفات سے موصوف ہیں اور جنکا وقت بیحد ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تمام دُنیا میں موجود ہیں۔ یہ تینوں آدمیوں کو ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جو دُنیا کے انتظام میں مختلف صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے ❊

اس رائے کے موافق اصلی تثلیث تین ناموں اور تین صفات کی ہے جو سوچنے والے کے دل میں رہتی تھی۔ لوگاس کوئی خاص شخص نہیں بلکہ ایک صفت ہے اور لفظ بیٹے کا اُس پر بطور استعارہ کے لگاتے ہیں اور وہ عقل ہے جو خدا کے ساتھ ہے اور جس سے چیزیں بنائی گئی ہیں لوگاس کا اوتار صرف خدا کی عقل کا الہام ہے ❊

جس سے مسیح آدمی کی روح بھری تھی۔ اور اس کے کاموں کی ہدایت ہوتی تھی یہ تین رائیں مقدمہ کے طور پر پیش کرنے کے لائق تھیں ❊

ایریس کو کامل امید تھی کہ اگر نیس کی کونسل کے پادری ایمانداری اور بلا طرفی سے غور کرتے تو اُن کی رائے قبول ہوتی مگر آخر کار کونسل کی رائے سے خدا اور بیٹا دونو کی ایک ہی اصلیت قایم کی گئی۔ جس کو اب پراٹسٹنٹ گریک۔ لیٹن اور نیشل عیسائی اپنے دین کا اصلی عقیدہ مانتے ہیں ❊

کونسل ہونے کے بعد جو باپ اور بیٹے کے متعلق کونسل نے لفظ ہوموشن لکھا اس لفظ کی مختلف رائے کے مطابق واسطے قایم کرنے اپنے اپنے عقاید کے مختلف معنی کئے اسی لفظ کو اوروں نے ہوموآئی اوشن کر لیا تھا۔ غرضیکہ مختلف طرح کے پھل پھول بنا کر اس کے جدا جدا معنے تراشے۔ مگر دو مشہور پادریوں نے جو اس وقت چرچ کے پیل پائے شمار ہوتے تھے) کونسل کے معنی قبول کئے یعنی وہ ایک ہی ذات ہیں ❊

انہیں متنازع کے دنوں میں اور ۸ افرقے کھڑے ہو گئے جو سب ایریس کے دشمن تھے۔ چنانچہ اُس وقت کی حالت کو سینٹ آیلسری صاحب جو اُسی چوتھی صدی میں فرنیو یکرس کے بشپ ہیں ان الفاظوں میں بیان فرماتے ہیں "جہاں کہیں میں گیا میں نے بہت کم پادری پائے۔ جن کے درمیان سچے خدا کا علم تھا۔ یہ بات بہت افسوسناک اور خوفناک ہے۔ کہ آجکل آدمیوں کے درمیان اتنے مذہب ہیں جتنی کہ اُنکی رائیں ہیں۔ اور اتنے اُن کے عقیدے ہیں جتنی کہ اُنکی خواہشیں ہیں۔ اور اتنے ان میں کفر ہیں جتنے کہ اُن میں عیب ہیں۔ کیونکہ مذہبوں کو بغیر وجہ اور بغیر صلاح کے لوگ طبعزاد بناتے ہیں۔ اور اسی طرح اُنکو بیان کر دیتے ہیں۔ ہوموشن کا لفظ کبھی رد کیا جاتا ہے اور کبھی اختیار کیا جاتا ہے۔ اور متواتر جلسوں میں اُس پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ آج کل کے کمبخت لوگ زمانہ میں بحث کا یہ ایک مضمون ہے کہ باپ اور بیٹے میں جزوی مشابہت ہے یا کلی۔ ہر سال بلکہ ہر ایک ماہ ہم نئے دین ان بھیدوں کے بیان کرنے کے لئے بتاتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے لکھا

ہم اس سے بچپاتے ہیں۔ جو لوگ بچپاتے ہیں۔ ہم کبھی انکی حمایت کرتے ہیں پھر ہم اُنہیں لوگوں پر کفر کا فتوےٰ دیتے ہیں جن کو پہلے ہم نے بچایا تھا۔ کبھی ہم دوسروں کے عقیدوں کو اپنے درمیان آنے وقت خراب کہتے ہیں۔ کبھی اپنے عقیدوں کو دوسروں کے درمیان پاکر بُرا کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ اور ایکدوسرے کی بربادی کا سبب ہو رہے ہیں" (دیکھو مثلاً سفر لاک صاحب کی کامن بلیس بک فصل ۳۰ صفحہ ۴۷۰) اور تاریخ ڈکلاین اینڈ فال صفحہ ۱۱۵ اور اپالوجی صفحہ ۱۹۷ ✤

اِس جھگڑے کے بعد سلومبیہ کی کونسل ہوئی۔ مگر اُس میں بھی کوئی خاطرخواہ فیصلہ نہیں ہؤا ✤

اُس وقت عقاید عیسوی پر ایسا اندھیر پڑا ہؤا تھا کہ پادری ہلاری خود ۳۰ برس کونسل کے بعد یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ میرا عقیدہ کیا ہے ✤

جب یہ چرچا مغرب میں پھیلی تو ۳۶۰ء میں ایک اور کونسل رینی کی ہوئی۔ اسمیں نیس کی کونسل سے زیادہ پادری حاضر تھے۔ یعنی چارسو بشپ سے زیادہ اٹلی۔ افریقہ اسپین۔ گال (فرانس) برٹن۔ الیریکم کے جمع ہوئے تھے۔ اِس کونسل میں ۸۰ آدمی ایرین کی رائے کے تھے۔ مگر ایرین کے نام سے نفرت کرتے تھے۔ اور اِس کونسل کے اُٹھنے سے پہلے ہی ایسے عقیدہ پر جو مشکوک تھا دستخط ہو گئے۔ مگر پیچھے سے اِس کونسل کی بھی غلطی معلوم ہو کر وہی نیس کی کونسل کے فیصلہ کو منظور کیا گیا۔ کیونکہ اِس میں ایریس کے کئی الفاظ داخل ہو گئے تھے ✤

آخر جب یہ فساد بہت زیادہ بڑھ گیا تو قسطنطین بادشاہ نے الگزنڈر اور ایریس کو چٹھی لکھی جس میں اُس نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ باوجود ایک خدا۔ ایک دین ماننے کے عیسائی لوگ ایسی چھوٹی سی بات پر ایکدوسرے کے خلاف جھگڑے کر رہے ہیں اور یونانی فیلسوف کی مثال دی۔ کہ تم بھی انہیں کی طرح رہا کرو۔ دلیل کے وقت دوستانہ طور پر بحث کرو۔ اگر اسوقت بادشاہ کوشش کرتا تو صلح ہو جاتی۔ مگر اُسکی رعیت (مورت) کی ہتک سے اُس کو خیالی خوف ہو گیا۔ جس نے باہمی صلح کی امید کو مٹا دیا کیونکہ اُس نے تین سو بشپ اپنے مکان میں جمع کئے ✤

جہاں بادشاہ ہونے کے سبب خوب زور شور سے بحث ہوئی اور خود بادشاہ بھی مباحثہ میں شامل ہؤا۔ لیکن اوسی ایس جو کہ نیس کی کونسل کا پریزیڈنٹ تھا۔ اس کی ترغیب (یعنی اِس بات کے کہنے) سے (کیوسی بی ایس نے جس کے پاس ایریس کا قرتھا۔ اُس نے بادشاہ کے دشمن کو مدد دی تھی) بادشاہ نے نیس کی کونسل کے عقیدہ کو تسلیم کیا۔ اور حکم دیا کہ جو لوگ کونسل کے الٰہی فیصلہ کو رد کینگے یا نہ مانینگے وہ جلاوطن کئے جاوینگے۔ اِس بادشاہ کی دھمکی پر اول جو ۲ مخالف تھے پھر دورہ کے آخر کار تین ماہ انتظاری کے بعد یوسی بی ایس جلاوطن کیا گیا اور کافر ایس بھی الیریکم کے صوبہ کی طرف جلاوطن کیا۔ اور تمام ایرنیس فرقوں کی قانوناً ہتک کی گئی۔ اور ان کو پورفیرین کہا گیا اور انکی کتابیں جلائی گئیں اور انکے قتل کا حکم ہؤا۔ جن کے پاس اُنکی کتابیں نکلیں" اختصر دیکھو ڈگبن ہسٹری جلد ۱ باب ۲۱ صفحہ ۷۵۱ سے ۷۵۸ مطبوعہ چنڈ اس لنڈن)

جان ڈیونپورٹ صاحب لکھتے ہیں کہ ان فرقہ عیسائی کو ماریا نیڈس کہتے ہیں۔ اور اِس فرقہ کے لوگوں نے چاہا تھا کہ تثلیث با کل عقاید سفارے میں داخل کریں۔ یعنی بعوض روح القدس حضرت مریم کو اقانیم ثلاثہ میں داخل کریں" صفحہ ۸ ۱۲۸ھ

اب ہم اس مسئلہ تثلیث پر چند مکرم و معظم پادری صاحبان کی رائے بیضا ضیائے کی نقل عقلا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ✤

نمبر ۱۔ پادری ڈبلیو ٹامسن صاحب تثلیث کے حل سے عاجز آکر لکھتے ہیں کہ "خلقت (نیچر قانون الٰہی) کے استدلال اور عقلی دلایل اس میں چل نہیں سکتے۔ اِس کا ثبوت بہمہ جہت کلام الٰہی پر موقوف ہے" (تشریح التثلیث صفحہ ۲۲)

نمبر ۲۔ مشہور و معروف پادری فانڈر صاحب فرماتے ہیں (تشریح مسئلہ تثلیث) "وہ عقل انسانی محدود ہے۔ پس ذات الٰہی اور اُس کے اسرار کو مانند تثلیث سمجھ درک نہیں کرسکتی" (مفتاح الاسرار صفحہ ۹۱ باب ۱ سطر ۱۶)

پھر فرماتے ہیں "تثلیث اُن بھیدوں اور اُن مسئلوں میں سے ہے جن میں عقل کو راہ نہیں۔ اور دلیل سمعی یعنی کلام الٰہی پر اُس کی تسلیم واجب ہے" (مفتاح الاسرار صفحہ ۹۲ سطر ۳) ✤

پھر فرماتے ہیں کہ ہم ان بھیدوں (تثلیث) کے ثابت کرنے کے لئے انسانی عقل اور اس جہان کے علوم سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح کے کلام اور انجیل و توریت کی واضح آیتوں سے دلیل لاوینگے کسواسطے کہ انسان کی ناقص عقل میں ہرگز اتنی طاقت نہیں ہے" (صفحہ ۴۳ سطر ۱۰ و ۱۱ باب اول) ✤

پھر فرماتے ہیں کہ ان تعلیمات کا مباحثہ نہ دلایل عقلیہ سے بلکہ صرف کلام الٰہی کی آیتوں سے ہوسکتا ہے" (مفتاح الاسرار صفحہ ۵)

نمبر ۳۔ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں کہ "مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت ذات مغیب و مستتر خدائے ذوالجلال سے ہے دلایل عقلی سے اُس کا ثبوت و بطلان دونوں ناممکن ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۱۰ ۱۸۶۸ء)

پھر لکھتے ہیں اور اگر کتاب مقدس خدا تعالیٰ کا برحق کلام نہوتا تو صرف مسئلہ تثلیث کیا بلکہ اسکی جملہ تعلیمات قابل اعتماد و اعتقاد نہوتیں" (صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں اسی تثلیث کے بارہ میں اگر کوئی کہے کہ یہ بات مطلق میرے فہم میں نہیں آتی ہے۔ تو اِس بات پر اسقدر عرض کافی ہے کہ سچ ہے۔ مقام تعجب نہیں" (نیاز نامہ صفحہ ۸ ۱۸۶۸ء لکھنو)

نمبر ۴۔ مشہور و معروف پادری عماد الدین لاہز فرماتے ہیں "تثلیث مبارک پر دلیل عقلی کو طلب کرنا خلاف عقل ہے۔ جیسے توحید مجرد پر۔ یہود کے سوا جو اور لوگ ہیں۔ اُن کو تثلیث پر اس طرح قایل کر سکتے ہیں۔ کہ اولاً ضرورت الہام۔ اور ثانیاً کتب مقدسہ میں اُس کا انحصار دلایل عقلیہ سے اُن پر ثابت کرینگے۔ اور جب وہ اُس کے قایل ہولئے۔ تو الہام کی اطاعت سے اُن کو بھی تثلیث کا قایل ہونا پڑیگا (دیکھو اُن کی کتاب نغمہ طنبوری لاہور بار اول ۱۸۶۸ء صفحہ ۴۳"

نمبر ۵۔ ایک اور پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی اس تثلیث پر اعتراض کرے تو چاہئے کہ اِس سے باز رہے کیونکہ خدا کی کامل شناخت کے لئے ہماری عقل میں نقصان ہے۔ یہاں ہمارے ہوش بھی پریشان ہیں غرض شناخت اِس کی محال ہے۔ اور دریافت اِس کی وہم و خیال ہے ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ خدا نے فرمایا ہے۔ یعنی اپنی روح کی بابت سنایا ہے اُس پر اعتراض نہ کریں۔ کچھ عیب نہ دھریں۔ اُس کو سچ جانیں۔ اور یقین سے مانیں (فارقلیط صفحہ ۷۹)

لطیفہ

تین اشخاص نے اساس ایک عیسائی کے پاس جاکر نصرانی ہوئے اور عقاید (اصول) اُن کے طوطے کی طرح یاد کئے۔ حسن اتفاق سے ایک دن اُس عیسائی

کے ہاں ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ بعد سلام و کلام پادری صاحب سے پوچھا کہ یہ تینوں صاحب کون ہیں۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ یہ تینوں نئے نصرانی ہوئے ہیں۔ اور اب تعلیم عقائد میں مشغول ہیں اس دوست نے اُن سے پوچھا کہ مسئلہ تثلیث کی کیا شکل ہے۔ اور تمہارا اعتقاد اس مسئلہ پر کیا ہے۔ ایک نے اُن میں سے جواب دیا کہ میرے اُستاد نے ایسا سکھایا ہے کہ تین خدا ہیں۔ ایک آسمان پر ہے جس کو ہم مسیح کا باپ مانتے ہیں اور دوسرا وہ جو بطن مریم سے پیدا ہوا جس کا نام یسوع ہے۔ اور تیسرا وہ جو مثل کبوتر دوسرے خدا یعنے مسیح کے سر پر اُترا۔ اس پر اس کے اُستاد صاحب نے غضبناک ہو کر اس کو دھکیل دیا۔ کہ یہ دیوانہ اور کم فہم ہے۔ اسکی سمجھ پر پتھر پڑیں۔ مدت سے کمبخت کو بتلاتا ہوں اور مغز کھپاتا ہوں۔ آج تک ایک مسئلہ تثلیث کا نہ سمجھا ✤

دوسرے کو پوچھا گیا تو فرمانے لگا کہ میرے اُستاد نے مجھے یوں سکھایا ہے کہ پہلے تین خدا تھے۔ مگر اب اُن سے دو زندہ ہیں۔ کیونکہ ایک بیچارہ سولی پر چڑھا کر مارا گیا۔ پس بتعدد اُس کے بھی دو جید غضبناک ہوئے۔ آنکھیں لال پیلی کر کے کہا کہ تیرا ستیاناس جائے۔ کسی دیر سے تجھے سمجھاتا ہوں کھول کھول کر بتلاتا ہوں مگر یہ تثلیث مشکل تجھ سے حل ہونے سے رہی ✤

اب تیسرے صاحب با فہم و فلسفی بولنے لگے۔ فرمایا کہ مجھے تو یہی تعلیم ہوئی ہے۔ اور اس کو نفس کا تحرکر رکھا ہے اور اس عقیدہ سے میرا دل بہت خوش ہے معتقد ہے کہ اگلے زمانہ میں تین خدا تھے اور تینوں ایک ہی تھے اور آپس میں اتحاد کامل رکھتے تھے۔ سو ایک اِن سے مارا گیا۔ اب تینوں بسبب اتحاد کے فنا ہو گئے ✤ (نعوذ باللہ من ہذہ اللغوات)

اصل بات یہ ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ایسا برخلاف عقل و علم و فہم کے ہے کہ خدا کی پناہ۔ آج تک اور تو درکنار خود عیسائیوں کی ہی سمجھ میں نہیں آیا ✤

ایک فاضل عیسائی جب اِس کے سمجھنے سے نہایت لاچار ہوتا تو یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسلی دیا کرتا تھا ✤ ؎

ہے تثلیث الہی عقل انسانی کے گو باہر
خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جسکا جی چاہے

ساتواں باب

عیسائی فرقوں اور بائیبل کی تحقیقات

چونکہ ناواقف لوگ نہیں جانتے۔ کہ عیسائی مذہب کی اندرونی حالت کیا ہے اور خود عیسائی قبل از عیسائی بنا لیکے وہ کتابیں جو اُنکی اصلیت ظاہر کرنیکے واسطے عالی دماغ منصفوں نے بنائی ہیں۔ نہیں دکھلاتے۔ بلکہ ہمیشہ چھپاتے ہیں تا کہ کسی طرح لوگ ان کے دام سے نہ نکل جائیں۔ اور یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ جب کسی عیسائی نے انصاف سے عیسوی مذہب کی کتابوں کو دیکھا جھٹ عیسائی تعلیم سے کنارہ کر گیا۔ افریقہ کے بشپ کولنسو [illegible] صاحب بہادر کا حال پادریوں سے مخفی نہیں۔ فرانس کے لوگ اور امریکہ کے فی الحال بھی بہت کچھ عیسویت سے بیزار ہو رہے ہیں بائیبل شدہ کی کرتوتوں [illegible] تعلیم یافتہ لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ کہ وہ اُس کا نام کتابوں سے [illegible] ہیں ✤

واضح ہو کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے فرقوں کا سال جنکا ہمیں تحقیقات مزید سے معلوم ہوا ہے۔ وہ اس طرح پر ہے ✤

ابیونیہ۔ مارسیونی۔ ابی کنبر۔ رومن کاتھلک۔ یونیٹرین۔ یونکیٹین۔ ییکانیہ۔ پروٹسٹنٹ ✤

نمبر اول فرقہ ابیونیہ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ جو اول صدی میں ہوا تھا یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسےٰ صرف ایک آدمی تھے۔ اور حضرت مریم اور یوسف نجار سے مثل اور آدمیوں کے پیدا ہوئے اور اطاعت شریعت موسوی کی صرف یہودیوں پر ہی نہیں بلکہ اور لوگوں پر بھی واجب ہے اور اس کے احکام پر عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور جو پولوس اُس پر عمل کرنے کو ضروری نہیں کہتا۔ بلکہ بڑے زور سے اُس کا مقابلہ کرتا ہے۔ سو اس کو بہت برا کہتے تھے۔ اور اُس کی تحریروں کی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے (دیکھو موشیم کی تاریخ جلد اول صفحہ ۷۰)

لارڈنر تصدیق اول اور بیچ نے اِس فرقہ کی بابت فرماتے ہیں "کہ اِس فرقہ کے دو گروہ پولوس کے نامجات کو رد کرتے اور پولوس کو دغا باز اور بیک آدمی نہیں جانتے تھے"۔ (دیکھو اُنکی تفسیر جلد ۷ صفحہ ۳۸۳) ✤

یوسیبس کہتا ہے "کہ یہ فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا اور اُس کو مرتد بتلاتا تھا" (دیکھو تفسیر لارڈنر صفحہ مذکور) ✤

سیل صاحب فرماتے ہیں "کہ یہ فرقہ عہد عتیق کی ساری مقدس کتابوں میں صرف توریت کو ہی مانتا اور داؤد۔ سلیمان۔ یرمیا۔ حزقیل کے نام سے نفرت رکھتا تھا اور عہد جدید سے اُن کے پاس صرف انجیل متی تھی۔ اور اُس میں بھی بہت جا انہوں نے خرابی کی تھی۔ اور خاص کر دو باب اوّل کے خارج کر دئے تھے۔" دیکھو (کتاب الاسناد جلد ۶ صفحہ ۳۸۳) ✤

نمبر دوم۔ فرقہ مارسیونی اِس فرقہ کی بابت سیل صاحب فرماتے ہیں "کہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ دو خدا ہیں۔ ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا۔ اور انکا اعتقاد ہے کہ توریت اور سب کتابیں عہد عتیق کی دوسرے خدا کی عطا ہوئی ہیں اور یہ سب مخالف عہد جدید کے ہیں اور عیسےٰ بعد مرنے کے جہنم میں اُترا اور وہاں سے قابیل اور سدوم کے لوگوں کی روحوں کو نجات دی۔ کیونکہ وہ عیسےٰ کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زندگی میں خدا خالق شر کی اطاعت نہ کی تھی اور ہابیل اور نوح اور ابراہیم اور پہلے سارے پیغمبروں کی روحوں کو دوزخ میں رہنے دیا۔ کیونکہ گروہ اوّل کے خلاف کیا تھا۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ خالق جہان کا وہی خدا نہیں ہے جس نے حضرت عیسےٰ کو بھیجا ہے۔ اور اسی لئے وہ عہد عتیق کو الہامی نہیں مانتا اور عہد جدید میں سے انجیل لوقا کو مانتا تھا۔ اور پولوس کے نامجات سے دس نامہ مانتا تھا۔ لیکن اُن میں بھی جو اُن کے خیال کے مخالف تھا اُن کو رد کر دیتا تھا ✤

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں "کہ مارسیونی فرقہ نے عہد عتیق کی کتابوں کو بالکل الگ کر دیا۔ یہ فرقہ کہتا تھا کہ یہ کتابیں اُسکی بھیجی ہوئی ہیں جو سارے گناہوں اور برائیوں کا خالق ہے اور یہ بھی کہتے تھے۔ کہ توریت اور انجیل ایک شخص کی بھیجی ہوئی نہیں اسلئے کہ بہت سی چیزوں میں اوّل دوسرے کے مخالف ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اول میں بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے۔ کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہاں ہے اور اسی طرح متلون ہے کہ مختلف حکم دیتا ہے۔ اور جہان کے پیدا کرنے اور ساؤل کے بادشاہ کرنے سے پچھتاتا ہے" (دیکھو لارڈنر صاحب کی کتاب جلد ۸ صفحہ ۴۸۴) ✤

پھر لکھا ہے کہ یہ فرقہ عہد عتیق سے اس قدر نفرت کرتا تھا۔ کہ جدید عہد کی اُن

کتابوں جسکو وہ مانتا تھا اُن سب وسوں کو جنمیں ذکر توریت یا اور پیغمبروں کا تھا یا اُن میں اُن کتابوں سے حوالہ لیا گیا تھا اُنمیں حضرت عیسٰی کے آنیکی پیشگوئی تھی - یا اُن میں باپ کو دیا کا حاق کہا تھا) نکالکر بہت سے فقرے اپنی طرف سے لگا دئے - او کہتے تھے کہ یہودیوں کا خدا اور ہے اور عیسٰے کا باپ اور اور عیسے توریت کے احکام کے مٹانے کو آیا تھا - کیونکہ وہ اُنمیں انجیل کی مخالف تھی ،، دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ہ صفحہ ۴۸۶)

پس اسی جلد میں لکھا ہے کہ مارسیونی عہد جدید سے کل گیارہ کتابیں مانتا تھا اور ان گیارہ کو بھی ناقص اور تبدیل کئے ہوئے اور ان کو ۲ قسم کرتا تھا - ایک انجیل دوم مناجات - انجیل سے فقط انجیل لوقا مانتا تھا - اور ناموں سے پولوس کی مناجات کو اور اُن سے بھی بہت کچھ نکال ڈالا تھا - اور بہت جا الحاق کیا تھا +

فرقہ مانی کیز | اس فرقہ کی بابت لارڈنر صاحب اپنی جلد نمبر ۳ میں بہ تصدیق قول آگسٹائن صاحب کے لکھتے ہیں - کہ یہ اعتقاد اس فرقہ کا تھا کہ خدا جسنے موسٰی کو توریت دی اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولا سچا خدا نہیں بلکہ ایک شیطان ہے شیطانوں میں کا - اور عہد جدید کی مقدس کتابوں کو مانتا ہے لیکن الحاق کا ان میں قائل ہے اور جو اسکے پسند آتا ہے لے لیتا ہے - اور باقی کو ترک کرتا ہے اور بعض چھوٹی کتابوں کو اُنپر ترجیح دیکر کہتا ہے - کہ یہی کتب ہیں بالکل سچ ہیں اور سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ تمام فرقہ مانی کیز کا ہر وقت میں مقدس کتابوں عہد عتیق کو نہیں مانتا تھا اور اعمال از کلاس میں اُن کا عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان نے یہود کے پیغمبروں کو فریب دیا ہے اور شیطان ہی موسٰی اور پیغمبروں کے یہودیوں سے بولا ہے جسکے واسطے یہ فرقہ یوحنا کی انجیل باب ۱۰ آیت ۸ کو سند پکڑتا ہے کہ مسیح نے ان سب کو چور اور ڈکیٹ کہا ہے" اور اعمال حواریین کو خارج کر دیا تھا - اور فاسٹس کہتا تھا کہ اگر تم انجیل کو مانتے ہو تم کو چاہئے کہ سب اِن چیزوں کو مانو جو اُسمیں لکھی ہیں یقین کرتے ہو - بلکہ اُن پیشگوئیوں کے جو اُس بادشاہ یہود کے حق میں تھیں جس کو تم مسیح کہتے ہو اور سوا بعض اخلاقی نصیحتوں کے تم اُسکی کچھ قدر زیادہ نہیں کرتے بہ نسبت پولوس کے جو اُسکو گند کی خیال کرتا ہے -

پس تب میں کیونکر عہد جدید کے ساتھ ایسا ہی نہ کروں کہ جو میری نجات کے لئے ممد اور درست ہے تمسے ہی مانوں اور اُن چیزوں سے انکار کروں جو فریب سے ہمارے باپ دادوں نے اُس میں الحاق کر دی ہیں اور اُسکی خوبصورتی اور بہتری کو بدشکل اور خراب کر دیا ہے - کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اس عہد جدید کو نہ حضرت عیسے نے لکھا ہے اور نہ اُس کے حواریوں نے بلکہ ایک مدو کے بعد کسی گمنام شخص نے لکھا ہے اور جو اُس نے اس لحاظ سے کہ مبادا اُسکو اُن حالات سے جو لکھتا ہے غیر واقف سمجھ کر اعتبار نہ کریں حواریوں اور حواریوں کے رفیق کے نام لگا دئے ہیں اور اُسنے عیسٰے کے مریدوں کو بڑی تکلیف دی کہ اُن کے نام سے اُن کتابوں کو جنمیں بہت سے غلطیاں اور متضاد ہیں بنایا گیا یہ حضرت عیسے کے مریدوں کے ساتھ جو باہم متفق اور یکدل تھے جدائی کرنی نہیں ہے -

اور ہم نے بیکھہ کر بہ طور درست جان لیا ہے کہ ہر چیز کو قاعدہ عقل اور ادراک کے دریافت کر کے اُن چیزوں کو جو ایمان میں مفید اور مسیح اور اسکے باپ خدائے بزرگ کی عزت کے قابل ہیں قبول کریں اور اُن چیزوں کو جو مفید اور قابل نہیں رد کریں اور جب حضرت عیسے نے عہد عتیق میں بعض چیزوں کو سکھایا اور اوروں

کرسکی نسبت دیتا

کو رد کیا - اُسی طرح سے روح القدس جسکی بابت عیسے نے انجیل میں وعدہ کیا تھا ہمیں سکھاتا ہے کہ کیا ہم مانیں اور کیا رد کریں اور کس لئے ہم روح القدس کے وسیلہ سے عہد جدید میں وہی نہ کریں جو تم نے مسیح کے وسیلے سے عہد عتیق میں کیا خصوصاً اُس حال میں جیسا کہ پیشتر کہا گیا - کہ اُسے نہ عیسے نے لکھا نہ حواریوں نے - بالجملہ جیسا تم عہد عتیق سے صرف پیشگوئیاں اور باتیں اخلاق کی لیتے ہو - اور حکم ختنہ اور قربانی اور یوم السبت وغیرہ کو رد کرتے ہو - تو پھر اسمیں کیا قباحت ہے - کہ ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزیں مانیں جو اِن کی عزت کے قابل ہیں اور اُن کے اُسنے یا اُسکے حواریوں نے کہا ہے اور خارج کریں - اُسکو جو حواریوں نے جہالت سے کہیں یا جھوٹ اور بیحیائی سے اُن کی طرف منسوب ہوئیں "۔

فرقہ رومن کیتھلک | یہ فرقہ اب بھی عیسائی مذہب کے سارے فرقوں سے ۶ - حصے زیادہ ہے اور کئی سلطنتیں بھی اسکے قبضہ میں ہیں - اسی مجموعہ بائبل میں یہ فرقہ نو دس کتابیں اور الہامی ٹھہرا کے داخل کرتا ہے اور عشاء ربانی میں عیسے کی ظہوری کا قائل - اور اُس کو سجدہ کرنا فرض سمجھتا ہے - اور بُت پرستی کے بھی کرتا ہے +

یونیٹیرین | اس فرقہ کا قول ہے کہ خدا لاشریک ہے کسی کو اختیار اور منصب بچانے اور سزا دینے کا نہیں ہے نیک افعال کا بدلہ بہشت اور بد افعال کا بدلہ دوزخ ہے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک وغیرہ سب فرقوں کو بُرا سمجھتے ہیں +

یوٹیکین | اس فرقہ کا بانی ایک شخص یونانی یوٹیکس نام تھا - جو پانچویں صدی میں گذرا ہے اس نے یہ عقیدہ اپنے تابعین کو تعلیم کیا تھا کہ ہر دو حت طبیعت اُس وقت کی دونوں صفات مسیح میں باہم ایسی متحد ہو گئی تھیں کہ اُن میں کوئی فرقہ و امتیاز وغیرہ اور صفت انسانیت مسیح صفت الوہیت میں اس طرح ایک قطرہ آب دریا میں آمیختہ ہو جاتا ہے" آیا لوجی ترجمہ اردو صفحہ ۷ کا حاشیہ +

فرقہ ملکانیہ | یہ لوگ مریم کو خدا کی وحدت میں شریک کرتے ہیں " دیکھو جان رچرڈسن صاحب کی عربی و فارسی و انگریزی ڈکشنری صفحہ ۹۸۸)

فرقہ پروٹسٹنٹ | اس فرقہ کا بانی مبانی مارٹن لوتھر صاحب ہے اس نے انجیل میں بہت سی اصطلاح کی ہے اس کا قول ہے کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسٰی کو کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور ہم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں - ہم نہ قبول کرینگے موسٰی کو اور نہ اُسکی توریت کو کیونکہ وہ دشمن عیسے ہے - موسٰی تو جلادوں کو سردار ہے دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں ان دس حکموں کو خارج کرنا چاہئے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جاویگی - کیونکہ یہ سب کام سب بدعت کے چشمہ ہیں (وارڈ صاحب کا اغلاط نامہ نمبر ۴۸ ا صفحہ ۳۷ و لوتھر کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۴۰ ۱۰ ۴۰) +

وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ میں لکھے ہیں کہ پولوس شاگرد تیسیو لوتھر لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات باتوں میں تمام کرتا ہے اور کتابوں کا حوالہ ایسا مخالف دیتا ہے کہ جسمیں روح القدس نہیں رہ سکتا - اسلئے وہ نامہ الہامی کتابوں میں نہ شمار کیا جاوے" (صفحہ ۳۷)

جان کالوین صاحب فرماتے ہیں کہ پطرس حواری نے کلیسیہ میں بدعت بڑھائی اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا ہے اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا (مباحثہ مطبوعہ ۱۲۷۰ ہجری صفحہ ۳۶)

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں جب قسطنطنیہ میں مسالہ حاکم تھا کل انجیلیں مصنفونکی

جہالت کے سبب سے بحکم بادشاہ اناسٹیسوس پھر سے ٹھہرائی گئیں۔ اور انکی پھر کر تصحیح ہوئی" دیکھو (کتاب الاسناد جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)۔

رینن صاحب تذکرہ مسیح میں کہتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں سے ہر انجیل پر ایک شخص مشہور کا نام درج ہے جس کا حال تذکرہ حواریں اور تاریخ انجیل میں مرقوم ہے لیکن یہ صحیح نہیں کہ یہ چار شخص مصنف اناجیل اربعہ ہیں اس قول سے کہ یہ متی نے کہا ہے اور یہ مرقس کہتے ہیں اور یہ لوقا کہتے ہیں اور یوحنا فرماتے ہیں یہ مراد نہیں کہ قدیم علماے عیسوی کا یہ اعتقاد تھا کہ یہ آیات کل انہوں نے تصنیف کی ہیں بلکہ اس قول سے یہ مراد ہے کہ یہ آیات اُن سے مروی ہیں۔ اور انکی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ صفحہ ۸۔ اپالوجی صفحہ ۱۱"

ڈاکٹر کیسی کاٹ لکھتے ہیں کہ "قریب تمام نسخ موجودہ عہد عتیق مابین سنہ ایکہزار اور چودہ سو سنتاوں کے لکھے گئے ہیں۔ اور اسی سے استدلال کرکے یہ بات کہتا ہے کہ تمام نسخے جو ساتویں یا آٹھویں صدی کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی کونسل کے حکم سے بہ سبب اس کے کہ وہ نسخے اُن نسخوں سے جن کو وہ بہتر سمجھتے تھے۔ بہت مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کئے گئے"۔

(دیکھو ریس کے سائیکلوپیڈیا کی جلد ۴ بیان بائبل)

انجیل متی ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتا ہے کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اسلئے کہ یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں اور جیروم کہتا ہے کہ بین ٹی ٹس نے ایک جلد عبری اس انجیل کی حبش میں پائی تھی۔ اور اُس نے اسکو اسکندریہ میں لا کر سی سریا کے کتب خانہ میں رکھا تھا۔ کہ وہاں سے وہ جاتی رہی۔ مگر ترجمہ اسکا یونانی باقی رہا اور نام مترجم کا معلوم نہیں ہے"۔

اور تفسیر مبری اسکاٹ میں لکھا ہے کہ "سبب مفقود ہو جانے نسخہ عبری کا یہ ہوا کہ فرقہ ابیونیہ نے جو منکر الوہیت مسیح کا تھا۔ اُس نسخہ میں تحریف کی تھی اور بعد تباہی یروشلم کے نسخہ اصل عبری کا جاتا رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ ناصریوں یا یہودیوں نے جو نئے عیسائی ہوئے تھے انجیل عبری کو منحرف کیا تھا اور فرقہ ابیونیہ نے بہت سے فقرے اُس کے نکال ڈالے تھے۔

بالاتفاق ایپیکلرک۔ کوپ۔ میکس۔ لینگ۔ بیتیر۔ اکھورن۔ مارش صاحبان جو عیسائی دین کے نامی گرامی محققین ہیں فرماتے ہیں کہ اصل میں ایک عبری نسخہ تھا۔ اور اس کے کئی ترجمے بھی تھے۔ مگر وہ مع ترجموں کے یقینی ثابت ہے کہ مفقود ہے"۔

اور ریوتسی بیس بھی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ " ارنیس لکھتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبری میں لکھی ہے"۔

ایک اور محقق کہتا ہے کہ سب سے پہلی کمیٹی جو الہامی کتابوں کے فیصلہ کیواسطے ہوئی وہ قسطنطین کے حکم سے ۳۲۵ء میں شہر نائیس میں منعقد ہوئی اُسمیں ایک کتاب جوڈتھ بھی کتب الہامیہ میں شامل کی گئی۔

پھر ۳۶۴ء میں ایک اور کمیٹی لوڈیسیا نامی سے قایم ہوئی جس نے علاوہ جوڈتھ کے توریت و انجیل میں اور سات کتابیں حسب ذیل واجب التسلیم قرار دیں۔ کتاب آستر۔ نامہ یعقوب۔ نامہ پطرس۔ نامہ دوئم و سوئم یوحنا۔ نامہ یہودا اور نامہ پولوس عبرانیوں کو اور اِس حکم کو حسب معمول مشتہر کرا دیا۔

پھر ۳۹۷ء میں ایک اور کمیٹی قایم ہوئی جسکو کارتھیج کہتے ہیں جس میں علاوہ آگسٹائن کے جو بڑا عالم تھا۔ ایک سو چھبیس اور بڑے بڑے عالم تھے۔ اس کمیٹی نے پہلی کمیٹیوں کے حکم کو بحال رکھکر مع مندرجہ ذیل سات کتابیں اور الہامی قرار دیں کتاب وزڈم۔ کتاب ٹوبیاس۔ کتاب باروق۔ کتاب ایکلزیاسٹیکس۔ کتاب مقابیس اول و دوم مکاشفات یوحنا۔

اِس کے بعد اور تین کمیٹیاں مقرر ہوئیں جن کو کمیٹی ٹرلو اور کمیٹی فلورنس اور کمیٹی ٹرنٹ کہتے ہیں اِن کمیٹیوں نے کمیٹی کارتھیج کے حکم کو بحال رکھا۔ پس یہ کتابیں بارہ سو برس تک عیسائیوں میں واجب التسلیم رہیں۔

بعد ازاں ۱۵۳۰ء میں فرقہ پروٹسٹنٹ قایم ہوا اِس نے کتاب باروق۔ کتاب ٹوبیاس۔ کتاب جوڈتھ۔ کتاب وزڈم۔ کتاب ایکلزیاسٹکس اور مقابیس کی دونو کتابوں کو رد کر دیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستھر کے چند بابوں کو بھی الہامی بتاتا اور اُس کے سولہ بابوں میں سے ۹ باب اور دسویں کے بعض آیات کو مانتے ہیں اور باقی سب کو جعل بتاتے ہیں۔" از لوڈن اندق ذیل صفحہ ۱۷"

مگر ان میں سے بعض اب تک فرقہ رومن کیتھلک کے نزدیک الہامی اور واجب التسلیم ہیں۔

لارڈنر فرماتے ہیں کہ "پی پیش کہتا ہے کہ متی نے انجیل عبری میں لکھی اور ہر کسی نے اپنی لیاقت کے موافق اس کا ترجمہ کیا" (کلیات لارڈنر جلد ۲ صفحہ ۱۹)۔

پھر وہی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "یوسی بیس لکھتا ہے کہ پین ٹی نس جب ہند میں آیا۔ اُس نے وہاں ایک نسخہ وہی انجیل متی کا پایا۔ جو وہاں کے لوگوں کو برتھولما حواری سے پہنچا تھا اور اس وقت سے اُنکے پاس محفوظ تھا اور جیروم لکھتا ہے کہ پین ٹی نس اُس نسخہ کو وہاں سے اسکندریہ میں لایا۔ جو مفقود ہو گیا" دیکھو (جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ و جلد ۴ صفحہ ۹۵)۔

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "متی نے اپنی انجیل عبری میں بمقام یروشلم ہیں لکھی تھی۔ دیکھو (جلد ۴ صفحہ ۵۹۴ و ۱۷۴ و ۸۷ و ۹۳۳ و ۴۴۶ و ۵۰۱ و ۵۳۸)۔

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں بحوالہ اسی ووڈ کے کہ ان چاروں میں متی نے صرف عبرانی میں لکھی اور باقیوں نے یونانی میں" (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۳۷)۔

انجیل یوحنا اسکی بابت محقق برشیڈر اور استاڈلن اور فرقہ الوجین دوسری صدی میں بھی متفق ہو کر کہتے ہیں کہ یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اور غالباً کسی طالبعلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے" (کاتھلک ہیرلڈ جلد ۷ سنہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵)۔

دوسری صدی میں جب لوگوں نے انکار کیا تو اُنکے جواب میں ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارپ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف سے ہے۔ حالانکہ ارنیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا مُرید۔ اگر ہوتی۔ تو اُسے ضرور معلوم ہوتا۔ اور وہ اُس کو بتلا دیتا۔

رسالہ اعمال یہ بھی الہامی نہیں اور نہ اسکی بابت کوئی ثبوت عیسائیوں کے پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ لوقا کی تصنیف ہے مگر لوقا مرزا غیرہ الہامی تھا۔ علاوہ بر آں اس رسالہ کو پولوس و یوحنا کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ناظرین ذرا غور فرماویں کہ یہ کتابیں و رسالہ و خطوط کب الہامی ٹھہرائے گئے۔ بہت سے خطوط تو کونسل کے حکم سے (جبراً) الہامی اور حواریوں کی تصنیف ٹھہرائے گئے جیسا کہ نامہ عبرانیہ۔ نامہ یعقوب۔ نامہ یہود۔ دوم نامہ پطرس و دوم و سوم نامہ یوحنا۔ و مشاہدات یوحنا۔ یہ کونسل کارتھیج ۳۹۷ء میں ہوئی تھی۔ مگر جب اِس کونسل نے مشاہدات یوحنا کو الہامی ٹھہرانے کا حکم قانون کیا تھا۔ تب اُس نے کتب ذیل کو بھی تو الہامی ٹھہرایا تھا۔ کتاب جوڈتھ

کتاب نوبیاس۔ کتاب وزڈم۔ کتاب ایکلیزیاسٹکس اور وہ کتابیں مقابیین۔ مگر ان سب کتابونکو آجکل کے موجودہ علماء پروٹسٹنٹ جھوٹے اور غیر الہامی مانتے ہیں اور اسی واسطے اب اُن الہامی مانجات سے خارج ہیں اور نہ حواریونکی تصنیف شمار ہوتی ہیں +

باقی رہے ۳ نامہ پولوس اور ایک نامہ پطرس اور ایک نامہ یوحنا سو اُنکے لکھنے کے واسطے الہام کی حاجت نہیں ہے اور نہ وہ کبھی اسکا دعوے کرتے ہیں۔ پس یہ سارا کا سارا مجموعہ غیر الہامی و غیر معتبر ہے۔ فاضل پولوس مصنفہ بولینے صاحب جو زبان فرانسی ہے اُسکے باب دوم میں لکھا ہے۔ کہ کوئی ساسٹن نے اپنی تفسیر اعمال حواریں جو چوتھی صدی میں لکھی میں بیاں لکھا ہے کہ بہت لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو نہ پولوس اور نہ اُسکے مانی مت کو مانتے ہیں اور فرقہ نظاریہ جو کہ شروع ہی مذہب عیسوی میں عیسائی ہوا تھا یہ پولوس کو نہ مانکر بسبب اُسکی مکاری کے یہ کہتے تھے۔ کہ وہ اصل میں بت پرست تھا جیروسلم میں آیا اور وہاں پر اس امید سے ٹھیرا رہا کہ اپنا بڑے کاہن یہودی کی لڑکی سے جس پر وہ عاشق تھا۔ شادی کرتا چنانچہ اسی سبب سے اُس نے اپنا ختنہ کرایا لیکن جب اپنی دلی مراد کو نہ پہنچا تو اُس نے یہودیوں سے جھگڑا کیا۔ اور ختنہ یوم ہفت سے تعظیم سدہ اور مذہبی معاملات میں برخلاف یہود کے کہنا شروع کیا (دیکھو الاقاویل صفحہ ۴۱)

ناواقف عیسائی بھائیوں کو ہم ایک خاص اطلاع دیتے ہیں کہ انہیں انجیلوں کی طرح مسیح کے اور حواریوں کی بھی انجیلیں تھی۔ جنکو جیوں جیوں عقل آتی گئی۔ غلط سمجھنے لگے۔ معقولیت کے سامنے شرمسار ہوتے رہے چھوڑتے گئے۔ اُن کی کل فہرست یہ ہے +

برتولما کی انجیل۔ توما کی انجیل۔ پطرس کی انجیل۔ یوحنا کی اول انجیل۔ یوحنا کی دوسری انجیل۔ اندریا کی انجیل۔ متی کی انجیل۔ فلپ کی انجیل۔ لوقا کی انجیل۔ مسیح کی طفولیت کی انجیل۔ یعقوب کی انجیل۔ مرقس کی انجیل۔ متیا کی انجیل۔ برنباس کی انجیل۔ کسی وقت یہ چودہ اناجیل مانی جاتی تھیں۔ اور انہیں کے الہامی ہونیکا وعظ تھا مگر جیوں جیوں انجیلوں کی اصلیت تعلیم یافتہ پارٹی پر ظاہر ہوتی گئی لوگ انجیلونکو ترک کرتے گئے۔ یہانتک کہ صرف ۱۸۰۰ برس کے اندر ۱۰ انجیلیں ترک کی گئی ہیں۔ اب صرف ۴ باقی ہیں مگر انکو بھی سمجھنے عیسائی اسواسطے کہ جب باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تین خدا ہیں۔ تو انجیلیں چار کیوں۔ تین ہونی چاہئیں۔ چنانچہ اب لوقا کی انجیل عیسائیوں کے دل میں کھٹک رہی ہے۔ غالباً ہمت کرتے کرتے کبھی ضرور نکال دینگے۔ کیونکہ راستی موجب رضائے خدا است + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست +

طامس پین صاحب فرماتے ہیں۔ بیبل کی پہلی پانچ کتابوں کا مصنف موسے کو کہتے ہیں۔ دلیلوں سے ثابت کرتا ہوں کہ اُن کا مصنف موسیٰ نہیں ہے بلکہ موسیٰ کے عہد میں بھی رقم نہیں ہوئیں۔ اُسکے کئی سو برس گزرنے کے بعد کسی معلم افسانہ گو نے موسے کے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کے مورخ ہزاروں سال گذشتہ کے تواریخ کو قیاس سے کہتے ہیں اگر اُسکی شہادت قدیم زمانہ کی مورخوں کی کتابوں سے لکھوں۔ شاید بعض پادری قبول نہ کریں جیسا کہ میں اُنکی تحریر کو باور نہیں کرتا۔ پس بائبل سے میں اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں +

موسیٰ کی کتاب فاضل مورخ ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ علماء ذیل یعنی اٹھارسن سلر۔ ڈاتہ۔ روزن ملر اور ڈاکٹر جدس اس بات کے قایل ہیں کہ موسے الہامی نہیں تھا۔ بلکہ اُس نے اپنی پانچوں کتابیں اسوقت کی مشہور روایتوں سے جمع کیں" (دیکھو ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۷۹۸ و ۸۱۹) +

آگے پھر طامس پین صاحب اپنی ایج آف ریزن میں لکھتے ہیں اول اچھی طرح اس بات کا رد کر کے کہ موسے کی تصنیف نہیں کہتے ہیں فضیلت اس کتاب کو اس وجہ سے ملی کہ موسیٰ کی تصنیف مظنون ہے جب صاف معلوم ہؤا کہ اسکی تصنیف نہیں پس بیہودہ قصہ و کہانی ہے جیسے آدم کی زوجہ اور سانپ سے باتوں کا اور نوح کی کشتی کا ذکر میری رائے میں الف لیلا کی حکایات توریت کی کہانیوں سے دلچسپ ہیں آدمیوں کی عمر کہیں ۸ سو اور کہیں ۹ سو سال کی لکھی ہے جیسے بت پرستوں نے اپنی دیوی اور دیوتاؤنکی لکھی ہے جب مضامین توریت و موسے کے افعال نفرت انگیز ہیں۔ تو ایسی کتاب کو شر سمجھنے سے بجز خونریزی و جبر و زیادتی موسے کے نیک افعالی کا کچھ نشان نہیں ملتا ہے +

گنتی ۳۱ باب ۱۳ میں قہر ہے جب یہودیوں کی فوج خونریزی و غارتگری کر کے واپس آئی۔ تو موسیٰ نے حکم دیا کہ جتنی لڑکیاں ہیں سب کو قتل کرو اور جو عورتیں مرد سے ہمبستر ہوئی ہے اُنکو بھی قتل کرو لیکن وہ لڑکیاں جو باکرہ ہیں اُنکو اپنے واسطے زندہ رکھو اگر یہ حکم موسیٰ کا ہے تو موسیٰ سے زیادہ مغلوب شہوت و غضب و ظلم و جہل اور کوئی نہیں خدا کے قانون سے کبھی ایسا روا نہیں ہو سکتا اور ایسے فعل کا حکم دینے والا کبھی خدا کا مقرب ہو نہیں سکتا +

استعیا کی کتاب :- مورخ و محقق اسٹاہلن جرمنی فرماتا ہے استعیا کے ۴۰ باب سے ۶۶ باب تک استعیا کی تصنیف نہیں ہے" (دیکھو کاکرن صاحب کا رسالہ نمبر ۳)

سلیمان کی کتاب :- تفسیر ہنری اسکاٹ کی اخیر جلد میں لکھا ہے کہ "ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی یا قانونی ہووے۔ اگرچہ سلیمان نے بعض الہامی کتابیں لکھیں مگر ضرور نہیں کہ جو انہوں نے بطور تاریخ کے لکھا وہ بھی الہامی ہو اور یاد رکھنا چاہئے۔ کہ پیغمبر اور حواری خاص مطلب اور موقع کے لئے الہام کئے جاتے تھے +

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ قصداً تحریف اُن لوگوں نے بھی کی ہے جو دیندار کہلاتے تھے۔ اور بعد اُس کے وہی تحریف ترجیح دی جاتی اور مقبول ٹھہرتی تھی" (جلد ۲ صفحہ ۲۳۱) +

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ محققین بائبل نے جو سامریونکو تحریف کا الزام لگایا ہے وہ الزام یہودیوں کو دینا چاہئے کیونکہ سامریونکی عبارت اصل ہے اور ہارن صاحب نے بھی اسکی تائید کی ہے" (دیکھو جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

محقق کنی کاٹ کتاب سموئیل کی ۱۷ باب آیت ۱۲ سے ۳۱ تک۔ ۲۰ آیتوں کو الحاق اور قابل اخراج جانتا ہے اور یہی ذکر بشپ ہارسلی صاحب نے بھی کیا ہے" دیکھو (جلد اوّل صفحہ ۳۰۲) +

بشپ ہارسلی مقامات ذیل کو بھی محرف مانتا ہے یعنی گنتی (باب ۲۶ آیت ۳ و ۴، کتاب یوشع (باب ۱۳ آیت ۷ و ۸ و ۲۵) +

کتاب قضات (باب ۱۲ آیت ۴) اور سموئیل ۱ (باب ۳۰ آیت ۲۰) + اور سموئیل ۲ (باب ۴ آیت ۶) + اور مقامات ذیل کو الحاق مانتا ہے کتاب یوشع (باب ۳ آیت ۱۲) (اور باب ۱۰ آیت ۱۵) اور (باب ۱۳ آیت ۱۴) قضات (باب اوّل آیت ۱ سے ۹ تک) + ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ "باب ۷ یوحنا آیت ۵۳ سے باب ۸ آیت ۱۱ تک اکثر علماء کو اعتراض ہے اور وہ اس کی سچائی پر گفتگو کرتے ہیں اور گریز اسٹم اور ریتھیو فلکسٹ اور تولش کی شرح میں یہ درس نقل ہوئی اور نہ اسکی شرح لکھی گئی

اور یہی درس کیرئیوس اور برتو لبانوس کے حوالوں میں بھی نہیں ہیں"۔ (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۴ صفحہ ۳۱ مطبوعہ لنڈن بارسیوم ۱۸۲۲ء)

متی کی باب ۲۷- آیت ۳۵ کی بابت ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت ۱۶۱ یونانی نسخوں میں اور ترجمہ سُریانی اور کاپٹک اور سہاڈک اتھیوپک اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور کریزاسٹم اور تیتوس بسٹرا اور یوتھمس اور یتھو فلکٹ اور اریجن ارتھوس کے پرانے نسخوں کے پرلے مترجم اور اگسٹائن اور جون کوس کے حوالوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے۔

گریس باخ نے جو اس کو بلا شبہ ساقط سمجھ کر چھوڑا۔ خوب کیا" دیکھو (ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۳ و ۳۳۱)۔

نامہ اول قرنتیوں کے باب ۱۰ آیت ۲۸ کی عبارت بھی کوڈکس الگسنڈریانوس اور واٹی کانوس اور دیگر بارہ نسخوں میں اور کئی ترجموں اور اکثر حوالوں میں نہیں پائی جاتی اس کو بھی گریس باخ نے متن میں سے خارج کیا ہے۔
(ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)۔

مورخ ہارن متی صاحب باب ۶ آیت ۱۳ کو بھی زائد سمجھا ہے مفصل دیکھو (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۳۲)۔

پھر ایک مورخ لکھتا ہے "کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام گزارشات الہامی ہیں وے اپنے دعوے کو آسانی نہیں ثابت کر سکینگے اور اگر از راہِ تحقیق ہم سے استفسار کیا جاوے۔ کہ تم عہد جدید کے کونسے حصہ کو الہامی جانتے ہو۔ تو ہم جواب دینگے کہ مسائل اور احکام اور پیشینگوئیاں ایسی چیزیں جو دین عیسوی کے اصل اصول ہیں۔ ان سے الہام کا خیال علیحدہ نہیں ہو سکتا گذارشات کے لئے حواریوں کی یادداشت کافی تھی"۔ مفصل اور مشرح دیکھو (انسائیکلوپیڈیا برٹنیکا حصہ ۱۱ صفحہ ۲۰)۔

اور پھر لکھا ہے کہ جیروم۔ گروٹیس۔ ارامس اور پروکوپیس اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی سب کتابیں الہامی نہیں ہیں (دیکھو سائیکلوپیڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۴) اور ساتھ میں ہارن صاحب کی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۲۴۸ میں لکھا ہے۔

مشاہدات یوحنا ۴۰۰ برس تک کلام الٰہی نہ مانا گیا و یوسیبیس مورخ بھی اُس کو یوحنا کا مصنفہ نہیں جانتا۔ اور پروفیسر اسٹے والد نے بھی خوب تحقیق سے ثابت کیا کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعضے قدماء عیسائی تو اُسے سرنتھس ملحد کی تصنیف بتلاتے ہیں (دیکھو مباحثہ صفحہ ۳۳ سنہ ۱۸۶۲ء) اور روسی یوس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بعض نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات یوحنا کو الہام سے علیحدہ کر دیا اور اس کے رد میں کوشش کی اور لکھا ہے کہ یہ سب بے معنی اور بے عقلی سے پُر اور بڑا بھاری جہالت کا حجاب ہے" (جلد ۷ باب ۲۵)۔

لوقا کی انجیل۔ جب لوقا نے انجیل کا لکھنا اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ "اُس نے اُن چیزوں کا حال اُن لوگوں سے جو آنکھ سے دیکھنے والے تھے سنکر لکھا اور اس لئے کہ وہ سب چیزوں سے واقف تھا اُس نے مناسب جانا کہ وہ باتیں تھیوفلس کو پہنچا دے دیکھو (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱ سے ۴ تک) اور دیکھو انجیل لوقا مطبوعہ ۱۸۷۰ء مرزا پور صفحہ ۱۷) اور دیکھو ڈاکٹر الٹسن کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

مورخ ارنیوس صاحب کہتا ہے کہ وہ چیزیں جو لوقا نے حواریوں سے سیکھی تھیں ہمیں پہنچاتی"۔

مورخ جیروم لکھتا ہے کہ "لوقا نے نہ صرف پولوس سے بلکہ اور بھی حواریوں سے انجیل کی تعلیم پائی ہے۔

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ پولوس نے بہت باتیں بغیر الہام کے کہیں جو موجود الہامی کتابوں میں درج ہیں چنانچہ مقامات ذیل کو غور سے دیکھو خط تمطاؤس باب ۵- آیت ۲۳- خط ۲ تمطاؤس باب ۴- آیت ۱۳ اور خط فلیمون آیت ۲۴ اور خط ۲ تمطاؤس باب ۴- آیت ۲- اور خط اقرنتیوں باب ۷- آیت ۱- اور باب ۷ آیت ۱۲- و باب ۷- آیت ۲۵ و ۲۶- اور اعمال باب ۶- آیت ۶ و ۷- اور اعمال باب ۲۳ آیت ۳ و ۵- اور رومیوں کا خط باب ۱۵- آیت ۲۴ و ۲۸- اور خط اقرنتیوں باب ۱۶- آیت ۵ و ۶ و ۸ و خط ۲ قرنتیوں باب ۱- آیت ۱ سے ۱۸ تک (دیکھو وانس صاحب کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

ریو نگلیس کہتا ہے "کہ پولوس کے ناموجات میں سب پاک کلام نہیں ہے اس نے چند چیزوں میں غلطی کی ہے"۔

مسٹر فلک صاحب کہتے ہیں کہ "پطرس حواری نے اکثر انجیل کے بارہ میں غلطی اور جہالت کی ہے۔

ڈاکٹر کوکو صاحب اپنی کتاب مباحثہ میں جو فادر گننین سے ہوا تھا کہتا ہے کہ "پطرس نے بعد نزول روح القدس کے ایمان میں غلطی کی ہے۔

فاضل پریسٹشش صاحب فرماتے ہیں کہ "حواریوں کے سردار پطرس نے اور برنباہ نے بھی بعد نزول روح القدس کے معہ کلیسیا یروشلم کی غلطی کھائی۔

وائی ٹیکر صاحب کہتے ہیں کہ "بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی۔ نہ صرف عوام نے بلکہ خاص نے بھی اور حواریوں نے بھی غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیح کی طرف کی دعوت کی اور پطرس نے بھی غلطی کی ہے۔ اور یہ غلطی حواریوں سے بعد نزول روح القدس ہوئی ہے"۔ محقق یاسو یا اور لیاقان کہتے ہیں کہ بعضے ایسے معاملہ ہیں جن میں الہام کی حاجت بھی نہیں۔ مثلاً جب اُن لوگوں نے بچشم خود دیکھ کر یا تحقیق گواہوں سے سن کر لکھا۔

آٹھواں باب

وقایع عیسوی

جس طرح ہم اور تاریخوں میں پیدائش وغیرہ کا صحیح حال سلطنت یا وقت کے کسی مورخ کی تحریر دستاویز نہ ہونے سے واقعات پر پورا اعتبار نہیں کر سکتے وہی حال مسیح اور انجیل کا ہے چاروں اناجیل میں باہمی اختلاف ہے۔ جن کا تھوڑا سا حال ہم آخیر میں ظاہر کرینگے۔

مسٹر طامس پین صاحب اپنے رسالہ "ایج آف ریزن" میں لکھتے ہیں کہ "مریم نے کہا کہ وہ بغیر ہمبستر ہونے مرد کے حاملہ ہوئی اور یوسف اُس کے شوہر سے فرشتہ نے بطور گواہ کے کہا۔ ہم ایسے بعید العقل قول یوسف و مریم کو کس دلیل سے باور کریں مریم سے یوسف نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ اُس زمانہ کے کسی مورخ نے ایسے عجیب واقعہ کو لکھا جن آدمیوں نے کہا ایک دوسرے سے سُن کے میں ایسا بیوقوف نہیں جو بے اصل قول پر ایمان لاؤں"۔ (از رسالہ اجر راہ یزدان صفحہ ۶۴۵)۔

واضح ہو کہ ہمارا حضرت محمد صاحب سے ۵۷۰ سال اور مہاراجہ بکرم سے ۵۷ سال بعد یوسف نام ایک ترکھان (نجار یا بڑھئی) شہر ناصرت صوبہ جلیل ملک روم میں رہتا تھا۔ اُس کی مریم نامی ایک بالغ جوان عورت سے شادی ہوئی۔ مگر وہاں پہلے موقع پر ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ اپنے خاوند سے حاملہ ہو گئی (عیسائیوں نے اگرچہ اس شادی کو منگنی لکھا ہے۔ مگر ہم اس واسطے اُس کو شادی کہتے ہیں۔ کہ بعد ازاں کوئی شادی نہ ہوئی ورنہ ضرور منگنی لکھتے)۔ جب بتقریب مردم شماری یوسف معہ زوجہ خود کے بیت لحم میں گیا۔ تو سرات کو ایک حویلی میں رہے اور وہیں یسوع لڑکا پیدا ہوا۔ بعد آٹھ روز کے مسیح کا یہودی شریعت کے مطابق ختنہ ہوا +

یوسف کو بادشاہ کی طرف سے کچھ خوف ہوا۔ اس واسطے دو لڑکے اور اپنی جورو کو لیکر گدھے پر سوار ہو کر مصر کو بھاگ گیا حتی کہ ہیرودیس مر گیا۔ وہاں ہی مصر میں رہے۔ (مگر معلوم نہیں کہ کتنے سال تک) + اُس کے مرنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ یسوع اپنے ملک قدیم کو پھر آیا۔ اور ناصرت میں جاکر اپنے باپ یوسف کے ساتھ بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ ۱۲ سال کی عمر میں وہ ایک دفعہ یروشلم کی ہیکل میں بھول کر تین روز رہ بھی گیا تھا۔ جیسے اکثر نابالغ بچے میلوں میں بھول جایا کرتے ہیں۔ ۳۰ سال تک مسیح ناصرت میں باپ کے ماتحت بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ اس کے بغیر اور کسی طرح کا حال اناجیل سے نہیں مل سکتا ہے +

مگر ایک مورخ کہتا ہے کہ "حضرت مسیح لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اُنہوں نے قصبہ ناصرہ کے مدرسہ میں بائبل کی تعلیم پائی تھی" (دیکھو ڈین ملمین صاحب کی "تاریخ کلیسیہ" جلد اول باب سوم) +

پھر ۲۰ یا ۳۰ سال کی عمر میں ۴۰ روز تک ایک شخص سے (جس کو انجیل کے مصنف شیطان کہہ کے لکھتے ہیں) تعلیم پاتا رہا (دیکھو متی باب ۴/۱-۱۱) +

اُس کی ۱۸ سالہ زندگی کا حال مصریوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ غالباً ایسے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی درحقیقت ٹھیک ہے کہ کچھ فاضل بودھ مت کے جن دنوں کہ مسیح مصر میں تھا پرچار کرنے سکندریہ میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے کئی سال تک بودھ دھرم کی وعظ کی۔ مسیح کئی سال تک اُن کے وعظ سنتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصر سے لوٹ کر اپنے وطن میں آکر وہی الفاظ اپنے منہ سے جدید مذہب قائم کرنے کے خیال سے کہنے شروع کئے۔ اور یہ صرف ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ ایک مشہور و معروف فاضل بودھ بیں مسٹر آرتھر للی صاحب نے اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف کی ہے "کہ عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے" +

ایک اور شخص یوحنا نام کی بھی مسیح نے شاگردی کی اور اس سے بپتسمہ پایا۔ بارہ شاگرد مقرر کئے۔ شمعون جو پطرس کہلاتا تھا۔ اندریاس شمعون کا بھائی۔ یعقوب زبدی کا بیٹا۔ یوحنا یعقوب کا بھائی۔ فیلبوس۔ برتھولما۔ تھوما۔ متی محصول لینے والا۔ یعقوب حلفا کا بیٹا۔ لبی جو تھدی بھی کہلاتا تھا۔ شمعون کنعانی۔ یہودا اسکریوطی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی خدا کو اپنا باپ اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ اور کہتا ہے گا ہے اس ملک کے ویدانتیوں یا صوفی مسلمانوں کی طرح اپنے آپ کو خدا کہہ دیا کرتا تھا۔ جس طرح محمدیوں نے محمد صاحب سے اور دیگر مذہب والوں نے اپنے مذہبوں کے بانیوں کے معجزے مشہور کر رکھے ہیں وہی حال عیسائیوں کا ہے +

اُس وقت بادشاہ کی تاریخ میں مسیح کا کوئی معجزہ درج نہیں۔ تمام یہودی بھی انکاری ہیں ۴۰ یا ۱۰۰ برس اس کے مرنے کے بعد خود مسیح نے نہیں بلکہ اس کے چیلے شاگردوں نے بقول پیراں نمے پرند مگر مریداں مے پرانند کے خیال سے مسیح کے حالات کو معجزوں کی رنگت چڑھا کر قلمبند کیا +

مسیح نے کل ۲ یا ۳ سال وعظ کی لیکن یہ مدت بھی صحیح طور پر انجیلوں میں نہیں لکھی۔ اُس کے دو سالہ وعظ سے ہی لوگ بہت دُکھی ہو گئے۔ چنانچہ لکھا ہے "وہ لوگوں کو بہت دکھ دیتا تھا"۔ (یوحنا ۷/۱۲) +

جب یہ شکایت عام ہو گئی تب یہودیوں کے کاہنوں اور فریسیوں نے کمیٹی کی۔ کہ ہم سنا کرتے ہیں کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے دین کے خلاف ترغیب دیا کرتا ہے۔ ہمارے مذہب کی اہانت کرتا ہے۔ ایک آدمی کا قوم کے بدلے مرنا اچھا ہے۔ کہ ساری قوم تباہ ہووے سے بچے یہ دانش کہ جلتے دماغ +

قیافا نام سردار کاہن نے یہ اپنی طرف سے نہ کہا لیکن اس سبب سے کہ اُس سال وہ سردار کاہن تھا۔ یہ اُس نے پیشین خبری کی یعنی یہ فتویٰ اُس نے الہام سے دیا خود اُس کے شاگرد رشید یہودا اسکریوطی نے پکڑوا دیا۔ اور مفت نہیں بلکہ ۳۰ روپیہ کے انعام کے لالچ سے گرفتار کروایا کیونکہ مسیح کی گرفتاری کے واسطے اُس ملک کے بادشاہ نے ۳۰ روپیہ کا انعام جاری کیا تھا +

جب یسوع گرفتار ہو کر عدالت کے سامنے لایا گیا۔ اول تو انکار کرنے کے واسطے بہت کوشش کی۔ لکھا ہے۔ کہ جواب طلب کرتے وقت مسیح چپ رہا۔ مگر آخر کار جھوٹے بیان دیا۔ جس پر سردار کاہن نے (جو ایک الہامی سچا نبی تھا) کپڑے پھاڑ کر کہا کہ یہ کفر کہہ چکا۔ اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور۔ تم نے آپ اس کا کفر سنا۔ اب تمہاری کیا صلاح۔ اُنہوں نے جواب میں کہا۔ کہ وہ قتل کے لائق ہے۔ تب اُنہوں نے اُس کے یعنی مسیح کے منہ پر تھوکا اُسے گھونسا مارا۔ اور دوسروں نے اُسے طمانچہ مار کر کہا۔ بتا تجھے کس نے مارا۔ پکڑے جانے سے پہلے خدا کے آگے بڑی التجا کرتا رہا مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی۔ ہر چند روتا رہا۔ مگر پکڑا گیا۔ پکڑے جانے کے بعد شاگردوں نے شاگردی سے انکار کر دیا بلکہ ایک نے تو مسیح پر لعنت بھیجی +

چنانچہ فاضل محقق گاڈفری ہگنس صاحب فرماتے ہیں "عیسیٰ کے اصل مریدوں کی کم ہمتی میں موشیم صاحب دین عیسوی کی خوبی سمجھتے ہیں مگر سچ پوچھو تو میں بمجبوری مقر ہوں کہ اگر لاک نیوٹن جیسے شخص مذہب عیسوی کے اول محققین میں ہوتے تو مجھ کو بھی اطمینان کامل ویسا ہی ہوتا" (دیکھو اُن کی اپالوجی فقرہ ۱۹) +

پھر یہی مورخ لکھتے ہیں "تعجب عیسیٰ کو سُولی پر ستے ہی تو اُس کے پیرو بھاگ گئے۔ اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دیئے۔ اگر بالفرض اُسکی حمایت کرنے کی اُنکو ممانعت تھی۔ تو اُسکی تسلی کے لئے تو موجود رہتے۔ اور جی سے اُسکی ایذا و ذلت کو دیکھا کرتے" (دیکھو فقرہ ۲۳، ۲۴) +

سر ولیم میور صاحب فرماتے ہیں "مسیح کے تمام پیرو خوف کی آہٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے۔ اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے ان پانسو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے اُسے دیکھا تھا خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو۔ مگر ظاہر میں اس کا نتیجہ کچھ

۱ متی ۴/۱ + ۲ یوحنا ۱۱/۵۱ ۳ متی ۲۶/۴۸-۵۰ متی ۲۶/۶۳-۶۵ ۴ متی ۲۶/۱۲ ۵ متی ۲۶/۶۷-۶۸ ۶ متی ۲۶/۳۹-۴۴ ۷ لوقا ۲۲/۴۴ مرقس ۱۴/۲۶ ۸ متی ۲۶/۷۴ لوقا ۲۲/۵۹ مرقس ۱۴/۷۱ +

دکھائی نہیں دیا (لائف آف محمد جلد دوم)

مورخ ڈیپ ملین صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ حواریوں سے جو ضعیف اعتقاد اور غیر ثابت قدمی ظہور پذیر ہوئی وہ خود حضرت مسیح کے اختلاف اقوال کا ثمرہ ہے"۔

(دیکھو تاریخ کلیسیا جلد اول)

آخر کار پلاطوس نے پکڑ کر اُسے کوڑے مارے۔ سپاہیوں نے کانٹوں کا ٹوپ اُس کے سر پر رکھا اور اُسے طمانچے مارے۔ اور اُسی لباس میں اُسے باہر لائے۔ پت ملا ہوا سرکہ اُس کے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کر نہ چاہا کہ اُسے پئے۔ آخر الامر اُسے صلیب پر کھینچ کر اُس کے کپڑوں کو بانٹ لیا۔ دو چور بھی اُس کے ساتھ پھانسی دئے گئے ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ آنے جانے لوگ اُسے ملامت کرتے تھے۔ سب لوگ اُس سے ٹھٹھے کرتے تھے۔ کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگوں کو بچانے آیا تھا۔ مگر اپنے آپ کو بھی بچا نہ سکا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آوے۔ تاکہ ہم اِس پر ایمان لاویں۔ اِسی طرح وہ چور بھی اُسے طعنہ مارتے تھے۔

نویں گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ ترجمہ اے خدا اے خدا تو نے مجھ کو کیوں بھلا دیا۔ کہتے ہوئے جان دی۔ لاش حسب قاعدہ قبر میں رکھی گئی اور تثلیث کا خاتمہ ہوا۔

مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے کہتے ہیں کہ وہ تیسرے دن مُردوں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شاگردوں کو نظر آیا اور آسمان پر جا کر خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا۔ مگر یہ بیان عیسائیوں کا کئی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اوّل یہ ہے کہ جتنے اِس امر کے گواہ ہیں اُن میں سے ایک بھی ایماندار نہیں یہودی قایل نہیں۔ بادشاہ قایل نہیں۔ شاگرد خود ڈبدھے میں رہے۔

وجہ دوم۔ یہ کہ اس قسم کی باتیں معقولیت سے کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ اِس وقت علوم سے اچھی طرح واضح ہوگیا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی حق پسند مانتا ہے کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہے۔ پھر مسیح کا اول مردوں سے زندہ ہونا۔ دوم آسمان پر چڑھ جانا۔ سوم خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھنا ہر طرح باطل ہے جس طرح عوام نانک پنتھی اور کبیر پنتھی نانک جی اور کبیر جی کا مرنا نہیں مانتے بلکہ لاش کا غائب ہو جانا مانتے ہیں۔ لیکن تمام عیسائی اُنکو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ مُردہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ پس یہی جواب ہمارا مسیح کے حق میں کافی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا میں آئے جنہوں نے جنم دھارا وہ سب اپنی مدت مقررہ کے بعد مر گئے اور مر جاوینگے۔ خاک میں مل گئے اور مل جاوینگے۔ خود بابا نانک جی نے کہا ہے۔ اِس سنسار میں استھر نہیں رہیں کوئی) رام گیا۔ راون گیا جا کے بہو پروار۔ کہو نانک استھر کچھ نا ہیں سپنے جوں سنسار۔

پس کوئی جسمانی چیز باقی نہیں رہ سکتی اِس واسطے مسیح کا جسم بھی ضرور فانی تھا اور یہاں ہی فانی ہوا۔ روح جاودانی تھا۔ وہ کرموں انوسار دوسری جگہ چلا گیا پس یہ ساری کرامتوں کے سبز باغ جاہلوں کے پھسلانے کو ہیں اصل بات یہی ہے کہ وہ مصلوب ہو کر مارا گیا۔ پھر اُتار کر زمین میں گاڑا گیا۔ جس طرح موسیٰ مر گیا گاڑا گیا۔ مگر اُس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ لکھا ہے "اور اُس نے اُسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اُس کی قبر کو نہیں جانتا (استثنا ۳۴/۶)۔ اسی طرح مسیح ۳۵ سال کی عمر میں بھوگ کر صلیب پر چڑھا کر مارا گیا۔

اور پھر گاڑا گیا مگر شاگردوں کی چالاکی کے سبب اُسکی قبر کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں اونچی قبر نہیں بنائی گئی تھی۔ صرف یہودیوں میں کرامات جتلانے کے واسطے کہیں گمنام دفن کر گئے ثابت کر دیا ہو کہ "پیراں نے پرند مگر مُریداں مے پرانند"۔

مذہبی ہتک تو ایک بہانہ ہوگئی تھی۔ ورنہ بادشاہ کے خلاف وہ سازش کرنا چاہتا تھا۔ اُس کا خود قول ہے۔ کہ میں دنیا میں تلوار چلانے آیا ہوں۔ بادشاہی کا طالب تھا بلوہ کرنا چاہتا تھا۔ دنیا میں جنگ کی آگ لگانا چاہتا تھا شاگردوں کو کہتا تھا۔ کہ کپڑے فروخت کر کے بھی ہتھیار خرید لو۔ اِسی حال پر پولیس نے پکڑوا کر مصلوب کرا دیا۔ اور دو مجرم بھی اُس کے ساتھ لٹکائے۔ لکھا ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے جو لعنتی ہے وہ ابدی جہنم میں رہیگا"۔ پیارے ناظرین پڑھو اور خدا کے واسطے بچار کرو کہ کیا ایسے آدمی کی زندگی تمہیں کوئی بھی عمدہ سبق دے سکتی ہے!!!

انجیلوں کے چند تاریخی اختلاف

نمبر۱۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح کو پہچانا کہ یہ مسیح ہے یوحنا ۱/۲۹۔ یوحنا نے نہ پہچانا متی ۱۱/۲و۳۔

نمبر۲۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا الیاس تھا متی ۱۱/۱۴۔ یوحنا الیاس نہ تھا یوحنا ۱/۲۱۔

نمبر۳۔ سلح کا باپ ارفکسد تھا پیدائش ۱۱/۱۲۔ سلح کا قینان اور وہ ارفکسد کا بیٹا تھا لوقا ۳/۳۵و۳۶۔ نمبر۴ مسیح کو جب وہ بچہ تھا مصر لے گئے متی۔ یسوع کو مصر میں نہیں لے گئے۔ لوقا ۲/۲۲و۳۹۔ ۲/۱۵و۱۹و۲۳۔

نمبر۵۔ بپتسمہ پانے کے بعد مسیح چالیس دن۔ بپتسمہ پانے سے تیسرے دن مسیح جلیل میں ایک بیاہ۔ (متی ۴)

جنگل میں شیطان سے آزمایا گیا مرقس ۱/۱۲و۱۳۔ میں گیارہ شاگردوں کے یوحنا ۲/۱ و ۲۔

نمبر۶۔ دو اندھوں نے دعا مانگی متی ۲۰/۳۰۔ ایک اندھے نے دعا مانگی لوقا ۱۸/۳۵۔

نمبر۷۔ مسیح تیسرے گھنٹہ صلیب دیا گیا مرقس ۱۵/۲۵۔ چھٹے گھنٹے کے قریب تک صلیب پر نہیں دیا یوحنا ۱۹/۱۴۔

نمبر۸۔ دو چوروں نے مسیح پر ملامت کی۔ ایک نے مسیح پر ملامت کی لوقا ۲۳/۳۹۔ متی ۲۷/۴۴ مرقس ۱۵/۳۲۔

نمبر۹۔ یہودا نے روپیہ واپس لوٹا دئے۔ نہیں لوٹائے بلکہ اپنے پاس رکھے اعمال ۱/۱۸۔ متی ۲۷/۳۔

نمبر۱۰۔ یہودا نے اپنے آپ کو پھانسی دی۔ نہیں بلکہ وہ اوندھے منہ گرا اس کا پیٹ پھٹ گیا متی ۲۷/۵۔ پھانسی سے نہیں مرا اعمال ۱/۱۸۔

نمبر۱۱۔ یہودا نے کمہار کا کھیت خریدا اعمال ۱/۱۸۔ سردار کاہنوں نے اُس کے مرنے کے بعد خریدا متی ۲۷/۶و۷۔

نمبر۱۲۔ صرف ایک عورت مسیح کی قبر پر آئی یوحنا ۲۰/۱۔ دو عورتیں قبر پر آئیں متی ۲۸/۱۔ تین عورتیں قبر پر آئیں مرقس ۱۶/۱۔ بہت عورتیں تھیں۔ لوقا ۲۴/۱۔

نمبر۱۳۔ دو فرشتے کھڑے ہوئے۔ قبر کے دیکھے لوقا ۲۴/۴۔ یوحنا ۲۰/۱۱۔ صرف ایک فرشتہ دیکھا اور وہ بھی بیٹھا ہوا متی ۲۸/۲و۵۔ مرقس ۱۶/۵۔

نمبر۱۴۔ عورتوں نے اسکے شاگردوں کو خبر کی متی ۲۸/۸۔ لوقا ۲۴/۹۔ عورتوں نے ان کو خبر نہیں کی مرقس ۱۶/۸۔

ملہ متی ۲۷/۴۶-۴۹ ۔ سے لوقا ۲۳/۴۶

نمبر ۱۵۔ فرشتوں کے آنے سے پہلے ہی پطرس اور یوحنا دیکھ گئے۔ یوحنا ۲۰ / ۳ و ۶ و ۱۰ و ۱۲ +	دو نہیں بلکہ صرف اکیلا گیا پطرس۔ مگر فرشتوں کے آنے سے پیچھے۔ لوقا ۲۴ / ۳ و ۸ و ۱۲ +
نمبر ۱۶۔ صرف مریم میگدلینا کو ہی مسیح نظر پڑا مرقس ۱۶ / ۹ یوحنا ۲۰ / ۱۴	دو کو مریمیوں کو نظر پڑا متی ۲۸ / ۹ دو میں سے کسی کو نظر نہیں پڑا لوقا ۲۴ / ۱۰، ۱۱
نمبر ۱۷۔ مسیح تین دن اور تین رات قبر میں رہا متی ۱۲ / ۴۰	صرف دو دن اور دو رات قبر میں رہا مرقس ۱۵ / ۴۲ و ۴۶ ، ۱۶ / ۹
نمبر ۱۸۔ مسیح زیتون کے پہاڑ سے اُٹھایا گیا اعمال ۱ / ۹ و ۱۲	مسیح بیت عنیا سے اٹھایا گیا لوقا ۲۴ / ۵۰ و ۵۱ ان دونو جگہوں سے نہیں اٹھایا گیا مرقس ۱۶ / ۱۴ سے ۱۹ +

یہ اٹھارہ اختلاف انجیل سے ہم نے اُس کے تاریخی واقعات کی بابت ہدیۃً پادری صاحبان کے پیش کئے ہیں +

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دوسرا۔ مسیح کا عرب میں اوتار

اخبار کرسچن لکھتا ہے کہ "عرب میں ایک جھوٹا مسیح اور پیدا ہوا ہے۔ بہت سے بدو اُس کے ساتھ ہیں۔ یہ شخص بہت بڑا تعلیم یافتہ اور خوش مستقل مزاج ہے یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا یہی حامی ہے۔ اور اسی کی ہم کو امید ہے۔ اُس کی محافظت کے لئے جوان عبرانیوں کا گارڈ قایم ہوا جو ہر وقت چوکی پہرہ رکھتے ہیں" (اخبار تحفہ ہند جلد ۲ نمبر ۶ ۳۴ صفحہ ۴) +

تیسرا۔ مسیح کا امریکہ میں اوتار

یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں شہر لبرٹی کے جنوب میں مقام سوانہ سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر کچھ عجیب و غریب معاملات در پیش ہیں وہاں کے حبشی باشندوں نے اپنے گروہ چھوڑ دئے فصلیں اپنے مویشیوں کو چرا دیں۔ اپنے اپنے کھیتوں اور مکانوں کو چھوڑ کر ایک مصنوعی مسیح کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ جو اُن کو روزمرہ اپدیش کرتا ہے ان نو مریدوں کے دلوں میں جوش مذہبی اسقدر زور پر ہے کہ وہاں کے اخلاقی اور مستقل طبائع پر ایک مہیب اثر مرتب ہو رہا ہے۔ اِن حضرت کا حکم پاکر عورتیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کے لڑکے اپنے ماں باپ سے بھاگ اور اکثر جگہ خاندان کے خاندان اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اِس کا حکم ہے کہ ۲۰ اگست کے جمعہ کے روز جانب شمال کنعان کو طیاری ہے۔ اِس عرصہ میں روزہ اور نماز سے فارغ ہو کر تیار رہنا چاہئے۔ یہ گورہ رنگ کے ہیں۔ عمر ۳۵ و ۴۰ کے درمیان ہوگی۔ قد میانہ اور بناوٹ مضبوط اُن کے جسم کثیف کا نام کریٹو مرا رکھا ہے۔ اور لطیف جسم کا نام مسیح ہے۔ سر سے لمبے لمبے بال لٹک رہے ہیں جو بہت بڑے اور خوب صورت ہیں ۴۵۰ سے زائد مرد اور عورت اور بچے اُس کے منظور شدہ ہیں اور اُس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُس کے گروہ میں عورتیں زیادہ ہیں وہاں کے اصلی باشندے تو اُس پر پورا پورا ایمان لائے ہوئے ہیں۔ اور صرف ۲۰۰ ہی آدمی نہیں جو اس کو مان رہے ہیں۔ اس کے ظہور سے دو ہفتہ تک حبشی عیسائی مناددوں نے لوگوں کو بہت روکنے کی کوشش کی کہ اُس کی نہ سنیں۔ آخر میں مجبور ہو کر کہ اُنکی کوئی نہیں مانتا تھا۔ انہوں نے اور گورے صاحب لوگوں کی مدد لینا چاہی۔ اور ان لوگوں

نے بھی اِس معاملہ میں خاص توجہ ظاہر کی۔ کیونکہ مزدوری گراں ہو چلی تھی جس سے انکا ہی نقصان تھا۔ آخرش یہ آپس میں فیصلہ ہوا۔ کہ اِن کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اسٹائیلس نامی ایک دیسی مناد کے حسب اظہار پر کہ وہ خانہ بدوش ہے کہ اس کی گرفتاری کے سمن جاری کر دئے گئے۔ اور کرنیل ناروڈ پیروی مقدمہ کے لئے مقرر کئے گئے +

مذہبی جوش پھیلنے کا ڈر تھا۔ مگر اربند یعنی مسیح نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کچھ فکر مت کرو یہ میری پیشین گوئی ہے۔ کہ میں گرفتار کیا جاؤنگا۔ مگر مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا +

اِن مسیح صاحب کے در اشارے پر ممکن تھا کہ افسران گرفتاری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر وہ رضامندی سے گرفتار ہو کر چلے گئے۔ اور اُس مقام تک جہاں کہ اُن کا مقدمہ ہوگا۔ بیچارہ کو ۱۲ میل پا پیادہ جون کی سورج کی دھوپ میں جانا پڑا ۱۰۰ کے قریب عورت اور مرد اُن کے ہمراہ تھے۔ اِن میں سے نصف بالکل مسلح تھے۔ بہت سی عورتوں کے پاس بھی بندوقیں وغیرہ تھیں جب کہ مسیح کو مجسٹریٹ کے روبرو کھڑا کیا انہوں نے چند سکہ ڈالر کے پیش کئے۔ اور خانہ بدوشی کا جرم یعنی اپنی پرورش آپ نہیں کر سکتے ہے ڈسمس ہو گیا۔ اُسی وقت دوسرا سمن جاری کیا گیا۔ کہ وہ مجنون ہے۔ قانوناً دس روز کی تحقیقات ضروری تھی ایک روز وہ دو چند جماعت کے ساتھ تشریف لائے کرنیل نارڈ نے بڑے سوال اور سخت اظہار اُن سے لئے۔ باہر اُن کے ساتھ کا گروہ یہ چلا رہا۔ کہ ہمارے کرائسٹ کو لے لیا ہے۔ مگر آدمی ہمارے بیٹے کو مار سکتا ہے۔ مگر یہ غیر ممکن ہے۔ اربند نے بیان کیا کہ وہ اول لبرٹی ویلی او ہیو میں رہتے تھے۔ اس کی انجیل کی واقفیت نے عدالت جوری اور تماشائیوں کو ششدر کر دیا۔ ناروڈ نے کہا کہ اگر تم مسیح ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ اس کا جواب یہ ملا کہ۔ شیطان کو میرے پیچھے لگاتے ہو۔ میں تمہارے پھسلانے میں نہیں آؤنگا۔ تم کو جنون کا جرم لگایا گیا ہے۔ پس اگر جوری کی رائے میں اور کچھ ثابت ہوا تو تم پاگل خانہ بھیجے جاؤ گے۔ وکیل نے کہا کہ اپنے ناخن دکھاؤ اور ثابت کرو۔ کہ تم وہی جیسے ہو جن کو سولی دی گئی تھی۔ مسیح نے جواب دیا۔ کہ یہ قدرتی جسم ہے جو کہ دیکھنے سو بدل جاتا ہے اور گل جاتا ہے۔ یہ وہ جسم نہیں ہے جو کراس سے باندھا گیا تھا۔ اگرچہ روح مجھ میں وہی ہے جو ماد پاس پر لٹکائی گئی تھی۔ مسیح روح ہر ایک جسم میں ہے۔ سوال کیا وہ جارج واشنگٹن میں بھی تھا۔ جواب ہاں۔ اور ابراہم لنکن میں بھی۔ سوال کیا وہ جفرسن ڈیوس میں بھی تھی۔ جواب وہ بھی۔ اِن مسیح صاحب کو بہت دم دیا جاتا ہے مگر معجزہ دکھانے کے دم میں نہیں آئے انہوں نے بائبل کو سراب سارا اِس بیان منظور نہیں کیا ہے۔ کہ تمباکو اور چیز کے استعمال کی اجازت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ میں نے یہ کہا تھا۔ مگر لوگوں نے میری منشا کو بالکل غلط کر دیا ایک شخص نے کہا کہ میں تم کو جانتا ہوں۔ اگر آپ میرے ہاتھ کو روک دیں تو میں اور جوری آپ کو عیسٰی مان لیں۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو کچھ مطلب نہیں۔ کہ تم تمباکو چباؤ یا نہ چباؤ۔ میں کچھ تم کو زندگی کے لئے نہیں روکنا چاہتا ہوں +

کمیشن نے حکم پاس کر دیا۔ کہ بیشک یہ مجنون ہے ایک سرکاری پاگل خانہ میں بھیج دیا جاوے۔ اس پاگل خانہ میں آجکل اسقدر کثرت تھی کہ وہاں کے سپرنٹنڈنٹ نے لینے سے انکار کر دیا۔ لبرٹی کاؤنٹی میں جیل خانہ نہیں ہے اور اگر وہاں رکھا جاتا ہے تو ملک پر صرف زاید پڑیگا۔ پس وہ مجنون رہا کر دیا گیا۔ جب تک اُس شہر کے جج لوگ کوئی تجویز نہ منظور کر لیں۔ اب پھر وہ اپدیش کرتا ہے اور اُس کے ساتھ

سے وہاں کے باشندوں کو اب پورا یقین پاک قدرت کا ہوگیا - اور جوش مذہبی زیادہ شدت سے پھیل رہا ہے" (آریہ پترکا بریلی صفحہ ۳ سے ۵ تک)

امریکہ کے مشہور و معروف فاضل یوکیسی سیڑلے جے ڈیوس صاحب فرماتے ہیں:-

اے پتی پربت اور دھرتی کے — اے مالک مینہ اور آندھی کے
پھول چمن میں کھلانے والے — تیتریوں کے بھلانے والے
اندھیارے اور اجالے کے — مالک گورے اور کالے کے
دیا سے اپنی شانتی دیجئے — من کی چنچلتا ہر لیجئے
تیرے پتی برت دھرم سے ہردم — سب کے سب سنتشٹ رہے ہم
بھگتی میں تیری چت لگائیں — آپسمیں بھی پریم بڑھائیں
بھائی کو بھائی دل سے چاہے — مرتے دم تک پریت نبھائے
پورا تک ست پھندے ٹوٹیں — راگ و دویش کے دھندے چھوٹیں
تیری مدد سے ہو کر ستنتر — سب ہوں بچ اُدلش پہ تت پر
تندرست ہوں سب کے ایسے — ست دھرم پر سار رکھ سونچے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالمگیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو نفرت سوز ہے اور جو ہر جسم کو حلال و صاف کر رہی ہے - امریکہ کے چٹیل میدانوں - افریقہ کے عراح ملکوں ایشیا کے قدیم پہاڑوں اور یورپ کی وسیع سلطنتوں پر مجھے اس سوز اور ہمہ ساز کے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں - اسکا چرچا جملہ مقامات سے شروع ہوا ہے - اپنی آسائش اور ترقی کے لئے انسان نے خود روشن کیا ہے - روئے زمین پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اُسے بقا دے سکتا ہے - چونکہ ارضی مخلوقات میں ناطق بھی یہی ہے لہذا اپنے مساکن میں درونی آگ بھڑکانے کو سب سے اول ہے پرومیتھس کی طرح جسمی مکانات کو محبت سے پاک اور عقل سے سوز کرنے والی آسمانی آگ لانے کے لئے بھی یہی پہلا قدم ہے ۔

اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو بالیقین بادشاہتوں شاہنشاہوں اور اور دنیا بھر کی سیاستی تجاویز کو پگھلا ڈالیگی میں غایت درجے مسرور ہو کر ایک مستقل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں سب اونچے اونچے پہاڑ جل اٹھینگے گھاٹیوں کے خوشنما شہر بھسم ہو جائینگے - پیارے گھر اور پُر محبت طبیعتیں ساتھ ساتھ پگھلیںگی نیک و بد مخلوط ہو کر یوں غایت ہونگے جیسے آفتاب کی سنہری شعاؤں میں شبنم

لامحدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے - آج اُسی کی فقط چنگاریاں جانب آسمان اُڑتی ہیں - نقاروں شاعروں اور مصنفوں کی اپیلوں میں ادھر اُدھر شعلے نظر آتے ہیں یہ آگ سناتن آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک انگیٹھی میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں - یہ ہدایت کی آگ انڈیا میں ایک بندۂ خدا یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی اور نورانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی - ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ کو بجھانے کے لئے چاروں طرف ایسی تیزی سے مشتعل تھی کہ اُس کے بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا وڈ پڑے - مسیحیوں نے بھی جن کے معابد کی آگ اور جن کی متبرک شمعیں پہلے مشرق میں روشن ہوئیں تھیں ایشیا کی نئی روشنی گل کرنے کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر یہ مبارک آگ اور بھی بھڑک اٹھی اور پھیل گئی ۔

قوم کی خدمت میں اپیل

ہم خیال کرتے ہیں کہ اب وہ وقت آگیا ہے - کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں اس سرے سے اُس سرے تک مذہبی جوش جگا دیا جاوے اور خالص اور پاک آریہ دھرم کے اصولوں کو جیسا کہ ہمارے ویدوں میں ہے - عام طور اس کا نقارہ بجا دیا جاوے - اور آریہ اپدیشک شہر بشہر موضع بموضع ویدک دھرم کے اُپدیش کریں - یہ اصول آریوں کے لئے تحریر شدہ کتاب میں سے ہوں اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ کس و ناکس کے دلوں میں پیوست کر دئے جاویں - ہم کو اول ایسے واعظوں کی ضرورت ہے - جو اپنے بھائیوں کو اپنے دھرم پر برقرار رکھیں - اور ایسے کہ غیروں کو اپنے دھرم میں ملاویں ہمارا مقصود تو یہی ہے - کہ ہم در اصل عمدہ ہندو یعنی آریہ بنجاویں یہ سب کچھ درست ہے کہ ہندوستان بہت ترقی کر رہا ہے - مگر جو کچھ کر رہا ہے - وہ اصلی ترقی نہیں ہے - جیسا ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں - ملک میں نئی نئی تحریریں روز مرہ نکالی جاتی ہیں - مگر نہیں ترقی پکڑتیں کیونکہ سچے مذہبی اصول پر نہیں چلتے - ہم نے ہمیشہ اس بات کو زور کے ساتھ کہا ہے - کہ ہر قسم کے سدھار کی جان مذہب ہے - بغیر اس کے کسی قسم کا سدھار سچا اور مستقل خیال نہیں کیا جاسکتا ہے - ہم اپنی قدیم عظمت کو از سر نو زندہ کرنے کی خوشی میں بار ہا یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچینگے - کیونکہ ہم نے مذہب کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا ہم دیکھتے ہیں کہ پولٹیکل ترقی کے لئے بھی کافی انتظام ہو رہا ہے اور سوشیل معاملات میں بھی لوگ کوشش کر رہے ہیں - اور اُس کے متعلق بہتر اچھی چاروں طرف اثر پذیر ہیں - مگر مذہبی سدھار ایک ایسا دستہ ہو رہا ہے - کہ عام رائے کے سرغنا جو ہر قسم کے معاملات میں کوشش کر رہے ہیں - اُن سب نے ایک دل ہو کر یہ ٹھیرائی ہے - کہ اُس کو امانتاً بکس میں رکھ چھوڑو - مگر ہماری رائے ہے کہ اب ایسے بھاری معاملہ میں تغافل نہیں چاہئے مذہبی سدھار کے لئے ٹھیک تیر بہدف کوشش ہونی چاہئے ۔

کیونکہ یہ بات قریب طے ہو چکی ہے - کہ بلا مدد سچے مذہب کے یہ ناممکن ہے - کہ عظیم الشان قوم کہلانے کے خیال کو بھی پورا کر سکیں - یہ بات بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ مذہبی خیالات سے بہت ہی پرہیز کرتے ہیں - کیونکہ وہ پولٹیکل خیالات میں غرق ہو رہے ہیں - اور ایک اسی خیال کی بدولت ہم اپنے دیگر نفعوں کو کھوئے ہوئے ہیں - اور یہ بھی نہیں سوچتے - کہ قومی ترقی کا جو سب سے اول ذریعہ ہے - اس کو ہم نے علیحدہ ڈال رکھا ہے - اس سے اب ضروری ہے - کہ ایک بڑا بھاری جوش مذہبی سدھار کے لئے پھیلایا جائے - اور وہ ایسا جوش ہو - کہ اب تک کبھی نہ ہوا ہو - عیسائی مسلمان - برہمو - اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرتے پھرتے ہیں - اور لوگوں کو اپنے جال میں پھانستے جاتے ہیں - مگر افسوس ہے - کہ ہم لوگ یعنی آریہ لوگ جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے کوئی بھی باقاعدہ گروہ اپنے ہادیوں اور اپدیشکوں کا نہیں رکھتے - بلکہ وہ مہنت اور پوجاری لوگ جو خود بخود

اُپدیشک بن رہے ہیں۔ اُن کے حالات ایسے محدود ہو رہے ہیں کہ وہ اُس روحانی تاریکی کو جو تمام ہندو سوسائٹی میں پھیل رہی ہے۔ ہرگز ہرگز رفع نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں کے لئے اِس سے زیادہ اور کیا افسوس اور ناامیدی کی بات ہو سکتی ہے۔ جب کل ملک میں اُنھیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کو ایسے واعظ بھی میسّر نہیں۔ جو اپنے دھرم کا اُپدیش کر سکیں۔ اور اِسی جانب ایا ن میں دھن ارپن کر کے ایک گروہ اُپدیشکوں کا قائم کر دیں۔ ذرا لنکاہی کو اور وہاں کی محدود رعایا سنگلدیپوں کو خیال کیجئے ❊

مغل اور سکھوں کے عیسائیوں نے وہاں بھی بڑا زور لگایا۔ مگر بدھ گوتم کے مت کا اب بھی وہاں زور شور ہے۔ وہاں کے گیروے بھگوے کپڑوں کے سنیاسی اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کو پھر سنوار رہے ہیں اور واپس لیتے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں لوگ آپ اِس قسم کے صبح و شام دیکھینگے۔ جو اپنا مت اپنے بھائیوں کو سنا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہاں کوئی بھی ہندوؤں کو ان کا دھرم نہیں بتاتا۔ ہندو گھر سے باہر جاتے بھی ہیں۔ تو بھی مکتی فوج کا ڈھول یا اور اِسی قسم کی آواز کانوں میں جاتی ہے ❊

ہندوستان بڑا بھاری ملک ہے۔ یہاں دولتمندوں۔ عقلمندوں۔ عالموں کی کمی نہیں ہے۔ مگر افسوس تو یہی آتا ہے۔ کہ باوجود اِن سب موجودگیوں کے بھی کسی کو بھی اُس قدیمی دھرم کے ازسرِنو زندہ کرنے کا خیال نہیں ہے۔ جس میں وہ پیدا ہوئے ہیں ❊

غور کا [illegible] ہے۔ کہ اپنے آپ کو ایک قوم نہیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر اپنے پرانے وید مقدس کے مذہب کو جو سراسر معقول ہے۔ اختیار کریں۔ اور اُسی کی تعلیم کو رواج دیں۔ اور اشاعت کریں۔ اور اسکی اشاعت میں چھوٹے چھوٹے رسالے اور پیمفلٹ انہیں خیالات کے شائع کریں۔ اور اپنے بچّوں کو شروع سے وہی پڑھا دیں۔ تاکہ وہ ایک سرلیشٹ ہندو یعنی آریہ ہونے کا دم بھریں۔ جب تک ہم کو یہ سُدھار نصیب نہ ہوگا۔ ہم اپنے پولٹیکل حقوق کے لئے جس قدر چاہیں چلاّ دیں۔ اور پکاریں۔ کبھی ممکن نہیں۔ کہ سیلف گورنمنٹ کی قابلیت ہم میں پیدا ہو۔

(راقم اڈیٹر انڈین مرر کلکتہ)

آتھم صاحب کے ریویو پر جواب

ہمارے کرسچن مت درپن پر آتھم صاحب نے ریویو بھی لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اُسے بہت کچھ دکھایا۔ مگر کچھ بھی نہ پایا ❊

دفعہ اوّل میں وہ ہمیں دہریہ بتلاتے ہیں اور یہی الزام ہمارے ہادی سوامی جیو مہاراج پر لگاتے ہیں۔ پرمیشور انہیں راہِ راست دکھائے اور ایسے باطل توہمات سے بچائے ❊

دفعہ ۲ میں انہوں نے پھر وہی پرانا گیت گایا ہے۔ جسے ہم باب اول میں اچھی طرح لکھ چکے ہیں ❊

دفعہ ۳ میں وہ تہذیب کے جامہ سے باہر ہو کر سخت کلامی پر اُتر آئے۔ بس آتھم صاحب ہم نے تو درخت کو پھل سے پہچان لیا آپ موجودہ انجیل

مسیح جو ادھوری و ناقص ہے۔ اُسے چھوڑ کر مسیح کے اصل لائف جو پیٹ سے نکلی ہے۔ اور جو اب فرینچ سے انگریزی میں ترجمہ ہو گئی ہے۔ اُسے مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و باطل کا انکشاف ہو ❊

دفعہ ۳ میں ہندوؤں کے سوت میں الف لیلہ کے الہ دین کے چراغ جیسی کہانی گھڑتے ہیں۔ اور مثل ہے منہ دیکھکر سک کی عورت پر جادو چلاتے ہیں۔ پادری صاحب کیا ایسے ہی عورتوں کے جادو ٹونے کی طرح اپنے معجزات عیسوی پر یقین لاتا ہے۔ اِس واسطے ایک نقل لکھتا ہے۔ کہ قریب ہے وہ زمانہ کہ سوائے گرجا کے پادریوں اور بے علم کاشتکاروں اور نادان بوڑھیوں کے زمانوں کے اِس کا اثر کسی کے دل پر نہ رہیگا ❊

دفعہ ۵۔ نورت اور وید کے مسئلہ یوگ میں جو فرق آپ نے سمجھا۔ وہ نہیں ہے۔ بلکہ نہ کہ وید میں یوگ نہ کرنے پر سزا کا حکم نہیں۔ مگر تورت میں سزا ابھی موجود ہے۔ یعنی جو انکار کرے اُس کے منہ پر سب برادری کے سامنے تھوکا جاوے ❊

دفعہ ۶ کی تین سطریں اگر آپ نہ لکھتے تو اچھا ہوتا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ اِس سے بہتر اور روافعی ہم کیا مانیں۔ جواب یہ ہے۔ کہ ان تمام ظلم و اندھیر سے اگر بچنا چاہتے ہو۔ تو دھرم کر کے پرماتما پر ایمان لاؤ ❊

دفعہ ۷ میں آپ تمام معجزہ بازیوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور جن سٹر یہودی عالموں کو دفعہ ۲ میں پہلے معجز مان چکے ہیں۔ یہاں اُنکو اور تمام یہود کو یہ لکھکر رد کرتے ہیں۔ بس یہود اور سرسید صاحب کے معنے درست نہیں ہو سکے۔ جناب من یہ حکم دانائی سے بعید ہے ناظرین! ہم نے اِس دفعہ کرسچن مت درپن کو کوٹیشنوں اور دیگر حوالوں سے اور زیادہ مصفا و اُجلا کر دیا ہے۔ یقین ہے۔ کہ آپ اِس میں عیسائی دین کا نقشہ بمقابلہ طبع گذشتہ کے نہایت اچھی طرح سے مطالعہ فرما کر خلقِ خدا کو اُن کے دام زنا سے بچانے کی کوشش کرینگے ❊

خادم ویدک دھرم

آریہ مسافر پنڈت لیکھرام

۲۔ نومبر ۱۸۹۶ء۔ از لاہور

صداقتِ الہام

قولہ کتابوں میں دھرا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالیں ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا

جواب اقول کتاب پاک بن تعلیم کب ہوتی ہے عالم میں۔ بغیر از علم ناممکن ہے ایجاں جہل کا جانا
کتابیں گر نہ ہوتیں کس طرح تعلیم پاتے تم - کسی کا علم ادیان نہ عالم بن ہوا آنا -
کتابوں میں دھری و تو یا انہیں دھونا جہالت ہے یہی باعث غلط ہے سر بسر یہ تیرا فرمانا
اگر بالفرض ہے خوبی نہ مانو تو شکایت کیا - ولیکن کوئی بن تعلیم عالم ہو گا بتلانا

آج کتاب نور وفیشن الفاظی یا کاوہ و ترجمہ دلایل اغلاط الہام مطالعہ سے گذرا جس کے مصنف ایلن ہیوم صاحب اور شایع کرنے والی برہم سماج ہے۔ معترض نے افسوس کہ تہذیب سے چند مقام پر کنارہ کر کے + نہایت سخت الفاظ مستعمل کئے ہیں +

شروع میں باعث اس تمام کشیدگی کا یہ ہے کہ سوامی دیانند صاحب نے آریہ سماج کے بنیادی اصول کو کسی کتاب کی تقدیس کامل پر کیوں قرار دے رکھا ہے۔ ایلن ہیوم صاحب اگر غصہ کو کام میں نہ لادیں تو عرض کرتا ہوں کہ جس قدر روح انسانی کو گیان کی ضرورت ہے جسقدر کامل ہدایت پانے کا محتاج ہے جتنی حقیقی شانتی روح کو چاہیئے عقل انسانی کو جس صراط المستقیم پر چلنا ہے۔ گو ہر مقصود کے پانے میں جسقدر تکالیف عائد حال ہیں۔ جو جو چیزیں یا تکالیف اس کی حارج ہیں۔ ان جملہ امورات کو وید مقدس نہایت معقولیت سے ظاہر کرتا ہے۔ اخلاق محبت اتفاق کی عمارت کو ایسی پختہ بنیاد سے اُٹھاتا سکھاتا ہے جسکا نتیجہ روز بروز ترقی و درستی ہے۔ بیشک کوئی ورق الہام نہیں نہ اُسکی جُز بندی الہامی ہے مگر وہ کامل گیان اور کامل تسلی جس پر ہر طرح غور کرنے سے کاملیت و عمدگیت کا ظہور ہو الہامی ہوتا ہے اور فیض عام کے لئے وہی وید مقدس میں مرقوم ہے۔ جو جو صداقتیں آپ چاہیں یا کوئی اور آپ کا یار غار مانگے وہ وید مقدس سے بتلانیکو حاضر ہوں دینی ہوں یا دنیادی روحی ہوں یا جسمانی - پرماتما کی معرفت جس قدر وید مقدس میں موجود ہے اور دُنیا میں اُس کا عشر عشیر بھی مفقود ہے ظلم و ستم کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ قتل و آتش زنی کا بیان ہے۔ جن عقاید باطلہ نے مظلوم نوع انسان کو لعنت کے تیروں کا نشانہ بنایا ہے اور جن منحوس خواہشوں نے انسان کو منزل راستی سے گرایا ہے وید مقدس نے نہایت خداوندانہ طریقوں سے اُنکی تردید کر کے اُن کے خطروں سے آگاہ فرمایا ہے۔ زمانہ فلسفہ میں جب وید مقدس کی تعلیم عام تھی۔ انسانی بیعت کا مکروہ پودا نام و نشان کو نہ تھا چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد ہے "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے۔ اور فلسفہ و ہندسہ و طبیعیات وغیرہ کے اُستاد اوّل یہی ہیں ۶ مختلف وقتوں میں ۶ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں" اوّل سانکھیہ جس کا مصنف کپل - دوم یوگ جس کا مصنف پاتنجل سوم نیایہ جس کا مصنف گوتم - چہارم ویشیشک جس کا مصنف کناد - پنجم میمانسا جس کا مصنف جیمنی - اور چھٹا ویدانت جس کا مصنف ویاس ہے" از تواریخ ہند - ہاں اگر انسانی بیعت سے مراد نیکی صداقت کا قبول کرنا ہے جیسا کہ آریہ سماج کے اصول نمبر ۴ میں ارشاد ہے۔ تو ہم کو کیا بلکہ کل بنی نوع انسان کو ضروری اور لابدی ہے کہ وہ انسانی بیعت جو کسی نفسانی یا حیوانی غرض سے پاک ہو ضرور کرے اور ہم کیا بلکہ سب عقلمند کرتے چلے آئے ہیں افلاطون نے سقراط کی بیعت کی اور آریہ سماج والے بھی اس سے زیادہ بیعت نہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کسی کو ہدایت دیتے ہیں +

جب سے وید مقدس کی تعلیم کم ہوئی جس کا باعث ایک نہایت مشہور اور عظیم تواریخی واقعہ ہے مخلوقات توہمات پرستی میں مشغول ہو گئی اور اسی زمانہ کے بعد میں کئی فرضی کتابیں خدا کے نام سے تصنیف ہو گئیں جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے وہی نسبت وید مقدس کو اور الہاموں سے ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ آج تک معدنی و نباتی یا حیوانی قسم کے زہر سے ایسا نقصان نوع انسان کو نہیں پہنچا جتنا کہ اس زہر دہنی سے پہنچتا ہے جس کے سبب سے تمام مذہبی خونریزیاں تمام قتل ہائے عام تمام آتش زدگان تمام عذاب بربادی کبیر ہلاک کرنا تاراج خانمان وغیرہ ہوتے رہے اور جس سے یہ زمین دوزخ کا نمونہ بلکہ اُس سے صد گونہ بنا یا گیا ہے مگر لے میرے مہربان و نزود رنج بھائی کیا یہ شرط انصاف ہے اور اسی کا نام برہان قاطع ہے اور کانشنس۔ کہ ہم نیک کو بھی بدوں کے ساتھ ترک کریں عادل کو بھی ظالموں کے گروہ میں شامل کریں۔ عاقل کو بھی جہالت کا خطاب دیں۔ اگر آپ سنسکرت جانتے ہوتے یا اسکے پڑھنے کی کوشش کرتے تو غالب گمان تھا کہ ایسے غلط نتایج نہ نکالتے۔ انسان خواہ کسی بر اعظم کے رہنے والے ہوں بغیر تعلیم و تدریس کے وحشی و جاہل مطلق اور حیوانوں سے بدتر ہیں اور ہر تجربات روزمرہ نے یہ بات ہر ایک فرد بشر پر بشرطیکہ حق پسند ہو ثابت کر دی ہے۔ کہ کوئی بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ ثبوت تواریخی شہادتوں سے اور بھی مضبوط ہو گیا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں آفرینندہ مطلق کی طرف سے نصرام عالم اور انتظام دنیا کے واسطے الہام ہدایت کامل کا ہونا ضروری تھا ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر کے اُسکے انتظام کا بندوبست نہ کرنا۔ بنانیوالے کے گیان کا نقص بتلاتا ہے اور یہ بات تو فریقین کے مُسلّم ہے کہ وہ عالم کُل اور مالک کُل ہے نقص و سہو سے مبرا اور اس کا گیان کامل ہے اور ہم وید کو اس واسطے الہامی مانتے ہیں کہ اس میں جس قدر روح انسانی کو چاہیئے کامل گیان درج ہے اور یہ بات تو تواریخ سے بھی بپایہ ثبات پہنچ چکی ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں وید ہائے مقدس سے پرانی کتاب نہیں ہے +

آپ کہتے ہیں کہ ویدوں کی یا اور کتب مقدسہ کی تقدیس کامل کے معنی کیا ہیں صرف اُس ہادی کی تقدیس کامل سے مراد ہے اور اُس کو آپ برہان انی تواریخ سے اور ا[illegible]

جناب اسمیں آپنے غلطی کی ہادی کی تقدیس یا صداقت جگت کا اُپکار کرنا اور بلا غرض نفسانی راستہ کا اظہار کرنا ہے طمع سے پاک و سمدرشٹی ہوتا ہے۔ انہیں شرایط سے ہی جو اُپدیشک کیواسطے ضروری ہیں۔ کوئی نیک اُپدیشک اپنی طرف لوگوں کو نہیں جھکاتا بلکہ حقیقی زندگی سے پرماتما کے گیان کی طرف رجوع کراتا ہے۔ توہمات سے ہٹاتا اور بطلان سے بچاتا ہے اور ایسی حالت میں جو تکالیف عاید حال ہوں نہایت آنند و سعادت سے اُٹھاتا ہے اور جتلاتا ہے کہ ان دھن تما پر وشنتی یے سمبھو تیام او پاستے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اُپاسنا یا پرستش کرتا ہے وہ مہان اندھکار میں پرویش کرتا ہے اور منزل راستی سے دور جاتا ہے۔ پس اُنہیں قدیم گوتم بششٹ بیاس وغیرہ مہاتماؤں کی طرح پہ ہمارے سوامی جی نے بھی جگت کا اُپکار کیا۔ اور ہم گمرہاں کوئے ضلالت ثانیا ورنان جہاز سراد کو ساحل مراد بتایا جیسے آفتاب کے نکلتے ہی اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور سیاہی کافور وہی نوبت آریہ ورت کی ہوئی جوں ہی اُس نیک مرد نے اپنے فیض علم سے ہمارے پر اُپکار کیا اور ہم کو نشیب و فراز بتلایا سب جگت کی غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ نفسانی الہام اور زبانی احکام جو خود غرضی کی سیاہی سے تحریر ہوئے تھے ترک ہونے شروع ہوئے اگرچہ لوگوں نے لاکھ سانگ بنائے جھوٹے الزام لگائے کالموں کے کالم اپنی ذاتی غرض کیواسطے سیاہ کئے مگر آخیر کو وہی راستی کا بول بالا ہوا بڑے بڑے عالم فاضل پنڈت آریہ سماجوں کے ممبر ہو گئے اور باقی ہو رہے ہیں کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ بخوبی جانتے ہونگے کہ آریہ سماج والے کسی انسان کے مرید یا اُمت نہیں ہیں۔ مگر نہیں معلوم کہ آپ کی قلم نے اس مقام پر لغزش کیوں نہ کھائی جبکہ آپ نے حقیقی و سچی

بات کے بدلے ایک معمولی و ناکامل بات کو لکھ دیا کیا یہ لکھتے ہوئے شرم آتی تھی کہ ویدوں کی تقدیس کامل سے اُن کے ہدایتوں کا ٹھیک و کامل و معقول ہونا شرط ہے و مقدس ہونا اور یہی آریہ سماج کا اصول سوم ہے کہ وید ست ودیاؤں کی پستکیں ہیں۔ ویدوں کا پڑھنا پڑھانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ اب اسی کو تواریخ سے بھی بطور برہان انی ثابت کرتا ہوں اور دلایل معقولی بطرز بیان ہی کے ظاہر کرتا ہوں آریاؤں کے نزدیک وید کی کتابیں نہایت متبرک ہیں ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے + جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں از تاریخ ہندوستان۔ چنانچہ مورخ ایک منتر کا ترجمہ بھی کرتا ہے "پرماتما کمال صدق اور عین مسرت ہے اُس کی ذات بے مثل اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے۔ نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے نہ عقل کو اُسکے ادراک کی قدرت وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے اپنے علم بے حد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان کی منزل ہے اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے کان نہیں لیکن ہر آواز کو سُنتا سب کو سمجھتا ہے۔ اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں ہے وہ سب پر حاکم ہے اور سب پر غالب ہے۔ پیدا کرنے والا بچانیوالا اور کل اشیاء کی صورت پلٹنے والا وہی ہے" جب یہ تواریخ سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ ویدوں کی ایسی ہدایتیں ہیں اور قدیم آریاؤں کی کتابیں وہی ہیں اور اُسی قسم کی ہدایت اُنہیں ویدوں سے سوامی جی نے ارشاد فرمائیں تو سوائے جہالت یا ہٹ دھرمی کے اور کیا باعث ہے۔ اگر ہم قبول نہ کریں۔ آریہ ورت کے بڑے بڑے پنڈت جن سے میری ملاقات ہوئی وہ اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سوامی دیانند جی ہم سے سنسکرت میں بہت بڑھ کر ہیں۔ اور ویدوان ہوتے ہیں لاثانی۔ ویاکرن میں کامل چھ شاستروں کے ماہر ہیں۔ و[illegible] ترجمہ تو درست کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پورانوں کو نہیں مانتے جس سے ناخواندہ برہمنوں کے ٹکے سدھ ہوتے تھے اُن کا رزق مارنا سوامی جی کو زیبا نہ تھا بڑے بڑے متعصب ہندو آریہ ہو گئے۔ سینکڑوں پنڈت صدق دل سے آریہ ہیں + مباحثہ چاندا پور۔ مباحثہ ہگلی مباحثہ بمبئی مباحثہ کاشی مباحثہ مسودا مباحثہ اجمیر۔ غرض کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں کہ کہیں بھی پورانک مہاتما مقابلہ کو نہ آئے اور جہاں آئے وہاں عام منڈلی میں آریہ ہو گئے۔ آگرہ کا مباحثہ اور سوامی جی کا لیکچر اظہر من الشمس ہے جہاں کہ کئی پرچیاں جمنا میں ڈالے گئے جتنی سنسکرت کی مستند کتابیں ہیں سبھی ویدوں کو شرتی اور غلطیوں سے پاک اور توہمات سے بری ایک پرماتما کی عبادت کرانے والی بتلاتی ہیں۔ ہمارے لایق پنڈت علانیہ پکارتے ہیں کہ ویدوں میں تو یہ نہیں مگر پورانوں میں ضرور ہے اور پوران صدہا دلایل سے تواریخ اور کہانیاں اور غیر مستند ہیں اور اُنکے مصنف خود ہی ویدوں کو الہامی اور قدیم مانتے ہیں۔ پس اگر ایک آریہ کا جواب رسالہ پنڈیا ٹپی کلکتہ جو ہمارے بزرگ بھائی لالہ سانیداس جی پردھان آریہ سماج لاہور کی قلم معجز رقم سے نکلا ہے۔ آپ مطالعہ کریں تو اس میری تحریر کا مشرح ثبوت کافی مانیں گے۔ جس کا جواب آج تک پنڈت صاحبان نہ دے سکے۔ اور دنیا خالہ جی کا گھر تو تھا ہی نہیں ہمارے ساجگ پہلے کوئی پیدا تو کرے۔ چونکہ جہاں تک بلا تعصب ہو کر تشخیص کی گئی ہے وید مقدس صداقت کا مخزن پایا گیا پس اس صداقت کی علت سے راستی کا مخزن معلول وید مقدس ہے آپ نے کوئی اثبات تواریخی یا ثبوت دلیلی باوجود دعوے کے تحریر نہ کیا۔ نہیں معلوم کہ کسواسطے چھپا رکھا +

آپ فرماتے ہیں کہ کوئی کتاب مقدس خواہ کتنی ہی صحت اور صفائی سے کیوں نہ لکھی گئی ہو بعض مقاموں پر اسمیں ایسے جملہ ضرور ہونگے جو کم سے کم دو معنوں میں لیے جاسکتے ہیں اور ہادی ہی سے اس بات کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کونسے معنے قبول کیے جائیں پھر آپ کا قول ہے کہ سب کتب مقدسہ میں بہت سے حصص صفائی اور صحت لکھے ہوئے کے برعکس ہے جناب من اگر آپ یکطرفہ رائے نہ دیتے تو شاید مجھے لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور عموماً قابل تسلیم ہوتی۔ قدرتاً بھی اگر آپ غور فرماویں گے۔ تو ہر ایک کے کم سے کم دو معنے پائینگے اور بہت سے ایسے فعل ہونگے جن کے حقیقی معنے صفائی اور صحت سے آپ نہ سمجھ سکینگے پس اُس کے دریافت کی کسی ماسٹر یا ریفارمر یا فلاسفر یا ڈاکٹر سے ضرورت پڑیگی اور اُس کا بلاغرض ارشاد لایق تسلیم ہوگا۔ بہت سے امورات علمی ہم کو پڑھنے تجربہ کرنے نباتات دیکھنے جھیلنے وغیرہ سے حاصل ہوتے ہیں اور اُسی سے ہماری ادھوری تمیز یا نامکمل عقل پکڑتی ہے جس سے ہم نئے ایجاد پر توانا ہوتے ہیں ٹھیک مادہ علمی کا حاصل کرنا اور چیز ہے۔ عامل بننا اور چیز ہے اور اُس سے ایجادات پر قادر رہنا اور چیز ہے جس طرح علمی باریک و دقایق ریفارمر یا ماسٹر وغیرہ یا ڈکشنری سے حل ہوتی ہے۔ ویسے سنسکرت کی مقدسہ کتب کے تو معنی الفاظ کوش اور ویاکرن سے مبرہن ہو کر فاضل پنڈت کے ارشاد سے ذہن نشین ہوتے ہیں مگر اُس فاضل کا بموجب میرے پہلے جواب کے خیر خواہ قوم اور بلاغرض ہونا شرط اولی ہے + پھر آپ کا ارشاد ہے کہ اُن کی زبانیں اب عموماً بولی یا سمجھی نہیں جاتیں اور اُن سے بہت سی تحریفات حاصل ہو گئی ہیں۔ ہر ایک حصہ میں افساد و اغلاط پیدا ہو گئی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے حصے صحیح اور مستند ہیں اور کونسے غیر مستند" افسوس یہ تحریر فرمانا آپ کی ناواقفی کا ایک بڑا بھاری ثبوت دے رہا ہے۔ کیا کوئی زبان یا کوئی علم بغیر پڑھائے کسی طرح آسکتا ہے جن لوگوں نے منگوج کی تحقیقاتیں کی ہیں اونہی کی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ سنسکرت اُم اللسان ہے اور اُس کے محاورے اور گردانیں اور ضمیریں بھی نہایت سلیس اور کامل تکنیکی ہیں واسطے ہر قسم کے اظہار کے الفاظ کے ہر حصہ کے معنے بتلانا علی الخصوص سنسکرت پر ختم ہے پس اس کے سب سے شائستہ و عمدہ و قدیم اور پاک ہونے میں کیا کلام رہا۔ وید ہائے مقدس میں تحریفات بالکل نہیں ہوئی ہیں۔ قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید نسخہ جات بالکل مطابق ہیں۔ ہاں سہو کاتب اور بات ہے جس کے واسطے ویاکرن موجود ہے پس اُسکی صحت میں سوائے کسی ضدی یا ناواقف کے اور کون شک لاسکتا ہے جیسے ہر مرض کا علاج ہے ویسے ہی ناواقفیت و جہل کا علم وارد ہے بلکہ اندرائن جلاب ہے پس جس طرح آپ اور چیزیں پڑھ کر حاصل کر سکتے ہیں اُسی طرح علم سنسکرت یا وید مقدس کو بھی تعلیم سے حاصل کر سکتے ہیں چونکہ وید مقدس کی کسی سنگتا میں اختلاف و انحراف نہیں ہے۔ اسیواسطے وہی کامل معتبر و مستند ہے۔ مگر تحقیق و تدقیق شرط ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "اگر یہ باور کر بھی لیا جاوے کہ فلاں کتاب مقدس کسی زمانہ میں مقدس کامل ہی تھی تو زمانہ آخری میں جسے مقدس کامل پایا جاویگا۔ اُس کا اظہار کسی خاص علم یا ہادی یا سکول یا جماعت وغیرہ کی رایوں پر ہوگا" اے صاحب بہادر کیا اس سے سوائے تعصب اندرونی کے اور کوئی نتیجہ نکلسکتا ہے۔ جو کتاب کسی زمانہ میں مقدس تھی اور اب تک صحیح و سالم پہنچی تو اُس کی تقدیس کا اب کیا نقصان ہو گیا کیا پورانی تحقیقاتیں اور قدیم شہادتیں صرف نفی سے ٹلسکتی ہیں۔ قدیمی رشیوں اور فلاسفروں نے جنہوں نے طب منطق ہیئت۔ سائنس اور کمسٹری یوگ الٰہی اخلاق وغیرہ علومات میں کامل دسترس حاصل کی تھی" اُن کو الہامی مانا اور اُن کے مقدس ہونے پر ہزاروں شہادتیں دی ہیں ہمارے پاس اُن کے صحیح ترجمہ موجود انکی مذہبی تحقیقاتوں سے بڑھ کر کوئی ایسا دقیقہ نئی روشنی والے حاصل نہ کر سکے۔ تاریخ شاہد ہے کہ "خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے علم کے رُو سے اُسی زمانہ میں ایسے اُنکو حاصل ہو گئے تھے جس میں ایتھنس کے اعلیٰ ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے

+ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں درج ہے کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد ہے ۱۲

عقیل اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت تھوڑی سی چھکی"۔ از تاریخ ہند صفحہ ۹۱ آریہ لوگ تانیوں سے شائستگی اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے" از تاریخ ہند صفحہ ۹۱ پس کسی طرح وید مقدس کے پاک از اغلاط ہونے میں شک نہ رہا۔ ایشور کی کرپا سے اس زمانہ میں بھی ہمارے مخالف ہزاروں برہمن حافظان وید موجود ہیں جو ویدوں کے خالی از نقص ہونے کا چو ہرہ ثبوت ہے کہ وید مقدس تحریر سے سرتا پا پاک ہے ✣

آپ کا فرمانا کہ کتاب کی تقدیس ماننے کا نتیجہ خواہ مخواہ روحانی قید انسانی حکومت اور بجت ہدایت انسانی کو پیدا کرتا ہے عدم واقفیت کا باعث ہے اگر وید مقدس کے کسی ایک منتر گائتیری وغیرہ کا ہی ترجمہ مدنظر کرتے تو یہ اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔ وید مقدس عقل کو صندوق میں بند کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ صداقت انسانی محبت رحمانی کے ساتھ عقل کی روا کی بھی تعلیم دیتے۔ ترقی دانش۔ افزونی عقل کی ایسی کامل ہدایت دیتے جس سے روحانی سرور حاصل ہو کر جسمانی فتور سے آزادی ملتی ہے اور حقیقی نور کا ظہور ہوتا ہے پھر **آپ** فرماتے ہیں کہ "ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے سے سوامی جی ایز دمتعال کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتا ہے اور کامل القائے غیبی کا ثبوت دیں" اور ایک جگہ اپنے اشارتاً معجزے بھی طلب کئے ہیں" اے بھائی وید مقدس کا صحیح ترجمہ کرنا اُن کی لیاقت علمی اور لاغرضی کا ثبوت ہے آریہ ورت کے تنزل کو دیکھ کر اُس کی حقیقی ترقی کے سامان مہیا کرنا خیر خواہ قوم ریفارمر ملک مہان پر اپکاری کا کام ہے کیا کسی خود غرض و خود پسند آدمی سے یہ کام ممکن تھا جس کے واسطے اُن کو بموجب ارشاد اُن کے اُستاد کامل یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کے ترجمہ کی ضرورت ہوئی۔ نروکت نگھنٹو و اشٹادھیائے و مہابھاش وغیرہ قدیم پستکوں سے اپنی لیاقت علمی کے زور سے بھاشا و سنسکرت میں آسان ترجمہ کر کے پرکاش کیا ہے جو ہر ایک فلاسفر ملک کا بموجب ارشاد وید مقدس کے دستکا پرکاش اور راست کا ناش" فرض ہے اُسی پر اُنہوں نے عمل کیا۔ کرامات معجزہ اور بار بار الہام ہونے سے وہ خود انکاری تھے اور اُن کی تردید کے واسطے تیار رہے گویا یہ کل دعویٰ ہی آپ کا فضول ہے۔ پس برخلاف جوش و خروش کے ہم نیاز مندی سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ بغیر علم کے عالم ہو کر کتابیں بنا تا ثابت کریں۔ آپ ماں کے شکم سے کسی بچہ کا پڑھا ہوا پیدا ہونا بتلا دیں آپ وید مقدس سے کوئی عمدہ رموز معرفت کے بتلا دیں اور وید مقدس سے پہلی کتاب از روئے تواریخ صفحہ دنیا پر نشان دیں تب کسی آریہ سے مقابلہ کو آئیں ورنہ ابتدائے آفرینش میں اُس عقل کل کی طرف سے انتظام جگت کے واسطے الہام کا ہونا ضروری تھا۔ اور وہی لاتبدیل بکلمات الآیہ یعنی لاتبدیل الہام پرماتما کا تا انقیام عالم کافی ہے وید مقدس میں مسطور ہے اگر آپ اپنے دعویٰ کے اثبات سے عاری ہیں تو مخالفت میں میرے پاس ہزاروں شہادتیں موجود ہیں جن کو اس وقت بخیال طوالت رسالہ نظر انداز کیا گیا مگر موقعہ پر پیش کرنے کو حاضر ہوں۔ ہاں اخلاق حمیدہ سے جواب ہو انصاف کو ہاتھ سے دینا مدنظر نہ ہوگا **آپ** فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو ایک کامل تقدیس الہام بھیجنا منظور ہوتا تو اُس کام کو خدا ادھورا نہ چھوڑتا اُس کے الفاظ مبہم نہ ہوتے اور اُن میں اختلاف معنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ انسانوں کو اُس میں مختلف تحریفات کا کرنا مشکل ہو جاتا جیسے مدار ارضی کا بدلنا"

بھائی میرے خدا تعالےٰ کو جیسے جسمانی آنکھوں وغیرہ کے واسطے آفتاب کا بنانا منظور تھا ویسے ہی روحانی آنکھوں کے واسطے آفتاب علم و گیان (وید) کا دینا بھی منظور تھا۔ وید مقدس ادھورا نہیں ہے اور نہ اُس میں تحریفات ہو سکتی ہیں۔ اور نہ اُس میں کلام مبہم ہے وید مقدس کی خوبی کسی عالم سنسکرت وید خوان غیر متعصب و لاغرض سے پوچھنی چاہیئے مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ مے ترسد۔ انجیلی تعلیم آپ کو وید مقدس سے مجتنب کر رہی ہے مگر میں دوبارہ گذارش کرتا ہوں کہ وید مقدس قصہ کہانیوں اور طوفانی باتوں سے خالی اور معرفت و گیان سے پر ہے اخلاق و سیاست مدنی سے کامل اور مکمل ہے پس انصاف سے اُس کا مطالعہ کرنا شرط ہے۔ **آپ** کہتے ہیں کہ صداقت ایزدی کا کوئی الہام کامل مقدس ہم بشروں کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتا کیونکہ اوراک انسان کی محدود اور تنگ عقل سے ضرور باہر ہوگا۔ اور ایسا الہام کوئی نہیں اُتر سکتا۔ اور پھر آپ آگے چلکر بیان کرتے ہیں کہ سب کتابیں کم و بیش صداقتوں کا اظہار کرتی ہیں سب میں کم و بیش الہام پایا جاتا ہے اور جب صرف پڑھنے سے ہی ہمیں سیکھوں میں اس قدر بے بہا امکانی نور اک ملتی ہے اور جب وقت انسان کسی مقدس کتاب کے مطالعہ میں محو ہوتا ہے جو پُورانی آیت کے مُردہ الفاظ کو یا کسی خیال کو طرز زندگانی سے منوّر کرتا ہے اور بعد ازاں وہی زندہ صداقتیں اور زبانی الہام بن جاتے ہیں مگر صرف اُس کے لئے اُس وقت میرے مہربان ڈاکٹر ٹھاکر داس صاحب پردہان آریہ سماج شملہ کا قول مجھے یاد آیا جنہوں نے پنڈت شیو نرائن کے ایک خاص بازاری اُپدیش کے جواب میں فرمایا تھا کہ مُردہ وہ چیز ہوتی ہے جو کبھی زندہ نہ ہو کبھی زندہ تھی وہ مُردہ نہیں ہو سکتی پس الفاظ کو مُردہ کہنا سراپا غلط اور حقارت آمیز کلمہ ہے ؎ باطل است آنچہ مدعی گوئد ✣ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار ✣

پیارے بھائی اگر الہام فائدہ مند نہ ہوتا تو آجتک وحشی انسانوں کی طرح ہو کر اُن کی مانند دولت علم و رُوپ و ہنر سے محروم الارث رہتے افسوس نمک خوروں و نمک داں شکستن کی ہدایت دے رہی جو ست ہے ہمیشہ ست رہیگا کبھی ناش نہ ہوگا پس جو پہلے مقدس کامل تھی۔ وہ اب مقدس کامل ہے اور اُن کا پرچار کرنا عین عالموں کا فرض اور منشاء اعلیٰ ہے کوئی ذاتی رائے یا خود غرضی کے الہام تقدیس کے زیور سے کبھی آراستہ و فرمز نہیں ہو سکتے پس جس طرح یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ بغیر کتاب کے علم نہیں آسکتا ویسے ہی بغیر علم کے کتاب نہیں بن سکتی اور نہ کسی دلائل کو حل کر سکتا ہے رموز علمی و معرفت روحی سے سراپا محروم رہتا ہے علم کے سوا اور کسی کا نیچر نہیں ہے جب تک پڑھے پڑھائے بچے سیکھوں سے پیدا نہ ہوں تب تک علمی کتابوں کی نہایت ضرورت ہے اور ایسی سر حد پر حاصل کرنا عالم کل علیم مطلق کی توجہ و الہام کا محتاج کرتا ہے۔ پس عقل سلیم فتویٰ دیتی ہے کہ صفائی ذہنی کے واسطے حقایق روحانی کے واسطے تسلی باطن کے واسطے رہنمائی معرفت کے واسطے آگاہی یوگ کے واسطے کاروبار دنیاوی کے واسطے باہمی محبت کے واسطے اتفاق کے مبارک پودے کے واسطے۔ انسانیت کامل کے واسطے پرماتما۔ اور بندوں کے رشتہ محبت کے واسطے غرضیکہ تمام مشکلات حل کرنے کے واسطے۔ پاک و تقدیس الہام کا ابتدائے آفرینش میں کامل و غلطیوں سے پاک ہونا ضروری ہے اور واسطے یادگاری آئندہ کمزوری انسان کے اُس کا تحریر ہونا ساتھ ہی لابدی و لازمی ہے سب سے قدیم ہر طرح مکمل نہایت معقول و معرفت کا کامل رہنما وید مقدس کا الہام ہے جس پر عمل کمانے سے دھرم ارتھ کام موکش کا دروازہ خداوندانہ حکم کے مطابق کھلا ہوا ہے اور آفتاب کی طرح اُس کے علوم کی شعاعیں منور کر رہی ہیں وہ خود کاشتی ہدائتیں۔ وہ خود زہریلی مٹھائی (یعنے برہمو دھرم) جو آزادی آزادی کہکر لوگوں کو مادر پدر آزاد بنا رہے ہیں پرماتما اُس سے ہمارے بھائیوں کو محفوظ رکھے جواب اس کا اگر معقول ہو تو عین زیبا ہے صبا پیغام یہ میری طرف سے اُن کو پہونچانا

راقم
لیکھرام آریہ مسافر

سچے دھرم کی شہادت

دیباچہ

جو نرا کار سرب جگت آدہار ہے۔ اُسی کی عبادت سب بنی نوع انسان کو سزاوار ہے جو روپ بچوں سے مبرا ہے۔ وہی ایک سب کا خدا ہے پچھتا نا تھک جانا دلگیر ہونا۔ فاختہ بننا

ان سب الزامات سے اُس کی ذات پاک ہے اس واسطے زادن۔ مُردن۔ خوردن۔ جھگتن۔ جوانی
سری وغیرہ سے بھی نے پاک ہے چونکہ سب دنیا یک اور عالم الغیب ہے۔ پس انسان کی شناخت
سے بھی نے سب سے جس طرح وہ خود قدیم اور پاک ہے۔ ویسے ہی اُس کا کلام بھی ہونی چاہیے
اور وہ وید مقدس ہے دوسرے کوئی نہیں راسخ ہووے کہ ایک پادری اوپین جسکا نام
عالماً اسمہ صاحب ہے ۱۸۷۶ء میں ایک کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن
پریس لودیانہ مسمیٰ براعہ اِصحات اہل اسلام۔ اہل ہنود کے چھپوائی ہے جو میرے پاس
موجود ہے اُس کے صفحہ ۲۱ سے ۲۸ تک دین ہنود پر اعتراض کئے ہیں چونکہ وہ کتاب
سہو و خود مغالطہ پر مبنی ہے اس واسطے ہم اپنے دھرم کے ناخواندہ لوگوں کو مغالطے سے
بچانے اور جس یوس جیاہ کے جتانے کی خاطر اُس کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں تاکہ ناواقفی
سے کہیں اندھا دھند گمراہ ہو کر اس چاہ میں۔ گر پڑیں اور پشیمانی اُٹھاویں۔ ایشور سے
تبری کرپا سے اُمید ہے کہ اس سے اہل ہنود کے اطفال جو مشن سکولوں میں پڑھتے ہیں
فیضیاب ہونگے +

اعتراض صفحہ ۲۱۱۔ ہندوؤں کے دین کی کتابیں حقیقت میں چار وید اور چار اُپ وید
اور چھ وید انگ اور چار اُپ انگ ہیں +

جواب آریہ یہاں پر پادری صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ ہندوؤں سے ہم مراد کس قوم کی
لیتے ہیں کیا وے لوگ بنام آریہ جن کے مذہب کی حقیقی کتب مذکورہ بالا ہیں یا کہ وے
بُت پرست بے علم جو نافہمی سے صرف پورانوں کے پیرو ہو گئے اور کتب مذکورہ بالا کو
برائے نام کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی کتابیں ہیں۔ بصورت اول اُن کا نام آریہ لینا
تھا جو قدیم باشندے اس ملک آریہ ورت کے ہیں۔ اور ہندو نام تو مسلمان بادشاہوں
کے عہد سے بطور [illegible] آرث کے رکھا گیا ہے حقیقی کتابوں کا نام لے کر اُن کی حقیقی معتقد قوم
کا نام [illegible] نہیں ہے۔ بصورت دوم بُت پرستوں اور اپنے مذہب سے گمراہوں کو
جتلانے کے واسطے پہلے یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ اس ملک کے اصلی باشندے آریہ
ہیں غلطی اور نافہمی نے تمہیں ہندو اور بُت پرست بنایا اور تمہاری رہنمائی کی یہ کتابیں
ہیں اور تم اصل میں آریہ ہو۔ خیر اس سے درگذر کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے قول اول میں
کئی غلطیاں ہیں آپ نے صرف نام اُن کا سنا ہوگا ہم آپ کو اُن کے اصول سمجھاتے
ہیں ایک آیور وید ہے اُسمیں اول سے آخر تک سرجری کمسٹری میڈیسن الوالاجی
یعنی طبابت وغیرہ کے اذکار ہیں۔ دین کی بات ایک بھی نہیں ہے دوم دہنرو وید ہے
جس میں تمام قواعد فوجی و جنگی کے جو راجوں کو سکھائے جاتے ہیں اور تلوار بندوق
توپ تیر چکر وغیرہ کے فن جو جنگ میں کام آتے ہیں مفصل طور پر درج ہیں دھرم
کا کچھ ذکر نہیں تیسرا گاندھرب وید ہے اس میں علم موسیقی کا مفصل و مشرح حال لکھا ہے
دین سے کچھ تعلق نہیں ہے چہارم ارتھ وید ہے اسمیں قواعد سیاست مدنی اور ہر قسم
کی کاریگری مثلاً انجنیری وغیرہ کا ذکر مندرج ہے اسکو بھی دھرم سے واسطہ نہیں افسوس
کہ ان چار اُپ ویدوں کو جو دنیاوی کتابیں ہیں دین حقیقی کی کتابوں میں لے شمار کیا۔
سب ہوا اگر ہم کل علوم کی کتابوں اور مصنوعی اکلوں کو الہامی کتابیں مان کر آپ سے جواب
مانگیں۔ دوسری بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ چار اُپ انگ میں حالانکہ وہ چھ ہیں اور اُن
میں بھی اصولات علمی پر بحث ہے۔ اور وہ یہ ہیں میمانسا۔ سانکھیہ۔ یوگ۔ نیائے۔ ویشیشک
ویدانت اور چھ انگ یہ ہیں شکشا۔ کلپ۔ جوتش۔ نروکت۔ چھند۔ ویاکرن۔ جنسے انہیں
بھی متعلق وید ہائے مقدس کی گرامر ڈکشنری قواعد مرتب کئے گئے ہیں۔ پس ان کا بھی
معاملات دھرم سے کچھ تعلق نہیں وید مقدس چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید
پُستک ہمارے دھرم کے ہیں جن کو آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے آج تک الہامی

ماننے آئے ہیں انہیں کتابوں سے پادری صاحب کو اعتراض کرنا واجب تھا نہ کہ
بلا سوچے سمجھے اندھا دُھند کا روائی شروع کر دی +

صفحہ ۲۱۱ (پادری) لیکن ان میں چار وید اور چھ شاستر اور اٹھارہ پران مشہور ہیں۔ جو
خاص کر دین اور نجوت کی بات سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اُن کتابوں کی باتیں اُوپر کے
نسخوں سے پرکھی جاتی ہیں پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کتابوں کے رُو سے خدا دو طور پر
سا جاتا ہے ایک نرگُن کہلاتا۔ دوسرا سرگُن۔ نرگُن کے یہ معنے کہ جس کو گُن یعنے صفت
نہیں اور خدا نرگُن جب رہتا ہے کہ خلقت نہیں رہتی اور اُسکی اُس حالت کا کچھ بیان
ہی نہیں +

جواب آریہ پادری صاحب کا اول وہ نربانا اور پھر اٹھارہ پرانوں کا شامل کرنا
کس قدر ڈھٹائی کی آڑ میں تسکا چھپانا ہے جب سوچا کہ ویدوں اور شاستروں میں اعتراض
کی گنجائش نہیں نہا تسویل آوں یعنی پرانوں کو بھی شامل کر لیا۔ افسوس امتحان کرنے
والے کی لیاقت جو الفاظ کی مراد بھی نہ سمجھ سکا اس سے بھی نہیں سمجھا پھر اُنکے گھر کے حالات
کی ماہیت کس طرح جانے گا۔ ہمارا خدا کبھی بے صفت کبھی باصفت اس طرح سمجھ لیا ہوگا
کہ جیسے اپنے گھر میں خدا کو غیر محدود اور کبھی ایک لاشریک کبھی تین اور کبھی لطیف اور غیر محسوس
کبھی کثیف اور کبھی دھمک اور دھُوئیں اور فاختہ اور جرس کی شکل کبھی ہمہ دان اور کبھی آنکھ سے
بھی اندھا کہ باغ عدن میں آدم کی تلاش کرتا رہا۔ اور بلایا کہ تو کہاں ہے اور موسیٰ کو پوچھا
کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جناب من ہمارا معبود آپ کی طرح نہیں ہے اب نرگُن اور سگن
کے معنے جو ہماری کتابوں میں لکھے ہیں سُنئے پادری صاحب سرگُن لفظ غلط ہے۔ اصل
میں سگُن ہے خدا ہر حالت میں ہمیشہ ایک صورت میں رہتا ہے متغیر نہیں ہوتا۔ اس میں
بدی۱۔ ظلم۲۔ فریب۳۔ تعصب۴۔ رعایت۵۔ کینہ۶۔ بُغض۷۔ حسد۸۔ غضب۹۔ جہل وغیرہ مطلق نہیں
اس لئے وہ نرگُن ہے۔ یعنی ان صفتوں سے مُبرّا اور منزہ ہے کیونکہ یہ صفات اُس کی
خدائی کے لائق نہیں اور سگن اس واسطے ہے کہ اس میں قدوسیت قدرت۔ عدل۔ علم
ہمہ دانی وغیرہ صفات ہیں یعنے اُن صفات سے موصوف ہے جو اُسکی خدائی کے لائق ہیں
نرگُن کے یہ معنے نہیں کہ کوئی صفت مطلق اس میں نہ رہے اور سگن سے یہ مُراد نہیں
کہ دنیا کی تمام صفات نیک و بد اُس میں آجاویں اپنی ذاتی صفات کے رُو سے سگن
اور غیر صفات نہ ہونے سے نرگُن ہے۔ چنانچہ اس کا عمدہ فیصلہ مباحثہ ستیہ ست جیسک
بریلی میں جو مابین سوامی دیانند سرستی جی مہاراج اور پادری اسکاٹ صاحب کے ہوا تھا
اور یہی مراد و مطلب تمام شاستروں میں لکھا ہے +

صفحہ ۲۱۱ (پادری) وہ گویا نیند کی سی حالت ہے کہ اس میں اُسے کچھ کہا نہیں جاتا کہ
پاک ہے یا ناپاک۔ سچا ہے یا جھوٹا۔ قادر ہے یا عاجز۔ دانا ہے یا نادان۔ کیونکہ وہ بالکل
نرگُن ہی ہے اور اسی واسطے وہ برہم کہلاتا ہے یعنے نہ پُرش لنگ اور نہ استری لنگ
بلکہ نپُنسک ہے۔ ان کتابوں کے رُو سے خدا سرگُن کب ہوتا ہے جب اسکا بیداکرنے
کا ارادہ ہوتا اور مایا کی اس میں جنبش ہوتی اور برہم میں اہنکار سمانا تب تین گُن یعنے ست
رج۔ تم اُبھتے ہیں اور اُن سے دنیا پیدا ہوتی اور وہ سب چیزوں میں دریا پک ہو جاتا ہے
اور شیر و شکر کی طرح سب میں مل جاتا +

جواب آریہ۔ یہ تو کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہا جاتا
ہے کہ پاک یا ناپاک نعوذ باللہ یہ تو ایسی باتیں جیسے ہم فرقہ ماربونی کی شہادتیں دین عیسوی
کے اصولوں میں پیش کریں اور کہیں کہ سچ مچ موسےٰ اور عہد عتیق کے پیغمبروں کا معبود
شیطان تھا علاوہ ازیں اُس کا نام برہم اس غرض سے نہیں رکھا کہ نہ وہ مرد نہ عورت
اس واسطے نپُنسک ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ہر شے میں ہے اور برہم اعظم کے معنے بھی

یہی ہیں اگر اس غرض سے ہو تو اُس کے پُرش لنگ نام کیوں ہیں اور استری لنگ نام کیوں نہیں پرمیشور کے نام فقط اُس کی صفات بیان کرنے والے ہیں۔ ان سے یہ غرض نہیں کہ کیا صیغہ ہے اور یہ کہنا کہ وہ دُنیا کے رہنے پر نرگن ہوگا۔ وغیرہ یہ صرف آپ کا دلی بناوٹی مسئلہ ہے کسی آریہ کامل و ماہر علم سے پوچھ کر لکھنا واجب تھا اور نہ اس میں وید مقدس کا بیان لکھا ہے پس دعویٰ بلا دلیل ہیچ و پوچ ہے +

صفحہ ۱۱۲ (پادری) چنانچہ وید میں لکھا ہے کہ سرشٹ ہونے کے وقت خدا کہتا ہے۔

एको॓ऽहं बहु स्याम یعنے میں ایک ہوں بہت ہو جاؤنگا پھر وید میں لکھا ہے کہ وہی کسان ہو کر زمین کو جوتتا بوتا اور پانی بن کر اُسے سینچتا ہے اور اناج ہو کر سب کا پیٹ بھرتا ہے اور است اُسی سے ہے +

بیت ہست است ہیں دو لوجس سے پھر اُن کے نیستے ہیں کس سے

جواب آریہ۔ واہ پادری صاحب خوب اعتراض کیا ہے۔ اگر ہم کہیں مسیح مصلوب نہیں ہوا یہ انجیلوں میں لکھا ہے تو عیسائی کب مانیں گے بلکہ کہیں گے دکھلاؤ کہاں لکھا ہے ہم بھی پوچھتے ہیں کہ آپ وید میں لکھا کہیں۔ وید تو چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو۔ ان میں سے کس میں لکھا ہے۔ تب جواب دیا جائیگا۔ اے صاحب کسی نافہم ٹکا کے لالچی نے آپ کو دھوکا دیا ہے یہ مسئلہ وید مقدس کے خلاف ہے اور کسی وید میں نہیں ہے پس اس کو وید کہنا سراسر انصاف سے برخلاف ہے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶** بہت کچھ اُپنشدوں اور بششٹ اور دیوداس وغیرہ کے شلوک لکھ کر خلاصہ لکھا ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں میں خدا جو نرگن ہے اُس کا بیان ہی نہیں اور خلاصہ کا یہ شلوک ہے +

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म नेह नाना नास्ति किंचन

ترجمہ یعنے ایک ہی برہم ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ وید شاستروں و پُران کا خلاصہ یہی ہے

جواب آریہ۔ آپ نے یہاں بالکل گڑبڑ مچادی ہے۔ اول جو شلوک لکھے اُن کا مطلب اور ہے اور اس شلوک کا اور ہی مطلب ہے۔ آپنے نہ معلوم کیونکر اُن شلوکوں کا یہ خلاصہ سمجھ لیا اور علاوہ بریں اُس کا ترجمہ بھی غلط سمجھا۔ لیکن اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے (آپ کی طرح تین خدا اس میں نہیں مانتے ہیں اس واسطے تین کی ہدایت نہ پاکر اعتراض کرنے کا موقعہ آپ کو ملا ہوگا) اس میں شرکت کو ہٹا کر وحدت کا اشارہ کیا ہے دوسری شئے کی مطلق ہستی سے انکار نہیں کیا۔

افسوس آپ کی دانشمندی پر بلا سوچے سمجھے شاستر و پُران کا خلاصہ نکال لیا +

(پادری) **صفحہ ۱۱۶**۔ خدا جب سرگن ہوا۔ اور سرب ویاپک ہو کے سب باتوں کا کرتا یعنے فاعل ٹھہرا اُس کی پاکیزگی ثابت کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے نیز اس بات کے دریافت کرنے میں کیا چاہیئے کہ ان کتابوں کے رُو سے وہ سرگن ہونے کے پہلے وہ دیو بنا پس آیا وہ تو دیو ہیں ہو کر قدوس ٹھہرتا ہے یا نہیں کیوں کہ اگر اُن میں جو سب دیوتوں کے سردار (برہما۔ وشن۔ مہیش) ہیں پاک نہ ٹھہرے گا۔ تو کیس میں ٹھہرے گا +

جواب آریہ۔ پادر صاحب کہتے ہیں کہ بھینس کا اگر کوئی مذہب ہوتا تو ضرور وہ اپنے معبود کو بھینس تصور کرتی۔ جس کا ہر عضو دلربا اور شکل مرغوب قد و قامت ہیں درست مضبوط اور بہت عمدہ سبز چراگاہوں میں چرنے والی مانتے یہ سچ ہے + ے

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست +

ہر ایک اپنے اعتقاد اور قیاس کے بموجب کہتا ہے۔ دیکھئے بائیبل میں خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا عدن میں آدم سے ہمکلام ہوا۔ پھر یعقوب سے کشتی لڑ کر مغلوب ہوا اور پناہ مانگی موسے کو زنا کے واسطے رغبت دلائی جیسا کہ موسے کی کتابوں سے مِن وعن

ظاہر ہے اس قسم کے بیہودہ خیالات نے مصنف تحقیق دین حق کو دھوکا میں ڈال دیا ہوگا۔ اور سمجھا ہوگا کہ جیسے مسیح ہمارے اعتقاد میں خدا مجسم ہے اُن کے مذہب میں بھی برہما بشن مہیش تین خدا مجسم ٹھہراؤں اور ان کا نام تثلیث روپ رکھوں۔ اگر ہم آریہ اس کے قایل ہوتے تو ہم مسیح کو کیوں رد کرتے یا برہما بشن مہیش کے طور پر تثلیث کے گرداب میں کیوں نہ پھنستے مگر یہ خیال بیشک سیدھا دوزخ میں پہنچانے والا ہے اور چاہِ جہالت و ضلالت میں گرانے والا لہٰذا ہم ہرگز ان کو مجسم خدا مسیح کی طرح نہیں مانتے البتہ نیک اشخاص جانتے ہیں جاہل لوگوں نے اُن پر الزام اور اتہام واسطے شکم پروری خود لگائے ہیں جیسے کہ متی نے برمیانبی کا نام غلط اپنی کتاب میں لکھا ہے اسی طرح خودغرض ابلہ فریب لوگوں نے برہما بشن مہیش مہاتماؤں پر الزام لگائے ہیں مگر دانا لوگ جو اُن کی تعلیم پڑھتے ہیں اور اُس سے روز روشن کی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۷ یا ۱۱۸**۔ بحوالہ چنڈی پاٹھ سپتہ۔ وشنو۔ لنگ۔ وایو وغیرہ پورانوں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک روز متوالا ہو کے اپنی کنیا پر بُرا ارادہ کیا۔ وغیرہ

جواب آریہ۔ مثل مشہور ہے (چھاج تو بولے مگر چھانی کیا بولے) جس کو ہزاروں سوراخ ہیں۔ ہم پر کسی طرح الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ اوّل تو چنڈی پاٹھ وغیرہ معتبر کتابیں نہیں۔ اور علاوہ بریں آپ پُرانوں کی شہادت لاتے ہیں مگر اپنی الہامی کتاب پیدایش (بائیبل) کی طرف ذرہ غور سے نہیں دیکھتے۔ جہاں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز نبی حضرت لوط نے اپنے دو بیٹیوں سے شراب پی کر زنا کیا $\frac{۲۰}{۳۶ تا ۳۰}$ خدا کے حکم اور موسے کے ارشاد کے بموجب بتیس ہزار باکرہ چھوکریوں سے زنا ہوا اس کو پڑھ کر شرم نہیں آتی کہ برہما پر بلا ثبوت کے اتہام لگاتے ہو اور انجیل کو زیر مطالعہ نہیں رکھتے

بیت

تو براوج فلک چہ دانی چیست چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

(پادری) **صفحہ ۱۱۸**۔ بحوالہ پدم پُران کے وشنو جالندھر دیت یا دیو کی صورت بن کر اُس کی جورو سے ہم بستر ہوا وغیرہ +

جواب آریہ۔ اپنی آنکھ میں شہتیر نہیں سوجھتا۔ مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے پدم پُران جو کسی شہوت پرست کی تصنیف ہے اُسی کی شہادت پیش کی حالانکہ اُن کتابوں کی شہادت ہمارے مہاتما لوگوں کے بارہ میں صادق نہیں آتی ورنہ ٹامس پین صاحب بہادر کی ایج اوف ریزن بائیبل کے بارہ میں شاید ماننی پڑیگی۔ جاہلوں کی بات کو سند پکڑنا واجب نہیں ہے وید شاستر سے شہادت چاہیئے چونکہ یہ ناممکن ہے۔ پس ہم انجیل سے شہادت لاتے ہیں کہ داؤد نے اوریا کی جورو سے زنا کیا اور اوریا کو عمداً قتل کیا جس کی اولاد سے حضرت مسیح خدا مجسم پیدا ہوا۔ ناک اپنا کٹا ہوا ہے ننگا لوگوں کو بتاویں افسوس۔ دیکھو سموایل ۲ باب ۲ آیت ۳ سے ۵!!

(پادری) **صفحہ ۱۱۸**۔ مہادیو اپنے بیاہ میں ننگا ہو کر بیل پر چڑھ لیا۔

جواب آریہ حضرت نوح نے بھی انگوری شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی تھی آپ کی الہامی کتاب کہتی ہے۔ دیکھو توریت پیدایش باب ۹ آیت ۲۲ اور اس طرف ایک بدعتی اور شہوت پرست کی کتاب میں ہے۔ یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ معترض نے بے سروپا باتیں بلا ثبوت وید شاستر کے لکھدی ہیں۔ کل اعتراض ان کتابوں پر ہیں جن میں ۶۰۰ یا ۷۰۰ سو برس کے اندر لوگوں نے عجیب و غریب قصہ جات اپنی مطلب براری کے لئے درج کر دئے ہیں۔ پس اس صورت میں جو کل اعتراض بیچے دھرم پر غلطی سے کئے ہیں سب بے بنیاد ہیں۔ ہم کس کا جواب دیں۔ اگر کوئی اعتراض

اور کرشن سے کہنے لگی کہ وہ میرے خصم سے یہ باتیں کہہ دیگی اور وہ آکر مجھے مار ڈالیگا۔ کرشن نے اُسے کہا کہ تم مت ڈرو اگر تمہارا خاوند آویگا تو میں کالی بن جاؤں گا۔ اور تو میری پوجا کرنے (اسکے رستے میں) بیچ میدان جب بیٹھو۔ افسوس ہزار افسوس بھلا ایسے شخص میں بھی کہیں سچائی پا سکتے ہیں ۔

جواب آریہ۔ نہیں معلوم کہ اِن لوگوں نے جھوٹ بولنے کا شیوہ کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ اور کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ دیکر بھلا کر گمراہ کیا کرتے ہیں ہم نے مہابھارت میں پڑتال کی کہیں اِسکا نشان موجود نہ پایا۔ بلکہ یہ ذکر بھاگوت میں بھی نہیں ہے اسواسطے ہمیں کہنا پڑا کہ مصنف دین حق کی تحقیق کی عقل پر اور اس کے جھوٹے اعتراضوں پر افسوس صد ہزار افسوس بھلا ایسے پادریوں میں بھی کہیں سچائی کا نشان پا سکتے ہیں۔

(پادری) **صفحہ ۱۳۲ تا ۱۴۴** ۔ ہندوؤں میں پیدائش کی بات بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی ایشور کوئی پُرش۔ کوئی کالی کوئی دیوی کو پیدا کرنے والا مانتا ہے۔ پہلے مایا سے ست۔ رج۔ تم۔ پھر اہنکار پھر آکاش۔ پھر وایو آگ پانی پرتھوی۔ اس سے انسان پیدا ہوئے۔ اور حوالہ صرف کرم پُران و لنگ پُران اور برہم و یورت پُران و مارکنڈے پُران و بھاگوت پُران وغیرہ کا دیا ہے۔

جواب آریہ۔ معترض سے ہم پوچھتے ہیں کہ بائیبل میں جو لکھا ہے کہ کہیں دنیا کا بنانیوالا گاڈ۔ خداوند کہیں۔ جہوواہ۔ کہیں لارڈ۔ کہیں فادر۔ کیا تمہارے بہت خدا ہیں یا سب ایک ہی خدا کے نام ہیں اگر قول اوّل درست ہے تو اعتراض تمہارے پر عائد حال ہے۔ اگر حصہ دوئم ہے تو شیو۔ وشن دیوی بھی ایک ہی پرمیشور کے نام ہیں علاوہ براں اگر وید مقدس سے پیدائش کا حال پڑھتے جو پرمیشور نے خود ہم کو بتلایا ہے تو کوئی شک نہ رہتا اور علم و عمل کے مطابق تھا۔ جاہلوں کی تصنیفات میں دیکھ کر خود غرضوں کی زبانی سنکر اور ایسی دیسی کتابوں میں برخلاف عقل پیدائش کا حال پڑھ کر دل میں قصہ کرنا (مثل، آسیب من است است و آسیب دیگراں چوں میچر است) بائیبل کی پیدائش کیسی اوٹ پٹانگ ہے۔ دیکھئے سات دن میں دنیا کو پیدا کیا سدن میں باغ انگور لگایا۔ شام کو خدا اُسمیں ٹہل رہا تھا۔ (کیسی بھول ہے) ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور پیڑ ول اور بیابان بھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ اور خدا نے کہا اُجالا ہو اُجالا ہو گیا۔ اور پھر خدا نے اُجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اُجالے کو اندھیرے سے جُدا کیا اور خدا نے اُجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا۔ سو شام اور صبح پہلا دن ہوا۔ پیدائش ۱ تا ۵ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ازلی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ ازلی ہے۔ تو ازل میں ابتدا نہیں ہوتی کیونکہ ازلی کے معنے ہیں جس کی ابتدا نہ ہو اور ابتدا کہتے ہیں شروع کو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ازل سے بیکار تھا اور دنیا پیدا کرنیکے علم سے بے خبر تھا۔ جو کہو کہ خدا ازلی نہیں۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ آسمان سے کیا مراد ہے خدا کے رہنے کی جگہ۔ یا خلا۔ اگر حصہ اول درست ہے تو جب تک آسمان نہیں بنا تھا۔ تب تک خدا کس جگہ رہتا تھا۔ صاف طور یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ خانہ بدوش رہا ہوگا یا مکان بنانے کے فکر میں ہو مگر کوئی نقشہ سمجھ میں نہ آیا ہوگا جو حصہ دوم پر اعتقاد ہے تو بائیبل نے بنیاد ہے کیونکہ اسمیں اس کا ذکر نہیں البتہ شرح کرنے والوں نے مراد آسمان از خلا رکھی ہے خیر باشد

تو اس کی پیدائش نہیں ہو سکتی کیونکہ۔ اور یہ بھی ایک سوال ہے جب پول نہیں تھا تو کیا تھا اور خدا کہاں رہتا تھا۔ خدا کا علم کامل تھا یا ناقص۔ اگر سوال اول درست ہے تو اس نے زمین پیڑ وں کیوں پیدا ہوئی اور پھر پیڑوں پیچھے اوسکے تھے کو کس نے برابر کیا۔ جو حصہ دوم ٹھیک ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا محیط کل ہے یا محدود۔ حصہ اول میں خدا کے روح پانیوں پر جنبش کرتے تھے (جس کو بائیبل نے عالی کشتی سمجھ کر رکھا ہے) نہیں ہو سکتا۔ جب روح پانیوں پر جنبش کرتی مانو گے تو خدا کے جسم کو پانیوں میں ڈوبا ہوا یا کسی اور جگہ قبول کرنا پڑے گا۔ جو خدائی اوصاف کے عین برخلاف ہے۔ سوال دوئم جو محدود ہے وہ خدا نہیں بلکہ انسان یا حیوان یا کوئی اور نباتات وغیرہ ہے۔ خدا نے اُجالے کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہے۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا اور اُجالا اُس کے علم میں نہ تھا اگر ہوتا تو دیکھ کر اچھا نہ کہتا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ آسمان ہو اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے تب خدا نے آسمان کو بنایا وغیرہ وغیرہ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا ۱ تا ۸ غور کیجئے اگر پانیوں کے بیچ آسمان نہ ہو یا تو پانی رہتے ہی کہاں آسمان کو بھی آپ نے پہلے دن میں بنایا تھا اب دوسرے دن اُسکا بنانا کہاں تک تحریر کیا جاوے مختصر یہ ہے کہ تیسرے دن خدا نے سمندر اور نباتات اور چوتھے دن چاند سورج غرض چھ دن میں سب کچھ پیدا کرکے آدم کو اپنی صورت پر بنا کر ساتویں دن آرام کیا۔ پیدائش باب پہلا۔ ہم حیران ہیں کہ بلا چاند سورج۔ پہلے دوسرے تیسرے جو تھے [illegible] کسطرح بسر ہوئی۔ افسوس بائیبل نے لامحدود کو ہمہ ساکو [illegible] کی شکل ٹھیرا دی جس پر آدم بنا۔ سچ ہے تب ہی تو انسان [illegible] بیت کر ساتویں دن آرام کیا۔ خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی وہ سو گیا۔ اُس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اُس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند نے اُس پسلی سے ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا پیدائش ۲ باب ۲۱ تا ۲۲ سبحان اللہ اور یہ کام پرمیشور سرب [illegible] کا۔ ایسے خدا پر بطالت ہے۔ وہ کیونکر تمام عالم کی سرداری چھوڑ کر اُس بیچارے آدم کے پیچھے پڑ گیا مدد بھی شاید دوا نہ ہوگئی ہو نہ ہی تو اسقدر بھاری کیوں ہوا ہے شاید اسی سے بائیبل کی مراد بیہوشی قاتل ہوگی کیونکہ پسلی کاٹتے ہوئے آدم کو خبر نہ ہوئی۔ اسکے چاقو یا کارد خنجر کا تو ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے ناخنوں سے جو شیر کے برابر پہاڑ سوا لے ہونگے پسلی کاٹی ہوگی۔ وہ گوشت کہاں سے آیا۔ جو پسلی کے عوض بھرا گیا کیونکہ اُسوقت سوائے آدم کے اور کوئی پیدا نہ ہوا تھا خدا نے شاید اسی ران کاٹ کر بھرا ہوگا۔ آدمی کی بناوٹ سے صاف ظاہر ہے کہ اسکی کوئی پسلی کم نہیں اور عورت مرد دونوں کے اعضاء بدنی کی بناوٹ یکساں ہے۔ بھلا ایک پسلی سے تمام اعضاء بدن کسطرح بنے مثلاً آنکھ۔ کان۔ سر۔ ناک۔ ہاتھ۔ پیر وغیرہ وغیرہ یوروپین سرچ صاحبان غور فرماویں شاید جواب میں پادری صاحبان دُر افشانی کرینگے۔ کہ خدا قادر مطلق ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں بقول آپ کے وہ قادر مطلق بغیر پسلی کے عورت نہیں بنا سکتا تھا۔ جناب من قادر مطلق کے یہ معنے نہیں کہ جو ناپسند دل میں آیا کر دیا یا دیں [illegible]۔ وہ اپنے قوانین سے برخلاف کچھ نہیں کرتا (چنانچہ اسکا فیصلہ ستیاسست ببیک میں موجود ہے دیکھ لینا) ذرا گریبان

جواب آریہ - اے صاحب اوّل تو اختلاف نہیں ہے۔ بالفرض اگر ہوں - تو ہمیں کچھ خوف نہیں - کیونکہ وے انسانوں کی تصنیف ہیں الہامی نہیں - لیکن آپ نے کسی شاستر کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور پُران کسی طرح یہاں کے قابل نہیں مگر آپ کی الہامی کتابوں میں جتنا اختلاف ہے اُس کا ہم پورہ اندازہ نہیں کر سکتے مولوی رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر وزیر خاں صاحب نے آپ کی کتابوں ہی سے ثابت کر دیا اور تم معترف ہوئے کہ چالیس ہزار اختلاف ہماری کتابوں میں ہیں اور ڈاکٹر گریباخ نے ڈیڑھ لاکھ اور وٹیس تن صاحب نے دس لاکھ اختلاف انجیل مقدس سے نکالے ذرہ مُنہ گریبان میں ڈالکر غور کیجئے - کیونکہ آفتاب لب بام ہے - اے معترض چھ شاستر فلاسفی ہیں جن کے اصولوں پر حکما نے بحث کی ہے ان میں اختلاف صرف دلائل یا پیرایوں کا ہے - معنوی یا حقیقی اختلاف نہیں ہے مگر اُن کے سمجھنے کے واسطے سنسکرت کے اعلےٰ درجہ کی لیاقت درکار ہے اور وہ معترض میں دشوار ہے - پس ایسے نہ سمجھنے سے اعتراض سراپا بیکار ہے ہم قطع نظر اور اختلافوں کے صرف روح کے بارہ میں اختلاف دکھلاتے ہیں - اور مصنف بھی آپ کو ساتھ روح کے بارے میں انجیل محض دھوکھا دیتی ہے - خود اس کو سمجھتی ہے اور نہ بتلا سکتی ہے پیدائش ۹/۴ استثنا ۱۲/۲۳ احبار ۱۷/۱۱ زبور ۱۰۴/۲۹ پیدائش ۷/۲ استثنا ۱۲/۲۳ زبور ۵۶/۷ و ۱۹/۱۶ امثال ۲۰/۲۷ پیدائش ۸/۲۵ و ۳۵/۱۸ و گنتی ۱۶/۳۲ و ۳۳ اور ایوب ۱۴/۱۲ و ۱۲/۱۰ و ۱۲/۱۸ واعظ سلیمان واعظ ۱۲/۷ و ۳/۱۹ تا ۲۱ میں ایسی سخت مخالفت ہے - یہ نقص روح کے بارہ میں بطور نمونہ درج ہیں ٭

العاقل تکفیہ الاشارۃ اگر زیادہ اختلاف دیکھنے ہوں تو بائبل پر سیر دوروزہ شروع سے اخیر تک ملاحظہ فرمائیے -

(پادری) صفحہ ۱۵۷ - وید میں چاند - سورج - اندر - رودر - ہوا - آگ پانی - ورن اور ہر شئے کی پوجا ہے اور پرانوں میں اکثر چیزوں کی پوجا ہے اور ہندوؤں کے پرستش اور پوجا کے وشئے میں بڑا اختلاف ہے -

جواب آریہ - اے صاحب وید مقدس میں چاند سورج ورن آگ وغیرہ مخلوقات کی پوجا نام کو نہیں ہے مگر صرف ایک پرماتما پار برہم کی عبادت کا ارشاد ہے مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۵ سے ۲۰۰ تک کسی سنسکرت دان سے پوچھکر تسلّی کر لیجئے آپ کو صفحہ ۲۰۰ کے حاشیہ کی عبارت بھول گئی ہے - جہاں آپ نے لکھا ہے کہ رگوید کے بھاشیہ میں وششٹ منی لکھتا ہے کہ رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے کہ وہ قادر مطلق اور خدا اور سب سے اُوپر اور ہمہ دان اور کام۔ کرودھ - لوبھ - موہ - مدہ اور تینوں کال اور تینوں اوستھا سے پرے ہے اور صفحہ ۱۶۶ میں آپ لکھتے ہیں کہ آیا ہندوؤں میں خدا واحد ہے یا نہیں اور اس بات کے قائل بھی کہ ہم وہ مانتے ہیں - ایک خدا کو اور اپنی طرف سے ایک شرتی ایکو برہم دوتیو ناستی درج کی ہے اور یہ کہ بولتا وہی ہے یعنے سب میں خدا ہی بولتا اور مایا کے بس ہو گیا وغیرہ وغیرہ معترض کی اس سخت غلطی پر جی چاہتا ہے - کہ اُس کے ایک ایک حرف کا دنداں شکن جواب دیا جاوے مگر خوف طوالت دامنگیر ہے - دیکھئے اوّل شرتی ہی غلط لکھی - ایکو برہم دویتی ناست لکھا ہے دوسرے اگر مایا کے بس میں بھی ہوا تو بھی اُس خدا سے جو نو مہینے ماں کے شکم میں رہ کر خون حیض سے پرورش پاتا رہا - اور مرتے وقت نہایت سوگواری سے چلاتا رہا اشرف و افضل ہے ہاں اگر بیان برخلاف واحدانیت کی تثلیث کے دلائل پیش

کریں تو ایک ہیں پس باتیں ہیں ایک سے کشتی درون دریا و دریا درون کشتی کچھ گرداب ہا کا سامنا ہو رہا ہے ٭

پادری - صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲ - کئی پرانوں میں شراب کباب منع ہے - اور بھاگوت میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے شراب پی اور گوشت کھایا - رام اور لچھمن نے بھی گوشت کھایا - رگوید میں لکھا ہے کہ گؤ کا بلیدان چاہیئے - وغیرہ وغیرہ -

جواب آریہ - خود غرضوں کی تصنیف پرانوں سے ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم کرنا دانشمندی سے بعید ہے - مگر ہاں دانشمندی کا کیا کام - جہاں تعصب اور خود غرضی نے آنکھیں نابینا کر دی ہوں اعتراض کرتے ہوئے اتنا نہ سوچا کہ گیتا میں کرشن جی نے ہزار ہا جگہ گوشت کی ممانعت کی ہے بلکہ گوشت خور وغیرہ کو حیوان قرار دیا ہے اور کسی دیگر ذی روح کو دکھ نہ دینا ہی پرم دھرم کہا ہے بھلا جس شخص کے ایسے خیالات ہوں وہ شراب نوش اور گوشت خور ہو سکتا ہے مگر پادری صاحب کا بھی کچھ قصور نہیں کیونکہ سنسکرت کے نام سے بھی واقف - ہوتے پڑھا شئے دیگرے ہے جو کچھ واہی تباہی کسی سے سنا بات بنا لکھ مارا گو میدھ کے یہ معنے نہیں کہ گؤ کو مار کر بلیدان دینا گو نام زمین کا اور علم کا ہے اور میدھ نام ہے صاف کرنیکا یعنے زمین کو اور علم کو صاف کر کے آباد کرنا چاہئے تسلی کے لئے ستیارتھ ادھیائے و ماکرن دیکھو جو ویدوں کی گرامر ہے - اب بائبل سے دیکھنا چاہئے [illegible] اب کی کسی زیادتی ہے - نوح کی [illegible] پیدائش ۱۱/۱ خدا کا ابراہام کے گھر میں گوشت کھانا پیدائش ۱۸/۸ [illegible] یوسی ایضاً ۱۲/۲ وغیرہ وغیرہ جہاں تک دیکھو بائبل [illegible] اور اب بھی تجربہ سے ثابت ہے کہ تمام دنیا سے زیادہ [illegible] عیسائی ہیں ٭

(پادری) صفحہ ۱۷۴ - پھر شاستر کے دوسرے [illegible] ہیں پر بسنت ہیول میں ڈارلو مار ٭ یہ تو [illegible] بھرتری شتک کا بھی حوالہ دیا ہے -

جواب آریہ - قابل غور ہے کہ معترض نے کس قدر کجا دوہرے کجا دھرم بھرتری شتک -

(پادری) صفحہ ۱۷۶ - چنانچہ وید میں - کہ

मोक्षस्तु विष्णुप्रसादान्तरेण न लभ्यते ॥

ترجمہ - یعنے وشنو کی کرپا بنا موکش نہیں ہوتی ٭

جواب - [illegible] بحر سام - اتھروان ویدوں میں تو ہرگز کہیں نہیں سا [illegible] میں ہوگا شاید اسواسطے حوالہ نہیں دیا کہ کس وید میں اور کہاں [illegible] ناپجن سے ہمارا نقصان ہے جس کے معنے [illegible] غالب [illegible] بھرے ہوئے اور جو سب اشیاء کو جانتا ہے وہ [illegible] وشنو ہے اُسکی کرپا بنا نجات نہیں ہوتی - اور اس کی سب پورے طور پر اُس کے حکم کی پابندی کیجاوے مسیح کو نجات کا [illegible] دھرم میں نہ سمجھکر اعتراض کا موقع ملا ہوگا -

(پادری) [illegible] - دکسی گو برگیس سے ادھرتا گایتری لکھو اگر اسکا ترجمہ لکھتا ہے) یعنے اوم بہو آکاش سورگ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان

وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ معترض نے ترجمہ بہت غلط اور اُلٹا اور نافہمی سے لکھا ہے
یہ ہے کہ پرماتما جو پرانوں سے پیارا سب طرح کے بندھن سے رہت
کے دینے والا حقیقی آنند کا چشمہ سب جگت کا روشن کرنیوالا اتیست
ہے اور دھیان کرنے لوگ شدھ وگیان سروپ ہے اور سب کے آتماؤں
کو روشن کرنے والا ہے۔
تو ہم ایسے آتماؤں میں دھارن کریں۔ وہی ہماری بدھی۔ گیان
ہے یہ سب خلاصتاً گایتری کا ارتھ لکھا ہے۔ مفصل پنچ مہایگ ودھی
میں ہے۔ اہل دانش خود انصاف فرماویں۔ کہ معترض نے کسقدر غلطی
سے حلکر سکتا سدترنگنی وکلارلو و نام رشیس وغیرہ سے اعتراض لکھتا
بالکل ہیچ ولوچ ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں۔ معترض کی غلطیاں کہاں
تک ظاہر کروں۔
ہی کی بابت کوئی وید شاستر میں لکھی ہے کہ ہندؤں دین اُٹھ جاویگا
ترمیں یہ بات کہیں نہیں لکھی آپ کا مال سراپا دروغ سے مرور
دو۔
۔ معجزے اور نہیں کوئی ہندو مذہب میں نہیں ہے۔ بڑے بڑے
باتیں رام وکرشن کے حق میں لکھی ہیں مگر ہمسرے راکھشوں نے
کے بڑی بڑی کرامتیں دکھائی ہیں تردید وید دھرم کے روسے کرامات
کوئی [illegible] نہیں اور نہ کسی مستند گرنتھ میں ایسے خصوصیات کا سان ہے
[illegible] مگر بائیبل ایسی
[illegible] راکھشس ایسے
[illegible] ملے ہیں۔ دیکھو متی
[illegible]
[illegible] شاستر میں گیتا
[illegible]
[illegible] کا
[illegible] غلط ثبوت ہے۔
[illegible] ندرسے کا ماتر ہو کے اپنے گورو گوتم کی استری
[illegible]
[illegible] کے ہمارے مت شاستر سمہیتہ وغیرہ
[illegible] طرح ہے [illegible] سورج کا اہلیارات کا اور گوتم چاند کا
رات گویا [illegible] کی عورت ہے اور سورج اُسکا یار ہے سورج کے
[illegible] رات کا سنگار بگڑ جاتا ہے۔ جیسے دوست کے بھوگ کرنے سے
[illegible] فرق آجاتا ہے اور وہ دوست کے پاس نہیں رہ سکتی
[illegible] سورج کے نکلنے سے رات کی حالت ہوتی ہے۔ غور کرنے کا مقام
[illegible] ہیچ پوچ پر اعتراض کرتا ہے اور اپنے بائیبل کی طرف آنکھ اُٹھا کر
[illegible] شرم آتی ہے۔ کہ خدا کے عزیز نبی اسرائیل کا پیارا بیٹا روبن اپنے
[illegible] باپ کی ساتھ ہمبستر ہوا۔ پیدائش ۳۵/۲۲ ترام نبی نے باپ
[illegible] پر حرام اصول سی تھر بام ہمشیرہ خود کے عشق [illegible]
[illegible] داؤد اسکا باپ دیکھنے کو گیا تب امنون نے اپنے باپ یعنے داؤد

سے کہا کہ میری بہن تمر کو میرے پاس آنے دیجئے وہ میرے واسطے پھلکے پکا دے
اور میں کھاؤنگا۔ حاصل کلام جب اُسکی تمر اس مکان میں آئی تو امنوں صاحب
اُس سے زنا بالجبر کیا۔ ۲ سموئیل ۱۳ باب ۱ تا ۱۴ آیت واہ صاحب شرم چہ کتی است
پیش مرداں بیاید۔

پادری صفحہ ۲۰۳۔ پھر جو کہتے ہیں کہ وید انادی ہے سو اسکا بھی ثبوت کہیں
نہیں پہلے تو یہی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے اور کس سے ہے۔

جواب آریہ۔ درحقیقت سچ ہے کہ ایک شخص سنسکرت کی محض سُنی سنائی باتوں
پر کارروائی کرنے والا۔ وید مقدس کی ماہیت کیا جان سکتا ہے غور سے سُننے
خدا کی طرف سے وہی کتاب ہو سکتی ہے جسمیں یہ چند ثبوت پائے جاویں۔

اول۔ یہ کہ وہ کسی خاص ملک کی زبان نہ ہو تاکہ سب کو اس کے پڑھنے میں
یکساں محنت ہو۔

دوم۔ اس میں کسی خاص قوم کی طرفداری نہ ہو۔

سوم۔ دنیا پیدا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو۔

چہارم۔ ایک حکم اسکا دوسرے حکم کو رد نہ کرے۔

پنجم۔ قانون قدرت جو اسی کا بنایا ہوا اسکے برخلاف نہ ہو

ششم۔ علم منطق وہیئت بھی اس کو جھوٹا نہ ثابت کریں

ہفتم۔ کسی خاص انسان پر ایمان لانیکی ترغیب دے بلکہ ایک [illegible]
اسمیں پرستش ہو۔

ہشتم۔ عقل انسانی کی ترقی دینے والی ہو۔

نہم۔ اسمیں قصہ جات نہ ہوں۔

دہم۔ تمام علوم کا منبع ہو۔ وغیرہ وغیرہ پڑتال کرنے سے معلوم ہوجاوے گا
کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوائے ویدوں کے [illegible]
عالم میں نہیں ہے۔ جب قبول کیا [illegible] وید [illegible] کا علم ہے [illegible]
ازلی ہے اور اُسکا علم بھی انادی یعنے ازلی ہونا چاہئے۔ پس ویدوں
کا انادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے۔
دنیا کی ابتدا میں ایشور نے۔ اگنی۔ وایو۔ آدت۔ انگرا ان چار رشیوں
کے دل میں اُپدیش کیا کیونکہ ان چاروں کے عمل سابقہ عالم کے ایسی
ہی تھے کہ ان پر ہی وید نازل کئے جاتے ہیں۔ ان چاروں سے برہما
نے پڑھے جس کا اعتراض کنندہ آگے قائل ہے۔ مفصل حال ویدوں
کے ظاہر ہونے کا سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی مصنفہ کتاب
رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنا چاہئے۔
بائیبل میں ان سے ایک بات کا بھی نشان نہیں۔ پس وہ کسی طرح
الہامی نہیں ہو سکتی۔

پادری صفحہ ۲۰۴۔ رگوید کے آٹھویں اشٹک میں ایک رچا ہے۔ جسے
ایک راجہ نے اپنے دان پُن کی تعریف میں لکھا۔

جواب آریہ۔ اے صاحب وہ رچا آپ نے کہاں پوشیدہ کرلی ہے اور
کس لئے تحریر نہیں کی۔ تاکہ ماہیت آپکے اعتراض کی ظاہر ہوجاتی کہ جادہ راستی
سے کسقدر گرا ہوا ہے۔

پادری [illegible] ۲۰۲ تا ۲۰۵۔ ویدمیں اندر کی لڑائی اگنی اور منو وغیرہ کا
بیان ہے اور ایک منتر ہے جسے وسشٹ رشی نے اناج چراتے وقت ایک

لوبھ بچنے سے باز رکھنے کے لئے پڑھتا - اور پھر بل وان بھیڑ - بکری - گھوڑے
گدھے کا لکھا ہے اور بارہ اوتار کا بھی ذکر ہے جیسے کہتے ہیں - کہ
... نہیں ہوا -

جواب آریہ - افسوس کہ کوئی آیت وید مقدس کی صحیح نہیں کی اور جن کو
آیات وید سمجھکر نقل کیا ہے وہ رگ - یجر - سام - اتھرو ان چاروں ویدوں
میں تو بالکل نہیں ہیں معترض کو کسی خودغرض عیسائی شدہ برہمن نے دھوکا
دیا ہے جو ویدوں سے مخصوص آیا تھا - اور رام تاپنی اور گوپال تاپنی وغیرہ کتابوں
کی عبارت لکھکر اس کو سام وید کی رچا لکھا ہے اور کرشن جیو کی پیدائش ظاہر
کی ہے وہ بھی دروغ بے فروغ ہے کیونکہ وید مقدس میں اسکا بالکل سراغ
نہیں ہے اور کوئی قصہ کہانی یا انسانی واقعات پاک ویدوں میں نہیں ہے -
کسی خاص گروہ یا قوم یا انسان سے بھی اسی واسطے وید مخاطب نہیں - اور
انسانی شناختوں کی اسی واسطے ضرورت بیان نہیں کرتا ہے +

پادری صاحب - صفحہ ۲۱۰ سے لیکر ۲۳۰ تک جو آجکل کے برہمنوں کی
خودغرضیاں ظاہر کی ہیں - وہ درحقیقت اسی قابل ہیں - کیونکہ یہ سب باتیں اپنی
بڑائی کی پوتھیوں میں انہوں نے ڈال دی ہیں - تاکہ ہماری عزت رہے - مگر
اصل میں وید مقدس و شاستر شرک کے برخلاف ہیں چنانچہ اس سے بڑا گنا
زیادہ ممبران آریہ سماج اُن کی تردید کرتے رہتے ہیں - اور صفحہ ۲۳۰ سے ۲۴۲ تک
جو تیرتھ تپشیا - بت پرستی کی بابت لکھا ہے وہ بھی بے شک تھوڑے عرصہ سے یعنی
۵۰۰ برس ہی سے ان مہاراجوں نے خود کاشتی طبع زاد شلوک بناکر بطور جعلی انجیلوں
کے جاری کر دیئے تھے جن کو بعد پڑتال کامل کے سوامی دیانند جیو مہاراج نے
منسوخ کر دیا صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک بار بار جنم پر قدرے لکھا ہے - مگر
کوئی دلیل کامل نہیں ہوتی - کیونکہ جب یہ اصول معقولیت اور فلسفی دعوے
سے بھرا ہوا ہے - مگر یہ ظاہر ہے کہ معترض عدل الٰہی سے بھی منکر ہے اس امر کا
مفصل مباحثہ جو مابین سوامی دیانند سرستی جیو مہاراج و پادری سکاٹ صاحب
بمقام بریلی ہوا تھا دیکھنے کے لائق ہے (اور وہ ست است بیپک کے
نام سے چھپا ہوا علیحدہ فروخت ہوتا ہے) +

پادری - صفحہ ۲۴۹ - رامائن جس کا ذکر پوران میں لکھا ہے [illegible]
میں رچا تھا -

جواب آریہ - آپنے یہ ایک غلطی پورانوں کی نکالی ممبران آریہ سماج ہزارہا
لگاتار غلطیاں پورانوں کی خود نکالتے ہیں پس تمام پوران کسیطرح قابل پرمان
نہیں ہیں -

پادری - اگر وید میں یہ رچا درج ہے -

समाने योग आभुवन स राये स प[illegible] जेमि
हमन: ॥

ترجمہ - یعنی اے اندر ہمیں بڑے لوگوں میں ملا اور ہمیں دستری
اور گیان دھن بخشنے کے واسطے مستعد ہو پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر بائیبل کی
یہ آیت لکھی ہے - اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے ویسی زمین پر بھی ہو - ہماری
روز کی روٹی آج ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے
تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں -

جواب آریہ - دیکھئے اس جگہ کیسی چالاکی ہے کہ ہر وید کے منتر کو [illegible]

بتایا اور پہلا حصہ چھوڑ دیا - دوسرا لکھا پھر جتنا لکھا اُس کا بھی ترجمہ
کیا - ذرا اعتراض کی حقیقت دیکھئے ہمارا منتر دعا کا نہیں فقط خدا کی صفت
وہاں ہی لکھا اور بائیبل میں ہے جس کو اول درجہ کی دعا اپنے دلمیں آپ سمجھ
ایک بنا پیکھیں اور مقابلہ کیا + اصلی ترجمہ منتر کا یہ ہے +

" پرمیشور لوگوں کا پیارا ساتھی اور اُن کے دل کو روشن کرتا
ایشور سب کی پرورش کرتا ہے - اور وہ لوگ کل شلپ ودیاؤں کرکے
ہیں مطلب یہ کہ اے خدا جو تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہیں وا
تو اُن کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے - دولت اور عزت دیتا ہے او
علوم سے ماہر ہوتے ہیں " - اب بائیبل کی دعا کیطرف دیکھئے جس پہ
کو بڑا فخر ہے یعنی " اے باپ جو آسمان پر ہے " مقام غور ہے کیا اس
کو محدود نہیں کیا - کیا خدا آسمان پر ہی رہتا ہے - کیا حاضر اور ناظر ہمہ
کل شکتیمان نہیں (تیرے نام کی تقدیس ہو) تو پھر کیا اس کا نام غیر مقدس
(تیری بادشاہت آوے) کیا زمین پر آگے شیطان کی بادشاہت
خدا کی آوے - افسوس بائیبل کے بنانے والے کو یہ عام بات بھی
کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - " تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے ویسی
اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آسمان ایک ملک ہے اور وہاں خ[illegible]
ہے اور وہاں رہنے والوں کی خواہش پورے طور سے پوری ہوتی [illegible]
آفرین ہے ! علم ہیئت کے جاننے والو زمین پر خدا کی مرضی کے [illegible]
ہوتا اور یہ کیونکر خدا کی صورت پر جو انسان بنایا گیا - زمین [illegible]
روز خدا کی بنائی [illegible]
ہوگا اگر آپنے د[illegible] ... نہ دیا
روز کی روٹی آج ہ[illegible] ... دعا
اعضائے بدنی ہم کو ر[illegible] ... کھا کر
ہیں اس سے یہ مطلب نہ[illegible] ... ضائے
ہے اور روز کی روٹی ہم کو [illegible] ... بخشی دا
روٹیوں کا مانگنا مقابلہ [illegible] ... ما ہوں
جیسے ہم اپنے تقصیردا[illegible] ... ا عادل
گناہ معاف کر دیگا کیا جو تقصیروار کو معاف کرے وہ اسبات
سکتا ہے کہ خدا اُس کے گناہ معاف کرے کیا اس فقرہ سے گنا
ترغیب نہیں ملتی - افسوس بائیبل کی دعا ہے جس کو بڑے ناز
نے تحریر کیا ہے - ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ناظرین خود انصاف فرماویں کہ کس کی تعلیم دل و دماغ کو
والی ہے اور کسکی بیکار - کون دولت عزت دینے والی اور کون چاہ
میں گرانیوالی ہے - کون خدا کے جملہ اوصاف کو صاف اور پورے
بیان کرتی ہے اور کسکی ادھوری بلکہ خدائی اوصاف سے م[illegible]
کرتی ہے افسوس صد ہزار افسوس +

پادری صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸ - ہندوؤں کے دیوتا اور رشی
چلچلن اچھے نہیں ٹھیرتے - اندر - رام - کرشن - سورج - چندرماں
بدھ - ورن - بھیم - بیاس - وغیرہ وغیرہ نے چوری کی اور زناہ بھی کیا -

آریہ - اے صاحب ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم نہیں ہو سکتا۔
ے کسی معتبر کتاب کی شہادت نہیں دی۔ اور بھاگوت وغیرہ
پ ہی صفحہ ۲۰۹ میں تواریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ سنہ ۱۸۰۰ء کے
ہیں پھر ان کو معتبر سمجھکر اعتراض کرنا لاحاصل ہے۔ لو ہم بائبل
آپ خدا کی کلام مانتے ہو خدا کے عزیز نبیوں کا چال چلن دکھاتے ہیں۔
دم اس نے خدا کی نافرمانی کی لعنتی ہوکر باغ عدن سے نکالا گیا اور سی
ین لعنتی ہوئی - پیدائش باب ۳ :-
آدم کے بیٹے قائن نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا اور خدا کے سا تھ جھو
ب باب ۴ :-
نوح نے اپنے رشتہ داروں کو کشتی پر چڑھنے نہ دیا اور سب کو مروا دیا۔
شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی پیدائش باب ۱۰ :-
- ابرام نے اپنی بہن سے شادی کی اور برابر جورو کو بہن کہتا رہا - اور
ا وغیرہ ایضاً باب ۲۰ - اسکی خدا سے خوب تمسخر آمیز باتیں ہوئیں

شراب پی کر اپنی دونوں دختروں سے زنا کیا اور اپنی دختریں
تھا - ایضاً باب ۱۹ :-
اس نے بھی اپنی جورو کو بہن کہا پیدائش باب ۲۱-۱۲ اس
ھی اپنے بڑے بیٹے کا حق چھوٹے کو دے دیا۔
نے اپنے باپ کو دھوکھا و فریب دیکر پیغمبری حاصل کی اور
رہتا رہا عورت کے عشق میں چار برس
نے سکم سے زنا کیا ایضاً باب ۳۴ :-
م بیٹے والدہ سے زنا کیا ایضاً باب ۳۵ -
پسر کی جورو سے زنا کیا - جس کا نام تمر تھا -

بھائیوں کو فریب دیا - ایضاً باب ۳۴ -
دوارو ۔ بیٹے و ہارون موسے نے اول ایک مصری بے گناہ کو
کو بائبل میں تمام دنیا سے حلیم کہتے ہیں اور یہ بڑی بڑی خونریزیاں
کے حکم سے ننھے ننھے بچے اور شیر خوار عورتیں بھیڑ - بکری اونٹ
ہوئے اور اپنی فوج کو زنا کے واسطے رغبت دی - خروج و گنتی
ک سونے کا بچھڑا معبود بنایا اور پھر انکاری ہوگیا خروج گنتی -
- داؤد نبی نے اوریا کی جورو پر عاشق ہوکر اوریا کو قتل کروایا اور
زنا کیا اس کو خدا نے کہا کہ اوریا کے جرم میں تیری جورو تیرے ہمسایہ
ردہ تیرے سامنے اس سے ہمبستر ہوگا - صموئیل باب ۱۱ -
- امنون نے اپنی ہمشیرہ سے زنا کیا بالجبر :-
- سلیمان اس نے خدا کی نافرمانی کی بت پرستی بھی کرتا رہا اور
ی تھا۔
ت جیسے اسکی ماں کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی - اور
ر حاملہ پائی گئی یوسف نے چاہا کہ اسے تشہیر کرے -
کے فتوے دیئے اور کہا میں تلوار چلانے آیا ہوں ایک
بیت کے جورایا اخیر میں نہایت سوگواری سے پھانسی پائی

اور اسکے شاگرد بھی دروغ گو اور بدچلن اور شرارتی تھے چنانچہ ایک دو
تیس روپیہ کے لالچ سے حضرت کو پکڑوا دیا مشتے نمونہ از خروارے -
گیا پادری صاحب چلو پھر پانی میں غوطہ لگا کر متی کی انجیل ۲۶ سے ۱۳ تک
بیت کی بابت درج ہے صداقت کی نگاہ سے دوبارہ مطالعہ میں لا
آپ کو بہت کچھ دال میں کالا نظر آوے گا - کیونکہ اسکی یادگاری ہمیشہ سبو
ساتھ رہے گی -

پادری - صفحہ ۲۷۸ میں کہتا ہے کہ "وید میں مورتی پوجا نہیں ہے" اور پھر
معترض صفحہ ۲۸۲ - میں لکھتا ہے - کہ "وید میں پرمیشور کی تعریف اس
طرح پر کیگئی ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے چلتا پکڑتا - اور بن آنکھ کے دیکھتا -
اور بغیر کان کے سنتا - وہ سب کچھ جانتا پر اسے کوئی نہیں جانتا - مہاپرش
اسی کو کہتے ہیں - باوجود اس عمدہ بیان کے پھر بھی معترض کہتا ہے کہ خداشناسی
جو مذہب کی بیخ و بنیاد ہے - اسکی بابت ہندوؤں میں تذبذب اور گڑبڑ ہے *

نتیجہ اعتراضات تحقیق دین حق

پادری صاحب کے اعتراض عموماً پرانوں پر ہیں - وید مقدس پر بہت کم ہیں
اور جو ہیں وہ بھی خود غرضوں کا دھوکا دیا ہوا ہے کیونکہ جو شلوک وغیرہ لکھے
ہیں وہ وید مقدس میں بالکل نہیں پائے جاتے - برہما - بشن - مہیش - رام
کرشن وغیرہ جو بزرگ انسان تھے آن کو مہا پرمیشور جان کر اُن پر نکتہ چینی
کی ہے جو بالکل بیفایدہ اور عبث ہے کیونکہ کوئی آریہ اُن کو پرمیشور نہیں جانتا
اور نہ وید مقدس اور شاستر متبرک انکی شہادت دیتے ہیں اور پُران قابل پرمان
نہیں ہیں - پس نتیجہ یہی ہے کہ پادری صاحب کے کل اعتراض بے سود ہیں -
اور ان سے حاصل ہونا مقصود کا مفقود ہے *

خاتمہ

اے ناظرین کتاب دیکھیے کہ کلام الٰہی کون ہے - آیا انجیل یا وید اور کس
کی تعلیم میں عمدگی زیادہ ہے کون خدا عادل کا انصاف و بزرگی و سرب شکتی
ماننا کو قائم کرتا ہے اور کون اسے دھبا لگاتا ہے - عقل انسانی کو کس کی تعلیم
لطف دینے والی ہے اور کون چاہ جہالت میں گرانے والی - ودیا اور ست
کی کان کون ہے جہل کذب کے طوفان کس میں ہیں -

بیت

خوش بود گر محک تجربہ آید میاں * تا سیہ روے شود ہر کہ در وغش باشد

اس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کو بغیر ودیا کے نافہمی
کی دلدل سے نکلنا محال ہے اور انسان کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے
پایا جاتا ہے کہ بغیر الہام یا کلام الٰہی کے وہ کسی طرح ترقی کی سیڑھی تک نہیں
پہنچ سکتا اور تو درکنار روزمرہ کی بول چال میں بھی بغیر تعلیم کے عاجز ہیں جس
سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی خصوصاً مدد کا محتاج ہے - ہمارے اعضا جو
ابتدا سے کام کرنے کے لیے بنائے ہوئے ہیں - لیکن اگر ماں باپ وغیرہ

کیونکہ ۔ **بیت**

عیش و دنیا و دروں دمے چند است ٭ آخرش کار باخداوند است

پادریوں کی سفید رنگت پرست بھولئے

بیت

سنگیں دل است ہرکہ بظاہر ملایم است ٭ پیہاں دروں سبحہ سبہ دانہ را

آریہ سماج کے مقدس اصول بھی انند کے دلانے والے راستے کیطرف لیجانے والے عقل و علم کے بڑھانیوالے ہیں ۔ تعصب کو بالاۓ طاق رکھکر غور سے بچارنا چاہئے ۔ پرماتما سب کو اندھکار سے بچاکر سناتن دھرم کی روشنی میں لائے۔

غزل اوّل

ذرا دیکھو بچارو دلمیں میری بات کو پیارے ٭ کہ اک جگدیش ہے سبکا اُسی کے بندے ہیں سارے

خدا مالک ہے سبکا عادل [illegible] ٭ وہ انترجامی جانتے ہے سبھوں کے مایہ ین سارے

سفارش نہاں ہیں چلتی [illegible] ٭ سفارس اور رشوت کے سبھی حیلے ناکارے

[illegible] کرتا تھا میرا [illegible] ٭ خدا ایسا نہیں ہللا حیرت کی جاہیے سرم کے مارے

[illegible] حیات دائمی چاہیے [illegible] ٭ تعا مشکل سے پاتے ہیں جو چاہیں لینے ادھکار

[illegible] جادو کامل [illegible] ٭ جو مرض جہل کو کاٹے ہٹاوے روح کے دکھ سارے

نوض تقصیر خالد کے بدلے گر زید کو پھانسی ٭ سریحاً ظلم ہے دھوکا ہی ہے حیلہ اور چارے

[illegible] عیر از نیک کرم ہے کہے سیگا ملک کا طالب ٭ بھٹکتا ریگا ناداں نہیں پاویگا سکھ بارے

صداقت [illegible] اور قدامت اور وحدت بھی ٭ مقدس وید رکھتے ہیں گواہ الہام کے چارے

نہیں ہے بائبل [illegible] بھی ان چار کامل ٭ نکالیں پھر کہاں سے خادمانِ دیں بچارے

[illegible] ہے [illegible] ایزدی الہام ربانی ٭ مقدس وید ہے اسکو رطوبت ہونگے سارے

[illegible]

غزل دیگر

[illegible] دھرم کا بجاتا ہے آئے جھکا جی چاہیے ٭ صداقت وید اقدس آزمائے جھکا جی چاہیے

[illegible] جگت میں [illegible] دو کہ اک جگدیش ہے سکا ٭ بغیر اُسکے بتوں کو سر جھکائے جبکا جی چاہیے

نہیں ہے سالا [illegible] ایشیا پوتا جگت کرتا کا ٭ کلنک اس قسم کے جھوٹے لگائے جبکا جی چاہیے

[illegible] سفارش اور [illegible] کی وہ نہیں سنتا ٭ عبث الزام رشوت کے لگائے جسکا جی چاہیے

[illegible] بیت المقدس میں نہ کعبہ ہے مکان اُسکا ٭ محیط کل کو محدودی بٹھائے جسکا جی چاہیے

[illegible] کا [illegible] پھر آہیں کسیم ذرہ ذرہ گوہر ٭ ہر اسول جگہ میں بُت بنائے جبکا جی چاہیے

[illegible] کرتا تھا ۔ حق نے کی مددگاری ٭ تو پھر خاطر بہ اُسکے جان گنوائے جسکا جی چاہیے

[illegible] بیدکے شک نہیں ہے ماننے لائق ٭ پُرانے ست سے اور سچے دکھائے جبکا جی چاہیے

[illegible] جان [illegible] کروست دھیا پڑھو وید مقدسکو ٭ نکس سے پوپکے دہن کو بچائے جسکا جی چاہیے

سہیں سے شترادھ مردوںکا لکھا وید مقدس میں ٭ یہ ہنڈی حسل کی جھوٹی جلائے جسکا جی چاہیے

صدق دل سے کرو بھگتی پربھو کی وید کے دوارے

دگرنہ سر مساری کو اوٹھائے جسکا جی چاہیے

نجات کی اصلی تعریف

شرائط مباحثہ

(۱) فریقین تہذیب اور اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرینگے۔

(۲) مباحثہ تحریری ہوگا ۔ سوال وجواب کے لئے فریقین سات سات منٹ لوینگے۔

(۳) منتظم جلسہ ہذا سردار ٹھاکر سنگھ صاحب ہونگے۔

(۴) مباحثہ ۱۲ بجے دوپہر سے دو بجے شام تک ہوگا۔

مباحثہ

سید غلام قادر شاہ ۔ لفظ نجات کے معنے اور تعریف بیان ہو ۔ اور اُس کی ضرورت بھی۔

پنڈت لیکھرام ۔ نجات چونکہ عربی زبان کا لفظ ہے اسواسطے اس کے وہ معنے ہمارے خیال میں آریہ دھرم کے انکول ٹھیک نہیں ۔ آریہ دھرم میں اس کے لئے موکھش لفظ ہے جسکے معنے دکھ سے چھوٹنا اور سکھ کی پراپتی ہے چونکہ ہر انسان دنیا میں آکر کچھ کرم کرتا ہے ۔ اور وہ کرم یا بد یا نیک ہوتے ہیں اور نیک کرم بھی بعضے دنیاوی اور بعضے پرماتھک جو دنیوی ہوتے ہیں ۔ اُنکا پھل شاریرک اور جو پرمارتھک ہیں ۔ اُنکا پھل روحانی ہونا چاہئے ۔ اسواسطے ہر انسان کے دلمیں یہ قدرتی خواہش ہے کہ میں دکھ سے چھوٹ کر سکھ کو پراپت ہوں اسواسطے سچے گیان و بدوں کے ذریعہ سے نجات کا راستہ بتلایا گیا ہے ۔ جسطرح ہماری بھوک کے رفع کرنے کے لئے اَن اور آنکھوں کے نور کے لئے آفتاب ضروری ہے ۔ اس طرح آتمک بھوک کی تورتی کے لئے موکھش آمد بتلایا ہے ۔ اور وہ تاریک اندریوں کا آمد نہیں ۔ وہ ستری شتر وغیرہ کے آنند سے اور ہے ۔ کیونکہ وہ صرف روحانی آمد ہے ۔ اور یہی اسکی ضرورت ہے ۔

سید غلام قادر شاہ ۔ پنڈت صاحب کے جواب میں یہ معلوم ہوا ہے کہ عمل نیک و بد ہر انسان کے اختیار میں ہے ۔ تو کیا نجات بھی ہر ایک انسان کے اختیار میں ہے یا نہیں ۔

پنڈت لیکھرام ۔ بے شک عمل بد یا نیک انسان کرتا ہے اور وہ اس کے اختیار میں ہے اور یہی سبب ہے ۔ کہ وہ انکا جوابدہ ہے ۔ ورنہ کرے زید اور مارا جائے عمر ۔ یہ تمام قانون عدالت کے خلاف ہے ۔ مار روٹی کھائے بکر اور بھوکھ خالد کی دور ہو ۔ یہ بھی ناممکن ہے ۔ اور اسی لئے ہر ایک انسان کو اپنے ہی کرموںکا جوابدہ ہونا پڑتا ہے ۔ چونکہ نجات یا دکھ ہمارے ہی کرموںکا پھل ہے اور ہمیں ہی ملتا ہے ۔ اور چونکہ خدا عادل ہے ۔ اور عادل کے معنے

یہی ہیں کہ کرموں کے مطابق پھل دیوے - اس لئے نجات کا حصول کرنا ایشور کی آگیا کو مانتے ہوئے نیز ایشور کے بنائے ہوئے حکموں کے جو تمام دنیا میں عالمگیر ہیں - اور جن پر شروع دنیا سے آج تک اور آج سے مہاپرلے تک ہر ایک غیر متعصب کی روح (ضمیر) ساکھشی ہے - اس لئے نجات وہ پھل ہے - جو انسان کے شبھ کرموں کے بعد گیان کی پراپتی ہو کر ایشور اُسے عنایت کرتا ہے - وہ بغیر کرموں کے نہیں ہے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی نظیر نہیں کہ کسی انسان کو کوئی بدلا بغیر کرموں کے ملا ہو - ہر انسان وہی کاٹتا ہے - جو بوتا ہے - جو نہیں بوتا وہ ہرگز نہیں کاٹیگا - ؎ ہر آنچہ تخم بدی کاشت ... الخ شاستر کا واک ہے - ؎ کُرونیوبیہ کرمانی . . . . الخ یعنی جب تک تم زندہ رہو - شبھ کرموں کو کرو - کیونکہ آدشیہ میو . . . . الخ ضرور ہے - اپنے کرموں کا پھل خواہ اچھے ہوں - خواہ بُرے بھوگنا پڑیگا - اور ممکن نہیں کہ ہمارے کرموں کا پھل نہ ملے -

ہم روزمرّہ دیکھتے ہیں - کہ ہمارے ہر ایک فعل ہمیں سُکھ یا دُکھ دینے والے ہوتے ہیں - عرب کا ایک مشہور ہدایت کنندہ کہتا ہے - ؎ الدنیا مزرعۃ . . . الخ دنیا آخرت کی کھیتی ہے - انجیل میں خداوند یسوع بھی فرماتا ہے تم دھوکوں میں نہ رہو - خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا - جو ہر ایک بوئیگا وہ کاٹیگا - میں الفا و یگا ہوں میں آؤنگا - تاکہ ہر ایک کو موافق اعمال پھل دوں - پھر اُن لوگوں کو جو کہ لفظی ایمان رکھتے ہیں عمل نہیں کرتے - جن کے چال چلن احکام خدا کے مطابق اچھے نہیں - جنہوں نے اچھے کرم نہیں کئے اُن کے لئے خداوند یسوع فرماتا ہے - نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے - خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگا - بلکہ وہ جو خداوند کے حکموں کی تعمیل کرے -

سید غلام قادر شاہ - پنڈت صاحب نے فرمایا کہ نجات انسان کے اختیار میں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ فعل بد ایک ایسا فعل ہے کہ جسکا نتیجہ کوئی انسان اپنی قدرت سے زائل یا جدا نہیں کر سکتا ہے - اور اگر پنڈت صاحب کے خیال کے مطابق انسان میں یہ قدرت ہے - کہ اپنے بُرے فعل کا نتیجہ اپنے سے دور کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اُس ایسے ایک قادر مطلق کو مانا جاوے اور دوسری بات - پنڈت صاحب نے یہ فرمایا کہ نجات یا دُکھ کرموں کے پھل ہیں - تو جب نجات اور دُکھ کرموں کے پھل ہیں - تو کرم یا قدرت کرم یہ کاہےکا پھل ہے - کیونکہ آریہ دھرم کے مطابق یہ شریر یا یہ کرم روح کے ساتھ ہی نہ پیدا ہوئے ہیں - اور نہ مثل روح کے انادی ہیں تو جب کہ یہ انادی نہیں ہیں - یعنی یہ شریر یا کرم - تو پھر اُن کے کرنے کی قدرت روح کو کس کرم کے سبب سے پراپت ہوئی ہے -

پنڈت لیکھرام - جس طرح فعل بد کرنے کے بعد کوئی انسان اُس کی سزا سے بچ نہیں سکتا - اور علیٰ ہذا القیاس - نیک تو پھر فعل بد کا کرنے والا سوائے انسان کے کوئی نہیں ہو سکتا - اور چونکہ روح چیتن ہے - اور چونکہ روح مدرک بالذات ہے اور متصرف بالآلات ہے تو کرم کا کرنا چیتن کا گُن ہے جب تک چیتن چیتن ہے - وہ جسوقت چاہے کرم کر سکتا ہے - اور جب شریر روح نکلنے کے بعد کچھ بھی نہیں کر سکتا - تو بالکل صحیح بات ہے کہ بد یا نیک انسان کے اپنے فعل ہیں - کسی اور طاقت کی ترغیب سے نہیں - اور اگر بد انسان کا فعل نہیں شیطان کا ہے

تو نیک بھی انسان کا فعل نہیں ہوگا - خدا کا ہوگا اس صورت انسان نہ نیک کرتا ہے - نہ بد - دونوں سے چھٹکارا ہوا - اور سزا و جزا نہ کوئی چیز رہی - اور نہ کوئی اسکا بھوگنے والا اور اگر بالفرض محال کوئی بھوگنے والا ہے - تو بد کا بھوگنے والا شیطان اور نیک کا بھوگنے والا رحمان ہوا - اور چونکہ یہ دونوں مسئلے جہاں تک میری ذاتی واقفیت ہے - فریقین سے کوئی نہیں مانتا - اسلئے باطل ہیں - مجھ سے یہ پوچھا گیا ہے کہ نجات اور دُکھ اگر کرموں کے پھل ہیں - تو کرم یا قدرت کرم کا پھل ہے - اسکا جواب یہ ہے - کہ کرم پھل نہیں ہے - بلکہ کرم فعل ہے - اور فعل پھل نہیں ہوا کرتا - فعل کرنے کے بعد پھل ملا کرتا ہے جس طرح بیج بونے کے بعد پھل یا جھوٹ بولنے کے بعد آتما میں خرابی یا زنا کرنے کے بعد آتشک - آتشک کے بعد زنا نہیں ہوا کرتا - بلکہ پہلے - تو اس صورت میں کرم جیو کا ایک فعل ہے اور قدرت کرم جیو کا ایک گُن ہے - جیو چونکہ کرم کرنے میں مختار یعنی آزاد ہے - اسواسطے جسوقت وہ چاہے - نیک یا بد کرم کر سکتا ہے - لیکن چونکہ روح خدا نہیں چونکہ روح اپنا آپ مالک نہیں - بلکہ تمام دنیا کا مالک پار برہم پرماتما ہے تو اس صورت میں اس جگت پتی نے روح کو نجات کا راستہ بتلانے کے واسطے اپنے سچے گیان کا پرکاش کیا ہے - اور اُس سے ہم کو موکش کا راستہ بتلایا گیا ہے - روح انادی ہے اور کرم کرنا روح کی صفت ہے - شریر [illegible] اور سنسکرت [illegible] میں اسکا نام چھِتر [illegible] انادی نہ [illegible] شریر سے پیدا شدہ کرم کرنیکا گُن [illegible] اور شریر سے کرم کرنا [illegible] ہے

سید غلام قادر شاہ - یہ جو پنڈت صاحب [illegible] کرتا ہے - وہ بُرائی کا نتیجہ اُٹھاتا ہے - تو فی الحقیقت یہ درست - کوئی شریر اپنی بُرائی کے نتیجہ کو از خود دور نہیں کر سکتا - تو اسکے نتیجہ سے آرام یا موکش پانے کے واسطے ایک غیر کی ضرورت ہے ایک ایسا ہونا چاہیئے کہ جو نشاپ ہو - اور جسکو نشاپ [illegible] میں اصول کے موافق یسوع ہے - جسکے معنے ہیں گناہوں [illegible] والا - اسیواسطے ہر ایک انسان کو موکش کی ہے یا کہ ضرورت ہے - دنیا ایک موکش داتا کی - اور پنڈت صاحب کے بیان میں یہ بھی دیکھا گیا کہ پرمیشور صرف جزا یا سزا دینے والا ہے - تو جبکہ جزا و سزا دینے والا ہے - تو ہر ایک گنہگار اپنے گناہ کے نتیجے سے اگر کسی مکتی داتا کو نہ مانے تو کس طرح رہائی پاوے اور اگر پرمیشور میں صرف یہی گُن ہے کہ وہ نیائی ہو تو اسکی کرپالو یا صفت زائل ہو جاتی ہے - اور وہ کبھی ایک صفت کو چھوڑ کر پوری نہیں کرتا - تو ایک ایسا دھرم ہونا چاہیئے - کہ اُسکی کل صفات تو دین مسیحی میں اسکے کل صفات پورے ہوتے ہیں - اور انسان موکش پوری ہوتی ہیں - خصوصاً اسوقت اسکے نیاءکاری اور کرپالو کرنے کی بابت ہم خداوند یسوع مسیح کے کفارے کو دیکھتے ہیں - جو اُس اپنی مرضی سے گنہگاروں کے واسطے کیا - پھر پنڈت صاحب نے یہ لکھوایا چیتن ہے اور جبکہ آتما چیتن ہے اور انادی ہے - تو پرمیشر کے سا ذات کی نسبت کوئی تعلق نہیں ہے - اگر تعلق نہیں ہے تو اُس کے

دل میں بھی اُسکا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا - اور پھر پنڈت صاحب نے لکھوایا کہ ہم صو کا ایک گُن ہے - اگر یہ گُن روح کا ذاتی ہے - تو روح کو کچھ ضرورت نہیں کہ پرمیشور کی دست سائل ہو اور جبکہ روح ہی صرف انادی ہے - اور سب کچھ اسکا ہی پھل پنڈت صاحب کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے تو جبکو تنرر ہا میں - اور جو آتما کے لئے بھاری تحسین ہے تو یہ اسکے کس کرم کے سبب سے ہے - اگر مانا جاوے - کہ کسی کرم کے سبب ملی ہے - تو پنڈت صاحب دکھائیں کہ آتما انسانی بغیر شریر کے کوئی فعل کر سکتا ہے یا کر سکتی ہے -

پنڈت لیکھرام - یہ ٹھیک ہے کہ روح بُرے فعل کرتا ہے - لیکن یہ غلط ہے کہ وہ اُس کے نتیجہ کو دور نہیں کر سکتا - کرم کرنا فعل ہے - اسکا پھل ایشور دیتا ہے - اور سزا بھگتنے کے بعد نتیجہ دور ہو جاتا ہے - لیکن کسی آدمی کے ہمارے اور ایشور کے درمیان درمیانی ہونیکی ضرورت نہیں - بوجوہات ذیل - دنیا کے شروع سے آج تک کوئی آدمی زندہ نہیں - جسکے چال چلن کو ہم پورے طور پر جان سکیں - اور بغیر پورے حال جان جانے کے کسی پر ایمان لانا دانائی سے بعید ہے - اور یہ کہنا کہ فلاں شخص نجات دیتا ہے - صرف خیال ہے جسکا آپ نے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا - لیکن میں بائیبل سے ثبوت دیتا ہوں - کہ وہ نجات دہندہ نہیں تھا بلکہ گنہگار تھا - مسیح بے رحم تھا - دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ آیات ۳۴ و ۳۵ و لوقا ۱۲ - ۴۹ - ۵۱ - مسیح نے دو ہزار کے قریب سواروں کی جان برباد کی - متی ۸ - ۳۱ - ۳۳ - پادری کلارک صاحب اپنی تفسیر میں اس کی تصدیق کرتے ہیں - مسیح نے شاگردوں کو تلواروں کے خریدنے کا حکم دیا - اپنے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدو - لوقا ۲۲ - ۳۶ اور جب مسیح پکڑا گیا تب اُسی تلوار سے دشمن کے ساتھ مقابلہ کیا گیا - لیکن جب مقابلہ میں دیکھا کہ حواریوں کی تلوار بغیر مخالفوں کا کان اڑانے کے کچھ نہ کر سکی - متی ۲۶ - ۷۴ - تو لاچار ہو کر مسیح خاموش رہے - یوحنا ۱۸ - ۱۰ یوحنا کی انجیل باب ۷ میں مسیح کے جھوٹ بولنے کا بھی ذکر ہے - مسیح کے شرابی ہونے کا ذکر انجیل متی ۱۱ - ۹ مرقس ۱۴ میں ہے - مسیح کا بے فائدہ بد دعائیں دینا اور اُسکے سفلی مرقس ۱۱ و ۱۲ اور متی ۲۱ و ۱۸ سے ثابت ہے - دیکھو انجیل کی کہانی اس پر ایک فاضل انگریز کی رائے ہے - اور وہ یہ ہے کہ اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسائل اور بیوجہ ظلم و جہالت دیکھنا چاہو - تو متی اور مرقس کی انجیل کی کہانی پڑھو - کرشچین ست درپن صفحہ ۴۵ -

پس مسیح گنہگار تھا اور وہ نجات دہندہ نہیں - اور اُس پر ایمان لانے سے کوئی نجات نہیں پا سکتا -

سید غلام قادر شاہ - اگر پنڈت صاحب کے خیال کے موافق انسان اپنے بد فعل کے نتیجہ از خود رہائی پا سکتا ہے - تو اُسوقت پنڈت صاحب یہ بھی دکھا سکتے ہیں کہ ایک شخص اگر اپنی مرضی سے زہر کھا لیوے - اور اُسکی تاثیر خون میں سرایت کر جاوے تو وہ از خود اسکو نکال سکتا ہے - لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے بلکہ وہ ضرور دوسرے کا محتاج ہوگا - اسی طرح ہر ایک گنہگار دوسرے کا محتاج ہے - جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے - متی ۱۰ - ۳۴ و ۳۵ کا مطلب ۳۷ آیت میں لکھا ہوا ہے - جو پنڈت صاحب نے نہیں سمجھا - لوقا ۱۲ - ۴۹ و ۵۱ کا مطلب فی الحقیقت سچ ہے کہ سچائی کی مخالفت ہوتی ہے - اور اسی مخالفت کا ہمارے خداوند نے بیان کیا ہے - نہ کہ مخالفت سکھائی ہے - متی ۸ - ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ کا حوالہ سراسر غلط ہے - لوقا ۲۲ و ۳۶ پنڈت صاحب نے فرمایا - کہ لوقا ۲۲ و ۳۶ پر حکم دیا - کہ تلوار خریدو اور جب دیکھا کہ اب کام نہیں چلتا تو خاموش رہا -

پنڈت لیکھرام - مسیح نجات دہندہ نہیں ہے اور جو حوالے میں نے دیئے - وہ سارے کے سارے بعینہ اناجیل میں موجود ہیں - بے شک انسان کو موکھش داتا کی ضرورت ہے - اور وہ موکھش داتا پرمیشر ہے - وہ کونسی کمی ضرورت - خواہش یا حاجت ہے جسکو خدا پورا نہیں کر سکتا - تاکہ انسان کو خدا کا درمیانی ماننا پڑے اور اگر کوئی انسان درمیانی ماننا پڑے - تو بائیبل صاف کہتی ہے - کہ کوئی انسان درمیانی نہیں ہو سکتا - ایوب ۱۵ - ۱۴ - ۱۹ - ۴ - ۲۹ - ۲۵ - ۴ - زبور ۱۴۳ - ۲ یوحنا ۱ - ۸ - رومیا ۳ - ۱۱ و ۱۳ امثال ۲۰ - ۹ واعظ ۷ - ۲۰ ان سے صاف ثابت ہے کہ عورت سے پیدا ہوا کوئی صادق یا پاک یا بے گناہ نہیں ٹھیر سکتا - مسیح سے پوچھا گیا - اور مسیح نے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے - نیک تو کوئی نہیں - مگر ایک یعنی خدا مرقس ۱۰ - ۱۸ میں مسیح نیک نہیں اور منتجی نہیں ہو سکتا - صرف پرمیشور ہی تمام دنیا کو نجات دینے والا ہے - اور اُسی پر ایمان لانے سے ہر ایک کی نجات ہو سکتی ہے - پادری فانڈر صاحب کے مباحثہ سے جو مولوی آل رحمت کے ساتھ ہوا - صاف ثابت ہے کہ مسیح مرنے کے بعد تین سے زیادہ دن دوزخ میں رہا - تو جب منجی خود دوزخ میں تو کسکو نجات دے سکتا ہے - پرمیشور کے ساتھ روح کی نسبت ہے مالک اور مملوک کی کرموں کا نتیجہ ہی روح کو بھوگنا پڑتا ہے - ورنہ اگر یہ ہو تو خدا کا ہمارے ساتھ تعلق کیا - خدا ہمارا راجہ ہے - اور ہم اُس کے بندے شریر ملنے تک ہمیں پرماتما نے عطا کیا - لیکن کیوں ؟ ہمارے شبھ کرموں کے بدلے میں - اسکا رحم اور ہے - اور عدل اور - رحم اسکا وید بھیجے - ماں باپ بھیجنے آفتاب پیدا کرنے سے ہے - اور عدل اُسکا مجرموں کو سزا دینے سے - آپ مجھے پوچھتے ہیں - کہ آتما بغیر شریر کے کوئی کرم کر سکتی ہے - یا نہ - اسکا جواب یہ ہے کہ کرم نہیں کر سکتی - لیکن پھل بھوگ سکتی ہے - علم لوگ جسکا آج کل بگڑا نام مسمیریزم ہے - اس کے رو سے روح بہت سے کرم بغیر شریر کر سکتا ہے - اور وہ ساری باتیں شاستر میں لکھی ہیں جسطرح زہر کے رفع کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہے - اُسی طرح مکتی کے لئے خدا کی ضرورت ہے - روح میں داخل شدہ زہر کوئی نہیں دور کر سکتا -

سید غلام قادر شاہ - بقیہ یوحنا ۱۸ - ۱۱ - پطرس کو فرمایا کہ اپنی تلوار میان کر اور دوسری جگہ لکھا ہے - کہ جو تلوار چلاتے ہیں - تلوار سے ہی مارے جاوینگے - یہ بطور آزمائش کہا گیا - کہ تلوار خریدو - اس کے سوائے جتنے حوالے پنڈت صاحب نے بیان کئے ہیں - اُن کا بیان مطلق نہیں سمجھا - اگر سمجھنا چاہیں تو ہم سمجھا سکتے ہیں - اور میزان الحق کا حوالہ جو لکھوایا - کہ مسیح تین دن سے زیادہ دوزخ میں رہا یہ غلط ہے - اور قانون قدرت جس کے کہ قائل ہیں دیکھا جاتا ہے کہ کل کام وسیلوں سے سرانجام پاتے ہیں - اور خدا کی خواہش یہ ہے - کہ انسان ہلاک نہ ہو - بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے - تو خداوند فرماتے ہیں - متی ۱۱ - ۲۸ کہ جتنے گنہگار ہیں - میرے پاس آؤ کہ آرام پاویں - اور جو کچھ ہمارے خداوند کی بابت انہوں نے نادرست فرمایا - وہ فی الحقیقت بائیبل میں نہیں ہے - جیسا کہ اپنے دشمنوں یہودیوں کے سامنے ہمارے خداوند نے فرمایا - کہ اگر تم میں سے کوئی مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے - تو کرے - پھر وے خاموش رہے اور اب پنڈت صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ نجات کسطرح شروع ہوتی ہے اور حاصل

کس طرح ہوئی ہے۔

پنڈت لیکھرام۔ آپنے جو یہ فرمایا۔ کہ جو تلوار چلاتے ہیں۔ تلوار سے مارے جاتے ہیں۔ یہ غالباً تلوار چلانے کے لئے حکم ہے۔ اور تلواریں خرید و۔ پہلے کا حکم ہے جبکہ یہودیوں کی پولس گرفتار کرنے کے لئے پھرتی تھی۔ تو اسوقت پہلا حکم تھا۔ اور جب گرفتار ہو گئے۔ تو یہ اس کے بعد کا حکم ہے۔

(۱۱) پچھلے حوالے میں نے دیئے۔ سارے انجیل و اناجیل میں موجود ہیں۔ میں نے خداوند کی بابت کوئی بات نہیں کہا بلکہ جو الفاظ کہ سب بائبل کے تھے۔ پھر کہا کہ یہ دلائل سے کوئی جرم بات نہیں کیا۔ یہودیوں کی کونسی کتاب ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ شاگرد اُستاد پر اپنا اعتقاد رکھتے۔ تو اُن کی مرضی ورنہ وہ آج تک مسیح کو گنہگار مانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اس مذہب پر نہیں آتے اور یہودی کیوں۔ مانتے جبکہ انجیل کہتی ہے۔ شریعت کا پابند لعنتی ہے۔ متی ۵ ۱۷ توریت کہتی ہے۔ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے توریت ۲۱ ۲۳ حضرت پولوس فرماتے ہیں۔ چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنے والے کوئی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور جب مسیح ایسا تھا۔ تو اسواسطے وہ نجات کا مستحق نہیں۔ اور جب اُسکی نجات نہیں ہوئی۔ تو دیگر لوگ کس طرح نجات پا سکتے ہیں۔ اور جو لعنتی ہیں۔ اُسکے واسطے متی کہتا ہے وہ ہمیشہ کے واسطے جہنم کی آگ میں رہینگے۔

دستخط　　　　دستخط
سید غلام قادر شاہ عیسائی　　　　پنڈت لیکھرام آریہ

دستخط
پریذیڈنٹ بحروف انگریزی
ٹھاکر سنگھ

صداقت رگوید

پادری دفعہ ۱۔ اسلئے کہ رگوید ایک بہت پُرانی کتاب دینی معروف ہے راقم (یعنے عبداللہ آتھم) کو بھی شوق اُس کے مطالعہ کا ہُوا۔ بایں نیت کہ اس میں انسان کا دکھ اور اُس دُکھ کی دوا اور اُس دوا تک دسترس کی صورت بیان ہوئی ہے ترجمہ کی صحت پر راقم کو کوئی شک وارد ہُوا۔ اسواسطے کہ کچھ آلودگی غرض یا جہالت بھاکی ترجمان میں نظر نہ آئی۔ اور مطلب اصل زبان کا اعتبار ترجمان سے بڑھ کر معلوم نہ ہو سکا۔

جواب آریہ دفعہ ۱۔ بیشک رگوید مقدس دنیا کی تمام کتابوں سے بہت پُرانی دینی و دنیوی کتاب ہے۔ اسواسطے سنسکرت کی اعلےٰ لیاقت حاصل کر کے ہر ایک طالب حق کو اس کے مطالعہ سے فیضیاب ہونا ضروری ہے جسمیں روحانی بیماریوں اور دکھوں کا علاج کامل اور اس علاج کے استعمال کی شناخت اور اُس کے دسترس کی صورت وتدبیر معقول یعنے علاج کا طریقہ حصول نجات ابدی خدا تعالیٰ و مالک نے اپنی رحمت سے پرماتما نے وید میں ارشاد فرمایا ہے لیکن [illegible] ترجمہ کی صحت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ فضلائے آریہ ورت اُنکی فضیلت اور وید دانی کی گواہی نہ دیویں اور ساتھ ہی کوئی غرض دنیاوی داسنگیر نہ ہو اریہ ورت کے تمام رشیوں و علماء نے ظاہر کیا ہے کہ وید ایشور پرماتما کا گیان ہے اور کسی انسان کا تصنیف نہیں اسی واسطے وید مقدس کا نام شروتی (ایسے سنا ہُوا) ہے یعنے کسی انسان نے ویدوں کے کرتا ایشور کو آنکھ سے نہیں دیکھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس ابتدائے آفرینش میں پرمیشور نے جگت میں پرکاشت کئے چنانچہ تاریخ بھی شہادت دیتی ہے۔ کہ اہل روما۔ اہل فرانس۔ اہل انگلستان وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ پس ویدوں کی تاریخ وہی صحیح ہے۔ جو سورج سدھانت آدی (اجرام علم نجوم کی) پستکوں کے رو سے آریہ لوگ مانتے آئے ہیں۔ نہ کہ پادریوں کی تاریخ جن کا غیر قوموں کے ساتھ تعصب ظاہر ہی ہے۔ جو ہر دم ہمارے بھائیوں کے ننگا کرنے کے درپے لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے انصاف کی امید رکھنا گویا چیل کے گھونسلے سے گوشت تلاش کرنا ہے مطمح النظر آلودگی غرض یا جہالت۔ بلکہ وہی مترجم خود بھی مضامین وید کی نافہمی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اُسی ترجمہ کے صفحہ ۳۱ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ وہ صدہا سال کے بعد جو ہیں نے رگوید کے منتروں اور اُس کی سرپوں کے جمع کرنے اور پڑھنے میں صرف کئے ہیں۔

رگوید کے ایسے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں مگر تاہم اُن میں سے تمام منتروں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا۔ کیونکہ گو میرے پاس سائن آچاریہ کا ترجمہ اور اُسکے متعلق شرحیں لغت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں سب کچھ موجود ہیں۔ تو بھی رگوید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوتے۔ اس امر کا کہنا کہ جن کو میں بارہا کہہ چکا ہوں کچھ ضرورت نہیں کہ رگوید کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے تاوقتیکہ سائن آچاریہ کا ترجمہ برہمن۔ پستک نروکت۔ پربھاشا اور سوتر وغیرہ اور بہت سی سنسکرت کے علم عروض و اصول فلسفہ اور دوالوں وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائن آچاریہ کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی زبان ناممکن ہے کہ جس میں ہر اصل شرح کے سبب سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ہونا ہی ناممکن ہے آج کل جو یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اسقدر ترقی ہے کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل فضول بنا دینگے جس کی بُرائیوں اور غلطیوں سے جسقدر میں واقف ہوں اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اُن شخصوں کی ترقی کے واسطے جو بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ اور اُس کے ذریعے سے وہی شخص ہمارے آباؤ اجداد کے خیالات کو اُن کی نسبت جنکی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے۔ اور بھی تصنیفات جو ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اب دانا لوگ خود سوچ لیں کہ جن کے ترجموں کو معترض آیت و حدیث سمجھتا ہے وہ کہاں تک درست ہونگے۔

حاشیہ معترض نے جو اسی دفعہ کے نیچے نوٹ کر کے لکھا ہے کہ اسلام ایک

فعل ہے۔ حاصد متکلم اور فعل حال تہ زمانہ کے ضرور ہے کہ اسنے فاعل سے ما لعد ہی کسقدر رہے لہذا دعوے قدامت بمعنے حقیقی تو دربارہ رگوید کے قایم نہیں ہو سکتا" *

تردید۔ ہم آریہ لوگ پادری صاحبان کی طرح کوئی کلام خداوند خدا کا نہیں مانتے۔ بلکہ ہم تو ویدوں کو ایشور کا گیان مانتے ہیں اور گیان صفت ہے۔ اور صفت ہمیشہ موصوف کے ساتھ رہتی ہے اور جب سے موصوف ہے تب سے صفت اُس کے ساتھ ہے۔ مثلاً جب سے سورج ہے تب سے روشنی ہے اور جب تک ہے تب تک رہیگی اور کوئی صفت فعل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے معترض کا غلط دعوے ہے کہ وید قدیم کوئی۔ سراسر فضول ٹھہرا اور وید مقدس کی قدامت بحال رہی *

پادری حاشیہ۔ مصنف آریہ ڈیفنس کا رگ بید میں لفظ یہوا موجود کہلاتا ہے جو توریت کا لفظ ہے *

جواب آریہ۔ پادری صاحب غیروں کی تقلید کو عین سعادت سمجھتے ہیں۔ جس سے صاف واضح ہے کہ اپنی عقل نہیں رکھتے اگر ثبوت موجود ہے تو منتر کا حوالہ دیں ورنہ بے دلیل سے انکار کرنا بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ پادری صاحب نے بہت دھوکہ کھایا *

پادری دفعہ ۲۔ دکھ انسانی رگ وید کی رو سے وہی منصور ہوتے ہیں کہ جس کے دفعیہ کے واسطے اُس کے راگوں کے مصنف التجا اپنی دکھلاتے ہیں۔ جیسا کہ اے معبود ہم کو دودھیلی گائیں دو۔ اور روٹیوں کے واسطے جو اور سواری کے واسطے گھوڑے اور دشمن کے مارنے کے واسطے بہت سی اور مضبوط وغیرہ اور قربانیوں کے واسطے مولیشی اور سوم کا رس اور کہ جنموں سے چھڑا کر قبضۂ کار معبودوں میں ملاؤ اور دوا اس دکھ کی معبودوں مندرجہ رگ کا رکھا ہی متصور ہے جو حیوانوں اور انسانوں کی قربانیوں کے چڑھانے اور سوم رس کی پوجا چڑھانے اور رگ کا راگ گانے سے سمجھتے ہیں اور دسترس اس دوا پر بوسیلہ اعتقاد و ہمت طالباں ہی کے حاصل ہوتی ہے۔

جواب آریہ دفعہ ۲ معترض نے لفظ راگ بہت مزے استعمال کیا ہے۔ جو لوگ علم راگ کی روحانی تاثیر کے قایل ہیں وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ پادری صاحب لنترانی کے سُر الاپتے ہیں جس طرح وید مقدس فلسفہ کی کان ہے۔ اسی طرح وحدانیت کی بھی جان ہے آپ کا ایسا تحریر کرنا کہ "اے معبود وغیرہ" صاف دلالت کرتا ہے کہ معترض علم سنسکرت سے محض ناواقف ہے۔ شائید بائبل کی اس آیت کا دھیان آگیا ہوگا "اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا" *

پیدائش باب ۲۔ گائے کا دودھ۔ روٹیاں۔ گھوڑے اولاد وغیرہ پرمیشور سے مانگنا کیا کسی حق پسند و عاقل کے نزدیک قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ وید ہائے مقدس میں عموماً۔ اور رگوید مقدس میں خصوصاً وحدت کی نہایت صحیح تاکید ہے جس کے مفصل حوالاجات دفعہ ۳ کے جواب میں درج ہوں گے۔ پادری صاحب نے قربانیوں کی بابت بھی کوئی حوالہ نہ دیا ہے پس قابل توجہ نہیں کیونکہ ہم نہایت صداقت و دلیری سے دعوے کرتے ہیں کہ وید ہائے مقدس میں قربانی کی بابت کہیں ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ نام و نشان درج ہے اگر معترض کے پاس کوئی تفسیر کی موجود ہے تو پیش کرے۔ ورنہ مترجموں کی غلطی اور اپنی ناواقفی

و متعصبانہ رائے کا اقرار کرنا پڑے گا۔ روحانی و جسمانی گناہوں سے بچنے کے لئے آوارگوں کی معقول سزا جو وید مقدس نے بطور علاج بیان کی ہے افسوس کہ اُس کے مطلب فہمی سے محروم رہنے کے سبب پادری صاحب کو ہر جگہ تین کالے سوجھتے ہیں بائبل کی آتشی قربانیاں اور آسمانی دیوتوں اور روح القدس کی ذبحانی و سوختنی مہماسال علی ہذا القیاس اُسی لوح کی کہانیاں ابھی تک آپ کی یاد سے نہیں بھولیں جس کے عوض آپکے مارک حال کے رُو سے وید مقدس بھی مخلوقات کے گلے پر انجیل کی طرح چھری چلا رہا ہے۔

اگرچہ ناصواب لوبہ۔ اخلاق کی وحدانیت کی کمالیت رحم کی حقیقت غرضکہ ویدوں نے جملہ امورات کو کما ینبغی مشرح بیان کیا دیدہ بینا و گوش شنوا چاہئے۔

پادری دفعہ ۳۔ حمل الاصول رگ کا تو تعلیم ہمہ اوست ہی معلوم ہوتی ہے کہ جسمیں عناصر و ارواح قدیم ہی تصور کئے گئے ہیں اور عدم محض سے بوجود آنا کسی کا نہیں مانا گیا۔ تاہم عملی تعلیم اُس کی یہی ہے کہ زمین و آسمان و مافیہا کے ۳۳ دیوتے ہیں جو غالباً تمثیل کے تکرار سے بنے ہیں۔ یعنی خواص سنہ رح تم سے پھر ویسے ہی ۳۳۰ اور انجام ۳۳ کروڑ بھی بن گئے۔ جن میں خاص الخاص اگنی۔ والو۔ اندر۔ وشنو ہیں۔ جو مظہر چار عناصر کے معلوم ہوتے ہیں۔ میکس مولر صاحب و دیانند سرستی صاحب تو صرف دیوتاؤں کو صرف نام ہی واحد وجود کے ٹھہراتے ہیں۔ مگر مصنفان ویدات اور برہمنوں کے اُن سے کچھ کم عالم وید کے نہ تھے۔ اور قریب تر زمانہ میں ہو کر زیادہ تر لحاظ کے لائق ہیں مظہریت کے سبب علاقہ جات جسمانی بھی دیوتاؤں کے ساتھ لگائے گئے ہیں مگر اُن میں بھی نکتہ مانے گئے ہیں۔ غرضیکہ رگ کو دعوے فلاسفی اور الہام کا ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے تاہم لطائف شاعرانہ اور مضامین زمانہ سے وہ خالی بھی نہیں ہے اور سراسر بے حکمت اسکو ہم کہہ سکتے ہیں *

جواب آریہ دفعہ ۳۔ رگوید مقدس تعلیم ہمہ اوست کے قطعی مخالف ہے ویدوں میں عبارت کی عمدگی سے تشریح کی گئی ہے۔ فلسفہ تو خاص اس مرحلہ کے طے کرنے کے لئے ہے جس کا آخری نتیجہ نجات ہے۔ اس پاک طریقہ کا اور نو ایجاد مذہبوں میں نام و نشان ندارد ہے۔ عدم محض سے کسی کا بوجود آنا ایک ایسا امر ہے جسکا علم و عقل دونوں ساتھ نہیں دیتے۔ قطع النظر دیگر علوم کے علم مروجہ سائنس سے بھی معترض ناواقف معلوم ہوتا ہے ورنہ یہ بات اُسکی بالکل بے مان ثبوت ہے حکماء آریہ ورت اور فلاسفران یورپ نے بھی مادہ کو قدیم مانا ہے۔ اور اگر روح کی کیفیت جاننا چاہتے ہو تو علم یوگ سے معلومیت حاصل کرو۔ ورنہ روح القدس سے پوچھ کر تسلی کر لو "یہ روح کو کس نے کس چیز سے کس وقت اور کیوں بنایا" گمان غالب ہے کہ تسلی ہو جاوے گی۔ عرصہ چار ماہ کا گذرا ہوگا کہ میں نے حضرت کے بنگلہ پر جا کر بھی اس مسئلہ قدامت مادہ کا ثبوت دیکر اُسکی تردید کی درخواست کی تھی۔ جس کی بابت آپ کو بخوبی یاد ہوگا پس دوبارہ بھی صرف اتنا کہنا بہتر ہے کہ بلا دلیل دعوے کی تکمیل تحصیل لاحاصل ہے۔ دیوتا کے مادہ میں آپنے غلطی کھائی اس کے معنے پرکاشمان اور عالم فاضل کے ہیں۔ پس رگوید اشٹک ۲۔ ادھیاء ۲ ورگ ۳۵ منتر ایجروید ادھیاء ۱۴ منتر ۳۱۔ [illegible] الوواک ۱۴ منتر ۲۳ و ۲۷۔ اور [illegible]

ستھ پتھ کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۱۶ منتر ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - وغیرہ کے مطالعہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ جہاں پر مفصل استادہ ہے کہ سوائے ایک پرماتما کے کوئی ادپاسنا یوگ نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ جو کسی مخلوق چیز کی ادپاسنا کرتے ہیں۔ وہ حیوان مطلق سے زیادہ جاہل ہیں ✦

اے ناظرین میکس مولر صاحب و دیاسد سرتی صاحب تو متفرق دیوتاؤں کے متفرق نام ہی واحد وجود کے ٹھیراتے ہیں مگر معترض (چونکہ سنسکرت زیادہ جانتا ہے) کی تسلی نہیں ہوتی کیا پرماتما کے متفرق نام ہونے سے خدا بیشمار ہو سکتے ہیں۔ شاید یہاں بھی "ایک تین میں اور تین ایک میں" گروانے کی صلاح کی ہوگی۔ مصنفان ویدانت و نیاء کو معترض خواہ مخواہ بدنام کرتا ہے۔ پس اول تو معترض کو میں علانیہ اطلاع دیتا ہوں کہ اگر اس کے پاس کوئی ویدانت کا یا نیاء کا سوتر ہو۔ یعنی اسکے برخلاف تو پیش کرے۔ ورنہ بصد افسوس سوائے اس کے اور کیا کہونگا۔ کہ پادری صاحب اپنی ناواقفیت کا علاج کریں نہ فسانہ عجائب جیسے الہاموں کا وید کو دعوے ہے۔ اور نہ منقولی باتوں اور قصہ جاتوں کا وید خزانہ ہے۔ آپ کا مفروضہ منطق (نیاء شاستر) میں کیا بلکہ کسی فلاسفر یا حکیم کی کتاب میں بھی پتہ ندارد ہے۔ پس یہ بدمقدس الہی فلاسفی سے جو پرانے عہد نامہ و نئے عہد نامہ کے مکاشفات باب ۱۴ آیت ۳ میں بھری ہے۔ اس کا معقولیت و علمیت کے ساتھ اثبات ہونا یہاں تک ہے۔ کہ آج کل کے فلاسفر خصوصاً آپ کے محقق میکس مولر صاحب اور بھی تائید کر رہے ہیں۔ دیکھو لکچر ڈاکٹر صاحب موصوف مطبوعہ آریہ پتر لاہور۔ ہاں اسکا بیان کرنا بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ بائبل کا اصل الاصول ہمہ اوست ہے یا۔ اگرچہ بہت مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل کے ملک میں کوئی ہندوستانی نوین ویدانتی جا پہنچا ہوگا جس سے تعلیم ہمہ اوست کی بہت کچھ پائی جاتی ہے۔ (۱) ابتدا میں کلام اور کلام خدا کے ساتھ تھا کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جو بغیر اُس کے ہوتی۔ یوحنا باب آیت ۱ سے ۳ تک (۲) اُس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۲۰ (۳) یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۱۱ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے (۴) یوحنا باب ۱۷۔ آیت ۲۱ سے ۲۳ تک تاکہ وے سب ایک ہوویں جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وے بھی ہم میں ایک ہوں جس طرح ہم ایک ہیں۔ میں اُن میں اور تو مجھ میں تاکہ وے ایک ہو کے کامل ہوویں۔ (۵) قرنتیوں کا خط پہلا باب ۱۵۔ آیت ۲۸ تاکہ خدا سب میں سب کچھ ہووے۔ (۶) پیدائش کی کتاب باب ۱ و ۲۔ اسی روز آدمی کو بھی یہ کہکے بنایا کہ ہم انسان کو اپنی صورت و اپنی مانند بناویں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ (۷) نیک و بد کی پہچان میں اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کتاب پیدائش باب ۳ (۸) یسوع نے کہا کہ تم خدا ہو۔ یوحنا باب ۱۰۔ آیت ۳۴۔ زبور ۸۲ کی آیت ۶ ✦

تردید۔ (۱) پس اے پادری صاحب جب ابتدا میں سوائے خدا کے اور کوئی چیز نہیں تھی جس سے جگت کو بنایا تو کیا اُسی ایک واحد کی کثرت نہیں ہے اور ہمہ اوست میں کیا شک ہے۔ (۲) جب یسوع احد ہے اور ہم جیسے ہیں اور عیسے ہم میں تو کیا ہمہ اوست نہ ہوا۔ (۳) یسوع احد میں اور خدا یسوع میں کیا بلکہ سب جہاں باپ اور بیٹے میں جو مانتے ہیں ہم اُن سے ہمہ اوست کے معنے ضرور دریافت کرتے ہیں (۴) کیا مسیح صاحب نے ان آیتوں میں صاف بیان نہیں فرمایا۔ ع

دریا سے حباب نے کہی یہ صدا تو اور نہیں میں اور نہیں
سب کچھ تیرا ہی جلوہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں

(۵) خدا کا سب میں سب کچھ کیا ہمہ اوست کے سوا کچھ اور مطلب رکھتا ہے۔ (۶) پادری صاحب کیا خدا کی صورت خدا نہیں ہے اور اگر کسی شیطان کی صورت کہیں تو شیطان نہیں ہوا (۷) کیا وہ جتنے خدا اُسوقت موجود تھے درجہ میں مساوی اور قادر مطلق تھے؟ اگر ہیں تو آدم جب اُن میں سے ایک کے مانند ہوا تو جب ۹ = ۳ × ۳ × ۳ کئے تو کیا اور ایک جز مساوی ہے ان تین میں ایک کے اُن میں سے ہر ایک کے مساوی نہیں ہوا۔ پادری صاحب مربع کے چار کونے برابر ہوتے ہیں پس صریحاً ثابت ہے۔ کہ بائبل کا اصل الاصول تعلیم ہمہ اوست ہے۔ آگے ماننا نہ ماننا آپکے اختیار سے۔ ہاں وید مقدس میں پرماتما کی سروگت (ہمہ جا) اور اننت اکائے (بے حد اور غیر مجسم) وغیرہ اوصاف کا بیان تو ہے۔ مگر ہمہ اوست کی مؤید یا حامی کوئی شرتی نہیں ہے۔ اگر ہے تو مخالف۔ یعنے پادری صاحب کو ہم چیلنج یعنے میدان میں بلاتے ہیں کہ وہ شرتی پیش کریں ورنہ اپنے غلط دعوے کو واپس لیں۔

پادری دفعہ ۴۔ (۱) ادھیائے ۸ انواک ۱ سکتا ۹ میں رودر کی گاؤ اور انسان کش تیر سے پناہ مانگی ہے ✦

(۲) پھر ادھیائے ۱۔ انواک ۱۸۔ سکتا ۶ میں راجہ بھودا دیا اُسکی رانی لوماتا کی تعریف یہ ہے کہ اُنھوں نے ہزارہا قربانیوں کے واسطے سو گھوڑے اور سو بیل اور بہت سی گائیں۔

(۳) پھر ادھیائے ۳۔ انواک ۲۲۔ سکتا ۵ میں جمیش دیوتا کی تعریف قربانی کے پارچات کرنے میں ہے۔ اور راستی انواک کے سکتا ۶ میں گھوڑے کی قربانی کی بڑی دھوم دھام ہے۔ جو دیوتاؤں کی سواری کے لئے آگے بھیجا جاتا ہے۔ اور جس کے آگے آگے جنگلی بکری بھی ممیاتی جاتی ہے۔

(۴) پھر رگ کی جلد ۱۰ درب ۱۲۱۔ شلوک ۲ میں بیان ہے کہ خدا نے اپنے آپ کو قربانی دے دیا جس کے سایہ اور موت سے حیات ابدی ملی ہے۔ ست پت برہم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ خدا انسانوں کے لئے قربانی ہوا۔ ایسا ہی تیتریا آرنیکا کے صفحہ ۱۳۱۳ میں ہے۔ پھر اور گوشت کو بھی دیوتا کھاتا ہے۔ اور اسکے کھانے والے کو نہیں۔

جواب آریہ دفعہ ۴۔ معترض کی لیاقت علمی تو ان حوالجات سے ظاہر ہو رہی ہے جن سے مفصل ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ مگر پھر بھی ہزار جد و جہد سے جہاں تک معترض کے وسوسات کا نشان مل سکا معہ صحیح ترجمہ کے نذر ناظرین کرتا ہوں۔ واضح ہووے کہ رگ کے آٹھ اشٹک ہیں اور ہر ایک اشٹک میں آٹھ آٹھ ادھیائے اور ہر ایک ادھیائے میں مختلف برگ و منتر ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ جناب کا منشا ہے کس نمبر کا کس اشٹک کے آٹھویں ادھیائے پر ہے۔

ھذا الطرح تال ما یاگیا کہ رگوید کے اشٹک اول ادھیاء ۸ سوکت ۴ ۱۱ منتر ۸ میں لفظ رودر گو موجود ہے جس سے انوواک وسکت کے مثال حامل الطمسان نہیں اور یہ ادھیاء ۸ میں انوواک اور سکت ۹ کہیں موجود پایا گیا - اصل منتر یہ ہے -

मा नस्तोके तनये मा न आयौ मा नोषु
मा नो अश्वेषु रीरिष:। वीरान्मा नो रुद्र भामितो
वधीर्हविष्मन्त सदमित्त्वा हवामहे ॥

تردید - ۴ ۱۱ سکت کے ۱۱ منتر ہیں اور سب کل امورات سلطنت کی بابت میں اور منتر ۶ سے لیکر ۹ تک خصوصاً اُن امورات کا ذکر ہے جنکا سلاطین یا راجوں کا نہایت ضروری ہے - لفظ رودر کے معنے راجا یا سناپتی کے ہیں - جن کا اعلےٰ فرض یہ ہونا چاہئیے - کہ اے مار رعایا کے مالکوں - کماروں اور گئو گھوڑے وغیرہ پراُپکاری یعنے مفید خلائق جانوروں کو کبھی قتل نہ کریں اور وہ سبب جس سے انکا نقصان ہو ہمیشہ اُن کو دور کرے - ایسے عادل ظلم سے رہت راجا کی رعایا کو اطاعت ضروری ہے -

جناب من اس منتر میں کہاں انسان کُش تیر اور رودر کی لگاؤ کا ذکر ہے بلکہ گستاخی معاف سمجھ کا قصور ہے -

وشواس نمبر ۲ - ادھیاء ۱ - انوواک ۸ اسکت ۹ میں تمام رگوید میں مَیں نے پڑتال کیا - مگر آپ کے بتلائے ہوئے راجہ رانی کا وید مقدس میں مثال مدارد ہے اور نہ کہیں ان بیرحمی کی قربانیوں کا نام و نشان دکھائی دیا اور نہ کوئی اس قسم کا بیان پایا گیا پس اس کا جواب صرف یہی ہے کہ براہ مہربانی الطارئت عاءً دعوے فیلسوفانہ سے باز آئیے -

وشواس نمبر ۳ - حضرت رگوید کے تیسرے ادھیاء میں کہیں ۲۲ - انوواک نہیں ہے اور نہ منڈل تیسرے میں کوئی ۲۲ - انوواک درج ہے - میں حیران ہوں کہ آپ کو ایسے خوارق عادات - جھوٹے الزامات کہاں سے اور کیوں سوجھتے ہیں اور بیس دیوتا اور قربانی کا گھوڑا - یا دیوتاؤں کا واہن - اور چتلی بکری کہاں اور کس منتر میں ہیں - کہیں مسیح کے گدھے کا تو خیال نہیں آگیا جو اُنہوں نے کسی شخص کا چرا کر سواری کی تھی - دیکھو انجیل متی باب ۲۱ - آیت ۲ سے ۴ تک *

وشواس نمبر ۴ - اے ناظرین رگوید میں بیب وشلوک نہیں ہیں بلکہ وہ مہا بھارت میں ہیں - خیر بپاس صداقت اسکا جواب باصواب عرض کرتا ہوں اشٹک ۸ ادھیاء ۷ - ۳ - سوکت ۱۲۱ - اور منڈل ۱۰ میں یہ منتر ہے -

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं
यस्य देवा: यस्य छाया अमृतं यस्य मृत्यु: कस्मै देवा
य हविषा विधेम ॥

یہ اوپاسنا کے متعلق منتر ہے - جو جگدیشور (یہ آتم دا) پران اور آتم گیان کا داتا ہے (بل دا) جو قوت اور اُتساہ پراکرم کا دینے والا ہے (یسیہ وشوا پاسته) جس وسو دیو یعنے جگت کے مالک کی ودوان اُپاسنا کرتے ہیں (پرشکم یسیہ دیوا) گیانی لوگ جس کو سویکار کرتے ہیں - (یسیہ چھایا امرتم) جس کے آسرے اور کرپا سے موکش سکھ حاصل ہوتا ہے - (یسیہ مرتیو) اور جس کے نہ آسرے اور اوشا سے جنم روپ دُکھ ہوتا ہے - (کسمئی دیوایہ ہویشا ودھیم) اس سُکھ سروپ پرماتما کی عبادت خلوص نیت سے ہمیشہ کرنی یوگ ہے *

معترض اگر لیاقت علمی رکھتا ہوتا تو کبھی کسی خود غرض کے پیچھے چلکر ایسے کم لفظ بلدان سے معترض لے ایسی دوراندیشی سے مثانہ مسیح کا مصلوب و کفارہ ہونا گمان و وشواس کیا ہوگا - جیسا کہ بڈروئے بائیبل ہیں لفظ کرشن سے کرسٹ کا نام استخراج کیا اور ناواقف ہندوؤں کو سکی کرنا چاہا - مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا - ف

زمانہ بساط تو آتش نہاد شد آں مرغ کو بیضہ زریں نہاد

برہمنوں کی غفلت اور بھولاپن کا زمانہ دور ہوگیا - اور آفتاب صداقت طلوع ہوکر آریہ ورت مطلع انوار ہوگیا - اور آئے دن آریہ ورت باشی خواب غفلت سے بیدار ہورہے ہیں -

وید مقدس کی تقلید گھر گھر میں ہورہی ہے - عنقریب بائیبل کی سہری جلدیں اور کتابوں کو لگنے والی ہیں - اے ناظرین ف

دیکھو عقدہ ترا بائے انگور کی سوجھی * قربان ہوں اس سمجھ کہ کیا دور کی سوجھی

جیسے کوئی شخص دستگیر کے لفظ سے ندی کے معنے نکالے اور خطا بخش کے لفظ سے خطائیں عنایت کرنے والا مان لے اور جو فروشی وگندم نمائی سے معجزات وخوارق عادات کی ہی تان گائے - تو کسطرح قابل لحاظ ہوگا - ویسے ہی معترض کی دوڑ دھوپ ہے - یہ لوگ عموماً ایسے ہتھکنڈے چلایا کرتے ہیں تاکہ کسی طرح لوگوں سے بات کرنے کا موقع ملے - جیسا کہ تمام گرنتھ صاحب سے یہ شلوک نکالا ہے - پن رکھس کا کانا سیا - سری اسکیت جگت کے ایسا - تمام ناظرین جانتے ہیں کہ گورمکھی میں حرف شین نہیں ہے جس سے عموماً حرف شین کی جگہ سین مستعمل ہوتا ہے - اصل لفظ الیش کا مخفف ہے - نہ معاذاللہ عیسےٰ کا ذکر ہے - ستھر تھو داتیری کے ٹنٹک جو سنسکرت کے ہیں - اُن میں آپ کی دعاوی کا پتہ مدارد ہے - منتر اور گوشت خوری دیالتا اور وید کے مخالف ہے - ہاں مطبخ بائیبل میں اُن کی گرم بازاری ہے - وہاں سے خرید فرمائیے - ہمارے ہاں یہ جنس ندارد ہے - براہ مہربانی خواہ مخواہ دخل در معقولات عقلاً سے بعید ہے -

پادری دفعہ ۵ - (۱) ادھیاء ۴ - انوواک ۲۳ میں اندر دیوتا کلاں اگست منی سے کہتا ہے کہ آج کل ٹھیک نہیں کہ ہم پر کیا بیتنے والا ہے -

(۲) اور انوواک ۶ سکت ۲ میں مصنف راگ رگ کا کہتا ہے کہ عوام کی نسبت ہم بھی خطاؤں سے کچھ زیادہ محفوظ نہیں -

یہ ہے تعریف لم یزلی - والہام وید کی جو اُس نے خود بھی اپنی کی ہے پیروان وید و پران کے جو چاہیں مانیں اور کہیں - مگر ویدوں کو نہ تو دعوےٰ معجزات کا ہے نہ مقدس تعلیمات کا نہ فلاسفی کا اور پنج وید ہیں - تو شاخ پران و تا سر کیا کچھ ہونگے - سو ٹھیک معلوم - مگر جبل بھی ایک برکت ہے جو غیر زبان میں رہنے وید سے پیدا ہورہا ہے - ف

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد - چوں باز کنی مادر مادر باشد

جواب آریہ دفعہ ۵ - اے ناظرین میں افسوس کرتا ہوں کہ رگ وید کے ادھیاء ۴ میں انوواک ۲۳ کوئی نہیں اور منڈل ۴ میں کوئی انوواک ۲۳ ہے ہاں منڈل ۴ میں سوکت ۲۳ ہے - مگر وہاں کیا تمام رگوید میں کسی رشی کی گفتگو درج نہیں - بالکل اگست وغیرہ کسی رشی کا نام و نشان نہیں ہے - اور نہ کوئی

ف چونکہ آپ کا منطق تمام دنیا سے نرالا ہے - اسواسطے آپکو ایسے اختراعات میں خوب مہارت ہے مگر سوائے ویدک محاورات سے آگاہ ہونیکے وید مقدس کے مدعا کو سمجھنا آسان نہیں *

انوار سے میں حکمت انکا کہیں حوالہ ملتا ہے۔ پس ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ویدوں کو جعلی انجیلوں کی طرح نہ معجزات کا اور توریت موسوی کے طرح خوارق عادات (جیسا کہ موسے کو خدا نے کہا کہ میں فرعون کا دل سخت کرونگا ۔ اور تو اُسے سبز باغ بتلانا موسے کی کتاب) وکرامات کا اور اناجیل اربعہ کے طور پر جنوں بھوتوں کے نکالنے اور لایعنی امورات پر گرداب جہالت میں ڈالنے کا دعوے کہیں نہیں اور نہ ایسے تمسخرات کو صداقت سے کچھ تعلق ہے جس طرح ساون کے اندھے کو ہریاول سوجھتی ہے ۔ پادری صاحب کو بھی ویدوں میں نہ منہ تسمات کا پتہ ملتا ہے اور نہ فلاسفی ۔ کیونکہ وید کی فلاسفی اور ہے ۔ بائیبل کی اور ہے کیمیا گری حقیقی اور ہے اور جعلی اور علمی وعقلی صداقت کا وید کو دعوے ہے اور فلاسفی اور روحانی امورات کا ثبوت مگر بائیبل کو برخلاف اس کے قصہ جات ولعید از عقل باتوں پر دعوے ہے اور ۔ بالت ودھوکہ دہی کا خوب ؎

کجا فہم دلہا تعلیم ادراک

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اے ناظرین انصاف پسند حق و باطل کو عقل خداداد و تعلیم صداقت بنیاد سے تمیز کرو اور دیکھو کہ آپا طمع کیا عمدہ چیز ہے ۔ جو خواہ مخواہ انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے ؎

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ ✤ بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیج

روئے طمع از خلق بپیچ از مردی ✤ انصاف گزیں بہ بطلان مپیچ

پادری دفعہ ۶ ۔ دیانند سرسوتی صاحب کے انشٹنٹ کے طے ہوئی ہے ۔ اور آفتاب انشٹنٹ کا صریح غروب پر ہے ۔ دیانند صاحب پر اگرچہ برہمو کے منہ بردم تو پھونکتے ہیں مگر غالب نہیں کہ انکی حکمت عملی ان پر کارگر ہو ۔ اسلئے کہ ان کا دم صرف جہل ہی پر موثر ہے ۔ جبکہ انہیں علم بڑھتا جاتا ہے اور تزید بھی یہی ہے کہ سریع الاعتقادی اول بے اعتقادی کو جگہ دیوے ۔ اور پھر بے اعتقادی اعتقاد کو جگہ دیوے ۔ کیونکہ سریع الاعتقادی کوئی دلیل اور بنیاد اپنی نہیں چاہتی ۔ بلکہ محض جہل ہے اور بے اعتقادی عین مخالف سریع الاعتقادی بر اُٹھکر دلائل کو بھی رد کر ڈالتی ہے مگر واقعات کا اسرار کسی صورت سے مٹ نہیں سکتا ۔ لہذا آخر کار دلائل پر اعتقاد لابد ہے ✤

آریہ جواب دفعہ ۶ ۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے انشٹنٹ (پرلنے) برہمو کا سامنا نہیں دیا ۔ اور نہ پر اگرچہ (موجودہ) برہمو کی تعلیم کی تائید کی بلکہ آریہ سماج و برہم سماج کا باہمی بعد المشرقین ہے جس کو حق بین آنکھیں دیکھ سکتی ہیں ۔ سوامی جی مہاراج کی تعلیم واپدیش کا سہایک دہادی وید ہے اور برہم سماج کی پرارتھنا واپدیش صرف وہم وخیال کی بے آئینی یا انجیل یا قرآن و وید کی خوشہ چینی برہم سماج کا زور ہاتھ کاٹنے پر اور آریہ سماج کا علاج کرنے پر مگر کاشا یہاں قطعی نامنظور ہے ۔ کیونکہ ؎

کر سہل است لعل بدخشاں شکست ✤ شکستہ نیاید دگر بار بست

پس پادری صاحب خود انصاف کریں ؎

چراغ بیوہ گجا شمع آفتاب کجا ✤ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

میں کیا بالکل معقول پسند ملتے ہیں کہ دلائل پر اعتقاد لابدی ہے مگر بیدلیل ومنقول امورات پر معتقد ہو جانا کونسی دانشمندی ہے اگر آپ کو دلائل پر اعتقاد ہے اور درحقیقت فلاسفروں میں قدم دھرتے ہیں تو میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آدم کا گناہ اور وجہ برم اور مسیح کے کفارہ کو دلائل سے اثبات فرمائیے ۔ ورنہ بے فائدہ اونچی دوکان پھیکے پکوان کا مصداق نہ بنئے ؎

باندازۂ بود باید نمود ۔ خجالت نبرد آنکہ بنمود و بود

پادری دفعہ ۷ ۔ عقل جو خواہش وخیال بیجا کی مخالف ہے اور آخر کار غالب آنیوالی ہے ۔ نیز دلیل قطعی کی اول درجہ میں طالب ہے ۔ اور جب وہ میسر ہو تو اُسی سمت کو جاتی ہے ۔ جو محفوظ تر یں رکھتی ہو ۔ شک پرستی ۔ دہریت ۔ ہمہ اوست ۔ جبریت ۔ عنصریت ۔ علیت ۔ دی ازم یہ سب وہ امور ہیں کہ جن کی مدد کوئی دلیل قاطع ہے ۔ اور نہ جنہیں کچھ حفاظت بلکہ حق وحفاظت کے یہ سراسر خلاف ہیں ۔ نیچر الشانی میں خالق نیچر نے یہی دین دیا ہے کہ صداقت کے کام کو اور اُس رحم سے خالق کی لو لگا کہ جس نے تقاضاء عدل اُس کے کا پورا ہی کیا ہو نہ پامال اور اُسی کے حضور جو تیرا خالق و مالک ہے فروتنی سے چل ۔ انہیں اصولوں کی شرح بائیبل کا دین کرتا ہے اور بطور کامل کے کرتا ✤

جواب آریہ دفعہ ۷ بیشک عقل جو خواہش نفسانی وخیال بیجا کی مخالفت ونیز دلیل قطعی کی اول درجہ کی طالب ہے ۔ جب وہ میسر ہو تو اُس چشمۂ صداقت یعنے پار برہم کی نسبت انسان کسی طرح کے الزام لگاتا ہے اور مختلف طور کے خیالی پلاؤ پکاتا ہے ۔ کوئی بیٹے کو باپ کے دائیں ہاتھ بٹھاتا ہے ۔ اور کاروبار خدائی سے خدا کو معزول کر تخت آسمانی سے گراتا ہے اور بیٹے کا بے اختیار محض بتلاتا ہے ۔ کوئی غزل الغزلات میں (قابل شرم) اور کسی قسم کی دعا سری لگاتا ہے اور اُسے خدا کا الہام بتلاتا ہے ۔ کوئی خدا کو فرضی عرشوں پر بیٹھلاتا ہے اور کوئی اُسکے تخت کے اٹھانے کے واسطے آٹھ فرشتے لگاتا ہے ۔ کوئی اُسکے ملنے کے واسطے معراج یعنے ہفتاد ہزار ڈنڈوں والا زینہ لگاتا ہے ۔ یہ سبھی عقل کے نہ ہونیکا قصور ہے اور اندھا دھند تقلید پرستی وسریع الاعتقادی کا ظہور ہے ورنہ ایک کے گناہ کرنے سے کل دنیا گنہگار ہو گئی اور ایک کے مصلوب ہو جانے سے رستگاری مجھے اس مقام پر ایک لائق عیسائی کا قول یاد آیا ہے ؎

ہے تثلیث الٰہی عقل انسانی کے گو باہر ۔ خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جسکا جی چاہے

جسکی بدولت بچہ بچہ انجیلی تعلیم پر نکتہ چینیاں کر کے حاشیہ چڑھا رہا ہے اگر بنیادی طمع دامنگیر نہ ہو تو پھر دیکھا جاوے کہ کتنے صحیح آنکھ والوں کو تین تین نظر آتے ہیں جوں جوں تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے انجیل کی تعلیم لاحاصل سمجھ کر دہریہ ہوتے جاتے ہیں خود یورپ ہی اسکا ثبوت ہے کہ وہاں پر انجیل نے کیا کیا خرابیت پھیلائی ہے اب موجودہ علومات (سائنس وحیالوجی وہیئت وغیرہ) نے انجیلات کی اور بھی قلعی فاش کر دی ہے ۔ اسکا یہی سبب ہے ۔ کہ بائیبل کی عمارت کی بنیاد ریگ پر ہے جس پر ہزار سنہری تصاویر بنانے اور سفیدی لگانے سے بھی اُسکے قیام کی صورت نظر نہیں آتی ہے ۔ اے ناظرین کیا کوئی راستی کا بیر دیکھ سکتا ہے کہ عیسے کی مصلوبیت نے خدا کے عدل کا

لہ ۔ لوکی سرخ فاختہ یا کبوتر بن کر عیسے پر اُتری (متی کی انجیل ۲۸) کا رنگ سنگ پشم اور عقیق سا ہے یوحنا کی مکاشفات)

کہ خدا نے موسے کو کہا میں فرعون کا دل سخت کرونگا اور تو اُسے نصیحت کرنا (موسے کی کتاب)

کوشش کی کہ اُنکی مکروہ تعلیم ویدوکت تسلیم کیجاوے - طبع زاد کہانیاں سا اُنہیں ویدوں سے ثبوت پہنچانا اور دست کتھائیں رچکر وید بریت ٹھیرانا کتنا سخت اور بدت درجہ کا کفر تھا - مگر شک لوگ بالکل نہ چونکے اور ذرا بھی خوف دل میں نہ لائے - گوتم[1] اور اہلیا اندر اور چاند کی کہانی - برہما اور سرستی کے بسچار کی کتھا اندر[2] اور برترا اسر کا جنگ - پاروتی اور پار - اور پرتھوی کا بین ویدوں میں نایا - صد[3] ہا قسم کے تیرتھ مخصوص[4] دلوتا اور عناصر پرستی - گیا شرادھ کرانا - عورتوں[5] کا ستی ہونا - دختر کشی - انسان کی قربانی - کروٹ[6] لینا - سب باس سچاری لوگ ویدوں کے ہی منتروں سے کرلے اور کرانے تھے - اور یہ مال پیش کیا کرتے تھے - گنگا کا ہری لول - اور ہمالہ کا برفانی سورگ - ویدوں کے ہی پرمان دیکر ثابت ہوتا تھا - ہم کہاں تک حال بیان کریں - اور اس رام کہانی کو کتنا وستار دیں - سچ تو یہ ہے - کہ ویدوں کی تعلیم - ویدوں کی برزگی - ویدوں کا مہتو - ویدوں کی توحید - ویدوں کی سچائی - اور ویدوں کا درس بالکل معدوم ہو چلا تھا - ویدک جہاز کے کپتان درحقیقت ناخدا - (نا تک -) ہو گئے تھے - اگر اس سمے شری سوامی دیانند جی مہاراج اُدیوگ نہ کرتے - اور یہ ست شاستر اور ویدوکت تعلیم نہ بتاتے - اور یہ ویدک دھرم پھیلاتے - تو یہ پادری صاحبان کیا کسی کو باقی چھوڑتے - کیا سب کے ہنود عیسائی نہ بنالیے جاتے - فوج میں بھرتی کرسکتے - ہرگز نہیں - اگر ہم نہ پہچانتے - اور ست دھرم کا نام نہ کرائے - کیا یہ آفتاب دوم کی طرح ہم میں دھرم اور عین کرائمس کو زائد بتاتے - اسمیں کسی طرح کا شک نہ تھا - پس ویدک سورج کے طلوع سے اب چمگادڑیا پیچیں کے سوائے اور کیا کرسکتی ہیں - غرض کی یہ مثال اسی موقعہ کے حسب حال ہے -

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

بقول شاعر

صداقت آمد و باطل رواں شد
طلوع شمس شد شبر نہاں شد

اب ہم پادری صاحب کے اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں

اب معلوم ہو کہ ویدوں میں کوئی قصہ کہانی نہیں - اور نہ کسی خاص آدمی مارا جانا وارداب کا ذکر ہے - کیونکہ ویدوں میں تمام یوگک لفظ ہیں رُوڑھی نہیں یعنی مصدر و مشتق ہیں جامد نہیں اور یہی ساتھ سے رشی منیوں کا اعتقاد ہے - اور اسی پر آریہ دھرم کی بنیاد - اور یہی ویدک الہام کا بڑا بھاری بڑا الامر ہے کہ اسمیں کوئی قصہ کہانی نہیں جیسا کہ مہابھاشیہ کے مصنف مہرشی پتنجلی رشی و ملتے ہیں -

उणादयो बहुलम्॥१॥ बहुलवचनकिमर्थम्। बाहुलकं प्रकृतेस्तनुदृष्टेः तन्वीभ्य प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यो दृश्यन्ते। प्रायसमुच्चयनापि तेषाम। प्रायेण खल्वपि ते समन्विता न सर्वे समन्विताः। कार्यसशेषविधेश्च तदुक्तम्। कार्याणि खल्वपि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। किं पुनः कारणं तन्वीभ्य प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यः। किं च कारणं कार्याणि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। नैगमरूढिभवं हि सुसाधु॥ नैगमाश्च रूढिभवाश्चौणादिकाः सुसाधवः कथं स्युः। नाम च धातुजमाह निरुक्ते। नाम खल्वपि धातुजमेवाह नैरुक्ते। व्याकरणे शकटस्य च तोकम्। वैयाकरणानां च शाकटायन आह धातुजं नामेति। अथ यस्य विशेषपदार्थो न समुत्थितः कथं तत्र भवितव्यम्। यन्न विशेषपदार्थसमुत्थं प्रत्ययतः प्रकृतेश्च तदूह्यम्। प्रकृतिं दृष्ट्वा प्रत्यय ऊहितव्यः। प्रत्ययं च दृष्ट्वा प्रकृतिरूहितव्या। संज्ञासु धातुरूपाणि प्रत्ययाश्च ततः परे। कार्याद्विद्यादनूबन्धमेतच्छास्त्रमुणादिषु॥

अ ३ पा ३ सू १

ایسا ہی ذکر نروکت میں یاسک منی جی نے بھی کیا ہے - (دیکھو صفحہ ۲۴ کھنڈ ۱۲ ادھیائے ۱ - مطبوعہ کلکتہ) اور یہی مطلب مہابھاشیہ کے فاضل مصنف مہرشی پتنجلی جی کا ہے -

परन्तु श्रुतिसामान्यमात्रम्। अ० १ पा १ सू० ३१

علیٰ ہذا القیاس جس سے صاف ظاہر ہے کہ بموجب اعتقاد رشی منیوں کے ویدوں میں کوئی قصہ کہانی تلاش کرنا گویا وادیہ نادانی میں سرگرداں ہونا ہے - مفصل دیکھو سوامی جی مہاراج کی وید بھاشیہ بھومکا دوا کرن ہیم صفحہ ۳۴۱ سے ۲۹۴ تک اور وید بھاشیہ کا ڈگیاپن پتر (مطبوعہ بنارس سمت ۱۹۳۳ بکرمی صفحہ ا سے ۸ تک)

پس صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس میں یم یمی کی کہانی ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ ہے کیونکہ یہ بات تمام رشیوں کی رائے کے خلاف ہے -

اب کاتیاین اپنی سروانوکرمنکا میں لکھتے ہیں -

वैवस्वतायेभयस्यो मेवाह

یعنی اس سکت میں ویوسوتیہ کے یم اور یمی کا سمواد ہے - اب دریافت

[1] بنارس کی مانند مقاموں میں گورج کی رسم تھی وہ ۱۸۰۲ء میں قانوناً ممانعت کیگئی -
[2] ستی ہونا تمام ہندوستان سے ۴ دسمبر ۱۸۲۹ء کو بموجب ایکٹ ۱۷ کے ہمیشہ کیلئے انتظام سے بند کیا گیا [3] رودہ دودھ پتی ۱۸۴۳ء میں موقوف ہو کر اسکے مرتکب کے واسطے سزا مقرر ہوگئی
[4] یہ بات دیکھ بیٹھنے کی رسم جو اکثر برہمن لوگ عمل میں لاتے تھے ۱۸۲۶ء میں ایک جرم ٹھیرائی گئی -
[5] دختر کشی کی روک کے واسطے اول بہت کوشش ہوئی مگر حسب تعصب اور معدود قومیں اس طرح باز نہ آئیں تو ایک جدید محکمہ قائم ہوا جواب تک موجود ہے - [6] ٹھگ جو بھیرو کالی چنڈی درگا وغیرہ کے نام پر لوگوں کو مارا کرتے تھے - اور دھرمی طور ادھرمیوں کو یہ ہتکار مسافروں سے گلا کاٹا کرتے تھے اُن کے واسطے جدا محکمہ قائم ہو گیا (دیکھو ٹھگ تاریخ) اور مسودہ قانون ۱۸۳۶ء
[7] بیوہ عورتوں پر بھی جدسے زیادہ ظلم دیکھو ۱۸۵۶ء و ۱۸۶۶ء میں ایکٹ پاس ہوگیا نیز ٹھاکر یعنی بت کے ساتھ لڑکیوں کی شادی کرنا اور پھر انہیں مندروں میں رام جنی کسلو یہ رکھنا گورنمنٹ مدارس کے گائیڈ کریا دیکھو سیم اگر - مطبوعہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۱ء -

طلب یہ بات رہی کہ وِوسوِیہ کون ہے۔ جب کوش یعنی لغات میں دیکھتے ہیں تو وِوسوتنہ کا ارتھ سورج لکھا ہے۔ دیکھو (امرکوش کانڈ ۱ ورگ ۳ سلوک ۳۱)
اب وِوسوِیہ کے لڑکے یم اور یمی کون ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دن اور رات النکار شاستر کے جاننے والے لوگ اس طرلقہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ خود نروکت کے رشی کا یہی اعتقاد ہے۔

विवस्वन सूर्यस्य पुत्री। रूपकमेतदा ख्यानम्॥

کہ یم اور یمی کا سورج کی اولاد کہنے سے مراد النکار ہے۔ یما نام راتری کا ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیا ۱ کھنڈ ۷) اصل میں لفظ یما نہیں ہے۔ بلکہ یمی سے پرے وبھگتی کو لُک کا آگم ہوتا ہے۔ اس سے یما پرلوگ پڑھا گیا۔ راسو میں یہی سدھ ہے۔ اُسکا پلنگ یعنی صیغہ مذکر یم ہے۔ پس یم اور یمی رات دن کے نام ہوئے۔
صبح کیوقت کی سُرخی (اوشا) کو بھی یمی کہتے ہیں۔ اور ساسترو کت النکاروں میں سورج اور دن اور صبح کی سُرخی یعنی اوشا کا بہت ذکر آتا ہے۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ قدرتی نظاروں سے اوپدیش فرمانا اتھرووید میں جو اس کے متعلق بہت منتر ہیں۔ وہاں یمی سے مراد اوشا معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو اتھرووید کانڈ ۱۸ انوواک ۱ منتر ۲۷ و ۲۸ بلکہ سورج کی کرن اور راتری کا بھی النکار ہے۔ دیکھو نگھنٹو (۵ ادھیا کھنڈ ۵) اور ایسا ہی اُنّا ندی کو نس ہیں اور نگھنٹو میں یہ بدکا نام بھی ہے۔ ۲ اسی طرح وباکرن کے رو سے یم کرنیوالے استری پرش کے واسطے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ یم وایو کا نام بھی ہے۔ (نگھنٹو ۵) اور یم یوگ شاستر کے رو سے ایک خاص عبادت اور من روکنے کا ذریعہ بھی ہے (دیکھو یوگ شاستر سوتر ۳۰) اور اُس کے دھارن کرنیوالے کو یمی کہتے ہیں۔ نیاءکاری ہونے سے یم پرمیشور کا بھی نام ہے (دیکھو رگوید منڈل اسکت ۱۶۴ منتر ۴۶ - اور منوسمرتی ادھیاء ۸ سلوک ۹۲) یاد رہے۔ نیوگ بھی ایک سنسکار کا نیم یعنی اقرار ہے۔ پس یہ معنی یم اور یمی کے ویدک طریقہ سے ہوتے ہیں۔
مانی رہا لوراںک محاورہ اُس کے رو سے موت کے دیوتا کا نام بھی یم ہے۔ یمنا ندی کا بھی نام یمی ہے۔ جو لوب لوگوں نے یم راجا کی بہن بنائی اور کرشن سے بیاہی ہے مگر ہم کو ایسے معنے منظور نہیں۔ کیونکہ ویدک دھرم کے ماننے والے ہیں نہ کہ پورانوں کے۔
ان مندرجہ بالا ارتھوں کے سوائے لغات میں روکنا بند ہوجانا نتیجہ اُکتسو۔ گوتا۔ سنیچر کا ستارہ بھی یم یمی کے معنے میں آئے ہیں۔
رگوید کے اس دسویں منڈل کے دسویں سُکت کے کل ۱۴ رچا ہیں۔ جنمیں سے صرف ۴ میں یمی اور یم سبد ہے باقی دس میں بالکل نہیں۔ اس دسویں سکت کے اندر ۶ و ۷ و ۸ ورگ ہیں۔ منتر نمبر ۱ سے ۵ تک ورگ ہے جسمیں یم یا یمی کا لفظ بھی نہیں ہے۔ منتر ۶ سے ۱۰ تک ورگ ۷ ہے۔ جسمیں صرف منتر ۷۔ ۹ میں یہ لفظ ہے۔ ورگ ۸ منتر ۱۱ سے ۱۴ تک ہے۔ جسکے ۱۳ و ۱۴ میں یم اور یمی لفظ آیا ہے۔ باقیوں میں نہیں۔ یہاں تک یہ سکت سماپت ہوا۔
ان تینوں ورگوں میں مندرجہ ذیل مضمون ہیں۔

ورگ ۶ منتر ۱ — ۵ تک سوئمبر بیاہ کی بابت ہدایت یا طریقہ
ورگ ۷ منتر ۶ — ۱۰ تک نیوگ یا پُنر لواہ کی ہدایت
ورگ ۸ منتر ۱۱ — ۱۴ تک بہن بھائی کے بیاہ یا سگوتر میں بیاہ کا اشیدہ و ممانعت۔
اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پادری صاحب کے شکوک دور کرنے کے واسطے اس سکت کے تینوں ورگوں کا ترجمہ بدر ناظرین کریں۔

ورگ ۶ کا ترجمہ سوئمبر بیاہ کی بابت ہدائیت یا طریقہ

منتر ۱ ۔ ہے ستری میں سرا ستر تیرے سامنے ورنماں اور سمدر کی مانند گمبھیر تا کو پراپت (گرہست آشرمی) ہوکر تیرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ اُس سے پرتھوی پر نر ستر پر کاشمان ستے کے برکات کہ پرماتما پرجاپتی کی کرپا سے سنتان اونتی ہو۔
منتر ۲ ۔ (اگر ستری برہمچارنی رہنا چاہے تو یوں کہہ سکتی ہے) اگرچہ ہیں تُل گُن والی بھی ہوں۔ تو بھی آپ کے ساتھ سنجوگ سے ہونیوالی سنتان کو نہیں چاہتی۔ پس آپ کسی اور سے جو آپ کے یوگ ہو۔ ایسی خواہش کریں (اُپ لشدوں سے ظاہر ہے کہ گارگی آدک صدہا فاضلہ تمام عمر تک برہمچارنی رہیں)
منتر ۳ ۔ ہے ستری جو عالم اور فاضل لوگ ہیں۔ وے ہی ایسے اہم طریقہ کو جانتے ہیں (البتہ آدک نہیں کیونکہ اُنھیں کلیان کا مارگ نہیں) اس لئے اے اُتم شریر والی تیرا من میرے من میں مستقل ہو میں تیرا دھیان کرنے والا پتی ہوؤں۔ تیرے ساتھ میری شادی سپھل نہ ہو۔ تو میرے شریر کو پراپت ہو۔
منتر ۴ ۔ دھرماتما لوگ جو متھیا سو ہار (جھوٹھ وغیرہ) کبھی نہیں کرتے وہ ہم بھی کبھی نہ کریں۔ تیج سروپ شکتی اور پران کو دھارن کرنا ہو اپرس اور جل آدی کے کومل گُنوں کو دھارن کرنیوالی ستری کو (یعنی دونوں کو) پرمیشور نے پیدا کیا ہے اُسی سمبندھ کیطرح ہم دھرم سے گرہست کرم کریں۔
منتر ۵ ۔ سب شکل کرنا سے بنے ہوئے جگت کے منتظم و صانع حقیقی پربرک۔ وائین کرنیوالے پرماتما نے گربھادھان اسنتان اُتپتی کا مارگ پیدا کیا ہے اسلئے پرماتما کے ان نیموں کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ پرتھوی انترکش۔ سورج۔ آدی لوک باوجود جڑ ہونے کے بھی اُسکے انتظام میں چل رہے ہیں۔

ورگ ۷ نیوگ یا پُنر لواہ کی بابت ہدائیت اور وقت

منتر ۶ ۔ انسان کے سابقہ کرم کو وہ پرمیشور جانتا ہے۔ اور سب گیت کرم یعنی پوشیدہ خیالات کا بھی وہ محرم ہے۔ وہی سب کا ساکھشی ہے کیونکہ بھوگتری شکتیوں (متر۔ ورن) کا بڑا استعمال ہے۔ یعنی دونوں کو اُسی نے اُتپن کیا ہے۔ وہی اُن کے بھان اور جسم کو جانتا ہے۔

یہ دونوں پرسپر نسبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایک کی ہانی میں دوسرے کی ہانی ہے۔ (اس کے ساتھ دیکھو رگوید منڈل اشٹک ۸ منتر ۷۔ اور نروکت نگم کانڈ ۳ منتر ۱۵ مطبوعہ ولایت صفحہ ۵۹۔

منتر ۷۔ جس طرح ودوکت وواہت ستری اپنے پتی کے لئے سروسوارپن کرتی ہے۔ ویسے ہم بھی ایک دوسرے کے ارپن ہوں۔ شم پوریک کاریہ (بھوگ) کرنے میں ادیت پرش پتہ سنکار کے نیموں کو پالن کرنیوالی ستری کا طالب ہو۔ دوار سیکت ہوکر گرہ آشرم کی رکھشا کو چلانیوالے ہوں۔

منتر ۸۔ (جو مد ہوا سری برہم برچاری رہنا چاہئے وہ ایسا کہے) ہے ستری رہت پرش مادی سنسار کے گن وکاری یعنی تغیر و تبدل والے ہیں۔ ایک دم بھر میں قائم نہیں۔ اسی طرح اس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ پس میں تیرے لئے بابھوگ نہیں کرنا چاہتی۔ تم بواہ کی خواستمند کے ساتھ گیہت روپ جگر کے چلانیوالے ہو (اُپنتد آدکوں سے ظاہر ہے۔ کہ کئی فاصلہ عورتیں پتی مر جانے کے بعد برمھچاری رہ کر سب اودیش کرتی رہیں۔ اور ایسے ہی مرد بھی)

منتر ۹۔ سمے جو سورج اُدے ہونے سے ہوتا ہے۔ وہ نیم کرنیوالے پرش کے لئے ہو اور رات دن اُس نیم میں رہیں (جیسے دیولوک اور بھولوک آپس میں آکرشن رکھتے ہیں۔ ویسے ہی سنکت ستری پرش آپسمیں نیوگ سمبندھ کو دھارن کریں۔

منتر ۱۰۔ ایسے نگ مانزما۔ جب پیش آویں۔ کہ کل بدھو کا ماتر وغیرہ خاص آپتیوں میں مبتلا ہو کر بیچار کیطرف جھکنے لگیں۔ اور ایوگ کرم میں مصروف ہوں اُن وقتوں میں یوگ ہے۔ کہ اُن کو لما جاوے کہ ہے سو بھگے تو مجھ سے الگ یعنی دوسرے پتی کی اچھا کر اور اُسکا پانی گرہن کر۔

(اس منتر کا نروکت کارنے بھی یہی ارتھ کیا ہے۔

आगमिष्यन्ति तान्युत्तराणि युगानि यत्र जामयः करिष्यन्त्यजामि कर्माणि जाम्यतिरेकनाम बालिशस्य वासमानजातीयस्य वोपजनउपधेहि वृषभाय बाहुमन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मदिति व्याख्यातम्॥ नि॰ नैगमका॰ अ॰ ४ पा॰ ३ खं॰ ४

یامی اور جامی کل بدھو کیواسطے استعمال ہوتا ہے۔ اور عموماً انہیں معنوں میں آیا ہے دیکھو منوسمرتی ۳/۱۲۴ و ۵۶/۳ و ۱۸۵/۳ و ۱۸۵/۹ و ۸۵/۹۔

ورگ بہن بھائی کے بیاہ کی تردید کہ سگوت میں بیاہ نہیں ہو سکتا

منتر ۱۔ جسکی تو بھگنی یعنی بہن اناتھ ہوتے کیا وہ بھائی ہے۔ اور بوڑھا کیوں کہے گیا وہ کسی کی بہن ہے اور نسات اُسکا کوئی بھائی نہیں

تو یدی بھائی کو بہن کہے کہ میرا دکھ دور کرنے کے واسطے میرے شریر سے اپنا شریر سیکت کر تو بھائی کیا کرے۔ اسکا جواب اگلے منتر میں ہے) یہ صرف سوال ہے۔

منتر ۱۲۔ ہے اکاما نت میں تیرے شریر سے شریر ملاؤں گا کیونکہ جو پرش ہمشیرہ سے صحبت کرتا ہے۔ اُسے پاپی کہتے ہیں اس کارن میرے بغیر کسی اور گن کرم انوسار پرش سے سناستریتی سے شادی کر۔ تیرا بھائی اس پاپ کو نہیں کرنا چاہتا

منتر ۱۳۔ ہے ایثموں کو پالن کرنے میں سمرتھ پرش تم بہت دربل ہو رہے ہو کیا میں تمہارے ہردے کے برتاؤ کو نہیں جانتی؟ تم کو اس ستری کے بجائے اور ستری پراپت ہو۔ جیسے لتا برکش کو پراپت ہوتی ہے۔

ایسا ترجمہ اسکا نروکت کارنے بھی کیا ہے۔ دیکھو نروکت ۶۔ ۵۔ ۵۔ اور مطبوعہ ولایت صفحہ ۱۰۲۔

बतो बलातीतोभातिदुर्बलोबतासि यमनैवते मनोहृदयञ्चविजानीमो ऽन्याकिलत्वां परिष्वङ्क्ष्यते कक्ष्येयुक्तमिवलिबुजेव वृक्षंलिबुजा व्रततिर्भवति लीयते विभजन्तीति व्रतति र्वरणाच्चशयनाच्च ततनाच्चवाता यमुदक भवति बात एतद्दश्याय यति पुनानोवा शाप्यविश्वश्चन्द्र मित्यपि निगमोभवति॥ नि॰ अ॰ ६ पा॰ ५ खं॰ ५

منتر ۱۴۔ ہے ایثموں کے پالن کرنیوالی ستری تو اور کسی پرش کو اسطرح پراپت ہو۔ جیسے لتا برکش کو۔ تم پرش کے ساتھ سندر کلیان کرنیوالی سمتی کرو۔ جس سے پرسپر سکھ کی بردھی اور دکھ کا ناش ہو۔ (اس منتر کا ایسا ہی اور اس کے قریب قریب ترجمہ نروکت کارنے کیا ہے۔ (دیکھو نروکت ادھیا ۱۱ پاد ۳ کھنڈ

अन्यमेवहित्वं यमन्यहत्वां परिष्वङ्क्ष्यते लिबुजेववृक्षंतस्यवा त्वमनइच्छस्वातवाथानेनमेकुरुष्व संविदं सभद्रांकल्याणभद्रां यमीयमंचकमे प्रत्याचचक्षेत्याख्यानम्॥ नि॰ अ॰ ११ पा॰ ३ खं॰ १३

جسکا ترجمہ یہ ہے۔ ہے ایمی تو دوسرے کو پراپت ہو اور مجھ سے دوسرا ہی سمبندھ کرے جیسے لتا برکش کی ولسے تو اُس کے من کی اچھیا کر وہی تیری دھارنا سے تیرے گیان کو رکھے وہی تیرے کو سوبھدا (کلیان والی) کرے۔

یمی یعنی اوشا۔ یم یعنی دن کو برکاشت کرتے ہوئے اُس اوشا کو وقت کے گزر جانے پر دن منع کرتا ہے۔

اب ہم پادری صاحب کے بقیہ اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں

۱۔ پادری۔ ہم جانتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی کا نیوگ سے کیا مطلب ہے

یعنی جب کسی شوہر اور بیوی کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو اُن دونوں میں سے جو ربل زنا قابل) نہیں ہے۔ سنتان پیدا کرنے کی نیت سے کسی پرش کے سنگ پرسنگ کرے۔

آریہ۔ سوامی جی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ لکھتے ہیں "بیاہ وا نیوگ سنتانوں کے ہی ارتھ کئے جاتے ہیں۔ پشو وت کام کریڑا کے لئے نہیں (صفحہ ۱۱۹ سطر ۹)

اور جیتے جی نیوگ یا پُنر لواہ جو کہا ہے۔ اُسکا یہ مطلب ہے "کہ سری بھی جب روگ آدمی دوستوں سے گرہسٹ ہو کر سمان اُتپتی میں اسمرتھ ہو وے۔ تب اپنے پتی کو آگیا دیوے کہ ہے سوامی آپ سنتان اوتپتی کی اچھیا سے مجھ کو چھوڑ کر کسی دوسری وِدھوا استری سے سوگ کر کے سنتان اوتپتی کیجئے (صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۰) پس یہ جیتے جی سوگ صرف سخت مریض ہو جانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہو جانے کے سبب سے ہے۔ ساری دنیا مسیح یا سوامی دیانند جی کسطرح حتی نہیں رہ سکتی۔ لاکھوں عورتیں اپنے مریض خاوندوں کی خدمت کرنے کو پرم دھرم سمجھتی ہیں اور ایسے ہی لاکھوں مرد بھی پس یہ حکم وید مقدس کا اُنکے واسطے نہیں ہے۔ یہ تو صرف آپت کال کا دھرم ہے جب وہ خاوند کی شرم میں نہ رہ سکے یا خاوند استری کی شرم میں نہ رہ سکے۔ یعنی جب پتی استری برت دھرم اور جب استری پتی برت دھرم کو نہ پالن کر سکے۔ تب ضرور ہے کہ سب اہل برادری کے سامنے مثل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کرے۔

۴ - پادری۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ویدوں میں کوئی بے شرمی کی تعلیم موجود نہیں۔ بلکہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ اُن میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔

آریہ۔ جناب من۔ یہ صرف آپ کی بائیبلی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وید مقدس میں معاذ اللہ ہرگز ہرگز کوئی بے شرمی کی تعلیم نہیں ہے۔ البتہ صدہا بے شرمی اور بد اخلاقی اور بد تہذیبی کی باتیں آپ کی ہولی بائیبل میں موجود ہیں دیکھو مندرجہ ذیل نبیوں کے حالات مقامات ذیل ہیں

ابراہیم نبی کا اپنی ہمشیرہ سے شادی کرنا (پیدائش ۱۲/۱۹ و ۲۰/۱۲)

داؤد نبی کی زناکاری (۲ سموائیل ۱۱/۵)

داؤد نبی کے بیٹے کا اپنی بہن سے زنا مفصل دیکھو (۲ سموائیل ۱۳/۱۴)

داؤد نبی کے بیٹے ابی سلوم کا اپنے باپ کی عورت سے زنا (۲ سموائیل ۱۶/۲۲)

لوط نبی کا اپنی دونوں جوان بیٹیوں سے زنا [illegible] ہوتی (پیدائش ۱۹/۳۶)

یعقوب نبی کا فریب سے پیغمبری حاصل کرنا (پیدائش باب ۲۷ کل)

مسماۃ تمر کا اپنے سسر یہوداہ سے زنا کروانا (پیدائش ۳۸/۱۲-۲۴)

خدا کا موسیٰ کو فریب سکھلانا (خروج ۳/۱۱)

سلیمان نبی غزل الغزلات میں کہتا ہے "اے میری بہن میری زوجہ تو نے میرا دل غارت کیا۔ اے میری بہن زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ باب ۴ اس کے ساتھ ہی دیکھو (یسعیاہ ۲۰/۳ و ۳/۱۷) واقرنتیوں (۱۵/۵ و ۲/۷)

اب اخیر میں بائیبل کے خدا کا ایک اخلاقی حکم بھی درج کرتا ہوں اور اسکا آپ ہی کو منصف بناتا ہوں۔

کتاب استثنا میں موسیٰ کو خدا حکم دیتا ہے "اور جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے۔ اور خداوند تیرا خدا اُنکو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرے۔ اور تو اُنہیں اسیر کر لائے۔ اور اُن اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بناوے۔ تو تو اُسے اپنے گھر میں لا۔ اُسکا سر منڈوا۔ اور ناخن کتروا۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اُس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر اور اُسکا خصم بن۔ اور وہ تیری جورو بنے۔ بعد اُسکے اگر تو اُس سے خوش وقت نہ ہو تو جہاں وہ چاہے۔ اُسے جانے دے۔ (باب ۲۱/۱۰-۱۴) افسوس صد ہزار افسوس ایسے رہم زن اخلاق اور زناکاری کے حکم خدا کے ذمہ لگائے گئے۔ ۱۱

۴ - پادری۔ یہ تعلیم ویدوں کے سر منڈھنے کا یکتا اور لاثانی فخر پنڈت دیانند جی بانی مبانی آریہ سماج نے ہی حاصل کیا ہے۔

آریہ۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ سوامی جی کا تو اعتقاد یہی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خود وید بھاش کے ایک امر میں لکھا ہے "یہ سب کو ودت ہو کہ جو باتیں ویدوں کی اور اُنکے انکول ہیں۔ اُن کو میں مانتا ہوں۔ ورودھ باتوں کو نہیں۔ اس سے جو میرے بنائے سنیارتھ پرکاش وا سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گرہیہ سوتر و منو سمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں۔ وے اُن اُن گرنتھوں کے متوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں اُن میں سے ویدارتھ کے انکول کا ساکھشی وت پرمان اور ورودھ کا اپرمان مانتا ہوں جو جو بات ویدارتھ سے نکلتی ہے۔ اُن سب کو پرمان کرتا ہوں کیونکہ وید ایشور واکیہ (کلام الہی) ہونے سے سرو تھا مجھکو مانیہ ہے" ایسا ہی (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۸۔ نمبر ۲)

جناب پادری صاحب ہم نے آپ کو صرف مسئلہ بیاہ پُنر لواہ یا نیوگ کا جیسا کہ ویدوں اور خاص کر اس سکت میں ہے۔ وہ بتلا دیا۔ اور جیسا سوامی جی مہاراج نے لکھا ہے اُسی طرح آریہ سماج کا بھی اصول ہے "وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ آریہ سماج سوامی جی کو رسول یا نبی یا اوتار یا ابن اللہ نہیں مانتا۔ بلکہ ست دھرم پرچارک اور ریجس ریفارمر مانتا ہے۔ ویدوں کے انکول انکی باتوں کو جو تمام تر معقول ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔

۵ - پادری۔ گویا اس جگہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں میں پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت دیانند کو معلوم تھا۔ کہ بات کرنے والا یہ ہے۔ پس یہ جھوٹ کسقدر خوفناک ہے۔ کہ جسکے وہ مجرم ٹھیرتے ہیں۔ ہاں خوفناک ہے۔ اسلئے کہ وہ صاف طور پر ایک ایسی کتاب کے برخلاف جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ جسے وہ الہامی مانتے ہیں۔ اور جس کے الہامی ہونے کی وہ منادی کرتے ہیں"

آریہ۔ سوامی جی نے جو کچھ لکھا۔ اُنہوں نے اپنے آتما میں رشیوں کی رائے اور علمیت کے مطابق راست سمجھ کر لکھا جیسا کہ اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں بھی بیان کر دیا۔ اُن کی آزادی، بیری، مستقل مزاجی اور صداقت پسندی کی شہادتیں ہزاروں موجود ہیں۔ مگر ہم آپکو

بتلاتے ہیں۔ کہ آپ کے خداوند مسیح صاحب پر یہ سارے الفاظ عائد ہوتے ہیں۔ نہ کہ سوامی جی پر۔

پہلا جھوٹھ۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے واسطے بسیرے ہیں۔ پر ابن آدم کے لئے جگہ نہیں (متی ۸/۲۰) اسکا بطلان یوحنا ۱۹/۲۷ سے ہوتا ہے۔

دوسرا جھوٹھ۔ متی ۱۲/۴۰ تین رات تین دن رہنے کا اقبال ہے مرقس ۱۵/۴۲ بروز جمعہ شام کے وقت دفن ہوئے۔ متی ۲۸/۱ آئیتوار۔ علے الصبح قبر سے لاش غائب ہوئی۔ اس حساب سے دو رات اور ایک دن قبر میں رہے۔

تیسرا جھوٹھ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں۔ بعضے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتا دیکھ۔ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے متی ۱۶/۲۸۔

چوتھا جھوٹھ۔ لوقا ۲۳/۴۳ میں اُسی روز بہشت میں جانے کا وعدہ ہے۔ مگر خط اول پطرس ۳/۱۹ کے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بہشت میں نہیں گیا۔ بلکہ دوزخ میں گیا۔ جیسا کہ کتاب حل الاشکال ۱۸۴۲ء صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۴ میں پادری فانڈر صاحب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح اُسوقت سے تین رات اور تین روز دوزخ میں رہا۔ اور اعمال ۱/۳ سے ظاہر ہے کہ وہ چالیس روز تک زمین پر رہا۔ پس ۴۳ روز تک مسیح کو بہشت نصیب نہیں اور نہ اُس چور کو یہ بائبل کے خدا کا ایک بڑا جھوٹھ ہے مسیح کا پانچواں جھوٹھ بھی ہم لکھ دیتے۔ مگر چونکہ انجیلیں چار ہیں اسواسطے ہم بھی چار ہی پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر آپ اور دیکھنا چاہیں تو ہمارے بنائے ہوئے کرشچن مت درپن صفحہ ۴۴ بابِ اول دیکھ لیں۔ سوامی جی نے اپنی کتاب کی نسبت کوئی جھوٹھ نہیں بولا۔ مگر متی رسول اور الہامی لے۔ یہ بولا۔ غور سے دیکھو متی ۱/۲۲ و ۲/۱۵ و ۲/۲۳ و ۲۷/۹۔

۱۲۔ پادری۔ پنڈت دیانند اپنے زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خوفناک دشمن تھے۔

آریہ۔ جب آپ کے اعتراض باطل ہو گئے اور ہم اُن کی تردید کر چکے تو پنڈت دیانند جی اپنے زمانہ کے نہایت ہی خوفناک دشمن نہ رہے بلکہ سب سے زیادہ وید دھرم پرچارک اور وید ارتھ پرکاشک ست مت کے حامی ثابت ہو گئے۔ یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں۔ بلکہ آپکے پادری ایف ایل نیلڈ صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

"سوامی دیانند سرسوتی کے پھرنے اور گفتگو کرنے نے یہ ہوا کہ انہوں نے دینی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گیان کو سچے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں۔ شرمندہ کیا۔ اور ہزار ہا سال سے جو براہمن دھرم بطور معدوم کے ہو گیا تھا۔ اُسکو روشنی میں لاکر ہندوستان سے نمودار کیا (دیکھو اُن کی سالانہ رپورٹ) اسی طرح ایک اور یورپین صاحب فرماتے ہیں "پانچ برس سے ایک شخص جسکی علمیت و فضیلت میں ذرا بھی کلام نہیں۔ اس پر یقین ظاہر ہوا ہے وہ شہر بشہر پھرتا اور ویدوں کے احکامات کا اپدیش کرتا ہے۔ ایک ایشور کی اوپاسنا کی ہدایت ہے۔ اور اور دیوتاؤں کی مخالفت اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس نے ثابت کر دیا کہ رسم ستی اور بت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو رواج پائے ہیں۔ برہمنوں اور خود غرض پجاریوں کی ایجاد۔

وید کے منتا کے بالکل صاف ہیں" (اخبار پاینیر الہ آباد ۳۔ دسمبر ۱۸۷۹ء) مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)

۸۔ ۹ و ۱۱۔ پادری۔ تیرھویں منتر میں یم منادی ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ ادیم اور چودھویں پد میں یمی بھی منادی ہے یعنی اوہمی۔ سردہ آخری منتر میں تشریح سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سوائے شادی کے یہاں اور کچھ نہیں بن سکتا۔ پس یہ بات جیت کرنے والوں کے صاف نام ہیں ... اب اگر اسکے بعد کوئی بھی یم۔ اور یمی کے رشتہ دار ہونے کی بابت شک کرے۔ اور جھگڑنے لگے تو اُس کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے۔

آریہ۔ ہم نے نہایت واضح دلائل سے اور صحیح پرمانوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یم تیم کرنے والے رُس کے اور یمی نیم کرنے والی ستری کے معنے ہیں۔ اور دن اور رات یا دن اور رات کا اِن تمام منتروں میں النکار یعنی استعارہ ہے کوئی قصہ کہانی نہیں یہاں پرماتما نے اظہار قدرت سے اوپدیش دیا ہے۔ فارسی زبان میں ایک محاورہ ہے۔ "در ترا میگویم دیوار تو گوش کن"۔ اور ایسے ہی ایک اور محاورہ ہے۔ "فلک گفت احسن ملک گفت زہ" "قضا گفت گیر و قدر گفت دہ"۔ اور ایسا ہی بائبل میں بھی محاورہ ہے "آسمان خوشی کرے اور زمین شادیانہ بجاوے۔ قوموں کے درمیان کہو کہ خداوند سلطنت کرتا ہے سمندر اُس سمیت جو اُس میں بھرا ہے شور مچاوے۔ میدان بھی اُن سب سمیت جو اُس میں باغ باغ ہو جاوے۔ تب بن کے سارے درخت خداوند کے حضور گائینگے (۱۔ تاریخ ۱۶/۳۱-۳۳ اور (زبور ۱/۱۹-۵)

اے پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو۔ اور اے ابدی دروازو اونچے ہو۔

اسی طرح زبور ۲۴/۷-۱۰ و ۹۸/۸ و ۱۱۴/۳ و ۱۴۸/۱۰-۳ اور یشعیاہ ۴۴/۲۳ و یرمیاہ ۲/۱۲ میں دیکھو بہت سی بیجان چیزیں منادی بنائی گئی ہیں جو سمجھانیکا ایک طریقہ ہے۔ جس سے مطلب صرف اصول یا اچھے کام کی ترغیب یا بدی سے نفرت کرانا ہے۔ یہی حال یم اور یمی کے مضمون یا دن اور رات کے مضمون سے ہے اور یہی مطلب دیو۔ اُسر۔ سنگرام۔ یا سورج اور بادل کے جنگ سے ہے پس ہم کو بقول آپکے کہنا پڑا۔ کہ اگر اسکے بعد بھی کوئی اس استعارہ اور محاورہ کو نہ سمجھے کو یم اور یمی کو بھائی بہن یا حقیقی رشتہ دار سمجھے یا وید میں درحقیقت کہانی سمجھے اور آریوں سے جھگڑنے لگے تو اُس کے پرلے درجہ کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے؟ ہرگز نہیں۔

لاہوری پیغمبر مسٹر شیونرائن کی نقلی غلطیاں

اور اُن کی علمیت کا نمونہ

۱۰۔ ۱۱۔ بارھویں منتر میں یم اُس سے ہم بستری کا تعلق پیدا کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ جو شخص ہمبستری کی نیت سے اپنی بہن (یا سوا سرم) کے پاس جاتا ہے اُسے نیک لوگ [illegible] پاپی کہتے ہیں۔ اور اِس بدلے اخیر میں وہ کہتا ہے۔ اے خوبصورت تیرا بھائی اس کام کے لائق نہیں۔ زنا نے بھرا تا سمجھا یا دشمنت

[illegible]

بھائی کے لئے نسل جاری کرنے کی شرع

حکم نیوگ - اگر کئی بھائی ایک جا رہتے ہوں - اور ایک اُن میں سے بے اولاد مر جائے - تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جائے - بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے - اور اُسے اپنی جورو کر لے - اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے - اور یوں ہوگا کہ اُسکا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو - تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا - تاکہ اُسکا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے (توریت ۲۵-۵ استثناء)

نیوگ نہ کرنے پر سزا - اور اگر وہ اپنے بھائی کی جورو نہ لیا چاہے - تو اُس مرحوم بھائی کی جورو دروازہ (پولس اسٹیشن) پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے کہ میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا - اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں - اور اُس سے گفتگو کریں - سو اگر وہ اس بات پر قایم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اُسے لوں - تو اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے اور اُسکے پاؤں سے جوتی نکالے اور اُس کے مُنہ پر تھوک دے - اور جواب دے اور کہے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بساوے - یہی کیا جاویگا - اور اسرائیل میں اُسکا نام - رکھا جاوے - کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے جس کا جوتا نکالا گیا - (استثناء ۲۵-۱۰)

اور پھر روت کی کتاب میں مسمات روت کا قصہ پڑھو - اور راحل اور لیاہ وغیرہ عورتوں کے حالات مطالعہ کرو - جنہوں نے بموجب حکم توریت کے نیوگ کیا - اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا - جسکا پوتا داؤد نبی تھا - اور اسی کے خاندان سے بقول بائبل کے مسیح پیدا ہوا (دیکھو روت کی کتاب ۱-۲۲ باب ۴)

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب نے اپنی تفسیر متی میں انا جیل کا سلسلہ ملاتے ہوئے صاف اقبال کیا ہے کہ مسیح کے بہت سے بزرگ صرف شرعی بیٹے یعنی نیوگ زادہ تھے - ہم نے کرسچین مت درپن صفحہ ۵۳ بار اول پر مفصل درج کیا ہے - پادری صاحب غور سے پڑھیں -

صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج

یعنے

متعصب پادریوں کی نافہمی کا قرار واقعی علاج

لکچر نمبر ۱ کا جواب

بُت کریں آرزو خدائی کی ۔۔۔ شاں ہے تیری کبریائی کی

ہم پنڈت صاحب[1] اور رسالہ کا نام ٹائیٹل پیج پر دیکھ کر سمجھے تھے کہ شاید پانڈتیہ کے ساتھ آریہ سماج کے اصول اور تعلیم پر بحث کیگئی ہوگی اور ہر موقعہ پر معقولیت مدنظر رہی ہوگی - مگر افسوس ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - ۶ پنڈت صاحب تو تمسیر دستیری ہی نکلے یا مدینہ آپ کے مقابل کس طرح ٹھہرتا ہاں اسامت آتی تو آپ کی طرف مُنہ پھیرتا - ۶ اگر آپ عیسائی اور سچے عیسائی ہیں - تو کیا پیارے پنڈت جی (نام کے) آپ کو ان مضامین اہم کی بابت قلم اُٹھانے سے پہلے انجیل کو ہاتھ میں لیکر یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ آپ کے خداوند یسوع مسیح نے یوں فرمایا ہے - "عیب نہ لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے - کیونکہ جسطرح تم عیب لگاتے ہو - اُسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جاویگا - اور جس ناپ سے تم ناپتے ہو - اُسی ناپ سے تمہارے لئے ناپا جاویگا - اور اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے تو کیوں دیکھتا ہے جب کہ اُس شہتیر کو جو تیری آنکھ میں ہے تو نہیں دیکھتا - اور پھر تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے - کہ رہ جا - اس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکالوں - اور دیکھ تیری ہی آنکھ میں ایک شہتیر ہے - اے مکار پہلے اپنی ہی آنکھ سے اس شہتیر کو باہر کر تب اپنے بھائی کی آنکھ سے تنکا نکال سکیگا -" (دیکھو متی کی انجیل باب ۷ آیت ۱ سے ۵ تک) کیونکہ وہی اعتراض جو آپ ضبط تحریر میں لائے ہیں - آپ ہی کے عہد عتیق و جدید پر عائد ہوتے ہیں - اور جو نقص آپ ویدک مت میں دکھلانا چاہتے ہیں - وہی بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر تعلیم عیسوی میں نظر آتے ہیں - اور جب آپ بلالحاظ احکام حضرت عیسے محض تعصب کے جوش میں اُس کتاب پر جو درحقیقت اعتراضات سے پاک ہے - اور جسکے مضامین ادق آپ کی تحریرات کو دیکھ کر گستاخی معاف ہم آپ کی حسن لیاقت کا اندازہ کرکے کہہ سکتے ہیں کہ) آپ کی عقل و فہم کی رسائی سے باہر ہیں - خواہ مخواہ اعتراض جڑنے پر آمادہ ہو گئے - تو ہم آپ کو ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا حال والے لوگوں کی زمرہ میں نہ سمجھیں - تو فرمایئے سچا مسیحی کیونکر سمجھ لیں ع قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری - آپ اس لیاقت کے ساتھ و بلکہ مقدس

[1] چونکہ اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ایک کے مولف اعتراضات میں معترض عیسائی کا نام پنڈتا کھڑک سنگھ تحریر ہے لہذا یہ اسکی طرف اشارہ ہے ۱۲

پر منہ کی کھولئے۔ ابھی تو آپ کو اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں لگی معلوم ہوتی۔ وید کی تعلیم اور سماجوں کی منقبیں پڑھنا آنا تو بڑی بات ہے۔ ابھی آپ یہ بھی نہیں جانتے ہیں۔ کہ مضمون نگاری کسے کہتے ہیں اور لکھ کس کا نام اور لکھ کر اپنا مافی الضمیر کس طرح ظاہر کیا جاتا ہے۔ جن دلائل سے آپ نتائج لگاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان پر لفظ دلیل ہرگز صادق نہیں آتا۔ ہاں۔ ع
برعکس نہند نام زنگی کافور۔ آپ انہیں دلائل نہیں دلائل والی سمجھئے جہاں تک ہم نے اس پمفلٹ کے ورقوں کو الٹا پلٹا۔ وہاں تک یہی بات ظاہر ہوئی کہ ہمارے (نام کے) پنڈت جی نے محض خیالی باتوں سے ان دلائل مستقیم کی تردید کی ہے۔ جنہیں وہ کیا پڑھے پڑھے لائق بھی بے اعتباری کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے اور جن کا وثوق ہمارے بیان کا ہرگز محتاج نہیں۔

مسٹر پنڈت جی ۹ تو اول ہی ہم آپ کی تحریر کی غلطی آپ ہی کے بیان یا اُن کتب کے حوالوں سے ظاہر کرتے ہیں۔ جنہیں آپ یا آپ کے بھائی مستند خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی۔ یہ بھی دکھلا دیتے ہیں کہ آپ کے یہ الفاظ کہ انہیں[1] سے بہت سے جو اپنے آپ کو آریہ نام سے موسوم کرتے ہیں ایسے اس مذہب سے جو انہوں نے اختیار کیا ہے بہت ہی ناواقف ہیں۔ جو کچھ دوسرے کہتے ہیں اسی پر وہ یقین جما بیٹھے ہیں اور وہ دونوں اپنے لئے اس معاملہ میں تحقیقات نہیں کرنے پاتے ہی نہیں سکتے۔ ان کا ویدوں کی قدامت اور پاکیزگی کے بارہ میں اور دانائی اور فلسفہ کے اس ذخیرہ کی نسبت جو انہیں شامل ہے ایک باطل خیال ہے"۔ تبدیل الفاظ تبدیل مطلب (مثلاً ویدوں کی بجائے لفظ بائیبل پڑھنے اور آریہ کے بجائے عیسائی قائم کیجئے۔ بالکل آپ پر صادق آتے ہیں۔

پہلے نمبر کے صفحہ ۵ کے آخری پیراگراف میں جو آخری سطر سے شروع ہو کر صفحہ ۶ کی پہلی تین سطروں میں ختم ہوا ہے۔ آپ یوں فرماتے ہیں "قبل اس کے کہ ہم ویدوں کی قدامت کی بابت غور کریں ہم اُن کتابوں کی فہرست پیش کرینگے۔ جنکو پنڈت دیانند نے سچا مانا ہے اور جس پر

---

[1] یہ عبارت اُن کے صفحہ ۱۳ سطر اخیر اور صفحہ ۱۴ سطر ۴ تک کی ہے۔
[2] اس جگہ بھی پنڈت جی نے غلطی کی اور وہ یہ ہے کہ انہیں دس اپنشدوں کے نام بھی معلوم نہ تھے۔ کٹھ اور کٹھولی وا اُپنشدیں نہیں ہیں ایک ہی ہے اور متو تیا شر اُن دس اپنشدوں میں نہیں ہے۔ وہ دس اُپنشدیں یہ ہیں۔ ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ مانڈوکیہ۔ تیتریہ۔ ایتریہ۔ برہدارنیک۔ چھاندوگیہ۔ بس اس سے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ پنڈت جی صرف نام کے پنڈت ہیں۔ ورنہ اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ کٹھ اُپنشد کون سے اور کٹھولی اُپنشد کون۔ تمام ناظرین جانتے ہیں کہ اپنشد کا نام کٹھ ہے اور کاٹھک کی طرح اُسمیں ولی نام مستعمل ہے جس کے معنے ماشہ ہوتے ہیں۔ لیکن کثرت استعمال سے کٹھولی ہو گیا اصل میں وہ دو تو نہیں بلکہ ایک ہی ہے لہذا یہ غلطی پادری صاحب کی واقفیت وعلمیت دونوں کے متعلق ہے جیسے کوئی کہے کہ توریت کے کتاب میں بھی لکھا ہے۔ اور خروج میں بھی حالانکہ دونوں ایک ہی کا نام ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۶ سطر ۱۔ اور بھومکا صفحہ ۱۲۰۵۔

انہوں نے (سوامی جی نے) آریہ مذہب کی بنیاد ڈالی ہے۔ سنئے ہماری بحث کی بنیاد بھی انہیں کتابوں پر ہوگی۔ اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے"
اس تحریر سے ہمیں یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ ویدوں کے خلاف اپنے اس دعوے کے بموجب انہیں کتب سے جنکی فہرست آپ نے ذیل پیراگراف مذکور میں درج کی ہے کچھ حوالہ لکھ کر نتیجہ نکالینگے۔ مگر افسوس جب ورق لوٹے تو صفحہ ۸ کی آخری سطر کے آخری جزو سے صفحہ ۹ کی پہلی دو سطروں میں یہ لفظ نظر پڑے "انکی (بہت قدامت وید موجب ول آرت) بر دو میں ہم نامور اور مشہور پنڈتوں کا حوالہ دینگے۔ جو کہ دو ہزار برس سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے تاکہ آریہ لوگ خیال نہ کریں کہ ہم نے دلائل کو خود بخود گھڑ لیا ہے۔

واہ جناب پنڈت صاحب واہ۔ یا۔ اس صورت میں آپ نے یہ کیوں ناز یہ لن ترانی کی تھی۔ کہ ہماری بحث کی بنیاد ہی انہیں (ان کتب مستندہ سری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج) کتب پر ہوگی۔ اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی۔ انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے۔ یا ایسے گرے کہ انجام کار انہیں کے مشہور اور نامی پنڈتوں کے دامن میں منہ چھپانا پڑا۔ کیوں پنڈت صاحب ذرا حد لک بیٹے سچ کہنا کہ جب آپ اپنے پہلے دعوے کے موجب کتب مستندہ مندرجہ فہرست صفحہ سے تردید کا مواد جمع نہ کر سکے تو آپ کا اور بیان ناظرین کی نگاہ میں کچھ وقعت پیدا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مگر آپ کیا کریں۔ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد جب آپ صفحہ ۸ پر پہنچے ہوں گے تو صفحہ ۶ کا مضمون بھی یاد نہ رہا ہوگا۔
اچھا اب دیکھئے آپ کون سے پنڈتوں کی سند پیش کرتے ہیں۔ جو بقول آپ کے دو ہزار برس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ صرف ایک یعنی بدھ کی۔
گو آپ نے صفحہ ۱۱ کی سطر ۶ میں ایک برہمن مسمی سر کرنک تیرتھ کا راجہ تیو پرشاد صاحب کے اتہاس تمر ناسک کے بھروسہ نام لکھدیا۔ لیکن یہ بیان کتاب محولہ بالا کے خلاف ہے۔ کیونکہ راجہ صاحب اسمیں یہ لفظ صاف صاف درج فرماتے ہیں۔ پھر ۶۵ پشت رامچندر سے سمر تک اجودھیا کے تخت پر بیٹھے۔ سمتر اجودھیا کا پچھلا راجہ تھا۔ اور ٹاڈ صاحب کے وزنک کرنک تیرتھ کے لکھنے کے موجب سمر یادینہ کے عہد میں موجود تھا (دیکھو اتہاس تمر ناسک حصہ سوم ناگری مطبوعہ میڈیکل ہال بنارس مورخہ یکم جنوری ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۲۲ سطر ۲۲ و ۲۳) جسمیں کرنک بیچارہ کا مطلق ذکر نہیں اور یہ ممکن ہے کہ ٹاڈ صاحب کی یہ رائے کن دلائل پر مبنی ہے۔ اور اگر ٹاڈ صاحب کی یہ رائے ہوئی تو لغو سی کہا ہے۔ کیونکہ یہ بیچارہ بھی تو اُسی عیسائی گروہ کا ممبر تھا جو مسیح سے صرف ۴۰۰۴ برس پہلے آدم کا وجود دنیا میں مانتے ہیں اور جن کے پنڈتوں میں سے آپ نے بھی براہ محولہ راجہ جی کی کتاب کا نام لیکر (مگر احتیاطاً) اور صفحہ وغیرہ کا پتہ چھپا کر بظاہر کرنک سر کرنک کا نام اس لئے لکھدیا ہے کہ شاید کسی طرح آپ کا بیان موثر ہو جائے۔ اگر اور کوئی نہیں تو بعض ناواقف ہی (کیونکہ واقف تو اصلیت جانتے ہی ہیں۔ دھوکا کھا کر اس بیان کو صحیح سمجھ لیں واللہ چال تو اچھی چلی شاید عیسائی پنڈتوں کا ایسا ہی شعار ہوتا ہے؟

تاہم اگر ہم یہ بھی فرض کرلیں کہ جو برہمن جس نے اپنی تحریر میں (صرف آپ کے قول کے بموجب کیونکہ سند محولہ بالا تو کچھ اور ہی بتلاتی ہے) راجہ چندر جی کی نسلوں کا حال سلسلہ وار (جو راجہ وکرمادتیہ کے زمانہ میں موجود تھا) لکھا ہے۔ کوئی بڑا ہندوستانی محقق گزرا ہے۔ اور اُس نے اسکے بیان کے ثبوت میں بعض کتب پر (کہ تواریخ قدیمہ پر جو ایک مدت سے عوام کا خواص رکھتے ہیں ہاں آپ ناظرین کی نگاہوں میں وقعت پیدا کرنے کے لئے اُن کا نام کچھ ہی رکھ دیں) استدلال بھی کیا ہے تاہم آپ) وثیقہ صحت کتب مستندہ کے جب تک کہ یک سرمو کو زائد از دو ہزار برس کا ثابت کرلیں اُسکی تحریر پر کچھ وسعت کے ساتھ استدلال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ صفحہ ۹ کی سطر ۱۲ میں تسلیم کر چکے ہیں "کہ ہم ان امور اور مشہور شخصوں کا سراغ دینگے۔ جو دو ہزار سال سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے۔"

لیکن یہ امر آپ کے احاطہ امکان سے خارج ہے کیا معنے۔ کیونکہ پس تھ زیادہ سے زیادہ ہمعصر وکرمادتیہ (حالانکہ یہ شخص بہت پیچھے گزرا معلوم ہوتا ہے) ثابت ہو سکتا ہے۔ جسے خود اسوقت (سمت ۱۹۴۴ تک) بھی دو ہزار برس سے کم ہی گزرے ہیں ہاں آپ ویاس اور پاتنجلی کی تحریرات سے بھی (جنکی اصلی کیفیت آئندہ عرض کیجائیگی) ایک حجت ناولی پیش کرتے ہیں سو دراصل آپ کی واہمہ کی تخلیق ہے۔ اور پس وجہ یہ کہ آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ "ویاس جی بدھ جی کے اور راجہ چندر گپت کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں" اُسی اتہاس تمر ناشک کے خلاف ہیں۔ جن پر آپ پہلے ہی صاد کر چکے ہیں۔ علاوہ بریں راستی کی تحقیق کا خیال رکھ کر راجہ شیو پرساد کی اُسی تصنیف کا حصہ سوم ناگری مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۴ء کے صفحہ ۲۷ کا سب سے آخری نوٹ جو لفظ مہابھارت پر دیا گیا ہے۔ مطالعہ و ملاحظہ فرمائیے اسکی عبارت لفظ بلفظ یہ ہے۔ کہ "مہابھارت کی لڑائی کے وقت مگدھ راجہ سہدیو تھا۔ اور اُس سے پینتیسواں راجا راجہ شیشو ناگ ہوا۔ جس کے وقت میں ساکھ منی گوتم بدھ نے سن عیسوی سے ۵۴۳ برس پہلے نروان پایا۔ اب اگر اِن پینتیسوں راجوں کے راج کا پڑتا راجہ پیچھے ۲۶ برس لیں (شاید اٹکل اور خود رائی سے) تو مہابھارت کا وقت سن عیسوی سے فقط ۱۴۵۳ برس پہلے ٹھہرتا ہے۔" جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شری ویاس جی مہاراج جو ایک طور سے مہاراج یدھشٹر کے دادا تھے۔ دیکھو بھارت آدی پرب ادھیا ۱۰۶ اعنی ہنگامہ مہابھارت کے وقت بلکہ اس کے بعد تک زندہ رہے۔ اور اسلئے بدھ جی سے ۹۱۰ برس پہلے موجود تھے۔

بدھ کا وکرمادتیہ کے سمت سے ۵۷۵۔ اور مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہونا آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۵ میں تسلیم کرتے اور لکھتے ہیں کہ "اسوقت راجہ چندر گپت راج کرتا تھا" لفظ اُسوقت سے ہم نہیں سمجھتے۔ کہ آپ کونسا زمانہ مراد لیتے ہیں۔ آیا بدھ کا زمانہ یا ویاس جی اور پاتنجلی کا (ویاس کے ساتھ پاتنجلی کا نام ہم نے اسواسطے لکھ دیا ہے کہ جب صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۲ میں پاتنجل لوگ سوتر پر ویاس مہرشی کا حاشیہ کرنا تسلیم کرتے ہیں تو اگر پاتنجلی کو ویاس سے پہلا نہیں تو ہمعصر ضرور مانیں گے) اگر بدھ کا زمانہ مراد ہے تو یہ تحریر صرف آپ کی مستند کتاب اتہاس تمر ناشک محولہ بالا کے خلاف ہے بلکہ آپ کی واجب التعظیم ڈاکٹر ہنٹر صاحب بھی اپنی مختصر تاریخ ہند حصہ اوّل ترجمہ ایچ آر ولیم صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول شاہجہانپور مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد سال ۱۸۸۶ء دفعہ ا.ل کے صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۲ میں آپ کے خلاف اس طرح شہادت دیتے ہیں "چندر گپت نے گنگا کی وادی میں قبل ۳۱۶ سے ۲۹۲ تک سلطنت کی" پس چندر گپت جو بدھ کے ۳۱۶ برس بعد تخت نشین ہوا۔ بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بموجب نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۳۹ اتہاس تمر ناشک حصہ دوم ناگری کے تخمیناً ۱۷۱ برس بعد کہ جو کہ اصل میں سن عیسوی سے ۳۲۷ برس قبل چندر گپت کا تخت نشین ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پس کسی طرح چندر گپت بدھ کا ہمعصر نہیں ہو سکتا۔

اور اگر ویاس پاتنجلی کا زمانہ مراد سمجھا جاوے تو آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ کے جن میں آپ ویاس جی کو بدھ اور چندر گپت کے بعد قرار دیتے ہیں۔ کیا معنے ہونگے لفظ بعد بمعنے ہمعصر تو ہم نے آج تک نہیں پڑھا۔ مگر سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کی تاویلوں کو مانیں یا تواریخ کو صحیح جانیں۔ چونکہ آپ عیسائی ہیں غالباً ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی عزت کرتے ہونگے۔ وہ بھی مہابھارت کی تصنیف کا زمانہ جسکے مصنف مسلماً ویاس جی ہیں۔ جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا ہے۔ مسیح سے ۱۲ سو برس پہلے قرار دیتے ہیں دیکھو ہنٹر صاحب کی تواریخ محولہ بالا کا صفحہ ۹ سطر ۸۔ اور اس صورت میں ویاس جی بدھ سے ۵۶۸ سال پہلے ٹھہرتے ہیں۔

مگر ذرا ٹھہریئے ہمیں ابھی آپ کے بیان کی ایک غلطی اور دکھلانی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اپنی تاویلات لاطائل کے صفحہ ۱۵ کے آخری پیراگراف میں یوں نتیجہ نکالتے ہیں کہ "پس معلوم ہوتا ہے ۳۰۶۲ برس گزرے ہیں کہ رگوید شروع ہوا۔ اور ۲۴۱۷ برس گزرے ہیں کہ وہ ختم ہو گیا" یہاں نتیجہ نکالنے سے پہلے آپ یہ سوچ لیتے کہ بدھ کو اب تک کیا زمانہ گزر چکا ہے آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بدھ مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہوا۔ اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ برس کچھ اوپر منقضی ہو چکے ہیں۔ پس اب تک بدھ کو کل ۲۵۱۹ برس چند ماہ گزرے۔ اور چونکہ آپ کے قول کے بموجب وید کے اختتام کو صرف ۲۴۱۷ برس گزرے۔ اسلئے بدھ جی جو ۱۰۲ برس قبل از اختتام وید بقول آپ کے موجود تھے۔ دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۹ سطر ۶ بحوالہ بدھشاستر ادھیائے ۲ سوترا ۔ چونکہ اُن کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن میں پرمیشور کے نشان نہیں ہیں اور خلاف عقل ہیں۔ اسلئے وید پرمیشور کا کلام نہیں

۱؎ مستند و مسلسل تواریخ کی عدم موجودگی سے یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ لوگوں نے صرف ایک نام کے ملجانے سے زمانہ قدیم کر لیا۔ حالانکہ علم تواریخ کے ماہر خوب جانتے ہیں کہ ایک ہی خاندان میں ایک ہی نام کے کتنے ہی راجہ گزرے ہیں اور علی العموم آجکل دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی نام کے کئی آدمی زمانہ مختلف آگے پیچھے گزرے ہیں اور ہم نے یہاں تک دیکھا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ہذا۔ کہ بیٹے پوتے اور باپ دادا کے نام بھی کبھی کبھی صاف طور پر ایک سے ملگئے ہیں۔ پس تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کیا جائے کہ سہدیو جس سے حساب شروع کیا گیا ہے۔ وہی تھا جو مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا یہ محض خیالی نتیجہ ہے۔

ہو سکتے" یہ بات ہرگز نہیں کہتے بلکہ صاف لکھ دیتے کہ ویدوں کی تصنیف میرے زمانہ میں جاری ہے وہ ہرگز قدیم نہیں - چونکہ اُنہوں نے ایسا نہیں کہا - بلکہ نہایت مذبذب اور گول بیان کیا - اسلئے بالضرور اُنہوں نے بھی آپ کی طرح دھوکا کھایا - یا جان بوجھ کر حق کو چھپایا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو عبث ہی کیا ہے جب وہ وجود خدا ہی کے منکر تھے - تو کلام الٰہی کیونکر مانتے - اور اس صورت میں اگر آریہ بُدھ کے اُس کلام پر کلام رکھتے ہیں - تو غلطی نہیں کرتے - آپنے جو اسی صفحہ ۹ کی سطر ۵ و ۹ میں - لکھ کر کہ بدھ جی جو کہ قدیم پنڈتوں میں سے ایک نہایت ہی مشہور اور معروف گزرے ہیں - بدھ شاستر میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اسمیں پرمیشور کے نشان نہیں اور خلاف عقل ہیں اسلئے وید پرمیشور کا کلام نہیں ہو سکتے" اسپر رائے دی ہے کہ آریہ اسکا جواب دیتے ہیں - کہ بدھ جی ویدمت کے دشمن تھے - لیکن یہ کسی طرح سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو کچھ انہوں نے کہا جھوٹھ ہی کہا - اس لئے یہ کوئی جواب نہیں ہے پادری صاحب اگر آپ نے خواہ مخواہ تعصب سے راستی پر کمر جنگی کرنیکا بیڑا اٹھایا ہے - تو ہمارا اسمیں دراِ نگار نہیں - ؟ ہاں ہم بدھ کے مقابلہ میں مسٹر چارلس بریڈلا ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی تصانیف پڑھنے کی تمام مسیحی بھائیوں کو سفارش کرتے ہیں - جنمیں اُس نے بائیبل کی تمام تعلیم کی وہ ڈھول اُڑائی ہے - کہ گرد باد کو گرد کر دیا - اور علاوہ بریں برخلاف بدھ کے بائیبل کی سر حدًّا اصل آیات اور حوالے بھی درج کر کے معقولیت سے الہام کی کیا عمدہ قلعی کھلائی ہے اور پادری صاحب کے اعتراض پر ہم یہ کہتے ہیں - کہ اوّل بُدھ جی نے کوئی دلیل نہیں دی - دوم وہ البشور کو مانتے نہیں تھے - تیسرے پرمیشور کے نشانوں کی موجودگی میں وہ خواہ مخواہ حق سے روپوشی کرتے ہیں - دیکھو وید بھاش بھومکا صفحہ (۵۶ سے ۹۲ تک اور ۱۴۸ سے ۱۰۰ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۸۴ سے ۸۴ تک اور اسی طرح ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱ سے ۴۳۱ تک - پس بُدھ جی نے ضرور جھوٹھ کہا اور آپ کا مذہب جو بدھ مت کی خوشہ چینی سے نکلا ہے - آپ نے اُس کی پیروی کر کے خواہ مخواہ جھوٹھ کی تائید کی -

گو ہم آپ ہی کی مالی ہوئی اور ماسے لائق وار نج سے ویاس کا قبل بدھ ہونا ثابت کر چکے - تاہم ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اسکا زمانہ ہم اپنی تحقیقات کے بموجب ظاہر کریں - مسلم ہے کہ مہابھارت کا مصنف شری مہاراج بدھشٹر کا ایک طرح جدا مجد تھا (دیکھو مہابھارت آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) اور بدھشٹر کا ہمعصر نوح ہونا آئینہ تاریخ نما مطبوعہ دفعہ اول گورنمنٹ پریس الہ آباد اور آئینِ اکبری مطبوعہ مطبع اسماعیلی ۱۸۷۲ء صفحہ ۲۱۸ اور غیاث اللغات مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۵ء صفحہ ۳۲۵ سطر ۱۲ سے بخوبی ثابت ہے - اور لوراناعہدنامہ توریت مطبوعہ نارتھ انڈیا بائیبل سوسائٹی مرزاپور ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۹ کالم ۲ کے رو سے رس

میں نوح کی پیدائش ۲۹۴۸ برس قبل از مسیح کے لکھی ہے اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ سال ہوئے پس ۲۹۴۸ + ۱۸۸۷ = ۴۸۳۵ یہ زمانہ قریب قریب وہی ہے جو ہم لوگ مہاراجہ بدھشٹر کے سمبت سے وکرم کے موجودہ سمبت تک حساب کر کے نکالتے ہیں - یا بحساب یُگوں کے دریافت کرتے ہیں - اور وید بھاش بھومکا میں بھی شری ۱۰ سوامی دیانند جی مہاراج نے کل جگ کے سال گزشتہ ۴۹۷۶ بکرماجیت کے سمبت ۱۹۳۳ تک لکھے ہیں - پس ۱۹۴۴ تک ۴۹۷۶ + ۱۱ = ۴۹۸۷ کے ہوتے ہیں - (دیکھو بھومکا (صفحہ ۲۳ سطر ۲) اور اسکی تصدیق بلکہ تائید حال میں ایک اور عمدہ اور قابل اعتبار شہادت سے بھی ہو گئی ہے اور وہ یہ ہے -

"سورت میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دینی مباحثہ ہوا جسکی اثنا میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا ترپتر پیش کیا گیا جسکی تاریخ سمبت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی - یعنی یہ ترپتر مسیح سے ۳۴۴ برس پہلے تحریر ہوا - جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند کے زمانے سے کچھ پیشتر ہوتا ہے" دیکھو امریکن مشن کی نور افشاں اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ ۵ مئی ۱۸۸۰ء -

(یعنے مسیح سے ۳۴۴ برس پیشتر بدھشٹر کا سمبت ۲۶۶۳ تھا - تو اب ۳۴۴ + ۱۸۸۷ = ۲۶۶۳ سمبت ۴۹۹۳ ہوا)

جیوتش[۵۰] سے معلوم ہوتا ہے کہ کل یُگ کے ابتدا سے ۴۹۸۷ برس گزرے ہیں اور مہاراجہ صاحب عین ماتحت کلجگ کے یعنی دواپرہ کے جنکے بعد کے زمانہ احتمام میں زندہ تھے - اور یہ آپ کے مستند ابواب میں نہ تو شک ہے کہ ان کے حساب کی مطابقت ہو سکتی ہے - اس کتاب میں راجہ بدھشٹر سے راجہ کیتھک تک ۴۶ پشت لکھی ہیں گو افسوس ہے کہ زمانہ دسویں کا درج نہیں - لیکن اسوقت توریت کے باب پیدائش کے بموجب الٰہ لوگوں کی عمر بہت بڑی ہوتی تھیں - مثلاً اسی کتاب مقدس میں پیدائش کے باب چہارم کے ابتدائی لفظ یہ ہیں "اگلے آدمی بہ نسبت اسوقت کے بہت قوی تھے اُن کی عمر نہایت دراز ہوئی - آدم ۹۳۰ برس کا ہوا" اُسوقت کے لوگوں کی عمر اکثر اتنی ہوتی تھی - چنانچہ سیت ۹۱۲ متوشالح ۹۶۹ اور نوح کی ۹۵۰ برس کی ہوئی - اور باب پنجم میں لکھا ہے کہ اسکا بیٹا (نوح کا) سام بھی طوفان کے بعد ۵۰۰ برس جیتا رہا - یہ خبر نہیں کب پیدا ہوا تھا - اسکا پوتا ارفخشاد ۴۳۸ برس اور اس کا بیٹا ۴۳۳ اور پوتا ۴۶۴ برس کا ہوا لیکن اس کے بعد آدمیوں کی عمر گھٹتی گئی کہ پھر کسی کی عمر ۲۵۰ برس سے زیادہ نہیں ہوئی -

پس اگر فی پشت[۵۲] ۶۸ سال اوسط (کہ اُس زمانہ کی عمر مذکورہ توریت کے مقابل کچھ بھی زیادہ نہیں بلکہ بہت ہی کم ہے -) قائم کیا جاوے تو ۶۸ سال

۵۱ ایک مشہور اور فاضل انگریزی مسٹر ارتھر للی صاحب بہادر نے ایک کتاب بنا رکھی ہے - اور اسمیں بتلایا ہے کہ عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے - اور کہتے ہیں کہ بودھ [illegible] اسوکا کے عہد میں آئے تھے (دیکھو مہر نیمروز مورخہ ۷ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۲ کالم میں پہلا - اور اسی طرح امپیریل پیپر لاہور سال ۱۸۸۶ء)

۵۰ دیکھو جیوتش ودابھرن کا سرسری اوپنیاسی مصنفہ کالیداس جسمیں زمانہ تصنیف سمبت ۳۰۶۸ کلجگ کے بعد الفصل ۳۰۶۸ سال کلجگ کے بیان ہوا ہے -

वर्षैः सिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ संमिते मासे माधव संज्ञके च विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः ।

۵۲ پشتوں سے مراد (نسل بعد نسل) پایہ تخت پر وارث [illegible] پیدائش نہیں بلکہ بحیثیت سلطنت

حاصل ہوتے ہیں۔ اسکے بعد کی پشتوں کا زمانہ مندرجہ آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۶ء سے سمت ۱۹۴۲ تک جوڑ لیجئے۔

(اول) راجہ پسروا سے لغایت راجہ برمال ۱۴ پشت ۵ برس
اوسط فی پشت ۱ ء ۳۵

(دوم) راجہ سیرماہو سے لغایت راجہ ارہت ۱۶ پشت ۴۳ برس
اوسط فی پشت ۸۷ ء ۲۶

(سوم) راجہ رندھیر سے لغایت راجہ راجپال ۹ پشت ۳۶ برس
اوسط فی پشت ۱ ء ۴

(چہارم) راجہ وکرمادتیہ سے اب تک ۱۹۴۴ (میزان کل ۳۲۴۴)
از یدھشٹر تا کتیمک ۱۷۶۸ + ۳۲۴۴ = ۵ ۲ سال

پس تعداد ۲ ۵ برس قریب قریب ایام طوفان نوح کے مطابق حاصل ہوجاوے گی۔ اور اسکی مدد (مطابقت) کسیقدر آئین اکبری کے اس سال سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اب تک بنگال میں بہت و راجہ حسب ذیل راج کر چکے ہیں۔[۹]

کھتری راجہ	۲۴	ایام سلطنت ۲۴۱۸	اوسط ایام سلطنت	۷ ء ۱
کائیت راجہ	۹	ایام سلطنت ۲۵۰	اوسط ایام سلطنت	۷ ء ۲۷
کائیت راجہ	۱۱	از خاندان ادیسر ایام سلطنت ۷۱۴	اوسط سلطنت	۹ ء ۶۴
	۱۰	از خاندان راجہ بھوپال ایام سلطنت ۶۸۹	"	۹ ء ۶۸
	۱۰	از خاندان راجہ پال	زمانہ درج نہیں	

اور کھرو بدراجاؤں نے ۱۰۶۳ء سے لغایت ۱۲ یعنی ۱۴۷ برس راج کیا۔ پس اکبر بادشاہ کے زمانہ تک بنگال میں ہندوؤں کے راج کو علاوہ زمانہ سلطنت خاندان پال کے ۸ ۲۴ برس گزر چکے تھے۔ اب اگر ہم یہ

فرض کرلیں۔ کہ آئین اکبری اکبر کی تخت نشینی سے ۴۰ برس بعد لکھی گئی تو اسوقت سے اب تک ۷ ۳ سال منقضی ہوئے۔ کیونکہ ۱۵۵۵ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ پھر ۲۰۸ ۴ + ۷ ۳۰ سال میں خاندان پال کے راجاؤں کی سلطنت کا زمانہ درمیان ایام راجگان کائیست اور بھوپال کے حساب اوسط ۳ ء ۷ ۴ فرض کرکے ۳ ۷ ۴ - اور اضافہ کردیں۔ تو ۴۹۸۸ برس حاصل ہوتے ہیں۔

چونکہ آپ کی کتابوں کے بموجب طوفان نوح کے بعد دنیا میں حیوانی زندگی از سر نو شروع ہوئی۔ اور اسوقت میں (بلکہ قبل از طوفان نوح۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا طوفان نہیں آیا۔ ہاں برج سے لوٹتے ہوئے میگھ مالا مغرب پر لوٹ پڑے ہوں تو کیا عجب ہے) شری کرشن دویپائن جی مہاراج مخاطب بخطاب وید ویاس نے شاریرک سوتر ادھیاء اول نمبر ۳ میں وید کو ایشور وکت اور انادی مانا ہے۔ تو کیا آپ کو اگر حق پسند ہیں۔ تو نہ ماننا چاہئے خدا کے لئے ذرا تعصب کو چھوڑ کر سوچئے کہ جب بدھ اور کرتک سیر کتھ سے بہت پہلے بڑے بڑے فاضل (جنکے مقابلہ میں یہ بیچارہ کسی شمار میں نہیں اور تمام دنیا کے سنسکرت دان جنکی فضیلت پر معترف ہیں) ویدوں کے ایشور کرتک اور قدامت کا بلا دلائل واضح اقرار کر گئے ہیں۔ تو آپ کی اسناد کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ ناظرین اب ذرا اس بات پر بھی غور کیجئے۔ کہ پنڈت جی نے کس چالاکی سے ویاس اور پاتنجلی کو بدھ اور چندر گپت کے بعد ثابت کرنا چاہا ہے مگر جھوٹھ کے پاؤں نہیں ہوتے آپنے ناواقفوں کے دھوکہ دینے کے لئے لکھدیا تھا کہ ویدانت درشن کے دوسرے ادھیاء کے ۲ پاد کے ۳۳ سوتر سے ۳۸ تک میں ویاس جی نے بدھ مذہب کے اصولوں کا تذکرہ کیا ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۵ سطر ۳ و ۴) لیکن ہم اب اصل سوتر لکھکر قلعی کھول دیتے ہیں ۹۹

नैकस्मिन्नसम्भवात ॥ ३३ ॥
एवं चात्माकार्त्स्न्यम् ॥ ३४ ॥
न च पर्यायादप्यविरोधो विकारादिभ्यः ॥ ३५ ॥
अन्त्यावस्थितेश्चोभयनित्यत्वादविशेषः ॥ ३६ ॥
पत्युरसामञ्जस्यात् ॥ ३७ ॥
सम्बन्धानुपपत्तेश्च ॥ ३८ ॥

جن کے معنے یہ ہیں نمبر ۳۳۔ ایک ہی پدارتھ میں دو دروہی دھرم ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔ نمبر ۳۴۔ اگر آتما (روح) کو جسم کے برابر مانا جاوے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۹۰ [۱] ایک کے بعد دوسرا حکمران ہے خواہ ملحاظ پشت وہ پہلے کا بیٹا ہویا پوتا یا کوئی اور رشتہ قریب و بعید بلکہ بعض موجیں نے تو لشتوں کے حساب سے دو چھوٹے چھوٹے راجہ خارج کر دیئے ہیں جنہوں نے تھوڑے دن یا برائے نام راج کیا۔

[۱] ان اوسطوں پر دھیان دینے سے معلوم ہوگا کہ یدھشٹر سے کتیمک تک جو ۲۴ پشت کا اوسط ۸ ۶ سال قائم کیا وہ بعید القیاس نہیں اور نہ اپنے ثبوت کے لئے بائیبل کی شہادت کا محتاج ہے۔

نمبر ۱۔ در سرآغاز اس کلجگ راجہ یدھشٹر ہستنا پور کشادہ بسر اپنے تاریخ فرمانروائی خویش را سرآغاز گرداند درین سال چہار الکہ چہار ہزار وسہ صد و دو و شش سال از گذشتہ سہ ہزار چہل و چہار سال روائی داشت و بست و ہشت تن از سر گزشت ارا در تنیبی جوئیں بر گرفت۔ و کار سختی بر مردم آسان ساخت۔ صد و سی و یک سال فرمانروائی کرد و دریں سال ہزار و ششصد و پنجاہ دوہ سال سپری شد (۱۶۵۲ + ۲۹۲ = ۱۹۴۴ + ۳۰۴۴ = ۴۹۸۸) دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۶۹) +

نمبر ۲ سدھانت شرومنی میں جو ایک مشہور جوتش کی پستک ہے۔ لکھا ہے کہ شالباہن کے قائم ہوتے وقت یدھشٹر کا سمت ۳۱۷۹ تھا دیکھو شلوک مندرجہ ذیل
اور اب شالباہن کا ساکا سمت ۱۸۰۹ ہے (۳۱۷۹ + ۱۸۰۹ = ۴۹۸۸) سال ہوئے۔
نمبر ۳ اور وراہی سنگتا میں بھی لکھا ہے کہ شک سے ۲۵۲۶ برس پہلے یدھشٹر کا سمت تھا۔ پس اسطرح بھی ۱۸۰۹ + ۱۹۴۴ + ۲۵۲۶ = ۴۹۸۸ کے ہوتے ہیں ۹!

[۱] اس سوتر کے بھاشیہ میں سوامی شنکر آچاریہ جی نے سپت بھنگی نیاء کے لحاظ سے روح میں سات قسم کی صفات متضادہ ماننے والوں کی تردید کی ہے ان سوتروں کو اگر شنکر آچاریہ جی اندر تیہ کاروں سے (جو اسکے کہ وہ بودھ مت کے بعد ہوتے رہے) بودھ مت کھنڈن پر لگایا تو یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ ویاس جی نے بھی انہیں اسی غرض سے رچا تھا ممکن ہے کہ اس فاضل نے نظر پیش بندی ممکن الوقوع اعتراض کا دفعیہ کیا ہو۔ جیسے کہ وحید العصر فصلا کی کلام میں ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے شنکر آچاریہ جی نے ایسے زمانہ میں بودھوں کو ایسا مانتے ہوئے دیکھ کر ان سوتروں سے اُن کے مت کی تردید کی ہو۔ پس ان سوتروں سے ویاس کا بدھ کے بعد ہونا ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔

لوسر ـ گت ـ رہیگا ـ نمبر **۳۵** ـ جو آگما یانی (آنے جانے یا گھٹنے بڑھنے والا) بھی مانیں تو بھی درد ـ ـ ـ رہتا ہے ـ بوجہ بکار کے ـ

نمبر **۳۶** ـ موکتش ـ ـ ـ میں جو کی پرمان کی پیمنا میں کچھ فرق نہیں ـ دونوں حالتوں لے سب ہو ـ ـ ـ ہے ـ

نمبر **۳۷** ـ الیسورکا ؛ ـ ـ ـ اور برس کا آدھ ـ ـ ـ نگ ـ ـ ـ ہمارا سطر ہے ـ

نمبر **۳۸** ـ سمبند ـ ـ ـ ہوے سے ؎

ناظرین ۹ ورا ـ بھی غور ـ ـ ـ اور سوچیا ـ ہمیں ان سوتروں میں بدھ مذہب کا کہیں ذکر بھی نہیں ملتا ـ ـ ـ حالانکہ نام ونشان البتہ فاضل سوتر کار کی فضیلت لفظ الفاظ سے مترشح ہے کیا معنے کہ روح کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے آپنے کس عمدگی کے ساتھ اُن تمام اعتراضات کا جو اس بیان پر مخالفین کی جانب سے پیش ہو سکتے تھے جواب شافی دیدیا ـ اور اُن کی سمائیشی دلائل کی رد کسی برہان قاطع سے کی ـ ـ ـ ہائے ع

شہر یکشم عداوت بزرگ عیب است

تعصب بھی کیا بُری بلا ہے ـ ـ ـ بجائے اِس کے کہ مصنف ویدانت درشن کی فضیلت کا سچے دل سے اقرار کیا جاتا آپ اس پر بیجا اعتراض جڑنے کو موجود ہو گئے ـ متعلق ـ سب سوال جو اہم بحث میں پیش کئے جاسکتے تھے ـ اسطرح دکھلا کر صاف کر دیئے گئے ہیں کہ بس خاتمہ ہی کر دیا ـ اور اگر کوئی اچھی طرح سمجھ جاوے یا کسی کو اچھی طرح سمجھا دیا جاوے تو شاید بلکہ طبیعت انسانی کے لئے کوئی نیا شق نکالکر اس مسئلہ پر بحث کرنا غیر ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاوے ـ

حفظ ما تقدم کی داد تو نہ دی گئی ـ الٹے کہنے لگے کہ بودھ مذہب کی تردید جو کہ ویدانت شاستر سے نکلی ہے ـ اسلئے ـ بعد میں تصنیف ہوا ـ

دیکھو مصنف کتاب کا کمال کہ اپنی عقل خداد سے کے ذریعہ سے وہ وہ رموز و دقائق حل کر دیئے کہ ہم اس کتاب کو پڑھکر و سمجھ کر دیگر مذاہب موجودہ و غیر موجودہ دنیا کی تردید کر سکتے ہیں ـ گویا اُس نے اپنی کمال عقلمندی سے انسانی طبیعت کا اپنے آئینہ ذہن میں فوٹو کھینچکر پہلے ہی اسکے تمام خط و خال ایسی صفائی کیساتھ صفحۂ قرطاس پر ظاہر کر دیئے ہیں کہ ہر شخص اس سے آگے اور پیچھے کے لوگوں کی طبیعت کو بخوبی پہچان سکتا ہے اور یہ بات بھی کون کہے کہ ویاس سے پہلے ایسے خیال کسی کے جی میں گذرے ہی نہ تھے ـ جنہیں بدھ نے ظاہر کیا اور ہمیں تو دنیا میں کوئی نئی بات نظر نہیں آتی سوا بل لباس کے ساتھ ہم تو وہی پہلی صورتیں (بلحاظ حقیقت) دیکھتے ہیں رنگتیں چاہے بدل جاویں حالتیں چاہے پلٹ جاویں ـ

کیفیتیں کچھ سے کچھ ہوتی رہیں ـ نسبت بھی کم و بیش ہوتی رہیں ـ مگر ہیں حقیقتیں وہی ہیں ـ پس بدھ نے جن اصول پر ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کیا ہے ـ کہ کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوں گے ـ اور ـ ـ ـ ـ ـ انسانی میں انکا ـ ـ ـ ـ ـ رہا ہی ہوگا ـ ـ ـ ساس بھی ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ مسئلہ سے ـ ـ ـ حاصل ـ ـ ـ کے ایسے معاملہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ان کے ـ ـ ـ رائج شدہ مذاہب کی تردید پر بھی ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ بات ـ ـ ـ کسی کے مذہب کے اصول کی ـ ـ ـ ـ ـ اور اسکا نام ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ہمارے آریہ رسیوں کا ـ ـ ـ میں ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کی رائے بتلا کر اپنا سدھانت جتلاتے رہے ہیں ـ اسی ویدانت درشن میں بھی اس کی بہت مثال ملسکتی ہیں ـ مثلاً ادھیا چہارم کے چوتھے پاد اور پانچویں سوتر میں جیمنی اور چھٹے میں اڈولومی کی رائے دکھلا کر ساتویں میں اپنا سدھانت لکھ دیا ـ علاوہ دسویں میں بادرائن اور گیارھویں میں جیمنی کی رائے لکھ کر بارھویں میں اپنا سدھانت ظاہر کیا لیکن یہ سب باتیں تو اسوقت سوجھیں جب سیدھے صاحب عقل سے ذرا بھی کام لیتے اور تعصب کو دم بھر کے لئے چھوڑ دیتے ـ مگر یہ کیوں ہوتا تھا ایسا کرتے تو جھوٹے حوالہ لکھ کر عیسائیوں میں ناموری کہاں سے پاتے ـ آریہ سماج کے مخالفین کو کیا مُنہ دکھلاتے ـ کیونکہ انکا تو اسی پولوس رسول کے اس قول پر عمل ہے ـ کہ " اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اُس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں بُرائی نہ کریں ـ تاکہ بھلائی نکلے پھر اگر ہماری ناراستی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں (دیکھو رومیوں کا خط باب ۳ آیت ۵ و ۷) حضرت آپنے صرف ساس کا نام لکھ کر ہی دھوکہ نہیں دیا ـ بلکہ پاتنجلی جی کے نام کی آڑ میں بھی دام فریب بچھایا ہے ـ مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں کہ " رشی پاتنجلی نے ایک کتاب جسکا نام یوگ درشن ہے لکھی ہے ـ جسمیں اُس نے پانینی کے ویاکرن (گرامر) کے دوسرے ادھیائے پا و ۲۳ سوتر پر شرح کرتے ہوئے کہا کہ " راجہ کو ایسی مجلس قائم کرنی چاہئیں جیسے کہ راجہ چندرگپت نے کیں " ـ دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۱۵ سطر ـ سے ـ تک) واہ ! واہ ! پنڈت جی مہاراج ! واہ الوہیم تو آپ کی پنڈتائی کو ہاتھ جوڑتے ہیں آپ کورے پنڈت ہی نہیں بلکہ مورخ بھی پورے ہی ہیں ـ سچ مچ ـ تو وہی بات ہوئی کہ ۵ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ـ حضرت یوگ درشن تو پاتنجلی جی کی تصنیف ہے ـ اسکی شرح ویاس نے لکھی ہے ـ کہ خود مصنف نے اور اسمیں پانینی کے سوتر کی شرح لکھا کیا ؟ یوگ کی کتاب کو ویاکرن کے کسی مسئلہ کی شرح سے کیا مطلب ؟ مگر اب کیا کہیں جو سمجھیں . . . اپنی کا قصور ہے ہاں البتہ پانینی کے اسی سوتر پر رشی پاتنجلی جی نے مہابھاشیہ ویاکرن میں پہلے ادھیاء کے پہلے پاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں اس طرح

ا۔ مثلاً انسان کے جسم میں جو روح ہے ـ وہ اگر اسی جسم کے برابر ہے تو اگر آواگون کے باعث سے چیونٹی کے جسم میں جاوے تو باہر رہیگی اور ہاتھی کے جسم میں جاوے ـ تو کم رہیگی ـ اور جو شئی گھٹتا بڑھا کرتی ہے اور متغیر ہوتی ہے ـ وہ باقی نہیں کہلاتی ـ مطلب یہ کہ اگر کہا جاوے جیسے چھوٹے بڑے جسم میں جیو جاتا ہے اُسی جسم کے برابر ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ آخری یعنی مکتی کی حالت میں تو جو اُسکا مقدار ہے اُسے مت باقی ـ ـ ـ اسکی مثال ویسے ہی ہوگی جیسے پہلی دو حالتوں میں ـ کیونکہ پرمان (مقدار) ناس ہوسکا آتما کا ناش ہوگا ـ اور اسلئے آخری پرمان نت بھی نہ رہیگا ـ ۱۲

۵ حالانکہ اتہاس تمر ناسک حصہ سوم صفحہ ۴۳ پر راجہ شیو پرشاد صاحب یہ نوٹ دیتے ہیں کہ جب ساکھ منی نے بدھ ہونیکا دعوے کیا ـ تب یہ بتلایا کہ مجھ سے پہلے چوبیس بدھ اور گذر چکے ہیں ـ

۶ یہ شہر ہندوستان کے دکن میں تھا اور مہابھارت کے پوربیاؤں میں سے راجہ کرن والی ـ ـ ـ

سرح کی ہے۔ जिन्पर्यायवचनस्यैव सज्ञाद्यर्थम * जिन्निर्देश कर्तव्य- तनो वक्तव्यम। पर्यायवचनस्यैव ग्रहणं भवति। किं प्रयोजनम्। राज्ञाद्यर्थम्। सभा राज्ञा मनुष्यपूर्वा। इन सभम्। ईश्वरसभम्। तस्यैव न भवति। राजसभा। तद्विशेषाणां च न भवति। पुष्पमित्र सभा ॥

ترجمہ۔ جب سبھا لفظ کا سمس اور راجہ مد کو چھوڑ کر کے اور سا کھ سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسی اِن سبہم اور ایسور سبہم۔ لیکن راجہ کے ساتھ سمبدھ ہونے سے یہ صورت نہیں ہوگی۔ مثلاً راج سبھا اور جو لفظ ان کی صفت واقعہ ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبہم نہیں ہوتا۔ مثلاً پشپ متر سبھا (دیکھو مہابھاش مطبوعہ ۱۸۸۳ء بمبئی صفحہ ۷۰ اسطر ۱) اب بتلایئے کہ چندر گپت کا نام کہاں سے اور فرمایئے کہ اُس جیسی سبھا سا کا کہاں حکم ہے۔ اسموقعہ پر ہم آپکے مغلظ اعتراض کی وجہ بھی بتلائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ آپ کو یہ وہم باطل کہاں سے ہوا۔ غور سے سنئے جو اسی مہابھاش کے طبع کرانے اور مثل لنگو ریچ دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کے ایل ہارن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "پستک میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے۔ لیکن اس پستک میں مہابھاش کا مول چھٹے ادھیائے کی آدھی تک ہے۔ اس پستک کے دو بھاگ ہیں۔ پہلا تقریباً ۱۲۰ برس کا پرانا ہے۔ اور دوسرا ۸۰ سے ۱۰۰ برس تک کا ہوگا۔ پہلا بھاگ ۲ ورق سے ۱۲۰ ورق تک کا ہے اور مول پہلی جلد کے ایاد کے ۱۳ سے لیکر ۱۹۶ صفحہ تک کا ہے۔ دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۴۹۳ ورق تک کا اور مول پہلی جلد کا ۱۹۶ اسطر ۲۰ تک کا یہ پستک سارا کا سارا ہی بے پرواہی سے لکھا ہوا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکثر اسمیں حذف بھی ہیں۔ دوسرے حصہ میں صفحات ذیل خالی ہیں۔ ۲۲۶- الف ۱- ۱۸ سے لیکر ۲۲۱- الف تک اڈیشن پہلا صفحہ ۲۶۴ سے لیکر صفحہ ۴۶۴ سطر ۲۶ تک ۲۴۶- الف ۱- ۲- ۲ سے لیکر ۲۴۷- الف تک اڈیشن دوسرا صفحہ ۱۶- ۱۲ سے بکر صفحہ ۱۸- ۱۰ تک علیٰ ہذا القیاس میں یقین کرتا ہوں کہ دونوں کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کیگئی ہیں۔ اور وہ اصل کاپی سے محفوظ حالت میں ہے۔ جبکہ کاپی نمبر ک کی نقل ہو رہی تھی۔ بہت کچھ خراب اور معیوب ہوگئی۔ یہ کشمیر کی کاپی ہے۔ اس کاپی ک میں بعض اوقات صحوں کے صفحے چھوڑ دیئے ہیں۔ دلمیں یاد رکھکر کہ کاپی ک اکثر غلط ہے۔ پاٹھ کا اختلاف بالکل نہ ہو تا تو اس حالت میں صرف حادثاً سمجھا جاسکتا ہے اور ہماری خواہش ہے۔ کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے"

نقطہ حاشیہ۔ (بہار) کے پاس مسیح سے ۳ برس پہلے موجود تھا۔ یس ۴۳ ۱۸۸۷ = ۱۸۸۴ برس کے ہوتے ہیں) دیکھو تواریخ کوہ نور موجودہ عجائب خانہ لاہور شہ ایک اور محقق لکھتا ہے۔ وثنا اکنوں کہ ہنگام نوشتن این نامہ سے وسال ہجری ستر اورپنجاہ وپنج رسیدہ از کلجگ چہار ہزار وہفت صد وچہل وشش رفتہ ۴۷۴ + ۴۹۴ = ۹۲۳ - اردو لسان مذاہب صفحہ ایک سو اکاون (یہ حاشیہ ۴۵ متعلق صفحہ ۱ ہے)

(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک) پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ پستک ب ۱۰۰ صفحہ کی ۱۰ اسطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھاپا ہے اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے بعد رکھ دیا ہے۔ نہیں چھاپا۔ میری دلیل صرف یہ ہے کہ چھاپے کی یہ بات اصل متن کا پاٹھ نہیں تھی۔ وہی اور اسے میں جسکا پاٹھ اور سب کاپیوں پر جس سے صرف ہی بعد لکھا ہوا ہے۔ (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۹ د مہابھاش کے صفحہ ۴ سے آگے مہابھاش مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۳ء اصل میں آپنے کہیں سے سنا یا لکھ دیا ہے۔ کہ یوگ درشن میں ہے مگر آپکو مہابھاش لکھنا چاہیئے تھا۔ جو بھول گیا۔ یہ معلوم نہ تھا۔ لیکن یہ بات مہابھاش میں بھی نہیں ہے کہ کے ایل ہارن صاحب کی تحقیقات سے ظاہر ہے۔ اور نہ کسی معتبر نسخہ میں موجود ہے۔ باقی رہا یہ کہ اُس مشتبہ کاپی میں کیوں موجود ہے۔ اسکا جواب ہے کہ اول تو وہ نامکمل دوم مشتبہ سوم غلط ہے مگر چندر گپت سبھا سدہانت کومدی میں ہے۔ اور ایسے ہی کتابوں میں بھی۔ جو نکر مادب وچندر گپت کے بعد کی ہیں۔ پس اُس غلط کاپی میں بھی کسی کومدی پاٹھی نے ازراہِ سہل کثرت استعمال کے لوقت نقل کرتے کے سوا لکھ دی ہو تو تعجب نہیں۔ لیکن اصل میں ندارد ہے۔ کیونکہ وہ پستک صدہا برس چندر گپت سے پہلے ہی ہے۔ علاوہ ازاں لعرض محال۔ ہو تو اُس میں یہ لکھا ہے کہ راجہ چندر گپت جیسی سبھا ساوے اور نہ اس قسم کا کچھ مذکرہ کیا ہے۔ بھلا قواعد میں ایسے تذکرات کا موقعہ ہی کیا تھا۔ کیونکہ گرامر میں تمام فرضی نام ہوا کرتے ہیں۔ پارسی۔ عربی میں۔ زید۔ بکر۔ عمر۔ خالد حامد۔ محمود و بہرام احمد وغیرہ سنسکرت میں دیودت۔ یگ دت رام چندر گپت وغیرہ اور اسی طرح انگریزی میں بھی کیا آپ اگر کسی کتاب میں ان ناموں سے کوئی نام تمثیلاً ملا کسی تعلق کے مذکور دیکھتے ہونگے۔ اور اس نام والے کسی شخص کو بھی جانتے ہوں تو ضرور اُس کتاب کا زمانہ تصنیف اُس شخص کے بعد مان لیتے ہونگے۔ جیسے کہ ایک احد نام افغان جب قرآن کی۔ آیت قل ہو اللہ احد یعنی کہو اللہ احد ہے سنا کرتا تھا تو کہتا تھا کہ قرآن میں میرا نام آتا ہے بلکہ اسکا مصنف میری خدائی کا اقرار کرتا ہے اور میری پرستش کی طرف لوگوں کو جھکاتا ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ مطلب نہیں ہے (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ نولکشور سال ۱۸۸۱) سچ ہے آپ ہمارے بیان کو تو سمجھ سکتے ہیں۔ مگر گھر کے معتبر جوتشی کے بیان کی تردید کس طرح ہو۔ مرد خدا کہیں تو غلط نویسی سے شرمائے ہوتے بھلا آپنے جو منوسمرتی کو نامعتبر قرار دینے کے لئے لکھ مارا کہ اسمیں ایک آدمی موسوم بہ ہرن فصب ارشارتاً ذکر ہے۔ اور منوجی اس آدمی کی بابت یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسقدر اونچا تھا کہ سکی کرسورج کے برابر پہنچتی تھی اور اُسکا باقی جسم اسکے آگے سے نکل جاتا تھا۔ منوجی کی شہادت اسی قدر بس ہے (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۲۰ وصفحہ ۱۰ اسطر ۱ و ۲ لکچر نمبر ۱)

ہم نے تو تمام کتاب منوسمرتی کو دیکھ ڈالا۔ اس عجیب روایت کا اس میں کہیں پتہ نہ لگا ہاں آپنے کہیں خواب میں دیکھ لیا ہوگا۔ یا روح القدس نے کوئی امر بتلا دیا ہوگا یا کسی پورانک کی زبان سے سن لیا ہوگا کہ منوسمرتی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ طرفہ یہ کہ حوالہ اور سند خود بر دبلے بیتے جو

چاہیے لکھ مارے۔ اسکی سند نہیں۔ اگر ادھیاء اور سلوک کا پتہ صاف صاف یاد نہیں تھا (اور ہوتا کہاں سے جبکہ کتاب بھر میں یہ روائت ہی درج نہیں) تو ضبط تحریر میں لانا کیا ضرور تھا۔ مگر آپ تو گویا قسم کھا کر بیٹھے تھے۔ کہ جو کچھ لکھیں گے سب بے پتہ اور غلط یا جھوٹھ۔ اچھا اگر وہ نہیں تو۔ جو آپنے کہا ہے کہ سمرتی میں لکھا ہے کہ "جب پہلے ست جگ کے اسرار برس ختم ہو گئے اور بھادوں کے پندرہ دن گزر گئے۔ تب منوسمرتی دھرم شاستر ختم کیا۔ اور یہ برہما کے حکم سے ہؤا" (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۱ سے ۱۳ تک) اسکا سراغ تو کہیں بتلا دیجئے کہ یہ کس پستک کے کون سے ادھیا کے کون سے شلوک میں لکھا ہے۔ اور وہ پستک کہاں ہے۔ آیا یہی منوسمرتی ہے۔ (جسمیں اسکا نام و نشان نہیں۔ یا اور کوئی ہے۔ جو لنڈن کے سوائے اسجگہ نہیں ملسکتی براے خدا ضرور بتلائیے تاکہ ہمیں آپ کی صداقت کا کسی طرح اعتبار ہو جائے۔ پنڈت صاحب کو یہ ایک بڑی حیرت ہے۔ کہ "جب منوسمرتی کو لکھے ہوئے بہت دراز عرصہ گذر چکا ہے تو اسمیں ان بادشاہ اور رشیوں کے نام کیونکر ملتے ہیں جنہیں بہت تھوڑا زمانہ گذر چکا ہے۔ کہ زندہ تھے"۔ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۴ سے ۱۷ تک۔)

مگر ہم اسکا علاج سردست کیا کریں۔ پنڈت جی کی طبیعت پر بھوت پریت اور جادوگر شعبدہ بازوں کی روایات مندرجہ بائیبل نے وہ اثر جما رکھا ہے کہ عقل سلیم مطلقاً معطل ہو گئی۔ بس کوئی کیسے سلائے بھلا صرف ناموں کے ملجانے سے کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ یہ لوگ وہی ہیں۔ جو تھوڑے دن ہوئے کہ موجود تھے کیا یہ نتیجہ صحیح ہے کہ یعقوب جسکا بیٹا یوسف مصر میں غلامی سے سرداری پر پہنچا۔ وہی تھا جو مسیح کا شاگرد اور بھائی تھا یا یعقوب کا بیٹا یوسف ہی مسیح کا باپ تھا۔ لاحول ولا قوت کوئی بھی ایسا نتیجہ نکالتا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اسوقت جو لوگ رام کرشن وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں۔ وہی شری مہاراج رامچندر جی اور کرشنچندر جی ہیں۔ جنکے کارنامہ مندرجہ رامائن اور مہابھارت مدت العمر سے صفحہ روزگار پر یادگار ہیں اور رہینگے۔ پس ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب ولدیت قومیت سکونت اور زمانہ (کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ چند باتیں بلکہ بعض اوقات سب ملجاویں۔ اور پھر بھی وہ لوگ ایک نہ ہوں) معلوم نہیں صرف ناموں کی کتابت سے ذات بھی ایک کیونکر مانی گئی۔ اور سکندر وغیرہ بادشاہوں کے حالات و تذکرات کی عدم موجودگی پر ان کتابوں کی قدامت کے قیاس پر دال ہے۔ آپ اُن کو بھی عجائبات سے سمجھتے ہیں گویا یہ فرض کرتے ہیں۔ کہ ایک مدت دراز سے ہمارے مورخین و شارحین ایسے انتظام میں مصروف تھے کہ شری مہاراج پنڈت لکھرام سنگھ جی فلاں زمانہ میں پیدا ہو کر فلاں رسالہ تالیف کی کوشش کرینگے ایسا نہ ہو کہ انہیں مواد کافی ملجائے۔

مگر ہم جب سنسکرت کی قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید پستکوں کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر ایک دھرم سمبدھی پستک سے ویدوں کا قدیم اور اشوری گیان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

رگوید اور شت پتھ اور منوسمرتی اور ویدانت درشن۔ اور مہابھارت کے حوالجات تو خود پادری صاحب نے بھی قلمبند کر دیئے ہیں۔ جن سے ویدوں کا ایشور کرت اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۷ سے ۸ تک۔

اب اُن کے علاوہ ہم حوالجات ذیل بھی نظر ناظرین کرتے ہیں کہ وید رامچندر جی سے پہلے موجود تھے۔ اور تمام فصلاء انہیں ایشر کا گیان مانتے تھے۔ اور اُنکی قدامت کے قائل تھے۔ رامائن بالمیک بال کانڈ پہلا سرگ شلوک[1]

रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता। वेदवेदाङ्गविश्वैव धनुर्वेदे च निष्ठितः ॥१४॥

یعنے رامچندر جی اپنے دھرم اور اپنے دوستوں کی رکھشا کرنیوالے ہیں۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید کے شاگرد اور ویاکرن وغیرہ کے جاننے والے۔ اور دھنروید جو اُپ وید ہے۔ اُس کے خصوصاً کامل تجربہ کار اور ماہر ہیں۔ پھر رامائن میں ہے۔

इष्टिं तेऽहं करिष्यामि पुत्रीया पुत्रीकारणात्।
अथर्वशिरसि प्रोक्तैर्मन्त्रैः सिद्धां विधानतः ॥

یہ ایک یگ کے وقت کا ذکر ہے۔ کہ جسمیں اتھروید کے انوسار منتروں سے ہون کیا گیا۔ آپنے صفحہ ۸ پر ویدکی قدامت کے بارے میں منوسمرتی ادھیاء شلوک ۴۳ سے ۵۷ تک اور برہمنوں کا تتمہ سر درج تو کیا ہے مگر صفحہ ۹ و ۱۰ پر اُن کی تردید میں جو دلائل دیئے ہیں۔ اُنہیں سے منو کی نسبت تو تمام اعتراضات کی تردید ہو چکی ہے۔ اور جہاں تک ہم جانتے ہیں کافی و وافی ہے۔

روزنامچہ کی نسبت آپ دلیل فرماتے ہیں کہ "برہمنوں کے روزنامچہ کا ثبوت بالکل ہی ہیچ ہے صرف اسلئے کہ یہ ایک مشہور اور مانی ہوئی بات ہے کہ اصلی روزنامچہ تھی سترا جہ بھوج کے زمانہ سے چار سو برس پہلے گم ہو گیا تھا۔ یعنی ہندوستان میں بدھ مذہب کے عروج کے زمانہ میں وہ روزنامچہ جو اب برہمنوں کے پاس ہے۔ ذرا سے اعتبار کے لائق بھی نہیں ہے اسکی بڑی جز منوسنگتا سے تالیف کیگئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسمیں آسمانی اور دیوی چیزوں قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں کا اور اُن چیزوں کا جو صد ہا سال گزرے کہ واقع ہوئیں بیان ہے۔ مگر بڑی حیرت کی بات ہے کہ سکندر اعظم کا تو کہیں ذکر تک بھی نہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱ سطر ۷ سے ۱۲ تک)

افسوس کہ آپنے کہیں دلیل سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کہیں ثبوت دیا۔ صاحب

---

[1] لطیفہ ایسی بات ہے جیسے کہ رامائن میں شلوک ذیل سے کوئی بکرم آدت کا ہونا استخراج کرے۔ بالمیک رامائن لنکدھا کانڈ سرگ ۸ اشلوک ۸

न थञ्च विनयश्चोभौ यस्मिन्सत्यं च सुस्थितम्। विक्रमश्च यथा दृष्टः स राजा देशकालवित् ॥

۔ تعریف راجہ بالی کے پاس رامچندر جی نے راجہ بھرت کی کی ہے جو اُسوقت راج سنگھاسن پر براجمان تھے۔

اسمیں بکرم لفظ موجود ہے لیکن جسکے اسکے معنے ہیں۔ کہ راجہ بکرماجیت کے۔ بس ہمارے پادری صاحب بھی اسی طرح تاویلات سے کام چلاتے ہیں۔

وہ مانی ہوئی اور مشہور بات ہم نے تو آج تک سنی نہیں اور نہ کسی سنسکرت کی مستند پستک میں مندرج ہے۔ اور نہ کسی آریہ پنڈت کی مسلم ہے۔ جس طرح کوئی عادل حاکم جب تک کسی کی بھی غلطی ثابت نہ کر لے جھوٹھا نہیں کہہ سکتا۔ اُسی طرح آپ بھی صرف بالکل پوچ کہدینے سے مدلل نہیں کہلاتے اگر کوئی دلیل ہے تو لاؤ۔ ورنہ مانی بات کو من ہی میں رکھو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ آسمانی ماننے والے کا قصہ ہوگا۔ کس آرش گرنتھ میں لکھا ہے کہ وہ راجہ بھوج کے وقت سے چار سو برس پہلے گم ہو گیا تھا۔ (حالانکہ اب تک موجود ہے) ہاں اگر صرف بدھ کے کہنے سے اعتبار کے لائق نہیں ہے تو یہودیوں کے کہنے سے مسیح کا ہونا بھی ثابت نہیں ہے۔ اور نہ ہیروڈس بادشاہ کے روزنامچہ میں درج ہے۔ پس اسکا ماننا محض بے ثبوت اور بالکل پوچ ہے مگر برہمنوں کا روزنامچہ تمام آریہ ورت میں نہایت حفاظت وصحت سے آج تک موجود ہے۔ اور تمام فضلا اس بارہ میں متفق ہیں۔ نہ کہنا آپ کا کہ اسکی بڑی جز منوسمرتی سے تالیف کی گئی ہے۔ اسکا بھی اگرچہ آپنے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ (حالانکہ ہم بلا ثبوت نہیں مانتے) مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر منوسمرتی سے تالیف ہے تو بھی ہرج کیا ہے۔ حالانکہ جوتش شاستر علیحدہ موجود ہے۔ اور اسی گنت ودیا پر اسکا تمام انحصار ہے آپ کو اس کے نہ ماننے سے بائیبل میں ۴۰۰۴ سال مسیح سے پہلے کے روک ہو رہے ہیں ورنہ آجکل کے علم جیالوجی[1] (جو درحقیقت ایک بہت بڑا علم ہے۔ جسے سنسکرت میں بھوگربھ ودیا کہتے ہیں۔ اور جس کی بابت آریہ لوگ سب سے پہلے اعلےٰ تحقیقاتیں کر چکے ہیں) سے بھی طبقہ زمین کا بہت پرانا ثابت ہو رہا ہے اور ابھی تحقیقات در پیش ہے۔

سر ولیم سور صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر نے سٹاف ہر تیجندر شاستری دہلوی کو مقام پونہ سے دو کوس پرے ایک پرانے قصبہ سونہ ماسو میں انکی تحریر اتار لانے کے واسطے حکم دیا وہاں بہت سے پتھر ہزارہا برس کے پرانے لکھے ہوئے اور زمین میں گڑے ہوئے موجود ہیں ہر تیجندر جی کہتے ہیں کہ میں وہاں گیا اور بہت سے پتھروں کی تحریر اتاری اور مارکنڈے رشی کا بھی اُس مقام سے قریب تین کوس کے فاصلہ پر مکان ہے۔ وہاں آدمی نہیں جا سکتا۔ شیر وغیرہ درندہ جانور کثرت سے ہیں۔ اور ایک پتھر پر لکھا ہوا راجہ یدھشٹر کے ساکھ کا مدی کے سینکڑوں میں پڑے بڑے گہرے حرفوں کا ملا جسمیں فقط دو سطر سالم تحریر ہیں باقی حروف ٹوٹ ٹکڑے ہوئے ہیں۔ ان سطروں کی تحریر سے (موجودہ) سن و ساکھا معلوم ہوتا ہے" (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ایک نمبر ۲ بابت سال ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)۔

غرضیکہ جہاں تک تحقیقات زیادہ ہوتی ہے سچائی کیطرف لوگ متوجہ ہوتے جاتے ہیں اور ایک دن آنیوالا ہے کہ تمام دنیا میں اصل سناتن وید دھرم کا زیادہ پرچار ہوگا۔

آپنے صفحہ ۱۶ کی سطر ۳ میں لکھا ہے کہ "مثلاً یجروید کے تیترا صفحہ ۵ ۶ ۳ منتر ۲۲ میں یہ لکھا ہے۔ کہ میں اُن رشیوں کو دھنواد دیتا ہوں جنہوں نے ویدوں کو بنایا"۔

ہم نے غور کی کہ یجروید کی تیتریا کون ہے کیونکہ برہمن تو اسکا تیتریہ ہی ہے پاس کرتے کرتے تیتریہ اُپنشد کی سکھشا کے پرتھم ادھیائے ۱۱ انواک ۱۱ کیطرف آپ کا اشارہ معلوم ہوا جسکو تحقیق حق کیواسطے تحریر نقل کرتا ہوں۔

تیتریہ اُپنشد شکشا کے ادھیائے انواک ۱۱۔

ये नत्र ब्राह्मणा:
सम्मर्शिन। युक्ता आयुक्ता:। अलूक्षा धर्मकामा: स्यु
यथा ते तत्र वर्तेरन्। तथा तत्र वर्तेथा। अथाभ्याख्या
तेषु। ये तत्र ब्राह्मणा: सम्मर्शिन। युक्ता आयुक्ता:
अलूक्षा धर्मकामा स्यु। स्यु:। यथा तेषु वर्तेरन्।
तथा तेषु वर्तेथा एष आदेश:। एष उपदेश।
एषा वेदोपनिषत्। एतदनुशासनम्। एवमुप
सितव्यम्। एवमुचैतदुपास्यम्।४॥ स्वाध्यायाय
प्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम्। तानि त्वयोपास्यानि।
विचिकित्सा वास्यात्। तेषु वर्तेरन्। समस्तं॥
महद्वृति ब्रह्म। ब्रह्मणा वाव सर्वे वेदा — ایضاً انواک ۵
महीयन्ते।

اسمیں گورو (آچاریہ) شش (شاگرد) کو اپدیش کرتا ہے،

ترجمہ۔ جو اُس میں سمدرشی۔ مکس یات (بہٹ دھرم) سے رہت۔ یوگی ایوگی۔ اور بیت (حلیم الطبع) اور دھرم کی کامنا (خواہش) کرنیوالے سوبرہمن ہوں جیسے وے دھرم مارگ میں برتیں تبھی کارروائی کریں۔ ویسے تو بھی برتا کیجیو۔ عمداً آمد کیا کر۔ یہی ادیس۔ آگیا۔ یہی اُپدیش یہی وید کے اُپنشد۔ اور یہی شکشا (ہدایت) ہے۔ اسی پرکار برتنا اور اسا چال چلن سدا رکھنا چاہیئے۔ وید کے پڑھنے اور برہم چریہ کے کرنے میں آلس نہ کرنا چاہیئے جو ہی سنکھے برتاؤ میں لانی چاہیئے۔ اور اُن میں زیادہ جانے کی اچھیا کرنی چاہیئے یہ بات (اودیلیش) ہیں۔

اب ناظرین اس ترجمہ در اصل واک (اودیش) کو غور سے دیکھیں اور بچاریں ساتھ ہی پادری صاحب کے اعتراض کو بخوبی مطالعہ کرکے بعد مقابلہ کے ست اور اسست کو نتارن کیا اسمیں کہیں بھی آپ کے دعوے کا نشان و گمان ہے۔ پھر اس آپ کے دعوے کی تردید بھی اسی اُپنشد میں موجود ہے چنانچہ ترجمہ مہ نام برہم کا ہے اور سب (چاروں) وید برہم سے ہی پرکاشت ہوتے ہیں دیکھو سپرتی صفحہ ۸ ۷ واک ۱۲۔

آپنے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے "کہ ویدوں میں سب سے قدیمی رگوید ہے اور تین اُس سے پیچھے ہوئے ہیں۔ اسلئے اب ہم رگوید کی قدامت پر خیال کرتے

[1] جیالوجی وہ علم ہے جس سے طبقات زمین کے اسرار اور انکے اجزا کی حقیقت اور جو تغیرات ابتدا سے اب تک اُس پر واقعہ ہوئے ہیں یا آئندہ واقعہ ہونیوالے انکی کیفیت معلوم ہو اور اُس کے طبقات میں جو چیزیں دو دیعت رکھی گئی ہیں ان کے ٹھکانے دریافت کرنیکے طریق بغیر امداد کسی اور علم کے منکشف ہو جائیں۔ الغرض یہ وہ علم ہے جس سے پہاڑوں اور کانوں اور سنگلاخ زمینوں کا حال بغیر واسطہ کسی اور علم کے معلوم ہوتا ہے۔ آفرینش زمین کے باب میں ایک مدت دراز سے خیال میں ہوتی چلی آئی ہے اور سب سے پہلے اسبات میں ہندیوں اور کلدانیوں اور مصریوں اور عبرانیوں نے گفتگو کی ہے۔ اسکے بعد یونانیوں نے اسکی بحث شروع کی (رسالہ باغبان پنجاب ماہ دسمبر ۱۸۸۶ء)۔

صفحہ ۶ سے ۸ تک مطبوعہ سال ۱۸۶۳ء مدراس)

۱۲۰۰۰ - سر چارلس لائل صاحب بہادر کی رائے کے مطابق ۱۲۰۰۰ ہزار سال کے اندر شمالی جنگلی منطقہ پر کوئی غارت گر طوفان واقعہ نہیں ہوا۔ (جیسا کہ بقول بائیبل کے نوح کا) اور آورنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جنکی راکھ میں معدوم جانوروں کی استخواں ہیں جو کہ کوہ اٹنا جیسے کامل حد ظاہر کرتے ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں۔

۱۲۳۱۴ - مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ نامور مشہور یونان کا حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گذرا ہے اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اسطرح بیان کرتا ہے کہ مصر میں مصوری و سنگ تراشی قریب دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رونق پر تھی۔ (۱۰۰۰۰ + ۴۲۷ + ۱۸۸۷ = ۱۲۳۱۴)

۱۸۰۰۰ فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ صرف ۱۵ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سلطنت کی ریاستوں کا قریب ۱۸ ہزار سال کے تھا۔ (تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ ۱۸۵۲ء)

۲۲۰۰۰ - اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم سرن مس صاحب بہادر کی کرونالاجی کا حوالہ دیتے ہیں صاحب موصوف انسان کی ہستی دنیا میں قبل از بائیس ہزار برس فرض کرنے کے بعد اور سلوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں سلطنت جمہوری تھی مسیح سے پہلے دس ہزار برس ۱۰۰۰۰ اسال بائی ٹش جو کہ پہلا پریسٹ کنگ تھا۔ اسکی تخت نشینی مسیح سے نو ہزار پچاسی برس ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے سات ہزار دو سو تیس سال ۷۲۳۰ سال مصر بالا اور پایاں میں نسلی بادشاہ مسیح سے پہلے پانچ ہزار ایک سو تینتالیس برس ۵۱۴۳ سال (دیکھو ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر کی اینڈ جنس الیسٹر کا صفحہ ۵۰۷)

۲۷۵۱۷ - مین تھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی علوم کے نہایت ماہر نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں جو تواریخ لکھی ہے اسمیں درج ہے کہ اول تو دیوتاؤں (یعنی فاضلوں) بعد اسکے ولادروں نے بیس ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی ولادروں کے بعد آدمی مصر کے حاکم ہوئے جنکی مین تھان مورخ نے تیس پشتیں بیان کی ہیں مرکیورٹیس کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں۔ اس تاریخ کے ماخذ ہیں اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے علاوہ اسکے ارٹیوس تھیبس کی تاریخ میں جسکو ٹولیمی فلیڈلفس نے سکندریہ میں بلایا تھا تھیبس کی ۳۸ بادشاہوں کی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے۔

اور میس بادشاہ کو تمام مورخ مصر کا پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں اور اسی نے دیوتوں کی پرستش کو رواج دیا۔ اور یگ کی رسمیں جاری کیں۔ (از تواریخ مصر مطبوعہ سال ۱۸۶۴ء صفحہ ۲ سے ۵ تک)

۳۱۰۰۰ مصر میں حضرت علی نے ایک شکل کو دیکھکر کہا کہ یہ مکان قبل از وجود آدم ۲۵۰۰۰ ہزار سال سے پہلے کا ہے (۶۰۰۰ + ۲۵۰۰۰ = ۳۱۰۰۰) دیکھو تاریخ کشمیر صفحہ حصہ دوم)

۴۰۰۰۰ ایک فاضل ہیگ وال صاحب فاصلہ دلائل سے ، ہیسے دنیا کی پیدائش ثابت کر

یعنے محمدی و عیسائی اور یہودیوں کی تردید میں اس علم کی سب معتبر مستند کتابوں سے تحقیقات کرتے کرتے ۴۰۰۰۰ ہزار سال تک پہنچا کر رہا ہے کہ دنیا اس سے بہت ہی قدیم ہے۔ جو لوگ ۶۰۰۰ سال سے ملتے ہیں وہ اگر میری دلائل کی تردید کر دیں۔ تب میں اور زیادہ دلائل اس سے بڑھکر ثبوت کیواسطے پیش کرونگا اُس نے ایسے بُرہان قاطع سے ان جملہ مذاہب کے ادعاء باطلہ کی تردید کی ہے۔ کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ۱۵ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۸۰ سے ۲۸۴ تک دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۶۲ سے ۶۴ تک اکتوبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۲ سے ۴ تک و نومبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۴ و ۳۵ و دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷ سے ۴۷ تک اور فروری ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۰ تک)

۴۳۰۰۰ - ماہرِ علم جیالوجی نے لکھا ہے کہ سرحدی میں ایک تہ بالو مٹی کیچڑ چونے کی جس سے زمین کے کھود نے سے اس تہ کے نیچے سے انسان کی ہڈی برامد ہوئی ہے۔ جسکا زمانہ ۴۳۰۰۰ ہزار سال سے بیشتر کا باور ہوا ہے (دیکھو منظہر التعصب صفحہ ۲۲۶)

۴۰۰۰۰ - شمس امام جو بیہ کہ مردم جز یرہ از ماہ دین کہ از ممالک سرحد ہند وسمات است قلاوہ مسلمانی درگردن نہادہ و سر از طاعت ولقیاب و سرع عدی بحید بیشتر بت پرست اند۔ سلطان لشکر جمع آورد و ۵۰۰۰ نیم دروہ دگر دا ہنگروہ سنگ تراش جسے کثیر ہمراہ گرفتہ روبآں دیار نہاد بحث قصد تیرات کہ در مسجرات سامعہ و ظاہرا قرب جائے ساحر درمیاں ہند و ترکستان شوہ لبیاروار و۔ و چوں حاکم آنجا اطاعت کردہ بع متوطناں آں دیار اسلام آوردہ و سلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بسحر بار دیں برنشاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید چنانچہ بردہ اموال بیشمار بدست افتادہ و چوں بت خانہ بزرگ راکہ در آنجا بود شکستہ سنگے منقوش ازاں جا بیروں آمد کہ باعتقاد ایشاں از ساختن آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان بدانجا رفتہ قلعہ ساخت (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱ نولکشور مطبوعہ ۱۸۶۵ء سطر ۱۲ سے ۱۷ تک ذکر سلطان محمود۔)

۴۳۶۰۰۰ - نظام بطلیموسی کی بابت کتاب مخزن العلوم میں لکھا ہے کہ " دوم فلک ثوابت کہ جمیع کواکب ثابتہ در تحت آں مرکوز اند و آں حرکت میکند از مغرب بمشرق دورہ او بقول قدما در سی و شش ہزار سال تمام کند " دیکھو صفحہ ۱۱۹، ۲۹۰ مطبوعہ ۱۸۶۸ء آفتاب ہند)

۱۵۰۰۰۰ - قدامت کی بابت صرف ہند وہی نہیں دم بھرتے۔ بلکہ قدیم قوموں میں سے ایتھنز شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے اور بابل والے قیدی ڈیڑھ لاکھ برس پیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے تھے چین والے بھی اسی قدامت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (دیکھو تواریخ ہند ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰ - نیو آرلینڈ میں جو کھودیاں چھ سو فٹ گہری ہوئی ہیں۔ اور بلک ورکس کے جو کھودیاں ہوئی ہیں۔ اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں جہاں پر کہ ہوائی لیڈر کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے آبی نوبدول سوں سے منقسم ہیں۔ دریافت ہوئے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر سمت الراس پر واقعہ ہیں۔ ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر بے نٹ ڈولر صاحب بہادر نے اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ۱۵۸۰۰۰ ایک لاکھ اٹھاون ہزار کی ہے۔ اور مذکورہ بالا کھودیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مس سی پی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں

نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائیمس صفحہ ۳۰۶ . سے ۳۶۹ تک)

۱۸۵۰۰۰- یونان کے ایک نامی حکیم لوزاسیپ کا بیان ہے کہ ایک لاکھ اسی ہزار فصل از میعاد طوفان نوح ایجاد عالم شدہ یعنی ایک لاکھ پچاسی ہزار سال سے دنیا میں انسان آباد ہیں۔ (تاریخ کشمیر صفحہ ۸۳ سنہ ۔)

۱۸۴۹۰۳- اہل فارس گویند کہ دراں ہنگام ہمگی ستارہ در اول حمل بودند تا اکنوں یک لکھ و ہشتاد و چہار ہزار و نہ صد و سہ سال گذشتہ (غیاث اللغات ردیف ف)

۷۰۰۰۰۰- تاریخ خواجگی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ کہ حضرت آدم سے پہلے ایک سو آدم پیدا ہو چکے ہیں۔ انکی اولاد و حادم مدفون یا ہیں ہے (تواریخ کشمیر سال سنہ ۸۳ حصہ دوم صفحہ ۸) (۱ +۱ ۷= ۷ لاکھ سال)

۲۴۰۰۰۰- علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈرسر صاحب کہتے ہیں کہ اسکاٹلینڈ کے پورانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے مناسل کے (اوپر) ملتی ہیں جسکی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے انکی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قائم ہوتا ہے۔ جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قائم کر سکتے ہیں (رسالہ تھیوسافسٹ بابت سال ۷۹ ماہ اکتوبر صفحہ ۹ کالم ۲)

۳۰۰۰۰۰۰- جب ہم اُس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں۔ جسمیں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں۔ اور اُسمیں جس جس حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں۔ وہ آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر اُس زمانہ میں ایسے دورہ کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ گزرا ہوگا (رسالہ تاعبان پنجاب صفحہ ۳۲ جنوری سنہ ۸۶ء)

۴۰۰۰۰۰۰- بہت کم شخص ہیں جو کہ اثبات کا دعوے کرتے ہیں کہ کل پیدائش ۶ برس گذرے کہ ہوئی تھی اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن تو دنیا آدم سے ۵ دن بڑی ہوئی۔ یہ بیان کرنا کہ دنیا کو ۶ برس ہوئے بنایا تھا۔ بالکل لغو ہے جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف سیپی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ ۴ برس کا عرصہ چاہئے۔"

۱۵۰۰۰۰۰۰- اور ایک کروڑ پچاس لاکھ برس ۱۵۰۰۰ دنیا کی قدامت کے لئے بطور اوسط بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں۔ مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادے کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑی مقدار بن گیا ہے۔ جو کہ اسطرح سے اب تک یہ بھی جاری ہے اور جمع بھی ہوتا جاتا ہے۔ پچھلے دس ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔

مروز کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جبکہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر بڑی آبادی کے ساتھ آباد تھے جنکی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہیئے۔ جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے۔" (دیکھو ٹائیپس آف مین کائنڈ مولفہ مسٹر گلیڈن صاحب بہادر کا ۳۳۵ صفحہ)

۸۸۸۴۰۰۶۰- تاریخ خطائی سر آغاز از گکھیان آفرینش بر سار رندہ برعم ایشان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار و شصت سال سپری شد و ہر دلی دہ ہزار سال پندارند پائیندگی عالم صد ہزار دن بود (۴۸۸۸ + ۱ = ۴۸۸ + ۶ = ۶ ۴۸۸۸۰۰۶) آئین اکبری صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء)

ڈاکٹر لے نٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ جو انسانی ہڈیاں سٹانہ کے پاس برازیل کے کنارہ پر اور جھیل لیگو اسٹا کے کنارہ پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اور ہر ایک اُن میں سے پتھر بن گئی ہے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں مسس پی کے الوبیا سے پہلے تھا اور اُن انسانوں کو بھی تاریخ تھی کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کی امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیمس صفحہ ۳۵ سے ۳۵۶ تک۔)

مشہور ڈاکٹر ناٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ اتفاقیہ اختلاف یا خصوصیت جو کہ پیدا ہو کر والدین سے بچوں کو لگ جاتی ہیں۔ اور جس سے کہ نئی نسلیں بن جاتی ہیں۔ اس وہمی خیال کے بیان کرنے کے لئے بھی ہم کو تھوڑی دیر تامل کرنا چاہئے۔ مثلاً افریقہ کے حبشی کسی اور نسل کی شاخ نہیں ہیں۔ جو کہ رفتہ رفتہ سیاہ ہو گئے اور آب ہوا کی تاثیر سے اخلاقی اور بدنی صورت میں فرق آ گیا۔ بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ انقلاب زمانہ سے اصلی چھوٹے حبشی یا ایسے بہت سے کاکشن۔ منگولین یا او بتلے چپٹے والے والدین سے پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر انقلاب پا کر کل جزیروں کی رنگت بدل دی۔ اسی طرح امریکہ میں بیشمار اصلی باشندے جو جزیرے میں پائے جاتے ہیں اور جنکی بابت ہم کو یقین ہے کہ ابراہیم کے وقت سے پیشتر ٹیلے بناتے تھے۔ ایک ایسی نسل کی اولاد ہیں جو اتفاقی اختلاف سے تبدیل ہو گئیں۔ اسی طرح قدیمی چین اور ہندوستان اور اسٹریلیا اور اولیسیا وغیرہ والے تمام طبعی اور عقلی اتفاقی اختلاف کے سبب سے ہیں اور آدم و حوا سے اترے ہیں "کیا انسان کی زود الاعتقادی اس بیان بالا سے زیادہ اور بھی پرے جا سکتی ہے یا انسان کی عقل اس سے زیادہ اور بھی بیہودہ دلیل پیدا کر سکتی ہے"۔ (دیکھو کتاب انڈجینس ریسس آف دی ارتھ کا صفحہ ۴۹۶ سے ۵۰۲ تک)

ایک اور لائق انگریز محقق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک تو اِس بات کا جواب بائیبل سے حاصل ہوسکتا ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ آدمؑ و حوا پہلے مرد و عورت تھے جنکو خدا نے بنایا اور مسلمہ نسخہ بائیبل میں اُن کے بنانے کی تاریخ زمانہ حال سے ۶۰ ہزار برس سے کچھ کم یا زیادہ ہے۔ دوسری طرف سائینس نہایت واضح دلائل اور پرزور تحقیقاتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ انسان دنیا میں بہت بڑے زمانہ سے موجود ہے۔ اور تصدیق کرتا ہے کہ جہاں تک آدمی کا ہم تاریخی طور پر کھوج لگا سکتے ہیں۔ اُن کو جدا جدا گروہوں میں پاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں۔ یہاں تک کہ تاریخ سے پہلے زمانہ میں اُنکا پتہ نہیں لگتا۔ اور ساتھ ہی سائنس یہ بھی بتلاتا ہے کہ مختلف موجود قومیں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔

اہل ہند کے پنڈت جو چار جگ ٹھیراتے ہیں اُنہیں میں موجودہ جگ کا نام کلجگ ہے۔ اس جگ کو پنڈت کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال سے چلا آتا ہے۔

کی ایسی ہی ہدایتیں ہونگی - کیونکہ وہ خود ہی انجیل میں ایسا ہی فرماتا ہے - "اُس نے اُنہیں جواب دیکے کہا کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" "اے ریاکارو تم آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکتے ہو پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" (متی کی انجیل باب ۱۲ و ۱۶) اگرچہ ان کے ایسے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کس قسم کی محبت سے تلاش کرتے ہیں - اور راستی سے انہیں کس قدر دوستی ہے - مگر پھر بھی ہمیں بموجب اصول دھرم کے اُن اعتراضوں پر غور کرنا ضروری ہے -

پادری - ۴ - ۴ا خدا محبت ہے ہم اپنے اردگرد ہر ایک طرف اس بڑی حقیقت کی شہادت پاتے ہیں - ہمارا اپنا دل ہم کو اس بات کے قائل کر رہا ہے کہ یہ محبت ہم پر اسلئے عنایت نہیں ہوئی - کہ ہم انسان اس کے مستحق ہیں - بلکہ وہ ایک کریمانہ عطیہ ہے - اور نہ اسلئے کہ ہم اس کے حقدار ہیں بلکہ اسلئے خدا مہربان اور رحیم ہے "

آریہ - ایشور اور اُسکا پریم ایک ایسا مسئلہ ہے - جسکے ہر ایک پہلو کو ہمیں نہایت غور سے بچارنا چاہئے - پرماتما کی نسبت اکثر باتوں کے سمجھنے میں انسان غلطی کرتا ہے اور یہ غلطی اُسکی روحانی تاریکی کا باعث ہے پریم ایک علت ہے، اور وہ بغیر کسی لگاؤ کے نہیں ہوتی اس جگہ بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے ہم سے کیوں پریم کیا اور اُسکی کیا وجہ ہے کہ وہ امریکہ کے وحشیوں نیوزیلینڈ کے جنگلیوں افریقہ کے حبشیوں ہندوستان کے بھیل گونڈوں سے ایسا پریم نہیں کرتا اور یہ بات تو ہر ایک دانا کی مسلم ہے کہ ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے -

پس عمل کل پرماتما کے پریم کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے اگر کہیں کہ پریم اُسکا خاصہ ہے اور بلا کسی سبب کے ہے - تو یہ علم و تجربہ کے برخلاف ہونے سے غلط ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بہ نسبت سکھیوں کے دکھی زیادہ ہیں - بہ نسبت ڈاکٹروں کے بیمار زیادہ ہیں بہ نسبت عابدوں کے ریاکار زیادہ ہیں کیا کوئی سمجھ والا آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے اس سے پریم کیا - ہیبت کی وبا کی ہرگز نہیں - کیونکہ یہ ظلم ہے - اور یہ پریم زحمت ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اسکا کارن کیا ہے جس طرح اُسکا پریم مسلم ہے اُسی طرح اُسکا انصاف بھی تمام حق پرستوں کو مسلم ہے پھر ایسے بیہودہ خیالوں کو دور کرکے ہمیں ایسا سوچنا چاہئے کہ ایشور کی صفات میں بھی متضاد نہ آئے اور ست دھرم کا پرکاش اور سچا پریم ظاہر ہو جائے اُسکے پریم کو بھی عام کرو اور انصاف کو بھی عام - ہمارے واسطے چاند - سورج - زمین - ہوا پانی - آگ - غلہ وغیرہ گوناگوں نعمتیں پیدا کیں - یہ اسکا پریم ہے ہمارے کرموں کے مطابق سزا و جزا دیتا ہے - ہماری جسمانی بناوٹ ہمارے اعمالوں کے مطابق بنائی - یہ اُسکا انصاف ہے - وہ ضرور ہمارے اعمالوں کے مطابق پھل دیتا ہے - کیونکہ منصف ہے - مجرم کو سزا نہ ملنے سے اُسکی شرارت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور شرارت کا زیادہ بڑھنا راستی کا ستیاناس ہوتا ہے - کہ شرارت پسند راستی کا دشمن ہے - اسواسطے پریم اعمالوں کے متعلق نہیں مگر جسمانی بناوٹ دکھ سکھ وغیرہ اعمالوں سے وابستہ ہے -

چنانچہ بائیبل بھی اکثر جگہ اسکا اقرار کرتی ہے "اے خداوند تیرے کام کیا عظیم ہیں - تیرے منصوبے نہایت عمیق ہیں - نادان آدمی نہیں جانتا اور نادان اسے نہیں سمجھتا جبکہ شریر گھاس کی مانند اُگتے ہیں - اور سارے بدکردار لہلہاتے ہیں تو یہ اسلئے ہیں کہ وے ابد تک فنا ہو جاویں" (زبور ۹۲ آیت ۵ سے ۷ تک) پھر لکھا ہے "ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے - اور نیک بد کے برابر ہو جاوے - یہ تجھ سے بعید ہے - کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا" (پیدائش باب ۱۸ آیت ۲۵ و ۲۶) پھر لکھا ہے - کیا خدا بے انصافی کرتا ہے - یا قادر مطلق راہ عدالت سے ہٹتا ہے" (ایوب باب ۸ آیت ۳) پھر لکھا ہے "صاحبان دانش تم سن رکھو خدا سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ شرارت کرے - اور یہ کبھی نہیں کہ قادر مطلق بدکار ہے کیونکہ وہ ہر ایک آدمی کو اسکے عمل کے مطابق بدلا دیتا - اور ہر ایک انسان سے اُسکی چال کے موافق سلوک فرماتا یقیناً خدا ناحق نہیں کرتا - اور قادر مطلق عدالت میں خلل نہیں ڈالتا - (ایوب باب ۳۴ آیت ۱۰) پھر لکھا ہے تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی $\frac{27}{16}$) پھر لکھا ہے "دیکھو میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے - تاکہ ہر یک کو اُس کے کام کے موافق بدلا دوں - میں الفا اور امیگا - ابتدا اور انتہا اول و آخر ہوں - مبارک وے ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں" (مکاشفات $\frac{22}{12-14}$)

پادری - ۷ - آریہ مت کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ خدا آدمی کو کوئی چیز مفت نہیں دیتا - جو کچھ اُسکو ملتا ہے - اُسکے کرموں کا پھل ملتا ہے -

آریہ - بے شک یہی ہمارا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد پر ست دھرم کی بنیاد ہے مستحق کو خلعت واجبی سے سرفراز فرمانا - اور غیر مستحق کو محروم رکھنا عین عدالت خداوندی ہے جسمیں کبھی ریب نہیں - افسوس کہ عیسائی لوگ جو دعوی کرتے ہیں - ریاکاری کے عادی ہیں بدمعاشی ان کے دلیں جائز ہے - اور اُس پر مسیح وغیرہ کے کفارہ پر بھروسہ رکھکر نجات کی امید رکھتے اور شرارت میں دوبے ہوئے ہیں بقول شخصے - ع

گناہ مرا اگر مودے شمار تو نام کے بودے آمرزگار

مگر یہ عقیدہ بیہودہ نہیں معقول دلایل کے آگے اسکا [illegible] ہوتا ہے - جب عدالت کی میزان میں پاسنگ نہیں - اور انصاف کے آگے دوست دشمن میں فرق نہیں - اسواسطے ایسے توہم جنوں اور امید موہوم پر کمربستہ لوگوں کا قافیہ سر ما تنگ ہے اور اس بات میں بائیبل بھی ویدک جوتی میں شمع تاحیات ہے - دیکھو "ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمانی بادشاہت میں داخل ہوگا - مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے - اُس دن بہتیرے مجھے کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی - اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں - اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا - اور اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو" (متی $\frac{7}{21}$ سے ۲۳ تک اور اسی طرح متی باب ۸ آیت ۲۲ سے ۲۰ تک اور لوقا باب ۱۰ آیت ۱۳ سے ۱۹ تک اور متی باب ۱۳ آیت ۱۲) جس سے صاف ثابت ہے کہ بڑی بڑی موتیں کرامتیں حضرت عیسی نے اور جن بھوتوں کے نکالنے والے اور اصطباغ دینے والے بھی جن کے اعمال ٹھیک نہیں ہونگے - بدکار تصور ہو کر دوزخ میں ڈالے جاوینگے - خواہ وہ بپتسما پائے ہوئے

ہوں چہ جائیکہ آجکل کے پادری یا عیسائی یا کیتھلک لوگ جن کی نجات یا عذاب تک رسائی بقول بائیبل کے کسی طرح بھی ممکن نہیں مکتی پا جائیں سیاہ کاری پرمیشور عدالت سے کبھی نہیں ہوئیگا ✦

پادری ۷۰- علاوہ ازیں اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انسان صرف اپنے اعمال کی جزا ہی نہیں پاتا۔ بلکہ وہی کرم کرتا ہے جو پرمیشور نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں یہاں تک کہ اس کو مرضی اور اپنے کاموں پر کسی قسم کی آزادی نہیں ✦

آریہ- یہ خیال بالکل باطل ہے اور سب شاستروں کے خلاف ہونے سے داناؤں کے ماننے قابل نہیں۔ جیسا کہ وید میں ارشاد ہے ✦

कुर्वन्नेवेह कर्म्माणि जिजीविषेच्छतं समाः। एवं त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे॥ य० ॥ अ० ४ म० २ ॥

ترجمہ- پرمیشور اُپدیش دیتا ہے کہ منش سو برس پرینت جب تک زندہ رہے تب تک کرم کرتا ہوا جینے کی اچھیا کرے۔ پس صرف ہم ہی آپ کی رائے کے مخالف نہیں۔ بلکہ تمام رشی بھی تھے کہ خود حکیم بنا پرماتما اس عقیدہ کے برخلاف ہدایت دیتا ہے کہ انسان کام کرنے میں فعل مختار ہے۔ اسی واسطے جزا و سزا وار ہے۔ بریں آپ کا قول کسی طرح قابل اعتبار نہیں ✦

پادری ۸۰۷- اس امر کے ثبوت میں فقرات ذیل کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ شاریرک ادھیائے ۲ پاد ۳ سوتر ۱۷ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۴ وچن سے صاف صاف یہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ انسان کو یونہی کچھ نہیں ملتا۔ جو کچھ اسے دیا جاتا ہے۔ اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں۔ بلکہ خدا سے مقرر ہو چکے ہیں۔ اس تعلیم کی رو سے یہ جاننا کہ خدا محبت ہو سکتا ہے نہایت ہی دشوار ہے ✦

آریہ- حضرت اس میں آپنے کمال غلطی کی اور بلا سوچے سمجھے انصاف اور راستی کی طرف سے آنکھیں موند کر رائے قایم کی۔ ہم اصل سوتر معہ ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں۔ غور سے مطالعہ اقدس میں لائیں

नात्मा श्रुतेर्नित्यत्वाच्च ताभ्यः अ० २ पा० ३ सू० १७

परात्तु तच्छ्रुतेः अ० २ पा० ३ सू० ४१ ॥

कृतप्रयत्नापेक्षस्तु विहितप्रतिषिद्धावैयर्थ्यादिभ्यः। मन्त्रवर्णात् अ० २ पा २ सू० ४४ ॥

अ० २ पा० ३ सू० ४२ ॥

نمبر ۱۷- ترجمہ جیو آتما کی اُتپتی نہیں ہے۔ کیونکہ نہیں سنی گئی۔ اس واسطے کہ وہ ست ہے۔ شرتیاں (وید) مقدس اسے ابناشی کہتے ہیں ✦

نمبر ۴۱- میں سوال ہے کہ جیو کے کرم برہم سے سنے گئے اگر ایسا ہے تو ایشور پر تعصب و ظلم کا الزام لگتا ہے۔ حالانکہ ایشور ایسا نہیں ہے۔

نمبر ۴۲- میں سوتر نمبر ۴۱ کے اعتراض یا سوال کا جواب ہے۔ جو کرم پچھلے جنم میں کئے گئے ہیں ان کی اپیکشا سے ہے۔ وہ نئے کرم نہیں بلکہ گذشتہ کرموں کا پھل ہے یا یہ جیون کی سزا و جزا دینے والا ایشور ہے۔ اس واسطے تعصب یا ظلم اس پر عاید نہیں ہو سکتا ورنہ وید میں وہ امر و نہی کا حکم نہ دیتا ✦

ویاس جی نے اس اعتراض کا کہ جیو برہم کی انش ہے۔ سوتر نمبر ۴۳ میں جواب دیا ہے کہ جیو برہم کا انش نہیں ہے۔ مختلف سوبھاؤ کے سبب بلکہ داس کی طرح ہے

نمبر ۴۴، سوتر کو نمبر ۴۳ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ وید میں بھی یہ ذکر ہے۔ کہ وہ برہم کا انش نہیں۔ پادری نے ان ہر چہار سوتروں کا بے طرح اور بے ترکیب بے قاعدہ طور سے اصلی بس صرف ساوی ترجمہ لکھا ہے۔ حضرت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سوتر سوال اور کون اس کا جواب۔ ناظرین خود ہی حق و باطل میں تمیز حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ پادری صاحب تحقیق شاستر میں کہاں تک پہنچے ہیں۔ یہاں پر مناسب ہے کہ نمونہ کے طور پر کچھ بائیبل کے خدا کے ظلم و جور و بے انصافی کا اظہار کیا جاوے۔ جب نوح بولا کہ کنعان ملعون ہوا۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا۔ (پیدائش ۹/۲۵) کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں۔ اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں" (خروج ۲۰/۵) اور جب ہنوز لڑکے نہ پیدا ہوئے اور نہ نیک و بد کے فاعل تھے۔ کہ جن پر خدا کا ارادہ جو کاموں پر نہیں بلکہ بلانے والے پر موقوف ہے قایم ہے تب ہی اس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا۔ جیسا کہا ہے کہ میں نے یعقوب سے محبت رکھی اور عیسو سے عداوت۔ یہاں تک لکھ کر حضرت پولوس مجمل طور پر اقرار کرتے ہیں۔ کہ) پس ہم کیا کہیں کیا خدا کے یہاں بے انصافی ہے (یہاں پر اس ظلم سے صاف اقرار کرنا پڑا۔ مگر عیسوی حکمت سے ٹالتے ہیں) کہ ایسا نہ ہووے۔ کہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کیا چاہتا ہے اس پر رحم کرونگا۔ اور جس پر قہر کرنی چاہتا ہوں اس پر قہر کرونگا۔ پس یہ نہ چاہنے والے نہ دوڑنے والے بلکہ خدا کے رحم پر موقوف ہے۔ کیونکہ کتاب میں وہ فرعون سے کہتا ہے۔ کہ میں نے اس لئے تجھے برپا کیا ہے۔ کہ تجھ پر اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہووے پس جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے" (رومیوں کا خط ۹/۱۸) لیکن خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔ اس نے ان کا جانا نہ چاہا" (خروج ۱۰/۲۷) اور جب فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ کہ یروشلم کو تباہ کرے تو خداوند بدی کرنے سے پچھتایا اور داؤد نے جب اس فرشتے کو جو لوگوں کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند کو کہا دیکھ گناہ تو میں نے کیا۔ اور یہ مجھ سے ہوئے پر ان بھیڑوں کا کیا قصور دیکھئے صریحاً خدا کے ظلم اور نادانی کا اقرار ہے (سموئیل ۲ باب ۲۴- آیت ۱۶ و ۱۷)

پھر لکھا ہے "کون ہے جو کہتا ہے اور وہ ہوتا ہے۔ جس وقت خداوند نے اس کا حکم نہیں دیا کیا اللہ تعالیٰ کے منہ سے بھلا اور برا نہیں نکلتا" (یرمیاہ کا نوحہ باب ۳- آیت ۳۷ و ۳۸) پھر لکھا ہے "میں ہی روشنی کو بناتا ہوں اور تاریکی پیدا کرتا ہوں۔ میں سلامتی کو بناتا ہوں اور بلا کو پیدا کرتا ہوں۔ میں ہی خداوند ان سبھوں کا بنانے والا ہوں" (یسعیاہ باب ۴۵- آیت ۷)۔ ان تمام آیات پر غور کرنے سے ہر ایک دانا اور سمجھدار آدمی جان سکتا ہے کہ بائیبل خدا پر کیا کیا الزام لگاتی ہے۔ اور کن کن خرابیوں اور گناہوں کا اسے مصدر بتلاتی ہے۔ بائیبل انسان کو مجبور ٹھیراتی ہے اور گناہ کرنے پر اسے بے قصور بتلاتی۔ بھلا اس سے بڑھ کر بدی پھیلانے والی تعلیم اور کہاں ہوگی۔ اس کے ساتھ دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۴/۱)

پادری- اگر فی الحقیقت اس کا ہمارے ساتھ پریم ہوتا اور وہ ہمیں پیار کرتا رہتا تو وہ ہم سے اچھے ہی کام کرواتا۔ تاکہ ہمیں ان کا اجر ملتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے بقول آریہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعضوں سے بدی کرواتا ہے اور بعضوں سے نیکی۔ پس ہم کس طرح مانیں کہ خدا محبت ہے۔

آریہ- یہ آپکے تمام اعتراض بائیبل کی تعلیم سے چشم پوشی و اغماضی ہے۔ ہم بھی

پہلے اس کا جواب ماسوا خود بائبل سے دے چکے ہیں۔ کہ یہ مبارک تعلیم انجیل کی ہے نہ کہ وید کی جیسے مسیح کو بگیاہ بقول عیسائیوں کے پھانسی دلایا۔ اور اس کی گریہ وزاری پر اس قہار کو ذرہ بھی رحم نہ آیا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۲۶۔ آیت ۳۶ سے ۴۵ تک جس میں مسیح کا رونے اور غمگین ہونے کا مفصل بیان ہے کہ میرا دل نہایت غمگین ہے میری موت کی سی حالت ہے۔ اس وقت سے گھبرانے اور حواس باختہ ہونے کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

اسی طرح یوحنا کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۲۷ "اب میری جان گھبرائی ہے۔ اس کہا ہوں اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔"

پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرانے اور بہت اداس ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان کا غم موت کا سا ہے تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے جاکر زمین پر گرا۔ اور دعا مانگی کہ اگر ہوسکے۔ تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا ہے۔ باپ سب کچھ تجھ سے ہوسکتا ہے۔ اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے۔ مرقس باب ۱۴۔ آیت ۳۴ سے ۳۶ تک۔ کہ بیٹے پیدا اور سزا ملے شوہر کو زنا کرے خالہ آتشک ہو ولید کو۔ چوری کرے ابراہیم اور گرائی یعقوب تیس سال کی قید ہو محمود و عیسٰے۔ بس یہ سراسر اندھیر اور ظلم بائبل کے ذمہ عائد ہوسکتا ہے نہ کہ معاذ اللہ وید مقدس پر۔ دیکھئے نیکی و بدی کی تمیز حاصل کی آدم نے اور جان گرائی شیطان نے (اگر یہ خدا انجیلی کرتا رہا) مگر عام بنی نوع انسان ناکردہ گناہ محروم ٹھہرائے گئے۔ کہ سے ایک پکڑا جائے سارا جہان۔ اس سے بڑھ کر بدی کبھی صفحہ دنیا پر نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ پس یہ تعلیم کہاں سے ملتی ہے۔ اور اس بے انصافی کا مخرج کون ہے۔ کس کتاب سے ایسے بے بنیاد الزام ذات باری پر لگتے ہیں۔ ان سب کا جواب یہی ہے۔ کہ بائبل۔ بائبل۔ بائبل۔ اسواسطے ضروری ہے کہ ہم اسکی تعلیم سے اجتناب کریں۔ اور لوگوں کو اس مہلک مرض سے بچادیں۔

پادری ۔۸۔۹۔ مگر ایک اور ان سے بڑھ کر اعتراض ہے جو ابھی ہم پیش کرینگے آریوں کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ پرمیشور ہی خود ہر ایک چیز ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں جو کچھ نظر آتا ہے وہ مایا ہے۔ ہر ایک جگہ اور ہر ایک شے میں برہم سرح رہا ہے اور صرف برہم ہی ہے۔ اگر وہ خود سب کچھ ہے۔ تو اس کی محبت اپنی مخلوقات پر ناممکن ہے ذیل کے فقرات سے روشن ہے۔ کہ اس مضمون پر ان مقدس کتابوں کی کیا تعلیم ہے۔

نمبر ۱ شاریرک ۱۱ دھیا ۲ پاد ۳ سوتر ۲۳ و
نمبر ۲ " " " ۲ " ۴۳
نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا ادھیا ۱۳ و ۱۵
نمبر ۴۔ گویت برہمن۔

یہ وہ مسئلہ ہے جو بیاس جی نے صاف صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ وہ ویدوں اور گیتا کو اپنی سند گردانتے ہیں اور رگ۔ یجر۔ شام۔ اتھروویدوں کا پرکاش سکت ہم رگ وید کے پرش سکت سے اقتباس کرینگے۔

آریہ۔ افسوس کہ پادری صاحب خود ہی صفحہ ۹ کی سطر ۵ و ۶ میں اس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں (ار آریہ اس بات سے واقف ہیں۔ اسی سے بڑے زور و شور سے اس بات کا (کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز ہے) انکار کرتے ہیں۔ ان کا (آریوں کا) قول ہے کہ یہ روح اور موجودات اس سے الگ ایک چیزیں ہیں" اگرچہ داناؤں کا قاعدہ ہے کہ مسلمات پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی لفظوں کے اعتراضوں کا جواب دیا ضروری ہے۔

آریہ دھرم اپدیشک سری سوامی جی مہاراج نے نہایت زبردست ثبوتوں سے ویدانت دھوانت نوارن (سنک) برہم کی یکتا کی تردید کی ہے۔ اور اس کی مکروہ تعلیم سے ناواقف لوگوں کو بچایا۔ علاوہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۳ سے ۲۰۰ تک و صفحہ ۲۸۸ سے ۲۹۵ تک بھی مفصل اسکی تردید کی ہے یافی حوالوں کی ہم مفصل تشریح کرتے ہیں۔

نمبر ۱۔ شاریرک سوتر کا اصلی ارتھ پہلے لکھا گیا ہے۔

نمبر ۲۔ کا ارتھ بھی پیچھے لکھ چکا ہوں

نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا سوامی جی کے مستند گرنتھوں میں نہیں ہے۔ آپنے بیرکما کی نالی کی ہے (دیکھو لیکچر منلا صفحہ ۶)

نمبر ۴۔ گوپتھ برہمن کا کوئی نمبر۔ حوالہ۔ واک۔ آپنے درج نہیں کیا جسکا بڑ تک ہم نے بڑتال کی گوپتھ میں ایسا ذکر نہیں ہے۔

باس جی نے گیتا کو اپنی سند نہیں لیا۔ ہاں ویدوں کو مانا ہے مگر ویدوں میں جیو برہم کی یکتا نہیں بلکہ دوئی ہی مانی ہے ... سکت کا جو رگ وید وغیرہ میں بیان ہے۔ یا دیگر جتنے ارتھ و مطلب تعلق نہیں ... ہے لکھتے کہ ان منتروں سے جیو برہم کی ایکتا ظاہر ہوتی ہے۔ خود پرش ... اور برہم کو حد ثابت کر رہا ہے۔ جیسے خود تمام جگت میں بیاپک ہے وہی پورن پرمیشر بنا رہا ہے۔ اسی ستیہ پرش نے سورج چندر وغیرہ کروں اور انسان و حیوان وغیرہ کو پیدا کیا۔ مگر روحیں اور پرکرتی اس کی اپار شکتی میں سدا سے موجود تھیں۔ وہ پورن پرمیشر خود بھی ایسا اور وہ جگت۔ بلکہ برہم جیو نہیں۔ اور جیو برہم نہیں بلکہ جدا ہیں۔ اور دیا پ ویاپک۔ سیو۔ سیوک سندھ رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جو اعتراض پادری صاحب نے ہم پر کیا۔ اس سے ہزار درجہ بڑھکر یا مثل میں موجود ہے۔ مفصل دیکھو صداقت رگوید) اور پرش سکت کا مفصل ترجمہ دیکھو بھومکا صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۴

پادری ۱۳ و ۱۴۔ ہم ویدوں سے بیان کوشش کرچکے اب ہم دکھلائیں گے کہ قدیم زمانے کے بڑے بڑے پنڈت انہیں کن معنوں میں لیتے تھے۔

نمبر ۱۔ شاریرک ادھیا ۲ پاد ۱ سوتر ۱۳ و ۱۴
نمبر ۲۔ شاریرک ادھیا ۱ پاد ۴ سوتر ۱۸ و ۲۴
نمبر ۳۔ سوتیا سنر ادھیا ۴ شلوک ۳۲
نمبر ۴۔ سیترا سرہمن صفحہ ۸۳
نمبر ۵۔ چھاندوگ ادھیا ۶
نمبر ۶۔ کنولا ادھیا ۲ منتر ۳
نمبر ۷۔ گیتا ادھیا ۷ سلوک ۱۹
نمبر ۸۔ گیتا ادھیا ۱۰ شلوک ۱۷
نمبر ۹۔ گیتا ادھیا ۴ شلوک ۳۶۔

فنیم زمانہ کے بڑے بڑے رشی سب مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ خود برہم ہی سب کچھ ہے

آریہ۔ ہم بھی ویدوں سے تو آپ کے دعوے کی تردید کرچکے اب ان حوالوں پر بھی غور کرتے ہیں۔

भौ क्षा प ने वि भाग श्रोनस्याल्लोकनत १ ३
नद नन्द नमा रभरा शाब्दादि भ्य:
च ध्या २ पा० ४ सू० १ ३ — १ ४

نمبر ۱ ترجمہ۔ ویدوں پر اس سوال کا کہ کر رہا ہے کہ کھو گیا ہے جواب دیا ہے۔ کہ بھوگتا جدا ہے اور ہم کو اس کا بیان جگت میں ملتا ہے۔

ترجمہ پرکرتی کے کارن اور کارن ایک ہیں۔ انہیں شبدوں کے سننے سے۔

अन्यार्थं तु जैमिनिः प्रश्न व्याख्यानाभ्यामपि चैवमेके ॥ प्रकृतिश्च प्रतिज्ञा दृष्टान्तानुपरोधात् वेदों अ १ पा ४ सू १८—२४

ترجمہ نمبر ۲۔ جیمنی یہ کہتا ہے۔ کہ جو آدمی کا درشن ایسا ہے پرماتما کے جاننے کے لئے ہے۔ اس میں اوروں کی سمتی بھی ہے۔ کہ اپنشد کے سوال و جواب سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔

اور پرکرتی کا درشن برہم کی تحقیقات کے واسطے ہے کیونکہ ایسا ماننے سے اپنشد کے دعوے اور مثال میں کچھ غلطی واقع نہیں ہوتی۔

نمبر ۳۔ یہ لنگ گرنتھ مستند میں سے نہیں ہے۔ اس واسطے ہم اس پر غور نہیں کرتے (دیکھو لیکچر نمبر ا جواب صفحہ ۳ کا آخری نوٹ)

نمبر ۴۔ تیتری برہمن مستند گرنتھوں سے نہیں ہے (دیکھو اپنا لیکچر نمبر ا صفحہ ۱۱۶)

نمبر ۵۔ چھاندوگیہ اپنشد میں اوپر ہوا ہے کوئی نہیں بلکہ اس کی تقسیم تو پرپاٹھک اور کھنڈوں پر ہے۔ اس میں کل آٹھ پاٹھک ہیں۔ جن کے چھٹے پر پاٹھک کو میں نے پڑتالا۔ کوئی منتر جیو برہم کی ایکتا کا نہیں ملا۔

نمبر ۶۔ کٹھ اپنشد کے ادھیائے میں کوئی منتر نمبر ۱۹ نہیں ہے۔ ہاں ادھیائے اوّل میں نمبر ۱۹ پر ایک واکیہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

جیو نت انسان کسی کو مارتا ہے۔ اس وقت جو ہی جیو کو مارنے والا سمجھتا ہے اور جس کو مارتا ہے جو اسے مرگیا سمجھتا ہے۔ وہ دونوں طرح سے لوگ نہیں جانتے ہیں کیونکہ اصل میں جو ایک غیر مادی اور غیر فانی اناوی طاقت ہے وہ مرتی اور مارتی ہے بلکہ صرف شریر کا ویوگ ہوتا ہے اور اسی کا مضمون ذکر واک نمبر ۱۸ میں اس سے پہلے بھی موجود ہے۔

نمبر ۷ سے ۱۰ تک حوالجات غیر مستند ہیں دیکھو لیکچر نمبر ا کا صفحہ ۱۰۴۔ اس واسطے ہم بالکل ایسے حوالوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

پس ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم زمانہ کے رشیوں نے ایسا نہیں مانا۔ اور اگر بالفرض کسی نے مانا ہو تو خود رشیوں کے ہی قول کے مطابق وید کے خلاف رائے دھرم سے سند نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ وید ہی راستی اور معقولیت کی صداقت ہے۔ مفصل دیکھو رگوید منڈل ۱ انوواک ۱۰ سکت ۱۱۹ منتر ۱ سے ۔آٹھ تک اسی طرح رگوید منڈل ۱ انوواک ۲۲ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ ایضاً یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ سے ۸ تک۔

ویدوں میں پرمیشور کے پریم کا ہونا اصل میں تو خود پادری صاحب کو بھی اقبال ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۵ و ۶ پر سات حوالے ویدوں اور شاستروں کے لکھے ہیں اور ہم نے بھی جابجا اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ ویدوں میں ایشور پریم بھگتی اور جیو اور برہم کا سمبندھ کس خوبی سے ارشاد کیا گیا ہے۔

اچھے پادری صاحب کہتے ہیں۔ الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی محبت سے معمور ہیں۔ ہم کو بعض فقرات ایسے ملتے ہیں جن میں یہ بیان ہے ؀

(دیکھو صفحہ ۱۴ و ۱۵) جس طرح پادری صاحب کو کچھ اقبال ہے پرمیشور کریگا۔ کہ ہماری اس دوسری گذارش کو پڑھ کر بھی قائل ہو جاویگا۔ کیونکہ تمام دنیا میں صرف

وید ہی ہیں جو خدا کے اوصاف کو تمام و کمال نہایت خوبی و عمدگی سے بتلاتے اور معقول لطیف سے سمجھاتے ہیں۔ بوجوہات ذیل

اوّلاً۔ وید انسان کو فعل مختار بتلاتے ہیں۔ اور نیکی یا بدی کرنے پر مجبور بائیبل کی طرح نہیں ٹھہراتے۔

ثانیاً۔ پرمیشور سب انسانوں کا مالک اور حاکم ہے۔ جتنے نیک و بد کام انسان کرتے ہیں اس کی سزا و جزا دیتا ہے۔ ہمارے فعلوں کا خود فاعل نہیں

ثالثاً۔ ویدوں کے مطابق پرماتما کی قدرت اناوی میں مادی زمانہ سے اناوی روحیں اور مادہ موجود ہے اور سرب شکتیمان ہونے سے وہ ہمیشہ ان کا مالک ہے بائیبل کی طرح ۵۔۶ ہزار سال سے ہی خداوند نہیں بن گیا۔ اور نہ دنیا خدا کا حصہ ہے۔

رابعاً۔ وید معقولیت سے راستی کے قبول کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ بائیبل کی طرح عقل کو بیچ بائبل میں مقفل کرنے کی ترغیب نہیں دیتے

ان مندرجہ بالا وجوہات سے وید مقدس میں پرمیشور کا پریم پرمیشور کا انصاف پرمیشور کا گیان بلکہ وہ سرب شکتیمان ثابت ہوتا ہے۔ تو بےشک ہر ایک بے تعصب آدمی کا دل ان کی سچائی کا قائل ہو سکتا ہے۔ مگر ہٹ دھرمی آدمی باوجود اس قدر صداقتوں کے بھی دنیا وی حیلہ و رہ عیاشی کی خاطر سے ان کو قبول کرنے سے ملول ہوتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھیں گناہوں کی تاریکی کے سبب راستی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ حالانکہ وہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اے پرماتما ودیا کا پرکاش کر اور اودیا کا ناس۔

لیکچر نمبر ۳ کا جواب

پادری صاحب نے اس لیکچر نمبر ۳ میں بزعم خود یہ بات ثابت کی ہے۔ کہ وید وکت پرمیشور پیار کا ذکر نہیں۔ ہم نے ان کا لیکچر آغاز سے انجام تک پڑھا۔ مگر ان کی کسی دلیل سے بھی تسلی نہ ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی تردید کرتے ہیں ورنہ راستی کے قبول کرنے سے ہمیں کوئی انکار نہیں۔ البتہ اتنا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پادری صاحب نے حق نمک خوب ادا کیا۔ ہم اس جواب میں ان کے دلائل پر غور کرتے چلے جائینگے کہ ان میں کس قدر کمزوریاں موجود ہیں۔

پادری۔ ۳۔ چاروں ویدوں کا کلی اتفاق ہے۔ کہ پرمیشور نے آدمیوں کو چار ذاتوں میں پیدا کیا ہے۔ یعنی برہمن۔ کھتری۔ ویش۔ شودر۔ یا نوکر ہے۔ ہم ایسے پڑھنے والوں کو خاص کر مطلع کرتے ہیں۔ کہ ذات کا مسئلہ برہمنوں کی ساخت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی ہم کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ یہ تو ویدوں کا مسئلہ ہے اور صریح اور صاف عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ انسان کی پیدائش کا یہ بیان پُرش سکت میں جو رگ۔ سام۔ یجر۔ اتھرو چاروں ویدوں میں یکساں ہے مندرج ہے۔

آریہ۔ اس بارے میں ہم صرف بہت کچھ پادری صاحب سے اتفاق کرتے ہیں۔ مگر جہاں تعصب کو کارفرما کر حق سے روگردانی ہے اس کے مخالف ہیں بےشک یہ مسئلہ کہ انسانی مدارج کی تقسیم بلحاظ لیاقت چار شرے حصوں پہ کی گئی آریہ سماج کو تسلیم ہے۔ لیکن اگر صرف ذات کے لحاظ سے کوئی اس تقسیم

کا دعویدار ہے۔ ہمیں اس کے رائے سے انکار ہے ہم خود اس تقسیم کو نیاز (عدل) کے مخالف جانتے ہیں۔ مگر دوسری طرح عین انصاف مانتے ہیں۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے دوسری طرح کی تقسیم تمام دنیا میں موجود ہے ❖

مسلمانوں میں۔ مولوی۔ شجاع سپاہی۔ تاجر۔ خدمتگار۔ عیسائیوں میں پادری۔ ملٹری مین۔ ٹریڈرز۔ سرونٹ۔ بودھوں میں۔ سترشی۔ یودھا۔ ڈیس سودھ۔ ایرانیوں میں۔ ماں اتوبرس۔ جیتر شتی۔ وستری۔ ناس شودی وسوا۔ آریوں میں برہمن۔ راجنیا۔ ویش۔ شودر۔ ظاہر ہے کہ ودیا کا اوپدیش منہ سے ہوتا ہے اور علم و دیا ہر ایک کام سے حکماؤں کے نزدیک تمکہ یعنے اول ہے۔ علاوہ بریں علم کا حاصل کرنا انسان کے واسطے سب کاموں سے ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے انسان میں کوئی شرافت نہیں اور خدمتگار۔ دولتمند۔ بہادر تینوں سے عالم کا درجہ تمکہ یعنے فسٹ نمبر ہے۔ اس واسطے عالم یعنی برہمن کو اس سے نسبت دی گئی۔ اور نیز کیونکہ انسان کے جسم میں جس طرح تمکہ کا کام اوچارن ہے۔ ایسا ہی برہمنوں کا اوپدیش کرنا ہے۔

شجاعت جسے قوت بھی کہتے ہیں اس کا بازو سے تعلق ہے۔ اور باصطلاح حکما خصوصاً بازو سے منسوب ہے۔ اور ویدک لغات میں لفظ باہو بازو کے معنے بل کے ہیں۔ پس جس میں قوت بازو زیادہ ہوگا۔ اسے بلوان یا راجنیہ کہیں گے۔ اور لفظ کشتری کے بھی یہی ارتھ ہیں۔ اسی خیال ان کا ظہور بل یا باہو۔ یا بازو سے ظاہر کیا گیا ہے۔ بیوپار کے واسطے سفر۔ دور دراز یا فلہ رانی وغیرہ کاموں کی ضرورت ہے۔ حرکت کا تمام انحصار رانوں پر ہے اگر یہ نہیں ہو ورنہ مانیں تو بیوپار کا کام خام ہے۔ اسی واسطے ان کا ظہور رانوں سے بتلایا گیا ہے ❖

بیوقوفی یا خدمتگاری بہت ہی قریب ہے۔ اور جاہل محض سے سوائے خدمتگاری کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اس واسطے شودر سے کو پاؤں سے نسبت دی گئی۔ یعنی انسانیت کے واسطے علم تمکہ کام ہے۔ شجاعت دوسرے درجہ پر اور تجارت تیسرے درجہ اور خدمت سب سے نچلے درجہ پر ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں بلحاظ قوا اعداد خواص اور نیز بلحاظ مقام کے منہ۔ بازو۔ ران۔ پاؤں ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں برہمن کشتری ویش شودر ہیں اگر کوئی تعصب کی نگاہ سے اس قدرتی تقسیم کو دیکھے۔ تب وہ اس کی اعلیٰ ہدایت اور فاضلانہ استعاروں سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ (مفصل دیکھو وید بھاش بھومکا) (صفحہ ۲۳۲)

پادری ۴۔ سوامی دیانندجی نے ان کے حق میں یہہ بات اچھی نہ کی کہ انہوں نے ویدوں کے علاوہ اور بہت سی کتابوں کی تعلیم کو بھی سچا مان لیا۔ اور انہیں کامل سند تسلیم کر لیا۔ اور انہوں نے آریہ سماج کی عمارت کا ایک حصہ ان کتابوں کے ستونوں پر استادہ کیا۔ لیکن یہہ کتابیں ان کے دعووں کو مضبوط کرتا تو کجا بلکہ بیہودہ ٹھیراتی ہیں ❖

آریہ۔ پادری صاحب اخلاق اور معقولیت سے آپ کوسوں دور ہو گئے جاتے ہیں۔ بعوض کسی پر اعتراض کرنے کے بیہودہ گوئی دانائی سے بعید ہے داناؤں کا قول ہے۔

اول اندیش وانگہے گفتار ❖ پائے پیش آمدہ است پس دیوار

آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی کتاب پر نہیں مگر بپائے آریہ مہاتماؤں کی تصانیف۔ اور رشی منیوں کی تالیف کردہ کتب بھی ہم نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی فیض الہی کی برکات ہیں فانوس اور ہیں مگر نور وہی ہے۔ البتہ کسی کتب کی جو تعلیم وید کے مخالف ہو۔ وہ ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں۔ اور سب مخالفوں سے پہلے ممبران سماج اس کی تردید کرنے پر موجود ہیں (دیکھو اصول نمبر ۴)

پادری ۵۔ برہمن اور راجپوتوں کی ذاتوں کا بیان ذیل عبارت میں پایا جاتا ہے ❖

رگوید منڈل ۱ سکت ۱۰۸ منتر ۷

رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۵

یہہ تعلیم ذات کی ہمیشہ نہیں معنوں میں سمجھی جاتی تھی جیسا کہ آج کل ان معنوں میں جو آریہ بیان کرتے ہیں۔ (دیکھو شنکر آچاریہ اور سائن آچاریہ کی تصانیف) ❖

آریہ ہم افسوس کرتے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے پادری صاحب کیوں غیر مفید حوالہ درج کر دیتے ہیں۔ جن سے سوائے اُن کی ناواقفی کے اور کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ رگوید کے منتر نمبر میں جس لفظ کا ارتھ آپ راجپوت ہندوؤں کی موجودہ ذات کرتے ہیں۔ وہ اصل سنسکرت ہے۔ جس کے معنے راجا کا گھر ہے۔ نہ کہ راجپوتوں کی قوم کیونکہ وہ چار ذاتوں میں کشتری ہیں کوئی پانچواں ورن نہیں۔ جب یہہ حال ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ذات کی تعلیم ہمیشہ سے انہیں معنوں میں لیجاتی ہے۔ جیسا کہ آریہ لوگ مانتے ہیں نہ کہ آپ کے باطل خیال کے مطابق شنکر یا سائن کا حوالہ آپ کو دینا مناسب نہ تھا کیونکہ لکچر نمبر ۱ کے صفحہ ۴ پر اسکا اشارہ تک نہیں۔ مگر واضح ہو کہ شنکر آچاریہ جنم سے نہیں مانتا بلکہ مثل ممبران سماج کے کرم سے مانتا ہے (دیکھو بحر سوچی) اور اگر مفصل دیکھنا چاہو تو ورن بیوستھا مطبوعہ ودیا درپن میرٹھ ۱۸۸۴ء مطالعہ کرو ❖

پادری ۶۔ منوجی جن کو پنڈت دیانندجی اپنی بڑی سند مانتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ دیکھو منو ادھیائے ۱ شلوک ۳۱ و ادھیائے ۱۳ شلوک ۲۴ و ادھیائے ۱۰ شلوک ۵ ۴ ۳۔ اور نیز ہ برہمن ادھیائے ۱۰ اک ۲۷۔ اور منو ادھیائے ۹ سلوک ۲۶۔ اور سنت پتھ برہمن ۱۴۔ ادھیائے ۴۔ ۲۔ ۲۳۔ وغیرہ ہم اور بہت سی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ یہی کافی و وافی ہونگی۔ کیونکہ ان سے یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ ویدمت کے مطابق پر میشور نیا کاری نہیں ❖

آریہ۔ نیتری برہمن مستند گرنتھوں میں نہیں دیکھو اپنا لکچر نمبر ۱ صفحہ ۴ سنت پتھ میں کہیں ایسا ذکر نہیں باقی رہے منو کے شلوک ان کی بابت یہ عرض ہے۔

نمبر ۱۔ بردھی کے لئے برہمن کشتری۔ ویش۔ شودر تمکہ باہو اور و پاد سے ظہور ہوئے۔ یعنے گنوں سے

نمبر ۲۔ ناقص خیر تک۔ وور آدمی بیوقوف اور بدچلن اور شودر یعنے خوک یہ تمو گن والے ہیں ❖

یہہ اور باقی دونوں شلوک ہمارے کسی طرح مخالف نہیں بلکہ گن کرم سبھاؤ انوسار تا ذکر ہے

پادری ۸۔ بنی انسان کی پیدائش مختلف درجوں میں ہے۔ اگر کوئی اونچی

ذات کا آدمی کتنے ہی بڑے گناہ کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ اس کو حوالات خیال میں نہ لانا چاہئے۔ مگر ایک نیچی ذات کا آدمی سخت سزا کے قوانین کا پابند ہے۔

آریہ۔ حضرت گناہ سب کے واسطے گناہ ہے۔ مگر عیسائیوں کے واسطے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک بردہ یعنی خیال خود قربانی بیدیا۔ اسی لئے انہیں گناہ کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے۔ ان کے خیال میں اب گناہ رہا ہی نہیں۔ شیطان کا سر کچلا گیا مسیح سب کے گناہوں کی عوض مصلوب ہو گیا ہے

لے لیا تخت حق مسیحا نے ✦ جو گناہ کیجئے صواب ہے آج

شراب پینا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ گوشت کھانا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ جوا کھیلنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ گوشت نیب کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ بھلانا ورغلانا واقفوں کو گمراہ کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ بن خدا ماننا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ جو گناہ ہیں وہ غریب سیوں کے واسطے ہیں تو وہ بمثل طاہری رنگت کے گناہوں سے بھی سرخرو ہیں۔ مگر آریہ دھرم کے روسے اگر کوئی اعلےٰ آدمی گناہ کرے تو وہ بہ نسبت نادان یا ادنےٰ کے زیادہ مجرم ہے۔ دیکھئے۔

गुरुं वा बाल वृद्धौ वा ब्राह्मणं वा बहुश्रुतम्।
आततायिनमायान्तं हन्याद् एवाविचारयन्

یہ منوسمرتی ادھیائے ۸ کا شلوک ۳۵۰ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے

گورو ہو یا بالک ہو یا بوڑھا ہو یا برہمن ہو اگر آتتائی یعنی دوچار راست مسخ لوگوں کو بیحد ایذا (تکلیف) دیوے یا قتل کرے تو راجا کو واجب ہے کہ ضرور مروا ڈالے۔ پھر منو نے اسی ادھیائے ۸ کے شلوک ۳۸۰ میں ہے کہ برہمن وید کے جاننے والے کو قتل نہ کرے۔ بلکہ اپنی قلمرو سے خارج کر دے جیسے حبس دوام بعبور دریائے شور۔ ساتھ ہی آپ اسی ادھیائے کے شلوک ۳۳۵ و ۳۳۴ بھی مطالعہ فرماویں اگر اس کو آپ رعایت جانتے ہیں تو قانون انگلشیہ مروجہ ہند میں جو رعایت یورپین کی ہے اسکو کیا کہوگے۔ دیکھو تعزیرات ہند جسے یہ انسانی قانون ہے۔ ویسے ہی منو بھی انسانی قانون ہے۔ مگر یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ وہ رعایت صرف برہمنوں یعنی فضلائے وید کے واسطے ہے اور یہ تمام یورپین کے واسطے جس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور روزمرہ کے تجربہ میں بھی آپ جانتے ہونگے کہ ہمیشہ ڈاکٹر لوگ گورا اور ہندوستانی کے مقدمہ میں تلی کا پھٹ جانا یا صاحب کا مستی میں ہونا وغیرہ باتیں ڈاکٹ میں لکھتے ہیں جس سے گورہ بری ہو جاتا ہے۔ اس کی مثالیں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ کہ صدہا ہندوستانی گوروں کے ہاتھ سے مارے گئے مگر ایک بھی گورہ پھانسی نہ ملا۔ ساتھ ہی موسیٰ کی توریت الہامی کو بھی نظر غور سے دیکھو پھر اعتراض کرو ✦

پادری ۸۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ سنیاس کے بغیر سچا گیان ہو ہی نہیں سکتا اور بغیر گیان کے مکتی کا حصول امکان سے باہر ہے۔ لیکن صرف برہمن ہی سنیاس لے سکتا ہے۔ اس لئے دوسروں کو چاہئے کہ نجات سے ہاتھ دھو بیٹھیں (دیکھو شتپتھ براہمن)

آریہ۔ ویدوں کے روسے نجات کا راستہ ہر ایک طالب حق کے لئے کھلا ہوا ہے کسی کے لئے بھی بند نہیں مگر تلاش شرط ہے کیونکہ جو صدق دل سے حق کی طرف رجوع کرے وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ سنیاس لینا اسی کے واسطے ضرور ہے جو ست ودیا جانتا ہو اور جو ودیا جانتا ہو وہی برہمن ہے۔ پس ہر

ایک باتمیز آدمی ہر علم سے آراستہ ہو کر نجات کی تلاش کر سکتا ہے۔ آپ نے اسی واسطے شتپتھ کا بھی کوئی حوالہ اور پتہ نہیں لکھا ✦

پادری ۹۔ دو کتابیں جن سے مکتی کو پراپت ہونیکا طریقہ ملتا ہے صرف ویدہی ہیں مگر ساتھ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ تمام کو ان کتابوں کے پڑھنے کا اختیار نہیں دیکھو شاریرک ادھیا ۱ پاد ۳ سوتر ۸

اور ” ۱ ” ۳ ” ۳

آریہ۔ جناب آپکا خیال اور حوالہ دونوں آپکے مخالف ہیں۔ اصل سوتر یہ ہیں

भूमा सम्प्रसादादध्युपदेशात ॥ वेदान्त० अ० १ पा० ३ सू० ८ नानुमानमतच्छब्दात। वेदान्त ॥ अ० १ पा० ३ सू० ३ ॥

ترجمہ۔ نمبر ا۔ بھوما پرمیشور کا نام ہے کیونکہ جیو آتما اسی میں پرساد کو لاب کرتا ہے اور اسی کے اپدیش سے آنند ہوتا ہے ✦

نمبر ۲۔ انومان سے سدھ پرکرتی سے یہاں مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ لفظوں سے ضمیر اور طرف جاتی ہے۔ دیکھئے آپ کے اعتراض کا یہاں نشان بھی نہیں

پادری ۱۰-۱۱۔ پھر منو ادھیا ۴ شلوک ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ شودر کبھی وید پڑھنے کا ادھکاری نہیں ہو سکتا اسی کے پہلے ادھیا کے شلوک ۹۹ میں مندرج ہے کہ کوئی آدمی شودر کو وید نہ سنائے اور نہ سکھلائے ✦

آریہ۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ یہاں بھی پادری صاحب کا منشا نظر نہیں آتا۔ بلکہ ہر آیا اس کے برخلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

ब्राह्मणो जायमानो हि पृथिव्यामधि जायते ईश्वरः सर्वभूतानां धर्मकोशस्य गुप्तये ॥ ९९ ॥
विदुषा ब्राह्मणेनेदमध्येतव्यं प्रयत्नतः शिष्येभ्यश्च प्रवक्तव्यं सम्यङ्नान्येन केनचित् ॥ १०३ ॥

ترجمہ۔ جب برہمن کا ظہور ہوا وہ سب کا سردار ہے ساتھ دنیا میں ہوتا ہے نیز ہی وہ دھرم کا ندھی اور سب پرانیوں میں افضل (اُتم) مانا جاتا ہے ✦

ودوان برہمن کا ہی فرض ہے کہ کوشش سے وید پڑھے اور ششوں کو پڑھا اور کوئی نہ پڑھا وے ✦

پادری ۹۔ سوامی دیانند جی اس حقیقت کی تہ کو یہاں تک پہنچے کہ انہوں نے اس صاف صاف تعلیم کے اور نقشہ بنانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ✦

آریہ۔ ستیارتھ پرکاش میں صدہا مثالیں اس قسم کی موجود ہیں کہ برہمن کشتری برہمن علیٰ ہذالقیاس ویش شودر کرموں سے ترقی اور تنزل پاتے رہتے رہے۔ اور خود ویدک ہدایت کے مطابق آریہ لوگوں کا ہمیشہ اسی پر عملدرآمد رہا۔ پس سری مہاراج سوامی جی نے نہ تو کوئی اپنا نقشہ بنایا۔ اور نہ کسی نئی تعلیم کا خاکہ جمایا۔ ہاں ویدک ہدایت پھیلانے میں اور رد وید ورد بطالت کے مٹانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جن کی سچی کوشش سے نتیجہ نیک حاصل ہوا۔ اشخاص خواب غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ کروڑوں آدمیوں کے کانوں تک ست دھرم کی منادی پہنچ گئی۔ روز افزوں آریہ دھرم کی ترقی ہو رہی ہے۔ حال میں ایک مشہور ریاست کے ایک لائق پنڈت نے جو سوامی جی کے جیتے جی سخت مخالف

رہے۔ اور اب بھی کسی آریہ سماج کے ممبر نہیں۔ صاف صاف اپنے اخبار میں چھپوا دیا کہ "اس موقعہ پر ہم کو سوامی دیانند جی مرحوم کی وفات کا کمال افسوس آتا ہے۔ اگر وہ چند سال اور زندہ رہتے تو ویددھرم کی بہت ترقی ہو جاتی"۔

پادری۔ ۱۱۔ ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ وید تمام دنیا کے آدمیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ خاص حقدار جماعتوں کے لئے۔ مگر ہمارے آریہ بھائی کہتے ہیں۔ کہ وہ تمام کے لئے ہیں۔ شودروں کے لئے بھی۔

آریہ۔ جن کتابوں کو آریہ سماج۔ بلکہ آریہ ورت کے تمام فاضل پنڈت مستند دھرم پستک مانتے ہیں۔ ان میں کہیں بھی آپ کے دعوے کا ثبوت نہیں۔ جبکہ پرماتما کے اوپدیش وید مانے مقدس میں جو کہ تمام جگت کی ہدایت کے واسطے ارشاد فرماتے ہیں۔ سوامی جی پڑھاتے رہے۔ ممبران آریہ سماج پڑھاتے جاتے ہیں۔ اور نمونہ کے طور پر قطع نظر گذشتہ زمانوں کے اس وقت بھی شودر دوش کشتری ورنوں میں داخل (بقول عوام) اچھوت ہوئے آریہ بھائی برہمن بیدی سے ملقب کئے گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے نامی پنڈت۔ ان کی یہ بیدی سویکار کر چکے ہیں پس ہم آپ کی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ آپکی بات میں راستی نام تک ندارد ہے۔

پادری۔ ۱۱۔ آج کل زمانہ کی روشنی اور ترقی کے باعث آریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام آدمی بھائی ہیں۔ اور ایک ہی والدین کی اولاد ہیں۔ وہ ہم کو بتلا دیں تو سہی کہ یہ تعلیم ان کے پاک ویدوں میں کہاں ہے۔

آریہ۔ آجکل زمانہ کی روشنی سے نہیں۔ بلکہ وید کی صداقت کے پھیلنے کے سبب ایک ہی پرماتما کی پیدائش جانکر ہم سب کو بھائی جانتے ہیں۔ مگر سب کو ایک ہی والدین آدم و حوا کی معاذ اللہ اولاد نہیں مانتے (دیکھو پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبرا۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۷ سے ۳۱۲ تک)

پس جس بات کو ہم مانتے ہیں اس کو بپاس خاطر جناب پاک ویدوں سے ہی ثبوت کر دلاتے ہیں سنئے وہ پاک تعلیم ویدوں میں یہ ہے۔

समानो मंत्रः समितिः समानी समानं मनः सह चित्तमेषां। समानं मंत्रमभि मंत्रये वः समानेन वो हविषा जुहोमि॥ समानी व आकूतिः समाना हृदयानि वः। समानमस्तु वो मनो यथा वः सुसहासति॥ ऋ० म० १० अ० १२ सू० १४ मं० ३-४

نمبر ۳۔ ترجمہ: اے منش لوگو تمہارا ست اور راست کے وچار میں ویرودھ نہ ہو اور ہر ایک کی بات سنکر ہٹ کو چھوڑ کر دیس ہتیشی ہو۔ کہ جس سے سب سُکھ ہو اور جس سے سبھوں کے بل پر اکرم بدھی وغیرہ گن بڑھیں۔ تمہارا من سب پرانیوں سے ویرودھ رہت پورشارتھی ہو۔

نمبر ۴۔ ترجمہ: اے منشو تمہارا پورشارتھ سب جیوؤں کے سکھ کے لئے سدا ہو۔ جس سے میری آگیا یعنی ویددھرم کا نت پالن کرو۔ تمہارے سب ہو مار پریم سہت ہوں۔ کسی کو دکھی دیکھ کر سکھی مت ہو ہر طرح سے سوادھین ہو کر سب لوگ سدا سکھی رہیں۔

پادری ۱۳۔ اگر ایسا ہے (یعنی ذات برادری کوئی چیز نہیں) تو وہ دیانتی کو عمل میں لانے کا حوصلہ کیوں نہیں رکھتے۔ جوان مردوں کی طرح وہ میدان میں کیوں نہیں آتے اور سچائی کے حامی کیوں نہیں بنتے۔ اور کیوں نہیں مستعد ہوتے۔ کہ جو کچھ سر پر گذرے سہیں۔ وہ خدا اور ویدوں اور اس سچائی کی خاطر جس کے وہ ایسے مشتاق پرستار طلبگار ہیں۔ اپنی ذات کے لوگوں سے خارج کیا جانا کیوں نہیں منظور کرتے۔

آریہ۔ ہم قوم کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر خود گمراہ بھی نہیں چاہتے۔ اپنے ایمان کو عمل میں لانے کے حوصلہ آریہ لوگ کامل طور پر بجا لاتے ہیں۔ جوان مردوں کی طرح تمام برادری کے مذہبی معاملہ میں پرواہ تک نہیں کرتے۔ اور صدق دل سے وید مقدس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں ہماری تمام قوم بذاتہ وید کے الہام کو مانتی ہے اور ہم بھی مانتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہیں تعلیم نہیں۔ اور شاستروکت قاعدہ کی دھرم کسوٹی ان کے پاس ہے۔ سنہ میں کوئی سماج نہیں تھی۔ مگر اب عرصہ ۱۴۔ ۱۵ سال میں پرماتما کی کرپا سے ۵۰ سے زیادہ سماجیں اور ہزاروں آریہ موجود ہیں۔ اور اکثروں میں سے بصدق دل دھرم کے کارن برادری کی لاج کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور صراط المستقیم وید مقدس پر قایم ہیں۔ امرت سر۔ لاہور۔ میرٹھ ملتان۔ سہارنپور فیروزپور۔ پشاور وغیرہ شہروں میں ایسے جوان مردوں دھرماتماؤں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ جگدیشور کی کرپا سے گانو گانو ست دھرم کے عامل ہوتے جاتے ہیں۔ اور تکلیفات برادری کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ ایک آریہ مہاتما۔ جا سد آریہ سماج لاہور نے اپنے والد کی وفات پر حسب برادری نئے رسومات رائج کرنیکو کہا یہ الفاظ فرمانے تھے۔ ایک طرف برادری ہے اور دوسری طرف پرمیشور ہیں میں اس کی ویدوں کی آگیا کو برادری کی خاطر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا خواہ میری گردن جدا ہو جائے۔

پادری ۱۳۔ عقل انہیں کہتی ہے کہ اگر ایک بھائی جو پڑا ان کے کوئیں سے پانی بھر کر اپنی پیاس بجھائے تو کیا ڈر ہے۔ مگر ساہمڑ تو کہتے ہیں۔ کہ اسے کسی طرح اجازت نہیں گو وہ جان سے جائے۔ کہاں ہیں وہ بہادر آریہ جو عقل کی رہنمائی پر ذات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

آریہ۔ آپ نے کسی شاستر کا حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ شاستر کا ہمارا شاد ہے ماتر اسکی بنیاد صرف آپ کی ذاتی عناد ہے جسکی بدولت آپ خواہ مخواہ کے الزام آریوں کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ حضرت آریہ لوگ نہایت رحمدل ہوتے ہیں اور اسی رحمدلی کی بدولت جا بجا مفت پانی کے واسطے سبیلیں لگواتے ہیں اور عام رہگذروں مسافروں کو پانی پلاتے ہیں۔ چوہڑے۔ چمار۔ گورے۔ انگریز۔ کرانی۔ پادری۔ محمدی۔ یہودی۔ تمام آتے ہیں اور سیراب جاتے ہیں۔ بلا رکاوٹ یا اجرت پانی پیتے ہیں۔ اور ان کی نسبت گو ظاہر نہیں مگر دل میں قایل ہوتے ہیں۔ اور اس کی نظیریں دور کیوں خاص آپ کے امرتسر میں موجود ہیں۔ ایک گرجا کے پاس دوسرے پادری صاحب کے بنگلہ کے راستہ میں۔ شاید ان سبیلوں کے سرد پانی سے آپکا جوش تعصب سرد ہو۔ چونکہ چوہڑے وچمار غلیظ ہوتے ہیں اور غلاظت اپنی نہیں دھوتے۔ اسواسطے وہ اپنا برتن اہل ہنود کے کنوئیں میں ڈال نہیں سکتے مگر مسلمان وغیرہ تو اکثر شہروں میں ہندوؤں سے یکجا پانی بھرتے ہیں۔ اور اہل ہنود ان سے کسی طرح کا پرہیز نہیں کرتے۔ آریہ

دھرم وہند و دھرم کے رو سے پرہیز کرنا اتنا ہی ضرور ہے جتنا ویدک شاستر کو منظور ہے زیادہ فضول اور بے بنیاد ہے اور تمام ماننے سے ثواب کو بھی ساتھ انکار نہ ہو۔ مجھے یاد ہے کہ بروقت تشریف لانے لالہ روشن لال بیرسٹرایٹ لا کے پادری مارٹن صاحب بھی امرتسر میں لکچر سننے آئے تھے۔ جہاں ان کو پیاس لگی تو سماج مندر میں ہی انہیں مینل کے گلاس میں پانی دیا گیا تھا۔ پس ایسے اعتراض سراپا بیہودہ اور فضول ہیں

یاد رہے ۱۴۔ جب کبھی ان کو (آریوں کو) احتمال ہوتا ہے۔ کہ یہ خیالات ہم کو گرداب رنج میں لانا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے انہیں دور سے سلام کرتے ہیں بھلا ایسا بے ٹھکانہ ایمان خود اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے

آریہ۔ یہ بات آپ کی بالکل درست ہے۔ اور یہی آریہ دھرم کا تجربہ ہے۔ بلکہ یہی آریہ سماج کا مبارک اصول ہے۔ درستی کے گرہن کرنے اور ناراستی کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے"

جب کوئی خیال فاسد آریہ سماجوں یا آریوں کو بہیئت مجموعی یا فرداً فرداً خدانخواستہ گمراہ کرنے لگتا ہے۔ تو ہم اس کو بلا تعصب جھٹ پٹ دور کر دیتے ہیں آپ کی عیسائیوں کی طرح نہیں کہ خواہ کوئی مذہبی کتابیں کتنی ہی غلط۔ بے بنیاد علم و عقل کے مخالف راستی اور ایمانداری کے دشمن ہیں خواہ وہ کس قدر گرداب رنج میں لاویں خواہ عاقلوں کے سامنے بات ہی نہ کر سکیں خواہ معقول علم اس کے پرزے پرزے کر ڈالے بے بنیاد ثابت کر دے تو بھی دنیاوی لالچ کے سبب اسے نہ چھوڑیں خیرباد کہیں۔ بس ایسا ایمان آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا الٹو نا اور نامعقول باتوں کے اسے بھی سلام ہے۔ پادریوں اور دیگر کیتھولک لوگوں کی حالت از حد ناگفتہ بہ ہے۔ ہم مفصل کسی اور ٹریکٹ میں ظاہر کرینگے۔ تاہم مگر ان حد رسد کیا ایسے مذہبوں سے دنیا و دین کی بہبودی ہو سکتی ہے ہم اور کہاں تلاش کریں گے خود یوروپ ہی اس کا شاہد ہے۔ جہاں یہ انجیل مقدس کی برکت سے لاکھوں کروڑوں لوگ دہریہ اچھے بھلے ناستک ہو رہے ہیں۔ خود لندن سے ہی ۶۔۷ اخبار عیسائی مذہب کی تردید میں نکلتی ہیں۔ باوجود ہونے صدہا گرجوں کے لوگ عیسائی نام بھی کتابوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ برخلاف اس کے برکت وید مقدس صدہا ناستک جیسی ہمہ اوستی بت پرست گمراہی سے نکلکر ویددھرم پر ایمان لائے اور روز بروز لاتے جاتے ہیں۔ آریہ دھرم کی اس روشنی کے زمانہ میں یہ ترقی ہے۔ اور عیسائی مذہب کا یہ تنزل۔ امریکہ عیسائیوں کی حالت بھی ناگفتہ ہے۔ جہاں تک علم کی ترقی ہوگی عیسائی دین کا تنزل ہوگا۔ خدا کرے بموجب اصول آریہ سماج کے ودیا کا پرکاش اور اودیا کا بالکل ناس ہو جائے۔ پھر دیکھیں کہ عیسائی دین کہاں رہتا ہے۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ اگر اس وقت آپ کے خداوند یسوع مسیح پیدا ہوتے تو ایک شخص بھی پڑھا لکھا ان پر ایمان نہ لاتا اور مسٹر بریڈلا کے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکتے کاش کہ وہ موجود ہوتے۔ بس عیسائی دین اور آریہ دھرم کے حسب حال یہ شعر ہے ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا ٭ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بائبل کا مذہب نیکی و بدی کی تمیز۔ اخلاق اور خدا کے فرمان اور احکاموں کے سزا و جزا کے درخت کو جس پر تمام انسانیت کی بنیاد قائم ہے جڑ سے اکھیڑ ڈالتا ہے جس سے خونخواری اور نقصان پہنچانے کے ان کی نجات بھی گا خود ہو جاتی ہے دنیا کا مالک اور عادل؟ اس نہایت مشکل سوال کا بعوض حل کرنے کے بائبل ایسا بیہودہ جواب دیتی ہے۔ جس سے آدمی کی معقولیت سے محروم ہونا پڑتا ہے ہمارے مہرباں پادری صاحبان نیٹو لوگوں کو ایسی تعلیم دیتے ہیں جس سے ایک تو خدا اور اس کے فرمان کی بیقدری۔ اور دوسرے اعمال نیک کا ستیاناس۔ تیسرے گناہوں کی ترغیب جو پچھلے اخلاقی اور روحانی باتوں کا ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔ ان کی تعلیم فلاسفی علم اخلاق تجربہ عقل کی قطعی مخالف ہے۔ وہ خدا کی باتوں کو معقولیت سے نہیں بلکہ بلا سوچے سمجھی سے ٹال کرنا چاہتے ہیں جو سراپا محال ہے۔ پس ہمیں خواہ مخواہ حسب قول ایسے معزز مہرباں پادری صاحب کے کہنا پڑا بھلا ایسا بے ٹھکانہ ایمان خود اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے۔ کبھی نہیں ہرگز نہیں اس لئے ہند و بھائیو۔ اے مشن سکول کے طالب علموں۔ اے نو مسیحیو غافل مت رہو غفلت سے بیدار ہو کر سوچو۔ بچارو۔ راستی پر عمل کرو۔

لکچر نمبر ۴ کا جواب

اس لکچر نمبر ۴ میں پادری صاحب نے ویدوں میں ایشور گیان کو تلاش کیا ہے یا یوں سمجھئے کہ ویدوں کے ایشور کرت ہونے پر اعتراض کئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے یہ دو اصول ہیں۔

۱۔ آیا وید الہامی اور انادی ہیں یا نہیں

۲۔ آیا وید پرمیشور کا گیان ہیں یا نہیں

ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اسی قاعدہ کے مطابق ان کے اعتراضات کو سوچیں اور جو صحیح ہوں اسے قبول کریں اور نامعقول کو فضول ثابت کر کے ردی میں پھینک دیں جس طرح ہم ویدوں کو الہامی مانتے ہیں اس کو ہم پادری صاحب کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ "آریہ لوگ ویدوں کا الہامی ہونا اس طرح نہیں مانتے جیسا کہ اور کتب مقدسہ الہامی مانے جاتے ہیں۔ وید بقول آریہ پرمیشور کا گیان ہیں اس سے صاف روشن ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہ تھا کہ جس میں وہ گیان سے خالی تھا۔ اس لئے اس سے تو یہی نتیجہ نکلیگا۔ کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا جس میں وہ موجود نہ ہوں" یہ قول اور فرمانا آپ کا بالکل ٹھیک ہے اور ہم اسی طرح مانتے ہیں مگر ایک خاص بات یہاں جتلانی ضروری ہے یعنی وید کس کا نام ہے۔

واضح ہو کہ وید نام گیان کا ہے۔ کاغذ۔ سیاہی۔ حروف کا نہیں اور نہ جلد کا چونکہ گیان ان علامات سے غیر ہے۔ بنابراں وید بھی ان سے جدا ہے۔ اور وہ کیا ہے صرف گیان یعنی جو وید میں گیان ہے وہ انادی ہے اور کاغذ تحریر قلم و دوات سیاہی وغیرہ سب مساوی ہیں۔ پس اس گیان روپ وید کا اچھا ادی کال سے اس اکال کے پاس ہے) اس سرشٹی کی آغاز میں بموجب انصاف قدیم کے سب ادھیکاری پرماتمانے سری اگنی سری وایو سری آدت ستری انگرہ جی چار رشیوں کے انتہ کرن میں بلحاظ سرب ویاپک ہونے کے خود نہ کسی جبرئیل یا گبرئیل کی معرفت پرکاشت کیا۔ اور انہیں کے ذریعہ دنیا کا پرکاش جگت میں ہوا اور ست دھرم پھیلا۔

اس لکچر کا دو حصوں میں جواب دیتے ہیں اول میں آپ کے اعتراض جواب با صواب دوسرے میں ویدوں کے الہامی ہونے کے ثبوت۔

حصہ اوّل

پادری۔ ۵۔ سوجی کی شہادت پر پہلے لکچر میں کافی طور پر بحث ہو چکی ہے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے۔ کہ اس کی شہادت قابل اعتبار نہیں۔

آریہ۔ سوجی بابت آپ کے تمام اعتراض اچھی طرح جواب میں رد ہو چکے ہیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آپ کی تحقیقات ناکام ہی نہیں بلکہ سراسر خام ہے۔ اسواسطے سو کا دعویٰ اور شہادت ہر طرح قابل اعتبار ہے۔

پادری ۷۔ سے ۱۲۔ ویدوں میں بہت سے فقرات ایسے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ رشیوں نے اپنے آپ کو ان منتروں کا مصنف قرار دیا ہے اور کہیں بھی انہوں نے کسی قسم کی تائید آسمانی یا الہامی کا اقرار نہیں کیا ہے۔ علاوہ ازیں رشیوں نے تین مختلف اور مترادف الفاظ منتر ساما۔ منتر کھرما منتہ پیدا کرنا جن کا مادی سنسکرت زبان میں کرنے بمعنے بنانا۔ ٹکس گھڑنا اور جن پیدا کرنا ہے) سے ان منتروں کے مصنف ہونے کا دعوے ثابت کیا ہے وہ فقرات ذیل میں ہیں۔ (چنانچہ یہاں پر سب سے تقریباً ۷۴ منتروں کے نمبر اس کے ثبوت میں پیش کئے ہیں+

آریہ۔ پادری صاحب نے ان تمام طول طویل حوالوں سے یہ جتلایا ہے کہ کہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ رشی وید کے مصنف ہیں اور اسی واسطے انہوں نے ۷۴ صفحہ بلا ثبوت اصلی منتروں کے صرف نمبروں سے بھر دئیے مگر یہ بات سراپا اُن کے منشا کے خلاف ہے ہم نے اس خیال سے کہ شاید کسی منتر میں خدانخواستہ پادری صاحب کے دعوے کا ثبوت نکل آوے اور پادری صاحب سچے ہو جاویں تو اُن کی محنت رائیگاں نہ جائے مگر ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ وہ ہمارا خیال سراسر باطل نکلا اور ساتھ ہی پادری صاحب کا دعوے بھی ناکارہ ہو گیا۔ اس پڑتال میں ہمارے ۱۰۔ ۱۲ روز خرچ ہوئے مگر بے فائدہ۔ کہیں سے بھی رشیوں کا منتروں کا کرتا ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ کسی رشی کا نام بھی وید سے نہ نکلا۔ بلکہ کوئی اور ایسا ہی شدو بد بھی نہیں۔ پس ہمیں کہنا پڑا کہ پادری صاحب نے صریحاً ان حوالجات میں غلطی کی۔ یا کسی خود غرض نے انہیں دھوکا دیا+

پادری ۱۳۔ سانکھیہ درشن سوترہ ۴۵ میں لکھا ہے۔ وید وں کے انادی ہونیکا اقرار نہیں ہو سکتا۔

آریہ۔ حضرت آپ اکثر غلط حوالے دیا کرتے ہیں۔ شاید مطلب یہ ہوتا ہوگا کہ کسی طرح تلاش کرنے میں آریوں کو تکلیف ہو۔ مگر آریہ بھی بار بار ہم کی کرپا سے آپ کے داؤ میں آنے کے نہیں وہ اس تکلیف کو عین راحت سمجھتے ہیں جناب من یہ سوترہ ۴۵ سانکھیہ درشن کے ادھیا ۵ کا ہے۔ مگر وہ سوال ہے اس کا جواب اسی ادھیا کے سوترہ ۵۱ میں موجود ہے+

ویدوں چونکہ پرماتما کی سوبھاوک شکتی سے پرکاش ہوئے ہیں۔ اور وہ سوبھاوک شکتی پرماتما کی انادی ہے۔ اس واسطے وید انادی اور سوتہ پرمان ہیں۔ کسی اور پرمان کے محتاج نہیں۔ آئندہ ذرا دیکھ بھال کر اعتراض کیا کرو۔ ع

شتابدکہ ملیگ ہفتہ ماسد

آپ ایسی بیہودہ امید آریہ رشیوں سے ہرگز ہرگز نہ رکھنا

پادری ۱۳۔ خود اپنی کتابوں سے بہت سی ایسی آیتیں ملتی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بناوٹی ہیں۔ ان آیتوں کا جنکا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ ذیل کی آیت ایک نمونہ ہے+

اس (پرجاپتی) نے تپسیا کی اس سے جب وہ اس طرح تپسیا کر چکا تو تین وید اتپن ہوئے (ستپتہ برہمنا ۲۔ ۵۔ ۸)

آریہ۔ جو حوالہ آپنے دیا میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح آپ کے مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ پرجاپتی پرمیشور کا نام ہے جس لفظ کا آپ غلطی سے تپسیا ارتھ کرتے ہیں اس کا ارتھ گیان شکتی کا پرکاش ہے مطلب ارتھ یہ ہوا پرمیشور نے جب آغاز دنیا میں اپنی گیان شکتی کا پرکاش کیا اس سے چار وید ظاہر ہوئے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ کے آتماؤں میں آپنے حوالہ صحیح نہیں دیا۔ یہ ۱۱ کانڈ کا برہمن ہے ۲۰ کانڈ کا نہیں۔ بلکہ شت پتھ میں کوئی ۲۰ کانڈ ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں کل ۱۴ کانڈ ہیں کسی نے سچ کہا ہے لیاقت سما ارکاف قابل معلوم شد+

اس کے ساتھ ہی شت پتھ برہمن کا کانڈ ۱۴۔ الو ۵ بھی مطالعہ میں لائیے جو ثبوت آپنے آریوں کو دھوکا دینے کے واسطے یا عیسائیوں میں نام پیدا کرنے کے واسطے یا سرکاری تنخواہ کے واسطے شت پتھ برہمن کا دیا ہے۔ اور جس کا ارتھ اپنے صفحہ ۱۳ پر نہایت بگاڑ کر لکھا ہے۔ یہ تو سری سوامی جی مہاراج نے وید بھاش بھومکا کے صفحہ ۱۶ پر ویدک الہام کے ثبوت میں دیا ہے گستاخی معاف آئندہ اس قسم کی کارستانی سے باز آئیے+

پادری۔ ویدوں کے انادی ہونے پر دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ ان میں بہت سی مختلف تواریخی زمانہ کے آدمیوں کا ذکر ہے۔ اور چونکہ ویدوں میں اُن آدمیوں کے نام مندرج ہیں تو صاف روشن ہے کہ وید انادی کیونکر ہو سکتے ہیں بہت سے واقعات جو فی الحقیقت عین وقت پر تواریخی زمانہ کے آدمیوں کے ساتھ گزرے۔ روزمرہ کے عام معاملات کی طرح قلمبند ہیں۔ اگر وید انادی ہیں تو یہ تمام باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں+

آریہ۔ وید میں نہ تو کسی تواریخی واقعہ کا بیان ہے۔ اور نہ کسی خاص راجہ کا نام و نشان نہ وید تواریخ ہے۔ اور نہ تاریخی زمانہ سے اس کا بلحاظ واقعات کے کچھ تعلق ہے۔ پادری صاحب کا دعوے خود ان کے بیان سے مردود ہے کہ انہوں نے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ہر ایک آریہ ممبر کا دعوے ہے۔ کہ وید میں کسی آدمی کا خصوصاً نام نہیں ہے۔ اور نہ وید کا تاریخ سے کچھ تعلق ہے۔ اسی واسطے وید انادی ہیں اور بلحاظ تاریخ کے سب سے قدیم۔ اگر دنیا میں کوئی مرد میدان ہے تو اس کی تردید کرے۔ اور ثابت کر دکھلائے ورنہ دست بمنہ رسد انگور ترش ہست کی کہاوت مخالفوں کے حق میں موزوں رہیگی+

پادری ۱۵۔ نیا درشن میں گوتم جی اس مسئلہ پر یوں بحث کرتے ہیں۔ نیائے سوتر ادھیا ۲۔ ۱۳ شبد انادی نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو اسکا آغاز یعنے مصدر ہے دوم وہ حس سے محسوس ہو سکتا ہے۔ سوم وہ بناوٹی کہا گیا ہے۔ اگلے سوتروں میں وہ ان دلائل کو جو صحیح ثابت کرتے ہیں۔ جن کو ان کے جاننے کا شوق ہے۔ انہیں خود مطالعہ کر سکتا ہے۔ سوترا ۳۰ وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ اچارن سے پہلے محسوس نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے ہے کہ ہمکو کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی۔ جو اس کو روکتی ہے اگر شبد انادی ہے تو وہ اپنے اچارن سے پہلے بھی معلوم ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بذریعہ ہوا کانوں میں آتا ہے۔ ۱۹ سے ۱۲۲ تک سوتروں میں بدلایل عمدہ اس کی تردید ہے۔

وہ نتیجہ جو گوتم جی ستر ۶۸ سے نکالتے ہیں۔ یہہ ہے کہ وید انادی نہیں۔ لیکن ان کا ماننا ضروری فرض ہے۔ کیونکہ ایک دانا نے انہیں بنایا ہے۔

آریہ۔ پادری صاحب آپ کی عبارت ایسی خبط ہے کہ اس سے کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جب سوترا ۶ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں تو وہ پہلی عبارت کس نے سوتر کا ترجمہ کر رہا ہے۔ سوتر ۶۰ میں سرکہاں سے آ گئے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو سوتر اور منتروں کی بھی تمیز نہیں نیا سوتر کا دوسرا ادھیا اور پہلا انک سوتر ۶۹ پر ختم ہو گیا پھر آپ نے یہہ کہاں سے لکھا ہے کہ دوسرا ۶ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ وید انادی نہیں کیونکہ اس میں ۶۸ کا کوئی سوتر ۶۸ بھی نہیں اب ہم اسی ادھیا کے سوتر ۶۷ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ سانکھیہ میں

سوتر ۶۷ - ادھیا انک ا

मन्त्रायुर्वेद प्रामाण्य वच्च

तत्प्रामाण्यमाप्त प्रामाण्यात १०२-अ०१ सू ६७ ॥

ترجمہ۔ وید سرب جگت اتنا دک ست سوروپ گیان مے کے گیان سے ہیں جیسے ان سے الجھ کیا ہوا الیور وید مرض کو دور کرتا ہے اور بیشک ہے کیسی کو اس کی صحت سے انکار نہیں۔ ویسے وید مقدس جو اسوری ساتن اور ست گیان ہیں۔ سبکو مانتے لوگ ہے۔ کیونکہ دانا نے کل نے انہیں پرکاش کیا ہے اب دیکھئے اسی طرح حضرت آپکے تمام حوالے بے بنیاد ہیں۔

پادری - ۶ - اسی طرح سانکھیہ درشن ۵۷ - اور اگلے سوتر میں کپلا جی شبد انادی ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ صریح مناوٹی معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر نتیجہ نکالتے ہیں کہ ویدوں کے انادی ہونے کا دعوے بالکل ناممکن ہے (سوتر ۵۸)

آریہ۔ یہاں بھی آپ کی منطق دانی کا نمونہ ہے۔ بھلا سوتر ۵۷ کا نتیجہ سوتر ۵۸ میں کس طرح نکل سکتا ہے۔ سبب نہ تحریر کرنے کسی حوالہ کے ہم کو سانکھیہ درشن سارا پڑتال کرنا پڑا بعد تحقیقات بسیار معلوم ہوا کہ یہہ آپکی غلطی یا تجویب اور سیا کے نہ سمجھنے سے ہے۔ پس ہم تمام متعلقہ سوتر یہاں درج کرتے ہیں +

कनित्यत्वं वेदानां कार्य्यत्वश्रुते । अ० ५ सू० ४५

निजशक्त्यभिव्यक्तेः स्वतः प्रामाण्यम अ० ५ सू०

ترجمہ۔ سانکھیہ درشن ادھیاہ سوتر ۵۴ سے ۵۱

نمبر ۵۴ - ویدوں کو نتیا نہیں ہے۔ کاریہ ہونے سے (یہہ سوتر سوال ہے) اس سے شروع ہو کر سوتر ۵۰ تک رد و قدح کرتے ہوئے کپل جی مہاراج سوتر نمبر ۵۱ میں صاف و صحیح طور پر فرماتے ہیں۔

نمبر ۵۱ - یہ میشور کی سوبھاوک گیان شکتی سے پرکاشک ہونے کے سبب وید سوتر پرمان۔ اور نت یعنی انادی ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کا گیان انادی ہے۔ اور وہ سرب کال سے۔ ریشکی مان ہے۔

آگے چلکر ایک اور بحث شروع کرتے ہیں۔ سوتر ۵۸ سے ۵۹ تک

प्रतीत्य प्रतीतिभ्याम् न स्फोटकात्मकः शब्दः सू० ५६ ॥ पूर्वसिद्ध सत्वस्याभिव्यक्ति दीपेनेव घटस्य अ० ५ सू० ५ ॥

ترجمہ۔ نمبر ۵۷ - یہہ سوتر پرشن ہے انکا جو سپھوٹک کو شبد مانتے ہیں شبد کا گیان ہونے اور نہ ہونے سے کہ وہ سپھوٹ آتمک نہیں ہے +

اسی طرح رد و قدح کرکے سوتر ۵۹ میں اس کا جواب دیتے ہیں۔ نمبر ۵۹ شبد کاریہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا پرکاش ہوتا ہے۔ جیسے چراغ سے گھڑا یعنی چراغ گھڑے کی اونچی نہیں کرتا بلکہ پرکاش ہی شبد نت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپکے تمام اعتراض بے بنیاد ہیں +

پادری - ۱۶ - یہہ شبد بقول آریہ پرمیشور سے آیا ہے۔ لیکن اس کی ٹری سد منوجی اس کو ناپاک ٹھہراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی آدمی رگوید یا یجروید نہ پڑھے جبکہ شام وید کا آواز اس کے کان میں پڑتی ہو۔ بعد ازاں کہ اس لئے اس وید کا خاتمہ یا ایک اثر نیا کا ٹکڑہ لیا ہے۔ اس کا شبد ناپاک ہے منو ۴ - ۱۲۳

آریہ۔ اس بات کی ہم نہیں بلکہ خود منوسمرتی تردید کرتی ہے +

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यके। नानुरोधो स्त्यनध्याये होममन्त्रेषु चैव हि म० अ० २श्लो० १०५

ترجمہ۔ وید کے پڑھنے پڑھانے۔ سندھیا۔ اپاسن آدی یگ مہا کرم کے کرنے اور ہوم منتروں میں اندھیائے وسے یعنی تعطیل انوردوہ اگرہ کبھی نہیں چاہئے۔

پس وہ شلوک پرکشیپت ہے۔ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ وہ ویدک دھرم کے بالکل خلاف ہے۔ شاستر کیا دیتے ہیں۔ वेदानधीत्य म घा य तताम् ।

یعنی ویدوں کو نت پڑھے کبھی نیاگن نہیں ہے۔ پر ہم کسی کی بات نہیں مان سکتے علاوہ براں یہہ شلوک ۱۲۳ انہیں بلکہ ۱۲۴ ہیں +

پادری ۱۹ - چاروں ویدوں میں پیشگوئی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ بلکہ کوئی ایسا ذکر بھی نہیں ملتا جس کو استقبال سے کچھ مس ہو۔

آریہ۔ یہ قول آپکا درست ہے۔ کسی آریہ کو اس سے انکار نہیں بیشک وید کو پیشگوئی کا گمان ہے۔ اس میں پرانی نام کو نہیں۔ بلکہ برا بہتان۔ نہ اور نہ ان سے کوئی پوری ہوئی نہ ہوگی۔ اور نہ وقت پر لکھی گئی۔ ورنہ سچ جیسے پیشگوئی کرنے والے آج کل ہزاروں رمال وغیرہ ہیں۔ اور بٹالہ شریف میں ایسے لوگوں کا ایک محلہ آباد ہے۔ جتنی چاہے پیشگوئیاں کرا لو۔ دانا نے سچ کہا ہے۔ ؎

چوں غرض آید ہنر پوشیدہ شد

افسوس آپ لوگ ان باتوں کو جو صریح دھوکہ دینے والی۔ بناوٹی۔ ابالوں کے پھیلانے والی محض بے سروپا بے اعتبار ہیں۔ ان کو بھی ایمان کی بنیاد راستی کی وجہ جانتے ہو جو سراپا محال ہے

پادری - ۲۰ و ۲۱ - پرمیشور اس انادی گیان کی چند ایسی شکتیں ہیں جن کا خطاب کھی لگائے۔ اور تاتیں کی طرف ہے۔ اور جن میں ایک ناری ہوئے قمار مانکی بواسیری کا ذکر ہے۔ تو یہ بے معنے ہزلیات ہیں جن کا نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے بیچارہ گو اکمل کی سرس (ڈھیلی جوتی) پہنے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے اور آسیس دے رہا ہے جناب مہربانی کرکے بلا لیئے کرسے چاند کے دن ملاقات سے کیا فائدہ ہے،، اس قربانی پر کاش موجود ہیں کائیں کیکاش کے درمیان کیا کر رہی ہیں،، ہم حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ جملات مذکورۃ الصدر میں وہ کونسی بات ہے جس کو پرمیشور کے گیان کا ظہور سمجھنا چاہئے

آریہ۔ حضرت آپنے کوئی ثبوت یا حوالہ یا نمبر یا نشان کسی وید منتر کا نہیں دیا کہاں تلاش کریں۔ اور کس پادری صاحب سے پوچھیں۔ یا کس کے جا گھر کے

کمرے میں ان چیزوں کی جستجو کریں۔ ہمارا قیاس تو یہ کہتا ہے کہ اس جگہ آپ نے ایسی بے علمی کا خود اقبال کیا۔ اور اعتراض کا موقعہ نہ دیکھ کر صرف بیہودہ گوئی اور تراش خراشی کا استعمال کیا۔ کہاں وید مقدس اور کہاں یہ سب ہزلیات۔ وید ان فضولیات سے مبرا ہے اور اگر تلاش کرنا چاہو تو بائبل کا مطیع ان فعلوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر یہ بات مانگو تو غزل الغزلات یا امثال الغزلیات کو مطالعہ میں لاؤ اور خدا کے مقرب اور معظم اور مقدس داؤد جی کی فحش حرکت (جس کا ایسا ہونے پر مسیح کو فخر ہے) جو اوریا کی جورو مسماۃ بتشبع کے ساتھ عمل میں آئی دھیان لگاؤ (سموئیل ۲۔ باب آیت) اگر درحالیکہ ست ہمیں اشارہ بس ہے ✤

پہلا حصہ جس میں آپ کے اعتراضوں کا جواب ہے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم ویدوں کے الہامی ہونے کا ثبوت یعنے دوسرا حصہ شروع کرتے ہیں ✤

الہام بالکسر۔ آنچہ در دل کسے انداز و خدا تعالے۔ از غیاث اللغات و منتخب ✤

پادری کلارک صاحب فرماتے ہیں "کوئی زباندان صدیئیں گذر گئیں کہ اس خیال کے پیدا کرنے کو نہیں نکلا۔ کہ عالمانہ اور عام روزمرہ کی بہت سی زبانوں کو مقابلہ کرے۔ علم سنسکرت کی تعلیم اور اظہار کے پیشتر کچھ نہیں معلوم تھا۔ اور اس نے ان کتابوں کے لئے جو کہ تیس سال ہوئے جرمنی میں ظاہر ہوئے ہیں بہت کچھ مصالحہ پیدا کیا۔ سات قسموں کے خیال کرنے میں ہم نہایت ہی شرفا سے ظاہر کرتے ہیں یعنے اس سنسکرت سے جس میں سب سے پورانے علم ہیں یہ ایک ایسی زبان ہے۔ جس میں بڑی بڑی ضخیم اور عمدہ کتابیں نظم و نثر میں ہیں۔ اور تھوڑے عرصہ سے یوروپ والوں کو معلوم ہوئی ہیں۔ سائنس آف لنگویج کا مطالعہ جیسا کہ اب کیا جاتا ہے بیشک ہندوستان میں انگریزی عملداری کے تسلط کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سرکاری رزیڈنٹ سر ولیم جونس نے بہت سا خزانہ اس نو پرانے علم کا جس کو کہ جرمن کی زبان والوں نے نہایت ہی عمیق تحقیقات و استقلال سے اپنی اور تمام زبانوں کے حل کر نہیں مفید بنایا تھا جمع کیا تھا۔" (دیکھو گرامی پادری صاحب موصوف صفحہ ۹ و ۱۸۶۲ء)

ایک اور فاضل محقق کہتا ہے۔ کہ جس طرح ایک علم نباتات کا جاننے والا درخت کی عمر اس کی شاخوں کی تعداد اور اس کے تنے کے گھیرے سے بتلا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک زباندان کی زبان کی عمر اس زبان کی شاخوں سے اور اس ملک کے رقبہ سے جس کہ پہلے ہی بتلا سکتا ہے۔ چونکہ اور کوئی زبان ایسی بذاتہ کامل اور شاخ در شاخ شاخوں میں مثل سنسکرت کے نہیں ہے۔ اس لئے تمام زبان دانوں کی رائے میں یہ زبان سب زبانوں سے نہایت ہی پورانی عموماً مانی گئی ہے۔" (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ صفحہ ۲۲۸ بابت ماہ اگست ۱۸۸۰ء)

الفرڈ پادری صاحب بہادر نے اپنی زبانوں کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیم یونانی انسانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا۔ اور حسب ذیل ریمارک قابل توجہ دیا ہے۔

آسمانی خدا کو یونانی لوگ زیس پیٹر کہتے ہیں۔ اور اس بات کا خیال کرنا چاہئے کہ زیڈ کی آواز کے مشابہ ہے۔ اس لئے لفظ زیس دراصل ڈیس پہنچاتا ہے اطلینی اسی خدا کو اس پیٹر یا جوپیٹر کہتے ہیں۔ اب ویدوں میں آسمانی خدا کو دیس پتی کہتے ہیں ✤

اب ہمارے خدا باپ کی اصلیت جھوٹی جو ہمہ تحقیق کا باپ ہے ظاہر ہوئی۔ بہ رعایت میں اس لئے دیتا ہوں کہ عام قائم کردہ یہ رائے جنبش کھا جاوے کہ عبرانی دفاتر خواہ ملہم ہوں یا نہ ہوں بہر نوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھے گئے ہیں۔ نہ یہ امر صحیح کہ عبرانی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں۔ اور نہ یہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اس کے جیسا کہ گولڈ ذی ہی صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ قصہ جات اخذ کئے گئے ہیں۔ اور زبان خواہ دوسرے خواہ تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔ اب اس پیدائش کی کتاب کی کیا قدر ہے جس کی آدم و حوا کے شرائط قائم کرنے کے لئے یہ سند ہے۔ کہ چند ہزار ہوئے کہ جس کی رو سے یہ تمام زندہ مخلوقات کے ہمہ تن بانی مبانی ہیں۔

پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی ویاکرن بے تعداد ہے اور لکھنے والوں کی بدھی کی قابلیت اور دلیری کی مصداق ہے اور اصلی بات یہ ہے کہ شبد ودیا (گرامر) میں آریہ لوگ۔ رومن۔ یونانی۔ اور موجودہ زمانہ کی السانی قوموں سے سب پر کار بڑھ کر ہوئے ہیں۔ ان کی ڈکشنری نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت اور بڑے شمار کے اعلے ثبوت ہیں۔" (دیکھو ہسٹری سرکال انگریزی مطبوعہ مدراس صفحہ ۵)

سو برس گذرے اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا۔ کہ سب زبانوں کی اصل سریانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی۔ تب یہی ثابت ہوا۔ کہ فارسی یونانی لاطین۔ جرمن وغیرہ زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔" (سائنس آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱۷) ایک محقق انگریز نے نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے۔ کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے۔ یونانیوں نے اپنے نحووں اور دیوتاؤں کا حال بالکل سنسکرت سے لیا ہے اور کچھ الفاظ اور طریقہ تذکیر اور تانیث بھی آریہ ورت سے اخذ کیا ہے۔" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۷۵)

سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں "کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے یونانی سے وہ زیادہ کامل ہے۔ اور لاطین سے بڑھکر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۴۴)

رومن کیتھولک فرقہ کے معزز پادری ڈبی صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہ امر علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مشرق سے ہی پھیلی ہیں۔ اور زمانہ حال کے سنسکرت دانوں کی کوشش سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخرج مشرق کی زبان (سنسکرت) ہے۔" (بائبل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک ۱۸۸۳ء) ✤

لارڈ مان بیرو صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں ایک ایسی زبان جاری ہے جو ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طور فصیح ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۵) ✤

مسٹر بل بذ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی فارسی مثلاً یونانی سے بہت مشابہت ہے اور مشابہت مصطلحات کے ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے تو اس کے ساتھ ہی وہ بھی اخذ کر لی۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصل لفظوں میں ہے۔ جیسا کہ اسمائے اعداد اور ان چیزوں کے نام جنکی

ضرورت ہر ایک قوم کو شائستگی ہونے پر ہوتی ہے"۔ (بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۴۳)

فریڈرک وان سیگل صاحب فرماتے ہیں کہ "اس میں شک نہیں۔ کہ سنسکرت یونانی۔ لاطینی جرمنی سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ آبا و اجداد سے ہے۔ کیونکہ یہی ان کا مصدر ہے جیسا کہ ثابت کرتا ہے کہ یہی ابتدائی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور دیاکرن ہی رسمی اور متقدمین کی نہایت کامل ہے۔ اس میں فلاسفی۔ سائنس ودیا۔ علم الوہیت لکھے ہوئے ہیں کہ جس کا یورپ مشکور ہے"۔ (ہسٹری آف دی ہنڈیس صفحہ ۱۲۱ و ۲۲۲)

لیب نیبر صاحب بہادر نے ثابت کر دیا ہے کہ "میں از روئے تحقیقات فریقین کے بیان کرتا ہوں کہ سب زبانوں کی اصلی ماں سنسکرت ہے اور یہی آدم مشرق سے مشرق سے مغرب کو آئے"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۵۲)

اہل جرمن میں سے پہلے بوپ صاحب نے سنسکرت کی طرف توجہ کی اور اپنی زبان میں اس کی صرف و نحو لکھی اس زمانہ ہی سے یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا۔ تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کے مذہب اور قانون۔ اور علم کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے احکام لکھے ہیں۔ وید ہی کو فلسفی اپنے مسائل کی بنیاد ٹھہراتے ہیں۔ وید ہی کو صرفی اپنے قواعد کا ماخذ بتاتے ہیں غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ (اتالیق ہیجات ۱۸۷۱ء)

واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطۂ مردم خیز ہے۔ اصل باشندے اس کے آریہ لوگ بالفعل جتنا ہندو ہی ملقب بہ ہندو ہیں۔ اور جیسا کہ یہ ملک قدیم ہے۔ ویسا ہی اس کا دھرم بھی قدیم ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں۔ کہ جس کے دیکھنے سے حال قدیم معلوم ہو سکے۔ ہاں کتب مذہبی ہیں وید البتہ قدیم اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل مذہب اور قدیم دھرم صرف اس سے دریافت ہو سکتا ہے پس سب دھرم والوں کو لازم ہے کہ وید کی طرف توجہ فرماویں۔ اور اس سے اصل مذہب کی راہ جاویں اور سمجھ لیں کہ جس طرح کسی دریا کے نکال کی جگہ معلوم کرنے کے واسطے ہمالہ ٹیلہ کا ڈھونڈنا دیکھنا ضروری ہے اسی طرح دھرم قدیم کی اصل دریافت کرنے کے واسطے وید کا مطالعہ لازم۔ لیکن بسبب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے پڑھانے اور جاننے وید سے معذور اور اصلی دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذہب کا منشا بدون وید کے جاننے کے ممکن نہیں۔ اور اگرچہ تمام۔ اور اگرچہ تمام وید مجموعہ ہدایت ہے مگر اپنشد اس کے خاصکر ہدایت سے بھرے ہیں"۔ (دیکھو برہم سماج سرسوتی وسیشٹھ کا ماہوار رسالہ بابت جولائی ۱۸۶۷ء جلد ا سلسلہ نمبر ۲ صفحہ ۳۱ و ۳۲)

ایک اور نامی مورخ فرماتے ہیں "اہل روما۔ اہل فرانس۔ انگریز یونانی جرمن ایرانی وغیرہ لوگوں کے بزرگ آریہ تھے"۔ پھر وہی مورخ فرماتا ہے "ہندسہ۔ طبعیات۔ منطق کے استاد اول بھی آریہ ہی ہیں"۔

ان مندرجہ بالا شہادتوں سے ہر ایک سمجھدار آدمی جان سکتا ہے۔ کہ سنسکرت زبان سب زبانوں سے کامل و فصیح۔ وسیع اور سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اسی بات کا گو ظاہر نہیں۔ مگر در پردہ آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ "سنسکرت ایک اور زبان سے نکلی ہے جو اس کی نسبت قدیم تھی اور جس کا نام و نشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا"۔ (صفحہ ۱۴ سطر ۸ و ۹)

پادری صاحب جس کا نام و نشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا اس کی بابت آپ کا کوئی دعوےٰ کرنا ایسی بات ہی کا اقبال کرنا نہیں ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ سب مہذب قوموں کی اصل ایک ہی قوم سے ہے اور وہی ایک ہی آریہ قوم سب سے قدیم اور مہذب اور علم دوست اور عالم ہے۔ اور ان دنوں جبکہ اور سب ملک والے جاہل تھے اسی ملک اور قوم میں الوہیت۔ علم۔ اخلاق۔ صنعت۔ حرفت۔ تہذیب۔ وغیرہ کا دور دورہ تھا کیونکہ آریوں کی ترقی کے زمانہ میں سب قومیں جاہل تھیں۔

اب مقام غور ہے۔ کہ جب آریہ ورت کی ترقی سب ملکوں سے قدیم ہے۔ اور آریہ قوم سب قوموں سے قدیم ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور وسیع اور فصیح ہے اور سنسکرت میں وید سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ اور ان کی کتابیں جنہوں نے سب قوموں سے پہلے ترقی کی۔ اور وہ ان کو الہامی مانتے ہیں۔ تو شاید ان وید ضرور الہامی ہیں۔ کیونکہ بقول تمام مورخوں کے پورانے آریہ لوگ نہایت سچے اور منصف مزاج اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔

اسی کو آپ ایک اور طرح پر بھی سوچ سکتے ہیں کہ علم بغیر تعلیم کے نہیں آتا۔ اور بغیر تعلیم اور علم کی کتاب بن نہیں سکتی۔ اور جو جیسا فاضل ہوگا۔ اس کی کتاب ایسی ہی فضیلت سے مملو ہوگی۔ توریت جن کو آپ لوگ الہامی مانتے ہیں۔ وہ اصل میں دس حکم ہیں جو استثنا کے باب ۵۔ آیت سے ۲۲ تک اور خروج باب ۲۰۔ آیت ایک سے ۱۷ تک مندرج ہیں جن کے آگے موسیٰ کہتا ہے "یہی باتیں خداوند نے پہاڑ پر آگ کے اور بدلی کے اور بڑی نہایت تاریکی کے درمیان سے تمہاری ساری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اور اس نے انکو پتھر کی دو لوحوں پر لکھا۔ اور انہیں میرے سپرد کیا"۔ مگر واضح ہو یہی دس حکم وید میں نہایت عمدگی سے باشنائے نامی حکم بہت کے موجود ہیں۔ حالانکہ وہ موسیٰ کو مسیح سے ۱۴۹۱ برس پہلے معلوم ہوئے۔ اور اسی طرح وہ حکم سوسمرتی میں اور بہت سے نہایت عمدہ طور پر ہیں۔

نمبر ۱۔ میرے حضور میرا دوسرا خدا نہ ہووے

نمبر ۲۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت نہ بنا۔ اور نہ اسے سجدہ کر

حاشیہ نمبر ۱۔ ۱؎ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ و ۵ و ۸۔ اور اتھروید کانڈ ۱۰ اپرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۲۷ و ۳۰۔ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۳۱۔ رگوید اشٹک ۲ ادھیائے ۲ ورگ ۵ منتر ۳۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۲۳۔ شت پتھ برہمن پرپاٹھک ۹ برہمن ۷ کانڈکا ۱۰

۲؎ یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۳۔ اور ادھیائے ۴۰ منتر ۸۔ اور شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴۔ منوسمرتی ادھیائے ۱ اشلوک ۷۔ کین اپنشد واک۔ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ کھنڈ پہلا۔

حاشیہ نمبر ۲۔ مگر ان دس حکموں کی جو بائبل میں ہیں تردید بھی موجود ہے

نمبر ۱ کی تردید۔ پیدائش باب پہلا آیت ۲۶۔ اور پیدائش باب ۳ آیت ۲۲۔ و پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۱ سے ۳ تک اور متی ۲۸۔ آیت ۱۹

نمبر ۲۔ کی تردید۔ خروج باب ۲۵۔ آیت ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

نمبر ۳۔ کی تردید۔ متی باب ۲۷۔ آیت ۴۶

نمبر ۴۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۱ سے ۳ تک اور گلتیوں باب ۴۔ آیت ۱۰۔ اشعیاہ کی کتاب باب ۱۔ آیت ۱۳۔

نمبر ۵۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۴۶ سے ۵۰ تک

نمبر ۶۔ کی تردید۔ خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۷ و ۲۸ و ۲۹۔ اور سلاطین ۲

باب ۱۰۔ آیت ۱۱ و ۳

نمبر ۷۔ کی تردید۔ استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱ سے ۴ تک۔ گنتی باب ۳۱۔ آیت ۱۸۔ یوشع کی کتاب باب ۱۔ آیت ۲ سے ۴ تک

نمبر ۸۔ کی تردید خروج باب ۳۔ آیت ۲۱ و ۲۲۔ اور خروج باب ۱۲ آیت ۳۵ و ۳۶۔

نمبر ۹۔ کی تردید۔ یرمیاہ کی کتاب باب ۴۔ آیت ۱۔ پولوس رسول کا دوسرا خط تسلنیکیوں کو باب ۲۔ آیت ۱۱۔ سلاطین کی پہلی کتاب ۲۲ آیت ۱۲ سے ۲۳ تک

نمبر ۱۰۔ کی تردید۔ استثنا باب ۱۲ آیت ۱ سے ۲ تک

حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۳۱۳۔ ۱ تو خداوند کا نام بیفائدہ مت لے۔ ۴ سبت کے دن کام کاج نہ کر۔ ۵۔ ۵ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر۔ ۶۔ ۶ تو خون مت کر۔ ۷۔ ۷ زنا مت کر۔ ۸۔ تو چوری مت کر۔ نمبر ۹۔ تو اپنے ہمسائے پر جھوٹی گواہی مت دے۔ نمبر ۱۰ تو اپنے ہمسایہ کی جورو یا مال کا لالچ نہ کر۔

---

۱ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۹۔ منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۹

۲ یجروید کی تیتری اپنشد انوواک ۱۱۔ اور منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۲۳۳ و ۲۴۳ و ۲۴۷ یجروید ادھیائے ۱۴۔ شت پتھ کانڈ ۳ پر پاٹھک ۵ ادھیائے ۲ برہمن ۴ کھنڈ کا ۲۰

۳ یجروید ادھیائے ۴ منتر ۴۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۰ شلوک ۶۳ اور یجروید ادھیائے منتر ا

۴ یجروید ادھیائے منتر۔ منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۵۵ و ۶۰ و ۶۱

۵ یجروید ادھیائے ۴ منتر ۴۔ منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۹۲۔ اور ادھیائے ۱۰ شلوک ۶۳

۶ یجروید ادھیائے منتر ۵۔ منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۹۲

۷ منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۹۲ یجروید ادھیائے ۴ منتر ۱

جب ویدوں شاستروں سوسمرتی وغیرہ میں اس سے بہت اعلٰی درجہ کے اخلاقی ہدایتیں اور مذہبی ارشاد موجود ہیں۔ اور یہ بھی موجود ہیں۔ تو پھر کوئی دانا کس طرح اس سے نیچی ہدایت چھوڑ کر بائبل کو الہامی مان سکتا ہے حالانکہ یہ ہر طرح ثابت ہے کہ منو تو بہت پرانا ہی ہے۔ مگر بھارت بھی توریت سے بہت قدیم ہے جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۱ میں ثابت کر چکے ہیں۔

ایک لائق محقق پادری صاحب فرماتے ہیں: "جیسے ویدوں سے سبق حاصل کیا جس کے معیار اور اق سے اُن کے ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جا سکتا ہے اور جس کے درس سے ہزاروں برس قبل اس کے کہ تھیبز یا بابلوں کا نام دنیا میں ہی رہا ہو ہر ایک نوجوان طالب علم (برہمچاری) زندگی کے اصول صحیح کرتا تھا۔ میں نے قدیم زمانہ کے شلوکوں کو جو اب بیدائش حضرت موسے وعیسے کے برہما سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے۔ سنا جیسے سوچی کی ان خواتین کے سمجھنے کی کوشش کی۔ جس کا انتظام ہزاروں برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے بخشے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت۔ برہمنوں کے ذریعہ سے انجام پایا تھا۔ جو ہسپانیہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا۔ جیسے اس ذریعہ سے تمام دنیا میں جو تصفیہ

تعلیم ہوئی دیکھی۔ میں نے ہند کے قوانین۔ اخلاق و مذہب کا اثر۔ مصر۔ فارس۔ یونان و روم میں پایا۔ جیسے وید منی ویدیاس کو سقراط۔ افلاطون کے زمانہ کے قریب پایا (دیکھو بائبل ان انڈیا انگریزی مطبوعہ نیویارک امریکہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۵)

سر ولیم جونس اپنے زمانہ میں کہتے تھے۔ کہ سنسکرت کا الفاظ نہایت قدیم ہے اور موسیٰ کے زمانہ سے پہلے ہندوستان۔ مصر۔ یونان میں مذہب یہی تھے۔ جہاں تک کہ ہندوستان مصر وغیرہ کی بابت کہا جاتا ہے جو تحقیقات سر اس۔ پی تیس۔ و صمتولیس۔ بی آر یسٹ۔ گلیڈن وغیرہ نامی گرامی محققین نے کی ہے۔ اُن سے ایشیاٹک سوسائٹی کے لایق پریذیڈنٹ کا دعوےٰ ثابت ہوتا ہے" (دیکھو جیمس کا صفحہ ۸۸ سے ۹۱ تک)

"منوسمرتی کی بابت سر ولیم جونس صاحب بہادر سابق جج سپریم کورٹ فرماتے ہیں کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر دیس تک بہ علت۔ یعنی رائج تھی۔ اور اس ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔" (دیکھو مالو دھرم سار مولفہ راجہ شیو پرشاد مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۹۰ء صفحہ ۱)

جہاں تک غور کی جاتی ہے۔ ویدوں کے حوالہ تمام کتب قدیم اور جنگ بھارت میں موجود ہیں۔ مثلاً

نمبر ۱۔ مدھ جی اپنے مدھ شاستر میں ویدوں کو اپنے سے پہلے بتلاتے ہیں (مدھ شاستر ادھیائے ۴ سوتر ۱)

نمبر ۲۔ پارسیوں کی کتاب میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو تاریخ پارسیان آباد و حسوتراں محشور آیت ۳۷)

نمبر ۴۔ ویدانت درشن میں ویدوں کے الہامی وانادی ہونیکا اسال ہے (ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۳)

۵ یوگ درشن میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو پاد ۱ سوتر ۲۶)

۳ میمانسا میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۱۸

۶ نیائے درشن میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیائے ۲۔ اہنک ۱ سوتر ۶۷

۷ سانکھیہ درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (ادھیائے ۵ سوتر ۱۵)

۸ ویشیشک درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (دیکھو ادھیائے ۱۔ اہنک ۱ سوتر ۱)

۹ رامائن میں وید کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴

۱۰ سوریہ سدھانت میں وید کا ذکر موجود ہے

۱۱ سنسکرت میں وید کا ذکر موجود ہے

۱۲ چرک وید کا ذکر موجود ہے

۱۳ منو میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔ منو ادھیائے ۲۔

۱۴ چاروں برہمنوں میں وید کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو شت پتھ کانڈ ۱۱

۱۵۔ اپنشدوں میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔ تیتری اپنشد ۷۔ انواک ۱۱

۱۶ دیگر بہت سے بیدوں کا ذکر موجود ہے۔

جب تمام آریہ رشی ویدوں کو الہامی اور انادی مانتے چلے آئے ہیں اور صرف یقینی نہیں بلکہ دلائل سے بھی اور سب میں ویدوں کا ذکر موجود ہے اور وید میں کسی کا ذکر نہیں اس لحاظ سے بھی وید قدیم اور الہامی ہیں ہر ایک انسان کو اسکا اپنا دل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح اس وقت انسان بغیر تعلیم کے ناکارہ و نادان ہے۔ اسی طرح ابتدائی آفرینش میں بھی تھا۔ اس کے بعد یہ سوال:۔

کہ کیا موسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا داؤد کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا عیسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟

پرمیشور نے آنکھوں کے واسطے روشنی۔ کھانے کے واسطے انواع واقسام کے غلے اور میوے۔ رہنے کے واسطے زمین رنگی بسر کرنے کے واسطے آب و ہوا گل گلزار امراض دور کرنے کے واسطے نباتات۔ معدنیات۔ وغیرہ پیدا کئے جو تمام جسمانی ہیں تو کیا روح کے واسطے ابتدا میں کچھ پیدا نہیں کیا
کیا جسمانی ستاستی سے روحانی ساستی افضل نہیں؟
کیا جسمانی تہذیب سے روحانی تہذیب افضل نہیں؟
کیا ڈاکٹری سے لوگ افضل نہیں؟
کیا پہلوانی سے عبادت افضل نہیں؟
کیا جسم سے روح افضل نہیں؟
کیا جسم کے واسطے خدا نے سب کچھ بنایا تو روح کے واسطے کچھ نہیں بنایا؟
اور اگر بنایا تو کیا اور کہاں؟

ان سب سوالات پر غور کرنے کے بعد خود غرضوں لالچیوں کے واسطے یقین غالب ہے کہ کسی حق پسند کو انکار نہیں ہوگا۔ کہ روح کے واسطے بھی ابتدائے آفرینش سے ہی علم یا گیان یا ہدایت کی ضرورت تھی۔ ورنہ بعد کو محض بے فائدہ تھی۔ کیونکہ ابراہیم موسیٰ کے وقت لوگ پڑھے لکھے موجود تھے۔ داؤد بھی پڑھا لکھا آدمی اور شاعر تھا تعلیم عام تھی اور وہ خود بادشاہ تھا سلیمان خود شاعر اور داؤد کا فرزند تھا عیسیٰ کے وقت بھی تعلیم عام تھی وساہیں تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ نامی گرامی حکما و فضلا ہند۔ مصر۔ یونان میں موجود تھے۔ ارسطو۔ افلاطون۔ سقراط۔ زردشت۔ بالمیک۔ وششٹ۔ گوتم۔ بیاس۔ جیمنی کی تعلیم۔ ہدایات۔ اگر کوئی ذرہ بھی غور سے تعصب سے کنارہ کر کے مقابلہ کرے۔ تو اسے کرمک شب تاب اور آفتاب جہانتاب کا فرق معلوم ہو۔ علاوہ بریں تمام دنیا کے موجودہ مذاہب میں مختلف طور پر جیسی عمدہ عمدہ ہدایتیں یا اوپدیش ہیں۔ وہ سب وید ہائے مقدس و شاستر ہائے متبرک میں موجود ہیں پھر ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ باوجود موجودگی آفتاب کے ان کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ ان میں امرت زہر سے ملا ہوا ہے۔ نیم حکیم خطرہ جان و نیم خدا خطرہ ایمان ہے۔ اور ان میں صرف امرت ہی ہے زہر کا نام و نشان نہیں +

خود توریت وغیرہ کو عیسائی صاحبان مسیح کی بشارتوں کے واسطے مانتے ہیں۔ زیادہ نہیں مانتے۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے "جو شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں" پھر کہتا ہے۔ "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا ہے" گلتیوں باب ۳۔ آیت ۱۰ و ۱۳۔ پھر کہتا ہے۔ "شریعت مسیح کے بجانے کو ہمارا استاد ٹھیرا۔ پھر جب ایمان آچکا تو ہم پھر استاد کے تحت نہیں رہتے" گلتیون باب ۳۔ آیت ۲۵۔

یہ تو آپ کے بھی مسلم ہے۔ کہ خدا کی ذات تغیر و تبدل سے بری ہے۔ تو پھر اس کی صفات یعنے علم یا گیان تبدیل ہو سکتا ہے؟ کیا قانون قدرت بدل سکتا ہے۔ اگر ان باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو کیا اسکو الہام بدلنے کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

ہمارا آریہ سماج اور قدیم زمانہ کے رشی منی لوگ بھی یہی مانتے ہیں کہ وید گیان

میں قانون قدرت کا ہی بیان ہے۔ کسی ملک یا قوم یا شخص کی کوئی تواریخی داستان نہیں کہ جس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ بس ایسا گیان کوئی انادی نہیں؟ اور نہ کس واسطے وہ تغیر و تبدل سے پاک نہیں؟ اور اس سے کوئی مذہب والا نفی نہیں کر سکتا۔ کہ وید کا کوئی حکم آج تک نہیں بدلا۔ اور نہ آیندہ بدلیگا کیونکہ ایشور قدرت کا مالک ہے۔ اور قدرت اس کی ملکیت ہے۔ در کامل گیان سے قوانین قدرت کی موضوعات ہے۔ اور وہی گیان وید میں ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ گیان وید ہے جیسے مصنف کے علم اور اسکی تصنیف یا تعلیم وید میں فرق نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور اور اس کے قانون قدرت اور اس کی تعلیم وید میں فرق نہیں ہوتا۔ اسواسطے آریوں کی طرف سے دعوے اظہر من الشمس ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں۔ کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہ تھا اور نہ ہوگا۔ جب میں وہ گیان سے خالی تھا۔ جس سے صاف و واضح طور پر نتیجہ ظاہر ہے کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا۔ کہ جس میں وید (گیان) موجود نہ ہو۔ بنا بران ثابت ہوا کہ وید الہامی ہیں اور انادی بھی اور یہی ہمارا دعوے تھا +

لکچر نمبر ۵ کا جواب

یہ پانچواں لکچر آپ کا خدا کی ذات کے متعلق ہے جسمیں انہوں نے تحقیقات کی ہے۔ کہ ویدوں میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے یا اس کے برخلاف نہیں۔ بیشک ہر ایک طالب حق کو حتے المقدور یہ مبارک تحقیقات کرنی چاہئے۔ اور جو کتاب ایشور کا گیان بتلا دے۔ راہ راست دکھلا دے دھوکھا سے بچا دے وہی الہامی اور سچی ہے اور وہی ایشور کا فرمان ہے اور ایسی ہی کتاب پر ایمان لانا شایان ہے۔

اس حال کو مد نظر رکھ کر ہم انصاف اور محبت سے پادری صاحب کے اعتراضوں پر خیال کرینگے اور مثل سابقہ تحقیقات کے باطل پر حق کو ہمیشہ فوقیت دینگے

پادری ۳ و ۴ ۔ آریہ لوگ مانتے ہیں۔ کہ ایک اعلےٰ ہستی ہے۔ وہ ایک ایسا خدا ہے جو اپنی مخلوقات کی خبر گیری کرتا ہے۔ ان کی حاجت بر لاتا ہے اور ہمیشہ ان پر بالتمام رحمت برساتا ہے۔ صرف وہی معبود حقیقی ہے۔ دعائیں اسی کی شان کے شایان ہیں۔ ہدایت اور دستگیری کے لئے آدمزاد کی آنکھ اسی پر لگنی چاہئے۔ اور اسی کو اپنے ایمان کی جائے قرار سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ وہی سب (جگت) کا خالق اور رب (روحوں) کا مالک ہے آجکل کے آریوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے یہ عین درست و سچا ہے۔ اس میں کوئی حرف نہیں آسکتا۔ مگر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ان کے ویدوں اور دوسری کتب مقدسہ میں تو اسکا سراغ نہیں ملتا۔

آریہ ۔ ہم آپ کے بیان سے بہت کچھ اتفاق کر کے صرف آخری فقرہ کا جواب دیتے ہیں کہ یہی ہمارا ایمان ہے اور یہی ست ودیا کی پستکوں کا فرمان۔ اگر پوچھو کہ وہ منتر کون سے ہیں تو دیکھو

آریہ بھیونے نامی پستک جس میں ایک سیکڑہ سے زیادہ منتر معہ ترجمہ کے درج ہیں۔ یہ کتاب ہر ایک آریہ سماج سے فی نسخہ ملسکتی ہے۔ ورنہ ویدک یتنترالیہ پریاگ سے منگالیں +

پادری ۵ - خدا کی ہستی پر یقین کرنے کی تعلیم کے بجائے وہ ہمہ اوست کا بیہودہ مسئلہ بڑے زور و شور سے سکھلاتے ہیں۔ یعنی ان کی تعلیم یہ ہے کہ خود خدا ہی ہر ایک شے ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کا ظہور نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں۔ جو کچھ اور موجود نظر آتا ہے وہ صرف مایا ہی ہے +

آریہ - پادری صاحب یہ بیان آپ کا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ ہم الیسا سکھلاتے ہیں۔ اور نہ ہمارا ایسا اعتقاد ہے۔ ہم ایسے ایمان کو ملعون سمجھتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ سراپا بے بنیاد باتیں آپ کس نے سنکر کس کے دم لگا رہے ہیں +

پادری ۵ - ویدوں میں ایسی آیات بھی ہیں جن میں خدا کی بابت ایک اعلےٰ خیال پایا جاتا ہے لیکن ہمہ اوست کا ناپاک مسئلہ جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ ان کو آلودگی سے مبرا نہیں ہونے دیا۔ ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ کی تعلیم اسی قسم کی ہے +

آریہ - ہم صداقت رگوید بجواب بابت رگوید میں اور نیز اسی سلسلہ میں جتلا چکے ہیں کہ ہمہ اوست کا مسئلہ ویدوں کا نہیں۔ وید سراپا اس کے مخالف ہیں اور صرف وید ہی نہیں بلکہ تمام آرش گرنتھ اس کے مخالف اور رد کرنے والے ہیں جب یہ حال تو خود آپ کے بیان سے ثابت ہے۔ کہ ویدوں میں خدا کی بابت نہایت اعلےٰ خیال پائے جاتے ہیں +

پادری ۵ سے ۷ - ہم ان کتابوں سے چند حوالجات اقتباس کریں گے۔ تاکہ ہر ایک پر روشن ہو جائے۔ کہ فی الحقیقت ان میں کس قسم کی تعلیم ہے +

نمبر ۱ - شاریرک ادھیائے ۲ پاد ۳ سوتر ۱۱

نمبر ۲ - شاریرک ادھیائے ۲ پاد ۳ سوتر ۴۱

نمبر ۳ - شاریرک ادھیائے ۲ پاد ۳ سوتر ۴۳ ادھیائے ۳ پاد ۱ سوتر ۱۳

نمبر ۴ - شاریرک ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۳

نمبر ۵ - تیتریہ برہمن منتر اول سوتر ۲۶

نمبر ۶ - تیتریہ برہمنا پتھ ۸

نمبر ۷ - شوتیا شتر منتر ۳ -

دیگر اشارات کے لئے ہم اپنے پڑھنے والوں کو لیکچر نمبر ۲ کا حوالہ دیتے ہیں۔ جہاں انکا مفصل طور پر بیان ہے +

آریہ - ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اصل سوتر تحریر کر کے ان کا صحیح ترجمہ تحریر کریں

نمبر ۱ महद्दीर्घवद्वा ह्रस्वपरिमंडलाभ्याम अ॰२ पा॰२ सू॰११ ॥

ترجمہ۔ جیسا اور دیرگھ جگت کو رہسو اور پرمیڈل پرمانوؤں سے ایشور بناتا ہے

نمبر ۲ परात्तु तच्छ्रुते अ॰२ पा॰३ सू॰४१ ॥

ترجمہ پرکرتی سے اس جگت کی بنیاد سنی جاتی ہے۔ یعنی جگت پرکرتی سے بنا ہے

نمبر ۳ अंशो नाना व्यपदेशादन्यथा चापि दाशदास कितवादित्वमधीयत एके अ॰२ पा॰३ सू॰४३ ॥

نمبر ۳ ۴ - ترجمہ۔ یہ بھی ایک رشی کا مت ہے کہ جیواتما شکتی کے تل ہے جیتن شکتی کے سبب سے۔ کیونکہ واش۔ کیتو وغیرہ لوگ برہم کو پراپت ہوئے یہ سوتر نمبر ۴۳ کا ترجمہ ہے جس کا ایسی طرح رد اسی ادھیائے کے اسی پاد کے سوتر ۴۶ میں موجود ہے۔ اور سوتر ۱۳ نمبر یہ سراپا آپ کے مخالف ہے۔ کیونکہ اس میں یہ لکھا ہے کہ اگر جیو برہم ہو جاویگا۔ تو برہم کو بھوگتا کا الزام لگیگا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ بات عام طور پر ظاہر ہے کہ برہم کرموں کے پھل بھوگنے سے جدا ہے اور جیو پھل بھوگتا ہے +

نمبر ۴ - یعنے سوتر ۱۔ ادھیائے میں ظاہر کیا ہے کہ جو کو برہم پرماتما کی جگیاسا (تلاش) ہو یعنے جو حق کا طالب ہو۔ وہ اس گرنتھ کا مطالعہ کرے۔ اور پھر اسی پاد کے سوتر ۲ و ۳ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ برہم کون ہے۔ جس کے جواب میں بیاس جی نے فرمایا ہے کہ تمام جگت کے جنم و غیرہ جس کی آگیا سے ہوئے ہیں۔ جو سب جگت کو پرکرتی سے پیدا کرنیوالا ہے۔ علاوہ بریں رگ۔ یجر۔ سام۔ اور اتھرو ویدوں کا گیان داتا پرکاش کرتا سرب ودیا پور سچد انند سروپ ہے وہی برہم ہے۔ کیونکہ نہ تو جگت کی اوتپتی خود بخود ہو سکتی ہے۔ اور نہ بغیر ویدوں کے کسی جیو کو گیان ہو سکتا ہے ابتدا میں چونکہ تمام انسان جاہل تھے۔ بنابراں ہمیشہ ہی نوع انسان کے گیان کے واسطے وید مصدر کا گیان اسی پرمیشور سے ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ کیونکہ ایسے کامل سب ودیاؤں کی پستک سوائے کسی کامل گیان (عقل کل) کے نہیں ہو سکتی پس وہ سرب گیان پرم دھرم ہے +

نمبر ۵ - اتیری برہمن کا کوئی حوالہ آپنے نہیں دیا۔ اور نہ تلاش کرنے سے کوئی پتہ ملا۔

نمبر ۶ - تیتری برہمن اول تو غیر مستند ہے۔ دوم آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ پھر ہم کہاں تلاش کریں +

نمبر ۷ - شوتیا شتر غیر مستند ہے (دیکھو لیکچر نمبر ۱ کا جواب صفحہ ۳ کا حاشیہ) اور اس کا بھی کوئی ٹھیک حوالہ نہیں دیا۔ ہم بھی آپکے لیکچر نمبر ۲ کا جواب باصواب اپنے لیکچر نمبر ۳ میں تحریر کر چکے ہیں ۱

آپنے صفحہ ۸ سے ۱۰ تک یہی عبارت درج کی ہے۔ جو لیکچر نمبر ۲ میں صفحہ ۱۰ سے ۱۳۔ اور لیکچر نمبر ۳ میں صفحہ ۳ و ۴ پر لکھی ہے بنابراں اس کا جواب فضول سمجھ کر ناظرین کو جواب لیکچر نمبر ۲ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور اگر زیادہ دیکھنا چاہو تو دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۰ سے ۲۹۹ تک مطبوعہ بار سوم +

پادری ۱۱ - ہم حسب معمول ویدوں اور ان کتابوں کے جن کو سوامی دیانند جی نے سچی تسلیم کر لیا ہے (دیکھو لیکچر نمبر ۱) کے حوالجات کے احاطہ سے باہر نہیں نکلے ہیں +

ہم اپنے پڑھنے والوں کو پھر یاد دلاتے ہیں۔ کہ جیسا ہم نے لیکچر نمبر اول میں کہا ہے کہ سوامی دیانند جی گیارہ اپنشد اور چھ درشنوں کو ویدوں کے ہم پایہ مانتے ہیں +

آریہ - آپ بالکل اپنے اقرار سے باہر ہو گئے۔ آپنے یہاں لکھنے کے بعد پھر نہیں دیکھا وہاں دس اوپنشد ہیں (دیکھو لیکچر نمبر ۱ صفحہ ۷ سطر ۹ و ۱۰) علاوہ بریں ہم آپ کے بہت سے بیجا حوالے رد کر چکے ہیں۔ (دیکھو جواب نمبر ۱ سے ۴ تک)

پادری ۱۱ - آریوں کا یہ بھی دعوےٰ ہے کہ یہ کتابیں (مراد چھ درشنوں سے ہے) ایک دوسرے سے بالکل متفق ہیں۔ فقط متفق ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کو منور و مشرح کرتی ہیں۔ مثلاً ویشیشک درشن میں اسبار کی ہیئت نیاؤ درشن میں ان کی تفاوت۔ سانکھیہ میں ان کے اصل اور تحلیل میں ان کتب

کی تعلیم سمجھ کی بات لکھا ہے جیمنی میں ایمان اور ایمانداروں کا ذکر ہے۔ اور ویدانت درشن میں نجات اور نجات حاصل کرنے کے لئے طریقہ کا بیان ہے۔ یہہ سوامی دیانند جی کا عقیدہ ہے۔ اگر سچ ہے اختلاف تو در کنار ایک کتاب کے نہ ہونے سے باقیوں کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ جیسا کہ اتصل بغیر جانی کے کسی کام کا نہیں ٭

آریہ۔ یہاں بھی آپ نے غلطی کی۔ سوامی جی کا عقیدہ ایسا نہیں۔ بلکہ ایسا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۰ بار سوم سطر ۲۱ سے ۳۴ تک

سوال :۔ جیسا سیتاست اور دو سرگرہموں کا پرسپر ورودھ ہے۔ ویسے ہی ان شاستروں میں ہے۔

جواب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ورودھ کس کو کہتے ہیں، کیا کہتے ہیں۔ کیا ایک وشہ میں انیکوں نہیں (جدا جدا) وشیوں میں۔

سوال۔ ایک وشے میں انیکوں کا پرسپر ورودھ کتھن ہو اسکو ورودھ کہتے ہیں۔ یہاں بھی سرشٹی ایک ہی وشہ ہے۔

جواب۔ کیا ودیا ایک ہے یا دو۔ اگر ایک ہے تو ویاکرن۔ ویدک۔ جوتش وغیرہ کا جدا جدا وشے کیوں ہے۔ جیسے ایک ودیا میں انیک ودیا کے اووں کے ایک دوسرے سے (جدا) پرتپادن ہوتا ہے۔ ویسے ہی سرشٹی ودیا کے بھن بھن چھ اووں کا شاستروں میں پرتپادن کرنے سے ان میں کچھ بھی ورودھ نہیں۔ جیسے گھوڑے کے بنانے میں۔ کرم۔ سمے۔ مٹی۔ وچار۔ سیوگ دیوگ آدمی کا پورشارتھ۔ پرکرتی کے گن۔ اور کمہار کارن ہے۔ ویسے ہی سرشٹی کا جو کرم کارن ہے۔ اس کی ویاکھیا۔ میمانسا سے کی ویاکھیا۔ ویشیشک میں اپادان کارن کی ویاکھیا۔ نیائے میں پورشارتھ کی ویاکھیا یوگ میں۔ تتوں کے انوکرم پرگنتی کی ویاکھیا سانکھیہ میں اور نمت کارن جو پرمیشور ہے اس کی ویاکھیا ویدانت شاستر میں ہے۔ اس سے کچھ بھی ورودھ نہیں۔ ایسا ہی سب ہے۔ کہ کوئی شخص کسی شاستر کو پڑھے بغیر نہیں سمجھتا۔ جو ایک ہے وہ لوگ نہیں جانتا۔ اور جو حرف لوگی ہے وہ سانکھیہ۔ نہیں جانتا جو سانکھیہ کا ہے وہ ویدانت نہیں جانتا۔ اور صرف ویدانت کے جاننے والا ما رو میمانسک دو رشا ستروں سے محروم ہے اگر اصول تمہارا ایسے نہیں ہیں۔ تو ایک جاننے سے بقیہ پانچوں کا عالم ہو جانا ممکن ہے۔ حالانکہ سرزبانا ممکن ہے۔ صفحہ ۲۰۰ سابیر کوئی نظیر نہیں۔ اس واسطے آپ کے الزام تمام و ناکام ہیں ٭

پادری ۱۲۔ یہہ شاستر آپس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ شاریرک ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۵۔ ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ میں سانکھیہ درشن کے ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۳۔ ۱۰۔ ۱۷ میں۔ ویشیشک کی اور ۱۷ و ۳۲ میں نیائے درشن کے ادھیائے ۲ پاد کے اور سوتروں میں جینی کا خوب جھگڑا اڑایا ہے۔

آریہ۔ ہم اسکے جواب میں بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اصل سوتر تحریر کر کے آپ کے اعتراض کی اصلیت ظاہر کریں

مثلاً

इक्षते र्नाशब्दं अ०१ पा०१ सू०५ ॥

रचनानुपपत्ते श्च नानुमानम अ०२ पा०२ सू०१ ॥

उभयथापि न कर्मात स्तदभाव अ०२ पा०२ सू०१३ ।

अपरिग्रहाच्चात्यन्तमनपेक्षा अ०२ पा०२ सू०१७ ॥

नैकस्मिन्नसम्भवात अ०२ पा०२ सू०३३ ॥

یہہ مندرجہ بالا تمام سوتر ہیں بتلاؤ ان میں سانکھیہ ویشیشک اور نیائے کا کہاں ذکر ہے ٭

پادری ۱۲۔ علاوہ ازیں دیکھا جاتا ہے کہ ان کتابوں کے مصنف ایک دوسری کو خوب گالی گلوچ دیتے ہیں مثلاً نیائے ویدانت درشن کو کفر کی کتاب کہتا ہے ویدانت اس کے جواب میں نیائے کو کتے کے نام سے پکارتا ہے سانکھیہ ان دونوں کو ملعون بتلاتا ہے۔ اور تپنجلی ان تینوں کو نفسانی اور بیہودہ کتابیں قرار دیتا ہے

آریہ۔ جناب یہہ سراسر بے معنی اور فضول آپکی طبعزاد گالیاں ہیں ؎

خوں حجت نماند جفا جوئے را ٭ بہ پرخاش در ہم کشد روئے را

تمام نیائے درشن میں ویدانت درشن کا ذکر یا نام و نشان نہیں کیونکہ وہ اس سے ہزاروں برس پہلے کا تصنیف ہے۔ اور سانکھیہ میں ان کا بیان نہیں جب بیاس تپنجلی کے بعد ہوئے (دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۱۵) جس کا آپ کو خود بھی اقبال ہے۔ تو تپنجلی ان کو کس طرح خدانخواستہ گالیاں دے سکتے ہیں۔ اور کیا آریہ رشیوں سے ایسا ہونا ممکن ہے چونکہ آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ صرف بائبل کے مکاشفات کی طرح لایعنی گپ ہانک دی۔ پس ہم کسی طرح نہیں مان سکتے۔ بلکہ سراپا اپریل فول سمجھتے ہیں۔ اگر سچے ہو تو ہماری طرح ثبوت دو۔ ورنہ ایسی فضولیات سے آپ کے حق میں خاموشی بہتر ہے ٭

پادری ۱۴۔ سانکھیہ درشن کے ٹیکا کے وگیان بھکشو نے ذیل کی حکایت شیوجی مہاراج کی مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ دھرم مختلف روپ دھر کر انکو مختلف فتوے مختلف طرح سے گھڑتا رہا) اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ رشیوں کا ایک دوسرے کی تصنیف کی بابت کسطرح کا خیال ہوتا تھا ٭

آریہ۔ آپ پھر کہیں گے اور گپ ماریں گے۔ کہ ہم سوامی دیانند جی کی مسلمہ کتب کے حوالہ سے باہر نہیں نکلے۔ دیکھو سوامی جی نے سانکھیہ درشن پر بھاگوت بھاش مانا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۲) اور وگیان بھکشو تو آجکل کا ایک نو مسلم ودانتی گذرا ہے۔ دوسرا کیا وہ تو ہ سو برس سے بعد پیچھے ہے۔ اور وہ کوئی رشی منی نہیں۔ بلکہ ایک نام مانگی تھا یہہ حکایت بیشک اسنے لکھی ہے۔ مگر سانکھیہ درشن کے سوتر کا ارتھ نہیں۔ بلکہ اسی ٹیکا والے نے پدم پوران کا (دیکھو صفحہ ۷ مطبوعہ کلکتہ) ایک قصہ مسخری کے طور پر دنیا کے سب شاستروں پر اپنے دیباچہ میں لکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ بد معاشوں نے نہیں بلکہ خود شیوجی بھولے مہادیو بھنگ یا چرس یا دھتورے کی ترنگ میں یہہ تمام سرارتیں کرتے رہے۔ جیسے آجکل کے بھنگی چرسی نشہ استعمال کرتے وقت شیوجی کو پکارا کرتے ہیں۔ وہی حال وگیان بھکشو کی اس حکایت سے ہے۔ کسی وید کسی شاستر کسی اپنشد یا برہمن کا وہ واک نہیں۔ اور نہ کسی میں وہ حکایت ہے۔ بلکہ پدم پوران میں وہ حکایت دیمی واہیات ہے ہم اسکو بائبل کی ہر بات کی طرح غیر مستند مانتے ہیں ٭

پادری ۱۵۔ دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال کے آریہ لوگ تین چیز و نکو انادی اور غیر مخلوق مانتے ہیں۔ یعنی خدا۔ مادہ۔ آدمیوں کی روح

آریہ یہہ بات آپکی بالکل راست ہے۔ اور ہم اسکے ہر فقرہ سے اتفاق کرتے ہیں ہم لوگ اتنا ہی مانتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دھرم ہے

پادری ۱۵ سے ۳۲ صفحہ تک ایک طول طویل عبارت اس مسئلہ پر لکھی

کہ ماپا کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ حالانکہ یہہ بدھ مذہب کی تعلیم ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے آریہ دوست ہمکو بتلائیں کہ مقدس ویدوں میں مایا کے مسئلہ کی تعلیم کہاں ملتی ہے *

آریہ۔ یہہ آپکا سراپا نا راست بیان اور فضول بہتان ہے کوئی ممبر آریہ سماج مایا کو نہیں مانتا اور نہ ہی مقدس وید مایا کو مانتے ہیں۔ اور نہ سوامی جی نے اسکا کہیں اشارہ کیا ہے۔ آپنے عبث اپنا وقت ضایع کیا *

پادری۔ ۲۳۔ آریہ مت خدا کی نہایت ہی تحقیر کرتا ہے۔ آریہ خدا کی بے عزتی کرتے ہیں۔ اور ان کے بموجب روئے زمین کا تمام مسالا بھی وہی ہے۔

آریہ۔ یہہ بیان آپکا آریہ دھرم سے کسی طرح مطابق نہیں۔ ہم مادہ دنیا کو قدیم مانتے ہیں۔ اور اسکو ہمیشہ انادی زمانہ سے جگت کے پیدا کرنیکا مصالحہ پرمیشور کے قبضۂ قدرت میں جانتے ہیں۔ پس ہم نا کوئی اور آریہ بھی ایسا کبھی نہیں مانتا۔ کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز بنگیا اور دنیا کا میلہ بھی وہی ہے۔ ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے عقیدے پر اور ناستک سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو۔ ہم روحوں کو خدا نہیں مانتے ہیں۔ اور خدا کا حصہ۔ اور نہ اسی طرح پرمانوؤں کو۔ بلکہ تینوں کو جدا جدا انادی زمانہ سے مانتے ہیں۔ پرمانو جڑھ ہیں۔ مگر خدا جڑھ نہیں۔ روح الپگیہ اور دکھ سکھ کے بندھن میں ہیں۔ مگر خدا ایسا نہیں۔ وہ سروگیہ اور سچدانند ہے۔ مگر آپکی بائیبل ایسا ہی مانتی ہے *

نمبر ۱۔ "سب چیزیں اس سے (خدا سے) موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی۔ زندگی اس میں تھی وہ زندگی انسان کا نور تھی" یوحنا انجیل باب ۱۔ آیت ۳ و ۴

نمبر ۲۔ خداوند کی کلام سے آسمان بنے۔ اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے اس نے کہا اور وہ ہوگیا۔ اس نے فرمایا اور وہ برپا ہوا" زبور ۳۳۔ آیت ۶ و ۱ *

نمبر ۳۔ اس نے حکم دیا اور وے موجود ہوگئے۔ اسنے اسکو ابدی پائداری بخشی" زبور ۱۴۸۔ آیت ۵"

نمبر ۴۔ ایمان ہی کے سبب ہم جان گئے کہ عالم خدا کی کلام سے بن گئے ایسا کہ وے چیزیں جو دیکھنے میں آئیں ان چیزوں سے نہیں بنیں جو دیکھی جاتیں عبرانیوں کا خط باب ۱۱۔ آیت ۳۔

اس کے ساتھ ہی یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی آیت بھی زیر نظر رکھنی چاہیئے کہ "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا"

اب ہم وہی الفاظ جو آپنے صفحہ ۲۳ کی سطر ۲ سے ۱۹ تک ہمارے ہی نسبت غلطی سے تحریر کئے ہیں۔ بائیبل کی نظر آپکے ارپن کرتے ہیں۔ یعنے "ایسے جھوٹھے اور بیہودہ بھولے مسئلوں کے معتقد بیچارے سچائی سے صدہا کوس دور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ نیچر اپنے دل اور ضمیر کے گنہگار ہیں۔ بیچارے مرزا ورد سر لگا نادی ہونا تو کجا ابھی انہیں علم اخلاق اور مذہب کے اصولوں کی الف بے سیکھنی ہے۔ وہ خیر فانی (لاباشی) برماتما کے جلال کو جھوٹ سے بدل ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکی ذات پاک میں تمام گناہ نجاست بدکاریاں (جسے دنیا آلودہ ہے) مخلوط کرنے سے انسان ہمہ ہمت کہتے ہیں" اور ہمارے عقیدہ کی نسبت پادری صاحب نے صفحہ ۴ کی سطر ۱۲ میں فرمایا ہے۔ کہ ان کے عقیدے پر ہمارا اعتراض نہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے"

پس جو ہمارا عقیدہ ہے۔ وہ ہم عرض کر چکے اور پادری صاحب تسلیم کر چکے اب ہم بتلاتے ہیں کہ بائیبل خدا کی تحقیر کیسی کرتی ہے *

نمبر ۱۔ بائیبل کا خدا آیت ۱۹۔ استثنا باب ۴ و دوسری سموئیل باب ۲۴

نمبر ۲۔ بائیبل کا خدا نے آیت ۳۔ اور پیدائیش باب ۱۔ باب ۱۱۔ آیت ۶ و ۷)

نمبر ۳۔ بائیبل کا خدا عادل آیت ۵ رومیوں کا خط باب ۹۔ سموئیل ۲ باب ۲۴ / ۱۷)

نمبر ۴۔ بائیبل کا خدا محدود۔ اور الپگیہ باب ۱۸۔ آیت ۲ سے ۳۳ تک۔ خروج باب ۳۔ آیت ۸) *

نمبر ۵۔ بائیبل کا خدا بدمعاشی سکھلاتا ہے آیت ۷، حزقی ایل باب ۲۔ آیت ۲۵۔ پیدائیش باب

نمبر ۶۔ بائیبل کا خدا جھوٹھ بولتا اور جھوٹھ بلواتا کی کتاب باب ۹۔ آیت ۲۳۔ حزقی ایل کی کتاب ۱۴۔ آ

نمبر ۷۔ بائیبل کا خدا استراب کا بتلا ہے (پہلی سموا باب ۷۔ آیت ۱۴۔ اور خروج باب ۱۔ آیت ۱۔

نمبر ۸۔ بائیبل کا خدا اپنے فعلوں سے پچھتاتا پیدائش ۸۔ آیت ۲۱ و ۲۲)

اب ہم یہاں پر انجیل کے الہام کا ایک اعلےٰ نمونہ عرض کرتے ہیں وہ "لیکن اگر کوئی سمجھے۔ کہ میں اپنی کنیا سے ناشبھ کام کرتا ہوں۔ اور ایسا ہونا اوشیہ ہے۔ تو جو وہ چاہتا ہے سو کرے" ا۔ کرنتھیوں باب ۷۔ آیت ۳۶۔ انجیل ناگری مطبوعہ الہ آباد ۱۸۷۳ء

اس کا نتیجہ اور عملدرآمد دیکھو حضرت لوط پیغمبر کا قصہ توریت پیدائیش ۱۹ - سے ۳۸ تک) *

جب بائیبل خدا کو اس قدر الزام لگاتی ہے۔ اور انسان کے دلمیں اسکی تقلید مدام کراتی ہے۔ انسان کی سرشت کو شقاوت اور بدکاری اور بدمعاشی میں ڈالتی ہے۔ وہ ایک بیہودہ بیتور سے شاگردیں کے تجربہ میں پھنساتی ہے۔ اسواسطے کسی طرح خدا کا کلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہدایت کی کتاب کہلا سکتی ہے۔ مگر وید اس سے برخلاف پرماتما کی ذات کو جملہ عیوب سے پاک (سدھ) اور پاپ اور اگیان سے رہت سرب شکتی مان شرب آدھار بیار کاری سکلاتے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ ویدوں کی تعلیم عقل کو بڑھانیوالی۔ روحانی شانتی کی لذت چکھانیوالی۔ توحید کی صداقت اور تثلیث کی بطالت کو دلنشین کرنیوالی ہے سارا ان ویدہی اشور کا گیان ہے وید ہی صداقت کی کان ہے ہر ایک انسان کہ جسے راستی کی تلاش اور روح کی شانتی منظور ہو وہ اس چشمہ فیض اور گلزار معرفت سے سیراب اور معطر ہونے کے واسطے توجہ مبذول فرماوے *

اے ہمارے سچے ہمدرد پادری صاحب [illegible] ہمارے دیسی بھائیوں کے دلمیں جاگزیں کرو اور انہیں کامل گیان کی نظر دکھلاؤ۔ کہ [illegible] جیسی بحث بیعلمی جہالت ہوئے اور رکتر ہے ایکا موا بدعمل فرشوں یادر حقیقی ملبی آتنک ایشی کے سدرتہ دکھیے سب لوگوں کی سچی منتاں

ہمارے اصول و تعلیم آریہ سماج

ا لرمک کے ساں ہں ہے جیسے
ہں۔ اعط قربانی سے ہی اسکے لکیر
، اسرا۔ جیسا کہ ہمارا سروع سے
م کست محولہ پادری صاحب آلھوں

ے کے لئے ایک مرتبہ ہندو کو بھی شریک کیا ہے
ں کے جواب میں ہمیں دو صاحبوں سے مقابلہ
ولہ۔ راجح و باطل کا موازنہ
ے ہ ا۔ لو ہیں اسکے چھوڑنے میں ذرا بھی انکار
ے لے ماننے کے لئے ہم مجبور یا ملول نہیں کرتے
ے ذرہے تو اس بات کا کہ ہمارا دوسرا فریق راسی
، ہوگا۔ بہر حال اس قول سے۔

निन्दन्तु नीति निपुणा यदि वा ।
मा विशतु यच्छतु वायथेष्ट
मस्तु युगान्तरे वा न्याय्या त्पथ
धीरा ॥ भ० श्रा ०

ہ الرس یا ستتی رد۔ ہ ملے یا سب نشٹ ہو جائے۔ بی العوہ
موجل۔ بدگانی حاصل ہو۔ یا تو واس کے ہی بدھی ماں دھرماتما
راستی کو جو سیں صداقت سے ذرا بھی بیاگ نہیں کرتے ، ، عمل کرکے
۔ ۔ سے ۵ دشمن اگر دوی سب نگہباں بود ی تراست ، راسی کے پرکاش

ہں ۔ سے

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

ے کے ماننے سے کسی آریہ سرشٹ کو کبھی انکار نہیں بلکہ ہمیشہ اقرار ہے۔ اور ہمام
ے سنسکاروں کا اسی پہ دار و مدار۔ ہر ایک آدمی جسے کچھ بھی تجربہ ہے وہ جانتا ہے
ویا یہ بہات ضروری ہے۔ یگیہ سے ہی ہندوان سکھ کو پراپت ہوتے ہیں یگیہ سے
یست گنوں سے دوری ہوتی ہے۔ یگیہ سے ہی دشمن دوست بن جاتے
ایام تمام سناتک سکھ یگیہ میں شامل ہیں اس واسطے آریہ دوہان
یگیہ کو افضل جزو جانتے ہیں۔ اور اسے ایشور آگیا پالن کرنے سے
دنیا کی سودی مانتے ہیں +

پادری ۵۔ موجودہ ہندو مذہب بدھ مذہب کی طرح۔ اور بہت اسکی تاثیر کے
بخلاف ساتن دھرم بالکل یگیہ کی بربادی کرتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر ہمیں بہت افسوس
آتا ہے +

آریہ۔ یہ بیان آپ کا بالکل غلط ہے۔ ہندو مذہب یگیہ کی تردید نہیں کرتا۔ بلکہ
سر دھتما تائید کرتا ہے ہاں اگر یگیہ سے آپکی مراد قربانی ہے تو بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہندو
مذہب بطور راستی اور بہت سی حالتوں کے قربانی کو جائز بتلاتا ہے۔ دیکھو کلکتہ میں کالی
کا مندر اور کالنگرہ میں جوالا جی کا مندر۔ اور اسی طرح نیپال میں جہاں بکری بھینسے
مندر نا درسہ جاتے ۔ اور ان لوگ لقبول جو د ثواب پاتے ہیں۔ اور لود ر کتار ابھی چند ماہ

کی بات ہے۔ کہ ہمارے ایک آریہ بھائی کو ضلع گونڈہ میں چند ہندو دھرم کی سب رہائی کے
واسطے لیگئے۔ ذبح کر لے جاتے تھے کہ بطور امداد غیبی چند سپاہ سرکاری پہنچ گئے اور انکے
کو اٹھا لائے ۔ غیر بھاگ گئے (دیکھو آریہ گزٹ جلد ۳ نمبر)

پادری ۔ ۵ ۔ اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج جسکی بنیاد
آجکل صرف اس غرض پر مبنی ہوئی ہے کہ وہ مذہب وید کے اصلی عقیدے اور طریق کو
بحال کرے۔ وید کے اس بڑے مسئلے کی تردید کرتی ہے ۔

آریہ۔ آپنے صرف یہی ایک بات دیکھی۔ آریہ سماج تو صدہا باتوں کی (جسکے جاہل لوگ
قایل ہیں) تردید کرتی ہے۔ اور ہر ایک یان میں سے بحال آپکے ایسی ہی مضبوط ہیں
حکو تمام ہندو لوگ بصدق دل باطن میں ملتے ہیں۔ کہ وہ ویدک ہدایتیں ہیں۔
مثلاً گورو کھشال۔ بت پرستی ہے جسے صرف آریہ ورت ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگ
مانتے ہیں۔ آریہ سماج کہتی ہے۔ کہ یہ بالکل وید کے خلاف ہے۔ اسی طرح تیرتھ یا
دریا یا پہاڑ پرستی یا مردہ پرستی۔ دیوی دیوتا پرستی سر بہا۔ نتس منش پرستی۔ اما
پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ آفتاب و مہتاب پرستی۔ بیل شجر پرستی۔ آتش و آب پرستی۔
غرضکہ ۳۳ کروڑ دیوتا پرستی کو آریہ سماج نے مشاہدہ کر دیا۔ آریہ فاضل سری سوامی
جاریہ سوامی جی مہاراج نے ہندو پنڈتوں کو بنارس۔ بمبئی۔ بنگلی۔ امرتسر۔ میرٹھ
اجمیر۔ فرخ آباد۔ ہردوار۔ وغیرہ مشہور مقامات میں ایسی شکست فاش دی کہ شکست
کھاتے ہی صدہا پنڈتوں یا ان کے شاگردوں نے مورتی پوجا سے بصدق دل توبہ
کی بعد ان نے بہا انتخب کئے۔ کہ ایشور کی بہاں کر ماسے تجاوز ہیں۔ اور بارو
ملات رستکاری ہوئی۔ صدہا لوگوں نے ٹھاکروں کی پرستش۔ جمن و گنگا
کے اربن کی +

مگر آپ کو اور جو دعویٰ جماں کس بزدمتوں کو ابھی تک افسوس ہی رہا ہم کو
بھی افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے۔ کہ دھنتر وید کی موجودگی میں آپ لوگوں کو
تفاسہ ملی +

پادری ۷۔ ڈاکٹر مترصاحب کا قول ہے۔ کہ جب برہمنوں کا بدھ مت والوں
سے معاملہ آن پڑا۔ تو انہوں نے بھی آہستہ اور سے معلوم مجبور گؤکشا کو اختیار کر لیا

آریہ۔ یہ صرف ان کا قول ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ دھرم کا معاملہ بحول نہیں۔ ہم
ہر ایک کا قول جو دھرم شاستر کے وعدہ نہ ہو ماننے سے انکاری ہیں۔ وید ہمیں اجازت
دیتے ہیں کہ ہر ایک قول کو سنیں مگر ماننے کے واسطے ہمیں ایشور نے صرف ایک وید اور
ایک ہی زبان دی ہے۔ ہم ہر ایک بات کو بموجب ہدایت تحریر وید اور منوا و دھنتر
کے قبول نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ہمیں صرف معقول ماننے کی آگیا ہے۔ فضول کی نہیں۔
ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مذہب ہزاروں برس پہلے کی کتابوں میں جبور رکھشا کی ہدایت
ہے۔ اور صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ باعث سعادت۔ پھر ہم کس طرح ایک فضول
قول کو قبول کرسکتے ہیں +

پادری ۱۰۔ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہوسکتا۔ کہ جیسا کہ آگے منکشف ہوجائیگا
کہ برتش سید اقربانی انسانی بھی قدیم آریہ میں جائز و رواج تھا۔

آریہ۔ حضرت ایسا ہرگز نہیں۔ اور نہ ممکن ہے۔ کیونکہ قدیم آریہ مہذب علم دوست
اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔ کبھی انسانی قربانی آریہ دھرم نے نہیں مانی اور نہ وید نے
جائز گردانی ہے +

پادری ۲۴۔ کچھ شک نہیں کہ قدیم آریہ میں قربانی انسان بھی رواج تھی
اور اس کا رواج ویدوں کے قانون کے مطابق تھا۔ یجروید میں انسان کی قربانی

श० कं० ११ प्र० १ ब्रा० ८ प्र० १ कं० ५ ॥

ترجمہ (اس آٹھوں برہمن کے شروع میں देवा वा स रा یعنے دیوتا اور ریدچلن یا ودوان اور جہلا یا شریر لوگونکی اپاسنا اور یگ کے قاعدے تبلائے ہیں اور وددوانوں کا ذکر کرتے ہیں، کہ مختلف دیوتا لوگ ہون یگیہ کرتے ہوئے پرمیشور کے دھیان میں روحوں کو مگن کرتے ہیں۔ مگر اس حالت میں بھی یگیہ کو نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ یگیہ سے ہی علمار کی زندگی ہے۔

प्रोप कारा य संतां विभुत य

پر ویکار سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں یہی حق پسندوں کی آرایش ہے۔ دیکھئے اپنے کتنا بگاڑ کر لکھا ہے۔

نمبر ۱۔ یہ ٹکڑا अवध्न पुरुष पशुं یجروید کے ادھیا ۳۱ کا منتر ۹ اسی ہے

نمبر ۲۔ اور یہ ٹکڑا पुरुषं जातम ग्रत: اسی ادھیا کا منتر ۹ سے ہے۔

نمبر (۱) کا ارتھ یہ ہے۔ دیوا یعنی وددوان مہاتما لوگ اسی سرب بیاپک سرب رشٹا پرمیشور پرم پرش کو دھیان کرتے ہیں۔ اسکا نروکت یہ ہے۔

पशु: पश्यते ॥ नि० ३ — १ — ८ ॥

(۲) کا ارتھ یہ ہے پرش یعنی سرب بیاپک پرمیشور سب جگت سے پہلے تھا ترجمہ یہ ہے۔ ان کے لئے پرمیشور نے ان رشیوں کو اتم گیان دیا تحقیق بسمر ٹی دیکھو منتر ادھیا ۳۱-۳۳)

کہ ہمیں پھیلانا چاہا مگر سراپا محال ہے۔

بلدا۔ طاقت دینے والا۔

یات ابدی ہے۔

ارتھ صداقت رگوید میں بجواب عبداللہ آتھم صاحب کے

رجناب یہاں دوبارہ سارا منتر اور ترجمہ لکھتے ہیں

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व:
स्य देवा: य स्य छाया मृतं य
देवाय हविषा विधेम। ऋ० मं०

پرمیشور۔ اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا گیان دینے والا ہے۔ جو بل ... در پراکرم کا داتا ہے۔ جس دشو دیو کی سب وددوان اپاسنا کرتے ہیں۔ ... لی آگیا پالن سے مکتی اور جس کی آگیا نہ ماننے سے موت ملتی ہے۔ اسکی پراپتی ... لئے ہم لوگ نت بھجن کریں۔

آپ نے صفحہ ۹۴ پر تانڈ مہا برہمن کا حوالہ دیا ہے۔ مگر وہ ہمیں کسی طرح منظور نہیں۔ کیونکہ غیر مستند ہے۔ اور شت پتھ برہمن کی بابت آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔ "شت پتھ برہمن میں کبھی ایک جگہ پرش میدا کا اشارہ ہے۔ اور ۱۳ ادھیا ۱۲ اول میں اس قربانی کی ریتی کا مشرح بیان ہے۔ یہہ قربانی کو تمثیلی یا نقلی بتایا ہے"۔ "لکھا ہے"، "انسان ذبح نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یہہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جنگل میں گوشہ گزین ہوکر اپنی بقیہ عمر بنی نوع انسان سے الگ بسر کرے"۔ (صفحہ ۴۲ سطر ۱۸) پھر آپ صفحہ ۴۰ کی سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں۔ "یہہ ایک بڑی عجیب اور قابل غور بات ہے۔ کہ ویدکی تمام عبارت میں قربانی کے لئے ہمیشہ لفظ یگیہ آیا ہے۔ نہ کہ بلی"۔ جب یہہ حال ہے تو صاف واضح ہے۔ کہ ویدوں میں کہیں بھی قربانی کا نام و

نشان نہیں۔ مستند گرنتھوں کے جتنے حوالے آپنے انسانی قربانی کے وشے میں درج کئے تھے ہم نے سلسلہ وار سب کی تردید کرکے اصلیت بیان کردی +

(اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ حیوانی قربانی بھی ویدوں میں نہیں ہے

پادری ۱۱۔ فی الحقیقت قربانی کے وقت حیوان ذبح کئے جاتے تھے۔ جیمنی جی جو یگیہ کے بارے میں سب سے بھاری سند ہیں فرماتے ہیں۔ میمانسا درشن صفحہ ۳۷۳

آریہ۔ ایسا ہرگز نہیں۔ آپنے کمال غلطی کی اور یہی سبب ہے۔ کہ سوتر یا ادھیا یا پاد کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ شاید آپ کو شوبام مارگی کی بنیاد ڈیکلے سے بھرم ہوا ہوگا جو مول میمانسا کے سراپا برخلاف ہے۔ کیونکہ وہاں اس کا ذرا بھی نشان نہیں۔ غرضیکہ میمانسا میں بھی قربانی کی نشانی نہیں +

پادری ۱۱۔ منوجی ادھیا ۵ شلوک ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ قربانیوں میں حیوان ضرور ذبح ہونے چاہئے +

آریہ۔ وہ اصل شلوک یہ ہے۔

बभुवुर्हि पुरोडाशा भक्ष्याणां मृग पक्षिणाम।
पुराणेष्वपि यज्ञेषु ब्रह्म क्षत्र सवेषु च ॥
म० अ० ५ श्लो० २३ ॥

ترجمہ "پہلے رشیوں نے گوشہ گزینی کے سبب بنوں میں رہنے کی حالت میں گھی (روغن زرد) وغیرہ نہ ملنے کے کارن۔ مرگ پکھیوں کے کھانے یوگ پھل پھول کو ہوشیہ یعنے ہون کی سامگری بنا کر ہون کیا ہے۔

پادری ۲۷۔ منو ایک جگہ ایک برہمچاری کو اپنے گھر واپس آنے پر گائے کے گوشت کے استعمال کی صاف صاف اجازت دیتے ہیں (منو ادھیا ۳ شلوک ۳)

آریہ۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ وہ شلوک یہ ہے۔

तं प्रतीतं स्वधर्मेण ब्रह्मदायहरं पितुः ।
स्त्रग्विणं तल्प आसीनमर्हयेत्प्रथमं गवा ॥
म० अ० ३ श्लो० ३ ॥

ترجمہ۔ جو سودھرم سے یکت۔ پتا سے ودیا کا گرہن کرنے والا۔ مالا پہنے ہوئے اور پلنگ پر بیٹھا ہوا۔ ودیارتھی ہے۔ اسکا گودان سے پوجا یعنی ستکار کرے

پادری ۱۲۔ رگوید کے اس سوکت سے جو ماہ سم اشو موشوم ہے۔ چند منتر مدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اشٹک ۲۔ ادھیا ۳ شلوک ۱۶۲ (چنانچہ ۱۵ منتروں کا ارتھ کیا ہے۔)

آریہ۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ان ہی ۱۵ منتروں کا صحیح ترجمہ ہدیہ ناظرین کریں تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو جائے +

نمبر (۱) رتو رتو (موسم موسم) میں یگیہ کرنے نارے۔ سنگرام میں جس یگیہ ان ودوانوں یا دب گنوں سے پرگٹ ہوئے گھوڑوں کے پراکرم کو کہیں گے اس ہمارے پراکرم کو متر سرپشٹ تیا دہشن۔ گیا تا۔ ایشوریج دان۔ بدھی مان۔ اور رتوج لوگ چھوڑ کر مت کہیں اور اسلئے انوکول اسکی پرشنسا کریں +

نمبر (۲) جو نیائے سے سنچت کئے ہوئے دھن سے مکھ دھرم سمبندھی کام کرتے ہیں۔ وے پراوپکاری ہوتے ہیں۔ اور سکھ کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر (۳) جب پرش نے ویگ دان گھوڑے کے ساتھ بہاتم شٹی کا بھاگ جاگ

ملے بھیجیا۔ کیونکہ گھوڑوں کی نسبی کے لئے جبری کا دودھ بہت اہم ہے۔ واجوام پدے سدھ کرنیوالا جن شدر اتوں سے پرسیدھا کے لئے وسنس گیان کساتھ سب طرف سے بربسند بنائے ہوئے ان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہی سکھی ہوتا ہے۔

نمبر (۴) جو منش بہت رتووں میں اتم ودوانوں کی بات سدھ کرنیوالے رکھ کر سن مارسب طرف ستے پراپت ہوتے ہیں۔ واجو اس جگت میں دیپ ... کے سنسار کے لئے راستہ کا بھلا سوں لوگ بھاگ لیتے گن کو رکھتا ہے۔ ... ہوا۔ پالی کے لوگ جہاں سنگ کرے کے لوگ ہوتا اور پراپت ہوتا ہے ان کو سکار بک کریں۔

نمبر ۶۔ جو کھمبے کے لئے کاٹ کاٹنے والے۔ اور جو کھمبے وید منت ایسے لوگ گھوڑوں کو باندھنے کے لئے وشیش برکھش کاٹتے ہیں۔ اور جو گھوڑے کے لئے ستی و ایک مصالحہ کو طیار کرتے ہیں۔ اور جو ایسے کام میں ہر طرح سے آدمی ہیں وے سکھو نکو پراپت ہوتے ہیں۔

نمبر ۷۔ جس نے ودوانوں اور میری وگیان اور برائی کی جواہش کو دیا ہے کیا ہے جو سدر مانتا۔ اور اوک گیان اور آتماؤں کو اچھی طرح پراپت ہوتا ہے جو ویدار تھہ گیان والے سدھی مان۔ اسے پسند کرتے ہیں۔ ایسے سچ کو اوک ودوانوں کی نسبت بک ہو ہار ہیں لوگ پیت کریں۔

نمبر ۹۔ ہے ودوان چالیسے پالو رکھنے والے گھوڑے کے جس کئے ہوئے مل کو بھین بھائی مکھی کھاتی ہے۔ یا اس مکھی کے کھانے سے جو گھوڑا کشٹ سے چلاتا ہے کرم انو نقصان کرنے والے ہاتھوں اور نخوں میں سب چیزیں تمہاری درست ہوں ایسے نوکروں کو گھوڑے سے درگندھ رہت۔ لیپ رہت۔ شدھ مکھی۔ اور ایسی سے رہت۔ رکھنی چاہئے لنے ہاتھ تھارسی وغیرہ سے اتم قاعدہ کے مطابق اپنی اچھیا انکول چال چلوانا چاہئے ایسا کرنے والے سے گھوڑے اتم کام کرتے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ ہے ودوانوں انکو شدھ کرنے اور بنانیوالو جو پیٹ میں ٹھیرے ہوئے کچے اور کرم سے نکلنے یوگ ان کو گندھ پان والو کے ذریعہ جاتا ہے واستو کے یوگ ہے۔ آپ انکو ٹکرا اور پراپت ہوئے تخنہ پدارتھہ کو پکاؤ جس سے سادھکر کے سدر پدارتھوں کا استعمال ہو۔

نمبر ۱۱۔ ہے ودوان تیری چال ایمان کرو دھ اگنی سے تپائے ہوئے ہاتھ سے جو تنتر نکلکر سول کے سمان پیڑا کارک سترو کے شکمہ چلا جاتا ہے۔ وہ بھومی میں نہ گرے یا گھاس میں نہ اٹکے۔ بلکہ سترو کے لئے ہو۔

نمبر ۱۲۔ جو لوگ بھوجن پکانے سے بڑا بھلا نہیں دیکھتے ہیں۔ واجو جل کو لکا سکتے ہیں۔ اور جو پرانی کے مانس کے نہ پراپت ہونیکو تر ک و ترک و دلیل و حجت ہو سے سوں وپرتی کرتے ہیں۔ ان کو اوم اور سگندھ ہم لوگوں کو پراپت نہ ہو ہے ودوان تو اس پرکار مانس وغیرہ کے تیاگ (ترک) کرنے سے روگوں کو دور کر۔

نمبر ۱۳۔ مانس ہاری جس میں مانس پکاتے ہیں پینے و لٹوئی جو اس کا اچھی طرح نقصان کرتے ہیں اس سے نفرت کر جو اس کو اچھی طرح سینچنے کے آدھار و ذریعہ برتن یا کرم ہیں و لٹووں کے ڈھانپنے کی ڈھکنیاں۔ ان پکانے کے آدھار و لٹوئی کرنا ایسی آدمی سترتوں کے کوشش ہے اسکو جانتے اور سو شوبہت کرتے ہیں وے ہر ایک کام میں پوری ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۴۔ گھوڑے سکھلانے والے گھوڑے کو چلانا۔ مثلاً نا چڑانا۔ اور پچھاڑی باندھنا اور اسکو اوڑھانا اور گھوڑے کا کھانا پلانا۔ یہ سب کام تمہارے ہوں۔

نمبر (۱۸) ہے ودوانوں تم برکھیوں کے سمیہ میں دی ہوئی اگنی کی جو دو سب کچھ ہے انکو اور جو تیں پرکار کے ٹکڑیں ٹیڑھی گیتوں کا ٹکڑا لیجئے کاٹ کے تار ادستر کے گیتوں کو لکا۔ ور ہر ایک یعنی بڑا کلام ... ایک کے ٹکڑے ہوئے ہیں ایک اور گناں کو ... یعنی جلی اور آگ کے ... سب کام سدھ کر ... انسان کے اعضا کو سکھ سکے۔

نمبر (۱۹) تیرے ودیا سے سدھ کئے ہو۔ تجلی روپ اگنی کا ایک رتو تھیں بھن کرنیوالا ... گھٹنے راستے ہوتے ہیں تمہارا جو شریروں کے دور تو میں کام ان کو اور اسکے پدارتھوں میں گھوڑوں کے جو رنگ ہیں۔ ان کے کام میں پر یوگ میں کراتا ہوں اور اگنی میں ڈالتا ہوں جیسے جو سب پدارتھوں کے جھن جھن کرنے والے رتو کے انو کول بانٹے ہوئے پدارتھوں میں بیاپی بجلی روپ اگنی کے کال اور سرشٹی کے نیم کرنے والونکو سدھ کرتے ہوئے موٹی موٹی لکڑی وغیرہ جیز و تلز آگ میں چھوڑ کر بہت کاموں کو سدھ کریں وہ سب دوما کے جانے والے کیسے ہوں۔

نمبر ۲۰۔ ہے ودوان۔ تیرا من مرتے ہوئے تجھے کشٹ نہ دے اور بجر کے سمان تجلی تیرے شریر کو مت ڈھیر کرے۔ کیونکہ جو منش یوگ ابھیاس کرتے ہیں دے مرتیو روگ سے نہیں۔ پیڑت ہوتے۔ اور نہ ان کو روگ دکھی کرتے ہیں۔

نمبر ۲۱۔ یہ اتم یگیہ۔ ہمکو گائے۔ گھوڑے وغیرہ اور ریوڑ شار رکھتی۔ سپوتوں اور سب کی پسی دینے والے دھن کی بردھی اور اکھنڈت۔ پاپ چھپے رہت راج کو پراپت کرے۔ اور سب لوگ اس یگیہ میں پورت ہوں۔

پس ثابت ہے کہ اس تمام سوکت میں گھوڑے کی قربانی کا ذکر نہیں۔ اور نہ اور کہیں ہے۔

پادری ۱۶۔ ایک جگہ رگوید۔ اشٹکا ۸۔ ادھیا اسکتا ۵ ا میں لکھا ہے۔ کہ تین سو گاؤ ویش قربانی کی گئی تھی۔ اور پھر دوسرے مقام میں رگوید بھاگ ۲ صفحہ ۱۴۱ ہم سرتا پرارتھنا کرتا ہے کہ ایک سو بھینے طرح نذر کئے جاویں

آریہ۔ ہم نے ان دونوں مقاموں کو نہایت غور سے دیکھا کہیں بھی اس مضمون کا ایک ذرہ نشان نہیں۔ نہیں معلوم کہ صاحب نے کہاں سے ہانک دی

پادری ۱۶۔ چنانچہ فی الحقیقت ایک جگہ گائے کا گوشت سب سے افضل خوراک لکھا ہے (رگوید منڈل ۶۔ سوکت ۱۶)

آریہ۔ ہم نے تمام سوکت نمبر ۱۶ پڑتال کیا۔ مگر کسی طور سے بھی آپ کا ... نہ ہوا۔ اور نہ کوئی ایسا منتر ملا۔ جس میں اسکا سراغ نظر آئے۔ ہاں ایک منتر سے سائنداچاریہ سے بھی سمجھی ہے جس کا ہم صحیح ترجمہ درج کرتے ہیں

आ ते अग्न ऋचा हविर्हृदा तष्टं भरामसि। ते ते भवन्तूक्षण ऋषभासो वशा उत॥ ऋ० म० ६ सू० १६ म० ४७॥

ترجمہ۔ اے تم شدھ انتہ کرن دوارا ویدوں کے منتروں سے بھاونا ایشور کی کرکے اچھی طرح او تم پدارتھوں کی کامنا کرو اور اسکی آگیا سے سرشٹی پدارتھوں کو پراپت ہو۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسی مقدس ہدایت سے مشر سائیں کس طرح وہ راگ نسف

گرہن کرتے ہیں تمام منتر میں کوئی بھی ایسا فقرہ جس کا گائے یا اس کا گوشت ترجمہ ہو سکے نہیں کسی دانا نے سچ کہا ہے ؎

دیکھیہ عقد ثریا سے انگور کی سوجھی   اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

پادری ۱۶ یجروید ادھیا ۲۴ منتر ۲۷ ۔ گائیں برہسپتی کے لئے قربان کی جائیں ؞

آریہ ۔ جس منتر میں برہسپتی لفظ ہے وہ ۲۷ نہیں بلکہ ۲۸ ہے ۔ اور اصل اُس منتر کا وہ فقرہ جس پر آپ کو وہم ہوا ہے یہ ہے

बृहस्पतये गवयास्त्वष्ट्र उष्ट्रान्

اس کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ مہاتماؤں کی رکھشا کے لئے گایوں کو پراپت ہو۔

اصل میں اس منتر میں جانوروں کے سبھاؤں کا ورنن ہے ۔ اور اس سارے ادھیائے میں یہی مضمون یعنے جانوروں کے سبھاؤں کا اثر غور کرنے کی بابت ارشاد ہے ۔ مارنے کا کہیں نام و نشان نہیں ۔ بس دعوےٰ باطل ہے ۔

پادری ۱۹ ۔ تیتر ابرہمن ۳ ۔ صفحہ ۶۵۸ کیمیا اسمیس دا دلی قربانیاں کے عنوان میں ہمکو قربانی کی یہ ہدایت ہوئی ہے ۔

آریہ ۔ صفحہ ۶۵۸ پر تو ایک لفظ بھی نہیں اور تیتری برہمن کے مول میں کچھ ذکر ہے مول میں صرف یہی لکھا ہے ۔

अग्निहोत्र्यान पशूनुपारोति अ० १ वा २ ॥

البتہ مسٹر سائن اپنی ٹیکا میں صرف صفحہ ۶۵۵ و ۶۵۶ پر ایسا ذکر کرتا ہے ۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کسکا ارتھ کرتا ہے ۔ بس ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ؞

پادری ۲۰ ۔ اسی براہمنا میں ایک اور رسم کا ذکر ہے جس میں ایک بڑی تعداد گائیوں اور دوسرے مویشیوں کی قربانیاں ہوتی تھیں ۔ یعنی سترہ پانچ سالہ کوہان کو بونے سانڈ ۔ اتنی ہی بونی بچھیاں کم از سہ سالہ انتخاب کی جاتی تھیں ۔

آریہ ۔ تیتری برہمن میں صرف یہ عبارت ہے सप्तदश प्रजापते ॥

جس کا ارتھ یہ ہے کہ پرجاپتی کا ہی نام سپت دش ہے ۔ کیونکہ وید میں اس کے ۱۷ استوم ہیں ۔ زیادہ کوئی ذکر نہیں ۔ آپ اس سے خواہ مویشی نکالیں یا انسان آپکا اختیار ہے

پادری ۲۰ ۔ اس گھوڑے کے ساتھ جو استومید میں قربان ہوتا تھا ایکسو تیس پالتو حیوان ذبح ہوتے تھے ۔ جیسے گھوڑے ۔ سانڈ ۔ گائے ۔ بکری وغیرہ ہوتے تھے ۔ (تیتر ابرہمن صفحہ ۶۵۱)

آریہ ۔ ایسے مسر غلط لکھا ۔ تیتری برہمن ۳ ۔ انوواک ۱ پاٹھک ۹ صفحہ ۶۵۱ ہے ۔ اصل عبارت وہاں کی یہ ہے ۔

प्रजापतिरश्वमेधमसृजत । सो ऽस्मात्सृष्टो ऽपाक्रामत । तम् । तमष्टादशिभिरनुप्रायुङ्क्त । तमाप्नोत् । तमाप्त्वा ऽष्टादशिभिरवारुन्ध । यदष्टादशिन आलभ्यन्ते यमेव तेनाप्त्वा यजमानो ऽवरुन्धे । संवत्सरस्य वा एषा प्रतिमा । यदष्टादशिनः । द्वादश मासाः पञ्चर्तवः । ते । ब्रा० ३ अ० ९ प्र० ९ ॥ पुरुषो वाव संवत्सरः मे प्र० ५ वा० ३ ॥

ترجمہ ۔ پرجاپتی نے اشومیدھ کو اتپن کیا ۔ وہ اس سے الگ ہوا ہٹ گیا اس کو اشٹادشیوں سے پھر لوٹایا ۔ ان کو پراپت ہوا ۔ ان کو پراپت ہو کر اشٹادشیوں کے ہی دوارا روکا ۔ جو یہ اشٹادشیاں ملتی ہیں ۔ ان کے دوارا یگیہ پراپت ہو کر یجمان اور رودھ ہوتا ہے ۔ یہی سموت سر کے پرمانا ہے ۔ جو یہ اشٹادشیاں ہیں ۱۲ مہینہ اور ۵ رتو ۔ ایشور نے پرجا پالن کا یگیہ بنایا ہے ۔ وہ یگیہ ایشور سے رچیت ہو کر جگت میں پروسٹ ہو رہا ہے اس نے اس یگیہ کو کرنا ۱۸ چیزوں والے سال دینے ۱۲ ماہ اور ۶ رتو) میں منشیہ کا دھرم ہے کہ پریوگ کرے جو ایسا کرتا ہے ۔ وہ اس یگیہ کو پراپت ہوتا اور سال بھر میں رکھشا کرتا ہے جو یہ وقت گزر رہتا ہے ۔ اسی وقت کے ذریعہ یگیہ کو پراپت ہو کر جہان یگیہ کی رکھشا کرتا ہے جو یہ اٹھارہ ہیں ۔ یہی سال کا حساب یعنے بارہ مہینے اور ۶ رتو ہے" چونکہ اس تیسرے کانڈ کے ۹ پرپاٹھک کے ۱۰ ۔ انوواک اسی وشیہ پر ہیں ۔ سائن مسٹر سائن نے اپنے من گھڑت خیال سے فی انوواک ۱۸ املا کے ۱۸ × ۱۰ = ۱۸۰ کی تعداد پوری کر کے بخیال خود ۱۸۰ حیوان اپنے راجا کے قصاب خانہ کے واسطے مقرر کر لئے ۔ مگر دیکھئے مول تیتری برہمن وغیرہ میں حالانکہ غیر مستند ہی ہے ۔ ۱۸۰ کا نام و نشان نہیں

پادری ۲۵ ۔ حیوان قربانی بطور خوراک مستعمل ہوتے تھے ۔ گو تیتر ابرہمن سے اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا ۔ کہ انہیں (یعنی ٹکڑوں کو) کیا کیا جاتا تھا ۔ لیکن اتھروید کے گوپتھ برہمن میں ہر ایک مفصل بیان ہے ؞

آریہ ۔ گو آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا ۔ مگر ہم نے تلاش کر کے ایسے دالوں کو شک ڈالنے والے الفاظ صفحہ ۵۵ پر دیکھے ۔ سائراں ہم گوپتھ برہمن کا ارتھ پرکاس کرتے ہیں ؞

از صفحہ ۵۵ ۔ اب ہم بتلائیں گے ۔ کہ جیسے پشو کے جس سے کہ دودھ سینچا جاتا ہے ۳۶ انگ ہوتے ہیں ۔ ویسے ہی جس یگیہ سے سورگ روپ آنند کا سینچن کرتا ہے ۔ اسکے کو لئے ۳۶ انگ ہیں ۔ یہاں پر مقابلہ گائے کے زبان وغیرہ تمام اعضاؤں کی پرستوتا ۔ جستی ہرتا ۔ ادگاتا وغیرہ مک کرنا لوگ اس سورگی یگیہ کے انگ قرار دیئے گئے ہیں ۔ اور دلیل یہ ہے ۔ کہ جیسے گائے کی زبان بولنے کے کام آتی ہے ۔ ویسے ہی اس سورگی یگیہ میں پرستوتا زبان کا کام کرتا یا قائم مقام ہے جس کا صرف ہم ہی نہیں بلکہ خود فاضل رشی کے صفحہ ۵۶ پر صاف ذکر کیا ہے ۔ کہ جیسے ۳۶ انگوں کی گئو ہوتی ہے ویسے ہی ۳۶ انگ یگیہ کے یہ ہیں ۔ اور ۳۶ ہی اکشروں کا برہتی چھند ہے جس میں اکثر وید کے منتر آتے ہیں جن مقدس منتروں پر عمل کرنے سے ودوان لوگ سورگ کا یگیہ سدھ کرتے ہیں ؞

یہاں تک تو ہم پادری صاحب کے لکھے ہمنمبر ۶ کے حوالوں کی تردید کر چکے ہیں ۔ اب ہم مسٹر مٹر کی اصل کتاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ وہ اپنی کتاب کا یہ باب ولس صاحب کے ترجمہ سے شروع کرتے ہیں ۔ وہ اپنی کتاب میں ان گرنتھوں کا حوالہ دیتے ہیں ۔ میگھ دوت ۔ اُتر رام چرتر ۔ مہا بیر چرتر ۔ جیرک سنگھنا ۔ سمرت ۔ باقی وہ حوالے جنکی ہم تردید کر چکے ہیں ۔ کیونکہ وہ پادری صاحب نے اپنی طرف سے پیش کئے تھے ۔

نمبر ا سے ۳ تک تو آرش گرنتھ نہیں ہیں ۔ اور نہ مستند ہیں ۔ بلکہ وہ ہیں جو بام مارگی راجاؤں کے خوش کرنے کے واسطے بطور ناٹک تصنیف ہوئے ہیں ۔ اور

وہ اسی زمانہ کے ہیں جب سب دھرم لوپ ہو چکا تھا۔ اندھکار پھیل گیا تھا۔ بس ایسے حوالے کبھی دانا آدمی کیلئے سند پذیر نہیں ہو سکتے۔

باقی چرک اور سسرت کے حوالے ڈاکٹر متر صاحب انڈو آرین جلد اول صفحہ ۳۶۰ میں دیتے ہیں۔ ان کے سلوکوں کی ہم نے پڑتال کی معلوم پڑتا ہے کہ انہوں نے غلطی سے ان کتابوں کا نام لکھ دیا۔ کیونکہ وہ ہر دو سلوک دونوں گرنتھوں کے ان دھیایوں میں نہیں (دیکھو چرک و سسرت مطبوعہ کلکتہ سنہ سری بیرالجو پنڈت جیوانند نے طبع کرائے ہیں) مہابھارتھ اور راماین کی بابت متر صاحب لکھتے ہیں۔ گو ان میں اشارہ تو ہے لیکن مفصل ذکر یا واضح بیان اس بات کا نہیں۔ کہ گائے کا گوشت بطور خوراک استعمال ہوتا تھا۔ (صفحہ ۳۵۹ جلد اول انڈو آرین)

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے کچھ تھوڑا سا اور عرض کریں۔

سوال ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت یہ قربانیاں نہیں ہوتی تھیں تو سائن۔ مہیدھر منتر وغیرہ لوگوں کو یہ باتیں کہاں سے سوجھیں۔ اور کیوں انہوں نے ہندو ہو کر اپنے مذہب کے برخلاف بات تحریر کی۔

اس کا جواب صاف اور واضح یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب کی اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ کونسی خرابی ہے جو اس مذہب میں نہیں۔ بام مارگ اس میں موجود ہے۔ شیوجی اور جلہری کی پوجا اس میں موجود ہے۔ خود صدا بنے ہوئے ہزاروں ویداہتی اس میں موجود ہیں۔ اگھوری لوگ اس میں موجود ہیں۔ رادھا سوامیے اس میں موجود ہیں۔ چولی مارگ اس میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کی قبروں شہیدوں سے کہ چھتروں کے آگے سیتلا کے واسطے گدھا یہ پوجتے ہیں۔ سیتلا کی یہ مہاراج تعریف کیا کرتے ہیں کہ گدھے پر سوار۔ برہنہ بدن۔ ہاتھ میں جاروب۔ سر پر چھاج۔ ایسی سیتلا کو ہندوں کا سکار ہیجے۔ بس ایسے مذہب والوں سے راستی کی امید موہوم ہے۔ جھوٹھی باو ملیں کرنے میں یہ لوگ لاثانی ہیں۔ اور علاوہ بریں خود غرضی میں اپریل فول کو مات کر دیا کرتے ہیں۔ انہیں ہندو پنڈتوں میں سے ایک نامی گرامی برہمن رام کرشن کے اوتاروں پر ستر دعا کرنے والا مشن میں ملازم ہو کر ہندو مذہب کی تردید اور عیسائی مذہب کی تائید کے لئے بنا یا گیا ہے جس کا حال پنجاب کے اکثر پڑھے لکھے آدمی جانتے ہیں۔ اُسی کے بھائی سینکڑوں اور موجود ہیں۔ اور خصوصاً نامی گرامی پنڈتوں نے تو وید کو اپنی بدچلنی کے واسطے آڑ بنا رکھا ہے۔ تاکہ لوگ بہ بہانۂ وید ان پر معترض نہ ہوں۔ انہیں دنوں میں مورتی پوجا کا سلسلہ وید بیچے حالانکہ اس کا ویدوں میں نام تک نہیں۔ بلکہ صریح اور واضح طور پر تردید موجود ہے۔ لیکن ابھی تک اور شاید صد سال آئندہ تک خود غرض لوگ یہی کہتے رہینگے۔ کہ ہم وید کے رو سے مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اور یہی ان کی اور پوجاؤں کا حال ہے۔ ہم پہلے ہی ایک کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ سائنا چاریہ اور مہیدھر وغیرہ لوگوں نے خود بام مارگ میں گمراہ ہو عالم کے گمراہ کرنے میں ذرہ کسر نہیں رکھی۔ اور جہاں تک بن سکا۔ تاویلات لایعنی کرکے اور قصہ جات لے سے بھر کے بام مارگ دنیا میں چلا دیا۔ اور سنسکرت میں ہونے کے سبب کے عام پنڈت تو اعتراض کرتے سے رہے۔ جہلا ان کے پیچھے لگ پڑے۔ اور بڑے بڑے پنڈت باستثنائے چند وہ بھی کی رسائی لذتوں اور جسمانی عیاشیوں کے پنجہ میں پھنس گئے۔ جہاں وید میں گو لفظ دیکھا گو تو انکے لئے۔ جہاں اشو لفظ دیکھا گھوڑے کی قربانی مراد لیلی۔ جہاں پرش سبد (لفظ) انسانی قربانی کے واسطے اگھوری لوگوں کی عزت رکھ لی۔ جہاں تسو لفظ دیکھا سورج کی پوجا سورج لفظ سے آفتاب پرستی۔ جند ر لفظ سے مہتاب پرستی۔ شیو لفظ سے شیوجی کی پوجا و تنسو لفظ سے کہہ سمندر کے رہنے والے کی پوجا۔ غرضیکہ کسی لفظ کے آنے سے منشاء خود پوجا لگا لگر گیتی لفظ سے گنیش پسر مہادیو کا سر کاٹ کر اور ہاتھی کا لگا کر ایک دانت توڑ کر موس پر سوار کرا کر مندر کے دروازہ پر آ بٹھایا اور تھوڑا سا سیندور لیکر اس کی پیشانی کو سرخ بھی کر دیا۔ جیتے لورنگے لور ہو گیا۔ بس ایسے شخصوں کے قول قدر کے لائق نہیں۔ سوائے وید مہرشی کرت آرش گرنتھوں اور وید مقدس کے کوئی گرنتھ راستی کے مملو نہیں۔ بلکہ جھوٹھ اور فریب سے حلسازی کر کے سب گرنتھوں میں اسو بھارت میں بھی کہیں کہیں اشت ملا دیا۔ جس کے سبب سے طالبان حق کو بڑے تکلیف دامنگیر ہوتی ہے۔ مگر منوجی نے اس حق و باطل کی تمیز و تحقیق کا اچھا طریقہ لکھا ہے۔ یعنی جو پستک وید کے خلاف ہو خواہ کوئی ہو وہ دھرم پستک ماننے کے یوگیہ نہیں۔ دلیل۔ ترک اعتراض۔ معقولیت سے ہر ایک بات کو سوچ بچار کر قبول کرو۔ اندھا دھند پیروی کرنے سے سوائے نقصان ایمان اور کسی بہبودی کا گمان نہیں۔

ہمیں سائن یا مہیدھر۔ یا متر سے کوئی غرض نہیں اور نہ ولسن سے کوئی خاص مطلب ہے۔ پرمیشور نے ہمیں آنکھیں دی ہیں۔ اور سنسکرت ودیا جاننے ہیں لنک موجود ہیں۔ ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں۔ جس طرح مورتی پوجا یا بام مارگ یا دیوتا پرستی کے بارے میں ہم سینکڑوں مرتبہ دیکھ چکے ہیں کہ ان تینوں صاحبوں کی رائے غلط ہے۔ اور صرف غلط ہی نہیں۔ بلکہ باطل ہے۔ وہ ویدکو اپنے پیچھے چلانا چاہتے ہیں۔ اور اپنا طبعزاد مطلب ان مقدس کتابوں سے جن میں ان سب نے مثیاد کہا دتوں۔ یا ور پیچانوں کا ایک لفظ تک نہیں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر رشی کرت گرنتھوں سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اور نہ ان میں کبھی بھولے بھٹکے نگاہ ڈالتے ہیں۔ وہ ویدوں سے اپنی غرض نفسانی پوری کرنی چاہتے ہیں۔ وہ ویدوں سے صحیح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ دریافت کرتے ہیں کہ مسیح سے کتنے برس وید پہلے آدم حوا یا نوح کے طوفان سے کتنے برس پیچھے ہوئے انہیں برج بابل کی لاگت کا تو اسکیمٹ بنانے کا خیال ہے۔ مگر ست مندر اشٹیر کیطرف خیالوجی کی تحقیقات کرنا گوارا نہیں ہرگز ہوتا ہے۔

وہ نوح کی کشتی کا طول و عرض بسروچشم قبول کرتے ہیں۔ مگر قدیم فاضل آریوں کا علوم علویہ سے ماہر ہونا۔ رنج وہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ ان فاضل لوگوں کی قدر نہیں کرتے اور نہ ان کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بلکہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں گوشت یا استو میدھ کہاں ہے۔ تاکہ ہمیں نوٹ لکھنے میں کام آوے۔ یوگ کا ایک فقرہ نہیں جانتے ہیں۔ اور نہ سمادھی کے قریب آس پاس سے۔ بلکہ ساری عمر میں کبھی سندھیا پرانایام بھی نہیں کیا۔ اس ناواقفی میں بڑے زور و شور سے یوگ کا نہاس چھپوا رہے ہیں۔ مگر پرماتما کا ہزاراں ہزار دھنیاواد ہے۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب لوگ صرف سنتے ہی نہیں بلکہ پڑھتے اور دیکھتے بھی ہیں۔ تو پھر کس طرح غلطی سے کسی کی نامعقول اور راستی اور دھرم کے برخلاف رائے مان سکتے ہیں۔ متر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶۰ پر شرتی سمرتی والے سلوک کا ارتھ بالکل غلط کیا۔ وہ سمرت کا ارتھ سوتر کرتے ہیں۔ حالانکہ شرتی سے مراد ہے۔ کیونکہ اس سلوک میں یہ جتلایا گیا ہے۔ کہ سمرتی۔ شرتی۔ اور ریوالوں میں جہاں درود ہم قی پوران

کے دودھ میں سمرتی کو قبولیت ہے۔ اور سمرتی سمرتی کے درودھ میں فیصلہ شرتی کو ہے کسی اور لنک سے یہاں نہ غرض ہے اور نہ تعلق۔ خواہ مخواہ بیجا تاویلیں کرکے اپنا مطلب نکالنا دانائی سے بعید ہے۔ ویدوں اور سب شاستروں میں اہنسا کی بہت ہدایت پائی جاتی ہے جیسا کہ لوگ شناسہ۔

نمبر (۱) अहिंसा सत्यास्तेय ब्रह्मचर्या परिग्रहा यमाः
योग॰ पा 2 सू॰ ३० ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ ست بھاشن۔ ویر۔ راگ۔ اور چوری کا پاک کرنا برہمچریہ کی رکھشا۔ پراگرہ۔ یا سب یموں کو ست سادھن کرے +

نمبر (۲) अहिंसन्सर्वभूतान्यन्यत्र तीर्थेभ्यः छा॰ ४०। ग॰ प्र॰ ८ खं॰ १५ ८ ब्रा॰ १ ॥

چھاندوگ سب جیوتوں سے اہنسی ہو کر ست دھرم اوسار چلے

نمبر (۳) अहिंसा परमो धर्मो हिंसा धर्मस्तथाहितम्
अहिंसा परमं ज्ञानम् हिंसा परमं पदम्॥ भार॰
अनु॰ अ॰ ११ ४ श्लो॰ १६ ॥

ترجمہ۔ جیوؤں کا نہ مارنا یہ پرم دھرم ہے۔ اور یہی اہنسا اندر یوں کا دمن کرنا ہے۔ اس سے شدھ گیان اور ست نہیں بلکہ سب کی بنیاد ہے

نمبر (۴) अहिंसा परमो यज्ञस्तथाहिंसा परमं बलम्
अहिंसा परमं मित्रमहिंसा परमं सुखम्।
महा॰ अनु॰ अ॰ ११ ६ श्लो॰ १ ८ ॥

ترجمہ۔ جیوؤں کا نہ مارنا ہی پرم یگیہ ہے۔ اور اصلی طاقت یہی ہے کہ ہم جانداروں کو آزار نہ دیں۔ کیونکہ اس کے کرنے سے ہم سب کے متر ہو جاویں گے۔ اور سب کے متر ہو جانے سے پرم سکھ ملتا ہے +

نمبر (۵) न च धर्मो दया परः। चा॰ अ॰ ६ श्लो॰ ४ ६

ترجمہ۔ یعنی دیا سے پرے کوئی دھرم نہیں ہے

نمبر (۶) अघ्न्या गोपतौ यजमानस्य पशून्
पाहि य॰ अ॰ १ मं॰ १ ॥

ترجمہ۔ اے منشیو نہیں مارنے لوگ جو گئو آدی اپکاری جیو ہیں۔ ان کی او شیہ رکھشا کیجئے

نمبر (۷) ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा सद्यः प्राणान् परित्यजेत्। म॰ अ॰ ११ श्लो॰ ७९ ॥

ترجمہ۔ برہمن کے بچانے اور گئو کے بچانے کے واسطے پرانوں کی بھی پرواہ نہ کرے

نمبر (۸) अहिंसा सत्यमस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः। एतं सामासिकं धर्मं चातुर्वर्ण्येऽब्रवीन्मनुः अध्या॰ १० श्लो॰ ६३ ॥

ترجمہ۔ جیوؤں کا نہ مارنا۔ ست بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ پاکیزگی۔ اندریوں کا روکنا یہ پانچ دھرم سنکھشیپ سے چاروں ورنوں کے واسطے منوجی نے کہے ہیں +

نمبر ۹ ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा देहत्यागोऽनुपस्कृतः। बालाभ्युपपत्तौ च बाह्यानां सिद्धिकारणम् म॰ अ॰ १० श्लो॰ ६२

ترجمہ۔ برہمن۔ گئو۔ بالک۔ استری۔ انکے بچانے کو وقت تکلیف سے چھوڑانے میں آدمی کو چاہئے کہ دیہہ جاتی تک دریغ نہ کرے۔ کیونکہ یہ بہت اہم کام ہے۔

نمبر (۱۰) यक्षरक्षःपिशाचान्नं मद्यं मांसं सुरासवम्।
तद्ब्राह्मणेन नात्तव्यं देवानामश्नता हविः॥
म॰ अ॰ ११ श्लो॰ ९५ ॥

ترجمہ۔ یکھ (بدمعاش) راکھس (سنگدل) پشاچ (بدذات) لوگوں کی جو خوراک ہے۔ شراب ہیرہ اور گوشت۔ اس کو دیوتا برہمن ہوں گے کبھی استعمال نہ کرے۔ اسی طرح دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس ۵ پیج ۵۵ سے ۸۴ تک سملاس ۳

ہم بتلاتے ہیں کہ یگ لفظ کے معنے کیا ہیں دیکھو

यज देवपूजासंगतिकरणदानेषु यो यजति विद्वान् देवान् वा स यज्ञः

ترجمہ۔ ودوانوں کا ستکار۔ ملاپ۔ دان میں لوگوں کا نام یگیہ ہے۔

अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञस्तु तर्पणम्। होमो दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनम्।
म॰ अ॰ ३ श्लो॰ ७०॥

ترجمہ۔ وید پڑھانے کا نام برہم یگیہ۔ مہاتماؤں کو خوراک بھوجن آدی دینا پتری یگیہ اگنی میں ہون وغیرہ خوشبوی اور مسطر اشیا ڈالنے کا نام دیو یگیہ۔ بھوکے جانوروں کی پرورش بھوت یگیہ۔ اتتھی کا ستکار کرنا اسکا نام نر یگیہ ہے +

نمبر (۱) राष्ट्रं वा अश्वमेधः श॰ का॰ १३ प्र॰ १ अ॰ २ ब्रा॰ ११ कं॰ १६

ترجمہ۔ شجاعت اور انتظام سلطنت کا نام اشو ہے اور یہی ذکر ستیارتھ سملاس ۳ اور ہیا سملاس ۲ میں ہے

نمبر (۲) प्रजा वै पशवः श॰ का॰ १३ प्र॰ १ प॰ २ ब्रा॰ १४ सं॰ २

ترجمہ۔ پشو اور پرجا کے ایک ہی معنی ہیں

نمبر (۳) अग्ने पशुरासीत् श॰ का॰ १३ प्र॰ १ अ॰ २ ब्रा॰ १ कं॰ १३ ॥

ترجمہ۔ اگنی اور پشو دونوں لفظ مترادف ہیں

نمبر (۴) कतमो यज्ञ इति पशव श॰ का॰ १४ प्र॰ ६ अ॰ ६ ब्रा॰ ७ कं॰ ७ ॥

ترجمہ۔ یگیہ کا نام پشو ہے اور پشو کا نام یگیہ ہے

نمبر (۵) एतद्वा अश्वमेधः श॰ का॰ १३ प॰ अ॰ १ ब्रा॰ ६ कं॰ ३ ॥

ترجمہ۔ پرجا پالن کا نام اشومیدھ ہے

نمبر (۶) प्रजापतिर्वै जमदग्निः सोऽश्वमेधः
श॰ का॰ १३ अ॰ २ प्र॰ १ ब्रा॰ १४ कं॰ १४ ॥

ترجمہ۔ پرماتما۔ نراکار کی اپاسنا کا نام اشومیدھ ہے

نمبر (۷) श्रीर्वै राष्ट्रमश्वमेधः श॰ १३ प्र॰ २ अ॰ २ ब्रा॰ ३

ترجمہ۔ دولت و دیا کی ترقی کا نام بھی اشومیدھ ہے

نمبر (۸) तेजो वा आज्यं श॰ कं॰ १३ अ॰ ६ प्र॰ ४ ब्रा॰ २ क॰ ११ — १४ ॥

ترجمہ۔ تیج یا جلال یا بدگی یا شوکت کو آجیہ کہتے ہیں

نمبر (۹) त्वष्टा वै पशूनामीष्टे पशवो वसु। श॰ का॰ ३ प्र॰ ५ अ॰ ७ ब्रा॰ ६ क॰ १० ॥

ترجمہ۔ توسناہی کا نام پشو ہے۔ اور وہی توشادسو ہے

نمبر (۱۰) एकादशिनाः सत्याः पशवो भवन्ति ग्रहाः श॰ का॰ १३ प्र॰ ३ अ॰ ६ ब्रा॰ १ क॰ ५

ترجمہ - الکاؤنٹیاں بھی بیتو ہی ہیں - کیونکہ ترمسٹ کی اِیکاؤس اکثر ہیں -

نمبر (۱) गौर्वां ङ नाम नि घट्ठ अ० १ ख० ११ ॥
ترجمہ - گو نام کلام بانی کا ہے -

نمبر (۲) गो ष्टथि वी नाम नि घट्ठ अ० १ ख० १ ॥
ترجمہ - گو نام زمین کا ہے

نمبر (۳) गो स्तो तृ नाम नि घट्ठ अ० ३ ख० १ ६
ترجمہ - گو نام اسوتر کا ہے

نمبر (۴) मध्या य ज्ञा वा म नि घट्ठ अ० ३ ख० ७ ॥
ترجمہ - مبدہ یگیہ کا نام ہے

نمبر ۵ - अन्न हि गौ श० को० १ २ अ० १ अ० ५ क० ३ - १५
ترجمہ - ان کا ہی نام گو ہے - اور اسی کے متعلق لفظ گندم کا سنسکرت گو دہوم بھی بجا کے لائق ہے -

ان تمام حوالوں سے ہر ایک مدھی یان جان سکتا ہے - کہ راجا نیاے (عدل) دھرم سے پرجا پالن کرتا ہے - اور وِدّیا کا پرچار بڑھاتا اور اگنی میں گھی آدی کا ہون کرنا ہی اسو میدھ ہے اور زمین اناج کو سدھ اور پرتھوی کا راسطام اور درستی اور پوتر رکھنا ہی گو میدھ ہے - طاقت شوکت وغیرہ بڑھانے کے واسطے یگیہ کرنا اجا میدھ ہے -

یہ صرف بام مارگیوں کی مہربانی ہے - جس سے یہ بدچلنی اور ظلم کی رسوم قوم ہندو میں پرچلت ہو گئیں +

ممبران آریہ سماج اندھا دھند پیروی کرنے کو سخت برا سمجھتے ہیں - جب ہمارے وید و شاستر اس کے مخالف ہیں - جب ایشور کا پیار اسکے مخالف ہے جب قدرتی حکم اس کے مخالف ہے - جبکہ ہم نے سب کچھ ثبوت دید یا ہے - پس ہم لوگ کسی طرح ان کو قبول نہیں کر سکتے -

پادری صاحب اسی لکچر کے صفحہ ۵۰ پر اس اعتراض کو بھی اٹھانا چاہتے ہیں کہ مسیح کا کفارہ انسانی عقل سے بعید اور معقولیت سے دور بات ہے - آیندہ کیواسطے آریہ لوگ اسپر اعتراض نہ کریں - اور خود حکمت عملی کرتے ہیں کہ تیتری ارنیا کا صفحہ ۹۱۸ کا ایک واک لکھ کر اس کا یہہ ترجمہ کرتے ہیں "بتلاتے ہوئے یہ انھوں حال جو فانی آدمی کے لئے ہیں ہم ان سبکا یگیہ کی بعید الفہم طاقت سے ناش کرتے ہیں"

"آج کل جب آریوں سے کفارہ مسیح کی بابت گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کفارہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا - مقام غور ہے کہ کیونکر آئے - جبکہ خود وید ہی جسپر اس کا کلی دار و مدار ہے قربانی کے راز کو بعید الفہم بتلاتے ہیں -

ہم پادری صاحب کی کوشش پر حیران ہیں - کہ انہوں نے ایک جھوٹی بات کو صحیح ثابت کرنے کے واسطے کیوں اور دو جھوٹ بولے - دیکھئے اول تو اس واک میں کوئی ایسا لفظ نہیں - جس کے معنے بعید الفہم ہوں - بلکہ اس کے معنے زبردست طاقت کے ہیں دوم آریہ لوگ تیتری ارنیا کو وید نہیں مانتے ہیں - پس یہہ پھسلانا یا دھوکھا دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

واضح ہو کہ وہ اعتراض آریوں کا اب بدستور رہا - کہ مسیح کا کفارہ و تثلیث کا مسئلہ بالکل پارہ عقل کے ترازو پر سراپا ناکارہ ہے

پادری صاحب نے اپنے اس لکچر نمبر ۷ کے خاتمہ پر دعوت کی ہے - کہ ہم مسیح پر ایمان لائیں - بنا بران ہم بھی اپنے ناظرین کو سُنانا چاہتے ہیں - اور پادری صاحب کو بھی کہ اول تو مسیح گنہگار اعتقاد (دیکھو رومیوں کا خط باب ۸ آیت ۴ - اور انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۶ و ۱۷) دوم مرگ سے ڈرتا تھا - (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۲ - آیت ۲۷ اور متی باب ۲۶ - آیت ۳۸ سے ۴۴ تک)

سوم یہودا اسکریوطی گنہگار ہے جسنے مسیح کو پکڑوا کر کفارہ کرایا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۵ - آیت ۱۱)

چہارم - مسیح لعنتی اور نافرمان بردار ہے - اور نیک نہیں ہے - (دیکھو گلتیوں کا خط باب ۳ - آیت ۱۲ و ۱۳ - ایوب کی کتاب باب ۱۵ - آیت ۱۳ و ۱۴ - اور باب ۱۴ - آیت ۱ - اور باب ۴ - آیت ۱۸ - اور ایوب ۹ - آیت ۲ - اور رومیوں کا خط باب ۳ - آیت ۲۱ - اور ایوب کی کتاب باب ۲۵ - آیت ۴ سے ۶ تک - اور زبور ۱۴۳ آیت ۲ و ۳ - اور امثال باب ۳۱ - آیت ۱۵ - اور استثنا باب ۲۱ آیت ۲۳)

حضرت نے دنیا پر امن - یا نیکی پھیلانے نہیں آئے - بلکہ خرابی و گمراہی - چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہیں -

" یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں - میں صلح کرانے نہیں - بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں " (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۳۴) پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں " میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں - اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ آگ لگ چکی ہوتی " (لوقا کی انجیل باب ۱۲ - ۴۹)

پس ہم یا اور کوئی پڑھا لکھا آدمی کسطرح ایسے شخص پر ایمان لاسکتا ہے - اور یہی سبب ہے کہ پرندہ ورکی بہار کر رہا ہے صدہا لوگ عیسائی دین سے تائب اور ریگانہ ہو کر ست آریہ دھرم پر ایمان لا رہے ہیں اور وہ دن عنقریب آنیوالا ہے - کہ سب گمراہ بھائی صراط المستقیم پر آجائیں - اور ہدایت پائیں +

ہم اپنی عادل گورنمنٹ کی عملداری کے بہت کچھ شکر گذار ہیں کہ جسکی برکت سے ستی - دھرم کنتی - ریلی - ٹھگنا تھی ٹھگی خون ریز پال - کالی کے کبرو ڈھ - اور بنگال کی بری وغیرہ بری اور مکروہ رسومات اور رسوم کو بدنام کرنیوالے امورات حکما بند کئے گئے -

جس سے آریہ سماج کے مبارک مشن کو بہت کچھ تقویت ملی اور ساتھ ہی ست دھرم کی اشاعت میں اعانت ہوئی - ورنہ عوض موجودہ نیک کاموں اور ویدک سنسکاروں کے ہمیں ان برائیوں کے دور کرنے پر مستعد ہونا پڑتا - اور شاید ایک صدی کے قریب اس گورکھ دھندے میں الجھ کر آریہ سماج کی ترقی دو صدی تک پیچھے ہٹ جاتی بھولے بھالے ہوچی کے جیسے جس طرح اس روشن عملداری میں ابھی آمدنی کے ہو جانے کے خوف سے کانپتے کروٹ بند کئے بیٹھے ہیں - اور اس کو زنگ کھا رہا ہے - کیا یہ ست اور دستوں سے اپنے جلد یا ہے والے تھے - ہرگز نہیں +

کلیں گھر اپنے کے ہندو جھوٹے گھمنڈ اور ریا آن بان کے بہانے کمانتی جلد دختر کشی سے باز آنیوالے تھے - ہرگز نہیں +

پس جتنے یہ مبارک کام ہوئے ہیں - یہ سب اس عادل گورنمنٹ کی نیک سلطنت کی برکت ہے - پرمیشور اسکو اسی طرح روز بروز ست کاموں کے پرچار کی ہدایت دیتا رہے - تاکہ دین اور دنیا دونوں کا سدھار ہو +

چھبیسوں لکچروں کے جوابی لکچر ختم ہوئے +

حصہ سوم

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासुव ॥ यद्भद्रं तन्न आसुव ॥१॥ यजुर्वेद । अध्याय ३० मंत्र ३

"ہے ست وگیان سے رہتے سدآنند سروپ۔ است سار تھ تکت است ہونے وگیان ودیا یدو۔ پرمیشور۔ آپ تمام حکمت اور سب ودیا کے پرکاش کرنے والے ہو۔ رسنا سدر تکے دوتا سرب شکت ادتاک ہو۔ ہمیں برے کاموں۔ بری خواہشوں سے دور کر کے سکھوں سے یکت مدد۔ کلیان کو پراپت کیجئے۔ آپکی کرپا ہی سے سب دکھوں کا ناش ہوتا ہے۔ ایسی سہائتا دیجئے۔ کہ ہم کامل اُدیوگ سے ست کے پرکاش میں مستعد ہوں"

پرماتما نے انسان کو اس سنسار نا پائیدار میں فعل مختار بنا کر آزادی کا جوہر بخشا۔ مگر ساتھ ہی عقل ودولیں بھی عطا کی۔ کہ آزادگی ہمارے احاطۂ بندگی میں محدود ہے۔ یعنی بندگی وعبادت تمہاری کلید در مقصود ہے۔ اسا ست سے باہر آزادی سدا فساد ہے۔ اور اصل میں وہ آزادی نہیں۔ بلکہ آواگون کی بنیاد ہے۔

پریم دیالو اور مہان کرپالو نے ہدایت عام اور شانتی تام کیواسطے اپنے گیان ہدایت نشان کو بذریعہ الہام شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ شری انگرہ جی مہاتماؤں کے سرشٹی کی آد میں پرکاشت کیا۔ وہی گیان موسوم بہ چار وید آتک رہنمائے عالم علیم کل کی طرف سے ضرور تھا کہ انسانی حوائج کیواسطے کامل گیان ہادی عرفان کا نمایاں فرمایا۔ یہیں اس سرب انتریامی نے اپنی لامحدود دیا کے کوش سے ہمیں مستفیض بنایا۔ وید مقدس کا جلوہ دکھایا۔

جان لے حق کی اگر پہچان ہے وید ہر اک درد کا درمان ہے
وید اقدس رازدانِ غیب ہے بے نشاں کا محرم لاریب ہے
راستی جز وید کے ناپید ہے وید کیا ہے مہر کا ئیں وید ہے
جو شقی محروم ہووے وید سے دور ہے وہ دولت جاوید سے

اندنوں جبکہ آفتاب وید مقدس کا ہماری غفلت کے ابر میں آگیا تھا۔ اور بھارت ہند ساحل مراد سے دور ہو چلا تھا۔ ایک ہادی مراد بھیجکر پریم دیالو کا اظہار فرمایا یعنی شری سوامی دیانند سرسوتی جیو کو مستعد بنایا جنکے جگت رشا رتھ کی بدولت ہمیں خورشید وید کی شعاعوں سے نورانی ملی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں جہاز گم گشتہ کو ساحل مراد دکھائی دیا اور اہل بھارت کو اچھے دن پھر آنے کی امید ہوئی۔

باعث اس تمام انقلاب کا خلاصتاً یہی ہے۔ کہ عرصہ سے آریہ ورت روحانی بھارت کے گیان عیش وعشرت میں پڑکر صداقت مقصود کو بھول گئے تھے اور وہ تمام ہدایتیں اور آثار جو یادداشت حقیقی سے انکے پلے تھے۔ خودغرضی اور لاپرواہی سے انہوں نے طمع کے رومالوں میں باندھ کر چھپا رکھا تھا تو اس ہی سوامی جیو نے صداقت کا جھنڈا اٹھایا۔ اور وید مقدس کا دیا کھیان سنایا۔ تمام ... کا بھر ... گرداب ... کو چکر آیا۔ ع

چو حقیقتش ... دنیا افتاد
ترلزل ... صلا افتاد
... گمراہی ... تمام
... بنیاد حام
... صدق ...
... گریزد ... آفتاب
... یا دری
... مستی ...

[margin: سبب تالیف کتاب]

ولیکن بہ مہر کہ تف افگند ہمانا ہمان تف بروئیش فند
بہ لغزد صداقت زافسون گری جہ باک ست حق راہ باین کافری
کسا یکہ خودشیرہ طینت اند زخورشید محروم در ظلمت اند
بیا اے طلبگار صدق وصفا صدا را بگلزار معنی درآ
بجشم خرد وید مقدس ... بس کنونت شوانو ... دنیا و دین

چونکہ آجکل ہمارا ہنگامۂ مباحثہ گرم ہے۔ اور برخلاف رہا جہالتکے اسمیں واقعیت روزافزوں ہے۔ اسواسطے اکثر کتب مذاہب مطالعہ میں آتی رہتی ہیں اندنوں ایک کتاب براہین الاحمدیہ جسکے مصنف مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور ہیں) مطالعہ سے گذری۔ علاوہ ازیں جھوٹی شیخی کے اس کا مصنف دس ہزار روپیہ انعام بھی مجیب کے حق میں دینے کا اقراری ہے۔ اور باوجود بادادی کے دل ودماغ میں دعوے دہونئے (حیف آف قادیان یعنی) رئیسی وسرداری ہے۔ سچ ہے دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہیں۔ اور تمام سنہرے سادہ ہی کہلاتے ہیں۔ وہی حال ہمارے رئیس اعظم صاحب کا ہے۔ ساری جائداد صرف خیالی پلاؤ اور تمام ملکیت نیست من کا الاؤ ہے۔ جب ایسی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ بھی موجود نہیں ہے۔ تو واللہ اعلم خیر الماکرین۔ اس اشتہار سے حضرت کا کیا مقصود ہے۔ سچ ہے۔ ان کید قادیان عظیم۔

براہین الاحمدیہ کے مصنف نے روپیہ کمانے کا ایک نرالا ڈھنگ نکالا ہے۔ اور عرصہ آٹھ سال کو کئی طرح کے مکروفریب اور حیلہ حوالہ میں ٹالا ہے۔ کتاب میں کہیں رشی دھرم والوں کی گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ کسی جگہ عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی جگہ مسیح کو نا حق ابن اللہ بنا رہے ہیں۔ اور کسی جگہ آریوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ مجھے اس جگہ کسی اور سے سروکار نہیں۔ اور نہ میں کسی غیر کا مختار۔ ہاں آریہ دھرم کا پیروکار ہوں۔ اور وید وکت صداقت کا بندہ جان نثار۔ پس اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ براہین احمدیہ کو میزان انصاف میں تولوں اور اُن کا امتحان کروں۔ ع

خوش بود گر محک تجربہ آید میاں تا سیہ روئی شود ہر کہ دروغش باشد

[margin: اشتہار قیمت کتاب]

جلد اول میں مرزا صاحب نے ظاہری خوبی تو ملکہ روپیہ کمانے کے سو ور پڑے حرفوں میں ایک اشتہار کامل ۱۲ صفحہ پر لکھا ہے۔ جس سے سوائے ظاہری شیخی کے کوئی کسی طرح کا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اشتہار کا دیباچہ تو تصدیق کرتا ہے کہ اصل میں زاروو بانگ دہل ہے۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ ظاہری نمودوں پر مرزا صاحب نے صداقت کا خون کیا ہے۔ ایک دانا کا قول ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مطلب انکا اس تمام لاف وگزاف سے صرف یہی ہے کہ کسی طرح روپیہ ہاتھ آئے اور دنیا مسخر ہو جائے۔ مگر مرزا صاحب کو یہ خیال نہیں ہے۔ ع

کلید در دوزخ است آں نماز کہ در روئے عالم گذاری دراز

ان چالبازیوں پر خواہ کوئی جاہل مائل ہو جائے۔ اور حق سے ہاتھ اٹھائے مگر عقلا ان ہتھکنڈوں سے سراسر بیزار ہیں۔ اور دانا ان دھوکوں سے آگاہ وواقف کار۔ جہالت کا دور دورہ اب نہیں رہا۔ علم نے آنکھیں کھول دیں۔ محمدی اور عیسوی معجزات قدر کے لائق نہیں رہے۔ تشدد ... رہتی ہے۔ کیونکہ اُسکے شائق نہیں رہے۔ ع

... خوابگہ ... ... کو جائے زریں نہاد

اس طرح کی جیلسازیوں سے تو ہی ساف بیکار ہے۔ اور بچا بحر طویل سے قرآنی نجات دشوار ہے۔ کیونکہ خود حدیث راوی ہے۔ ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ یعنی جسقدر فرقہ ہو گئے ہیں سب دوزخ کی آگ میں جلینگے اور دست تاسف ملتے رہ جاوینگے لیکن ایک بہشتی ہو جائیگا۔ اور نجات پائیگا۔ ... طرفہ

تریہ ہے کہ اہل تسنن تشیعہ کے اور اہل تشیعہ تسنن کے باہمی حاکم ادنیٰ رہتے ہیں اور جوش مذہبی میں آ کر خون بہا رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی ذات کو ناجی اور دوسرے کو ناری جانتا ہے۔ اور اسی قرآن سے سحر بطلان میں سرگرداں ہو کر مذہب خود کو حق جانتا ہے۔ حالانکہ واللہ اعلم بالصواب سبھی ناری ہیں۔ اور یا مد حالت دو ناری۔ آتش نفاق سے جل بھن کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور وہ طرۂ نامانی میں حیران و بیتاب۔ تیغ ابن علی جان۔ سے مرغ سر بریدہ ہیں۔ اور تجھ و تیم حوراں پر دل و جان سے گرویدہ کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

زاہد کو کون کہتا ہے یہ حق پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

مجھے انعام صرف العفاص و عام درکار ہے نہ کہ زر سند رو اشتہار۔ کیونکہ ایسے انعام بطور مکر انعام صرف دیدہ اور دکھلانے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ دینے اور دلانے کے۔ اگر جواب معقول ہو تو اہل انصاف مقبول فرما دیں۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔

عیش و سامان دو سہ روزے چند ست
جان عیش جہاں نہ خورسند است

گر فریبی بمکر خود عالم
گو بیت حلق کایں ہر بند ست

پیر گشتی و یا بر نخیری
دل بعصیان و لب بسوگند ست

ہر زمان وصل تو ہمی خواہی
ناتواں خاص رہ دلبند ست

موسیٰ کردی انکار زابلیس
آخرت کار با خدا و ند ست

لعنت اللہ بہ اکریں گوئید
کن حذر گر دلت باییں پند ست

بر رسولاں بلاغ باشد و بس
نشنو آنکہ راست پیوند ست

مجھے طول فضول سے کام نہیں۔ اور نہ دعوے اسمعینی ہے کلام حق سے مطلب ہے اور ناحق سے نفرت۔ پس مرزا صاحب کے دلائل کا ضعف تمہر وار بتلاؤں گا۔ اور الطاف انکا بھی استدلال قاطع بہم سو بچاؤں گا۔ تلوار کے دین۔ اور بیاس کے دھرم کا مقابلہ کر کے میزان انصاف میں رکھ کے قوم کے لیے ویسک دورس سناؤں گا اور جیرا اور آکرا کو محنت و بیاد کے روبرو لا کر عقل صدق کسند سے اس کی عمدگی کی داد چاہوں گا۔

सत्यमेव जयते नानृतं جھوٹ خواہ کتنے ہی رو۔ شور و کھلاوے فریاد اور داویلا مچاوے مگر راستی کی آخر کار فتحمندی ہوگی۔ اور ناراستی کو رو مندی پر ماتما حق کا یرکاش کرا اور ناحق کا ناش

آغاز کتاب

یہ (آریہ) ایک نیا فرقہ ہے۔ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو آریہ سماج سے موسوم کرتے ہیں سانڈنوں میں سرپرست بلکہ بانی مبانی اس فرقہ کے ایک پنڈت صاحب ہیں جن کا نام دیانند ہے۔ اور اس وجہ سے ہم اس فرقہ کو نیا فرقہ کہتے ہیں۔ کہ وہ عام اصول جنکا یہ فرقہ پابند ہے۔ اور وہ تمام خیالات اور تاویلات کہ وید کی نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہیں۔ وہ ہیئت مجموعی کسی قدیمی ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ کسی وید بھاش اور نہ کسی تفاسیر میں یکجائی طور پر انکا پتہ ملتا ہے۔ بلکہ مجملاً وجیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارسازیوں سے اس فرقہ کا قالب طیار کیا گیا ہے

[illegible]

پوشیدہ نہ رہے کہ اعتراض کرنے سے پہلے فریق ثانی کے کتب کا مطالعہ کرنا شرط اولی ہے مگر معترض نے نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی تواریخ سے بھی محض ناواقف معلوم ہوتا ہے حضرت آپکو کہاں سے دریافت ہوا کہ آریہ ایک نیا فرقہ ہے۔ کیا علام حسا کے طور پر آپکو بھی حق سے کنارہ کرنا ضروری تھا۔ کوئی پنڈت وید خواں آریہ مذہب کو نیا فرقہ

(۱)

نہیں کہتا۔ بلکہ اہل جہاں متفق اللسان ہیں۔ کہ آریہ دھرم سب سے قدیم اور سرشٹی یعنی اتم ہے اسکے تمام اصول قدیم رشیوں اور منیوں کے دلائل منقول و معقول سے حصول ہیں وید مقدس جو ام الکتاب ہے۔ آریہ دھرم اسی کا لب لباب ہے۔ آریوں کے تمام اصولات وید سے مشہور ہیں اور معہ عالمگیر ہدایتوں کے مشرح موجود۔

اب یہاں پر ثابت کرنا واجب ہے کہ آریہ دھرم درحقیقت نیا فرقہ ہے یا نہیں۔ اور نیز وہ قدیم ہے یا جدید۔ اول خود وید مقدس کی بات غور فرمائیے۔ کہ قرآن انجیل زبور۔ توریت اور وید میں سے کون نئی پستک ہے۔ اور کون قدیم۔ کس میں گیان کی تعلیم اور تفہیم ہے۔ اور کس میں قصہ جات و فسانہ جات کی تقسیم و ترمیم۔ نوشیرواں بادشاہ کے وقت عرب میں آپکے پیغمبر صاحب پیدا ہوئے۔ جنکا نام محمد ہے۔ اور جب دنیا کے تجربات کرتے اور تجارت کے سود و زیان میں نفع و نقصان بھرتے انکی عمر ۴۰ سال کی ہوئی۔ تب قدیم بت پرستی سے دل گھبرایا۔ اور اسی گھبراہٹ میں قرآن کا دھیان آیا۔ جسکو آجکل عرصہ ۱۳۰۳ سال کا منقضی ہوا ہے گویا ۱۳۰۳ سال سے دین محمدی اور قرآن جسکی صداقت پر آپکو اشتباہ و گمان ہے ۱۸۸۶ سال سے انجیل ہے۔ جو مسیح کی ہدایت پر دلیل ہے گویا ۱۸۸۶ سال سے مذہب عیسوی کی میعاد ہے۔ جو آپکے دین سے ۵۸۲ سال ارویاد ہے۔ داؤد سے پہلے زبور مفقود تھی۔ اور موسیٰ سے آگے توریت معدوم و نیست و نابود۔ زرتشت موسیٰ سے پہلے خدا کا رسول تھا۔ اور بقول پارسیوں کے مقرب بارگاہ و مقبول جسکی نبوت کا اکثر علماء محمدیہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ اور اسکی صداقت و حقانیت و معجزات کا مشرح اظہار۔ فاضل شہرزوری۔ علامہ شیرازی و علامہ دوانی و میر صدر الدین وغیرہ اُن سے مشہور ہیں اور انکی تصنیفات میں شہادتیں مذکور ۳۳۳ سال سے پہلے موسیٰ کا نشان۔ نہ تھا اور عرصہ ۴۰ سال سے زرتشت کے تہذاوستھا کا ذکر و بیان۔ راجہ یدھشٹر کا سال جلوس ۴۹۲۸ سال سے پر کاش مان ہے۔ اور غیاث اللغات کی ردیف (ف) سے بیان آپ کی ہدایت کا نشان بدانکہ بیشتر در ہندیا سمت راجہ جدھشٹر رواج داشت۔ راجہ مذکور در دانیشان در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہان را بر کشادہ تا اس زمان ازسبب ایالت (یعنی جلوس و تخت نشینی) او چہار ہزار و نہ صد و ہشت سال گذشتہ تا حال جنتریوں میں بھی وہ مسطور ہوتا ہے جس سے ہماری صداقت و قدامت کا ظہور ہوتا ہے۔ بلکہ طوفان نوح و جلوس یدھشٹر کا ایک ہی سال ہے۔ جس سے اہل تعصب کا دل سراپا پرملال ہے۔ اور اس ردیف ت سے بھی ہمارے اس دعوے کا اثبات ہے جو جان مخالف کیواسطے چار دل طرح سے آفات ہے "تاریخ طوفان سر آغاز از حادثہ طوفان گیرند سال شمسی حقیقی و ماہ قمری ابتدائے سال از حمل گیرند۔ تا اس سال چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال گذشتہ"

صحیفہ آسمانی پارسیان یعنی زندا وستھا میں۔ زرتشت پیغمبر بتلاتا ہے کہ یہی حکم جو میں تمکو بتلاتے ہیں۔ سروان یعنی خدا نے میرے سے بہت پہلے وید میں نازل فرمائے ہیں اور اب آپکے واسطے مجھ کو بھیجا ہے ہیں تاکہ میں تم کو سناؤں۔ اور راہ راست پر لاؤں اسی استاونزند کے آخری دساتیری میں تحریر ہے کہ بیاس نام برہمن ہندوستان سے آیا اور زردشت سے مباحثہ کر کے چند باتوں کو دریافت فرمایا۔ بلکہ یزدان پارسیاں نے زرتشت کو بیاس جی کے جواب کا اہل نہ جانکر بیاس کی بات ارشاد فرمایا۔ کہ بر ہمنے بیاس نام از ہند آید بس دانا کہ بر زمین ہمکس چنانست مرعل دامد کہ نخست از تو پرسد کہ یزدان چرا کنندہ دگرد۔ گر تو یک ہست در ہمہ ہستی گر ہنگان یعنی ایزد تعالیٰ کہ بہ ہمہ چیز توانا راست عقول را میانہ و ساقط وجوات گروانیدہ خود ہیولا سط۔ یگر از ہر چیز آفرید۔ گو و راگہ یزدان کنندہ و سازندہ ہمہ چیزات باایں در فرمان ہستی بر فرشتہ ما لارو سر و شیدہ دیگر اقرار سے درمیان نیست و دیگراں را اقرار است یعنی واسطہ ہست" غرضیکہ یہ بات ہر طرح۔ کا بلحاظ تواریخ کیا

خالی ہے۔ وہ ہمہ تن حقیقی ہے نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے۔ اور نہ عقل کو اُسکی ادراک کی قدرت۔ وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے۔ اسے علم بیحد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان سے مبرا ہے۔ اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ اور بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور بغیر کانوں کے ہر آواز کو سنتا ہے۔ سب کو سمجھتا ہے اور کسی سمجھانیوالے کا محتاج نہیں۔ پیدا کرنے والا بچانے والا اور کل اشیاء کی صورت بخشنے والا وہی ہے۔

اُسی تاریخ کے صفحہ ۱۹ پر آریوں کے عام حالت کو یونانیوں سے مقابلہ کرتا ہے "اگرچہ اُن دونو قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور ہر دو کی کیفیت اور عام تہذیب اور شائستگی اور رواجوں کی باہمی کا مقابلہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آریہ لوگ یونانیوں سے اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ آریوں کے ملکی حملے بہ نسبت یونانیوں کے بہت کم ناشائستہ تھے۔ اور وہ دشمنوں سے بہت ترحم کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ اور ہر قسم کے علوم میں اُنکو بہت زیادہ دسترس تھی اور خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے علم کی رو سے بھی اُسی زمانہ میں ایسی اُنکو حاصل ہو گئی تھی جس میں اپنے عصر کے اعلےٰ ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے عقیل۔ اور دانا آدمیوں کے دلوں پر بہت تھوڑی چمکی تھی"

لتھبرج صاحب کی تواریخ ہند سے یہ بھی واضح ہے "آریہ لوگ قدیم سے علم ہیئت کے شوقین رہے اور فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے اُستاد اول بھی ہیں [illegible] میں چھ فلاسفی اُنکے ہاں تصنیف ہوئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اول سانکھیہ درشن جسکا مصنف کپل۔ دوم یوگ درشن۔ جسکا مصنف پتنجلی۔ سوم نیائے درشن جسکا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جسکا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جسکا مصنف جیمنی۔ ششم ویدانت جسکا مصنف ویاس ہے۔"

بموجب تشریح بالا ہر ایک مذہبی مان یعنی صاحب علم و عقل جان سکتا ہے۔ کہ آریہ دھرم آریہ قوم اور اُنکی پستکیں وید مقدس سب سے قدیم ہیں۔ کیونکہ شہادتیں ہمارے حق میں غیر قوموں کی ہیں پس انصاف کریں کہ آریہ دھرم اور آریہ قوم کس عظمت و شان کے لائق ہے

اب ہندو لفظ کی بابت کچھ تھوڑا سا [illegible] ہے کہ دیا جائے لفظ کس کا ہے۔ اور کن پستکوں میں اسکا اندراج پایا جاتا ہے۔ اور کون لوگ اسکا استعمال کرتے ہیں سنسکرت لغات میں ہندو لفظ کا نام و نشان نہیں پایا جاتا ہے۔ اور نہ اسکے کچھ معنی ہو سکتے ہیں ویدہائے مقدس سے لیکر راجہ بھوج کے وقت کی تصنیف شدہ پستکوں [illegible] کی مستند کتابوں یعنی ست یارتھ کی کتھا گنیش مہاتم کے زمانہ تک بھی یہ لفظ کسی سنسکرت پستک میں نہیں ہے اور فارسی لغات کے دیکھنے سے اسکے معنے چور۔ سیاہ وغیرہ کے پائے گئے۔ دیکھو غیاث اللغات ردیف (ہ) ہندو منسوب بہ ہند و دریں لفظ واؤ برائے نسبت است۔ دریں نسبت صحیح تیست مدعی المعقول دارد و لفظ ہندو در محاورہ فارسیاں بمعنے دزد و رہزن۔ غلام ہے آید۔ خیابان۔ ہندو زن زن ساحرہ راگویند از سکندرنامہ فارسی کی کتاب ایسی کوئی شاذ و نادر ہو گی جس میں اس لفظ کو بُرے طور پر استعمال نہ کیا ہو گلستاں سے لیکر بہار عجم و رقعات نادری وغیرہ تک ہر جگہ انہی معنوں میں بلکہ اس سے بھی رذیل معنوں میں مستعمل ہے۔ پس زیادہ تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایک طرف سے محض انکار۔ اور فریق ثانی کا اقبال و اقرار ہے۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے۔ کہ یہ نام ہمارے واسطے ملیچھ یا دشمنوں نے موضوع کیا تھا۔

آریہ بمعنے سریشٹ، نیک و خدا شناس اور سماج یعنی مجلس یا نشستگاہ۔ باہمی دونو لفظ مل کر آریہ سماج کے معنے ہوئے۔ وید کے پیروں یا خدا شناسوں یا نیکوں کا جلسہ جس سے کوئی [illegible] اعتراض نہیں ہے۔ اب نہیں معلوم کہ وہ کونسا امر ہے جو آریہ سماج سے لوگ

ہے اور یہاں کے باشندے آریہ ہیں۔ مسلمان وغیرہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک ہندوستان اور ساکنان اسکے ہندو ہیں جسکے معنے چور رہزن و غلام کے ہیں۔ اصل مطلب اس کا کیا ہے اور درست کون ہے۔ اور کس طرح کہنا چاہئے۔ اُس نے جو امداد کہ بھائی [illegible] کا نور سوامیوں کی ترقی۔ ست دھرم کی طرف توجہ۔ وید مقدس پر عملدرآمد۔ بیاد تی توہمات سے رستگاری۔ ایک پرمیشور کی پرستش جاری رہی۔ لوگ عالم باعمل۔ اور ملا در ظاہریت کے پڑھنے پڑھانے والے رہے۔ تب تک یہ ملک آریہ ورت اور یہاں کے باشندے آریہ با عروج رہے۔ مگر جب سے اُنہوں نے طوق غلامی بہا بت پرستی اعتقاد کی ایک کو چھوڑ۔ انیک [illegible] سمپرداؤں کے سبب بن گئے۔ پھر اُن [illegible] گردش کے آگے سر جھکانے لگے۔ مستی کتابوں پرانوں اور [illegible] یعنی ویدوں پر [illegible] ترجیح دی تب سے ہندو بن گئے۔ اور ملک ہندوستان۔ مدعی بھی سچا اور مدعاعلیہ بھی جھوٹا صرف قاضی ہے۔

اب تواریخ پر غور کرنی چاہئے۔ لتھبرج صاحب کی انگریزی تواریخ ہند مطبوعہ ۱۸۸۵ء کے صفحہ ۱۶ سے ۲۶ تک آریوں کی تاریخ ایک مختصر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ دو آریوں کے زمانہ وید کی کتابیں [illegible] بات مشترک ہیں ہندوؤں اور اہل فرنگ۔ اہل روم وغیرہ کے بزرگ آریہ تھے غرض آریہ قوم دریائے سرسوتی اور پنجاب کے اور ندیوں کے کنارے پر کئی سو برس تک آباد رہی۔ اُس زمانہ میں اُنکی حکومت کسی راجہ یا حاکم خاص سے متعلق نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک گھرانہ کا بزرگ ہی اپنے خاندان کا سردار ہوا کرتا تھا۔ اور وہی اُس گھرانے کا پروہت یعنی پیشوائے دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگوں کو جب کبھی ضرورت پڑتی تھی تو وحشی باشندوں سے لڑا بھڑا بھی کرتے تھے۔ اور چونکہ آریہ لوگ انکی نسبت بہت بہادر تھے اور ہتھیار بھی عمدہ رکھتے۔ اور زرہ بکتر لگاتے تھے۔ اس لئے اپنے مخالفوں پر فتح پاتے تھے۔ آریہ لوگ روز بروز زیادہ اور آسودہ ہوتے گئے۔ آخر یہ ہوا کہ جو میدان پنجاب سے بھی زیادہ زرخیز اور گنگا اور اُسکے معاونوں سے سیراب ہے۔ اُسکے فتح کرنے پر انہوں نے کمر باندھی۔ آخر دشمنوں یعنی وحشی لوگوں کو بھگا کر بہت سی جمعیت فراہم ہو جانے سے بڑے زبردست ہو گئے۔ آریہ لوگ دریائے سرسوتی کے درمیانی ملک کو برہم رشی دیش اور جو ملک اُسکے مشرق میں الہ آباد تک ہے۔ اُس کو مدھ دیش۔ اور سارے ملک کو آریہ ورت کہا کرتے تھے۔ آریہ لوگوں کے بہادر راجہ رامچندر جی نے جنوبی ہند۔ جزیرہ لنکا پر حملہ کر کے اُسکو فتح کیا۔ آریوں کی نسبت یونانیوں نے لکھا ہے۔ کہ ایشیا کے ملکوں میں جسقدر قوموں سے ہم کو کام پڑا اُن میں آریہ لوگ زیادہ بہادر تھے۔ اور وہ زبان کے بھی بڑے سچے تھے انہوں نے اُنکی نسبت یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ شراب و کباب نہیں کھاتے پیتے تھے۔ اور ہر ایک امر میں میانہ رو اور صلح اندیش سادگی اور دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے۔"

[illegible]

تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۷۶ میں مورخ تحریر کرتا ہے کہ "ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں درج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف خدا واحد ہے جو سب سے بڑا اور برتر ہے اور جو تمام عالموں کا مالک ہے اور اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں۔ برہما۔ وشنو۔ شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہے۔ اور اُنکو کچھ فوقیت نہیں دی گئی اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجھے گئے" مورخ کالبروک صاحب فرماتے ہیں "مجھ کو ویدوں میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا۔ جس سے اُن دیوتوں کا اوتار ہونا ثابت ہو۔ رگ وید کے ایک منتر کا ترجمہ بھی (وہ وحدت توحید کے ثبوت میں) یہ مورخ شہادتاً پیش کرتا ہے۔ کہ "پرماتما کمال صدق و یقین مسرت ہے۔ اُس کی ذات تحصیل [illegible]

برخلاف وید مقدس کے کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو دنیا کوئی امر نہیں ہے کہ جسکی ہدایت وید نہ بتلاتے ہوں۔ مگر آریہ لوگ مذہبی طور پر اسے بجا لاتے ہوں۔ معترض نے بھی کوئی بات نہیں بتلائی جسکا جواب دینا ہمارے ذمہ ہوتا۔ اسواسطے دعوے بلا دلیل خود مدعی کی تذلیل ہے۔ جسے کسی طرح سے حاجت تفصیل نہیں۔

رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید میں ہر ایک امور روحانی و جسمانی کی اس خوبی سے ہدایت ہے۔ جو کسی طرح محتاج تکرار و شکایت نہیں۔ ہاں اُنکی ایک ایک تشریح حق پسند طبیعتوں و صداقت کے طالبوں کو رہنمائے سعادت ہے۔ انہیں دونوں امور کا نور الہام الہام کا دارومدار ہے۔ اور ادھورا اور کامل نہ چھوڑنا اسکی کاملیت کا اظہار بلکہ افتخار ہے رستہ ایتریہ۔ سام ودہان اور گوپتھ ان چار برہمنوں میں (جو وید کی تفسیریں ہیں) انکی مفصل تشریح توضیح آریہ دھرم کی موجود ہے۔ کھٹ درشنوں (یعنی چھ شاستروں) اور دس اُپنشدوں میں بھی انہیں اصول پر حکماء آریہ ورت کے دیا کھیاں مذکور ہیں جن سے ست دھرم کی صداقتوں کے ظہور ہیں۔

قولہ۔ وہ بحیثیت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے

اقول۔ ہندو مذہب کی قدامت کی نسبت سوائے اس کے میں کیا کہوں

یکے بر سر شاخ و بُن مے برید | خداوند بُستان نگہ کرد و دید
بگفتا کہ اس شخص بد میکند | نہ با من و لیکن بخود مے کند

حضرت آپکا سوال سراپا غلط بلکہ وہم و خیال ہے **قولہ** اور نہ کسی وید بھاش اور نہ کسی شاستر میں یکجائی طور پر ان کا پتہ ملتا ہے۔ **اقول** معلوم نہیں کہ کس کو نہیں ملتا۔ آیا مرزا غلام احمد صاحب الہامی کو یا سنسکرت کے فاضل پنڈتوں کو۔ اگر شق اول ہے تو قابل تسلیم کے قابل ہے اور اُسکا علاج لیاقت کا محتاج ہے مرزا صاحب سنسکرت سے محض لاعلم اور ناآشنا ہیں۔ پس انکو وید بھاش اور شاستروں سے پتہ نہ ملنا سراسر بھول و خطا ہے۔ اور اس حالت میں انکا معترض ہونا جسقدر رکھوں اُسی قدر بجا ہے۔ اگر شق ثانی ہے تو محض نادانی ہے۔ یکجائی طور پر اگر پتہ نہ ملتا۔ تو لاکھوں علماء و فضلاء کیوں ایک غریب و فقیر سنیاسی کے پیرو ہوتے۔ اور مولوی محمد قاسم ابو المنصور جیسے کیوں پشیمانی میں سر دھنتے اور روتے۔ جس شخص نے صدق دل و نگاہ غور سے ست دھرم وچار میلہ چاندا پور۔ اور ستیارتھ پرکاش مباحثہ بریلی۔ اور سوال و جواب مباحثہ جالندھر۔ و شاستر ارتھ کاشی وغیرہ مباحثات سوامی جی مہاراج کے دیکھے ہوں۔ وہ سوامی جی کی حق بیانی اور راستی کا قائل و مقر ہو سکتا ہے۔ ہم اس مقام پر ناظرین حق پسند کے واسطے چند سطریں خصوصاً پیش کر کے اُنکے مطالعہ کی منصفانہ طور سے سفارش کرتے ہیں

واضح ہو کہ یہ سلسلہ صرف دو روز رہا۔ قبل شروع ہونے میلہ کے بعض مولوی صاحبان نے سوامی دیانند سرسوتی جی کے ڈیرہ پر تشریف لیجا کر فرمایا۔ کہ بہتر ہو اگر اہل ہنود و اہل اسلام ملکر بالمقابل مذہب کی تردید کریں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اس میلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کسی کی طرفداری نہ کرے بلکہ میری سمجھ میں تو یہی بات ہے کہ ہم اور مولوی صاحبان۔ پادری صاحبان تینوں محبت سے ملکر ست کی تحقیقات کریں۔ کسی سے برخلافی کرنی واجب نہیں۔ دانائوں نے سچ کہا ہے۔

بنائے کار نہ در تبات و دین باش | کہ ہر بنا کہ بر اصل ست پائدار بود
در تردد رہ نجات مداں | ہیچ خصلت بہ از ثبات مداں
[illegible] | در معانی ثبات رہ ثبات

ناظرین انکی ایسی [illegible] کا راستی اور ست دھرم کی طرف قائم رکھیں اور تعصب میں شامل نہ ہونا [illegible] صداقت کی پوری چاشنی انہیں حاصل

ہو چکی تھی۔ اور عرق حق سے اُنکی طبیعت قطعی بیزار تھی۔

مرزائے حس قدر توہمات کا طوفان اٹھایا۔ اُسکو طوفان نوح سے بھی بڑھا دیا اور اگر سچ پوچھو تو راستی کا خون بہا دیا

قولہ بلکہ منجملہ ان وغیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارستانیوں سے اس فرقہ کا قالب تیار کیا گیا ہے

اقول۔ مرزا صاحب اسلامی تعصب کے بخارات نکالنے سے باز نہیں رہتے اور اسی جوش میں جو منہ آتا ہے کہتے ہیں۔ حضرت گھبرائیے نہیں۔ یہ پنڈت جی کے دل کے بخارات نہیں ہیں بلکہ صداقت کے احکامات اور وید مقدس کی ہدایات ہیں۔ ست شاستروں کے فرمان ہیں اور علمی دقائق کے بیان۔ مدعا سے ہمیں کلی نفرت اور توہمات سے قطعی پرہیز ہے بیجا تصرف کا الزام لگانا اور کارستانیوں کا اتہام جمانا آفتاب کو دامن سے چھپانا اور چاند پر گرد اڑانا ہے مگر درحقیقت اُنکا ذرہ قصور نہیں صرف مذہبی تعصب کا قصور یا اسلام کا الہامی نور ہے جو آنکھوں ہی جانب سے روکتا ہے اور راستی کے گرداب میں جھونکتا ہے۔ پس واجب سمجھتا ہوں کہ انکو اسکا جواب باصواب گوشگذار کروں۔ اور تمام دفتر منقولات کو آپکے روبرو دہراؤں۔ مضامین چرانا اور مرغی کا سر اور ٹانگ اڑانا کسی اور کا شیوہ ہے۔ نہ کہ سوامی جی کا۔ غور سے مطالعہ فرمائیے

موسےٰ۔ اسمٰعیل و اسحاق و ابراہیم و لوط و یوسف و یعقوب وغیرہ کے قصہ جات کو توریت موسوی سے اڑایا۔ داؤد و سلیمان۔ ایوب وغیرہ کے واقعات کو صموئیل اور ایوب کی کتابوں سے حفظ فرمایا آدم و حوا۔ اور شیطان کے ورغلانے کی حکایت کو ملک الموت اور موسےٰ کی پیدائش کی کتاب سے چرایا۔ ابلیس کا بتوں کو توڑنا اور جنات کے قصے فرشتوں کے اذکار سوال و جواب قبر اور جہنم کا سات حصوں پر تقسیم فرمانا قیامت کے روز ہاتھ و پاؤں ناک وغیرہ اعضاؤں کا تکلم میں آنا اور شہادت دلوانا غسل اور طہارت و تیمم اور روزہ کھولنے کا بیان یہ سب یہودیوں کی حدیثوں اور تواریخ سے نکلوایا۔ چنانچہ ملک الموت و میدا آس و صمائیں مذکور ہیں۔ جو اس ظلمت کے دور کرنیکے واسطے بمنزلہ نور ہیں۔ عیسےٰ کا ہنڈولے میں باتیں کرنا اور لڑکین کے معجزے جو آل عمران اور مریم اور تحریم کی صورتوں میں ترقیم ہیں۔ اور اسی طرح اصحاب کہف اور قصہ رقیم جنکا سورۂ کہف میں بیان ہے وہ محمد صاحب نے عیسائیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں لکھوایا۔ چنانچہ افرایم نامی کتاب اور انجیل الطفولیت میں مفصل درج ہیں۔ میزان اور پلصراط کی باتیں قدیم آتش پرستوں کی حکایتوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ اور حنیفہ نامی کتاب سے چھانا گیا ہے۔ کعبہ اور آداب حج قدیم قریشی اور بت پرستان عرب سے اور بیت المقدس کی تعظیم کا عیسائیوں اور یہودیوں سے رواج پایا۔ خضر کا قصہ جو کہف میں ہے وہ بھی یہودیوں کی حدیثوں کا جزو تو رہا ہے۔ لقمان اور سکندر کے قصص نے (دور از قیاس) یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔ کچھ سنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا اور باقی امورات خانگی و جنگ و جدال سے مو کو بھی عروس خیال سے درست کر کے بامحاورہ سایا۔ غرضیکہ مختلف قصہ جات و فسانہ جات و بیانات کو مع اپنے

* ایک فاضل فرماتا ہے ہم کو یقین ہے کہ موسےٰ و عیسائی و محمدی مذہب کی بنیاد آتش پرستوں کے مذہب سے قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ شیطان و جبرائیل کا وجود پارسیوں سے ہوا۔ اور وہی (شیطان و جبرائیل) اُنکی کتابوں میں موجود ہیں۔ تصدیق اسکی کتاب سفر نگ و ساتیر سے بخوبی ہو سکتی ہے پہلے ہم کو خیال تھا کہ پیلیتی کی بنیاد موسےٰ نے قائم کیا مگر اب ان کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس توہم طوفان کے برپا کرنے والے آتش پرست ہیں یا کوئی ان آتش پرستوں سے بھی پہلے ہوگا جس کی نقل اُنہوں نے کی ہو

ہر کسی طرح جائز نہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ روحیں **انادی** ہیں یعنی نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں۔ لہذا یہ ثابت کرنا ہمارا مقصد تھا

۴۔ دعوےٰ۔ روحیں ابدی ہیں اس واسطے ازلی یا انادی بھی ہیں۔

دلیل یہ ہے۔ ابدی ہونا مسلم فریقین ہے اسواسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ابدی کے معنے وہ زمانہ جسکی انتہا نہ ہو۔ اب مقام غور ہے۔ کہ ابدی روحیں کیوں ابدی ہیں۔ جو ظاہر ہیں کہ (۱) وہ مرکب نہیں تاکہ ترکیب پذیر ہوویں۔ (۲) وہ چیتن اور باعث جوہر ہیں اسیواسطے وہ مردہ نہیں ہو سکتے۔ علی ہذا۔ اب نہیں وجوہات کو اگر منقلب کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا کا ماصرف پیدائش کی غرض سے ہے ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی ابتدا نہیں۔ جو روحیں ترکیب پذیر اور منقسم ہونیوالی چیز ہیں۔ پھر انکی پیدائش کسطرح ہوئی کیونکہ ہر چیز ترکیب پذیر کا انحلال لازمی۔ دوسرے۔ بعد العدم کا نام حادث ہے۔ مگر جبکہ روح پہلے عدم نہیں حدوث بھی لازم نہیں ہوا کیونکہ بحکم علوم متعارفہ ۱۱ کے ناممکن ہے۔ جیسا کہ ایک کنارہ کا دریا ناممکن ہے۔ اور جسطرح آفتاب ناممکن ہیں اندھیرا ناممکن ہے ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ عدم اور یہ اجتماع ضدین۔ باطل ہے لہذا ثابت ہوا کہ روحیں انادی ہیں اور یہی مطلوب تھا

۵۔ دعوےٰ۔ روحوں میں فنا یا موت نہیں اس واسطے روحیں خدا کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔

دلیل یہ ہے۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے۔ ورنہ موت اور کوئی چیز نہیں اور روحوں کے واسطے بالذات موت نہیں۔ کیونکہ وہ باقی ہیں۔ اور نہ روحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے۔ جو کبھی تحلیل ہوا ہو یا کبھی اُس سے اخراج پذیر ہوا اسواسطے کہ وہ جاندار ہیں۔ پس بحکم (۳ علوم متعارفہ) کے اُس سے روحانیت برآمد بھی نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں جڑھ اور چیتن کی ایکتا یعنے وحدت الوجودی ناممکن ہے اور یہ بموجب حکم ۳ علوم متعارفہ باطل ہے۔ لہذا روح کے بالذات چیتن اور مرگ سے مبرا ہونے اور فنا کے آزاد ہونیکے سبب سے اُسکی ابتدا نہیں۔ اسی واسطے بدرجہ ثابت ہے کہ روح **انادی** ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔

اب مادہ یعنے **ہیولیٰ** کے **انادی** ہونے پر چند دلائل بھی ارقام کرتا ہوں۔ گذارش ہے کہ مرزا صاحب انکو بھی غور سے مطالعہ میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں۔

(۱) چونکہ خدا غیر مادی ہے اسواسطے مادی دنیا کا اُس سے نکلنا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے جو پہلے اُسکے اندر موجود ہو۔ اور جو موجود نہ ہو وہ کسی طرح نہیں نکل سکتی (بحکم علوم متعارفہ ۱و۲) اسواسطے **مادہ انادی ہے**۔

(۲) دنیا صرف قدرت سے نہ بن سکتی ہے۔ اور نہ حکم سے کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے موصوف سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ دیکھو (بحکم ۵ علوم متعارفہ) حکم بغیر محکوم عمل پذیر ہو جو کہ مادی ہے۔ اور حکم صرف مفید ہے۔ جگت کا شبد سے بننا ناممکن ہے۔ ... سے پس مادہ انادی ہے۔

(۳) پدارتھ ودیا یعنے علم سائنس کا پہلا اصول ہے کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی میں نہیں آتی مگر ہستی سے یعنے

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः

جو نہیں ہے اس کا کسی طرح بھاو یعنی پرکاش نہیں ہوتا۔ اور جو ہے اسی کا بھاو یعنی پرکاش ہوتا ہے۔ ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کبھی نہیں ہو سکتی اسواسطے مادہ انادی ہے۔

(۴) جسوقت بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا کے پیدا کرنیوالا خدا ہے۔ تو فی الفور سوال ہوتا ہے کہ کہاں سے اور کس چیز سے۔ محمدی لوگ اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ عدم میں سے بذریعہ قدرت خود کے بنایا۔ اس پر صاف یہ سوال ہے۔ کہ عدم محض ہے عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ اور عدم پر جو قدرت ہے۔ وہ خود عدم محض کا حکم رکھتی ہے۔ تو جواب یہ ملتا ہے کہ یعنے

سے بنایا۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ پہلے سے بیر اپنے کوئی چیز نہیں نکلی۔ پس جواب میں سے جو وہ ایسا جواب ہے جس سے دنیا خدا کا ٹکڑا یا کوئی ٹکڑا معلوم ہوتی ہے۔ اور بطور نتیجے موافق قرار ہے جسا یہ دنیا خدا کا ٹکڑا ہے اور بیجان ہے۔ پس جو چیز جز میں ہے وہی کل میں ہوگی (بحکم ۷ علوم متعارفہ) چونکہ یہ مادی اور بیجان مانتے ہے لہذا بریں خدا بھی جو تسلیم ہوتا ہے نہ کہ روحانی۔ جلالی اور زندہ اور عالم کل۔ مگر یہ مسلم ہے کہ خدا زندہ اور جلال والا اور عالم کل ہے۔ پس دنیا اُس سے نہیں نکلتی اور نہ اُسکا ٹکڑا ہے۔ بلکہ مادہ سے بنی ہے۔ اور مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں انادی زمانہ سے موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے بموجب قاعدہ قدیم کے خدا اُسکا ساتھ والا ہے۔ کیونکہ کوئی جزو (چیز) خود بخود بن سکتی ہے اور نہ سا سکتی ہے۔ **روح** چیتن اور زندہ اور غیر مرکب ہے۔

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः॥

ترجمہ شستر یعنے اصلح اسکو کاٹ نہیں سکتے۔ آگ اسکو جلا نہیں سکتی۔ پانی اسکو بھگو نہیں سکتا اور ہوا اُسکو خشک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ مفرد لطیف اور زندہ ہے جسے باصطلاح حکما بسیط کہتے ہیں وہی انادی روحیں انادی زمانہ سے پرماتما کی مالکیت اور قبضہ قدرت اور محکومیت اور عبودیت میں موجود ہیں۔ اُنکے کرموں کے انوسار پرماتما اسے است شکتی مان اور نیاکاری ہونے سے مختلف اجسام کو مادہ سے خلقت کرکے جزا و سزا دیتا ہے۔ ہاں روحیں اور مادہ سے سب چیزوں کے ساتھ کا علم اُس سبحان اکمل کے گیان میں قدیم اور انادی زمانہ سے موجود ہے اور اُس کے قبضہ و قدرت و محکومیت و عبودیت میں انادی زمانہ سے یہ روحیں اور مادہ ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا جو یہ اُسکے قبضہ اور قدرت اور عبودیت اور ملکیت سے باہر ہوں یا نہ ہوں۔ پس عدم سے وجود میں آنا۔ ع

خود غلط املا غلط انشا غلط ہست این مضمون سراسر یا غلط

اب ناظرین پر یہ امر ہویدا کرتا ہوں کہ قرآن نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے سورۃ بنی اسرائیل یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی "اے محمد اگر تجھ سے روح کی بابت سوال کریں کہو مجمل جواب کہ خدا حکم یا حکمت" اس سے بھی ثابت ہے کہ روح انادی ہے مگر سمجھنا آسان نہیں تھا اسواسطے خلقت کو حیرانی میں ڈالا۔ صریح ثابت ہے کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے۔ کیونکہ خدائے قدیم کا حکم و علم و ارادہ قدیم ہے اور جب سے حکیم ہے تب سے حکمت ہے بلکہ باہم لازم و ملزوم ہیں۔ مگر اے مرزا صاحب آپ ... جرات کرتے ہیں۔ اور کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جبکہ خود قرآن ہی اس معاملہ میں کم بادیہ ہے سورۃ بنی اسرائیل وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنے نہیں علم دیا گیا تمکو مگر تھوڑا زیادہ اعتراض مت کرو اور مت پوچھو۔ پنجابی مثال ہے ایک نہیں اور سو سکھ یعنی ایک نفی دا انکار اور صد ہا آرام۔ مفسر تفسیر حسینی کہتا ہے کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالیٰ و غیر حق سبحانہ تعالیٰ کسے نمیداند" "در حقیقت یہ وہی امر تھا جس کا سوال اہل مکہ نے یہود کے سکھلانے سے حضرت محمد سے پوچھا تھا واسطے اُنکے آزمانے کے اور حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتاؤنگا۔ بعد اسکے اٹھارہ روز تک فکر میں یا غار میں چھپکے سوچتے رہے۔ مگر کوئی جواب نہ بن سکا۔ آخر الامر لاچار ہو کر یہ فقرہ بنا لیا کہ تم کو علم نہیں دیا گیا زیادہ اعتراض مت کرو۔ اور مت پوچھو" دیکھو حاشیہ قرآن صفحہ ۴۹۲ ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی مولفہ ۱۲۶۰ ہجری۔

اے ناظرین کیا یہی جواب کیا دعوی کہ موسی کا خدا کی طرف سے خطاب ہے۔ مرزا صاحب جب قرآن قاصر البیان ہے تو براہین احمدیہ کی کونسی حقیقت دستان ہے۔ جو اس کے مقصود

کے یو دکرنے پرختم ہوتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ملاں کی دوڑ مسجد تک۔ مگر ہاں آپ بھی تو حکیم بودہ خدا حافظ ہوتے ہیں۔ ملہم بھی ہیں۔ خیال ہوگا کہ "اگر یہ نتوانیم بستر تمام کنند" اگر تم کو روح کا غیر فانی اور غیر حادث ہونا قرین قیاس نہیں ہے تو سوائے اس ایک آیت وہمی روایت کے اپنے سارے قرآن شریف سے کوئی اور آیت ہی لائیے اور قرآن کی اس کمزوری کو دور فرمائیے۔ اگر بس ہے تو مسارکبا د مرگ قرآن شاد۔ اس دس ہزار انعام میں سے چند سبحان کلوائیے۔ صادق مقتول کو ہوا لگوائیے۔ یوگ ماسٹر سکھوائیے اور حاضرین کی تسکین فرمائیے۔ اور اگر خود لیاقت نہیں ہے۔ تو بیٹھے سے ملاحظہ ہو [illegible]"

بیچارہ دشوار ہے اور لوٹے ٹوٹنے کا بڑھا ساحر قابل اعتبار ہے۔ مگر آپ کوشش کو وقت سے نہ دیجئے اور سیر تسویا مور پر عمل کیجئے۔ افسوس کہ آپ موقعہ پر عامل رہے۔ تساہل کو کام فرمایا چھ سات مثل (رو پیاں کروا سیلو روحادماں) کے صاف سفر کروایا۔ کیا تھا اگر سراسر محمود و مسعود سراپا آسید مقبول بارگاہ خداوند سوامی دیانند جی کو حضرت میں حاضر ہو کر دل تعصب منزل کی تسلی کرتے۔ تو سرگردانی سراٹھانی پڑتی اور بعد آنجہانی ہونے کے تیس کبھی ایسا موقعہ نہ ملتا۔ کسی دانا نے کیا سچ کہا ہے۔

دورگیتی مروتو جستہ بود | نوش ساید تجسیم موتنک کور
سور بحساں آرزو خواہند | مقبلاں رار دال نعمت جاہ
راست خواہی ہزار چشم بیناں | کور بہتر نہ آفتاب سیاہ

اگرچہ وہ عارف رحلت گرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ مگر انکے لگائے ہوئے باغ کے درخت اس گلشن سنادات کا حکم رکھتے ہیں۔ اور لطف فضل ہمگد بستور روز افزوں ترقی کر رہے ہیں اس کسی طرح انہیں باد مخالف سے صدمہ پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ ہدایات وید مقدس اس چمنستان کی جان ہے اور بفضل برکت ہادی حقیقی یہ انکی عمر کرانی۔ بڑے بڑے فاضل و فلاسفر اس میں احباب ہیں اور دل وجان سے ست دھرم وید پر قرباں ہیں۔

(۱) عالیجناب پنڈت شام جی کرشن ورما دیوان ریاست رتلام (حال سکرٹری کونسل راج اودے پور)۔

۲۔ عالیجناب پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ پردھان آریہ سماج بمبئی۔

۳۔ عالیجناب رائے مولراج صاحب بہادر ایم۔ اے۔ سب جج وایپ پردھان پر اوپکارنی سبھا اجمیر۔ (حال جج عدالت خفیفہ امرتسر)

۴۔ عالیجناب پنڈت دوارکا داس صاحب ورما ایم۔ اے پرنسپل مہندر کالج پٹیالہ (حال وکیل چیف کورٹ مقیم انبالہ)

۵۔ عالیجناب پنڈت گورودت صاحب ورما ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

۶۔ عالیجناب پنڈت امراؤ سنگھ صاحب شرما ماسٹر کالج رڑکی و سکرٹری آریہ سماج رڑکی

۷۔ عالیجناب لالہ سائیں داس صاحب ورما پردھان آریہ سماج لاہور

۸۔ عالیجناب پنڈت نرائن کول صاحب شرما جج عدالت صدر جموں۔

۹۔ عالیجناب رائے نرائن داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ رئیس راولپنڈی۔

۱۰۔ عالیجناب پنڈت بھیم سین صاحب شرما منیجر پریاگ راج۔

۱۱۔ عالیجناب پنڈت رگھوت جی شرما اپدیشک آریہ سماج کلکتہ۔

۱۲۔ عالیجناب پنڈت گنگا دین صاحب رئیس بہلور

۱۳۔ عالیجناب منشی جوتش سروپ صاحب ورما سکرٹری آریہ سماج میرٹھ۔

۱۴۔ عالیجناب منشی لچھمن سروپ صاحب ورما پردھان آریہ سماج میرٹھ۔

۱۵۔ عالیجناب منشی آنند لال صاحب ورما بھاپدیشک سماج میرٹھ وغیرہ وغیرہ۔

مگر آپکی طرف عدم توجہ کا تو اعلیٰ سبب یہی ہے۔ کہ ہمیں پہلے اپنی قوم کی **اصلاح** کرنی منظور ہے اور اول خویش بعدہ درویش کی مثل مشہور ہے۔ ورنہ میدان مباحثہ کی ہر ایک آریہ سماج میں آزادی ہے۔ اور ایک شہر میں ست دھرم کی منادی۔ نہ تو یہ وہ وقت ہے کہ جو بولا سو مارا گیا قتل الکافرین کر کر سر اسکا کسنہ تن سے اتارا گیا۔ بلکہ مرزا صاحب **گورنمنٹ برطانیہ** کی طرف سے ہر ایک اپنی مساری مذہبی کے واسطے آزاد ہے عقلاء تحقیق پر مستعد جہلا کے دل میں بھی مذہبی جذبہ ہے۔ سوامی دیانند جی نے اول خود وید مقدس کا درس حاصل کیا۔ تو مذہب حق دیکھا کہ ہند میں جہالت اور بد مذہبی۔ محمدی اور عیسائی آریہ نسل کا خون کر رہے ہیں۔ راستی مدعا ہمہ بدی کے سبب بیمار ہے۔ اور راستی متعصب دشمنوں کی بدولت بر سر بازار لگ وید دین کو چھوڑ کر گونا گوں سا بلی تصرفات کو ایمان دار ہے ہیں۔ اور رنگا رنگ فرضی سرپرستیوں کو زندگی کا معراج مان رہے ہیں۔ تعلیم یورپ سے مطلب اور دھوکہ رہے سے غرض ہے۔ کسی نے نہیں سوچا کہ دھرم کس بلا کی جڑ ہے۔ سب انہوں نے سوامی پرچیانند جی سرسوتی اسنے گرو کی آگیا اور ساری حکمت کے سد ہا دیر کمر ہمت باندھی۔ اور وید مقدس کی تفتیش۔ تدریس کا دفتر کھولا۔ سو

گوش اہل بھارت کہ حرف صدائے راستی داد | نوید وید چوں آں رہنمائے راستی داد
کشادہ پر وی دار التعلیٔ وید وجام | در پیچ نامہ گجہ لمحاں دوائے راستی داد
رود اردیں دو سیار نگ کدت تارہ مذہبا | چو آں رہ مگر صادق حلائے راستی داد
ہمہ اسلام کاوب سرنگوں گستند در عالم | نشاں جو ستیہ ساج ہیں ہوا راستی داد
عبادت ما بتاں کردن عمروا مرو گاحقتی | مرجع ایں ضلالت تک داے راستی داد
شرک ماسوا اللہ دکر و طاعتش کرد | زوید رکعبہ پرستش ندائے راستی داد
مدل مقبول ارباب علوم وحی بسداں شد | چو داد علم و دانش درا و سے راستی داد

زہے آں کاشف اسرار علم پاک ربانی
بیٹے بہودِ عالم خوش عطائے راستی داد

صد شکر آں حسرتی بسلیم آریہ ورت | کزو مدما بجستند و ہیم آریہ ورت
زاں گنج علم و دولت با عاقلاں سپردو | شدبار بحر عالم اقلیم آریہ ورت
سرمست خواب غفلت ہمہ چو بخت خود بود | بیدار کرد و بخشید تعظیم آریہ ورت
بخدہ بیران دست بر عکس وید یکسر | تکذیب آں بودہ تفہیم آریہ ورت
از وید جملہ بیتک کر فیض وید ہستند | فرمود آں محقق تعلیم آریہ ورت

نام مبارک او نازم کہ شد **دیا نند**
کردہ دیا د آنند انقسیم آریہ ورت

سوامی جو خود آریہ تھے اور انکے گرو بھی آریہ۔ بیشک بانی مبانی آریہ سماجوں کے وہی ہیں۔ مگر بذریعہ ہدایات وید مقدس کے۔ جیسا کہ سناتن سے آریہ مہاتما کرتے چلے آئے ہیں۔ سوامی جی نے ہم کو ایک گنجینہ لایزال کا دفینہ بتلایا۔ اور تصدیق بیانی کے واسطے برہان قاطع کا حلوہ بھی دکھایا۔ جسے کو قرآنی۔ کرانی۔ پورانی۔ اور جینی سب کے دانت کھٹے کر دیے۔ نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ وہ پردہ بے تمیزی جو کچھ مدت سے لوگوں کے دلوں اور عقلوں پر پڑا ہوا تھا وہ پھٹنے لگا۔ یعنی صدہا مسلمان اور عیسائی اور جینی ست دھرم وید مقدس پر ایمان لائے اور بطلان سے برکنار ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ضلع گورداسپور میں بھی ہادی بر حق کے فضل سے تین چار۔ مثالیں اظہر من الشمس موجود ہیں۔ خدا سب کو ہدایت دیوے۔

قولہ پر میشور انکے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بیماری سے ابتداء سے

سلطنت کو پہنچگیا ہے اور اسی جسمی چیزوں پر حکومت کرتا ہے۔ اور انہیں کے مدارج ارتقا سے اُسکی پرستوری ہی ہوتی ہے۔ ورنہ اگر وہ چیزیں نہ ہوتیں تو یہ بھی نہ تھا۔

اقول مرزا صاحب کو جھوٹ بولنے سے ذرہ بھی عار نہیں بلکہ دینی شعار جانکر اُس پر بلند آواز باعث افتخار جانتے ہیں۔ اپنے طبعزاد خیال مختلف پیرایہ میں لاکر لوگوں کو دکھاتے ہیں اور داناؤں کو اپنی نالائقی پر ہنساتے ہیں۔ چونکہ ہمارا اعتقاد نہیں اور نہ کسی وید کی ایک سطر کا اشارہ ہے۔ پس انکا دعوے یا اعتراض محض بے بنیاد ہے ہاں یہ قرآن شریف کے حق میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اُس میں بعینہ اس قسم کا مضمون ہے۔

سورۃ بقرہ اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون ۝ وعلم ادم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین ۝ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝ قال یا آدم انبئہم باسمائہم فلما انبأہم باسمائہم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون ۝ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین ۝ وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین ۝ فازلہما الشیطن عنہا فاخرجہما۔

ترجمہ اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں پیدا کرنیوالا ہوں زمین میں نائب اپنا فرشتوں نے کہا کہ تو رکھیگا اُس میں اُس آدمی کو جو فساد اور خون کرے اور ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو خدا نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ خدا نے آدم کو نام تمام سکھلائے مخلوقات کے۔ پھر فرشتوں کو خدا نے کہا کہ بتاؤ مجھکو نام اُنکے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے کہا کہ تو سب سے بڑا ہے ہم کو کچھ عقل نہیں ہے مگر جو کچھ کہ تو نے سکھلایا ہے تحقیقاً تو دانا حکمت والا ہے۔ خدا نے کہا ہے اے آدم بتادے انکو نام اُنکے پھر جب اُس نے بتائے نام ان کے۔ کہا خدا نے کیوں نہ کہا تھا تمکو کہ مجھ کو معلوم ہیں پوشیدے زمین اور آسمان کے۔ اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو وے سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور وہ تھا کافروں میں اور کہا ہم نے آدم کو رہ تو اور زوجہ تیری بہشت میں اور کھاؤ بہشت سے بہت کہ جہاں سے چاہو۔ اور نزدیک مت جاؤ اُس درخت کے ورنہ ظالموں اور گنہگاروں میں سے ہو جاؤگے۔ پس پھسلایا ان ہر دو کو شیطان نے اس جگہ سے اور نعمتوں سے۔

اور اسی طرح سورۃ اعراف میں ہے۔

ولقد خلقنکم ثم صورنکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس لم یکن من السجدین قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال فاہبط منہا فما یکون لک ان تتکبر فیہا فاخرج انک من الصغرین قال انظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین قال فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولا تجد اکثرہم شکرین قال اخرج منہا مذءوما مدحورا لمن تبعک منہم لاملئن جہنم منکم اجمعین ویا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین فوسوس لہما الشیطن لیبدی لہما ما وری عنہما من سوءتہما وقال ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخلدین وقاسمہما انی لکما لمن النصحین فدلہما بغرور فلما ذاقا الشجرۃ بدت لہما سوءتہما وطفقا یخصفن علیہما من ورق الجنۃ ونادہما ربہما الم انہکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطن لکما عدو مبین

ترجمہ تحقیق پیدا کیا ہم نے پھر صورت دی تمکو۔ پھر کہا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا مگر شیطان نہ تھا سجدہ کرنیوالوں سے۔ کہا (خدا نے) تمکو کس چیز نے منع کیا کہ سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں مجھکو بنایا تو نے آگ سے اور اسکو بنایا کیچڑ سے۔ کہا پس اُتر جا آسمان سے کہ تجھے لائق نہیں کہ اُس میں سرکشی کرے پس نکل جا تحقیقاً تو خوار ہے۔ کہا اے خدا مجھے فرصت دے اس دن تک جب اٹھیں (یعنی قیامت تک) کہا خدا نے تحقیقاً تجھے فرصت دی گئی۔ شیطان نے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی آدمیوں کے سیدھے رستے میں بیٹھونگا۔ پھر اُن پر آؤنگا آگے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں سے اور نہ پائیگا تو اکثر کو شکرگذار۔ کہا نکل جا یہاں سے مردود و راندہ ہوا جو کوئی ان میں تیری راہ چلا بیشک بھر دونگا دوزخ میں تم سب کو یکجا۔ اے آدم پس تو اور زوجہ تیری جنت میں رہو۔ پھر کھاؤ جہاں سے چاہو۔ اور نہ پاس جاؤ اُس درخت کے کہ ہوگے تم گنہگاروں سے۔ پھر بہکایا انکو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو پوشیدہ ہے۔ اُن سے اُن کے عیب اور کہا ولا تم کو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے۔ اور قسم کھائی کہ میں تمہارا نصیحت کرنے والا ہوں۔ پھر گرایا اُن کو فریب سے اور جب چکھا دونوں نے درخت کھل گئے اُن پر عیب اُنکے اور لگے جوڑنے اوپر برگ درختوں کے اور پکارا انکو انکے رب نے کہ کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہا تھا کہ شیطان دشمن تمہارا صاف ہے"

اور یہی داستان سورۃ بنی اسرائیل میں لکھی ہے۔ وہی لفظ وہی معنے اور وہی مطلب اور اُسی بیہودے ہونے کو چہارم پارہ سورۃ کہف میں پیش کیا ہے۔ اور بقولیکہ دروغ گو را حافظہ نباشد سورۃ ص میں بھی یہاں آتش در کاسہ یا قسم مگر اس کو اسلئے ہو بہو درج کرتا ہوں کہ اہل اسلام کو موقع لاف زنی کا نہ رہے۔

سورۃ ص اذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس استکبر وکان من الکفرین قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال فاخرج منہا فانک رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین

خدا نے فرشتوں کو کہا تحقیق میں نے پیدا کیا آدمی کو کیچڑ سے پس جب میں سیدھا کروں اور پھونکوں اُس میں اپنی روح کو پس گر پڑو اسکو سجدہ کرتے ہوئے پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے سرکشی کی اور کافروں سے تھا کہا خدا نے اے شیطان کس چیز نے منع کیا تجھے اُس چیز کے سجدہ کرنے سے جسکو میں نے اپنے دو ہاتھوں سے بنایا ہے۔ آیا تو نے تکبر کیا۔ یا تو تحقیقاً بلند قدر والا تو ہو گیا ہے۔ اور تیرے پر میری طرف سے لعنت ہووے قیامت تک۔ کہا مجھ کو قیامت تک مہلت دے۔ کہا تجھ کو مہلت دی گئی معین وقت تک (یعنی قیامت تک) کہا کہ مجھ کو تیری عزت کی قسم کہ البتہ ضرور سب آدمیوں کو گمراہ کرونگا" یہ ہے مباحثہ شیطانی اور رحمانی جو قرآنی خدا کے جلال اور بزرگی کی لاثانی نشانی ہے اور اسی گناہ اور جہالت اعوذ پر بنیاد مسلمانی قائم ہے۔ اور یہ شجر بھی بائیبل کے نیکی بدی کے پہچان کے درخت کی مانند باغ عدن میں موجود ہوگا۔ اس کے الم علم و لا اسلم تمسخر آمیز داستان سے جو خدا نے محمدیاں و حضرت شیطان کے درمیان واقع ہوئی ہے مطلب ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

ہے جب کفر کا کرنیوالا کافر ٹھہرا پھر کفر کا حکم دینے والا یا کفر کرانیوالا کافر و مشرک کیوں نہیں ؎

سپس دانائی ناسئی اسلام — عنت الزام شیطاں برچہ بستہ
مے عالب بقول دوست سیطاں — خدا سے گناہش را کہ نیست

اے مومنو یہ سخت حیرت کا مقام ہے اور قابل الزام کا ہم کہ خدا نے اسکو کفر کا حکم دیوے اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اُسے مطعون ٹھہراوے اور لعنتی گردانے یہ کہاں کی دلیل اور الزامات وتہمات ونجاست سے سر پہ اسواسطے حرف جرح میں قرآن سے دیتی ہے لہٰذہ حکم اُسکا نہیں ہے۔ اور نہ شیطان کوئی فرشتہ اور کیطرف سے کہیں ہے چوری کرنیوالیکا نام چور ہے اور کشتی کھیلنے والیکا نام پہلوان ہے۔ جو چوری سے تارک وہ نیکوکار ہے اور زانی کا نام بدکار ہے جیسا کہ اسکی تائید ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ؎

ہنسی آتی ہے مجھے لبس حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

کتاب وقائع نعمت خاں عالی جسکا مصنف ایک عالی طبع مسلمان ہے وہ بھی ہماری تائید میں گوہر فشاں ہے۔

حکایت

شیخ در خواب دید شیطان را — رہزنِ دین و دردِ ایمان را
از صفا سکہ دل چو آئینہ ساخت — آں لعین را بہیں کہ وی شناخت
بملامت عتاب میش گرفت — بر سرش زد بہی و ریش گرفت
کر چرا میکنی نوائے مردود — شدہ از درگہ خدا مطرود
ایکہ گمراہ کردہ مردم را — طوقِ اضلال حلقۂ دم را
ایں ہمہ طاعت و رکوع و سجود — بہر اغوائے خلق و مردم بود
ہم دیگر چو شیخ برد بکار — شد از آں ضرب دستِ خود بیدار
چوں ترشنر و رخواب تعبیریں جست — دید ریش خودش بدست خود است
جنگ ما ولی نفس آمد یاد — خندۂ زد درستی خود سر داد
گر نہ کشف است چیست ایں تعبیر — ہر کہ شک آورد شود کافر

درحقیقت یہ بات درست ہے کہ "نفس وشیطان ہر دو یک تن بودہ اند" مگر اہل انصاف سے اس مقام پر میری ایک گذارش ہے۔ کہ دو آدمی یا رغمگسار ہوں جن میں سے ایک مجرد اور ایک عیالدار ہو بہ ترغیب اپنے مجرد دوست کے اگر عیالدار زوجہ خود کو ہمرا سے ہمبستری کا حکم دیوے۔ تو عورت (بشرطیکہ پاک دامن اور حیادار ہو) کو ان دونوں سے کیا کرنا بہتر اور واجب ہے۔ اول کیا بموجب فرمانے اپنے بیہیا خاوند کے اُسکے یار کے پاس چلی جاوے اور ہمبستر ہووے یا اُس سے کہے کہ اے کم عقل بیہیا پاگل پن مت کر اور ایسا حکم ناجائز مت دے بلکہ ایسے حکم تعمیل کی اُمید مجھ سے مت رکھ۔ تیری بات سر بسر بُری ہے اور سراسر گناہ اور بے غیرتی ہے کسی اہل حیا اور دانشمند سے امید نہیں ہے۔ کہ امر اول کی تاکید کرے بلکہ عوام الناس سے بھی دریافت کیا جاوے تو یہی جواب جواب لیگا کہ اگر اُسکو اس حکم کے نہ ماننے سے قتل کر دیوے علیحدہ کر دیوے چھوڑ دیوے تو بھی یہ امر قابل پذیرائی ہے۔ کسی طرح منظور نہ کرے یہ جا کہ لعنت ملامت۔ بقول حضرت شیخ سعدی صاحب کے۔

سرکار بعشق حرم و دیر مکن — در کوچۂ فسق چو گمرہاں سیر مکن
گر صدق ثبوت رہبری شیطان کو — یک قبلہ گزیں وسجدہ با غیر مکن

اب ایک صریح کفر کا اثبات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ عام **محمدیوں** کا عقیدہ ہے کہ **خدا** اسے جدا اور **شیطان** سے سر آفریدہ ہے یعنی خیر کا خالق احسان اور

شر کا خالق **شیطان** ہے دیکھئے **سورۃ مائدہ** میں لکھا ہے۔

انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ سورۃ مائدہ کے معنی یہ کہ چاہتا ہے شیطان کہ ڈالے درمیان تمہارے شراب اور قمار بازی کے سبب دشمنی اور دنیا و بیہودگی کے اور تمکو خدا کی یاد اور نماز سے پس کیا تم اس وقت تم ہٹ جاؤ **سورۃ یٰسین** میں ہے

الم اعہد الیکم یٰبنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انہ لکم عدو مبین ۔۔۔ ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون ۔ کیا میں نے نہیں بھیجا تمہاری طرف اے اولاد آدم کی کہ مت پوجو شیطان کو تحقیقاً وہ تمہارا دشمن ظاہری ہے اور تحقیقاً گمراہ کیا شیطان نے تمہاری طرف سے بہت مخلوق کو کیا تم نہیں جانتے تھے علیٰ ہذا القیاس۔"

اسی طرح صدہا آئتیں قرآن میں موجود ہیں اور ہمارے مدعا کے ہو المقصود۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کارخانہ الٰہی میں اسقدر اندھیر ہو۔ اور دیدہ و دانستہ معاملہ تیم پوشی برتا جاوے نادان موقوف کے بیچارہ۔ اور ناحق پرست پشیمانی اُٹھاوے۔ درحقیقت شیطان کو حاضر کی گوئی سمجھ کر گناہوں سے پرہیز چھوڑ دیا اور دلیرانہ گناہ کرکے شیطان کے سر جڑنے لگے اور اسی دھوکہ بازی سے شیطان ماننے والی قوموں میں گناہ بڑھنے لگے شیطان کا نام لیتے ہیں (مثل سارٹیفکیٹ) معتقی دین متین سے چھٹ خلاصی اور رستگاری ہے اور الامن گناہ و حرام سے صرف توبہ پکارنے سے آزادی ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیروان عیسیٰ باقی کل فوج شیطان کی ہے

محمدیوں کے نزدیک سوائے پیروان محمد کے باقی کل فوج شیطان کی ہے۔

آتش پرستوں کے نزدیک سوائے پیروان زردشت کے باقی کل فوج اہرمن یعنی شیطان کی ہے اور ہم **آریہ** لوگ تو اسکی ذات سے منکر ہیں۔ اسواسطے کسی کو لشکر شیطان نہیں سلتے۔ مگر جب دل میں خیال دوڑاتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی فوج سے شیطان کی فوج فراواں ہے۔ اور شاید یہی سبب ہے کہ قرآن میں خدائے محمدیاں اُس سے مقابلہ کرنے میں ترساں ہیں۔ پس یہاں دوبارہ ہمیں بقول مرزا **غلام احمد** کے کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک دو خدا ہیں۔ ایک خدائے خیر دوسرا خدائے شر اور دونو ہر ایک جگہ حاضر و ناظر ہیں اور دونو مسلمانوں سے غالب و زور آور عالم کل بھی دونو ہیں قادر مطلق بھی دونو ہیں یعنے لاثانی بھی دونو ہیں۔ رب العالمین بھی دونو ہیں رحمان الرحیم بھی دونو خالق بھی دونو ہیں اور رازق بھی دونو۔ اور نظر براں شیطان کی فوج کے ارواح و اجرام و اجسام وغیرہ اپنے وجود اور بقا میں بالکل خدا کے خیال سے بے تعلق ہیں یہاں تک کہ اگر خدا کا مرنا بھی فرض کیا جاوے تو بھی مسلمانوں کا کچھ ہرج نہیں اور نہ نقصان ہے بلکہ بعوض قائم مقام اسکا موجود ہے جسکا نام شیطان ہے۔ **لطیفہ**

مرشدے را گفت مردے کاے فلاں — ہیں مسلماں شیخ باش از مومناں
گفت گر خواہد خدا مومن شوم — ور نخواہد فضل ہم موقن نشوم
گفت میخواہد خدا ایمان تو — تا رہد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس زشت وشیطان لعین — میکشندت جانب کفران وکیں
گفت اے مصنف چو ایشاں غالب اند — یار او باشم کہ باشد زور مند
نفس وشیطان خواہش خود پیش برد — واں عنایت قہر گشت وخرد مرد

براہین الاحمدیہ جلد اوّل صفحہ ۵۶ سے ۶۱ تک اشتہار میں ہے

ہم بطور تمثیل کے اسجگہ اسی قسم کی ایک دلیل دلائل عرکہ متنہ حقیقت فرقان مجید سے

قرآن	وید

قرآن

ہے اگر خدا سے سدھی راہ کے طلبگار ہو تو علم و عقل کو کیوں دخل نہیں دیتے اور مقدمات کے پڑھنے سے کیوں گریز کرتے ہو قرآن میں عقل سے سوچنا کفر سمجھا جاتا ہے اور علطی کر جہاں ہو صحیح مانو۔ ایا صرف مسلمانی کا ہی راست سیدھا ہے اگر کوئی اور بھی۔ اگر کوئی اور بھی ہے تو مسلمان اسکے قبول کرنے سے کیوں جھگڑتے ہیں ایمان نہیں لاتے۔ بھائیو! مقابلہ کرکے دیکھو اور سچ یہی صراط المستقیم کو گرہن (اختیار) کرو (صراط الذین انعمت علیھم) انکا راستہ جن پر تونے نعمت کی (غیر المغضوب علیھم) سوائے اُنکے جو غضب کیا گیا۔ اوپر اُنکے (ولا الضالین) اور نہ گمراہوں کی چونکہ مسلمان تناسخ کے قائل نہیں ہیں خدا کا کسی کو نعمت دینا اور کسی پر غضب کرنا اور کسی کو گمراہی میں ڈالنا بے سود اس سے نہ اسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اُسکا رحم نہ اُسکا علم۔ انعمت علیھم مغضوب علیھم و ضالین علیھم سب کی ضمیریں خدا کیطرف پھرتی ہیں یعنی اُن اعمال کا عامل خدا ہو نہ کہ وہ لوگ۔ اسواسطے یہ پراتھنا (دعا) بہت نقصان رساں ہے اور خدا پر بہتان لگانیوالی ہے۔ بیان نامہ نگان کی تائید تفسیر حسینی والا بھی کرتا ہے "نہ راہ آن کسانیکہ خشم گرفتہ بر ایشاں قبل الوجود بمعرض غضب آوردہ و بیان سبب کفر و اقدام نمودہ قبل الوجود جبکہ کسی سے کوئی عمل سرزد نہ ہوا۔ بلا طور جرم کا خدا مغضوب الیہ سمجھنا خدا کو ظالم اظلم و جاہل اجہل ٹھہراتا ہے۔

(نعوذ باللہ منہا)

وید

شلوک کا دعبان لاتے ہیں تو بایقینیق حال سے اس تمام کارخانہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ جو اس سنسار کا وہاں بنانیوالا ہے۔ اور یہ عقدہ ہمسک نسل الٹی سال حال موت کم حل نہیں ہو سکتا اس لئے پرماتما نے یہاں اتنا ارشاد فرمایا ہے کہ جسقدر حالات تم دیکھتے ہو یا وہ جو کہ تمہاری دسترس گو میسر نہیں ہے یعنی لوک۔ لوکانتر وغیرہ ان سب کو سرب شکتی مان سرب آدھار۔ جگدیشور نے ہی دھارن کر رکھا ہے! دوسرا دیش کام بس کسی سے سہائتا نہیں لیتا۔

فضیلت ہفتم وہ سوئتیں یعنے سب البشورج کا داتا ہے۔ ہر ایک اُس سے کرم انسار پھل پاتا ہے۔ اُسے چھوڑ کسی اور سے مانگنا قطعی نادانی ہے کیونکہ اس صفت سے موصوف ہونیکے لائق اور کوئی نہیں۔ تمام روحانی برکتوں کا افاضہ ہی مبدک ایدیش سے جاننا کیونکہ اسمان قطعی لاتعلق ہونیکا اس امر کا رہتا ہے وید مقدس ایک پرماتما کے سوائے اور کسی کو البشورج یعنی نعمتوں کا داتا نہیں بتلاتے اور نہ قبروں شہیدوں اور فرشتوں کیطرف جھکاتے ہیں بلکہ تمام عالم کو اس سے دیا دان کیطرف جھکاتے ہیں بعد اسکے اسے نجات آزادانہ طور پر بتاتے ہیں۔

فضیلت ہشتم۔ ہر ایک کو نیک بنے کی تمنا ہے۔ اور جاہل سے جاہل بھی اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ سچ کی تحقیقات بہت تھوڑے دلوں میں اثر پذیر ہونے کے سبب اپنے چمکتے جوہر بتلانے ہونے بھی جہلا کی آنکھوں میں نہیں دیکھ پڑتی اور اسی سبب سے لوگ ست مارگ دست دھرم دست گرنتھوں کے سمجھنے و مطالعہ میں لانے سے معذور رہتے ہیں۔ کسی محمدی کو اگر آپ ہزار کہیں کہ خدا اسنے دنیا کے گمراہ کرنے کو شیطان مقرر نہیں کیا یہ تعلیم غلط ہے۔ وہ قہر و جبر اور غضب و مکر سے پاک ہے (اسواسطے قہار و جبار نہیں اور نہ مکار ہے) مگر وہ کسی طرح نہیں مان سکتے کیونکہ قرآن کی تعلیم (جس میں یہ راہ پکھڑی ہو) اُن کو ہر طرح قبول ہے۔ وید کا دھرم یا سچا دوای پر ہدایت نہیں دیتا بلکہ برخلاف اسکے وہ نہایت صاف و عمدہ طور سے کمال عنایت سے بتلاتا

ہے کہ اگر نیک بننا چاہو۔ تو نیکی کا مخزن۔ سو پکار کرنے کے لائق صرف پرمیشر و سرب شریشٹ اوتم ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اُسی کی اوپاسنا ہم کے واسطے آوشیک ہے۔

فضیلت نہم۔ یہ ارشاد وید مقدس کی ایک اعلےٰ فضیلت و پوترتا اور پاکیزگی کا رہا ہے۔ شدھتا یعنی برائیوں سے بچا پوترتا یعنی دکو اُس کے دھیان میں لگا کر یوکت یعنے اوپاسنا سے جوڑ کر پرارتھنا کرنا کہ اے میرے سوامی آپ جلال والے ہیں۔ اس سرب اتم یعنے مقدس جلال کا ہم آتماؤں پر کاش کیجئے۔ اب اندھکار سے اجہالت میں چلا

ہیں مجھے بھی اگیان سے نکلنے کی سامرتھ دیجئے۔ عبد کی بکری و ھیڑ یہ سری خوراک نہیں اور نہ تو اس قدر بے رحم و ظالم ہے کہ میرے پیٹ کے واسطے عاجز جانور ذبح کئے جائیں۔ تو نہ تو خونخوار ہے اور نہ قتل کا طلبگار۔ تو بھیڑیوں کی طرح خون نہیں پیتا اور نہ بھوکا ہوتا ہے۔ خون تیرے حضور نہیں پہونچتا۔ بلکہ تیرے سے دور ہٹاتا ہے۔ پاکیزگی و پوترتائی کی تکمیل صرف تجھ میں ہے نہ کہ کسی اور میں۔

فضیلت دہم۔ اس مقدس ارشاد سے کامل تشفیہ اور یقین ہوتا ہے کہ حقیقی دعا اور شانتی دینے والی اوپاسنا دہی ہے۔ جس کے کرنے سے اپاسک کے دل میں کسی طرح کا شک نہ رہے۔ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں۔ اول اُن کا گمان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ تلانا اُس مذہب کا ذمہ ہے جو کاملیت کا دعویدار ہو۔ محمدی بیچارے کیا کریں۔ اور کہاں سے لاویں جبکہ قرآن میں شیر۔ شہد۔ شراب۔ پانی کی نہروں اور حور و غلماں کے انار پستانوں اور سرخ رخساروں کے سوائے روحانی سرور کا نشان مدار رہے اور صدہا مقام پر انہیں وعدہ وعید کا تملق و تعشق آمیز بیانوں سے بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ جن سے کسی حق پسند کی تسلی ہونی دور از قیاس ہے۔ حقیقی نجات یا کامل شانتی دینے والی اوپاسنا کے نتیجہ پوچھنے والے کے واسطے اُس کے ہاں ذوالفقار کی دلیل ہے۔ اور برہان عقلی کے بدلے ان نہروں کے پیاسوں کی تسلی کو شراب کی سبیل ایک عمدہ تمثیل ہے۔ مگر اے ناظرین جس طرح دریائے گنگ پر پہونچ کر پیاسی طبیعتیں سیراب ہوتی ہیں اُسی طرح اُس سب کے آتماؤں کے پرکاش کرنے والے پراتپی پر گیا گیان کے ساگر پرماتما سے جو حقانیت۔ وحدانیت و معرفت و طریقت کی چار نہریں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید پرکاشت ہیں اُنہیں برہم چریہ سے پراپت ہو کر ہر قسم کی شانتی ہر طور کی تسلی اُن سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اُن سے ثابت ہے کہ صاحب صفات کاملہ اور حساب برکات افضلہ و مبداء فیوض اعلےٰ و منبع سعادت عظمےٰ مہا پکی پُرگ۔ سب کا گیان داتا ایک پرماتما ہے دوسرا کوئی۔

فضیلت یازدہم سنسار میں جتنے مذاہب ہیں عقل کو صندوق

میں سید کر قفل لگا ما ایسا بھلا اصول جانتے ہیں - اور ان مذاہب میں سے فسٹ نمبر دین محمدی کا ہے - مصنف اعجاز محمدی صفحہ ۱۹۱ میں لایا ہے کہ اہل شرع نے درس علم معقول فلسفی سے منع فرمایا ہے ؎

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

مگر وید مقدس میں ارشاد ہے کہ سمت گیان سے بدھی بدہا تا پرمیشور سے بدھی کی ترقی اور معقولیت سے روحانی شانتی بڑھانے کی پرارتھنا کرنی چاہئے کہ اس عقل کل کے تمام کام معقولیت سے مملو ہیں جب بدھی الصاف اور صداقت سلیمیت سے پیارتی ہے تو صدہا ایک عقیدے جو جاہلانہ طور سے سمجھ میں نہیں آتے نہایت صاف اور ہندہ دکھائی پڑتے ہیں - ہر ایک دانا مانتا ہے کہ سچ اور جھوٹ کی کسوٹی سوا عقل کے اور کوئی نہیں اور حق کا علم ہادی ہے یا دہ تو باہمی لازم و ملزوم ہیں - اس لئے اسطے عقل کل و علیم کامل پرمیشور نے وید ودیا سے اوپاسنا کی ہدایت بخشی ہے -

فضیلت وید اور علم عقل کل کی طرف سے نہایت معقولیت سے اس سچی پرارتھنا کی قبولیت کا ارشاد ہے - اور یہی ارشاد پرمیشور جگت کے لئے شانتی کا باعث ہے - ہر ایک سچائی کا عاشق - جیو اس پرتھ ودیات کے مبارک الفاظ سے روحانی اتحاد کا سبق سیکھ سکتا ہے - جو سرا یا قوت عبودیت و خلوص عبادت کے لئے ضروری ہے - سچے دل و نیک نیت و ٹھیک وسائل کو معقولیت سے استعمال میں لا کر اپنے دیا مے سوامی کی حضوری حاصل کر سکے اسی مبارک و اتم سلسلہ سے پرارتھنا کرنا نتیجہ دکھلاتا ہے - جس سے روز بروز روحانی کمزوری و جسمانی شقاوت و ناپاکی دور ہو کر اس گیان سے بدھاتا کو اپنی سمرتھی سے انسان جانتا ہے - اور یہی اس منتر کا خلاصہ مطلب ہے -

قران

غوٰی - وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوٰی ذو مرۃ فاستوٰی - وھو بالافق الاعلیٰ - ثم دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی - فاوحٰی الی عبدہ ما اوحٰی - ما کذب الفواد ما رأی افتمٰرونہ علی ما یرٰی - ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی عند سدرۃ المنتھٰی عندھا جنۃ الماوٰی اذ یغشی السدرۃ ما یغشٰی ما زاغ البصر وما طغٰی - لقد رأی من اٰیٰت ربہ الکبرٰی - خدا کہتا ہے کہ قسم ہے مجھے ستارہ کی جب گر پڑتا ہے - گمراہ نہیں ہوا ہے یار تمہارا - اور نہ رستہ بھولا اور اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا - قرآن نہیں ہے مگر وحی جو بھیجا گیا طرف اسکی - اسکو قوت والے نے سکھلایا ہے پھر سیدھا بیٹھا - اور تھا وہ اونچے کنارے آسمان کے - پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک - پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا - جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا - اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا - اور اسکو اس نے دیکھا ایک دوسرے اتار پر پرلی حد کی بیری کے پاس - اس پاس ہے بہشت رہنے کی - جب چھپا رہا تھا اس بیری کو جو کچھ چھپا رہا - بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی - بیشک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے

اے ناظرین! یہ ذکر اس رات کا ہے جسکو محمدیان ۱۰ سال کی بتلاتے ہیں اس رات کو محمد صاحب معراج پایا یعنی زمین سے آسمان تک سیڑھی دریچہ لگا یا جسکی تشریح فیضی کرتا ہے

بنہاد دو راں بلند منہاج
ہفتاد و ہزار پایہ معراج

بعد اس زینہ پر سے بسواری براق چڑھ جانا اور ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش و کرسی وغیرہ تک پہنچنا

وید

य प्रथम ज्ञा मृत स्या त्म नात्मा नमभि म विवेश। य०
३२ ॥ ११ ॥

پرماتما آکاش آدی سرب ستوں میں اور سورج آدی سب لوکوں (یعنی کروں) میں - اور پورب آدی سب سمتاؤں میں اور لکھے آدی اپ و دشاؤں میں بھی اپنے لا انتہا لبا سے بیاپک ہو رہا ہے جسکے گیان اور بیاپکتا سے ایک ذرہ ذرہ بھی خالی یا نامعلوم نہیں - جو ایسی بھی سامرتھ کا آتما ہے - وہی کلپ آدی میں سرشٹی یعنے خلقت کی اتپتی کر رہا ہے اس آنند سروپ برہم کو جو جیو آتما اپنے سامرتھ ارتھات من بدھی گیان سے سمجھ جاتا ہے وہی دکھوں سے جھوٹ کر مکتی پاتا ہے اس منتر میں پرمیشور نے چار (۴) اپدیش فرمائے ہیں

(۱) پرماتما موجود ہر جا و ہر دوا ناسے کل ہے آکاش اگرچہ ہر چیز میں بیاپک ہے مگر پرماتما اسکا بھی انتر اور گیان ہے سورج سکو پرکاش دیتا ہے مگر اسکا پرکاشک اور گیان دہ رچنا سے ہے حکمت کا کوئی پرانو بھی اس سے پوشیدہ یا اسکی سیتا اور دیا کیا پاہر نہیں ہے کسطرح کا اگیان نہیں ہے - قطع النظر ان کل کے وہ اپنے ست گیان میں بھی کبھی غلطی نہیں کرتا

(۲) ست - بدھی - ودیا سے اسکے گیان کے واسطے اُدیوگ کرنا چاہئے گویا اسکو من بدھی اور دیا سے بھی پیارا جاننا چاہئے یعنی ان تینوں کا اس غرض الیشور کی پراپتی جانا جب اس حد تک حلاوت پہنچے کوئی جیو پرماتما کی تر نا گت ہوتا ہے تب برا عمالیوں سے بچ کر نجات کا مستحق ہوتا ہے

(۳) گناہوں سے بچنے کے واسطے اس سے بہتر کوئی علاج نہیں کرنے سوا بھی پرمیشور کو سرب بیاپک جانکر بدیوں سے متنفر ہو جاوے - تجربہ کی بات ہے کہ بڑے بڑے ظالموں نے مت تک گناہ کی پلیدیوں سے اجتناب نہ کیا - جبتک کہ انکو الیشور کے سرب بیاپی ہونے کا گیان نہ ہوا -

قرآن

۳ - **سورۃ نجم**

والنجم اذا ھوٰی ما ضل صاحبکم وما

وید

परीत्य भूतानि परीत्य लोकान्
परीत्य सर्वाः प्र
दिशो दिशश्च उप स्था-

مصنف نوٹ - ایک مولوی غلام علی صاحب بڑے فاضل عربی رباب کے امرتسر میں رہتے ہیں ایک دفعہ اُن کی ملاقات کو گیا اس وقت مولوی صاحب مسجد میں اپنے ایک شاگرد کو سبق پڑھا رہے تھے کہ "دیتا وہ بنی نے سبب تمام ہو جانے کے آفتاب کو کہا کہ ٹھہرا رہ میرے کام میں حرج ہوتا ہے - چنانچہ وہ ٹھہرا رہا غروب نہ ہوا" میں نے عرض کی - کہ آپ فاضل آدمی ہیں اور منقول و معقول سے واقف - پھر ان باتوں کی آپ کس طرح تعلیم دیتے ہیں - اول تو مولوی صاحب حیلہ و حوالہ میں ٹالتے رہے - بعد

حنفی وید کے صاف اقرار کیا کہ اگر ہم نہ مانیں تو لوگ ہمیں کافر مانیں "ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو بات معقول طور سے ثابت نہیں ہے اسکو کسی غرض سے ماننا پرلے درجہ کی جہالت ہے"

اور (سدرۃ المنتہی) ایک بیری کے درخت کے ساتھ آسمانوں پر گھوڑا باندھنا۔ اور پیادہ پا چلنا جہاں پر خدا کہتا ہے کہ نزدیک ہوا اور فلک آیا پھر رہ گیا۔ خدا و محمد یاں اور محمد صاحب کے درمیان فرق دو کمان کا یا اُس سے بھی نزدیک بیٹھے تھے چنانچہ ایک مفسر فرماتا ہے۔ سے

کلام سعدی بے نقل بشنید
خداوند جہاں را بے جہت دید

پھر خدا نے جو حکم دینے تھے۔ صلاح جو لینی تھی یا مشورت لینی تھی خلوت میں اسکو دیا اکثر خدا صاحب فرماتے ہیں کہ اُس بیری پر کچھ چھا رہا تھا یعنی وہ کیا تھا پھر خود ہی عالم کل ہونیکے سبب بطور دلائل قاطع کے احقاق حق و ابطال باطل کو مدنظر رکھ کر سبحان اللہ کیا عمدہ طور سے ظاہر فرماتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ جو کچھ چھا رہا تھا (غالباً امر بیل ہوگی) اب دوسرا معقول جواب سنئے۔ (ما زاغ) محمد صاحب نے وہاں پر دیکھا وہ کیا جواب باصواب۔ جو کچھ اس نے دیکھا سو دیکھا بھلی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ افسوس کہ سونے کی چڑیا جال میں پھنسی تھی اور نکل گئی۔ در حقیقت خدا تعالےٰ بہت مشتاق تھا ایک جگہ **معراج النبوۃ** میں لکھا ہے کہ دو سو مرتبہ اس رات کو خدا نے آواز دیا کہ نزدیک آ نزدیک آ مفسران اس جگہ نہایت سخت گرداب تفکر میں سرگرداں ہیں اور صدہا طرح کی تاویلیں تراشا کرتے ہیں مگر افسوس کہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دیکھ سکتے۔ فکان (یس ہٰذا (قاب) بمقدار (قوسین) دو کمان کمان کے (او ادنیٰ) یا زیادہ نزدیک خدا اور محمد صاحب کے درمیان دو کمان یا اُس سے بھی کم فرق رہتا خدا کے محدود ہونے کی شہادت ہے۔ سرو بیاپک یا محیط کل کی قرابت کو دو کمان کے فرق سے ناپنا عقل کا قصور ہے اور فضیلت سے دور۔ زمانہ اسلام سے آج تک اس پر اعتراض ہوتے رہے۔ مگر جب کبھی جواب بلا تلوار کسے کبھی معقول گفتار سے کسی نے تشریح نہ کی۔ جب نوبت اس حد تک پہنچی اور تاویلیں کرتے کرتے یہ مسئلہ بہت ہی کمزور ہوگیا۔ تو اب بعضے محمدی لوگ دو کمانوں کو ایک دائرہ گردانکر محمد صاحب کو اس پر ایک وتر یا قطر کے طور پر ڈالتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ زیادہ تاویلوں سے منقولی مسائل کی تذلیل ہوتی ہے جو سراپا تحصیل الحاصل ہے۔ لیکن اسلام کے فکر لگے ہیں جو کسی غرض دنیاوی سے دین اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہتے اور صرف فرضی تسلیوں سے خاطر جمع رکھتے ہیں ورنہ علم معقول کے آگے اب اس قسم کے مسائل بھدے اور بودے ہیں **سات آسمانوں** کی تفصیل مفسر یہ کرتے ہیں۔ ایک دھوئیں کا دوسرا پانی کا تیسرا لوہے کا چوتھا پیتل کا۔ پانچواں چاندی۔ چھٹا سونے کا۔ نواں زمرد کا بیری کے بوٹے کی تشریح حدیثوں اور تفسیروں میں بہت سی ہے۔ کوئی اُسکا بیر مٹکے کے برابر

(۴) جو کسی خاص جہت میں ہوگا وہ محدود ہوگا اور کوئی محدود انتریامی سرو بیاپک نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ سراپا غیر ممکن ہے۔ اسیواسطے رِشیوں نے ارشاد کیا ہے پریتی سروا پردِشو دِشا یعنی سب اطراف و جوانب میں بیاپک اور گیان مے ہے یعنی خاص اطراف میں وہ محدود نہیں بلکہ اُسکو کسی خاص جہت میں جانکر مسجود بنانا مثل بُت پرستی شرک ہے کیونکہ وہ یک جہتی نہیں اور نہ مکانی ہے بس ثابت ہوا کہ اس تمام چراچر کا مالک و منتظم اور سب سے بڑا اور بزرگ ہے یا بیک چیز ونکا بھی اور بیثھا یعنی سو سے سوکھشم مگر ساتھ ہی ایسا کامل جو غلطیوں سے شدھ ہے باوجود ایں جو نمبر محدود وغیرہ جسم اور سُت گیان سے نکست ہے وہی برہم ہے دوسرا کوئی نہیں ؀

کوئی گھوڑے کے برابر بیان کرتا ہے۔ اسی آیت کے آغاز میں خدا مانند جاہل عورتوں کے ستارہ ڈوبنے کی قسم کھاتا ہے۔ اے معقول پسند مسلمانو! یہی علم نجوم از طرف رب القیوم جو وہ اپنی الہامی کتاب میں محمد دانی سے نازل کرتا ہے۔ اے ناظرین! آنکھیں اس سورۃ نجم کی حقیقت و حق بیانی کو آپ صدق دل سے غور فرما کر حق کو قبول اور ناحق کو فضول سمجھیں۔

قرآن　　　　وید

(۴) سورۃ قلم

یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون

جس روز جامہ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے اور بلائے جاوینگے لوگ واسطے سجدہ کرنے کے پس نہ کر سکینگے

اس آیت کی تشریح شاہ ولی اللہ صاحب یوں فرماتے ہیں کہ حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آویگا جس صورت میں نہ پہچان سکینگے۔ اور خدا فرماویگا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ۔ کہینگے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا۔ تو ہم پہچان لینگے۔ فرماویگا۔ کچھ اُس کا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں ہم۔ پھر ظاہر ہوگا اُنکے پہچاننے کے موافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدہ میں گر پڑینگے جو سچی نیت سے سجدہ کرتا تھا اُسکی پیٹھ نہ مڑیگی۔ الخ تفسیر فتح الرحمٰن والا لکھتا ہے۔ کہ روزیکہ جامہ برداشتہ شود از ساق و خوانده شوند ایشاں را برائے سجدہ۔ پس نتوانند۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الحشر میں ہے سجدہ اس آیت کے یکشف و بنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ یعنی رب ہمارا ساق اپنی کھولیگا پس ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اسکو سجدہ کرینگے **تفسیر معالم التنزیل** مطبوعہ مطبع حیدری واقعہ بمبئی ۱۲۹۵ھ کو صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ و یبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء و سمعۃ فیذہب لیسجد فیعود ظہرہ طبقا واحدا قولہ عز و جل و یدعون الی السجود فلا یستطیعون یعنی الکفار و المنافقین تصیر اصلابہم کصیاصی البقر فلا یستطیعون السجود۔ **ترجمہ**۔ محمد صاحب سے سنا گیا ہے کہ اس روز پروردگار ہمارا اپنی ننگی پنڈلی کھولیگا۔ اور سجدہ کرینگے۔ اُسکو ہر مومن مرد اور عورت۔ اور باقی مرد اور عورتیں جن لوگوں نے دنیا میں سجدہ کیا اور ظاہر داری سے کیا ہوگا۔ پس وہ مکار سجدہ نہ کر سکینگے۔ اور پشت ان کی یک پارہ ہوجاویگی اور حدیث میں ہے کہ پشت کافر اور منافق کی مانند سرین گاؤ کے یکسرہ ہوجاویگی پس سجدہ نہ کر سکینگے **اے ناظرین**! اس آیت کو توجہ کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا بیچون چرا محمد یوں کو کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں تمکو دیدار دونگا۔ اور تم نہیں مانوگے۔ اور پھر میں تمہاری اصرار کرنے پر پنڈلی جامہ اٹھا کر ننگا کرونگا تب تم سجدہ میں گروگے۔ جائے تعجب و حیرت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بسبب ودو نجی کو جاتے باہر ہوا جاتا ہے اور نفس ننگا انصاف کرو کیا ایسی تعلیم الرحمٰن الرحیم کی طرف سے ہے؟ اور کیا زنکار کے ساق کہیں بھی موجود ہیں

स पर्यगाच्छुक्रमकायम व्रणमस्नाविरं शुद्धम पापविद्धम् कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्य तोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वती भ्यः समाभ्यः। य॰ ४०। ८।

سب کے من کا ساکشی سب کے اوپر براجمان سرو بیاپک نت بل الاسب قسم کے شریر یعنی کایا یعنی جسم سے مبرا۔ گھٹنا بڑھنا اور روگ سے رہت نار سی آدی کے بندھن رہت سب قسم کے دکھوں سے الگ اور سب عیبوں سے پوتر اور شدھ ہے وہی سب جگت کا پرماتما اپنی انادی پرجا کو انتریامی روپ سے وید کے دوارہ ست ودیاؤں کا اپدیش کیا کرتا ہے۔

قرآن　　　　وید

(۵) سورۃ اعراف میں ہے

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ ترجمہ تحقیق اطمینان

हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत। स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥

ऋ॰ म॰ १० ब॰ न॰॥

تقسیم کے کسی سوال کی غلطی و صحت کی پڑتال اس سے نہایت عمدہ طور سے ہو سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ حواس کثرت سے مرا اور سنوں یعنی بقی بھی ہیں وہ ایک اشور ہے اگر کوئی معترض یہ عذر کرے کہ ۳ اور ۹ جو کہ طاق ہیں اس کے سوا ئے ۵ و ۷ جو طاق ہیں انکے کیوں معنی نہیں ہوئی۔ تو اس و سواس کا یہ جواب ہے۔ کہ اول تو خود انتریامی جگدیشور لے لکھی والے ہندسونکی گنتا ۹ مربکی ہے اسواسطے وہیں سے گنتی ہونی چاہئے۔ اور یہی قاعدہ معقول ہے دوسرا یہیں یہ دوسرا اس مہم کا یہ جواب ہے کہ شرتی سن نیں ہیں سر گسا کی ہے اسواسطے تین ہی تک کاٹ کر نا چاہئے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ اور نہ کسی اور غلط قاعدہ کے طور یعنی ۵-۷ سے صحت حساب ہوتی ہے۔ پس یہی دو قاعدے پڑتال کے عمدہ ہیں اسی ترکیبی کے قاعدہ سے اور بہت سے علم حساب کے قاعدے اور سقدے حل ہوتے ہیں مگر اختصار منظور ہے اس لئے زیادہ تشریح نہیں کیگئی۔ جنکی آنکھیں صداقت کو دیکھ سکتی ہیں۔ یا جن کے دلوں میں انصاف کی قابلیت موجود ہے وہ بخوبی غور کریں کہ اس ویدک شرتی میں ہادی کامل نے کس سہ و ر دہ و رسے توحید کو علمی طور پر ظاہر فرمایا ہے اور کیا معقول قاعدہ سے شرک کی تردید کر کے ایکو برہم دتیو ناستی جتلا ما ہے۔

قرآن	وید
(۷) سورۂ نجم افرئیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ ترجمہ تم دیکھتے ہو لات اور عزیٰ اور منات بتوں کو یہ تینوں بت تم سے بزرگ ہیں اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہئے وقت نزول سورۂ نجم کے محمد صاحب کعبہ میں (جن دنوں کعبہ میں بت تھے اور پرستش بھی ہوتی تھی) بیٹھ کر سورۂ نجم سنا رہے تھے۔	स नो बन्धुर्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्र देवा अमृतमानशानास्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त॥ य॰ अ॰ ३२। मं॰ १० پرماتما ہی ہمارا سہایک اور وہی پالن کرنے والا اور وہی تمام جگت کا دھارن کرنیوالا سب دھام انیک لوک لوکانتر کو ریچ کے انت سروگیتا سے تہارا جانتا ہے اسی کے آشرے سے وکھ رہت موکش پدکو یراپت ہوتے ہیں۔ کبھی اس کے سوا کوئی سہایتا اور عبادت کے یوگ نہیں ہے۔
اس وقت وہاں یہ کافر اور مسلمان ملے ہوئے طواف کرتے تھے جب تمام سورۂ پڑھ چکے تو مسلمانوں اور کافروں نے اکٹھا سجدہ کیا اور لوگ نہایت خوش ہوگئے کہ اب محمد انصاف پر آگیا اور جس طرح کہ ہم بتوں کو شفیع جانتے ہیں اسی طرح قرآن میں بھی یاد کیا۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباس و محمد بن کعب القرظی وغیرھما من المفسرین لما رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ وشق علیہ ما رأی من مباعدتھم عما جاءھم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان یاتیہ من اللہ ما یقارب بینہ و بین قومہ لحرصہ علی ایمانھم فکان یوما فی مجلس لقریش فانزل اللہ	اس شرتی میں پار برہم جگدیشور نے اگیا فرمائی ہے کہ تمام دھارمک لوگوں کو اس پر نشچے آتمک ہونا چاہئے۔ کہ ہمارا سہایک ہی ایک پرمیشور ہے۔ اس کے سوا کوئی سہایتا دینے والا یا پالن کرنیوالا نہیں ہے تمام لوک لوکانتر (سورج پرتھوی چاند ستارہ وغیرہ) یعنی جملہ سنسار کا رچنے والا اور دھارن کرنے والا اور جاننے والا وہی سربشکتی مان اور سروگیہ ایشور ہے اور کوئی جاندار یا غیر جاندار شفاعت یا عبادت یا سجدہ کے لائق نہیں ہے۔ کرم اپاسنا اور گیان کا مدعا اصلی اسی کی پراپتی ہے اور وہی نیارکاری اپنے بھگتوں کو موکش کے

قرآن	وید
نقل سورۃ والنجم فقرہ ۱۲ پارہ ۲۷ ما رسول اللہ وحتی بلغ قولہ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و یتمناہ تلک الغرانیق العلی	دینے والا ہے جو انسان سچی پریم بھگتی سے ویدک معقول طور پر اسکی تپسیا کرتا ہے وہی مکتی کو پراپت ہوتا ہے جو دوڑ کے تیری راہ میں ٹھوکریں کھا کر گرے

وان شفاعتھن لترتجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ۔ ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی اور سوائے ان کے جماعہ مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ ان کی قوم قرآن کو تسلیم نہیں کرتی تو انہوں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل ہو وے کہ جو ان کے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ ایک دن محمد صاحب مجلس قریش میں حاضر تھے کہ خدا نے سورۂ والنجم نازل کی پس رسول اللہ نے اس کو پڑھا جبکہ محمد صاحب اس سورۃ کے اس قول افرأیتم سے الاخری تک پہنچے۔ شیطان نے ان کی زبان پر وہ بات ڈال دی جسکی وہ تمنا کرتے تھے یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنے بت بڑے بزرگ ہیں اور تحقیق ان سے شفاعت کی امید رکھنی چاہئے۔ پس قریش یہ سنتے ہی خوش* ہوئے تفسیر زاد الآخرۃ جو منظوم ہے اس میں اس طرح مرقوم ہے۔

اسکا منشا و کسی طرح آیا — اہل تحقیق نے یہ فرمایا
کہ لگے پڑھنے ایک روز رسول — سورۂ نجم کو جو بعد نزول

* یہ خبر چاروں طرف سے مشہور ہوگئی کہ اب بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب نے صلح کر لی تھوڑے عرصہ کے بعد جب کسی حسب جویری مریدی کی تمنا سے مراد بھر طبیعت پر رد ہوئی تو جھٹ وہ آیت منسوخ کر دی کہ وہ خدا کا کلام نہیں ہے شیطان کا ہے شیطان نے میرے منہ میں ڈالدیا تھا اور ایک آیت بھی سورۂ حج کی اتار لی۔ کہ شیطان آگے بھی اور پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ اس آیت کو منسوخ جانکر بعض تفسیروں میں صاف صاف کر کے بھی لکھا ہے۔ مگر تفسیر حسینی والا اسکو ظاہر کرنا واجب نہیں جانتا۔ جیسا مفصل حال اس کا معالم و جلالین و بیضاوی و محمدی المتقدمین ذکر ہے اسپر اعتراض یہ ہے کہ اول تو جو بت پرستی اور بتوں کی تعریف خدا کی جانب سے قرآن میں موجود ہے جس سے یقین حاصل ہے کہ قرآن حق کی طرف سے نہیں ہے۔ صرف محمد صاحب کا طبع زاد ہے۔ دوئم جب لاحول پڑھنے سے بقول محمدیاں کے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ تو کیا قرآن پڑھنے اور حج کرنے اور مکہ میں پھرنے سے دور نہیں ہوتا۔ اور علاوہ بریں کیا مکہ میں جا سکتا ہے یا نہ۔ سوم معمولی عقل والا آدمی بھی قبول نہ کریگا کہ شیطان محمد صاحب کی عبارت میں اپنی آیت ملا دے اور وہ بالکل بیخبر رہیں چہارم وہ دعوے بھی باطل ہوگیا کہ فاتوا بسورۃ یعنی شاعر قرآن جیسی کوئی سورۃ ہیں خود ہی بقول محمدیاں کے شیطان نے رحمان جیسی آیت بنالی۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت پر آج تک کسی نے اعتراض نہ کیا۔ اور نہ خود مدعی صاحب نے فصاحت شیطان کی غلطیاں نکالیں پنجم کوئی معقول پسند مسلمان (جیسے سید احمد خان صاحب بہادر وغیرہ) کبھی نہیں مان سکتا کہ شیطان کوئی چیز ہے۔ پس یہ صرف الزام ہے اور سراسر اتہام۔ مگر یقین واثق اور امر محقق ہے کہ قرآن بت پرستی کی تعلیم ضرورت کے وقت فرماتا ہے۔

گر فرصت بود روا باشد بے ضرورت چنیں خطا باشد

جب یہ آیت زبان پر لائے | اک توقف کے ساتھ پھر آئے
دل میں ڈالا جو دیو نے وسواس | بولے از راہ سہو خیر الناس

افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تلك الغرانیق العلی۔
وان شفاعتھن لترتجی

سنکے مشرک ہوئے نہایت شاد | سمجھے حضرت نے دی ہے رخصت کی یاد
الغرض جب آخر سورہ پر | کرنے سجدہ لگے وہ سب سر بر
آئے سجدہ میں جملہ اہل یقین | اور ساتھ ان کے مشرکان لعین
پس کیا عرض حال سر تا سر | جبرئیل امین نے آ کر
سنکے حضرت ہوئے بسا محزون | تب تسلی کو بھیجی آیت یوں

وما ارسلنا من قبلك ... الخ

اور نہ بھیجا تھا ہم نے مقبول | تیرے آنے سے پہلے کوئی رسول
اور نہ کوئی نبی کیا ارسال | یہ رہا جبکہ باندھتے وہ خیال
ڈالے یک یک نگا ابلیس | اس کے باندھی خیال میں تلبیس
پھر مٹا دیوے خالق اس شے کو | وہ جو شیطان نے دل میں ڈالی ہو
پھر کرے حکم استوار خدا | اپنی آیات اور نشانی کا
اور خداوند علم والا ہے | حکمت اس کی بیان سے بالا ہے

منقول از تفسیر زادۃ الآخرہ

اب اس مقابلہ سے حضرات انصاف پسند تعلیم حق و ثبوت توحید کا جو بطور مشتے نمونہ از خروارے ضروری عرض کیا گیا ہے) اندازہ کر لیویں وید مقدس میں توحید وجود صانع عالم اس کثرت سے موجود ہے کہ جس کا عشر عشیر بھی اور کتابوں میں مفقود ہے۔ مہاتما وید خواں سوامی گوتما چار یہ جیسے وید مقدس میں اثبات وجود صانع عالم اس عمدگی سے ظاہر کیا کہ جس کے پیرو خوشہ چین حکماء یونان و فارس و مصر و چین ہیں جنے ابتدائی سیارکوں میں وہ تمام اس مہاتما کی مارتب بینی کے مداح ہیں۔ اسی مقاصد پر اس وحید العصر نے نیا درشن تصنیف فرمایا اور ایک عالم کو منطقی لاجی شی ان بنایا۔ وید کی توحید کے بارہ میں شہزادہ دارا شکوہ صاحب سیر اکبر میں فرماتے ہیں۔ وھو ہذا۔

کہ اکثر کتب تصوف بنظر در آوردہ مگر تشنگی طلب توحید کہ بحریست بے نہایت و مبدم زیادہ مے شد۔ و مسئلہ ہائے دقیق بخاطرمے رسید کہ حل آں جز کلام الٰہی امکان نداشت۔ و چوں قرآن مجید و فرقان کریم اکثرے بمرموز ہست و دانندگان آں کمیاب۔ خواست کہ جمیع کتب سماوی منظر در آرد چیا نچہ نظر بر توریت و انجیل و زبور و دیگر صحف انداخت۔ اما بیان توحید در آں ہم مجمل مرموز بود در پے آں شد کہ از چہ جہت در ہندوستان وحدت عیاں گفتگوئے توحید بسیار ست و علمائے ظاہری و باطنی طائفہ قدیم ہند را بر وحدت انکارے و بر موحدان گفتار نیست بلکہ پایۂ اعتبار نیست بر خلاف جہلائے ایں وقت کہ خود را علمائے قرار دادہ اند۔ در پے قتل و آزار و تکفیر و انکار خدا شناسان و موحدان افتادہ راہزن راہ خدا اند چنانچہ بعد از تحقیق بسیار معلوم شد کہ درمیان قوم ہنود چار کتاب آسمانی کہ رگ بید و ججر بید و شام بید و اتھرب بید باشد۔ بر انبیائے آں وقت بہ جمیع احکام نازل شدہ و ایں معنی از ہمیں کتاب ظاہر است۔ و خلاصہ جمیع اسرار سلوک و توحید ہاں در بیست آنرا اپکھنت مے نامند۔ چوں نظر

بر اصل وحدت است [illegible] خواست کہ ایں اپکھت ہا را کہ گنج قدر بود [illegible] فارسی [illegible] و لفظ اپکھت در سنسکرت یعنی اسرار پوشیدنی [illegible] اہل [illegible] لسان گرداند انکار [illegible] پوشیدہ [illegible] شاستر [illegible] اولیائے اند است [illegible] ترجمہ [illegible] شتے کہ محو اسرار و [illegible] کیا [illegible] اولین کتب سماوی [illegible] تحقیق و بحر [illegible] مطابق [illegible] بلکہ تفسیر آنست صریحاً

ٹ۔ اہل اسلام سے جو صلہ کا یہ معاملہ تھا کہ وہ بعض اوقات سے مذاہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے ایسا نہ ہو کہ اس سب دھرم کی کتابوں کو بھی جلا دیں۔ سو ویدوں اور وید مقدس میں کوئی ایسی ہدایت درج نہیں ہے۔ بلکہ وید مقدس تمام دنیا کے واسطے ہیں نہ کسی خاص ملک کے واسطے۔ اس کا ثبوت اسی کتاب میں علیحدہ مضامین میں موجود ہے۔ اگر کوئی اسلامی انکار کرے کہ اہل اسلام علمی کتابوں کو نہیں جلاتے تھے تو ہم شہادت بتلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سکندریہ کے کتبخانہ کی تباہی

جب سکندریہ پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا اور عمرو سپہ سالار اس جگہ کا ناظم ہوا تو اس نے یلقوس اسکندریہ کے نامی حکیم اور فاضل اجل سے ملاقات کی۔ چونکہ عمرو علم دوست اور عالمانہ گفتگو کا از بس شائق تھا۔ اس حکیم کی صحبت اور قیل و قال سے ایسا محظوظ ہوا کہ دل سے اس کی عزت کرنے لگا۔ ایک دن فیلقوس نے سپہ سالار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے سکندریہ کے کل بیت المال ذخائر اور سرکاری گوداموں کا ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اور سب کے اسباب پر مہر چھاپ لگا دی ہے۔ سو جو چیزیں آپ کے کارآمد ہیں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو آپکے کام کی نہیں۔ اور ان میں سے بعض شاید میرے فائدے کی ہیں۔ اگر میری درخواست بیجا نہ ہو تو مجھ کو عنایت کی جاویں۔ عمرو نے پوچھا کہ آپ کونسی چیزیں مانگتے ہیں حکیم نے جواب دیا کہ زر و جواہر وغیرہ کوئی قیمتی اسباب نہیں صرف فلسفی کی کتابیں ہیں جو سرکاری کتب خانہ میں رکھی ہیں۔ عمرو نے جواب دیا کہ اس درخواست کی منظوری میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور میں اس بارہ میں سوائے اجازت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ اس پر منظوری منگوانے کے واسطے ایک مراسلہ خلیفہ وقت کے حضور میں بھیجا گیا وہاں سے جواب آیا کہ "ان کتابوں کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں تو گویا اُن کے مطالب قرآن میں آچکے اور وہ اب ردی ہیں۔ اور اگر ان میں کوئی بات مخالف قرآن ہے تو ان کے وجود سے نفرت ہے فی الفور جلا دی جاویں۔" عمرو نے اس حکم کی تعمیل میں کل جلدیں سکندریہ کے حماموں میں بانٹ دیں اور حکم دیدیا کہ ان کو جلا کر حمام گرم کئے جاویں۔ کہتے ہیں کہ چھ مہینے تک برابر حمام انہیں کتابوں کی آگ سے گرم ہوتے رہے یا ایھا الناظرین ذرا اس واقعہ کو پڑھو اور غور سے دیکھو کہ اس کے پڑھنے سے دلوں پر کیا اثر ہوتا ہے غرض دنیا کے اس مشہور کتب خانہ کا خاتمہ بھی یہ تھا۔ اور جہالت اور وحشت کے تشریف لانے کا آغاز بھی یہی ہوا بعض اقوام ہنود سے مراد بدھ و جین ہیں جو بیجا عیب جوئی انانیت دھرم کی اپنا دھرم جانتے ہیں اور عموماً پرماتما کی ذات سے انکاری ہیں بلکہ اس جگدیشور سے تمسخر کرتے ہیں اسواسطے ان لوگوں کو کتابیں نہیں دیجاتی تھیں۔ علاوہ ازیں اُن کی بڑی بھاری عداوت بھی تھی کیونکہ سوامی شنکر اچاریہ جی نے اُن سے صدہا مباحثہ کر کے شکست ترک دی تھی جس کا مفصل حال شنکر دگ وجے میں موجود ہے۔ ورنہ کسی اور قوم کو کوئی روک نہیں تھی ٭

یا معلوم نہ ہوتا کہ یہ شود کہ ایں آیہ بیہ در حق ایں کتاب قدیم ست۔ سورہ اقعہ و انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین۔ یعنے و ان کریم در کتابیست کہ آں کتاب مستور است۔ و در ادراک عقلہ نگیرد لیکن مطہر باشند وایں۔ نزل شدہ است از پروردگار عالم۔ و از لفظ مکنون صریح معلوم مے شود۔ کہ ایں کتاب در حق توریت و انجیل و زبور نیست چرا کہ آں پوشیدہ نیستند۔ و از لفظ تنزیل خیال ظاہر مے شود۔ کہ در حق لوح محفوظ ہم نیست چوں انیکست کہ بعضے سر پوشیدگی نسبت اصلا ایں کتاب ست و بعضے آیات مانند قرآن مجید بعینہ ازاں نامہ مے شوند۔ پس بہ تحقیق پیوست کہ کتاب مکنون ایں کتاب قدیم باشد۔" *

اے ناظرین!

وید مقدس کے ادھیان کے ادعا و توحید سے بھر پور ہیں اور بہتاں اور قصہ جات سے دور۔ یہاں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود مسلمان موحد کے قول سے ثابت ہو چکا ہے مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گزارش ہے کہ آدم و حوا و شیطان و موسے و نوح و ابراہیم و یوسف و لوط۔ و لقمان و سکندر و اصحاب کہف و یاجوج و ماجوج و عمران و زکریا و عیلے و مریم و محمد صاحب کے خانگی امورات و جنگ و جہاد و سامری و یونس ذبحے دوزخ و بہشت کی نہروں کا حال حور و قصور غلماں و خیرات و زکواۃ و حج و احرام و سنگ اسود و نکاح و متاع و حلال و حرام و قربانی وغیرہ کے قصہ کہانی نکال کر باقی کو اے بھائیو! اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرمائیں گے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کسقدر الہی تعلیم باقی ہے *

ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا

بعد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہر چند غور و فکر سے

دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قرآن کی بیان کماں نہ پہچی۔ جس کو نبوت و اطمینان۔ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن سے لیتے ہے بات کرے جو وید مقدس میں نہو تب ہمیں بھی ہو قصہ کلام کا ہو۔ اور علاوہ ازاں یہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں سے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں مگر فریق ثانی کے ذمہ یہی الزام ضرور ہے جس سے اس کی راستی والہامیت مطلق معدوم ہو رہی ہے۔ اگر قرآن میں کوئی بات ایسی ہے جو نامعلوم یا معدوم ہو۔ تب الہام ہونے کی ضرورت کا ثبوت ہو ورنہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا الاسلام تحفۃ السیف ذیل کا تکیہ ان کا ہم نفس۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ السیف ام الاسلام نہیں۔ قرآن کو دلیل قاطع سے قطعی انتساب ہے اسی واسطے گزر کے وقت لکم دینکم ولی دین کا خطاب ہے۔ جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ غضب سے ہے۔ وہی نسبت وید مقدس کے ساتھ مصنوعی الہاموں کو جس طرح بار بار سے آفتاب کے بنانے کی ضرورت نہیں جس طرح روز بروز نئی زمین گھڑنے کی حاجت نہیں اسی طرح ایک ہی دفعہ کامل گیان لا تبدیل لکلمات اللہ جو کبھی تغیر و تبدل میں نہیں آتا۔ یعنے وید مقدس پرماتما نے ہدایت عام کے واسطے نازل فرما دیا۔ اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی آنکھیں بند کرلے تو آفتاب کا قصور نہیں۔ بلکہ اس متعصب کو بصارت کی ضرورت نہیں *

احقاق حق وابطال باطل سے قاصر رہنا

احقاق حق میں جس قدر قرآن کریم

قاصر ہے۔ اسی قدر ابطال باطل میں بھی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کے ٹھوکنا تاکہ زمین جنبش نہ کرے سورج کا چشمہ گلی میں ڈوبنا چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا چشمہ ہائے دودھ و شہد و شراب کا بہنا۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جغرافیہ ان کی سراسر تردید کر رہے ہیں۔

اسی طرح ابطال باطل میں بھی چشم حق دور ہے۔ اور کہیں بھی روشنی نہیں بلکہ ہر طرف شب دیجور ہے *

بیت اللہ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی خانہ خدا ہے۔ اس کی طرف سے پھر کر سجدہ کرنا مار و ملکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف سے ثواب بلکہ گناہ دور ہونے میں چاہ زمزم کے مسیح نہر ہائے جنت کے سوتے ہیں۔ آب زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھوتا ہے۔ اور حجر الاسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف و رستہ پاک ہوتا ہے۔ احترام کعبہ و دیار رب مذہب سے دل کی نورانی ہے عمرہ کے دو ٹرے و جانور کشی یعنے قربانی سے رضا جوئی ربانی ہے اسی طرح وصال حوران اماردیتاں و غلماں لالہ رخان کا علیٰ وجہ طور سے جن کے ہاتھوں سے اہل جنت کو جام ہائے "شراباً طہورا" کا دور ہے کیوں نے شجر الاسود کی تعظیم کو نہ مٹایا۔ سجدہ آدم کا صاف حکم فرمایا۔ بر خلاف ابطال باطل کے بیچارہ تردید کرنے والے کو لعنتی ٹھہرایا۔ شق القمر کی سحر آمیز تعلیم۔ عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا وغیرہ ابطال باطل کی بالکل کوشش نہیں کی گئی۔ اور صاف بت پرستی کی بنیادی دیواریں (تعلیمیں) موجود و مشہور ہیں۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر ادبیر کے مرزا صاحب کس طرح "الساد رکا المعدوم" کا اشتہار دیکر کہتے ہیں کہ "براہین الاحمدیہ و نبوت المحمدیہ" کا ثبوت ہے۔ اور پیچ در پیچ الفاظ میں طوالت عبارت سے کاغذ سیاہ کر کے قرآن کے الہامی ہونے کا لوگوں کو مقر کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراسر محال بلکہ دور از خیال ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب اس کی توحید کو فلسفی مباحثوں سے پر بتلاتے ہیں۔ اور ثبوت سوائے گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں دکھلاتے جیسے دونوں کتابوں کی توحید اور بیان کردی اور ہر ایک کی تعلیم و تردید عیاں *

مرزا صاحب دشنام دہی سے قرآن کی فلاسفی ثابت کرتے ہیں اور مقابلہ مجادلہ میں قدم دھرتے ہیں مگر افسوس کہ حق کو ان باتوں سے نفرت ہے۔ اور راستی کو بد زبانی سے عداوت *

اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت جسمیں کچا اور ناتمام ہے۔ کون توحید کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں کمزور اور جامد ہے۔ موسیٰ کو آگ کے سامنے کس نے سجدہ کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق درست ٹھہرایا ہے۔ آگ۔ چاند سورج اور ستاروں کو مدار الیٰ کون ملامت اور قسموں کو رب العوج کون ٹھہراتا ہے مگر مرزا صاحب جب سنسکرت سے محض ناواقف ہیں تو ان کا ویدوں سے بدگمان ہونا جہالت کا نشان ہے۔ افسوس کہ سب وہ نحو و تسلیم

* راجہ رام موہن رائے بانی برہمو سماج کی انگریزی ورکس کا رسالہ تت بودھنی سبھا کلکتہ مطبوعہ ۱۸۴۲ء صفحہ ۸ سطر ۱۹

"میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے مطالعہ سے آپ کو یقین ہو جاویگا کہ ویدوں میں۔ صرف علم ربانی۔ علم اسلحہ (توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ تیر وغیرہ) ہی ہے بلکہ ان میں اخلاق نیچرل فلاسفی اور تمام علوم و فنون کا بھی بیان ہے۔ بلکہ تمام علوم جو کہ مختلف شاستروں میں بیان ہیں سب معرفت ویدوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔"

کرتے ہیں کہ ہم معلوم نہیں کہ وید کا دعوےٰ کیا ہے" جب انکو وید کا دعوےٰ ہی معلوم نہیں تو پھر باوجود اس ناواقفی کے کیوں بیہودہ جہالت کی وجہ سے مٹاتے اور ایک عالم میں اپنی نالایقی کی رسوائی کراتے ہیں + ہ

سخن! بید بدانش دریح کردن
چو زر سنجیدن آنگہ خرچ کردن

اعتراض مصنف براہین احمدیہ از صفحہ ۱۰۳ جلد (۲)

قولہ عیسائیوں میں باستثنائے ان لوگوں کے جن کو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہیں اس وقت ہزارہا ایسے شریف النفس اور منصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہیں کہ جنہوں نے دلی انصاف سے عظمت شان اسلام کو قبول کر لیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور رہبانیت بدعتوں کا عیسائی مذہب میں مخلوط ہو جانا اپنی تصنیفات میں بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ انصاف ہمارے ہموطن آریہ قوم سے مٹا جاتا ہے۔ اس قوم کو تعصب نے اس قدر گھیرا ہے کہ انبیا کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں۔ اور تمام انبیاء کی کسرشان کرتے اور سب کو مفتری اور جعلساز ٹھہرا کر یہ دعوےٰ بلا دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے بزرگوں پر نازل ہوئے تھے۔ اور باقی سب الہامی کتابیں جن سے دنیا کو ہزارہا طور کا فائدہ توحید اور معرفت الٰہی کا پہنچا ہے وہ لوگوں نے آپ ہی بنالی ہیں +

اقول جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی بابت لکھا ہے۔ اُس کا جواب کوئی پادری صاحب دینگے۔ ہمارا کام صرف انکے دعووں کی تکذیب کرنا ہے +

واللہ اعلم دنیا میں کیا طوفان آیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بعض متعصبین کو نہیں سوجھتا۔ مگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اسلامی تعصب دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اور اس سے ہر ایک دانا کی طبیعت منفعل ہے۔ بیجا تعصب ناواجب طرفداری سے انسان کو بچنا ضرور ہے۔ مگر حق کا اظہار اور صداقت کا طرفدار ہونا بھی ہر ایک صدق پسند کو منظور ہے۔ جب آریہ سماج کا اصول ہفتم ہے کہ "سب سے پریتی پوربک دھرم انوسار یتھا یوگ برتنا چاہئے" پس اگر کوئی آریہ بالفرض محال خدانخواستہ بیجا طرفداری کرتا ہے تو یہ برخلاف دھرم کے اس کا ذاتی قصور ہے۔ مگر ہاں کسی بُرے کو نیک اور نیک کو بد کہنا۔ راستی سے دور ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ممبران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ غیر مذہب والوں سے گفتگو کرتے ہیں مگر بیجا خوشامد و جھوٹے لیت و لعل اور حق کو چھپانے سے البتہ ڈرتے ہیں۔ اور یہ بھی اپنا دھرم سمجھتے ہیں کہ کسی پر جھوٹا الزام نہ لگاویں۔ اور جو بات کہیں کتب غیر مذہب سے بپایہ اثبات پہنچاویں۔ چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے ایک واقعی مثال عرض کرتا ہوں۔ مرزا صاحب خود ہی انصاف کو کام میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں +

ایک دن خاص قصبہ قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر بیٹھے ہوئے ایک سال بھر وہاں ٹھہرنے کی شرائط طے ہو رہی تھیں۔ اثنائے گفتگو میں لفظ خوارق عادات کی تشریح ہونے لگی۔ نامہ نگار کی طرف سے یہ دعوےٰ تھا کہ خوارق عادات کہتے ہیں عادت یا سبھاؤ کے توڑنے کو۔ جیسا کہ تو میں جاک کرنے کی عادت ہے۔ اور آگ میں جلانے کی۔ درخت میں غیر متحرک رہنے کی۔ اور انسان میں چلنے کی وغیرہ۔ آپ اگر ان عادتوں کو خدا کی برکت سے توڑ دیویں۔ تب مسلمان ہو جاؤنگا۔ ورنہ آپ آریہ ہو جاویں۔ اور غلط دعوؤں سے باز آویں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ قرآنی اصطلاح میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ نامہ نگار نے کہا کہ یہ لفظ ہی قرآن میں نہیں ہے ورنہ بتلاؤ اگر کہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ قرآن میں ضرور ہے۔ نامہ نگار کے پاس قرآن تھا۔ اسی وقت پیش کیا کہ برائے خدا نکالئے اور الہام کی فال ڈالئے چند منٹ تک مرزا صاحب ورق گردانی کرتے رہے مگر بالکل وہ لفظ قرآن سے نہ نکالا اور طوعاً و کرہاً فرمایا کہ "میں دعوے سے دست بردار ہوں۔ قرآن میں یہ لفظ نہیں ہے" اس وقت حکیم کشن سنگھ صاحب و لالہ نہال چند صاحب و حکیم دیارام صاحب و پنڈت جے کشن صاحب و لالہ لچھمی سہائی صاحب و مرزا کمال الدین صاحب و منشی مراد علی صاحب اور ایک بوڑھا مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس سے غالباً مرزا کو بھی انکار نہ ہوگا۔ دوسرا ثبوت سوال و جواب مباحثہ جالندھر ہے۔ جو مابین مولوی احمد حسن صاحب اور شریمان سوامی دیانند سرسوتی جی کے ہوا تھا۔ اس کے پڑھنے سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ مباحثہ کے بعد مولوی صاحب کی طرف سے مذہبی ہوئی نہ کہ آریوں کی طرف سے تعصب ہٹ دھرمی مولوی صاحب طبع میں آئی نہ کہ سوامی جی سے چنانچہ وہ رسالہ بھی محمد مرزا موحد صاحب جالندھری کے قلم سے سرسبز ہوا۔ اسکے صفحہ ۳ کی سطرہ سے ۲ تک عبارت ذیل موجود ہے

"بعد ختم گفتگو (مباحثہ) کے جو مولوی صاحب کی طرف سے خلاف عمل عالمانہ ایک فعل سرزد ہوا۔ بنظر انصاف اسکا بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے گفتگو کے مولوی صاحب خانقاہ امام ناصر الدین کے دروازہ پر گئے اور کچھ فخریہ وعظ سنا کر مسلمانان حاضرین سے اپنے وجود کی شہرت کے طلبگار ہوئے۔ اگرچہ اہل علم اور وضعدار مسلمان تو اس شہرت کی خواہش کو جاہلوں کا کھیل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ مگر جہلائے عوام جو مرغ اور لال اور بٹیر اور ناگن وغیرہ کی لڑائی کے عادی اور ہار جیت کی شہرت کے شائق ہیں انہوں نے مولوی صاحب کو بازی یافتہ قرار دیا اور گھوڑے پر چڑھا کر شہر کے گلی کوچوں میں خوب پھرایا اور جیت ہار کا غل مچایا۔ مگر خاص و وضعدار اور مہذب آدمیوں نے اسے ناپسند کیا"

حالانکہ یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ "جو اس گفتگو کے ختم ہونے پر ہار جیت تصور کریگا وہ متعصب اور جاہل متصور ہوگا"۔ ناظرین خود ہی اب نتیجہ نکال لیں +

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶

سو اگرچہ یہ دعوےٰ تو اس کتاب میں ایسا رد کیا گیا ہے کہ وید موجودہ کا قصہ ہی پاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہمکو یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر ان لوگوں کے خیالات اصول حسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور ہیں اور کیسے یہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو اُن کے رگ و ریشہ و تار پود میں اثر کر گیا ہے۔ اُن نیک ظنوں کی طاقتوں کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تھیں اور اس کی انسانیت کا زیب و زینت تھیں یہ یکبارگی کھو بیٹھے ہیں +

جواب باصواب

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ سنسکرت کی حرف شناسی سے جاہل محض۔ اور وید کے رد کا ٹھیکہ۔ آنکھیں تیگا ڈر کی اور آفتاب سے جنگ و جدل

چہ خوش گفت ہست سعدی در زلیخا ◆ الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

بترس از دروغ و فریب و ریا ۔ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا

ہاں اگر ہم دعوی کریں تو شایاں ہے کیونکہ فارسی و عربی جانتے ہیں۔ اور ہمارے پاس قرآن ہے۔ آپ جو ان صفات سے محروم مطلق ہیں آپ کو یہ دعوے بے دلیل سراپا ذلیل کریگا۔ ہاں بفضل جگدیشور اس کتاب کے طبع اور شایع ہونے سے قرآن موجودہ کا قصہ پاک ہوگا۔ اور عالم اس کی زہریلی تعلیم سے بیباک۔ اسلامی تعصب اور محمدی بغض جو مغلی قوم کی شامت سے آپ کے سینہ بے کینہ میں نسلاً بعد نسلاً جاگزین ہے اسی سبب سے آپ کو اسلام کے بر خلاف بات خواہ وہ کیسی ہی حسنات و کمالات و برکات و تجلیات سے بھری ہو خراب و غلط و پر کاوش و رنجش کا باعث نظر آتی ہے آپ کو نہ تو انسانیت سے غرض ہے اور نہ اخلاق سے۔ مبلغ علیہ السلام سے غرض ہے اور زر سلمہ اللہ کا فرض عیش و عشرت کا خیال ہے اور عطر و پھیل لگانے میں کمال۔ خدائے ذوالجلال اگر آپ کو صد سال سلامت رکھے تو بھی رونق اسلام ہے اور یادگار خیر الانام۔ مگر افسوس کہ آپ جیسے زیادہ الہامی ہوتے جاتے ہیں۔ ویسے ہی اخلاقی خوبیوں کو کھوتے جاتے ہیں تحقیق سے آپ کو ذرہ بھی سروکار نہیں اور بیجا شیخیوں اور ناجایز دعووں سے کچھ بھی ننگ و عار نہیں ۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۰۷ تک

جوان کے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا ہے جو بجز آریہ دیش کے اور جتنے ملکوں میں نبی اور رسول آئے جنہوں نے بہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر نکالا۔ اور اکثر ملکوں کو نور ایمان اور توحید سے منور کیا۔ وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری تھے ۔

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ آپکا بالکل غلط گمان ہے اور بیجا طوفان اور سراسر بہتان۔ خدا سے خوف کیجئے۔ اور کسی کو جھوٹے الزام نہ دیجئے۔ ممبران آریہ سماج ایسے خیالی دعوے نہیں جمانتے۔ اور گھر میں بیٹھے ہوئے آپ کی طرح الہامی حلوے نہیں پکاتے۔ نہ داؤ پیچ کھیلتے ہیں۔ اور نہ پھیند لگاتے ہیں۔ آپ جیسے نبیوں کو جو انا انزلنا قریبا من القادیان کے دعویدار ہیں۔ صرف آریہ سماج والے ہی مکار نہیں جانتے بلکہ خود ایماندار مومن بھی جھوٹا مفتری مانتے ہیں۔ اور کفر و الحاد کے فتوے لگاتے ہیں۔ اور لوگوں میں مشتہر فرماتے ہیں جنہوں نے تمام خانگی اوراق پر الہام کا جال بچھایا ہے ان کو آریہ سماج والوں نے نیکوں کے درجہ سے گرایا ہے جن کا راستی پر قائم رہنا اور فریب سے متنفر رہنا اقرار ہے۔ انہیں ممبران آریہ سماج نیکوکار و صادق جانتے ہیں۔ اور ان کے انکار کو حکمت کی بہتری کا باعث مانتے ہیں۔ جو اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو خدا کا قصور ٹھہرا لیے ہیں انکو اگر آریہ سماج والے مفتری اور جعلساز بتاتے ہیں۔ تو آپ اسپر کیا فتوے لگاتے ہیں غالباً آپ کا اور ہمارا اتفاق ہوگا نہ کہ بغض و نفاق ۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷

سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہے۔ اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائے ہدایت اور رہنمائی کو انہیں کے چھوٹے سے ملک میں گھسیڑ دیا ہے۔ اور ہمیشہ اسکو انہیں کا دیش اور انہیں کی زبان اور انہیں میں سے پیغمبر پیدا آتے گئے ہیں ۔

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ فرمانا آپکا منصفانہ نہیں ہے تو کیا ہے۔ خفا نہو جیئے۔ ہمارے اور آپ کے بزرگ ایک ہی تھے۔ تواریخ بتلاتی ہے کہ رومن۔ اہل فرانس۔ اہل انگلش۔ اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ سنسکرت زبان میں جو ویدکی ہدایت لوگوں کو سنا دے۔ ویدکی وعظ و اپدیش کی تدریس بتلا دے وہ برہمن ہے چنانچہ سنسکرت زبان میں اس کی توضیح اس طرح پر ہے

ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः یعنے جو وید مقدس کو جانے اور وید مقدس کے ذریعہ توحید و گیان کا پرکاش کرے وہ برہمن ہے۔ برہمن کسی خاص قوم یا ذات کا نام نہیں ہے بلکہ اُس ورن کا نام ہے جس کی تشریح اوپر کر چکا ہوں۔ پس برہمن ہونا دید و کت طور سے کسی کی وراثت نہیں ہے۔ یہ تو قدرتی طور پر ہی نوع انسان کی تقسیم ہے جو غیر قابل ترمیم ہے۔ اور داناؤں کو ہر طرح تسلیم۔ پس سچی رسالت اور پیغمبری کا منصب جس کو ملے اس کو سنسکرت زبان میں برہمن کہیں گے۔ اور مختلف زمانوں میں جدا جدا نام دھریں گے فاضلوں کو فضیلت کا ٹھیکہ دینا عیب نہیں بلکہ انصاف ہے۔ مگر ملت دیدہ کو دیکھنے کا ٹھیکہ دینا سوچئے سمجھئے۔ کہ کس طرح حق کے خلاف ہے۔ لاف و گزاف کو چھوڑئیے اور ناراستی و بطالت سے منہ موڑئیے اور جواب دیجئے کہ نیکوں کو نیکی کا ٹھیکہ دینا کس طرح قابل اعتراض ہے جس کے ماننے سے آپ کو اس قدر عذر و اعتراض ہے۔ سچا ہادی اور نیک رہبار دریائے ہدایت کے جہاز کا ملاح ہے۔ اور اس کے فرمان پر عمل کرنا عین مقصود و فلاح۔ اس کی سند بدخود وید مقدس سے سنانا بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ رہنما کا عمدہ طور سے پرکاش ہو ۔

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः। ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय। प्रियो देवानां दक्षिणायै दातुरिह भूयासमयं मे कामः समृध्यतामुप मादो नमतु।

यु॰ अ॰ २६ म॰ २॥

یجروید میں ایشور آگیا دیتے ہیں کہ جس طرح میں یہ وید کلیان کا ساد معن بلا تعصب تم کو اپدیش کرتا ہوں۔ ویسے ہی تم انسانوں کو اس کا اپدیش کرو جو نوع انسان کے پانچ اقسام ہیں برہمن کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ سو سب وید کے ادھکاری ہیں۔ کوئی اندھکاری یعنے غیر مستحق نہیں ہے۔ وید کے اپدیش میں کسی قسم کی طرفداری نہیں چاہئے۔ جو سچے دل سے وید کی آگیا کا پالن کرتا ہے وہ ہر طرح کے سکھوں سے مستفیض ہوتا ہے یہ وید ودیا ہمیشہ سب کے کلیان کا ہی ہے۔ اسپر عملدر آمد کریں ۔

سنسکرت زبان کو تمام متعصب انگریز و مسلمان امر اللسنہ (مدر آف لنگویج) پکارتے ہیں۔ اور ہزاروں الفاظوں کو باہمی مقابلہ کر کے سنسکرت سے نکالتے ہیں۔ چنانچہ آب حیات میں مولوی محمد حسین صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ ایران نام بھی آریہ۔ این سے بنا ہے یعنے آریوں کے متعلق اصل عبارت یہ ہے۔ وہ اس قوم کا نام ایرین تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں آکر راجہ مہاراجہ کا خطاب لیا۔ ایران میں تاج کیانی پر درفش

کا دیانی لہرایا۔ اپنے مذہب کا نادر طریقہ لیکر چین کو لگا رہا ہے بیابا۔ یونان کا طبقہ حکمت سے الگ جمایا۔ روما کی عالمگیر سلطنت کی بنیاد ڈالی اندلس ہسپانیہ پہنچکر چاندی نکالی ۔

مرزا صاحب آپ کے دل میں باوجود الہامی ہونے کے تعصب کو کس نے گھسیڑ دیا ہے اس قدر حق سے روپوشی کو اختیار جانتے ہو اور سچ کے قبول کرنے سے تحقیر سلمانی مانتے ہو خدا سے شرمایئے انصاف سے ہاتھ نہ اٹھایئے۔ اور براہ مہربانی ہسٹری آف لینگویجز یعنی زبانوں کی تاریخ مصنفہ میکس مولر صاحب مطالعہ فرمایئے تاکہ جہالت (اودیا) دور ہو اور صداقت کا ظہور ۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

قولہ۔ اور وہ بھی صرف تین یا چار کہ جن سے مسئلہ الہام۔ اور رسالت کا قوانین عامہ قدرتیہ۔ اور عادت قدیم الہیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور امر نبوت اور وحی کا بباعث قلت تعداد الہام یافتہ لوگوں کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہر جاتا ہے اور نیز کروڑہا بندگان خدا جو اس ملک سے بے خبر ہے۔ یا یہ ملک ان ملکوں سے بے خبر رہا۔ فضل اور رحمت اور ہدایت الٰہی سے محروم اور نجات سے بے نصیب رہ جاتے ہیں اور پھر طرفہ یہ کہ بموجب خوش عقیدہ آریہ صاحبان کے وہ تین چار بھی خدا تعالیٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور نہیں ہوئے۔ بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملوں کے باعث سے اس عہدہ پانے کے مستحق ہو گئے اور خدا کو بہر حال انہیں پیغمبر بنانا ہی پڑا۔ اور باقی سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا۔ اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ قوم اور آریہ دیش سے باہر سکونت رکھنے کے جرم سے الہام پانے سے محروم رہا۔

جواب باصواب

اقول حق سے مخالفت کرنا عموماً مرزا صاحب کا اصول ہے۔ اور خواہ مخواہ طول و فضول عبارت بنا کر شیخی کا دم بھرنا معقول جانتے ہیں۔ ورنہ اگر سچ مچ راستی سے کام ہے اور تحقیق مسئلہ الہام۔ تو ذرہ بیان کیجئے کہ چار آدمیوں پر ایشور کی طرف سے الہام ہونے میں قوانین عامہ قدرتیہ اور عادات قدیم الہیہ میں کونسا تغیر واقعہ ہوا جس کا دفعیہ آپ کے وہمیہ و طبعیہ منطق میں ہمارے ذمہ ضروری جانا گیا۔ برائے خدا بیان کیجئے اور جواب لیجئے۔ ایک کے مقابل میں شہادت ارجح ہے طرح قابل اعتبار ہے اور کسی طرح محل عذر و انکار نہیں ہاں قطع نظر اور باتوں کے آپ کی شہادت کمزور ہے۔ اور ہم صحیح مقابلہ میں ایک رو رہے ہیں۔ کہاں خود غرضی کی صلاحیں اور شکایتیں اور کہاں صداقت کے احکام اور راستی کی ہدایتیں۔ مرزا صاحب ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے انصاف اور خود غرضی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ رب العالمین منصف و عادل ہے نہ کہ خود غرض و غافل۔ ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مذہبی تواریخوں سے ثابت ہے کہ اوّل اوّل انسانوں کی پیدائش آریہ ورت میں ہوئی اور وہیں انتظام عالم کے واسطے الہام کی ضرورت ہوئی۔ ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر کے اس کے انتظام کے احکام نہ بتلانے والے کے گیان کو الزام لگاتا ہے پس وہاں ہی ویدوں کا الہام ہوا۔ کوئی سکول۔ کوئی پاٹھشالا کوئی ماسٹر اس وقت موجود نہ تھا۔ جس سے وہ الہام غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہرتا۔ اور نہ کوئی کتاب موجود تھی۔ جس سے منقول تصور ہوتا۔ تمام مشکلات کا غور کر کے ہر ایک سلیم العقل کے دل سے فی الفور یہی جواب ملتا ہے۔ کہ ایسے وقت میں ایسے کامل گیان اور مکتفی ہدایت اور مشرح فرائض اور سچے اپدیش اور اعلےٰ علمی دقائق و حکمی و فلسفی حقائق کا پرکاش ہونا انسانی طاقت و قوت بشری سے بالکل بعید بلکہ ناممکن ہے پس ہادی حقیقی اور مالک تحقیقی سچدانند سروودیا یہ کا سک گیان نے پرمیشور سے ہی ان کا ظہور ہوا۔ غیر معتبر تب ہو۔ جبکہ کوئی پڑھا لکھا آدمی رانڈ وار موجود ہو۔ ضعیف تب ہو جب کوئی خارجی ذریعہ موجود ہو محیط و موجود کل کی رسالت کے واسطے وحی کا آنا اس کو ایک ولیتی پیسے محدود ٹھہراتا ہے پس اس گیان سروپ سے اتریا متا سے ویدک انادی گیاں ان کے متشکرین ہیں یہ سب کہ ابدی کے غیر متغیر کا گیان لاتبدل ہوتا ہے۔ اسی واسطے وہ گیان اب تک ترمیم و تنسیخ سے مبرا ویدوں میں موجود ہے۔ توریت منسوخ ہو گئی اور اسی طرح انجیل بھی۔ انجیل کی تعلیم تم خود بھی غیر واجب جانتے ہو اور اسے ناکامل کر دانتے ہو قرآن کی بھی بہت سی آیات منسوخ ہو گئیں اور بہت سی تمہاری تلاوت سے نکالی گئی ہیں۔ لیس وہ گیان ہے اور غیر متغیر کے گیان نہیں ہیں۔ بلکہ انسانی اور لسانی اور فانی وا تنا ... وجود اور نابود مساوی ہیں سچی کتاب ابتدائے عالم تا اختتام عالم ترمیم و تبدل سے پاک رہیگی۔ کسی طرح کا نقص و سہو اس میں برآمد ہونا سہل نہیں بلکہ ناممکن ہے اور وہ سب ودیا کا پستک وید مقدس ہے ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اس کی شامت اعمال جانتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کو متعصب و ظالم نہیں گردانتے۔ بلکہ یقیناً پہچانتے ہیں کہ وہ انصاف کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ آپ منکر تناسخ ہیں آپ ہی اس کا پاسخ دیجئے کہ خدا کا اپنے ارادہ و مصلحت خاص سے کسی کو منصب نبوت پر مامور کرنا جسم انصاف کو غذر کرنا ہیں ہے تو کیا ہے؟ حقدار کا حق غیر مستحق کو دینا خود غرضی و طرفداری ہے اور لائق و حقدار کو اس کے منصب پر پہنچانا عدالت و انصاف شعاری

---

* قطع نظر اس کے کہ ابتدائے آفرینش سے محمد صاحب تک حسب اعتقاد خود وعیسائی و اہل اسلام کے سوائے بنی اسرائیل کے کسی اور قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر آیا ہے۔ جہاں تک بائیبل اور انجیل اور قرآن سے پتہ لگتا ہے کوئی نہیں آیا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ آدم سے محمد صاحب تک تمام پیغمبر اسی کے سب ایک خاص قوم اور گھرانے سے ہوتے رہے۔ بلکہ سارے جہاں کو چھوڑ کر خدا نے عام خدائی سے منہ موڑ نعمت نبوت کا رشتہ خاص اس قوم سے جوڑ دیا (دیکھو سورۃ مائدہ آیت ۲۳ اور سورۃ البقر کی آیت ۱۳۰) اور اسی طرح (سورۃ آل عمران کی آیت ۱۷۸) اب ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہی رسالت اور پیغمبری صرف اسرائیلوں کی ذات اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہو گئی اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دنیا ہدایت رسانی کو ایسی تنگ جگہ میں۔ جلد دراٹ کے درمیانی دو آیہ میں گھسیڑ دیا ہے۔ اور ہمیشہ خدا کو ۶ روم کا ونیں پیدا کیا اور انہیں کی ہمارے خدا کا تکلہ تمام ہو گیا۔ چین۔ جاپان۔ امریکہ۔ سنٹرل ایشیا وغیرہ میں کبھی کوئی پیغمبر یاد نہ آیا۔ اور نہ ہندوستان پر کبھی کسی پیغمبری ڈال گئی۔ پس پیغمبر اسرائیل ابتک پیچھے میں ... نہیں ہو سکتے۔ اور خدائے محمدیاں کی نسبت یہ تمام سکنا دو نو ہیں۔ [illegible]

فٹ نوٹ دیکھو مضمون کتاب ہذا متعلقہ بدہ بلتا معنکرف بجواب اعتراض صفحہ ۳۶۷ تا ۱۹۱ تب الہلدی حصہ پنجم

خدا کو صادق مانکر چیدہ حکوتی کے واسطے درخواست کرنا بہرحال ایک ایسا امر ہے کہ جس کے قبول کر لینے سے مرزا صاحب کو خصوصاً اور تمام اہل دانش کو عموماً انکار ہے افسوس کہ خود ہی محمد صاحب کو ختم المرسلین مانا۔ اور لوگوں کو ہمیشہ کے واسطے مرتبہ نبوت سے محروم الارث بنانا ایمان سمجھتے ہو۔ مگر اس اعتراض کے کرتے وقت اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے ورنہ یہ بہتر نہ نکلتے۔ خدا کو خود غرض اور طرفدار بنانا آپ کے ہاں آسان ہے مگر حق کو قبول فرمانا نہایت گراں بلکہ نقصان ایمان ہے تناسخ سے انکار بعینہ خدائی تمکری کا اقرار ہے۔ جس کو ہم اسی کتاب میں علیحدہ بیان کریں گے۔ اگر خدا کو ان موہوم اغراض سے نقصان نذیر نہیں مانتے۔ اور بالکل ٹھیک ہے۔ تو کسی اور نبی اور کتاب کا نزول قبول کرنا پڑیگا۔ اور محمد صاحب اور قرآن کو درجہ نبوت و الہام سے معزول ✦

مرزا صاحب ایک کامل الہام کی موجودگی میں کسی اور کامل یا ناکامل الہام کا ارسال کرنا حالانکہ کوئی نئی تعلیم بھی نہ دیتا ہو فعل عبث کے سوا اور کیا حکم رکھتا ہے۔ کوئی کسی تقصیر ساوی یا خارجی کے سبب تعلیم خدا سے محروم نہ رہا مگر اپنے گناہوں کے باعث

ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست
ورنہ تشریف شما بر بالائے کسی کوتاہ نیست

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

اب دیکھنا چاہئے کہ اس ناپاک اعتقاد میں خدا کے مقبول بندوں نے جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے اس اندھیرے کو دور کیا جو اُن کے وقت میں دنیا پر چھا رہا تھا کس قدر ناحق و بے موجب بدظنی کی گئی ہے۔ اور پھر اسے پرمیشور پر بھی یہ بدظنی ہے کہ اُس کو غافل یا مدہوش یا مختل الحواس تصور رکھا ہے۔ کہ جو اس قدر سمجھ رہے کہ گو بعد وید کے ہزارہا طور کی نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان اور اندھیریاں چلیں اور رنگا رنگ کے فساد برپا ہوئے اور اس کے راج میں ایک بڑی طرح کی گڑبڑ پڑ گئی اور دنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتیں پیش آئیں پر وہ کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا اور کچھ ایسا تھکا کہ پھر نہ اٹھا۔ گویا اُس کے پاس اتنا ہی الہام تھا جو وید میں خرچ کر بیٹھا اور وہی سرمایہ تھا جو پہلے بانٹ چکا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا اور منہ پر مہر لگ گئی۔ اور ساری صفتیں اب تک بنی رہیں مگر تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی۔ پھر باطل ہو گئی۔ اور ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہو گیا ✦

جواب باصواب

مرزا صاحب کیا یہی الہامی تہذیب ہے۔ اور اسی کا نام محمدی تادیب۔ زبان سنبھالئے ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالئے۔ سقراط۔ بابا نانک جیسے مہاتما لوگ جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے لوگوں کی اوڈیا کو دور کیا ہم ان کی صدق دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک دانا کو کرنی چاہئے ✦

"ایک ایرانی سیاح امرتسر میں ایک روز باتمار گفتگو فرمانے لگے۔ کہ دو ملک میں دنیا کے اور مذاہب سے مقابلہ کرتا ہوں۔ نبیوں کی نسبت یہ چار امر سنائی دیتے ہیں۔ اول کتاب۔ دوئم امت۔ سوئم معجزہ۔ چہارم اصحاب۔ مگر کسی نبی کی نسبت غیر قوم نے شہادت نہیں دی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو بابا نانک جی کی نسبت یہ پانچوں امور تصدیق بلکہ موجود ہیں۔ بابا نانک کتاب دارد۔ امت دارد۔ معجزہ دارد اصحاب دارد بزرگتر از ہمہ فضائل آنکہ مسلماں ہم بکرامت او قایل اند پس بابا نانک بلا شک و شبہ نبی است۔ میں نے سوال کیا کہ محمد صاحب کی نسبت جو ختم المرسلین کا لوگ

گمان کرتے ہیں۔ ہنسکر جواب دیا کہ در ایں بالکل غلط است علی ہذا ستکر اچارج وغیرہ بھی اسی تعظیم کے لائق ہیں ✦

مگر جنہوں نے دنیا میں طوفان بے تمیزی پھیلائے۔ قتل عام کر کے سادوں کے بیڑے اٹھائے آباد شہر بیچراغ بنائے کیا وہ بھی اسی نام کے مستحق ہیں۔ الیس تو نیا و جہ و اور محمود غزنوی چنگیز خاں۔ تیمور۔ ہلاکو۔ نادر شاہ۔ احمد شاہ وغیرہ کیوں مستثنٰی رکھے جاویں۔ اور برادری سے خارج کئے جاویں جیسے پرماتما آپ شدھ اور غیر متغیر ہے اسی طرح اس کا الہام بھی شدھ اور تغیر و تبدل سے مبرا ہونا چاہئے نہ کہ ناقص اور متغیر۔ پس کامل اور شدھ چیز کے بدلنے کی ضرورت نہیں اور نہ کامل اور ناقص کا کامل اور سرو گیہ سے ظہور ہونا ہی ممکن یا غیر ممکن ہے۔ ترقی تنزل کا سلسلہ آواگون ہے نئی نئی بدعتوں کے نکلنے اور نئے طوفان اور اندھیریوں کے چلنے سے وہ عالم کل غافل نہیں ہے اور نہ بدعتیں اور طوفان اور اندھیریاں کارخانہ قدرت کو درہم برہم کر سکتی ہیں۔ اور نہ اُس کے راج میں گڑبڑ ہو سکتی ہے جنگ روم و روس کے ذوق لئے نئے الہام کی ضرورت نہیں۔ اور نہ نادر شاہ کے قتل عام کرنے پر حاجت تھی۔ جب لارڈ منٹو صاحب مارے گئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تب بھی وہی الہام۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب لاکھوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ تب بھی وہی الہام۔ ابراہیم کے وقت میں بھی وہی الہام تھا۔ اور کیومرث کے وقت میں بھی وہی۔ مہاتما بدھ کے وقت میں بھی وہی تھا۔ اور مسیح کے وقت میں بھی وہی۔ وہی الہام کرشن جی کے وقت تھا۔ اور وہی رامچندر جی کے وقت۔ وہی منو جی کے وقت تھا اور وہی اگنی اور انگرہ کے وقت ✦

آفتاب صداقت ہمیشہ موجود رہتا ہے مگر آنکھیں کھولنا اور بلا تعصب ہو کر دیکھنا اور غور کرنا اور فائدہ اٹھانا قابلیت کی شرط ہے۔ جو آواگون سے لازم و ملزوم ہے ایشور نہ کا محتاج نہیں۔ اور نہ کلام کا۔ وہ سب کا انتریامی ہے۔ ویدوں کو گیان دوارہ پرکاش کرتا ہے۔ مگر دیدہ بینا و گوش شنوا چاہئے ✦

تم قرآن کو کلام اللہ مانتے ہو پس کلام بغیر منہ کے ظہور پذیر نہیں ہوتی

محمد خاتم المرسلین ہیں۔ یہ اعتراض تمہارے پر عاید حال ہے کہ ہمارے پر پس ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ جو خدا کے پاس ہدایت کا سرمایہ تھا۔ وہ قرآن میں بانٹ چکا۔ اور پھر قیامت تک خالی ہاتھ رہ گیا۔ اور اس کے منہ پر مہر لگ گئی۔ محمد کے بعد کسی رسول بھیجنے کی اس کو طاقت نہ رہی۔ تکلم کی صفت ہوتے گئے زمانہ تک ہی۔ آگے سے کلیم ہوا اور نبوت اور رسالت کی ڈگری محمد تک اُس کے پاس رہی آگے سے بے بضاعت ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے رسول اور نبی بھیجنے سے اور کتاب دینے سے عاجز ہو گیا ✦

مرزا صاحب خدا کامل ہے۔ اس کی کتاب اس کا گیان اس کا اپدیش سب کچھ کامل ہونا چاہئے۔ نہ کہ مجمل و ادھورا و ناقص۔ بدلنے کی ضرورت غلطی میں ہوتی ہے اور بڑھانے کی ضرورت ناکامل میں۔ جہاں سہو ہو وہاں کاٹنا پڑتا ہے۔ اور جہاں بھول ہو وہاں سے ہوشیار ہونا۔ مگر ایشور میں مسلم فریقین ہے۔ کہ یہ عیب نہیں ہیں پھر الہام کا بار بار باہمی نقیض اور مختلف اور ناکامل بھیجنا کیا ضروری تھا کیا قانون پروردگار ہے یا ایکٹ سرکار۔ لیکن مرزا صاحب الہام کے بار بار ہونے ہونے میں آپ کے پھر بارہ ہیں اگر آپ ویدوں پر ایمان لاویں۔ یا الہام کا ایک بار کامل نازل ہونا تسلیم فرماویں تو آپ کا الہامی و مجدد و مسیح ثانی و مرشد۔ چھوٹا نبی کون ہے۔ اور رحیڑ ہاوے

کس کو چرھیں۔ سے

الا اے حذر کن ز آزور یا
کہ انجام این ہست رنج و بلا
طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی
کز و نیست در مطمعاں را بہی

اب نمونہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھلاتا ہوں۔

۱۔ نکاح کے بعد اگر کسی سبب سے جورو بالسد آوے تو اُسے طلاق دیدے (اسسما $\frac{27}{1}$)
۲۔ بجز زنا کے اور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں بلکہ جو دیتا ہے زنا کراتا ہے . . . . . . (متی $\frac{5}{32}$)
۳۔ جب خاوند چاہے طلاق دے سکتا ہے . . . . . (قرآن)
۴۔ جانور۔ چرند و پرند کا خون و چربی حلال تھا . . . . . (پیدائش $\frac{1}{29}$)
۵۔ خون جانوروں کا حرام ہوا . . . . . . (پیدائش $\frac{9}{4}$)
۶۔ سوتیلی بہن سے نکاح درست ہے . . . . . (پیدائش $\frac{2}{12}$)
سوتیلی بہن سے نکاح منع ہے . . . (احبار $\frac{18}{9\text{-}11}$ استثنا $\frac{27}{22}$)
دو بہنوں کا نکاح کرنا ایک کے جیتے جی درست ہے (پیدائش ۲۹ و احبار $\frac{15}{18}$)
ناواجب شریعت موسوی میں . . . . . . (توریت)
بھتیجی سے جماع کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا . . . . . . (خروج $\frac{6}{2}$)
بہن بھائی کی شادی ہوتی تھی . . . . . (توریت)
شراب جائز تھی اور پیتے تھے . . . . (توریت۔ پیدائش)
حرام ہوئی . . . . (قرآن)
ایک عورت سے زیادہ شادی کرنا گناہ ہے (توریت پیدائش و انجیل متی $\frac{19}{5}$)
عام لوگوں کو چار چار۔ اور محمد صاحب کو ۹۔ ۱۱۔ ۱۸ ملکہ بیانتہا (قرآن سورۃ احزاب)
بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو . . . . . . (قرآن سورۃ بقر)
مکہ کی طرف سجدہ کرو پہلا حکم منسوخ ہوا . . . . (قرآن سورۃ بقر)

ماخوذ از اخبار الاسلام جلد ۲ مطبوعہ سال ۱۳۰۳ھ صفحہ ۲۵ و ۲۶ [illegible]

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰

یہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جو ہر ایک ہندو کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ اُس کو اپنا دھرم بتادے مگر تعجب کہ اس اعتقاد کا وید میں کہیں ذکر تک نہیں۔ اور کوئی شرتی اسمیں ایسی نہیں کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔

جواب باصواب

مرزا صاحب ہم بھی آپ کے اس قول سے اتفاق ہے کہ وید مقدس میں کوئی شرتی ایسی نہیں ہے جو اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔ جب وید مقدس بالکل طرفداری و متعصبانہ اقوال سے بقول آپ کے مبرا ہیں۔ تو ہر ایک ہندو بلکہ مسلمانوں کو بھی ایمان لانے سے کیا نقصان ہے۔ اور ابھی آپ کی نصیحت کو مانکر کئی لوگ وید مقدس پر ایمان لے بھی آئے ہیں۔ یہ (وید) اعتقاد آریہ قوم کا ہے۔ اور جو وید کے ماننے والے آریہ ہیں۔ پس جو آپ کے برخلاف وید کارروائی کرے وہ گناہ گار ہے۔ مگر ہر ایک شخص کا کام کرے

میں عقل مختار ہے مجبور ولاچار نہیں ❊

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۰ تا ۱۱۱

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشلوک انہیں دنوں میں گھڑا گیا ہے کہ جب آریہ قوم کے عقلمندوں نے لنکوں اور شاستروں میں یہ بھی لکھ مارا تھا۔ جو ہمالہ پہاڑ اور کچھ ایشیا کے حصہ سے پرے کوئی ملک نہیں اور اسی طرح اور بھی خام خیالیاں اور وہم پرستیاں کہ جن کا اس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ اور جو روز بروز دنیا سے مٹتی جاتی ہیں۔ اور علم اور عقل کے حاصل کرنے والے خود بخود ان کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ انہیں دنوں میں نکلی تھیں ❊

جواب باصواب

چونکہ مرزا صاحب نے کوئی اشلوک اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا۔ پس ہمیں بے اختیار کہنا پڑا کہ ان کا یہ دعوے بھی مثل اور دعاوی کے محض بیدلیل ہے مرزا صاحب نے جھوٹھ اور دھوکے سے شاستروں کا نام لیا۔ چھیوں شاستروں میں ہرگز ایسی تعلیم نہیں ہے نہیں معلوم الہامی لوگ جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں ڈرتے۔ حضرت آپ کو کہاں سے

❊ **حاشیہ** ❊ آریہ لوگوں کی عقلمندی و علمیت کی بات تو ایک جہاں آگاہ ہے اور صدق دل سے گواہ۔ دیکھو تہذیب الاخلاق جلد چہارم نمبر چہار دہم میں سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ حساب میں بھی مسلمانوں نے علم نوجہیں کی انہوں نے ہندوؤں سے مرات اعداد کا رکھنا سیکھا۔ اور اسی لئے اس کا نام احد ادھندا رکھا۔ اس حروف تعالیہ کی اصلاً اختلاف ہے۔ بعض مسلمانوں کو اس کا موجد بیان کرتے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے پنڈتوں اور یونان کے عالموں سے اخذ کیا پھر اس میں بہت سی ترقی کی۔ علم طب میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی انہوں نے ہندوستان میں سفر کیا زبان سنسکرت سیکھی اور نہایت مشہور دو کتابیں سنسکرت زبان کی جن کا نام چرک اور سشسرت تھا عربی زبان میں ترجمہ کیں۔ سب سے پہلے سنہ ۱۵۶ ہجری موسی ابن موسی الفزاری نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا۔ پھر محمد بن اسمعیل خود ہندوستان میں آیا اور اس کے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے علوم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا ❊

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں ”ہمارے بزرگوں کا غیر قوموں سے علوم سیکھنا اور مسلمانوں میں پھیلانا تواریخ سے بخوبی ثابت ہے یونان۔ سریانی۔ سنسکرت سے علوم کا اخذ کرنا مثل آفتاب کے روشن ہے“

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر ہفتم میں لکھتے ہیں ”یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا۔ اور یہ ترقی تخمیناً چھ سو برس تک جاری رہی۔ پھر یہ قوم ایک اچھالے ہوئے پتھر کی مانند نیچے کو چلی آئی“

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر سترہویں میں لکھتے ہیں ”سب اہل اسلام جانتے ہیں کہ ہماری قوم کے آغاز کو تیرہ سو برس کے قریب گزرے ہیں یہ قوم ایک ایسے ملک میں تھی جہاں درحقیقت علوم عقلی کا نشان بھی نہ تھا۔ لیکن جیسے اس قوم کا آغاز ہوا۔ چھ سو برس تک اس قوم نے اپنی کوشش سے اپنی ترقیات ایسے اعلٰے درجہ پر پہنچائیں جس سے وہ بھی دنیا کی قوموں میں اعلٰے درجہ کی قوم شمار ہونے لگی“

رسالہ مخزن العلوم کی جلد ہفتم کے نمبر گیارہ میں مولوی الطاف حسین حالی [illegible]

❊ قرآن کی اس آیت حرمت علیکم امہاتکم سے حرام کیں اوپر تمہارے بیٹیاں تمہاریاں ... حکم [illegible] دیکھو سورۃ نساء

الہام ہوا۔ اور سراب **القادیان من البواحی جو سداسفوسا** نے کس وحی کے ذریعہ تار بھیجکر آپ کو آگاہ کیا۔ کیا وہ الہام **انا للہ حافظون** کی گاروکے بغیر آیا تھا جو راستہ میں لوٹا گیا۔ جو گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط شرط ہے۔ اس جگہ واجب جانتا ہوں کہ **اسلامی** الہام کی غلطیاں تابع اور اہل حق کو اُس سے مطلع کراؤں۔ کیونکہ وہ اگرچہ کلام الہی مشہور ہے مگر صداقت سے دور ہیں ؛

فرماتے ہیں ہندوستان کے قدیم باشندے ہندو ہیں۔ ان کے علوم کا حال جو تاریخ میں دیکھا جاتا ہے اس سے اس گروہ کی کمال قابلیت و استعداد ظاہر ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے قدیم لوگوں نے علوم حکمیہ میں بڑی بڑی ترقیاں کی ہیں۔ یہ بات بالاتفاق تسلیم کی گئی ہے کہ علم ہیئت میں جو ہندوؤں نے کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں نقصان اگرچہ نہایت درجہ کا ہے مگر ان کے ساتھ کمال بھی بڑے درجہ کا پایا جاتا ہے اور ہیئت کے سوا ریاضی کے فروع میں جو انہوں نے ترقی کی ہے وہ علم ہیئت سے بھی زیادہ قبول کرنے کے قابل ہے چنانچہ کتاب **سوریہ سدھانت** جو عام مورخوں کے نزدیک پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی کی تصنیف مانی جاتی ہے اس میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے جس سے ان کو یونانیوں پر ترجیح نہیں دے سکتے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بعض سوالات ایسے ہیں جن کا علم عموماً اہل یورپ کو سولھویں صدی تک حاصل نہ ہوا تھا۔ علم ہندسہ کے خاص اصول کا علم ہندوستان ہی کے ساتھ خصوصیت رکھتا تھا خصوصاً وہ نسبت جو نصف قطر کو محیط دایرہ کے ساتھ ہے اس کا علم زمانہ حال تک ہندوستان کے سوا کسی اور ملک کے لوگوں کو نہ تھا علم حساب میں سب کے نزدیک مسلم راشا رہے کہ موجد ہند ہیں۔ اور ظاہر اسی امتیاز کے سبب علم حساب میں ان کو یونانیوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ جبر و مقابلہ میں بھی برہمن اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ اس علم کی بابت ان کی تحقیقات کا حال برہم گپت کی کتابوں سے جو کہ چھٹی صدی عیسوی میں ہوا ہے۔ اور بھاسکر اچاریہ کی کتاب سے جو کہ بارھویں صدی میں ہوا ہے دریافت ہوتا ہے اور ان دونوں نے آریہ بھٹ کی تصنیفات سے مضامین اخذ کئے ہیں۔ ظاہرا اس شخص کے زمانہ میں علم کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا اور بہادر ڈائی فنٹس جس نے یونان میں جبر و مقابلہ سب سے پہلے لکھا ہے بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ یہ شخص ڈائی فنٹس سے اس علم کی ایسی تحقیقات میں سبقت لے گیا ہے جن کے حاصل کرنے اور سمجھنے پر متاخرین کو فخر ہے۔ اور چونکہ ہندوؤں کی ابتدائی ترقی کے زمانہ میں اور تمام قومیں جاہل تھیں اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ انہوں نے یہ علوم کسی غیر ماخذ سے نہیں لئے۔ اور جس زمانہ میں ان علموں کا غیر قوموں سے اخذ کرنا ممکن ہو سکتا ہے اس وقت ان کی علمی تحقیقات کے طریقے ایسے اصول پر مبنی تھے جن سے کوئی اگلی قوم اصلاً واقف نہ تھی۔ اور ان سے ایسی تحقیقات کا علم ظاہر ہوتا ہے جن کو اب سے ۲ سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی نہ جانتے تھے۔ اسی طرح الٰہی و طبعی اور منطقی مسائل میں حکمائے ہند کی رائیں اور اختلافات اور مباحثات متعدد ہیں جن سے ان میں اور حکمائے یونان میں ایک نسبت متعدد نکل سکتی ہے ؛

ارسالہ انیسویں صدی مطبوعہ مطبع آگرہ اخبار کی جلد سوم کے صفحہ ۸ سے ظاہر ہوتا ہے ؛

۱۔ نوح کے طوفان کا تمام دنیا پر آنا ۔ ۔ ۔ ۔ (توریت۔ پیدائش)
۲۔ خدا کا طوفان بھیجکر پچھتانا اور بدلی میں اپنی کمان (قوس قزح) لٹکانا۔ (توریت پیدائش ۹)
۳۔ نوح کی کشتی میں جانداروں و انسانوں کا معہ تکسال خرچ رکھانا ۔ (ایضاً)
۴۔ بابل کے برج گرنے سے ایک آواز کا ہونا اور دنیا کی زبانوں کا بدلنا ۔ (ایضاً)
۵۔ دودھ اور شہد کی نہروں کا بہنا اور خدا کا روٹیوں کا مینہ برسانا (توریت)
۶۔ مسیح کا باکرہ عورت سے پیدا ہونا بغیر مجامعت شوہر کے (قول یسوع لکھا انجیل مرقس)

یہ ہے ہندوستان جس کے فیض علوم سے تمام جہان مستفیض ہوا۔ اور جسکے قدیم باشندوں نے تمام علوم و فنون و صنعت و حرفت میں سے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ اور اب بھی اس زمانہ کی اکثر تحقیق و صنعت کا پتہ پچھلی کتابوں سے لگ سکتا ہے۔ اس میں بھی عبارات کا عروج ہو چکا۔ گو اب ہمکو ہندوؤں کی پرانی پوتھیاں اور کتابیں ایک افسانہ معلوم ہوتی ہیں مگر کوئی عقلمند اس بات کو نادر رد نہ کریگا۔ کیونکہ نہ شئی ایسی دانشمند قوم اپنی ملکی اور مذہبی کتابوں کو افسانہ بنا یا دے۔ ہاں یہ امر صحیح ہے کہ اس پر امتداد مدت اور جہالت کی برائی سے کچھ تصرف ہو گیا ہو تو عجب نہیں ہے۔ اب اس تصرف سے اصل اور باطل کی تمیز ہزاروں برس کے بعد دشوار بلکہ محال ہو گئی لیکن وہ قصہ اس شے کی اصلیت کا پتا بتا رہا ہے کہ اس وقت میں بھی اس چیز کا وجود تھا۔ اور طبائع انسانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو بات نئے ذہن سے باہر ہو وہ عجیبہ یا معجزہ معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً یہی ریل جس پر لاکھوں آدمی دھوئیں کے زور سے سفر کرتے ہیں اور یہی تار برقی جس پر آن واحد میں ہزاروں کوس خبر چلی جاتی ہے نہ ہوتا۔ اور سو پچاس برس بعد کی کتابوں میں لکھا ہوتا تو یہ بھی ایک افسانہ معلوم ہوتے۔ اور غالباً آیندہ کبھی ایسا ہی کہا جاویگا۔ لیکن اسکا وجود باقی رہیگا۔ پس اگلے صنائع و حالات کو بھی اس طور پر قیاس کر لینا چاہئے کہ گو وہ اب افسانہ معلوم ہوتے ہیں مگر کبھی نہ کبھی انکا وجود ضرور ہوگا۔ اور کسی نہ کسی طرح یہاں کا استعمال ضرور کیا جاتا ہوگا۔ اور گو ان حالات کو برہمنوں نے اگلے راجاؤں کی کرامات میں داخل کرکے ایک مذہبی خیال بتا دیا ہے مگر درحقیقت وہ اس دانشمند ملک کی حکمت و فلسفیت کا نتیجہ ہیں چنانچہ ہندی پوتھیوں میں ہے کہ فلاں راجہ پاتال کے راجہ سے لڑنے گیا اور اب سمجھ میں نہیں آتا کہ زمین توڑ کر کس طرح پاتال میں چلا گیا۔ حالانکہ ملک امریکہ جس کو نئی دنیا کہتے ہیں۔ بوجہ کرویت ارض اس جگہ سے پاتال میں واقع ہے۔ پس اگر اس وقت میں بھی یہاں کا راجہ وہاں گیا ہو تو عقلائے بالغ نظر کے خیال میں تعجب نہیں معلوم ہو سکتا۔ اور ہر طرح ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ اس قدر کثیر فوج لیکر اپنے سو کوس چند ساعت میں چلا گیا گو اس میں مبالغہ ہو مگر ریل پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں بھی اگر کوئی ایسا مرکب ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اسی طرح اس غبارہ کی نسبت بھی ہندی کتابوں سے استنباط ہو سکتا ہے مثلاً ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ کے ہاں بمان (بیلون) تھا اور اس کے ذریعہ سے جایا کرتا تھا۔ گو اس کی صورت اس غبارہ (بیلون) سے دوسری طرح کی ہو مگر اس سے اس کی اصلیت باطل نہیں ہو سکتی۔ اور اس صورت میں کوئی محقق اور صحیح الخیال شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ غبارہ نئی ایجاد ہے ؛

گیان پردائنی پتر کا ماہ جون ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۲۰ میں بابو نوبین چندر ممبر برہمو سماج لاہور بحوالہ مسٹر ای۔ پی۔ وائننگ صاحب بہادر کے لکھتے ہیں کہ امریکہ کے پرانے مذہب اور ریتی کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ

وسوسات باطلہ مٹنے جانے جو سرور اسلام میں نکلی تھیں اور اب تک بھی متعصب محمدی مثل مرزا صاحب کے ایکے انکار کو نہ جانتے ہیں۔ خدا ہدایت دیوے۔ اور اس قسم کے گرداب ضلالت سے نکال ساحل سعادت پر لاوے۔ چونکہ ان قرآنی فلسفوں کا ساتھ تو عقل دیتی ہے اور نہ علم۔ اور تلوار تو الٹا رنگ بغیر کوئی اور شہادت ہستی ہے پس مسلمان باوجود سمجھے کے کیوں عملاً یہ طور پر حقائق حق پر مستعد نہیں ہوتے اور باوجود بار بار رنج اٹھانے کے پھر بھی اسی غلطی کو روتے ہیں۔ یہ ہے خیالی ولادبائی تعلیم قرآن کی جس نے ملک عالم کے گلے پر چھری پھیر کر لاکھوں کو شہید کروڑوں کو تباہ کر کے ایمان بالجبر میں گرویدہ کیا اور جس کو اب ہمارے الہامی دوست مرزا غلام احمد بھی نئی نئی توضیح کی آڑ میں باتوں کو کہ معجزات کے پردے میں بلکہ انعام کے جھوٹے وعدوں اور رتبے سیاہ مسودوں کے فریب میں الہامی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس قدر اس کی رہبری تعلیم لوگوں کے خون کی پیاسی ہے جس قدر اس کی بابت باب میں خدا پر الزام لگائے گئے ہیں جس قدر اسے حق سے مخالف اور ناحق سے الفت ہے۔ افسوس کہ فرصت کم ہے۔ وگرنہ

زکذب و لاف آں جادو بیانے | بہر حرفش نویسم داستانے
صداقت گم شد از تعلیم اسلام | ندارد از خدا ترسی نشانے
جہادش عہد خونریزی عالم | نہ قرآنے و لیکن تیغ رانے
اگر تا عرش کعبہ را پرستی | کہ بہر لامکاں سازی مکانے
عرق بحر کفر و شرک باشی | ازیں باطل خیال بدگمانے
پرستی سنگ گر بعد سیال | جو آمد بر سر دیانی زبانے
خدا را کن خدا اندر قرآں | کہ مے نالد رجور او جہانے

وحدیت میں ہیئت یا طبعیات کے متعلق کہیں کسی چیز کا نام آگیا کہیں تذکرہ اور کہیں عام لوگوں کے فہم کے لائق کسی چیز کا کوئی مختصر بیان ہو گیا۔ کہیں کوئی محمل استعارہ کسی چیز کی طرف ہو گیا مگر جاتا کسی مقام پر بھی ان بیانات سے بیان مقصود بالذات ملحوظ نہیں ہوئی کہ ان کے ذریعے سے عام خلائق کو ہیئت اور طبعیات کے علم کی تعلیم دی جاوے کیا قال اللہ تبارک و تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ یعنی اے محمد لوگ تجھ سے مہینوں کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ قل ھی مواقیت للناس یعنی کہہ دے کہ مہینوں کے ذریعے سے لوگ اپنے وقتوں کا حساب ٹھیک کر لیتے ہیں۔ آج کسی ادنے ہیئت دان سے اہلہ کی کیفیت دریافت کیجئے پھر دیکھئے کہ وہ کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہے حساب کے معاملہ میں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا اور اس وقت میں اسی پر فخر کیا کہ ہم گنتی کو انگلیوں پر ٹھیک کر لیتے ہیں حاصل یہ ہے کہ اس وقت میں حساب و ریاضی و طبعیات وغیرہ کی طرف کسی کو مطلق التفات نہ تھا۔

پھر جلد دوم تہذیب الاخلاق کے نمبر ہفتم میں سید صاحب فرماتے ہیں۔ کہ انگریزی علوم تحصیل کرنے کو متعصب مسلمان ایک گناہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خلفائے بغداد کے زمانہ میں جس قدر علوم عربی میں آیا وہ سب زبان گریک یعنی یونانی سے ترجمہ کیا گیا۔ اور اس زمانہ کے اکثر علما نے گریک کو جو کفار کی زبان تھی بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ مگر ایسا نہ ہوتا تو جس قدر طب کہ ہمارے ہاں موجود ہے کچھ ہوتی اور فلسفہ و منطق کا تو نام بھی نہ ہوتا۔

یہ مدکل رائیں جید علما و فضلا اسلام کی ہیں جن کو ہم نے ناظرین انصاف پسند کے مطالعہ کو مندرج کر دیا ہے تاکہ وہ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مرزا کے دعوے کس قدر بے بنیاد ہیں۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ نمبر ۸ کے ماتحت

جو حال یہ ہندو صاحبان میں وید ہے جن کو رگ۔ یجر۔ شام۔ اور اتھرون سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں ہوا کہ وہ کن حضرت پر نازل ہوئے تھے۔ کوئی لکھتا ہے کہ اگنی۔ وایو۔ سورج کو یہ الہام ہوا جو بالکل نامعقول بات ہے۔

جواب باصواب

مرزا صاحب خدا آپکو حق و ناحق کی تحقیق کا مادہ عطا فرماوے اور تعصب و جہالت سے نکال کر منزل مقصود تک پہنچا دے۔ ہمارے وید مقدس کا ٹھیک ٹھیک حال کس کو کچھ معلوم نہیں آیا آریوں کو یا ہندوؤں کو یا مسلمانوں کو۔ اگر شق اول ہے تو سراپا باطل ہے اور اس کے جواب دینے اور سمجھانے کو ہر ایک ممبر آریہ سماج حاضر۔ اگر شق ثانی ہے تو بھی آپکی نادانی ہے کیونکہ اعتراض کا جواب دینا کام واقف کار کا ہے۔ نہ کہ ناواقف ہونے کا۔ اگر ہندو اپنے دھرم سے آگاہ ہوتے تو مسلمان و عیسائی بنکر کیوں گمراہ ہوتے۔ جنہیں اپنا مذہب و شاستر نہیں ہو تمیز نہیں پھر دھرم انہیں کیسے عزیز ہو۔ آپ ناواقفوں سے سوال نہ کیجئے۔ اور نہ کسی ہندو کو دھوکہ دیجئے۔ اور اگر شق ثالث ہے تو ان کی جہالت ہر طرح ثابت ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

جب تک وہ تعصب دل سے نکال راستی کی جانب خیال نہ کریں گے کبھی دامن آرزو گوہر مراد سے نہ بھر سکیں گے۔

ہر چہار وید مقدس کا شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ اور شری انگرہ جی مہاتماؤں کو الہام ہوا تھا اور وہ چاروں سرشٹی کی آدمیں رکھیشر بھی و انسان تھے یہ بات نامعقول نہیں۔ بلکہ بالکل معقول و لائق قبول ہے۔ حصول گیان کے اول ماہر وہی ہیں۔ اور بحر ہدایت کے پہلے شناور بھی وہی۔ نامعقول باتیں منہ سے نہ نکالئے اور رکھئے نام دو معنی ہیں اس طرح بحث نہ کیجئے ورنہ اللہ۔ رحمن۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ مسیح۔ آدم۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ ابوہریرہ وغیرہ ناموں کی نسبت بھی وہی لفظ استعمال کرنا پڑیگا۔ پہلا قصور معاف ہے۔ براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۷ حاشیہ مذکور میں اور کسی کا یہ دعوے ہے کہ برہما کے چار منہ سے یہ چاروں وید نکلے ہیں " جواب باصواب۔ برہما کے چار منہ کی کہانی ایک بناوٹی افسانہ ہے جس کا کسی مستند گرنتھ میں ٹھکانا نہیں ملتا کیونکہ مخرج اعلے اسکے پوران ہیں۔ جو ہر طرح ناقابل پرمان ہیں۔ عندالعقل یہہ زبانی روایت صرف اس قسم کی ہوتی ہے جیسا کہ فی زمانہ ایک پنڈت جی ہفت زبان ہیں۔ حالانکہ یہ فقرات ان کی نسبت تعریفی بیان ہیں۔ بادشاہوں کے ہزاروں کان ہوتے ہیں مگر اصل میں وہی دو کان ہیں برہما جی کا بھی ایک ہی منہ تھا چاروں ویدوں کو بر زبان یاد کرنے سے چترانن مشہور ہوئے انہیں کے حسب حال ایک فاضل سفر فرماتا ہے ؎

ہے زبان ایک در چار مزے ٭ اس کی ہر بات میں ہزار مزے

۱؎ نام آفتاب و نام موضع ایرج بیرو کشف، ۲؎ نام سیلد گرداب رغیاث، ۳؎ بکر بالفتح شتر جوان وابعضے بدرعیاف، ۴؎ بمعنے گوشت (ار کشف)، ۵؎ شماں بمعنے بچہ پارو سل تر (از کشف) ۶؎ نام کوہیست در کرمان (کشف)، ۷؎ آنکہ در روغ گوید و اسپ تیز رفتار و مرد تکیہ جماعت لسیار کند (کشف)، ۸؎ بمعنے شتر سفید و آہوئے سفید (از غیاث)، ۹؎ نام ستارہ (از غیاث) ۱۰؎ پیدا رگ بلند درسنگ

اب اے ناظرین خود ہی غور فرمایئے کہ منوجی برخلاف انکار کے صریحاً اقراری ہیں کہ رگ وید اگنی رکھی سے اور یجروید وایو رکھی سے اور سام وید آدت رکھی سے اور اتھروید انگرہ رکھی کے آتما میں پرکاش ہوئے اور وہی علم گیان ربانی ہے نہ کہ کوئی اور۔ انہیں سے برہما وغیرہ تک پہنچے۔ اب کیا ثبوت کرنا ہمارے ذمہ باقی رہا اور منوسمرتی کے ۴۲ اشلوک کا معترض نے حوالہ دیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ دیکھو اصل شلوک یہ ہے

पृथुस्तु विनयाद्राज्यं प्राप्तवान्मनुरेव च कुबेरश्च धनैश्वर्यं ब्राह्मण्यं चैव गाधिजः। म०। अ०७ श्लो०४२

ترجمہ۔ پرتھو اور منو نے ونے یعنے عاجزی سے راج کو پایا۔ اور کوبیر نے دھن ایشوریہ کو اور گادھی کے بیٹے نے علمی فضیلت کو

اب اگر انسانیت اور غیرت کا مادہ کچھ بھی موجود ہے تو اس قدر صریح کذب بیانی سے عرق خجالت میں ڈوب جانا چاہئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا آپکے حق میں قرآنی فتوے ہے ؛

اے ناظرین ایسے واضح طور پر اثبات کے بعد کسی کے انکار کی سوائے جہالت اور ضدیت اور تعصب کے کوئی اور وجہ منکشف نہیں ہوتی اصل میں ان لوگوں نے بنا سوچے سمجھے جاہلوں کی خوشہ چینی کو اپنا ایمان جانا ہوا ہے گویا کہ خدا نے تمیز کا مادہ ہی انہیں نہیں رکھا۔ اور عقل میں بیشاہ ہر دم ان کے ورد زبان ہے۔ آنکھیں تو بہرہ پر دو موجود ہیں۔ مگر اندھے بنکر کارروائی کرنا اپنا اصول جانتے ہیں۔ اس بات کو ہر ایک دانا مان سکتا ہے کہ جس علم میں مہارت نہ ہو اس کی بابت رائے دینا معیوب ہے جب حضرت منوسمرتی جانتے ہی نہیں تو خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں ٹھوکر کھاتے پرمیشور ایسے آدمیوں کو تعصب شیطان کے پنجہ سے چھوڑا کر راہ راست دیوے اور گرداب نادانی سے نکالے

براہین الاحمدیہ صفحہ ۸۰ جلد ۲ حاشیہ نمبر ۸

مشترک کتاب شمار کی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو جاہلوں ہی کو ان کے بزرگ استاد سے دی گئیں۔ چاروں وید کی نسبت ایسا جواب ہے کہ بس فیصلہ ہی کر دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اتھروید ہی کے ناکارہ نہیں بلکہ سارے ویدوں کا یہی حال ہے اور کوئی ان میں ایسا نہ ہو جو تبدل اور کمی بیشی سے خالی ہو ؛

جواب باصواب

سچ ہے کہ تعصب و خودغرضی آدمی کو اندھا کر دیتی ہے اور اسے باوجود دو کچھ نہیں سوجھتا وہی حال مصنف براہین کا ہے جہاں حوالہ دیتے ہیں غلط اور دروغ ہوتا ہے۔ انہیں کتاب بنانے اور جھوٹی شہرت حاصل کر روپیہ کمانے سے غرض ہے۔ نہ کہ اثبات حق سے۔ مسلمانوں میں ڈاڑھی ہلانے کے واسطے جوگ بسشٹ کا نام لکھ مارا۔ اور خیال کر لیا کہ بس اب ویدوں کی تردید ہوگئی۔ مگر معترض کو یاد رہے کہ دعوے بیدلیل اسکو خود ہی ذلیل کریگا۔ نہ کہیں کوئی حوالہ ادھیا کا پتہ نہ اصل عبارت کا سراغ لکھے الہامی ہی الہام ہے کہ جوگ بسشٹ میں ہے حضرت جوگ بسشٹ میں نہیں ہے۔ آؤ اچھا پرکرن بلکہ کامل جوگ بسشٹ ہمارے پاس موجود ہے آنکھیں کھول کر مطالعہ کرو۔ ورنہ کسی برہمن سے سن لو۔ پوچھے تو آپ کے دعوے کا کہیں بھی نشان نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف موجود ہے (دیکھو پرکرن دوسرا مومکش کے باب میں) ؛

وہ جب تک تریا وستھا میں نہ پہنچے یعنے کامل گیانی اور حق الیقین کا درجہ حاصل نہ ہو تب تک صحبت نیکوں اور خدمت استادوں اور بزرگوں سے کنارہ نکرے بلکہ لوا بھی کرتا رہے اور بموجب شرتی وید اور سمرتی اور شاستروں کے برہمچریہ اور گرہست اور بان پرست اور سنیاس کے آداب سب بجا لاوے اور رسومات تہذیب اخلاق اور ترکیب منزلی اور سیاست مدنی ادا کرتا رہے اور جب اس مرتبہ کو پاوے پھر وہ اور فرشتوں سے اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے"

چوتھے استھت پرکرن میں بھی لکھا ہے وسشٹ رامچندر جی کو کہتے کہ اچھا یہ ہے وہ ویدوں کو پڑھے اور بموجب علم وید کے عمل کرے" آزادی کے پانے اور مکت کے حاصل کرنے کو وید اور شاستر علم معقول ہیں"

اور چھٹے نروان پرکرن میں ہے "اگر آدمی کے سر پر قیامت بھی آجاوے تو بھی خلاف وید و شاستر و نصیحت استاد و عقل کے عمل نکرے"

اگرچہ جوگ بسشٹ خود چاروں ویدوں کو الہامی اور قابل عملدرآمد جانتا ہے مگر مسئلہ وحدت وجودی یعنے ہمہ اوست میں جو ویدوں کے مخالف ہے صوفیوں کے شنکر اور دھرم تک نہیں جاتے۔ علاوہ اس کے وجوہات ذیل ہیں جو اسکے غیر مستند ہونے پر دلیل ہیں

اول تو تمام فاضل پنڈتوں اور مہاتما سادھوؤں کی یہ رائے ہے کہ یہ جوگ وسشٹ جی کے نام سے کسی اور نے بنایا ہے نہ اسکا مصنف بالمیک ہے اور نہ بسشٹ بلکہ کسی اور کی تصنیف ہے۔ کیونکہ بالمیک کی نسبت یہ ہے واقف ہے وہ بسشٹ کی ان باتوں سے رجوع درست کر نقلوں میں درج ہیں کبھی اس کا ورود ہے پس اس کا مصنف کوئی اور ہے نہ کہ بسشٹ اور بالمیک اس واسطے غیر معتبر ہے ؛

دوم۔ شنکر اچارج کے وقت تک صرف بالمیک کی مصنفہ رامائن ہی مشہور تھی۔ جوگ بسشٹ کا پتہ بھی نہیں تھا اس واسطے غیر معتبر ہے۔

سوم۔ اس میں اٹھارہ پورانوں کا حوالہ بھی موجود ہے جس سے صاف ثبوت ملتا ہے کہ پورانوں کے بعد کی تصنیف ہے جو آٹھ سو برس کا زمانہ ہے۔ اس لئے غیر معتبر ہے

چہارم اکثر فاضل پنڈتوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ شنکر اچارج کے بعد کی تصنیف ہے بلکہ اسکا مصنف اور پنچدشی کا مصنف ایک ہی ہیں کیونکہ طرز بیان دونوں کا بہت سا ملتا ہے اور وہ شنکر اچارج کے چیلوں میں سے ایک نوبین ویدانتی تھا اسواسطے غیر معتبر ہے۔

ممبران آریہ سماج عموماً و خصوصاً مسئلہ وحدت وجودی کی تردید کرتے ہیں ہمارے ہاں یہ کتاب کبھی بھی پرمان نہیں ہوئی اور نہ ہے۔ مگر نہیں معلوم کہ خواہ مخواہ اعتراض کرکے معترض نے کیا فائدہ حاصل کیا۔ اگر اس سے ویدوں کی منشا بھی ظاہر ہوتی تو بھی وہ نقل اور کتابوں کے غیر معتبر ہے۔ پس اس سے ہمیں کسی طرح کا ضرر نہیں اور نہ اسکی بطالت یا اثبات سے آریہ سماج پر کسی طرح کا الزام اعتراض لگا مقبول ہے اور کسی طالب حق کو قبول نہیں ؛

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۲۱

اب ان صاحبوں کو سوچنا چاہئے کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے سب سے زیادہ شایع ہوئی۔ بھلا کوئی بتلائے تو سہی کہ کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت الہی پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس پردہ زمین پر بستی ہے کہ جہاں

رگ اور یجر اور سام اور اتھروان نے توحید الہی کا نقارہ بجا رکھا ہے۔ جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا تھا وہ تو یہی آتش پرستی۔ شمس پرستی۔ نشن پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی مخلوق پرستی ... لکھتے سے بھی کراہیت آتی ہے ہندوستان کے سر سے اس سرے تک ... وہیں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آویں گے۔ کوئی ... کا بھی کا سوال اور کوئی مورتیوں کے آگے ماتھا گھسنے والا۔

جواب باصواب

وید مقدس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی اور تمام جہان کے فلاسفروں اور بزرگوں اور پیغمبروں نے یہاں سے توحید الٰہی و صداقت کی بنیاد رکھی ہے اور گرانہوں کے ساگر بھی صداقت پہلے یہاں سے نکلے۔ الیتور اپدیس کے معلم اول ... ہیں اور کوئی جیسا کہ ہم مقابلہ وید و قرآن میں دکھلا چکے ہیں۔

جتنے انواع ... کے گئے ہیں وہ عدم تعلیم وید کا باعث ہے اور وید کے درود و چلنے کا سبب۔ اگرچہ یہ بھی مسلمانوں سے ہند و شرک پرستی میں کسی طرح زیادہ نہیں ہیں۔ یہاں ہمیں قرآن سے تعلیم ملتی ہے۔ نتیجہ قرآن کی توحید کا نظر آتا ہے وہ یہی ہے کہ محمد پرستی ... میں علی پرستی کہیں غوث الاعظم پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی یہ جا و مخلوق پرستی پھیل گئی۔ کوئی پیر پرستی کو ایمان جانتا ہے اور کوئی قبور پرستی کو ذریعہ نجات ... یہاں سخی سرور پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کعبہ پرستی کہ پرستی۔ شیخ پرستی۔ سنگ اسود پرستی۔ زمزم پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کتاب پرستی۔ تقلید پرستی۔ دستار پرستی۔ تعزیہ پرستی۔ بلکہ تابوت سکینہ پرستی۔ محراب پرستی۔ منبر پرستی۔ چاند پرستی۔ موسیٰ کی آتش پرستی۔ بیت المقدس پرستی۔ آدم پرستی۔ خضر پرستی۔ ملائک پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ غرضیکہ لاکھوں طرح کی جہالت اور بطالت دنیا میں کہاں سے پھیلی کوئی محمدی نشان دے سکتا ہے کہ اس کا ظہور سوائے قرآن سے پہلے ان جہالت و بطالت کا دنیا میں کہیں سراغ نہیں تھا۔ فی صدی پچاسی مسلمان اس بلا میں اسیر ہیں۔ مکہ سے لیکر ہندوستان کے اس سرے تک تمام مسلمان اسی پیر پرستی اور حسن پرستی اور حسین پرستی اور فاطمہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں اگرچہ عرصہ تک ویدک تعلیم کے نہ ہونے سے بہت خرابی پھیل گئی تھی مگر پھر بھی وہ قرآنی پیر پرستی اور مردہ پرستی سے کسی طرح بری نہیں ہے۔

مرزا صاحب! پہلے اپنی چارپائی کے نیچے لاٹھی پھیرو بعد ازاں کسی پر آہو گیری کو چھاج اگر بولے تو بولے مگر چھلنی ... طرح ... باتیں کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ع

یا سخن برجستہ گو اے مرد ناداں یا خموش

اعتراض براہین الاحمدیہ کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۶ تک

قولہ اس جگہ ہمیں پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت و انجیل و قرآن شریف کی نسبت اپنے بعض رسالوں اور ستیارتھ پرکاش بھومکا میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور معاذ اللہ وید کو کھرا سونا اور باقی خدا کی ساری کتابوں کو کھوٹا سونا قرار دیا ہے۔

اقول۔ اگر مسلمان ہو اور ایمان محمدی کا کچھ نشان بھی سینہ میں رکھتے ہو تو کہیں بھی وید بھاش بھومکا میں سے دھرم ... کا نشان دکھلانے اور اثبات کرائیے۔ میں نے صفحہ بصفحہ سے لیکر ... تک دیکھا اعتراض کے خیال سے، پڑتال کی مگر یہ ادعا یعنی آپ کا دعا ... کہ جھوٹھ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی واسطے لیے لفظ بعض رسالوں کا بھی مددگاری میں لکھ مارا۔ اور خواہ مخواہ الہام کو الزام لگایا۔ خوف خدا دل میں نہ آیا۔ اور بقول سعدی تقلید پر ایمان لایا۔ جیسا کہ وہ سرامد مومنان ایران اور برگزیدہ محمدیاں بوستاں میں فرماتا ہے۔ ؎

بہ تقلید کافر شدم روز چند۔ برہمن شدم در مقالات ژند

توریت و انجیل کا آپ ٹھیکہ نہ لیجیے اور زبور پر ایمان نہ لائیے۔ ان کے محافظ پادری وانگریز میں جو محمدیوں سے عقل و دانش میں تیز ہیں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے سوامی جی نے کبھی کسی عیسائی و محمدی پر وہ اعتراض نہیں کیا جو قرآن و انجیل میں نہ ہو۔ بلکہ عموماً ان کے اعتراض اس قسم کے ہوتے تھے جن کو سنکر عیسائی و محمدی یا تو ادیان باطلہ سے ہاتھ دھوتے تھے۔ ورنہ اگر تعصب کے سبب حق کے قبول کرنے سے ناچار تھے تو منہ پر مہر خموشی کے ضرور داغدار تھے۔ بڑے بڑے عیسوی محمدی مذہب کے دعویدار آئے مگر معقول تردید کے سبب تعصب کی بازی ہار آئے۔ پنجاب کے ایک نامور رئیس نے مجھے امرتسر کے ریلوے سفر میں باثنائے گفتگو فرمایا کہ سوامی صاحب درحقیقت اعلیٰ درجہ کے پارسا و نیکوکار تھے۔ مجھے ان جی کے اپدیش سے تین فوائد ہوئے۔

اول تو مجھے یقین کامل ہو گیا کہ عدالت خداوندی کے آگے شفاعت صرف دھوکہ بازی ہے نہ وہاں کوئی شفیع اور نہ وکیل مجازی ہے اب میں صدق دل سے مانتا ہوں کہ سوائے اعمال نیک کے اور کسی طرح نجات کا ملنا محال ہے اور ... ایشور کی ... ڈگری دینے والی کوئی مثال نہیں۔

روح کا انادی ہونا بھی نہیں کی کہ یہ میرے ذہن نشین ہوا اور میرا کامل ... اگر روح کا انادی ہونا نہ مانا جاوے تو خدا پران کے پیدا کرنیکی احتیاج لازم ... کو ان کا محتاج بتاتی ہے اور پیدا کرنے سے اس کی تمام صفات کی ... سے جاتی ہے اور نہ کوئی معقول وجہ پیدا کرنیکی ضرورت کو اثبات پہنچاتی ... مولویوں سے سوال کر چکا ہوں کہ خدا نے روح کو کس چیز سے کب پیدا کیا مگر آجتک کوئی جواب کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ اس واسطے ... ہو گئی کہ وہ بات بالکل حق ہے اور جھوٹھ کا اسمیں مطلق اثر نہیں۔ مسئلہ تناسخ بھی جس پر پہلے ناواقفی کے سبب میرا اعتبار نہ تھا۔ سوامی جی کے ... سے میرا کامل اعتقاد ہو گیا۔ بغیر تناسخ کے رحم و انصاف کے لازموں لعقل اٹھتے ہیں۔ اسی طرح پرمیشور کی ذات سے ... اور پوتر اور پاک ہیں۔ اسی واسطے آپ کے ست اپدیش سے اب میں تو جو بات کامل مانتا ہوں کہ تناسخ یعنی پنر جنم ٹھیک ہے اور اس کے نہ ماننے والا خدا کو ظالم قرار دیتا ہے۔ قطع النظر اس کے گوشت خوری وغیرہ سے بھی طبیعت ایک گونہ بیزار ہو گئی ہے۔"

مرزا صاحب! جبکہ وید مقدس کیا بلحاظ تعلیم کیا بلحاظ توحید غرضیکہ ہر طرح لاثانی ہے تو اس کے کھرا سونا ہونے میں انکار کرنا نادانی ہے۔ ہمیں کسی خاص کتاب سے خصوصاً مخالفت نہیں ہے مگر جو کتابیں حق سے برکنار ہیں اُن سے ہم بھی بیزار ہیں۔

قولہ پنڈت صاحب عربی جانتے ہیں نہ فارسی نہ بجز سنسکرت کے کوئی اور بولی بلکہ اردو خوانی سے بالکل بے بہرہ و بے نصیب ہیں۔

اقول۔ مرزا صاحب نہ سنسکرت جانتے ہیں اور نہ پراکرت نہ گورمکھی جانتے نہ گجراتی۔ غرضیکہ سوائے فارسی کے کوئی اور بولی بلکہ ناگری حرفوں سے بھی حضرت

محروم مطلق اور بے بہرہ اور بالکل بے نصیب ہیں مگر سوامی صاحب سنسکرت کے بہت بڑے عالم وفاضل و آچاریہ تھے اور وید مقدس کے ماہر کامل ہیں کسی طرح عربی فارسی نہ جاننے سے ان پر الزام نہیں آسکتا۔

قولہ۔ اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے اپنی رسوائی کراتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے پنڈت شور مچاتے ہیں جو ہمارے وید میں توحید کا نام و نشان نہیں اور ہمارے باپ دادا نے یہ سبق کبھی پڑھا بھی نہیں ہے اور وید نے ہم کو کسی جگہ بھی مخلوق پرستی سے منع نہیں کیا ہے۔

اقول۔ سوامی جی مہاراج کی جو وید مقدس کی تفسیریں ہیں انہوں نے تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور وید وکت توحید کا چرچا نئے سر سے عالمگیر کر دیا۔ وہ بالکل وید وکت لغات نگھنٹو و نروکت اور صرف نحو۔ اور برہمنوں کے مطابق ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک منصف مزاج بعد مطالعہ و غور کے حق و باطل کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے مگر حسود راچہ کنم کو زخود برنج در است۔ ہندوستان کے پنڈت جنہوں نے آپ کے یا آپکے ہمعصروں کے پاس شور مچایا ہے۔ میموریل ارسال فرمایا ہے وہ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کیوں منہ چھپاتے ہیں؟ اور میدان میں نہیں آتے۔ وہ پنڈت جو کہتے ہیں کہ وید میں توحید کا نام و نشان نہیں ہے وہ پنڈت نہیں ہیں۔ قرآن کے اندھے حافظ ہیں۔ یا کسی مشن یا محکمہ ان سرکار کے ملازم ہونگے۔ اور حق گوئی سے جبراً انکاری یا نادم وید ہائے مقدس کو آنکھوں سے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ یا صرف دیا کرنی پنڈت ہونگے۔ یا محض ذات کے پنڈت اور ودیا سے محروم ہونگے۔ ورنہ کوئی ودوان پنڈت وید وکت توحید اور گیان پرماتما سے منکر نہیں ہو سکتا۔ جن کے باپ دادا نے ۱۰۰+۱۰۰=۲۰۰ سال سے توحید کا سبق نہیں پڑھا ایسے پنڈات کون پکارتا ہے بلکہ برخلاف اس کے شودر ہو کے لقب سے ملقب ہوئے ہوگے سے منوجی نے ایسے پنڈتوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔ منوسمرتی ادھیاء ۲ کے شلوک ۱۵۷ و ۱۶۸ کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے

यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः। यश्च विप्रो ऽनधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति॥ अ० २। १५७

جیسے کاٹھ کا ہاتھی چمڑے کا ہرن ویسے ہی ان پڑھ برہمن ہے۔ پس یہ تینوں نام ماتر ہی ہیں کام کچھ نہیں کر سکتے۔"

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम्। स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः॥
मनु० अ० २ श्लो० १६८

جو دوج وید کا پڑھنا چھوڑ کر اور ریتکوں کی طرف محنت یا کوشش رکھتا ہے وہ مع لواحقوں کے جیتے جی شودر ہو جاتا ہے۔"

وہ بے بنیاد خیالات نہیں ہیں بلکہ بے بنیاد عملدرات کے گرانے والے ہیں اور توہمات اور فاسد خیالات کے مٹانیوالے۔ جھوٹے نبیوں اور کاذب ملہموں کے وسوسات طبعزاد کو جو لوگ الہام ایزدی بتلاتے ہیں وہی دین و دنیا میں اپنی سرلیات کی رسوائی کرتے ہیں صادقوں کی رسوائی کبھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کی تکلیف اٹھانے سے قوم کی رہنمائی اور صداقت کی توقیر سوائی ہوتی ہے۔ آپ بیہودہ شور مچاتے ہیں۔ اور ناحق سے عداوت کرکے اپنی رسوائی کراتے۔ خدا لوگوں کو آپکے تمرد سے بچاوے اور آپ کو سیدھے مرم پر لاوے۔

قولہ۔ اور ان صدہا دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک خدا بنانا چاہتے ہیں تا وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آجائے۔

اقول۔ مرزا صاحب آپ خواہ مخواہ دخل در معقولات دینا پسند کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ صدہا دیوتے وید کے متفرق معبود نہیں ہیں۔ اور نہ وید کی دھرم والوں کا ان سے کچھ عابدانہ تعلق و مقصود ہے۔ بلکہ وید کا معبود حقیقی صرف ایک خدا کا مرپرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں۔ ہاں دیوتا لفظ کے معنے جاہل لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ والیں اور تحقیق سے گریز شکی ہو کر راہ راست سے دور جا پڑتے دیوتا دو پہان سے وہ نہیں یا مصدر سے بنا ہے اس کے پانچ ارتھ ہیں۔ اول کریڑا۔ دوسرا قبضہ کرنے کی خواہش۔ تیسرا بیوپار اندرونی و بیرونی۔ چوتھا فضیلت۔ پانچواں عمدگی۔ روشنی وغیرہ کے ہیں جن سے یہ کام ہوں یا جس میں یہ کار روائی ہو اس کو سنسکرت کی اصطلاح میں دیوتا پکارتے ہیں مگر کوئی دیوتا مصنوعی ہماری اپاسنا کے لائق نہیں ہے۔ پس خلاصتاً دیوتا کے معنے ہوئے ودوان۔ بزرگ۔ فاضل۔ روشن یا پرکاش مان کے۔ ان تمام معنوں پر اگر کوئی مدعی ان ذرا بھی غور فرماوے اور حق کی آموزیت کی خواہش کو دل میں لاوے تب اسے یقین کامل ہو جاوے کہ معترض کا سوال کس قدر حق سے دور ہے ویدک طور سے اپاسنا یا عبادت کیواسطے تمام دیوتاؤں کا مالک اور سب پرکاشک چیزوں کا پرکاشک ایک وشودیو یعنے عالم کل پرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں اور یہی وید مقدس کا اعلےٰ منشا ہے ماتا پتا یعنی ماں باپ اور اچاریہ یعنے استاد وغیرہ بزرگوں کو بھی دیوتا کہتے ہیں چنانچہ اس میں اپنشد کا بیان ہے۔

मातृदेवो भव पितृदेवो भव आचार्यदेवो भव अतिथिदेवो भव। तै० उप० १

خدا آپ کو حق بیں آنکھیں عطا کرے اور جہالت کی بیماری سے جو رگ و ریشہ میں موجود ہے شفا بخشے مرزا صاحب یہ امر خود وید ہائے مقدس سے بخوبی عیاں ہے جسکے واسطے احتیاطاً بیان ایک یہاں درج کرتا ہوں

यस्य त्रयस्त्रिंशद्देवा अङ्गे गात्रा विभेजिरे। तान्वै त्रयस्त्रिंशद्देवानेके ब्रह्मविदो विदुः॥ अथ० १
४—२३—२६ ॥

جن تینتیس دیوتا ہیں وہ سب ہیں یا رک ہیں۔ عبارت میں ان سے کچھ تعلق نہیں وہ ہیں یعنی بھودی یا بہلائی کے کسی کام کے نہیں ہیں جس کو ان کی مفصل کیفیت دیکھنی ہو وہ وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۷۰ سے لیکر ۔۔ تک مطالعہ کرے اور ان میں سے کوئی اپاسنا کے یوگ ہے۔ ان سب کا مالک جو برہم ہے وہی سب کے اپاسنا یوگ ہے دوسرا کوئی نہیں وہی تمہارا ایک مالک ہے۔"

کٹھ اوپنشد کے ۵۔ ادھیائے کے ۱۵۔ شلوکوں میں اسی وید منتر کی تشریح ہے کہ "سورج۔ چندرماں۔ تارے۔ بجلی۔ اگنی یہ سب پرمیشور میں پرکاش نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان سب کا پرکاش کرنے والا ایک وہی ہے۔ کیونکہ تینتیس دیوتے جیسے مجموعی طور پر ہم کل جگت کہتے ہیں سب اسی کے پرکاش سے پرکاشمان ہو رہے ہیں۔ پس جاننے یوگ ہے کہ پرمیشور سے بھن کوئی پدارتھ ہو منتر جیسے خود بخود پرکاش کرنے والا نہیں ہے۔ اس واسطے ایک پرمیشور ہی سب کا معبود ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔" بلکہ شت پتھ براہمن جو ویدوں کی پرانی ویکھیا ہے اس میں اس کی بابت اور بھی بڑھ کر مفصل تشریح موجود ہے تا کسی جاہل کو بھی کسی قسم کا شک نہ رہے

"سوا اس کے جو کسی دیوتا کی اپاسنا کرتے ہیں وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہیں اور ان کی وہ عبادت بالکل وید کے برخلاف ہے۔ پس وہ انسان نہیں بلکہ دیوتوں کے گدھے ہیں۔ اُن کی کلیاں دسوار ہے۔"

دوسرے یہ بات ویدوں اور شاستروں اور برہمن گرنتھوں سے خود صاف عیاں ہے کوئی مورتیوں کے تحقیق تو اس عمر فریب کہ پیا آتا ہے کہ ... وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آوے۔ مرزا صاحب! وید کے الہامی ہونے میں فرق آنا تو حیرت کا گویا لوٹ جانا ہے۔ اور آفتاب پر جو بادل سے گرد اڑانا یا دریا کے بیچ خار و خس ڈالنے سے بند لگانا۔ بعینہ وہی بات ہے۔ ... ویدوں کے مقابلہ میں قرآن و انجیل کا لانا اور ان کے قدامتوں کو دلایل منطقیہ سے ثبوت کرنے کا بیڑا اٹھانا

شتل ہے جبکہ پروانہ کے سر پر موت آتی ہے ۔ لپٹ جاتا ہے اسکو کھینچ کر الفت سے لاتی ہے
یہ ... دل میں اگھساتی ہے ۔ جنوں سے جوش کو بھی مغز میں اسکے ...
نہ جانے کی ہوس رہتی جسم کی بھی تسدید ... ۔ یہ وکوسکے سمتیر سرمہ کر دکھاتی ہے
سوہن بہرت کی چڑھتی ہے تماشا جان کی ۔ غرض کچھ ہو مقابل شمع کے آکر اڑاتی ہے
ادھر وہ آتشیں رو اور ادھر پروانہ نازک جاں ۔ شہادت اسکی ہوتی اور عالم کو بساتی ہے
پر پروانہ کی جنبش ہوا اس دم چلاتی ہے ۔ مگر کیا؟ وہ ہوا اس شمع روشن کو بجھاتی ہے
حرارت خون پروانہ کی جو گرمی دکھاتی ہے ۔ مقابل شمع کے تیل و غیرہ کیا پیش جاتی ہے
تن پروانہ سے ایک قطرہ خاکستر جو گرتی ہے ۔ بجھا دیتے عوض میں شمع کے گل کو گراتی ہے
پسینہ جسم پروانہ سے جو گر کے نہیں ہو ۔ وہی ہیں کے اشک شمع کو اسکے جلاتی ہے
مقابل گیان کے گیان پر یا ت صادق ہے ۔ نہ کام آتا جہاد اور نہ فصاحت کام آتی ہے
بچھڑ جو گئے تم سے تمہارے سو صدیوں سے ۔ ترقی سے تمہاری نظم کی برکت کہاتی ہے
خدا کے واسطے باز آؤ کچھ حق کے طالب ہو ۔ وگرنہ اب صداقت مجھ کو مجھ کے سر اٹھاتی ہے
سراپا حکمت وحدت ہے وید ... ۔ خدا دانی کا نادی وید جس سے شناخت پاتی ہے
گیان ایشور کا اور ... ۔ وہ ہے اپدیش وید کا جو جہاں سے جاتی ہے
تعصب چھوڑ کر انصاف سے ویدوں کو تم دیکھو
ہر اک منتر سے بس توحید کی تائید آتی ہے۔

مرزا صاحب! قرآن کے الہامی ہونے میں فرق آتا ہے۔ اور بہت سے تعلیم یافتوں کے دلوں میں سے تعصب کا پردہ پھٹا جاتا ہے۔ ۷۵ فرقے پہلے موجود ہیں اور الکھوں علاوہ ان کے دہریہ زمانہ۔ آپ کو اسی واسطے اس چودھویں صدی میں رسول بننے کا دھیان آیا۔ اور رب المسلمین نے بھی عرش سے اس ابتری کو دیکھ پایا۔ بعوض مکہ اور مدینہ منورہ اور ایران کے اب قادیان کی باری آئی۔ اور الہام کی ڈاک جاری ہوتی تاکہ قرآن کے الہامی ہونے میں کچھ فرق آجائے اور محمد صاحب کے شمشیری خزانہ کو غارت ہونے کی نوبت نہ آئے مگر کوشش بے فائدہ ہے وسمہ برابر وسے کور۔

قولہ۔ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہیں آتا جس حالت میں کسی شخص کا کذب ثابت نہیں تو اس پر احکام کذب کے وارد کرنا۔ اور کاذب کاذب کرکے پکارنا حقیقت میں انہیں لوگوں کا کام ہے کہ جن کا دھرم اور پیشہ اور ریجگان صرف دنیا کا لالچ یا جاہلانہ ننگ و ناموس یا قوم یا برادری ہے

اقول۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ بناوٹی منطق کہاں سے سیکھا ہے کیا کسی شخص کا نیک چال چلن ثابت نہ ہونے سے اسکی بدچلنی میں کسر رہ جاتی ہے اور عدالت بری کر سکتی ہے؟ جس طرح آفتاب وغیرہ کی روشنی نہ ہونے سے تاریکی موجود ہوتی ہے اور اندھیرا ممنود۔ اسی طرح صدق کے عدم ثبوت میں کذب کا ثبوت ہے کیا جس وقت ہم کہتے ہیں کہ فلاں آدمی سچا نہیں ہے تو سرا ایک آدمی مشخص نہیں جانتا کہ وہ جھوٹا ضرور ہے۔ نہیں معلوم کہ صدق اور کذب کے درمیان آپ کونسا درجہ مانتے ہیں جسے نئے الہام کے رو سے اعراف گردانا۔ سوامی جی مہاراج نے کبھی کوئی دعویٰ ایسا نہیں کیا جس کا ثبوت با دلیل طلب ہو بلکہ وہ تو ہر ایک بات کو مخالف سے مسلم کرا کر اعتراض کیا کرتے تھے فرضی طور پر کسی کے ذمہ الزام نہ دھرتے تھے مگر نام الٹا لگانا آمد شتہ را صلوٰۃ کہہ کر اب چند آدمیوں کے عملنامہ بطور شہادت کے آپ کو بتلانا ہے اور منصف بھی آپ ہی کو بناتا ہے خدا کرے کہ حق و باطل کی تمیز پاؤ اور جان عزیز کو تعصب میں ضایع کرنے سے بچاؤ۔

(۱) جس نے شراب پی اور اپنی دختروں سے جماع کیا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (لوط، دیکھو پیدایش توریت باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک)

۲۔ جس نے بت پرستی کی۔ صدہا عورتوں سے زنا کیا۔ قتل کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (سلیمان، دیکھو سلاطین ۱ باب ۱۱)

۳۔ جس نے جھوٹھ بولا۔ بہن سے جماع کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ابراہیم، دیکھو پیدایش توریت باب ۲۰۔ آیت ۲ اور ۱۲۔ و ۳۳ و ۱۲ باب ۱۲۔ آیت ۱۸ و ۱۹)

(۴) جس نے قتل عام کرائی۔ زنا کرائے۔ بچہ تک مروائے۔ باکرہ چھوکریوں سے زنا بالجبر جھوٹھ بولا۔ خدا کے الہام کی بیقدری کی۔ کیا وہ ایماندار ہے؟ (موسیٰ، دیکھو خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۷ سے ۳۱ تک۔ اور ۴ گنتی باب ۳۱۔ آیت ۱۴ سے ۱۸ تک و ۳۵ استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱۰ سے ۱۴ تک)

۵۔ جس نے ایک عورت خاوند والی سے زنا بالجبر کیا اور اس کے خاوند کو قتل کرایا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (داؤد۔ دیکھو سموایل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۲۶ تک اور قرآن سورۃ ص)

۶۔ جس نے خاص و عام کے واسطے چار عورتیں اور اپنے واسطے بے تعداد اور خصوصاً ۹۔۱۱۔۱۸ جایز بتلائیں۔ قتل و جہاد کرائے۔ گوشت خوری کی۔ بت پرستی کی۔ صدہا علمی کتابوں کو جلوایا۔ بے نکاح عورتوں سے جماع کئے اور اپنے لے پالک بیٹے کی جورو سے دل لگایا اور بے نکاح صحبت کی اور بسبب الزام بعوض اقراری ہونے کے خدا کے ذمہ لگائے کیا وہ مومن ہے؟ (محمد، دیکھو حاشیہ)

۷۔ جس نے بت پرستی کی اور کرائی۔ اور خدا کے نام پر الزام لگایا۔ جھوٹھ بولا۔ لوگوں کو دھوکھا دیا قتل کرایا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ہارون، دیکھو خروج باب ۳۲۔ آیت ۱ سے ۶۔ اور ۲۲)

(۸) جو خدا کے بغیر کسی کو سجدہ نہ کرے۔ عالم اجل ہو۔ ایک خدا کو مانتا ہو۔ کیا وہ مومن نہیں؟ (شیطان، دیکھو قرآن)

اب اگر آپ میں کچھ بھی سعادت اور رشد کا مادہ موجود ہے تو بنظر انصافانہ

۱ قرآن سورۃ احزاب (۲) قرآن سورہ انفال ۳ قرآن سورۃ انعام ۴ قرآن تحریم۔
۵ بوستان سعدی دیباچہ یتیمے ناکردہ قرآن درست کتب خانہ چند ملت بشست ۶ قرآن سورۃ احزاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۸۳ ۷ قرآن سورۃ احزاب و تفسیر حسینی ۸ قرآن سورۃ نسا و احزاب وغیرہ

جواب دیجئے۔ ورنہ اعتبار باقی ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اس بارہ میں اب کیا الہام ہوتا ہے ۔

فوائد اگر یہ حق کو قبول کریں اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دیویں۔ تو پھر ایک غریب درویش کی طرح سب کو چھوڑ چھاڑ دین الہی میں داخل ہونا پڑے۔ تو پھر پنڈت جی اور گورو جی اور سوامی جی ان کو کون کہے۔ پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو اور اگر ان کا غضب و غصہ بھڑکے تو اور کس کا بھڑکے ۔

اقول مرزا صاحب کا عموماً عندیہ اس قسم کا ہے کہ انہیں اپنی اندھی چشم نور پر نظر آتی ہے اور دوسروں کی روشن آنکھیں نابینا دکھائی پڑتی ہیں۔ اور ایمان تا یقین رکھتے ہیں کہ حرمایا سب سب و اسپ دیگراں حیوں خرسب۔ دین الٰہی کو اکبر شاہی یا غلام شاہی کے دھوکہ سے زینت دینا انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ہے واصل کو فاصل لکھنا انسانیت سے دور فرض واجبی بلکہ تعلیم حقانی بخوبی آریہ انکو گوید نہیں مانتا۔ ہاں آریہ دھرم یا وید کی ہدایت کے پرچارک کہلے اور سب دھرم کے سرکاسک۔ سوامی جی صرف سنیاسیوں کا خطاب ہے اور ایک واجبی آداب والقاب حق کی مخالفت کرنا اسلام کا فرض ہے نہ کہ آریوں کا سوامی جی وہ ایک غریب درویش تھے اور راستی پسند و صداقت کیش۔ آپ اسی واسطے تو مقابلہ سے منہ چھپاتے رہے۔ اور جہاں تک ہوسکا موقعہ کو ہاتھ سے گنواتے رہے۔ وہ گورداسپور آئے اور عرصہ تک براجمان رہے وہاں سماج قایم کی اور کئی مباحثے کئے۔ دیا لکھیاں دیئے اور قادیان کے معززین ان کی ملاقات کو گئے اور شکوک رفع کئے۔ مگر آپ خواب غفلت سے نہ جاگے جا رہا آنکہ یہ کا گوارا نہ کیا سوامی جی بمقام امرتسر میں تشریف لائے اور آپ کو جواب بھجوائے کہ ملنے کے واسطے آئیے اور تسلی فرمائیے۔ اگر حق سمجھئے تو ایمان لائیے ورنہ تسلی و تشفی کو کام ہے مگر تشریف ضرور لائیے۔ جواب کے پہنچتے ہی لرزہ جاری ہوا اور وسواس طاری۔ الہام فراموش ہوا۔ اور اسلام حلقہ بگوش۔ حالت مرگ نازل ہوئی اور نزع روان کی نوبت حایل قادیان سے باہر نہ نکلے۔ اور باوجود اندکر ایسے خروج نہ کیئے اور نہ مقابلہ کی جرأت شرم و حیا سے ہاتھ دھو حق سے منہ چھپائے رہے اور وہیں قادیان کے بیت المقدس میں تسبیح رہا کرد باتیں بنا رہے۔ اگر اسلام کو چھوڑ آریہ دھرم قبول کرتے اور بیجا طمع رسالی اور ضدیت اسلامی سے کنارہ کر راستی کو دل میں دھرتے یا اگر بعدم قبول حق کے سبب خدا سے ڈرتے تو ویدک دھرم کے قبول کرنے میں ایک غریب درویش (سوامی جی) کی طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایشر ویدک دھرم میں داخل ہونا پڑتا اور زبانی الفانوں کے سوا صندوق بھر روپیہ کہاں سے آتا۔ حضرت اندھوں میں کانا راجا ہوتا ہے مگر آنکھ والوں کے حضور بیقدر رہتا ہے دیسے ہی آریوں کے نزدیک آپ کی فضیلت نہ چل سکی اور نہ الہام کے سنادنی احکام چلتے اور خدا کے آنادی الہام ویدوں پر ایمان لانا پڑتا سے تتے ۔ نقرے کہاں سے تراش سکتے۔ آپ کو مرزا جی۔ مجدد جی۔ الہامی جی۔ مرسل جی۔ گوگا پیر اور دھونکلی پیروں کا جانشین۔ قادیان والا میاں **دسوندھی بیگ** وغیرہ کون مانتا ۔

پس اے **ناظرین** ان واقعات پر غور فرما کر بتلاویں۔ کہ اگر ایسے لوگ ویدک دھرم کی راستی و صداقت کے پھیلانے میں مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر مرزا صاحب جیسوں کا غصہ و کروہ دھ نہ بھڑکے تو کس کا بھڑکے۔ اگر اس قدر مسلمانوں کو آریہ ہوتے دیکھ ایسے طامع لوگوں کی طبیعت نہ جھنجھلائے تو کس کی جھنجھلائے۔ اگر انکے دل میں آگ نہ لگے تو کہاں لگے۔ اگر ان کے اوسان خطا نہ ہوں تو کس کے ہوں اگر یہ لوگ ڈوبتی ناؤ اسلام کے بچانے میں ہاتھ پاؤں ماریں۔ تو کون مارے۔ اگر یہ ملاں لوگ ایسے وقتوں میں الہام کے مدعی نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر یہ لوگ داؤ پیچ کھیلکر فاہ مسی سے کاغذی روپیوں کا اشتہار نہ جاری کریں۔ تو اور کون کرے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ان سے دان طمع میں پانی نہ بھرے۔ تو کس کے بھرے اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ایسے نازک موقعہ پر ان کے شکم میں جیسے نہ دوڑیں اور کھلبلی نہ ڈالیں تو کس کے ڈالیں۔ غرضیکہ لوگوں کے زیادہ آریہ ہو جانے سے جو کچھ نقصان ہے وہ انہیں کا ہے اور جتنا گھاٹا ہے وہ انکا ۔ ؎

جس قدر نقصان ہے سارا ہی مرزا آپکا آریوں نے رزق اس شے مرزا آپکا
منہ جو ذلّی کھل گئی قلعی ساری ان جلوں داؤ موسٹھا مکر کا بالیے مرزا آپکا
سکتا سے سحرہ بلیس ثابت ہو گئے اندروں نا مناسبوں مارا ہے مرزا آپکا
آب زمزم ملک کتنے تھے جسے آبحیات وہ کنواں نا بھی ہوا کھارا ہے مرزا آپکا

قول ان کو تو اسلام کی عزت ماننے سے اپنی عزت میں فرق آتا ہے۔ طرح طرح کے وجوہ معاش بند ہوتے ہیں تو پھر کیونکر ایک اسلام کو سون کرکے ہزار آفت خرید لیں یہی وجہ ہے کہ پنجابی برہمن کے کئے صدہا سامان موجود ہیں اسکو تو قبول نہیں کرتے۔ اور جن کتابوں کی تعلیم حرف حرف میں شرک کا سبق دیتی ہے اس پر ایمان لائے بیٹھے ہیں ۔

اقول لف اسے کہیں باتیں کیج فہمی تو کون سی اسلامی عزت جو ہمیں ماننے سے انکار تھا۔ کونسی اسلام پر خوبیوں کی حد دار تھی جسے وہ حد دار نہ تھے۔ اسلام میں خوبیاں اسلام میں عزت کے آتا۔ ! برہمار راز فریب بد بہار را! ؎

قتل عالم نشان اسلام ست تیغ در کف میان اسلام ست
غیر شیطان و خیر از یزداں در وو فضہ شان اسلام ست
با خدا شرک محمد شد کلمہ شرک جان اسلام ست
دور مے وصل حور وغلمان ہم این نجات وجنان اسلام ست
گشت ویران زجور او عالم دین بالجبر شان اسلام ست
دخل در دین زعلم وعقل حرام سنت عاملان اسلام ست
بس کتب خانہ علوم لطیف سوختہ در زبان اسلام ست
قتل وغارت کری مرید بلا یادگار شہان اسلام ست
نصرتا نابنی بالسیف جو ہر ظالمان اسلام ست
قادیانی زبعد ختم رسل ننگ پیغمبران اسلام ست
ہر کہ شک آورد شود کافر بے دلیل این بیان اسلام ست

مرزا صاحب وہ کون سے وجوہ معاش ہیں جن کے بند ہو جانے کا انہیں فکر تھا۔ خدا کو حاضر ناظر جان اگر آپ بیان کریں تو ہم اسی سے آپکی راستی کا امتحان کریں۔ اور قرآن کے بطلان کو بعد اس کے عیاں کریں۔ ورنہ آپ کی گالی گلوچ سے ہم تسلی یاب نہیں ہوتے خواہ عمر بھر دیتے رہو۔ ہر بات کو دلیل سے بیان کرو اور حق پسندی کے ارادہ سے اول اپنے گھر میں آمیز دخیالات دھر ڈو یعنی دل تو تو پھر منہ سے بولو۔ اقول **سعدی** کہ برہان قوی باید و معنوی۔ نہ رگہائے گردن بحجت قوی۔ **وید مقدس** کی منت ایسے الفاظ جزاک اللہ۔ اگر کسی جگہ بھی کوئی فاضل آدمی وید مقدس سے شرک کا ایک حرف بھی نکال کر ثبوت فرما دے۔ اور علانیہ بتلا دے تو ہم اسی وقت جو شرط کریں دینے کو تیار ہیں اور

اس شرک کی تعلیم کو ترک کرنے پر مستعد۔ مگر کوئی غیر مذہب والا اس معاملہ میں مقابلہ نہیں کرتا مقابلہ تو درکنار حرف اقرار زبان پر نہیں دھرتا۔ ہاں میری مراد اس جگہ مقابلہ کرنے والوں اور مستعد ہونے والوں سے سنسکرت کے فاضلوں سے ہے۔ نہ کہ عربی کے ملاؤں اور انگریزی کے بابوؤں سے، تو اس حالت میں ہم ایسے دعویٰ کو دعویٰ کیا آپ کرتے ہیں سوائے زبانی بکواس کے اور کیا مانیں۔ اور کس طرح معتبر جانیں ہم قرآن شریف سے شرک وبت پرستی وآتش پرستی بحوالہ آیت قرآنی و ترجمہ مسلمہ کے عوض داسی کتابیں اکر سکتے۔ اول تو کوئی دنیا بھر کا مسلمان جواب دیوے ہمیں برہان ساطع چاہئے نہ کہ صمصام قاطع۔

بعد ازاں وید سے شرک بت پرستی نکالکر بتلادیں۔ اور مقابلہ کرادیں زبانی جمع خرچ دولتمندی نہیں ہے بلکہ فاقہ مستی گھر بیٹھے گالی گلوچ نکالنا جواب دینا نہیں ہے بلکہ تنگ دستی ہے۔

دہن خویش بدشنام میالا صایب
کیں زرقلب بہر کس کہ دہی باز دہد

قولہ۔ اگر ان مقدموں کو کہ جنکی راستبازی پر ایک نہ دو بلکہ کروڑہا آدمی گواہی دیتے چلے آتے ہیں۔ بغیر ثبوت اس کے کہ کسی کے سامنے انہوں نے مسودہ افترا بنایا۔ اس منصوبے میں کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکروں یا دوستوں یا عورتوں سے بتلایا۔ یا کسی اور شخصوں نے مشورہ کرتے یا راز بتلاتے پکڑ لیا آپ ہی موت کا سامنا دیکھ کر اپنے مفتری ہونے پر اقرار کر دیا۔ یوں ہی جھوٹی تہمت لگانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

اقول۔ مریدوں اور امت کی گواہی اگر اعتبار پذیر ہے تو مرزا صاحب سے کے پو بارہ ہیں۔ چنانچہ مثل مشہور ہے۔ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند اسی طرح ایک مرید یقین کرتا ہے پیر من خس ست و یقین من اس بست۔ اسی طرح مسلمان بھی یقین کرتے ہیں اور خوردسالی سے ہی ماتیں بچوں کو تلقین۔ ہیں اگر زیادہ مریدوں والے کا راست بیان ہے تو دنیا میں بودھ سے بڑھ کر کسی کا خاندان نہیں اور عیسائی اور ہندوؤں سے زیادہ کسی کا خاندان نہیں۔

تو نہ افترا پردازی و مسودہ بازی و مسودہ سازی آپکے بزرگوں کا اگرچہ بہت کچھ ہے مگر تھوڑا سا مشتے نمونہ از خروارے ذیل میں عیاں کرتا ہوں۔ غور فرمائیے

اوّل۔ ملازمت خدیجہ ایک مالدار عورت کی محمد صاحب کے واسطے حصول نبوت کا پہلا ذریعہ ہے۔ جوں ہی دور دراز ملکوں میں سفر کے واسطے جانا ہوا۔ نئی ہی ہوا لگی۔ نئی نئی باتیں سنی طبیعت نے گرم سرد زمانہ دیکھ کر اور ہی رنگ تھا یا اور قدیمی بت پرستی میں چین نہ آیا (دیکھو قرآن ترجمہ عبد القادر دہلوی صفحہ ۶۲۳)

دوم۔ جب خدیجہ بڑھی لکھی عورت نے محمد صاحب کو جوان اور کما ؤ ملازم پایا بیوہ تھی شادی کا دھیان آیا۔ اور اُس سے نکاح پڑھوایا۔ اور سب مال اس نے حوالہ کیا۔ (دیکھو قرآن صفحہ مذکور) (لائف محمد مطبوعہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۱-۱۳ انگریزی مقام کلکتہ)

تب دونوں کی رازداری اور غمگساری سے طبیعت کو تسکین ہوگئی۔ دن رات کی صحبت سے تمام حالات گذشتہ انبیاؤں کے بر زبان یاد کئے۔ اور کچھ زیادہ تجربوں نے مختلف مذہب والوں سے فائدہ پہنچایا اور پیغمبری کی ہوا سر میں سمائی۔ اور رفتہ رفتہ گذشتہ کے سوانح نے عالم بالا کی سیر کھائی۔ پہنچی استاد نند والا جبرئیل آ حاضر ہوا اور راستہ لوگوں کی پیروی

سوم۔ علیؓ نامی پہلوان کو (جو حضرت کا چچا زاد بھائی تھا) زیادہ رازدار بنانے کی غرض سے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے نکاح کرا داماد کے سلسلہ میں لایا۔ اور دو داماد اور لڑکیاں لیکر عثمان نامی فصیح اور بلیغ آدمی کے حوالہ کر کے بھی تیسرا رازدار بنایا۔ اور ذوالنورین کا خطاب دیکر ڈبل دامادی کے زنجیر میں پھنسایا۔ جس نے بپاس محبت مرگ تک اسلام کو عمدہ طور سے چلایا۔ اور اسی طرح عمر اور ابوبکر سے یارانہ بنایا۔ اور کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسی داؤ سے ملایا۔ غرضیکہ پانچ پیچ مل کیے کاج۔ ہارے جیتے آئے نہ لاج۔

چہارم۔ مکہ سے باہر ایک غار حرا تھی اس کو مصلحت گاہ قرار دیکر ہر رات کو پانچوں وہاں تشریف لے جانے اور مصلحت فرماتے۔ چنانچہ یہ سب حال (معارج النبوۃ و مدارج الفتوۃ مطبوعہ ۱۲۸۱ء لکتو ماہ نومبر ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۰ سے ۹۷ تک رکن دوم میں اور صفحہ ۹۸ سے ۱۰۰ تک اور اسی طرح رکن چہارم کے صفحہ ۳۵ سے ۴۱ تک اور صفحہ ۹۳ سے بخوبی واضح ہوتے ہیں۔ اور تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۶۳۔ اور یہی ذکر قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اور مدارج النبوۃ جلد دوم نولکشور صفحہ ۲۷۲ میں بھی مذکور ہے۔

ان دنوں میں جس شخص نے کوئی اعتراض اٹھایا۔ حضرت علی نے جھٹ ذوالفقار سے اسکا سر اتار گرایا۔ وہ حاجہ مرحوم شہید ہاں سے اگر افترا پردازی کا ثبوت دلویں۔ اس وقت کسی شخص افترا پردازی کا ثبوت دینے کو تیار ہوتے مگر وہاں تو ستنا تون۔ ایک سے ایک متعصب اور راسخ الاعتقاد و صدق دل کے پیرو۔ اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ کے اقرار نامہ پر صدق دل سے دستخط کر چکے تھے۔ کئی سو غیب دگواہان افترا پردازی کے واسطے احکام و انتقام گرفتاری جاری کئے۔ کشتوں سے غریب کھیلا کشتوں نے پھر صلح ہوئی۔ مرزا صاحب ان دونوں پیغمبری کی نابالغی کا دور تھا۔ اور ہر طرف دم دلاسے کا مسودہ اور طور تھا۔ غرضیکہ اسی مسودہ کا یہ مضمون ہے جس کے حرف حرف و لفظ لفظ سے صداقت و حق پسندی کا خون ہے۔

قولہ۔ سانبیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ہی کامل راستبازی کو قوی حجت پیش کر کے دشمنوں کو بھی الزام دیا۔

اقول۔ ایسے اگر ہم نرسد خر عنیمت ست۔ سانبیا اگر دسہی۔ اولیا ہی سہی رسول نہ سہی الہامی ہی سہی۔ کچھ ہو ہمیں تحقیق حق منظور ہے۔ آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیجئے اور کسی طرح صرف نہ سمجھئے سانبیا تو آپ نہیں ہیں مگر آپ قادیانی پیغمبر ضرور ہیں۔ سب سے اول آپ اپنی بابت ثبوت دلوائیے اور نیک چال چلن اور خوش معاملگی کی تصدیق کرا لیجے۔ اگر نہیں ہے تو آپ مشتے نمونہ از خروارے سب انبیاؤں کے مصداق ہیں اور حرکات لایعنی میں طاق۔ ہم آپ کو ہی خاتم الانبیا جانیں گے۔ اور مہر نبوت آپ ہی کی پشت پر مانیں گے۔

بیا مرزا رہا کن شرمساری بہ زصافی درد پیش آنچہ داری

براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۴ کے دیباچہ کے اعتراضوں کا جواب

مرزا صاحب اس جلد کے آغاز میں مسلمانوں کی نازک حالت اور انگریزی گورنمنٹ پر کچھ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قولہ۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ جس قدر ہمارے ہمسایوں آریوں کی نظر میں ایک ادنےٰ

حیوان گائے کی عزت اور توقیر ہے۔ اُن کے دلوں میں اپنی قوم اور اپنے بھائیوں اور اپنے دین کی مہمات کی بھی اس قدر عزت نہیں۔

اقول۔ اس جگہ ہمیں شیخ سعدی کا قول یاد آیا جو اس نے گویا اسی موقعہ کے لئے بنایا ہے۔ ؎

گاوان خران بار بردار بہ از آدمیان مردم آزار

دینی مہمات سے مراد مرزا صاحب کی صرف براہین الاحمدیہ کی امداد ہے۔ وہ کہ کچھ اور چنانچہ اس کی اصلی کیفیت ناظرین کو اس اشتہار کے مطالعہ سے (جو از جانب مرزا امام الدین صاحب کے شایع ہوا تھا) معلوم ہوگی جو اسی کتاب کے آخیر میں مندرج ہے۔

قولہ۔ محقق پنڈتوں کو خوب معلوم ہے کہ کسی وید میں گائے کا حرام ہونا نہیں پایا جاتا بلکہ رگ وید کے پہلے حصہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا گوشت عام طور پر بازاروں میں بکتا تھا۔ اور آریہ لوگ بخوشی خاطر اس کو کھاتے تھے۔

اقول مرزا صاحب ہمیشہ راستی سے کنارہ کرتے اور جھوٹے الزام فریق ثانی پر دھرتے ہیں۔ تعصب اندرونی اُن کے تار پود سے ممود ہے۔ بیجا ضد ہٹ اور درشت تابی ان کا اصلی مقصود۔ نہیں معلوم کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے اور کس واسطے لایعنی کو اس سے اپنی ہنسی کراتے ہیں۔ ایک شخص کا مقولہ ہے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد" وہ مرزا کے حق میں زیبا ہے اور ہمارے علیحدہ عا چنانچہ وہ خود آگے چل کر اسی جلد نمبر ۴ کے صفحہ ۲۳۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ کیا "رحم اور عفو کی تاکید بت پرستوں کی پُستکوں میں کچھ کم ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بت پرستوں نے رحم کی تاکید کو اس کمال تک پہنچایا ہے کہ انہیں حد ہی کر دی ان کے ایک شاستر کا اشلوک اس وقت ہمکو یاد آیا ہے جس پر تقریباً سارے ہندوؤں کا عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اہنسا پرمو دھرما۔ یعنے اس سے بڑا دھرم اور کوئی نہیں کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دی جاوے۔ اسی اشلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہیں کرتے"

چونکہ سچ چھپانے سے نہیں چھپتا۔ اور کسی نہ کسی پہلو میں ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ خود متعصب حق کیش کی قلم سے بھی ٹھیک سچی بات تحریر ہو گئی۔ جس سے اس کی پہلی یاوہ گوئی کی خود ہی تردید ہے۔ بلکہ اس کے متعصب اور مکذب ہونے کا ثبوت مزید۔ سچ ہے اس بیت الحرامی کو حرام حلال کی تمیز نہیں اور اسکی طبیعت میں سوائے جھوٹ کے حرام و حلال اور کوئی چیز نہیں۔

گر تجھے شرم کچھ ہے اے مرزا	شرمساری سے ڈوب کر مرجا
جھوٹ کی دی خدا نے تجھکو سزا	خود تیرے قول سے کیا رسوا
خود لکھی اپنے جھوٹھ کی تردید	اس سے رسوائی اور کیا ہے مزید
ایسے فرصی خدا سے سیکھ لیا	آپ منسوخ اپنا قول کیا
یہ جو بیہودہ بک رہا ہے تو	سگ دیوانہ بن گیا ہے تو
جبکہ بدلا ہے جامۂ انساں	پھر حیا شرم دعقل و ہوش کہاں
جس تناسخ سے سخت منکر تھا	دیکھ اب مبتلا خود اس میں ہوا
سزا انتقل ملعشیم باعور	تجھکو دی ہے خدا نے اے مغرور

اب ہم خوک و خمر کی کیفیت سمجھاتے ہیں۔ اور ان کے حلال ہونے کی شہادت تلاتے خوک لگے نبیوں کے دین میں حلال ہے۔ اور جو آریاں عیسے کا اسیر صدق دل سے اقبال انجیل کے رو سے نوشجان فرماتے ہیں۔ اور حلال و طیب ٹھہراتے (دیکھو انجیل اعمال باب ۱۱۔ آیت ۶ سے ۹ تک۔ انجیل طیطس باب ۱۔ آیت ۱۵ انجیل رومیاں باب ۱۴۔ آیت ۱۴ کی شرح مطبوعہ سال ۱۸۶۵ء)

شتر جو بمنزلہ سور ہے (دیکھو توریت احبار باب ۱۱) اس کو تمام مومنین کھاتے ہیں۔ شراب کا پینا تمام گذشتہ نبیوں کے مذہب میں بے وسواس ہے۔ اور قرآن کے رو سے بھی منافع للناس حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسے وغیرہ نبی شراب پیتے تھے۔ اور اسی کے سہارے جیتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۹۔ آیت ۲۱۔ اور باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک۔ اور یوحنا انجیل باب ۲۔ آیت ۱ سے ۱۱ تک۔ اور لوقا باب ۲۲ آیت ۲۔ اور قرآن سورۃ بقرہ و سورۃ نحل) آپ کے پیغمبر صاحب بھی جنت میں اس کے پیر مغان ہیں۔ اور ان کی بدولت تمام مومنان سرشار و سرگرداں (دیکھو قرآن میں ذکر شراباً طہورا)

اب اصل جواب تحریر کرتا ہوں کہ نہیں معلوم وہ محقق پنڈت کون ہیں جن کو وید مقدس میں گائے کے مارنے کی ممانعت نہیں دکھائی پڑتی۔ آئیں اور اس منتر کو آنکھیں کھول کر اور اگر کم دکھائی دیتا ہو عینک لگا کر مطالعہ کریں۔

अस्मन् गोपतौ स्यात बह्वी र्यजमानस्य पशून्पाहि ॥ यजु॰ अ॰ १ मं॰ १।

یہ منتر یجروید کے پہلے ادھیائے کا پہلا منتر ہے۔ پرماتما آگیا دیتا ہے "اے منشیو پرمیشر کی سدھی کے لئے سرو او پکار اور دھن کے سیوں والے ہو کر گائے وغیرہ مفید جانوروں کی حفاظت کو مقدم جانو جس سے تمہاری بل اور بدھی بڑھتی رہے"

یجروید کے شروع میں یہ شرح ہدایت موجود ہے تو پھر معترض کا دعوےٰ سراپا مردود ہے۔ علاوہ بریں رگ وید کے پہلے ادھیائے میں اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ گائے کی نسبت کوئی منتر کہیں ہے۔ البتہ رگوید کے اشٹک ۲۔ ادھیائے ۲ ورگ ۹ کا بارھواں منتر ہے۔

ते हृभद्रं रक्षस्विने नाबधे नो पया उत। गवे च भद्रं धेनवे वीराय च श्रवस्यते ऽ ते हसो व ऊतयः सुकृतसो व ऊतयः।

ترجمہ۔ اے سرب سوامی درکھشک ایشور آپ کلیان دایک ہیں۔ دُشٹ آتما اور ہنسک جن (خونخوار آدمی) آپ کے نیائے سے ہمیشہ سزا کو پاتے ہیں اور پوتر آتما اور دیاوان دھرمی لوگ ہی آنند اور شانتی یعنے راحت حقیقی کے مستحق ہیں۔ ہمیں اپنی کرپا سے ہی سُم دم (ریاضت و عبادت) بگیت اندریوں (حواسوں)، اور گوؤں اور شبہ سنتان یعنے نیک اولاد اور اتم دھن سے فیضیاب کر کے سدا دیا دھرم، قوی سرشٹ کنوں میں پیدا کیجئے آپ کے سوا کوئی رکشک نہیں ہے۔

اس کے مطالعہ سے مرزا صاحب وسواس شیطانی کو دور فرمائیے اور اس قسم کی جلاد وظالمانہ تحریر سے باز آکر جھوٹھ لکھنے سے شرمائیے۔ ورنہ ؎

سرانجام جاہل جہنم بود کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

قولہ۔ اور حال میں ایک بڑے محقق یعنے آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب

[illegible] سگ [illegible] بادشاہ گریختہ [illegible] پنہاں شد [illegible] [illegible] [illegible]

مہاد رساتی کو پنڈت جی نے آریہ قوم میں ہندو ذہنکی مستند پستکوں کے روسے ایک کتاب بنائی ہے جس کا نام تاریخ ہندوستان ہے۔ اس کے صفحہ ۷۹ میں منو کے مجموعہ کی نسبت مہاشے موصوف لکھتے ہیں کہ اس میں شرپسے تیوہاروں میں بیل کا گوشت کھانے کی برہمنوں کو تاکید کی گئی ہے۔ یعنے اگر نہ کھاویں تو گنہگار ہوں۔

اقول جو شخص علم سنسکرت سے ناواقف ہو وہ اگر سنسکرت کی کتابوں کی تواریخ بنائے تو کوئی انصاف پسند کبھی مان سکتا ہے کہ وہ صحیح ہوگی۔ اسی طرح معترض نے بھی کوئی عبارت منوسمرتی کی درج نہیں کی گو پنڈت صاحب عملی نے اگر لکھا ہے تو ناواقفیت زبان سنسکرت سے اسکا قول ہمارے واسطے آیت حدیث نہیں ہے۔ البتہ یہاں پر بحر پر کرتا ہوں کہ منوسمرتی میں اس معاملہ کی قطعی ممانعت ہے۔ جیسا کہ شلوک ذیل سے واضح ہے

गोवधोऽयाज्यसंयाज्यपारदार्यात्मविक्रयाः ।
गुरुमातृपितृत्यागः स्वाध्यायाग्न्योः सुतस्य च
उपपातकसंयुक्तो गोघ्नो मासं यवान्पिबेत् ।
कृतवापो वसेद्गोष्ठे चर्मणा तेन संवृतः ।
अनेन विधिना यस्तु गोघ्नो गामनुगच्छति ।
स गोहत्याकृतं पापं त्रिभिर्मासैर्व्यपोहति ॥
मनुस्मृति अध्याय ११ श्लो० ६० १०९ । ११६

ترجمہ اشلوک نمبر ۶۰ - گائے کا مارنا - یگ کے یوگ سے یگ کروانا - پر استری گمن اپنے کو بیچنا - گورو ماتا پتا پتر سیوں کا چھوڑنا - شرتی کا نت نہ پڑھنا - یہ سب آپ مانک ہیں یعنے گناہ ہیں۔

ترجمہ اشلوک نمبر ۱۰۹ - گائے کے مارنے والا گنہگار مہینہ بھر جو پیئے اور داڑھی مونچھ کے سب بال منڈوا کر اس گائے کا چرم اوڑھ کر گوشالہ میں تین مہینہ بھر رہے۔

ترجمہ اشلوک نمبر ۱۱۶ - جو گائے کا مارنے والا اس ودھی سے گائے کی سیوا اور انو سرن کرتا ہے وہ تین مہینہ میں گئو ہتیا کے پاپ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جب منوسمرتی میں معترض کے اس دعوے کا ذرا سا کہیں نشان نہیں ہے اور نہ شہادت کا کوئی ثبوت کسی قسم کا وہ لکھتا ہے۔ بس اے ناظرین! ہمیں کہنا پڑا

نہ بک انفالعین کو نادان کیش کہ ہوگا چاہ کن را چاہ در پیش

ان تمام اعتراضات لایعنے سے آپ جان سکتے ہیں کہ کس قدر آتش الہامی کے سینہ میں بغض و جہالت و جھوٹھ نے جاگیر کر لی ہے۔ جس سے پرہیز کرنا ایسے اعتقاد رکھنے کی سطحی معلوم ہوتی ہے۔ مگر سوائے اس کے معترض سی سنائی باتوں اور تعصب سے گریز کر کے اگر کتابیں پڑھ کے غور کرے تو بھی ایسے واضح ہو جاویگا۔ کہ گاؤکشی کیا بلحاظ صحت اور کیا بلحاظ گناہ اور کیا نقصان ملک و تنزل نسل کے خیال سے ہر طرح سے بری ہی بری ہے (دیکھو کتاب گئو رکھشا مصنفہ پنڈت جگت نارائن صاحب ورما ساکن بنارس جس میں وید و قرآن اور انجیل و توریت و ڈاکٹروں حکیموں اور سنسکرت و فارسی کی اخلاقی کتابوں کے روسے گاؤکشی کے نقصان اور گئو رکھشا کے فواید بتلائے گئے ہیں اور اسی طرح گوکرونا ندھی (مصنفہ فاضل اجل شری سوامی دیانند جی مہاراج جس میں انہوں نے دلائل عمدہ سے شرتیوں اور دلائل معقول سے اس کے مارنے کے نقصان نہایت عمدگی سے بتلائے

ہیں اور یہ دونوں کتابیں اس وقت تک نامالی اور لاجپت اور رنگ آریہ اخبار سے مل سکتی ہیں۔

قولہ - اور ایسی ہی ایک اور کتاب ہندی زبان میں ایک پنڈت صاحب نے دہرم کلکتہ چھپوائی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا کھانا ہندوؤں کے نے دینی فرائض سے تھا۔

اقول - چونکہ معترض نے کتاب کا نام اور کاتب کا نام ویسہ نہیں لکھا ہے اور نہ وہ مقام لکھا ہے جہاں سے ملتی ہے اور نہ کوئی اور نشان۔ اس واسطے جواب حسنت سگ آمد مناسب ہے۔ مگر یہ تعدی مانع ہے۔ ہم مرزا صاحب کو یاد دلا دیتے ہیں کہ ان کے ایک سید صاحب فرماتے ہیں کہ عرب کے جنگل کا کالا سؤر حرام ہے ولایتی سفید سؤر حلال ہے خرما کی کشید عرب کے وحشیوں کے ساتھ کی بنی ہوئی شراب خراب ہے۔ رم و برانڈی حلال و طیب۔ اور اس کے پینے کی شرع میں ممانعت نہیں۔ آپکے خواجہ صاحب لسان الغیب فرماتے ہیں ؎

ببین ہلال محرم بخواہ ساغر راح — کہ ماہ امن و امان است سال صلح و صلاح
ہوس بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند — چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
نگہ ہمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن — سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا میباش
مدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلی را
آن تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند — اشھی لنا و احلی من قبلۃ العذارا

علاوہ بریں آپکے ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی فرماتے ہیں ؎

نوروز و نو بہار مے و دلبرا خوش است — بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اسی طرح قصص الہند حصہ دوم بذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے صاف طور پر لکھا ہے کہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ "شیر اور سؤر بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کر دے" وغیرہ۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں سے بھی ہمارے پاس بہت ثبوت موجود ہیں۔ مگر زیادہ ثبوت ہمیں اس وقت دینے کی ضرورت ہوگی جبکہ معترض کسی مذہبی کتاب کی عبارت اصلی تحریر کریگا۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ سور اور شراب کے ثبوت ہماری مذہبی کتابوں سے نہیں دئیے۔ ہماری طرف سے یہ صاف جواب ہے کہ آپ نے کونسی دھرم پستک سے اثبات پہنچایا۔ القصہ اور ایک گمنام پنڈت کے مقابلہ میں ایک گمنام سید اور ظہیر الدین و اکبر بادشاہ اور حافظ اور انجیل و توریت گواہ کافی ہیں۔ اے ناظرین وید مقدس و شاستر متبرک کے روسے گوشت خوری ممنوع ہوگا - اور گاؤکشی خصوصاً ممنوع ہے جسکو کلام ہو بالمشافہ مباحثہ کرنے کو ہم موجود ہیں۔

معجزات و کرامات والہامات و خوارق عادات
براہین الاحمدیہ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ سے ۲۷۸ تک
اور جلد چہارم صفحہ ۴۶۰ سے ۵۲۴ تک

معجزات و کرامات والہامات و خوارق عادات ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جن کے

+ اور دیکھو متعصب پادریوں کی دماغی کا علاج مصنفہ ماسٹر گنگارام [illegible]

ہاتھ سے ۔ یا اس پر ہر خاص و عام آگاہ ہو گئے اور بہتوں کی آنکھیں ان کی اصلیت و
ماہیت کے دریافت کی منتظر ہوں گی کہ یہ کیا ہیں کہاں تک درست ہیں۔ واضح رہے
کہ باوجودیکہ تمام تعلیم یافتہ ان کی حقیقت سے منکر ہیں۔ اور علانیہ ان باتوں کو
مکر و فریب جانتے بلکہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ محض چالبازیاں اور دھوکے بازیاں
ہیں۔ لالچ ان کا وجود ہے اور خود غرضی ان کا بانی۔ مگر بدقسمتی سے گروہ جو عدم تعلیم اور
غیر تجربہ کے سبب سے تامل و تحقیقات کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔ وہ برخلاف روز اوّل
عالموں کے ہر ایک فرضی و اہیات بات کو خواہ کس قدر دروغ بے فروغ ہو
نور ایمان جانتا۔ اور انکار کرنے کو کفر شرک سمجھتا ہے۔ باوصف اس کے وہ اوّل
درجہ کا ضعیف الاعتقاد ہے اور دنیا میں کثرت سے آباد۔ دنیا کے پردہ میں
ایسا کوئی ملک نہیں۔ جہاں ان کا بسیرا نہ ہو۔ تمام کیفیات کے مخزن یہی لوگ
کہلاتے ہیں۔ اور کوئی پیر نہیں او رشتے۔ مگر ایسے ہی مرید اور چیلے ہیں فیصدی
ایک سو ان میں سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور خواہ کیسی ہی دور از قیاس بات ہو
اس کو معتبر جانتے ہیں۔ میرے اقوال کی تصدیق **مولانا ڈھونگل
علیہ الرحمۃ** فرما دیں گے یا **نگاسے** والے یہ رسالہ سے ہم شہادت
لاویں گے۔ ساتھ ہی اس کے تمام دنیا کے حال پھیلانے والوں کا قاعدہ ہے
کہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے ہیں اور کمین گاہیں خیال رکھتے ہیں۔ جہاں موقعہ ملے
شکار کھیلنے دانہ پھینکنے دام بچھانے سے تساہل نہیں کرتے۔ بیوقوفوں کے بہکانے
پھسلانے کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا عجیب و غریب سوانگ وانگ
دکھلا کر سادہ لوحوں کو لوٹنا۔ دم جھانسے دینا ان کی زندگی کا بڑا بھاری مقصد
ہوتا ہے۔ شروع میں ان لوگوں کے بڑے طول طویل دعوے ہوتے اور
نہایت شدومد سے شرطیں لگاتے ہیں۔ کئی شاگرد اور دلال ہمیشہ بھی ان کے
مددگار ہو کر ناواقفوں و سادہ لوحوں کو ٹٹولتے اور مرشد جی سے اپنا حصہ ٹھہرا
کر ان کو عیش و عشرت کراتے اور خود بھی مزہ اڑاتے ہیں۔ مال مفت و دل بے رحم
جان کر قصائیوں کی طرح بکری کی جان پر ذرہ رحم نہیں فرماتے۔ ہم اس مقام پر
چند معجز نمائی لوگوں کے حالات لکھنے ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ فریبیوں کا
پول کھل کر دکھلا دیا جائے ۔

منقول از گیان پرکاش مصنفہ منشی کنہیا لال صاحب الکھ دھاری صفحہ ۱۹۶ سال ۶۳

ہند کے مردم عجائب پرست ہیں تو کوئی معجزہ اور کرامات دکھا۔ تب تیری
عظمت ان کے دل پر اثر کرے۔ اور تیرا قول انکو باور ہو جائے۔ جب چند ناداں
تیرے فضل و کمال پہ گواہی دیویں گے۔ عام تجھے سدھ جی پیر جی کہنے لگیں گے
شراب کو دودھ بنانا اور پارہ سے چاندی اور تانبے سے سونا۔ اور بھوت اور
چڑیل جن اور دیو وغیرہ کو جنتر منتر تعویذ و کلام سے اتارنا تو خوب جانتا ہے
وہ عام کو بتا دے۔ اور دل کی منشا بتانے کی ترکیب اور اندھے آنکھیں اور بہرے
کو قوت سماعت دینے کی ترکیب میرے مجرب لکھ دے نامہ نگار نے جواب دیا
کہ میں اس قسم کی واہیات کا قائل نہیں ہوں۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ عوام ایسے مسخروں
کے فریب میں نہ آویں۔ پھر جو باتیں فقیروں کی میں جانتا ہوں اگر لکھوں تو
دغا بازی کا ارادہ نہیں جانتا لیکن آپ جو فرمائیں گے وہ قصہ کہہ دونگا۔

(۱) اس نے کہا کہ ایک شہر میں ایک بہت مشہور و معروف مہاپرش تھا۔ اور ہر قوم
کی گمان میں ہمہ صفت موصوف تھا۔ علم غیب اگرچہ پیشتر سے تھا مگر چند ہزار سال
پیشتر اس علم سے نہاں خانہ عدم میں موجود ہوا تھا جو طالب کسی چیز کا اس کے حضور میں
حاضر ہوتا۔ یہ صورت کو دیکھ اس کے دل کی بات بتا دیتا تھا۔ پس وہ تن من دھن
ان کے قربان کرتا تھا۔ اور جو کچھ اس پر گزرتا تھا۔ ان مہاپرش کی زبان کی تاثیر سے تصور
کرتا تھا۔ وہ کمال ان صاحب کمال کو اس دست غیب و چہل کاف سے حاصل ہوا تھا
کہ انہوں نے ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں آٹھ دروازے آٹھ کراماتوں کے لگا
رکھے تھے ۔

(۱) دروازے سے بیٹا ملتا تھا۔ (۲) دروازہ سے بیاہ ہوتا تھا
(۳) دروازے سے نوکری ملتی تھی (۴) دروازہ سے دولت ملتی تھی
(۵) دروازہ سے بیماری اچھی ہوتی تھی (۶) دروازے سے قید او مصیبت سے رہائی
ہوتی تھی (۷) دروازے سے مہم مقدمہ یا اپیل وغیرہ فتح ہوتی تھی (۸) دروازے
سے مفقود الخبر کی خبر ملتی تھی۔ اور ہر احاطہ کے دروازہ پر ایک چیلہ حاضر رہتا
تھا۔ جب کوئی طالب کسی چیز کا آتا تھا چیلا بحکمت عملی اس کے دل کی بات دریافت کرلیتا
پھر اس کو کہہ دیتا کہ باوا جی سے تو اپنا مقصد نہ کہنا۔ باوا جی خود تیرے من کی بات بتا
دیں گے۔ اگر من کی بات بتا دیں تو تو جاننا کہ تیرا کارج سدھ ہو گیا۔ الغرض جو ما
چیلے کی ہمراہ اس مکان میں جاتا چیلا اسکو اس دروازے سے لیجاتا۔ جو جس مراد کے
واسطے مقرر کر لیا تھا۔ باوا جی فوراً پکارنے لگتے کہ تو بیٹا چاہتا ہے یا مفقود الخبر کا
حال دریافت کرتا ہے۔ وہ کوتاہ عقل ان کو عالم الغیب تصور کر کے جو کچھ اپنے پاس نقد
دھن رکھتا ہے نذر کرتا ہے۔ ہونے کو جو اس کی قسمت میں ہوتا۔ وہی ہوتا۔ غرضیکہ ایسے
ہزاروں روپیہ ان حضرت نے کمائے۔ اور آخر لوٹ لاٹ کر رفو چکر ہوئے۔ (۲) ایک
صاحب کمال چار یار ہمراہ لے کر دوسرے ولایت میں گئے۔ وہ شہر جی ایک مسجد میں لے
سر راہ بن کے بیٹھے رہے۔ اک چیلے نے اندھے کا سوانگ بھرا۔ اور شہر کے ایک سمت
میں رہا۔ دوسرے چیلے نے بہرہ کا سوانگ بنایا۔ اور دوسری سمت میں رہا۔ تیسرا
لنگڑا بنا۔ چوتھا یاروں کو کھانے پینے کا سامان بیگانہ وار پہنچاتا گیا۔ ایک برس تک
اس آئین سے عمل کیا کہ اس نقل کو اصل پر فوقیت دیا۔ اور ہر ایک رئیس شہر نے فقیر کو لا
پرواہ اور لنگڑے کو لنگڑا۔ اور اندھے کو اندھا۔ اور بہرے کو بہرہ یقین کر لیا۔ ایک
روز فقیر صاحب واسطے زیارت کسی غازی مرد کے جاتے تھے۔ لنگڑے نے حضرت کا پانو
پکڑ لیا۔ اور کہا کہ مجھے شب کو خواب ہوا۔ کہ تم میرے لنگ کو دور کرو گے۔ بس مجھ پر رحم کرو
اور دعا کرو کہ مجھے صحت ہو۔ شاہ صاحب بہت خفا ہوئے۔ اور سخت کوئی کہنے
لگے اور صاحبی جتانے لگے۔ لنگڑے نے ایک بات بھی خیال نہ کیا۔ اور ان کے پاؤں
کو نہ چھوڑا۔ فقیر صاحب نے خفا ہو کر لات ماری۔ اور کہا کہ خدا کرے تیری دوسری
ٹانگ بھی ٹوٹے بمجرد لات کے لگنے کے وہ لنگڑا ہرن کی مانند کودنے لگا۔ یہ معجزہ
صاحب کمال کا جب بازاریوں نے دیکھا ہر ایک شخص پر پیدا ہو گیا۔ اس ہی تعداد
مسجد تک پہنچتے پہنچتے ہزار ہا روپیاں کی نذر چڑھے۔ شاہ صاحب نے لاپرواہی
سے اس ہی لنگڑے کو دلا دیئے۔ چند روز میں تمام شہر میں غل ہو گیا کہ آسمان سے
فرشتہ اتر آیا ہے یہ خبر سن اندھا اور بہرہ بھی آیا۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور فقیر
صاحب کا کمال زیادہ ہوا۔ پھر سب لعب جمع ہو گئے۔ اور ہزاروں مرید بھی ہوئے
اور لاکھوں روپیے کمائے جب خاطر خواہ آسودہ ہو گئے۔ ایک شب بے اطلاع
چلدیئے ۔

(۳) اسی طرح ایک فقیر جو کچھ کسی سے نقد پاتا تھا۔ اس کو گلا چاندی کا کوئی ڈلی بنا محتاجوں کو دیتا تھا۔ چند دنوں میں مشہور ہو گیا۔ کہ یہ کیمیا ساز ہے۔ ہر ایک اسکی خاطر اور عزت کرنے لگا ٭

اے کھینیا لال جب تک ایسے باکمال آدمی پیدا کرے صاحب کمال کیونکر ہو وے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ جب تک ایسی حکایتوں سے آدمی واقف ہو وے۔ بدذاتوں کے فریب سے امین نہیں رہتا ٭

(۴) ضلع راولپنڈی میں ایک حافظ صاحب کراماتی مشہور ہوئے اور قریب و دور سے پانچ چار چیلے بھی اکٹھے ہو گئے۔ وظائف قرآن ورد زبان۔ اور رومال سے منہ ڈھانک رکھتے تھے۔ دعوے یہ تھا کہ جو جتنے روپے خدا کے نام کے دیوے۔ بعد ایک میعاد مقرر کے اس سے دوچند لیوے۔ صدہا پڑھے لکھے سید و مسلمان ڈپٹی تحصیلدار وغیرہ تک اس پر ایمان لائے۔ بہت سے لوگ فائز المرام بھی ہوئے۔ اور دوگنے چوگنے روپیہ تک لئے۔ اور عرصہ تک اس کا دور دورہ رہا۔ حتیٰ کہ انچی سررشتہ دار وغیرہ بھی ملازم ہو گئے۔ ہزاروں کا خزانہ جمع رہنے لگا۔ آخر الامر گورنمنٹ نے تحقیقات شروع کی تو تمام راز فاش ہو گیا۔ اور ثابت ہوا کہ ھذا دجل المستہم ہے۔ ایک لاکھ کے قریب یا کچھ زیادہ لوگوں کے روپیہ اس کے ذمہ نکلے۔ آخر الامر چند سال قید کا سزایاب ہوا۔ اور کوئی وظیفہ یا کلام سہاتیا نہ کر سکی۔ مسل اس کی محافظ خانہ راولپنڈی میں موجود ہے۔ اور ایک عالم پر ظاہر و مشہور ہے۔ بلکہ ابتک بہت سے امی لوگ اس کے مرید ہیں اور اسکی تیغ معجزہ کے شہید۔

(۵) یہ واقعہ میرے لائق آریہ برادر لالہ ھیرا نند صاحب ڈاکٹر شفاخانہ ڈسکہ کا چشم دید ہے۔ اور گذشتہ کراماتوں کی شہادت مزید۔ کہ ایک سید کراماتی دعوے سے ان کے پاس آیا۔ اور اثنائے گفتگو میں اظہار فرمایا۔ کہ اسلامی دین کی برکات و محمدی مذہب کی تجلیات اس حد تک ہیں کہ باوجود گذر جانے تیرہ سو سال کے اب بھی ان کے نام مبارک کی تاثیرات تیز سیف ہیں۔ اور خاص منبعوں پر جو کہ صدق دل سے نماز و تلاوت قرآن میں سرگردان رہتے ہیں، ان خاص کرامات کا ظہور و حلول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر کچھ صدقاً موجود ہو تو بتلاویں ورنہ لاف زنی نہ فرماویں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں جو ایک احقر بندہ رب العالمین ہوں۔ بطفیل و برکت مولانا و سیدنا پیغمبر صاحب کے مجھ پر بہت سی برکات کا ظہور ہے از انجملہ ایک میں اب بھی بتلا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات کسی قسم کی کسی زبان میں آپ اندر پوشیدہ جا کر اس مقدس قلم سے جس پر کلام کندہ ہے تحریر کریں اور وہ کاغذ بھی آپ اپنے پاس رکھیں۔ میں ہو بہو وہی بات بتلا دونگا۔ مگر کچھ عرصہ مجھے اکیلا بیٹھنا پڑیگا۔ تمام حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ تو علانیہ کرامات ہے۔ آخر الامر سب نے دیکھنے پر اصرار کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید صاحب کی کتاب کی جلد پر رکھ کر ایک کاغذ پر ان کی قلم سے پوشیدہ جا کر کچھ حرف لکھے اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔ سید صاحب نے حسب کنارہ بیٹھ کر سوچ کر بعد درود و وظائف کے فرمایا۔ کہ کچھ نہ آپنے نام تحریر کیا تھا۔ جب اصل کھولا گیا تو وہی نام تھا۔ سب حیران ہوئے۔ کہ مولوی صاحب نے معجزہ دکھلایا۔ مگر دانا دل کے آگے فریب چلنا دشوار ہے۔ یار بتلا گئے یہ کوئی معجزہ و فریب ہے۔ آخر الامر سوچتے سوچتے معلوم کیا۔ کہ اس جلد کے اندر اگلی طرف ایک کاغذ سیاہ موجود ہے۔ جون ہی کوئی جلد کے باہر کی طرف سے کسی کاغذ پر کسی زبان میں کوئی حرف تحریر کرتا ہے اُس کا زور اُس سیاہ کاغذ پر پڑتا ہے۔ اس کے روبرو ایک کاغذ سفید ہے اس کی حرکت و زور کے مطابق اس سیاہ کا نشان اس سفید کاغذ پر پڑجاتا ہے۔ جب کنارہ میں لیجا کر دیکھتے ہیں تو اس سفید کو نکال کر یہ فریب کرتے ہیں۔ جب سید صاحب کو اس حال سے آگاہ کیا گیا کہ یہ تمہارا فریب ہے جس کو تم کرامات جتلاتے ہو۔ تب وہ خود بھی اقبالی ہوئے اور بمشکل ندامت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ یہ بات ڈاکخانوں کے رسید بک کے کاغذ سے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ زیادہ تشریح کی حاجت نہیں ٭

اب مرزا غلام احمد کے الہاموں کی تردید کرتا ہوں

اور ان کو پوست کندہ کر کے ناظرین کے روبرو دھرتا ہوں۔ اور قرآن سے محمد صاحب کا معجزات دکھلانے سے انکار بھی اس کے ذیل میں ہوگا۔ تاکہ اس قادیانی رسول کی ماہیت ظاہر ہووے ٭

اول۔ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مسمی جان محمد کشمیری جو مرزا صاحب کی مسجد کا امام ہے اس کا لڑکا جس کی عمر اس وقت قریباً یا تخمیناً ہوگی عارضہ بخار سے بیمار ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے مرض اس قدر بڑھ گئی کہ بخار کے ساتھ ہی دست آنے شروع ہو گئے۔ اور لڑکے کا خورد و نوش بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کمزور نحیف اور ضعیف البدن ہو گیا کہ استخوان ہی استخوان معلوم ہوتے تھے۔ غرض ایک روز لڑکا عین نزع کی حالت میں تھا اور اس وقت اس کی حالت کو دیکھ کر مجہول سے مجہول بھی یہی کہتا تھا کہ لڑکا کوئی دم کا مہمان ہے۔ غرض اسی اضطراب اور بیقراری کی حالت میں جان محمد مذکور مرزا صاحب کی خدمت میں گئے اور مرزا صاحب اس لڑکے کو دیکھ بھی چکے تھے۔ خیر امام صاحب نے کل احوال عرض کیا اور کہا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس لڑکے کے لئے دعا کیجئے۔ .... مرزا صاحب کو اس لڑکے کی طرف پہلے ہی خیال تھا۔ کیونکہ ان کی مسجد کا امام زادہ تھا۔ فرمایا کہ جان محمد آپ کے آنے سے اول ہی مجھ کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس لڑکے کے لئے قبر کھودو۔ مرزا صاحب کے منہ سے یہ کلمہ نکلنا تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اوسان خطا کیوں نہ ہوتے اور ہاتھ کے طوطے کیوں نہ اڑتے۔ کیونکہ اس کا یہی ایک بیٹا تھا وہ بھی کچی عمر کا۔ غرض امام صاحب اسی یاس اور مایوسی کی صورت میں جو اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو الہام کا اثر برعکس ظہور میں آیا اور جادو نے اثنا ضعیفہ دکھایا۔ یعنی لڑکے کے آثار صحت دیکھے۔ مرزا صاحب کا الہام فرمانا ہی تھا کہ خداوند کریم کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ لڑکے کو دمبدم آرام ہونا شروع ہوا۔ اور ایک ہی ہفتہ میں لڑکا تندرست ہو گیا۔ اب مرزا صاحب اپنی دروغ بیانی و کذب لسانی و غلطی الہام کی یہ تاویل فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا الہام تو ہرگز غلط نہیں ضرور کسی نہ کسی وقت پورا ہو جاویگا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی وقت بلکہ عنقریب ہی آپ کے واسطے قبر کھودی جائیگی۔ اما اے حضرت ایں تکذیب صریح کہ پیش خرد سبت فعل قبیح ٭

دوم۔ واقعہ ۲۔ دسمبر ۱۸۸۵ء کو مرزا غلام احمد نے مسمی بشنداس ساکن قادیان کو بلا کر کہا کہ مجھے تمہاری نسبت الہام ہوا ہے جبکہ میں انبالہ کے سفر میں تھا۔ کہ تو لڑکے پڑھاتا ہے۔ اور نام تیرا عزیز الدین ہے نتیجہ یہ ہے کہ تو ایک سال تک مسلمان ہو جاویگا۔ ورنہ مرجاویگا۔ بشنداس نے پوچھا کہ اگر

ہو۔ بات ہو یولی ہے تو میرا کیا جارہ ہے۔ مگر میں آپ سے صلاح پوچھتا ہوں کہ میرا مرنا اچھا ہے یا مسلمان ہونا۔ مرزا صاحب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ مسلمان ہونا۔ پھر شنا اس نے ایک دو روز بعد دریافت کیا تو کہا کہ مجھے خواب آئی تھی الہام نہ تھا۔ مگر میری خواب بھی الہام ہوتی ہے۔ اور اکثر الہام خوابوں میں ہوتا ہے۔ اور خواب نامہ بھی نکال کر دکھلایا۔ نتیجہ اس خواب کا لکھا تھا کہ زود بمیرد یا مسلمان شود۔ تم اپنا بندوبست کرو میری خواب ضرور سچی ہوگی۔ اگرچہ وہ شنا اس سادہ لوح تھا بہت گھبرایا۔ مگر اس تاریخ نامہ نگار کا بھی وہاں صاحب اس کو کامل طور پر سمجھا گیا۔ کہ یہ صرف فریب بازی اور چالاکی ہے۔ اور آریہ سماج کے اصول اس کو سمجھائے۔ جس کو وہ سمجھ کر ممبر آریہ سماج ہوگیا۔ اس مبارک سوسائٹی کی برکت سے تمام کمزوریاں اس کے دل کی دور ہوگئیں۔ تب وہ علانیہ طور پر مرزا غلام احمد سے مقابلہ کرنے لگا۔ پھر مرزا صاحب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اور وہ سونے کا مرغ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ چونکہ اب عرصہ ایک سال کا گذر گیا ہے۔ اور وہ بات بالکل واہیات اور مرحوفات سے بھی کمتر ثابت ہوئی جھوٹے کی پیشانی پر سیاہی کا داغ قائم رہا اور تا قیامت قائم رہیگا۔ انہیں دنوں میں مرزا صاحب کے کئی مجاوروں اور حواریوں یا مریدوں نے گمنام خط بھی بنام شنا اس بطور خیر خواہی کے ارسال کئے اور وہ تمام خطوط بعد اس نے نامہ نگار کے پاس بھیجدیئے افسوس کہ مرزا صاحب دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔ رابطہ تہ چالاکیوں سے نہیں ہر مانتے حالانکہ بار بار رک اٹھاتے ہیں۔

سوم ڈھائی سال کا عرصہ گزرا کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ ان کے گھر میں سے عنقریب ایک احمد مر جاویگا کیونکہ تثلیث قائم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے بڑے بیٹے کا نام سلطان احمد چھوٹے کا نام فضل احمد ہے۔ اور سادہ لوحی نے یہ بات مشہور بھی کر دی مگر آج تک باوجود گزرنے دو ڈھائی سال کے ایک احمد بھی نہ مرا اور بدستور زندہ ہیں ؎

دروغ آدمی را کند شرمسار مگر جبکو ہو روسیاہی سے عار

چہارم ۔ محرم ۱۲۹۹ھ میں مرزا صاحب کو خواب میں خدا نے کہا۔ کہ تمہیں کتاب کے واسطے ۵۰ روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اور ایک آریہ صاحب نے بھی وہی خواب دیکھا کہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ چنانچہ جونا گڈھ سے مرزا صاحب کو ۵۰ روپیہ آگیا۔ اور ہندو کی خواب میں ۹ حصہ جھوٹھ نکلا کیونکہ وہ دین اسلام سے دور تھا۔ کئی لوگ اور کئی آریہ گواہ ہیں۔" افسوس کہ مرزا صاحب نے اس دعوے بے معنی کی تصدیق کے واسطے کسی آریہ کا نام نہ لکھا۔ اور لکھتے کس طرح جب وجود ہی مفقود تھا۔ کئی آریہ لوگ تو ان دنوں قادیاں میں موجود نہ تھے۔ اور نہ ان کئی آریوں کے نام ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے صرف جلسازی کی اور پہلے اندرونی طور پر بالفرض سچ ہوتے تھے مرزا صاحب کو خط آچکا تھا۔ چونکہ روپیہ کمانے کے لئے یہ سب چالاکیاں ہوتی ہیں اس لئے خواب میں بھی اگر دیکھا تو کیا عجب ہے۔ بمصداق اس قول کے ع

تشنہ آب و جواجہ در سنگ استخواں بیند بخواب

پنجم ۔ ایک مرتبہ خدا نے ایک راجہ کے مرجانے کی خبر دی۔ اور ہم نے ایک ہندو کو بتلائی جب وہ خبر پوری ہوئی تو ہندو نے کہا کہ کھلم کھلا عالم غیب حال نہیں کیونکہ معلوم ہوگیا۔" واہ رے قادیانی الہامی ہم تیری چالاکی کی کیا تعریف کریں نہ تو اس راجہ کا نام لکھا اور نہ اس ہندو کا۔ پس ہمیں کسی طرح اعتبار نہیں۔ اور علاوہ بریں ایک گواہی بھی کی تباہی ہے بلکہ روسیاہی ہے (دیکھو سورہ نور قرآں)

ششم ۔ ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے امتحان دیا۔ اور لوگوں نے بھی امتحان دیا۔ وہ پاس ہوگئے باقی اس ضلع سے کوئی پاس نہ ہوا۔ ہم نے ان کو پہلے کہہ دیا تھا۔ اور ۱۸۸۱ء میں اس وکیل نے اطلاع دی کہ میں پاس ہوگیا۔" اے ناظرین یہ نمبرہ سے بھی زیادہ فریب ہے۔ چالاک آدمی بہت سی ایسی باتیں کر کے اکثر لوگوں کو گرویدہ کرتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے وکیل کا نام نہ لکھا۔ اور ساتھ ہی کوئی گواہ بھی نہ بتلائے۔ مرزا صاحب کے بڑے بھائی ضلع کے سررشتہ دار تھے۔ اور مرزا صاحب خود بھی عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور تجربہ کار ہوگئے۔ آج کل یہ بات تو کرامات نہیں کہلاتی بلکہ چالاکی اور واقفیت چاہتی ہے۔ لاہور میں بیسیوں آدمی ایسے ہیں جو اس قسم کی پیشگوئی تیر بہدف کرتے ہیں اور خطا نہیں ہوتی۔ پس یہ امر کسی طرح پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ یاوہ گوئی ہے۔

ہفتم ۔ ایک مجمل بات لکھی ہے کہ ہم نے ایک آریہ کو ایک پیشگوئی بتلائی۔ اور اس نے تعجب کیا۔ مگر ہم اس پیشگوئی کی اس جگہ تصریح نہیں کرتے۔" مرزا صاحب خدا کے جوتکیوں بنے ہوا اور ظاہر نہیں کرتے۔ ذرہ محمدؐ صاحب کے واسطے آریہ کا نام اور پیشگوئی کا الہام ظاہر کرو۔

ہشتم ۔ ۱۲ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو آریہ ممبر آریہ سماج قادیاں معجزات محمدیہ سے منکر تھا۔ اتفاقاً اس کا ایک عزیز قید ہوگیا۔ ایک ہندو اور بھی اس کے ہمراہ قید ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ اس مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ غیب خدا کے پاس ہے اس نے اصرار کرنے پر میں نے دعا کی اور خواب میں مجھے خدا نے ظاہر کیا۔ کہ وہ نصف قید تخفیف ہو کر بعد بھگتنے نصف باقی کے رہا ہوگا اس میں پنڈت دیانند سرسوتی کے پیرو کی گواہی ہے۔ اسی طرح ہوا۔" اے چالاک ہی کیوں راست بیانی سے روگردانی کرتا ہے۔ نہ تو اس ہندو کا نام لکھا اور نہ اس آریہ کا پتہ بتلایا۔ جن دنوں نامہ نگار قادیاں گیا تھا اس کی تحقیقات بھی کی۔ مگر کوئی گواہ اس قسم کا نہ ملا۔ جو آپ کی تائید کرتا ہو۔ البتہ یہ الہام کتاب میں درج پایا گیا۔ جو ہندو قید سے چھوٹا تھا وہ اس کی اصلیت سے انکاری ہے۔ پس یہ بھی آپ کی مکاری ہے۔ پنڈت صاحب کے کسی پیرو کا آپ نے نام نہ لکھا۔ اور نہ وہ آپ کے الہام کا مصداق ہے۔ وہ تو کوئی گمنام ہوگا۔ میں علانیہ معجزات محمدیہ و عیسویہ و غلام احمد کا انکاری ہوں۔ اور لاکھوں آریہ اور صدہا مسلمان بھی میرے شریک ہیں۔ یہ مقدمہ بازی کی نشانیاں ہیں اور دلالوں کی دست گردانیاں۔ وکیل خصوصاً ان معاملوں میں چالاک ہوتے ہیں اور اس قسم کی پیشگوئیوں میں بیباک۔

نہم ۔ سردار محمد حیات خاں جب معطل ہوئے۔ تو ہم کو خواب میں خبر ملی۔ کہ کچھ خوف نہ کرو۔ خدا قادر ہے۔ وہ تمہیں نجات دیگا۔ چنانچہ حیات خاں بری ہوگئے۔ ساٹھ ستر آدمی گواہ ہیں جن سے دس بارہ آریہ ہندو ممبران آریہ سماج بھی ہیں۔

جن دنوں سردار محمد حیات خاں صاحب معطل ہوئے تھے۔ ان کے تمام خیر خواہ بریت چاہتے تھے۔ اور اکثر دست بدعا رہتے تھے۔ جس میں ہر روز

اہل ہنود اور ہزاروں مسلمان ہیں۔ گورنمنٹ عادل نے بعد تحقیق کامل کے ان کے ذمہ کوئی قصور ثابت نہ پایا اور بری فرمایا۔ جس کا مفصل حال گورنمنٹ گزٹ میں مطبوع ہو گیا۔ آپ کا الہام تو سراسر غلط نکلا۔ الہام کے فقرے یہ ہیں "خدا قادر ہے تمہیں بچا دے گا" کیا اس سے کوئی ذی عقل جناب حال کی بریت ظاہر کر سکتا ہے۔ جب اس طرح سردار صاحب بری ہوئے اور ان کے ہزاروں روپے خرچ ہوئے تو آپ نے براہین احمدیہ کی امداد کے خیال سے خواہ مخواہ خیر خواہوں سے بننا چاہا۔ مگر وہاں دال گلنی آپ کی سراپا وہم و خیال ہے اور آپکا گواہ آریہ بھی انکاری ہے۔ اور کوئی ہندو بھی شہادت نہیں دیتا خدا آپ کو شرمندہ کرے ✤

دہم: ایک دفعہ خواب میں الہامی صاحب نے مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی اور دونوں کی باہمی برادرانہ محبت ہوئی۔ یہ خواب کیسی عظیم الشان ہے۔ اگرچہ اب تک پوری نہ ہوئی مگر پوری ہو جاویگی۔ "مسیح کے ساتھ روٹی کھائی تو فخر کی نشانی نہیں ہے۔ اور وہ بھی خواب میں۔ مگر مسیح کی زندگی میں یہودا اسکریوطی وغیرہ تمام شاگرد اس کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور آخرکار اس کو اسیر کرایا۔ اس سے اگر آپ عیسائیوں کو فریب میں لانا چاہیں تو دشوار ہے وہ آپ کے مکر و فریب سے از دست بردار ہیں ✤

یازدہم: میں نے براہین احمدیہ کے بنانے کی اجازت بھی خدا سے پائی اور دس ہزار روپیہ کا اشتہار ۱۸۶۵ء میں یہ خواب میں نے دیکھا تھا اور اسی روز محمد صاحب کی زیارت بھی ہوئی۔ اور بی بی فاطمہ نے یہ کتاب مجھے دی" مرزا صاحب یہ تو کوئی الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے۔ ؎ تشنہ را بہمایہ اندر خواب ✤ ہمہ عالم بچشم چشمہ آب۔ دس ہزار روپیہ کے اشتہار کی صلاح آپ کو خدا نے نہیں دی۔ آپنے صریحاً جھوٹھ بولا۔ بلکہ یہ صلاح تو مشفقے لم حکیم کشن سنگھ آریہ نے آپ کی جہالت و سفلہ پن کو تمام عالم میں منتشر کرنے کے لئے بتلائی تھی کیا وہ آپکا خدا ہے۔ یا خلیفہ مولا۔ دروغگو را حافظہ نباشد ✤

دوازدہم: ایک ہندو آریہ باشندہ قادیان طالب العلم مدرسہ بیمار ہوا۔ عمر اس کی بیس سال کی تھی وہ مرض دق میں مبتلا تھا۔ اور میرے پاس آیا کرتا تھا (کیونکہ آپ حکیم ابن الحکیم ہیں) خدا نے مجھے الہام دیا۔ کہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما یعنی ہم نے نبی کی آگ کو کہا تو سرد اور سلامت ہو جا۔ چنانچہ کئی ہندوؤں کو اس کی بابت اطلاع دی۔ اور لس کو بھی۔ اور خدا کے بھروسے دعوے کیا گیا۔ کہ ضرور صحت یاب ہو گا۔ آخر وہ ہندو صحت یاب ہو گیا ✤

جہاں تک قادیان کے باشندوں سے واضح ہوا وہ صرف اسی قدر ہے کہ مرزا صاحب کے مسہل دیئے اور نیز اپنے خانگی علاجوں سے اسے صحت ہوئی نہ کہ الہاموں سے۔ عربی عبارت مرزا صاحب بنا سکتے ہیں۔ پس صرف دعوے ہی دعوے ہے اگر آپ حکیم نہ ہوتے اور وہ آپ کی دوا اور اپنے خانگی علاج نہ کرتا۔ اور آپ میعاد مقرر کرتے۔ اور نگرانی کرنے والے نامہ نگار جیسے ہوتے۔ تب الہام کی حقیقت کی قلعی فاش ہوتی۔ بغیر ثبوت کے دعوے ربانی صرف لن ترانی ہے نہ کہ الہام آسمانی ✤

سیزدہم: مرزا صاحب نے ۱۰ دسمبر ۱۸۸۰ء کو خداوند کریم سے پچیس روپیہ کا الہام پہنچایا۔ اور بڑے سے ہندو مدد تکلیف دوستوں سے دو روپیہ پہنچے۔ ا۔ جلا [illegible] الہام سچا نکلا۔ [illegible] کا گواہ ہے۔ اس کی بابت وہی آریہ کہتا ہے کہ

ان دنوں ہم کو بسبب ضرورت کتاب کے روپیوں کی خواہیں آ کر تی تھیں مرزا صاحب کو لوگ خطوط ارسال کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں روپیہ آتے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کی خوابوں سے تو میری اکثر راست ہوا کرتی تھیں۔ اور مرزا صاحب کی دروغ بیانی یہ ہے کہ قادیان آجکل خدا سے محمد یاں کی الہاموں کی خوابگاہ ہو رہا ہے مرزا صاحب کی فریب ریزی دیکھکر یہ کچھ الہام کا مدعی ہے۔

مرزا صاحب کے الہاموں کے گواہ لالہ ملاوامل صاحب و لالہ شرمپت صاحب ہیں جنہوں نے آجکل اشتہار بھی مرزا صاحب کے برخلاف طبع کرایا ہے جو اسی کتاب کے آخر میں درج ہے۔ سال ۱۸۸۳ء میں جب مرزا صاحب کی اس قدر زناں درازیاں دیکھکر ایک خط بنام سکرٹری آریہ سماج قادیاں کے ارسال کیا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ "مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ بعض آریہ سماج قادیاں والوں کو کرامات وغیرہ خوارق عادات سنائے۔ اور الہامات کی لذتیں چکھائی ہیں اور ان کے دل کی باتیں بوجھی ہیں۔ آیا یہ سچ ہے یا نہ" اس کے جواب میں ایک خط قادیاں سے میرے نام آیا جس کی نقل لفظ بلفظ ذیل میں درج کی جاتی ہے ✤

جناب مکرم و معظم بندگان لیکھرام صاحب۔ نمستے

نوازش نامہ در بارہ استفسار احوال کرامات وغیرہ کے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیاں کی نسبت براہین الاحمدیہ میں لکھا ہو گا۔ یہی کمال جو سی حاصل ہوئی جناب میں یہاں پر سماج نہیں ہے۔ ہم صرف چار پانچ اشخاص آریہ مت والے یہاں قادیان میں ہیں۔ سو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کرامات وغیرہ یا صداقتیں ان کی کا قائل نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے جو اصول آریوں کے ہیں وہی ہیں۔ فقط سیار

العبد
سرسیب رائے واچھروبل وکشن سنگھ و دوتا رام و حکیت از مقام قادیاں ضلع گورداسپور
۲۵۔ مارچ ۱۸۸۳ء

اب بعد اس کے یہ بھی بتلانا ہوں کہ معجزات محمد صاحب سے بھی ظہور میں آئے ہیں یا نہ شہادت اس بارہ میں صرف قرآن سے لانی ضرور ہے۔ نہ کسی اور کتاب سے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل

ما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون یعنی کوئی سبب ہم کو مانع نہ ہوا کہ تجھ کو ہم معجزات کے ساتھ بھیجتے۔ مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں کو جھٹلایا ساتھ ان کے یعنی ان کے معجزے لوگوں نے نہ مانے اس واسطے ہم نے تجھ کو معجزے نہیں دئیے۔

(۲) سورۃ بنی اسرائیل

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا۔ او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانہر خلالہا تفجیرا۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ اور بولے بزرگان قریش کہ ہم نہ مانینگے تیرا کہا۔ جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا۔ پھر بہا لاوے

تو اس کے بیچ نہریں چلا کر۔ یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن۔ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرا چڑھنا۔ جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا'' (افسوس کہ باوجود اس قدر اس قدر اقراروں اور شرطوں اور وعدوں کے محمد صاحب نے معجزوں سے انکار کر کے لاچاری ظاہر کی کہ میں صرف آدمی بھیجا ہوا ہوں نہ کہ کراماتی یا معجزہ نما۔ تم میرے سے کیوں معجزے مانگتے ہو۔ میرے پاس معجزہ نہیں ہیں)

(۳) سورۃ انعام

واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون یعنی اور قسم کھائی ہے انہوں نے (کافروں نے) ساتھ سخت قسم اللہ کے کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاویں گے۔ کہہ اے محمدؐ کہ معجزات خدا کے پاس ہیں۔ اور تم نہیں جانتے ہو اگر معجزہ ہوگا تب بھی ایمان نہ لاویں گے'' (اے مومنو! انصاف سے غور کرو کہ یہ کیسا صاف معجزہ دکھلانے سے حیلہ بنایا گیا ہے ورنہ کافروں کا خدا کی قسم کھانا صریح تصدیق کرنا ہے کہ وہ ضرور ایمان لاتے)

(۴) سورہ انعام میں ہے۔

ما عندی ما تستعجلون بہ ان الحکم الا للہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین۔ قل لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم۔ یعنی کہہ اے محمدؐ وہ چیز یعنے معجزہ جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو نہیں میرے پاس۔ کیونکہ خدا کی طرف سے اور وہی حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور وہ سب حاکموں سے بہتر اور بہتر ہے۔ کہہ اے محمد وہ چیز یعنے معجزہ جسے تم چاہتے ہو کہ جلد ظہور میں آجائے۔ اگر میرے پاس ہوتا تو میرا تمہارا جھگڑا فیصل ہو جاتا''۔ یہاں سے صاف فیصلہ ہو گیا کہ حضرت کے پاس معجزے نہیں تھے بلکہ یہاں پر نہ ہونے معجزہ کا صاف اقبال کیا)۔

(۵) سورہ آل عمران

الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینات وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صادقین۔ وے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کسی رسول کا۔ جب تک نہ لاوے ہم پر ایک نیاز جس کو کھا جاوے آگ۔ تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لیکر۔ اور یہ بھی جو تم نے کہا۔ پھر کیوں قتل کیا تم نے ان کو اگر تم سچے ہو۔ (معجزہ کے لغوی معنے عاجز کرنے کے ہیں افسوس کہ خدا نے محمد صاحب کو کوئی معجزہ نہ دیا۔ ورنہ اس قدر قتل عام اور ظلم وجور کی ضرورت نہ ہوتی خدا کا نبیوں کو محمد صاحب سے پہلے معجزہ دیکر ارسال کرنا اور لوگوں کا قتل کر دینا ایک تماشہ معلوم ہوتا ہے)۔

(۶) سورۃ انعام۔

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم باٰیۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ اور اگر چہ بھاری ہے ان کا تغافل کرنا۔ تو اگر تو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لاوے ان کو ایک نشانی اور اگر اللہ چاہتا جمع کرلاتا ان کو راہ پر (افسوس کہ محمد صاحب معجزہ دکھلانے سے گھبرا کر عاریں تلاش کرتے ہیں تاکہ بھاگ جاویں۔ یا آسمان پر زینہ لگا دیں اور چڑھ جاویں۔ تاکہ معجزہ کے طالبوں کے ہاتھ سے نجات پاویں۔ نہ کہ معجزہ دکھلا دیں یا مومنین! ؎

نہیں معجزہ حق کو مسطور ہے + زمین سخت اور آسمان دور ہے

(۷) سورۃ رعد میں ہے۔

یقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب کہتے ہیں منکر کیوں نہ اتری اس پر (محمدؐ صاحب پر) کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہہ اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا۔ اس جگہ معجزہ دکھلانے سے متنفر ہو کر گالیاں نکالنی شروع کر دیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ کیا ہی معجزہ نمائی ہے) +

(۸) پھر سورۃ رعد میں ہے۔

لولا انزل علیہ اٰیۃ انما انت منذر ولکل قوم ھاد کہتے ہیں لوگ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے (کہہ اے محمدؐ) تو تو ڈر سنانے والا ہے۔ اور قوم کو ہو لیے راہ بتلانے والا (یہاں پر معجزوں سے قطعی انکار بلکہ صرف ڈرانا ہی اپنا فرض کہکر یا شدعام راہ نماؤں کے بن گئے سچ ہے معجزہ دکھانا خالہ جی کا گھر نہیں ہے)

(۹) سورہ عنکبوت میں ہے

وقالوا لولا انزل علیہ اٰیات من ربہ قل انما الاٰیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین اور کہتے ہیں (کافر) کیوں نہ اتریں اس پر آیات اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے۔ اور میں تو ڈر (یا قرآن) سنانے والا ہوں کھول کر۔

اے ناظرین صداقت قرین! آپ مندرجہ بالا آیتوں سے بطور حق الیقین کے جان سکتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کو معجزہ کا اختیار نہ تھا۔ اور جو لوگ معجزہ بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرز اور عبارتوں میں مضمون باندھتے ہیں۔ ورنہ قرآن میں کوئی ثبوت اس امر کا نہیں۔ کہ محمد صاحب نے معجزہ دکھلائے بلکہ یہ نو شہادتیں مندرجہ بالا نفی میں موجود ہیں جن سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا پس بعوض چار گواہوں کے ہم نے ۹ گواہ اس امر کے پیش کئے کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے۔ اور در حقیقت تمام فلسفی جاننے والے مولوی فاضل لوگ علانیہ انکاری ہیں کہ قرآن میں معجزہ نہیں ہیں۔ اب اس وقت تک کہ کوئی ان ۹ شہادتوں کو رد کر کے ۹ شہادتیں اور ثبوت معجزہ کی قرآن سے نہ نکالے تب تک ہمارا دعوے بدستور موجود رہیگا +

جب خدا نے محمد صاحب کو معجزہ نہیں دیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی دکھلایا اور نہ دعوے کیا تو غلام احمد کا دعوائے نبوت و معجزہ و الہامات و کرامات وغیرہ کا علانیہ کرنا کس قدر قرآن کے خلاف اور لاف گزاف ہے بلکہ اگر راست پوچھو تو دائرہ انصاف سے۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہ تمام چالاکیاں مرزا صاحب کی حضرت بطن علیھا الناس کے واسطے ہیں نہ کوئی کرامات ہے نہ خوارق عادات ہے۔ نہ الہامات ہیں۔ نہ آسمانی نشانات۔ بلکہ کسی طرح کا عجوبہ دنیا بھی ان کے پاس نہیں +

ایک دفعہ مرزا صاحب کے مکان پر نامہ نگار بیٹھا ہوا تھا۔ اور چند معزز آریہ صاحبان اور چند مسلمان بھی تشریف رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کراماتی مسئلہ بانکنے لگے اور اثناء گفتگو میں فرمایا۔ کہ دیکھو فرشتے کیا دکھاتے ہیں۔ ایسے کہا کہ کیا سچ کہتے ہو۔ جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے ایک کاغذ کے پرچہ پر پنسل سے حرف اوم کا لکھ اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ اور پوچھا کہ براہ مہربانی فرشتوں سے پوچھ کر بتلاؤ کہ میں نے کونسا حرف لکھا ہے۔ ایک عرصہ تک کچھ سر میں گنگناتے رہے۔ بعد ازاں کہا کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے اپنی پاکٹ میں ڈال دیا۔ پھر پوچھا تو تھوڑی دیر خیالی اور وہمی اور ساوتی فرشتوں سے پوچھتے رہے۔ مگر کچھ نہ بتا سکے۔ اور شرمندہ ہو کر لاجواب ہو گئے۔ اس امر کے وہاں دس بارہ آدمی متفق اللفظ گواہ ہیں۔ اور مرزا صاحب بھی غالباً حلفاً انکار نہ کر سکے۔

لطیفہ۔ ایک حافظ قرآنی آنکھ سے اندھا تھا مگر اکثر خواب میں اپنے آپ کو بینا دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن اسی بینائی کی دھن میں جو بے دستی کا سہارا ترک کر دیے چاہ میں گر پڑا۔ اسپر کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

دیکھ عقد ثریا سے انگور کی سوجھی ۔ اے مادر کہتا سکے بھی کیا دور کی سوجھی

نتیجہ۔ صیاد جب بلبل کو دام تزویر و رحنت پر چھپے کرتا دیکھتا ہے۔ تو تھوڑا سے دانہ دکھلا کر پکارتا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ نادان بلبل میرے دام میں آ پھنسے۔ اور میری روزی چلتی رہے۔ اگر بلبل دانا کو آزادی بغمت غیر مترقبہ کا خیال آگیا اور قید کی تکلیف نہ بھلا بیٹھی۔ تو پرواہ کر کے بچ گئی۔ ورنہ پھر وہی آب و دانہ قفس نصیب ہوا۔ بعینہ وہی حال ان کا ہے کہ جب کوئی محمدی مسلم کی جمک سے فلسفی دلایل پر متوجہ ہوا۔ اور مانہ ارادی کا دیکھ کر راستے دینے کے قابل بنایا جاتا تو جھٹ اسے ڈرایا دھمکانا شروع کیا۔ اور فتوے لایعنی ملنے لگے۔ یہی حال ہمارے مرزا کا ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان قرآن کے الہامی ہونے سے منکر معلوم ہوا تو نئے اور دام پھیلانے لگے۔ اور الہام کے دعوے سنانے لگے۔ کہ اس تیرھویں صدی میں ہم بھی ملہم کلام غیب ہیں۔ خدا ہماری تعریف میں بھی اب تک عربی میں آیتیں نازل کرتا رہتا ہے۔ ہر وقت نماز جبرئیل ہمارے کان میں وحی پھونکتا ہے۔ ہم بھی کراماتی ہیں جاہلوں کے بہکانے کو لال بجھکڑ ہیں ہم نے فلاں بیمار آریہ کو دردوسل علی سے صحت بخشی۔ ہم نے فلانے مقدمہ میں فلانے شخص کا خدا کی درگاہ میں اپیل کرا کے سفارش پہنچا کر مقدمہ جتایا۔ اور ہم نے فلاں لوگوں کی پیشگوئی کی اور اسی روز ڈاکخانہ سے ملے۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ درحقیقت ان کے لایعنی دعووں نے اگلوں کے معجزوں کا بھی ستیاناس کر دیا۔ خدا مرزا صاحب کو ہدایت دیوے۔ اور ان کے فریب سے ایک عالم کو بچا دے۔

مصنف براہین الاحمدیہ (جلد چہارم صفحہ ۲۹۷ سے ۳۴۷ تک) کے اعتراضوں کا جواب

معترض نے کامل ۳۰ صفحوں کے حاشیوں پر آریہ سماج والوں سے مخاطب ہو کر نہایت تعصب سے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اور غالباً مخالفت سے تمام بیجا بات نکال دیئے مگر بالکل لایعنی و بلا ثبوت اصلی کتاب کے دیکھنے تمام دعووں کے بیان میں جو بزعم خود انہوں نے ہفت خوان کی منزل طے کی ہے کوئی شرتی وید مقدس کی درج نہیں کی۔ اور اس طرح فحش و اہانت آمیز اور بُرے کلمات ایمان دار سینہ سے نکالے ہیں کہ جن کا مکرر درج کرنا نقل کفر بدتر از کفر کا حکم رکھتا ہے۔ مہذب لوگ اس قسم کے مباحثوں کو تہذیب سے گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس لئے عطا ساو بلقائے او بحثیدہ پر عمل کر کے مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

معترض نے اسی تمام کتاب میں جہاں وید مقدس کی نسبت کوئی اعتراض لکھا ہے وہ اپنی لیاقت سے نہیں بلکہ اس غلط و مہمل و بیقاعدہ اور بے ترتیب اردو ترجمہ سے ہے جو سال ۱۸۷۰ء میں دہلی سوسائٹی کی اجازت سے لالہ لچھمن داس مدرس سینٹ سٹیفن کالج دہلی (جو مشن کالج ہے) نے پروفیسر ولسن صاحب کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں کیا ہے جو بنام نہاد ترجمہ ۱/۸ رگ وید کے طبع ہوا ہے۔ اور پروفیسر ولسن صاحب نے وہ ترجمہ ساینا کے ترجمہ سے کیا ہے۔ اب مجھے سب سے پہلے ان باتوں کا واضح کر دینا ضروری ہوا کہ اس خرابی کی بنیاد کہاں سے نکلی

چودھویں صدی عیسوی میں جن دنوں کہ ابر ظلمت و تاریکی تمام آریہ ورت پر پھیلا ہوا تھا۔ جن دنوں کہ ست دھرم ویدک کرم کی طرف بہ سبب حملات مغربی کے لوگوں کا رجحان کم ہو گیا تھا۔ انہیں دنوں میں اہل ہنود میں ایک ایسا فرقہ قایم ہوا۔ جو گوشت خوری و شراب نوشی کو اصولات دینی سے سمجھنے لگے۔ زنا و طوائف بازی ان کے مذہب کا ایک پہلا فرض ٹھیرا عیاشی و نمائش میں پنڈت جو روپیہ کے مقابلہ میں دین کو کچھ چیز نہ جانتے تھے۔ انہوں نے اس مذہب میں بڑے بڑے درجہ و عہدہ حاصل کئے چنانچہ جس مذہب کا سنسکرت میں وام مارگ اور عموماً اصطلاح میں ساکتک نام ہے انہیں دنوں میں نکلا تھا ساینا چاریہ اور مہی دھر وغیرہ بہت سے ایسے پنڈت ان کے پیشرو بنے۔ اور نہایت ہمت سے نئی نئی اصطلاحات نکال کر ویدوں کی طرف سے لوگوں کو تشفی کرنا چاہا یا یوں کہو کہ وام مارگ کے ثبوت کرنے کو ترجموں میں کئی طرح کی تاویلیں جوڑنی پڑیں اور جاہلوں کے طعن سے بچنے کے واسطے وید کے ذریعہ وام مارگ مت چلانا شروع کیا۔ چونکہ اس کا دوسرا بھائی ایک راجہ کا وزیر تھا۔ لہذا رعب داب حکومت سے بھی بہت سی ناجائز کارروائی کرائی (دیکھو ترجمہ مذکور صفحہ ۴ سطر ۳ سے ۹ تک)

ایک تو ساینا چاریہ کا ترجمہ خود بھی ویدک لغات اور برہمن گرنتھوں سے دور و مخالف ہے۔ دوسرے میکس مولر صاحب اور ولسن صاحب جو اس کے ترجمہ کو بھی سمجھنے اور سمجھانے اور دوسری زبان میں اٹھانے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ قطع النظر آلودگی غرض یا خیال بیجا کے وہی مترجم خود بھی مضامین وید کی ناواقفی و عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے صفحہ ۱۵ پر خود ڈاکٹر میکس مولر صاحب نے یہ رائے درج کی ہے کہ عرصہ ۲۰ سال کے بعد جو میں نے رگوید کے منتروں اور شرحوں کے جمع کرنے اور چھاپنے میں صرف کئے ہیں رگوید کے اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں مگر تاہم ان میں سے تمام منتروں کے ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا کیونکہ گو میرے پاس ساینا چاریہ کا ترجمہ اور اس کے متعلق شرحیں لغت اور صرف نحو وغیرہ کی کتابیں موجود

ہیں تو بھی رگ وید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوتے
اس امر کا کہنا کہ جس کو میں بار بار کہہ چکا ہوں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ رگوید کے
ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ مادمیکہ سائن آچاریہ کا ترجمہ بہ نہیں
لینک۔ برکب۔ بریدوانی اور سوسرو وغیرہ اور بہت سے سنسکرت کے علم
عروض واصول فلسفہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ
نہ پڑھے۔ اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائنا چارج
کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی زبان
میں ہے کہ جس میں بیز اصل شرح کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ
ہو ہی ناممکن ہے۔ آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور
اس قدر ترقی ہے۔ کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل
بھول جاوینگے۔ جس کی برائیوں اور غلطیوں سے جس قدر میں واقف ہوں
اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں
کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ ان شخصوں کی ترقی کے کہ جو میرے بعد علم سنسکرت
کے شائق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے
اس کے ذریعہ سے وہ شخص ہمارے اباو اجداد کے خیالات کو ان کی اسی
جن کی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے اور جنکی تصنیفات
ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اسی طرح اس ترجمہ اردو کے دیباچہ میں بھی ماسٹر لچھمن داس صاحب
بصفحہ ۲ لکھتے ہیں۔ اس حصہ میں بعض بعض رچائیں ایسی ہیں جن کے معنے
بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔ ان کے ملاحظہ سے ناظرین یہ تصور نہ فرماویں۔ کہ قصور ترجمہ
کا ہے بلکہ ان کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ اس زمانہ میں بعض بعض خیالات ایسے بھی تھے جو اب
بخوبی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔

پھر صفحہ ۳ میں کہا ہے۔ اور نیز منتروں کے مصنفوں کے نام اور دیوتا
جنکی مہما میں یہ منتر ہیں وید میں درج نہیں ہیں۔ یہ حال بہت کچھ اور پستکوں سے
معلوم ہوتا ہے۔ جو وید سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں۔

پھر صفحہ ۹ میں تحریر کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں ہے بلکہ
اب تک ہم قطعی نتیجہ نکالنے بلکہ اپنی رائے لکھنے کے مستحق نہیں ہیں۔

پھر صفحہ ۱۱ میں تحریر کرتا ہے۔ بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد
کے سمجھ میں نہیں آتے "

پھر صفحہ ۱۳ میں تحریر کرتا ہے۔ کہ قدیم منتر اور قواعد مذہبی جمع کرنے میں
اور ان کے ملحوظ رکھنے میں جو غرض ظاہر کی گئی ہے عجیب تر ہے کیونکہ جس قدر
کہ ہم اب تک تمیز کر سکتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں مذہبی اور
مجلسی قوانین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ جو بلاشبہ ویدوں کے ترتیب کے زمانہ
میں بخوبی مکمل ہو گئے تھے شاید ہم اب تک کوئی قطعی اقرار درباب مذہبی
عقیدے اور طریقہ رواج کے جو رگوید میں پایا جاتا ہے اور مجلسی حالت کی
نسبت جو ان منتروں کی تصنیف کے وقت تھے نہیں کر سکتے۔ اور یہ سراسر
بیجا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے عقیدوں کی بڑی بڑی
علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی جب تک ہم سارے رگوید کا مطالعہ نہ
کریں۔ اور بخوبی تحقیق نہ کریں۔ کہ ایسی باتوں کا رگوید میں کچھ بھی ذکر نہیں
ہے۔ لہذا یہ بات سمجھنی چاہیئے۔ کہ ان معاملات میں رائے دینے میں جو کچھ حال

ہمیں معلوم ہوا ہے وہ ذریعہ رگوید کی اول کتاب کے ہوا ہے جس کا اب ترجمہ
ہوا ہے اور کوئی بات ہم کو آئندہ معلوم ہو۔ اور وہ اس کے خلاف ہو تو اس سے
ہماری رائے بدل سکتی ہے۔ اور اگر موافق ہو تو نہیں "

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ لیکن غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیاروں
کے کچھ اور معنی ہوں اور اس کو کوئی نہیں جانتا ہو۔

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کر سکتے۔ کہ وہ ان
دیوتاؤں کے ایسے معتقد تھے یا کہ وہ ایسے صرف ظاہری عناصر کی پرستش ان کو
کچھ اور تصور کر کے کرتے ہوں۔ سوائے اس کے کہ یہ عناصر پیدا کنندہ کی
طاقت کی نشانیاں ہیں۔ گو ان دیوتاؤں کی توصیفوں میں کسی قدر مبالغہ ہو
لیکن ہم یہ خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالعکس منہ سے نکالے
ہوں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ یہ منتر ان لوگوں کی تصنیف
سے ہیں جن کی لیاقت اور غور میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کو علمی استعداد
اور تیزی ادراک حاصل تھی ؛

صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے۔ کیونکہ اگرچہ سایانے جو معنے لگائے ہیں ان
میں کہیں کہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا
جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے ؛

مندرجہ بالا رائیوں کا نتیجہ

جب مترجم خود ہی صفحہ ۲۔ میں تحریر کرتا ہے کہ اس حصہ میں بہت سی رچائیں
ایسی ہیں جنکا مطلب بخوبی معلوم نہیں ہو سکتا " جن رچاؤں کے مطلب
مترجم نہیں جانتا کیا وہ کسی طرح ممکن ہے کہ اس مترجم کا خوشہ چیں اس
کے مطلب کو جان سکے۔ پس یقیناً معلوم ہوا کہ وید منتروں کے الفاظوں
کا مطلب خود مترجم نے بہت مقاموں پر بالکل نہیں سمجھا اور نہ رچاؤں کے
ٹھیک معنے سمجھ سکا۔ پس اس کی خوشہ چینی اور اس کی نقل نویسی اور اسکے ترجمہ
یعنی پتوں سے راستی کی امید ناپدید ہے

اے ناظرین پروفیسر ولسن کہتے ہیں صفحہ ۹ پر۔ کہ "ہم ابھی اس
ترجمہ کی نسبت کسی طرح کا نتیجہ نکالنے یا رائے دینے کے مستحق نہیں ہیں" صاحب
اس کا راستما اگر یہ مترجم خود ہی نتیجہ نکالنے کا مستحق نہیں اور نہ رائے دینے کا
مجاز ہے تو پھر مرزا صاحب کا اس ترجمہ مشکوک پر رائے دینا کس قدر
جہالت کو ثابت کر رہا ہے۔ جبکہ وہ ترجمہ خود مترجم کے خیال میں بھی اعتبار
کے درجہ سے منزلوں دور ہے۔

اے مطالعہ کرنیوالے بجا رکھو کہ صفحہ ۱۱ میں مترجم نے جب خود ہی کہہ دیا کہ "بہت
سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے" تو پہلے مترجم
کا نہ سمجھنا دوسرے کا غلطی کھانا۔ تیسرے کا دھوکا سے یا دھوکہ دینے کے
خیال سے اس غلطی کو صحیح مان کر حق سے چشم پوشی کر لوگوں کو دھوکہ میں
ڈالنا کس قدر ایمانداری ہے۔ بیشک سچ ہے کہ بہت سے فقرے وید کے
بغیر فاضل سنسکرت کے امی محض کی سمجھ میں نہیں آنے اس واسطے مرزا
صاحب کا اس غلط ترجمہ پر اندھا دھند تقلید پرستی کرنا سراپا فریب بازی
اور حیلہ سازی ہے۔

صفحہ ۱۳ میں مترجم لوگوں کی ان رائیوں پر سخت تعجب کرتا ہے۔ کہ یہ وید خلق کے

زمانہ کے برخلاف ہیں۔ مذہبی مجلسی قوانین ویدوں کے زمانہ میں کامل ہو چکے تھے۔ مگر آج کل کے ترجموں سے ہمیں وہ مطلب نہیں ملتا۔ اسی واسطے ہم ابھی تک کوئی اقرار قطعی درباب مذہبی عقیدے اور مجلسی قوانین کے جو ویدمیں ہے نہیں کر سکتے ہیں،، اور یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ سراسر سچا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے مذہب کے عقیدوں کے بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی۔ جب تک کہ ہم کل وید کو مطالعہ نہ کریں" اے ناظرین خدا کے واسطے فرمایئے کہ جس نے ترجمہ کرنے کے وقت چار وید پڑھے ہی نہیں بلکہ ایک رگوید بھی نہیں پڑھا۔ یا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا وہ ترجمہ کرنے کی لیاقت رکھ سکتا ہے۔ ؟ کیا وید ایسی چیز ہے کہ معمولی سنسکرت کی چند کتابوں کا مطالعہ والا اس کا ترجمہ کرے؟ ہمیں نہایت افسوس ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اس کو سنسکرت کا سر و فسر یا کوئی اور خطاب دیویں اور اس کے فرضی ترجمہ کو جو سنسکرت سے انگریزی اور انگریزی سے اردو میں کیا گیا ہے ناقابل قدر جانیں جو بالکل غلط اور نامکمل اور غیر قابل اعتبار ہے۔ بلکہ وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ "ہمکو کوئی بات آئندہ معلوم ہو اور وہ اس کے خلاف ہو۔ تو ہماری رائے بدل سکتی ہے،، اب تو ان کے ترجموں کے علانیہ طور پر تردید ہو گئی ہے اور تمام دنیا میں نوٹس دیئے گئے ہیں جس سے غالباً پروفیسر کی رائے بھی بدل گئی ہوگی۔ علاوہ بریں ان کی رائے بدلوانے کے واسطے ہمیں انگلینڈ سے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے جو آریا سماج لنڈن کے سکرٹری کا ذمہ ہے۔ مگر مرزا صاحب اگرچہ ہندی ہیں تو ان کے واسطے ہمیں قادیان سے رائے بدلوانی آسان ہے۔ کسی طرح دشوار نہیں اور سب سے زیادہ عمدگی یہ ہے کہ وہ سنسکرت سے محض ناآشنا ہیں اگرچہ اس حالت میں ان کی رائے کی پہلے ہی کچھ وقعت نہیں۔ مگر پھر بھی خدا کرے کہ اس غلط نمانادی کی پیروی سے مرزا صاحب اپنی غلط و بدگمان رائے کو واپس لے لیویں اور راہ راست پر آویں ۔

صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ "غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیا ہوں کے کچھ اور معنی ہوں گے اور وہ اب کوئی نہ جانتا ہوگا،، خوب جب وید کے کسی لفظ کے معنے اور ہیں جو کوئی نہیں جانتا ہو۔ تو نحات اور نروکت اور برہمن گرنتھ کس کام کے ہیں۔ وید میں ایسا لفظ کوئی نہیں جسکے معنے کتب قدیم سے دریافت نہ ہو سکتے ہوں پر یہ بڑی بھاری سہو ہے کہ وید میں مہمل یا بے معنی لفظ کوئی نہیں فاضل نحات وید نے نہایت عمدگی سے اس خدمت کو سرانجام کیا ہے۔ مگر بغیر لیاقت اور نحات وغیرہ دیکھنے کے حاصل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر یہ حال ہے کہ جس بات کو مترجم نہ سمجھے اسکے معنے کون جانتا ہوگا۔ بیشک یہ صاف دعوے تو ہے۔ مگر ایسے کوئی آریہ اتفاق رائے نہیں کر سکتا۔ بلکہ ناواقفی کا ایک ثبوت ہے ۔

صفحہ ۲ میں لکھا ہے "لیکن ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں،، حضرت جب آپ ہوں نے بالیقین منہ سے نہیں نکالے ہیں تو آپکا ترجمہ کرنا اور مرزا غلام احمد صاحب کا اسے دیکھ اور لوگوں ناواقفوں کو دھوکا دینا کس قدر دیانت کا نشان ہے صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ سائنا چارج نے جو معنے لگائے ہیں انمیں کہیں نہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے۔ جب سائنا چارج کے معنے پر مترجم کو خود اعتراض ہے تو مترجم کے معنوں پر کس قدر اعتراض کی گنجایش ہے۔ اس حالت میں صریحاً غلطی نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر ہم یا کوئی اور حق پسند آدمی کبھی ان پر اعتبار و بھروسہ کرے جب سائنا کے ترجمہ پر اعتراض ہیں تو ان فرنگستانی عالموں کے ترجمہ میں جن میں سے کوئی بھی اس کی لیاقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے کس قدر اعتراض و اغلاط کے ہونے کا یقین ہے اسواسطے سائنا چارج کے ترجمہ کے ہونے سے فرنگستانی عالموں کا ترجمہ مکرر غلط سمجھتے ہیں غلط ہو گیا۔ اور ان ترجموں سے ماسٹر لچھمنداس کا ترجمہ سہ کرر غلط ہو کر مرزا غلام احمد کے اعتراض جو بنا فاسد بر فاسد و سقف فاسد و تعمیر فاسد کا حکم رکھتے ہیں وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں اور نہ وقار کے لایق ہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔ جو بفضلہ تعالیٰ کامل طور پر ادا ہوا۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۹۹ سے ۴۰۱ تک حاشیہ نمبر ۲

رگ وید استھانشک اول سکت ۶۱ کی یہ منترتی جس میں لکھا ہے۔ اے اندر در تر اپر اپنا بجر چلا اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ ایک تو یہ تشبیہ غیر موزوں ہے اور ایک پرمیشر کو بوچڑ سے تشبیہ دینا گویا اس کی ہجو ملیح کرتا ہے جو درجہ بلاغت اور شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے وغیرہ

جواب نامہ نگار نے معترض کی صداقت کا متلاشی ہو کر کل اشٹک اول سکت ۶۱ پڑتال کیا مگر اس بات کا کہیں نام و نشان نہ پایا نہیں معلوم کہ حضرت کو یہ بات کہاں سے سوجھی لیکن ساتھ ہی جب دہلی والا ترجمہ اردو ملاحظہ کیا گیا تو الہامی کی لیاقت ظاہر ہو گئی ناظرین بیشک اس ترجمہ سے جس کی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں مرزا جی کو بڑا دھوکا ہوا۔ اسی نمبر ۱۲ کی نسبت جس کی مرزا صاحب نے نقل کی ہے۔ شارح حاشیہ پر نمبر ۱۲ کا شارح ہے یہ لگا کر تحریر کرتا ہے،، "وید کی رچا میں صرف اس قدر عبارت ہے ورترا کے عضو گو کی مانند جدا جدا کر ڈالو۔ باقی عبارت شارح اپنی طرف سے زیادہ کرتا ہے) جیسے دنیادار آدمی گوشت کاٹنے والے حیوانوں کے اعضا الگ الگ کرتے ہیں۔ یہ بیان واجب الملاحظہ ہے۔ تو نہ مخفی عیاں نہ ہو کہ شارح جو لفظ لکھتا ہے یعنے وکا بتا کاٹنے والے یا ترشنے والے اس کے کیا معنے ہیں شاید یہ لفظ وکر تیرا ہو۔ جس کے معنے گوشت بیچنے والوں یا قصابوں کے ہیں۔ کچھ ہی ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ٹکڑے گوشت کھانے سے زمانہ سلف کے ہندو متنفر نہ تھے،،

مفسر نے اس جگہ جتنا زہر اگلا ہے اور جتنا جھوٹھ کہا ہے وہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے اور اسی طرح عقل کے اندھے مرزا صاحب نے اس کی تقلید کی۔ اپنی عقل کو ذرا بھی دخل نہ دیا کہ آیا یہ بات کس قدر بناوٹی اور غلط ہے۔ عوضیکہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے ہم منترو ید کا مع ٹھیک ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں تاکہ معترض کی اور غلطیوں کی بھی اسی سے اصلیت واضح ہو جاوے۔ اور آیندہ لکے دھوکے میں کوئی نہ آوے۔

अस्मा इद्ध प्रभरातु तुजानो वृत्राय वज्रमीशानः
कियेधा गोर्न पर्व विरदा तिरश्चेष्यन्नर्णांस्यपां
चरध्यै। ऋ. अ. १ अ. ४ स. ६१ म. १२

(اس سکت ۶۱ کے کل ۱۶ منتر ہیں۔ اور یہ تمام سکت متعلق راج دھرم ور منترودیا کے ہے۔ یہ بارھواں منتر بھی سبھاپتی کے متعلق ہے

ہے سبھادھکش (کمیٹی چنا) کتنے گنوں کو دھارن کرنیوالے وابتسانا، اینو یہ

مکت (نوتو جا ماہ) سیگھر کو نے مارے آپ جیسے سورج (اپام) جلوں کے سمدر سے (اررالنی) حلوں کے پیدا ہوں کو (چہ ددہی) بہانے کے ارتھ (وریترائی) بادل کے واسطے ورتتا ہے۔ ویسے (اسمی) اس شترو کے واسطے (اترسپا جرم) ٹھہری گتی والے ستسر کو (سہ سہر) اچھے پرکار دھارن کر۔

(گورن) بانڑیوں کے دہاگ کے مانند (سرد) اس کے حصہ جدا کر کے ٹکڑے (کہیں) اجھیا کر ماہوا (اوو) بیسے ہی (دورد) اینک پرکار ہنن کیجئے۔

تشریح

اس منتر میں پرمیشر نے سبھاپتی کے واسطے عمدہ ہدایتیں ابدیش کی ہیں (۱) سبھاپتی گنوان اور رانبتو ریہ والا اور تیجسوی ہو۔ (۲) شستر ودیا سے بھی اچھی طرح ماہر ہو اور موقع استعمال سے من وعن آگاہ ہو۔ (۳) نشیب وفراز جو انیک پرکار کے معاملات سلطنت میں ہوتے ہیں ان سے بھی واقف رہنا سبھاپتی کے واسطے ایک فرض اعلیٰ ہے (۴) ظالموں کو کیفر کردار کی جلدی سزا دینا غفلت نہ کرنا اور امن و امان کے قایم کرنے پر مستعد رہنا جو سلطنت کا اصل منشا ہے (۵) جیسے سورج کی کرنیں جلوں کے سمندر سے بارش کی پیرواہ کو رواں کرنے کے واسطے بادل سے ورتتے ہیں (۶) جیسے بانڑیوں کے دہاگ کو مختلف استھانوں میں اس کے چھن بھن کرنے کی اچھیا کرتے ہیں (۷) ویسے ہی شستروں کے مقابلہ میں باقاعدہ فوج کو عمدہ شستروں سے مسلح کر کے نشیب وفراز سفر و میدان جنگ سے آگاہی حاصل کر کے کامیابی کرے۔

خلاصہ

اے سبھاپتی جیسے معاملات ودیا میں پران وایو سے تاآدی استھانوں میں زمان کو تاڑن کر چھن بھن اکثر یا بدوں کے دہاگ کرتے ہو ویسے شستروں کے بل کو اپنی سینا کی باقاعدہ لڑائی سے چھن بھن کرو۔

ریمارک

جبکہ بقول ولسن صاحب کے وید میں صرف یہی عبارت ہے کہ "ورترا کے عضو گو کی مانند جدا جدا کر ڈالو" اور ورترا میگھ یعنے بادل کو کہتے ہیں۔ اور گو نام بانڑی کا ہے یعنے بادل کے عضو کو باڑی کی مانند جدا جدا کر ڈالو۔ افسوس کہ لوگ بغیر کسی قسم کی لیاقت کے بڑے بڑے دعوے کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں شارح لکھتا ہے کہ وکاتیا کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔ ہم جہاں تک وید مقدس کی اس شرتی کے حرف حرف پر نگاہ دوڑاتے ہیں وکاتیا لفظ بالکل نہیں ملتا۔ جس سے ولسن صاحب اور رسالہ فصائی اور گوشت کاٹنے والے کے معنے نکالتے ہیں۔ اور ہمارے الہامی دوست بغض باطنی و کدورت روحانی سے بوچڑ کے معنے لگاتے ہیں۔ جب یہ لفظ ہی اس منتر میں نہیں ہے۔ پس اعتراض بھی محض جھوٹا اور بے بنیاد ہو گیا۔ ہم یہاں پر ولسن صاحب اور مرزا صاحب یا کسی اور ان کے خیر خواہ ملک الہام لانے والے کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یا تو وید مقدس کی اس شرتی سے جو ہمنے اوپر درج کی ہے وکاتیا لفظ نکال کر بتلا دیں اور قصائی یا بوچڑ ہونے کی تصدیق کرا دیں۔ ورنہ اس خونخواری اور بدکاری کا علاج فرما کر اس کی تکذیب چھپوا کر شایع فرما دیں۔ اور آیندہ ان اوباشانہ دعوؤں سے باز آویں ہم دوبارہ پھر اس بات کو دوہراتے ہیں اور ناظرین کو جتلاتے ہیں کہ اس کا ثبوت وجواب کوئی بھی کسی طرح ہمارے روبرو تک نہیں دے سکیگا کیونکہ شرتی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اسی طرح جو ویدوں میں نہیں ہے

س کا ان سے نکالنا بھی محال بلکہ ناممکن ہے مرزا صاحب کے تمام غلط دعادی اور ترجمہ اردو کی نسبت یہ ہماری طرف سے اتمام حجت ہے جو انکے ایسے ہی تمام ہمکواس کے سوائے اساس کے سمانا س تشہیر کے واسطے ھل من معارض کی التماس ہے۔

براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۳ حاشیہ ۳

قولہ ایک جگہ بھی تعلیم کر دید نے بیان نہیں کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ۔ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو۔ بجز خدا کے اور کسی سے مرادیں مت مانگو۔

اقول۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب آئیے اور ان پوتر شرتیوں کو آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمائیے۔ وید مقدس مخلوق پرستی کی بڑی سخت تردید کر رہے ہیں۔

(۱) یہ منتر سام وید کا ہے

न त्वाऽ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो न जनिष्यते अश्वायन्तो मघवन्निन्द्र वाजिनो गव्यन्तस्त्वा हवामहे। सा० उ० प्रथ० प्र १ अ १ मं० ११॥

ہے سروا ایشوریہ کے مالک سب کے جیون مول پرماتما آپ جیسا دیولوک یا پرتھوی میں (تینوں کالوں میں) نہ کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اور نہ ہے۔ آپ تمام چیزوں کی آمرش سے پوتر ہو ہم گھوڑے وغیرہ آرائش کے سامان بل کے بڑھانے والے آتمک اور شریرک کلیان اور ضروریات کی خواہش رکھنے والے آپ ہی کی شرن میں آتے ہیں آپ کے سوا ہمارا مالک کوئی نہیں ہے۔

(۲) یہ رگ وید کا منتر ہے

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः यस्य छायामृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम। ऋ० अ० ८ अ० ७ व० ३ मं० २

جو جگدیشور اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا گیان دینے والا ہے۔ جو سب ودیا اور سب سکھوں کی پراپتی کا ہیتو ہے۔ جس کی اوپاسنا سب ودوان لوگ کرتے آئے ہیں۔ اور جس کے انوشاسن کو سب اتم لوگ کرتے ہیں جس کا آشرا کرنا ہی موکش سکھ کا کارن ہے۔ اور جس سے غفلت میں رہنا ہی جنم مرن روپ دکھوں کا دینے والا ہے۔ جس کی گیا کا پالن ہی سب سکھوں کا مول ہے جو سب سنسار کا پتی ہے اسی پرمیشور کی ہم اوپاسنا کریں۔

(۳) یہ یجروید کا منتر ہے۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्याꣳरताः यजुर्वेद। अ० ४० मं० ९।

جو (اسمبہوتی) یعنی پرکرتی کی برہم کے استھان میں اپاسنا کرتے ہیں وے اندھکار استھان اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور جو سمبھوتی یعنے پرتھوی آدی عناصر اور پاشان درخت اور انسان وغیرہ کے شریروں کی اپاسنا برہم کے استھان میں کرتے ہیں وے اس اندھکار سے بھی زیادہ دکھ میں پڑتے ہیں

(۴) اپنشد

भयादस्याग्निस्तपति भयात्तपति सूर्यः भयादिन्द्रश्च वायुश्च मृत्युर्धावति पञ्चमः। य० क० अ० २ व० ६ ३।

پرماتما کی ربوبیت کے عالم سے ہی سورج چمکتا ہے اور اسی کے فیضان سے اگنی جلاتی ہے۔ اس کی برکت سے ہوا چلتی ہے اور اسکی ہی کرپا سے بارش برن وغیرہ جاننے اپنے کام کرتے ہیں سبھی دیوتے کال اسکے کال میں اذن رسادہ سے تمام جگت کی ضمانیں مرون ہے

(۵) یہ بھی یجروید کا منتر ہے

तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः
यज॰ अ॰ ४ म॰ ५।

پرمیشور سب جگت کو تیھا لوگ اپنی اپنی چال پر چلا رہا ہے مگر آپ نہیں چلتا۔ ایک رس برابر سیا ایک ہے ادھرم سے وہ بہت دور اور دھرم سے بہت ہی قریب ہے دیسے ادھرم سے اس کا جاننا ناممکن ہے اور دھرم سے اس کی پراپتی سگم ہے) وہ سب کا انتریامی یعنے ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے۔ اسی کے جاننے سے کلیان ہوتی ہے نہ کسی اور سے۔ وغیرہ صدہا منتر ویدوں میں پرماتما کی وحدانیت کے موجود ہیں*

اب مرزا صاحب خود ہی انصاف فرماویں کہ ویدوں نے مخلوق پرستی سے کس قدر ممانعت کی ہے۔ تمام وید ہائے مقدس میں کسی فانی یا مخلوق چیز کی عبادت یا پرستش کا حکم نہیں ہے سوائے ادویتی پرمیشور کے۔ اور نہ کوئی آریہ کسی قسم کی مخلوق پرستی کرتا ہے*

براہین الاحمدیہ صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۴ تک حاشیہ در حاشیہ

معترض نے ۸ ورقوں کے حاشیہ نمبر ۳ میں اسی غلط ترجمہ اردو دہلی والے سے جس کا مفصل حال پہلے بیان کر آئے ہیں، اگنی۔ سورج۔ چاند ستارے، وایو، اندر وغیرہ کو کروں کا پرمیشور بجا کر با دیوتا گرد انکا اعتراض کئے ہیں کہ یہ مخلوق پرستی ہے۔ اس قدر شرتیوں سے جنکا ایک ذخیرہ کلاں بیان لکھ کر کئی صفحہ ہم نے سیاہ کئے ہیں۔ کیا کچھ جدا کا بھی تعلق ہے۔

جواب باصواب

معترض نے اپنی تمام کتاب میں ہرجگہ بلا دلیل زبان درازی کی ہے۔ اور کہیں بھی ٹھیک حوالہ وپتہ نہیں بتلایا اس کو واجب تھا کہ اول وید منتر لکھتا۔ بعدہ اس کا ترجمہ کرتا اور مفصل حوالہ دیتا تاکہ اس کی زبان درازی کی ماہیت معلوم ہوتی۔ اور اگر یہ لیاقت نہیں تھی اور نہ ہے تو عبث خامہ فرسائی کی۔ مگر خیال کیا ہوگا۔ کہ ان دنوں جو آفتاب وید اظہر من الافق ہو کر تمام دنیا پر روشنی پھیلا رہا ہے۔ اور ہر جگہ آریہ سماجیں ہوتی جاتی ہیں۔ جہاں پر اہل اسلام بدنام کنندہ نکونامے چند ہو کر شکست دکھا دکھا مباحثے سے بھاگ رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایسے وقت میں تھوڑا ضروری جانا۔ اور فرزنداری نے بھی ضروریات کا منہ دکھانا شروع کیا۔ ایسے موقع پر قرانی خدا کو اپنے تلوار دین کے بچاؤ کی فرشتوں سے مشورت کرنی پڑی اور اسی حالت میں مرزا نے سوچا کہ ہم بھی کچھ ہاتھ پاؤں ہلاویں۔ اور گپیات واہیات وکرشمات بیجا الہامات کو گھر بیٹھے منادی کراویں۔ تاکہ مشہور ہو وے یاروں میں ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ امام مناظرہ۔ مجدد وقت۔ ملہم کلام ربانی مسیح ثانی۔ محدثوں کی زبان پر ہمارا نام بھی ورد ہو جائے اور بیٹھے بٹھائے ایسے واہیچ میں عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں سے کچھ روپیہ بھی ہاتھ میں آئے بقول

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
یکے حمایت قوم و دگر برائے معاش

وید مقدس میں کسی مخلوق یا مملوک چیز کی پرستش قطعی نہیں ہے۔ اور نہ کسی مصنوعی یا اختراعی کی ہو جاوے [illegible]۔ الہ صاف وانکشاف طور پر معقولیت وکمالیت کے ساتھ اس کی پرستش [illegible] ممانعت موجود ہے۔ مگر کیا کیا جاوے آنکھ والے کو آدمی دکھلا سکتا ہے اور [illegible] والے کو سمجھا سکتا ہے۔ جن کے دونوں نہیں وہ معذور ہے*

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے حسود را چکنم کو ز خود برنج درست
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

کھائیو ظاہری دو آنکھ اور دو کان والے تو کروڑوں آدمی موجود ہیں۔ مگر ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی آنکھیں تعصب سے اندھی ہو گئی ہیں اور جن کے کان ہٹ دھرمی کی گرمی سے بہرے ہو گئے ان کے واسطے ہمارے پاس کوئی علاج نہیں وہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ سنسکرت ودیا کیا بلکہ اس کی حرف شناسی سے بھی محض اُمّی ہیں۔ وید مقدس کی آجتک پرمیشور جانتا ہے شکل بھی نہیں دیکھی آریہ سماج کی کتابیں مطالعہ فرمانے سے تعصباً نفرت ہے۔ کسی آریہ کی ملاقات کے لئے اور اس کا اپدیش سننے سے وہ بالکل محروم ہیں۔ پس ایسی حالت میں ہر ایک شخص ہی ان جان سکتا ہے کہ ان کے خیالی اعتراضات کس قدر درجۂ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کسی واقف کار ممبر آریہ سماج سے ایک گھنٹہ بھی گفتگو کرے تو ان کے وسواس باطلہ و توہمات عاطلہ یک لخت دور ہو جاتے مگر یہ بھی انہوں نے اپنے لئے پسند نہیں کیا اس واسطے بسبب محروم رہنے سنسکرت اور پستک وید کے مرزا صاحب اندھے ہیں اور کسی آریہ کے اپدیش نہ سننے یا حالات نہ معلوم ہونے سے مرزا صاحب بہرے ہیں ورنہ ایسے شدھ اور پوتر دھرم اور عقائد کی نسبت ایسے منتکی اور پلید خیال دل سے نہ نکالتے جناب مرزا صاحب وید مقدس میں اگ، ہوا و پانی وخاک و معدنیات وغیرہ سے اوپکار لینا تو ضروری لکھا ہے۔ جس سے حوائج انسانی کا رفع کرنا۔ اور کلاؤں وحکمت وصنعت وغیرہ کی ایجادات کو عمل میں لانا مراد ہے۔ مگر ان فانی اور غیر مدرک چیزوں کو پرمیشور ماننے کی کہیں بھی آگیا نہیں ہے الفاظ سورج۔ چاند۔ آگ۔ پانی۔ دھرتی۔ متر۔ اندر۔ واسو۔ اسولوں وغیرہ جن کو ویدنے ہزاروں جگہ مخلوق بیان کیا ہے۔ اسی پر معترض بھی مثل جاہل مسلمانوں کے اعتراض کر کے فخر حاصل کرتا ہے۔ مگر آنرا کہ حساب پاکست از محاسبت چہ باک۔ ہم کو آپ کے اعتراضات سے کسی طرح کا خوف نہیں ہے اگر خطرہ ہے تو تلوار کے ذمہ داروں کو جن کے قرآن میں ہو بہو یہی اعتراضات موجود ہیں جن کو ہم آگے اسی کتاب میں مشرح لکھیں گے۔ اور ایسے دعاوی کے اثبات قرآنی سے شہادت لاوینگے آپ کی طرح مکرر غلطی کرنا ہمارا خیال نہیں اور نہ فرضی اور غیر مسلمہ باتوں پر چلن نکال۔ جس بات کا دعوی کیا ہے اب اس بات کی اس سے شہادت دلاتے ہیں اور ثبوت کے واسطے صرف زبانی حدیثوں سے کام چلاتے ہیں* سعدی

اگر کوشش کنی تا حشر اے جاں * نیائی زیں سخن ہرگز بتانے

تاان لفظوں پر موقعہ پر اگنی وغیرہ نام پرمیشور کے بھی ہیں۔ جس کی تشریح ویدک کتب لغات میں مفصل موجود ہے۔ بلکہ خود وید مقدس میں سکا فیصلہ کر گیا ہے تاکہ بت پرستی یا آفتاب پرستی یا آتش پرستی وغیرہ کی طرف انسانوں کو بچالا

ہو۔ وہ سوائے سچدانند کے کسی کو ایسا معبود نہ مانیں۔ جس سے ہر ایک طالب حق کے لئے تحقیق ہو جاوے۔ اور کسی طور کا شک نہ آنے پاوے

علیٰحدہ بہت پنڈت سوامی جی مہاراج نے ان ناموں کی اصل تحقیق عمدہ طور سے ستیارتھ پرکاش میں کر دی ہے کہ اب ادنیٰ سے ادنیٰ سنسکرت دان بھی انصاف کے طور پر دیکھنے سے اصلیت پا سکتا ہے۔ چنانچہ ان وہموں یعنے ہر قسم کی غلطیوں کو دور کرنے کے واسطے سوامی جی نے ایک علیحدہ کتاب بھرانتی نوارن نام بنایا ہے جس نے ایک گروہ عالم کو راہ راست دکھایا ہے۔ چنانچہ چند منتر یہاں بھی تمہارے پیش کرتا ہوں تاکہ حق و باطل کا کامل اظہار ہووے۔

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहु रथो दिव्यः स सुपर्णो गरुत्मान्। एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः। ऋ॰ मं॰ १ सू॰ १६४ मं॰ ४६॥

یہ رگ وید کا منتر ہے۔ وہ جو ایک ادوتی (لاشریک) ست برہم ہے اسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی۔ دویا۔ سپرنا۔ گورتمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں۔

منو جی بھی ادھیائے ۱۲ کے شلوک ۱۲۳ میں کہتے ہیں

एतमेते वदन्त्यग्निं मनुमेके प्रजापतिम्। इन्द्रमेके परे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम्॥ म॰ अ॰ १२ श्लो॰ १२३

اور جو سب کا پرماتما ہے۔ اسی کے اگنی۔ منو۔ اندر۔ پران۔ پرجاپتی۔ برہم بھی نام ہیں۔

اور اسی طرح یجروید و سام وید و اتھرو وید سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اگنی وغیرہ نام بعض جگہوں پر ایشور کے بھی ہیں۔ مگر یہ بھوتک اگنی اور سورج وغیرہ ایشور نہیں ہیں بلکہ اسکی مخلوق ہیں۔

اگنی لفظ جو رگ وید میں اکثر جگہ آیا ہے اوس سے کم فہم اور کم علم آدمیوں کو مغالطہ ہوتا ہے۔ اول تو خود ان لوگوں کو اتنا مادہ کہاں ہے کہ اس لفظ کے اصلی اور حقیقی معانی کو پورا پورا دریافت کر سکیں۔ اگرچہ رگ وید کے منتر اور منوسمرتی کے قول سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں جس سے صاف یقین ہے کہ کسی حق پسند کو کلام نہیں ہے مگر وہ لوگ کہ جن کی چشم تمیز کو زمانہ موجودہ کے شمس العلماء نے ایسا خیرہ کر دیا ہے کہ جہالت کے تاریک گوشہ کو اپنا مامن خیال کرتے ہیں انہیں سچ کے قبول کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اگر کبھی طوعاً و کرہاً سر اٹھاتے ہیں تو برقعہ تعصب چہرہ حق پسندی پر ڈال لیتے ہیں پھر فرمائیے کہ وہ شاہد مراد جو نصف النہار انصاف میں عقل حق بین کے آئینہ حقیقت سے نظر آ سکتا ہے۔ وہ ان کے دل میں یا آنکھوں میں کیسے جلوہ گر ہو۔ ہم ناظرین کی خدمت میں لفظ اگنی کے معنے بطور التماس پیش کرتے ہیں کہ عنان انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں اور نتیجہ نیک استخراج فرماویں

अञ्चु गति पूजनयोः अञ्चते प्राप्यते सर्वत्र यत्ते वा वेदादिभिः सत्यशास्त्रैः विद्वद्भिः ज्ञायते ॥

اس دھاتو سے اگنی لفظ ماخوذ ہے اور وید اور ست شاستروں کے واسطے وہ ودوان لوگ جس کا ستکار کرتے ہیں اور گیان سروپ اور سرب بیاپک ہے وہ اگنی ہے اس کے علاوہ شت پتھ برہمن کے مندرجہ ذیل واکوں سے یہ بات اور بھی زیادہ صاف ہو جاتی ہے کہ اگنی کا ارتھ ایشور کس طرح

کی تاویل نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور پچھلے تمام رشیوں نے ایسا ہی مانا ہے اور رگ وید آدی ست شاستروں میں ایسا ہی ارشاد ہے جو بالکل ٹھیک اور صاف درست اور صرف نحو اور لغت کے مطابق اور ہر طرح معقول ہے اس کو زیادہ واضح کرنے کے واسطے اصلی قول کو نقل کئے ہیں

ब्रह्माग्निः · श॰ ५ — ४ — २ — १९

आत्मा वा अग्निः · श॰ ९ — ७ — १ — २

अयं वा अग्निः प्रजा च प्रजापतिश्च श॰ ९-५-१-२४२

تحقیق ترجمہ آتما۔ پرجاپتی۔ اور آگ لفظ کے معانی و مفہوم میں داخل ہیں الغرض مندرجہ صدر حوالوں سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اگنی لفظ کثیر المعانی ہے اور اس کے بہت سے معانی میں منجملہ ایشور۔ آتما۔ پرجاپتی کے بھوتک اگنی بھی شامل ہے۔ اگر اس قسم کے ثبوت موجود نہ ہوتے اور وید مقدس میں خود ہی اس کا کامل تصفیہ نہ ہوتا۔ اور شرتیاں نہ ملتیں اور قطع النظر اس کے محض اصول علم معانی و بیان مد نظر رکھ کر اگنی شبد کا مفہوم بہ ایما بیان کیا جاتا ہے۔ تو بے شک کوئی دانشمند معترض نہ ہوتا۔ عموماً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنی میزان واقفیت میں دوسروں کے معلومات کو تولتا ہے۔ اور خواص حیوانیہ کے غلبہ سے اس کو یہی منظور ہوتا ہے کہ میرا ہی پلہ وزنی رہے۔ ایسے مہاتما بہت تھوڑے ہوتے ہیں کہ خواص حیوانیہ کو مغلوب کر کے ہر بات کو صداقت یا اصلیت سے نیاؤ کی کسوٹی پر جانچنے اور ٹھیک اور درست نکل آنے پر گو اس کے پہلے خیال کے کتنا ہی یا بالکل خلاف ہو بخوشی خاطر قبول کر لیتے ہیں۔ مرزا جی آفتاب خاک اور ذرے سے کچھ نہیں چھپتا۔ اور ماہتاب شب تاریک میں بھی چمکتا ہے۔ اسی طرح تاویلات اور توجیہات اور اعتراضات سے اصلی معانی مخفی نہیں رہ سکتے۔ چونکہ ہر کامل عیار محک امتحان سے زیادہ پایہ اعتبار کو پہنچتی ہے اس لئے اگنی وغیرہ لفظوں کی بابت ہم نے اوپر مشرح لکھ دیا ایشور کے بہت ناموں میں سے تقریباً ایک سو کا ارتھ واضح طور پر ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے جو بالکل ویاکرن یعنے گرامر کے مطابق سنسکرت ودیا کے اصولوں میں درج ہے۔ جس سے کسی بدھی مان کو ذرہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ ان مندرجہ بالا منتروں کے ترجمہ دیکھنے سے ہر ایک حق پسند صداقت کی داد دے سکتا ہے اور اگر آتش پرستی ہوم یگ کا کرنا ہے۔ تو یہ محض انصاف اور حقیت اور فلاسفی کے گلے پر چھری دھرنا ہے۔ بہ الٹے نبیوں کا آگ کو جلا کر بارش کا کرنا قربانی کا جلانا۔ اور خدا کا خوشنود ہونا (جو توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں درج ہے) اور براق پر چڑھ کر آسمانوں کی سیر کو جانا۔ گنہگاروں قاتلوں۔ سفاکوں۔ ڈاکوؤں کا صرف شفاعت سے بخشا جانا (جو قرآن اور تفسیروں اور حدیث میں ہے) تو مرزا صاحب ضرور مانتے ہیں۔ اور اس کا ایمان باعث نجات جانتے ہیں۔ مگر ہوم سے بارش اور صحت کا ہونا نامعلوم دکھائی پڑتا ہے۔ اور اس کو بزعم باطل مخلوق پرستی گمان کیا جاتا ہے بڑی بھاری وجہ اس تعصب اور حق پوشی کی یہ ہے کہ وہ باتیں پشتہا پشت سے مانتے چلے آتے ہیں اور مخصوصاً قرآن میں ہیں۔ پس انکار کرنے سے دنیا کے لعن و طعن کا اندیشہ ہے خیر کچھ ہو ہم اس بارہ میں تھوڑا سا تحریر کرنا مناسب جانتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب ہمارے اس بیان کو فلسفہ مجددیت سے رد کر دیں تو اس وقت ہمیں اور دلیل دینے کی حاجت پڑیگی۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ اسی سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاویگا اور زیادہ امتحان کی ضرورت نہ رہیگی

اس تحریر کے شروع کرنے سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بارش صرف مرضی خدا پر منحصر ہے یا کہ اس کے وسائل بھی بامصور رنے ساجھوڑے ہیں۔

جن فلسفہ دانوں اور حکمت خوانوں کو علم بارش سے آگاہی ہے اُن کی اس میں گواہی ہے کہ بارش کے ہونیکا یہی طریقہ مقرر ہے کہ زمین سے پانی کے بخارات اوپر چڑھ کر بارش ہوکر برستے ہیں چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے اکثر فلسفیوں نے بارش کا امتحان بھی کرا دیا۔ بلکہ ایک فاضل فلسفی نے اشتہار دیا تھا کہ جس کسی کو خواہش بارش دیکھنے کی ہو۔ میں برسا کرکے دکھلا سکتا ہوں۔ پس اس کل تحریر کا منشا یہ ہے کہ جس طرح بذریعہ کونین کے تپ کا افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور جلانے سے لکڑی راکھ ہو جاتی ہے۔ کھانے سے جسم کو تقویت ملتی ہے۔ اسی طرح اگر باقاعدہ بخارات چڑھائے جاویں تو بارش ہو سکتی ہے۔ یہ تو صاف جہالت ہے کہ محض خدا کی مرضی سے بلا قاعدہ مقررہ کے بارش ہو جاوے۔ پس جبکہ بارش کا ایک خاص قاعدہ ہے۔ تو اب ہم کو غور کرنا چاہئے کہ کونسا قاعدہ بارش کا عمدہ ہے چونکہ محمدی لوگ بھی ہر ایک امر کو خدا کی مرضی پہ اکتفا نہیں کرتے۔ روٹی کے واسطے تو محنت مزدوری کرتے ہیں۔ بیماری کے واسطے دوا دارو بھی کھاتے ہیں۔ نفسانیت کے خیال سے بیاہ شادی کی بھرمار کرتے ہیں۔ کسی امر میں محض خدا کی امید پر بیٹھے نہیں رہتے۔ ایسا ہی ہمکو بارش پر غور کرنا چاہئے۔ البتہ یہ امر تو سب معقول ہے کہ ہر ایک فعل کے ساتھ پرمیشور کی مدد کا خواہاں ہونا لیکن بلا افعال محض خدا کے بھروسہ پر پڑا رہنا کسی قاعدہ کے مطابق روا نہیں ہے اب ہمکو بارش کے اصول پر خیال کرنا چاہئے۔

محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے رو سے بارش کے لئے یہ قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ مسجدوں یا گرجا گھروں میں جمع ہوکر خدا کے آگے التجا کرنا۔

اور آریہ دھرم کے مطابق ہون یگ کے ذریعہ ایشور سے پرارتھنا کرنی کہ آپ دیا ہے میں دیا لتا سے بارش کیجئے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ بارش کے لئے کونسا قاعدہ عمدہ ہے آیا محمدیوں کا یا عیسائیوں کا یا آریوں کا۔

اول سوچنا چاہئے کہ یہ قاعدہ ہاتھ سے کاروبار کرنا اور دل سے ایشور کو مدد کا۔ جان روزی کا طلبگار ہونا عمدہ ہے یا یہ قاعدہ کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے رہنا اور ایشور سے روزی کا طلب کرنا بہتر ہے۔

یقین واثق ہے کہ اخیر کے قاعدہ کو کوئی عقلمند پسند نہ کریگا۔ اور ہر طرح نحوست بخش اور جہالت مانے گا۔ اس لئے قاعدہ اول کی صورت ہون کے ذریعہ ایشور کے آگے پرارتھنا کرنے کی ہے۔ کیونکہ ہون قاعدہ قدرت کے مطابق خاص ذریعہ بارش اور صحت جسمانی اور صفائی ہوا کا ہے۔ ہون کا یہ قاعدہ ہے کہ روغن زرد اور معطر اور مقوی اشیا کو وید کے منتروں سے آگ میں باری باری آہوتی دینا۔ زمین سے پانی کے بخارات دو طریقوں سے ہمیشہ منڈل میں چڑھ سکتے ہیں (۱) سورج کی گرمی سے (۲) آگ کی حرارت سے۔ پس جس وقت آگ جلا کر ہون کیا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے گھی وغیرہ معطر اور مقوی اشیاء کے بخارات اوپر کو چڑھتے ہیں۔ یہ بات بھی بخوبی مسلم ہے کہ بعض اشیاء کو سورج کی گرمی حسب ضرورت اوپر نہیں اٹھا سکتی۔ اس لئے ہون کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہے۔ یہ جو گھی ہون میں ڈالا جاتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ بارش کو بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جو

بخارات پانی کے سورج کی حرارت سے اوپر چڑھتے ہیں۔ ان کو منجمد کرنے کے لئے گھی کے بخارات بطور جاگ کے ہیں جیسا کہ ہزاروں من دودھ میں ایک ماؤ دہی ڈالنے سے تمام کو دہی بنا دیتا ہے۔ ویسا ہی جس وقت گھی کے بخارات پانی کے بخارات سے ملتے ہیں ان کو منجمد کر دیتے ہیں اور وہی بخارات فوراً بارش کا ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ اور گھی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سورج کی گرمی سے اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ تم غور کرو کہ ہر ایک شے کو سورج کی گرمی خشک کر دیتی ہے مگر گھی ہزار برس پڑا رہے۔ تو ویسا کا ویسا ہی بنا رہتا ہے۔ مگر خشک نہیں ہوتا۔ اس لئے بذریعہ آگ کے اس کو اوپر چڑھایا جاتا ہے تاکہ بارش میں مدد کرے اور ساتھ ہی اس کے مقوی و معطر اشیاء ڈالی جاتی ہیں انکا بھی یہی فائدہ ہے کہ پانی بھی اور جلدی منجمد ہوکر گرے۔ کیونکہ جس وقت پانی کے بخارات لطیف ہوتے ہیں اس وقت کم منجمد ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ کثیف ہوتے ہیں۔ تو جلد منجمد ہوکر بارش کو کرتے ہیں اب معترض یہ کہینگے کہ جس جگہ ہون نہ ہوگا۔ وہاں بارش نہ ہوگی۔ یہ خیال ان کا درست نہیں۔ کیونکہ بارش کا ذریعہ محض ہون ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی ایک مثلاً درخت عمدہ ذریعہ بارش کا ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ سورج کی گرمی سے جو پانی کے بخارات چڑھتے ہیں وہ محض پانی کے ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کے ساتھ لطیف بخارات۔ اور مقوی اور معطر اشیاء کے بھی چڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اور یہ معاملہ دانائی اور معقولیت کا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ جنگل میں قدرتی میوے ہر ایک طرح کے پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیا درخت لگانیکی کچھ ضرورت نہیں ہے کوئی دانا اس امر کو پسند نہ کریگا۔ پس باغ وغیرہ لگا کر عمدہ طور سے میوہ جات باافراط پیدا کرنا قدرتی عطیہ کا باقاعدہ برتنا ہے۔ اسی طرح اگرچہ قدرتی طریقہ خاص بھی بارش کا ہو۔ لیکن تاہم انسان اس میں کئی طرح کے اعمال سے اپنی کوشش کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے اگر ہم خاص قاعدہ بارش کے نازل ہونے کا مدنظر رکھ کر اس کے ساتھ ایشور کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو وہ اس نیک اور بہتر اور نہایت معقول طریقے سے بزرگ درجہ رکھتے ہیں۔

اب اگر محمدیوں کا بارش کیواسطے قاعدہ دیکھو گے۔ تو ہر نوع ناکارہ اور بیہودہ ہے یعنے مسجد میں جاکر کچھ زبان سے کہنا بارش کو کیا مدد دیتا ہے۔ بلکہ سستی و کم ہمتی کا مصداق ہے اور یہی حالت عیسائیوں کی ہے۔

بڑا افسوس ہے کہ جس طرح اور کاموں میں محمدی لوگ تعصب یا نامعقول وسیلہ روزی کو عمدہ ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ اس بارش کے بارہ میں بھی وہی پالیسی برتتے جاتے ہیں اور عقل و عدل کو استعمال میں نہیں لاتے اگرچہ اکثر کاموں میں محمدی لوگ تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ مگر بارش کو صرف باری سے چاہتے ہیں کیا معاذ اللہ وہ نادان ہے جو تمہارے دھوکا میں آجاویگا۔ اگر بارش چاہتے ہو اور صحت مندی کے خواستگار ہو تو اس کے مقررہ طریقہ ہون کی تعمیل کرو۔ جانتے ہو کیا کبھی بلا کام کرنے کے بھی معاوضہ مل سکتا ہے جب آپ ایشور کے حکم کی تعمیل کرو گے تو وہ دنیا کا رچی اپنی قدرت سے ہر ایک چیز کو دے سکتا ہے۔ مہاتما کرشن جی کا قول ہے۔

अन्नाद्भवन्ति भूतानि पर्जन्यादन्नसम्भवः । यज्ञाद्भवतं

तिपर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भव कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ॥

ترجمہ: کل جیو خوراک سے بنا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے ہون سے بارش ہوتی ہے۔ اور ہون وغیرہ کرم سے ہوں ہوتا ہے سو وید منتروں سے ہوتی یعنی کرم پیدا ہوتا ہے۔ اور وید منتر پرماتما سے پرکاشت ہوتے ہیں اس واسطے سب کا مالک برہم ہے اور اس کی آگیا پالن کرنیکا نام ہون ہے۔ ایشور کو اپنا مالک اور ہون کو اس کا حکم اور بھگت اوپکار کا سبب جان کر روز یگ کرنا چاہیئے'' اس تمام مندرجہ بالا اثبات سے ہر ایک دانا جان سکتا ہے کہ جس طرح کونیں کھانا کوئی پرستی نہیں۔ آگ سے روٹی پکانا اور اس میں عمدہ خوشبودار چیزوں کا جلانا آتش پرستی نہیں بلکہ صحت جسمانی کا سبب۔ درستی ہوا کا کارن اور بارش وغیرہ صدہا سکھدایک باتوں کا ذریعہ ہے۔ پس کوئی وید کا پیرو آتش پرست یا مخلوق پرست نہیں ہے۔ بلکہ ایشور بھگت اور برہم پرست ہیں۔

مجھ کو مصنف براہین الاحمدیہ کے ایسے خیالات پر کہ جن کی تائید کسی فلسفہ سے نہیں ہو سکتی سخت تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ کیوں اس گرداب بلا سے خلاصی کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ ھل من مزید کا دم بھرتے ہیں۔ حجر الاسود کی بت پرستی اور مکہ کے یاترا یا تیرتھ پرستی سے گناہوں کا دور ہونا اور کعبہ کو مکان خدا یعنے بیت اللہ سمجھنا۔ اور اس کے حج سے ثواب آخرت اور نکو جاوید ماننا۔ یہ دونو خاصکر ایسے امر ہیں جن کے ماننے سے عقل و علم دو نو رخصت ہوتے ہیں۔ بقول ایک فاضل کے۔ ع

دل بدست آور کہ حج اکبر ست ✦ از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر ست

کعبہ بن گاہ خلیل آزر ست ✦ دل گذر گاہ جلیل اکبر ست

بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ جب مرزا صاحب کے ایسے خام خیالات ہیں تو ان کو آریہ لوگوں کی نسبت کسی طرح کا حرف بھی زبان سے نہ نکالنا چاہیئے کیونکہ دانا ئیں کا قول ہے '' اپنے سر پر صد من بوجھ نہ دیکھنا۔ اور دوسروں کے بال بھر بار کو بار برداری سمجھنا''

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست
چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

میں یقیناً بیان کر سکتا ہوں کہ آریہ لوگ کبھی کسی نامعقول بات کو پسند نکریں گے خواہ آپ لوگ اپنے متعصبانہ خیال سے جان سے عزیز اور مقبول خیال کریں ✦

اگر وید میں مخلوق پرستی یا بت پرستی ہوتی تو صدہا پنڈت جن کا سوامی جی سے مقابلہ ہوا کوئی شرتی پیش کرتے۔ یا اجکل اپنے دعوی کا ثبوت دیتے۔ اور روز بروز کثرت سے آریہ سماجوں میں داخل ہوتے مزید براں واضح ہو وے کہ ایک سیٹھ صاحب ساکن شہر بمبئی نے عرصہ چھ سال سے ایک اشتہار دیا ہوا ہے کہ جو پنڈت صاحب بمقابلہ آریوں کے وید سے بت پرستی یا مخلوق یا کسی قسم کی شرک پرستی کا نشان دیوے۔ بشرط ثبوت وہ پانچ ہزار روپیہ کا انعام پاوے۔ مگر آجتک باوجود ہونے لاکھوں ہزاروں نا شنلوں کے (جو ابھی تک کسی خاص سبب سے) آریہ سماج میں شامل نہیں ہوئے) کوئی بھی اس بات کا ثبوت نہ کرسکا۔ اور وہی راستی کا بول بالا ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا۔ انہیں دنوں میں جب وہ اشتہار طبع ہوا تھا۔ اخبار آفتاب پنجاب لاہور وغیرہ اخباروں میں بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی ✦

اخبار وکٹوریا پیپر سیالکوٹ مطبوعہ ہفتہ دوم جولائی ۱۸۸۳ء حصہ ۲ صفحہ بعنوان '' بھینس چاٹتے چیونٹیوں کا دودھ '' دمیں یہ مضمون طبع ہوا تھا) یہ بقول آفتاب پنجاب لاہور بمبئی کے ایک متمول بھائی نے پانچ ہزار روپیہ اس پنڈت کو دینے کئے ہیں جو یہ ثابت کرے کہ وید و شاستر بت پرستی کی اجازت دیتا ہے وکٹوریہ پیپر رائے دیتا ہے کہ میں ڈنکہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ شاستر وید خدا پرستی کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ بت پرستی کی۔ پنڈت جی کیوں جھگڑتے ہیں۔ مار آجاویں بیجا اصرار سے۔

'' سائینا اور مھیدھر وغیرہ کے ترجمہ برخلاف لغات (نگھنٹو) اور برہمن بشکپ کے وارد ہونے سے قابل پرمان نہیں ہیں اور انہیں کی شاگردی کرنے سے میکس مولر اور مونیر ولیم اور ولسن صاحبان کے ترجمہ بھی حق سے برگران ہیں اور انہیں ترجموں کو آپ نے (مرزا صاحب) آیت وحدت مانا ہے جو بالکل غلطی اور جہالت کی بات ہے کیونکہ وید کا ترجمہ وہی صحیح اور درست ہے جو شتھ پتھ۔ ایتریہ۔ گوپتھ۔ سام ودھان۔ برہمنوں اور نروکت اور نگھنٹو لغات کے انوسار یعنے موافق ہو۔ اور انہیں کے روسے رد سے اس کی پوری تائید ہو سکے۔ مہاراج سوامی دیانند جی نے عظیم الشان علمی عمارات سنسکرت کے ویرانہ میں مدتوں سرگردان اور پریشان رہکر بیحد اپن اور دماغ دریافت کئے تھے۔ اور انہیں ساستر تفسیروں کے انوسار گلزار وحدت نگار وید کے ترجمہ میں وہ وہ توحید بیانی اور گلفشانی کی ہے جن کے خیالات حقانی اور فہمید سمانی اور عالی روانی کی مخالفان دھرم بھی داد دیتے ہیں۔ جب کہ آپ سنسکرت جانتے ہی نہیں تو مذاق سنسکرت سے آپ کا آگاہ ہونا معلوم۔ بھلا آپ کے ایسے اعتراضوں سے جن کی بنیاد ہی غلطی پر ہے۔ ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے بقول شخصے کہ ''چنا اگر کودیگا تو کیا پہاڑ گرا دیگا'' مرزا صاحب آپ کی تحقیق کی سیڑھی درجہ صداقت سے چھوٹی ہونے کے سوائے نادرست اور کمزور بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر ایک مقام سے پرزے پرزے ہو کر ٹوٹ رہی اور آپ کو منزل راستی سے پھرا کر سرگردان وادیہ جہالت کر رہی ہے۔

ہاں اگر کسی آریہ کی زبانی سنتے اور وہ مقابلہ میں ان کو یا ان میں سے کسی کو لائق پرستش کہتا یا حوالہ دیتا۔ تب جائے اعتراض ہوتی۔ آپ سے بڑھکر ہم اور ہمارے بھائی اس قسم کی روایت کی تردید کرتے ہیں اور ہندو مسلمانوں کو بت پرستی مقبور پرستی۔ کعبہ پرستی۔ پیر پرستی سے ہٹا رہے ہیں جو خدا کے فضل سے روز بروز کامیابی ہے۔ آپ نے نصیحت دھو کھا یا اور بیفائدہ کا غذ سیاہ کئے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

گو سالہ ما پیر شد وگاو نشد

کیا آپ کو پہلے کسی نے صلاح ندی تھی کہ اے غافل جس منزل کا راستہ نہیں جانتے جس سفر کے واسطے تمہارے پاس خرچ نہیں۔ جس علم سے ناواقف ہو اسکی بابت قدم مت مارو اور نہ اس کے دعویدار بنو ورنہ اول و دوم میں حیرانی و نادانی سوم میں پشیمانی و سرگردانی ہوگی ✦

براہین الاحمدیہ کے صفحہ ۴۰۹ حاشیہ نمبر ۳ کی عبارت

کہ اندر کو سنیکا رشی کے ببر ہملا آ - اور مجھ رسی کو بڑا مالدار کر دے - تمام پورانوں کے تحرد میں لکھا ہے کہ تیسیکا کا بیٹا وسوامتر تھا - اور رسائنا مدکا ہمیشہ کار اس کی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کو سیکا کا کیو کر بیٹا ہو گیا - یہ قصہ بیان کرتا ہے - جو کہ وید کے کے منتہ او کرمنیکا میں درج ہے کہ کوسیکا آسرا نعاکے منتر سے یہ دل میں خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرے بیٹا ہو تب حیا اختیار کیا - جس تپ کی جلد میں جود اندر ہی نے اس کے گھر میں جنم لیا اور آپ ہی اس کا بیٹا بن گیا -

جواب باصواب

یہاں سے صاف واضح ہو گیا کہ معترض یا اس کے ہادی نے وید مقدس کی شکل بھی کبھی نہیں دیکھی - اور یہی سبب ہے کہ اس کی تحقیق خام ہے - افسوس بابن بے علمی او ر نافہمی دعوے الہام

کجا توحید خاص ایزد پاک	کجا افسانہ ہائے عشق بیباک
کجا راز حقیقت معرفت خیز	کجا شرک و جہالت ظلمت انگیز
کجا علم الٰہی راحت زیبہ	کجا وہم و خیالے راد بیبہ
کجا امی کجا آن نور ادراک	چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہاں وید اور کہاں پوران - کہاں وحدانیت اور کہاں افسانہ جات - مرزا صاحب وید قصہ جات نہیں اور نہ اُن میں کسی راجہ اندر کی داستانیں بھری ہیں - اور نہ کوئی فسانجات اس میں - وہ تمام پورانوں کا شجرہ کیا ہے کس وید خواں کی تصنیف ہے - اور کہاں ہے - افسوس کہ جہالت و تعصب نے لوگوں کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں جس سے راستی کو دیکھنا اور قبول کرنا گناہ تصور ہونے لگا -

ویدوں میں ایسے نام کسی انسان کے نہیں ہیں اور نہ کوئی بات وید کی کسی خاص شخص سے متعلق ہے - جس طرح ہمارے مرزا نے ویدوں کا کوئی منتر ثبوت کے واسطے پیش نہیں کیا - اسی طرح کوئی پوران کا شلوک بھی معہ حوالہ درج نہیں کیا - پس دعوے ہر طرح بلا دلیل ہے - کیونکہ یہ قصہ یا اور کوئی ویدوں میں بالکل نہیں ہے - اب اس کا اصلی ترجمہ عرض کرتا ہوں -

ہے سب ودیاؤں کے اُپدیشک اور ان کے ارتھوں کے منتر پرکاش کرنے والے انتر یامی پرمیشور سب استتی کے یوگ آپ ہی ہیں - کرپا کر کے ہماری استتی کو گرہن کیجئے اور ہمیں تا زندگی دیجئے تاکہ ہم لوگوں میں ایک ودیاؤں کے پرگٹ کرنے والے روشنی طبع - بدھیہ ہوں اور حکمت کا اویکار کریں - ارگ وید منڈل ا - انوواک ۲ سکت ۱۰ منتر ۱۱ کا یہ ترجمہ ہے جس کو نادانی سے الہامی صاحب نے ایک پورانی فسانہ کر کے لکھا ہے - خدا انہیں راہ راست دکھائے اور دروغگوئی کی عادت سے بچائے ◆

اسی طرح تمام منتروں کے ترجموں کی نسبت خیال فرماویں کہ کس طرح جادۂ تسلیم سے پھرے ہوئے ہیں - وید بھاشیہ میں سوامی جی نے ان انگریزوں کے ترجموں کی نہایت معقولیت سے تردید کی ہے جس کسی کو مرزا صاحب کی تمام منشکی تحریرات کا جو متعلق وید منتروں کے ہیں صحیح ترجمہ دیکھنا ہو وہ وید بھاشیہ ملاحظہ فرما کر تسلی پاویں ◆

چونکہ مرزا صاحب کی غلطیاں حد سے افزوں ہیں اور ان کا اگر اسی طرح مشرح

ہم جواب تحریر کریں تو کتاب کے بہت بڑھ جانے کا خوف ہے اور جواب ان کا صحیح طور پر چونکہ وید بھاشیہ میں چھپ گیا ہے - پس دوہرانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی ہر ایک طالب حق وید بھاشیہ کو خرید کر یا سماج سے دیکھ سکتا ہے - اور حق و باطل میں تمیز فرما سکتا ہے ◆

اعتراض مصنف براہین الاحمدیہ صفحہ ۴۰۲ حاشیہ نمبر ۳

لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں - اور کیا تحریریں بتلا دیں جس میں بجائے حقائق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں کہ بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا - وید نے آریوں کو صدہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنا دیا وید نے ◆

جواب باصواب

وید و کتب وحدانیت کی ہم مفصل تشریح پہلے کر آئے ہیں - اب قرآن کی نقصان رساں تعلیم کا اظہار کرتے ہیں ◆

۴۰۶

منقول از غیاث اللغات ردیف (لام) حرف

باید دانست کہ ہمگی ملتہا ہفتاد و سہ اند یکے ازاں سنت و جماعت و ہفتاد و دو سوائے آں - بدانکہ در اصل شش گروہ اند - رافضیہ - خارجیہ - جبریہ - قدریہ - جہمیہ - مرجیہ و ہر گروہے ازینہا دوازدہ فرقہ دارد ◆

بیان فرقہ ہائے رافضیہ و عقائد ایشاں | علویہ کہ حضرت علی را نبی گویند - ابدیہ علی را شریک در نبوت دانند - شیعیہ گویند ہر کہ حضرت علی را از جمیع صحابہ دوست تر ندارد کافر ہست - اسحاقیہ گویند کہ نبوت ختم نشدہ ہست - زیدیہ گویند در امامت نماز بجز اولاد علی دیگرے را نشاید - عباسیہ بجز عباس ابن مطلب کسے را امام ندانند - امامیہ زمین را از امام غیب خالی ندانند و نماز نگذارند - مگر پس بنی ہاشم - ناوشیہ گویند ہر کہ خود را بر دیگرے فاضل داند کافر ہست - تناسخیہ گویند چوں جان از قالب برآید رواست کہ در کالبد دیگرے درآید - لاعنیہ طلحہ و زبیر و عائشہ را لعنت کنند - راجعیہ گویند کہ علی باردگر در دنیا خواہد آمد و حال او در ابر است - مانند مرتضیہ گویند کہ بجنگ پیش آمدن با بادشاہ مسلمان رواست ◆

بیان فرقہ ہائے خارجیہ و عقائد ایشاں | ازرقیہ گویند کسے کہ در خواب نکوئی بیند زیرا کہ وحی منقطع شدہ ہست - ریاضیہ گویند کہ ایمان قول صالح و عمل صالح و نیت سنت - ثعلبیہ گویند کہ کارہائے ما حاصل شدہ اند بخواست حق تعالیٰ نہ بقدرت و خواہش او - حازمیہ گویند فرضیہ ایمان شناختہ شدہ ہست - خلقیہ گویند گریختن از مقابلہ کفار کہ دو چند باشد کفر ہست - کوزیہ گویند کہ بدن بدون بسیار مالش پاک نمیشود - کنزیہ گویند دادن زکوٰۃ فرض نیست - معتزلہ گویند کہ تعذیر الٰہی نیست و نماز با ماست فاسق روا نیست و ایمان از کسب بندہ ہست و قرآن مخلوق ہست و مردگاں را از دعا و صدقہ نفع نمے رسد و معراج بیش از بیت المقدس نیست و کتاب و حساب و میزان ہیچ نیست و فرشتگان از مومنین افضل اند و رویت حق در قیامت نخواہد شد و کرامت اولیا ہیچ نیست

و اہل جنت را جماع و مردن نیست و مقتول بموت خود نمے میرد و علامات قیامت مثل دجال وغیرہ ہیچ نیست۔ میمونیہ گویند ایمان با غیب باطل ست۔ محکمیہ گویند حق تعالیٰ را بر خلق حکم نیست۔ مراجیہ گویند کہ احوال پیشینیان نہ حجت ست و انکار کردن آں واجب۔ اخنسیہ گویند نمے رسد جزائے عمل و احوال بہ بندہ ۔

بیان فرقہ ہائے جبریہ و عقائد ایشاں

مضطریہ گویند کہ خیر و شر ہمہ از خداست و نیست بندہ را دراں ہر دو اختیارے۔ افعالیہ گویند برائے بندہ فعل ست ولیکن بدون قدرت و اختیار۔ معیّہ گویند برائے بندہ فعل و قدرت ست بغیر طاقت دادن خدا تعالیٰ۔ تارکیہ گویند کہ بعد از ایمان چیزے دیگر فرض نیست۔ بختیہ گویند ہر کہ ہست نصیب خود رسد خورد و بیش چیزے دادن کسے را مزد و ر نیست۔ متمنیہ گویند کہ خیر آں چیز ست کہ نفس بداں تسلی یابد۔ کسانیہ گویند ثواب و عقاب نہ بادہ نمیشود بعمل۔ حبیہ گویند کہ دوست ہرگز عذاب نکند دوست خود را۔ خوفیہ گویند کہ دوست ہرگز نترساند دوست را۔ فکریہ گویند کہ فکر در معرفت حق از عبادت بہتر ست۔ حسبیہ گویند کہ در عالم قسمت نیست۔ حجتیہ گویند کہ چون کارہا بہ تقدیر خداست بر بندہ ہیچ حجت نیست کہ بداں گرفتار شود

بیان فرقہ ہائے قدریہ و عقائد ایشاں

احدیہ گویند کہ ما را بعرض اقرار ہست بر سنت انکار۔ ثنویہ گویند کہ نیکی از یزداں ست و بدی از اہرمن۔ کیسانیہ گویند کہ افعال ما مخلوق ہست یا نہ۔ شیطانیہ گویند کہ شیطان را وجود نیست۔ شریکیہ گویند ایمان غیر مخلوق ست۔ گاہ باشد و گاہ نباشد۔ وہمیہ گویند کہ فعلہائے ما را امکان نیست۔ رویدیہ گویند دنیا فانی نیست۔ ناکثیہ گویند خروج بر امام جائز ست۔ متبریہ گویند کہ توبہ گنہگار مقبول نیست۔ قاسطیہ گویند کہ کسب علم و مال و حکمت و ریاضت فرض ست۔ نظامیہ گویند کہ حق تعالیٰ را شے گفتن رواست۔ متوقفیہ گویند نمیدانیم کہ بشر مقدر ست یا نہ۔

بیان فرقہ ہائے جہمیہ و عقائد ایشاں

این دوازدہ فرقہ متفق اند برینکہ ایمان بالقلب ست۔ نہ بزبان و منکر عذاب قبر و سوال منکر و نکیر و حوض کوثر و ملک الموت و کلام حق موسیٰ اند۔ اختلاف دارند در میان خود ہا۔ معطلیہ گویند کہ اسمائے حق تعالیٰ و صفات او مخلوق اند۔ متربصیہ گویند علم و قدرت و مشیت مخلوق اند و خلق غیر مخلوق ست۔ مترافیہ گویند کہ حق تعالیٰ در مکان ہست۔ واردیہ گویند ہر کہ در دوزخ رود باز ہرگز بیرون نخواہد آمد و مومن در دوزخ نخواہد رفت۔ حرقیہ گویند کہ اہل دوزخ چناں سوزند کہ از ایشاں یک اثر در دوزخ نماند۔ مخلوقیہ گویند کہ قرآن و توریت و انجیل و زبور مخلوق اند۔ عبریہ گویند کہ محمد رسول اللہ مرد بود عاقل و حکیم نہ رسول۔ فانیہ گویند کہ جنت و دوزخ ہر دو فنا خواہند شد۔ زنادقیہ گویند بود معراج بروح نہ بہ تن۔ و حق تعالیٰ مرئی ست در دنیا۔ عالم را قدیم و قیامت را منکر اند۔ لفظیہ گویند قرآن کلام قاری ست نہ کلام الٰہی مگر معنی کلام الٰہی ست۔ قبریہ عذاب قبر منکر اند۔ واقفیہ گویند کہ در مخلوقیت قرآن ما را توقف ہست۔

بیان فرقہ ہائے مرجیہ و عقائد ایشاں

ہمہ متفق اند کہ پیغمبراں برائے نظام کار عالم خوف و رجاء مے نمایند وگرنہ حق تعالیٰ بے نیاز ست از عبادات کردن بندگان۔ تارکیہ گویند ہیچ چیز دیگر بعد ایمان فرض نیست۔ شائیہ گویند ہر کہ گفت لا الہ الا اللہ بکند ہر چہ خواہد ہیچ عذاب نیست۔ راجیہ گویند بندہ بطاعت مقبول

و بمعصیت عاصی نمیگردد۔ سالبیہ شک دارند در ایمان خود گویند کہ ایمان علم ست ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آں کافر ست۔ علمیہ گویند کہ ایمان علم ست ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آں کافر ست۔ عملیہ گویند کہ ایمان عمل ست۔ منقوصیہ گویند ایمان گاہے زیادہ میشود و گاہے کم۔ مستثنیہ گویند ما مومناں ہستیم انشاء اللہ تعالیٰ۔ اثریہ گویند قیاس باطل ست۔ اصلاحیہ دلیل ندارد۔ بدعیہ گویند اطاعت امر واجب ست اگرچہ امر کند بمعصیت۔ مشبہیہ گویند حق تعالیٰ آدم را بر صورت خود آفریدہ ست۔ حشویہ گویند واجب و سنت و مستحب ہمہ واحد اند۔ و الواعا ہم راری ہست فرقہ دیگر ہم از ایشاں برآوردہ۔ کرامیہ۔ دہریہ۔ حائیہ۔ باطنیہ۔ اباحیہ۔ سراجیہ۔ اشعریہ و اسمائے بعضے ازیشاں سوفسطائیہ و فلاسفہ و سمنیہ و مجوسیہ ہم یافتہ شدہ ۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی اپنی تصنیفوں میں فرماتے ہیں کہ بنیاد ان بہتر فرقوں کی چھ مذہب میں۔ تشبیہ و تعطیل و جبر و قدر و رفض و نصب ۔

عمدۃ المتقدمین شہاب الحق فضل اللہ بن یوسف التوری نے لکھا ہے کہ مشبہات خدا کو لائق صفتوں سے متصف کرتے ہیں اور جوہر اور عرض سے نسبت کرتے ہیں۔ اور معطلہ یاں خدا کے منکر ہو گئے اور اس کی صفتوں کا نفی کر دیا۔ کہ اس میں خدائی کی کوئی صفت نہیں ہے بلکہ اصلی یہ ہے کہ اس جہان کا کوئی صانع نہیں ہے یہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ اب ہے اور بعضے بزرگ ان سے فلاسفی کے اس عقیدے کے معتقد ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام دنیا کی چیزوں کی علت ہے اور مادہ عالم ہمیشہ اسکے قبضہ میں ہے ۔

جبریہ تمام کاموں کا جو انسانوں سے صادر ہوتے ہیں فاعل خدا کو بتلاتے ہیں اور خود فاعل ہونے سے انکاری ہیں۔ **قدریہ** تمام کاموں کے فاعل خود کہلاتے ہیں اور خالق افعال خدا کو نہیں جانتے اور روافض علیؑ کی محبت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور عثمان اور ابوبکر اور عمر کی نسبت بہت بری باتیں استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو بعد محمد کے علیؑ پر بیعت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور نواصب وہ دوسروں کی محبت میں بڑھ کر علی کو برا کہتے ہیں اور اس کے پیروؤں کو دائرہ ایمان سے خارج جانتے ہیں ۔

اسودیہ فرقوں کا حال

مشرق کے پہاڑوں میں ایک مشہور سرزمین ہے جس کو سکوند کہتے ہیں۔ حاکم اس ملک کا معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد سے کہلاتا ہے اس سرزمین کے لوگ بہادر و جنگجو اور نماز گذار ہیں۔ اور محمد کی نبوت کے قایل۔ اور معاویہ کی خلافت اور امامت کے پیرو۔ علی کے حق میں لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا اور اپنی خدائی کی بابت لوگوں کو دعوت کرتا تھا۔ اور خطبۃ البیان سے شہادت لاتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعوےٰ دار ہے ۔

انا اللہ وانا الرحمٰن وانا الرحیم وانا العلی وانا الخالق وانا الرزاق وانا الحنان وانا المنان وانا مصور النطفۃ فی الارحام

ترجمہ علی کہتا ہے میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں اور میں رحیم ہوں اور میں علی ہوں اور میں خالق ہوں اور میں رزاق ہوں اور میں حنان ہوں اور میں منان ہوں اور میں پیٹوں میں نطفہ کا مصور ہوں۔ اور ایسے بہت سے قول اس کے ہیں۔ اور ایسے ہی دعاوی فرعون اور نمرود کے تھے۔ اسی سبب سے

وہ خونریزی اور بے رحمی اور بے انصافی محمد صاحب سے اگر ہے ان کا سلوک کیا کرنا۔ اور یہ آیت قرآن (سورہ بقرہ) کی علی کے حق میں ہے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام ترجمہ۔ اور آدمیوں سے کوئی ہے جو تعجب دلاتا ہے تجھے کو اس کا بات زندگانی دنیا میں اور گواہ دلاتا ہے خدا کو اوپر جو اس کے دل میں ہے اور کہتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول کی آل سے نہیں ہیں بموجب اس آیت (سورہ احزاب) کے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وختم النبیین ترجمہ۔ محمد کسی آدمی کا باپ نہیں لیکن رسول ہے خدا کا اور مہر ہے سب پیغمبروں کی۔ اور کہتے ہیں کہ حسین بن علی تسخیر ملک کے واسطے عراق میں آیا تھا جس سبب سے یزید کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ لوگ محرم کی دسویں کو سوار ہو کر میدان میں نکلے اور سنیوں کی صورتیں بنا کر ان پر گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اس دن کو مبارک اور فتحمندی کا روز جانتے ہیں اور عیدین سے شادی زیادہ کرتے ہیں کیونکہ اسی روز یزید علیہ السلام نے امام حسین پر غلبہ پایا تھا اور ان میں ایک گروہ کے لوگ شمشیر کشیدہ اس روز دوڑتے ہیں اور علی اور اولاد اس کی کو نفرین کرتے ہیں۔ اور اسی طور سے روز جمعہ کو بھی ۔ ۔ ۔ نہیں اور ان کو سات کہتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ پیغمبر ہمارا مارنے اور جلانے پر قادر تھا اور جو کچھ چاہتا تھا کرتا تھا لیکن وہ امر اس کے پیروؤں پر جائز نہیں۔ مثلاً محمد صاحب حیوانوں کو مارتے تھے کیونکہ وہ جلانے پر قادر تھے اور ہم کو نہیں چاہئے کہ کسی جاندار کو بیجان کریں کیونکہ ہم اس کو زندہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہمارے واسطے ہدایت ہوئی۔ اور اسی طرح پیغمبر صاحب جس کی جورو چاہتے تھے لے لیتے تھے کیونکہ جہان انکے واسطے تھے۔ لیکن ہم کو واجب نہیں ہے کہ کسی کی جورو لیں۔ اسی واسطے شکوہ میں جاندار کو نہیں مارتے ہیں سبزیات کے کھانے پر گذارہ کرتے ہیں اور شہد اور روغن اور ایسی مقوی چیزیں کھا کر عیش سے زندگی گذارتے ہیں۔ اور خونخواری نہیں کرتے ۔

مذہب اہل شیعہ شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مذہب مستقیم وہ ہے جو توحید اور عدل اور نبوت اور امامت اور معاد پر ایک پر ایمان رکھے۔ اور پانچوں کی تصدیق کرے محمد نے علی کو چن لیا۔ اور وصی اور خلیفہ اپنا بنایا۔ محمد کے بعد علی تمام پیغمبروں اور اولیاؤں سے بہتر ہے۔ اور ابوبکر اور عثمان وغیرہ کو بیگناہ اماموں کا حق غصب کرنے والا جانتے ہیں اور ان کو نفرین کرتے ہیں اور بہت سے ان میں یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمان نے بعضی صورتیں جو علی اور اس کی آل کی بزرگی میں تھیں قرآن سے نکال دیں۔ اور ان سورتوں میں سے ایک یہ سورۃ ہے جو عثمان نے قرآن میں درج نہیں کی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین انزلناہما یتلوان علیکم ایاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضہما من بعض وانا السمیع العلیم ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی ایات لہم جنات نعیم والذین کفروا من بعد ما امنوا بنقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول اولئک یسقون من حمیم ان اللہ الذی نور السموات والارض بما شاء واصطفی من الملئکۃ والرسل وجعل من المومنین اولئک خلق یفعل اللہ ما یشاء لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم قد مکر الذین من قبلہم برسلہم فاخذتہم بمکرہم ان اخذی شدید الیم ان اللہ قد اہلک عادا وثمود بما کسبوا وجعلہم لکم تذکرۃ فلا تتقون ۔ وفرعون بما طغی علی موسی واخیہ ہرون اغرقناہ ومن تبعہ اجمعین ۔ لیکون لکم ایۃ وان اکثرکم فاسقون ۔ ان اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یستطیعون الجواب حین یسئلون ان الجحیم ماویہم وان اللہ علیم حکیم ۔ یا ایہا الرسول بلغ انذاری فسوف یعلمون ۔ قد خسر الذین کانوا عن آیاتی وحکمی معرضون ۔ مثل الذین یوفون بعہدک انی جزیتہم جنات النعیم ان اللہ لذو مغفرۃ واجر عظیم ۔ وان علیا من المتقین ۔ وانا لنوفیہ حقہ یوم الدین ۔ ما نحن عن ظلمہ بغافلین ۔ وکرمناہ علی اہلک اجمعین فانہ وذریتہ لصابرون ۔ وان عدوہم امام المجرمین ۔ قل للذین کفروا بعد ما امنوا طلبتم زینۃ الحیوۃ الدنیا واستعجلتم بہا ونسیتم ما وعدکم اللہ ورسولہ ونقضتم العہود من بعد توکیدہا وقد ضربنا لکم الامثال لعلکم تہتدون ۔ یا ایہا الرسول قد انزلنا الیک آیات بینات فیہا من یتوفہ مومنا ومن یتولہ من بعدک یظہرون ۔ فاعرض عنہم انہم معرضون ۔ انا لہم محضرون ۔ فی یوم لا یغنی عنہم شیء ولا ہم یرحمون ۔ ان لہم فی جہنم مقاما عنہ لا یعدلون ۔ فسبح باسم ربک وکن من الساجدین ۔ ولقد ارسلنا موسی وہرون بما استخلف فبغوا ہرون فصبر جمیل فجعلنا منہم القردۃ والخنازیر ولعناہم الی یوم یبعثون ۔ فاصبر فسوف یبصرون ۔ ولقد آتیناک الحکم کالذین من قبلک من المرسلین ۔ وجعلنا لک منہم وصیا لعلہم یرجعون ۔ ومن یتول عن امری فانی مرجعہ فلیتمتعوا بکفرہم قلیلا فلا تسئل عن الناکثین ۔ یا ایہا الرسول قد جعلنا فی اعناق الذین امنوا عہدا فخذہ وکن من الشاکرین ۔ ان علیا قانتا باللیل ساجدا یحذر الآخرۃ ویرجو ثواب ربہ قل ہل یستوی الذین ظلموا وہم بعذابی یعلمون ۔ سیجعل الاغلال فی اعناقہم وہم علی اعمالہم یندمون ۔ انا بشرناک بذریتہ الصالحین وانہم لامرنا لا یخلفون فعلیہم منی صلوۃ ورحمۃ احیاء وامواتا یوم یبعثون ۔ وعلی الذین یبغون علیہم من بعدک غضبی انہم قوم سوء خاسرین وعلی الذین سلکوا مسلکہم منی رحمۃ وہم فی الغرفات آمنون والحمد للہ رب العالمین ۔ اسی طرح اور بھی صدہا باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔

علی الہیان کا حال کوہستان مشرق میں خطا کے نزدیک ایک

نام ملک ہے اور اسے ارماں بھی کہتے ہیں اس ملک کے باشندوں کا اعتقاد ہے کہ جب کوئی خدا کی ماہیت کو نہیں جانتا اس واسطے خدا کو ضروری تھا کہ مجسم ہو کر لوگوں کو اپنے حکم کی تعمیل کراوے۔ اور اپنے مذہب کو چلادے اور یہ بات کسی طرح غیر ممکن نہیں۔ اس واسطے خدا جسمانی ہو سکتا ہے تاکہ دنیا کا انتظام چلتا رہے اور کوئی غلبہ نہ کرے۔ اسی واسطے اس حکیم مطلق کی حکمت نے اقتضا کیا کہ اپنے آپ کو انسانوں میں ظاہر کرے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وجود مسعود یہ کمال سوائے علی کے اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ تحقیقاً امی بعض ہمارے لے علی کے مبارک وجود کو چند بیں دانا بینوں کے برابر گنا۔ اور تمام انبیاؤں کی صفات اس کے مبارک وجود میں موجود دیکھیں۔ اور یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اس ابوالبشر کی تصویر کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کو نوح کی کشتی کا بچانے والا اور اسی کو ابراہیم کے لباس میں آگ سے کھیلنے والا اور اسی کو موسیٰ کے قالب میں کلیم اللہ جانتے ہیں اور حدیث ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ آدم انبیاؤں کا اور ابوالبشر اصفیاؤں کا سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی نہیں ہے ایک سوا ایک نام علی مرتضیٰ کا ہمیشہ صبح جاپ کرتے ہیں۔ اور سراف ساقی صورتہ امر کی حدیث کا بھی مشار الیہ علی مرتضیٰ کو جانتے ہیں اور با آواز بلند سناتے ہیں۔ بیت

غرض ز بت شکنی ناجز این نبود نبی را
کہ دوش خود بکف پائے مرتضے برساند

اور خانہ کعبہ کو اسی سبب سجود جانتے ہیں اور تناسخ نور حق کے بھی آدم سے علی تک قائل ہیں۔ اور عموماً وہ اپنا علی اللہ کہتے ہیں اور محمد کو پیغمبر اور بھیجا ہوا علی اللہ تعیین کرتے ہیں۔ یعنی جب خدا نے دیکھا کہ میرے پیغمبر سے کام نہیں چلتا خود تشریف ارزانی کی۔ اور قالب علی اللہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ موجودہ قرآن عمل کے لائق نہیں کیونکہ یہ وہ قرآن نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا۔ بلکہ یہ ابوبکر و عمر و عثمان کی تصنیف ہے۔ بعضے ان سے اس قرآن کو ناکامل جان کر علی اللہ کی نظم و نثر کو بھی اس مصحف میں تکمیل کرتے ہیں بلکہ اس کو قرآن پر بہت ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ بذریعہ محمد کے آیا اور یہ بلا ذریعہ کی خود علی اللہ سے حاصل ہوا اور ایران میں ایک فرقہ ہے جسکو علویہ کہتے ہیں۔ جو اپنے کو علی کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور موجودہ قرآن کو عثمان کا بنا ہوا بیان یقین کرتے ہیں جس جگہ قرآن پاتے ہیں بیزان غضب جلاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ علی اللہ کا جسم آفتاب سے مل گیا اس واسطے اب آفتاب بجائے اس کے ہمارا مددگار ہے اور بیان کرتے ہیں کہ علی کے حکم سے آفتاب غروب ہوکر پھر واپس چلا آیا تھا اور اس کو عین شمس کہتے ہیں اور شمس کو علی اللہ جانتے ہیں اور بڑے بڑے الہام و کرامات و معجزوں کے قائل ہیں اور گوشت نہیں کھاتے بموجب علی اللہ کے اس ارشاد کے لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات یعنے مت بناؤ شکموں کو حیوانوں کی قبریں۔ اور جو قرآن میں بعضے حیوانات کا کھانا لکھا ہے وہ گوشت ابوبکر و عمر و عثمان اور ان کے پیروؤں کا ہے۔ اور یہ ضرور رکھنا چاہئے کیونکہ علی اللہ کے مخالف ہیں۔ اور علی اللہ کی مورت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور تناسخ کے قائل ہیں

اور ممالک ہوکیہ کے باشندگان بھی اسی مذہب کے ہیں اور علی کو اللہ جانتے ہیں ٭

فرقہ صادقیہ کا حال

یہ لوگ محمد اور مسیلمہ دونوں کو نبی جانتے ہیں اور لیے کو رحمٰن مانتے ہیں کیونکہ رحمن مسیلمہ کا نام ہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا یہی حاصل کلام ہے یعنے مسیلمہ کا خدا رحیم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر مومن پر فرض ہے کہ مسیلمہ کو نبی جانے ورنہ اس کا اسلام مشتبہ ہے۔ اور اکثر آیات فرقان٭ و فاروق٭ کو گواہ بتلاتے ہیں کہ مسیلمہ ضرور نبی ہے۔ اور محمد کا شریک۔ بلکہ برہان قاطع سے بتلاتے ہیں کہ شاید دو چند ہے اس سے زیادہ کیونکہ الہام و رسالت جیسا امر خطیر جس قدر مضبوط شہادتوں سے مبرہن ہووے بہتر ہے اور اس کے فضائل و معجزات بھی مثل محمدیاں کے حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں بلکہ محمدی بھی اس کے معجزات کے قائل ہیں چنانچہ مصنف روضۃ الاحباب لکھتا ہے "و از خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات نبویہ بود۔ حق تعالیٰ بر دست او ظاہر مے کرد از براے استدراج وے و با بنا بر سحر و شعبدہ" ہماند کو بھی اس نے مثل محمد صاحب کے بلایا اور گود میں بٹھلایا۔ اور اس کے معجزوں کے مفصل حالات مدارج النبوۃ رکن چہارم کے صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱ میں درج ہیں اور صادقہ ہزاروں لاکھوں اس کے گواہ ہیں اور فصاحت و بلاغت اس کی اس حد تک تھی کہ تمام فصحائے عرب کی زبان اس کے مقابلہ سے بند تھی خدا نے اس پر کتاب بھیجی جس کا فاروق ہے اور وہ بھی دعوے فصاحت فاروق کا ابتدائے زمانہ نبوت سے اس کو ۱۳۰۰ برس کا عرصہ ہوا ہے کرتے ہیں اور فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین کو نہایت جوش و خروش سے پڑھتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ایسی سورہ بناؤ اور میدان میں آؤ مگر آج تک کوئی بھی نہ بن سکا۔ صادقیہ کہتے ہیں کہ قرآن اور فاروق کو بغیر محمد اور مسیلمہ کے کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ صدہا اس کے حافظ موجود ہیں۔ بعد وفات محمد کے خدا نے مسیلمہ پر ایک اور کتاب یعنے فاروق ثانی ارسال کی۔ اور یہی سبب ہے کہ بعض باتیں صادقیہ اور محمدیہ کے برخلاف ہیں کیونکہ چند امور خدا نے بعد وفات محمد کے منسوخ کر دئے جیسا کہ محمد کے وقت میں بھی بہت سی آیات فرقان سے منسوخ ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ خدا ہاتھ منہ وغیرہ سب اعضاء رکھتا ہے مگر نہ مثل مخلوقات کے۔ اور خدا کے دیدار کے بروز قیامت قائل ہیں اور بمثل محمدیہ کے وہ بھی عقل کو فاروق کی بعضی باتوں میں دخل دینا کفر جانتے ہیں اور فاروق ثانی میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف نماز کرنیوالی آیت منسوخ ہو گئی ہے۔ اب جس طرف چاہو سجدہ کرو جیسے کہ محمد کی زندگانی میں بیت المقدس والی آیت منسوخ

٭ فرقان یعنے جدا کنندہ حق و باطل و این کتابیست کہ محمد بانی اسلام کلام اللہ گوید و مشہور است و قرآن ہست و تسلیم کنند کہ نازل شدہ است بر محمد کہ نبی شان بود

٭ فاروق یعنے فرق کنندہ میان حق و باطل و این مشتمل بر دو حصہ است فاروق اول و فاروق ثانی کتابہاست کہ صادقیہ اورا کلام اللہ دانند و تسلیم میکنند کہ نازل شدہ است بر مسیلمہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ نبی شان بود ٭

ہوگئی تھی۔ پس اب بہ وقت نازل ہونے فاروق ثانی کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ یہہ خدا کی نسبت الزام ہے اس واسطے کسی گھر کو یا محراب کو قبلہ کرنا بت پرستی ہے اور تینوں نمازیں ایک ہی طرف منہ کر کے نہ پڑھے بلکہ مختلف جوانب رخ کرے کیونکہ ایک طرف توجہ کر کے نماز پڑھنا بت پرستی ہے یعنے کسی مکان خاص کا تعین نہ کرے کیونکہ یہہ شرک ہے اور کعبہ کو بیت اللہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ خدا کا کوئی گھر نہیں۔ اور نماز میں نام پیغمبر کا نہ لینا چاہئے کیونکہ یہہ گستاخی ہے۔ اور نماز تین وقت پڑھنی چاہئے کیونکہ دو وقت کی نماز (عشا اور...) خدا نے مسیلمہ کی خاطر معاف کر دیں۔ ابلیس کو جو آدم کے سجدہ کا حکم قرآن میں ہے یہہ کفر ہے فاروق کے رو سے یہہ بات گناہ قرار پاکر منسوخ ہو گئی۔ یہہ حکم خدا کی طرف سے نہ تھا۔ نکاح میں صرف رضامندی فریقین کافی ہے اور چچا اور ماموں وغیرہ کی لڑکی جو محمد کے عہد تک جائز تھی۔ بعد مرنے اس کے خدا نے حکم بھیجا کہ یہہ بات حرام ہے۔ فاروق مسیلمہ میں حکم ہے کہ لڑکی اس کی لو جس سے سابقہ رشتہ داری نہ ہو۔ ایک عورت سے زیادہ نکاح روا نہیں ہے۔ البتہ متعہ جائز ہے۔ مرغ خانگی کا کھانا درست نہیں کیونکہ یہہ اور ٹینوا الاخوک ہے۔ روزہ رمضان کے منع ہو گئے کہ بجائے روزہ کے شبہ رکھو آفتاب کے ڈوبنے سے آفتاب کے نکالنے تک کچھ نہ کھاؤ اور نہ پیو اور نہ جماع کرو اور ختنہ کرنا یہودی ہو جاتا ہے۔ اس واسطے منع ہے۔ تمام مسکرات جتنے کھٹیوں اور رجو بھی حرام ہے۔ مسیلمہ کو خدا نے حکم دیا کہ جب لڑکا پیدا ہووے بہتر ہے عورت سے جماع نہ کرے۔ اور دونوں خدا کی یاد میں رہیں ورنہ ایک بار رونے سے زیادہ صحبت نہ کرے فاروق ثانی میں زنا مباح ہے کیونکہ بخل اور بازاری سوداؤں کے ہے۔ ابوبکر کو برا کہتے ہیں کہ اس نے طمع خلافت کے واسطے مسیلمہ کو مروا دیا جیسے یہودا اسکریوطی نے عیسےٰ کو مروا دیا تھا فاروق مسیلمہ کی چند آیتیں یہہ ہیں؎

یا ضفدع نقی الیکم ینقنق ۰ لا اشراب تشربین ۰ ولا الماء تکدرین ولا الطین تفارقین ۰ ولا المعذ دیتہ تمنعین ۰ لنا نصف الارض والقریش نصف ولکن قریش قوم یعتدون ۰ اس کے واسطے (مسیلمہ کے واسطے) فرقان کی سورۃ الذاریت کے جواب میں خدا نے یہہ آیتیں نازل کیں؎

(از فرقان محمد) والذریت ذروا ۰ فالحملت وقرا ۰ فالجریت یسرا ۰ فالمقسمت امرا ۰ انما توعدون لصادق ۰ وان الدین لواقع ۰ والسماء ذات الحبک ۰ انکم لفی قول مختلف ۰ یوفک عنہ من افک ۰ یہ قرآن کی آیتیں ہیں؎

(از فاروق مسیلمہ) والذاریات ذرعا ۰ فالحاصدات حصدا ۰ فالذاریات قمحا ۰ فالطاحنات طحنا ۰ فالخابزات خبزا ۰ فالثاردات ثردا ۰ فاللاقمات لقما ۰ اهالۃ وسمنا ولقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقکم اهل المدر ۰

(دیگر) الم تر ان اللہ خلق النساء افواجا ۰ وجعل الرجال لهن ازواجا ۰ فنولج فیهن ایلاجا ۰ ثم نخرج ما نشاء اخراجا ۰ فینتجن لنا انتاجا ۰ (دیگر) الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی ۰ اخرج

منها نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی

جب ابوبکر خلیفہ نے یہہ آیتیں سنیں اس کی بلاغت وفصاحت پر بہت ہی تعجب کیا کیونکہ عرب میں اس کی فصاحت اعلیٰ درجہ کی مشہور تھی اور فرمایا کہ ایسی لغو کلام اس نے تمہیں سنا کر گمراہ کیا۔

اسی طرح وہابیہ۔ نیچریہ۔ وتشیعہ وغیرہ اور فقیروں وقلندروں کے صدہا گروہ موجود ہیں ماسوائے اس کے اور بھی کئی فرقے ہیں جو باوجود مسلمان کہلانے کے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ علی ہذا القیاس قرآن کی اسی برخلاف تحریر ودور از انصاف تسطیر سے محمدی مذہب میں ۱۳۰۰ برس سے سخت طرح کی گڑبڑ پڑ گئی کوئی کسی زیارت کا پوجاری۔ کوئی روضہ کا مجاور۔ کوئی ننگا ہے والیکا بندہ۔ کوئی محمد کا پرستندہ کوئی مدینہ کا دیندار۔ کوئی سرور کا سروریہ۔ کوئی شیخ سدو کا صدقہ خوار اور متوال بن گیا۔ کوئی خاک کربلا پر قربان ہے کوئی نجف کی تلاش میں سرگردان ہے کوئی خدا کو لاجواب کر رہا ہے۔ کوئی علی کو خدا مانکر اس کے نام پر مر رہا ہے۔ کوئی سورج کو خدا جانتا ہے اور کوئی رعد کو۔

اب ہر ایک منصف مزاج بعد ملاحظہ تمام حالات کے حق وباطل میں تمیز کر سکتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور کس قدر اندھیر ہو رہا ہے۔ کیا کہیں معقولات کی تعلیم کا نشان بھی موجود ہے؟ خلاف اس کے کہ قرآن ایک خدا کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یا کفر وبت پرستی کو اکھیڑتا ہے۔ بالعکس اس کے دقایق معرفت وحقایق وحدت کو بتلانے میں قاصر رہا۔ بالعوض محبت وتوحید کے اس میں طرح طرح کی شرک وخونخواری موجود ہے۔ ان کروڑہا محمدیوں کو خونخوار کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کو مکان پرست کس نے بنایا؟ قرآن نے کبھی بیت المقدس اور کبھی کعبہ کی طرف کس نے بھٹکایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کے ہاتھوں سے لہو کا دریا کس نے بہایا؟ قرآن نے۔ علی کو خدائی کی گدی پر کس نے بٹھایا۔ قرآن نے خدا کو مکار وٹھٹھہ باز وگمراہ کرنے والا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آدم کو فرشتوں کا خدا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آگ کے آگے ہوسے کو کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ شیطان کو بت پرستی نہ کرنے سے لعنتی کس نے ٹھہرایا؟ قرآن نے۔ سورج کو خدا سے بڑا یا خدا کس نے سمجھایا؟ قرآن نے عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ۔ اپنے کھیت میں جس راستہ سے تمہاری

---

* فٹ نوٹ۔ دیکھو روضۃ الاحباب مقصد اول باب دوم اور تاریخ ابو الفدا عربی

** فٹ نوٹ۔ دیکھو مدارج النبوۃ صفحہ ۳۴۵ رکن چہارم۔ عمر فاروق بعد وفات محمد خطبہ خواند من کان یعبد محمداً قد مات ومن یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنی جو محمد کو پوجتے ہیں انہیں معلوم ہو کہ محمد مر گیا اور جو خدا کو پوجتے ہیں وہ جانیں کہ خدا زندہ ہے

* نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ سورۃ بقر۔ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ اپنے کھیت میں جہاں سے مرضی ہو تمہاری تفسیر حسینی والاصاف تشریح کرتا ہے کہ انی شئتم یعنے خواہ بطریق دبر خواہ بطریق قبل عورت سے صحبت کرو۔ علامہ سیوطی امام فخر الدین رازی وغیرہ کا علانیہ دعا کہ بحالت حیض عورت سے اغلام روا ہے کتاب لینا میں امام مالک کی سند سے یہ فعل جائز ہے۔ اور مشہور سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے مصنف عجائب محمدی صاف کہتا ہے کہ طریقہ شیعہ اثنا عشریہ میں ... مسئلہ جائز ...

مرضی ہو کس لئے ارشاد فرمایا ہے؟ قرآن نے عورتوں کو حیوان مطلق سے کم قدر کس نے کیا ہے؟ وہاں سے۔ خدا کو غافل کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ پیر پرستی و ماہ یک بینی سب کے وجود کی مشرک کس نے بنایا؟ قرآن نے۔

تناسخ کا قرآن سے ثبوت

براہین احمدیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱

قولہ جو آریہ ہیں وہ خدا کو خالق نہیں سمجھتے۔ اور اپنے روحوں کا اس کو رب قرار نہیں دیتے۔

اقول - جھوٹ ہے ہو تمام آریہ ایشور کو سب سنسار کا خالق جانتے ہیں اور اپنی روحوں کا رب بھی مانتے ہیں بلکہ تمام جہان کی روحوں کا رب وہی ہے اس کے سوا ہمارا سوامی اور معبود کوئی نہیں ہے خدا سے ڈرو اور جھوٹ بکنے سے پرہیز کرو۔

قولہ - اور جو آن میں رب پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالےٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔

اقول - اگر تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدا سمجھتے ہیں۔ تو آپکی جانب سے اعتراض ہے وہ کسی بت پرست کا درجہ حاجی وغیرہ مومنوں سے کم نہیں ہے۔ وہ جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ فرشتوں کو ربوبیت کے کاروبار میں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور ان کا نام رب النوع[^1] بتلاتے ہیں یعنی ایک ایک قسم کا رب اور اسی طرح کروڑ ہا مسلمان پیر پرستی۔ غوث الاعظم پرستی سخی سرور پرستی۔ مدینہ پرستی۔ خاک نجف پرستی۔ علی پرستی۔ شمس پرستی۔ تبوتر پرستی۔ کعبہ پرستی۔ تابوت سکینہ پرستی[^2] سر گردان اور غلامان کے متوالے ہو رہے ہیں اور یا محمد یا علی یا غوث الاعظم یا جبرئیل کا وظیفہ کرتے ہیں پس ان سے وہ بت پرست کسی طرح برے نہیں ہیں۔

قولہ - اور یہ دو فریق خدا تعالےٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی +

اقول - جھوٹ بکتے ہو خدا تمہیں ان کاذبانہ حملوں کا عوض دیوے اور اس برے اعتقاد سے بچا کر سچائی کی طرف رجوع کرے۔ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔ بہ ماننا دماغ دیا تو کر پا ندہان ہے اور ضرور ہے ہاں اگر رحمانیت سے مراد

---

[^1]: رب مالک۔ تسند مدبر خداوند سوامی) پروردگار پالنے والا اصلاح کرندہ کسی کی طرف ہدایت کرنیوالا رواج کے غیاث اللغات صفحہ ۱۲۱۔ رب النوع فرشتہ کو حق تعالیٰ سپرد کردہ است حفاظت ہر یک نوع از انواع حیوانات و جمادات مقرر فرمودہ چنانکہ برائے ہر نوع فرشتہ علیحدہ است (غیاث اللغات ردیف را)

[^2]: ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم (سورۃ بقرہ) بیشک تم سے تمہارے پاس تابوت آئیگا جس میں تسکین ہے پروردگار تمہارے سے۔ تفسیر حسینی والا کہتا ہے۔ آمدن صندوق بود و صورت ہمہ انبیاء دراں منقوش بود ۔ از نزد پروردگار شما یعنی چیزے کہ تسکین خاطر شما بداں باشد

طرفداری و ظلم اور انصاف کا خون کرتا ہے تو آپ کا اختیار ہے ہمارا کیا بلکہ سب سب عقلمندوں کا ... تذکرہ ہے۔

قولہ جو کچھ دنیا کے لئے ... لیے بنا ہے ... خود ... کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا ... اور نہ پرمیشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کرسکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح ... رحمانیت کامل رحیم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسے ہی ... توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ جبتک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پاوے +

اقول - افسوس ہم مرزا کی غلطیوں کو کہاں تک تحریر کریں۔ دھوکہ دینا اس کا روحانی مشن ہے۔ اور گمراہ کرنا اس کا اعلےٰ فن۔ رزاقی کو ... جادو والی دنیا ظلم کی نشانی ہے اور نیکوکار کے حق میں قربانی نہ کہ انصاف پس بدکار کو سزا دینا اور نیکوکار کو جزا دینا عین انصاف و عدل ہے اس سے منہ موڑنا خدا کی نسبت الزام جوڑنا ہے۔ اس واسطے جو جیسے اعمال کمانا ویسے ہی سزا جزا پاتا ہے مالک و حاکم خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں۔ سزا و جزا ہے۔ ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو مجرم ہو اسے خواہ مخواہ رستگاری ہے اور یہی عدالت ابدی کا انصاف ماری ہے ظالم و زانی کو بموجب قانون خداوندی کے نرک دوزخ میں جانا پڑے اور عابد یا پاپی کو سورگ (سکھ) میں آنند بانا پرمیشور کا خاص ارادہ سے کسی سے نیکی کرنا محال بلکہ مہمل بات ہے۔ اگر کوئی سبب نہیں تو سراپا تعصب و طرفداری ہے جو ذات باری کے حق میں الزام لگاری ہے۔ کسی خاص سبب سے ہمیں بھی انکار نہیں بشرطیکہ عدالت پر نقصان عاید نہ ہو۔ ہم رحیم تو مانتے ہیں مگر وہ رحم جو انصاف کی تردید و ترمیم کرے ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں اور نہ معقول طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ پس ہر آیا بلا ملاق اور بیہودہ ہوس لگانی ہے جس کا نتیجہ دین و دنیا میں سوائے پشیمانی اٹھانے کے اور کچھ نہیں۔ توبہ کا قبول ہونا بالکل فضول اور نامعقول امر ہے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

توبہ جا صلے دار خاک بر سر طاعت + ایں نماز و ایں روزہ ... تحفہ ... است

جناب اس توبہ کے مسئلہ نے دنیا میں گناہ پھیلایا۔ شاید اتنا کسی اور مسئلہ سے ظہور میں نہ آیا۔ جسطرح مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا مگر کھانے سے۔ اور پانی پانی کہنے سے جسم کی صفائی نہیں ہوتی مگر نہانے سے۔ اسی طرح ؎

توبہ توبہ گر بگوئی صد سال + از گفتن توبہ نشوی فارغ بال

سالہا سال کی تضرع و زاری اور اعمال حسنہ میں مشغول رہنا ضرور باعث نجات ہے مگر گناہوں کے دور ہو جانے سے۔ ورنہ جبتک آلائش گناہ ساتھ ہے جبتک نجات ایک موہومی بات ہے۔ ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

از مکافات عمل غافل مشو + گندم از گندم بروید جو ز جو

باقی رہا کئی لاکھ جونوں کا بھگتنا سو ہر ایک کے واسطے ضروری نہیں بلکہ ہر ایک اپنے گناہوں کے موافق سزا پائیگا۔ اور جو بد بخت کہ کردار کے ... دلیل انسانی میں آئیگا اور عمل کمائیگا یہی قاعدہ اگر غور کرو تو مطابق انصاف ہے اور ذرا بھی تعلق ظلم یا عقل کے خلاف نہیں۔ الا یہی الزام آپ کے قرآن پر عاید حال

کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا۔ ترجمہ یعنی جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے انکو ہم آگ میں ڈال دینگے۔ وہاں پر جس وقت کھل جاوینگے بدن انکے ہم انکے بدلے میں دوسرے بدن ان کو دیتے ہیں۔

مصنف ان لوگوں کو ڈراتا ہے کہ جنہوں نے ہماری آیتیں نہیں مانی وہ دوزخ کی آگ میں ڈالے جاوینگے اور جلانے والے دکھ میں مبتلا ہونگے اور وہاں پر دکھ بھوگ بھوگ کر ایک قالب کو چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب پانے رہینگے۔ اور بار بار مختلف قالبوں میں سزا یاب ہونگے۔ تاکہ چکھیں رہیں عذاب۔

(۷) تورات پیدائش۔ ۱۹ باب ۲۶ آیت "پر اسکی جورو نے اسکے پیچھے پھر کر دیکھا اور وہ نمک کا کھمبا بن گئی"۔ یہ لوط پیغمبر کی جورو کی بابت ہے جو بنا تحریف کے سبب پتھر کی جون میں مناسخ کی گئی تھی۔ اس سے قطع النظر اور جونوں کے پتھر وغیرہ تک تمسل الغالب ہونا بھی صحیح اور ہر ایک مسلمان کو قبول کرنے کے لائق ہے۔ اور کلام الٰہی سے منکر ہونا کسی طرح واجب نہیں۔

(۸) تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قوم شہدائے فی سبیل اللہ یعنی شہادت لوگوں کی روحیں بہشتی جانوروں کے قالب میں۔ چنانچہ محمد صاحب نے بحالت معراج انکا جسم جانوروں کے مرغزار میں دیکھا۔

(۹) حدیث مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا باپ آزر اور بارہ روز حراً ایکے بن جاوے گے قالب دوزخ بجوں میں ڈالے جائیں گے۔

(۱۰) حدیث میں لکھا ہے نقلت من اصلاب طیبہ الی ارحام طاہرہ۔

(یہ حدیث روضۃ الاحباب کے مقصد اول میں مذکور ہے) محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں (شکموں) میں پیدا ہوتا چلا آیا ہوں اور قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں ہے کہ روح پر فتوح حضرت محمد صلعم کا بصورت طاؤس کے ہزار برس جنت کے درخت ابن عزلت پر عبادت کرتا رہا۔

(۱۱) اور تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبدالعزیز صاحب کہتے ہیں کہ "اکثر فرقہ اہل تشیع از امامیہ کاتبیہ و منصوریہ و ہمیریہ و باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن کا معاد نیست و روح را غیر ازیں عالم مقر نیست بلکہ در ہمیں عالم متناسخ مستود و انتقال مے کند از بدنے بہ بدنے دیگر" یعنی اکثر فرقہ شیعوں کے امامیہ اور کاتبیہ اور منصوریہ اور ہمیریہ اور باطنیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جسم کو عالم آخرت میں جانا نہیں ہے اور نہ روح کیلئے بغیر اس عالم کے کوئی ٹھہرنے کی جگہ ہے بلکہ اسی جہان میں بذریعہ جسم آواگون میں آتا ہے اور ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتا ہے۔

ان مندرجہ بالا آیات قرآنی و احادیث محمدی و تفاسیر وغیرہ کی شہادتوں سے ہر ایک جان سکتا ہے کہ قرآن کے رو سے تناسخ ہر طرح قابل تسلیم ہے اور محمدیوں کو اسکا ماننا مدایت اہل المسلمین و ایمان دین ہے اور انکار کرنا موجب کفر و باعث بیزار الٰہی ہے۔

قولہ جب کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ وہاں تو کام آتی ہے اور نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق الٰہی اور نہ کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مر گیا اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے بکلی ناامید ہو گیا۔

اقول جھوٹھ بکتے ہو مرزا صاحب میں جلوگے البتہ باستثنائے اور پاپوں کے آپکی تو جھوٹھ کی ہی ہے جس کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور گناہ سے نہیں ڈرتے خدا کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں مگر فریب اور چاپلوسی نہیں اور نہ رحمت ہے بندگی خوف الٰہی اور عمل صالح کا پھل نجات ہے مگر گناہ کا پھل دکھ پیں دکھ کے بھگتنے کے بعد مکتی کی باری ہے اور یہی عدالت الٰہی کا فرمان جاری مرزا صاحب رشوت و سفارش و شفاعت کی وہاں گنجائش نہیں اور نہ تو یہ خالی ہی

کی پوجا ہے جہاں آواگون نو ہمارے بے معنے ہے۔

قولہ علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ یوم جزا پر جس کے رو سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں مذکورہ بالا سے انسان اپنی سعادت عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوت عظمیٰ میں پڑتا ہے اس کامل سعادت یا شقاوت کے ظہورات الکبریٰ یا دوسرا آخری کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں۔

اقول یوم جزا بالکل ایک بناوٹی اقرار ہے خدا ہر وقت منصف، عادل، رحیم ہے اور ہمیشہ مالک و رازق رحیم ہم تمہاری طرح اس وقت اس کو عادل ظالم کا قائل جاہل نہیں مانتے اور نہ اس وقت کسی اور کو عادل و منصف رحیم و کریم جانتے ہیں۔ کیا اس غلط خیال سے باز آئیے اور خدا کو ہمیشہ موصوف بصفات کاملہ مان کے مریدان لئے حور و غلمان کے۔ موہوم گمان سے بچکر راستی و صداقت کے سر کی طرف وجہ فرمائیے۔ تاکہ نجات حاصل ہو۔ ورنہ حوروں کی تمنا پر ہمہ تن مشغول رہنا کا شرمناک ہے جو سزا پا ہیں وہم و گمان اور خیال و محال ہے۔ مولانا غالب مرحوم فرماتے ہیں

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ بلکہ وہ نجات ابدی کے قائل ہی نہیں اور انکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے نہ اس جگہ آرام ہے اور اس جگہ۔ اور نیز انکے زعم باطل میں یہ بات بھی ہے کہ آخرت کی طرح ایک کامل دارالجزا ہے جس کو دنیا میں بہت سی دولت دی گئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں جو کسی جنم میں اسنے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں یہی نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اس جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دینا کہ وہ اس دولت کو اپنی تحقیق اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھاتے پیتے اور ہر طرح کی عیاشی کیلئے اک عیاشی ایک ایسا جابر فعل ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ کی نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے کہ گویا ہندوؤں کا پرمیشور آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو اسکا نفس پاک ہو اور بقاء الذات کے وسیع دروازے ان پر کھولتا ہے اور پہلے جو کچھ نیک عملوں کا اجر انکو یہ دیتا ہے کہ پھر اگلی جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پاکر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ میں جا پڑیں۔

اقول مرزا صاحب آپ دھوکہ میں پھنسکر اوروں کو گمراہ نہ کیجئے کوئی آریہ وغیرہ آپکے دام تزویر میں نہ پھنسے گا۔ محدود اعمالوں اور محدود نیکیوں کے عوض میں غیر محدود نجات اور بے عدد سکھ کا غیر منتہی زمانہ تک بھوگنا ایک بیہودہ اور غیر ممکن امر ہے جیسے محدود خوراک کھانے سے محدود زمانہ تک بھوک بند ہوتی ہے نہ کہ غیر محدود زمانہ تک محدود کاموں کا پھل غیر محدود ملنا کوئی سلیم العقل تسلیم نہ کریگا جیسے محدود جسم کی کشش محدود ہوتی ہے ویسے ہی محدود روح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود اعمالوں کا نتیجہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ سو واسطے نجات ابدی روح حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ابدی دکھ بھوگ سکتا ہے۔ بموجب اعمالوں کے عدالت خداوندی سے سکھ دکھ کی سزا و جزا پاتا رہتا ہے اور نیک و بدکرم کرنے میں فعل مختار ہے۔ اور قرآن بھی اسی مدرک اصول کی تائید کرتا ہے مگر خدا جانے کہ صاف کہنے سے کیوں ڈرتا ہے۔

سورۃ ھود۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خلدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربک عطاءً غیر مجذوذ۔ ترجمہ اور جو لوگ کہ نیک بخت کئے گئے سو بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے جبتک کہ رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش ہے نہایت والا ہے۔

اور اسی سورۃ میں ہے فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق خالدین فیھا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔

ترجمہ - پس جو لوگ کہ بدبخت ہوتے - پس بیچ آگ کے ہیں - واسطے ان کے بیچ ان کے چلانا ہے - آواز باریک اور موٹی سے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار - تیرا تحقیق پروردگار تیرا کرنے والا ہے جو ارادہ کرتا ہے"

ان مندرجہ بالا آیتوں سے اگر کوئی ذرا بھی غور سے دیکھے اور بچارے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ لوگ بہشت اور دوزخ میں اتنا عرصہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں اور اس سے کوئی مسلمان انکاری نہیں کہ آسمان اور زمین ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ پس ضرور بہشت و دوزخ اور حور و غلمان فانی ہیں۔ ان فانی مکانوں میں جاودانی نجات والے کسی طرح نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ضرور واپس آنا ہوگا۔ ہاں ہم آسمان اور زمین کی میعاد سے کئی ہزار گنا زیادہ عرصہ نجات کیواسطے۔ تسلیم مانتے ہیں جس کو مہا کلپ پکارتے ہیں۔ آپ نے بالکل جھوٹ بولا اور خواہ مخواہ نامۂ اعمال سیاہ کیا۔ ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے اور نہ دنیا کو کامل دار الجزا جانتے ہیں۔ البتہ نجات کے سوائے باقی تمام سزاؤں اور جزاؤں کیواسطے دار الجزا مانتے ہیں جو ہر طرح مسلم عقلا ہے اور اعتراضات سے مبرا و منزا ہے۔ حق حقدار کو دینا کسی طرح ناواجب و نا سزا نہیں۔ ہاں خدا کسی سے برے کام نہیں کراتا۔ اور نہ شیطان کو کسی کے گمراہ کرنے کیواسطے مقرر فرماتا ہے۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔

سورۃ اعراف - من یھد اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخاسرون

ترجمہ - جسکو راہ دکھاوے اللہ پس وہ راہ پانیوالا ہے اور جس کو گمراہ کرے - پس وہ لوگ ٹوٹا پانے والے ہیں۔

سورۃ مریم - الم تر انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزھم ازا　　ترجمہ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطان کو بیچ اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں ان کو بہکانے کر۔

جو جیو جسکی ہے وہ اس کے خرچ کرنے میں فعل مختار ہے۔ مجبور و گرفتار نہیں۔ ہاں ہر ایک انسان کو ضروری ہے کہ بدیوں سے اجتناب کرے اور ثابت قدمی راہ صواب اختیار کرے انسان اپنی عمل میں آزاد کرے ۔ تو سزا و جزا کا حقدار ہے اور اس کے بعد گنے میں مجبور و لاچار۔ وہ قرآن کی صفت و دل پر رحم کے مقولہ پر (بقول آپکے) ظلم کے مقصد ہوئے تو موجودہ دولت وغیرہ کو برباد کرے اور ابدی محروم اور آئندہ بارے دیتو۔ ہندوؤں کا پرمیشور عادل و منصف حقدار کو حق دینے والا ہے آپکے حضرات اللہ کی طرح ظالم و جابر و غافل و خودغرض نہیں ہے جو خواہ مخواہ لوگوں کو بدعملی اور بدیوں کا رستہ اور معاذ اللہ بدچلنی اور فعل شنیعہ کا حد ہے۔ اور یہ باتیں کبھی حق پرست کیطرف سے خدا کے حق میں ہر طرح بری اور نا سزا ہیں اور کسی طرح واجب اور روا نہیں۔

قولہ - اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ جما ہوا ہے کہ جب ہاتھ میں جس قدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہیں یہ سب ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے۔ وہ اپنی خواہش نفس امارہ کی پیروی نہ کریگا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے بلکہ دار ابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے۔ وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اس میں تصرف کرتا ہوں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ بجیبہ ہی مطلب اور میرا حق ہے تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں دیکھتا کہ اپنا مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ عنایت درجہ کا شکر بھی کرتا۔ کیونکہ وہی شخص دلی حلاوت اور محبت سے شکر کر سکتا ہے جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا۔ اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے۔ غرض آریہ لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے۔ نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے (صفحہ ۹۲ و ۹۳ مع حاشیہ نمبر ۱)۔

اقول - کسی شخص کا نفس امارہ کی پیروی کرنا خود اس کا مجرم ہونا ہے - نہ کہ کسی اور کا سینکی

کا پھل سکھ ضرور ہونا چاہئے۔ مگر جو بدی کی جاوے - اس کا پھل دکھ کے سوائے اور کیا ہے۔ آزمائش جاہل اور نادان کرتے ہیں۔ نہ کہ عالم الغیب پرمیشور۔ دنیا کا صرف دار الابتلا ہونا کوئی بے وقوف سے بیوقوف بھی تسلیم نہ کریگا۔ ورنہ گناہوں کے بدلے دکھ اور نیکیوں کے بدلے سکھ اس جگہ نہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ نہ تو میرا حق ہے۔ اور نہ کوئی سبب خاص بلکہ اتفاقاً غلطی سے میرے قبضہ میں دیا گیا ہے خواہ میں ہزار نیکیاں کروں یا ہزار بدیاں۔ جو کچھ ہونا ہے وہی ہوگا۔ میں مجبور محض ہوں ۔

رور تو جام سے گذرتی ہے　＋　سب دل آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے　＋　اب تو آرام سے گذرتی ہے

خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا۔ پس اعمال نیک محض و بال ہیں۔ بقول سعدی ستمیدم کہ در روز امید و بیم ＋ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم"۔ ”عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست“ ایسا شخص ضرور نیکی سے پرہیز کریگا۔ اور گناہ و ضلالت کی غار عمیق میں مدہوش ہو رہیگا۔ لیکن برخلاف اس کے جو یہ جانے گا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے میرے ہی اعمال کا بدلہ ہے۔ جو قانون عدالت خداوندی سے دیا ہے۔ اگر میں اس سے زیادہ نیکی کرونگا۔ تو زیادہ پھل پاؤنگا۔ اور اگر گمراہی و بدکاری کیطرف رجوع ہونگا۔ تو اس کا معاوضہ نہ بھرونگا۔ ایسا شخص ضرور نیکی کریگا اور بدیوں سے مجتنب ہوگا۔ یہی باعث ہے کہ اہل ہنود یعنی آریہ صاحبان نیکی۔ رحم۔ محبت میں لاثانی ہیں۔ اور حقانیت و صداقت کے بارہ میں اس کے آپ مسلمان صاحبان ”نعمت اجل امتنت“ مان کر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور نہ خدا کا خوف رکھتے ہیں نہ ڈرتے۔ افغانستان کے مسلمان (جو نماز روزہ و دیگر احکام اسلامی سے بہ نسبت ہندوستانی لوگوں کے ہزار درجہ آگاہ ہیں) ان کا ارشاد ہے اور پختہ اعتقاد۔ کہ موزی کو اولاد و خانو بہ لیۓ کر دو۔ یعنی نماز و روزہ ۔ اور نہ سر مارو تو نہ اس کا گھر لٹا ہے"۔ اس کے علاوہ آپ کے مفتی دین سید المرسلین محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بھارتی کو ان کے والد بزرگوار نے جبکہ وہ شہنشاہ ہندوستان تھے اپنے ہندوستانی ملکوں میں بیٹھے - یہ شعر لکھے تھے ۔

آفرین باد ہندوان آپ ＋ مردہ را میدہند آبے آب
او دلیپر تو عجب مسلمانی ＋ زندہ بانمر آب تسانی

پس ثابت ہوا کہ آریہ سماج ہر طرح پرماتما کو کامل الصفات و قادر مطلق وغیرہ صفات مانتے ہیں مگر مسلمان لوگ خصوصاً مرزا صاحب کے نزدیک خدا تعالیٰ رب العالمین ہے اور نہ عادل اور انصاف کنندہ ہے۔ ابدی اور نہ ازلی نہ اس کی رحمت عام ہے اور نہ رحمانیت۔ نہ وہ سب کا رزاق ہے۔ اور نہ مالک - بلکہ معاذ اللہ وہ گمراہ کرنیوالا۔ بہکانے والا شیطان کا بھیجنے والا۔ ظلم پر کاربند نہایت بے گناہ کو بڑا بنا دینیوالا۔ بے رحم اور بدمعاشوں کا مددگار ہے۔ اور برخلاف قادر ہونے کے عاجز اور برخلاف عالم الغیب ہونے کے ناواقف اور آزمانیوالا ہے۔ حالانکہ آزمائش امر مجہول کا معلوم کرنا ہے جو انسان یعنی نادان کا کام ہے نہ کہ خدائے ہمہ دان کا۔ آپ لوگوں کے اعتقاد سے معاذ اللہ ظاہر ہے کہ خدائے منعم اور عادل کو لعنت و راحت وغیرہ بلا نتیجہ اعمال کے دینے والا ہے پس ہمارے نزدیک انسان کے مزد کی بھی اسی بنا پر مندرجہ ذیل اعتراض شدید وارد ہوتے ہیں -

(۱) جب خدا نے اپنے دریائے بخشش کو جاری کیا - تو ایک جماعت کثیر اس سے لاتعداد یعنی خدا محروم کیوں رکھا جس سے اس کی رحمت عامہ رہی اور صفت انصاف بھی معطل ہو گئی

(۲) تھوڑے آدمیوں کو دنیا اور کثیر التعداد کو نہ دینا علاوہ لعنت کے ظلم و غداری کے لوگوں کو گناہ کرنے پر لیتا ہے وہ ضرور مجبور ہو جاتا ہے کہ گناہ کریں کہ تنگ آ جائے بقول سعدی۔ خداوند ی کہ بے جنگ بمانند

باگرسنگی قوت پرہیز نماند ✦ افلاس عناں از کفِ تقویٰ بستاند

اور محمد صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی مفلسی دونو جہان کی روسیاہی ہے اور اس کا ثبوت آجکل بھی عیاں ہے کہ جماعت بیکاران و نادار لٹیروں نے مالداروں پر لوٹ مچائی۔ اور مکہ کے بدو ہمیشہ حاجیوں کو لوٹتے رہے ہیں اور داناؤں کا اتفاق ہے کہ از دست تہی چہ مروت آید و معدہ خالی چہ قوت واز پائے ستہ چہ سرور و دست گرسنہ چہ خیر۔ پس اس ناپاک اعتقاد کے رو سے ان تمام فتنوں کا بانی مبانی خدا ٹھہرتا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا یعنی اے پرمیشور ایسے برے خیالوں اور باتوں اور وہموں سے ہم کو پناہ دے۔

سنسکرت کی فضیلت

براہین احمدیہ از صفحہ ۳۴۷ تا ۳۸۱ جلد چہارم

قولہ۔ بعض نادان آریہ ایک سنسکرت کو پرمیشور کی بولی ٹھہرا کر دوسری تمام بولیاں جو صدہا عجائب و غرائب صنع باری سے بھری ہوئی ہیں۔ انسان کا ایجاد قرار دیتے ہیں۔

اقول۔ اول سب سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ پیدائش انسانی آریہ ورت میں ہوئی اور اسی جگہ سے تمام دنیا پر پھیلی ہے **تفسیر حسینی** (جو قرآن حاشیہ پر دہلی میں ماہ ذیقعد سنہ ۱۲۹۳ء میں طبع ہوئی ہے) کے صفحہ ۱۸۸ پر سورۃ اعراف کے روز میثاق کے وعدہ کی بابت لکھا ہے۔ "در لباب آوردہ کہ اخذ میثاق در دہنا بود و آں زمینیست در ولایت ہند و لیکدار خروج آدم بودہ از بہشت" اور تفسیر قادری میں صفحہ ۳۲۶ بھی مذکور ہے۔

در **معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ** رکن اول صفحہ ۴۴ باب ۲ مذکور است

آدم بزمین ہند در کوہ سراندیب فرود آمد و آں کوہ بیست کہ فرود وے بر آسمان ازہمہ کوہہا نزدیکتر است۔ الحدیث فی الرائس عن حذیفۃ الیمانی از حضرت رسالت روایت میکنند کہ فرمود چوں آدم بزمین فرود آمد بروے اوراق جنت بود کہ ستر عورت مے نمود۔ بواسطہ تغیر ہوائے دنیا آں ورقہا خشک شدہ بصرف باد در اقطار زمین متفرق شد نفحات اشجار عود و رائحہ اثمار جنت در آں مملکت منتشر گشت و اثر آں بماند تا قیامت بوئے عود و صندل و مشک و عنبر از آں نفحات اوراق جنت است آدم با حوا دراں زمین بفراغ بال بمیامن الطاف خدائے ذوالجلال بعد از محنت مفارقت راحت مواصلت بہرہ مند گشتہ عمر باقی بفراغت و رفاہیت گذرانیدند و در قبول کلام الٰہی و اطاعت فرمان بادشاہی جل ذکرہ اہتمام تمام بجا مے آوردند و بغیر اولاد ایشاں در تمام روئے زمین ولایتے نبود۔ اور البدایۃ روضۃ الاحباب وغیرہ میں بھی ذکر ہے کہ آدم ہندوستان میں رہا تھا۔

پیدائش توریت باب ۱۱ آئیت ۱ و ۲۔ اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی۔ اور جب وے پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انہوں نے سنعار کے ملک میں ایک میدان پایا۔ اور وہاں بسنے لگے" کوئی آدمی کسی مذہب کا پیرو اس بات سے باوجود اس قدر شہادتوں کے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ سرشٹی کی ابتدا آریہ ورت میں ہوئی آخر جسکو وہ آدم ملتے ہیں وہ بھی یہاں ہی ہوا۔ دو لفظوں آدم کی وجہ تسمیہ بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔ **غیاث اللغات** ردیف الف میں یہ عبارت درج ہے آدم وجہ تسمیہ آنکہ از ادیم الارض

یعنی از روئے زمین است از خاک روئے زمین مخلوق شدہ بود و بعضے گویند کہ او گندم گون بود و دریں صورت از ادمت ماخوذ است و ادمت بالضم بمعنے گندم است۔ وجہ دل از تفسیر جلالین و بعض محققین نوشتہ اند کہ لفظ آدم را اسم ابو البشر است از ادیم یا از ادمت مشتق گفتن صحیح نباشد۔ چرا کہ آدم لفظ عجمی است و ادیم و ادمت عربی است۔ پس اشتقاق لفظ عجمی از عربی متصور نشود۔ یعنے آدم کا نام لفظ ادیم سے بنا ہے کیونکہ وہ زمین کی خاک سے مخلوق ہوا تھا۔ پھر کہتا ہے کہ نہیں کہ وہ گندم رنگ تھا اور ادمت گندم کو کہتے ہیں پس لفظ ادمت سے بنا ہے مگر پھر خود ہی ان کی تردید کرتا ہے کہ یہ دونوں لفظ ادیم اور ادمت عربی کے ہیں اور آدم عربی کا لفظ نہیں بلکہ زبان عجم کا ہے پس یہ اشتقاق اور یہ معنی اور یہ وجہ التسمیہ درست نہیں ہے۔ اب ہمیں تلاش کرنا چاہئے کہ آدم کے معنی کیا ہیں چونکہ مذکورہ شہادتوں سے بحوالہ تفسیر و حدیث و تواریخ کے ثابت کیا گیا ہے کہ آدم ہندوستان (آریہ ورت) میں ہوا پس آریوں کی منزہ و مصفا و مقدس زبان میں جسے سنسکرت کہتے ہیں اس نام کے معنے ہوتے یعنی جو آدمیں پیدا ہووے۔ اس کو آدم کہتے ہیں آد۔ آغاز کو کہتے ہیں جس کو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے اور یہ نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے اور ہر طرح ٹھیک و قابل یقین ہے جب آدم کا نام بھی سنسکرت کا ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور ام السنہ ہے۔ پس یہی ایک شستہ و کامل زبان بذریعہ الہام وید کے پرکاش ہوئی۔ اب اگر ناداں کہے ہو تو توریت والے کو کہو کہ جو کہتا ہے کہ اسوقت تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی یا حدیث والے کو کہو۔ پس ثابت ہوا کہ بقول عیسائیوں و محمدیوں کے بھی ابتداء میں صرف ایک ہی بولی و لگتی کہ آدم سے لے کر نوح کی اولاد اور بابل کے برج بننے تک جسوقت کہ آدم اور نوح مر بھی چکے تھے یعنی دنیا کی پیدائش سے تیئیس سو سے ۲۲۴۴ سال پہلے تک آدم اور اس کی اولاد اور نوح وغیرہ تمام سنسکرت بولتے تھے اور دوسری کسی بولی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ تو اے ناظرین اس سے منکر ہونا صداقت پر ایمان اور بروز گار سے بے ایمان ہونا ہے جو سخت نادانی اور کور باطنی کی نشانی ہے۔ ہر ایک دانا کو اس بات پر یقین ہے کہ خدا ہر صفات ہماری سے برتر ہے پس جس زبان میں اس کا الہام ہو۔ وہ زبان بھی نہایت کامل اور آراستہ و پیراستہ اور مہمل بالفاظ سے معرا اور محاورات علمی تلفظ میں نہایت صحت اور ایسی کامل ہو کہ کوئی فقرہ معنی سے خالی نہ ہو۔ چنانچہ مصنف "آبحیات" فرماتے ہیں۔ "آریہ نے اس جہت سے تا کہ بزرگوں کی زبان ہمیشہ خالص رہے) اس واسطے کہا کہ ہماری زبان الٰہی ہے اور الٰہی عہد سے اسی طرح چلی آتی ہے چنانچہ اس کے قواعد اور اصول باندھے اور ایسے جانچ کر باندھے کہ جس میں لفظ کا فرق نہیں آسکتا۔ اس کی پاکیزگی نے غیر لفظ کو اپنے دامن پر ناپاک دھبہ سمجھا اس سخت قانون نے بڑا فائدہ یہ دیا کہ زبان ہمیشہ اپنی اصلیت اور بزرگوں کی یادگار کا خاکہ ہمیں نمایاں کرتی رہیگی" جب مسلمان حملہ آور ہندوستان میں آئے اور زبانوں کی باہمی ملاوٹ ہونے لگی۔ اسوقت کی بابت آبحیات میں لکھا ہے کہ ادھر سنسکرت تو دیو بانی یعنے زبان آسمانی تھی۔ اس میں ملکیچھوں کو دخل کہاں۔ البتہ برج بھاشا نے اس نئے مہمان کو جگہ دی۔ پس یہ ہر طرح ثابت ہو گیا کہ اول ہی سنسکرت تھی۔ اور وہی موجب توریت کے تمام دنیا کی بولی تھی۔ جیسا کہ معنے آدم کا بھی ثبوت سنسکرت کا ہے نہ کہ کسی اور زبان کا۔ پس پرمیشور کی طرف سے یہی ایک بولی انسانوں کو آدمیں دی گئی اور وہ کل زبانوں کی ماں سنسکرت ہے۔

قولہ۔ گویا انسان کے ہاتھ میں ہی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پرمیشور نے تو صرف ایک بولی ظاہر کی۔ مگر آدمیوں نے وہ قوت دکھلائی کہ صدہا بولیاں اس سے بہتر ایجاد کیں۔

اقول۔ کفر کے کلمے کیوں استعمال کرتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ خدا نے آدمی کو

مجبور و مقید پیدا نہیں کیا بلکہ فہم بخشا اور دنیا میں سوچنے سمجھنے کیواسطے۔ ترقی کرنیکے واسطے فائدہ لینے اور حاصل کرنیکے واسطے بموجب انصاف قدیم کے پیدا کیا۔ اور ساتھ ہی ترقی کرنیکا آلہ یعنی الہام بھی دیا۔ یہ ہدایت ضروری تھی کیونکہ ان پہلے انسانوں کیلئے جن کے واسطے کوئی مدرسہ یا مکتب یا سکول نہیں تھا اور نہ کوئی استاد تھا کوئی شفیق نہ تھا جو انکو بولنا سکھلاتا اور گونگا پن سے نکالکر تہذیب و تادیب علمیت کے مرتبہ عالی تک پہنچاتا۔ پس وہ صرف پرماتما پاربرہم پرمیشور ہی تھا جس نے ان ادی گیانی اور رشدہ عرفان سے تمام جو ہیچ انسانی اور ضروریات جسمانی و روحانی کے پورا کرنیکے واسطے لاسبیل بخشا اپنا کامل اور غیر متغیر گیان عنایت فرمایا۔ پھر سلسلہ تعلیم و تدریس کا جاری ہوکر تمام عالم میں بمقدار آبادی کے ترقی پکڑتا اور رواج پاتا گیا۔ عقل بھی ترقی کرتی گئی۔ عقل والا آدمی بھی قیاس کرسکتا ہے۔ کہ حقیقتاً و واجباً ابتدا میں پرمیشور کی طرف سے الہام و ہدایت کی ضرورت تھی۔ مگر آئندہ انسان اپنی حاجتوں و ضرورتوں کو اسی الہام کے فیض و برکت سے ہمیشہ حل کرتا ہے اور تھوڑے تھوڑے تغیرات و تبدلات زمانہ ایجاد کرکے ترقیات کرتا جاتا ہے۔ مگر اس کامل گیان سے منہ موڑکر کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ جو فاضل لوگ غیر متعصب ہوکر سوچتے ہیں۔ یا جنہوں نے زبانوں کی حالتوں پر غور کی ہے۔ وہ بھی مان لیتے ہیں کہ سب زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہیں یا وہ زبان سب کا مخرج سنسکرت ہے چنانچہ ابتک بھی بہت سی زبانیں سنسکرت سے بحالت بگڑی ہوئی معلوم ہوتی ہیں کوئی زبان سنسکرت کے مساوی کامل نہیں چہ جائے کہ بڑھکر بلکہ تمام زبانیں بلاغت و وسعت میں اس سے کمتر ہیں مگر آپ جیسے نادان محض سنسکرت کی فضیلت سے محروم مطلق ہیں اور سچ بھی ہے کہ ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ✽ شیشہ گر نادان چہ داند میفروشد سنکھیا

قولہ۔ بھلا ہم آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشور کے منہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسان کی صنعت ہیں اور پرمیشور کے منہ سے دور رہی ہوئی ہیں۔ تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کونسے کمالات خاصہ ہیں جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں۔ اور دوسری زبانیں ان سے عاری ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کے کلام کو انسان کی مصنوع پر فضیلت ہونی چاہئے کیونکہ وہ اسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کاموں میں سب سے افضل و بے مثل و مانند ہے۔

اقول۔ آپ بیجا زبان درازی کو عمدہ بتلاتے اور مسلمات پر اعتراض کرتے وقت منہ بناتے ہیں مگر یہ بات شایان شان عقلمندی نہیں۔ پرماتما حلق فانی اور حنجرہ۔ ناک۔ زبان وغیرہ اعضاء جسمانی کا محتاج نہیں۔ البتہ سنسکرت کو اس نے اپنے کامل گیان سے بذریعہ الہام وید مقدس پرکاش کیا ہے۔ زبان سنسکرت کو دیگر تمام دنیا کی زبانوں پر وہ فضیلت ہے جو والدین کو فرزندوں پر۔ یا استاد کو شاگردوں پر۔ یا مرشد کو مریدوں پر۔ یا بانی کو پیروان پر۔ سنسکرت میں بہت سے کمالات خاصہ ہیں جن سے دوسری زبانیں محض عاری ہیں۔ ہم ان فضائل کو بھی محققین کی شہادتوں سے بتلاتے اور آپ کے اعتراضات کی بطالت کرتے ہیں۔

زبان سنسکرت کو ان لوگوں (آریوں) نے ایسا مانجھا ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اسکی برابری نہیں کرسکتی اور یورپ کے بڑے بڑے فاضل جنہوں نے اس کی تحصیل میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں اسکو سب زبانوں سے وسیع اور فصیح اور کامل بتاتے ہیں (قصص الہند حصہ اول سال [illegible] صفحہ [illegible])

(۲) مخزن العلوم مطبوعہ شہر بریلی جلد ہفتم کے نمبر ا میں مولوی الطاف حسین صاحب حالی ممبر دہلی سوسائٹی نے سنسکرت زبان کی نسبت فرمایا ہے سنسکرت زبان کی نسبت ایک بہت بڑے محقق کا قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے بڑھکر فصیح و بلیغ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی چاہئے ویسی ہی توجہ کی ہے۔ لکھا ہے کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے زیادہ قائم نہیں ہوسکتے۔ اگر کوئی زیادہ ثبوت چاہے تو یورپ کے محققین کی رائے ملاحظہ فرماوے۔

قولہ۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ سنسکرت پرمیشور کا کلام ہے۔ جو ہندوؤں کے باپ دادوں پر نازل ہوا اور دوسری زبانیں دوسری لوگوں کے باپ دادوں نے بوجہ اسکے کہ وہ ہندوؤں کے باپ دادوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے آپ بنالی ہیں مگر کیا ہم یہ بھی فرض کرسکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پرمیشور سے بھی کچھ بڑھکر تھے جن کی قدرت کاملہ نے عمدہ عمدہ زبانیں بناکر دکھادیں اور پرمیشور صرف ایک ہی بولی بناکر رہ گیا۔

اقول۔ آپ کو بغض باطنی سے اعتراض کرنیکی مرض ہے۔ مگر حق و صداقت سے کسی طرح کی غرض نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے تشریح کر آئے ہیں کہ سب انسانوں کے باپ دادا آریہ ہی تھے اور سب کی زبان بہت دراز عرصہ تک ایک ہی تھی یعنی وہ قدسی بچے جو ابتدائے آفرینش سے دائرہ قدرت کی گود میں تھے۔ وہ آریہ تھے اور وہ قدسی زبان جو قادر مطلق نے قدسی کارخانہ کے انتظام و اہتمام کے لئے کارکنوں کو بتلائی وہ سنسکرت تھی۔ وہ قانون جس پر عملدرآمد ہوا اور جس کے مطابق کارروائی کرنیکا ارشاد فرمایا۔ وہ وید مقدس ہیں ان (آریوں) کی دانائی اور نیکی ایک عالم میں ضرب المثل ہے ان کی وحدت و صداقت و شجاعت دنیا میں بے بدل ہے۔ جن کو آپ عمدہ بتلاتے ہیں وہ زبانیں خجالت سے سر نہیں نکال سکتی ہیں اور اپنی ثقالت و ناکاملیت کی معترف ہوکر اس مادر مہربان کی قدمبوس ہو رہی ہیں۔ چنانچہ عربی زبان کے ثقیل اور غیر موزون ہونے کی نسبت خود قرآن کی شہادت کافی ہے (سورۃ المزمل) انا سنلقی علیک قولا ثقیلا یعنی اے محمد عنقریب ہم تیرے پاس قول ثقیل نازل کریں گے چنانچہ جبین عرق آلود کے ادا کرتے وقت زبان نکالنا۔ ہے حلقی کیوقت منہ بگاڑنا اور حق کے زبان پر لانے سے گلا جلنا اور منہ بنانا خود عربوں کی شہادت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ثقیل اور غیر مانوس زبان ہے اور عزغاے شتران سے ہم الحان۔ بقول سعدی ؎

اشتر بشعر عرب در حالت ست و طرب

مرزا صاحب تعصب کا علاج ہدایت حقیقی کا محتاج ہے۔ اسی پرماتما کے کامل الہام (وید مقدس) سے دنیا میں گیان کا نور چمکا۔ اسی سچی کتاب سے تمام کتب جاری ہوئی اسی چراغ عرفان سے ظلمت کدہ روشن ہوئے۔ اسی ہادی کامل کی برکت سے سب نے راہ پائی۔ اور اسی ایک کامل زبان سے لوگوں کو بولنے کی طاقت ملی۔ اسی کی حلاوت سے معانی نے دنیا کو زبان دانی سکھلائی۔ اگر آپ سنسکرت سے ذرا بھی آگاہ ہوتے۔ تو ایسے الفاظ اور بیجا کلمات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔

قولہ۔ جن لوگوں کے رگ و پے میں شرک گھسا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے پرمیشور کو بہت سی باتوں میں ایک برابر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے۔ کیوں نہ ہو انادی جو ہوئے۔ خدا کے شریک جو ٹھہرے۔

اقول۔ یہ وہم جو آپ کا اندرونی مغز ہے۔ تا مرگ آپ کے رگ و ریشہ سے نہ نکلیگا۔ ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست ✽ نرود جز بوقت مرگ از دست

کوئی آریہ کسی بات میں الوہیت کا دعوے (معاذ اللہ) نہیں کرتا بلکہ خادمیت اور بندگیت و عبودیت کا دعوے ہم ضرور رکھتے ہیں۔ اور یہ دعوے بلکہ عرصہ داشت ہماری انادی زمانہ سے ہے۔ شرک تو آپ کرتے ہیں جو اسے انسانوں کی طرح منہ۔ آنکھ

مالک کان والا تخت پر بیٹھا ہوا۔ حاجی کی مثال روشن ساق سیمیں والا۔ رشوت لینے والا۔ سکانِ آسمانِ یار رہنے والا۔ دوست و دشمن والا۔ وکالت سفارش والا۔ آدمی کی شکل والا۔ ماں کا شلنیے پر بیٹھنے والا۔ جمعہ کے روز مسجدوں میں آنیوالا۔ یکطرف والا۔ فریب کھینے والا شیطان سے ڈرنیوالا۔ ملتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہو عبرفانی جو ہو۔ گناہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ خدا کے شاہ کار جو ہوتے۔

قولہ۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کیوں نہ کفایت کی۔ یہ وہم بھی قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبائع مختلفہ پر نظر کرے۔ تو یقین کامل اس کو معلوم ہو گا کہ ایک ہی بولی ان سب کے حال شایاں تھی (یہ مرزا صاحب نے چند سطروں کے بعد لکھا ہے) کہ کیا مناسب ہے کہ وہ جدا جدا الطبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پنجرہ قید کر دیتا۔

اقول۔ اس کے جواب میں ہم بے بنیاد استدلال کا ہم توریت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اختلاف السنہ کے مسئلہ کو ناظرین کے آگے دھرتے ہیں۔ **توریت پیدائش** باب ۱۱ آیت ۳ سے ۹ تک۔ اور آپس میں کہا۔ آؤ ہم اینٹیں بناویں اور آگ میں پکاویں سو ان کو پتھر کی جگہ اینٹ اور گچ کی جگہ گارا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں۔ اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے ... نام کریں ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند ... برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے۔ دیکھنے اترا۔ اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ... کی ایک ہی بولی ہے اب ... کرنے لگے۔ سو وے جس کا ارادہ کریں ... نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں تاکہ وے ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ اس لئے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبان میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔

اس کے برخلاف قرآن میں دیکھئے۔ وہاں لکھا ہے۔ سورۃ الروم ومن ایٰتہ خلق السمٰوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیٰت للعلمین۔ اور نشانیوں اس کی سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف بولیوں تمہاری کا۔ اور رنگوں تمہارے کا تحقیق بیچ اس کے نشانیاں ہیں واسطے لوگوں کے۔"

محمدی لوگ توریت اور قرآن دونوں کو خدا کی زبان مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان میں اسقدر اختلاف ہے۔ توریت سے ظاہر ہے کہ اس وقت لوگوں کا بڑا اتفاق تھا۔ اور نفاق سے نفرت تھی۔ اور نہایت محبت و پیار سے گذران کرتے تھے۔ خدا کو ان کی حالت پر رشک آیا اور ان کا اتفاق اس کو سمالی باپ کو شہا۔ نفاق کا نشان جاپایا۔ اور غصہ کے مارے برج کو گرا یا۔ تاکہ اتفاق نہ کرسکیں اور باہم میل ملاپ سے رک جائیں۔ اور برخلاف اس کے قرآن میں طرز ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جیسا نشان ہے ویسا ہی بولیوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ایک نشان ہے۔ مگر یہ ماننا اور اہل علم جانتا ہے کہ آسمان صرف ایک وہم و گمان ہے اور حدِ نظر کا نشان نہ کوئی سقف اور مکان ان کی سات کی تقسیم ہر ایک بدھی مان کو تسلیم ہے اور زمانہ جہالت کی تعلیم جسطرح آسمان کوئی چیز نہیں اسطرح اس کو نشان سمجھنا بھی ایک صریح بطلان ہے۔ بیشک زمین کا پیدا کرنا اسکا نشان ہے اور اس سے کوئی حق بیان بشک نہیں بولیوں کا بیشک خدا سے نشان اسکو لقب تا نفاق پیدا کرنا ہے اور آدمی کو مجبور محض جاننا اور اعتقاد ان لوگوں کا ہے جو کہ کہتے ہیں۔

ہے سو ہمیں پشد و پیام آور ... کست خود کا فرد مود انکار۔ یہ اعتقاد وحدت الوجود یوں کا ہے جو دست کو مانتے ہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد نہیں اور ہم ان کو دلائل ذیل سے رد کرتے ہیں۔

(۱) اگر سب بولیوں کا موجد خدا ہے تو سانپنیوں کی بولی جس سے وہ لوگوں کو لوٹتے اور قتل کرتے ہیں۔ ... والوں کی بولی جس سے وہ حرام جانوروں کے گلے پر چھری پھیرتے ہیں۔ زرگروں کی جس سے وہ لوگوں کے زر چراتے ہیں طوائفوں اور کنجروں کی جس سے وہ فعل بد کے واسطے داؤ پیچ کرتے ہیں بھی خدا کی طرف سے ماننی پڑینگی جس سے خدا چوروں ٹھگوں اور طوائفوں و کنجروں کا ہادی و معلم بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو بالکل نا سزا ہے۔

(۲) ہر ایک صحیح العقل و سلیم الفکر پر روشن ہے کہ پرمیشور اپنی ذات و صفات و افعال میں لاثانی (لاثانی) ہے پس جس کو دنیا و ممکنات میں سے سب زیادہ اور بے نظیر مانتے ہیں اس ایشور کے پرکاش کو بے چون وچرا جاننا ضروری ہے غور کرنیکا مقام ہے کہ گیان کی قدر و منزلت گیانی کی لیاقت و بزرگی کا شاہد ہے ناواقف اور نادان بچہ کا گیان سرگیان میں پرمیشور سے جو صداقت کا چشمہ ہے ریاضت کا منبع کسی طرح مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے گیان اور دنیا میں کامل اور علمی اور عقلی فنوں میں افضل ہے اس کے گیان کی کمالیت و معقولیت اور فضیلت بھی سب سے زیادہ ہونی چاہیئے جب یہ بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ ابتدا میں خدا پرمیشور کی طرف سے گیان کا پرکاش بذریعہ وید منقول ہوا اور جو زبان ویدوں کی وہ سنسکرت تھی پس انسان کی علمی طاقتیں خدائی علمی طاقتوں سے ہرگز برابری نہیں کرسکتی ہیں اور جو دنیا میں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ فاضل و جاہل۔ قوی اور ضعیف مرد اور عورت کا تفاوت ہوتا ہے وہی فرق سنسکرت اور غیر زبانوں اور دیگر زبانوں و ویدوں میں ظاہر ہے پس یہ غیر زبانیں اور غیر کتابیں اس کامل گیان سے جو ویدوں سے ہیں نہیں ہیں بلکہ اسی کے فیض کامل سے انہیں بھی قدرے زبان دانی اور علمیت ملی ہے اور ان کا موجد حسب ضرورت انسان ہے نہ کہ وہ سرب گیان مے سرب شکتیمان پرمیشور تھا۔

باقی رہا رنگوں کا اختلاف۔ یہ آب و ہوا و سردی و گرمی موسم و ملک کے متعلق ہے ہاں ان کا مدار انتظام قدرت پر ہے اقالیم مختلفہ کے اوضاع اور انسانوں کے متفرق طبائع مختلف ملکوں کی آب و ہوا سے بہت سے متغیر نظر آتے ہیں۔ مگر آدی سرشٹی میں ایسے نہ تھے اور نہ ان میں تعلیم تھی۔ قدرت کی طرف سے ترقی و انصرام ضروریات کے سامان دیئے گئے جس پر انسانوں نے موقعہ بموقعہ کاروائی کی۔ ایک ہی بولی ابتدا میں سب کے حسب حال تھی اور اگر رہتی تو کچھ ہرج بھی نہیں تھا۔ مگر چونکہ ہم کسی بولی کو ابھی نہیں بتلاتے لیکن اس پاک و کامل وید کی زبان کے مقابل میں قدر و منزلت کے لائق نہیں جانتے اور اس پر ہر ایک فاضل غیر متعصب خیال کرسکتا ہے۔

مرزا صاحب سنسکرت زبان ایک تنگ پنجرہ نہیں ہے بلکہ ایک وسیع بحر اعظم یا عظیم الشان اور ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں بود و باش اور شناوری کرنے سے کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہے۔ تنگ پنجرہ تو عربی زبان ہے جس کے اندر بضرب شمشیر و ظلم عاجز مرغیوں کو ذبح کے خوف سے بند کیا گیا ہے اور اب ان کی بمثلیں العادت طبیعت ثانی کی پابند ہو کر اس کو (بمثل مرزا صاحب کے) اپنی زبان یا وطن مالوفہ یا الہامی جان رہی ہیں غالب یقین ہے کہ جس دن حق و باطل کی تمیز یا صداقت کی تحقیقات عروج پر پہنچی۔ تعصب کو ناچیز جان کر بلاشت ودیا کا گرہن کریں گے۔ اور وہ اپنی آرزو گوہر مراد سے بھر لینگے۔ پرمیشور کرے کہ وہ دن جلد آوے۔

نمبر	نام سورۃ	مضمون
۔	۔	کوئی تفسیر والا اس کا جواب معقول نہیں دیتا ہے۔
۲۶	شعراء	حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر۔ اسی طرح نوح کے طوفان کا حال اور کچھ شاعروں کی بابت گفتگو اور خداتعالیٰ کا ایک پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کیواسطے سائبان بنانا۔
۲۷	نمل	حضرت موسیٰ اور سلیمان اور داؤد کے قصے اور حضرت سلیمان اور سبا کی عورت ملکہ بلقیس کا عشق آمیز فسانہ اور سلیمان کا مراسلہ نام ملکہ سبا اور مورچگان کے واقعات۔
۲۸	قصص	مجموعہ و خلاصہ قصہ جات موسیٰ و فرعون کا ہے۔
۲۹	عنکبوت	عنکبوت یعنی مکڑی کا قصہ اور کچھ نصیحت اور معجزہ سے انکار اور بہشت کا ذکر
۳۰	روم	قوم روم کے مغلوب ہونے کا قصہ۔ اور خدا کا لوگوں کے دلوں میں حق کیطرف سے پھیر دینے والی مہر لگانا اور ابراہیم کی پیروی کرنیکا حکم
۳۱	لقمان	حکیم لقمان کا قصہ اور آسمانوں کو خداتعالیٰ کا بغیر ستونوں کے کھڑا کرنا اور لقمان کا نصیحت نامہ بیان کرنا اپنے بیٹے کو۔
۳۲	سجدہ	تھوڑا سا ذکر سجدہ کا اور باقی عذاب و ثواب اور بہشت و دوزخ کے حالات۔ خدا آسمان سے اتر کر زمین پر کام کرتا ہے اور پھر چڑھ جاتا ہے اور بھول جانا خدا کا۔
۳۳	احزاب	ان عورتوں کا حال جو نفس اپنا پیغمبر کو بخشدیں اور اس کی تشریح اور کفار کے لشکر سے عہد و پیمان کا بیان اور نوح موسیٰ ابراہیم وغیرہ کے قصہ جات۔
۳۴	سبا	خدا کا پاکٹ بک میں لوگوں کا حساب لکھنا۔ اور پہاڑوں کا باتیں کرنا داؤد کے ساتھ اور گیت گانا۔
۳۵	فاطر	کچھ ہدایت ہے اور فرشتوں کے دو دو تین تین اور چار چار پروں کا بیان اور سورج اور چاند کا دن رات میں چلنے کا حال۔
۳۶	یسین	اسرافیل فرشتہ کا ذکر۔ اور اسکو کرنا (نرسنگا) پھونکنے کا حال جو ہونیوالا ہے وہ پھونکیگا اور خدا کا قرآن کی قسم کھانا اور بہشت دوزخ کا بیان
۳۷	صافات	خدا کا فرشتوں کی قسم کھانا۔ اور لوگوں کا قرآن کو کلام الٰہی نہ جاننے کا حال اور الیاس پیغمبر کا قصہ۔ اور شیطان کا لوح محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کیواسطے جانا اور خدا کا شہاب ثاقب مارنا۔
۳۸	ص	خدا کا قرآن کی قسم کھانا اور داؤد اور سلیمان کا ذکر۔ اور آدم و شیطان کی حکایت۔ اور خدا کا دونوں ہاتھوں سے آدم کا بنانا۔
۳۹	زمر	جو قرآن کو نہ مانے اور دین مانگے اس کیواسطے عذاب دوسرا کا ہے یعنے گالی گلوچ۔ اور خدا کا جسکو چاہے گمراہ کرنا۔ اور جسکو چاہے راہ دکھانا اور بہشت کی زمین کا بیان ہے
۴۰	مومن	مسلمانوں کی بابت عذاب دوزخ سے خوف۔ اور خدا کے تخت کو فرشتوں کا اٹھانا اور خدا کا جلد حساب کرنا۔
۴۱	حم السجدہ	خدا کا قرآن عربی میں ارسال کرنا واسطے ان کے جو عربی جانتے ہیں اور قوم ثمود کا ذکر اور موسیٰ اور محمد کی ہدایتیں۔ اور خدا کے نزدیک کان اور ہاتھ اور آنکھوں کا گواہی دینا۔
۴۲	شوریٰ	آسمانوں کا پھٹنا [illegible] عربی کا آنا [illegible] تاکہ [illegible]
۔	۔	اور خدا کا روح کے پیچھے باتیں کرنا۔ اور محمد صاحب کا چالیس سال تک ایمان کا نہ جاننا کہ کیا ہے۔
۴۳	زخرف	قرآن عربی میں اسواسطے ہوا کہ عربی بولی ہے وہ سمجھیں اور موسیٰ اور عیسیٰ کے وصف کا خلاصہ۔ اور خدا کا لوگوں کو [illegible] ہیں۔
۴۴	دخان	قیامت کے روز آسمان دھوآں بن جاویگا۔ اس کا ذکر اور بنی اسرائیل اور فرعون کا ذکر۔
۴۵	جاثیہ	قیامت کے روز کی کارروائی کا ذکر اور اعمال ناموں کا ملاحظہ کرانا اور بعض کا [illegible] بنی اسرائیل کا قصہ [illegible] کا ذکر۔
۴۶	احقاف	قوم عاد کا ذکر اور کچھ ماں باپ کی بابت نصیحتیں۔ عرب کے ڈاکوؤں ظالموں کیواسطے عربی قرآن کا نازل ہونا۔
۴۷	محمد	بہشت کا نقشہ اور حلیہ اور محمد صاحب کا حال اور ان کی بابت (بقول محمدیان) خداتعالیٰ کا شہادت دینا۔
۴۸	فتح	محمد صاحب کی گناہ گاری کا حال اور جنگ کی فتح اور لوٹ کے مال کی تقسیم اور عورتوں کیساتھ سختی کا بیان اور خواب کا جو خدا نے بتلائی تھی محمد کو وہ جھوٹی ہوئی۔ اور آیت اتری۔
۴۹	حجرات	محمد صاحب کی عزت کرنیکا بیان اور اسی طرح اور عزت والوں کی اور جہاد کرنیوالوں کی تعریف اور [illegible]۔
۵۰	ق	خدا قرآن کی قسم کھاتا ہے اور محمد کی پیغمبری کی قسم کھاتا ہے کہ جس نے دنیا کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور خدا نے یادداشت کیواسطے کتاب لکھی ہے۔ تاکہ بھول نہ جاوے۔
۵۱	ذاریات	خدا ہواؤں کی قسم کھاتا ہے اور رستوں والے آسمان کی قسم کھاتا ہے اور ابراہیم کے مہمانوں کی کیفیت اور فرعون اور [illegible] کی حکایت۔
۵۲	طور	خدا اس سورہ میں کوہ طور کی اور کتاب قرآن کی اور دریا کی قسم کھاتا ہے اور بہشت کا ذکر۔
۵۳	نجم	اس میں محمد صاحب کا (سواری براق) آسمانوں پر جانیکا ذکر ہے اور خدا اسپر گواہی دیتا ہے تاکہ کسی طرح لوگ یقین کریں اور شعریٰ اور ثمود اور عاد کے قصہ جات ہیں۔
۵۴	قمر	چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی [illegible] اور حضرت لوط علیہ السلام کے اہل خانہ کی حکایت۔
۵۵	رحمان	اس میں جنات کا بیان اور بہشت کی دو باغوں کی نوعیت اور یاقوت اور مرجان کی حوروں کا دلفریب اور جوش دلانے والا واقعہ۔
۵۶	واقعہ	اس میں بہشت کی نہروں و حوروں و مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اصلی قرآن کا کسی اور کتاب میں پوشیدہ ہونیکا بیان اور زمین اور پہاڑ ہلائے اور اڑائے جائیں گے۔
۵۷	حدید	نوح اور ابراہیم کے قصہ جات اور بہشت اور دوزخ میں کافروں اور مومنوں کی تقسیم درجات۔
۵۸	مجادلہ	حضرت محمد صاحب اور ایک عورت کا باہمی شکایت نامہ۔
۵۹	حشر	قیامت کو حشر ہونا اور مسلمانوں کو جنگ کیواسطے [illegible]۔
۶۰	ممتحنہ	کچھ مسلمان [illegible]

خلاصہ تعلیم قرآن

نمبر شمار	تعداد سورۃ	قسم مضمون و تقدہ جات	تعداد آیات
۱	۴۰	قصہ جات گذشتہ پیغمبروں اور بادشاہوں کی بابت	۱۰۰۰
۲	۱۶	لوٹ گھسوٹ ڈاکہ زنی جنگ و جہاد و جان کشی وغیرہ	۱۱۵۰
۳	۲۰	بد دعاؤں اور دوزخ اور قیامت کی بابت اور کعبہ پرستی وغیرہ	۲۰۶۶
۴	۱۵	بابت قسموں سوگندوں کی جو خدائے محمدیان بار بار کھاتا ہے وغیرہ۔	۴۰۰
۵	۱۴	بابت عورتوں کی اور حضرت محمد صاحب کی خانگی امور کے	۵۰۰
۶	۵	بابت بہشت اور حوروں اور غلمانوں اور نہروں اور مکانوں کے وعدے جو جنگجو اور جہادی مومنوں سے کئے گئے ہیں۔	۱۶۵۰
۷	۴	بابت دعا اور عبادت الٰہی کے۔	۱۰۰
		میزان	۶۶۶۶

اس فوٹوگراف کو جو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ میں لاوینگے کچھ شک نہیں کہ وہی اسکی اصلیت کو پاوینگے۔ اب تھوڑا سا اسکی قسموں کی بوچھاڑ کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ ان سے کس قدر معقولیت آشکارا ہو رہی ہے۔

سورۃ الفجر۔ والفجر ولیال عشر ۔ والشفع والوتر ۔ والیل اذا یسر ۔ هل فی ذالک قسم لذی حجر ۔

سورۃ البلد۔ لا اقسم بهذا البلد ۔ وانت حل بهذا البلد ۔ ووالد وما ولد ۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد ۔

سورۃ الشمس۔ والشمس وضحها ۔ والقمر اذا تلها ۔ والنهار اذا جلها ۔ والیل اذا یغشها ۔ والسماء وما بنها ۔ والارض وما طحها ۔ ونفس وما سوها ۔ فالهمها فجورها وتقوها ۔

سورۃ الیل۔ والیل اذا یغشی ۔ والنهار اذا تجلی ۔ وما خلق الذکر والانثی ۔ ان سعیکم لشتی ۔

سورۃ الضحی۔ والضحی ۔ والیل اذا سجی ۔ ما ودعک ربک وما قلی ۔ وللاخرۃ خیر لک من الاولی ۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی ۔ الم یجدک یتیما فاوی ۔ ووجدک ضالا فهدی ۔ ووجدک عائلا فاغنی ۔ فاما الیتیم فلا تقهر ۔ واما السائل فلا تنهر ۔

سورۃ التین۔ والتین والزیتون ۔ وطور سینین ۔ وهذا البلد الامین ۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ ثم رددنه اسفل سافلین ۔

سورۃ الطور۔ والطور ۔ وکتب مسطور ۔ فی رق منشور ۔ والبیت المعمور ۔ والسقف المرفوع ۔ والبحر المسجور ۔ ان عذاب ربک لواقع ۔

سورۃ العدیت۔ والعدیت ضبحا ۔ فالموریت قدحا ۔ فالمغیرت صبحا ۔ فاثرن به نقعا ۔ فوسطن به جمعا ۔ ان الانسان لربه لکنود ۔ وانه علی ذالک لشهید ۔ وانه لحب الخیر لشدید ۔ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور ۔ وحصل ما فی الصدور ۔ ان ربهم بهم یومئذ لخبیر ۔

سورۃ القریش۔ لایلف قریش ۔ ایلفهم رحلة الشتاء والصیف ۔ فلیعبدوا رب هذا البیت ۔ الذی اطعمهم من جوع ۔ وامنهم من خوف ۔

سورۃ الکوثر۔ انا اعطینک الکوثر ۔ فصل لربک وانحر ۔ ان شانئک هو الابتر ۔

سورۃ الکفرون۔ قل یا ایها الکفرون ۔ لا اعبد ما تعبدون ۔ ولا انتم عبدون ما اعبد ۔ ولا انا عابد ما عبدتم ۔ ولا انتم عبدون ما اعبد ۔ لکم دینکم ولی دین ۔

سورۃ اللهب۔ تبت یدا ابی لهب وتب ۔ ما اغنی عنه ماله وما کسب ۔ سیصلی نارا ذات لهب ۔ وامراته حمالة الحطب ۔ فی جیدها حبل من مسد ۔

سورۃ المرسلت۔ والمرسلت عرفا ۔ فالعصفت عصفا ۔ والنشرت نشرا ۔ فالفرقت فرقا ۔ فالملقیت ذکرا ۔ عذرا او نذرا ۔ انما توعدون لواقع ۔

ترجمہ بموجب ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ

سورۃ الفجر۔ قسم ہے مجھ کو صبح اور دہ گانہ راتوں کی۔ اور قسم ہے مجھ کو جفت اور طاق کی اور قسم ہے رات کی جب روانہ ہووے آیا اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے عقلمند کو۔

سورۃ البلد۔ میں قسم کھاتا ہوں شہر مکہ کی۔ اور تو حلال ہو جاویگا اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں جننے والی کی اور جو جنا ہے۔ اسکی تحقیق ہم نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے مشقت میں۔

سورۃ الشمس۔ قسم ہے آفتاب کی اور اسکی روشنی کی۔ اور قسم ہے اس چاند کی جو بعد آفتاب کے نکلتا ہے اور قسم اس دن کی ہے جب آفتاب کو ظاہر کرتا ہے اور قسم رات کی جو آفتاب کو چھپاتی ہے۔ اور قسم آسمان اور اس کے بنانیوالے کی اور قسم زمین کی اور خدا کی اس کی درستی کرنیکی۔ اور قسم آدمی کے نفس کی اور خدا کے درست کرنیکی۔ اور قسم اس کے دل میں تقویٰ اور گناہ ڈالنے کی۔

سورۃ الیل۔ قسم رات کی جو چھپاتی ہے۔ اور قسم دن کی جو ظاہر کرتا ہے۔ اور خدا جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ اس وجہ سے کہ تمہاری سعی مختلف ہے۔

سورۃ الضحی۔ قسم روشنی کے کہانیکے وقت کی اور قسم ہے رات کی جو چھپاتی ہے تجھکو نہ چھوڑا تیرے پروردگار نے اور تیری آخرت تحقیقا دنیا سے بہتر ہوگی اور البتہ نعمت دیویگا تیرا پروردگار۔ تو خوشنود ہو جاویگا۔ تجھ کو یتیم دیکھا جگہ دی اور گمراہ دیکھا رستہ دکھلایا۔ تنگدست دیکھا تونگر کیا۔ پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ۔

سورۃ التین۔ قسم ہے انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور قسم ہے سینا کے پہاڑ کی اور قسم ہے اس شہر (مکہ) امن والے کی۔ ہم نے آدمی کو پیدا کیا ہے اچھی صورت میں۔

سورۃ الطور۔ قسم ہے کوہ طور کی۔ اور قسم کتاب لکھی ہوئی کی کشادہ کاغذ میں اور قسم ہے بنی ہوئے گھر کی۔ اور قسم بلند چھت کی۔ اور قسم بھری ہوئی دریا کی تحقیقا تیرے پروردگار کا عذاب ہونیوالا ہے۔

حاشیہ ۔ غیاث اللغات ردیف ق۔ قرآن بالضم و مد بہت در اعتقاد محمدیان کلام اللہ است و آں صد و چہار دہ سورۃ و شش ہزار و شش صد و شصت و شش آیت و پانصد و چہل رکوع و منجملہ آیات مذکورہ بروایت جار اللہ زمخشری صاحب کشاف یکہزار آیت قصص است و یکہزار امثال و وعدہ یکہزار و وعید یکہزار و امر یکہزار و نہی یکہزار و بعدہ پانصد حلال و حرام و یکصد دعا و شصت و شش در ناسخ و منسوخ و لفظ قرآن مصدر است بمعنے خواندن کہ مستعمل شدہ بمعنے مفعول۔

سورۃ العدیت ۔ قسم ہے مجھ کو گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں ۔ اس سبب سے کہ دم سے پُر ہو جاتے ہیں ۔ پس قسم ہے ان گھوڑوں کی جو آگ سی نکالتے ہیں اپنے سم ہائے سے جبکہ پتھر پر پڑتے ہیں ۔ پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنے والوں کی ۔ جبکہ صبح کے وقت آتے ہیں اور اُس وقت وصور دگرد ، اڑاتے ہیں ۔ پس اُس وقت دشمنوں کی جماعتوں میں آتے ہیں ۔ تحقیقاً آدمی مال کے دوست رکھنے میں مبالغہ کرنے والا ہے ۔ آیا نہیں جانتا کہ جب پریشان ہوگا جو قبروں میں ہے اور ظاہر ہوگا جو سینوں میں ہے تحقیقاً خدا اُن کے اُس روز سے خبردار ہے ۔

سورۃ القریش ۔ واسطے شکر الفت دینے قریش کے دجو محمد صاحب کی قوم تھی) واسطے الفت اُن کے زمستان کے سفر میں اور تابستان ہیں ۔ چاہیئے کہ عبادت کریں مکہ کے گھر کی خدا کی ۔ جس نے ان بھوکوں کو طعام دیا ۔ اور ڈرنے والوں کو امن دیا ۔

سورۃ الکوثر ۔ ہم نے تجھ کو (اے محمد) کوثر کا چشمہ بخشدیا ۔ پس اِس احسان کو یاد کر ۔ اونٹ کو قربانی کر تحقیقاً تیرا دشمن وہی دُم کٹا ہوا ہے ۔

سورۃ الکافرون ۔ کہہ اے کافرو میں نہیں پوجتا ہوں جس کو تم پوجتے ہو اور تم نہیں پوجتے ہو جس کو میں پوجتا ہوں ۔ نہ میں تمہاری چیز کو پوجوں گا ۔ اور نہ تم میری چیز کو پوجو گے ۔ واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین ٭

سورۃ اللھب ۔ ہلاک ہوویں دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہووے ابی لہب کچھ دفع نہ کیا اُس کے سر سے مال اُس کے نے اور جو کچھ پیدا کیا ہوا تھا ۔ آویگا آگ شعلہ والی میں اور عورت اُس کی بھی آوے گی ۔ مراد رکھتا ہوں میں اُٹھاویں گے لکڑی کو اُس کی گردن میں ایسے ہی کھجوروں کے لیفت سے ٭

سورۃ المرسلات ۔ قسم ہواؤں کی جو نرمی سے بھیجی گئی ہیں پس قسم ہواؤں کی جو تیز چلنے والی ہیں ۔ اور قسم ہواؤں کی جو ابر کو اٹھاتی ہیں ۔ پھر جدا کرنے والوں کی پھر اُن فرشتوں کے گروہ کی قسم تحقیقاً جو وعدہ کروں گا ہونے والا ہے "

نتیجہ اگرچہ اسی طرح اور بہت سی آیات موجود ہیں مگر اُن کو بخیال طوالت کے چھوڑ دیا تمام دخاص قاعدہ ہے کہ قسمیں تین قسم کی اُٹھائی جاتی ہیں ۔ اول اپنے سے بڑے کی ۔ دوم اپنے مساوی کی ۔ سوم اپنے سے چھوٹے کی یا عزیز کی ۔ مگر یہاں اِن تینوں میں سے کسی قسم کی بھی تمیز نہیں کی گئی اور نہ تفریق بتلائی گئی ہے ۔ کہ کیوں اِس قدر قسموں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے ۔ اور کس نے خدا محمدیہ کو اِس قدر قسمیں اُٹھانے اور سوگند کھانے پر مجبور کیا تھا ۔ جو یہ ضرورت پڑی ۔ اور اِس قدر قسموں کی حاجت کیا تھی ؟ ایک فاضل فلاسفر کا قول ہے کہ جو جتنا قسمیں زیادہ اُٹھاتا ہے وہ اُتنا ہی زیادہ کاذب کہلاتا ہے ۔ اور اُسکا اعتبار جاتا رہتا ہے " خلاصہ اِن تمام قسموں کا اِس طور پر ہے کہ خدا کہتا ہے کہ مجھ کو صبح بہرات کی قسم اور جفت وطاق کی قسم اور رات کی قسم ہے کہ تیرے اِس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے ۔ غالباً جوا کھیلتا ہوگا ورنہ جفت وطاق کی قسم کے اور کیا معنے ہیں ۔

شہر مکہ کی قسم عورت حاملہ کی قسم اور اُس کے جنین کی قسم ہے کہ میں نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے ۔ وائے نادانی کے بیقاعدہ قسموں کی بھرمار ہو کر انصاف وتمیز کی خوں ریزی ہو رہی ہے ۔ اور خواہ مخواہ اپنا اوچھاپن جتلایا جاتا ہے جو اُس کے جلال و استغنا کے برخلاف ہے ٭

سورج دیوتا اور اُس کی روشنی کی قسم چاند دیوتا اور اُس کے حسن کی قسم دن اور رات کی قسم ۔ آسمان دیوتا کی قسم اور دھرتی کی قسم ۔ آدمی کے نفس کی قسم کریں سچ کہتا ہوں ۔ نہیں نہیں اے خیرالماکرین ! واللہ آپ جھوٹ کہتے ہیں ۔ آپ کی ہستی کا ثبوت کیا ہے ؟ دعویٰ بے دلیل قابل تعمیل نہیں ۔

قسم رات اور قسم دن کی اور خدا کی قسم جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں ۔ اے خدائے مہربان ! دو کو نسا خلیت جس کی آپ قسم کھاتے ہو (اے محمد) ہو غور سے سوچو) اور یہ کون سی مشکل بات ہے کہ ہمارے اعمال مختلف ہیں یہ تو ہر ایک ۔ آدمی جانتا ہے ۔ واہ واہ آپ کی عجب دانی اور دور اندیشی ۔ اگر سچ مچ قسم کھائی ہی تھی تو کوئی عمدہ بات فرماتے ۔ نہ کہ کندن کوہ و برآمدن موش دُم بریدہ ٭

روٹی کھانے کے وقت کی قسم ۔ رات کے چھپانے کی قسم ہے کہ تجھ گمراہ کو رستہ دکھلایا تیری آخرت بہتر ہو گی ۔ مثل مشہور ہے سلف کہ نکوست از بہارش پیداست ۔ اگر خدا تعالیٰ اُس کو رہنمائی نہ کرتا تو دُنیا میں خون کی ندیاں کہاں سے بہتیں ۔ لاکھوں زن و مرد کیوں آوارہ ہوتے عورات کو مویشی کی طرح کیوں جائز رکھتا کہ گلہ بھرا جاوے ۔ یہ تمام رب الملک کی رہنمائی ہے ۔ جس سے مخلوق کے واسطے شامت بلکہ قیامت آتی ہے ۔

شامت اعمال عالم صورت نادر گرفت

قسم ہے انجیر کے درخت کی اور کھو کی لکڑی کی قسم ۔ قسم سینا پربت ۔ قسم مکہ کے رہنے والوں کی کہ میں نے آدمی کو پیدا کیا ہے ۔ کوہ سینا اور انجیر اور زیتون کی قسمیں کھانا کوئی دلیل نہیں ہے ۔ کہ تم نے آدمی کو پیدا کیا ہے ۔ واہ عالم کل ۔ کنکر کی قسم اور اعلیٰ کی صداقت کا ثبوت عمدہ فلاسفی کی بنیاد نکالی ہے ۔ ؎

چنامی کہ مولائے نام تو ام ۔ بحیرت ز قسم و کلام تو ام

قسم تیز گھوڑوں کی اور قسم اُن کے دوڑنے کی ۔ قسم اُن کے ہانپنے کی ۔ قسم اُسکی نعلبندی کی ۔ لوٹ پر جانے والے گھوڑوں کی قسم تحقیقاً آدمی ناشکر گذار ہے ۔

واہ رے رسالدار میجر ۔ آپ نے تمام جنگی قواعد کی قسموں میں تعمیل کرا دی ہم نے مانا کہ آپ جنگ جو ہیں ۔ اور قہار بھی ہیں ۔

قسم کوہ طور کی ۔ قسم کتاب کی ۔ قسم گھر کی ۔ قسم چھت کی ۔ قسم پون دیوتا کی ۔ قسم اُس کے جلد چلنے کی ۔ اور قسم اُس کے بدلی لانے کی ۔ اور قسم تمام دیوتاؤں کی ۔ تحقیقاً جو میں وعدہ کروں گا ہونے والا ہے ۔ جناب ! ہم کو تو آپ پر اعتبار نہیں ۔ آپ نے جو موسیٰ سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی پورا نہ کیا ۔ آپ نے جو قابیل سے وعدہ کیا تھا اُسے بھی بھلا دیا اور نہ آپ نے نوح کے طوفان کے بعد ایفاء وعدہ کو کام فرمایا آپ کے قول و فعل پر ہمیں اعتبار نہیں ہے ۔ آپ نے مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت مددگاری نہ کی ۔ اور نہ ذکریا کے سر پر آرہ چلانے کے وقت آپ نے سہایتا کی بیگناہ حضرت ایوب کا گھر شیطان کے بہکانے سے خراب کیا ۔ پھر اُس ناکردہ گناہ کے جسم جان و مال پر عذاب کیا ۔ شیطان کو جہان کے گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا ۔ میں آپ پر کس طرح اعتبار کروں ۔ آزمودہ را آزمودن خطاست ۔

ترمذی میں اِس طرح پر لکھا ہے ۔ **حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ترجمہ** ۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ سے سُنا کہ جس نے خدا کے بغیر کسی اور کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا ۔

قرآن میں حسب مندرجہ بالا خدا ۔ چاند سورج وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے ۔ اور خود آپ کا پیغمبر ایسے قسم کھانے والوں کو مشرک ٹھہراتا ہے ۔ اب ہم کیا کہیں کہ دونوں میں سے کون سچا ہے ۔ ناظرین خود ہی انصاف فرماویں ٭

حرام و حلال کا بیان از روئے قرآن

اب ہم قرآن کی کمزوری کا بیان اور مسئلہ حرام و حلال کے نقصان دزبان عرض کرتے ہیں کہ مصنف قرآن کسقدر قاصر البیان اور نا واقف

اور بیان ہے:

(۱) سورۃ النحل۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کیا جاوے واسطے غیر خدا کے ساتھ اسکے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ اور سے چھین لینے والا۔ پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۲) سورۃ النحل میں ہے۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ ترجمہ۔ اور مت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔ تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ نہیں فلاح پائیں گے۔

(۳) سورۃ بقر میں ہے۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ چھیننے والا۔ پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ میں ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ۔ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے، اور گلا گھونٹے اور لاٹھی مارے۔ اور اوپر سے گر پڑے اور سینگ مارے اور جو کھا گیا درندہ مگر جو ذبح کرو تم۔ اور ذبح کرو اوپر تھانوں کے۔ اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے۔ یہ فسق ہے آج کے دن ناامید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے۔ پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا۔ اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ پس جو کوئی بے بس ہووے۔ بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۵) سورۃ انعام میں ہے۔ وقد فصل لکم ما حرم علیکم۔ ترجمہ۔ تحقیق مفصل بیان کر دیا واسطے تمہارے جو کچھ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے۔

قرآن بنانے والے نے سوائے سور اور لہو اور مردار وغیر مذبوح جانوروں کے سب حیوانات اور بندر، دریائی جانور اور حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے حلال کر دیئے کیونکہ آیت نمبر ۱ و ۲ و ۳ میں فقط سور اور لہو اور مردار اور غیر مذبوح جانوروں کے سوا سب کو حلال کر دیا اور چھری چلادی اور آیت نمبر ۴ و ۵ میں نہایت صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو کچھ حرام ہے وہ مفصل بیان کر دیا مگر علمائے اسلامیہ نے جب اور مہذب قوموں کا آچار دچار دیکھا تو پھر قرآن کی اس تعلیم مذہبی کے بیرنگ میں سے کتا۔ بلا۔ آدمی کا گوشت اور نیز ہاتھی اونٹ وغیرہ جانوروں کے کھانے کی اجازت ہو کر وہ حلال و طیب قرار پا گئے تھے اور بلحاظ دور اندیشی کے قرآن کی اس تعلیم کے برخلاف علمائے اسلامیہ نے تین درجہ قرار دیئے اور یہ تمیز ان کو محمد صاحب کے مرنے سے کئی سو برس بعد نصیب ہوئی (۱) حلال۔ (۲) مکروہ (۳) حرام۔ لیکن اس پر بھی

علمائے اسلام کا اتفاق نہ ہو سکا۔ بڑا بھاری خلاف ہو گیا۔ نمونہ اس کا ذیل میں دکھلاتا ہوں۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مکروہ	حلال ہے			〃	
[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃		〃
[illegible]	حرام	〃		〃		
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	مکروہ	حلال ہے	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	〃	حلال ہے	[illegible]	حلال ہے	حرام
[illegible]	حرام	〃	[illegible]	حلال ہے	〃	[illegible]
[illegible]	حرام	حلال ہے	حرام	〃	حلال ہے	حرام
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	حلال ہے	حرام
[illegible]	حرام	〃	〃	〃	〃	حلال ہے
[illegible]	مکروہ	حلال ہے	[illegible]	حلال ہے	〃	[illegible]
[illegible]	[illegible]	حلال ہے	حرام	〃	حلال ہے	[illegible]
[illegible]	[illegible]	حرام	〃	〃	[illegible]	حرام
[illegible]	مکروہ	حلال ہے	〃	〃	مکروہ	[illegible]
[illegible]	حرام	حلال ہے	〃	〃	〃	〃
[illegible]	حرام	حلال ہے	〃	حرام	حلال ہے	〃
[illegible]	حرام	حلال ہے	〃	〃	〃	〃
[illegible]	مکروہ	حلال ہے	〃	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]	حلال ہے	〃	[illegible]	حلال ہے	〃
[illegible]	مکروہ	حلال ہے	〃	〃	〃	〃

فرقہ

سے انہیں غور فرمایئے۔ جس حالت میں حرام کی تشریح مفصل قرآن میں آچکی اور قطعی ممانعت ہو گئی کہ اب اور افترا نہ کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تو علمائے کیوں قرآن پر اکتفا نہ کیا اور جو چیزیں جو قرآن نے حلال کر دی تھیں۔ انہیں سے بعضوں کو کیوں اپنی اپنی عقل کے موافق حرام اور بعضوں کو مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور پھر بھی آج تک اس کاٹ پر اتفاق نہ کر سکے اور من گھڑت اور ملمع کرنے لگے حالانکہ مصنف قرآن نے آیت نمبر ۴ و ۵ میں بطور دعویٰ کے کہہ دیا کہ میں نے حرام و حلال کا بیان مفصل کر دیا ہے۔ پھر اس میں ترمیم کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کیا وہ اپنے خدا سے زیادہ سیانے پیدا ہو گئے؟ کیا خدا کی عقل اُن سے کم تھی؟ سچ تو یہ ہے کہ قرآن کی اس تعلیم سے محمدی لوگ غیر قوموں میں شرمندہ ہونے لگے۔ اور اُن کتا۔ بلا۔ گدھا۔ بندر۔ کرگس وغیرہ کے کھانے سے غیر قومیں ان سے نفرت کرتی ہونگی۔ اسلئے یقین ہوتا ہے کہ علمائے اسلام نے آل اندیشی سے اپنی عقل کے موافق قرآن کی اُس تعلیم کی اصلاح کی۔ اور غالباً شروع میں یہی وجہ ان سے اس سخت نفرت کی ہوئی ہوگی۔ جو آج تک چلی آتی ہے حقیقت میں اگر انسان تعصب نہ کرے تو اس بارہ میں قرآن کی تعلیم نہایت ہی مکروہ ہے۔ اور جنگلی منشوں کے آچار کے موافق حس سے آدمی تک کا کھانا حلال و طیب و پاک حکم خدا قرار پا گیا۔ بھلا کوئی مہذب قوم ایسی تعلیم کو خدا کی مان سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ابھی یہ غور کر لو کہ آریہ ورت میں جو مسلمان لوگ آباد ہیں وہ اب تک بھی امت سے ایسے مکروہ جانوروں

کے کھانے سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ خدائے قرآنی اور خدائے آسمانی کو ایسی چیزوں کے بنانے سے کیوں کراہت آئی۔ ایسی ہی بہت سی باتیں جو برخلاف عقل و حکمت و شائستگی کے تھیں لوگ غلط سمجھ کر خود بخود چھوڑتے جاتے ہیں۔ دیکھو ختنہ جیسے سنت کا مسئلہ ابراہیم نے قائم کیا۔ عیسائی لوگ جو ابراہیم کی نبوت کے قائل ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ختنہ کا حکم ابراہیم کو خدا سے ملا تھا اور احکام ایزدی کے تنسیخ کے بھی قائل نہیں ہیں مگر تاہم انہوں نے بمقتضائے ننگ و عار و شائستگی کے اس مسئلہ کو چھوڑ دیا۔ دیکھو پیدایش کا خط باب ۲۔ آیت ۲۶ سے ۲۹ اور باب ۳ کی پہلی آیت۔ لیکن عرب کے جنگلی لوگوں میں یہ رسم قائم ہے یہاں تک کہ عورتوں کا بھی ختنہ کرتے ہیں اور اسکو سنت سارہ بتاتے ہیں۔ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ (مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۲۸۵ھ کے صفحہ ۱۳۲ سطر ۲ تا ۱۰ رکن اول باب فصل ۱۱ میں اسطرح مذکور ہے (سارہ) از غایت قلق و اضطراب سوگند یاد کرد کہ عضوے از اعضائے ہاجرہ را قطع کند و تغیر خلق او نماید۔ ہاجرہ ایں معنی را دانستہ از سارہ بگریخت و در ناو به متواری شد۔ ابراہیم از سارہ شفاعت نمود و التماس کرد کہ تا خاطر از کدورت او صاف کند و برائے تحلۂ القسم فرمود کہ گوش ہاجرہ را سوراخ کند و از اندام نہانی او چیزے قطع نماید و سارہ بقول ابراہیم عمل نمود ایں سنت در میان زنان باقی گذاشت۔ اور لغات میں لکھا ہے۔
ختان بالکسر فرج بریدن در وقت ختنہ کردن از کشف ردیف خ صفحہ ۲۷۰ ختانہ سر فرج بریدن آنقدر کہ سنت باشد (از کشف ردیف خ صفحہ ۲۷۵)

اے ناظرین! دیکھنا چاہیئے کہ کتنی شرم کی بات ہے اور اسمیں کس قدر خرافات بھرا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اگرچہ طوعاً و کرہاً مردوں کا ختنہ جبر و ستم سے مان لیا ہے مگر عورتوں کے ختنہ کو مارے شرم کے تاہنوز نہیں مانا اور مانتے کس طرح کیونکہ ایک عربی کی مثال ہے **الحیاء من الایمان** حیا داری ایمان ہے حیا کے چلے جانے سے ایمان بھی کوچ کر جاتا ہے۔ ہمارے ایک فاضل مہربان نے ہمیں اطلاع دی۔ کہ ملتان اور بہاولپور کی طرف ختنہ زنان بدستور جاری ہے اور علی العموم شب زفاف کو اس سنت کی باری ہے یعنی مومنات ختنہ پاتی ہیں۔ اور مقابل مختنون کے خاتون بنائی جاتی ہیں۔

خطاب بمرزا

مرزا کیوں مبتلا ہے قرآں کا — سمجھ کو سودا ہوا ہے قرآں کا
تو اسی پر گھمنڈ کرتا تھا — دیکھ فوٹو کھچا ہے قرآں کا
مکر کرتا ہے اور فریب و دغا — خوب جعلی ہے خدا قرآں کا
خادع و ماکر و مضل نازل — واہ کیا کبریا ہے قرآں کا
آسمان سقف و کوہ میخ زمیں — فلسفہ کھل گیا ہے قرآں کا
فانی اشیاء کی کھائی ہیں قسمیں — اعتبار اٹھ گیا ہے قرآں کا
آدم و کعبہ سجدہ گاہ کئے — شرک یہ برملا ہے قرآں کا
بیم جاں۔ طمع مال غارت کی — یہی دام بلا ہے قرآں کا
پھنس گئے اسمیں وحشیان عرب — سخت جور و جفا ہے قرآں کا
چھن گئی قتل عام کی تلوار — زور مارا گیا ہے قرآں کا
اب تو ہے عدل و امن قیصر ہند — ترک کرنا روا ہے قرآں کا
دین گبر و یہود سے ابلیس — خالق شر بنا ہے قرآں کا
خوف شر سے اسی کے خالق خیر — عرش پر جا بسا ہے قرآں کا
اس کے حملوں پہ روز تیر شہاب — وہ خدا مارتا ہے قرآں کا
دیکھو خناس کی شرارت پر — خاتمہ کر دیا ہے قرآں کا

(نتیجۂ طبع مرزا [illegible])

دم ہے نکل اے غلام احمد — کیوں بھروسا رکھا ہے قرآں کا
اب قرآں کوئی دم کا مہماں ہے — خاتمہ ہو چلا ہے قرآں کا

سوامی جی کی نسبت مرزا صاحب کے اعتراضوں کا جواب وغیرہ

براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۱ سے ۵۳۷ تک

قولہ۔ میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا انجام نہ ہو جیسا کہ پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا۔ کیونکہ اس احقر نے انکو ان کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی۔ اور ان کے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے ان پر ظاہر کیا۔ اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام ان پر ثابت کیا گیا کہ دہریوں سے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں۔

اقول۔ جیسا سوامی جی کا انجام ہوا وہ ایک عالم پر روشن ہے۔ ہزاروں لاکھوں کو مسلمان عیسائی ہونے سے بچایا اور وید کا بھاشش کر کے ایک عالم کو راہ راست دکھلایا بت پرستی و مخلوق پرستی و پیر پرستی و کعبہ پرستی کی مہلک بیماریوں سے بذریعہ ادویۂ اپدیش و گیان مریضان آریہ ورت کو شفا دی۔ بیوگان کی آہ و زاری کو وید کی تسلی بخش ہدایت سے دور کر کے ست دھرم کا پرکاش کیا۔ نفاق پسند ہندوستان کو اتفاق سے آریہ ورت بنایا۔ قرآنی کرانی مذہبوں کے سفارشی ڈھکوسلوں سے آریہ ورت کی روحوں کو بچایا ع

گل ست سوامی دور چشم دشمنان خارست

مرزا صاحب! جب آپ خود گمراہ ہیں تو اور لوگوں خصوصاً سوامی جی کو (جو ابر رحمت یزدان اور دریائے علم و عرفان تھے) کیا ہدایت کر سکتے تھے۔ ع ایں گزاف است با خورشید لاف

یوم سوم۔ آخرت والے فقرے کا جواب میرے پاس اور کچھ نہیں۔ مگر صرف یہ کہ جھوٹھ بولنے کے عوض تم خود رسوا ہو گے۔ ان کے مقابلہ سے دم دبائے رہے روبرو آنے سے برقعہ میں منہ چھپاتے رہے اور اب باتیں بناتے ہو خدا سے شرماؤ اور جھوٹھ کہنے سے باز آؤ۔ آپ کا قرآنی خدا خود دہریہ ہے جو سورۃ العصر میں زمانہ کے تصدق جاتا اور اس کی قسمیں کھاتا ہے۔ حدیث مشکات و بخاری میں محمد صاحب کی زبانی منقول ہے۔ **ولا تقولوا خیبۃ الدھر فان اللہ ھو الدھر۔ ترجمہ** "اور نہ کھونا امیدی زمانہ کی اس لئے کہ تحقیق اللہ ہی ہے زمانہ" حدیث نبوی اور قرآن دونوں سے ہر طرح ظاہر ہے کہ دہریوں اور محمدیوں میں ذرہ تفاوت نہیں بلکہ روحانی رفاقت کیونکہ زمانہ ہی انکا خدا ہے اور دہر ہی انکا کبریا۔ پس دہریت اور اسلام باہمی توام ہیں جسمیں کسی کو کلام نہیں۔

آریوں سے زیادہ خیرخواہ آپکا نا معلوم ہے کہ خدا جانے آپکے سینہ پر کینہ میں غم و الم کا کیوں ہجوم ہے۔ حضرت! قطع النظر مبلغ علیہ الرحمۃ و برکتہ کے ہم آپکے مخالف نہیں بلکہ آپ کی بہتری کے طالب ہیں۔ تاکہ آپ سیدھی راہ پر آویں اور جہالت سے نجات پاویں۔ دہریہ تو عدم ثبوت کے سبب لاچار ہیں۔ مگر آپ مانکر بھی جہالت میں گرفتار ہیں۔ خدا کو عرش پر محدود مانتے ہو اور ہر جگہ اسے موجود نہیں جانتے۔ قتل و خونریزی کو زینت ایمان گردانا ہے اور سفارش و شفاعت کو اس کے حضور جائز جانا ہے جہان کو گمراہ کرنیوالا اسے ٹھہرایا ہے اور ضلالت کا بانی مبانی اسے بنایا۔ پس دہریوں سے تمہیں کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہر طرح رذیلت ہے ان کا نہ سمجھنے کے سبب انکار ہے اور آپ سمجھ کر جہالت میں گرفتار ہو ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

قولہ۔ کیونکہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اس کو خالق و رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو یہاں تک کہ ذرہ ذرہ کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اس کے برابر سمجھتے ہیں۔

اقول - خدا تعالیٰ کی تحقیر تو قرآن کرتا ہے جو کہتا ہے سورۃ آل عمران میں مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ترجمہ مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بڑا مکار ہے - سورۃ انفال میں ہے - یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین - ترجمہ - وہ مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ بڑا مکر کرنے والا ہے سورۃ بقر میں ہے - اللہ یستہزئ بہم ویمدھم فی طغیانہم - ترجمہ اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے اور بڑھاتا ہے اُن کو سرکشی میں سورۃ الدہر میں ہے وانا نخاف من ربنا یوما عبوسا ترجمہ - ڈرتے ہیں ہم پروردگار اپنے سے اُس دن کہ جس دن منہ بنانے والا ہو گا - سورۃ اعراف میں ہے افامنوا مکر اللہ ترجمہ پس بیخوف ہو گئے خدا کے مکر سے سورۃ ابراہیم میں ہے فللہ المکر جمیعا - ترجمہ - واسطے اللہ کے ہے مکر تمام سورۃ اعراف میں ہے واملی لہم ان کیدی متین ترجمہ - فرصت دونگا اُن کو بلا شبہ میرا مکر مضبوط ہے - سورۃ یونس میں ہے اللہ اسرع مکرا ترجمہ - اللہ بہت جلد مکر کرنیوالا ہے سورۃ بقر میں ہے یخادعون اللہ والذین آمنوا ترجمہ فریب دیتے ہیں اللہ کو اور لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں سورۃ یوسف میں ہے کذالک کدنا لیوسف - ترجمہ اسی طرح ہمنے مکر کیا یوسف کے لئے -

مرزا صاحب! ہم تو اُس کو سب خداوندی کی صفتوں سے موصوف اور قدیم مانتے ہیں تمام دنیا کا خالق و رب العالمین جانتے ہیں - مگر قرآن کی طرح بہت سے خالق نہیں ٹھہراتے اور نہ خدا کو احسن الخالقین یعنے خالقوں میں سے اچھا گردانتے ہیں - ہم ذرہ ذرہ کو اُس کے تابع فرمان سمجھتے ہیں اور کسی چیز کو اُس کے حکم سے باہر (جیسا کہ قرآن شیطان کو جانتا ہے) یا روگرداں یا اُس کے قبضہ قدرت سے دور نہیں ٹھہراتے اور قدیم زمانہ سے سب چیزوں کو احاطہ قدرت قدیم میں بتلاتے ہیں اور دلائل معقول سے شہادت لاتے ہیں ❊

قولہ - اگر آن کو کہو کیا تمہارا پرمیشور کوئی روح پیدا کر سکتا ہے - یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے - یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے - اور بار بار کتا بلے بننے سے بچا سکتا ہے یا کسی اپنے محب خالص کی توجہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہیں -

اقول - روح اور ذرہ کی پیدائش کی بابت ہم شروع میں جواب دے چکے ہیں مگر صرف ایک فقرہ یہاں کہتے ہیں کہ نیا پیدا کرنا ایک تو خدا کے گھر میں کمی کا الزام ہے دوم وہ محتاج ثابت ہوتا ہے جس طرح وہ جاہل نہیں ہو سکتا - بندہ نہیں بن سکتا - بھولتا نہیں وغیرہ اسی طرح اُس کے گھر میں بیشی و ناداری نہیں ہے اور نہ روحوں اور ذروں کی کمی ہے - پس موجودگی میں پیدا کرنا یا پیدا کرنے کی خواہش فعل عبث سے زیادہ نہیں ہے - ہاں پیدا کرنے کے معنے اگر یہ لو کہ ظاہر کرنا تو بیشک روحوں اور ذروں کو جو اُس کے پاس موجود ہیں انادی زمانہ سے مختلف قالبوں میں ظاہر کرتا ہے اور کر سکتا ہے - اور آسمان - زمین کا پیدا کرنا یہ آسمان لفظ تو فضول ہے مگر زمین کا پیدا کرنا اگر حاجت پڑے تو پیدا کر سکتا ہے مگر حاجت معدوم ہاں سلسلہ آبادی سے جیوؤں کی حاجت کے مطابق سرشٹی ہمیشہ پیدا کرتا ہے - خدا کوئی حجلہ نشین معشوقہ نہیں ہے جس کے لوگ عاشق ہوں اور نہ آسمان پر ملاقات کرنے کو سیڑھی لگا کر جاویں - البتہ وہ سب کا مالک و سوامی ہے - اُس کی عبادت ضروری ہے - اُس کے بھگت اُس سے نادانی کی درخواست نہیں کرتے اور نہ بیہودہ عذر دھرتے ہیں - بھگتوں - سنتوں - رشیوں کو پیا تما کی شرنا گت ہونے سے بُری جونوں میں نہیں جانا پڑتا - مگر زانیوں - بدچلنوں - بدمعاشوں - گوشت خوروں - شرابیوں وغیرہ گنہگاروں کو ان بُری جونوں میں جانا پڑتا ہے نہ کہ مہاتماؤں کو - تو یہ صرف دھرکہ دہی ہے پس آپ کا تمام اعتراض والتمام صرف وسواس تمام ہے ❊

قولہ - تیسری وسواس کہ پنڈت صاحب نے اِس نہایت ذلیل اعتقاد سے دستکشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک اُن کا یہی ظن رہا - کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رام چندر ہو کرشن ہو یا خود وید ہو جس پر وید اترا ہو - پرمیشور کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اُس پر دائمی فضل کرے ملکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اُنہیں کو کیڑے مکوڑے بناتا ہی رہے گا -

اقول - مرزا آپ کے نہایت ہی ذلیل اعتقاد اور اہانت و ذلت اور ناپاک بنیاد کا کچھ جواب نہیں دیتا - ناظرین خود ہی آپ کی اصالت جان لیں گے - پرماتما وہ ناقص کُل ہے اُس کا کوئی کام گیان و کاملیت سے خالی نہیں - اُس کی کوئی صفت دوسری صفت کی متضاد نہیں - اور سب صفتوں کا باہمی کامل تعلق ہے عدالت و صداقت کے حضور سفارش خود غرضی کا آنا سراپا محال ہے اور کوئی منصف مزاج منظور نہیں کر سکتا - مگر رشوت خور - پس بیفائدہ فضل یا بلا سبب رحمت یا بے اندازہ عدالت یا بسطح قہر و رحمت و ظلم غرضیکہ یہ تمام کام سوائے کہ نادان و مجنوط الحواس کے صحیح العقل سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے کرشن جی مہاراج خود فرماتے ہیں

वहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन ।
तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परन्तप ॥ ४।५

"اے ارجن میرے اور تیرے جنم بہت سے گزر چکے ہیں - مگر ان سب جنموں کی کیفیت کی مجھ کو یاد ہے (اور سب یاد کی ہونے کے) ہے - لیکن تجھ کو نہیں ہے" ایسے ہی خود رام چندر جی مہاراج والمیکی رامائن وغیرہ میں بھی جنموں کے پانے کا اقبال کرتے ہیں - پس وہ مہاتما شٹ دھیشٹ ایسے مہاتما جگت اپکار کے واسطے جنم لیتے ہیں - بُری جونوں میں نہیں جاتے یہ آپکا وسواس شیطانی سراپا نادانی ہے - ہاں یہی اعتراض اسلامی بزرگوں کی نسبت عاید ہے شیخ سعدی کہتا ہے ؎

پسر نوح با بدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد -
با بداں یار گشت ہمسر لوط	خاندان نبوتش گم شد -
سگ اصحاب کہف روزے چند	پئے نیکاں گرفت مردم شد -

مفصل حال اس کا قرآن اور توریت میں موجود ہے اور ہر ایک غیر متعصب کے لیے باعث نصیحت - آپ جھوٹ لکھنے سے اجتناب فرماویں کسی آریہ کا آپ کے مطابق اعتقاد نہیں ہے - مگر بموجب فرمان وید مقدس کے ❊

قولہ - وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اُس کو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اُسمیں خود بخود بنانے کی ذرا طاقت نہیں یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا ❊

اقول - مرزا صاحب آپکا خدا بیشک ایسا ہی قہار ہے اور اسی طرح کا جبار وہ ایسا ہی سخت دل ہے - اور مخلوق کا قاتل - دیکھو قرآن کی سورۃ اب تمام - اور سورۃ توبہ کی یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ ترجمہ اے مسلمانو لڑو و قتال کرو اُن لوگوں سے کہ پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی - اور سورۃ انفال کی یہ آیت یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ترجمہ یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا - اور سورۃ توبہ کی یہ آیتیں - واللہ لا یھدی القوم الکفرین - واللہ لا یھدی القوم الفسقین - ترجمہ - اور خدا نہیں ہدایت دیتا کافروں کی قوم کو - اور اللہ نہیں فاسقوں کی قوم کو -

بیشک مسلمانوں کے خدا کو عشق اور محبت کا ذرا پاس نہیں - ایوب کا خانہ خراب کیا شیطان کے اغوا سے زکریا کے سر پر آرہ چلایا - ابلیس کے ارشاد سے - محمد صاحب کے دودانت مبارک سلور خاک میں ملائے خواجہ حارث کے ورغلانے سے - غرضیکہ

عشق اور محبت کا اُسے ذرا پاس نہیں شہادت کے واسطے دیکھو ایوب کی کتاب باب ۲ سے
۴۲ باب تک اور قرآن اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب ششم صفحہ ۱۰۷
جنگ احد خود بخود بنانا ایک مہمل بات ہے۔ ہاں تمام دنیا کو بغیر مدد کسی انسان حیوان
وملائک وغیرہ کے بنا سکتا ہے اور بناتا ہے البتہ بقول محمدیان کے اپنا جگر کا ٹکڑے نہیں
بناتا اور نہ اپنے ٹکڑہ کرنے کی ناجائز طاقت رکھتا ہے۔ یہی پنڈت صاحب کا خوش
عقیدہ تھا اور یہی پسندیدہ عقیدہ ویدک دھرم میں آرمیدہ ہے مگر نہیں معلوم کہ آپ
کس جہل باطنی کے سبب اس سے کشیدہ خاطر ہیں۔ خدا آپ کو ہدایت دیوے۔

قولہ۔ جس کو پرزور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا
تعالیٰ ہرگز ادھورا و ناقص نہیں بلکہ مبداء ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام
خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا۔ اور وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات میں
اپنی صفات میں اور معبودیت میں۔

اقول۔ مرزا صاحب زبان درازی نہ کرو پنڈت صاحب کے مقابلہ سے ہمیشہ اس
طرح منہ چھپاتے رہے جیسے آفتاب سے چمگادڑ۔ اور یہی حال آج تک ہے۔ مقابلہ
میں نہیں آتے۔ قرآن میں تو ان کا رد ندارد ہے۔ مگر ذرا ان مسلمانوں کے عقائد کو تو
پہلے رد کرو جو بطالت اسلام سے متنفر ہوکر آریہ دھرم پر آگئے ہیں۔ بعد ازاں کوئی بات
کسی آریہ پر ثابت کرو۔ بیشک ان صفات کو آریہ لوگ مانتے ہیں اور یہی وید مقدس کا
ارشاد ہے۔ مگر قرآن ان سے رد گردان ہے۔ قرآن خدا کو مکار بتلاتا ہے اور گمراہ کرنے
والا جتلاتا ہے۔ اس کے سوا اور بہت سے خالق اور رب پوجواتا ہے کعبہ کی طرف سجدہ کراتا
ہے اور بیت الحرام کو مسجود کراتا۔ سنگ اسود سے گناہ بخشواتا اور شفیع المذنبین
ٹھہراتا ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں بس است۔

قولہ۔ اور پھر اس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دین اسلام سے
بدلائل واضح اُن کو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین
ہے جو اپنی حقیقت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقولی دلائل سے جن سے
اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں۔ دوسری
آسمانی نشانات وربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور روحانی الہامات و مخاطبات
اور دیگر خوارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتی ہیں جن سے حقیقی
نجات اسی جہان میں سچے ایماندار کو ملتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز
نہیں پائے جاتے۔ اور نہ ان کو طاقت ہے۔ کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں۔

اقول۔ آپ شیخی مارنے کو تو شیخ چلی سے بھی بڑھ کر ہیں اور ہے بھی سچ اگر آپ اس
شیخی سے کام نہ لیں۔ تو گذارہ کہاں سے چلے۔ آپ نے پرنس بسمارک وزیر اعظم
سلطنت جرمن کو رجسٹری بھیجی۔ آپ نے مسٹر گلیڈسٹون کو دعوت کی۔ آپ نے نیو مارک
میں لارڈ صاحب کو خط لکھا وغیرہ ایسے ہی بہت صاحبان کے پاس آپ کی رجسٹری پہنچی۔
جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ایک سال تک آکر میرے پاس ٹھہرو یا خوارق عادات و آسمانی
نشانات بتلاؤنگا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے تنخواہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ
دونگا۔ آپ کا امتحان نہیں بلکہ پچاس امتحان ہیں وہ حقیقت دین اسلام والے
خط کیوں طبع نہ کرا دئے۔ کہاں چھپا رکھے ہیں۔ میں نے آپکو اسقدر خط لکھے اور طبع بھی کرا دے
اور آپ چلے حوالہ فرماتے ہیں۔ اس وقت وہ حقیقت اسلام کا دوہرا ثبوت کہاں تختہ
تابوت کی طرح بیٹھ رہا۔ جب میں دو ماہ قادیان میں رہا آپ کے بالا خانہ بیت المقدس
میں بھی بشرائط مباحثہ کے واسطے حاضر رہا۔ وہ دوہرا ثبوت کس لاہوت میں گیا تھا۔
اور کیوں آپ نے کیا۔ کرامات کے متعلق جس قدر الفاظ آپ نے جمع کرکے قافیہ
باندھا ہے۔ اُن سب کا جواب معجزات کی تردید میں آچکا ہے۔ زیادہ سوائے فضولیات کے سہر
اور کچھ نہیں ہے مگر نقطہ دانوں کے واسطے ایک یادداشت لکھتا ہوں۔ **یادداشت**۔ جمشید
کے وقت میں جب انگشتری ایجاد ہوئی بادشاہ نے اس کو دست چپ میں پہنا حکیموں نے
اعتراض کیا کہ دست راست میں چاہئے تھی بادشاہ نے جواب دیا کہ "راست را راستی بس
است" آریہ دھرم کو معجزوں اور شعبدوں کی ضرورت نہیں لامذہبوں کو ہے۔ آریہ دھرم
کو آریہ منو ہی کافی ووافی ہے ؎
نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔ فلک پر کیسے خوش لگتا ہے دیکھو چاند بن گہنے
جس سورہ کہف والے ذوالقرنین کی دیوار روئیں دنیا میں نہیں ہے۔ اسی طرح اصول حقہ
اسلام کی دیوار روئیں بھی جانئے۔ دونوں کا مخرج قرآن ہے اگر ایک سچ نہیں تو دوسری کی
صداقت کا کیا برہان ہے بلکہ صریح البطلان ہے **زردشت** والے معجزات دنیا میں لاثانی
میں مسیلمہ کی خوارق عادات کی بابت مسلمانوں کو بھی حق بیانی ہے۔ **محمد صاحب** سے
بڑھ کر سب کے معجزات ہیں اور طمطراق اس قدر کہ گویا چشم دید مشاہدات ہیں۔ جتنے
الفاظ آپ نے استعمال فرمائے ہیں۔ ان سے صدہا درجہ بڑھ کر ان کے پیرو اپنے نبیوں
کیواسطے لائے ہیں۔ آپکا قرآن محمد صاحب کے معجزات سے انکاری ہے۔ مگر حدیثوں میں
معجزوں کی بھرمار ہے۔ یہ سنسکرت کی ایک مثال ہے۔ मूलेनाशे कुतो शाखा ॥
یعنی جس کا مول نہیں اس کی شاخیں کہاں سے آگئیں "**اقلیدس**" کا نہم علوم متعارفہ
ہے کہ کل بڑا ہوتا ہے اپنی جز سے۔ پس محمد صاحب تمام دین اسلام کے کل ہیں۔ اگر ان کے
پاس معجزہ بالکل نہیں جیسا کہ ہم دلائل قرآنی سے ثابت کر چکے۔ کہ وہ بے معجزہ تھے پس
غلام احمد میں بانی اور اسلام کے کامل متبعین میں بھی معجزہ کا آنا بحکم متعارفہ
کے ناممکن ہے اور نہ انکو طاقت ہے کہ اس قسم کی باتوں میں دم مار سکیں۔

قولہ۔ لیکن اسلام میں وجود اس کا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے
کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آکر اپنی تسلی کر لینی چاہئے۔ اور
یہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد ورفت کا اور نیز وجہ خرچ خوراک کا
ہمارے ذمہ رہیگا۔ اور وہ خط ان کے بعض آریوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور دونوں رجسٹریوں
کی ان کی دستخطی رسید بھی آگئی۔

اقول۔ ہمیں شک تھا اور اب بھی شک بلکہ دروغ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا افتراء محض
ہے۔ ہم قادیان میں بھی گئے مگر آپ نے کسی طرح کی تسلی نہیں کی۔ اور نہ کوئی معجزہ بتلایا
جب ان کے ایک شاگرد سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ تو انکو دعوت کرنی صرف ایک کاذبانہ
شرارت تھی۔ آپ میاں مانگتے اور باہر کھڑے درویش۔ یہ ایک پنجابی مثال ہے اور
بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ خود قرضدار اور گذارہ سے لاچار۔ مگر اس قدر اشتہاری
روپیوں کے دعویدار ہیں خلاصہ یہ ہے کہ آپ کاغذ پر تمام ہندسہ کی رقوم لکھ سکتے ہیں
مگر نقد ندارد ہے ؎ قرض نے مرزا نکما کر دیا۔ ورنہ تم بھی آدمی تھے کام کے

لطیفہ۔ "جب مرزا صاحب کی شادی (جو کہ خدا کی طرف سے شادی ہوئی تھی)
دہلی میں ہوئی تو مشہور کیا کہ نواب ناصر کے گھر میں میری برات جاویگی۔ قادیان کے چند ہندو
برات میں گئے مگر مسلمان ندارد تھے۔ یہ وہاں جاکر حیران ہوئے کہ نہ ریاست۔ نہ لنگ
نہ فوج۔ نہ حشمت صرف نواب ناصر ہیں۔ بہت سے جاہل ان کے مرید۔ اسکو کرامات
جانتے تھے۔ مگر جب آخر کو نواب ناصر صرف میاں ناصر نکلے تو تمام قلعی کھل گئی" چونکہ
آپ نے بعض آریوں کا نام جن کو خط بتلایا گیا تھا نہیں لکھا۔ پس دعوی انکی
سے قابل اعتبار نہیں۔

قولہ۔ پھر انہوں نے حب دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث سے اس طرف ذرہ

توجہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جس دنیا سے انہوں نے پیار کیا۔ اور ربط بڑھایا۔ آخر بصد حسرت اُس کو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بہ مجبوری جُدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے۔ اور بہت سے غفلت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے۔

اقول ۔ وہ تو فقیر تھے اُن کی نسبت تو ان باتوں سے ایک بھی موزوں نہیں ہو سکتی اور نہ ہے۔ نہ دنیا سے اُن کا پیار تھا اور نہ درم و دینار سے۔ وہ تو لوگوں کو غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر سے نکال کر صداقت۔ حقیقت۔ وحدانیت۔ معقولیت کی طرف رجوع کرا گئے اور صدہا انسانوں کو تعصب و خونریزی۔ شرک و جہالت سے بچا گئے۔ باقی گالیوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

قولہ ۔ اور اُن کے سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اُس کو تیس اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمیناً ۳ ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تھی۔ چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بھی بتلائی گئی تھی۔ خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہی ہے۔ اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے۔ مگر یہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقعہ ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو اُن کے زمانہ میں پیدا کیا۔ مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کے ہدایت پانے سے بے نصیب گئے۔ روشنی کی طرف اُن کو بلایا گیا۔ مگر انہوں نے کم بخت دنیا کی محبت سے اُس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پاؤں تک تاریکی میں پھنسے رہے۔ ایک بندہ خدا نے بارہا اُن کو اُن کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اس طرف قدم بھی نہ اُٹھایا۔ اور یوں ہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کر کے حباب کی طرح ناپدید ہو گئے۔ حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کے اوّل مخاطب وہی تھے۔ اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ براہین میں بھی اُن کے لئے اعلان چھپوایا گیا۔ مگر اُن کی طرف سے کبھی صدا نہ اُٹھی۔ یہاں تک کہ خاک میں یا راکھ میں جا ملے۔ سوائے بھائیو! انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو۔

اقول ۔ اگر اُنکی وفات کی خبر رب العرش نے قادیان میں آنکر آپ کو دی تھی تو آپنے کیوں تین ماہ کے اندر یا اُس کے بعد اشتہار طبع نہ کرائے۔ کیوں عام بازاروں میں منادی نہ کرائی۔ تاکہ ہزاروں لوگ آپ کی (معاذ اللہ و نعوذ باللہ) صداقت سے آریہ دھرم کو چھوڑ دیتے اور حجت قائم ہو جاتی۔ اور کیوں خیانت مجرمانہ کر کے سال ۱۸۸۶ء میں یہ چالاکی کی کہ اسے درج کیا؟ کیوں لاہور یا امرتسر کے آریہ سماج میں خط نہ لکھا؟ اور کیوں اس جلد یا سال ۱۸۸۳ء میں بھی کسی آریہ کا نام نہ لکھا؟ اور کس واسطے سوامی جی کو رجسٹری شدہ چٹھی نہ ارسال کی؟ اور کیوں اُن کی رسید نہ منگوائی؟ چونکہ ان باتوں سے آپنے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس واسطے آپکا معجزہ بالکل باطل ہو گیا۔ اور ہمیں کہنا پڑا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔ پنڈت جی کی ہدایت کا حال آفتاب تمثال ایک دنیا پر روشن ہو گیا۔ مگر آپ کی بابت بڑا ہی افسوس ہے کہ جس طرح آپ کے چند بھائی حق پر آ گئے ہیں اگر آپ بھی کفر و ضلالت سے نکل کر خدا کو مکار اور فریبی کہنے سے بچکر بیت الحرام کی پرستش چھوڑ کر حجر الاسود پرستی اور ناپاک یکسنہ کے ... انتظار گرتے اور خدا کو رشتی و منتصب ماننا ترک کر کے حقانیت و وحدانیت ویدک دھرم کی طرف رجوع ہو جاتے تو کس قدر دنیا کو فائدہ پہنچتا۔ اور آپ کا بھلا ہوتا۔ اگرچہ وہ نادی برحق تشریف فرما ہو گئے۔ مگر

ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است ۔۔ صداقت را ہمان ذکر و بیان است

آپئے تسلی فرمائیے۔ ہم آپ کے خرچ و خوراک کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ یہ بے تمیزی چھوڑئیے اور قمار بازی سے منہ موڑیئے۔ آپکے پاس وہی شب معراج والی روشنی ہے باقی اور یہ روشنی آجکل تاریک ثابت ہو گئی ہے اور اس روشنی سے جہاں میں خونخوار طوفان بے تمیزی پھیل گیا ہے۔ آپکی روشنی دوات کی روشنائی ہے اور کسی نے زنگی کا نام کافور کی مثال اسی کے حسب حال بنائی ہے۔ آپ خدا کے بندے نہیں ہیں "غلام احمد" محمد صاحب کے بندہ ہیں اور بقول مولوی عبید اللہ کے۔

نارِ دوزخ کے الاوے جھونکے گئے ۔۔ جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے

دوزخ کے بندے ہیں"۔ اگر آپ خدا کے بندے ہوتے تو خداوند تعالیٰ پر اس قدر الزام نہ لگاتے اور اتنے اتہام نہ پھیلاتے۔ بلکہ تاریکی سے نکلنے کی کوشش فرماتے۔ مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ہم آپ کو خدا کا بندہ کس طرح جانیں۔ آپ تو نفس پرست۔ اور نفس کے بندے ہیں اور روپیوں اور نوٹوں کے جمع کرنے کے لئے ہر طرف پھندے لگائے ہیں۔ مولوی رومی آپ کے حق میں کہتا ہے "اہلِ دنیا کافران مطلق اند"

دس ہزار روپیہ کا اشتہار۔ آپ کا سرا پا جھوٹ اور فریب اور جعل ہے۔ آپکی منقولہ اور غیر منقولہ کسی قسم کی جائداد اس قیمت کی نہیں ہے۔ تمام قصبہ قادیان کے ہندو مسلمان آریہ وغیرہ میرے گواہ ہیں۔ بلکہ تمام ضلع گورداسپور کے لوگ آپ کی قلاشی اور وجہ معاش سے آگاہ۔ براہین کا رسالہ سوامی جی کے مطالعہ میں نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ فارسی اردو نہیں جانتے تھے۔ اور پنڈت شیو نرائن براہین کا ڈیٹر سنسکرت نہیں جانتا۔ پس وہ اشتہار محض بے سود و بیہودہ تھا۔ ہاں اگر بھجا یا منتو اخبار کلکتہ یا کسی اور اخبار ناگری میں چھپواتے تو بھی ایک بات تھی۔ مگر اُن میں نہیں چھپوایا۔ تعجب یہ ہے کہ آپ کو خدائے مکہ نے جیسا کہ اُس وقت عربی میں الہام ارسال کیا تھا۔ سنسکرت میں کیوں الہام نہ بھیجا تاکہ سوامی جی سے سنسکرت میں مباحثہ کر کے فتحیاب ہوتے۔ اور اُن کے مرنے کے بعد اس قدر نہ روتے۔ اور نہ بیہودہ غم و غصہ میں زندگی کھوتے۔ مگر ایک خیال گزرتا ہے کہ سوامی جی کے اوپدیشوں سے جب بہت سے محمدیوں نے نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی کی۔ تو ایسی ایسی باتیں سُن کر مرزا صاحب نے جو چلّہ کشی کر رہے تھے رحمن العرش کے حضور درخواست کی ہوگی کہ تو ہمارے بزرگوں کے نام کی شرم رکھ۔ ہمارا تو اری خزانہ مفت میں برباد ہو رہا ہے۔ کچھ لا یعنی خرافات اور واہی اعتراضات لکھ کر اُس کے روکنے کا بندوبست کر۔ اور اُس کو کسی طرح ہم الغنت قربات تاکہ غلاموں سے ہم محروم نہ رہیں۔ مگر آفتاب صداقت اُن دنوں نصف النہار پر تھا جس نے خفی کا اُس کے منہ پر گرا۔ اور جو مقابلہ میں آیا منہ کی کھائی۔ اور ویدک دھرم پر ایمان لایا۔ خدائے محمدیاں نے اپنی پاکٹ بک یعنی لوح محفوظ میں دیکھا ہوگا۔ اور عرش پر گھبرایا ہوگا اور اپنے معشوق کی اُمت برباد ہوتی دیکھ کر رمل ڈلوایا ہوگا کہ اس مہاتما کی میعاد زندگی کس قدر باقی ہے سوامی جی کے انتردھیان ہونے کے بعد رب العالمین و رب العرش و رب المکہ و رب القادیان کو اُن کی موت کی خبر ملی ہوگی تو جھٹ نائب مختار یا کیوپڈ قادیان میں اُترا ہوگا۔ اور سلام علیکم کر کے حال بتلایا ہوگا۔ سوائے اس بات کے ہم مرزا صاحب کے دعوی کو اپریل فول سے زیادہ عزت نہیں دے سکتے۔ خدا انہیں ہدایت دیوے۔ اور ویدک دھرم کی طرف رجوع کرے۔

اب ہم محمد صاحب اور سوامی دیانند صاحب کی زندگی کا مقابلہ دکھلاتے ہیں اور اُن کے چال چلن اور خدا شناسی کے بارہ میں فضلاء اسلام کی شہادتیں لاتے ہیں۔ خدا کرے کہ ناظرین حق و باطل میں تمیز فرماویں۔

محمد صاحب اور سوامی صاحب کی زندگی کا مقابلہ

محمد صاحب	سوامی صاحب
ان کے والدین بت پرست تھے۔ امر	آپکا سال پیدائش بلحاظ ۱۸۸۱ بکرم اور جنم بھومی

محمد صاحب

تک کے مندر کے پجاری۔ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ والضحیٰ ووجدک ضالا فھدیٰ۔ اے محمد تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی ۲۵ سال کی عمر میں بی خدیجۃ الکبریٰ ایک مالدار عورت سے مبلغان قرض لے کر گماشتے بنکر شام کے ملک میں سفر تجارت کے واسطے گئے اور جب وہاں سے واپس آئے تو اُسی خدیجہ عورت سے جس کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت نے شادی کی اور مالدار ہو گئے جب تک وہ زندہ رہی دوسری شادی نہیں کی ۲۵ سال تک یہی ایک عورت رہی کیونکہ دولت مند تھی۔ جب وہ مرگئی تو ۵۰ سال کی عمر میں جو پیغمبری کا دسواں سال تھا۔ اول سودہ۔ دوم عائشہ۔ سوم زینب۔ چہارم ام سلمہ۔ پنجم زینب بنت جحش۔ ششم جویریہ۔ ہفتم ام حبیبہ۔ ہشتم صفیہ۔ نہم حفصہ۔ دہم میمونہ کو تصرف میں لائے۔ بہمعہ خدیجہ کے کل گیارہ (۱۱) ہوئیں۔ بعضے مصنف ان سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ معارج النبوۃ کے صفحہ ۸۰۲ رکن چہارم میں لکھا ہے کہ عائشہ بوقت شادی ۹ سالہ بود اور خدا نے ایک فرشتہ کے ذریعہ دو مرتبہ عائشہ کی تصویر حریر میں نقش کرواکر محمد صاحب کو خواب میں دکھلائی تھی۔ قبل شادی کے اور اسی روز عائشہ سے زفاف (ہم بستری) کی۔ یہ تمام حال معارج النبوۃ کے صفحہ مذکور میں درج ہے ؎

حضرت امام غزالی صاحب کیمیائے سعادت الصفحہ ۲۹۴ فرماتے ہیں "رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہر شبے نزدیک زنے بودے و عائشہ را دوست تر داشتے و گفتے بار خدایا آنچہ بدست من است جہد میکنم اما دل بدست من نیست و اگر کسے از یک زن سیر شدہ باشد و خواہد کہ پیش وے رود و باید کہ اور اطلاق دہد و دربند ندارد۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سودہ را طلاق خواست داد ان کہ بزرگ شدہ گفت من نوبت خود بہ عائشہ دادم مرا طلاق مدہ۔ تاروز قیامت از جملہ زنان تو باشم

سوامی صاحب

علاقہ راجہ موروی کاٹھیاواڑ تھے۔ آپ کے والدین موروی کے اودیچ گوت کے برہمن معزز خاندان سے تھے۔ سن تمیز سے پہلے یجر وید آشرم پہنچنے تحصیل ودیا میں مصروف تھے ابتدا میں چند برس تک والد آپ کو بھی شوالہ میں لے گئے۔ کیونکہ بیٹھے شبھ اعتراض پیدا ہوا کرتے تھے غرضیکہ ایک رات شوراتری کو ان کے والد نے ان کو بھی برت رکھایا۔ اور جب ان کو شب زندہ داری کے لئے بیٹھے آپ نے بہتا سے شکوک رفع کرنے شروع کئے مگر وہ شکوک ایسے نہ تھے جو متروک ہو جاویں۔ شک اول یہ تھا کہ شیو کیا چیز ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟ شک دوم یہ تھا کہ اس کی پوجا سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ ان کے والد شریف نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ البتہ یہ کہا۔ کہ یہی مورتی اوہن کر پیسے چیتن ہو جاتی ہے۔ اور موس بھوگ وغیرہ کو کھاتی ہے آدھی رات کو جب اس مورتی پر چوہے دوڑنے لگے اور مورتی نے کچھ حرکت یا شکست نہ دکھلائی تو انکی طبیعت بُت پرستی سے قطعی بیزار ہو گئی اور مورتی پوجا سے اسی دن کنارہ کش ہو گئے۔ ان بحثوں سے لاجواب ہو کر والد نے بھی انکو ویاکرن پڑھنے کی طرف آزاد چھوڑ دیا۔ اس ودیانی تحقیق کے ایام میں انکی والدہ محترمہ انکی مددگار رہی کیا کرتی چنانچہ ۱۵۔۱۶ سال کی اوستھا تک گھر میں معمولی طور سنسکرت کی کتابیں پڑھتے رہے۔ اسی اثناء میں آپکے چچا و ہمشیرہ صاحبہ فوت ہو گئے۔ جنسے سوامی جیکو زیادہ الفت تھی انکے وفات پانیسے ان کے دل پر زمانہ کی بے ثباتی بہمہ نوع ثابت ہو گئی۔ اور دنیا فانی سے دل اوچاٹ گیا ہمیشہ طبیعت اداس رہنے لگی۔ اسی تقریب پر والدین نے انکی شادی کا بندوبست کرنا شروع کیا مگر انہوں نے اول تو اس خیال سے کہ ابھی برہم چرج آشرم پورا نہیں ہوا شادی کرنی مناسب نہیں دوم تحصیل علم کا شوق بدستور روزبروز ترقی پر

محمد صاحب

اورا طلاق نداد۔ دو شب نزد عائشہ بودے و نزد دیگراں یک شب اے صاحبان اس مقام پر قرآن کی سورۃ طلاق کو ذرہ غور سے پڑھو جہاں لکھا ہے۔ واتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ و تلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ ترجمہ۔ ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکالو عورتوں کو انکے گھروں سے اور نکل جاویں وہ مگر یہ کہ کریں بےحیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی۔ اور جو کوئی نکل جاوے اللہ کی حدوں سے پس تحقیق ظلم کیا اسنے جان اپنی کو افسوس کہ محمد صاحب نے اس خدائی حکم کو توڑ ڈالا۔

کیمیائے سعادت کے صفحہ ۷۷۳ سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔ "در غریب الاخبارست کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گفت در خود ضعف دیدم جبرئیل علیہ السلام مرا ہریسہ خوردن فرمود و سبب آن بود کہ او نہ زن داشت و ایشاں بعد عالم حرام شدہ بود بعد ایشاں نہ عالم آنست" ترجمہ غریب الاخبار میں لکھا ہے کہ رسول نے کہا میں نے اپنے میں ضعف شہوت کا دیکھا جبرئیل سے ذکر کیا میں نے علاج پوچھا جبرئیل نے کہا کہ ہریسہ کھایا کرو۔ حضرت کے ضعف شہوت کا سبب تھا کہ حضرت کی ۹ عورتیں تھیں وہ اور لوگوں پر حرام ہو گئی تھیں اور انکی امید سب جہان سے ٹوٹ گئی تھی وہ اور کسی سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں یہی ذکر حدیث میں ہے اور حضور ابو ہریرہ سے روایت ہے اور زیادہ صرف یہی بتاتا ہے کہ ہریسہ میں چالیس آدمی کی قوت ہے صفحہ ۳۸۲ جلد دوم معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک عورت مسمات میمونہ بنت الحارث اونٹ پر چڑھی ہوئی جا رہی تھی اس پر حضرت کا دل فریفتہ ہو گیا

سوامی صاحب

تھا سوم پابندی عیال و اطفال سے انکی مزاج میں ویراگ آگیا تھا۔ الحاصل ۲۱ سال کی عمر کے بعد بارادہ تحصیل علم گھر سے نکلے۔ رستہ میں ایک فقیر نے ان سے کپڑے وغیرہ چھین لیا۔ غرضیکہ شیوراتری کی رات سے (جس میں آریہ ورت کی ترقی و بہبودی کا مبارک بودا بویا گیا تھا) دن بدن اپنے گوہر مقصود کی تلاش میں غواص کی مانند پھرتے رہے۔ ان کے والد نے خبر پاکر ایک دفعہ ان کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر وہاں سے بھی بھاگ گئے اور پھر بعد ملک اور شہر بہ شہر بہ کرت و دو انکی تلاش میں سرگرم رہے۔ کہیں کسی مہاتما سے نیائے منطق سیکھا کہیں کسی ست پرش سے پاکرن یعنی صرف و نحو میں کمال حاصل کیا۔ کسی سے سانکھ اور کسی سے ویدانت اور کسی سے جوتش کسی سے میمانسا اور کسی سے ویشیشک کی تحصیل کی۔ ہمالہ کے غاروں اور بدرک آشرم کی گپھاؤں میں رشیوں تپسیوں سے علاوہ تمام عقدے حل کئے اور بہت تحقیق کیا ان بیابان میں بھی خوب ملکہ حاصل کیا۔ ان سے فراغت پاکر ویدوں کی حضوری حاصل کرنے کو مہرشی اور ست وادی وید وگیان فاضل اجل سوامی برجانند سرستی جی کی خدمت میں نیاز حاصل کیا۔ وہ سوامی جی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے بھی ان کی شاگردی کو آریہ ورت کے سدھار کا ذریعہ سمجھا۔ انہوں نے بھی شب و روز کی محنت سے چند سالوں میں ہی ویدوں میں عبور حاصل کیا۔ جب تعلیم سے فارغ ہوچکے۔ تو مہرشی فاضل نے ان سے گرو دکشنا مانگی۔ انہوں نے عرض کی کہ جو میرے پاس ہے۔ دل و جان سے دینے کو حاضر ہوں انہوں نے فرمایا کہ ہم صرف یہ مانگتے ہیں کہ ملک کا بھلا کرو۔ اودیا کو ہٹاؤ۔ وید ودیا کو پھیلاؤ۔ مخلوق پرستی سے خلقت کو بچاؤ۔ انہوں نے معمولی عذر و معذرت کے بعد بسر و چشم منظور کیا فاضل ہادی نے جسقدر روحانی سرمایہ علم موجود تھا وہ بھی ان کے سپرد کیا۔ آخری رخصت کا سمت ۱۹۲۰ کے بعد ہے۔ پھر

* اسکے ساتھ دفعہ ۲۹۷ تعزیرات ہند کا مطالعہ کرو۔

محمد صاحب

ہٹوا۔ اور قیدی جاری کیا کہ اونٹ اونٹ والی
میری ہے چنانچہ اس کے ساتھ وہاں ہی مجامعت
کی اور اسکو اپنے ساتھ گھر میں لائے اور اونٹ کو
بھی بیت المال میں رکھا۔ اور اسی وقت یہ آیت
بیان فرمائی۔
سورۃ احزاب) وامراۃ مومنۃ ان
وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی
ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین
ترجمہ: حلال ہے وہ ایمان والی جو بے
نکاح اپنا نفس نبی کو بخش دے اگر نبی بھی
اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص
تیرے واسطے حکم ہے۔
مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ مسماۃ زینب جو اسکے
پسر متبنیٰ زید کی جورو تھی اس سے بھی حضرت نے
بلا نکاح مجامعت کی اور عند الاستفسار فرمایا کہ
خدا نے آسمان پر میرا اور زینب کا نکاح پڑھ دیا ہے
اور جبرئیل گواہ ہے۔ چنانچہ مفصل حال تفسیر
حسینی میں مسطور و مندرج ہے۔
سورہ احزاب۔ فلما قضی زید منہا وطرا
زوجنکہا لکی لا یکون علی المومنین حرج فی
ازواج ادعیاءہم اذا قضوا منہن وطرا وکان
امر اللہ مفعولا۔ ترجمہ۔ پس جب ادا کر لی زید
نے اس سے حاجت ہم نے اس کو تیری زوجہ کر دیا۔
تا نہو بعد تیرے مسلمانوں پر حرج لے پالکوں کی جوروؤں
کے حق میں جب ادا کر لیں ان سے حاجت اور ہے
حکم اللہ کا کیا گیا۔ تفسیر سید عالم صلعم (محمد صاحب)
بعد از نزول این آیت بخانہ زینب رفت بے دستوری
زینب گفت یا رسول اللہ بے خطبہ و گواہ حضرت فرمود
اللہ المزوج وجبرئیل الشاہد" زینب ازیں
سبب بر سائر زنان فخر میکرد۔ کہ اللہ تعالیٰ مرا
تزویج کرد و شمارا متولی تزویج شما اولیائے شما بودہ اند
اسی تیغ کے زور سے مذہب چلایا۔ قرآن سورۃ
بقر کی آیت وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا
جلالین میں الا مصر کہتا ہے۔ وکان صلی اللہ علیہ و
سلم یصلی الیہا فلما ہاجر امر باستقبال
بیت المقدس تالیفا للیہود فصلی الیہ
ستۃ او سبعۃ عشر شہرا ثم حول
ترجمہ۔ یعنی محمد صاحب پہلے کعبہ کی طرف منہ

سوامی صاحب

نفس کشی اور من جیتنے کے خیال سے
عرصہ تک ہردوار کے پاس یوگ ابھیاس
میں مصروف رہے جب ہر طرح کامل تعلیم یافتہ
داتمک و شاریرک شانتی پاکر ہو چکے
تو ملک کے سدھار پر کمر باندھی اور
ہندوستان کو آریہ ورت بنا دیا۔ دنیاوی
عیش و عشرت کو بمقابلہ ملکی برائیاں
دور کرنے کے ناچیز جان کر ایشور کی
توحید کا نقارہ تمام ملک میں بجا دیا اور
تمام عمر نفسانی خواہشوں کو روک کر گمراہی
و بت پرستی کا داغ دامن آریہ ورت سے
مٹا دیا اور ظلم و جور چلانے کے عوض
ست دھرم کے اپدیشوں کے نسخہ جات سے
اگیان۔ اودیا۔ اندھکار کی مہلک بیماریوں
کو جڑوں سے اکھیڑ دیا۔ صداقت طبیعت
میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور حق پسندی
سے مزاج کو روحانی الفت تھی۔ صدہا
ناستکوں کو ایشور کا قائل کرایا۔ ہزاروں
چوروں رسول (ویدانتوں) کو پرمیشور کا بندہ
بنایا لاکھوں بت پرستوں کو نراکار (غیر
مجسم) ایشور کا ساجد بنایا اور اگیان کے
عمیق گڑھے سے نکال نکال کر جگدیشور
کے آگے جھکایا تین ہزار برس کی قائم شدہ
بت پرستی کی لاٹھ کو شستر ویدوں کے اپدیش
سے نہایت کامل شجاعت سے سخت ہتھیں
کرکے ایک لرزہ عظیم ڈالکر بالکل اکھاڑ دیا۔
کلک قدرت نے کھینچیں پانچ تصویریں ہم
اول ان چاروں کو نقش ثانی لکھدیا
غرضیکہ آریہ ورت کا سدھار کرتے ہوئے
۱۸۸۳ء کے اخیر ریاست جودھپور میں تشریف
لیگئے اور بہت کچھ ست دھرم پھیلایا مگر
طبیعت اعتدال پر نہ رہی اور بیمار ہو گئے
مہاراجہ صاحب بہادر انکی بیماری اور
خصوصاً اس بات سے کہ انکی ریاست
میں سوامی جی بیمار ہوئے نہایت آزردہ تھے
چنانچہ وقت رخصت سوامی جی کی پالکی
کے ہمراہ بہت دور تک پیادہ پا تشریف
لاکر افسوس کا اظہار کیا۔ وہاں سے تقریب

محمد صاحب

کرکے نماز کیا کرتے تھے۔ جب
مکہ سے مدینہ گئے تو یہودیوں
کی رضامندی کو بیت المقدس
کی طرف نماز کرتے رہے پھر ادھر
سے پھر گئے اور اسی کعبہ کی
طرف سجدہ کرنے لگے (ذرہ
غور سے مطالعہ کرو۔)
مسلمان ہونے کے واسطے روپیہ
اور اونٹ وغیرہ بھی دیتے تھے۔
لوٹ میں جو لوگوں کی عورتیں پکڑ لاتے
تھے وہ فوجی سپاہیوں کو بھیڑ
بکری کی طرح انعام ملتی تھیں۔
(دیکھو قرآن سورہ نساء)
والمحصنت من النساء الا
ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم۔
ترجمہ۔ حرام ہیں تم پر نکاح بند
عورتیں مگر جو تمہارے ہاتھ آ
جاویں سو اللہ کی ہیں (حرام نہیں)
حکم ہوا اللہ کا تم پر۔ مترجم عبدالقادر
شاید ہفتم میں بحاشیہ قرآن صفحہ ۸۰
لکھتا ہے کہ کافر مرد اور عورتیں نکاح
تھا۔ اور عورتیں (مسلمانوں کی)
قید میں آئے جسکو پہنچے اسکو حلال ہے
لوٹ کے مال کی ترغیب دیکر ہندوؤں کو گرویدہ
کیا اور انہوں نے اسی لوٹ مار کو دین کا حق
جانا اور اس لوٹ کے مال سے اپنا اور خدا
کا حصہ بھی ٹھہرایا دیکھو قرآن سورۃ
انفال واعلموا انما غنمتم من شیء فان
للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی
والمسکین وابن السبیل ترجمہ اور جان رکھو
کہ جو لوٹ (غنیمت) لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے
واسطے اسمیں سے پانچواں حصہ اور رسول کے
اور قرابت والے اور یتیم کے اور محتاج کے
اور مسافر کے مترجم قرآن صفحہ ۲۰۸ پر
حاشیہ پر لکھتا ہے جو مال کافروں سے لڑ کر
لیویں وہ غنیمت ہے اسمیں پانچواں حصہ
نیاز اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ
رسول کو خرچ چاہیے اپنی ذات کا اور قرابت

سوامی صاحب

تبدیل آب و ہوا کو آبو پر گئے پھر اجمیر چلے آئے مگر
افاقہ نہو۔ چنانچہ بروز دیوالی یعنی اماوس ماہ کاتک وقت
شام نہایت آنند و بشاشت میں گایتری کا جاپ کرکے یہ
الفاظ ایشور تیری آگیا پورن ہو کہہ کر انتقال فرمایا اور
اسی جگہ ویدک قاعدے سے سنسکار کیا گیا۔ تاریخ ہوئی
غروب مہر در اجمیر گوئی ابجد غیر
متعصب ۹۴ مسلمانوں کی بابت تحریر کرتا ہوں۔
مولوی واحد علی صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان کی
منقول از اخبار دھرم بن پترکار صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۳ء
اے آریہ ورت بڑی بدقسمتی پر مجھے رونا آتا ہے۔ اے آریہ
ورت تیری یتیمی پر میرا دل خون ہوتا ہے اے آریہ ورت تیری بیکسی
پر مجھے غیرت آتی ہے اے آریہ ورت تیری بڑی بیکلی پر میرا دل
ستم رسیدہ ہے کیسی جلدی تیری تیاری کے سرچشمہ کو
بند کر دیا اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم خیر خواہ
مدرس پائیں؟ اے خدا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم دنیا و دین
کے ساتھ اٹھنا سیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ
تھا کہ ہم بیجا بوجھ بے ضرورت اور بیہودہ قیود سے
رہائی پاویں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم ان واہیات
رسومات کے بندوں سے نجات پاویں ہمارے خدا کیا تجھے
یہ منظور نہ تھا کہ ہم آپس کے نفاق کو دور کریں؟ اے خدا
کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنی اپنی نوع کو اپنا بھائی
سمجھ کر ان سے محبت کرنا سیکھیں۔ اے خدا کیا تجھے منظور
نہ تھا کہ ہم علوم علویہ کی تحصیل کریں؟ اے خدا کیا تجھے
یہ منظور نہ تھا کہ راست دھرم کو پھر دیکھیں؟ اے خدا
کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنا کھویا ہوا نام حاصل کریں؟
اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اس ست دھرم کو سیکھ
کر تیری ان انعامات کی کیفیت اٹھائیں جو تو نے
اپنے بندوں کے واسطے مخصوص کی ہیں؟ نہیں! اے خدا یہ
سب کچھ تیری مرضی کے مطابق اور شرتی ستھانوں کے
موافق ہو رہا تھا پھر کیوں اے خدا تو نے ہمکو یک لخت
اسطرح بے سر و سامان اور بے نشان کر دیا یعنی ہمارے
سچے ہادی سری سوامی جی مہاراج دیانند سرسوتی
کو جو ہمیں یہ سب کچھ سکھاتے تھے۔ ۳۰
اکتوبر ۱۸۸۳ء ۶ بجے شام کے بلا لیا دیوالی کی رات
گو مصنوعی چراغوں سے روز روشن ہے لیکن حقیقی
آفتاب عالمتاب غروب ہو گیا۔ ہم بالکل ناداں
تھے وہ ہمیں ہر ایک چیز کی شناخت کراتا تھا۔
ہم کم طاقتی سے اٹھ نہیں سکتے تھے۔ وہ ہمیں

محمد صاحب

والوں کا اور حاجتمند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے خرچ ہوتے ہیں سردار کو۔ پھر غنیمت میں چار حصے ہیں سو لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک اور جو مال کہ صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا" افسوس اے

اگر تیغ جفا سے شیر نر مارا تو کیا مارا۔
نہ مارا نفس امارہ کو گر مارا تو کیا مارا

اگرچہ خون کا کھانا پینا قرآن میں حرام ہے۔ مگر جنگ احد میں جب حضرت کا خون جاری ہوا تو مالک ابن منان نے جو ابو سعد خدری کا باپ ہے اسکے زخم پر منہ لگا کر خون نوشجان کیا اور محمد صاحب نے فرمایا یہ آدمی بہشتی ہے اور اکثر جاہل لوگوں کو اپنی تھوک ملایا کرتے تھے (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۴ و ۱۵)

مدارج النبوۃ کے باب اول میں اس طرح مذکور ہے کہ ام ایمن لونڈی نے حضرت کا پیشاب پی لیا اور حضرت نے اسکو بالائق حرکت سے منع نہ کیا بلکہ ہنسکر کہا کہ اب تیرے شکم میں کبھی درد نہو گا۔ اور منہ دھونے یا کلی کرنیکا بھی حکم نہ دیا۔

دوسری بار ایک عورت برکہ نے انکا پیشاب نوش کر لیا اسکو بھی حضرت نے خوش ہو کر یوں نادر بتلا دیا کہ تو کبھی بیمار نہو گی۔ اور ایکمرد نے بھی ایک بار حضرت کا پیشاب پیا تھا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۲۰)

ایک محمدی حجام نے حضرت کا خون بیماری کا نکلا ہوا پیا تھا حضرت نے اُسے ارشاد فرمایا کہ تو کبھی بیمار نہو گا۔ حالانکہ خود اسی شغلوں سے بیمار رہتے تھے ❊

اسی طرح کسی مرض کے سبب حضرت نے پھر خون نکلوایا تھا اسکو عبد اللہ ابن زبیر پیگیا محمد صاحب نے فرمایا کہ اے عبد اللہ اب تو دوزخ میں نہ جاویگا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۵)

حضرت نے ایکبار پانی کے پیالہ میں ہاتھ اور منہ دھویا اور اُس پانی میں کلی کر کے دو یاروں کو پینے کیواسطے دیا جسکو بلال اور ابو موسیٰ نے اور ام سلمہ زوجہ آنحضرت نے بھی پیا۔ مدارج النبوۃ اور شفاء میں ہے کہ حضرت کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی تھی جب بی بی عائشہ نے پوچھا تو فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی ہے!!!

سوامی صاحب

سکھاتا تھا۔ ہم بے مانگی علم سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ہمیں بولنا سکھاتا تھا۔ ہم ایک دلدل عظیم میں پھنسے ہوئے تھے وہ ہمیں اُسمیں سے نکالتا تھا اور خشک زمین پر لاتا تھا۔ ہم رسومات کی بیڑیاں پیروں میں اور تعصب کی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ہم کو ان سے نجات دیتا تھا۔ ہم اپنے بھائیوں سے حقارت کرانے تھے وہ ہم کو رفاقت سکھاتا تھا۔ ہم اپنی آنکھوں پر پردے اور دلوں پر مہریں رکھتے تھے وہ اُن کو اُٹھاتا تھا ہم اس ہمہ کچھ اپنے سب سمجھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں بتلاتا تھا کہ ست دھرم کے واسطے ظاہری بہان فضول ہے۔ ہم اس غلط امتیاز کو روا جانتے تھے اس نے اُس کو عیب ثابت کر دیا۔ ہم نے اپنا ننگ و ناموس گنوا دیا تھا۔ وہ ہمیں پھر دلوانا چاہتا تھا اے خدا ہم تجھ سے بہت دور ہو گئے تھے۔ لیکن اے خدا تو ہی جانے تیرے لمیں کیا آئی کہ تو نے اُسکو ہم سے اتنی جلدی جدا کر دیا۔ تیری باتیں تو ہی جانے۔

مولوی محمد مراد علی صاحب ایڈیٹر

راجپوتانہ گزٹ کی رائے۔ منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۹۷۔

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار کوہ نور۔ تسلیم۔ آپکا اخبار صداقت شعار کوہ نور مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۳ء میرے روبرو رکھا ہوا ہے جس میں آپ نے کمال دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ شری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج بیکنٹھ باشی کی یادگار کے بارہ میں کروڑ روپیہ کی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ سچ تو یہ ہے مجھے بھی اُسی روز سے جس دن سوامی جی مہاراج نے ہمارے شہر میں انتقال فرمایا۔ یہی باتیں بہت بڑا خیال ہو رہا ہے اور بار بار اس حصہ میں کچھ نہ کچھ لکھنے کو لیے مستعد تھا۔ لیکن پھر اسی خیال سے کہ دیکھیں اہل الرائے علی الخصوص آپ یہ کیسا فی

محمد صاحب

(دیکھو شفاء قاضی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۲ھ قسم اول باب ثانی فصل ثالث صفحہ ۲۱۲ سطرہ سے ۹ تک) قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت قایل ہوئی ہے محمد صاحب کے پاخانہ اور پیشاب کے پاک ہونے پر۔ اور یہ قول علمائے شافعیہ کا ہے کہ حضرت محمد صاحب کا پاخانہ اور پیشاب دونوں پاک تھا مشکی مانند خشک اور طاہر تھے اور جناب مولوی محمد علی صاحب فارسی امرتسری نے بھی اپنی کتاب میں جو بسفارش نواب بہاولپور کے طبع کرائی ہے۔ اس بات کی اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آفرین! اسی سے عرب کی جہالت اور اصحاب کی عقلمندی کو جان لینا چاہیئے۔

مذاق العارفین لمبا دہم صفحہ ۹۰ و ۹۱ میں لکھا ہے کہ محمد صاحب جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے ہر روز انکی چارپائی ایک ایک بیوی کے گھر جاتی تھی آخر یہ قرار پایا کہ حضرت کو بی بی عائشہ سے زیادہ رغبت ہے۔ ان کی چارپائی اُس ہی کے گھر میں رہے اور ایک روز حضرت نے نوں ۹ بیبیوں سے مباشرت کی اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے اور یہی ذکر مدارج النبوۃ میں بھی ہے (رکن چہارم صفحہ ۲۸ ترجمہ از فضائل عائشہ) "وبگرآنکہ وحی الٰہی جل و علا در بستر وے نازل مے شد" یعنے محمد صاحب کے پاس وحی تب ہی آتی تھی جبکہ حضرت بی بی عائشہ کے لحاف میں ہوتے تھے۔ اور ایسا ہی تواریخ حبیب الٰہ میں بھی رقم ہے۔ بس سچ ہے کیوں نہ ہو یہ انجیل نبوت ہے اور تواریخ حبیب الٰہ کے صفحہ ۲۰ فصل ۳۰ (مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۱ء) میں لکھا ہے کہ مرتے وقت روح نہیں نکلتی تھی بہت گھبرا رہے تھے آخر الامر بی بی عائشہ کی چبائی مسواک اُنکے منہ میں جو ڈالی گئی تب روح نکلا۔ اور یہی ذکر مدارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب سیزدہم صفحہ ۲۴۳ میں لکھا ہے۔

بصحت رسیدہ از صدیقہ رضی اللہ عنہا گفت در حالت نزع سر پاک آنسرور در کنار من بود عبد الرحمن بن ابی بکر در آمد در دستش مسواک سبز از چوب اراک بود حضرت رسالت پناہ صلعم دران نظر کرد چنانکہ من

سوامی صاحب

جناب ممدوح کی یادگار کے لئے چندہ جمع کرنیکی تجویز کرتے ہیں یا نہیں اور جو کرتے ہیں تو اس چندہ سے کیا یادگار قایم کرنیکی تجویز کرتے ہیں چونکہ سب سے پہلے اس بارہ میں آپ نے عمدہ اور صحیح رائے ظاہر فرمائی ہے جسکو میں بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ تو سب پر ظاہر ہے کہ سوامی جی ممدوح ایسے بزرگ کی کوئی نہ کوئی یادگار قایم ہونی ضرور چاہیئے۔ کیونکہ سوامی جی مرحوم جیسے بزرگ بار بار اس دنیا میں پیدا نہیں ہوتے اگر ہم لوگ اُن کی یادگار قایم کرنے میں دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں اور کریں گے۔ مگر پھر بھی آپ خوب یاد رکھیں کہ اگر سوامی جی مرحوم کی یادگار اُن کے پیرو کار نہ بھی قایم کریں تب بھی سوامی جی ایسے نہ تھے کہ اُن کی یادگار اس دنیا کے رہنے والوں کے دلوں سے فراموش ہو جائے۔ بلکہ میرا خیال ہے جسکو میں نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی مہاراج کی یادگار نہ صرف آریہ مت کے لوگوں میں رہے گی بلکہ انگریزوں ہندوؤں مسلمانوں وغیرہ کے خود اُن کی تصنیف کتابوں اور دلوں میں بھی سوامی جی کی یادگار ہزاروں برس رہے گی کہ قیامت تک رہیگی جو اُن سے اس دنیا میں جھگڑتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ اُن کی مخالفت میں سعی کرتے رہے اس میں وجہ یہ کہ مسلمانوں کی تیرہویں صدی اور انگریزوں کی اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں ہندؤں کے مت کا کوئی عالم فاضل ایسا نہیں گزرا جیسا کہ سوامی دیانند جی مہاراج تھے بلکہ اگر میرا خیال صحیح ہے تو سوامی تلسی داس جی مہاراج مشہور ہندی شاعر اور سوامی بلبہ داس کے بعد سوامی دیانند سرستی ہی ایک وید مقدس کے عالم متبحر گزرے ہیں۔ جن کو سوامی تلسی داس اور بلبہ داس پر بھی ترجیح دیں تو جائز ہے۔ کیونکہ جو کام سوامی دیانند جی مہاراج کی ذات بابرکات سے ظہور میں آئے۔ وہ اُن دونوں بزرگوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے اگر ہم سوامی دیانند جی مہاراج کو تعلقات دنیاوی سے بالکل جدا نہیں بتلا سکتے تو یہ بھی نہیں

محمد صاحب

دانستم کہ آں مسواک را مےخواہد۔ پرسیدم کہ یا رسول اللہ مسواک میخواہی بسر مبارک اشارت فرمود کہ آرے مسواک از دست برادر خود برگرفتم و بآب دہن تر ساختم و بآں حضرت دادم بستد و بتعجیل مسواک کرد چناں کہ روئے پرسیدہ من بود و نظر بر سقف خانہ می انداخت سوح مطہرش بدار البقا رحلت کرد۔"

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک یہودن کے گھر روٹی کھانیکو گئے اُسنے کھانے میں زہر ڈالدیا اُسی زہر کی تاثیر سے بہت عرصہ بیمار رہکر فوت ہوئے بابت گدی نشینی کے آخری وقت کچھ لکھنا چاہتے تھے۔ قلم دوات مانگی عمر نے اس وقت پیغمبر کے ہوش ٹھکانے نہیں کچھ کا کچھ کہہ جاتے۔ اس کے قول پر اعتبار نہیں ہے۔ مورخ کے درحقیقت اس کا ہے خلاصہ یہ کہ خلافت کی بابت کوئی بندوبست نکرسکے مرنے سے پہلے زیادہ سخت بخار آیا اور درد سر پیدا ہوا۔ آخر بی بی عائشہ کے زانو پر سر رکھکر انتقال فرمایا۔ سن ۶۳ یا ۶۴ سال کی تھی۔ مدینہ میں دفن ہوئے ہیں ؀

روضۃ الاحباب میں عادت آں حضرت (بازوجات) کی بابت لکھا ہے۔ مےگفت خیرکم خیرکم لاھلہ و انا خیرکم لاھلی و بایشاں درعات ... بود و اگر التماس امرے بیگانہ ازیکے ازایشاں ... و اقع شدے و درآں معذوری بودے آں منزل داشتے و بہ ثبوت پیوستہ کہ گاہے عائشہ صدیقہ از کوزہ آب خوردے حضرت آں کوزہ را ازوے بگرفتے وازموضعے کہ آں آب خوردہ بود آب خوردے و چوں استخواں بدندان بازگرفتے حضرت استخواں را ازوے بستدے۔ وازموضع دہان وے گوشت بخوردے در حالیکہ عائشہ حائض بودے سر در کنار او نہادہ تکیہ زدہ قرآن خواندے ودر سفر دو نوبت با عائشہ دویدن مطابقت نمودہ بار اول عائشہ از وے درگذشت نوبت دوم عائشہ فربہ شدہ بود آں حضرت از عائشہ درگذشت پس فرمود ھذا بذاک یعنے ایں سبقت در مقابل آں سبقت واقع شد کہ تو برگرفتہ بودی۔ گاہ گاہ در حضور جمیع ازواج دست برگسے از ایشاں نہادے و مزاح فرمودے

سوامی صاحب

کہ وہ لوبھ یا موہ کے بس میں تھے پس جسقدر لوبھ یا موہ دنیاوی معاملات سے اُن کو تھا۔ وہ اسی لئے تھا۔ کہ خلق اللہ خصوصاً اہل ہند اپنے جوہر علمی سے فائدہ پہونچاویں۔ اگر سوامی دیانند جی مہاراج سنیاس لے کر دنیا کو ترک کرکے۔ اب بھی وہ تارک الدنیا بنے آکر بیٹھے۔ اور مثل بعض مہاتماؤں کے کسی سے واسطہ نہ رکھتے۔ تو آج یہ روز یہ فوائد جوگروہ ہنود کو ہوچکے ہیں۔ کہاں سے پہونچتے۔ پس یہی وجہ ہے کہ دیانند جی مہاراج نے دنیا کو ایسا تیاگ نہیں کیا کہ اس سے بالکل جدا ہو بیٹھتے۔ اور ان کا فضل و کمال اپنا ہی پوشیدہ رکھکر مرجاتے نہیں کہ آئندہ نسلوں کو نفع پہونچاتا۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے سنیاس سے ایسی یہ سنیاس جسمیں سوامی جی مہاراج نے اپنی عمر کو ہدایت کردیا ہزار درجہ بہتر ہے اہل کمال کی پوری قدردانی اُنکے مرنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ پس اب دیکھنا ہے کہ سوامی دیانند جی کے فیض کو جو پہلے ہزاروں آدمی آتے دن سیر ہوتے تھے۔ انصاف پسند اور دانا لوگ یاد کرکے روئیں حضرت ہمارا دل تو سوامی جی کے لئے اس قدر روتا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ ایسے باکمال باربار کہاں پیدا ہوتے ہیں؟

پس اگرچہ انکی زندگی کے واقعات ہماری یادگار کے متعلق نہیں تو بھی آریہ بھائیوں پر فرض ہے کہ اسمعاملہ میں دائمی درجے پہنچنے سے بہت جلد کوشش کریں تاکہ ممالک غیر کے باشندے اور آئندہ آنیوالی نسلیں بھی سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگ ایسے اہل کمال مرشدوں اور رفیقوں کی کسقدر ناطر و عزت کرتے تھے۔ اور کیسے دل وجان سے معتقد تھے۔ ایسے کاموں میں ہمت اور قومی اتفاق کے ثبوت کے علاوہ دینی گرمجوشی کا بھی پورا اظہار ہوتا ہے۔ اب یہی یہ بات کہ سوامی دیانند جی مہاراج کی

محمد صاحب

وبسیار بود کہ در یک شب با دریک روز بر مجموعہ حرمہائے خود گاہ طواف فرمودے و اکتفا بیک غسل نمودے وگاہ بر ہمہ طواف کردے و در عقب ہر مجامعتے غسل نمودے و فرمودے کہ ایں بہتر است بر اے ... بیک غسل نمی کنی فرمود ایں طریقہ ازکی اطہر و اطیب است۔ آمدہ است کہ گوید رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بازنے از زناں خویش صحبت داشتے چشم مبارک برہم نہادے و جامہ بر سر پوشیدے و آواز بلند نکردے و بسیار ملک و الوفا و بصحت پیوستہ کہ آنحضرت را در جماع قوت سی مرد از او بادہ دادہ بود لاجرم ازو حلال بود کہ ہر چند زن خواہد نکاح کند یا زیادہ بر نہ ... مودحب الی من دنیاکم النساء و الطیب و جعل قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲ میں لکھا ہے " روایت از عائشہ آنکہ گفت من ندیدم ہیچ احدے را کہ مرض بروے صعب تر بودے از پیغمبر۔ رسول اللہ در مرض موت بسیار اضطراب مےنمود و در فرش خویش منقلب مے شد"

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۳ فصل اول۔ از میمونہ بنت الحارث روایت کنند کہ گفت من و رسول خدا ہر دو جنب بودیم من آب از ظرف بر داشتم و غسل نمودم و مقدارے آب از آں ظرف بماند رسول از آں بقیہ آب غسل نمود گفتم من ازیں آب غسل کردہ بودم۔ فرمود لیس علے الماء جنابۃ

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲۔ از ... منقول است کہ روز پنجشنبہ کہ مرض پیغمبر اشتداد یافت۔ با یاران فرمود بیائید بنویسم تا برائے شما نوشتہ بنویسم کہ بعد از من گمراہ نشوند۔ پس میان اصحاب اختلاف واقع شد و با یکدیگر منازعت کردند بعضے از اصحاب گفتند شان آنحضرت دو حال است آیا ایں سخن از وے مثل ایں سخنان است کہ مردم در حین اشتداد مےگویند عمر خطاب گفت بر پیغمبر غلبہ کردہ شرا آں ... شما ہست حسبنا کتاب اللہ پس خصومت و

سوامی صاحب

یادگار کس قسم کی ہونی چاہئیے اس امر میں پائنیر کی رائے سے مجھے کلی اتفاق ہے۔ سوامی جی کی وہی یادگار انکی موت کے بعد قائم کرنی لازم ہے جسکو زندگی میں وہ دل وجان سے پیار کرتے تھے۔ اور صرف پیار بلکہ اسکے پورا کرنیمیں اپنی تمام طاقت کو صرف کررہے تھے وہ کیا ہے؟ وید کا ترجمہ اور تفسیر جسکو سوائے سوامی جی کے ہزاروں برس میں آجتک کسی عالم نے نہیں کیا۔ کرنا تو کیا ارادہ بھی نہیں ہوا۔ ہوتا کیونکر؟ یہ کام ہر کسی کے بس کا تھا ہی نہیں۔ وظاہر ہے کہ اس یادگار سے تمام آریہ لوگوں کو فائدہ عظیم قیامت تک پہونچتا رہے گا۔ اور آریہ دھرم کے علاوہ تمام قومیں اس چشمہ فیض سے ابدالآباد تک سیراب ہونی رہیں گی۔ اور جب ان تفسیروں کو اپنے روبرو رکھیں گے تو وہی لطف حاصل ہوگا جو سوامی جی مہاراج کے گفتگو کرنے اور انکے وعظ مبارک سننے میں حاصل ہوتا تھا۔ اب فرمائیے کہ اسکول یا اور یادگاروں میں یہ لطف کب مل سکتا ہے۔

راقم محمد مراد علی ہیڈ ماسٹر اجمیر۔

آنریبل مولوی سید احمد خانصاحب علی گڑھ کالج کے مہتمم کی رائے۔

منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۱۳ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۲۶۵

نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرستی صاحب نے جو زبان سنسکرت کے بہت بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ۶ بجے شام کے اجمیر میں انتقال کیا علاوہ علم و فضل کے نہایت نیک اور درویش صفت آدمی تھے۔ انکے معتقدان کو دیوتا جانتے تھے۔ اور بے شبہ وہ اسی لائق تھے وہ صرف جوتی سروپ نرنکار کے سوائے دوسرے کی پوجا جائز نہیں رکھتے تھے ہم سے اور سوامی دیانند مرحوم سے بہت ملاقات تھی ہم ہمیشہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے کیونکہ ایسے عالم اور عمدہ شخص تھے کہ ہر مذہب والے کو انکا ادب لازم تھا۔ شاید ہماری سمجھ کی غلطی ہو۔ مگر ہم کو خیال ہے کہ سوامی صاحب مبشر لینے ہادی کو جسے وہ

محمد صاحب

منازعت نمودند۔ چوں لعوذ اختلاف از حد گزرانیدند فرمود و برخیزید از من پیش من کہ سزاوار نیست نزد ہیچ پیغمبرے ما آنکہ فرمود نزد من مروی است کہ عبداللہ بن عباس گفت مصیبتیکہ بزرگ آں بود کہ نگذاشتند کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم وصیت نامہ نویسد۔"

مرتے وقت خوف عائیشہ سے گریان تھے اور اُس کے حسن خوبصورتی پر نگران خدا نے اُسکا بُت بنا کر جنت میں دکھلایا تب دل بیچین کو قرار آیا۔

چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہے رسول خدا فرمود یہ تحقیق آسان کردہ شد بر من موت برائے آنکہ دیدم بیاض کف دست عائشہ را در بہشت و معلوم شدہ است کہ محبت عائیشہ بہ آنحضرت او را نہایت مرتبہ کمال بود تاکہ صبر نتوانست کرد او رسے پیش تمثل ساختہ شد عائیشہ برائے وے در جنت تا آسان شود بیشے موت بجہت آں۔ زیرا کہ زندگانی خویش در اجتماع محبان است۔

جس طرح کے جور و ظلم سے دین چلایا۔ اُن سے اگرچہ کوئی عقلمند بھی ناواقف نہیں مگر پھر بھی ایک خاص واقعہ کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔

شنیدم کہ طے در زمان رسول نکردند منشور ایمان قبول
فرستاد لشکر بشیر و نذیر ۔ گرفتند زاں شان گروہے اسیر
بفرمود کشتن بشمشیر کین ۔ کہ ناپاک بودند ناپاک دین
زنے گفت من دختر حاتم ۔ بخواہند زیں نامور حاکم
کرم کن بجائے من اے محترم ۔ کہ مولائے من بود زاہل کرم
بفرمان پیغمبر پاک رائے ۔ گشادند زنجیرش از دست و پائے
دراں قوم باقی نہادند تیغ ۔ کہ راندند سیلاب خون بے دریغ

(بوستاں باب ۲)

غرضیکہ اسی طرح صد سالہ خونریزی اور لشکر کشی سے عرب۔ شام۔ روم۔ ایران و مصر کی ولایت نے سپاہ عرب سے مغلوب ہو کر سر آدین محمدی قبول کیا (دیکھو سیرت الرسل اور تاریخ ابو الفدا و کتاب خامس)

اب اے ناظرین انصاف قرین خدا کیواسطے حق و باطل میں تمیز کرکے جھوٹھ کو چھوڑ دو۔

سوامی صاحب

نام سے تعبیر کرتے تھے قدیم ازلی مانتے تھے اگر اُن کا یہ خیال نہ ہوتا تو نسبت ذات باری کے اُنکا اور مسلمانوں کا عقیدہ بالکل متحد تھا سرحال ایسے شخص تھے جنکا مثل اسوقت ہندوستان میں موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو اُن کی وفات کا غم کرنا لازم ہے کہ ایسا نظیر شخص اُنکے درمیان سے جاتا رہا۔

تاریخ وفات سوامی صاحب طبعزاد مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس مدرسہ فیروز وال

منقول از اخبار آریہ مترا مرتسر مطبوعہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء نمبر ۳ جلد ۱

بگو عبدالرحیم ایں سانحہ بر درد و غم افزا
کہ ایں آشوب محشر زا چسان افتاد و در دنیا
باہ کاتک و روز دیوالی یعنی اکتوبر
غبار تیرہ شد از سمت اجمیر آنچناں پیدا
کہ شد یوم الضحی لیل الدجے در دیدہ مردم
مگر گوئی کہ گردید آفتاب از چرخ ناپیدا
زہر جانب صدائے گریہ استر خزاں
بلند از ہر طرف شور آہ و دود واویلا
مدل گفتم مگر محشر بپا شد ہاے ہاتف گفت
کہ نشنیدی سفر کرد از جہاں آں زبدۃ الحکما
مہاراج سوامی دیانند آں فخر اشراقیں
کو در ریشاں ستد ہدایت بخش در دنیا
ہندوستاں چو شمع آریہ مذہب منور کرد
چراغ منسب وید آنکت ہم افروخت در دنیا
شدم اندوہ گیں زیں خبر وحشت اثر غم بر
شدم در فکر تاریخ وفات آں مقدس را
چو پرسیدم زہاتف سن عیسیٰ سمت بکرم
سن ہجری از و شد مقصد و ششاد و سہ گفتا
مگر گفتمش تاریخ سن عیسوی گفتے
مگر از سمت بکرم و کر تاریخ ہم فرما۔
بخندہ گفت سن عیسیٰ ست ظاہر ترس ظاہر
ز اعداد حروفش سمت بکرم شود پیدا
بہ ہیچ صنعت کہ از یک مادہ دو تاریخ حاصل شد
بفضل فن چشم انصاف است از اہل ہنر مارا۔

تکذیب براہین الاحمدیہ کا خاتمہ بالخیر

اے ناظرین صداقت قرین جس قدر مرزا صاحب نے اپنے الہامی اور قرآنی خزانہ سے بےمعنی اور خیالی اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب اول مرتبہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء کو روبروئے ایک جماعت کثیرہ کے آریہ سماج گورداسپور میں سُنائے گئے تھے (باعث اس کا صرف یہی تھا کہ شاید کتاب دیر سے طبع ہووے جہاں پر باوجود فاصلہ قریب کے اشتہار ارسال کرنے پر بھی مرزا صاحب مباحثہ کیواسطے تشریف نہ لائے۔

دوسری مرتبہ قادیان میں جاکر تمام باشندگان قادیان کو جواب براہین الاحمدیہ کا اول مرزا صاحب کی کتاب سے اعتراض بھر اپنی کتاب سے اور زبانی جواب سنائے گئے۔ جس سبب سے اس گرد و نواح کا کچھ حصہ اُنکی مکاری و عیاری سے خبردار ہو گیا۔ قادیان جانیکے وجوہات ذیل ہیں:

اوّل ۔ مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ جو آریہ ہمارے پاس آوے اور ایک سال رہے۔ اگر اس عرصہ کے اندر خوارق عادات و کرامات و صداقت دین اسلام سے مشرف نہ ہووے تو ہم اُس کو دو سو ماہوار کے حساب سے ہرجانہ ماہوار دینگے۔

دوم ۔ وہاں آریہ سماج بھی نہیں تھا۔ اُس کا قیام بھی اس نواح میں ضروری جانا گیا چونکہ مرزا صاحب نے جواب معقول وجہ سے انکار کیا۔ اس واسطے نامہ نگار سفر دور دراز کی تکلیف اُٹھاکر تا وہاں ہی گیا۔ اور کامل دو ماہ وہاں رہا۔ انہیں دنوں میں بتائید تا تماکی کرپا سے آریہ سماج بھی قائم ہو گیا۔ ہر روز وید مقدس کا اُپدیش ہوتا رہا۔ مرزا صاحب کو کسی شرط پر قائم کرانیکے واسطے تین مرتبہ الہامی کوٹھہ (مرزا جی کے بالاخانہ) پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے۔ ایکدن سے لیکر دو سال تک رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جمے۔ اگرچہ کرامات کا نام و نشان بھی ہوتا تو ٹھہرتے لیکن وہاں تو آسمانی نشان کا نام و نشان نہ دارد ہے۔ ہاں ایشور کے فضل سے اتنا ضرور ہوا کہ اُنکی آمدنی کے تمام ناجائز وسائل بند ہو گئے۔ لیکن میں سمجھ کر دور دراز شہروں سے مشاہدہ لگا مرزا صاحب کی زیارت کو آنا اور نذرین چڑھانا قطعی مسدود ہوا۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ تمام جمع کئے ہوئے سرمایہ کو کھا چکے اور کچھ روپیہ قرض لے کر انبالہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

ہاں یہاں سے نکالی بُت قرآنی نے ۔ ۔ ۔ دبیں جبیں سے اُتاری ہستم کے بانی نے
ہزاروں چوچلے کرتا رہا قسم کے ساتھ ۔ ۔ ۔ نہ ایک بھی پورا کیا مُتکبر زمانی نے
دکھلاکے ناز کرشمہ جہاں کو بھلایا ۔ ۔ ۔ بہت سا لوٹا ہے لوگوں کو قادیانی نے
سبھوں کو دیتا تھا بیٹے پر اُسکی نہ قیمت ۔ ۔ ۔ نہ چھوڑا اُس کو صحیح عمل کی گرانی نے
نجومی لوگوں کو بتلاتا تھا فلک کے حال ۔ ۔ ۔ بلا میں ڈالا اُسے قہر آسمانی نے

بُرا جو بول ہے ہر ایک کو گراتا ہے
رُلایا مرزا کو بھی اُسکی لن ترانی نے

افسوس! کہ باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی بپایہ صداقت نہ پہونچایا۔ اور ہمیشہ عند الاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا۔ قادیان کے لوگ بچے سے بوڑھے تک سبھی اُنکی حیلہ پردازیوں اور روبہ بازیوں سے آگاہ ہو کر میری اس تحریر کے گواہ ہیں جس قدر معترض نے آریہ دھرم پر اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب معہ حوالہ جات وید و قرآن کے تحریر کر دیئے لیکن بسبب وعظ و اُپدیش آریہ دھرم اور سفر دور دراز کے کتابوں کا ساتھ رہنا مشکل ہے۔ اس سبب سے بھی تاخیر ہوئی ورنہ کب کی طبع ہو جاتی مگر پھر بھی بقول۔ دیر گیر و سخت گیر و مرترا ۔ دیر آید درست آید۔ پر عمل ہو کر مفصل حوالہ جات تحریر کئے گئے۔

بہت سے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کے مطالعہ سے فائدہ پہونچا۔ اور قلمی

کتاب کی نقلیں بھی دور دور چلی گئی ہیں۔ یہ **تکذیب** براہین الاحمدیہ کے ہر چہار حصوں کے جواب میں **حصہ اول** ہے۔ جو ہر طرح عقلی و نقلی شہادتوں سے مکمل ہے۔ اگر مرزا صاحب کچھ اور بولیں گے تو ہم بھی قرآن کی باقی ماندہ قلعی کھولیں گے۔ ورنہ اہل حق کے واسطے یہ کافی ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو آئینہ قرآن ہے۔ ہر ایک محمدی بھائی سے گذارش ہے کہ مطالعہ فرمانے سے پہلے بغض اور کینہ کو خزینہ سینہ سے کنارہ کر دیویں۔ اور حق کی قبولیت کے واسطے ایشور سے پرارتھنا کریں۔ تب یقین کامل ہے کہ گوہر مراد حاصل کریں گے ؎

گر نباید بگوش رغبت کس — بر رسولان بلاغ باشد و بس

التماس

اے محمدی بھائیو اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو! آریہ ستان کے ٹکڑو اور بھارت کے لخت جگرو!! ہندوستان کے پیارو!! پرماتما نے آپ کو اور ہم کو ایک ہی قسم کے عناصر خمسہ سے پیدا کیا۔ ایک ہی دانہ پانی ہمارے لئے مستعمل ہے۔ ایک ہی ہوا پر ہماری گذران ہے ایک ہی زمین ہماری استراحت کو ہے۔ مگر باوجود اسکے ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ بھائیوں کو قصائیوں سے بدتر مخالف جانتے ہیں۔ باوجود قدرتی تعلقات کے ہم بعد المشرقین کی مسافت میں پڑے ہوئے ہیں اس گذارش سے جو میرا مدعا ہے اسے غور سے پڑھو سنو بچارو سوچو مطالعہ کرو۔ دل میں جگہ دو۔ بعد ازاں جو چاہو سو کہو تخمیناً سات سو سال کا عرصہ گذرا کہ ہم دونوں قومیں ایک ہی تھیں۔ ہمارا دھرم ایک تھا۔ ہمارے کرم ایک تھے۔ ہمارے باپ دادا ایک ہی مسلسل سلسلہ میں تھے۔ ہماری خوراک ایک ہی تھی اور ہماری پوشاک بھی ایک ہی تھی۔ ہمارے خون ایک ہی تھے۔ اور ہماری حرکتیں بھی ایک ہی۔ اسوقت آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپ کی تفریق نہ تھی۔ اور نہ کسی طرح قومی نفاق تھا۔ جب مغرب کیطرف سے تیغ کا طوفان آیا۔ اور جبر و اکراہ سے تلوار چلانے اور جور و ظلم کمانے لگے۔ ایسے وقت میں فاتح اور مفتوح کی جو حالت ہوتی ہے وہ کسی تواریخ دان انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے۔ پس اس بادشاہ گردی کے زمانہ میں جب کہ جسکی لاٹھی اسی کی بھینس کی نوبت تھی اور ہر ایک کو جان و مال کی حفاظت کی تشویش پڑ رہی تھی۔ باپ بیٹے کے اور بھائی بھائی کے خبر گیراں بلکہ خیر خواہی کے خواہاں کم ہیں۔ محمود غزنوی کے جور و ظلم۔ اورنگ زیب کے کشت و خون۔ محمد شاہ اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام۔ احمد شاہ ابدالی اور تیمور وغیرہ کی خونریزیاں جنکے ہاتھوں سے اتہاس یعنی تواریخ خون رو رہی ہے۔ وہی زمانے تھے جن سے آپکی اور ہماری جدائی کی نامبارک بنیاد رکھی گئی۔ وہی دور تھے جبکہ نفاق کی برائی کا بیج بویا گیا۔ وہی وقت تھے جبکہ پھوٹ کے پودے بوئے جانیکا آغاز ہوا۔ پست ہمت اور بزدل اولاد جنہوں نے جان پیاری کی طمع نفسانی کے داؤ پیچ میں شہوت جوانی کے سبب ہمت ہاری۔ وہی لوگ خواہ دور یا ناجائز طور سے دین مسلمانی پر مجبور ہوئے ؂

فخر قوم آریہ حقیقت رائے کی داستان جس قدر قابل افسوس اور حسرتناک ہے۔ اس سے کوئی مسلمان بھائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس قدر ظلم سے اس طفل رستم دل کی جان لی گئی۔ اہل درد و منصف مزاجوں کے دل اس کے واسطے تا ہنوز آنسو بہاتے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے جور و جفاؤں اور ظلم اور دباؤں سے آپ کے بزرگوں کو دین اسلام قبول کرایا گیا۔ اور ہزاروں لاکھوں بزرگ اس طفل معصوم کی طرح ان (حملہ آوروں) کے ہاتھوں اور تلواروں سے شہید ہوئے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش ذوالفقاری پر زوال آیا اور سلطنت نے پلٹا کھایا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ؎

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

پرمیشور نے ان کے قہر سلطانی سے بچانے کے لئے کمپنی کو تجارت ہند کے لئے مستعد بنایا جس نے ان ظالموں کے پنجوں سے علم اور تدبیر سے اور عقل اور شمشیر سے ہندوستان کے اسیروں کو چھوڑایا۔ لوگ امن و چین سے زندگی گذارنے لگے اور بیقرار دلوں کو قرار آیا۔ بعد ازاں جب کمپنی کے ٹھیکہ کی میعاد منقضی ہوئی تو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند و انگلستان دام سلطنتہا نے عنان حکومت قبضہ خود میں لاکر علم و عقل کا پھیلانا شروع کیا۔ جسکی برکت و اقبال سے ہر طرف سے امن و امان ہو کر چوروں کے ظلم اور ڈاکوؤں کے تشدد کی تباہی رفع ہوئی۔ لٹیروں سے اہل ملک نے نجات پائی اور سبھی اپنی اپنی حالتوں کو سمجھنے لگے۔ جب علم نے آنکھیں کھولیں اور ظلم کی تلوار ٹکڑے ہو گئی تب بہت سے دلوں اور بزرگوں کے خون پر فدا ہونیوالوں نے پرائشچت کی تجویز کی۔ مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و رعب گذشتہ سے واپس کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ چنانچہ وہ اس وقت غلطی یا کسی خاص مصلحت سے شدھ نہ کئے گئے۔ مثل مشہور ہے کہ سو برس کے بعد کوڑھی کی بھی سنتے ہے" ہندوستان کی بری حالت نے بھی پلٹا کھایا۔ اور آفتاب صداقت دھرم نے طلوع فرمایا یعنی جب زمانہ نحوست اور ایام برائی منقضی ہوئے تو شریمان پرم ہنس سوامی دیانند سرسوتی جی رونق افروز ہوئے۔ جو اور لوگوں سے طمع اور تلوار سے نہ ہو سکا وہ دلائل و براہین اور نصیحت و اپدیش سے کر دکھلایا۔ اسوقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ کے مسلمان و عیسائی شدھ ہندو بھائی بعد پرائشچت و ست اپدیش آریہ دھرم میں واپس کئے گئے۔ اور صد قبل سے انہوں نے بھی ضلالت سے نکلکر وید مقدس پر ایمان لایا۔ اور نہایت محبت و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی انہیں بھائی سمجھ برادری میں شریک فرمایا اور گذشتہ قصوروات معاف فرمائے۔ کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر مبنی تھے۔ تمام آریہ ورت کے فاضل پنڈت اس مہاتما کے شکر گذار ہو کر دھنواد دے رہے ہیں۔ بنارس۔ جموں۔ امرتسر۔ لاہور کے مہاتما پنڈتوں نے اس مبارک کام میں فتوی دیدیئے۔ جوق در جوق لوگ شدھ ہو رہے ہیں اور عربی کی بیمثال و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں پرماتما کے سچے دھرم میں گروہ گروہ یعنی کثرت سے سچا دھرم پھیل رہا ہے اور لوگ بھولے ہوئے پرائشچت کر رہے ہیں۔ تو آپ میں اگر بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان باقی ہے۔ اگر ان پرشوں کے تسلسل قومی کا کچھ اثر ہے۔ اگر ملکی و قومی ہمدردی نام تک موجود ہے۔ اگر زندگی کی سچائی کی کچھ تاثیر رکھتے ہو۔ اگر پرماتما سے محبت کی حقیقی التجا ہے۔ اگر علمی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو۔ اگر اس پاک زبان کے مخفی جوہروں کی چمک سے دل منور کرنا چاہتے ہو۔ اگر ظلم و ستم اور تعصب کے عادی نہیں ہوئے۔ اگر تواریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے۔ اگر اخلاق و محبت کا واقعی اثر رکھتے ہو تو اے پیارو عزیزو بھائیو! آؤ! اٹھو! پریم سے سوچو بچارو!! اسکو غلط سمجھو چھوڑ دو حقیقی جوش سے چھوڑ دو۔ سچی زندگی کے لئے چھوڑ دو۔ دلی ایمان سے چھوڑ دو۔ خدا کے واسطے چھوڑ دو۔ کفر کو دل میں مت رکھو۔ ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ۔ بغض و تعصب کے نزدیک مت جاؤ۔ کسنے ڈھونڈھا جسے نہ ملا۔ اور کسنے چاہا جسنے نہ دکھائی دیا؟ صداقت اور پیار سے اس کو مطالعہ کرو۔ تاکہ نفاق دور ہو کر ہم اور آپ بھائی بنیں۔ خدا آپ کو توفیق دیوے۔ اے پرماتما ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے دلمیں خصوصاً جاگزین کر تاکہ نفاق کا ستیاناس ہو اور دھرم کا پرکاش۔

الملتمس خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھرام

ضمیمہ کتاب ہذا متعلق خطوط و اشتہارات

خط و کتابت

نمبر ۱

جناب مرزا صاحب ہادی اسلام خدا ہدایت دیوے۔ بعد آداب دوستانہ کے گذارش ہے۔ آپ کا خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور ملا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گذرا۔ خدا آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفیر ہند اخبار میں طبع کرایا تھا اس روز سے آج تک میں نے آپ کی خامہ فرسائی کی سب کو بغور ملاحظہ کرتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات رہا۔ خط کے مضمون کو کما حقہ پڑھا۔ یہ خط جس کے لکھنے کی آپ کو بغرض اس مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے۔ کہ ہم آریہ لوگوں اور غیر مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں۔ اور جو کوئی ہم میں سے اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کی نہ دیکھے اور تسلی پا کر مسلمان ہووے۔ تو آپ اسکو دو سو روپیہ ہرجانہ یا حرجانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں۔ [illegible] آریہ سماج کے مبارک اصول نمبر ۴ کے بموجب جس کا مطلب یہ ہے کہ سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔ راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنابر دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونے کو بموجب آپکے دعوے کے مستعد ہے۔ مگر اس شرط پر کہ آپ [illegible] دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار [illegible] اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بلا عذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھکو دلایا جاوے۔ اور وہ روپیہ تا انقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں کنٹرول رہے اسکے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ جواب اس عریضہ کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے پاس ارسال فرماویں۔ اگر حسب منشاء مطبوعہ جناب کے بہ شرائط آپ قبول نہ فرماویں گے تو سمجھا جاویگا کہ آپ نے [illegible] اپنے خلاف دعوی کو ثابت کر دیا ہے اور [illegible] آپکو دعوی کی تکذیب بھی لازم آئیگی اور تمام [illegible] مشتہر کیا جاویگی۔ اگر آپ اپنے جواب میں پہنچے میں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرما کر [illegible] مجھے ایک سال تک آپکی شاگردی سچے دل سے منظور ہے۔ بر وقت آسمانی نشان [illegible] حاصل ہو جانے مسلمان ہو جانے کے [illegible] جو شرائط اقرار [illegible] بلا عذر حاضر خدمت ہو جاویگا۔ ۳۰ اپریل ۱۸۸۵ء

پنڈت لیکھرام [illegible] آریہ سماج پشاور بمقام امرتسر

جواب۔ [illegible] بالتعیم [illegible] غلام احمد [illegible] پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد [illegible] آپکا خط [illegible] لکھتے ہیں [illegible] مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گذرا لیکن [illegible] سمجھتا ہوں کہ [illegible] آپ کی تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے بکلی برعکس [illegible] خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں [illegible] ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر مؤثر ہو سکتا ہے مگر [illegible] اور اگر میں [illegible] غلطی [illegible] آپ [illegible] خوب [illegible] [illegible] خط [illegible]

سماج لاہور آریہ سماج [illegible] آریہ سماج امرتسر آریہ سماج لدھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کیطرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو پنڈت لیکھرام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور آسمانی نشان دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف مشرف باسلام ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ بلکہ عام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دینگے۔ کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے [illegible] میرے پاس بھیجیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائینگے جو قابل خطاب نہیں۔ یہ بات آپ پر واضح رہے کہ ہمارے خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو (دیکھو سطر [illegible] خط مطبوعہ) اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو۔ اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسیکو مغلوب اور قائل کرنا دوسروں پر مؤثر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کے خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرت پر حمل کرتے ہیں اور بجائے اسکے کہ کوئی گروہ اسکا اتباع کر کے راہ راست پر آوے۔ حق کی ہدایت پانے کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں۔ سوا اسکے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ ہر ایک قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے لیکن ایک عامی آدمی کے قائل اور مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی۔ عامی کا عدم و وجود قوم کے نزدیک برابر ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبر ان کی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر مؤثر ہوگی۔ حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہرحال ہمکو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونیکے لئے مخصوص نہوں تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اسکا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ مقتدا قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے مراسلے اسکے بعد بھیجے جاوینگے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سال بصورت مغلوبیت بنا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی اسی لحاظ سے یعنے مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے۔ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریگی اپنے اپنے حصہ بخرالیں اب خلاصہ کلام آپ پر یاد رکھیں کہ ہم نے تین ماہ تک حصہ پنجم کا چھپنا ملتوی کر کے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ اسی نیت سے رجسٹری بھیجے تھے۔ کیونکہ قوم کے سرگروہ کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے ہم کو کچھ سروکار نہیں اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اول اس کو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ درحقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اس کے قائل اور اقراری ہو جانے سے بلا حجت وحیلہ دین اسلام میں داخل ہو جاینگے سو مناسب ہے کہ آپ بھی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جس قدر ممبر ہوں انسے حلفاً اقرار نامہ لیلیں اور نام بنام ان سے دستخط کرائیں اور اس اقرار نامہ پر دس بیس معتبر مسلمانوں اور بعض آریوں کے دستخط بھی ہوں تاکہ وہ اقرار نامہ مع آپکے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے۔ لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اس کے منشاء کے مطابق قدم رکھو ان خطوط سے اصل مطلب تو ہمارا یہی تھا کہ قوموں کے سرگروہوں کو قائل یا لاجواب کر کے

مانا کہ اگر ۱۰ روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دُنیوی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن ہو اُن کو ۱۰ روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۱۰ روپیہ کہ جو اعلےٰ درجے کے لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دنیوی اُنکے خطوط مطبوعہ میں اصلاح پایا ہے جسقدر روپیہ ملنے کی شرط سے میں قادیان میں آتا ہوں۔ سو آپ خود انصاف فرمالیویں کہ آپ کیونکر اسقدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ ۱۰ روپیہ ماہواری پاتے ہیں تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کردیں کہ میں اتنی حیثیت کا آدمی ہوں۔ اور اگر ایسا ثابت نہ کریں۔ تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے تھے میں وہی تنخواہ حسب شرائط مندرجہ خطوط مطبوعہ آپ کو دونگا۔ لیکن آپ خود انصاف کرلیویں کہ جو تنخواہ اعلےٰ درجہ لوگوں کے لیے اُنکی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور اُنکے درجہ کثرت کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر ان لوگوں کو دیجائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر ہر ایک ادنےٰ و اعلےٰ کے لئے ۱۰ روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اسقدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو بعض خطوط کے چھاپنے کی وقت انتظام کیا ہے اُسکو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیان میں آجائیں اور بالمواجہ گفتگو کر کے اِس بات کا تصفیہ کریں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کرکے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پایا جائے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپنے اپنے خط کے آخیر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنیکے لائق ہیں جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں ابتک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم کہ آپنے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں۔ اگر آپ سچائی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو اور بغیر موجودگی اُن لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ پر واضح ہوجاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی تہمت لگاتے ہیں۔ ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں نے انہیں آریوں کا نام حصہ سوم و چہارم میں لکھ کر انکا شاہد خوارق ہونا حصص مذکورہ میں درج کرکے لاکھوں آدمیوں میں قریب کی اشاعت کی ہے۔ تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بے فروغ ہوں تو کیونکر وہ لوگ اب تک خاموش رہتے۔ بلکہ ضرور تھا۔ کہ اس صریح جھوٹ [illegible] کے رد کرنیکے لئے کئی اخباروں میں اصل کیفیت چھپواتے اور مجھ کو ایک دُنیا میں رسوا اور شرمندہ [illegible] سو منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ لوگ باوجود شدت مخالفت اور عناد کے اِسی وجہ سے خاموش اور لاجواب ہیں۔ کہ جو جو شہادتیں اُنکی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔ اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اِس ظن فاسد سے مخلصی حاصل کرنیکے لئے قادیان میں آکر اِس بات کی تصدیق کرجائیں۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ جواب سے جلد تر مطلع کریں۔ والدعا ۔

راقم مرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۲۰ اپریل ۱۸۸۵ء

(۵) رد جواب ۔ مہربانمن مرزا غلام احمد صاحب تسلیم ۔ آپکا خط مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۸۵ء بہت انتظاری کے بعد ۲۳ اپریل ۱۸۸۵ء کو مجھے پشاور میں ملا۔ چونکہ پشاور آریہ سماج کا چھٹا سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو تھا اِس واسطے مجھ کو لاہور سے ۱۸ اپریل سے پہلے [illegible] پشاور میں پہنچا۔ ۵ و ۶ روز کثرت کار جلسہ کے سبب فرصت نہ ملی آج قلیل فرصت جواب جناب آپ کا تحریر خدمت کرتا ہوں۔ اِس قدر دیری کو معاف فرمائیے۔ یہ خط آپکا بھی میں نے غور سے پڑھا اور تامل سے بچارا اور ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۳ کو حرف بحرف مکرر مطالعہ کیا۔ مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب و ادب اُسمیں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپنے اُس خط سے اِسقدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب معمولی سے بھی مزاج مبارک برافروختہ ہوتا ہے۔ تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق و کذب سراسر محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر ۲ کی تادیب و تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو۔ اور میرے صاف خط کو بھی مہذبانہ نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی حکم سلام مراد ہے تو علیحدہ امر ہے ورنہ اُسمیں کوئی امر مانع اخلاق نہیں ہے جسطرح آپ نے اتمام حجت کی غرض سے خطوط ارسال کئے ہیں اُسیطرح میں نے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپکے پہلے خط مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۷ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور اس خط مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

واللہ اعلم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے برخلاف یا اُسکی اندرونی تائید کیواسطے بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب براری کیواسطے پوشیدہ ہونگی۔ آپکا خیال نہیں ہے ۔

سخنے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم ۔ کہ گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا

جو نتیجے آپکی مختلف تحریروں سے برآمد ہوتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی تسلیم کے لائق نہیں ہیں اور نہ کوئی اُنہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیگا۔

بماہ ستمبر ۱۸۸۳ء میں بتقریب جلسہ آریہ سماج امرتسر کے گورداسپور گیا تھا اور وہاں پر اس امر کی نسبت کہ آپنے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ درحقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں دریافت کیگئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپکا پورا واقف تھا معلوم ہوا کہ آپ اِسقدر جائداد بھی نہیں رکھتے ہیں بلکہ مقروض ہیں۔ اب اُس کی تصدیق آپ کی ہی تحریر سے ہوگئی کہ اگر ہر ایک کے لئے ۱۰ روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اِس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اُس سے لاؤ جس نے آپکو بقول آپکے مثیل مسیح ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیاں کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعویٰ کا نہایت قوی اور مدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین الاحمدیہ کے جواب تکذیب براہین ال[illegible] میں درج ہوکر عنقریب چھپنے والا ہے اور وہ اُنکی خط و کتابت ہے اُن کو تہمت پہلے لگائی ہے کہ اُنکو میں نے کرامات بتلائی ہیں جو بالکل صداقت سے خارج ہے۔ میں آپکے روبرو بھی آسکتا تھا اگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپکی ملاقات کو گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں تو خیال گزرا کہ شاید ان کی اِسقدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کرسکوں۔ اِس واسطے ارادہ ملتوی کیا۔ لا آنرپیل شاید آپ کے دعویٰ کی تکذیب بھی براہِ ہند یا وید بھاشیہ کا شک بھی کی تھی مگر افسوس کہ مجھے اس وقت اچھی طرح یاد نہیں ہے اور اسمیں میرے مہربان بھائی باوا نراین سنگھ جی نے بھی وید بھاشیہ کا شک میں بہت مشرح لکھا ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارہ ۔

اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کرچکا ہوں یا جو شہادتیں نہ ہیں یا عقلی بیان کی گئی ہیں سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی و دنیوی و طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے بھی آپ کی کراماتوں کی مفصل فہرست پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں چونکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے ۔ اور افضل ایسا ہی چاہتا ہوں۔ کہ اُن لوگوں کو جو راہ راست سے بے بہرہ ہیں صراط المستقیم تک پہنچا کر ہدایت بوید مقدس کی تعلیم دوں۔

قرآن و انجیل و توریت و زبور وغیرہ کتب ہائے ادیان مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے صحتی بابت بحث کرنے کو موجود ہوں اور میرے اکثر دوست مسلمان جو آپکی براہین احمدیہ کے خریدار ہیں یا جنکو آپ تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں۔ بہ سبب منکر از کرامات ہونے کے وہی لوگ مجھے آپکی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طول دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گذارش ہے کہ اگر دیقیقت وعدے کے سچے اور تو (؟) کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں۔ تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب ۱۰۰ روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرماویں۔ اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایکسال تک آپ کی ہدایت، و آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھکو ملجاویں اور وہ روپیہ تا انقضائے ایک سال کے خزانہ سرکاری میں مکفول ہے۔ اس کے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جلشانہ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں تو اس اقرار نامہ اور حوالہ روپیہ سے گریز کیوں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپکو اپنے کراماتی سکہ پر امید ہے کہ قلب نہیں ہے تو کل عذر و معذرت و حیلہ جوئی بیکار ہے۔ جب خدا نے پیشگوئی فرمائی۔ اور علاوہ بر آں آپ نے کئی مرتبہ آزمائی تو ہم کو لازم والا جواب مغلوب ہی ہونا پڑیگا۔ خدا نے وعدہ آپ سے فرمایا۔ اور آپ ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے خطوطات سے ظاہر ہے پس کس طرح مانا جاوے کہ اُسمیں تخلف کا امکان نہیں ہے جبکہ آپ کو ہی اُسکا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا اتمام حجت کا اشتہار دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا مبلغان ادا کرونگا۔ آپ جیسے کی عقلمندی کو بٹہ لگا رہا ہے۔ بسبب اسی آپکے تخلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپ کے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر سہ کرر تحریر کرتا ہوں۔ کہ کراماتی زر کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محک امتحان بنانا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپکی شاگردی اور قادیاں کی حاضر باشی صدقدل سے منظور کرتا ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی وہی طول طویل عبارت اور مطلب حیلہ حوالہ رہا تو زیادہ خط و کتابت بیفائدہ ہوگی۔ زیادہ نمستے۔

۲۹ اپریل ۱۸۸۵ء راقم پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور پشاور

(۶) خط مرزا صاحب بجواب خط نمبر ۵ مشفقی پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب

اگرچہ اس خاکسار نے آپکے اُن خطوط کے جواب میں جنمیں آپنے قادیاں میں ایک سال ٹھہرنیکی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپکا ایسی درخواست کرنا آپکی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ ابتک اسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپنے اپنے اسی دعویٰ کو بعض اخبار وں میں چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے دکھلانے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور کیوں چوبیس سو روپیہ دینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک ٹھہر کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دیجاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آج تک آپکی درخواست منظور کرنے میں توقف کیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ و منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہر چند ہم نے کوشش کی مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ اُن معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں۔ جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اس دعویٰ پر غایت درجہ تک پہونچ گیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سر گروہ سمجھتے ہیں۔ اِس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپکی درخواست منظور کر لیتے ہیں۔ اور جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرا دے کو تیار اور مستعد۔ لیکن جیسا کہ آپ شرائط مندرجہ خطوط سے تجاوز کر کے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے مجھ سے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اِس صورت میں مجھے بھی حق پہونچتا ہے کہ میں بھی آپکے اِس اقرار کو جو بعد دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی مسلمان ہو جاؤنگا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑ دوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کرینگے۔ ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور تدبیر کر لوں۔ جس سے مجھے بھی پورا پورا الیقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی درحالت انکار اسلام اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے سو عدالت کی بات جسمیں میں اور آپ برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار ۲۴۰۰ سو روپیہ حسب نشاء آپ کے کسی جگہ جمع کرا دے اور ایک طرف آپ بھی اسیقدر روپیہ حسب نشاء اس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر رکھوا دیں۔ تا جسکو خدا تعالیٰ فتح بخشے اُس کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک یادگار ہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی و سراسر انصاف ہے۔ کیونکہ جیسے آپکو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے اِس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے میں بھی بعد مغلوب ہونے آپ کے آپکو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کرلیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کر لوں کہ درحالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اگر آپ اسلام کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں تو آپکو روپیہ جمع کرنے میں کچھ نقصان اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونیکے مسلمان ہو جائینگے تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ تو صرف اُس حالت میں بطور تاوان آپ سے لیا جاویگا۔ کہ جب آپ عہد شکنی کر کے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا روپوشی اختیار کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپکی طرف سے جمع ہوگا۔ اور صرف عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہوگا۔ نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اسقدر روپیہ کہاں سے لائینگے تو اسکا فیصلہ آپ ہی کے اقرار سے ہو گیا جبکہ اپنے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اِس سے بہت زیادہ آپکے دولتخانہ میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سر گروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کرینگے بلکہ وہ تو مٹھی لئے ہی ہزارہا روپیہ آپ کے قدموں پر رکھ دینگے۔ اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا۔ خدانخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا۔ کہ آریہ سماج کے دولتمند اور ذی مقدرت لوگ آپ کو چند روز کے لئے بطور امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانتداری اور امانت گذاری میں اُن کو کلام ہو کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمی جیسے چوہڑے چمار یا سانسی اپنی قوم میں کچھ تھوڑا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اِس قدر مسلم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدہا روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ اُن کی امداد کر دیتے ہیں اور آپ تو بقول آپکے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جنکی عزت سارے آریہ ورت

ہیں تسلیم وقبول کی گئی ہے۔ ماسوا اسکے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور آپکے ہاتھ میں دینگے۔ یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپکی ملک کر دینگے۔ غرضکہ کو ماہ رکہ آج ہم یہ خط رجسٹری کرا کر آپکی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ اور اگر بیس دن تک آپنے ہمارا جواب نہ بھیجا۔ اور قادیان میں آکر ایک سال تک ٹھہرنے کیلئے ہاں نہ کر لی۔ اور ان شرائط کو جو سراسر انصاف وحق پسندی پر مبنی ہیں۔ قبول نہ کیا۔ تو ہم بعد گذرنے بیس دن کے یہ خیال کریں گے کہ آپکا خط ٹالنا تھا۔ پس شایع کرا کر لوگوں پر ثابت کیا جاویگا۔ کہ آپکا ایک سال تک قادیان میں ٹھہرنے کیلئے مجھ سے درخواست کرنا سراسر لاف وگزاف پر مبنی تھا۔ آپکی نیت صاف ودرست نہ تھی۔ آپکی ایسی حیثیت وعزت نہ تھی جس کا آپنے وعدہ کیا تھا۔ اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں۔ اور مدت مقررہ تک ضرور آپکے جواب کے منتظر رہینگے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

از قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء خاکسار غلام احمد۔

۷۔ بجواب خط مرزا صاحب محررہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء مشفقی جناب صاحب

بعد رسوم ملاقات بجواب خط مرقومہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپکے خط وکتابت کے سلسلہ کی بنا فقط آپکا وہ اشتہار ہے جو آپنے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کرا کر شایع کیا تھا۔ اور جس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ جناب الٰہی سے آپکو حکم ہوا ہے کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی دعوت کریں اور جو کوئی شخص آپکے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی وخوارق عادات وصداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کرے اور تسلی نہ پاکر مسلمان نہ ہو جاوے تو آپ مبلغ ۲۰۰ ماہوار کے حساب سے کل ۲۴۰۰ دو ہزار چار سو روپیہ بابت سال تمام کے اس شخص کو ہرجانہ یا جرمانہ دینگے۔ جس پر میں نے معقولیت کیساتھ آپکی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپکی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ زر موعودہ امانتاً سرکاری خزانہ میں داخل کر دیویں۔ اب اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپکے امانتاً داخل کروں تاکہ اگر آپکے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کر کے اور تسلی پا کر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اس چوبیس سو روپیہ کے جو میں داخل کرونگا۔ آپ مستحق ہوویں۔ صاحب من آپ اپنے عہد مشتہرہ پر کیوں قایم نہیں رہتے۔ کس واسطے اپنے جادہ انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دینداروں یا راستبازوں کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور زیادہ تر لطف یہ ہے کہ آپ اپنے اس انحراف قطعیہ کو نہایت عمدہ اور تحسین فرماتے ہیں جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپکے اس بات کا اشتہار دینے جو آپنے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجوہ ذیل باطل ہوا (۱) اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں ۲۴ سو روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو زر امانت وہ شخص راقم آپکے لیویں حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اسکے لکھتے ہیں اسلئے پہلا اشتہار قایم نہ رہا (۲) جبکہ آپنے معجزہ کا دعویٰ بذریعہ اشتہار کے شایع کیا تو آپکا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہئے تھا کہ ضرور معجزہ دکھا دینگے اور تاثیر اس کی نیز بہت ہوگی اور مشاہدہ کنندہ بھی ضرور اسلام قبول کریگا کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کر دینے کے ہیں اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ اعجاز نہیں کہہ سکتا اسلئے آپکو اپنے دعویٰ پر خود ہی شک پیدا ہوگیا کہ میں آپکے معجزہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کرونگا اسکے عوض آپنے روپیہ مذکورہ میرے کے لینے کی تمنا کی ہے روغ گو را تا بدروازہ باید رسانید۔ آپکے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو آپنے نئی حجت اٹھائی ہے میں اس کیواسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں ۲۴۰۰ روپیہ میں داخل کر سکتا ہوں۔ مگر مجھ کو آپکے استقلال پر شک ہے اس سے اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہئے کہ کونسا نشان آسمانی آپ مجھ کو دکھا دینگے۔ آسمانی نشان یعنی سورج۔ چاند۔ ستارے ہیں پس علاوہ ان فوق العادت نشانات کے آپ کوئی دلیل کا آسمانی نشان خدا میں یعنی دوسرا آسمان جسکا طلوع ہو سکے وہ بجائے مشرق ہو یا شق القمر کا معجزہ جسکا اشارہ قرآن میں ہے اور جو عقلا کے نزدیک غیر مسلم اور آپکے خیال میں حق ہے پس اگر اسی کو اعادہ کر کے دوبارہ دکھلا دیں یعنی تو رات کی رات کو بخلاف عادت موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جاویں دوسرا چاند کامل اماوس کی رات کو جیسا کہ پورنماشی کو ہوتا ہے ظہور ہووے۔ ان میں سے کل تو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں اور بارش وغیرہ معجزہ کے دکھلا سکا بھی آپ مقرر کریں۔ تاکہ وہ عام میں مشتہر کرایا جاوے۔ ورنہ میں سمجھونگا کہ جو بیس سو روپیہ جس کے کرنے میں آپکو ایک تماشا دکھلوا دیا۔ اگر اب بھی آپنے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں ماتحت ماہ کے نہ دیا۔ تو تصور کیا جاویگا کہ ایسے بے بنیاد ولغو دعاوی کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور من بعد آپکے خط وکتابت بند ہو جاویگی اور چونکہ آپنے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز اختیار کی ہے وہ تہذیب سے گری ہوئی ہے مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں بلکہ اسکو بھی اسکے دلیل میں سمجھتا ہوں جن میں آپکے اور دعاوی ہیں اور اس کا باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ سب کا پرکاش اور راستی کا ناش ہو جواب اس کا ایک ہفتہ تک آنا چاہئے ورنہ بعد ازاں اشاعت کیجاویگی ◆

۲۰۔ جولائی ۱۸۸۵ء۔ الراقم نیازمند لیکھرام از آریہ سماج امرتسر۔

یادداشت (۸) جو خط مرزا صاحب کا (جواب خط نمبر ۷) آیا تھا وہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور سے پس وپیش ہو گیا ہے اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا مگر اسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہم یہ شرایط نہیں کر سکتے اور نہ مطلوبہ نشانات بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ ظاہر ہوگا یا نہ ہوگا غرضیکہ اس بلائے ناگہانی (دعویٰ کرامات) سے پلہ چھڑوانا چاہا بہت سا حصہ اس خط کا جواب میں بھی موجود ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں (مصنف)

۹۔ جواب خط مرزا صاحب مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء مشفقی مرزا غلام احمد صاحب بجواب خط مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء آپکے عذرات اور بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید مدلل لکھتا ہوں **عذر اول** پہلے اشتہار میں ۲۴۰۰ روپیہ دینے کا وعدہ ضرور ہوا ہے مگر پیشگی جمع کر دینے کی شرط نہیں کی تھی چونکہ آپنے میرے وعدہ کو معتبر نہ سمجھا اور یہ زاید شرط لگائی کہ زر موعود کسی بنک سرکاری میں جمع کر دیا جاوے اس صورت میں میرے لئے بھی بخلاف اس اشتہار کے استحقاق پیدا ہو گیا کہ ۲۴۰۰ روپیہ بالمقابل پیشگی امانت رکھاؤں۔ تردید دفعہ ۱۔ آپکو واجب تھا کہ پہلے ہی اشتہار میں صاف لفظوں میں شرط باندھتے کہ بطور قمار بازان کے ۲۴۰۰ روپیہ دینا ہوگا جاویگا تاکہ شرایط کی ترمیم وتنسیخ نہ کرنی پڑتی۔ پس یہ سراسر بھول آپکی ہے۔ اگر صاف طور پر لکھا ہوتا تو کوئی عام عقل کا آدمی بھی ایسی قمار بازی کا جواب تک نہ دیتا چہ جائیکہ راقم اس تکلیف کو گوارا کر کے آپسے خط وکتابت کرتا مگر افسوس کہ آپ بجائے خجالت اٹھانے کے اپنی بھول کی حجت کرتے ہیں دفعہ ۲۔ آپکے وعدہ پر اعتبار نہ کرنیکا یہ سبب ہے کہ اگرچہ مجھکو ضرور نہیں تھا کہ آپکی حیثیت کی قلعی کھولی جاوے مگر آپکی بیجا لاف وگزاف جیسے بنیاد دعاوی نے مجبور کر دیا کہ مجملاً آپ کی استطاعت کا ضعف بیان کروں۔ کہ آپ نہ کوئی اہلکار۔ نہ جاگیردار۔ نہ پنشنخوار۔ نہ تجارت نہ حرفتکار۔ نہ کارخانہ دار۔ نہ زمیندار۔ نہ صاحب جایداد عالی ہیں۔ ہاں موضع قادیان جو ایک گانوں ہے اسکی ملکیت زمینداری کے بہت حصہ داران میں سے ایک حصہ دار ہیں یعنی حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ حیثیت تو یہ اور لاف وگزاف یہ کہ آٹھ ہزار دو سو چالیس خطوط بطور اشتہار بنام اکثر معززان ورئیسان وعلما وفضلا جاری کر دیئے کہ جو کوئی شخص ایک سال تک موضع قادیان میں رہکر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کرے بحساب ماہوار ۲۰۰ روپیہ بابت سال تمام کے پاویگا اسکا حساب لگایا تو قریب دو کروڑ روپیہ کے ہوتا ہے اسپر طرفہ آفات

مگر اپنی کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر اپنے اسم مبارک کے القاب میں رئیس اعظم قادیان دام اقبالہ لکھ دیا۔ مزید برآں طرہ یہ کہ جو کوئی اس کا رد لکھیگا۔ دس ہزار روپیہ انعام پاویگا۔ خیال کرنا چاہیے کہ اس قدر ممالک وسیع سے سو دو سو اشتہار بھی جداگانہ دیکھینگے تو لکھنا ہی چاہیے۔ دفعہ ۳۔ جبکہ آپ ایک ایسے گنج قارون کے مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کے واسطے ہندوستان مسلمانان سے چندہ کیوں مانگتے ہیں۔ اور طرہ یہ ہے کہ باوجود پورہ گزری پانچ سالہ الطباع کتب کا خرچ بھی بہم نہ پہنچ سکے۔ دفعہ ۴۔ سچ تو یہ ہے کہ آپنے اس لاف زنی سے ایک ذریعہ معاش کا پیدا کر لیا۔ جیسا کہ پنجابی کی مثال ہے کہ "زور دی کھا شکر سے دنیا کھائے مکر سے" نظر بحالت مذکورہ جو میری طرف سے درخواست بشکل رجسٹری کی ہوئی۔ تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی منصف حرج بیجا لکھیگا۔ دفعہ ۵۔ آپکا یہ گمان غلط تھا۔ کہ بسبب سختی شرائط کے آپکے پاس ایک گاؤں میں درمیان جہلا و مجہولان کے ایک سال تک قید بے زنجیر رہنا کوئی آدمی قبول نہ کریگا۔ تو بصورت خاموشی معہ نشان کے آپکا دعوے بطور ڈگری یکطرفہ ثابت ہو جاویگا۔ مگر جبکہ آپ کے ابطال دعوے پر بندہ استادہ ہو گیا اور بوجوہ شرط صد روپیہ ماہواری بشکل امانت تمسک یا جاہا تو آپنے برخلاف اشتہار کے ایک نیا حیلہ اختراع کیا یعنی مجھ سے بھی بالمقابل اعلان جاری مانگا۔ بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کر کے اسی حیلہ جدید کی اوسے بھی آپ کو بھاگ جانیکی فرصت نہ دی۔ یعنی اعلان جمع کرانا منظور کر لیا۔ پس جبکہ زر مشروط طرفین سے مساوی جمع ہوگا۔ تو شرائط بھی مقبول و مساوی طرفین ہونی واجب ہوئیں۔ نظر بر آں آپکے اس دعوے پر کہ نشان آسمانی خوارق عادات مشاہدہ کرا دینگے۔ میری طرف سے بہامت مناسب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ آسمانی نشان قدرتی تین قسم کے موجود و مشہور ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ انکی نسبت خرق عادت یعنی خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ مشاہدہ کرا دیجیے۔ اور معجزہ نمائی کا کوئی وقت تجویز کر کے مشتہر کیجیے۔ اسکے جواب میں جو عذر آپنے لکھے ہیں بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید لکھتا ہوں **عذر اول**۔ اخبر یہ آپ اسی قسم کے نشانوں کو قبول کرتے ہیں کہ ستاروں آفتاب و مہتاب کے تغیر و تبدل صورت پر مشتمل ہو۔ **تردید**۔ حضرت اپنے اشتہار میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اس حاضری صحبت میں ایک سال تک بکر آسمانی نشانوں کو بچشم خود مشاہدہ کر لیں تو اگر یہ۔ سورج۔ ستارے موجود نشانوں میں خرق عادت نہیں دکھا وینگے۔ با علاوہ انکے دوسرا سورج یا دوسرا چاند یا اعادہ معجزہ شق القمر نہیں دکھا وینگے۔ تو پھر آسمانی نشان چہ معنی دارد۔ کیا آسمان سے اپنے جھوٹے دعوے پر خاک دھول برسا وینگے **عذر دوم**۔ پنڈت صاحب ہمارا کام یہ ہرگز نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہیے۔ اسی طور سے انقلاب کر کے دکھا ویں۔ **تردید دفعہ ۱**۔ جبکہ آپ اس قسم کے لایق نہیں تو مشاہدہ نشان آسمانی کا جھوٹا دعوے کیوں لکھ مارا۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ آپنے سمجھا ہوگا کہ جس طرح آپ عقل سے کام نہیں لیسکتے سب کا ایسا ہی حال ہوگا اور کوئی نہ پوچھیگا **دفعہ ۲**۔ جبکہ آپنے آسمانی نشانوں کا مشاہدہ کرانا لکھا تو اسی پر بحث کی گئی وہی نشان مانگے گئے اگر زمین کے نشان یا اربعہ عناصر میں سے یا موالید ثلاثہ سے کسی قسم کی چیز پر خرق عادت کا دعوے ہوتا تو اُسی پر بحث ہوتی اور اُسکے مطابق سوال کیا جاتا اگر زمین و آسمان کا انقلاب آپ ناممکن سمجھتے تھے تو آسمان کا لفظ کیوں لکھا تھا۔ سچ ہے ؎

دروغ آدمی را کند بے فروغ ۔ مگو اے برادر تو ہرگز دروغ

کراماتوں کے ادعائے بے معنے سے سوائے پشیمانی کے اور کیا نتائج نکلتے ہیں

عذر سوم۔ ہم صرف بندۂ مامور ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح کا نشان ظاہر کریگا۔ **تردید دفعہ ۱**۔ اس کلمہ سے کہ ہم بندۂ مامور ہیں اور نیز یادہ تر آپکے اشتہار کی سطر اول و دوم کے مضمون ہی صاف ظاہر ہے کہ آپنے پیغمبری کا دعوے کیا ہے۔ بدستور علمی کا مامور رکھ لکھکر آپنے سارا انکو ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ دعوے نبوت کی کیا صراحت ہونی چاہیے۔ اس دفعہ یہ بیجا نہ ہوگا۔ کہ اگر ہم شناسان علماء اسلام و خواص کریں یعنی خاص عام اہل اسلام۔ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رسالت پناہ خاتم المرسلین ہیں پس ایسے دعویدار پر نعرہ تکبیر کا فتوے کیوں نہیں لگاتے کیونکہ وہ مسماۃ اسحب خدا کی لاتے ہیں اور گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں اور اگر صداقت قرآن شریف اسلام محمدی اسلام کا دعوے ہے تو بھی نعوذ باللہ کتب قرآن شریف فی نفسہ اپنی صداقت میں کامل نہیں ہے بہرحال یہ بات بھی خلاف شرع ہے اور نہ کہیں دیوان میں الہام۔ باقی اترمکا اشارہ پایا جاتا ہے۔ پس یہ عذر بدتر از گناہ ہے نہ گفتن شنیدن استیار است **تردید دفعہ ۲** یہ عذر کہ ہم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا۔ ایک بیجا ہے جبکہ آپ ایک خاص دامہ کام پر مامور ہوئے ہیں تو اس کام کے سب سامان ہیں تو کافی کیوں نہیں اور جب معلوم نہیں کہ کس طور کا نشان ظاہر ہوگا تو بدوں ارشاد الٰہی نشان آسمانی کا دعوے زبانی کیوں لکھ مارا صرف قرآن کا لفظ کافی تھا۔ جبکہ آپکے الہام کی تسمیہ ابتدا ہی غلط ہے تو آگے کیا کام کرینگے آپکو واجب تھا کہ وحی آسمانی سے جو آپکے پاس آتی رہتی ہیں نازل ہوتی ہے نشان آسمانی کا صحیح صحیح بینہ معلوم کر کے اشتہار میں لکھ دیتے۔ تیسرا تردید ناواقفی اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ بیجا مامور کرنا خدائے ہمہ دان کا کام نہیں ہو سکتا بلکہ اوروں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کا کام ہے **عذر چہارم** ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اسی شے کا کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالا تر ہو **تردید**۔ ہم نے بھی ایسے ہی نشان مانگے تھے جو طاقت انسانی سے بالا تر ہیں۔ ورنہ نہیں مانگے مگر اس سے بھی آپ گریز کر گئے کہ انقلاب زمین و آسمان نہیں ہو سکتا ہے شامل اس تردید کے عذر دوم کی تردید دفعہ ۲ میں بھی مطالعہ کیجیے۔ **عذر پنجم**۔ ہمارا دعوے صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا نشان دکھلائیگا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں **تردید**۔ آپنے اپنے دعوے کا نصف حصہ چھوڑ دیا کہ نشان آسمانی سے صرف ایک جزو نشان کا باقی رکھا اور دوسرا حصہ یعنی غلط نشان بھی بے نشان و معدوم کر دیا۔ کیونکہ آپکو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا اور کیسا ہوگا۔ پس گویا آپکا دعوے ٹوٹ گیا شکر ہے۔ کہ ٹوٹا خدا خدا کر کے **عذر ششم** فقط نشان کو اپنی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر یہ تعریف لکھتے ہو کہ اُسکے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں تو واقعی یہ معنی معجزہ کے درست ہیں کہ مشاہدین خود عاجز ہو کر مشاہدہ کرانیوالے پر ایمان لاویں اور دوسروں تک موثر ہو۔ وغرضیکہ اظہر من الشمس ہونا چاہیے **تردید**۔ باوجود اپنے مندرجہ بالا اقرار کے نہ معلوم کہ عذر کیوں پیش کرتے ہو کہ آپکے معجزہ پر اثبات یا نفی کی رائے دینے کے لیے منصفان مقبولہ طرفین جو مرزا صاحب کے مذہب سے الگ ہوں مقرر ہونے چاہییں۔ عموماً ظاہر ہے کہ جو کوئی مقدمہ یا کوئی امر مجہول الکیفیت اور عمل پیش ہوتا ہے اُسکے واسطے ضرورت منصفان کی ہوا کرتی ہے اور وہ منصفان بھی تیر و تاریکی چلاتے ہیں کیونکہ غیب دانی بشریت سے بعید ہے۔ پس اگر آپکا معجزہ بھی ایسا ہی مجہول الکیفیت ہو کہ نوابنے گاؤں کے بھیڑ بکری چرانیوالوں کو بتلا دیا کریں ہم آپکی لاف زنی کے معجزہ کو دیکھکر خاموش رہنا بہتر سمجھتے ہیں۔ پس یا تو آپ ابا مجت سے اٹھا لو یا دامن اپنا۔ مگر آخر ہی اپنا فرض دوستانہ ادا کرنا بھی واجب جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ سچا مذہب خدا کیطرف سے الہامی ہے اور جسکی صداقت کی شعاعیں ہمیشہ آفتاب کی طرح جہان کو روشن کر رہی ہیں وہ آریہ دھرم ہے اور وید و کتاب الٰہی جو بالکل مکمل و افضل و معقول ہے اور جسکا کام ہمیشہ رد و تبدل و تنسیخ و ناکاملیت سے پاک اور مبرا ہیں۔ اور وید اپنی صداقت پر ہمیشہ چو چہرہ یعنی چہار گانہ ثبوت رکھتے ہیں

اوّل وحدانیت دوم قدامت سوم صداقت چہارم کاملیت وہ وید مقدس میں۔ پرم آتما بار بہم سے بلا سفارش وشفاعت غیرے کے ملانے والا گیان یا عرفان وید مقدس کے سوا کہیں نہیں۔ پس بخیال نیک نیتی کے دعوت کیجاتی ہے کہ جسطرح اور کئی علماء و فضلاء دین محمدی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وید مقدس پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کو بھی اگر صراط المستقیم پر چلنے کی دلی تمنا ہے تو صدق دل سے آریہ دھرم کو قبول کرو آئینہ دل کو تعصب نفسانی سے پاک کرو۔ اگر بوقت پہونچنے اس اطلاع کے اوجہ کرینگے تو خدا کا موخذہ آپ پر رہیگا اور حقیقی سرور اور صداقت کے نور سے ابد الا باد تک مقہور و دور رہوگے۔ اور جس قسم کی تسلی روحی دینی یا دنیوی آپ کرنا چاہیں بندہ حاضر و مستعد ہے اور کئی آریہ برادران بھی جنکا کام صداقت کا اعلام اور جہالت کا انہدام ہے۔ حاضر و موجود ہیں۔ خدا آپ کو صداقت حقیقی کے چشمہ سے (جو وید مقدس ہے) سیراب کرے ۵ ما نصیحت بجائے خود کردیم روزگارے دریں بسر بردیم۔ گر نیاید بگوش رغبت کس۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

راقم لیکھرام از آریہ سماج امرت سر۔ تحریرہ۔ اگست ۱۸۸۵ء

یادداشت۔ اس آخری خط کا جواب جب عرصہ تین ماہ تک کوئی نہ آیا تو پھر ہمنے ایک پوسٹ کارڈ بطور یاددہانی کے ارسال کیا۔ اس کے جواب میں مرزا جی کا کارڈ آیا کہ "قادیاں کوئی دور تو نہیں ہے۔ آن کر کے ملاقات کر جاؤ۔ امید کہ یہاں پر باہمی ملنے سے شرائط طے ہوجاوینگی۔"

غور طلب۔ یہ خطوط ملاحظہ فرمایا کہ مرزا صاحب کے الہامی دعوؤں و خوارق عادات بزرگی و شرطیہ انعامات و دولتمندی و جاگیرداری و زبان درازی و حیلہ سازی و لفاظی و اشتہارات کی نسبت رائے لگانے اور نتیجہ نکالنے کے تصفیہ کو ہم تکذیب براہین احمدیہ کی ذمہ داری پر چھوڑتے ہیں ✤

اشتہارات

(۱) مطبوعہ قانونی ہند امرت سر

اشتہار صداقت اظہار تحقیق حق کیواسطے باطل کو چھوڑ کر چاہتے ہیں ہم کہ توڑ دیں شیشہ فریب کا۔ **ناظرین**

پر واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیاں ضلع گورداسپور نے یہ دعوی کیا ہے کہ میں مجدد وقت اور ملہم اور صاحب کرامات ہوں اور حضرت قادر جلشانہ کی طرف سے بنی ناصری اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا ہوں اور میرے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انا انزلناہ قریباً من القادیان بالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا اور ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ میں بہت بزرگ ہوں اور کتاب براہین احمدیہ میری مصنفہ کی امداد و مصارف میں مسلمان بھائی جہانتک ہوسکے توجہ فرمائیں۔ بلکہ تعمیر مساجد و حج اور زکوۃ اور خیرات وغیرہ ضایع اخراجات سے کتاب براہین احمدیہ کی امداد میں جو شخص روپیہ بھیجے اسکو ثواب عظیم اور نجات عقبے حاصل ہوگی اور اپنے اشتہارات میں یہ بھی وظیفے کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرے الہامات کی صداقت پر بدظن ہو تو اس کو چاہیئے کہ قادیان میں آکر تحقیق کرلے۔ چنانچہ اپنے دعوی کی مضبوطی کے لئے چوبیس سو روپیہ حرجانہ بحالت عدم مشاہدہ الہام دینا مقرر کیا ہے۔ جاۓ غور ہے۔

اوّل۔ تو مرزا صاحب کو اپنے مولی کریم پر بھروسا نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو جن شخصوں نے تحقیق کیواسطے درخواستیں کی تھیں۔ ان سے شرائط کرنے میں تساہل نہ کرتے۔ از انجملہ پنڈت لیکھرام پشاوری جان آریہ سماج پشاور اور منشی ملاوا مل سکرٹری آریہ سماج قادیان جنکو مرزا غلام احمد صاحب نے بھی گواہ الہامات مشہور کیا ہے اور نیز اس طالب صادق نے ما خطوط برادر مشاہدہ نشانات آسمانی بھیجے ہیں۔ جن کا جواب معقول آجتک بجز پہلو تہی اور حیلہ حوالہ کرنے کے نہ دیا بلکہ منشی ملاوا مل نے اپنی دلی جوش سے یہاں تک بھی لکھا کہ ایسی کرامت کا میں خواستگار نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک ناممکن اور قانون قدرت کے برخلاف ہو میں چاہتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ خواہ کیسی اونٹے کرامت اور خرق عادت کا مشاہدہ کرادیں جو طاقت انسانی اور علوم کی رسائی سے باہر ہو۔ بعد مشاہدہ کے میں آپ کی شرط اشتہار کو پورا کرونگا۔ اور عدم ثبوت کی حالت میں ہم حرجانہ کے خواہاں بھی نہیں ہوتے۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر مضبوط دعادی محققوں کے کس لئے تحقیق نہیں کرتے اور کیونکر چوبیس سو روپیہ دینے کا دعوی کیا تھا۔

دوم۔ مسمی شام لال کو جو مرزا غلام احمد نے روزنامچہ نویس الہامات کا لکھا ہے اس کی عمر بوقت ملازمت مرزا صاحب کے تقریباً ۱۲ سال کی تھی نگروہ پرلے درجہ کا بے تمیز اور بے سمجھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت بھی سو تک مشکل سے شمار کرسکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق و اہل تمیز کو بغرض تحقیق الہامات وغیرہ قادیان آنے کا اتفاق ہو تو ان کو ایسے گواہوں کو بچشم خود دیکھنا چاہیئے تاکہ اصلیت حقیقت الہام ظاہر ہوجائے۔

سوم۔ واقعہ ۱۰ اگست ۱۸۸۵ء کو اکثر اہل ہنود و معزز و محقق ساکنان قادیان متفق ہوکر مرزا صاحب کے پاس گئے اور یہ کہا کہ آپنے جو اپنے کو تمام ملک میں صاحب الہام و خوارق عادات و کرامات مشہور کیا ہے۔ ہم کو بالکل یقین نہیں سراسر جھوٹھ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ سچے اور سچے ہیں تو ہم کو بھی تحقیق کرادیں۔ اس پر مرزا صاحب نے صاف جواب نہ دیا مگر اپنے دعوی کے بچانے کے واسطے صرف حیلہ سازی میں وقت ٹالنا شروع کیا اور کہا کہ آپ سب اہل تحقیق متفق ہوکر چوبیس سو روپیہ نقد جمع کردو اور اسی قدر ہم بھی کرتے ہیں اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات سے ایک الہام بھی بپایہ صداقت پہونچا تو ہماری حجت قایم ہوجاویگی۔ اور ہم روپیہ لینے کے مستحق ہونگے۔ اس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا کہ ایسے بیٹرے تو نجومی و رمال بھی بتا سکتے ہیں۔ اور ضرور دس میں سے دو چار پورے بھی ہوجایا کرتے ہیں۔ کیا وہ بھی الہامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خواہ میعاد دو سال مقرر کریں۔ مگر جس قدر آپ کو الہام ہوا کریں وہ سب کے سب پورے کر دکھلادیں اس سے لاجواب ہوگئے اور اصل بات کو اڑا لے گئے۔ اور یہ نامعقول جواب دیا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ مشاہدہ الہام ربانی میں چون و چرا نہ کرے۔ جب اہل تحقیق نے اس پر قناعت کی اور کہا کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی مشاہدہ کرادیں مگر بوقت صدور الہام میعاد مقرر کردیں کہ فلاں تاریخ یہ الہام ظہور پذیر ہوگا۔ ملہم صاحب نے یہ بھی نہ مانا اور کہا کہ ایسا ہونا امر محال ہے۔ بلکہ مجمع عام میں اکثر الہامات سے (جنکے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب امام مسجد وغیرہ لوگ موجود ہیں اور ظہور انکا ابتک نہیں ہوا) صاف منکر ہوگئے کہ ہم کو الہامات ہوئے ہی نہیں۔

چہارم۔ اب نئی امداد کی توقع پر ایک اور اشتہار جاری کیا ہے یعنے دس آدمی ہنود حسب منشاء خود جو عین حق کو مرزا صاحب کی خاطر داری اور لحاظ کے واسطے قسمیہ خلاف کہدیویں محققین الہامات قرار دیکر ایک مضمون خود تیار کرکے ان سب کی نقصدات کرائی ہیں اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ان شخصوں نے خوف خدا اور جوش دلی خیال عقلی سے میرے پاس تحقیق اور آزمایش الہامات کے لئے درخواست کی اور مینے بھی بنظر رفاہ عام ان کا کہنا منظور کرلیا اور قرار پایا ہے کہ بعد مشاہدہ الہامات و خرق عادات کے تبدیل مذہب کی کسی کو قید نہیں۔ مگر بشرط اثبات الہام صداقت الہام کا اقرار کریں۔ اس لئے یہ معاہدہ واسطے آگاہی خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے۔

پنجم ۔ اے اہل بصیرت صاحبان تمیز آپ ذرہ توجہ فرما کر خیال کریں کہ اول تو مضمون اشتہار مصنفہ صاحب نے خود بنایا ہے ۔ کیونکہ ان سب معاہدین میں سے کسی کو طاقت ایسے مضمون سازی کی نہیں ۔ دوم ۔ یہ جانتے نہیں کہ الہام کی کیا حقیقت ہے کیونکہ انہیں سے صرف ایک دو نے کسی زمانہ میں قاعدہ ابتدائی شاید پڑھا تھا ۔ اور نہ باقی عموماً ناخواندہ ہیں ۔ علاوہ اس کے یہ سب مرزا صاحب کے دست نگر اور خوشامدی ہیں ۔ ہاں انہیں سے برعکس خیال ملہم صاحب کے جس کسی کو توفیق الٰہی شامل حال اور خوف عاقبت دامنگیر ہو کر راست بیان کرے تو وہ شخص عاقبت اندیش اور خدا ترس متصور ہوگا ۔ بلکہ اس کے راقم کی پیشگوئی کا ثمرہ سمجھنا چاہئے اور جو طالب حق اور صاحب عقل یہاں قادیان میں آکر ان شادی اور زنا و قذف از علم گواہوں کو دیکھے گا ۔ اس پر ملہم صاحب کی کارستانی و راست بیانی من و عن ظاہر ہو جاوے گی ۔ گو اس کارستانی سے مصنف صاحب کو ان کے مریدوں و مشیروں نے ہر چند سمجھایا کہ اس بناوٹی کارروائی سے ضرور خلل عاید ہوگا اور کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہو جاویں گے ۔ لازم ہے کہ اہل تحقیق و اہل علم سے بھی ایک معزز و معتبر آدمی معاہدہ میں شامل کیا جائے ۔ مگر مرزا صاحب نے کسی کی نہ مانی ۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ من آنم کہ من دانم میر عباس علی شاہ لدھیانوی وغیرہ معاونان اس محکمہ نے امداد براہین احمدیہ میں اس قدر سعی و کوشش کی ہے ۔ کہ قطع نظر ترغیب بہی روسا و امرا و لنڈابول کے غریب آدمی سے بھی پیسہ پائی تک نہیں چھوڑا اور کئی ایک بیوہ عورتوں کو ترغیب و تحریک دیکر چھلہ و مُرکی ڈنڈی تک اتار لیا ہے اور یہاں تک کہ طوائفوں کا مال بھی جس کو قطعی حرام سمجھتے ہیں براہین احمدیہ کی اشاعت امداد میں حلال طیب متصور ہوا ہے ۔ خدا معلوم کہ اس متعصب کارروائی کی امداد میں روپیہ دینے سے کس طرح کا ثواب ہوگا

ششم ۔ اہل اسلام و اہل ہنود سکنائے قادیان و قرب و جوار قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آج تک کبھی مشاہدہ الہام وغیرہ کا نہیں کیا اور نہ کبھی کسی الہام کا بہ اثبات پہنچنا سنا یا دیکھا ہے اور گو ان مندرجہ کتاب بھی تکذیب اثبات الہامات کی بیان کرتے ہیں ۔ مگر ان کا باہمی لین دین ان کی تمام اشاعت کا ذرہ حارج ہے ۔

ہفتم ۔ مسکینی و فروتنی و عزت و تذلل و تواضع کا دعویٰ بھی سراسر خلاف ہے اگر مسکینی ہوتی تو دس ہزار روپیہ والے ... کی شرطیں نہ باندھتے اور فروتنی ہوتی تو زعم پیچ اور غصہ ور نہ ہوتے اور عزت کیواسطے لازم تھا کہ تعمیر مکان بر مخلوقات کا روپیہ ضائع نہ کرتے اور چوبارہ سے باہر نکل کر اصلاح خلق پر مستعد ہوتے ۔ تذلل و تواضع کا یہ حال ہے کہ اکثر سائلوں کو جبر سے نکلوا جاتا ہے ۔

اس لئے بہ نیت خیر اندیشی مخلوقات یہ اشتہار عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ سب لوگ مطلع ہو کر دھوکہ میں نہ پڑیں اور جو اس پر زیادہ شوق رکھیں انکو لازم ہے کہ بنظر تحقیق و انصاف آزما دیں کیونکہ ۔ ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند ۔ چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند

عجب پیدا ہوئے صاحب ولایت ۔ نہیں اثبات کی دیتے روایت ۔
جو ملہم بن کے دنیا لوٹ کھائے ۔ کرامت ایک ہرگز نہ دکھائے ۔
جسے تحقیق حق کی جستجو ہو ۔ مخالف بے یقیں کہتے ہیں اس کو ۔
ہمیں ضد و تعصب سے نہیں کام ۔ فقط چاہتے ہیں ہم تحقیق الہام ۔

المشتہر

مرزا امام الدین رئیس قادیان برادر مرزا غلام احمد صاحب ۔ بقلم خود
۱۴-۱ اگست ۱۸۸۵ء

(۲) مطبوعہ سفیر ہند پریس لاہور

اشتہار

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ناظرین اشتہار اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نامی ساکن قصبہ قادیان کے دماغ میں عرصے سے اس قسم کی دھن سمائی ہے کہ الہام و خوارق عادات کے ساتھ میری دعا کی درگاہ ایزدی میں رسائی ہے ۔ رب العرش مجھے اسرار غیبیہ و نقاط مخفیہ سے ہمیشہ آگاہ کرتا ہے اور انتظام عالم کے سبھی احکام میرے ذریعہ صدور ہوتے ہیں ۔ انبیا بنی اسرائیل سے اپنا رتبہ مسیح سے کم نہیں جانتے ہیں اور مسلمانان موجودہ و نیکوکاران زمانہ سے اپنا نظیر کسی کو نہیں گردانتے ۔ اول آپ نے باوجود خواندہ ہونیکے دعویٰ کیا کہ جو کوئی میری کتاب براہین احمدیہ کا جواب دیوے وہ دس ہزار روپیہ کا انعام پاوے مگر وہ تین سو دلیل والی کتاب پختہ طور سے سنا گیا ہے ۔ کہ باوجود گزر جانے آٹھ نو سال کے ابھی تک مرزا صاحب نے تصنیف نہیں فرمائی اور نہ چھپوائی ۔ مگر ہاں اسی دام فریب کے ذریعہ دس ہزار روپیہ مسلمانوں سے کما لیا ۔ مگر مال حرام کا بجائے حرام جانا ضرور ہو کر تھوڑے دنوں کے عیش و عشرت سے وہ روپیہ اڑا دیا ۔ براہین احمدیہ کا جواب تکذیب براہین احمدیہ تیار ہو کر ماہ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو گورداسپور میں اُن کو سننے کے واسطے بلایا گیا ۔ مگر ہٹ دھرمی و غصہ نے اُن کے دل کو سیاہ کر دیا جس سبب سے اُنہوں نے بالکل سننا واجب نہ سمجھا تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ روپیہ اٹھ چکے تو ایک اور دام فریب کھیلا کہ جو میرے پاس قادیان میں آکر ایک سال تک رہے وہ ضرور آسمانی نشانات و معجزات دیکھ کر اسلام سے مشرف ہوگا ۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایک سال کا ہم حرجانہ و جرمانہ دیویں گے ۔ اس پیرایہ میں خط و کتابت شروع کی جو پچھلے سال آفتاب پنجاب و کوہ نور وغیرہ اخبارات میں طبع ہوتی رہی جس سے ناظرین مرزا صاحب کی ابلہ فریبی بخوبی جان گئے ہونگے ۔ بعدہ منشی اندرمن صاحب سے بھی انہوں نے وہی حکمت عملی کی اور انکی کسی شرط کو منظور نہ کیا ۔ بلکہ ایک جعلی و فرضیانہ اشتہار بطور درخواست ہندوان قادیان سے لکھا کر انکے پاس بھیجا اور اخباروں میں چھپوایا ۔ جس پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر ایک ٹریکٹ ✝ "ان قادیان عظیم" چھپوا کر تمام مشتہر کر دیا کہ یہ مرزا صاحب کا سراسر فریب ہے ہم نے منشی اندرمن کو نہیں بلایا ۔ پھر مرزا صاحب ایسا اور جال چلے یعنے دس پندرہ شخص ناخواندہ سکنائے قادیان کے نام سے ایک درخواست اپنے نام لکھوائی کہ ہم طالبان حق ہیں ہمکو آپ آسمانی نشانات بتلا دیں ۔ اور خود بھی پیچھے ایک اقبال نامہ تحریر کیا کہ ہمیں اس جماعت عشرہ کی درخواست منظور ہے ۔ اور اپنے چند فضلہ خور مسلمانوں کو گواہ لکھکر اعلان چھپوا دیا ۔ جس کارسازی پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر اعلان کا بطلان چھپوایا جو شائقین کے مطالعہ میں آیا ہوگا ۔ اور جس کا علیحدہ ٹریکٹ "قادیان کے دس منتخلان کی کارسازی اور مرزا غلام احمد کی ... پردہ داری" کے نام سے طبع ہو چکا ہے غرضیکہ مرزا صاحب نے ایک سال پہلے کی ... کو بھی مبلغان کے نمارد ہونیکے سبب حیلہ و حوالہ فضہ و فریب سے ٹال لیا ۔ لاچار بندہ دو ماہ قادیان میں رہ کر آریہ سماج سمفاپت کر کے وہاں سے چلا آیا ۔ اب ایک اور فریب سوچا کہ حضرت کو اس بنیاد منشی اندرمن صاحب کی وفات و حیات و شادی و غمی کی نسبت الہام ہوتے ہیں ۔ مگر نہیں بتلاتے ہیں ۔ جب تک کہ ہم اُن کو اجازت نہ دیویں ۔ منشی اندرمن صاحب کا حال مجھے معلوم ہے

✝ فٹ نوٹ ۔ دیکھو اعلان نمبر ۴ صفحہ

تھوڑا سا پڑھے ہوئے ہیں اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اِس خط کے مساوی یا کم و بیش مضمون بنا سکے بلکہ ہم میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے جو اس مضمون کو بخوبی سمجھ سکیں۔ اس مضمون کے سمجھنے کے لئے بھی مثل وید منتروں کی بدقت درکار ہے وہ مضمون مرزا صاحب کا سراپا جو تلاشا ہوا ہے اور ہم کو سب سمجھتے ہیں اپنے پیارہ یعنی مالا حاصہ میں مصری طور پر ملا کر ایک کا عدد اس مساوات سے وضع کر لیتے کہ حرام (الہام) بتلایا جاوے گا۔ ہم گواہ رہیں گے ہم کو الہام کے متعلق ایسے میں یہ تبلائے گئے تھے کہ ہم کو وید مقدس کے سوا کسی کتابی الہام یا نشانی الہام پر اعتبار نہیں ہے جو کہ ہم کو مضمون خط المشہور اعلان مشتہرہ مرزا غلام احمد سے پہلے آگاہی نہیں تھی۔ اب جو ہم نے اس کے مضمون سے بخوبی اطلاع پائی۔ اور اس کے مطالعہ سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بالکل مرزا صاحب کا طبعزاد ہے ہم وید مقدس کے سوا کسی اور الہام کے طالب صادق نہیں ہیں جو کہ مرزا صاحب کی کارروائی تحکم پر موقوف ہے اور مرزا صاحب کو یہ ہم کو ایک دم بھر مدعی کا اعتبار ہے۔ اس واسطے بیہودہ طور پر ایک سال تک اس طرح کے خام خیال بکانا اور لوگوں کو دھوکے کے جال میں پھنسانا ہمیں منظور نہیں آگے مرزا صاحب جانیں اور ان کی آمدنیاں و خراجات کے الہام جانیں۔ اب جسے روح کو تاریکی میں ڈالنا ہو اور بناوٹی الہام سے دنیاوی کاروبار رکھنا ہو ہم اس کو مرزا صاحب کے حوالہ کرتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں کہ پرمیشور اس طرح کے فرضی الہاموں سے ہندو بھائیوں کو بچائے۔

العبد — پنڈت نہال چند ۔ العبد — پنڈت بھارا مل ۔ العبد — سنت رام ۔ العبد — لچھمی رام بقلم خود

العبد — بیج ناتھ برہمن بقلم خود ۔ العبد — کشنداس کھتری ۔ العبد — کشنداس برہمن ۔ العبد — شیخ چند کھتری

العبد — ہرکرن برہمن ۔ العبد — بھگنداس بقلم خود ۔ العبد — میلا رام بقلم خود

تمت الکتاب

قطعہ تاریخ کتاب تکذیب براہین الاحمدیہ از نتائج طبع عالی سخنور بیمثال مولانا جلالی صاحب زاد الطافہ

اغوائے و لو بس است الہام قادیانی ۔ ترکیب و مکر و آز است اعلام قادیانی

ختم رسل چو گردید پس دعویٔ رسالت ۔ بشکست از شریعت اسلام قادیانی

ابلہ فریب تصنیف کرد احمدی براہین ۔ کرتار و لو کشیدست آن دام قادیانی

تکذیب آن براہین شد زیں کتاب ناوق ۔ زائل شدند و باطل اوہام قادیانی

از وحی دانش آمد تاریخ ایں صحیفہ

طشت ریا در افتاد آن بام قادیانی

۱۱۰۷ء

ازاں تاریخ ... شستہ تکار یولی

ضمیمہ تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام صاحب ایڈیٹر

آریہ گزٹ فیروزپور۔ دین کی غیرت ایک ایسی غیرت ہے۔ جس کے برابر دنیا میں انسان کو کسی اور بات کے لئے نہ ہوگی۔ اور یہ کسی خاص نشان پر موقوف نہیں ہے بادشاہ سے لے کر گدا تک سب اس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہزاروں ادیان دنیا میں ہیں۔ اور یہ بھی اظہر ہے کہ سب راستی پر نہیں۔ تاہم ہر ایک اپنے مذہب کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے نیچی ذات کے بھنگی گنے جاتے ہیں۔ مگر ان کو بھی اپنے دین کی ایسی ہی غیرت ہے۔ جیسے سلطان روم کو محمدی مذہب کی۔ اور دیانندیوں کو ویدوں کی۔ اگرچہ اس غرض کے لئے کوئی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ تاہم بعض وقت یہ غیرت انسان کو صداقت و بطالت میں امتیاز نہیں کرنے دیتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کس زور و شور کی غیرت سے محمدی دین کا تنزل دیکھ کر براہین احمدیہ جس کو وہ اپنے زعم میں الہامی بھی قرار دیتے ہیں لکھی۔ اور ہزاروں اشتہار دنیا کے ہر ایک حصہ میں بھیجے۔ اور دعوت دین محمدی کی کی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کر کے دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا۔ دس ہزار روپیہ تھوڑا نہیں ہوتا۔ مگر کسی نے مرزا صاحب کی تحریر کا جواب نہیں دیا۔ اس غرض سے کہ دس ہزار روپیہ انعام پائے بلکہ صرف اپنے دین کی غیرت سے۔ مرزا نے نہ صرف دین محمدی کو منجانب اللہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ دیگر ادیان پر سخت حملے کئے ہیں۔ اور کوشش کی ہے کہ سب مذاہب فضول ثابت کئے جائیں۔ اور نتیجہ صرف اسی کا یہ ہوا جس سے کہ حق و باطل کی ممتاز نہیں رہتی۔ اگرچہ مرزا نے اس مدرسے میں بڑی ہی جوش و خروش کیا۔ آخر کیا ہوا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

جو اعتراض اور حملے انہوں نے مسیحی دین پر کئے۔ جن کو وہ اپنے زعم میں لاجواب سمجھے تھے۔ کس طرح ہمارے فاضل پادری ٹھاکر داس نے ان کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ کہ مرزا مخالف بھی دیکھ کر دعا دیتا ہے وہ سب کچھ ناظرین پر واقف ہیں جو رسالے ۱۸۸۲ء میں ۱۸۸۳ء کے لا افتاں میں شائع ہوئے ہیں۔ ایسے تحقیقی جواب کی طرح تک مرزا نے چوں بھی نہیں کی ہمیں مرزا صاحب کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ جس طرح ان کو مذہب کی غیرت تھی اور غالباً اب بھی ہوگی۔ اپنی زبان کا پاس مطلق نہیں۔ کہاں دس ہزار کا انعام اور کہاں پیسے سے بھی کوڑی بھی نہ نکلی۔ لیکن طالبان حق جان گئے ہیں۔ کہ یہ صرف مرزا کے دکھلانے کے دانت تھے۔ ورنہ براہین احمدیہ کے ان دلائل کی تردید جو مذہب عیسوی کے رد میں تھیں۔ پادری صاحب موصوف نے کماحقہ کر دی۔

اس وقت براہین احمدیہ کے دوسرے حصہ کی تردید ہمارے پاس آئی ہے۔ جو پنڈت صاحب نے ویدوں پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس کتاب کا نام تکذیب براہین احمدیہ ہے۔ ناظرین پر خیال رکھنا چاہئے کہ ہم عیسائی ہیں اس حالت میں کہ ہر دو کے دلائل پر غور کر کے اپنی رائے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے واسطے دونوں برابر ہیں

ہم نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک دیکھا ہے اور بغور دیکھ کر جا بجا نوٹ لئے ہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے اس میں کمال کیا ہے۔ اول مرزا کے اعتراض کا جواب بہت خوبی کے ساتھ ویدوں سے دیا ہے۔ جہاں ویدوں سے جواب ہے وہاں ویدوں کے اصلی منتر بھی نقل کئے ہیں۔ اور جا بجا مرزا صاحب کو ایسی ڈانٹ دکھلائی ہے کہ مرزا بھی کیا یاد کرے گا۔ اس کو وہ پادری ٹھاکر داس صاحب کی تحریر عاجزانہ محققانہ نہ سمجھے گا۔ بلکہ جو براہ انصاف ...

اوّل لفظ آریہ پر بحث ہے۔ پھر آریوں کی قدامت کا جھگڑا تواریخ سے فیصل کیا ہے۔
صفحہ ۴۴ پر تواریخ کے حوالہ سے پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "پرمیشور سب عالم کا خالق ہے" تو اب ہم کہتے ہیں کہ جس حال میں پرمیشور خالق ہے۔ اور وید وں سے یہ بات ثابت ہے۔ تو عالم اناوی نہ ہوئے۔ چلو اناوی کی ٹانگ ٹوٹی۔
صفحہ ۷ پر مرزا کا یہ اعتراض ہے کہ "بہت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے" اس کا جواب پنڈت صاحب سے کچھ نہیں بن آیا۔ سوائے اس کے کہ "حضرت آپکا سوال سراپا غلط بلکہ وہم و خیال ہے"
مادہ اور روحوں کے اناوی ہونے کی نسبت جو بحث ہے۔ اگرچہ وہ مرزا کے اعتراضوں کی کافی تردید ہے۔ مگر ہماری رائے میں کچھ کمزور دلائل ہیں۔
ہر ورعونے راموسی کی مثال یہاں خوب صادق آتی ہے جس طرح مرزا صاحب نے ویدوں پر حملات کئے۔ پنڈت صاحب نے وہ الزامی جواب دیئے ہیں کہ قرآن کا کہیں پتہ بھی نہیں لگتا۔ اور صرف یہی نہیں کہ الزامی جواب ہی پر اکتفا کیا ہے۔ بلکہ مرزا کے دعوے کو پورے طور پر رد کیا ہے۔ کہ جو الزام ویدوں پر مرزا لگاتا ہے۔ وید وں پر نہیں۔ بلکہ قرآن اُن کا مصداق ہے۔ چنانچہ قرآن کی سوروں کی سورتیں نقل اور ترجمہ کر دی ہیں۔
صفحہ ۴۴ پر پنڈت صاحب نے بہت ہی سختی سے لکھا ہے۔ اوّل تو مرزا کو مخالف بدبیں کوتاہ اندیش۔ جفاکیش۔ وغیرہ لکھا ہے۔ کہ "بالفرض و التقدیر اگر آپ کا نبی پیدا نہ ہوتا۔ تو ہمارا کیا ہرج تھا۔ کروڑوں خون نہ ہوتے۔ لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے۔ اور نہ ملک کا ستیاناش ہوتا۔ وغیرہ"
صفحہ ۵۰ سے ۵۴ تک قرآن اور ویدوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ایک طرف قرآن کی آیتیں اور دوسری طرف وید منتر نہایت خوبی سے موازنہ کیا ہے۔ پنڈت صاحب کی لیاقت پر ہم بھی صاد کرتے ہیں کہ آریہ ہو کر قرآن کی اس قدر واقفیت حاصل کی۔
صفحہ ۷۰، ۷۱ میں پنڈت صاحب نے محمدیوں کے اس دعویٰ کی کہ فاتوا بسورۃ ایسی عمدہ تردید کی ہے۔ کہ ہم نے آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ اور نہ کسی عیسائی سے سُنی۔ اور نہ خیال میں آئی۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صاحب نے اہل مکہ کی خاطر لات و عزیٰ کی تعریف اس طرح کی کہ تلک الغرانیق العلی و ان شفاعتھن لترتجی لیکن کچھ عرصہ بعد محمد صاحب نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔ کہ یہ کہ شیطان نے ان کے منہ میں ڈالدی۔ خدا کی طرف سے نہ تھی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ بس فاتوا بسورۃ کا جواب کافی ہوگیا۔ کہ شیطان نے ایک آیت بنادی اور وہ آج تک قرآن میں موجود ہے۔ اور محمدیوں نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ جو اسکی عزت بھی ویسی ہے۔ پس جس حالیکہ شیطان بنا سکتا ہے۔ اور اُسنے بنادی اور آج تک قرآن میں موجود اور محمدیوں کا ورد ہو رہی ہے تو قرآن کوئی بےنظیر کتاب نہ ٹھہری۔ فاتوا بسورۃ کا دعویٰ بالکل باطل ہوگیا۔
بعض جگہ پنڈت صاحب نے نئی عربی آیتیں بھی گھڑی ہیں چنانچہ صفحہ ۸۹ میں ہے۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان اور صفحہ ۱۰۲ میں ہے رب القادیان من النوحی جو مزدا صفو بر دمراد گور داسپور)
ہم اس کتاب میں سے کیا کیا بیان کریں۔ یہ تو شروع سے لیکر آخر تک دیکھنے کے قابل ہے قرآن کا الہامی ہونا اور محمد صاحب کا دعویٰ نبوت رد کر کے لکھا ہے کہ جب وہ نہیں تو مرزا کہاں سے پیغمبر ہو گئے۔
الہامات و معجزات مرزا کا بھی خوب خاکہ اُڑایا ہے۔ اور ایسے تمسخرانہ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ ہنستے ہنستے لوٹ جاؤ۔ صفحہ ۱۹۱ میں مرزا کی ایک خواب کی نقل کی ہے جس پر مرزا اپنا فخر ظاہر کرتا ہے۔ کہ خواب میں مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور پھر خواب میں یہودا اسکریوطی نے بھی کھائی تھی۔ اُسی صفحہ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہمنے براہین احمدیہ کے بنانے کی اجازت خدا سے پائی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ صلاح کشن سنگھ نے دی تھی۔ کیا وہی آپکا خدا ہے۔
صفحہ ۱۹۶ سے ۲۱۰ تک محمدیوں کے فرقوں کا وہ خاکہ اُڑایا ہے دیکھنے پر منحصر ہے۔
صفحہ ۲۱۰ سے ۲۲۵ تک قرآن سے نہایت خوبی کیساتھ مسئلہ تناسخ کا ثابت کیا ہے۔
صفحہ ۲۲۹ سے ۲۳۶ تک سنسکرت کی فضیلت بیان کی ہے۔
صفحہ ۲۳۷ سے ۲۶۱ تک قرآن کی تعلیم کا فوٹو بڑی خوبی اور اعلیٰ لیاقت سے اتارا ہے۔
صفحہ ۲۶۳ سے ۲۷۷ تک سوامی دیانند کی نسبت مرزا کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔
صفحہ ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک محمد صاحب اور سوامی دیانند کا مقابلہ کیا ہے۔
ناظرین ضرور ملاحظہ فرماویں ہم اپنی رائے اس پر دینا نہیں چاہتے شاید ہماری تحریر کسی صاحب کو گراں گذرے۔ ۲۹۶ صفحہ پر اس کتاب کو ختم کیا ہے۔ بہت محنت اور لیاقت سے کام لیا ہے دینی علماء خوب ہیں مصنف نے بڑی کوشش کی ہے کہ سوائے دین محمدی کے کسی اور دین پر حملہ نہیں کیا۔ اگرچہ بعض باتیں دین محمدی اور عیسوی کی آپس میں ملتی جلتی ہیں مصنف نے بعض جگہ وقت اٹھا کر عیسائیوں سے کنارہ کر کے صرف محمدیوں ہی کو لتاڑا ہے۔ صرف ایک الزام پنڈت صاحب پر ہم لگاتے ہیں۔ کہ الزامی جواب نہایت سختی سے دیتے ہیں ذرا رحم اور نرمی کو نہیں برتا۔
تکذیب براہین احمدیہ اگرچہ دینی جھگڑے کی کتاب ہے۔ مگر ایسی مزیدار ہے۔ اگر اس کو پڑھنا شروع کرو۔ جب تک ختم نہ کر لو ہرگز ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہ کریگا ایک عمدہ ناول ہے قابل دید براہین احمدیہ کی اچھی تردید ہے جنکو ہر قسم کے مذاہب سے دلچسپی ہے وہ ضرور اس کو منگوا کر دیکھیں مصنف کے پاس درخواست کرنے سے عہ قیمت پر مل سکتی ہے محصول اس سے علاوہ ہے۔

ریویو نمبر ۱

لکھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کو کسی متعصب پادری کی تحریر نے ریویو نمبر ۲ پر لودیانہ اخبار ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء میں مجبور کیا۔ جسمیں اُنہوں نے عیسائی اعتقاد کے مطابق ہماری کتاب کے چند مقاموں پر اعتراض کئے۔ ہم فضول عبارت کو ترک کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن کے تمام اعتراضوں کے جواب دیں۔
اعتراض نمبر ۱۔ تکذیب صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ تمام علوم کا مخزن آریہ قوم ہے امریکہ کو آریہ گئے تھے۔ کیسی جھوٹھ اور خرافات باتیں ہیں۔
جواب۔ پادری صاحب یہ جھوٹھ نہیں بلکہ بالکل راست ہے۔ آریہ قوم درحقیقت پہلے زمانہ میں جنگ بھارت تک تمام علوم و فنون کی عالم و فاضل گذری ہے اور امریکہ ضرور گئے تھے صدہا نشان اُنکے اب تک وہاں موجود ہیں۔ اُنکی کتابوں کے علاوہ صدہا فضلا غیر مذاہب اس امر کے شاہد ہیں دیکھو ہندو سویلیزیشن ان اشنٹ امریکا۔ انگریزی مطبوعہ کلکتہ۔ اور

لہ وہاں ایسی عبارت نہیں بلکہ اسطرح ہے اور "اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" سب عالم پیدا کرنے سے جو مراد ہے کہ مختلف شکل میں متشکل کرنے سے۔ اپنی ہستی سے ہستی کسی طرح پائی نہیں جاتی اور یہ مختلف طرح کی کروی شکلوں کو ہم اناوی نہیں مانتے بلکہ پرکرتی کو۔ تعجب ہے آپکی سمجھ میں غلطی ہوئی ہے۔
سلہ حضرت ہم ہند و لفظ اور ہندو مذہب کو صحیح مانتے۔ بلکہ ایک قسم کی گالی جانتے ہیں جو وید شاستر کے خلاف ہونیکے سبب ہمیں اس کی قدامت ثابت کرنے سے اصل میں آریہ اور آریہ دھرم راست ہے۔ اور وہی قدیم ہے۔ شاید کسی اتفاق سے آپنے اس تحریر پر غور نہیں فرمایا اور اصلی مطلب کو نظرانداز کیا۔

گمان ہوا ہی نہ کالا ہو اور ریلیجس ان انڈیا مطبوعہ نیویارک - امریکا)

اعتراض نمبر ۲ - افسوس کہ جس عالم کا دعویٰ اس وقت آریہ کرتے ہیں - اس کا نکتہ بھی لفظ ان کے پاس نہیں - شاید چور لے گئے - آج تک آریوں کی حکمت کے رو سے پانچ عنصر مانے گئے - مگر حکمائے یورپ کی تحقیق سے ۶۰ یا ۶۲ عنصر موجودات میں پائے گئے ہیں

ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا - اس پر دعویٰ کمالیت

جواب - آریوں کے پاس اگرچہ اب بھی بہت کچھ ہے مگر افسوس کہ وید کے ودھ (خلاف) کارروائیوں نے انہیں غافل کر دیا - ہم نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۱۷۸ سے ۲۳۴ تک وید اور آریوں کی علمیت کو ایک سو زرّین علما غیر مذاہب فضلا ممالک مختلفہ کی شہادت سے ثابت کر چکے ہیں اور خاصکر صفحہ ۲۱۹ پر امک لالق ڈاکٹر کی شہادت سے واضح کر چکے ہیں - کہ یورپ والوں کی موجودہ تحقیقات سے بہت زیادہ آریہ لوگ جانتے تھے اور ۵۷ عنصر تک مانتے تھے اور نہ صرف جانتے بلکہ تعلیم بھی دیتے تھے (دیکھو صفحہ مذکور) اور کسی قوم کی حالت تنزل موجودہ کو دیکھ کر اس کے گزشتہ ترقی کے زمانہ سے انکار کرنا انسانیت سے بعید ہے - یونان موجودہ سے سقراط و جالینوس کے زمانہ کو مقابلہ فرمائیے - اور روم اور عرب کے از منہ ترقی و تنزل کو خیال میں لائیے۔

اعتراض نمبر ۳ - آپ کو دو چار ایجادوں کا نام تو بتلائیے - افسوس کہاں وہ آہنی سڑکیں جن پر آریہ ریل چلایا کرتے تھے - اور کہاں تار برقی کے کھمبے جن پر خبروں کے گھوڑے دوڑے کرتے تھے - کیا وہ سب صفحہ ہندوستان سے اٹھ گئے - نام کو بھی نشان نہ رہا - حالانکہ اہرامِ مصر کی یادگاریں آج تک موجود ہیں - پنڈت صاحب کہیں سے کھود کھاد کر کسی انجن کا کیل پرزہ نکالو - کہ لوگ کچھ تو یقین کریں -

جواب - ہم بہت سے ایجادات کے ثبوت تو نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے - جو ہماری نسبت غیر مذاہب کے فضلا کی شہادتیں ہیں - ہر ایک باتمیز آدمی انہیں پڑھ کر اس تنزل کے زمانہ میں بھی آریوں کی فضیلت کا صدق دل سے قائل ہو سکتا ہے - سنسکرت گرنتھوں میں اس کی صدہا شہادتیں موجود ہیں - دیکھئے بیلون یا غبارہ کا ذکر رامائن بالمیکی میں بڑے صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے جس سے کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا - (دیکھو رامائن لنکا کانڈ سرگ ۱۲۵ شلوک ۱ سے ۱۰ تک) ہوائی گھوڑے راجہ بھوج جی مہاراج کے زمانہ تک بھی دوڑا کرتے تھے - جن میں سے بعضوں کی چال فی گھڑی گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ۲۷½ کوس ہوتی تھی (مفصل دیکھو بھوج پربندھ سنسکرت) اسی کے متعلق دیکھو (کرنل الکاٹ صاحب کے تحریر انگریزی مدراس) اور کچھ آگے چل کر آپ کو بھی اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے "اسمیں کچھ شک نہیں کہ قدیم ہندو (آریوں) میں علم تھا - مگر ایسا ہی جیسے یونان میں - نہ کہ ایسا جیسا کہ فی زمانہ اقوام یورپ اور اہل امریکہ میں ہے" (نور افشاں صفحہ ۸ نمبر ۱ جلد ۱۶)

اور یونانیوں کی بابت محقق ہیوکاک صاحب نے نہایت اعلیٰ تحقیقات سے بخوبی ثابت کیا ہے کہ یونانیوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے - آریہ ورت سے - دیکھو (انڈیا ان گریس کل انگریزی) اسی قسم کی تحقیقات فاضل ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب امریکن نے بھی فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ وید سب سنہ دانائی کے خزانہ ہیں - دیکھو انکی تحقیقاتی لکچر مطبوعہ ۱۸۸۵ء نیویارک امریکہ ایک فاضل نے لکھا ہے کہ کسی علم اور کسی زبان میں کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنسکرت سے باہر ہو - علم سنسکرت کی توحید اور معرفت سراپا قبولیت - اور حکمت اور نجوم وغیرہ سراسر قابل تحسین ہے - غرض کوئی علم اور کوئی کمال ایسا نہیں کہ علم سنسکرت اسکی جڑ نہ ہو - ریل اور تار برقی جو اس زمانہ کی عجوبہ چیزیں ہیں اگر ٹھیک اسی شکل پر) انکا وجود علم سنسکرت میں موجود نہیں - مگر ہمان (بیلون کی سواری کے اصول اور ہوا پر اڑنے کے طریقے

اور عالم خلا کی سیر لطف کے عمدہ قاعدے - کیا ریل اور تار برقی کی صنعت سے کچھ کم ہے اگر انہیں اصول پر غور و تامل کیا جائے تو ہوائی ریل کا سمجھنا اور اختراع ممکن تھا - اور جو یہ صورت ہوئی تو از روئے انصاف اس ریل اور ریل ہوائی میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوا بہرحال حکمت اور دانائی کوئی ایسی نہیں کہ جو علم سنسکرت سے باہر ہو - دیکھو مخزن العلوم بریلی جلد ۱ نمبر ۱۰ - اکتوبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۳۵)

اب ہم کچھ تازہ تحقیقات کی رو سے بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کرنے میں ایک مخص مزاج صاحب ہمیں اپنے خط میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں -

"جناب پنڈت صاحب - سنیے - ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء کا ذکر ہے جبکہ میں تحصیل صوابی میں ملازم تھا اسوقت ایک صاحب بہادر واسطے دریافت حالات زمانہ سلف اور ملاحظہ عمارات کہنہ تشریف لائے تھے جو حال انکی زبانی اس آریہ ورت کی ترقی اور فضیلت کا معلوم ہوا وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں - اور - جل صاحب بہادر نے روبرو سے مرزا امیرالدین صاحب تحصیلدار صوابی کے کہا تھا کہ ریل وغیرہ کا رگریوں کو لوگ اس زمانہ میں دیکھ کر شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ اسی زمانہ میں حاصل ہوئیں - لیکن یہ خیال لوگوں کا غلط ہے کیونکہ زمانہ سلف میں اس سے بڑھ کر آریہ ورت میں موجود تھیں - یہ کل حال ان پتھروں پر کندہ ہے - جو کہ موضع شہباز گڑھ علاقہ یوسف زئی ضلع پشاور (جو کہ ہماری تحصیل سے ۱۲ میل ہے) پر اسوقت بھی موجود ہے اور ایسے پتھر مردان وغیرہ جگہ سے بھی ملے ہیں - جیسا اس زمانہ میں - اشتہارات و احکامات کاغذوں پر تحریر ہوتے ہیں - اس زمانہ میں جو ایسے احکام جاری ہوتے تھے - وہ پتھروں پر کندہ کر کے تمام عملداری کے خاص مقام پر نصب کئے جاتے تھے - چنانچہ شہباز گڑھ کا پتھر منجملہ ان احکامات کے ایک اشتہار نصب ہے جسکو ایک راجہ نے جسکو چار ہزار برس کا عرصہ گزرتا ہے جاری کیا تھا - اور اس میں چار احکام کی تعمیل کے واسطے راجہ کی جانب سے ملازموں کو تاکید ہے - وہ یہ ہیں -

اول - دھوئیں گاڑی میں لکڑی نہ جلائی جایا کرے بجائے لکڑی کے پتھر کا کوئلہ جلانا چاہئے -

دوم - تمام عملداری میں انسانوں کے ہسپتال (اوشدھالے) موجود ہیں لیکن حیوانات جسم مویشی کے واسطے کوئی شفاخانہ نہیں - مویشیوں کیواسطے ہسپتال مقرر کئے جاویں -

سوئم - اگر تمام عملداری میں سب جگہ سرائے واسطے آرام مسافروں کی موجود ہیں مگر اب اس قدر ایزادی ہونی چاہئے کہ جو مسافر مسافرخانہ کی جس چیز کو پسند کرے اور لیجانا چاہئے اس کے ساتھ میرا ملازم کچھ تعرض نہ کرے جو چیز مانگے اسے دیدینی چاہئے -

چہارم - سڑکیں موجود ہیں ان پر درختان سایہ دار گنجان اور میوہ دار لگائے جاویں جس سے مسافروں کو بہت آرام حاصل ہو - تکلیف کسی طرح کی نہ ملے -

ماسوائے اس کے اور بہت حالات ان پتھروں کی بابت میں نے ایام ملازمت میں جس قدر ایام متعلقات میں رہا ہوں، سنے ہیں اور تاریخ پشاور میں بھی بہت ایسے حالات درج ہیں اگر جناب کو منظور ہو - میں عرض کرنے کو موجود ہوں -

۲۵ اگست ۱۸۸۹ء کا نشی رام اہلکار - ضلع پشاور - "

اعتراض نمبر ۴ - آریہ قوم کی ترقی دیکھئے ایک ہندوستان مگر صوبہ صوبہ کا راجا الگ کسی راجا نے ہندوستان پر سلطنت آج تک نہ کی سلطنت کا مادہ کہاں سے لاتے -

جواب - مہاراجہ بکرماجیت کی فتوحات دیکھو (انڈیا ان گریس باب چہارم) اسی طرح مہاراجہ جدھشٹر کی فتحیابی کا مفصل حال دیکھو (مہابھارت سنسکرت کا راج دھرم) اور آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ اور متعصب ادیبوں کی نافہمی کا علاج نمبر ۱ مادہ سلطنت کی بابت دیکھو انوار سہیلی اور منو سمرتی کا راج ادھیا اور ہتو اپدیش

اور پنچ تنتر سنسکرت جن کا مفصل حال سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھدیا ہے۔ صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۸ تک ۔

اس کے علاوہ اگر آریہ راجاؤں کی زیادہ کیفیت دیکھنی ہو تو دیکھو جگدیشر تواریخ کشمیر حصہ دوم ۱۸۸۳ء لاہور اور صفحہ ۲۰ تک اور راج ترنگنی کی سنسکرت تواریخ ۔

اعتراض نمبر ۵ ۔ جس حال میں آپ انادی بھی مانتے ہیں ۔ تو پرمیشور کو خالق کبھی نہیں کہہ سکتے ہیں ۔ بے توقف ہوتے ہیں ۔ اور اجتماع ضدین عقلاً و نقلاً محال ہے ۔

جواب ۔ ہم موجودہ عالم یعنی مادہ سے بنی ہوئی دنیا کو ازلی نہیں مانتے ۔ کیونکہ اس کے بننے کی ابتدا ہوئی ہے ۔ اور خدا کو خالق اسی سبب سے کہا ہے کہ اس نے مادہ سے جگت کو رچا ہے ۔ نہ کہ عدم سے اور نہ معاذ اللہ عدم کوئی چیز ہے ۔ مگر مادہ یا پرکرتی کو انادی مانتے ہیں ۔ نہ کہ پرکرتی سے جگت کی بناوٹ کو بھی ۔ پس یہ کسی طرح اجتماع ضدین نہیں ۔ بلکہ یہاں بھی آپ کی ویسے ہی غلطی ہے جیسے کہ ؎

خدا کو بندہ مانا بندہ کو تم کبریا سمجھے ۔ پڑیں پتھر سمجھ پر آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

اعتراض نمبر ۶ ۔ دیانند صاحب کا قول ہے کہ ۱۴ ارب سب روحیں ہیں انہیں روحوں سے بموجب تناسخ قائم ہے ۔

جواب ۔ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے ۔ سوامی جی نے ایسا کہیں نہیں لکھا ۔ اور نہ وید مقدس میں موجود ۔ اور نہ آپ نے کوئی حوالہ دیا ۔ شاید نوح کی کشتی کا بائبلی تخمینہ یاد آگیا ۔ یا برج بابیل کا اسٹیٹ نظر پڑ گیا ۔ جسکی چوٹی آسمان تک پہنچی اور خدا آسمان پر سے گھبرا کر اترا اور برج کو گرا دیا ۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُسے تختِ خدائی سے گرائیں اور آسمان پر چڑھ جائیں ۔ ؎

اگر روزی بدانش برفزودے ۔ زناداں تنگ تر روزی نبودے

اعتراض نمبر ۷ ۔ مادہ اور روحوں کے انادی ہونے پر پنڈت لیکھرام کو معلوم ہونا چاہئے ۔ کہ یہ علوم متعارفہ وغیرہ صرف انسان کی ایجاد میں جنکی بنیاد صرف محدود خیالات و ناقص عقل پر ہے ۔ خدا تعالیٰ نے جو عقل کل اور غیر محدود ہے ۔ کسی طرح انکی پابندی نہیں ہو سکتی ۔ ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے ۔ اور ہستی سے نیستی بھی ۔ آپنے یہ صرف اپنا ہٹ قائم کر کے گھڑ لیا ہے ۔ جو کہ بالکل بے بنیاد و ناقص ہے ذات الٰہی کے سوا کسی شے کو انادی ماننا صرف دیوانگی ہے ۔ اور کچھ نہیں یاد ہے کہ خدا قادر ہے ۔ اس نے نیست سے ہست کیا ۔ وہ قادر ہے کہ پھر ہست سے نیست کردیگا ۔ چنانچہ کلام خدا میں مرقوم ہے ۔ زبور ۱۰۲ : ۲۵ و ۲۶ اور پطرس ۲ باب ۳ : ۱۰ سے ۱۳ تک ۔

جواب ۔ اگر ہم اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں اور علاوہ براں نسخہ خبط احمدیہ باب دوم جگت اتپتی میں اس کے متعلق بیسوں شکوک کا فیصلہ کر چکے ہیں مگر کچھ آپ کی خدمت کرنی بھی ضروری ہے ۔ واضح ہو کہ نیستی سے ہستی کا ہونا ایک ایسا علم و عقل و تجربہ کے برخلاف امر ہے جسکو سوائے آپ جیسے آدمیوں کے کوئی عقلمند بے تعصب ہرگز نہیں مان سکتا ۔ معتقدان تثلیث کے سوا دیگر تمام فضلاء اس بات کے قائل ہیں ۔ کہ عدم کوئی چیز نہیں ۔ تمام علماء سائینس کا یہ مقدم اصول ہے کہ نیستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اور آپ لکھتے ہیں کہ آریوں نے گھڑ لیا ہے حضرت ایسا نہیں بلکہ علمی و یقینی مسئلہ ہے ۔ دیکھو پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر فرماتے ہیں ۔

دفعہ ۴۸ ۔ موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں ۔ نہ انکی مقدار بڑھتی ہے ہم بیان کر چکے ہیں ۔ کہ جیسے حرارت پہنچانے سے ایک مکعب انچ پانی بھاپ بنکر اڑ جاتا ہے ۔ تو وہ نیست نابود نہیں ہو جاتا ۔ بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ مائع سے گاس کی حالتیں بدل جاتا ہے ۔

اور اس سے اس کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا ۔ جتنا تھا اتنا ہی رہتا ہے اگر ایک مکعب انچ پانی کے آکسیجن اور ہیڈروجن جدا کریں ۔ تو بلاشبہ پانی تو غارت ہو جائیگا ۔ مگر اس کا مادہ برقرار رہے گا اسکے وزن میں کچھ فرق نہ آئیگا ۔ اگر پانی کا وزن ۲۵۲۰۵ گرین ہو ۔ تو اسمیں آکسیجن گاس ۲۲۴۰۲۷ گرین اور ہیڈروجن گاس ۲۸۰۰۵ گرین ہوگی ۔ جو کچھ تغیر و تبدل انسان اپنی تدبیروں سے کر سکتا ہے ۔ اس سے ان گاسوں کی ایک حقیقی مقدار کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا ۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے ۔ بدلتا نہیں اور اسی سبب سے خواہ وہ کسی شکل میں ہوں پہچانے جا سکتے ہیں ۔ اگرچہ بات حق ہے تو اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا ۔ اسکی مقدار جس قدر ہے اسی قدر رہتی ہے ۔ نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ۔ کہ قدرتی اور مصنوعی چیزیں ایک بات میں مشابہت رکھتی ہیں ۔ یعنی یہ بات دونوں پر ثابت آتی ہے کہ جس مادے سے وہ مرکب ہیں ۔ وہ نہ معدوم ہوتا ہے ۔ نہ زیادہ ہوتا ہے ۔ پس جس طرح مصنوعات کا سلسلہ انسانی قوتوں کے وسیلے سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر منحصر ہے اسی طرح قدرتی واقعات کا سلسلہ قدرتی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر مبنی ہے ۔ دیکھو (مبادی العلوم ۱۸۸۳ء مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۸۵ و ۸۶)

اسی طرح دیکھو نیچرل فلاسفی جلد ۲ مصنفہ پروفیسر ٹنگسلی صاحب انگریزی جسمیں مشرح مادے کی قدامت کا ثبوت مندرج ہے ۔ بائیبل کے تمام بے بنیاد دعاوی کی تردید ایک لائق یوروپین مسٹر ٹامس پین صاحب بہادر اپنی مصنفہ کتاب ایج آف ریزن میں کر چکے ہیں ۔ پس تمام بائیبلی خیالات کی تردید ناظرین اس میں دیکھ سکتے ہیں ۔ علاوہ بریں ہم نے بھی علیحدہ پادری ٹھاکر داس اور ڈاکٹر ہنری مارٹن کے چھ لیکچروں کے جواب میں مشرح ثابت کر دیا ہے (دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج ۶ لکچر)

قادر مطلق کے معنے آپنے غلط سمجھے نیستی سے ہستی میں لانیوالے کے نہیں ہیں ۔ بلکہ آزاد طاقت والے کے ہیں یعنی جسکی طاقت کسی سے حاصل شدہ نہ ہو ۔ اور نہ محتاج بالغیر ہو جس کے گھر میں نیستی کبھی نہ ہو خدا صانع عالم ہے اور کامل انسان خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو لیکر کچھ تھوڑا سا تغیر تبدل کرتا ہے نہ پیدا ۔ اپنے سے کچھ نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ اسکی قوتوں سے باہر ہیں ۔ پس انسان جو کچھ بناتا ہے گویا اس کی رچنت کو عمل میں لاتا ہے ۔ ورنہ خود خدا علم کے بغیر عاقل نہیں اور نہ عالم ہے ۔

جسطرح خدا مرنے پر ۔ جسطرح خدا پیدا ہونے پر جسطرح خدا جھوٹ بولنے پر اور جسطرح خدا دو تین ۔ چار ہونے پر یا جسطرح خدا صلیب پر چڑھنے پر قادر نہیں اسیطرح خدا نیستی سے ہستی کرنے پر قادر نہیں ۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے ۔ جسلیں آپ علم سے نہیں بلکہ خدا باپ سے ہستی کرتے ہو کہ اسکو نیستی کا خدا مانتے ہو اور عالم کا مالک گردانتے ہو جہاں تک بیرہ کا خاوند اور بانجھ کا بچہ عدم محض سے زیادہ کچھ نہیں ۔ اور یہی حال انجیلی خدا کا ہے ۔ کیونکہ وہ مصلوب ہو گیا ۔ افسوس ؎ خدا مارا گیا حیرت کی جا ہے شرم کے مارے ۔

اعتراض نمبر ۸ ۔ اس سوانح عمری میں جو لاہور کے دیو دھرمیوں نے شائع کی ہے پنڈت دیانند کے کسی خاص گورو کا پتہ نہیں لکھا ہے ۔ گورو ورجانند کے کتنے چیلے جان شرط ہے ۔

جواب ۔ اگر دیو دھرمیوں کو جہالت و ضلالت کے سبب صداقت نظر نہیں آتی تو نہ آئے مگر ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں ۔ کہ وید بھاش کے ہر ایک ادھیا سماپتی (اختتام) پر اور ستیارتھ پرکاش کے اخیر میں انکے گورو یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کا نام مبارک لکھا ہے سوگ وجی آرک میں بھی چھپا ہوا ہے ۔ شہر اکے تمام معزز رؤسا ۔ بلکہ عوام الناس بھی اس بات سے آشنا ہیں تو پھر دیو دھرمیوں کو نہ سوجھنا انکی نظر کا کھوٹ نہیں ہے ۔ تو

اور کیا ہے۔

اب ہم عیسیٰ کی بابت کچھ تحقیقات کرکے صحیح طور پر اپنی تسلی کرتے ہیں۔ یہوداہ جس نے عیسیٰ کو پکڑوا دیا جو عیسیٰ کا گورو تھا۔ (دیکھو متی ۴ باب ۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب خداوند مسیح جلیل کو چلا گیا۔ اور ناصرت کو چھوڑ کر کفرناحوم میں جا رہا۔ (متی ۴ باب ۱۳)

اسی طرح جب عیسیٰ گرفتار ہوا۔ تو لکھا ہے کہ سب شاگرد چیلے اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور انکار کیا کہ یہ ہمارا گورو نہیں بلکہ ایک برخوردار پطرس شاگرد نے عیسیٰ پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص کو میں نہیں جانتا ہوں (متی ۲۶ باب ۷۴) اسی چیلے کو عیسیٰ نے آسمان کی کنجیاں بخشی تھیں۔ افسوس (متی ۱۶ باب ۱۹) اب ہم آپ کے ساتھ بیہودہ طور پر نہیں۔ بلکہ سچائی سے بشہادت انجیل کہتے ہیں کہ گورو شنہا نے سے چیلے جان شریف۔

اعتراض نمبر ۹۔ عیسائیوں کے نزدیک ایسے پیروان عیسیٰ کے باقی کل فرق شیطان کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف کلام الٰہی کی آیت پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ طوالت منظور نہیں۔ تب پطرس نے زبان کھول کر کہا اب مجھے یقین ہوا کہ خدا ظاہر پر نظر نہیں کرتا بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا۔ اس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال ۱۰ باب ۳۴ و ۳۵)

جواب۔ افسوس! آپ صاف بات سے انکار کرتے ہیں اور بہشتی کے معاملہ میں بہت سے اڑتے ہیں دیکھئے انجیل کیا کہتی ہے۔ جیسے مسیح خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ اور خدا نہیں جانتا اور جس نے روح القدس کو اقنوم ثالث اور خدا نہیں جانا اور ایماندار نہیں ہے اور بے ایمانوں یعنی ان چیزوں کے نہ ماننے والوں کی جگہ جہنم ہے (مکاشفات ۲۱ باب ۸) اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھے گا۔ بلکہ خدا کا قہر اس پر رہتا ہے (یوحنا ۳ باب ۳۶) اسکے سوا آپ خود ہی دیکھ لیں کہ جو مسیحی خدا کو نہیں مانتے اور نہ تثلیث کو مانتے ہیں۔ اور نہ عیسیٰ کو منجی اور نہ خدا کا فرزند جانتے ہیں ان کے حق میں انجیل کیا کہتی ہے متی ۱۳ باب ۴۲ اور باب ۱۳ تک اور متی ۲۵ باب ۴۱ کیا سوائے ابدی جہنم کے کوئی اور جگہ ہے اور کیا وہ شیطان کے مرید نہیں مانے جاتے؟ اور کیا آپ نے نور افشاں مطبوعہ کے صفحہ کے عنوان مضمون میں محمدیوں اور آریوں کو بول یعنی شیطان نہیں لکھا۔ اور کیا عیسیٰ کو خدا نہ ماننے کے سوا کوئی اور قصور بھی ان کے ذمہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو ایمان سے بتلائیے کہ آپ نے یہ سفید جھوٹ کیوں کہا۔ ذرا مسیح کے واسطے انصاف سے دل میں غور کرو۔

اعتراض نمبر ۱۰۔ شیطان کے انکار پر۔ شیطان تو گیا جہنم میں آپ تو ذات الٰہی کے منکر ہیں۔

جواب۔ عیب مت لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے۔ وہ خدا جو فرعون سے فریب کرتا ہے اس کے دل کو ایمان لانے سے روکتا ہے۔ (دیکھو خروج باب ۱۰) وہ خدا جو کام کرکے پچھتاتا ہے۔ بیگار ہوا۔ آرام کرتا۔ آئندہ کے نیست نا غلطی کا تکتا ہے۔ دیکھو پیدائش باب ۲ آیت ۱ سے ۳ تک یا وہ **خدا** جسکا الہام علم و عقل و نیچر کے خلاف ہے۔ **سانپ بولا**۔ **گدھا بولا**۔ گنتی ۲۲ باب ۲۸ **سورج** دن بھر کھڑا رہا۔ یشوع ۱۰ باب ۱۳ **مسیح** مع جسم جو تھے آسمان پر جا کر خدا کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ **مسیح** کے پھانسی ملنے سے لوگوں کے گناہ معاف ہوگئے۔ **بابل** کا برج کرنے سے لوگوں کی زبانیں بدل گئیں۔ **نوح** کا فرضی طوفان تمام دنیا میں آیا۔ ایک **آدم** سے تمام دنیا ہوئی وغیرہ نیچر اور عقل و علم کے خلاف باتیں جس کے الہامی کتاب میں درج ہیں۔ جو **ایک نہیں** بلکہ تین ہیں۔ جو عیسیٰ کا خدا مادہ اور روح کے علم سے ناآشنا ہے۔ بیشک ایسے خدا سے ہم منکر ہیں۔ ہمارا ایسے خدا سے قطعی انکار ہے اور نہ وہ خدائی کے سزاوار ہے۔ اور نہ اب وہ فعل مختار رہا بلکہ عدالت بیٹے کے سپرد ہے۔ اور نہ وہ خدائی کا حقدار بلکہ تاجدار ہے۔ پس ایسے خدا سے ہمارا بلکہ سب حق پرستوں کا انکار ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ **موسیٰ** آتش پرست تھا۔ آگ سے مراد یہ

مانگتا ہے۔ چنانچہ اسکی چند دعائیں بھی لکھی ہیں۔ اس جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے اگر یہ وید کا آتشی خدا ہوتا تو فوراً اس بڈھے کو جلا دیتا۔

جواب۔ آپ بائیبل سے محض ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ہرگز ایسا نہ کہتے دیکھو لکھا ہے "ملک یہوواہ ایک بوٹی میں آگ کے شعلہ میں اُس پر ظاہر ہوا۔ جب خداوند نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو نزدیک آیا۔ تو خدا نے اُسے بوٹے کے اندر سے پکارا" (خروج ۳ باب ۲)

جلانے کی بابت دیکھو۔ اور کوہ سینا پر سے دھواں تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں ہوکے اس پر اترا۔ اور تنور کا سا دھواں اس پر سے اٹھا۔ اور پہاڑ بہ شدت ہل گیا۔ خروج ۱۹ باب ۱۸ پھر خداوند کے حضور سے آگ نکلی۔ اور ان اڑھائی سو کو جنہوں نے بخور گزرانا تھا کھا گئی۔ (گنتی ۱۶ باب ۳۵) کیونکہ پہاڑ آگ سے جل رہا تھا (استثنا ۵ باب ۲۳) اسکے ساتھ ہی مقامات ذیل بھی ملاحظہ کرو۔ خروج ۲۴ باب ۱۷ و ۱۸ باب ۸ و ۱۲ باب ۱۸ و ۲۳ باب ۳۳ و ۲۳ باب ۴۳ و ۵ باب ۴۸ اور گنتی ۹ باب ۱۵ و ۱۱ باب ۱ و ۱۴ باب ۱۳ و ۲۶ باب ۱۰ اور استثنا ۴ باب ۱۵ و ۴ باب ۲۲ و ۴ باب ۲۴) ان مقامات میں صاف صاف آگ اور آتشی الٰہ اور درختوں خیموں و پہاڑوں کے جلانے کا۔ اور آتشی قربانی کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اس کے سوا متی ۳ باب ۱۱ میں بھی صاف لکھا ہے۔ کہ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ یہاں بھی اسی آتشی الٰہ کا اشارہ ہے جو روح القدس کے ساتھ ساتھ دوسرا خدا موجود ہے۔

اب پادری صاحب فرمائیے کہ ہم نے موسیٰ پر جھوٹ باندھا یا بائیبل نے۔ کیا آپکو انکار کرنے سے شرم نہ آئی؟ کیا بائیبل دنیا میں موجود نہیں؟ آتشی قربانی آتش مزاج خدا کا اُن کو کھانا۔ بھسم کرنا خیمہ کا جلانا۔ دھواں اٹھانا تنور کی طرح جلنا۔ آگ کی گرمی کے سبب موسیٰ کا چہرہ سرخ ہوجانا۔ انہیں قربانی ڈالنے سے گناہ کا دور ہوتا تھا۔ پس آتش مزاج خدا کے واسطے تمام دنیا کے جانور آگ میں ڈالے جانے۔ اور اس طرح کی سوختنی قربانی سے ہر طرح کے گناہوں سے بہشت کی امید رکھنا۔ کیا موسیٰ کی آتش پرستی نہیں ہے؟ کیا اس سے بڑھکر آتش پرستی ہوسکتی ہے؟ کیا اب بھی آپ تشخیص کی ایک ٹانگ کہہ انکار کرسکتے ہیں؟ ہرگز ہوسکنے کا نہیں۔ اسی واسطے موسیٰ ضرور آتش پرست تھا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اعتراض نمبر ۱۲۔ مکتی پر۔ تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے جسکا دوسرا نام راحت کامل ہے۔ یہ وید کی مکتی ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ اس مکتی کے کیا معنی ہیں۔ دکھوں سے رہائی تو انسان ہرگز حاصل کرلیتا ہے۔ کیا یہ مکتی سچائی سے یا امیر جن کو دنیا کی سب نعمتیں حاصل ہیں اُنکو بھی کوئی دکھ نہیں اسکا نام مکتی ہے کیا آپ کی بہروزی روح نے دکھوں سے رہائی پائی ہے۔ اگر یہی ہے تو بھی غلطی۔ کیونکہ بموجب عقیدہ تناسخ کے دکھوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ ایک سے نکلا دوسرے میں پھنسا۔ دوسرے سے تیسرے میں تو پھر مکتی ندارد۔ دکھوں کا باعث آپکو معلوم نہیں یہ نجات یا ہمیشہ کی زندگی کس طرح حاصل ہو انجیل سے ظاہر ہے۔

جواب۔ دکھوں سے رہائی ہم نے وید کے حوالہ سے مکتی بتلایا تھا۔ اس پر آپ بسبب متعصبانہ خیالات کے ناخوش ہو انکار کرتے ہیں یا **حضرت** مرکر دکھوں سے رہائی نہیں ہوتی اور نہ امیر ہی دکھ سے چھوٹتے ہیں۔ بغرض تمثیل سے امیر غم جہاں میں۔ راجوں کے راج روگ مشہور ہیں۔ **شہنشاہ** جرمن کی حکایت ابھی تازہ ہی ہماری مراد روحانی اور جسمانی دکھوں سے رہائی تھی۔ اور ساتھ ہی راحت کامل بھی جو سوائے اپاسنا کے کسی طرح ممکن نہیں۔ اور انجیل بھی اس کی شاہد ہے۔ "دیکھو ایک نے آکے اس سے (مسیح سے) کہا اے نیک استاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اسے کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا پر اگر تو زندگی میں

داخل ہوا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ جیسے موسیٰ کے دس حکموں پر۔ (متی ۱۹ باب ۱۶ سے ۱۹) اور اسی طرح (مرقس ۱۲ باب ۲۸ سے ۳۴) اور سارے دل اور ساری عقل اور سارے زور سے پرماتما سے پریم کرنا اسی کا نام اوپاسنا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ تعصب کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں۔ تناسخ صرف گناہوں کی سزا ہے۔ سزا بھگتنی اور نیک عمل کرنے سے تناسخ سے بریت ہو سکتی ہے۔ (دیکھو باب نجات نسخہ خبط احمدیہ) اور در حقیقت نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ بلکہ اعمال پر منحصر ہے۔ اور سب نیک اعمالوں سے اوّل نمبر اُپاسنا ہے۔

اب بتلانا ہوں کہ آج کل کے موجودہ عیسائیوں کی نجات انجیل کے رو سے ناممکن ہے۔ دیکھو لکھا ہے۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اُس کی مرضی پر چلتا ہے۔ اُس دن بہتیرے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوّت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا۔ کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ (متی ۷ باب ۲۱ سے ۲۳)

عیسائی تو درکنار خود مسیح کی نجات بھی نہیں ہوئی۔ اور نہ بموجب بائیبل کے ہو سکتی ہے **خدا**۔ باپ دادوں کے گناہ کے بدلے تیسری چوتھی پشت سے لیتا ہے (گنتی ۱۴ باب ۱۸)

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے۔ ایوب ۱۴ باب ۱۴ و ۱۵ و ۲۵ باب ۴ و ۱۴ باب ۱ و ۱۵ باب ۱۴ و ۲۵ باب ۴ و ۵ و ۶ دیکھو کا خط ۳ زبور ۱۴ و ۵۱ و ۵۸ و ۳

اور مفصل ہم مسیح کے ویوگراف میں اُسکا حال عام و خاص پر ظاہر کرینگے۔

اعتراض نمبر ۱۳۔ قانون یسوع پر پہلے ریویو میں ہماری غلطی ہے ایک دوست نے ہم کو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ بات **تواریخ محمدی**۔ اور تحریف قرآن اور سیرت المسیح والمحمد میں بھی اس کا بیان ہے۔ پنڈت صاحب اِس میں بھی کمزور ہے۔

جواب۔ حضرت ہم کو اِس بات سے تو انکار نہیں۔ کہ اِس قسم کا اعتراض اور جگہ بھی کیا ہے۔ مگر ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں۔ کہ ہم نے سوائے اصلی قرآن یا اسلامی تفاسیر وحدیث و تواریخ کے اوروں میں اس کا ذکر کم دیکھا ہے بلکہ کتاب نمبر ۳ کی تو ہم نے شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمارے اعتراض صرف قرآن پر ہیں۔ اپنی معلومات اور اسلامی تفسیرات کے مطابق۔ نہ کہ کسی کے کہنے سننے سے۔ اور آپ اگر ذرا غور سے ہماری کتابوں کو دیکھیں تو بیسیوں اعتراض ایسے ملیں گے۔ جو آج تک کسی کے خواب میں بھی نہیں آئے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

اعتراض نمبر ۱۴۔ توریت کے رو سے بہن بھائی کی شادی ہوتی تھی یہ نہ سمجھئے۔ کیونکہ جھوٹ کے لئے ایسا منہ کھول رکھا ہے۔ توریت میں کہاں لکھا ہے۔ مہربانی سے پتہ دیجئے۔

جواب۔ اول تو سب آدم کے بیٹے اپنی بہنوں (خواہروں) سے بیاہے گئے ہیں کیونکہ بقول بائیبل کے صرف ایک آدمی اور ایک عورت سے تمام دُنیا پیدا ہوئی۔ پس بہن بھائی کی شادی ہوئی تھی۔

دوئم۔ ابراہیم نے سرہ کے ساتھ جو اُس کے باپ کی بیٹی تھی شادی کی جس سے وہ خود اقبال کرتا ہے۔ کہ وہ تو سچ میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی پر میری ماں کی بیٹی نہیں سو میری جورو ہوئی۔ (پیدائش توریت ۲۰ باب ۱۲ و ۱۱ باب ۲۹ ملاحظہ)

کیوں! پادری صاحب ابھی تسلی ہوئی یا نہیں۔ پتہ لگا یا نہیں ورنہ کچھ اور ثبوت لیجئے۔

جہاں تک پادری صاحب نے ریویو نمبر ۲ میں اعتراض کئے۔ ہم نے اُن کے سلسلہ وار جواب دیئے۔ باقی رہے اُن کے تہذیب سے دور الفاظ اور معمولی طعن و تشنیع اُنکو ہم دہرانا نہیں چاہتے۔ وہ انجیلی اخلاق کا نمونہ ہے۔ سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے پادری صاحب نے جتنا دُشنام دہی پر زور دیا ہے۔ اُتنا ہی ہم بائبل کے کھنڈن پر زور دیں گے۔ جس سے راستی کی فتح ہووے تا سب روشنی سنو ہر گز دروغ باشد۔

اب قصبہ بھیرہ کے رہنے والے **مولوی نور الدین صاحب** نے **مرزا غلام احمد** کی تعلید پر عیسائیوں کا جواب دیتے ہوئے کہیں کہیں آریوں پر بھی زبان کی ہے۔ ہم نے اِس کتاب کی دونوں جلدوں کو بغور دیکھا۔ اکثر مقامات پر سید احمد صاحب کی تقلید اور کہیں بعض عقائد اسلامیہ کی بھی تردید ہے۔ حالانکہ وہ قرآن میں موجود ہیں مرزا غلام احمد صاحب کے اعتراضوں کا کافی و وافی جواب ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے ہیں۔ قطع نظر اُن کے اعتراضوں کا جواب ضمیمہ میں دیتے ہیں۔

جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ ۔ فصل الخطاب

اعتراض نمبر ۱۔ زناکاری کا لفظ جہاں تک میں نے پوچھا وید میں نہیں ہے۔

جواب۔ یہ آپکی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ ورنہ وید مقدس میں وہ نام موجود ہیں جسکے معنے زناکاری کے ہیں۔ وہ ایشر مقدس کے نام یم اور اریما ہیں۔

य सर्वान प्राशि नो निय च्छति सयम एकोस हिम्राब हुआवदं त्यानि यमं मात रिश्वानमाहु ॥ऋ० मं० १ सू० २२ व १४ मं० ४ ६

ترجمہ۔ جو سب پرانیوں کے کرم پھل دینے کی بیوستھا کرتا اور سب انیاؤں (ظلموں) سے پرتھک (جدا) رہتا ہے۔ اُس پرماتما کا نام (یم) زناکاری ہے۔ اور اسی کو گیان سے۔ اور ماترشوا بھی کہتے یوگ ہے۔

اعتراض نمبر ۲۔ (ختنے کے معقول ہونے پر بھی مولوی صاحب نے ایک دلیل دی ہے۔) فرماتے ہیں ایک ہندو (آریہ) مرض آتشک سے بیمار میرے پاس آیا۔ اس کے اندر کا چمڑا زخموں کے سبب سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ میں نے اُس کا ختنہ کیا۔ اور کہا سبحان اللہ آج ختنہ کی حقیقت دریافت ہوئی۔ گویا ایک دلیل سوجھی۔

جواب۔ ہمیں مولوی صاحب کی اِس دانش آمیز دلیل پر ہنسی آتی ہے۔ مولوی صاحب کو ہم دانشمند سمجھے تھے۔ مگر افسوس خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ جناب کیا استنجا کرنیکی فضیلت آپکو حضرت معاویہ کے دیواری استنجا سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ جہاں بچھو کے لڑنے سے یزید علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور کیا بانی مبانی ختنہ یعنی ابراہیم کو بھی خدانخواستہ یہی مرض پیدا ہوئی تھی یا کوئی اور حضرت اسمٰعیل کس مرض میں مبتلا تھے علاوہ براں کیا مسلمانوں کو آتشک یا سوزاک نہیں ہوتا۔ کیا مسلمان رنڈیاں ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ اگر ہوتی ہیں تو ختنے سے کیا فائدہ۔ ڈاکٹر لوگ جذام آتشک وغیرہ ہونے سے ناک انگلیوں کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ یا خود گر پڑتی ہیں۔ کیا بقول آپ کے یہاں بھی ختنہ کی ضرورت ہے آپ کی فلاسفی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اعضاؤں کے ختنے کی بھی ضرورت ہے۔ **افسوس**!! قابلیت شما از قاف قابل معلوم شد۔ یہ اکثر متعصب محمدیوں کا دستور ہے کہ جب کوئی ہندو شامت اعمال میں گرفتار اُن کے پاس معالجہ کا طلبگار ہوتا ہے۔ عوض کسی عمدہ علاج کرنے کے انہیں ختنہ اسلامی سوجھتا ہے۔ ہمیں ایک فاضل آریہ سے اس مرض کا ایسا مجرب نسخہ دستیاب ہوا ہے کہ اس کے مریضوں کو بھی بقول جاہل طبیبوں کے ختنہ کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ کارخانہ الٰہی میں رخنہ اندازی ہوگی۔ مصرعہ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اعتراض نمبر ۳۔ (آریہ سماج کے اصول ۳) آریہ بھی اپنے اصول کے بیان میں اس پہلی اصل میں اسلام کا ساتھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اصل اول جو پدارتھ (اشیاء) ست ودّیا (علم حقیقی) سے جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا

آدی مول ابتدائے اصل البشر خدا ہے اور وہ اُن کے دوسرے اصل میں موجود ہے۔ ایشر سرب شکتیمان۔ ودیا و سرشٹی کرتا ہے۔ اور بے ریب یہ کاملہ صفات ہیں۔ اور اُسکی ذات پاک کو نقایص سے منزہ بھی کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ذرات عالم جنھیں پرمانو کہتے ہیں اور ارواح اور اُن کے خواص۔ ودیا علم سے معلوم ہوتی ہیں۔ حسب اصل اور اعتقاد اول چاہیئے تھا کہ اُن کا خالق اور آدی مول ایشر ہوتا۔ پر آریہ انکاری ہیں۔

جواب ۔ آپنے آریہ سماج کے مبارک اور مقدس اصول کو نہیں سمجھا اس اصل کا مطلب یہ ہے کہ ست ودیا یعنی علوم حقیقی اور اشیاء یعنی پدارتھ جو فرحلت سے مراد ہے۔ اِن سب کا آدی مول یعنی مظہر پرمیشور ہے۔ نیستی سے ہستی کا یہاں ذکر نہیں۔ اور نہ خود خدا سے معاذ اللہ بطور ٹکڑہ کے دُنیا بننے کا ذکر ہے۔ بلکہ ودیا کا ذکر ہے کیونکہ ودیا کا پرکاش کرنے والا بذریعہ الہام اور پدارتھ یعنے دنیا مادہ سے بنانے والا پرمیشور ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔

اعتراض نمبر ۴ ۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں لکھا ہے۔ کہ اگر سوال کرے۔ پرمیشور کی تو زبان نہیں۔ قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا ہے۔ اُس نے وید کس طرح بنائے۔ اور کیسے سنائے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے اُسکو اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کچھ بدون اسباب کر سکتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ سنہ ۱۸۸۴ع) پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

جواب ۔ آپنے غلطی کی۔ وہاں ایسا نہیں۔ بلکہ ستیارتھ پرکاش میں ایسا ذکر مطلق نہیں۔ البتہ بھومکا میں ہے۔ مگر وہاں صرف ایشور کے جسمانی نہ ہونے سے مخالف کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے کہ وہ بِن ہاتھ پاؤں کے جگت رچ سکتا ہے۔ مفصل دیکھو (بھومکا صفحہ ۷ سطر ۱۹۳۴) وہاں مادہ یا پرکرتی کا تذکرہ نہیں اُسکا علیحدہ ذکر موجود ہے۔ جگت اُتپتی کے بیان میں یہاں صرف اتنا ہی مطلب ہے۔ کہ ایشر بغیر اعضاء جسمانی کے تمام دُنیا کو مادہ سے رچ سکتا ہے۔ اگر ذرہ کسی عالم سائنس سے مادہ عالم کے بارہ میں دریافت کروگے تو اچھی طرح اِس غلط خیال سے باز آجاوگے نیستی سے ہستی کا مسئلہ سوائے اُمیوں یا اڑیل کے کوئی دانا بھی نہیں مان سکتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب ۲)

اعتراض نمبر ۵ ۔ اکل و شرب میں شراب اور مُردار اور ایسے چند چیزوں کا کھانا حرام کیا۔ جن کا کھانا جسم اخلاق کے لئے مضر ہو۔ مثلاً ۔ سور گندگی کا عاشق بیجا حملے میں عاقبت اندیش۔ جانوروں میں ایک ہی ایسا ہے۔ جو نر سے جماع کرے اور لواطت کا مرتکب ہو۔ اور جسکے گوشت میں کدو دانے مادہ ہے۔ اور کتا جو بچاس من مُردار کے پاس اپنے ہم قوم کو نہ آنے دے۔ باآنکہ ضرورت سے زیادہ موجود ہے (صفحہ ۲۰)

جواب ۔ شراب کیواسطے لفظ حرام کا قرآن میں نہیں لکھا۔ آپ جسم یا اخلاق کے لئے مضر بتلاتے ہیں۔ اور قرآن اِسکو منافع للناس ٹھہراتا ہے۔ ہم کس کو سچا مانیں۔ دنیا تو دنیا بہشت میں بھی شراب کی سبیل لگا دی۔ نہریں جاری کردیں۔ پس مولوی صاحب حرام نہیں۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ سور تو سوا گندگی کا عاشق ہے واسطے حرام ہے۔ مگر گوسفند۔ بھیڑ۔ بکری۔ خروس۔ جو گندگی کے عاشق۔ اپنی ماؤں۔ بہنوں سے زنا کرنے والے۔ بزدل۔ مخنث مزاج۔ ناعاقبت اندیش۔ کیوں حلال و طیب ہوگئے۔ سور تو نر سے جماع۔ آپ حکیم ہیں۔ آپ کا تجربہ ہوگا۔ ذرا علت المشائخ کے معنے کسی لغات میں دیکھ لو۔ لاکھوں مسلمان۔ بخارا شریف۔ کابل شریف۔ اور ایران شریف میں ان مرضوں کے مریض ہیں۔ لواطت اور اغلام کی نسبت حضرت لوط کے نام سے نکلی ہے۔ اور اسی کے متعلق انگریزی کا لفظ سیڈومی ہے سڈوم سے جو لوط کا شہر ہے۔ منسوب ہے۔ پس سور اشرف المخلوقات انسان کی تقلید سے کسی طرح مجرم یا حرام نہیں ٹھہر سکتا۔

گائے کے گوشت میں ہیضہ کی بیماری ہے۔ حکماء یوروپین گواہ ہیں۔ جالندھر انبالہ کا معاملہ شاہد ہے۔ اور علاوہ برآں بواسیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کم عقل بھی ہے۔ گندگی بھی کم و بیش کھاتی ہے۔ کدو دانے کی بیماری بھی اسمیں ہے۔ مگر بیعلمی نے حلال کردی۔

ہم نے اِس بات کی تحقیقات کے واسطے کہ آیا سور دفعہ ۳۷۷ کا مجرم ہوتا ہے۔ چند سانہنیوں سے یعنے سور چرانے والے لوگوں سے دریافت کیا۔ اُنہوں نے صاف انکار کیا۔ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ نہایت غیرت والا جانور ہے۔ اور قانون قدرت کا نہایت خوبی سے پابند بلکہ متقی پرہیزگار ہے۔ جب تک سورنی طالب مباشرت نہ ہو ہرگز اُس کے نزدیک مثل بیل یا آدمی یا گدھے یا گھوڑے کے نہیں جاتا۔ بلکہ نہایت عقلمندی سے صرف اولاد پیدا کرنے کے واسطے صحبت کرتا ہے۔ اپنی عورت سے کمال محبت رکھتا ہے رقیب سے عداوت رکھتا ہے۔ مولوی صاحب وہ سور جس کا گوشت مقوی باہ۔ مقوی جسم شجاعت بخشنے والا ہے۔ وہ حرام۔ افسوس۔

کتا ۔ جیسے وفادار جانور کو حرام جاننا۔ اور اُس کے شکار اور لعاب لگے گوشت کو حلال ماننا۔ اعراب کی عقلمندی ہے۔ مگر قرآن کی زبان بندی خدا کو یاد نہیں رہا۔ ورنہ ضرور لکھ دیتا۔ قرآن میں ذکر تک نہیں۔ اگر کہیں قرآن میں ہے تو مولوی صاحب نشان دو۔ حلالے سے بھی مولوی صاحب کو انکار ہے مگر وہ کعبہ شریف کے اسرار سے خبردار نہیں جہاں پر یہ حلالہ حلال ہے۔ اور باعث ترقی و اقبال۔ قرآن و حدیث پر عمل جاری ہے اور ہر ایک مولوی اقراری۔ ہم اس کی شہادت بھی ایک فاضل مسلمان کی تصنیف سے دیتے ہیں۔ جناب حاجی مولوی زین اللہ صاحب اپنے سفر عرب کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مقدمہ طلاق اور حلالہ کا بھی جو عرب میں جاری ہے۔ ظاہر ناپسند معلوم ہوتا ہے لیکن باطن میں شرع کے رو سے اُسمیں بہت سے فوائد دینی اور دُنیوی متصور ہیں۔ علاوہ بریں بمقابلہ علماء عرب کے ہندوستانیوں کی کہاں مجال۔ اور طاقت کہ مقالات عمدہ برائی کی درباب مسایل کے اُن لوگوں سے کہ کوئی کسی امر میں اعتراض کرسکے۔ بڑے بڑے علماء عرب امام اور قاضی۔ اور مفتی جمع ہوکر بطور کونسل منجانب سلطان روم ماموروں مصر ہیں (دیکھو توشۂ حجاج صفحہ ۹۴ مطبوعہ نظامی کانپور ۱۲۹۲ ہجری) اور قرآن کے رو سے بھی یہ جائز ہے۔ سورہ بقر فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ۔ ترجمہ ۔ پس اگر طلاق داد یعنی سوم بار پس ہرگز حلال نمیشود این زن آنمرد را بعد ازیں تا وقتیکہ درآید بنکاح شوہرے دیگر یعنے داد دخول کند پس اگر طلاق داد اُورا این شوہر دیگر پس گناہ نیست برآں ہر دو بار آنکہ باز گردند بنکاح باہم (صفحہ ۳۵)

جس قدر مولوی صاحب نے اشارتاً اعتراض کئے تھے۔ اُن کے جواب ہم نے عرض کردیئے۔ ایک دو مولوی صاحبوں نے تکذیب کے جواب کا بھی اشتہار دیا تھا۔ مگر ابھی تک نہیں نکلا قبل از وقت ہم کچھ نہیں کہتے۔ مگر صرف یہ کہ ہمارے پاس بھی قرآن کے متعلق بہت سامان موجود ہے۔

العاقل یکفیہ الاشارہ

اور نہ بنانے کی سامرتھ تھی جیو سکو پیت اوستھا میں کیونکر بھی سدھ نہیں تھی اور نہ ان سے یہ ہو سکتا تھا اول پرکرتی سے یہ روشنی کو پورنج یعنے مجموعہ روشنی بنایا۔ ایک جگہ ایشر ہی دنیا کا بنانیوالا اور مالک ہے دوسرا کوئی نہیں ؛

ایک اور منتر میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح ظاہری اندھکار اور انتظام گردش و قیام عالم کے واسطے اس سورج کو پیدا کیا۔ اسی طرح دنیا کی جہالت دور کرنے اور ظلمت نادانی کے مٹانے واسطے گیان بتانے کو ازلی ابدی الہام کا پرکاش کیا اگر وید کا ظہور نہ ہوتا۔ تو اگیان کا اندھکار کبھی بھی دور نہ ہوتا ؛

گر نہ خورشید جمال وید گشتے رہنموں | از شب تاریک غفلت کس نبردی رہ برون

جگت پتی جگدیشر نے جو کچھ از آغاز عالم تا اختتام عالم ضروری تھا اپنے مخزن العلوم ازلی سے شیوں کے دل میں الہام کر دیا اور اس طور پر کیا کہ تعصب طرفداری کا نام و نشان نہ رکھا اور ہوتا کہاں سے جب اس وقت رہ حق کے حقدار ان باتوں کا ظہور ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ان چہار گلزار زد وحدت۔ معرفت۔ طریقت۔ شریعت میں تب یہ ضلالت قطعی دور ہے ساری دنیا اس وقت غیر آباد۔ درس تدریس کا نام و نشان نہ تھا۔ تقریباً سبھی محض ناواقف و نادان تھے نہ کوئی سکول نہ مدرسہ نہ پاٹ شالا نہ کالج تھا۔ بلکہ ان باتوں کا کسی کو گمان نہ تھا۔ ایران کی ژند اوستھا اور نہ موسیٰ کی توریت تھی نہ بودھ کے سوتر اور نہ مصریوں کے حکیمانہ بات تھی۔ اس وقت مسیح پیدا نہیں ہوئے تھے۔ پھر انجیل کہاں اور جب محمد صاحب کا جنم بھی نہ ہوا تھا۔ پھر قرآن کی تنزیل کہاں۔ نہ سقراط و افلاطون کے ملفوظات تھے اور نہ فیثا غورث (پھتا گورس) کی فلسفانہ تصنیف ؛

نہ ایران میں روشنی جلوہ گر تھی | نہ یونان کو علم و فن کی خبر تھی
فرمیسن جاری نہ تھی مصر میں تب | نہ توریت و انجیل و فرقان تھے جب
نہ ژند و اوستھا نہ سوتر تھے پیدا | نہ تھا چین میں ہنر کوئی ہویدا
پڑا تب تھا سنسان پاتال سارا | تھا آغاز میں بس یہی حال سارا
نہ داؤد اپنے مزامیر گاتے | نہیں یرمیاہ اپنا نوحہ سناتے
نہ آدم تھا پیدا نہ نوح کا نشان تھا | زبانوں کا بھی اتنا جھگڑا کہاں تھا
فقط ایک سُربانی یا دیو بانی | ہویدا ہوئی تب زبانوں کی بانی۔
اُسے سنسکرت بھی پکاریں ہیں علما | وہی سب کی مادر ہی سب کی ملجا

چونکہ وہ قدرتی الٰہی یا نیچرل زبان تھی۔ اور چونکہ وہ عالم کل جگدیشور کی طرف سے تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے دی گئی تھی۔ اسی واسطے ضروری تھا کہ وہ نہایت کامل ہوتی واجب تھا کہ وہ مصنوعی زبانوں سے اعلیٰ ہوتی۔ وسعت فصاحت بلاغت کاملیت کا تاج اسکے سر پر ہوتا ہی بنا بر آن یہی ہوا۔ آج گو ہر چیز کی تحقیقات میں ریلگاڑی کی چال کیطرح تیز رفتاری سے ترقی ہو رہی ہے۔ تو بھی تمام یورپ و امریکہ بالاتفاق اسکے مدر آف لینگویج یعنے ام اللسنہ ہونے کے اقراری ہیں۔ پس اسی پاک اور شستہ زبان میں قلب وسل و پوتر پرماتما نے انسانی سرشٹی کے آغاز میں اپنا الہام ظاہر فرمایا۔ چونکہ وہ انتریامی اور سرب بیاپک ہے سرب شکتیمان اور نیا کاری ہونے کے سبب کسی جبرائیل یا گبرئیل کی معرفت الہام نہ بھیجا اور نہ سوتے سوتے کئی ہزار برس کے بعد بھیجا نہ عرش نہ کرسی اور نہ آسمان سے روانہ کیا۔ بلکہ اپنی مہان شکتی سے شیوں کے آتما (قلب) میں اُپدیش کیا کس طرح اور کیونکر اسکو یہ اشعار اچھا ادا فرماتے ہیں ؛

دست لطفش نسخہ علم و حکم | بے قلم در صفحہ دل رہ درقم
علم اہل دل نہ از مکتب بود | بلکہ از تلقین خاص رب بود

جو کچھ انسان کو اپنی بہبودی معاد اور معاش کی بابت روحانی و جسمانی اوپدیش چاہیئے تھا جتنا اسکے روحانی یا آتمک شانتی کیواسطے ضروری تھا جسقدر کہ اسکو سعادت دارین حاصل کرنیکے لیے درکار تھا جس طرح کہ وہ ہادی ازلی ضروری جانتا تھا تا اپنے کمال فضل و عدل سے اہل جہانیاں کی جس قدر حاجات تھیں صرف اسی مرتبہ نہیں۔ بلکہ قدیم سے جیسا کہ وہ کرتا آیا ہے۔ کیونکہ وہ اسکی بھایا ازلی و ابدی ہے۔ اسکے افعال اور صفات ازلی و ابدی ہیں اس کے حکم میں اختلاف نہیں اور نہ ہونا ممکن ہے۔ اسمیں غلطی یا فتور نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسمیں رد و بدل نہیں کیونکہ وہ خود تبدل سے آزاد ہے۔ اسکے حکم میں سہو نہیں جھوٹ نہیں فریب نہیں۔ پس تنسیخ اور تحریف کی کیا حاجت اور کیا وجہ کامل میں نقص محال میں ظلم ہو نہیں سکتا جس طرح ہزار لوگ سرپا ہیں آفتاب و عالمتاب سے انکار کریں۔ دوسرا آفتاب نہیں بنا سکیگے جب تک ہزار چترائی کریں کیواسطے اسکا ظہور ضروری ہے۔ اسی طرح بادشاہوں کی شور و شر۔ اعراض کے تواتر و تقاضے سے وقت بدلنے گذر جانے سے ایشور اپنا گیان یا الہام نہیں بدلیگا۔ کیونکہ ؛

قلم بہ نیک و بد خلق در ازل رفت است | بگفت گوئے خلائق دگر نخواہد شد

یعنے تمام اوامر و نواہی کا لکھا ہی وہ ابھی جو حکم ازلی یا ہدایت مرضی الٰہی ارشاد کے مطابق وید مقدس میں درج ہے جدید الہام یا نئے ہدایت نامجات کی نہ ضرورت ہے اور نہ قانون ایزدی اس کا روادار ہے۔ کیونکہ وہ حکیم مطلق نسخہ شفا دے چکا۔ وہ شافی برحق شفایابی کا طریقہ بتلا چکا۔ جیسے اچھا جبتک کوئی دوسرا خدا (معاذ اللہ) نہ پیدا ہوتا اور بننا محال ہے ؛

حقتعالیٰ بمحض فضل کریم | در کتاب کریم و حکم قدیم
آنچہ مرجملہ را بکار آید | گفتہ است آنچنانکہ مے باید

چونکہ وہ صداقت اور حق تھا اسی واسطے اسکی تبدیل کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جس طرح قانون قدرت میں غلطی نہیں اسی طرح نظام عالم میں قصور نہیں۔ کیونکہ عقل کل کے زبردست اور نہ غلطی کرنیوالے ہاتھوں نے اُسے بنایا ہے۔ چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں۔ اور نہ لیت و لعل کا تصرف ہے انسانی تصرفات سے یہ بالاتر جگہ ہے۔ حیرانی یا تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں کوئی دنیا کون خلائق ایک اٹل انتظام کے اندر (جس میں انہیں کوئی چارہ و دخل نہیں) دیکھیے کہ جو انسان پر تو ایک مرتبہ سکتہ کی سی حالت طاری اور حرکت ساکن ہو جاتا ہے۔ وہ حیران ہو کر سچے معلم کی تلاش کرتا ہے۔ تا کہ قدرت کے سربستہ راز وہ اسے آگاہی دے۔ بھلا جس بات کو انسان نہیں جانتا حیوان کی اسکے تبلانے میں کیا سامرتھ ہو سکتی ہے۔ جب وہ نہایت مضطرب و گشتہ ہوتا ہے تو اُسے رہنما ملجاتا ہے۔ جو اُسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے یہی حال ان سچے طالبان حق کا تھا سب سے پہلے ان کے دل میں طلب معرفت کی پیاس جاگی ان کی پیاسی طبیعت نے مادی دنیا سے شانتی حاصل نہ کی اور نہ ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انکو الٰہی گیان کے سوا کی تلاش ہوئی۔ مہاتما پاتنجل جی فرماتے ہیں

کہ ان رشیوں اگنی وایو آدت انگرہ کو جو سب سے پہلے حق کے متلاشی تھے آدی گرو پرمیشور نے ہی گیان کا علم یعنے بحر العلوم جسکا دوسرا نام وید ہے بتلایا۔ اور انکی پیاسی طبیعتوں کو سیراب کیا ان کے اندھکار سے بھرے ہوئے دل روشن ہو گئے معرفت کی پیاسی طبیعتیں شانت ہو گئیں صرف انہوں نے اپنی ہی شانتی کافی نہ سمجھی بلکہ پر اپکار کے نمت ہمت کو صرف کر دنیا میں اس کا پرکاش کیا سب کے دلوں میں اسکی روشنی پہنچائی۔ اپدیش کیا وعظ کیا دھرم اور گیان کا پرچار کیا شریعت اور طریقت کے قاعدے تبلائے ست دھرم کی دھونی (آواز) ہمالیہ کی چوٹیوں پر گونجنے لگی اور گھر گھر اوم پرماتما کی بھگتی کا پرچار کیا۔ آباد دنیا صداقت سے منور ہو گئی ؛

چراغے روشن از نور خدائی | جہاں را دادہ از ظلمت رہائی
از وجا نرا بدانش آشنائی | وزد چشم جہاں را روشنائی

اسی نور حق کے پھیلانے کے واسطے ہر ایک دور میں رشی اور منی لوگ اپدیش فرماتے رہے کیونکہ بموجب ہدایت وید کے ہر ایک آریہ یعنے پیرو وید کا فرض ہے کہ وہ حتی الوسع ست دھرم

کے پھیلانے میں کوشش کرتا ہے - یجروید کے اس अग्ने व्रतपते ... मम ॥ (मन्त्र) منتر میں جو ہر ایک آریہ کو روزانہ دو مرتبہ پڑھنا پڑتا ہے یہی مبارک ہدایت ہے - ہم آریہ تاریخ کے جب الٹتے ہیں تو ہر ایک صفحہ سے اسکی شہادتیں ملتی ہیں کبھی دیکھتے ہیں کہ اُدیالک اور اشٹیش وغیرہ رشی امریکہ میں اپدیش کر رہے ہیں کبھی ناردجی افریقہ کے سنسان جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے ہوئے ایشور آشرت (توکلت علی اللہ) ست دہرم کا جھنڈا لئے سب ویدارک کی پرچار کر رہے ہیں کہیں شانڈل رشی لوگوں کے عقدے حل کر رہے ہیں اور کہیں پاتنجل جی وید کے شانتی سرور سے پیاسوں کی پیاس بجھا رہے ہیں منگل رشی جو منگولین (مغلوں) کے مورث اعلیٰ ہیں اور کرشن کے فرزند ارجمند سام رشی جو عرب والوں کے مورث ہیں دوسرے حبشیوں اور سابیہ (جو صابئین فرقہ کے مورث اعلیٰ ہیں) بھی اسی طرح مصر وغیرہ کی طرف اپدیش کے واسطے گئے اور عرب کو بیابان و صحرا دیکھ وہاں ڈیرے جما لئے اس سے پیشتر کوشش رشی مع اپنے خاندان کے بھی ایک دفعہ ویدک دھرم پرچار کے واسطے افریقہ گئے تھے حبشی لوگوں میں انہوں نے ہی ست دہرم کی وعظ کی اور انکو راہ راست پر لائے مصر کی تاریخ کے پڑھنے سے اس مقدس قوم کے بہت سے آثار مل سکتے ہیں انہیں کی ہدایت سے مصر کے قبطی قوم عرصہ تک ست دہرم پر مستعد رہی ویدک محاورہ میں قبطی ویدک پرچارک کو कवति کہتے ہیں - انہی کی اولاد اہل ایک رشی کی عمالیقی قوم یادگار عالم ہے - اسی طرح پلست رشی بھی مع خاندان کے دہرم کے ارپن ہو چلے تھے ان کے ست نے افریقہ میں اتنا زبردست کام کیا کہ بالکل کامیاب ہی ہو گئے انکے اپدیش نے دلوں کو تسخیر کر لیا - لوگوں کو جو سابق ظالم بادشاہ کے ظلموں سے سخت تنگ تھے - انہوں نے اس نیک سیر اور پاک طینت رشی کا پہنچنا غنیمت جانا اسے ملک مصر پر قبضہ کر لیا - اب تک بھی دنیا میں فلسطی یا پلسٹائن قوم اُن کی یادگار ہے مصر کی پورانی تاریخ میں ان کا ذکر ہکسیس یعنی چوپان یا دیپا دشاہوں کے نام سے ملتا ہے کیونکہ یہ رشی مویشیوں کو بہت پالتے تھے بلکہ اس لفظ کے معنے بھی گوپال کے ہیں غرضیکہ اسیطرح مختلف اوقات میں رشیوں اور منیوں کے طریقہ پر ویدک دہرم دنیا میں پھیلتا رہا - ایک وقت تمام آبادی زمین کا یہی دہرم تھا - آریہ تاریخ کے سوا بھی جہانتک ہم نظر دوڑاتے ہیں اور جب کبھی کسی تاریخ کو گہری نگاہ سے مطالعہ میں لاتے ہیں تو اسی سے بھی ست دہرم کی شہادتیں ملتی ہیں امریکہ کے علاقہ میکسیکو و پیرو کے باشندوں کے حالات و تصاویر ریڈ انڈین کی زبان اور تحریر ایرانیوں کے پرانے گیت اور اتہاس یونان کے فضلا اور ان کی کتابیں مصر کی عمارات اور مون کنڈ اور پرانے بادشاہوں کی (ممی) تصاویر - چین کے مذہب اور اُن کی زبان روس کے کھنڈرات اور کوہ قاف کی گپھائیں یورپ و ایشیا کی تمام مہذب قوموں کے حالات سلسلہ وار آریہ قوم کی بندگی اور آریہ دہرم کی شرافت کے قائل پائے جاتے ہیں کپیل منی کے فلاسفی جیسے سانکھیہ شاستر کہتے ہیں اسمیں کس خوبی سے اپدیش کے مسئلہ پر زور دیا ہے

उपदेश्योपदेष्टृत्वात् तत्सिद्धिः । अ० ३ । सू० ७९ ترجمہ

جب اُتم اُتم اُپدیشک (وعظ کہنے والے مشنری دعات ہادی) ہوتے ہیں تب اچھی پرکار لوگ ست دہرم پر چلتے ہیں تب ہی دہرم ارتھ - کام موکش (نجات) حاصل ہوتے ہیں - اور جب فاضل اور با عمل اُپدیشک یا گیانی - گرو - پروہت - اچارج - سوامی) نہیں ہوتے اور حق پسند شُنوتا (سامعین) بھی نہیں ہوتے ہیں تب اندہ پرم پرا یعنے تقلید جاہلانہ یا سخت گرداب ضلالت میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں - عقل کو تیاگ جہالت میں پھنسکر حق کو چھوڑ دیتے ہیں - اسیطرح اندھیر کے بعد اندھیر بڑھ جاتے سے دہرم کم ہوتا ہوا بالکل لوپ ہو جاتا ہے پھر لوگ اسی جہالت کو ہی اپنے بزرگوں کا مذہب جانکر پیروی کرنے لگتے ہیں جب کوئی انکو منع کرتا ہے تو وہی عام جاہلانہ قول پیش کرتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے - کیا وہ بھولے ہوئے تھے - کیا تم نئے عقلمند پیدا ہوئے ہو - یہی حالت ہر ملک میں وقتاً فوقتاً منہ دکھلاتی رہی ؎

خلق را تقلید شان بر باد داد کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

المختصر ویدک دہرم کا پرچار برابر یدہشٹر جی کے وقت تک ہوتا رہا بلکہ انکے بعد چار پانچسو برس تک برابر دنیا میں ست دہرم کا نقارہ بجتا رہا - مگر مہابھارت کے عظیم الشان یدھ نے ایک ایسا سخت انقلاب پیدا کیا کہ گویا زمین دہرم کا تختہ ہلا دیا اور اُسکے ساتھ ہی عیاشی نے قدم جمائے بام مارگ پرجیت ہوا اور اس کا ایسا موثر ہوا کہ کتنے او سینے میں بہت فرق ہے دور دور اسکے نہانخانہ میں گھر کر لیا اور زنا اسکے تین اعلیٰ اصول تھے - عرب ایران افغانستان تک تو اسکے نشانات ملے ہیں - ایک ایرانی شاعر بام مارگیوں ان الفاظ میں پناہ مانگتے ہیں ؎

زمین باد مشعل کشاں دور دار چراغ مرا روز پُر نور دار

بھلا ان تین گردابوں میں پھنستے ہوئے لوگ کس طرح دھرم کے ساحل نجات پر پہنچ سکتے سراپا محال تھا ؎

اس درمیانی زمانہ (۳۵۰۰) برس زمین جو درحقیقت جاہلیت کا زمانہ تھا چاروں طرف اودیا کا پھیلاؤ شروع ہوا - بام مارگ اپنا کام کر رہا تھا جسکے لئے زنا لازمی امر اور دہ شکتی پوجا کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا - اسی سے بُدھ مذہب نے مقابلہ کیا - اگرچہ رحم پھیلایا مگر ایشور کو جواب دیا - وید کو بھلایا اور ناستک مت چلایا - وہ بھی ایک وقت عالم گیر ہو گیا اب تک بھی اسکے پیرو آدھی دنیا سے زیادہ ہیں - مگر آریہ ورت سے خارج ہو گیا - اس تخریج کے بانی گوڑپاد آچارج تھے اور مرد میدان شنکر آچارج بنے فتح ان کے نصیب ہوئی اور بودھ خارج کئے گئے - مگر اندہ پرم پرا ابھی چھوٹی نہ تھی بودھ کے سبب جہاں رحم پھیلا ساتھ ہی سادہ پرستی اور بت پرستی نے قدم جمایا - شنکر آچارج کے چیلوں میں بھی بت پرستی بام مارگ کی صورت میں بدل گئی شکتی کے ساتھ شیو کا جوڑا ہو گیا - اور لنگ پوجا کا آغاز ہوا ؎

ادہر ہمارے ایرانی بھائیوں میں وید منتر بھولجانے کے سبب ایشور کی توحید کم ہونے لگی - خدا پرستی اور اگنی ہوتر کے بجائے آتش پرستی کا آغاز ہوا جسطرح یہاں ہون کی جگہ بام مارگ نے سوختنی قربانی جاری کردی اسیطرح وہاں آتش پرستی کے ساتھ ہی بام مارگ کے جلوہ نے بھی رنگ جمایا ہابیل کا بیل نوح ابراہیم لوط - موسیٰ - ہارون کی سوختنی قربانی اور کوہ طور کا جلوہ خدا کا دھوئیں میں آنا - لال ٹین جگانا - آگ کا باتیں کرنا اور ساتھ ہی ستون آتشی کا آگے چلنا آسمان سے آگ کا آنا اور بجلی کا پانی اور آگ سے بپتسما دینا دہی ہون کی بگڑی ہوئی اور بام مارگ کی سہری ہوئی صورت ہے ؎

اب جسطرح کہ ادہر بدھ کے سبب رحم کا پرچار دوبارہ ہوا - اور آتشی قربانیاں اور سوختنی قربانیاں اور آتش پرستی بند ہوئی - اسی طرح مسیح کے اپدیش سے یروشلم میں کا ہنوں کی ہوئی قربانیاں بند ہو گئیں کبوتر بیچنے کی ممانعت کی گئی رحم کا اصول کہ کوئی اس گال پر طمانچہ مارے دوسری بھی آگے کردو اور ایک عام اپدیش کہ میں دنیا کو گناہ سے چھڑانے آیا ہوں اور تمام قربانیوں کے بدلے میں مقدس برہ قربان ہونگا - چنانچہ وہ قربان ہوا یا قربان کیا گیا - مگر اُس روز سے قربانی عیسائیوں میں بند ہو گئی پہلا اثر مسیح کی تعلیم کا یہ ہوا کہ متی شاگرد رشید نے گوشت کا کھانا چھوڑ دیا اسی طرح یوحنا نے بھی - مگر یہ کیوں ہوا اسکا سبب لائق محققوں اور دانا کھوج کرنے والوں نے پورانی تاریخ کے ورق الٹا الٹا کر نکالا ہے کہ مسیح بودھ کے مشنریوں کا جو مصر اور سکندریہ میں پرچار کرنے کے واسطے گئے تھے شاگرد تھا - اُن کے اپدیش سے اُن کا دل نرم ہوا وہی اُسکے ہادی ہیں اُنہیں سے ابن اللہ اُنہیں سے انکساری اُنہیں سے رحم اُنہیں سے محبت اُنہیں سے قربانی سے نفرت اُنہیں سے سب قوموں نے دہرم پرچار سیکھا تبت سے برآمد انجیل اس بات کی پوری اور واضح دلیل ہے - مگر بودھ کے بعد کیا ہوا اور عیسیٰ کے بعد کیا ادہر دیکھو شنکر اچارج کے

؎ شریمان سوامی جی نے اس مضمون کو اپنے بے نظیر کتاب ستیارتھ پرکاش کے گیارہویں سمولاس میں نہایت خوبی و تفصیل سے لکھا ہے (دیکھو صفحہ ۱۰ سطر ۲۸ ستیارتھ پرکاش) مطبوعہ بار سوم ۱۸۸۶ء

مسلوں لے بھر گئی تو بادی نظر سے سب مار کر ہمیں کھا لیتے اگر مرا ہوا کھا لیتے۔ غرضیکہ ہر طرح کا
گوشت سوئر کا تک کھاتے ہیں۔ یہ حضرت کا حال شاہد ہے اُدھر مسیح کے پولوس نے
سب کو بہلا دیا کہ تمہارے واسطے مگر خدا کے نام کو بدنام کیا یعنی خدا کے نام کی قربانی اور
ہر جنس کی قربانی کو بد بتایا جس طرح یہودیوں نے ۔۔

مگر مسیح کے مرنے کے بعد مخالفوں نے پیچھے اُس کے بجا رکھا نے نام مارگیوں یا گوشت خوروں نے
اُس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی تک مسیح نے منع کیا تھا۔ سوئر کی قربانی کی ۔

ہمارے سوامی نے بعد ازاں اُدھر محمد صاحب نے اصلاح کی فکر کیا گیا۔ اور کس طرح کیا۔
دنیا سے مخفی نہیں ہے۔ اول اللہ نے نام مارگ کو ہٹایا تو توحید کا اپدیش دیا۔ مگر بت پرستی کو جڑ اکھاڑنے
کیوں اور کس مصلحت سے قائم رکھا۔ ہاں ایشور کا اوتار ہونا ضروری طور پر مان لیا۔ مانی الذکر
نے توحید کو پھیلایا۔ مگر نام مارگ کی قربانی کو ہٹا دیا ہر ایک فرض کر دیا کہ وہ قربانی کرے گوشت
کو سید الطعام ٹھہرایا کثرت ازدواج (بہو تک) کا الہام ہوا۔ خود اس پر صبر ہی نہیں کیا۔ ایک واسطے
۹-۱۱-۱۸ جائز بتلائیں اور لونڈیاں ملک یمین ان کے علاوہ بیگانی عورتیں فوج سپاہیوں
کے واسطے حلال کر دیں۔ عاقبت میں بھی حور و غلمان ملنے کی ہدایت کی یہاں اول بت پرستی جاری
رکھا مگر آخر کو ترک کیا لیکن اُسکی کسر بہشت میں نکال دی۔ بت پرستی کو ہٹایا۔ مگر کعبہ پرستی کا
اپدیش دیا حجر الاسود (جسے اہل ہنود مکیشر مہادیو) کہتے ہیں کی تعظیم بہت زیادہ کر دی اُس کا
چومنا اُس کا بوسہ لینا عزت کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ٹھہرایا۔ بسیا مینوں کی بدیاں بہائیں
اور فیل نام کرائے انہیں ایام عرب میں مسیلمہ صاحب پیدا ہوئے جنسے ہر طرح کے شرک و بت پرستی
سے لوگوں کو ممانعت کی گوشت خوری کثرت ازدواج قربت میں نکاح کی ممانعت کی کعبہ کیطرف
نماز کا رخ پلٹایا۔ لاکھوں مسلمان اُسکے پیرو ہو گئے آخر بگناہ فرقے تہ تیغ کیا گیا۔ بعد ازاں
اُدھر عرب سے نجد شریف میں عبد الوہاب صاحب پیدا ہوئے آپنے قبر پرستی پیر پرستی حجر الاسود پرستی
و کعبہ پرستی کی تردید کی مگر اُسکی بھی پیر پرستوں و کعبہ پرستوں نے سخت مخالفت کی اُدھر پنجاب
کے … صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے ہر طرح کے اوتار اور بت پرستی سے ممانعت فرمائی مگر اُسکو
… دھرم کی ایکتا یعنی ہمہ اوست کے سنت بھی کامیاب ہوئے مگر اُن کے بعد حسین صاحب ناک
صاحب۔ دادو صاحب پیدا ہوئے اور وہ بھی بہت کچھ شرک اور بت پرستی کی ممانعت کرتے
رہے اور ساتھ ہی گوشت خوری اور جانوروں کی قربانی سے بھی نفرت دلائی۔ مگر ان دو صاحبان
اور ہو چکا کے پیروں کے بغیر کوئی بھی نام مارگ کی رو سے بچ نہ سکا۔ دنیا بھر کی تہ میں
کسی نہ کسی پیرایہ میں نام مارگ کے زہریلے درخت کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی معلوم
ہوتی ہیں۔ ع

کے گویم حدیث دام چوں است — زسرتا پا عرق مے و خون است

اس طرح یہاں دین محمدی آیا۔ اور جو کچھ سلوک باشندگان ہند سے فرمایا وہ ہماری سنی
کتاب جہاد … سے ظاہر ہے کچھ تو دین محمدی نے اسی دو اعتقادی حملہ سے ہندوؤں کو
مدہوش کیا اور کچھ عیسائیوں نے اپنی حکمت عملیوں اور پالیسیوں سے گرویدہ کیا ادھر آگے ہی ہندو کا
میوہ پھوٹ ہمارے سے اور ساں بھی ٹوٹ گئے انگریزی اور فارسی کی کثرت تعلیم نے سنسکرت کو
مردہ زبان لیے ڈیڈ لینگوئج کے نام سے نامزد کیا نام مارگیوں کی حرکات اور رسوم برہمنوں کی عملیات
سے وید اور بھی ناپید ہو گئے اسلام کی تلوار نے بیشتر اور عیسائیوں کی حکمت عملی نے تپ دق
کا کام کیا اور گھر کی پھوٹ نے رہی سہی حالت بھی تباہ کر دی۔ غرضیکہ ویدک دھرم اور
… اپدیش اور یہ قوم کا نام دنیا سے مٹ جاتے۔ شامت اعمال سے لوگ خیالی طوفان کے بیچ
در حقیقت ستیاناس کرنے والا طوفان آ جائے یا دوارکا ڈوبنے کا نقشہ مد نظر ہو جائے …
مخلوق … نہیں مگر کچھ بھی سنبھلنے پایا … دہریہ کہلائے۔

سماج کی حالت یہ بہت ہی بگڑ گئی۔ تلاطم نے ڈالا تھا … کھیڑا

سر اسکی بیچاری بھی لٹکا یک — یہ ست دھرم برشانہ ویدوں کی پستک
نہ رشیوں کا رہا تھا نام نشاں بھی — وید مت مرجادا کا تھا گماں بھی
نہ مسند بیاہ تھیں نہ رہنما ہوں بھی — رشیوں کے مسکن تپیوں کے بن بھی
نہ رشیوں کے گوتوں کی کچھ یاد رہتی — نہ ماتحلی لوگ کی ناو رہتی
مسلم ہیا کر بیٹھے تھے مرسی لوجا — نہ باقی رہا یار برہم کا بھروسا
ہوا پالی آگ اور سورج کو جس جا — ملا ہووے خلقت سے رتبہ خدا کا
وہاں کون پوچھے صداقت کا لعلا — کسے ہو سکے راہ حق کی تمنا
وہاں کس طرح سے کسی حق کی چاہ ہو — نہ کیوں ایسے لوگوں کا بیڑا تباہ ہو
تاحق کو منظور تھا حق دکھانا — رواں میں کلیگ کے ست یگ چلانا
وہی دھرم وید وکت جو ہے پرانا — مساتر سے پیرو ہے جس کے دانا
مایں مدعا تا کر ست چھپ بنائے — او دما جامے میں بھولی سما دے
پیدا یک ہوئی رحمت حق کو حرکت — دیا کی دیا ہے نے از راہ شفقت
کر کھیجا جہاں میں دیا نند سوامی — بھی حصہ میں اُنکے ہی نیکنامی
نمانند با نام مبارک گرامی — کرے صرف دنیا میں آ تو تمامی
برہمچاری تپسوی ودوان گیانا — ہرا کرم رکھو کی گیان اور گیانا
مخالف جو آئے مواس گئے بن — نہ دودانوں نے اُس سے کی کچھ بھی ان بن
کئے کاشی آدمی میں شاستر ارتھ بھاری — ہوائے شاستر ست و شش کر میداری
گرامی گری دگر جیسی آیا — کوئی سامنے بحث کرنے نہ پایا
زبردست بھی دلائل تھے قاطع — بھلا کیسے قاطع ہوں برہان ساطع
کرے دور الزام ویدوں کے سارے — صداقت بطالت کئے یارے نیارے
حدف ادرگو پر کنشت اتارے — کہرے اور کھوٹے لکا یے نتارے
جنہیں لوگ سمجھے تھے الماس جوہر — رکھ کر دکھایا۔ ہیں محض پتھر
جنہیں لوگ اوتار مانے ہوئے تھے — مجسم خدا ور جانتے ہوئے تھے
مقدس کتابوں سے کہلائے مت — دلائل سنائے سبر دغط اکثر
کہ وہ تھے بشر ٹیکہ یا کہ انسان — … کے پیچھے نہیں تھے وہ بھگوان
خودی میں جو بد مست اور جو دعدہ خبط — جو منکر الہام پر نامت تھے
جو ذرات مدہوش … تھے — جو بھولے ہوئے جہل میں مبتلا تھے
سبھوں کو صداقت کا رستہ دکھایا — خودی سے ہٹا حق کا سودا بنایا
تکبر چھوڑا وید مارگ بتایا — کیئے ہم پر احساں کیا کیا خدایا
مخالف تھے سب پھوٹ کا بیج کیا — بڑا نام ہم … سر کروں کو دھو یا —

سوامی جی کے مبارک اپدیشوں اور ست فعل سے نکلے ہوئے دیا کہانوں نے سوئے ہوئے
لوگوں کو جگایا غافلوں کو بیدار کیا۔ اور جاہلوں کو خبردار۔ دیا کی مبارک روشنی نے دلوں کو
تسخیر کر لیا جنکے سدھارنے کی کسے بھی امید نہ رہی تھی اور جس وقت آفتاب عیسویت نصف النہار
پر تھا تثلیث کا نشان تمام گرجاؤں کی چوٹی پر نظر آ رہا تھا جب برہم سماج سے لوگوں کو کچھ
ملک اور قوم کی بھلائی کی امید تھی۔ وہ راجہ رام موہن رائے کی اعلیٰ درجہ کی حق پسندی سے
گر کر خود تثلیث میں تقسیم ہو گئی۔ عوض اسکی کہ وہ لوگوں کو سدھارتے خود گڑھے میں گر پڑے ایسے
وقت میں ضرور تھا کہ ایک سچا رہنما ظاہر ہوتا ورنہ بیڑا جو منجدھار میں پھنسا ہوا تھا اُسکی دن کا
نجات جانا اُس کا پار ہونا مشکل تھا۔ سوامی جی کے آنے کے واسطے حق پسندوں
کی آنکھیں منتظر تھیں۔ آخر وہ رحمت کا ظہور ہوا … اور توحید کا دفتر کھول دیا۔ تثلیث کا گورکھ
دھندا جو عیسائیت اور فلسفہ … تھا ایک آن میں کھول کر اُسکی ساری اصلیت لوگوں پر ظاہر

کردی ست اپدیشوں کے سبب سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ مختلف معبودوں سے نکلکر لوگ اُسی طرف آنے لگے اور آریہ سماج کی بنیاد قائم ہوئی ؎ چہ گویمت کہ چہ خوش آمدی چہا کردی۔ بیک نفس ہمہ درد مراد و اگردی ۔ لاکھوں سے بت پرستی۔ قبور پرستی۔ پیر پرستی۔ کعبہ پرستی اور سنگ پرستی چھڑا کر راہ حق دکھایا۔ اور سیدھے وید مارگ پر چلایا ہر بات دلیل کے ساتھ تھی۔ اور ہر ایک دلیل معقولیت سے بھری ہوئی تھی ؎

در گنج معانی بر کشادہ — وزاں صاحبدلاں را مایہ دادہ

یہ روشنی کا زمانہ۔ علم ہیئت کا زور۔ فلاسفی کا شہرہ۔ اور علوم کی ترقی تھی۔ علم ہیئت اور جغرافیہ نے لوگوں کی آنکھیں جھوٹی کراماتوں اور تمثیلی قصوں والے معجزوں یا جہادی مسائل سے ہٹا کر کسی اور ہی بات کی منتظر کر رکھی تھیں۔ امیدوار نگاہیں صداقت کی بندہ نگاہوں سے دور بھٹک رہی تھیں نہ خدا خود خدا تھے۔ انہیں خدا سے کیا مطلب تھا نہ تثلیث کا مسئلہ لوگوں کی سمجھ میں آتا تھا اور نہ شیطان کا بہانہ اور نہ جہادی تلوار چلانا انصاف پسند دلوں کو منظور تھا۔ بت پرستی سے نفرت اور برہم سماج کے گھر کی کھوٹ اور مختلف آراؤں اور نئے پن کے رواج اور کسی کامل ہدایت نہ ہونے سے بھی لوگ گھبرا رہے تھے۔ اسلام جو سب سے زیادہ توحید کا لفظی مدعی تھا اسکی قبر پرستی۔ قدم پرستی۔ تعزیہ پرستی اور پیر پرستی کی گھنونی حالت دلوں کو سخت مایوس کر رہی تھی۔ کیونکہ معقولیت سے اُسے کوئی مس نہ تھا۔ آریہ سماج تمام مریض طبیعتوں کے واسطے شفا خانہ اور کھوئے ہوئے ناخداؤں کے واسطے لائٹ ہاؤس ہے جنہوں نے سوامی جی مہاراج کی وعظ سنی ہے وہ جانتے ہیں کہ وید کی فصیح و بلیغ شرتیاں کس خوبی سے دلوں کو تسخیر کرتی ہیں علم تسخیر جس کا دوسرا نام موسیقی یا گان ودیا ہے اُسکی جان وید ہے کیونکہ سام وید اُس کا مخزن اور ویدوں کی اُس پر دھانی تعلیم ہے گان کا اثر جتنا جلد روح پر ہوتا ہے۔ اُس کا بیان ہمارا محتاج نہیں اور پھر وید وکت گان تو گویا علیٰ نور ہے ؎ ز صوت دلکشش جان تازہ گشتے — ز دانا ذوق بے اندازہ گشتے ۔ صرف وید کی شرتیوں نے ہی دلوں کو تسخیر نہ کیا۔ بلکہ وید کے ہر ایک ارشاد کو دلائل و یکتی سے سرحہ کیا۔ منطق باتوں میں بھرا تھا۔ اور فلاسفی کا تمام آسرا تھا۔ علم معقول پر سارا بھروسا اور سائنس اور قانون قدرت ہر دم مد نظر تھا۔ اسطرح معقولیت سے انہوں نے کیوں کام کیا۔ اسکی وجہ لوگ کہتے ہیں کہ روشنی کا زمانہ تھا علم کا رواج تھا مگر ہمارے خیال میں یہ سبب نہیں بلکہ اتفاقاً اسکے سوا ایک خاص وجہ یہ تھی کہ وید مقدس کا حکم اور سوامی دیانند جی کا ارشاد تھا۔ وید فرماتا ہے ؎

या मेधा देवगणाः पितरश्चो पासते।
तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु स्वाहा॥

ہمیشہ سے رشی منی لوگ بدھی سے کام لیتے معقولیت سے ہی ایشور کی اپاسنا کرتے علم و عقل کی مدد سے ہی انکے منتر آگت ہوتے تھے گیان سروپ عقل کل پرماتما کے جاننے کے واسطے معقولیت کے بغیر کوئی راستہ نہیں۔ صرف یہی ایک سیدھا اور نہ گمراہ ہونیوالا طریقہ ہے ؎

نروکت کار یاسک منی فرماتے ہیں तर्को वै ऋषिः یعنے رشی لوگ دلیل مجسم ہوتے ہیں۔ اور ہمہ تن علم و عقل سے کام لینا فلاسفی کے مطابق چلنا رشی بننا ہے۔ اسی واسطے مہرشی دیانند جی نے معقولیت پر آریہ سماج کی بنیاد رکھی اور فرمایا سچ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہو۔ ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہئے۔ کیونکہ:۔

فرق است میان آنکہ از روئے یقین — با دیدہ بینا رود اندر رہ دین
یا آنکہ دو چشم بستہ بیدست کسے — ہر گوشہ ہمی دود بظن و تخمین

یہی سبب ہے کہ آریہ سماج میں پہلے پہل تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوئے اور روز بروز ہوتے جاتے ہیں۔ اور زیادہ باریک بین لوگ اسے زیادہ ہی پسند کرتے ہیں گیان یعنے ودیا آریہ سماج کا ہادی اور آریہ سماج گیان کا پرچارک ہے اور وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے یہی آریہ سماج کا مطلب اور یہی غرض ہے کامل توحید کا علمی اور عقلی دلائل سے پھیلانا۔ ویدوکت فلاسفی اور اخلاق کا پرچار تمام بنی نوع انسان کو ایک ست دھرم کا معتقد بنانا دیش و دیشانتروں میں آریہ دھرم کا پرچار کرنا۔ اور آریہ سماج بنانا جسمانی اور روحانی بیماریوں کا برہم چریہ اور پرانایام سے دور کرنا۔ دنیا میں امن امان قائم کر محبت اور پریم کا بڑھانا اور لوگوں کو پوتر خوراک کی راغب کرنا۔ پیر پرستی قبر پرستی تعزیہ پرستی کعبہ پرستی بت پرستی اور مادہ پرستی اسی طرح صلیب پرستی اور انسان پرستی سے ہٹا کر ایک ایشور کے حضور میں جھکانا ہر ایک آریہ کا روحانی کرتویہ ہے جو دلائل و صداقت کے سنہری حرفوں سے دلوں کے اندر کندہ ہے مسلمان عیسائی بودھ جینی پارسی یہودی ہندو اور لامذہب برہمو اور تھیوسافسٹ سب کے واسطے ہر وقت آریہ سماج کا دروازہ کھلا ہے پس اے طالبان حق آپ ضرور غور کریں اور سچ کے قبول کرنے پر طیار ہیں قطعہ مدہ فرصت از دست گر بایدت ۔ کہ گوئے سعادت ز میدان بری ۔ کہ فرصت عزیز است گر فوت شد ۔ بسے دست حسرت بدندان بری ۔

اے پرماتما اپنی مہربان کرپا اور دیا سے ست کا لوگوں کے ہردے میں باس کرا اور ہمیں اور ہمارے تمام سماجک بھائیوں کو ست دھرم کے پرچار پر مستعد بنا تا کہ ہم آپکے پوتر دھرم کا سب آپکی مخلوق کے آگے پرچار کرسکیں۔

انسانیت اور دھرم کی (بنیاد) اصلیت

جس طرح ایک علم بوٹنی کے جاننے والا درخت کی عمر اُس کے تنہ اور شاخوں اور جڑوں کو پڑتال سے معلوم کرسکتا ہے۔ اسی طرح ایک علم تاریخ کا جاننے والا یا علم زبان کا جاننے والا قوم اور زبان کی اصلیت اور عمر اُسکی پھیلاؤ۔ اُسکے کارناموں اُسکی شاخوں سے بخوبی جان سکتا ہے دنیا کی تاریخ کو جہانتک ہم تعصب کی عینک اُتار کر مطالعہ کرتے ہیں بڑی صفائی اور واضح طور پر شہادت دے رہی ہے کہ خواہ ہم امریکہ میں جائیں یا افریقہ میں۔ ایشیا میں پھریں یا یوروپ کی سیر کریں قطب شمالی سے جنوبی تک جدید ہستی (معلوم دنیا) یا پرانی دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں آریہ قوم اور آریہ زبان کو موجود پاتے ہیں۔ انکی شائستگی اور اُس کی شستگی اگرچہ بعضے مقامات پر خراب شدہ اور بگڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر عقلا بالغ نظر کے خیال میں ہے ؎ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ ۔ آثار پدید است صنادید عجم را ۔ علم زبان کے لائق محققوں نے بڑی تحقیقات کے بعد یہ بھی معلوم کرلیا ہے کہ

؎ مولوی ذکاءاللہ صاحب فرماتے ہیں پرانے آریہ خود شائستہ تھے اور جانتے تھے کہ اچھا انتظام اور راحت کا سامان کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ مکان بنانا آتا تھا۔ رتھوں پر سوار ہوتے تھے جہاز رانی کشتی چلانی آتی تھی۔ تجارت کرتے تھے" تاریخ ہند صفحہ ۲۳۔ حصہ اول باب اول فصل اول)

؎ پھر لکھا ہے کہ قدیم آریہ لوگوں کی زبان سنسکرت ہے۔ جو اس زبان کی سب سے پہلی حالت ہے وہ وید میں ہم دیکھتے ہیں (آجکل ملک جرمنی زبان سنسکرت کا گھر ہے) اس ملک کے فاضلوں نے انگریزوں کی قدردانی اور امداد سے جسقدر اس زبان کی تحقیق کو رونق دی کسی اور ملک کے آدمیوں نے نہیں دی گو یہ بات مدت سے معلوم تھی کہ سنسکرت اور یونانی اور رومی زبانوں کے الفاظ وغیرہ ملتے ہیں۔ مگر یہ کام انہیں کا تھا۔ کہ تصریفات کا مقابلہ کرکے یہ ثابت کردیا کہ ان میں توافق ہے ان میں سے بڑے بڑے محققوں کا یہ قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے زیادہ استحکام کے ساتھ قائم نہیں کئے گئے۔ جو زبانیں ہندوستان خاص میں بولی جاتی ہیں۔ وہ اسی کی فروع ہیں صرف و نحو لغت و علم بدیع و بیان و کلام و انشا میں ہزاروں کتابیں اس زبان میں موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤں کے بزرگوں (آریوں) نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی چاہئے ویسی توجہ کی" تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول)

کو اُس نونہال چمنستانِ وحدت کا نام بھی ہم نامسے آریہ تھا اُسی موحد اور حق پرست قوم کی نسل ایرانی۔ رومی انگریز۔ جرمن۔ یونانی۔ فرانسیسی وغیرہ تمام مہذب قومیں موجودہ زمانہ کی شاخیں ہیں۔ سنسکرت زبان کے جس کے شستہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہزاروں الفاظ اکثر مشہور زبانوں میں پائے جاتے ہیں اور وہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ کچھ تو آریہ خاندان کے سبب سے اور کچھ سدھ ہونے سنسکرت کی صرف۔ نحو ایسی کامل ہے کہ دنیا میں کوئی زبان اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں مانتی جاتی ہیں۔ اور جہلا یا وحشی یا تعصبی زمانہ میں رہنے والے لوگ شاید قیامت تک نہ مانینگے کیونکہ علم معقول کو وہ فضول جانتے ہیں وہ اگر تاریخ کھوئیں تو مدار عقل اگر جغرافیہ مانیں تو ہزار ہا انگریز آدمیوں کو ہر لنگار مراحل پر اُڑانا۔ یا گھوڑے پر چڑھ کر زینہ لگا کر آسمان پر نہیں نہیں سات آسمان اور عرش و کرسی پر بیٹھنا اور سیر کرانا اُن کے ہاں تاریخ و جغرافیہ اور علم کی بنیاد ہے علم اگر ہزار دلائل سے سمجھاتا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اُسکے اوپر خدا نہیں رہتا۔ بلکہ وہ سرب بیاپک ہے۔ عرش پر بیٹھنے والا محدود اور ایک بستی عمر محدود نہیں ہوتا۔ مگر وہ باوجود جغرافیہ اور بھوگول کے بار بار سمجھانے اور معائنہ و مشاہدہ کرانے کے اپنی ایک وہی مرغی کی ایک ٹانگ گاتے ہیں اور وحدت میں آکر گالتے ہیں۔

ع مرد مذہب حکم سے ناپاک نہیں باب وجود عرش افلاک

غیر مذہب کے حالات لکھتے ہوئے علاوہ اور تعصب کے گالی گلوچ تک بھی دریغ نہیں کرتے فی النار والسقر تو ہر پیدا کرنا ایک معمولی بات ہے اُن کی سچی بات بیان ماننا چھوڑ جاتے ہیں اتنی جھوٹی بات کتنی عمدہ خوبی سے لکھ دیا کرتے ہیں۔ پس گویا تعصب کے شیاطین اُن کے سر پر سوار ہیں خدا سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر راستی نے دل اپنے کو نہیں انہیں کی تاریخوں کے سہارے بعضے انگریزوں نے تاریخیں لکھیں۔ بھلا بنیاد ہی کی عمارت کیسے سیدھی ہو سکتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ خاص خاص واقعات میں بعضوں کی قیاسی رائے نے دوسرے سے سخت اختلاف کیا پس اُن کی قیاسی رائے نے کسی طرح بھی بغیر مضبوط ثبوت کے یقینی و پیرایہ نہیں ہو سکتی ۔

سلہ بھلا ایسی لائق مورخ نے لکھا ہے آریہ کے معنے معزز و ممتاز (برگزیدہ) کے ہیں تاریخ ہند مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۱۔

سلہ پیر مولوی ذکاء اللہ صاحب نے لکھا ہے الحاصل انگریزی زبان میں سب قسم کی (آریوں کی) تواریخ ایسی موجود ہیں کہ اُس میں سے قدیم حالات کی تصویر آنکھوں کے سامنے بن جاتی ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ قوم انسان میں (یعنی ہندو) کس قدر تھی اور اُن کی تہذیب و شائستگی نے کیسے کیسے رنگ بدلے حقیقت میں اُن کے حالات ایسے ہیں کہ اُن سے طبیعت انسانی اور فطرت بشری کے ساری حقیقتیں کھلتی ہیں (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل صفحہ ۱۹)

پھر یہی لائق مورخ پروفیسر مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک اور عجیب بات معلوم کی ہے کہ آریا کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یورپ کی قریباً کل زبانوں کی جڑ ہے غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یونان و اہل روم اور اہل جرمن و اہل انگریز و فرانسیس اور ہندو اور ایرانی غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے اس بات کو سننے سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوگا کہ اصل میں ہندوؤں اور انگریزوں کا سلسلہ ایک خاندان سے چلا ہے اور دونوں کی نسل کا دریا ایک ہی چشمہ سے بہا ہے علمائے یورپ اس سرچشمہ کو آرین کہتے ہیں صدہا سال تک یہ دونوں شاخیں بچھڑی رہی ہیں اب پھر آکر مل گئیں اور ملتی جاتی ہیں ۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول صفحہ ۳۲) اور دیکھو مسٹر [illegible] صاحب کی تاریخ باب چہارم صفحہ ۵۸)

سلہ ہندوستان کی تاریخ میں محققین نے قیاسات کو دخل دیا ہے اور قیاسات میں ایسا اختلاف ہے کہ ایک محقق کچھ کہتا ہے اور دوسرا کچھ" (مولوی ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۲)

مرد تو مرد ہی تھے عورتیں بھی تہذیب میں بڑھی ہوئی تھیں کسی شائستہ قوم کی عورتوں سے آریہ قوم میں عورتوں کو کم عزت نہیں ملتی۔ نہ ہی علمی اور خانگی امور میں عورت کو حقیر ادنیٰ سمجھا گیا ہے گارگی میتری۔ سیا کیدھاری وغیرہ بہت عورتوں کے نمبر سینکڑوں سے زیادہ آریہ تاریخ میں مل سکتے ہیں۔ درحقیقت عورتوں کی تعلیم بچوں کے پال پالنے کے واسطے سب سے زیادہ ضروری ہے اور اسی واسطے جہاں شاستر اور وید مقدس میں ذکر آیا ہے۔ باپ کی تعلیم پایا اُستاد کی تعلیم کا وہاں ماتا پہلا پایا मातृमान पितृमान یعنی ماں والا باپ والا آچاریہ والا پُرش وید کا ذکر آتا ہے ॥ आचार्यवान पुरुषो वेद ॥ پہلے ماتا کا نام اول ہے ترجمہ جیسے ماتا سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے پتا سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے آچاریہ سے تعلیم پائی ہو وہ ہی عالم ہو سکتا ہے پھر ایک اور جگہ برہمن گرنتھ میں ارشاد ہے کہ ماتری دیو بھوو پتری
मातृदेवोभव पितृदेवोभव आचार्य دیوبھو اتیتھی دیوبھو آچاریہ دیوبھو
। [illegible] भव کر ماتا دیوتا ہے پتا دیوتا ہے مہمان (غیر مقررہ تاریخ پر آنے والا) دیوتا ہے استاد آچاریہ دیوتا ہے ان چار دیوتاؤں کی روزمرہ خدمت و تواضع و تعظیم و تکریم کرے اور ان کی سیوا کرے ایسی ہی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ وید مقدس کی بیسیوں شرتیاں موجود ہیں کہ ماتا کی تعلیم بچے کے واسطے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ؛

پردہ کی رسم تہذیب اخلاق و قانون نیچر کے خلاف تھی اسی واسطے وید مقدس و شاستر نے اسکی بخوبی تردید کی ہے۔ جہاں جہاں جہالت کا زور ہے وہاں حجاب پردہ کا بھی زور ہے گویا جہالت اور پردہ کا ایک سخت پردہ ہے جو ترقی وانتی کے واسطے سخت مانع ہے باہمی عزت اور خاوند کی محبت کو سوئمبر کی شادی اور وید مقدس کے ارشاد اور باہمی اِرادہ اگنی ہونے کے رائض نے یہاں تک مضبوط کر دیا کہ جہالت کی سخت تحریر ظلم کے دور میں شمشیر نے عورتوں کو ستی ہونے پر مجبور کر دیا۔ ایک مسلمان شاعر نے ستی کی کیفیت کو اس طرح نظم کیا ہے ۔

زن است و میکدہ کار جوانمرد۔ کہ در ہنگامہ پروانہ شد سرد۔ مگر در عشق یاری کم زہندو زن مباش۔ کو برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را ۔ (مفصل دیکھو یاقوت میر ضیاء الدین عبرت)

یہ ساری باتیں محبت صادق کے جوش میں تھیں ظلم سے بچنے کے واسطے تو بہت اچھا نسخہ ہے مگر درحقیقت وید وکت قاعدہ سے ناجائز ہے وید کے رو سے خود کشی کرنا نہایت برا ہے بھاری

سلہ آریہ عورتوں کی تعلیم کے بارہ میں پروفیسر ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں جب کسی ملک کی شائستگی اور تہذیب کا امتحان کرتے ہیں تو اول توجہ عورتوں کے حالات پر ہوتی ہے اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس وقت جب ہندو تھے ان عورتوں کی ایسی ہی عزت تھی جیسی کہ روم و یونان کی شائستہ قوموں میں شادی کے قواعد عورتوں کے حق میں بُرے نہیں خاوند بی بی کو اپنا جزو بدن سمجھے ہمیشہ اُسکو زیور و پوشاک سے خوش رکھے اور خرچ اور ضروریات خانگی کا انتظام اُسکے سپرد کرے اور اُسکو اپنا مشیر بنائے اُس پر اعتبار کرے بی بی خاوند پر جان نثار ہو (تاریخ ہند صفحہ ۱۵ فصل ششم باب حصہ ۱)

آنریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں وید پورانے سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں جو اس سنسکرت سے جس کا آجکل رواج ہے اسقدر مختلف ہے کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنوں کے اسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ان کے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کی زبانوں میں ہوا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۶۰)

پھر یہی مورخ فرماتے ہیں ہر ایک فرقہ یا ذات میں عورتوں کا کام یہ ہے کہ وہ دولت کے جمع کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائی اور ان اُن فرضوں میں جو عورتوں کو کرنے چاہئیں یعنی روزمرہ کا کھانا پکانا نیز اور گھر کی چیزوں کی حفاظت میں مصروف ہیں (تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۶)

[illegible] صاحب فرماتے ہیں۔ عورتوں کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ نکاح متبرک سمجھا جاتا ہے میاں بی بی کا ترکہ گھر کے انتظام میں مساوی تھا بیاہوں کی اپنی خاوندوں کی جائداد تقسیم ہونے کی رسم سے کوئی واقف بھی نہ تھا وید وہ منتر جنسے برہمنوں نے [illegible] کو اس رسم کو جائز ٹھیرایا ہے اُسکے خلاف معنی رکھتے ہیں صفحہ ۲۰)

سے آج ۔ یہ عامحبت و اخلاق کا جوش دیا تھا جیسے یہی بات مد نظر تھی کہ دنیا میں اس سے لوگوں کے دل کھیچے جو دولونڈی غلام ہمیں بنانے جاتے تھے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا ۔ اس کی شہادت قرآن میں بھی ہے وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا سورۃ یونس ترجمہ ۔ سو وہ مردمان تو گیا امت بس اختلاف کرنے لگا

دہرم اپدیش اور وعظ بھی ہوتی تھی ودیا کھیان اور کتھا بھی لوگ شوق سے سنتے تھے مگر نہ ماننے والے یا دلیل سے بحث کرنے والے کو کبھی قتل کی دھمکی نہیں دیگئی جیسی عربی ۔ رومی ترکی مغل روسی مصری سب کو برابر اپدیش سنایا جاتا تھا ۔ دلوں میں تعصب تھا ۔ اور نہ آنکھوں میں جہالت کی چربی تھی مطابق اس کے نام نے تعصب جہالت اور تعلیم کا حرف ہی تھا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور نہ کوئی اپنے کسی ہی نوع انسان کے امن امان میں خارج ہو ۔ مصر یونان اٹلی اور جزائر برطانیہ تک اسطرف اور دوسری طرف میکسیکو کے صوبہ تک سو سمرتی کا پرچار رکھا ہوا تھا ۔ ہیگ ہوا کہتے ہیں کہ دمشق کا دیانی بھی درحقیقت عمرمودی جانوروں کے رہانے کی علامت تھی پارسی مذہب اگرچہ زردشت کے وقت کچھ شعلہ آتش کی طرف جھک گیا تھا مگر درحقیقت جتنی اس میں نورانی تھی وہ مبارک ویدمنتروں کی تاثیر اور ہوموں کی عالمگیر برکت تھی ۔ جہاں تک ہم اساد ژند کو دیکھتے ہیں اسمیں صاف طور پر کہیں ذکر نہیں پایا کہ آگ خدا ہے یا خدا ترس دشمنوں نے بات کا تنگڑ بنا کر آتش پرست مشہور کر دیا ۔ مگر تاہم ویدوں کا پرچار رہنے کے سبب جہالت کی نحوست سے ہوموں سے آتشی پرستی پر آگئے تو بھی انکی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے انکے اکثر بیانات وید سے منقول معلوم ہوتی ہیں اور ان میں وید کو بڑی عزت سے یاد کیا گیا ہے اُن کے چار ورن اور یگیوپوِت تو ابھی تک اظہر من الشمس آریہ پن کی علامت و یادگاری ہے ✦

غرضیکہ آریہ قوم کی مختلف شاخیں ہو کر تمام خطۂ مشرق و مغرب کو آباد جانا اور بعضوں میں ویدوں کا پرچار برابر رہا اور بعضوں میں آہستہ آہستہ کم ہوتے جانا اور پھر صدیوں کے ہیرپھیر کے بعد اعطونش اور اپنشدوں کا (جسکی وید میں ہر ایک آریہ کو خاص ہدایت ہے) نہ سمجھنا یا نہ پہنچنا ہر ایک تاریخ دان کے نزدیک ثبوت کا ذرا بھی محتاج نہیں ✦

گویا بھارت کا خاتمہ ہوتے ہی ویدک دہرم کا بھی تنزل شروع ہوا اول پارسی پھر موسائی ۔ پھر بام مارگی پھر بودھ پھر جینی ۔ پھر نوین ویدانتی پھر عیسائی پھر محمدی پھر چکر تک وغیرہ ۹۹۹ مت وید ورودھ چل پڑے اور چل رہے ہیں ہر ایک کی صدہا شاخیں ہو گئیں اور بعضے شاخ در شاخ بھی منقسم ہو گئے ہر ایک اپنے آپکو ناجی اور دوسروں کو ناری کہتا ہے اور لاکھوں آدمی ہر ایک کے مرید ہیں بعضوں (بودھ ۔ عیسائی ۔ بام مارگی ۔ نوین ویدانتی ۔ محمدی) کے پیروؤں کی تعداد حکومت ۔ دولت ۔ زنا ۔ لوٹ ۔ تلوار ۔ لالچ کے سبب کروڑوں تک بھی پہنچ گئی ہے جب سے آریوں نے سندھیا ۔ ہوم ۔ پنچ مہایگ اور وید شاستر کا پڑھنا پڑھانا چھوڑا تب سے یہ سارے مت متانتر جاری ہو گئے ۔ جس ظلم اور جور اور ذوالفقار کے صدمات سے دین اسلام نے ملک کا ستیاناس اور قوموں کے گلے پر چھری پھیری وہ تاریخ فرشتہ و تیمور نامہ وغیرہ سے ہر ایک اہل انصاف وادیک ہا دی سے جان سکتا ہے آریہ قوم جس طرح عقل و سخاوت اور صداقت میں یادگار روزگار عالم تھی اسیطرح بہادری میں بھی سرتاج عالم تھی ۔ غرض جسمانی نہ صرف مالی نہ صرف روحی بلکہ آتمک ۔ شاریرک اور سماجک تینوں حالتوں میں اپنی ستورج اور

[1] یونانی آرین کی یونانی زمانہ کے ایک پرانی یونانی مورخ ایریئن لکھتا ہے کہ آریہ لوگ لڑائی کی بہادری بہادری اور صنعت میں ایشیا کی باقی تمام قوموں سے بڑھ کر ممتاز ہیں " (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵ ۔ باب ۴ ✦ پھر فرماتا ہے کہ وہ سنجیدہ طبیعت اور معتدل المزاج اور بڑے شراب سے پرہیز کرنے والے ہی اور ایسے کم ان اور سادگی اور صداقت کلام میں مشہور اور ایسے حق پسند کہ عدالت تک نوبت ناس پر پہنچا نے ہیں اور ایسے دیانتدار کہ لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک ڈالنے نہیں (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵ باب ۲۵)

اور شو گن کیطرح بے نظیر تھی اسلام نے جہاں جہاں قدم رنجہ فرمایا ۔ جہاں جہاں اللہ اکبر کا کلمۂ تکبیر سنایا کروڑوں کے گلے پر چھری پھیر دی کروڑوں نے زبردستی مذہب محمدی قبول کیا ۔ کل مصر نے بھی روم کے کشت و خون سے تنگ آکر لوٹ مار کے لالچ سے محمدی مذہب قبول کیا پر ڈیلی اور ایرانیوں نے بھی صدہا بہادروں کے گلا کٹ لے کے بعد مجبور آدین بالجبر قبول کیا اور یہی حال افغانستان کا ہوا مصریوں بیچاروں نے لاکھوں کا گلا کٹوانے اور لاکھوں اپنی بچوں عورتوں کو لونڈی غلام بنانے کے بعد برسوں تک جنگ سے لاچار ہو کر اول جزیہ پھر دین محمدی قبول کیا اُن مذکورہ بالا ممالک میں اب نام کو پرانا دین باقی نہیں ہے ظلم و ستم بھی ان صدیوں تک نہیں ہوا ۔ بلکہ سالوں تک مگر بزدل قوم نے لاکھوں تن بے سر کرانے کے بعد دین محمدی قبول کر ہی لیا

مگر واہ رے آریہ ورت تیری بہادری ۔ تیرا استقلال اور تیری ہمت اور تیری سی سے تیسی سلطنت باوجودیکہ سات سو سال تک تیرے سر پر تلوار چلی تیرے لاکھوں بیٹے شہید ہوئے مگر پھر بھی تیرے راجپوتوں تیرے چھتریوں تیرے برہمنوں اور تیرے ویشوں (جاٹوں) میں ابھی تک ویدک دہرم کا اثر موجود ہے اے آریہ ورت تیرے اندر جن لوگوں یا قوموں نے دین اسلام قبول کیا اُن میں سوائے بھی تیرے حقیقی فرزندوں کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں تو نے اب وید مقدس (ادھیائے ۲۶ منتر ۲) اور منو

کے ارشاد مبارک کے مطابق واپسی کا دروازہ کھول دیا ہے ۔ غیر قومیں ایسی محو ہو بیچ میں آئیں کہ گویا مر گئیں ۔ تیری ناخلف اولاد کے اندر محمدی ہو کر بھی ابھی تک آریہ پن موجود ہے ہمیں ہر روز نو مسلم شدہ بھائیوں کی واپسی کی کثرت دیکھ کر اور سماجک شدھی کو ہر دلعزیز پاتے ہوئے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تجھ کو اس بے نظیر بہادری کی مبارک باد اور اس بے تکان ہمت کی مبارکباد ہو ۔ اس سچے دہرم کی مبارک باد ہو ۔ اس عارضی دین کے چھوڑنیکی مبارکباد ہو ✦

پھر اس بات پر زیادہ زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ آریہ لوگ اپنے عہد و پیماں کی پختگی کیوجہ سے کبھی باہم تحریر نہ کرتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسا ہندوستانی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا جو جھوٹ بولنا ہو دیکھو اسٹیفنسو صاحب کی تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۸ ھ ۱۸۵۴ء اور ایرین صاحب کی تاریخ ہندوستان باب ۱۲ اور پادری کیسر ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند فصل یازدہم باب اول فصل ۲۷ ۱۸۷۵ء

پھر وہی یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ وہاں آریہ ورت کی ہر قوم آزاد ہے انکے ہاں کوئی کسی کا غلام نہیں غرض غلامی کہیں نام کو نہیں "

پھر وہی مورخ فرماتا ہے سکندر کا ارادہ تھا کہ پاٹلی پتر میں پہنچے مگر پوٹرو سے لڑ کر سپاہ کا جی ایسا چھوٹ گیا تھا کہ ہر چند سکندر نے کتنی منت سماجت سپاہ کی کی بھی ہیبت اور سیاست کمائی مگر فوج نے ایک نہ سنی ناچار سکندر الٹا پھرا (تاریخ ہند

ملتان میں ملی قوم سے سخت معرکہ آ پڑا ایک تیر سینے میں آ لگا ۔ اس لڑائی میں سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جینے کی امید نہ رہی تھی مگر تندرست ہو گیا ہو (   ) تاریخ ہند صفحہ ۶۵

نہایت کامل تحقیقات کے بعد یہ ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ فیثا غورث کے مسائل منو کے بعد کے ہیں (دیکھو رائل ایشیاٹک سوسائٹی

منو کے مجموعہ میں اور فرضوں کے ساتھ ۔ اسقدر زیادہ قیدیں لگائی گئی ہیں اور ان کی نسبت اسقدر تاکید کی گئی ہے ۔ جس قدر کے وید کے پڑھنے پر تاکید اور قیدیں ہیں " ۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۶۷ ۱۸۶۶ء

منو کے مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا ہوا ہے جو پاک صاف رسم کے متعلق ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸ ۱۸۶۶ء

بعض ایسے مستثنیٰ قاعدوں سے جو ان کے برخلاف ہیں اچھی السمندی ظاہر ہوتی ہے جسکی توقع اس مقنن سے نہ تھی چنانچہ لکھا ہے کہ دیا جبا کبھی ناپاک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ دکان

آدم اور شیطان کا مقدمہ ۔ مولوی صاحب کے عذرات بطور اپیل

اور ہمارا آخری فیصلہ

۱۱۶ سے ۱۳۶ تک

ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں صفحہ ۳۲ سے ۴۷ تک بحوالہ آیات قرآنی و تفاسیر معتبرہ اور مولوی سراوی جیسے علماؤں اور سرسید جیسے نیچراؤں کی تحریروں کے مستند حوالجات سے قصۂ خلافت آدم اور سجدہ ملائک اور انکار شیطان کو لکھ کر انصاف اور معقولیت سے اعتراض کئے تھے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ ساری کارروائی عقل کے مطابق اور حق کے مخالف ہے۔

مولوی نورالدین صاحب حواری نے فصل الحق میں صفحہ ۱۱۶ سے ۱۳۶ تک ہمارے اعتراضوں کے رد کرنے کی کوشش کی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حق کو کسی حالت میں بھی جنبش نہیں۔ ہزار لوگ الہام کا دعویٰ کرکے اس سے مخالفت کریں اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے چنانچہ ظاہر ہے کہ اس تصدیق میں ہمارے زبردست اعتراضوں سے تنگ آکر مولوی صاحب نے اول تو مان لیا کہ وہ فرشتگان جن کو خدا نے کہا تھا کہ میں آدم کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اور اُن سے متنازعہ ہوا تھا وہ ارض شام کے صلحا اور عارفین تھے چنانچہ مولوی صاحب کی عبارت یہ ہے "اللہ تعالیٰ نے ارض شام کے صلحا اور عارفین کو الہاماً خبر دی کہ میں ایک ایسا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہوں جو علاوہ صلاح اور تقویٰ کی محافظت کے امور دنیوی کی باگ ہاتھ میں لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ وہ سادہ اور پاک لوگ بولے وہ بھی کوئی ایسا ہی خونریز اور بے رحم ہوگا جیسے عملی نمونہ آگے موجود ہیں" (صفحہ ۱۲۰) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ سب فرشتے زمین شام یعنے ملک روم کے باشندے تھے نہ کہ مسلمانوں کے فرضی آسمانوں کے بسنے والے۔

دوسرے ۔ ہماری اس بات کو بھی لاچار ہو کر مولوی صاحب نے مان لیا کہ آدم سے پہلے بھی انسان دنیا میں موجود تھے جیسا کہ کچھ تو اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے اور کچھ آگے لکھتے ہیں۔ "فرشتوں اور دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تحمید الٰہی اور باری تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے اور بس۔ وہ بیچارے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اُس کے کاموں کے اسرار سے کیا واقف کہ فقط لسانی تحمید اور تقدیس سے دنیوی انتظام اور دینی کام اس طرح سرانجام کو نہیں چلتے۔ صریح یہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومیں دنیا میں آباد تھیں اول قرآن کی اس آیت وکان من الکافرین سے ظاہر ہے بلکہ مکذب نے بھی اس امر کو تکذیب میں تسلیم کیا ہے" (صفحہ ۱۲۳) اس کے ثبوت میں انہوں نے قرآن سے تو نہیں مگر اخبار الدول اور آثار الاول کی چوتھی فصل اور تفسیر فتح البیان اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور ابن کثیر اور امام باقر کے قول اور فتوحات مکیہ کے حوالے دیئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آدم سے پہلے لاکھ آدم ہو چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۲۳-۱۲۵)

سوم ہمارے اعتراضوں سے گھبرا کر یہ بھی مان لیا ہے کہ وہ جنت جس میں آدم بستے تھے وہ زمین پر تھی نہ کہ آسمان پر (دیکھو صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اب جن ہمارے اعتراضوں سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے اُن کا جواب دیتے ہیں۔

۱۲۲ — مولوی — وہ ملائکہ بھی ایسے ہی محدود العلم، محدود التجربہ مخلوق تھے اور کم علمی اور غیب نہ جاننے کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جس کے معنے نائب اور قائم مقام کے ہیں غلطی سے سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ آدم بھی آدم ہے یعنی قوموں کی طرح فساد قتل اور سفک دما کرے۔

آریہ ۔ یہ آپ کی غلطی ہے وہ محدود العلم تھے اور نہ محدود التجربہ تھے بلکہ قرآنی خدا سے بھی عمدہ بات کہی اور ایسی کہ جو ہر طرح صحیح اور سچ ہی۔ یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ قرآن کے مفسروں نے بھی ایسا ہی مانا ہے تفسیر میں لکھا ہے "در وقوف ایشان برین حال یا باخبار الٰہی بوده یا در لوح محفوظ خوانده بودند یا در عقول ایشان مرکوز بود که عصمت خاصۂ ایشانست و بجهت این معنے گفتند که چنین کسے را خلیفہ مے سازی" (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۸)

۱۲۵ — مولوی — جب ملائکہ نے اپنے غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جس کا ذکر آیت اتجعل فیها من یفسد فیها میں گذرا تب باری تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کسی تاریخ سے قرآن کی کسی آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ السلام سے کسی قسم کا فساد فی الارض یا سفک دماء ہوا ہو ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا مگر حضرت آدم ان عیوب سے پاک اور بری نکلے۔ اگر حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص اُن کی طرز پر چلا تو اُس کے جرم سے حضرت قصوروار نہیں ہو سکتے۔

آریہ ۔ آپ نے یہاں دھوکا کھایا یا دھوکا دینا چاہا۔ آپ کا قول کسی طرح ٹھیک نہیں ہے اور نہ ایسا ہوا بلکہ اُس کے خلاف وقوع میں آیا قرآن یا توریت یا فرشتوں کے قول سے صرف آدم مراد نہیں ہے بلکہ آدم اور اُس کی ساری اولاد اس میں شامل ہے اسی آدم کے سبب سے زمین لعنتی ہوئی۔ اسی کے سبب سے گناہ کا بیج بویا گیا۔ اسی کے سجدہ کے سبب سے وسوسہ شیطانی کا آغاز ہوا دنیا میں اور یہی کہ جتنے قتل اور فساد حضرت آدم سے سرزد ہوئے کسی حیوان سے ایسے کبھی نہ ہوئے اور نہ ہوں گے۔ یہ اپنے آپ کو مجادہ میاں مٹھو اشرف المخلوقات کہنے والا ارذل المخلوقات ہو گیا خود آدم کے بیٹوں میں سے مشہور **قابیل اور ہابیل** کا جھگڑا ہے بھائی نے بھائی کو قتل کیا آتش پرستی اور بت پرستی کی پھر اُس کے بیٹے نے یعنی آدم کے پوتے نے اپنے باپ کو قتل کیا جھوٹ بولا حرامیاں کیں زنا ہوئے (مفصل دیکھو قرآن سورۃ مائدہ) حسینی صفحہ ۱۴۷۔

اس آیت کے مغالطہ کی شیطان نے اسی وقت سے اجلاس میں تردید کر دی تھی سورۃ اعراف اور حجر میں تمام آدمیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ وہ مورث اعلیٰ تھا۔ ان فرشتوں کا قول سچا نکلا اور آدم گمراہ اور لعنتی ہوا جیسا کہ توریت پیدائش سے ظاہر ہے زیادہ تحقیقات سے آدم کی اور شرارتوں کا حال بھی ہم کو معلوم ہوا ہے۔

۱۲۳ — مولوی — غرض آدم علیہ السلام ایک متقی ہے اور شیطان اول سے عداوت کرتا رہا گویا اس بہشت کے رہنے کے بدلے بتاتا رہا جس کی ممانعت تھی مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اُس کے ایمان کے قول پر کبھی نہ چلے۔ اور شیطان کا اُس پر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق شر تھا نہ اس کا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تھا۔

آریہ ۔ حضرت آپ مجھے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں مصنف قرآن سے داؤ پیچ کھیلتے ہیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے دیکھئے مقامات ذیل۔

نمبر ۱ سورۃ بقر فازلهما الشیطان ۔ یعنی بلغزانید و از جا ببرد آدم و حوا را آن دیو سرکش نافرمان سردار تفسیر حسینی صفحہ ۲۹ ۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۵۱ ۔

نمبر ۲ ۔ سورۃ اعراف فدلهما بغرور گمراہ کر دیا اُن کو فریب سے اس کے ساتھ ہی مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۳۵-۱۴۴ تک) پس یہ آپ کی امر حق سے علاوہ روگردانی اکثر کیا تخریب دین نہیں؟ ابتلا فرشتے اور شیطان سچے ہوئے یا قرآنی صداقت

۱۲۷۔ **مولوی**۔ آدم کو چیزوں کے نام سکھانے اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو دی تھی تو ثابت ہوا کہ جو چیز آدم کو سکھلائی گئی تھی وہ فرشتے نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو اسکے بتانے سے عاجز آ کر نہ کہتے سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا آدم کو ایسی بات تعلیم کر دینی جس کا علم فرشتوں کو نہ ہو ضرور اس امر کا مثبت ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ کچھ جانتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے اگر ویسے جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اگر آدم کو کچھ جا دیا تھا۔ کو ہم نے مانا کہ علیحدہ پڑھایا تھا تو واجب تھا کہ فرشتے مدد اسکے کہ خدا سے پڑھتے بتلا دیتے اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ واعلم ما لا تعلمون بالکل سچ تھا جبکہ ایسا علم تھا کہ فرشتے اسکے علوم سے بے خبر ہیں تو اسکے کسی فعل پر کسیکو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں۔

آریہ۔ حضرت آپنے کتنی حکمت عملی کیسی چالاکی اور کتنی عبارت آرائی کی مگر وہ فریب چھپ سکا جس کا ہمنے تکذیب میں ذکر کیا تھا دیکھو صفحہ ۳۶ نمبر سوم۔ اسی واسطے قرآنی خدا خیر الماکرین یعنے بڑا مکار ہے اور آپکا وہ فقرہ جس پر ہمنے خط کھینچ دیا ہے صریح ہمارے زبردست اعتراض کے اقبال کا ثبوت ہے۔ ہاں فرشتوں نے سب جہان یا خدا کے دل کا حال جاننے کا اقرار نہیں کیا تھا جیسا کہ خدا کو آدم کے آئندہ حال سے آگاہی تھی ویسے فرشتوں کو خدا کے فریب سے آگاہی نہ تھی مگر انہوں نے پیشگوئی کی تھی وہ بالکل سچ تھی خدائے محمدیان اگر علیم اور دانا ہوتا تو چاہئے تھا کہ فرشتوں کے معقول سمجھانے پر خاموش رہتا سکوت کرتا مگر ہٹ اور ضد کی جو دانائی سے بعید ہے اور فی الحقیقت یہ ساری نسل انسانی کی خرابی اسی ہٹ اور ضد کا باعث ہے اور فرشتوں کو پیش گوئی کا ظہور پھر آپکا فرمانا اور بھی تعجب انگیز ہے کہ اسکے فعل پر کسیکو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں حضرت اگر یہی حال ہے تو عیسیٰ کے ابن اللہ کہنے والوں اور انجیلی ارشاد پر کیوں اعتراض کرتے ہو تسلیم کیوں نہیں جھکاتے۔ یہود و نیز کیوں اعتراض کرتے ہو۔ بت پرستوں سے کیوں لڑتے ہو مولوی جی کی طرح کیوں نہیں دم بخود ہو کر کہتے ہندیا نزا اصطلاح ہند مدح ٭ سندیا نزا اصطلاح سند مدح حق کو اعتراض سے خطرہ نہیں اعتراض کا متحمل نہیں ہو سکتا اور لاجواب ہو کر گالیاں نکالنی شروع کرتا ہے جیسا کہ قرآنی خدا۔ یا علماء اسلام۔

۱۲۸۔ **مولوی**۔ جب باری تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو آدم کا سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا پالن کرنا در حقیقت باری تعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا نہ آدم کو۔ سجدہ کا لفظ اسلامی شرع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیاء اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں (۳) اس بہادر قوم کے آگے بیلے اور پہاڑ سجدہ کرتے ہیں سجدہ کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے۔

آریہ۔ جناب آپکی اس شرک اور مشرکانہ اور کفر کے چھپا نہیں خواہ کتنی ہی کوشش کرنی پڑے مگر نہیں چھپا سکتے کیونکہ بھلا خاک ڈالے سے چھپا ہے چاند۔ کیونکہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے انکو آدم کو سجدہ کرنیکا حکم دیا نمبر ۱ اور ۲ میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور نمبر ۳۔ ایک عرب کے شاعر زید الخیل کا شعر ہے۔ شاعروں کے واسطے قرآن نے کہا ہے والشعراء یتبعھم الغاوٗن پس قرآن کسی شاعر کی کلام ہے یا القادر کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح جھوٹے محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شعر کے جھوٹ سے خدا کی پناہ۔ اور یہاں خدا شاعر کی پناہ میں آگیا دہریا تمام لوگوں کے عقیدہ کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوائے خدا کے سب کو منع ہے اور جسکو کرنیوالا کافر ہیں ظاہر ہے کہ خدا نے کفر کا حکم دیا اور ایسا خدا معاذ اللہ شرک سے بری نہیں ہو سکتا بارہا قرآن میں لفظ سجد تسجد تسجید۔ اسجد و نسجد و پڑے ہوئے ہیں۔ اور [illegible] مع خدا لب ہے در آرام و زندہ گردو پس در روئے دستا فقید [illegible] الا اسی پر سارا مباحثہ ہے [illegible]

طور پر قرآنی خدا نے فرشتوں کو کفر کا حکم دیا۔ اور کفر کا اپدیش کرنیوالا ماننے والا اسکے دونوں کافر ہیں۔ بنا بران اس الزام شرک و اتہام کفر سے مانی قرآن کی بریت نہیں ہے اور اصل میں آپنے مان بھی لیا ہے آدم کو سجدہ کرنا در حقیقت باری تعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا آدم کو (۱۲۹) بہر صورت معنی اور تاویل لایعنی کرنے سے کافر کا حکم کیسا ہی کیوں نہ تاویل کیجائے زنا کسی کے کہنے سے نہ کرنا چاہئے۔ چوری کسی کے کہنے سے نہ کرنی چاہئے۔ بت اور اسکے پرستار اور اسکے اپدیشا۔ کفر کا مرتکب اور اسکا معلم۔ شرک اور اسکا حکم دینے والا اور مشرک تینوں برے ہیں تینوں حرام تینوں سزاوار ہیں جیسے حاکم اور بیوقوف محکوم دونو گنہگار ہیں تاویل ایسی ہے جیسی وام مارگی کہتے ہیں کہ ہمکو واہگرو نے زنا کرنا اور شراب نوشی خدا کا حکم ہے محمدی کہتے ہیں مخلوق کا قتل اور بیگانی عورتوں سے زنا یا متعہ یا غلام اور قربانیاں ہم خدا کے حکم سے کرتے ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے ہمکو کہا ہے کہ میں تمہارے واسطے ملعون ہوا خدا کی روح فاختہ بنکر اتری خدا مصلوب ہوا یہ ساری باتیں انکے کلام میں درج ہیں۔ ہندو کہتے ہیں ہمکو خدا نے کہا ہے میں تمہارے واسطے اوتار لونگا۔ وہی خدا۔ سور مچھ۔ کچھ نرسنگہ کا اوتار ہوا۔ الہامی صاحب۔ ایسی فضول باتیں اور کفر کے کلمے اور مشرکانہ الفاظ کسی کے نہ ماننے چاہئیں جس کتاب میں علم اور عقل اور سچی کانشنس کے خلاف حکم ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو شرک سے بری نہیں ہو سکتی ہیچ انسانی کتاب یا الہام اسکا کوئی تعلق نہیں۔ مہربان مکرم مولوی صاحب ایک خدا ہونے پر اگر دیتی برہم یعنے شرک سے حقیقی نفرت کرنیوالا خدا کل کسی کے سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

لقمان حکیم نے بیٹے کو کیا اچھا کہا ہے "اگر تیرے ماں باپ شرک کرنے پر تجھے مجبور کریں تو انکا کہا مت مان"۔ آگیا پالن اور فرمانبرداری امر دیگر ہے مگر وہ بھی نیک لوگوں کی نہ کہ بدوں کی۔ آدم جس نے ساری دنیا کو بقول بائبل کے ملعون بنا یا جسکے سبب سے زمین لعنتی ہوئی۔ گناہ کا بیج بویا گیا قتل اور خونریزی جاری ہوئی زنا گفتہ جرائم کا آغاز ہوا اسیلئے آدم سے یسوع نے والدین کو نکالا کیا اچھے اور مختصر الفاظ میں وتارا ہے "جتنے مجھسے پہلے آئے سب چور اور بٹمار ہیں"۔ اور محمد صاحب نے اپنے سے پہلے نبیوں کا کہ مشکوٰۃ میں اوتارا ہے (دیکھو باب شفاعت جلد ۴ فصل ۱ صفحہ ۲۰۸) ایسے فرشتوں جیسے مخلوق کو آدم کی فرمانبرداری اور سجدہ کا حکم دینا بنظر انصاف ظلم۔ جہالت اور شرک ہے۔

جناب مولوی صاحب انصاف کیجئے اور ذرا خدا کو حاضر و ناظر جانکر فرمائیے کہ اگر عزازیل آدم بت کو سجدہ کرتا تو کتنا بڑا بھاری گناہ کرتا اور اگر فرشتوں نے غلطی سے یا خدا کے حکم سے کر دیا تو کتنا گناہ عظیم کیا۔ اور کیا وہ کافر ہوئے یا نہیں؟

۱۳۰۔ **مولوی**۔ اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس جانے کی الٰہی ممانعت کو بھول گئے۔

آریہ۔ یہ آپکا فرمانا بالکل قرآن کے مخالف ہے۔ قرآن میں لکھا ہے (بقرہ) اندلکم عدو مبین بدرستیکہ او مر شمارا دشمن است۔ اسکا تفسیر حسینی میں لکھا ہے پدر شمارا وسوسہ نمود بیرون آورد (جلد ۱ صفحہ ۲۰) اور پھر لکھا عصیٰ آدم ربہ فغوی ترجمہ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا پھر لکھا ہے فوسوس لھما الشیطٰن (سورہ اعراف) پس وسوسہ کرد آدم و حوا شیطان۔ پھر لکھا ہے سورہ اعراف یٰبنی آدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ اے فرزندان آدم پرحذر باشید کہ شمارا در فتنہ نہ اندازد و شیطان چنانکہ شمارا اندر او حق بیرون برد چنانکہ بیرون آورد پدر و مادر شمارا از بہشت صفحہ ۱۹۰ یہانتک ہی صبر نہیں کیا بلکہ اسی سورہ اعراف میں کہا ہے ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا کی آیت پر تفسیر حسینی میں ہے کہ جب حوا حاملہ ہوئی شیطان اسکے پاس گیا۔ وہ حیران تھی کہ کیا پیدا ہوگا اور کہاں سے اور کس طرح آدم اور حوا شیطان

وریہ میں آ گئے۔ اور اُسکے کہنے پر عمل کیا شیطان کا نام فرشتوں میں حارث تھا اور یہ وعدہ کیا کہ جب لڑکا ہوگا اُسکو اُسکا بندہ بنائینگے چنانچہ جب فرزند تولد ہوا اُسکا نام آدم و حوا نے عبد الحارث رکھا۔ قرآن کے مصنف نے اُنکے شرک اِن الفاظ میں ذکر کیا ہے فلما آتیھما صالحاً جعلا له شرکاء۔ یعنی جبکہ خدا نے اُنکو صحیح جسم بیٹا دیا۔ تب اُنہوں نے شرک کیا۔ یہاں مفسر حسینی کے یہ الفاظ ہیں بعضے برانند کہ آنوقت کہ داد حق تعالیٰ آدم و حوا را فرزند شائستہ ایشان غیرے را شریک حق ساختند" پس جبکہ بڑا شرک ہی کیا۔ سورۃ نساء میں ہے ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً جس نے کوئی شریک کیا وہ راہ حق سے بہک کر بہت دور جا پڑا۔ پھر لکھا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اُسکا کوئی شریک ٹھہرایا جائے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد ا سورۃ اعراف صفحہ ۲۲۹ نولکشور) اور مدارج النبوۃ میں ہے پس حسد برد ابلیس بر آدم و در وسواس انداخت او را و برآورد او را از بہشت صفحہ ۵ جلد دوم موجودہ لائبریری احمدیہ)

اور عبد الحارث کا اسطرح قصہ تاریخ طبری میں ہے دیکھو صفحہ ۷۲ جلد اول اور ایسا ہی ذکر شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۱۶۶ پر و معالم التنزیل صفحہ ۴۰ سطر ۱۸-۲۱ پر ہے۔

۱۳۴ مولوی اب بھی اگر تا عاقبت مدتوں کے باعث محرم و دسہرہ وغیرہ کے فساد ہونے سے تم سارُوں کو حکم ہوگا کہ پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یوں مجبوراً قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض پورٹ بلیر مستقر ومتاع الی حین کی تعمیل کرنی پڑیگی۔

آریہ - تب ہمکو آپکے اِس جری حملہ سے اتفاق ہے اسی واسطے محرم اور دسہرہ دونونکو ناجائز جانتے ہیں۔ مگر محرم میں تو آپکے بڑے بڑے دستاربند بڑے بڑے عماموں والے مولوی صاحبان شامل ہیں۔ اُنکا کیا علاج؟

مگر آپنے جو لکھا ہے غرض آدم علیہ السلام علیحدہ اور کسی اَور زمین میں جا کر بسے توریت شریف میں مفصل لکھا ہے پیدائش باب ۲ آیت ۸ و باب ۳ آیت ۲۴ - اور باب ۴ آیت ۱۶ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکالتے ہیں کہ تم لوگوں میں باہمی عداوت ہے اور باہمی عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قوموں کو نکلنا پڑتا ہے (صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶)

مولوی صاحب اس آپکے نتیجہ سے اور پورٹ بلیر کے حوالہ سے کون پورٹ بلیر سمجھ گیا صاف ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام کو مکہ و ملک شام کی طرف سے نکالا گیا اور جو مجرم ہوتا ہے وہی نکالا جاتا ہے اب ثابت ہے آپکے قول و تحریر سے بھی فرشتوں کی پیشگوئی سچی اور خدا کی ضد باطل ہوئی آدم ضرور گنہگار ہوگا جو کہ نکالا گیا ہے۔

۱۳۶ مولوی - سو جو آریہ ہند میں کس طرح آئے۔ مقام تامل اور غور ہے۔

آریہ - سو سمرتی جو آریوں کی شرع اور بعضے معاملات میں تاریخ بھی ہے اسمیں لکھا ہے کہ آریہ لوگوں کے آدمی اپنی اصلی ہی آریہ ورت دیس ہے کہیں اور سے نہیں آئے مگر اسکی حد تب سے اور اب تک اور ہم بتیرے سدہ کرتے ہیں کیونکہ تاریخ میں بھی لکھا ہے ہمالہ حدود اربعہ) اس دیش کی جدا جدا ہے میں جدا جدا طرح پر ہی کبھی لوگوں نے رہنا سیام ملا کار اور کوچین کو اس میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اس میں ملایا" (دھو گول ہستا ملک صفحہ ۲۰ سنہ ۱۸۷۶ء)

۱۴۵ تکذیب براہین احمدیہ عام محمدیوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے جزو شیطان سر آریہ ہے۔

۱۶۶ مولوی ہرگز یہ اعتقاد محمدیوں کا نہیں اور کہیں یہ تفریق قرآن میں نہیں لکھی۔

آریہ - مولوی صاحب ہمکو اس کی سچائی سے نو صاف ظاہر ہے کہ آپ صدہا سے منزلوں دور ہیں جبکہ تکذیب میں بھی کئی آیات قرآن کی درج کر دی ہیں جنمیں صاف لکھا ہوا ہے تحقیقاً گمراہ شیطان نے تمہارے میں سے بہت مخلوق کو کیا ہے ابھی اُسکے خالق تر ہونے میں آپکو شک ہے اور مفصل دیکھو نسخہ خط احمدیہ ۱۵۱ سے ۲۵۵ تک اور قرآن کو ماننا جو شیطان کے عالی سر ہونے سے انکار کرتا ہے بے شک وہ قرآن کی رو سے کافر ہے۔

۱۳۴ مولوی مگر شیطان کے قول کی وہی عجیب پکڑیں جو اُسے مانیں۔

آریہ - شیطان کے ماننے والے یہودی۔ عیسائی محمدی ہیں اور شیطان کی تابعداری بھی اُنہیں زیادہ اور اُنہیں کا فرض ہے کہ اُسکے قول کو حجت پکڑیں ہم تو اُس کی تردید کرنے والے ہیں قرآن میں شیطان کی ایسی تعلیم سلیمان پارسی کی تحقیق کا فرض ہے۔

ذوالقرنین سکندر رومی کا بیان اور یاجوج ماجوج کی داستان

۱۶۴ - مولوی سکندر کا نام قرآن کریم میں ہرگز موجود نہیں کسی صحیح حدیث میں رومی سکندر کا قصہ جناب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ پھر کہتا ہوں ہرگز سکندر کا قصہ قرآن کریم میں نہیں۔ پھر اس رومی سکندر کا جو مشرک اور بت پرست تھا اور آخرکار شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خیال آپکو قرآن کے مطالعہ اور عربی دانی سے نہیں ہوا بلکہ موقع پر اپنے یا در صاحبان یا ہستی اندرمن صاحب یا کنہیالال صاحب کی جو تنبیہ فرمائی ہے آپنے ذوالقرنین کے قصہ کو جو قرآن میں موجود ہے سکندر کا قصہ تجویز کیا اور ہمکو کہا ملا

آریہ - مہربان من آپنے میری دلیل کی تردید نہیں کی۔ بلکہ جماعۃ مفسرین کی تحقیقات پر لکیر پھیر دی جنہوں نے صاف صاف اقبال کیا ہے کہ یہ ذوالقرنین سکندر رومی تھا۔ ہم نے جو کچھ اعتراض کیا ہے وہ قرآن اور حدیث متفاسیر عربیہ فارسیہ میں موجود ہے نہ تو ہم نے کسی کی خوشہ چینی کی اور نہ دھوکا کھایا بلکہ قرآن شریف کے قصص کی اصلیت کو ظاہر کیا اور تفاسیر اسلامیہ کی تصنیف کو معرض ظہور میں لائے ہیں جامع مولوی صاحب اور کئی مفسرین قرآن کیا فرماتے ہیں

(۱) **تفسیر جلالین** میں ہے ویسئلونك ای الیھود عن ذی القرنین اسمہ الاسکندر ولم یکن نبیاً" دیکھو جلد ثانی مطبوعہ احمدی پریس کلکتہ سنہ ۱۲۵۷ھ صفحہ (۱)

(۲) **فاضل اجل جار اللہ زمخشری** فرماتے ہیں ذوالقرنین ھو الاسکندر الذی ملك الدنیا (تفسیر کشاف صفحہ ۸۱۲ مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۲۷۶ھ)

(۳) **تفسیر معالم** میں ہے واسمہ الاسکندر بن فیلقوس بن ماریوس الرومی صفحہ ۴۸۲ بمبئی سنہ ۱۲۸۵ھ)

(۴) **تفسیر سواطع الالہام** میں لکھا ہے ذوالقرنین ملك الروم وعدلہ اوھو ملك اھل الروم کاھم سموہ لکمو ملکہ المطلع والملك اولانہ دھط احد طرفیہ حال طوع اللہ لما دعاھم للاسلام وھلاکہم ولا عطاءاللہ الروح لرعبھم طولاً عودا اولکرم والدہ وامرا ولطول عمرہ او لحلم علم الاحکام واکو امرو علم الاسرار والحلم اولو دہ الملك والمطلع وھو رسول کامل سکمل محدامور رھو اسم للمعود اوملك مسلم صالح وھو الاصح او امر صالح اھوسول ولاملك اوملك (صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴ مطبع نولکشور سنہ ۱۳۰۶ھ)

(۵) **تفسیر مدارک التنزیل** میں ہے ویسئلونك ای الیھود علی جھۃ الامتحان ابو جھل واشیاعہ عن ذی القرنین ھو اسکندر الذی ھو ملك الدنیا (جلد ۳ صفحہ ۱۴ بر حاشیہ تفسیر حسینی سنہ ۱۲۸۰ مطبع احمدی)

(۶) **قاضی بیضاوی** صاحب اپنی **تفسیر انوار التنزیل** واسرار التاویل میں فرماتے ہیں ویسئلونك عن ذی القرنین یعنی اسکندر الرومی ملك فارس والروم وقیل المشرق والمغرب ولذلك سمی ذا القرنین او لانہ طاف قرنی الدنیا شرقھا وغربھا وقیل لانہ انقرض فی ایامہ قرنان من الناس وقیل کان لہ قرنان ای ضفیرتان وقیل کان لتاجہ قرنان ویحتمل انہ لقب بذلك لشجاعتہ کما یقال الکبش للشجاع کانہ ینطح اقرانہ واختلف فی نبوتہ مع الاتفاق علی ایمانہ وصلاحہ (بیضاوی جلد اول صفحہ ۵۷۲ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۴۶ء موجود لائبریری الہ آباد)

(۷) **تفسیر العلامہ ابی مسعود** میں ہے ویسئلونك عن ذی القرنین ھم الیھود سألوہ علی وجہ الامتحان او سالہ قریش بتلقینھم وصیغۃ الاستقبال للدلالۃ علی استمرار

سلطنت پر عرصہ سے قابض تھا تو پیشگوئی کجا بلکہ نقل میں بھی سخت قصور ہے جس مینڈھے کو
میاطا دو سینگ کے آپ ذوالقرنین سمجھتے ہیں وہ یہ خورس کسی طرح نہیں ہے بلکہ اُس سے زیادہ موزون
ہوتا اگر آپ اس بکرے کی طرف کوشش کرتے کیونکہ اس سے ذرا آپکی بات باوقعت ہو جاتی مگر ایسے
کرتے کیسے آپکو حق بات ملنی نہ تھی اب ہم آپکو مسماۃ آستر کی کتاب کی طرف متوجہ کرنا چاہتے
ہیں غور فرمائیے مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے اسکا آغاز ہوا۔ اور ۵۰۹ سال پہلے خاتمہ۔ اور یہ
کتاب اُس اخسویرس بادشاہ کے وقت میں تصنیف ہوئی یہ بادشاہ ہندوستان سے کوش تک
سلطنت کرتا تھا ایک سو ستائیس صوبہ اسکے عمل میں تھے فارس اور مادہ کے حاکم سب اُسکے
ماتحت تھے دیکھو آستر کی کتاب ۱ب ۱-۳)
اب عزرا کی کتاب کو لیجئے مسیح سے ۵۳۶ سال پہلے اُس کا آغاز ہوا اور ۴۵۶ سال پہلے خاتمہ
اور اسمیں بھی وہی خورس کا ذکر ہے ۲ تواریخ کی کتاب باب ۳۶ آیت ۲۲ و ۲۳ میں خورس کا ذکر ہے
جو مسیح سے ۵۸۰ سال پہلے ختم ہوئی۔
ان سارے واقعات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی ہیں یعنے
اخسویرس یا خورس اور اس کا زمانہ سلطنت بموجب تحقیقات مورخان و ترجمہ بائبل کے
اس طرح ہے کہ اس بادشاہ کے تیسرے سال جلوس میں آستر کی کتاب کا آغاز ہوا پس اُسکا تیسرا
سال مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے تھا بدیں لحاظ اسکی تخت نشینی مسیح سے ۵۲۴ سال پہلے ہوئی۔
مگر دانیال کے خواب نامہ میں لکھا ہے کہ اس مینڈھے کو وہ بکرا مار ڈالیگا اور وہ بال والا
بکرا یونان کا بادشاہ ہے دانیال ۸ب ۲۱ بنا بریں اس لحاظ سے دارا موجودہ بادشاہ
فارس جو اُس وقت زندہ تھا اُسکے واسطے یہ سارا ذکر ہے کوئی خواب نہیں ورنہ الہام ہے
اور نہ رویت ہے فارس کا بادشاہ دارا اور یونان کا بادشاہ سکندر ہوئے ان دونوں کو
تمام دنیا جانتی ہے پس ہماری تحقیقات کے مطابق ذوالقرنین سکندر یونانی بن
فیلقوس کا بسبب دو سینگ تاج پہننے کے نام ہے نہ کہ خورس کا۔ کیونکہ خورس کو
کسی یونانی بادشاہ نے نہیں مارا بلکہ اُسکے بیٹے دارا کو یونانی سکندر نے مارا۔
چنانچہ فاضل مولوی سید ابو المنصور صاحب اپنی ایک مشہور و قابل اعتبار تاریخ میں لکھتے ہیں
سکندر بادشاہ یونانی لشکروں کا سردار مقرر ہو کر اول فارس پر چڑھ گیا اور مسیح سے ۳۳۳ برس
پیشتر دارا بادشاہ کی فوج کو کامل شکست دی بعد اسکے تمام سوریا اور فونیکیہ کو قبضہ میں
لایا اور اس سبب سے کہ یہودیوں نے اسکے دشمنوں کو رسد پہونچا کر اسکی مددگاری سے انکار
کیا تھا اُن پر بھی حملہ آور ہوا جب ملک وفامی سردار کاہن نے اُسکے آنیکی خبر پائی تب
اُس نے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ ہو کر قربانی گذرانو اور دعا مانگو کہ خدا اُس آنیوالی آفت کو
ہم سے دور کرے چنانچہ لوگوں نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور یدو کو خواب میں حکم ملا
کہ وہ اور سب کاہن اپنے اپنے کاہنی لباس پہنکر سکندر سے ملاقات کریں تب وے
بڑی بھیڑ کے ساتھ جو سفید پوشاک پہنے تھے ایک ٹیلہ صفا نامی پر جہاں سے ہیکل اور تمام
شہر نظر آتا تھا ہو کھڑے ہوئے جب بادشاہ انکے نزدیک آیا تو انکی عجب شکل دیکھنے سے اُن کا
رعب اُسپر ایسا غالب آیا کہ صف آرائی کا خیال چھوڑ آگے بڑھکر یدو نامی سردار کاہن کو
سجدہ کیا سب یونانی اُسکی اس عجیب حرکت سے متعجب ہوئے کہتے ہیں کہ سکندر نے یروشلم
کی ہیکل میں داخل ہو کر قربانی گذرانی سردار کاہن نے اُسکو دانیال کی کتاب جسمیں لکھا تھا کہ
ایک یونانی بادشاہ ملک فارس کو لیگا۔ دکھلائی۔ اُسکے پڑھنے سے سکندر نے فتحیابی
کی زیادہ امید رکھکر [illegible] کی اور یدو کی سفارش سے اُس نے یہودیوں کو اجازت دی
کہ اپنے دین و طریق پر بے روک ٹوک قائم رہیں اور ہر ساتویں سال جسمیں شریعت کے بموجب
بونے کی ممانعت ہے خراج دینے سے معذور رہیں سکندر نے دارا کی فوج پر فتح پائی
اور دانیال کی پیشگوئیاں فارسیوں کی شکست ہونے سے پوری ہوئیں دانیال ۸ب ۳-۹

ویشعیاہ ۴۴ب و ۴۵ب (دیکھو تاریخ بیت المقدس ... صفحہ ۱۸ و ۱۹ و ۱۱۶ دہلی
اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳)
اگر بزعم آپ تورات کے سبب سکندر بادشاہ کا قصہ قابل اندراج قرآن نہیں جانتے تو خورس
بادشاہ اُس سے بھی زیادہ بزعم خود ہے مفصل دیکھئے آستر کی کتاب باب ۱ اور باب
۵ و ۸ سارا آپکا مفروض ہمارا باطل ہے ان ذاتوں سے کوئی بھی بری نہیں
بڑے بڑے نبی بھی بموجب توریت مقدس کے ان حرام کے مرتکب ہیں۔

اب ہم یاجوج و ماجوج کی بابت آپکی تحقیقات کی اصلیت بتلاتے ہیں۔

۶۸۔ مولوی۔ غیاث اللغات در روضۃ الصفا اور شاہنامہ کے حوالوں سے لکھے ہیں
پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج و ماجوج اقلیم ہفتم میں ہے۔
آریہ۔ افسوس کہ آپ نے وہاں کی عبارت درج نہ کی ورنہ سارا جھگڑا ہی مٹ جاتا
مگر آپ کو حق بات ہرگز منظور نہیں دیکھئے وہاں اصل عبارت یہ ہے۔
اقلیم ہفتم۔ درمابین شمال و مشرق این اقلیم دیار یاجوج و ماجوج آن طرف سد سکندر
غیاث صفحہ ۸۰ ہم تو کلکتوں میں ایسے ہی تمام حوالہ آپکے غلط اور بے بنیاد ہیں۔
۶۹ و ۷۰۔ مولوی۔ حزقیل نبی کی کتاب باب ۳۸۔ آیت ۱-۴ تک میں ظاہر ہے کہ ا
آدم زاد تو جوج کے مقابلہ میں جو ماجوج کی سرزمین میں بسا ہے اور روس اور مسک اور توبال
کا سردار ہے منہ کر اور اُسکے برخلاف نبوت کر اس سے ناظرین یقین کرینگے کہ وہی رب
یاجوج ہے اور حزقیل ۳۹ب ۶ میں ہے میں ماجوج پر اور اُنپر جو جزیروں میں بے پروائی سے
سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجونگا۔ اب یہ دونوں وہیں یاجوج روس اور
ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آموجود ہوئے اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں الجھ پڑیں
آریہ آپنے یہ تو لکھا ہے مگر اسکے ساتھ ہی آپ نے فی الحقیقت قرآن سے انکار کر دیا کیونکہ وہ
اسکے خلاف لکھا ہے اٰتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا
حتی اذا جعلہ نارا قال اٰتونی افرغ علیہ قطرا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما
استطاعوا لہ نقبا۔ **ترجمہ** تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ۔ آخر جب اُس نے
دونوں پہاڑوں میں برابر کر دیا کہا دھونکو۔ آخر جب اُسکو آگ سا کر دیا بولا میرے پاس لاؤ
میں اُسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں پھر اُن سے نہ ہو سکا کہ اُس پر چڑھ جا سکیں اور نہ ہی بن پڑا کہ
اس میں چھید کر سکیں۔
جناب من نہ کسی چھوٹی سی قوم کی بابت ذکر معلوم ہوتا ہے نہ کہ عرب سے کئی کنارے ملک کے
واسطے کیونکہ ایسے لوہے اور پیتل یا تانبے کی دیوار کوئی بھی موجود نہیں کیونکہ قرآن اُس سد
کی تعریف کرتا ہے کہ وہ روئیں تن کی دیوار ہے جس کی اصلیت لوہے کی اور گارا تانبے کا۔
۷۴۔ مولوی۔ یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں دربند کرکے مشہور ہے اور اسکے
قریب اب تک قرہ نام ایک بستی اسی کہفیا خورس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے۔
آریہ آپنے دربند کے مقام میں اُسکا پتہ بتلایا مگر یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مفتاح التواریخ
میں لکھا ہے (تذکرہ فتح قلاع دربند و بادکوبہ) این ہر دو قلعہ را شاہ عباس صفوی در سال ہشتم
از جلوس مطابق سنہ یکہزار و ہشت فتح ساختہ۔ میر جلال الدین حسن در تاریخ این فتح گفتہ فتح
دربند چو شد ہاتف غیبی میگفت ۔۔ فتح دربند زہی فتح کہ میمون آمد ۔ مصحف دل
چو کشادیم برآمد تاریخ ۔ فتح دربند بہایون ہمایون آمد
بے شک تاریخ سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندر و ذوالقرنین یہی باب الابواب
یا قلعہ دربند ہے مگر مورخین بالغ النظر نے اس سے انکار کیا ہے چنانچہ صاحب عالم آرا
نے تو لکھا ہے کہ بین الجمہور مشہور است کہ سد سکندر و ذوالقرنین کہ در قرآن آمدہ ہمین باب الابواب

است کہ جہت دفع مضرت یاجوج بسعان وشت از کنار دریا تا البرز کوہ کسدیدا نا مقور و وجہ ندارد زیراکہ در اقصائے دریائے شرقی و شمال است کہ ذوالقرنین ما بین آدمیان و یاجوج و ماجوج آہنین در میان ترتیب داده مسموعہ سد، کہ این سدراه شاہ نوشیروان کسریٰ جہت مضرت دفع آسیب مردم دشت قبچاق کہ بصورت اند و نوعے انسانی از آدمیان ندارند ترتیب داده و چون ہر سنگے را در مقام تعریف وستودن بعرد کامل سبب می بندند تحمل است کہ این سد را از غایت استحکام سدیاجوج بخار سال سد نسبت کرده سد سکندری نامیده باشد" یاب یازدہم صفحہ ۲۱۲ و ۱۹۹ ومصلح التواریخ ۱۸۶۷ء اور ایسا ہی دکران اضب میں بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۹۱ و ۹۲ علاوہ بریں سورۃ انبیا میں لکھا ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون تفسیر حسینی میں لکھا ہے یاوقتیکہ کشاده شود سد یاجوج و ماجوج تا قیامت کہ فتح سد یاجوج علامت آنست یاجوج و ماجوج از ہر بلندی می شتابند وحے دو ند و ہمہ عالم را فرو گیرند و آبہائے تمام دریا ہا را بیاشامند و ارخشک شو ہر چہ یابند بخورند صاحب معتمد رحمۃ اللہ فی المعتقد در ذکر علامت قیامت آورده کہ بعد از ہلاک سد نیح حال و اسلاع او نزول عیسیٰ خروج یاجوج و ماجوج باشد و کشاده شدن سد انشان" جلد دوم صفحہ (۱۶۱) اس دربند قلعہ کا نام جو جہانگیر بادشاہ کے زمانہ اور شاہ عباس صفوی کے زمانہ ۱۶۰۶ء میں فتح ہوا اسے ذوالقرنین نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اور نہ وہ ایک سو فرسنگ یا نسیل ہے اور نہ وہ قیامت تک یاجوج و ماجوج کو بند کرنے والی ہے بلکہ وہ تو فتح ہو چکی ہے۔ بنابراں روس و انگریز یاجوج و ماجوج نہیں ہیں۔ یاجوج و ماجوج کی علامت قرآن میں یہ لکھی ہے ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض یعنے ہر آئینہ یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ زمین پر فساد اور خونریزی و خرابی اور تباہی کرنے والے کون ہیں آیا مسلمان یا انگریز۔

ناظرین خود ہی تاریخ پڑھکر جان لیں کہ اسلامی عملداری میں پہلے کبھی کوئی ملک میں امن و امان ہوا اور اب کہاں امن و امان ہے۔ کہیں بھی نہیں۔ جس کی رعیت ہو اسلامی تا بحیثیت ہونے یا موجودہ زمانہ میں افغانستان، بلوچستان، ایران، روم، مصر، عرب، سوڈان کے حالات ملاحظہ کرے۔ اور ذرا خدا کو بیچ انگریزوں کی سلطنت کے امن و امان کو بھی آنکھوں کے سیشے رکھو۔ کیا عدل و انصاف کا زمانہ ہے شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق ہو کر چلتے ہیں جتنی تہذیب اور انصاف کا ترقی ہے سب عملداری سرکار انگلشیہ کی برکت ہے نہ کہ شہنشاہ روم یا امیر کابل کی جو مفسد ہیں جو پیدا ہوتے ہیں جو ماری بہ جو لوٹتے ہیں وہی یاجوج ماجوج ہیں نہ کہ کوئی اور۔

۷۰۔ **مولوی** یوحنا کے مکاشفات ۲۰ سے پڑھو اور جب ہزار سال ہو چکیں گے" یہ ہزار سال حضرت محمد صاحب کے وقت سے ہیں اور ہمسی اصغری ہستوں کا حساب ناظرین بیان کر لیں تب اپنی قید سے چھوٹیگا اور نکلے گا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنے یاجوج ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔

آریہ۔ جناب مولوی صاحب ہاں ایسا نہیں آپ کہیں بھی صدق سے کام نہیں لیتے وہاں کا اصل عبارت تو ہے۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے شیطان اسی قید سے چھوٹیگا" ایک طرف تو آپ لوگ تعصب کی بابت سے یوحنا کے مکاشفات کو ایک ملحد کی تصنیف بتلاتے جاتے ہیں۔ بس یہ پیشگوئی کچھ وزن یا حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

ہمارے موجودہ زمانہ کے دین محمدی کے ریفارمر سر سید احمد خان نے بھی اس مضمون پر تحقیقات کی ہے اور انہوں نے یاجوج سے مراد قوم اور ماجوج سے مراد ملک لیا ہے بحوالہ حزقیل ۳۸-۲ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ اُنہوں نے یوحنا کے مکاشفات ۲۰-۸ کو نہیں دیکھا جہاں یاجوج و ماجوج دونو قومیں لکھی ہیں نہ کہ ملک اور حزقیل ۳۹-۶ میں ماجوج سے مراد قوم کی ہے۔

پھر آگے چلکر سید صاحب نے اس دیوار کو چین کی دیوار بتلا کر لکھا ہے کہ کچھ شبہ نہیں کہ جس سد کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ یہی دیوار ہے جو چین اور تاتار یا ستھیا کی سرحد پر بنائی گئی ہے اور جسکو چینی وانگشی فغفور چین نے درمیان ۲۱۴ و ۲۰۴ قبل مسیح میں بنایا جو بادشاہ تیرہ برس کی عمر میں ۲۳۶ قبل مسیح میں تخت پر بیٹھا تھا۔ یہ دیوار ہانگ ہو دریا کی غربی موڑ سے جو ایک پہاڑ کے قریب ۷۲ درجہ پیند رہ دقیقہ عرض بلد اور ایک سو سات درجہ طول بلد پر واقعہ ہے بنانی شروع ہوئی اور پھر اس دریائے کی دوسری طرف موڑ کر قریباً ۳۸ درجہ عرض بلد اور ایک سو گیارہ درجہ طول بلد پر کا ٹکرا اور چیجان پہاڑوں کی جنوبی سلسلہ کے نیچے ہو کر خلیج لیو ٹونگ کے کنارہ پر ٹھیک چالیس درجہ عرض بلد اور ایک سو بیس درجہ طول بلد پر ختم ہوئی طول اس دیوار کا بارہ سو میل سے پندرہ سو میل کا بیان ہوا ہے؎

اگرچہ مولوی نوردین حواری مسیح قادیانی اور سید احمد خان صاحب کی تفسیریں باہمی سخت مخالف ہیں مگر یہ تفسیر تو تمام جماعہ مفسرین کے خلاف ہے۔ چنانچہ سید صاحب نے ایک جگہ تمام مفسرین کی تحقیقات کی بابت لکھا ہے کہ سب کہانیاں جھوٹ اور محض غلط اور بے اصل ہیں۔ یہ کچھ کم افسوس کی بات ہے جبکہ ایسی بے سروپا باتیں قرآن مجید کی تفسیروں میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں مگر اس باہمی مخالفت کے علاوہ ہمارا اعتراض اسپر بھی وہی ہے کہ یہ تو پتھر اور چونے کی دیوار ہے نہ تانبے کی حالانکہ قرآن شریف میں حدید اور روہ لفظ پڑے ہوئے ہیں۔ نہ تو اسکی بابت یہودیوں کا سوال تھا اور نہ ساری بائبل میں اسکا کہیں ذکر ہے بنا برایں اسکا قرآن کی سد ذوالقرنین سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بادشاہ جسکا آپ نے ذکر کیا خدا پرست تھا بلکہ بت پرست مشرک۔ بو دہ تھا اور بہت عرصہ ہوا کہ چینی تاتار اور چین کی سلطنت ایک ہو گئی ہے پس قیامت تک اُٹھا رہنے یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی باطل ہو گیا[1] بیضاوی میں لکھا ہے کہ مابین آذربائیجان اور آرمینہ کے ذوالقرنین نے تین میل کی دیوار بنائی تھی اور حالانکہ یہ دیوار وسط مسیل کی ہے پس اس کا قرآنی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۷۱۔ **مولوی**۔ اگر انگریزی تواریخ سے کچھ صحیح لکھی ہے اور آریہ قوم بھی انگریز جو اعلیٰ نسل ہیں متحد ہیں جو یہ تحقیق لیتھم وغیرہ محققان یوروپ مسلم ہے تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اس برتری کو اپنے مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے۔

آریہ بیشک آریہ اور انگریز ایک اعلیٰ نسل میں متحد ہیں اور اسی طرح ہندوستان و ایران و افغانستان و بلوچستان کے مسلمان بھی اسی نسل میں آریہ خاندان سے ہیں اور پر یقین ہے کہ پھر تمام قومیں اسی اعلیٰ نسل کی طرف رجوع کرینگی یعنے آریہ دھرم کو قبول کرینگی مگر آپ کی کتابوں کی صداقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اگر ایسی بیجا تاویلیں کرنے لگیں تو تمام پراناں کو قرآن سے بڑھکر عمدہ ثابت کر دیں مگر ہمارے ہاں ایسی تاویل محض بے دلیل اور بیہودہ ہے ہم اسے جائز نہیں جانتے ہیں؎

۷۲۔ **مولوی** سید نے شاہنامہ میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں بعض سچائی کی جانب یاجوج و ماجوج کا مسکن ہے بالکل ٹھیک ہے۔

آریہ۔ شاہنامہ میں جہاں یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے وہاں یہی لکھا ہے کہ

زمین گشت جلئے لئیم و نشست	ز یاجوج و ماجوج گیتی بر ست
جہان بہ بست او بہ جور آوری	از ان نامور بند سکندری

یاجوج و ماجوج کی یہ تعریف شاہنامہ میں لکھی ہے

ربایند سینہ و دندانشاں چو خوک	ہمہ وہمہ سے شاں جو بوزینہ ہبوں

[1] مطلع الاخبار سراوالنندسی اور دہلی اخبار ۱۸۹۰ء میں یہ مضمون ایسا طبع ہوا تھا

سپہ از دوست و یار آمدند گرار
سرو سینہ وگوش دا شان چو یار
رسرفہ و دیچہ رانید عسرار
تنک رہ و یرساں گوراں شوند
کہ ایشاں نو از ریں سپہر دو
ما آوار ہرساں کستہ ستہ در

کہ بود روشدن نو دوایشاں قرار
سپہند و یک گوش بستہ کسد
کہ بیش ایشاں کہ آرد شمار
ہر دیش آں بود سال تا سال تاں
بپوید بہر سو ورود سے
ماراں رتنیں ملکہ دار گرگ

ہمہ تن پر از موئے بہ تن بیل
وگر گوش چوں جامہ جاد کیسد
کہ اندر پواں ستوداں شوہر
کہ آکسہ کرو دیں و یال شاں
بجو ہر ما او رہ ولاحر شوند
حرد نا ور ہا سے مرگ

دیوار یعنی سد کا ذکر بھی شاہنامہ میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر میں ہے

سکندر سیاید کہ کوہ
ستون ہے یک کراں در
اراں یکر تن گشت ایں یکی
چنیں شد اسوں ولاکیاں

میور وار اں فیسوداں گروہ
رہے تا سہ کوہ ہا سے او
یاگند ـ ں درمیاں ـ
رحصہ سوم صفحہ ۲۶۳ نولکشور

بعرہ رکا ہمگراں آور سد
پو صد رشا ہر تن ود پہاسے او
میریخت گوگردش اندر میاں

اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ

یہہ صدہا کیا مبارک ہی جسمیں کہ اسلام والوں نے اُن غلطیوں سے جو اُنکے پیشوا یا امام ہیں سے ہوئیں۔ اور جنکا ستا ہی عہد تک محاہدین اسلام کو محرقتا انکار کرنیکا ارادہ کیا اور انمیں سے بعضوں نے کردیا۔ ہم خوش ہیں کہ وہ اسی طرح انکار کرتے کرتے تمام اعتراضی مسائل سے انکار کردیں مگر افسوس تو یہہ ہے کہ وہ اس کارروائی کو حکمت عملی سے کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عربستان جاکر (جہاں بقول اُنکے خدا کا گھر ہے) ایک لفظ بھی مُنہ سے نکالنا نہیں چاہتے۔ مگر صرف ہندوستان ہیں۔ خیر این ہم غنیمت است۔ یہہ مشہور کتب خانہ جسمیں فلاسفی۔ حکمت۔ ہندسہ۔ منطق الہیات کی بیشمار کتابیں تھیں جسکی نسبت یہہ مشہور تھی جسکی کتابوں سے چھہ ماہ تک حمام جلتے رہتے جسکے واسطے بادشاہوں نے زر کثیر و مبلغ خطیر خرچ کرکے فراہمی کتب کی تھی جسکے اجتماع کیواسطے حکما و فضلا نے جوں جگر کہا کر سالہا تمام کئے تھے۔ خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی زمانہ میں جلا یا گیا یہ المار لیا گیا۔ حماموں کی ندر ہوا۔

یہہ واقعہ ایک تاریخی امر ہے۔ مورخین نے اس پر مختلف اوقات میں واضح طور پر شہادتیں دی ہیں۔ کہ یہہ واقعہ ضرور ہوا۔ اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اب اس سے بھی انکار کیا جاتا ہے۔ ناظران ہم چاہتے ہیں کہ اسپر نہایت واضح طور پر مع مفصل حوالوں کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا اظہار کریں۔

تکذیب براہین الاحمدیہ مطبوعہ بار اول صفحہ ۷۸ و ۷۹ میں ہم نے لکھا تھا کہ "بعض لوگوں کی مت دہرم کی پستکوں کو اسلام سے مخفی رکھنے میں یہہ مصلحت تھی کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ انکو بھی جلا دیں اور ساتھ ہی نمونہ کے طور پر ہم نے شہادت بھی دی کی تھی کہ امیرالمومنین خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو سپہ سالار لشکر عرب نے اسکندریہ کا کتب خانہ حماموں میں ہیزم کی جگہ پہونکوا دیا جس سے چھہ ماہ تک حمام گرم ہوتی رہی"

۲۳۹ تصدیق مولوی یہہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسہ لیسی کا نتیجہ ہے

آریہ اگر کسی فاضل کی رائے اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں درج کرنا کاسہ لیسی ہے تو کوئی فاضل بھی اس سے خالی نہیں۔ اور سب سے پہلے یہہ الزام اسلام پر عائد ہوتا ہے اُس کی قسم اثنا عشری پارسیوں کی کاسہ لیسی ہے (دیکھو نسخہ خط احمدیہ ـ ب فصاحت) بیشک ہم نے اس مضمون کو دو افشاں کر دیا تھا لیکن اُسکی ہمارے پاس بڑی مضبوط وجہہ یہہ تھی کہ ہم ہمیشہ چاہتے ہیں کہ اپنے اعتراض کے ثبوت میں کسی غیر کی شہادت پیش کریں۔ کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہم بلا کسی ثبوت و شہادت کے کبھی کسی پر اعتراض نہیں کیا کرتے اور نہ ایسے اعتراض کو مستند مانا کرتے ہیں اور نہ اس کے سوا اور وجہہ تھی۔ ورنہ ہم اسکو غیر صحیح جانتے ہیں بلکہ ہم اسکو یقینا صحیح مانتے تھے اور اکثر کتابوں میں دیکھا بھی تھا۔ مگر سرسری طور پر وہ کتابیں ہمارے پاس موجود نہ تھیں اب موجود ہیں جو بیوقوفی تو بھی وقت درپیش رہی لیکن اچھا ہوا کہ اس نے بھی شاید اسکا انکار کیا۔ تاکہ ہم یہہ مضمون مفصل بہ ناظرین کی خدمت میں پیش کریں۔

مولوی ۲۳۹ ـ اگر اسلام کی عادت میں یہہ ہوتا تو اسلام کے بانی علیہ السلام پر جو معلوم ہے یہود اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلاتے کیونکہ دونوں مذہب کی پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے

آریہ ـ ٹھیک اسلام والوں کی یہی عادت تھی لیکن اب بھی ہے۔ مگر ہمارے ناظرین مولوی صاحب کی بات کس طرح مان لیں جبکہ تاریخیں اس کے مخالف افسوس سے پکار رہی ہیں۔ کہ عیسائی اور یہود اسلام کی تصمصاموں سے تہ تیغ کئے گئے۔ انکی صلیبیں توڑی گئیں۔ چار ہزار گرجے اور کلیسیا گرائے گئے منہدم کئے گئے۔ انکی جگہ محرابیں اور مسجدیں اور سو سائیاں بنیں۔ توریت اور انجیل کی بیقدری کیگئی۔ جلائی گئیں انکے پڑھنے دیکھنے کی ممانعت کیگئی۔ یہیں یہہ ضرور ہوا ـ اس کے ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں (دیکھو فتوح الشام عربی حصہ اول صفحہ ۲۵ و ۳۵ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ نولکشور وفتوح المصر عربی صفحہ ۴۳ و ۴۷ سے ۴۸ تک اور ایڈورڈ گبن صاحب کی تاریخ زوال روم انگریزی جلد ۴ فصل ۴۲ صفحہ ۴۰۵ لنڈن اور تاریخ خلفائے صفحہ ۹ ـ ۵ و ۱۲۶ ذکر اسکندریہ و مصر اردو نولکشور اور سیل صاحب کے قرآن کا دیباچہ صفحہ ۸ مطبوعہ لنڈن اور انگلش سائیکلو پیڈیا جلد ۲ ردیف اور میل صاحب کی ۶ صفحہ ۵۲۶ و ۵۹۸ مطبوعہ لنڈن موجودہ لائبریری پشاور۔ اور کپتان ولیم ابنس صاحب کی کتاب صفحہ ۴۰ ـ ۳۰۷ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

مولوی ۲۳۹ ـ بیشک ایران پر اسلام کا پورا تسلط ہوا مگر کوئی تاریخ نہیں بتلاتی کہ اسلام نے انکی کتابیں جلائیں۔ اگرچہ فعل اسلام یا حاکمان اسلام کا ہوتا تو لوگوں کے اتنے سب سے پہلے اسلام میں موجود تھے اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا۔

آریہ ـ بیشک مجوس پر بھی اسلام کا بروقت خلیفہ ثانی ایران پر تسلط ہوا مگر تاریخ بتلاتی ہے کہ انکی کتابیں بھی جلائی گئیں۔ بلکہ آتشکدہ بھی خراب کئے گئے لاکھوں مجوسی قتل ہوئے اور بیدین کئے گئے اور لاکھوں بھاگ کر ہندوستان۔ افغانستان بلوچستان کو چلے آئے۔ چنانچہ مشہور یورپین فلاسفر ڈاکٹر لائیٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر ۶۳۴ء میں خلیفہ ہوئے۔ کسریٰ (نوشیروان) کے ایوان کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلا یا۔ اور پانی میں ڈبو یا۔ اور یہی حال سکندریہ کا کیا" (دیکھو سنین الاسلام ۱۸۹۸ء لاہور حصہ اول صفحہ ۳۰)

مولوی ۲۴۰ ـ اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا اسلامی بادشاہوں اور عوام اسلام کا کام ہوتا۔ تو یونانی فلسفہ یونانی طب یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

آریہ ـ بیشک مذہبی اور علمی کتابوں کا جلانا اسلام کا کام ہے۔ اور اسی پر اسکے تمام وکمال وعادی کا اختتام۔ عوام اسلام بھی اسی اعلام کے بندہ بے دام ہیں۔ اور یہی علماء اسلام کے فتاوی واحکام۔ ذرا غور فرمایئے۔ اور تاریخ کو آنکھوں کے سامنے لائیے۔

ایک مولوی فاضل فرماتے ہیں "در تاریخ دانان تمام عالم اجماع دارند تا آنکہ تا صد سال از ہجرت ہیچ تصنیفے در اسلام واقع نشدہ" (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مرتضوی لکھنو ۱۲۹۵ھ صفحہ ۱۰۳)۔

اسی طرح آنریبل سر سید احمد خاں صاحب بہادر فرماتے ہیں "یہہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم عقلی کا کچھہ چرچا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہوگئے۔ اور مذہبی کتابوں میں اُنپر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہہ نوبت پہونچی کہ اُن سے تفسیریں بھر دی گئیں"

[illegible]

(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد سوم نمبر چہارم)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "خلفائے بغداد کے زمانہ میں جسقدر علم عربی میں آیا وہ سب زبان گریک یعنے یونانی سے ترجمہ کیا گیا اور اس زمانہ کے اکثر علماء گریک کو جو کہ کفار کی زبان تھی۔ بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جسقدر طب کہ ہمارے ہاں موجود ہے کچھ نہ ہوتی۔ اور فلسفہ اور منطق کا تو نام ہی نہ ہوتا" (دیکھو تہذیب جلد ۲ نمبر ۲)

"سب سے پہلے ترجمہ یونانی فلسفہ کا خلیفہ ماموں رشید کے وقت ۱۲۱ھ میں ہونا شروع ہوا تھا لیکن اُسی وقت سے ماموں کا مذہب بھی سلامت نہ رہا تھا۔ قرآنی ملانوں نے فتوے دیدیئے تھے"۔ (دیکھو نسخہ خط احمدیہ)۔

پھر ایک اور جگہہ سید صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا اور یہہ ترقی قریباً ۶۰۰ھ تک رہی پھر یہہ قوم ایک اُچھالے ہوئے پتھر کی طرح پیچھے کو چلی آئی"۔ (تہذیب جلد ۴ نمبر ۲)

مولوی ۔ ہم ہوا اگر کتابوں کا جلانا اسلامی لوگ اختیار کرتے۔ تو ضرور تھا کہ مکذب براہین اپنے ملک سے کوئی لیٹر دیتا اور نہیں سکندریہ میں جسمدر پارنہ جاتا پڑتا

آریہ بے شک اسلامیوں نے ہندوستان میں بھی ایسی مہربانیاں کی ہیں جو تا قیامت یادگار رہینگی۔ اُنہوں نے یہاں بھی شہر جلائے مندر توڑے۔ لوگ جزا میں کیئے۔ کتابوں کی بیقدری کی اور جلایا۔ لوگوں کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑ لے گئے اور مندروں میں گائیں ذبح کیں مفصل دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر شاہ ناصر الدین مقالہ ۸ جلد ۲ صفحہ ۶۰۷ اور ذکر راجہ واہر صفحہ ۳۱۳ اور ذکر شہر دمن المعروف ٹھٹہ صفحہ ۲۱۳ مقالہ دوم ذکر سکندر لودی صفحہ ۴۸۱۔ ذکر اودیپت نگر و ذکر ملک مالوہ صفحہ ۴۸۱ ۱۸۸۴ء نولکشور و تیمور نامہ صفحہ ۲۹۵ سے ۲۹۷ و ۳۰۶ سے ۳۰۸ تک و ۳۱۴ و ۳۱۷ و ۳۲۸ و ۳۰۹ و ۳۲۸ و ۳۴۳ سے ۳۴۶ و ۳۵۳ تک قلمی موجودہ لائبریری لالہ ولپیڈ ٹی و واقعات مسد لاہور ذکر اورنگزیب صفحہ ۱۶۳) اور ذکر سلطان محمود خلجی تاریخ فرشتہ مقالہ پنجم صفحہ ۲۴۷ نولکشور) اور تاریخ یمینی عربی مطبوعہ دہلی ۱۲۶۳ھ موجودہ پبلک لائبریری الہ آباد صفحہ ۱۶۱ و ۱۸۱ سے ۲۰۷ و ۲۶۱ سے ۲۸۷ و ۳۰۳ سے ۳۰۵ و ۳۰۹ سے ۳۴۴ تک)

مولوی ۴۰۴۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان میں سلطنت کی اور اس عرصہ میں بھاگوت رامائن۔ گیتا۔ مہابھارت اور اُنکے مثل لنگ پوران مارکنڈی مشہور کتابیں جو آج تک مقدس پستک یقین کیجاتی ہیں کسی کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہونچی بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔

آریہ۔ بے شک سات سو برس سے کچھہ زیادہ یا کم محمدیوں نے ہندوستان میں حکمرانی کی۔ لیکن یہہ غلط ہے کہ کسی پستک کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہونچی جان بوجھ کر صم و بکم ہو جانا امر دیگر ہے۔ ورنہ تاریخ کا ہر ایک ورق شاہد ہے کہ ضرور ہندوستان میں بھی کمال ظلم و جور سے کتابیں جلائی گئیں۔ اور بیگناہ برہمن قتل کیئے گئے جو حال ایران میں ژند اوستا اور پارسی مذہب کا ہوا۔ وہی حال آریہ ورت میں آریوں اور اُنکی کتابوں کا ہوا۔

چنانچہ اصل مورخ کرنیل ٹاڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں "ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی تھیں۔ ابھی تک موجود ہیں جیسے جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرا بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی"۔ (دیکھو تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۷ جلد اول مطبوعہ ۱۸۲۹ء)۔

پھر کرنیل صاحب موصوف فرماتے ہیں "جبکہ ہندو برابر آٹھہ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُنکی زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ اور جب ہر ایک بڑے بڑے شہر جنگلی اور متعصب اور مغرور دشمن سے تباہ کیئے گئے ہوں۔ تو یہہ حد سے زیادہ امید کرنا ہے کہ اور نقصاں کے ہوتے ہوئے اس ہر گی چیزیں یعنے کتب تواریخ بچی ہوں۔ سکہ یا شاہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر بھگائے جاتے تھے۔ اور جبکہ اُن کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ روٹی جسکو اب پکار رہے ہیں کھانی نصیب ہو گی یا نہیں تو کیا اسوقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے"۔ (تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۹ جلد اول ۱۸۲۹ء)۔

آنریبل راجہ شیو پرشاد صاحب سی ایس آئی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں "گرنتھ بھی اس دیش میں اتم اتم جیوتش گیت۔ بھوگول۔ کھگول۔ اتہاس نیتی۔ دیاکرن کا بیہ النکار بیای ناٹک۔ شلپ۔ بیدک۔ جیوتش۔ گان۔ استو پج۔ اتیادی سب ودیا کے اچھے اچھے ہاں۔ جو دھرم مسلمانوں کی عملداری میں ہندوؤں کے شاستر نشٹ کر دیئے گئے" (بھوگول ہستامک ۱۸۷۶ء صفحہ ۴۶)

ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں "سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہند کے حکم سے ایک مسجد بجائے بُت خانہ سومنات تیار ہوئی۔ جسکی عمارت تمام سنگ مرمر کی تھی غارت میں ملگیا اور سورت شہر کو گرا دیا۔ اور کتب متعلق باطلہ رسومات ہنود کو جو موافق طریقہ بیدہ یا پورانوں کے تھیں جلا دیا اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور کولا دیوی بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں لطیفہ ہندوستان کی نذر کشتی تھی ہاتھہ آئی۔ یہہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی۔ اور کافور مسلمان ہو کر زمرہ نوکران دربار میں مقرر ہوا۔ اور ایسا ہی دیول دیوی کا لوٹ لانا اور حرم سرا میں داخل کر لینا" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲۹ و ۱۴۳ ۱۸۸۱ء)

ایک لائق محمدی مورخ اپنی مشہور و معروف تاریخ الفی میں لکھتے ہیں (بذکر محمد بختیار خلجی حاکم بنگال) "کہ بہار ملک بنگالہ میں جاکر اس نے برہمنوں کو قتل کیا۔ اور کتابوں کو پانی میں ڈبو یا چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہہ ہے "سکان آن دیار را کہ برہمنان بیرو مرتاض بودند۔ و ریش و بروت تراشیدہ بودند بتیغ رسانید چنانکہ کتب ایشاں کہ در دست فتادہ بود ہیچ کس از ان جماعت زندہ نشد کہ آنرا خواند یا بفہماند لیکن از گفتہ مردم چناں معلوم شد کہ سکان آں دیار بکار بودہ و اہل آں دیار تمام مدرساں کفار بودند و لغت ہندی بہار مدرسہ را گویند۔ الخ آن موضع محل علم بودہ باسم اشتہار یافت پس ہمہ کتب ایشاں را در دریا غرق کردند"۔ اور ایسا ہی ذکر تاریخ فرشتہ جلد دوم مقالہ ہفتم صفحہ ۲۹۰ میں بھی اس کے علاوہ اب ویدوں کی پستکیں جنکی شہادت چینی صاحبان کی کتابوں میں لکھی ہے انکا ہمیں اور یورپین محققوں کو آج تک کچھ پتہ نہیں ملا کہ اُنہوں نے کہاں غرق کر دیں۔

سوائے اسکے کشمیر کے سب ودوان پنڈت مقر ہیں کہ سید قاضی زادہ جسے بربان کشمیری بُت شکن کہتے ہیں اور وہاں کشمیر کے گرد و نواح میں بُہت سے مسلمان ظالموں نے وہاں پل باندھنے کیواسطے بجائے پتھروں کے سنسکرت کی مذہبی و علمی کتابوں اور تاریخی پستکوں کو نہایت حقارت سے گاڑ دیا تھا جس سے کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا۔

فتوحات فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ تغلق نے موضع کوہانہ میں ہندوؤں کی پوتھیاں پھونک دیں۔ اور ایسا ہی آئینہ تاریخ نما میں لکھا ہے اور ڈاکٹر برنیر صاحب مشہور فرانسیسی سیاح نے نہایت تحریر سے لکھا ہے کہ ہندو بیدوں کو بڑی ہوشیاری سے چھپائے رکھتے تھے۔ کہ مبادا مسلمانوں کے ہاتھہ لگ جائیں اور سبا اکثر ہوا جلا دیئے جائیں"۔ (سفر نامہ جلد دوم صفحہ ۲۲۵)

سید غلام حسین صاحب ایک غیر متعصب مورخ جسنے اورنگزیب کے وقت میں اپنی مشہور تاریخ سیر المتاخرین لکھی ہے فرماتے ہیں "ذکر سلطان سکندر را بحالہ سلطان جیلے متعصب بود۔ در ہنود در ابتدا اہانت و ذلت می نمود و مقرر کردہ بود کہ ہیچ ہندو انسانے یار چہ سلگول ہے تفصیل

کتب پیوند کنند تا اطاعت اسلام بظہور رسد و علامت ہنود ظاہر باشد و کتب ہندواں را ہر جا
ہر کس کہ بیافت ہمی سوخت" (جلد اول صفحہ ۴۴۱ نولکشور)

جناب مولوی یہہ تو ہمارے اپنے ملک کی شہادتیں ہیں۔ جسے غیر مذہب خصوصاً مسلمان
محمدی مورخوں نے بھی صحیح قلمبند کیا ہے۔ ذرا انصاف کو کام میں لائیے اور نیچا پن اور فساد سے باز آئیے۔
اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ جو کچھ بھارت کا حال اسلام کے [illegible] سن ہجری [illegible] ہوگیا ہے۔ یوگ
بششٹ۔ پنچ تنتر۔ اپنشد و اپنشدوں کے ترجمے ہوئے وہ کیوں ہوئے اور کیسے کیسے کیا
تعلیم اسلام کی برکت تھی یا کوئی اور وجہ ہے۔ واضح ہو کہ تمام محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نمبر ۱
اکبر بادشاہ کے عہد میں فیضی نے ترجمہ کیں اور نمبر ۲ اُنہی مبارک عہد میں ابوالفضل نے اور
نمبر ۳ و ۴ بعہد شاہجہان بادشاہ و شہزادہ داراشکوہ نے کہ اکبر بادشاہ اور داراشکوہ اور فیضی اور ابوالفضل
چاروں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نمبر ۱ و ۳ و ۴ تو دین الٰہی کے پیرو یا مجتہد اور خلیفہ تھے۔ اور نمبر ۴ خالص
ویدانتی تھا۔ اورنگ زیب نے جو حال داراشکوہ کا انہیں ترجموں کی بدولت کیا۔ وہ کسی تاریخ دان پر بھی پوشیدہ
نہیں چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دن علماء کو بلا کر چند رسالے اور کتابیں جو اس نے علم تصوف میں تالیف
و ترجمہ کروائی تھیں پیش کیں اور پوچھا کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع میں کیا حکم ہے انہوں
نے کہا کہ انکے مضامین شریعت کے خلاف ہیں جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو اُسکا قتل واجب ہے"
(دیکھو قصص الہند حصہ دوم ذکر اورنگ زیب صفحہ ۱۷ [illegible] لاہور۔ اور آئینہ تاریخ نما مطبوعہ
گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۷۳ء صفحہ ۲۹ حصہ اول) اور ایسا ہی فتویٰ علماء ہندوستان کا
بر کتاب اوسط نور بخشند کہ دفع شر ایشان از مسلمان بسیاست و القتل واجب ست (دیکھو
تاریخ فرشتہ مقالہ دہم جلد دہم صفحہ ۲۳۶)۔

مولوی ۲۴۳ - اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ
بار اول کے صفحہ ۱۹۴ و ۲۱۲ و ۲۱۳ کے دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں جو انکے واجب القدر
گرو دیانند صاحب کی تصنیف ہے وہ تحریر فرماتے ہیں "دوسری بات یہہ ہے کہ وید آدی ست
شاستروں کا اتینت پرچار کرے اور جو کوئی جال پستک پڑھا پڑھا دے اسکو راجہ شریر سے
تاڑنا دیوے جس سے کوئی متھیا جال پستک رچے" (صفحہ ۱۹۴ ستیارتھ پرکاش)۔

آریہ وہاں کی اصل عبارت یہہ ہے۔ "دوسری بات یہہ ہے کہ وید آدک ست شاستروں
کا اتینت پرچار کرے اور جو کوئی جال پستک پڑھے پڑھاوے اسکو راجا شریر سے دنڈ
دیوے جس سے کوئی متھیا جال پستک نہ رچے" یہاں سوامی جی نے منوسمرتی کے مطابق راجہ کا دھرم
بیان کیا ہے کہ آریہ راجا کو چاہیئے کہ رگوید یجروید سام وید اتھروید چار وید۔ اور آیوروید (علم حکمت
و سرجری و کیمسٹری و ہومیوپیتھک) دھنروید (علم جنگ و اسلحہ سازی و بارود سازی) استھاپت وید
(علم عمارت انجنیری پیمائش جر ثقیل) گندھرب وید (علم موسیقی) یہہ چار اُپ وید اور ویاکرن منطق
یوگ [illegible] شاستر یہہ درشن شاستر اُپانگ اور شکشا کلپ
نرکت نگھنٹو [illegible] جیوتش یہہ چھ انگ اور اسی طرح جو علم و ہنر کی باتیں ہیں ان سب کا
راجا بہت ہی پرچار کرے لیکن راجہ کو یہہ بھی چاہیئے کہ کوئی جعلسازی کر کے گرنتھ نہ بنا دے اور نہ کوئی ادھ
بڑھا شخص اور نہ کسی اور مہاتما کے نام سے گرنتھ بنا کر کوئی پرچلت کرے جس طرح بیاس جی کے نام پر
وید وغیرہ جعلسازوں نے ۱۸ پران بنا دیے جس طرح نارد جی کے نام سے [illegible] نارد پنچراتر کی کتاب
بنائی جس طرح رشی منیوں کے نام سے بنا لئے۔ اُپ نشد کے باب ۵ اُپ نشد بنا لیا جس طرح ایک لکھ
شلوک بیاس جی کے نام سے مہا بھارت میں بڑھا دیا جس ملک میں سب طرح کا طوفان بے تمیزی برپا
ہو گیا اور ست دھرم کی جگہ تینتیس کروڑ دیوتا پرستی کو قائم کیا جسکی بابت غیر مذہب کے منصف مزاج
مورخوں کو بھی اقبال ہے۔

آنریبل سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں "جو بڑی تبدیلیاں ہندو مذہب میں
ہوئی ہیں۔ یہہ ہیں کہ ویدوں کے بجائے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پرانوں) کا رواج دیوتاؤں اور دیویوں

کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہوجانا۔ توحید کے
اصول سے غافل ہوجانا ہے" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱ ۱۸۶۶ء)

جو کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے رو سے قائم ہوتا ہے لیکن اسمیں مذہب کی پابندی
بہت کم ہوتی ہے اس حالت میں بھی اگر کیفیت پر نظر ڈالی جاوے تو شروع زمانہ سے اب تک مذہب کے اثر
میں بہت کم نقصان آیا ہے لیکن ہندؤوں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے بجائے
توحید کے جسکو وید نے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے بہت چھوٹے بڑے دیوتاؤں کی پرستش اور
بت پرستی کا طریقہ قایم ہوگیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہر جگہ بالکل نہیں بھول گئے لیکن بجز حکماء
اور علماء الٰہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۲ ۱۸۶۶ء)

پس ایسے وید روز کو ترجمہ بنانیوالوں کو سوامی جی نے جعلساز لکھا ہے جس طرح جھوٹے نوٹ
بنانیوالے وغیرہ سرکاری مجرم ہیں۔ ایسے ہی منو جی نے جعلساز مصنفوں کی نسبت لکھا ہے بس یہہ
کوئی ظلم یا جہالت کی بات نہیں۔ بلکہ نیک عمل ہے اور خود سوامی جی مہاراج نے بھی اسی مضمون
کے انتر میں لکھدیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ آج کل آریہ ورت دیش میں منڈلی کی منڈلی پھرتی ہیں [illegible]
میں کوئی ایک پرش مادھو بن دھاری کیا ہے [illegible] اچھا [illegible] دت پرکھشا
کرے ست [illegible] دیدیا [illegible] ہوں انکو
تو درگت ہی رہنے دے [illegible] اُن کو سمجھا لوگ [illegible] راجا
[illegible] ستیارتھ پرکاش طبع اول صفحہ ۱۹۵)
پس یہہ بات سکندریہ کی علمی کتب خانہ جلانے سے کیا نسبت رکھتی ہے سوائے اسکے کہ آپنے
لکھ کر کاغذ سیاہ کیا۔

۲۴۴ مولوی - بیاس رقعات کا دشمن۔ بھاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں
کے پوجاری اور سنیر ادو والے ویراگی شیو۔ بام مارگی آدک۔ پنڈت مہاتما اور سدھ یہہ تو اوپر کر
بنے رہتے ہیں۔ پرنتو ان کو سب جگت کے ٹھگنے والے جانتا ہیں اور یہہ سب پرسدہ چور ہیں۔ انکو
ڈنڈ سے راجا اوپدیش کردے ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس پرکار کا ستھ پرجا میں نہ رہنے پاوے تب
ہی راجہ اور پرجا کی اُنتی ہوگی انتہا نہیں" (صفحہ ۱۵۱ ستیارتھ پرکاش)

آریہ میرے مہربان مولوی صاحب یا انکی اصل عبارت یہہ ہے جسکو ہم یہاں بجنسہ
لفظ بلفظ درج کرتے ہیں

तलामा नं प्रतीमानं सर्वं च स्यात् सुलक्षितम्।
षट्सु षट्सु च मासेषु पुनरेव परी[illegible]

(منو سمرتی ادھیا ۸ شلوک ۴۰۳) ترجمہ تلا تام ترازو کی
ڈنڈی اور ترازو کی پرکھشا کرے پکش پکش (ماہ ماہ) یا چھٹے چھٹے ماہ "کیونکہ دوکاندار لوگ بیچ کا
سوت اور دونوں پلے ڈنڈی کے بیچ چھید کر کے پارہ بھر دیتے ہیں اس سے جب لیتے ہیں تب دکھلاتی
ہیں [illegible] دیتے ہیں تب تھوڑا دکھلاتے ہیں جب بڑہی مان جاتی تب اور بہاؤ جب سو رکھ جاتی تب
اور بہاؤ ایسا کرکے موند لیتے ہیں) پرتیہ اتہاس پرتما نام چھپا کہا دک (انکو گھٹا بڑھا لیتے ہیں اس
اور لیتے ہیں زیادہ دیتے ہیں کم) دیتے ہیں پھر نہایت اور ساہوکار بن بیٹھے ہیں۔ یہہ تو دیر ٹھگ ہیں جیسی
کردیا اس رقعات کا دشمن بھاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کے پوجاری اور سنیر ادو والے
ویراگی شیو۔ وام مارگی آدک پنڈت مہاتما و سدھ یہہ تو اوپر سے بنے رہتے ہیں پرنتو انکو سب جگت کے
ٹھگنے والے جاننا چاہیئے (یعنی وہ کم تولنے والے) اور یہہ (وام مارگی وغیرہ) پرسدہ چور ہیں انکو ڈنڈ
سے راجا اوپدیش کرے ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس پرکار کا گنشی پرجا میں نہ رہنے پاوے تب ہی راجا اور
پرجا کی اُنتی ہوگی انتہا نہیں" (صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۶ ستیارتھ پرکاش)

اور منو سمرتی ۸/۴۰۳ کے مطابق قرآنی خدا کی زبانی محمد صاحب نے بھی سورۃ التطفیف میں کم تولنے
والے کو فجار لکھا ہے اور سورۃ بنی اسرائیل میں لکھا ہے۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم یعنی تولو
سچے ترازو سے اور دیکھو تعزیرات ہند دفعہ ۲۶۴ سے ۲۶۷ تک باب ۱۳ جنکی سزا ایک سال قید
اور جرمانہ ہے وہ بھی کم وزنی کی دفعات ہیں۔

بیشک یہہ سچ بات ہے کہ آریُن اور بابو فرائیٹ فرقوں کی ضخیم کتابیں ردّ ان کیتھولک وغیرہ کی برباد کردیں اور جلادیں اور اُن سے نہایت ہی بُرے بُرے سلوک کئے (دیکھو فروٹ آف کرسچانٹی مطبوعہ لنڈن) اور کرسچن مت درپن مطبوعہ ۱۸۹۱ء) اور ایسے ہی سلوک علمی کتابوں اور غیر مذہب کے ہوالوں کے ساتھ قرن ثلاثہ میں اہل اسلام نے کئے اور ۳۰۰ھ کے بعد بھی اکثر مقامات پر ایسے ہی سلوک کئے۔ سہ نتیجہ کہ مالکرہ قرآن درست ہو کتب سما۔ چند ملت ستت۔

واضح ہو کہ عیسائیوں نے بھی کتب خانہ جلائے ہیں اور محمدیوں نے بھی مگر اُسی وقت جب تعصب مذہبی کے سبب علم کی قدردانی سے محروم تھے۔ سکندریہ کے ایک کتب خانہ کو اس سے پہلے غالباً ۳۰۰ سال عیسائیوں نے جلادیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی مرتب ہوگیا تھا۔ کیونکہ مذہبی پوجاری اور بادشاہ اسکے حامی تھے۔ اب ہم چند فاضل مورخوں کی شہادت عرض کرتے ہیں کہ آخر کار یہ کتب خانہ مسلمانوں نے جلادیا ہے نہ کہ کسی اور نے۔

نمبر ۱۔ آنریبل سر سید احمد خاں صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی فرماتے ہیں "یہہ تحقیق ہے اور عربی تواریخوں میں یہہ واقعہ درج ہے کہ کتب خانہ خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا گیا تھا۔ اگرچہ یہہ ممکن ہے کہ اُسکی ضخامت کی نسبت کچھ مبالغہ کیا گیا ہو جو لوگ اس الزام کے رفع کرنے کے خواہاں ہیں وہ صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمین عرب نے اس روایت کو غلط بیان کیا ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ اسکے ایک واقعہ کو غلط بیان کرنے کی کچھہ وجہ ہو وجہ صرف یہی پیش کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کے اسکندریہ فتح کرنے سے پیشتر عیسائیوں نے کتب خانہ کو جلادیا تھا۔ اور مسلمان مؤرخین نے غلطی سے اس واقعہ کو عمر کے حملہ مصر کے عہد سے منسوب کیا ہے۔ یہہ وجہ ایسی کمزور ہے کہ اسکی درستی پر یقین کرنا مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک دفعہ اس کتب خانہ کو عیسائیوں نے آگ لگاکر جلادیا تھا لیکن یہہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ عمر کے حملہ کے وقت یہہ اُسی تباہی کی حالت میں تھا۔ اور بعد میں پھر جمع نہیں کیا گیا۔ یا یہہ کہ مسلمانوں کے حملے کیوقت کوئی مشہور کتب سکندریہ میں نہ تھا اصل واقعہ اس طرح پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکندریہ میں ایک کتب خانہ تھا جسکو عیسائیوں نے جلادیا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر وہ مرتب کیا گیا تھا تواریخ سے اسقدر تحقیق ہوتا ہے۔" (دیکھو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۰ء و سرمور گزٹ ۲۴۔ مارچ ۱۸۹۰ء)

آنریبل محقق فاضل نے جب وہ رائے دی تو اسپر ایک مسلمان مولوی کو بڑا افسوس ہوا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ اگر ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ مسلمان جو نہ تو عرب کی قدیم تواریخ سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اور نہ مغربی علوم تک اُنکی رسائی ہے اس سکندریہ کے کتب خانہ کو مسلمانوں نے جلادیا۔ مضمون کی ناواقفیت ظاہر کرتے۔ تو حیرانی کی بات نہ تھی مگر جب سر سید احمد خاں جیسے لوگ بھی یہہ خیال رکھتے ہوں کہ اس کتب خانہ کے حضرت عمر کے وقت میں جل جانے کی روایت صحیح ہے تو اسپر صرف تعجب ہی نہ ہوگا بلکہ افسوس ہوگا۔"

نامی گرامی مورخ ولیم میور صاحب فرماتے ہیں "اس اسکندریہ کی لائبریری میں ایک روایت کے موجب سات لاکھ کتابیں تھیں۔ (یتوع کی قدیم تواریخ باب ۲۲ فقرہ ۴) اور دوسری روایت کے موجب ۴ لاکھ (اے تھینز کی تاریخ صفحہ ۳) اس لائبریری کا کچھ حصہ سراپیس کے مندر میں جمع تھا جہاں کہ دو لاکھ کتابیں پرگمس کے بادشاہوں نے تحفہ دی تھیں اور کچھہ ایم آئی انٹونی نے ملکہ کلیوپیٹرا کی نذر کی تھیں۔ عجائب خانہ کی لائبریری جولیس قیصر کے محاصرہ میں برباد ہو گئی۔ اور سراپیس کے کتب خانہ کو اسکندریہ کے لوگوں کے باہمی جھگڑے سے نقصان پہنچا تھا۔ اور خصوصاً اسوقت جبکہ مندر کو عیسائی مجاہدین نے چوتھی صدی میں برباد کردیا تھا۔ مگر کتب خانہ کی کل کتابیں اسکے بعد خلیفہ عمر کے حکم سے ۶۴۰ء میں جلائی گئیں" (دیکھو ڈکشنری گریک اینڈ رومن جیاگرفی جلد اول۔ صفحہ ۹۷ سطر ۴۰ سے ۴۱ تک لنڈن)

نمبر ۳۔ مشہور و معروف یوروپین فاضل مسٹر جے ایم راڈویل صاحب ایم۔ اے فرماتے ہیں "اگرچہ اسلام نہایت سی باتوں کے لحاظ سے ایک ناکامیابی ہے لیکن یہہ زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک بے آب و علف سرزمین عرب کے باشندے جنکے افلاس کی برابری صرف اُنکی جہالت ہی کر سکتی ہے۔ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور سچے پیرو بن گئے بلکہ عمرو اور بہت سے اور لوگوں کی طرح اسکے بزور شمشیر پھیلانے والے ہو گئے۔ وہ لوگ مملکتوں کے مالک اور شہروں کے آبادکنندہ اور کتب خانہ انہوں نے خراب کئے تھے۔ اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنیوالے ہو گئے" (ترجمہ قرآن انگریزی ۱۸۶۱ء کا دیباچہ)

نمبر ۴۔ پھر ایک نہایت قابل قدر اور بے نظیر مورخ فرماتے ہیں "اسی اثنا میں عمرو بن العاص نے جو کہ مصری فوج کا کمانڈر تھا۔ اسکندریہ کے فتح کرنے سے اُس ملک کی فتح کو ختم کیا ۶۴۰ء میں یہہ بات اُسی وقت واقعہ ہوئی کہ مشہور لائبریری جسکو بطلیموس نے بنایا تھا اسکو مسلمان فاتحوں نے بالکل تباہ کردیا جب عمرو نے خلیفہ کو درخواست کی کہ ان کتابوں کی نسبت آپکی کیا رائے ہے۔ تو اُسکا یہہ حکم آیا کہ برباد کردو کیونکہ عمر نے لکھا کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کی کتاب یعنے قرآن کے مطابق ہیں تو بیفائدہ ہیں اُنکے رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر وہ برخلاف ہیں تو وہ سخت نقصان رساں مذہب کے واسطے ہیں پس اُنکو برباد کردینا چاہئے۔ اس حکم کے بموجب بیان کرتے ہیں کہ چار ہزار حماموں اور بعضوں کے قول کے بموجب پانچہزار حماموں کو شہر میں تقسیم کیگئیں جنہیں کہ وہ چھہ ماہ تک بطور قیمتی لکڑی کے استعمال کیگئیں اگرچہ گبن نے اس بیان کو غلط ثابت کرنے کے لئے بڑی عقل دوڑائی ہے۔ لیکن پھر بھی ہمکو اس بات کو یقیناً ماننا پڑتا ہے کہ کتابیں عمرو خلیفہ کے حکم سے جلائی گئیں" دیکھو (انگلش انسائیکلوپیڈیا جلد ۱ ردیف ۱ و مطبوعہ لنڈن بریڈبری اگنیو اینڈ کمپنی صفحہ ۵۶۶ و ۵۶۷)

نمبر ۵۔ عربی کے فاضل تواریخ عرب کے ماہر مشہور و معروف ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت میں ۶۴۰ء میں ابوبکر عمرو ابن العاص نے مصر پر حملہ کیا۔ شہر اسکندریہ فتح ہوا اور لوٹا گیا۔ کتب خانہ وہاں کا ہیزم کی جگہ جلایا گیا۔ اس جگہہ پہلا کتب خانہ جو بادشاہ ٹولومیز نے مرتب کیا تھا۔ وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جل چکا تھا۔ اس کے بعد یہہ کتب خانہ طیار ہوا تھا۔ وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا" (دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم صفحہ ۸۰ ۱۸۷۱ء لاہور)

نمبر ۶۔ جنرل مورخ ایرانی خلیفہ عمر کے قابل تعریف کاموں کی یہہ تفصیل کرتا ہے "کہ اسنے چھتیس ہزار شہر۔ اور قلعہ کافروں سے چھینے اور چار ہزار مندر اور گرجے برباد کئے۔ اور ۱۴ سو مسجدوں کی بنیاد ڈالی" (انگلش انسائیکلوپیڈیا جلد ۶ ردیف ۱ و بیان خلیفہ عمر صفحہ ۵۶۷ و ۵۶۸)

نمبر ۷۔ ایک اور عالی قدر اور فاضل مورخ فرماتا ہے "یہ غالباً چھاپہ کی ایجاد سے پیشتر دنیا میں یہہ سب سے بڑا کتب خانہ تھا جسکی بنیاد ٹالمی سوٹر نے مسیح سے ۲۸۴ برس پیشتر ڈی میٹریس فلیریس کے کہنے سے جسنے ایتھنز کا کتب خانہ دیکھا تھا ڈالی اس کتب خانہ کے واسطے یونان اور ایشیا کے مختلف حصوں میں ایجنٹ مقرر کئے گئے تھے تاکہ نایاب اور نہایت قیمتی کتابوں کو خریدیں حتی کہ آخرش سکندریہ کے کتب خانہ میں ۷ لاکھ کتابیں ہو گئیں ابتدا میں یہہ کتابیں بروشیم کے عجائب خانہ میں رکھی گئی تھیں لیکن جب جلدوں کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ گئی تو ایک نئی لائبریری سیریپیس کے مندر میں بنائی گئی جہاں کہ تین لاکھ کتابوں کے

قریب جمع تخمین جولیس سیزر کے فتح کرنے کے بعد لوٹ مار کے درمیان پرانی لائبریری کو اتفاقاً آگ لگی ستاہم سرمیس کا کتب خانہ بچ گیا جس میں بعد ازاں بہت کتابیں بڑھائی گئیں خصوصاً بیٹر یگمی ان کے جمع کرنے سے جسمیں دولاکھ کتابیں مارک انٹنی نے ملکہ کلیو پیٹرا کو نذر کی تھیں۔ اور اس طرح یہہ لائبریری پہلی لائبریری سے تعداد اور قیمت کے لحاظ سے بہت بڑھ گئی تھی۔ جب ۳۹۰ء میں تھیوڈوسیس اعظم کے ماتحت تھیوافلس نے مسدود ویران کیا لائبریری کا ایک بڑا حصہ کھویا گیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے اسکندریہ کو ۶۴۰ء میں فتح کرنے سے یہہ لائبریری بالکل برباد ہوگئی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب فاتح جرنل عمرو نے خلیفہ عمر سے کتب خانہ کی بابت ہدایت مانگی۔ اسکو یہہ حکم ملا۔ کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کے کلام یعنے قرآن سے مطابق ہیں۔ تو وہ بے فائدہ ہیں اور انکو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اور اگر وہ غیر مطابق ہیں تو سخت نقصان رساں ہیں۔ پس انکو برباد کردینا چاہیئے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کتابوں سے ۴ ہزار حمام گرم کیگئے اور انکی تعداد اس قدر تھی کہ وہ چھ ماہ تک گرم کرنے کے کام میں آکر جلتی رہیں"۔ (دیکھو ولی مسٹر ڈکشنری آف یونیورسل انفرمیشن جلد اول صفحہ ۱۴ لنڈن)

نمبر ۸۔ مشہور مورخ مسٹر سائمن آکلی صاحب فرماتے ہیں "فیلا ایک شخص نام جان اُس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا۔ عمرو کی اُس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک دل جان نے عمرو سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اور کتابیں مجھے عنایت کردیں عمرو سپہ سالار نے اس بات کے واسطے اپنے افسر یعنے خلیفہ عمر سے اجازت مانگی۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر مضمون کتب مطلوبہ کا قرآن مجید کی آیات کے مطابق ہے۔ تو خیر ورنہ تمام کتابیں ردی ہیں۔ ٹھیک دو خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھہ کتابیں لوگوں کو تقسیم کردی گئیں۔ اور باقی کی حاکم نے اپنے حمام خانہ کے کام میں لاکر جلادیں۔ اگرچہ بہت مبالغہ دراصل تعداد کتب مذکورہ بالا کی نسبت بیان کیا گیا ہے مگر روایت ہے کہ یہہ کتابیں پورے چھہ ماہ تک جلنے کے کام میں آتی رہیں۔ یہہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں"۔ (دیکھو تواریخ سراسین انگریزی صفحہ ۳۶۲ پیرا دوسرا ۱۸۴۷ء موجودہ لائبریری لاہور یا دو سوسائٹی احمدیہ صفحہ ۵۰ و ۵۱)۔

نمبر ۹۔ مورخ ابوالفراغیس لکھتا ہے کہ فرسٹ کے وقت عمرو سپہ سالار۔ جان فلوپس سے گفتگو کرتا تھا۔ اور اس سے اسکی دوستی بھی اس سبب سے عمرو سے اس نے ہی عظیم الشان لائبریری کی درخواست کی۔ جو لائبریری فلوپس کی نگاہ میں بیش قیمتی اور وحشیوں اعرابیوں کی نگاہ میں محض ہیچ تھی۔ اور جو ابھی تک تباہ نہیں ہوئی تھی عمرو سپہ سالار اس صرف سعو کے جاننے والے فاضل فلوپس کی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا مگر بسبب بات ماری کر وہ ذراسی بھی چیز بغیر خلیفہ کے حکم کے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے خلیفہ سے درخواست کی جس کا یہہ حکم آیا کہ اگر یہہ گریس والوں کی کتابیں خدا کی کتاب کے موافق ہیں تو بے فائدہ ہیں اور نہ باقی رہنے دینا چاہیئے اور اگر وہ اُس (خدا کے کلام) کے برخلاف ہیں۔ تو وہ نقصان دہ ہیں۔ پس انکو برباد کرنا چاہیئے"۔ اس حکم کی تعمیل نہایت فرمانبرداری سے کیگئی اور وہ کتابیں چار ہزار سکندریہ کے حماموں میں تقسیم کیگئیں۔ اور وہ اسقدر تھیں کہ چھہ مہینے اُنکے جلنے کے لئے مشکل سے کافی ہوسکے"۔ (دیکھو پوکاک صاحب کی ابوالفراغیس صفحہ ۱۱۴)

نمبر ۱۰۔ مشہور فاضل ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ "اگرچہ اس لائبریری کی کتابوں کی تعداد پر شک کیا جاتا ہے لیکن اس میں کچھہ شک نہیں کہ خلیفہ عمر نے یہہ حکم دیا تھا۔ خلیفہ عمر امی آدمی تھا۔ اور اسکے مجلسی سخت دینی متعصب اور جاہل تھے عمر کا یہہ کام علی کے کہنے کی تعمیل بھی تھی" آگے عیسائیوں کے ظلموں کا ذکر کرکے فرماتے ہیں "کہ اکثر ایسے کام دین کے متعصبوں سے ہوتے رہے ہیں" (ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ لنڈن ۱۸۷۵ء)

نمبر ۱۱۔ مشہور و معروف مصنف ارونگ واشنگٹن صاحب امریکن فرماتے ہیں۔ "اسکندریہ کو ۶۴۰ء میں فتح کرنے کے بعد عمرو سپہ سالار نے خلیفہ عمر کو اسکا حال لکھا کہ یہاں چار ہزار محل۔ پانچہزار حمام۔ چار سو تماشہ گاہ۔ بارہ ہزار باغبان ۴۰ ہزار یہودی ہیں انکو لوٹنا چاہیئے یا نہیں خلیفہ نے حکم بھیجا۔ کہ انکو مت لوٹو۔ اور اُن کے مال و اسباب کی فہرست تیار کرو۔ عمرو شاعر تھا۔ اور اُسکی ایک فلوپس جان گرامر جاننے والے سے دوستی ہوگئی تھی ایک کمبخت گبھ میں جان گرامرین نے عربی جرنل کی نظر عنایت سے حوصلہ پاکر ایک خزانہ اُسپر ظاہر کیا۔ جو ابھی تک اسکی نگاہ میں نہیں پڑا تھا۔ یا کہ اس سلمان حاکم کی ابھی قدر نہیں کی تھی یہہ خزانہ مجموعہ کتابوں یا نوشتہ کا تھا جو اس وقت سے اسکندریہ لائبریری کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے جان نے جب دیکھا کہ اس نے شہر کی ہر ایک قیمتی چیز کا حساب تولیا اور تمام اُس کے خزانوں کو مفصل کردیا۔ مگر اس نے کتب خانہ کی کتابوں کی کچھہ پرواہ نہ کی تب جان نے عرض کی کہ یہہ کتابیں مجھہ کو عنایت ہوں لیکن اس عالم کے پُرجوش بیان سے عمرو کی نگاہ میں ان کتابوں کی قدر بڑھ گئی۔ اس واسطے اُن کے دینے میں اس نے بلا حکم خلیفہ کے پس و پیش کیا۔ اُسنے فوراً خلیفہ کو خط بھیجا اور اس میں جان کے اوصاف بھی بیان کیئے۔ اور درخواست کی کہ آیا اسکو یہہ کتابیں دیجاویں یا نہیں خلیفہ عمر کا جواب مختصر لیکن مہلک تھا۔ خلیفہ نے لکھا "کہ مضمون ان کتابوں کا یا تو موافق ہے یا موافق نہیں۔ اگر موافق ہے تو قرآن بغیر اُن کے کافی ہے۔ اگر موافق نہیں ہے تو وہ نقصان رساں ہیں۔ اس لئے وہ برباد کیجاویں" چنانچہ پانچہزار شہر کے حماموں میں کتابیں اور نوشتہ بطور ایندھن کے تقسیم کیئے گئے۔ لیکن وہ اس قدر زیادہ تھے کہ اُن کے جلانے میں چھہ ماہ لگ گئے۔ یہہ وحشیانہ حرکت ابوالفرعیس نے بیان کی ہے۔ اور گبن نے اس پر شک کیا ہے۔ اسوجہ سے کہ دو پرانے مورخوں لاطینی اور یونانی نے اس سے اپنی تواریخوں میں نہیں لکھا۔ اور حال میں لوگ (بغیر ثبوت) کہتے ہیں کہ وہ کتابیں جنکا جلادینا لکھا ہے۔ وہ ابھی تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ اُنکی پاس کیا ثبوت ہے۔ بہرکیف انکا جلانا اکثر یقین کیا جاتا ہے۔ اور تواریخ دان اُسپر بہت افسوس کرتے ہیں"۔ دیکھو لائف آف دی سکسیسرز آف محمد جلد دوم صفحہ ۲۱۵ سے ۲۱۷ تک موجودہ لائبریری لاہور۔)

نمبر ۱۲۔ مورخ مانڈر صاحب بہادر فرماتے ہیں "ٹولیمی لیگس کے بیٹے اور جانشین ٹولیمی سوٹر نے اسکندریہ میں ایک فاضلوں کا مدرسہ یعنے اکیڈیمی قائم کیا۔ اور اسی شہر میں ایک مشہور و معروف کتب خانہ بنایا جسمیں اہل روم کی فتوحات تک زمانہ میں ۷ لاکھ کتابیں موجود تھیں جنمیں سے کچھہ اتفاقیہ آگ سے اس زمانہ میں ضائع ہوگئیں جبکہ جولیس سیزر نے اسکندریہ پر حملہ کیا تھا۔ لیکن وہ نقصان آئندہ صدیوں میں پورا ہوگیا یہاں تک کہ ساتویں صدی میں مسلمان خلیفہ عمر کے حکم سے وہ عظیم کتب خانہ بالکل تباہ کیا گیا"۔ (دیکھو ٹریژری آف ہسٹری صفحہ ۲۳۸ کالم ۲ پیراگراف آخری سطر ۱۵ سے ۲۰ تک موجودہ لائبریری لاہور)

پھر لکھتے ہیں کہ "۶۴۰ء میں سکندریہ کی لائبریری خلیفہ عمر کے حکم سے جلائی گئی۔ اور وہ لائبریری اتنی بڑی تھی کہ اُسکی کتابوں سے ۶ ماہ سے زیادہ چار ہزار حماموں کی آگ جلتی رہی"۔ (ٹریژری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۹ کالم ۱)

پادری فائنڈر صاحب لکھتے ہیں کتب مقدس کے چھین لینے کے بعد عمر نے انکے جلا دینے کا حکم کیا اور اسوقت کے اور محمدیوں کا بھی یہہ حال تھا کہ جو پرانی کتاب پاتے تھے برباد کرتے سو اس برباد کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی قدر نہیں جانتے یا یہہ سمجھتے تھے کہ انکا مضمون قرآن کے خلاف ہونے پر گواہی دیتا ہے۔ اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا محمدیوں کی ایسی بےخبری کا باعث ہوا (میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۲ء باب اول فصل ۳)

مولوی۔ ابوالفرعیس کا افسانہ اس قدر مشہور نہ ہوجاتا۔ اگر اس سے یہہ غرض نہ ہوتی کہ روم کے وحشی فقیہوں کو اس بات کا الزام دیا جاوے کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریکی

جاری شد بر زبان شریف وے سہواً ـ ذکر کردہ است این را قاضی و سزاوار بود۔
و بعضے گفتہ اند کہ چون آنحضرت در قرأة بقولہ تعالیٰ و مناة الثالثة الاخریٰ رسید ترسید کہ مشرکان
کہ حاضر بودند آنحضرت زیادہ برین از ذم آلہۃ ایشان پس مبادرت کردند بسوے این کلام و خلط
کردند آنرا در تلاوت آنحضرت صلعم چنانکہ عادت ایشان بود در لغو بقرآن و نسبت کردہ شد این
این کلام بشیطان از جہت بودن او حامل و باعث برآن یا مراد بشیطان خبیثے از شیاطین آدمیان
کہ سابق شیاطین انس است۔
و گفتہ اند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ترتیل میکرد در قرأت و وقفہا و سکتہا میکرد پس چون آیات
پس ترصد بند شیطان از سکتات و نطق کرد بآن کلمات محاکی و مشابہ نغمہ آنحضرت
صلعم بحیلیکہ شنیدند آنرا کسے کہ نزدیک بود وے پس گمان بردند آنرا از قول آنحضرت و اشاعت کردند آنرا۔
و گفتہ است صاحب مواہب لدنیہ کہ این احسن وجوہ است و استحسان کردہ است آنرا قاضی ابن
عربی کہ از اعاظم علماء مالکیہ است و گفتہ است کہ خبر داد حق سبحانہ و تعالیٰ درین آیت کہ سنت اللہ جاری
شدہ است در رسل انبیاء وے تعالیٰ۔ کو چون گویند چیزے زیادہ کند شیطان در وے و این صریح
کلمہ را و این نص است دران کہ شیطان زیادہ در قول آنحضرت نہ کہ آنحضرت صلعم
گویندآن گفت صاحب مواہب تحقیق منصف کردہ است این قول طبری با جلالت
قدر وے و وسعت علم وے و شدت ساعد وے در نظر۔ پس تقویت کردہ است آنرا"
(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۹)

اب ہم مولوی صاحب کے سوالات پر نگرانی کرتے ہیں۔

مولوی بیضاوی نے یہیں دا ہی قصہ کو کہ رسول خدا نے یہ فقرہ کہ تلک الغرانیق العلےٰ الخ
پڑھا تھا لکھ کر کہا ہے وھو مردود عند المحققین اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔
ازیں بیضاوی نے کسی محقق کا نام نہیں لکھا اور نہ حوالہ دیا شروع اسلام سے یہ واقعہ صحیح مشہور
ملک کتب حدیث و تفاسیر میں کوئی کسی کے مردود کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اعتراض سے ڈر کر
حقیقی باتوں سے آپ انکار کرنے لگ جائینگے۔ اسلام کو کمزور بنا دینگے۔ معالم کے حاشیہ کی تو ایک
ہی کہی حضرت وہ کسی آپ جیسے نے بیضاوی سے نقل کر دی۔ مگر آپکے بیضاوی کا امام یہ لکھتا
اور اپنی نقل میں بھی خیانت کی وہ اسکے آگے واں اصح فایلا تماثر یہ الناس نجے
الایمان عن التنزیل وہ درج کرتا ہے اور آپ جیسے متعصبوں کو سناتا ہے (جلد ۲ صفحہ ۵۵)
کہ حضرت تماشہ پرستی ان لوگوں تعریف بتان جان لو مگر ایمان پر ثابت ہو۔ مشرکین راست ہو
کیونکہ خدا نے وہ آیت منسوخ کر دی۔ اور قرآن سے عثمان وغیرہ نے نکالدی معالم کا تمام متن
اصح اقوال سے مطابق ہے اور سطر ۱۹ سے تک یہ سارا معاملہ لکھا ہے اور اسی میں یہ بیان کیا
والتی قرئت علی محمد علی ما حکم من ما ترک الھتنا عند اللہ تعالیٰ ذلک وکان حرفان القاہما الشیطان علی لسان رسول اللہ۔ ترجمہ کہا وہیں کہ محمد نادم ہوا اس سے کہ اس نے ذکر کیا تھا
دربارہ عزت بتوں ہمارے نزدیک خدا کے پس اس نے مٹا ان حروف کو ان حرفوں سے کہ ملا دیا
شیطان نے رسول کی زبان پر (صفحہ ۵۲ جلد ۳ معنی) اور صاف طور پر جس طرح کہ مدینہ
جا کر یہودیوں کی خاطر داری بیت المقدس کی طرف تقریباً ڈیڑھ برس سجدہ کرتے رہے اسی طرح
یہاں بتوں کی شفاعت درگاہ الٰہی میں مان لی۔ اور یہ کہنا مسلمانوں کا سراسر باطل ہے
کہ قریش بتوں کو معبود مانتے تھے بلکہ جس طرح مسلمان حجر الاسود و رکن یمانی وغیرہ کو شفیع مانتے ہیں اسی
طرح وہ بتوں کو شفیع جانتے ہیں جو معالم میں لکھا ہے و قالوا قد عرفنا ان اللہ یحیی و یمیت
و یخلق و یرزق ولکن الھتنا ھذہ تشفع لنا عندہ ترجمہ کہ خدا جلاتا اور مارتا ہے پیدا کرتا ہے
اور رزق دیتا ہے لیکن یہ ہمارے بت شفاعت کرتے ہیں ہمارے لئے خدا کے پاس (سطر ۱۰) پھر ہم آپ
کو ایک نئی بات سناتے ہیں کہ محمد صاحب سالہا سال پہلے کافر رہے اور تمام کام کفر کے کیا کرتے تھے۔
ملل و نحل میں لکھا ہے قال قوم من الخوارج یجوز ان یبعث اللہ تعالیٰ من کان کافرا قبل البعثۃ

وھو قول ابن فورک من الاشعریۃ لکن یزعم ان ھذا الجائز لم یقع وقال قوم من المسودۃ قد کان
محمد کافرا قبل البعثۃ و احتجوا بقولہ تعالیٰ ووجدک ضالا فھدیٰ (سورہ ضحیٰ) وقال برغوث
المتکلم وھو احد المجبرۃ لم یکن النبی مومنا باللہ قبل ان بعثہ لانہ تعالیٰ ما کنت تدری
الکتاب ولا الایمان و روی عن السدی فی قولہ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک قال
الوزر الشرک فانہ کان علی دین قومہ اربعین سنۃ۔

ترجمہ فرقہ از خوارج و ابن فورک از اہل سنت قائل شدہ اند باینکہ جائز است کہ حق تعالیٰ مبعوث
کند پیغمبر را کہ قبل از بعثت کافر بودہ باشد و قومے از حشویہ اہل سنت گفتہ اند کہ محمد مصطفیٰ
پیش از بعثت کافر بودہ این آیت را حجت گرفتہ اند ووجدک ضالا فھدیٰ کہ دلالت
بر گمراہی مخاطب کہ محمد است میکند و فرقہ مجبرہ معتزلہ گفتہ اند کہ محمد پیش از بعثت مسلمان نبود
بحجت این آیت کہ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی
اے محمد تو نمی دانستی کہ کتاب و ایمان چہ چیزاست و از سدی کہ از علماء اہل سنت است در تفسیر
این آیت ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک منقول است کہ مراد از وزر شرک است
زیرا کہ محمد چہل سال بر دین قوم خود بودہ است" (ترجیح البلاغت مطبوعہ ہند صفحہ ۲۲)
سورہ بنی اسرائیل میں ان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا
غیرہ واذا لاتخذوک خلیلا **ترجمہ** ہر آئینہ نزدیک بودند کہ بفریبند ترا از آنچہ
وحی فرستادیم بسوے تو تا بہ بندی بر ما غیر آن و آنگاہ دوست گرفتندے ترا۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں
وقت نزول آیت قصہ غرانیق دانستہ" معالم میں ہے قال سعید بن جبیر کان النبی یستلم
الحجر الاسود فمنعتہ قریش وقالوا لاندعک حتی تستلم بالھتنا و تمسھا فحدث نفسہ
ما علی ان افعل ذلک واللہ یعلم انی لھا کارہ۔ تفسیر حسینی میں ہے "گفتہ اند کہ قریش آنحضرت
گفتند کہ مگذاریم ترا کہ استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتان ما را و اگرچہ بتان نگس ما سد
آنحضرت را از غایت شوق کہ بطواف حرم داشت در خاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر
مس کنم و خدا میداند کہ من با بتان کارہ ام" ۔ جلد ۱ صفحہ ۳۹۶)
غرضیکہ ایسے ایسے خطور خاطر حضور میں اکثر گذرا کرتے تھے۔ اور ضرور ہے کہ گذریں وجہ
یہ کہ حجر الاسود کی شفاعت لات و منات کی شفاعت و شہادت سے افضل نہیں
دونو سنگ و بت پرستی ہیں اور دونوں کی تعلیم سے جہالت برستی ہے
اصل معاملہ یوں ہے کہ طبقہ اول کے مسلمان سارے کے سارے اسپر ایمان رکھتے تھے جوں جوں عقل کا
زمانہ آتا گیا تاویلیں ہونی شروع ہوئیں کسی نے اسکو سچ تو مانا اُسے منسوخ مانا اور محمد صاحب کے
دل میں شیطان کا ڈالنا یقین کرتا ہے۔ بعضوں نے محمد صاحب کی آواز میں شیطان کا
آواز ملاتا اور بعضوں نے شیطان کو بشکل محمد بن مسکل جانا ہے۔ یہ سب تاویلیں اور جھوٹی
دلیلیں ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے اور یہی بات مشہور آفاق کہ محمد صاحب نے تعریف
بتاں بپاس خاطر و رنس بیان فرمائی اور اصنام کی مدح سرائی اور شفاعت سب کے سامنے
زبان پر لائی ہے۔ پھر سورہ حج کی ما ارسلنا آیت سے اُسے منسوخ ٹھہرایا اور بہانہ
بنایا کہ نزغ شیطانی سے میں نے دھوکھا کھایا۔ دونوں آیات کا مضمون ایسا
ملتا اور ایک دوسرے کو مکمل بناتا ہے کہ کسی جاہل کو بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی
اور صاف تسلی ہو جاتی ہے کہ شیطان نے محمد صاحب سے بتوں کی تعریف کروائی اور آخر کو
شرمندگی دلائی۔ محمد صاحب محزون ہوئے اور سرنگون معترین گواہ ہیں اور محدثین
آگاہ۔ آسمان سے جبرئیل جیسے صحابی جلیل واپس آگئے۔ محققین نے شیطان کا نام
بتلایا جس نے حضرت کو جادۂ راستی سے بہلایا ہے اور آپ قادیانی نبی کے حواری ہو کر تو اس
سے انکاری ہوتے ہیں اور قصہ میں اکثر ابن ابی حاتم و طبری و ابن منذر و ابن ... و
ابو مسعود و موسیٰ بن عقبہ شہاب الدین و ابن عباس و عبد العزیز و عبد الحق و جلال الدین

یا تو فنے بار رکھے گئے۔ کیا ابھی تک مراد ہی سے ہو۔ خدا کو بھی سمجھو اور قرآن کی باطل تعلیم سے ہٹ کر وید مقدس پر ایمان لاؤ۔ اگر محمد صاحب سچے ریفارمر تھے تو انکو چاہئے تھا کہ یا تو سب اہل کتب صرف توحید کی وعظ کرتے۔ کسی کتاب کا ذکر ہی نہ کرتے اور اگر یہی منظور تھا تو صاف کہدیتے کہ میں تو سچی کتاب کے سرو موں حق کا نام وید ہے۔ اور میں اسی کے مطابق۔ مذہب عربی زبان میں سناتا ہوں۔ ان اولئک ... لیس ... رب العالمین فی ھدی لتکونن علی ... المرسلین لاریب فیہ ہدی للناس۔ فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون۔ والذین یومنون بما انزل من قبلک وبالآخرۃ ہم یوقنون اولئک علیٰ ھدی من ربہم و اولئک ھم المفلحون ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منھا شفاعۃ ولا یوخذ منھا عدل ولا ھم ینصرون۔ اگر ایسا کرتے تو دوسری ہدایت یا الہام کی ضرورت نہ رہتی اور نہ لمبی چوڑی عذر کی بات رہتی۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ انکی آنکھ کے سامنے موجود تھا۔ یہود۔ عیسائی۔ صابئین۔ توریت۔ انجیل۔ زبور۔ عرب اور اسکے بت پر اور انکو سنی سنائی نقلیں کا قرآن میں ذکر کیا اور انہیں کے حوالے دیئے۔ عیسیٰ و موسیٰ کی تقلید میں معجزہ کا دعویٰ کیا اور معراج کے بارے میں زردشت کی نقل کی۔ پس قرآن انکے اور انکے دوستوں کے حالات کا مجموعہ ہے الہامی نہیں ہے۔ ... جو کہ بہ مقدس قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔

صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ مولوی۔ ضرورت سوم دنیا میں ہمارے سادات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہوں نے بقدر امکان راستی اور راستبازی کو دنیا میں پھیلایا مگر انکے بعد اقتضائے ... اور جھوٹ تھے بلکہ ناسمجھ سپردوں نے ان کی پاک تعلیم میں باطنیوں کو ملا دیا۔ اور اس میں خلاف مچایا ہندؤں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ کبھی اوتاروں کچھ مچھ اور سور کے اشکال پر دنیا میں آتا اعتقاد کیا۔ عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے خاکسار بندے مسیح کو خدا یا خدا کا ازلی بیٹا یقین کیا بلکہ انہیں روح القدس کو اور مسیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ عیسائیوں نے عیسیٰ کو ملعون بنایا۔ یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہنچائی اور ابراہیم زندہ ہو کر سنکے سب بجانے کے وارث بنے۔ اور بعض نے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ سماج نے یہاں تک گرے کہ باری تعالیٰ ہمہ اوست سرب شکتی مان ذات کو اپنے پر قیاس کرکے کہدیا کہ باری تعالیٰ سے بھی بدوں مادہ کے کسی چیز کا بننا محال ہے اور ... کے قائل ہو کر ابدی نجات سے منکر ہو بیٹھے اسی غلطیوں کے بچانے کیلئے قرآن کی ضرورت ہے۔

آریہ۔ مسلک ہندو کی غلطی ہے کہ وہ پرماتما پر ہم کو برخلاف وید و شاستر اور آپ ... کے اوتاری مانتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ صاف یہ ہے کہ ہندوؤں نے غلطی سے جینیوں کے ملے پرانوں کو مان لیا جنمیں اوتار کا ذکر لکھا ہوا ہے۔ ویدوں کا کوئی قصور نہیں اور نہ انمیں اوتار کا مذکور ہے۔

یہودی توریت کی ستائی ہوئی ہیں کیونکہ انمیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہنچائی گئی ہے۔ لکھا ہے کہ موسیٰ کو پیٹھ دکھلائی ... کرنیکے واسطے خدا آسمان سے اترا۔ اور ... آدم کو باغ میں تلاش کرتا رہا۔ پس یہ یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ توریت کے الہام کا قصور ہے۔ انصاف کی بات ہے کہ توریت کا خدا تمام دنیا کا خدا نہیں وہ تو ابراہیم کا خدا۔ موسیٰ کا خدا۔ اسحاق کا خدا یعقوب کا خدا ہے۔ پس یہود ایسا ماننے سے مجبور ہیں جب توریت میں سب نبیوں کی بدچلنی مذکور ہے تو یہود بدچلن ہو کر مقرب کیوں نہیں۔

عیسائی انجیل کے سبب صداقت سے گمراہ ہوگئے۔ انہوں نے انجیل کو الہامی مان لیا۔ پس جو کچھ انہیں درج تھا وہ انہیں ضرور ماننا پڑا۔ چونکہ انجیل میں مسیح کو خدا۔ خدا کا ازلی بیٹا۔ انکو عبا لکھا ہوا ہے۔ اگر انجیل سچی ہے تو مسیح سے انکار کرنیوالا ابدی تک ملعون ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ انجیل الہامی نہیں اور خلاف علم و عقل کے خلاف کتاب کو الہام ماننے کا یہی برا نتیجہ ہے۔

اسی بلا میں مسلمان بھی مبتلا ہو گئے جسطرح ہندوں نے کچھ مچھ سور کو اوتار مانا اسیطرح آپکے صوفیوں نے کہا۔ گندا ہا۔ بلکہ سب جہاں کو خدا گردانتے۔ آپکے تمام علی اور بزرگ مولوی محی الدین عربی شیخ احمد سرہندی شمس تبریز بایزید بسطامی سرخیل عارفان حضرت حاجی [illegible] ہمہ اوست کے قائل ہیں اور تناسخ باری تعالیٰ کو اوتار ... وہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے کسطرح اچھے نہیں بلکہ برابر ہیں۔ قبر پرستی، تعزیہ پرستی اور پیر پرستی مسلمانوں میں عالمگیر ہے۔ بوجہ حق پرست لوگ خدا سے مانگتے ہیں یہ لوگ قبروں اور پیروں سے مانگتے ہیں۔ اگر ہندو اور عیسائی انکے حال سے متبرک ہیں تو یہ ان سے ہزار درجہ زیادہ کافر ہیں۔ جو کچھ ہندو انکو ابراہیم کی اولاد ہو سکتا ہے۔ وہی فخر سیدوں کو حضرت کی اولاد ہونیکا ہے اور اس گناہ میں سے زیادہ مجرم تمام دنیا کے مسلمان ہیں کیونکہ وہ درا محمد صاحب کی ساتھ انکی اولاد کی پرستش بھی کرتے ہیں اور انکا نام ورد کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی خدا کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہنچائی اور اس کی مثال دیکھ کر ... کی کھائی ہے۔

ثانی یہ ہے آریہ کی بابت جو کچھ آپنے بعض ... کی کے سبب دلی بخارات نکالے ہیں وہ ... باہم مربوط کے بیانات سے ظاہر کر دفعہ نہیں رکھتے ہیں۔ بدوں مادہ کے کسی کو پیدا کرنا علم و عقل۔ تجربہ اور قانون نیچر کے خلاف ہے۔ یہ محض بیہودہ پن اور اعرابیوں کی عقلمند بناموں ہے۔ کسی عقلمند نے یہ کبھی مانا اور نہ مانیگا۔ عقل کل خدا ایسا نہیں کہ جہالت کی تعلیم دے یا بیوقوفی سکھلائے۔ وید تمام دانائی کا مخزن ہے۔ قرآنی خدا کی طرح وید اس تیز ہو میں الٹ پھیر نہیں بیچا لکھے نا خواندہ استاد دیکھو سورہ جمعہ جس کی سارے کارخانہ الٰہی میں موجود ہوتا ... لکھنے والے ... آریہ لوگ کبھی نہیں مان سکتے۔ ایسے بیہودہ مسئلے اگر کسی کی الہامی کتاب میں ہوں وہم سے مسئلہ لود کنار اس کتاب سے ہی انکار کرتے ہیں۔

تناسخ ایک ضروری مسئلہ ہے اور تمام علم معقول اسکی بنیاد ہے۔ قدرت کے ہر ذرہ میں تناسخ نے قدم راسخ جمائے ہیں۔ دو تہائی دنیا اس وقت بھی تناسخ کی قائل ہے مسلمانوں میں تناسخیہ فرقہ موجود ہے۔ محمد صاحب بھی سوروں اور بندروں کی جونوں سے انکار نہ کر سکے۔ تمام فاضل مسلمان مجدد وقت امام زمان تناسخ کو مانتے ہیں۔ ہم ہر ایک چیز میں روزمرہ تناسخ کا ہونا آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں پس اگر تناسخ غلط ہے تو خدا کی خدائی کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور ایسے ضروری اور علمی مسئلہ سے انکار کرنا دوسرے لفظوں میں خدا سے انکار ہے۔ پس الہام قرآنی کی یہ تیسری ضرورت بھی محض معقول ہے وید مقدس کافی ہے۔

۲۳۔ مولوی۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے نبی آئے۔ اور انہوں نے الٰہی الہام سے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اور آخر کار لوگوں کی سابقہ بت پرستی یادوں کی محبت کے ساتھ ایسی ملی کہ ہادی بھی معبود مانے گئے۔ دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رامچندر جی و کرشن جی کہ مگر ہادی اسلام نے اس دعوت توحید کو اس طرح پورا کیا کہ اپنی عبودیت کو الٰہی توحید کا لازمی جزو قرار دیا۔ اور کھول کھول سنایا قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰہکم الٰہ واحد۔

آریہ۔ جسطرح مسیح اور موسیٰ نے اور سری رامچندر اور سری کرشن نے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اسیطرح محمد صاحب نے۔ مگر الہام کے نہ ہونے کے سبب سب کے پیرو غلطی کھا گئے چنانچہ ثبوت حسب ذیل ہے

مسیح کا قول۔ مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر خدا۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا بلکہ وہی جو باپ جو کہ آسمان پر ہے اسکی مرضی پر چلتا ہے

موسیٰ کا قول۔ تو خدا کی کوئی تصویر نہ بنا اسکے سوا کوئی تیرا دوسرا خدا نہ ہوگا

سری رامچندر جی کا قول۔ ... من کی شکتی طاقت کام نہیں کر سکتا میں آدمی ہوں خدا نہیں ہوں۔

سری کرشن جی کا قول اے ارجن تیرے اور میرے بہت جنم ہو چکے ہیں تو ایشور کی بھگتی کر۔ اوتار کا جاپ کر اسی کی بھگتی سے تیری مکتی ہوگی اور کسی کی پوجا سے تیری نجات نہیں ہو سکتی۔

محمد صاحب کا قول - الٰهكم اله واحد - لا نعبدون الا الله - مگر بعض کے پیروؤں اور معصوموں سے خود سخت غلطی ہوئی کہ ان سے سب پرستی انکی امت میں جاری ہو گئی - مسیح نے بڑے صاف لفظوں میں اپنے آپکو خدا اور خدا کا بیٹا کہا مگر وہ اُسے سجدہ کا مانع نہ ہوا - جس سبب سے وہ سارے کے سارے گمراہ ہو گئے -

موسیٰ نے خدا کو بڑی صفات سے یاد کیا - پچھتانا - دلگیر ہونا - نفاق ڈالنا - جہاد کا حکم لوگوں کا قتل چوری زبردستی کا حکم - بدکاری کی اجازت - آگ میں خدا کا دیدار - اور سوسنی زبان وغیرہ جس سبب سے قوم گمراہ ہو گئی -

راویوں کے معصوموں نے اوتار کا مسئلہ گھڑا - ہزار ڈیڑھ ہزار سال سے اُس کی بنیاد ہے جس سے وحدت ہیلا اور وجود خدا سے کا حال پیدا ہوا - تب سے ہی ایسے مسائل اختراع ہو - ورنہ گرنتھ اور رشی مجدد کی تعلیم اسکے مخالف ہے - اور خود وید کے بھی خلاف ہے -

محمد صاحب نے ہی عدم سے وجود کا کن فیکون کے مسئلے کے مطابق ہمہ اوست کی تعلیم دی جس سے اُنکے چیلوں نے بھی اُسکو خدا کہا ہے -

مولوی فریدالدین - احمد بے میم احد آمد بکار - سر مخفی مابو گفتم آشکار

شیخ حمید الدین - در عشق سایم زبہ محمد - خود بود کہ خود پیغمبری کرد

سید بلھے شاہ - مولا آدمی بن آیا - ہوہے ہر جوج کھیل رچایا

مولوی رومی - این جملہ جہان کہ مے آمد و مے رفت - ہر قرن کہ دیدی تا عاقبت آن شکل عرب شد

حدیث میں ہے - انا من نور الله (میں خدا کے نور سے ہوں) -

شیخ صدیقی - احمد کو ہمے جان کہا ہے وہی احد - مذہب کچھ اور ہو گا کسی بوالفضول کا

اسی طرح علاوہ لوگ مسلمان کہلانے رسول پر ایمان رکھنے مگر خدا کے اوتار کے قائل ہیں یہی حال بلوچستان کے ذاکر لوگوں کا ہے - محمد صاحب اگر مردوں کے علاوہ کا رواج کرتے تو قبر پرستی نہ ہوتی اور سب طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دیتے تو کعبہ پرستی نہ رہتی اور اگر سنگ اسود کو بھی توڑ دیتے تو پس بت پرستی کا خاتمہ ہو جاتا - مگر یہ نہ کیا اور یہی بلکہ اس سے زیادہ قصور اُن کا ہم سے ہوا - ہاں وید مقدس نے ازل ہی سے تمام مسائل مذہبی اور خصوصاً بت پرستی کا فیصلہ کر دیا - کہ مثل لحاف صاحب وید نے محض خوبی و عمدگی سے ویدنے ہر قسم کی بت پرستی کی تردید کی ہے - آجتک کسی دوسری کتاب سے نہیں ہو سکی - اور یہی سبب ہے کہ آریہ لوگ سب سے زیادہ ہر طرح کی بت پرستی کے مخالف ہیں -

تمام محقق فضلا کا بیان ہے کہ وید بت پرستی کے قطعی خلاف ہیں اور یہی سبب ہے کہ باوجود سوامی دیانند جی کے زبردست اعلانوں کے آجتک ایک منتر بھی مورتی پوجا یا اوتار کا ہندو وید سے نکال نہ سکے - (مفصل دیکھو مباحثہ چاندپور اور کاشی) جبکہ ایسی باوجود موجودگی الہامی مقدس وید کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں ہے -

۳۴ - مولوی صاحب - انبیاء کی وساطت اور اُنکے پیروؤں کی کوشش سے صداقتیں دنیا میں پھیلی ہیں مگر انکی قوم سے حفاظت نہ ہوئی - یا وہ لٹریچر یا زبان ہی مر گئی جس میں الہام ہوا تھا - یا کسی قوم اور مذہب میں پیدا نہ ہوئی کہ انہیں اپنے ہادی کے جانشین الہام اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور انکی تعلیمات کو مختلف تدابیر سے پھیلایا کریں - اُنکا آنا ہی موقوف ہو گیا - جیسے آریوں اور عیسائیوں میں اور اُنکے بعد یہودیوں پارسیوں وغیرہ میں شاہدہ کیا جاتا ہے - اور اس عدم الہام کی تفاسیر بھی ایسی مختصر ہو گئیں کہ حق کا باطل سے جدا کرنا محال ہوا - اور قومی التماس جبکہ الله کی طرف سے تائید ہوا اس قوم پیدا نہ ہوا تو الله تعالیٰ اور قوم کو جو صداقتیں اگر دنیا کی مختلف کتابوں الڈ ٹسٹمنٹ نیو ٹسٹمنٹ - سقراط کے ملفوظات - چاروں وید - ژند - دساتیر وغیرہ سے عربی - یونانی ویدک سنسکرت - عبری - کلدانی - چینی وغیرہ السنہ سے لیتی پڑتیں اور انہیں اُنکے مفسرین کے غلط خیالات کو الگ کرنا

پڑتا تو کیسا مشکل بلکہ محال کام ہوتا - الله تعالیٰ نے تمام تعلیمات کو قرآن میں بھی جمع کر دیا ہے اور ہمیں مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کی حاجت نہ رہی - انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

آریہ - عیسائیوں کی کوشش تو اب بھی تمام اہل مذاہب سے زیادہ ہیں جتنی زبانوں میں انجیل ترجمہ ہوئی ہے - قرآن کی تو کیا کسی کتاب کی بھی اسقدر اشاعت نہیں ہوئی - پس انجیل کی تعلیم مردود ہے اور نہ اُسکے سر دست - ہاں عربی زبان متروک ہے - ژند اوستا کا بھی یہی حال ہے اور اس خرابی کی جڑ وہی اسلامی طوفان ہے جس نے ایران کو برباد کیا مگر وید جی میں یہ بات کسی طرح موزوں نہیں - کیونکہ سنسکرت زبان مردہ نہیں ہے اور نہ اُسکی اشاعت عربی وغیرہ سے کم ہے - سنئے سنسکرت کی گرامر تمام زبانوں کی صرف و نحو سے بڑھکر اور بہتر ہے - ہمیں آریہ لوگ دیس یونانیوں اور موجودہ زمانہ کی تمام انسانی قوموں سے ہر طرح بڑھکر ہیں - فارسی - یونانی - لیٹن - جرمن وغیرہ سب اُسی سنسکرت سے نکلی ہیں - سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے - یونانی سے زیادہ کامل - لیٹن سے بڑھکر وسیع اور دونوں کی نسبت بہت مہذب ہے - سنسکرت کل زبانوں کی ماں اور تمام زبانوں کی مخرج ہے - پراچین آریہ لوگ ہندوستان سے مصر میں گئے اور یونان میں سب سے بڑے فلاسفروں نے موسیٰ سے لیکر فیثاغورث تک ہندی اور گیان حاصل کیا (دیکھو کتاب انڈیا اسٹڈیز بریت صفحہ ۹)

چین جاپان - مصر - یونان - روم - ایران وغیرہ سب وید کی روشنی پانی آریوں کی سنسکرت یورپ اور ایشیا امریکہ کی سب زبانوں کی جڑ ہے - اب بھی سنسکرت کی پبلکیں کسی زبان سے کم نہیں ہیں - اور نہ سنسکرت بولنے والے پنڈتوں کی تعداد تمام عرب کی آبادی سے کم ہے - بلکہ کئی کروڑ آدمی اب بھی سنسکرت میں بات چیت کرنے والے موجود ہیں - پس سنسکرت کا لٹریچر اور زبان مردہ نہیں ہے - اور نہ وید کسی طرح متروک ہونے کے لائق کیونکہ ویدوں کی نہایت نورانی تفسیریں چار براہمن اور دس اپنشد موجود ہیں - ویدوں کے محافظ وید پاٹھی بھی ہزاروں کی تعداد سے اوپر ہیں - اور مقدس لوگ اس زبان اور دھرم کے زندہ رکھنے کے واسطے مختلف اوقات میں مختلف تدابیر سے عمل کرتے رہے - اُنکا آنا موقوف نہیں ہوا - دیکھئے مہابھارت کے یُدھ کے بعد سے ہم اپنے تنزل کا آغاز جانتے ہیں - مانوں سمجھئے کہ جب سے غیر مذاہب دنیا میں پھیلنے شروع ہوئے تب سے کتنے ریفارمر ہوئے ہیں - اول بیاس جی - دوم جیمنی جی - سوم شنکر سوامی - چہارم کمارل آچارج - پنجم شنکر آچارج - ششم چانک منی - ہفتم یوگی گورکھ ناتھ - ہشتم بھرتری ہری - نہم رامانند - دہم جسونت - یازدہم نانک - دوازدہم دیانند سرسوتی - اور آیندہ بھی ہوتے جاوینگے - ہماری تحقیقات کے مطابق ان سب کا ویدک مت بچانے کا اور دلائل کا طریقہ جدا جدا تھا - نہیں کسی کا نئے مت چلانے کا مطلب - ورنہ اُنکا ویدک سوا کوئی اور مت تھا - اِن سب نے اپنے وقتوں میں بدھ اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ کیا - اور ویدک دھرم کے دانت کھٹے کئے - اور سب سے زیادہ مشکل کا سامنا سوامی دیانند جی کو ہوا - اسوقت ہندوؤں کی غلطیوں کے سوا ہمیں محمدیوں اور عیسائیوں کی خرابیوں کا بھی بدلہ کرنا پڑا - تمام الزامات متعلقہ وید کے رد کر کے جن جن لوگوں نے کچھ کچھ غلطی کی تھی - اُنکے خیالات صاف ظاہر کر کے ویدک دھرم کا دوبارہ پرکاش کیا - سنسکرت دوبارہ کا جلوہ نئے سر سے چمکایا اور حقانیت سے راجوں کو حیران کر دیا - چین - جاپان - روس - برہما - سیام اور انام - افغانستان - بلوچستان اور ایران - جلتی ماتا - امریکہ - یورپ اور آسٹریلیا کے باشندوں کو بھی مختلف قرآن کے شبہے میں لگنی ہے - ایسی ہی وید ہیں - اگر آپ کہیں کہ وید کی تفاسیر میں فرق ہے - تو یہی جواب ہمارا قرآن کی نسبت ہے - وید کے آریہ لوگ محافظ ہیں اور وید اُن کے دھرم کی پستک ہے - آپ کہتے ہیں کہ کوئی روحانی صداقت قرآن سے باہر نہیں - اور ہم کہتے ہیں کہ روحانی صداقت کا قرآن میں ذکر ہی نہیں - قرآن میں روح کا کہاں علم ہے قرآن میں تو بہ کہاں اور قرآن میں تزکیہ نفس کی ارشاد کہاں ہیں - دنیاوی عیش و عشرت کے سوا بہشت کے

جو مولویوں کے سوا قرآن میں کیا دھرا ہے۔ جو حرامی ہمہ اوست اور کعبہ پرستی اور قبر پرستی کے متعلق اور محمد پرستی کے سوا قرآن کی تعلیم سے پہلی۔ مثلاً گوشت خوری کثرت ازدواج۔ پردہ فروشی اور لونڈیوں اور لونڈے بازی کا سکھایا اور زنا وغیرہ کی مکروہ تعلیم کو جو قرآن نے جاری کیا ہے اور ایران و روم جیسی اسلامی سلطنتوں میں جبر و زور اور سود سے عملدرآمد ہے بڑی مشکل ہے اگر ہم لوگ دو سو برس تک کوشش کریں تب ان جڑ بو کا استیصال ہوگا۔ کیونکہ برائی کا پھیلانا آسان ہے مگر دور کرنا مشکل۔ ورنہ زہریلی تعلیم ملک اور قوم کو بگاڑ چکی ہے۔ قرآن کی سورۃ توبہ نے توبہ! توبہ! تعصب ڈبا دیا۔ جھوٹ۔ فریب۔ دھوکہ بازی اور جہاد کے واسطے جاہلوں کو دلیر بنا دیا۔ قرآن کی شیطانی کہانی نے مسلمانوں کو شرارت سکھانے کے واسطے کوئی ضرورت باقی نہیں رکھی۔ مولوی صاحب اگر انہیں باتوں کے واسطے قرآن کی ضرورت کہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ قرآن نے نہ تو کوئی روحانی تعلیم دی اور نہ کوئی سائنس کا سبق سکھلایا۔ اور نہ کوئی علمی مسئلہ حل کیا۔ بلکہ عرب کو بدستور سابق عرب یعنی گنوار ہی بنا دیا تا بدیگراں چہ رسد پس قرآن کی کوئی جز و ہمارے مولوی جی سمجھی ضرورت۔ صداقتیں راستبازیاں قرآن کریم سے پہلے بھی دنیا کی مختلف اقوام کے پاس موجود تھیں گو محرف اور مخلوط ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر پھر بھی وہ صداقتیں صرف وہی تھیں جن کی عوام کو حاجت تھی۔ علی العموم سابقہ کتب میں دعووں کے دلائل موجود نہ تھے۔ اگر کچھ ان دعووں کے دلائل بھی ہیں تو پہلی کتابوں میں کل آئینوں باطلہ مذاہب کی تردید میں مدلل گفتگو کا سامان بمقابلہ قرآن کے موجود نہ تھا بلکہ یوں کہئے کہ قرآن ایسی صداقتوں کی جامع کتاب نازل ہوا ہے جس کی صحبت کے سامنے کسی نئی اور پرانی لیکچر کو مقابلہ کی تاب نہیں سچ کہیں دفعہ سمت کے ایک ضروری مسئلہ نکاح پر عیسائیوں۔ سکھوں ہندوؤں سے سوال کیا کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت ہو۔ اس ممانعت پر کوئی خاص قول جناب مسیح کا یا انکے رسول یا انکی الہامی کتاب انجیل سے پیش کرو۔ گورو نانک جی کے گرنتھ صاحب سے بتاؤ۔ ویدک خاص شرتی سے یا سمرتی کے خاص الہاموں کے اقوال سے دکھاؤ۔ کسی نے بھی آجتک تو کوئی نشان بھی دکھایا جب ایسی ضروری مسائل پر بحث نہیں تو ہمارے کل روحانی ضرورتوں کو کیونکر یہ کتابیں پورا کرسکتی ہیں۔ اگر ایسے مسائل میں بیکار ذکر ایسے گزارے ہوں یا نیچرل اسٹ کو کچھ قاعدہ کام آیا ہے تو اپنی کتاب کے کامل ہونے کا دعویٰ مت کرو۔ غرض اگر صداقتوں کا ایک جا جمع ہونا اور انکا مدلل ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر ہے۔ اور ہے تو قرآن کریم کا نازل ہونا بھی ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ موجود ہو ایک ضروری مسئلہ ہے جس پر قرآن نے یہ دلیل دی ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ایک دوسرا مسئلہ ہے اس پر قرآن فرماتا ہے لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا اور قل لئن اجتمعت الانس والجن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ یاد رہے۔ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے اول ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو دوم یہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو قرآن میں ہر دو قسم میں سے کسی کا اختلاف نہیں اس تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی سر توڑ ترقی ہوئی مگر کچھ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہ ہوسکی۔ حال ہی میں اہل اسلام کو دکھلو کس قدر کمزور ضعیف ہیں مگر اپنی کتاب کے درس اسکی اصلی زبان میں کس قدر دیتے ہیں عیسائی۔ آریہ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھیں وہ منتر پڑھ کر مردہ اٹھاتے ہیں۔ عملی حالت پر نگاہ کرو۔ جو ہر کوئی اسلام میں شریک ہوا مسلمانوں کا بھائی بن گیا جماعت اسلام میں شریک کھانے پینے مصافحہ کا ہاتھ ملا بیٹھنے اٹھنے۔ قرآن پڑھنے میں قوم کا مساوی مستحق مسجدیں غرض ہر امر میں جماعت اسلام کے بادشاہ اسلام کا بھی اسلام میں ہم پلہ ہوں ہیں حرج میں ہنود عیسائیوں کے لئے عملی ممانعت کھانے میں انکی بحث کو ہم ذکر کرکے آریہ کے حالات کی تعلیم پوشیدہ ہی کرنا مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ آجتک ہنود نے نہ کسی غیر قوم کو ویدی بنایا اور نہ وید کو پڑھا کر اپنے سے بے تکلف آریہ کے حقوق میں کسکو مساوی حقدار کیا۔ ایسی ہی عملی اور علمی ضرورتوں کے پورا کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا جسے فرماتا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے۔

آریہ۔ بیشک جو کچھ صداقتیں قرآن میں ہیں وہ ساری کی ساری اس سے پہلی کتابوں میں موجود تھیں۔ جیسا کہ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں ثابت کردیا۔ پس قرآن کوئی نئی صداقت نہیں بتلاتا اور اپنی عدم ضرورت کو خود ہی آپکے منہ سے کہلواتا ہے بیشک یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ جس طرح قرآن میں صداقتیں اور بطالتیں مخلوط اور محرف ہیں اسی طرح توریت اور انجیل میں بھی ہیں مگر وید میں یہ حال ہرگز نہیں ہاں تمام راستبازیاں الہام کے نورانی جلوہ سے جلوہ گر ہیں۔ قرآن۔ توریت اور انجیل کی طرح کمی نہیں جیسے ویدک مسئلہ نکاح کا آپ نے ذکر کیا ہے سکھ کا جواب اجمال اور گرنتھ صاحب میں نہیں ہے لیکن وید مقدس میں صرف ہے۔ اجمال کی تو کمی ہے۔ لیکن گرنتھ صاحب کی نہیں کیونکہ تمام سکھ شادی غمی وغیرہ مسائل تمدن میں ویدک شریعت کے تابع ہیں انکی کوئی جدا شریعت نہیں ہے وجہ ظاہر ہے کہ انکا مذہب ویدک شاستر سے جدا نہیں۔ انکے پہلے اور بدلیک نانک جی نے کہا ہے۔

بید ہوئے سچیار ۔ پڑھیے گوڑھیں چار وچار ۔ بہاؤ بھگت کریج سداؤ ۔ تو نانک موکھ انتر پاؤ

پھر کہا ہے — چار کتابیں ہم نہیں مانیں ۔ نہ کہت ہی الہو بات کہاہیں

اور انکے آخری اور مدلل گورو گوبند سنگھ جی نے کہا ہے۔

دھرم وید مریاد جگ میں چلاؤں ۔ گئو گھات کا دوس جگ سے اٹھاؤں۔

پس سکھوں کی بابت اور انکے گرنتھ صاحب کی بابت آپکا اعتراض محض فضول ہے۔

باقی رہا آپکا یہ کہنا کہ ہم نے ہندوؤں سے سوال کیا کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت اس ممانعت پر کوئی ویدک خاص شرتی یا سمرتی کے خاص الہاموں کے اقوال سے دکھاؤ مگر کسی نے بھی آجتک تو کوئی نشان نہ بتلایا۔ یہ آپکا سخت مغالطہ اور پرلے درجہ کا دھوکا ہے یا کسی ناواقف کو سچے دھرم سے پھسلانا آپکا ارادہ ہے۔ حضرت حکیم صاحب اپنی جی کے قاعدے کے سیاہ کرنے سے پہلے ذرا جموں میں پنڈت گنیش شاستری جی سے پوچھ لیتے یا کشمیر میں پنڈت دامودر شاستری جی سے سوال کرتے یا پنڈت گوکل چند جی سے ہی دریافت فرماتے۔ اگر یہ صاحبان نہ فرماتے تب البتہ ہم آپکے قول کو سچا مانتے۔ مگر یہ ناممکن تھا کیونکہ وید اور سمرتی میں صاف طور پر اسکا فیصلہ موجود ہے۔ دیکھئے منو جی نے لکھا ہے۔

असपिण्डा च यामातुर सगोत्रा च यापितुः सा प्रशस्ता
द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने ॥ ३ श० ५

ترجمہ۔ جو ماتا کے سپنڈ (سات پیڑھی) اور پتا کے گوتر میں نہ ہو اُسکے ساتھ وید دھرم کے ماننے والوں کو شادی کرنی چاہئے۔ اور اسی دھرم شاستر کے حکم پر عموماً تمام آریوں کا عملدرآمد ہے نروکت کار نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

दुहिता दुर्हिता दूरेहिता भवतीति ॥ निरु० ३ - ४

کہ لڑکی کا نام دوہتا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ جسکی شادی نزدیک کے رشتہ داروں اور قریب کے شہروں میں نہ ہونی چاہئے۔ بلکہ اُن آدمیوں میں جو نہ رشتہ دار ہوں اور نہ قریب رہنے والے ہوں۔

ओम् सम्राज्ञी श्वशुरे भव सम्राज्ञी श्वश्र्वां भव। ननान्दरि सम्राज्ञी भव सम्राज्ञी अधि देवृषु ॥
ऋगवेद अष्ट० ८ अध्या० ३ ॥

ترجمہ (شادی کے وقت میں دلہن کو دولہا کہے) اے دلہن میرا پتا جو کہ تیرا سسر ہے اسکی عزت کر اور راجا کی رانی کے سمان بیش بہا برتاؤ کر ہو میری ماتا جو کہ تیری ساس ہے انہیں پریم بھگت ہو کر اُس کی آگیا مان۔ میری بہن جو تیری نند ہے اُس سے بھی پریم سے پیش آ

مرتا گیا کر۔ مرا بھائی جو نزادو یا ستت کے زن سے بھی ہمبستر ہو کر ادھکار ہو کر ارنجات سے گئے والوں سے سر بچاؤ چھوڑ کر خوش سلوکی سے برت۔

مسئلہ صاف مطلب یہ ہے کہ ماں اور بھائی تا او بہن سے باہمی رشتہ داری نہیں ہو سکتی یعنے اپنے خاندان میں بیاہ ہمدہ نہیں ہو سکتا جس کی تسریح اگلی بتیی ملہم کلام ربانی نے اس طرح کی ہے۔ کہ ماتا کی چھ پشت اور پتا کی گوت میں شادی نہ ہونی چاہئے۔ اور اسی کے مطابق آجتک تمام آریہ ورت میں عملدرآمد ہوتا ہے۔

تمام براہمو سماجی یا نیچرل اسٹ لوگ اِسی وید مقدس کے ارشاد کے مطابق جو کہ حقیقت لا آف نیچر ہے عملدرآمد کرتے ہیں یہی قدرتی حکم سچے مالک نے دنیا کے ابتدا میں مقدس رشیوں کے آتما میں پرکاش کیا۔ اسواسطے ہم کو وید کے کامل ہونیکا دعوے ہے۔ مگر قرآن کا بیان بالکل علم حکمت کے خلاف اعرابیت کا نشان ہے۔ جس نے انسانی شرافت کو دھبہ لگایا۔ اور حیوانیت میں ملا دیا ہے۔

سورۃ النساء حرمت علیکم امہاتکم الخ حرام کی ہیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری۔ بیٹیاں تمہاری۔ بہنیں تمہاری۔ پھوپھیاں تمہاری۔ ماسیاں تمہاری۔ اور بھائی اور بہن کی لڑکیاں جن سے تم نے وطی کی ہے۔ اور اگر وطی نہیں کی ہے تو گناہ نہیں ہے اور تمہارے بیٹے کی عورت مگر وہ بیٹا جو تمہاری پشت سے ہے۔ اور دو بہنوں سے نکاح مگر جو گزر گیا وہ معاف ہے کیونکہ خدا بخشنے والا ہے۔ اور حرام کی گئی اوپر تمہارے شوہر والی عورتیں مگر جو تم لوٹ میں لائے وہ حلال ہیں اگر شوہر دار بھی ہوں۔

قرآن کے اس بیان پر ڈاکٹر ولسن صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی انکی چچیری بہنوں یا اسی طرح کے دوسرے رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی رشتہ داروں میں شادیاں ہوتی ہیں۔ زن و شوہر باہم طوطہ لیب میں ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور اسوجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو کتاب موجودہ حالات ایران)

اِسی طرح ڈاکٹر غلام نبی صاحب اپنی جنتری میں لکھتے ہیں "قریب کے رشتہ داروں کی جراثیم اولاد پر" ڈاکٹر و نکا تجربہ ہے کہ قریب کے رشتہ میں شادی ہونے سے جو اولاد ہوتی ہے وہ کمزور دائم المریض ہوتی ہے۔ اور جو مرض اُس خاندان میں ہے وہ بچہ میں زیادتی کیساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ولسن نے تحقیقات کر کے باہمی رشتہ کرنے والوں کے بچوں کا حال یوں لکھا ہے۔ ۵۰۰ خاندان جنمیں چچازاد بھائی بہن میں شادی ہوئی۔ اور ۲۷۰۰ بچے پیدا ہوئے جمیں سے ۲۴ مر گئے ۱۵۷ قبل از مرگ مرے ۱۳۲۹ ملکہ نصف سے زیادہ دائم المریض ۱۷۱ گونگے وبہرے ۳۰۵ نابینا ۲۲۱ بیوقوف ۴۲ پاگل ۲۹ کوتھہ ۱۱۳۵ بد شکل ہوئے۔

(جنتری ڈاکٹر غلام نبی صاحب ۱۸۹۴ء)

اِس قرآن کی غلطی کا اب لوگوں کو علاج کرنا پڑا۔ سب جانتے ہیں کہ باپ اور اس کے بھائی دونو باپ کی جگہ ہیں۔ اور اسیطرح باپکے رشتہ دار ہیں جیسے ماں کی بہن ہے ایسے ہی چاچا اور تایا اور پھوپھی کی بیٹیاں بہنیں ہیں۔ باپ اور اُسکے بھائی بہنوں نے اکٹھا دودھ پیا ہے جس طرح ہم اور ہمارے بھائی بہنوں نے یکجا دودھ پیا ہے۔ جب دختران خواہر و دختران برادر حرام ہیں تو دختران چچا تاؤ و پھوپھی کی کیوں حرام نہیں۔ غالباً محمد صاحب کو یاد نہیں رہا۔ مارے لعرس موسیٰ کے چہل روزہ اقرار کیطرح بھول ہو گئی اور یہی غلطی اسلامی ورثہ کی لڑکیوں کی بابت ہے۔ جن کی خرابیاں جو قریبی رشتہ دار ہونے کے سبب آئندہ اولاد میں پیدا ہوتی ہیں تمام مذہب محمدی انکا شکار ہو رہا ہے۔ یہی مطلب وید کے ایک منتر اور منو کے ایک شلوک میں بیان کر دیا۔ وہ قرآن سے کئی آیتوں میں بھی ادا نہ ہو سکا اور وہ نقص تاحال موجود ہے۔

آپنے جو قرآن کے رُو سے خدا کی ہستی پر دلیل دی۔ اُسکا طریقہ اچھا مگر دلیل ناکارہ ہے۔ کیونکہ اُس سے دلیل پیش کرنے والے کی جہالت ظاہر ہوتی ہے حضرت آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ اُسکے دروازے ہیں اور نہ سورج اور چاند اسکے ستون ہیں۔ اور نہ سُرخ رنگ کرایا۔ علم و عقل کے خلاف باتیں۔ ناواقفوں کو ہنسانے والی باتیں ہیں۔ سنیئے پرماتما پر برہم کی ہستی اور اُسکے ثبوت میں وید مقدس نے کیا اعلیٰ درجہ کی دلیل دی ہے۔

رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸۔

ऋतं च सत्यं चाभीद्धात्तपसोऽध्यजायत।
ततो रात्र्यजायत ततः समुद्रो अर्णवः॥१॥
समुद्रादर्णवादधि संवत्सरो अजायत। अहोरात्रा
णि विदधद्विश्वस्य मिषतो वशी॥२॥
सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत्। दिवं च
पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः॥३॥४८॥

مطلب۔ پرمیشر سرب شکتیمان (قادر مطلق) مخلوقات کے بنانیوالے نے دنیا کے اصول اور اُسکے موافق حکمت اپنے گیان کی طاقت سے پیدا کئے۔ جو حرکت کہ پہلے اجتہ (وسیہا) دہ رہنے کے قابل حالت میں تھا جبکہ اُس نے حرکت ڈالی جس سے رجس پانی وغیرہ نمودار ہوئے اور اُنکے بعد باقاعدہ حرکت سیاروں اور ستاروں میں پیدا ہوئی۔ جن سے دن رات صورت وغیرہ کا ظہور ہوا۔ غرضیکہ جس طرح پرمیشور نے گذشتہ کلپ میں سورج اور چاند بنائے تھے جس سے دن اور رات ظہور میں آئے اور روس اور غیر روس کروں کا ظہور کیا تھا ویسا ہی اب بھی کیا (بلکہ ہم انہیں کام کر سکیں) ملکہ ہوکس وعام بھی ہمارے لئے بنایا۔

خدا اکسواسطے خود ہی انصاف کیجئے کہ قرآن کی اس ناکارہ دلیل سے کتنی زبردست اور واضح دلیل ہے۔ ابتدا ہی سے لاشریک ہونے کی بات بھی غور طلب ہے۔ یہاں بھی اول تو وہی آسمانی غلطی موجود ہے۔ دوم یہ دلیل بالکل ناکارہ ہے آپ کہتے ہیں اگر زمین و آسمان کے درمیان ایک اللہ کے سوا کئی اور بھی معبود ہو جاویں تو یہ دونوں خراب ہو جاویں کیونکہ حالت وہم پرستی۔ نفاق۔ شرارت۔ بت پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتوں سے اس آبادی میں ویرانی کا آجانا ضرور ہے "زمین وغیرہ سب خراب ہو جاوینگی تو کیا یہ کئی معبود ہونے کا باعث ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر خراب ہو جاوینگے یہ معنے ہیں کہ ابھی خراب ہو جاویں تو بھی غلطی ہے۔ کیونکہ کوئی باطل معبود زمین و آسمان کو خراب نہیں کر سکتے۔ اور اگر خراب کریں تو قرآنی خدا کی کمزوری ظاہر ہو۔ جیسا کہ معاملہ شیطان میں سکت فاش کھا چکا ہے۔ اور جو بت پرستی جہالت وغیرہ کا یکبارگی نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ آئینہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قبر پرستوں یا سنگ اسود پرستوں کا ہو گیا ہے ؎

سنگ اسود بوسہ سے دل بھی کالا ہو گیا — خوب نور حق سے میں بہرے اور کالا ہو گیا

اور اگر کوئی جہالت کا بازار دیکھنا چاہئے تو عرب کی سیر کرے یا افغانستان میں پھرے تاکہ مولویصاحب کی تصدیق ہو۔ چونکہ یہ آباد دنیا ہر دو ویران ہوگی۔ ہر کوئی انصاف سے لازم آتا ہے یہ دلیل محض ناکارہ ہے۔ مگر وید مقدس میں جو اس بارہ میں ارشاد ہے۔ وہ اہل عقل کو غور کرنے کے لایق ہے۔

دیکھو یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴

हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे
भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्। स दाधार पृथिवीं
द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥४॥

ترجمہ: "جبکہ منوا جو سرشٹی (یعنی پیدائش) ہوئی تو سب سے پہلے سورج وغیرہ تیج والے گروہ تھا اور جسمی سمان آدھار ہے اور جو کچھ پیدا ہوا تھا اور ہوگا۔ اُسکا سوامی تھا۔ ہے اور ہوگا۔ وہ پرتھوی سے لیکر سورج لوک تک سب سنسار کو بنا کے دھارن کر رہا ہے۔ اُس سکھ سوروپ پرماتما کی بھگتی کیا کرو"۔

قرآن کے الہام ہونے کی بابت جو آپنے اندیشہ فرمایا ہے۔ انمیں سے ایک نقص الف لام میم کے دو تا جن والی حکایت کا خلاصہ ہے کیونکہ ایسی باتوں پر تو نیچریوں نے اعتراض کو اعتبار ہوگا۔ اب وحشی کا زمانہ ہے جس بھوت دیو پری کوئی مذہبی مان نہیں سکتا ہے۔ اور قرآن میں صدہا اختلاف بھی ہیں۔ جو ہم ایک علیحدہ رسالہ میں شائع کرینگے۔ لیکن یہ دلائل بدانہ باطل ہیں۔ ہاں مقدس ویدوں کے الہام کی نسبت کئی جگہ شہادت دی ہے جنمیں سے ایک یہ ہے۔

یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۷۔

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत ॥ ७ ॥

ترجمہ: اُسی یگیہ سوروپ پرماتما سے سب دو پاؤں کے ستکار رگوید یجروید سام وید اور اتھرووید ظہور میں آئے"۔

ہاں یہ بات مسلمانوں کی عمدہ ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتاب کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں مگر ایسے ہزار درجہ بہتر جب آریوں کی اصلی حالت تھی تب تھا۔ مگر جو آپکے ہی بھائی ہیں اس کی تردید بھی ہوتی ہے چنانچہ صفحہ ۲۲ پر آپنے لکھا ہے "مسلمانوں تمنے اپنی کتاب کو طاق نسیاں پر رکھدیا۔ جسکا قول تم پڑھا کہ تمہارے کئی فرقہ ہوگئے"۔ اب بتلائے حکیم صاحب وہ پہلا قول سچا یا دوسرا کیونکہ فرقوں کا آغاز اوائل اسلام سے ہے۔ گویا اسلام ہیوٹ کا توام بھائی ہے۔

حضرت سوامی دیانند جی کی ۱۸ سالہ کوشش سے سنسکرت اور ویدوں کا پرچار ہوا اُس سے ہمیں آئندہ کیواسطے بہت عمدہ مبارک آثار نظر آتے ہیں۔ بیشک پارسی مذہب اسلام کے جور و ظلم سے تباہی میں آگیا۔ مگر یہی حال ایک دن اسلام کا ہوگا۔ جیساکہ ایک فاضل مسلمان کا قول ہے۔ "اگر ایک اور صدی غیر متوقع اور عجیب سبب پیدا نہ ہوجاتا تو غالب ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قایم ہوجاتی اور مسلمان بادشاہ کی جگہ مہاراجہ حکومت کرتا۔ ہندوستان میں جو ہمارا وجود قایم ہے۔ وہ انگریزی عملداری کی وجہ سے ہے۔ ہندو اور مسلمانوں میں سانپ اور نیولے کی نسبت ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں پر سخت ظلم ہوتا اور محمدی مذہب زد میں آتا۔ اور آخرکار ہندوستان میں مسلمانوں اور اسلام کے نشانات ہی باقی رہجاتے۔ مگر تقدیر نے تو اور ہی کچھ لکھ رکھا تھا۔ اِس صدی کے اوائل میں انگریزوں نے مرہٹوں کو پامال کر دیا اور ہندوستان کی سلطنت اُنکے قبضہ میں چلی گئی اور اگرچہ حکومت ہم لوگوں کے ہاتھ میں باقی نہیں رہی مگر ہمارا وجود اور ہمارا مذہب تو باقی رہ گیا"۔ (دیکھو حصہ اول صفحہ ۲۳)

اب جہالت کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔ بیشک عیسائی ایسا ہی کرتے ہیں مگر محمدیوں کی یہ بات تعریف کے لائق نہیں کہ بیاہ شادی کیواسطے لوگوں کو مسلمان بنالینا یہ تو شہوت پرستی کا حال ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک ایک بھی ہندو شاستر پڑھا ہوا آدمی مسلمان نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ اور جو چوہڑے چمار مسلمان ہو جاتے ہیں اُنکو تو کوئی سید یا شریف مغل وغیرہ اپنی بیٹی نہیں دیتا اور نہ کھانے میں شریک کرتا اور نہ ہاتھ ملاتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان بہتروں سے ایسا ہی پرہیز کرتے ہیں جیسا ہم لوگ [illegible] کیونکہ اسلام سے انکو کوئی دنیاوی فائدہ نہ ہوا۔ آپ جاہل [illegible] اسلام کے تابع [illegible] کو اوپر سے قلعی کرا بازی کر دکھلاتے ہیں اور بہکاتے ہیں۔ مگر ہم ایک پروفیسر فاضل کی شہادت سے بتلاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر اپنے لکچر میں فرماتے ہیں "یہ بات بھی کچھ کم مسلمانوں کی تباہی کی باعث نہیں ہوئی کہ کبھی مسلمان ایک قوم نہ ہوئی اور متحد المذہب والوں نے کبھی اپنے تئیں ایک مجموعہ آزاد قوم نہ بنایا اور حقیقت میں کے لفظ کا اطلاق کسی ملک کسی زمانے کے مسلمانوں پر کبھی نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کیا۔ اپنی قومی آزادی کیلئے وہ متحد نہ ہوئے جتنے خود مختار بادشاہوں وغیرہ محدود اختیارات کی روک تھام ہوئی۔ اور مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے ایکدوسرے کی شریک ہوئے۔ ذرا تاریخ ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جسقدر جنگیں ہوئیں کوئی بھی حقوق اور آزادی کے حاصل کرنیکے لئے ہوئیں۔ جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ یا تو مذہبی تعصب یا کسی ذاتی یا قومی عداوت کی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ مگر ہر جانب میں نتیجہ واحد تھا۔ کہ کسی ایک خاندان کے لئے حکومت حاصل کرنے کی غرض سے جنگ ہوئی اور فاتح نے مفتوح کے ساتھ ہمیشہ انتقام میں ہی برتاؤ بے رحمانہ ظالمانہ کیا۔ جو جو اُسکے ساتھ مفتوح نے ایک زمانہ میں کیا تھا کسی صورت میں بھی کہیں یہ بات پائی نہیں جاتی کہ قوم نے ایکدل ہوکر اپنے حقوق اور اپنی آزادی کے حاصل کرنے کی فکر کی ہو"۔ (صفحہ ۴۶ دیکھو)

"مسلمانوں کی مختلف قوموں میں اگر کوئی خیال عام ہے تو وہ مذہب ہے۔ اگرچہ یہ سب مسلمان ہیں۔ اور جو دیکھا ہزار برس گزرچکے۔ مگر قومیت کے لحاظ سے عرب عرب ہیں ترک ترک ہیں تاتاری تاتاری ہیں ایرانی ایرانی۔ افغان افغان اور مغل مغل ایک کو دوسرے کے ساتھ کچھ ہمدردی نہیں"۔ (صفحہ ۴۸)

"مسلمانوں میں اختلاف کا پیدا ہونا اور مسلمانوں کے متفرق فرقے ہوجانا بھی ہمارے زوال کے بڑے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے اور انمیں سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے۔ جسکا بیج ابتدا کے زمانہ میں خلافت اور امامت کا جھگڑا اُسکا سبب ہوا۔ جن مسلمانوں کی تعریف میں خدانے فرمایا فاصبحتم بنعمته اخوانا کہ خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے۔ ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے۔ اور کافروں کو چھوڑ اپنے آپسمیں لڑنے لگے۔ حقیقت میں بغض اور عناد کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانوں کے دل میں پڑا وہ بڑے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا۔ جسنے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائیں۔ اسلام کی مضبوط بنیاد کو ہلادیا غیروں کے حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنیکی جرأت دلائی۔ باہمی محبت اور اختلاط اور ہمدردی کا نام نہ رکھا۔ اِس سے مسلمانوں کے باہمی سلطنت اور ریاست ہی کی لڑائیاں نہ ہوئیں بلکہ اِسکا نہایت بُرا اثر ہر قبیلے اور ہر خاندان بلکہ ہر گھر میں پہونچا اور نہایت افسوس ہے۔ وہ اب تک موجود ہے۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھہرا بلکہ دوسری شکل اور دوسرے رنگ میں جلوہ دکھانے لگا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں اور خفیف سے خفیف مسئلوں میں ایسا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت ہی کہیں نظر نہیں آتی۔ اور اختلاف اور جھگڑوں کے سوائے اتحاد کا نام و نشان تک کہیں نہیں پایا جاتا۔ ساری اسلامی زمین میں کہیں مجموعی قوت کا سایہ تک نظر نہیں پڑتا۔ حالانکہ دین ہی سے اتفاق پیدا کیا تھا۔ اور یہی وہ بڑی نعمت تھی جو خدانے ہمکو دی تھی اور یہی وہ بڑا احسان ہے۔ جو ابتدا میں اُسنے ہم پر کیا تھا۔ جسکو اُن نتاکر فرماتا ہے۔

الف بين قلوبهم لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت خدا نے ہمسے لے لی اور ہمکو اختلاف اور جھگڑوں کے زور سا دوں میں الگ کرکے دنیا کا تماشا دکھانا ہے۔ ملکوں کو جانے دیجئے سلطنتوں کا ذکر نہ کیجئے صوبوں اور شہروں پر خاک ڈالئے کوئی دو خاندان دو گھر دو دل مسلمانوں کے ایسے بتا دیجئے کہ اُنمیں اتفاق ہو"۔ (صفحہ ۴۳ و ۴۴)

گو کہ یہی آفت مسلمانوں پر آئی ہے جس کی بنا خود مسلمانوں کے نفاق پر ہی ہوئی۔

کبھی میرا سوال کی غلطی ثابت ہو جاوے تب میرے پیارے نوجوان عزیز نے کہا ہم نجات کے طالب ہیں ایک انسان ضعیف ہے غلطی سے محفوظ نہیں۔ ایک طرف محمد صاحب ہمیں بلا رہے ہیں اِدھر آؤ میں یقیناً تمہیں نجات تک پہنچا دونگا۔ دوسری طرف آپ کہتے ہیں۔ اِدھر آؤ۔ سارا میں ہی پہنچا دوں۔ بتا دو کس کے پیچھے چلیں اسپر اگنی ہوتری صاحب نے فرمایا۔ تب منکر اسلام لگا نعلین جھاڑنے اور اللہ ظالم بدکار کو منزل مقصود تک نہیں پہنچایا۔ غرض جب ان اسباب کا ذکر ہو رہا ہے میرا مطلب یہی ہے کہ انسان کو یعنی آرام دہ معاش۔ بہشت کے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب ہم قدرت۔ ہمہ فضل۔ ہمہ طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے پھر جو کچھ ایک ملک میں الہام سے سکھایا ممکن ہے کہ دوسرے ملک میں اُس الہامی تعلیم کا ذریعہ کھلے۔ اِس لئے دوسری قوموں میں اللہ تعالیٰ ملہم بھیجتا ہے۔

جب ایک ملہم کی ہدایت و تعلیمات کے پھیلاؤ میں ظاہری یا باطنی یا دونو صورت میں کچھ رہ کمزوری ہو گئی۔ اور اسکا پورا اثر اس کے تلامذہ یا قوم یا ملک تک بھی السا نہ ہوا۔ جسکے بعد قوم کا عذر رہ گیا۔ تو اور ایک شخص اُس عہد پر مختار کیا گیا۔ غور کرو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی بابت کیسی کمزور ثابت ہوئی۔ حیات کے تیس برس کے حواری مسیح کو ملعون کہہ بیٹھے اور کچھ یہودا اسکریوطی نے سلوک کیا وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ اور جو کچھ روحانیت آپکی تعلیم سے آپکی قوم کو حاصل ہے۔ معلوم۔ سو حضرت سیدنا مسیح کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان ہے۔ اِس سے کہا دولتمند کا اُس بادشاہت میں داخل ہونا (متی $\frac{19}{24}$) اور یورپ و امریکہ کی دنیاداری۔

وید و اپنے متبرک و اُن اگنی گرو کہتے ہیں آپکی نسبت کوئی شہادت نہیں دے سکتا کون کہے۔ کہ انکے رہنے والے کہیں۔ کیسے حال چلن کے تھے۔ اور یہ کہ اُنکو آگ کر ملہم کہے اور وید سچے الہامات ہیں۔ تو کس قدر وید کا اثر دنیا میں پھیلایا ہے اُنکے جانشین اور جانشینوں کے تعلیم یافتہ سوامی جی۔ آریہ قریباً دو ہزار برس گزرے ہیں کہ وید نے دنیا میں تھوڑا پایا۔ اور اِس عرصہ میں وید کے اتباع میں کسی نے اُنکا صحیح ترجمہ بھی نہ کر دکھایا۔ سروست کیا لیت لوگوں سے کئی احفاء کرتے ہیں رہی یہ بات کہ وید وں پر عملدرآمد۔ یا۔ سو آریہ کا حال یہی بتاتا ہے کہ کس قدر وید پر عمل کرتے ہیں

غرض جب کسی نبی کی تعلیم نے۔ سا برا بیا ہوئی اور نہ پھیلا تو اللہ جلشانہ کے فضل سے ایک ایسا آدمی وسائیر ظاہر ہوا جسنے اِن تعلیمات کو پھیلایا۔ اسلئے کہ جس طرح عرب شام۔ مصر روم اور ہندوستان وغیرہ بلا واسطہ یا بالواسطہ حجت قائم ہو گئی اسطرح تمام دنیا پر حجت قائم ہو گئی۔

آریہ۔ آپکے بیانکے جواب کو ہم جان گئے۔ یہ وہی آوارہ گرد ٹھگا کر اس نام سے ہمارا ہی لڑکا ہے جسکو آپنے ورغلا اور پھسلا کر گمراہ کر دیا۔ آپکے وعدے جھوٹے بھروسہ مسلمان ہوا۔ ہم کو سب معلوم ہے بلکہ آپکے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ہمارے پاس ابھی تک موجود ہے۔

آپنے افسوس کا اور سوامی جی کا ایک قصہ لکھ مارا۔ مگر اگنی ہوتری جانتے اور آپ تحقیق پر رجوع پر گرد راوی ہم دونوں کو سادہ ہی جانتے ہیں۔ البتہ اس کہانی کے عوض ایک لطیفہ سناتے ہیں۔

لطیفہ ایک دن اکبر بادشاہ نے بصلاح مسلمان ارکین دربار کے بیربر کو حکم دیا کہ دین اسلام محمدی پر مسلمان ہو جا۔ بیربر نے کہا کہ حضرت سلامت دین کا معاملہ ہے سوچ سمجھ کر جواب دونگا چند روز کے بعد ایک دن بادشاہ کی ساتھ شہر کی گشت کو روانہ ہوا۔ پہلے ایک مولوی اہل سنت جماعت کے پاس گئے۔ بادشاہ کو باہر کھڑا کر دیا کہ آپ ہماری گفتگو کو سنتے رہنا۔ خود اندر گیا۔ مولوی سے معمولی تعظیم و تکریم کے بعد اثنائے گفتگو میں پوچھا کہ مجھے بادشاہ نے مسلمان ہونے کا حکم دیا ہے۔ اسلئے میں آپسے صلاح لینے آیا ہوں کہ میں سنی مسلمان بنوں یا شیعہ۔ مولوی نے فرمایا۔ بیربر صاحب اگر آپنے مسلمان ہونا ہو تو سنی مسلمان ہونا ورنہ شیعہ کا وجود آپکا ہندو رہنا ہی

اچھا ہے۔ پھر وہاں سے چلے آئے۔ بادشاہ کو ساتھ لیکر شیعہ مولوی صاحب کے پاس گئے۔ جب اُس سے بیربر نے اپنے مسلمان ہونیکا ارادہ ظاہر کیا اور صلاح پوچھی تب مولوی صاحب نے فرمایا بیربر جی اگر آپ مسلمان ہوتے ہیں تو شیعہ پاک میں داخل ہونا ورنہ سُنی ناصبی ہونے سے آپ ہندو ہی رہو تو بدرجہ بہتر ہو۔ باہر آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضرت سلامت آپنے سُن لیا۔ بموجب دونو کی شہادت کے میرا ہندو رہنا اچھا ہے۔ بادشاہ لاجواب ہو گئے آپنے مسیح کے چیلوں کا اُس کی ہدایت سے انکار تو لکھا مگر اپنے گھر کی طرف بالکل بیان نہ کیا مسلمانوں کے بہتر فرقہ ہونیکا سبب حضرت کی ناقص تعلیم ہے۔ اور حدیثوں کی باہمی گڑبڑ۔ آیات قرآنی کا اختلاف اور ناسخ منسوخ ہونا خود حضرت کے نواسے بلکہ محمت جگر فرزند العین حسن و حسین کو صحابہ کے بچوں نے قتل کیا۔ معاویہ اور علیؓ داماد رسول کا جنگ۔ حضرت کی آخری حیات اور ناکامیابی وفات کیساتھ ہی اکثر اہل عرب کا مرتد ہو جانا اور اسلام سے ہاتھ اُٹھانا ناقص تعلیم کا باعث ہے۔

جواز گوشت خوری پر مولوی صاحب کی سینہ زوری

۱۷۔ **مولوی** بعض صوبہ کے اعتراض اعتراضوں کا مدار ان چند وجوہ پر ہے۔ پہلی وجہ جانوروں کا ذبح کرنا باریتعالیٰ کی صفت کا منشا نہیں ہے۔ جواب صفت اللہ کا وجود ہے

ذبح کرنا بھی چونکہ ضروری امر ہے حکموں سے خالی نہیں وہ بھی

بھی سالک وبعد یاسکی قدرتی صفت کا ابطال کرتے ہیں۔ بحیثیہ مرکبات میں تغیر ہوا کرتا ہے۔ اور کسی آن میں کائنات موجودہ تغیر سے محفوظ نہیں رہ سکتیں بس صرف ایک لازمی امر جو مصنوعات کیلئے ہے ذبح ہوں یا نہ ہوں پھر ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔

نمبر ۱۷ افسوس کہ آپنے اِس صحیح وجہ کے جواب میں بھی اُلٹی راہ اختیار کی اور اعتراض کی وجہ دی۔ حضرت اِن بو ذبح کرنا ضروری امر ہے۔ اور نہ حکمت سے بھرا ہے تو کیا کر ضرور ہوتا اور اسکا تارک ہونا محال تھا۔ اور اگر حکمتوں سے بھرا ہوتا تو جو نادان ذبح کرے وہ حکیم ہوتے نہ کہ زیادہ موقوف۔ بس یہ دونو وسواس باطل ہیں۔

سکران ذبح بعض رحم کو کام میں لا کر رحمت الٰہی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور صفائی قلب سے تبا یافتہ ہیں اور سلاف۔ معدنیات کی قدرتی صفات کا ہی ابطال نہیں کرتے بلکہ انکو استعمال ملا جلا کر غذا کو بامدہ ہو جاتے ہیں مگر اسکے برعکس مجوزین ذبح جانوروں کی تمام اصلی صفات کو مٹی کو ملاتے ہوں کی ندیاں بہاتے سالک میں ہیضہ پھیلا حفظ صحت میں خلل پہنچاتے اجداد کی روح کو کھاتے ہیں۔ اسماں مرکب میں کہ ہر کائنات میں تغیر ہوا کرتا ہے اور وہ قدرتی طور پر ہوتا ہے کسی کا ہاتھ کی حاجت نہیں سو جو ل ہر چیز یو دیکھ قصائی درگار کرد لیکن مارے جانے اور مرنے میں فرق ہے قتل عمد و مرگ تعاقبہ میں فاصلہ زمین و مشرق ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔ ہم کیا جو جانوران مذبوح انکار کرتے بھاگتے اور چلاتے بلکہ تڑپتے روتے اور شور مچاتے ہیں۔ شرعی اشاعت اور وقت سے لاکھوں طرح کے روپے کماتے اور مکر کے دام بچھانے اور دانہ کھلانے پر اس کے ایلاکر (دھرم مکار) انسان کے داؤ میں آتے پکڑے جاتے اور ظلم و ستم کی کاردستی سے کاٹے جاتے ہیں۔

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

کیا جانوروں کا ذبح کرنا۔ یہ ظلم نہیں ہے کہ لاکھوں طرح کے پھندے اور فریب جال اور کنڈی کی ملاوٹ اور بندوق۔ جیب کھلواری اور شکاری اور ہوکا مارنے میں ستم نہیں ہیں کیا یہ سب بدی اور ظلم نہیں ہیں سب گرمیں ہیں جیسا کہ وہ ہرگز نہیں ہیں تو انکا مرتکب گنہگار کیوں نہیں؟

مولوی دوسرا طعن یہ کہتے کہ ذبح کرنے میں جانور کو نعمت حیات اور تمتع زندگی سے محروم کیا جاتا ہے۔ مگر ستلے یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ حیوانات کو اِس محرومی سے صدمہ پہنچتا ہے حیوانات کے اضطراب اور اُنکے عندالذبح کی حرکات سے اندازہ نہیں لگ سکتا کیونکہ کیا ثبوت ہے کہ انہیں تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ ہے۔ مرگی زدہ کو اپنی ریکا نتیجہ سے

کاٹتے ہیں اور انکے نام سے ہی گوشت خوروں کے بدن کیوں خشک ہوتے ہیں۔ اور جا تو بکار لیتا ہمارا گوشت خور نہیں ہے پھر گوشت خوروں کے سر تیغ براں سے کس طرح اڑاتا ہے۔

اسے ہم صاحب سی۔ ایس۔ آئی انسپکٹر جنرل آف ہاسپٹل کہتے ہیں ہمارے ۴۲ سال کا تجربہ جو ہندوستان میں رہنے سے حاصل کیا ہے درج کرتا ہوں جبکہ سر رابرٹ سیل صاحب کے ہمراہ جنگ جدل کے موقعہ پر جلال آباد کے محاصرہ میں کابل میں تھا اور سر ہیولاک کے جنگ اور یورپی سپاہیوں کی تعداد اور دہلی کے محاصرہ میں رہا ہوں اس تمام عرصہ راز میں ڈاکٹر جیکسن صاحب کی عملی تائید کر دکھائی۔ جو کہ انگریزی فوج کے ایک مشہور سرجن ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ میری صحت کا مختلف طریقوں سے مختلف آب و ہوا میں امتحان کیا گیا میں بالکل گوشت اور شراب کا استعمال نہیں کرتا میں فلالین یعنے گرم اونی کپڑا نہیں پہنتا۔ اور نہ چھتری۔ گرمی۔ سردی کی پرواہ نہیں کرتا"

انگریزی دانوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لارڈ ہیتھ فیلڈ کے برابر کوئی بہادر نہیں ہوا۔ جنہوں نے نہایت کوشش و شجاعت سے الطارق کے محکم قلعہ کو فتح کیا۔ لارڈ مذکور گوشت اور شراب کو قطعی استعمال نہیں کرتے تھے۔ صرف روٹی اور نباتاتی سبزی انکی خوراک تھی اور چار گھنٹہ سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔

سنہ ۱۸۶۳ء میں جنرل والڈسن صاحب نے جو کہ سرد واقعہ جنوبی امریکہ کے سردار تھے اپنی فوج کے سمیت ایرکسوما کے جنوب میں لوتاسفر پر چڑھائی کی ۲۷ میل فاصلہ یعنی ۲۰۸ میل کے حساب سے لگاتار گیارہ دن تک کوچ جاری رکھا اور آخرکار نصف کے انصرام پر دشمن کی فوج کو شکست فاش دی اور طرفہ یہ کہ اس سفر میں سپاہی صرف بھنی ہوئی اناج پر گزارہ کرتے تھے"

سمتھ صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ میں پولینڈ اور ہنگری ملک کے سپاہی سب سے زیادہ چالاک اور طاقتور آدمی دنیا بھر میں ہیں وہ روٹی اور آلو پر گزارہ کرتے ہیں نیپولین بونا پارٹ کے ماتحت پولینڈ کے سپاہی ایک دن میں ۴۴ میل سفر کیا کرتے تھے اور لگاتار لڑائی مارتے تھے دوسرے دن جب سو کر اٹھتے تھے تو ایسے تر و تازہ ہوتے تھے گویا بالکل تھکے نہیں" (دیکھو فزیکل ایڈیوکیشن صفحہ ۵۳)

پھر وہی صاحب کہتے ہیں کہ دنیا میں بہت تھوڑی قومیں ہونگی جنکے سپاہی روس کے سپاہیوں کی برابری کر سکیں۔ روس کے سپاہی بڑی بھاری تکلیفیں اور سخت ہیجان نہایت صبر اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ سادہ اور عام نباتاتی غذا کی خوراک پر گذارہ کرتے ہیں۔ روس کے فوجی قانون میں سے کوئی بھی ۶ فٹ سے کم لمبائی میں نہیں۔ تاسادہ اناج جسکو انگریزی میں رائی کہتے ہیں۔ اس کی کالی روٹی نباتاتی تیل اور نمک چارہ انکی خوراک ہے۔

میرٹھ کے ایک فوجی افسر نے الف وارنج صاحب نے ڈاکٹر نوبل صاحب کو والا میں ایک خط لکھا خاص جس میں ذکر کرتے ہیں کہ ہماری لمبی فوج سوائے افسروں کے پھل اناج کے کھانیوالی ہیں اور اسواسطے انگریزوں کی بہ نسبت دسویں حصے خوراک بھی ہو جاتی ہمیں دقت نہیں ہوتی۔ میری اپنی ۲۶ رجمنٹ کے سکھ تمام ہی پھل اناج کھانے والے ہیں کبھی کبھی ہم ایک کیلا کھا لیتے ہیں اگر ہماری فوج میں پھل اہاری ہو جاویں تو ہم سفر کی بڑی تکلیف سے بچ جاویں" (دیکھو شرن مینیجر نمبر ۳ صفحہ ۲۹۷)

ٹیپو سلطان نے جو اپنی گوشت خور فوج کے میسور کی لڑائی میں شکست کھائی پلاسی کی لڑائی میں سراج الدولہ گوشت خور کو شکست ملی۔ نادر شاہ نے محمد شاہ گوشت خور کو شکست دی۔ بھوکے اور فاقہ مست مرہٹے جنہیں غلہ بھی مشکل سے ملتا تھا ابراہیم لودھی مشہور گوشت خور کو شکست دی۔ تو ان شکستوں کا یہ سبب ہے کہ جیتنے والے گوشت خور نہیں تھے۔ اور یہ کہ کم گوشت خور تھے اور فاتح لوگ

ان سے بڑھکر گوشت خور بھی ہوں گے جا جانتے تھے۔ بلکہ یہ کہ عمدہ اسلحہ۔ اتفاق و باعدوائی سازشوں میں نہ آنا۔ جفاکشی مرحم حربہ۔ فتحیابی کے باعث ہیں۔

جملہ مورخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ فاتح قومیں نسبتاً زیادہ و اتنا زیادہ اتفاق کرنے والے اور عمدہ ہتھیاروں کے رکھنے والے ہوتے ہیں۔

مرہٹے جنکی بہادری ضرب المثل ہے بالکل گوشت خور نہ تھے اور نہ جاٹ گوشت خور ہیں مگر جب پورا ہو۔ مہاراشٹر کے واقعات پر کون پردہ ڈال سکتا ہے۔

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب (جو کہ گورنر جنرل ہند کے میر منشی تھے) کا اور جملہ محققین فرنگ کا قول ہے۔ کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا بلکہ ہندوؤں سے جسکے یہ معنے ہیں کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا (وہ تو کب کے برباد اور تباہ ہو چکے تھے) بلکہ ہندوؤں سے کیونکہ ان دنوں دہلی کا بادشاہ کاٹھ کا پتلا تھا جسکی حکومت اس کی محل کی چار دیواری کے اندر محدود تھی مرہٹوں کی سلطنت اٹک سے احمد نگر تک قائم ہو گئی۔ اور انکی فوجیں ہر طرف سے بنگال کے پیل کھنڈ اور کل صوبوں سے خراج لینا شروع کر دیا۔ اگر اور چند عرصہ متوقعہ اور عجیب سبب پیدا ہو جاتا تو عجب ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قائم ہو جاتی۔ اور مسلمان شہنشاہ کی جگہ ہندو مہاراجہ حکومت کرتا" (حصہ اول صفحہ ۲۳ لکچر نمبر ۱)

راجہ اشوک کی بہادری اور عقلمندی اور سلطنت کا امن آج تک کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوا۔ مگر وہ گوشت خور ہرگز نہیں تھا اور نہ چندر گپت گوشت خور تھے۔ معلوم نہیں کہ آپ پھر کس طعام کی مدد سے یہ رتبہ پا سکے۔ یہ عقلمندی گوشت خوروں میں محدود رہی۔

ڈاکٹر فلش صاحب لکھتے ہیں کہ گرین لینڈ کے باشندے جو دنیا میں اعلیٰ درجہ کے گوشت خور ہیں ۵۰۰ دنیا بھر میں سب سے زیادہ ٹھنگنے و ستاستاوا سب ہیں۔ انسان پیدائش کے قریباً ۲۰ انچ ہوتا ہے۔ اور جوان ہونے پر انسان کا قد بڑھ کر ۶ فٹ تک مانا گیا ہے وہ لوگ جو سرد ملکوں کے رہنے والے ہیں اور نباتاتی خوراک پر گذارہ کرتے ہیں بہ نسبت گوشت خوروں کے جسمانی صحت اور ترقی میں بڑھکر ہیں۔ چنانچہ اسکاٹلینڈ کے آلو کھانیوالے ۱۔۵ فٹ پائے گئے ہیں چونکہ گوشت میں ہڈی بنانے والے اجزا نہیں ہوتے اسلئے گوشت کھانیوالے ٹھگنے رہتے ہیں الخ۔

مگر اب گرین لینڈ والوں نے بھی آلو کھانے شروع کر دئے ہیں یورپ کے بیوپار کی بدولت نباتاتی نعمتیں انکو نصیب ہونے لگیں۔ وہ دن دور نہیں کہ ان سے گوشت خوری متروک ہو جاوے۔

۲۴۴۔ مولوی۔ گوشت خوری ایک ضروری امر ہے۔

آریہ۔ گوشت خوری ضروری نہیں کیونکہ اسمیں وہ مادہ ہی نہیں جس سے انسان کی پوری پرورش ہو سکے۔ چنانچہ ڈاکٹر اینا کنگس فورڈ ایم ڈی کہتی ہیں کہ مٹر چنے وغیرہ غلہ اناج میں ۲۲ سے ۳۰ فیصدی تک نائٹروجن اور ۵۰ سے ۶۰ فیصدی تک نشاستہ یعنے نشاستہ اور قریباً تین فیصدی نمکین مادہ موجود ہیں انکا حیوانات کے گوشت میں ۸ سے ۱۹ تک نائٹروجن ہوتا ہے اور نشاستہ بہت کم پایا جاتا ہے کہ گنتی میں نہیں آسکتا۔ گویا ہمکو کہنا پڑتا ہے کہ نشاستہ گوشت میں بالکل نہیں اس سے ظاہر ہے کہ گوشت میں ایک بڑا بھاری نقص و ... موجود نہیں ہے۔ کسی انسان کی خواہ کسی ملک کا رہنے والا کیوں نہ ہو خوراک نہیں ہو سکتی" (پرسکشن سے ڈائیٹ صفحہ ۴۸ و ۴۹)

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کمشنر بنگال نے سرکار جاری کیا ہے کہ میسور کی دال اثر ... طاقت بخش ...

کھا ماکھانے کے بعد نگل گیا۔ ایک گرین لینڈ کا رہنے والا۔ دس سیر گوشت اور مچھلی کا تیل کھا جاتا ہے۔ پادری آرمز صاحب کا بیان ہے کہ ایسکیمو کا باشندہ ایک دن میں دس سیر گوشت آسانی سے کھا جاتا ہے۔ یہاں اسکی معمولی روزانہ خوراک ہے۔ یہ لوگ حالانکہ اتنا گوشت کھا جاتے ہیں تو بھی بزدل۔ کمزور پست قامت ہوتے ہیں۔ ایک سیر گندم کی روٹی چار سیر عمدہ سے عمدہ گوشت کی نسبت نہایت ہی مفید اور بڑھکر نشوونما دینے والی خوراک ہے۔ روس و یونان کے مزدور دن بھر چالاکی اور زندہ دلی سے کام کرتے ہیں حالانکہ وہ آدھ سیر اناج معہ چند پھلوں کے کھاتے ہیں۔ اگر گوشت میں طاقت اور غذائیت کا مادہ موجود ہوتا تو ظاہر ہے کہ دنیا میں گرین لینڈ کے رہنے والے کبھی بزدل۔ پست قامت اور بڑے درجے کے وحشی نہ ہوتے" (صفحہ ۹۳)

گرین لینڈ وغیرہ ایک دو برفانی جگہ ایسی ہیں۔ جہاں کے باشندے عموماً گوشت اور مچھلی پر گزران کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ برفانی ملک انسان کی قدرتی جائے رہائش نہیں۔ قدرت میں قاعدہ ہے کہ جس حیوان کی خوراک جہاں بکثرت پائی جاتی ہے۔ وہی جگہ اُس حیوان کی جائے رہائش سمجھی جاتی ہے۔ انسان قطبین کا رہنے والا قدرتی نہیں ہے۔ تمام فضلاء کا اس پر اتفاق ہے۔

ڈاکٹر ٹی۔ آر ایلسن ایل آر سی۔ پی اپنی کتاب میڈیکل ایسےمیں فرماتے ہیں۔ کہ انسان بلا شبہ گرم اور معتدل ملکوں کا رہنے والا ہے۔ جہاں کہ اناج اور پھل اسکی خوراک کے لئے اگ سکتے ہیں۔ انسان کی کھال پر چھوٹے چھوٹے رونگٹے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بلا شبہ گرم اور معتدل ملکوں کا باشندہ ہے سرد ملک کے رہنے والے حیوانوں کی کھال پر لمبے بال ہوتے ہیں۔ مگر سرد ملک کے رہنے والے انسانوں کے نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سخت برفانی ملک کے رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ معترض سوال کر سکتا تھا کہ جب قطبین میں رہنا قدرتی نہیں تو وہ لوگ جو وہاں پائے جاتے ہیں۔ وہاں کیونکر جا بسے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے ہندوؤں نے مسلمانوں کے حملوں سے ڈر کر چھوٹی عمر کی شادی اختیار کر لی ٹھیک ویسے ہی ظالموں کے حملوں سے تنگ آکر جرمن فرینکو وار میں جان بچانے کے لئے گرین لینڈ جیسی برفانی ویران جنگلوں میں جا پناہ گزین ہوئے مصیبت کے مارے ان لوگوں نے وہاں رہنا اختیار کیا۔ مگر قدرتی طور پر کوئی قطبین پر رہنا پسند نہیں کرتا۔ ایسا عقل کا دشمن کون ہے۔ جو ان برفانی ملکوں میں زندگی بسر کرنا چاہتا ہو۔ اگر قطبین انسان کی رہائش کے قابل ہوتے۔ تو صدہا فرنگی جو آئے دن نئی جگہ کی تلاش میں اپنے ڈیرے امریکہ۔ آسٹریلیا میں اتنی دور لیجاتے ہیں۔ وہ کیوں نہ انگلینڈ کے شمال کی طرف قطبین میں ہی جا بستے۔ کوئی بستی یا گاؤں آج تک وہاں قایم نہیں ہوئے یہ واسیات کا ثبوت ہے کہ یہ جگہیں انسان کی جائے رہائش کے ناقابل ہے۔

ایسا ہی فاضل الفرڈ رسل والیس ایل ایل ڈی ایل ایس وغیرہ نے ڈارون ازم میں بھی مفصل درج کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۴۸ ایڈیشن لنڈن اور ایسا ہی مکر بسکن صاحب نے بھی لکھا ہے اسی کے حسب حال حضرت آدم کو خدا کا حکم دیکھو۔ میں تمکو ہر ایک بیجدار نباتات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں۔ اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہے۔ دیتا ہوں اور یہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا۔ اور سب نباتات کی سبزی او حیوانوں کے کھانے کے واسطے دیتا ہوں۔ (توریت ۱ باب)

سید احمد خان صاحب کہتے ہیں پہلے آدم کو صرف درختوں کے پھل کھانے کی اجازت تھی حیوانات کے گوشت کی اجازت نہیں تھی۔ (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۳۰)

مشہور سوئز لسنسن کو پینٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہی شناخت ہے معتدل یا گرم ملکوں کے رہنے والے باشندے پھیلائیںگے۔ کیونکہ وہاں وہ قدرتی پھل اناج کی خوراک کھاتے ہیں اور یہی ممالک انسان کی قدرتی جائے رہائش ہیں" (رسالہ ست کا مل صفحہ ۲۰)

اب اخیر میں ہم اس اصل کتاب برہان ابلاغ فی تحقیق امر الذبائح کے مصنف کی لیاقت کا نمونہ بتلائے بغیر مضمون ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مولوی صاحب اسی کے حکم پر کودتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں رہا تڑپنا۔ اِن جانوروں کا ہنگام ذبح۔ جائز ہے کہ یہ تڑپنا عین تلذذ کے سبب سے واقع ہو نہ بسبب تالم کے۔ کیونکہ وجد کرنا اور تڑپنا بعض کیفیات استلذاذی میں بھی ہوا کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۵ سطر ۱۲)

تردید۔ واہ نادانی اور خود غرضی کہ انسان شرارت میں کتنا دلیر ہو جاتا ہے۔ چور۔ چوری کرتے ہوئے دوسرے کے مال کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ ڈکیت ڈاکہ زنی کرتے ہوئے گناہ کا ذرا کبھی خیال نہیں کرتا۔ حبشی لوگ انسان کے قتل اور اُس کے گوشت کھانے میں ذرا دریغ نہیں کرتے اور اسی کو ثواب جانتے ہیں۔ یہی حال اگھوری فقیروں اور وام مارگیوں کا ہے محمد صاحب۔ تمام مسلمان بیگناہ لوگوں کی منکوحہ عورتیں لونڈی سپاہیوں کو زناکاری کیواسطے دیدینا حکم ربانی سمجھتے ہیں یہی عیسائیوں کا حال ہے اور مسلمان غازی عیسائیوں کا گلا کاٹنا ثواب جانتے ہیں اور تمام حبشی اور مسلمان اور یہودی بردہ فروشی کو جائز جانتے ہیں۔ کافروں کو مارنا سب نے جائز ٹھہرا لیا۔ عربوں کو بہ ماد کر لیا سب نے صحیح بتلایا۔ بغیر مذہب کا گلا کاٹنے کو ہر ایک خدا سے پروانہ لایا۔

دیندار سمجھاں۔ کافروں (عیسائی، یہودی۔ کافر ول) کا سر کاٹ کر اُس کے کردل پر گرم تلوار رکھ دیتے ہیں جس سے وہ مردہ ناچتا ہے اور وہ خوشی مناتے اور گاتے ہیں اور اس کام کو ثواب بتلاتے ہیں۔ اسی طرح [illegible] جانور کو ذبح کی بیقراری اور اضطراری کی حالت ذلت وایک نہیں معلوم ہوتی ایسے امر الی ماتیہ بیکلا مسلمانوں کو شایان نہیں بقول شخصے

ہر کہ اندر دام نفس است و ہوا　　　اہل شیطان ست سے ابرحدا

کسی نے سچ کہا ہے۔

کبھی ہید رو طاؤس گلستان ذبح کر ڈالے　　　یہ تیری [illegible] ربانی جان پر بن آئے
تیری تفریح طبع کو یہ اچھا تماشا ہے　　　یہ تڑپنے کی تیری لیلے یہ ہوبہو ہی ابا ہے

جو لوگ خدا یا پیروں کے نام بکرے وغیرہ قربان کرکے خوش ہوتے ہیں۔ اُن کے حق میں داؤدی کی زبور میں لکھا ہے۔

"میں تیرے گھر کا بیل نہ لونگا۔ اور نہ تیرے باڑے کا بکرا۔ کہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزار ہا ہزار میں پہاڑ کے سارے پرندوں سے آگاہ ہوں۔ اور دشتی پرند میرے ہیں۔ اگر میں بھوکا ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا کہ دنیا اور اُسکی معموری میری ہے۔ کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں۔ یا بکروں کا لہو پیتا ہوں" (زبور ۱۳-۸/۵۰)۔

یسعیاہ کو خداوند کہتا ہے۔ "تمہاری ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کون کام میں مینڈھوں کی سوختنی قربانی اور فربہ بچھڑوں کی چربی اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکریوں کا لہو نہیں چاہتا ہوں جب تم دعا پر دعا مانگوگے تو میں نہ سنونگا تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں" (۱۱ و ۱۵/۱)۔

خداوند یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے۔ اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی وہ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے اور میری آرام گاہ کہاں ہے کیونکہ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں۔ اور یہ سب موجود ہوئیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا اسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے۔ اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے۔ وہ جو بیل ذبح کرتا اسکی مانند ہے جسنے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اور وہ جو ایک بکرہ قربانی کرتا ہے اُسکے برابر جیسے ایک کتے کی گردن کاٹی ہے۔ جو ہدیہ چڑھاتا ہے ایسا ہے کہ

مجھ سے سور کا لہو گذارتا ہے۔ وہ جو یادگاری کے لئے لبان گذارتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جو بت کو مبارک کہتا ہے۔ ہاں انہوں نے اپنی راہیں چن لیں۔ اور اُن کے جی انکی نفرتی چیزوں سے مسرور ہیں۔ میں بھی انکے لئے مصیبتوں کو چن لوں گا۔ اور جن سے وہ ڈرتے ہیں۔ انہیں اُن پر ڈالوں گا۔ انہوں نے میری آنکھوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار کیا جس سے میں ناخوش تھا (یسعیاہ ۶۶ آیت ۳-۴)

یعنی نبی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کر کے آخر میں کہا ہے۔ خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو انصاف کرے۔ اور رحمدلی کو پیار کرے اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلے ۶/۸۔

مسئلہ روحانی پر مصنف قرآن کی پریشانی

مولوی صاحب نے تصدیق کے صفحہ ۳ سے ۱۱۶ تک کوشش کی ہے کہ روح کے بارہ میں وہ ہمارے اعتراضوں کا جواب دیں اور ثابت کریں کہ روح حادث ہے لیکن افسوس کہ مولوی صاحب باوجود اتنی محنت کے بھی کامیاب نہ ہوئے۔ اور ہوتے کس طرح جبکہ وہ ایک امر حق سے انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے مولوی صاحب کے جوابوں کو کئی بار غور و تفکر سے پڑھا۔ مگر کوئی جواب بھی معقول اور مدلل نہ پایا۔ ہاں اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولوی صاحب بہ نسبت اور محمدی بھائیوں کے بہت مہذب ہیں۔

۴۲۔ تکذیب۔ آریہ محمدی لوگوں کی طرح پانچ ہزار یا چھ ہزار سال سے خالق رازق مالک رحیم عادل اور قادر مطلق نہیں مانتے۔

۴۷۔ تصدیق۔ تمام قرآن کریم اور حدیث نبی رؤف الرحیم سے یہ بات نکال دیجئے۔ کہاں اسلام نے کہا ہے۔ پس اسی پر فیصلہ ہے۔

تردید۔ ہم نے اسکا جواب نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۰۶ و ۱۱۴ و ۱۱۵ میں دیا ہے اُس کے سب تاریخ ابی الفدا میں نہایت جانفشانی اور کوشش سے بحوالہ حدیث و آیات قرآنی کے لکھا ہے کہ۔

آدم سے نوح تک۔ ۲۲۴۲۔
آدم سے ابراھیم تک۔ ۳۳۲۳۔
آدم سے موسیٰ تک۔ ۳۸۷۸۔
آدم سے سکندر تک۔ ۵۱۸۲۔
آدم سے عیسےٰ تک۔ ۵۵۸۴۔
آدم سے محمد عرب تک۔ ۶۲۱۶۔

سال ہوتے ہیں (دیکھو انکی تاریخ جلد اول صفحہ ۸۳ سے ۹۶ تک مطبوعہ مصر) اور ایسا ہی تاریخ بحری میں بحوالہ احادیث اور قرآن کے لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴ سے ۹ تک مطبوعہ نولکشور پریس) اور توریت عبرانی کے نسب ناموں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ (دیکھو موسیٰ کی کتاب تکوین باب اول سے اخیر تک یعنے ۴۰۰۴ سال مسیح سے پہلے قرآن نے اگرچہ اصحاب کہف کی خواب جسکے رو سے ۳۰۹ سال بیان کیے ہیں۔ اور نوح کے طوفان کے سوا اور کسی کی تاریخ نہیں بتلائی۔ مگر جو کچھ سلسلہ آدم سے قابیل اور ہابیل اور شیث وغیرہ کا اُس نے چلایا ہے وہ تاریخ معتبرہ سے ۵-۶ ہزار سال سے زیادہ نہیں بیٹھتا اور آدم سے پہلے قرآن بالکل خاموش ہے۔ اور قرآن سے بڑھکر کسی علمائے اسلام کے قول کا اعتبار نہیں ما نا جاسکتا ہے کہ دین اسلام والے ۵-۶ ہزار سال سے پہلے خدا کو خالق و رازق وغیرہ تمام صفات سے محروم بتلاتے ہیں۔ کیونکہ خلاف علم و عقل حدوث ارواح کے قائل ہیں۔ جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ مولوی صاحب ابھی فیصلہ ہوا یا نہیں۔

۴۷۔ مولوی۔ پہلے اور دوسرے علم پر تمام ارواح اور ساری اشیاء جو ظاہری وجود میں آئیں اور آتی ہیں۔ اور آئینگی۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور موجود رہینگی اللہ تعالیٰ علیم و خبیر موجود ہے۔ اور اُسکا علم جو اُسکی صفت ہے وہ بھی موجود۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور واقعی ست گیان ست ودیا حقیقی علم کے مطابق اُسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء جو علم الٰہی پر موجود ہیں اور موجود تھیں جس تقدیم تاخیر اور ترتیب سے خارجی وجود پا کر موجود کہلاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے تھے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے۔ اور جو چیز وہاں موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز ہرگز برآمد نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تمام سموات اور زمین کا خالق اور نور ہے وہی تمام سرشٹی اور مخلوق کا پرکاشک ہے عدم محض نہ کسی چیز کا خالق۔ نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شی کا جزو۔ عدم محض کوئی مخلوق ہے۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود تھی معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے بتدریج خارجی وجود عطا ہوتا ہے جیسے وید اور ویدوں کا گیان خدا کے پاس اور رشیوں کے پاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب آپکی تحریر سے صاف ثابت ہے کہ ہم اور ہماری ارواح اور تمام اشیاء پیدائش سے بلکہ ہمیشہ سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھے۔ عدم محض نہ تھے اور نہ عدم محض کسی چیز کا مادہ ہے اور نہ کسی شے کا جزو۔ پس عدم یا نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ ہوگی۔ اور آپکی مثال سے تو اور بھی ارواح و مادہ کا انادی ہونا ثابت ہو گیا۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ پرکرتی سے جگت کا خارجی وجود یعنی موجودہ حالت بتدریج خدا کے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسی طرح روحوں کو بھی خارجی وجود یعنی جسم انسانی یا حیوانی بتدریج علم الٰہی کے مطابق کرم انوسار ملتا ہے۔ وید جیسے کہ ایشور کے گیان میں موجود تھے۔ ویسے ہی رشیوں کو ملے۔ جیو اور پرکرتی جیسے کہ ایشور کے علم میں موجود تھے ویسے ہی اب موجود ہیں۔ یاد رکھیئے کہ عدم محض کا علم عدم محض سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہے پس روح اور پرکرتی انادی ہوئے۔ نہ کہ حادث۔

۷۷۔ مولوی۔ تیسرے اور چوتھے علم پر۔ یہ دونوں علوم متعارفہ نہیں بلکہ محض خیالی اور سراسر غلط اعتقادات ہیں۔ پس سے معلوم ہوتا ہے مکذب کا خیال ہے کہ جو کل میں ہے وہ ہر ہر جزو میں ضرور ہوتا ہے۔ صادق غور سے کہہ سکتا ہے کہ یہ قول غلط ہے کیونکہ ہم ایک ایسا کل فرض کرتے ہیں۔ جو چار اجزائے بسیط سے بنا ہے اس کل میں یہ بات موجود ہے کہ اُسے ہم کہتے ہیں کہ یہ مرکب ہے اس میں چار قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ مگر اُس کے اجزا میں یہ بات موجود نہیں۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزا کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے۔ اس مرکب کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزا سے مرکب ہے۔ ایسا ہی بالعکس یعنی چوتھا علم آپ کے علوم متعارفہ سے بھی علے الاطلاق صحیح نہیں کہ جو کل میں نہیں جزو میں بھی نہیں۔ ایک بڑا موٹا رسن فرض کرو جو کتنی تاروں سے بنایا گیا ہو اور وہ موٹا رسن ایک کمزور آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کھینچکر توڑ ڈال۔ ممکن نہیں کہ وہ کمزور اُس موٹے رسن کو توڑ سکے۔ اب رسن کی ایک باریک تار کو جو اُسکی جزو ہے الگ کر لو اور اُسی کمزور کو جسے پہلے کہا تھا کہو کہ اُس تار کو توڑ ڈالے تو یقیناً وہ کمزور توڑ دے گا۔ اب دیکھو وہ چیز دشکست) جو کل میں نہ تھی جزو میں پائی گئی۔ اور وہ ٹوٹنا جو کل میں ممکن نہ تھا اسی کل کے ہر ایک جزو میں موجود ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب اور تو درکنار تیسرے اور چوتھے علم کی تردید تو آپنے صرف الہام کی مدد سے لکھی۔ اور اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کی روح سے امداد ملی ورنہ کب ممکن تھا کہ آپ ایسا عمدہ رد لکھ سکتے۔ آپنے اول تو ہماری عبارت بدلانے کی کوشش کی۔ اور پھر چار بسیط مرکبوں کو ایک کل بنایا۔ تاکہ کسی طرح حق کو باطل کر دوں اور ثابت کر دکھلاؤں کہ جو کل میں ہوتا ہے۔ وہ جزو میں نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے اگر آپ یہ کوشش کرتے کہ ہم تو جزو کو بھی کل مانتے ہیں۔ یا مثلث کو ہی مربع مانتے ہیں۔ تو زیادہ بہتر ہوتا۔ دیکھیئے اور غور سے دیکھیئے آپنے کتنی غلطی کی چار بسیط جوہروں کو سرزد ٹھہرایا۔ اور عقلی دانی کے نکمے ہیں

بسیط کا ار تھ بھی یاد نہ آیا یا جان بوجھ کر دل سے بھلا دیا تاکہ کسی طرح قرآنی عظمت باقی رہجائے اور الہامیت میں فرق نہ آئے۔ حضرت بسیط جز نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ جزو کا کل ہوتا ہے۔ انگریزی فلسفہ تو درکنار درا یونانی ہی پڑھ لیا ہوتا۔ تاکہ ایسی فاش غلطی نہ کرتے۔ ایک اور غلطی پیدا کی نظر ڈالئے۔ اور اس طرح گرگ تعصب کو گود علمیت میں بٹھا لیجئے۔ بیچارا کیا بلکہ تمام دنیا کے علماء کا اتفاق ہے۔ کہ جو کل میں نہیں وہ جز میں بھی ناممکن ہے۔ آپنے اس سے بھی انکار کیا۔ اور رسن اور شکست کی مثال دی جسطرح تمام رسن میں شکست ممکن ہے۔ اور چند طاقتور آدمی اُسے یقیناً توڑ تے ہیں۔ اسی طرح ایک تنکہ میں بھی شکست ممکن ہے۔ کیا آپکے راجہ شاہی حکمت کے آگے بڑے موٹے رسن کو کوئی توڑ ہوا نہیں ہے؟ اگر ہے تو یہ مغالطہ کیوں دیا۔ اور کیوں حق بات سے انکار کیا۔ ایسے ہی ایک مولوی صاحب نے تفسیر قرآنی میں لکھا ہے۔ کہ اگر رسن پھرتی تو ہوائی جہاز ایسے گھونسلوں میں کبھی نہ پہونچ سکتے۔ پس یہ مسئلہ باطل ہے۔ اسی طرح ایک اور مولوی صاحب تعصب کی ترنگ اور دانائی کی امنگ میں ہماری تردید کرتے ہیں کہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اسکے اجزا ہیں اب غور کیجئے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں نہ کہ اجزا کو یعنی اس کے ہاتھ پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے۔ اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں۔ نہ اسکے اجزا کو۔ اور نیز انسان کو کہتے ہیں کہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہنستا بولتا لکھتا پڑھتا ہے۔ نہ کہ اُس کے اجزا کو۔ بہرکیف جو کل کی صفت ہے وہ جزو کی نہیں۔ اُسکے سوا ایک اور بھی دلیل دیتے ہیں کہ چند آدمیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ اُن سے ملکر ایک پتھر کو اوٹھایا۔ جو ہر ایک سے نہ اٹھ سکتا۔ تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور اُنمیں وہ بات پائی گئی۔ جو تنہا یعنی ہر ایک آدمی میں نہیں ہے۔" (صفحہ ۳۸ صدقہ جاریہ)

ناظریں! اگر روزی بدانش بر فزودے ـ ز ناداں تنگ تر روزی نہ بودے

اس روشنی کے زمانہ میں علمائے اسلام کے یہہ دلایل اور اُن پر یہہ فخر و ناز کیا ثابت نہیں کرتا کہ وہ صداقت سے کتنی دور ہیں۔ معقولیت کی اُنہیں ہوا بھی نہیں لگی سائنس اور فلسفہ کے سامنے ایسے دلائل رد کرنے سے پہلے ہی نفرت کے قابل سمجھے جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی سر سید احمد خاں صاحب کی رائے مندرجہ حاشیہ تکذیب صفحہ ۱۰۰ سے ۱۰۹ تک مکرر ملاحظہ فرمایئے۔ تاکہ آپکی تشفی ہو۔

۸۷۔ مولوی۔ (پانچویں اور چھٹے علم کو تسلیم کر اور صحیح مانکر ساتویں پر اعتراض کرتے ہیں) یہہ دعویٰ بھی علی العموم صحیح نہیں۔ سبحان اللہ کیسا جمع اضداد ہے چھت کے نیچے لٹکا ہوا جھاڑ چھت سے نیچے اور ہم سے وہی جھاڑ اونچا ہے۔ ہم اُس جھاڑ کو اونچا اور نیچا جمع اضداد کہہ سکتے ہیں۔

آریہ۔ اس آپ کے بیان میں باطل اجتماع ضدین نہیں ہے۔ مرد خدا کہیں تو تعصب کو چھوڑ کر حق کو قبول کیا ہوتا۔ ایک ناداں بھی نہیں کہیگا کہ سقف اور جھاڑ اور آپکا اجتماع ہی جب اجتماع نہیں۔ تو اجتماع ضدین کس طرح نہ باطل ہوا تحت اور فوق کوئی چیز نہیں ہے۔ ذرا سائنس کا کوئی رسالہ مطالعہ کیجئے اور پھر آریہ سماج کے مقابلہ آئیے۔ آپکی ان دلیلوں پر لوگ ہنستے ہیں۔

۹۷۔ مولوی۔ (علم ہشتم پر بہت سے اقرار و انکار کے بعد آخر لکھا ہے) کہ اگر انسان مخلوق اور موجود نہ ہو اور باری تعالےٰ کو پھر بھی خالق۔ رازق کہیں تو کیا ہرج ہے۔ کیا اس کا خالق رازق ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

آریہ۔ صرف انسانی ہستی نہیں بلکہ انسانی و حیوانی اور تمام سنسار کی ہستی پر خدا کے تمام صفات موقوف ہیں۔ بانجھ کا بیٹا۔ یا اندھے کی بصارت۔ یا بے نور آفتاب یا بے زمین زمیندار۔ یا بے سلطنت سلطان کی مانند کوئی صفات اُس سے متعلق نہیں ہوسکتی۔ اور نہ وہ موصوف کہلا سکتا ہے۔ اور جب صفات نہیں رہیں یا نہیں تھیں تو کس طرح اُسکی خدائی کی بابت وہم و خیال ہوسکتا ہے۔ بغیر خداوندی کے خدا۔ یا بے صفات خدا عدم محض سے زیادہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ معطل محض ایک معدوم و موہوم خیال سے بڑھکر کچھ نہیں رہتا۔ آپ اچھی طرح سوچ لیں۔ روح اور جگت سے خدا کا تعلق عارضی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

۸۱۔ مولوی۔ نویں علم پر فرماتے ہیں کہ یہہ بھی اپنے عموم اور اطلاق میں درست نہیں۔ کیونکہ صفات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لازم ذات اور دوسرے صفات عرضیہ قسم اوّل کا جدا ہونا بے شک محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے۔

آریہ۔ ہمارا بھی یہی مطلب ہے۔ آپ خواہ مخواہ حامہ فرسائی کی۔ علوم متعارفہ میں جدل نہیں ہوتا۔ بلکہ جدل دلیل میں ہوا کرتا ہے۔

۸۲۔ مولوی۔ (دسویں علم پر کہتے ہیں) یہہ علم بھی آپکے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے شک معلوم کے وجود کا محتاج ہے الا کبھی اُس معلوم کا وجود صرف علم ہی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود بھی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو مدلول صرف باری تعالےٰ کے علم میں موجود ہے اور اب اسوقت باوجود وجود علمی کے جو علم الٰہی کے باعث ہے ایک اور وجود بھی رکھتے ہیں۔

آریہ۔ آپکا یہہ کہنا تو بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک معلوم کا علم بے شک معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ کیونکہ علم معلوم کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ وید ہمیشہ سے ایشور کے گیان میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اب۔ مگر ہم ایسے نہیں ہیں کیونکہ ہم ایشور کے علم میں صرف علمی طور پر اور اُسکے احاطۂ قدرت میں فی الحقیقت موجود ہیں۔ اگر ہم فی الحقیقت نہ ہوں تو صرف علم نہیں ہوسکتا ہے۔ اور اگر جاہل اسکو کوئی جہالت سے مان بھی لے۔ تو اسکا عدم وجود برابر ہے۔ کیونکہ معلوم کے بغیر علم علم نہیں بلکہ عدم ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب جگت اوتپتی) اور علم کے عدم ہونے سے عالم خود معدوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

۸۳۔ مولوی (گیارہویں علم کو کچھہ تسلیم اور کچھہ ترمیم کرتے ہیں) اس بیہودگی الذہن جیلے کا یہہ منشا ہے کہ فنا اُس ہی کو ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا ہو تو بات سچ ہے یعنی اگر فنا طاری ہوئی تو اُس حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہیں سے آیا۔ اور اگر یہ معنے لئے ہیں کہ جو چیز پیدا ہوئی اور جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی تو اول یہہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہیں دوم اس معنے پر یہہ جملہ غور کے قابل ہے بلکہ اپنے عموم پر غلط ہے اس لئے کہ فنا کے معنے اگر بالکل معدوم ہو جانے کے لیں تو جملہ قابل برہان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور محتمل ہے کہ خالق کسی چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو روک سکتا ہے۔ پس ہر ایک جو پیدا ہوا وہ ضرور نہ مرا مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکب اور مخلوق ہیں اور مرکب کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا۔ کل فنا علی العموم اُن پر طاری نہ ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی چیز کو پیدا کر کے فنا نہ کرے حتیٰ کہ اُسمیں تغیر بھی کچھہ نہ پاوے۔ ہاں موت اگر ایک خاص تغیر ہے جو مخلوق پر آنیوالا ہے جیسے قرآن میں ہے **کل من علیھا فان کل شی ھالک الا وجھہ** تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھہ بن جائے۔ البتہ جنت میں پہونچ جانے والے تنزل کا تغیر نہ پاوینگے انکا تغیر ترقی کی طرف ہوگا۔

آریہ۔ افسوس کہ آپنے میرے مطلب کو نہیں سمجھا بلکہ اُسکو اُلٹا بیان کیا۔ گیارہواں علم یہہ ہے کہ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا وہی مریگا۔ اسمیں فنا کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ کسی چیز کا خارج میں بالکل معدوم ہو جانا ہم یا پیروان وید مقدس مانتے ہیں پھر ایسے طول و فضول سے میں نہیں سمجھا کہ آپنے کیا سیدہ کیا۔ آپکے تمام ممکن اور

متخیلات اور توہمات آپکی پیشکردہ قرآنی آیت سے رد اور باطل ہو گئے۔ جیسا کہ مصنف قرآن کہتا ہے کل من علیہا فان یعنی سب مخلوق چیزیں فنا ہو نگی۔ اور پھر کہتا ہے کہ کل شئی ھالک الا وجہ اللہ یعنی سب چیزیں فنا پذیر ہیں سوائے منہ خدا کے بہشت اور دوزخ کے حق میں بھی ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۸۰ و تکذیب صفحہ ۲۲ میں ثبوت دے چکے ہیں کہ وہ ہمیشہ نہ رہیں گے۔ پس کوئی حادث یا مخلوق چیز تغیر و تبدل سے بری نہیں ہوتی اور کوئی چیز جسکے آدی ہے یعنی پیدائش ہے وہ ضرور مریگی۔ پس اگر ارواح پیدا شدہ ہے تو کسی حالت میں نجات دائمی یا قیام لعدار جنم کے سزاوار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک حادث کو فنا ہے یعنی تغیر۔

جہاں از رنگ و بو سار د اسیرت   دلے بر دیکھ از ماب بصیرت

نہ رنگ دلکشش را اعتباری است   نہ بوئے دلفریبش را مداریست

آگے چلکر مولوی صاحب ہمارے دعاوی اور دلائل کی بحیال خود تردید کرتے ہیں۔ ہم سے جہاں تک انکو بار بار غور سے پڑھا الضیع اوقات کے سوا کوئی اعتراض ایسا معلوم نہ ہوا جسکے رد کرنے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ دلائل ایسے مضبوط ثبوت رکھتے ہیں جنکا رد کرنا سراپا محال ہے مولوی صاحب نے بعض دلائل و دعاوی کو سمجھا ہی نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو حال بوجھ کر حق سے روپوشی کی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دلائل کی مضبوطی ہیں ان گیدڑ بھبکیوں سے کوئی ضعف نہیں آیا مگر فریق ثانی کے گھر میں ضرور ماتم پڑا ہوا ہے وہ اسلام کو بچا سکتے ہیں اور نہ دلائل کو توڑ سکتے ہیں۔ ذرا رحم اور روئے مانند دو بہر ہا ہیں مثلاً ہیں ناظرین خود ہی ایک دفعہ تصدیق کا صفحہ ۸ سے ۱۱۰ تک مطالعہ فرمائیے اور ساتھ ہی مکرر سہ کر تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۱۲ سے ۸۲ تک مطالعہ فرمائیے۔ اور پھر نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۴ سے ۱۹۶ تک پڑھ جائیے۔ ہرگز ہرگز کسی دلیل کا رد نہیں ہوا۔ بلکہ ناظرین تصدیق براہین الاحمدیہ پر اسلام کی اور بھی کمزوری ظاہر ہو گی۔

مولوی صاحب نے ہماری دلیل اول سے اسبات کو مطلق نہیں سمجھا کہ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات باری تعالٰی کے بھی قدیم نہ رہینگے۔ یہ کتنی صاف اور واضح بات تھی۔ کیونکہ ہم نے لکھدیا تھا کہ پرمیشور جو مالکیت و رازقیت و عالمیت وغیرہ صفات رکھتا ہے۔ یہ سارے مقابلہ معلوم مرزوق و مملوک وغیرہ کے ہیں اور وہ کون ہیں ارواح اور مادہ پس انکی عدم موجودگی سے صفات باری تعالٰی میں نقصان عاید ہو گا۔ اور صفت کے نہ رہنے سے موصوف بھی نہ رہے گا یہی ہمارا اُس دلیل میں مطلب ہے۔ بلکہ اولٹا ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہہ اجسام مرکبہ معہ تراکیب موجودہ کے قدم میں موجود تھے یا نہیں؟ اور قدم اور ازل میں آپکی یہہ جون جسکو آپ اسوقت بھوگ رہے ہیں۔ اور وہ جونیں جو آپ بعد اس جون کے ہونگیں گے موجود تھیں یا نہیں؟ اگر موجود تھیں تو ظاہر ہے کہ آپکی یہہ جون اور وہ جونیں جو ہو نگی قدیم ہیں کسی عمل کی سزا یا جزا نہیں۔ اور اپکی حلق میں اسی سے مسئلہ تناسخ اور مسئلہ سزا جزا کا بالکل استیصال ہو جاتا ہے۔ اور قدم میں اگر موجود نہ تھیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ خدا اُس سے پہلے ان خاص جونوں کا خالق تھا یا نہ تھا۔ اگر تھا تو عالم بدون معلوم اور رازق بدون مرزوق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہو گیا؟ اور اگر نہ تھا تو اب کیسے ان کا رازق و عالم اور خالق ہو گیا ہے۔؟

مولوی صاحب نے اس دلیل سے تو گویا قلعہ خیبر یا در مازندران فتح کر لیا۔ کیوں کہ اسی سے وہ مسئلہ تناسخ کی بھی تردید اور اسی سے مسئلہ سزا و جزا کا استیصال۔ اور اسی سے ارواح کے انادی ہونیکا رد کر بیٹھے۔ سبحان اللہ حضرت یہہ ہمارے اجسام مرکبہ موجودہ معہ ترکیب موجودہ کے قدم میں موجود نہ تھے۔ البتہ ہماری ارواح اور مادہ اجسام موجود تھا اور وہ ہمیشہ سے سرشٹی [illegible] اور منتظم و صانع ہے۔ آواگون سب کرموں اور سب اجسام اور سب لذتوں کا [illegible]۔ اور جو قدرت ایزدی سے وابستہ ہے اسکا استیصال کارخانہ ایزدی کا استیصال ہے اصلیت سے ناواقف لوگ۔ اصول حقہ کی نسبت ایسے ہی توہمات و خیالات رکھا کرتے ہیں جیسے نمرود و شداد کارخانہ خدائی کی بابت۔ مگر مسائل علمی اصلاً جنس نہیں کھاتے آپنے وہی مردودی دعوٰی کیا عذر اخیر کرے۔

پھر پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ارواح حادث مانی جاویں تو اللہ تعالٰی کی احرا امرا اور احما اور پوترپر کیا نقصان عائد ہوتا ہے۔

سُنئے صاحب۔ اجر مقابلہ جرا۔ اور امر مقابلہ مرتیو اور احما مقابلہ جما اور پوتر مقابلہ اپوتر ہے اگر یہہ ہیں۔ تو معطل محض سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ اور معطل معدوم سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ فی الحقیقت قرآنی خدا کا شرسٹی اور نیستی سے پہلے اور جہاد کا مسئلہ بھیجدینے۔ اور ختم المرسلین پیدا کر دینے کے بعد معطل سے زیادہ کیا درجہ ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ زمانہ خدا ہے۔ (دیکھو تکذیب جلد اول صفحہ ۲۶۴) اور صرف ان صفات کے خدا لحواستہ ہونے سے ہی وہ ایک ہیکل بسان یا عزازیل سے زیادہ نہیں رہتا۔ مولوی صاحب دیکھا نتیجہ تعلیم قرآنی۔ یہی آخر کو ہوگا۔ اگر آپ سے وید کی شرتی نہ لی علم سے مقابلہ کرنا گویا اپنے گلے پر چھری پھیرنا ہے۔ زیادہ کیا لکھوں ہمارے دوسرے دعوٰی اور دلیل کی بابت جو کچھ مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ وہ بہ نسبت تمام کتاب تصدیق کے بہت ہی زیادہ عمدہ ہے ہم نے پیدائش دو طرح کی لکھی تھی مولوی صاحب نے تین طرح کی لکھی۔ ایک پیدائش خالق کی اپنے مخلوق اور اُس مخلوق کے مادہ کو -- اپنی کامل شکتی و قدرت سے۔ اور دوم پیدائش اپنی غیر سے جیسے ہماری پیدائش عناصر سے۔ تیسری پیدائش اپنے آپ سے۔ جیسا تم نے جو بیاں کیا" پس یہہ اس کی تین قسمیں ہوئیں۔ نہ دو جیسے تم نے لکھی ہیں۔ اِن تین اقسام میں سے پہلی دو قسم کی پیدائش کا ماننا عام مسلمانوں۔ پُرانے فلاسفروں۔ حکما اور فیلسوفوں یہودی اور عیسائی مذہب والوں کا اعتقاد ہے۔ تیسری قسم کی پیدائش بھی اِن ہی لوگوں میں سے بعض وحدت وجود اور ویدانتوں کا اعتقاد ہے۔ افسوس ہے کہ ان اقسام میں سے آپ کسی ایک کا بھی بطلان نہ کر سکے"

ناظرین۔ مولوی صاحب نے جو تیسری قسم بتلائی ہے۔ اُسکا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں کیونکہ مخلوق اور اس مخلوق کا مادہ اگر خدا نے اپنی کامل شکتی سے پیدا کیا یعنی قدرت سے تو قدرت میں ضرور وہ موجود ہو گا۔ ورنہ کیسے پیدا ہو سکتا تھا۔ اگر موجود تھا تو انادی ہوا ورنہ خدا اُس سے پہلے نیستی کا خدا ٹھہرا۔ اور محض معطل و موجود ہوا۔ صرف قدرت سے کوئی روح یا مادہ نہیں نکلسکتا۔ کیونکہ قدرت مادی نہیں ہے بلکہ وہ خدا کی صفت ہے اور صفت موصوف سے جدا نہیں۔ اگر قدرت الٰہی سے سب پیدا ہوئے اور وہ قدرت الٰہی ہی سبکا مادہ ہے۔ تو سب خدا کیوں نہیں۔ اور کیوں ہمہ اوست والوں سے اپنے کو جدا گنتے ہو تم دلی زبان سے کہتے ہو وہ کھلے طور پر کہتے ہیں جیسا کہ تفسیر حسینی سے ظاہر ہے۔ اپنے سے بنانا اپنی قدرت سے بنانا۔ اپنی شکتی سے بنانا جس طرح کہو ایک ہی مطلب ہے۔ اور سب مادہ اور روحیں خدا ٹھہرتی ہیں۔ اور یہی کفر اور اتحاد کا مسئلہ قرآن کی تعلیم ہے جسکے تمام مولوی ردی فاضل اور محی الدین جیسے ولی لوگ قایل ہیں۔ اب دیکھ لیا قرآنی شرک اور کفر کا نتیجہ۔

اور ایسا ہی عقیدہ عیسائیوں کا ہے۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُس کے ہوئی (یوحنا) اسی واسطے مسیح نے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ تم سب ایشر ہو۔ خدا کے فرزند ہو۔ اور اُس کے خود خدائی کے دعوٰی کا بھی یہی مطلب تھا۔ پس آپکی نسبت یہہ الزام آپنے غلط لگایا۔ آپکی تسلیم درحقیقت اسکے مخالف ہے۔

कर्मणो वससृतिः सर्वेषां नात्मसंशयः । [illegible]

दि विषनाञीवाः कर्मबीज सम्भवः। दे वी भागवत स्० ४ अ० २ श्लो० ४

صحیح بخاری میں ہے حدثنا عمر بن حفص بن غیاث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابراھیم عن علقمۃ عن عبداللہ قال بینما انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حرث وھو متکئ علی عسیب اذ مر الیھود فقال بعضھم لبعض سلوہ عن الروح فقال ما رابکم الیہ وقال بعضھم لا یستقبلکم بشئ تکرھونہ فقال سلوہ فسئلوہ عن الروح فامسک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرد علیھم شیئاً فعلمت انہ یوحی الیہ فقمت مقامی فلما نزل الوحی قال ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا" صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ سنہ ۱۲۷۰ھ

ارشاد الطالبین میں ہے۔ "در بیان روح این آیت جواند قولہ تعالی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ وجود روح را تحت ظل کن گفت و در حدیث و اخبار صحیح آمدہ است کہ جسم لطیف است و حضرت رسالت پناہ را بیشتر ازیں آگاہ نکرد از بیان او منع کرد پس ما و شما را اولی است کہ ہیچ نگوئیم و ساکت باشیم" صفحہ ۴۳

"آوردہ اند کہ چون حضرت رسالت پناہ علیہ السلام از اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح سوال کردند۔ فرمود کہ فردا بیاید تا جواب دہم و انشاء اللہ تعالی نفرمود یا نزدہ یا دو روز وحی نیامد و جبرئیل بر وی فرود نیامد" صفحہ ۱۴۴ جلد دوم تفسیر حسینی سورہ مریم

پھر لکھا ہے "آوردہ اند کہ چون سوالات ثلثہ مذکورہ را از حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام پرسیدند۔ وی گفت فردا بیائید تا شما را خبر کنم و نگفت انشاء اللہ تعالی یا نزدہ روز یا کم و بیش وحی فرو نیامد و قریش طعنہ آغاز کردند و غبار ملال بر دل آنحضرت نشست" (صفحہ ۴ سورہ کہف تفسیر حسینی جلد دوم)

"در مواہب علیہ آوردہ و در مواہب الہی کہ مراد حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ الدین سمنانی قدس سرہ آوردہ مذکور است کہ حضرت رسالت پناہ را سہ صورت است یکے بشری۔ قولہ تعالی انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و ازیں روشن تر من رانی فقد رای الحق وحضرت اللہ تعالی باوے بصورت بشری سخن میفرمود و بصورت ملکی کلمات ترکیبی چون ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و در صورت ملکی حروف معدود و مانند کہیعص خوانند و در صورت حقی کلام مبہم فاوحی الی عبدہ ما اوحی" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۰ سورہ مریم جلد ثانی)

ہیں یہ ایک نئی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے قرآن جسکو مادی کہہ کر جسکو آدمی سنتے ہیں وہ صرف اور اسکے قائل ہیں۔ یہ منسوب کو جسم رہنے یا کہ ہی جسم والا سمجھتے ہیں۔ اسلئے انہیں کئی باتیں علم و عقل کے خلاف ہیں اور وید کے خلاف ہیں اسکے واسطے ماننی ہوگی نہیں ورنہ اس مسئلہ میں وہ وید کے مخالف نہیں ہیں۔ کوئی حکیم بھی یا فلاسفر ہستی سے ہستی ہر ما نتا لیس حکیموں کو اسلامیوں کے ساتھ ہرگز نہیں ہے اور انہی واسطے اسلام نے کتب حکمت کو جلا دیا۔ اسلام و حکمت کی باتیں صرف قرآن کی باتیں ہیں کیونکہ یہ سب کتابیں چاہتے ہیں وہ محض ملحد تفسیر حسینی)

ہمارا اس سوال کے جواب میں روح کو خدانے کب پیدا کیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سوال بیہودہ و حالی فوائد پر مشتمل نہیں۔ اسواسطے کسی الہامی کتاب میں اسکا جواب نہیں آیا۔ لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہیں کہ جس وقت اور اسباب کے مہیا ہونے اسوقت یا اس سے پہلے یا پیچھے روحوں کا بنتا بھی۔ روح ہوا۔ تو بتلائیے اس میں کیا اشکال ہے؟ اور اسپر کیا اعتراض ہے۔ اگر ہم یہ جواب دیں یہ کہیں کہ پاسمالی نے روح کو عناصر سے بنایا تو اسپر آپ کیا اعتراض وارد کرسکتے ہیں۔ بمانیتہ ماتی اسباب یہ کہ عناصر جیتی نہیں اور روح جیتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انکی خاص ترکیب پرچینتیا کا فیضان ہوتا ہے جیسے سوریہ اگنی وایو وغیرہ کے پر ماتو جمع ہونے کے بعد خدا تعالی مہینہ کو پرکاش کرتا ہے۔ اسی طرح عناصر کی خاص ترکیب پرچینتیا کا فیضان ہوتا ہے۔ اور پھر ہم تیسرے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ ایک مادہ نے حیوانیہ یا نباتیہ یا دونوں قسم کی غذا کھائی۔ انہیں سے ایک حیوانی منیٰ پیدا ہوا اور اسکے رحم میں گیا۔ اور اسی قسم کے مواد سے نر کے جسم میں ایک حیوانی منیٰ پیدا ہوا۔ جب یہ منیٰ جو نر میں پیدا ہوا تھا اس رحم والے منیٰ سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئے۔ غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے۔ اور مختلف ارواح کی پیدائش کے واسطے مختلف اوقات ہیں جنکو ہم روز اپنے مشاہدے میں دیکھتے ہیں

ہم نے اپنے ہر ایک راستی اور صفائی سے ان معقول سوالوں کے کہ روح کیوں کس چیز سے اور کب بنی) مختصر مگر معقول جواب دیئے ہیں (صفحہ ۹۱)

پھر صفحہ ۹۷ پر لکھا ہے اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب اسی کا نتیجہ ہوتا ہے"۔ پھر صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں یہ سب روحوں میں کبھی وہ شامل ہوجاتا ہے اور کبھی وہ مادہ اخراج پذیر ہوجاتا ہے"۔ پھر صفحہ ۱۰۰ پر لکھتے ہیں جس طرح پارہ سے جزء کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب پرچینتیا کا فیضان ہوجاتا ہے" ایسے ہی تناسب کے خاص حصہ پرچینتیا کا فیضان ہوتا ہے اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح ہے" (۱۰۰) آگے پھر روح کی تفصیل کرتے ہیں صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۲ غور کرو۔ گلاب کی شاخ بھو ئی اس نے پتے نکالے پتوں کانٹوں گلاب کی شاخ اور جڑ سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ اس سے عطر نکلا۔ کیا وہ عطر گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ تو تکاو جود جدا جدا ہے پس خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ ایک ہستی کے لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے مالطیف عناصر کے یہ عنصر بھی مخلوق ہے"۔ پھر صفحہ ۲۱۶ پر لکھتے ہیں "انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو انسان میں ترقی عروق اور انسانی جھلیوں کے بچانے اور قابل فعل ہونے کے وقت نفخ کی جاتی ہے۔ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے خلق ہوتا ہے۔ اور پھر اُسے سمیع و بصیر یعنے مدرک اور ذی العقل بنایا جاتا ہے نہ یہ کہ پیچھے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے"" اور اب یہی صفحہ ۲۱۷ پر لکھا ہے۔ یہ ہیں مولوی صاحب کے الہامی اور اسلامی دلائل جو انہوں نے روح کے بارہ میں ہمارے مخالف پیش کئے ہیں۔ ناظرین کیا انہیں کہیں بھی صداقت اور روحانیت کی بو ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر مولوی صاحب نے یوحنا کی انجیل کا حوالہ بھی غلط دیا ہے وہ ۱۴/۱ نہیں ہے بلکہ ۵/۱ ہے سطر ۱۳ اور ۱۴ میں)

مادہ کے انادی ہونے کی تحریر جو ہم نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں دلائل دیئے تھے اُسکے جواب دینے کی مولوی صاحب نے تصدیق صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک خامہ فرسائی کی ہے۔ عرض اسکے کہ مولوی صاحب مادہ کے انادی ہونے کی تردید کرتے یا اُس کی رد میں کوئی قرآنی دلائل لاتے۔ یا اگر قرآنی نہ سہی تو الہام قادیانی کے ذخیرہ سے ہی کچھ نمونہ دکھاتے۔ الٹا مادہ کو انادی ماننے کی طرف جھک پڑے ہیں"

ہم مولوی صاحب کی عقلمندی پر صاد کرتے ہیں کہ زمانہ سائنس اور علم فلاسفی کو دیکھکر جواب سے انکار نہیں کیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں "اسواسطے نقص ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اشیاء اسی طرح معدوم اور ہزاروں ہزار کی تجویز موجود نہیں ہوسکتی یا ہمیشہ کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری ہوگی اور نہ ہوسکتی جس دلیل سے یہ دنیا مخلوق ہے اسی دلیل سے جس چیز کا یہ دنیا نتیجہ ہے۔ وہ بھی مخلوق ہے کبھی تحلیل نام

اور کل تعریفیں ان اجزاء لا یتجزی کی ہوتی ہے نہ ہوگی صفحہ ۱۰۔ پھر لکھتے ہیں مار ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا صفحہ ۱۰۷
ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور متکلم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ تو کیا مخلوق اور مرزوق و مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ نہ رہیگا مازم برین فلسفہ مولوی صاحب ہم مولوی صاحب کو نصیحت کرتے ہیں کہ خوف قوم و برادری چھوڑ کر کھلے لفظوں میں ست دھرم سے پریم کریں جس طرح اُنھوں نے کئی سال ہوئے پھر میں تمام اسلام وا۔ ان کے خلاف کچھ کہا تھا مگر پھر رُک گئے۔ اسطرح اب پھر وقت ہے آزاد ہوکر اور توہمات سے نکلکر ست دھرم کا اوپدیش فرمائیں یہی ہے اصول آریہ سماج اور یہی ہے ہدایت وید مقدس بقول مسٹی مہدی خاں مصنف

حل تو قلوں مباس بر لحظہ برتنگ	مازم چو موم باش باسخت چو سنگ
مار سر صلح باس یار سر جنگ	مارومی روم باس مارنگی رنگ

مولوی صاحب نے صفحہ ۱۲۷ سے ۲۳۶ تک ہمارے مقابلہ و موازنہ قرآن اور وید کی بابت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور بڑی جدوجہد کرکے وید مقدس کی سرتیوں کے مقابلہ میں قرآن سے آیات لائے ہیں۔
اوّل ایمان بالجبر سے انکار کیا۔ اور تقدیر سے بھی خلاف ورزی کرنے پر کمر باندھی ہے مگر انہیں خبر نہیں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔
قرآن سورہ بنی اسرائیل وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا (ترجمہ) اور لازم کر دیا ہم نے ہر ایک آدمی کو اُس کی بُرائی بھلائی اُس کی گردن میں اور نکالینگے اسکے واسطے قیامت کے دن ایک نوشتہ کہ دیکھیگا اُسکو کھلا ہوا (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۴۰۵) اس کی بحث ہم نہایت تفصیل سے آئینہ ثبوت تناسخ میں کی ہے۔
[illegible]
وہ امر لوگ کسی نہ کسی پیرایہ میں خدا تعالٰے کو ملتے رہے ہیں۔ مگر جو سخت غلطی ورز ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ لوگوں نے صرف مرتبہ کے کنوں کے مدرس میں کھائی۔
ہودیوں نے اُس کی تعریف کی گویا اس سے غلطیاں کیں۔ یعقوب کے ساتھ اُسے کشتی لڑا ابراہیم کا مہمان بنا ما ساتھ بیٹھ کر کھانا کھلایا اور پشیمان کرایا۔ اور آتش خیز بیابان کو اللہ ٹھہرایا عیسائیوں نے ایک آدمی کو خدا ٹھہرایا۔ اور کبھی اُسے فاختہ اور کبوتر بنایا۔ ایک پر صبر نہ آیا تثلیث کا دام بچھایا۔ بودھوں نے اس سے قطعی انکار کیا جینیوں نے اُسے معطل سمجھا۔ قرآن نے شیطان کا رقیب گردانا عرش پر مجرد بٹھلایا۔ قتل و جہاد کا بانی بنایا لاکھوں انسانوں کو رنگا گئے بکریوں کا لہو اسکے اندر گرایا گویا ٹھیک یار اور غمخوار کانپ نہ دکھلایا اُسکو مکار و جبار بنایا اور مسخرا یعنے ہنزال بتلایا کبھی اُسکے بیٹے سے جامہ اُتار کر برہنہ کرایا کبھی اُسکو تخت پر بٹھلایا اور کبھی تحت الثریٰ اور ہمہ اوست کی تعلیم دیکر تمام جہان کے ذمائم سے اُسے مذموم بنایا۔ اور عبادت کے عوض حور و غلمان کا دینے والا بتایا نعوذ باللہ من ہذا الخرافات بعضوں نے انہیں سے محمد کو خدا ٹھہرایا اور بعضوں نے علی کو اور بعضوں نے یوسف کو اور بعضوں نے سب کو۔ مگر حق درست وہ کتاب ہے جس میں کوئی برائی و خرابی اُسکی ذات سے نسبت نہ کیگئی ہو اور نہ قانون قدرت یا علم و عقل کے خلاف کوئی مسئلہ اُس میں درج ہو۔ وید نے بتلایا کہ وہ صانع قدرت رب ہے شکتیمان یا عادل سرب اِنتریامی ہے وہ تمام سرشٹی کا خالق ہے۔ مگر نیستی اُسکے گھر میں کبھی نہیں وہ رب العرش یا رب الملک کیطرح کبھی معطل و بیکار نہیں اور نہ شفاعت یا سفارش کا روادار۔ وہ تمام صفات کاملہ میں انوپم یعنی بیچون و بیچرا ہے پس یہ ساری کاملہ صفات سوائے وید کے کسی میں نہیں ہیں۔
۱۵۱۔ موسٰی کی آتش پرستی سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ

آتش پرستی اظہر من الشمس ہے مفصل دیکھو تکذیب مطبوعہ بار دوم
آتش پرستی کے سوا اُسنے چوری کی بھی ہدایت دی ہے۔ قرآن سورۃ الشعرا۔ در مختار آوردہ کہ موسٰی بنی اسرائیل را فرمود تا پیرایہ و زیور ہا از قبطیان بعاریت آنکہ عید نزدیک شدہ میخواہیم کہ اہل خود را بیاراں سا را نہم عاریت گرفتند و آخر و زخبر خروج ایشان بقبطیاں رسید چوں دانستند کہ بنی اسرائیل بعلت اسباب در خانہا خود اقامت نمودند۔ روزہ دوم خواستند کہ از عقب ایشان روند در خانہ ہر قبطی ز عزہ ایشان بمرد و تعزیت او مشغول شدند (صفحہ ۱۰ جلد ثانی تفسیر حسینی)
اسی طرح قبطی کا قتل دیکھو سورۃ الشعرا صفحہ ۱۸۹ اور سورۃ قصص صفحہ ۱۲۱ تفسیر حسینی میں بھی یہی قصہ موجود ہے۔ پس ایسا آدمی کبھی پیغمبری کے لائق نہیں ہے۔
۲۰۲ سے ۲۰۹ تک ساق کے معنے سے انکار ہے
۲۱۰ یوم اور لفظ ستۃ ایام کے معانی سے انکار۔
آریہ۔ یہ بھی غلط ہے دیکھو تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ سورۃ یونس ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ بیافرید آسمانہا و زمینہا کہ بزرگترین اجسام این عالم اند در مقدار شش روز از ایام پس مستوی شد بر عرش "تفسیر حسینی جلد ۱۷۶ اور جلد ثانی صفحہ ۵۵ پر بھی یہی ذکر ہے مرد خدا کہیں تو انکار نہ کیا ہوتا۔ کہاں تک انکار کرتے جاؤ گے۔ اسلام کے سارے مسائل ہی ایسے ہیں۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔
ہم نے جو حدیث حضرت بیبے آدم سدی اربعین صباحا صفحہ ۲۱۰ پر لکھی ہیں اُسکو صحیح کرنے کے واسطے مولوی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں صفحہ ۲۱۱۔ آخر آدمی کا جسمی قالب چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے آپ کو طوعاً نہیں کرہاً حدیث ماننی پڑیگی اگر منکر ہو وہ تک زبان ہو کر محمدی حدیث کی تصدیق کریگا۔ بامر ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی شکل اور اُسکے تمام خط و خال کا پیدا ہونا کہ رحم مادر میں چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔
آریہ۔ یہ جواب غلط ہے ہمکو جو بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں بشرطیکہ حق ہے کیونکہ ہمیں دین اسلام کی طرح راستی سے مخالفت نہیں اور نہ حق سے ضد ہے۔ تعصب سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں ہمارا اصول ہے ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ مگر آپ نے جاہلوں کو دھوکہ دینا چاہا علم تشریح سے محروم لوگوں نے شاید محمدی حدیث کی طرح سمجھ لیا ہوگا مگر ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ماہران سرجری و تشریح اس کے مخالف ہیں۔ ڈاکٹر گوراند تا مل صاحب ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن لیکچرار علم دائی قابلہ ولب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر گورنمنٹ پنجاب لاہور اپنی کتاب مدد وائی قابلہ میں لکھتے ہیں۔ دوسرے ماہ میں جنین کا ساتی نظر آسکتا ہے اور سر پر ملی کھال موتا ہے۔ وزن ۲ و گرین اور طول ۲ سے ۸ لائین ہوتا ہے سر اور اطراف اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہیں اور اطراف پر لوہا معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے ماہ کے گذرنے پر گردے اور اسکے کینول بنجانے ہیں۔ اور عقب کے وسط نکل کے بیچ میں ایک نسیم پیدا ہو جاتا ہے تال بالکل سیدھی اور جسم کے نچلے حصہ میں ہوتی ہے سینے کے حصے اور نسلی کی ہڈی میں استخوانی مادہ پیدا ہونے لگتا ہے تیسرے مہینہ میں بازو اچھی طرح بنجاتے ہیں اور انگلیاں بھی بننی شروع ہو جاتی ہیں آنکھوں کے نشان نمایاں ہو جاتے ہیں صفحہ ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ انتہٰی
اسی پر تمام ڈاکٹروں کا اتفاق ہے۔ پس گویا کہ محمدی حدیث سے سب نے انکار کیا۔ اب مسلمانوں کے ہونہار بچوں کو چاہیئے کہ طوعاً و کرہاً اس محمدی حدیث سے انکار کریں۔ درحقیقت یہ علمی غلطی ہے پس پیدائش اور چالیس روزہ عمر کا مسئلہ بالکل باطل ہوا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے "ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔ الاکثر علی ان الروح الذی ہی الحیوان سالوہ عن حقیقتہ فاخبر انہ من امر اللہ۔ ای مما استاثر بعلمہ وعن ابی ہریرۃ لقد مضی النبی وما یعلم الروح وقد عجزت الاوائل عن ادراک ماہیتہ بعد انفاق الاعمار الطویلۃ علی الخوض فیہ والحکمۃ فی ذلک تعجیز العقل عن ادراک معرفۃ مخلوق مجاور لہ لیدل علی انہ عن ادراک خالقہ اعجز ولذا رد ما قبل فی حدہ انہ جسم دقیق ھوائی فی کل جزء من الحیوان وقیل ھو خلق عظیم روحانی اعظم من الملک وعن ابن عباس ھو جبرئیل دلیلہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک وعن الحسن القرآن دلیلہ وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ولانہ بہ حیوۃ القلوب ومن امر ربی ای من وحیہ وکلامہ لیس من کلام البشر روی ان الیہود بعثت الی قریش ان سلوہ عن اصحٰب الکہف وعن ذی القرنین وعن ذی الروح فان اجاب عن الکل او سکت عن الکل فلیس بنبی وان اجاب عن بعض فھو نبی فبین لہم القصتین وابہم امر الروح وھو مبہم فی التوراۃ فندموا علی سوالہم وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی اھو مخلوق ام لا وقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان ھذا جوابا" صفحہ ۳۸۳ جلد اول۔

تفسیر اعلام النبی المسجود میں ہے "ویسئلونک عن الروح الظاہر ان السوال کان عن حقیقۃ الروح الذی ھو مدبر البدن الانسانی ومبداء حیاتہ روی ان الیہود قالوا لقریش سلوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عنہا جمیعاً او سکت فلیس نبی وان اجاب عن بعض وسکت عن بعض فھو نبی فبین لھم القصتین وابہم امر الروح وھو مبہم فی التوراۃ" (صفحہ ۴۳۶ جلد ۵ برحاشیہ تفسیر کبیر)۔

امام محمد الرازی فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "ویسئلونک عن الروح للمفسرین فی الروح المذکورۃ فی ھذہ الآیۃ اقوال اظہرھا ان المراد منہ الروح الذی ھو سبب الحیاۃ روی ان الیہود قالوا لقریش اسالوا محمدا عن ثلاث فان اخبرکم باثنتین وامسک عن الثالثۃ فھو نبی اسالوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فسالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ھذہ الثلاثۃ فقال علیہ السلام غدا اخبرکم ولم یقل ان شاء اللہ فانقطع عنہ الوحی اربعین یوما ثم نزل الوحی بعدہ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ ثم فسر لہم قصۃ اصحاب الکہف وقصۃ ذی القرنین وابہم قصۃ الروح ونزل قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وبین ان عقول الخلق قاصرۃ عن معرفۃ حقیقۃ الروح فقال وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ومن الناس من طعن فی ھذہ الروایۃ من وجوہ" (صفحہ ۴۴۰ جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۴ھ)۔

آگے امام صاحب نے لوگوں کے طعن کے وجوہ بتلائے ہیں پھر آگے چل کر کوشش کی ہے کہ روح کے معنے قرآن کریں یا جبرئیل یا کچھ اور تاکہ عقلاء کے اعتراض سے نجات ہو مگر کوئی بچاؤ نہیں کر سکے ہاں عوض معنے بدلنے کے خود روح کے ثبوت دینے شروع کئے ہیں۔ جس سے امام صاحب کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے مگر قرآن کی کمی بدستور ہے وہ ہرگز پوری نہ ہو سکی اور لوگوں کے طعن بدستور ہیں اور جب تک قرآن جہان میں موجود ہے گا ان اعتراضات سے خلاصی نہیں پا سکتا +

آریہ اور ہندو کی تحقیقات اور آریہ دھرم کی قدامت تصدیق ۵۶۲۲ کا جواب

۷۴۔ **مولوی**۔ اسلام کے معنے صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ چین سے رہنا۔ کیونکہ یہ لفظ مسلم سے مشتق ہے جس کے معنے صلح اور آشتی کے ہیں۔

آریہ۔ بے شک اس کے معنے تو یہی ہیں مگر یہ نام محمدی بھائیوں پر کسی حالت میں موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ کبھی اس نام کے مصداق نہیں ہوتے۔ نہ تو یہ خود محمد صاحب کے وجود میں صلح و آشتی نہیں تھی۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے "پیغمبر ہمساں و خط توجہ گفتے و زباں را بہ آشتی یاد فرمودے تا ہمہ با دشمنی برا ور خاستند" (صفحہ ۶ بدر اسلام) اور یہی حال ابراہیم کا تھا جیسا کہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے "در تفسیر میسر مذکور است۔ القصہ ابراہیم پیوستہ مدت سال کردے و پرستندگان ایشاں را دشنام دادے و قوم او با او مجادلہ میکردند" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۷۷ نولکشور) لیں علاوہ براں جو کچھ حلم اور آشتی انکے وجود سے دنیا میں ہوئی وہ تو اظہر من الشمس ہے کروڑوں آدمیوں کے سر کٹ گئے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ لوگوں کے بال بچے۔ لونڈی۔ غلام بنکر فروخت ہو گئے۔ لاکھوں انسان غلام بنائے اور اُن کے آلۂ تناسل کاٹ کر خواجہ سرا بنائے کرائے گئے۔ باہر کیا تلاش کریں خود گھر میں ہی آتش فتنہ و فساد لگا دیئے۔ شاہ نظام الدین نے صحیح کہا ہے ؎

اسرار حقیقت سے خبر دار جو ہوتے ہفتاد و دو ملت میں کبھی جنگ نہ ہوتا

پس اسلام کا لفظ آپ لوگوں پر کبھی زیبا نہیں۔ ہندو جیسے پہلے لوٹتے تھے ویسے اب لوٹتے ہیں۔ اسلام نہیں بلکہ غریب مخلوق الٰہی کے حق میں قتل عام کا اعلام ہے اس محمدی اسلام کے حق میں تو سارے آدمی اور جانور پکار پکار کر کہہ رہے ہیں یہ اسلام نے کھویا ہے یہ اسلام ہمارا۔ آپ کی ریاست جموں میں وہ کارروائی جس کے باعث آپ وہاں سے نکالے گئے بھی آپکو زمرہ اسلام سے خارج کرتی ہے۔

مولوی صاحب نے پادری طامس ہاول صاحب کی تحریر کی جو انہوں نے آریہ لفظ اور ہندو لفظ کی تحقیقات میں لکھی ہے بہت تعریف کر کے اخیر پر سری مان سوامی جی کے حق میں لکھا ہے کہ اپنے آپ کے مُصلح نے اس لفظ ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا یہ بحث اس نے مختلف اغراض کے واسطے چھیڑ دی ہیں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاتح لوگوں نے اس نام کو اہانتاً اختیار نہیں کیا تھا۔

آریہ۔ ہم پادری صاحب کے رسالہ کا مفصل جواب آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات میں دے چکے ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پادریوں کی کاسہ لیسی صرف دنیا میں فساد ڈالنے اور آریہ سماج کے مقدس مشن میں ہارج ہونے کے واسطے کر رہے ہیں ورنہ آپکی یہ تحریر کسی طرح بھی موئے صدق نہیں رکھتی ہم نے یا ہمارے مُصلح سری سوامی جی مہاراج نے یہ بحث بالکل انصاف سے کی ہے اور تمام تر غرض اُن کی حق کے ظاہر کرنے سے تھی چنانچہ وہ ظاہر ہو گئی۔ اب کہیں خاک ڈالنے سے چھپتا ہے چاند تاریخ بتلاتی ہے کہ ہم لوگ اصل میں آریہ ہیں اس وطن کا نام آریہ ورت ہے سوامی جی نے اس کا اس طرح فیصلہ کیا کہ آریہ نام سناتن اور ہندو ملیچھ بھاشا کا ہے اور ملیچھ بادشاہوں نے یہ نام رکھا ہے اور اُن کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے وید کے ماننے والے سارے اپنے آپ کو آریہ کہلائیں اور وید پر عمل کریں کیونکہ وہ سارے کے سارے روزمرہ سنکلپوں میں آریہ پڑھا کرتے ہیں لفظ ہندو پس اس کے معنے صاف بُرے ہیں عرب کے فاتح تو یہاں نہ آئے اور نہ کامیاب ہوئے بلکہ شکست کھائی۔ ہاں فارس کے لوگ آئے اور انہیں کی کتابوں سے اس کے بُرے معنے پیش ہیں۔ پھر بھی آپکی حکمت عملی کی باتوں پر کیسے بھول جاویں۔

۷۵۔ **مولوی**۔ ہندو اونٹ کے گلے کا نام ہے ایک عورت کا نام بھی جو عمرو کی اولاد تھی

وہ ہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے۔ ہہ کے ایک بھائی بڑا کا نام ہے تلوار کے تیز کرنے کو بھی ہند کہتے ہیں۔ ہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو ہند کا سر ہو۔ ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان میں ہے کیا تعجب ہے کہ آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آتے ہوئے ہوں اور آری عربی میں طویلہ کو کہتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بجائے آری ہندو کا لفظ اختلاف شریعت کے حکم سے زیادہ نہ رکھا ہو۔ اور کوئی باعث خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہے اسکی مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے نسخ سبع الہنود کہی ہیں آریہ پتلے معنے متعلق ہند کے آپنے لکھے ہیں ان میں سے چند تو ہم نے بھی آریہ اور ہندو کی تحقیقات میں درج کر دیئے ہیں بعضے آپنے زیادہ لکھے ہیں۔

مگر ہمیں ان معنوں سے انکار نہیں۔ ان سب سے بڑھکر ہندو کش ہمالیکوہ لکھدیا جو بہت زیادہ مشہور ہے مولوی صاحب یہ سارے معنے ہندو کے اچھے نہیں ہیں اور یہ آریہ کے بزرگ نہر ہندوان کے کنارے سے آئے ہیں ہندوان کی نہر کے کنارہ شاید اونٹوں کے گلے بہت چرتے ہوں گے اسی واسطے اُس کا نام ہندوان ہوا یا کوئی اور ہندو کے سوا وجہ ہوگی یا اُس کے کنارے کی مٹی کالی ہوگی واللہ اعلم بالصواب مولوی رومی مثنوی کے دفتر میں لکھتے ہیں۔

نقش ماہی را چہ دریا وچہ خاک ۔ رنگ ہندو را چہ صابون و چہ زاک (صفحہ ۳۳)

سنسکرت کا اصل لفظ آرج یا آریہ یا آرش ہیں اور یہی آرج لفظ فارسی میں عمدہ معنے رکھتا ہے۔ آرج ۔ قسمت ۔ قدر ۔ مرتبہ (حد ۔ اندازہ) اسم اسلوب۔

ارجمند ۔ صاحب قدر ۔ صاحب مرتبہ ۔ اسم اسلوب ۔ ارستہ عربہت ہدایت یافتہ آدمی ۔ آرتیت عج عقلمند ۔ عالم ۔ آرش ۔ زیبائش آراسگی ۔ آرا ۔ آرای ۔ آراستہ کرنیوالا عرش ۔ تخت ۔ چھت ۔ خدا کا تخت سات آسمانوں سے اوپر ۔ عروج ۔ چڑھنا ۔ بلند ہونا یہ سارے معنے آرش یا آرج یا عرج یا آریہ کے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں پس ایسے اچھے معنے جب آریہ کے موجود ہیں۔ تو ہم وہ فضول اور غلط کیسے قبول کرتے ہیں۔ جس طرح مسلمان یا محمدی کے معنے سنسکرت میں بُرے ہیں مگر عربی دان اُس کو عربی میں اچھے معنے ہونے کے سبب قبول نہیں کرتے اگر سنسکرت میں اسکے اچھے معنے ہوتے تو ہم ہرگز انکار نہ کرتے ہم بھی فارسی یا عربی کے خراب معنے ہونے کے باعث اُن کے قبول کرنے سے انکاری ہیں پس اسکا ماننا یا عمل کرنا نہایت ہی غلط اور سوامی جی نے جو کچھ لکھا بالکل معقول اور قرین انصاف ہے۔

محمدی اسلام قدیم نہیں۔

۵۸ مولوی۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔

آریہ ۔ اگر خدا کا فرمانبردار ہونا اسلام ہے تو یہ اسلام تمام دنیا کو مبارک ہو۔ اور یہی آریہ دھرم ہے۔ کیونکہ شاستر میں حکم ہے۔

यत्रन व देवतासु पास्तेन स वेद पशूरेव हे स दे
वा वा : ।:

جو پرماتما کو چھوڑ کر کسی اور کی تابعداری کرتا ہے وہ گیان دان نہیں ہے وہ وید کے خلاف چلتا ہے۔ وہ بیوقوف اور گدھا ہے۔

اور یہ اسلام محمدی ہونا نہیں ہے بلکہ آریہ بننا۔ کیونکہ قرآن کے رو سے اسلام خدا کا فرمانبردار ہونا نہیں بلکہ صرف فرمانبردار ہونا۔ آپ لوگ بہت زیادہ تو تعصب اور شہوت کے فرمانبردار ہیں اور اُس سے زیادہ حور و غلمان کے۔ رسول کی فرمانبرداری بھی (اور اُس کے چال وچلن پر اعتراض نہ کرنا) اسلام کے اندر ہے ویسا ہی فرمانبردار ہونا اسلام ہے۔ پس یہ اسلام ناتمام اور ناکمل ہے جیسا کہ سورۃ محمد میں ہے۔

یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم اے کسانیکہ ایمان آوردید فرمان برید خدارا و فرمانبردار باشید رسول را در آنچہ فرماید و باطل مسازید عملہائے خود را۔ ایسا اور بھی چند مقام پر یہ ذکر ہے۔ پس محمدی ہونا اسلام نہیں۔ مولوی عبید اللہ نے لکھا ہے کہ "نار دوزخ کے ارادے مختون کئے گئے جو کوئی ہندوؤں کے سنت سے سن گئے۔ ہم ایمان کہتے ہیں کہ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان محمد کے غلام ہیں۔ بندے ہیں۔ کوئی بھی خدا کا بندہ نہیں ہے۔ بلکہ لاکھوں محمد کو ہی خدا مانتے ہیں"۔ اور یہی آریہ دھرم یعنے سچا اسلام محمد و عیسیٰ وابراہیم و موسیٰ سے پہلے تمام دنیا کے لوگوں کا مذہب تھا۔ قرآن نے بھی اس کی طرف ایک دو مقام پر اشارہ کیا ہے ان الذین آمنوا والذین ہادوا والنصریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یہ آیت بقرہ اور مائدہ کی سورتوں میں بھی ہے اور پھر دوسری یہ بھی ہے۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون۔

پس یہی اسلام آریہ پن ہے اور یہی ویدک دھرم ہے۔ مگر محمدی مذہب قدیم نہیں ہے یہ تو نہ موسےٰ کا مذہب ہے نہ عیسےٰ کا مذہب ہے اور یہی سبب ہے کہ موسائی اور عیسائی دونوں اس کے مخالف ہیں۔

بے شک آریہ کے معنے سریشٹ نیک اور خداترس کے ہیں اور ہر ایک آدمی اعمال کے ذریعہ آریہ ہو سکتا ہے کسی خاص قوم اور ایک ملک والوں کے واسطے اس کی خصوصیت نہیں پس ان معنوں کے رو سے بنی اسرائیل کا نیک اور حق شناس آدمی جو سچے الہام وید اور ایشور کو مانتا ہو آریہ ہے گو شام کا رہنے والا ہو۔ یا مصر کا ایک پارسا عیسائی کے گھر میں پیدا شدہ انسان جس کا وید اور ایشر پر اعتقاد ہے آریہ ہے گو وہ ناصرت میں پیدا ہوا اور اسی طرح عرب کا بدو یا ایک جنم کا مسلمان بھی آریہ ہے اگر وہ ویدک تعلیم کو سچا مانتا اور عمل کرتا ہے خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو اور آریوں کے گھر کا پیدا شدہ بدچلن ایشور سے منکر وید سے منکر انسان پرست دسیو ہے خواہ آریہ ورت میں ہی پیدا ہوا ہو۔

قرآن کے محمدیوں نے بت پرستی کی جگہ اسود پرستی اور کعبہ پرستی قائم کی۔ اور قبور پرست علماء اسلام نے جاری کردی۔ اس وقت مکہ سے ملایا تک اور مدینہ سے سوڈان تک ایک بھی ایسا مسلمان نہیں جو مشرک اور بت پرست نہ ہو۔ یا صرف موحد ہو۔ ایک غریب بیانداز رحمتہ اللہ علیہ عبدالوہاب نام نجد شریف میں پیدا ہوا تھا مگر اُس کی تمام علماء و فضلاء اسلام نے مخالفت کی اور کفر کے فتوے دیدئے۔ البتہ اُس نے قبر پرستی کی بیخکنی کرنی چاہی تھی پس جبتک مسلمان گور پرستی اور کعبہ پرستی اور مدینہ پرستی اور اسود پرستی اور تابوت سکینہ پرستی سے باز نہ آویں اور توبہ نہ کریں تب تک وہ کسی طرح حلقہ اسلام یا آریہ دھرم میں نہیں آسکتے۔ وہ خدا کو کلنک لگانیوالے دسیو ہیں آریہ نہیں ہیں۔

پارسی مذہب آریوں سے قدیم نہیں۔

آریہ ۔ تکذیب براہین الاحمدیہ ۱۸۴۷۸ (ہم نے ضرورت الہام قرآن پر لکھا تھا کہ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں بھی موقعہ کلام کا نہ ہوا و علاوہ بران وہی باتیں یا اُس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلے کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اِسبات سے توکسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں۔ مگر نزول ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جس سے اُسکی راستی والہامیت سراپا کافور ہے۔

۲۱۸ مولوی۔ سو اس پر ایک ریمارک ہے کہ پارسیوں کو دعوے ہے کہ وہ ; وراُن کا مذہب اُن کی کتاب اور ورقی کتابوں سے ہاں آریہ ورتی مقدس کتابوں بلکہ وید سے بہت پرانی ہیں۔

آریہ۔ یہ آپ کا خیال بوجوہات ذیل باطل ہے۔

وجہ اول۔ پارسیوں کی کتابوں میں ویدکا ذکر ہے اور اُس کو نہایت عزت سے یاد کیا گیا۔ چنانچہ ہوم یشت سوم یگ کے مضمون میں اتہروید کا نام موجود ہے۔ اور اکثر انگرہ رشی ملہم اور رامائن رمائی کا نام مبارک مذکور ہے بلکہ ایک تاریخی واقعہ بھی لکھا ہے کہ کرسانو راجہ نے حکومت کے غرور میں اتہروید جسکے سروع کا منتر شنو دیوی ابھشٹے ہے اپنے راج میں بند کردیا سواسطے ہوم نے اس کو تخت سے اوتار دیا۔ (دیکھو ہوم یشت کی ۲۴ویں آیت کا پاٹ ژند اوستھا) اس پر ڈاکٹر ہاگ صاحب نے لکھا ہے کہ کرتسانو کا ایک ایسا ہی ادربھی بیان آریہ ورت کے پرانے سکوں میں بھی ہے دیکھو اتیری براہمن (۳-۲۶) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ ژند اوستھا میں ایتری براہمن سے لیا گیا اور ایتری براہمن اور ژند اوستھا دونوں سے قدیم وید ہیں۔

وجہ دوم۔ محقق فضلاء غیر مذاہب نے جنہوں نے آریہ ورت کے ویدک دہرم اور ایران کے پارسی مذہب کی بابت تحقیقات کی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ آریہ لوگ آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے۔ چنانچہ محقق پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اُٹھکر ایران میں آباد ہوئے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۸)۔

دارا بادشاہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریا اتمبا تھا" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۰) یہ دارا بادشاہ دارا سکندر سے بہت پہلے گذرا ہے۔

امریکہ کے ایک مشہور فاضل فرماتے ہیں یہ منوجی مصری۔ ایرانی۔ یونانی اور رومن قانوں کی بنیاد کے باعث ہوئے اور منو کے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں اب تک پایا جاتا ہے (رسالہ بائبل ان انڈیا)۔

وجہ سوم۔ بیاس جی کا پارسی فرسندرح کس یعنے پیغمبر زردتشت کے پاس بمقام بلخ جانا اور اس سے مباحثہ کرنا (مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۹ حالانکہ بیاس جی سے بہت پہلے پراشر کشیپ یاگولک۔ وسشٹ وشوامتر رامچندر جنک۔ گوتم۔ کپل۔ کناد۔ منی وغیرہ ہوچکے ہیں اور وہ سب ویدک دہرم کے ماننے والے تھے اور رشی دیوسوت۔ سوایمبہو وغیرہ منو اور اُنسے بھی وید پہلے موجود تھے۔

وجہ چہارم۔ اُن کا آریہ کہلانا۔

وجہ پنجم۔ مسئلہ تناسخ کا قایل ہونا اور جیو کو انادی ماننا اور پرکرتی کو بھی۔ دیکھو دساتیر مرشد آباد وخشوران خشور آیتہ ۶۷ و ۶۸۔

وجہ ششم۔ گوشتخوری کے ترک کو ضروری جاننا اور گوشت نہ کھانا دیکھو آیہ ۱۲۶ و ۱۳۶۔

وجہ ہفتم۔ چار ورنوں کا ماننا اور اُس کا ویدک قاعدہ کے مطابق ہونا اور نیئے ناموں سے نامزد ہونا (دساتیر آسمانی بفراز آباد وخشوران خشور آیت ۱۴۵ صفحہ ۴۴)۔

وجہ ہشتم۔ اگنی ہوتر کرنا اور آگ کو خدا نہ ماننا بلکہ ہوا کے صاف کرنیوالی چیز جاننا

وجہ نہم۔ سنسکرت زبان جو کل زبانوں کا مخرج ہے اُسکا پارسی سے زیادہ نسبت رکھنا۔

وجہ دہم۔ خاصکر گئو رکھشا کرنا اور گوبر کے وہی مشہور فواید جو علم طب کے رو سے ضروری ہیں ماننا (دیکھو ژند پاژند مطبوعہ ایران اصل دری زبان میں اور اُس کا ترجمہ بزبان فارسی)۔

وجہ یازدہم۔ نگیوپوت یعنے زنّار پہننا۔

وجہ دوازدہم۔ مردہ کو جلانا۔ (دیکھو نامہ وخشوران وخشور فزاز آباد آیت ۱۵۴) پس کسی طرح بھی وید سے وہ قدیم نہیں اور نہ وید اُن سے نوین ہیں بلکہ مندرجہ بالا شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ پارسی کیا تمام دنیا کے مذاہب اور سب جہان کی کتابیں ویدوں سے مابعد کی ہیں پس ثابت ہوا ہمارا دعوے کہ وید نے کسی مذہب یا کتاب سے کچھ نہیں چورایا۔ بلکہ سب نے جو کچھ سچائی یا صداقت یا ہدایت کی وہ وید مقدس سے حاصل کی اس کے ثبوت (دیکھو تاریخ دیباچہ جلد اول و دوم)۔

جان سکسپیر صاحب کے کوش میں ہندو لفظ کا ارتھ لکھا ہے کہ نگروچشی۔ بلاک ارسبں۔ انڈین۔ ایتھوا۔ اسہوپیمن اور حبشیوں کا ارتھ ووبسٹر صاحب کی بڑی ڈکسنری میں اسکا اصل ارتھ جاہل ہے اور جاہل ہونا اور بیگس یہ سب نام کافر کے ہیں۔

رچرڈسن صاحب کی عربی۔ فارسی۔ انگریزی ڈکسنری میں ہندو کا ارتھ کافر۔ دہن ڈاکو۔ ناستک۔ چوکیدار اور چہرہ پر کا تل کے کئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶۹۲)۔

سکندرنامہ میں خط دارا بجانب سکندر میں لکھا ہے۔

تراآن برائے سرورومیاں مخدمت چو ہندو بہ سدی میاں

(ہندو بمعنے غلام)

سکندرنامہ میں مذکر جشن نوساپہ لکھا ہے۔

زہندوستان آمدہ جوزنے زہر جوزدہ سوختہ خرمنے

(ہندوستان بمعنے کوئلہ کی دوکان اور ہندو بمعنے کوئلہ)

پھر اسی میں ہے:۔

زہندوزنے خانہ پرخون شدہ ہمہ آبنوسش متر حوں شدہ

(ہندو بمعنے جادوگر)

بہار دانش میں ہے۔

گرو ست زلف مشکین خطائے رفت وزہندوئے شمارمن جفائے رفت

(ہندو بمعنے خال سیاہ)

مسلمانوں نے پارسیوں کا نام گبر یعنے کافر رکھا اور لقمہ کے انہوں پادشاہ کا نام حبش رکھا (بمعنے غلام) افریقہ کے دکھن دیس کا نام کافریہ رکھا۔ یورپ والوں کا ترسا یعنے ڈرپوک وناستک رکھا افغانستان کے اصلی باشندوں کا نام کافر اور ملک کا نام کافرستان رکھا

۲۰ تکذیب لقمان اور سکندر کے قصص نے زعم دراز فہیاں یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔

لقمان اور ابراہیم کا قصہ اور محمدی جہاد کا مختصر ثبوت۔

۴۲۔ مولوی۔ سنئے صاحب قرآن نے لقمان کا قصہ جہاں بیان کیا ہے اس سورہ کا نام سورہ لقمان ہے۔ جو اکیسواں سیپارہ میں موجود ہے مہربانی کرکے وہ قصہ سنئے آپ کو اپنے انصاف اور نیک نفسی اور استعداد اور عربی کا خود بخود پتہ لگ جاویگا (آگے لقمان کی نصیحتوں کو جو اُس نے اپنے بیٹے کو دیں بیان کیا ہے) ان آیات کریمہ پر غور فرماتے اور داد دیجئے نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو مرنا ہے اور بھلائی برائی کا نتیجہ پانا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب افسوس کہ آپنے اب تک بھی راستی کی قدر نہ کی۔ اور تفاسیر قرآنی کا مطالعہ فرمایئے دیکھئے وہ صاف طور پر دبی زبان سے ہمارے بیان کی تصدیق کررہی ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے "آوردہ اند کہ قصہ لقمان حکیم وصاے او نزد یہود شہرت عظیم داشت وعرب در بہر نہجے کہ رجوع بدیشاں کردندے از حکمتہاے لقمان برائے ایشاں نقل کردندے" (صفحہ ۱۸۴ جلد ثانی) اس سے آگے چل کر لقمان کی بابت جو تفسیروں میں اختلاف ہے وہ دکھلایا ہے کوئی نبی کہتا ہے کوئی حکیم اُس کے موطن میں بھی اختلاف اُسکی ولدیت وغیرہ میں

بھی اختلاف ہے پس صاف ظاہر ہے کہ یہود اُس کے تمام حالات سے واقف تھے اور محمد صاحب کی موجودگی میں اُسکی حکمتوں اور نصیحتوں کے حالات لوگونکو سناتے تھے جن کی حد دس ہزار تک تھی اور ایک سو نصیحت اُسکی جو اُس نے اپنے بیٹے کو دی وہ ایک مشہور کتاب بھی ہے۔ وہ ساری یہودیوں میں موجود تھیں پس صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے یہودیوں سے سُنکر قرآن میں درج کردیں اور جب یہود کے پاس دس ہزار تک تھیں تو یہ دس بارہ نصیحتیں کس شمار میں ہیں جن کے واسطے اس کی ضرورت ماننی چاہیئے پس وہی بات درست ہے جو ہم نے تکذیب میں درج کی ہے کہ لقمان کے قصہ نے یونانیوں کی تاریخوں سے جلوہ دکھایا اور کچھ سُنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا باقی رہا یہ کہ آپ اس قصہ کو دور از قیاس سمجھ بیٹھے ہیں یہ آپ کی علمیت کا معاف رکھیئے قصور ہے تکذیب کی عبارت پھر پڑھیئے وہ دور از قیاس یونانیوں کی تواریخوں کے حق میں ہے کہ وہ دور از قیاس ہیں۔ اُن سے قرآن کے جامع عثمان نے یا محمد صاحب نے نقل کرلیا۔ سُنکر یا دیکھکر۔ اور اسی واسطے اس میں بڑا سخت اختلاف ہے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۸۴)۔

سکندر کے بے بنیاد قصہ کے سبب سے ہم نے اُن کو خاصکر دور از قیاس کہا ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی اور درحقیقت وہ دور از قیاس ہی نہیں بلکہ اصلی حالات سے مخالف ہے

ابراہیم کا قصہ۔ ہم نے تکذیب صفحہ ۸۱ پر لکھا تھا کہ قرآن میں صرف پرانے لوگوں کے بائیبل وغیرہ سے منقول قصہ جات بھرے ہیں اور اسی لحاظ سے لوگ اُسے قصص الاولین کہتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں :۔

۲۸۷۔ ابراہیم کا قصہ اس وقت سُنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پروازیوں کی ترقیوں کی جڑھ ہے۔ (اس سے آگے سورۃ بقر و مریم و شعرا سے نقل کرکے کہانی لکھی ہے) اور کچھ ذکر صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۶ پر بھی کیا ہے)

آریہ۔ آپ نے یہاں بھی ہم سے چالاکی کی یا پبلک سے داؤ کھیلا یعنے صرف ایک مجمل سی بات لکھدی اور سارا فضول قصہ نقل نہیں کیا۔ لیجئے ہم سے سُن لیجئے اور انصاف کیجئے :۔

سورۃ انعام۔ واذقال ابراھیم لابیہ ازر اتتخذ اصنا ما الھۃ انی اریک وقومک فی ضلل مبین ٥ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ٥ فلما جن علیہ الیل را کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین ٥ فلما را القمر بازغا قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین ٥ فلما را الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر فلما افلت قال یقوم انی بری مما تشرکون ٥ انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ٥ وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ وقد ھدان ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل شیء علما افلا تتذکرون ٥ وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطنا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ٥ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون ٥ وتلک حجتنا اتینھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجت من نشاء ان ربک حکیم علیم ٥ **ترجمہ** اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بہکی ہوا اور اس طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور تا اُس کو یقین آوے۔ پھر جب اندھیری آئی اُس پر رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غایب ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے چھپ جانیوالے۔ پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا۔ پھر جب وہ غایب ہوا بولا اگر نہ راہ دے مجھکو رب میرا تو بےشک میں رہوں بہکنے والے لوگوں میں۔ پھر جب دیکھا سورج جھلکتا۔ بولا یہ ہے رب میرا یہ رب بڑا پھر جب وہ غایب ہوا بولا اے قوم میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو میں نے اپنا منہ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہوکر اور میں نہیں شریک کرنیوالا۔ اور اُس سے جھگڑی قوم بولا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ پر اور وہ مجھکو سوجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اُسکا مگر کہ میرا رب کچھ چاہے سمائی ہے میرے رب کے علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جسپر نہیں اُتاری اُسنے تم کو کچھ سند اب دو فرقوں میں کس کو چاہیئے خاطر جمع اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تقصیر انہی کو ہے خاطر جمع اور وہی ہیں راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کو چاہیں تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار ٭

سورۃ بقر۔ الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحی ویمیت قال انا احی وامیت قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظلمین ٥ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا ٥ واعلم ان اللہ عزیز حکیم ٥ **ترجمہ** تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر واسطے یہ کہ دی تھی اُس کو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اُسکو مغرب سے تب حیران رہگیا وہ منکر اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھکو کیونکر جلا دیگا تو مُردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلکو فرمایا تو پکڑ چار جانور اوڑتے پھر اُنکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا پھر اُنکو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے اور جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

سورۃ شعرا۔ واتل علیھم نبا ابراھیم ٥ اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ٥ قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عاکفین ٥ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون ٥ او ینفعونکم او یضرون ٥ قالوا بل وجدنا اباءنا کذلک یفعلون ٥ قال افرءیتم ما کنتم تعبدون ٥ انتم واباؤکم الاقدمون ٥ فانھم عدو لی الا رب العلمین ٥ الذی خلقنی فھو یھدین ٥ والذی ھو یطعمنی ویسقین ٥ واذا مرضت فھو یشفین ٥ والذی یمیتنی ثم یحیین ٥ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین ٥ رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین ٥ واجعل لی لسان صدق فی الاخرین ٥ واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ٥ واغفر لابی انہ کان من الضالین ٥ ولا تخزنی یوم یبعثون ٥ یوم لا ینفع مال ولا بنون ٥

الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۰ وازلفت الجنۃ للمتقین ۰ وبرزت الجحیم للغوین
وقیل لہم این ما کنتم تعبدون ۰ من دون اللہ ہل ینصرونکم او ینتصرون
فکبکبوا فیہا ہم والغاون وجنود ابلیس اجمعون ۰ قالو وہم فیہا یختصمون
تاللہ ان کنا لفی ضلل مبین ۰ اذ نسویکم برب العلمین ۰ وما اضلنا الا المجرمون
فما لنا من شافعین ۰ ولا صدیق حمیم ۰ فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین
ان فی ذالک لایۃ وما کان اکثرہم مومنین ۰ وان ربک لہو العزیز الرحیم
ترجمہ اور سنا ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو تم کیا پوجتے
ہو وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن ان پاس لگے بیٹھے رہیں۔ کہا کچھ
سنتے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو۔ یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا۔ بولے نہیں پر
ہم نے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو
تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے دشمن ہیں۔ مگر جہان کا صاحب جس
نے مجھکو بنایا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔
اور جب میں بیمار ہوں وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھکو ماریگا اور پھر جلاویگا اور وہ
جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے اے رب دے مجھکو حکم اور
ملا مجھکو نیکوں میں اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت
باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولوں میں اور رسوا نہ کر مجھکو جس
دن جی کر اٹھیں جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے۔ مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر
دل چنگا۔ اور پاس لائے بہشت واسطے ڈر والوں کے اور نکالے دوزخ سامنے
بے راہوں کے اور کہئے ان کو کہاں ہیں جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوائے کچھ مدد
کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر اوندھے ڈالے اُس میں وہ اور سب
بے راہ اور لشکر ابلیس کے سارے۔ کہنے لگے جب وہ وہاں جھگڑنے لگیں قسم اللہ
کی ہم تھے صریح غلطی میں جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے اور ہم
کو راہ سے بھلا یا سو ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنیوالا اور نہ کوئی
دوست محبت کرنیوالا سو کسی طرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں
نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

سورۃ الانبیاء۔ ولقد اتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ
علمین ۰ اذ قال لابیہ وقومہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون
قالو وجدنا آباءنا لہا عابدین ۰ قالو لقد کنتم انتم وآباؤکم فی ضلل
مبین ۰ قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین ۰ قال بل ربکم رب السموٰت
والارض الذی فطرہن وانا علی ذالکم من الشاہدین ۰ وتاللہ لاکیدن
اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین ۰ فجعلہم جذاذا الا کبیرا لہم لعلہم الیہ
یرجعون ۰ قالو من فعل ہذا بالہتنا انہ لمن الظلمین ۰ قالوا سمعنا فتی
یذکرہم یقال لہ ابراہیم ۰ قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلہم یشہدون
قالوا ءانت فعلت ہذا بالہتنا یا ابراہیم ۰ قال بل فعلہ کبیرہم ہذا
فسئلوہم ان کانوا ینطقون ۰ فرجعوا الی انفسہم فقالوا انکم انتم الظلمون ۰
ثم نکسوا علی رءوسہم لقد علمت ما ہؤلاء ینطقون قال افتعبدون
من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من
دون اللہ افلا تعقلون قالوا حرقوہ وانصروا الہتکم ان کنتم فعلین ۔
قلنا یا نار کونی بردا وسلما علی ابراہیم وارادوا بہ کیدا فجعلنہم
الاخسرین ونجینہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیہا للعلمین و

وہبنا لہ اسحٰق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین ۰ ترجمہ اور آگے
دی تھی ہم نے ابراہیم کو اُس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اُسکی خبر جب کہا اُس نے
اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو۔ بولے ہم نے پایا
اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے بولا مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے
صریح غلطی میں بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے بولا نہیں
پر رب تمہارا وہی ہے۔ رب زمین اور آسمان کا جسنے انکو بنایا اور میں اسی بات
کو قائل ہوں اور قسم ہے اللہ کی میں علاج کرونگا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے
پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا اُن کو ٹکڑے مگر ایک بڑا اُن کا کہ شاید اُس پاس پھر آویں کہنے
لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے
ہم نے سنا ہے ایک جوان اُن کو کچھ کہتا ہے۔ اُسکو کہتے ہیں ابراہیم وہ بولے
اُسکو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں۔ بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے
ٹھاکروں پر اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا اُنکے اُس بڑے نے سو اُن سے پوچھ لو
اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے جی میں۔ پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر اوندھے
ہوئے سر ڈالکر تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے
ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا۔ بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے
سوا۔ کیا تم کو بوجھ نہیں بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو۔ اپنے ٹھاکروں کی اگر کچھ کرتے ہو
ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر اور چاہنے لگے اُسکا برا پھر انہیں
کو ہم نے ڈالا نقصان اور بچا نکالا ہم نے اُسکو اور لوط کو اُس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی
ہم نے جہان کے واسطے اور بخشا ہم نے اُسکو اسحاق اور یعقوب پا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا
اس کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ "ابراہیم خلیل کہ تعویذ وار بر بازو داشت
وپوشانید" (صفحہ ۳۱۷ جلد اول سورۃ نور)۔

اسی میں ہے۔

بہ تعویذ از سرش پیراہنے بود — کہ جدش را آن آئین ماہے بود
وسادش ستر ساروح رضواں — از آن روشد بروآتش گلستان
رسید از سدرہ جبرئیل امیں زود — زبازوے وے تعویذ بکشود
بروں آورد آنجا پیرہن را — بداں پوشید آں پاکیزہ تن را

سورۃ مریم۔ واذکر فی الکتب ابراہیم ۃ انہ کان صدیقا نبیا
اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا ۰
یابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اہدک صراطا سویا
یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا ۰ یابت انی اخاف
ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا ۰ قال اراغب انت عن
الہتی یا ابراہیم لئن لم تنتہ لارجمنک واہجرنی ملیا ۰ قال سلم
علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا ۰ واعتزلکم وما تدعون
من دون اللہ وادعوا ربی عسی الا اکون بدعاء ربی شقیا ۰ فلما
اعتزلہم وما یعبدون من دون اللہ وہبنا لہ اسحق ویعقوب وکلا
جعلنا نبیا ۰ ووہبنا لہم من رحمتنا وجعلنا لہم لسان صدق علیا۔
ترجمہ اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی۔ جب کہا اپنے
باپ کو اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے جو چیز نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے
کچھ اے باپ میرے مجھکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل
سوجھا دوں تجھکو راہ سیدھی۔ اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک

شیطان ہے رحمٰن کا بے حکم۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں آ لگے تجھکو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجھکو پتھروں سے مارونگا۔ اور مجھ سے دور جا ایک مدت کہا۔ تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشواؤنگا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے اور میں پکارونگا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم۔ پھر جب کنارے ہوا اُن سے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ بخشا ہم نے اسکو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا اور دیا ہم نے انکو اپنی مہر سے اور رکھا انکے واسطے سچا بول اونچا۔

افسوس کہ محمد صاحب اور اُن کے جانشینوں نے بیگناہ لاکھوں مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تباہ کیا اور گردن مارا۔ خدا کا خوف بالکل نہ کیا اور یہ نہ سوچا بقول فردوسی ۔

بکردار بد تیر پشتا مپتے	مکافات بد را مدی یا فتے
کنوں روز ما داوری بر دست	مکافات بد از یزداں بسبت
زکردار بد بر سرش بد رسید	مجو اے پسر بند بد را کلید
چہ خوش گفت داناے کہ از کار بد	بفرجام بر بد کنش بد رسد
چنیں گفت موبد بہ بہرام تیر	کہ خون سر بیگناہاں مریز
نگہ کن کہ تا تاج با سرچہ گفت	کہ با مغز اے سر خرد باد جفت
مکن بد کہ بینی بفرجام بد	ز بد گردد اندر جہاں نام بد
مکیش ہمی با سپہ ترک و پاک	ستایش ہمی کن بیزدان پاک
ہمیں ست فرمان یزداں پناہ	کہ ہر کس کہ ببرد سر بیگناہ
سر سپہ رابب نہ نہ ترسد پاک	سپارند ناپاک دل را بخاک

جہاد۔ اگرچہ اس مضمون پر ہمنے مفصل رسالہ علیحدہ شائع کردیا ہے جسکا نام ہی جہاد ہے۔ مگر یہاں ہم مولوی صاحب کے بقیہ دعاوی کی تردید ضروری جانتے ہیں

۷۴۔ مولوی۔ میں بڑی جرات سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور انکے جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جبر اور اکراہ سے مسلمان نہیں کیا گیا۔

آریہ۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

ہر کہ گردن بدعوے افرازد خویشتن را بگردن اندازد

لیجئے ہم آپ کو نہایت واضح ثبوت دیتے ہیں۔ محمد صاحب کے وقت میں بلکہ اُن کے سامنے ابوسفیان[1] جبراً مسلمان کیا گیا اور خلفا[2] کے حکم اور زمانہ میں مندرجہ ذیل لوگ جبراً مسلمان کئے گئے۔ حامان نام ایک بہادر ایرانی خلیفہ عمر کے وقت اور جرجان کا علاقہ خلیفہ عثمان کے وقت اور کئی سوبطی خلیفہ عمر کے وقت جبراً مسلمان کئے گئے اُن کے علاوہ اور بھی صدہا آدمی ہیں مگر ہم نے مشتے نمونہ از خروارے عرض کردیا۔

۷۵۔ بلکہ محمود اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہیں کیا گیا۔ دُنیا میں تاریخ موجود ہے۔ صحیح تاریخ سے اس الزام کو ثابت کیجئے میں نے تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر یہ دعوے کیا ہے۔

آریہ۔ مسلمانوں کے خوش کرنے کے واسطے ایسے فضول دعوے آپ کے کام نہیں آوینگے لیجئے اُن کی تردید سُن لیجئے۔

محمود نے سکھپال کو مسلمان کیا مگر جب وہ بلخ کی طرف گیا تو وہ پھر پیچھے ہندو بنگیا اور اورنگزیب نے سمبا جی پسر سیوا جی کو جبراً مسلمان کرنا چاہا مگر جب اُسنے انکار کیا تو قتل کیا غرض کہانتک کہوں میری شائع ہوئی کتاب "مسئلہ جہاد" میں آپکی تمام دعاوی کی تردید موجود ہے تاریخ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ محمود کا ہند کی دولت پر لو دانت تھا ہی مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے ناکی راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے اور اسکا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکھکر ایک گرانبہا خلعت اس کے پاس بھیجا اور امین الملتہ و یمین الدولتہ کا خطاب دیا تھا۔ بس محمود نے یہ عہد کرلیا کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا (دیکھو مختصر تاریخ ہند صفحہ ۸۴ و تاریخ ہندوستان لیتھبرج صاحب صفحہ ۸۶ و آئینہ تاریخ نما صفحہ ۸)۔

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔ محمود نے ہندوستان کا سبق جو ابتک پڑھا تھا وہ کبھی نہ بھولا اور بار بار چڑھائی کی اسکے دو سبب تھے اول یہ کہ ہندوستان میں اسلام پھیلائے دوسرے یہ کہ ہندوستان کا مال و دولت سمیٹ کر لائے" (صفحہ ۸۷)۔

محمود نے سو ہزار سوار اور تیس ہزار بہادر چن کر ایک لشکر عظیم آراستہ کیا اور روانہ ہوا ہزاروں مسلمان ساتھ ہوئے جو فقط دین کے نام پر تلواریں اٹھاتے تھے اور اسلام کے کام پر جانوں کا دینا ایمان سمجھتے تھے" (صفحہ ۸۸)

یہاں کئی راجا بڑی بڑی فوج لے کر آئے اور لڑائی کا میدان گرم ہوا ادہر مذہب لڑ رہا تھا ادہر دہرم مقابلہ میں اڑ رہا تھا۔" (صفحہ ۱۸۱)۔

اس عہد میں غزنی کو دیکھ کر ہندوستان یاد آتا تھا کیونکہ جو غریب آدمی تھا اسکے گھر میں بھی تین چار لونڈی غلام ہندوستان کے بولتے دکھائی دیتے تھے اور یہی لوگ گلی کوچوں میں بھرے نظر آتے تھے غزنی کے بازاروں میں ایک ایک بندۂ خدا دو دو درہم کو بک گیا" (صفحہ ۹) افسوس صد ہزار افسوس آپکو باوجود اسقدر روشنی کے کچھ نہیں سوجھتا ایک جگہ آپنے بھی محمد صاحب کی تعریف میں فرمایا ہے وہ جو مشرکوں کا قرون تیغ بے دریغ کا عرصہ بنانے سے تذبذب نہیں کرتا جس کے ادنے سے خادم نے سومنات کے ایسے شرک کدے کو حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے حک کردیا (دیکھو صفحہ ۲۳ سطر ۲۲ و ۲۳ و ۲۴)

۷۶۔ مولوی۔ محمدی معجزات کی بات مجھ سے سُن لیجئے۔ | معجزات قرآنی کی تردید

اول تو آپنے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۳ میں کئی آیات لکھدی ہیں جن سے آپنے اپنے خیال میں ثابت کرلیا ہے کہ قرآن شریف میں محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا۔ آپنے کتاب نسخہ خبط احمدیہ میں اور ایسے دلائل دئے ہیں جن سے بزعم خود ثابت کرلیا ہے کہ محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا میں کہتا ہوں کہ اگر محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا تو آنکا اعتراض کس قدر خوبی کا رہا اور بطریق اولے آپکے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے معجزوں سے بری ٹھہرا۔

آریہ۔ داؤد۔ سلیمان۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ عیسیٰ اور اُس کے حواریوں کے تو صدہا معجزے قرآن میں بھرے پڑے ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف عیسائیوں اور یہودیوں کے

---

[1] تاریخ اسیا صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ سنہ ۱۸۸۲ء اور کتاب سیرت الرسل و رسالہ بدر اسلام فارسی صفحہ ۲۶۔

[2] تاریخ اسیا صفحہ ۴۱۲۔ اور جہاد صفحہ ۳۵۔ اور تاریخ وستہ صفحہ ۱۶ فتوح المصر صفحہ ۹۹ سنہ ۱۲۸۴ء

تفسیر حسینی سورۃ توبہ میں لکھا ہے "والمولفۃ قلوبھم کہ ہم آوردہ شدہ است کہ لہائے ایشاں سوئے اسلام آورند۔ اما یتھائے ایشاں ہنوز خالص نیست پس بحمت تالیف دل ایشاں را محظوظ باید ساخت و مولفۃ قلوب اشراف عرب بودند کہ حضرت رسالت بناہ نظر بر الفت دلہائے ایشاں بدین حق و ترقی اسلام امثال ایشاں را از غنایم حنین قسمتے کامل دادے چون ابوسفیان و عیینہ بن حصن و اقرع بن حابس وغیرہ آں چون سہم مولفۃ قلوب برائے این اغراض بود چنانکہ مذکور شد بعد از ظہور اسلام و غلبہ مسلماناں باجماع صحابہ ساقط شدہ است (صفحہ ۲۶۰ جلد اول) پھر لکھا ہے آوردہ اند کہ جلاس و اصحاب او چون رفاع و سماک و دیگر منافقان کہ بظاہر اسلام آوردہ بودند و سر ایشاں از کینہ سید عالم خالی نبود در غائب آنحضرت را چیزہا گفتند کہ زباں را احدا دائے آں نسبت میکردند کہ گفت خاموش باشید۔ اگر سمع آنحضرت را جمع سمار شود (صفحہ ۲۶۰)۔

خوش کیئے اور توریت و انجیل کی تصدیق کیواسطے تاکہ وہ کسی طرح ہمارے دین کے قایل ہوں مگر نہ ہوئے۔ خود مصنف قرآن نے انکے معجزات کی تصدیق بھی نہیں کی۔ تو پھر محمد صاحب انسر افضل کیسے ہو سکتے ہیں۔ محمد صاحب کو معجزہ والا نبی ثابت کرنیکی غرض سے مرزا صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہم انکا مطلب بھی رموز عاشقاں عاشق بداند سمجھ گئے تھے وہ اپنی نبوت کیطرف لوگوں کو کھینچنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلانا چاہتے تھے آپکے پیرومرشد مرزا صاحب مجدد قادیانی نے کتنے ہاتھ پاؤں مارے اور کتنی ردی اشتہاروں پر بگاڑی مگر کیا کامیاب ہوئے ہرگز نہیں ذرا بھی نہیں احادیث محمدیہ میں معجزات بھرے پڑے ہیں اور کتب اسلامیہ محمد صاحب کے مریدوں نے تصنیف کی ہیں انہیں لوگوں نے بکمال فیض سے ہزاروں کرامتیں درج کر دی ہیں اور صدہا جھوٹی حدیثیں بنا کر انکو تمام انبیاء اولین و آخرین سے افضل ٹھہرایا اور اسلام کا خاکہ معجزات کی زمین پر جمایا اور شعراء نے اسپر کسی طرح کا سنہری اور روپہری رنگ چڑھایا ہمکو تو اول سے ثابت ہے اور آپکے قوم سے بھی ہویدا ہو گیا کہ وہ بے معجزہ تھے کوئی کرامات کسی قسم کی اُن کے پاس نہیں تھی اور مرزا صاحب کی ساری کوشش آپنے مٹی میں ملادی مگر حکیم صاحب جب تک قرآن سے اور نبیوں کے معجزات کا چرچا نہ خارج کیا جاوے تب تک وہ بھی کلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اسلام ہر قسم کی شعبدہ بازی سے پاک ہو سکتا ہے۔

۷۳۔ مولوی۔ (دوم) آپ عربی دانی کے بڑے مدعی ہیں قرآن کریم میں کہیں دکھلائیے کہ حضرت نے شعبدہ بازی کا دعوے کیا ہو۔ بلکہ صحیح احادیث کے اعلے طبقہ کی کتابوں بخاری مسلم ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے۔

آریہ۔ ہم جس بات کے انکاری ہیں آپ اُسی کا ہم سے ثبوت مانگتے ہیں۔ یہ آپ کی منطقی لیاقت کا صاف ثبوت ہے ہم تو کہتے ہیں کہ قرآن میں محمد صاحب کا کوئی معجزہ یا کرامات نہیں ہے وہ بے معجزہ نبی تھے ہاں کتب احادیث محمدیہ میں اُنکی صدہا معجزے درج ہیں جو اُنکی وفات کے تین سو برس سے پانچسو برس تک بنائے اور گھڑے گئے مفصل دیکھو معجزات احمدیہ مصنفہ مولوی غلام نبی صاحب امرتسری۔ مواہب لدنیہ۔ شفاء الاحمدیہ۔ معارج نبوت وغیرہ اور ہمارے بنائے ہوئے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ جلد اول در بارہ تردید معجزات) البتہ قرآن میں لفظ معجزہ نہیں ہے دیکھو سورہ ہود ۲۰۲ و ۲۰۴ سورہ سبا صفحہ ۳۸۶ و ۳۹۰ و سورۃ النحل صفحہ ۴۴۵ مطبوعہ بمبئی۔ مگر معجزہ کے معنوں سے ان مقامات میں کوئی تعلق نہیں باقی رہے اور نبی اُنکی معجزے قران میں بہت کثرت سے مندرج ہیں۔ دیکھو عیسےٰ کے معجزے سورہ مائدہ اور آل عمران اور مریم ابراہیم اور موسیٰ کے معجزے۔ ہم اعرابی نہیں ہیں اور نہ بدو پھر بڑے عربی دانی کے مدعی کس طرح ہو سکتے ہیں ہم تو صرف اپنے یقین اور ایمان سے دین محمدی کو باطل سمجھتے ہیں کیونکہ ہمنے جہانتک قرآن اور احادیث صحیحہ یعنی صحاح ستہ اور تواریخ اسلامیہ و تفاسیر قرآنیہ کو پڑھا ہے ہم دین اسلام کو حق نہیں جانتے اور نہ منجانب اللہ گردانتے ہیں اور جسکو ہم ایماناً سچ جانتے ہیں اُسکو اوروں پر ظاہر کرتے ہیں جبتک ایشور نے سلامت رکھا حق کے اظہار پر طیار اور بطالت سے دست بردار رہینگے

۷۴۸۔ مولوی (سوم) معجزہ کے معنے عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں آپ لغت عرب میں تحقیق کر لیں اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے افعال معجزہ سے ہرگز انکار نہیں ہوگا اگر شک ہو تو حسب ہدایت وید مقدس دُشٹ قوموں کے نکالنے کے واسطے ذرا شاستر اٹھا کر امتحان کر لیجئے خوب واضح ہو جاویگا کہ ان دونوں اہل کتاب قوموں نے بت پرست حریفوں کو عاجز کر کے کیسے کیسے معجزات اور کارہائے نمایاں دکھائے ہیں اور اب بھی اُنکا مستعد ہاتھ ویسے ہی معجزات دکھانے کو تیار رہے۔

آریہ۔ یہاں آپ نے جنگ و جدل اسلامیہ جہاد و قتال عیسوی کو معجزہ مانکر ہمارے انکار کو مقابلہ میں پیش کیا۔ اور اصفہیں آخر انجیل مباہلہ کے بموجب ہمارے اعتراضوں سے لاجواب ہو کر لڑائی پر اتر پڑے مگر یہ آپکی نافہمی اور علم یا حافظہ کی کمی یا غلطی ہے ہم نے اس جاہلانہ اور وحشیانہ معجزے سے کبھی انکار نہیں کیا چنانچہ ہم نسخہ خبط احمدیہ میں عرض کر چکے ہیں کہ ہاں صمصام احمدی کے تو ہم بھی قایل ہیں اور جہادی معجزہ سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا (صفحہ ۲) مگر کیا یہی معجزہ رنجیت سنگھ والی پنجاب اور بہادر مظفر جنگ شیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے پاس نہیں تھا کیا یہی معجزہ گورکھیوں اور سکھوں۔ پوربیوں اور مرہٹوں کے پاس نہیں ہے آپنے شاید سُنا نہیں۔ تیغ ہندی کی دھوم شام و روم تک پڑی ہوئی تھی اسفندیار اور رستم کے پاس بھی یہی معجزہ تھا اور رانا پرتاب کے پاس بھی یہی معجزہ تھا جسنے اکبر جیسے شہنشاہ کا ناک میں دم کر دیا اور اسی معجزہ نے اورنگزیب کی آخری زیست خراب کی سکندر رومی کے پاس بھی سوائے اس خنجر زنی کے اور کوئی معجزہ نہ تھا ہلاکو خاں اور چنگیز خاں بھی اس معجزہ سے لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کر گئے اور کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا بلکہ لاکھ لاکھ آدمی کو ایک ایک دن میں قتل کر کے اُن مومنوں کے سروں کے مینار بنائے۔ یہی معجزہ یزید کے پاس تھا۔ جس سے وہ حسنین پر غالب آیا ہم افسوس کرتے ہیں کہ آپنے کس عقل کی رو سے اس خونخواری و مردم آزاری و قتل خلایق فعل کو معجزہ گردانا ہے باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کے افعال معجزہ ہیں یا محمدیوں کے ہرگز نہیں۔ آپنے یہاں تو خوشامد پسندی کے لحاظ سے عیسائیونکو اہل کتاب مان لیا مگر ہم آپکی تصدیق براہین الاحمدیہ کے اور مقامات بتلاتے ہیں آپ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں حق سے کتنی مخالفت کر رہے ہیں

یہود کی بت پرستی۔ "یہود کا بچھڑے کی پوجا کرنا موسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے۔ اور بعد کی بت پرستی قاضیوں کی کتاب سے جو کتب مقدسہ میں کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے" (تصدیق صفحہ ۳۹ سطر ۹ و ۱۰)۔ عیسائیوں کی بت پرستی "عیسائیوں کی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار نیک بندے کو خدا یقین کرتے ہیں اگر بیٹا کہتے ہیں تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا ہاں ذاتاً خدا سے متحد بناتے ہیں۔ دوم اسکی انسانیت کے ساتھ اسکی استعانت اور نجات طلب کرنے میں کفارات معاصی پر جو کچھ ان قوموں کا خیال ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور اس مسئلہ سے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ عیاں" (تصدیق صفحہ ۴۰ سطر ۱۱-۱۶) میرے مخاطب آریہ تسلیم کریں گے کہ یہ طرز عیسائیت کا بے ریب شرک ہے" (صفحہ ۳۹)۔

عیسائی تو ایسی حالت میں جا پڑے کہ اپنی ساری لعنتوں ملامتوں کے بدلہ میں حضرت سیدنا مسیح کو معاذ اللہ ملعون بنا بیٹھے دیکھو نامہ گلتیان ۳/۱۳ (تصدیق صفحہ ۳۰۱) اور ایسا ہی ذکر آپنے صفحہ ۳۱۴ پر کیا ہے۔

مسلمانوں کی بت پرستی۔ سنگ اسود۔ کعبہ۔ مدینہ۔ چاہ زمزم۔ کربلا۔ خاک نجف۔ اور تمام خانقاہیں۔ چاہ کعبہ۔ مقبرے مبارک۔ قدم مبارک۔ قدم ابراہیم و آدم تابوت سکینہ تعزیہ اور گھوڑا پرستی یہ سارے کے سارے صریح شرک اور کفر ہیں جنمیں کروڑوں مسلمان سرتاپا غرق ہیں۔ پس ان تینوں اہل کتاب بت پرستوں کی واعظین نے یہاں لوگوں پر کوئی تاثیر نہ کی اور کبھی تثلیث یا صلیب پرست اور سنگ اسود یا کعبہ پرست یا اسم و تربت پیر کے پوجنے والوں پر غالب نہ آسکے اور نہ دلایل سے سیدھی سادی بت پرستی کو یہ اندھی بت پرستی دور کر سکتی تھی۔ صاحب گلشن کہتے ہیں :-

مسلماں گر بدانستے کہ بت چیست ۔۔۔ بدانستے کہ دیں در بت پرستی است

اگر مسلم ز بت آگاہ بودے ۔۔۔ چرا در دین خود گمراہ بودے

آریہ سماج کے وجود سے عیسائی اور محمدی دونوں اوسان باختہ ہو رہے ہیں اور اپنی

ساختہ وپرداختہ کی قلعی کھلتی دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں فرما آپ بھی خدا کیواسطے مراقبہ کرکے اپنے دل سے ہماری صداقت یا بطالت کی گواہی لے لیجئے تو بھلا تم دلی کیوں سو کروڑ آدمی بجائے خدا پرست کے گور پرست ہوگئے اور بجائے سالک رام کی پوجا کے سنگ اسود جسکے دوسرے معنے سالگرام ہیں یا سالگرام کا ہم شکل ہے کے پوجاری بنگئے ہیں اسلام نے ایک خندق سے نکالا اور دوسرے گڑھے میں ڈال دیا کسی قوم سے سوائے لونڈی۔ غلام بنانے کے کوئی اچھا سلوک نہ کیا۔

۸۳۴۔ مولوی (چہارم) اب اثبات معجزہ لیجئے۔ یہاں ہم نے معجزے کے معنی خرق عادت بھی مان لئے ہیں آپکو تاریخ عرب سے عیاں ہوگا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جس ملک میں آپنے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جسقدر لوگ تھے قریباً کل اُسمیں گرفتار تھے اور بسخت گند و ناتراش ضدی جاہل تھے عرب کے حدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے آریہ اور پارسی۔ عیسائی اور یہودی سب شرک میں غرق تھے ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ بے شک علمی طور پر توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدس میں موجود ہوگا۔ الا عملی حالت بالکل مفقود تھی۔ عملاً تو اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے لوتھر کے زمانہ میں کچھ ترقی بمذہب میں کی مگر شرک سے پاک نہ ہوئے حضرت خاتم الانبیاء نے ایسے وقت توحید الوہیت کی طرف بلایا تمام بُت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہوگئیں اور بسخت سخت ایذائیں دینی شروع کردیں جسقدر موحد جناب سالت مآب کے ساتھ ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چلدیئے آخر نوبت باینجا رسید کہ خود حضور مکہ چھوڑ مدینے چلے گئے بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال کے درپے ہوگئے تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہئے آخر اُنکو نصرت شامل اہل اسلام ہوئی کہ حقیقت اسلام ہی غالب ہے حضور ہی کو معجزہ تھی کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہوگئی کیا یہ معجزہ نہیں؟

آریہ۔ اگرچہ حضرت کا باپ شروع میں فوت ہوگیا تھا مگر اُنکے دادا عبد المطلب زندہ تھے وہ پالتے رہے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ دادا کو پوتے سے کس قدر محبت ہوتی ہے۔ علاوہ برآں اُن کی والدہ بھی زندہ تھی جب حضرت کی عمر ۶ سال کی ہوئی تب اُنکے دادا فوت ہوئے مگر فوت ہونے سے پہلے بڑے بیٹے ابو طالب کو وصیت کرگئے کہ آپ کی اچھی طرح پرورش کرنا۔ ایک مورخ لکھتا ہے "رحمدل ابو طالب نے اپنے بھتیجے کو چھاتی سے لگایا اور عمر بھر اُسکے ساتھ پدرانہ سلوک کرتا رہا" دوسرا مورخ لکھتا ہے "ابو طالب وصیت کردہا آنحضرت را در کنار مہر پرورید" جب محمد صاحب نے بعمر ۴۰ سال بصلاح خدیجہ وغیرہ رازداروں کے پیغمبری کا دعوی کیا۔ تب بھی اُنکے چچا ابو طالب زندہ تھے اُسی نے شادی کرائی بیٹے ہوئے بیٹیاں ہوئیں انہیں ایام میں جب محمد صاحب بتوں کو بڑے الفاظوں سے یاد کرتے تھے تب عام لوگ دشمنی کرنے لگے مگر ابو طالب ہمیشہ بچاتا رہا بقول ایک لائق مورخ کے "مگر ابو طالب ہموارہ پیغمبر را از بداندیشان در امان داشتے" ایک اور دفعہ بھی قریش کی کئی آدمی شکایت لائے کہ یہ ہمارے مذہب و بزرگوں کو برا کہتا اور گالی وغیرہ دیتا ہے۔ یا اسے آپ منع کریں یا چھوڑ دیں کہ ہم اسکو سزا دیں اور اسے قتل کریں۔ ابو طالب با پیغمبر گفت کہ اے برادر زادہ ایں چہ کار کردہ۔ پیغمبر دانست کہ ایں ہم بیزار شد فرمود اگر آفتاب را در یک دست من و ماہ را در دست دیگر من نہند گویند کہ دست ازیں کار بدار نے دارم۔ و بدیدہ اشک بگردانید و از برادر برخاست۔ ابو طالب آوازش داد و بخواندش و گفت بگو ہرچہ خواہی ہرگز ترا بدشمناں نسپارم" (صفحہ ۷ بدر الاسلام) جب حضرت کو پیغمبری کا دعوے کرتے ہوئے دس سال اور عمر آنحضرت کی ۵۰ سال کی ہوئی اس وقت

ابو طالب نے وفات پائی ابو طالب کے مرتے ہی مخالفوں نے بیخبر زندڈالا جس سے حضرت کے تمام اوسان باختہ ہوگئے چنانچہ لکھا ہے "پس در شوال سال دہم نبوی ابو طالب را پیام مرگ رسید و پس ازاں خدیجہ ہم وفات کرد۔ ناگزیر بر پیغمبر خدا اندوہ پیاپے رسیدن گرفت و ہمسایگاں بآزارش میاں بستند" (صفحہ ۱۱) اسی سراسیمگی حالت میں ابو طالب مرنے بعد یکسال بھی مکہ میں نہ ٹھہر سکے۔ اتنی ہمت کہاں سے پاتے فے الفور مدینہ کی طرف بھاگ گئے۔ افسوس کہ آپ اُن نتیجہ کہتے ہیں اور پھر معجزہ کے طور پر۔

باقی رہی بت پرستی وہ عرب کی ایسی ہی خطرناک تھی جیسے عموماً وحشی ممالک کی ہوتی ہے جس طرح اب افغانستان و بلوچستان و عرب و روم و تاتار و مصر کے مسلمان گندہ ناتراش ہوتے ہیں ابو الفضل نے ایسے ہی لوگوں کو افاغنہ ملاغنہ بہایم سیرت و حوش خصلت تحریر فرمایا ہے ویسے ہی اُسوقت وہاں کے بت پرست تھے۔ کیا یہود و عیسائی مذاہب نہ تھے اگر یہ سچ ہے تو خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی تہذیب پھیلائی اور کہاں پھیلائی۔ ذرا افغانستان و بلوچستان میں جاکر دیکھ لیجئے۔ اور کافرستان کا بھی سفر کرکے مقابلہ کیجئے ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی وہ کافر گنتے ہیں۔ پاخانہ پھر کر دھوتے نہیں ویسے ہی غلیظ رہتے ہیں اغلام وغیرہ کا اس قدر زور ہے کہ بڑے بڑے علما اس بلا میں مبتلا ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ اسلام نے کونسا شرک مٹایا اور کونسا ہدایت کیواسطے شاہراہ بنایا۔ محمد نے اپنی تعریف کی ایک حدیث بنائی۔ **لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمت العلمین** مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کیا یہ شرک نہیں کعبہ کو سجدہ کرنا یا سنگ اسود کو خدا کا ہاتھ ماننا شرک نہیں؟ بالضرور ہے پس اسلام شرک سے پاک نہیں آریہ اور پارسی تو شرک سے پاک ہیں۔ نادان دشمنوں نے انہیں خواہ مخواہ آتش پرست مشہور کیا۔ ورنہ اُنکی ژند اوستھا میں آتش پرستی کا مطلق ذکر نہیں۔ البتہ محمدی۔ عیسائی۔ یہودی اس مرض میں مبتلا ہیں اور انصاف یہ ہے کہ ان کے ہاں شرک کا قلزم بہ رہا ہے اس سے ہم کو بھی انکار نہیں کہ لفظی توحید یا قولی توحید قرآن میں موجود ہے اور یہی حال یہود اور نصارا کا ہے مگر علمی اور عملی توحید کا سوائے وید مقدس کے کہیں بھی نشان نہیں ملتا جس طرح بانی اسلام نے اُنکو ایذا رساں کلمہ اور گالیاں سُنائیں انہوں نے بھی اُسکی تلافی کی مثل مشہور ہے غریب کی گالیاں زبردست کی ہا پیٹ جب دلائل و زور سے بمقابلہ لات و منات پرستی کی کعبہ پرستی کو آپکے حضور صاحب ثابت نہ کرسکے تو اوسان باختہ ہوکر کچھ حبشہ کی طرف اور کچھ مدینہ کی طرف بھاگے اور موقعہ تلاش کرتے رہے جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہوگئی تب تلوار اُٹھالی کہ دلیل سے تو مسلمان نہیں کرسکتا ہوں اب تلوار سے مسلمان کروں اور فوجی جمعیت کی واسطے کافروں کے مال و اسباب کو لوٹوں۔ یہ ساری باتیں دنیا کی محبت یلاج کے لالچ۔ امیری کی خواہش۔ پیری و مریدی کی تمنا کے متعلق ہیں۔ حق پرستی یا دین حق سے اُنکا کوئی واسطہ نہیں۔ آہی نصرت نے فتح نہیں پائی۔ بلکہ مدینہ کے لوگوں کے جہادی کارروائی نے۔ کیونکہ وہ مکہ والوں کے مخالف تھے مقابلہ میں کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا ایک قدرتی امر ہے اور اسکا اثر طبقہ اول کی مسلمانوں پر ہوتا رہا چنانچہ جب اسلام فتحیاب ہوجاتا تھا تو لوگ مسلمان ہوجاتے تھے اور بحالت شکست وہی لوگ پھر اسلام سے نجات پاتے تھے چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے سورۃ آل عمران کیف یہدی اللہ قوماً کفروا بعد ایمانھم وایشاں دوازدہ تن بودند کہ از مسلمانی روبرتافتہ بدر الکفر پیوستہ چوں حارث بن سوید و طعمہ بن ابیر و قیس بن جنابہ و امثال آں (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۹۴)۔

عرب کے لوگ جس طرح مسلمان ہوئے ہمنے بڑی وضاحت سے رسالہ جہاد میں ذکر کردیا ہے۔ (دیکھو باب اول ذکر عرب) پس یہ کوئی معجزہ نہیں کیونکہ چنگیز خاں و ہلاکو خاں پیران بدھ مذہب بھی اس سے بڑھکر کامیاب ہوچکے ہیں مگر یہ کامیابی فساد و جہاد کی ہے

۔کہ توحید اور صداقت کی ہم ایما نا کہتے ہیں کہ خلیفہ عمر وغیرہ سپہ سالاران دین محمدی اگر فوج کشی نہ کرتے اور عرب کے بدعوں کو لوٹ کھسوٹ کا لالچ نہ دیتے اور محمدی بادشاہان ملک کو تباہ نہ کرتے تو دیگر ممالک درکنار خود اہل مکہ و مدینہ بھی دین محمدی قبول نہ کرتے اور نہ اُس کے قایل ہوتے اُس وقت جو کچھ نبوت تھی اور جسے پیغمبری کہنے تھے اور جسکا نام فتح نصرت یا اشاعت دین تھا یہ سارے کے سارے لفظ ایک جبر کا نام تھا جسے ہماری زبان میں تلوار یا شمشیر کہتے ہیں۔ خود محمد صاحب نے بھی اقبال کیا ہے انا نبی السیف کہ میں نبی ہوں تلوار سے پس نبی ہیں جو نبوت ہوتی تھی اسکا نام تلوار تھا اور عمل کے علاوہ محمد صاحب تو بالضرور تلوار کے نبی تھے۔ اپنی تلوار کا نام ہی آلہی نصرت رکھا ہے ہمیں نام سے جھگڑا نہیں کام سے مطلب ہے اور اُس میں آپکا ہمارے سے اتفاق ہے بس آپ نے بھی دوسرے لفظوں میں مان لیا۔ کہ حضرت یا حضور نے جو کچھ کامیابی کی وہ تلوار کی مہربانی تھی۔ ہم حضرت کو نبی یا رسول آلہی تو نہیں مانتے۔ مگر پولیٹیکل مین یا فوجی جرنیل یا کرنل ماننے سے ہم کو کوئی عذر نہیں۔

۳۸۔ مولوی۔ آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن دنوں میں اس آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے مگر آیندہ امید ہے کہ جیسا اسلام کی فیض و برکت سے کسی قدر بت پرستی کی گھنونی عادت کو چھوڑا ہے۔ کامل موحد دیندار بھی ہو جاوینگے۔

آریہ۔ آریہ ورت کی حالت اُس وقت بھی وہی تھی جو سوامی جی کے آغاز سے پہلے یعنے سمت ۱۹۲۶ و سمت ۱۹۳۰ میں تھی۔ اگرچہ سب ایک پرمیشور کو مانتے تھے مگر بت پرستی اور دیوتا پرستی کے سبب گھر گھر کا خدا جدا تھا جس طرح ایک گور پرست دوسرے مردہ پرست کو بُرا نہیں کہتا۔ اسی طرح عام ہندوؤں کا حال تھا۔ دین محمدی کے سبب یہاں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ ہاں لاکھوں آدمی بے گناہ شہید کئے گئے اور لاکھوں عورتیں لونڈی اور لاکھوں مرد غلام بنائے گئے ان کے علاوہ جو کمزور اور بزدل تھے انہوں نے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کیا۔ مگر چونکہ جبراً دین محمدی میں آئے تھے ماسوا اسپند سے نہیں بنابراں اُنہوں سے دیوتا پرستی تو بدستور رہنے دی ساتھ ہی پیر پرستی و گور پرستی اور بڑھا دی اور کعبہ پرستی مزید براں جس طرح ظلم سے پہلے رام رام کا جاپ کرتے تھے اُسی طرح ظلم کے زمانہ میں اور اس کے بعد یا محمد اور یا علی کا ورد ہونے لگا۔ آپ ہی خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی اصلاح کی اور کہاں تک تہذیب پھیلائی جتنے ظلم و ستم سے ہندوستان کا یہ حال ہوا وہ کسی تاریخ داں سے پنہاں نہیں۔ اور اس کا گناہ نامہ اعمال سلاطین اسلام میں تا ابد رہیگا۔ اور انہیں واصل جہنم کریگا۔ ہاں جب سے رہنمائے عالم و عالمیان ہادی جہان شری سوامی دیانند جی مہاراج نے آفتاب کی طرح صداقت کا جلوہ دکھایا اور رہنمائی کا بیڑا اٹھایا تب سے لوگ کعبہ پرستی و گور پرستی۔ صلیب پرستی اور تثلیث پرستی۔ بت پرستی۔ خود پرستی کی گھنونی تعلیم سے متنفر ہو کر توحید ویدک کی طرف متوجہ ہونے لگے ہیں اس آفتاب کی صداقت کی شعاعیں چاروں طرف پھیل رہی ہیں اور پھیلتی جاتی ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ست دھرم کی طرف آتے جاتے ہیں جس سے یقین کامل ہے کہ ایک وقت یہ پاک ویدوں کی منادی کرنے والے آریہ اُپدیشک سب دنیا کو کامل موحد اور دیندار بناوینگے اسلام کے فیض و برکت سے بت پرستی نہیں چھوٹ سکتی ہے بلکہ اس بت پرستی کے ساتھ یا اسکے قایم مقام گور پرستی۔ پیر پرستی۔ مردہ پرستی اور مکان پرستی شامل کر لیتے تپ کے ساتھ کھانسی اور خون کا آنا کر اور اتپ دق کر دیتا ہے جس سے مریض کی صحت سراپا ہی محال ہے ممکن ہے کہ کسی بت پرست یا صلیب پرست کو موحد بنالیں لیکن یہ اب مشکل ہے کہ گور پرست پیر پرستوں اور مکان پرستوں کو ہم شرک و کفر سے ہٹا سکیں کیونکہ تپ دق کا کوئی علاج نہیں

۴۱۔ مولوی۔ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا اُن کی ایسی قوم اُس بادشاہت میں داخل ہوئی جس میں داخل کرنے کے لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا اور جسکے حصول کی امید میں اُس کے سر پر یاک تسل قہلا گیا بھا گیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی ہی قوم تھی اس نجات سے نجات یاب ہوئی کیا مسیح اُن کے لئے قربانی ہوا کیا کھوئی ہوئی بھیڑیں اس کے ہاتھ آئیں ؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سور کی قربانی ہوئی۔

آریہ۔ یہ بیان آپکا بالکل صحیح ہے کہ مسیح کی زندگی میں عیسائی دین کی ترقی نہیں ہوئی۔ اور اپنی حین حیات مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ مگر بعد وفات اُنکے حواریوں نے اتنا کام کیا کہ محمدی دین کے کبھی نصیب نہ ہوگا۔ کیونکہ بردباری۔ حلم۔ رحم میں عیسائی دین اس سے بدرجہا بہتر ہے ہم چونکہ آریہ ہیں اور دونوں مذہبوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تو بھی ہم دونوں مذہبوں پر غور کرنے سے انصافاً کہتے انصافاً کہتے ہیں کہ قرآن اخلاقی باتوں میں انجیل کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ محمد صاحب حضرت مسیح کے مقابل ہو سکتے ہیں اُنکی انسانی غلطیوں سے قطع نظر صاف کہتے ہیں کہ مسیح بنی انسان کا خیر خواہ تھا اور محمد بدخواہ مسیح نے زخموں پر مرہم لگائی اور محمد صاحب نے بیماروں کے گلے پر چھری چلائی۔ مگر افسوس کہ مسیح کا دل ویدک توحید سے منور نہ تھا ورنہ بوڑعلی فولکرتا اور عیسائی دین میں تثلیث کی ظلمت نہ رہتی۔

۴۲۔ مولوی۔ کیا بدھ کا بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت میں اُس نے اپنا کچھ ثبوت اور قیام مذہب نہ دیکھا۔ ویدوں اور پورانوں کے حامی برابر آریہ ورت میں موجود رہے۔ علاوہ بریں اُس نے الہام کا دعوے ہی کیا کیا ؟

آریہ۔ بدھ مذہب کے بانی شاکمن۔ گوتم کی تعلیم نے جو اخلاق اور اعمال کے متعلق ہی ایک کام کیا دنیا قایل ہے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہے آپکے سید اور عیسائی خدا کے اکلوتے اور لاڈلے بیٹے مسیح کی بابت اب علما نے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ گوتم کے شاگرد تھے۔ بلکہ اُس کے مذہب کے پیرو۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ ہمہ اوست یا ابن خدا ہوں یا ابن اللہ کی تعلیم اور جتی رہنے کی ہدایت دیتے تھے۔ انجیل کی ساری عمدہ تعلیم بدھ کے شاگردوں کے لکچروں کی نقل ہے اور وہ ساری پودہ پٹارے میں موجود ہے مفصل دیکھو رومیش چندر دت کی ہسٹری آف سویلیزیشن ان انشنٹ انڈیا)۔

۴۳۔ مولوی۔ کیا یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ ویدوں کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے ویدکی حمایت کا بیڑا اٹھایا مگر اپنی مقدس اور پیاری کتاب کا ترجمہ بھی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھ سکا۔ بلکہ اور قوم کی نجات تو خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا وہ کتاب ہی ملک کو نہ دکھلا سکا جسے عوی آریہ صاحبان ویدوں کو اس موجودہ دنیا میں آئے ہوئے دو ارب کے قریب زمانہ گزرتا ہے پھر اس کتاب کی نسبت نصرت اللہ کا یہ حال ہے۔ کہ آریہ ورت میں ہی یہ کتابیں پورا رواج نہیں پائیں اور اور بلاد کی نسبت دعوے بلا دلیل پر چشم دید حالت سے پھر کیونکر اُنکی خیالی اشاعت کو کوئی کیونکر مانے اور کیونکر یقین کرے کہ ویدوں کے بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکھے۔ اور توحید ذاتی اور توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ ویدوں سے لگا۔ ہم تو اب بھی آریہ ورت میں جین مت والوں کو اُنکا سخت مخالف پاتے ہیں

آریہ۔ بیشک یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ خام عمارت بنانا اور اُس پر چونا لگانا تو آسان ہے اور جلد بن سکتا ہے مگر دیوار چین یا مصر کے مینار بنانا آسان کام نہیں ہے محمد صاحب نے لڑائی بھڑائی سے دین پھیلایا اس واسطے جان کے لالے پڑ جانے سے لوگ طوعاً و کرہاً گرویدہ ہوگئے اور اسی واسطے بہت جلد فساد پھوٹ

اور تقریر ہوگئی۔ خود حضرت کے یار اور نواسہ امت کے ہاتھ سے مارے گئے زہے دین اور خوبی آئین تلوار سے بڑھا اور تلوار سے گھٹا۔ علم کے آگے ایک سکنڈ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جاہلوں کو تلوار سے سوار نا آسان ہے مگر تعلیم کسے مشکل۔ آدمیوں کا گلا کاٹ کر دور کرنا آسان ہے مگر مرہم لگا کر راضی کرنا دشوار ہے اور دیر پا ہے۔ محمد صاحب نے گلا کاٹا اور سوامی جی نے مرہم لگائی دونوں میں یہ فرق ہے اس واسطے محمد صاحب کی کامیابی خام دیوار پر چونا کرنا ہے اور سوامی جی کی مصر کے مینار سے بھی اور چین کی دیوار سے بھی زیادہ مضبوط غور سے سنئے ملک برباد ہو گیا تھا دل چھائے ہوئے تھے تلبس اور کعبہ پرستی نے لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا۔ بت پرستی نے دلوں کو پتھر بنا دیا تھا۔ ویدانتیوں نے خود خدا بنا کر علم عقل مجبت۔ اخلاق سے فارغ کر گناہ کا نام مٹا دیا تھا۔ وام مارگ نے تمام افعال قبیحہ کا مرتکب کرا دیا تھا۔ نہ اب مددگار نہ حامی نہ چارہ ساز۔ جو رو سار آریہ ورت دشمن اور حق سے مخالف دیش مخالف قوم مخالف۔ غرضکہ سب مخالف چاروں طرف باد مخالف چل رہی تھی اس صورت میں کامیابی کتنی مشکل تھی اب سنئے اور سوچئے کہ انہوں نے کیا کیا۔ پہلا سنسکرت کی تعلیم حاصل کی طبیعت کو ایشور پریم میں جگت سدھار کا خیال آیا جھٹ آرام چھوڑ جگت سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ قوم نے پتھر مارے۔ تلواریں لیکر گلا کاٹنے آئے گالیاں دی۔ جان کے دشمن ہوگئے۔ زہر دی۔ مگر اس مرد میدان رضا نے ہمت نہ ہاری اور نہ ہجرت کی اور نہ حق کو چھوڑ چل بسے جاتے کیوں انکا تو ایشور پر بھروسہ تھا نارائن پر تکیہ تھا مستعار زندگی کو ایسے پراوپکار میں خرچ نہ کرتے تو کیا کرتے سب تکلیف کو برداشت کیا اور ہر طرح مشکلات پر سینہ سپر کر کے حق کا ثبوت دیا سب سے جو مشکل کام تھا اُسکو اول کیا اور وہ کیا تھا ویدوں کا بھاش آپ کہتے ہیں کہ پورا ترجمہ بھی قوم کے سامنے نہ رکھ سکا یہ بالکل غلط ہے انہوں نے ایک وید جس کی بابت سب سے زیادہ اعتراض اور شک اٹھاتے تھے اُسکا اول ترجمہ کیا اور پورا کر دیا۔ مگر چاروں ویدوں کے ترجمہ کے برابر بلکہ زیادہ جو کام کیا وہ وید بھاش بھومکا کا لکھنا تھا جس کے معنے ویدوں کا دیباچہ ہے اس میں انہوں نے نہایت وسعت سے تمام اعتراض باطلہ و توہمات باطلہ کا جواب دیدیا۔ اب ترجمہ اتنا مشکل نہیں اور یہی سبب ہے کہ اب ایک معمولی پنڈت بھی سوامی جی کی کتابوں کو دیکھ مشکل سے مشکل وید منتر کا ترجمہ کر سکتا ہے۔ آریہ نہایت فارغ دلی سے کام کر رہے ہیں۔ تمام آریہ قوم کے سامنے اُنہوں نے بھومکا کے رکھنے کے بعد ایک پر زور صداقت کا ثبوت دیا اور ستیارتھ پرکاش کی تصنیف کے بعد غیر مذاہب کو ظلمت اوہام کر دیا۔ ستیارتھ پرکاش کیا ہے گویا آریہ میگزین ہے جسکا ایک ایک گولہ مذاہب باطلہ کے قلعوں کے بیسیوں برجوں کے اڑا دینے کے لئے کافی ہے۔ آریہ پبلک نہایت زور و شور سے ویدکا اپدیش کر رہی ہے اور جو کامیابی کہ آریہ سماج کو ہوئی ہے نہ محمدی نہ بدھ نہ پارسی نہ عیسائی غرضیکہ کسی کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ باقی آپ کی تحریر کا جواب ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں دیدیا ہے۔

۴۲۔ **مولوی**۔ یہ نصرت کسی ہادی۔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اُس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کی خرق عادت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔

۴۳۔ پھر اگر اس کامیابی کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی اگر نظیر دکھلانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں کون گذرا ہے جسنے ملہم الٰہی ہونے کا جھوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتاتا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی جگہ بے نظیر تھیں مثلاً ہمارے ہادی کے وقت ایران سلطنت جو ایشیا کی بے نظیر اور قریباً کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریباً کل یورپ اور آباد افریقہ پر مسلط تھیں فتحیاب ہوا ہو۔ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار بھی حاصل کر چکا ہو۔

آریہ۔ اس سے بڑھکر کامیابی زردشت صاحب کو ہوئی۔ ایران سے مغرب اور شمال سے یونان تک اور مشرق میں ہندوستان اور چین اور جاپان تک اُسکا مذہب چلا انہی کے وقت میں پھیلا ہوا تھا اور نوشیرواں جیسے نیک لوگ اُسی کے مت میں سے تھے۔ جسکی بابت محمد صاحب کو بھی فخر ہے۔

دوسری کامیابی بودھ کو ہوئی۔ جسکی نظیر زردشت کے سوا دنیا میں کوئی نہیں محمدی فتح تو کسی طرح بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اُس کے نشانات ملتے ہیں جس طرح اسلام سپین اور پرتگال سے نکالا گیا اسی طرح زردشت اور بدھ کا مذہب ہندوستان اور ایران میں نہیں ہا مگر یہ دلیل ان کی بطالت کی نہیں ہے۔

تیسری کامیابی سنکر سوامی کو ہوئی۔ سارے آریہ ورت سے بدھ مذہب کا خاتمہ کر دیا۔ جن کی وجہ سے اب تک اُس کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ تقریباً ۱۵ کروڑ آدمی اب تک بھی اُس کے مت کو مانتے ہیں۔

چوتھی کامیابی چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں کو ہوئی۔ پانچویں سکندر اور ارسطو کو پہلے تاریخ کو مطالعہ میں لائیے۔ پردۂ غفلت آنکھوں سے اٹھائیے اور تاریخ ایران و یونان و ہند کو مطالعہ میں لا کر خدا کے واسطے انصاف کیجئیگا۔ کہ محمد صاحب سے وہ کسقدر زیادہ معجزہ والے گزرے ہیں بشرطیکہ تلوار چلانا معجزہ ہو ایرانیوں اور رومیوں کی سلطنت اُس وقت بھی زور پر تھی اسی طرح دارا اور ہندوؤں کی سلطنت بھی سکندر کے وقت عظیم تھی افسوس اور مصر کی حالت بھی عمدہ تھی۔

مولوی صاحب! ایسے بیہودہ فخریہ دعاوی اُس وقت موزوں تھے جبکہ فارسی یا عربی کا علم صرف مسلمانوں میں محدود تھا تا تلوار کے زور سے دین چلایا جاتا تھا اور جہاں اب بھی چلایا جاتا ہے وہاں موزوں ہے اس روشنی اور علم کے رواج میں ایسا فضول دعوے عقلا سے بعید ہے آجکل تو محمدی نبی بھی ایسے ہیں کہ اگر گورنمنٹ کسی پولیٹکل اشارہ سے اُن کے گھر کی تلاشی کرنی چاہے تو خدا کا خوف چھوڑ کر کاغذ پہلے جلا دیں٭ خواہ اس پر خدا کا نام اور قرآن کی آیتیں یا الہامی مضمون ہی کیوں نہ ہو اور بڑھکر یہ کیا دوں اپنے پیر و مرشد سے پوچھیئے وہ الہام کی فال ڈالکر بتلا دینگے کہ کون ہے۔ پس یہ کوئی بھی نظیر کامیابی کی نہیں ہے اور اب تو خدا کے فضل اور ایشور کی کرپا سے لوگ دین اسلام سے تائب ہو کر وید دھرم پر آ رہے ہیں خدا کرے کہ جھوٹ کا جلد ناش ہو اگرچہ بودھ مذہب آریہ ورت سے نکل گیا مگر اس وقت بھی دنیا میں اسکا نظیر بالکل نہیں ہے اور اب تو یہ فرانس اور سویڈن وغیرہ ملکوں میں پھیل رہا ہے تو کیا یہ معجزہ ہے۔

۴۴۔ **مولوی** اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے۔ جسے قرآنی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اسقدر ہیں انمیں کہ صاحب آیات کے آیات دیکھکر اسقدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے۔ کہ منکرین کے چھکے چھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم۔ سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔

آریہ۔ منکرین کے چھکے معجزوں سے نہیں چھوٹے اور نہ انکی رسالت سے اعتقاد

٭ ناظرین کیا یہ پنڈت جی کی پیشین گوئی نہیں ہے جب مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی پنڈت جی کے قتل کے بعد ہونیکو تھی تو ایک زمانہ جانتا ہے کہ انہوں نے کسقدر کاغذات جلا کر خاکستر کر دیئے

لوٹے بلکہ تلواروں سے لاکھوں کو قتل کیا اس ظالمانہ اور بیرحمانہ آیات سے اسقدر لوگ اُس کے دین میں داخل ہوگئے۔ اسکو تو ہم بھی آپ کے ساتھ متفق ہوکر کہتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا یہی معجزہ ہے کیا یہی صداقت ہے۔ کیا اسی کا نام ایمان لانا اور دین میں بھی کرنا ہے کیا یہی آیات نبوت ہیں۔ کیا اسی کا نام رحمۃ العالمین ہے کیا اسی کا نام شفیع المذنبین ہے یا اسی کا نام سید المرسلین ہے سبحان اللہ۔

قرآن کی پیش گویوں کی تردید۔ واضح ہوکہ جو پیش گوئیاں قرآن کی بابت یا قرآن میں سے پہلے مولوی صاحب نے قبل از تصنیف براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ کے لکھی تھیں انکی تردید تو جناب منشی اندرمن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تحفۃ الاسلام و پاداش اسلام و حملہ ہند و صمصام ہند و جواب ہند میں کردی ہیں اور جو مرزا صاحب نے براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ میں کی تھیں اُن کی تردید نیازمند نے تکذیب براہین الاحمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں لکھ دی لیکن مولوی صاحب نے زمانہ کی کایا پلٹتی دیکھکر ایک دو اور پیش گوئیاں کی ہیں جن کی تردید بھی ضروری ہے۔

۹۰ مولوی۔ ہمارے ہادی کی آیات نبوت میں حضرت مسیح کے اتباع اور اُنکے منکروں کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے اسپر غور کرو۔

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ۵

ترجمہ۔ جب اللہ نے فرمایا اے عیسے میں لینے والا ہوں تجھکو اور بلند کرنیوالا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنیوالا تجھے کافروں سے اور کرنیوالا ہوں تیرے اتباع کو کافروں کے اوپر قیامت تک۔

حضرت عیسے علیہ السلام کے اتباع اور اُنکے ساتھ والے مسلمان ہیں یا عیسائی اور اُنکے منکر یا یہود ہیں اور یہی یا اس انڈیا میں آریہ اور مختلف بلاد میں کچھ پارسی اور کچھ بدھ یہ تمام منکر قومیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کی ماتحت ہیں اور ہمیشہ ماتحت رہینگی اور یہ پیشگوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھ ظاہر رہکر قایل کیواسطے آیت صداقت اور نشان نبوت رہیگی کیا جس کتاب میں اس پیشگوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب میں اس پیش گوئی کا دعوے اس طرح پر ہے کہ قیامت تک اسی طرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم و خبیر کی نہیں جو جزئیات اور کلیات پر محیط اور اُن پر بتفصیل واقف ہے۔

آریہ۔ یہ ساری پیشگوئی اور سارا دعوے آپکا بوجوہات ذیل باطل ہے وجہ اول یہ کہ اسلامی تفاسیر میں اسکا سارا نشانہ صرف یہود ٹھہرائے گئے ہیں دیکھئے اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ یہ آیت سورۃ آل عمران کی ہے۔ ’’و یاد کن آنرا کہ گفت خدائے اے عیسی بدرستیکہ من فرو گیرندہ توام از دنیا و بردارندہ توام بسوے خود یعنی بقرب ملائیکہ خود و پاک کنندہ و نجات دہندہ توام از قصد و مکر آں کساں کہ کافر شدند تو یعنی یہود۔ دریں فوقیت بداں بود۔ کہ نصاری غلبہ کردند بر یہود بر حجت و برہان و در اثبات رسالت عیسیٰ یا غالب شدہ بر ایشان بشمشیر بواسطہ معاونت قیاصرہ و پیوستہ ترسایاں بر جہوداں غالب خواہند بود تا روز رستخیز بسوے من است بازگشت ہمہ شما یعنی عیسے و متابعان و منکران او پس حکم کن براستی میان شما در آں چیز کہ شما در وی اختلاف میکنید (صفحہ ۶۹)

وجہ دوم آنکہ۔ اس سے اگلی آیت آپکے دعوے کی اور بھی تردید کرتی ہے فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا و الاخرۃ و مالھم من ناصرین تفسیر حسینی میں لکھا ہے یہود موسیٰ را تصدیق میکنند و عیسیٰ و محمد را منکر و نصاریٰ عیسیٰ و موسیٰ را تصدیق میکنند و بہ محمد و علی جمیع الانبیا منکرند و بثالث ثلاثہ قایل میشوند و مومناں میگویند اللہ تعالے یکیست موسیٰ و عیسیٰ و محمد فرستادگان رو بحق پس خدا تعالے فرمود بہ نسبت ایں طوائف حکم کن پس آنانکہ کافر شدند یعنی یہود و نصارے پس عذاب کن ایشاں را عذاب سخت دریں سرا بہ قتل و بہ لزوم جزیہ و خواری و دراں سرائے بانواع عقوبت و خلود در دوزخ۔ و نیست مر ایں کافراں را از یاراں و نصرت دہندگان در منع عذاب ایشاں (صفحہ ۶۹)

وجہ سوم۔ آپکا ترجمہ خوشامد پسندی اور دروغگوئی کے طور پر ہے اصل مطلب کا آیت سے کوئی تعلق نہیں اسی واسطے آپنے آیت بھی آدھی لکھی اور پتہ کی نہ لکھا کہ کہاں کی ہے۔ ان تین وجوہات سے آپکا دعوے باطل ہوا اور اصل میں آپ کا دعوے نہیں بلکہ قرآن باطل ہوا۔

۹۱ مولوی۔ مکاشفات یوحنا بیسویں باب کی ساتویں آیت سے پڑھو۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں۔ اور شمسی و قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں صحیح کر لیں) اپنی قوم سے چھوٹیگا۔ اور نکلے گا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنی یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔ اُن قدیمی نوشتوں اور روس اور انگریز۔ جرمن اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال ہجرت کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا غور کی نگاہ سے دیکھو! اور دیکھو ۱۶۹۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط ہو رہی ہیں! اگر انگریزی تاریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہے اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اصلی نسل میں متحد ہے جو بہ تحقیق لتھ برج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے تو یہ بھی یاجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اُس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے مگر ہم یقینی رائے قایم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں۔ ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب کو اور بھی بہت زمانہ گذرا اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات و الکلیات ہے انکا ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آپہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپسمیں الجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا و ترکنا بعضھم یموج فی بعض جو ہمیشہ سے صادق ہے۔ تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھلاوے۔

آریہ۔ یہ پیشگوئی کو چھوڑ پیس گوئی یا پیس عقیدت بھی نہیں ہے آپنے اس میں کئی جگہ غلطی کی ہے آپ الہامی اور حواری مسیح ہوکر بڑے سخت بھولے اول تو آپنے مکاشفات یوحنا کی عبارت غلط نقل کی ہے وہاں لکھا ہے ’’اور جب ہزار سال ہو چکیں گے تو شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا‘‘ ایک طرف تو آپ اور تمام مولوی یہ کہ رہے ہیں کہ عیسائیوں کی کتابیں بعضے محرف اور بعضے ملحد لوگوں کی بنائی ہیں خصوصاً یوحنا کے مکاشفات کو تو اکثروں نے ایک ملحد کی بنائی ہوئی مانا ہے اور دوسری طرف ایک گپ ہانکنے کے واسطے اُسے الہامی مان لیتے ہیں۔ بنا ہم بخدا۔

دوسرا یہ کہ شیطان کس کی قید میں ہے اور وہ کہاں قید ہے۔ کیا چاہ زمزم میں یا چاہ بابل میں۔ یا پورٹ بلیر میں اگر وہ قید ہے تو دنیا کو گمراہ کون کر رہا ہے۔ یہود کے دل میں کون کہیگا کہ مسیح قتل ہوئے۔ محمد صاحب کے دل میں کون کہیگا کہ سورۃ الم نشرح یا محمد صاحب کے مرنے کی خبر کس نے مشہور کردی تھی۔ اول تو شیطان کوئی چیز نہیں اگر ہے تو اُس کے ماننے والوں کے دل دماغ میں ہر وقت موجود ہے پس یہ کہنا قرآن اور اُسکی تفسیر کا ابطال ہے۔

اسی طرح آریوں کی ترقی کی بابت جو آپکا خیال ہے وہ بھی بلحاظ قرآنی پیشگوئی کے باطل ہے کیونکہ پیش گوئی خود باطل ہے ہاں آریوں کی ترقی وید دھرم کی برکت اور ست کی فضیلت ہے اور قرآن سے زیادہ فضیلت یوحنا کے مکاشفات کو ہے کہ وہاں مفصل ہے قرآن کامل نہ رہا بلکہ ناقص۔

…تو بالائے آنکہ کافر شدند تو

ہمارے خیال میں جہاں تک ہم نے تحقیقات کی ہے یہ یاجوج و ماجوج قدیم مسلمانوں کے بڑے فرقے ہیں یعنی سنیہ اور شیعہ۔ کیونکہ قرآن میں جو انکا ۔ لکھا ہے وہ یہ ہے
ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض مگر یورپ میں کیسا امن ہے۔
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد۔
اور افغانستان اور ایران و روم و عربستان و مصر و سوڈان میں فساد ہی فساد ہے
رنگا گھس شندوں اختیار ست۔ پس یہ کس طرح پیشگوئی نہیں ہو سکتی ہے۔
ابھی امیر کابل نے اوروں سے تو کیا سرحد کے لوگوں کی عورتیں سربازار دو دو روپیہ کو نیلام کیں۔

دین اسلام اور قرآن کے رو سے خدا جسمانی ہے

| ہاتھ | مشکوٰۃ میں ہے۔ محمد صاحب نے کہا میں نے پروردگار اپنے کو بہتر صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا۔ پس خدا نے اپنا ہاتھ درمیان مونڈھوں میرے کے رکھا (ربع اول)۔

| صورت | کیمیائے سعادت میں ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنی پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی صورت پر "رکن اول" اور ایسا ہی مشکوٰۃ جلد چار صفحہ ۲ میں ہے۔ باب السلام۔ یہی حدیث اور جگہ اس طرح لکھی ہے خلق آدم علی صورۃ الرحمن یعنی مخلوق آدم اوپر صورت رحمٰن کے مشکوٰۃ صفحہ ۳ باب السلام جلد ۱۰ اور ایسا ہی توریت میں ہے۔ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ خدا کی صورت ہے۔

| داہنا ہاتھ | مشکوٰۃ میں ہے ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے پیدا کرد آدم را پس بالید وے تعالیٰ دست آدم را بدست راست خود" صفحہ ۱۰۷ جلد اول۔

| طول خدا | پھر مشکوٰۃ میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا۔ ابی ہریرہ نے کہا کہ رسول نے کہا کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر کہ طول اسکا ساٹھ گز تھا صفحہ ۳ باب السماجلد ۴)

| خدا کی پنڈلی | مشکوٰۃ میں ہے یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ وھم اذا سوبیہ خدا سے ست کہ گفت کہ شنیدم آنحضرتؐ را کہ میگفت کہ میکشاید و برہنہ می کند پروردگار را ساق خود را پس سجدہ می کند مراورا ہر مرد مسلمان و ہر زن مسلمان باب الحشر صفحہ ۴ جلد ۳۹۲۔
مشارق الانوار میں بخاری و مسلم سے روایت ہے کہ خدا اپنی پنڈلی قیامت کو مسلمانوں کو دکھلاویگا اور ایسا ہی طبرزنے اور قبطی نے روایت طولانی اپنی جسم میں درج کی ہے۔

| قدم خدا | حدیث حتی یضع الجبار قدمہ فی النار ترجمہ تاکہ جبار یعنی خداوند نے پاؤں آگ میں رکھے۔ اور ایسا ہی مثنوی رومی میں ہے۔

| ہتھیلی | حدیث میں ہے وضع کفہ او یدہ علی کتفی ترجمہ ہاتھ اپنا یا ہتھیلی اپنی میرے کاندھے پر رکھی۔

| دونوں ہاتھ | حدیث مسلم میں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ کھول کر فرماتا ہے کہ کون ہے کہ قرض دیوے ایسے کو کہ نہ فقیر ہے نہ ظالم ہے صبح تک یہی کہتا رہتا ہے۔

| خدا کا ہنسنا اور کاگ اور آخری دانتوں کا نظر آنا | طبرزنے وحارقطنے نے لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بہشت کے درجوں کی بابت مسلمانوں سے بعد دکھلانے برہنہ ساق کے ذکر کریگا تب مسلمان کہینگے کہ یہ بات بطریق استہزا فرماتے ہو۔ یہ سنکر اللہ تعالیٰ اسقدر ہنسے گا کہ لہات یعنی کاگ اور آخری دانت یعنی بن دندان دکھائی دیں گے

| ہنسنا | مشکوٰۃ باب القصاص میں ہے کہ رسول اللہ ہنسے صحابہ نے کہا کہ اے رسول اللہ تو کیوں ہنسا فرمایا کہ میں ہنسا بسبب ہنسنے پروردگار اپنے کے۔

| منہ کا رکھنا | حدیث میں ہے کہ محمد صاحب نے کہا کہ میں روز قیامت خدا کے گھر جاؤنگا اور اللہ تعالیٰ سے اجازت پاؤنگا اور جب خدا تعالیٰ کو دیکھونگا سجدہ کرتا ہوا گر جاؤنگا۔
حدیث ترمذی میں ہے کہ ابو رزین نے محمد صاحب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ پروردگار ہمارا کہاں تھا پہلے اس سے کہ اپنی خلق پیدا کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ عما یعنی ابر تاریک میں تھا۔ اور ایسا ہی مشکوٰۃ میں ہے۔ (صفحہ ۰ ۴ جلد ۴)۔

| سایہ | مثنوی دفتر دوم میں ہے۔ زیر سایہ خضر ہیں سایہ خدا۔ اسی واسطے مسلمان بادشاہوں کو ظل سبحانی کہتے ہیں۔

| خدا کا صعود و نزول | احادیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ نیمہ شعبان و شب جمعہ میں آسمان دنیا تک نزول فرماتا ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ جس وقت تہائی رات باقی رہتی ہے رب ہمارا طرف آسمان دنیا کے نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے کہ مجھے پکارے پس میں قبول کروں اور کون ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں دیوں۔ اور مجھ سے بخشش چاہے اور اُسے بخشوں۔ پھر اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور بابل کا قصہ۔

| خدا کا بیٹھنا و سنانا | موسیٰ کا قصہ +

باب علمیت قرآن درباره زمین و آسمان

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں کہ چنانکہ فرمود کہ چوں زمین را ہفت پارہ کرد بر روئے آب نہاد و از ہر زمینے چشمہائے آب بر آورد چنانکہ فرمود اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن اخرج منہا ماءھا و مرعٰھا گفت آب از زمین بر آورد و این زمینہا بر روئے آب بر پشت ماہی نہاد و آن ماہی بر آب اندر ہست و آب بر سنگ و آن سنگ بر کف فرشتہ نہاد و باد بیختہ پس کوہہا را بیافرید و بر زمین نہاد چنانکہ فرمود۔ والجبال اوتادا کوہہا را میخ زمین کرد تا نلرزد و خلق بر پشت بتواند بود پس این ہفت آسمانہا را بگشتن گرفت و سیارگان در روشن آمدند و ہفت عمر نہاد کہ دریں جہاں بیش از این ساشند و باد ہمہ ویران کند پس از آن قلم آفرید تا روز رستخیز چہاردہ ہزار سال بود ہفت ہزار آفریدن و ہفت ہزار سال نگہداشتن (جلد اول تاریخ طبری صفحہ ۱۱ نولکشور)
عبداللہ بن عباسؓ روایت کرد۔ از پیغامبرؐ کہ آفتاب و ماہ نخست چہ چیز بودہ اند و ہر روز کہ بر آیند از کجا بر آیند و چوں فرو شوند ابوذر غفاری روایت کند کہ یکروز در خدمت پیغمبر نشستہ بودم وقت آفتاب اندر بود چوں فرو خواست شدن من گفتم یا رسول اللہ این آفتاب ہر شب کجا فرو شود و ہر روز کجا بر آید۔ پیغامبر گفت یا ابا ذر بگوشہ آسمان بچشمہ آب گرم۔ چنانکہ فرمود (سورہ کہف) وجدھا تغرب فی عین حمئۃ گفتم یا رسول اللہ آنجا کجا شود۔ گفت آسمان با آسمان ہمیرود تا زیر عرش آنجا خدا تعالیٰ را سجدہ کند تا وقت سپیدہ دم باشد۔ پس دستوری خواہد گوید بار خدایا کدام سو بر آیم از مشرق یا از مغرب پس خدائے عزوجل جبرئیل را فرمان دہد تا یک حلہ از نور عرش بروے افگند۔ و آن فرشتگان کہ بروے موکل اند او را بیارند تا مشرق تا آنجا آید ہمچنین تا آنکہ حق سبحانہ تعالیٰ خواہد کہ از سوئے مغرب بر آید جہاں ویران شود ابوذر غفاری گفت یا رسول اللہ حرما چیست بکجا فرو شود گفت ہم بدین چشمہ ہمچنین آسمان با آسمان میرود تا زیر عرش خدائے را تبارک و تعالیٰ سجدہ کند و چوں وقت بر آمدن باشد او را دستوری دہند تا از مشرق بر آید جبرائیل علیہ السلام یک حلہ از نور کرسی بیارد و بروی افگند (صفحہ ۱۹ تاریخ طبری)
عبداللہ بن عباس گفت من شما را حدیث ماہ و آفتاب بگویم۔ چنانکہ از پیغمبر شنیدم کہ گفت خدا تعالیٰ ماہ و آفتاب را از نور عرش آفرید و ہر دو بروشنائی یکے بودند آفتاب را

پنہا بمقدار ایں جہاں ست وماہ را کمتر است واو بہر این جنیں خورد می نماید کہ او چشم و بدکہ دور است واگر خدا تعالیٰ ماہ را ہمچنانکہ بود بگذاشتے روز از شب پیدا نبودے ووقت آسودن ووقت کار کردن ندانستندے وہمچنیں حساب سال وماہ را خدا تعالیٰ عزوجل از لطف خود جبرائیل را فرمود تا بر خود بر روے ماہ بمالید چنانکہ یاد کردیم (دیکھو صفحہ ہجری) وتفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۵) پس پیغامبر گفت خدا تعالیٰ آفتاب وماہ را بیافرید واو را گردونے وجاے او براں گردوں کرد وآن گردوں راسی صد و شصت گوشہ بیافرید وبرہر گوشہ فرشتہ را از فرشتہاے دنیا موکل کرد تا آفتاب را بر گردون کردہ از مشرق بمغرب ہمیبرندمی آرند وہر روز از مشرق از چشمہ آب برمی آید و بمغرب بچشمہ آب فرو مے شود تا آن صد وہشتاد چشمہ مغرب ومشرق سیر نشود ودو صد وہشتاد کہ سیصد وشصت روز تمام باشد وہر ماہی کہ بر گرد در روز مبکاہد ومے افزاید وآن مشرقہا ومغربہا را خدا تعالیٰ یاد کردہ است فلا اقسم برب المشارق والمغارب خدا تعالیٰ در زیر آسمان برروے ہوا دریاے آفریدہ است از مشرق تا مغرب آبے ایستادہ در ہوا وآفتاب وماہ درمیان آب ہمیبرند وآں پنج ستارہ سیارہ نیز خدا تعالیٰ فرمود فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس وہمچنیں ماہ وستارگان ہر یک را گردونی ست کہ از مشرق برآیند وبمغرب فرو شوند۔ پس پیغمبر گفت بداں حلا کہ جان محمد در امر او ست اگر کتاب را ہگذر بعبان آں آب بنودے بر ہیچ مگذشتے از انسان وحیوان ونباتات وہر چیز وسد بہا تا ہمہ از تابش او بسوختندے واگر ماہ را نہ براں آب گذر بودے ہمہ خلق او را سجود کردندے از نیکوئی ودیگر ستارگان بجز ان ستارہ کہ خدا تعالیٰ یاد کردہ ہمہ بر جاے ایستادہ اند بہوا" (بحری صفحہ ۱۲ و ۱۳)۔

تفسیر کتاب سبا ایش میں سید احمد خان صاحب لکھتے ہیں۔ تمام متقدمین کیا یہودی کیا عیسائی یا مسلمان یہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم ہے اور زمین کی چاروں طرف محیط ہے اور زمین کے گرد پھرتا ہے اور چاند سورج ستارے سب اس میں جڑے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ پھرتے ہیں جو نفیس صاحب نے لکھا ہے کہ آسمان معلق قائم ہے اور بلوری خاص کی مانند ہے۔ وہ لوگ کتاب ہائے اقدس سے بھی اپنے اس خیال کی پختگی سمجھتے تھے اور مسلمان قرآن مجید کے الفاظ سے اسی طرح کے معنے نکالتے ہیں۔" (تصانیف احمدیہ صفحہ ۳۲۵) ذخر فبل ۱/۲۴ وخروج ۲۴ ورور ۱۴ اسورۃ البقر آیت ۲۲ سورۃ رعد آیت ۲ سورہ مومن آیت ۶۴ سورہ ملک آیت ۳۔ سورہ طور آیت ۵)

محمدی علمیت کے نمونے

تکذیب جلد ا صفحہ ۸۴ پر ہم نے قرآن کے سات آسمانوں اور سات زمینوں کی مشہور ومعروف غلطی پر اعتراض کیا تھا جس کے جواب میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

مولوی ۲۱۳ ۔ پھر میں کہتا ہوں کہ زمین وآسمان کا سات سات حصص پر منقسم ہونا بھی تقسیم ہے جو سراسر حق ہے اسکے ماننے میں بطلان ہی کیا ہے کہ قرآن کریم نے اس کا ابطال نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے مگر یاد رہے موجودات کی کسی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے یہ تقسیم فرما دی تو بطلان کیا ہوا۔ اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جسکے سننے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم کے سبع سموات کہنے میں انکار کی جگہ نہیں زمین سے لیکر جہاں تک فوق میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر تقسیم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے انکا بیان آیات ذیل میں موجود ہے۔

نمبر ۱۔ وہ مقام جس میں ہمارے لئے کھانے کا سامان رکھا ہے۔

نمبر ۲۔ وہ مقام جس کے اندر جانور اڑتے ہیں۔

نمبر ۳۔ وہ مقام جس میں اولے بنتے ہیں اور کھیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔

نمبر ۴ وہ مقام جس میں مینہ آتا ہے۔

نمبر ۵۔ وہ مقام جس میں ستارے اور نیازک گرتے ہیں۔

نمبر ۶۔ وہ مقام جس میں ستارے ہیں۔

نمبر ۷۔ وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ نے بہشتوں کو رکھا ہے کہ ان مشہور ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔

اقول ۔ ہمارے دانا حکیم صاحب نے اس قرآنی کج بیانی کے سیدھا کرنے کیواسطے کتنی حکمت عملی سے کام لیا اور کسقدر وقت ضائع کیا وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ قرآنی علم جغرافیہ وہیئت کی غلطی ٹھیک ہو جائے۔ اور قرآنی علمیت پر اعتراض نہ آئے جو سراپا محال ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے میں مفصل طور پر ناظرین کی خدمت میں عرض کریں۔

پہلا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ہمارے کھانے کا سامان رکھا ہے حضرت! کھانے پینے کے سامان آسمان پر نہیں بلکہ زمین پر غلہ میوہ جات۔ پانی زمین پر ہیں نہ آسمان پر۔ بنا بر قرآنی فلاسفی سے مولوی صاحب نے زمین کو ہی آسمان جان لیا بس یہ کوئی آسمان نہیں بلکہ زمین ہے۔ بنا براں پہلا آسمان باطل ہوا۔

دوسرا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس کے اندر جانور اڑتے ہیں لیکن یہ نہ سوچا۔ کہ وہ آسمان ہے یا نہ مولوی صاحب جانور ہوا میں اڑتے ہیں جو خلا میں ہے اور وہ صرف حد نظر ہے اور کچھ نہیں وہ دوسرا آسمان نہیں بنا براں دوسرا آسمان بھی باطل ہوا۔

تیسرا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جہاں اولے بنتے ہیں مگر ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اولے صرف منجمد پانی ہے۔ جو بخارات زمین وسمندر سے اڑ کر اوپر جاتے ہیں وہ سردی میں جا کر دو مخالف ہواؤں سے سخت ہو جاتی ہیں اور قدرت پر ماتما سے میعاد معینہ میں برس جاتے ہیں وہ کوئی آسمان نہیں اور نہ کوئی مقام بنا براں تیسرا آسمان بھی باطل ہے۔

چوتھا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں سے مینہ آتا ہے۔ ہر ایک ہیئت اور علم طبعی کا جاننے والا اس بات کا قایل ہے کہ زمین کے بخارات سے بادل بنتے اور وہ بادل جب لطیف ہوا سے کثیف ہوتے ہیں تو مینہ برس جاتا ہے اور پہاڑ کی اوپر چڑھنے سے اس کا تجربہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے پرانے آریہ ودوانوں کے علاوہ حال کے فضلا نے مشاہدہ کرا دیا۔ نیو یارک بمبئی۔ اجمیر وغیرہ کئی مقامات پر مینہ برسا کر بتلا دیا یہ کسی مقام کا نام نہیں اور نہ کسی آسمان کا بنا براں چوتھا آسمان بھی باطل ہوا۔

پانچواں آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے گرتے ہیں یہاں تو مولوی صاحب نے نور قرآنی کا جلوۂ نورانی دکھلا دیا بھلا آپ کے بغیر یہ بات کسی کو کب سوجھنے لگی تھی۔ مولوی صاحب اتمام فاضل مانتے ہیں۔ کہ ستارے نہیں گرتے بلکہ خلا میں جو ٹکڑے دھاتوں کے گھومتے ہیں وہ دو مخالف ہواؤں کی ٹکر سے شعلہ نما یعنی گرم ہو کر جب کبھی زمین کے قریب آ جاتے ہیں تو کشش زمین سے گر پڑتے ہیں ماہ نومبر میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ بنا براں پانچواں آسمان بھی باطل ہوا۔

چھٹا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے ہیں سو آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔ خوب دو آسمان بنانے کی حکمت کی ایک جس میں ستارے گرتے ہیں دوسرے جس میں ستارے رہتے ہیں۔ درحقیقت مولوی صاحب نے قرآن کی بڑی خدمت کی۔ جزاک اللہ۔

جس طرح عیسائی تین خداؤں کا ایک خدا یا ایک کے تین بنایا کرتے ہیں یہ اُس سے وانح حساب ہے۔ پس یہ چھٹا آسمان تو سراسر باطل ہے۔

ساتواں آسمان بودر حقیقت مولوی صاحب نے ثابت کر ہی دیا۔ ہم بھی مولوی صاحب کی لیاقت پر صاد کئے بغیر نہیں رہ سکتے دیکھئے ناظرین! مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ساتواں ان ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے "شے اوافعہ ایک تیرا و دو واختہ اسی کا نام ہے حضرت! کیا یہ دلیل ہے؟ اور کیا اسی کا نام اثبات سبع سماوات ہے۔ سارا ساتواں آسمان بھی باطل ہے۔

ہم حیران ہیں کہ جب اس مسئلہ قرانی کو مولوی صاحب جیسا ماجہ نیا ہی حکیم بھی ثابت نہ کر سکا۔ تو کسی اعرابی کی کیا حیثیت ہے کہ کچھ تحریر کر سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اسی پر حکمت قرآن میں یہی سات مقامات پر لفظ سما ملا اسی واسطے انکو سات آسماوں کا ثبوت گردان لیا مگر اُن کو معلوم ہو کہ ایسے تو قرآن میں اور کئی جگہ بھی لفظ سما آیا ہے۔ مگر ہم ان سے قطع نظر کر اور بھی کئی مقامات بناتے اور سموات قرآنی کی شہادت پہنچاتے ہیں۔

آٹھواں وہ آسمان جہاں سدرۃ المنتہی یعنی جبرائیل علیہ السلام کی بیری ہے اور جس کے ساتھ شب معراج کو محمدؐ صاحب نے گھوڑا باندھا تھا۔

نواں۔ وہ آسمان جہاں برف بنتی ہے۔

دسواں۔ وہ آسمان جہاں رعد گرجتی ہے۔

گیارھواں۔ وہ آسمان جہاں برق چمکتی اور بجلی گرتی ہے۔

بارھواں۔ وہ آسمان جہاں خدائی تخت ہے۔ یعنی عرش کبریائی۔

جس طرح مولوی صاحب نے قران میں لفظ سما کے بار بار آجانے سے ایک ایک آسمان مراد لیا ہے اگر ہم نکالنے لگیں تو شاید چالیس پچاس تک نوبت جا پہنچے اور قرآنی ہیئت دانی اور بھی بے بنیاد ہو جائے۔ ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ وہ جو قران میں ہے خلق سبع سموات طباقاً (سورۃ نوح) آفریدہ خدا ہفت آسمان را تو بر تو۔ وہ کہاں ہیں۔ اور انکا کیا ثبوت ہے۔

مفرح القلوب میں لکھا ہے "اما در شریعت اطلاق آسمان ہفت افلاک مخصوص است و بر فلکین علیئین یعنی ثامن و تاسع لفظ کرسی و عرش وارد یافتہ و ہمہ افلاک تسعہ در گردش اند مقعر ہر فلک علوی مماس محدب فلک ماتحت خود است بے فصل مانند کرۂ عناصر۔ و چوں کرۂ ہوا محیط ماتحت خود است یعنی زمین و بر ارض و ماء از ہر جہت ہوا است کہ اک بار بر ہوا ہمچناں فلک اول بر کرۂ نار محیط است و فلک ثانی بر اول الی آخرہ بدیں کہ افلاک کروی شکل اند و نسبت زمین با افلاک مانند زردۂ بیضہ است ما فتر و سے۔ و افلاک کلیم از مغرب بمشرق مے روند مگر فلک افلاک کہ وے لصعد دیگر افلاک را مشرق بمغرب می رود دیگر افلاک را و نار را بیز با تقسیر ہمراہ خود می گرداند اما کرویت افلاک و نابودن فصل و بعد بین السمائین در شرع ثابت نیست لیکن علماء بحرکت سما بے خصوصیت جہت قائل اند چنانچہ از آیۂ والسماوات الرجع صاحب سماوی گردش مراد داشتہ۔ بالجملہ از اقوال حکماء و ہر کہ باشد ہر چہ بشرح توافق دارد معتبر است واللہ امر دود" (صفحہ ۱۷۰ مفرح القلوب سنہ ۱۸۳۲ء کلکتہ)۔

اخیر میں مولوی صاحب ہم پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی ہی باتیں آریوں کی کتابوں میں لکھی ہیں۔

مولوی۔ ۱۔۲۔۳ ۔ یوگ پاتنجل سوترہ ۲۔ ویاس منی کے بھاشیہ ادھیا سوم میں لکھا ہے بھو کے اوپر بھوا۔ سوا۔ مہر۔ جن۔ تپ۔ ستیہ لوک۔ یہ سات طبقات آسمانی ہیں جو زمین کے اوپر ہیں اور مہاتل۔ رساتل۔ اتل۔ سُتل۔ وتل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہ سات طبقات زمین کے نیچے ہیں اور ایسے ہی سات سمندر۔ لون کا سمندر۔ اکھیورس کا سمندر۔ سورا کا سمندر۔ سرپی کا سمندر۔ ودہی کا سمندر۔ کھیر کا سمندر۔ جل کا سمندر۔ ان دیپوں کا بیان اور تشریح کس جاگرفی دان سے پوچھیں۔

جواب۔ مہاتما ویاس جی نے جو کچھ تشریح کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے مگر اُس کے سمجھنے کو فہم رسا اور فکر رسا چاہئے۔ اور ساتھ ہی علم جاگرفی سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کہ پہلی سات طرح کی تقسیم ستاروں کے متعلق ہے اور دوسری زمین کے خشک طبقات کے متعلق اور تیسری بڑے سمندروں کے متعلق۔ اول کی بابت تو خود بیاس جی نے وہاں مفصل ارشاد کر دیا ہے جس کو دیکھنا ہو اصل گرنتھ دیکھ لے۔ مگر دوسری اور تیسری کی بابت ہم عرض کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حصص زمین کے متعلق اُس وقت کی مروجہ تقسیم فاضل بیاس جی نے سنسکرت میں بیان کر دی مگر حال کے جغرافیہ کے مطابق ہم ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تاکہ ہمارے مہربان مولوی صاحب کا یہ شک دور ہو جائے۔

	نمبر	نام سنسکرت مندرجہ بیاس بھاس	نام حال	رقبہ	آبادی
جنبو دویپ	۱	مہاتل	ایشیا	ایک کروڑ ۷۵ لاکھ میل مربع	۵۰۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ
شاک دویپ	۲	رساتل	یورپ	۳۸ لاکھ میل مربع	۳۸۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ
کش دویپ	۳	اتل	اشیشیا	۴۵ لاکھ میل مربع	
کرونچ دویپ	۴	ستل	افریقہ	ایک کروڑ پچاس لاکھ میل مربع	۱۲۷۰۰۰
شل دویپ	۵	وتل	اسٹارکٹکا یا اسٹریلیا		۴۷۳۰۰۰۰
بلکش دویپ	۶	تلاتل	امریکہ جنوبی	دو کروڑ نوے لاکھ میل مربع	۳۶۴۲۰۰۰۰
پشکر دویپ	۷	پاتال	امریکہ شمالی	۷ کروڑ دس لاکھ میل مربع	۸۹۲۵۰۰۰

سات سمندروں کی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام انگریزی	نام عربی	رقبہ
۱	لون کا سمندر	انڈین اوشن	بحر الہند	۲ کروڑ ۵۰ لاکھ میل مربع
۲	اکھورس کا سمندر	پے سیفک اوشن	بحر الکاہل	۷ کروڑ ۲ 〃 〃 〃
۳	سورا سمندر	اٹلانٹک	بحر اوقیانوس	۳۵ ۰۰۰
۴	سرپی سمندر	ریڈ سی	بحر احمر	
۵	ودہی سمندر	ایلو سی رچین کا سمندر	بحر ازرق یا بحر زرد	
۶	کھیر کا سمندر	وایٹ اوشن	روس کا سفید سمندر	
۷	جل کا سمندر	بحر منجمد جنوبی	بحر منجمد جنوبی	تین کروڑ

بھوگربھ ودیا یا علم جیالوجی کے مطابق تقسیم

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	مہاتل	جلتی ہوئی گیس کی حالت
۲	رساتل	سیال مادہ یعنی بخارات کی حالت
۳	اتل	اُس سے کثیف یعنی ذرا سرد حالت
۴	ستل	گھاس وغیرہ کے پیدا ہونے کی حالت اور چھوٹے کیڑے
۵	وتل	درختوں کے پیدا ہونے کی حالت۔ حیوان چرند
۶	تلاتل	ابتدائی جانوروں کی پیدائش کی حالت
۷	پاتال	پسلی والے حیوانات کی پیدائش کا زمانہ اور انسانی پیدائش کا آغاز
۸	پرتھوی	پرتھوی کی موجودہ حالت یعنی انسانی آرام کے لائق۔

ستاروں کی تقسیم

بھورہ ——— سوم
بھوا ——— منگل
سوا ——— بدھ
مہا ——— برہسپت
جنا ——— شکر
تپا ——— سنیچر
ستیہ ——— سورج

جنب ایشیا یعنی مہاتل کے سات دیپ کی پرانی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام مروجہ حال	جنبودیپ یعنی ایشیا کے ولایت
۱	جنبودیپ	ہندوستان و تبت	آریہ ورت
۲	شاک دیپ	روم و عرب	روم و عرب
۳	کسق دویپ	جزیرہ نما ہند چینی	افغانستان
۴	کرونچ دویپ	افغانستان و بلوچستان	جزیرہ ہند چینی
۵	شال دویپ یا شاکلی دویپ	روس و تاتار	روس
۶	بلکش دویپ	چین و جاپان	تاتار و چینی تاتار
۷	پشکر دویپ	ایران	چین
			جاپان و جاوا و بالی
			ایران

مولوی صاحب۔ اب بھی سمجھے یا نہیں۔ بھوگول یعنی جغرافیہ موجود ہے ہر طرح اسی کے مطابق ہے۔ جنوبی ورق النار کالمعدوم ہے۔

اب ہم مولوی صاحب کے بیان کی قرآن و حدیث سے تردید کرتے ہیں کیونکہ ہمارا اعتراض قرآن و حدیث پر ہے نہ کہ مولوی صاحب کے علم طبعی یا انگریزی اور تے بنیاد خیالات پر۔

سورہ بقر جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً۔ مفسر کہتا ہے "ساخت برائے نفع و فائدہ شما زمین را بساطے ما گسترده جہت آرام در ود حرکت بروبر گردانیده آسمان کا سقفے برافراشتہ و فرو رسا دا از آسمان آب"۔

سورہ زمر والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ۔ وزمین ہمہ بدست گرفتہ وے باشد روز قیامت و آسمان ہا درپیچیده شده بیمین وے۔ مفسر کہتا ہے۔ در معالم آورده کہ ابن عمر نقل میکند کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ حق سبحانہ آسمان ہا پیچیده روز قیامت فرو گیرد و بیمین خود پس گوید انا الملک و این الجبارون و دین الجبارون و این المتکبرون۔ معتقد اہل ایمان در امثال این سخنان تنزیہ او ست از تشبیہ۔ صاحب بحر الحقائق فرموده کہ مذہب من در تحقیق این آیت آنست کہ باز گذاریم آنرا تا آنچہ مراد اللہ است زیرا کہ امثال این کلمات از متشابہات داشتہ اند مداں ایمان باید آورد و از حقیقت آن سخن نباید گفت"۔
(صفحہ ۲۶۸ تفسیر حسینی جلد ثانی)

سورۃ سبا ان نشا نخسف بہم الارض او نسقط علیہم کسفاً من السماء (ترجمہ) اگر خواہیم فرو بریم ایشانرا بزمین۔ یا فرو افگنیم برایشان قطعۂ از آسمان۔

سورۃ طور یوم تمور السماء موراً۔ روزے کہ بگردد آسمان گردیدنی یعنے در اضطراب آید آنگاہ و بشگافد۔

سورہ طور و ان یروا کسفاً من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم۔ و اگر بہ بینید پارہ از آسمان فرو آمده بر سر ایشان گویند او فرط عناد و محض استکبار کہ نہ قطعۂ آسمان سب بلکہ ابر است و رہم بستہ و بر ہم چسپیده۔

سورہ شعرا۔ فاسقط علینا کسفاً من السماء۔ پارہ از آسمان بر ما فرود آر اگر در وعده عذاب راست گوئی۔

سورۃ حم السجدہ فقضہن سبع سموات فی یومین و اوحی فی کل سماء امرھا و زینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ "و چون آسمان آفریده شد آنرا بشگافت پس پرداخت آن را ہفت آسمان تمام ساخت امورا آنرا در پنجشنبہ و جمعہ و وحی کرد بہر آسمانے فرمان آن را یعنی با اہل آن اعلام فرمود کہ عبادت ہر چہ و چگونہ کنند یا مقرر کرد بہر فلکے را آنچہ اسد آید و بیاراستیم آسمان دنیا را یعنی نزدیک تر بچراغہا یعنی ستارگان چون چراغ درخشان باشند و نگاہ داشتیم آسمان را نگاه داشتے از آفات یا از استماع یعنی کہ دزدیدہ استراق سمع کنند از بدیع آفرینش مر آفریدن و اندازه کردن خدائے غالب است کہ در ملک ہر چہ خواہد کند دانا کہ ہر چہ سازد از روئے حکمت باشد" (صفحہ ۲۸۴ تفسیر حسینی)۔

سورہ دخان فما بکت علیہم السماء والارض پس نگریست بر ایشان آسمان و زمین۔ در معالم آورده کہ چون مومنے میرد چہل روز آسمان و زمین بر و بگریند و از انس منقول است کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ ہیچ بنده نباشد الا کہ او را در آسمان دو در باشد درے کہ روزے او از آن فرود آید۔ درے کہ عمل او از آنجا بالا رود۔ پس چون وفات کند این دو در نزول رزق و عروج عمل او محروم باشد و بروے بگریند" (تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۲۔ اسکے سوا دیکھو باب علمیت قرآن نسخہ خط احمدیہ صفحہ ۲۳۶ و تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم)

سورہ الملک۔ الذی خلق السموات طباقاً ما تری فی خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر ہل تری من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً وھو حسیر۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا رجوماً للشیاطین واعتدنا لہم عذاب السعیر۔

تفسیر حسینی میں ہے "آن خدائے کہ بیافرید آسمان را طبقہ طبقہ یکے بر بالائے دیگرے۔ در معالم آورده کہ آسمان دنیا موجے ست محکم شده۔ دوم مرمریست سفید سوم آہن ست۔ چہارم روئیں ست و گفتہ اند مس ست۔ پنجم نقره است ششم زر است۔ ہفتم یاقوت سرخ ست۔ نہ بینی تو اے بینده در آفرینش خدائے مر آسمان را ہیچ خللے و اختلافے و تناقضے و عیبے و اعوجاجی پس باز گردان چشم را بسوئے آسمان تا دران تفکر کنی ہیچ مے بینی شگافے و نقصانے۔ پس دیگر بارہ گردان دیده را کرتے بعد کرتے تا ہیچ عیبے مے یابی۔ یعنی اگر یک نگریستن معلوم نگردد مکرر کن نگریستن را۔ باز گردد بسوئے چشم تو دور از یافتن عیب و او مانده بود از نگریستن آسمان از کثرت مراجعت بجہت آئینہ ہر چند نگرو عیبے دران نمے یابد۔ و بدرستیکہ بیاراستیم تا آسمان نزدیک را یعنی آسمان را کہ نزدیک تر است بزمین۔ و آرایش دادیم بچراغہا یعنی ستارگانے کہ شبہا چون چراغ درخشانند و گردانیدیم ما ستارگان را رانندگان مر دیوان را وقتیکہ بجہت استراق سمع قصد آسمان کنند و آماده ساختہ برائے دیوان و بعد از سوختن ایشان بشہب در دنیا عذاب آتش افروختہ در عقبے" (سورۃ الملک صفحہ ۴۱۲ جلد ثانی تفسیر حسینی)

سورۃ نوح میں ہے خلق اللہ سبع سموات طباقاً یعنی خدائے تعالے نے ہفت آسمان را طبقہ بالائے طبقہ۔

سورۃ سبا میں ہے وبنینا فوقکم سبعاً شداداً۔ ترجمہ وبنا کردیم بر زبر شما

بعد آسمان سخت یعنی محکم واستوار کہ دروے ہیچ ونشگافے کہ نشانہ خلل و زوال باشد نیست سورۃ النبا۔ وفتحت السماء فکانت ابوابا و شگافتہ شود آسمان در آں روز پس باشد از بسیارے شگافہا درہا یعنی جدا جدا درہا یا کثرت فرجا گوئی کہ تمام او درست۔

اب حدیث سے آسمان اور زمینوں کا حال عرض کرتے ہیں۔

اول آسمان کا حال

ورسول اللہ جالس اذ مرت سحابۃ فقال رسول اللہ ما تسمون ھذا قالوا السحاب۔ قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان قال ھل تدرون ما بعد ما بین السماء والارض قالوا لا ندری قال ان بعد ما بینھما اما واحدۃ واما اثنان وثلث وسبعون سنۃ والسماء التی فوقھا کذلک حتی عد سبع سموات ثم فوق السماء السابعۃ بحر بین اعلاہ واسفلہ کما بین سماء الی سماء۔ ثم فوق ثمانیۃ اوعال بین اظلافھن ورکبھن مثل ما بین سماء الی السماء ثم علی ظھورھن العرش بین اسفلہ واعلاہ ما بین السماء الی السماء۔ ثم اللہ تعالیٰ فوق ذالک (رواہ الترمذی وابوداؤد)۔

ترجمہ و پیغمبر خدا نشستہ است۔ پس گذشت ابرے پس نگاہ کردند آں جماعت بسوے آں ابر پس گفت آنحضرت چہ نام مے کنید شما ایں را گفتند ایں سحاب ست گفت آں حضرت مزن مے کنید گفتند مزن ہم نامے می کنند گفت آنحضرت وعنان نیز نام می کنید۔ گفتہ وعنان ہم نام می کنیم گفت آنحضرت آیا درمے یابید و مے دانید کہ چہ چیز ست وچہ قدر ست۔ دوری مسافتے کہ میان آسمان و زمین ست گفتند نمی دانیم گفت آنحضرت کہ دوری مسافت کہ میان آسمان و زمیں ست ہفتاد و یک سال ست و ہفتاد و دو یا ہفتاد و سہ سال ست و آسمانے کہ بالائے اوست نیز ہمچنیں ست کہ مسافت میان ایں آسمان و آں آسمان ہفتاد و چند سال ست تا آنکہ شمرد آنحضرت ہفت آسمان را بعد ازاں بالائے ہفت آسمان دریائے ست کہ مسافت میان بالائے آں دریا و پایان وے مانند مسافتے ست کہ میان آسمان و آسمانے دیگر ست پستر بالائے آں دریا ہشت فرشتہ است بصورت اوعال یعنی بزکوہی (اوعال جمع وعل بفتح واؤ و سکون عین بزکوہی) مسافت میان سمہائے ایشان و سرینہائے ایشان مقدار آنچہ میان آسمان و آسمان دیگر ست پستر برپشت ہائے ایشان عرش ست میان پایان عرش تا بالائے آں مقدار آنچہ میان آسمانے با آسمانی دیگر ست۔ پستر خدا تعالیٰ بالائے آں است" (مشکوٰۃ شریف جلد رابع کتاب الفتن باب بدء الخلق وذکر الانبیاء فصل ۲ صفحہ ۴۸۵ نولکشور)

در اخبار آمدہ ست کہ حق تعالیٰ زیر عرش دریائے آفریدہ است کہ ارزاق بارکہ عرش را پیدا کردہ است آں دریا آنست" (مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۴۸۵)۔

پھر مشکوٰۃ میں ہے۔ گفت آنحضرت اذن کردہ شد مرا کہ حدیث کنم و خبر دہم از عظمت فرشتہ از فرشتگان خدا از حاملان عرش و برداربندگان آں کہ میان نرمہ گوش وے تا دوش وے جائے سیر ہفت صد سال ست"۔ (جلد ۴ مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۶)۔

پھر لکھا ہے۔ قال ھل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانھا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ھل تدرون ما بینکم وبینھا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینھا خمس مائۃ عام ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینھما خمس مائۃ سنۃ ثم قال کذالک حتی عد سبع سموات ما بین کل سمائین ما بین السماء والارض ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذالک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین۔ ترجمہ پستر گفت آنحضرت آیا درمے یابید شما چیست بالائے شما گفتند خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت بدرستی آں چیز کہ فوق شما ست رقیع است بر وزن فعیل (یعنی آسمان رقیع گفتہ اند نام آسمان دنیا ست) آسمان سقفے ست نگہداشتہ شدہ از افتادن تشبیہ کردہ آسمان را بسقف خانہ و آسمان موجی ست منع کردہ شدہ از سقوط بمعراج سر بستہ کردہ اند چنانکہ موج معلق ہوا می باشد۔ آسمان نیز معلق ست بے ستون استادہ۔ پستر گفت آنحضرت آیا می دانید چہ قدر مسافت ست میان شما و میان آسمان گفتند خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت میان شما و میان آسمان پانصد سالہ راہ ست۔ پستر گفت آنحضرت آیا مے دانید چیست بالائے ایں آسمان گفتند خدا و رسول خوب مے دانند گفت بالائے آسمان دو آسمان دیگر ست کہ دوری مسافتے کہ میان آں دو آسمان ست مانند پانصد سالہ راہ ست۔ پستر گفت آنحضرت ہمچنیں تا آنکہ شمرد ہفت آسمان را مانند یکدیگر مسافت میان ہر آسمان بقدر مسافتے کہ میان آسمان و زمین ست یعنی پانصد سالہ راہ گفت و حتی بالائے آں ہفت آسمان عرش ست و میان عرش و میان آسمان ہفتم دوری میان ہر دو آسمان ست" (مشکوٰۃ فصل ۳ جلد ۴ صفحہ ۴۸۶)۔ اور مشکوٰۃ باب معراج فصل ۱ میں سات آسمانوں کی تشریح اور حدیث جبرائیل کے ہمراہ صاحب معراج کے چڑھتے ہوئے آسمانوں کو دروازے پر پہنچتے جاتے تھے ہر ایک آسمان کا دروازہ کھلواتے جاتے تھے ہر ایک دروازہ پر پہرہ فرشتوں کا تھا۔ آگے تمام انبیا اور خاصکر مشہور سے ہوئے پیغمبروں کو بھی سلسلہ آسمانوں پر دیکھا اسکے بعد لکھا ہے فہم۔ پس کشادہ شد در آسمان قرآن عظیم و احادیث ناطق اند با آنکہ آسمان را درہاست۔ میگوید کہ آں درہا مقابل و محاذی بیت المقدس ست و قول فلاسفہ بہ بطلان خرق والتیام بآں باطل ست چہ قدرت پروردگار تعالیٰ ہمہ را شامل ست۔ و آسمان مثل اجسام دیگر ست و ہمہ قابل خرق والتیام اند و دلائل کہ براں اقامت کردہ اند ہمہ مدخول و معلول اند و خود چوں آسمان را در ہا ثابت شد۔ خرق و التیام نیز لازم آید" (مشکوٰۃ باب معراج جلد رابع فصل ۱ صفحہ ۵۵۲)۔

حدیث سے زمین کا علم۔

مشکوٰۃ شریف میں آں حضرت کی زبانی نقل ہے کہ ثم قال ھل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال انھا الارض ثم قال ھل تدرون ما تحت ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحتھا ارضا اخری بینھما مسیرۃ خمس مائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ۔

ترجمہ پستر گفت آنحضرت آیا می دریابید چیست آں چیزے کہ زیر شما ست گفتند خدا و رسول او خوب مے دانند گفت آنحضرت آنچہ زیر شما ست زمین است پستر گفت آیا می دانید چیست زیر آں زمیں گفتند خدا و رسول او خوب مے دانند گفت بدرستی زیر ایں زمیں زمینے است میان ایں دو زمیں مسافت پانصد سالہ راہ است تا آنکہ شمرد آنحضرت حقیقت زمیں را میان ہر دو زمین پانصد راہ ست اگر بودے کہ شما فرود ہا می کردید رسنے را بسوئے زمین کہ پایان از ہمہ است ہر آئینہ مے افتاد آں رسن بر خدا" (مشکوٰۃ جلد رابع کتاب الفتن فصل ۳ صفحہ ۴۸۹)

پھر لکھا ہے ازیں حدیث معلوم میشود کہ نسبت مسافت دوری میان زمینہا برابر نسبت آسمانہا ست پس آنکہ می گویند کہ طبقات زمیں ہمہ مستقل بیکدیگر اند بہم پیوستہ ولہذا ارض در قرآن مجید مفرد ذکر میکنند و سموات را بلفظ جمع مخالف ایں حدیث است و شاید افراد ارض بایں ارادہ ہمیں زمین ست کہ زیر ایشان است و بر زمین ہائے دیگر کار ندارند۔ بخلاف آسمانہا کہ از ہمہ فیوض و آثار میرسد صفحہ ۴۸۹ جلد ۴ مشکوٰۃ)۔

اور پھر مشکوۃ شریف باب المعراج میں لکھا ہے کہ "فہم ایمنی از حوصلہ ادراک فقرا مصص حس و عادت بیروں است اصحا ایمان باید آورد و کیفیت آن بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تامہ اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیروں اند ہر کہ آنرا تابع قیاس و موقوف فہم و درک عقل خود دارد و گوید کہ تا معقول نمے شود میگروم و اعتقاد نمی کنم از نصیب ایمان محروم باشد"۔ (باب المعراج جلد ۴ صفحہ ۵۱۱) اور ایسا ہی تفسیر حسینی سورۃ بنی اسرائیل صفحہ ۳۸۱ و ۳۸۲)۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ رفتن آنحضرت از مکہ بہ بیت المقدس بنص قرآن ثابت شدہ و منکر آن کافر است و عروج بر آسمانہا و وصول بمرتبہ قرب باحادیث صحیحہ مشہورہ کہ قریب است بحد تواتر ثابت گشتہ و ہر کہ انکار آن کند ضال و مبتدع است تیسوی میں ہے بمشاہد معراج بی ور وست۔ ہر کہ مقر نیست ز بیں کار نیست (صفحہ ۳۸۲)

پھر لکھا ہے۔ معتقد اکثر اہل اسلام آنست کہ عروج آنحضرت بجسد و روح بودہ معاً و در بیداری واقع شدہ و آنانکہ دریں قصہ نقل جسد را مانع دانند از صعود ارباب بدعت اند و منکر قدرت" (صفحہ ۳۸۲)۔

پھر لکھا ہے۔ "بعد از حدیث معراج۔ بعضے از ضعفائے اہل اسلام مرتد شدند و منافقاں آغاز طعن کردند و انکار در انکار افزودند و مومناں تصدیق فرمودند تفسیر حسینی صفحہ ۹۵

اور مدارج النبوۃ جلد اول اور تفسیر کواشی میں ابوہریرہ سے۔ کہ کوہ قاف زمرد کا ہے اور سب دنیا کے گرد محیط اور بلندی پانصد سالہ راہ ہے اور محیط اُس کا دہ ہزار سالہ ہے۔ اور زمین کے نیچے ایک گائے ہے۔ جس کا حال بھی لکھا ہے کہ زمین اُس کے دو سینگ پر ہے۔ اور اُس کے چہل ہزار سینگ ہیں اور ایک سینگ سے دوسرے تک پانصد برس کا راہ اُس گاؤ کے پائے۔

علم منطق شرح منہاج میں بدر الدین نے لکھا ہے کہ واسطے درس علم منطق کے مکان کرایہ پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اہل منطق کو مدارس سے خارج کرنا چاہیئے۔ رسالہ تحریم منطق میں شیخ جمال الدین اشعری سے منقول ہے۔ کہ اوراق کتب منطق و حکمت سے استنجا جائز ہے۔ جواز استنجا باوراق المنطق۔

جلال الدین سیوطی نے بھی ایک کتاب منطق کے ناجائز ہونے پر تصنیف کی جسکا نام بعول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق رکھا۔

علامہ ابن الصلاح نے بھی اِسی مضمون کا ایک فتویٰ دیا" (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۴۸)۔

علم کلام نفحات جامی میں شیخ شہاب الدین کا قول ہے۔ کہ مجھکو حالت جوانی میں علم کلام سے کمال ذوق تھا۔ جتنے کہ چند کتابیں ازبر کیں اور ہمراہ منع کرتا رہتا تھا۔ کہ علم کلام مت پڑھو اور ترک کرو۔ ایک دن شیخ عبد القادر کی خدمت میں مجھکو لے گیا اور میری طرف اشارہ کر کے شیخ سے التماس کیا کہ یا شیخ یہ میرا برادرزادہ علم کلام میں مشغول ہے ہر چند اسکو منع کرتا ہوں باز نہیں آتا۔ بس شیخ نے مجھکو فرمایا کہ تو نے علم کلام میں کونسی کتاب یاد کی ہے۔ جواب دیا کہ فلاں فلاں کتاب۔ پس شیخ عبد القادر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا واللہ اس وقت سے مجھکو علم کلام کا ایک لفظ بھی حفظ نہ رہا۔ اور تمام مسائل فراموش ہو گئے اسی پر مولوی رومی نے کہا کہ

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث ... ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

نجوم یا ہیئت جب مسلمانوں نے ۱۰۰۰ء میں ہند پر یورش کرنا شروع کیا بدقسمتی سے برہمنوں کا (یہ علم) ہیئت معرض زوال میں آگیا۔ تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے"۔ صفحہ ۸۴ مسٹر صاحب کی تاریخ ہند)۔

موسیقی۔ برہمن خاص اپنا ایجاد کیا ہوا فن موسیقی بھی رکھتے تھے۔ سات سُر جو انہوں نے حضرت عیسٰی کی پیدائش کے کم سے کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارھویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آگیا" (آر سل ڈبلیو ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۸۷)۔

نحو

او قعوا انا لہم فی الورطۃ ... صعوبۃ علیعہم کالورطۃ

گر بود اے فلسفی حکمت ہمیں ... فاستعذ منہا برب العالمین

دخل در علم خدائے تا بکجا ... کترہ گوئی ژاژ خائی تا بکجا

ادعائے علم در ہرجا غلط ... ہیچ نا فہمیدہ ایں دعوے غلط

بوعلی قوس قزح نشناختہ ... چند جا تیر و کماں انداختہ

گفت حکمت را خدا خیر کثیر ... حکمۃ الیونان شرہا بے نظیر

گر شفا اندر شفائے بوعلی است ... از شفا صد بار خوشتر ناخوشی است

در نجات ایں است اے وا بر نجات ... از نجات او دہد دا ور نجات

اینچہ علم ست اے حکیم ار غافلی ... فاسمع ما ذا یقول العاقلی

علم نبود غیر علم عاشقی ... ما بقی تلبیس ابلیس شقی

حکمۃ الاسفار صدرا پارہ کن ... رحمت استعار خود را چارہ کن

چوں حلول قہر یزدانی بود ... آں نہ سریانی نہ طریانی بود

چند باشی محفل آرائے خراں ... ترک کردی مسند پیغمبراں

ہمنشیں با اہل دیں باید شدن ... ورنہ خود عزلت گزیں باید شدن

ساقیا مینائے صہبائے بہار ... بادۂ نابے مصفا بر بہار

سینہ ام را کن مکرر شست و شو ... تا نماند لوث ایں حکمت درو

جبہ و دستار من در آب دہ ... ساغرے در رہن اصطرلاب دہ

(ارمس دہلوی صفحہ ۲۱ و ۲۲)

فلسفہ

حبذا تحصیل علم المعرفہ ... من لسان اسرع لا بالفلسفۃ

کندہ مغز ہی از حکیم بوعلی ... در مشامت کے رسد بوئے علی

تکیہ کے بر ابن سینا زیبدت ... سینۂ چوں طور سینا زیبدت

لیت شعری ما علوم الفلسفہ ... کم اسے الاعمار فیہا متلفہ

چیست حکمت چند قول مختلف ... نقل اقوال سخیف ما سلف

شیخ ایں گفت و امام ایں قسم گفت ... جملہ تقلید سراسر صرف مفت

جسم قسمت ناچہ قابل ست چہ شد ... جوہر فرد ار چہ باطل شد چہ شد

در میان کیف و کم مضطر مباش ... صورت نوعیہ کو جوہر مباش

باشد از حکم خدا ابر و عطر ... از کجا آمد بخارات ایں قدر

غافلی چند از حدیث و از کتاب ... رعد را دانند آواز سحاب

منع خرق آسماں نادانی ست ... زانکہ معراج نبی جسمانی ست

از سحاب اشتے کہ مے پیچد بہم ... ہمچناں کش ریح اندر شکم

رعد از روئے خبر باشد فلک ... میکند آواز در جو فلک

کوہ و صحرا گشتہ زیں آواز پر ... دہ کہ دانند ایں خراں گوز شتر

علم تشریح یعنے سرجری۔ طبابت کے ہر ایک صیغہ میں بجز علم تشریح بڑی ترقی ہوئی۔ اس کے استثنا کی یہ وجہ ہے کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع ہے۔

(تہذیب الاخلاق جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۵۳)۔

طبابت | فرانس کے مشہور سیاح اور سائنس جاننے والے فاضل سنسکرت دان ہمبولٹ صاحب لکھتے ہیں کہ عرب نے جس قدر نہایت قدیم اور وسیع مادہ یعنے ہندی طبیب (وید) سے لئے تھے۔ معجون کے بنانے کی کیمیائی ترکیب ایجاد کی۔ اور داؤں کے مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کی ایجاد بھی کی۔ (رسالہ کوس موس جلد ۲ صفحہ ۵۸ ترجمہ لوس)

مولوی رومی کے شاگرد رشید بہاؤ الدین آملی فرماتے ہیں ۔

علم رسمے سر بسر قیل است و قال ۔ نے از و کیفیتے حاصل نہ حال
زو نہ گردد سرنو ہرگز کشف راز ۔ گر بود شاگرد بو صد فخر راز
طبع را افسردگی بخشد مدام ۔ مولوی باور ندارد ایں کلام
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم ۔ ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم
ایں علوم و ایں خیالات و صور ۔ فضلہ شیطاں بود بر آن حجر
چند ایں فقر و کلام بے اصول ۔ مغز را خالی کنی اے بوالفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف ۔ اے فضول از عشق میخواں یک دو حرف
علم نبود غیر علم عاشقی ۔ مابقی تلبیس ابلیس شقی

مشہور ولی محی الدین عراقی لکھتے ہیں :۔

سینۂ خالی ز عشق گلرخاں ۔ کہنہ انبانے بود پر استخواں
دل کہ خالی شد ز مہر روئے یار ۔ سنگ استنجا پر ہیناں شمار
لوح دل از فضلہ شیطاں بشوئے ۔ اے مدرس درس عشق ہم بگو
چند چند از حکمت یونانیاں ۔ حکمت ایمانیاں را ہم بدان
دل منور کن بانوار جلی ۔ چند باشی کاسہ لیس بو علی

مرزا غلام احمد صاحب نے کہا ہے :۔

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود ۔ گرچہ بیکن باشد و یا بو علی سینا بود

سوامی جی اور آریہ سماج کے متعلق اعتراضوں کے جوابات۔

مولوی صفحہ ۴۷ "کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟ مجھے یاد ہے میں نے لاہور میں اپنے کان سے سنا کہ دیانند جی فرما رہے تھے کہ "رحیم اور کریم لوگوں کی من گھڑت ہے"۔

آریہ کسنے دعویٰ کیا ہے کہ سوامی جی عربی کے ماہر تھے؟ لیکن کیا انکے اعتراضات ٹھیک ہیں یا نہیں اگر انکے قرآن پر قائم کئے ہوئے اعتراضات ٹھیک ہیں تو پھر یہ اعتراض آپ کا کسی طرح پر معقول نہیں ہو سکتا۔ آپنے ابھی تو سوامی جی کے اعتراضوں کا کوئی جواب معقول نہیں دیا۔ باقی رہا یہ کہ سوامی جی نے آپکے روبرو "رحیم اور کریم" کو لوگوں کی من گھڑت بتایا۔ اول تو آپنے ظاہر نہیں کیا کہ کس موقعہ پر سوامی جی نے یہ الفاظ استعمال کئے دوم یہ نہ معلوم ہوا کہ آپنے سوامی جی کے اس فرمانے پر کیا اعتراض کیا۔ اگر مراد یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ سوامی جی ملا عربی دانی کے اعتراضات کرتے تھے تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ بے شک جو معنے رحیم اور کریم کے محمدی لوگ کرتے ہیں وہ بالکل من گھڑت ہیں یعنی رحیم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بر گزیدہ گناہ بخشدیتا ہے اور اس طرح پر انصاف کا خون کرتا ہے۔ بلکہ دیا یا رحم سے مراد وہ ایثار دیا ہے جو کہ ہم پرماتما کی اس گوناگون سرشٹی میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ رحم اور انصاف (یعنی دیا اور نیائے) دو تو صفات باری پر سوامی جی نے مفصل بحث ستیارتھ پرکاش میں کی ہے۔

مولوی صفحہ ۴۸ "تاریخ کے اپنے بڑے ماہر تھے کہ ایک جگہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۳۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ سلطان محمود غزنوی جب قیدیوں کو مکہ میں لے گیا تو فلاں فلاں کیا"۔

آریہ سوامی جی کی تاریخ دانی پر تو آپنے اعتراض کیا۔ لیکن اپنی تاریخ دانی پر غور نہ کیا۔ کیا محمود نے ہند کے زن و مرد کو لونڈی اور غلام نہیں بنایا؟ کیا اس بت شکن نے کروڑوں کا مال غارت نہیں کیا؟ آپ کس کس تاریخ پر ہڑتال لگا دینگے۔ اب سوال یہ ہے کہ تاریخ سے آپ واقف ہیں یا سری سوامی جی مہاراج اگر تاریخ سے بادشاہوں کی تاریخ ولادت۔ جہادی جنگوں کے خاص دن اور لڑائی کے خاص مقامات ہیں تو البتہ سوامی جی تاریخ کے پورے ماہر نہ تھے۔ لیکن اگر تاریخ سے مراد وہ سائنس ہے جو کہ انسانی خیالات کے مختلف اختلافات اور اُن کے تنزل اور ترقی کا پتہ دیتی ہے۔ تو سوامی جی زمانہ حال کے اعلےٰ درجے کے تاریخ دانوں میں سے تھے باقی رہا مکہ کا ذکر سو آپ نے ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل نہیں کی ورنہ آپ کے اعتراض کی قدر و عافیت معلوم ہو جاتی۔ سومنات کی مورتی توڑنے اور وہاں کی لوٹ بٹورنے کا حال لکھ کر سوامی جی لکھتے ہیں "آگے اور سب مال کو لاد کے اپنے دیس کی اور (طرف) چلا" اس کے آگے محمود کے اتیاچاروں کا حال لکھ کر لکھتے ہیں۔ "جب مکہ کے پاس پہنچا تب ایہ (دوسرے) مسلمانوں نے کہا کہ ان کافروں کو یہاں رکھنا اچھا نہیں" وغیرہ وغیرہ" انصاف پسند ناظرین! آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کس چالاکی سے مطلب اور کا اور ظاہر کیا ہے۔

مولوی صفحہ مذکور "سوامی جی کا ترجمہ چار ویدوں کا باوجود اتنے قومی جوش کے اب تک ناتمام ہے حالانکہ خود سوامی کو عادل اور رحیم سارکاری خدا نے کامیابی کا منہ نہ دکھایا۔ تو دنیا کی اور غیر قومیں اس ترجمہ سے کب نفع اٹھا سکتی ہیں"۔

آریہ سوامی جی دس برس کے عرصہ میں وہ کام کر گئے۔ جو کہ محمد صاحب سے تیس سالوں میں بن نہ پڑا۔ محمد صاحب نے عثمان وغیرہ فصیح زباندانوں کی مدد کے باوجود اپنی زندگی میں کوئی مکمل ہدایت نامہ اپنے پیروؤں کے لئے نہ چھوڑا اور نہ ہی رب الملکہ نے انہیں اپنے حسب دلخواہ خلافت کی جانشینی کا فیصلہ کرنے کی فرصت دی۔ برخلاف اُس کے سری سوامی جی مہاراج چاروں ویدوں کی بھومکا لکھ کر غیر مستند ترجموں کا نہ صرف فیصلہ ہی کر گئے۔ بلکہ یجروید کا سالم اور رگوید کے قریباً ¾ حصہ کا ترجمہ معہ تفسیر لکھ گئے اور اُن آرش گرنتھوں کا پتہ دے گئے جنکی مدد سے کہ ہر ایک آریہ بآسانی ویدوں کے اصلی معنوں کو سمجھ سکتا ہے۔ باقی رہا غیر قوموں کا معاملہ سو آریہ سماج کے ممبر اخباروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ سے ضروری وید منتروں کے ترجمے برابر شائع کرتے رہتے ہیں۔ سوائے اسکے ویدوں کی زبان ہی دیو بانی کہلاتی ہے وہ خود ملہم زبان ہے۔ یورپین سنسکرت دانوں نے اسے ام الالسنہ کا خطاب دیا ہے۔ پس اُسکی اختراع جتنی زبانیں دکھلائی دیتی ہیں۔ گو وہ سب ویدوں کے اعلےٰ معنوں کو صحیح طور پر ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے گو دیگر زبانوں کے ذریعہ سے ویدک دھرم پھیلتا رہا ہے (مثلاً بدھ و جین مت) اور آیندہ بھی پھیلتا رہیگا۔ لیکن یوگ ابھیاس کے ذریعہ سمادھی میں مگن ہو کر وید منتروں پر وچار کرانیوالوں کی ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ عادل اور رحیم پرماتما نے سوامی جی کو اُنکے مشن میں کامیاب کیا ویدوں کی اشاعت کے لئے انہوں نے ویدک یتنترالہ قایم کیا اور سینکڑوں آریہ سماج قائم کرکے وہ اپنا کام بہت سی پاک روحوں کے سپرد کر گئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ "پر خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دو ارب برس میں تو ابھی دنیا میں کیا آریہ ورت کے اندر بھی نہیں پل سکتے!!!"

آریہ مولوی صاحب۔ یہاں آپکی تاریخ دانی کی بھی حد ہو گئی۔ گو آپ انگریزی زبان نہیں جانتے تاہم کسی محمدی گریجویٹ سے میکس مولر۔ ولسن۔ وھٹنی۔ راتھ اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں کی تصانیف میں سے کچھ بھی اگر آپ سُن لیتے تو ایسے بیہودہ دعوے کا آپ کو حوصلہ نہ ہوتا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آریہ ورت کے رہنے والے

کی زبان مہابھارت کے زمانہ کے کچھ عرصہ بعد تک سنسکرت ہی رہی۔ عام لوگ وید منتروں کے معنی سمجھتے تھے اُنکے گوڑھ ارتھوں کے بتانیوالے بیسیوں نرکت کار رشی ہوئے براہمن گرنتھ کیا ہیں؟ ویدوں کی شرحیں۔ اوپنشد کا رشی کس کے گن گاتے ہیں؟ ویدوں ہی میں دی ہوئی برہمہ ودیا کے۔ غرضیکہ ویدوں کی ۱۱۳۷ شاکھا نہیں کے گن گاتی ہیں پار سپلیوں کی شُعد او ستھا- اتھرو وید کی دیا کھیا کرتی ہے۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ ویدوں کے اعلےٰ معنوں کے اظہار کرنیوالے ہزار ہا رشی ہوتے رہے اس کُل سامان کی موجودگی میں آپ کا بے سر و پا دعوے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ آجکل کے یورپین سنسکرت دانوں سے ہی پوچھئے وے صاف جواب دینگے کہ باوجود سنسکرت زبان میں اعلےٰ درجے کی مہارت پیدا کرنے کے بھی وے اب تک یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وید منتروں کے ٹھیک ارتھ سمجھ لئے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی تک کے زمانہ کا حال تو ہم آپکو بتلا چکے اُس کے بعد شنکر آچاریہ نے ورن آشرم دھرم کو قائم کرتے ہوئے ویدوں کی صداقت کا پرکاش کیا۔ اور اُنکے بعد اوَنٹ۔ سائن وغیرہ ویدوں کا بھاشیہ کرتے رہے آپکو قرآن کے ترجموں پر ناز ہے۔ لیکن کیا آپنے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ قصہ کہانیوں کا ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوا کرتا۔ برخلاف اُس کے روحانی باریک باتوں کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کے لئے زبان بھی مکمل ہی چاہئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ "آجتک آریہ ورت کے تین رنع سے زیادہ قومیں شرعاً گو وہ شرح کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ وید پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں"

آریہ۔ مولوی صاحب کا اشارہ شاید پورانوں کے اُس حکم کی طرف ہے جس میں کہ استریوں اور شودروں کے لئے وید پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ساتھ ہی اسکی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس بات سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ پورانوں کا یہ حکم شاستروں کے مطلب کے برخلاف ہے۔ یجروید کے ادھیائے ۲۶ منتر ۲ میں پرماتما کی خاص اجازت ہے کہ ہر ایک منشیہ خواہ وہ چانڈال ہی کیوں نہ ہو۔ وید مقدس کا ادہکاری ہے۔ ہم شاستروں کے پرمان کیا پیش کریں۔ اول تو حکیم صاحب اُنہیں خود سمجھ نہیں سکینگے۔ دوم اگر سمجھ بھی تو اُنپر دیانندی حاشیہ چڑھانے کا دوش لگا دیں گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یورپین سنسکرت دانوں کی رائے پیش کیجاوے جنکے ترجموں کو کہ حکیم صاحب خود مداح ہیں[1]۔ یہ بات ہرگز نہیں تھی کہ شودروں کو وید پڑھانیکی کوئی ممانعت ہو اور نہ ہی ایک آدمی جنم سے شودر مانا جاتا تھا بلکہ وہی آدمی شودر سمجھا جاتا تھا۔ جسکا آتما کہ روحانی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو اور ایسے انسان کو وید پڑھانا فضول تھا کیونکہ ویدوں کا دھرم یہ نہیں ہے کہ منتروں کو پڑھنے یا وید پر زبانی ایمان لانے سے مکتی ہو جاوے بلکہ مکتی ویدوں کا مطلب سمجھکر اُنپر چلنے کیساتھ تعلق رکھتی ہے چنانچہ ہمارے دعوے کے ثبوت میں مشہور سنسکرت دان پروفیسر میکس میولر کی شہادت آپکی توجہ کے لائق ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف اپنی کتاب چپس فرام اے جرمن ورکشاپ حصہ اول کے صفحہ ۷۸ پر یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیگر مذاہب میں پاک کتابوں کے پڑھنے کا حق عام آدمیوں کو نہ تھا فرماتے ہیں "یہ ایک غلطی ہے جو کہ اکثر دوہرائی جاتی ہے۔ کہ براہمن لوگ سوائے اپنی ذات کے باقی سب سے ویدوں سے چھپائے رکھتے تھے۔ ایسا نہ تھا۔ ویدوں کے پڑھانیکا ادھکار وہ اپنی ذات کے لئے رکھتے تھے۔ لیکن زمانہ قدیم میں انہوں نے دوسرے اور تیسرے (یعنی کشتری اور ویشیہ) ورن کے لئے اور نیز پہلے (یعنی براہمن) ورن کے لئے ویدوں کا حفظ کر کے پڑھنا لازمی رکھا تھا صرف چوتھے ورن (یعنی شودر) کو ادھکار نہ تھا۔ کیونکہ اُنکے مانسک ورساماجک وصف انہیں اس کام کے قابل نہیں کرتے تھے"

مولوی صفحہ مذکور "بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے کہ خود تو دنیا کی عام زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے انہیں پسند نہیں کرتے"

آریہ۔ کیا اگر ایک کا ترجمہ اصل زبان کا ماہر نہ کرے۔ تو اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ دوسروں کے غلط ترجموں کو پسند بھی کر لیوے اگر یہی آپ کا منطق ہے تو بیچ۔ کار ہریفاں تمام خواہد شد۔ ہم کیا کریں۔ یورپین مترجم خود قبول کرتے ہیں "چونکہ رگوید کے ترجمے انگریزی۔ فارسی اور جرمن زبانوں میں ہو گئے ہیں اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ وید ہمیں سکھا سکتے ہیں۔ ہم نے سب سیکھ لیا ہرگز نہیں ان میں سے ہر ایک ترجمہ آزمائشی طور پر کیا گیا ہے۔ گو میں نے بذاتِ خود گزشتہ ۳۰ برسوں میں ۱۲ ضروری سوکتوں کے ترجمے دئے ہیں۔ تاہم میں نے صرف ایک نمونہ شائع کیا ہے ہم ابھی تک ویدک لٹریچر کی بیرونی سطح پر ہی ہیں" (دیکھو انڈیا۔ واٹ۔ کین اٹ ٹیچ اس صفحہ ۱۱۲)۔ افسوس کہ جنکی حمایت پر آپ تلے ہوئے ہیں وہ تو اپنے ترجموں کی نسبت ایسی انکساری کا اظہار کریں۔ اور آپ زبان سنسکرت سے محض ناواقفیت کے باوجود اس قسم کے فرعونی دعوے کریں!!!

مولوی صفحہ مذکور "بلکہ ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ بھی وہ (سوامی دیانند) اردو حرف میں منظور نہیں کرتے تھے اور اردو میں کیوں لکھواتے۔ ادھر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اُدھر دیکھو اسکا وہ سارا کارخانہ لم یکن شیئاً ہوا"!

آریہ۔ افسوس کہ آپ کو بہتان لگاتے ہوئے ذرا بھی تامل نہیں ہوتا یہاں بھی لکھ دیا ہوتا کہ "میں اپنے کان سے سُنا کہ دیانند جی ویدوں کا اردو ترجمہ پسند نہیں کرتے تھے"۔ سوامی جی نے کبھی نہ لکھا اور نہ کہا کہ ویدوں کا اردو میں ترجمہ نہ کیا جاوے اُنہوں نے ہندی میں ترجمہ کروا دیا۔ کیا ہندی عام فہم زبان نہیں ہے مولوی صاحب! خدا کے واسطے تعصب کو دور کر کے خیالی بلند پروازیوں سے باز آئیے اور واقعات کی بنا پر تحقیقات کیجئے۔ کل صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ۔ کل راجستان۔ کل ممالک متوسط۔ احاطہ بمبئی۔ علاقہ بہار اور بہت سا حصہ بنگال۔ پنجاب اور مدراس کا ہندی یعنی دیوناگری بھاشا بولتا ہے۔ باوجودیکہ کچہریوں کی زبان اردو ہے تاہم اس وقت بھی ہندوستان میں ہندی زبان سب سے زیادہ بولی جاتی ہے پھر جب اُس زبان میں ترجمہ ہونے سے ویدوں کی قلعی نہیں کھلتی۔ جب انگریزی زبان میں ترجمہ ہوتے ہی ویدوں کی مہمان زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئی[2]۔ تو اردو سے اُسے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن دقت یہ ہے کہ اردو زبان اصلمیں کوئی زبان نہیں فلاسفی اور سائنس کے خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے جب اردو زبان میں الفاظ نہیں ملتے تو آتمک ودیا کے اظہار کے لئے کہاں سے الفاظ آجاوینگے۔ آپ ہی بتلائیے کہ پرکرتی۔ پرش۔ آتما۔ پردہان۔ انتہ کرن اور اُس کی برتیاں۔ اور اسی طرح کے دیگر ہزارہا اعلےٰ خیالات کے ترجموں کے لئے اردو زبان کونسے الفاظ دے سکتا ہے۔ جب لاطینی اور یونانی سی وسیع زبانیں ان خیالات کو ایک ایک لفظ

[1] چنانچہ حکیم صاحب نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے "بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے کہ خود تو دنیا کی عام زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے ہیں اُنہیں پسند نہیں کرتے"۔

[2] فاضل پروفیسر میکس میولر فرماتے ہیں جس طرح کہ زمانہ حال کی تاریخ نامکمل ہے بغیر زمانہ درمیانی کی تاریخ کے یا درمیانی تاریخ بغیر روما کی تاریخ کے یا روما کی نامکمل ہے بغیر یونان کی تاریخ کے اسی طرح ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ کل دنیا کی تاریخ نامکمل ہے۔ بغیر آریہ انسانیت کے اُس اول باب (رگوید) کے جو کہ ہمارے لئے ایک لٹریچر میں حفاظت کیگئی ہے (دیکھو۔ دی ایجن آف ریلیجن صفحہ ۴۹)

میں ظاہر کرنے میں قاصر ہیں۔ تو اُردو بیچاری کس لیکھے میں ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اردو میں اب تک ویدوں کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ جو سچائی کے متلاشی ہیں اُنکے لئے زبان کوئی رُکاوٹ نہیں ہو سکتی وے شوق سے پُرشارتھ کر کے سچائی کو دریافت کر سکتے ہیں

مولوی مطلب مذکور۔ میں نہایت راستی سچائی اور صاف دلی سے چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہوں مگر کوئی صورت ابھی بھی نہیں نکل سکتی کہ انکو سرسری طور پر بھی سن سکوں جب کوشش کرتا ہوں اور ایک دو دفعہ ایسا ہوا بھی تو آریہ مہربان بھائی سنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے دلوں میں جھگڑا انصاف کرلو کہ کہاں تک ہمارا دل گوارا کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان وید کی پوری ماہیت سے واقف ہو۔

آریہ۔ ہر ایک آدمی جو کہ اسی راستی۔ سچائی اور صاف دلی کی نمایش کرتا ہے۔ راستباز۔ سچا اور صاف دل نہیں ہوتا آپکا محض دعوے کافی نہیں۔ کچھ ثبوت بھی چاہیئے افسوس کہ جرمنی اور فرانس اور انگلستان کے رہنے والوں کو ویدوں کے سننے کا موقع ملے۔ اور آپ اُس سے محروم رہیں واقعات تو یہ ہیں کہ آپکا تعصب آپکو ویدوں کے سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بھلا حکیم جی صاحب وہ کون سے آریہ ہیں جو کہ آپکے وید سنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو گئے؟ اور وہ آپکا وید سنانیوالا کون تھا؟ کیا حضرت قادیانی تو نہیں تھے؟ آپکے محمدی بھائی مولوی سید علی بلگرامی کو سنسکرت پڑھنے سے کسی نے نہ روکا۔ لیکن آریہ مہربانوں نے وید نہ سننے دئے کیا راج انگریزی ہے یا اور کسی کی حکومت ہے۔ آپنے سنہ ۱۸۹۰ء میں یہ الفاظ لکھے تھے براہ مہربانی فرمائیے تو سہی کہ اب تک آپنے ہندی کا ایک لفظ بھی سیکھا؟ کیا آپ چھ برسوں سے زیادہ کے عرصہ میں ہندی پڑھکر جو سری سوامی جی کا بھاشیہ پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکتے تھے اور اگر آپنے ہندی سیکھ لی ہے تو پھر وید بھاشیہ اور رگویدادی بھاشیہ بھومکا کی قیمت مطبع میں [illegible] بھیجدیجئے۔ آپکو دونوں ویدوں کا بھاشیہ مع ہندی ترجمہ مل جائیگا۔ اگر قیمت نہیں دیا چاہتے کیونکہ دے نہیں سکتے کا تو سوال ہی نہیں ہے تو لکھ بھیجئے بشرطیکہ آپکی ہندی دانی کے دونوں ویدوں کا بھاشیہ جہاں تک کہ چھپ چکا ہے بھیج کر نذر کریگا آریہ سماج کا ایک ادنیٰ خادم تیار ہے اب خود اپنے دل میں جھک کر انصاف کیجئے یہ قصور کس کا ہے۔

۱۲۔ مولوی۔ برہمو مذہب والوں نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا بہ نسبت آریہ کے بہت کچھ اسلام کے قریب آ گئے۔

آریہ۔ برہمو مذہب کے بانی راجہ رام موہن رائے بیشک [illegible] سے بہت کچھ راستی پر آ گئے تھے مگر [illegible] نے آپکی طبیعت کو [illegible] پر رہنے دیا۔ اگر وہ [illegible] سے بہ ہرگار ہو کر صراط المستقیم ویدک مستقل طور پر حق کی تلاش کرتے تو بیشک وہ سوامی جی کی طرح کامیاب ہو جاتے وہ اسلام کے قریب نہیں آئے تھے بلکہ آریہ سماج کے قریب تھے اور اسی واسطے اُنکے بعد بابو دیویندر ناتھ نے تجویز بھی کی کہ اُنکا آدی براہمو سماج آریہ سماج میں مل جاوے مگر کیشب چندر [illegible] آریہ سماج کی [illegible] سے مالا پرواہی سے کامیاب نہ ہوئے وہ درحقیقت آریہ سماج سے بہت ہی قریب تھے۔ نہ کہ معاذ اللہ کبھی اسلام سے

۱۳۔ مولوی۔ آریہ برہمو نکے ساتھ اس لئے بھی شریک نہ ہوئے کہ ذات پات کا امتیاز جو سخت تکبر اور باہمی تنفر کا منشا ہے اور بنی نوع انسان کے اتحاد میں سخت خلل انداز ہے چھوڑ نہ سکے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وقعی حسد اس واسطے بھی نصیب ہوا کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آسایش اور [illegible] کا خیال [illegible] ایمانیہ پر غالب آ گیا ایسے ہی اسباب نے نور فطرت اور سلیم کانشنس کی بینائی کو دھندلا کر دیا۔

آریہ۔ آریہ برہمنوں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ کامل ناکامل کے ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ جدھر صداقت زیادہ ہوتی ہے اُسپر کشش ہوتی ہے اسی واسطے برہمو سماج کو آریہ سماج نے کھینچ لیا اور شاید بالکل ہی جذب کرلے۔ ہم ذات پات کو بالکل جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے مانتے ہیں جنم سے تو مسلمان مانتے ہیں۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ کشمیری۔ جولاہے۔ [illegible]۔ خوجہ۔ دلال۔ [illegible] وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کو اسی ذات پات نے مذہبی اور تکبر اور باہمی تنفر کے گڑھے میں گرا دیا۔ اور اسی نے ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم کر روز بروز اتحاد کی جڑ کاٹی۔ آریہ لوگ دنیوی آسایش کے ایسے طالب نہیں ہیں جیسے کہ مسلمان اور یہی سبب ہے کہ مسلمان بادہ کثرت ازدواج میں مبتلا ہیں اور فضول خرچ ہیں تمام ملتوں اور جواریوں اور اصحابوں یا امیئوں کا یہی حال ہے جیسی قریش کی عزت [illegible] اور عرب کی عزت اسلام والوں میں ہے اور کہاں ہے ایسی [illegible] کے تاریک حال تو قوت ایمانیہ اور نور فطرت اور ان کے سلیم کانشنس کو دھندلا کر دیا بلکہ سیاہ کر دیا۔ جتنی مشکلات کا ہم لوگوں کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے موجودہ زمانہ بلکہ سابقہ زمانہ کے کسی قوم کو مشکل سے کرنا پڑا ہوگا۔ افسوس کہ آپ کے تعصب کے مارے ہمارے اخباروں کو نہیں دیکھتے ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔

۲۲۔ مولوی۔ ان نئے جاگنے والوں (آریوں) نے قصہ مختصر اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا معلوم ہوتا ہے اور یقیناً ہے بھی یوں ہی کہ کسی سرکردہ کی یہ خواہش کہ مجھکو بہشت کے دن تک مہلت دے منظور ہو گئی۔ اس منظوری میں کیا حکمت ہے ایک حد تک ہے اور یہ فرمان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا۔ یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دیگئی۔

آریہ۔ جن دو آیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تو قرآن میں شیطان کے حق میں ہیں۔ اور وہی آپنے یہاں آریوں کے حق میں لگائیں۔ ہم آپ کی طرح ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنا جانتے۔ خدا آپ کو جزا دے اور اشور پرماتما آپکو ودیا کی ہدایت دے۔

۲۳۔ مولوی۔ اس گروہ نے جس کتاب کو کافی ہدایت نامہ یقین کیا۔ اس کے پورے سمجھنے والے پنجاب کے [illegible] نظر کرو کہیں نہ ملیں گے۔ ویدک سنسکرت کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم و فنون کی معلم اور استاد ہے۔ مت پوچھئے تو کیا ہوگا۔

آریہ۔ یہ آپکا کہنا تو ایسا ہے جیسا کہ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ جو قرآن کو بالکل صحیح پڑھے وہ شیطان ہے الانسان مرکب من الخطا والنسیان کے مطابق کچھ نہ کچھ غلطی آدمی سے ہو جاتی ہے۔ ابھی ۱۷ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۲ء کے مباحثوں میں معلوم ہو گیا کہ وید کے جاننے والے پنجاب میں کیسے ہیں۔ ہزاروں آدمی پنجاب میں وید سنسکرت کی عبارت بخوبی پڑھ سکتے ہیں اور بیسیوں کے قریب اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔ اور سینکڑوں ایسے ہیں جو روز سوچ سمجھکر وید منتر پڑھتے اور سندھیا گایتری کرتے ہیں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مشہور اور بے نظیر فاضل وید پنڈت گورودت جی ایم۔ اے وفات پا گئے ہیں نہیں جانتا کہ آپکو ایسا صریح جھوٹ بولنے سے کیا حاصل ہے۔

۲۲۔ مولوی۔ اس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماویٰ اور بلاد کے لوگ واقف بھی نہ تھے کس ملک میں وید کا ترجمہ پہنچا؟ آریہ صاحبو کوئی مستحکم دلیل چھوڑ ناقص شہادت ہی پیش کرو۔

آریہ۔ گزشتہ زمانہ میں جو کہ ۹۹ [illegible] سے پہلے کا زمانہ ہے ایک وقت تمام دنیا میں آریہ دھرم تھا۔ دوسرا مذہب مطلق نہ تھا مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (وید اور آریوں کی علمیت) اب ہم آپکو تھوڑے سالوں میں بتلائیں گے کہ وید کا ترجمہ کس کس زمانہ میں اور کس کس ملک میں پہنچا ہے۔ آریہ میگزین۔ انگریزی رسالہ نے یورپ اور امریکہ تک وید منتروں کا ترجمہ پہنچایا۔ اسی طرح آریہ پترکا انگریزی اور ویدک میگزین نے

بھی اور اسی طرح انگریزی کی کتب ذیل لے ویدک ٹکسٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴۔ اَپنیشد ادہیائے چالیسواں یجروید۔ ہائٹ آف دی آریہ سماج۔ ٹرائیف آف ٹروتھ۔ ادس آف مرسی ٹرمی نالوجی آف ویدس۔ ڈاکٹرن آف دی انکارنیشن ریلائی۔ ٹوڈی تھیوسوفسٹ۔ ایسی ہی اور بہت سی کتابیں وید منتروں کی تشریح میں انگریزی میں لکھی ہیں اسوقت تک آریہ سماج کی کتابیں سنسکرت۔ ہندی۔ گجراتی۔ اردو۔ انگریزی۔ کو رکھی بیندہی زبانوں میں ہیں۔ فارسی۔ عربی۔ فرنچ میں بھی ہو جاویں گی ہم سوتے ہوئے بیکار نہیں ہیں۔

۲۳۔ مولوی۔ اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت اسوقت مسلمانوں پر کر رہی ہے اور اس سفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے صرف آریہ ہی نہیں بلکہ ہماری غفلت اور اسی پاک کتاب کی خدمت میں علمی اور عملی طور پر بے پرواہی بھی اسکی علت ہے تم نے اسی کتاب پاک کو طاق نسیاں پر رکھ دیا جسکا وبال ہم پر یہ پڑا کہ ہمارے کئی فرقے ہو گئے۔

آریہ۔ آریہ جماعت جو مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے۔ وہ صرف اسی سچائی کے سبب سے ہے۔ ورنہ یہ سبب نہیں ہے جو آپنے ذکر کیا ہے آپ بخوبی یاد رکھئے کہ جتنا وہ قرآن کا زیادہ مطالعہ کریں گے اتنا ہی وہ جلدی معقول کی طرف جھکیں گے اور آریہ بنینگے کیونکہ جہاں ہمکو محض جاہل مسلمان کے دبر سے آریہ ہونیکا خیال ہے وہاں عقلمند اور حق شناسوں کی نسبت ایسی ہی جلد امید۔ اسلام کے فرقے کب سے ہوئے۔ کیا بارہ تیرہ سال سے یا بارہ تیرہ سو سال سے؟ بھائی سوچو اور ایسے ایسے کہنے ہانکا کرو۔ عثمان اور علی کے وقت سے بلکہ خاص حضرت کے وقت میں ہی عائشہ اور علی اور عثمان کی مخالفت ہوئی۔ معاویہ اور یزید و حسین کے حالات مطالعہ کرو۔ اسی وقت سے فساد کی بنیاد قائم ہوئی گویا اسلام پیدا ہوتے ہی فساد کو لیکر جنا۔ کیا بڑے بڑے صحابی دن رات قرآن کے مطالعہ کرنیوالے نہیں تھے۔ خود جبرئیل کی بات ہے۔ یا حضرت کی وعظ سننے والے کلامات اور معجزہ والے اس کے بانی ہوئے۔ قرآن کا طاق پر رکھنا اسکا باعث ہرگز نہیں بلکہ قرآن کا زیادہ پڑھنا اور سوچنا۔

۲۳۔ مولوی۔ مسلمانو! تمہارا اللہ ایک تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول ایک۔ عیسائی تین کے بندے۔ آریہ چار کتابوں کے متبع۔ ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں اتنا تفرقہ کیوں ہوا۔

آریہ۔ جس طرح تمہارے صوفی لوگ کہتے ہیں ہمہ اوست۔ خود پیمبر شدو پیام آورد وگشت خود کافر و بیمود انکار۔ اصل میں ہزاروں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان بہت سے وحدت و خدائیت کے قائل ہیں۔ یوں نام کو مسلمانوں کا بارہ ایک مگر کروڑ پیروں کی گیارہویں دیتے ہیں۔ ورنہ رزق میں کمی سمجھتے ہیں۔ کروڑوں قبروں کے پجاری ہیں مسلمانوں کا رسول ایک نہیں بلکہ سب رسولوں پر انکا ایمان ہے۔ آجکل آپکا مرشد بھی قادیانی بھی رسول بنا ہوا ہے اور مسلمانوں میں فساد کا بانی ہے یہی طرح عیسائیوں کی حالت ہے جسمیں وہ بھی ایک خدا کے قائل ہیں مگر ہاں ضرور تثلیث کے بھی قائل ہیں جس طرح کروڑوں مسلمان مردوں سے بھی مرادیں مانگتے اور خدا سے بھی۔ ہماری کتابیں چار نہیں جسمیں صرف ایک ہی وید ہے جس طرح ایک کتاب کے باب ہوتے ہیں اسی طرح ویدوں کا حال ہے اصل میں وید ایک ہے مگر رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو اس کے چار باب ہیں۔ اسی واسطے ممکن نہیں کہ آریوں میں اختلاف ہو مسلمانوں میں اختلاف کی وجہ اول تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کتابوں سے کھچڑی کی طرح لیکر قرآن بنایا۔ دوم یہ کہ سب نبیوں پر ایمان رکھا۔ سوم فرشتوں پر جنکی تعداد معلوم نہیں چہارم ایک آدمی پر جسکی حالت قرآن کی آیتوں کی طرح بدلتی رہی پنجم قبر پرستی اور کعبہ پرستی اور اسود پرستی بھی اسکی باعث ہے۔ ششم چار یا پانچ امام بھی اس اختلاف کی وجہ ہیں بعض آپ جیسے الہام کے دعویدار بھی اختلاف کے پھیلانیوالے ہیں۔ ورنہ اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو تفرقہ نہ ہوتا۔

۲۳۔ مولوی۔ مشرکوں سے نکلے توحید کی طرف آئے ہوئے گروہ بلکہ یوں کہئے کہ اسلام کے قریب آنیوالے دیانندی جنکو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی اور دھوکے میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں کے سعیدوں کو غلطی سے بچانے کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدّد کو پیدا کیا اور انہیں توفیق دی کہ آریہ اور ان کے سوا جس قدر اسلام کے مخالف ہیں ان سب کو توحید اقوال سے سمجھا دیں اور مغالطات کے مواقع سے انہیں آگاہ کر دیں۔

آریہ۔ ایسی خام خیالی اکثر جدید مذہب والے پکایا کرتے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں مسیح کے قریب آتے ہوئے۔ برہمو کہتے ہیں برہمو سماج کے قریب آتے ہوئے۔ محمدی کہتے ہیں اسلام کے قریب آتے ہوئے مگر سچ بات یہ ہے کہ برعکس بخیال جولیس جھوٹے وارد یہ تو اسلام کو پسند کرتے ہیں اور نہ اس کے قریب آنیکی کوشش کرتے ہیں ہاں ہم حق کے طالب اور حق پر قائم ہیں اچھا امیرزا صاحب ہماری ہدایت کے واسطے ہوئے یا واہ واہ جن کی ہدایت کیواسطے ہوئے انکی مذہبی کتابوں سے ناواقف انکی زبان سنسکرت سے ناواقف۔ ڈہاڑی میراثی کے رہبر۔ بانگی تھی چڑھنے کو ٹلی اٹھانے کو۔ خود بیکاری پکڑ لیے گئے۔ سوامی جی دورہ دراز سفر کے بعد ضلع گورداسپور میں گئے۔ مگر وہاں جبرائیل نے میرزا صاحب کو سوامی جی سے ملنے کو بھی روک دیا۔ یا خدا نے پاؤں میں ورم کر دیا یا شیطان نے بہکا دیا۔ غرضکہ کچھ ہوا ان کے مقابلہ سے دم دباتے اور منہ چھپاتے رہے حجرہ الہامی سے باہر نہ نکلے اور کسی اور مولوی یا قاضی یا مجدّد کو تاب مقابلہ نہ ہوئی جنہوں نے مقابلہ کیا انہوں نے ہی منہ کی کھائی اور صمٌ بکمٌ ہو کر بیٹھ گئے۔ کیا اسی کے معنے ہیں ہادی ہونا۔ اسی کے معنے ہیں مجدد ہونا اسی کے معنے ہیں مغالطات سے بچانا۔ افسوس بایں ریش و فش اور بیہودہ کشمکش۔ ایک آریہ بھی انکی بہکاوٹ میں نہ آیا اور نہ کوئی بقول میرزا صاحب سعید اور بقول ہمارے سعید سے ملا۔ کیا اچھا ہوتا اگر خدا نے ذرا آپ کو عقل ہوتی اور مرزا صاحب کو سنسکرت میں باوجود مسلمان ہونے کے ویدوں کا حافظ سنسکرت و دیا میں فاضل پیدا کرتا اور پھر ہم دیکھتے کہ وہ نماز پڑھتے یا سندھیا کرتے افسوس کہ بقول قرآن ہمکو کہنا پڑا کہ واللہ خیر الماکرین۔

۲۴۔ مولوی۔ حضرت مرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک کے واسطے ایک کتاب لکھی اور اس کا براہین احمدیہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا سرنکالی! اس کتاب کی تکذیب ایک پولیسمن کھڑا ہو۔

آریہ۔ حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بہادر کی آپ جتنی تعریف کریں واجب ہے کیونکہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند پولیسمین کوئی حقارت کی بات نہیں ہے بلکہ بدمعاشوں کو سزا دلانا نیک معاشوں کی حفاظت کرنا باسرارت سے بچانا ایک قسم کی رسالت ہے اور نبانی سے تو کسی حالت میں کم نہیں ہے آپکو شاید یاد نہیں رہا۔ ورنہ سارے نبی کذبہ ہوتے ہیں قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے حل بیث۔ وما من نبی اللہ و قد رعی۔ ایسے نبیت کہ امی نبی بکریاں نشانی کروہ۔ (دیکھو تفسیم الرابع صفحہ ۲۴۴) اسی پر زلیخا میں ہے۔

سحکم آنکہ است پروری را — شبان لایق بود پیغمبری را

اسی طرح شبان دروے امم کے معنے غیاث میں دیکھ لیجئے۔ اور حضرت کی شبانی کا حال ہماری کتاب سا سح میں پڑھ لیجئے اگر شبان اور گلہ پیغمبری کے لائق ہیں۔ تو بھائی اکیا پولیسمین براہین الاحمدیہ کا جواب لکھنے کے لائق نہیں۔ ضرور ہے۔

۴۲۔ مولوی۔ اس مکذب نے تمام مباحث ضروریہ کو ایکجا جمع کرنا شروع کر دیا آریہ کے عام مذہب میں گو کاسہ لیسی۔ اور جوٹھا کھانا ناپسند ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض بھی لے لئے۔

آریہ۔ بے شک آریہ کے عام و خاص مذہب میں کاسہ لیسی اور جوٹھا کھانا ناپسند اور ممنوع ہے وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی بنیاد عقل اور علم پر ہے ہاں اسلام یعنے محمدی مذہب جس کی بنیاد صرف شخصی تقلید پر ہے اسمیں البتہ جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی ایمان ہے اسی واسطے ہم نے کبھی بھی کاسہ لیسی نہیں کی مگر چونکہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے اعتراض جورا کر اور اُن کی میز کا جھوٹھا اٹھا کر اسکا نام الہام ملا احمدی رکھا تھا پس ہمکو اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ ہم نے صرف جواب دیا۔ ہم نے وہ سارے اعتراض یا جواب اصلی کتابوں سے لئے ہیں نہ کسی عیسائی یا پادری کی تصنیفات سے جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی کا فخر اسلام والوں کو مبارک رہے۔ (غور سے اور ایمان سے دیکھو تکذیب براہین احمدیہ کُل۔)۔

۴۳۔ مولوی عیسائیوں کے ایک ریفارمر نور افشاں نے تکذیب کی مدح میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں ایک جگہ لکھتا ہے "تکذیب براہین احمدیہ ایسی دلچسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا شروع کرو تو دل یہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لیجائیے سبحان اللہ کیا سچ ہے الم تر الی الذین الخ دیکھو قرآن کتاب والوں کو یقین لاتے ہیں ساتھ بدکاروں اور نافرمانوں حد سے نکلنے والوں کے اور منکروں کو کہتے ہیں یہ اسلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں" اگرچہ عیسائیوں میں ایسے منصف بھی ہیں جنہیں سے ایک نے مجھے لکھا ہے "تکذیب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والوں کا ہوگا" تکذیب براہین کو بندہ بھی دیکھ چکا ہے۔ بجز یاوہ گوئی کے بھری ہاتھ تو کچھ نہیں آتا۔ ہاں کوئی شخص سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے عیسائی اعتراض ہم پہنچا کر اپنی لیاقت ضرور جتائی ہے۔ ایسے مباحثہ سے جھگڑے کی کہانیاں اچھی ہیں"۔

آریہ۔ اسلام کی صداقت اور آپکے الہام کی وکالت ہو چکی۔ دیکھ لیجئے ایک منصف مزاج عیسائی نے اگر ہماری کتاب پر انصاف سے ریویو دیا تو اسے آپ نے کتنا بُرا کہا اور صرف یہی نہیں بلکہ صفحہ ۲۹ پر بھی یہی رونا رویا ہے آپ تو بموجب وعدہ صفحہ ۳ کے قرآنی آیت کی سند لیکر تہذیب سے لکھنے لگے تھے کیا یہی تہذیب ہے جو آپنے ہماری نسبت صفحہ ۳۰ پر لکھی ہے "مکذب! آپ اپنی ساوٹ سے لئے سب کسی قدر معذور ہیں۔ سگر انسانی ملکی قومی سے اللہ کریم نے آپکو محروم نہیں کیا" آپ نے تصدیق براہین احمدیہ میں مکذب لفظ ہماری نسبت بہت ہی کثرت سے استعمال کیا ہے کیا یہی تہذیب ہے تعصب سے ہماری کتاب کا نام بھی صحیح نہیں لکھا اور جھوٹھ لکھ دیا کہ تشویش۔ خبط۔ تنقید وغیرہ کا جواب ہے کیا یہ تہذیب ہے جن حق پسندوں نے ہماری کتابوں کو پسند کیا انکو بھی گالیاں دیں کیا یہی تہذیب ہے کیا آپنے عیسائیوں کو مشرک۔ بت پرست وغیرہ الفاظوں سے یاد نہیں کیا۔ کیا کوئی عیسائی بھی مسلمانوں کو اہل کتاب مانتا ہے یا محمد صاحب کو بھی۔ پس یہ سارے خیالات خام اور مذہب اسلام ہی "پادری ٹامسن ہاول صاحب فرماتے ہیں" لیکن بے دین و بے ایمان لوگ محض بیجا دکھانے کے مسیحی دین کی کسی چھوٹی سی دلیل کو بھی ذراسی جنبش نہیں دے سکتے جیسا کہ مصنف فصل الخطاب کی رد باہ بازیوں پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ جب وہ حق نظر دیکر خداوند مسیح کے چند بشارات پر حملہ کرتے بیجا اعتراض جمانے لگے اور اسی طرح بباعث بے علمی تعصب بے جا کے بے سوچے سمجھے وہ حملہ تو کرتے ہیں مگر چونکہ تعصب و ہٹ دھرمی کے سبب نور ایمان سے بے نصیب ہوتے ہیں۔

اور واضح رہے کہ فی زمانہ محمدیوں کی ایسی ایسی کوششوں سے بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اب انکے پاس بجز مغالطہ دہی و روباہ بازیوں کے اور کچھ ہاتھ پلے نہیں رہا۔ کیونکہ آگے جب تک آپ کے ہاتھ تلوار تھی تو اُس سے ایسا کام چلانے انکو اپنے پیشوا کے ساتھ مایوسی کے گڑھے میں گاڑتے تھے لیکن جب سے تلوار چھن گئی تو یہ وطیرہ اختیار فرمایا کہ مغالطہ دہی و روباہ بازی سے بیچارہ سادہ لوحوں کو دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش فرماتے ہیں" (صفحہ ۴ و ۵)۔

"مولوی صاحب۔ آپ کے قرآن پر بسوا محمد صاحب کی غلطی ہے جو خیال کرتے ہیں کہ آدم وغیرہ کی کتابیں تھیں۔ نہ ہم اس بات کے مدعی اور نہ بتا سکتے ہیں کہ وہ اب کہاں ہیں۔ اگر بموجب دعوے قرآن و احادیث محمدی اُنکی کتابیں کسی زمانہ میں تھیں تو آپ ہی بتائیے کہ وہ اب کہاں ہیں اور کس قوم کے پاس کتنی مدت تک و رہیں۔ ورنہ قرآن و اقوال محمد صاحب کی صداقت ہاتھ سے جاتی ہے۔" (صفحہ ۲۲)۔

پھر نور الدین صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "افسوس کہ تعصب نے اُن کی عقل و بصارت کو کھو دیا" (صفحہ ۶ سطر ۲)۔

"اور طرفہ یہ ہے کہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ سے واضح ہے۔ کہ سنگ اسود بڑا کام کرتا ہے کہ لوگوں کے گناہ اس پتھر پر پڑتے جاتے ہیں اور لوگ اس پتھر کو چوم چاٹ کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی روز بروز اسے دے آتے ہیں۔ پس یہ وہ کام ہے جو جبرئیل بھی محمد صاحب کے واسطے اُن کے دل کو بار بار دھونے سے نہ کر سکا تھا۔ اور وہ سیاہی اُنکے دل میں جوں کی توں بنی رہی کہ جسکے سبب وہ نہ صرف بُری تعلیم طلاق و متعہ و حلالہ و دیوار پرستی و سنگ اسود کی چوم چاٹ و جہاد و قتل و بہشت کے حور و غلمان وغیرہ کے موجد ہوئے بلکہ کبھی کبھی باغواے شیطان بتوں کی بڑی ہی تعریف کر کے اُسپر سجدہ کا کفر وسہ بھی کرایا کرتے تھے (دیکھو مظاہر حق جلد ا صفحہ ۳۵۸)۔

اور یہی سبب تھا کہ محمد صاحب لوگوں پر سے عذاب اللہ کا کچھ بھی دور نہ کر سکے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۹ ۳۔ مظاہر حق)

پس اب محمدی صاحب بموجب عندیہ و حوش فہمی مولوی صاحب کے موحد کیوں نہ کہلاویں کیونکہ کعبہ اور بتوں کی چوم چاٹ سے جواب تک گذارہ چلتا رہا ہے صاف رنگی کا نام اکتہ کا پتہ ہی بتاتا ہے (صفحہ ۹۱۹) پس جبکہ مولوی صاحب کی علمیت و دیانت و ایمانداری کا یہ حال ہے تو پھر خداوند مسیح کی شہادت پر اعتراض کیوں نہ کئے جاویں شرم! شرم!! شرم!!! (صفحہ ۹۴ مظاہر حق)+

التماس آخری

اے ہمارے بچھڑے ہوئے محمدی بھائیو! اور بھارت ماتا کے لخت جگرو! آریہ مسافر کا آخری تحفہ[1] میں تمہاری خدمت میں پیش کر رہا ہوں آریہ مسافر نے جو خدمات تمہاری کی ہیں تم اُن سے بے خبر نہیں ہو تمکو عرب کی جہالت اور تعلیم کے پنجہ سے چھوڑا کر ست دھرم کی روشنی میں لانا میرے مرحوم بھائی کا مشن تھا تمہارے لئے کن کن تکالیف کو اُس نے برداشت کیا۔ اور کیسی کیسی خطرناک آفتوں کا سامنا کرتے ہوئے تمہارے لئے وہ ستیا دھرم کی منادی کرتا رہا آخر کار اسی پاک فرض کی ادائیگی میں ایک ظالم مکار و غدار نے کا کام کر گیا

[1] گو تحفہ شہید کے سلسلہ میں چار دیگر ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں تاہم کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ مضمون یہ کتاب آریہ مسافر کا آخری تحفہ سمجھنا چاہئے۔ ایڈیٹر

اُس نے سچے دھرم پر جان قربان کردی۔

اے مومن ہونے کے دعویدارو! لیکھرام کا خون ناحق اس حال سے تمہاری توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ دنیاوی عزت۔ دنیاوی روپ۔ دنیاوی محبت اور دنیاوی تعصب سب یہیں کے یہیں رکھے رہ جاوینگے پرماتما کے حضور جب تمہارے کرموں (فعلوں) کا حساب ہوگا تو صرف ایک دھرم ہی مددگار ہوگا پھر کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ انمول سمے مفت ضائع جا رہا ہے۔ دھرم (دین حق) سے بڑھکر اور کوئی مطالعہ نہیں ہوسکتا اور یہی سچائی کے قبول کرنے سے بڑھکر کوئی عمل۔ ؟ راعود کرو اسے تنگ دائرے سے باہر نگاہ ڈالو یورپ کے فاضل محقق متفق اللفظ ہوکر کہہ رہے ہے کہ "دنیا کے تمام مذاہب کا سرچشمہ وید مقدس ہے" عقل بلند پکار کر کہہ رہی ہے کہ سامکاری (عادل) پرمیشور اپنے بندوں کو کسی زمانہ میں بھی بغیر سچی ہدایت کے نہیں چھوڑ سکتا۔ جاہل سے جاہل آتما بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پرماتما کا گیان کبھی معطل نہیں رہ سکتا اور اُس میں رد و بدل ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا عقل کل کو ناسخ و منسوخ سے کیا تعلق؟ ویدک سنسکرت زبان کی کاملیت ہی اس کے الہامی ہونے کا ایک مذہبی ثبوت ہے۔ ایشوریہ گیان (علم الٰہی) کو قصہ کہانیوں سے کیا تعلق دنیا کے کس حصہ میں ریفارمر نہیں ہوئے۔ اُنکی کس کس جگہ عزت نہیں ہوئی لیکن کیا اُنکی محدود تعلیم اور ان کے نامکمل عمل جو کہ خاص وقتوں اور خاص ملکوں کے لئے تھے۔ پرماتما کے اٹل (سچے) گیان اور اُس کی است نیم کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔

عرب کے وحشی ملک میں محمد صاحب نے بہت کچھ اصلاح کی گو انہوں نے بجائے کیول ستیہ (صرف سچائی) پر بھروسہ کرنے کے بارہا ناجائز بھی کام کئے۔ قریش کی خاطر کبھی اُن کے بتوں کو خدا کے وکیل ٹھہرایا اور پھر اپنے پیروؤں کی ناراضگی کے خوف سے اُس آیت کو منسوخ بتلایا کبھی (کمزوری کے زمانہ میں) حلم اور بردباری کی تعلیم دی اور کبھی (طاقت پکڑنے پر) سیف پیغمبری پکڑلی۔ کثرت ازدواج کو قطعی روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے چار پر راضی نامہ کرلیا۔ بت پرستی کو دور کرتے کرتے لوگوں کو اپنی پیغمبری سے نصور دیکھ کر کعبہ پرستی کا فتوے دیدیا۔ کہاں تک بیان کروں۔ محمد صاحب کا ایک ایک عمل بتلا رہا ہے کہ وہ معمولی انسان تھے۔ اور اپنی ہی عقل سے کام کرتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے اصلاح کا کام کیا اُس کے لئے تم ہی کیا ہر ایک حق پسند اُنکی عزت کریگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے جسقدر اُنکے افعال ناپسندیدہ اور مذموم تھے اُنکے لئے ہر ایک منصف مزاج افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پیارے بھائیو! شرک کو کفر کہتے ہوئے مشرک مت بنو۔ دیگر ممالک کے بتوں سے منہ موڑتے ہوئے خاص سرزمین کے تعصب میں پھنسکر خاص بتوں کی طرف مت بھاگتے پھرو۔ بھلا سوچو تو سہی کہ سنگ اسود اور شالگرام میں کیا فرق ہے۔ دونوں پتھر اور دونو بے زبان ہیں جو دلیل تمہیں ایک کی پرستش سے روکتی ہے کیا وہ دوسرے کو بوسہ دینے سے منع نہیں کرتی۔ بت پرستی تو صرف روشنی سے محروم کراتی ہے لیکن انسان پرستی اُس سے بڑھکر خطرناک ہے وہ صرف سچی روشنی سے ہی محروم نہیں کراتی بلکہ ٹھوکریں بھی کھلاتی ہے۔ محمد صاحب عرب کے جاہل اور وحشی بدؤں کے پیشوا ہوسکتے تھے۔ لیکن تم تو تعلیم یافتہ ہو اور مہذب کہلاتے ہو۔ محمد صاحب کی تعلیم تمہیں کیا سکھا سکتی ہے۔ امیر عبدالرحمن کابل کے وحشیوں کے لئے بہتر حاکم ہے۔ لیکن کیا تم اُسے قبول کرسکتے ہو۔ ہرگز نہیں کیونکہ مہذب قوم کے لئے مہذب گورنمنٹ ہی مناسب ہے۔ البتہ تم محمد صاحب کی تعلیم پر نئی روشنی کا خول چڑھا کر اُسکی اصلی بدصورتی کو چھپانا چاہتے ہو۔ لیکن یہ کب تک۔ دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اور اُس سے سبق سیکھو۔ یورپ میں ایک زمانہ تھا کہ مذہب عیسوی کا بڑا زور تھا کوئی معقول سے معقول بات بھی برخلاف بائیبل کے سننا نہیں کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ سائنس نے ترقی کرنی شروع کی اُسکی روشنی کے آگے بائیبل کو منہ چھپانا پڑا۔ متعصب پادریوں نے بائیبل پر اس نئی روشنی کا خول چڑھانا چاہا۔ دنیا کے بننے کے چھ دنوں کو چھ زمانے بتلایا۔ اسی طرح بہت سی دیگر الجھنوں کو بہتر سلجھایا لیکن کیا انہیں کامیابی ہوئی؟ یورپ کی مذہبی حالت سے پوچھو۔

تمہارے اپنے ملک میں تمہارے دیکھتے دیکھتے پورانوں کا مذہب کیسے روبتنزل رہا۔ ویدک سورج کے نکلتے ہی اُس کے اوسان خطا ہوگئے۔ یہاں بھی یورپ کی تقلید میں۔ نہیں نہیں یورپ کی نقل سے پورانوں کا انکار اور استعارے کرنا شروع ہوا مسز اینی بیسنٹ سی فصیح عورت نے اپنا سارا زور اسی میں لگا دیا جو آپکے سامنے ظاہر ہے۔ زیادہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے میرے بزرگوں کی اولادو! پورانے آریوں کی سنتانو! عرب سے تمہیں کیا واسطہ اور سنگ اسود سے تمہارا کیا رشتہ۔ پرماتما کو ساری دنیا کا مالک سمجھو وہ نہ صرف بنی اسرائیل کا خدا اور نہ صرف عرب کے بدؤں کا وہ صرف ابراہیم کا دوست اور نہ صرف مسیح کا۔ وہ تو جڑ اور چیتن سبکا مالک ہے۔ اُسکا پاک و مقدس گیان ہے اُس کی شرن آؤ اپنے محدود خیالات کو وسیع کرو۔ اور کل بنی نوع انسان کو بھائی سمجھو مہابھارت میں لکھا ہے

अय निज· परो ऽन्यो गणनालघुचे
तसाम्। उदारचरितानान्तु वसुधैव कुटुम्बकम् ॥

"یہ اپنا ہے یہ بیگانہ۔ یہ تنگ دلوں کا خیال ہے فراخدلوں کے لئے ساری دنیا ہی اپنا کٹمب ہے"! لیکن کیا تمہاری ہمدردی انسانوں تک ہی محدود رہنی چاہئے کیا جانوروں کو مارنا پاپ نہیں؟ کیا حیوان ذی حس نہیں؟ جواب دینا ہے۔ ہرگز نہیں۔

मित्रस्य चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम ॥

"ہر ایک جاندار کو اپنا مترسمجھو۔ کسی کو پیڑا مت دو"! بھائیو! اب سونے کا زمانہ نہیں ہے یہ کیا کوئی زمانہ کبھی سو سکتا نہیں رہا۔ اس انمول جنم کو دیدہ (فضول) مت گنواؤ۔ ہٹھ کو چھوڑ کر۔ تعصب کو چھوڑ کر بچپن کی تعلیم کے اثر سے بری ہوکر ایک مرتبہ سچائی پر غور کرو۔ مقابلہ وید اور قرآن تمہارے روبرو ہے۔ کسی پر اندھا وسواس مت کرو۔ اپنی عقل سے کام لو۔ اپنے آتما کی شہادت مانگو اور پھر جو حق ثابت ہو اُسے قبول کرو۔ ہے دنیا کے مالک اور تمام جیو آتماؤں کے شاسی دیالو! آپکی پرجا اسوقت ویاکل ہورہی ہے آپکو اپنے انتہ کرن میں رکھتے ہوئے روم روم میں آپکی موجودگی کے باوجود آپکو بھولی ہوئی ہے آپکے سچے گیان اور آپ کی سچی ہدایتوں سے بے بہرہ ہے۔ دیا ساگر! اپنی اپار دیا سے اُن کے دلوں کو جگا دو تاکہ وے تمہارے سچے گیان کو حاصل کرسکیں۔ اوم شانتیہ شانتیہ شانتیہ

جالندھر شہر
۱۸ اگست ۱۸۹۷ء

ویدک دھرم کا ایک ادنیٰ سیوک
منشی رام جگیاسو

اشتہارات

ذیل کے دو اشتہارات پنڈت جی نے اسوقت نکالے تھے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی چوچلوں کا ابھی صرف آغاز ہی ہوا تھا۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم

انہیں بجنسہ اس جگہ درج کرتے ہیں ۔

اشتہار اول

قادیانی شعبدہ۔	دسا کھائے مکر سے	روٹی کھائے شکر سے

لبریز تماشائے جنش کون و مکاں ہے — فانوس خیال است کہ گو سد جہاں آ

بس جنس محقر بودا ایں جان و دل ہیں — انداز نثار بن نہ بہ لعبِ دل و جان ہے

یک قطرہ زبحر کرمش ہست کہ بینی — صد جوئے روانم نہ پئے تشنہ لساں آ

روزم ہمہ از دہشت کہ روبجنگ بداندیش

تیغ و قلم تحریر ہمہ تیغ و سنان است

مرزا غلام احمد قادیانی بھی عجیب ڈھنگ کا بشر ہے جو ابتدائے اسلام سے آجتک امت محمدیہ میں پُر فتنہ اور مکاری میں ایسا ثانی نہیں رکھتا۔ دن دہاڑے ایسی چال چلتا ہے کہ عقلا بھی چکرا جاویں۔ پچھلے شعبدے تو بذریعہ اشتہارات فرداً فرداً انسے شایع ہو چکے ہیں۔ جنکا جواب اشک قادیانی سے نہ بن پڑا۔ اب ایک اور طرفہ قصہ مذکور ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ جسکو عوام براہین احمقیہ کہتے ہیں صرف ایک روپیہ کی کتاب ہے۔ حضرت مذکور نے اس کی قیمت سو سو پچاس پچاس روپیہ لوگوں سے لیکر آئندہ اسکا تالیف کرنا اور طبع کرانا بند کردیا کہ اُس میں مفاد کی صورت نظر نہ آئی اب اور نیا رسالہ شروع کر کے لوگوں کے روپیہ لوٹنے کی نبت ہے۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے واضح ہوا کہ رسالہ سراج منیر طیار ہوتا ہے جس کے رد و قدح میں ہماری طرف سے بھی شعلہ پر نور حسب الحکم خداوندی بنتا ہے تو وہ شیوع بدیہ ناظرین ہوگا بالفعل اشتہار ضمیمہ مذکور کے طمع آمیز بالوں کی قلعی کھولی جاتی ہے ہمارے عبارت کے اول لفظ مرزا اور جواب کی ابتداء میں لفظ جواب تحریر ہوگا۔

مرزا۔ یہ رسالہ اس احقر نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ منکرین حقیت اسلام اور مکذبین خیر الانام کی آنکھوں کے آگے چمکتا ہوا چراغ رکھا جاوے۔

جواب۔ براہین احمقیہ کے چھ سو صفحے بھی اسی غرض سے سیاہ ہوئے تھے مگر افسوس کہ حقیت اسلام اور صداقت خیر الانام ظاہر نہ ہوئی۔ اُسکے سارے ساوتی الہامات اور تین سو ساٹھ دلائل اور براہین احمقیہ کا لشکر لیکر خدا کا آنا اور قطب کی طرح اُسکا غیر متزلزل ہونا وغیرہ وغیرہ سب ثبوت رائیگاں گئے اور سب نکمے ہوگئے اب سراج نے نور سے کیا اندھیرا چھا جائیگا۔ تو صد لعنتوں کے صرصر حملہ سے ایکدم میں گل ہو جائیگا۔

مرزا۔ اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہنوز وقوع میں نہیں آئیں مشتمل ہے۔

جواب۔ آج تک جتنی پیشگوئیاں درج براہین احمدیہ ہوئی ہیں اُن میں کیا خاک اُڑی ہے جو آئندہ نہ اُڑیگی نہ کسی کا نام و نشان ایک ہندو۔ ایک آریہ چند مسلمان مجہول عجائب الف لیلہ اور بدر منیر کی سی حکایتیں جھوٹے قصے فضول افسانے تمام کتاب خود ستائی سے مملو خدا نے مجھے عیسیٰ بنایا۔ میں موسیٰ کے ساتھ کھا با محمد صاحب حضرت علی فاطمہ اور حسنین میرے مکان پر آئے اور حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنے زانو پر رکھا اور سب اولیاؤں سے بڑا ہوں فلاں جگہ سے میرے پاس دس ۱۰ روپیہ آئے۔ فلاں شخص کا بیٹے تپ دق کھویا اور یہ کہا اور وہ کہا۔ اصلیں دیکھو تو نہ کسی کا سر نہ پاؤں طبع زاد قصے اور ابلہ فریب باتیں اور قادیانی دھوکھے۔

مرزا۔ خدا نے اس ناکارہ کو اپنے بعض اسرار مخفیہ پر مطلع کر کے بار عظیم سے سبکدوش فرمایا ہے

جواب۔ بھلا تو یہ قیاس بھی ہے کہ ناکارہ آدمی کو خدا نے اپنے مخفی اسرار بتا دیئے اور وہ اسرار یہ ہوں کہ مرزا کے پاس فلاں جگہ سے دس ۱۰ روپیہ آویں اور مرزا کے بیٹا ہو۔

اور مرزا کا فلاں دوست وکالت میں پاس ہوگا اور فلاں ناخوش بھلا حضرت قادیانی کی سبکدوشی کیونکر ہوئی جبکہ اعتراضات کا بھاری بوجھ اُسکی گردن پر ہے جس سے قیامت تک نجات وہم و قیاس سے از حد تر ہے۔

مرزا۔ حقیقت میں اُسکا فضل ہے جسنے چاروں طرف کی کشاکش مخالفوں سے اس حقیر کو مخلصی بخشی ہے

جواب۔ اسکا نام فضل نہیں ہے بلکہ قہر ہے کہ آپکی ضلالت اور بطلان کا باعث ہو رہا ہے اور مخالفین سے مخلصی نہیں بلکہ شکنجہ عذاب میں گرفتاری ہے۔ جو آپکے حق میں نہایت موجب گریہ و زاری ہے۔

مرزا۔ یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور چند ہفتوں کا کام ہے۔

جواب۔ ہمکو بھی یہ الہام ہوا ہے کہ چند جھوٹے قصوں کا اس میں التزام ہوا ہے جنکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے۔ بلکہ از اول تا آخر مجموعہ خیال ہے۔

مرزا۔ اس رسالہ میں تین قسم کی پیشینگوئیاں ہونگی اول وہ پیشگوئیاں کہ جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری وہ پیشینگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا کسی نوع سے متعلق ہیں۔ تیسری وہ پیشینگوئیاں جو مذہب عمر کے پیشواؤں یا واعظوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

جواب۔ یہ سب فریب ہے کچھ رنج کا ذکر ہوگا نہ راحت کا نہ حیات کا نہ وفات کا اپنی تعریف اور اپنے معاونوں کی توصیف جا بجا درج ہوگی۔ انشاء اللہ ہنگام طبع ناظرین پر سب حقیقت کھل جاویگی جیسے براہین احمقیہ سے ظاہر ہے اور اُس کے مطالعہ الہامات سے باہر۔

مرزا۔ ہم نے صرف بطور نمونہ چند نامی آریہ صاحبوں اور چند قادیاں کے ہندؤں کو لیا ہے جنکی نسبت مختلف قسم کی پیشین گوئیاں ہیں۔

جواب۔ چند نامی آریہ صاحبان وہ ہونگے۔ جنہوں نے مرزا کا مکر و فریب جو بذریعہ اشتہارات شائع کیا ہے اور قادیاں کے ہندو وہ دس پانچ ہونگے کہ روحی معاہدہ کرنیوالے ہونگے۔ جنہوں نے علیحدہ اشتہار چھپوا دیا تھا کہ نہ ہم نے وعدہ ایکسال تک الہام دیکھنے کا کیا نہ ہم اُس کے الہام کو راست مانتے ہیں یہ سب مرزا کی جعلسازی ہے۔ خود ہی مسودہ بنایا۔ خود ہی نام لکھ دیا۔ خود ہی چھپوا دیا۔ اگر اپنی ذات کو لیتے تو بہتر تھا۔ کیونکہ جگ بیتی سے آپ بیتی کا قصہ معتبر ہوگا۔

مرزا۔ اور اس تقریب پر یہ بھی حال ہے کہ خداوند کریم ہماری محسن گورنمنٹ کو جسکے احسانات سے ہمکو یہ تمام فراغت حاصل ہے۔ ظالموں کے ہاتھ سے اپنی حمایت میں رکھے۔ روس منحوس کو مجنون کر کے ہماری گورنمنٹ کو فتح نصیب کرے تاہم وہ بشارتیں اگر ملیں تو شائع درج کریں انشاء اللہ تعالیٰ۔

جواب۔ اس الہام میں مرزا نے شاید انگریزوں کی فتح اور روس کی شکست بایں خیال کہ انگریز خوش ہو کر اُسکو ثانی عیسیٰ مانیں مگر یہ خیال خام ہے۔ دانایان فرنگ ان فریبوں کو خوب جانتے ہیں اور ایسے شعبدوں سے بخوبی واقف ہیں ہاں اگر مرزا کو الہام کا دعوےٰ ہے تو جنگ روس و انگلش کا مفصل حال لکھے کہ فلاں مقام اور سنہ میں لڑائی ہوگی۔ اور فلاں فلاں مشہور اشخاص کام آوینگے اور فلاں گروہ مظفر و منصور ہوگا وغیرہ وغیرہ مفصل حال لکھکر دوسری براہین احمقیہ چھپوائے۔ تاکہ الہام کی حقیقت روشن ہو جاوے ورنہ ایک نجومی کا قصہ شاہد حال ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ پر کوئی غنیم آیا اُسنے ایک نجومی سے پوچھا کہ میری فتح ہوگی یا شکست نجومی نے کہا کہ آپکی فتح ہوگی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا لکھدو۔ اُسنے فوراً لکھدیا۔ جب نجومی گھر میں آیا تو گھر کے لوگ اُسکو تنگ کرنے لگے کہ لکھ دینا مناسب نہ تھا غیب کی بات ہے خبر نہیں کیا ہو۔ اُسنے کہا میں نے جو کچھ کہا ہے سمجھ کے کہا ہے اگر اسکی شکست ہوگی تو ہم سے کون پوچھیگا اگر فتح ہوئی

نو پانچویں گھی میں ہونگی۔ قادیانی نے یہی سمجھا ہوگا کہ اگر انگریزوں کو فتح ہوگی تو ہم ملہم سچے ٹھہرینگے ورنہ خدا سچا ہے۔ عذر میں کون پوچھے گا۔ اور اس کے خیال میں جنگ کا ابھی اُس کی زندگی میں ہونا ہی غیر ممکن ہو۔

مرزا۔ چونکہ پیشگوئیاں اختیاری بات نہیں کہ ہمیشہ خوشخبری پر دلالت کرے۔

جواب۔ شاید خوشخبری آپ کے مخالفوں کے لئے اختیاری نہیں اور اپنی ذات اور معاونین کے لئے درم خریدہ معلوم ہوتی ہے۔ ایسے معاونوں اور ذات خاص کی نسبت کوئی نحوست۔ بدبختی حیات اور ممات کا الہام نہیں دیکھا۔ خدا کا بھی یہ خوب قاعدہ ہے کہ یک طرفی ہی خبریں دیا کرتا ہے اور قادیانی مسیح سے نیرہ کاذب ڈر رہا ہے۔

مرزا۔ اس لئے ہم بہ انکسار تمام اسے مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع پاویں۔ جیسی کہ خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت ہو تو اس بندۂ ناچیز کو معذور تصور فرماویں۔

جواب۔ عجز و انکسار کا کیا موقعہ ہے۔ عقلا موت فوت کی خبر سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ احسان مانتے ہیں۔ مگر مکاروں سے ضرور نفرت کرتے ہیں۔ آپ کسی کی وفات ممات کا حال اگر درج رسالہ کریں تو ختم واکر کے پہلے اپنی اور اپنی اولاد اور تمام کنبہ کو بھی اس خبر میں شامل کرلیں تاکہ راست سمجھی جاوے اور اگر صرف مخالفوں کی ہی نسبت دریدہ دہنی کی تو پھر بہرے حیلے بھی آپ جانتے ہی ہیں قبر تک بھی سچا جھوٹا مشکل ہوگا اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر پیشگوئی مطابق نہ نکلی تو پھر بھی شرماؤگے۔ ہاں پیشین گوئی تو اس کا نام ہے ہم کہتے ہیں کہ آپکی پیشینگوئی لغو ہوگی اور اُس کی بلا آپ کے سر پر پڑیگی۔

مرزا۔ بالخصوص منشی اندرمن صاحب مرادآبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ کی نسبت غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ ہوگا۔

جواب۔ چو حجت نماند جفا جوے را + بہ پرخاش درہم کشند روے را + بس حضرت جناب منشی اندرمن صاحب دام اقبالہم و اجلالہم سے مباحثہ تو کرچکے اب بھٹیاریوں کی طرح دست و گریبان ہوجانے پر آمادہ ہوجاؤگے اور دشنام دہی اور بداندیشی پر آمادہ ہوجاؤگے ؎ مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند + ہر کسے بر خلقت خود مے تند + اگر آپ کو مخالفین کے ہی بارے میں خبر ہوتی ہے تو اہل اسلام میں سے ملا عبدالرحمن صاحب قصوری اور لودہانہ و دیوبند کے چند علماء جنہوں نے آپ کے حق میں کفر کا فتوے لگایا اور محضرنامہ بھی بہ ثبت مواہیر بسیار کیا آپ کی پیشین گوئی حیات و ممات سے کیوں محروم رہے۔ یہ آپکی سلک کو صاف دھوکھے دہی ہے آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔ محض طول و فضول پیچیدا عبارتیں لکھنا آپ کا شیوہ ہے جیسی کہ براہین احمدیہ میں پر کر رکھی ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ انشاءاللہ بروقت طلوع رسالہ مذکور ناظرین خود دیکھ لینگے۔ یہی الہام ہے بجائے پنڈت لیکھرام لیکھرام لکھ دیا۔ خدا پنڈت لیکھرام صاحب کی نسبت مخبر ہوا۔ جب دو چھ ماہ قادیاں میں پنڈت آپ کے الہام دیکھنے کے مدعی رہے اور طرح طرح کے اشتہارات چھپواتے رہے اس وقت کچھ نہیں آیا اور رک اٹھاتے رہے۔

مرزا۔ ان صاحبوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہم دل سے کسی کے بدخواہ نہیں۔ خدا جانتا ہے ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔

جواب۔ صاحب جانتا ہے کہ آپ جیسا کوئی بدخواہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے آپکی خیرخواہی کا مول صرف پانچ سات روپیہ ہی جسنے کچھ دیا اُسکے خیرخواہ ورنہ بدخواہ ہیں تو کچھ کلام میں

مرزا۔ اور بدی کی جگہ نیکی کرنیکو مستعد ہیں۔

جواب۔ آپ میں نیکی کرنیکا مادہ ہی نہیں آپکی نیکی علم منشرح ہے کہ جن مسلمانوں نے کچھ نہ دیا اُنکو براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ وہ جیتے ہی مرجائیں اور جن نواب صاحب نے آپکی کتاب نہ خریدی اُنکی کیسی اہانت کی۔ مرزا امام الدین صاحب اپنے چچازاد بھائی کے تو آپ بجائے مشکوری دشمن جانی بنگئے کہ انہوں نے آپکو اس مکر و تزویر سے منع کیا تھا۔

مرزا۔ اور بنی نوع کی ہمدردی سے مسرور اور معمور ہے۔

جواب۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد یہی ہمدردی ہے کہ بنی نوع انسان تو ایک طرف خاص اپنے حقیقی بھائیوں کی نسبت اپنے اشتہار کے آخری صفحہ کی سطری سطر میں لکھتے ہو کہ میرے حقیقی بھائیوں کی جڑ کٹ جائیگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہوجائینگے اور خدا اُنپر بلا نازل کریگا کہ یہانتک کہ وہ نابود ہوجائینگے اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا اور اپنی نسبت لکھا ہے کہ میری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلیگی اور میرے گھر برکتوں سے بھر جائینگے اور میری اولاد منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی وغیرہ وغیرہ۔ ناظرین غور کریں کہ یہ بنی نوع کی ہمدردی ہے یا خود ستائی والی دردی ہے۔ ہمدردی تو اسکا نام تھا کہ جیسا مرزا نے لکھا ہے اس کے بالعکس لکھتا یعنی اپنی جڑ کاٹتا اور آپ لاولد رہتا اور خود مورد بلا ہوتا اور اپنے گھر بیواؤں سے بھرتا۔ **قطعہ**

شنیدم کہ مردان راہ خدا — دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام — کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

مرزا۔ لیکن جو بات کسی مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کچھ ربح منکشف ہو تو ہم اس میں بکلی مجبور ہیں۔

جواب۔ ہاں اگر اپنی ذات اور عیال و اطفال اور موافقین و مخالفین کی نسبت کوئی خبر یکساں درج ہوگی تو بیشک باعث مجبوری ہے ورنہ قطعی مکر و فریب مفہوم ہوگا اور عام و خاص کی رائے میں قادیانی معلوم ہوگا۔

مرزا۔ ہاں ایسی بات کے درج نکلنے کے بعد جو کسی کے دل دکھنے کا موجب ہوگا۔ ہم سخت لعن طعن کے لائق بلکہ سزا کے مستوجب ٹھہرینگے۔

جواب۔ لعن طعن سے آپکو کیا ڈر ہے۔ بلکہ باعث کرّ و فر ہے آپکے معاونین کہا کرتے ہیں کہ لعن طعن سے ترقی مناسب ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے پیغمبروں پر ہوتی رہی۔ اگر بصورت تخلف ہاتھ و زبان کٹوائے جانے کی شرط ہوتی تو بیشک دوسروں کے لئے کسی قدر عبرت ہوتی سنا گیا ہے کہ آپ کی طرح پہلے بھائی تھمن سنگھ ساکن موضع بچھوانہ علاقہ پٹیالہ نے بھی مہاراج کرم سنگھ صاحب سرگباشی والی ریاست پٹیالہ کی نسبت ایسی پیشینگوئی کی تھی۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُنکو بلوا کر نظر بند کردیا تھا تاکہ مدت معینہ تک اگر میں زندہ رہا تو سمجھ لونگا ورنہ آپ غیب داں ہوچکے جب مدت مذکور گذر چکی اور حضور دام اقبالہم کا بال بیکا نہ ہوا تو بھائی جی صاحب کی زبان کٹوادی گئی۔ تاکہ یہ زبان پھر کسی کے لئے باعث دل آزاری اور موجب اضطراری نہ ہو سچ ہے

؎ بہوش باش کہ سر در سر زبان نہی — زبان سرخ سر سبز میدہد برباد

اب تک تو امن چین رہی۔ لیکن پچاس برس کے بعد اب آپ میں وہی وصف پائے گئے مبادا کہ حکام انگلشیہ براہ سیاست آپکے حق میں بھی ویسا ہی سلوک کریں کہ ہر کس و ناکس غیب دانی کا مدعی نہ بنے قصہ کوتاہ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔

مرزا۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے۔

جواب۔ جبکہ آپکے نذیر و بشیر نے موافق آیات سورۂ تحریم کے قسم کھائی اور توڑ ڈالی

تو آپکی قسم کا کیا اعتبار ہے جبکا فقط دو چار روپیہ پر مدار ہے نیک نیتی یہی ہے کہ جدی بھائیوں کی جڑ کاٹتے ہو اور اپنی نسل پھیلاتے ہو۔ ایک روپیہ کی کتاب کے سو سو سو پچاس لیتے ہو لوگوں کی طرف سے جعلی دستخط کرکے جھوٹے خط چھپواتے ہو بیوؤں کے چھلے مرکیاں تک اتروا لیتے ہو کتاب چھپوانے کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتے ۱۰ برس و عشرہ میں اوڑادئے۔ لوگوں کو زکوٰۃ نکالنے۔ حج کرنے اور مسجد بنانے سے مانع آتے ہو اور جو آپ سے ملنے آتا ہے اس سے پانچ چار مدد لئے بغیر بات نہیں کرتے اور یہی نیک نیتی ہے کہ مخالفین کا مرنا چاہتے ہو اور یہی نیک نیتی ہے کہ جناب منشی اندرمن صاحب مراد آبادی کو رجسٹری شدہ اشتہارات بھیجکر مباحثہ کرنے اور الہام دکھانے کے لئے تین سو کوس سے بلوایا۔ جب حسب وعدہ روپیہ دینے پڑے تو فوراً بھاگ گئے اور اپنا منہ چھپوا دیا اور جب جناب منشی اندرمن صاحب وطن کو تشریف لیگئے تو پھر جھوٹے اشتہارات کا جاری کرانا شروع کرایا اور کہتے ہو جو مسلمان میرے قدموں پر چلیگا اسی کی نجات ہوگی اور دنکی بعض اور ایسے تیتیں سنا اولیاؤں سے بزرگ تر بتلاتے ہو الحق کہ آپکی نیک نیتی کہانتک لکھی جاوے کہ ماحق ناظرین مطالعہ سے کلفت اٹھاویں آپکے استعارات وکنایات کچھ معمہ نہیں کہ دقت ہو۔ طاماتیاں بسیار امن خوب می شناسم۔ ابن جبہ و عصا را من خوب می شناسم

مرزا۔ ہمکو خدا نے بنسبت اپنے بعض جدی اقارب کی نسبت اپنے بعض دوستوں کی نسبت اور بعض اپنے فلاسفر قومی بھائیوں کی نسبت اور ایک دیسی امیر نو وارد پنجابی کی نسبت بعض متوحش خبریں مثل موت فوت کے منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں جو بعد تصفیہ لکھی جائینگی۔

جواب۔ مرزا آجتک تو آپکو اپنی نسبت کوئی خبر متوحش نہ ملی۔ خدا کو بھی جرات نہیں کہ آپ کی نسبت بری خبر بھیجے۔ خوف کے مارے تمام خبریں فرح بخش و نشاط افزا بھیجتا ہے۔ بعض جدی اقارب سے مراد مرزا امام دین صاحب وغیرہ آپکے چچا زاد بھائی ہیں جو آپکا مکر ظاہر کرتے ہیں دوستوں سے مراد قادیان کے دس ساہوکار ہونگے۔ جنہوں نے آپکا بطلان کیا تھا اور فلاسفر قومی بھائیوں سے عبارت ابوعبدالرحمن صاحب قصوری اور دیوبند اور لودیانہ کے بعض علمائے سے ہوگی جنہوں نے کفر کا فتوے آپکے حق میں دیا۔ اور دیسی امیر نو وارد بھی کوئی ایسا ہی روشن ضمیر ہوگا جس پر آپ کی حقیقت کھل گئی ہوگی۔ اور جب منجانب اللہ انکی نسبت متوحش خبریں منکشف ہو چکی ہیں تو تصفیہ کس سے ہوگا اور منصف کون بنیگا محقق ہوں تو آپ جیسے ہوں۔ جو اسکی خبروں میں بھی مشکک ہیں ؎

نگہدار آں شوخ در کیسہ دُر　　کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

مرزا اور ایک کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تقدیر معلق ہو تو دعاؤں سے ٹل سکتی ہے اس لئے رجوع کرنے والے مصیبتوں کے وقت مقبولوں کی طرف رجوع کرتے ہیں

جواب۔ آپ تو مقبولوں کے سرغنہ ہیں اور آپکی دعا تو تقدیر معلق کو بآسانی تمام ٹال سکتی ہے۔ ہم بھی چند نامی اشخاص کے نام لکھتے ہیں ذرا انکی مراد بھی پوری کیجئے نواب صاحب کوٹلہ کو تھوڑے دنوں سے خلل دماغی ہے۔ رامپور کے نواب کو بھتری وغیرہ کی بڑی مرض ہے۔ صدیق حسن خاں بھوپال معزول ہیں اور انکی نسبت جو مقدمات اور عدن مال سرکاری دایر ہیں انسے نہایت ملول ہیں انہیں کے متوسل ایک ناظم صاحب بجرم ظلم و تعدی دس سال کی قید میں مبتلا ہیں۔ جناب بیگم صاحبہ والی بھوپال صدیق حسن خاں معزول کو تین لاکھ روپیہ دیکر خارج کرنا چاہتی ہیں انکا ارادہ فسخ کیجئے ایک ریاست کے ایک معزز اہلکار مشتاق ہیں کہ ممبر کونسل ہوجاویں دعا کا لٹکا دکھلا تاکہ جراء ریاست سے آپکی خوب مدد کریں اور لوگوں کو دو دو چار چار روپیہ کی تکلیف نہ

دس اور ایک نائب ناظم ریاست پٹیالہ کی آنکھیں آپکے عالیجناب مطیع ایک ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے معالجہ میں جاتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پر احسان کیجئے۔ آپنے اُن سے بمرور ایک سال وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم برابر دعا کرتے ہیں۔ ایک سال کامل ہوگیا اب تو انکے بھی نمبر آگیا ہوگا اور جانے دو شاہ برہما کی طرف توجہ کیجئے کہ انکو کوئی ملک ملجاوے۔ مرزا صاحب نے تحصیل زر کی ترکیب خوب سوچی ہے کہ پہلے لوگوں کو ڈرا دیں اور پھر دعا کے بہانے اُن کو لوٹیں۔ مگر میرا تجربہ تو یہ ہے کہ کوئی سادہ لوح بھی آپ کی کھوکھلی دعاؤں پر یقین نہ کریگا۔

مرزا۔ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مختار ہیں کہ یکم مارچ سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شایع ہو۔ ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھکو اطلاع دیں تاکہ وہ پیشگوئی جسکے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جاوے اور موجب دل آزاری سمجھکر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دیجاوے۔

جواب۔ آپکی علت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈرکر آپکی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑھاویں اور تحریریں بھیجدیں آپسے کوئی نہیں ڈرتا بے شک جی کھولکر درج کیجئے ادھر ہمارا اشتعال طبع بھی بیدار ہوتا ہے ہم بھی ایسا الہام سنائینگے اور غیب کی باتیں بتائینگے۔ مگر ناظرین کو آپکے الہامات کی قسم کہ کوئی صاحب سہواً یا عمداً کوئی تحریر مرزا کے پاس نہ بھیجیں۔ تاکہ معاون افترا پردازی نہ ہوں۔ کہیں مومن خاں کے شعر پر ناظرین صاحب عمل کریں ؎

خواہم از درد فراق تو بمردار سیم　　جوش کم خاطر از وعدہ پشیمانی ترا

مگر مرزا صاحب! خود بھی خبردار رہنا کہ جیسے قادیان کے دس ساہوکاروں کی طرف سے جعلی خط مشتہر کیا تھا۔ کوئی قادیانی فریب بناکر درج رسالہ نہ کردینا ہم منتظر ہیں فوراً آپکا کچا چٹھا کھولا جائیگا۔ مرزا نے اشتہار کے مشتہر کرنے میں یہ بھی سوچا ہوگا کہ دیکھیں کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں تاکہ اس میں پہلو بچائے جائیں ؎

ز منجنیق فلک سنگ فتنہ می بارد　　من آبلہانہ گریزم در آبگینہ حصار

فریب کی بنیاد نہیں ہوتی ایک پہلو بچا ئینگے۔ دس پہلو اور نکل آوینگے افسوس کہ جس چیز کی افشاء کا خدا کا منشا ہو اور آپ اخفا کریں ورنہ یہاں تو امورات دل آزاری کو چھپانیکا منشا ظاہر کیا ہے اور آخر صفحہ اشتہار پر دیکھو اپنے جدی بھائیوں کی نسبت کیا کیا سخت کلامیاں کی ہیں اور براہین احمدیہ میں کیا کیا بکواس کی ہے۔

مرزا منجملہ اُن پیشگوئیوں کے جو مفصل اس رسالہ میں درج ہونگی پہلی ایک پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے آج ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں برعایت اختصار کلمات الہامیہ نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے۔

جواب۔ یہ محض خلاف ہے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی کیونکہ اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اوتعالے کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے کسی وقت اور کسی مقرب ماخود او تعالے سے آپکا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادسی سمت ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہوکر پھیر گرد ہوا۔ تو آپکی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالے میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گذرا تھا کہ او تعالے نے بصاحب جلال سے فرمایا کہ وہ شخص نور از ل سے مکار و غدار۔ اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور زمانہ آیندہ میں ایک شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے۔ میں نے عرض کی کہ یا خدا یا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دی پہاڑ جیسے گناہ اور دی کو گمراہ کرتا ہے فرمایا ابھی اُسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا

مرزا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ آسمانی گولا نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا ہے۔

مرزا۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔

جواب۔ آجتک مرزائی فرقہ میں عموماً اور مرزا صاحب پر خصوصاً قہر کا سایہ تھا جو اُس مغضوب ربانی کے سبب جہان میں آیا تھا

مرزا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

جواب۔ شاید وہ صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا۔

مرزا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اعوذ از شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کر کے داخل فے النار کریگا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑیگا اور اُسکا نام خر دجال ہوگا۔

مرزا۔ وہ کلمتہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے

جواب۔ خدا اسے ناپاک بتلاتا ہے۔ جس کو شیطان نے اپنی شیطنت اور بے حمیتی سے بھیجا ہے

مرزا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔

جواب۔ وہ نہایت غبی اور کودن ہوگا۔

مرزا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم رہیگا۔

مرزا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اس لئے معنے سمجھ میں نہیں آتے۔

جواب۔ خدا نے اُس کے معنے مجھکو بتلائے ہیں کان لگا کر سن لیجئے کہ ایک تو طلحہ اور دوسرے اسود عیسٰی نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا تھا اور اب غلام احمد قادیانی کر رہا ہے یہ جنین بھی دعوےٰ رسالت کر کے تین کو چار کریگا قیاساً یہ صورت بھی ہو سکتی ہیں۔ ایک آپ دونوں آپ کی بیوگان۔ چوتھا وہ۔

مرزا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلاء

جواب۔ خدا کہتا ہے غلام جان بدبخت خسرۃ الدنیا والآخرۃ مصدر باطل و العاطل

مرزا۔ کان اللہ نزل من السماء۔

جواب۔ خدا کا یہ فرمان ہے کان الشیطان ورد عن الفلک مرزا اُس کا نزول تو آسمان سے ہوتا ہے آپکا اور آپ کے دونوں فرزند سابقہ کا نزول کہاں سے ہوا تھا۔

مرزا۔ جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا آپ اور آپکے دونوں فرزندوں کا ظہور نامبارک اور قہر الٰہی کے ظہور کا باعث ہوا تھا۔ اُسکی نسبت کیا خدا کا یہی ایما ہے۔

مرزا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔

جواب۔ آیا آپ اور آپکے دو لخت جگر ظلم محض تھے جنکو خدا نے اپنے قہر غضب کے قطران سے متعفن اور گندہ کیا اُسکو بھی خدا اسی تھیلی کا بٹا بتاتا ہے۔

مرزا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس پر ہوگا۔

جواب۔ پہلے ثلاثہ کاملہ میں کسکی روحیں پڑی ہیں اور کس کے زیر سایہ ہے اُس کی نسبت تو خدا کا یہ فرمان ہے کہ اُس میں شیطان کی روح پڑیگی اور خدا کا غضب اُس پر برسے گا۔

مرزا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ محض جھوٹھ ہے جلد جلد تو مرغی کا بچہ یا چارپایہ کا نطفہ بڑھتا ہے اگر وہ اُسی کا بچہ ہے تو آہستہ آہستہ پرورش پائیگا۔ بھلا مرزا صاحب آپ کے قول کے موافق وہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہو جائیگا اور پہلا ثلاثہ ہفتہ میں کتنی فٹ کا ہوتا رہا ہے۔

مرزا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا پہلا ثلاثہ امیر فقیروں کی قید کا باعث ہوا ہے اب خدا کہتا ہے وہ دائم الحبس ہوگا۔

مرزا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔

جواب۔ پہلا ثلاثہ کیوں گمنام رہا۔ اب خدا کہتا ہے محض خلاف ہے اُس رذیل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جانینگے۔

مرزا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔

جواب۔ ثابت ہوا کہ آجتک سب فرقہ اسلام کی برکت سے محروم ہیں اور مرزا صاحب کے اندگردسے بھی برکت معدوم ہے اب اُس برکت سے برکت پائینگے اور اپنا نام چھپائینگے

مرزا۔ پھر اپنے نفس ناطقہ سے آسمان کیطرف اٹھایا جاویگا۔

جواب۔ کیا اُسکے سوا ثلاثہ سابقہ گنج قاروں کی طرح تحت الثریٰ میں چلا جاویگا

مرزا۔ پھر بشارت دی تیرا گھر برکت سے بھر جائیگا اور میں اپنی نعمتیں تجھپر پوری کرونگا۔

جواب۔ معلوم ہوا کہ اب تک ساحر قادیانی کا گھر نحوستوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور خدا کی کوئی نعمت اسپر پوری نہیں ہوئی جب پچاس سال تک محروم تو اب کیا مقسوم ہا

مرزا۔ اور خواتین مبارکہ سے جنمیں سے تو بعض کو اِسکے بعد پائیگا تیری نسل بہت ہوگی۔

جواب۔ پچاس سال کی عمر ہو چکی ہنوز خواتین کی آرزو باقی ہے۔ ع

سیاہی زمو رفت و آرزو نہ رفت + جب پچاس سال تک نسل نہ پھیلی تو اب ع

ترا کہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت + اولاد پھیلنے کی کیا امید ہے ع پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند +

مرزا۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔

جواب۔ شاید خدا کہتا ہے میں مرزا کی ذریت کو منقطع کرونگا اور نحوست دونگا مرزا صاحب آپ ہر ایک بات کو اُلٹی ہی سمجھتے ہیں ؎

نہ ہو کیونکر تمہارا کار الٹا تم الٹے بات الٹی یار اولٹا

مرزا۔ مگر بعض اُن میں سے کم سنی میں فوت بھی ہونگے۔

جواب۔ بعض قادیانی ہے اصل میں کلھم حکم ربانی تھا۔

مرزا۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جاویگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہو جائینگے۔ یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے اور اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے۔

جواب۔ خدا نے یہ الہام سنکر خفا ہو کر فرمایا کہ یہ پیشگوئی ہے یا فضول گوئی۔ جو بات مدتوں سے ظاہر ہے اُسکو چالاکی سے اپنا الہام بتا کر لوگوں کو ناحق دھوکھے میں ڈالتا ہے اور اپنے جدی بھائیوں کا دل دُکھاتا ہے اسکے بعد خدا نے ایک کاغذ پر مرزا اور اُس کے جدی بھائیوں کا شجرہ نسب مع کیفیت مفصل لکھکر میری طرف ڈالدیا اور اشارہ واسطے مشتہر کرنے کے کیا۔ لہٰذا وہ شجرہ انساب پیش ارباب بصیرت کر کے ملتجی ہوں کہ سب صاحبان غور فرماویں۔ اور اس طرح اس قادیانی نے آج تک محض جھوٹے قصے بنا کر درج اشتہارات کئے ہیں۔ جب خود خدا اُس کی کتاب پر گواہی دیتا ہے تو اب شک کیا ہے +

شجرہ نسب غلام احمد قادیانی حسب بیان ربانی

مورث اعلیٰ

عطا محمد

- غلام مرتضیٰ
  - غلام قادر — [illegible] سال لاولد فوت ہوا
  - غلام احمد
    - سلطان احمد — بعمر قریب ۴۵ سال فرزند غلام احمد حیات ہے
    - فضل احمد — بعمر قریب ۴۳ سال فرزند غلام احمد حیات ہے
- غلام محی الدین
  - امام الدین — [illegible] سال ہے اولاد نہیں رکھتے
  - نظام الدین — عمر قریب پچاس برس کے ہے اولاد کچھ نہیں
  - کمال الدین — [illegible] اسی طرح ہے
- غلام حیدر
  - حسین بیگ ـ بیوی — [illegible] بطور بیوہ موجود ہے
- (یہی شخص قادیانی مسیح ہے)

اب ناظرین شجرہ نسب سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا یہ پیشین گوئی ہے یا بیہودہ گوئی۔ کیونکہ جس حالت میں کہ سوائے غلام احمد کسی کے گھر قدرت سے اولاد نہیں اور دو عورتیں بیوہ موجود ہیں اور جو مرزا امام الدین صاحب وغیرہ حیات ہیں اُنکے آگے باعث ضعیف ہونے کے کچھ اولاد کی امید نہیں پھر یہ لکھنا کہ اُنکے یعنے میرے جدّی بھائیوں کے گھر بیوگان سے بھر جائینگے کیسی صریح جعلسازی اور پبلک کو دھوکہ دہی ہے۔

مرزا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائیگا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد ہوگا۔

جواب۔ آج تک آپ کے ارد گرد کوئی برکت نہیں پھیلی۔ نحوستیں ہی نحوستیں پھیلتی رہیں۔ اور قادیان میں آباد شدہ آپ سے اُجاڑ و ویران ہوگیا ہے۔

مرزا۔ ایک ڈراونا گھر برکتوں سے بھر دیگا۔

جواب۔ کیا آج تک آپکا گھر نحوستوں سے خدا نے بھرا ہوگا۔

مرزا۔ تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی۔

جواب۔ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہیگی۔

مرزا۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کیساتھ قائم رکھیگا

جواب۔ خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا پھر معدوم محض ہو جائے گا۔

مرزا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔

جواب۔ جب خود محمد صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو آپ کس باغ کی مولی ہیں۔

مرزا۔ میں تجھے اٹھاؤنگا۔

جواب۔ آپ اٹھانے کے ہی قابل ہیں۔ میری بھی یہ دعا ہے کہ بہت جلد اُٹھائے جاویں اور دوزخ میں ڈالے جاویں ؎

طلبے راخصمہ دیدم نسم رور گفتم ایں قصہ است خواہش بردہ

مرزا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھیگا۔

جواب۔ کیا آپ کے سوا محمد صاحب اور سب پیغمبروں اور پیشواؤں اسلام کا نام صفحہ ہستی سے جو مٹ گیا ہے جو آپکا بھی جرچا رہیگا۔

مرزا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کے فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ سب ناکام رہینگے اور ناکامی کے ساتھ مرینگے۔

جواب۔ بقول مرزا آجتک تو کوئی اُسکا مخالف اور مکذب ناکامی اور نامرادی سے نہیں مرا۔ تو کیا خود محمد صاحب کے مخالفین و مکذبین کا بال بیکا بھی نہ ہوا بلکہ ہفت اقلیم کے مالک بن رہے ہیں بس آیندہ بھی مرزا اور اُس کے پیشواؤں کے مخالف اسی طرح شاد کام رہکر سرکوبی اور گوشمالی کرتے رہینگے اور بذریعہ اشتہارات بحکم خداوند تعالےٰ مکاروں کے مکر ظاہر کرتے رہینگے۔

مرزا۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری مرادیں تجھے دیگا۔

جواب۔ آجتک تو آپ بکلی ناکام ہیں اور ساری مرادوں سے محروم تام جب اس عمر تک ایسی ناکامیابی رہی ہے تو آیندہ بھی یہی نامرادی رہیگی اور کوئی امید نہ بر آویگی۔

مرزا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤنگا اور اُن کے نفوس و مال میں برکت دونگا۔ اور کثرت بخشونگا۔

جواب۔ اب تک تو آپکے خالص اور دلی محبوں کا گروہ گھٹتا رہا ہے اور اُن کی جانیں اور اُن کے اموال برباد ہوئے۔ آیندہ بھی خدا کہتا ہے خسر الدنیا و الآخرۃ ہونگے

مرزا۔ اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہینگے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔

جواب۔ آپکا گروہ ہی کیا ہے ایک لالہ شرمپت رائے پیشگوئیوں کے گواہ دوسرا عبداللہ سنوری اور دو ایک ایسے ہی ٹکر خورے جس سے دو چار روپیہ ملگئے اُسکی مدح کردی ورنہ قدح اور آپنے وہ سب سایا وہ گواہ بنگئے۔ آپنے سارا طریقہ محمد صاحب کا اختیار کیا ہے اُنہوں نے قرآن بنایا اور خدا کے ذمہ لگایا۔ آپنے براہین احمدیہ لکھی اور خدا سے عربی اور انگریزی سیکھی اُن کے چار اصحاب تھے آپکے چاروں مددگار ہیں انہوں نے خود ستائی سے قرآن پر کیا۔ آپنے اپنی تعریف سے براہین احمدیہ کو مملو کیا۔ انہوں نے پیشگوئیاں کرنے کا دعوےٰ کیا آپنے بھی وہی شیوہ اختیار کیا اُنہوں نے پیرانہ سالی میں خدا کے حکم سے شادی کی آپنے بھی اسی طرح خدا کے حکم کی آڑ لی۔ اتنی گنجایش یہاں نہیں اور تفصیل قاطع براہین احمدیہ میں ہوگی۔

مرزا۔ خدا اُنہیں نہیں بھولیگا اور فراموش نہیں کریگا۔

جواب۔ مرزا کے قول سے ثابت ہے کہ خدا کے مزاج میں بھول اور فراموشی بھی ہے۔ کسی کو مخلوقات میں سے جانتا ہے کسی کو نہیں پہچانتا ہے۔ پس کیا عجب ہے کہ اگر بھول کر مرزا اور اُس کے معاونوں کو فی النار کردے اور اُس کے مخالفوں اور مکذبوں کو جنتی بنا وے۔

مرزا۔ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔

جواب۔ آجتک جس قدر آپ کے مخلص ہو چکے کیسے کیسے آجر لعنت ملامت کے پا چکے ہیں آیندہ جو ہونگے ایسے ہی کیفر کردار پائینگے۔

مرزا۔ تو مجھے ایسا ہے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔

جواب۔ خدا کہتا ہے بلکہ ان سے بڑھکر یعنے جو جو مکر و فریب مرزا کی ذات میں گوندھے ہوئے ہیں۔ ان کو عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

مرزا۔ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب۔ دور و تسلسل کے سوائے سوال یہ ہے۔ کہ پہلے کون باپ بنا تھا۔ اور والدہ شریفہ کا کیا نام تھا۔ خوب! عیسائی تو فقط حضرت عیسےٰ اور مریم کو روحانی خدا کا فرزند و زن بتلاتے تھے یہ حضرت پیغمبر قادیانی خوب پیدا ہوئے کہ نہ فقط خدا کے زن و فرزند ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خود خدا کا باپ بھی بننا چاہتے ہیں۔

مرزا۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالیگا۔ یہانتک کہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ وقت بہت اقرب ہے کہ حکام وقت تجھے ماخوذ اور فریب افترا پردازی کی سزا دینگے۔ اور لوگ تیرے نام سے نفرت کرینگے اور لاحول پڑھینگے۔

مرزا۔ اے منکرو اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہمنے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔

جواب۔ قادیانی خدا کا ارشاد ہے کہ ہمنے تجھپر کچھ فضل و احسان نہیں کیا نہ کوئی رحمت کا نشان بھیجا۔ یہ سب تیری کارسازی ہے اور سراسر جعلسازی اور خدا کا یہ بھی فرمان ہے کہ ہمنے جو فضل و احسان کیا ہے سب آریوں پر کیا ہے اور وقتاً فوقتاً انھیں کو الہامات اور رغبت کی خبروں سے اطلاع دی ہے۔ اور سب فرقے جھوٹے ہیں۔ یہ بشارت خدا تعالےٰ نے ہمکو دی ہے اگر آپکو اسمیں کچھ شک ہو تو اس کے مقابل کوئی دلیل پیش کیجئے ورنہ خدا سے ڈرنا چاہیئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹوں کو بہت سزا دیگا اور گوناگوں عذابوں سے معذب کریگا۔

عرض۔ مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے حرف بحرف خدائے تعالےٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اور اُسکے حکم سے کسیکو گریز نہیں کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے پس آپ اور آپ کے معاونین اس معروضہ کو پڑھکر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ المامور معذور۔ بقول۔ ؎

گرچہ تیر از کماں ہمے گذرد از کماندار بیند اہل خرد

الراقم مولف قاطع براہین احمقیہ

از پنجاب پھاگن سُدی ایکادسی سمت ۱۹۴۲ بکرمی مطابق ۱۸۔ مارچ ۱۸۸۶ء

اشتہار دوم

قادیانی کرامت کا لٹکا۔ غلام احمد قادیانی کے پہلے مکر و فریب بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکے ہیں۔ اب نیا گھڑ نٹ کر کے ۲۲۔ مارچ ۸ اپریل کو اور دو اشتہار دروغ بیفروغ پے درپے جاری کیئے ہیں۔ چونکہ ہم بھی جانب قادر مطلق سے اس کے افشاء راز پر مامور ہیں۔ اس لیئے فقرہ فقرہ کا حسن و قبح ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں عبارت اشتہار کے اول لفظ **قال** اور ابتدائے جواب میں کلمہ **اقول** ہوگا۔

اشتہار اول ۲۲۔ مارچ۔ **قال**۔ میرے اشتہار ۲۰ فروری پر جسمیں ایک پیشگوئی دربارہ تولد فرزند درج ہے۔ حافظ سلطانی کشمیری اور صابر علی ساکنان قادیان نے نواب بیگ و شمس الدین و غلام علی ساکنان ایضاً کے روبرو یہ دروغ برپا کیا کہ ہماری دانست میں ڈیڑھ ماہ سے فرضی ملہم کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ قول انکا سراسر دروغ ہے **اقول**۔ دروغ گویم بر روئے تو اسی کا نام ہے اور ہاتھ پر سرسوں جمانی آپ ہی کا کام صابر علی اور حافظ سلطانی کا حوالہ محض جعل ہے یہ بات انہوں نے ہرگز نہیں کہی بلکہ بعد چھپنے اشتہار کے جو انہوں نے غلام احمد سے اس الہام کا ثبوت چاہا کہ تمہارے پاس کس نے کہا ہے ہمارا مقابلہ کرائے۔ غلام احمد سے کوئی جواب بن نہ آیا اور شرم کے مارے سر جھکا یا شمس الدین وغیرہ تینوں کس کی گواہی کا یہ حال ہے کہ شمس الدین تو حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ غلام احمد نے محض جھوٹ لکھا ہے حاشا ثم حاشا میں ہرگز اس بات کا گواہ نہیں اور نہ صابر علی وغیرہ نے کچھ کہا ہے اور نواب بیگ آدمی نادان و مرزا کا خدمتگار ہے پس اُسکی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ علےٰ ہذا غلام علی مرزا کا قریبی رشتہ دار ہے شب و روز اُسکی بھلائی اور بہتری کا خواستگار ہے۔ اب ناظرین کے ہاتھ انصاف ہے اور مرزا کا جھوٹ صاف ہے اگر کسیکو اسمیں شک ہو تو قادیان جاکر تحقیق بیشک کر لیوے۔

قال۔ جس سے وہ نہ مجھپر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ **اقول** کیا آپ دین اسلام کے بانی مبانی ہیں اور موجد مسلمانی جو آپ پر حملہ کرنے سے سب مسلمانوں پر حملہ آور محمول ہوتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ بلکہ کھلم کھلا بدعتی بتلاتے ہیں اور کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ **قال**۔ اسلئے ہم اُنکے قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں۔ **اقول** اُن کا یہ قول ہی نہیں یہ سب آپکی بناوٹ ہے۔ پس گویا اپنے قول کا آپ ہی رد کر کے مشتہر کرتے ہیں ؎

خیالات نادان خلوت نشیں بہم بر کند عاقبت کفر و دیں

قال۔ کہ آج ۱۲۔ مارچ تک ہمارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ آج کل کی کیا خصوصیت ہے بلکہ ابد تک آپکے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا جیسے عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے **قال**۔ بجز لڑکوں کے جن کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ مرزا کی کوئی بات خالی از مکر و فریب نہیں لڑکوں کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ مبہم عبارت میں لکھی ہے۔ حالانکہ ایک کی عمر ستائیس سال کی دوسرے کی پچیس سال کی ہے وجہ اس فریب کی یہ ہے کہ لوگ لڑکوں کی عمر سے اُسکا عالم پیری سمجھکر مطعون نہ کریں کہ مرزا مطیع شہوت ہے **قال**۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا حسب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا **اقول** یہ خوب ماجرا ہے کہ مخالفین کے مرنے کا تو آپکو بقید تاریخ و وقت الہام ہو اور اپنے گھر لڑکا پیدا ہونے میں سال کا بھی اعلام نہ ہو ؎

چوں نطاق کہ در سرائے تو چیست تو بر اوجِ فلک چہ دانی چیست

یہ صریح آپکی جعلسازی ہے۔ مگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ تھا اور اتنا تغیر و تبدل نہ کرتا حالانکہ پہلے اشتہار میں صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ آپکو مقدس روح دی اور روح آسمان سے روانہ کر چکی ہے۔ پہلے کہا ہوگا ابھی ہوگا۔ نو برس کی میعاد کی پھر عنقریب بتلا کر اسے حمل سے وعدہ کیا۔ خاک یہ اڑی کہ بجائے عمنوائیل مردہ لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ نو برس تک آپ اور آپکی بیوی زندہ رہیگی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپکا سب خاتمہ بتلاتا ہے جب آپ ثانی عیسےٰ اور ہدایت خلقت کے لیئے پیدا ہوئے ہیں تو آپکو سچا کرنے کے لیئے اسی حمل سے خدا فرزند کیوں نہیں دیسکتا اگر یہی بات ہے تو پہلے اشتہار میں یہ قید نو برس کی چاہیئے تھی۔ بلکہ یہ بھی کہ حمل موجودہ سے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہم پہلے اشتہار کے رد میں لکھ چکے ہیں کہ یہ مجمل عبارت اس لیئے کا نشی ہے کہ اگر اب لڑکا نہ ہوا تو آیندہ کے لیئے تاویل بنا لینگے سو یہی ہوا جب مردہ لڑکی کا پیدا ہونا خفیہ معلوم ہو گیا تو فوراً نو برس کا بہانہ بنا لیا اور اسکا کیا سبب ہے کہ اسی لڑکی

خدا ایسا ایسا کریگا۔ کیا پہلے دونوں فرزندوں میں اُس جوان عورت کو اپنے نکاح میں لائے ہو اس کے اطمینان کے لئے وعدہ فرزند مذکور کا مضمون لگا رکھا ہے۔ لیکن وہ ایسی باتوں سے ہرگز خوش نہ ہوگی۔ **قال** خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائیگا۔ **اقول** اسکا نام الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے بھلا اگر اس مدت میں بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر بھی مشیر بناؤ گے یا کوئی اور بہانہ بناؤ گے یا خدا پر جھوٹے الہام کا الزام لگاؤ گے بہر حال جب تک کہ مرزا کے دل میں یہ فقرہ ڈالا ہے وہ صحت لفظی سے بے بہرہ ہے فقط نو عمدہ مدت کے معنے سے معترا ہے۔ **قال** اور یہ التہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہوگیا ہے سراسر دروغ ہے۔ **اقول**۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ اس التہام کی اصل ہے نہ کسی مقدم سے نقل ہے۔ یہ سب آپ کی بناوٹ ہے اچھا ڈیڑھ ماہ سے تو پیدا ہونا جھوٹ تھا اب اپریل کو مردہ دختر کا پیدا ہونا کبھی جھوٹ ہے مرزا صاحب آپکا جھوٹ کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ اگر ایک تاویلیں بناؤ گے تو سو جگہ الزام کھاؤ گے ؎ دروغ اے برادر مگو زینہار • دروغ آدمی را کند شرمسار۔ **قال**۔ ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں الخ **اقول**۔ لوگوں کا دروغ آپ سے ابتک ثابت نہ ہوسکیگا۔ البتہ آپکا دروغ بات بات میں طشت از بام ہو رہا ہے ابھی دیکھئے بجائے عنموائیل دختر مردہ کا قدم منحوس آگیا **قال**۔ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے ہمارے سسرال میں چلا جاوے اگر کرایہ نہ ہو ہم اسکو دیدینگے۔ **اقول**۔ سبحان اللہ آپکا روپیہ دینا اور ایفا وعدہ کرنا نقش کالحجر ہے۔ پہلے بھی بہت لوگوں کو چوبیس سو روپیہ دیا ہوگا۔ باوجودیکہ لوگ پانچ پانچ سات سات کوس سے آئے اور اگر آپ میں کرایہ دینے کی وسعت ہوتی تو دس دس پانچ پانچ روپیہ کی خاطر پٹیالہ وغیرہ میں کیوں دندناتے پھرتے **قال** اگر اب بھی جاکر دریافت نہ کرے اور دروغگوئی سے باز نہ آوے تو لعنت اللہ علی الکاذبین کا لقب پاوے **اقول** اب تو بغیر جانے اور دریافت کے اصل حال اظہر من الشمس ہوگیا ہے اب کہئے اپنے مجوزہ لقب سے ملقب ہوئے یا نہیں **قال**۔ خدا ایسے شخصوں کو ہدایت دیوے کہ جو جوش حسد میں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور دروغگوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے **اقول**۔ حضرت یہ خدا کا قصور نہیں اُسکو ملزم نہ بناؤ اُسنے بمجوزات تزویر آیات کے ایسے شخصوں کو خوب ہدایت دے رکھی ہے یہ ساری آپ کی فہمید کی کوتاہی ہے جو بوالہوسی اور طمع نفسانی کے پردے سے کچھ نظر نہیں آتا ورنہ اس دروغگوئی کا مآل سب کھل جاتا ؎ نہ بیند مدعی جز خویشتن را • کہ دارد پردۂ پندار در پیش **قال**۔ اس پیشگوئی پر ہوشیارپور میں ایک آریہ صاحب نے یہ اعتراض پیش کیا کہ لڑکا لڑکی شناخت دایان کو بھی ہوتی ہے سو یہ اُن کی سراسر حق پوشی ہے کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعوے نہیں کرسکتی۔ دائی تو دائی کوئی طبیب بھی ایسا دعوے نہیں کرسکتا صرف ایک اٹکل ہوتی ہے جو بارہا خطا جاتی ہے **اقول** آریہ کا حوالہ محض حیلہ ہے ورنہ اُسکا نام ونشان مفصل ہوتا۔ مرزا کا یہ مستمر قاعدہ ہے کہ اپنے دل سے کوئی وسوسہ پیدا کرکے ایک آریہ یا ایک مسلمان کے نام سے درج کرتا ہے جیسے براہین احمقیہ میں جابجا درج ہے بھلا دائیوں کی اٹکل کا خطا جانا تو کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ وہ بیعلم عورتیں ہوتی ہیں۔ لیکن آپکا تو الہام تھا اور خدا نے بتلایا تھا وہ کیوں خطا ہوا اور خطا بھی ایسا کہ بجائے لڑکا لڑکی بھی زندہ نہ ہوئی اب بتلایئے حق پوش اور حیلہ کوش آپ ٹھیرے یا آریہ صاحب **قال** علاوہ اسکے یہ پیشگوئی آجکی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور بعض مسلمانوں اور بعض مولویوں اور حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام اور نیز شرمپت رائے ساکنان قادیان ہیں **اقول** ڈیڑھ سال تو آپکی شادی کو ہوا چھ ماہ پیشتر ہی مردہ ہوگیا تھا۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے ۲۰ فروری کے اشتہار میں کیوں نہ لکھی اور اسی وقت بذریعہ اشتہار علیحدہ شائع کرتا تھا۔ آریوں مسلمانوں حافظوں مولویوں اسقدر فضول اور بناوٹی عبارت سے کیا ثبوت ہوا۔ اگر دو چار معزز اشخاص کا نام جتلا و اپنا الہام جتایا تھا لکھنے زیبا تھا تاکہ تصدیق کلام ہوتی اور ملاوامل و شرمپت رائے کا جو آپنے نام لکھا ہے وہ محض انکاری ہیں کہ یہ بات ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں محض طبعزاد مرزا ہے بلکہ لالہ شرمپت رائے کی باپ سے اسی سبب بگڑی ہے کہ آپ اُسسے جھوٹی گواہی دلاتے تھے اور وہ راست کہتے تھے۔ اسی کینہ سے یہاں فقط شرمپت لکھا ہے پہلے اشتہار میں لالہ شرمپت رائے ممبر آریہ سماج قادیان لکھا تھا یہ بیّن تفاوت راہ از کجا تا بکجا۔ اور جو بعض مولویوں کو مسلمانوں سے علیحدہ بیان کیا ہے۔ شاید وہ حافظ اور مولوی مسلمانی سے بے بہرہ ہیں **قال**۔ ماسوا اسکے پیشگوئی کا مفہوم اگر بنظر یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقت سے بالاتر ہے جسکے نشان الٰہی ہونے میں کسیکو شک نہیں **اقول** بیشک یہ پیشگوئی کا مضمون انسانی طاقت سے بالاتر ہے مگر شیطانی قدرت کے آگے کچھ بات نہیں لڑکوں کا کھیل ہے **قال**۔ اگر شک ہو تو اسی قسم کی پیشگوئی کرے **اقول** جب کسی کو شک ہوگا پیش کریگا ہمارے نزدیک تو شیطانی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے **قال** یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم نے ہمارے نبی کریم رؤف کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے **اقول** اگر آسمانی نشانوں کا یہی گپ شپ نمونہ ہے تو کیفیت عالم بالا معلوم شد اور یہ بھی منکشف ہوا کہ آجتک محمد صاحب کی عظمت اور صداقت ظاہر نہ ہوئی تھی اب مرزا کی بدولت انکی عظمت و حرمت کا مسلمانوں میں شہرہ ہوگا۔ سچ ہے پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند **قال** درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ افضل ہے **اقول** دست خود دہان خود جو دل چاہا گپ لگائیے ورنہ عقلمند خوب جانتے ہیں کہ آپکی یہ لن ترانی اور کذب بیانی بدتر ہے یا مردہ کا زندہ کرنا بہتر ہے اسیواسطے حضرت کے گھر بجائے زندہ مردہ پیدا ہوتی ہے **قال** کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے میں خدا کی درگاہ میں جاکر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیا کی نسبت بائبل میں لکھا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے الخ **اقول** اگر مردہ کا زندہ کرنا اور روح کا واپس منگوانا بہت آسان کام ہے تو اپنے آبا و اجداد کے روح کو واپس منگوا کر دکھلائیے اور جو اپنی فضیلت میں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تکذیب کی ہے در اصل یہ انکی تکذیب نہیں بلکہ تم محمد صاحب کے مکذب ہو اور قرآن کو باطل بتلاتے ہو کیونکہ اسمیں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تصدیق لکھی ہے اور آپکے نزدیک وہ لغو بیانی کی ہے پس ثابت ہوا کہ آپکے نزدیک عیسیٰ اور بائبل اور قرآن سب جھوٹے ہیں اور جو کچھ انمیں لکھا ہے سب الف لیلہ کے سے قصے ہیں **قال** اور ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو ماتم میں ڈال کر رخصت ہوتا تھا **اقول** آپکے الہام کی برکت سے تو دختر مردہ چند منٹ بھی زندہ نہ رہی بلکہ مردہ ہی پیدا ہوئی اب بتلایئے حضرت مسیح اور دوسرے انبیا کا معجزہ افضل ٹھیرا یا آپکے جعلوں کا ثمرہ بہتر ہوا ہمارے نزدیک تو جیسے آپ افترا پرداز ہیں ویسے ہی آپکے سارے انبیا جعلساز **قال** اگر مسیح کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو اُسکا آنا نہ آنا برابر تھا **اقول** بھلا مسیح کی روح مدعوہ سے کچھ فائدہ ہوا یا نہ ہوا اس سے ہمیں کیا اسکی تصدیق مصنف قرآن کا جسنے مسیح کو پیغمبر لکھا ہے اور اُسکے احیاء الاموات معجزہ درج کیا ہے غرض ہمارا چہ ازیں قصہ کہ خوک آمد و خر رفت • کلام اس میں ہے کہ آپکی روح مطلوبہ سے کیا فائدہ ہوا البتہ اُسکا آنا آپکے لئے بہت مفید پڑا جس سے ہمیشہ کے لئے آپکا کذب اور بہتان کھل گیا **قال** مگر اسجگہ بفضلہ و برکت حضرت خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جسکی ظاہری اور باطنی برکتیں تمام دنیا میں پھیلیں گی **اقول** ایسے خدا کے وعدہ کا کیا اعتبار ہے جسکا دمبدم دگرگونہ کاروبار ہے پہلے اشتہار میں بہت اقرب وعدہ کیا پھر نو برس کی مدت بتلائی پھر اسی حمل

سے لڑکا دینے کا اقرار کیا۔ آخرش فقط مردہ لڑکی عطا کی ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہی بابرکت روح تھی کہ جسکے دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور یہی اُس کی ظاہری و باطنی برکتیں تھیں کہ آپ کو کاذب ثابت کردیا اور اپنی والدہ کو مرض مہلک میں مبتلا کیا **قال** جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت کے معجزات کا ظہور دیکھکر خوش نہیں ہوتے **اقول** ظاہر امسلمانوں میں آپ سے بڑھکر کوئی مرتد نہیں معلوم ہوتا جو اپنے تئیں بدے اور خود غرضی مطالب کو حضرت کا معجزہ کہتے ہو اور اگلے پچھلے سب ولیاؤں سے افضل و اعلیٰ بنتے ہو **قال** یہی لیا چیز ہیں جو کوئی مجھپر حملہ کرتا ہے وہ اصل میں حضرت پر کرتا ہے **اقول** ابھی آپ کیا چیز بھی نہ ہوئے آپ پر حملہ کرنا حضرت پر حملہ کرنا ہے اور آپکو جھوٹا بتلانا خدا پر الزام لگانا ہے اور خدا نے آپکو سب انبیا اور اولیا سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی وحدت سے بھی نزدیک نے یا دہ بتلایا ہے بلکہ خود خدا آپکا بیٹا ہوا ہے اور آپکا گھر برکتوں سے بھریگا اور آپکے فرزند مردہ کا نام سمندر کے کناروں تک کریگا اور آپکی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے اور آپکی خاطر لوگوں کے گھر بیواؤں سے بھریگا اور لاولد رکھکر خاندان ختم کریگا اور آپکی اعانت کے لئے براہین احمدیہ کا لشکر لیکر آسمانوں سے آیا ہے اور سب سے اعلےٰ اور برتر بنایا ہے پھر بھی اگر ناچیز ہی رہے تو فقط اتنا قصور رہا کہ خدا مجبو مطلق ہو جاویے اور آپ مختار کل بنجاویں ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو **قال** مگر اسکو یاد رکھنا کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا الخ **اقول** آپکے خیال خام میں جسکا نام آفتاب ہے وہ شب پجور ہے بھی بے تاب ہے اول روز سے خاک میں مدفون ہے اُسپر خاک ڈالنے سے اور کیا مقصود ہے

اشتہار دوم ۸۔ اپریل

قال۔ اس خاکسار کو اشتہار ۲۲۔ مارچ پر بعض صاحبوں جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نوبرس کی حد جو پسر موعود کے لئے بڑی گنجایش کی جگہ ہے ایسی لمبی چوڑی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے **اقول** منشی صاحب ممدوح کی اس نکتہ چینی پر کس طرح اطلاع ہوئی آیا بذریعہ تحریر یا تقریر بر تقدیر اول وہ تحریر موجود ہوگی ملاحظہ کرائیے بر تقدیر دوم مخبر معتبر کا نام بتلائیے ہم بارہا متنبہ کر چکے ہیں ایسے صریح جھوٹ بولنے سے آپ ملہم نہ ہو نگے بلکہ مکذبوں میں محسوب کئے جائینگے آپ پر لازم ہے کہ یا تو اپنے دعوے کو ثابت کریں ورنہ لعنت اللّٰہ علے الکاذبین کا مصداق بنیں اور منشی صاحب کے سوا اور بعض صاحبوں کا نام کیوں مخفی کیا ہی کیا کیا جاوے آپکا یہی شیوہ ہے کہ خیالی پلاؤ پکاتے ہو اور حجرہ میں بیٹھے باتیں بناتے ہو یہ اعتراض منشی صاحب نے تو نہیں بلکہ اگر کسی اور صاحب نے کیا ہو یا آپنے اپنے دل سے گھڑا ہو تو عین درست ہے کیونکہ اگر وہ لڑکا آسمانوں سے خدا کا مرسلہ آتا ہے تو اُسکی قدرت کاملہ کے آگے نو ماہ کے اندر یا اسی حمل سے پیدا کرنا محال نہ تھا یہ ساری آپکی چالاکی ہے جس سے ہر ادنے و اعلےٰ شاکی ہے سوچا ہوگا کہ اس مدت بعیدہ میں خفیہ خفیہ کوئی فریب بناکر لڑکا پیدا کرلینگے اول تو آپکی نظر حمل موجودہ پر تھی سو اُسکا نتیجہ تو ظاہر ہو گیا آیندہ جو مکر بناؤگے اس کے ثمرہ سے خجالت اٹھاؤگے ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپکا خاتمہ ہو جائیگا اور آپکی ذریت سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ **قال** اُس کا جواب یہ ہے کہ جن صفات خاصہ کیساتھ لڑکے کی بشارت دیگئی تھی کسی لمبی میعاد سے اُسکی عظمت وشان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ عین انصاف کی بات ہے کہ ایسے علیٰ درجہ کی خبر جو ایسے نامی آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا خود ہی سوال و جواب گھڑکر اپنی منطقیت ثابت کرتا ہے مگر جہالت کہاں جائے علت وحصوئی وھائی جائے عادت کبھی نہ جائے سوال دیگر جواب دیگر اعتراض تو اس بنا پر جمایا تھا کہ نوبرس کی میعاد میں مکر و فریب کی بخوبی گنجایش ہو سکتی ہے تو اُس کا جواب تو کہاں بخلاف اُسکی عظمت وشان کا رونا رونے لگے بھلا اعتراض میں یہ کہاں ہے کہ نوبرس کی میعاد میں اُسکی عظمت وشان زائل ہوجائیگی یا وہ ایسا ذلیل و خوار ہوگا کیا خدا نوبرس کا کام ایک لمحہ میں نہیں کرسکتا اور آپکو سرخرو نہیں بنا سکتا **قول** ایسے عالی درجہ کی خبر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا صاحب انسان تو نہیں جو آپ سے بالاتر ہو آپ تو دنیا میں خدا پیدا ہوئے ہیں اس لئے آپ سے کچھ بڑی بات نہیں **قال** ماسوا اس کے بعد اشتہار مندرجہ بالا کے دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب باری میں توجہ کیگئی تو آج ۸۔ اپریل کو خدا کی طرف سے یہ کھلا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ **اقول** لیجئے مدت حمل سے تو تجاوز کر گیا۔ لڑکا تو در کنار ۱۵۔ اپریل کو مردہ لڑکی پیدا ہوئی اب بتلائیے وہ الہام کدہر گیا۔ خدا جھوٹا ہوا یا آپ اب بھی منتظر ہو گے یا کوئی شعبدہ دکھلاؤ گے معلوم ہوا کہ اجتک اسی واسطے کوئی خبر اخبار یا اشتہار میں نہیں چھپواتے تھے مکر بیٹھے مکر بناتے تھے فقط ایک ہی خبر چھپوائی ہے سو دیکھو کیسی رسوائی اٹھائی ہے اب یا تو لڑکی سے لڑکا بنا لیجئے یا ان ترانیوں سے باز آکر تا زیست منہ نہ دکھلائیے اگر در خانہ کس ست حرفے بس است **قال** چونکہ یہ ضعیف بندہ ہے اُسکی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ **اقول** آپ اپنے خیال شریف میں ضعیف بندہ نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے کل آفرینندہ ہیں۔ کوئی خبر خواہ آپ ظاہر کریں خواہ آپکا خدا مگر ہمارا مطلب کہیں نہیں جانا۔ یعنے آپ جھوٹے ہونگے یا آپکا مولا۔ واللہ خیر الماکرین ہے۔ آپ افضل المفترین ہیں ؎

وزیرے چنیں شہریارے چناں جہاں چوں نگیرد قرارے چناں

قال۔ چونکہ اشتہار چھپنے میں کسی قدر دیر ہوگئی اسلئے چند قلمی نقلیں بذریعہ رجسٹری بخدمت مسٹر عبداللہ صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ و پادری عمادالدین صاحب وغیرہ بلا توقف بھیجی گئیں۔ **اقول**۔ اب بھی اسی طرح عجلت کرنی تھی اور قلمی نقلیں بھیجکر اطلاع دینی تھی کہ میرا الہام جھوٹا ہوا اور خدا نے مجھ سے دغا کی یا فلانے شخص نے زہر دیکر ماردیا۔ یا فلانے کی کارسازی سے لڑکا سے لڑکی ہوگئی وغیرہ وغیرہ جو مکر ہو سکتا تھا اُسکی بدستور سابق اطلاع واجب تھی ٭

مرزا کی جعلسازی۔

مرزا غلام احمد نے جو سوامی دیانند سرسوتی کے بارے براہین احمدیہ میں اپنی پیشگوئی لکھی ہے وہ صریح البطلان ہے اگر مرزا پیشگوئی پر قادر ہوتا تو سوامی جی کی وفات سے پہلے اشتہار دیتا اور درج اخبار کراتا کہ بتاریخ فلاں وماہ فلاں و سنہ فلاں سوامی جی روانہ جنت ہونگے۔ اسکا تو کچھ ذکر نہیں جب سوامی جی انتقال کرگئے تو مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ کھول بیٹھے اور جھٹلا کر سنانے لگے اسی طرح اب یکم مارچ ۸۶ء سے ایک اشتہار مشتمل بر تیاری رسالہ سراج منیر جو چند لن ترانیوں پر شامل ہوگا دیکر خاموش ہوگئے ہیں اور باوجود وعدہ قلیل کے اس مدت کثیر تک شایع نہیں ہوا۔ ہم فرضی ملہم صاحب کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر پیشگوئی کا دعویٰ ہے تو رسالہ مذکور عرصہ پندرہ روز میں شایع کریں اور کسی شہر کی حیات موات کا نقشہ بھی بناکر مشہور کریں تاکہ انکی قلعی کھلے اور اگر اسی طرح خاموش رہے اور کسی وقوعہ کے بعد پھر آپنے گپ ماری تو محض لن ترانی سمجھی جاویگی بلکہ سب سے اول اپنی وفات کی پیشگوئی کا پتہ معہ سال و تاریخ بتاویں تو بہت انسب ہے کیونکہ ایک تو ان کے مکر و فریبوں سے مسلمان نجات پاوینگے اور دوسرے اُنکے گرویدوں کو موقعہ فخر ملیگا ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

مراف

ایک پنجابی۔ الہاموں کا شایق

سخن اور بیز ست ۔ ہمیں اُن کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی فہرست بھی معلوم ہے اور قرضداری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں ۔ پس ہم لینے دینے کے سر پر خاک ڈال کر وہ مار دیہ مرزا صاحب کو اُن کے ایک تارہ پیادہ کہہ سکتے (جس کا اُن کو ابھی ایک نیا الہام ہوا ہے!) بطور تنبول کے دیتے ہیں ۔ سرمہ چشم آریہ بڑی جلد ہو جانے کا ایک اور بھی سبب ہے کہ مرزا صاحب نے شروع سے ۶۰ صفحہ تک تمام مباحثہ کا خلاصہ اور صفحہ ۶۱ سے ۲۲۴ تک بخیال خود مباحثہ لکھا ہے ۔ بعد ازاں ۲۲۵ سے ۲۴۰ تک مختصر تقریر بطور خلاصہ مباحثہ لکھی ہے اور اب خیر پر سرمہ چشم میں بحث درج ہے ۔ **معجزات محمدیہ کا عموماً** اور شق القمر کا خصوصاً ثبوت **روح انادی نہیں** ۔ **تناسخ** ۔ محمد کی نسبت گذشتہ پیشگوئیاں **قرآن** کی علمیت **سوامی جی** کی نسبت بیجا اعتراض بحیرہ وغیرہ ۔ اصل میں یہ اعتراض معقولیت سے کوسوں دور ہیں ۔ اور ساتھ ہی بیجا تہذیبی و لغویت سے تمام کتاب بھرپور ہے ۔ درستی ست نہیں بلکہ الہامی خبط معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ ہم نیک حکمت سے اُن کے خبط کا علاج کریں تاکہ خدا انہیں صحت دے ۔ بنابراں اس رسالہ کا نام **نسخہ خبط احمدیہ** رکھا گیا جس میں حسب ذیل باب ہوں گے ۔

باب اوّل ۔ قرآنی یا قادیانی معجزوں کی تردید اور شق القمر کا قطعی فیصلہ ۔

باب دوم ۔ سرشٹی کی اُتپتی کا بیان اور روح کے انادی ہونے کا مشرح ثبوت ۔

باب سوم ۔ ویدوں اور آریوں کی علمیت کا ۱۵۰ علماء و فضلاء یوروپین غیر مذہب کی شہادت سے ثبوت ۔

باب چہارم ۔ قرآن اور مسلمانوں کی علمیت کا قرآن و حدیث اور علمائے اسلام کی شہادتوں سے اظہار ۔

باب پنجم ۔ سوامی جی کی ذات ستودہ صفات کی نسبت مرزا اور شیخ براہین بر جو کہ افترا ہو ۔

باب ششم ۔ سناتن دھرم کی بابت محمدیوں کے چند اعتراضوں کا قطعی فیصلہ ۔

باب ہفتم ۔ مکتی کے بارے میں وید اور قرآن کا مقابلہ اور چند فضلائے اسلام کی رائے ۔

باب ہشتم ۔ آریوں کے زمانہ سابق میں سائنس کو بخوبی جاننے اور ایجاد فرمانے کے ثبوت ۔

باب نہم ۔ محمد صاحب کی نسبت عیسائی و دوسرے صاحبان کی پیشگوئیوں کی تردید ۔

خاتمہ یا مباہلہ ۔ اور نتیجہ

ہم کو اس رسالہ سے مرزا صاحب کی خصوصاً اور دیگر محمدی بھائیوں کی عموماً ہمدردی منظور تھی جو پرماتما کی کرپا سے باحسن الوجوہ سر انجام کو پہنچی جو ہمارے مہربان تعصب سے کنارہ کر کے اسے مطالعہ فرماویں گے ۔ یقین واثق ہے کہ بہت کچھ فائدہ اٹھاویں گے اور بخوبی طرح سمجھ جاویں گے کہ قرآن اور وید مقدس میں کون الہامی ہے اور کون الزامی ۔ اتحاد کا ہادی کون ہے ۔ اور جہاد کا بانی کون ہے ۔ جگدیشور اپنی اپار کرپا سے ان کے دل کو ہدایت نصیب کرے تاکہ یہ آنکھیں کھول کر تعصب چھوڑ کر **ست دھرم** کو قبول کریں ۔

خاکسار لیکھرام آریہ مسافر از مقام لاہور ۔

باب اوّل معجزات کے بیان میں
(سرمہ چشم صفحہ ۶۰)

سوال مرزا لیکھرام ۔ "پنڈت نے اس وقت چھ سوال پوچھے ہیں جن میں پہلا یہ ہے کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی **معجزے** دکھلاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے آستینوں سے نکال دیا ۔ یہ امر قانون قدرت کے برخلاف ہے کیونکہ اسباب علمی جیوتش یا ہزاروں میل قطر والا چھ انچ یا ایک فٹ کے سوراخ سے کس طرح نکل سکتا ہے اور چاند بھی ایک بہت تیز گردش سے زمین کے گرد پھرتا ہے ۔ ۲۷ دن میں گردش کو چھوڑ کر ادھر ادھر ہو جانے کے سبب سے انتظام عالم میں بھی فرق آ جاتا اور پھر علاوہ اس کے سوائے دو چار شخص کے کوئی نہ دیکھے حتیٰ کہ کسی ملک یعنی ہندوستان چین ۔ یورپ وغیرہ کی تاریخوں میں اس کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا ۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں بالکل بناوٹی ہیں ۔ اگر اصلی ہیں تو ان کا کیا ثبوت ہے"؟ ۔

جواب غلام احمدیہ ۔ ماسٹر صاحب نے یہ جو معجزہ شق القمر پر اعتراض کیا ہے کہ شق القمر ہونا خلاف عقل ہے ۔ اور دوسرے یہ کہ آستین میں سے چاند کا دو ٹکڑے ہو کر نکلنا صریح عقل کے خلاف ہے ۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ یہ اعتراض کہ کیونکر چاند دو ٹکڑے ہو کر آستین میں سے نکل گیا تھا یہ سراسر بے بنیاد اور باطل ہے ۔ کیونکہ ہم لوگوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں سے نکلا تھا اور نہ یہ ذکر **قرآن** شریف میں یا حدیث صحیح میں ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث میں ایسا ذکر آیا ہے تو وہ پیش کرنا چاہئے ۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی آریہ صاحبوں پر یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلی تھی" ۔

محاکمہ ۔ بیشک اصل بات تو اسی طرح ہے کہ جس طرح مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلنے کی بات محض افسانہ ہے ۔ اسی طرح معجزہ شق القمر کا ہونا بھی لایعنی بہانہ ہے ۔ جس طرح عظیم الشان دریائے گنگا کا شیو جی کی لٹوں سے نکلنا خلاف قانون قدرت ہے ۔ اسی طرح ایک عظیم الشان کرہ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر محمد صاحب کے گریبان میں آنا قابل نفرت ہے ۔ چنانچہ خود مرزا صاحب بھی سرمہ چشم کے صفحہ ۱۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ "اول ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ اہل اسلام کی نظر میں ایسا امر نہیں ہے کہ جو مدار ثبوت اسلام اور دلیل اعظم حقانیت کلام کا ٹھیرایا گیا ہو بلکہ ہزارہا شواہد اندرونی و بیرونی و صدہا معجزات و نشانوں میں سے یہ بھی ایک معجزہ قرآنی نشان ہے ۔ جو تاریخی طور پر کافی ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے جس کا ذکر آئندہ عنقریب آئیگا ۔ سو اگر تمام کھلے کھلے ثبوتوں سے چشم پوشی کر کے فرض ہی کر لیں کہ یہ معجزہ ثابت نہیں ہوا اور آیت کے اس طور پر معنی قرار دیں ۔ جس طور پر حال کے عیسائی و نیچری یا دوسرے منکرین خوارق کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی اگر کچھ حرج ہے تو شاید ایسا ہے کہ جیسے بیس کروڑ روپیہ کی جائیدادوں میں سے ایک پیسہ کا نقصان ہو جائے پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بفرض محال اہل اسلام تاریخی طور پر اس معجزے کو ثابت نہ کر سکیں تو اس عدم ثبوت کا اسلام پر کوئی برا اثر نہیں پہونچ سکتا" ۔ پھر صفحہ ۱۲ کے حاشیہ سطر ۱۰ سے ۱۲ تک فرماتے ہیں "لیکن نمبر چار کے معجزات یعنے تصرفات خارجیہ یعنی بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں ۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے" ۔

افسوس ایسا فرض کرنے سے مرزا صاحب اپنی عقل کو کس قرضدار کے پاس گروی رکھ آئے اور معلوم نہیں کہ اس انکار محض سے وہ دل میں کیا خیال لائے !

کیا کسی سند میں ایک بات یا اقرار کے غلط یا مشکوک یا فریب ثابت ہو جانے سے وہ عدالت میں قابل شہادت ہو سکتی ہے ؟ یا کسی کتاب کا ایک جھوٹ ثابت ہو جانے پر وہ درجہ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی ؟ ۔

شاید یہ اسلامی منطق کی اعلیٰ دلیل ہو مگر کوئی غیر محمدی ذی عقل اس بات پر اتفاق نہیں کر سکتا کہ کسی ایسے معجزہ کے غلط ثابت ہو جانے سے جو الہامی کتاب کی ایک سورت کا اسم اللہ ہو اس کتاب کی عزت و توقیر اہل انصاف کی نظر میں باقی رہ جائے گی اور اس کی تعلیم ذلیل و حقیر خیال نہ کی جائے کیونکہ بقول مولوی **غلام نبی صاحب** امرتسری کے "ایسے عظیم الشان نبی کا ایسا عظیم معجزہ ہونا چاہئے" (دیکھو معجزات محمدیہ)

اور جب ایسی عظیم معجزہ کی نسبت مرزا صاحب یہ رائے دیں کہ "اس کے عدم ثبوت سے اسلام پر کوئی برا اثر نہیں پہونچ سکتا" تو ناظرین خود ہی خیال کریں کہ ایسے شخص کا دین و ایمان یا اسلام و قرآن پر اطمینان کیا کچھ اعتبار کے لائق ہے ۔ **بیت**

چو از قرآن یکے آیت غلط شد نہ گردد منزلت زندہ ما

غلام احمد صفحہ ۱۱ ۔ "پس جس اعتراض کی ہمارے قرآن یا حدیث میں کچھ بھی اصلیت نہیں اس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ماسٹر صاحب کو اصول اور کتب معتبرہ اسلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں ۔ بھلا اگر یہ اعتراض ماسٹر صاحب کا کسی اصل صحیح پر مبنی ہے تو لازم ہے کہ ماسٹر صاحب کسی جلسہ میں وہ آیت قرآن شریف پیش کریں جس میں ایسا مضمون درج ہے یا اگر آیت قرآن نہ ہو تو کوئی حدیث صحیح ہی پیش کریں جس میں ایسا کچھ بیان کیا گیا ہو اور اگر بیان نہ کر سکیں تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے متندم ہونا چاہیے ۔ کیونکہ منصب بحث ایسے شخص کے لئے زیبا ہے جو فریق ثانی کے مذہب سے کچھ واقفیت رکھتا ہو" ۔

تردید ۔ اپنے دوٹہ کے تنکے کا سہارا ۔ کافی سمجھ قرآن و حدیث کا نام لے کر پیچھا چھڑایا اور سچائی کا ثانی سے دروغ مصلحت آمیز کو جائز بلکہ سنت قرار فرمایا ۔ کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیت قرآن کی پیش کریں یا کوئی حدیث ہی" ۔

تو مبارک ہو ! قرآن سورۃ القمر ۔ **اقتربت الساعۃ وانشق القمر و ان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ۔ ترجمہ** ۔ پاس آ لگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند ۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں جادو ہی چلا آتا" ۔ مولوی **عبدالقادر** صاحب حاشیہ قرآن کے صفحہ ۲۶۴ میں پر تحریر کرتے ہیں ۔ "وہ حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے ۔ حضرت ؐ ان کو سمجھاتے تھے ۔ انہوں نے مانگی کچھ نشانی ۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف ۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ۔ ایک اُن سے مشرق کو ایک مغرب کو چلا گیا ۔ جب تک خوب طرح دیکھ لیا پھر آپس میں مل گیا" ۔

اور **مواہب لدنیہ** میں لکھا ہے ۔ بعض نقصاص ان القمر دخل فی جیب النبی **صلی اللہ علیہ وسلم وخرج من کمہ**" المقصد الرابع **ذکر معجزہ شق القمر** قلمی ۱۸۶۰ءھ جو مہ لائبریری پٹنہ ۔ **ترجمہ** ۔ چاند دو ٹکڑے ہو کر داخل ہوا محمد صاحب کی گریبان میں اور نکلا آستینوں سے" اور اس کا ذکر **صحیح بخاری و ترمذی** وغیرہ میں بھی موجود ہے ۔ مگر یہ آستینوں سے نکلنے والا ذکر اسلامی کتابوں میں ہے اور ماسٹر جی نے بھی انہی کتب کے بموجب یہ ذکر کیا ورنہ اصل اعتراض اُن کا تو صرف یہی ہے کہ معجزہ شق القمر خلاف قانون قدرت نظر آتا ہے اور اس کے وقوع ہونے سے عالم تباہ ہو جاتا ہے ۔ علاوہ بر آں کسی ملک کی تاریخ میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا جس سے ظاہر ہے کہ یہ بناوٹی ہے ۔ اب مرزا صاحب کو ان باتوں کا ثبوت دینا ضروری تھا نہ بیجا الفاظ کے ہیر پھیر سے کتاب کا بڑھانا اور منصب بحث سے دور ہو جانا ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کیسا ثبوت پیش کرتے ہیں ۔

غلام احمد صفحہ ۱۱ ۔ "باقی رہا یہ سوال کہ شق قمر ماسٹر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑتا ہے ۔ یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے" ۔

تردید ۔ جہاں تک ہم نے پڑتال کی کہیں ماسٹر صاحب کے بیان میں اس کا نشان نہیں ۔ ملا مرزا صاحب ! فریق ثانی کے اعتراض کو پورا لکھ کر بعد ازاں اس کی تردید ضروری ہے ۔ من گھڑت اعتراض سے نقصان ایمان کے علاوہ انسان بے اعتبار ہو جاتا ہے ۔ آپ کو اختیار ہے ۔ حضرت یہ کام خدا تعالیٰ کا نہیں اور نہ ضرورت تھی ۔ اور اعلیٰ ثبوت اس کے عدم وقوع کا یہ ہے کہ وہ کام نہیں ہوا جس کے واسطے ہونا ضروری تھا ۔ یعنی بقول محمدیان کے ابوالحکم علیہ الرحمۃ (ابوجہل) کا مسلمان ہونا اور ایسے عظیم الشان معجزہ سے خدانخواستہ ایک عالم کا مسلمان ہونا (نعوذ باللہ) کیا دشوار تھا مگر بالکل نہ ہوا ۔ اور نہ کبھی آپ کے نبی صاحب نے اپنی تمام زندگی میں اس

معجزہ کا کہیں اظہار کیا ۔ اور نہ بطور دعوے کے کسی طرح یا اشارتاً ہی کبھی وقت کسی کے سامنے اس کا اقرار کیا ۔ کیونکہ صدہا مقام پر بزرگان **قریش** نے ان کے جھٹلانے کے واسطے معجزے مانگے اور بطور معجزہ پر پڑے وہ ثق اعتقاد سے اسلام لانے کو تیار ہوئے ۔ مگر کبھی آنحضرت نے اس کا یا کسی اور معجزہ کا اظہار نہ فرمایا ۔ بلکہ معجزہ والا ہی ہونیکا لفظ بھی اُنکی زبان پر نہ آیا ۔ ہاں مرے پاس کی آنکھیں ذرا اونچی ہوتی ہیں ۔ **مصرعہ**

پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۔ جب قدر جا بجا معجزات کا سلسلہ جوڑ دو ۔ یہ کام خدا سے ہرگز نہیں ہوا نہ قدرت کاملہ سے اور نہ معاذ اللہ ناقصہ سے بلکہ جاہلوں کی افواہ سے با اعتقاد پیری و مریدی اس کا بیان ہے ۔ مقصد ہم سے بھی ہم مجمل طور پر اس کی ہستی پیدا اگر ہو) تو ہمات کا گمان ہے کیونکہ ایسی باتیں تمام تر خود ہی ایک دوسری کا بطلان ہوتی ہیں ۔

غلام احمد صفحہ ۱۲ ۔ "اور سمجھ یہ بھی دو مختصر ہے کہ مسئلہ شق القمر ایک تواریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف میں درج ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اس کی بروقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اسی کی تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اس کے حافظ تھے ۔ مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اس کو پڑھتے تھے ۔ پس جس حالت میں کہ قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے ۔ تو اس صورت میں اس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند دو ٹکڑے کیا اور کب اس کو ہم نے دیکھا ۔ لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا ۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا ۔ تب ہی تو ان کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہی" ۔

تردید ۔ شق القمر کسی طرح سے بھی تواریخی واقعہ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ کوئی تاریخ سوائے دعاۃ محمدیہ کے اس کی مد نہیں اور قرآن بہت عرصہ تک متفرق طور پر صرف زبانی رہا تحریر نہیں ہوا اور اس کے بر زبان یاد کرنے والے بھی صرف مسلمان ہوتے تھے جو اس وقت معدودے چند تھے ۔ اور جن کا بیجا تعصب دنیا پر ظاہر ہے اور تیئیس سال میں ایک ایک آیت کر کے وہ اکٹھا ہوا ۔ اور اُن سے بھی کوئی آیات باقی رہ گئیں اور اکثر بعد ازاں شامل کی گئیں اور سیوطی جیسے تمام غیر متعصب مفسر اس کے ماننے سے منکر رہے اور خوارق کے قابل نہ ہو کر تاویلیں کرتے رہے ۔ مرزا صاحب سورۃ نجم کے پہلے تو نماز بھی نہ تھی ۔ جیسا کہ خارج نماز (دیکھو **معارج النبوۃ صفحہ ۱۸۳** رکن سوم باب چہارم فصل بیست و دوم نولکشور ۱۸۷۶ء) پس نماز وغیرہ میں کوئی نہ پڑھتا تھا یہ بالکل غلط ہے کہ جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے ۔ بلکہ اس کے معنے صاف یہ ہیں ۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹال دیں اور کہیں کہ جادو ہے چلا آتا اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ دیکھیں تو ٹال دیں کہ جادو ہے اور اگر نہ دیکھیں تو نہ کہیں ۔ پس نہ انہوں نے دیکھا اور نہ کہا اور نہ مانا اور نہ کوئی مسلمان ہوا اور نہ قرآن ہی کچھ بتلاتا ہے بقول آپ کے اس وقت کے صدہا منکروں نے انکار کیا ۔ مگر مرزا صاحب نے انکار سے انکار طرح طرح کا مستبدل بہ اقرار کیا گیا ۔ مگر آنحضرت اس معجزہ سے کبھی مدعی نہ ہوئے اور نہ کبھی اُن کفار شہیدوں کو آپ کی طرح یہ کہا کہ سورۃ قمر کی پہلی آیت پر میرے ساتھ مباہلہ یا مجادلہ یا مقابلہ یا موازنہ کر لو ۔ بلکہ وہاں تو دلائل معقول کا کبھی نام نہیں لیا گیا ۔ ہمیشہ لعنت ملامت اور گالی گلوچ اور جنگ و جدال سے کام چلایا ۔ اور طمع و لالچ دیکر صدہا ناخواندوں کو گرویدہ ایمان بنایا ۔ سوائے محمدیوں کے دیگر تمام فضلا شور مچاتے رہے اور مقابلہ میں آتے رہے کہ شق القمر کا ثبوت دو کسی

جاتیگا۔ ترجمہ مولوی عبد القادر ان آیتوں سے نکالنا سوائے چند کتب محمدیہ کے اور میں نہیں ہے۔ مگر سب کا انکار نہیں بلکہ ایسا بھی علماء نے مانا ہے۔"
چونکہ آیتوں سے نکالنا ان کا حضرت کی بزرگی زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اوّل تو بغرض محال کر دو ٹکڑے کرنا۔ پھر اپنی آستینوں سے نکال دینا نور اعلیٰ نور ہے پس حضرت کی ثناء بقول سعدی زبان تابود در دہاں جائے گیر ثنائے محمد بود ولیکن یہ جس قدر مسلمانوں کی طرف سے ہے سخت گریز از وجود ہے۔ جو ایسا اپنے واقعہ عظیم کے واسطے کسی عظیم الشان شہادت کی ضرورت تھی اور ایک اشتہار دیکر اس کا تشریح کرنا ضروری تھا تا لوگ خواہ مخواہ اپنے دین سے نکل کر قبول محمدیان دین اسلام کو قبول کرتے اور تلوار چلانے اور جہاد کی بنانے کی ضرورت نہ پڑتی مگر ان کا صورت سے کوئی بھی نہ کیا گیا اور نہ کوئی کافروں سے ایمان لایا۔ اور نہ کبھی تمام زندگی میں محمد صاحب نے اس معجزہ کا اعادہ کر کے دعویٰ کیا اور نہ کبھی انکی زندگی میں تفسیراً یا تمثیلاً مخالفوں کے سامنے اس کا ذکر ہوا افسوس کہ ساری رات روشن رہے اور ایک بھی مسلمان نہ ہوا۔ پس کسطرح یہ بات لائق اعتبار نہیں اور کیسے اسکے اس کا تماشا دانائوں کو ہنر اور نہیج ہے۔

ہدایہ حصہ ۳۳ سے ممالک غیر اور اقوام غیر کی تاریخ میں ایسی بڑی بات کا ذکر نہ شق القمر کا ذکر ضرور چاہیئے تھا۔

غلام احمد صفحہ ۳ جس حالت میں چاند کے دو ٹکڑے کرنیکا دعویٰ زور شور سے ہو چکا تھا یہاں تک کہ خاص قرآن شریف میں مخالفوں کو الزام دیا گیا کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور اعتراض کر کے کہا کہ یہ پکا جادو ہے۔ اور پھر یہ دعویٰ نہ صرف عرب میں بلکہ روم و شام و مصر و فارس وغیرہ دور دراز ممالک میں پھیل گیا تھا۔

ترد ید سوائے اس ایک آیت کے کوئی زور شور سے دعوے نہیں اور نہ اس کے متعلق نشان و گمان بھی کہیں ہے۔ بلکہ ایک مجمل و مُہمل طور پر شق القمر کا ذکر ہے پس زور شور کا دعوےٰ اور اُس کی اشاعت مصر و روم بے فروغ ہے۔ نہ کسی مخالف کا قرآن میں نام درج ہے۔ اور خود محمد صاحب نے کبھی یہ دعوےٰ عام میں علانیہ طور پر نہیں کیا۔ اور نہ اس آیت میں معجزہ محمدیہ کی طرف اشارہ ہے اور نہ اس کو محمد صاحب سے کوئی تعلق قرآن میں بتلایا گیا ہے۔ نہ کسی خطوط میں یا حدیث میں کسی سائل مخالف کے سامنے حضرت کی زندگی میں یہ آیت بطور معجزہ کے پیش کی گئی بلکہ جیسا کہ ہم آگے ثابت کریں گے۔ ہمیشہ معجزہ دکھلانے سے جی چُرلتے اور منہ چھپاتے رہے کبھی کوئی معجزہ نہ دکھلایا اور نہ کسی مخالف کو معقولیت سے قائل بنایا۔ ہاں حضرت کے مدح سرائی شاعروں۔ تعریف کنندوں نے کہ جو تعداد میں تقریباً ۸۱ تھے) اشعار و غزلیات میں بہت سے معجزات آپ سے منسوب کر دیے ہیں جیسے کہ جاہل مرید پیروں کی نسبت گمان رکھتے ہیں اور شعبدہ باز نہ اسکے جیسا وغیرہ ہے۔

باقی رہی کتب احادیث محمدیہ اُن کا حال یہ ہے کہ تمام محدث ایک ایک سو اور دو دو سو برس حضرت کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ مفصل کیفیت انکی نقشہ ذیل سے ظاہر ہے

فہرست محدثین اہل اسلام

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب	سال پیدائش	سال وفات	وفات محمد کے کتنے سال بعد پیدا ہوا
۱	امام مالک	موطا	سنہ ۹۵ھ	۱۷۹	۸۲
۲	امام شافعی	۔	سنہ ۱۵۰ھ	۲۰۴	۱۳۹
۳	ابو محمد دارمی	۔	سنہ ۱۸۱ھ	۲۵۵	۱۷۰
۴	احمد بن حنبل	مسند	سنہ ۱۶۴ھ	۲۴۱	۱۵۳
سنہ ۵	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل	بخاری	۱۹۴	۲۵۰	۱۸۳
سنہ ۶	ابو الحسن مسلم	مسلم	۲۰۶	۲۶۱	۱۹۵
سنہ ۷	امام ابوداؤد	سنن	۲۰۲	۲۷۵	۱۹۱
۸	امام ترمذی	جامع ترمذی	۲۰۹	۲۷۹	۱۹۸
۹	امام ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	۲۰۹	۲۷۳	۱۹۸
۱۰	امام نسائی	مجتبیٰ نسائی	۲۱۵	۳۰۳	۳۰۳
۱۱	ابو الحسن دارقطنی	۔	۳۰۶	۳۸۵	۲۹۵
۱۲	امام بیہقی	سنن	۳۸۴	۴۵۸	۳۷۳
۱۳	امام الحسن بن ...	۔	۔	۵۲۰	۵۲۰
۱۴	ابن جوزی	۔	۵۱۰	۵۹۷	۴۹۹
۱۵	امام نووی	۔	۶۳۱	۶۷۶	۶۲۰

متواتر اُس کو کہتے ہیں جس کو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اُن کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو جائے۔ اور احاد اُس کو کہتے ہیں جس کی روایت میں اس قدر کثرت نہ ہو۔ **فائدہ** ۔ متواتر حدیث بعضوں نے کہا کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہے اور صحیح قول اوّل ہے۔ کذا فی بعض الکتب شرح وقایہ کا اردو نور الہدایہ صفحہ ۴ مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ۔

تنبیہ۔ اگر کسی کو محدثین یا اُن کے راویوں کے چال چلن کے نمونے دیکھنے ہوں یا کوئی اُن کے لائق اعتبار شہادت کا اندازہ کرنا چاہے تو براہ مہربانی تہذیب التہذیب و تقریب و میزان الاعتدال و کنز العمال کو مطالعہ میں لاویں اور پھر اُن کے جرائم کا اندازہ فرماویں تاکہ معلوم ہو ؎

آب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

جب محدثوں اور راویوں کا یہ حال ہے اور انہیں حدیثوں میں باس خاطر احمد معزوں کا اقبال ہے پس کیسے کوئی معجزہ برخلاف قرآن قابل اطمینان گمان نہیں ہو سکتا اور ہمارے اس بیان کی تائید عبد العزیز صاحب کے **تحفہ اثنا عشریہ** سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے تحفہ کے کید ششم میں لکھتے ہیں۔ "در تاریخ دانان تمام عالم اجماع دارند باآنکہ تا صد سالی از ہجرت ہیچ تصنیفی در اسلام واقع نشدہ"۔ (دیکھو تحفہ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۲ھ صفحہ ۱۰۳)

حدیثوں کے بے اعتبار ہونے پر ہم محدث مسلم کی بھی شہادت پیش کرتے ہیں جو اُس نے اپنی **صحیح** میں لکھی ہے **حدثنی عفان عن محمد بن یحیٰ بن سعید القطان عن ابیہ قال لم تر الصالحین فی شیء اکذب منہم فی الحدیث قال مسلم یجری الکذب علیٰ لسانہم ولا یتعمدون** ۔ **ترجمہ** ۔ ہم نے نہیں دیکھا صلحا

حاشیہ ۱؎ اس نے چھ لاکھ حدیثیں جمع لیں جن میں سے چار ہزار صحیح سمجھ کر درج کیں۔ باقی ۵ لاکھ ۹۶ ہزار ترک کیں ۱۲ (از شرح وقایہ)

۲؎ ابو الحسن مسلم نے ۵ لاکھ حدیث علماء کی زبان سے مسموع کیں اُنمیں سے ایک ہزار چھ صحیح باقی ۴ لاکھ ۹۸ ہزار ۴ سو متروک کیں ۱۲

۳؎ ابن ماجہ نے ۵ لاکھ سے ۴۸۰۰ صحیح یقین کیں (از شرح وقایہ)

کسی امر میں زیادہ گھوٹا اُن سے جو حدیث میں ہیں اور جاری ہو جاتا ہے جھوٹ اُن کی زبان پر جو د سجود) اور وہ قصداً نہیں سکتے " پھر آنریبل **سید احمد خاں** صاحب تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۲ کے نمبر ہجم میں فرماتے ہیں۔ " دوسرے دین کی باتوں کو لیکر کرکے اپنے دین میں اس طرح داخل کر لینا کہ پھر کچھ تمیز نہ رہے کہ یہ باتیں کس مذہب کی ہیں۔ بلکہ وہ باتیں اسلام ہی کی معلوم ہوں۔ جس طرح بنی اسرائیل کے علوم اور یونان کی حکمت وغیرہ کو مسلمانوں نے۔ بیچ دین وہیں داخل کر لیا ہے اور اپنی تفسیروں اور کلام کی کتابوں کو انہی روایات اور مسائل سے بھر دیا ہے "۔
بہت سے ایسے بزرگ بھی اُن دنوں تشریف رکھتے تھے جو ہزارات جھوٹی حدیثیں بنایا کرتے تھے اور اس کو ثواب جانتے اور رونق مسلمانی مانتے تھے حکما کے اقوال حضرت سے منسوب ہوتے تھے اور ملاح مسکندر کے موتی ریتی مدرک میں پروتے تھے تاکہ کسی طرح بعد وفات رونق اسلام ہو۔ اور ۱۳ سال اور حضرت کا نام ہو رہیں حدیثوں پر کسی طرح کا اعتبار نہیں اور قرآن کو کسی معجزہ احمدیہ سے اقرار نہیں اس واسطے ہم ہوتے ہیں لاکھ
غلام احمد ۔ ۷۷۔ ماسوائے اس کے یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں تھا۔ ہر ایک ولایت کے لوگ اطلاع پا جائیں کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدرتی تفاوت۔ اور کسی جگہ مطلع صاف اور پر غبار رہنا اور کسی جگہ ابر ہونا۔ ایسا ہی کئی اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اس کے برعکس واقعہ ہوئی ہے۔ کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائے رکھے۔ بالخصوص رات کیوقت جو سونے اور آرام کا۔ اور بعض موسموں میں اندر بیٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔
تردید۔ جب آپ شق القمر کی بات اور ملکوں کے لوگوں کی اطلاعیابی ضروری نہیں سمجھتے۔ اور خود آپ کے دل میں بھی ہر ایک پہلو پر غور کرنے سے ماسٹر صاحب سے زیادہ خدشہ ہو رہا ہے کیونکہ بہت سے قدرتی حادثات مانع ہیں اور در حقیقت ہر ایک سلیم العقل کے نزدیک یہ بات وقوع سے خارج ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک مشکوک اور مہمل محال اور مذبذب بات کو کھینچ تان کر کیوں معجزہ بنا رہے ہو۔ جس کا ثبات ہونا کسیطرح بھی ممکن نہیں۔
بعضے مسلمان یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ اگر شق القمر محمدؐ صاحب کے وقت میں نہیں ہوا تو انشق ماضی کا صیغہ کیوں ہے؟ اور کیوں اس کے معنے مستقبل کے لئے جاویں؟۔
اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں صرف یہی ایک موقعہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی جگہ ماضی مستقبل کے معنے دیتا ہے اور وقعات آئندہ بطور ماضی کے بیان ہوتے ہیں حالانکہ وہاں مستقبل ہونا چاہیئے۔

(۱) مثلاً سورہ زمر۔ و نفخ فی الصور۔ اور پھونکا گیا نرسنگا۔

(۲) ایضاً فصعق من فی السموات ومن فی الارض۔ پھر بیہوش ہو گرا جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(۳) " ثم نفخ فیہ اُخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون۔ پھر پھونکا گیا دوسری مرتبہ ہی وہ کھڑے ہو گئے دیکھتے۔

(۴) " و اشرقت الارض بنور ربہا۔ اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے

(۵) " و وضع الکتٰب و جایٔ بالنبیین والشہداء۔ اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ۔

(۶) " و قضی بینہم بالحق۔ اور فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے۔

(۷) " و وفیت کل نفس ما عملت۔ اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا۔

(۸) " اقترب للناس حسابہم۔ نزدیک آیا آدمیوں کے واسطے روز حساب ہے قیامت کا دن۔ سورۃ الانبیاء۔
حالانکہ یہ تمام واقعات قیامت کی بابت آنے والے وقت کے ہیں جو ابھی بہت بڑے بڑے زمانہ کے بعد آئینگا۔ مگر تمام اس طرح بیان ہوئے جیسے حضرت کے پہلے گذر چکے ہیں۔ اسیطرح اقترب الساعۃ کا لفظ بھی مستقبل کے واسطے ہے مگر بصیغہ ماضی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ سید احمد خاں صاحب بہادر بھی ہمارے تائید کرتے ہیں کہ تمام قرآن کا طرز بیان اسطرح پر ہے کہ آئندہ کی۔ تو لکا جو یقینی ہونے والی ہیں۔ ماضی کے صیغہ سے بیان کیا جاتا ہے جو اُن کے قطعی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اسیطرح ان آیتوں میں جو باتیں ہونے والی ہیں اسکو ہو چکی جیسے ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے " (تفسیر احمدی صفحہ ۱۲۹ جلد اوّل سنہ۔ سورۃ بقرہ) اس واسطے اس میں کسی معجزہ کا بیان نہیں اور محمدؐ صاحب سے تو اس کا کسیطرح کا واسطہ لگاؤ بھی نہیں اور جو اس بات کا اعتبار کرتے ہیں کہ اس آیت مستقبل بصیغہ ماضی کو جادو کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو عرب کی عام اصطلاح ہے۔ کسی عبارت کو لکھا ہوا دیکھ کر بھی جادو کہہ دیا کرتے تھے اور عموماً بات چیت میں بھی جادو (سحر) لفظ بولتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت بھی ہم قرآن سے ہی دکھلاتے ہیں۔

(۱) سورۃ ہود۔ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان ھٰذا الا سحر مبین۔ **ترجمہ**۔ اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہیں گے کہ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

(۲) سورہ احقاف۔ و اذا تتلیٰ علیہم اٰیٰتنا بینٰت قال الذین کفروا للحق لما جاءھم ھٰذا سحر مبین۔ **ترجمہ**۔ اور جب سنائی اُن کو ہماری باتیں ظاہر طور پر کہتے ہیں کافر سچی بات کو جب اُن تک پہنچے یہ جادو ہے ظاہر " اسی طرح اُس آیت کو بھی جادو کہا۔
غلام احمد ۸۷۔ پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ شق القمر کے قصہ پر ہندؤں کی معتبر کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے **مہابھارت** دھرم پربت میں **بیاس جی** صاحب لکھتے ہیں کہ اُنکے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور وہ اس شق القمر کو اپنے ثبوت خیال سے وشوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یوروپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہابھارت وغیرہ پران کچھ قدیم اور پرانے نہیں ہیں۔ بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو یا نو سو برس ہوا ہے۔ اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارت یا اُس کا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا۔ اور وشوامتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندوؤں کی اپنے بزرگوں کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔
تردید۔ جیسے کوئی کہے کہ محمدؐ صاحب کی مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے ملاقات ہو کر باہم بہت سی بات چیت ہوئی اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دئیے۔ یا زردشت صاحب اور محمدؐ صاحب کا باہم مباحثہ ہوا اور محمدؐ صاحب اُس کی نبوت پر ایمان لائے تو کیا کوئی عقلمند تسلیم کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ایسا ہی اس بات کا دعوے ہے اور سچ بھی ہے کہ دروغ آدمی را کند شرمسار۔ جناب مہابھارت میں نہ تو کوئی دھرم پرب ہے اور نہ شق القمر کا تمام بھارت میں کسی جگہ ذکر ہے۔ نہ اُس میں وشوامتر کی نسبت اس کا کہیں بیان ہے اور نہ کسی غیر کے متعلق بھی کچھ نشان و گمان۔ سوامی جی نے کسی جگہ بھی مہابھارت کو آٹھ سو برس کا مصنفہ نہیں بتایا اور نہ مہابھارت کا شمار پرانوں میں آیا۔ بعد مشاہدہ شق القمر کے (جو سراپا محال ہے) نہ تو اُس میں لکھا گیا اور نہ آجتک یہ ناممکن امر وقوع پذیر ہوا ہے بیشک بعض پران ۸ و ۹ سو برس کے مصنفہ ہیں اور بعض اُس سے

پہلے کے ۔ اٹھارہ پوران اور جس اُن کے واقعات بھی اور مہابھارت یا بھارت
سے مشہور ہے ہیں اور سنسکرت دان پنڈتوں پر یہ امور بخوبی ہویدا ۔
پس اے ناظرین! آپ خدا کیواسطے انصاف کریں کہ اس الہامی نے قرآنی
تعلیم کی برکت سے یہ کس قدر دروغ بےفروغ کا طوفان اُٹھایا اور کتنی کارسازیوں
اور روبہ بازیوں سے جھوٹ کا بہتان بنایا اور ایک جھوٹی بات کے اثبات کرنے
کے ارادہ پر بقول اپنے ایمانی بھائی کے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
گھڑ کر دونوں جہان میں اپنی رسوائی کی ۔
ہم مرزا صاحب کو رب القادیان اور محمد صاحب کی قسم دیکر مقابلہ میں
بلاتے ہیں کہ بھارت یا سوامی جی کی تحریروں سے اپنے دعوے کا ثبوت فرمائیں
اور جسطرح ہوسکے قرآن کے الہامی ہونیکا دعوے ثابت کر دکھائیں ورنہ برائے خدا
اس ملعون ارادے سے باز آکر شرمائیں کیونکہ مہابھارت میں اس کا نام و نشان
ندارد ہے ۔ مہابھارت میں بہ تفصیل ذیل اٹھارہ پرب ہیں ۔
آدی پرب ۔ سبھا پرب ۔ بن پرب ۔ بیراٹ پرب ۔ اودیوگ پرب ۔ بھیشم پرب ۔
دروناپرب ۔ کرن پرب ۔ شل پرب ۔ سوپتک پرب ۔ استری پرب ۔ شانت پرب ۔
انوشاسن پرب ۔ اشومیدھ پرب ۔ آشرم واسک پرب ۔ موسل پرب ۔ مہا
پرستھان پرب ۔ سورگاروہن پرب ۔

علاوہ بریں ۔ بیاس مصنف بھارت کا زمانہ ٹھیک مہاراجہ جدھشٹر
کے وقت ہے بلکہ اُن کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تک زندہ رہے اور بیاس کا
زرتشت سے مباحثہ بمقام بلخ ہوا ۔ جو کہ استاوژند میں درج ہے (دیکھو اس کا
ترجمہ سیپارہ ہم آیت ۱۶۲) ۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جدھشٹر اور نوح ہمعصر تھے
جبکو آج ۴۹۸۵ سال ہوئے ہیں اور بیاس جی جدھشٹر کے وقت میں تھے ۔
نوح سے کئی ہزار برس بعد محمد صاحب ہوئے جس سے کسی مولوی کو انکار نہیں
بلکہ صاف اقرار ہے کہ سال ہجری اس وقت ۱۳۰۵ ہے بیاس جی جدھشٹر کے
وقت میں ہوئے اس واسطے نوح کے ہمعصر ۔ اور محمد سے کئی ہزار سال پہلے گذرے
ہیں ۔ محمد نوشیرواں کے وقت میں ہوئے اور نوشیرواں زردشت سے کئی ہزار
سال بعد ۔ پس محمد بیاس جی سے کئی ہزار سال پیچھے ہوئے بنابراں بیاس کی
کتاب میں محمد کے معجزے کا خدانخواستہ ذکر یا نام ہونا سراپا محال ہے کسیطرح بھی ممکن
نہیں (مفصل دیکھو متعصب پادریوں کی ناحقی کا علاج نمبر ۱ صفحہ ۸ سے ۱۲ تک)

غلام احمد ۷۹ ۔ دفعہ "معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤں میں مولف
تاریخ فرشتہ کے وقت میں بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اُس نے اپنی کتاب کے
مقالہ یازدہم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لے کر بیان کی ہے کہ شہر دھار کہ
جو متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقعہ ہے اب شاید اُس کو دھار انگری
کہتے ہیں وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا یکبارگی اُس نے دیکھا کہ چاند دو
ٹکڑے ہوگیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اُس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ
علیہ وسلم کا معجزہ ہے ۔ تب وہ مسلمان ہوگیا ۔ اُس ملک کے لوگ اُس کے اسلام کی
وجہ یہی بیان کرتے تھے اور اُس گرد و نواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا ۔
جس بنا پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا"

تردید ۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف **ابوالقاسم** ایک متعصب مسلمان اوّل درجہ کا
مخالف مذہب تھا جو بعہد **ابراہیم** بادشاہ کے گزرا ہے وہ تمام کتاب میں جہاں
ہندو راجاؤں کا ذکر کرتا ہے اُن کو تعصب کی آگ سے جل کر بلفظ واصل جہنم استعمال
کرتا ہے ۔ پس ایسے جفاکیش کی بات اگرچہ کسیطرح قابل اعتبار نہیں مگر پھر بھی پاس
خاطر مرزا صاحب دیتا کہ کسی حیلہ سے معجزہ شق القمر ثابت ہو جائے اور محمد صاحب
پر کوئی الزام نہ آئے ۔ تاریخ فرشتہ سے ہی اس کی تحقیقات کرتے ہیں ۔

تاریخ فرشتہ مقالہ یازدھم کا آغاز ۔ کیفیت ظہور اسلام
در ان دیار بیدو اتفاق احوال مرضع و مہر بندے ساز دکہ وقایت ملوک ملیبار مفصلاً
در ہیچیک از کتب [illegible] بنظر نیامدہ بنابراں ہر آنچہ در رسالہ **تحفۃ المجاہدین**
نوشتہ شدہ اکتفا نمایم ملیبار ملکیست از ممالک ہندوستان [illegible]
دریا اہل پیش از ظہور اسلام و بعد از ظہور اسلام طائفہ یہود و نصارا برسم تجارت از
راہ دریا بہ آں [illegible] شہرے چند در آخر الامر میان ملیباریان و ایشاں [illegible]
گردید الفتے بہم رسیدہ از بازرگانان یہود و نصاری در شہرہائے ملیبار ساکن شدہ
منازل و باغات ساختہ [illegible] تا زمانیکہ طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی
گردید تا یکہ تاریخ ہجری از دویست و دو صد سال متجاوز گشتہ جمع از اہل اسلام چوں عرب
و عجم بلباس فقر و درویشی از بنادر عرب بقصد زیارت قدمگاہ حضرت بابا آدم بجانب
سرندیپ کہ آں را لنکا میگویند متوجہ شدند و بسبب اتفاق کشتی ایشاں باد مخالف خوردہ
بملیبار افتادہ و بشہرکہ [illegible] بود آمدند حاکم آنجا کہ موسوم بسامری بود بعقل کامل و اخلاق
ستودہ اتصاف داشت بصحبت درویشان مشرف شدہ از ہر باب سخن درمیان آورد تا آنکہ
از ملت و مذہب ایشاں پرسید گفتند کہ بر طریقہ اسلام اند [illegible] پیغمبر ما محمد رسول اللہ
است سامری گفت من از طائفہ یہود و نصاری و ہنود بر خلاف دین شما [illegible] سیاح عالم اند
شنیدہ ام کہ در بلاد عرب و عجم و ترک این دین رواج دارد لیکن الی الان بصحبت مسلمانان
نرسیدہ ام اکنوں توقع دارم [illegible] از حالات آں سرور انبیاء از روئے صدق و صفا
مذکور سازند و معجزات او بیان کنند یکے از درویشاں کہ بصفت علم و صلاح آراستہ
بود ۔ آغاز سخن کردہ چنداں از حالات و معجزات آں حضرت بیان فرمود کہ سامری را
محبت رسالت پناہ در دل پدید آمد و چوں معجزہ شق القمر بشنید گفت اے قوم این معجزہ
بسیار قوی است اگر حق و صدق است ہر آئینہ مردم جمیع بلاد قریب و بعید مشاہدہ
کردہ خواہند بود و رسم دیار ما چنانست کہ ہر گاہ قضیہ بزرگ روئے نماید ارباب قلم آنرا
در دفاتر ثبت نمایند و دفاتر آباء و اجداد او موجود است آنرا بنظر در آوریم و حیا صدق آنرا
مے بینیم آنگاہ اہل دفتر را خواندہ بفرمود تا دفتر زمان خاتم النبیین بکشودند و در آنجا نوشتہ یافتہ
کہ در فلاں تاریخ دیدہ شد کہ ماہ دو پارہ گشتہ باز بہم پیوست ۔ پس بر سامری حقیقت دین
محمدی ظاہر شدہ کلمہ بر زبان آوردہ باعتقاد تمام مسلمان گشتہ چوں از مردمان قوم خود
مے ترسید آنرا مخفی داشتہ مسلمانان را ہم از اظہار آں منع فرمود" (دیکھو تاریخ
فرشتہ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ ۱۸۶۵ء)
اور پھر انہیں کی ترغیب سے اُس کا حج کیواسطے جانا لکھا ہے کہ کعبہ تک نہ پہنچکر راستہ میں
ہی [illegible] بجزیرہ عرب در بندر [illegible] بیمار شدہ در بندر [illegible] فوت شدہ ۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸
سطر ۱۸ تک) پھر لکھا ہے کہ وہ سامری خود در زمان آنحضرت بملک خویش قمر شاہدہ
فرمودہ [illegible] حضرت محمد صاحب رفتہ مسلمان شدہ در حالت واپسی بہ شہر ظفار فوت شدہ
(دیکھو صفحہ ۳۷۰ سطر ۷ تک) +
اس تمام مندرجہ بالا بیان سے ہر ایک صحیح العقل کے نزدیک مطالب ذیل بپایہ ثبوت پہنچتے ہیں
(۱) نام اُس حاکم کا **سامری** تھا (۲) یہود و نصاری اس ملک میں مسکن گزین
تھے (۳) فقراء اسلام عرب سے بسواری کشتی اُس جگہ آئے تھے ۔ (۴) اُس وقت
اسلام عرب فارس روم ترکستان میں پھیل چکا تھا ۔ (۵) محمد صاحب فوت ہوچکے تھے ۔

اپنے بارھویں حملے میں سومناتھ کو تباہ و مسمار کر چکا ہے اور آج تک وہاں کوئی مندر نہیں بنا بلکہ اُس مورتی کو اٹھا کر ایک ٹکڑا مکّے اور دوسرا غزنی میں ارسال کر دیا (دیکھو تواریخ ہند) پس یہ سعدی کی تحریر سراپا دام تزویر ہے۔

علاوہ بریں اس کے دروغ ہونے کی وجوہات ذیل بھی ہیں۔

(۱) عاج (ہاتھی دانت) کا بُت سومنات میں دیکھنا حالانکہ ہندوؤں کا کوئی بُت عاج کا نہیں ہوتا۔ بلکہ بنانا گناہ جانتے ہیں (۲) اُس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کا ہونا حالانکہ سومناتھ۔ شولنگ کی مورتی تھی (دیکھو مورتی پوجا کی پستک مصنفہ پنڈت رام لعل صفحہ ۴۴ مطبوعہ سمت ۱۹۳۹ ناگری) جس کی بابت عموماً لوگ کہتے ہیں کہ اُس کی آنکھ۔ سر۔ ہاتھ۔ پاؤں نہیں ہوتے۔ (۳) پوجاری پیر تفسیر اوستا و ژند سمجھتے۔ حالانکہ ہندوؤں کے مذہب کی کتابیں وہ نہیں بلکہ پارسیوں کی ہیں (۴) بُت کے ہاتھوں کا چومنا اور بوسہ دینا یہ امر بالکل مذہب ہنود کی رو سے ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ (۵) پوجاری نہ ہلنے والے۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کیونکہ مندر کے (۶) یزدان داور کے آگے بُت کا ہاتھ اُٹھانا۔ یزدان کے ماننے والے بھی آتش پرست ایرانی ہیں نہ کہ ہندو لوگ (۷) بے وضو نماز میں جانے والے۔ یہ بھی صفت اسلام ہے (دیکھو تیمم)۔ (۸) ایرانی مسلمان کو ہندوستان کے مندروں کے پوجاری برہمنوں کے نہ پہچاننا بلکہ برہمن جاننا صریحاً دروغ ہے۔

(۹) شیخ سعدی کا سومنات سے ہندوستان میں آنا اور وہاں سے یمن میں اور وہاں سے حجاز چلا جانا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ شاید اُس وقت بحیرہ عرب یا بحر الہند یا خلیج فارس نہ ہو نگی یکبارگی کود کر ہندوستان سے یمن میں چلا جانا شاعرانہ فاسد علی الفاسد ہے۔ یہ حکایت اسی واسطے بوستان سرکاری مطبوعہ لندن سے برخلاف واقعہ ہونے کے سبب نکالی گئی ہے۔ میں ایسی بیجا شیخیوں سے تاریخ فرشتہ کے مصنف کا بھی خیال کرو منشی محمد ذکاء اللہ صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں "سومنات کی تحقیقات جو تاریخ فرشتہ میں لکھی ہے کہ مرکب ہے سوم اور نات سے۔ سوم نام بادشاہ کا ہے جس نے اسے بنایا تھا نات اُس بُت کا نام ہے یہ اُس کی غلطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ سنسکرت میں سوم چاند کو کہتے ہیں مہادیو کی پرستش اسی سومنات کے نام سے کیجاتی ہے اس لئے اُس کو سومنات کہتے تھے۔ پہلے مورخوں نے کچھ اس بُت کے اعضا اور خط و خال بیان نہیں کئے۔ وہ لنگ کی شکل تھا۔ اُس میں آنکھ ناک کچھ نہ تھے" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۷۱۔ حصہ دوم ۱۸۷۶ء دہلی)۔ ان سب وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعدیؒ مفت میں ہندی لنگا شہیدوں میں داخل ہونے کی خاطر اس قدر جھوٹ بولے تاکہ کوئی ہندو غلطی سے دھوکا میں آکر اس کو پڑھ کر مسلمان ہو جاوے اور ہمیں ثواب ہاتھ آئے۔ اسی طرح واقعات سکندری کو بھی مسلمان مورخوں نے نہایت غلط بیان کیا ہے اور وجہ وہی قرآن کی بناء فاسد ہے جس سبب سے تعصب کے گڑھے میں گرے اور صراط راستی سے دور جا پڑے چنانچہ لکھتے ہیں۔ "سکندر بیان سکندر (؟) بادشاہ روم کہ ہفت اقلیم مشرق و مغرب فتح کردہ بود و خطاب او ذو القرنین بود و جمیع بادشاہان مشرق و مغرب بالکل اسیر او بودند و دو بارہ او گرد جہاں گشتہ و تمسک باد طلب آب حیات در ظلمات رفتہ بود و آتش کدہ ہائے مغاں خراب او کردہ و ژند و اوستا را سوختہ و دیر در تشت سر اسیر انداختہ و بعضے گویند کہ پیغمبر بود و بعضے گویند ولی بود حکیم پیشہ و نیک رو روایت فرشتہ بود و ما مختار سدگی خواجہ **نظامی** فرمودہ کہ اسکندر پسر **فیلقوس** است و تمام مشرق و مغرب گرفتہ دو کرت گرد جہاں گشتہ و در حکمت کشادہ و حسر و شاعران در آئینہ سکندری آوردہ کہ قرون از یا نصد سال بادشاہی کردہ و زندگی خواص آوردہ کہ عمرش دو قرن و شش سال کم یا منی بودہ ایسا ذو القرنین و سکندر پیر گوئیند **خواجہ نظامی** فرماید

دریں شصت و شش سال کم بیش من — بسے عبرت آمد فرا پیش من
بداں طفل پسردہ ماتم کہ مرد — ندیدہ جہاں را ہمیں جاں سپرد

آئینہ سکندری میں ہے۔

دریغ است کاں بادشاہ را بدات — نویسندہ سی سال گوید حیات
ز عمرش کریں گوشہ اندک بود — زدہ فتح آفاق در یک بود
چنیں خوانم از نقشہ داستان او — کہ پانصد قرون بود دوران او

(کشف اللغات جلد اول مطبوعہ نولکشور ۱۸۶۸ء صفحہ ۹۳ سے ۹۴ تک)

اور قرآن بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے **سورہ کہف** سے بہت کچھ اس کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ تمام دنیا کا فتح کرنا۔ مشرق و مغرب تک پہنچنا۔ سد سکندری بنانا سورج کو چشمہ گلی میں ڈوبتا پانا۔ یاجوج ماجوج کا مسخر آمیز واقعہ۔ مگر ان باتوں کی تواریخ یونان اور احوال سکندر موجودہ تاریخ سے بخوبی تردید ہوتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان بیانات میں رتی بھر بھی راستی کا مادہ موجود نہیں اور سید صاحب بھی ہمارے بیان کی تائید فرماتے ہیں **تہذیب الاخلاق** جلد دوم نمبر ۲۰ میں آنریبل **سید احمد خاں** صاحب فرماتے ہیں "بجز سوائے قرآن مجید کے جس قدر کتب مذہبیہ اس زمانہ تک موجود ہیں ہزاروں غلطیوں سے مامور ہیں کوئی ان میں ایسی کتاب نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی عظیم الشان غلطی موجود نہ ہو جس نے اسلام کی سیدھی سادھی حقیقت کو بھی اور خیالی نہ بنا دیا ہو

حاشیہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں۔ "سعدی نے ۶۹۱ھ میں وفات پائی۔ اُس کی عمر ۱۰۲ یا ۱۱۰ یا ۱۲۰ برس کی بتاتی ہے پس کم سے کم عمر ماننے سے پیدائش ۵۸۹ ہجری میں قرار پاتی ہے (دیکھو حیات سعدی مطبوعہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۲)

"شیخ کے وقائع سفر میں جو اُس نے گلستان و بوستاں میں بیان کئے ہیں سب سے عجیب سومنات کا واقعہ ہے جو بوستان کے آٹھویں باب میں مذکور ہے۔ اس حکایت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک ایسے بڑے مندر میں جہاں ہزاروں پوجاری اور سینکڑوں بھجن گانے والے مرد و عورت اور سینکڑوں یاتری شب و روز موجود رہتے تھے۔ وہاں ایک شخص آدمی کو ایسا موقع کیونکر ملا کہ تمام مندر میں اُس کے سوا کوئی متنفس باقی نہ رہا اور کیسے سوائے ایسے سناٹے کے وقت میں جبکہ مندر میں کوئی متنفس موجود نہ تھا پردے کے پیچھے ایک پوجاری کا ڈور تھام کر بیٹھنا کس غرض سے تھا؟ اور کیوں تھا؟ اس اعتراض کے جواب میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے اصل واقعہ یہ ہے سومنات میں اور مندر میں ہندو بن کر رہنا اور ایک شخص کو اپنی جان کے خوف سے کنوئیں میں دھکیل کر بھاگ جانا صحیح ہو مگر اس صورت میں یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ اس واقعہ کے تمام جزئیات کی تصویر شیخ سے قلم میں پوری پوری نہیں کھنچ سکی۔ پس بہ نسبت اس کے کہ شیخ پر غلط بیانی کا الزام لگایا جاوے یہ بہتر ہے کہ اُس کے بیان کو ایسے مقام پر ادائے مطلب میں قاصر سمجھا جائے" (حیات سعدی صفحہ ۴۴ سے ۴۷ تک) "بوستان کی اسی حکایت کے دھوکا سے اکثر انگریزوں نے بھی دھوکا کھایا ہے کہ شیخ سعدی ہندوستان میں آیا تھا چنانچہ **سر گور اوسلی صاحب** لکھتے ہیں کہ ایشیاٹک جنرل کے ایک پرچہ مطبوعہ ۱۸۳۷ء میں فرانس کے ایک مشہور محقق ام گارسن ڈی ٹیسی نے لکھا ہے کہ سعدی پہلا شخص ہے جس نے ہندوستانی زبان ریختہ میں شعر کہا ہے۔ یہ ایک قطعہ

پانہزاروں برسوں کے بعد بنا دیتے ہیں جو نہ اُن دیوتاؤں کے زمانہ میں تحریر ہو کر شائع ہوتی ہیں اور نہ معتبر و معتبر دیکھنے والوں تک انکا سلسلہ متواتر اور معتبر طور پر پہنچتا ہے بلکہ صرف وہ مخلوق پرستوں کے مفتریات ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی روشن دلیل نہیں ہوتی۔

تشریح بلہ۔ حیثیت قرآن اور پوران کے واقعات بالکل یکساں ہے ہاں راستی میں پوران اگرچہ قرآن سے عادی ہیں مگر انہیں پھر بھی سماوی ہونے کا دعوے نہیں برخلاف قرآن کے آپ نہ اگر ایک کے ماننے سے اقرار ہے تو یہیں معلوم کر دوسرے کے انکار کی کون سی وجہ ہے اگر ہٹ دھرمی سے آنکھوں پر پردہ نہیں ڈالا اور کچھ بھی ایمان کی لعبارت آئی ہے۔ تو سمجھ جان لیں کہ شق القمر کا بے بنیادی فسانہ اور اسیطرح کی اور بے ٹھکانہ باتیں جن کا نہ سچے نہ پاکی حضرت کے صد ہا برس بعد اُمت بڑھانے کی تمنا پر جناب سے منسوب کی گئیں مگر محمد صاحب کے وقت شائع نہیں ہوئیں اور نہ تحریر کئے گئے اُنکی زندگی میں عشرہ شعرو میں موجود تھے بلکہ کئی قرابتی یعنی بعید بھی تھے اور شعراء کی زبانی جن کا کام بقول مدارج النبوت کے حسان ابن ثابت کہتا ہے ؎ ہر کہ را خدا تعالے تبلیغ عطا کند مدح تقریر قدرت بخشد۔ بائد کہ مدح آنحضرت و ہجو دشمنان او تقصیر نکند کہ بہترین کارہا ایں ست۔ اور تمام شعرا آنحضرت کے رات دن یہی کام کرتے تھے کہ مدح رسول اللہ و ہجو کفار ہی کرنا خود بی بی عایشہ بھی شاعرہ تھیں اور حضرت علی بھی شاعر۔ مخلوق پرستی تو سب سے زیادہ اسلام کی جاگیر ہے اور آپ کے بھائیوں کی کوئی نظیر۔ تمام مفتریت محدثت کعبہ پرست۔ سنگ اسود پرست صفا و مروہ پرست۔ مدینہ پرست۔ تابوت سکینہ پرست۔ آب زمزم پرست۔ جاءکعبہ پرست مخلوق پرست ہی ہیں اُن کے مفتریات بھی کس طرح اور کب لائق اعتبار ہو سکتے ہیں یعنی بغیر کسی وجہ صحیح دلیل کے نہ ہونے سے کوئی واقعہ قرآنی ماننے کے لائق نہیں جیسا کہ شق القمر۔ اور ہزار افسوس ہے اُن لوگوں پر جو ایسی ساقط الاعتبار گفتگو مذہب جیسی نازک چیز کا دار مدار کہتے ہیں جس کا دوسرا نام دیوالیاپن ہے جو نہ صحیح گزرتا ہے یا دارومدار جس میں حیران و سرگردان رہنا۔ خلاصہ یہ کہ قرآنی واقعات و محمدی معجزات کسیطرح قابل تسلیم نہیں۔

غلام احمد ۸۔ کوئی واقعہ ایسی کتاب میں لکھا ہوا بتادیں جو اُسی زمانہ کا واقعہ ہو جس زمانہ کی وہ کتاب ہو اور اُسی مصنف نے اُسے لکھا ہو جس نے دیکھا ہو اور وہ مولف بھی سرآمد روزگار ہو۔ اور پھر مصنف نے مخالفوں کو گواہ واقعہ قرار دیا ہو اور وہ کتاب بھی اچھی طرح محفوظ ہو اکثر حصہ دنیا میں شہرت پا گئی ہو۔ اور ہزاروں حافظوں سے لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ اور اُسی زمانہ کے قلمی نسخے اور بعض تفسیریں بھی موجود ہوں اور پنجگانہ نمازوں میں بیشمار لوگ پڑھاتے پڑھتے چلے آتے ہوں اگر کوئی تاریخی کتاب اُن سب صفتوں کی جامع دنیا بھر میں بجز قرآن شریف آپ کی نظر میں گذری ہے۔ تو آپ اُسکو پیش کریں۔ اور اگر پیش نہ کر سکیں تو آپ کی اسلامی مرجی اور وہ خجالت اور انفعال کافی ہے۔ جو لاجواب رہنے کی حالت میں آپ کے عاید حال ہوگی۔

تشریح بلہ۔ معجزات محمدیہ کا ذکر حدیثوں میں ہے قرآن میں نہیں مگر کوئی حدیث زمانہ محمد میں نہیں لکھی گئی (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید ہفتاد و نہم و تہذیب اخلاق جلد سوم نمبر ۴) یہاں ختم ہوئی آپ کی پہلی صفت۔

محمد صاحب کو کسی محدث نے نہیں دیکھا سب نے سُنے سُنائے ڈھکوسلے باندھے اور من گھڑت تاویلیں کرکے شاعری اور انشا پردازی کی۔ یہاں ختم ہوئی آپکی دوسری صفت (دیکھو تہذیب اخلاق جلد دوم نمبر بستم) +

تیغ زنی اور لوٹ مار میں بیشک وہ سرآمد عرب تھے اور تعدادی اکیاسی واقعات لوٹ مار میں خود بدولت تشریف فرما اور حکم دہ سے خود پیدا ہوئے تھے اور ایسے ہی بدکاروں کی ہمت و تدبیر سے کمین گاہوں میں بیٹھ بیٹھ کر سوداگر لوٹے۔ مسافر قتل کئے ہوا میں حقیقی عزتوں سے منزلوں دور ہیں۔ کیونکہ حقیقی عزت تو صداقت شعاری و راستبازی و نیکوکاری سے مراد ہے اور وہ ان میں نہ تھیں بقول شخصے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ (دیکھو کتاب شوکت اسلام کا باب معارک الاسود الموسوم تغازی آنحضرت مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۸۲ھ صفحہ ۸ سے ۲۲ تک) یہاں ختم ہوئی آپ کی تیسری صفت۔

کسی مخالف نے قرآن یا حدیث کے واقعات کا مصداق ہونا اپنی تصانیف میں ذکر نہیں کیا۔ نہ کوئی شہادت قرآن سے مل سکتی ہے۔ اور حضرت **زیاد** وغیرہ صد ہا لوگ برابر منکر اور علانیہ اُن کے دعاوے کی تردید کرتے رہے۔ (دیکھو کشف اللغات و غیاث اللغات ردیف ز معنے زیاد) یہاں ختم ہوئی آپکی چوتھی صفت۔

اکثر حصہ دنیا میں شہرت پانا دوسری بات ہے اور **صداقت** کے جوہر سے آراستہ ہونا اور چیز۔ چنانچہ الف لیلہ و فسانہ عجائب وغیرہ بھی قرآن سے بڑھکر شہرت یافتہ اور اچھی طرح محفوظ ہیں اور اسیطرح گلستان سعدی و شاہنامہ۔ مگر قرآن میں یہ بات بھی بدرجہ اثبات کو نہیں پہنچتی۔ کیونکہ لاکھوں احادیث غیر معتبر ہیں اور چوتھا حصہ قرآن کا بھی حضرت عثمان کی مہربانی سے خرد برد ہوگیا۔ اور بقول بعضے ۲۲۵ آیتیں اور بقول بعضے ۲۲۶ آیتیں منسوخ بلکہ منسوخ التلاوت ہو گئیں (دیکھو مسلم باب ۳ اور عین الحیات صفحہ ۲۰۸) یہاں ختم ہوئی آپکی پانچویں صفت۔

ہزاروں حافظوں کا حفظ ہونا اُس کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ کیونکہ محمد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ دنیا میں کوئی نہیں (دیکھو مشکات باب ۳) عثمان نے تمام پہلے نسخے قرآن کے جلا دئے چنانچہ لکھا ہے۔ "وثم دخلت سنۃ ثلثین فیھا بلغ عثمان ما وقع فی امر القرآن من اھل العراق فانھم یقولون قرآننا اصح من قرآن اھل الشام لانا قرأنا علی ابی موسی الاشعری واھل الشام یقولون قرائتنا اصح لانا قرأنا علی المقداد بن الاسود وکذا غیرھم من الامصار فاجمع رایہ و رأی الصحابۃ علی ان یحمل الناس علی المصحف الذی کتب فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ وکان مودعا عند حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یحرق ما سواہ من المصاحف وحمل کلا منھا الی مصر من الامصار وکان الذی تولی نسخ المصاحف العثمانیۃ بامر عثمان زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید ابن العاص و عبد الرحمان بن الحارث بن ھشام المخزومی وقال عثمان ان اختلفتم فی کلمۃ فاکتبوھا بلسان قریش فانما نزل القرآن بلسانھم"۔

(دیکھو تاریخ ابی الفداء جو موجودہ لائبریری جے پور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۸ جلد اول)

ترجمہ۔ اب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا۔ اُسی سال عثمان کو یہ خبر پہنچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن سے کیونکہ قرآن ابو موسی اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا

لے حاشیہ۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۲۱ مطبع ۱۸۷۳ء سطر ۲۵ و ۲۶ +

قرآن بہت صحیح ہے کیونکہ ہم کو مقداد ابن الاسود کی معرفت پہونچا۔ اسطرح پر اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت عثمان نے سب صحابہ سے مشورت لے کر یہ بات ٹھہرائی کہ لوگوں کو اس قرآن شریف کی طرف برانگیختہ کیجئے جو کہ درمیان دفتین ... ابوبکر صدیق نے لکھا گیا تھا۔ وہ قرآن رکھا ہوا درمیان مصحف حفصہ ہی کے تھا۔ اور جتنے قرآن جو سوا اس کے تھے سب جلا دئے جائیں۔ جیسا سمجھا ویسا ہی کیا اور اس قرآن کی نقلیں کروا کے اطراف بھیجکر شہروں میں بھجوا دئے اور وہ لوگ جو حضرت عثمان کے حکم کے موجب قرآن شریف کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے یہ ہیں۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام المخزومی اور کہا عثمان نے جہاں قرآنوں میں اختلاف دیکھو کسی کلمہ میں پس لکھو قریش کی زبان میں کیونکہ وہ قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے"۔ (اور اسیطرح دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کد ... صفحہ ۹۵ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۵ء) یہاں ختم ہوئی آپ کی چھٹی صفت۔

پنجگانہ نمازوں میں علاوہ معمولی چند آئتیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ بھی ہر فرقہ علیحدہ ... کی تر کی ہوتا ہے۔ ہمارے ایک مہربان عبدالغفار جی نماز میں حضرت علی کا یہ شعر نعت زور پڑھا کرتے تھے۔ بہندو اسم کرن شاہ مسلمانم یا علی حیدر کرار۔ گوید خالق ہر دو سرا الخ۔ الیس یہ بھی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں۔ سنی شیعوں کی ... میں اور وہابی دعاؤں میں نماز جائز نہیں جانتے بلکہ وہ دونوں خود بھی اُن کو مسلمان نہیں مانتے اور کلمہ گو کو کافر گردانتے ہیں۔

اور علاوہ بریں سورہ بنی اسرائیل کے پہلے تو نماز ہی نہ تھی پس نماز میں پڑھتا کیسا۔ (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۲ سطر ۲۰ سنہ ۱۸۷۴ء نولکشور اور روضۃ الصفا ذکر معراج) علاوہ بریں یہی صفات الف لیلہ تزک بابری جہانگیری ابوالفضل اکبرنامہ وغیرہ کی نسبت قرآن سے زیادہ موزوں ہیں۔ کیونکہ خود اُن کے مصنفوں نے اپنے قلم سے ان کتابوں کو لکھا ہے اور آجتک بلاکم و کاست راست راست موجود ہیں اور برخلاف قرآن کے انکا کوئی حصہ بھی مفقود نہیں۔ مرزا صاحب ذرا عقل کے ناخن لیجئے اور خواہ مخواہ غیروں کے دوردست صفات سے قرآن کو موصوف نہ کیجئے۔ در اصل اگر آپ ذرا غور فرماویں گے تو پردہ تعصب کے دور ہوتے ہی بخوبی جان جاویں گے کہ قرآن ان صفات سے موصوف ہونے کے خلاف جاری ہے اور دم شہرت اس کی زبان پر موسیٰ کیطرح لکنت جاری۔

غلام احمد - ۸۰ و ۸۱ - آپ کو خبر نہیں کہ دنیا میں جس قدر بڑے بڑے مخالف باعلم عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی وغیرہ ہیں وہ قرآنی شہادتوں سے جیتے اُن واقعات سے جو قرآن نے اپنے زمانہ کے متعلق لکھے ہیں انکار نہیں کر سکتے۔ الا تعصب کی راہ سے۔ وہ بعض آیات کے معنے اور طرح پر کرتے ہیں مثلاً شق القمر ہیں، وہ آپ کیطرح یہ نہیں کہتے کہ آنحضرت نے یہ امر خلاف واقعہ قرآن میں لکھدیا ہے۔ چنانچہ اس بات کی تو آپ بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں کوئی ایسی کتاب کسی فاضل انگریز یا یہودی کی نہیں دیکھی ہوگی جس میں انہوں نے آپ کیطرح یہ رائے ظاہر کی ہو کہ آنحضرت نے ایک جھوٹا دعوے شق القمر کا قرآن میں لکھ دیا ہے۔ کیونکہ جو فاضل کسیس اور باخبر انگریز ہیں وہ لوگ بباعث اپنی عام اور وسیع واقفیت کے خوب جانتے ہیں کہ جس طور اور التزام سے قرآن نے اشاعت پائی ہے اور جس تشدد سے مخالفوں اور موافقوں کی نگرانی اس کی آیت آیت پر رہی ہے اور جس سرعت اور جلدی سے اس کے مضمون کی تبلیغ لاکھوں آدمیوں کی ہوتی رہی اور جس قلیل عرصہ میں وہ دنیا کے اکثر حصوں میں وہ شہرت پاگیا ہے وہ ایسا طور اور طریق چاروں طرف سے محفوظ ہے کہ اس میں گنجائش ہی نہیں کہ کوئی جھوٹا معجزہ یا کوئی جھوٹی پیشگوئی افترا کر کے قرآن میں درج ہو سکتی۔ جس کے افترا پر عیسائیوں۔ یہودیوں۔ مجوسیوں میں سے کسی کو اطلاع نہ ہوتی۔ اسی وجہ سے اگرچہ آجتک صدہا علماء یورپ بوجہ شدت عداوت کچھ مخالفانہ جلد ... کتابوں اور تفسیروں میں قرآن پر کر رہے ہیں مگر پھر وہ باطل پر ہوئے کیونکہ ... نہیں ہو سکے کہ یہ رائے جو پیش بیان کی آجتک انہیں سے کسی نے شائع کی۔ سو آپکا کسی کتاب کو مورخانہ وقعت سے باہر سمجھنا اور جوہر صافی اور خس و خاشاک ہموار خیال کر لینا اور صاف صاف فرق دیکھکر اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال لینا صرف نظرہ گھٹانا ہے"۔

تردید - ہم اس موقع پر بموجب درخواست مرزا صاحب کے نہایت ضروری جانتے ہیں کہ چند محقق علما و فضلا یورپین انگریزوں کی رائیں قرآنی واقعات و تعلیمات و ہدایات کی نسبت پیش کریں تاکہ مرزا صاحب کو کسی طرح کی مایوسی نہ ہو۔

(۱) ڈی ڈی کے واصل ڈاکٹر فانڈر صاحب بہادر اپنی کتاب میزان الحق میں فرماتے ہیں "اور انکار یہودیوں اور مسیحیوں نے انجیل اور توریت کی بعض حکایتیں محمدؐ سے صحت سے ساتھ نقل کی تھیں۔ یا کہ صحت سے نقل کی تھیں تو محمدؐ کو صحیح یاد نہیں رہی تھیں اسی سبب سے شبہ میں پڑ گیا۔ اور وے حکایتیں جنہیں صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہ ہو سکا اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ کئی ایک بطور نمونہ کے ہم یہاں ذکر کریں گے"۔ (دیکھو صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۶ تک مطبوعہ سال ۱۸۶۲ء) پھر فرماتے ہیں "یہ سہو صاف یا تو اس سبب سے ہوا کہ محمدؐ کو یاد نہیں رہا تھا یا یہود و نصاریٰ نے اسکے خلاف بیان کیا تھا۔ ورنہ ان گذارشات کو محمدؐ ٹھیک ٹھیک صحیح نقل کرتا (دیکھو صفحہ ۲۲۲)"۔

جو کوئی ان باتوں کی بابت تھوڑی سی بھی فکر کرے گا اُسے معلوم و یقین ہو جائے گا کہ یہ آئتیں اور مقدمے صاف گواہی دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ محمدؐ کا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا تھا۔ اور ہوا و ہوس ایسی غالب تھی کہ چاروں عورتوں پر صبر نہ کرکے اور عورتیں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لئے ظاہر کیں مگر ایسے پیغمبر کے حق میں ہم کیا کہیں جو اپنی نفسانی خواہش عمل میں لانے کو اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے دعوےٰ کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے تجاوز کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور قسم کو توڑ ڈالنا میرے لئے جائز رکھا ہے اور بیگانی عورت کا عشق میرے واسطے حلال کر دیا ہے۔ آیا ممکن ہے کہ خدا اپنے حکموں سے عدول کرنیکا اذن دیوے؟ اور قول و قسم کا توڑ ڈالنا جائز کر دے۔ اور بیگانی عورت کا عشق حلال ٹھیراوے؟ یہ ہرگز ہو سکتا نہیں۔ بلکہ عادل اور مقدس خدا سے ایسی بات نسبت دینا کفر کے برابر ہوگا۔ پس درحالیکہ خدا کی جانب سے ایسی باتوں کا ہونا محال ہے۔ تو ظاہر ہے کہ آیات مذکورہ محمدؐ نے اپنی طرف سے کہیں اور بیجا خدا سے منسوب کر دی ہیں۔ اور جس صورت میں کہ محمدؐ نے مذکورہ مقاموں میں جھوٹ سے الہام کا دعوےٰ کیا ہے تو قرآن کی اور آیتوں کی بابت بھی اس کے دعوے کا کچھ اعتبار نہیں ہے"۔ (دیکھو صفحہ ۲۲۲)

(۲) لائق ڈاکٹر سری جیل صاحب بہادر ایم۔ اے اپنی کتاب مطبوعہ سال ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں "یہ سچ ہے کہ اکثر محمدی مصنف معجزوں کا ذکر کر کے محمدؐ صاحب سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ گمان یہاں تک محمدؐ صاحب کی باتوں کے خلاف ہے کہ بالکل قابل اعتبار نہیں"۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ "اس مضمون کا زیادہ طول بیان کرنا کچھ ضرور نہیں سمجھتے وہ محمدؐ صاحب کو دعوے کی سچائی ثابت نہیں کرتا اس کا معجزہ جنگ بدر والے کی کیفیت اپنے تئیں آپ جھوٹا کرتا ہے

پھر ایک معجزہ کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ "بمنزلہ کسی بات کے ثابت کرنے کے وہ خود ثبوت کی احتیاج رکھتا ہے۔ قرآن کی اکثر باتیں علم فلاسفہ اور حکمت اور عام عقل کے منافی ہیں یہ تعلیمیں (قرآن کی) نہ صرف ازروئے علم فلاسفی جھوٹی ہیں بلکہ اُس کے عملی نتائج بالضرور اکثر بدیاں پیدا کرتے ہیں"۔ پھر ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں "ایک آفتاب انش مند انگریز نے مذہب اسلام کی بابت لکھا ہے۔ نبی بغیر معجزوں کے تھے ایمان بغیر بھیدوں کے اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خونریزی کے شوق کو ترغیب دیا ہے اور جس کی ابتداء اور انتہا بیجہ شہوت پرستی کے ساتھ ہوئی۔ وہ مذہب اسلام ہے"۔ پس بیان مذکورہ بالا سے خوب ثابت ہوا کہ محمد صاحب اور قرآن لایق تعلیم نہیں ہیں۔ سا تویں قرآن کی تعلیم نہایت معیوب اور اکثر باتوں میں غلط ہیں"۔

(۳) فاضل ڈاکٹر ایڈورڈ گبن صاحب بہادر اپنی تواریخ روم میں ۵۰ کے تیسرے باب میں فرماتے ہیں۔ کہ "قرآن قصے اور حکم اور سخن گوئی کا بے انتہا اور ناموافق کلام ہے جو کبھی زمین پر رینگتا اور کبھی بادلوں میں غایب ہو جاتا ہے"۔

(۴) آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ سکندرہ سال ۱۸۴۴ء صفحہ ۱۴۴ میں فرماتے ہیں کہ "اسلام کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی بڑی فوجوں اور بادشاہوں سپہ سالاروں نے مذہب محمدی کے جاری کرنے میں لڑائی اور کوشش کی ہے۔ اور خود محمد نے ایسی دنیوی مدد سے انکار نہ کیا۔ بلکہ آپ اپنے جیتے جی منافق اور بت پرستوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا۔ پھر اپنے تابعین کو مرنے سے پہلے وصیت کی۔ چنانچہ اُس کے بعد سردار اور خلیفوں نے چاروں طرف کی ولائیتوں میں لشکرکشی کر کے جہاں فتح پائی وہاں مذہب محمدی کو زبردستی قایم کیا۔ دین اسلام کے پھیلتے وقت جو شخص مسلمان ہوا اُس نے مذہب کے باعث کچھ دنیوی نقصان نہ اُٹھایا۔ بلکہ بے عزتی اور سختی اور نقصان سے پناہ پاکر عزت اور مال اور سلامتی بچائی اور بڑھائی۔ ہاں اگر دین محمدی سے انکار کرتا تو البتہ بے عزتی اور نقصان و سیاست اُٹھاتا بلکہ قتل کیا جاتا۔ اور قرآن میں مسلمان ہونے کے واسطے ہزارہا مال اور عزت اور فتح و دنیوی عہدوں کے وعدے ہیں"۔

(۵) ایک فاضل یوروپین اور لایق بشپ ورمن صاحب فرماتے ہیں کہ "جو کوئی قرآن کو پڑھتا ہے اور عمل کرتا ہے وہ بے شک سخت مزاج اور نفسانی ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن سکھلاتا ہے کہ لوگوں کو حقیر جانو۔ دشمنوں کو مار ڈالو۔ بردہ فروشی کرو۔ لونڈیوں کو رکھو تیس چار عورتوں کے ساتھ شادی کرو۔ بہشت میں نفسانی خوشیاں بھی تمہارے لئے ہی ہونگی۔ دیکھو! ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن و حسین (محمدیوں کے بزرگ) سب کے سب خود محمدیوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ سب عالم جانتے ہیں۔ کہ دین محمدی کس طرح ابتداء میں بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور خاص کر کے محمود غزنوی (جو بقول مصنف واقعات ہند کے جملہ بادشاہان سابق سے عظیم الشان و دیندار مشہور ہے) اور نادر شاہ اور اورنگ زیب محی الدین نے ہندوؤں کو کس عذاب سے مارا۔ پھر قرآن کے اکثر مضامین انسان کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں۔ چنانچہ بہشت کی چار خوشیوں کا بیان ہے یعنے شراب۔ باغیچے۔ نہریں۔ پوشاکیں۔ حوریں اور لونڈے۔ بیشک تمام عیاش اور بدکرداروں کو ایسی خوشیاں بہت پسند

ہیں"۔ (دیکھو تیغ و سپر عیسوی صفحہ ۵۲ و ۵۳ مطبوعہ ۱۸۷۵ء) "موقع نظر اس کے جب محمدی اور دلیلوں سے لاچار ہوئے تو انہوں نے تیغ و تلوار کو اپنے مذہب کے پھیلانے کا خاص ذریعہ ٹھہرایا۔ اور اسی کے خوف سے اکثروں نے اس دین کو اختیار کیا۔ البتہ اس قسم کی دلیل کا مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہے۔" (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۹۴)

(۶) قرآن کے ماہر فاضل ڈاکٹر سمتھ صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ "پہلا سبب جس سے دین محمدی دُنیا میں پھیل گیا ہے۔ تلوار ہے جو چھ سو برس کے عرصہ میں اہل اسلام نے ایشیا۔ افریقہ اور یوروپ کے ملک میں کئی بادشاہیں قایم کیں اور تلوار کے ساتھ اپنا مذہب بھی سب ملکوں میں جاری کیا۔

مگر ہر ایک ملک میں دین نے جڑ نہیں پکڑی۔ بلکہ حکومت کے ساتھ ہی نیست ہوا جیسے اسپین اور پرچگل (پرتگال) میں ہوا۔ لیکن بت پرستوں کے درمیان یا ایسے لوگوں میں جن کا مذہب مسلمانوں کے برابر نہ تھا مذہب قایم رہا۔ اگرچہ حکومت جاتی رہی"۔ (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب کا صفحہ ۱۰)

(۷) محقق انگریز ڈاکٹر اسپرنگر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "اہل یہود و عیسائیوں کے افراط سے وحی رسانی بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی تھی ایک عربی عالم سام قوحس نے بڑی جانفشانی سے خدا کی وحدانیت سکھلائی۔ محمد صاحب وقت جوانی اس عالم کا جان پہچان تھا۔ اغلب ہے کہ اس نے عالم مذکور سے اُس تعلیم کی بابت تربیت پائی ہو۔ امیہ اور عالموں نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ اور ایسے مشہور معلموں کی باتیں اہل عرب پر یقیناً اثر تاثیر ہوئی ہونگی اسلام محمد کا کام نہیں ہے وہ اہل عرب کا عوام قول ہے۔ اور محمد صاحب نے اپنے بد اخلاق اور سند اور جبر سے اُس کی ساری تعلیمات کو خراب کیا اور قرآن کی اکثر سست تعلیمات محمد صاحب کی ہیں"۔ پھر فرماتے ہیں "محمد صاحب کا مزاج ریج آور تھا اور اُس کے عصب (پٹھے) بہت کمزور تھے۔ پیر وہ بہت وسواسی تھا۔ مثلاً برے خواب کے بے تاثیر کرنے کے لئے وہ اپنے بائیں کندھے کی طرف تین مرتبہ تھوکا کرتا تھا۔ وہ شاعر تھا اور بہت مضبوط قیاس پھر وہ بہت قوی دل اور سرگرم تھا اور عجب طرح کی قایم مزاجی رکھتا تھا اُس کے سارے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ نقش انگیز دینی حرارت اُس کی مشہور خاصیتوں میں عالی درجہ رکھتی ہے۔

(۸) جارج سیل صاحب بہادر مشہور فاضل عربی دان مترجم انگریزی قرآن (جس کے اکثر حوالہ مرزا صاحب نے سرمہ صفحہ ۲۴۰ و ۲۴۹ کے الف و ب حاشیہ میں درج کئے ہیں) دیباچہ قرآن میں فرماتے ہیں۔ "جوش تعصب یا ملک گیری کے خیال سے محمد نے یہ دعوے کیا کیونکہ شہوت نفسانی کے بڑھانے کے واسطے یہ بات ضروری ہے اور تمام انگریز مورخ اس بارے میں متفق ہیں اور میں اس کے بیان کرنے میں کبھی تعصب کا بہانہ نہ کرونگا"۔ "جو خرابیاں کہ عظیم الشان گرجاؤں کی تباہی کے سبب واقعہ ہوئی ہیں اور مہلک واقعات بانی اسلام سے وقوع میں آئی ہیں۔ اگر اُن لوگوں کے دل محمد کے جا لعین کو نہایت ہی تاریک خیال کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جو نقصان اُس نے عیسائی مذہب کو پہنچایا وہ اس کی جہالت سے سوا اُس کے حسد سے اور بڑی بد قسمتی اُس کی یہ ہوئی کہ اس کو عیسائی دین کی صحیح واقفیت نہ تھی" (صفحہ)

حاشیہ ؎ ایام پیری میں اُس کو مذہبی بے ہودوں کے قتل کر دینے پر برانگیختہ کیا چنانچہ مقرا اور نگارین ستے مندر گراکر خاک کے برابر کر دئے اور بجائے اُن کے مسجدیں بنوائیں۔ اور بعض مندر بھی گائے ذبح کروائیں۔ (دیکھو واقعات ہند صفحہ ۱۶۳ سطر ۱ سے ۶۲ تک۔ ذکر

حاشیہ ؎ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحریر آب زر سے لکھ کر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ مذہب اسلام کو معقولیت سے دشمنی بلکہ عقل کی کسوٹی پر محمدی مذہب بالکل کھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ وہم سے اسلام کا آغاز اور جبر سے اس کا استدامہ و فساد نگری اور شہوت نفسانی سے اس کی ترقی اور ظلم اور بے رحمی پر اس کا خاتمہ

"اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں کہ محمد کو دنیا میں عجیب آدمی بننے کی خواہش بھی جسکو وہ کسی طرح پورا نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ مکر کر کے اپنے کو خدا کا رسول ٹھیرا دے اور آدمیوں پر اپنی مرضی ظاہر کرے"۔ (صفحہ ۲۸)

"اگر وہ لوگ اس کے وعظ (نبوت کے دعوے) کی تردید کرتے اور اس کو ادھر اُدھر پناہیں ڈھونڈھنی۔ اور اپنے بچاؤ کے واسطے ہتھیار اُٹھانے کے لئے مجبور نہ کرتے۔ تو شاید یہ ایک معمولی آدمی ہوتا اور اپنی معمولی عزت پر قانع رہتا۔ لیکن نہ سبب تھوڑی سی فوج میسر ہو جانے اور کامیابی سے حوصلہ پا جانے کے تعجب نہیں کہ اگر اُس نے ایسے خیالات کو اُن کوششوں کے کرنے کے واسطے بڑھایا۔ جو کبھی اُس کے خیالات میں بھی نہیں آئی تھیں۔ محمد اپنی رنگت میں عربوں جیسا تھا۔ ایک گریٹ لور آف ویمن یعنی بڑا عاشق عورتوں کا۔ اور یہ بات ہم کو یقین ہوتی ہے اُس کی حد پر لیا سے اور اسی بات سے اہل تواریخ نے اُسے بہت ملامت کی ہے (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۹)

متوتح۔ اُس کی عورتوں کی تعداد و تسلانے میں جن سے وہ (دس شوالیطی) یعنی شہوت پرستی پوری کرنے کی دلیل لاتا تھا۔ کامیاب ہوئے ہیں۔ جب کو وہ خیال کرتے ہیں کہ کافی طور سے ثبوت کرتا ہے کہ وہ ایک دگرڈ یعنی فاسد یا بدکار اور ہپوکرٹ یعنی دغاباز آدمی تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۱۲ و ۱۳)

"مسلمان کہتے ہیں کہ وہ حلیم۔ رحم دل۔ سخی وغیرہ صفتیں رکھتا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ باتیں طرفداری سے ہیں تاہم اُس سے اتنا نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ایک اعرابی کے واسطے جس نے علامی کی تعلیم پائی ہو۔ اور جس کو ایسے فرائض کی بھی آگاہی ہو۔ وہ کم از کم مستقل مزاج تھا اور وہ ایسا شرارتوں کا پتلا نہ تھا جیسا کہ معمولی طور سے ظاہر کیا جاتا ہے"۔ تھوڑی سی ہپوکریسی یعنی مکاری اور صورت بنانی کم از کم اُس کے لئے نہایت ضروری تھی۔ اُس کی طبع تیز تھی اور کامل طور سے دمسازی کی کیمیلاوٹ کے ہنروں میں لائق تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹)

(۹) اسی طرح آنریبل منٹ سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "محمد اپنے وعظ کے آغاز میں دل سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بعض اوقات اپنے دین کے پھیلانے میں اُس کو فراڈ یعنی دغابازی اور فریب سے کام لینا پڑتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ کچھ عرصہ کے بعد ہپوکریسی یعنی دغابازی یا مکر اور دام پا تحریر یعنی دھوکا دہی کا بھی عادی ہو گیا تھا تاہم غالباً وہ ایسے کاموں کے نکالنے کے واسطے اپنے تعصب کو کام میں لاتا تھا۔ خواہ اُس کے جوش تعصب کی اصلیت کچھ ہی ہو اور اس کے مشنوں کی سچائی بھی کچھ ہو۔ مگر جس متعصبانہ طور پر اس نے اپنے مذہب کی (غلطی، ورحود بلڈ شیڈ) خونریزیاں اُس کی باعث پیدا ہوئیں اور ہمیشہ کے واسطے قائم ہو گئیں وہ بلاشبہ ان سب کے بانی کو (دی ورسٹ اینیمی آف مین کائنڈ) (یعنی نوع انسان) کے سب سے زیادہ بڑے دشمنوں میں شمار کرنا فتویٰ دیتی ہیں"۔ (دیکھو ہسٹری آف انڈیا حصہ پنجم باب اول باب پنجم مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۹۰ سطر ۲۰ سے ۳۰ تک)

(۱۰) ڈاکٹر سپرانی ٹرکس صاحب فرماتے ہیں کہ "محمد نے اُن شخصوں کی خواہش کے پورا کرنے کے لئے جو معجزوں کے طالب تھے یہ نکالا یا اس بات کا پریٹنڈ یعنی جھوٹا دعویٰ کیا کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہوں اور اس بات کی تقویت کو وہ پرانی روایتیں پیش کرتا تھا جیسا کہ یہودیوں کا زبانی قانون" (دیکھو لائف آف محمد مولفہ ڈاکٹر اسپرنگر صفحہ ۱۸۹)

(۱۱) مولوی سید ممتاز علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "آں حضرت صلعم کی طرف درختوں کا سجدہ کرنا۔ اور ایک پتھر کا آں حضرت کو سلام کرنا۔ کسریٰ کے گھر میں زلزلہ کا

وقوع ہونا۔ فارسیوں کے آگ کا بجھ جانا۔ جو ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی۔ آپ پر بادل کا سایہ رہنا۔ ایک خشک درخت کا آپ کے سر ول سے سرسبز ہونا وغیرہ یہ سب خوارق جن کی اصلیت مذہب اسلام میں خیالات شاعرانہ سے زیادہ نہیں اور اُن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ بطور اعجاز واقعہ نہ ہوئے تھے"۔

(دیکھو محاکمہ ولادت مسیح صفحہ ۱۴ و ۱۵ مطبوعہ مترا پاس لاہور)

(۱۲) مسٹر ابیٹسن صاحب بہادر یوروپین افسر (جو کہ ہندوستان میں حال کی مردم شماری کے کام پر مامور تھے) اپنی رپورٹ مردم شماری میں لکھتے ہیں۔ "میرے نزدیک تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جب کوئی پنجاب کا دیہاتی شخص محمدی مذہب قبول کرتا ہے تو اُس پر ایسی بُری تاثیر ہوتی ہے کہ محمدی ہوتے ہی وہ جھوٹے گھمنڈ اور خود غرضی سے بھر جاتا ہے اور محنت سے جی چُراتا ہے۔ کفایت شعاری کے بدلے فضول خرچی پر لے درجہ کا ہو جاتا ہے۔ قناعت کے بدلے حرص اس پر غالب ہوتی ہے اپنے ہندو بھائیوں کے مقابلہ میں ہر بات میں ناکام دکھلائی دیتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ سرحدی پٹھان یا بلوچ لڑائی کو ایک پیشہ سمجھتے ہیں اور اس پر تعجب نہیں ہے کہ آوارہ گرد مشرقی اضلاع کے مسلمانوں کی قومیں کسانوں کی روزمرہ محنت کو تکلیف خیال کرتے ہیں اور اگر سید مزدوری نہیں کرتے ہیں تو مانگنے سے بھی شرم نہیں کرتے ہیں بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پاک نسل محنت کرنے کی ضرورتوں سے ہم کو بچاتی ہے وہ منگتے برہمنوں سے اس بارہ میں کچھ کم نہیں ہیں۔

جب ہم کسی ایسی جگہ پر جاتے ہیں جہاں کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی نسل کے آباد ہوں۔ جن کے دادے پڑدادے ایک ہی تھے اور جو کہ ایک ہی حالت میں باہم سکونت کرتے ہیں۔ جب ایسے گاؤں میں گذر ہوتا ہے تو ظاہری حالت سے ہی الگ دین ظاہر ہو جاتا ہے یعنی مفلسی تنگی گھمنڈ جو کہ محمدیت کے نشان ہیں پائے جاتے ہیں"۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری انگریزی جلد اول مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۰۲۔ دفعہ ۲۰۳ ۱۸۸۲ء)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں "اورنگ زیب کے ظلم سے لوگ کثرت سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ جتنے ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں وہ رضامند نہیں ہوئے بلکہ زبردستی سے کئے گئے"۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری صفحہ ۱۴۲ دفعہ ۲۷۴ و ۲۷۶ جلد اول ۱۸۸۳ء)

(۱۳) کپتان ولیم رابرٹسن صاحب بہادر فرماتے ہیں "کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی کہ جو ناحق یہ سکھاتی تھی کہ اسلام کی گمراہی پھیلانے کے لئے لڑائی میں جان دینا خود بخود بہشت میں داخل ہونے کے لئے پوری ٹکٹ ہے۔ وہ کیا چیز تھی جس نے اصلی مسلمانوں کے دل میں دوسرے سارے فرقوں پر ایسا کینہ ور اور بے رحم نفس پیدا کیا کہ وہ اُن کے ستانے میں لوٹنے کو اور قتل کرنے کو وہ ایک جنگی سنت سمجھتے تھے کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو حرص اور کینہ اور شہوت کو جائز نہ سمجھتے تھے مگر کہ نفسانی خواہشیں ہیں وہ سب سے بڑھ کر کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو وعدہ دیا کرتی تھی کہ وہ سے مسلمان جو

ہندوؤں اور سکھوں اور بُت پرستوں کو قتل کرنے بلکہ اُن کی بیبیوں اور بیٹیوں کو خراب کرنے میں اپنے ساتھیوں سے پیش دستی کرتے تھے سو محمدی بہشت میں بڑا بھاری درجہ پا رہے گئے آخر کو ہم پوچھتے ہیں کہ اس ترغیب کے سوائے جو قرآن کی تا ایک تسلیم سے جاری ہے وہ کیا چیز تھی جو محمدؐ کے خلیفوں کو روئے زمین پر بحر مغربی سے لے کر مشرق میں گنگا ندی تک ظلم و ستم کرواتی تھی ہم ان سوالوں کے جواب کے منتظر ہیں۔" (دیکھو اُن کی کتاب صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۷۴ء)

(۱۴) **معراج محمدؐ کی بابت** اپنے رسالہ معراجیہ میں زبدۃ الحکما شیخ بو علی **سینا** صاحب فرماتے ہیں "آنکہ گفت چوں این ہمہ بکردم و بخانہ باز آمدم از زودی سفر جامۂ خواب ہنوز گرم بود۔ یعنی سفر فکرے کرد و رفت بخاطر در عقل بسیط و ادراک مجرد و موجودات را تا واجب الوجود چوں بفکر تمام مجرد مجرد باز گشت۔ ہیچ روز بیگانہ شدہ بود و زود تر بود از باز آمدن را حالت از چشم زخم۔ ہر کہ داند و اندکے جہد رفت و ہر کہ نداند معذور باشد و رد این کلمات را اجمالاً عامی نمود دل کہ بر خوردارے ازیں جز عاقلاں نیست۔" (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم یازدہم صفحہ ۳۶۲)۔

ایک فاضل غیر مذہب کی رائے

(۱۵) ابتداء میں جب ہند میں اسلام کی وکالت اُن جنگی سرداروں کے ذمہ تھی جو ہر چار سال میں مغرب کی طرف سے ایک بھاری لشکر لے کر لوٹ مار کرتے۔ شہروں کو جلا دیتے اور آدمیوں کو مارتے پیٹتے تھے اور سونا چاندی جواہرات کی ایک بھاری مقدار لیکر رخصت ہو جاتے تھے۔ ہندوؤں نے کبھی سنجیدہ طور سے یقین نہیں کیا کہ یہ حملہ سچ مچ مذہب پر ہے۔ مندر ضرور گرائے جاتے تھے اور مورتیں ضرور توڑے جاتے تھے۔ لیکن وہ اس بات کو عامہ خلائق کی معاشرت کا ایک حصہ سمجھتے کہ بُت پرستی کی بدولت اُن پر وارد ہوئے ہیں جب جاپ سے ہوتا تھا۔ اور اگر اُن کو یہ جتایا جاتا کہ یہ حملہ درحقیقت مذہب پر ہے۔ تو ہرگز بار ہندو اس بات کو کہ ڈاکہ اور لوٹ مار اور کشت و خون بھی مذہب کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ دیوانگی خیال کرتے تھے۔

دوسری صورت جس سے ہندوستان کی مذہبی طاقت کو راستہ نکل سکتا تھا۔ اس کا مذہب اسلام اختیار کرنا تھا۔ لیکن اس بڑے انقلاب کے دو امر مانع ہو گئے۔ **اول** یہ کہ ہندوستان میں اسلام کی وکالت اُن نیم وحشی اقوام کے سپرد ہوئی جن کے حیوانی جذبات اُن کی انسانیت کو (اگر ان میں کچھ انسانیت تھی) دبائے ہوئے تھے۔ اور جو انسانی زندگی کو گاجر مولی کی طرح سمجھتے تھے۔ اور غالب جذبہ لالچ تھا۔ ان لوگوں نے اسلام کے سارے اصولوں کو اپنی ذاتی اغراض اور قومی جذبات کے لئے زیر کر دیا جس کے سبب اسلام اس ملک کے باشندوں کی نظر میں حقیر ہو گیا۔ ان لوگوں نے لالچ کے غلام ہو کر کیا تھا جو نہ کیا جو نہ کر سکتے۔ خون کئے۔ گھر لوٹے۔ بیچ بستیاں کیں۔ شہر جلائے۔ مندر گرائے۔ بُت توڑے۔ اور یہی اشخاص تھے جن کی پاک زندگی اور اعلیٰ اخلاق نے ہندوؤں کو اسلام کی طرف کھینچنا تھا۔ یہی لوگ تھے جو ہندوستان میں موجودہ وقت پر اسلام کی فضیلت کے زندہ نمونے ہوتے۔ پھر کیا تعجب ہے اگر اسلام کی تقلید ہندوستان کی سوسائٹی کے سب سے نیچے کے حصہ تک محدود رہی اور اس کی آبادی کا کوئی معتد بہ حصہ اس مذہب کی کھینچ میں نہ آیا۔ **دوم**۔ ہندوؤں کے گر جانے پر ہندو مذہب کی اعلیٰ نشو و نما اگرچہ بند ہو گئی تھی لیکن معدوم نہیں ہو گئی تھی۔ اس کے سامنے اسلام کو کھڑا ہونا جتنا وہ اخلاقاً ناممکن تھا۔ اس میں شک نہیں کہ مروجہ بُت پرستی اسلام کی تعلیم کے سامنے کانپ اٹھتی تھی لیکن درشنوں کی شاستری اور اُپنشدوں کے متعلم کی نظر میں وہ تعلیم بچوں کی کھیل سے کیا زیادہ ہو سکتی تھی بحث میں بھی گو ہندو عام طور پر اسلام کے عقاید پر حملہ آور نہ ہو سکتے تھے تو بھی جس وقت کوئی پنڈت یا سادھو قدیم الہیات (ویدک) کو کھولتا یا خود کوئی مسلمان فقیر اس کو مطالعہ کر کے ظاہر کرتا تو فاتح مذہب کے رکن اس کی تحسین کرتے۔ لیکن حسد کی آنکھ سے دیکھنے سے باز نہ رہ سکتے تھے۔ ان ہر دو امور نے اسلام کی ترقی ہندوستان میں خاطر خواہ نہ ہونے دی۔

اے بوڑھے **آریہ ورت** تمہاری زندگی کیسی عجیب ہے۔ جوانی تو ہر کسی کی پُر شہرت ہوتی ہے لیکن یہ **خصوصیت** تم کو ہے کہ تمہارا بڑھاپا بھی پُر شہرت ہے تمہارے ہاتھوں میں سینکڑوں نو عمر ملک بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے کی حالت میں چلے گئے۔ مصر۔ ایران۔ یونان۔ مقدونیہ۔ روم حتّی عرب پیدا ہوئے اور مر گئے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں قائم ہوئیں۔ اور تمام قوموں کی قوموں نے مذہب کپڑے و لباس نے صورتیں بدلیں۔ لیکن تو جیسا ہزاروں برس گذرے تھا ویسا ہی اب بھی موجود ہے۔ چہرے پر جھریاں تو کسی قدر ضرور پڑی ہوئی ہیں۔ لیکن انہوں نے تمہاری صورت پر کچھ بہت اثر نہیں کیا۔ تیری صورت جیسی دارا نے دیکھی تھی ویسی ہی سکندر نے پائی۔ جیسے سمیرر نے سُنی تھی ویسی گلائیو نے دیکھی۔ پارسی۔ یونانی۔ عربی۔ خراسانی افغانی سب تیرے خون کے پیاسے رہے۔ تجھ پر تیر و وار کئے لیکن آخر کار وہ آپ ہی اُس شمشیر کے شکار ہوئے جو انہوں نے تمہارے خون کے لئے میان سے نکالی تھی۔ تم کو زخمی ضرور کیا۔ لیکن اُن زخموں کا اب داغ کے سوا کیا باقی ہے تمہارا مذہب زردشتی۔ بودھوں۔ اسلام اور عیسوی مذہبوں نے ہزاروں تدبیروں سے بدلنا چاہا لیکن تمہارا سوال سب سے یہی رہا بیٹو تم نئی بات مجھ کو کیا سکھلاتے ہو میں کمزوری کے مارے بول تو نہیں سکتا تو بھی تمہارے ساتھ بحث کے لئے کافی ہوں۔ میں زیادہ پڑھ تو نہیں سکتا تو بھی تمہیں صدیوں پڑھانے کے لئے کافی ہوں گا۔

آریہ ورت! تمہارے انشا۔ منطق۔ فلسفہ۔ اخلاق اور سیاست مدن۔ آج تک دنیا کے عالموں کو حیران کرتی ہے تمہاری سادگی۔ محنت۔ برداشت۔ درگذر اور تربیت اب بھی جہان کے عالموں کو گھبراہٹ میں ڈالتی ہے اس ملک کے جن باشندوں نے مذہب اسلام اختیار کیا وہ سوسائٹی کے لحاظ سے اس کے سب سے نیچے والی تہ سے تعلق رکھتے تھے اور اُن میں سے قریباً سب مذہب کے معنوں اور مقاصد سے ناآشنا (ناخواندہ) تھے اُن کے لئے مذہب بدلنا کوئی خاص بات نہیں تھی کہ اُن کی زندگی کی چال کو بدلتا۔ پس ہزاروں اور لاکھوں آدمی زبردستی یا لالچ سے مسلمان ہونے پر بھی اس ملک میں ایسے آدمی بہت تھوڑے ہیں۔ جو سچے مسلمان کہے جائیں۔ مغرب کے نو آمدہ مسلمان خود بہت پاکیزہ زندگی کے آدمی نہیں تھے اور اگر کچھ شخص ایسے تھے تو وہ ہندوستان کی آبادی کے بڑے مجمع میں کچھ نسبت نہیں رکھتے تھے۔" (دیکھو اودھ اخبار مطبوعہ ۹ فروری ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵)۔

یہ مندرجہ بالا غیر مذہب کے فضلاء و علماء کی رائیں ہم نے بیان خاطر اپنے الہامی دوستوں کے معراجات کے درج کر دی ہیں۔ انہیں سے انہوں نے عربستان کی

سیاحی کی مدتوں اسلامیوں اور شامیوں کی رفاقت میں رہے برسوں دادِ عرب کی خاک چھانی - صدہا عربی کی کتابوں کو پڑھا جن کی فضیلت سے آپ کو بھی انکار نہیں - اور چند جگہ آپ نے بھی اُن کے نام عزت سے یاد کئے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک منصف مزاج آدمی جان سکتا ہے کہ محمد صاحب کی تعلیم کیسی خلاف واقعہ اور اُن کے دعوے کیسے غلطی اور دھوکا سے پُر۔ اُن کی معجزہ نمائی کس قدر صداقت سے دور ہے - اگرچہ ایسی اور بھی صدہا شہادتیں مل سکتی ہیں - مگر ہم بقول مولوی غنیمت کے - مخاطب اند کے نازک مزاج است - سخن کم گو کہ کم گفتن رواج است اسی پر اکتفا کرتے ہیں - اب ناظرین خود ہی غور فرماویں کہ مرزا صاحب کے اس موشگافانہ کا سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ ان یورپین فضلاء کی شہادتوں کو بصدق باطنی مطالعہ فرماویں اور جو حق ہو اُس پر ایمان لاویں ورنہ ہر لبادھر - اگر خلاف قانونِ قدرت پر اس وجہ سے یقین کیا جاوے کہ پیشتر نثر سکتیمان ہے - تو پھر دنیا میں ہم کسی بات کو بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتے اور فریبی اور دغاباز لوگ روز بروز بہکا سکتے ہیں -

غلام احمد - صفحہ ۲۸ - اے صاحب میں نے آپ کو کب اور کس وقت کہا ہے کہ بے ثبوت اور بے تحقیق ہر ایک بات کو مان لیا کرو میں تو آپ کو کھلا کھلا ثبوت دے رہا ہوں اور خود میرا بھی یہی اصول ہے کہ بے تحقیق کے تاریخی واقعہ کو نہیں ماننا چاہئے لیکن ہو ساتھ اس کے آپ کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر حقیقی دانائی سے کچھ بہرہ حاصل کرنیکا شوق ہے تو چند ناکارہ اور محدود تجارب کا نام قانون قدرت مت رکھو - اور کنوئیں کی مینڈک کی طرح دنیا میں اسیقدر پانی مت سمجھو جو آپ کی نظر کے سامنے ہے -

تحریر پہ - اگرچہ صاف طور پر بسبب لعن و طعن جہلا کے آپنے ایسا دعویٰ نہیں کیا - مگر پھر بھی آپ کی تمام تحریر و تقریر سے وہی مطلب ظاہر ہوتا ہے - آپ جو کہتے ہیں کہ بے تحقیق کسی تاریخی واقعہ کو نہ ماننا چاہئے پھر اس کے برخلاف عملدرآمد کیوں کرتے ہو - شق القمر کی بابت آپ نے کیا خاک تحقیق کی اور تحقیق کرتے کہاں سے جب کہ تواریخ میں اس کا نام و نشان نہیں ہے اور اس کا وقوع ہونا معقولات سے بھی ثابت نہیں ہوتا - بلکہ عقل انسانی کسی طرح قبول نہیں کرتی - اور نہ محمد صاحب کے وقت میں کسی نے بسبب نامعقول ہونے کے قبول کیا - آپ کی مثال بعینہ آپ کے حسب حال ہے - اگر ہم اپنے محدود تجارب کو قانون قدرت کا خاتمہ مانیں اگر ہم اپنے معلومات کو ہی تمام عالم کا اندازہ جانیں تب تو بات آپکی ٹھیک ہے مگر یہ بالکل محال بلکہ وہم و خیال ہے - ہم تو تمام تجاربات کو جسے کوئی عقلمند بھی معقولیت سے بیان کرے یا کوئی فاضل بے تعصب ہرگز جس امر کو فاضلانہ طور پر بپایۂ ثبوت پہنچائے ماننے سے معذور نہیں ہیں - مگر معجزات و خوارق عادات کی نسبت تو آجتک تمام علما و عقلاء انکاری ہیں - عقل اور علم کو ہمیشہ ان توہمات سے عناد ہے - کبھی کسی فاضل نے معقولیت سے اس کا ثبوت نہ دیا - چنانچہ ہم بپاس خاطر مرزا صاحب چند معجزات معہ شہادت کے تحریر کرتے ہیں -

نمبر ۱ - حضرت مسیلمہ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پیرو مانتے ہیں کہ چاند بہت شخصوں کے سامنے آسمان سے اُتر کر اُس کی گود میں آبیٹھا اور صدہا لوگ ایمان لائے اور اب تک اُس کا فرقہ بھی موجود ہے - مثل عیسیٰ - و زکریا و یحییٰ - ریبولس و حسن حسین وغیرہ کے یہ غریب بھی ظالموں کافروں کی تیغ ظلم سے شہید ہوا - کتابوں میں لکھا ہوا ابھی موجود ہے تعلیم بھی اکثر اُس کی عمدہ ہے - برخلاف اُس کی اُمت کے مسلمان بھی اُس کے معجزات کے قائل ہیں دیکھو مفصل حال تکذیب براہین احمدیہ میں درج ہو چکا ہے) چونکہ چاند کا اُترنا قانون قدرت کے خلاف اور گود میں بیٹھنا سراپا لاف - پس ہم آپ سے صلاح پوچھتے ہیں کہ یہ قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں -

نمبر ۲ - شمس تبریز نے اپنی کھال اُتاری دوسرا نہیں - بسبب لوگوں کی نفرت کے شہر سے نکل کر سورج کو بلایا - کہ میرے واسطے گوشت بریاں ہو جاوے حسب کہنے اُس کے سورج نیچے اُتر آیا اور اُسے گوشت بریاں دے کر چلا گیا - فرقہ شمسیہ کی کتابوں میں بھی مذکور ہے - صدہا محمدی اس کے گواہ بھی ہیں - اُن کی شہادت کے مطابق اب تک ملتان میں گرمی بھی زیادہ ہوتی ہے - چونکہ سورج کا اُترنا برخلاف قانون قدرت اور اس کا اثر محدود ہونا سراپا غلط معلوم ہوتا ہے - اس واسطے آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ بات قبول کرنے کے لائق ہے یا نہ -

نمبر ۳ - پورن بھگت - بسبب ظلم پدر و مادر خود کے قتل کرایا گیا - بارہ سال جب اُس کی لاش کو کنوئیں میں پڑے ہوئے گذرے تو گورو گورکھ ناتھ جی سیالکوٹ میں تشریف لائے اور وہاں ڈیرا کیا - اتفاقاً ایک جوگی پانی نکالنے کے واسطے آیا - وہ لاش کو کنوئیں میں دیکھ کر گھبرا آیا اور واپس آیا اور مفصل حال عرض کیا - گورو جی نے خود بہ نفس نفیس تشریف لیجا کر آواز دیا - اُن کی مسیحا نفسی کی برکت نے قم باذنی کا کام کیا - وہ فی الفور زندہ ہوا - ہاتھ پاؤں نئے سرے سے پیدا ہو گئے باہر نکالا گیا اور جوگی بنایا گیا - بہت مسلمان لوگ اس کے گواہ ہیں اور اُس کا نشان بھی اب تک اسی جگہ ہے - وہ کنواں بھی اب تک موجود ہے - چونکہ یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے پس قبول کرنے سے آپ کو کیا انکار ہے -

نمبر ۴ - ایک روز بابا نانک جی مکہ میں تشریف لے گئے اور کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سو رہے - ایک مسلمان قاضی نے اسطرح سونے سے مخالفت کی اور اُن کے پاؤں پھرا کر دوسری طرف کر دئے ساتھ ہی کعبہ شریف بھی فی الفور پاؤں مبارک کی طرف پھر گیا - علی مردان - اکبر علی - غلام رسول نامی مسلمان بھی اس کے گواہ ہیں - ۱۰ - ۱۲ سال کا عرصہ گذرا کہ اسی مقدس معجزہ کو دیکھ کر دو ایماندار محمدی دین اسلام سے تائب ہو کر خالصہ دھرم پر ایمان لائے جو اب تک امرتسر میں زندہ موجود ہیں ایک کا نام محمد اسنگھ اور دوسرے کا نام رسول سنگھ ہے - جنم ساکھی میں لکھا ہوا موجود ہے آپ بتلائیے مرزا صاحب ہم اعتبار کریں یا نہ کریں -

نمبر ۵ - حدیث صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے فوضع ثوبہ علی الحجر ففر الحجر بثوبہ فجمح موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر الخ یعنی ایک دن موسیٰ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھ کر برہنہ (مثل محمدیوں کے) نہانے لگا - یہ نہانا تھا کہ وہ پتھر بھاگنے لگا اور موسیٰ کے کپڑے لیگیا موسیٰ نے اس کا تعاقب کیا - یہ کہتے ہوئے اے پتھر میرے کپڑے دیدے - اے پتھر میرے کپڑے دیدے - حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے گروہ تک پہنچا - پس موسیٰ نے غضبناک ہو کر پتھر کو مارنا شروع کیا - چونکہ پتھر کا بھاگنا خلاف عادت ہے - پس اس بات پر ہم اعتبار کریں یا نہ -

نمبر ۶ - ایک برات کشتی میں بیٹھی ہوئی دریا سے عبور کر رہی تھی اتفاقاً کشتی چکر آ کر ڈوب گئی - جب دولہا کی والدہ کو خبر لگی وہ گھر بار بیچ کر دریا کے کنارے پھرنے لگی اتفاقاً کئی سال کے بعد غوث اعظم جیلانی اُس کو مل گئے جن کے آگے اُس نے التجا کی جس کی التجا پر وہ راضی ہو کر فی الفور کشتی غرق شدہ معہ مال و اسباب باجے گاجے اور براتیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے کتم عدم سے وجود میں لائے صدہا مسلمان اس کے اقبالی ہیں - چونکہ کئی سالوں کے بعد کشتی غرق شدہ کا نکلنا اور تباہ شدہ مردوں کا زندہ ہونا

برخلاف قانونِ قدرت ہے۔ پس اس بات پر اعتبار کرنا چاہئے یا نہیں۔

جب یہ تمام مذکورہ بالا باتیں باوجود ہونے کثرت گواہوں کے بھی عقلاً درست نہیں مانتے ہیں حالانکہ اب تک ایسی روایات موجود ہیں تو پھر ایک مہمل و ہوائی بات مثلاً شق القمر جسے نہ تواریخ۔ نہ تعلیم۔ نہ عقل۔ نہ تجربہ۔ نہ شہادت۔ نہ ایمان تسلیم کرتا ہے۔ کس طرح مانیں اور سچ جانیں۔ حالانکہ ہمارے مخالفوں سے لاکھوں محمدی بھی انکاری ہیں اور خود محمد صاحب نے بھی کبھی اور کسی جگہ اور کسی کے سامنے اقرار نہیں کیا۔

مرزا صاحب غلط بات پر زیادہ اعتراض کرنے سے آپ اس کی بیقدری ہی نہیں کرانے ملکہ فرمنی بھی بقول سعدی۔ آنکہ چوں پستہ گفتش ہمہ مغز * پوست بر پوست ہست ہیچ بیار۔

غلام احمد ۳۰۸۔ بالآخر یہ بھی واضح ہو کہ ہر چند ویدوں میں بہت سی بے بنیاد کہانیاں بطور معجزات گذشتہ دیوتاؤں کی لکھی ہیں۔ مثلاً رگوید اشٹک اول میں لکھا ہے کہ اسونوں دیوتاؤں نے کسی نامعلوم زمانہ میں ایک لولے کو لوہے کی ٹانگیں دیدی تھیں۔ اور بانجھ کو دودھیلا کر دیا۔ اور ایک اندھے کو سوجاکھا بنا دیا تھا۔ اور ایک شخص جس کا سر کٹ گیا تھا۔ بجائے اس کے گھوڑے کا سر اس پر لگا دیا تھا۔ اور سیاوارشی کو جس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے از سر نو زندہ کر دیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم نے الزامی جوابوں میں ان کہانیوں کو پیش نہیں کیا۔ کیونکہ گو ان بے اصل قصوں کا جن کا حوالہ کسی ایسے بے نشان زمانہ پر دیا گیا ہے جو وید سے پہلے گذر چکا ہے۔ تمام پرانوں والے تو مانتے ہیں مگر حال کے جدید آریہ سماج والے ان مقامات کو بڑی جانکنی سے بے سر و پا و پر تکلف تاویلیں کرتے ہیں۔

تردید تعصب بیجا اور ضدیت ناروا سے آپ کی بات بات میں خلط ہے بغرض وید لیل عادی کرنا اور منتر مانا آپ ہی کی محنت ہے ... بے بنیاد منتر وں اور فرضی و بنیادی حکایتیں آپ نے جاہلوں کو طور پر ویدوں کا نام لیکر درج کی ہیں وہ تمام انہیں کی ہیں بھی بید مقدس میں کہیں نہیں پس ہم کہاں تلاش کریں اور آپ کی اس زباندرازی اور دھوکا بازی کی لہاں سے اصلیت نکالیں اس واسطے ہمارا قطعی انکار ہے

مگر ہم ایسے ہی بے سر و پا معجزات و توہمات آپ کے نبیوں کے دکھلاتے اور آپ کی طرح اندھا دھند جھوٹی روایتیں نہیں تراشتے بلکہ اصل عبارت اور حوالے بھی ساتھ ہی بتلاتے ہیں۔ ہم آپ کی طرح جاہلوں میں لال بجھکڑ بننے کیواسطے تیر در تاریکی نہیں چلاتے۔ بلکہ آپ کی کتب مستندہ کے رو سے اصل عبارت تحریر کر کے ترجمہ مستندہ کو کام میں لاتے اور ثبوت پہنچاتے ہیں کان دھر کے سنئے۔

نمبر۱۔ حضرت امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں حضرت نے جابر کے گھر جا کر گوشت کی ہنڈیا اور گوندھے ہوئے آٹے میں اپنے منہ کا لعاب ڈالا جس کی برکت سے ہزاروں آدمیوں نے وہ کھانے اور سیر ہوئے (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ باب پہلا فصل ۴)۔

نمبر۲۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ حدیبیہ میں حضرت کی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہوئیں۔ وہ پانی ہم نے پیا۔ (دیکھو صفحہ ۳۰ تحفۃ الہند)۔

نمبر۳۔ روضۃ الاحباب و مدارج و معارج میں لکھا ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری کی گواہی دی اور لبیک و سعدیک پڑھا (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۹ و ۴۰)۔

نمبر۴۔ ایسی صحیح میں حضرت امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ ایک ستون مسجد کا جو کھجور کا تھا۔ حضرت کی جدائی میں رونے لگا۔ حضرت نے اسے گلے لگایا۔ تب وہ ایسے رویا جیسے چھوٹا لڑکا روتا ہو۔ اور کوئی اسے رونے سے چپ کراوے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۱)۔

نمبر۵۔ روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت عقیل سے بموجب فرمانے پیغمبر صاحب کے پہاڑ باتیں کرنے لگا۔ اور کہا میں روتا ہوں اس واسطے میرے میں پانی نہیں رہا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۲)۔

نمبر۶۔ حضرت قضائے حاجت کے واسطے گئے۔ درخت گنبد کی مانند جمع ہوئے۔ اس پردہ میں حضرت نے قضائے حاجت کی۔ (صفحہ ۱۵۴ معارج النبوہ)۔

نمبر۷۔ حضرت سے ایک اونٹ بولا اور اعرابی کی شکایت کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتا ہے اس واسطے میں اس کو سواری نہیں کرنے دیتا۔ (صفحہ ۳۲ تحفۃ الہند)۔

نمبر۸۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ سنگریزے حضرت اور ان کے خلیفوں کے ہاتھ میں آ کر قرآن کی آیتیں پڑھا کرتے تھے (دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۳۰۹)۔

نمبر۹۔ معارج میں ہے کہ حضرت بریدہ کہتا ہے کہ ایک اعرابی کے کہنے سے حضرت نے ایک درخت کو بلایا۔ وہ مع رگ و ریشہ کے حاضر آیا۔ السلام و علیک کیا۔ اور پھر واپس چلا گیا۔ (صفحہ ۳۲)۔

نمبر۱۰۔ حضرت کے جسم کا سایہ نہ تھا اور ابر ہمیشہ سر پر رہتا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ و ۳۷۵ معارج النبوۃ)۔

نمبر۱۱۔ در روایت صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ روزے آں حضرت را داعیہ آں شد کہ زنے را بنکاح خود آرد عائشہ رضی را فرستاد آں عورت را ببیند عائشہ زن را دید و در نظرے خوب نبود و نخواست کہ خوبی او ظاہر گرداند آں حضرت را گفت کہ در آں زن صفائی مشاہدہ نکردم حضرت فرمود سبحان اللہ بر رخسارہ چپ او خال دیدے کہ از آں شگفت مدتی مو بیا براندام تو برخاست عائشہ گفت کہ واللہ ہیچ سرے از امر حق بر تو پوشیدہ نیست (دیکھو معارج النبوۃ رکن ذکر چہارم معجزات باب دوم فصل اول صفحہ ۱۷۲ سطر ۱۶ سے ۲۰ تک)۔

اسی عائشہ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ اور ۱۷ آیات قرآنی میں اس کا ذکر ہے مگر اس کے جھوٹ بولنے پر بھی ناظرین خیال کریں۔

نمبر۱۲۔ بی بی عائشہ نے اندھیرے میں حضرت کا منہ دیکھ کر سوئی میں دھاگا ڈال دیا سلیمان پارسی گواہ ہیں (دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۳۷۰۔ رکن چہارم باب دوم فصل اول)۔

نمبر۱۳۔ عائشہ روایت میکند کہ شبے نوبت من بود و در حجرۂ من چراغ نبود چوں آں حضرت در آمد بادے اظہار ایں معنی نمودم فرمود کہ اے عائشہ میخواہی از برائے تو چراغ برافروزم بے فتیلہ و بے روغن۔ گفتم بلے۔ فرمود رسول اللہ لب مبارک کشادہ بر روی

حاشیہ۔ ہمارے ایک مہربان بابو پرتاب بہادر صاحب ممبر آریہ سماج ... نے ان باتوں کا ... مرزا صاحب سے طلب کیا تھا اسکا جواب ... سے خط آیا کہ لالہ پرتاب بہادر صاحب تسلیم آپکا خط آیا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیا ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے رسالے کی جو بمقابلہ سرمہ چشم آریہ تالیف کرینگے ارادہ ہے قبل از طبع اصلاح کرانا چاہتے ہو مگر ایسی اصلاح ہمارا دستور نہیں ہے ہمارے نزدیک آپکا رسالہ جب ... [illegible] ... رقم عبد الکریم سنور از قادیان ۱۳ ربیع الاول ...

اس مرزا صاحب کے جواب سے ان کی عقل و علم پر افسوس آتا ہے اور تعریف الشان کی جو ایک فاضل نے کی ہے ان پر صادق آتی ہے۔ کہ آدمی ... کے اقل درجہ کا مکار دو پایہ ہے۔ اب ہم بجہت اس وعدہ مرزا صاحب کے منتظر ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

من بسم و در میان اسنان در افشاں آں حضرت نور تاباں گشت کہ خانہ ام ازاں روشن شد وچنداں امتداد و یافت کہ بجائے عوراے درخانہ من بشعاع آں نور بعضے ریسمان میرسیتند و بعضے جامہ میدوختند تا وقت خواب و ہنوز فروغ آں نور باقی بودہ (صفحہ ۳۲۴ رکن چہارم معارج باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۱۴۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ گفت مردے پیش رسول آمد و گفت دختر خود را بشوہر میدہم۔ مرا مددگاری کنید۔ رسول فرمود کہ چیزے از اعراض دنیوی ندارم اما بوجہ دختر ترا مخصوص کنم کہ خوشتر از تمتعات دیگراں باشد علی الصباح یک شیشہ سر کشادہ با شاخ چوبی بیاید تا آں عطیہ موعودہ فائز آئی آں و بعد مودہ عمل نمود رسول از ساعد مبارک خویش ترعرق باآں چوب اندو بشیشہ اش مجتمع ساختہ بدان دختر فرستاد تا بجائے طیب بکار برد و بداں دستور آں چوب براں شیشہ رہی آورد (دیکھو صفحہ ۳۲۵ معارج

نمبر ۱۵۔ از ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ گفت روزے آنحضرت در خواب بود و عرق بر جبین اش نشستہ بود من ازاں قدرے در قارورہ بگرفتم اتفاقاً دختر را از دوستان من عروس میکردند۔ قدرے ازاں عرق برائے عروس بکار بردم عطر از آں عروس را ایام حیات منتشی شد ہر گاہ آں عضو را التمسح بہ اسجہ طیباً آں مزید گشتے و گویند کہ ازاں عروس دختر و دیگر تولد نمود آں را بجا ازاں فرزند بشرے تمہید (دیکھو معارج صفحہ ۳۲۵ رکن چہارم باب دوم)۔

نمبر ۱۶۔ حسن و حسین کے منہ میں زبان ڈالتے تھے ان کی پیاس بجھتی تھی۔ صفحہ ۳۴۴ معارج النبوۃ۔ (اب ایمان لانا نہ لانا آپ کے ذمہ ہے)۔

غلام احمد صفحہ ۱۵ حاشیہ۔ اس جگہ واضح ہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آں حضرت سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا خارق تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا

تردید۔ اس ایک نوع کی تردید تو کافی بلکہ وافی ہو چکی ہے کہ اس میں سے ہم نام کو نہیں جو جانکہ معجزہ نہ قرآن میں دعا کا ذکر ہے اور نہ حضرت سے منسوب۔ بلکہ وہاں تو معاملہ ہی دگرگوں اور عوض کسی اور کو عاجز کرنے کے خود مدعی معجزہ ہی سرنگوں ہے۔

غلام احمد حاشیہ ۱۶۔ "دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات سال تک ڈالا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔"

تردید۔ محمدی لوگ ہمیشہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد صاحب رحمت اللعالمین ہیں اور مخالف ہمیشہ تردید کرتے رہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ زحمت اللعالمین ہیں۔ مگر اب محمدیوں کا انکار مرزا صاحب کے اقرار سے صاف جھوٹ پایا گیا اور تصدیق ہو گیا کہ وہ ضرور ہی زحمت اللعالمین ہیں نہ کہ معاذ اللہ رحمت اللعالمین۔ ملک کو ویران کرایا۔ صدہا بیگناہوں۔ عاجزوں۔ مسافروں۔ مظلوموں کا خون بہایا۔ کتب خانوں کو جلوایا۔ خلقت کو شہید کروایا قحط ڈلوایا پس ہر طرح یہ باتیں بسبب حق الیقین ہیں کہ آنحضرت ضرور زحمت اللعالمین ہیں۔ اگر قحط کا واقع ہونا کسی معجزہ کی دلیل ہے تو ہر ایک وقت کسی نہ کسی ہی کی حاضری ضرور ہے جیسا کہ اس انیسویں بکرمی۔ اٹھارھویں۔ عیسوی اور تیرھویں ہجری میں **قادیاں میں قدم** حضور ہے اور مسیلمہ محمد سے بڑھ کر رسول اللہ۔ نبی اللہ و حبیب اللہ کہلانے کے سزاوار۔ حضرت یہ معجزہ نہیں۔ بلکہ قدم نحوست لزوم کے آثار ہیں جیسے پیدا ہوتے ہی والدین کا فوت ہو جانا۔ خاندان پر تباہی کا آنا۔ بزرگوں کا دوزخ میں جانا بال بچوں کا مرجانا اور ان کے ماتموں میں گریہ زاری کرنا۔ حسن و حسین کا کربلا میں وفات پانا اور بی بی عائشہ کا بصرہ کے سفر میں سر گردانی اٹھانا۔ تیرہ سو برس میں ایک سینکڑہ کے قریب امت کا بانٹا جانا۔ یہ تمام نحوست کے نشان ہیں نہ کہ معجزہ و خوارق عادات مرسلان بقول شخصے

جہاں جائیں قدم شریف　　نہ رہے ربیع نہ رہے خریف

ہم اس موقع پر ذوالنون مصری کی ایک حکایت درج کرتے ہیں۔ از بوستان۔

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل　　نکرد آب بر مصر سالے سبیل
گروہے سوے کوہساراں شدند　　بزاری طلبگار باراں شدند
بذوالنون مصر و زیشاں کسے　　کہ بر خلق رنج ست و سختی بسے
فرو ماندگاں را دعائے بکن　　کہ مقبول را رد نباشد سخن
شنیدم کہ ذوالنون بمدین گریخت　　بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
بپرسید زو عارفے در نہفت　　چہ حکمت درین رفتنت بود گفت
شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں　　شود تنگ روزی ز فعل بداں
درین کشور اندیشہ کردم بسے　　پریشاں تر از خود ندیدم کسے

(بوستاں باب چہارم حکایت آخری)۔

غلام احمد صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک حاشیہ۔ تیسرے وہ تصرف ایجادی جو قرآن حضرت کو ترکِ کفار سے محفوظ رکھنے کیلئے بروز ہجرت کیا گیا۔ یعنی جگہ کفار مکہ نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے نبی کو اس ارادے سے خبر دیدی۔ اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا۔ اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے۔ جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے۔ اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تھا ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آں حضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تا کہ مخالفوں کے جاسوس آنحضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ سو جب آنحضرت اس عزیز کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر چلے گئے تو آخرش تفتیش کے بعد ان نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر ڈالیں۔ اس مصیبت کے سفر میں بجز ایک ولی دوست کے اور کوئی انسان ہمراہ نہ تھا۔ راہ میں بڑے بڑے عجائبات خدا نے دکھلائے۔ جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ آں حضرت کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا۔ اور تمام مخالفین آں حضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ الیسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا۔ اور آنحضرت ان کے سر پر خاک ڈالکر چلے گئے۔

تردید۔ اس کا عمدہ جواب فاضل اجل جناب حسیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ محمدی لوگ کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور پر محمد۔ مدینہ کو چلا گیا ہے غلطی ہے یہ معجزہ نہیں بلکہ دھوکا ہے۔ علی تمام رات چارپائی پر سبز چوغہ محمد کا تانے ہوئے سویا رہا۔ اور کافر دروازوں سے تاکتے رہے کہ وہ سویا ہوا ہے۔ اور محمد صاحب رات کو خود ابوبکر کے گھر چلے گئے۔ اور وہ یہی حکمت عملی کرکے علی کو سلا گئے تھے۔ (مرزا صاحب کو بھی اس فریب بازی کا اقبال ہے۔ "آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تھا تا کہ مخالفوں کے جاسوس آں حضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں)۔ صبح کو جب علی نکلا۔ تو لوگ حیران ہوئے اور محمد ابوبکر کے گھر سے غار کی

طرف چلے گئے"۔ (دیکھو دیباچہ قرآن انگریزی کا صفحہ ۳۶ سطر ۱۰ سے ۱۶ تک)۔

پھر وہی سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں اور میری رائے میں بڑا صحیح ثبوت ہے کہ محمد کا مذہب سوائے الشان کی ایجاد کے اور کچھ نہیں کیونکہ ... صرف تلوار کے فیصلہ کرنے پا رہا ہے" (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۳۵ سطر ۲۳ سے ۳۶ تک)۔

بلکہ مولوی صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں "ایک وقت یہ تھا کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت یہ صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے دلوں میں جوش ڈالا۔ جبکہ ابتدائے اسلام تھا۔ اور غلبہ نہیں تھا اور (پہلا حکم ہوا اور (جب) غلبہ ہوگیا۔ اور شرارت کفار بڑھنے لگی تو دوسرا حکم ہوا" (دیکھو تائید اسلام مطبوعہ سراجی لاہور صفحہ ۳۸ و ۳۹)

پھر جارج سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "حضرت محمد کی اس وقت سے ... اُس (محمد) کو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اس نے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ مسیح کی طرح عزت پاوے۔ تاہم اس کے معراج کا ذکر ایسا بیہودہ اور لغو معلوم ہوا کہ اس کے پیرووں نے ... کر چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا۔ جو محمد نے عملاً کیا اس شہرت کے حاصل کرنے کیلئے جس کو کہ اس نے بعد مرگ کے حاصل کیا" (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۴ سطر ۹ سے ۱۴ تک)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ محمد طائف میں ایک ماہ رہا۔ وہاں سے لوگوں نے نکالنا چاہا۔ اس نے اپنے آپ کو مطعم بن عدی (جو وہاں کا ایک معزز آدمی تھا) کے زیر سایہ جیسے سپردگی با حفاظت میں ڈالا کہ مجھے بچالے۔ اس بات نے اس کے پیروؤں کا دل توڑ دیا" (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳)۔

ڈاکٹر براڈکس صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ محمد نے مکہ سے مدینہ جا کر سہل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی زمین چھین کر ایک مسجد اور ایک اپنا گھر بنایا۔ یہ بہت ناانصافی کی ہے" (دیکھو لائف محمد صفحہ ۵۸)۔

جارج سیل صاحب دیباچہ قرآن میں بحوالہ سورۃ انفال کے فرماتے ہیں کہ لوٹ کے مال کی بابت (محمد نے) جھوٹا بہانہ کیا کہ خدا کے حکم سے یہ زکوٰۃ لیتا ہوں"۔ (دیکھو دیباچہ مذکور کا صفحہ ۱۳۷)۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ عمر فاروق نے روز حدیبیہ میں نبوت محمد سے انکار کیا۔ قال عمر ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ اور ایسا ہی صحیح بخاری میں بھی ہے کہ بروز حدیبیہ حضرت عمر کو نبوت محمد پر شک ہوا تھا۔ جب کہ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ کو کاٹ کر باسمک اللہم ہذا ما قاضی علیہ محمد بن عبد اللہ لکھا تھا۔ اور ابو جندل بن سہیل جو مسلمان ہوگیا تھا۔ اپنی پناہ سے کافروں کے حوالہ کر دیا جس کو انہوں نے اس کے روبرو اتنا مارا کہ مسلمانوں کو بڑی عار آئی اور اس ذلت و خواری میں صلحنامہ لکھ کر مدینہ کا رستہ لیا۔ اب ہم اصل عبارت صحیح بخاری کی نقل کرتے ہیں۔

فقال عمر ابن الخطاب فاتیت نبی اللہ فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق و عدونا علی الباطل قال بلی۔ کہا عمر خطاب نے (صلحنامہ کے وقت) میں پیغمبر خدا کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے کیا تو نہیں ہے نبی خدا کا کہا کہ ہاں کہا میں نے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور دشمن ہمارے باطل پر کہا کہ ہاں۔

قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری قلت او لیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی۔ میں نے کہا پھر تو کیوں ذلیلی کو ہمارے دین میں راہ دیتا ہے کہا میں رسول اللہ کا ہوں اور میں نافرمانی نہیں کرتا اس کی۔ وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا تو نہیں کہتا تھا کہ ہم جلد آئیں گے اور طواف کریں گے کہا کہ ہاں۔

فاخبرتک انا نأتیہ العام۔ مطلب یہ میں نے خبر دی تھی کہ تو آئے گا اسی سال میں۔
قلت لا قال فانک آتیہ ومطوف بہ۔ میں نے کہا کہ نہیں کہا تو کہ تحقیق تو آنے والا ہے اور طواف کرنے والا اس کا۔

قال فاتیت ابا بکر فقلت الیس ہذا نبی اللہ حقا قال بلی۔ پھر عمر کہتے ہیں کہ میں ابو بکر کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر کیا یہ شخص خدا کا سچا نبی ہے۔ کہا اس نے کہ ہاں۔

غرضیکہ خود مرزا صاحب کے بیان اور نیز شہادت محققین مندرجہ عنوان سے صاف ثابت ہے کہ حضرت نے فریب کیا اور دغابازی کی تعلیم دی۔ حکمت عملی کو کام فرمایا یہ تعلیم ضرور اللہ خیر الماکرین کی طرف سے ہوگی۔

غلام احمد صفحہ ۵۰۸ کا حاشیہ۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ نے اپنے نبی کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آنحضرت کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا۔ اور انڈے بھی دے دئے۔ اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکے میں پڑ کر ناکام واپس چلے آئے۔

تردید۔ اس مرزا صاحب کی تقریر سے صاف واضح ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد خدا خیر الماکرین کو اپنے نبی کے بچانے کیواسطے ایسی سخت مصیبت واقع ہوئی جس کا حد و حساب نہیں حضرت کیلئے اسم بامسمی بنکر فریب کرنا پڑا۔ چنانچہ مکر کیا یعنی ان کو دھوکا دینے کیواسطے انجیل متی والا کبوتر معہ مکاشفات والے جوڑے کے بھیج دیا۔ تاکہ وہ پالتو کبوتروں کا جوڑا خدا کے الہام سے رستہ میں (درمیان عرش اور زمین کے) جفتی کرتا ہوا آیا اور آتے ہی خدا کی مرسلہ کبوتری نے حاملہ ہو کر انڈے دیدیے۔ وہ انڈے گندے نکلے۔ یا بچے دئے۔ اس کا حال الغیب عند اللہ ہے۔

صرف اس ایک مکاری کو کافی نہ سمجھا بلکہ ایک عنکبوت (شاید سورۃ عنکبوت والا) کو بھی سدرۃ المنتہیٰ کے درخت سے یا طوبیٰ کی شاخوں سے بصحابت جبرئیل یا تار عنکبوتی کے ذریعہ نیچے لٹکایا کہ وہ بہت جلدی لٹک کر دروازہ غار پر بافندگی کرے تاکہ بخیال مرزا صاحب قادیانی کے مخالف دھوکا میں پڑ کر ناکام واپس چلے جاویں اور کسی طرح اس کے نبی محمد صاحب کو تکلیف نہ پہنچاویں حضرت وہ کن فیکون کی طاقت کہاں گئی۔ وہ قادر مطلق کی صفت کدھر چلی گئی کہ کبوتر اور عنکبوت کا محتاج ہوگیا۔ کبوتروں اور عنکبوت کے بغیر یہ فریب کیوں نہ کر سکا!!!! اور کن کن کمینے حیلوں سے حضرت کو بچایا۔ اور قریشیوں کو دھوکے میں پھنسایا۔ افسوس حضرت کے بچاؤ کیواسطے رب المسلمین کتنا سرگردان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش الٰہی دھوکا بازی میں پھنسکر واپس گئے ہونگے تو خدا نے ساری سورۃ محمد پڑھی ہوگی۔ اصل میں قرآنی خدا صرف افتادہ و خیر صلاح ہے کسی قسم کی بری باتوں اور مذموم صفاتوں سے مبرا نہیں۔

مشو نازاں باین لاثانی مکار و عجب خود
کہ از ابلیس بالاتر با بیجا و فریب خود

قریشیوں کے کھچیوں کی ہم کیا تعریف کریں کیونکہ جنہوں نے باوجود خدا کی اتنی حیلہ سازیوں

تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر پادشاہان دین محمدی)۔
علاوہ بریں ان کی حالت فوجی سپہ سالاروں جیسی تھی بلکہ تاخت وتاراج کرنیوالے سرداروں جیسے تھے اور اسی طرح ان کے وعدے و اقرار تھے جنہیں کامیابی دنیا کامیابی دیکھ تو ممکن ہیں مگر وہ تلواری جوش وخروش اب دنیا سے روپوش ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسلام بھی دنیا میں چار دینوں میں سب سے زیادہ ہیں۔ اول بودھ دوم عیسائی۔ سوم ہندو۔ چہارم مسلمان۔ جہاں جہاں جہالت زیادہ تھی وہاں وہاں اسلام زیادہ پھیلا۔ خصوصاً افغانستان۔ عرب۔ افریقہ اور جہاں تہذیب اور علم تھا۔ وہاں زور کے چلے جانے سے اسلام بھی خانہ بدوش ہوا۔ مثلاً یونان۔ اسپین۔ پرتگال۔ اب سوائے مسجدوں کے کھنڈروں کے محمدیت کا نام ونشان بھی باقی نہیں ہے اور ہندوستان بھی اس کا عنقریب شاہد ہونے والا ہے۔ مقام غور ہے کہ کس قدر خونریزیوں اور جدال وقتال کے ہونے سے بھی تا ہنوز سوائے چہار کروڑ کے مسلمان نہیں ہوئے۔ اور ان میں شاید دو ہزار بھی ایسے نہیں جو مذہب کی خاطر یا پسندیدگی سے ہوئے۔ اور عنقریب پنڈتان شاستروان کی توجہ سے فرزند واپس کھلا ہے جس کا نتیجہ پرماتما کی کرپا سے بہت جلد بمقابلہ ۹۰۰ برس کے آشکارا ہونے والا ہے۔ برخلاف افغانستان یا روم یا سوڈان یا عرب کے جہاں اور مذہب رہے ہی نہیں۔ اور عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ ایران اور روم بھی طعمہ نہنگ توپ فرنگ ہونیوالے ہیں۔ پس بہتر ہوتا کہ اگر آپ ایسی پیش گوئیوں کے پیش کرنے کے بدلے خاموش رہتے۔ اب عربوں کی حکومت صرف روم میں باقی ہے۔ اور وہ بھی بہت کمزور۔ چاروں طرف سے شکنجہ میں اسیر ہیں اور بے تدبیر۔ شاہ ایران کی مذہبی طاقت بھی طشت از بام ہے بلکہ شہرت عام۔ کہ اس میں برائے نام اسلام ہے۔ سکہ پر آفتاب ہے اور بیگم صاحبہ ہمرکاب۔ حجاب اسلامی بے نقاب ہے اور بیہودہ کی مٹی خراب۔

تیمور کی فتحیابی نادر کی کامیابی بھی ایسے ہی واقعات ہیں جو بہت تھوڑی مدت میں (جو بیس سال سے بھی کم) تاتار وایران سے گنگا جمنا تک فتحیاب ہوگئے اگر مذہبی خیال بھی ساتھ ہوتا۔ اور نیا مذہب چلانیکا ارادہ رکھتے۔ تو کیوں نہ محمد سے بڑھ کر عالمگیری کرتے۔ حضرت تو زندگی میں محروم رہے مگر تیمور ونادر کی کامیابی تو ایک دنیا کو معلوم ومفہوم ہے۔

اسفندیار کے واقعات وفتوحات بھی اس سے صد ہا درجہ بڑھکر آثار معجزہ ہیں۔ کہاں ایران وکہاں چین وجاپان بقول آپ کے فضل باری تھا۔ کیونکہ دین آتش پرستی دنیا میں جاری کیا۔

کیا یہ باتیں باوجود اپنی ذاتی خرابیوں کے کسی خاص صداقت پر منحصر ہیں۔ ہرگز نہیں۔

(۱) طوائف اگر ہزار من سونا پہن لے تو بھی طوائف ہی رہیگی۔
(۲) نیک عورت اگر کم لباس ہے تو بھی عصمت مآب کہلائیگی۔
(۳) صداقت اگر امریکہ میں بھی ہو تو صداقت ہے۔
(۴) جہالت اگر عرش یا عرب میں ہے تو بھی جہالت ہے۔

سعدی کہتا ہے خر عیسیٰ اگر بمکہ رود۔ چوں بیاید ہنوز خر باشد ٭ جس طرح محمد صاحب نے فوجوں کو قرآن میں دلیریاں دی ہیں اسی طرح پوپ اربن ثانی نے کونسل کلرمنٹ کروسیڈس کی نسبت لوگوں کو یونہی دلیری دی تھی۔ جس کی تقریر کا اثر یہاں تک ہوا کہ لاکھوں عیسائیوں میں دینی جوش بھڑک اٹھا

اور اسی طرح وہ لڑائیوں میں کبھی کامیاب اور بعض مرتبہ ناکامیاب ہوتے رہے (دیکھو کروسیڈس کی کتاب کا دوسرا باب)۔

غلام احمد ۲۲۴۔ ہاں بعض سوانح عجیبہ جو تاریخی طور پر ثابت کئے جاتے ہیں جیسے یہی معجزہ شق القمر ایسے سوانح پر یقین لانا یا نہ لانا اپنے علم وسیع یا محدود پر موقوف ہے۔

تردید۔ بیشک علم وعقل پر تو موقوف ہے مگر ثبوت بھی تو ہو نہ کہ حضرت علی کی نماز کیواسطے سورج کا واپس لوٹ آنا اور دنیا میں کسی کا اطلاع نہ پانا۔ شق القمر کا ہو جانا اور سوائے مرزا صاحب کے کسی کے خیال میں نہ آنا جتنے دانا ومحقق فاضل گذرے ہیں۔ سب اس معجزہ سے انکاری ہیں مگر جہلا کی زبان پر آمنا وصدقنا جاری۔ درحقیقت علم وسیع وبے علمی پر انکار واقرار کا انحصار ہے۔ اسی واسطے ہر ایک دانا کو انکار ہی سزاوار ہے۔

غلام احمد ۲۲۵۔ کیونکہ اول تو یہ اعتراض اگر فرضی طور پر صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے اور یہ اقرار دیا جاوے کہ اس آیت قرآنی کے دوسرے طور پر معنی ہیں تو ایسا قرار دینے سے کوئی بد اثر اسلام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کچھ اثر ہوگا تو صرف یہی کہ ہزار ہا معجزات میں سے ایک معجزہ پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکا۔

تردید۔ کہ خر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ چونکہ شق القمر کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ناچار یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا قرآن غلط ہے یا دعویٰ معجزہ اگر قرآن کی غلطی ہے تو اسلام کا نقصان جان ہے اور اگر معجزہ غلط ہے تو نقصان ایمان کیونکہ تمام قرآن میں سے صرف اسی ایک مضمحل سی عبارت میں تصدیق معجزہ کیواسطے محمدیوں کو گنجائش تھی اور یہی بیچارے جاہلوں کو ایمان لانے کی فہمائش۔ شکر پرماتما کا کہ معجزوں کا سردار مارا گیا جیسا کہ آپ خود بھی صفحہ ۲۲۵ میں کہتے ہیں تو پھر اگر عدم ثبوت شق القمر فرض کر لیا بھی جاوے تو اس سے ہرج یا نقصان کیا ہوا؟ حضرت نقصان ہوا قرآن کا۔ نقصان ہوا ایمان کا۔ آپ پھر پوچھتے ہیں نقصان کیا ہوا۔

غلام احمد ۲۲۷۔ صرف عناد اور کور باطنی کیوجہ سے معجزہ شق القمر سے انکار کرنا ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے اسلام کے ایک بال کو بھی ضرر پہنچ سکے جب معجزات موجودہ قرآنیہ کا مخالفین سے رد نہیں ہو سکتا تو موجودہ کو چھوڑ کر ان معجزات کی چھیڑنا جو اب آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں سراسر بے راہی ہے۔

تردید۔ قرآن میں کوئی معجزہ نہیں اور یہ کہاں سے جبکہ محمد صاحب بار بار انکاری ہیں۔ آپ جو شمار ہی آثار نے کیواسطے اتنی محنت وخواری کر رہے ہیں وہ محض رائیگان ہے۔ کیونکہ جو چیز قرآن میں نہیں اس کو آپ کس طرح اس سے نکال سکتے ہیں معجزات قرآنیہ آپ نے بتلائے یا تاویلی طور پر سنائے۔ سب کی تردید نمبروار موجود ہے اور ہر ایک موقعہ پر مشہود۔ اگر آپ کوئی اور معجزہ لائیں گے اور اپنی سفید داڑھی پر وسمہ لگائیں گے تو ہم ہر طرح تیار ہیں کہ جہالت کی دھجیاں اڑائیں اور کاذب سیاہی کو اڑا کر سفید کر دکھلائیں اور آپکو قائل کریں بقول ع سیاہی زمو رفت واز رو نہ رفت۔

غلام احمد ۲۲۹۔ کیا ممکن نہیں کہ اس حکیم مطلق نے انشقاق واتصال کی دونوں خاصیتیں رکھی ہوں۔ جن کا ظہور اوقات مقررہ سے وابستہ ہو اور ازلی ارادہ سے وہی وقت ظہور مقرر ہو جبکہ ایک نبی سے ایسا ہی معجزہ مانگا گیا۔

تردید۔ یہ بات دو طور سے ناممکن ہے۔ رابعہ کہ حکیم مطلق کا کوئی کام بیفائدہ ومہمل نہیں ہوتا اور یہ بالکل بیفائدہ ومہمل ہوا کفار مکہ سے (اس معجزہ پر) کوئی بھی ایمان نہ لایا اور خصوصاً

کفار کا سردار ابوالحکم بقول تمہارے قائل نہ ہوا اور نہ کسی غیر محمدی نے تصدیق کی پس اگر خدانخواستہ کوئی مانے تو کس غرض کے لئے بقول تمہارے خدا نے اگر یہ کام کیا تو کیا اسے خبر نہیں تھی کہ کوئی مسلمان نہیں ہوگا اگر خبر نہیں تھی تو بے علمی ثابت۔ اگر خبر تھی تو فعل عبث ٹھہرتا ہے جو سراسر عیب ہے۔ دوم۔ قرآن میں اگر وہ بقول تمہارے خدا کا کلام ہے اس بات کو صریح کر کے جتلانا چاہئے تھا کہ انشقاق و اتصال کی قوتیں اس میں معجزہ احمدیہ کے واسطے ہم نے پوشیدہ رکھی تھیں کیونکہ دین اسلام کا پھیلانا ہمارا مقصود تھا چنانچہ جب فلانے فلانے کفار نے اس قسم کا معجزہ مانگا تب ہم نے بپاس خاطر حبیب خود شق القمر کر دیا۔ تم لوگ اس کے پیرو ہو جاؤ مگر تمام قرآن میں کہیں بھی اس معجزہ احمدیہ کا یا کسی کافر کی شہادت کا اشارتاً بھی نام و نشان نہیں چہ جائیکہ صاف طور پر ہو اسواسطے آپ کا دعویٰ سراسر رسمی اور معقولیت سے دور ہے۔ قدرت کا اس میں ہرگز ظہور نہیں۔

غلام احمد ۲۲۹ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کی قوت قدسیہ کی اثر سے دیکھنے والوں کو کشفی آنکھیں عطا کی گئی ہوں۔ اور جو انشقاق قرب قیامت میں پیش آنے والا ہے اس کی صورت ان کی آنکھوں کے سامنے لائی گئی ہو کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ مقربین کی کشفی قوتیں اپنی شدت حدت کی وجہ سے دوسروں پر اثر ڈالتی ہیں اس کے نمونے ارباب کشف کے قصوں میں بہت پائے جاتے ہیں۔

تردید۔ حضرت نہ کسی نے جسمی آنکھوں سے دیکھا اور نہ کسی نے کشفی آنکھوں سے صرف وہمی اور اعتقادی خیال ہے اس کی ضرورت اور مقابلہ اور دلوں کے بے معجزہ رہنا حضرت کا ناگوار معلوم ہوا۔ بات کا بتنگڑ بنا شق القمر حضرت سے منسوب کر دیا۔ عہد سلطنت اسلام یا مملکت اسلام میں کسی کی شامت آئی تھی جو معترض کرتا۔ اگر کسی نے قرآن کے مقابلہ میں کوئی آیت بھی تصنیف کی تو جھٹ وہ مقتول ہوا اور اس پر قہر احمدی نزول۔ شکر ہے کہ آپ ان ظاہری آنکھوں اور ظاہری چاند اور ظاہری معجزہ سے ہٹ کر کشفی آنکھوں پر آ گئے پس اگر بفرض محال کشفی زبان سے کہا کہ کشفی آنکھوں نے دیکھا اور کشفی چاند دو ٹکڑے ہوا تو درحقیقت معجزہ شق القمر کا آپ خاتمہ بالخیر کر چکے ہماری تو ظاہری چاند سے جو ایک کرہ ہے معجزہ مراد تھی اور اس کے شق ہونے پر اعتراض تھا جس کے بتلانے سے آپ سراپا عناشاد ہیں بلکہ خود بھی بے بنیاد ٹھہرا رہے ہیں کہ شاید کشفی آنکھوں سے کشفی چاند کا کشفی شق ہونا دیکھا ہو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دو طرح سے باطل ہے اول تو قرآن میں ان کشفی آنکھوں کا بیان نہیں پس یہ صرف آپ کا بہتان کسی طرح قابل اطمینان نہیں دوم مسلمانوں کو کشفی آنکھوں کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی رطب و یابس پر جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے ایمان لائے بیٹھے ہیں باقی رہے کافر وہ مستحق نہیں کہ کشفی آنکھیں انہیں دی جاویں۔ ورنہ وہ کافر نہیں رہتے اگر وہ بعد ملنے کشفی آنکھوں کے بھی محمدی نہ ہوتے تو مشاہدہ شق القمر کا سراپا فعل عبث ہونا ثابت ہے پس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ کشفی آنکھیں دی گئی ہوں اب مقام غور ہے کہ جب کوئی کافر شق القمر کو بقول تمہارے دیکھ کر یا سنکر بھی اس وقت مسلمان نہیں ہوا۔ اور نہ قرآن میں کسی کا ذکر ہے تو پھر یہ کہنا صاف دروغ ہے کہ ان کو کشفی آنکھیں دی گئیں۔ حالانکہ نہ کشفی آنکھیں دی گئیں اور نہ ظاہری اور نہ کسی طرح بھی کسی نے دیکھا اور نہ وقوع ہوا اور نہ کوئی مسلمان ہوا۔ پس آخر الامر آپ کو ماننا پڑا کہ یہ ظاہری چاند محمد صاحب کے وقت میں شق نہیں ہوا۔ اور یہی ہمارا مطلب تھا کہ معجزہ شق القمر باطل ہے کسی نے سچ کہا ہے۔

آنچہ دانا کند کند ناداں   لیک بعد از حصول رسوائی

اب ہم قرآن کے رو سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے اور کسی طرح کا معجزہ ان سے کبھی اور کسی جگہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی انہوں نے کسی کے سامنے کوئی معجزہ دکھلانے کا اقرار کیا۔

(۱) سورۃ انعام۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانہم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون۔ ترجمہ۔ ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو غم دلاتی ہیں ان کی (کافروں کی معجزہ طلب) باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوتے جاتے ہیں۔" دیکھئے معجزے مانگے گئے حضرت نے انکار کیا۔ انہوں نے جھٹلایا۔ خدا تسلی دیتا ہے کہ یہ بے انصاف ہیں۔

(۲) سورۃ انعام۔ والذین کذبوا بایتنا صم و بکم فی الظلمت من یشاء اللہ یضللہ۔ ترجمہ۔ جو ہماری باتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں۔ اندھیرے میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے۔" حضرت نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے معجزہ مانگا نہ بتلا سکے۔ لوگوں نے جھوٹا کہا۔ خدا کافروں کو معجزہ نہیں دکھلاتا۔ بلکہ گالیاں دیتا ہے۔

(۳) سورۃ انعام۔ قل انی علی بینۃ من ربی وکذبتم بہ ما عندی ما تستعجلون۔ ترجمہ۔ تو کہہ (اے محمد) مجھ کو گواہی پہنچی میرے رب کی اور تم نے اس کو جھٹلایا۔ میرے پاس نہیں ہے (معجزہ) جس کی شتابی کرتے ہو۔" قطعی انکار ہی ہے کہ میرے پاس معجزہ نہیں۔

(۴) سورۃ صافات۔ خلقنہم من طین لازب بل عجبت ویسخرون۔ ترجمہ۔ یعنی ان کو بنایا ہے ایک گارے چپکتی سے بلکہ تجھ کو تعجب ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور وہ تجھ سے ٹھٹھے کرتے ہیں۔

(۵) سورۃ الانبیاء۔ فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون ما امنت قبلہم من قریۃ اہلکنہا افہم یؤمنون۔ ترجمہ (کافر کہتے ہیں) چاہئے محمد کو لے آوے ہم پاس کوئی نشانی یعنی معجزہ جیسے لائے ہیں پہلے (آگے خود بخود جواب ہے) کہ نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے کھپاتے ہم نے کیا۔ اب کوئی یہ مانیں گے۔" یعنی نہیں مانیں گے۔ اسی واسطے ہم نے تجھ کو اے محمد معجزہ نہ دیا۔ خوب۔

در تفسیر لوامع التنزیل آمدہ کہ آیا و قالوا لن نؤمن لک الخ در حق عبد اللہ بن امیہ و ولید و ابوجہل و عاص آمدہ زیرا کہ در مکہ معظمہ قبل از ہجرت حضرت رسالت پناہ جمعی از قریش بخدمت آں حضرت آمدہ تکذیب آں حضرت نمودہ گفتند کہ لن نؤمن لک الخ حضرت ازیں سبب رنجور شدہ جواب سلام ایشاں ندادند۔ حضرت بام سلمہ گفت کہ برادر تو پیش از ہجرت من تکذیب من کرد۔ چناں تکذیب کہ احدے از ناس چناں تکذیب من نکردہ بودند

دیکھو صفحہ ۱۱۷۔ مطبوعہ

گلشن رشیدی

سنہ ۱۳[illegible]ھ۔ لاہور

ان پانچوں کے علاوہ ہم ۹ شہادتیں انکار معجزات محمدیہ کی قرآن سے نکال کر تکذیب براہین میں درج کر دی ہیں۔ یہ ۹+۵ = کل ۱۴ ہوئیں۔ اس قدر انکار معجزات کی گواہی ہم نے از روئے قرآن پیش کر کے ثابت کر دیا کہ محمد صاحب

حاشیہ۔ حالانکہ علاوہ معجزہ شق القمر کے حضرت بہت دفعہ دعائیں بھی مانگتے رہے چنانچہ معارج النبوۃ رکن سوم باب دوم فصل سوم صفحہ ۵۲۳ میں بیان ہے "روزے حضرت رسالت پناہ میگذشت عمر یا ابوجہل و بکہ نشستہ بودند قدم پوشیدہ در رہ داشتند خواجہ [illegible] آں سرور شب ہا برپا دعا مبادرت نمودہ کہ اللہم اعز ہذا الدین بابی جہل بن ہشام" مگر وہ کسی قریب بھی نہ آیا بلکہ اپنے دین پر ثابت قدم رہا۔ [illegible] کافر مانگتے تھے کہ نبی ہو تو اس کے ساتھ ایک نشانی ہو کہ ہم بھی دیکھیں اور یقین لاویں تو شاید حضرت کا دل بھی چاہتا ہو اس واسطے خدا نے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ [illegible] معجزات مت مانگو۔ [illegible] نشانی بھی سب کا دل پھیر تا ایمان [illegible] دیکھو صفحہ ۱۳۱ فتح القرآن مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ

معجزات کے دکھلانے اور کرامات کے بتلانے سے محض عاری تھے صرف عاری ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہر ایک مقامات پر انکاری ہیں مگر محمدی اس انکار پر بھی اُن کو خواہ مخواہ معجزے والا بتاتے اور کہیں نہ کہیں سے معجزہ لا کر اُن کے ذمہ لگاتے ہیں جیسے کسی کے متبنیٰ ہو۔ اور لوگ اس کے خیر خواہ اُس کی وراثت غرق نہ ہو جانے کے واسطے اور لوگوں کے بیٹے لا کر اُس کے متبنیٰ بنا دیں اور ہوا خواہی جتلا دیں۔ اور اُس بے اولاد کو صاحب اولاد ٹھہرا دیں۔ بعینہ یہ مثال محمد صاحب و مسلمانوں کے حسب حال ہے۔

جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ نہیں دکھلایا۔ دکھلانا تو درکنار اقرار کرنے سے ہی سرماتے رہے بلکہ طالبان معجزہ سے بھاگ بھاگ کر دوں میں منہ چھپاتے رہے۔ اگرچہ عموماً کوئی معجزہ بھی اُن کے پاس نہیں تھا۔ اور نہ کبھی انہوں نے دکھلایا۔ مگر معجزہ شق القمر تو ایسا ہے۔ تجربہ علم عقل قانون قدرت۔ وغیرہ سے کسی طرح اور کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتا مگر بیشتر مومن ہزارہا سال اگلے زمانوں کا استعجاب کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو ماسوائے چند بیوقوفوں کے یہ بیان ناسمجھ اور درست نکلا کہ شق القمر ہوا اور نہ حضرت نے کیا بیان سے نکلا۔ کیونکہ دونوں باتیں ہر طرح سے محال ہیں جب یہ حال ہے جیسے کہ تحقیقات کی گئی ہے اور معجزہ شق القمر محض بے بنیاد بات ہے پس کتاب میں اس کا بیان ہے وہ کس قدر حق سے دور اور راستی سے پرکراں ہے ؎

احمد کے معجزوں کو اگر سوچو عقل سے جب احتیاط رکھ اُٹھو اسلام کچھ نہیں

تفسیر قرآن میں سید احمد صاحب فرماتے ہیں "ان حضرت نے نہ کسی ایک شخص کے اور نہ کسی ایک گروہ کے ایمان پر دعوت کرتے وقت یہ نہیں لیا کہ اس سے پہلے اُس کے سامنے کوئی خرق عادت کی ہو اور ایک چیز کو دوسری چیز میں بدل دیا ہو جیسے لکڑی کا سانپ اور سانپ کی لکڑی اور سونے کو مٹی اور مٹی کو سونا بنا دیا ہو اور اسلام لانے کی دعوت کے وقت کوئی کرامات اور کوئی خوارق عادات آں حضرت صلعم سے ظاہر نہیں ہوئی (دیکھو صفحہ ۵۰ سورہ بقرہ تفسیر سید صاحب جلد اول ۱۲۹۷ھ علیگڑھ)

"سید صاحب فرماتے ہیں" مسلمانوں کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ آں حضرت صلعم کو تمام انبیاء سابقین سے افضل سمجھتے ہیں انبیاء سابقین کے معجزے تو قرآن میں بتلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کے ایک معجزہ کا کہیں قرآن مجید میں پتہ نہیں دکھلاتے برخلاف اُس کے خود آں حضرت صلعم کی زبان مبارک سے خدا نے فرمایا ہے کہ انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد اور معجزہ ہونے سے بالکل انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ قالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند اللہ و انما انا نذیر مبین۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ لا املک لنفسی نفعا الخ اور اسی طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں جو ہمارے سردار نے معجزوں کی نفی کی ہے پھر کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں۔" (دیکھو تفسیر صفحہ ۱۵۴ سورہ مائدہ جلد دوم ۱۲۹۹ھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی معجزہ کا ذکر نہیں ہے اور شق القمر کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معجزہ نہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں اما شق القمر فعندنا لیس من المعجزات انما ھو من آیات القیامۃ کما قال اللہ تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ولکنہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر عنہ قبل وجودہ فکان معجزۃ من ھذا السبیل ترجمہ کہ ہمارے نزدیک شق قمر معجزات میں سے نہیں ہے ہاں وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ قریب ہوئی ساعت اور پھٹ گیا چاند لیکن آں حضرت صلعم نے اس کے ہونے سے پہلے اس کی خبر دی ہے۔ اس راہ سے معجزہ ہے پھر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں ولم یذکر اللہ سبحانہ شیئا من ھذہ المعجزات فی کتابہ ولم یشیر الیھا فقط۔ "اللہ سبحانہ نے ان معجزات میں سے کچھ اپنی کتاب (یعنی قرآن) میں ذکر نہیں کیا اور مطلق اُس کی طرف اشارہ کیا ہے" (دیکھو تفسیر احمدی جلد سوم صفحہ ۳۴ سورہ انعام ۱۳۰۰ھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "آں حضرت صلعم کے پاس جو افضل الانبیاء والمرسل ہیں معجزہ نہ ہونے کے بیان سے ہمارا یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین کے پاس بھی کوئی معجزہ نہیں تھا" (دیکھو جلد سوم سورۃ انعام تفسیر سید صاحب صفحہ ۲۹) پھر وہی لکھتے ہیں کہ نبوت کوئی عزت اور کوئی بزرگی اور کوئی تقدس اور کوئی صداقت اسکی اور بانی اسلام کی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو اُس نے بغیر کسی لالچ کے اور بغیر کسی دھوکا دینے کے اور بغیر کسی کرشمہ اور کرتوت کا دعوے کرنے کے صاف صاف لوگوں کو بتا دیا۔ کہ معجزے و عجیبے تو خدا کے پاس ہیں میں تو مثل تمہارے انسان ہوں"۔ (صفحہ ۴۹ جلد سوم سورۃ انعام)

"سید صاحب فرماتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں کسی شخص میں معجزے یا الہام ہونے کا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دیتا ہے اور نبی کا ثبوت پیر پرست اور گور پرست لوگوں کی حالت سے جو اس وقت بھی موجود ہیں اور صرف معجزہ و کرامت کے خیال سے انکو پیر پرستی و گور پرستی کی رغبت دلائی ہے اور خدائے قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف انکو رجوع کیا ہے اور ان سے نذر و نیاز چڑھانا اور اُن کے نام کے تھان بنانا اور جانوروں کی بھینٹ دینا سکھلایا ہے بخوبی حاصل ہے اسی واسطے ہمارے پیچھے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خدا نے صاف صاف معجزات کی نفی کر دی"۔ (دیکھو تفسیر جلد سوم صفحہ ۴۹ سورۃ انعام ۱۳۰۰ھ مطبوعہ علیگڑھ)

معجزہ فصاحت

اکثر مولویوں سے ہماری بات چیت ہوئی اثناء گفتگو میں جب معجزات کا ثبوت مانگا گیا اور قرآنی آیات انکار معجزات کو گواہ گردانا گیا تو کبھی کوئی دانا مولوی محمد صاحب کو معجزہ والا نبی ثابت نہ کر سکا ہاں بمصداق احمدی کے تو ہم بھی قائل ہیں اور بیہادی معجزہ سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا مگر بعض مولوی صاحبان جب اور طرف سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو فصاحت قرآنی کو معجزہ گردان کر فاتوا بسورۃ من مثلہ کی بحث پیش کرنے لگے مگر کیا ایسے پوچ دلائل براہین عقلی کے سامنے کبھی ٹھہر سکتے یا معجزہ ہو سکتے ہیں اس واسطے وہ بہت جلد یا تو سکوت کرتے یا لڑنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور جتنی تعصب کی شامت سے وہ شرمساری اٹھاتے ہیں بقول سعدی ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست مقتضائے طبیعتش این است

نظر بر آں نہایت مناسب معلوم ہوا کہ ہم معجزہ فصاحت کی بھی تحقیقات کریں اور اسکی اصلیت کو عام محمدیوں پر کھولیں کہ آیا یہ معجزہ ہے یا نہ اور جو گھمنڈ انکے دل میں بیٹھا ہوا ہے اسکو اچھی طرح دور کریں

واضح ہو کہ بنیاد اس معجزہ کی قرآن کی آیات ذیل میں۔

نمبر ۱ (سورۃ البقرۃ) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ ترجمہ اے لوگو اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندے پر۔ تو لے آؤ ایک سورۃ اسی قسم کی اور بلاؤ جس کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۲ (سورۃ یونس) قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین ترجمہ تو کہہ لے آؤ ایک سورۃ اسی اور پکارو جسکو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

نمبر ۳ (سورۃ ھود) ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا

من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ کیا کہتے ہیں قرآن کو افترا کیا ہے تو کہہ لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۴ (سورۃ بنی اسرائیل) قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ ترجمہ کہہ کہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاویں گے ایسا اور پڑے مدد کریں ایک کی ایک۔

نمبر ۵ (سورۃ قصص) قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ اِن سے کہہ دے کہ خدا کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو توریت و قرآن سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو۔ اگر تم سچے ہو۔

تمام قرآن میں اس طرح کا ذکر محض مندرجہ بالا پانچ مقام پر ہے اور انہیں پانچ میں سے مرزا صاحب نے بھی سرمۂ چشم آریہ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۲۲۶ پر معجزہ کے دعوے سے پیش کیا ہے۔

واضح ہو کہ نمبر ۱ و ۲ میں ایک ایک سورۃ کے مطابق و نمبر ۳ میں دس سورتوں (ٹکڑوں) کے مطابق اور نمبر ۴ میں کُل قرآن کے مطابق و نمبر ۵ میں توریت و قرآن کے مطابق ہونے کی خواہش کی گئی ہے۔ اب ہم ہر ایک کی بابت تفسیروں سے تحقیقات کر کے آپ کو بتاتے ہیں۔ کہ یہ متعلق معجزہ فصاحت کے دعوے ہیں یا کچھ اور۔

نمبر ۵۔ سورۃ قصص کی بابت تفسیر حسینی میں لکھا ہے قل فاتوا بکتاب من عند اللہ کتاب از نزدیک خدا یتعالےٰ کہ باشد ھو اھدیٰ آں کتاب راہ نمایندہ تر منھما ازیں دو کتاب کہ بر من و موسیٰ نازل شدہ تا من اتبعہ و پیروی کنم آنرا ان کنتم صٰدقین اگر ہستید شما راست گویاں" (دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۵۶ ۱۸۷۸ء نولکشور)

اِس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت متعلق فصاحت قرآن کے نہیں بلکہ کفار عرب سے جو محمد صاحب کے بھائی بند تھے ایک کتاب توریت یا قرآن جیسی مذہبی یا ہدایتی کتاب مانگی گئی ہے کوئی تعلق فصاحت کا اس سے نہیں تمام مطلب سے تعلق ہے کہ کوئی مذہبی کتاب لاؤ جس کی ہدایت پر تم چلتے ہو جس مذہب والے کے پاس مذہبی کتاب نہ ہو اُس پر یہ بحث ہو سکتی ہے۔ مگر ہندوستان میں تو سب کے پاس ہے پس اس کا نہ تو فصاحت سے تعلق ہے اور نہ کتاب والے مذہب سے۔ اِس واسطے مرزا جی کا دعویٰ باطل ہے اور دیکھو امداد الاسلام صفحہ ۱۱۲ ۱۸۹۳ء مراد آباد۔

نمبر ۴ معہ نمبر ۲ و ۳ (سورۃ بنی اسرائیل) کی بابت آنریبل سر سید احمد خان بہادر فرماتے ہیں (اول تمام آیات لکھ کر) اِن سب آیتوں پر غور کرنے کے بعد اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ قرآن کی مانند سے کیا مراد ہے ہمارے تمام علماء و مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ خدا نے قرآن کے من اللہ ثابت کرنے کو یہ معجزہ قرآن میں رکھا۔ کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہیں کہہ سکتا اور نہیں کہہ سکا۔ پس اُنہوں نے قرآن کی مانند سے فصاحت و بلاغت میں مانند ہونا مراد لیا ہے مگر میری سمجھ میں اِن آیتوں کا یہ مطلب نہیں ہے۔

پھر سید صاحب فرماتے ہیں مگر یہ بات کہ اُس کی مثل کوئی نہیں کہہ سکا یا کہہ سکتا اُس کی من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی کسی کلام کی نظیر نہ ہونا اِس بات کی تو بلاشبہ دلیل ہے کہ اُس کی مانند کوئی دوسرا کلام موجود نہیں ہے مگر اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے بہت سے کلام انسانوں کے دُنیا میں ایسے موجود ہیں کہ اُن کی مثل فصاحت اور بلاغت میں آج تک دوسرا کلام نہیں ہوا مگر وہ من اللہ تسلیم نہیں ہوتے۔ نہ اِن آیتوں میں کوئی ایسا اشارہ ہے جس سے فصاحت و بلاغت میں معارضہ چاہا گیا ہو۔ بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اُس میں معارضہ چاہا گیا ہے کہ اگر قرآن کے خدا سے ہونے میں شبہ ہے تو کوئی ایک سورت یا دس سورتیں، یا کوئی کتاب مثل قرآن کے بنا لاؤ جو ایسی ہادی ہو۔" چنانچہ سورۃ قصص میں آں حضرت کو صاحب کو صاف حکم دیا گیا ہے" (دیکھو تفسیر قرآن سید صاحب موصوف کا صفحہ ۳۲ و ۳۳ سورۃ بقرہ ۱۲۹۶ھ علیگڈھ)

نمبر ۳ (سورۃ ہود) کی بابت تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے فان قیل قد قال فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ وقد عجزوا عنہ فکیف قال فاتوا بعشر سور فھو کقول الرجل لآخر اعطنی درھما فیعجز فیقول اعطنی عشرۃ الجواب قد قیل ان سورۃ ھود نزلت اولاً وانکر المبرد ھذا وقال بل نزلت سورۃ یونس اولاً وقال معنی قولہ فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ ای مثلہ فی الخبر عن الغیب والاحکام والوعد والوعید فعجزوا فقال لھم فی سورۃ ھود ان عجزتم عن الاتیان بسورۃ مثلہ فی الاخبار والاحکام والوعد والوعید فاتوا بعشرۃ مثلہ غیر خبر ولا وعد ولا وعید وانما ھی مجرد البلاغۃ" ترجمہ اور تحقیق کیا گیا ہے کہ کہا سورۃ یونس میں کہ لے آؤ ایک سورۃ مثل اِن کی اور کفار اس سے عاجز ہوئے ہیں اِس حال کیونکر کہا کہ لے آؤ دس سورتیں یہ تو مثل اِس کی ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ مجھ کو ایک درہم دے پس وہ عاجز ہو جاوے دینے سے۔ اور وہ آدمی پھر کہے کہ مجھ کو دس درہم دے اِس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سورۃ ہود اول نازل ہوئی اور اُس کا مبرد نے انکار کیا اور کہا بلکہ سورۃ یونس اول نازل ہوئی اور کہا کہ سورۃ یونس میں اس قول کے کہ مثل اس کے ایک سورۃ لے آؤ یہ معنے ہیں کہ مثل اس کی باعتبار خبر غیب اور احکام اور وعدہ و وعید کے لے آؤ پس کفار عاجز ہوئے قرآن سے سورۃ ہود میں کہا کہ چونکہ تم لانے سے ایک سورۃ کی مثل اِس کے باعتبار اخبار و احکام وعدہ و وعید کے عاجز ہوئے۔ تو تم لے آؤ دس سورتیں مثل اس کی نہ باعتبار خبر اور نہ وعدہ اور نہ وعید کے بلکہ فقط باعتبار بلاغت کے"

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی نے مقابلہ کیا ہے یا نہیں خود قرآن سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ بہت شخصوں نے کیا اور مفسران قرآن اقبال کرتے ہیں۔ کہ اُس کو شکر بنگاں قریش نے فصاحت و بلاغت میں پسند کیا اور قرآن کا سننا ترک کر دیا یعنے تسلیم کیا کہ وہ قرآن سے ہر طرح فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر اور مصنف قرآن سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے چنانچہ قرآن میں لکھا ہے سورۃ انفال۔ قد سمعنا لو نشآء لقلنا مثل ھٰذا ان ھٰذا الا اساطیر الاولین۔ ترجمہ از تفسیر حسینی (کہتے ہیں کفار) بدانکہ ما شنیدیم ایں کلام را اگر خواہیم ما ہم آئینہ بگوئیم مانند ایں مگر قصہ ہائے کہ پیشینیاں نوشتہ اند۔ اور (تفسیر بیضاوی ہے) لقلنا مثل ھٰذا وھو قول النضر بن الحارث واسنادہ الی الجمع اسناد ما فعل رئیس القوم فانہ قد کان قاصہم او قول الذین ائتمروا فی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم وھٰذا غایۃ مکابرتھم وفرط عنادھم اذ لو استطاعوا ذٰلک فما منعھم ان یشاء واقد تحداھم وقد عھم بالعجز عشر سنین ثم قارعھم بالسیف فلم یعارضوا سواھا مع انفسھم وفرط استنکافھم ان یغلبوا خصوصاً فی باب البیان ان ھٰذا الا اساطیر الاولین وروی اللہ الما قال والسعر ۲ صفحہ ۳۴۱ جلد اول) اِس کے حاشیہ پر لکھا ہے قولہ وھو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالیٰ احادیث القرون فقال لو شئت لقلت مثل ھٰذا وھو الذی جاء من بلاد فارس بنسخۃ حدیث رستم واسفندیار۔ ترجمہ ان ھٰذا مثل خلافۃ آوردہ اند کہ نضر بن حارث بتجارت بہ بلاد فارس آمدہ بود قصہ رستم و اسفندیار یاد گرفتہ بود و مغرب ساختہ بکہ برد و گفت ایک فسانہ آوردہ ام شیریں تر از افسانہائے محمد کہ بر ما میخواند حق سبحانہ عناد نضر عبرت بیند بہ کہ میگفت من مثل ایں بگویم و من نیز ازیں قصص یاد دارم بعد از استماع ایں سخن حضرت رسالت پناہ فرمود کہ وائے بر تو ایں کلام خداست و منزل من عند اللہ۔ نضر در مقابلہ ایں سخن دُعا کرد چنانچہ حق سبحانہ خبر میدہد واذ قالوا اللّٰھم و یاد کن آنرا کہ گفت نضر و متابعان او کہ باتفاق بودند کہ اے بار خدا ان کان ھٰذا ھو الحق اگر ہست ایں قرآن راست و درست

من عندک ان بروتو فامطر علینا حجارۃ من السماء پس برسا پتھر آسمان سے (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۲ سنہ ۱۸۷۷ء) اور تفسیر معالم التنزیل میں اور آشکارا کر کے لکھا ہے دیکھو سورۃ لقمان کی آیت ومن الناس من یشتری الخ کی تفسیر جہاں صاف لکھا ہے کہ قریش نے ان قصوں کو جو نضر بیان کرتا تھا بہت پسند کیا۔ اور تو اس کی پسند کا یہ لکھا ہے کہ اس کی فصاحت کے سبب انہوں نے استماع القرآن یعنے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا اور (تفسیر بیضاوی) میں بھی ایسا ہی لکھا ہے دیکھو جلد دوم صفحہ ۱۱۶ اور مدارک التنزیل برحاشیہ تفسیر حسینی سورۃ لقمان کی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے لوگوں نے نضر بن حارث کی فصاحت کے سبب سے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا جلد دوم صفحہ ۱۵۶ و معالم التنزیل جلد ثالث صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۔

غرضیکہ نمبر ۵ و نمبر ۲ کی بات تو معالم التنزیل و حسینی سے ثابت ہو گیا کہ یہ متعلق وہ باب کے ہیں اور نمبر ۳ و ۴ وہ کی نسبت فخر اسلام سید احمد صاحب سی ایس آئی کی تفسیر سے ثابت کیا گیا ہے کہ اس سے معجزہ فصاحت مقصود نہیں ہے اور نہ قرآن میں فصاحت لاثانی ہے بلکہ حسینی و معالم کے حوالوں سے یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ اُسوقت عرب والوں نے مقابلہ بھی کیا اور آیتیں بھی بنائیں اور قصص قرآنی کے مقابل میں (جو جنگ و جدال جہاد و قتال کے متعلق ہیں) رستم و اسفندیار کے قصص عرب کر کے پیش کئے گئے سو اہل زبان ملکہ رؤسا و قریش نے مقابلہ کیا فصحاء عرب نے اُنکی بلاغت کے سبب قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا اسواسطے یہ دعوے نہایت باطل ہے کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ ہے۔

اب ہم اور علماء و فضلاء عرب و سرگروہان اسلام کی شہادت لاتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں۔

(۱) علماء عرب میں سے ایک فرقہ مزدار کے لوگ ہیں جن کی فصاحت و بلاغت کی عرب میں دھوم ہے اور یہ بھی مثل سنیوں کے اسلام کے بہتر فرقوں میں سے ایک مشہور فرقہ ہے اس فرقہ کا عموماً اور اُن کے سرگروہ یعنے ابن صبیح ابو موسیٰ کا قول ہے الناس قادرون علےٰ مثل ھذا القرآن فصاحۃ و نظماً و بلاغۃً ترجمہ آدمی قادر ہیں کہ ایک کتاب مثل قرآن کی فصاحت نظم و بلاغت میں بناویں۔

(۲) اسی طرح مشہور و معروف فرقہ معتزلہ یعنی بلکہ سرگروہ حضرت نظام رحمۃ اللہ علیہ کہا ہے کہ لکانوا قادرین علےٰ ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ و فصاحۃ و نظماً ترجمہ عرب فی الحقیقت بناسکتے ہیں ایک سورہ فصاحت و بلاغت و نظم میں مثل سورہ قرآن کے۔

(۳) معتزلہ ستانی نے لکھا ہے ابطال اعجاز القرآن من جہۃ الفصاحۃ و البلاغۃ ترجمہ قرآن کو فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے معجزہ جاننا جھوٹ ہے۔

(۴) فرقہ معتزلہ کا معتبر رئیس حضرت ابراہیم بن سیار متکلم رحمۃ اللہ علیہ یوں کہتا ہے والتحدی فیہ من حیث الاخبار عن امور الماضیہ والآتیہ و من جہۃ صرف الدواعی عن المعارض و منع العرب عن الاہتمام بہ جبراً و تعجیزاً ولو خلاھم لکانوا قادرین علے ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ و فصاحۃ و نظماً ترجمہ قرآن میں کچھ معجزہ یا ثابت نہیں ہے صرف اُس میں یہی معجزہ ہے کہ امور ماضیہ و آئندہ کی اس میں خبریں ہیں (یعنے گذشتہ لوگوں کے قصے اور قیامت اور عدالت و سزا و جزا کی خبریں) اور کوئی معارض اور اُس کے برابر سورۃ بنانے والا جو نہ ہوا تو باعث اُس کا یہ تھا کہ عرب کے لوگوں کو جبراً و تعجیزاً ممانعت تھی کہ اس کا ارادہ نہ کریں اگر انہیں وہ (محمد صاحب) چھوڑتا تو اس کی قرآن کی، مانند فصاحت و بلاغت و نظم میں وہ بنا لیتے۔

یہہ تو ظاہر ہے کہ کمزوری کے وقت جبر نہیں چلتا تھا مگر جب مرید زیادہ ہو گئے تو سخت ممانعت ہو گئی کہ کوئی قرآن کی سورہ کے مساوی آیت یا سورۃ نہ بناوے بلکہ کوئی مونہہ سے یہ بھی نہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے بلا عذر و حیلہ سب سے کلام اللہ سمجھیں اور کہیں اور جو کہے کہ مخلوق ہے اُسے کافر جانو، اور تمام کا مرواجب القتل ہیں۔

چنانچہ شرح مواقف میں وہ حدیث محمد صاحب کی درج ہے قال القرآن مخلوق فھو کافر۔ جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور قرآن میں ہے یا ایھا النبی جاھد الکفار۔ اے پیغمبر جہاد کر ساتھ کافروں کے۔ فقاتلوا ائمۃ الکفر یعنی کشید پیشوایان کفر را فاقتلوا المشرکین یعنی بکشید مشرکاں را اور قرآن کہتا ہے یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ترجمہ اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتل کا سورۃ انعام ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ترجمہ اُس سے ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اس پر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح کان یکتب لرسول اللہ فلما نزلت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین فلما بلغ قولہ ثم انشاناہ خلقاً آخر قال عبداللہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تعجباً من تفصیل خلق الانسان فقال عملتھا فکذلک نزلت فشک عبداللہ و قال لئن کان محمد صادقاً لقد اوحی الی کما اوحی الیہ ولئن کان کاذباً لقد قلت کما قال۔ ترجمہ جیسے کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح جو لکھتا تھا قرآن واسطے رسول اللہ کے جس میں نازل ہوئی (ولقد خلقنا الخ سورۃ مومنون) یہ آیت تب بیساختہ کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین تعجب کر کے تفصیل پیدائش انسان سے کہا محمد نے لکھ اسی کو ایسے ہی نازل ہوا ہے (ایسے جو بات عبداللہ نے کہی وہی محمد صاحب کو نازل ہو پڑی کیونکہ فصیح عبارت تھی) پس شک کیا عبداللہ نے اور کہا اگر تھا محمد صادق تحقیق وحی کی گئی طرف میرے جیسے کہ وحی کی گئی طرف اُس کے اور اگر محمد جھوٹا ہے تحقیق میں نے کہا جیسا کہ اُس نے کہا۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ گویند ابن سعد عبداللہ بن سعد است کہ کاتب دیوان محمد بود و روزے کہ آیت ولقد خلقنا الانسان نوشت و نقل اطوار او از علقہ و مضغہ و عظام و لحم ملاحظہ کرد و بعد از تکمیل کلمات ثم انشاناہ خلقا آخر شیدار وئے تعجب بر زبانش جاری شد کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت رسالت پناہ گفت بنویس کہ ہمچنیں نازل شدہ عبداللہ در شک افتادہ و مرتد گشت و گفت کہ اگر محمد صادق است پس برمن ہم وحی فرود مے آید چنانکہ بروے آید و اگر کاذب است من ہم گفتم چنانچہ او میگوید دیکھو تفسیر حسینی جلد اول سورۃ انعام صفحہ ۱۸۶ سنہ ۱۸۷۷ء نولکشور) اب دیکھ مثنوی رومی دفتر اول صفحہ ۴۰ مطبوعہ حیدری بمبئی سنہ ۱۳۰۰ھ میں بھی موجود ہے۔ بعد اس مرتد کا تب وحی اسی کی تائید میں تاریخ ابی الفدا میں بھی یہ مذکور ہے اور ابن عبداللہ کو کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل از فتح مکہ مسلمان ہو کر وحی لکھا کرتا تھا مگر اس کمبخت کو دیتا تھی کہ قرآن شریف کو بدل کر دیا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا اسواسطے حضرت نے اُس کا خون مباح کیا تھا یعنے حکم قتل دیا تھا۔ (دیکھو تاریخ ابی الفدا ترجمہ اردو دہلی) اگر اور ایسی آیات کا اور حال دیکھنا چاہے تو مولوی جلال الدین سیوطی کے اتقان علوم القرآن کی دسویں نوع کو دیکھے (ا) ۔۔۔ ایسی اور بہت سی آیات ہیں جو عام لوگوں کی زبان سے سن کر حضرت نے قرآن میں درج کر دیں۔

اسی کی تائید اخبار منشور محمدی بھی کرتا ہے بلکہ جو کوئی ایسے کلام کو خدا کے کلام کے مقابلہ پر تصنیف کرے وہ گستاخ مارا جاوے گا چنانچہ جس نے متکلف اس گستاخی کی طرف سر اُٹھایا۔ ہر چند کہ وہ اپنا کلام اُن مطالب مذکورہ بالا کے ساتھ آراستہ عبارت پیراستہ نہیں لا سکا لیکن مارا گیا۔ دیکھو اخبار مذکورہ صفحہ ۲۱ کالم ۲ سطر ۱ سے ۱۲ تک مطبوعہ ۵ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ جلد ۱۳ نمبر ۱۸)

(۵) علیۃ الطالبین میں ہے کہ فرقہ معتزلہ کا سرگروہ نظام کہتا ہے وہو ان القرآن لیس بمعجز فی نظمہ ترجمہ قرآن باعتبار اپنے نظم (فصاحت و بلاغت) کے معجزہ نہیں ہے۔

(۶) فرقہ معمر کی بابت عینیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان القرآن فعل لاجسام ولیس ھو فعل اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ قرآن جسم کا فعل ہے خدا کا فعل نہیں ہے۔

(۷) مثنوی رومی نے حاشیہ میں لکھا ہے گویند کہ شخصی بود در زمان آنحضرت جبرئیل کتب فرستادہ در کتاب خانہ آمدہ در میان کتابہا اول قرآن نشست آورید و سبیل شہر الغصاین کتاب تصنیف محمد است (دیکھو صفحہ ۲۸۷ دفتر سوم)

(۸) مولوی جلال الدین سیوطی صاحب کہتے ہیں کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا یہ کہتا ہے ان الکل قادرون علی الاتیان بمثله وانما تاخروا عنه لعدم العلم بوجه ترتيب لو تعلموه لوصلوا اليه ۔ ترجمہ سب لوگ قادر ہیں قرآن کی مانند بنانے پر مگر اُس وقت جو نہ بنا سکے وہ اس لئے تھا کہ ایسی وجہ ترتیب کی نہیں معلوم رکھی اگر ایسی ترتیب کی وجہ وہ جانتے تو ایسا بنا دیتے "

اب ہم عام راستی پسند طبیعتوں کے واسطے چند دلائل بھی ارقام کرتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت وبلاغت کے معجزہ نہیں۔

دلیل اوّل جب کہ تمام اسلامی فرقوں کو ہی اس کے لاثانی فصاحت وبلاغت ہونے میں اتفاق نہیں ۔ بلکہ بہتوں کا یہ دعوے ہے کہ انسان اُس جیسا بلکہ اُس سے اچھا بھی عبارت کی فصاحت وبلاغت نظم میں بنا سکتا ہے اور اُن لوگوں کو اپنی قرآن سے کوئی عناد بھی نہیں بلکہ اتحاد ہے علاوہ قرآن عربی کے فاضل اجل زبر محمدی ہیں جناب اطلی میں اس واسطے قرآن کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل دوم سوائے متعصب مسلمانوں کے کسی نے تعب انگریزی عربی کے فاضل نے یا کسی یہودی یا اعرابی نے یہ شہادت بالکل نہیں دی کہ قرآن فصاحت وبلاغت میں لاثانی ہے بلکہ اکثر اہل زبان فصیح لوگ دہ باستثنائے اُن کے جو بضرب شمشیر مسلمان ہو گئے) اُس کا مقابلہ کرتے رہے جس کا مفصل اسلام کو بھی اقبال ہے ۔ اور متعصب مسلمانوں کی شہادت اُن کے اندرونی جوش کے سبب سے ناقابل اعتبار ہے اس واسطے قرآن کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل سوم تمام اہل عرب تیغ اور طمع کی خاطر مسلمان ہوئے (دیباچہ تمام قرآن)

حاشیہ کوئی عرب کا باشندہ یا خدا کی ذات محمد صاحب یا بابا نانک جی کی جپ جی یا سکھ منی کے مقابلہ میں زبان پنجابی ایسی فصیح عبارت نہیں بنا سکتا اگر بناویگا تو کوئی سکھ قبول نہیں کریگا ۔ بلکہ ثابت کریگا کہ اس میں فصاحت نہیں ہے بعینہ یہی حال مسلمانوں کا ہے جس اہل عرب نے بنایا اُن کو کذاب ملعون کافر مرتد کہہ دیا اور اُنکی فصاحت کو حالانکہ قرآن سے ہزار درجہ بڑھ کر تھی جس نے خلیفہ عمر جیسوں کو بھی حیران کر دیا مگر پھر بھی نہ سب اُن کے کافر ہونے کے اُن کی باتوں کو قرآن کے مقابلہ میں نہ مانا اور جو بنانے کا باوجود مسلمان ہونے کے ارادہ کرتے تھے اُن کو یہ کہکر کہ جو بناوے کافر ہے مار رکھا اور ساتھ ہی قتل کی بھی دہمکی دی ۔ اور اب بھی حتّے کہ مسلمان خصوصاً سنی رسی باتیں ماننے کے نہیں کیونکہ تعصب کو دور کر کے کسی مخالف خیر اندیش کی کلام کو نہیں سنتے اور نہ ایسی کتاب کو پڑھتے ہیں۔

علاوہ برآں اہل ہند یا آریوں کے آگے یہ دعوے فضول ہے کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ کوئی عرب یا حبش کا باشندہ جس نے ہندوستان کبھی دیکھا بھی نہ ہوا اور نہ پنجاب یا دہلی کی کبھی سیر کی ہو وارث شاہ کی ہیر کی طرح پنجابی شعر یا **کلیات نظیر** کی طرح اُردو شعر کہے اور اُس کو کوئی نہ پنجابی زمیندار یا دہلی کا رہنے والا تسلیم کرے تو کیا کوئی عقلمند قبول کریگا ۔ بلاشک یہ دعوے اہل پنجاب یا اہل دہلی کے آگے کرنا چاہیے عرب یا حبش میں فضول ہے بعینہ یہی حال قرآن اور اسلام کا ہے وہ اس فصاحت قرآنی کا اہل ہند سے مکابرہ کرانا چاہتے اور اہل ہند کو اس دام میں پھنسانے ہیں مگر اہل عرب کو کلام سے ڈراتے ہیں کہ تم جیر وا یہ بنا پس کیا یہ دعوے انکا پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہے حالانکہ شائع کیا ہے کہ اہل فارس اپنی زبان سے عربی کے الفاظ نکالنا چاہتے ہیں جس طرح یہ دعوے بلحاظ اسی طرح دوسرا لحاظ اس بھی باطل ہے۔

قطع النظر اسکے قرآن کی فصاحت اگر ہے تو صرف قوم قریش کے لئے تمام جہان سے اُسکا کوئی تعلق نہیں حالانکہ قریش سے بھی صد ہا فاضل افراد ہی تھے کہ قرآن لفظ کے عمدہ جات سے فصیح نہیں) تمام عرب اُس کو فصیح نہیں مانتے تمام قریش ہیں مانتا اہل ایران کے آگے فصیح نہیں اہل روم کے آگے فصیح نہیں اہل یورپ اہل افریقہ اہل امریکہ اہل ایشیا کے آگے فصیح نہیں پس وہ کسی طرح تمام جہان کے لئے معجزہ نہیں ہو سکتا باقی رہا ترجمہ وہ بجائے معجزہ فصاحت کے حقیقت کا معجزہ ہے بلاغت نہیں لطافت نہیں فصاحت نہیں علمیت نہیں حالانکہ مترجم خود فاضل مسلمان ہیں۔

حضرت مسیلمہ نے فرقان (قرآن) کے مقابلہ میں فاروق بنایا لوگوں بلکہ خلفاء راشدین میں سے اُس کی فصاحت کے قائل ہوئے ۔ شیطان نے قرآن کے مقابلہ میں آیت بنائی جس کی فصاحت محمد صاحب بھی

ہماری شہادت میں موجود) نہ کہ قرآن کی فصاحت وبلاغت دیکھکر سینکڑوں آدمی قرآن کی فصاحت وبلاغت سے جناب اللہ ذی سمجھکر بلکہ محمد کا طعرا دیوان جانکر باوجود عرصہ تک معرکہ کئی سال تک بعد مسلمان ہونے کے اور محمد صاحب کے پاس بیٹھکر قرآن لکھنے کے بھی اپنے آبائی دین میں واپس چلے گئے اور دین اسلام کو چھوڑ بیٹھے مثلاً عبد اللہ کاتب قرآن اور عبید اللہ بن جحش وغیرہ وغیرہ (دیکھو تاریخ الی الفدا اردو مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹ و ۲۳) اس واسطے دعویٰ فصاحت قرآن سراسر باطل ہے۔

دلیل چہارم ہر ایک زبان میں کوئی نہ کوئی کتاب فصاحت میں اعلے درجہ کی ہوتی ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتی اور اسی طرح ہر ایک زبان و ملک میں کوئی نہ کوئی شاعر فصیح بھی ہوتا ہے مگر اس کے کلام کلام الٰہی نہیں ۔ مثلاً یونانی میں ہومر سنسکرت میں کالیداس و بالمیک فارسی میں سحبان وائل ترجمہ ستاہیں سورداس و تلسی داس پنجابی میں وارث شاہ ششاوری میں صالح محمد مشہور ہیروادس صالح محمد کی نسبت مرد مان تیج علاقہ مرارہ کہا کرتے تھے کہ وہ قرآن پڑھتا ہے جب کہ وہ پنجابی شعر کہتا تھا ۔ اس واسطے قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں ہے۔

دلیل پنجم قرآن میں بہت حصہ بلکہ نصف کے قریب اُس عبارت کا ہے جو کفار مکہ وغیرہ نے یا غیر مذہب کے لوگوں نے بیان کی سو بانی قرآن نے اُن سے وہی بیانات جو بطور سوال یا اعتراض تھے) واسطے جواب یا تردید کے نہر اسے اور قرآن میں درج کر لئے جو قرآن کا جزو ہو گئے ہیں مسلمانوں کا دعویٰ فصاحت نسبت کل قرآن کے ہے حالانکہ اتنی سمجھ نہیں کہ اُسی قرآن میں پروردگار کے مقابلہ میں کفار کا بیان بھی موجود ہے جس پر ذرا غور کرنے سے دعویٰ فصاحت صاف مردود ہوتا ہے ہم مشتی نمونہ از خروارے چند اں اقوال کفار دکھاتے ہیں اور سمجھدار مسلمانوں کو توجہ دلاتے۔

بنی اسرائیل وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا او تكون لك جنة من نخيل وعنب فتفجر الانهر خللها تفجيرا او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا او تاتي بالله والملئكة قبيلا او يكون لك بيت من زخرف او ترقى في السماء ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتبا نقرؤه ۔ ترجمہ اور بولے (بزرگان قریش) کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیرے باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر بہا لیوے تو اُس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دیوے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا ۔ یا چڑھ جاوے تو آسمان میں ۔ اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں ۔ انفال ۔ لو نشاء لقلنا مثل هذا ان هذا الا اساطير الاولين ۔ اللهم ان كان هذا هو الحق ومن

بھول گئے مسلمان بھی بھول گئے خود حضرت بھی شیطانی بھول گئے ۔

بلحاظ مضمون کے بھی قرآن معجزہ نہیں کیونکہ توریت و انجیل واستادرند کا اشجا ۔ اور یہودی حدیثوں کا لب لباب اور قول حدیث سلمان حامر سنا ریسا رحیش قیس اور اس عبد اللہ سرحیا کتب بالا کے ماہر عیسائی و یہودی دین کے واقف پارسی و موسوی مذاہب کے لوگ قرآن بنانے میں مددگار تھے (دیکھو ترجمہ قرآن مترجمہ سیل صاحب صفحہ ۲ کے نیچے نوٹ)۔

محمد صاحب سے اول تو ۔ انت قرآن کا بسم اللہ شہی پارسی مذہب سے لیا ہے اور اعوذ باللہ بھی اوستا ژند سے لیا دیکھو استاد ژند کی پہلی آیت یہ ہے ۔ یا شبہ آتش پرستوں میں یہ طریق تھا کہ انکے مقدس صحیفوں کے سر ورق پر جسکو وہ الہامی سمجھتے تھے ایک ایسا فقرہ لکھا ہوتا تھا جو مقابل بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہے اور وہ فقرہ یہ ہے ۔ **اصل** بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر ۔ یہ پیغمبر کیا عجیب الہامی ہے ۔ دیکھو تفسیر حقانی جلد اول صفحہ) ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ شروع قرآن میں ہے ۔ بلکہ کل قرآن میں بجز سورۃ

آیت کے شروع میں ہے ۔ پناہ لیتا ہوں میں ساتھ خدا کے شیطان مردود سے ۔ ترجمہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ یزداں آتش جوگی ہدگرانہ گندہ سے سیدوں کے وسائیر اسمانی موجودہ اثر ہی شکلہ احیہ سا آیت قرآن سورۃ یحل ۔۔۔ ہے ۔

نسوح حیط احمدیہ

عبدك فاصدع علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم ترجمہ سن چکے ہم کہیں ایسا ہم کچھ نہیں مگر لکھا ہوا ہے پہلوں کے اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر کوئی عذاب۔ کہف قالوا یذا القرنين ان ياجوج وماجوج مفسدون في الارض فهل نجعل لك خرجا على ان تجعل بيننا وبينهم سدا۔ قال ما مكني فيه ربي خير فاعينوني بقوة اجعل بينكم وبينهم ردما ترجمہ بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج و ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو کہے تو ہم ٹھہرا دیں تجھ کو کچھ محصول اس پر کہ بنا دے تو ہم میں اور ان میں ایک آڑ بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے اُن کے بیچ میں ایک دیوار۔ اسی طرح سورہ بقر و عنکبوت و قمر و دخان و کہف و آل عمران وغیرہ میں یہ آیات موجود ہیں علاوہ ازیں ہم تکذیب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۰۸۔۲۰۹ پر بھی ایک سورۃ ابو الفاروق مسیلمہ سے درج کر چکے ہیں مگر یہاں پر ہم فاروق مسیلمہ سے قرآن کے سب سے مختصر سورتیں سورۃ فیل مانتے ہیں اور فصاحت قرآنی کی اپیل کرتے ہیں

سورۃ فیل قرآن سے الم تر كيف فعل ربك باصحب الفيل ۔ الم يجعل كيدهم في تضليل ۔ وارسل عليهم طيرا ابابيل ترميهم بحجارة من سجيل فجعلهم كعصف ماكول ۔ سورۃ فاروق سے الفيل وما ادراك ما الفيل له ذنب وثيل وخرطوم طويل ۔ وان ذلك من خلق ربنا الجليل على كل شئ كفيل ۔

اس سورۃ میں کو عرب کے صدہا فصیح و بلیغ آدمیوں نے قرآن کی سورۃ سے فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر مانا ہے اور اکثر علمائے اسلام سے بھی مساوی جانا ہے۔

اب مرزا غلام احمد کے ایک تازہ معجزہ کی بھی تردید واجبات سے ہے۔ جو اُس نے سُرمہ کے صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ پر درج کیا ہے۔

غلام احمد۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا۔ کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اُس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مکاشفات اور رویائے صالحہ میں اکثر ہوتا ہے کہ بعض وہی صفات جمالی جو عالم کشف وقت تجلید کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اُس ذات بیچوں و بیچگوں کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اُس سُرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اُس کتاب میں دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سُرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اُس وقت اِس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرے سُرخی کے اُس کی ٹوپی پر پڑے پس وہ سُرخی جو ایک امر خارجی تھا وجود مادی پکڑ کر نظر آئی اسی طرح اور کئی مکاشفات ہیں جن کا لکھنا موجب طول ہے۔

تردید بموجب جزئیات آپ لوگوں کے بعض محال ہم نے مانا کہ مرضی خدا سے قرآنی وحی عرش سے بالاجبار پر خیالی ایلچی کرتے ہونگے اور اُسی خدا نے رفع حاجت ضروری کے لئے بیٹھنے کسی تاریخ کی پیشی کا کام جھٹکانے کے واسطے آپ کو عرش پر بلایا ہوگا جو کہ یہ نامعقول بہتان مطابق ایسے دہن رسالے جس کی معکوس بلند پروازی اسفل السافلین کو ہے آپ نے بطور خواب و خیال کے ظاہر نہیں کیا بلکہ ایک مرد واقعی اس شہادت پر بہی سے لکھا ہے کہ احکام قضا و قدر آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر وہ کتاب قضا و قدر کی اس ذات بیچوں و بیچگوں کے آگے پیش کی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اُس سُرخی کو آپ کی طرف چھڑکا اور بقیہ سُرخی سے جو قلم کے منہ میں رہ گئی اُس کتاب پر دستخط کر دیئے چنانچہ عرش سے واپس آ کر چند قطرات سُرخی تازہ بتازہ آپ کے کپڑوں پر موجود ہے اور ایک شخص عبداللہ نام کی ٹوپی پر بھی چند قطرات پڑے کیونکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس پر چند اعتراض ہیں۔

(۱) حضرت اوّل یہ تو فرمائیے کہ پیغمبر آخر زماں سواری براق ملاقات و مشورہ کے واسطے عرش پر بلائے گئے تھے تمہارے واسطے بھی وہی براق آیا تھا یا رسن وغیرہ لٹکا کر اوپر کھینچے گئے تھے۔ اور عبداللہ مذکور بھی تمہارے ساتھ اوپر جا کر وقت تشریح تمہارے پاس بیٹھا ہوگا۔ پھر عرش سے آپکے مکان پر بیٹھے ہوئے آدمی کی ٹوپی پر قلم کا قطرہ برابر بیدرفتہ تا حال المحال ہے۔ یا اُسکی ٹوپی پر چھینٹا قلم پڑا اس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا صاحب اپنی پیشی کا کام پورا کرنے کی غرض سے کتاب قضا و قدر بغل میں لیکر ایک بیت الحرام میں عرش پر سے اُترے ہونگے لیکن دونو صورتیں ناممکن ہیں صورت اوّل تو اس وجہ سے کہ پیغمبر آخر زماں کے ساتھ اُنکے مقرب اور معظم اصحابوں سے کوئی پر کوئی بھی ساتھ نہیں جا سکا تھا پس آپ کے ایک ادنیٰ آدمی کی کیا حقیقت ہے صورت دوم اس طرح سے کہ خدا صاحب اوّل اُس وقت زمین پر اُترے تھے جب حضرت آدم کا قالب زمین کی مٹی لیکر اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا یا موجب روایت بائبل یعقوب کے ساتھ کشتی لڑنے وغیرہ خاص ضروری موقعوں پر زمین پر آئے تھے آئندہ کے لئے قرآن میں یہ پروگرام مشتہر فرمایا ہے کہ دنیا والوں کے دل اُترنے کی بجا تکلیف گوارا کی چہ معنے دارد۔

(۲) قرینہ سے قیاس میں کہتا ہے کہ جو کوئی فرشتہ خدا صاحب کی بستی میں سررشتہ داری کرتا تھا؟ بیماری وغیرہ کے سبب غیر حاضر ہوا۔ لو دیگر فرشتگان جو ہمیشہ حاضر حضور رہتے ہیں اور جن سے خداوند کے کام چلتے ہیں تو وہ سب فرشتے سلطان المعظم حضرت سلطان کی لشکر آتی دیکھ مقابلہ پر مامور ہوئے ہونگے جن سے کچہری خالی تھی اور آپکے بلانے کی نوبت پہنچی اگر یہ قیاس درست نہیں تو آپ ہی تشریح فرمائیے۔

(۳) چونکہ قادر مطلق کے ٹھیک یہ معنے ہیں کہ جو بے قید و آزاد قادر ہو یعنی محتاج بالعارض آلات خارجیہ نہ ہو۔ مگر وہ آپ کا خیالی خدا آپکی سررشتہ داری کا محتاج۔ کتاب قلم کا محتاج سیاہی دوات کا محتاج کسی جسم میں اور بار بار کہ جسمانی اعضا کا محتاج تھا اور قدر کے احکام لکھنے کا اس لئے ایک معمولی انسان ثابت ہوا۔ بقول کسی سخن را ہو کہ قلم مدکس شد کہ او یاد مردم گرہ بر سخن۔ پس اُسکو قادر مطلق لکھنا تمہارے یاوہ گوئی یا دیوانگی پر دلالت ہے علی ہذا القیاس اُسکی جل شانہ کی تعریف کرنا تمہاری مثال اُن دل کے لستان ہیں کیونکہ اُنہوں نے شرخ رنگ تازہ ایجاد یورپین جیسلو ہیں منگوا کر دوات میں بجائے سیاہی کے ڈالا ہوا تھا اور تم جیسے آدمی کو ہنسی میں لوایا علاوہ ازاں جس طرح ایام ہولی میں اہل ہنود آپس میں رنگ ڈالا کرتے ہیں اُسی طرح تمہارے اوپر سُرخ رنگ چھڑکا اور دیا نہ مسخرا پن کیا اور جب کہ تم نے صاف طور پر لکھا ہے کہ ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اُسے بیچوں بیچگوں لکھنا دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔

اگرچہ آپ کے ایسے جنون کا جواب لکھنا مناسب نہیں تھا جیسا کہ بعض پاگل اس طرح کی بہت بکواس کرتے پھرتے ہیں اور کوئی اُن کے ہذیان پر کچھ نہیں لیتا لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جاہل لوگ اُن پاگلوں کو مستانہ پیر یا مجذوب فقیر خیال کر کے اُن کے آگے پیچھے پھرتے اُن کی خدمت کرنے میں اوقات ضائع کرتے اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں ایسے سادہ لوحوں کو آپ کے جنون و ریاکاری سے بچانے کو بطور امید ناکام ثواب سمجھ کر اس دیوانہ خیال پر مختصراً تردید لکھی گئی ہے اور تعجب بلکہ افسوس ہے کہ اہل اسلام سے کوئی مولوی کوئی فقیر کیوں آپ کے علانیہ کفر کی نسبت تکفیر و تشہیر کا فتویٰ نہیں دیتا ہے۔

اخیر میں ہم ایک لائق یورپین کی رائے فصاحت قرآنی پر لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ محمدی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہے کیونکہ اُس کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ کوئی آدمی اُس کے موافق نہیں بنا سکتا ہم یہ مانتے ہیں کہ یہ سچ ہے۔ مگر سنسکرت کی عبارت بھی بہت اچھی ہے بیشک کوئی شخص بید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں کہ بید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی اشلوک نہیں بنا سکتا۔ پھر محمدی کس طرح

فقط سات آٹھ ہزار سال سے عادل ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار سال سے صانع ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے بادشاہ ہے گویا باعتقاد و ہدایت قرآن کے اِس سات آٹھ ہزار سال سے پہلے نہ وہ خالق تھا اور نہ معبود۔ نہ رازق تھا۔ اور نہ مسجود۔ نہ وہ قادر تھا اور نہ علیم نہ وہ صانع تھا اور نہ حکیم و رحیم۔ بلکہ نہ عادل تھا نہ بادشاہ نہ ہادی نہ رہنما۔ اور اگر فرض کیا جائے یا کسی محمدی کی خاطر مان لیا جاوے کہ وہ تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ کس کا خدا مالک و رازق رحیم و عادل وغیرہ تھا۔ غور سے سوچو۔"

اِن قرآنی فلاسفروں کے عقائد کے بموجب معاذ اللہ سات آٹھ ہزار برس سے پہلے خدا محض بیست و نابود یا بعقل محض یا قطعی بے سود تھا جس کا وجود و عدم مساوی ہے۔ اور کوئی صفات خداوندی کی اُس پر حاوی نہیں۔ اور ایسا ہی اِن کے زعم میں قیامت کے بعد جب گروہ انسان کو اپنی مرضی کے موافق یا اپنی پالیٹکس کے لحاظ سے یا دوست یا دشمن کے طابق یا سفارش انبیاء کے بموجب بہشت اور دوزخ تقسیم کر دیگا۔ تو وہ بیکار اور ناکارہ ہو جاوے گا۔ گویا اُس کی قدرت و رحمت و صنعت و حکمت و معدلت وغیرہ بالکل خاتمہ ہو گیا۔"

غلام احمد صاحب "آریہ سماج کا اعتقاد ہے کہ پرمیشور نے کوئی روح پیدا نہیں کی۔ بلکہ کل ارواح انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہیں اس کے قدیم ہونے سے نہ ماننے سے خدا کی ملکی خدائی ہی دور ہوتی ہے اگر تمام ارواح کو اور ایسا ہی اجزاء صغار اجسام کو بھی انادی مانا جاوے تو اُس میں کئی قباحتیں ہیں۔

تردید یہ صریح بے سمجھی کی بات ہے۔ کیونکہ شرکت تب ہی لازم آتی ہے اور اُس وقت خدا کی خدائی میں فتور آتا ہے جب کہ سب صفات میں مادہ اور جیو خدا کے برابر سمجھے جاویں۔ حالانکہ ایسا نہیں اور نہ کسی شاستر میں کہیں ہیں مثلاً مادہ جڑ اور غیر مدرک ایشور چیتن اور اُس کا جیوا لنگیہ۔ ایشور سروگیہ اور سرب بیاپک جیو ایک دیشی۔ اسی طرح اور صفات پر بھی قیاس کر لو۔ اور سمجھ لو۔ کہ شیئے را جانے کے ساتھ پرجا کا ہونا راجہ کا ایشرج ہے۔ نہ یہ کہ پرجا ہمارا راج کی شریک بن جاتی ہے یا کسی طرح شرکت لازم آتی ہے۔ ہرگز نہیں مگر ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ مادہ اور جیو کے ازلی ماننے سے اگر بقول آپ کے شرکت لازم آتی ہے تو آپ کے ارواح اور بہشت دوزخ کی بھی ابدیت جاتی ہے کیونکہ جب ماسوا اللہ کے کسی شئے کو ازلی ماننے سے موجب وسواس آپ کے شرک ہے تو ویسا ہی کسی چیز کو ابدی ماننے میں بھی بزعم آپ کے شرک ٹھہریگا کس واسطے کہ جیسے ازلیت خدا کی صفت ہے ویسے ہی ابدیت۔ پھر ابدیت میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہو قرآن میں جہاں جہاں بہشت و دوزخ کے متعلق خالدین فیہا ابدًا کا مذکور ہے اسے انصاف کے کارد سے دور کرو۔

اِس استدلال کی ہم آپکو اور طرح بھی تردید بتلاتے ہیں اور خود آپ ہی کے اعتقاد سے آپکو شرمسار کراتے (۱) تم اپنے آپکو بھی زمانہ موجود مانتے ہو اور خدا کو بھی (۲) تم اپنے آپ کو عالم جانتے ہو اور خدا کو بھی (۳) قرآن کے رو سے اور بھی خالق ہیں اور خدا بھی (۴) تم بھی ناظر ہو اور خدا بھی (۵) حاتم کو بھی کریم مانتے ہو اور خدا کو بھی (۶) نوشیرواں کو بھی عادل مانتے ہو اور خدا کو بھی (۷) تم بھی صانع ہو اور خدا بھی (۸) مسیلمہ بھی رحمٰن ہے اور خدا بھی رحمٰن۔ جب اِن سب صفات میں لفظ و حیثیت بشری صفات خدا سے اشتراک رکھتے ہو تو شریک ہوئے یا نہیں؟۔

اگر ہو کہ ہوش تو اپنی کم فہمی کا علاج کرو۔ ورنہ اس گرنے والی عمارت کے واسطے معمار لگا تاکہ اعتراضوں کی بارش سے اُسکے مسمار نہ ہو۔

اور اگر کہو کہ نہیں تو اپنے اعتراض کو مکرر سہ کرر مطالعہ کر کے گریبان میں منہ ڈالکر سوچو کہ کیا کسی ایک صفت کے مل جانے سے باوجود جدا صفات کے اختلاف کے شرکت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس حالت میں محمدی لوگ ارواح کی ابدیت کے اقراری ہیں۔ تو

ازلیت سے کیوں اور کس دلیل سے انکاری ہیں۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ جو ابدی مانا جاویگا وہ بالضرور ازلی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ بناوٹ کی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔ اور بناوٹ ایک سے زیادہ چیزوں کے ملاپ سے ہوتی ہے ہستی امر محض سے نہیں۔ اور جو مرکب جیسے ملاپ سے بنتا ہے اُس کے اجزاء جن سے اُس کی ترکیب دی گئی سب محدود ہوتے ہیں اور محدود چیز کی سب طاقتیں بھی محدود۔ اس لئے بالضرور ہر ایک مرکب کے واسطے انحلال ترکیب لازمی ہے۔

اور یہ بات تو نہایت ہی صاف اور واضح ہے۔ کہ جب ہر مرکب کے اجزا محدود ہیں تو اُن اجزا کے باہم ملے رہنے کی طاقت بھی ضرور محدود ہے۔ کیونکہ محدود میں غیر محدود چیز نہیں آسکتی اور غیر محدود طاقت محدود میں نہیں ہو سکتی اسی واسطے کوئی بناوٹی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح بعضے محمدی یہ بھی حجت پیش کرتے ہیں کہ اس عقیدہ سے خدا خالقیت میں مادہ کا محتاج ٹھہرتا ہے اور یہ احتیاج خدا کی شان خداوندی کے برخلاف ہے چنانچہ آپنے بھی لکھا ہے کہ خدا ایسا چاہیئے جو اپنے خدائی کے کام چلانے میں کسی غیر کے اتفاقی وجود کا محتاج نہ ہو بلکہ جس چیزوں پر وہ خدائی کرتا ہو وہ سب اُسی کے ہاتھ سے نکلی ہوں"۔ صفحہ ۱۱۔

تردید ہائے افسوس کہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ احتیاج کس کو کہتے ہیں دیکھئے احتیاج کا اطلاق تب آسکتا ہے کہ جب کسی چیز کی خواہش ہو اور وہ چیز سر دست موجود نہ ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بموجب وید کے ہدایت کے انو سار مادہ اور جیو ہمیشہ اور ہر وقت خدا کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود یا نابود نہیں۔ بالوں سمجھئے کہ پرماتما کے قبضہ قدرت سے کبھی باہر نہیں ہو سکتے پھر احتیاج کس کی اور کس کو۔ اور کیا اور کیوں۔ (دیکھو وید مقدس میں ارشاد ہے)

योभूतचभव्यंच सर्वंयश्चाधितिष्ठति ॥

ترجمہ اناد ی کال سے اننت کال تک اور ہر وقت تمام پرمانو و روح پرمیشور کے آسرے اور ماتحت ہیں کبھی باہر نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں پس کیا پرماتما انکا محتاج ہے یا یہ اُس کے محتاج ہیں۔ البتہ یہ آپکا اعتراض آپ پر ہی وارد ہے اور تمام شکوک آپ پر عاید۔ قرآن اُس اعتراض کے زیر بار۔ بلکہ اسی رہائی سے ناچار ہے۔ دیکھئے انسان کی پیدائش کے باب میں اُس کا بیان ہے قرآن سورۃ سجدہ الذی احسن کل شیٔ خلقہ وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مہین۔ ثم سوہ ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون۔ ترجمہ وہ شخص ہے کہ اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا۔ اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے پھر کی اولاد اُس کی پانی حقیر سے پھر درست کیا اُس کو اور پھونکا بیچ اُسکے روح اپنے سے اور کیا واسطے تمہارے سُننا اور دیکھنا اور دل تھوڑا سا جو شکر کرتے ہو۔

اِس سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کا مُصنف انسانی روحوں کو خدا کے اجزا سمجھتا تھا کیونکہ سوائے اِسکے اِن الفاظ کے (اور پھونکا بیچ اُس کے روح اپنے سے) اور کچھ معنے نہیں بن سکتے اور یقینی حال کہ قرآن کی ایسی ہی تعلیمات سے ہمہ اوست کا مسئلہ وبا کی طرح پھیلا۔ اب ہم اِن آیت کے دو حصہ کرتے ہیں اور ہر دو کی ماہیت کو جدا جدا ظاہر کرتے۔ اوّل خلق الانسان من طین۔ دوم نفخ فیہ من روحہ۔

اوّل کی بابت محمد صاحب نے علم لدنی سے بہت عمدہ تشریح کی ہے اور داد فضیلت دی ہے حدیث قدسی خمرت طینت آدم اربعین صباحا۔ اس نے (خدا نے) خمیر کیا آدم کی مٹی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک یعنی جس مٹی سے خدا نے آدم کو بنایا اُس مٹی کو خدا اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک گوندتا رہا اور اسی کے متعلق ایک اور حدیث قدسی ہے اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طین آدم۔ محمد صاحب فرماتے ہیں بزرگی کرو یعنی تعظیم بجا لاؤ اپنی پھوپھی کی جو نخل کا درخت ہے تحقیق طور پر کھجور پیدا کی گئی ہے آدم کے باقیماندہ خمیر سے یعنے جو مٹی آدم کی بناوٹ سے بچی تھی اُس سے کھجور کا

ملہ حاشیہ دیکھو قرآن سورۃ المومنون ۔ اللہ احسن الخالقین ترجمہ خالقوں میں اچھا خالق ہے

درحقیقت خدا نے اسی واسطے محمد صاحب نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ محمد جان کی تعظیم و تکریم کرو۔ خدائے قرآنی نے آدم کو ساکر ملائکہ کا اُسے سجدہ کروایا اُس کے رسول نے تمام مسلمانوں کی محمد جان کہہ کر معبود ٹھہرایا سچ ہے اُمیوں کیواسطے اُمی پیغمبر کی ضرورت تھی دیکھو علمیت قرآن کا باب معرفہ خدائے جنیں رسولے چناں (یہی قصہ مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل اصفحہ ۱۳۹ میں بھی موجود ہے۔

دوم سورۃ مریم میں ہے اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئاً ترجمہ کیا نہیں یاد کرتا انسان یہ کہ ہم نے پیدا کیا تھا اُس کو پہلے اُس سے اور نہ تھا کچھ سوم سورہ یٰسٓ میں انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ حکم اُس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو پس وہ ہو جاتا ہے۔

اے قرآن کے فلاسفرو مہربانی کرکے ذرہ یہ تو بتلاؤ کہ یہ حکمرانی کس پر ہوئی۔ یہ ارشاد کس پر نافذ ہوا اور کس نے اِس ارشاد کی تعمیل کی۔ وہ کون تھا جس نے یہ حکم مانا۔ کیا خدا کے سوا کوئی اور شئے بھی تھی جو اس امر کی مامور بتلائی جا سکتی ہے کیا آمر اور مامور لازمی نہیں ہیں۔ ذرہ تشریح تو کیجئے گا کہ وہ کیا شئے تھی جس کو کہا گیا کہ ہو جا اور وہ ہو گئی۔ اور کیا ہو گئی کیا کوئی شئے تھی اگر تھی تو یہ عقیدہ آپ کا کہ ایسا ہوا یعنی نیستی سے ہستی۔ ہوئی قائم نہیں رہ سکتا ہے خود ہی منصف بنو اور ایمان سے سوچو۔

اگر تم امر سے یا ارادہ سے یا قدرت سے یا نور سے اُسے شئے مانو گے جیسا کہ تم مانتے ہو تو ہم ضرور آپ سے پوچھیں گے کہ یہ امر یا ارادہ یا قدرت یا نور کوئی وجود (چیز) ہے کہ نہیں اگر کوئی چیز نہیں ہے تو پھر خود ہی جانو کہ اُس سے پیدائش کیونکر ہوگی۔ اور اگر کوئی چیز ہے تو ماسوا اللہ اُسی کو سابق مادہ مانو۔

قرآن کے اسی عقیدہ اور انہیں آیتوں پر سید بہلے شاہ صاحب نے زبان پنجابی فرمایا ہے۔

قولہ بزبان پنجابی کن کہیا فیکون کہایو + کہو تیرے پا جہوں ظہور آیو + یعنے تم نے کن کہا اور فیکون کہلوایا۔ جب کہ سوائے تیرے کوئی موجود نہ تھا۔ تو اب جواب دے کہ تیرے بغیر وہ کس نے کہا بیشک تو نے خود ہی کُن کہا اور خود فیکون کہا۔ یعنے خود تو نے کہا ہو جا اور خود تو ہی ہو گیا۔ پس یہ پیدا شدہ ارواح اجسام صغار و کبار سب کچھ تو ہی ہے تیرے سوا کچھ نہیں صاحب گلشن فرماتا ہے۔

سما احوال را نسبت مجازی است | کہ نسبت خود حقیقت لہو ہاریست
چہ بود اندر ازل اے مرد ناہل | کہ ایں باشد بجز آں او جھل

جامی

جہاں بیچون دریں چوں کرد آرام | پے رو دست کردہ پوسعش نام

اخلاق ناصری

موجود بحق واحد اوّل باشد | جز او ہمہ موہوم و مخیل باشد
ہر چیز کہ جز او آید در نظرت | نقش دومیں چشم احول باشد

مجدد الف ثانی

ہیچ در حیب خدا دارم | من جز بیر واسے مصطفٰے دارم
فرمودہ حضرت حی قیوم | در کوثر لم کر اسے طلسم موہوم
ہشدار کہ در عالم کثرت ہرگز | تا من رستم تو ہم تکر دے معدوم

حضرت بایزید بسطامی اسی کُن فیکوں کے راز سے واقف ہو کر اپنے آپ کو خدا کہتا اور پوجواتا ہے۔

رومی

ما مریداں آں فقیر محتشم | بایزید آمد کہ یزدان تک منم
گفت مستانہ عیاں آں ذو فنون | لا الٰہ الا انا ہا فاعبدون

نہیں ہے خدا مگر میں پس میری پوجا کر یعنے بت خدائے مگر من پس مرا بپرستید۔

گماں غالب ہے کہ قرآن کی ایسی ہدایات سے ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ پھیلا جو تمام خرابیوں کی جڑ اور تمام بدچلنیوں کی بنیاد ہے بہر صورت ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ انسان کے مانند میں خدا مٹی اور نطفہ کا کیوں محتاج ہوا کیا بغیر مٹی اور نطفہ کے صرف کن فیکون کہنے سے پیدا نہیں کر سکتا تھا یا اُس پر قادر نہ تھا۔ مکتہ ۔ ۴۔۴ +۱۸۸۸ ۵۸۹۲ سال پیدائش آدم سے حال تک ہوئے اور عیسٰی ۳۳ سال محمد ۶۴ سال کل ۹۶۔ ۱۸۸۸ = ۱۷۹۲ اور زمانہ جس میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا ۵۸۹۲ - ۱۷۹۲ = ۴۱۰۰ ایک ۴۱۰۰ بٹہ ۱۲۴۔

$\frac{۴۱۰۰ \times ۳۶۵}{۱۲۴۰۰} = ۱۲\frac{۱۷}{۲۴۸}$

۱۲ روز اور چند گھنٹوں میں ایک ایک پیغمبر ہوتا ہے۔

ہم یا ۵ ہزار سال میں بلا سوچے سمجھے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر و نبی جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کیوں ارسال کئے۔ کیا بغیر ان کے تعلیم نہیں دے سکتا تھا اس سے ایک کا نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کا محتاج بالغیر ٹھہرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگ اِس کے سمجھنے سے سخت غلطی میں پڑے ہو اور خواہ مخواہ بے دلیل دیئے برہان دوش دیتے پر آمادہ ہو جاتے ہو۔ جیو اور مادہ کی قدامت سے خدا پر کچھ بھی دوش (الزام) احتیاج کا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ خدا ان کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ جیو اور مادہ اُسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ البتہ خدا پر احتیاج کے الزام دین اسلام کے عقائد سے آتے ہیں اور صرف الزام ہی نہیں بلکہ اُسی کو تمام گنہگاری کا بانی مبانی ٹھہراتے ہیں چنانچہ۔

(۱) سورۃ ق میں ہے قد علمنا ما تنقص الارض منہم وعندنا کتٰب حفیظ۔ ترجمہ تحقیق جانتے ہیں ہم جو کچھ کہ کم کر دیتی ہے زمین ان میں سے اور نزدیک ہمارے ہے کتاب یاد رکھنے والی۔ تفسیر حسینی نزدیک ما کتابیست نگاہ دارندہ مر تفاصیل ایشاں را یعنی آنچہ از ایشاں خاک شدہ آنرا میدانیم و نوشتہ است در لوح محفوظ۔ (قوت حافظہ کی کمی اور نسیان کا غلبہ اور کتاب کا محتاج)

حاشیہ کتاب مرصاد العباد میں شیخ نجم الدین صاحب رازی فرماتے ہیں نور حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم از پرتو نور احدیت خود بیروں آورد چنانچہ بیان سوت اراں بیضے دریں عبارت اشارت فرمود کہ انا من اللہ والمؤمنون منی بعد ازاں کہ نور عالم ظہور آمد حق سبحانہ تعالیٰ نظر رحمت دراں نور کریست حیا بر و ستولے شد قطرات ازو سے متقاطر گشت (مقام عوں) ارواح جمیع انبیا علیہم السلام از قطرات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق گشتند و از ارواح انبیا ارواح اولیا را بیافرید۔ و از ارواح اولیا ارواح مومناں را و از ارواح مومناں ارواح عاصیاں را بیافرید و از ارواح عاصیاں ارواح منافقاں و کافراں بیافرید۔ بعد ازاں از صاف ارواح انسانی ارواح ملکی بیافرید و از ارواح ملکی جن و از ارواح جن ارواح شیاطین را بیافرید بتفاوت مراتب در احوال ایشاں۔ و باز از ترشح ارواح انسانی ارواح حیوانات بتفاوت پدید آورد و دیگر ارواح ملکوتیات مثل مکونات نفوس بنات و معدن و مرکبات و مفردات عالم مخلوق گشتند پس مجموعہ مکونات علویہ و سفلیہ و ملکیہ و ملکوتیہ از نور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق گشتند اور یہی ذکر معارج النبوۃ مطبع نولکشور ۱۸۸۸ء صفحہ ۸ رکن اوّل باب اول فصل دوم میں مولوی معین کاشفی صاحب نے لکھا ہے) اس قول بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں مگر قطع نظر اُس سے کے صاف ظاہر ہے کہ نور محمدی سب خلقت کا کارن یعنے بنیاد ہے اور نور محمدی کو خدا نے اپنے نور احدیت سے نکالا جس سے صاف واضح ہے کہ خدا خود ہی تمام دنیا بن گیا اور یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس سے بدتر عقیدہ دنیا میں کوئی نہیں ہے خود بشر شدو پیام آورد و گشت خود کافر و سود انکار۔

(۲) سورۃ الجاثیہ۔ وتری کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعی الی کتابھا الیوم تجزون ما کنتم تعملون ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون۔ ترجمہ اور دیکھے گا تو ہر امت کو زانو پر گری ہوئی ہر ایک امت پکاری جاوے گی طرف اعمال نامہ اپنے کے آج جزا دیجاوے گی۔ تم جو کچھ کرتے تھے یہ ہے کتاب ہماری بولتی ہے اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تھے کرتے تم۔ تفسیر حسینی یعنے کتابے کہ کراماً کاتبین را بکتابت آن امر کردہ بودیم و در تفسیر معالم آوردہ کہ چوں ملکوں دفتر ایشاں باسمان برند حق سبحانہ ثابت سازد دراں نسخہ ہر چہ ثوابی یا عقابے بداں مترتب باشد و لغو بیہودہ را محو کند و گفتہ استنساخ از لوح محفوظ است کہ سال بسال نامہ اعمال بنی آدم بملائکہ میسپارند۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۸ جلد دوم نولکشور ۱۸۸۳ء (خدا عالم الغیب کا نہ ہونا۔ نہ عالم کشف القلوب ہونا بلکہ سہو و نسیان کے سبب کراماً کاتبین کا محتاج ہونا۔)

(۳) سورۃ یٰس۔ وکل شیء احصینٰہ فی امام مبین۔ ترجمہ اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہم نے بیچ لوح محفوظ کے (گننے اور حساب اور لوح محفوظ کا محتاج)

(۴) انفطار۔ کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ ترجمہ کراماً کاتبین جانتے ہیں جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ (اپنی جہالت کا اقرار ہے)

(۵) سورۃ یونس۔ قل اللّٰہ اسرع مکرا ان رسلنا یکتبون ما تمکرون۔ ترجمہ کہو اللہ بہت جلد مکر کرنے والا ہے تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو تم مکر کرتے ہو۔ (خواہ وہ بالکل جھوٹ لکھدیں اللہ کو گمر کی عقل اور یادداشت اور گیان نہیں)

(۶) سورۃ بقرۃ واللّٰہ سریع الحساب ترجمہ خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ تفسیر حسینی خدا زود شمار است بمقدار لحہ شمار ہمہ خلائق کند۔ افسوس خدا کل جہاں کا اور حافظ پر یہ شامت۔ گر ہمیں لشا است و این مخلوق بیہر یادداشت باید ش صندوق (صاحب لوگوں جیسے بکس)

(۷) سورۃ انعام۔ وھو اسرع الحاسبین ترجمہ اور وہ بہت جلدی کرنے والا ہے حساب کرنے والوں سے تفسیر حسینی گفتہ اند کہ حق سبحانہ بمقدار دوشیدن گوسفندے شمار ہمہ مکلفان خواہد کرد باوجود کثرت عدد جن وانس و بسیارے از اعمال ایشاں دریں دلیل کمال قدرت اوست (خدا اور اُس کی کند ذہنی معاذ اللہ)

(۸) سورۃ النباء۔ وکل شیء احصینٰہ کتاباً ترجمہ اور ہر چیز کو گن لیا ہے ہم نے اُس کو لکھنے کر (خدا نے مہربان تقریری حساب سے محض اُمی ہے)

(۹) سورۃ الرعد یمحوا اللّٰہ ما یشاء ویثبت وعندہٗ ام الکتاب ترجمہ مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے (جو چاہتا ہے) اور نزدیک اُس کے ہے اصل کتاب تفسیر حسینی۔ محو میکند آنچہ میخواہد بحکم و اثبات میکند آنچہ میخواہد بحکمت و نزدیک اوست اصل کتاب کہ لوح محفوظ است ہیچ کار سے نباشد الا آنکہ نوشتہ بود در وے از آنچہ شدہ است و مے شود و خواہد شد بہ تفصیل و تشریح بعضے گفتہ اند کہ محو کند از دیوان حفظہ آنچہ ہیچ جزا بداں متعلق نباشد و بگذارد غیر آں را یعنے چوں حفظہ ہر آنچہ از بندہ صادر شود از اقوال و افعال و احوال ہمہ را بنویسند و آں دفتر را بموقف عرض رسانند حق سبحانہ قولی و فعلی را کہ ثوابے و عقابے بداں متصرع نیست محو کند و باقی بگذارد و یا سیئات تائبیہ را محو نماید و بدل آں حسنات ثبت کند و بعضے از احکام شرائع بحسب مصلحت زمان نسخ کند و حکم دیگر اثبات فرماید۔ دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۳۴۳ جلد اول نولکشور ۱۸۸۳ء (دکھانا خدائی کی بے انتظامی اور پہلے درجہ کی غفلت و خدا کی ہوا قصری کی شاید سیشن کورٹ ہو گی)

(۱۰) سورۃ بقرہ لیعلم اللّٰہ من یخافہ بالغیب ترجمہ تاکہ خدا معلوم ہو جاوے کہ کون ڈرتا ہے۔ (۱۱) سورۃ بقرہ من یتبع الرسول ترجمہ تاکہ ہم جان لیں کہ کون تابعداری کرتا ہے رسول کی (نادانی کا ثبوت)

(۱۲) سورۃ الانفال۔ یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون۔

(۱۳) الآن خفف اللّٰہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللّٰہ واللّٰہ مع الصابرین ترجمہ اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے اگر ہوں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے سو غالب آویں ہزار پر اُن لوگوں سے کہ کافر ہوئے ہیں بسبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے۔ اب تخفیف کی اللہ نے تم سے اور جانا کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے پس اگر ہوں تم میں سے سو صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار غالب ہوں دو ہزار پر ساتھ حکم خدا کے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالوں کے ہے۔ تفسیر حسینی بعد از نزول ایں (یا ایھا النبی حرض المومنین) آیت مومنان از مقابلہ یکے با دہ تن اندیشناک شدند و پیشان گراں آمد حق سبحانہ تعالےٰ ایں آیت را منسوخ گردانیدہ فرمود۔ یعنے ایں آیت دیگر ارسال کرد۔

الآن خفف اللّٰہ عنکم ان کہ ایں حکم اول شما را گرانبار ساخت سبک گردانید خدائے از شما علم دید و بدانست ان فیکم ضعفا آنکہ در شما سستی ہست یعنے ضعف بدن فان یکن منکم پس اگر باشد از شما صد تن شکیبا غالب میشوند بر دویست تن ایں شرط نیز بجہت امرست یعنے یکے از شما باید کہ بمقابلہ دو تن صبر کند و نگریزد و اگر بود از شما ہزار تن ہزار تن غالب شوند بر دو ہزار با مر خدا و یاری او دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵ جلد اول نولکشور ۱۸۸۳ء (خدا کا غفلت کی نیند سے جاگنا اور ارشاد کا بدلنا)۔

(۱۴) سورۃ البقر۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللّٰہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللّٰہ لکم۔ ترجمہ حلال کی گئی واسطے تمہارے رات روزے کی رغبت کرو طرف بیبیوں اپنی کے۔ وہ پردہ ہیں واسطے تمہارے تم پردہ ہو واسطے اُن کے جانا اللہ نے یہ کہ تھے تم خیانت کرنے والے جانوں اپنی کے پس پھر آیا اوپر تمہارے۔ اور معاف کیا تم سے پس اب ملا کرو۔ اور ڈھونڈو جو لکھا ہے اللہ نے واسطے تمہارے۔ تفسیر حسینی جمع از صحابہ بواسطہ غلبہ شہوت صبر نتوانستند کرد و مباشرت را وقتیکہ حرام بود مرتکب گشتند روز دیگر ایں صورت بحضرت رسالت رسید و ایں آیت نازل شد دیکھو صفحہ ۳۱ جلد اول تفسیر حسینی ۱۸۸۳ء نولکشور (خدا کی غیب دانی کی تردید اور ایکٹ ۱۸۸۳ء کی جگہ ۱۸۸۳ء کا نفاذ)۔

اے قرآنی فلاسفرو جب تک آپ لوگوں کا قرآن پر وشواس ہے تب تک کبھی ایشر اور اُس کے گُن۔ کرم وسبھاؤ اور سرشٹی اوپتّی وشی کا گیان نہ ہوگا۔ کیونکہ جہل اور علم کا عناد ہے اور باہمی نفاق و فساد۔

یہ گیان آپ کو تب ہی ہوگا جب کہ سچے دل سے شدھ ہو کر ست ودیا کے پُستکوں یعنے وید شاستروں کا آشرا لینگے۔ اور تعصب کو طلاق دینگے سُنئے ست شاستروں کا یہ فرمان ہے اور علمیت و معقولیت و فلسفیت کا اعلیٰ اور دائمی نشان کہ ابھاؤ سے بھاؤ اور بھاؤ سے ابھاؤ نہیں ہوتا یعنے نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی سراپا موہوم اور عدم کا وجود قطعی معدوم ہے ترجمہ مول کا مول یعنے کارن کا کارن نہیں ہوتا اس لئے کارن سب بکاریوں کا کارن ہوتا ہے کیونکہ کسی کاریہ کے آرمبھ سے پہلے تینوں کارن اوش ہوتے ہیں جگت کی

اُپتی کے پہلے پرمیشور کرتی اور جیو موجود تھے اور انہیں کے اناد ی ہونے سے جگت کی اُپتی ہوتی ہے اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو جگت بھی نہ ہو یہ شاستر میں ہے۔

ترجمہ جو ہے سو ہی آگے کو ہوتا ہے اور جو نہیں ہے وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اور یہی مسئلہ یوروپ کے علماء سائنس نے بھی اپنا پہلا علمی اصول قایم کیا ہوا ہے چنانچہ پروفیسر ٹنڈل صاحب فرماتے ہیں کہ موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار گھٹتی ہے مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قایم رہتا ہے بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا اسکی مقدار جسقدر ہے اُسی قدر رہتی ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے مگر آپ لوگوں کو ذرا بھی علم سائنس سے بہرہ ہوتا تو امید واثق ہے کہ ایسا ہرگز اور قطعی نہ مانتے کہ خدا نے جگت کو عدم سے بنا یا نیستی سے ہستی میں لایا۔ یہ ایک ایسی موٹی اور جہلی کی بات ہے کہ جسکو آج کل کے طفلان مکتب بھی نہیں مان سکتے چہ جائیکہ اُس پر ایمان رکھیں۔

مگر جب تک آپ لوگ یہ خیال کہ خدا نے دُنیا کو امر سے ارادہ سے قدرت سے نورسے بنایا دل سے دور نہ کرینگے تب تک آپ کو ہرگز سرشٹی اُپتی کا علم نہ ہوگا۔

دیکھئے جب اہل اسلام نے یونانیوں کے علمی خزانہ پر کسی قدر دسترس پایا۔ اور کچھ آریہ ورت کی بعض علمی کتابوں کا ترجمہ کرایا تب اُن کی بھی آنکھیں کھلیں چنانچہ محقق طوسی نصیر الدین صاحب نے اپنی کتاب اخلاق ناصری میں لکھا ہے "بباید دانست کہ نفس ناطقہ بعد از انحلال ترکیب بدن باقی ماند و مرگ را بافنا او طریقے نبود۔ بلکہ بہ ہیچ وجہ عدم برو جائز نہ بود و دلیل برین مطلوب آن است کہ ہر موجود کہ باقی باشد و فنا برو روا بود و بقا در و بفعل بود۔ اگر فنا ہم در او بعینہ بقوہ بود لازم آید کہ چوں فنا از قوت بفعل آید مجتمع بقا و فنا شد در یک حال و این محال است پس باید کہ آنچہ بقا در او بفعل بود غیر آن چیز بود کہ فنا در او بقوت بود و لا محالہ باید کہ ملاقی او بود و الا این سخن کہ فنا در و بقوہ است صحیح نبوده باشد۔ چہ اتصاف چیزے بامکان عدم چیزے دیگر کہ میان ایشاں ملاقات نبود چوں سواد و بیاض مثلاً صحیح نبود۔ و اما با فرض ملاقات این اتصاف صحیح بود مانند اتصاف جسم بامکان عدم سواد یکہ در و حال بود و ملاقات معنوی میان حال و محل تواند بود یا میان دو حال در یک محل و ملاقات دو حال در یک محل اتفاق بود نہ ضروری۔ و در صورت مذکور ملاقات ضروری ست پس ملاقات آنچہ بقا در و بود بفعل و آنچہ فنا در و بود بقوت بر وجہ حلول یکے در دیگرے بود۔ و فنا باید کہ فنائے محل در حال بقوہ باشد چہ بقائے حال بعد از فنائے محل ممتنع بود۔ پس آنچہ فنا در و بقوہ بود محال او آن موجود بود کہ بقا در و بفعل است و از ینجا معلوم شد کہ ہر موجود باقی کہ فنا برو ممتنع بود در محل حال بود و حال یا صورت بود۔ یا عرض پس فنا جز بر صورت یا بر عرض جائز نبود و ما درست کردیم کہ نفس حال نیست در محل بلکہ جوہر یست قایم بذات خویش نہ جسم و نہ جسمانی۔ پس فنا بر و روا نبود۔ بانحلال ترکیب بدن منعدم نشود و اگر کسے بطریق استقرا نظر کند در احوال اجسام بتتبع امور ترکیب و تالیف اضداد آں نظر دقیق بہ تقدیم رساند۔ و از حال کون و فساد بالتجربہ بدانند و را معلوم شود کہ ہیچ جسم گاہی باعدم محض نشود۔ بلکہ اعراض و اوضاع و ترکیبات و تالیفات و صور و کیفیات بر یک موضوع مشترک یا یک مادہ باقی متبدل مے شود و حامل ایں احوال در ہمہ اوقات بر قرار خویش باشد مثلاً آب ہوا شود و ہوا آتش و مادۂ کہ ایں سہ صورت بر و طاری مے شود بر سبیل بدل در ہر حال موجود باشد و الا متوالیستی کہ آب ہوا شود و ہوا آتش۔ چہ اگر موجود سے باعدم شود و دیگرے در وجود آید کہ میان ایشاں چیزے مشترک نبود نتواں گفتن کہ ایں موجود آن موجود باشد و آں مادہ حامل قوت فنائے صورتہا باشد۔ و چوں مورد جسمانی قابل فنا نیست جواہر مجردہ کہ از جنس و بنس ہیولیٰ مقدس بود۔ او لیٰ باشد و عدم قبول فنا۔"

(دیکھو اخلاق ناصری مقالہ اول قسم اوّل فصل دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵)

ایسا ہی مادہ اور روح کی قدامت کو دیگر فضلائے چین و یونان و مصر و ہندوستان وغیرہ سب بھی مانتے رہے اور اب بھی مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔ کیونکہ ہست کا ناش کبھی نہیں ہوتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسا ماننے بغیر خدا کی سچی محبت کبھی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کی سچی شان اور سچی عظمت کا علم ہوتا ہے دیکھو حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کس پریم اور سچائی کے ساتھ اس وید و کت سچے نشچے سے اپنے معبود ازلی کی سچی محبت کا اظہار فرما رہا ہے

~~~ ماجرائے من و معشوق مرا پایان نیست ~~~ آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام

اے نیستی سے ہستی ماننے والو جیسا آپ معلول کے وجود سے پہلے علت فاعلی یعنے خدا کو موجود بالفعل مانتے ہو ویسا ہی آپ کو مادی اور علت آلی کا وجود بھی معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل ماننا پڑے گا فقط علت فاعلی سے معلول موجود نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جب تک تینوں علتیں معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل نہ ہوں۔ تب تک معلول کا موجود ہونا ناممکن ہے اگر آپ ارواح کے حدوث کے قائل ہیں تو آپ اُس کی علت مادی کا بھی پتا بتلائیے۔ اور قرآن کے علم لدنی کو بدرجہ اثبات پہنچائیے اور جب آپ ارواح کو حادث مانینگے تو آپکو اُن کی ابدیت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی حادث ابدی نہیں ہو سکتا اس دلیل سے کہ جو بنتا ہے وہ ضرور بگڑتا ہے جس کی اُپتی ہے اُس کا ناش ہے۔ ہر کونے را فسادے لازم است۔ یہی جمیع علما کا اصول ہے اور یہی شاستروں کا سدہانت۔ اور جب آپ کو ارواح کے حادث ماننے سے اُن کی ابدیت کا انکار کرنا پڑا تب آپ کا مسئلہ نجات ابدی و عذاب ابدی بھی باطل ہو جاوے گا۔

اب ہم آپ کو آپ کے علم کلام کا نمونہ دکھلاتے ہیں غور سے اُسے سوچو تا کہ محروم نہ رہو آپ کے علماء متکلمین علم کلام میں موجود کو دو قسموں پہ منقسم کرتے ہیں ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اکیلا ایک خدا ہی مانتے۔ اور ممکن الوجود کل ماسوا اللہ کو ٹھہراتے ہیں۔

اس تقسیم کے بعد ایک تیسرا ممتنع الوجود قرار دیتے اور پھر اس ممتنع الوجود کی دو قسمیں بتلاتے ہیں ایک ممتنع الوجود لغیرہ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ۔

ممتنع الوجود لغیرہ سے مراد اُن کی یہ ہے کہ جب تک کوئی ممکن الوجود معدوم ہے تب تک وہ ممتنع الوجود لغیرہ ہے۔ مثال جیسے زید جب کہ قبل از حدوث معدوم تھا اُس وقت زید ممتنع الوجود لغیرہ تھا۔ پھر جب زید حادث ہوا تو ممکن الوجود ہوا۔ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ جس کا وجود بالذات ممتنع ہے اور مثال دیتے ہیں کہ جیسے شریک باری تعالیٰ۔ واجب الوجود کے واسطے عدم کبھی جایز نہیں بتلاتے اور ممکن الوجود کے واسطے عدم اور وجود برابر ٹھہراتے ہیں اس بیان کے ساتھ کہ ممکن الوجود کا جیسا عدم صحیح ہے ویسا ہی اُس کا وجود صحیح ہے فی الجملہ اس سے یہ ٹھہرا کہ واجب الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ اُس کی ذات کے واسطے عدم کبھی جائز نہیں اور ممکن الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ جس کا وجود درمیان دو عدم کے ہے۔ اور جیسا اُس کا عدم صحیح ہے ویسا ہی اُس کا وجود صحیح ہے۔ اور ممتنع الوجود لذاتہ بمقابلہ واجب الوجود کے ایک ایسی قسم قرار دیتے ہیں کہ جس کے
~~~

واسطے وجود مطلق جائز نہیں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ جو عدم ممتنع الوجود لذاتہ کا ہے اُس عدم میں اور ممکن الوجود کے عدم میں کیا تفاوت ہے کیونکہ اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر ممکن الوجود میں اور ممتنع الوجود لذاتہ میں کچھ بھی تقسیم تمیز نہیں کی جا سکتی کہ جیسے ممکن الوجود قبل از موجود ہونے کے معدوم تھا یا موجود ہونے کے بعد معدوم ہوا۔

اِس کے جواب میں علماء علم کلام کا فقط یہی جواب ہے کہ ممتنع الوجود لذاتہ کا عدم عدم مطلق ہے اور ممکن الوجود کا عدم مقید بالامکان۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن الوجود کے عدم میں جو قید مقید بالامکان کی لگائی گئی ہے۔ اور عدم مطلق سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اِس قید کا اور استثنا کا کوئی سبب ہونا چاہیئے۔ اور وہ سبب ممکن الوجود کے عدم میں بالفعل موجود ہونا چاہیئے پس جب ایسا ایک سبب ممکن الوجود کے عدم میں موجود بالفعل ماننا پڑا جس سے ممکن الوجود کا عدم ممتنع الوجود لذاتہ کے عدم سے تمیز کیا گیا۔ تو وہ سبب ایک شے موجود بالفعل ماسوا اللہ ماننی چاہیئے اور وہی سناتن کارن ٹھہر جاویگا۔ اگر آپ لوگ ذرا بھی اس مقام پر غور فرماؤ گے۔ تو اِس سوکھشم لطیف مسئلہ کو سمجھ جاؤ گے۔ اِس جگہ ہم ایک آریہ صاحب اور ایک مولوی صاحب کا باہمی تذکرہ بھی درج کرنا ضروری جانتے ہیں جس سے قدامت مادہ وارواح اظہر من الشمس ہوتی ہے

مولوی۔ کیا آپ جگت کو انادی مانتے ہیں۔

آریہ۔ ہم جگت کو سروپ سے انادی نہیں مانتے بلکہ پرواہ سے مانتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ مانا جاوے تو خدا کی خداوندی قدیم ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ قائم رہتی ہے۔ (اثنائے تذکرہ میں جب پھر آریہ صاحب نے پوچھا)۔

آریہ۔ آپ خدا کو گیان سروپ (علیم تاکل) مانتے ہیں۔

مولوی۔ ہاں بیشک خدا علیم ہے اور ہمارے قرآن شریف میں بھی خدا کو علیم مانا گیا ہے۔

آریہ۔ بھلا مولوی صاحب اگر خدا علیم ہے تو کیا اُس کی صفت علم ازلی ہے۔

مولوی۔ بیشک ازلی ہے۔

آریہ۔ کیا خدا کو سرشٹی کی پیدائش کی پہلی تاریخ سے پیشتر میرا علم تھا۔

مولوی۔ ہاں۔

آریہ۔ میں اُس وقت موجود تھا۔

مولوی۔ نہیں۔

آریہ۔ جب میں معدوم تھا تو خدا کو میرا علم کیسے تھا کیونکہ علم کہتے ہیں کسی شے کے جاننے کو جیسے کہ وہ ہو وے۔

مولوی۔ آپ معدوم تھے مگر خدا کے علم میں موجود تھے۔

آریہ۔ جب میں خدا کے علم میں موجود تھا تو میں خدا سے الگ کوئی شے تھا۔ یا خدا تھا۔

مولوی۔ اِسکے جواب میں گھبرائے اور ساکت ہو گئے اِس کا کیا جواب دیتے اور فی الحقیقت اِس کا جواب اِن کے پاس کیا ہے کہ جب قرآن ہی میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کہتے ہوئے تو اُنکو شرم آتی تھی کہ میں خدا تھا اور اگر خدا سے جدا مانیں تو قدامت ماننی پڑے ہائے افسوس کہ یہ موجودہ جگت دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا جب یہ لوگ علم ازلی مانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ موجودہ جگت دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ المعدوم لیس بشیٔ جو اسے الہیٰ صاف مانتے ہیں کہ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی حق ہے کہ جیسا معلوم ہو ویسا ہی اُس کا علم ہوتا ہے مگر ہائے ہٹ دھرمی تیرا ستیاناس ہو۔ تعصب تیرا خانہ برباد ہو تو نے لوگوں کی آنکھوں پر سخت پٹی باندھ دی کہ باوجود اِس قدر صاف بیان کے بھی یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ جگت تو معدوم مگر خدا کے علم میں موجود تھا گویا ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم یعنے تالا لگا دیا اللہ نے اِن کے دلوں پر کانوں پر اور آنکھوں پر کہ نہ سمجھتے اور نہ سُنتے اور نہ دیکھتے ہیں۔

اسی طرح جب اِن لوگوں سے پوچھا جائے کہ خدا مؤثر ازلی ہے تب سر ہلا کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہاں کیونکہ صفات باری کو یہ بھی ازلی مانتے ہیں۔ مگر جب یہ سوال کیا جاوے کہ اثر بھی ازلی ہے۔ تو بس اِدھر اُدھر ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ خوب جانتے ہیں کہ مؤثر کے ساتھ اثر لازمی ہے۔ افسوس کہ باری تعالیٰ کو مؤثر ازلی مانا اور پھر یہ کہا کہ فقط سات آٹھ ہزار سال سے خدا نے جگت اُتپتی کا آغاز کیا ہے کیا اِس سے پہلے سویا ہوا تھا یا نکما بیٹھا ہوا تھا۔ یا کتم عدم میں پڑا جان تھا۔

ایک ہمارے مہربان نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں تھی یا نہیں اگر تھی تو وہ کیوں مؤثر نہ مانی جاوے اور اگر مؤثر مانی جاوے تو مادہ قدیم ٹھہریگا۔ مولوی صاحب نے اُن کو جواب دیا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں بالقوۃ موجود تھی جس پر اعتراض کیا گیا کہ مولوی صاحب بالقوۃ کا اطلاق خدا پر کسی وجہ سے نہیں آسکتا وہ تو من کل الوجوہ ایک ایسا موجود بالفعل مانا گیا ہے جو کسی کمال کا متوقع نہیں۔ اور یہی عقیدہ آپ کے سارے علماء علم کلام کا ہے پھر آپ کیونکر ایسا فرماتے ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم فلسفہ کی ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

اب فخر علمائے اسلام جناب مولوی محمد قاسم صاحب[1] کی توجیہات قدامت کے متعلق سُنئے جو اپنی کتاب تقریر دلپذیر میں یوں فرماتے ہیں۔

"شرح اصل انقلاب سے یہی ہے کہ عدم کے بعد وجود آئے یا وجود کے بعد عدم آ جائے مگر جب انقلاب معدوم کو انقلاب عظیم مانا تو بالضرور سبب میں بڑی حرکت انقلاب کا باعث ہوئی ہو گی کیونکہ یہ انقلاب بھی سب انقلابوں میں اوّل ہے سو وہ حرکت کیا ہے موجودات کی جانب سے حرکت وجودی اور موجد کی طرف سے حرکت ایجادی۔ موجودات کی جانب سے تحرک ہو گا اور موجد کی جانب سے تحریک اِس تحریک کا نام تعلق ارادہ خداوندی ہے۔ اور اِس تحرک کا نام زمانہ وجود غیر اشیاء کی درازی اور کوتاہی حقیقت میں اِس حرکت کی درازی اور کوتاہی ہے۔ اور اِس حرکت کے ہی سبب زمانے کا احساس ہوتا ہے ورنہ اپنے وجود میں حرکت نہ ہوتی۔ تو پھر زمانے کے احساس کی کوئی صورت نہ تھی اور نہ حدوث و عدم کی کوئی وجہ مثل ذات و صفات خداوندی کائنات کا وجود بھی ازلی اور ابدی ہوتا"

(دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۲۴۴)

مولوی صاحب کے اِس بیان سے پایا جاتا ہے کہ عدم سے وجود میں آنا یا وجود سے عدم میں جانا ایک انقلاب ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ انقلاب کیواسطے کوئی شئے ہونی چاہیئے مثلاً موجود کا وجود ایک شئے ہے۔ اگر وہ معدوم ہو جاوے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایک شئے موجود معدوم ہو گئی۔ اور اِس سے اُس شئے کو جو موجود سے معدوم ہوئی ایک انقلاب آیا ایسا ہی معدوم سے موجود ہو تو کوئی شئے ہونی چاہیئے جس کو وہ انقلاب ہو یعنے عدم سے وجود جیسا کہ وجود سے عدم کے انقلاب کے واسطے موجود ایک شئے تھا اگر کچھ کوئی شئے نہیں تو پھر انقلاب محال ہے۔ اور اگر کوئی شئے موجود تھی تو اِس سے

حاشیہ[1] یہ وہی مولوی صاحب ہیں جو علماء اسلام کی طرف سے انتخاب ہو کر مارچ ۱۸۷۸ء کے میلہ چاندا پور ضلع شاہجہان پور میں رشی سوامی دیانند جی مہاراج کے مقابلہ میں کھڑے کئے گئے تھے۔

وہ قدیم ماننی پڑیگی۔ اور یہ عقیدہ باطل ثابت ہوگا۔ کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ معدوم مطلق تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ تحریک موحد کی طرف سے اور تحرک موجودات کی طرف سے انقلاب کا باعث ٹھہرا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ شیے کیا ہے کہ جو اس انقلاب میں تحریک اور تحرک کی حالت میں آئی ہے۔ اگر کوئی شیے ہے تو وہ قدیم ماننی پڑیگی اگر کوئی شیے نہیں تو تحریک کون قبول کرتا ہے اور تحرک کس کی طرف سے ہوتا ہے جس سے انقلاب پیدا ہوتا ہے موجودات کا وجود اگر نتیجہ انقلاب اوّل مانا جاوے۔ تو اس سے وہ شیے جس نے حرکت وجودی اس انقلاب میں قبول کی۔ اور خود اُس کی جانب سے تحرک ہوا انقلاب کے آغاز سے پہلے موجود ماننی پڑیگی ۔ا۔ وہ شئے ماسوا اللہ قدیم ٹھہر جاوے گی۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ موجودات کی عمر کی درازی اور کوتاہی اِس حرکت کی درازی وکوتاہی سے ہے" اگر یہ مان لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ موجودات میں کوئی شیے ابدی نہیں ہے حالانکہ قرآن و مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے۔ مگر مولوی صاحب اِس عبارت کی آخری سطر میں کائنات کی ابدیت سے انکار کر گئے۔ شاید مولوی صاحب کو اِس سے بھی انکار ہوگا کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے جیسا کہ قرآن میں ہے خالدین فیہا ابدًا۔ کیونکہ ابد تک وہ شیے رہ سکتی ہے جو ابدی ہو۔

اُسی کتاب کے صفحہ ۹۱ پر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بھلائی بُرائی ہر شئے کی ازلی ہے" غور کا مقام ہے کہ اگر بھلائی بُرائی ہر شیے کی ازلی ہے تو ہر ایک شیے بھی ازلی ماننی پڑیگی۔ کیونکہ بھلائی بُرائی صفات ہیں صفات موصوف سے الگ نہیں ہوسکتی اگر مولوی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بھلائی بُرائی ہر شیے کی شیے کے وجود سے پیچھے ہر ایک شیے کو ملی۔ اور بھلائی بُرائی پہلے موجود تھی۔ تو چونکہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حدوث عالم سے پہلے خدا کے سوائے اور کوئی شیے نہ تھی۔ تو کیا یہ بھلائی بُرائی معاذ اللہ خدا کی ذات میں تھی۔ یا جدا اگر ذات میں تھی تو اُس کی ذات ملزم ہونے سے بری نہیں ہوسکتی حالانکہ مبرا ہے اگر ذات خدا کی مغائر تھی تو کوئی صفت بغیر موصوف کے الگ نہیں رہ سکتی اس لیئے اس کا موصوف بھی ماسوا اللہ کے قدیم مانو جس سے مولوی صاحب کا مسئلہ حدوث باطل ہوتا ہے۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں جیسے۔ آفتاب کی شعاعیں اور دھوپیں اُس نور کی تفصیل ہیں۔ پر آفتاب کے جرم میں یہ نور بھرا ہوا ہے۔ گو نسبت شعاعوں اور دھوپ کے اجمالی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن لاکھوں درجہ اُن سے زیادہ ہے۔ کیوں یہ اُسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس کو لازم ہیں ایسے علم اجمالی سے علم تفصیلی پیدا ہوتا ہے۔ سو ہم اس علم تفصیلی ہی کے معلومات کو موجودات پنہانی کہیں تو کچھ مشکل نہیں سو ہمیں اُس کے قدیم ہونے میں کچھ انکار نہیں" (دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۳۴)

مولوی صاحب کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماسوا اللہ موجودات پنہانی کو قدیم مانتے ہیں اس سے اُن کا یہ اعتقاد قرآنی باطل ہوگیا کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ کوئی شیے نہ تھی۔ کیونکہ موجودات پنہانی کی قدامت کے مولوی صاحب قائل ہوگئے جو آخر کوئی شے ہے اگر کوئی شیے نہیں تو وجود کا اطلاق بھی اُس پر نہیں آسکتا۔

غلام احمد ۲۰۹ اور بیزوہ "بدا ہُگز بیدص کا نہیں ہوسکیگا۔ بلکہ اُس کا صرف ایک ناقص کام ہوگا۔ اور جو اعلےٰ درجہ کے عجائب کام ہیں۔ اُنکی نسبت یہی کہنا پڑیگا۔ کہ وہ سب خود بخود ہیں۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ تو اِس سے اگر فرضی طور پر پرمیشور کا وجود مان بھی لیا جاوے تب وہ نہایت ضعیف اور نکما سا وجود

ہوگا جس کا عدم وجود مساوی ہوگا یہاں تک کہ اُس کا اگر مرنا بھی فرض کر لیا جاوے تو روحوں کا کچھ بھی ہرج نہ ہوگا"

ترد یا پرمیشور کل فیوض کا مبداء ضرور ہے۔ کیونکہ سدا وید فیض تمامتہ اُسی کی ذات منبع الحسنات سے وابستہ ہیں کسی غیر سے نہیں اُس کا کوئی کام ناقص یا کامل مثل احکام قرآنی کے نہیں جہاں تغیر و تبدل کی ضرورت ہو بلکہ مثل وید اقدس کامل و پائدار ہیں اور اعلےٰ حکمتوں اور قدرتوں کے آثار۔ بے حقیقت یا پراگندہ مادہ اور بے علم یا جاہل روحیں خدا کے قبضۂ قدرت میں تو انادی زمانہ سے ہیں مگر خدا کی ہستی سے ہستی میں لائی ہوئی نہیں ہیں۔ ہاں اُن میں جس قدر برکات و فیض ہیں اُن سب کا مبداء خدا ہے اور اُسی کی عبادت سے اُن کا حصول مدعا۔ تمام گوناگون عالم اُسی پراگندہ مادہ سے پرماتما نے اپنی اَمت شکتی اور علم سے جو حکمت نا متناہی سے بنایا ہے مگر نیستی سے ہستی میں نہیں لایا۔ اور اسی طرح تمام روحوں کو خدا نے اُن کے اعمالوں کے مطابق رذالت اور شرافت دی مگر عدم سے موجود نہیں کی کیونکہ قدرت ایزدی میں عدم نہیں ہے۔ آپ کو یہ کہتے شرم نہیں آتی اور نہ خدا کا خوف دل میں لاتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ مالک کل کو نیستی کا معاذ اللہ خدا ٹھہراتے ہو۔ اور اُس مذہب پر فخر کرتے ہو کہ ہم اُس خدا کے پیرو ہیں جس کے لغو تر نیستی ہی ہستی ہے اور ہستی اگر ہے تو چند روزہ اور چند سالہ بھلا ایسے خدا سے کیا ہوسکتا ہے اور ایسا خدا ازلی وابدی کب ٹھہر سکتا ہے پراگندہ مادہ اور جاہل روحوں کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان عالموں کا پیدا کرنا اور بے شمار روحوں کو کرموں اور ساری فضیلت اور رذیلت میں پہنچا کر وڑ درجہ زیادہ قدرت و کمالیت کا کام ہے جس کو آپ تعصب قرآنی یا شامت مسلمانی کے سبب نظر حقارت دیکھ رہے ہو۔ روحوں میں کوئی علمی یا عقلی فضیلت خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ تمام خارجی اور بیرونی ہیں جو اُس کی عبادت اور اُس کے فرمان پر عمل درآمد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی ایک ادویتم (لاثانی) اور سرب شکتی مان ہے اور سب چراچر کا سوامی اور پرکاش وان ہے اور درحقیقت وہ ایسا ہی ہے نہ کہ آپ کا وہمی و وسواسی خیال۔ اسی واسطے اُسکا ماننا و جاننا نہایت ضروری ہے۔ اور اُس کے (معاذ اللہ) نہ ہونے میں سراپا اور قطعی ہرج ہے ہاں مسلمانوں کا کچھ ہرج نہیں کیونکہ خیر الماکرین کے بھائی ہر حضرات شیاطین موجود ہیں اور امت احمدیہ سے اُن کی محبت و اُلفت بھی روز افزوں ہے۔

غلام احمد ۲۰۹۔ اور وہ اِس لائق ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ کوئی اُس کی بندگی کرنے کے لئے مجبور کیا جاوے کیونکہ ہر ایک روح اُس کو جواب دے سکتی ہے کہ جس حالت میں تم نے مجھے پیدا ہی نہیں کیا۔ اور نہ میری طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں کو تم نے بنایا۔ تو پھر آپ کس استحقاق سے مجھ سے اپنی پرستش چاہتے ہیں۔ اور بر عکس کہ پرمیشور روحوں کا خالق نہیں تو اُن پر محیط بھی نہیں ہوسکتا اور جب احاطہ نہ ہوسکا تو پرمیشور اور روحوں میں حجاب ہوگا اور جب حجاب ہوا تو پرمیشور سرب گیانی نہ ہوسکا یعنے علم غیب پر قادر نہ رہا تو اس کی سب خدائی درہم برہم ہوگئی تو گویا پرمیشور ہی ہاتھ سے گیا۔

تردید۔ مرزا صاحب یہ اعتراض آپ کے قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے جس کا ہر فقرہ بتلا رہا ہے کہ آپ کو معقولیت کی ہوا نہیں لگی یہ کس نادان سے آپ نے سُنا کہ ہم لوگ اُس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں حضرت مجبور نہیں بلکہ مشکور ہیں کہ اُس نے اپنی کمال رحمت و فضل سے ہماری ظاہری آنکھوں کے واسطے خورشید اور باطنی کے لئے نور جاودانی وید عطا فرمایا۔

واضح ہو کہ عبادت صرف روح کی بہبودی کے واسطے ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی ترقی و کمالیت کے واسطے۔ خدا ہماری عبادت کا محتاج نہیں تاکہ ہمیں مجبور کرے

کیا خنک بحث عمدہ پیش کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تم نے کل چیزوں کا وجود خود بخود بغیر ایجاد پرمیشر کے آپ ہی مان لیا ہے تو پھر اس بات پر کیا دلیل ہے کہ ان چیزوں کے باہم جوڑنے جاننے کے لئے پرمیشور کی حاجت ہے دوسری یہ قباحت کہ ایسا اعتقاد خود خدا تعالٰی کو اس کی خدائی سے جواب دے رہا ہے۔

تو دلیل آپ تجاہل عارفانہ سے مارتے اور صداقت اسلام ہاتھ سے نہ گنواتے۔ اور نہ رونا اور داشت پیٹنا ہوتا پرمیشور کے وجود کو با دلائل واضح ثابت کرنا اور اُن پر غور کرنے سے صداقت باطنی کی تکمیل آریہ سماج ہی کا کام ہے نہ کہ اسلام کا دنیا کے پردہ میں وہ کون دیس ہے جہاں اسلام نے دلائل سے کام لیا ہو اور لوگوں نے بعد مباحثہ دین محمدی قبول کیا۔ اگر کہیں کسی جزیرہ میں ناسخ سمجھے ہوں تو زمین عرقاب ہے تو نشان دو تاکہ ہم تاریخ کے ذریعہ اسکی تلاش و کھوج کرکے پیدا کریں ورنہ فارس روم تاتار ہندوستان۔ افغانستان عرب سپین وغیرہ متفق البیان ہیں کہ کہیں بھی اسلام نے معقولیت سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کسی جگہ پر مذہبی معاملہ میں دانائی کو کام فرمایا۔

اسلام کی بڑی بزرگ دلیل صمصام ہے اور یہی سبب ہے کہ دعویٰ قتل عام۔ گلستان میں ایک مولوی مسلمان کا ایک کافر سے مباحثہ ہوا۔ جب خدا نے قرآنی کی حیثیت اور دین مسلمانی کی اصلیت پر کوئی عقلی دلیل مولوی صاحب کی نہ چل سکی تو گھٹنے ٹیکنے اور میدان مباحثہ سے لٹت دکھا کر بھاگنے لگے اُس موقعہ پر سعدی نے کہا ہے۔

آنکس کہ بقرآن و حدیث زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

مگر مرزا صاحب برخلاف اسکے صانع و بدائع قدرت سے ہی جو خدا کی ہستی پر دلیل ہوتی ہے اور ہستی معرفت حق کے واسطے حقائق کی سبیل ہے۔ اسلام کی جاہلانہ حرکت سے دلیل کیا ہاتھ کر سکا بھی موقع نہیں مل سکتا۔ دوسرے کہاں سے جب کہ غیر مذہبوں کی کتابوں کا جلانا بھی ثواب شمار ہوتا ہے اور اس کی صداقت کا ستون اسلام سے کھلی اظہار رہتا ہے۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں حضرت عمر نے ۱۳ھ میں خلیفہ ہونے کے ایران کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلایا۔ اور باقی موقع پر یا اور یہی حال سکندریہ کا کیا (دیکھو سنین الاسلام شائع شدہ صفحہ ۴۰ حصہ اول)

حضرت کیا کہوں اور کہاں تک کہوں اسلامی اعتقادات کے رو سے جو سب قباحتیں تی ہیں اور عوض دعویٰ جود ثبوت کرانے کے دعویدار کو بھی سرمائی ہیں جنکو ہم سے انشاء اللہ اسی کتاب میں متفرق طور پر بیان کرینگے اور اسکے تاروپود کو جدا کرکے منصفوں کے سامنے دھر دینگے تاکہ ان پر اچھی طرح ظاہر ہو جاوے۔

چاک کے اسلام کو ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر کو ساری عمر گر سینا رہے

ہمکو آپ جوڑنا جاڑنا بتلاتے ہیں اُس کی نسبت عرفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

زہر ذرہ بدو روئے دراہے ست
براثبات وجود او گواہے ست

وصف صنعت کز لب شرعے پیرو برود
نطق را در حرف عقد اللسان انداختہ

حضرت یہ جوڑنا جاڑنا نہیں بلکہ اُن ناچیز ذروں کا یکجا کرنا جن پر ہر کس کو قدرت کاملہ سے گوناگوں عالم پیدا کرنا۔ اور پیدا کرکے اسکو کمال خوبی سے انتظام میں رکھنا اور ان متغیر عالموں کے تغیرات و تبدلات دکھلا کر سب کو غیر متغیر ذات کی طرف رجوع کرنے کیواسطے گویا زبان رکھتا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اُن ناچیز ذروں سے گوناگوں مخلوقات کا عالم بنانا۔ اور تمام بے شمار سورجوں کو گردش اور فنا میں قدرت انادی سے جسم کل بنانا اور پھر اس عالم کو فنا کرکے پرکرتی میں سما دینا اُس سرب شکتی مان کی قدرت عالیہ و طاقت جلالیہ کے نشانات ہیں۔ اسی واسطے ماسٹر مرلیدھر صاحب نے فرمایا ہے۔

ماسٹر مرلیدھر صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۹۔ جو لوگ روح اور مادہ کی حقیقت کو سمجھے ہوئے جانتے ہیں کہ یہ سرشٹی ایک ایسا بڑا اور عالیشان کام ہے کہ سوائے اُس بے حد اشد سرنگمے اور دانائی کامل کے کوئی نہیں بنا سکتا۔ بنانا تو درکنار اُس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بابت کہ وہ کس طرح بنی لاکھ کاریگروں میں سے ایک لاکھواں حصہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر یہ ایسا حقیر کام ہے جس کو جوڑنا جاڑنا کہتے ہیں تو کوئی شخص جو دعویٰ رکھتا ہو یا مرزا صاحب کی سمجھ میں بڑی طاقت والا ہو تو ذرا جیرل سیارات وغیرہ کو تو کیا نانوا بھٹا یا گندم کا ماجرہ کا ہی بنا کر دکھلا دے یا کچھ تھوڑی سی اسکی کاریگری کے اصول ہی سمجھا دے۔

اسی طرح صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶۔ پر فرماتے ہیں یہ سوہ سرب ہے جس کو ہندی میں پرکرتی یا زر کہتے ہیں جن میں اُدہ یا طاقت ملنے ملنے کی نہیں غرض دونوں چیزیں روح و مادہ جو دنیا میں موجود ہیں جنکو مرزا صاحب نے ہر ایک ہر ایک جگہ کی طرف سے پیش کیا تھا۔ ایسی بابت ہو کہ تمام دانائی جوڑنے جاڑنے سے بالکل عاجز و بے خبر ہیں اس لئے ایک دانا ہی ہونے صورت میں خود بخود ایسا جوڑنا جاڑنا نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ خود بخود باہم ملحا دیر کرنے کا ان کا سوبھاؤ نہیں ہے کیونکہ اُن میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں۔ لوگ موجودہ طریقہ پر اب ہی ایسا بودہ پیش کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ پرمیشور کو جوڑنے جاڑنے کسی نے نہیں دیکھا مگر اتفاقی طور پر ملنے والی چیزوں میں انتظام اور کاریگری اور تعلقات مقررہ یہ نہیں ہوا کرتے جواب موجود ہیں لہذا ماننا ہے کہ ان چیزوں کو جوڑنا جاڑنا خود بخود نہیں ہو رہا۔ گوناگوں صفات کا عالم بنا سکتا ہے بلکہ اُس کا صانع و مالک سب سے بڑا اور کامل قدرت والا ہے اور وہی ہے جسکو سچیدانند سرب سوامی پرمیشور اور مسلمان خدا تعالٰی کہتے ہیں۔ منتظر البیان قدرت کو اگر کوئی تھوڑی عقل والا بھی غور سے دیکھے تو بی الفور اس سرب انتریامی ہمہ بیاپک کے حضور سر بسجود ہووے جو دانا ۱۳سو برس سے اسلام کے دائرہ زبونوں میں تعلیم اور دہریت کی تعلیم کا مطالعہ کرے گا۔ اُسے معلوم ہوگا کہ دہریہ پن اور ہمہ اوست (دہریہ کا شیعہ ثانی) وغیرہ کی طرح قرآنی تعلیم سے کس طرح پھیلا اور دہریہ یا مادہ پرستی ہم القاسم سے کس طرح نکلا ہر ایک عاقل کو اس بات کا ثبوت ہے کہ انکا مجموعہ قرآن ہی پیدا ہوا ہے اور سبب اس کا ظاہر ہے کہ قرآن ہر ایک چیز کا وجود خدا کے وجود سے مانتا ہے اور خدا کی ذات کے سوا انہیں قطعی نابود جانتا ہے جو سریا ٹکا انہی کے نشان اور شرک میں لپیٹے والے سامان ہیں۔

انسان اسی طرح کی جاہلانہ تعلیم سے گمراہانہ طریق سیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے ذوالفقار ہی سے ایسی بعید العقل باتوں پر ایمان لاتا ہے۔ ورنہ روح اور مادہ کی پیدائش کی بابت دین محمدی وغیرہ معقولیت سے بتلائے تو یہی کہ سوائے انادی ہونے کے کس طرح اور کہاں سے ہوئی۔ اور جیسا کہ اُن کا اعتقاد ہے تو وہ خود ہی اُن کے بیان کو بے بنیاد و بیہودہ ثابت کر رہا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب کو بھی لاچار ہو کر سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۳۰ کے حاشیہ پر صاف اقبال کر دیا کہ اگر روح کو جسم و جسمانی ہونے سے منزہ خیال کریں اور اس کا تعلق جسم سے ایسا مجہول الکیفیت و برتر از عقل و فہم خیال کریں جیسے روح کا حدوث برتر از عقل و فہم ہے۔ تو پھر البتہ کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

کفر گوشا خدا خدا کہے۔ جس بات پر آپ کو بڑا گھمنڈ تھا اور جس قرآنی علمیت پر آپ جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ وہ خود آپ کی زبان اور قلم سے کھوکھلی یا بیجا ثابت ہو گئی کیونکہ جب بموجب الہام قرآنی روح کا حدوث برتر از

عقل و فہم ہے بلکہ اُس کا جاننا و سمجھنا محمدیوں کے آگے۔ بتلانا و سمجھانا خدا و محمد یان کے آگے مجہول الکیفیت و بر تر از عقل و فہم ہے۔ تو پھر آپ کس برتے پر مفاخرہ و اوبا مجلہ بنے ہیں اور قرآنی علمیت کی طلب کو ناسے گزار رہے ہیں جبکہ ناسکے بتلانے سے خدا سکوت۔ رسول ناواقف قرآن خاموش ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کیوں اسلامی عقل سے دور از فہم مسئلہ پر جوش و خروش کے چیدا ندلو نہ لرات دکھ۔ او سے چرانے والے اعرابی الساب و معقولات کے مسائل کو کیا جانیں۔

چونکہ ہم تکذیب براہین احمدیہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ آریہ اور محمدیت ابھی توام ہیں جن کا اب اور بھی اثبات ہوگیا بلکہ کسی حیلہ کو کسی طرح کا انکار نہ رہا یعنی ایک ختم ہے کے لباس میں خود مرزا صاحب ہی خدا تعالیٰ سے منکر ہو کر۔ عدم رستی کرتے ہیں جناب شوق سے اعتراض کیجئے اُن ایشور طاقت کمزور ہے اور ہرت کا رو رہی آزما لیجئے سر گئے کہ خواہی صاحبہ پوش دمن اور از قدرت رحم سا سمجھ ہنوک طاقتہ ہے۔ اتنا کی توحید و گیان کی طرف جس قدر کوئی غور کرے تو اس کی تحالیف ضعیف پر در حالیکہ کی طرح صدا عقب کا ظہور ہوگا اور کہیں فریب کا ضرورت رہیگا سیں کوئی وقت ہیہ آریوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ نہیں رکھتا۔ البتہ اسلام وغیرہ معقولیت سے دور مذاہب پر اتجا ہاتھ صفا ہے کیونکہ اتخا اللہ ثم استوی علی العرش و عرشہٗ علی الماء بے معنے خدا تخت پر بیٹھا اور تخت پانی پر دھرا ہے جس کے دلائل منطقہ سے سرا پا رد ملتا ہے اور ہر ایک دلیل سے وہ محدود رفاقی ساعر زاویہ قید ثابت ہو جاتے۔

غلام احمد ۹۳ - ۱۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ علم کامل کسی شے کا اُسکے بنانے پر تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے حکماء کا معمول ہے کہ جب علم لئے کمال کسب سے ہو جائے تو وہ عمل ہو جاتا ہے اس حالت میں بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پرمیشور کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم بھی ہے یا نہیں اگر اُسکو پورا اور اعلم ہے تو پھر کیا وجہ کہ با وجود پورا پورا علم ہونے کے پھر ایسی ہی روح بنا نہیں سکتا سو اس خیال پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہی نہیں کہ پرمیشر روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ انکی نسبت پورا پورا اعلم بھی نہیں رکھتا۔

تردید۔ یہ بھی خیال آپکا لایق التفات ہے اور آپ کی بیعلمی پر دال۔ علم کے معنے آپنے غلط سمجھے یا کسی سمجھانے والے کی لاعلمی ہے۔ دیکھئے۔ علم بالکسر آگاہ شدن و دانستن و دانش و منتخب۔ پس ہر ایک تھوڑی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جاننے اور پیدا کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے علم کامل یہی ہے۔ کہ جو چیز جیسی ہو اُس کو

ملہ بیدار مجرد ہے کہ مرزا صاحب نے مولوی عبد اللہ کی جو میں بمقام ... ایک خط ارسال کیا کہ آریہ دلائل واحد بہت کی بحث کر رہا ہے بیں تو جس مسئلہ پر بعنگو کرنا... ہو بین چاہو ہول پر ایسی ادر مباحثہ ہر ایک۔ مگر شیخ صاحب کچھ جو اکسی طرح کا ... آنا اور طیار ہوکر وہ ہی میراحد مرزا صاحب کے پاس... کیا اور ہوش کا جواب لینا انتظار رکھی جز اسکی بلکہ ال بلکا ... لیوں کا طومار لکھا ... ایک پچھوٹے سے رسالہ ہی تو ہمارے ... چونکہ ان کی مزاج میں بسبب کثرت نزول الہام کے گرمی سوائے نہایت حرارت و یبوست پیدا کر دی ہے اور بعض سلام مرزا ... کی وجہ سے ... تک ... نتیجہ تک کس طرح استوراج ہو سکتا ہے سے حصہ لاری سے مرزا ... عبد اللہ کا نام لکھا کہ اتم عبداللہ رب صلح مطہر نگر۔

چونکہ مولوی تو نعاد یر محمد قادیان کی بھی ... خط مرزا صاحب کے ملازم شمس الدین کا کی تحاسین کے ... مع خط بھی میرے پاس مرزا صاحب نے ارسال کئے ہوئے تھے غرض کہ مرزا صاحب میں ترتیب کو مان گا رنے اچھی طرح اسا کر کے اُن کے خط کا جواب ارسال کیا جس کے جواب میں آج تک بسبب نزروتی کے سب صدائے برتحات کا معاملہ ہوا۔ نتیجہ جی کہ محمدی یقین کے سبب آسی کی تلاش ماگہدا ہوگئی افسوس!

اُسی طرح جاننے۔ اور جس میں جو جو صفات ہوں اُس سے کوئی مخفی نہ رہے مگر اُس سے بنا نا ہر گز لازم نہیں آتا کیونکہ بنانا حرکت کا مرتا ہے مورد کا نہیں مثلاً ایک آدمی جانتا ہے کہ خدا کو اپنا پورا پورا علم ہے مگر وہ اسے جیسا پیدا نہیں کر سکتا اور نہ کر سکتا ہے حالانکہ اُس کو اپنا کامل علم ہے کیونکہ پیدائش کا لفظ سوائے مادی چیزوں کے ترکیب پذیر ہونے کے اور کسی پر حاوی نہیں خدا اپنی طاقتوں پر پورا علم رکھتا ہے مگر اُس میں کمی یا بیشی نافذ نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ کامل ہے تکمیل طلب نہیں۔

اب دیکھنا چاہیے کہ روح کیا ہیں اور خدا کیا ہے۔ واضح ہو وے کہ روح ایک تخیہ مدہی بک وجد اعمال کا کرتا اور پرماتما سب چداننت سروگیہ سرب بیا پک سرب دنتر نامی گیان مے آنند سروپ۔ اور کرموں کا جیودن و پھیل داتا اور محبوز است سکتی مانتا ہے تمام سرشٹی کو پرماتما کی قوتوں سے ریچتا ہے مگر خود رچنا میں نہیں آسکتا کیونکہ وہ سرشٹی دہار ہے نہیں۔ مادی نہیں علاوہ براں رکیب پذیر نہیں۔ اگر یعنی آپکے " سب چیزیں اُس سے نکلی ہیں اور اُسی کے ساتھ قایم اور اُسی کی رشحات سے اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتی ہیں" دیکھو صفحہ سطر ۴ و ۵ " اُسی طرح روحیں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سرب خصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتی ہیں جس طرح بیٹے ہیں باپ و ماں کا کچھ کچھ حلیہ و خو بو پائی جاتی ہے صفحہ ۱۲۱ و ۱۲ ؎ اور جیسے بیٹا جو باپ کے نطفہ سے اس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ ساوتی اُسی طرح ہم لیسے جو سب سے نکلے ہیں اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں " (صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۲ و ۱۳)

اور حقیقت میں انسان کو جس قدر خوبیاں دی گئی ہیں وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے کہ بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ ناک کے نقوش آ جاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اُس کی صفات کے آثار آگئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۲۱ سطر ۳ سے ۱۱ تک) بفرض محال خدا سے روح کی پیدائش اس طرح مانی جاوے کہ روح خدا سے نکلی ہیں اور ان کی سب قوتیں الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں اور اُس کے تمام نقوش و صفات ہیں۔ روح خدا کے ساتھ قایم اور اُسکے رشحات فیض سے اپنے کمالات تک پہنچی ہے بیٹے جدا میں داخل ہوتی ہے اُس کی سیرت و خصلت ہے جیسے بیٹے میں باپ ماں کی خو خصلت اور حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اور باپ ماں سے طبعی محبت رکھتا ہے جیسی بیٹے میں کچھ کچھ نقوش آتے ہیں باپ اور ماں کے۔ ویسے ہی ہم جو خدا سے ہیں ہماری خو خصلت اور حلیہ اور خو بو اور نقوش بحث خدا ہیں۔ مرزا صاحب جس طرح آدمی کا بیٹا آدمی اور حیوان کا بچہ حیوان ہے اسی طرح بقول آپکے تمام روحیں جو خدا کے بیٹے ہیں خدا سے پیدا ہیں خدائی صفات سے موصوف ہیں خدا کے ساتھ قایم ہیں اور خدا کے نقوش و آثار رکھتے ہیں تو اس لحاظ سے خدا ہیں۔ اب آپ ہی کو دوسرے پیرایہ میں دیکھئے تمام روحیں خدا اور خدائی اوصاف سے متصف ہیں اگر خدا واحد ہے تو روحیں بیشمار ہیں اگر روحیں بیشمار ہیں تو خدا واحد نہیں چونکہ بے انتہا خدا بقول آپکے بے انتہا روحیں بن گئی ہیں جو بقول قرآن کے انشاء ہیں نگی اسواسطے کوئی علیحدہ خدا نہیں یا جیسے جنگل تمام درختوں کا نام ہے اگر درخت جدا کئے جاویں کوئی علیحدہ جنگل نہیں بنا اسی طرح تمام روحیں ہی بجائے تمام خدا ہیں علیحدہ اُنسے کوئی خدا نہیں کیونکہ منقسم و منتشر ہوگیا۔ دیکھئے یہ عقائد کیا کیا فساد و بانی مبانی الحاد سا ہی اس کے روح کے قابل بدکار وغیرہ ہونے سے خدا بالغت وغیرہ ذنائم سے بھی بری نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے آپنے لکھا ہے۔ "اور در حقیقت یہ ایک سر الٰہی ارفع اور ادق ہے جس سے

ہے جو عقل کے چیسخ پر چڑھا کر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی" (صفحہ ۲۵ حاشیہ کی سطر آخری) اچھا اگر عقل کے چیسخ پر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی تو عرابت جاہلیت و تعصب کے چرخ پر چڑھا کر اس کی اصلیت کا اظہار کیجئے تا مدعا اس طرح آپ کی تسلی ہو جائے چونکہ روح خدا کے ساتھ بقول آپکے قائم ہیں اور اسی کی صفات ور شحات فیض سے نکلی ہیں جس کو آپ صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۷ و ۱۸ پر ازلی و ابدی مانتے ہیں پس جو آپکے ہی قول سے واضح ہو رہا ہے کہ روحیں ازلی و ابدی ہیں۔

خدا کے نزدیک ان کا کام کرنا عمر ممکن بلکہ اس کا خیال کرنا بھی سراپا محال ہے خیال خدا کے نزدیک کسی طرح نہیں آسکتی۔ کامل علم کے نزدیک غلط خیال و وہم کا آنا بھی اس طرح ہے جیسے خدا کو جھوٹا فرض کر لینا۔ اور یہ بات سراپا ناممکن ہے علم کامل کسی شے کا جس جیسی بنانے پر قادر کر دیتا ہے بشرطیکہ دو صورتیں ہوں اول تو وہ چیز بناوٹی ہو۔ دوم اسکے بنانے کا مصالحہ ہو۔ اگر یہ دو صورتیں نہ ہوں تو کسی سے علم کامل سے کوئی بھی اُسے نہیں بنا سکتا چہ جائیکہ خدا۔ جہاں کہ دھوکا و غلطی نام و نشان کو نہیں چونکہ روح بناوٹی نہیں اس واسطے علم کامل روح کا خدا اسکے بنانے کی نہ تو ضرورت سمجھتا ہے نہ ارادہ کرتا ہے نہ خیال اٹھاتا ہے اور نہ ذکر کرتا ہے دوم اگر اسکے بنانے کا مصالحہ نہ ہو تو بھی نہیں بنا سکتا خواہ اُسکے علم کامل کے سبب اُسکے بنانے پر قادر ہو جیسے ایک انجنیر کو مکان کے بنانے کا علم ہے لیکن اگر مصالحہ نہ ہو تو باوجود علم کامل کے وہ عمارت نہیں بنا سکتا اس واسطے کہ انجنیر خود مصالحہ نہیں اور اگر خود مصالحہ ہو تو پھر انجنیر نہیں رہتا بلکہ مصالحہ میں جذب ہو جاتا ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ اگر مادہ اور روح انادی نہ مانے جاویں تو اول تو خدا کا علم ہی غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ علم کس کا معدوم کا جو خود معدوم شے ہی ہر بار نہیں پس وہ علم نہیں بلکہ عدم ہے جیسے معلوم قدیم نہیں علم قدیم نہیں ہو سکتا حالانکہ کوئی اعرابی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کا علم قدیم ہے۔

روح مفرد اور غیر مرکب ہے جو اشیاء مرکب ہوتی ہیں وہ ترکیب پذیر ہیں ۔۔۔ کے ہونے ہیں خدا بھی انہیں بنا سکتا ہے وہ نہیں بیشک خدا کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم ہے مگر نہ بنانے اور نہ ایسا لایعنی اور بیہودہ دعوے دار ارادہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا علم پورا ہے اور پورا نہیں روح بناوٹی نہیں ہے روح مفرد ہے روح ابدی و ازلی ہے پس روح کا کوئی مصالحہ نہیں جس سے ترکیب پذیر ہو اس واسطے نہ روح بنی اور نہ کوئی اُسے بنا سکتا ہے اور اگر بقول تمہارے خدا (خوش) خدا ارادہ کریگا تو خود ناکامل ہو جائے گا اور روح پھر بھی انادی رہیگی کیونکہ خدا انادی ہے آپکے سوال پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے دین بلکہ حضرت المکارین کو پہنچتے ہیں اُسکے ساتھ مکر کرتے ہیں کہ یہ بیشمار روحوں کی نسبت پورا پورا علم نہیں رکھتا میں کہتا ہوں کہ علم و گیان تو پورا رکھتا ہے اسی واسطے ایسے وسواس باطلہ اُس کے مقدس گیان میں راہ نہیں پاتے اور نہ اُس کی ذات اقدس کو ملزم ٹھہراتے ہیں۔

ای بقرآن زراہ حق بیں ۔۔۔ تو مسلمان تو بہ صدق تو بہ ۔۔۔ نزد اہل دانش دو وجہ تمدہ شد ثبت قرآن را ☆ اول انتظام عہد الست ☆ نسبت نزد اہل دانش شکست ☆ ہجر دین است وجیب بر بنات ☆ کہ خدا عاجز است از سلطنت ☆ ایجہ دین ست کو بندہ گمراہ کرد بیت الحرام بیت اللہ ☆ ایجہ دین ست وجیب ابن الحق ☆ کہ تمام صداقت عرش برین

غلام احمد ۱۱۹ ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف میں بکثرت نقلی اور عقلی دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ بر عایت اختصار اجمالاً چند دلائل اُن میں سے ہم ذیل میں اس جگہ لکھتے ہیں۔

دلیل اوّل یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں ہمیشہ اور ہر حال میں خدا تعالیٰ کی ماتحت اور زیر حکم ہیں اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں جس سے روحوں کو ایسی کامل طور پر خدا تعالیٰ کے ماتحت اور زیر حکم کر دیا ہو سو یہ روحوں کے حادث اور مخلوق ہونے پر اوّل دلیل ہے۔

تردید آپکے باوجود دعوے کے بھی قرآن سے کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ ایک بھی آیت قرآنی پیش کی جس سے اُس کی فلاسفی کا کچھ اندازہ کیا جاتا تاہم لاچار اب ہم آپکے ملشکردہ پانچ دلائل کو ہی محک امتحان پر لاتے ہیں۔ اور اول تو برابر کمزور ہی آتے ہیں یہ دلیل بعد الٰہی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اوّل یہ بات برخلاف قرآن ہے کیونکہ لکھا ہے (بنی اسرائیل) واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس قال ءاسجد لمن خلقت طینا الخ
ترجمہ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ تو سجدہ میں گر پڑے لیکن شیطان بولا کیا میں سجدہ کروں اُسے جس کو تو نے مٹی کا بنایا ہے۔ بھلا دیکھ یہ جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا۔ اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُس کی اولاد کو ڈھا چھڑے لوں مگر تھوڑے سے۔ کہا جا جو کوئی تیرے ساتھ ہوا ان میں سے ... جزا سب کی سزا ہے اور بدلا۔ اور گھبرا لے اُن میں سے جس کو گھیر سکے اپنی آواز سے۔ اور للکار لا اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُن سے مال اور اولاد میں اور وعدے دے اُنکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا اُنکو شیطان مگر فریب۔ جو میرے بندے ہیں اُن پر تیری حکومت نہیں ہوگی" پھر قرآن میں ہے (بنی اسرائیل) ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا ترجمہ بے جا اُڑانے والے بھائی شیطان کے ہیں۔ اور شیطان ہے رب کا حکم نہ ماننے والا۔

پس بموجب قرآن کے بہت روحیں خدا کی نافرمان اور شیطان کے پیادے اور سوار ہیں۔ چونکہ ماتحت و زیر حکم نہ ہوا آپکے وجہ حادث کی نافی ہے۔ اور خود قرآن ہی کی رو سے شیطان مع وحیین خدا سے سرکش ہیں علاوہ بریں کیمیائے سعادت میں امام غزالی صاحب فرماتے ہیں "رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ہر آدمی را شیطانے ہست و مرا نیز ہست" (صفحہ ۱ سطر ۵ عنوان اوّل) جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ہی روحیں خدا سے باغی اور بے پرواہ ہیں خالی از گناہ نہیں لہذا حادث اور مخلوق نہ رہیں۔ **وجہ دوم** تمام روحوں کا ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم رہنا (جیسا کہ آپ کہتے ہیں) اُنکے انادی ہونیکا موجب ہے نہ کہ مخلوق اور حادث ہونے کا کیونکہ خدا کے تمام صفات ازلی ہیں حکم یا حکومت کے ازلی ہونے سے محکوم کسی طرح حادث نہیں ہو سکتا ورنہ حاکم اور حکومت بھی حادث ہونگے حالانکہ یہ غیر مسلم ہے۔ اسواسطے روحیں تو انادی ہیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم ہیں مخلوق یا حادث نہیں ورنہ پھر ہمیشہ ہونگے۔

وجہ سوم ہم مسلمہ کے زیر حکم یا ماتحت ہیں بیلی کا بیل تیلی کے ماتحت گاڑی کا گھوڑا مالک کے ماتحت ہے غلام بادشاہ سلطان کے ماتحت تھے کیا بموجب دلیل قرآنی کے یہ انکی مخلوق ہیں ہرگز نہیں بنا بریں کوئی چیز کسی کے ماتحت یا زیر حکم ہونے سے مخلوق یا حادث نہیں ہو سکتی اسواسطے یہ دلیل آپکی سراسر باطل ہے۔

دلیل دوم یہ بات بھی بالبداہت ثابت ہے کہ تمام بدنی خاصیتیں قوتیں روحوں کی ...

سلہ حاشیہ۔ امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ "ولہذا ست کہ رسول جبرئیل علیہما السلام را ہر دو بصورت آدمی اند ما بشان کہ چونہ تابہ بیگر نہ بینہا را ایمن کردہ ایم گفتند مارا خدا ما از شر تو ایمن کرد ایم لطف" (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۴ رکن چہارم)

طاقتوں میں محدود و محصور ہیں جیسا کہ بنی آدم کے اختلاف روحانی حالات و استعدادات
پر لحاظ کرکے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ تحدید ایک محدّد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت
محدث کی ثابت ہو کر (جو محدد ہے) حدوث روحوں کا بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے"۔

تردید اول - یہ دلیل بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔

وجہ اول - کوئی روح بھی خاص استعداد یا طاقت میں محصور یا محدود نہیں بلکہ
سامان ماورائے محدود ہیں جس سے وہ استعداد و طاقتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی حالت
تمام روحوں کی ہے۔ اگر محصور یا محدود ہوتیں تو علم کا کامل کرنا یا کمال کی کوشش کرنا بے فائدہ
ہوتا ہے۔ باشندگان انگلستان یا زمانے آریہ وغیرہ علماء و فضلا نے جو مختلف اوقات میں
صدہا طرح کی ترقیاں کی ہیں ہرگز نہ کر سکتے بلکہ ترقی کا سد بھی نہ کھلتا حالانکہ علم
و عقل بیں و حس مخلوق نہیں کیونکہ وہ بقول تمہارے محدود یا محصور نہیں۔

وجہ دوم - جو شخص کسی کی حد باندھے وہ خالق بھی نہیں ہو سکتا اور یہ حد باندھنا
نیستی سے ہستی میں لانا ہے۔ کیونکہ اگر وہ چیز حد باندھنے سے پہلے موجود ہوگی تب حد بندی
کر سکتا ورنہ حد بندی کس چیز کی۔ بید و بست کا مہتمم گاؤں یا زمین کے رقبہ کی حد بست
کرتا ہے مگر وہ خالق نیستی سے ہستی میں لانے والا نہیں بلکہ منتظم ہے کیونکہ زمین گاؤں
کاشتکار وغیرہ اس سے پہلے موجود تھے۔ پس اگر بقول تمہارے خدا روحوں کا محدّد ہے
تو بھی روح حادث نہیں بلکہ ازلی و ابدی ہیں۔

وجہ سوم - حد بندی جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی چونکہ اوسکی مقدار و کمیت نہیں چنانچہ وہ
قسمت پذیر نہیں ہے کہ وہ فانی نہیں اس واسطے اس کی حد بندی بھی نہیں چنانچہ
ایک جگہ آپ نے بھی اقبال کیا ہے۔

"اور بھی انسان کی صناعت کی کچھ بھی انتہا نہیں کیونکہ وہ ترقیات غیر محدودہ
کے لئے پیدا کیا گیا ہے جس کی تحصیل کے لئے وہ فطرتاً مشغول ہے" (صفحہ ۳)

واضح ہو کہ روحوں کے محدود یا محصور ہونے کا خیال جو خاص خاص طاقتوں اور
استعدادوں کے لحاظ سے (پاگل اور دانا) سے ظاہر ہے وہ بلحاظ جسموں اور ان کی بناوٹ
کے ہے جس میں تمام خدا کے ماننے والوں کا اتفاق ہے کہ اُن کا خالق یعنی پیدا کرنے والا
خدا ہے مگر مادی چیز کرنی ہے کہ نیستی سے جس کا قرآن اور حدیث کو بھی مجبوراً اقبال
ہے کہ آدم کا وجود نیستی سے نہیں بلکہ خاک سے بنایا گیا اور خدا کو پانی لیکر خمیر کرنا
پڑا۔ اور ایک گھنٹہ نہیں بلکہ چالیس دن رات۔ جس طرح چراغ کے جلجانے یا پانی کے
خشک ہو جانے پر اعرابی کہا کرتے ہیں کہ آگ معدوم ہو گئی یا پانی عدم کو چلا گیا حالانکہ
اس قسم کے بیہودہ مسائل کا خود بخود نیستا نابود ہو رہا ہے۔ پس اس دلیل سے بھی
کسی طرح روحوں کا عدم سے وجود ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ سے موجودگی ثابت
ہوتی ہے اس واسطے یہ دلیل بھی باطل ہے۔

دلیل سوم - یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام روحیں عجز و احتیاج کے داغ
سے آلودہ ہیں اور اپنی تکمیل اور بقا کے لئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہیں جو کامل اور قادر
اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور یہ امر ان کی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔

تردید دلیل سوم - یہ دلیل تمہاری ثبوت میں پیش ہونے کے لائق بھی نہیں کہ لفظ دلیل
اس پر صادق آ سکے۔ اور سبب یہ کہ اس کا دلیل نمبر ۲ کے ساتھ ہی رد ہو چکا ہے اور اگر
کوئی دانا ذرا غور سے دیکھے تو اسے معلوم ہو کہ تغیر الفاظ کے ساتھ یہ دلیل نمبر ۲ ہی ہے
مذکور نمبر ۳۔ سپاہ راجہ کی محتاج ہے مگر راجہ سپاہ کا خالق نہیں۔ کپڑا آدمی کا محتاج ہے
مگر آدمی اسکا خالق نہیں۔ خدا کے کامل اور قادر۔ عالم۔ فیاض مطلق وغیرہ
نام تب ہی ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی ناکامل اور بے مقدور اور جاہل یا کم علم اور محتاج بھی ہو۔

ورنہ بیٹا ماں باپ کے نمونہ سے کوئی بات بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنے خدا کی صفات بھی
حادث اور فانی ماننی پڑتی ہیں اگر روح (مادی) تسلیم کی جاوے اور ایسا خدا (معاذ اللہ)
خدائی کے لائق بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ صفات خدا حادث نہیں اور نہ روحیں محدث بلکہ
موجود بلکہ انادی خدا کی قدرت میں انادی روحیں انادی زمانہ سے موجود ہیں۔ پس وہ
کسطرح اور کبھی نیستی سے ہستی میں آئیں اور نہ آ سکتی ہیں کیونکہ عدم اُس کسطرح جانا نہیں۔

دلیل چہارم - یہ بات بھی ایک ادنیٰ غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری روحیں
اجمالی طور پر ان سب متفرق الٰہی حکمتوں و صنعتوں پر مشتمل ہیں جو اجرام علوی و سفلی میں
پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا باعتبار اپنی جزئیات مختلفہ کے عالم تفصیلی ہے اور
انسان عالم اجمالی کہلاتا ہے یا یوں کہو کہ یہ عالم صغیر اور وہ عالم کبیر ہے۔ پس جب
کہ ایک جزوی عالم کے بوجہ پائے جانے پر حکمت کاموں کے ایک صانع حکیم کی صنعت
کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ وہ چیز کیونکر صنعت الٰہی نہ ہوگی جس کا وجود اپنے
عجائبات ذاتی کے رو سے گویا تمام جزئیات عالم کی عکسی تصویر ہے اور ہر ایک چیز کے
خواص عجیبہ اپنے اندر رکھتی ہے اور حکمت بالغہ ایزدی پر بوجہ اتم مشتمل ہے۔
اسی کی طرف اشارہ ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے روحوں سے خدا نے
کہا کہ کیا میں تمہارا رب (پیدا کنندہ) نہیں ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔
یہ سوال و جواب حقیقت میں اس پیوند کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے
قدرتی طور پر متحقق ہے جس کی شہادت روحوں کی فطرت میں نقش کی گئی ہے۔

تردید دلیل چہارم - یہ دلیل بھی آپ کے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے جو بدلائل

وجہ اول - تمام اشیاء وغیرہ اجرام علوی و سفلی مرکب اور جزء ہیں۔ ذی روح جسم بھی
نہیں تمام دنیا یعنی سرشٹی ہستی اور بگڑتی ہے تغیر و تبدل والی ہے۔ اسی واسطے وہ ابدی نہیں
مگر روح تمام جگت کے برخلاف غیر مادی چیز ہے بلکہ انادی ہے حادث نہیں۔

وجہ دوم - چونکہ دنیا کا ہر وقت فانی ہے اسی واسطے جسمانی نقصانات سے روح کا کوئی
نقصان ذاتی نہیں ہوتا کیونکہ روح جیسا ذاتی ہے۔ پس دنیا جگت التور کی خالق ہوئے
حالانکہ وہ مادی اور مرکب ہے۔ جو چیز غیر مادی اور غیر مرکب ہے کسی طرح مخلوق ثابت
نہیں ہو سکتی اسی لئے وہ انادی ہے۔

وجہ سوم - پیدائش سے انسان جاہل ہوتا ہے۔ اگر کسی قسم کا سنسکار یا صحبت
نصیب نہ ہو تو کسی طرح کا گیان نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ انسان اور حیوان
میں عقل ہی کا فرق ہے مصرعہ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت سے کسی کو
انکار نہیں۔ پس وحشی یا جنگلی آدمی کو نہ تو روح کا علم اور نہ اس کی روح
پرماتما کو جانتی ہے کیونکہ اس کا جاننا دشوار ہے اسی واسطے اس کی ضرورت
یا آزردگی بھی نامعلوم۔

وجہ چہارم - جس طرح روز میثاق کے اقرار نامہ کا کوئی بھی کسی کے پاس ثبوت نہیں
اور تمام رو دلیل تعصب کو چھوڑ کر قرآن یا اسلام کی امداد سے انکاری ہیں اسی طرح
اس اقرار کا بھی حال ہے کیوں کہ دونوں کا وجود قطعی نابود ہے۔ پس ہر دو کے
مفقود ہونے سے عبارت اقرار نامہ یعنے الست بربکم و تصدیق اقرار نامہ قالوا بلیٰ
بھی محض بے سود ہے یہ اس قسم کی دلیل ہے جو کہ اپنے اصلی دعوے (حدوث ارواح)
کی طرح علم یا عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور جن بھوتوں کی طرح عرب
والوں کے ماننے لائق ہے۔

دلیل پنجم - جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اسی
طرح روحوں میں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر

کچھ حصہ رکھتی ہیں اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت وغلظت غالب ہوجانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ الٰہی کچھ مدھم سا ہوجاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر ایک روح کسقدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ استعمالی کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا ہے۔ تا یہ اس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے۔ اور جسقدر مخلوقات کے نفوس میں تجلی ہیں وہ الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آگئے ہیں حکومت رف لوگ خوب شناخت کرتے ہیں۔ اور جیسے منہ جو بات نکلا ہے اوس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے بناوٹی اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلے ہیں۔ اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں نہ بناوٹی۔ اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے طبعی و قدیمی تعلق نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اس کی محبت کے لئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی۔"

تردید دلیل پنجم۔ مرزا صاحب کی دلیل بھی روح کے حدوث سے متعلق نہیں بوجوہات ذیل۔

وجہ اول۔ نقل آپ کے مطرح بیٹے میں ماں باپ کا کچھ کچھ حلیہ وچہرہ بانی پیدا ہوتا ہے اسیطرح روحوں میں بھی پائی جاتی ہیں کیونکہ خدا کے ہاتھ سے نکلی ہیں۔" لیکن جسطرح بیٹے کا ماں باپ عدم سے موجود کرنیوالا نہیں ہوتا اسی طرح خدا بھی عدم سے موجود کرنیوالا نہیں کیونکہ بیٹے کی روح ماں باپ جیسی مادہ نابود نہیں تھا بلکہ موجود تھا۔

وجہ دوم۔ جس طرح بیٹے کے نکلنے ماں باپ سے نسبت باپ یا ماں کا جسمی حصہ بہت کچھ کم ہوجاتا ہے اسی طرح روحوں کے نکلنے سے (اگر وہ خدا سے نکلی ہیں) ضرور خدا کا بھی سب حصہ کم ہوگیا ہوگا۔ اور جس طرح انسان کا بیٹا انسان ہوتا ہے اسیطرح خدا کا بیٹا بھی خدا ہوا۔ پس تمام روحیں بموجب دلیل قادیانی کے خدا بن جاتی ہیں جو بہت ہی مکروہ بات ہے اور صرف مشابہت ہونے سے صرف حصہ کا احتمالی طور پر آنا بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے روحیں خدا سے نہیں نکلی ہیں۔

وجہ سوم۔ جس طرح صرف باپ سے لڑکا پیدا نہیں ہوتا بلکہ ماں بھی۔ اسی طرح بقول تمہارے جبتک کوئی خداوند کی استری معلوم نہ ہو۔ تب تک صرف مرد کے شکم سے بچہ پیدا نہیں ہوسکتا لیکن مسلمانوں کا ذمہ ہے کہ اللہ کی استری (جورو) کون ہے جس سے روح بچے پیدا ہوا اور خدا کی سسرال کہاں ہے جن کی وہ بیٹی ہے۔ مگر جبکہ دلائل سے ثابت ہے کہ تعالیٰ خدا جورو سے مبرا ہے اسی واسطے روح خدا کا بچہ نہیں اور نہ خدا سے نکلا ہے بلکہ انادی ہے۔

وجہ چہارم۔ مثل باپ کے مکلا ویسا ہی بیٹا ہوتا ہے مگر تمہارا بیٹا ویسے نہیں کیونکہ کوئی روح بھی خداجیسی کاملہ اس کی اُلوہیت کی قدرت مقابلہ نہیں کرسکتی اور نہ کوئی خدائی صفات رکھتی ہیں۔ پس اسی واسطے روح خدا سے نہیں نکلی بلکہ انادی ہے۔

وجہ پنجم۔ آپ نے جو لکھا ہے۔" کہ روح خدا کا کلمہ یا کلمہ ہے جو حکمت وقدرت الٰہی روح کی شکل پر متصور ہوگیا ہے"۔ اور اسکے ساتھ ہی انجیل یوحنا باب آیت ۱۔ ابتدا کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" پر اگر ذرا غور کرو تو آپکو ملکہ رب کو ہمہ اوست کے عقیدہ کا قائل ہونا پڑیگا جو ایک سخت گمراہی کا باعث ہے۔ پس کسطرح بھی کوئی روح کسی سے نہیں نکلی بلکہ انادی ہے۔

۔ حاشیہ۔ بیٹے میں طرح کے ہوتے ہیں کپوت۔ سپوت۔ سپوت تم کیسے ہو۔ کپوت وہ جو باپ سے کم کام کرے مثلاً کنس اورنگزیب۔ سپوت وہ جو باپ کے مساوی کام کرے مثلاً سکندر بو سلطان۔ سپوت وہ جو باپ سے بڑھکر کام کرے مثلاً اکبر آپکی پسواہی سوامی دیانند سرسوتی تم قرآنی اعتقاد کے لحاظ سے بتلاؤ کہ کیسے بیٹے ہو۔

چونکہ ہم نے نہایت اختصار سے دلائل قادیانی کا رجس میں وہ قرآنی بتلاتے ہیں) رد کرکے بتلا دیا ہے کہ ان میں کوئی بھی ایک کا نام و نشان نہیں ہے بلکہ علم وعقل کا دکر و بیان ہے۔ صرف لفظ جمع کرکے ان کا نام دلیل رکھ دیا ہے حالانکہ ان میں سے دو تین تو اسلام کے حق میں نقصان رساں ہیں اور باقی سوال آمد وجواب از آسمان ہے جب یہ حال ہے تو کیا ان کی بنیاد سے اسلام یا قرآن کی قدر و منزلت کچھ باقی رہ جاتی ہے؟

اب ہم روح کے بارے میں چند فضلائے اسلام کی رائے بھی درج کرتے ہیں۔

(۱) امام حجۃ الاسلام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں۔

"اما حقیقت دل (روح) کہ وے چہ چیز است وصفت خاص وے چیست۔ شریعت رخصت نداده است۔ کہ و برائے ایں بود کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرح نکرد چنانچہ حق تعالیٰ گفت ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی بیش ازیں دستوری نیافت کہ گوید کہ روح از جملہ کارہائے الٰہی است و از عالم امر است" (کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۷)

(۲) تفسیر حسینی میں ہے شیخ ابومدین مغربی قدس سرہ فرمودہ کہ آیت اللہ کہ خدا مارا دادہ است از علم نزد از آں ماست یا کہ رعایت بسیار نزدیک ماست بما بسیار ازاں نرسیدہ ایم لاجرم علی الدوام جاہلاں ہم و جاہل را دعوے دانش رسد" (صفحہ ۸۹۳ جلد اول ۱۲۸۳ھ نولکشور)

(۳) تفسیر زاد الآخرت اور تفسیر بیضاوی میں ہے۔

سن اس آیت کا مجھ سے ترجمہ	سناتے ہیں جیسے قاضی بیضا
جبکہ وے قریش سے تھے یہود	جن کو بتلایا یہ بجز مقصود
کہ محمدؐ سے جاکے پوچھو تم	حال اصحاب کہف اے مردم
اور کرو روح کا سوال اس سے	اور سکندر کا پوچھو حال اس سے
جو وہ تم کو جواب دے تم کو	یا کہ دونوں سے بیٹھے ساکت ہو
تو نبی خدا وہ مخص نہیں	تم نہ سمجھو نبی خدا اس کے تئیں
اور جو بعضے کا یہ نہ آئے جواب	اور بعضے کا کہہ سنائے جواب
تو وہ بیشک نبی برحق ہے	اس کی گفتار سر بسر حق ہے
لیک دونوں کا حال شرح و بیان	کردیا ان کو عزیز روح و رواں
جن کی توریت میں وہ تھا مبہم	امر روح اس لئے رکھا مبہم
پس یہ موضع میں شرح فرمایا	کہ خدا نے نہ اس کو بتلایا
تھا سمجھنے کا حوصلہ جو نہیں	جس طرح اگلی متوں کے تئیں
پس کفایت اسی قدر یہ کیا	جب فہمید یہ جواب دیا

(زاد الآخرت حصہ ۲ جلد ا صفحہ ۹۶ ۳ سنہ ۱۲۸۵ھ نولکشور۔ و بیضاوی صفحہ ۴۴۲ سنہ ۱۲۸۲ھ نولکشور)

ناظرین ان کو پڑھکر خود انصاف کریں کہ روحانی علم محمدیوں کے قرآن شریف میں ہے یا نہیں اور محمد صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اگر نہ رکھا تو کس بات نہیں تمہارا دعوت نہیں ہے۔

غلام احمد۔ (۱۱) امر یہ بات جو کلمات اللہ بصورت ارواح و دیگر مخلوقات جلوہ گر ہوجاتے ہیں سب خالقیت کے بھید و ہمیں سے ایک بھید ہے اور ایک اسرار الٰہیہ ایک باریک نکتہ ہے جس کی طرف کسی انسانی عقل کو خیال نہیں آیا۔ اور اگر ایسا نہ مانا جاوے کہ خدا تعالیٰ اپنی ہی کلمات امر سے ارواح اور اجسام کو موجود پذیر کرلیتا ہے تو پھر آخر ماننا پڑیگا کہ جیسا کہ باہر سے اجسام اور روحیں خدائیں ہے ہمیشہ سے کچھ

اگر ان گھروں سے مرزا جی کی مراد نہیں ہے بلکہ خدا کو جسمانی سمجھ کر اُسکے جسم کو بھی اُسکا گھر سمجھتے ہیں تو بھی یہ بالکل غلط ہے کیونکہ جسم تو روح کا گھر ہے مگر خدا اسکو مرزا صاحب بھی نہیں مانتے۔ ہاں اگر گھر سے مراد کارخانہ قدرت ہے یا تمام دنیا ہے یا عرش ہے یا آسمان کے اوپر بالائی کمرے ہیں تو اس سے مجازی طور پر ہمیں بھی انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ اس کارخانہ قدرت میں روحیں اور مادہ ازل سے ابد تک وجود رکھتا اور رہتا ہے کبھی کسی طرح کی کمی نہیں۔ خدا کا دیوالہ کبھی نہیں نکلیگا اور نہ وہ مفلس اور تہیدست ہوگا مگر روحیں و مادہ ضرور انادی ثابت ہو جاویگا۔ جو قرآن کے حق میں مفید نہیں۔

اس طرح کہ ۵-۶ ہزار سال سے پہلے نہ کوئی روح تھی نہ مادہ تھا ایسکے نہ ہونے سے کوئی اُسکی صفات تھی بقول مرزا صاحب لاسامی کے خدا دیوالیہ تھا اللہ مفلس تھا رب العرش تہیدست تھا۔ اور ایسا ہی یوم الدین کے بعد ہوگا۔

حسن او مرزا کجا نور آفتاب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے اے محمد (علیہ السلام) کی سالگرہ کو جو کرنے والو ماحرف اپنے دل میں سوچو کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث والے کہتے ہیں تو سب امیدیں تمہاری خاک میں مل گئیں اور واللہ خیر الماکرین پر بھروسہ کرنا ضرور بیحد ضرور معرض خطر و محل اندیشہ ہوگا۔ خدا آپکے دلوں کو جہالت سے نکال کر علم و عقل و خوض و فکر کی طرف لگادے اور ہمیں آپکی ہدایت کے واسطے روز بروز ہمت ہووے۔ آمین۔

گائے کی بابت اعتراضات کا جواب

نمبر ۱۲۷- دیکھو ایک طرف آریوں کی فلاسفی یہ بتلاتی ہے کہ گائے جو ایک حیوان ہے مسئلہ آواگون کے رو سے کسی زمانہ میں برہمن کی قوم میں سے یعنی ایک برہمنی تھی۔ اور پھر کسی پلید اور بُرے کام کے ارتکاب سے بعض کہتے ہیں زنا کے باعث سے سزا پا کر گائے کی جون میں آئی اور پھر دوسری طرف دیکھیے کہ اُسی مجرمہ سقعوت کی ہندو کے ذات میں کسقدر تعظیم و تکریم جمی ہوئی ہے کہ گویا اُسی کی دم پکڑ کر پار ہو جاتا ہے۔

نمبر ۱- گائے کی جو عزت قوم ہنود میں ہے وہ صرف اُسکے فوائد کی غرض سے ہے کیونکہ در حقیقت یہ ایسا مفید جانور ہے اور اس سے اسقدر فوائد بنی نوع انسان کو بلکہ اکثر جانوروں کو بھی پہنچتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور بعض تو اس حد تک ہیں کہ وہ بہت سے آدمیوں سے بڑھکر ہیں یعنی خصوصاً ہندوستان کے ملک میں اگر گائے نہ ہو تو ویرانی و بربادی میں کسر نہیں کیونکہ بنیاد بہبودی ملک کی زمینداری ہے اور تمام زمینداری کا مدار گائے کے اختیار میں ہے اور اسی واسطے ہندوستان کے خورد و کلاں کو یہ مثل ورد زبان ہے اُتم کھیتی مدھم بیوپار۔ نکھد چاکری بھیک ندان۔ اور اسی گائے کی برکت سے ملک ہندوستان بہشت نشان مشہور ہے۔ اور وجہ ظاہر ہے کہ بقول قرآن (سورۃ محمد) کے جنت میں نہریں شہد و شراب و آب کی مصفا نہریں ہیں اب دیکھنا چاہیے کہ یہ بات کسقدر قابل اقتباس ہے

نمبر ۱- تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ دریائے گنگا کا پانی نہیں بدلتا بہشت کی نہر ہے چنانچہ در بیان ابن عباس نقل میکند کہ خدائے تعالیٰ پنج جوئے از جنت بہشت بر زمین فرو فرستاد اول سیحون کہ نہر ہندوستان ہست (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۸ سورۃ مومنون نولکشور)

مشہور است اوّل جائے ہمہ تمام رود ہے ہست در ہند کہ بعضے گمان برند کہ رود گنگ است وگویند کہ این رود از بہشت آمدہ و کہ آبش جز آب [illegible] از کثرت و شتعب و مدار از (تحقیقات عبد الکریم خان)

حدیث مسلم میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیحان و جیحان والفرات والنیل کل من انہار الجنۃ (دیکھو حدیث مسلم مطبوعہ نولکشور ۱۳۱۹ھ صفحہ ۲ جلد ۲)

نمبر ۲- جب گاؤ کشی نہیں ہوتی تھی بزرگوں کی زبانی سنا جاتا ہے کہ دودھ، واڑھا چابچہ روغن زرد ایک روپیہ کا ۸ سیر ملتا تھا اور غلہ فی روپیہ ۲ من بکتا تھا ہر ایک خیر افراط کے سبب مشہور ہو جاتی ہے چنانچہ دودھ کی کثرت سے بمقابلہ عرب جیسے ریگستانی ملک کے دودھ کی نہریں مشہور کردیں غالباً جنت کی شرح دودھ کی کثرت کسی ملک میں نہیں ہے۔ اور نہ حدیث نبوی سے بھی ظاہر ہے علیکم بالبان البقر [illegible] ولحمها داء گائے کا دودھ صحت بخش ہے اور اُسکا گوشت مرض پیدا کرنے والا ہے

نمبر ۳- شہد بھی شمالی ہند میں بکثرت ہوتا ہے اور غالباً بہ نسبت اور ممالک کے یہاں زیادہ ہے۔

نمبر ۴- شراب بنگالہ میں تاڑ کی کثرت و دیگر ہندوستان میں قند و [illegible] کی کثرت سے طیار ہوتا ہے اور بہ نسبت اور ملکوں کے زیادہ ہے تاڑ کا شراب خرابی بھی نہیں لاتا۔

پس قرآنی جنت کا نشان جہاں ملتا ہے وہ ہندوستان ہی ہے اور یہ تمام باتیں ہندوستان کو گائے کی بدولت میسر ہیں۔

ہم باقی نقولیات کا جواب (جنکا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا) ترک کی دینا چاہتے تھے مگر چند دوست مانع ہوئے۔ کسی ہندو یا آریہ کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔

نمبر ۱۲۸- چنانچہ کوکوں کا مقام امرتسر [illegible] بے رحمی سے قتل کرنا ایک تازہ واقعہ ہے جسکو ابھی کچھ زیادہ مدت نہیں گذری۔

آریہ یہ کوکوں کو کوئی ہندو یا آریہ اپنا بھائی نہیں سمجھتا اور نہ اپنے دھرم کا پیشوا جانتا ہے بلکہ ایک مدعی وقت پیدا ہوا۔ رام سنگھ کا گروہ جانتا ہے۔ ہاں انکی چند باتیں ہندو یعنی مجموعہ ہندو دھرم یا خالصہ دھرم سے اخذ کی گئی ہیں۔ سچ بولنا۔ اشنان کرنا۔ عبادت کرنا ایک ایشور کو ماننا [illegible] انہوں نے حضرت محمد کی اُمتی تقلید کی تھی و رایت رام سنگھ جی کی خصوصاً محمدی یعنی مسلمانوں کو سکھ بنانا اور قتل کرنا چنانچہ ابھی تک [illegible] سکھ سکھنی ہوئے ہیں۔ اور [illegible] خصوصاً [illegible] اور دعویٰ [illegible] یعنی دعویٰ ہی اہل ہنود کو خصوصاً ملول کیا۔ اُن کا قول ہے۔

مذہبی [illegible] اساں [illegible]

ان باتوں سے کوئی دانا اُنہیں ملامت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے ہاں اور یا ما حالت جو خاص حصہ تھا اُس کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔

قصابوں کا ماننا اگر تعلیم محمدی پر غور کریں تو سراپا توافق جیسے حدیث میں ہے قل الحق ولو کان مرا اور اگر دوسری روایت پر غور کریں [illegible] البقر قاطع [illegible] اللہ کی اجازت تو بھی اچھا کیا اور بقول محمد صاحب کے دوزخ کے عذاب میں قصابوں کے واسطے کمی کردی اور اگر حضرت علی علیہ الرحمۃ کے قول پر عمل کریں لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات تو بھی کچھ بُرا نہیں کیا اور اگر مانعہ کے قول پر غور کریں۔

مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن / کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

تو بھی بُرا نہیں کیا۔ اور اگر توریت کے قول پر غور کریں۔ خدا نے کہا کہ دیکھو میں ہر ایک بیجدار ساگ پات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں۔ اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہیں تم کو دیتا ہوں اور یہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا اور زمین کے سب چرندوں کو اور آسمان کے سب پرندوں کو اور سب کو جو زمین پر رینگتے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے سب طرح کی سبزی اُنکے کھانے کو دیتا ہوں۔ (توریت کا باب ۱ آیت ۲۹ و ۳۰) تو بھی کچھ برا نہیں کیا۔

اگر ایسے بدکرداروں کی نسبت آئین اگر نہیں رکھتے تو بھی سزا ضرور ہے لیکن انہوں نے سزا بیجا زیادتی کی جس سے سب سے کمتر کردار کو سمجھے۔

وید مقدس نے اس سارے جھگڑے سے صرف ٹھکانے آ گیا ہے ظلم و جبر سے منع کا حکم نہیں مگر انہوں نے ... تو ایسا حکم دیا اور نہ نوبت کا مگر حضرت محمد صاحب ہی آ گیا سے انہوں نے قتل المودی قتل الاسد آنیا لیس قرآن کے رو سے وہ کسی صریح محرم نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۳۲۰۔ چار ہزار سے کچھ زیادہ مسلمان متفرق مقامات و دفعات میں زمانہ عملداری سکھوں میں رہا ہے رود اور بے رحمی کے طریقوں سے قتل کئے گئے اور جلائے گئے اور پھانسی دئے گئے۔

آریہ (۱) محمود غزنوی کے وقت میں کئی لاکھ ہندو غلام بنا اور قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۶۵ء) (۲) تیمور کے وقت میں ۳-۵ لاکھ ہندو بے گناہ قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۶۵ء) (۳) شہاب الدین غوری نے لاکھ ہندو بے دین کئے گئے (تحفۃ الملوک صفحہ ۱۱۴) (۴) علاؤ الدین کے وقت کا ظلم اور ہندوؤں کا قتل ہونا (ایضاً صفحہ ۲۱۸) (۵) اورنگ زیب کے وقت میں ہندو جبراً مسلمان اور قتل کئے گئے (واقعات ہند صفحہ ۱۲۵) (۶) فرخ سیر کے وقت میں لاکھوں سکھوں کا قتل (تاریخ پنجاب صفحہ ۵۷ سے ۵۹ تک) (۷) نادر شاہ کے وقت میں ہندوؤں کی خون کی ندیاں (واقعات ہند صفحہ ۱۳۴) (۸) احمد شاہ ابدالی کے وقت میں دہلی کی خونریزیاں (ایضاً صفحہ ۱۳۴)

مسلمانوں کے عہد میں ہندوؤں پر جو قدر ظلم سرزد ہوا اور جلا وطنی و پھانسی ہوئی اس کو تاریخ کا ایک ایک لفظ آہ و زاری کے ساتھ پکار پکار کر ظاہر کر رہا ہے ان کے عہد میں جعفر بادشاہ بجائے جنگلوں میں شکار کھیلنے کے آبادی اور شہروں میں ہندوؤں کا شکار کرتے تھے سو مرد اُن کی ہزاروں خوبصورت بہو بیٹیوں کو حرم شاہی میں داخل کرتے تھے جن مردوں میں سے بھی ہندو قتل کئے جاتے اُن سروں کا منارہ بنانے میں روز ... جشن کیا جاتا۔ پس جنکے اصول رعایا پروری کی یہ کیفیت ہو اُن کے عہد حکومت میں جو کچھ ہندوؤں نے ترقی معکوس کی ہو گی اُس کا رونا اور حق میں اشخاص بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آج کل کے مذہب کے لائق مسلمانوں نے اپنی قوم کو اس الزام سے بری رکھنے میں بہت کوشش کی ہے مگر تاریخ ہند کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں ہم ظلم کے دھبے پاک ہو لیں تاریخ سے اس ہم نے یہ مشاہدہ کوشش کی تاکہ پا وہی مثل ہے کہ خاک ڈالنا آفتاب کے چھپانے کی کوشش کرنا ہے دیکھو ... صفحہ ۱۳۴ ... مرزا صاحب جیسے بزرگوں معلوم ... بادشاہوں محمودوں کے ہاتھوں سے لاکھوں ... کٹے گئے لاکھوں مسلمان بنائے گئے لاکھوں لونڈی غلام کی طرح فروخت کئے گئے۔ حالانکہ وہ تمام بے گناہ تھے۔ پھر یہ کوئی ... ان ملعون بادشاہوں کے کس طرح طعنہ یا شکایت کے مستحق نہیں کیونکہ ظلم کا بیج قرآن اور حدیثوں کی طرف جو کتاب کسی کی طرف نہیں۔ اے بادِ عرب این ہمہ آوردۂ تست۔ آب میں اس کا جواب دیتا ہوں مولوی محمد ... صاحب نے سورۃ یوسف کی جو منظوم تفسیر کی ہے اُس میں لکھا ہے۔

یہ اسی دم جبرئیل نے یوں کہا | کہ غم کو ہوئی اب تیرے انتہا
تیرے حق میں رحمت کا دریا بہا | اور اس طرح استاد حق نے کہا
کیا ہم نے یوسف کو تجھ سے جدا | تو سمجھا نہیں اس کا باعث ہے کیا
تجھ کو ہوئی کچھ بھی اس کی خبر | کہ تجھ پہ گیا اتنا غم کیوں گذر
کہ کس لئے تیری حرم سے کی | اور آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی
کہا اعنی ہے یہ سبب اس کا تھا | کہ اک گلہ تھی اسکی بس بے بہا
اور اک بکا بچہ تھا جو شیر خوار | چھری اس کے یعقوب نے اک بار
کیا سامنے اس کے بچے حلال | ہوا اس گھڑی رنج اسکو کمال

... ہم اُس پہ یعقوب نے کچھ کہا | جدائی عوض اُسکے یہ دکھ دیا

(دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۱۱۳ ... ۱۹۰۸ء نولکشور)

پس اس مضمون سے بقول بلا تحقیق معصوم کا کسی کے جرم میں جدائی یعقوب نبی کو کتنی سخت سزا دی۔ افسوس کہ مصنف ... بھی نہیں سمجھتے ہیں۔

غلام احمد ۱۳۹۔ پہلے آپ ہی اُن حیوان کو ایک ناصح صورت کی گائے ہوئی دوران قرار دینا اور پھر اس کی ایسی ستائش کرنا کہ اسکے اضطرار تم پر ہزار ہا انسانوں کے خون کرنے کو تیار ہونا۔ یہ کس قسم کی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دنیا میں انسان وحشیانہ جوش ایک حیوان کیلئے کسی قوم میں ہرگز پایا نہیں جائیگا جیسا کہ ہندوؤں کو گائے کے لئے ہے۔ بعض شیعہ مذہبوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ اصل میں گائے کا جرم وہ صرف یہی تھا کہ یزید شیر نے اس کو کسی صاف سخت سزا دی شاید یہ پردہ پوشی اور یزید کو ظالم ٹھہرانا اس خیال سے ہے کہ انکے محو ماتم رعم میں ... اور اصل اس کی یہی بغض پر مبنی ہے۔

آریہ۔ یہ تمام بیہودہ و فاسد علی الفاسد ہے کسی ہندو مذہب کا ایسا اعتقاد نہیں ہے اور نہ کسی کتاب میں درج ہے ورنہ آپ ضرور حوالہ دیتے۔ شاید آپکو یہ بھی گھمنڈ ہے ہاں مسلمانوں کا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ سر خون سے بنتا ہے مگر قرآن کے رو سے خون اور سود سادی حرام ہیں حالانکہ ہر ایک مسلمان بچہ پیدائش سے مرگ تک خون ہی سے سر بنتا ہے حالانکہ سود خون حرام ہے۔ علاوہ ازاں آپکے قرآن میں ہاروت ماروت نے زہرہ کی بدکاری ... کیا آپکے مثنوی رومی کا دفتر اول نہیں دیکھا۔

چون زنے از کار بد شد روئے زرد | مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
عورتے را زہرہ کردن مسخ بود | خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

فرید الدین عطار منطق الطیر میں صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ نولکشور لکھتا ہے۔

نشنیدی قصہ ہاروت و ماروت | کہ بودند خادم درگاہ لاہوت
شاہد اول بر فلک بودند فرشتہ | شدہ آخر چو دو لوا در خم سرشتہ
چو ہر دو زن ... وغزا مکردند | بزہرہ اسم اعظم را بدادند
چو زہرہ اسم اعظم را بیاموخت | در آتش یک سر ہو فشتہ سوخت
بخواند آن اسم را بر آسمان شد | عجب مہربان و مہر حق پاسبان شد

دیکھئے زہرہ نے رو برو آپکی معشوقہ اور مقدس ہستی ہے اسی کی خاطر تم نماز بجا لاتے ہو گویا اسکی بدچلنی کو چھپاتے ہو چنانچہ دبستان مذاہب میں لکھا ہے۔

عقیدہ حکما آنست کہ ہر صاحب ناموس پیغمبر از کواکب سے پرستند چنانچہ موسیٰ پرستش زحل ... کرد ... و موسیٰ ... منسوب بہ زحل ہست غالب بود عیسیٰ آفتاب را ... و ... او وینہ ... عوام این ...

لہ ... ہم مہذب آریہ ... قانون ... کی حفاظت ... [illegible]

شیر محمد ...

کلکتہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۲۱)

نمبر ۱۲- راجہ رام موہن رائے بانی برہم سماج وید کے اس فقرہ کا جس سے عوام لوگوں نے سورج پرستی لی ہے لفظی ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ہم اس عظیم طاقت اور سارے آفتاب کی روح اعلیٰ کا دھیان کرتے ہیں جو ہماری عقل اور فہم کی ہدایت کرتا ہے (دیکھو انکا انگریزی ترجمہ صفحہ ۱۹۳)
مشہور و معروف پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ سورج پرستی کی اصلیت یہ ہے کہ آفتاب الٰہی کی اعلیٰ تجلی کا دھیان کرنا جس سے پرستار کی عقل اور اس کا فہم روشنی پاتا ہے (جلد اول صفحہ ۱۸۴ کتاب صاحب موصوف) کیونکہ اتھرو وید ۱۵ میں صاف وشنو مراد لکھا ہے۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्र
वीम्योमित्येतत्। क. अ. १ व. २ वा. १५॥

ترجمہ چاروں وید جس پرماتما کا گیان ظاہر کرتے ہیں اور کئی طرح کے سادھن اسکی پراپتی کو بتلاتے ہیں برہم چریہ بھی اسکی معرفت کے لئے ہے پس برہم کا جاننا اور بھگت کرنا انسان کے واسطے ضروری ہے کیونکہ وہی پرم پد ہے۔

نمبر ۱۳- یورپین مورخ فرماتے ہیں کہ ... قدیمی وید کا مذہب بے رواج ہو گیا (تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۴ ۱۸۵۲ء)

نمبر ۱۴- باوجودیکہ ہندوستانی وید پر یقین لانیکو فخر جانتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص وید کی قدیمی باتوں پر عمل کرے تو اسکو کافر کہنے لگیں (تاریخ ہند صفحہ ۲ کلکتہ)

نمبر ۱۵- ... بالکل اول سکوں والا بزبان ہندی (سنسکرت) نام کتابی ... یعنی ہندوان ... ایشان کتاب آسمانی است ... (صفحہ ۱۴۸ ... مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۴ء)

ویدانت شاستر ویاس ادھیائے ۱ سوتر ۳

शास्त्रयोनित्वात् ॥
वे. अ. १ पा. १ सू. ३॥ महतः ऋग्वेदादेः शास्त्रस्यानेकविद्यास्थानोपबृंहितस्य प्रदीपवत् सर्वार्थावद्योतिनः सर्वज्ञकल्पस्य योनिः कारणं ब्रह्म। न हीदृशस्य शास्त्रस्यर्ग्वेदादिलक्षणस्य सर्वज्ञगुणान्वितस्य सर्वज्ञादन्यतः संभवोऽस्ति॥

ترجمہ- جو بہت ودیا کے مخزن اور پرکاش سب ارتھوں کی پرکاش کرنیوالی سروگیہ ایشور کے گیان رگ یجر ساما- اتھرو وید انکا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سروگیہ گنوں کی صفت والے وید کا سوائے سروگیہ ایشور کے اور کسی سے ہونا ممکن نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ وید سب ارتھوں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں۔

کٹھ اپنشد ادھیائے ۲ ولی ۳ واک ۱

ऊर्ध्वमूलोऽवाक्शाख एषोऽश्वत्थः सनातनः। तदेव शुक्रं तद्ब्रह्म तदेवामृतमुच्यते॥ क.।

ترجمہ- دنیاوی درختوں سے جس کی بیخ اور جڑیں بلند ... اصل میں بھی اعلیٰ قسم کی ہیں ایسا ایک پیپل نام سناتن (قدیم) درخت ہے اسی کے خوشوں سے برہم اور اس کا پھل امرت (نجات) دینے والا ہے یا اس سے نجات ملتی ہے۔

اسی درخت علم کی طرف مولوی جلال الدین نے مثنوی رومی میں اشارہ کیا ہے۔

گفت دانائے برائے داستاں | کہ درختے ہست در ہندوستاں | ہر کسے کز میوۂ او خورد و برد
نے شود او پیر نے ہرگز نمرد | پادشاہے این شنید از صادقی | بر درخت و میوہ‌اش شد عاشقی
قاصدے دانا ز دیوان ادب | سوے ہندوستاں روان کرد از طلب | سالہا میگشت آن قاصد ازو
گرد ہندوستاں برائے جستجو | شہر شہر از بہر این مطلوب گشت | نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
ہر کرا پرسید کردش ریشخند | کاین کہ جوید جز مگر مجنون بند | بس کسان صفعش زدند اندر مزاح
بس سیاحت کرد آنجا سالہا | میفرستادش شہنشہ مالہا | چون بسے دید اندر آن غربت تعب
عاجز آمد آخر الامر از طلب | رشتۂ امید او بگسستہ شد | جستۂ او عاقبت ناجستہ شد
کرد عزم بازگشتن پیش شاہ | اشک میبارید و میبرید راہ | بود شیخے عالمے قطبے کریم
اندر آن منزل کہ آیس شد ندیم | رفت پیش شیخ با چشم پر آب | اشک میبارید مانند سحاب
گفت شیخا وقت رحم و رافت است | ناامیدم وقت لطف این ساعت است | گفت واگو کز چہ نومیدیستت
چیست مطلوب تو رو با چیستت | گفت شاہنشاہ کردم اختیار | از برائے جستن یک شاخسار
کہ درختے ہست نادر در جہات | میوۂ او مایۂ آب حیات | سالہا جستم ندیدم یک نشان
جز کہ طنز و تسخر این سرخوشان | شیخ خندید و بگفتش اے سلیم | این درخت علم باشد اے علیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط | آب حیوانی ز دریائے محیط | تو بصورت رفتہ اے بیخبر
زان ز شاخ معنئی بے بار و بر | تو بصورت رفتہ گم گشتہ | زان نمی یابی کہ معنی ہشتہ
گہ درختش نام شد گہ آفتاب | گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب | آن یکے کش صد ہزار آثار خاست
کمترین آثار او عمر بقاست | گرچہ فرد است او اثر دارد ہزار | آن یکے را نام شاید بیشمار

(دیکھو مثنوی رومی صفحہ ۱۸۱ دفتر دوم مطبوعہ نول کشور)

نمبر ۱۶ علم طب- نمبر ۱۷- مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں علم طب کے نہایت قدیم مصنفین کی تصنیف ابتک موجود ہیں جرک و سشرت ہیں۔ ان کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا اور ظن غالب ہے کہ جو شائستہ ان کا ترجمہ ہوتے ہی محصلین علوم کی طرف متوجہ ہوئے عربی زبان کے مصنف علانیہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے ہندوستان کے طبیبوں سے بیشک فائدہ اٹھایا ہے اور ہندو طبیبوں کو مرتبے میں یونانی طبیبوں کے برابر سمجھتے ہیں ہندوؤں کا علم ادویات نہایت وسیع معلوم ہوتا ہے۔ ابتداء میں اہل یورپ نے اس علم کی تعلیم ان ہی سے پائی۔ اور زمانہ حال میں بھی جو مرگی بیماری میں حقہ میں دھتورا پلاتا۔ اور چیچک کی ... علاج کیا ان ہی سے سیکھا ہے (رسالہ محرر العلوم ... نمبر ۱۱)

نمبر ۱۸- بغداد کے مشہور خلیفہ مامون نے یہاں سے طبیب بلوائے تھے ہمیشہ انہی کی دوا کھاتا تھا (جغرافیہ گول ہند مالک صفحہ ۴ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۹- مصر و یونان والے جنہوں نے سارے فرنگستان کو آدمی بنا دیا اپنے بڑے بڑے حکیموں کے حال میں یہی لکھتے ہیں کہ وے آریہ ورت سے تحصیل علم کر آئے تھے (دیکھو بھوگول صفحہ ۴۴ ۱۸۷۶ء)

فیروز شاہ بادشاہ نے نگرکوٹ پر قبضہ کرنے کے بعد ایز الدین خالد خانی سے سنسکرت کی حکمت کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرایا (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۶۷)

نمبر ۲ سرجری نمبر ۲۰- برہمن علم طب کو آیوروید کہتے تھے۔ قدیم زمانے کے برہمنوں کو جانوروں کی لاشوں کو چیرنے پھاڑنے میں پرہیز تھا اگرچہ وہ طالبعلموں کو پہلے جانوروں کے موم کے تراشے ہوئے پتلے اور پودوں کے ذریعے بھی فن جراحی سکھایا کرتے تھے برہمنوں نے علم طب میں یونانیوں سے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ ان کو بہت کچھ سکھلایا اور سنسکرت سے جو کتابیں عرب میں ترجمہ ہوئیں انہیں پر عربستان کے علم کی ساری ... اور سترھویں صدی تک یورپ کے اطباء عرب والوں کے اصول پر چلتے تھے اور اہل یورپ کی طب کی کتابیں جو قدیم ... آٹھویں صدی سے پیشتر رہیں تک تصنیف ہوئیں انہیں ہندی طبیب چرک نامی کے اقوال کا جس کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے

کو منع کیا ہے۔ (۱) وہ جو بعد دھونے ہاتھ اور پاؤں یا اعضا نہانے کے باقی بچے۔ (۲) جو پانی کسی شخص کے پینے کے بعد بچے (۳) ایسی جگہ کا پانی جہاں ہوپلی کپڑے دھوتے ہیں (۴) ایسی جگہ کا پانی جہاں چنڈال قصائی و دیگر غیر اقوام کے لوگ غسل کرتے ہوں۔ (۵) جہاں عورتیں بعد حیض یا جننے کے اور آلودہ لوگ غسل کرتے ہیں۔

مہاتما منوجی نے منو دھرم شاستر کے چوتھے ادھیا میں لکھا ہے کہ پیشاب تھوک کیڑا یا کوئی اور چیز غلاظت آلودہ۔ خون یا کسی قسم کا زہر پانی میں کبھی مت ڈالو (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کا لکچر انگریزی مورخہ پنجم اپریل ۱۸۸۶ء)

نمبر ۴ موسیقی نمبر ۲۸۔ سر ولیم جونس صاحب اور ریٹرسن صاحب فرماتے ہیں کہ آریوں کے یہاں علم راگ یا موسیقی نہایت مرتب اور شائستگی سے بھرا ہوا ہے۔ انکے یہاں چوراسی راگنیاں ہیں جن میں سے چھتیس راگنیاں عموماً مستعمل ہیں اور ہر ایک کی بال سُر علحدہ ہیں اور طبیعت کے خاص خاص طور طور پر انگیختہ کرنے میں ہر ایک جداگانہ تاثیر رکھتی ہیں (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۲۹۔ یورپ میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم موسیقی کی کان فی الواقع ہندوستان آریہ ورت ہی ہے (دیکھو اخبار نور افشاں صفحہ ۶ کالم ۳ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۵ء)

نمبر ۳۰۔ ایران کے نامی بادشاہ بہرام نے یہاں سے گانے بجانے والے بلوائے تھے علم موسیقی اب تک بھی آریہ ورت کی مانند دوسری جگہ نہیں ہے (رہنما ملک ماخوذ صفحہ ۴۶ سنہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۳۱۔ برہمن ایجاد کیا ہوا علم موسیقی رکھتے تھے سات سُر جو اب ہیں حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے کم از کم چار صدی قبل ایجاد کئے گئے تھے۔ فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارہویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آگیا (تاریخ ہند ہنٹر صاحب صفحہ ۸۷)

نمبر ۵۔ انجینیری۔ نمبر ۳۲۔ مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ فن عمارت میں جو آریوں کی قدیم کتابیں ہیں ان کو انصاف کی نظر سے دیکھا ایک دانشمند ہندوستانی نے جو مضمون لکھا ہے اُس میں انکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کے اصول کو آریہ لوگ بخوبی سمجھے تھے اور بہت سے قاعدے انکے انہوں نے ایجاد بھی کئے تھے (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۳۳۔ آریہ لوگ عمارت کے کام سے بخوبی واقف تھے جہاز بنانا جانتے تھے سننے اور بننے کی مہارت رکھتے تھے معدنیات سے خبردار تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۷۳)

نمبر ۳۴۔ ہندوؤں کی عمارت دیکھنے سے معماری کے فن کی باریکی اور خوبی دریافت کرنے کا ذوق اور شوق پیدا ہوا تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے دار الخلافہ کو ان شہروں کا ہمسر کرکے ملک مفتوح کیا تھا۔ محمود نے ہندوستان کے شہروں کی عظمت دیکھنے سے خوش ہو کر اپنے دار الخلافہ میں جاکر انکو بھی رونق دینے کا ارادہ کیا۔ ایک سنگ مرمر کی مسجد بنانے کا حکم دیا (تاریخ ہند صفحہ ۱۱۴ سنہ ۱۸۵۲ء کلکتہ)

نمبر ۳۵۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک خط لکھا تھا کہ یہاں ہزار محل ہیں جو کہ مسلمانوں کے ایمان کی طرح مضبوط ہیں یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہو کر تیار ہوا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تواریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱)

نمبر ۶ علوم۔ نمبر ۳۶۔ کتابیں بھی اسی ملک میں الہیات نجوم ہیئت ہندسہ جغرافیہ تاریخ۔ اخلاق۔ صرف و نحو۔ عروض۔ قافیہ۔ منطق۔ علم طب۔ جر ثقیل۔ موسیقی وغیرہ علموں کی سنسکرت اور پراکرت میں اچھی اچھی موجود تھیں۔ مگر مسلمانوں نے اپنی عملداری میں ہندوؤں کے شاستر غارت کر دئے۔ پھر بدعملی اور بے اتفاقی پیچھے مائل ہوا کہ علم و ہنر پر اپنا ایسا گھٹ گیا کہ اب جو کوئی بھی کتاب ہاتھ لگتی ہے تو مشکل

پڑتا ہے ان کو سمجھانے والا نہیں ملتا (دیکھو گول ہستا مک صفحہ ۶۴)

نمبر ۳۷۔ حکیم سقراط نے جو آتما کا گیان آریہ ورت سے حاصل کرکے یونان میں پھیلایا تھا۔ (دیکھو تاریخ ویدک مصنفہ مسٹر وائیز صاحب کا صفحہ ۳۵ و ۹۴)

نمبر ۳۸۔ مسٹر اقلیدس صاحب بہادر و مسٹر سٹینلی صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ جیتا عورت سے روشنی کا مسئلہ مشرقی آریہ ورت کے حکما سے حاصل کیا تھا (دیکھو اُن کی کتابیں جلد نمبر صفحہ ۳۹۔ اور دوسرے صفحہ ۵۷)

نمبر ۷ صنعت نمبر ۳۹۔ روئی کا کپڑا ہندوستان کی مصنوعات میں سے ایسی مشہور چیز ہے جس کی خوبی و نزاکت مدت تک ضرب المثل رہی ہے اور بناوٹ کی عمدگی میں ابتک بھی کسی اور ملک کے آدمیوں نے اسکی برابری نہیں کی۔ ریشم ہم پہنچاتا۔ اور ریشمی کپڑے بنانا غالباً وہ قدیم سے جانتے تھے۔ اور سنہری اور روپہلی کمخواب زربفت وغیرہ بنانا انکی ایجاد ہے۔ ان کپڑوں پر رنگتوں کی چمک دمک اور پختگی میں ابتک بھی اہل یورپ نے آریوں کی ہمسری نہیں کی۔ اسکے سوا بعضے اور فن بھی ایسے ہیں۔ جن میں اگلے زمانہ کے ہندوؤں کو خاص دستگاہ تھی مگر انصاف یہ ہے کہ ان لوگوں کی نظر زیادہ تر حکمت نظری پر مقصور رہی حکمت علمی کی طرف بہت کم توجہ کی۔ اور اہل اسلام کی عملداری سے اس حکمت نظری کو بھی روز افزوں تنزل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ہندوؤں کی پرانی قدیم مصنفوں کی کتابیں شہادت دینے کو موجود نہ ہوتیں تو آج انکی موجودہ حالت ایسی تاریکی میں بھی۔ ہمیں اگلے زمانہ کی روشنی کا پتہ ملنا دشوار تھا (مخزن العلوم جلد ۷)

نمبر ۴۰۔ آریہ قوم خوبصورت ہوشمند چست چالاک اور اعلےٰ مرتبہ کے ہوتی تھی۔ زمانہ وید میں قوم آریہ لوہار کا پیشہ اور رودگری اور ہر فن سے واقف تھے۔ اور گاڑی و پیالہ و کمان تلوار زرہ بکتر بناتے تھے (ہسٹری آف انڈین مسٹر والز صاحب صفحہ ۱۲)

نمبر ۸ سلوتری نمبر ۴۱۔ مکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک کتاب جس میں مویشی وغیرہ کی امراض و علاج کا ذکر ہے عربی میں ترجمہ کی گئی ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۶۸)

نمبر ۹۔ راج نیت نمبر ۴۲۔ چھٹی صدی عیسوی میں روم کے بادشاہ نوشیروان نے بغداد سے بروزیہ کو واسطے حاصل کرنے اس دوپاکے آریہ ورت میں روانہ کیا۔ اور اُس نے یہاں آکر اس کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا جس سے وہ بادشاہ عادل مشہور ہوا اور بغداد دار السلطنت قرار پائی اور بغداد کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے عیسےٰ کی نویں صدی میں اُس کا ترجمہ عربی میں ہوا جسکا نام کلیلہ و دمنہ ہے پندرہویں صدی میں اُسکا ترجمہ عبرانی ہوا اور ابتک جسکا ترجمہ غالباً کل زبانوں میں موجود ہے شیخ ابو الفضل نے بھی اُسی کتاب کا از سر نو ترجمہ کرکے عیار دانش نام رکھا۔ اور وہ ابتک سنسکرت میں موجود ہے اور جسکا اصل نام پنچ تنتر ہے۔ اسی کتاب پنچ تنتر سے پنڈت نے انتخاب کرکے برائے تعلیم فرزندان۔ راجہ پاٹلی پتر کے ہتوپدیش نام رکھا (دیکھو انوار سہیلی کا دیباچہ)

نمبر ۱۰ شریعت نمبر ۴۳۔ مسٹر ولیم جونس صاحب بہادر جو سپریم کورٹ کے جج تھے فرماتے ہیں کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر و فرنگ تک بھی رائج تھی۔ اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ دیکھو مانو دھرم سار مصنفہ راجہ شیو پرشاد الہ آباد سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱)

نمبر ۴۴۔ منوجی مصری۔ ایرانی یونانی اور رومن قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور انکے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں ابتک پایا جاتا ہے (دیکھو رسالہ انگریزی دی بائبل ان انڈیا)

نمبر ۱۱ منطق نمبر ۴۵۔ پادری ڈی جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ منطق بہت پرانا

اور قدیم زمانہ سے صرف دو قوموں یعنے یونانیوں اور ہندوؤں (آریوں) کے درمیان پایا جاتا تھا۔ سب قوموں نے اِن ہی سے یہ علم لیا۔ لیکن یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ آیا یونانیوں نے ہندوؤں (آریوں) سے پایا یا کہ ہندوؤں کو یونانیوں سے ملا۔ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ یونانیوں کو علم منطق ہندوؤں سے ملا اور بعض اسکے برعکس ہیں۔ غالب یہ ہے کہ اِن دونوں قوموں نے علیحدہ علیحدہ علم منطق ایجاد کیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے اور رومیوں سے یوروپ والوں نے یہ علم پایا۔ یونانیوں سے اہل عرب نے بھی پایا (رسالہ منطق صفحہ ۳ دفعہ ۴ ۱۸۷۵ء لوامر تسر)

نمبر ۴۶۔ مہاراجہ رامچندر جی کے وقت مہاتما رشی گوتما چاریہ نے وید مقدس سے استخراج کر کے نیائے درشن بنایا اور علم تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے منطق کی کتاب کوئی نہیں ہے۔

نمبر ۴۷۔ مسٹر کزن صاحب اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی فلسفہ کی تاریخ مختصراً تمام دنیا کی فلسفہ کی تاریخ ہے (دیکھو رسالہ مائیکل آف انڈیا)

نمبر ۴۸۔ مسٹر ٹی ای ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ لوگ منطق و ماکرا علم فلسفہ کے عامل تھے۔ اور اُن کی تعلیم بعض امور میں یونانیوں پر ترجیح رکھتی ہیں ہسٹری آف مینڈس صفحہ ۲۰)

نمبر ۴۹۔ سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ آریہ لوگوں کا علم ریاضی، نجوم بطلیموس سے بڑھ کر تھا۔ اور علم موسیقی آرچی میڈس سے بڑھکر تھا اور علم الٰہی افلاطون سے بڑھکر تھا اور منطق ارسطو سے بڑھکر تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈنس صفحہ ۲۴)

نمبر ۱۲۔ نجوم نمبر ۵۰۔ بیکس مور صاحب فرماتے ہیں کہ خلیفہ المنصور عباسی کے دربار میں ایک ہندوستانی نجومی نے حساب سیاروں کا معہ اُن کی حرکت اوسطی اور کیفیت کسوف و خسوف کے لایا۔ خلیفہ نے محمد بن ابراہیم الفزاری سے اُسکا ترجمہ کرایا۔ اور سدھانت ہند کا سند ہند نام رکھا (سائنس آف لنگویج صفحہ ۶۵ و جامع القصص الہندیہ مطبوعہ وانس ۱۸۳۶ء)

نمبر ۵۱۔ جوتش جس کو علم نجوم کہتے ہیں پنڈت بشسٹ جی مہاراج نے وید سے اُسکا استخراج کیا۔ چنانچہ اُن کی بنائی ہوئی کتاب بشسٹ سدھانت ایک موجود ہے (دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۲۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ تقسیم علم ستارہ نہ یونان اور نہ عرب جانتے تھے۔ مگر ہند میں یہ ازمنہ سے تھا (ہسٹری آف میڈسن صفحہ ۲۶)

نمبر ۵۳۔ پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ علم نجوم اور علم اخلاق اور علم حکمت میں آریہ لوگ بہت مشہور تھے۔

نمبر ۱۳۔ جبر و مقابلہ نمبر ۵۴۔ بیکس مور صاحب فرماتے ہیں خلیفۃ المامون کے وقت میں محمد بن موسیٰ نے سنسکرت سے جبر و مقابلہ کا عربی میں ترجمہ کیا اور البیرونی نے سانکھ شاستر اور یوگ شاستر کا ترجمہ عربی میں کیا (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵)

نمبر ۵۵۔ ایل سی قاضی صاعد عربستان کے ایک مشہور سیاح و مؤرخ فرماتے ہیں کہ علم حساب کسی ملک کے آدمی نہ جانتے تھے مگر صرف آریہ ورت کے (دیکھو مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۶۔ جبر و مقابلہ لوگ ہمارے دیس سے ہی سیکھے ہیں جیسے یونانی کا نام جس نے جبر و مقابلہ میں ملک سے سیکھا تھا ڈایوفنٹس تھا اور پہلے صاحب اپنے جبر و مقابلہ میں جو انہوں نے ڈایوفنٹس کی کتاب سے ۱۸۹۶ء میں نقل کیا ہے لکھا ہے کہ ڈایوفنٹس نے اپنی کتاب میں اس آریہ ورت کے لیکھکوں کے جواب بھجوائے ہیں۔

نمبر ۱۴۔ اقلیدس نمبر ۵۷۔ ڈاکٹر لیبو صاحب پرنسپل بنارس کالج جو سنسکرت، بانچ ہزار

عالم ہیں آئے ہوئے تھے بعد تحقیقات بسیار کے یہ بات ثابت کی ہے کہ آریہ ورت کے ویدک زمانہ میں اقلیدس کا علم معلوم تھا (دیکھو رسالہ منسکرت کی تفصیل)

آریہ لوگوں نے علم ہندسہ کامل طور سے ایجاد کیا جس کے رو سے مختلف شکل علم ریاضی کے بہت صحیح بیان کئے یہی طریق ہمارا خود ہند عرب والوں سے یوروپ والوں کو دستیاب ہوا جہاں پر یونانی اور روی طریق شمار بذریعہ حروف الف ت کے مشکل سے ہو سکتا تھا (دیکھو ہسٹری آف مینڈس مؤلفہ وار صاحب صفحہ ۲۴)

نمبر ۱۵۔ ہیئت نمبر ۵۸۔ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح بنایا تھا اور اُن کو تین سو ساٹھ دنوں میں تقسیم کیا۔ اور بہت سال عرصہ بعد ایک مدت کا تعینات مادہ کیا تاکہ فی سال کے سوا پانچ گھنٹے دن کا حساب صحیح سمجھا جاوے پھر ہیں چاند کی ہیئتوں اور سیاروں کی گردشوں و منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنی عیسیٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کر چکے تھے۔ برہمنوں کی علم ہیئت ان کی تہذیب مغرب کی سمت پھیلی اور ۷۷۰ء سنہ میں اُنکی کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئیں اس طرح یورپ میں پہنچیں جب مسلمانوں نے ۱۰۰۰ء سنہ میں ہند پر یورش کرنی شروع کی اُس وقت سے برہمنوں کا علم عروج و زوال میں گیا تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے اور اُنکے اکاس لوچن (یعنے رصد) تا ہنوز بنارس اور دیگر مقاموں میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ چنانچہ راجہ جے سنگھ نے ستاروں کی اُس فہرست میں جو الیسی عالم ہیئت دان یعنے ٹولمی کا تیار کیا ہوا تھا ۱۷۲۳ء میں شائع کی تھی۔ اصلاح دی (دیکھو تاریخ ہند مصنفہ ڈبلیو ہنٹر صاحب صفحہ ۸۵)

نمبر ۵۹۔ مئی ۱۸۸۱ء میں موضع بخش علی پرگنہ یوسف زئی ضلع پشاور سے ایک کسان کو یہ حال کھودنے ایک پرانی عمارت کے ٹوٹے پتھروں میں دفنے کے پتوں میں لکھی ہوئی ایک کتاب ملی اسکے بارہ میں ڈاکٹر آریلی صاحب نے ایک رسالہ شائع کیا اول پڑا اُسکی مستری کا نگرس میں پڑھا گیا اِس کا ایک حصہ بہت کچھ ضائع ہو گیا ہے موجودہ پیمانہ اِس کتاب کا $\frac{1}{2}$ ۶ × ۲ × ۶ ۔ انچ ہے مگر ڈاکٹر موصوف خیال کرتے ہیں کہ اِس کا پیمانہ $\frac{1}{2}$ ۷ × ۸ ۔ انچ تھا۔ اس وقت اس کے محفوظ اوراق ۷۰ کے قریب ہیں جو مسلسل ڈاکٹر صاحب نے ۱۰ اشلوکوں کا ترجمہ کیا ہے مصنف اور کتاب کا نام بالکل نہیں ملتا۔ اِس میں صرف حساب کا ذکر ہے سوالات کے حل کرنے کا قاعدہ ایسا آسان ہے کہ بالکل غور و فکر کے وقت دقت نہیں ہوتی اور بہت جلد جواب حاصل ہوتا ہے اسکے قواعد آسان ہیں اور ہر ایک قاعدہ کو معہ تمثیل بیان کیا گیا ہے عموماً ایک قاعدہ کو دو تمثیلوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور جو بات کسی قدر مشکل تھی اُس کو بہت مثالوں سے بیان کیا ہے قواعد نظم میں مگر اس کی تشریح نثر میں کی ہے۔ ہر چیز کو سولہ میں تقسیم کیا ہے اور جس چیز کو بیان کیا ہے اُسی قواعد پر لفظ تارا نفی کے معنے میں استعمال کیا ہے ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ یہ قاعدہ برہم گپتا اور بھاسکر سے بالکل علیحدہ ہے اگر کسی مقام پر نفی سے مراد ہے تو + علامت کی گئی ہے آجکل یہ نشان بالکل برعکس استعمال ہوتا ہے ڈاکٹر ہو آریلی کی یہ رائے بہت صحیح ہے کہ ہندوؤں نے علم حساب وغیرہ کسی سے حاصل نہیں کیا وہ لوگ خود اس علم کے موجد ہیں۔ کتاب مذکور کی تاریخ کی نسبت کوئی رائے ڈاکٹر موصوف ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ یہ ہندی کتاب اُس زمانہ کی ہے جبکہ یہاں شاکیہ منی کا زمانہ عروج پر رہا یہ کتاب جس ملک میں دریافت ہوئی ہے کسی زمانہ میں وہ سلطنت کابل کے متعلق تھی اور ابتدائے حکومت میں مسلمان یا بوستانیوں نے اسکو خوب غارت کیا تھا اور تعلیم یافتہ لوگوں کا اُس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنی تصنیفات کو مثل خزانہ کے عزیز سمجھ کر دفن کر دیتے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ وقت مسیح کی تیسری یا چوتھی صدی میں یہ کتاب لکھی گئی۔ یہ بات اچھی طرح سے ثابت

مسیح خط احمدیہ

ہو چکی ہے کہ جبر و مقابلہ اور کسر حساب کی ایجاد اول ساکنان ہند و ستان آکوہ رہکم مشتی ۱۸۸۵ء صفحہ ۹ و ۱ ۔
نمبر ۶۰ ۔ ایضاً امر بمنہ ۶۰ ۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں جب ہمیں انگوا ہے کہ کچھ گرامر کی تصنیف کی ہے ۲۰۰۰ برس ہوئے ہندؤوں کی گرامر سے وہ کرو بہتر ہے کم سے کم تیس سے ۵ برس ہمیں لوگو کو معلوم ہوا کہ سنسکرت کے کل الفاظ کا اشتقاق سعد و معدود تک ہے مگر ایسا بات کی تلاش یورپ میں ۱۹ ہویں صدی کے قریب ہوا ۔ " (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۳۲)
نمبر ۶۱ ۔ آریہ لوگوں سے گرامر کی ترقی بعیدہ ہوئی ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۲)
نمبر ۶۲ ۔ مادری ولیم صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی دیا کرن بے تعداد ہیں اور لکھے والوں کی ذہینی کی کاملیت اور سری کے مصداق ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ سدھ و یا کرن (گرامر) میں آریہ لوگ دوسرے تمام قدیم اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے سبقت لے گئے ہوئے ہیں ان کی ڈکشنریاں نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت و سمجھ کے اعلیٰ ثبوت ہیں " (بھارت ترکال درشن صفحہ ۵)
نمبر ۶۳ ۔ سو برس گزرے کہ اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا کہ سب بولیوں کی اصل عبرانی ہے ۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی تب یہ دریافت ہوا کہ فارسی یونانی لاطین جرمن وغیرہ سنسکرت سے نکلی ہیں " (دیکھو کتاب ہسٹری آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱ سے ۷ تک)
نمبر ۶۴ ۔ سنسکرت جہاں تک ہم کو علم و یقین ہے اور ہمارے تجربہ نے تلاش و جستجو کی ہے یہی معلوم ہوا کہ علم سنسکرت ایک ایسا وسیع علم ہے جس میں مختلف علوم و فنون اس طرح بیان ہیں جس طرح دفائن خزائن میں جواہرات مدفون مخزون ہوتے ہیں جس زمانہ میں سنسکرت کا شباب تھا اگر اس زمانہ کی سرگرم خوشنما حالت بخوبی بیان کیا جاوے تو اس کے واسطے ہمکو ایک بہت بڑا دفتر درکار ہے ۔ اور ان حالات کو مختصراً بھی دس پانچ جزو میں نہیں لکھ سکتے ماشاء اللہ اس کا ایک زمانہ میں وہ ہونہار شباب تھا کہ پہلی نسلوں کے لوگ مختلف علوم کو بڑی کوشش اور جانفشانی کے ساتھ حاصل کرتے تھے ہر گلی و کوچہ میں مختلف علوم کے عالم و فاضل دس بیس سے کم نظر نہ آتے تھے ۔ اس کے حاصل کرنے کے واسطے بڑے بڑے مدرسے اسی قسم کے جاری تھے جس طرح اب مدرسہ جات و کالج تا کثرت ہیں ۔ ہمکو اتنا تک یقین معلوم ہوا کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جو ہندوستان میں نہ تھا ۔ بلکہ ہر ایک علم کی کتابیں اس شرح وغیرہ کے ساتھ ہیں کہ بہت بڑا حجم رکھتی ہیں سیدھے فاضلوں کی راجا حاکم بہت بڑی قدر کرتے تھے ۔ اور شاہی دربار میں ان ہی لوگوں کا گذر تھا ۔ جو لوگ تاریخ سے انس رکھتے ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پنڈت فاضل راجاؤں کے زمانہ میں کس عزت سے بسر کرتے تھے اور راجاؤں و حاکموں کی نگاہ میں ان کی کیسی عظمت و شان تھی افسوس کہ عظمت و شان جب ہی تک ہے جب تک اس ملک نے علوم کے حاصل کرنے میں دل سے کوشش کی ہمارے ملک کے نوجوان برہمنوں اور دیگر اہل صاحبان کو مناسب ہے کہ سنسکرت کے گوہر آبدار کو خزائن و دفاین سے نکالیں تاکہ ان کی روشنی سے ایک وسیع ملک منور ہو جائے " (رسالہ انجمن پنجاب لاہور بابت ۱۸۹۶ء)
نمبر ۶۵ ۔ سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب ہے ۔ یونانی زیادہ کامل ہے اور لیٹن سے بڑھ کر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے " (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۰۴)
نمبر ۶۶ ۔ ڈاکٹر بالنٹین صاحب نے تحقیق کیا اور معلوم کیا کہ سنسکرت کل زبانوں کی ماں ہے تمام زبانیں اس سے نکلیں اول آریہ ورت سے یونانیوں نے علم لیا اور یونان والے مغرور مبوں سے اور رومیوں سے انگریزوں نے علم سیکھا (رسالہ ترکال درشن)
نمبر ۶۷ ۔ ایک محقق انگریز مسٹر بروس صاحب بافسوس تسلیم کیا ہے کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مناسبت ہے کہ یونانیوں نے اپنی فلاسفی اور ویدانت کا مال بالکل سنسکرت سے لیا ہے ۔ اور کچھ الفاظ اور طرز عبارت ۔ تذکرہ آریہ ورت ۱۸۹۶ء صفحہ ۱ (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۰۵)
نمبر ۶۸ ۔ لارڈ مانٹمو صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں کہاوت ان بارے ہے کہ ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے زیادہ فصیح ہے " (سائنس آف دی لنگویج ڈکشنری)
نمبر ۶۹ ۔ ہیل ہڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی و فارسی و یونانی زبان سے بہت مشابہت ہے اور یہ مشابہت مصطلحات کے درمیان نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لیے اس کے ساتھ ہی مصطلحات بھی جذب کر لیں ۔ بلکہ مناسبت زبان کی اصل لفظوں میں ہے جیسا کہ اسماء اعداد اور ان چیزوں کے نام جن کی ضرورت ہر ایک قوم کو کچھ شائستگی ہونے پر ہوتی ہے " (دیکھو بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۳)
نمبر ۷۰ ۔ ڈاکٹر برنف صاحب مرحوم نے اپنے شاگردوں کو اس جانب متوجہ کیا کہ اب ہم یونانی لاطینی زبان میں مقابلہ پہلے سے زیادہ عمدگی سے سمجھ سکیں گے کیونکہ ہم نے سنسکرت کی تعلیم شروع کر دی ہے " (رسالہ انگریزی دی بائیبل ان انڈیا)
جرمنی کے مشہور مورخ ماب صاحب نے لکھا ہے کہ سب ملکوں کی قدیم زبان سنسکرت تھی لیکن ابتدا زمانہ اختلافات سکونت کی وجہ جدا زبان ہر ایک ملک کی ہو گئی چنانچہ زبان سنسکرت اور یونانی اور رومی میں بہت سی موافقت ہے ۔ بلکہ اکثر صورتوں میں وہ سب یکساں ہیں اگر ان کے مقابلہ سے سنسکرت کا توافق ان زبانوں کے ساتھ تحقیق ہو گا جیسے صاف ثابت ہے کہ زبان سنسکرت یونانی زبان کی زیادہ بہتر اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے " (دیکھو اوڈن برار جلد سوم صفحہ ۳۴۴ اور تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۲)
نمبر ۷۱ ۔ روس کے مشہور فلاسفر کے یادری ڈوبی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کا علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مصر سے ہی نکلی تحقیق اور ماتحت حال کے سنسکرت زبان دان اشخاص کی کوشش سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ تمام کی موجودہ مادری ماں مخزن مشرق کی ماں سنسکرت ہے " (انگریزی رسالہ دی بائیبل ان انڈیا)
نمبر ۷۲ ۔ علم زبان کے ماہر فلاسفر حال میں سنسکرت کو یورپ کی موجودہ زبانوں کی ماں کہتے اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بالیقین یورپ میں آریوں کے ہی مذہب حاصل ہوئی ہے ۔ اس کے سوا مثلاً مصر یونان روم وغیرہ کی فلاسفی اور مذہبی کتابوں کے پڑھنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ آریوں کا مذہب آہستہ آہستہ لہر کی مانند تمام کرۂ ارض پر پھیل گیا ہے ۔ اگر آپ پیتھاگورث (فیثاغورث) اور سوکریٹز (سقراط) ہومر اور جینو فینس اور پرسٹنر ڈیپلا تو (افلاطون) ارسطو ٹل (ارسطو) اور تریو اور ورژل وغیرہ کو یونانی شعرا اور مصنفوں کے مذہب اور عقیدہ کو وید بیاس ۔ کپل گوتم ۔ کنعاد جینی پتانجل ۔ والمیکی ۔ وغیرہ فضلا شاستر کار ہندی سے ملا کر دیکھو تو ایسی اندرونی اور عمیق اتفاق پاکر آپکو نہایت تعجب ہو گا اور آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ان آریہ پرانے فاضلوں (اچاریوں) کا مت آہستہ آہستہ تمام دنیا میں پھیل گیا اور اس کے کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ بس یہ آئین آریہ لوگ بھارت ورش سے آکر مصر میں بسے اور انہیں سے سب راہیں علم و معقولات سے لکر پیتھاگورث ہی اور یونان حاصل کیا " (دیکھو بھارت ترکال درشن صفحہ ۷)
نمبر ۷۳ ۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں کہ زبان سنسکرت کے قواعد جس کو پانینی نے تالیف کیا ہنوز تحصیل زبان کے لئے سب سے بہتر سمجھے جاتے ہیں اس جماعت میں برہمن و مسلمان و یونانیوں بلکہ یورپ کی ہر قوم سے جس کا شمار آخری صدی تک کیا جا سکتا ہے سبقت لے گئے سنسکرت دیسی زبان کا نام (صرف فاضلوں کی زبان تھی اور عوام لوگ پراکرت بولتے تھے " (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲)

بولی جاتی ہیں۔ ان میں سے اکثر سنسکرت سے نکلی ہے اور اس کی شاخ در شاخ ہیں جیسی ایرانی سنسکرت سے نکلی ہیں اُن میں سے پالی اور پراکرت نہایت قدیم ہے اور اب بھی وسط ایشیا کی سطوح مرتفع کی زبان سنسکرت سے مناسبت رکھتی ہیں۔ ہندوؤں کی مذہبی کتب میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کی مذہب اور قانون اور علم کی بنیاد ہیں ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں علم کی کتابیں وید کے مسائل سے بھرے ہوئے ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے ہی احکام لکھے ہیں وید ہی کو فلسفی اپنے مسائل کی بنیاد ٹھہراتے ہیں وید ہی کو صرف نحوی اپنے قواعد کا ماخذ بتلاتے ہیں۔ غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں" (از اتالیق پنجاب لاہور ۱۸۷۰ء)

نمبر ۸۶ - لوہیانہ علاوہ یورپ میں جو زبانیں رائج ہیں انکی اکثر قریب سنسکرت سے پائی جاتی ہے۔ اس صوبہ کے رہنے والوں میں سے ہر شخص کی زبان پر سنسکرت کی مثالیں اور تہواروں میں موجود ہیں لیکے باشندوں کی اصل آریہ خاندان سے نکلتی ہے" (دیکھو کالس مرگ حصار ۱۸۷۶ء اور اسی طرح وہ آریہ کا سکہ تاریخ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۰)

نمبر ۸۷ - الم ڈماری صاحب نے اپنی زبان کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیمی یونانی زبانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا اور منجملہ ان کے سب سے عمدہ مثال ہے جو قابل توجہ دلچسپ ہے "آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں اور اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ زیڈ کی آواز ڈی کے بہت مشابہ ہے اسلئے زی اس دراصل ڈی اس یعنی نام ہے لاطینی اسی خدا کو ڈی ایس پیٹر یا جوپیٹر کہتے ہیں اب وید میں آسمانی خدا کو دیوس پتی کہتے ہیں اسواسطے ہمارے قیاس کے مطابق خدا یا کے اصل جیو پتی جو عہد عتیق کا ہے سب ظاہر ہو جائے یہ بیان کرکے میں اس لئے لکھتا ہوں کہ عام یہ قائم کردہ رائے جیسے کہا جاوے کہ عبرانی و فارسی ہوں مانتا ہوں ہر نوع سب ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھی گئے ہیں" نہ یہ امر صحیح ہے کہ عبرانی قصص جات نہایت ہی قدیم ہیں نہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اسکے جیسا کہ گولڈزیہر صاحب ثابت کرتا ہے کہ قصص جات اخذ کئے ہوئے ہیں اور زبان جواہر کثیر یا کسی درجہ کی حالت میں ہے۔

نمبر ۸۸ - ایک زمانہ میں سر ولیم جونس کہتا تھا کہ سنسکرت کا انشا نہایت قدیم ہے اور مسیح کے زمانہ سے پہلے مصر یونان ہندوستان میں مذہب بھی تھے جہاں تک مصر کی بات کہا جا سکتا ہے اور جو تحقیقات لیپ سی۔ ایس۔ بن جیمولین۔ لی مارنٹ گلیڈن وغیرہ محققوں نے کی ہے اسسے ایشیاٹک سوسائٹی کے لایق پریزیڈنٹ کا دعوے ثابت ہوتا ہے" (دیکھو کتاب جنیس کا صفحہ ۸۸ سے ۹۱ تک)

نمبر ۸۹ - ہنرلوح صاحب نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ہندوستان کی شائستگی کسی قوم سے روئے زمین پر کم نہ تھی بے نظیر زبان سنسکرت کے علما و فلاسفر منطق۔ ریاضی ہیئت وغیرہ مختلف علوم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ یہ ملک اپنے علوم وفنون اور صنعت و تجارت میں تمام اقوام روئے زمین سے نمبر اول پر تھا۔ اس ملک کی شائستگی کو کوئی ملک نہ پہنچتا تھا۔ یونان نے اسی ملک کے علوم سے سبق پایا ہے۔ ارسطو و افلاطون اسی خرمن کے خوشہ چین تھے ہر ملک اور قوم اسی ملک کی زبان اور علوم سے شائستہ ہوئی۔ (دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ جلد ۱ نمبر ۲ ۱۸۸۴ء)

نمبر ۹۰ - حال میں سر سیل گریفن صاحب نے مقام گوالیار اپنی سپیچ میں فرمایا ہے کہ "علم سنسکرت ایک چشمہ ہے جس سے مختلف علوم پیدا ہوئے ہیں اور ممالک یورپ نے اسی علم سے بہرہ پایا ہے" (دیکھو دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ کالم ۲ نمبر ۲ جلد ۱ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۸۱ - اسی رسم و اخلاق نمبر ۹۱ - ڈاکٹر ہیر ڈو کس صاحب فرماتے ہیں کہ " یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان ہی کی تجارت اُن لوگوں کو جو اس ملک مصر میں آکر تجارت کرتے تھے مالا مال کرتی تھی۔ اور ہندوستان ہی اُن بڑے خزانوں کا چشمہ ہے جن کو حضرت سلیمان نے جمع کیا تھا اور اُن کی بدولت بیت المقدس بنا یا تھا" (دیکھو مصر کی تاریخ باب سوم حصہ اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۹۲ - پادری ڈیبے صاحب فرماتے ہیں کہ "قدیم زمانہ کے برہمنوں میں اوصاف انسانیت - دیانتداری۔ رحم بےغرضی فی الجملہ تمام اوصاف پائے جاتے تھے اور اپنی تعلیم المتعلق سے اوروں کو وہی اوصاف سکھلاتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہندوؤں میں کم از کم اُن کے قول میں وہی اخلاقی اصول پائے جاتے ہیں جو یورپ میں ہیں ہند کی سرزمین سے بنی نوع انسان کے نشوونما ہوئے اور اسی وجہ سے مغرب کے بہت دور دراز ممالک کے باشندوں میں تہذیب کے قوانین اخلاق و تعلیم مذہب کا اثر باقی ہے (مائیکل مڈونا انگریزی)

نمبر ۹۳ - زمانہ سلف میں ہند اور بحر مڈیٹرین کے بندرگاہوں میں کئی ساطت سے تجارت ہوتی تھی چنانچہ ٹش اور ہند کی مگر تجارتی رسائی سنسکرت نام سے واقف تھا۔ اور ہند کی پیداوار کی جنکا ذکر یورپ میں آتا ہے۔ ایک بڑی ورسائی گئی تھی" (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۴ - ملطوش کا باشندہ جنکا طیوث یونانی مورخ جو مسیح سے ۵۴۹ برس پیشتر گذرا ہے وہ اپنی تصنیف میں ہند کا صاف صاف بیان کرتا ہے اور حکیم طلیسانامی مسیح سے ۴۰۰ سال پہلے اس طرف آکر فارس میں آیا وہ ہند کی (تجارتی) پیداوار اور نگو ہی کپڑوں اور سدروں اور طوطوں کی خبر دیتا ہے۔ (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۵ - مسٹر جی وار ام ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی بدولت اور طاقت اور حکمت نے سکندر اعظم کے دلیر نفس کردیا۔ وہ سنکر تھی نے لشکر کو یہ کہا کہ اب ہم اس مشہور ملک دگولکنڈا) کو جہاں لاانتہا دولت ہے روانہ ہوتے ہیں۔ جو کچھ کہ ہم نے ایران میں دیکھا ہے وہ اس ملک کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے (دیکھو ہسٹری آف ٹائمس صفحہ ۶)

نمبر ۹۶ - مصر کی دولت اور خوشحالی کا احوال جو محمود نے لکھا ہے وہ اس وقت کی تاریخ کی صحت کیلئے ممدہ ہے لوٹ میں پایا ہے کہ کوئی مورتیں تھیں جنکی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں ایک مینہ ایسا یاقوت تھا اسکے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو ایک ایک اونٹ پر لادی گئی تھیں (تاریخ ہند ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۱۲ کلکتہ)

نمبر ۹۷ - محمود ۱۰۲۶ء متھرا میں وہ کر بہت نقصان کرتا رہا اور پھر قنوج پر چلا۔ وہاں اس نے ایسا ایک شہر دیکھا جو کہ مسلمان مورخوں کے قول کے مطابق عظمت میں آسمان کی ہمسری کرتا تھا۔ یہ شہر ہزار برس سے بھی زیادہ سے ہندوؤں کے مذہب کا خاص مقام تھا اور جسکی آبادی تیس میل کی وسعت میں تھی۔ جو اُسکی عظمت اور سامان کا سامان کیا ہے وہ مشکل سے قیاس میں آسکتا ہے۔ اس شہر کی عظمت کا قیاس اس بات پر خیال کرنے سے بآسانی سمجھ میں آسکتا کہ اسمیں تیس ہزار دوکانیں صرف مولفوں کی تھیں۔ علاوہ ان کے ساٹھ ہزار گھر تھے" (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۷۵ء کلکتہ صفحہ ۱۱۲)

نمبر ۹۸ - اسب لوگوں نے علم ہمارے سے حاصل کیا } نمبر ۹۸ منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک

एतद्देश प्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन्पृथिव्यां सर्वमानवाः मनु - २ - २ -

ترجمہ - تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فضلا و علما سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ دیگر ملکوں میں جاکر دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔

نمبر ۹۹ - مسٹر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ ورت کے باشندے تمام علوم و فضل میں اور ہر ایک کونیہ سے زیادہ مہا درجہ کے تھے" (دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۲)

نمبر ۱۰۰ - مسٹر وایر صاحب فرماتے ہیں کہ "یونان کا ایک سب سے بڑا حکیم تصدیق کرتا ہے کہ دنیا میں تمام علوم آریہ ورت سے پہنچے" (دیکھو تاریخ ویدک صفحہ ۴۶)

نمبر ۱۰۱ - مسٹر تھامسن ایم و اے فرماتے ہیں کہ "یورپ کے حالت سے نکل کر روشنی میں آنے کا باعث آریہ ورت کی تعلیم ہے" (تاریخ مذکور صفحہ ۳۴)

نمبر ۱۰۲ - ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ فارس عرب اور تمام سرد ممالک میں سفر کرنا چاہیے کہ مختلف ملکوں کے باشندے اپنی اصلی مرز و بوم بھول جائیں اُنکے بدن کا رنگ سیاہ یا سفید ہو جانے چاہیے بہت بڑی بڑی سلطنتیں جو ان لوگوں نے قائم کی تھیں برباد ہو جائیں چاہیے پرانے شہروں کے مقام پر نئے شہر آباد ہو جائیں تاہم اصلی چال و ڈھال و عادات کے نشانات بالکل غیب و نابود ہو جانا غیر ممکنات سے ہیں" (دیکھو بائیبل ان دی انڈیا مطبوعہ بمبئی یا مارک)

نمبر ۱۰۳ - ہندی مساح جو اپنے ہمراہ رسم و رواج و زبان کے ساتھ اپنا مذہب بھی لئے ہوئے پھرتے تھے اور اسی وجہ سے ہم ہندوستان کی طرف توجہ کرتے ہیں تو وہاں قدیم وقت کے باشندوں کے مذہبی دستورات و رواجات پائے جاتے ہیں لیکن فی زمانہ ہندو نہایت سخت پیچوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی عزت و توقیر و یادگاریوں کو مٹا رہے ہیں میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ اب کس وجہ سے بربادی کی نوبت آ رہی ہے آیا یہ انقلاب زمانہ کی وجہ سے ہے یا آنکہ ہر قوم کی سرشت یوں ہی ہے کہ وہ مثل ہر ایک انسان کے ایک نہ ایک دن ضعیفی سے مر جائے۔ یہ بات کیونکر ہوئی کہ ایسے عمدہ ابتدائی مسئلہ اور وید کے افضل احکام میں ناکامیابی ہوئی مگر باوصف اِن سب اسباب تنزل کے میں نے اب بھی سب سے برہمن فلسفی اور عالی خیال لوگوں کو بقا روح پر سوشیل اوصاف و علم الہیات کے مسئلوں پر بحث کرتے ہوئے پایا اور ایک خلقت کو پرمیشور کی طرف سر جھکاتے ہوئے دیکھا۔ لیکن افسوس آخر کار مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب محض ظاہری نمایش تھی اور اس بات کے جاننے سے مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ اِن لوگوں نے بالعوض آزاد طبع اور آزاد منش انسان ہونے کے یہ لوگ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لکیر کے فقیر بن رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر میری خواہش ہوئی کہ میں اس پردہ کو جو قدیم حالات پر پڑ گیا تھا دور کروں اور اِن آدمیوں کے پچھلے حالات کا جس میں کہ بطور خزانہ جو فن و حرفت و ہنر تھا سراغ لگاؤں۔ پھر تو میری آنکھوں کے سامنے ہند کی عظمت کا قدیم زمانہ آموجود ہوا مجھے ہر ایک مندر کی در و دیوار سے اور ہر ایک پہاڑ سے اور ہر جگہ سے سبق ملنے لگا۔ میں نے ویدوں سے سبق حاصل کیا جنکے بے شمار اوراق سے انکی ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جا سکتا ہے اور جن کے درس نے ہزاروں برس قبل اسکے کہ ہمیریا سلوں (بابل) کا نام و نشان بھی رہا ہو ہر ایک نوجوان طالب علم زندگی کے اصول مستخرج کرتا تھا میں نے قدیم زمانہ کے اشلوکوں کو جو قبل از پیدایش حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے برہمنوں سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے سُنا۔ میں نے منو جی کے اُن قوانین کے سمجھنے کی کوشش کی جن کا انتظام ہزاروں برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے تختے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت آئے۔ برہمنوں کے ذریعہ انجام پایا تھا غرضیکہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا۔ میں نے اُسکے ذریعہ سے تمام دنیا میں روشن ضمیری پھیلی ہوئی دیکھی۔ میں نے ہند کے قوانین اخلاق مذہب کا اثر مصر عرب فارس یونان روم میں پایا میں نے رِشی جیمنی و ویدویاس کو سقراط و افلاطون کے زمانہ کے ماقبل دیکھا" (انگریزی رسالہ دی بائیبل اِن انڈیا)

نمبر ۱۰۴ - ڈاکٹر گولڈ سٹکر صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "جتنے علوم دنیا کے لوگوں اکل زمین میں پھیلے ہیں سب اصل آریہ ورت سے گئے"

نمبر ۱۰۵ - کرنیل ٹکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "ہیوپوں کے جاتی اپنی نجو۔ بیبلس کی عبادت مصر کی مذہبی سامان اور بہادر ستیہ کے سننے بلکہ اُس وقت سے ۵۰ سال پہلے (جبکو عیسائی لوگ دنیا کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اعلیٰ ترقی و تہذیب پر تھی اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھی کہ اُن کی مانند آجتک دنیا کو نہیں ہے" (بھارت ترکال درشٹا صفحہ ۴ مدراس ۱۸۸۲ع)

نمبر ۱۰۶ - مورخ برگس صاحب جو مصر کے تواریخ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے وہ کہتا ہے کہ "ابتدا میں مصری لوگوں نے قدیم مصر کو ہی پہلی پیدایش آریہ ورت ہی سے" (دیکھو بھارت ترکال درشٹا صفحہ ۴ ۱۸۸۲ع مدراس)

نمبر ۱۰۷ - آریا کیا ہندکیا یونان اور کیا اٹلی میں اپنے مردوں کو چتا پر جلاتے تھے۔ (تاریخ ہند آنریبل ڈلمونسٹر صاحب صفحہ ۷ ۱۸۸۲ع)

نمبر ۱۰۸ - مسٹر پوکاک صاحب فرماتے ہیں کہ "قدیم یونان کیا ہے صرف قدیم آریہ ورت ہی ہے" (کتاب انڈین ان گریس)

نمبر ۱۰۹ - مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ "مصر کی ترقی ہند آریہ ورت اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر کے مدرسے روشن ہوا تھا" (دیکھو حاشیہ مد و جزر اسلام)

نمبر ۱۱۰ - حکیم میلانوس صاحب یونانی مورخ فرماتے ہیں کہ "یونان کے حکیم علم و فضل میں آریہ ورت کے ایک چھوٹے حکیم کی برابری نہیں کر سکتے۔ اور جس خوبی سے آریہ ورت کے حکیم آسمان کے حالات بتلا سکتے ہیں اس طرح یونانی حکیم اُن کے حالات کبھی نہیں بیان کر سکتے"

نمبر ۱۱۱ - ملک ایران کی بابت جغرافیہ عالم میں لکھا ہے کہ "یہاں کئی مندر و کئی ایسے نشان پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں مذہب یہاں کے لوگوں کا ہندوستانیوں کے مذہب کے مطابق تھا" (دیکھو جغرافیہ عالم صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۸۸۳ع)

نمبر ۱۱۲ - چارلس ونک صاحب بہادر فرماتے ہیں "چنانچہ فیثاغورث حکیم یونانی کے واسطے تحصیل دولت علم کے ملک مصر ہند اور فارس اور افلاطون حکیم ثانی نے مصر کی غربت اختیار کی۔ اُس زمانہ میں کسب علم کا جمع ہونا مشکل تھا اور جب کہ پاس بہت سی کتابیں بھی اکٹھی ہوتی نہیں تو اُس کو غنیمت و شگرف جاننا ہو سکتا ہے کہ باوجود عدم بہم پہنچی کتابوں کے اساتذہ سلف ایسے کامل و فاضل ہو گئے" (دیکھو تعلیم النفس حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۵۹ع الہ آباد صفحہ ۴۰۵)

نمبر ۱۱۳ - ڈاکٹر لنٹر صاحب نے جو لیکچر بمبئی میں دیا ہے اسمیں فرمایا ہے یہ کہ "جتنے علوم آریہ ورت یوروپ کو سکھلا سکتا ہے اتنے علوم یوروپ آریہ ورت کو نہیں۔ اسوقت آریہ ورت صرف یوروپ کے کثیف چیزیں یا معمولی پدارتھ یعنی فزیکل سائنس سیکھتا ہے۔ اُس کا بھی باعث یہ ہے کہ پرانی سنسکرت کی پستکوں میں وہ ودیا بہت مکمل طور پر لکھی ہے، لیکن اسکے جاننے اور پڑھنے والے آجکل بہت تھوڑے ہیں تنترک ودیا یعنی ایلکٹرسٹی۔ تمک پتھر ودیا یعنی میگنیٹزم شبد ودیا یعنی ایکوسٹکس وایو ودیا یعنی نیٹیار اجی۔ جل ودیا یعنی ہیڈرو سٹیکس ریلیں ودیا یعنی کیمسٹری وغیرہ سنسکرت گرنتھوں میں عمدہ طور سے مندرج ہیں انکے علاوہ رسائنک ودیا میں صرف ۲۶ ایک عنصر جانتا ہے مگر سنسکرت میں ۳۲ عنصر و یات (تتو) مذکور ہیں۔ یوروپ میں ابتک دہرم سمبندھی اور پدارتھ کارن دونوں فلاسفی میں بہت ہی کم ترقی ہوئی ہے اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ جیسی سنسکرت میں ترقی ہوتی جاویگی ویسی ہی آئندہ آنیوالے زمانہ میں یوروپ والے مندرجہ بالا فلاسفی کو آریہ ورت سے سیکھنے کی کوشش کرینگے ہماری سمجھ میں یوروپین لوگوں کی کوشش سے ہی سنسکرت کی بڑی ترقی ہوگی۔ کیونکہ

تھے اس ودیا کا نام تک بھی اس زمانہ کے لوگ نہیں جانتے۔" (بھارت ترکال درشنا صفحہ ۱۰۷)

نمبر ۱۲۶۔ مؤرخ میگاستھنیز یونانی جو مسیح سے ۳۰۰ برس قبل چندرگپت راجہ آریہ ورت کے دربار میں بطور سفیر کے تعینات تھا لکھتا ہے کہ "ہند میں غلامی کا نام تک نہ تھا۔ مرد بڑے شجاع ایماندار، راست گو، پرہیزگار اور محنتی تھے۔ کاشتکاری اور دستکاری سے خوب واقف تھے۔ دیانت کی وجہ سے عدالت میں رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی تھی یہاں کی عورتیں نہایت پاکدامن تھیں۔ رعیت اپنے سرداروں کی زیر حکومت امن و امان سے رہتی تھی۔ شاہی انتظام منوسمرتی کے مطابق ہوتا تھا۔ ویش جیسے کسان جنگ اور دیگر سرکاری خدمت سے آزاد تھے۔" (دیکھو تواریخ ہند مؤلفہ ہنٹر صاحب)

نمبر ۱۲۷۔ آریہ نامک ایک یونانی مؤرخ جس نے سکندر اعظم کا اتہاس یونانی میں لکھا ہے کہتا ہے کہ اس ایام میں کسی آدمی کو بھی جھوٹ بولنے والا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اگرچہ یہ تحریر تعجب و حیرت انگیز ہے مگر چین دیش کے رہنے والا ایک ہیونتھان نامی جس کو عرصہ ۱۲۰۰ برس کا گذرا کہ صوبہ بہار میں تیرتھ یاترا کو آیا تھا اور بڑا ذہین و عقیل تھا جو پندرہ برس اس دیش میں رہا جس نے سنسکرت کو پڑھا کچھ وید ودیا کو سیکھا اور اپنے دھرم کی پستکیں لکھیں وہ بھی امور بالا کی تصدیق کرتا ہے علاوہ برآں ایک فرانسیسی مؤرخ بھی اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ آریہ ورت کے قدیمی لوگ بڑے عقیل شجاع اور صاحب تدبیر تھے اور علمیت و فضیلت میں بے نظیر)

نمبر ۱۲۸۔ اسی یونانی مؤرخ ایرین نامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ سکندر بادشاہ کی فوج نہایت بہادر اور جرار تھی بہت ملکوں کی فوجوں کو شکست دے چکی تھی لیکن اس آریہ ورت میں ایک ہی لڑائی لڑنے کے بعد دوسری لڑائی کی تاب نہ لا سکی)

نمبر ۱۲۹۔ ایک اور مؤرخ لکھتا ہے بعد اسکے سکندر ستلج کے کنارہ پر آیا۔ لیکن فوج اسکی نہایت تھک گئی تھی اور بسبب آجانے موسم برسات کے سپاہیوں نے آگے بڑھنے سے عذر کیا۔ تب سکندر نے لاچار ہو کر وہیں سے مراجعت کی سوا اسکے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس وقت مگدھ دیش کے راجا مہانند کی فوج میں جو ناگ بنسی خاندان میں تھا چھ لاکھ پیادے اور بیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی تھے شاید اس کا رعب بھی سد راہ سکندر کا ہوا" (آئینہ تاریخ حصہ اول صفحہ ۵ [illegible])

نمبر ۱۳۰۔ میکس مولر صاحب اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں اگرچہ مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کون ملک ہے جو طاقت دولت خوبصورتی میں مشہور ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا) اگر مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کس ملک والوں نے روح کے مسئلہ کو حل کیا ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا۔ اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ کہاں کے علم سے یورپ کے خیال تربیت یافتہ ہوتے ہیں زندگی کے کامل کرنے کے لئے بلکہ اس ہمیشگی کی زندگانی کے کامل کرنے کے لئے کونسا ملک ہے تو میں یہی کہونگا کہ وہ ملک انڈیا ہے" (دیکھو لیکچر صاحب موصوف ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۔ علم نباتات۔ نمبر ۱۳۱۔ حال ہی میں بمقام کشمیر علم نباتات کی بابت تین جلد میں زبان سنسکرت کی ایسی ضخیم کتاب لغات کی ملی ہے کہ شاید اس سے بڑی کوئی کتاب دیکھی گئی ہوگی۔ یہ بڑی پرانی کتاب ہے" (اخبار الصدیق صفحہ ۸ کالم ۲ ۲۳ نومبر ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۳۲۔ جاماسپ حکیم ایران وزیر شہنشاہ گشتاسپ والی ایران سالہا در ہند آمدہ شاگرد جیمنی بود و بدان مباہات داشت" (دبستان مذاہب مطبع نولکشور صفحہ ۱۰۴)

نمبر ۱۱۔ تعلیم نسوان۔ نمبر ۱۳۳۔ آریہ قوم کی عورتوں کے درمیان بھی محمدی زمانہ کے پیشتر کسی قسم کا پردہ نہ تھا۔ صرف محمدیوں کی ایجاد ہے آجکل جو بعض شرفا میں پردہ دیکھا جاتا ہے اس کا باعث بھی یہی ہے کہ محمدیوں کے ڈر سے عورات آزادانہ پھر چل نہ سکتی تھیں۔ جس سے ہندوؤں نے بھی مجبوراً اس کو اختیار کیا۔ ورنہ تو ان کی کسی صحیح کتاب یا ملکی تواریخ سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے عورات کی آزادانہ زندگی کے پختہ ثبوت ملتے ہیں۔ عورات تعلیم یافتہ ہوتی تھیں کاروبار سلطنت میں کامل دسترس رکھتی تھیں۔ میدان کارزار میں جاتی تھیں۔ عورات کی پست حالت تو صرف محمدیوں کے ہی زمانہ سے شروع ہوئی۔ جنہوں نے عورات کو بعض ناکارہ پیدائش لونڈی غلام کہا اس بات کی طرح سمجھ لیا چنانچہ ان کی متبرک کتاب (قرآن سورۃ النسا) میں بھی مندرج ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں" (نورافشاں اخبار صفحہ ۳ مطبوعہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء کالم ۱)

نمبر ۱۲۔ آریوں کی علمیت نمبر ۱۳۴۔ برہمو سماج کے اخبار میں لکھا ہے دنیا کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی یہ ہندوستان اپنی ترقی اور معاش اور معاد کے لحاظ سے عروج پر پہنچا تھا۔ اس کے باشندہ اہل آریہ باعتبار ترقی دھرم و اخلاق و تہذیب شائستگی دنیا کی کل قوموں میں افضل برتر اور سرتاج سمجھے جاتے تھے مگر یہاں بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا وہ زمانہ کونسا تھا جس میں اس ملک نے یہ عروج حاصل کیا تھا؟ اس کے جواب میں اگرچہ اس زمانہ کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا سخت مشکل بلکہ محال ہے الا اس قدر کہنا قابل اعتراض نہیں معلوم ہوتا کہ وہ زمانہ اس سے کہیں پہلے تھا جب کہ اول اول مسلمانوں نے آکر اس ملک کو اپنا مفتوح بنایا۔ (دیکھو رسالہ ہندو باندھو ماہ اکتوبر ۱۸۸۳ء)

نمبر ۱۳۵۔ عرصہ دراز گذرا کہ کبھی ہندوستان کے باشندے علم و عقل و خلق و آداب و طاقت اور دولت میں منحصر اور یکتا زمانہ تھے راجاؤں کے اوتی اور اعلیٰ انتظام سے ریاست مدنی کے علم کی عمدہ ترقی تھی۔ انصاف میں دوست اور دشمن رفیق و شفیق امیر و غریب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے تجارت اور صنعت کے کاموں میں دل و جان سے کوشش کرتے تھے انکے دربار و لی مجلسوں میں سوا عالموں و عاقلوں کے بیوقوف اور خوشامدیوں کو مطلق دخل نہ تھا۔ سب کاموں کی ترقی اور اجرا میں علم اور عقل کو مقدم سمجھتے تھے۔ اور یہاں تک ان کا اس زمانہ میں اقبال غالب آرہا تھا کہ غیر ملکوں کے راجے اور بادشاہ ان کے اقبال آفتاب کے مقابل آنکھ اٹھانے کو توانا نہ تھے۔ چنانچہ بادشاہ سلوکس نے اپنی لڑکی کی شادی مہاراج چندرگپت کے ساتھ اور نوشیروان عادل جس کے عدل کی بابت محمد صاحب نے بھی لکھا ہے انا ولدت فی زمن ملک العادل نے اپنی بیٹی کا بیاہ اودے پور کے رانا کے ساتھ کیا تھا۔)

واضح ہو کہ اول اسی ملک کے آدمیوں نے علم حاصل کیا تھا اور اس کی ترقی میں سعی بلیغ کی تھی۔ بعدہٗ یہاں سے ایران والوں نے سیکھا اور ان سے روم والوں نے اور پھر انگلستان والوں نے حاصل کیا۔ یہاں کے باشندے علم صرف و نحو و بیاکرن و ریاضی منطق نجوم و حکمت و موسیقی اور جنگ وغیرہ میں بڑے لائق و حاذق تھے اور نیز یہاں کی عورتیں بھی اکثر عالم اور فاضل ہوتی تھیں فن عمارت میں بھی قسط بہتر تھے۔ چنانچہ قدیم عمارتوں سے دولت آباد کا گنڈہ اور آبو وغیرہ کے مندر ان کے کمال کی بخوبی گواہی دیتے ہیں۔ باقی رہی تجارت اس کی حالت اس زمانہ کے موافق قابل تعریف تھی۔ رگوید کی اول سکت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں کے بیوپاری جہازوں میں بھی سوار ہوتے تھے مگر افسوس کہ اب ہندوستان کی ترقی و بہبودی کا آفتاب غروب ہوا اور افلاس کی سخت تاریکی چھا گئی تجارت اور صنعت نے یورپ کا راستہ لیا۔ اور سنسکرت جو ان کی قدیم بدیا تھی۔ اس کو جرمنی والوں نے اپنے حصہ میں لیا" (رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۶۲ مورخہ پنجم مارچ ۱۸۸۴ء جلد دوم نمبر ۳)

نمبر ۱۳۶۔ یہ وہی آریہ ورت ہے جسکے دیکھنے کو سب ولایت کے مردم للچایا کرتے تھے۔ یہ وہی بھرت کھنڈ ہے جسکے طبیب کبھی خلیفہ ہارون رشید کا علاج کرتے تھے۔ یہ وہی ہندوستان ہے جسکے ایک پنڈت کو شاہ سکندر بھی بڑی تعظیم کے ساتھ ملک کو لیگیا تھا۔ یہ وہی ہندوستان ہے جہاں سے شطرنج کا کھیل بیجا کر بزرجمہر نے نوشیرواں کی نذر کیا۔ یہ وہی ہندوستان ہے۔ جس میں ۹۶ ہزار من سونا اور لا انتہا جواہر علاؤالدین لے گیا تھا اور اب بھی [illegible]

روزمرہ کی ضروریات کو بھی دوسروں کا محتاج ہے اس ملک کے باشندے آج ایسی بڑی غفلت میں مبتلا ہیں کہ کسی کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ہمارے بزرگوں کی اکٹھی کی ہوئی دولت کہاں گئی اور بہ نور کہاں جا رہی ہے (دیکھو ہندو باندھو صفحہ ۶۴ مارچ ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۳۶ اخبار برہمو سماج اخبار لکھتا ہے کہ اب ہم نااتفاقی کے رفع کرنے کی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہے کہ سب سے پہلے آریہ دھرم کی تحقیقات کرنی چاہئے کہ کیا تھا۔ اور یہ تحقیقات خاص ویدوں سے کرنی چاہئے۔ نہ کہ اور کتابوں سے اور جب یہ امر محقق ہو جائے تو ہمارے ملک کے سارے راجوں مہاراجوں اور آچاریوں کو واجب ہے کہ خود بھی اس کو اختیار کریں۔ اور کوشش کرکے اپنے سرد لوگوں کو بھی اس راہ راست پر لاویں۔ اگر ہندوستان کے راجہ باتفاق ہو کر آریہ دھرم کی تحقیقات کریں اور وید کو از سر نو رواج دیں تو ملک کی آئندہ آبادی کے سامان درست ہو سکتے ہیں اور پھوٹ کی جڑھ بالکل دفع کی جا سکتی ہے (رسالہ ہندو باندھو بابت جولائی ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۵)

نمبر ۱۳۷۔ ایک غیر متعصب یورپین محقق مراج وراستی لپنہ سے سوامی جی کی نسبت اپنے تحریر فرمایا ہے "۵ برس سے ایک شخص جس کی علمیت و فضیلت میں کچھ کلام نہیں اس دیش میں ظاہر ہوا ہے وہ شہر بشہر پھرتا ہے اور وید کے احکامات کا اپدیش کرتا ہے جن میں ایک پرمیشر کی استتی کی ہدایت ہے اور بتوں کی ممانعت اور صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ بت پرستی اور بدعتی و دیگر رسوم قبیحہ جو پرانوں میں درج اور خود غرض پجاریوں کی ایجاد ہیں وید کے منشا کے بالکل خلاف ہیں۔ اس نے رسومات بد کو جو فی زمانہ رائج ہیں اور سکھوں نے ایک سبب اور بدتر مذہب کو ایسا کچھ حیران کر دیا ہے۔ اس طرح عوام کے روبرو ثبوت کو پہنچایا۔ اور قدیم آریہ ورت کے علم و ہنر کا اس طرح سے بیان کیا اور یہاں کے باشندوں کو اپنے آبا و اجداد کی خوبیوں کے حاصل کرنے کا وہ حوصلہ دلایا کہ آجکل کے نوجوانوں کے دل میں ترقی ملک کا ایک جوش پیدا ہو گیا حق تو یہ ہے کہ وہ منطق میں لاجواب ہے اور وید میں تو بے ثانی ہے اس شخص کا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ کے برخلاف کوئی تحریک کسی طرح اٹھاوے بلکہ اپنے جلسوں میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ یہ صرف عملداری سلطنت انگلشیہ کی ہے کہ جس نے مذہبی بحث میں کبھی مداخلت نہ کی بلکہ تمام و کمال آزادی دی۔ خلاصہ کلام اس عالم شخص کی کارروائیاں معمور راست ہیں اور اغلباً اپنے دیش والوں کے لئے نہایت درجہ مفید۔ یہ شخص پنڈت دیانند سرسوتی سوامی ہے اور آریہ سماج کا بانی۔ آریہ سماج کے اصول اور اس کی کارروائیاں البتہ قوی تر دلائل سے برہمو سماج کے مخالف ہیں۔ کیونکہ کیشب چندر سین جانب بید کو بالکل خارج کرتے ہیں اور ویدوں کو ان اور کتابوں کے ساتھ جن کو برہم مشرکت فرض کر رکھا ہے مساوی درجہ میں قائم رکھتے ہیں۔ بخلاف اس کے سوامی جی گو بموجب ہدایت وید کے برن بیوستھا کا اقرار کرتے ہیں تاہم وہ تفریق قومی کے مروجہ دستور میں محل نہیں ہوتے۔ اور ویدوں کو سب سے زیادہ مستند مانتے ہیں۔

الغرض کیشب چندر سین کی نسبت سوامی جی کی کارروائی بہت کچھ معقول ہے اور اس سے کسی طرح کے فساد کا احتمال نہیں۔ اس لئے اگر سچ پوچھئے تو سوامی جی بہ نسبت کیشب چندر سین کے اعانت گورنمنٹ کے مستحق تھے۔

سوامی جی دیانند سرسوتی شہر بشہر پھرتے اور ویاکھیان اور اپدیش دیتے ہیں انہوں نے بمبئی سے لے کر پچاس مختلف شہروں میں سماج قائم کر دئے۔ اس وقت آریہ ورت میں ان کے پیرو کا قریب تین لاکھ کے بیان کئے گئے ہیں" (پایونیر اخبار الہ آباد مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۰ء)

نمبر ۱۳۹۔ پادری ایف ایل نیلڈ صاحب فرماتے ہیں کہ "سوامی دیانند سرسوتی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ انہوں نے دیسی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گمان کرتے ہیں دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں شرمندہ کیا۔ اور ہزارہا سال سے جو پرانا آئین دھرم (الہامی) معدوم سے ہو گیا تھا اس کو روشنی میں لا کر ہندوستان کے حوالہ کیا۔ ہندو لوگ بہت گہری تاریکی میں ناواقفیت کے غوطہ زن تھے اور سچی روشنی کے سلامتی سے جن کو جھوٹے سپاہیوں نے گمراہ کر دیا تھا" (دیکھو پادری صاحب کی سالانہ رپورٹ)

نمبر ۱۴۰۔ ہندو دھرم کی حقیقت اور مذاہب کے دریافت کرنے کے لئے اول اول ہماری نگاہ رگ وید ہی پر پڑتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں قدامت کے لحاظ سے اس سے پرانی اور کوئی کتاب نہیں۔ گویا فن تحریر کی ابتدائی روشنی میں آنے والے زمانہ کا ایک بھی قدم گزرنے نہ پایا" (دیکھو ہندو دھرم و عقلیت مطبوعہ ۷ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳۳)

نمبر ۱۴۳۔ دو برس نمبر ۱۴۱۔ راس جی نے سنجی کو دہلی میں ایک دوربین دی تھی کہ جہاں سے کوہ کیلاس کا حال مہاراجہ جے پور راست کو ملا رہتا (دیکھو ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۰)

نمبر ۱۴۲۔ مسٹر فلیپ جیکولیٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "آریہ ورت عالم ہے اسی سبب سے اس کی حقیقی ملنے اپنی اولاد کو دور مغرب کی طرف روانہ کرنے سے پہلے بھی میراث میں بے زوال سمجھا ہے کہ ذریعہ سے مدرسہ کے طور پر قواعد زبان اور اس طرز عبادت۔ انشا پرداز تہذیب ڈالا ہے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ زمانوں کے گذرنے اور نوع انسان کی نسلوں نے اس خدا اور تعریف میں کوئی ترقی نہیں کی منزل ہیں بلا کسی صداقت پرستی کے ان مقدس کتابوں کی عظمت نے گھر کیا ہوا ہے جو وید کہلاتے ہیں جو کہ خدا کی ایسی یاد دلاتے ہیں جو کہ تمام ان مذہبوں سے جیسے دیگر اہل کتاب لگاتے ہیں مبرا و منزہ ہے۔ وید کا الہام جو کہ سولہ کروڑ برس کا ہے کہ ہستیوں کے سدیج و تباہی سے بنی ہوئی۔ فقط یہی ایک دنیا کے تمام الہاموں سے ربانی الہام ہے جس کے مضامین کامل طور پر زمانہ حال کے علم سائنس سے موافقت رکھتے ہیں" (جلد ۴۔ نمبر ۱۵ سٹیٹسمین کلکتہ ہفتہ وار ۳۰ اپریل ۱۸۸۶ء کالم ۷ صفحہ ۱)

نمبر ۱۴۴۔ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سرحد سے اس طرف نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوہ قاف کی اس طرف تک (دیکھو جلد اول تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء صفحہ ۲۰۱)

نمبر ۱۴۵۔ ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی ہیں ابھی تک موجود ہیں مثلاً جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں دیدہ بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی" (دیکھو صفحہ ۷ تاریخ مذکور)

یہ کبھی خیال میں آ سکتا ہے کہ ہندوستان جیسی شائستہ قوم جس میں صحیح صحیح سائنس کمالیت تک پہنچ گئی تھی۔ اور موسیقی نقاشی سنگتراشی عمارت۔ شاعری وغیرہ علم و ہنر کو نہ صرف حاشئے سے ملکہ پڑھانے اور اسکے عمدہ عمدہ قواعد بناتے تھے۔ وہ اپنی تاریخ کے ماہرے اور اپنے بادشاہوں کے چال چلن اور ان کی سلطنتوں کے انتظام لکھنے سے بالکل ناواقف ہوں۔ بہت سا اور انگوارڈ مقدمات کے شہر اور چتوڑ کے جی سنتھ یعنی لستان جے ستمبھ قلعہ کا مس جو کہ آبو اور گرنار کی سادہی ہیں اس مکان۔ الفنٹا اور الورا کی گفاؤں کے مندر اسی بات کے گواہ ہیں اور ہم یہ بھی خیال نہیں کر سکتے۔ کہ وہ زمانہ کو جس میں عمارتیں بنائی گئی ہیں اس میں کوئی تواریخ دان نہ ہو تو مہابھارت سے لیکر سکندر کی چڑھائی تک اور اس بڑے زمانہ سے لیکر محمود تک خاص ہندؤں کی تواریخ کا ایک فقرہ بھی ہم کو مشکل سے ملتا ہے" (صفحہ ۔ تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء جلد اول)

الفنٹا یا الفنسٹا اور سالیسٹ معروف بہ صافت دوجزیرہ و ہیں جو بمبئی پاس ہیں۔ الورہ یا ایلورا متعلق صوبہ اورنگ آباد۔

چاند بردائی مؤرخ نے جو پرتھوراج کی تاریخ لکھی ہے اس میں کئی ایسی کتابوں کے حوالے ہیں جن میں سے ہم کو یہ تو مان ہوتا ہے کہ ویسے ہی اور بیشک بہی پر چلت تھے جن میں محمود سے شہاب الدین تک سنہ ۱۱۹۳ء سے پیشتر ۱۰۲۳ء تک کا حال پایا جاتا تھا۔ لیکن وہ کتابیں اب نہیں ملتیں ہیں غائب ہو گئی ہیں"۔ (صفحہ ۸ و ۹ تاریخ راجستان جلد اول ۱۸۲۹ء)

"عجیب کہ ہندو برابر آٹھ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُن کی زبان سے بالکل ناواقف ہوں اور جب ہر ایک بڑے بڑے شہر جنگلی اور متعصب و معزور دشمن سے تباہ کئے گئے ہوں۔ تو ہم حد سے زیادہ امید کرتا ہے کہ نقصان کے ہوتے ہوئے اس شہر کی چیزیں یعنے تاریخ کی کتابیں بچ رہی ہوں۔ جبکہ بادشاہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگائے جاتے تھے اور پہاڑوں کی کندروں میں رہنے کے لئے مجبور کئے جاتے تھے اور جبکہ اُن کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ وہی جو اب تک ہے ہیں کہانی ختم ہوگی تو کیا اُس وقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے"۔ (دیکھو صفحہ ۹ تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء جلد اول)

جو لوگ ہندوؤں سے ایسی تواریخ کی امید کرتے ہیں جیسے کہ یونان و روم سے وہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کیونکہ ہندوستانیوں کی خاصیتیں اور لوگوں سے نہیں اُن کی فلاسفی اُن کی شاعری اور فن عمارت میں سب سے پہلے ایجاد اور تحصیلی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں اور وہی حال اُن کی تاریخ کا ہو سکتا ہے"۔ (صفحہ ۹ تاریخ راجستان حصہ اول ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۴۔ حکمت نمبر ۱۴۵۔ محقق کالروک صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر اہل ہند کسی غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکھ سکتے تو کوئی وجہ ہے کہ وہ تحصیلی ترقیوں کا علم حاصل نہ کر سکے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اہل ہند نے حکمت کسی سے نہیں سیکھی بلکہ اوروں کو سکھائی ہے (دیکھو تاریخ قدیم ہندوستان صفحہ ۵۵ مطبوعہ ۱۸۷۴ء)

نمبر ۱۴۶۔ مورخ ہرل صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ مصر والوں میں تو اب بھی نہایت مشابہت ہندیوں سے معلوم ہوتی ہے اِن دونوں قوموں میں بہت سی باتیں مشابہت کی پائی جاتی ہیں"۔ (دیکھو السائی قوموں کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

نمبر ۱۴۷۔ الفنسٹن صاحب مؤرخ اپنی تاریخ ہندوستان کی جلد اول باب پنجم فصل ششم میں قلبہ رائے سے یہی تحریر کرتے ہیں کہ کوئی وجہ خیال کرنے کی نہیں ہے کہ اہل ہند نے اپنے موجودہ ملک کے کسی دوسرے ملک سے آئے ہوں"۔

نمبر ۲۵۔ سماعت نمبر ۱۴۸۔ عرب کے ایک نامی گرامی قصیدہ میں جو سبعہ معلقہ کے نام سے مشہور ہے یہی اہل ہند کی بہادری کا اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے وظلم ذوی القربی اشد مضاضۃ علی المرء من وقع الحسام المھند ترجمہ خویشوں کا ظلم زیادہ سخت ہے اُس زخم سے جو لگتا ہے ہندی تلوار سے۔

نمبر ۱۴۹۔ عسیر عربی میں ہے تیغ ہندی خنجر رومی نہ کند آنکہ استظہار کند۔

نمبر ۲۶۔ زبان نمبر ۱۵۰۔ ایک غیر متعصب مسلمان تحریر فرماتا ہے۔ چونکہ آریا کی ان تو رومیا ٹک کی سب باتوں کی جڑ معلوم ہوتی ہے اس لئے واضح ہوتا ہے کہ اہل یونان اور روم و جرمن و انگریز اور ہند و ایران وغیرہ سب کی نسل کا مدار ایک ہی تھا۔ (دیکھو تاریخ متقدمین ۱۸۷۶ء لاہور صفحہ ۱۳۸ تا ۱۸۰)

نمبر ۱۵۱۔ پھر وہی مسلمان صاحب فرماتے ہیں "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شائستگی کا طور اہل مصر نے ہندوؤں سے حاصل کیا ہو کیونکہ اہل ہند اور اہل مصر کے اکثر طریق اور رسوم موافق ہیں"۔ (دیکھو تواریخ متقدمین صفحہ ۵ فصل دوم ۱۸۷۶ء لاہور)

نمبر ۱۵۲۔ پھر وہی مسلمان مورخ کہتا ہے کہ "مصر وہ ملک ہے جہاں سے اول ریاست کا قاعدہ نکلا اور انتظام ملک دستور اور آئین جاری ہوئے مگر یقینًا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہندیوں میں سے پہلے یہ صورت یہاں تھی"۔ (تاریخ متقدمین صفحہ ۱ ۱۸۷۶ء لاہور)

پھر مسلمان موصوف لکھتا ہے۔ "ورشن فاضل۔ بولٹ صاحب روشٹ صاحب سیلی کلی صاحب کی کتابوں سے فارس کا حال معلوم ہوتا ہے انہوں نے سنسکرت اور ژند زبانوں کی مشابہت ہونے سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان اور ایران دونوں کے قدیم حاکم ایک ہی نسل سے تھے (صفحہ ۲۴ تاریخ متقدمین ۱۸۷۶ء لاہور)

نمبر ۱۵۳۔ پادری جونس صاحب لکھتے ہیں کہ "دو ہزار برس کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کے باشندے مورتوں کو پوجتے تھے اور اُن کے خوش کرنے کے لئے اپنے دشمنوں کی کھوپڑیوں میں شراب پیتے تھے مگر انہی دنوں میں ہندوستان کے باشندے بہت عمیق اور دانا تھے اور روح جسم۔ خدا اور انسان کی بابت بھی خوب چرچا کرتے تھے۔ (دیکھو تیج دسہر عیسوی تفسیر حصہ صفحہ ۱۵ ۱۸۷۶ء)

باب چہارم

قرآن اور مسلمانوں کی علمیت

نمبر ۱۔ آسمان۔ سورۃ الفرقان ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئکۃ تنزیلا (سیپارہ ۱۹) ترجمہ جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بدلی کے اور اتارے جاویں گے فرشتے اتارا جانا۔

تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۱۲ نول کشور ۱۸۹۰ء یاد کن روزے را کہ بشگافتہ شود آسمان بسبب ابر سپید کہ بالائے ہفت طبقہ آسمان ہست وغلظ او برابر ہمہ سموات واوگران تر است از ہمہ آسمان یا روز قیامت از ابر آسمانہا افگند وبر آسمانے کہ رسد آں آسمان بشگافتہ گردد وفرشتگان ساکن آسمان ہا فرود آیند بر زمین فرو فرستادنی بار وے زمین فرشتہ ملائکہ گرد و در موضع آیند کہ ملائکہ ہفت صف بگرد عالم در آیند افسوس ہزار صدائے وسہو در زمین و آسمان راہ نماند۔ (انتہی)

سورۃ الانبیاء۔ اولم یر الذین کفروا ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقنھما ترجمہ کیا نہیں دیکھا انہوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ آسمان اور زمین ملی ہوئی تھی بس جدا کیا ہم نے اُن دونوں کو۔ (یعنی زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں)

سورۃ السجدۃ۔ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ذلک عالم الغیب ترجمہ تدبیر کرتا ہے (خدا) کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف آسمان کی بیچ ایک دن کے کہ مقدار ہزار برس کی ہے اُن برسوں سے جو تم گنتے ہو یہ ہے جاننے والا غیب کا۔ (وہ بھی ڈاک کے ہرکارہ سے بڑی تعریف الوہی کرتا ہے جیسا ہم گھر جو ترسا)

سورۃ المومنون ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق وما کنا عن الخلق غافلین ترجمہ اور بہ تحقیق پیدا کئے ہم نے اوپر تمہارے سات طبقے راہوں والے اور نہیں ہم پیدائش سے غافل۔ تفسیر حسینی یہ۔ یعنی آفریدیم بر زبر شما ہفت آسمان طبقہ بالائے طبقہ تا ہر طبقہ راہ رابے لرزہ باشد فرشتگان را (جلد دوم صفحہ ۸ ۱۸۹۱ء نول کشور) (آسمان بھی بقول علمائے محمدیان کوئی سات بڑا پیاز ہوگا یا بڑی ہشت داتی ہے جو علی سینا قربان ہو)

اسلام کس طرح پھیلا تحفہ اثنا عشریہ میں ہے ان عائشہ بہ حیائی قالت لعلی اتصل ہا الحصی فتیان قریش۔ ترجمہ۔ حضرت عائشہ ایک خرخانہ پردہ درجو دراپاراست کہ نیست جوانان قریش را بہ سنان دختر آراستہ و بہر ہستہ شکار میکنم۔ اور مشغول محبت دوستی ترک مسازم کہ بے اعتبار رجوانان مشکل و شود دور ام الفساد میں رائیرہ مصنف کتاب میں ازمن است فرار سد ہر دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۳۶ نول کشور ۱۳۰۲ھ)

لطیفہ۔ جادر نام (ویدانتی) ہندو از شاگردان او بود نقیفتہ الاسلام ملیح رحمت ماالتقہ درباب مسجد سدے اور انگہ قتند بر قاضی بردند۔ قاضی اور ا باسلام خواند پاسخ داد کہ اگر مرا کہ خدا کنی مسلمان شوم قاضی سن سوء حوش وشے راند دیس جادو مسلمان سدہ سخانہ آن رل رفت ہون لونرے چینگدست ماں گفت کہ ابن دختر راکہ ارشو ہر مردہ داری مرا دہ تا مالدر وسیم دعیت اوراتا ہسنگی صرف کسم تا ور زند دیگر آمد۔ پس آن زاہد کو ستہ در معرض بیع آورم و بیتہ مرا ابن است دحرین حرنہ بسد اغرتان اروکسار گریدحا و فرصت یافتہ بکال آمد (صفحہ ۷۱ دبستان مذاہب) مازبدر تورہتا وماند)

ڈاکٹر ولسن صاحب بہادر اپنی کتاب موسومہ موجودہ حالات ایران میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی ان کی چچیری بہنوں یا اسیطرح کے دیگر رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی عزیزوں میں شادیاں ہوتی ہیں۔ بہن و شوہر اکثر طفولیت میں ایک دوسرے کو جانتے رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو اودھ اخبار لکھنؤ صفحہ ۲ ۶۳۳ کالم ۱ مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء)

تواریخ سراسین انگریزی میں مسٹر سائمن اکلی صاحب رقم فرماتے ہیں "ایک شخص سامی تھا جو اُس وقت سب سے عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا خلیفہ (عمر) کی اُس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایکدن جان نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کتبخانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیے اور کتابیں مجھے عنایت کردیں۔ خلیفہ نے اس کے واسطے اپنے افسر سے اجازت مانگی۔ افسر نے جواب دیا کہ اگر کتب مطلوبہ کا مضمون قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے مطابق ہے تو ضرور یہ تمام کتابیں ردی ہیں جلا دی جائیں۔ خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کتب خانہ میں لوگوں کو تقسیم کردی گئیں اور باقی کی حاکم نے لیکے حمام عامہ کے کام میں جلادیں۔ اگرچہ بہت کچھ مبالغہ در بارہ اصل تعداد کتب مذکورہ بالا کے بیان کیا گیا ہے مگر واضح ہے کہ یہ کتابیں پورے چھ ماہ تک علماء کے کام میں آتی رہیں۔ یہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں"۔ دیکھو تواریخ سراسین انگریزی صفحہ ۲۳۳ پسر دوسرا ۱۸۴۷ء موجود لائبریری لاہور)

قرآن کی رو سے خدا گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱۔ بقر۔ یضل بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفسقین ترجمہ گمراہ کرتا ہے اس سے بہت اور نہیں گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں۔

نمبر ۲۔ اعراف ومن یضلل فاولئک ہم الخسرون ترجمہ اور جسے اللہ بھٹکاوے سو وہی ہے زیاں میں۔

نمبر ۳۔ اعراف من یضلل اللہ فلا ہادی لہ ویذرہم فی طغیانہم یعمہون ترجمہ جس کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی نہیں راہ پر لانے والا اور اس کو چھوڑ دیتا ہے اس کی شرارت میں بہکتے۔

نمبر ۴۔ مریم الم تر انا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزہم ازا ترجمہ تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر۔

نمبر ۵۔ النحل لا یہدی ہم اللہ ولہم عذاب الیم ترجمہ ان کو اللہ راہ نہیں دکھلاتا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

نمبر ۶۔ النحل اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم وسمعہم وابصارہم واولئک ہم الغفلون ترجمہ وہی ہیں کہ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر، کانوں پر اور آنکھوں پر وہی ہیں بیہوش۔

نمبر ۷۔ کہف ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا ترجمہ اور جس کو خدا گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اس کا رفیق راہ پر لانے والا۔

نمبر ۸۔ اعراف۔ تضل بہا من تشاء ترجمہ خدا گمراہ کرے جس کو چاہے۔

نمبر ۹۔ اعراف یطبع اللہ علی قلوب الکفرین ترجمہ مہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔

نمبر ۱۰۔ قصص ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین ترجمہ بیشک راہ نہیں سجھاتا اللہ ظالموں کی قوم کو۔

نمبر ۱۱۔ مومن ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ترجمہ بیشک اللہ نہیں دکھلاتا بے عقول حریص اور جھوٹے کو۔

نمبر ۱۲۔ مومن کذلک یضل اللہ فما لہ من ہاد ترجمہ اور جس کو غلطی میں ڈالے اللہ کو تو کوئی نہیں اسکو سمجھانے والا۔

نمبر ۱۳۔ مومن۔ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ترجمہ اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر غرور والے سرکش دل پر۔

نمبر ۱۴۔ مومن۔ کذلک یضل اللہ الکفرین ترجمہ اسیطرح گمراہ کرتا ہے اللہ کافروں کو۔

نمبر ۱۵۔ زخرف ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطنا فہو لہ قرین ترجمہ اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر تعین کریں ایک شیطان پھر وہ ہے اس کا ساتھی۔

نمبر ۱۶۔ توبہ۔ واللہ لا یہدی القوم الفسقین ترجمہ اور اللہ راہ نہیں دکھلاتا بدکاروں کو۔

نمبر ۱۸۔ سورۃ نساء۔ تریدون ان تہدوا من اضل اللہ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا ترجمہ کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ انکو جس کو اللہ نے گمراہ کیا اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو نہ پاوے اس کے واسطے کہیں راستہ۔

نمبر ۱۹۔ سورۃ النساء ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا ترجمہ اور جس کو گمراہ کرے اللہ اس کے واسطے کوئی راستہ نہیں۔

نمبر ۲۰۔ سورۃ بقر اللہ عدو للکفرین ترجمہ اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

نمبر ۲۱۔ سورۃ انعام من یشاء اللہ یضللہ ترجمہ جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے۔

نمبر ۲۲۔ بنی اسرائیل جعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون ... وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا ترجمہ کرتے ہیں ہم بیچ میں تیرا اور ان (کافر) لوگوں کے ایک پردہ ڈھکا ہوا اور رکھتے ہیں ان کے دلوں پر غلاف کہ اس کو نہ سمجھیں (یعنے قرآن کو) اور انکے کانوں کے بوجھ۔

شیطان گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱۔ سورۃ بقر۔ فازلہما الشیطن عنہا ترجمہ پھر ڈگمگایا ان کو شیطان نے اس سے۔

نمبر ۲۔ سورۃ آل عمران انما استزلہم الشیطن ترجمہ اور کبھی عبث تحریک شیطان۔

نمبر ۳۔ سورۃ انعام واما ینسینک الشیطن ترجمہ اور کبھی بھلا دیوے تجھ کو شیطان۔

نمبر ۴۔ ص لاغوینہم اجمعین ترجمہ شیطان کہتا ہے ... سب کو ...

جان تک مٹا دو اِس اصولِ پاک کو | دیں میں حاضر جان کر بھگوان کو
جو کہ ہے تعلیم قرآں مو بمو | ظلم سے پُر ہی ہے وہ زران کو
عقل کی دشمن ہے رہزن ہوش کی | سیر کرکے دیکھو گلستاں کو
رہبری اُس کی ہے دشمن جان کی | جان کر ڈالو چاہ میں ایمان کو
آتا ہے وہ روز بھائیو عنقریب | جب خدا چھوڑو گے یا قرآں کو

صفحہ ۷۷ و ۷۸ حاشیہ ماسوا اسکے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جزو لایتجزی دلائل عقلیہ اور ہندسیہ سے باطل ہے اور اسکے ابطال پر ایک آسان دلیل یہ ہے کہ اگر جزو لایتجزی یعنے پرمانو (ذرہ) کو دو جزوں کے درمیان رکھا جاوے تو ضرور ہے کہ وہ دونوں چیزیں طرف مخالف سے اُس کو مس کرینگے۔ اور یہ امر تقسیم کو ثابت کرنے والا ہے۔ دوسرے یہ کہ نقطہ بھی جزو لایتجزی ہے۔ اور موجب اصول موضوعہ علم ہندسہ کے ہم کو اختیار ہے کہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کھینچ لیں۔ مثلاً ہم مختار ہیں ا اور ب میں ا ــــــ ب ایک خط مستقیم کھینچ لیں جس کا مجموعہ گیارہ نقطے ہوں۔ پھر بعد اسکے ہم یہ بھی اختیار رکھتے ہیں کہ موجب شکل دہم مقالہ اول تحریر اقلیدس اس خط محدود کی تنصیف کریں تو ظاہر ہے کہ اس خط کے دو ٹکڑے برابر کرنے سے درمیانی نقطہ (جو چھٹا ہے) منقسم ہو جاوے گا۔ اور یہی مطلب ہے۔ آریہ مسافر اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقلیدس (علم ریکھا گنت) کو ابھی صحیح نہیں سمجھتا۔ اور اگر سمجھتا ہے تو شاید کبھی غلطی سے بھی یہ دلیل نہ دیتا کیونکہ جس کو تقسیم کہتے ہیں وہ واجبی تقسیم نقطہ کے نہیں ہیں۔ اور نقطے خواہ کیسے ہی چھوٹے تعیں ہوں تقسیم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ محال ہے ورنہ اس صورت تقسیم میں نقطہ کی یہ تعریف نہ رہے گی۔ دیکھو اقلیدس پہلا مقالہ شرح حدود نقطہ وہ ہے جس کے لئے جگہ تو معین ہو مگر مقدار نہ ہو نقطہ کسی جگہ پر تو ہوتا ہے مگر اس میں طول و عرض و عمق نہیں ہوا کرتا۔ ایسے نشان کو مجازاً نقطہ کہتے ہیں کیونکہ درحقیقت اِس سے چھوٹے چھوٹے نقطے ہو سکتے ہیں جیسے . اور . تعریف نقطہ کی اُس پر صادق نہیں آتی لیکن اس طرح سے خیال کرنے سے چھوٹا نقطہ ومن (؟) تو وہی مطلب حاصل ہوگا یعنے اُسکے لئے جگہ تو معین ہوگی۔ مگر مقدار نہ ہوگی پس جبکہ مقدار نہ ہوئی تو لامحالہ اُسکے اجزا بھی نہ ہونگے۔ ایسا نقطہ فقط مقام بتانے کا نشان ملتا ہے۔ (دیکھو اقلیدس حصہ اول مطبوعہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱)

شکل دہم مقالہ اول بھی آپنے نہیں سمجھی کیونکہ اُس کا دعوےٰ یہ ہے کہ ایک خط محدود کی تنصیف کیا چاہتے ہیں اور خط کی تعریف جو نمبر ۲ حدود اقلیدس میں کی گئی ہے کہ جس میں طول تو ہو مگر عرض و عمق مطلق نہ ہو پس اول تو بموجب حکم اس دسویں شکل کے خط کی تنصیف ہو سکتی ہے نہ کہ نقطہ کی کیونکہ نقطہ میں طول نہیں چاہئے کہ خط میں طول موجود ہو۔ آپ اقلیدس کی حدود مقررہ کو بھی ج روندی سے ہونا چاہتے ہیں پارسا قدی دعویٰ الہام کا کرتے ہیں جیسے اپنے آپکے نہیں بلکہ الہام دینے والے کو بھی حیران کر رہے ہیں غالباً آپکی طرح وہ بھی علم ہندسہ سے محروم ہے حضرت موجب اس شکل دہم کے نقطہ ک یہ جو خط تو ہوتے ہیں مگر نقطہ نصف نہیں ہوتا کیونکہ اس میں ا ب مقدار معین نہیں اور نہ سوائے مقدار معین کے کوئی چیز نصف ہو سکتی ہے اِس مقام پر آپکی ہندسہ دانی پر سب سے زیادہ افسوس اسواسطے ہے کہ آپ کو اقلیدس سے الف تو کیا نقطہ بھی نہیں آتا اور نہ پرمانو کی تعریف معلوم ہے۔ برائے خدا اس بارہ میں کسی مہندس یا اقلیدس دان سے کچھ سال تعلیم پا لیجئے تب کسی آریہ کے مقابلہ میں آئیے۔

باب ۵ پنجم

سوامی جی کے متعلقہ اعتراضوں کا جواب

غلام احمد ص ۹۴ - بھلا آپ ہی بتلاویں کہ یہ مسئلہ جو آپکے اصول کے رو سے ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ روح انسانی اوس کی طرح گھاس پات وغیرہ پر گرتی ہے پھر اُس کو کوئی عورت ... کھا لیتی ہے۔ اُس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ کس قدر بعید ہے اور تمام اطبا اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف ہے۔

مرلیدھر ص ۹۵ - یہ مسئلہ ستیارتھ پرکاش میں کہیں بھی لکھا نہیں - اگر ہے - تو ستیارتھ پرکاش رکھا ہوا ہے اُس میں سے نکال کر دکھلا دیں تاکہ سچ اور جھوٹ کی تسلی لوگ کر لیں۔

غلام احمد اسکے جواب میں (؟) نے کہا کہ پہلے روز کی تقریر اسی روز کے ساتھ ختم ہوئی۔ آپ پر لازم تھا کہ اُسی روز جھگڑا شروع کرتے۔ اب کیونکہ اس جلسہ بحث میں تحریک لانا ہے بالکل اس قبیل سے ہے کہ بعد از جنگ یاد آید ہے اگر آپ کو چار روز کی بات اب بھی یاد ہے تو آپ بروقت شائع کرنے اپنے مضمون کے بطور نوٹ لکھدیں کہ یہ حوالہ غلط ہے پھر دیکھا جائیگا۔ اور میں اب بھی باب نکال کر دکھلا دیتا ہوں لیکن مجھے پتہ یاد نہیں اور نہ میں ناگری پڑھ سکتا ہوں[1]

مرلیدھر صاحب کا نصف ہے جو دوسری گفتگو نہیں کر سکے کیونکہ جلسہ بحث ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ سب کمیٹی کے امر رو پر ملتوی کی گئی تھی پس آپکو ستیارتھ پرکاش سے دکھلانا چاہئے۔

وکیل الٰہی بخش ص ۹۶ قدیر گزشتہ قصوں کو لے بیٹھنا بیجا ہے - تصفیہ آج کی بحث ہی چاہئے۔ بھلا اتنی بڑی کتاب جس کا پتہ و مقام خاص یاد نہیں - اگر کسی سے پڑھائی بھی جاوے تو کیا دو چار روز سے کم میں ختم ہو سکتی ہے علاوہ ازاں مرزا صاحب آپکی کتاب سے نکال کر دکھلانے کے ذمہ وار نہیں ہیں

مرلیدھر ص ۹۶ کیا آپ عدالتوں میں بھی ایسی ہی وکالت کیا کرتے ہیں تعجب کی بات ہے۔

تردید - وکیل صاحب نے مرزا کے الہام سے انکار کر دیا - وہ تو الہامی ہیں۔ کیا علم لدنی سے نہیں بتلا سکتے انہیں خبر نہیں ہے کہ انگریزی میں الہام ہوئے ہیں تو کیا سنسکرت ناگری نہیں جان سکتے؟

غلام احمد ص ۹۷ یہ جس کے لکھنے کا ماسٹر مرلیدھر صاحب کو وعدہ دیا گیا تھا - وہ یہ ہے ستیارتھ پرکاش ... سمولاس صفحہ ۲۶۳ -

سوال جنم اور موت وغیرہ کس طرح ہوتی ہے - جواب ایک شریر یعنے جسم لطیف (روح) اور ستھول شریر جسم کثیف باہم ملکر جب ظاہر ہوتے ہیں تب اُس کا نام جنم یعنے پیدائش ہوتا ہے۔ اور دونوں کی علیحدگی سے غائب ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہوتا ہے کہ روح اپنے نتائج سے گردش کرتی اور اپنے اعمال کی تاثیر سے گھومتے ہوئے پانی یا کسی اناج یا ہوا میں ملتی ہے۔ پھر جب ہوا پانی یا کسی بوٹی وغیرہ کے ساتھ مل جاتی ہے تو جیسے جیسے اعمال کا اثر یعنے جتنا جس کو سکھ یا دکھ ہونا ضروری ہے خدا کے حکم کے موافق ویسی جگہ اور ویسے ہی جسم میں ملکے ... داخل ہو جاتی ہے۔ پھر حیوان یا انسان میں غذا کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اُس کے جسم کے حصہ کی ... اُسکا جسم بنتا ہے۔ اسی طرح سے جو پرمیشر نے مقرر کر رکھا ہے روح نکلنے کے بعد آتا جاتا ہے۔

[2] صاحب ہوشیارپور کے وکیل ہیں اُن کے بیان میں جس عبارت پر تکرار مرزا جی نے ارادتاً چھوڑ دی تھی زبانی ماسٹر جی کے درج کی گئی -

[1] یہ آریہ سماج کا چوتھا اصول ہے سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ یہ خط اصل ہے

وکیل امرتسر میں بھی چھپی تھی پھر اُسی اخبار میں لکھا تھا۔ کہ اب پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ اب میں نے عقیدہ تناسخ کو اختیار کر لیا ہے کہ پہلے نہیں تھا۔

تردید جیسا یہ بیان جھوٹ کا طوفان ہے ویسا ہی اس کا ثبوت بھی۔ کہ وکیل ہندو اخبار میں مکرر چھپی تھی بھلا حضرت ان کا اس سے تعلق کیا تھا۔ کیونکہ سوامی جی اُردو۔ انگریزی فارسی۔ عربی تو جانتے نہ تھے۔ اور نہ پادری صاحب اور مسٹر وکیل ہند سنسکرت یا ہندی جانتے ہیں۔ پھر وہ اُس کی کارسپانڈنسی کس طرح کر سکتے تھے۔ چونکہ کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اس واسطے تمام بار ثبوت اُس کا آپ کے ذمہ ہے۔ دلوانہ کی بڑ ہانکنے سے کچھ فائدہ نہیں مگر ہم آپ کے ایسے اُس مغالطہ کو بھی دور کرنا ضروری جانتے ہیں اس واسطے ثبوت ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں بھی تناسخ کا ذکر موجود ہے اور راجہ جی کو اس کا اقبال ہے۔

(۲) مباحثہ چاندا پور میں بھی تناسخ کا صاف ذکر بلکہ ثبوت موجود ہے جو کہ سمت ۱۹۳۳ میں ہوا تھا۔

(۳) مباحثہ میلہ ساحتہ بریلی میں بھی (جو ۱۸۷۹ء میں ہوا تھا) اس کا مفصل ثبوت موجود ہے۔

سوامی جی نے کبھی تناسخ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس عدم ماورائے اصول سے کسی ہندو مذہب کو بھی انکار نہیں اور سوامی جی نے تو اس کا صدہا محمدیوں کو بھی قائل کر دیا۔ سو آپ کی نسبت آپ کا یہ دعویٰ سراسر مغالطہ اور یاوہ گوئی اور حق کے خلاف ہے۔

غلام احمد ۱۷۳۔ بلکہ پنڈت دیانند نے اول تو بھی اس کو قبول نہیں کیا۔ لالہ شرمپت ایک آریہ اسی جگہ قادیان کے رہنے والے نے میرے پاس بیان کیا کہ میں نے روحوں کی پیدائش کے بارے میں پنڈت جی سے دریافت کیا۔ تو لگے باتیں بنانے اور فرمایا کہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا آئندہ اگر سلسلہ ناپید چلا جاوے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائیں جس میں روحیں بحالت نجات رہیں تب آپ کو اس تقریر سے لاچار ہو کر دیانند نے اس قدر مان لیا کہ اول پرمیشر ضرور روحوں کو پیدا کیا تھا۔ لیکن آئندہ اس طرف سے پیدا کرنے سے دست کش ہے کہ کوئی ایسا بڑا مکان اُسکے پاس نہیں تھا۔

تردید پہلے اس کی تصدیق کے لئے ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام ایک خط روانہ کیا۔ جس کا جواب مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء موصول ہوا۔ سچ اور جھوٹ کی تحقیق کے لئے ہم ہر دو خط بجنسہ نقل کرتے ہیں۔

مشفقی لالہ شرمپت رائے صاحب نمستے۔ غلام احمد نے سرمہ چشم کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ لالہ شرمپت رائے نے میرے پاس بیان کیا کہ سوامی جی سے روحوں کی پیدائش کے بارہ میں میں نے دریافت کیا تو وہ باتیں بنانے لگے اور فرمایا کہ پہلے ہو چکا آئندہ اگر ایسا ہی چلا جائے۔ تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں روحیں رہا کریں۔ چونکہ آپ دوست ہیں امید کہ اس بات کی اصلیت سے آگاہ فرماویں گے۔ کہ اگر سوامی جی سے آپ کی باتیں ہوئیں تو وہ کیا تھیں بہت جلد جواب سے سرفراز فرماویں۔ لیکھرام اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء۔

جناب مکرم و معظم پنڈت لیکھرام جی رادعنایتہ۔

بعد نمستے۔ گذارش کہ کہ بمرحوم آپ کا بھیجا خط معلوم ہوا۔ میں لاہور۔ امرتسر چلے جانے کے سبب اور کچھ غفلت اور کچھ مشغول کار رہنے کے باعث جواب میں دیر ہوئی۔ معاف رکھیں۔ پنڈت صاحب بعض لوگوں کا یہ اصول ہے کہ بیاسی اطر قوم یا مذہب کا سنبھلنا یا سنبھلتا تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے (صرف کوشش شرط ہے) جس جگہ راستی ہوگی وہاں ہمیشہ فتح ہوگی۔ پھر انسان کیونکر واقعہ کے برخلاف بیان کر کے گناہ کا بوجھ سر پر اٹھا لے جو لوگ قوم یا برادری کے خوش کرنے کے لئے راستی کی پرواہ نہیں کرتے سخت غلطی میں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس کے خوش کرنے کے لئے اپنے پرمیشور مالک حقیقی کو ناراض کرتے ہیں مبارک ہے وہ شخص جس کا دل اور زبان ایک ہے۔ پنڈت صاحب آپ کے سوال کا جواب لکھتا ہوں اگر میرے حافظہ میں غلطی نہیں ہے تو صحیح اس طرح پر ہے جیسے پہل سوامی جی کے درشن مجھے

اور سمیر میں ہو گئے تھے۔ کوٹھی میں تنہا ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان نے کچھ کچھ اعتراض جیو اناوی کے بارے میں کیا۔ وہ ہوشیار نے کہتے ہیں آپ نے کچھ اس کا جواب دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ اگر ہم اس طرح ہم لوگوں کا جواب دینے لگیں تو ہمارا اس کا کام درمیان ہی رہ جائیگا جو ہماری زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے۔ میرے بعد تم کو کون دیکھتا وہ رو برو آنکر گفتگو کیوں نہیں کر لیتا۔ میں نے آگے کچھ جواب دیا پر بس کچھ اور پوچھتا رہا۔ اسی وقت اُنکے ملنے کے لئے گاڑی آ گئی۔ پھر وہ ہوا سے چلی گئی گاڑی آئی کے فوراً بعد میں یا کسان دیا جس کو میں نے بھی جا کر سنا۔ پھر دوسری مرتبہ مجھ کو لاہور میں سوامی جی کو میں نے تلاش اور ڈھونڈھ کر ملا۔ میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد کے اعتراضوں نے جو جیو اناوی کے بارہ میں ہیں بعض ممبران سماج قادیان کے دلوں میں کچھ وسوسہ پیدا کر دیا ہے۔ پنڈت صاحب اصل میں مجھے ہی خود سننا تھا ایک شخص اور میرے ساتھ شریک تھا فرمانے لگے کہ اگر ایسے واہی تباہی اعتراضوں پر ممبران آریہ سماج کا یہ حال ہے۔ تو پھر ترقی سماج ہو چکی یہ عاجز پھر خاموش ہو گیا۔ اُس وقت بھی تنہا سوامی جی کوٹھی میں تشریف رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ زیادہ اس سے مجھ کو کچھ علم نہیں ہے مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے یہ اُن کی سینہ زوری ہے۔ راقم خاکسار شرمپت رائے از قادیان مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء۔

غلام احمد۔ پنڈت دیانند کو اپنی عمر کے آخری حصہ میں قدرتی ایسی تعلیموں کی نسبت بہت کچھ شکوک اور شبہات پڑ گئے تھے بلکہ رسالہ دھرم جیون ۵ جون ۱۸۸۸ء میں لکھا ہے کہ پنڈت صاحب نے وفات اشاروں کنایوں سے بھی معززین پر یہ ظاہر کو سمجھا گئے۔ کہ اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا میں کہتا ہوں۔ کہ پنڈت صاحب تو پنڈت صاحب ہی تھے۔ ایسے وید پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں رہ سکتا بلکہ کون آدمی ایسا دل کا اندھا ہے جس کو یہ موٹی بات بھی سمجھ میں نہ آسکے۔

تردید۔ اے ناظرین دیکھئے یہ کیسا صریح جھوٹ از قبیل دروغ گوئم برروئے تو ہے سوامی جی کا لاہور تشریف لانا اور ایک عرصہ تک ٹھہرنا۔ اور ہر روز دیا کھیان دینا اور خود برہمو مندر میں کئی دیا کھیان دینا اکثر برہموؤں کا انکے مبارک اور سچے اپدیش سن کر آریہ ہو جانا اور ایک سخت ماتم برہمو سماج میں برپا ہوتا۔ اور آریہ سماج کا قیام ظہور میں آنا لاہور میں ان کی موجودگی میں ہوا مگر کسی نے سوائے مسٹر شیو نرائن اگنی ہوتری ایڈیٹر دھرم جیون کے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا۔ سوامی جی کا خاص برہمو مندر میں لیکچر اپنے ویدوں کے کلام آلٰہی ہونے پر اور دوسرا ثبوت تناسخ پر دینا ہزاروں لاہوری اسی جانتے ہیں جس سے خود ہی مسٹر مذکور کے بیان کی تردید ہو رہی ہے علاوہ ازیں ایسے لچر اعتراضوں کے دندان شکن جواب رسالہ مسٹریز آف برہمو ازم یعنی اسرار برہم فیتھ میں ہمارے مہربان دوست نے دیئے ہیں ہر ایک شخص مطالعہ کر سکتا ہے یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی پادری کہے کہ محمد صاحب مرتے وقت چند معزز عیسائیوں کو کان میں کہہ گئے تھے کہ دین اسلام مجموعہ خطا ہے اور قرآن سراپا افترا ہے (نعوذ باللہ) اور میرا اس پر دلی بھروسہ ہے بائیبل پر میرا ایمان ہے اور قرآن سرتاپا بہتان ہے اور کوئی یہودی کہے کہ محمد صاحب تو محمد صاحب ہی تھے اسلام و قرآن پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں رہ سکتا بلکہ کون ایسا دل کا اندھا آدمی ہے جس کو ایسی موٹی باتیں (اعتراضات قرآن) بھی سمجھ میں نہ آسکیں تو کیا یقین ہے کہ کوئی محمدی ایسی بات کو نہ مانے گا۔

غلام احمد ۱۸۔ حاشیہ پنڈت دیانند قلیل الرائے آدمی تھا اور فطرت سے اُسکو ایک موٹی عقل ملی تھی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی باتوں کو قبول کر لیا کرتے اپنی رائے کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اُنکے خیالات ایک ہی مرکز پر قائم نہیں رہ سکتے تھے۔

تردید - چونکہ جتنے آپنے اعتراض کئے تھے ہم نے سب جوابات عرض کر دیے ہیں اس واسطے سوامی جی کو قایم الرائے ہونے کا ہم نے ثبوت دیدیا - اب سوامی جی کی دانشمندی کی فضیلت کا ثبوت ایک دیتا ہوں گو اسلام کے پیشوا پیغمبروں کی غلطیاں جو شکاف عرض کرتا ہوں بقول سعدی -

اگر خدا اوہر کہ چوں دو کس درود ابلیش اندر تہتہ پاکال ابرو

ابوالبشر مسلمانوں کے جد امجد بھی قایم الرائے آدمی نہ تھے باوجود اسکے کہ فطرت سے نیک پیدا کئے گئے تھے مگر اپنی عقل سے یا دو جہالت میں تمرے - اور نادانی سے نا عاقبتی حاصل کر ملعون ہوئے! پس یہ نتیجہ نکلا کہ ہمت نہیں پر تھوڑا تھوڑا اعتراض ہونا چاہئے تھا اس واسطے ان کی اولاد یعنی محمدی لوگ قایم الرائے نہیں ہے گو یا فطرتاً انہیں ایسی موٹی عقل ہی جس کی وجہ سے وہ دوسرے حکما یا فضلا کی باتوں کو کیا سمجھتے - اپنی رائے کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر ہیں اور حضرت ختم المرسلین بھی جو بقول اسلام کے نبوت کی دیوار کی آخری اینٹ ہیں - اس فطرتی موٹی عقل کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے - بلکہ سب سے زیادہ شعلہ انہیں پر بھڑکا -

ثبوت

نمبر ۱ آدم - حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علی صورتہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر دیکھو کیمیائے سعادت -

توریت میں ہے جب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بنادیں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا اور خدا نے انکو برکت دی توریت پیدایش باب ۱ آیت ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ خدا نے آدم کو لیکے باغ عدن میں رکھا کہ اس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھا کیونکہ جس دن تو نے کھایا تو مریگا - توریت پیدایش باب ۲ آیت ۱۵ سے ۱۷ تک - خدا نے آدم سے کہا اسواسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے مت کھانا - زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا - (توریت پیدایش باب ۳ -

اور یہی ذکر بہت جگہ قرآن اور تفسیر و حدیث میں بھی آیا ہے مثلاً ثبت این قلیلہ ولذا عوقب بولشہا فاخرج من الجنۃ باکل الشجرۃ طمعاً فی الخلود فیہا یہی وجہ تھی کہ آدم نے جو بہشت کے کھانے کے باعث نافرمانی کی - تو اس کو جنت سے نکالے جانے کی سزا ہوئی - اس لئے کہ آدم کو اسکے کھانے سے جنت میں ہمیشہ رہنے کی طمع تھی اور یہ ذکر تکذیب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے اور یہی حال آدم کا داؤد سے عمر کی بابت ہے جو کہ وہ بھی اسکے حق میں باعث ندامت ہے -

ناولہ فیہم رجل اضوءہم ادمی اضوءہم قال یا رب من ہذا قال ہذا ابنک (الخ) یعنی کہا آدم نے ان میں ایک شخص تھا روشن تر لوگوں سے آدم نے کہا اے میرے رب یہ کون ہے فرمایا رب نے یہ تیرا بیٹا داؤد ہے نام - اور تحقیق لکھی ہیں نے واسطے اس کے عمر ۴۰ سال کہا آدم نے اے رب مرے سے زیادہ کر عمر اس کی فرمایا رب نے یہ وہ چیز ہے کہ لکھی گئی واسطے اسکے کہا آدم نے اے رب میرے تحقیق دی میں نے واسطے اس کے عمر اپنی سے ۶۰ سال فرمایا تو جانے اور تیرا بیٹا داؤد پھر رہا بہشت میں آدم جب تک کہ چاہا اللہ نے پھر اتارا گیا بہشت سے اور آدم گنتا تھا واسطے اپنی عمر کو تا کہ عمر اس کی ۹۴۰ برس کی ہوئی - پس آیا اسکے پاس ملک الموت پس کہا آدم نے اس کو تحقیق جلدی کی تو نے - تحقیق لکھی گئی واسطے میری عمر ۱۰۰۰ سال کہا فرشتے نے لیکن تو نے دی ہے اپنے بیٹے داؤد کو ۶۰ سال - پس انکار کیا آدم نے - پس انکار کیا اسکی اولاد نے اور بھول گیا آدم پس بھول گئی اسکی اولاد پس اس روز سے واسطے

لکھنے کا اور شہادت کا قاعدہ ہوا ہے - روایت کیا ترمذی نے (دیکھو مشکوٰۃ ربع چہارم) باب اسلام فصل ثالث اور یہی ذکر مدارج النبوۃ رکن دوم باب سوم قسم دوم صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ میں درج ہے) اس کی اولاد سے محمد صاحب بھی اسی غلطی کے چھیرے تھے پہلے کعبہ کی طرف سجدہ کرتے تھے - مدینہ میں جاکر بہا سے خاطر یہود بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے لگے (دیکھو قرآن سورۃ بقر اور تفاسیر)

خرما کے بارے میں رائے دیکر پھر غلطی کا اقرار کیا - حدیث مسلم میں ہے کہ عرب میں ایام جاہلیت سے دستور مروج تھا کہ درخت خرما نر و مادہ کی شادی کیا کرتے تھے - جب محمد صاحب نے اول اس رسم قدیمہ کے ادا کرنے کی اجازت چاہی تو حاصل نہ ہوئی اس سال خرما بہت کم پیدا ہوا اس واسطے آنحضرت کی خدمت میں آکر لوگوں نے پھر اجازت چاہی محمد صاحب نے فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی دنیا کے کاموں میں تم میری نسبت زیادہ دانا ہو (دیکھو رسالہ تیرھویں صدی جلد اول نمبر ۱ مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل صفحہ ۱۳۹)

اور اس کا سبب عقل بھی ہے جیسا کہ یورپ کے مشہور عالم اسلامی کتابوں و عربی زبان کے فاضل علامہ مسلمہ محقق ڈاکٹر اسپرنگر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ قرآن اور عربی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد نے اوائل حال میں گمان کیا کہ فی الحقیقت خدا نے اسے بھیجا ہے کہ عربستان میں سچا دین مقرر کرے اور ان خواب و خیالات سے جو کبھی اسے دکھائی دیتے اپنے اس گمان کی تائید پائی - غالباً یہ خواب خیالات صرع (مرگی) کی بیماری کے تھے چنانچہ کتاب انسان العیون میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے اپنے شاگردوں سے نقل کی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے جن ایام میں کہ محمد مکہ میں تھا - نظر بد کے دفع ہونے کا اس کا علاج کیا گیا اور جبکہ قرآن نازل ہوا تو پھر اس کی وہی حالت ہوئی - ایسا کہ آنکھیں بند ہوگئیں اور منہ سے کف نکلی اور حیوان اونٹ کی سی آواز دی " (دیکھو ان کی کتاب مطبوعہ ... میزان صفحہ ۳۰۳ سنہ ۱۸۶۷ع)

مگر سوامی جی ابتدا ہی سے ہمیشہ قایم الرائے تھے مالک کا انکار کرنا ان کا پختہ ارادہ تھا اور ہر طرح کی تعلیم پاکر پتا تمامی عمر تک اس ارادہ کو پورا کیا - باوجود ہزاروں تکالیف کے اس رائے سے نہ پھرے تین چار دفعہ زہر دیا گیا ایک دفعہ ایک دشمن نے ان کے قتل پر تلوار اٹھائی - علاوہ بریں صدہا طرح کی تکلیف اٹھا کر ستیہ دھرم کا پرکاش کیا ان کا اصول تھا کہ ستیہ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے خود انصاف کیجئے کہ قایم الرائے کون تھا اور قوی الطبیعت اور کون دانا طبیعت اور ماہر علمیت و فلسفیت کون تھا اور موٹی عقل والا اب کون)

مرزا صاحب اپنے اشتہار مفید الاخیار میں جو رسالہ سرمہ کے اخیر صفحہ ۲۶۲ سے آگے لم صفحہ کا تحریر کرتے ہیں -

"چونکہ آجکل اکثر ہندوؤں و آریوں کی یہ عادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھ کچھ کتابیں عیسائیوں کی جو اسلام کی نکتہ چینی میں لکھی گئی ہیں دیکھ کر اور پھر پورا پورا اطمینان کرکے اپنے دلوں میں خیال کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہ درست اور واقعی ہیں اس لئے قرین مصلحت سمجھ کر اس عام اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے کہ اول تو عیسائیوں کی کتابوں پر اعتماد کر لینا اور براہ راست کسی فاضل اہل اسلام سے اپنی عقیدہ کشائی نہ کرنا اور اپنے اوہام فاسدہ کا محققین اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور خائنین کو اپنا سمجھ بیٹھنا سراسر بے راہی ہے - جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہئے -"

آریہ - جہاں تک ہم مرزا صاحب کی کتابوں کو مطالعہ میں لاتے ہیں ہر جگہ تمام الزام کا انہیں کو ملزم پاتے ہیں - انکے تمام اعتراض وقتاً فوقتاً یا سینہ زوری پر مبنی ہیں کہیں پادریوں کی میزوں سے ریزہ چینی کا نتیجہ ہے اور کہیں برہمنوں کے تھیلی سے ذلہ ربائی کا

کا پینچ ورود کا ہے بلکہ انہیں الاں کے وسوسات جھوٹ کے اتہامات ہیں اور انہیں کے سہارے سارے الزامات - اگنی شاستروں والا پتر نرتین والا - برہمو دال ویدوں والا اُجیطے چوپٹ ھلے والا - بنری موجھو والہ وغیرہ تمام وہی الزامات ہیں جو پنڈت لیکھرام کے دھرم جیون ٹریکٹ نمبر ۵ اور ستیارتھ میں پائے جاتے اور آریہ پتریکا سر برہم پتر میں لکھے وہ ان نقلوں جا بجا اور آریہ منتر سنٹ سے - قیامت وغیرہ اعتراضات ڈاکٹر جہری مارکنی ڈاکٹر سی مانول وغیرہ کے ہاں بولے گئے ہیں جو مرزا صاحب کے اپنے معلومات وسیع جتلانے اور کرامات ہی دکھلانے کے واسطے ناشگفتہ حق میں درج کئے ہیں گو جو آریہ گزٹ ۱۸ اگست ۱۸۹۵ء سے شہرت شدہ ہیں رسالہ صداقت اصول تعلیم آریہ سماج کی طور پر لکھے جا چکے ہیں مگر ہم مرزا صاحب کو ضعیف الفطرت کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اپنے اوہام فاسدہ کا محققین آریہ دھرم سے علاج طلب کریں اور خواہ مخواہ فساد پیشہ کو اپنا مجتہد سمجھنا سراسر بے وقوفی ہے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہئے - افسوس کہ الہامی صاحب اپنے قول واقرار سے پھر گئے حق سے روپوش ہو کر جہالت سے دوستی کی ہو سبب سے ان کو شرمسار ہونا پڑا -

باب ششم

خالصہ دھرم کی بابت اعتراض

غلام احمد ۱۶۷ - آریہ سماج والو ہمیں نانک صاحب کے چیلے بھی کچھ داخل ہیں انہیں ہم بطور خاص نصیحت کرتے ہیں کہ تمہارے گورو نے جا بجا وید سے مخالفت کی ہے اور جہاں تک ان کی علمی حیثیت تھی انہوں نے دین اسلام کے عقائد کو پسند کیا ہے -

تردید - یہ حکمت عملی اور ایلہ فریبی مرزا نے سنگھ بھائیوں کو ورغلانے کے واسطے کی ہے چونکہ ان کا خیال ہے کہ اگر خالصہ دھرم آریہ شامل ہو گئے (حالانکہ اب بھی بیشتر کی کرپا سے تمام تعلیم یافتہ شامل ہیں) تو دین اسلام کا خاتمہ ہوگا - کیونکہ جہالت کے سامنے تو اسلام قدم جماتا ہے - مگر معقولیت و صداقت کے روبرو شرمسار ہو جاتا ہے - بابا نانک صاحب نے کہیں بھی اسلام کی تائید نہیں کی اور نہ آستی کی مخالفت میں امداد دی - بلکہ وہ تو اسلام کے ظلم و جور سے بچانے کے واسطے جیتے جی کوشاں رہے اور جہاں تک ہو سکا دیار ملک صحت کے نگران رہے - تواریخ و تعلیم دونوں شاہد ہیں کہ جیسے گورو صاحب کی تعلیم عام ہوتی تب سے ہی اسلام کی ترقی تمام ہوئی کیونکہ محمد بول اور کمپنی کے حسب حال سعدی کی یہ مثال ہے -

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ — چہ زند پیش باز روئین چنگ
گربہ شیر است در گرفتن موش — لیک موش است در مصاف پلنگ

چنانچہ ان کے پیچھے بہر و مرد ارہری سنگھ صاحب جیسے بہادر کہ نام ابھی تک مسلمانوں کو نہیں بھولا اور کابل کی فوج کی عورتوں کا یہ عام مقولہ ہے خفتہ شو کہ ہریا آمد -

غلام احمد ۱۶۸ - ایک صاحب نرائن سنگھ نام گرنتھ خواں واعظ نے ایک سے زیادہ آدمیوں کے مجمع میں ہمارے روبرو بیان کیا کہ وہ بعض اوقات اعمال عبادت بھی اسلام کے طور پر بجا لاتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ در پردہ حق کے قبول کرنے کے لئے بہت کچھ تیار ہو گئے تھے -

تردید - ہمیں کسی طرح یقین نہیں کہ یہ بات درست ہو [illegible] یا امر واقعی ہوا ہو کیونکہ کوئی جاہل سے جاہل سکھ بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا غالباً ایسا ہی گواہ ہوگا جیسا کہ آپ نے قادیان کے ہندؤں کی گواہی براہین احمدیہ میں درج ہے اور جس قدر واقعی تردید تکذیب براہین احمدیہ کرتی ہے مگر واضح ہو کہ جہاں تک ہم نے اس کی بابت امرتسر میں دریافت کیا ہے کسی معزز سنگھ نے اسے گرنتھ خوان یا واعظ ہونے کی شہادت نہیں دی بلکہ بعض کی زبانی تو یہاں تک ظاہر ہوا کہ وہ گرنتھ صاحب کو پڑھ بھی نہیں سکتے اور اس بات کے سارے ہندو یا خالصہ صاحبان گواہ ہیں بابا نانک جی کے اعمال عبادت اسلام کے طور پر بجا لانیکا تو

اور کیا ہوگا کہ ان کے پیرو ان کے پیچھے گورو کے اپدیش سے سینکڑوں صحبوں کی مت گروہ بنا دئے چنانچہ خود قادیان میں بھی مرزا جی کے ہمسایہ ایک مت گروہ موجود ہے -

غلام احمد ۱۶۹ - وہ اپنے گرنتھ میں فرماتے ہیں کہ جو ہمیشہ خود بخود بغیر کسی پیدائش کے چلا آیا وہی پرمیشر ہی ان کا شبد ہے - تھاپیا نہ جا سکتا نہ ہو آپ ہے آپ نرنجن سو - اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کی تعلیم روپس جنہیں نانک صاحب نے قبول نہیں کیا اور جا بجا یہ بھی جتلا دیا کہ میں ویدوں کی تعلیم سے ناواقف نہیں اور نہ بے علم ہوں - بلکہ چاروں کو پڑھ پڑھ کر ماورمب کہہ گیا ہوا ہے سو لئے پڑھے جو ٹی سے نانک صاحب کا اس پر ہے کہ اصل الاصول سے دست بردار ہو جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ نانک صاحب ویدوں کے اس ہماری عقیدے جو دار تناسخ ہے اپنی زندگی میں بیزار ہو چکے تھے -

تردید - بیلا ہمارے چالاک مرزا نے یہاں بھی تو لوں کو ایک قسم کا دھوکہ دینا چاہا ہے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ ترجمہ کس کا کر لیا - ہر ایک با تمیز اور سمجھ بوجھ والا آدمی جانتا ہے کہ جس کا ارتھ کیا ہے - تھاپیا نہ جا سکتا نہ ہو - آپ ہے آپ نرنجن سو پیسے جس کو کسی نے کسی خاص جگہ میں تھاپن (قائم) نہ کیا ہو اور نہ جو تھاپن کرنے سے رک جاوے وہ آزاد مطلق (نرنجن) پرماتما ہے ۔۔

بیشک یہ تعریف بالکل ٹھیک ہے کیونکہ تمام ورد ہو سکتا یہ تو اتمانے کی ارواح اور تمام مقالبوں میں تھاپن کیا ہے اسی واسطے کوئی روح بھی جنم بھوگتے ہیں اور مطلق فعل مختار نہیں مگر روح کے انادی ہونے کی بابت اس میں کوئی حرف نہیں روح کو حادث اور پیدا شدہ ماننا صریحاً جہالت ہے کیونکہ اگر روحوں کو خدا سے نکلا ہوا مانو گے تو ہر ایک روح خدا ٹھہرے گی جس سے معاذ اللہ بیشمار خدا اختیار سے ہو جاوینگے -

ہاں اگر ہر ایک روح کو انادی کال سے فاعل اپنے فعلوں کا اور فعل مختار مانا جاوے تب ہی تو خدا خدائی کا مالک ٹھہرتا ہے ورنہ خدائی کے نہ ہونے سے خود خدا بھی نہیں ہوتا ہے - آپکا یہ کہنا کہ گرنتھ کے اکثر مقامات میں صاف صاف کہتے ہیں کہ میں نے وید پڑھا ہوا ہے اور چاروں ویدوں کی تعلیم مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے - آپکا سراسر جھوٹ اور بابا صاحب کی نسبت افترا محض جھوٹا اور ناروا ہے کیونکہ انہوں نے ایسا واک کہیں نہیں لکھا کہ میں نے وید مقدس پڑھے ہیں بلکہ ان کا پروہت بھی چاروں وید یا ایک وید نہ جانتا تھا - پس اس قسم کی تحریرات آپکی اندرونی ایمانداری کے ثبوت ہیں جزاک اللہ - ہم مرزا صاحب کو انکے رسول اُمی اور حضرت عرش آشیانی کی قسم دیتے ہیں کہ وہ ضرور ہمیں گورو صاحب کا واک بتلا دیں کہ وہ کونسا ہے اور کہاں ہے اگرچہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مرزا صاحب تا اپنے حضرت کے گورمکھی کی بھی لیاقت نہیں رکھتے بلکہ محض اُمی ہیں مگر ہم ان کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ ضرور الہام اور مکاشفات اور رمل دبیالی کی مدد سے ثبوت پہنچا دیں اور دعوے کو اثبات فرما دیں -

غلام احمد ۱۷۰ - نانک صاحب روحوں کے مخلوق ہونے کے بارہ میں اپنے گرنتھ میں کافی ثبوت دے گئے ہیں چنانچہ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں اتیجے کیتی ہو رکرے - تا آکھ نہ سکے کیتی کی سینے اس قدر روح اور اجسام جو پیچھے خدا تعالیٰ پیدا کر چکا اور پیدا کرے تو وہ کر سکتا ہے اور اس کی قدرتوں کے مقابل اور ہم تم تعریفیں چل نہیں سکتیں یہ مقولہ نانک صاحب کا بالکل قرآن شریف کی ایک آیت کا ترجمہ ہے اور سراسر اسکے مطابق چونکہ نانک صاحب اکثر دلی اخلاص سے علماء اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دینی باتیں سنتے تھے اس لئے کسی اوسی صاحب کی زبانی انہوں نے یہ مضمون آیت کا سن لیا ہوگا مسلمانوں سے اکثر انکی صحبت رہتی تھی - چنانچہ لکھا ہے کہ بعض اوقات وہ نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر انکے بعد انکا یہ شبد ہے جو نیچے لکھا جاتا ہے جو دو لبھا وسے تے وڈو ہو - نانک جا سا جا سو

آفرین ہے نانک شاہ پر جو قرآن شریف کی اس آیت کے سراسر مطابق زبان سے نکل گیا ہے وہ آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

تردید افسوس مسلمان آپ کی عقل پر قربان کیوں ہیں بھلا آپکو اگر محمد صاحب کا قائم مقام بنا دیویں تو اس میں ان کی فلاح دارین وسعادت کونین ہے کیونکہ منشا عبارت کو سمجھنا آپ ہی کا کام ہے جس کا صد دیا یاں ہیں۔ اس سکی کے لکھنے سے مطلب کیا حاصل ہوا۔ حضرت قدرت کے وجود بخشنا کسکو۔ اور کس طرح آیا۔ روح کو جسم میں لانا یا روح کو مست ہست بنانا۔ اور قدرت فانی ہے یا جاودانی اور خدا سے یا خدا سے جدا۔

اگر روح کو جسم میں لانا کہو تو درست ہے کیونکہ روح جسم کے بننے سے پہلے موجود تھی اور اگر روح کو نیستی سے ہست بنانا کہو تو سرا پا جھوٹے مردود ہے اور اگر قدرت جاودانی ہے تو وہ نہیں ہوسکتی اور اگر فانی ہے تو جاودانی نہیں۔ پس حالت اول میں اس کا عقل بھی فانی نہ ہوگا بلکہ قدرت سے وجود بخشنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ قدرت میں سے نکالکر جسم بخشنا تو سکے ہم قائل ہیں بایں شرط کہ قدرت روح بلحاظ قدامت و جیتن ہونے کے اور مادہ بلحاظ قدامت کے ہمیشہ سے موجود تھا ورنہ اگر قدرت کچھ چیز نہیں ہے اور نہ اسمیں جسم تھا تو کیطرح دے سکتا ہے اور نہ وجود حاصل کر سکتا ہے۔

روح کا وجود بخشنا ایسا مبہم امر ہے جیسے کوئی کہے کہ فلانے سو جانے کو آنکھیں دیں حالانکہ محال ہے۔ روح خود زندگی ہے جو کہ کبھی اور کسی حالت میں مردہ یا بے جان نہ تھی اور نہ ہوسکتی ہے اگر خدا نے قدرت سے اسے وجود بخشا تو پہلے قدرت میں وہ زندگی ہوگی ورنہ وجود مفقود ہے جیسے بانجھ کا بیٹا یا آکاش کے پھول اور قدرت میں زندگی کا ہونا تین حال سے خالی نہیں یا وہ زندگی قدرت تھی یا خدا تھی یا خدا سے جدا تھی۔ بفرض اول اگر وہ قدرت تھی اور خدا میں تھی تو کوئی جبر چیز جو کہ ہو وہ کسی غیر میں ہوکر واجب الوجود نہیں ہوتی پس روح قدرت نہیں ہے

بفرض دوم صاحب مکروہ خیال ہے اور باعث گمراہی و ضلال ہیں روح خدا نہیں ہے۔

بفرض سوم اگر خدا سے جدا ہے تو خود کوئی غیر چیز ہے اور قدرت میں ہے مگر قدرت میں جانے سے پیشتر خدا نہیں اور بیشک جسکا نام روح ہے کیونکہ وہ ازلی و ابدی خدا کے زیر فرمان ہے مگر مخلوق نہیں۔ بابا نانک جی نے تناسخ کا اقبال کیا اور منکرین تناسخ کو پاتال کی جگہ نہیں بلکہ بیسیوں جگہ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

نمبر ا۔ آپے بیج آپے ہی کھا۔ نانک حکمے آوے جاے (جپ جی)

نمبر ۲۔ کھنڈاں اندر کٹ کر دو سے دوس دہرے۔ نانک نرگن گن کرے گن وہتیاں گن دے (جپ جی)

نمبر ۳۔ ستیر کھ نہاواں جے تس بھاواں بن بھانے کے ماہیں کرے۔ جیتی سرنیٹ اپائے دیکھاں بن کرماں کے ملے ہیں (جپ جی)

نمبر ۴۔ سنے وڈ آپ جانے آپ آپ۔ نانک مدریں کرمی دات (ایضاً)

نمبر ۵۔ چنگیاں مندیاں پرچے دھرم حضور۔ کرمی اپو آپنی کیا نیڑے کیا دور۔ (ایضاً)

نمبر ۶۔ گور مکھ چوکی آون جاون۔ گور مکھ چلے درگاہ ماں (سدہ گوسٹ نمبر ۳۰)

نمبر ۷۔ جن ہر ہر نام نہ چیتیو سو گن آوے جائے۔ (راگ سری محلہ پہلا)

نمبر ۸۔ آواگون مٹی گور سبدیں آپے کرتے بخش لیا۔ (سدہ گوسٹ)

نمبر ۹۔ بن گور بھرمے آوے جائے بن گور گھال نہ پاوے تھائے (ایضاً نمبر ۳۳)

نمبر ۱۰۔ سو ٹھے سدھ بن جنم مرن سا ہو رہو سکھ پائے۔ نانک منوہ و سرے گن گوبند رائے (راون اکٹری سلوک ۳۰)

نمبر ۱۱۔ انکھیں اندھ جیبہ رس نا ہیں رہے پراکرم تاتا۔ گن انتر ناہیں کیوں سکھ پاوے

من مکھ آون جاتا (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲۔ جیوں مچھی بچھا نمی جم جال + بن گورو رتے مکت نہ بہال۔ پھیر پھر آوے پھر پھر جائیے۔ اک رنگ راچے رہے لولائے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳۔ پھیر آوے جو جاوے مرس آگے گئے پچھتائے + نکھ چوراسی بھد نی سو دو تا نامیں۔ (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۴۔ ہو میں اتھے بندت + پھر پھر جونی پائیں (آسا دیوار)

نمبر ۱۵۔ سو سوتک بھرم ہے دوجے لگے جائے + جمن مرن حکم ہے بھانے آوے جائے۔ (آسا دیوار)

نمبر ۱۶۔ جب کے اندر راج بہاں سیور کیا یا سو سوال + جو جامن جو سن دنت + سو ہو وشنا کا جنت۔ آپس کو کرم ملے کہائے جنم مران بہو جوں بھرماوے۔ (سکھمنی)

نمبر ۱۷۔ بہو جنم بھرت سے ہار نو استہرت نہیں پائے۔ مانس دیہہ پائے یہ ہر نچ نانک مات بتائے (محلہ نہم راگ سورٹھ)

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھئے کٹ پتنگا + کئی جنم گج مین کرنگا۔ کئی جنم پنکھی سرپ ہیو۔ کئی جنم ہیور برکھ جیو ڈ۔ مل جگدیس ملن کی بریا۔ چر رنگ کال ہیہ دیہہ سنجریا (راگ سورٹھ محلہ نو)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم سیل گر کر یا۔ کئی جنم گربہہ ہر کہد بہا۔ کئی جنم ساکھ کر اپایا۔ لکھ چوراسی جون بھرمایا۔ سادہ سنگ بھیو جنم پراپت۔ کر سیوا بھیج ہر ہر گورمت۔

نمبر ۲۰۔ تمہ بن سدھی کتی نہ پایاں۔ کرمی ہیں نہیں ٹھاک رہایاں (رہراس محلہ پہلا)

اسی طرح لکھ کر رقم فرماتا ہے "نانک قایل بتوحید باری بود سوء تناسخ بیزا ایمان داشت وجم گوشت را حرام شمردہ ترک حیوانے کردہ باجتناب آزار حیوان امر می فرمود"

جو آپنے دو واک لکھے ہیں وہ روحوں کی مخلوقیت کے ثابت میں نہیں ہیں اور تناسخ سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ایشور کی مہما کے ورنن میں ہیں یعنی اسکی دنیا پیدا کی اور سب تہما لوگ تو کا نتر پیدا کئے اگر اتنے اور بھی بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ اور اس کی طاقت کا بیان نہیں ہو سکتا۔ وہ کہنے سے باہر ہے۔ اسکے جلال کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے وہ صرف اپنی طاقت کو خود ہی جانتا ہے۔ یہ واک کسی قرآن کی آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ ایسا قرآن میں نہیں بال انکا اپنشد میں بھی بیان ہے۔

न तस्य कार्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च
दृश्यते । परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञा
नबलक्रिया च । श्वे॰ ६॰॰ ।

ترجمہ نہ اسکا کوئی کاریہ اور نہ کوئی کارن ہے نہ کوئی اسکے برابر یا اس سے بڑہ کر اسکی شکتی یعنی قدرت بر ترتیب اور طرح طرح کی ہے۔ اسکے گیان و بل اور بل ازلی و ابدی ہیں جانی ہیں اس کی کوئی ابتدا و انتہا نہیں ہیں بابا نانک جی کی اس واک سے روحوں کا مخلوق ہونا کسی طرح مراد نہیں ہے۔ بلکہ پرمیشور کی شکتی کا اپار ہونا مراد ہے اور یہ اپنشد سے لیا گیا قرآن سے نہیں۔ مسلمان اسلام کے پاس ہی کیا تھا جو انکے پاس دلی اخلاص سے جاکر حاصل کرتے چنانچہ وہ خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔

وقت نہ پایا قاضیاں جی لکھے لیکھ قرآن

یعنے قرآن کے مصنف قاضیوں نے اصلیت سے آگاہی حاصل نہیں کی۔ اور وید نہ پایا پنڈتان جے لکھے لیکھ پران۔ اور پرانک پنڈتوں نے بھی اصلیت حق کو نہ جانا۔ پاتال پاتال لکھ آکاساں آکاس۔ اوڑک اوڑک بھال تھکے وید کہے اک بات۔ عالم بالا اور عالم سفلی والے بھی اصلیت سے محروم ہیں مگر وید ایک ٹھیک بات فرماتے ہیں یعنے

لکھا ہنیئے تاں لکھیئے لیکھے ہوئے وناش

اگر وید وہ ہوتو صدبا ندہی جاوے اور صدبا ندہنے سے وناش ہوتا ہے اسلیئے وہ محدود نہیں بلکہ سرب سیا یک ہے اور وہ اصل ارشاد وید مقدس کا یہ ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषंमहान्तं मादित्यवर्णं तमसःपरस्तात् त्वमेव विदित्वा मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽनाय। य॰ अ॰ ३१ मं॰ १८

غلام احمد ۱۳۹۔ بابا نانک صاحب وید پرانوں اور شاستروں کو وید کی طرح الہامی یعنی خدا کا کلام ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے گرنتھ میں لکھتے ہیں قدرت بید پوران کتیباں قدرت سرب بچار یعنے سب پوران سراسر خدا کا کلام ہی ہے۔

تردید۔ اگرچہ پوران کا بھی مثل قرآن کے کہ سلسلیان ہونا صدہا دلائل سے ثابت ہے اور جو لائق فاضل پنڈت بھی آمد منتاح کے سننا۔ لیس سے سارا دل پرانوں سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں۔ پرانوں کی بابت ایک رسالہ پوران سرکھیا ہمارے ایک ممبر بانی تیار کرنے والے ہیں لیس اسوقت ہم پرانوں کی تردید چھوڑ کر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ بابا صاحب نے گرنتھ میں اکثر جگہ وید کی عظمت تحریر کی ہے اور بیسوں جگہ اسکو ایشور کرت کہا ہے چنانچہ نمونہ کے واسطے چند شہادتیں عرض کرتے ہیں۔

(۱)۔ اسنگھ گرنتھ مکھہ وید ماتھہ۔ (جپ جی)

(۲) اوڑک اوڑک بھال تھکے وید کہن اک بات۔ سہنس اٹھارہ کہن کتیباں اصلوں اک دھات (جپ جی)

(۳) اگادن مدہ نوں پنڈت پڑہن رکھہیر جگ وداں نالے (جپ جی) پوڑی ۲۰۔

(۴) جب ہیارا دیرح سدا رہو ابرن مت وید بہسار۔ (جپ جی)

(۵) تم سب ہی تے رہت نرالم۔ جانت بید او رعالم (دوراس محلہ ۱۰)

(۶) وید شمس نام اوتم سو سنی ہیں سمرتی جوں بتیا لسالٹے تک جن سچ بچیا گو رانگے ہم تم کو نا سادا دہندا جی

(۷) گورمکھہ پرچی بید بچارے۔ گورمکھہ پرچے اترے پارے (سدہ گوشٹ)

(۸)۔ چارے بید ہوے سچیار۔ پڑہیے گوڑہے تت چار بچار۔

سہا و بھگت کریج سداوے تو وہ نانک موکھتی انتر یاوے

(۹) ایک اونکار روید نرمی۔ گورمکھ ناونگ گورمکھہ وید ناگ گورمکھہ رہیا سمائی (پوڑی جپ جی)

(۱۰) چچا چار وید جے ساجی چارے کہانیں چار جگاں۔

اب مقام غور ہے کہ جب بابا صاحب ویدوں کی اسقدر تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو اس بات کے ان کے مخالف کس طرح وہ سے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ خود تردید بھی کرتے ہیں۔ ودل ہنے یا بہ نتاں ہے جے لکھے لکھ پڑاں۔

اسواسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کا صحیح صحیح ارتھ بیان کریں اور وہ یہ ہے قدرت بید پران کتیباں قدرت سرب بچار سنے بید کا ہی بیدوں اور دیگر پوراں کتب یعنے براہمن گرنتھوں میں سب بچار ہے اسور کی قدرت کے سوا اُن میں جھوٹے قصہ کہانی نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۴۰۔ یہی وجہ کہ بابا صاحب نے مسلم قرآن شریف خدا کو خالق اور رب العالمین جو کہہ کر ایمان لے آئے تھے اور ویدوں کی ایسی تعلیموں کو اونچ نیچ کی گت چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ صاحب کی خدمت میں جو نانک صاحب کے سکھ ہو کر اور کشن سنگھ بیت سنگھ تارا پن سنگھ بھگوان سنگھ وغیرہ نام لکھوا کر پھر اپنے گورو کے گرنتھ سے باہر چلے جاتے ہیں بادب تمام عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی ویدوں کی ایسی تعلیموں سے دست کش ہو جائیں۔

آریہ۔ نانک جی نے کہیں بھی قرآن کی تعلیم کو قبول نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اُس کی تردید کرتے رہے ہاں انکے تردید کرنے کا عام انداز ڈھنگ تھا اور نہ گورنمنٹ برطانیہ کے عہد معدلت مہد جیسی آزادی تھی اسلامی بادشاہوں کے گرفت کے زمانہ تھے اسیواسطے وہ عموماً صلح کل مسائل پر بحث کرتے

ہاں اکثر جگہ صداقت باطنی کے سبب ستی کا اظہار بھی مسلمانوں کے ساتھ اس عمدگی سے کیا کہ ان کے طالب بیلانے ست دہرم کو وہ کبھی ہاتھ سے نہ دیتے تھے کہ کی بات و کچھ اور موج مردانہ کو کچھا اور اُس کو دین محمدی سے دست کش ہو کر عمل کیا اور ایمان لایا۔ وہ کیا کافی ہوت اُن کے آریہ ہونے کا بس ہے۔ بحالت والیسی آخر شیخ مردانہ جسم کا مسلمان حال خالصہ دہرم کا پیرو بمقام خوجہ مرگیا۔ بابا جی نے وہاں ہی اسکا بھسم انت سنسکار کیا اور جلا دیا۔ چنانچہ مفصل ذکر اُسکا جنم ساکھی میں موجود ہے پھر گرنتھ میں ہے۔

نمبر ۱۔ سگھ کوڑا بار کو ٹسے مرین۔ انگھہ ملیچھ مل سکر کھائیں (جپ جی)

نمبر ۲۔ سمی مسلمان کی پیٹری سے گھیاگھڑ ھا مٹے اُناں کیاں جلتے کرے پکار۔

نمبر ۳۔ دست جتی اُٹھ اُٹ یہ پاتا۔ سگل ملیچھ بردن رسنگھاتا

نمبر ۴۔ مور چھیا نخ گور سے کرے۔ سبھہ سرپ کو آپ سنگرے۔

نمبر ۵۔ سبوک سکھہ ہمارے ماتئے۔ بین بین ستر و ہمارے ماشے (دوراس محلہ ۱۰)

جنھوں نے مسلمانوں کو بھی اپنی صحبت سے آریہ یا خالصہ دہرم پر چلایا۔ جنھوں نے صدہا مسلمانوں قاضیوں کو ساعتہ سے قائل کرایا۔ جنھوں نے مسلمانوں کو آگ میں جلایا۔ جن کے سف ایڈیشن سے کئی محمدیوں نے خالصہ دہرم پر ایمان لایا۔ جنھوں نے مسجدوں کو ست گڑھ بنایا۔ کیا معاذ اللہ وہ مسلمانوں کی طرح اعمال عبادت ادا کرتے تھے !!!

یہ کہ صدہا مسلمانوں کو حرکت سچا کی نماز چھڑا دی۔ لوگ کی لذت چکھادی خونخوار سنی اور گوشت خوری مٹا دی۔ بلکہ بابا نانک کہ مسلمانوں کو نانک بخش وفانک شاس اور محمد سنگھ وغیرہ سکھ بنایا اس کی نسبت ایسے گمان اپن حالِ ست و محال ہست دجنوں۔

غلام احمد ۱۴۱۔ اور پھر خواہ مخواہ ایک ٹوکرا الکوہل کا سر پر اٹھاتے رکھنا اور حرارت اور عفونت کی تکلیفیں اٹھانا ضرور ہی کیا ہے۔

تردید۔ یہ آپ کی تعصبانہ حرارت اور الہامی عفونت ہے جو خواہ مخواہ جہالت و نادانی کے سبب دل دکھانے کو مراہیں سمجھتے جو تحت ندھاکو رادیہ پر حاش رہیم کنند دیکرا۔ چونکہ آپ علم حکمت معجزہ سے سراسر محروم ہیں اسواسطے میں آپ کو رسالہ کیسوں کے فوائد مطبوعہ قانون ہند شدہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دیکھئے کہ قانون قدرت اور حکمت نظری و عمل کے رو سے کیسوں میں کتنے فوائد ہیں اور انہیں کیا کچھ حکمتیں ہیں میں آپ کو ایک موٹی سی بات بتاتا ہوں جسکو آپ غالباً اچھی طرح سمجھ سکتے ہونگے۔

کہ افغانستان دیجاب یا سندھ کے وہ مسلمان جو سر بالکل مونڈتے ہیں وہ ہمیشہ غور فرمایئے کہ وہ کتنے گنجے ہیں اور کیا جہالت و نادانی سے یعنے جن میں مبتلا ہیں سیاقی ہے یا جیسا کہ غزنی کے مسلمان انہیں سے گنجے الہادر کا المعدوم ہیں اور سکھو میں تو بالکل نہیں ہیں۔ آپکے سندھی اکثر سر کے بال رکھتے ہیں اور انکو فخر سمجھتے ہیں (دیکھو گلستان سعدی باب دوم کی حکایت) پھر سورہ روم قرآن میں ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ ترجمہ دہی بناوٹ اللہ کی جس پر بنایا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے "تم قرآن کی تعلیم سے بھی آگاہ نہیں ہو" افسوس ہے تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی دہلی۔ بعضے ہندو نانک پنتھی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم شرک سے خالی ہیں اور ہمارے بابا نانک اور دوسرے گوروؤں نے شرک نہیں کیا اور بابا نانک کے کلام میں توحید کا بیان بہت ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے بابا نانک نے شرک نہیں کیا لیکن مشرکوں سے بیزار ہو کر علیحدہ کیوں نہیں ہوگیا۔

تردید۔ آپ عملیت سے قطعی ناواقف ہیں بابا صاحب نے شرک بالکل نہیں کیا وہ مشرکوں اور محمدیوں سے بالکل بیزار رہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایک چھوڑ جو دوجے لگے ڈوبے سو وچار نہ پایا۔

پھر صفحہ ۵۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ بابا نانک مدینہ منورہ میں گئے اور قاضی رکن الدین سے گفتگو ہوئی اور وہ گفتگو ہندی زبان میں بیتیں ہیں اور لکھا ہے کہ روم میں سلطان محمد قاروں کو نصیحت کی اور نصیحت بھی ہندی زبان میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ آسمانوں پر گیا۔ تو دیال تمہاری تاریخوں میں بھی ہزاروں باتیں دور از عقل و فکر و دور از سچ ہیں اور وہ مذہب اسلام کی بطلان تھے کیونکہ ظہرین النمس بطلان ہے۔ مدینہ میں جانا کوئی دور از عقل بات نہیں اور نہ قاضی سے مباحثہ کیونکہ اب بھی وہاں صدہا انگریز جاتے ہیں بلکہ ہمارے مہربان دوست لالہ گنگا رام پشاوری صاحب با جواپنی نادانی کے سبب مسلمان ہو گئے تھے وہاں سے پھر کر بہاں حاجی بن گئے بلکہ مصر وغیرہ کو بھی دیکھ آئے مگر یہاں ہم آریہ بھائیوں کی ہمت کے پھر پرچت کرا کر مسلمان سے ہندو اور ہندو سے آریہ بنائے گئے اور سنت دہرم پر لائے گئے اور قوم نے بڑی خوشی سے ہم لکار کیا

ہاں اگر ہندی کے بیتوں پر اعتراض ہے تو اس کا جواب ہے کہ جب مرداجی سنا رہے تھے تب باباجی موزون عبارت میں بھجن کہا کرتے تھے پس اگر قاضی سے مباحثہ ہوا ہو یعنی بول چال بصورت بیتیں بھی اور اُس نے وہی جواب دئے ہوں تو تعجب ہی کیا ہے جس طرح ہندوستان میں لوگ عربی جانتے ہیں اسیطرح عرب میں بھی اگر ہندوستانی جانتے ہوں تو کیا تعجب ہے۔ اور شاید وہ قاضی بھی کوئی ہندی نژاد ہوا عرابی نہ ہو غرضیکہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اسی طرح قاروں کو بھی نصیحت کرنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ بادشاہوں کے پاس بھی مترجم ہوتے ہیں اور ہمیں یقینی طور سے معلوم ہوا ہے کہ باباصاحب ہندی۔ فارسی جانتے تھے اور سیاحی میں اگر عربی بھی جان گئے ہوں تو وہ بھی جائے اعتراض نہیں اور اُن کا عرب میں جانا تو خود تواریخ سے ثابت ہے۔

باقی رہا آسمان پر جانا اس کو ہم نہیں مانتے اور نہ اس کا باباصاحب کی کسی اکثر پیشتا ہے اور نہ کسی معتبر جنم ساکھی میں اس کا ذکر ہے۔ اور بفرض محال اگر ان بھی لیں تو بھی اس کا درجہ معراج محمد سے کسی طرح کم نہیں ورنہ اُس سے کم اعتبار ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ ہزار درجہ بڑھ کر ورنہ مردود سے بھیا دہیں۔ ذرہ بتلاؤ تو سہی کہ وہ کس طرح قابل تسلیم ہے اور یہ قابل ترمیم افسوس کہ زمین سے آسمان تک نہ سیڑھی لگایا جانا اور آسمان سے براق کا آنا اور پھر بسواری براق حضرت کا رتبیس آسمان پر جانا اور خدا سے ملاقات فرمانا تو بالکل عقل کے مطابق ہے مگر باباصاحب کا آسمان پر جانا اور سیر فرمانا دور از عقل ہے وہ شیخ جی کی عقل اور اسپر معراج احمدیہ۔ بوڑھے شیخ جی عقل سے ناحق لیجئے۔ اور دور از عقل باتوں والے مذہب کے پہلو ہی کیجئے۔

بھلا جن گوروؤں کے سکھ ایسے کام کریں جب سپستی کر سکتے ہیں انہوں نے دیوی کی پرستش نہیں کی ہاں ہوم ضرور کیا اور ہوم کرنا بت پرستی نہیں ہے اور نہ شرک اگر ہے تو نوح نے جو ہوم کیا اُس کی نسبت کیا کہو گے۔ دیکھو پیدایش ۸۔ آیت ۲۰ سے ۲۲ تک۔

دسلی نے جو ہوم کئے اس کی نسبت کیا کہو گے (دیکھو توریت اخبار پہلا اور گنتی باب ۱۰)

اور ابراہیم کا اپنے بیٹے کی قربانی اور ہوم توریت پیدایش باب ۲۲ آیت ۱ سے ۱۴ تک۔ نیز ہارون کا ہوم کرنا اخبار باب ۱۰۔ آیت ۱۱ سے ۲۲ تک)

خدا کے ہوم اور قربانیاں تواریخ کی کتاب باب ۲۹۔ آیت ۱ سے ۲۶ تک

حضرت بشر کی نسبت بلکہ ہوم کرنا ایک نیک کام ہے ہاں خود کشتی یا کسی جاندار کو ہوم میں ڈالنا منع ہے اور عیسائی اسلام کے بھی برا ہے مگر پہلے ہنود منع کیا ہے۔ مشار اختیار ہے انہیں جس الفاظ سے منسوب کرو۔ گو ہندو مگر جی ہر طرح پر پاتھا کہ بھگت اور شرک سے نفرت کرنا سکھے یہ خیال ان کو کبھی نہ آئی وہ دیوی کی تعریف میں نہیں ہیں کیونکہ اُس کو وہ بالکل نہیں مانتے۔ بلکہ قدرت قادر کی تعریف ہیں چنانچہ نانک جی کا ارشاد ہے۔ سوجن دیوی دیوتا بپیدہ پھیرا بعوت

نانک جیسے سمجھے تو جہو سوت کسوت)

اسی طرح ایک دفعہ شیخ ملوں نے انہیں مجبور کیا تھا کہ تم سچے ہو مصلے پر بیٹھ کر نماز پڑھو قرآن پر عمل کرو سنت کرو۔ روزہ رکھو کلمہ پڑھو کعبہ کیطرف سجدہ کرو تسبیح پھیرو اور مسلمان بنو بابا نانک جی نے ایسا انکو جواب دیا کہ جو جو شیخ انکے منہ پر لگا دی تو سنیے۔ صدق مصلے حق حلال قرآن شرم سنت سیل روزہ ہو مسلمان کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج تسبیح سیت تہا وہے نانک رکھے لاج۔

یعنی مہربانی کرنا عزیز ہو میری مسجد ہے۔ صدق رکھنا ہی میرا مصلے ہے حق حلال یعنی اپنی نیک کمائی سے کھانا ہی میرا قرآن ہے گناہوں سے شرم کرنا ہی سنت یعنی ختنہ کرنا ہے۔ نیک عادت ہی میرا روزہ ہے اور باقی مسلمان جا بنیں ہمیں کچھ غرض نہیں ہم فقیر ہیں۔

کرنی یعنی عمل کمانا ہی میرا کعبہ ہے اور سچ بولنا ہی میرا کلمہ ہے بخشش کرنا ہی میری نماز ہے۔ اخلاق کا سنوارنا ہی میری تسبیح ہے اس کے سوا مسجد اور مصلے اور قرآن اور ختنہ اور روزہ اور کعبہ اور کلمہ اور نماز اور تسبیح سے پرمیشر ہمیں بچائے ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم بت پرست و کفر کے نہیں ہیں ملنا چاہئے یہ باتیں مسلمانوں کو مبارک ہوں

باب ہفتم

نجات کا مقابلہ

غلام احمد ۴۵ سے ۵۰ تک۔ اب ہم اپنی کلام کیطرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ وید بر خلاف وعدہ اور محبت الہیہ تک پہنچانے سے قاصر و عاجز ہے اور کیونکہ عاجز قاصر نہ ہو وہ وسایل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں یعنی طریقہ حق خدا شناسی معرفت الٰہی بجا آوری اعمال صالح و تحصیل اخلاق مرضیہ و تزکیہ نفس و رذایل نفسانی سب معارف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بالکل محروم ہے کیا کوئی آریہ صفحہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل ان امور میں وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کر کے دکھلاوے۔ اگر کوئی زندہ ہے تو ہمیں اطلاع دے اور جس امر میں امور دینی سے چاہے اطلاع دے تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بینات و دلایل عقلیہ قرآنی تالیف کر کے اس غرض سے شائع کر دینگے کہ اس التزام سے وید کے معارف اور اُس کی فلاسفی دکھائی جاوے۔ اور اس تکلیف کشی کے عوض میں لیجئے وید خوان کے لئے ہم کسیقدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرا دینگے جو غالب ہونے کی حالت میں اسکو ملیگا۔ شرط یہی ہے کہ وہ وید دانکو سمجھ سکتا ہو۔ تا ہمارا وقت کو ضایع ہو۔

جاننا چاہئے کہ جو شخص خود اپنے تئیں ہر ایک دے اُسکو ملعون کہتے ہیں اور جو حق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کی آپ مدد کرے اسکو مقرون کہتے ہیں اب ہمارے مقابل پر مقرون یا ملعون بننا آریوں کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی باتمیز آریہ جو ویدوں کی حقیقت سے خبر رکھتا ہو موازنہ و مقابلہ وید و قرآن کی نیت سے تین ماہ کے عرصہ تک میدان میں آگیا۔ اور ہمارا رسالہ مرتب کردہ بحوالہ آیات و دلایل قرآنی تالیف ہو ویدکی شرتیوں کے رو سے اس کا رد کر کے دکھلا دیا تو اس نے وید اور وید کے پیروؤں کی عزت رکھ لی۔ اور مقرون کے معزز خطاب سے ملقب ہو گیا۔ اگر اس عرصہ میں کبھی وید دان نے تحریک کی تو وہ خطاب جو مقرون کے مقابل میں ہے اپنے لئے قبول کیا۔

تو دیال اگرچہ ہم آپکی زبان درازیوں کی اصلیت کو اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں طشت از بام کر چکے ہیں اور قرآنی تعلیم و حقایق کا بہت کچھ بخیہ ادھیڑ کرنا ناظرین کے آگے دھر چکے ہیں مگر ابھی آپکے دماغ میں کچھ شیخی کی بیشتر موجود ہے جس کی سرزنش کرنا ہمارا اصلی مقصود ہے۔ اگرچہ آریہ بھائی آپکے دو تحفہ قاریان میں بھی حاضر ہیں اور آپ کی بات بات بلکہ تمام وسوسات کے ناظر مگر آپ غفلت سے بیدار ہو جیئے اور باوجود موجودگی آفتاب عالمتاب کے اندھا دھند کارروائی نہ کیجئے۔

اگرچہ ہمارا ارادہ نہیں تھا کہ قرآن کے تاسو پو نمود کریں مگر کیا کیا جاوے اب تو الہامی ارشاد ہے اور اس کی بھی آپ کی طرف سے تقاضا ہو لہذا آیات قرآنی اور ویدک مکتی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور بہشت اسلامی کا نقشہ بتلاتے ہیں کہ حق پسندوں کو معلوم ہو کہ مفرور کون ہے اور ملعون کون۔ نفی کون ہے اور حقیقی کون۔

مقابلہ اور موازنہ وید و قرآن

بجواب قرآن

نمبر ۱

سورۃ نساء۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا۔

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور کی نیکیاں اون کو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں وہ رہیں گے وہاں ہمیشہ اُن کو وہاں عورتیں ہیں ستھری اور اون کو داخل کریں گے گھنی چھاؤں میں اور ایسا ہی سورۃ رحمن میں ہے کہ سب باغوں میں بہشتیوں کو ملیں گی نیک عورتیں گوری ہاں خیموں میں رہنے والیاں جن کو اُن سے پہلے کسی آدمی وغیرہ نے نہیں چھوا یاقوت اور مرجان کی مانند خوبصورت۔ یہ اُنکے حسن کی تعریف ہے۔

نمبر ۲

سورۃ دخان۔ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ۔

ترجمہ بے شک ڈر والے گھر میں ہیں چین کے باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلے اور گاڑھے ایک دوسرے کے سامنے ایک طرح اور بیاہ دیں ہم نے اُنکو حوریں بڑی آنکھ والیاں مانگتے ہیں ہر میوے جمع خاطر سے۔

نمبر ۳

سورۃ النبا۔ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا وَكَأْسًا دِهَاقًا لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا۔

ترجمہ بے شک ڈر والوں کو مراد ملتی ہے باغ ہے اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا نہ سنیں گے وہاں بکواس اور نہ مکرانا بدلہ دیا تیرے رب کے دیا حساب سے۔

نمبر ۴

سورۃ صافات۔ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ۔

ترجمہ مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے اُنکو روزی ہے مقرر میوے اور اُن کی عزت ہے باغوں میں نعمت کے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے پھرتے ہیں اُن کے پاس پیالے ستھری شراب کے سفید رنگت مزہ دیتے پینے والوں کو نہ اُس سے سر پھرتا ہے اور نہ اُس میں بہکتے ہیں اور اُنکے پاس ہیں نگاہ والیاں بڑی آنکھ والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے۔

نمبر ۵

سورۃ طور۔ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ۔

ویدک مکتی

نمبر ۱

ये यज्ञेन दक्षिणया समक्ता इन्द्रस्य सख्यममृतत्वमानश। तेभ्यो भद्रमङ्गिरसो वो अस्तु प्रति गृभ्णीत मानवं सुमेधसः। ऋ० अ० ८ अ० २ व० १ मं० १।

ترجمہ جہاں دکشنا اور آتما روپ برہم کی پرمیشور کو دکھشنا سے جیو ہو کر سکھ میں بستے ہیں پرمیشر کی مترتا (دوستی) اور (دھیان) وہ گیان سے ہی موکش سکھ پرماتما ہے اور موکش والے جیو کے واسطے تمام سکھ سب آ گئے ہیں اُن جیووں کے بیان کی مدھی کو اتنت شریف ہیں اور سام کے جیون ہیں سیت یہ پہنچی ہوئی ہے اور انکا پرماتما کے ساتھ سمبندھ ہے۔ اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور ملتے ہیں۔

نمبر ۲

यत्र कामा निकामाश्च यत्र ब्रध्नस्य विष्टपम्। स्वधा च यत्र तृप्तिश्च तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ० मं० ९ सू० ११३ मं० ८

ترجمہ جہاں سب سرب مراتما کو پا کر سب تمنا اور ابھلاشا پوری ہو جاتے ہیں اُسکے کامل جلال سے ہی مکتی اور اُسی شدہ گیان پورن ترپتی ہوتی ہے۔ اُس گیان کی ورسرشٹ پانی گئی ہے اور اُسی کو پا کر ایک اُسی کی کرپا سے دکھ کا دور ہوتا ہے۔ مکتی کا داتا مکتی کا مالک ہے سو کوئی منش جب جیو سے پریم سے اُسکی آگیا کا پالن کرتا ہے تب موکش کا بھاگی ہوتا ہے اور کسی طرح سے نہیں۔

نمبر ۳

यत्रानन्दाश्च मोदाश्च मुदः प्रमुद आसते। कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ० म० ९ सू० ११३ मं० ११।

ترجمہ جگدیشور میں ہی سپورن آنند اور تمام ہرش اور کمال پرسنتا ہیں سب کامنا اُسی کی آگیا پالن سے پراپت ہوتے ہیں اُس کامل کے لئے جسکا دوسرا نام موکش ہے سب کو اُسی کی آگیا پالن کرنی چاہئے کیونکہ دکھوں سے چھوٹنا سوا نجات کے کسی طرح ہو نہیں سکتا۔

نمبر ۴

यत्र ज्योतिरजस्रं यस्मिँल्लोके स्वर्हितम्। तस्मिन् मां धेहि पवमानामृते लोके अक्षित इन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ० मं० ९ सू० ११३ मं० ७

ترجمہ اے دیا آدمی کلیشوں کے ناش کرنے ہارے شدھ سروب سرب آنند وابک پرمیشر جہاں تیرے جلال ہیں تیرے گیان کی سابکتا ہے جس گیان سے لوگ سب جیرا جیر کی حالتوں کا گیاتا ہے اُس اپنی اپار سکتی سے اے آیا سک کو اپنے گیان میں اسھر کیجئے تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہو کر تیری اسانتی معرفت کو ہدایت ہو۔ یہ سو تیری نمان کر پاسب کی کلیان وایک ہے۔

نمبر ۵

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय। यजु० अ० ३१ मं० १८

کے بادشاہی خاندان میں بیاہی گئی تھی۔ جو سارس شاہ قسطنطنیہ کی بیٹی تھی (دیکھو تاریخ ہندوستان ۱۸۹۶ء کلکتہ صفحہ ۸۸)

نمبر ۱۶۔ وہی مورخ فرماتا ہے کہ ہم اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ بہت مدت گذری ہوگی کہ آریہ جہاز سندھ کے پار ہو جاتے تھے اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرتے تھے۔ سو اس کے پار جزیرے اور جہاز بنانے کی حالت جلد ملتی ہے۔

ابھی پہلے جبکہ کہ برہمنوں نے چھتریوں پر فتح نہ پائی تھی اور بدھ مذہب کو خارج نہ کیا تھا۔ تب تک وہ مست شجاع تھے اور اکثر بحری سفر کیا کرتے تھے اغلب کہ یہی وقت تھا جس میں کہ انہوں نے اٹک پار ہو کر تاتار پر حملہ کیا تھا اور جہاز پر بیٹھ کر یورپ کے جزیروں میں پہنچ گئے تھے۔ اور وہاں اپنے مذہب کو پھیلایا تھا۔ یہ بات چند مدت کی ہے کہ ہندو تعصب کے سبب بے عزم و مجہول ہو گئے ہیں۔ اور اپنی ولایت سے اس لغزش کے سبب باہر نہیں جاتے کہ شاید غیر مذہب والوں سے ملکر ان کی ذات نہ جاتی رہے (تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۴۴)

نمبر ۱۷۔ مہاراجہ دھرتراشٹر والی ہستناپور کی شادی ملک افغانستان کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اُن دنوں افغانستان کی دارالسلطنت قندھار تھی۔ اُسی رانی گندھاری کے شکم سے مہاراجہ دریودھن متولد ہوئے (دیکھو مہابھارت آدی پرب)

نمبر ۱۸۔ ایک جرمن صوفی بیان کرتے ہیں کہ جرمن برہمنوں کا آباد کردہ ہے اور اسی ملک میں آجکل سنسکرت کا بھی نمونہ ہے۔ واضح ہو کہ تمام سنسکرت زبان کا ہے۔ سنسکرت میں برہمن کو کہتے ہیں جرمنی زبان اور سنسکرت میں ج۔ ی۔ س مل ہوتے ہیں۔ جیسے اُپج۔ آریہ۔ آدرش ج اصل میں شرطے جرمن جیسے آریہ سے ارین بیاہ وہی ورما ماحرمن ہے جس کی تصدیق خود میکس مولر صاحب بھی کرتے ہیں (دیکھو رگوید بھومکا کا آخری نوٹ)

نمبر ۱۹۔ ایک مورخ فرماتا ہے کہ کرن کے بعد چھوٹے چھوٹے سو راجہ ہوئے جنہوں نے یہ خاندانی لقب یا کرن اور اس کے جانشین کرن کہلاتے تھے۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کرن کے نام کو ہندوستان میں مشرقی جزیروں میں بہت ادب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ راجہ کرن نے جہاز بھی بنوائے ہوں اور ان جزیروں میں اپنا دخل کیا ہو (تاریخ ہند صفحہ ۸۸ ۱۸۸۶ء کلکتہ)

نمبر ۲۰۔ میرو کی اتر کی طرف بھوج ورکی راجدھانی ہے وہاں کے راجہ کی لڑائی میں مارے جانے کے سبب کرشن چندر جی کے پوتے انرودھ جی سنگ سانبھ مہا اور فاضل برہمنوں کے مرنے اور اس ملک کے وہاں جا کر راج کرنے لگے جو کہ کرشن چندر جی کی حین حیات سنکر پھر ایک دفعہ دوارکا میں آئے تھے (دیکھو ہری ونش سنتو پرب ادھیائے ۹)

نمبر ۲۱۔ مورخ لیتھبرج فرماتے ہیں کہ آریا قوم کی قدیم زبان سنسکرت تھی اور قدیم یونانی و پارسی و انگریزی جرمنی فرانسیسی اس میں شامل تھے قدیم زمانہ میں یہ سب لوگ شمال ایشیا میں ایک قوم کے بود و باش کرتے تھے (تاریخ لیتھبرج ہندوستان صفحہ ۱۹ ۱۸۷۹ء)

نمبر ۲۲۔ حال کی تحقیقات سے جب کہ روسی زبان سیکھنے کا ہندوستان میں چرچا ہوا اور کلکتہ میں ایک سکول بھی کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ملک روس کی زبان بھی سنسکرت سے ملتی ہے اور بہ نسبت یونانی و لاطین وغیرہ سے اس کا تعلق ہے اُن سے زیادہ روسی زبان مشہور ہے چنانچہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سنسکرت دان آدمی روسی جلد سیکھ سکتا ہے۔

نمبر ۲۳۔ کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ مصریوں کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ وے سپنت نامے ملک یعنی بھومی سے آئے جو کہ معلوم ہوا کہ ہند کے ساگر کے کنارے کہیں ہے۔ اور اس کو وہ اپنے دیوتاؤں کی پورانی جگہ بتلاتے تھے اور اس مقام کو معبود اپنے مانتے تھے۔ اب یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ سیتا پرت کی پوتر بھومی نہیں ہے دار الہجری ہستان میں رانی ہتشاپد کی سماوی کے یزدان اور جمہوریت یقینی کتب کے مطالب سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورش

(ہندوستان سے سبقار کالج شاسترہ صفحہ ۵ ۱۸۸۲ء مدراس انگریزی۔

نمبر ۲۴۔ پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے نکل کر ایران میں آباد ہوئے تھے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱)

نمبر ۲۵۔ مہاراجہ سدا راجا بہرواکے بیٹے دیو راجا کی سنت چین اور تاتار کے جیتا تو جشن کہتے ہیں کہ وہی ہمارا مورث اعلےٰ تھا (تاریخ راجستان صفحہ ۴۳ و ۵۰ جلد اول ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۶۔ مسٹر ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ تک نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ کوہ قاف کی اس طرف تک ان کی حد تھی (ملخص تاریخ راجستان صفحہ ۴۴)

نمبر ۲۷۔ شہر سونت (جو ملک مصر سے متعلق تھا) وہاں کے راجا بان نام کی لڑکی اوکھا نام سے کرشن چندر جی کے فرزند زادہ انرودھ جی کا بیاہ ہوا تھا۔ اور وہاں ست دھرم کا پرچار برابر ہوا تھا (ہری ونش سنتو پرب ادھیائے ۱۱۶ سے ۱۲۸ تک)

نمبر ۲۸۔ منو سمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۱۵۷۔

समुद्र यानकुशलादेशकालार्थदर्शिन । स्थापयं तितु याम्वृद्धि सात चाधिगमन्प्रति १५७

ترجمہ سمندری سفروں سے واقف دریانی سے آگاہ لوگ جو ملکوں اور وقتوں اور بیوپاروں کے جاننے والے ہوں جیسے واقفکار جو بیاج مقرر کریں وہی رائج ہونی چاہئے۔

نمبر ۲۹۔ منو سمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۴۰۶۔

दीर्घाध्वनि यथादेशं यथाकालं तरो भवेत् । नदीतीरेषु तद्विद्यात्समुद्रे नास्ति लक्षणम् ४०६

ترجمہ دور کے راستے سے دور جانے میں دریا کی تیز روی و بیابان آندھی و گرمی اور برسات وغیرہ کا لحاظ کر کے کشتی کی اجرت مقرر کرنی چاہئے مگر سمندر میں جہاز کے واسطے یہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ جہاز والے جا کر بیوپار کے تجارتی اشیاء کو فروخت کرکے اور وہاں سے کچھ اور مال لیکر پھر لوٹ آئے اس کے بعد جتنا فائدہ ہو اس سے بیسواں حصہ راجہ لے۔

نمبر ۳۰۔ منو سمرتی ادھیائے ۷ شلوک ۱۸۵۔

संशोध्य त्रिविधं मार्गं षड्विधं च बलं स्वकम् । साम्परायिककल्पेन यायादरिपुरं शनैः १८५

ترجمہ تین پرکار کے راستوں یعنی سمندری اور آکاش کو بیعوف و خطر بنا کر زمین میں رتھ گھوڑے ہاتھی سے جل میں کشتی اور جہاز سے آکاش میں بیان آدمی سے جاوے۔

نمبر ۳۱۔ آریہ ورت کے چند فضلا کا ایک گروہ جن میں پانڈو بھی تھے دیش دیشانتروں میں یدیشٹر کے یگ کے واسطے گئے تھے چنانچہ یہ سفر دو مرتبہ ہوا۔ پہلی بار بمعیت ارجن تبت سے کیلاس تک اور کیلاس سے اوپر کچھ حصہ شمالی کوہ کا پھر کر تاتار پہنچے اور ایران میں پہنچے۔ وہاں سے براہ ہرات کابل کی راہ قندھار میں جو دھرتراشٹر کے سسرال تھے۔ اور بلوچستان سے گذر کر آریہ ورت میں پہنچے دوسری بار سنگلدیپ کے راستہ جلد عرب ہوتے ہوئے ملک مصر میں گئے اور وہاں سے سویت پربت جیسے جبل القمر علاقہ تک پار کر کے اسی طرح پردیش کرتے ہوئے واپس آئے (دیکھو مہابھارت سبھا پرب ادھیائے ۲۶ سے ۳۲ تک)

نمبر ۳۲۔ سری نارد جی (جو علم موسیقی میں بھی مہرہ آفاق تھے) ہمیشہ اپنی تمام زندگی میں ملک بملک پردیش کرتے رہے اور دور دراز ملکوں جزیروں میں ست دھرم کو پھیلایا۔ (رامائن بال کانڈ سرگ ۱ شلوک ۱ تک)

نمبر ۳۳۔ سید شریف مردم چین بلکہ اور اسقف نامند این مذہب ملک را تا نشو ورد کہ اکنون آنرا ہندوستان نامند مردم چین بریج عنصر قایل اند بمذہب برہمنیگری گویند کہ جمیع موالید عالم سفلی ازین عنصر کب اند و عالم را علیحدہ تاریخ قایل اند و ابطئی اکثر شت ہندوان علیہ

خصوصاً کسی ایسے وقت کے موجود محض پادشاہ مزار پادشاہ کیواسطے ہے نہ کہ بعد کے واسطے کیونکہ آیت ہٰذا میں ہے۔ "ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنایا ہے بیان کرتا ہوں" میں یہ بیان کسی بعد کا داؤد کے واسطے ہے۔ نہ کہ خود داؤد کا کسی کے واسطے (نمبر ۳) مرزا صاحب نے دوسری آیت تو صحیح لکھی مگر نمبر میں غلطی کردی اور اسیطرح چوتھی معجزہ میں بھی اور غلطیاں دیدہ دانستہ ہیں نہ کہ سہواً۔ ناظرین جان سکتے ہیں کہ مرزا نے کس قدر زبور کی عبارت بے ترتیب غلط لکھکر دھوکا دیا یہی حال اسکا اور دو حوالوں میں بھی ہے مگر کسی طرح یہ زبور محمد کے حق میں موزوں نہیں بلکہ معاملہ واضح گوں ہے ہاں اگر سکھ بھائی خیال فرماویں اور براہ انصاف آویں تو ہم اسکو سری مان گورو گوبند سنگھ جی کی نسبت لگاتے اور خود محمدیوں اور عیسائیوں کو منصف بناتے ہیں ورنہ صاحب شاطر نیت تو دولارام راؤ اور وہ سب سکھ وہ بہادر اور پہلوان تھنول شاہ بالکل مرزا وف ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے اور یہ بات بالکل محتاج بیان نہیں کیونکہ گورو صاحب حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے مگر محمد صاحب کی نسبت مسٹر جارج سیل صاحب فرماتے ہیں کہ محمد رنگت میں معمولی عربوں کی رنگت جیسا تھا (دیکھو انگریزی قرآن کا دیباچہ صفحہ ۲۹)

"تیرے لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے" اس سے مطلب اخلاق سے ہے دنیا میں نرمی مقال کے بیان کرنے کو بھی کوئی زیادہ تسلیم چلتے ہیں اور اسی واسطے تھوڑے عرصہ میں لوگ انکے پیرو ہو گئے۔ مگر محمد صاحب کے دین کی نسبت ایک فاضل یورپین فرماتا ہے۔ "محمد کا دین شیطان کا ایجاد ہے کیونکہ جور و ظلم سے لوگوں کو گرویدہ کیا گیا تھا"

"اے پہلوان اپنی تلوار جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔" اے پہلوان یعنے بہادر سنگھ اپنی تلوار یعنے کھنڈے کو حمایل کر کے ران پر لٹکا اور گھوڑے پر سوار ہو۔ اور دشمن کے مخالفوں سے لڑ۔ بزرگواری کی سواری نہ تو مسیح کے نصیب ہوئی اور نہ محمد کے کیونکہ اول کی سواری گدھا اور دوسرے کی براق جو گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا یعنی خچر یا دراز گوش ہوگا۔ مگر گورو صاحب گھوڑے پر سوار تھے "سو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلاویگا" دہنے ہاتھ سے مراد بیٹا ہے جس نے کام جنگ میں عجیب کام دکھلائے۔

"تیرا تخت اے خدا ابد الآباد ہے" یعنے اے خدا (گوبند) تیرا تخت (ایچلا نگر) ابد الآباد ہمیشہ رہیگا مگر محمد اور عیسے کا کوئی تخت نہیں۔

"اس سبب سے خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے عطر سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا" یعنے تیرا فیض اور سخاوت زیادہ ہے اور عطر یا روغن یا پھلیل کا لگانا بھی سکھوں میں زیادہ مروج ہے نہ کہ محمدیوں یا عیسائیوں میں۔ "تیرے سارے لباس سے مر، عود اور تج کی خوشبو آتی ہے" یہ اشارہ اس عالیشان بن کی طرف ہے جو گورو جی نے ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں [illegible] قاعدہ کے مطابق کیا جسکی سامگری زبور والے نے اتنے عرصہ پہلے بیان کردی اور تفسیر فتح العزیز کی جلد اول میں ہے کہ امیر المومنین علی نے کہا کہ زمین ہندوستان دوسری زمینوں کی نسبت زیادہ تر خوشبو والی کسواسطے ہے اور خوشبو کے اقسام عود اور جوز و قرنفل وغیرہ زمین ہند کے ساتھ کیونکر مخصوص ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ جس وقت آدم جنت سے ہندوستان میں گرا تھا اسکے بدن پر بہشت کے درختوں کے پتے لپٹے ہوئے تھے ہوا نے ان پتوں کو چاروں طرف پراگندہ کردیا جس سے خوشبو

۵۱ محمد صاحب کی سواری میں بھی اکثر ایک گدھا یعفور نام تھا [illegible] دیکھو [illegible] صفحہ ۳۱ [illegible] صفحہ ۵۳ [illegible] مطبوعہ [illegible] صفحہ ۳۰۵ تعلیم [illegible])

کہ کوئی نباتات جنہوں میں سے بہشت اس بحث میں بدرنگ ہوکر سے خوشبو ہوا کرتی ہے [illegible] حاکم و بیہقی حدیث بھی یہی ہے سو محمد و عیسے کے یہ بات کہاں نصیب تھی۔ ملکہ یہ تیری عزت میں نہیں۔ ناظرین خود ہی پوچھیں کہ ہمیشہ کوئی اگر ہے تو کس کی نسبت یہ یا دو موزوں ہے تمثیلی یا حقیقی گورو گوبند سنگھ کی۔ قولہ [illegible] حضرت کی جلالیت وعظمت کے بارے میں [illegible] پیشگوئی ہے [illegible]

اقول اس عبارت میں بھی کوئی بات نسبت حضرت کے [illegible] بات جو حاوی ہے [illegible] مطلب [illegible] شروع ہے اور [illegible] کی تحقیر چاہا ہے چنانچہ دیکھو [illegible] گیا کہ اس [illegible] سے کشتی سا تو بھی [illegible]۔ نہیں معلوم کہ [illegible] محمدیوں کو کونسی مصیبت پڑی ہے [illegible] مرزا صاحب سے کیا بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ قولہ ایسا ہی یوحنا نبی نے حضرت کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے دعوی پیشگوئی کی مگر ایسی ہی جو انجیل یوحنا باب ۱ میں اس طور پر درج ہے [illegible] سب کیلئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی ہے کہ میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اس پیشگوئی پر بعض پادری کی راہ سے عیسائی لوگ حکومت کرتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے حق میں ہے مگر یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ **اقول**۔ یہ تمام دعوے کا رد اور ابطال (کہ آیا محمد کے حق میں ہے یا مسیح کے) ہم خود انجیل سے بتلاتے ہیں۔ مرزا صاحب کو صداقت کی طرف بلاتے ہیں خدا انہیں ہدایت دیوے۔ یوحنا نے انہیں جواب دیا اور کہا میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں پر تمہارے بیچ میں ایک کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے ہو۔ میرے پیچھے آنے والا جو مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ وہی ہے۔ یہ بیت عبرا کے یردن کے پار ہوا جہاں یوحنا بپتسمہ دیتا تھا۔ دوسرے دن یوحنا نے یسوع کو اپنے پاس آتے دیکھا اور کہا دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کا گناہ اٹھا لیجاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسکے حق میں میں نے کہا کہ ایک مرد میرے پیچھے آتا ہے جو مجھ سے مقدم ہوا کیونکہ مجھ سے پہلے تھا۔ (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱ آیت ۲۶ سے ۳۰ تک)

قولہ۔ انجیل برناباس میں صریح نام (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جو محمد ہے صریح ہے۔ اور اسکے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی کا کتاب برناباس میں درج کردیا ہوگا۔ یا خود کتاب تالیف کردی ہوگی یا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کر کے سب کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برناباس کی انجیلوں میں جا بجا محمد نبی کا نام درج کردیا۔ ایک انگریز جارج سیل صاحب جو اکابر علماء عیسائیوں سے ہے اسکا ترجمہ قرآن شریف جو ان کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لندن فریڈرک ورن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اسکے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ تحقیق کرکے کہا کہ ایک بزرگ راہب نے انجیل برنباس پڑھکر اور اسمیں پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کھلے کھلے طور پر پاکر مسلمان ہو گیا تھا۔ بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ دہم سطر یازدہم ترجمہ قرآن) **اقول**۔ اس تمام بیان میں بھی مرزا صاحب نے حق سے بہت مخالفت کی ہے اور جہاں تک ہو سکا راستی کے چھپانے میں کسر نہیں رکھی۔ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور ہم نے اسکے حوالے بھی جا بجا صحیح [illegible] مرزا صاحب نے چالاکی کر کے صفحہ ۱۰ کی تین سطریں اسیطرح صفحہ ۹ کی چند [illegible] سے دلیل الٹ ہوتی ہے مرزا نے تا چھوڑ دی ہیں۔

چنانچہ جارج سیل صاحب نے جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ انجیل برنباس مسیح کی تاریخ [illegible] نامعتبر ہے اور بہت سی باتیں اصل انجیلوں کی اس میں پائی جاتی ہیں مگر ان میں بہت سی چالاکی سے اسلام کے موافق جعلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں سب کتاب کا

ابطال بشارات احمدیہ

مندرجہ ذیل بشارات احمدیہ از کتب آریہ واسحق وید کی فضیلت وحق کا بول بالا یا رسالہ مراۃ الآریہ چار رسالے ہمارے مطالعہ سے گزرے نمبر ا کا حجم ۴ صفحہ نمبر ۲ کا صفحہ خورد نمبر ۳ کا ۳۰ صفحہ ہے۔ اور ہر تینوں کا مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر ہیں و نمبر ۴ کا حجم ۱۵ صفحہ۔ اس کے مولف منشی امیر احمد خاں صاحب رئیس میرٹھ ہیں چونکہ ان ہر چار رسالوں کا باہمی تعلق ہے۔ اگر کوئی سب کو مطالعہ کرے تو اسے صاف ظاہر ہو جائے۔ کہ نمبر ۴ تو صرف نمبر ا کی تائید ہے جسمیں کوشش کی گئی ہے۔ کہ آریہ سماج میرٹھ کے چند اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ مگر حاشا کہ کسی بات کا معقول جواب دیا ہو یا دے سکتے ہوں۔ تمام کتاب کو کوئی آدمی پڑھ کر دیکھ لے کہیں بھی معقولیت سے کام نہیں لیا گیا۔ اور نہ کوئی صحیح حوالہ دیا۔ نمبر ۳ و نمبر ۲ میں بھی نسبت ہے۔ کیونکہ ایک رسالہ وید کی حقیقت وہ تھا جسکا ہم نے اظہار حق میں مفصل جواب عرض کر دیا یہ احق یعنے نمبر ۲ بنام ہادا اظہار حق کا جواب ہے مگر خدا جانے کہ جواب تو کیا مولوی صاحب کے غصہ و عتاب سے بھرا ہوا ضرور ہے۔ اور انکی علمی کمزوریوں اور مذہبی ناواقفی کا ظہور ہے نمبر ۳ ہی کتاب ہے جسکا ہم نے اظہار حق میں کھنڈن کر دیا۔ اب صرف زیادہ کر کے چھاپ دی گئی ہے پس ان تمام جواب کو باصواب سمجھ کر نئے اعتراضوں کی تردید کی گئی ہے۔ اور ان کی علمیت کا نقشہ بھی اوتار گیا ہے۔ آئندہ اگر اسی طرح واعظ صاحب ایسی فضول و لایعنی کتابیں لکھ کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہا۔ تو ہم ہرگز توجہ نہ کرینگے ہاں کسی فاضل اور معقول مولوی کے کسی اعتراض یا کتاب کا جواب دینے کو ہم ہر وقت طیار ہیں۔ اور توفیق الٰہی کے طلبگار۔ اے پرماتما آپ ہکوست کے پرکاش میں نت پرکیجیئے اور است کے کھنڈن میں سہائتا دیجیئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیر خواہ

لیکھرام آریہ مسافر

(بشارات احمدیہ کی تردید) ۳ و ۴ و ۵۔ مولوی صاحب کلکی پران حصہ اول سے چند ادھیائے و شلوک نقل کئے ہیں یہ آپ ہی کی استت بطور پیشین گوئی کے لکھی ہے۔

ملکشن اونتا ربنا اُگت بنتم پرتھوی مدہم ارن سیلبار تم بلونت سورمم پرتھوی مدہہے سرب او نماسن کرام پرسن پرپر سوتم دہشکرات چھالک کوردم سن کرام تر پتیم وساکو لین پتر بہادم کو نرودہ شیسم جہیم پرتھوڑی مہایم نب کالوس کرتیم بدیتا زی بھوتھم اتسارم پرتھوڑی مدہے پال ترہار مرکرک کرہ۔ اُت بلتم پرتھوڑی مدہے سرسین پری پری۔ تیر چرنا یکم دکشن و یال ادنک او تار ھاتم بدپ زنی کرتے کیم پرم پر الت پراتم۔

ترجمہ نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بیچوں بیچ کی زمین میں (مکہ معظمہ) اور دشمنوں کے مارنیوالا زور آور بڑا بہادر بیچوں بیچ زمین میں (مکہ معظمہ) تعریف کیا گیا اسکا نام (یہ ترجمہ اسم مبارک محمد کا ہے) بذریعہ لڑائی کے (جہاد) ایماندین پھیلا دیگا۔ اور اس کے پاک ذیل میں دیتا ہوں گے۔ (یعنے صحابہ زبردست و جلیل القدر راہ خدا میں جان قربان کرنیوالے کفر کے مٹانیوالے مال غنیمت) زیادہ پانیوالے گھوڑے ماریوالے (تیز رو دیئے۔ اُلٹے ہیم کی طرف (ملک عرب) جلینگے ساتھ تیں تیر طوں کے لڑ کے۔ میدان دار زمین کا دیا کرو۔ ہمارتی بات مانو (جہاد۔ خراج۔ قبول اسلام) وہ عزت دار راجہ (محمد) بڑا راجہ ہوگا۔ لوہے کا چلا ہوا الا۔ بیچوں بیچ زمین میں (مکہ میں) جہالت کا مٹانیوالا پیدا ہوگا بیچوں بیچ زمین میں (رسول آپ واقعی جہالت کے عین زور و شور کے وقت میں مبعوث ہوئے ہیں) اتھادیو ما و بکاکھرانا (آپکا خاندان و مہلی اسماعیل) عمدہ ترین خاندان ہے بے عیب پیارا اللہ کا شروع سے پاک خدا کے پاس ہے مدت تک اُس آنیوالے جناب محمد صاحب کی صفت یہ ہے کہ جب وہ خدا کا پاس چھوڑیگا تب آجائیگا سرمنش پر اپنے گھر کے کعبۃ اللہ کو آدم کے وقت سے ہے (مکہ معظمہ میں)

آریہ۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اسلام کے حامی اور دین محمدی کے ایک امی گرامی واعظ نے اتنا جھوٹ بولکر کفر کا بہتان اپنے سر لے لیا۔ اور فرضی اور طبعزاد نظمیں اور عبارتیں جوڑ کر اسکا نام آریہ مذہب کی کتاب رکھا ہم ایمان سے کہتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی دہرم کی کتاب نہیں۔ آریہ دھرم کے ماننے والوں کی تو کیا مگر اہل ہنود کے کسی فرقہ کی مذہبی کتاب میں اسکا ذکر نہیں۔ اور نہ یہ کوئی کتاب ہے۔ اور نہ کسی ہندو کی تصنیف۔ اور نہ آج تک ہم نے کسی لائبریری یا ایشکالہ یا کتب خانہ کی فہرستوں میں اس کتاب کا نام پڑھا سب سے بڑی فہرست ایشیاٹک سوسائٹی کی ہے۔ اس میں بھی اسکا نام نہیں۔ لاہور اجمیر سے پور یونیورسٹی کی ڈیپو ریلوں اور کتب فروشوں کی فہرستیں ملاحظہ کیں۔ مگر حاشا کہ کہیں اسکا نام ہو۔ صرف اپنی تحقیقات ہی پر بھروسہ نہیں کیا۔ بلکہ بیسیوں ودوان پنڈتوں سے پوچھا اور خاصکر دھرم سبھا کے پنڈتوں سے بھی مگر کسی نے بھی اسکا نام نہ لیا۔ اور نہ اُسے سنسکرت سمجھا تسلیم کیا۔ جب یہ حال ہے تو بتلایئے کہ اس قدر جھوٹ بولکر کیوں یہ لوگ ہندوؤں اور جھوٹا ناخواندہ ہندوؤں کو دھوکا دیا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی اس دھوکے میں مسلمان بھی ہو گیا۔ تو پھر اُس سے زیادہ دو نوجہاں میں کون مردود ہے جب اس نام کی کوئی پستک نہیں۔ اور نہ اسکا کہیں پتہ اور نہ اس میں یہ درج اور نہ یہ سنسکرت کی عبارت و پھر فضیلت کہاں رہی بلکہ رذیلت ہو گئی۔ ہاں ایک بات اسمیں غور طلب ہے کہ اچھے دیوتاؤں کے گھرانے میں پیدا ہونگے آپنے اس گھرانے کا پتہ دیا ہے۔ کہ اسماعیلی عمدہ ترین خاندان ہے سو معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اسلامی مذہب کی کتابیں بھی مطالعہ نہیں کیں تفسیر حسینی میں لکھا ہے ۔۔۔ اندہا جرہ کنیزک سارہ خاتون بود۔ و بہمیں سال خدا تعالےٰ اسماعیل باو سے داد۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۶۰)

اس کے علاوہ توریت میں لکھا ہے "سری ابراہیم کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی اور اس کی ایک مصری لونڈی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا۔ اور سری نے ابراہیم سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا آپ میری لونڈی کے پاس جایئے اس سے میرا گھر آباد ہووے۔ اور ابراہیم نے سری کی بات سنی سو ابراہیم کی جورو سری نے بعد اس کے کہ ابراہیم کنعان کی زمین میں دس برس رہا تھا اپنی مصری لونڈی کے لئے اپنے شوہر ابراہیم کو دیا کہ اس کی جورو ہووے اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اُس نے معلوم کیا کہ میں حاملہ ہوں اپنی بی بی کو حقیر جانا تب سری نے ابراہیم سے کہا کہ مانقصانی جو مجھ پر ہوئی

تیرے ذمہ ہے۔ میں نے اپنی لونڈی تجھے دی اور اب جو اس نے اپنے کو حاملہ دیکھا تو میں اسکی نظروں میں حقیر ہو گئی۔ میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے۔ ابراہیم نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھ میں ہے جو تیری نگاہ میں اچھا ہو سو اس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اس پر سختی کی اور وہ اس کے سامنے سے بھاگ گئی" (پیدائش ۱۶-۶) اگر کوئی سختی کے معنے سمجھے تو تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ... ملاحظہ فرماوے۔ توریت میں اسماعیل کی تعریف لکھی ہے۔ وہ وحشی آدمی ہوگا۔ اس کے ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہوں گے (پیدائش ۱۶-۱۲) اس سے زیادہ بحث ہم نے اسی مسئلہ پر رحمۃ الاسلام میں کی ہے۔ پس یہ کوئی تعریف کی بات نہیں۔ اور نہ اسماعیلی گھرانہ دیوتاؤں کا گھرانا ہے اور اگر دیوتے وحشی ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

۵-۶- مولوی۔ اور پستک ساودروں کی دسویں اسکند میں بھی آپ (محمد صاحب) ہی کی مہمان (تعریف) برنن (بیان) ہوئی ہے۔ بطور پیشینگوئی کے۔ "مد ادتی مدھیے روپنے رودرتا ہے لچھن نک ہری جیدن کرلوکم پترم تھی دہا پرتھی دم ابنی سارم بربار تم سورہی پری پور تم اُتارنہ ایتاد"۔ ترجمہ۔ زمین کے بیچوں بیچ (شہر مکہ) میں سورج کی طرف ایک سمت نکالا ہے۔ بڑے خاندان میں خدا کا اوتار ہوگا۔ اور اس ملک کا پتہ یہ ہے کہ وہاں پتھے دست انیوالے (رنائی) ہوں گی۔ لوگ بوسیلہ اس کے پاک ہوں گے۔ حاصل کریں گے نجات گناہوں سے۔ بڑا دریا (بحر عرب) اُلانگ کر کے (جہاز پر سوار ہو کر) پار اتر جاتے (زیارت کعبۃ اللہ کے واسطے)۔ اور اس سرزمین میں جہاں پیارا اللہ کا خدا کے قدموں کو چھوڑ کر گیا انس دساد کی وغیرہ) کے پہاڑ ہوں گے اسکا قول ہے۔ یعنے محمد صاحب کا عہد پا کر وہ نہیں تو لڑو۔ ہماری بات مانو خدا کا نام ہے۔ اُسکے پاس وہ ایک دعوت مد کے پاس جائیگا (معراج میں) پھر اُتریگا کانٹے والا گنا ہوگا۔

آریہ۔ یہ بھی کوئی پستک آریہ دھرم یا ہندو مذہب کی نہیں ہے۔ اور محاسا مجموعے کے گھر کے سوا کہیں نہیں ہے ہماری کتاب کے ناظرین میں سے کسی نے ایسا غلط نام بھی کسی پستک کا نہ سنا ہوگا۔ اور نہ یہ سنسکرت کا نام ہے۔ بنا بران یہ دعوے بھی نہایت پوچ اور فضول ہے۔ اور جب یہ دونوں کتابیں معدوم ہیں تو فضائل احمدی کسقدر بے وقعت اور موہوم ہو گئے جب شہادتیں فرضی ہو گئیں۔ شاہد دروغگو ٹھہرایا گیا۔ تو جبکی بابت شہادتیں ہیں کیا وہ صداقت سے نہیں گرا؟ ضرور گرا۔ یہ مولوی صاحب کا قصور نہیں۔ دین محمدی کی تعلیم اس قسم کی ہے جھوٹ بولنے کو یہ لوگ رونق ایمان جانتے ہیں۔ سعدی جیسے قرآن کے مترجموں نے بھی صاف لکھا ہے

ع دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کیمیائے سعادت میں امام غزالی نے حدیث کے حوالہ سے دروغگوئی کی ہدایت کی ہے۔ مولوی اسماعیل بانی مبانی فتنہ و فساد نے رد ہنود میں فرضی پستکوں کے نام بکھیر ہندوؤں کو گمراہ کرنا ایمان سمجھا ہے جیسا کہ [illegible] اسلام کے ایک مشہور اور عظیم الشان فرقہ میں تقیہ جائز ہے۔

پس اگر مولوی رحمت حسن صاحب واعظ اسلام نے ایسا لکھا تو کوئی نئی بات نہیں کی۔ بلکہ بزرگان اسلام کی تقلید کی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسی بیہودہ تقلید پرستی کی خرابی کو مثنوی مولوی روم میں نہیں دیکھا ہے ؎

خلق را تقلید شاں برباد داد
کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

۶-۷- مولوی۔ اور سنت آپ ہی کے چار یار اور امام مہدی[5] کی مہمائیں تلسی داس جی نے پوتھی راماسگرام کے چھٹے کانڈ بارھویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چوپائی سے یہ شعر لکھے ہیں۔

یہاں بچھ بات کہے راکھون	دیدیاں ہست ست بھاکوں
برکھ ہنس دس سندرم ہوئی	تے کے بعد نہ پاوے کوئی
دیس عرب برکھ لتا سہائے	سو پھل بھوم گت سنو کہک رائے
سنبھو سمت تاکر ہوئے	سدرم رام ادیش تہتہ ہوئے
سمت بکرم کے دو انگا	مہاکوک نس چتر بنگا
راج نیت بھو بپ دکھاوے	اپنا مت سب کو سمجھاوے
چتر سدرم ست آچاری	تنکے جنس ہوئے بہو بھاری
نکم اگم سو آئے بیچ اُپارا	پتے اپنا سمت تنہارا
تب لگ سندرم چھپے کوئی	پیتا محمد پار نہ ہوئے
تبھی مانس جنت بکھاری	سکرت نام ہو دیں بہت ہوا ری
بن آچار بچار دھیتا	بھیں جائے نرے کلیشا
سو ساتچ ملکت نہ پاویں	ہر و را اسکر دید بکھاویں
سب ہوئے سنگھ اوتارا	مہدی کہیں اس کل سنسارا
بھیر سندرم تمان نہیں ہوئے	تلسی بچن ست کوئی

آریہ۔ راماسگرام کی پوتھی سے مراد تلسی داس کی رامائن معلوم ہوتی ہے مگر اس میں یہ چوپائی بالکل نہیں۔ اور اگر کسی اور کتاب سے مطلب ہے۔ تو آپ جانیں کسی اہل ہنود کو اس پستک سے مطلق خبر نہیں۔ اور نہ کسی مطبع میں طبع ہوئی ہے۔ اور اس کے جھوٹ ہونے کی شہادت خود آپ ہی کی تحریر سے بھی ظاہر ہے۔ یعنے چھٹے کانڈ بارھویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چوپائی سے یہ شعر لکھے ہیں۔ مگر تلسی داس کی رامائن تو اسکند بالکل نہیں ہیں۔ مگر یہ تو وہ جانے جو کچھ پڑھ سکتا ہو۔ جو بیچارے اور ہی لکھوتی پر کو دتے ہیں وہ ان باتوں کو کیا سمجھیں۔ اور نہ تلسی داس کی رامائن اور نہ بالفرض محال راماسگرام کوئی آریہ دھرم کی پستک ہے۔ افسوس کہ ایسے جھوٹے حوالہ دیکر لوگ اپنے دین کی تلقین کرنا چاہتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ اس حوالہ کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ان شعروں

---

[5] ان حوالوں کی بابت جہاں تک ہم نے تحقیقات کی کوئی صحیح پتہ نہ ملا اور ان کتب کی اور بیہودہ کتابوں کا کہیں سراغ نہ مل سکا تو لاچار ہو کر ہم نے مولوی صاحب کے نام ایک خط ارسال کیا جس کا مضمون یہ ہے۔ جناب مولوی صاحب تسلیم۔ آپ نے جو بشارات احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۳ و ۵ و ۶ پر تین کتابوں کے حوالہ بھاودروں۔ راماسگرام لکھوائے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہ کوئی کتاب بھی نہیں ہیں اور نہ آریہ دھرم کی پستکیں ہیں اگر آپ ان کتابوں کو صحیح سمجھتے ہیں تو ان کی ایک ایک کاپی میرے پاس بذریعہ ویلیو پے ایبل کے ارسال فرما دیجئے اور اگر آپ کے پاس موجود ہوں تو بتلائیے کہ کہاں فروخت ہوتی ہیں۔ اور کس سال میں کس مطبع میں طبع ہوئی ہیں۔ برائے جواب سے جلد مطلع فرمائیے۔ ۱۳ اگست ۱۸۹۳ء لیکھرام آریہ مسافر اگھنشہ ضلع راولپنڈی۔

میں سے شعر نمبر ۵ جسکا ترجمہ مولوی صاحب نے یہ کیا ہے۔ بکرماجیتی سمت سمندروں کی تعداد کے موافق ہو گا۔ یعنے سات ہونگے مراد سمت بکرم سے ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تلسی داس کب ہوئے۔ اور کب فوت ہوئے یہی باعث ہے کہ ایسے جھوٹے شعر بنا کر یا کسی حرام خور سے بنوا کر فقیر تلسی داس جی کو بدنام کیا۔ تلسی داس بیراگی کی وفات کی تاریخ اس شعر سے ظاہر ہے۔ سے

سمت سولہ سو اسی۔ اسی گنگ کے تیر ساون سکلا سپتمی تلسی تجیو شریر

جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جہانگیر بادشاہ کے وقت میں مرگئے۔ اور پیدا ہوئے اکبر بادشاہ کے وقت میں۔ پس اُنکے نام کو بدنام کرنے سے کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اس پیشگوئی کو ہی پیس کوی یعنے غیبت کہدیتے۔ جب تلسی اس جی محمد صاحب سے ایک ہزار برس بعد میں ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانوں کا راج تھا۔ اُن کی پستک میں صدہا الفاظ عربی کے ملتے ہیں۔ اور کئی مسلمان ہندی کے کوی (شاعر) بھی ہوئے ہیں۔ پس یہ شعر تلسی داس کے تو نہیں کسی مسلمان کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں۔

۸۔ مولوی۔ اور اسی طرح گورو نانک صاحب نے بھی نام محمد صاحب کو برکت جا نکر گورو گرنتھ پستک میں اسی طرح لکھا ہے۔ پہلا نام خدا ئیدا دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ ولے نانکا درگاہ پوین قبول۔

آریہ۔ یہ اور بھی سفید جھوٹ ہے۔ گرنتھ صاحب میں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ جھوٹا حوالہ سب سے پہلے مولوی عبید اللہ بت والے نے تحفۃ الہند میں دیا۔ جسکی تردید اول بابا نرائن سنگھ وکیل امرتسر نے دو دیا پرکاش اخبار میں کی۔ اور مفصل طور پر ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں اس کا کھنڈن کیا۔ (صفحہ ۲۹۰)

آریہ سماچار میرٹھ کے رسالہ ماہ چیت سمت ۱۹۴۶ میں بشارات احمدیہ پر ریویو کرتے وقت لکھا ہے "یہ کیا سوجھی کہ قصہ کہانیوں کے ذریعہ سے پیغمبر صاحب کی پیغمبری ثابت کرنے کی ٹھہرادی اول تو یہ کوشش ہی محض فضول تھی۔ دوسرے اگر تھی تو سچے اور درست حوالوں سے ہونی چاہئے تھی۔ نہ کہ محض بے بنیاد اور جھوٹی باتوں سے" اسپر منشی محمد امیر احمد صاحب رئیس میرٹھ اپنے رسالہ حق کے بول بولا میں یوں فرماتے ہیں۔

۵۔ منشی۔ لالہ صاحب یہ بتائیں آپ کے نزدیک قصہ کہا ہو گیا۔ تو کونسی ہو گئی۔ ان میں آنحضرت کا ذکر نیز بھی ہے۔

آریہ۔ خدا ایسا جلشانہ ہے۔ مگر اس کے راج میں لوگ کس قدر دلیری سے دروغ پر کمربستہ ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ جناب منشی کتا ! یہ کتابیں کسی لائبریری میں نہیں ہیں اور نہ کسی پستکالہ کی فہرست میں۔ اور نہ کسی پنڈت یا خواندہ ہندو نے انکا نام بھی مانند گنگا دتی۔ وجنا تلی سو پرادتی کے آج تک سنا ہے۔ اور نہ کوئی آریہ یا ہندو اُن کو مانتا ہے پس آپ اچھی طرح سمجھئے اور سوچ لیجئے کہ اول تو مولوی رحمٰن کا یہ دعوے اور حوالہ ہی سرا پا غلط ہے اور اُسپر آپ کا ہٹ جھوٹے کی تائید سے زیادہ اور کیا وقعت رکھ سکتا ہے جھوٹ بولنا اور جھوٹھ کی تائید کرنا دونوں برابر محرم ہیں۔

۹۔ مولوی۔ ہمارے ہی جسمانی قیام کے کارن گوناگوں نباتات

اور پھولوں اور پھلوں سے اس زمین کو سجا کر جل پر ٹکایا۔

آریہ۔ ہم نے اس مسئلہ کا رد نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۴۱ پر بخوبی لکھ دیا ہے اور تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں بھی اس کی بابت ایک مفصل مضمون موجود۔ یہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر اسلامیہ کی علمی غلطی ہے۔ مولوی صاحب از میں پانی پر نہیں۔ بلکہ پانی زمین پر ہے۔ اور زمین ہوا میں گھوم رہی ہے۔ ذرا جغرافیہ کے علم کو دیکھو یا بھوگول وِدیا پڑھو۔ تب آپ کو اور علمائے اسلام کو اس قرآنی غلطی کا اقبال کرنا پڑیگا۔ ایسی ہی ہزاروں غلطیاں مدت سے محمدی صاحبان کرتے آئے ہیں۔ اور عوام لوگ مانتے مگر اب علم وعقل کا زمانہ ہے ایسے بے ثبوت نہیں چل سکتے۔

۱۰۔ مولوی۔ (جگت اُتپتی کی بابت اعتراض) آریہ کی بڑی پستکوں میں جگت کی پیدائش الگ الگ طریق سے برنن ہوئی ہے۔ منوسمرتی کی پانچویں اور ہیا آٹھویں اور نویں اشلوک میں سے۔

آریہ۔ منو کے پانچویں میں ہرگز پیدائش کی بابت ذکر نہیں۔ بلکہ وہاں تو کھانے پینے کی بابت ذکر ہے۔ پس یہ بیان بالکل غلط اور راستی کے خلاف ہے۔

۲۰۔ ۲۱۔ مولوی۔ منوادہیائے ایک پانچویں اشلوک میں لکھا ہے کہ یہ تمام جہان پہلے معدوم تھا۔ اور اس کا کچھ علم ونشان نہ تھا۔ اور نہ قیاس سے معلوم ہوسکتا تھا ایک سنسان کا عالم تھا جس سے آریہ کا یہ اصول کہ نیست سے ہست نہیں ہوسکتا۔ باطل نیست و نابود ہوتا ہے۔

آریہ۔ اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھا بلکہ اسکا یہ ترجمہ ہے "یہ تمام سرشٹی اس شکل میں آنے سے پہلے تمو یعنی سوکھشم روپ تم اوستھا میں اُس کی اسوقت کی حالت کو لکھشن کرنا یا جتلانا اور دلیل سے سدہ کرنا مشکل ہے وہ صرف سکھوپت اوستھا جیسی حالت تھی" یعنے اسوقت پر مانوؤں کی اوستھا میں پرکرتی تھی جیسے بخار کی اوستھا میں پانی ہوتا ہے۔ اسے کوئی بھی معدوم یا نیست نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ منو کے ان الفاظوں میں प्रसुप्तमिव लक्षण: आसीदिदं तमोभूत۔ چنانچہ فاضل ہنٹر نے بھی کا بھی ترجمہ کیا ہے "یہ جگت پہلے کال میں سوکھشتا سے پرکرتی میں لین ہوئے سے دیکھتا نہیں تھا دیکھو منوسمرتی مطبوعہ بمبئی سمت ۱۹۴۶ اور منو نے خود بھی اسکے مابعد شلوک میں بتلایا ہے کہ پرماتما نے اُس تم اوستھا یعنے تیارات کی حالت کو بیر اور پھاؤ یعنے ظاہری شکل میں کر دیا ایسا ہی ۱۰ شلوک سے ۲۰ تک میں سلایا ہے کہ پرمیشور اسی طرح پر مانوؤں سے سرشٹی اور سرشٹی سے پرمانو اوستھا بیستہ کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔

مولوی۔ ۱۰۔ ۲۰۔ ۲۹۔ ۳۰۔ یاگولک سمرتی کے تیسرے ادہیائے کے ۱۷ و ۲۷ شلوک میں لکھا ہے کہ آہوتی دینے سے سورج دیوتا خوش ہوتے ہیں اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے ساگ پات اُگتا ہے۔ اُس کے کھانے سے منی پیدا ہوتی ہے۔ جب نر و مادہ جفت ہوتے ہیں تب پانچوں عنصر اور چھٹا پرمیشور اور ساتواں روح اُس میں کٹھا ہو کر یک جا پاس کرتے ہیں اب بتلائیے یاگولک سچے ہیں یا منوجی۔ یا آریہ سچے ہیں جو تیسرے الگ ہی گانتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جیو اور پرکرتی سے ایشور نے اس سرشٹ کو بنایا ہے۔

آریہ۔ جو یاگولک جی کے شلوک میں ہے وہی مطلب منوجی کا ہے دیکھو

ادھیائے شلوک ۷۲ اور گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۱۴ اور مہابھارت شانتی پرب ادھیاء ۲۶۴ شلوک ۸ سے ۱۴ تک) ان سب کا ارتھ صاف ہے کہ جسم خوراک سے بنتا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے اور بارش آفتاب کی کشش سے کھینچے ہوئے بخارات سے۔ اور بخارات ہون سے۔ اور ہون وید سے ہوتا ہے اور وید پرماتما سے۔ اسواسطے سب جگت کا منتظم و ہدائت دینے والا برہم ہے اور یہی زمانہ سابق و حال کے فلسفہ جاننے والوں کا اعتقاد ہے۔ ہاں یاگولک جی کے شلوک میں زیادتی یہ ہے کہ انہوں نے سب چیزوں کا ذکر کیا ہے جن سے انسان کے وجود کا قیام ہے۔ اول تو انہوں نے پانچ عنصر بتلائے۔ پس اُن کو اس جسمانی حالت میں ترکیب دینے والا پرماتما ہے۔ اور جب پرماتما نے اُن کو اس حالت میں ترکیب دیا۔ جب روح کا تعلق اُس جسم سے ہوا۔ اور یہ سارا انتظام روح کے کرموں کے مطابق پرماتما کی طرف سے ہے پس اس سے کوئی اعتراض عاید نہیں ہوتا۔

۲۔ منشی۔ ہون آتش پرستی یا مجوسی پرستی جو سماجوں میں اکثر ہوا کرتی ہے جس میں وہ عمدہ چیزیں جو انسان کی پرورش کے واسطے مخصوص ہیں جلائی جاتی ہیں جس کو میں نے بھی بطریق تماشا ایک مرتبہ دیکھا ہے۔ وہ عقلمندوں کے نزدیک کس قدر قابل تحسین ہے۔ اس سے اگر ہوا کی صفائی مقصود ہے۔ تو یہ گندھک وغیرہ کے جلانے سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسانی غذاؤں کا جلانا ہوا کی اصلاح کے واسطے۔ اور پھر مردے جلا کر بدبو پھیلانا اور پیشاب و پاخانہ سے ہوا کو خراب کرنا اور مکانات کو گوبر سے لیپ کر کثیف اور پر از عفونت کرنا تہذیب اور فلاسفری سے کوسوں دور ہے۔

آریہ۔ آپکا لفظ فلاسفری اور ہمیں آپ کی لیاقت کی شہادت دے رہا ہے۔ اگر آپ نے ہون کو آتش پرستی یا مجوسی پرستی بتایا تو کیا ہوا شاید اس تحریر سے پہلے ہی نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ انبیاء کو آتش پرست یا مجوسی پرست یقین کر لیا ہوگا۔ جو ہمیشہ ہون کیا کرتے تھے اور لوبان۔ اور صندل وغیرہ اشیاء سے اپنے مکانات کو معطر رکھتے تھے۔ منشی صاحب اصول حفظ صحت کا ورد ہے۔ جیسے شفاخانہ جاری کرنا۔ اور دوائی مانگنا۔ مکان کو صفا رکھنا۔ مرض پرستی یا دوا پرستی یا مکان پرستی نہیں۔ ویسے ہی ہون بھی آتش پرستی نہیں۔ ہاں اگر اُس سے یعنے آگ سے کچھ مانگا جاوے۔ یا اُس کے آگے سجدہ کیا جاوے۔ تو آتش پرستی ضرور ہے۔ اور ہم ایسا کرنیوالے کو پورا مشرک سمجھتے ہیں۔ جیسے کعبہ پرستوں کو یا حجر الاسود پرستوں کو۔ ہون کی بابت ہم نے مفصل بحث تکذیب براہین احمدیہ میں لکھ دی ہے۔ ہم نے بھی کئی مسلمانوں کو کعبہ پرستی کرتے چند بار بطور تماشا کے دیکھا ہے مگر وہ کیا قابل تحسین ہے و جس طرح گندھک کے جلانے سے ہوا صاف ہوتی ہے اور جس طرح جلاب ہانے سے بدن صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ہون سے ہوا طہر ہوتی ہے گندھک جلانا بھی ہون ہے۔ لیکن وہ گوگرد پرستی یا آتش پرستی نہیں۔ مکانات کو گوبر سے لیپنا اور لیس کرنا اچھا اور نیلہ توتیا سے لیپنا تمام ہی حفظ صحت کے واسطے ہے تمام مہذب تعلیم یافتہ انگریزی ہمارے ساتھ شامل ہیں ہندوں کے چوکے کا اپنے ہاں پر چینا سے رچہ بالکل گندگی کا ہوتا ہے۔ مقابلہ کر کے دیکھو تب آپ کو صحت اور صفائی کی تمیز حاصل ہوگی۔

افغان لوگ جب کسی چیز کو نہائت عمدہ اور لیس ہوا دیکھتے ہیں۔ تب تمثیلاً کہا کرتے ہیں جیو کا جو۔ متوفے یعنے اب یہ چیز نہائت عمدہ ہو گئی مگر چونکہ دیدہ پور پہ لذات اور کم۔ مردوں کا جلانا بدبو پھیلانا ہے اور دفن کرنا عطر کے جھونکے دینا ہے۔ آفرین ہے اس آپ کی لیاقت ہمہ دانی فہمی پر تمام مہذب یورپین ڈاکٹر اس صداقت کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ کہ دفن کرنا بیماریوں کا گھر ہے اور جلانا ہر طرح بے خطر اور اچھا ہے۔ محمدی تعصب یا قرآنی لیاقت سے اسے بدبو پھیلانا خوا الافعل بتلاتے ہیں۔ سچ ہے کار لوز مہدی تت سخاری۔ آنریبل سید احمد صاحب نے سچ فرمایا ہے اونٹ چرانیوالے ایسے امور کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

آمدیم برسر مطلب۔ منوجی کے ادھیاء اول کے شلوک ۸ کا یہ ترجمہ ہے کہ اُس پرماتما نے شانت اور سنتھاوالی پرکرتی سے عناصروں کے بڑے حصہ اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا۔ اور اس سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا۔ اس منو کے شلوک کو سُن سنا کر (جو پارسیوں کی کتابوں کے ذریعہ معرفت سلمان پارسی کے آنحضرت کو پہونچا) قرآن میں بھی ایک جگہ لکھ مارا کل شئی حی الخ یعنے سب چیزوں کی تازگی اور زندگی کا باعث پانی ہے۔

منو کے شلوک ۱۰ کا ترجمہ یہ ہے۔ آپ لفظ کے دو معنے ہیں۔ پانی۔ اور جیو پس جو ان سب میں بیاپک اور سرب انتریامی ہے اُسی پرماتما کا نام نارائن ہے۔ اسی کا غلط ترجمہ اوتاروں کے زمانہ میں یعنے جب لوگوں کو خدا کا اوتار مانا گیا۔ اس طرح ہو گیا۔ یعنے جل میں یا جل پر آرام کرتا ہے اُس کو فلاں ہے۔ توریت کے مصنف نے (جسکا زمانہ مہابھارت سے بہت اودھر ہے) اُس آریہ ورت کے غلط انسانوں سے غلطی کھائی اور لکھدیا کہ خدا کی روح ابتداء میں پانیوں پر ڈولتی تھی۔ اور اِسی توریت کے غلط ترجمہ سے مصنف قرآن مغالطہ میں پڑا اور سورہ ہود میں لکھدیا وکان عرشہ علی الماء یعنے خدا کا تخت یا کرسی (رہنے کی جگہ) پانی پر تھی۔

منو کے نویں شلوک کا ترجمہ یہ ہے۔ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب بڑے تو ایک سنہری گولہ بن گئے۔ اس گولے میں (سورج) تھا جو سب کروں سے بڑا ہے۔ یعنے پہلے سب ستارے و سیارے مع زمین کے قدرتاً ایک گول آکار ہو گئے۔

شلوک ۱۲ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے بڑے تیجوالا سورج اُس مدور گولہ آکار حالت میں بندھی یعنے کئی ہزار برس تک رہا۔ پھر پرمیشور نے اپنی انتظامی طاقت سے اس گولے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پرتھوی کا نام پرتھوی اِسی واسطے ہے کہ وہ سورج سے پرتھک یعنے جدا شدہ ہے۔ یہ سارا بیان منو کا علم جیالوجی اور علم ہیئت کے معلومات کے مطابق ہے۔ اعرابی لوگ بالخصوص آپ جیسے متعصب مزاج جب تک انصاف سے کام نہ لیں۔ اور علم معقول نہ پڑھیں۔ ان علمی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ منوجی نے جو کچھ پرتھوی و دنیا کے بارہ میں کہا ہے وہ بالکل فلاسفی اور سائنس کے مطابق ہے۔ (مفصل دیکھو مسٹر آرسے پروکٹر صاحب امریکن ہیئت داں کا مشہور لکچر) سنسکرت میں کرہ کو انڈ کہتے

ہیں اور ایک سورج کو معہ اُن کے کل کرّوں کے جو سورج کے گرد پھرتے یا اُس سے متعلق ہیں برہمانڈ کہتے ہیں۔

۱۱۔ مولوی۔ یاگولک سمرتی ۳ / ۲۶ و ۲۷ ورگ وید کے آٹھویں اشٹکا کے یجروس رنام منتر سکت میں ہے کہ اُس ایشور کا مکھ برہمن ہو گیا اُس کا بانہہ چھتری ہو گیا اُس کے ران ویش کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اور اُس کے پاؤں سے شودر پیدا ہو گئے۔ اُس کے پانو سے پرتھوی اور سر سے آکاش اور ناک سے پران اور کان سے دساں دشا۔ اسیرش سے وایو۔ منہ سے اگنی۔ من سے چندرماں۔ آنکھ سے سورج۔ جانگھ سے انترکھش۔ منہ اور چر یعنے غیر متحرک واچیر یعنے متحرک پیدا ہوئے۔

۱۳۔ ۱۴۔ منشی۔ رگوید میں ہے کہ پرمیشور کے منہ سے برہمن ہاتھوں سے چھتری۔ اور رانوں سے ویش اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے اور یہی یاگولک وغیرہ رکھیوں نے کہا ہے۔ (۲) سام وید اور اُس کے اُپ نشدوں میں لکھا ہے کہ بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا اور اُس میں سے برہما پیدا ہوئے۔ اور برہما نے اپنے جسم کے دو حصہ کر کے دائیں حصہ سے مرد سیوم نام بنایا اور بائیں حصہ سے منوست روپا نام عورت بنائی جس سے یہ چاروں ورن نکلے۔

(۵) دھرم شاستر میں ہے کہ سب سے پہلے ایشور نے پانی میں نطفہ ڈالا۔ وہ بصورت بیضہ بن گیا۔ اور اُس بیضہ سے برہما پیدا ہوئے۔ برہما نے اپنے جسم کے دو ٹکڑے کر کے نصف بالا یعنے اوپر کے ٹکڑے سے مرد بنایا اور نصف زیرین یعنے نیچے کے ٹکڑے سے عورت بنائی۔ دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی حالت میں دائیں بائیں کی تقسیم ثابت ہوئی اور اُس میں زیر و بالا کی۔ (۵) رامائن اجودھیا کانڈ میں لکھا ہے کہ کشپ کی استری منوست روپا سے چار ورن اس طرح پیدا ہوئے۔ کہ برہمن اُس کے منہ سے اور چھتری اس کی چھاتی سے ویش اس کی جانگھ سے شودر اُس کے پاؤں سے (۶) اتہاس تمر ناشک میں راجا شیو پرشاد صاحب لکھتے ہیں کہ برہمن آبو پہاڑیوں پر ایک اگنی کنڈ بنایا گیا۔ اور اس میں چار مورتیں ڈالی گئیں جس سے یہ چاروں ورن مذکور پیدا ہوئے۔

آریہ۔ مولوی صاحب نے تو اپنی لیاقت اور فخر اسلام ہونے کے باعث آکاش کو آکاس اور چر کا غیر متحرک ترجمہ کیا۔ اور پُرش کو پردس اور اُس کا ترجمہ نام منتر لکھا۔ مگر منشی صاحب نے اور بھی غضب ڈھایا سویمبھو کو سیوم اور ست روپا کو شت روپا۔ اور منو راجا اور شت روپا اس کی رانی دونوں کو استری۔ اور آبو پہاڑ کو پہاڑیوں اور کنڈ کو گنبد لکھا۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ آپ لوگ سنسکرت یا ناگری میں کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ تاریخ سے آگاہی ہے۔ سنئیے ہم آپ کو نمبروار ہر ایک بات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ کو وید تو در کنار راجہ شیو پرشاد جی کے اتہاس تمر ناشک کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ یاگولک سمرتی کا حوالہ بھی غلط ہے۔ اُس کے نمبر ۳ ادھیائے کے ۲۶ و ۲۷ شلوک میں ہرگز ایسا مضمون نہیں ہے۔ باقی رہی تمر ناشک اُس کی اصل عبارت یہ ہے۔ جو ہندوستان میں ادھرم یعنے بودھ مت پھیلا ہوا دیکھ کر برہمنوں نے اربد گری پر جسے آبو پہاڑ کہتے ہیں۔ ایک اگنی کنڈ بنایا اور وہاں دیوتاؤں سے آپ آکر چار مورتیں اُس کنڈ میں ڈالدیں۔ اُن سے اگنی کل کے چار کھتری یعنے پرمار۔ پرہار۔ چوہان۔ سولنکی۔ جو ہمارے اس وقت مشہور ہیں۔ چوہان نکلے۔ اور پیدا ہوئے۔ اس بات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُن برہمنوں نے چار آدمیوں کو شاستر کے سنسکاروں سے درجہ دیا تھا۔ یعنے اُن کا نیا جنم مان کر انہیں اصلی کھتری بنا لیا تھا (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ اول صفحہ ۴۳ سنہ ۱۸۸۶ء) اب بتلائیے کہ آپ نے راجہ صاحب کے مطلب کو کس قدر غلط سمجھا۔ اور کتنا دھوکھا کھایا۔؟ اور اب اس غلطی کے معلوم ہو جانے پر بھی اقرار کرو گے۔ یا نہیں۔؟

او ۲۔ رگوید اور سام وید یا اُن کے کسی اُپ نشد کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ غالباً معلوم نہیں تھا اور ہوتا کہاں سے۔ عجب یہ بات اُس مقدس کتاب کی شان سے بہت بعید ہے اور ایسی کفری تعلیم کا اُس مجموعہ صداقت و توحید میں ہونا بھی سراپا ناممکن ہے۔ آپ کیوں ایسے فضول اعتراض لکھ کر اپنی لیاقت پر لوگوں کو ہنساتے ہو۔ چونکہ وید مقدس میں ایسا مضمون یا اُس کی تائید کا ماثل تم دستاناب نہیں پس ہم آپ کو اس کی تردید وید مقدس سے سناتے ہیں۔ دیکھو رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷ ورگ ۳ منتر ۱ و ۲ و ۳ و ۴۔ اور یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ایک سے ۴ تک اور ادھیائے ۴۰ منتر ۹۔ اس کے سوائے وید بھاش بھومکا صفحہ ۳۰۰ ستیارتھ پرکاش ۱۷۹ سے ۲۰۳ و ۲۰۹ سے ۲۱۴ تک علاوہ بریں نامہ نگار کی مصنفہ مورتی پرکاش میں ایک سینکڑہ کے قریب پرمان اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۹ سے ۱۸۱ تک میں اس امر کی بالتفصیل بحث ہو چکی ہے۔ مرحوم پنڈت گورودت جی ایم اے نے اپنے رسالہ انگریزی ویدک میگزین میں بڑے پُر زور دلائل سے اس کا کھنڈن کیا ہے کہ وید مقدس کی رو سے پرماتما کا آکار ہرگز نہیں وہ نراکار ہے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ ساق وغیرہ اعضا کسی طرح کے نہیں ہیں۔ اور یہی وید کے پرانے ترجموں یعنے آپ نشدوں میں مذکور ہے۔ کہ پرماتما حوائج نفسانی سے سراپا دور ہے۔ اصل میں یہ اعتراض آپنے اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ پادری ہنری مارٹن کی کتاب سے نقل کیا ہے جس کا ہم مفصل جواب صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج میں عرض کر چکے ہیں۔ یہ صرف جگت کی پیدائش اور انسانوں کا اُس سے اِس بارہ میں ایک علمی استعارہ ہے۔ جس کو آپ علمی محاورہ سے عاری ہونے کے سبب نہ سمجھ سکے یعنے سارے ہئیت کو ایک آدمی فرض کر کے بتلایا گیا ہے۔ کہ اُس آدمی کا برہمن یعنے عالم مکھ ہے۔ چھتری یعنے بہادر اُس کے مانند یا قوت بازو ہیں۔ ویش یعنے سوداگر۔ تاجر۔ بیوپاری۔ کسان۔ اُس کی ران یعنے چلنے کی طاقت اور شودر یعنے خدمت گار بیوقوف اسکے قدم یعنے قیام کی تختی ہیں۔ اور اگر منطقی دیکھا جاوے۔ تو یہی تقسیم تمام انسانی قوموں میں موجود ہے مفصل دیکھو جلد الکہم نمبر ۳ اور آریہ سماج لاہور کے شائع شدہ ورن بیوستھا کی

تشریح: منشی اندرجیت صاحب رئیس پرچہ رسالہ الحق کا قول ہے کہ پندرہ ویں سال میں یہ چار ورن کا اشتہار دیکر لکھتے ہیں۔ مگر یہ ایک چھوٹا سا اشتہار ہے اس کا پندرہ برس سے جواب نہیں ہوگا۔ امید ہے کہ ان سوالات کے جواب باصواب سے مشکل تھا ہم کو شکور بنا کیجئے مہلت پہلی سالہ کی طرف سے بجا لا کر پبلک ہوئے کہ اس اشتہار کا جواب دیتے ہیں۔

نامہ نگار آریہ مسافر

پستک یالا مستی راہی اتھروید دھرم پرچارک کی مصنفہ ورن بیوستھا - اِسی استعارہ کا ذکر مکہ تشریح بھارت موکھش دھرم ادھیائے ۱۸۲ اشلوک ۱۱ ۔ ۲۰ تک صفحہ ۹۰ میں ہے - یہ انسانی تقسیم ختم ہوئی - اب ہم بتلاتے ہیں کہ اسی ورن بیوستھا کی بابت پرانے محققین کی کیا رائے تھی - سیر المتاخرین کا فاضل مورخ لکھتا ہے - دوسرا انجام کہ صاحب علم وفضل وزہد وعبادت بودند - برہمن نام نہادند صاحبان جرأت وشجاعت وعقل وفطانت رچھتری وصاحبان تجارت وزراعت وصناعات شریفہ را بیش رویش، وخدمات انہا و ایں جرگہ رذیلہ را شودر قرار دادہ بہر قرار این اسما سمی گردانیدند عمل برہمنان تحصیل علم وعبادت وارادہ ورانتفادہ علوم وریاضیات رحق پرستی ورہنمائی دیگراں براہ حق - وکار کر چھتری خراج ستانی وسروری ورعیت پروری و ملکداری وحمایت برہمناں وخدمت ایشاں - وشغل بیش رویش کشاورزی وستجارت نمودن وصناعات شریفہ اختیار فرمودن - وپیشہ شود صناعات خسیہ وخدمت ایں ہر سہ صنف نمودن،، (از سیر المتاخرین حصہ اول صفحہ ۹)

پھر اسی مورخ نے ایک اور جگہ لکھا ہے - (اور مختلف فرقوں کا ذکر لکھتے ہوئے) کہ براہمہ ہر فرقہ دیگر را کہ از خود مذہبی اختراع کردہ - قبول نمی کنند برہمناں کیش قدیم کہ موافق وید از آغاز آفرینش رواج یافتہ معتقد اند ،،(صفحہ ۱۰)

پھر وہی محقق تحریر فرماتا ہے وو درین کیش چہار آشرم است یعنے چہار آئین - اوّل برہمچرج یعنے کہ خدا الشودبہ تحصیل وتکمیل علوم صوری ومعنوی پرداز د - دوم گرہست یعنے کہ خدا شدہ مامور بعلقات اشتغال ورزد - سوم بان پرست یعنے چوں سن کہولت رسد ولپسرے وفرزندے شود ترک تعلقات نمودہ معہ زوج خود در صحرا رفتہ بعبادت الٰہی بگذارند وغیراز میوہ ہا برائے غذا نکنند - چہارم سنیاس یعنے خود را از ہمہ امور باز داشتہ بعبادت اشتغال پردازد - وہر مردم را درین آبادبود چہار برن اند - یعنے چہار فرقہ - اول برہمن اعمال او بید خواندن وعلوم آموختن - دوم چھتری کہ اسم ال بعضے ازاں براجپوت شہرت دارند وبرخے بکھتری مشہور اند نجابت میناک ومستعد ملک کار ہائے سناں بفرمان روائے وانتظام ممالک وآب شجاعت وسپاہی گری بسر کردن - سوم بیش کہ کردار ہائے او سوداگری ودیگر پیشہ ہائے شریفہ پرداختن چہارم شودر کہ شیوہ او پیشہ ہائے خسیہ زدیدن وخدمت ہر سہ فرقہ مذکور نمودن - از سیر المتاخرین جلد اول صفحہ ۱۱ -

اور یہی طریقہ ہے ہمارے ورن کی تقسیم پہلے ایران وغیرہ ممالک میں بھی رائج تھا - ساسان پنجم نے لکھا ہے - کہ تمام دنیا کے انسانوں کی تقسیم انہیں چار درسن پر ہے سوائے اِن چار ورن کے پانچواں کوئی ورن نہیں - پرانی فارسی میں برہمن کو برمن - چھتری کو چتری - ویش کو دیش - اور شودر کو شنا کہتے ہیں - (مفصل دیکھو ژند اوستھا فارسی) اور یہی چار ورنوں کی تقسیم وید مقدس کی تعلیم کے مطابق ہے -

اب دوسری تقسیم سنئے سانپ بھو تقوں میں سے آتش یکھ ہے - جو کہ پانچواں ہے - سیاہ بار وسپائی ران - اگانی جو یعنے پوست ہے چندرماں من ہے یعنے جس طرح من میں استقلال نہیں - اسی طرح چندرماں میں بھی نہیں - سورج آنکھ ہے - یعنے نور بصارت کا باعث اور یہی سبب

ہے کہ جہاں سورج کی روشنی نہیں پہونچتی - وہاں کے جانوروں کو آنکھیں نہیں دی گئیں - جیسے سمندر کے تہ کے جانور - انترکش یعنے عالم فضاء اُدر یعنے پیٹ ہے - مولوی صاحب یہ بھی علمی استعارہ ہے - آپ اِس کو اپنے تجاہل عارفانہ سے قابل اعتراض سمجھے - آخواہ لکیہ آپ نے مولوی جامی کی زلیخا بھی نہیں پڑھی - یا اُس کا یہ علمی استعارہ بھول گیا ہے

جہاں بکرم ارواح وجہ اجسام بود شخصے معین عالمش نام
بود انساں درین شخص معین چو عین بندہ بشناس روشن

تمام دنیا کو عالم کبیر اور انسان کو عالم صغیر ماننے کا استعارہ بھی یہی مطلب رکھتا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ * والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ - پس ویدوں اور اپ نشدوں میں کوئی فرق نہ رہا - اس علمی استعارہ کو سمجھنے سے آپ کی لیاقت کی شہادت مل گئی - عے باقی رہا دھرمشاستر یعنے منوسمرتی کی بابت سوال اُس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اُسکا ترجمہ غلط سمجھا اور دھوکھا کھایا - اصل ترجمہ اُن شلوکوں کا یہ ہے کہ اُس پرماتما نے سناتن اوستھا مالی پرکرتی سے عناصر کے بڑے حصے اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا یعنے پرکرتی کے آکسیجن گاس سے - اور اُس میں سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا - عے ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب بیج تو ایک سنہری گولہ بن گئے - اُس گولہ میں سورج تھا جو سب کروں سے بڑا ہے - آگے شلوک ۱۰ سے ۵۰ تک سب چیزوں کی بنیاد قائم کرنے کے بعد یہ ذکر کیا ہے - کہ ویراٹ یعنے حکمت کے مالک نے وہ جو انسانی سرشٹی کا بیج تھا - اُس کے تذکیر و تانیث فوا دکو جسے سنسکرت میں متر اور ورن کہتے ہیں - دو حصے کر دیئے جنسے کئی مرد اور کئی عورتیں ابتدائی قانون قدرت کے مطابق بطور قدرتی بچوں کے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں - اگنی - وایو - انگرہ - آدینہ - مریچی - پلست - پلہہ - اتھرے - پرچیت - وششٹ - بھرگو - نارو - سویمبھو وغیرہ - اس میں نصف مالا اور نصف زن کا لفظ نہیں - پس ویدوں اور اُپ نشدوں اور منوسمرتی میں مسئلہ پیدائش کی بابت کوئی اختلاف نہیں - ہر طرح اتفاق ہے - عے بھاگوت - یہ جینیوں کی بنائی ہوئی پستک ہے - اور اسی طرح ۱۸ پوران - ہم نے اس پر مفصل اور تاریخی حوالہ سے ایک مضمون لکھدیا ہے - جس کا نام وو پوران کس نے بنائے،، رکھا ہے پس بھاگوت کا ذکر یا حوالہ بالکل غلط ہے - اس میں رہاستی کی ذرا بھی بو نہیں وہ سکھدیو کی بنائی یا سنائی نہیں ہے - بلکہ حساب کرنے سے ظاہر ہوتا ہے - کہ سکھدیو کی وفات سے ۹۶ سال بعد پریچھت فوت ہوئے جن کو کسی حالت میں مرا ہوا سکھدیو آکر نہیں سنا سکتا تھا - (دیکھو بھارت سانتی پرب) یہ پستک بوپ دیو نام مارگی کا بنایا ہوا ہے - اُس کی پیدائش کا حال بالکل باطل ہے - اور ایسا ہی توریت وقرآن وغیرہ کی پیدائش کا حال بھی انہیں غلط ترجموں سے اُن سنا کر لائق ابطال ہے کہ وو آدم کی پسلیوں سے اُس کی خواب کی حالت میں ہڈی نکالکر اور اُس کی جگہ گوشت بھر کر اس پسلی سے خدا نے عورت بنائی جس کا نام ناری رکھا - یعنے نر سے نکالی ہوئی،، (توریت ۲؍۱) - پس پوران اور ایسی کتابیں کبھی ماننے کے لائق نہیں - کیونکہ ایک انسان

سے دنیا کی پیدائش ہرگز نہیں ہوئی۔ اور نہ اس طرح پیدائش ہوئی۔ باقی رہا رامائن کا حوالہ وہ بھی بدبخت طرح سراپا غلط ہے۔ ہر چند ہم نے تلاش کی اجودھیا کانڈ کے ۱۱۰ سرگ میں پتہ نہ ملا۔

۲۱-۲۳ مولوی۔ یجروید کے سرب میدا آپ لوتدوں میں ہے کہ وہ ذات کہ روشن ہے اور ہر طرف سے محیط ہے۔ گو سب سے منزہ ہے مگر تمام ادویں بھی وہی ہے جو ہوا یا ہوگا یا ہے وہی ہے۔ پھر بحوالہ تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۲۲ سے ۲۴ ہمہ اوست کی تائید کرتے ہیں اور ثبوت دیتے ہیں کہ چودھری نول سنگھ کی کتاب سہاریس جوگ ہمہ اوست کی تائید کرتی ہے یعنے ہمہ اوست سکھلاتی ہے۔

آریہ۔ اگرچہ یہ آپ لوتد کوئی مستند نہیں مگر تو بھی اس کا یہ مضمون بالکل ٹھیک ہے پرمیشور ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر شے میں موجود ہے بقول شخصے ؎

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری ثمرہ ہے قلم کا حمد باری

قرآن میں بھی ہے کہ وہ رگ گردن سے نزدیک ہے۔ تو کیا عورتوں کے شکم میں موجود نہیں **جامی** کہتا ہے ؎

جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ ز معشوقان عالم بستہ پردہ
سر از جیب مہ کنعاں بر آورد زلیخا را از جاں بر آورد

بیشک وہ سب جگہ موجود ہے مگر سب وہ نہیں یہ سب اُسکی پیدائش ہے اور اُسکے حکم کے زیر فرمان ہیں وہی سب اُسکے زیر فرمان اور اُسکی خداوندی کے تابع ہیں۔ اور مادہ بلحاظ جز ہونے کے خود منتظم ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ روح اُس سے کام لے سکتا ہے پس یہ سارا مرکب جہان یعنے مادی دنیا اُسکی سرشت یعنی پیدا کردہ ہے۔ اور یہی مطلب ہمارے ہندی شاعر چودھری نول سنگھ جی کا ہے۔ افسوس کہ آپ باوجود اسقدر فضول و طول دعاوی کے چودھری صاحب کے ہندی اور عام فہم اشعار کا بھی مطلب نہ سمجھ سکے۔ مہربانی کر کے کسی آریہ ناگری خواں سے میرٹھ میں ہی پوچھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اُن کے کسی شعر سے ہمہ اوست یا ہمہ از وست کی کرودھ تعلیم نہیں ملتی ہے۔ بلکہ جیسا عام آریوں کا عقیدہ ہے۔ ویسا ہی اُن کا سمجھ ہے۔ آپ نے اُن کے اشعار بھی غلط اور ادھورے درج کئے۔ اصل یہ ہے۔

ہردے میں ہری کو جان بھجن کر استر دھیان ہو
اگنی سدا گیو سار ہر جل ستھل میں ہیا یک یکتان سبھی لوک پہ ناک اس سے کیا جدا کیا بچان
بھجن کر استر دھیان ہو
آنکھ۔ ناک۔ مکھ موند کے نام نرنجن لے اندر کے پٹ جب کھلیں باہر کے پٹ دے
لوکا بغل میں ڈھونڈ شہر میں کیوں بھٹکا داں بنا گرو دیا استر کرن جا ہے جت بیچ جہان

دیکھئے کتنی خوبی سے ایشور کا دھیان ویدوکت طریقہ ہندی بھاشا میں بتلایا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج غور کرے تو زبردست حق پرست علماء نے اسلام کو ایسی باریکیاں کم سوجھی ہیں چنانچہ **جامی** نے کہا ہے۔

ز نورش تافتہ خورشید یک تاب برون آورد و غلطید بر سر آب
رخ خود شمع زاں آتش بر افروخت بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت

مولوی **رومی** کہتا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سر حق بر من بخند

ایک اور **فاضل** نے کہا ہے۔

خدا پاس پاس یہ ڈھونڈے جنگل میں منادی کستور میں لڑکا بغل میں

چودھری صاحب نے اِن سب سے بڑھکر عمدگی سے تصور ذات الٰہی کا طریقہ بتلایا ہے۔ اصل میں اُنھوں نے کعبہ پرستوں اور بت پرستوں کی خوب خبر لی ہے "گرجا مندر مسجد ہمکو اور ٹھکانہ نہیں چاہئیے" والے ہم ہیں۔ اور دوسرے ہمیں کیا مطلب والے" میں اُنھوں نے صاف بتلا دیا ہے کہ پرماتما انتریامی کو چھوڑ کر ہم کعبہ جاویں۔ کیا مطلب یعنے بالکل بیہودہ ہے۔ اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ وہ جیو و برہم کی ایکتا کے کسقدر برخلاف ہیں۔ دیکھو جیو ہیں اور برہم ہیں جو ایکتائی مانتے۔ ہم تو اُن کو برہمہ اگھش سے بھی بڑھکر جاننے والا سمجھیں اور اسی طرح اُن کا رسالہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" جو خاص اِس مکر و تعلیم کی تردید میں اُنھوں نے تصنیف کیا ہے جس طرح اِس ہمہ اوست کے مسئلہ کو اُنھوں نے کھنڈن کیا۔ اُسی طرح آریہ سماج اور وید مقدس کا ہر ایک ماننے والا تردید کرتا ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا سراسر باطل ہے۔

آگے چل کر مولوی صاحب صفحہ ۴۲ سے ۸۰ تک کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں سے اور کچھ آریہ سماچار کے اردو پرچوں سے نقل کر کے ہماری ہی نقل اور ہمارا ہی مضمون کہتے ہیں کہ تم استہ نہیں سمجھتے ؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ تاکہ لوگ سمجھیں کہ مولوی صاحب نے خود ارشاد کیا ہے (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۷۰ و نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۱۳) اور ایسا ہی حاشی امیر احمد نے صفحہ ۷۰ پر حق سے مخالفت کی ہے۔

۲۸ و ۲۹-۳۰ مولوی۔ پھر آریہ ایشور کے پتا ہونے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اور عیسائیوں پر بیجا اور جھوٹے اعتراض جڑتے ہیں۔ اور اسلامیوں کے نزدیک تو یہ دونوں گروہ اِس بات میں جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد یعنے اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا ہے نہ کسی کا بھائی بند ہے۔

آریہ۔ پتا لفظ کے معنے سنسکرت میں مفصلہ ذیل ہیں۔

जनकश्चोपनेता च यश्च विद्यां प्रयच्छति।
अन्नदाता भयत्राता पञ्चैते पितरः स्मृताः॥

ترجمہ پیدا کرنے والا۔ یگیوپویت دینے والا۔ ودیا دینے والا۔ ان داتا۔ اور رکشا کرتا حقیقی۔ اِن پانچ معنوں میں پتا لفظ لیا جاتا ہے۔ اِن پانچ سے حسب موقع کبھی آریوں نے انکار نہیں کیا۔ بلحاظ نمبر ۱ والد کو اور بلحاظ نمبر ۲ پروہت کو اور بلحاظ نمبر ۳ معلم۔ گورو۔ پنڈت اور ماسٹر کو۔ اور بلحاظ نمبر ۴ راجا مالک۔ مخدوم کو۔ اور بلحاظ نمبر ۵ پرماتما مالک کل کو پتا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہی سنسکرت لغات کے رو سے پتا کے معنے ہیں۔ بائبل میں کئی جگہ خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیوں کا ذکر ہے جس کی بابت آنریبل سر سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں "خدا کے بیٹوں سے ایمان والے سچے اور خدا پرست آدمی مراد ہیں۔" (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۲۴۵) قرآن میں بھی ذکر ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا۔ **ترجمہ** اللہ کو ایسا یاد کرو جیسے کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو مولوی رومی نے بھی کہا ہے۔

ما عیال حضرتیم و شیر خواہ گفت الخلق عیال للالہ

سلیمان۔ داؤد وغیرہ سب خدا کے بیٹے کہلاتے تھے۔ اور اسی طرح سکندر بھی مگر اِس پر نہ ہمارا اور کسی اور فاضل کا اعتراض ہے۔ کیونکہ یہ سارے اِسی مطلب کے ہیں جو منشا وید کا ہے۔ (یجروید کے ادھیائے ۳۲ منتر ۱۰) ہم جو عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اور وجہ سے ہے۔ یعنے وہ حضرت عیسیٰ کو کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ اور خدا کی روح سے اُسے حاملہ ہونا بتلا کر اِس رشتہ داری سے

اُسے خدا کا بیٹا بتلاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ حضرت عیسیٰ یعنے بیٹے کو دوسرا خدا مانتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ کنواری مریم کو حضرت عیسیٰ کی ماں کہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو اُس کا باپ اور مسیح کو خدا کا اکلوتا۔ بلوٹھا۔ بیٹا ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ معاملہ بالکل غلط ہے۔ مسیح اور اُس کے پانچ چار حقیقی بھائی اُسی مریم کے شکم سے پیدا ہوئے جو یوسف نجار کی بیاہتا عورت تھی۔ اور چونکہ عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی مریم کے باکرہ رہنے کے قائل اور اسی حالت میں روح القدس سے حاملہ ہونے کے مقر۔ اور مسیح کو روح اللہ وکلیم اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی عیسائیوں کی طرح مجبوٹے ہیں۔ کیونکہ حضرت مریم باکرہ نہیں تھی۔ بلکہ یوسف نجار کی بیاہتا تھی۔ ہم نے اِس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے کرشچین مت درپن میں حل کر دیا ہے۔ اِس قرآنی آیت سے ہزار گنا بڑھکر اور لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے اِس مبارک مسئلہ کی تعلیم دی ہے جس سے آریہ لوگ ایسے مغالطے اور دھوکوں میں عیسائیوں کی طرح یا محمدیوں کی مانند نہیں پڑھ سکتے۔ دیکھو وید میں لکھا ہے ॥ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जाते। न जनिष्यति ॥

ترجمہ وہ ایشور تمام جگت میں ملکر جگت سے جدا۔ اگیانی نہیں بلکہ گیان والا۔ غیر مادی۔ سرو گیہ نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔

۴۹۔ مولوی ۔ آریوں کے وید میں مسئلہ تناسخ کا تذکرہ نہ تھا۔

آریہ۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وید ہائے مقدس میں بہیوں منتر مسئلہ آواگون کی بابت موجود ہیں۔ (دیکھو رگوید۔ اشٹک ۸ ادھیائے ۱ ورگ ۲۳ منتر ۶ و ۷ وغیرہ)۔

پھر مولوی صاحب نے صفحہ ۴۴ پر اُرسی اور درباسا اور ایک گھوڑے کی کہانی لکھی ہے مگر بے سند۔ صرف اندھا دھند پرانوں وغیرہ کا نام لکھدیا۔ اور ایسی ہی ایک کہانی میر احمد خاں صاحب نے صفحہ ۷ و ۸ کے حاشیہ پر سکھدیوجی کی بابت لکھی ہے۔ یہ ایسی ہی کہانیاں ہیں۔ جیسے حاتم طائی اور امیر حمزہ یا عوج بن عنق کی داستانیں یا ذوالقرنین اور اصحاب کہف یا یوسف زلیخا کے واقعات یا کمہ کرن کی خواب یا جونپور کے قاضی صاحب کی کہاوت کہ قاضی صاحب گدھا بن گئے تھے یا گدھا قاضی بن گیا تھا۔ ہم ایسی فضول کہانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ ستیہ دھرم کا ان باتوں سے کچھ تعلق نہیں۔

پھر مولوی صاحب صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر راجہ جہات کی کہانی لکھتے ہیں کہ سورگ سے اس کو اندر نے نکالدیا۔ اور پھر راجہ سُرگ سے بہ سبب ایک اُربسی کے نکالا گیا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس ملک کا ذکر مہابھارت میں ہے۔ وہ ملک برہما کا نام ہے جغرافیہ کے رو سے سارے نشان برہما سے ملتے ہیں۔ یہ کہانیاں قرآن کے قصہ بہشت اور آدم وحوا و سانپ اور ابلیس وطاؤس و رضوان وغیرہ الحارث سے زیادہ معتبر ہیں۔ کیونکہ جس بہشت کا قرآن میں ذکر ہے اُس کا صفحہ دنیا پر سوائے چند آدمیوں کی زبانوں کے کہیں پتہ نہیں لگتا۔ مگر دروغ برگردن راوی۔ ہم ایسی بے وقعت باتوں پر متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مسلمانوں کا جنت اور ہندوؤں کا سورگ دونو ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہیں۔ جیسا وہاں سے آدم نکالا گیا۔ حوا نکالی گئی۔ شیطان نکالا گیا۔ سانپ اور طاؤس نکالا گیا۔ وہی حال پورانک سورگ کا ہے عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۵۰۔ مولوی۔ پارسی بھی پستکوں سے آریوں نے وید نکالا ہے سگی بہن اور بھائی کے پھیرے باہم پھرا دیتے ہیں۔

آریہ۔ پارسیوں پر جو آپ کی عنایت ہوئی وہ بھی بے محل اور حوالے باطل ہے اور آپ کی لیاقت علمی تو نشینکوں کے تشین سے ظاہر ہے۔ ہم نے کئی پارسیوں کے دستوروں سے پوچھا اور اُن کی کتابوں میں دیکھا۔ ہرگز اِس بات کی اجازت نہیں ہے بلکہ ممانعت ہے۔ البتہ آدم کے تمام بیٹے اس غیر متربیہ نعمت سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اور ابراہیم نبی کے وقت تک بلکہ داؤد کے زمانہ تک اکثر لوگ ایسا کرتے تھے مفصل دیکھو (توریت مقدس)

باقی رہی یہ بات کہ آریوں نے پارسیوں کی کتابوں سے وید نکالا۔ یہ ایسا ہی باطل ہے جیسا ہم کہیں کہ مسلمانوں نے گرنتھ صاحب سے قرآن نکالا۔ وید ہزاروں برس ژند اوستھا سے پہلے دنیا کو اپنے جلوہ نورانی سے روشن کر رہے تھے (دیکھو ژند اوستھا پرن ۴۶ آیت ۶)

ہم نے اس اعتراض کا جواب تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں دیدیا ہے کیونکہ یہ اعتراض مولوی صاحب کا نہیں بلکہ مولوی نور الدین صاحب کا ہے۔

مولوی کتاب کے آخری صفحہ پر۔ یاد رہے کہ جن شرتیوں کو ہم نے پیش کیا ہے۔ اُن کا ترجمہ وہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگولک وغیرہ شاستریوں نے کیا تھا جنکو تخمینا سترہ سو برس گزرے ہیں اور کسی معتبر اور محقق پنڈت نے اسپر اعتراض نہیں کیا اگر آریہ صاحب معترض ہوں تو از روئے انصاف اسوقت تک قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ کہ جب تک وہ کسی قدیم مستند ترجمہ سے اُسکی مخالفت ثابت نہ کریں قیاسی رٹلوں اور منطقی ڈھکوسلوں سے کام نہ لیں۔ کیونکہ امورات مذہبی میں جو کچھ بذریعہ قیاسات عقلیہ سوچا جاتا ہے۔ اُس سے پوری پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اور ویسے ہی جی ڈانواڈول رہتا ہے۔

آریہ۔ یاگولک کا ترجمہ کوئی نہیں۔ اسواسطے آپنے بالکل خلاف واقعہ لکھا کہ ہم نے اُنکا وہ ترجمہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگولک وغیرہ نے کیا تھا۔ یہ بات صریحا باطل ہے۔ آپ تاریخ کے بھی پورے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ یاگولک کا زمانہ ۱۷ سو برس بتلاتے ہیں۔ کسی مورخ نے بھی ایسا نہیں لکھا۔ پس آپکا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ حضرت عقلی قیاسوں اور منطقی دلائل سے تو ست دھرم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ اُسے رٹل اور ڈھکوسلے سمجھتے ہیں۔ پھر بتلایئے آپ کی ایسی فضول گپیات کو باوجود باطل ہونے کے کون حق پسند قبول کر سکتا ہے؟ آپ جیسے واعظوں کے حق میں ہی ایک فاضل نے لکھا ہے۔

مستمع را وعظ تو گریاں کند	خندہ بر اعمال تو شیطاں کند
قول تو در بزم شور انداختہ	فعل تو در دین فتور انداختہ

۵۱۔ مولوی त्वम स्त्री त्वम पुमा न सि त्वं कमारी उतवाकुमारी त्वं जीरणी दण्डेन वंच सि विश्वतोमुख० अथ वं० कं० १० मं० १८ ॥

ترجمہ۔ تو ہی عورت ہے۔ تو ہی پورا مرد ہے۔ تو ہی بالک ہے۔ تو ہی لڑکی ہے تو ہی بوڑھا ہے۔ لاٹھی لیکر چلتا ہے۔ تیرے ہی انیک روپ ہیں۔ اور منشی محمد احمد صاحب نے صفحہ ۵ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

آریہ۔ اِس منتر کو آپ نے تین جگہ درج کیا ہے۔ مگر تینوں جگہ غلط کسی نادان سے نقل کروا کر یا کسی خود غرض سے سن سنا کر دھوکا دیا اور دھوکا دینا چاہا۔ کیونکہ آپ کی عقل تو بقول شخصے پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل باوجود اس خود نمائی و تعلی کے اگر مسلمان آپ کو ماہر وید و شاستر اور واعظ اسلام کا خطاب نہ دیں تو کیا کریں۔ سنیئے حضرت اصل منتر یہ ہے

त्वं स्त्री त्वं पुमानसि त्वं कुमार उत वा कुमारी। त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतोमुखः॥ अथर्व कां० १० अनु० ४ मं० २७

آپ نے صرف منتر ہی غلط نہ لکھا بلکہ اس کا نمبر بھی غلط دیا ۲۸ نہیں بلکہ ۲۷ ہے جن الفاظ پر آپ نے لکیر کھینچی ہے۔ وہ آپ نے بالکل درج نہیں کئے۔ اس منتر کے آگے پیچھے کے منتروں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر جیو کے وشے میں ہے چنانچہ منتر ۲۰ سے ۳۴ تک تمام ایک ہی مضمون ہے۔ ادھیو کی بابت ذکر۔ اور اگر سچ پوچھو تو ان منتروں میں تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ٹکڑا جو آپ نے درج نہیں کیا ملاتے ہیں۔ تو ارتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے یعنی پرماتما ارشاد فرماتا ہے۔ منتر ترجمہ۔ اے جیو یہ سب حالتیں تیری ہوتی ہیں کبھی تو ستری کے شریر میں کبھی مرد کے جسم میں۔ کبھی لڑکے کے قالب میں اور لڑکی کے جسم میں اور کبھی بوڑھے کے روپ میں لاٹھی کے سہارے چلتا ہے۔ کبھی بادشاہ جیسے سب میں مکھیا ہوتا ہے۔ اسی طرح تو بار بار پیدا ہوتا ہے" افسوس کہ ایسے منتر کا بھی کسی نے آپ کو صحیح ترجمہ نہیں بتلایا۔ اور دشنہ لکھ دیا۔ اور اس پر آپ کا یہ دعویٰ۔ کہ ہم مادیگرے نیست۔ سعدی کے قول کی تصدیق کرتا ہے

ہر کہ گردن بدعویٰ افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

جیو رکھشا اور ہنسا اور بدھ پر اعتراضوں کا جواب

۹۱-۴۴-۶ مولوی - رگوید منڈل ۱۰ میں ہے۔ سوریہ کا بیج ہوا۔ اول تمام عالم کے جوہر غالب ایک ہوا۔ قیوم زمین و آسمان یہی سناتن ہے۔ ایسے دیوتا پرکاش والے کو ہون کرکے قربانی کرتے ہیں۔ وغیرہ

آریہ - یہ مولوی صاحب نے ہرنیہ گربھا والے منتر کا ترجمہ کسی سے سن سنا کر لکھ دیا ہے یا ہیر صاحب کی تاریخ سے آپ کو معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ ویدک سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ ایک پرماتما جو سب سرشٹی کے پہلے ورتمان تھا۔ اسی نے سب سنسار کو پیدا کیا اور وہی سب کا سوامی ہے۔ وہی سب گرہوں کو اپنی شکتی سے سنبھال رہا ہے وہی سب کا منتظم حقیقی ہے۔ ایسے سکھ سوروپ پرماتما کی ہم لوگ یوگ سادھنوں سے بھگتی کریں"

مولوی صاحب نے دوسرا منتر وہ نقل کیا ہے۔ جس کا ارتھ ہم تکذیب براہین احمدیہ ۱۰۰ و اظہار حق صفحہ ۹۹ پر لکھ چکے ہیں۔ باقی ان کے تمام تر وہی اعتراض ہیں جو پادری ہنری مارٹن نے ہم پر لکچر میں کئے تھے۔ اور جن کا جواب ہم ان کے جوابی لکچروں میں دے چکے ہیں۔ مولوی صاحب نے پادری صاحب کی کتاب تو دیکھی مگر ہمارا جواب نہیں دیکھا یا جان بوجھ کر اپنا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسی بیہودہ کوشش کی۔ حضرت براہ مہربانی اول ہمارے لکچر نمبر ۲ کو ملاحظہ فرمائیے

آگے مولوی صاحب نے منوسمرتی کے چند شلوکوں کے حوالہ سے ماس اور گائے کے ماس کے جائز کرنے کی کوشش کی ہے اس کا جواب ہم حصوں میں دیتے ہیں

منو میں گائے کا مارنا اور خدانخواستہ کھانا نہایت سخت گناہ لکھا ہے مفصل دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۱۰۸ سے ۱۱۷ تک اور ہماری تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۴۴ سے ۱۵۰ تک۔

عام گوشت کھانے کی بات۔ اس کی بابت منوجی کی صحیح رائے اور وید مقدس کے مطابق ہے کہ صاف لفظوں میں گوشت خوری کی تردید دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۷۷ و ادھیائے [illegible] شلوک [illegible] و ادھیائے [illegible] شلوک [illegible] تک و ادھیائے [illegible] شلوک [illegible] و ادھیائے ۱۰ شلوک [illegible] و ادھیائے [illegible] شلوک [illegible] و ادھیائے [illegible] شلوک [illegible] ادھیائے

شلوک ۴۷ و ۴۸

اس کے علاوہ مہاتما ویاس جی نے شہادت دی ہے کہ منوسمرتی کا مصنف گوشت خوری کے سراسر مخالف ہے۔ دیکھو مہابھارت شانتی پرب موکش دھرم ادھیائے ۲۶۶ شلوک ۱ سے ۱۴ تک۔ کل ادھیائے بھی اسی مضمون پر ہے۔ دیکھو مہابھارت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۶۹۹ سنہ ۱۸۳۶ء ایشیاٹک سوسائٹی کی طرف سے۔ اور دیکھو انوشاسن دھرم ادھیائے ۱۱۵ شلوک ۵ سے ۱۱ تک صفحہ ۱۴۷- ادھیائے ۱۱۵ صفحہ ۵۹۶ شلوک ۲۸ سے ۴۳ تک)
اور منوجی خود بھی فرما گئے ہیں۔ کہ جو میری بات وید کے خلاف معلوم ہو اسے ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔

या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥

ترجمہ - جو سمرتی وید کے خلاف ہو۔ یا کہیں اور کسی جگہ وید ورودھ معلوم ہو۔ تو اگر کل ہو تو کل۔ ورنہ وہ جزو ماننے کے لائق نہیں۔ وہ نشٹ کرنیوالی ہے یعنی کرنیوالے کو بھی نشٹ کر دیتی ہے۔ علاوہ بریں ممکن ہے کہ کسی گزشتہ میں بدمزاج حاسد یا ماس بھکشا والے لوگ اپنے طبعزاد شلوک یا عبارت بنا کر داخل کر دیں۔ تو وہ وید کی شرتی کے مخالف ہونے کے سبب عمل کے لائق نہیں۔ علاوہ بریں جب مسئلہ شرادھ مرتک۔ وید کے مخالف ثابت ہو گیا۔ تو اس کے متعلق ساری مصنوعی اور وام مارگ کی کارروائی بھی مردود ہو گئی۔ ہم نے کئی وید منتر تکذیب براہین احمدیہ و شمہ خبط احمدیہ و اظہار حق و لکچر منتر میں پیش کر دیئے ہیں۔ علاوہ بریں کیا ماس بھکشن آسیہ دھرم اکھول ہے۔ نامی گرنتھ میں بھی بہت سے وید منتر مذکور ہیں۔ کہ وید مقدس گوشت خوری کے مخالف ہے پس اس دھرم کسوٹی کے مطابق ہم سب کتابوں کے حق و باطل کو پرکھ سکتے ہیں۔ اور یہی ساتن سے رشی منیوں کا مت ہے۔

تمام محقق مزاجوں کی تحقیقات کے مطابق تقریباً دو سو کے شلوک منوسمرتی میں ایزاد کئے گئے ہیں جو وقتاً فوقتاً وام مارگیوں کی کرتوت دکھلائی دیتی ہے۔ منشی اندرمن صاحب نے بھی اس پر معقول بحث کی ہے ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جرنل میں بھی اس پر دلائل کئے گئے ہیں محقق مزاج یورپین بھی اس بات کے اقراری ہیں کہ منوسمرتی میں بہت سے شلوک پیچھے ڈالے گئے ہیں چنانچہ میکس مولر۔ پروفیسر جالی ڈبو شر ولی وسی بربل اینڈ اینچ۔ و ڈاکٹر جونس وغیرہ صاحبان نے اپنے تراجم میں اس کا ذکر کیا ہے علاوہ بریں خود فضلائے زبان سنسکرت نے بھی اس پر جا بجا کا برتاؤ نہیں کیا۔ بلکہ اقبال کہ منوسمرتی میں کئی شلوک لوگوں نے ایزاد کر دیئے ہیں اور ان کے زیادہ کہنے کا زمانہ بھی اس کے مختلف طرح کی پڑتال سے ظاہر ہو گیا ہے دیکھو منوسمرتی مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۳ء بمبئی و سنت ۱۹۳۲ بنارس اور سب سے بڑی دلیل منو میں ایزادی ہو جانے کی یہ ہے کہ اس میں اجتماع ضدین اور بے ربط پن موجود ہے۔ ایک جگہ جس چیز کا منڈن کرتا ہے۔ دوسری جگہ بلا وجہ معقول کے اس کا کھنڈن کر جاتا ہے جس سے کسی دانا کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے شلوک ضرور پیچھے ڈالے گئے ہیں جنھوں نے منوسمرتی کو ایک دفعہ مطالعہ فرمایا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ وہ کون کون شلوک ہیں۔ حال میں ایک فاضل سنسکرت دان نے منو کی بابت نہایت عمدہ تحقیقات کی ہے جو عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ ہمارے دوست ماسٹر آتما رام جی نے بھی اپنے رسالہ ماس بھکشن میں منوسمرتی کے بابت با تعصب ہو کر عمدہ تحقیقات کی ہے۔

الحق کا جواب

۲۔۳۔مولوی ع۱ جو دھرم گنیس دیوتا کے نام سے شروع ہوتا ہے وہ سچا نہیں۔ بہت اچھا آپ ہی کے شاستروں پر لکھا ہے۔ وہی جھوٹے ٹھہراتے ہیں۔ وید اوم سے ہرگز شروع نہیں ہوتا یہی سمجھ کی غلطی ہے۔ بلکہ اوم وید کے نام کے پہلے حرف تبرکاً کاتب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو وید کی عبارت میں داخل نہیں ویسا ہی دھرم شاستر جو بھی گنیش کے نام سے مصدر ہے۔ منو کے دوسرے ادھیا کے ۷۴ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۸۳ یعنے اونکار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۷۵ ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پرنو تین بار کہہ کر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ علاوہ اِس کے یہ ایک موٹی بات ہے۔ کہ پرنو کے معنے اگر اوم ہوتے تو اخیر سبق میں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر شری سوامی دیانند جی نے گنیش جی یا اوروں کو بُرا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا۔ اگر رشی منی اوروں کا نام نہیں لیتے تھے تو اُن کے شاستروں کے شروع میں منہ کے خرطوم والے گنیش کا نام کیوں لکھا گیا ہے۔

آریہ۔ ہم خبردار آپ کے عذرات کی تردید کرتے ہیں۔ ع۱ کا جواب ہمارے شاستروں میں یا اُن پر گنیش کا نام نہیں ہوتا اور نہ ہے۔ دیکھو کھٹ درشن مطبوعہ لاہور یا بنارس کہیں بھی گنیش کا نام ونشان نہیں۔ اور نہ اُس کے خرطوم کا ذکر و بیان ہے۔ پس ہمارے شاستر سچے ٹھہرے اور آپکا اعتراض باطل ہوا۔ ع۲ کا جواب۔ وید بے شک اوم سے شروع ہوتا ہے۔ خود وید میں کئی جگہ اوم کا ذکر ہے۔ اوم کی فضیلت میں ایک خاص اپنشد ہے۔ وید کی شکشا یعنے وید پڑھنے دیکھنے کے قاعدوں میں بھی حکم ہے کہ وید کے آدمیں اوم پڑھا اور لکھا جاوے۔ اور اسی طرح سب شاستروں میں۔ دیکھو اشٹا دھیائی پانینی منی (ادھیاء اسوتر) اور رگوید مطبوعہ بمبئی و لنڈن۔ یجروید مطبوعہ لنڈن و لاہور و بنارس۔ سام وید مطبوعہ برلن۔ لنڈن لاہور و بنارس۔ اور اتھروید مطبوعہ بمبئی و لنڈن و لاہور ملاحظہ فرمایئے۔ اُن میں ہرگز گنیش یا کسی اور دیوتا کا نام ونشان نہیں۔ ع۳ کا جواب تمام منوسمرتی میں گنیش کا لفظ نہیں۔ اور نہ اُس کے کسی شلوک کے آغاز میں ہے۔ ولایت میں جو سمرتی چھپی ہے۔ اُن میں بموجب پرانی کاپیوں کے گنیش کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ پرانے نسخوں میں ایسا قاعدہ نہیں تھا۔ منوسمرتی میں ہدایت ہے۔ کہ اوم سے شروع کرنا چاہیئے۔ پھر وہ فاضل خود اُس کے خلاف کیسے کرسکتا ہے۔ بنا بران یہ عذر محض ناکارہ ہے۔ ع۴ کا جواب آپ کے اِس عذر کو پڑھکر ہمیں صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ آپ سنسکرت یا ناگری نہیں جانتے۔ بلکہ اردو حرفوں میں لکھی ہوئی ہندی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بات ہم ایمانا کہتے ہیں کہ آپ کو مطلق ہندی یا سنسکرت سے ذرا بھی آگاہی نہیں۔ سُنئے ہم آپ کی لیاقت اور فخر اور غرور کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑتے ہیں منوسمرتی کے دوسرے ادھیا شلوک ۷۴ کی بابت ہم نے اظہار حق صفحہ ۴ پر لکھا تھا۔ کہ آریہ دھرم اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اسواسطے سچا ہے۔ دیکھو منو ۷۴/۲ اسپر آپ کہتے ہیں کہ منو کے دوسرے ادھیا کے ۷۴ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے دیکھو منو ۸۳/۲ یعنے اوم کا پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۷۵/۲ ہے جسے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے پرنو تین بار کہہ کر پھر اوم کہنے کے قابل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ جناب واعظ صاحب! یہ منو کی غلطی نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کی غلطی ہے۔ اور ساتھ ہی پیروان دین محمدی کی غلطی کہ اُنہوں نے آپ کو واعظ اسلام بنا دیا प्रणव پرنو۔ جسے اردو خوان سنسکرت سے ناواقف یا اردو حروف کے ناکمل ہونے کے باعث پرنو لکھتے ہیں۔ وہ پرماتما کا اسم ذات ہے۔ سب دنیا کے فاضل اور تمام لغات اس میں متفق ہیں۔ منو ۸۳/۲ میں تو प्राणायाम لفظ ہے لیکن ۷۵/۲ میں پرنو نہیں ہے۔ بلکہ پرانا یام ہے۔ جس کے معنے حبس دم کے ہیں جو یوگ کا ایک سادھن ہے۔ ادھیائے ۲ شلوک ۸۳ میں صاف لکھا ہے۔

एकाक्षरं परं ब्रह्म प्राणायामः परं तपः । सावित्र्यास्तु परं नास्ति मौनात्सत्यं विशिष्यते ॥ ۸۳/۲

ترجمہ۔ ایک اکھشر یعنے اوم ओ३म् یا ओम् یہی پرم برہم کا اسم ذات ہے جسے پرنو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی سب سے بڑا ہے۔ اور پرانا یام یعنے حبس دم پرم تپ سب سے بڑی عبادت ہے۔ ساوتری یعنے گائتری سے بڑا کوئی منتر نہیں اور ست بولنا خاموشی سے بہت بہتر ہے۔ یہی ذکر یوگ شاستر پاد ایک سوتر ۲۳ سے ۲۸ تک ہے۔ اور ایسا ہی اِس شاستر کے بیاس بھاش میں بھی ذکر ہے راجہ بھوج کی بنائی برتی میں بھی اِس کا بیان ہے۔ کرشن جی نے بھی گیتا میں کہہ کر بھی ذکر فرمایا ہے۔ شری سوامی جی نے بھی ستیارتھ پرکاش حصہ اول میں تشریح کی ہے۔ اب بتلایئے مولوی صاحب یا واعظ صاحب بلکہ میاں مٹھو ماہر وید و شاستر جی باوجود اُمّی ہونے کے اِسقدر چالاکی کرنا آپ کا عین نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ خدا کو درحقیقت مانتے ہیں تو اپنی غلطی اور نادانی کا اقبال کیجیئے۔ اور آئندہ ماہران وید و شاستر کے سامنے شیخی بگھارنے اور نہ کبھی ایسا بیہودہ دعوے کیجیئے۔ ورنہ خاموش ہو جایئے۔ اور منہ پر مُہر سکوت لگایئے تاکہ ہم یہ مصرع پڑھکر صبر کریں۔ کہ قاضی جی خر در حلا ہے بما مدست۔ ع۵ کا جواب۔ یہ اعتراض بھی آپ کی لیاقت کی اصلیت کھلاتا ہے۔ ہم نے لکھا تھا وہی سبب ہے کہ سوامی دیانند جی مہاراج نے اِس کا کھنڈن کیا۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ کس کا؟ بلکہ اگر سمجھے تو یہ سمجھے کہ سوامی دیانند جی نے گنیش کو یا اوروں کو بُرا کہا تو اُن کو بھی اوروں نے کہا۔ حضرت! یہ سرا سر غلط ہے اور نہ ہمارا یہ مطلب ہے ہمارا منشا تو صاف ظاہر ہے کہ منو اور وید دیوتا کے نام سے شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتے بنا بران یہ طریقہ باطل ہے۔ اور اسی باطل طریقہ کا سوامی جی نے کھنڈن کیا۔ کہاں سوامی جی نے کسی کو بُرا کہا جسپر آپ نے ہندوؤں کو بہکانے کیواسطے لکھ مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ پرانوں میں دیوتاؤں کی سند لکھی ہے۔ اور یہ سارے پران ایک ہزار برس کے اندر جینی لوگوں نے ہندوؤں کو دھوکا دینے یا جینی بنانے کی خاطر لکھے ہیں۔ سوامی جی نے اہل ہندوؤں کو جینی بننے سے روکا اور وید مقدس کی دعوت کی سَت دھرم کی طرف بلایا۔ دیوتاؤں کی عزت قایم کی۔ اور اُن کے کلنک ست شاستروں کے حوالہ سے دور کیئے اور پرانوں کی تردید کی۔ نہ تو سوامی جی نے کوئی خلافت قائم کی۔ اور نہ ہم اُس کے طلبگار۔ البتہ اُمّی پیغمبر کی خلافت آپ جیسے اُمیوں کو مبارک رہے۔ نمبر ۶ کا جواب۔ بیشک رشی منی کسی اور کا نام لکھنے کو بُرا سمجھتے تھے بلکہ اُن کا تو قول ہے کہ جو کسی اور کا نام اوپاسنا کے طور پر پکارتے ہیں وہ گدھے ہیں۔

यो अन्यो देवता मुपास्ते न स वेद प शुरेवं स देवानां ॥

یونانیوں کے زمانہ کے بعد جب دیوتا پرستی آریہ قوم میں رائج ہوئی۔ جیسے ایک ہزار برس یا ڈیڑھ ہزار برس سے ادھر گنیش کا نام اور اُس عجائب المخلوقات کی تصویر شکلوں میں گھڑنے لگی۔ ورنہ پہلے اِس کا یا کسی اور حضرت کی بت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جس طرح تیرہ سو سال سے پہلے گور پرستی و کعبہ پرستی یا محمد پرستی اور اسلامی کتابوں میں اُن کی صفت لکھی شروع ہوئی۔ اُس سے پہلے نہیں تھی۔

۳ و ۴۔ مولوی۔ ہمہ اوست کی تعلیم والے شرتوں میں کہاں لکھا ہے کہ یہ قرآن کا مضمون ہے۔ البتہ وید ہی کو اِس باطل تعلیم کا چشمہ اُپ نشدوں و یوگ وسشٹ وغیرہ نے بنایا ہے۔ قرآن میں ہمہ اوست یا ہمہ از وست کا ذکر ہیں تمہاری سمجھ کی غلطی ہے۔

آریہ۔ مولوی رومی جو ہمہ اوستی فرقہ کا مشہور پیشوا ہے۔ وہ لکھتا ہے ؎

من ز قرآن مغز را برداشتم | استخوان پیش سگاں انداختم

ہمہ اوست کے ماننے والے علماؤں نے لکھا ہے ؎

مثنوی مولوی معنوی | ہست قرآن در زبان فارسی
من چہ گویم وصف آں عالیجناب | نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

اسی طرح فصوص میں کئی حوالہ قرآن و حدیث کے موجود ہیں۔ اب بتلائیے کہ ہزاروں علمائے اسلام کی سمجھ کی غلطی ہے یا ہماری یا تمہاری۔ جامی۔ محی الدین عربی۔ مولوی رومی۔ منصور۔ شمس۔ وغیرہ سارے سے سمجھ تھے صرف آپ ہی سمجھ والے پیدا ہوئے۔ کُن فیکون کا مسئلہ یا عدم سے وجود اور خدا کے نور سے سب کی پیدائش۔ یہ سب کے سب ہمہ اوست کی جان ہے۔ اور اسلام کا ایمان۔ البتہ وید سے اُس کا کوئی تعلق نہیں۔ مہاس جی کا ویدانت شاستر اِس کے مخالف ہے۔ دسواں آپ شدھ اِس کے مخالف ہیں۔ آج تک کسی ہمہ اوست کے پیرو نے کوئی شرتی وید کی اِس مسئلہ کی تائید میں پیش نہیں کی۔ اور ہو کہاں کیونکہ مادہ اور جیو کا انادی ماننا خود ہی اِس مسئلہ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑتا ہے۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور انصاف کو کام میں لاؤ۔ پھر سمجھو۔ کہ کس کی سمجھ کی غلطی ہے۔

۴۔ مولوی۔ اگر اہل یورپ کو آپ محقق جانتے ہیں اور اُن کی شہادت پر صداقت کا بھی اعتبار ہے تو مسیح پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے۔

آریہ۔ چند فاضل یورپین کی شہادتیں جو ہم نے اظہار حق میں درج کی تھیں اُن میں سے کئی تو عیسائی نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے ماننے والے ہیں۔ بعضے لامذہب۔ اور بعضے مسیح کے پیرو۔ اُن کی علمی تحقیقات سے ہم کیا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا عیسائیوں کی ریل پر چڑھ کر آپ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ یا عیسائیوں کی تار میں خبر دینے سے مسیح کو ابن اللہ ماننا پڑتا ہے۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے اعجاز التنزیل میں بہت سے انگریزوں کی شہادتیں درج کی ہیں۔ مگر وہ عیسائی دین کو نہیں مانتے۔ اور اسی طرح مولوی عبید اللہ وغیرہ نے بھی مگر وہ عیسائی نہیں ہوئے جو جواب اِسکا آپ لوگ دیں۔ وہی ہماری طرف سے سمجھیں۔

۴۔ مولوی۔ منو ۹ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے خزانہ دھرم کی محافظت کے واسطے برہمن کا روپ دھار کر دنیا میں نزول فرمایا ہے۔

آریہ۔ منو کے اِس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں۔ کسی بیوقوف نے آپ کو دھوکا دیا۔ اِس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ برہمن کا ہونا دنیا میں معمولی بات نہیں بلکہ پرماتما نے اُس کو سب لوگوں کے واسطے دھرم کا پوشیدہ خزانہ ٹھہرایا ہے۔ یعنی وہی دھرم کا بھید جانتا ہے۔ پس جو وید دھرم کا پرچارک ہے وہی برہمن ہے۔ اور اُس کا دھرم [illegible]

سے سمجھا چاہیئے

۴۔ ۵۔ مولوی۔ منو ادھیائے ۹ شلوک ۸ میں ہے کہ شوہر اپنی عورت میں گھس کر شکل حمل دنیا میں پیدا ہوتا ہے عورت کی ذات کے اندر عورت سے نسبت رکھنے والا دھرم وہی ہے کہ عورت میں آپ پیدا ہوئے۔ اگر سچ ہے تو نصیب آریہ باد۔

آریہ۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اِس کا مطلب آپ نے سمجھا۔ سوچی کا یہ مطلب ہے۔ کہ خاوند اور استری کے باہمی تعلقات اور کمال محبت سے جو حمل ہوتا ہے وہ پیدا شدہ لڑکا بالکل باپ کے ہمشکل ہوتا ہے۔ گویا اُسی کا دوسرا قالب ہوا۔ اور اِسی کی تائید شلوک ۷ و ۹ و ۱۰ سے ہوتی ہے۔ اِسی سبب سے ضروری ہے کہ عورتوں کو خورسند رکھا جاوے اور باہمی شوہر و زوجہ میں کمال محبت ہونی چاہیئے۔ جس سے نیک اولاد پیدا ہو۔ اِسی واسطے آریوں میں ریت ہے کہ جب استری حاملہ ہو کر اشنان کر شدہ ہووے۔ تو آئینہ میں اپنا منہ دیکھے۔ یا اپنے خاوند کی شکل دیکھے۔ یا کسی اور اپنے خاندان کے بزرگ کی۔ تاکہ لڑکا اپنے خاندان کی ہمشکل ہو۔ اب زمانہ حال کے محقق ڈاکٹر علم تشریح کے رو سے نسل انسان کی بابت یہی تحقیق پر پہنچے ہیں کہ یہ پورانے آریوں کی فلاسفی بالکل صحیح ہے۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حضرت موسیٰ بھی اِس فلاسفی سے آگاہ تھے۔ اور حضرت محمد بھی خواہ یہ اُن کو کسی وسیلہ سے ملی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ لولا ہی الولد للفراش [illegible] کہ بیٹا باپ کا بھید ہے۔ یہی منشا ہے منو کے اِس شلوک کا آپ عقل و دانش سے کام لیں۔ اور جان بوجھ کر چاند پر دھول نہ ڈالیں۔

۵۔ مولوی۔ منو سمرتی ادھیائے ۱۰ میں لکھا ہے کہ سبھ امتر رشی دھرم اور ادھرم جاننے والے نے بھوک سے لاچار ہو کر چنڈال کے ہاتھ سے کتے کی ران لیکر کھانے کے واسطے تجویز فرمایا۔ اور ایسے ہی رشی باسدیو نے بھوک سے لاچار ہو کر جان بچانے کے واسطے کتے کا گوشت کھانیکی خواہش کرنے پر بھی گناہ گار نہ ہوئے۔

آریہ۔ آپ کی لیاقت تو وام دیو کو باسدیو کہنے سے ظاہر ہے۔ اور سبھ امتر لفظ بھی نہیں وشوامتر ہے۔ یہ شلوک نمبری ۱۰۶ و ۱۰۸ ہیں۔ آپ نے انکا مطلب نہیں سمجھا یا جان بوجھ کر اعتراض کیا۔ یہ تمام آپت کال کا دھرم ہے۔ انہوں نے یہ ان بچانے کیواسطے ایسا کہا۔ نہ کہ لذات نفسانی کے واسطے سکھوں کی فوج نے ہنگام فتح خیبر بھوک کے غلبہ سے مسلمانوں کی پکی ہوئی روٹیاں کھالیں کیونکہ تمام فوج بھوکھی تھی۔ اور ایک جگہ گوبند سنگھ جی نے بھی ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ بھادر سیواجی یا کسی اور کی بابت بھی سنا ہے۔ کہ انہوں نے بھی ایسا کیا تھا۔ اور اِسی کے مطابق قرآن کے مصنف نے بھی اِسی قانون پر مردار جائز کر دیا ہے۔ سورہ مائدہ میں ہے فمن اضطر فی مخمصۃ پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں یعنی در مخمصہ خوردن مردار جائز است۔ و نزد ابو حنیفہ فائدہ لفظ غیر مائل بگناہ آنست کہ زیادہ از ضرورت نخورد۔" (صفحہ ۱۰۱ نولکشور)

پھر قرآن سورہ انعام میں ہے۔ الا ما اضطررتم الیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ میت حرام است الا وقت ضرورت تناول آں رخصت است۔"
(صفحہ ۱۳۵ نولکشور)

منو سمرتی میں اِس کی بابت ایک اور جگہ بھی لکھا ہے۔

आपतकालेतु वि प्रा वो शौचाचारे मकरयेत ॥

یعنے آپت کال میں وید کے ماننے والوں کے واسطے شوچ آچار یعنے طہارت ظاہری و طہارت متعلقہ خوراک کی تاکید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آپت کال میں صفائی بدن اور خوراک کے متعلقہ طہارت نہ رکھ سکے یعنے ناجائز خوراک کھائے۔

تو وہ پاپی نہیں ہوگا۔ اور نہ سزا کا مستحق ٹھہرایا جاویگا۔ اسی منوسمرتی کے حکم کو سن سناکر مصنف قرآن نے بھی اس کی تقلید کی اب بتلایئے کہ اس میں مصنف دھرم شاستر یعنے منو بھگوان اور مصنف قرآن مساوی ہوئے یا نہیں۔

ہم نے اظہار حق صفحہ ۱۴ پر لکھا تھا کہ اجی گرتا کی کہانی اور اسی قسم کی کہانیاں وید مقدس میں ہرگز نہیں ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

۸۔ مولوی۔ یہ دعوے بھی باطل ہے۔ دیکھو منو جی کہتے ہیں کہ اجی گرت رشی نے بھوک سے لاچار ہوکر اپنے بیٹے شونہ شیپ کو بیچا۔

آریہ۔ مولوی صاحب! ہم نے کونسا باطل دعوی کیا۔ اور آپ نے کیا ثبوت دیا۔ ہم نے تو اجی گرتا کی کہانی کے ہونے کا وید میں انکار کیا تھا۔ نہ کہ منو سے۔ بیشک منو میں اجی گرتا کی کہانی ہے۔ ایسی ہی بیسیوں کہانیاں اور ہیں۔ مگر وید میں ہرگز نہیں۔

وید کی حقیقت کا جواب

۱۔ مولوی۔ اگر آریہ دھرم سچا ہوتا تو پرمیشور کے نام سے شروع ہوتا۔ نہ گنیش وغیرہ دیوتاؤں کے نام سے اور جو گنیش پرمیشور کا نام ہے تو وید میں کیوں نہیں ہے اور یہ نام پرمیشور کا کس نے رکھا۔

آریہ۔ آریہ دھرم سچا ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ کسی غیر کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ وید تو وید بھارت بھی گنیش کے نام سے شروع نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ مقدس گرنتھ۔

आद्यं पुरुषमीशानं पुरुहूतं पुरुष्टुतम् ।
ऋतमेकाक्षरं ब्रह्म व्यक्ताव्यक्तं सनातनम् ॥ १ ॥
असच्च सदसच्चैव यद्विश्वं सदसत्परम् ।
परावराणां स्रष्टारं पुराणं परमव्ययम् ॥ २ ॥
मङ्गल्यं मङ्गलं विष्णुं वरेण्यमनघं शुचिम् ।
नमस्कृत्य हृषीकेशं चराचरगुरुं हरिम् ॥ ३ ॥

دیکھو بھارت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ

ترجمہ۔ وہ پری پورن اور سب سے عزت اور تعریف کے یوگ اور تمام بھلائی چاہنے والا سب کا اشٹ و یوست سروپ ایک لازوال سب سے بڑا اور پرکرتی سے پرے سناتن ہے۔ چراچر جو تمام عالم ہے۔ یعنے جیو اور پرکرتی ان سب سے اعلی ہے۔ وہ سب سرشٹی کا رچنے والا۔ قدیم اور بےعیب بےنقص و کار رہت ہے۔ تمام کلیان کا بھنڈار سرب دیاپک اتنت کرن کرنے اور دھیان کے یوگ اور قدوس ہے۔ تمام اندریوں کا رچنے والا۔ مالک اور متحرک و غیر متحرک کا منتظم اور جیوؤں کا آدی سرشٹی میں بلا دی ذریعہ وید کے جو ہے اسی پرماتما کو نمسکار کرتا ہوں۔

مصنفاں پورانوں کا بھی خیال ہے۔ کہ وید۔ رامائن۔ پوران بھارت اس سب میں آد۔ مدھ۔ انت میں پرمیشور کی حمد کرنی چاہیئے۔

۷۔ مولوی۔ یہ سام وید کا منتر ہے۔ دیانند صاحب کا ترجمہ یہ ہے ”پُتر تو انگ انگ (عضو عضو) سے اتپن ہوئے۔ (پیدا شدہ) بیج (منی) سے اور ہردے (تصویر یا دل) سے اتپن (پیدا) ہوا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما (روح) ہے۔ مجھ سے پورو (اول) مت مرے کنتو (البتہ) سو برس تک جیوے۔

آریہ۔ بےشک سوامی جی مہاراج نے یہ ترجمہ لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہ تو اس کو صحیح سمجھا اور نہ صحیح ترجمہ کیا اور نہ اسکو صحیح نقل کیا آپ نے ہردے کے معنے تصویر یا دل لکھا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے معنے دل یا طبیعت کے ہیں۔ وہاں اوپتن ہوا ہے لفظ نہیں ہے بلکہ اوپتن ہوتا ہے۔ یہ فقرہ ہے۔ وہاں بیج بھی نہیں بلکہ ویرج ہے۔ آپ کی لیاقت تو کنتو کا ارتھ البتہ کرنے سے ظاہر ہے۔ حضرت کنتو کا ارتھ بلکہ ہے۔ البتہ یا بےشک نہیں۔ یہ ہنتو کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۰) افسوس کہ اس لیاقت پر یا ہر وید و شاستر کا مطالب اور ویدوں کی غلطیاں نکالنے کا دعوے اور سوامی جی پر علمی اعتراض کرنے کا زعم۔

۱۷۔ مولوی۔ رگوید منڈل ۹ سوکت ۱۱۲ منتر ۵۔ پنڈت لیکھرام نے منتر مذکور کا ترجمہ لکھا ہے۔ اے آدمی تکلیفوں کے کھونے والے سردا اور خوشی کے دینے والے جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی دیا پکتا ہے۔ جس سے تو جن کو جانتا ہے۔ اس اپار شکتی سے اپنے پوجاری کو اپنے میں سنجر کرلے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے۔ تیری رحمت سب کی کلیان دایک ہے۔

آریہ۔ ناظرین خدا کے واسطے خیال کریں۔ جو ہمارے ترجمہ کے سمجھنے اور صحیح نقل کرنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتے۔ وہ ہم سے مقابلہ کریں ؟ ہمارا ترجمہ یہ نہیں ہے دیکھو رسالہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰ خدا کے فضل سے مولوی صاحب نے شروع بسم اللہ ہی غلط لکھی۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اے او دیا آدی کلیشوں کے ناش کرنے ہارے۔ شدھ سروپ سرب آنند۔ دیاپک پرماتمن جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی بھا پکتا ہے جس گیان سے تو سب چراچر کی حالتوں کا گیاتا ہے سو اس اپنی اپار شکتی سے اپنے اپاسک کو اپنے گیان میں سنجر کیجئے۔ تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہوکر تیری۔ اپنا شی معرفت کو پراپت ہو۔ پربھو تیری مہان کرپا سب کی کلیان دایک ہے۔ اب ناظرین دیکھئے کتنا دھوکا کھایا اور کس قدر مغالطہ دینا چاہا۔ اور پھر باوجود اسقدر ناواقفی کے اُلٹے ہمپر اعتراض۔

صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر یاگولک سمرتی کو مولوی صاحب نے یگو لکھ اسمرتی اور جاگولکھ اسمرتی لکھا اور اس میں سے کچھ اعتراض کیئے ہیں مگر وہ نہ ہمارے دھرم کی پستک اور نہ ست دھرم سے اس کا تعلق۔ وہ قریب زمانہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے کسی پرماننے گرنتھ میں اس کا حوالہ نہیں ہے بنا برآں وہ غیر مستند ہے۔ اور مولوی صاحب کی لیاقت تو سمرتی کو اسمرتی لکھنے سے ظاہر ہے۔

۲۱۔ مولوی۔ یہ رگوید کے پہلے منڈل کا منتر ہے۔ دیانند صاحب اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ ہم کس کی تعریف اور ارادھنا کریں۔ یہاں کونسا دیوتا بڑے اوتی (بقول دیانند صاحب زمین) تک پہونچائیگا۔ تاکہ میں اپنے

ماتا پیتا کے درشن کر سکوں۔

آریہ - یہ مولوی صاحب نے سوامی جی کے ترجمہ کے حوالہ سے

कुहस्विदोषा कुह वस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतः
कुहोषतुः को वां शयुत्रा विधवेव देवरं मर्यं न योषा
कृणुते सधस्थ आ ॥ ऋ० मं० १० सू० ४० मं० २

اس منتر کا ترجمہ لکھا ہے۔ مگر یہ اس کا ترجمہ ہرگز نہیں۔ بلکہ کسی اور کا ہے۔ اور غالباً رگوید منڈل ایک سکت ۱۳۴ منتر ایک یا ۲ کا غلط ترجمہ ہے۔ نہ کہ اس منتر کا اور اسی طرح صفحہ ۲۴ پر उदीर्ष्व नारि والے منتر کا ترجمہ بھی محض بے بنیاد اور غلط لکھا ہے۔ یہ منتر رگوید کے دسویں منڈل کے ۱۸ سکت کا آٹھواں ہے ان دونو کا ترجمہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ پر کیا ہے۔ پس یہ مولوی صاحب کی بڑی بھاری علمی عقلی اور سمجھ کی غلطی ہے۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب سنسکرت یا ہندی بھاشا بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔ اور لکھنے میں تو انہیں بالکل مادہ ہی نہیں۔ وہ کسی ناگری پڑھے ہوئے سے کچھ اردو میں اترجا کرا اور پھر صفحہ کے مطابق کتاب سے نقل کروا لیتے ہیں اور جیسا کہ وہ جاہل ہوتا ہے۔ یہ بھی گمراہ رہکر نادانی میں مبتلا ہو کر سرگرداں رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں عرفی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے

سبک عناں شود خود را بملک علم رساں — از یں چہ سود کہ انگشت جہل میخائی
جنون ز سر بنہ و دست عقل گیر و بیا — کزیں بہانہ مسلم ہ کہ شیدائی
از آں حساب تو ہر دم تفاوتے دارد — کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی
ز زیر جامہ نہاں کردہ برص لیکن — بچشم اہل بصارت برہنہ آئی
خراب کردہ جہلے و فارغ از دردش — عظیم در دے داری و لیس شکیبائی
اگر در آئینہ بینی ز شرم نشتے خویش — بچاہ و چل در افتی چو دیدہ بکشائی
بجز تم کہ چو داند ز بانت ریں درد — کہ میں جہل و داری گمان دانائی

۲۳ - مولوی - یہ اتھرو وید کے چودھویں کانڈ کا منتر ہے۔ دیانند صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ ”ہے خاوند اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانوں کی خدمت کرنے والی اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ سرو شاستر ودیا یکت اُتم پتر آدی سے سہت شوبھیر پتروں کو جنے۔ دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے والی پتنی - (خاوند) دیور (خاوند کا بھائی) کو پراپت ہو کر اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتری کو سیون کیا کر۔ یعنی وید کا مصنف کسی ہندو استری کو یہ نصیحت کرتا ہے۔ کہ اے گھر والی تو اس خانہ داری میں جہاں ہاتھی سختیاں جھیل رہی ہے۔ خاوند و دیور کو دکھ بالکل نہیں دیتی۔ اور دیور کی کامنا بھی کرتی۔ (دلی امید بر لاتی) اور اس کو سکھی رکھتی ہے۔ اور اچھے اچھے بالک جنتی ہے۔ وہاں اتنی تکلیف اور بھی گوارا کرلے۔ یعنی خاوند اور دیور سے نمسکار اس اگنی پروہت پر بھی کر یا کر دیا کر (بلکہ اس سے اور یہ تجھ سے آنند ہووے۔ پیارے منتر و قدا غور کرو۔ ستر پرانے عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور دیور وغیرہ سے زنا کرنا اور پروہتوں (اعتقاد کرنیوالوں) کا بیگانہ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ رکھنا بخوبی ثابت ہے۔ اور یہ اگنی پروہت بھی کوئی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ پرائی استری و چھیڑنے کے کیا معنی۔ پس یہاں کانوں میں دھولا کچھ نہ کچھ ضرور رہتا ہے۔ اس لئے یہ اگنی پروہت ایسی تہمت سے پاک نہیں رہ سکتا۔

آریہ - افسوس جہالت تیرا ستیاناس۔ اور ہائے نادانی تیرا برا ہو ملا آدمی

کی آنکھوں پر تعصب کی ایسی سخت پٹی باندھ دیتی ہے۔ کہ پھر اسے کوئی ہزار سمجھائے وہ نہ سمجھتا ہے۔ اور نہ مانتا ہے۔ اور باوجود اس لاعلمی کے اپنے آپ کو فرعون بے ساماں سمجھتا ہے۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۷ پر لکھا۔ اور وہاں ہی اس کا ترجمہ کیا تھا۔ ”ہے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس گرہ آشرم میں پشوؤں کے لئے کلیان کرنے ہاری اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ اور سرو شاستر ودیا یکت۔ اُتم پتروں سے سہت شوبھیر پتروں کو جنتے دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے ہاری پتی وا دیور کو پراپت ہو کے اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتر کو سیون کیا کر۔“

پیارے ناظرین! یہ منتر بدھوا کے دوسرے بیاہ کے وشے میں ہے جسکو سنسکرت میں نیوگ کہتے ہیں۔ پتی اسکو کہتے ہیں۔ جس نے خود برہم چریہ کے بعد ماکرہ برہمچارنی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن ایسے سمبندھ کے ٹوٹ جانے یعنے برہمچاری خاوند کے مرجانے کے بعد جو دوسری شادی میں پتی ہو۔ اُس کا نام پتی نہیں۔ بلکہ دیور ہے۔ خواہ وہ خاوند کا بڑا یا چھوٹا بھائی ہو۔ یا اور کوئی خاوند کی گوت کا یا اور کوئی ہو۔ جس سے شاستر کے مطابق شادی ہو سکتی ہو۔ اُس کا نام دیور ہے۔ کیونکہ وہ وید کی نہایت پرانی تفسیر میں دوسرے خاوند کا نام جو دوسری شادی سے ہو دیور ہے۔ اگنی ہوتر کہتے ہیں۔ آگ میں ہوم کرنے کو۔ یہ کسی آدمی کا نام نہیں۔ اور نہ پروہت کا نام ہے۔ ہاں اگنی ہوتری نے نت اگنی میں ہوم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ جیسے نمدی مگر یہاں سوامی جی کے ترجمہ میں تو اگنی ہوتری لفظ ہی نہیں۔ بلکہ اگنی ہوتر ہے۔ مطلب اس منتر کا یہ ہے۔ کہ اے بدھوا استری تو اول شادی کی طرح دوسری شادی میں بھی گھر کے کام اور اگنی ہوتر وغیرہ۔ پنچ مہایگ روز کیا کر۔

جس طرح اندھے حافظوں نے ہاتھی کو نہیں پہچانا تھا۔ بلکہ کسی نے سانپ اور کسی نے جاروب اور کسی نے بادکش کی طرح سمجھا۔ ایسا ہی حال ہمارے واعظ اسلام حافظ ابو رحمت حسن صاحب کا ہے۔

قرآن سورہ نساء میں ہے۔ والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم ترجمہ اور حرام کی گئیں اوپر تمہارے شوہر دار عورتیں۔ مگر سوائے ان کے جنکے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ ”اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند نکاح وے شرعی او صحیح بود۔ ہر چند آں زن شوہر داشتہ باشد“ (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن سنہ ۱۲۹۱ھ نولکشور)

نیز اس پر تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ عورتیں لڑائی میں بندی ہو کر ان کے ہاتھ میں آئی ہیں۔ پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے واسطے حلال ہیں۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں۔ ”مفصل دیکھو ہمارا رسالہ جہاد صفحہ ۱۲ و ۱۳) اس کے علاوہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ ابو سعید خدری نقل میکند۔ کہ در حرب حنین از غنائم اوطاس مال بسیار باہل جہاد رسید۔ و در جملہ زنانے کہ شوہران ایشاں را چسپ و نصب مے تنساختیم بقید اسیری ما در آمدند۔ و چون حرمت زنان شوہر دار ما را معلوم شدہ بود در حل حرمت اسیران متردد گشتیم۔ و ایشاں را اگرچہ تملک ہمین بابود ندا ز قبیل جستو بربہ تصرف نمی کردیم۔ بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ این آیت نازل شد۔ والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کہ زنان گفتہ اگرچہ شوہر دارند ما پچوں بسبب سبی ملک یمین شما رانند تصرف

در ایشاں حلال است بشرط اخراج از دار الحرب نہ از ازواج ایشاں وایں قول امام اعظم است۔ وباقی ائمہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میدانند" (صفحہ ۱۰۲ جلد اول)

اور حضرت محمد صاحب خود بہ نفس نفیس جب لشکر جہاد کیواسطے جاتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ فلانی جگہ جہاد کو جاؤ۔ وہاں سے خوبصورت اور حسین لونڈیاں پکڑ لانا چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ جبذ بن قیس را گفت هل لك فی الجهاد بنی الاصفر تتخذ منهم سراری[1] وصفا یعنی ہیچ شاید ترا قتال اہل روم میل کنی۔ واز ایشاں سرتہائے خوب وکنیزاں نیکو بگیری" (صفحہ ۲۵۸ سورہ توبہ جلد اول)

اب ہم آپکے مقررہ قاعدہ کے چند سوال و جواب درج کرکے مضمون کو ختم کرتے ہیں

سوال بھلا صاحب جس مذہب میں زناکاری اور مکان پرستی اور سنگ سیاہ پرستی اور گور پرستی شرعاً والعاً وفعلاً جائز ہو۔ اور حلالہ حلال و متعہ تمتع کے لائق ہو۔ اور جس میں کئی برس تک شراب جائز اور مباح کی گئی ہو۔ اور خدا کے نام پر جالوروں کی خونریزی کیجاتی ہو۔ اور لاکھوں بیگناہ مخلوق کا گلا کاٹا جانا حکم خدا کہا جاتا ہو۔ اور جس میں عورتوں کا بیچنا اور بہلانا جائز ہو۔ کیا وہ دین خدا جل شانہ کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسا مذہب اگر خدا کی طرف سے ہے۔ اور اچھا راستہ سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر شیطانی پنتھ اور برا طریقہ کونسا ہوگا۔ حکمت کبیر جی نے کیا سچ کہا ہے۔

جیو ندہ دھرم کر تھا پیو ادھرم کہاں کہو بھائی
بگلا کو مسی ور کر تھا پیو کہاں کو کہو قصائی ❊
ان جھٹکا ان بسمل کیتا ویاو وہاں سے بھاگی۔
کہے کبیر سنو بھائی سادھو آگ دو دہاں گھر لاگی ❊

سوال راہ حق کے متلاشی اور نجات کے طالب کو پھر کیا کرنا چاہیئے۔

جواب ایسے ناقص طریقہ کو ترک کر صراط المستقیم و بد مقدس کو بے خوف و بیم تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور آریہ دھرم پر ایمان لا کر نجات ابدی حاصل کرنا چاہیئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیرخواہ

لیکھرام آریہ مسافر

[1] سراری جمع سریہ کی ہے۔ لونڈیاں۔ مدخولہ اور اسی کے قریب معنے وصفا کے ہیں۔ یعنی باندی و کنیزک (از مؤلف)

جہاد

تیسرے ایڈیشن کا دیباچہ

ازاڈیٹر آریہ مسافر کی تصانیف مذہبی دنیا میں ایک عجیب مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس علم اور عقل کے زمانے میں جبکہ پرانے توہمات کی بیخ کنی ہوتی چلی جاتی ہے۔ جبکہ تحقیقات حق نے تلوار اور جبر کو قریباً شائستہ دنیا سے بالکل بھگا دیا ہے۔ ایک ایسے محقق کی تصانیف جس نے کہ بلا حوالہ جات مستند کے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہ لکھا ہو۔ فی الحقیقت طالبان حق کے لئے وہ حکم رکھتی ہیں۔ جو کہ افریقی صحرا نوردوں کے لئے ٹھنڈا پانی۔ محمدی مسلمانوں کا مسئلہ جہاد بھی پرانے توہمات میں سے ایک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ یہ مسئلہ دیگر توہمات کی نسبت زیادہ تر خطرناک اور غارت گر دین حق و برباد کنندہ مسلم ایمان ہے۔ شکر کا مقام ہے۔ کہ علم کی روشنی کے آگے جہالت کی تاریکی ٹھہر نہ سکی۔ اور جن حضرات کے بزرگوں نے کہ دین حق سے گمراہ ہونے کی وجہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں دنیاوی تلوار سے کام لیا تھا۔ انہیں بھی آخر کار زبان حال سے اقرار کرنا پڑا کہ جبر کا دھرم سے کوئی تعلق نہیں

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب پیغمبر عرب کی امت خود اس مسئلہ کی غلطی کی قائل ہے۔ تو مردوں کو اکھیڑنے سے اب حاصل۔ بلا شبہ اگر ہمارے محمدی بھائی صاف طور پر اپنے بزرگوں کی غلطیوں کے قائل ہو جاتے تو گذشتہ راصلوٰۃ کی نصیحت پر عمل کرنا لازم تھا۔

لیکن افسوس ہمارے تعلیم یافتہ محمدی بھائیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوششیں کیں۔ کہ محمدی اسلام کبھی بھی تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا گیا۔ اور یہ بھی دعوے کیا کہ ان کی مقدس کتاب میں اس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں ہے یہی وجہ تھی کہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے قرآن احادیث اور تاریخ کے مستند حوالہ جات سے ثابت کر دکھایا کہ جہاد محمدی تعلیم کا ایک جزو اعظم ہے۔ اس تحقیقات سے خدانخواستہ پنڈت لیکھرام سورگباشی کا یہ مدعا نہ تھا۔ کہ کسی بھائی کا دل دکھے۔ بلکہ مطلب یہ تھا۔ کہ محمدی تعلیم کی خطرناک سپرٹ سے آگاہ ہو کر ہمارے صدیوں کے بچھڑے بھائی پھر اپنے پراچین ویدک دھرم کی شرن میں واپس آویں۔ لیکن ہماری رائے میں ایک اور زبردست وجہ ہے۔ جو کہ جہاد کے مسئلہ کی چھان بین پر خیر خواہان خلق اللہ کو مجبور کرتی ہے۔ حال میں ہی جہاں ایک طرف امیر کابل کی نئی تصنیف محمدیوں کا دل جہاد کے لئے ابھارنے میں لیور کا کام دے رہی ہے۔ اور اس پر حاشیے چڑھا کر محمدی اخبارات امن ملک میں خلل انداز ہو رہے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ایک غازی کے لاہور پہنچکر ایک میم کو دل دہلانے قتل کرنے کا واقع ایسا نہیں ہے۔ جو کہ راہ حق کے واقفوں کو نہ ہلا دے۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر رسالہ جہاد کے مصنف پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا بے رحمانہ قتل زبان حال سے پکار رہا ہے۔ کہ جب تک ہمارے ان پڑھ محمدی بھائی سچے دھرم سے بے خبر رہینگے۔ تب تک واقعی شانتی کا راج دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا ❊

یہی وجوہات ہیں جنہوں نے کہ ہمیں رسالہ جہاد کی طبع دوم کے

ختم ہونے پر اسے تیسری بار چھپوانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس قدر یہ نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم کچھ نئی معلومات کا نتیجہ ناظرین کتاب کے روبرو پیش کریں۔ مسٹر لارنس صاحب افسر بندوبست کشمیر نے بڑی تحقیقات کامل کے بعد تاریخ کشمیر نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے افسوس سے یہ ظاہر فرما کر کہ زمانہ سلطنت محمدی اسلام کی کوئی مستند تاریخ ہند نہیں ملتی اس بات پر اظہار خوشی فرمایا ہے۔ کہ کشمیر کی مسلسل تاریخ وہاں کے بعض پنڈت قلمبند کرتے رہے ہیں۔ اس تاریخ کشمیر کے چند حصوں کا ترجمہ سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری و ماہ فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں سے جہاد و جبراً محمدی اسلام پھیلانے کی نسبت کسی قدر اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

"۱۳۰۵ء میں بعہد حکومت راجہ سمہ دیو کا شمیر شرابیوں قماربازوں اور بدمعاشوں کا ملک معلوم ہوتا تھا۔ اور عورتوں کی بھی بے حیثیت تھی۔ اس کے وقت میں ذی القدر خان تاتاری نے کشمیر پر حملہ کیا۔ بیچارہ سمہ دیو کشتوار کو بھاگ گیا۔ اس تاتاری نے جس کو عام طور پر زلزو کہتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا۔ ہزاروں کو غلام بنایا۔ اور سرینگر میں آگ لگا دی۔ زلزو کے ۸ ماہ کے قبضہ میں تمام ملک ویران ہوگیا۔ اور چونکہ غلہ کا میسر آنا مشکل ہوگیا اس نے براہ کلی نرواو گھاٹی کے کشمیر سے نکل جانا چاہا۔ لیکن برف کی وجہ سے راستہ بند ہوگیا۔ اور وہ معہ اپنی فوج اور کشمیری غلاموں کے برف میں مارا گیا۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۹)

"اور اس کے مرنے پر کوتا رانی با ختیار ہوئی۔ مگر صرف پچاس دن حکومت کرنے پائی کہ شاہ مرزا نے جسکو عام لوگ شاہ میر کہتے تھے۔ اپنے بادشاہ ہونیکا ۱۳۴۳ء میں اعلان کیا۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کوتارانی سے شادی کرنی چاہی۔ اول تو اس نے ٹالا۔ مگر آخرکار بوجہ اس کے قابو میں ہونے کے اس کا پیام ماننے پر مجبور ہوئی۔ مگر جب شاہ میر اس کے پاس خلوت میں گیا۔ تو اس نے اپنے پیٹ میں چھری مار لی۔ بعد ازاں شاہ میر نے بادشاہ کشمیر ہو کر اپنا نام شمس الدین رکھا۔ یہ شخص سلاطین کشمیر میں سے پہلا بادشاہ تھا۔ ۱۳۹۴ء میں سلطان سکندر تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ اس جوش و خروش کے جو اس نے پرانے عالیشان مندروں کی مسماری میں دکھلائے۔ جلد تر اس کا نام بت شکن مشہور ہوگیا۔ سکندر بہادر اور تربیت یافتہ تھا۔ لیکن اس کی ساری خوبیاں اس مذہبی جوش نے خاک میں ملا دیں تھیں۔ اس نے مسلمان علماء کو اپنے دربار میں بلایا۔ منجملہ ان کے محمد خان ہمدانی بھی تھا۔ جو مشہور شاہ ہمدان کا قائم مقام تھا۔ جس نے بادشاہ کے اس جوش کی آگ اور زیادہ بھڑکائی۔ مندر مسمار کئے گئے۔ اور ایک سال تک مارتنڈ کے بڑے عالیشان مندروں کی مسماری کے لئے مدد لگی رہی۔ جب وہ مضبوط عمارت نہ ٹوٹی تو آخرکار آگ لگا دی گئی۔ اس طرح وہ عالیشان عمارت برباد کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۰ و ۱۱)

اور محمد شاہ کے زمانے میں عبدالغنی اور ملا شرف الدین صوبجات نے ہندوؤں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ کیلاس پورہ ایک ہندوؤں کا محلہ شہر میں تھا۔ اس کو جلایا۔ اور ہندوؤں کو دستار باندھنے کی ممانعت کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۶)

ان وحشیوں کے ظلم پنڈتوں شیعہ لوگوں اور جہلم کے بمبہ فرقہ کے لوگوں پر ہوئے۔ ظالموں کی فہرست میں اول نام اسد خاں کا ہے۔ اس شخص کو یہ فخر تھا کہ میں نادر شاہ ثانی ہوں۔ یہ دستور تھا۔ کہ گھاس کے بورہ میں دو پنڈتوں کو بند کر کے ڈل میں ڈبوا دیتا تھا۔ اور یہ مذاق تھا۔ کہ کیچڑ سے بھر کر گھڑا پنڈتوں کے سر پر رکھا جاتا تھا۔ اور مسلمان اوس پر اس طرح پتھر مارتے تھے۔ کہ وہ گھڑا ٹوٹ کر کیچڑ آنکھوں میں بھر جاتی تھی۔ پہلے پنڈت لوگ صرف مونچھیں رکھتے تھے ان کو مجبور کیا۔ کہ وہ ڈاڑھی بھی رکھیں۔ اور پگڑی نہ باندھیں۔ اور نہ جوتہ پہنیں۔ ٹیکا جس کے ماتھے پر دیکھا جاتا تھا۔ مٹا دیا جاتا تھا۔ اب جو کشمیری پنڈت بڑا ٹیکا ماتھے پر لگاتے ہیں۔ اور بڑی پگڑی باندھتے ہیں۔ یہ پٹھانوں کے وقت کے ظلم کی یادگار ہے۔ جبر پھر ہندوؤں پر قائم ہوگیا تھا۔ اور بہت سے برہمن یا تو بھاگ گئے۔ یا مسلمان ہوگئے۔ ورنہ قتل کئے گئے۔ اسد خان کے بعد مددخاں ہوئے۔ ان کی نسبت یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ "ظلم اسد را رسید مدد" میر حاضر تیسرا شیطان تھا جو بجائے گھاس کے تھیلیوں کے چمڑے کے تھیلیوں میں برہمنوں کو بھر کر ڈبوتا تھا شیعہ اور برہمنوں کا کچھ امتیاز نہ تھا۔ عطا محمد خاں نہایت ظالم اور عیاش تھا۔ اس کے پاس ایک کلٹنی سماۃ کوشت تھی۔ جس سے سب پنڈت لوگ ڈرا کرتے تھے اور بجائے اس کے کہ اپنی لڑکیوں کو بے عزت ہونے دیں۔ ان کے ناک کاٹ لیتے تھے۔ یا سر منڈوا دیتے تھے۔ ان دنوں میں جب کسی مسلمان کو راستہ میں پنڈت مل گیا۔ وہ ان کی پشت پر سوار ہو کر بیگار کراتا تھا۔ آخرہ پٹھانوں کے ظلم سے کشمیری تنگ آگئے۔ اور ان کو صرف رنجیت سنگھ شیر پنجاب سے جس کا ستارہ ان دنوں عروج پر تھا۔ امن کی امید ہوئی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۷ و ۱۸)

بیربل در اپنے بیٹے راج کاک کے کشمیر سے خفیہ طور پر نکل آئے۔ اور سیدھے لاہور میں رنجیت سنگھ کے پاس پہنچے۔ اور مدد کی التجا کی۔ محمد عظیم نے یہ حال سن کر بیربل در کی عورتوں کو بلوایا۔ بیربل در کی بی بی نے خودکشی کی۔ مگر راج کاک کی نوعمر بی بی کسی طرح ان کے ہاتھ آگئی۔ جس کو انہوں نے مسلمان کر کے کابل بھیج دیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود تھی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۸ و ۱۹)

صلح کرانے اور محبت بڑھانے والے خدا کے فرزند (ایشور کے پیارے ہیں) اور وہی سورگ دہام کے وارث ہونگے نہ کہ تلوار چلانے اور خون بہانے والے۔

ان دنوں جبکہ علم و عقل کی ترقی ہوئی۔ اور تہذیب کا چرچا عام آزادی سے پھیلنے لگا۔ دین بالجبر کو تمام تعلیم یافتہ لوگ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور اس کے دعاوی پر اعتراض کرنے لگے۔ اس پر بعض نیچری خیال کے محمدی بجائے اس کے کہ ابطالت سے دست کش ہو کر صداقت کیطرف متوجہ ہوتے۔ الٹی یہ بیجا اور بے سود کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اسلام نے جہاد کبھی نہیں کیا۔ کبھی غیر مذہب جبراً مسلمان نہیں کی گئیں۔ کبھی کوئی مندر اسلامیوں نے نہیں توڑا کبھی کسی مندر میں گائے ذبح نہیں کی گئی۔ کبھی غیر مذہب کی عورتوں یا بچوں کو جبراً و مذہباً مسلمان نہیں بنایا۔ اور بغیر نکاح کے ان کے ساتھ کنیزک و غلام سمجھ کر بدفعلی کے مرتکب نہیں ہوئے

ہم نے مخالفین کے رسالجات مندرجہ حاشیہ میں اس ایک ہی مضمون کو نہایت
غور سے پڑھا اور ان کے دلائل کو بھی راستی سے مطالعہ کیا۔ سب سے زیادہ زور سید
صاحب نے لگایا ہے۔ اور باقیوں نے عموماً ان کے مضمون کو نقل کر کے کہیں کہیں
کم و بیش بنایا ہے۔ صدی کیا مبارک ہے۔ کہ خود مسلمان بھی جہاد کرنے سے انکار
کرنے لگے۔ سبحان افسوس ہے۔ لوس ہے۔ کہ وہ قرآن سے کوشش کرتے ہیں۔ قرآن
کے چہرہ سے صرف یہی ایک جہادی داغ دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ خدا
کا انکار معجزوں کا انکار۔ آسمانوں کا انکار بہشت و دوزخ کا انکار۔ جناب کا انکار۔ عیسے
کے بے پدر پیدا ہونیکا انکار۔ ایک آدم سے کل آدمیوں کے پیدا ہونے کا انکار۔
غرضکہ قرآن سے تمام اعراضیت کی باتیں نکال کر مصمم ارادہ کر رہے ہیں کہ اس کو مہذب
ہندو و سائی بنا دیں۔ مگر افسوس کیونکہ ؎ کوشش بے فائدہ است وسمہ برابروئے کور
قرآن سے یہ بات دور ہونی بمنزلہ اس کے ہے۔ کہ قرآن نہیں رہتا۔ اور کسی محمدی کی
یہ طاقت بھی نہیں۔ کہ مکہ کے مندر یا مدینہ کی زیارت کے اندر کھڑے ہو کر کسی ایک بات کو
منہ سے نکالے یا روم افغانستان اور مصر میں کوئی بات کہہ سکے۔ گورنمنٹ انگریزی کی عدالت
کا زمانہ ہے۔ شیر و بکری کا ایک ٹھکانا ہے۔ یہ داغ نہیں۔ بلکہ قرآن کا علم ہے۔ اسکے
مٹنے سے قرآن قرآن نہ رہیگا۔ پارسیوں یہودیوں اور ہندوؤں کی کتابوں کا درجہ ہو جائیگا
لطیفہ ایک بیخبری سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ ولایت گئے تھے۔ کیا مکہ کا حج بھی
کر آئے۔ جواب میں فرمایا کہ میں مکہ سے بڑھکر کام کر آیا ہوں (یعنی ملکہ کو سلام کر آیا)۔ بیشک
مکہ سے ملکہ میں ایک لام زیادہ ہے۔ ؎

پارسیاں روے در مخلوق — پشت بر قبلہ میکنند نماز
آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز — پوست بر پوست است چوں پیاز

اسلام جسطرح دنیا میں پھیلا۔ اور جس چیز کے زور سے اسکی اشاعت ہوئی اس کا نام جہاد
ہے۔ اور جس کو اصطلاح احمدیہ میں غزا بھی کہتے ہیں کہ اس کا مرتکب غازی کہلاتا ہے
وہ یہی آتا ہے۔ جس کی خوفناک حرکت سے کروڑوں آدمی راستی سے منحرف کئے گئے۔ چونکہ
اس مسئلہ نے دین محمدی کے دل میں اس آتش جہالت کو مشتعل کر کے شہادت بہشت
کے تیل سے بھڑکایا
بنابراں ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی مفصل کیفیت قرآن
و حدیث و کتب تواریخ سے عام و خاص پر ظاہر کریں۔ اسے پرماتما ست کا
پرکاش کر اور اسّت کا ناش ہو

باب اوّل قرآن سے

نمبر ۱ سورہ انفال يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال ان يكن منكم عشرون صابرون
يغلبوا مائتين وان يكن منكم مائة يغلبوا الفا من الذين كفروا بانهم قوم لا يفقهون
ترجمہ: اے پیغمبر شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اگر ہوں تمہارے بیس آدمی
صبر کرنیوالے غالب آئینگے دو سو آدمی پر۔ اگر ہوں تمہارے سو آدمی غالب
ہونگے ہزار آدمی پر کافروں سے۔ اس سبب سے کہ وہ گروہ ہیں۔ جو نہیں سمجھتے
پہلے یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن مسلمان مقابلہ کفار پر نہ ٹھہر سکے۔ اور بے قرار
ہوئے۔ بنا براں خدائے قرآنی کو بھی اپنی سہو سے اقرار کرنا پڑا۔ اسی واسطے شاہ
ولی اللہ صاحب ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "کہ چوں ایں آیت نازل شد۔ واجب
گشت ثبات با دہ چنداں کفار۔ بعد ازاں منسوخ شد بوجوب ثبات در مقابلہ دو
چنداں" (مجموعہ صفحہ ۱۷۵ نول کشور ۱۲۸۴ء)
وہ آیت جس نے اس نمبر ۱ کو منسوخ کیا یہ ہے۔
نمبر ۲ سورہ انفال الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا فان يكن منكم مائة
صابرة يغلبوا مائتين وان يكن منكم الف يغلبوا الفين باذن الله والله مع الصابرين
ترجمہ (اب پہلے حکم کو) خدا نے (سبک) تخفیف کر دیا۔ تمہارے
سر سے اور جان لیا خدا نے کہ تمہارے بیچ کمزوری ہے۔ پس اگر ہوں تمہارے
سو آدمی صبر کرنے والے۔ غالب آویں دو سو پر اور اگر تمہارے ہوں ہزار تو بھی
غالب آویں دو ہزار پر۔ خدا کے حکم سے۔ اور خدا صبر کرنے والوں
کے ساتھ ہے۔
اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ "صحابہ ایں [illegible]
بہ رو گرفتند۔ یا جہاد خویش و مرضی نزدیک خدائے تعالیٰ قتال با جماعت بود
لیکن چوں تخفیف صریح نشدہ بود۔ عفو فرمود" صفحہ ۱۷۵ ۱۲۸۴ء فارسی
قرآن جنگ بدر میں جب لوٹ مار کر چکے اور صدہا آدمیوں کو قتل و قید
کرنے کے بعد بہت سا مال و اسباب جمع کیا۔ تب خدا فرماتا ہے۔
نمبر ۳ سورہ انفال يا ايها النبي قل لمن في ايديكم من الاسرى ان
يعلم الله في قلوبكم خيرا يؤتكم خيرا مما اخذ منكم ويغفر لكم والله غفور رحيم
ترجمہ۔ اے پیغمبر کہو ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں
کہ اگر جانے خدا تمہارے دل میں نیکی یعنی ایمان محمدی۔ تو بیشک دیگا تم
کو بہتر اس (مال و اسباب سے) جو تمہارا لیا گیا ہے۔ اور تم کو بھی معاف
کر دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور لوٹ کے مال کی بابت خدا
کہتا ہے۔ فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا
ترجمہ کھاؤ لوٹ کے مال سے حلال پاکیزہ۔ یعنی وہ تمہارے لیا سطے
بہت ہی اول درجہ کا حلال ہے۔ اچھے مسلمانوں کی تعریف قرآن میں خدا اسطرح

[۱] مولوی نور دین صاحب نے کتاب [illegible] میں اور مولوی غلام علی نے مسئلہ جہاد میں اور مولوی غلام حسن نے رسالہ جہاد میں اور سید احمد خاں نے تہذیب و تفسیر میں اور خلیفہ صاحب نے اسے اعجاز میں جہاد کے حق بے میں بہت ہی کوششیں کی ہیں۔
[۲] جہاد کفار سے لڑنا کافروں سے لڑنا کریم اللغات
[۳] غازی جو کفار سے جنگ کرے ایضاً
[۴] غزا جہاد لڑائی کفار سے ایضاً
[۵] جہاد لڑنا مسلمانوں کا کفار سے واسطے دین کے ایضاً
[۶] غنیمت مال لوٹ کا لوٹ ایضاً
[۷] غنائم جمع غنیمت کی ہے۔ ایضاً
[۸] غنیم لوٹنے والا لٹیرا دشمن ایضاً
[۹] جہاد با کفار کارزار کردن اکشف اللغات
[۱۰] غزو بالفتح قصد کردن و جنگ کسے رفتن ایضاً
[۱۱] غزاۃ بالضم جمع غازی [illegible] ایضاً
[۱۲] جہاد بکسر اول با کفار کارزار کردن منتخب
[۱۳] جہاد اصغر [illegible] با دشمنان جنگ [illegible] ایضاً
[۱۴] [illegible] بالفتح با دشمن دین جنگ کردن [illegible]
[۱۵] غزاۃ بضم اول و رائے معجمہ و ہائے فوقانی جمع غازی کہ قتال کفار باشد از غیاث اللغات
[۱۶] غزوات بالتحریک جمع غزوہ
[۱۷] غزوہ بالفتح جنگ [illegible] با کفار بہمراہی پیغمبر علیہ السلام یا امام وقت و آن جنگ ہمراہ باشد و اگر تحت سرگروہی امام وقت باشد آنرا سریہ گویند از غیاث
[۱۸] سریہ بالفتح اول و کسر ثانی و تشدید تحتانی لشکری کہ زیادہ از [illegible] باشد تا چہار صد کس و باصطلاح اہل حدیث لشکری کہ حضرت رسالت پناہ خود بذات مقدس در آن نباشد و سرگروہی بجائے خود [illegible] باشد۔ از منتخب و صراح و لطائف و غیاث
[۱۹] جہاد [illegible] با دشمن دین حرب کند از برہان قاطع
[۲۰] غازی [illegible]
[۲۱] غزوات جمع غزات لڑائی جنگ کافروں کے برخلاف حملہ کرنا (منتخب)
[۲۲] جہاد جنگ [illegible] جہاد اکبر جو کل کفار دنیا کے خلاف (جان رچرڈسن صاحب کی عربی فارسی انگریزی ڈکشنری صفحہ ۵۲ ۱۳)

اور ان الفاظ میں کرتا ہے۔

نمبر ۴ سورۃ انفال والذین آمنوا و ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ۔ والذین اووا و نصروا ہم المؤمنین احقا لہم مغفرۃ و رزق کریم۔

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور ہجرت کی۔ اور جہاد کئے۔ خدا کے راستہ میں (یعنی دین محمدی کے پھیلانے کی خاطر) اور جنہوں نے جہادیوں کو جگہ دی۔ اور انکی (زر، پیہ وغیرہ سے) مدد کی ایسے آدمی وہی ہیں۔ جو سچے مسلمان ہیں۔ انہیں کے واسطے معافی ہے۔ اور نیک روزی۔ اور اس سے اگلی آیت میں بھی اُن لوگوں کو جو آئیندہ دین اسلام کی خاطر جہاد کریں یا کرینگے بھی سچے مسلمانوں میں شمار کیا ہے۔ پھر خدا اور جگہ بھی مسلمانوں کی تعریف کرتا ہے۔ تاکہ وہ جہاد کرنے میں دل و جاں سے ہمت کریں۔ اور دین محمدی پھیلا دیں۔ چنانچہ وہ آیت یہ ہے۔

نمبر ۵ سورۃ مائدہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علے الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ۔

ترجمہ (مسلمان لوگوں کی تعریف یہ ہے۔ گویا ایک قسم کا حلیہ) وہ تواضع کرنے والے ہیں مسلمانوں پر سختی کرتے ہیں کافروں پر۔ جہاد کرتے ہیں۔ خدا کے رستہ میں اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ یہ خدا کی بخشایش ہے۔

نمبر ۶ سورۃ توبہ فاذا انسلخ الاشہر الحرام فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم و خذوہم واقعدوا لہم کل مرصد فان تابوا و اقاموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم ان اللہ غفور الرحیم

ترجمہ پس جب ممانعت کے (یعنی حرام) مہینے گذر جاویں۔ تب قتل کرو مشرکوں کو جس جگہ پاؤ۔ پکڑو ان کو اور قید کرو ان کو اور بیٹھو واسطے قتل یا گرفتاری اُن کی کے کمین گاہوں میں یعنی چھپ کر (غرضیکہ جس حیلہ حوالہ مکر و فریب سے ہو سکے پکڑو۔ مارو۔ قید کرو۔) البتہ ایک شرط پر رہائی بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ (اگر وہ اپنے دین سے توبہ کریں۔ اور نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ دیں۔ تب اُن کو بغیر قتل کرنے کے چھوڑ دو۔ (غرضیکہ بغیر مسلمان کرنے یا قتل کرنے کے مت چھوڑو) تحقیق خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

توبہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانہم قوم لا یعلمون

ترجمہ (اور اس سے آگے کچھ عرصہ سوچکر بھی ایمان لانے کی بحالت قید رہنے کی اجازت دی) کہ کوئی مشرکوں سے اگر امان مانگے تو اس کو امان دے۔ تاکہ وہ قرآن کو سنے۔ جب سُن چکے۔ تو اس کو پہنچا دے لشکر گاہ اسلام میں۔ اور یہ اس واسطے ہے۔ کہ وہ لوگ قرآن سے ناواقف ہیں۔

نمبر ۷ سورۃ توبہ وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر

ترجمہ جو لوگ اعتراض یا طعنہ کرتے ہیں۔ تمہارے دین پر پس قتل کرو ایسے بڑے کافروں کو۔

نمبر ۸ توبہ ان کنتم مؤمنین قاتلوہم یعذبہم اللہ بایدیکم و یخزہم و ینصرکم علیہم۔

ترجمہ اگر تم مسلمان ہو تو جنگ کرو انکے ساتھ تا خدا تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے اور ان کو رسوا کرے اور تم کو فتح دے۔

نمبر ۹ سورۃ توبہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم و ماویہم جہنم۔

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کر اُن پر اور جگہ ان کی دوزخ ہے۔ اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ کہ "جہاد کن بسیف و سختی کن برہان" ۱۸۷ (نولکشور)

نمبر ۱۰ توبہ ان اللہ اشترٰے من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا

ترجمہ تحقیق خدا نے خرید لیں مسلمانوں کی جانیں اور ان کا مال بعوض اس کے کہ ان کو بہشت دیگا۔ (کن لوگوں کو) ان کو جو جنگ کرتے ہیں خدا کے راستہ میں پس قتل کرتے ہیں۔ اور قتل ہو جاتے ہیں۔ بموجب سچے وعدہ خدا کے (یعنی خور و غلمان بہشتی کی خاطر)

فاضل محقق شاہ ولی صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔ "در جہاد مکرر و قسم خورد و وفا کردن بسبب آنست کہ کافراں من بعد قول ایشاں را معتبر ماندند۔ و بہ ایشاں صحبت ندارند۔ بلکہ مسلمانان در شبہ افتند (صفحہ ۲۵۹ نولکشور)

نمبر ۱۱ توبہ یا ایہا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین

ترجمہ اے مسلمانوں جو کافر تمہارے نزدیک ہیں۔ ان کے ساتھ قتال کرو اور چاہئے کہ کافر لوگ تمہارے میں غلظت یعنی بے رحمی یا سختی دیکھیں۔ اور جانو کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

نمبر ۱۲ توبہ یجاہدوا باموالہم وانفسہم واللہ علیم بالمتقین۔

ترجمہ جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال سے اپنی جان سے ایسے ہی پرہیزگاروں کو خدا جانتا ہے۔

نمبر ۱۳ توبہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین[3] اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔

ترجمہ تحقیق فتح دی تم کو خدا نے بہت جگہوں میں اور حنین کے روز بھی۔ جب تعجب دلایا تم کو تمہاری کثرت نے پس دفع نہ کیا اس زیادتی نے تمہارے سے کچھ چیز کو اور تنگ ہوئی زمین تمہارے پر باوجود اس کی فراخی کے۔ پس تم جا بھاگے پیٹھ دیکر لکھا ہے غزوہ حنین میں باوجود کثرت امداد ملایک کے محمد نے یکبارگی شکست کھائی۔ اکثر مسلمان زخمی ہوئے۔ اور چار شہید ہوئے۔ (دیکھو مدارج النبوۃ جلد دوم) جنگ اُحد کی بابت شیخ عبدالحق لکھتا ہے۔ کہ جنگ احد میں جب لشکر اسلام نے شکست کھائی۔ ایک گروہ قریش محمد کی طرف آیا۔ اور چاروں طرف گھیر لیا۔ علی نے حفاظت کی۔

---

[1] جہادیوں کا ایک بڑا گروہ جو ہندوستان سے بھاگ کر ایک عرصہ دراز سے مدت اور پہاڑ ستھانہ (؟) کے مقیم تھے۔ جن میں ستانہ واکر ... من صدر واصل جہنم ہوئے۔ ہزارہا ہندوستان کے مسلمان روپیہ جمع کر ان کو قرآن کی اسی ہدایت کے بموجب امداد دیا کرتے ہیں۔ جو ایک اظہر من الشمس بات ہے۔ تاریخ ہزارہ میں ان کا حال مفصل درج ہے۔

[2] کوئی غلطی نہ کیجئے۔ یا منہ کے معنے قید کا گھر نہیں۔ بلکہ اس سے مراد لشکر گاہ جہادیاں اسلام ہے۔ جہاں ان کو ایمان لانے تک تنگ ہونے سے امن ہو۔ یا مسلمان ہو کر لوگوں کے قتل سے امن ہو۔ کیونکہ جہاد کے وقت میں سوائے مسلمان ہونے یا قتل ہونے کے کوئی امن ... قرآن میں نہیں ہے۔

[3] حنین بالضم و فتح نون نام موضعیست میان مکہ و طایف کہ در آنجا با مخالفین محمد جنگ شد و شکست خوردہ۔

تھا کی جس نے اچھا طرح شجاعت دکھلائی۔ اور جبرائیل و میکائیل بھی امداد کیواسطے موجود تھے۔ مگر بہت مسلمان مارے گئے۔ خود محمد صاحب زخمی ہوئے۔ اور مردوں میں پڑ گئے۔ وہب بھی کافر کی ضرب سے شہید ہوئے۔

(دیکھو مدارج النبوۃ)

پھر ایک اور فاضل مورخ و ماتا ہے۔ کہ جنگ احد[1] میں دشمن یعنی کافر لوگ مرینہ خالی دیکھکر سواروں کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب آ پڑے۔ حضرت امیر حمزہ اور عبداللہ بن جبیر دو نامی سردار اصحاب شہید اور حضرت علی عمر و حضرت ابوبکر مجروح ہوئے۔ (ایک جہاد شجاع اور سنگ دل عورت سپہ سالار لشکر کفار نے جسکا نام ہند بنت علیہ زوجہ ابوسفیان بہادر علیہا الرحمت ہے) امیر حمزہ کا کلیجہ چیر کر چبایا۔ اور مسلمان مقتولوں کے گوشت و بینی کان شکر ان سے ہار بنا کر گلے میں پہنے۔ (مفصل دیکھو زرقانی بر مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۶ و ۲۱)

اور یہی ذکر مولوی نورالدین نے فصل الخطاب میں بھی درج کیا ہے۔ (دیکھو باب جہاد)

جنگ بدر[2] کی بابت مورخ یوں لکھتے ہیں۔ خدا نے محمدؐ صاحب سے وعدہ کیا تھا۔ مگر کثرت فوج مخالف سے محمد صاحب گھبرا رہے تھے۔ ابوبکر نے تسلی دی۔ سعد بن نے بھی تسلی دی کہ گھاس کے جھونپڑے میں آپ آرام کریں۔ کنارہ پر۔ اور گھوڑا موجود ہے ہم لڑینگے۔ اگر خدا نے غلبہ دیا تو بہتر ورنہ آپ کو بطرف مدینہ فرار اولیٰ ہے۔ حضرت اس کلام سے خوش ہوئے۔ اور عریش میں تشریف لے گئے (جلد دوم مدارج النبوۃ)

مولوی نورالدین صاحب جنگ بدر کی بات لکھتے ہیں:۔ "حاصل الامر اس لڑائی میں مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اور ستر کے قریب اسیران قریش گرفتار ہوئے۔ جن میں سے عقبہ و نصر قتل کئے گئے باقی چھوڑ دیے گئے (فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب صفحہ ۱۳۱)

قرآن سے واضح ہے۔ کہ غزوہ بدر میں ایک ہزار فرشتے محمد کے مددگار تھے۔ اور ایک جگہ سے پانچ ہزار ملایک معلوم ہوتے ہیں۔ فرشتوں نے بھی لڑائی کی۔ اور محمدی جہادیوں نے بھی

محمدی لشکر	۱۵۰۰
فرشتے	۱۰۰۰ یا ۵۰۰۰
کل میزان لشکر	۲۵۰۰ یا ۶۵۰۰

مگر کافر بھی مخالفین دین محمدی بہت قلیل تھے۔ اس صورت میں محمدیوں اور فرشتوں کی کوئی بہادری نہیں۔ حالانکہ پھر بھی چودہ مسلمان یعنی ۶ مہاجر اور ۸ انصار کا کافروں نے سر کاٹ لیا۔

غزوہ احد کی بابت حاشیہ قرآن پر لکھا ہے:۔ "در غزوہ آمد اہل نفاق میل کردند ساآنکہ در شہر متحصن شوند۔ و اصحاب خواستند کہ بیروں آمدہ جنگ کنند۔ بعد ازاں کہ ہزیمت واقع شد منافقاں ایں را محل طعن گرفتند۔ و وقت حرب حضرت پیغمبر برقسمے جماعت را معین ساختند۔ کہ ازینجا نہ جنبند۔ چوں آثار فتح ظاہر شدن گرفت آں جماعت در پئے غارت افتادند و عصیان پیغمبر کردند بشومے عصیان ہزیمت بر مسلماناں افتادہ ہمہ فرار کردند

الا ماشاء اللہ ویرو لاجبر شہادت حضرت پیغمبر شائع شدہ منافقاں قصد ارتداد کردند (حاشیہ قرآن ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۲)

سورۃ توبہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتٰب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔

ترجمہ جنگ کرو ان کے ساتھ جو ایمان نہیں لاتے خدا پر اور قیامت پر اور حرام نہیں جانتے جن کو خدا اور پیغمبر نے حرام کیا۔ اور سچے دین کو اختیار نہیں کرتے۔ (مانی سب یہود اور عیسائی۔ ان کے واسطے حکم ہے کہ اہل کتاب سے یہ کہ وہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے خوار ہو کر۔

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "کہ جنگ تا حق ہیچ گاہ درست نیست و جنگ کافراں ہمہ وقت درست است" صفحہ ۱۸۲ حاشیہ قرآن

پھر ایک جگہ لکھا ہے۔ "حاصل جواب آنست کہ قتال کفار جائز است" (صفحہ ۴۳ حاشیہ قرآن)

سورۃ توبہ وجاہدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم ان کنتم تعلمون۔

ترجمہ اور جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے خدا کے راستے میں (یعنی دین خدا کے واسطے) یہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر جانتے ہو تم۔

سورۃ محمد فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا۔

ترجمہ پس جب لڑائی کرو کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو۔ اور جب بہت خونریزی کر چکو تب ان کو مضبوط قید کر لو۔ یا احسان سے خلاصی کرو۔ اس کے بعد یا مال لیکر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدے۔

سورۃ نساء فان تولوا فخذوہم واقتلوہم الخ

ترجمہ پھر اگر نہیں (مسلمان ہوتے) تو انکو پکڑو۔ اور مارو جہاں پاؤ اور نہ ٹھہراؤ ان میں سے کسی کو رفیق اور مددگار۔

سورۃ فتح قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون۔

ترجمہ۔ کہدے (اے محمد) پیچھے رہ گئے اعرابیوں کو کہ آگے تم کو بلاوینگے۔ ایک بڑی سخت لڑاکی قوم پر۔ تم ان کو قتل کرو گے۔ یا وہ مسلمان ہونگے۔

اب وہ آیتیں جن میں محمد صاحب نے اعرابیوں کو دولت کی طمع اور لوٹ مار کی ترغیب دی ہے۔ درج کرتے ہیں۔

سورۃ توبہ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ۔

ترجمہ اے مسلمانوں سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ مشرک لوگ پلید ہیں۔ پس چاہیئے کہ نزدیک مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے نہ آویں۔ بعد اس سال کے اور اگر ڈرتے ہو مفلسی سے پس خدا تم کو تونگر کردیگا اپنے فضل سے۔

سورۃ نساء فعند اللہ مغانم کثیرۃ

ترجمہ اللہ کے یہاں غنیمتیں یعنی لوٹ کا مال بہت (یعنی جب تم جہاد کرو گے۔ تو بہت سا مال لوٹو گے۔ جو تم کو اللہ دیگا)

سورۃ احزاب واورثکم ارضہم ودیارہم واموالہم وارضا لم تطئوہا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا۔

[1] احد ایک پہاڑ مدینہ سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔

[2] بدر نبع و کوئیں مالی نام جاہیست متصل مدینہ کہ در حوالئے آں درمیان محمد و قریش جنگ شدہ بود۔

ترجمہ اور "تم کو" خدا نے دی تم کو زمین ان کی گھروں کے مال ان کے اور نیز ایک زمین اور جس پر نہیں جمیرے تم نے قدم - اور خدا ہر چیز پر قادر ہے -

سورۃ آل عمران ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہم باذنہ

ترجمہ اور تحقیق خدا نے سچا کیا تمہارے حق میں وعدہ اپنا جب تم قتل کرتے تھے کافروں کو خدا کے حکم سے + اس آیت کے آگے تحسونہم کے لفظ سے صاف جتلایا کہ لوٹ مار کی خاطر بہت لوگ جنگ میں شامل ہو جاتے تھے - اور دین اسلام پھیلتا جاتا تھا +

سورۃ فتح سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوہا ذرونا نتبعکم

ترجمہ کہیں گے تم کو پیچھے رہے ہوئے (اعراب لوگ) جب تم چلو گے طرف لوٹ[1] مار کے - کہ چھوڑو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ (یہ آیت حسب بالا جنگ خیبر کے وقت نازل ہوئی)

آگے اسی سورۃ فتح میں محمدیوں کو بہت سی لوٹ مار کی بابت الفاظ ترغیب دی ہے - وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا وعدہ دیا ہے خدا نے تم کو بیشمار لوٹ کا +

جس کی بدولت لاکھوں جاہل نمازی مرد جنگ لوٹ مار کو دین محمدی جانکر "جاہدو فی سبیل اللہ" کے شوق سے کمر بستہ لوگوں کا ایمان بگاڑنے اور ان کے لڑکے بالے رنڈی غلام اور بالاں اور منکوحہ عورتیں رکھ کر زنا کرنے کے واسطے لوٹ لانے پر دل و جان سے طیار ہو گئے - جس کا مفصل حال سورۃ انفال میں درج ہے +

اب ہم وہ آیتیں بتلاتے ہیں جن میں فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب ہے +

سورۃ نساء والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم

ترجمہ اور حرام کی گئی ہیں - اوپر تمہارے شوہردار عورتیں - مگر سوائے ان کے جن کے مالک متمل ہوئے تمہارے ہاتھ + اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں - "اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند - نکاح وے بری او صحیح بود - ہرچند شوہرش آنجا - زندہ باشد" (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن)

ابو سعید خدری نقل میکند - کہ در حرب حنین از غنائم او طاس مال بسیار و ماہ لجہاد رسید - وار جوزنانے شوہر آن ایشان را حسب طلب مے خواستیم - تقید اسیرے ما رسیدند وچوں حرمت زنان شوہر داران ما را معلوم شدہ بود و در حل و حرمت اسیران متردد گشتیم والیشان را اگرچہ ملک یمین او بودند از قبیل محصنات میشمردیم لبعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ این آیت نازل شد کہ زنان کفار اگرچہ شوہر دارند اما چوں لبسبب سبی ملک یمین شما ارزند - تصرف در ایشاں حلال است بشرط اخراج ایشان از دار الحرب - بے اتدواج ایشان و این اقوال امام اعظم است - باقی آئمہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میداند" تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۱۰۲

سورۃ احزاب مما ملکت ایمانکم

ترجمہ جو عورتیں تم نے لڑائی میں لوٹیں وہ تمہارے پر حلال ہیں -

سورۃ نساء فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم +

ترجمہ بس نکاح کرو - جو خوش آوے تم کو سب عورتوں سے دو دو تین تین - چار چار - اور اگر جانو کہ عدل نہیں کر سکتے - تو ایک سے نکاح کرو - یا لوٹ کی لونڈیوں سے صحبت کرو +

تفسیر کشاف میں لکھا ہے - یرید ما ملکت ایمانہم من اللاتی سبین ولہن ازواج فی دار الکفر فہن حلال لغزاۃ المسلمین وان کن محصنات +

ترجمہ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے کہ وہ عورتیں لڑائی میں قیدی ہو کر ان کے ہاتھ میں آئی ہوں - پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں - اگرچہ وہ شوہر والی ہوں +

تفسیر حسینی سورۃ توبہ میں لکھا ہے - آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ چند بیں کیش را گفت بیل رغب فی الجہاد بنی الاصفر تنغنموا منہم سراری و وصفا -

سورۃ بقر ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ +

ترجمہ تحقیق جو ایمان لائے - اور وطن چھوڑے اور جہاد کئے جنہوں نے خدا کے راستہ میں - وہ امیدوار ہیں خدا کی رحمت کے - اس پر شاہ صاحب فرماتے ہیں - "بسبب اشتغال بجہاد کسب کردن نمے توانند" (حاشیہ قرآن صفحہ ۴۴)

پھر دوسری جگہ حاشیہ قرآن میں فرماتے ہیں - "بعد ازیں حق تعالیٰ امر مے فرماید بصبر بر مشقتہائے جہاد و ثواب صبر ذکر میکند" (صفحہ ۲۲ حاشیہ)

سورۃ صف تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر +

ترجمہ ایمان لاؤ خدا اور رسول پر اور جہاد کرو خدا کے رستہ میں مال سے اور جان سے - تمہارے کو بہتر ہے -

لوٹ کے مال کی تقسیم +

سورۃ انفال واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ +

ترجمہ اور جانو کہ جو کچھ لوٹ حاصل ہوئی کافروں سے ہر قسم کی چیزیں پس پانچواں حصہ اس سے خدا کا ہے - اور پیغمبر کا واسطے رشتہ داروں اور فقیروں اور مسافروں کے - اگر ایمان لایا ہے تم نے خدا پر +

سورۃ حشر ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل +

ترجمہ جو کچھ مقرر کیا ہے - خدا نے پیغمبر گاؤں والوں کی لوٹ کے مال سے پس خدا کے واسطے ہے - اور پیغمبر کے واسطے ہے اور واسطے اس کے رشتہ داروں کے - اور یتیموں کے واسطے ہے - اور فقیروں اور مسافروں کے -

للفقرا کی تشریح مصنف قرآن خود کرتا ہے - للفقراء المہاجرین یعنی آن فقیران ہجرت کنندہ + اور خویشاوندان کی شاہ ولی اللہ صاحب تشریح کرتے ہیں یعنی خویشاوندان پیغمبر را اور یتیموں اور مسافروں کی تشریح ہم کرتے ہیں - یعنے مسلمان مسافروں اور مسلمان یتیموں کو +

اس کے علاوہ تفسیر جلالین میں اس کی تشریح اور بھی عمدہ طرح پر کی گئی ہے - "وتخصیص ما للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر معمق الاٰتیہ الٰی یتسالہ اصناف الاربعۃ علی ما کان یقسمہ من ان لکل منہم خمس الخمس ولہ صلی اللہ علیہ وسلم الباقی یفعل فیہ ما یشاء فاعطی منہ المہاجرین وثلاثہ من الانصار لفقرہم ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ کالصفراء

---

[1] جہاد کرنے کے واسطے اہل مدینہ کو بہت ترغیب دیتے رہے - مگر وہ راضی نہ ہوئے - اس کے حاشیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں - "توقف میکند وگر جنگ در مقدمہ غنائم مے شود توقف نمے کردند" حاشیہ قرآن صفحہ ۳۸۹

و وا دی القربیٰ ورنج فلا یا مرفیہ ما یشاء و للرسول والذی صاحب القربیٰ قرابۃ النبی من بنی ہاشم و بنی المطلب والیتمیٰ اطفال المسلمین الذین ہلکت آباؤہم وہم فقراء والمسکین ذوی الحاجۃ من المسلمین و ابن السبیل المنقطع فی سفرہ من المسلمین ٭

(جلالین صفحہ ۴۷۲ حیدری بمبئی ۱۲۹۹ء)

سورۂ توبہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

ترجمہ وعدہ دیتا ہے۔ خدا ان کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور نیک عمل کرتے ہیں۔ البتہ خلافت کو خلیفہ یعنی حاکم بنا دیگا زمین میں۔ جیسا کہ حاکم کیا ہے۔ ان کو جو پہلے تھے۔

سورۂ صف یا ایہا الذین آمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

ترجمہ اے مسلمانوں تحقیق دلالت کرتا ہوں میں تم کو طرف اس سوداگری کے یعنے جہاد کے کہ تم کو چھوڑا دے عذاب الیم سے ٭

جو لوگ جہاد کو عقل سے حل کرتے ہیں۔ ان کو شاہ ولی اللہ کہتے ہیں۔ کہ "چوں جہاد بلہر الٰہی ہست ہمہ خیر است بعقل راہ را آنجا دخل دادن صحیح نباشد (صفحہ ۸۰ حاشیہ نولکشور)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اسلام آرند و ہجرت کنند۔ ایشاں را دست مانند گرفت۔ و اگر اسلام نیارند مے باید کشت (صفحہ ۷۸)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔ "مردم ضعیف الاسلام در اوّل اسلام کہ جہاد فرض نشدہ بود۔ دعوت اسلام نمودند۔ چوں جہاد فرض شد۔ ازاں تقاعد کردند۔ و از بعضے کلمات منافقانہ سر بر زد۔ و بعضے باخیالاں خود رنگ شدہ خلاف مرضی آنحضرت رائے مزید (صفحہ ۸۶)

مولویوں کے فضول عذرات کا جواب

بعضے ناواقف اور مباحثہ سے گھبرانے ہوئے مسلمان مستقبل دین کی خرابی کو سمجھ کر تعصب کے سبب سے اُسے چھوڑنا گوارا نکر آیات ذیل دین بالجبر کے مخالف پیش کرتے ہیں۔ جن کو ہم بجنسہ درج کر کے پھر اُن کی تردید سناتے ہیں ٭

آیت اوّل۔ سورۂ بقرہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

ترجمہ جبر کرنا نہیں ہے واسطے دین کے تحقیق ظاہر ہوگئی ہے۔ ہدایت گمراہی سے

اس کا پہلا جواب شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں "جب اسلام ظاہر شد۔ پس گویا جبر کردن نیست۔ اگرچہ فی الجملہ جبر باشد" (صفحہ ۴۱ حاشیہ قرآن)

دوسرا جواب مفسر حسینی دیتا ہے "گفتہ اند حکم ایں آیت بآیت قتال منسوخ ہست از تمام قبائل عرب جز دین اسلام قبول نبود۔ اما با دیگراں قتال باید کرد تا جزیہ قبول کنند۔ (صفحہ ۴۵ بمبئی ۱۲۹۹ھ)

ایسا ہی۔ اتقان میں فاضل جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔

جواب سوم خود قرآن بھی اس آیت کو رد کرتا ہے۔ یا منسوخ۔ کیونکہ تمام محقق مسلمانوں کی منسوخی آیات قرآنی کی بابت یہ رائے ہے ؎

گر ضرورت بود روا باشد بے ضرورت چنیں خطا باشد

جیسا کہ سورۂ بقرہ میں لکھا ہے۔ کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم و عسیٰ ان تکرہوا شیئاً و ہو خیر لکم ٭

ترجمہ تمہارے پر لازم کیا گیا قتال کرنا۔ اور وہ تمہیں (بموجب اس آیت کے) جبر معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید تم امر حق ناخوش رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے واسطے بہتر ہے ٭

جواب چہارم سورۂ انفال میں لکھا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنت الاوّلین۔ وقاتلوہم حتیٰ لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ ٭

ترجمہ کافروں کو کہو کہ اگر باز آویں کفر سے تو معاف ہوں ان کو جو ہو چکا۔ اور اگر دو بارہ وہی کریں۔ یعنی کفر تو پڑ چکی راہ اگلوں کی اور جنگ قتال کرو کافروں سے یہانتک کہ فتنہ کفر باقی نہ رہے۔ اور ہو جاوے سب دین اللہ کا ٭

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن جہاد کی عام طور پر اور تعلیم کھلی تعلیم دیتا ہے ٭

دوسری آیت جس کو مولوی صاحبان دین بالجبر کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ ہے۔

سورۂ کفرون لکم دینکم ولی دین

ترجمہ تم کو تمہارا دین۔ اور ہم کو ہمارا دین

اس کا جواب اوّل تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ لکم دینکم الشرک ولی دینی الاسلام وہذا قبلی ان یوم بالحرب

ترجمہ تم کو تمہارا سے مراد شرک ہے۔ اور ہم کو ہمارا سے مراد اسلام ہے۔ اور یہ حکم اسلام میں لڑائی جہاد شروع ہونے سے پہلے کا ہے

جواب دوم ایک اور لائق مولوی خود دیتا ہے "ایک وقت یہ تھا۔ کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے۔ نو مسلم جوش ڈالا۔ جب کہ ابتدائے اسلام تھا اور غلبہ نہیں تھا۔ تو پہلا حکم ہوا۔ اور جب نفس تنگ ہوا اور شرارت کفار بڑھنے لگی تو دوسرا حکم ہوا"

(تائید اسلام صفحہ ۳۸)

جواب سوم قرآن دیتا ہے۔

سورۂ تحریم یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے۔ اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کرو۔ اُن پر اور جگہ ان کی دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

جواب چہارم مولوی حسین واعظ مصنف تفسیر حسینی دیتا ہے۔ کہ "ایں آیت بآیت سیف منسوخ شدہ" (صفحہ ۴۷۳ جلد دوم ۱۲۷۹ء)

اور دیکھو قرآن سورۂ بقر یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر

ترجمہ سوال کرتے ہیں۔ تجھ سے ماہ حرام کے بیچ قتال کرنے سے۔ کہو جنگ کرنا اس میں سخت کار ہے ٭

اور دیکھو **سورۂ حج** وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ ہو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج

ترجمہ جہاد کرو خدا کے راستے میں جہاد کے حق کے مطابق یعنی لا دریغ اُس نے چنا تم کو اور نہ رکھی دین تمہارے واسطے دین میں کچھ کمی ٭

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ جہاد سے ہی دین اسلام کی ترقی ہوئی اور تکمیل

تیسری آیت جس کو ہمارے محمدی بھائی دین بالجبر کے خلاف پیش کرتے ہیں یہ ہے

سورۂ ممتحنہ ان تبروہم و تقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین

ترجمہ احسان کرو تم اُن سے اور انصاف کرو طرف انکی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو

اس کا جواب باصواب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحبان آپ اس آیت کا پہلا حصہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر اُس کے دوسرے حصہ کو چھپاتے ہیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے اس میں کیا لکھا ہے۔

ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظلمون۔

ترجمہ منع کرتا ہے۔ تم کو خدا اس سے کہ تم دوستی رکھو ان سے اور جو کوئی دوستی رکھتے ہیں۔ اُن سے بس وہ ظالم ہیں

اور ظالموں کے حق میں مصنف قرآن لعنت کرتا ہے۔ پس کافروں سے احسان کرنے

اوران سے انصاف کرنیوالے، ان لوگ ملحون ہوتے ہیں۔ دیکھئے کتنا اخلاق اور انصاف کا خون ہو رہا ہے۔

اب ہم ایک اور دعوے بھی رد کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ جیسا کہ عموماً وخصوصاً مسلمان تحریر کرتے ہیں۔ "ہرقل نے جو سوالات کئے تھے۔ اُن میں سے چھٹا یہ تھا۔ کوئی اس (محمد صاحب) کے دین سے مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جواب نہیں"۔
(دولت فاروقی صفحہ ۲۱۲ دہلی)

مگر ہم تفسیر سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ قول مسلمانوں کا بالکل غلط اور سراپا فضول ہے۔
"ابوالحصین انصاری دو پسر قابل داشت ناگاہ ترسائے از شام بمدینہ آمد وایشاں را مصاحبت نمودند بجو فسون وفسانہ دست سعزو گشت ودین ترسائی اختیار کردند۔ وہمراہ او متوجہ شام شدند" جیسا کہ معرکوں اور میدان ہائے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دانشمند سپہ سالار ہر طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں۔ مثلاً باجوں دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب سے اُن کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں۔ اور ان کی ہمت کو ابھارتے ہیں۔ ویسا ہی موقعہ پڑے پر اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لاتا ہے۔ اور جیسا اہل عرب کے مواق جیسے کہ وہ معرکہ ہائے قتال میں رجز پڑھتے ہیں۔ اور ان رزمیہ اشعار سے تیر و تفنگ سے بڑھکر کام لگاتے ہیں۔ قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استظہار اور قوت قلبی کو قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پرتاثیر آیات بیان فرمائے ہیں۔ جنہوں نے قوی و کبیر مخالفین کے مقابلہ میں سیف وسنان کا کام دیا۔ (فصل الخطاب صفحہ ۱۲۸)

قرآن دین کے بڑھانے کی خاطر کافروں مشرکوں۔ مذہب کے مخالفوں سے جنگ کرتا ہے اور زر و دولت کی طمع۔ غلاموں۔ عورتوں کی طمع۔ حکومت کی طمع۔ لوٹ مار کی طمع دلاتا۔ اور حوروں غلمانوں کے ملنے کی ترغیب دیکر جاہل وغریب اعرابیوں کو شہید کراتا۔ اور غازی بناتا ہے۔

قرآن کی بابت بات سے دین بالجبر کی شہادت ملتی ہے۔ اور اس کے فقرہ فقرہ سے قتل و جنگ کی بو آتی ہے۔ جہاد کو قرآن تجارت بتلاتا ہے۔ اور لڑکر مر گئے۔ حور وغلمان ملینگی۔ اور اگر فتحیاب ہو گئے۔ لوگوں کی بے شمار عورتیں اور لڑکے، اور لونڈی بخطی اور خدمت اور حرامخوری کیوا سطے موجود ہونگے۔

محمدیوں کی لڑائی کی وجہ خالد نے اپنی سپاہ سے بیان کی ہے "کہ تم روم کی تمام فوج کو دیکھتے ہو۔ تم اُن سے بچکر جا نہیں سکتے۔ مگر جب تمہاری فتح ہو گی۔ سارا شام کا ملک تمہاری تابعداری کریگا پس تم کو چاہئے۔ کہ شوق سے اور واسطے مذہب کے لڑو" (دولت فاروقی صفحہ ۲۴ محراب سوم رکن اول)

جو جو چیزیں اعرابیوں کو چاہئے تھیں۔ وہی وہی خدا نے بپاس خاطر اعرابیوں کے سب جنت میں موجود کریں۔ کہیں بھی کوئی ہندوستان ماچین یا کابل یا فرنگستان۔ یا کافرستان کا خاص میوہ وہاں (بہشت میں) نہیں رکھا۔ غالباً اُسے معلوم نہیں تھا۔ عرب کو پانی کی ضرورت تھی۔ دودھ کی ضرورت تھی۔ اور شراب کی ضرورت تھی۔ سب بہشت میں موجود کر دیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے لئے کیا کیا؟ قرآن خاموش ہے۔ ؎

رسولے چنیں و خدائے چناں جہاں چوں بگیرد قرار طاں

(ایں حاشیہ آیت ومن یرتدد منکم عن دینہ الخ ایں ہم الظاہرین است کہ در صورت قبل گذشتہ است) یکے از یہودیان آورد واند وبدا پیش تو سے آمد با حضرت رسالت پناہ گفت کہ من دین اسلام را نشوم گرفتم مبرا اما لکن حضرت فرمود آں اسلام لایقال یہودی مرتد شد وایں آیت فرود آمد کہ ہر کہ از دین برگشت زیاں کرد در دنیا کہ ہمراہ ترسید وزیاں دارد در آخرت
(تفسیر حسینی در سورۃ حج صفحہ ۸۸ و ۲۵ جلد ۲)

باب دوم حدیث سے

ہم نے باب اول میں۔ شہادت آیات قرآنی نہایت اختصار کے ساتھ جہاد اسلامی کا ثبوت دیا ہے۔ اگرچہ وہ راستی پسند اور محقق مزاجوں کیلئے کافی ووافی ہے قرآن سراپا ایسی ہدایات سے بھرا ہے۔ اور محمد صاحب کا مرتے دم تک ورد رہا ہے۔ خلفاء راشدین بھی اسی کے پیرو رہے۔ اور تمام سپہ سالاران فوج سے بھی ارشاد ہوتے رہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

حدیث الجنۃ تحت ظلال السیوف

ترجمہ۔ بہشت نیچے سایہ تلواروں کے ہے

اور اس بات کو صرف محمد صاحب نے فرمایا ہی نہیں بلکہ عمل بھی کیا جس سے کوئی باتمیز مورخ انکار نہیں کر سکتا۔ صحاح ستہ میں جو محمدی مذہب کی احادیث کا ذخیرہ ہے حاصل کر ایک باب بھی جہاد کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی علت ووسعت ہر ایک محمدی پر معلوم۔

ہم صرف زبانی ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کی اصل عبارت لکھکر مستند ترجموں سے شہادت دینگے۔ اور یا حسن الوجوہ ثابت کرکے تجاہل عارفانہ کرنے والے مہربانوں کو دکھلا دینگے کہ احادیث صحیحہ میں آں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ اور آپ ان کے برخلاف ہوکر بیان کر کیا الٹا سمجھاتے ہیں۔

باب سوم تاریخ سے

ہمارے ناظرین بالتمکین پر مخفی نہ رہے کہ تاریخی تحقیقات سے پہلے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا اسلام آج تک کن کن ممالک میں پھیل چکا۔ اور کہاں کہاں اب موجود ہے۔ اور کسطرح پھیلا۔ اور کسطرح مفقود ہوا۔ جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو۔ ساری تحقیقات خام کہلائینگی۔

پس نہایت واجب ہے کہ ہم پہلے اسکی مفصل کیفیت عرض کریں۔
واضح ہو کہ اسلام تیرہ سو سال کے عرصہ میں ممالک ذیل میں پھیلا تھا۔

نمبر شمار	نام براعظم	نام ملک جہاں اسلام پہنچا	کیفیت
۱	ایشیا	عرب	محمدی آریہ۔ ہنود
۲	"	روم	محمدی یہودی عیسائی
۳	"	فارس	محمدی پارسی آریہ
۴	"	افغانستان	افغان کافر آریہ
۵	"	بلوچستان	بلوچ۔ آریہ
۶	"	ہندوستان	آریہ مسلمان چینی عیسائی بھیل گونڈ سنتھال
۷	یورپ	پرتگال	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا تمام عیسائی ہوگئے ہیں۔
۸	"	اسپین یا ہسپانیہ	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا۔ تمام عیسائی ہوگئے ہیں
۹	افریقہ	مصر وشمال	محمدی حبشی یہود عیسائی
۱۰		مراکو	محمدی عیسائی یہود حبشی

؎ یہ حدیث فتوح الشام جلد ا صفحہ ۹ و ۲۰ - نولکشور ۱۲۸۷ھ میں درج ہے

سوائے ان ممالک کے اور جگہ اسلام کا یہ نہیں تھا۔ ان میں سے ملک اسپین اور پرتگال میں اب اسلام کا نام ونشان نہیں رہا۔ سوائے مسجدوں کے۔ پرانے کھنڈروں کے اور کوئی علامت باقی نہیں ہے۔ ۱؎ ان دونوں ملکوں کے باشندے بالکل عیسائی ہو گئے۔ محمدی مذہب سے قطعی تائب ہیں حالانکہ کئی سو برس تک مسلمان رہے

پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان ممالک میں سے ہر ایک کی بابت تاریخی شہادتیں سے ذکر کریں۔ کہ وہ لوگ کسطرح سے مسلمان ہوئے۔

آنریبل سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی ملک کے فتح کرنے کے لئے لشکر بھیجا جاتا تھا۔ تو اس لشکر کے سردار کو جو احکام دیئے جاتے تھے۔ ان میں امور مفصلہ ذیل پر نہایت تاکید کی جاتی ہے۔

نمبر ۱ کوئی عورت اور لڑکا اور بڈھا اور ضعیف مارا جائے
نمبر ۲ کسی کا ناک کان نہ کاٹا جائے
نمبر ۳ عبادت کرنیوالے گوشہ نشین قتل نہ کئے جاویں اور ان کے عبادت خانے ۲؎ نہ کھودے جاویں
نمبر ۴ کوئی درخت پھل دار نہ کاٹا جائے۔
نمبر ۵ کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کیجاوے
نمبر ۶ کسی جانور۔ بکری۔ اونٹ وغیرہ کی کونچیں نہ کاٹی جاویں
نمبر ۷ کوئی کام بغیر صلاح ومشورہ کے نہ ہووے

۱؎ عورتیں ماسو بہنیں۔ مگر ان بیگانی عورتوں سے زنا جائز .. .. بلکہ گرو یہ سب بغیر نکاح کے بھی جائز ہے۔ خاوند سے جدا کرو بھیڑ بکری کی طرح بیچ ڈالو حیوانوں کی طرح ان کے تمام اعضا برہنہ کر کے دیکھو۔ لڑکوں کو غلام بناؤ۔ ...... کے واسطے فروخت کرو۔ صفت رحم کے واسطے ڈھونڈھنا کافی ہے۔ دولت بیٹے۔ بیٹی۔ جورو سب چھین لو۔ بڈھے پر رحم کرو۔ جزاک اللہ بڈھے کے جبراً مسلمان نہ بنانے کا باعث ہم جانتے ہیں۔ کہ ایک تو وہ شادی کر کے بیٹے بیٹی پیدا نہیں کر سکتا۔ دوم جہاد نہیں کر سکتا۔ پس ضعیف اسلام سے معذور ہے۔

۲؎ تھا۔ گرجے۔ آتش کدہ یہودیوں کے مکان توڑے گئے۔ مسمار کئے گئے۔ گرائے گئے۔ پجاری۔ راہب۔ پادری۔ یہودی۔ کاہن۔ پارسی۔ سب تباہ غلام اور ذبیح کئے گئے۔ کیا حضرت ابھی کسر ہے۔ کہ تباہ نہیں ہوئے۔ کسے لا نہ کہ دیگر بہ تیغ باز کشی
(دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۷۶ و ۴۶۷ و ۵۱۲ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۲ء)

۳؎ قرآن سورہ حشر میں اس کے خلاف لکھا ہے۔ ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین۔ ترجمہ آنچہ بریدید از درختاں خرما یا گذاشتید آنرا ایستادہ بر بیخ خودش۔ پس بفرمان خدا بود و تا خوار کند بدکاراں را۔ اسی آیت پر حاشیہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قطع درخت میوہ دار وقت جہاد جائز است۔ و ترک آں نیز (دیکھو صفحہ ۵۱۳) اسی پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ ما قطعتم یا مسلمین من لینۃ نخلۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ ای خیرکم فی ذالک ولیخزی بالاذن فی القطع الفاسقین الیہود فی اعتراضھم بان قطع الشجر المثمر (دیکھو تفسیر مذکور حیدری پریس بمبئی صفحہ ۴۷۲ ۱۲۸۹ء اور مفتاح التواریخ صفحہ ۴۲ وکرادرنگ۔ بیپ حصہ اول ۱۸۸۳ء)

۴؎ مکان منہدم۔ گرجے۔ شہر برباد کئے۔ اور جلائے گئے۔ مگر افسوس کہ آپ چشم پوشی کرتے ہیں۔

۵؎ کونچیں بھی کاٹی گئی ہیں۔ مگر ہندو کی سادہ ہاتھیوں کی سونڈ بھی کاٹی گئی ہیں۔ مگر غیر کونچیں نہ کاٹو۔ ... کا خوب جسم کا حکم ہے۔ آنریبل امید ہے بہت مردانہ تر۔

نمبر ۸ ہر ایک کے ساتھ طریق انصاف وعدل برتا جاوے۔ کسی پر ظلم وجبر نہ کیا جاوے
نمبر ۹ جو عہد وپیمان غیر مذہب والوں سے کیا جاوے۔ وہ ٹھیک وفا کیا جاوے
نمبر ۱۰ جو لوگ اطاعت قبول کریں۔ اور جزیہ دیں ان کے جان ومال مسلمانوں کے جان ومال کے برابر سمجھے جاویں۔ اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کی جاوے اور تمام معاملوں میں ان کے احکام مثل مسلمانوں کے تصور کئے جاویں
نمبر ۱۱ جب تک اسلام کے قبول کرنے کی دعوت نہ کی گئی ہو۔ دفعتاً نہ لڑنا چاہئے۔
(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۱ صفحہ ۳ ۱۲۸۵ھ)

عرب کس طرح مسلمان ہوا

خود حضرت محمدؐ کے زمانہ میں عرب والوں سے مفصلہ ذیل مشہور جنگ ہوئے تھے جن میں ہزاروں لاکھوں آدمی تہ تیغ ہوئے۔ صدہا عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں اور ہزارہا شتر وبکری لوٹے گئے ہزاروں کے گھر تباہ ہوئے۔ اور جب لوٹ سے کافی سرمایہ جمع ہو گیا۔ تو پھر انعام واکرام ملنے لگے۔ مال غنیمت دل بیرحم پر عمل جادو کیا گیا۔ جو ساتھ شریک ہو جاتا وہ غریب چرواہوں کے حق میں گویا بھیڑیا ہو جاتا تھا۔ ہم اس موقعہ پر مفصل حال لکھنے سے پہلے عرب کے ایک مشہور ومعروف آدمی ابوسفیان کے مسلمان ہونے کا حال درج کرتے ہیں۔

جب محمدؐ نے مکہ کے فتح کرنے پر فوج کشی کی تو عباس وابوسفیان جو قریش کے مخبر تھے گشت کرتے ہوئے باہم ملے ابوسفیان کو عباس نے کہا۔ کہ اب سب مارے جاؤ گے اس نے علاج پوچھا۔ عباس اس کو اسلام میں لانے کے بہانہ پر امان دینے کا وعدہ کر کے محمدؐ کے پاس لے گیا۔ حضرت عمر مارنے کے واسطے دوڑے۔ رات کو اس کو حفاظت میں (حوالات) میں رکھا گیا۔ صبح کو حاضر لایا۔ محمد صاحب نے کہا کہ اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو کہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اور سوائے اس کے کوئی معبود لائق پرستش کے نہیں اور میں نبی حق۔ ابوسفیان نے کہا کہ ماں باپ میرے آپ پر فدا ہوں کیا حلیمی وکریمی

۶؎ یہ بات بالکل باطل ہے۔ کیونکہ ایسا لکھا ہے کہ جو کوئی اسلام سے انکار کرے اور ریاست اسلام نہ چاہے اس کے واسطے یہ شرطیں ہیں کہ لیوینگے ہم اس سے جزیہ فی کس اور لڑکے بالغ سے چار دینار۔ اور تحصیل کرینگے ہم جزیہ تجھ سے یہ شرطیں کہ قبول کرینگے تم ان کو اور شرط یہ ہوگی۔ کہ سوار ہو کسی جانور پر اور نہ ہتھیار باندھو اور نہ اونچے کرو تم اپنے گھروں کو مسلمانوں کے گھروں پر۔ اور نہ بناؤ تم اپنی آبادیوں کو مسلمانوں پر۔ اور نہ بناؤ تم اسلام میں کوئی کنیسا اور نہ کوئی دیر اور نہ تازہ کرو اس چیز کو جو پرانی ہو گئی۔ سو ساتھ تمہاری دین اور شریعت کے اور ملاقات دیگر مسلمانوں سے ساتھ عاجزی اور فروتنی کے اور جلدی کرو تم واسطے امداد کی مسافروں کے اور اس چیز کے جو چاہیں۔ مدد اپنی بہتری حال کی واسطے اور تعلیم کرو تم اسلام اور واسطے لوگوں کی اور جو کوئی گناہ تم میں سے تو حد جاری کرینگے ہم اس پر اور جو پھر جاوے گا ہمارے عہد اور قول سے تو مار ڈالینگے ہم اس کو اور نہ ظاہر کرو تم ناقوس کو اپنی مسجدوں کے واسطے اظہار اپنے دین ورسوم اپنی عبادت کے۔ اور نہ دکھاؤ تم ناقوس کو اور نہ بلند کرو صلیب کو۔ اور نہ ظاہر کرو درمیان مسلمانوں کے ساتھ کسی وجہ کی اپنے دین اور کفر کی باتوں سے اور جب اذان کہی جاوے تم اپنے گھروں میں تو نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو ابی انجیل کے پڑھنے میں (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۲ء)

۷؎ اول اسلام کی دعوت پھر قتل۔ اگر نہ مانے تو ملاحظہ کیجئے صاحب رسالت موجود ہے۔ جسکے چھپانے کی کوشش کی یعنی یہ کہ اول صرف کہدو کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اگر وہ انکار کریں پس مار ڈالو نتیجہ اس کا صاف ظاہر ہے کہ یا مسلمان بناؤ یا قتل کرو تیسری طرح کا کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ اسی حکم کے مطابق مختلف ممالک میں لاکھوں آدمی بیگناہ گمراہ اور شہید کئے گئے۔ فتوحات مصر والشام والعجم اس کے گواہ ہیں جس نے مفصل دیکھنا ہو وہ دیکھ لے اور ہم بھی اسی مضمون میں جا بجا شہادتیں پیش کرینگے۔

ہجری کے سال دوئم میں بے گناہ یہودیوں کا مال و اسباب لوٹا۔ اور ان کو مدینہ سے نکالدیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "تمام مال و اسباب اس فرقہ بد اعمال کا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور حسب قاعدہ مقررہ بعد سوائے خمس تقسیم ہوگیا"

(دیکھو صفحہ ۳۱۲ تاریخ انبیاء)

سال سوئم ہجری میں کعب بن اشرف فصیح و بلیغ شاعر کو صرف قریش کا شاعر ہونیکی غرض و جرم میں حضرت محمد صاحب نے ایک حیلہ سوچکر ابو نائلہ و مسلمہ وغیرہ کے ہاتھوں سے قتل کروا ڈالا۔ اور ابو رافع بن ابی الحقیق کو جان نثاران نبوت نے بیگناہ قتل کر ڈالا"

(دیکھو صفحہ ۳۱۳ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

جنگ احد کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ جناب سرور کائنات کی پاسبانی حفاظت میں مہاجر و انصار نے مبالغہ کیا۔ اس لڑائی ہی میں قریشیوں نے اتفاق کیا تھا۔ اس میں اکثر اصحاب رسول و جانباز مہاجر اور چھیاسٹھ انصار میدان کارزار میں مارے گئے۔ محمد صاحب گڑھے میں گر پڑے پاؤں میں جراحت آیا۔ سلسلہ جاری ہوگیا بڑی مشکل سے طلحہ نے اندر اتر کر کاندھے پر چڑھایا اور علی نے آہستہ آہستہ ہاتھ پکڑ کر باہر کو کھینچا اور جسوقت سرور کائنات باہر نکلے۔ تو حضرت کو مجروح دیکھا۔ اور دندان مبارک کو شہید پایا۔ زخموں سے خون جاری تھا۔ عام تشویش پھیل گئی تھی۔ کہ محمد صاحب مرگئے۔ امیر حمزہ وغیرہ مارے گئے۔ قریش کی عورتوں نے ان کے ناک کان کاٹ لئے۔

(صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۷ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ء)

اگر خدا کرتا۔ کہ وہ وراسی اور ہمت کرتیں۔ محمدی اسلام کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر افسوس کہ سستی کی۔ سو دانا ؤں نے سچ کہا ہے۔ کار امروز بفردا مگذار

حضرت کے مرنے پر بڑا اختلاف اور بغض و عناد تمام عرب میں پھیلا۔ ہر ایک گروہ رسالت کا طالب تھا۔ اور دوسرے کا دشمن

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۱۷۷ سے ۲۷۶ تک)

رسالہ معجزات میں لکھا ہے۔ کہ بعد وفات حضرت سب قبائل عرب مرتد ہوگئے

سورۃ المائدہ [۱] یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ

اس پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ "بالعکس والارغام یرجع الی الکفر اخبار ایاہم اللہ تعالیٰ وقوعہ وقد ارتد جماعۃ بعد موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلہم قال صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسیٰ الاشعری رواہ الحاکم فی صحیحہ عاطفین علی المومنین شد علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ

دیکھو صفحہ ۳۰۲ جلد اوّل)

اور حاشیہ قرآن پر لکھا ہے۔ "ایں در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد۔ مہاجران و انصار و تابعان ایشان با مرتدان جہاد کردند۔ (صفحہ حاشیہ ۱۱۰ ترجمہ شاہ ولی اللہ)

اسی پر تفسیر حسینی والے نے لکھا ہے۔ کہ "بعد از وفات حضرت رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ و عبد القیس از نہراں و بعض از دادن زکوٰۃ باز ایستادند۔ و بعض بمسیلمہ کذاب و طلحہ اسدی و سجاح کاہنہ جمع شدند۔ و بکذب ایشاں اعتراف کردند"

اور صحیحین میں ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ کہ جسوقت وفات محمد کی خبر مکہ میں پہنچی۔ اکثر اہل مکہ نے چاہا۔ کہ محمدی اسلام سے منحرف ہو دیں۔ چنانچہ اصحاب عامل مکہ کئی روز تک خوف کے مارے گھر سے نہ نکلا

پھر لکھا ہے۔ کہ محمد کے مرنے پر جو لوگ اسلام سے پھر گئے۔ وہ بھی تلوار سے مضروب کر کئے گئے۔

آخرکار یہ فساد بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ خلافت علی کے وقت میں طلحہ و زبیر و عائشہ زوجہ محمد صاحب و معاویہ علیہ الرحمۃ والی ملک شام کا حضرت و دیگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ ہوا۔ بی بی عائشہ نے طلحہ کی ترغیب و صلاح و الفت سے جنگ کیا۔ سب شام کے مسلمان علی کے مارنے پر مستعد تھے۔ جس میں حضرت علی معہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج کے اور حضرت معاویہ وغیرہ بھی معہ لشکر کثیر کے کنارہ فرات پر جنگ کرنے آئے۔ چھ ماہ لڑائی ہوتی رہی۔ ستر ہزار آدمی علی کی طرف کے اور ایک لاکھ بیس ہزار معاویہ کی طرف سے مسلمان مارے گئے۔ معاویہ نے صلح کا پیغام بھیجا علی نے نامنظور کیا۔ تاآنکہ جنگ لیلۃ الہریر واقع ہوئی۔ اس جنگ میں طرفین کے اور ۳۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ آخرکار ۱۲۰۰۰۰ + ۷۰۰۰۰ + ۳۶۰۰۰ کل ۲۲۶۰۰۰ دو لاکھ چھبیس ہزار مسلمانوں کے قتل کے بعد صلح ہوئی۔ ابن ملجم مصری مومن پاکباز نے کمال محبت سے ایک عورت کے نکاح کی عوض علی کو مارڈالا۔ اس قطامہ نام پاکدامن نے اپنے مہر میں علی کا قتل لکھوایا تھا۔ اس طرح عرب میں دین اسلام پھیلا۔ اور کم ہوا۔

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۴۵ و ۴۴۶ سنہ ۱۲۸۱ھ دہلی)

یہی معاویہ و علی کے جنگ کی آتش مدت تک مشتعلہ زن رہی اور اسی کا آخری نتیجہ یہ تھا۔ کہ حسن و حسین فرزندان علی و یزید ابن معاویہ میں امامت کا جھگڑا ہوا۔ اور بیشمار مسلمان طرفین کے قتل ہوئے۔

(دیکھو جنگ نامہ حامد)

جو لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ ان کو مال و اولاد واپس ملتا تھا۔ قتل سے بچ جاتے تھے۔ اسواسطے اکثر قبیلہ عرب حب لڑنے لڑنے خون کی ندیاں بہاتے بہاتے تنگ آگئے۔ مجبوراً مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ لکھا ہے "غزوہ [۲] طائف میں بعد فتح کے ایک جماعت ہوازن نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے بمقتضائے عطوفت جنگی مال و اولاد کو واپس دیا۔ پھر مالک بن عوف کہ سردار قوم لشکر کفار حنین و طائف تھا۔ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ سو شتر مع اہل و عیال ان کو انعام عطا فرمائے۔ اور ان کو اوپر طائف کے عامل کیا۔

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۶۰ سنہ ۱۲۸۱ھ)

ذکر سال نہم میں لکھا ہے۔ کہ گروہ کے گروہ قبائل عرب کے شوکت و ترقی اسلام دیکھکر شرف اندوز اسلام ہوئے یہاں تک کہ نام اس سال کا سنۃ الوفود کہتے ہیں۔ (تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

"پھر لکھا ہے۔ کہ الغرض علی التواتر فتح پر فتح نصیب اولیاء دین محمدی کے ہوئیں۔ اور گروہا گروہ مخلوق اہل شرک و بدعت سرگردان و پریشان وادی ادبار

[۱] اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے مومنان ہر کہ از شما برگردد از دین خود پس خواہد آورد خدا گروہے را دوست میدارد ایشاں را و ایشاں دوست میدارند۔ او را متواضع اند برائے مومنان و درشت طبع اند بر کافراں جہاد میکنند در راہ خدا۔

[۲] غزاۃ جنگ باد شمن دین غازی با دشمن دین کارزار کنندہ و جہاد و مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا است۔ (منتہی الارب ربع الاول والثالث صفحہ ۳۱۴ مطبع سرکاری لاہور ۱۲۸۹ء)

وہ انکسار رکھتے ہو گئے۔ اور حلقہ اطاعت اسلام میں داخل ہو کر رسوم کفر و بدعت کو بھول گئے
تاریخ انبیاء صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰

اب تک غلامی کا دستور عرب میں ہے۔ اور وہ حضرت کے وقت سے جاری ہے۔ لونڈی اور غلام جسطرح کہ بکریں اور جابجا سرائے بنائے جاتے ہیں۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بلکہ روضہ مطہرہ رسول اسلام پر خواجہ سراؤں کا لقب ہے۔ نہایت قابل افسوس اور جبر جانا ہے۔ کہ دین اسلام میں جبر کرنا جائز نہیں
ایک لائق اور قابل قدر مورخ لکھتا ہے۔ کہ عرب والے نوح کی اولاد سے نہیں ہیں۔ بلکہ سام پسر کرشن جی کی اولاد سے ہیں۔ اور اسواسطے وہ سامی کہلاتے ہیں دوارکا سے خارج ہو جانے کے بعد سام جی عرب میں معہ اپنے رشتہ داروں و ملازموں کے آگئے اور اسی روز سے عرب آباد ہوا۔ ورنہ پہلے اس سے وہاں آبادی نہیں تھی۔ اور عرب لفظ سنسکرت کا ہے۔ (یعنے آریہ یہ) (آریوں کا راستہ) ملک مصر کو آریوں کے جانیکا راستہ ہو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ عرب کا انگریزی نام اریبیہ کے دیکھنے سے۔ پس درحقیقت اہل عرب سام جی پسر کرشن جی کی اولاد ہیں۔

روم کس طرح مسلمان ہوا۔

جس طرح ہم نے عرب کی بابت تواریخ معتبرہ کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ وہ کس طرح جور و ظلم سے مجبور ہو کر مسلمان ہوا۔ اور کس قدر لوٹ کھسوٹ سے دین محمدی کس غرض سے پھیلایا گیا۔ وہی حال یعنے روم و شام کا ہے۔ چنانچہ مفصل حال اس فتوح الشام میں مندرج ہے۔ اور درحقیقت وہ دیکھنے کے لائق اور دین اسلام کی قدر جاننے کیواسطے عمدہ کتاب ہے۔

"معاذ بن جبل نے جو ابوعبیدہ کی طرف سے سفیر بن کر گیا تھا۔ بطارقہ حاکم روم کو کہا کہ یا تو ایمان لاؤ۔ قرآن و محمد پر یا ہمیں جزیہ دو۔ ورنہ اس نزاع کا فیصلہ شمشیر کریگی۔ ہوشیار رہو"
(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۱۳ سنہ ۱۳۰۰ھ)

پھر لکھا ہے۔ ابوعبیدہ نے جو عرضی امیر المومنین عمر کو لکھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ لشکر اسلام اطراف و جوانب کو اس واسطے روانہ کیا ہے کہ ہر طرف جاؤ۔ جو دین قبول لیں انکو امان دو۔ اور جو دین متین نہ قبول کریں ان کو تیغ بیدریغ کا رزق کرو۔ (صفحہ ۱ تا ۳ تاریخ انبیاء سنہ ۱۳۰۰ھ)

حضرت ابوبکر نے اسامہ کو سپہ سالار مقرر کر کے مع لشکر جرار غزا و جہاد کیواسطے شام کے ملک میں بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر وہ قلع قمع کیا۔ کہ تمام کفار کا ناک میں دم کیا۔ اور اکثر کفار اپنے متوطن و مساکن کو چھوڑ بھاگے اور مارتا دھاڑتا وہاں تک جا پہنچا۔ اس عالی کی طرق سے ہلا لیا۔ اور پھر سالما غانما بہت سا اسباب غنیمت لیکر خدمت خلیفہ رسول میں حاضر ہوا۔ اس وقت اہل کفر و فساد کی کمر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ ان ملاعنوں کا گمان تھا۔ کہ اب اسلام میں بندوبست نہ رہیگا۔ اور اس قدر قوت نہ ہوگی کہ جہاد کر سکیں
(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۶ و ۳۷۷ سنہ ۱۳۰۰ھ)

شام کی فتح کیواسطے جو خطوط بطلب اہل مکہ و منورہ کے واسطے جہاد کے حضرت ابوبکر صدیق نے لکھے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اے جہاد و عدہ وہم بالشام (دیکھو صفحہ ۱۱ جلد اول فتوح الشام مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۲۸۶ھ)

پھر وہی فاضل مورخ لوٹ کا بہت سا مال ہاتھ آنیکا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ یزید بن ابی سفیان و ربیعہ بن عامر سرداران لشکر نے کہا سب سے کہ سب مال جو رومیوں سے ہاتھ لگا ہے۔ حضرت صدیق کے حضور میں بھیجا جاوے۔ تاکہ مسلمان اس کو دیکھ کر قصد جہاد رومیوں کا کریں"
(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۱۳ سنہ ۱۲۸۶ھ)

"حضرت ابوبکر صدیق بروقت روانگی ملک شام کے یہ وصیت عمرو بن العاص کو کرتے ہے۔ کہ ڈرتے رہو خدا سے اور اس کی راہ میں جہاد اور کفار ان کو قتل کرو۔
(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۱۶)

"ایک جنگ میں ملک شام چھ سو عیسائی پکڑے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان پر دین اسلام پیش کیا۔ پس کوئی ان میں سے مسلمان نہ ہوا۔ پھر حکم ہوا کہ ان کی گردنیں ماری جائیں"
(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۲۵ نولکشور)

دمشق کے محاصرے کے جنگ میں لکھا ہے۔ پھر خالد بن ولید نے کلوجس و عزرائیل کو اپنے سامنے بلا کر ان پر اسلام عرض کیا۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس بموجب حکم خالد بن ولید کے ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیرۃ الطائی نے کلوجس کو قتل کیا"
(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۵۲ نولکشور)

کتاب کارنامہ ترک حصہ اول مطبوعہ دہلی میں لکھا ہے۔ کہ تین سو سال تک بحکم سلطان روم ہر سال ایکہزار عیسائیوں کا بچہ جبراً جہاں تاریخ میں بھرتی کر کے مسلمان کیا جاتا تھا۔ اور ان کو عیسائیوں کے قتل اور جنگ پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ اور صرف یہاں تک ہی صبر نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ عیسائیوں کے نہایت خوبصورت بچے ہزار ہا ہر سال غلمان بنائے جاتے تھے اور ان سے رومی دیندار مسلمان خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور جوان ہو کر انہیں غازیوں کے گروہ میں شامل کیا جاتا تھا۔ کہ بہشت کے وارث ہوں۔ المختصر (مفصل دیکھو اصل کتاب) جسطرح خلفائے کے وقت میں جبراً گرجے گرائے جاتے تھے۔ و برباد کئے جاتے تھے۔ اسی طرح شاہ روم نے بھی ظلم و ستم سے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا۔

فارس (ایران) کس طرح مسلمان ہوا

اس کا حال روضۃ الصفا جلد دوم و کتاب سند التواریخ میں لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عمر نے بعد خلیفہ ہونے کے لشکر عرب کو بہ حکم دیکر ایران میں بھیجا کہ اگر اس ملک کے لوگ خوشی سے دین محمدی قبول کریں تو بہتر۔ نہیں تو ان سے محاربہ و مقابلہ کر کے انہیں بزور شمشیر قرآن کا معتقد اور محمد کا تابع کرو۔ جبکہ ایرانیوں نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو لشکر عرب نے لڑائی شروع کر کے تین بار ایران کی سپاہ سے شکست کھائی۔ مگر چوتھی بار ان پر غالب ہو کر دریائے فرات کے گرد و نواح کے ملک پر دخل کیا۔ اس کے بعد شہریار کا بیٹا یزدجرد کہ خسرو پرویز کے پوتوں اور ساسانیہ بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ایران کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت سعد ابن وقاص نے جو عرب کے لشکر کا سردار تھا۔ (گویا ایرانیوں کو محمدی بنانے کا ٹھیکہ دار تھا) یزدجرد کے پاس ایلچی بھیجا۔ تاکہ اسے دین محمدی قبول کرا دے ورنہ اگر وہ قبول نہ کرے۔ تو لڑائی کرے۔ لیکن یزدجرد نے اس کی بات نہ مانی۔ بلکہ خفا ہو کر لڑائی کی طیاری کا حکم دیا۔ اور بہت سی سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا۔ یہ میدان جنگ مقام قادسیہ پر ہوا۔ جب فریقین کے مقابلہ کے بعد لشکر ایران نے شکست کھائی تو کاویانی درفش عربوں کے ہاتھ پڑا۔ اور پھر اکیسویں سال ہجری میں شہر ہمدان کے پاس نہاوند کے میدان میں دوبارہ لشکر عرب نے سپاہ ایران کو شکست دیکر

سالہ ایران پر قبضہ کر لیا۔ اور یزدجرد بھاگ کر مرو کے پاس ایک آسیا بان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اسی طرح تمام ایران خلفاء کے تخت حکومت میں آگیا۔ اور دو سو برس عربوں نے اس ملک میں حکومت کی۔ اکثر ایرانیوں نے خلفاء اور اُن کے ڈر سے محمدی مذہب قبول کیا۔ اور جنہوں نے قبول نہ کیا۔ وہ عربوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے۔ یا وطن سے نکل کر بلوچستان۔ افغانستان۔ ہندوستان کی طرف گئے چنانچہ اُن کی نسل اب تک اُن ملکوں میں باقی اور زردشتی طریق میں ہو کر گبر کہلاتے ہیں

خلاصہ سب کا یہ ہے کہ ایرانیوں نے خدا نخواستہ کچھ اس سبب سے دین محمدی قبول نہیں کیا۔ کہ اس طریق میں تعلیم پاکر اور قرآن کے مطلب اور معنی سمجھ کر یا سوچ کر دریافت کیا ہو۔ کہ قرآن زردشتی مذہب پر (معاذ اللہ) غالب ہے۔ بلکہ بات صرف لشکر عرب کے زور و ظلم سے ظہور میں آئی (از طریق الحیات فصل ۲ صفحہ ۷۰)

پھر لکھا ہے۔ "امیر المومنین سعید بن العاص را قائم المقام گردانید و بعد سال بطرف طبرستان رفت امیر المومنین حسن حسین علیہ السلام نیز در آں یورش تشریف داشتند۔ و از میامن قدوم حسنات لزوم ایشان ولایت جرجان کہ دار الملک استرآباد است مفتوح شد۔ و عوض صلح مردم جرجان دو لست ہزار دینار تسلیم کردند۔ و اسلام آوردہ جان خویش آزاد گردانیدند" (تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۷ ذکر ظہور اسلام)

عربی زبان کے مشہور و معروف فاضل ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر ۲۳ھ میں خلیفہ ہوئے (کسرای) نوشیروان کے ایوان کو خراب کیا۔ اور کتابخانوں کو جلایا۔ اور پانی میں ڈبویا۔ اور یہی حال سکندریہ کا کیا (سنین الاسلام حصہ اوّل)

پھر ایک لائق مورخ مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں "پارسی بمبئی میں کثرت سے رہتے ہیں۔ اُن کے یہاں آباد ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ ساتویں صدی میں جب ایران میں اہل اسلام کا تسلط ہوا۔ اور ساسانیوں کا خاندان تہ و بالا ہوا۔ تو یہ خوف کے مارے ادھر بھاگ آئے۔ وہ اپنی ہی رسم و آئین کے پابند دستور چلے جاتے ہیں" (تاریخ ہند حصہ اوّل فصل ۲ صفحہ ۸)

پھر ایک اور تاریخ میں جو بلحاظ تحقیقات کے بہت زیادہ معتبر ہے لکھا ہے خلیفہ عمر نے ایران کی نعمتوں کو سب اہل لشکر کو یاد کرا کر کہا کہ یہ نعمت و غنیمت ہاتھ آئیگی۔ حتیٰ کہ سفر کو اوپر حضر کے اور محنت کو اوپر راحت کے مقدم اور اختیار کرو گے مناسب ہے۔ کہ تم تساہل کو روا نہ رکھو اور جہاد و غزا کو مستلزم حصول مرادات دارین سمجھو۔ چنانچہ ابو عبیدہ کو سپہ سالار کر کے ایک کثیر فوج بنا بر فتح ایران روانہ کی (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۱۱۲)

جاپان نام ایک بہادر ایرانی جب مقابلہ میں گرا۔ اور منتظر اس کا سر کاٹنے لگا سب اس نے (ڈر کے مارے) کلمہ پڑھا۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ چنانچہ وہ زمرہ اہل اسلام میں داخل ہوا۔ اور بڑا مرتبہ پایا (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۲)

یزدجرد بادشاہ ایران کی شکست کا حال لکھتے ہوئے ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے۔ کہ یزدجرد کی فوج کے سردار کو (جو اسوقت سپہ سالار تھا۔) ایک بد معاش نجومی نے گمراہ کر دیا۔ جس سے وہ بردل ہو گیا اور یہی بات عربوں کی فتح کی باعث ہوئی۔ (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۱۸)

مصر و مراکو وغیرہ کس طرح مسلمان ہوئے

عربی کے فاضل اور تواریخ عرب کے ماہر لائق ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت کے ۲۰ھ میں ابوبکر عمر ابن العاص نے حملہ کیا۔ شہر سکندریہ فتح ہوا اور لوٹا گیا کتب خانہ وہاں کا بہ نرم کی جگہ جلایا گیا۔ اس میں بہت کتب جانہ جو بادشاہان ٹالومیر نے مرتب کیا تھا۔ وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جلایا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ کتب خانہ طیار ہوا تھا۔ وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا۔

(دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم ۱۸۷۷ء صفحہ ۸۰)

محمد صاحب کے ایک خط میں جو بنام مقوقس بن راعبل حاکم اور بادشاہ مصر و اسکندریہ کے لکھا گیا تھا۔ یہ عبارت ہے "والاتذار مقاتلۃ الکفار حتی یدخلوا الناس بدینی و یدخلوا فی ملتی (یعنی خدا نے مجھے حکم کیا ہے۔) لڑانے اور لڑائی کا کیا۔ سے یہاں تک کہ ڈر آویں وہ لوگ میرے دین میں اور داخل ہوں میرے مذہب میں" (دیکھو فتوح المصر مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵)

پھر لکھا ہے۔ "کہ حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ کہ الحرب خدعۃ۔ یعنی لڑائی العرام باقی ہے ساتھ فریب کے" (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۲۵ نولکشور ۱۲۸۶ھ)

عمرو بن العاص نے بادشاہ مصر کے سامنے بیان کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تا شدگی ہماری بہ سبب تلوار کے اور اسی تلوار کے سبب سے ذلیل کیا ہم نے مصر کیس کو (دیکھو فتوح المصر ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۴۲)

صدہا باشندگان مصر بے گناہ سوئے ہوئے قتل کئے گئے۔ اور کچھ ان میں سے قید کر لئے گئے۔ اُن کی بابت لکھا ہے۔ "بعد اس کے عرض کیا اُن پر اسلام کو مگر سبھوں نے انکار کیا۔ پس ماری گئیں گردنیں اُن کی" (دیکھو تاریخ فتوح المصر ۴۶۳ و ۴۶۴)

پولیس قس عیسائی پر عرض کیا اسلام پس انکار کیا۔ اور کہا کہ بھاگا میں شام سے مصر میں۔ پر ڈال دیا مجھکو مسیح نے تمہارے ہاتھوں میں۔ نہیں شک کرتا ہوں میں کہ مسیح مسلم ہیں۔ اور میں کافر ہوں۔ تمہارے دین کے ساتھ پس مار ڈالا خالد نے گردن اُس کی (فتوح المصر ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۶۷)

تیرہ سو مرد قبطی قید کئے گئے۔ جن میں سے حکم ہوا کہ جو اسلام قبول کرے سے بائی دو۔ ورنہ سب کو مار ڈالو۔ چنانچہ عرض کیا۔ اسلام کو اُن پر خالد نے۔ پس انکار کی اکثروں نے۔ اور جس نے اسلام قبول کیا۔ چھوڑ دیا خالد نے اسکو اور سبکی کی ساتھ اس کے۔ اور جس نے انکار کیا۔ اسلام سے حکم کیا خالد نے اسکی گردن مارنا (از فتوح المصر صفحہ ۴۸۵ ۱۲۸۶ھ)

اسی تاریخ میں اکثر جگہ لکھا ہے "کہ جب یوں قتل شروع کیا۔ اور لوگوں کی جورو دختر وغیرہ چھینے گئے۔ تو خوف قتل اور امید رہائی کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے۔ (مفصل دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۸۴ و ۵۱۲)

اور اگر کوئی مفصل حال مکاری۔ فریب دروغگوئی سپہ سالاران لشکر محمدیہ کی دیکھنا چاہیئے۔ تو دیکھے (فتوح المصر کے صفحات ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۴۲ و ۴۲۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱)

بلوچستان کس طرح مسلمان ہوا

محمود ۳۸۶ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اور ۴۲۱ھ میں مرگیا۔ مطابق سنہ ۱۰۳۰ء ہے چنانچہ لکھا ہے۔

"درہمیں ایام خبر رسید کہ مردم قیرات (قلات) و نار دین کہ از ممالک سرحد ہندوستان است۔ قلادہ مسلمانی در گردن نینداختہ اند و سر از اطاعت و انقیاد شریعت محمدی پیچیدہ۔ اکثر بت پرست اند۔ سلطان محمود لشکر جمع آوردہ از قسم درود گر و آہنگر و سنگ تراش جمع کثیر ہمراہ گرفتہ روی آورد۔ بار نہادہ بنجوب قصد قیرات کردہ از مسعود

ساخت و ظاہرا قبرات جائے ہست سرو بن ہند و ترکستان میوہ بسیار دارد و چوں حاکم آنجا اطاعت کردہ متوطنان آں دیار اسلام آوردہ و سلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بہ تسخیر نار دین فرستاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ مردہ و میوہ سے بسیار بدست افتاد۔ و چوں بت خانہ بزرگ را کہ در آنجا بود شکستند سنگے مصور و منقش از بت خانہ بیروں آمد کہ باعتقاد ایشاں از زمانے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان بہ آنجا رفتہ قلعہ ساخت" (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر سلطان محمود مطبوعہ نولکشور ١٢٩١ء صفحہ ٣١ سطر ١٢ سے ١٧ تک)

بتائید رائے کرنل ٹاڈ صاحب کے کچھ شک معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ بلوچستان کے اکثر فرقے ان جادوؤں کی نسل سے ہیں جو دوارکا کی آلبس کی لڑائی کے بعد سندھ پار چلے گئے تھے۔ گوت بلوچوں کا سیجھ کہلاتا ہے۔ اور اس گوت کی وجہ تسمیہ کی نسبت قیاس کیا گیا ہے کہ جب یہ لوگ ہند و آریہ ہی تھے تو باعث ہونے اولاد سام بسر سری کرشن کے سامی دیا سام جا کہلاتے تھے۔ یا خود سری کرشن کی نسل میں ہونے کے سبب سے یہ گوت مشہور ہوا۔ کیونکہ سری کرشن جی کا ایک نام سیام، یا سام ابھی ہے۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ ١٨٨٤ء صفحہ ٣٨٥ و ٣٨٦)

پھر لکھا ہے " حجاج بن یوسف از قبل ولید بن عبدالملک حاکم عراق بلکہ ملک ایران و توران بود در عہد و لسنجبر بلاد ہندوستان شدہ تحت محمد ہارون ادا وائیل ٨٦ء باسپاہ پرشہور بولائیت مکران فرستاد۔ او بہ آنجا رسیدہ آں مملکت را مسخر و تصرف آوردہ بسیارے از ساکنان اند ارکہ بلوچاں یاراں طائفہ اند بشرف اسلام مشرف گشتہ رعایا یا والے مال دیوانی پیدا جستہ و رواج اسلام دراں طرف اراں تاریخ بہم رسید۔" (تاریخ فرشتہ صفحہ ٣١١ مقالہ ہشتم نولکشور)

افغانستان کس طرح مسلمان ہوا۔

اگرچہ اس کا مفصل حال کسی ایک تاریخ میں ہم کو نہیں ملا۔ مگر جتنا موجودہ تاریخوں سے مل سکا۔ وہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +

محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔" لشکر غور و باد غیش بہ کابل فرستادہ والی آنجا را جبراً و قہراً مطیع و منقاد گردانید۔" جلد اوّل صفحہ ١٨

پس ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ بھی قرآن کو فصاحت و لاثانی جان یا محمد صاحب کو نبی گردان کر مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے +

مامون رشید نے جب اس ملک میں چڑھائی کی جو ٢١٢ء کا ذکر ہے۔ اس کی بابت مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج فرماتے ہیں۔ کہ مامون نے لشکر جرار اس ملک کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ اسی لشکر جرار کے خوف سے مقابلہ تباہ ہونے کے والئے کابل مسلمان ہوا۔ (مفصل دیکھو ہیروز آف اسلام جلد دوم)

اور اسی نواح کا ایک اور حاکم بھی اس کی تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوا۔ اور اس کا بُت مکہ میں صفا و مروہ کے درمیان ڈلوایا گیا۔ (ہیروز آف اسلام)

انریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ کہ قوم جادو سندھ کے پار بعد مرنے کرشن کے جا رہی تھی۔ (از تاریخ ہندوستان)

افغان لفظ ہی اصل میں سنسکرت کا ہے۔ اپ گان

یعنی بے قاعدہ ہے۔ راگ جن کا یا وہ قوم علم موسیقی سے محروم ہے۔ اور یہ بات زیادہ تشریح کی محتاج نہیں غنیمت لکھتا ہے۔ ؎

سگ اف افغاں جان گرفتند حریفاں نام شاں افغاں گرفتند

علاوہ بریں ابھی تک افغانستان میں ہزاروں جگہ ان کے پہلے مذہب کی علامتیں موجود ہیں۔ سوات اور بونیر کے پہاڑوں کی غاروں میں کئی طرح کی مورتیں نکلتی ہیں۔ جو ساری کی ساری ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تصویروں سے مشابہ ہیں۔ کابل سے کئی میل مشرق تھاک وغیرہ مقام میں اور ایسی ہی تخت باہی اور حال گڑھی میں بھی ہندو مذہب کے ہزاروں نشان ابھی تک موجود ہیں۔ اور ان کے لباس بھی پرانے آریوں سے ملتے ہیں۔ بے تعصب مؤرخین نے جہاں تک پٹھانوں کی بابت تحقیقات کر کے صحیح نتائج نکالے ہیں۔ وہ تمام تر ہمارے ساں کے بتا ہدا اور ہمارے منشار کے مطابق ہیں مہابھارت کے زمانہ سے راجہ ہنوج کے زمانہ تک ہندوؤں اور ان کا دھرم واحد تھا +

چنانچہ کرنیل ٹاڈ صاحب بہت یقین سے قوم جادو کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اقوام افغان اصل میں یہودی نہ تھے۔ یادو تھے۔ اس بحث کو کرنل صاحب نے بہت قابلیت کے ساتھ لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ ان کا یہودی ہونا بالکل غلط ہے۔ ان کی رائے اور تحقیقات کی مطابقت اس قوم کی روایتوں سے بخوبی ہوتی ہے۔ مشہور ہے۔ کہ (دوارکا سے خارج ہونے کے بعد) کرشن کی اولاد نے سندھ ندی کی دونوں طرف چند نئی نئی ریاستیں قائم کیں۔ ان میں سے جادوؤں کے راجہ گج۔ والئے بھیرہ نے اپنا راج پچھم کی طرف بڑھایا۔ اور غالباً غزنی جو اب غزنی لکھا جاتا ہے۔ تعمیر کرایا۔ ایک دفعہ روم و خراسان کے بادشاہوں نے متفق ہو کر غزنی پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ گج مارا گیا۔ لیکن اس کا بیٹا سالباہن بچکر پنجاب کو چلا آیا۔ اور اس نے پنجاب میں سلبانپور۔ یا سلواں کوٹ (جسے اب سیالکوٹ[1] کہتے ہیں) آباد کیا۔ اور چند سال کے بعد پھر غزنی پر دخل ہو گیا۔ چنانچہ عرب سے مسلمانوں کی آمد تک اسی کے ورثا افغانستان میں حکمرانی کرتے رہے

کہتے ہیں۔ کہ مغلوں کی قوم چغتا یعنی چغتائی کا مورث چگتیو بیرہ سالباہن تھا۔ آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں جادو پنجاب سے نکالے گئے تب انہوں نے کسی جنگل میں پناہ لیکر اوّل شہر تنوٹ پھر دیروال پھر جیسلمیر اسی جنگل میں آباد کئے۔ زوال کے دنوں میں بہتیرے جادو جاٹ کہلائے۔ بلکہ ہو گئے اور بہتیرے اور قوموں میں مل گئے۔ جو خالص رہے وہ بھی جادو کہلانے لگے +

(دیکھو تاریخ راجستان میں حالات جیسلمیر)

"چند سال ہوئے جبکہ فوج انگریزی کی مہم ستانہ پر ہوئی تھی۔ انہیں ایام میں تائید رائے کرنیل ٹاڈ صاحب کے تحقیق ہوا تھا۔ کہ علاقہ یوسف زئی میں پٹھانوں کی ایک قوم اب تک جدوں (جادوں) کہلاتی ہے۔ اور اس کی قدیم روایتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اصل میں جادو تھے۔ کسی زمانہ میں گجرات سے آکر یہاں آباد ہوئے" +

(تاریخ بلند شہر صفحہ ٣٢١ و ٣٢٢)

نوٹ نامہ نگار کو کئی سال تک بہنگام ملازمت سرکاری پٹھانوں کے درمیان رہنا پڑا۔ برسوں کی تحقیقات سے یہی ظاہر ہوا۔ کہ وہ لوگ اصل میں جادو تھے یوسف زئی کے علاقہ سے اوپر غیر علاقہ ہے۔ اور اس بیٹ کا نام جدوں یا گدوں ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ وہاں کے دیہات یا مقامات کے نام اب تک سنسکرت اور آریہ زبان کے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے رانی گھاٹ۔ کاٹ لنگ سواتھ۔ بونیر یا بھونیر تیراہ۔ یم رودہ یا جم رودہ۔ مہمند۔ یا مہا سند۔ چترال۔

---

[1] بلوچستان میں شہر کوئٹہ کا بھی اصل نام سیالکوٹ ہے۔ جو غالباً سالباہن کا بنا کردہ ہے۔ اب غلط العام سے کوئٹہ ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح بلوچستان کے تمام شہروں کے نام سنسکرت کے ہیں +

قلعہ سیتا رام۔ پشاور کے علاقہ کا اصلی نام قصبہ نگرام۔ اور ڈاہی گرام۔ شہر پترو
اوتم الاش یا ادبما ملاق۔ کٹک یا خطک یا کٹکا۔ گرمٹی گوجر گڑھی وغیرہ۔ پس
درحقیقت پٹھان جادو (یادوں) کے خاندان سے ہیں۔ اور کافرستان میں سے جو کہ
کابل۔ کشمیر۔ چترال۔ تاتار کے درمیان سینکڑوں میل کا ملک ہے۔ اب وہ جادو
ہی لوگ رہتے ہیں۔ پس یہ سارے لوگ جبراً و قہراً مسلمان ہو کر اپنے ستیہ دھرم
سے ہٹا کر محمدی بنائے گئے +

جادو سے جاٹ کہلانے کا یہ سبب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جادوں نے جو راجپوت تھے
کھیتی باڑی شروع کی اور آوارہ گردی اور ودیا کے نہ پڑھنے کے سبب اصلیت
بھول گئے۔ د۔ت آریہ ورت کی اکثر زبانوں کے اندر بدل لیتے ہیں۔ اور فارسی میں بھی
سنسکرت کی جات کا راد۔ دات بنجاتا ہے۔ پس بعض سرحدی ملکوں میں جہاں
جادو کے تھوڑے گھر ہوئے اور جاتوں کے زیادہ تو جادو سے جاتو اور جاتو سے
جاٹو سا اور بہت جلد جاٹ ہو گیا +

اس کے سوائے ہماری رائے میں قوم جاٹ اصل میں جادو ہیں۔ اصل میں
یہ شبد یادو تھا۔ یادو سے جادو بنا۔ جیسے آریہ سے آرج۔ بعد اس کے غلط
العام سے جاڈو اور جاٹ ہو کر جاٹ ہو گیا۔ اور انہیں لوگوں نے جزیرہ جٹ لینڈ
وغیرہ آباد کئے۔ اکثر مقامات پر اسی جادو قوم کے نشانات ملتے ہیں +

ہندوستان کس طرح مسلمان ہوا

مولوی ذکاء اللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں۔ "یہ اصلی مسلمان کل مسلمانوں
سے جو اس ملک میں آباد ہیں۔ آدھے ہونگے۔ باقی آدھے ایسے ہی مسلمان ہیں
جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں مردم شماری سرکاری سے معلوم ہوتا ہے۔
کہ ہندوستان میں چار کروڑ دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ ایسے
ہیں۔ جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں۔ گو اسلام نے ان کے عقاید کو بدل دیا۔ مگر
ان کے رسم و رواج کو نہ بدل سکا۔ گو وہ آپس میں مل جل کر کھانے پینے لگے۔ مگر شادی
بیاہ میں اب تک گوت بچاتے ہیں۔ کھانے پینے میں بھی انگریزوں کے ساتھ ایسا
پرہیز کرتے ہیں۔ جیسے ہندو۔ غرض اسلام کا اثر ہندوؤں پر ایسا نہیں ہوا جیسا
کہ ہندوؤں کا اثر اسلام پر ہوا +
(دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل دوم صفحہ ۹)

اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ اتنے جو مسلمان ہیں۔ یہ کس طرح مسلمان ہوئے ہیں
اور کب سے ہوئے ہیں۔ اور سب سے پہلا مسلمان اس ملک میں کون ہے۔
ملک ہندوستان میں سب سے **اوّل مسلمان**۔ باپا راجپوت والی چتوڑ نے
سنہ میں کھات کے حاکم سلیم کی لڑکی سے شادی کر لی اور مسلمان ہوا۔ مگر مسلمان
ہو کر مارے شرمندگی کے خراسان چلا گیا۔ پھر نہ آیا۔ اس کا ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا۔
(دیکھو آئینہ تاریخ نما صفحہ ۶ سنہ ۱۸۸۱ء)

سنہ ۸۱۲ء میں خلیفہ مامون رشید نے بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان پر چڑھائی
کی۔ باپا کا پوتا اس وقت چتوڑ کا حاکم تھا۔ نام اس کا راجہ کھمان تھا۔ اس سے اور
مامون سے چوبیس لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن آخر کار مامون شکست کھا کر ہندوستان سے
بھاگ گیا۔ (صفحہ ۶ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء اور دیکھو مفتاح التواریخ صفحہ ،
سنہ ۱۸۸۳ء طبع ثالث حصہ اوّل)

ہندوستان کا **دوسرا مسلمان** راجہ سکھپال نام محمود کے ہاتھ بسبب
طمع حکومت کے مسلمان ہوا۔ مگر لکھا ہے کہ جب محمود بلخ کی طرف گیا۔ تو اس نے
پھر ہندو بن کر اس کی اطاعت سے سر پھیرا۔ محمود نے سنہ میں اسے پکڑ کر جنم بھر کے
لئے قلعہ میں قید کر دیا +
(صفحہ ۱۹ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء اور مفتاح التواریخ صفحہ ۹ سنہ ۱۸۸۳ء حصہ اوّل)

اب ہم محمود کے ہندوستان پر آنے کی وجہ بتلاتے ہیں +

لتھبرج صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی۔ مگر
ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین
اسلام میں داخل کرے۔ اور اس کا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اس کے
مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک گراں بہا خلعت اس کے پاس بھیجا اور امین الملۃ و یمین
الدولہ کا خطاب دیا تھا۔ پس محمود نے یہ عہد کر لیا۔ کہ دین اسلام کے پھیلانے کے
لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا۔ (دیکھو مختصر تواریخ ہند سنہ ۱۸۸۶ء لاہور صفحہ
۴۸) اور (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۶)

پھر لکھا ہے "دوسرے مذہب والوں کو زبردستی مسلمان بنانا۔ یہ
اس مذہب والوں کے نزدیک ان دنوں نام پیدا کرنے کے لئے ایسی بڑی بات
تھی۔ کہ محمود سا حوصلہ دار اس عجیب بے نظیر ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک تک
پر دل چلاتا بھلا۔ امر نیک عمل چھوڑ کر مرتکب ابتدا ہوتا۔
(صفحہ ۱۰ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء)

تاریخ بمبئی میں لکھا ہے۔ "محمود نے گنگا کے کنارے ابرار کے
قریب مندر لوٹے اور اپنے سپاہیوں کو لوٹنے اور بردی لینے کی اجازت دی۔
جس نے جدھر راہ پائی بھاگ گئے۔ سب بیوہ اور یتیموں کی طرح پریشان ہوئے
جو نکل کر نہ جا سکے۔ قید کئے گئے +
(صفحہ ۱۱ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء)

پھر لکھا ہے "سنہ ایکہزار عیسوی میں محمود نے ہندوؤں پر جہاد
کیا۔ اور بارہ دفعہ ہندوستان پر آیا +
(تواریخ ہندوستان صفحہ ۱۹)

پھر لکھا ہے۔ محمود کی غرض ان حملوں میں جہاد کرنے اور ملک کی دولت
لوٹنے سے بھی" (صفحہ ۸ مفتاح التواریخ سنہ ۱۸۸۳ء)

متھرا کے شہر میں شاہ محمود شمشیر پکڑ کر گھس گیا۔ اور بتوں کو پامال و مسمار
کیا۔ طلائی و نقرئی اصنام کو گلا ڈالا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۸)

"محمود راستہ میں متھرا کو تباہ کرتا گیا۔ بیس دن تک اسے لوٹا۔ اور مورتوں کو
تڑوا کے مندروں میں برا برا کام کیا۔ سو اونٹ سنہری توڑی ہوئی چاندی کی مورتوں
سے بھر کر لے گیا۔ پانچ مورتیں خالی سونے کی تھیں۔ ان میں ایک کا وزن
ہمارے اب کے چار من سے اوپر تھا۔ برہمن کو قتل عام کیا۔ راجا اپنے بال
بچوں کو مار کر آپ بھی مر رہا۔ اس بار محمود یہاں سے پانچ ہزار تین سو آدمیوں
کو غزنی لے گیا" (صفحہ ۱۱ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۱ء) اور (مفتاح التواریخ
حصہ اوّل صفحہ ۱۰ سنہ ۱۸۸۳ء)

"دوسرے برس محمود نے پانچویں بار ارادہ جہاد کا کشور ہند پر کیا۔ اس
کے دل میں ہوائے تسخیر نگرکوٹ جسکو قلعہ بھیم بھی کہتے ہیں۔ اور جوالا مکھی یعنے
چشمہ آتش سے جو (محل عجائب مخلوقات کا ہے) کچھ دور ہے۔ جتنا مال اس میں
تھا۔ غارت کیا۔ اور غزنی کو ساتھ صحبت بیضیاس کے مراجعت کی وہاں جا کر اس
نے بڑی ضیافت کی اور اپنی رعایا کو غنائم بے بہا مند سے سرفراز کیا"

(تواریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ ۱۸۸۱ء)

"تھانیسر کا بت خانہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا انہوں نے اسے تاراج کیا۔ اور بتوں کو توڑا اور ایک بت جواُن میں بڑا معزز و نامی تھا۔ اُسے ولایت غزنی کو بھیجا۔ تاکہ وہاں پر مسلمان قدم رکھیں۔ اسے پائمال۔ دو لاکھ ہندو مقیدین غلامی میں بھیجے گئے۔ بسبب کثرت ان غلاموں کے شہر غزنی مثل شہر ہندوؤں کے معلوم ہوا۔ (دیکھو صفحہ ۹۹ تاریخ ہندوستان ۱۸۸۱ء)

"ہندو اس قدر بندی میں آئے کہ قیمت ان کی دو دو روپیہ ہوگئی" (صفحہ ۱۰۴ دیکھو تاریخ ہندوستان)

محمد غوری کے ذکر میں لکھا ہے "کہ وہ بنارس میں گیا اور اس شہر کو لوٹا۔ اور بت خانے خاک میں ملائے۔" (صفحہ ۱۰۵ تاریخ ہندوستان)

"**محمد غوری** نے دلاوری و قہری سے گکھڑوں پر یورش کی۔ اور انہیں ایسا تنگ کیا کہ صرف انہوں نے اطاعت ہی قبول نہ کی۔ بلکہ مسلمان ہو گئے۔" (صفحہ ۱۰۶ تاریخ ہندوستان)

"وہ بختیار نے گوہیں عبادت گاہوں ہنود کو مسمار کیا۔ اور ان کے سنگ و خشت وغیرہ سے مساجد و مدارس و کاروانسرائے تیار کرا لیے۔ (صفحہ ۱۳۱ تاریخ ہندوستان)

"علاؤالدین کے حکم سے ایک مسجد بجائے بت خانہ سومنات کے تعمیر ہوئی شہر پٹن جس کی تمام عمارت سنگ مرمر کی تھی۔ خاک میں مل گیا۔ اور مورت بدھ کو گرا دیا۔ اور کتب متعلقہ مذہب رسومات ہنود کو جو مطابق طریقہ بدھ یا پرانوں کے تھیں جلا دیا"

نوٹ اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور کولا دیوی بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں نظیر بیچ ہندوستان کے نہ رکھتے تھے۔ ہاتھ آئی۔ یہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی۔ اور کافور مرہ نوکراں دربار میں مقرر ہوا۔ اور ایسا ہی دیولدیو کا لوٹ لانا اور حرم سرای میں داخل ہو جانا" (دیکھو صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۲ تواریخ ہندوستان)

ضیاؤالدین برنی اپنی تاریخ فیروز شاہی۔ اور ابوالقاسم اپنی تاریخ فرشتہ میں لکھتے ہیں۔ (بذکر علاؤالدین خلجی) کہ بادشاہ نے ایک روز قاضی مغیث سے سوال کیا کہ کس ہندو کو ذمی اور خراج گذار سمجھنا چاہیئے۔ جواب دیا کہ جو نہایت درجہ کی اطاعت کرے اور اپنے مذہب کی اہانت ہو پھر بھی محصل کا حکم بجا لاوے اور بلا عذر خراج ادا کر دے۔ اگرچہ کافروں کا قتل کرنا بہر کیف جائز ہے۔ لیکن امام حنفی کا مسئلہ ہے کہ قتل کے بجائے کافروں سے جزیہ لیا جاوے۔ اور جزیہ کے وصول کرنے میں ایسی تنگ طلبی ہو کہ ان کو تکلیف حتی الامکان قتل کے قریب قریب پہنچے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگرچہ میں تمہاری کتابوں سے ناواقف بھی ہوں۔ تو بھی اپنی عقل کے زور سے وہی کام کرتا ہوں جس کی اجازت پیغمبر نے دی ہے۔ اسی بادشاہ کے روبرو ایک روز قاضی نے عرض کیا تھا کہ اے حامی اسلام! تیرے عہد سلطنت میں ہندو اس ذلت و مصیبت کو پہنچے ہیں۔ کہ ان کے زن بچے مسلمانوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اس عمدہ نتیجہ کی تعریف تم کو مبارک ہو۔ اور میں کفیل ہوتا ہوں کہ اگر اس نیک کام کے عوض میں تیری زندگی کے تمام گناہ معاف نہ کئے جاویں۔ تو قیامت کے دن تو میرا دامنگیر ہونا۔" دیکھو تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء (صفحہ ۱۷) اور (دیکھو اقتباس تجربۃ الاشرف صفحہ ۶۱۱ جلد سوم بار اول ۱۸۶۳ء) اور (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۱۰ مقالہ دوم)

"جبراً اسلام قبول کرانے کا جو ش جو محمد تغلق کے بعد فرو ہو گیا تھا۔ سکندر لودی کے عہد میں ترقی پر آیا۔ لیکن اسی کی زندگی تک رہا"۔ (صفحہ ۲ تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء)

"عالمگیر اورنگ زیب کی سلطنت کے نشانوں میں سب سے زیادہ نمایاں نشان اس ضلع (بلکہ سارے ہندوستان) میں چند نو مسلم خاندان باقی ہیں۔ اس بادشاہ کی مذہبی طرفداری کا ایک چھوٹا سا نمونہ یہ ہے۔ کہ قصبہ آہار کے ناگر مسلمانوں کے اسناد کہنہ کے طومار میں ہم نے ایک پروانہ دیکھا ہے۔ جس میں یہاں کے حاکم کو عالمگیر نے لکھا تھا۔ کہ "چودھریان آہار (ضلع بلند شہر) کا خاندان بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص عہدہ چودھرائیت کا کام کرنا چاہتا ہے۔ اس سے رعایا کو تکلیف ہوتی ہے۔ آئندہ کو مناسب ہے۔ کہ کل خاندان سے دو آدمی منتخب کر لئے جاویں۔ اور ان کے سوائے اور کسی کو سرانجام کار چودھرائیت کی اجازت نہ ہو۔ اور چونکہ حال میں دو شخصوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس واسطے انتخاب میں ان سے زیادہ کوئی منتخب نہیں ہیں۔ یہی دونوں آہار کے چودھری مقرر کئے جاویں۔" (تاریخ بلند شہر ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۶ و ۲۷)

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں تاؤنگویاں سے ایک شخص (بلند شہر کا) مسلمان ہوا۔ اس کی اولاد ۸۰ برس تک اس قصبہ کے باشندوں میں سرگروہ رہی۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۳۲)

ٹمنٹہ یعنی ڈور مسلمان یہ لوگ اولاد نسل اجیپال ڈور کی ہیں جس نے دغا کر کے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور شہاب الدین غوری کی فوج کو قلعہ میں داخل کر کے اپنے ولی نعمت راجہ چندر سین کو قتل کرا دیا۔ اس خدمت کے عوض میں مسلمان کیا گیا سلطان غوری نے اجیپال کو خطاب ملک محمد و راز قد کا بخشا۔ اور پرگنہ برن کا چودھری مقرر کیا گیا۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳)

مفصل فہرست ان مندروں کی (اگر کوئی دیکھنا چاہے) جو مسلمانوں نے حملہ کر کے گرا کر مسجدیں بنائیں یا تباہ کئے۔ یا توڑ دئے (تو دیکھو رسالہ مخزن العلوم بریلی ماہ مارچ ۱۸۸۱ء جلد ۳ نمبر ۲ صفحہ ۴۴ سے ماہ نومبر نمبر ۱۱ صفحہ ۱۳ تک) "سکندر بھیجا کو تیمور نے قتل کرا دیا۔ اور شہر کو جلا دیا مع رئیس کے۔ سرستی پر تاخت کی اور شہر کو پھونکا۔ اور وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ مؤرخین اسلامیہ کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد تحقیق اس امر کے کہ اکثر قیدی کافر ہیں۔ ایک لاکھ ان میں سے مروا ڈالے اس قتل ہی آدم سے کمال خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اور بعضے وقت بعد بڑے کشت و خون کے وہ سر مقتولین کو بطور منارہ کے چن دیتا۔ اور اس نہج سے اپنے تئیں محظوظ کرتا۔" (تواریخ ہندوستان مطبوعہ ۱۸۶۳ء صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۲۶)

"اکبر کا ہندو راجپوتوں سے جبراً بیٹیاں لینا بھی ایک اسلامی ظلم کا نشان ہے" (سیرۃ المتاخرین صفحہ ۳۷)

عالمگیر کے زمانہ میں آہار کے ناگر (برہمنوں سے) دو نے اسلام قبول کیا۔ اور اس ذریعہ سے سب بھائی بندوں کو پرگنہ کی چودھرائت کے موروثی عہدہ سے خارج کر کے خود چودھری تھے اب ہندو ناگروں کی زمینداری صرف دو گاؤں اور مسلمان ناگروں کی تین گاؤں میں ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مسلمان ناگروں میں بعض نے بغاوت اختیار کی۔ اور اس جرم کی سزا میں ان کی جاگیریں و ملکیت ضبط سرکار ہو کر راجہ گور سہائے مل رئیس مراد آباد کو انعام دی گئیں (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۰۲)

تنگار بھی۔ سب سے زیادہ خاندان اس قوم کا قصبہ سیانہ میں ہے۔ لیکن نصف سے زیادہ آدمی اس خاندان کے عالمگیر کے وقت سے مسلمان ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۰۴)

لال خانی بڑگوجر تھا کر اشرف نامہ میں اشرف خان لال خانی نے لکھا ہے۔ کہ "پرتاب سنگھ کی نویں پشت میں لال خاں ہوا۔ اگرچہ یہ نام مسلمانی معلوم ہوتا ہے لیکن لال خاں حقیقت میں مسلمان نہ تھا۔ اصلی نام لال سنگھ تھا۔ اکبر بادشاہ نے خطاب ثانی بخشا۔ تب اس نے اپنے نام میں بجائے سنگھ کے خان کا لقب شامل کر لیا۔ سالباہن پسر لال خاں نے شاہ جہاں کے حضور ۲۴ کی زمینداری حاصل کی اور اس کا پوتا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مسلمان ہوا" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

بعض بعض لال خانیوں کے سوا سب مسلمان بڑگوجر اب تک ہندوؤں کی اکثر رسموں کو مانتے ہیں۔ اپنی گوت میں شادی نہیں کرتے۔ گاؤکشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ لڑکے کے دو دو نام رکھتے ہیں۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ اور مثل اپنے ہندو بھائیوں کے شادی کے ایام میں دروازہ پر تصویر اس کہاری عورت کی بنا کر پوجتے ہیں۔ کہ جس کی دعا کو موجب ترقی اپنے بزرگوں کا اس دیار میں باور رکھتے ہیں۔

(دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۱۵ و ۳۱۶)

بھال راجپوتوں میں سے کیرت سنگھ کی ساتویں پشت میں مسمی کھمان چند۔ دریا خاں لودھی حاکم سنبھل کی خوشنودی کے واسطے خضر خاں بادشاہ کے عہد میں مسلمان ہوا۔ اور اس حکمت سے اس نے اپنی موروثی کے علاقہ میں نصف حصہ پایا۔ حالانکہ اس کا بھائی کل علاقہ کا دعویدار تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد کھمان چند کا نام ملہا خان رکھا گیا۔ اور پرگنہ کی چودھرائیت کا عہدہ پایا۔ ان کے ورثا خواہ ہندو ہوں خواہ مسلمان اب تک چودھری کہلاتے ہیں۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۱۷)

حصار کے ضلع میں جٹی یا جیسوار۔ جاٹ زیادہ تر مسلمان اور کمتر ہندو ہیں" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۴)

تنور یا مرزا راجپوت " راجہ بہہ پال نے جو انگپال کی دسویں پشت میں تھا۔ موضع سہ سانہ آباد کیا۔ چنانچہ بہہ پال کی اولاد سے ۴۵ گاؤں اب تک آباد ہیں۔ اسی کی نسل میں بلند شہر کے تنور ہیں۔ لیکن اکثر ان میں سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ مسلمان تنوروں کی روایت ہے کہ ہمارے مورث اعلیٰ ناگل سنگھ کو کسی جرم میں قطب الدین ایبک بادشاہ نے علاوہ سزا کان کاٹنے کے جبراً مسلمان کیا تھا۔ چنانچہ ناگل سنگھ کا بسایا ہوا موضع بوچا ناگل بلند شہر سے چار میل پر اب تک آباد ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ موضع مذکور میں تنور مسلمان رہتے تھے اب ان تنوروں کی رشتہ داری جھوجھروں کے ساتھ ہونے لگی۔ اور چونکہ جھوجھروں کی قوم ادنےٰ گنی جاتی ہے۔ اس لئے یہ تنور بھی راجپوتوں کی فہرست سے خارج ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۶)

چوہان راجپوت کالو کا سر حاکم سکندر آباد نے کٹوایا۔ اس ظلم کے سبب تیج نبیرہ کالو نے حاکم مذکور کو قتل کیا۔ اور سزا سے بچنے کے واسطے بادشاہ کے پاس جا کر مسلمان ہوا۔ بادشاہ نے صرف تیج راج کا قصور ہی معاف نہ کیا۔ بلکہ اس کو رفیق بنایا۔ اور خطاب ہزارک رائے کا بخشا۔ اور نگوں کے ۲۴ گاؤں کی زمینداری عطا کی۔ (صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ تاریخ بلند شہر)

پرگلہ راجپوت اورنگ زیب بادشاہ کے وقت سے بہت سے پرگلہ مسلمان ہیں۔ (صفحہ ۳۲۹)

برن وال ویشوں میں ایک شخص اورنگ زیب کے وقت میں مسلمان ہوا۔ بعد ازاں اس کی اولاد اس قصبہ بلند شہر میں کچھ عرصہ تک سب سے زبردست ہے اب بھی ان کی ملکیت میں بلند شہر کے متصل چند قطعات معافی اور موضع چاندپور کی زمینداری ہے۔ (صفحہ ۳۳۵)

میو شودر مسلمانوں کی ابتدائی آمد میں اس قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے مسلمان میو پرگنہ اگونہ کے چند گاؤں کے زمیندار ہیں۔ لیکن عادتوں میں اپنے ہمسایہ بھائیوں سے کچھ بہتر نہیں ہیں (صفحہ ۳۶۳)

مغلوں کی بعض قوموں کی نسبت بھٹی جادوں دعوے کرتے ہیں۔ کہ جس زمانہ میں ہمارا راج غزنی زابلستان میں تھا۔ یہ لوگ ہماری قوموں سے نکل کر مغلوں میں داخل ہو گئے۔" (صفحہ ۳۶۸)

نو مسلموں میں ارل قوم کے لوگ مثلاً جولاہ۔ قصاب۔ رنگریز۔ دھوبی۔ لوہار۔ وغیرہ اپنے تئیں اکثر شیخ کہتے ہیں" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۷۴)

" خاص مغلوں کے علاوہ کچھ چھوٹے مغل بھی کہلاتے ہیں لیکن ان کی نسبت یہ روایت ہے۔ کہ کسی مغل امیر نے ارل قوم کے ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا۔ انہیں کی اولاد سے یہ چھوٹے مغل ہیں۔ اور چونکہ مغل کے ہاتھ سے مسلمان ہو گئے۔ اس واسطے مغل کہلاتے ہیں" (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۴۸)

"ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں" منگولین قوم (مغلوں) کا مورث اعلیٰ منگل نام چھتری تھا۔ جو بہادر راجہ ایک وقت چینی تاتار کی طرف سیر کے واسطے گیا تھا۔ اور وہاں ہی جا کر سکونت اختیار کی۔ یہ بات مہابھارت کے یدھ سے پہلے کی ہے۔ (جس کو آج چار ہزار چار سو نوے سال ہو لئے ہیں" (دیکھو تاریخ پنجاب ہندوستان)

پھر لکھا ہے۔ کہ یہ ضلع (بلند شہر) مسلمان بادشاہوں کے دائرہ سلطنت (یعنی دہلی) سے قریب تھا۔ اس واسطے دور کے ضلعوں کی بہ نسبت تعلیم اسلام کا اثر یہاں زیادہ ہوا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس ضلع میں نو مسلم کثرت سے ملتے ہیں۔ یہاں کے نو مسلموں میں راجپوت سب سے زیادہ معزز ہیں۔ یہ لوگ اپنی اصل نسل کو فخر کے ساتھ قائم رکھتے ہیں۔ اور دوسرے نو مسلموں میں رشتہ داری کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ راجپوت مسلمان کے سوا اور سب نو مسلم اپنی قوم کو اکثر چھپاتے ہیں۔ نو مسلموں میں بچاسو وغیرہ کے لال خانی اور کیسہ کے ثابت خانی بڑگوجروں اور اکثر تر کے چوہانوں اور خورجہ کے بھالوں اور تل بیگم پور کے بھٹوں۔ اور بلند شہر کے ڈوروں۔ اور آہار کے ناگروں۔ اور برن کے برنوالوں اور سیانہ کے تگوں اور پرگنات ونکور و سکندر آباد کے برگلوں کے مسلمان ہونے کا ذکر ان کے ہندو ذات کے ساتھ ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ نو مسلموں میں قوم جھوجھہ قابل ذکر ہے۔ اس قوم کے لوگ ضلع بلند شہر کے پانچ گاؤں مسلم کے زمیندار۔ اور چند گاؤں کے حصہ دار ہیں۔ بعض اپنا گوت اصل بعض اوک بعض راجپوت بعض برہمن بتلاتے ہیں۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸۷)

قوم جلاہے (بافندہ) نو مسلموں میں داخل ہیں۔ جلاہے سوا کپڑا بننے کے اور پیشہ کم کرتے ہیں۔ اس ضلع میں مسلمان جلاہے کثرت سے ہیں۔ حالانکہ ہندو جلاہے شاذونادر ملتے ہیں۔ لہٰذا جولاہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے جلاہے تعظیماً اپنی ذات مومن اور پارچہ باف سفید باف بتلایا کرتے ہیں۔ مذہبی تعصب میں جولاہے سب مسلمانوں پر فائق ہیں۔ ہر شہر قصبہ میں چند جلاہے قرآن کے حافظ ہوتے ہیں۔ حالانکہ لکھنا پڑھنا مطلق نہیں جانتے (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۸۸)

"جاٹ مسلمانوں کو مولا اور زنگا مسلمان کو مولا کہتے ہیں بھٹیارے سے بھی ادنیٰ قسم کے نو مسلم ہیں

جن کو شیر شاہ نے مسلمان کیا۔ وہ شیر شاہی کہلاتے ہیں۔ اور جو سلیم شاہ کے عہد میں مسلمان ہوئے وہ سلیم شاہی مشہور ہیں۔ تمیز ان دونوں قسموں میں یہ ہے۔ کہ شیر شاہیوں کی عورتیں لہنگا پہنتی ہیں۔ اور سلیم شاہیوں کی عورتیں پاجامہ استعمال کرتی ہیں۔ ان دو گوتوں کے علاوہ بھٹیاروں کے دو گوت اور بھی ہیں۔ ایک چڑیمار۔ دوسرے کھتری۔ لیکن اس ضلع میں یہ دو گوت شادی ونا وغیرہ میں بھٹیاروں میں شادی کے وقت ہندوؤں کی بعض رسوم اب تک پائی جاتی ہیں" (دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ سنہ ۱۸۸۷ء صفحہ ۹۸ و ۳۸۹)

نوٹ ہمارے خیال میں بھٹیارے مسلمان ہند و کہاروں سے ہوئے ہیں۔ کس وقت بادشاہی ڈولا اٹھانے کیوا سطے ہند و کہار پکڑے جاتے ہونگے جس سبب سے ڈر کے مارے عرب مسلمان ہوگئے۔ دین اسلام نے ان کی کوئی عزت نہیں کی۔ جیسے پہلے ہندو رہکر مچھلی مارا کرتے تھے۔ ویسے ہی مسلمان بنکر مچھلی مار اور چڑیمار ہوگئے۔ اور پورب کیطرف کہار اپنے آپ کو جل کھتری کہتے ہیں۔ بس مسلمان ہوکر ان کا گوت صرف کھتری رہ گیا۔ اور ماشکی۔ سقاب بہشتی کہلائے ۔ (مولف)

ہائے افسوس ان مسلمانوں نے اس ولیش کو اسی حالت میں دبا رکھا۔ ایران توران۔ شام اور افغانستان۔ یہ حضرت مسلمان جہاں گئے یہی حال ہوا۔ ان کی عملداری میں کوئی دیش اوتی (ترقی) کی سیڑھی پر نہیں چڑھا

سکندر لودھی کے عہد میں ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک برہمن نے عرض کیا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا دین سچا ہے۔ بادشاہ نے یہ سنکر اسکو قتل کروا ڈالا۔ ہندوؤں کی تیرتھ جاترا اپنی قلمرو میں بند کردی جو شہر اور قلعہ فتح ہوتا۔ وہاں کے مندر اور مورتیں توڑ ڈالتا۔ متھرا میں ہندوؤں کی حجامت کرنی موقوف کردی تھی۔ (دیکھو حصہ اول آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۷۰)

ان لوگوں نے اپنی کتاب میں لکھی ہوئی بات کے سوائے کسی حدید کا تحقیق کرنا بہت ہی برا۔ اور لونڈی غلام بنانا ہی ساری دنیا کی آرائش مان لی (صفحہ ۵۴ و ۵۵ اتھاس تمر ناشک سنہ ۱۸۸۱ء)

"سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں" سیاست مدن میں ایشیا کے مسلمان نہایت ابتری کی حالت پر ہیں۔ بخارا اور خیوہ وسمرقند اور زنجبار میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدہ جاری ہیں۔ اور جس میں بعض ظلموں کے دور کرنے کے لئے یورپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا۔ اس سے مسلمانوں کی بہت کچھ بدنامی ہوتی ہے۔ ہاں یورپ کی دیکھا دیکھی ٹرکی اور مصر اور ٹیونس میں کچھ کچھ ترقی شروع ہوئی ہے۔ اور سیاست مدن کی اصلاح ہوتی جاتی ہے ان کے پرانے تاریک خیالات بدلتے جاتے ہیں" (صفحہ ۱۵۱ تہذیب اخلاق جلد ۴)

چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان روم نے جنوری سنہ ۱۸۷۳ء میں شاہ بخارا کو لکھا تھا۔ جسکہ اس نے سلطان سے بمقابلہ روس کے مدد مانگی تھی۔ شاہ بخارا و سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے ۔

سلطان لکھتا ہے۔ کہ اب سلطنت یہ ہے۔ کہ اپنے دوست اور آشنا کو پہچانتا رہے اور سلاطین دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت و الفت کو مضبوط رکھے۔ مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہرا پیدا نہ کی اور وضع اور برتاؤ اپنا یہ رکھا۔ کہ کوئی ایلچی یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمہارے ملک میں وارد ہوا۔ اگر وہ قوم انگریز یا روس ہو۔ تو اس کو تم نے سرِ بازار قتل کیا۔ واگر اہل ایران تو شیعہ ہونے کے سبب پکڑ کے فروخت کیا۔ اور اگر باشندہ روم تھا۔ تو اسپر تہمت جاسوسی اور خفیہ نویسی لگا کر چاہ سیاہ میں قید کر کے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہئے۔ کہ یہ راہ و رسم کیسی ہے جسے وہ طریقہ رکھا ہے۔ کہ کسی سلطنت کی تمہارے ساتھ دوستی نہیں۔ اور اب کسواسطے رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور بادشاہوں سے راہ و رسم کے شاہ روس سے بگاڑو ۔
(تہذیب اخلاق صفحہ ۱۵۱ یکم شوال سنہ ۱۲۹۱ھ جلد ۴)

ایک فرنگستانی عالم و مورخ ملک ہسپانیہ میں عربوں کی کرتوت کو ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔ کہ عرب کی فوج نے قصبوں کو لوٹا۔ اور ملک کو برباد و تباہ کیا۔ گرجاؤں کو ناپاک کیا۔ ایک دیسی مورخ لکھتا ہے کہ ہم وطنوں کی تکلیف نے فتح کنندوں کو آرام دیا۔ (دیکھو تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۴۵ سنہ ۱۸۸۳ء بار اول)

ہندوؤں کی ہتک پر مسلمانوں کا ہمیشہ خیال رہا ہے۔ چنانچہ امیر خسرو سا بھلا مانس بھی اپنی کتاب میں ان ہندوؤں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے ؎

زاغ روز زاغ چہرہ زاغ سرشت ۔

مسلمان بادشاہ ہم نے تین طرح کے ٹھہرائے ہیں۔ پہلے وہ جو ڈاکوؤں کی طرح ہندوستان پر گرے۔ اور جہاد یعنی مذہبی لڑائی کے نام سے لیکن اصل میں لوٹ کے مال اور لونڈی غلام کے لالچ سے آکر یہاں رہے۔ ورنہ دو چار پشت تخت پر بیٹھے۔ عمر بھر لڑتے بھڑتے رہے۔ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی سے لیکر ابراہیم لودھی تک اکثر اسی قسم میں ہیں۔ دوسرے وہ جنکو ملک کے انتظام کی فرصت ملی۔ اکبر سے اورنگ زیب تک اس قسم میں ہیں۔ تیسرے وہ جن کے وقت میں مسلمانوں کا زور گھٹا اور سلطنت کو زوال ہوا۔ (اتھاس تمر ناشک صفحہ ۵۰ جلد سوم)

"خود تیمور نے اپنے ہندوستان میں آنے کے دو مقصد لکھے ہیں۔ اسلام کے دشمن کافروں سے لڑنا اس دین کی لڑائی سے عاقبت کی بخشش کا امیدوار۔ اور دوسرا دنیا کا کہ مسلمانوں کی فوج کافروں کا مال لوٹے اور فائدہ اٹھاوے۔ مسلمانوں کو لوٹ کا مال ایسا حلال ہے۔ جیسا کہ دودھ"
(صفحہ ۵۰ تمر ناشک کے حصہ سوم و ملفوظات تیموری) اور دیکھو تیمور کے ظلم (اتھاس تمر ناشک کی جلد سوم صفحہ ۵۶ و ۶۸ و ۶۹ بار اول سنہ ۱۸۸۳ء)

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرنے پر تیس ہزار آدمی قید کئے ان میں سے چھ ہزار راجہ کے سر کے ساتھ بغداد خلیفہ ولید کے پاس بھیجے خلیفہ نے کچھ کو بیچا۔ کچھ کو انعام میں بانٹ دیا۔ راجہ کی بہانجی بیچاری جیپا کو اپنے بھتیجے کے حوالہ کیا۔ اور محمد بن قاسم کو لکھا کافروں کو امان ہرگز نہ دینی چاہئے۔ سب کو ہلاک کرنا چاہئے۔ صرف ان کو جیتا رکھو۔ جو بڑے درجے کے ہوں۔ یہی خدا کا حکم ہے ۔

"دیوال میں مندر ڈھائے گئے۔ مسجدیں بنیں۔ تین روز تک قتل عام رہی۔ قیدی غلام بنائے گئے۔ لوٹ اکٹھی کی گئی"

میروں میں موذنیں (توڑی گئیں) اور۔ اور اسکندر بن غلام ہتھیار بند قتل کئے گئے۔ بہو۔ بیٹی بچے لونڈی۔ غلام بنائے گئے۔"

"محمد بن قاسم نے جب بیس آباد لیا چھ ہزار مارے گئے۔ بیس ہزار قید میں آئے ان میں دو راجہ کی لڑکیاں تھیں۔ وہ قیدیوں کے ساتھ بغداد پہنچیں اور خلیفہ کے حرم میں داخل کی گئیں۔ عرض کیا کہ ہم آپ کے لائق نہیں ہیں۔ ہم کو محمد قاسم نے خراب کیا۔ خلیفہ نے اسی دم اپنے ہاتھ سے فوج کو حکم لکھا۔ کہ محمد بن قاسم کو بیل کی تازی کھال میں جیتا سیکر حوالے کیجیو۔ غرضیکہ اسطرح پر اس کی نعش بغداد میں پہنچی۔ اور ان لڑکیوں کو دکھلائی۔ وہ ہنسیں کہ ہم نے اس بہانہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلا لیا۔ خلیفہ نے ہاتھ کاٹا۔ اور دونوں لڑکیوں کو دیوار میں چنوایا۔ مگر میر محمد معصوم لکھتا ہے۔ کہ گھوڑے کی دم سے باندھ کر تمام شہر

میں گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اور پھر اس کی لاش کو جلندی میں پھینکوا دیا۔"
(صفحہ ۵۰۱ انعکاس تمرناشک حصہ سوم ۱۸۶۳ء بار اوّل)
"سب سے اونچے درجہ والوں کا محصول تھے۔ علیحدہ عمر کے قاعدہ بموجب خسرم سے ہندوؤں سے مقدور والوں سے ۴۸۔ اوسط درجہ والوں سے ۲۴ غریب مزدوروں سے ۱۲ درم لینے کا حکم تھا۔ لیکن ۱۰ برس کے اندر دوسرے عمر نے یہ حساب نکالا۔ کہ جو سال بھر میں پیدا کر سکتا ہو۔ اپنی گذر کے موجب اس میں سے رکھ کر باقی سرکار میں داخل کرے۔ عجب تماشا ہے۔ ہندوؤں کا ناش کرنا۔ اور ان کی مورت مندروں کو توڑنا تو یہ ثواب سمجھتے تھے۔ (صفحہ ۵۰۸ انعکاس تمرناشک حصہ سوم ۱۸۶۳ء)

نظام الملک اپنے مجمع الوصایا میں لکھتے ہیں۔ کہ "بادشاہ ہمیشہ بیگموں کے قابو میں رہا کرتے تھے۔ اور محمود سے بادشاہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنی بیگم مہد چگل کے برخلاف کچھ نہ کر سکتا تھا"

ایک اور مسلمان مؤرخ لکھتا ہے۔ "قطب الدین ایبک نے جب میرٹھ فتح کیا۔ تمام مندروں اور دیولوں کو مسجد بنایا۔ بت پرستی کا نام و نشان تک باقی رہنے دیا۔ کوئل میں جس نے دین اسلام قبول نہ کیا قتل کیا گیا۔ اس طرح جب کالنجر گیا۔ مندر کو مسجد۔ پچاس ہزار آدمیوں کو غلام بنایا۔ (دیکھو تاریخ تاج المعاصر)

ایک اور مؤرخ ایماندار مومن لکھتا ہے۔ "میرے وقت میں بختیار خلجی نے جب بہار فتح کیا۔ وہاں سر منڈے برہمن بہت پائے۔ سب کو کٹوا ڈالا۔ (دیکھو طبقات ناصری)

جلال الدین فیروز خلجی نے جھلسا سے ہندوؤں کی سب پرانی پیتل کی مورتیاں منگا کر اس کو اپنے قلعہ کے دروازہ پر مسلمانوں کے پیروں سے روندوایا۔ اور دو دفعہ مالوہ لوٹا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۰۴ حصہ سوم)

مولوی عبداللہ وصاف صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ علاؤ الدین خلجی نے کھمبات کی طرف فوج بھیجی۔ دائیں بائیں ہر طرف اس ناپاک ملک میں سخت دل ہو کر اسلام کے لئے سب کو کاٹنے لگے۔ (دیکھو تذکرۃ الامصار)

"اس لوٹ میں بہت سا مال علاؤ الدین کی فوج کو ہاتھ لگا۔ بیس ہزار سندر ستریاں خوبصورت عورتیں، جو قید میں آئی تھیں۔ لونڈی بنائی گئیں۔ اور لڑکے لڑکی بھی اتنے لئے کہ قلم لکھ نہیں سکتا۔ اس بادشاہ کو کاٹنے اور جلانے میں ذرا بھی تامل نہ تھا۔" (دیکھو تذکرۃ الامصار)

فیروز شاہ بادشاہ کی بابت لکھتا ہے۔ "فتح کانگڑہ کے وقت میں اس نے مورتوں کو توڑ کر ان کے ٹکڑوں کو گوماس کے ساتھ توبڑوں میں بھر کر برہمن پجاریوں کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور تمام بازار میں پھرایا۔ (تاریخ فرشتہ و تمرناشک صفحہ ۴۰ حصہ سوم)

ایک دن اسے خبر پہنچی کہ دہلی میں ایک بوڑھا برہمن رہتا ہے۔ اپنے گھر میں رکھا مورت کی پوجا کرتا ہے۔ تیوہار پر اور بھی ہندوؤں کو پوجا کے لئے اپنے گھر بلاتا ہے۔ یہ فیروز شاہ نے مورت سمیت پکڑ وامنگوایا۔ مولوی نے فتوا دے دیا۔ کہ مسلمان ہو جائے نہیں تو جلایا جائے۔ برہمن نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ قلعہ کے دروازے کے سامنے چتا بنوا کر ہاتھ پاؤں بندھوا کر مورت سمیت اس پر رکھوا کر سارے دربار کے سامنے جلوا دیا۔ اور یہی فیروز شاہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے۔

ہندوؤں اور بت پرستوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ اس لئے ان کو اور ان کے بال بچوں کو امن دیا گیا تھا۔ اب انہوں نے شہر میں اور گرد نواح میں نئے مندر بنوانے شروع کئے۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ کہ ایسے مندر رہنے پاویں۔ خدا کی ہدایت سے میں نے ان مندروں کو توڑا۔ اور کافروں کے ان سرگروہ جنہوں نے دوسروں کو گمراہی میں ڈالا تھا۔ قتل کیا۔ اور باقی کو کوڑے لگوائے اور سزائیں دیں۔ یہاں تک کہ خرابی بالکل دور ہو گئی۔ موضع ملوہ میں ایک کنڈ ہے ہندوؤں نے اس پر مندر بنائے اور پرب اور تہواروں پر قطار بامدھا گھوڑوں پر سوار ہو کر جاتے تھے۔ ان کی عورتیں اور لڑکے بالے بھی پالکی اور گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتے تھے۔ ہزاروں جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور مورت پوجتے تھے۔ جس دن میلا تھا میں خود وہاں گیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کے سرگروہ قتل کئے جاویں۔ باقی کو سخت سزا دی جائیں۔ اور مندر سب توڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنوائی جائیں۔

اسی طرح کچھ ہندوؤں نے موضع کوہانہ میں مندر بنایا تھا۔ اور وہاں جمع ہو کر مورتوں کا پوجن شروع کیا تھا۔ گرفتار ہو کر میرے سامنے آئے۔ میں نے حکم دیا۔ کہ ان کے سرگروہ دروازے کے سامنے قتل کئے جائیں۔ اور ان کی پستکیں اور مورتیں اور پوجا کے برتن سب اسی جگہ جلا دیئے جائیں۔ جس میں ظاہر ہو کہ دارالاسلام میں کوئی ذمی ایسا مکروہ کام نہیں کر سکتا ہے۔ (صفحہ ۲۵ تمرناشک حصہ سوم ۱۸۶۳ء و تاریخ فتوحات فیروز شاہی)

برہمنوں نے جزیہ لگانے کے سبب سے دہائی دی۔ اور فریاد کی۔ اس دہائی اور فریاد کے الفاظوں کو شمس سراج نے کلمات پر لعنات لکھا ہے۔

دو ہندو صرافوں نے بادشاہی سکہ کی چاندی کم ورنی بتلائی۔ کہ ٹکسال والے کا فریب ہے۔ بادشاہ نے ایماندار وزیر کی صلاح سے ایک فریب کر کے صرافوں کو جلانے کا حکم دیا۔ اور داروغہ ٹکسال کو خلعت دیا۔ (تاریخ فیروز شاہی)

غیاث الدین تغلق نے اپنے بھائی رجب کی شادی کے واسطے سنا کہ رانا مل بھٹی کی لڑکی بہت حسین ہے۔ فوج لیکر چڑھا۔ اور جبرًا اس سے لڑکی چھین لی سو بشر سب اس کے رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۲۰ حصہ سوم)

جب فیروز شاہ نے جیسلمیر پر حملہ کیا۔ تو اس وقت ان کے ظلموں سے تنگ آ کر سولہ ہزار عورتوں نے جوہر کیا یعنی ستی ہو گئیں۔ اور ایک دفعہ ۱۴۰۵ء میں انہیں ظلموں سے تنگ آکر چوبیس ہزار عورتوں نے آگ اور تلوار سے خودکشی کی تھی۔ ٹاڈ صاحب نے راجستان میں واضح کر کے لکھا ہے۔ (دیکھو تمرناشک حصہ سوم صفحہ ۰۶)

تیمور نے جب جموں کے راجہ کو گرفتار کیا۔ اسی دم مسلمان کر کے اسے گوماس کھلا دیا۔ (دیکھو تمرناشک صفحہ ۴۴ حصہ سوم بار اوّل ۱۸۶۳ء)

تیمور تو تیمور تھا۔ بابر سا نیک بخت بادشاہ شگون کے لئے بازاروں کو جلاتا تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "بابر قرین فتح و ظفر بہ بلاد لاہور در آمدہ چنانکہ رسم او بود چنگیز یافت بازار را بجہت تفاؤل و شگون آتش زد۔ (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر بابر)

توزک بابری میں لکھا ہے۔ کہ لڑائی میں جو قیدی ہاتھ لگتے تھے۔ اس کے ڈیرے کے سامنے ذبح کئے جاتے تھے۔ ایک لڑائی میں اتنے ذبح کئے گئے۔ کہ خون اور لاشوں کے مارے تین بار ڈیروں کی جگہ بدلنی پڑی۔

اکبر کے وقت میں امرکوٹ میں رانا سنگ راج کے مرنے پر اس پر چڑھائی ہوئی۔ مندر ڈھا ڈالے۔ گاؤں کو ذبح ہونے کا حکم دیا۔ اور ناپاک کافروں کی کثیف معبدوں کو بہشت کر دیا۔ اور جہاں بت پرستی ہوتی تھی اسلام کا دین پکارا گیا۔ الحاقاسم غنیمت اور مسرت کا خوب مزہ اڑایا۔ (تمرناشک صفحہ ۴۳ حصہ سوم)

پھر لکھتا ہے۔ کہ جب سلطان حسین نے ملتان لیا۔ تمام شہر والوں کو سات برس کی عمر سے ستر برس کی عمر تک قید کر لیا۔ شہر لوٹا گیا۔ بہت آدمی قتل ہو گئے۔ (تمرناشک صفحہ ۴۷ حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "سکندر لودھی کے وقت تک ہندو لوگ فارسی لکھنا پڑھنا سیکھنا۔ بڑا عیب سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ کافران خواندن و نوشتن خط فارسی کہ تا آں زماں درمیان ایشاں معمول نبود سر داختند" (صفحہ ۵، ترجمہ ناشک جلد دوم)

امیر خسرو نے لکھا ہے۔ کہ پرانی دہلی میں بیا قاعدہ خوانے کو علاؤالدین نے تمام ہندؤں کے مندر توڑ کر پتھر منگوائے (دیکھو تاریخ علائی)

کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ راجا جسونت سنگھ جودھپور والے جب کابل کی مہم پر سنہ ۱۶۸۱ء میں مر گئے۔ اور اس کی رانی اور لڑکے دہلی میں آ گئے۔ بادشاہ اورنگزیب نے انہیں پکڑ لینے اور مسلمان کروا لینے کا حکم دیا۔ راجپوتوں نے اپنے راجا کے لڑکوں کو تو شائی کے ٹوکروں میں چھپا کر وہاں سے نکال دیا اور رانیوں کو اپنی عورتوں سمیت بارود پر بٹھلا کے اور کوٹھیوں میں بند کر کے جلا دیا۔ اور آپ سب اسی جگہ کٹ مرے۔ دہلی کی گلیوں میں ان کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ساون کی بستی تھی۔ اتنک جودھپور میں مانی جاتی ہے۔ (تاریخ راجستھان) اور (امرناشک صفحہ ۶، حصہ سوم) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۲۴۴ سنہ ۱۸۸۱ء)

یادداشت مسلمانوں کے جور و ظلم کے مفصل واقعات اگر تحریر میں آویں۔ تو یقین غالب ہے۔ کہ ہر ایک انصاف پسند بطالت سے دست کش ہو کر کے ست دھرم کی طرف متوجہ ہو۔ پرماتما ہمیں اس کام کی توفیق دو"

ایک جگی جنابجہ اپنے پرم ہنسوں کی طرح دہلی کے شہر میں پھرتا تھا۔ اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ فوراً اس کا سر کاٹا گیا۔ (امرناشک صفحہ ۱۰ حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "کہ گلبرگہ کے بادشاہ محمود نے تلنگ دیش کے راجا کے لڑکے کی زبان کٹوا کر اسے جیتا آگ میں جھونوا اللہ۔ اور پانچ لاکھ ہندوؤں کا کاٹا۔ احمد جہان جب بیس ہزار کے اوپر ہندو مارے جاتے خوشیاں مناتا۔ اور مقام کر کے گانے بجانے ناچنے کا جشن دیکھتا" دیکھو ترجمہ ناشک صفحہ ۷، حصہ سوم سنہ ۱۸۸۲ء)

اورنگ زیب نے راجہ سمبھاجی فرزند سیواجی مہاراج سے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو۔ اس نے انکار کیا۔ اور ایسا جواب دیا۔ اورنگ زیب نے گرم لوہے سے اس کی آنکھیں نکلوا کر اور زبان کٹوا کر مروا ڈالا۔ (دیکھو مفتاح التواریخ حصہ اول سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۶۴)

اورنگ زیب نے ہندوؤں کو تمام بڑے بڑے عہدوں سے نکالدیا۔ اور ان کے مندروں کو جا بجا مسمار کروا دیا۔ اور ان کی رسومات مذہبی میں مزاحم ہوا۔ (صفحہ ۲ مفتاح التواریخ حصہ اول سنہ ۱۸۸۳ء)

"اورنگ زیب نے تمام اپنے صوبہ داروں کے ایک گشتی خط اس مضمون کا بھیجا تھا۔ کہ کوئی ہندو نوکر نہ رکھا جاوے۔ تمام عہدے مسلمانوں کو دو"

بنارس میں وشیشر ناتھ اور بینی مادھو اور متھرا میں گوبندیو کے مشہور مندروں کو اس نے تڑوایا۔ (مفتاح التواریخ صفحہ ۲۶ سنہ ۱۸۸۳ء حصہ اول)

سنہ ۱۰۳۳ء میں ایک اور لٹیروں کا گروہ غازیوں یا ملاؤں کے نام سے سالار مسعود غازی کے ماتحت ہندوستان کو لوٹنے آیا۔ اور ساتھ ہی منہ پر یہ الفاظ تھے۔ کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ تو تیغ میں تبلیغ کرتا ہوں۔ تمام ملک ہند میں غاریں کو منتشر کیا۔ آخر کار راجپوتوں نے سنہ ۱۰۳۳ء میں آ کے بہ مقام ملا ید واصل جہنم کیا۔ اسی کے ساتھیوں نے سورج کنڈ کے تالاب کو ناپاک کیا۔ اسکا مفصل حال سہ حیرت کی کراماتوں کے بیوقوف ہندوؤں کو بہہ میں کرنے کے واسطے ایک شخص نے لکھا ہے (دیکھو خلاصہ تاریخ مسعودی صفحہ ۱ سے ۱۰ تک مطبوعہ سنہ ۱۸۸۲ء)

مولانا جلال الدین رومی اپنی مثنوی میں ایک غازی کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا	ناگہاں آمد قطاریق وغا
ماند صوفی با بنہ و خیمہ و ضعاف	فارساں راندند تا صف مصاف
مستلان خاک بر جا ماندند	سابقون السابقون در راندند
جنگہا کردہ مظفر آمدند	بازگشتہ با غنائم سود مند
ارمغاں دادند کاے صوفی تو نیز	او بروں انداخت نستد ہیچ چیز
پس بگفتندش کہ خشمینی چرا	گفت من محروم ماندم از غزا
زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد	کاندر میاں غزو خنجر کش نشد
پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر	آں یکے را بہر کشتن تو بگیر
سر ببرش تا تو ہم غازی شوی	اندکے خوش گشت صوفی دل قوی
کاب را گر در وضو صد روشنی است	چونکہ آں نبود تیمم کردنیست
برد آں صوفی اسیر بستہ را	در پس خرگاہ تا آرد غزا
ماند آنجا دیر صوفی با اسیر	قوم گفتند آنچہ عجب چونست فقیر
کافر بستہ دو دست او کشتنی است	بسملش را موجب تاخیر چیست
شخص آمد در تفحص در پئیش	دید صوفی خفتہ زیر گبر خویش
ہمچوں بر بالائے او آں اسیر	خفتہ ہمچوں شیر بالائے فقیر
دستہا بستہ ہمے خائید او	از سر استیزہ صوفی را گلو
گبر میخائید با دنداں گلوش	صوفی افتادہ بزیرش رفتہ ہوش
دست بستہ گبر ہمچوں گربہ بد	خستہ کردہ حلق او بے حربہ
نیم کشتش کردہ از دنداں اسیر	ریش او پر خون ز حلق آں فقیر
غازیاں کشتند کافر را بہ تیغ	ہم در آں ساعت ز بیعت بیدریغ
بر رخ صوفی زدند آب و گلاب	تا بہوش آمد ز بیہوشی و تاب
چوں بہوش آمد بدید آں قوم را	پس بپرسیدند چوں شد ماجرا
الله الله ایں چہ حالست اے عزیز	ایں چنیں بیہوش گشتی از چہ چیز
از اسیر نیم کشتہ بستہ دست	ایں چنیں مدہوش افتادی و پست
گفت چوں قصد سرش کردم بخشم	طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم
چشم را وا کرد پہنا او بسوئے من	چشم گردانید و شد ہوشم ز تن
گردش چشمش مرا لشکر نمود	مے نیارم گفت چوں پر ہول بود
قصہ کوتہ کن کزاں چشم ایں چنیں	رفتم از خود اوفتادم بر زمیں

(دیکھو مثنوی رومی دفتر پنجم صفحہ ۴۹۹ نولکشور) پھر مولوی رومی دوسری جگہ لکھتے ہیں

ہجوم کفار از خون شد مباح	ہمچوں وحشی پیش نشاب و رماح
جفت و فرزنداں شاں جملہ سبیل	زانکہ بے عقل اند و مطرود و ذلیل

(دیکھو مثنوی دفتر اول)

اسی طرح روزنامہ تیمور میں محمد صاحب کی تعریف کیگئی ہے

نضارت ریاض شریعت را بہ آبیاری تیغ آتشبار مجاہداں سبز گردانیدہ و سرسبزی نہال اسلام را بسر خروئی حسام خوں آشام غازیان مربوط فرمودند

خدنگش بگوہر شدی دشمن رواں	نہ باید ز اعدائے ملت رواں
تبرداشت از تیغ کیفار حیف	بھی وخنت دست ہوت لحیف

تیمور ہندوستان میں کیوں آیا۔ اور اس کا کیا مطلب تھا۔ اس بات کو مصنف روزنامہ تیمور نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

مرا دوستی از شاہی مرا بہی	ز تخت بزرگی و تاج مہی
مراعات دین بود تعظیم شرع	ہمی اصل او بنیاں جملہ فرع
ہمہ کوشش بہر اسلام بود	دگر ہر چہ دانی وا ہم بود

نظامی سکندر نامہ میں محمود صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے ؎

چلیپا چو گوہر چو باید مسیح ۔ سکندر سکندر گوہر بہ تسبیح ۔ بگو ہر چہ بازار یا فرشتہ ۔ بہ تیغ از جہاں داد دیں را آشتی [reading of this verse uncertain]

اندھا دھند کسی مذہب پر اعتراض کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ اور نہ فضول و طول طویل لکھکر کاغذ سیاہ کرنے سے مطلب۔ چونکہ مولوی لوگ حق کو چھپاتے اور باطل کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی۔ کہ ہم مسئلہ جہاد پر تحریر کریں۔ جو لوگ اسلامی ظلموں اور دینداری کی بادشاہوں کے جہادوں پر پردہ ڈالکر لوگوں کو دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ ان سے یہ ہیں الفاظ۔

ایک لائق مورخ پوچھتا ہے کہ "لیکن یہ تو بتلاؤ کہ قدم قدم پر سارے ہندوستان میں جو بڑے بڑے ویرانہ اور کھنڈر سا ہا ٹکڑے پڑے ہیں۔ وہ کسکی بدولت دکھلائی دیتے ہیں کیا ہوا وہ سومنات جس میں تین ہزار تصویروں کی وہ کاریں جڑتیں ؟ کیا ہوئیں وہ ٹھاکر جن کے بڑے دیول (مندر) کی تعریف محمود غزنوی لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا بنانا چاہے وہ دس کروڑ سرخ دینار خرچ کرنے سے بھی نہ بنیگا۔ اور اگر نہایت لائق اور ہوشیار کاریگر مقرر کئے جاویں دوسو برس لگیگا۔ خود اس کا منشی مصنف تاریخ میں لکھتا ہے۔ کہ ایسا مندر کہاں بن سکتا ہے۔ نہ تصویر اتر سکتی ہے ؟ کیا ہوا وہ بھلسا کا مندر جسکو طبقات ناصری والا لکھتا ہے کہ ایک سو پانچ گز بلند سو برس میں بنا تھا ؟ کیا ہوا وہ دکن کا ستون لاٹ جسکی چھت میں مانک اور پکھراج تھا ؟ غرض یہ قصہ طول ہے۔ قلم نہیں چلتا رونا چلا آتا ہے۔ (ترناتھک صفحہ ۷۶ حصہ سوم ۱۸۸۳ء)

پھر ایک مورخ لکھتا ہے "مسلمانوں نے مذہب پھیلانے کے بہانے میں کچھ کم مار لوٹ کھسوٹ بھونکے جلانے۔ اور لونڈی غلام بنانے ہی پر کسر نہیں رکھی۔ بلکہ ہندوستانیوں کے چال چلن۔ رہن سہن بھی کچھ کے کچھ کر دیئے

ایرین مورخ لکھتا ہے۔ کہ کبھی کسی ہندوستانی کو جھوٹھ بولتے نہیں سنا اور اب ہم کو اس تحریر میں شرم آتی ہے۔ برہمنوں کے سپوت سدھارتھ نے آریوں کو ویدک سے بدھ بنایا بدھوں نے ایسا دھرم چلایا۔ کہ کھشتریوں کو سیہ (ولیش) کر دکھلایا۔ مسلمانوں کی بیرحمی زبردستی اور عیش پرستی نے دونو کو دبایا۔ لڑکیوں کو مارنے لگے۔ عورتوں کو پردے میں رکھنے لگا۔ خوشامد کے لئے جھوٹ بولنا بھی سیکھنا پڑا اس کا سب مذہب ہی اسطرح کا ہو گیا۔ کہ لکیر کے فقیر رہنے لگے۔ اور یہ بگڑنے کا پہلا زینہ ہے۔ (جنم سے) ذات ماننے کا ڈر یا خوف نہ گھر میں ترقی ہونے دیتا ہے۔ نہ باہر سے ترقی کو آنے دیتا ہے۔ جو لوگ اپنی ماں کو اپنے باپ کی لاش کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جلا ہی جلا دیں جو لوگ اپنی کنیا کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالیں جو لوگ کئی کئی ستریوں سے شادی کریں اور انہیں قیدیوں کی طرح گھر میں بند رکھیں۔ اور جو لوگ منش کا بال بچہ اور چھوکریوں کی آشا کریں اور جو لوگ اپنے ہمجنس کو لڑائی ہی میں نہیں بلکہ وہ کانوں میں رکھکر بھیڑ بکری کی طرح بیچیں۔ ہم نہیں جانتے کہ انہیں کسطرح شائستہ بتلادیں۔ ہم تو انہیں شائستہ آدمی کہنے میں بھی شرماتے ہیں" (صفحہ ۸۰ ترناتھک حصہ سوم ۱۸۸۳ء)

۱ شہاب الدین غوری نے غارت کیا۔ ۲ محمود نے پارہ پارہ اور آگ سے جلاکر زمین کے برابر کر دیا۔ ۳ شمس الدین التمش نے توڑا۔

۴ ملک کافور نے لوٹا۔ اسکی بابت امیر خسرو تاریخ علائی میں لکھتا ہے۔ کہ گویا ان جنبیوں نے ستلاؤ کا ہمایا پھر پالیا تھا۔ پوجاریوں کے سر کٹ کٹ کر ان کے بسر پر ناچتے تھے۔ خون کی ندیاں بہتی تھیں۔ مہادیو کی مورتی جو مسلمانوں کے گھوڑوں کی لات سے بیچ گئی تھیں۔ بالکل توڑ دی گئیں۔

۵ یہ جتنی باتیں وید سے دور ہیں۔ یہ [illegible] کے خود مسلمانوں کے ظلم سے پیدا ہو گئی ہیں۔ جس سے آریہ سماج کی ترقی روز افزوں حالت درست ہو رہی ہے۔ اور ایک دن ہندوستان [illegible] آریہ ورت ہو جائیگا۔

محمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس

خلق خدا کے سامنے جو سلوک بانی اسلام اور اس کے پیرؤں نے کئے ہیں۔ وہ ہم نے مختلف زمانہ اور ملک کے مستند تاریخوں کے حوالوں اور لائق مورخوں کی شہادتوں سے خدمت والا میں پیش کردئے ان تمام کے لکھنے سے ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ آپ لوگ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور کتب تاریخ مطالعہ فرماکر ان بیگناہ خلق اللہ کے حق میں اسلامی خونریزی کو پڑھکر دل میں سوچیں۔ کہ حسن[1] دین نے لاکھوں کو لونڈی غلام بنایا۔ کروڑوں کے خانہ خراب کئے۔ بیشمار مخلوق کی بے حرمتیاں کیں۔ اور جتنے قتل کئے ان کا شمار تو سوائے عالم الغیب پرمیشور کے صحیح طور پر نہیں بتلا سکتا۔ کیا ایسا دین اس مالک کل جگدیشر رب العالمین کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اور کیا اسقدر تباہیاں اور خانہ خرابیاں خدا کے خوشنود کرنے یا دین حق پھیلانے یا خدا کی مرضی کے مطابق واقع ہوئیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پیارے دیشو ملکی محترو اور خصوصاً تعلیم یافتہ بھائیو درحقیقت سوچنے کا مقام ہے۔ کیونکہ سچے دھرم اور دین حق کو اس طرح کی باتوں اور ایسی تعلیموں سے بہت ہی نفرت ہے۔ سچے دیالو اور عادل پرمیشور کا دھرم وہ ہے جس میں سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو۔ جبر و قہر کا کوئی لگاؤ نہ ہو۔ تعصب اور بیجا طرفداری سے کام کرنا عادل حقیقی پر الزام ہے۔ اور جس میں ایسی باتوں سے پرہیز نہیں وہ درحقیقت مذہب نہیں ہے۔ اور اسکو ماننے والے کا بخیر انجام ہونا نہایت ہی ناممکن ہے۔ یہ بات ہر طرح آپ لوگوں پر ظاہر ہے۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے کہکر پکار رہا ہے۔ ع اٹھو سونے والو سحر ہو گئی۔

"مگر آپ لوگ ابھی اس مقدس دھرم کے قبول کرنے سے بے پرواہ ہیں۔ کیوں صحت اور نیکی کے طریق میں رہرواں منزل حق (اہل وید) کے رفیق نہیں ہوتے۔ اور ابھی تک غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہو۔ برائے مہربانی سوچو اور غور فرماکر وید مقدس کی تعلیم پر دھیان دو۔ کیوں تمام غیر متعصب فاضل اور محقق عالم کی چاروں طرف سے تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ وید توحید کا معلم اخلاق و محبت کا ہادی فلاسفی (سائنس) کا گرو ہے۔ تمام دنیا میں جو کچھ سچائی کا بیج ہے۔ اسکا باعث وید ہے۔ جو کام علم کر سکتا ہے وہ تلوار سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہی بڑا بھاری سبب ہے کہ دین اسلام باوجود اسلام کہلانے کے بھی ناکامیاب رہا۔ کیونکہ اس کی ترقی کا سامان سلامتی نہیں تھا۔ بلکہ خون بہانا اور تلوار چلانا تھا۔

پیارے بھائیو آؤ محبت سے ملکر بغض و کینہ کو دل سے دور کر ایک پرماتما کی بھگتی کریں۔ ایک ہی ویدک آپدیش سے من کو پوتر کریں۔ پراشچت یعنی واپسی کا دروازہ کھلا ہے جہالت کے گڑھوں سے اتار کر آؤ۔ صداقت سے میل کرو۔ اور ست دھرم کے پھیلانے میں ہمارے سہایک بنو۔ کیونکہ خدا اسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد خود کرتا ہے۔ اور جو اپنے اوپر دکھ کو بلاتا ہے سو وہ رحمت الٰہی سے دور بھاگتا ہے۔ سچ ہے بارش کی بوندوں سے کھیتوں کو ہرا بھرا کرتے ہو۔ اور [illegible] نعمتوں کے داتا ہو۔ ہم آپ کی کس کس نعمت کا شکریہ دیں۔ بس آپ مہاں شکتیمان سے ہماری یہی پرارتھنا ہے۔ کہ جن کے دل میں ہم سے نفرت ہے۔ اور ہمارے دلوں میں جن سے دویش ہے دونوں میں محبت اور پریم ہوکر دویش کا ناش اور وحدت کا پرکاش ہو۔ اوم شم شانتی شانتی شانتی

۱ مورخ لکھتا ہے [illegible]

اظہار حق

دیباچہ کلیات آریہ مسافر از اڈیٹر

مذہبی دنیا میں پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا کام بھی ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ ویدک دھرم کو مخالفوں کے حملوں سے محفوظ کرنے اور انکے بے بنیاد اعتراضوں کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کا فرض جس خوبی سے کہ اِس بہادر آتما نے ادا کیا آریہ سماج میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ اگر پنڈت گورودت ودیارتھی کی اعلیٰ کوششوں اور ان کے ظاہر کئے ہوئے سوکشم اصول کو علیحدہ رکھ دیویں۔ اور پنڈت بھیم سین کی تحریرات (جن میں سے کہ بعض سنسکرت سے بھری ہوئی ہیں) کو نظر انداز کر دیویں تو آریہ سماج کے پاس سوائے پنڈت لیکھرام کی تصانیف کے اور کچھ بھی نہیں رہتا۔ اُن کے مکمل کئے ہوئے مصالحہ کو پبلک کے روبرو رکھ کر جہاں اُن کے باقیماندہ مضامین کو رفتہ رفتہ بعد درستی اور ترتیب مناسب کے سلسلہ تحفہ شہید میں پبلک کے روبرو پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہاں اپنا یہ بھی فرض سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی نے جس قدر ٹریکٹ یا رسالے اپنی حیات میں کسی نہ کسی وقت چھپوائے تھے ان کو بعد درستی و ترتیب مناسب کے ایک خاص سلسلہ میں نکالدوں اس وقت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے بے اصولے اہل مطابع پنڈت جی کے ٹریکٹوں کو غلط سلط چھاپ کر ٹکے سیدھے کر رہے ہیں اور چونکہ ان میں سے بعض ٹریکٹ باقاعدہ رجسٹری شدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے خود غرضوں کا کوئی انسداد نہیں ہو سکتا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان کل ٹریکٹوں کو ایک خاص سلسلہ میں نکالکر ان کی رجسٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام کرا دوں۔ اس سلسلہ کا نام **کلیات آریہ مسافر** رکھا گیا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی ایسا ٹریکٹ پنڈت جی کا انہیں ملے جو کہ ایک مرتبہ ہی چھپ کر ختم ہو چکا ہے تو اُسے میرے پاس بھیجدیویں۔ میں اس سلسلے میں ایسے ہر ایک ٹریکٹ کو جگہ دینے کے لئے تیار ہوں ✦ منشی رام جگیاسو جالندھر شہر

دیباچہ از مصنف

واضح ہو کہ ان دنوں ہمارے پاس دو ٹریکٹ ایک ''وید مقدس کی حقیقت'' چھوٹے ۲۰ صفحہ کا اور دوسرا ''قربانی کے مسئلہ پر اعتراض کرنے والوں کا جواب'' ۴ صفحہ پر مصنفہ دو مولوی صاحبان پہنچے۔ پہلے کے مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر مقیم میرٹھ۔ اور دوسرے کے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ اکبر آبادی مقیم لاہور انارکلی وارد امرتسر ہیں۔

ہم نے بڑے اشتیاق سے دونوں رسالوں کو پڑھا۔ مگر افسوس کہ ہمیں کوئی نیا اعتراض نہ دکھلائی دیا۔ بلکہ پہلے صاحب نے جو کچھ مولوی عبید اللہ کے فضول اعتراضات مندرجہ تحقیق الہند و تحفۃ الہند سے اور کچھ ماسٹر چھپند داس کے اردو ترجمہ وید سے (جو خود سنسکرت سے ناواقف ہیں) اور کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس کو بسبب ناواقفی سنسکرت و بھاشا کے بالکل غلط لکھا ہے۔ اور دوسرے صاحب نے جیسا کہ خود ہی مانا ہے پادری ٹھاکر سنگھ عیسائی ساکن قصبہ ا ہوکے ضلع گورداسپور کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے۔

پیارے ناظرین! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ماسٹر چھپند داس کے ترجمہ کی اصلیت تکذیب براہین احمدیہ میں ظاہر کر دی ہے۔ اور ان تمام منتروں کا صحیح ترجمہ اپنی انہی دونوں کتابوں میں اور پادری ٹھاکر سنگھ کے لکچر نمبر ۲ کا کھنڈن رسالہ صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۱ میں نہایت مفصل طور پر کر دیا ہے۔ اور مولوی عبید اللہ کے تحفۃ الہند کی تردید منشی اندرمن صاحب مرحوم نے تحفۃ الاسلام نام سے عرصہ ۲۰ سال کا گزرا کہ شایع کر دی اور حجت الہند کا جواب حجۃ الاسلام بھی عنقریب شایع ہونے والا ہے۔ مگر ان ہر دو ناخواندہ مہمانوں کی بھی کوئی خدمت ضروری ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے ہم مولوی ابو رحمت حسن کی چالاکی پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ باوجود وید شاستر سے ناواقف ہونے اور سنسکرت نہ جاننے کے ایسا فضول القاب اور لمبا خطاب اپنے نام کیساتھ لکھکر کیوں شایع کیا۔ مطلب اِس کا صاف ظاہر ہے کہ وہ ہنود بے بود پر چھر رہے ہیں حالانکہ بمقابلہ اُن کے دوسرے سید صاحب زیادہ ایماندار معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے صاف لکھدیا ہے کہ ہم نے یہ مضمون پنڈت ٹھاکر سنگھ کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے (دیکھو صفحہ اخیر)

خیر نیک و بد ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ فضول گو کو خود ملول ہونا پڑیگا۔ ہم ان ہر دو کا جواب شایع کرتے ہیں۔ ــ الراقم لیکھرام آریہ مسافر

مولوی ابو رحمت حسن کی کتاب وید مقدس کی حقیقت کا جواب باصواب

مولوی صفحہ ۱۔ شری گنیشائے نمہ۔ اگر ہوتا آریہ دھرم سچا تو شروع ہوتا نام سے ایشور کے نہ نام سے دیوتا کے اور اگر ہے گنیش نام اللہ کا تو وید میں کیوں نہیں اور یہ نام رکھا ہے تو کس نے۔

آریہ۔ یہ تو خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ گنیش نام وید میں نہیں ہے جب وید میں نہیں تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آریہ دھرم سچا ہے کیونکہ وہ دیوتا کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہی دھرم شاستر کا حکم ہے (دیکھو منو ادھیاء ۲ شلوک ۷۴) اور یہی سبب ہے کہ شری سوامی دیانند جی مہاراج نے اِس کا کھنڈن کیا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲) اور سوائے سوامی جی کے تمام اور رشی منی بھی کسی اور کا نام نہیں لیتے تھے (دیکھو اُن کے شاستر) باقی رہا یہ کہ گنیش دیوتا کا یہ نام کس نے رکھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ماں باپ نے یا اُن کے پروہت نے۔

مولوی ۴۔ اوم پرماتمنے نمہ اور اگر ہے پرماتما نام ایشور کا حقیقی اور سب آتما اُس کے آتما سے نکلے ہیں۔ جیسا کہ دریا سے لہریں تو ہو گیا معلوم کہ الیتہ ہے منبع روحوں کا اور اُس کی روح بھی جگت کی روح کے مانند ہے پھر کہاں رہی فضیلت ایشور کی اور جو بڑا تما سے مراد کسی اور روح کی ہے تو بڑھ گیا رتبہ اُس کا ایشور سے اور معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ایشور پرمیشور نہیں اگر ہوتا پرمیشور تو کیا شروع کرتا وید کو ساتھ نام پرماتما کے۔

آریہ۔ افسوس کہ اِسی لیاقت پر اعتراض لکھنے بیٹھے تھے۔ اور اِسی لیاقت پر واعظ اسلام و ماہر وید شاستر کی دم لگا رکھی ہے۔ حضرت پرماتما۔ ایشور اور پرمیشور سب نام اُسی ایک جگدیشور کے ہیں جس طرح اللہ۔ رحمان۔ رحیم خدا علیم۔ سمیع وغیرہ نام اُسی ایک خدا کے ہیں۔ کسی دوسرے کے نہیں پرماتما کسی اور روح سے مراد نہیں۔ جس طرح رحمان۔ اللہ اور خدا کے سوا کسی اور روح سے مراد نہیں۔ یہ سب خدا کے صفاتی نام ہیں۔ مفصل دیکھو یہی جھگڑا قرآن سورۃ رعد کی آیت وہم یکفرون بالرحمٰن پر تفسیر حسینی صفحہ ۱۴۱ ۳ نولکشور باقی رہا یہ کہ سب آتما اُسی کے آتما سے نکلے ہیں نہ کہ وید سے۔ خود تمہارے صوفی اہل تعلیم کا چشمہ قرآن کا بتلاتے ہیں خاص باکمال میر ضیاء الدین عبرت نے لکھا ہے

ے ز دریا موج گوناں گوں برآمد — زبیچونی برنگ چوں برآمد
گہے در کسوت لیلی فرو شد — گہے بر صورت مجنوں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج ہر دم — ہزاراں گوہر مکنوں برآمد

اسی طرح مولوی جامی نے لکھا ہے۔

مقدس نورے از قید چہ و چوں — سرا ز جلباب چوں آ در و بیروں
چو آں بیچوں دریں چوں کرد آرام — بے رو پوش گردد یوسفش نام

پس یہ عقیدہ قرآن کا ہے۔ ہمارا نہیں۔ اور تمہارے ہی سارے اولیاء ہمی محی الدین عربی وغیرہ اس کے قائل ہیں۔

مولوی ۵۔ گایتری۔ بس۔ مہادیو۔ شکتی دیوی دھی میں حاضر ہوں ہرن و آسمان بہشت۔ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ گایتری میں ہرن۔ مہادیو اور دیوی بازمیں۔ آسمان۔ بہشت۔ اور سورج کے دھیان کا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی چیز کی پوجا کا اشارہ ہے۔ سنئے ساری گایتری کا مطلب پرماتما یار برہم نراکار کیان سروپ اور لازوال کا دھیان کرنا ہے۔ کہ وہ ہماری بدھی کو برائیوں سے ہٹا کر بھلائیوں کی طرف پریرنا کرے۔ نہ کسی اور کا واسطہ نہ کسی غیر سے مطلب مفصل دیکھو (منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک ۴۸ سے ۴۸ تک) اسی طرح یوگی یاگولک اور برہما آدی رشیوں نے بھی اپ نشدوں میں اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ آریہ رشیوں کے سوا جن کی سنسکرت عبارت سمجھنے کا بھی آپ کو مادہ نہیں) اکثر دانا یورپین فضلا نے بھی یہی ارتھ کیا ہے۔ چنانچہ محقق کالبروک صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ذات باری یعنے خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتے ہیں" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰) مفصل گایتری کا ارتھ۔ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں درج کر دیا ہے۔ وہاں دیکھو (مقابلہ توحید وید و قرآن)

بھارت میں بیاس جی نے فرمایا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو اور دیوتاؤں کو پرم برہم پرماتما۔ اننت جگدیشور کی پوجا کرنی چاہیئے۔ (دیکھو موکھش پرب ادھیاء ۲۰۱ شلوک ۴۳) مفصل معنے اس کے ہم حجۃ الاسلام میں درج کر چکے ہیں)

مولوی ۶۔ سام وید کا گیارھواں منتر نہیں یہ کلام ایشور کا اگر ہوتا یہ کلام ایشور کا تو نہ کرتا تعریف مالک الملک کی اور نہ پڑتا قدموں میں اس کے جو کہ دیتا ہے گھوڑے اور دوسری چیزیں۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی لیاقت کا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب تکذیب براہین احمدیہ کی لفظ بلفظ نقل ہے (دیکھو صفحہ ۱۷۹) بھائی! ایشور اور مالک الملک اسی کا نام ہے آدمی کو ہدایت دی ہے کہ سب گھوڑے وغیرہ سامان ضروری اسی سے مانگے۔ کسی غیر سے نہیں۔ یہ انسان کو پرارتھنا کا طریقہ سکھلایا ہے۔ البتہ قرآن کی بسم اللہ پہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اول تو پارسیوں کی کتاب سے بموجب صلاح سلیمان پارسی کی نقل کر لی اور نام نہ لکھا دوم اظہار دعا کے بغیر لکھ دیا۔ اول جتلانا ضروری تھا کہ اے لوگو ایسا کیا کرو پھر بسم اللہ کا بتلانا ضروری تھا۔ مگر وہ نہیں کیا۔ یہ لیاقت کی کمی یا انسانی غلطی ہے لیکن وید مقدس پر اعتراض ہرگز وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں یہ سب ہدایت موجود ہے۔ کہ پرارتھنا کرو وید کے منتروں سے اسی لحاظ سے مشہور ہے کہ قرآن کی بسم اللہ ہی غلط ہے۔

مولوی ۷۔ ایک منتر یجروید ادھیا ہے بڑے دیوتاؤں کو نمسکار چھوٹے دیوتاؤں کو نمسکار نوجوانوں دیوتاؤں کو نمسکار۔ اور ضعیف دیوتاؤں کو نمسکار ہم سب دیوتاؤں کو حتیٰ المقدور پوجا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں بڑے دیوتاؤں کی تعریف کرنی بھول جاؤں۔

آریہ۔ اس منتر میں لفظ دیوتا یا دیوتاؤں نہیں ہے۔ یہ عمران دھرم سبھا کی جن کے رسالہ سے آپ نے نقل کیا ہے چالاکی ہے۔ مگر اس کا ارتھ صاف یہ ہے کہ اعلیٰ۔ اوسط۔ اور ادنے آدمیوں کا یعنے چھوٹے بڑے اور عمر رسیدہ منشوں کا ستکار کرو۔ نوجوانوں اور کمزور آدمیوں کا ستکار کرو۔ یعنے حتی المقدور سب کا ستکار کرو۔ اور ستکار کرتے وقت ماہی نمستے لفظ بولا کرو۔ اور نہیں جو نمستے کے معنے ہیں میں آپ کا واجبی ستکار کرتا ہوں۔ پس اس منتر میں مٹی اور ہوائی دیوتاؤں کی پوجا کا ذکر نہیں۔

مولوی ۸۔ رگوید منتر ۱۱۳ (اس منتر کا اول ترجمہ لکھ کر کے یہ اعتراض کیا ہے) یہ کلام ایشور کا نہیں اگر ایشور کا ہوتا تو یوں ہوتا۔ میں ہی ہوں معبود آئندہ اور سب امیدیں میری فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہیں مطلب کہ ضمیر غیب کیوں استعمال کیا گیا۔ متکلم ہونا چاہیئے۔ [illegible]

آریہ۔ وید مقدس میں تینوں صیغوں سے پرماتما کے ارشاد ملتے ہیں۔ دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۴۸ منتر ۱ وہ وغیرہ ضمیر متکلم موجود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے اپنی لیاقت یا کسی مسلمان یا ساشن یا گرنتھ یا کسی ہندو کی لیاقت سے نہیں کیا اور نہ ساشن آچاریہ کے مطابق ہے۔ بلکہ لفظ بلفظ ہمارے نسخہ خبط احمدیہ کی نقل ہے (دیکھو صفحہ ۲۰۸ و ۲۰۹ نمبر ۲) اور چونکہ آپ خود سنسکرت یا بھاشا نہیں جانتے یہی سبب ہے کہ منتر بھی غلط اور نامکمل لکھا۔ اردو جاننے کے سبب صفحہ ۹ سے ہی شروع کر دیا۔ حالانکہ منتر صفحہ ۸ سے شروع ہوتا تھا۔ وہ عبارت اس منتر کی جو درج نہیں کی وہ یہ ہے

باقی جو کسی سے نقل کروایا۔ وہ سرتاپا غلط ہے۔ یہ منتر رگوید منڈل ۹ سکت ۱۱۳ کا منتر ۹ ہے۔ افسوس کہ جاری ہی رہی اور یہیں ہی میاؤں ایسی چالاکی قرآنی واعظوں کے سوا کون جان سکتا ہے۔

مولوی ۹۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں یہ منتر ہے۔ تمہاری کشتی جو آسمان سے بڑی ہے سمندر کے کنارہ پر ٹھہرتی ہے۔ تمہارا رتھ خشکی پر منتظر رہتا ہے تمہاری پوجا کے کارن سوم کے پودے میں سے رس نکالا ہے۔ اور اسی میں ہے۔ اے اندر تم نے مکار سوشنا کو فریب سے قتل کیا۔ دانا آدمی تیری اس بزرگی سے واقف ہیں۔ انہیں خوراک بافراط عطا کر۔

آریہ۔ اس جگہ آپ نے کوئی حوالہ وید کا نہیں لکھا۔ اور نہ سنسکرت عبارت نقل کروائی۔ ناواقف لوگ کیا جانیں۔ ہم آپ کی کرتوتوں سے پرانے واقف ہیں۔ وید میں لفظ آسمان نہیں ہے اور نہ آسمان کوئی چیز ہے اور نہ ایسی فضول تعریف وید مقدس میں ہو سکتی ہے۔ اور نہ فریب سے قتل کرنے کی طرف وید میں آگیا ہے۔ اور اسی واسطے آپ نے کوئی حوالہ نہیں لکھا۔ لکھتے کہاں سے خود تو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ہو۔ افسوس کہ اسی پر دعوے ماہر وید و شاستر کیا کرتے ہو۔ اور جاہل مسلمانوں میں واعظ اسلام اور ماہر وید شاستر بنے پھرتے ہو یہ سراپا اور بالکل غلط ہے۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں

ایک ہی واسطے اوپر منتر ہیں۔ ہم کیا تلاش کریں۔

مولوی ۱۔ رگوید اشٹک ۳ سکت ۱۶ منتر ۱۱ لکھ کر گاؤکشی کا اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ ایشور کا کلام ہوتا۔ تو کیا اندر سے مدد چاہتا۔ اس منتر کا ترجمہ سائینا چاریہ نے اگلے زمانہ میں اور پنڈت تربینی دت سکندر آبادی اور ماسٹر لچھمنداس دہلوی اور پادری ولیم صاحب نے زمانہ حال میں اس طرح پر کیا ہے۔

آریہ- یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح قادیانی کا ہے جو انہوں نے براہین احمدیہ میں کیا تھا۔ جس کا جواب کئی سال ہوئے نہایت مفصل طور پر ہم تکذیب براہین احمدیہ میں مستند حوالوں سے دے چکے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۷)۔ پس یہ بھی آپ کا اعتراض محض فضول ہے۔

مولوی ۱۱۔ اور اسی کے پہلے اشتکار میں ہے۔ ایک مرتبہ ایک روز بھیڑیئے نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی میرے پر چراغ پا ہوکر حملہ کیا۔ جیسے بڑھئی۔ جس کی بیٹھ جھکی رہنے سے دکھ جاتی ہے اپنے کام پر سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔

آریہ- یہ کہانی وید میں ہرگز نہیں ہے۔ کہیں اصحاب کہف کا کتا تو نہیں سمجھ لیا۔ یا حضرت یوسف والا گرگ تو یاد نہیں آگیا جن کا ذکر قرآن سورۃ یوسف اور سورۃ کہف میں ہے۔

مولوی ۱۰۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۳ منتر ۵ لکھ کر اس پر وہی ضمیر متکلم کیوں نہیں ایسا اعتراض کیا ہے۔

آریہ- یہ ترجمہ بھی آپ کی سنسکرت دانی سے نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ کے نمبر ۴ سے نقل کر لیا۔ ترجمہ اردو بھی غلط۔ عبارت سنسکرت بھی غلط۔ ناواقف واعظ اسلام جس طرح ترجمہ کرنا نہیں جانتا اور جس طرح ناگری کا حرف نہیں جانتا۔ اسی طرح بھارتھا اور گیان کو بھی نہیں پہچانتا یہاں صرف جیو کو اس طرح پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے۔

وید جیو کی ہدایت کے واسطے ہے نہ کہ خدا کی ہدایت کے واسطے اسی طرح صفحہ ۱۱ سے ۱۳ تک عبارت بلا ثبوت اور بے دلیل اور بے حوالہ ہے۔ توجہ کے قابل نہیں۔

مولوی ۱۴۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ جو ایک اودتی لاشریک ست برہم ہے۔ اسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی۔ ویدیا۔ سپرنا۔ گوروتمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں سو اس سے کچھ تصفیہ نہ ہوا۔ ویسا ہی کھپلا رہا۔ یعنی نہ یہ ثابت ہوا کہ اگنی وغیرہ نام ایشور ہی کے ہیں اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ نام اُن دیوتاؤں کے ہیں کہ جنکی مورتیں پوجی جاتی ہیں۔ یا جن کی ستت پورانوں میں مذکور ہوئی ہے

آریہ- جناب من جب ترجمہ صاف اور واضح ہے کہ جو ایک اودتی لاشریک ست برہم ہے اُسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی ودیا۔ سپرنا۔ گوروتمان۔ ماترشوا۔ یم دنیا کاری نام بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اُسی کے نام ہیں اور کسی کے نہیں ہو سکتے کیونکہ دوسری جگہ وید میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ ہوا بجلی۔ پانی زمین۔ سب مخلوق ہیں۔ (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۰۰ منتر ۱ و ۲ و ۳)

پس یہ آگ وغیرہ مخلوق چیزیں خدا نہیں۔ لیکن جس طرح ایک لفظ کے کئی معنے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کہیں کہیں یہ خدا کے معنے میں آتے ہیں مفصل دیکھو شرح حوالوں کے (تکذیب براہین احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۴)

اب بتلائیے مولوی صاحب تصفیہ ہوا یا نہیں اس کے ساتھ ہی ہم بھی بتلاتے ہیں کہ یہ ترجمہ بھی آپ کی اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ تمام [illegible] ہماری کتاب سے تجاہل عارفانہ کرکے نقل کر لیا اور نام رکھا سائن آچاریہ کا (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۴) سنسکرت عبارت اس کی بھی غلط ہے۔

اخیر میں مولوی صاحب بقول شخصے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد لکھتے ہیں

مولوی ۱۵۔ واضح ہو کہ شنکر آچاریہ اور سائینا چاریہ کے ترجمے اُسے اب تک ہنود میں مقبول و موجود ہیں۔ اور انہیں کے موافق ہم نے اُن شرتیوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اپنی طرف سے بجز رائے کے کچھ نہیں گھٹایا یا بڑھایا اور جس کو شبہ ہو وہ اصل پستک سے مقابلہ کر لے۔ اور اسی طرح آریہ صاحبان بھی اگر اس ترجمہ کو ٹھیک نہ جانیں۔ از راہ تعصب جیسا کہ قرآن کو نہیں جانتے اور پرانوں کو پوپ لیلا قرار دیتے یا از راہ جہالت کے یا اس کے خلاف چلیں تو اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ اُن شرتیوں کا ترجمہ کسی ترجمہ کے موافق لکھ کر پیش کریں۔ محض دیانندی پر اکتفا نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جمیع آریہ صاحبان بعینہ سوامی دیانندجی ہیں اور یہ مقابلہ بھی گویا انہیں سے ہوا ہے اور نہ اپنی عقل کو دخل دے کر بیاکرن سے ترجمہ کریں کیونکہ ناستک اور دہریہ کی یہ بات عادت ہے اور جتنے لامذہب فرقے ہیں اور اسی سبب گمراہ ہوئے ہیں۔

آریہ۔ افسوس بریں چالاکی۔ اور تعجب بریں دلیری اور حیرانی اس سفید جھوٹ پر حضرت شنکر آچاریہ کا کوئی ترجمہ وید کا نہیں۔ انہوں نے صرف دس اپنشدوں کا ترجمہ کیا تھا کہ ایک نامراد نے اُن کو زہر دیدی۔ جس سے وہ رہگرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ اور اپنشد وید نہیں۔ کیونکہ اُپنشد دس اور وید چار ہیں۔ اُس ترجمہ کے مطابق ترجمہ کرنا اور اُس ترجمہ کا ہندوؤں میں موجود اور مقبول ہونا یہ آپ کا پہلا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت نہ جاننے کے اور بھاشا بھی ہجے بہ ہجے بھی نہ پڑھ سکنے کے لچھمنداس کے ترجمہ اردو اور ہماری اردو کتابوں سے نقل کرنا اور سائن کا ترجمہ جو سنسکرت میں ہے جس کو آپ بالکل نہیں پڑھ سکتے اور نہ آج تک دیکھا ہے کہ وہ کتنی بڑی کتاب ہے۔ اور دعوے یہ کہ انہیں کے موافق ہم نے اُن شرتیوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ یہ آپ کا دوسرا جھوٹ ہے۔ ہماری کتاب تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے چرا کر ترجمہ لکھنا اور نام رکھنا شنکر آچاریہ و سائن آچاریہ بلکہ اپنا یہ آپ کا تیسرا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت سے محض اُمی ہونے کے اور نقل کرکے اور کتاب سے نام اپنا یا کسی اور کتاب کا دیدینے کے اور سنسکرت اور وید شاستر سے بالکل ناواقف ہو کر مسلمانوں کے آگے واعظ اسلام اور رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر ماہر وید شاستر لکھنے کے حالانکہ ذرا کھشتری ہٹ آچاریہ سے ذرا زیادہ وقعت نہیں پا سکتے۔ اور اس پر سنسکرت کا اتنا گھمنڈ یہ آپ کا چوتھا جھوٹ ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کو شبہ ہو۔ وہ اصل پستک سے مقابل کرے۔ یہ آپکا پانچواں جھوٹ ہے۔

ہم مولوی صاحب واعظ اسلام ماہر وید شاستر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دو برس تک اپنے علماء و فضول کے واسطے صفحہ ۲ کے سام وید کے منتر کا و صفحہ ۱۰ و ۱۱ کے منتر اور ترجمے اور صفحہ ۱۴ کا منتر اور ترجمہ اور صفحہ ۲ کا ناممکل اور غلط منتر اور اس کا ترجمہ شنکر آچاریہ یا سائین آچاریہ یا لچھمنداس یا ولیم کے کسی ترجمہ سے سوائے ہمارے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ کے بتلا دیں اور اگر بتلا سکے

جیسا کہ ہرگز نہ بتلا سکینگے تو وہ دین جس کے آپ واعظ ہیں جو آپ کو اس قدر جھوٹ بولنے اور لکھنے پر دلیر کرتا ہے۔ برائے خدا اس کو چھوڑ دیجئے اور عربی کے اس مقولہ کو یاد رکھئے لعنت اللہ علیہ الکاذبین

اب ہم دوسرے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ کے اعتراضات متعلقہ قربانی کا جواب دیتے ہیں

ناظرین اگرچہ ہم نے مفصل جواب اس کا لکچر نمبر ۱ میں دیدیا ہے۔ مگر اس جگہ نہایت مختصر طور پر آپ کے مفید سمجھ کر کچھ عرض کرتے ہیں۔

یہ اعتراض کہ ہندو لوگ قربانی کو جائز جانتے ہیں۔ اگرچہ بالکل صحیح نہیں مگر کسی قدر صحیح ہے۔ کیونکہ اب بھی دیوی اور شیو جی کے پجاری یا معتقد یا بھیرو کے مرید برابر جانوروں (بکرے۔ گوسفند۔ مرغی۔ بھینسے) کو مار کر کھا جاتے ہیں اور ان کا خون مورتوں پر چڑھاتے ہیں اور موقعہ پڑ جانے پر انسان کی قربانی کو بھی صحیح بتلاتے ہیں مگر یہ صرف فرقہ وام مارگیوں کا اعتقاد ہے نہ کہ ویدمت والوں کا اور جب سے یہ فرقہ چلا۔ تب سے ہی اس کی مخالفت شروع ہوئی۔ وید کے واقفکار لوگ اس کا کھنڈن کرتے رہے اور اپنے آپ کو ویشنو یعنی پرہیزگار (جو آریہ کا مترادف ہے) پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ نہایت پوشیدہ طور پر اپنی ان بداعمالیوں کو کرتے رہے کیونکہ خوئے بد در طبیعتے کہ نشست نرود جز بوقت مرگ از دست۔ عادت کو طبیعت ثانی ہوجاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ لوگ باوجود نہایت نفرت سے دیکھے جانے کے بھی موجود رہے۔ آریہ ورت میں سوائے وام مارگیوں کے اور کسی فرقہ والے مذہبًا قربانی یا گوشت خوری جائز نہیں جانتے اب ہم بتلاتے ہیں کہ وام مارگی لوگ ویدانوکول ہیں یا پرتی کول۔ وید دھرم کے موافق ہیں یا منافق۔

شبد استوم مہاندہی۔ جو سنسکرت کی مشہور لغات ہے اسمیں اسطرح لکھا ہے۔

वामाचार पु० वामा वेदादि विरुद्ध आचार तन्त्रोक्त
मद्यमांसादि सेवन रूपे आचार रणे शब्दस्तोम १०२६

ترجمہ۔ وام آچار یعنی مذہب وام مارگ معنی یہ ہیں برخلاف وید کے طریقہ تنتروں کے مطابق۔ مدھ یعنی شراب ماس (گوشت) مین (مچھلی) مدرا مَیتھن کے استعمال کرنے کا طریقہ (دیکھو صفحہ ۱۰۲۶ مطبوعہ بار دوم ۱۸۷۰ء) انہیں لوگوں کا نام فارسی میں مشعل کشاں ہے۔ جس کے حق میں نظامی کہتا ہے ع زمین باد مشعل کشاں دور دار۔ یہی چولی مارگ ہے۔ (مفصل حال دیکھو وچار ساگر اور ستیارتھ پرکاش)

وید ویاس جی مہاراج آریہ رشی اور مشہور فاضل ویدانت شاستر کے مصنف جن کے ماہر وید ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور جن کے آخری زمانہ میں یہ فرقہ جاری ہوا سو وہ اس فرقہ کی بابت لکھتے ہیں۔

सुरामत्स्या पशोर्मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा। धूर्तैः
प्रवर्तितं ह्येतन्नैतद्वेदेषु कल्पितं॥ भारत शान्ति
पर्व

ترجمہ۔ شراب مچھلی اور دیگر جانوروں کا گوشت اور آدمی قربانیاں یہ بدمعاش اور شریر لوگوں نے چلادی ہیں ہرگز جائز نہیں ہیں خود ویاس جی نے جب یہ رائے ان لوگوں بابت لکھی ہے تو پھر وید میں دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ یجروید اور رگوید کے منتر تو سوامی جی مہاراج نے

گو کرنا ندہی وغیرہ میں درج کر دیئے ہیں اور ہم نے بھی لکچر نمبر ۱ میں بہت سے حوالے دیدیئے۔ اور اسی طرح ہمارے دوست بابو آتما رام جی نے بھی اپنی کتاب میں بہت سے حوالے دیدیئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک اور حوالہ عرض کرتے ہیں۔

यथा मांसं यथा सुरा यथा पिबेवनं यथा पुंसो वृ
षण्यो स्त्रि यानि हत्यते मना॥ अथर्व कां ६ व० १० मं १

ترجمہ۔ ماس کا کھانا اور شراب کا پینا۔ اور جوا کھیلنا اور زناکاری کرنا انسان کے من کو برباد کر دیتا ہے (جس سے بدھی اور آتما نشٹ ہوجاتے ہیں اور آتما کے نشٹ یعنی پاپی ہونے دھرم اور کرم سب برباد ہوجاتے ہیں) خلاصہ یہ کہ گوشت خوری شراب نوشی۔ زناکاری قماربازی بڑے گناہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے (دیکھو اتھروید مطبوعہ ولایت اور بمبئی صفحہ ۱۲۲)

باقی رہی اجی گارتا کی کہانی۔ یا اور اسی قسم کی کہانی وید مقدس میں ہرگز نہیں ہے اس کا بڑا ثبوت خود وید مقدس اور مہابھاشی اور میمانسا شاستر ہیں کہ وید میں کوئی بھی اتہاس نہیں ہے۔ اور نہ کسی خاص آدمی کا ذکر ہے۔ بلکہ عمومًا ساری دنیا کے واسطے برابر ارشاد ہیں۔ ہاں قرآن میں اسمعیل اور ابراہیم کی انسانی قربانی کی کہانی موجود ہے۔

باقی رہی۔ گائے کی قربانی۔ اس کا ویدوں میں نام ونشان بھی نہیں۔ وید تو درکنار کیونکہ وہ تو وید ہی ہے۔ اس میں اویدک بات کاہے کو ہوسکتی ہے۔ قرآن جو کہ اور بعض باتوں میں وید کے مخالف ہے وہ بھی اس بات میں وید کے مطابق ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہمارے قرآن کی نسبت معلومات ہیں۔ اس میں گائے کی قربانی یا اس کے گوشت کھانے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ صرف اونٹ کی قربانی کا سورۂ حج میں ذکر ہے۔ مگر وہاں ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم

ترجمہ۔ نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانی کا۔ اور نہ خون جانوروں کا۔ و لیکن اس کو تو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

پس اس سے بھی اگر کوئی نظر غور سے دیکھے تو صاف ظاہر ہے کہ گوشت قربانی یا خونریزی سے خدائے رحیم خوشنود نہیں ہے اور نہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ ہاں ظالم اور خودغرض آدمیوں کی مرضی کے مطابق ضرور ہے اور یہی سبب ہے کہ آئے دن مکہ شریف میں ہیضہ یا طاعون کی امراض موجود رہتی ہیں۔ مسلمان بھائیو یاد رکھو کہ سو دن چور کے اور ایک دن ساہو کا۔ آخر سب کو اپنے اعمالوں کا پھل ملیگا۔ ملا ملتا ہے بے زبانوں کے گلے کاٹنے اور اس کا نام رکھنا قربانی۔ واہ قربان جائیں اس عقل اور دانائی کے ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

پتھر کی دیوی دیوتوں کی طرح یا مردہ پیروں فقیروں کی طرح خدا ہرگز ہرگز اس قربانی یعنی خونریزی سے راضی نہیں۔ بلکہ وہ تو تقویٰ اور پرہیزگاری سے رضامند ہے سو خدا کو راضی کرو۔ اور حضرت علی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کرو لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات ترجمہ۔ مت بناؤ پیٹوں کو جانوروں کی گورستان۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

کعبہ بنیاد خلیل آزر است ۔۔۔ دل گذرگاہ جلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔۔۔ از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

جو عبارت سنسکرت کی آپ نے نقل کی ہے۔ اس میں قربانی یا جانور مارنے کا

مطلق ذکر نہیں۔ پادری کی طرح آپ نے بھی پادر ہوتا باب ہانک دی۔ اور
دھوکا کھایا۔ مہاتما سکھدیو جی نے ان دام مارگیوں کے حق میں کیا اچھا
کہا ہے۔

یعنی لکڑی گاڑنا اور پشوؤں کا گلا کاٹنا۔ اگر اس طرح سورگ میں جانا ہے
تو نرک کس طرح جائیگا۔ اسی کے مطابق کبیر جی نے بھی جو جنم کے مسلمان
تھے۔ اور ہندوستان میں ایک فرقہ کے بانی ہیں۔ کہا ہے ؎

جیو بدھ دھرم کر تھا پیو ادھرم کاں کہو بھائی
آپس کو منی در کر تھا پیو کان کو کہت فصائی

پس اے مسلمان بھائیو ان خیالات کو ترک کرو۔ اور سمجھو کہ اگر گوشت خوری۔
خونریزی۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب نوشی۔ مذہب اور ایمان ہے۔ تو لا
مذہبی اور بے ایمانی کیا چیز ہوگی۔ یورپ کے محقق اور دانا ڈاکٹروں کی کامل
تحقیقات نے بھی آخرکار ثابت کر دیا ہے کہ وجے ٹیرین ہونا انسان کیواسطے
قدرتی بات ہے۔ کیونکہ اس کی بناوٹ گوشت خوری کے حسب حال نہیں
ہے۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے بندے ہوکر ایسا ظلم اور اندھیر کس طرح
جائز ہے۔ کیونکہ گرگ منش ہوکر بھیڑوں کا پھاڑنا انسانیت سے کیسا بعید
ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے ؎

شنیدم گوسفندے را بزرگے
رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید
روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اول جب چھوڑا دیا۔ تو اُسے بزرگ کہا۔ اُسی بزرگ نے جب مارنے کا قصد کیا
تو گرگ نے کہا دیکھئے خدا کے واسطے دیکھئے۔ کیسا جلد بزرگ سے گرگ ہوگیا

نظم

بھائیو چھری جاں کی چلاؤ گے کب تلک
خونریزی اپنا مذہب بتاؤ گے کب تلک
باطل سے میل حق کو بھلاؤ گے کب تلک
اور امر حق سے آنکھ چراؤ گے کب تلک
کب تک رہوگے ضد و تعصب میں ڈوبتے
وحشی پنے کو دل سے بھلاؤ گے کب تلک
قربانی کا نشاں بھی وید میں نہیں جب یہاں
دعوے بے ثبوت چلاؤ گے کب تلک
الزام خام چھوڑ کے سچ کو کرو قبول
کھاؤ گے ماس خون بہاؤ گے کب تلک
ایمان سے ہے دور جو کاٹو ہو بے قصور
ظالم نفس کو گرگ بناؤ گے کب تلک
مانو غرض جو کرنا ہے اک بندۂ خدا
خون کرکے پاکباز کہاؤ گے کب تلک
اے دوستو ہے وزع خون سر بسر رواں
دھبہ پلید ہے یہ مٹاؤ گے کب تلک

راقم۔ وہی آپ کا قدیمی خیرخواہ آریہ مسافر

حجت الاسلام

دیباچہ از اڈیٹر کتاب حجۃ الاسلام دھرم کی ویدی پر آریہ مسافر کی آخری بھینٹ ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ایک اور ضخیم کتاب (یعنی تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم) بھی تیار کرکے پنڈت لیکھرام جی چھوڑ گئے ہیں۔ دیگر چھوٹے بڑے رسالوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن ان سب میں سے ایک حجت الاسلام ہی ہے۔ جسے کہ پنڈت جی اپنے روبرو قریباً چھپوا چکے تھے۔ صرف سرورق جو کہ پہلے سے لکھا ہوا موجود تھا اُن کی موت کے بعد چھپوایا گیا ہے۔ گویا خلق اللہ کی سیوا کرتے ہوئے جو بے نظیر تحائف کہ مکمل کرکے دھرم کی ویدی پر دے رکھا کرتے تھے۔ اُن میں سے حجت الاسلام آخری تھا ✤

اور یہی وجہ تھی۔ کہ اس کتاب کی بار اول کی چھپی ہوئی ۷۰۰ کاپیاں ایک ہفتے کے اندر اندر ختم ہوکر دوسری بار اسے چھپوانے کی ضرورت پڑی۔ اس مرتبہ ۴۰۰۰ کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔ لیکن جس جوش سے کہ اب تک اس نادر نسخہ کی مانگ آ رہی ہے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبع دوم بھی شاید ایک ماہ سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہوگا ✤

طبع اول کے وقت چونکہ پنڈت لیکھرام جی کو اکثر باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ اور ساتھ ہی مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے کام کا بوجھ بھی بڑا تھا۔ اس لئے کتابت اور محاوروں کی اکثر غلطیاں رہ گئی تھیں۔ جنہیں کہ طبع دوم میں درست کر دیا گیا ہے۔ البتہ ایک جگہ میں نے کچھ حصہ (یعنی دو صفحوں کے قریب عبارت) بالکل کاٹ دینے کی دلیری کی ہے۔ سو وہ پنڈت جی کی تحریر کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ بلکہ کل کا کل لفظ بلفظ محمدی مصنفوں سے منقول تھا۔ یہ وہ حصہ ہے۔ جس کی سُرخی طبع اول میں حسب ذیل تھی "اسلام کی حیاداری کا ایک عجیب مشاہدہ"

اس میں محمدی مصنفوں نے عورتوں کے فتنہ کا حال اور وجہ لکھتے ہوئے اسقدر فحش کلامی اور بے غیرتی سے کام لیا ہے کہ حیا مجھے پبلک کرنے کی اجازت نہیں دیتی ✤

دیباچہ

سنام آنکہ نامش اوم کارست انادی انت و بر نکار است

میں جپہ ساموں اُس ورعالیمقام کا۔ کعبہ جہاں جواب نہ پائے سلام کا پرماتما شکتیاں کی جہاں۔ عماں کا مدعو۔ اور ہم ہیں سگ اُن کی لیلا سے یا اتما کا سمرن انگیہ انسان کما حقہ کس طرح ادا کر سکے۔ اُس کے ایک ایک گن کا الواد۔ اور اس کی ایک ایک کرپا کا دھنواد مان کرنے کو دفترین کے دفتر چاہیئے۔ مگر اتنی عمر کہاں۔ بڑے بڑے رشی منی بھی تھکت ہو کر نیتی نیتی پکار اُٹھے۔ مہاتما یوگیشر بھی رجن کے جیون سے بڑھ کر انسان کے واسطے کوئی نیک نمونہ نہیں ملسکتا) آخر کار یہی فرما گئے۔ کہ سوائے اس کے پوتر ذات کے اور کوئی سہارے کے لائق نہیں۔ سورج۔ چندر۔ سیارے۔ ستارے سب زبان حال سے پکار رہے ہیں۔ کہ ہم مخلوق اور ساوتی ہیں۔ ہم ایک زبردست حاکم کے فرمان پذیر ہیں۔ خدمت مفوضہ کو انجام دے رہے ہیں جہاں تک بدھی کام کرتی ہے ساری سرشٹی کے اندر اُس کی صنعت کاملہ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ تمام جزطبہ جگت اپنے واسطے نہیں بلکہ روحوں کے واسطے فیضرساں اور کل دُنیا کے بناتات و گردش ارضی کے تعلقات ان کے ہی لئے وجود میں آتے ہیں۔ ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس ظاہری اور جسمانی بصارت کے واسطے سورج کی کتنی بڑی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر عموماً قدرتی نظارہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ انسان کسی طرح کا لابھ اُٹھا سکتا ہے۔ جس پر جہاں تک غور کی جائے پیدا کرنے والے کی بہت مہربانی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح اگر اور زیادہ غور کی جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ جتنی ان جسمانی آنکھوں کے واسطے اس سورج کی ضرورت ہے اُس سے ہزار گنا زیادہ روحانی آنکھوں کے واسطے روحانی سورج کی حاجت ہے آدمی کی کتنی ہی اچھی پوشاک لبس ہو۔ کیسی ہی عمدہ خوراک ہو۔ رنگ و روغن بھی اچھا ہو۔ دولت بھی کتنی ہی زیادہ ہو۔ مگر باوجود ایں ہمہ صرف علم و عقل کے نہ ہونے سے انسان محض حیوان ہے۔ راج رشی بھرتری جی نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

ये मान विद्यानत पो नदानं धर्मं न शीलं न गुणो- पियस्य। ते मृत्युलोके भुवि भारभूता मनुष्यरूपेण मृगाश्च रन्ति॥

ترجمہ جس انسان کے پاس نہ ودیا ہے اور نہ عبادت نہ گیان نہ دھیان نہ دان نہ اخلاق کا کوئی گن ہے وہ انسان نہیں بلکہ وہ اس سنسار میں صرف زمین کا بوجھ ہے بشکل آدمی کی مگر حیوان پھر رہا ہے۔

دانا شخص کے نزدیک کھانے پینے سے بھی ودیا کی زیادہ ضرورت ہے۔ انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ وہ صرف ست ودیا ہی کے سبب سے ورنہ بے علم انسان ارذل المخلوقات ہے کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اُس حکیم مطلق نے مثل ظاہری سورج کے باطنی سورج بھی پیدا کیا ہے۔ ظاہری میں جسمانی روشنی ہے اور باطنی میں روحانی۔ قانونِ قدرت جو قادرِ مطلق کا ثبوت کا بے شکیک ثبوت ہے۔ اُس سے ظاہر ہے کہ سچا گیان وہی ہے۔ جو علم و عقل بلکہ قانونِ قدرت کے مطابق ہو ظاہری آنکھیں ظاہری روشنی سے قانونِ قدرت کا مطالعہ و مشاہدہ کریں اور باطنی آنکھیں علمی روشنی سے اُس کی تحقیق و تصدیق کریں۔ دونوں کا اتفاق سچے قانون کی پہچان ہے۔ ورنہ عقل کے خلاف علم کے خلاف۔ مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کوئی گیان بھی سچا نہیں ہو سکتا تلوار سے تسلیم کرانا۔ جہاد سے منوانا۔ حور و غلمان کے لالچ میں پھنسانا اوچھی بات ہے۔ اور علم و عقل سے تسلیم کرا کے منوانا امر دیگر ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے سامنے سب چاند۔ ستارے اور چراغ اور جگنو بیان پھیکی اور ناکارہ ہیں۔ ویسے ہی سچے الہام کے سامنے۔ آفتاب معرفت کے سامنے کسی اور کا چمکنا ہی ناممکن ہے۔ علم کے پھیلنے کی دیر اور عقل کے ظہور کی کمی ہے۔ ورنہ سراپا ناممکن ہے کہ جھوٹ سچائی کا مقابلہ کر سکے۔ علم و عقل کے چراغ ہدایت سے منور دل کسی طرح پھسلانے سے نہیں پھسلتا۔ اور نہ کسی کے ڈرانے اور دھمکانے سے ناراستی کو قبول کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ قوم۔ رشتہ دار صرف یہاں کے ساتھی ہیں۔ پس جھوٹی قوم کے واسطے ہم کیوں صداقت اور حق کے مخالف ہوں۔ جب طالب حق اسی طرح چراغ روشن اور قانون قدرت کو مدنظر رکھ کر تلاش کرتا ہے۔ تو جہالت کے شور و شر کی پرواہ نہ کر وہ حق پسند جھوٹے دینوں اور کھوٹے مذہبوں اور بُری ملتوں سے بیزار ہو کر سچے دھرم کو ضرور حاصل کر لیتا ہے کیونکہ جس طرح کولمبس نے اپنی بے تکان ہمت سے ملک و قوم کی مخالفت پر بھی تمام سختیاں اُٹھا اُٹھا کر امریکہ پا لیا۔ جس طرح گلیلیو وغیرہ پھانسی ملتے ملتے بھی صداقت کا اظہار کر گئے۔ اسی طرح وہ صداقت کا مست تحقیق کی اُمنگ میں ضرور سچائی کو پاتا ہے۔ گھبراتا نہیں اور نہ پچھتاتا ہے۔ انسانی سرشٹی کے ابتدا سے بھارت کے (دیگر) جنگ تک تمام دُنیا میں صرف ایک دھرم اور ایک ہی طرح کے کرم تھے۔ ویدوں کا ہی سب جگت میں پرچار تھا۔ اور تیج مہا جگ یہی ہر دیش میں سروکار مگر باہمی خرابی کے سبب خانہ جنگی ہوئی۔ پھوٹ کا بیج بو گیا۔ اور بہت جلدی بار آور ہوا۔ یعنی مت متانتر پھیلنے کا آغاز ہوا۔ ۶-۴۹۹۹ سال گزرے کہ یہ جنگ ہوئی کوروکشیتر ضلع تھانیسر کے میدان میں ۱۸ روز تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ لاکھوں آدمی کھیت رہے۔ ساور ست دھرم میں اُنساہ کا خاتمہ ہوا۔ اول اول جو تھوڑے بگڑے وہ پاسی ہو گئے۔ اور ساتھ ہی بدچلن لوگوں میں وام مارگ پھیلنا شروع ہوا۔ جس کے کئی صدیوں کے بعد موسوی دین پھیلنے لگا۔ جب وام مارگ اور موسوی دین نے خدا کے نام پر جانوروں کی معمولی قربانان اور سوختنی قربانیاں زیادہ رائج کر دیں۔ ملک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ بیگناہ جانوروں کے خون کے داغ پوتر اور پاک سمجھ کر گھروں کے دروازوں پر لوگ پاکیزگی کے اظہار کو لگانے لگے۔ اور ماتھوں پر بھی خون کا ٹیکا لگنے لگا۔ توریت یا تانتر گرنتھوں میں بچھڑے اور بکریوں کے لہو سے جھوایا جو دھا خوش ہونے لگا۔ قصاب خانہ کا ٹھیکہ دار جب خدا کو بنایا گیا۔ سارے گناہ اُسی پوتر اور مقدس پرماتما کے ذمہ لگائے گئے تب ایک کشتری نے اس کلنک کے دور کرنے کا بیڑا اُٹھایا یعنی ساکیہ سنگھ گوتم نے بدھ مت چلایا۔ اور لوگوں کو ایسے خدا و الہام سے نفرت دلائی۔ گویا رحمت کی ندی بہائی۔ وعظ میں بتلایا بلکہ لوگوں کے ذہن نشین کرایا۔ کہ رحیم اور دیالو پرماتما کبھی نہیں کھاتا۔ اور نہ جانوروں کے کھانے کا ارشاد فرماتا ہے۔ اس ایک ہی سچی بات نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ جہاں موسیٰ کی تلوار کارگر نہ ہوئی اور وام مارگ کی چھُری بھی نہ چل سکی۔ وہاں اُس کی تیغ فصاحت و صداقت کام کر گئی۔ امریکہ۔ افریقہ۔ یورپ اور ایشیا جدھر دیکھو باوجود گزرنے ڈھائی ہزار سال کے اب تک بھی پوری ایک تہائی دیہہ) آبادی دُنیا کی اُسی کا گیت گا رہی ہے۔

اس کے بعد مسیح سے تین سو برس بیشتر شنکر آچاریہ نے بدھ اشور جیو کی تثلیث قائم کر کے ویدانت سے سب کو ہمہ اوست کی تعلیم دی اور راہ راست سے پھر آیا انہیں دنوں سکندر کی چڑھائی کے سبب تمام مہذب ملکوں میں ہل چل مچی اور سکندریہ میں اپنی تعلیم کا مدرسہ جاری کیا جو مدت تک موجود اور ہونہار شاگرد پیدا کرتا رہا۔

میں نے اول اس مدرسہ میں تعلیم پائی اور بدھ مذہب کی دیکشا لے کر ہندوستان کو سفر کیا۔ یوحنا حواری موجد تثلیث اسی مدرسہ کے شاگرد رشید تھے (دیکھو ایشیا ... رآمدہ تنت)۔

آخر ... کی چھٹی صدی میں محمد صاحب نے عرب میں جنم لیا اور میدان خالی دیکھ کر بعمر چہل سالہ پیغمبری کی ہوا اُن کے سر میں سمائی۔ ویسے ہی چار اور بھی یار غار مل گئے۔ اور خود حضرت ختم المرسلین بن بیٹھے۔ دعوے ملک گیری کے ساتھ جہاد مذہبی کا جھنڈا بلند کیا۔ اور جنگی الوسیع ریگستان عرب میں خون کی ندیاں بہا دیں۔ بعد کے خلفائے راشدین نے ختم المرسلین کی وصیت کو پورا کیا۔ یہاں تک کہ لوٹ مار کا بازار گرم ہو کر لاکھوں سر تن سے جدا ہو جانے اور لاکھوں لونڈی غلام بنے اور جملہ ہتھیار چلانے سے فارغ ہونے کے بعد عرب۔ عجم۔ ایران۔ مصر۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ سپین۔ پرتگال نے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کیا۔ یہی نہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کیفیت ہندوستان کی ہوئی۔ مگر یہ ہندوستان اور ملکوں کی طرح مرہبیں گیا تھا۔ اس کے اندر اسی کشت و خون کے زمانہ میں۔ راما نند رامانج جینیہ۔ کبیر۔ نانک۔ سانگہ۔ امر داس۔ تلسی داس۔ راما داس۔ ارجن۔ اجہنہو ہر رائے۔ اور تیغ بہادر۔ گوبند سنگھ۔ سیواجی۔ وغیرہ مہاتما لوگ مختلف اوقات میں باوجود سخت سخت تکالیف اٹھانے کے بھی تھوڑا بہت ست دھرم کا اُپدیش فرماتے رہتے۔ باوجودیکہ آتش جہاد محمدی بھڑک رہی تھی۔ مگر اُن کے موثر اپدیشوں کی بارش نے بہت کچھ اُسے فرو کر دیا۔ یہاں تک کہ جو اسلام کا ہند میں ہوتا تھا اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ اور ملکوں میں پرانے مذہبوں کا نام و نشان نہیں رہا۔ ایران میں پارسیوں کی آتش کو اسلامی خون نے سرد کر دیا۔ یہاں ویدک توحید کے سامنے اسلام خود سرد ہو گیا۔ جس کا فضلائے اسلام کو خود اقبال ہے۔ چنانچہ فاضل الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں:۔

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا	نشان جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
نہ جیحوں میں اٹکا نہ قلزم میں جھجکا	مقابل ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا

کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

پہلے تو صرف ایک اسلام ہی کا سامنا تھا۔ جس کے واسطے اتنے خیر خواہوں نے کمر ہمت باندھ کر مقابلہ کیا۔ مگر اب تو ایک اور مذہب بھی یہاں آ براجا اور آتے ہی معقولیت سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ نادان دشمن سے دانا دشمن بہت بڑا ہے۔ بنا بریں خرابی و بدی روز بروز بڑھنے لگی اور ست دھرم کا ستیاناس ہونے لگا جب اس طرح ظلمت پھیلتے پھیلتے آسیہ ... ظلمات ہو گیا۔ اور بہتری کی کوئی صورت نہ دیکھ پڑی تو ایک مہاتما روح نے تحصیل علوم سے فارغ ہو لوگ آنند سے نکل جگت کے سدھار پر کمر باندھی۔ درحقیقت پرماتما کی حکمت کاملہ کا تقاضا تھا۔ ورنہ اکیلے آدمی سے اتنا اُپکار مشکل تھا۔ نہ عیسیٰ کی مانند کوئی حواری مقرر کئے اور نہ موسیٰ و محمد صاحب کی طرح کوئی اصحاب یا خلیفے یا فوج جرار ساتھ لی۔ صرف صداقت اور گیان پر بھروسہ رکھ ست سناتن ویدک دھرم کا اپدیش کہہ سنانے کی بدل ہدایت اور منطق بھری ہوئی وعظ میں فلاسفی اور طبیعات کے ویدک اصول نے تعلیم یافتوں کو چکا چوند کر دیا۔ جغرافیہ اور جیالوجی نے اُس کے قدم چومے۔ سائنس نے استقبال کیا۔ تاریخ قدیم بہم اور معتبر کا تحقیقی ثبات بات میں دلائل و اثبات تھے۔ فقرہ فقرہ میں سائنس صادق و مرکے

نکات تھے کیا اس تعلیم کے روشن زمانہ میں شق القمر کی انگشت نمائی کام آئی تھی کیا ید بیضا کی دیا سلائی کا مصالحہ اس وقت فخر کے لائق تھا؟ کیا جادو کی چھڑی سانپ کی لاٹھی۔ لاٹھی کا سانپ بنانا اس وقت کارآمد ہو سکتا تھا؟ کیا آگ جو موسیٰ نے دیکھی۔ جس نے پہاڑ جلا دیا۔ اور آواز آئی انی انا اللہ کی نکالی جا سکتی تھی؟ کیا مختلف مذہبوں کی کتابوں سے دلپسند باتیں نکال کر بنا مذہب چل سکتا تھا؟ یا وہ صوفی مذہب انسان جس کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ اور جس نے روتے ہوئے جان دی خدا ہو سکتا تھا۔ کیا انجیر کے درخت کو گالیاں دینا اور ڈاکٹر صاحبوں کے روبرو مردہ زندہ کرنا۔ آنکھوں کا علاج کرنا۔ جن بھوت نکالنا۔ مسیحائی کہلا سکتی تھی؟ ہرگز ہرگز نہیں! عقل کا زمانہ۔ علم کا وقت۔ دلیل کا دور اور فلاسفی کا راج تھا۔ جب آسمان ہی نہ رہے معراج میں گھوڑے پر چڑھ کر آسمان پر خدا کی ملاقات کو جانا یا خدا کے دائیں ہاتھ چوتھے آسمان یا پانچویں آسمان پر جا بیٹھنا کب پذیرائی کے لائق تھا۔ سب سے زیادہ سچی اور کامل اور سب سے انادی اور پاک ہدایت کی ضرورت تھی۔ سبحان اللہ! اے کبیشر ... انتریامی ... ہے۔ تو کیسا سرب شکتیمان ہے۔ تیری قدرت کاملہ تیرے قوانین نیچر پر تیرے وید بالکل مطابق ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں تیرے سچے اپدیش کارآمد ہیں۔ تیری ذات پاک کی خوبیاں جس خوبی سے وید بتلاتا ہے۔ دوسرے کسی کا کیا منہ ہے کہ کہہ سکے۔ درحقیقت سچ ہے سے "آفتاب آمد دلیل آفتاب"۔ جگدیشور! ہم تیری پرم کرپالتا کا ورنن کس منہ سے کریں۔ جس نے اس زمانہ میں فاضل اجل بے بدل سرامانند شری سوامی دیانند جی مہاراج کو جگت سدھار کے واسطے پریرنا کی۔ اور اُن کی ذات بھی دھنیواد کے لائق ہے۔ جنہوں نے لوبھ موہ دنیاوی کو تیاگ۔ کام آدک دشمنوں سے ... دان کر ایشوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سواہا کر دیا۔ اُن کی ودیا۔ اُن کا برہمچریہ اُن کا استقلال۔ اور ست دھرم پر درڑھ وشواس جگت میں بے نظیر تھا۔ اُن کے ویدک ست اُپدیش نے ظلمت کدہ ہند کو نورانی کر دیا۔ آفتاب و ستارہ پرستی کا چند روزہ پرکاش جاتا رہا۔ ایشوری جلال کے آگے سب گرد است ہو گئے۔ مکان و پہاڑوں کی خاک بیزی سے لوگوں کو شرم دلائی۔ سرو و یاپک کے لئے بیت اللہ بنانے والوں کو خجل کیا۔ رحیم خدا کے لئے بھینٹ چڑھانے والوں اور قربانی کرنے والوں کو عدل ربانی سے ڈرایا۔ بت خانوں اور قبرستانوں میں خاک اڑنے لگی۔ آتش پرستی کو ست اُپدیش کی بارش سے بجھا دیا۔ آتش جز رجوالا مکھی) پہاڑ کی گرم بازاری ٹھنڈی ہو گئی۔ گویا اُن پر سیروں برف پڑ گئی۔ گنگا۔ زمزم۔ اور بہشت سے نجات کی امید رکھنے والے مایوس ہو کر ہاتھ دھو بیٹھے۔ تثلیث کی بازی تین کانے ہو گئی۔ چہل کاف کا طلسم سلیمانی ٹوٹ گیا۔ تینتیس کروڑ کا عقدہ حل ہو گیا۔ خوف شیطانی کی نجاست اور مردہ پرستی کی غلاظت سے دل پاک و صاف ہو گئے۔ گو روا نم کا جو بیہ بندھا ہو چکا جبر کی تلوار ٹکڑے ہو گئی۔ خود خدا اپنے جیوں کو اپنے کا انادی بندہ بنا دیا۔ اور ہر طرح سے روحانی و جسمانی بہائی لوگوں کو سمجھا دی پونے نہ سال ... ساڑھے کہ عرصہ چالیس سال کا ہوا کہ مولوی عبید اللہ صاحب نے ایک کتاب تحفۃ الہند تصنیف کی۔ جس کا جواب اسی زمانہ میں ... نے تحفۃ الاسلام میں دے دیا۔ اس کے بعد اسی مضمون پر ... کتابیں ... جواب سے مختلف اوقات میں شائع ہوتی رہیں۔ باوجودیکہ ... صاحب نے تحفۃ الاسلام کے بعد بھی چھ کتابیں اور لکھیں مگر مولوی صاحب اپنے عہد میں

سکوت اختیار کر کچھ نہ بولے صرف تحفۃ الاسلام ہی اس عرصہ چھ مرتبہ شائع ہوئی اب اس قدر عرصہ مزید کے بعد وہی مولوی صاحب پھر خواب سے بیدار ہوئے اور اسی تحفۃ الہند کی طرز پر معقولیت کے خلاف دقیانوسی اعتراض لکھنے شروع کئے اور ایک کتاب حجۃ الہند نام ۲۵۶ صفحہ کی شائع کی جو ہمارے پاس بڑے شوق سے خرید کر منشی دوارکا پرشاد صاحب کائستھ نے دہلی سے ارسال کی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ بہت سے اعتراض تو کتاب سوط اللہ الجبار علیٰ متن الکفار سے مولوی صاحب نے نقل کئے۔ جن کے جواب منشی اندرمن مرحوم نے اندر بجر المعروف عماد ہند میں دیدیئے اکثر اعتراض پادری سمتھ صاحب کی کتاب تحقیق دین حق جس کے جواب نامہ نگار سچے دھرم کی شہادت میں لکھ چکا اور بہت سے اعتراض براہین احمدیہ سے منقول ہیں۔ جن کے مدلل و معقول جواب تکذیب براہین احمدیہ میں موجود۔ اور بیسیوں مقامات براصل عبارات سُرمہ چشم آریہ کی تحریر کردی حالانکہ اس کتاب کا واضح جواب سحہ خبط احمدیہ میں مدت سے ہم لکھ چکے۔ علاوہ براں اور بہت سے اعتراض ایسے ہیں۔ جن کے جواب منشی اندرمن صاحب کی کتابوں میں دئے گئے ہیں۔ پس ہم ان سے قطع نظر۔ صرف ایسے سوالوں کا جواب دیں گے جن کے جواب رہ گئے یا جو مولوی صاحب نے نئے کئے۔ ورنہ فضول کاغذ سیاہ کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ ممبران آریہ سماج کے سامنے ایسے اعتراض گھاس پھوس سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتے۔ ایک ہی صداقت کا شعلہ ان کے بھسم کرنے کو کافی ہے۔ اور ہم اپنے ہندو بھائیوں سے دست بستہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ست دھرم کی سہائتا سے غافل نہ رہیں۔ وہ نیتک اور نمتک کرموں میں جو ست شاستر انوسار ضروری ہیں بڑے سچے پریم سے ویدک سنسکاروں کا برتاؤ کریں۔ اس وقت ہندو قوم کے حکومت علم کی ہے۔ پس ہم کیوں اس سے محروم رہیں۔ ویدک دھرم سنسار میں بد نام ہو رہا ہے۔ آپ بھی خود غرضی اور پھوٹ کو چھوڑ کر ست دھرم کی جے منائیں۔ آپ نشد ویدک الہیات اور شاستروں کی فلاسفی دنیا میں پھیلائیں خود غرضوں کی پیروی چھوڑ کر وید اور ایشور کو ایمان کی بنیاد کہیں اور بعض تیاگ کر میدان میں آئیں۔ آریہ سماج اس سچے ویدک دھرم کا منادی ہے تمہارے مخالفوں کی ساری حکمت عملی اسے اڑا رہا ہے۔ پر اونہوں نے آپ کو توہمات باطلہ میں پھنسایا۔ ست ویدک دھرم سے گمراہ بنایا۔ مورتی پوجا نے اچھی طرح جڑھ کر دکھایا۔ مال و دولت کو ضائع کرایا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے درجہ تباہی پر پہنچایا۔ کیا اس عادل گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی آپکا دل خواب غفلت سے بیدار ہونے کو نہیں چاہتا؟ کیا پاس لیا کے فلسفے مخالفت بنانے کے سوا کوئی اور پھل دے سکتے ہیں پیارے بھائیو بیدار ہو جاؤ۔ ہو تو دھرم کو کلنک نہ لگاؤ تمہارے عیبوں سے دھرم معیوب سمجھا جا رہا ہے۔

دیگر ناظرین سے یہ عرض ہے۔ کہ بنظر انصاف ساری کتاب کو مطالعہ کریں۔ حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے دھریں۔ غالباً نتیجہ نیک پاوینگے۔ ہم اپنے مسلمان دوستوں کی طرح جیسے کہ وہ ناواقفی سے آریہ دھرم کو تعصب سے دیکھتے اور اس کی کتابوں کو کم پڑھتے ہیں۔ کتب دین اسلام کو تعصب سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ صداقت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ ہمیں دین اسلام میں کوئی شخص ایسی خوبی بتلا دے جو وید مقدس میں نہ ہو تو ہم بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہم کیا کریں۔ ہمارے دوست تعصب کی زنجیر میں اسیر ہو کر اس روشنی کے زمانہ میں بھی معراج لگا آسمانوں کو جانا چاہتے ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ ۔ خاکسار لیکھرام آریہ مسافر لاہور ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء

باب اول

وید کے متعلق اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۳۔ ہم لوگ جانتے تھے۔ کہ پادری صاحب ہی ہمارے دین کے بڑے دشمن ہیں۔ ہندوؤں سے ہمارے دین کو کچھ ضرر نہیں پہنچا۔ ہندو بیچارے غریب آسامی ہیں کسی کو نہیں چھیڑتے۔ اب ایک مدت سے اسی غریب اسامی نے بھی سر اٹھایا۔ اور محمد ہنود اندرمن مرادآبادی سے بڑے مغالطے بلکہ فحش کلام کے ساتھ دین اسلام کے ساتھ بدی کرنے پر کمر باندھی۔ اور خاص اس زمانہ میں آریہ سماج ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں ظاہر ہوا ہے جو دین اسلام پر بہت حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے جہل مرکب سے اپنے ہی آپ کو فرقہ ناجیہ سمجھ کر بید پر بہت نازاں ہیں۔ اور بید جو کفر اور شرک اور مضامین واہیات سے بھرا ہوا ہے جسکو اللہ تعالیٰ کا کلام جانتے ہیں۔ اس پر دھیان نہیں کرتے۔ اور اپنی کوتہ نظری سے ہر طرف سے دین اسلام پر اعتراض کرتے۔ اور عوام الناس کو بہکاتے۔ رد ہجت نامہ کرتے ہیں"

جواب۔ ہمارے متعصب مولوی صاحب نے جس اخلاق حسنہ سے کتاب کا آغاز کیا ناظرین اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہمیں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ شیخ جی کو معلوم نہیں سکہ پہلے حملہ کس نے کیا یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔ اول انہوں نے ہندو مذہب پر حملہ کیا اور کتاب تحفۃ الہند لکھی۔ حفاظت خوداختیاری قانوناً و مذہباً جائز ہے سابراں حفاظت خوداختیاری کے طور پر ہماری طرف سے بھی تردید میں کتابیں لکھی گئیں پس ذرا انصاف تو کیجئے لکالا کس نے سر پہلے۔ بے شک ہم غریب آسامی تھے اور ہیں مگر جب کوئی حد سے زیادہ ہم کو تنگ کرے تو پھر سہار نہیں سکتے مخالف کے دانت توڑ دیتے ہیں۔

نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود برآرد بچنگال چشم پلنگ

مجبوراً ہم کو آپ کے حملہ بیجا کا جواب دینا پڑا۔ اب ایسی بیہودہ اور فحش اور اہانت آمیز باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اندرمن کے معقول اعتراضات کو بُرے الفاظوں سے یاد کرتے ہو بھائی کسی کو بد زبانی سے گالیاں مت دو۔ ورنہ بڑھاپے میں رسوائی مول لوگے۔ ہم آپ کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ سوائے اس کے

لگے ہو منہ چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

شرم مان سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں اور نامہ نگار نے تکذیب براہین احمدیہ و خبط احمدیہ میں اس مسئلہ کا جواب کہ کون کتاب شرک سے بھری ہوئی ہے۔ کافی تک وافی دیدیا ہے۔ جو غالباً مرض جہل کا علاج شافی ہے۔ اگر ہمارے دوست ٹوسے مطالعہ کرتے تو ہم یقین سے کہتے ہیں۔ کہ پھر قرآن کی توحید کا دم نہ بھرتے۔ ہم بھی الفاظ سادے کے سارے قرآن کی نسبت دوہرا سکتے ہیں۔ مگر اپنا یہ شیوہ نہیں۔

منشی اندرمن کے اعتراضوں کا جواب مولویوں سے آج تک نہ بن سکا۔ اکیلے منشی اندرمن کے مقابلہ میں کتنے مولویوں نے خم ٹھوکے مگر واہ رے بہادر جس نے ایک ہاتھ سے ہی سب کو پچھاڑا۔ ولی رام کا مصرعہ شاید اسی موقعہ کے واسطے ہے

ہندو بخدا سید و سلطاں ہیں ماند

کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ اندرمن کا کسی مولوی نے کبھی برابر مقابلہ کیا؟ ہم ہرگز نہیں۔ شیخ صاحب آپ آریہ سماج کو خواہ کتنی ہی گالیاں دیں آریہ سماج اس سے گھبراتا نہیں بقول شخصے

دریائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگے ۔ عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز

قولہ ۹-۷۵ و ۸۰- آریہ مذہب والوں نے اپنے مذہب پیسے الزام و اعتراض دور کرنے کے لئے بہ تقلید پنڈت دیانند سرسوتی کے برخلاف تمام ہندواں اولین و آخرین کے یہ حیلہ کیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ پدم پوران وسیو پران بھاگوت و مہابھارت وغیرہ جن میں جھوٹ اور کفر اور شرک اور فسق بھرا ہوا ہے۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی نہیں ہیں ہم تو بید کو مانتے ہیں جس میں نہ جھوٹ ہے نہ کفر نہ شرک نہ فسق ہو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ کتابیں بیشک تمہارے دین کی ہیں۔ تمہارا بید جس کو تم مانتے ہو خود کہتا ہے۔ کہ یہ کتابیں بید سے نکلی ہیں۔ اور بید ایک چھوٹا سا علم ہے۔ جس سے خدا کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اتھروں وید کے منڈک اپنکھد میں لکھا ہے۔ کہ ایک علم کا نام علم صغیر ہے۔ اور دوسرے علم کا نام علم کبیر ہے۔ علم صغیر مراد ہے چاروں بید اور اس کے فروعات سے جیسے کہ چھ شاستر اور اٹھارہ پوران اور صرف و نحو یعنی بیاکرن اور نظم و نثر اور نجوم اور طب وغیرہ ہیں۔ اور علم اکبر مراد ہے۔ علم الٰہی سے کہ جسے اُس ذات پاک کو پاتا ہے۔ جو بے زوال ہے اور فنا سے آزاد ہے۔

اقول۔ ممبران آریہ سماج الزام دور کرنے کی نیت سے نہیں۔ بلکہ محض احقاق حق کی وجہ سے پورانوں کو نہیں مانتے۔ انہوں نے آپ کی طرح جہالت سے نہیں بلکہ پڑھ کر اور اہاس یعنی کتب تاریخ کی تحقیقات سے دریافت کر لیا ہے کہ پوران محض فسانجات ہیں جیسے ناول اور ناٹک ست دھرم کا ان سے کوئی تعلق نہیں سے شیخ صاحب مقرون اور ملعون کا فیصلہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ یہ بات اگر وید میں ہو تو ہمیں اس کے ماننے سے کبھی انکار نہیں۔ مگر یہ تو وید میں ہرگز نہیں۔ البتہ منڈک اُپ نشد میں ایک عبارت ہے۔ جس کو آپ نے ناواقفیت اور نقلم خیالی سے الٹ مطلب کا سمجھا۔ مگر اُس میں بھی دو چھ شاستروں کا ذکر ہے۔ نہ علم طب کا۔ اور اٹھارہ پورانوں کا تو مطلق اشارہ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اصل واکیہ یہ ہے

तस्मै स होवाच। द्वे विद्ये वेदितव्ये इति ह स्म यद् ब्रह्मविदो वदन्ति परा चैवापरा च ।४। तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्ववेदः शिक्षा कल्पो व्याकरणं निरुक्तं छन्दो ज्योतिषमिति। अथ परा यया तदक्षरमधिगम्यते ।५। खण्ड १।

ترجمہ۔ سانگولک جی کہتے ہیں کہ دو ودیا جاننے کے لائق ہیں۔ جن کو وید کے جاننے والے اس طرح کہتے ہیں پرا اور اپرا۔ اپرا ودیا صرف یہی ہے کہ سو شکشا کلپ ویاکرن نرکت۔ چھند۔ جیوتش (چھ ویدانگ) کے رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو ویدوں کو پڑھے مگر صرف پڑھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ اُس پر سوچنا وچارنا اور عمل کرنا بھی اور یہی عمل کرنا یعنی ویدوں کے ذریعے ایشر گیان کے واسطے وچار نا پڑتا ہے" ایک ٹریکٹ اپنشد سار ہے جسے بابو نوین چندر رائے صاحب ممبر برہمو سماج نے سنہ ۱۹۳۲ میں طبع کرایا تھا اُس میں لکھا ہے۔ کہ برہم جگت اور کرتیہ وشئے ویدوں میں اپرا اور پرا دونوں پرکار کی شرتیاں ہیں (صفحہ ۷ سطر ۹ و ۱۰ پرکرن ۴) ویدک دھرم تتو میں منشی گنیش پرشاد سب ڈپٹی انسپکٹر ضلع نرمبت پیرو برہم سماج لکھتے ہیں اسی شرتی پر کہ غرض یہ ہے کہ ایشور گیان سے مطلب ہے نہ کہ پوتھی کے پاٹھ کرنے سے۔ کیونکہ وید میں تو ایشور گیان ہی کا بیان ہے (صفحہ ۷۵ سطر ۳ و ۴ سنہ ۱۸۸۹ء مطبوعہ پٹنہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف کتابوں کا پڑھنا مجازی ہے یعنی اپرا۔ اور اُن کا عمل کرنا حقیقی ہے یعنی پرا۔ یا ویدوں کا صرف عالم ہونا۔ اپرا ودیا کا جاننے والا کہاتا ہے۔ اور اُن پر عمل کرنے والا پرا ودیا کا ماہر۔ یہ اپرا اور پرا دونوں وید میں ہیں۔ وید سے باہر نہیں ہیں۔ اسی کے متعلق ایک مہاتما نے لکھا ہے۔

वेद पाठी भवेत् विप्रः ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः ॥

یعنی ویدوں کا صرف پاٹھ پڑھنے والا وپر کہلاتا ہے اور عمل کرنے والا براہمن۔ ایسا ہی طب کے مشہور گرنتھ سشرت میں فاضل مصنف فرماتے ہیں۔

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्य वेत्ता न तु चन्दनस्य। एवं हि शास्त्राणि बहून्यधीत्य चार्थेषु मूढाः खरवद् वहन्ति ॥ सुश्रुत ४

ترجمہ جیسے گدھے پر چندن کے لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے نہ کہ چندن کو۔ ایسا ہی بہت شاستروں کے پڑھ لینے سے اگر معنے و مدعا کو نہیں جانتا اور عمل نہیں کرتا۔ تو گدھے کی طرح صرف بار بردار ہے۔ ایسے ہی رشیوں کے قول سن سنا کر قرآن نے بھی لکھا ہے۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا (ترجمہ) تفسیر حسینی میں ہے۔

گفت ایزد یحمل اسفارا | بار بایستہ علم کاں نبود رہنما
علمہائے اہل دل حمال شاں | علمہائے اہل تن احمال شاں
علم چوں بر دل زند یاری بود | علم چوں برتن زند باری بود
چوں ببل خوانی رخ گیری سبق | چوں بگل خوانی بیفشاری ورق

اسی کے حسب حال سعدی شیرازی نے کہا ہے ؎

علم چندانکہ بیشتر خوانی | چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند | چار پائے برو کتابے چند
آن تہی مغز را چہ علم و ہنر | کہ برو ہیزم است یا دفتر

جس طرح قرآن میں لفظ قصص آجانے سے کتاب قصص الہند یا قصص الانبیا اور لفظ حدیث آجانے سے صحاح ستہ کا گمان کرنا جہالت ہے۔ اسی طرح وید میں لفظ پُران آجانے سے بھاگوت آدک کا گمان کرنا ہے وانی تمہارا ہے۔ جب تک کسی خاص کا نام نہ ہو۔ یا عدد اٹھارہ ساتھ موجود نہ ہو۔ سب ۔۔۔ پورانوں کا کوئی تعلق لفظ سے نہیں ہے۔ اگر ویدوں میں ان پورانوں کا نام ہوتا۔ جس طرح قرآن میں توریت۔ زبور۔ انجیل۔ صحف انبیا کا۔ تو ہم بسر و چشم مانتے کیونکہ ہم آپ لوگوں کی طرح خدا تعالیٰ میں غلطی و نادانی کے قائل نہیں ہیں جو اُس کے احکام کو منسوخ مان لیں۔ خدا کرے کہ آپ اسی ایک بات سے ہی حق و باطل کی تمیز حاصل کریں۔

قولہ صفحہ ۹۰۔۔۔ اور بششٹ منی جو راجہ رامچندر کے استاد اور ہندوؤں کے بڑے پیشوا ہیں۔ اور ہندوؤں کے نزدیک اُن کی تحقیق دیانند سرسوتی کی تحقیق سے صد ہا درجہ زیادہ ہے جو لوگ بششٹ کے چھٹے استھتیر پرکرن میں لکھتے ہیں کہ برہمانے واسطے انتظام مخلوق کے چار بید اٹھارہ سمرتی چھ شاستر اٹھارہ پوران بنائے۔ پس یہ کتابیں سب برہما سے موجود ہوئیں۔ پس جبکہ یہ سب ایک ہی شخص کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ ان میں سے چاروں وید تو معتبر اور مقبول ہوئے۔ اور باقی سب غیر معتبر اور مردود ہوں مگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ سب غیر معتبر ہیں۔

اقول۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ نے آج تک جوگ بششٹ نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی اور مستند گرنتھ دیکھا ہے۔ اُس میں یہ بات ہرگز نہیں ہے اور نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ تو کوئی اندھا بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ چار وید اٹھارہ سمرتی چھ شاستر ۱۸ پوران سب برہما کے بنائے ہیں وجہ یہ کہ جاہل مطلق کے سوا اور تمام پنڈت لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ یہ گرنتھ کس کے بنائے ہیں۔ چنانچہ ہم خلاصتاً سب کا حال درج کرتے ہیں۔

ماصح ہو کہ چا۔ وید تو ایشور کے گیان ہیں۔ اور الہامی کتابیں ان کی بابت سارے رشی منی بالاتفاق بیان طراز ہیں۔ کہ یہ ایشر کی طرف سے آد سرشٹی میں اپدیش ہوئے وہ کسی آدمی کے بنائے ہوئے نہیں یا یہ ہم پرمیشور کے ارشاد وہدایت مناد ہیں۔ برہما کی تصنیفات سے انکا کچھ واسطہ نہیں۔ اور ۱۸ سمرتی جو ۱۸ آدمیوں بنائی ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ منو۔ گوتم۔ نارد۔ وشسٹ۔ برہسپتی۔ یاگیہ ولکیہ۔ پراشر۔ بیاس۔ ہارت۔ وشنو۔ یجر۔ کوشک۔ جیمنی۔ کاتیاین۔ دکھش۔ یم۔ بھردواج۔ سکامانوں میں یہ ساری سمرتیاں نہ برہما کی بنائی ہیں۔ اور نہ کسی اور ایک آدمی کی بلکہ مختلف لوگوں کی بنائی ہیں۔ جن کے نام عرض کر دیئے۔ اور ان میں سے صرف منوسمرتی معتبر ہے۔ باقی سب غیر معتبر وجہ یہ کہ تمام ترجبروسہ ان کا منو پر ہے۔ اور منو سے زیادہ انہوں نے کچھ کہا بھی نہیں۔ بلکہ بہت کم بھر فروعات کی جرح سے وہ کسی طرح دھرم شاستر کہلانے کی یوگیہ نہیں۔

شاستر چھ ہیں۔ ان کا کرتا بھی برہما نہیں۔ اول سانکھیہ شاستر اس کا کرتا کپل دوسرا ویشیشک اس کا کرتا کناد تیسرا نیائے اس کا مصنف گوتم۔ چوتھا یوگ۔ اس کا پاتنجل۔ پانچویں میمانسا۔ اس کا مصنف جیمنی۔ چھٹم ویدانت اس کا مصنف بیاس ہے۔ یہ سارے فلاسفی کے پستک ہیں۔ اور تمام تر معقول اور ودیا کے انگ ہیں۔ ہم کو دل وجان سے منظور ہیں۔ اور تمام آریہ ان کی قدر کرتے ہیں۔ پس ان کو برہما کی تصنیف بتلانا غلطی ہی نہیں۔ بلکہ دھوکا ہے۔ اور آپ کی لیاقت اعتراض سے ہویدا۔ باقی رہے ۱۸ پوران ان کے کرتا بھی برہما نہیں۔ اور نہ کوئی ایک آدمی بلکہ ۱۸ آدمی ان کے مصنف ہیں۔ جن کے نام خود پورانوں سے محقق لوگوں کو معلوم کر لیتے ہیں۔ بلکہ مستنی اندرمن نے بھی ان کے نام اپنی تصنیفات میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک بھاگوت ہے۔ جس کا مصنف مقصود آباد ملک بنگالہ کا رہنے والا ایک دیو کا بھائی بوپ دیو بام مارگی تھا۔ اور اگر تمہارے قول واجب لاحول کو قدرے ہم مان بھی لیں تو پوران وغیرہ پھر بھی برہما کے ساختہ ثابت نہیں ہو سکینگے کیونکہ ان کے مصنف ظاہر ہیں۔ مگر قرآن کی شامت آئیگی۔ کیونکہ دین اسلام کے مشہور ومعروف ولی حمید الدین صاحب ناگوری علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ شرح عشق میں جو تصوف کا مشہور رسالہ ہے لکھتے ہیں "وقتیکہ بر حضرت رسالت پناہ تعینؐ ربوبیت غالب آمدے وصف عبودیت در دمحو گشتے۔ درانحال ہرچہ فرمودے آں راکلام اللہ گفتے وچوں صفت عبودیت غالب آمدے دراں وقت ہرچہ فرمودے آنرا حدیث میگویند"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کتابیں محمدؐ صاحب کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور چونکہ لاکھوں احادیث جھوٹی بھی موجود ہیں۔ جن کو اکثر فرقے مسلمانوں کے بسر وچشم مانتے ہیں۔ اور جن کے حق میں مولوی سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ "شاہ عبد العزیز صاحب اپنی کتاب تحفہ میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ حدیث بے سند گوز شتر است" (دیکھو تہذیب الاخلاق جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۵۳)

پس یہاں بقول تمہارے کہنا پڑا جبکہ دونوں ایک شخص کی بنائی ہیں۔ پھر کیا وجہ ان میں سے صرف قرآن تو معتبر اور مقبول ہو۔ اور باقی گوز شتر کی طرح نامعقول اور فضول سمجھی جاویں۔ اگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں اور حق تو یہ ہے کہ سب غیر معتبر ہیں۔

قولہ ۱۰۔ اور قطع نظر ان سب باتوں سے بید میں کیا جھوٹ اور شرک اور کفر تھوڑا بھرا ہوا ہے۔ جس کو تم نے دین اور ایمان کرکے مانا ہے۔ اور پھر حاشیہ پر کسی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ تمام بید میں دیوتاؤں کے مناجات اور طلب حاجات کی گئی ہے۔

اقول۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعتراض کرتے وقت زبان کو خاص لغو کیوں دے آتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے۔ کہ جھوٹ بولنے سے کتنا گناہ ہوگا۔ مگر ان کا عمل تو ایماندار مومن مصلح الدین کے اس قول پر ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ ازراستی فتنہ انگیز۔ جو ایک حدیث یا قرآنی آیت کا بعینہ ترجمہ ہے یعنی کسی طرح اسلام بنا رہے لوگوں کو طعن وتشنیع کا موقعہ نہ ملے۔ اس مصلحت کو مد نظر رکھ کر دروغگوئی بہتر ہے راستی سے کیونکہ ست بولنے سے شریر مسلمان برانگیختہ ہو جاوینگے۔ بس دروغ مصلحت آمیز پہ اور راستی فتنہ انگیز پر عمل کرنا آپ لوگوں کی ایمانداری ہے۔

حضرت جھوٹ اور شرک اور کفر تو قرآن میں بھرا پڑا ہے جس کا مفصل حال ہم تکذیب براہین احمدیہ ونسخہ خبط احمدیہ میں لکھ چکے ہیں۔ سو وید مقدس میں تو ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں پارپرہم پرماتما کا گیان ہے۔ اور حاسچا عبادت اور توحید پرماتما کا بیان ہے۔ خوش اخلاقی اور نیک اعمال کا مذکور ہے۔ اور صداقت اور حقانیت کا ظہور۔ اور یہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ اکثر لائق فضلائے غیر مذاہب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔

چنانچہ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "آریوں کی مذہبی کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔ اور ان کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب فرضوں میں سے یہ بڑا فرض ہے۔ کہ اپنشد یعنی رسالہ علم الٰہی سے خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کریں" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۸)

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں "ان تحائف اور دلاور لوگوں میں سے جنکا وید میں ذکر نہیں۔ مگر آجکل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشن وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا او تار (وید میں) بیان نہیں کیا گیا بلکہ ان دیوتاؤں کا بھی جنکا اوتار میں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ دیکھو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵ و ۴۹۶۔ مشہور ومعروف فاضل پروفیسر فرلن صاحب فرماتے ہیں وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامات کا بنانا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ آکسفورڈ صفحہ ۱۲)۔

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں "مذہب میں ہندوؤں کے سارے مذہب کی بنیاد وید پر ہے جنکا بیان پہلے کر چکے ہیں۔ ویدوں میں خدا کی وحدانیت کا ذکر جا بجا موجود ہے۔ اور اسکی ذات وصفات کا بیان اس طرح ویدوں میں آیا ہے کہ وہ کمال صدق اور عین مسرت ہے اس کی ذات بے مثال اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے اور نہ زبان کو اسکے بیان کی طاقت۔ اور نہ عقل کو اسکے ادراک کی قدرت ہے" (دیکھو تاریخ ہند باب اول فصل ششم صفحہ ۹ حصہ اول)

آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں "ویدوں کا اعظم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں مندرج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا واحد ہے۔ جو سب سے بڑا اور اعلےٰ روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" (دیکھو تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء علی گڈھ صفحہ ۲۰)

سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں "وید سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کامل سچ ہے اور کامل خوشی ہے اور اسکی ذات لاثانی ہے اور اس کو فنا نہیں ہے۔ اور وہ واحد مطلق ہے اس کی ذات کو نہ تو انسان سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ عقل سمجھ سکتی ہے۔ وہ سب میں موجود ہے اور سب پر غالب ہے اور اپنے بے حد علم اور دانائی سے شناس ہے۔ یعنی بے پروا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر وقت میں حاضر وناظر ہے۔ اس کے پیر نہیں۔ لیکن پھر بھی بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہاتھ نہیں مگر تمام دنیا کو پکڑے ہوئے ہے بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتے اور بغیر کانوں کے سب آواز کو سنتا ہے۔ بغیر کسی سمجھانے والے کے ہر ایک چیز کو سمجھتا

اور بلا کسی سبب کے تمام سببوں کا سبب (یعنی علت کا رن ہے) سب کا حاکم ہے اور سب پر مقدم ہے۔ پیدا کنندہ اور بچانے والا اور تمام چیزوں کی صورت بدلنے والا وہی ہے" (کتاب ولیم جونس صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۱۸)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "وید میں برہما، وشنو، اور شیو کو کچھ فوقیت نہیں دی گئی اور نہ پرستش کے قابل سمجھے گئے"۔ اور بہت کم ان کا ذکر پایا جاتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ آکسفورڈ صفحہ ۱۲)

کالبروک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو وید میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جس سے برہما، وشنو، مہیش کا اوتار ہونا ثابت ہو (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۴)

مورخ ابو ریحان البیرونی لکھتا ہے بہت دیوتا۔ عام لوگوں کا عقیدہ ہے جو تعلیم یافتہ ہندو ہیں۔ وہ خدا کو ایک نت جس کا کوئی آغاز و انجام نہیں۔ قدوس۔ سرب شکتیمان۔ سروگیہ۔ حی جاوید۔ زندگی بخش مالک۔ دنیا کا محافظ۔ یعنی رکشک سچدانند مانتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کو سچی ہستی مانتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز کہ ہے۔ وہ اسی کے توسط سے ہے (البیرونی کتاب صفحہ ۸۰ و ۸۸ و ۳۴) ایشیاٹک سوسائٹی کے فضلاء نے بعد تحقیق بسیار کے لکھا ہے۔ इदविष्णु० इति पुराण संमित त-

सायणीयव्याख्य च्च वैदिकानानादरणीयमयास्का नुक्षेत्र तारश्चद स्यापिवेदे अदर्शनात ॥ नि० दे० म० ८२२

ترجمہ۔ وید میں ایشر کا اوتار ہونا تو کجا بلکہ اوتار لفظ بھی نہیں ہے۔ اوتاروں کی ساری کہانیاں پورانوں میں بھری ہیں۔ اور وہ وید کے قطعی مخالف ہیں۔ وید سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یاسک رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں (نروکت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۸)۔ پس یہ کہنا آپ کا کہ وید شرک کی کتاب ہے بالکل جھوٹ ہے

قولہ ۲۰۵ و ۲۰۶ ہندوؤں کے دین میں دن اور رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام سندھیا ہے۔ اور وقت اس کے تین ہیں۔ پرات کال عین وقت سورج نکلنے کا۔ مدھیان عین وقت دوپہر کا۔ سائیں کال عین وقت سورج ڈوبنے کا۔

اقول۔ بیشک سندھیا کرنا ویدک دھرم کے سب ماننے والوں کا فرض ہے۔ اور اس سے تمام تر عبادت پرماتما مراد ہے۔ مگر وقت اس کے تین نہیں دو ہیں ملتان مقررہ آپ کے بھی ہمارے یقین کے خلاف ہیں۔ اصل میں وید اور منوسمرتی اور آپ تنتروں اور شاستروں کے مطابق سندھیا کرنے کے دو وقت مقرر ہیں۔ پہلا صبح کی سندھیا کا وقت ستاروں کے غروب سے آفتاب کی نمود تک دوسرا آفتاب کے غروب سے ستاروں کے نمود تک شام کی سندھیا ہے۔ دیکھو منو ۲۔ اور محمد صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ فان استطعتم ان لاتغلبوا۔ پس اگر ہے توانید کہ غلبہ کردہ نشوید و عاجز نشوید ذکر ورد علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا مراد نماز کہ پیش از برآمدن آفتاب است و نماز کہ پیش از فرو رفتن آفتاب است یعنی نماز بامداد و نماز دیگر فافعلوا۔ پس تا توانید مواظبت بہ نماز فجر و عصر از دست مدہید کہ مواظبت کنندہ بریں نماز ناسزاوار تر است بدیدن پروردگار تعالیٰ و تخصیص بہ نماز بامداد و دیگر بہ جہت شرف و افضیلت آنہاست چہ اول وقت استراحت و غلبہ خواب و ثانی وقف کاروبار و رفتن بہ بازار است۔ وجہ شرف این دو وقت در جہت آنکہ رویت در آخرت ہمدریں دو وقت باشد و بستر خواند آنحضرت این آیت را کردہ۔ سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا (مشکوٰۃ جلد ۴ باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل ۲ صفحہ ۵۳۴)

قولہ اور سندھیا میں دل سے تو برہما اور وشنو اور مہادیو کی تعظیم میں مصروف رہنا ہوتا ہے۔ آنکھیں اور ناک بند کرکے اور تینوں کی مورت کا دھیان کرنا اور زبان سے گایتری کا جپ کرنا اور بعضے اور منتروں کو بھی پڑھنا۔ جو کسی میں اللہ تعالیٰ کا نام تک نہیں اور صبح کو سندھیا میں سورج کے طلوع کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونا اور دونوں ہاتھوں سے دعا مانگنا اور شام کی سندھیا میں اسی طرح مغرب کی طرف منہ کرکے کرنا اور دوپہر کی سندھیا کہ آفتاب اونچا ہوتا ہے دونوں ہاتھ بلند کرنے۔ اور اس سندھیا میں کہ ہندوؤں کے دین میں اس سے بڑھکر کوئی پوجا نہیں۔ اللہ صاحب کا نام بھی نہیں ہے۔

اقول۔ جہاں تک سندھیا اور اس کے مقدس منتروں کو دیکھا گیا ہے۔ برہما وشنو مہیش کا یا اور کسی کی دیوی دیوتا کا ان میں نام و نشان نہیں۔ سوائے پرماتما کے اور کسی کا ان منتروں میں مذکور نہیں۔ اور نہ کسی غیر سے واسطہ۔ دل کو ماسوائے سے روک کر پرانایام کے ذریعہ ایشور کی طرف لگانا اور سب حواسوں کو قابو میں کر جگدیش کے گنانواد میں مصروف ہو جانا اسی کا نام سندھیا ہے چنانچہ سندھیا لفظ کے معنے بھی یہی ہیں بھلی پرکار دھیان کیا جاوے۔ پرمیشور کا جس میں اس کو سندھیا کہتے ہیں اس میں کسی کی صورت اور مورت کی قطعی ضرورت نہیں بلکہ باعث کہ قدرت کی تمام صورتیں اور مورتیں فانی ہیں اور مادی پرماتما تصاویر سے مبرا ہے وہ جسمانی نہیں کہ اس کے دھیان کے واسطے کسی بیت اللہ یا محراب یا مورت کی ضرورت ہو۔ دماغ کو نخوت سے خالی کر پرماتما کے جلال پر غور کرنا ناف سے پرانوں کا اٹھانا۔ تمام بدن میں گھما کر استقلال سے دل کو قائم کرنا سینہ کو کینہ سے خالی کر آئینہ کی طرح مصفا رکھنا اور اپنے دل میں قدرت قادر کا خیال کرکے اس کے گنوں کا سمرن کرنا سندھیا کا اصلی مطلب ہے۔ اسی کے متعلق ایک فاضل نے کہا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب ببند   گر نہ بینی سر حق بر من بخند

گن کے بچارنے سے گنی کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گایتری کا جاپ اپنی نظیر آپ ہی ہے بیشک ارتھ سہت بچار کرنے سے دل میں پرکاش ہوتا ہے۔ سندھیا میں کل ۹ انتر ہیں جنہیں کم سے کم اُسکے مقدس نام ۳۰ سے زیادہ ہیں۔ کھڑے ہونے لیٹنے بیٹھنے سے عبادت کا کوئی تعلق نہیں ان حرکات بیجا سے عبادت جدا ہے۔ ایکانت ستھان میں بیٹھ کر یعنی گوشہ تنہائی میں جہاں شور و شر نہ ہو اور نہ خیالات منتشر ہوں اور سچ بھی ہے عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ فضول حرکات کو روک کر چنچل من کو ستھر کر اندریوں کو آتما یعنی روح کی طرف اور روح کو پرماتما کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے سورج۔ چاند یا زہرہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دونوں وقت کی سندھیا جدھر چاہیں بیٹھ کر آرام سے کرنی چاہیئے کسی خاص سمت کی قید مقرر نہیں۔ کیونکہ وہ پرماتما بے جہت ہے ایک جہت کیطرف اسے ہمیشہ سجدہ کرنا بھی ایک مکروہ طریقہ کی بت پرستی ہے۔ بار بار اٹھنے کھڑا ہونے بیٹھنے لیٹنے سے طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔ دل قائم نہیں رہتا اور اس سے عبادت کا مزہ کبھی نہیں ہوتا۔ ایک مہاتما نے کہا ہے ع بچہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی" ہاں اسے اگر ورزش جسمانی کا ناقص طریقہ کہیں تو ٹھیک ہے۔ عام آریوں میں سندھیا سے بڑھ کر کوئی پوجا نہیں مگر خاص لوگوں کے کرنے کے واسطے اس سے آگے یوگا بھیاس ہے جسکے پورا ہونے سے انسان بالکل عارف کامل ہو کر پرماتما کے دھیان میں محو ہو جاتا ہے۔ ہاں قرآن میں یا دین اسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور نہ حور و غلمان سے بڑھ کر کوئی نجات۔

قولہ اور گایتری کا پڑھنا ان کے نزدیک نہایت ثواب اور تمام ہندوؤں کا

اتفاق اِس بات پر ہے کہ گایتری کے برابر اور کوئی منتر نہیں۔ اسی واسطے گایتری کو مول منتر کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ برہمن ہزار بار گایتری کا جپ کر کے سکیرہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سانپ کینچلی سے جُدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کوئی کام نہیں۔ جو گایتری کے طفیل سے نہ ہو سکے۔ اور برہما اور وشن اور مہادیو اور وید گایتری سے ہوئے ہیں۔ منو سنا سنر میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت گایتری کے پڑھنے سے بیشک مکت حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ اور کام اپنے مذہب کے نہ کرے۔ اور سگند پُران میں ہے کہ بید میں گایتری سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ اور کوئی منتر اس کے برابر نہیں جیسے کوئی شہر کاشی کے برابر نہیں۔ اور گایتری بید اور برہموں کی ماں ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں کی حفاظت کرتی ہے۔ سو جس گایتری کے یہ وصف ہیں۔ وہ یہ ہے۔ اوّل۔ بھور بھوہ سوہ تت سب ترنرے نیا بھرگو دے بسی دہی ہی دہیو یونہ پر چو دیات۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ لفظ اون یا اوم مرکب ہے اڑھائی حرفوں سے ایک اکار دوسرا اوکار تیسرا مکار۔ اکار نام ہے بشن کا اور اوکار نام ہے مہادیو کا۔ اور مکار نام ہے شکتی یعنی دیوی کا۔ اور بعضوں کے نزدیک اس لفظ کے معنے بیک ہیں۔ پھر دوسرا لفظ ہے بھور اس کے معنے ہیں زمین۔ پھر تیسرا لفظ بھوہ اُسکے معنی ہیں اکاس۔ چوتھا لفظ ہے وہ اس کے معنے ہیں سورگ۔ اور سوائے اُن چار لفظوں کے باقی جتنی عبارت گایتری کی ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔ دیکھو جس گایتری کی تعریف میں ہندوں کے یہاں اتنی دھوم دھام ہے اور اس کو ایسا چھپاتے ہیں کہ سوائے براہمن اور کھتری کے کسی کو نہیں پڑھاتے اور اُن کو بھی آہستہ کان میں سناتے ہیں اُس گایتری کا مضمون کیسا ہیچ اور شرک آمیز ہے۔“
تمام منتروں میں اعلےٰ منتر گایتری ہے اس میں بھی آفتاب ہی کی طرف التجا ہے صفحہ ۲۸۹

اقول۔ بے شک گایتری عمدہ منتر ہے۔ اُس میں ایشور کی اُگیا پالن کی طرف ہدایت اور اس سے پیار سکھاتا ہے۔ درحقیقت وہ مول منتر ہے۔ یعنی جو منتر طالب علم کو شروع میں سکھلایا جاتا ہے۔ وہ گایتری ہی ہے۔ پس اُپ نین سنسکار میں یہ مول منتر ہے۔ ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہے۔ کہ گناہ بغیر سزا ملنے کے معاف ہوتے ہیں مگر محمدیوں کا یہ ضرور اعتقاد ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی کوئی بدفعلی کرے ایک دفعہ کلمہ پڑھنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور تمہارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے ”حدیث میں آتا ہے کہ حجر الاسود کے چھونے اور چومنے سے گنہگار گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر ابتداء میں سفید اور نورانی تھا اب بسبب چھونے گنہگاروں کے کالا اور بے نور ہو گیا (دیکھو تاریخ انبیا ۱۲۸۱ء دہلی مرتضائی ذکر ابراہیم صفحہ ۴۴) ہاں بیشک پرے شریر آدمی گایتری کا جاپ ارتھ سہت کرنے اور اس پر عمل کرنے سے آئندہ گناہوں سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ ایسا کوئی کام نہیں جو گایتری کے طفیل نہ ہو سکے۔ سنز! وہ کام ایسے ہیں جو صرف گایتری پڑھنے سے نہیں ہو سکتے۔ جیسے روٹی پکانا اور کپڑے سینا۔ مکان بنانا۔ ہاں گایتری کے جاپ سے روحانی کاموں کا تعلق ہے اور اُن میں گایتری ضرور فائدہ بخش ہے۔ برہما وشنو مہادیو گایتری سے نہیں ہوئے۔ اور وید گایتری سے ہوئے ہاں یہ ضرور ہے کہ برہما۔ بشن۔ مہیش جو نیک انسان تھے۔ جب ان کا یگیو پویت سنسکار ہوا تھا تو ضرور ان کو گایتری پڑھائی گئی تھی وہ اس مرتبہ پر گایتری کے ذریعہ پہنچے اور ویسے ہی معزز ہوئے اور اُن کے وید پڑھنے اور وید کا عالم ہونے کی بنیاد گایتری ہی ہے۔ بیشک برہما وشنو مہیش کو مزید گایتری سے ملی . . . . . بیشک گایتری

کا پورا سادھن کرنے سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا نام یوگ ابھیاس ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ گایتری وید اور برہمنوں کی ماتا یعنی ماں کہلانے والی ہے کیونکہ جس کا یگیو پویت سنسکار نہیں ہوتا۔ وہ نہ تو وید اور نہ برہمنوں کی عزت کرتے ہیں پس بالضرور اس سب عزت کی بنیاد گایتری ہے۔ آپ نے گایتری منتر اردو اور سنسکرت دونوں میں غلط لکھا ہے اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ اس منتر کا ادھکار صرف برہمن اور کھشتری کو ہے۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا نہیں۔ چاروں ورن عموماً اور خصوصاً برہمن کھشتری و ویش گن کرم انوسار اس کے ادھکاری ہیں۔

اب ہم اصل گایتری منتر معہ ترجمہ کے درج کرتے ہیں

ओ३म् भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात्॥ म० अ० ३६ मं० ३॥

اوم۔ بھور۔ بھوہ۔ سوہ تت سوی تر۔ ورے نیم بھرگو۔ دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یونہ پرچودیات۔ اوم یہ نام ہمیشہ پار برہم پرمیشور کے واسطے آیا اور کسی کے واسطے نہیں یوگ شاستر میں بھی لکھا ہے تسیہ واچکہ پرنوہ (तस्य वाचकः प्रणवः) اُس پاربرہم پرماتما کی توصیف کا بتھارتھ ظاہر کرنے والا۔ اوم نام ہے۔ کرشن چندر جی نے مہابھارت میں لکھا ہے کہ اوم جس کا نام ہے ہمیشہ ایک ہی ہے (ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म) اور کبھی ناش نہیں ہوتا۔ ایسا غیر فانی سب سے نرالا۔ پربرہم پرماتما ہے یوگی یا گولک کا قول ہے کہ پرمیشور جو ودیا اور سب پدارتھ جو ودیا سے جانے جاتے ہیں ان سب کا آدی مول یعنی مت کارن ہے۔ اُس کی پرستش اوم بھور بھوہ سوہ یا گایتری کے کل جملوں کو بالاجمال لیکر یا علیحدہ علیحدہ سوچ کر کرنی چاہیئے۔ مدعا یہ کہ ایشور کا دھیان ایسا کرو جیسا گایتری کے مطلب سے مفہوم ہوتا ہے“ سو جی کا قول ہے کہ گایتری جس کی ابتداء میں اسم اعظم اوم آتا ہے۔ ایشور کی برکت کا دروازہ ہے ماندوکیہ اپنیشد میں ہے۔ کہ اُلم پرماتما کا دھیان لفظ اوم کی مدد سے کرو۔

شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ بھور بھوہ سوہ کے معنے ہیں۔ پرماتما جو قوت یا سبب حقیقی ہے اناوی ہے۔ سروو اسنسار میں سرو ویاپک رہتا ہے۔ اور بیشک یعنی آنکھ وغیرہ حواسوں سے نہیں نظر آتا کامل ہے اور اجتما ہے۔

ترجمہ۔ پار برہم پرماتما جو پرانوں سے پیارا۔ مکتی اور سب سکھوں کا داتا اور ست سروپ ہے۔ جو سب جگت کا اوپتی کرنے والا۔ انیت گرہن کرنے اور دھیانے کے لائق شدھ اور گیان سروپ۔ ست کے آتماؤں کا پرکاش کرنے والا۔ اس کو ہم دھیان کرتے ہیں۔ وہی پرماتما اپنی کرپا سے ہماری بدھیوں کو بُرے کاموں سے روک کر اپنی بھگتی اپنے گیان اور حکمت کی بھلائی میں لگا دے۔

یہ بہت اختصار سے اس مقدس منتر کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ ورنہ اگر کوئی مفصل دیکھنا چاہیئے تو شریمان سوامی جی دیانند جی مہاراج کی مصنفہ رگ وید ادی بھاشیہ بھومکا میں دیکھ لے۔ نہایت واضح طور پر مہاراج ممدوح نے اس کا مکمل ترجمہ کیا ہے۔ برہمو سماج کی کتاب میں لکھا ہے۔ تت سویتر ورینیم۔ بھرگو دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یو نہ پرچودیات۔ اُس سب کے پریرک اور سب کامنا کے پورن کرنے والے منتر یا مع گیان آنند سو بھاو برہم جو سب کے دلوں کا پرکاش کرنیوالا پرمیشور اور دھیانے لائق گیان شکتی سے وگیان ہے ہے کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ جو ہماری بُدھی کی بُری کو بُرے کاموں سے ہٹا کر ست مارگ میں لگا دے۔ اور ست کرموں کی طرف پریرنا کرتے“ (دیکھو کتاب براہمہ دھرم صفحہ ۳ مطبوعہ بار دوم ۱۸۹۱ء ادی شاہ ناہی کلکتہ نمبر ۲)

ؔ یہ اکار۔ اکار۔ مکار۔ ا۔ و۔ م۔ سے مرکب ہے جسکے معنے مرحب ... کے پرماتما کے ہیں

محقق کالبروک نے گایتری کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "ذات باری یعنی خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو۔ اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتی رہی" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰)

ایسا ہی پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "اس آفتاب الٰہی کے اعلیٰ تجلی کا دھیان کرو جس سے ہمارے فہم اور عقل کو روشنی پہنچ سکتی ہے۔" دیکھو ولسن صاحب کی کتاب جلد اول صفحہ ۱۸ کا حاشیہ)

قرآن میں نماز کے واسطے صلوٰۃ آتا ہے۔ مگر شرح نصاب میں اسکے معنے یوں لکھے ہیں "صلوٰۃ ماخوذ از صلا کہ معنی سُرین ست چونماز کنندہ در سجود سُرین برمیدارد این فعل را صلوٰۃ گفتند۔ و بعضے معنی لغوی صلوٰۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنے جنبانیدن ہر دو سُرین و معنی نیاز منقولست ازین معنی (از غیاث اللغات ردیف ص)

اسی طرح گایتری کا ترجمہ انگلش اور گجراتی میں موجود ہے۔ لیں یہ ترجمہ آپکا کئی وجہ سے غلط ہے وجہ اوّل یہ کہ کسی ویدک لغات کے رو سے اکار اوم تینوں حروف برہما۔ وشنو مہیش دیوتاؤں کے نام نہیں ہیں۔ اور نہ اوم ہی انہیں سے کسی کا نام ہے دوم سدھا کا نام ہے۔ برہم یگیہ یعنی جس سے بار برہم پرماتما کی عبادت کہاوے نہ کہ معاذ اللہ چاند سورج کی یا برہما۔ وشنو مہیش دیوتاؤں کی سوم خود منتر دھیا کے آگے مرش کے تین مسروں میں صاف ارشاد ہے۔ کہ سورج چندر پرتھوی وغیرہ اشیار ارضی و سماوی کا بنانے والا پرماتما ہے۔ اس کے سوائے کوئی پوجا کے لائق نہیں پھر گایتری یا سندھیا کے کسی منتر کا ایسا مشرکانہ ارتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اوم۔ نام سوائے ایک اوتی پرماتما۔ اوستی۔ اجنماست چیت آنند سروپ کے کبھی اور کسی کے واسطے نہیں بولا گیا۔ سنسکرت کی ہزاروں پستکوں میں "اوم اتی ایک اکھشر برھما ایسا واکیہ موجود ہے۔ کہ اوم ایک لازوال سب سے بڑے پرماتما کا ہی اسم ذات ہے اُس کے سوائے کسی اور پر نہیں بولا جاتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ قوم میں ہمیشہ ایک ہی پرماتما کی پرستش جاری رہی۔ مصنف قرآن نے توحید کہاں سے سیکھی اور کلمہ کہاں سے اڑایا۔ اور کس طرح اپنا نام ملا کر حق و باطل کا میل ملایا ہے ہم تمام دنیا کی آگاہی کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

سوامی شنکر آچاریہ کے زمانہ سے جب شیومت کا آغاز ہوا اور اسکے اپدیشک سیر و سیاحت اور یاترا کے واسطے مکہ وغیرہ تیرتھوں میں جانے لگے۔ تو انہوں نے وہ شنکر سوامی کا مشہور ویدمنتر کا کلمہ جس پر اپنشدوں میں خوب بحث کی گئی ہے جسے عام طور پر ورد کرتے تھے لوگوں کو اپدیش کیا۔ اور انہیں سنیاسیوں کی زبانی محمد صاحب نے چونکہ ہند کے پوجاری کے ورد تھے سنا تو جس طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وغیرہ بہت سی آیات سلیمان پارسی وغیرہ کی زبانی سن سنا کر قرآن میں درج فرمائیں اسی طرح۔

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव
वयुनानि विद्वान्। युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भू
यिष्ठां ते नम उक्तिं विधेम॥ य० अ० ४० मं० १६

اس کا ترجمہ یہ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ترجمہ ہے سب کے جاننے ہارے پرماتمن آپ کو سرشٹ مارگ یعنے سیدھی راہ پر چلا دیجئے ہمکو ہدایت کیلئے۔ اور جو پاپ آچرن روپ بُرے مارگ ہیں۔ اُن سے ہم کو دور کیجئے۔ اس لئے ہم انیک پرکار سے آپ کی ستتی کرتے ہیں۔ کہ آپ ہم کو پوتر کیجئے۔ اسی طرح اس اوپر کے منتر کے واکیہ کا

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म بھی ترجمہ سن کر محمد صاحب نے اپنا کلمہ بنا لیا نेह नानास्ति किंचन

ایکم ایو۔ ادوتیی برہم نیہا نانا استی کنچن ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک برہم ہرگز نہیں اور کوئی واحد لاشریک اللہ لا الٰہ الا ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک اللہ نہیں ہے اللہ لیکن اللہ۔ دیکھئے صاف طور پر محمد صاحب نے نقل کی اور عوض اس بات کے اقبال کرنے کے کہ میں نے پیروان وید سے توحید حاصل کی۔ اُلٹا نبی الہام کے مدعی بنے۔ اب حق اور باطل کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ آپ کے کلمہ میں محمد صاحب کا نام ہونا عمارت توحید میں رخنہ اندازی ہے۔ اور صفات الٰہی میں دست درازی اور اگر ہم آپ کی طرح جدت اور نفسانیت سے کام لیں تو اللہ چونکہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور رحمٰن مسیلمہ کذاب کا۔ بنا بران بسم اللہ کے یہ معنے کر سکتے ہیں۔ کہ آغاز میکنم این قرآن را بنام کوہے ماہیت کہ مالکش مسیلمہ رحیم ست یعنے اس کتاب کو میں شروع کرتا ہوں۔ اس پہاڑ کے نام سے جو مسیلمہ رحیم کی ملکیت ہے۔ پس قرآن کی بسم اللہ ہی اللہ کے نقل سے غلط ہو جاتی ہے۔ اور عوض اوجالے کے اندھیرے کی راہ دکھائی ہے

اگر در خانہ کس ست ہمیں حرف بس ست

اب ہم اسم اعظم کی بابت تحقیقات کرتے ہیں۔ اسم اعظم و تعین آں اختلاف بسیار است بعضے اللہ و نزد بعضے صمد و نزد بعضے الحی القیوم و نزد بعضے الرحمٰن الرحیم و نزد بعضے مہیمن۔ واللہ اعلم بالصواب (از غیاث)

سید ناصر الدین محمد ابو المنصور کہتے ہیں۔ یہوواہ بدو واو از خود موجود اسم ذات باریتعالیٰ۔ اہل اسلام اللہ کے لفظ کو اسم ذات جانتے ہیں اور اہل کتاب مقابلہ مسلمانوں کے کئی دلیلوں سے لفظ یہوواہ کو اسم ذات باریتعالیٰ جانتے ہیں۔

(۱) قرآن میں جو فضیلتیں توریت کی لکھی ہیں اور بڑی فضیلت توریت کی ہو نام ہے جو توریت میں اسم ذات سمجھا جاتا ہے۔ پس جو لفظ اہل توریت کے لئے اسم ذات ہے وہی اہل قرآن کے لئے بھی ہے۔ (۲) اسم ذات چاہئے کہ ترکیب و تعریف وغیرہ سے مبرا ہو اور قرآن میں اللہ کی جمع الٰہۃ موجود ہے اور عبرانی میں الوہیم۔ مگر لفظ یہوواہ کی کوئی ترکیب نہیں ہے (۳) اللہ کا لفظ بتوں کے معنوں میں آتا ہے۔ دیکھو سورۃ والصافات رکوع ۲ و سورۃ فرقان رکوع ۱۔ اسی طرح (۴) توریت وغیرہ میں بھی الوہیم قاضی و مفتی کے معنی میں آیا ہے۔ دیکھو ۸۲ زبور ۱ اور خروج ۲۱/۶ مگر یہوواہ کا لفظ سوائے خدا کے کسی اور کے واسطے مستعمل نہیں ہوا الٰہ کے معنے عبادت اور یہوواہ کے معنے وہ جو تھا اور ہے اور ہمیشہ تک رہیگا پس معنے کے رو سے بھی یہوواہ اسم ذات ٹھہرتا ہے۔ اللہ کے لفظ کا اسم ذات ہونا کہیں کلام الٰہی سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن میں تو صاف لکھا ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ یعنے کہ اللہ کہہ کر پکار دیا۔ رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں نام خاصے (آخر سورۃ بنی اسرائیل) مگر یہوواہ اپنا نام خدا نے اپنی زبان سے خاص طور پر فرمایا تھا۔ خروج ۳/۱۴ پس ان دلائل سے اہل کتاب نے ہی جانا۔ کہ عیسائی علما جو لفظ الوہیم کے صیغہ جمع کا ہے ذات واحد حقیقی میں تثلیث کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ الوہیم بتوں قاضیوں اور مفتیوں کے واسطے کبھی استعمال نہ کرتے یہ ہم ثبوت تثلیث کے واسطے اسم ذات یعنے یہوواہ صیغہ جمع میں ہوتا ضرور تھا۔ الٰہ الوہیم بقول اہل کتاب۔ اسم ذات نہیں ہے" دولت قا رحمٰی صفحہ ۱۳ و ۲۰۴ و ۲۰۳ (رکن اول باب اول دہلی)

آنریبل سر سید احمد خاں صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اللہ جسے الوہ مشتق

ہوا ہے۔ اور الوہیم جس کی جمع ہے۔ اسم صفات ہے۔ اسم ذات نہیں۔ یہ معبودان باطل اور حق ہر دو کے لئے آتا ہے اور بائیبل کے بہت سے حوالہ دیئے ہیں اور اسم ذات یہوواہ بتلاتے ہیں۔ (مختصر از تحقیقات احمدیہ باب اول صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴)

پادری عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہوواہ جو توریت میں خدا کا اسم ذات ہے وہ رگوید میں بھی موجود ہے۔ (دیکھو ماہبت رگوید صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی مونیر ولیم صاحب نے بھی انڈین وزڈم میں مستند حوالوں سے درج کیا ہے (دیکھو کتاب مذکور)

اوم جو وید مقدس میں اسم ذات ہے اس کی بابت سوامی دیانند جی فرماتے ہیں کہ پرمیشور کے ناموں سے سرو اوتم نام ہے" ایسا ہی یوگ شاستر اور سوا اور اپ نشدوں میں مذکور ہے۔ اوم کا دو وچن بالکل نہیں ہے۔ وہ مذکر و مونث و مخنث ان تینوں حالتوں میں ایک سا رہتا ہے۔ وہ ساتوں صیغوں میں ایک جیسا رہتا ہے۔ عربی و ابرانی جیسی ناکامل زبانوں نے اللہ کی تقسیم کر دی مگر سنسکرت جیسی کامل زبان اوم کی تقسیم نہ کر سکی۔ پس وہ کتاب جس میں یہوواہ اور اللہ اور اوم تینوں نام موجود ہیں یعنی وید مقدس۔ اس پوتر کتاب نے ہدایت کی کہ نہ اللہ اسم ذات ہے نہ یہوواہ۔ بلکہ اسم ذات اوم ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح کی ترکیب و تصریف وغیرہ سے مبرا و مسرہ ہے یجر وید کے خاتمہ پر بھی اوم تم برہم بطور اسم ذات خود ایشور برحق قادر مطلق پرماتما نے خاص ارشاد فرمایا ہے اور یہی اسم ذات ہے۔ باقی سب نام اسمائے صفات۔

باب دوم

الہام کا بیان انسانی عقل غلطی کرتی ہے مقضائے جادہ راستی سے پھسلا دیتی ہے بعض آدمی کی عقل ناقص ہوتی ہے علم کامل اور تجربہ کافی کے بغیر عقل شافی نہیں ہو سکتی چنانچہ ذیل میں ہم کچھ ان کے نمونے درج کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس وقت دنیا میں انسانی آبادی دو ارب کے قریب ہے۔ اور اسمیں اسقدر گڑ بڑ پڑی ہوئی ہے۔ جس کی حد و شمار نہیں۔ کئی تو وجود پرماتما پار برہم کے ہی منکر ہیں۔ بہت اپنے آپ کو خدا جانتے ہیں۔ اور دنیا کو دنیا نہیں مانتے بلکہ ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ بعضے دو خالق جانتے۔ ایک خالق خیر۔ دوسرا خالق شر بعضے تین ایشور مانتے ہیں۔ اور تینوں کا درجہ مساوی جانتے ہیں۔ اور کچھ حضرات وجود عالم و عالمیان کے ہی منکر ہیں۔ اور کئی حضرات خدا یا بزرگوں اور اوتاروں کی مورت بنا کر پوجتے ہیں اور کروڑوں آدمی قبروں۔ خانقاہوں۔ مڑھیوں میانوں جانوروں و جنوں پہاڑوں کو مانتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں بعضے علم و فضل کے قائل بھی اندھیرے میں رہے۔ مرتے وقت وصیت کر گئے کہ فلاں مرگ کے نام میرے واسطے مرغا ذبح کرنا۔ اور کئی پڑھے لکھے چھپکلیوں کی پرستش کرتے تھے۔ کسی مذہب کا بانی اور اس کے کروڑوں پیرو آسمانوں پر خدا کو مانتے اور اسکے ساق سیمیں کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ خدا کو ظالم مکار۔ قہار۔ جبار۔ انتقام لینے والا

دگیر ہونے والا۔ پچھتانے والا۔ نظر بد سے ڈرنے والا۔ اور جادو ٹونے جن بھوت کے قائل ہو کر راستی سے دور ہو گئے۔ کوئی خدا کے انسانی قالب میں آنے کے قائل ہیں کوئی کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ گئے۔ کوئی کسی کی۔ کوئی توحید کا معقول دلائل سے قائل اور خدا کو تمام عیوب سے بری سمجھتا ہے۔ اور اس کی صفات میں باہمی تناقض بھی نہیں مانتا۔ کوئی دیوتاؤں۔ فرشتوں۔ پیغمبروں اور ستاروں کو پوجتا اور کوئی عنصروں کو۔ کوئی اپنی پرستش چاہتا ہے۔ اور اپنے خام خیالات کو الہام جتلا کر سب سے ہٹا کر اپنی تعظیم کا خواہشمند ہے۔ کوئی مورتیوں کو۔ کوئی شیو لنگ پر جلہری کو۔ کوئی عورات کی اندام نہانی کو پوجتا ہے۔ کوئی گھوڑے کے آلۂ تناسل کو پوجتا۔ کوئی باہمنی سے جماع جائز جانتا ہے۔ اور کوئی متبنیٰ بیٹے کی جورو سے اور کوئی صرف بہن سے۔ کوئی چچا زاد بہن سے جماع کرتا ہے۔ اور اُسے جائز بتاتا ہے۔ کوئی گوشت کھانا گناہ جانتا ہے۔ اور کوئی سب جانور کھانا گناہ نہیں جانتا بلکہ ثواب۔ اور کوئی صرف سور۔ اور کوئی صرف گائے کو حرام اور کوئی بعضوں کو حلال۔ بعضوں کو حرام جانتے ہیں۔

بعضے شادی میں جوتی پیزار چلاتے ہیں۔ بعضے ہولی میں بعضے گھوڑے اور آدمی کی تصویر سے اولاد مانگتے ہیں بعضے قبروں سے بعضے مشٹنڈے فقیروں سے بعضے واسطے حصول نجات آخروی کے ملکوں کو لوٹنے اور مارے جاتے ہیں۔ بعضے اپنے نفس کو خود مار ڈالتے ہیں بعضے دیوتاؤں کے نام پر آدمی کی اور بعضے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اور بعضے خدا کے نام پر بے گناہ جانوروں کو مارتے ہیں بعضے بیگانی عورات سے جو لوٹ میں لاویں۔ زنا جائز جانتے ہیں بعضے گناہ جانتے ہیں۔

بعضے قطعی الہامی کتاب کے منکر ہیں۔ بعضے توریت و زبور کو الہامی مانتے ہیں بعضے توریت و زبور و انجیل کو۔ بعضے توریت و زبور و انجیل قرآن کو۔ بعضے صرف انجیل کو بعضے استاد ژند کو۔ اور بہت سے لوگ صرف وید کو

بہت سے لوگ تناسخ کو مانتے ہیں۔ اور کئی لوگ اس سے منکر ہیں۔ بعضے روح کو بھی حادث اور غیر فانی مانتے ہیں۔ بہت سے لوگ قدیم اور غیر فانی جانتے ہیں اور کئی آدمی اس سے منکر ہیں اور کئی جانوروں میں روح نہیں مانتے ہیں۔ اور بعضے سات آسمان مانتے ہیں۔ اور اکثر لوگ نہیں مانتے۔ بلکہ دلائل سے رد کرتے ہیں۔

---

[1] بودھ۔ جینی۔ دہریہ۔ اے تھیسٹ۔ چیت رامیئے [2] نوین ویدانتی۔ صوفی۔ گلاب دانے [3] ثنویہ ماننے والے [4] مجوسی یعنی پارسی۔ محمدی اور یہودی [5] عیسائی۔ ہند و ماتر۔ مدرق کے ماننے والے۔ یعنی برہما۔ وشنو۔ مہیش کی خدائی کے قائل [6] سوفسطائیہ۔ نوین ویدانتی [7] شون وادی [8] رومن کیتھولک۔ ظیو۔ وشنو۔ بھاگوتی۔ جینی۔ بودھ و مسلمانوں کے بعض فرقے [9] تمام مسلمان اور سروریہ سکھ۔ ہندو اور بعض رومن کیتھولک عیسائی اور بودھ و جینی لوگ۔ اور بڑے بڑے چار قبطیان مصر [10] بعض یونان و مصر کے حکیم [11] بعض حکماء یونان و مصر [12] سناتنی محمدی لوگ

اور عیسائی اور یہودی اور محمدی کا فرقہ بعضے صاحب موسیٰ صاحب [13] ہندو عیسائی صوفی۔ بیراگی اور شیعہ شمسی سامویہ یزیدیہ مسلمان [14] آریہ لوگ۔ اور سادھو لوگ [15] ہندو مسلمان۔ ڈکوت اور عربی کافر حبشی۔ بودھ [16] دیو دہرمی۔ برہمو۔ شمسی۔ گوکلیا گسائیں [17] تمام ہندو اور جینی [18] شیو پران و لنگ پران کے ماننے والے اور بعض شیو ہندو [19] ساکت وام مارگی اور شمعل کا فرقہ اور اسماعیلی فرقہ [20] وام مارگی و مزدکی [21] محمد صاحب [22] ابراہیم صاحب [23] سارے مسلمان [24] آریہ جی تھیسن سوسائٹی کے لوگ جنہیں صدہا ڈاکٹر ہیں۔ پرانی بودھ اور تمام دنیا کے حق پسند [25] عیسائی و وام مارگی۔ اگھوری [26] مسلمان [27] ہندو لوگ [28] یہودی لوگ [29] انگریز [30] ہندو لوگ [31] شیعہ لوگ اور بعضے امامیہ ہندو اور بعضے مسلمان [32] مسلمان نیچی [33] بعضے فقیر اور آریہ سماج کے فضلاء لوگ [34] ہندو۔ سہیل مسلمان۔ یہودی [35] مسلمان یہودی و متعصب عیسائی بجز حبشی [36] تمام آریہ اور مہذب عیسائی [37] برہمو اور دیو دھرمی اور ناستک لوگ اور روم پیروان [38] یہودی [39] عیسائی [40] مسلمان مگر تینوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ انکو منسوخ جانتے ہیں [41] عیسائیوں کا ایک فرقہ [42] پارسی لوگ [43] آریہ لوگ پارسی [44] آریہ بدھ جینی۔ پورانی یہودی و مسلمانوں کا تناسخیہ اور شیعہ یونان جین۔ مصر۔ فرانس

بعضے آسمان کو گردش میں اور زمین کو استوار اور پہاڑوں کو میخیں مانتے ہیں اکثر لوگ آسمان کو افق یعنے حد نظر اور زمین کو گردش میں مانتے ہیں۔

بعضے جن و بھوت۔ جادو منتر کے قایل ہیں۔ اور بعضے اس کو محض فریب اور دھوکا بازی اور جہالت مانتے ہیں۔ بعضے مکان (کعبہ) کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور بعضے کسی مکان (بیت المقدس) کیطرف اور ان مکانوں کو خدا کا گھر مانتے ہیں بعضے خدا کو کبھی سہس سمجھتے۔ بلکہ سرو ویاپک اور لامکان جانتے ہیں بعضے طوفان نوح کے آنے کے قائل ہیں۔ اور اکثر لوگ اس کے قطعی منکر ہیں۔ بعضے دنیا کو۔۔ہم سال یا ۔۔۔ سے پیدا شدہ مانتے ہیں۔ اور اکثر ایک ارب ۹۶ کروڑ سال سے۔ بعضے دنیا کو نیستی سے ہستی میں لانا مانتے ہیں۔ اور بعضے ہستی سے ہستی میں لانا یعنے نیستی کا خدا کے گھر میں ہونا قطعی نہیں مانتے۔

اکثر اس کے الہام کو ایک بار اور کامل مانتے ہیں۔ اور پھر رد و منسوخ اور ہونا نہیں مانتے۔ بلکہ گناہ جانتے ہیں۔ اور بعضے لوگ اُس کے احکام کو رد و منسوخ اور تغیر و تبدل والا مان کر اپنے سے پہلے کی تمام کتب کو منسوخ جانتے ہیں۔ جیسے گورنمنٹ کے سالانہ ایکٹ یا سرکلر یا گزٹ کے احکام۔ اکثر مردہ کا جلانا جائز جانتے ہیں۔ اور معقولیت سے بتلاتے ہیں۔ کہ اس طریقہ سے کفایت شعاری اور بیماری سے روکاوٹ ہے۔ بعضے دفن کرنا۔ بعضے ہوا میں رکھ دینا۔ بعضے پانی میں ڈال دینا صحیح جانتے ہیں۔

اِن سب حالات پر غور کرنے سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ بعضے شخصوں کے خود بعضے خیالات اوقات مختلفہ میں مختلف ہوتے رہے۔ ایک وقت میں اُن کو کچھ سوجھتا ہے۔ اور دوسرے وقت کچھ۔ چنانچہ تبدیل مذہب اور تبدیل وضع وغیرہ سے صاف ظاہر ہے۔ ہزاروں مسلمانوں مذہب خود کو چھوڑ عیسائی۔ براہمو۔ بودھ اور آریہ ہو گئے۔ اور اسی طرح ہزاروں عیسائی بھی مذاہب مختلفہ میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہی حالت بودھ اور براہمو مذہب کی ہے۔ اس وقت یہ لاکھوں آدمی جوق در جوق ویدک دھرم میں آ رہے ہیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں۔ انہیں موجودہ مذاہب سے خود علمائے یوروپ جو ویدک فلاسفی پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ کیا کسی تلوار کے ڈر سے؟ ہرگز نہیں۔ درحقیقت اب روشنی کا زمانہ ہے۔ لوگ مذاہب باطلہ سے نکل کر خورشید معرفت کی طرف آ رہے ہیں۔ بنا براں ہم کو نہایت ضروری ہے۔ کہ اس گڑبڑ حالت کو دور کر سچائی کا اظہار کریں ہر ایک عقلمند جو اسقدر اختلافات مذاہب کو دیکھیگا فی الفور کہیگا کہ یہ سارے سچے نہیں۔ سچائی صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ جہاں ہے سچائی ہے۔ اِن ساری انسانی عقلوں کا ایک عقل کل یا حاکم بالادست یا جج یا قول فیصل یا کسوٹی مقرر ہونی چاہئے وہ کسوٹی سوائے الہام کے (جو آئینہ عقل انسانی کا مجلی ہو معقول ہو۔ ناسخ و منسوخ سے مبرا ہو) اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سرو ویاپک پرماتما کے ہونے سے عقل کسی طرح قبول نہیں کرتی ہے۔ کہ وہ صرف آسمانوں پر ہو۔ اور اب جو عقل و علم نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔ کہ آسمانوں کا کوئی وجود نہیں۔ تو پھر کوئی الہامی کتاب آسمانی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور جب آسمان نہیں تو پھر جبرائیل یا میکائیل یا عزازیل یا اسرافیل یا الیرائیل کہاں ہیں۔ اور شیطان کس جگہ موجود ہے۔ یہ سارے کے سارے خیالات محض بطلان ہیں۔ اسی واسطے مناسب ہے کہ سرو ویاپک پرماتما بموجب انصاف قدیم کے کسی کامل انسان کو بلا تعصب و طرفداری اپنے کامل الہام سے انسانی سرشٹی کے آغاز میں مشرف کرے اور ایسے الہام کا ظہور بذریعہ کسی پیغمبر یا ایلچی کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود سرو انتریامی خدا ہی اُس کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور سوائے انسان کامل کے دل فیض منزل کے اور کسی جگہ ایسے الہام کا ہونا بالکل ناممکن ہے۔ پس سرو شکتی مان بھگوان نے غلطی سے مبرا ناراستی و تعصب سے معرا اصداف سے مجلی اور معقولیت سے بھرا ہوا الہام وید کا جس کے معنے ہی الہام و گیان کے ہیں۔ سرشٹی کے آد میں ہر طرح کی کمی بیشی سے ناقابل الترمیم و التنسیخ چار رشیوں کے دل میں پرکاش کیا اور وہی آج تک بلا کمی و بیشی موجود ہے۔

وید مقدس کے الہامی ہونے پر ایک دلچسپ تقریر

ضروری ہے کہ الہامی کتاب یا الہام ایزدی دیگر کتابوں سے خاص طور پر ممتاز ہو اور اس میں ایسے صفات ہوں۔ جو کسی دوسرے میں ممکن نہ ہوں۔ کیونکہ کوئی انسان ایشوری صفات کا کبھی اور کسی حالت میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایشور کے بنائے ہوئے آفتاب و مہتاب بے نظیر ہیں۔ ویسا ہی اُس کا الہام بھی بے مثل ہونا چاہئے بنا براں الہام ایزدی میں پہلی خوبی یہ ہونی چاہئے۔ کہ وہ از آغاز عالم تا اختتام عالم رہے یعنی جب سے انسانی سرشٹی کا آرمبھ ہو تب سے اُس کا پرکاش ہو۔ اور جب تک انسانی سرشٹی رہے۔ تب تک وہ ظہور پذیر رہے۔

ثبوت۔ ہم جب یہ خیال کرتے ہیں۔ یا اس امر کی تحقیقات کرتے ہیں۔ کہ فلانی چیز فلانے سے پہلے ہے تو اس کے واسطے ایسے نشان تلاش کیا کرتے ہیں۔ جو قدامت اور تجدید کے واسطے کافی ہوں۔ اسی طرح ہم یہاں بھی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کون سے نشان ہیں۔

قرآن ۔ یہ کتاب جسے محمدی لوگ الہامی مانتے ہیں۔ ۱۳۰۰ سو سال سے ہے۔ اس سے پہلے انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژند اوستھا موجود تھی۔ نوشیروان جس کے وقت محمد صاحب ہوئے۔ وہ پارسی تھا۔ سلمان پارسی ایک شخص محمد صاحب کے اصحابوں میں سے آتش پرست تھا۔ انجیل زبور و توریت کا نام بھی قرآن میں آیا ہے۔ پس قرآن سے یہ سب کتابیں پہلے کی ہیں۔

انجیل کو جسے آج تقریباً ۱۹۰۰ برس ہوتے ہیں۔ عیسائی لوگ الہامی مانتے ہیں اس میں قرآن کا ذکر نہیں اور نہ قرآن کی ہم سن کسی کتاب کا ذکر ہے۔ مگر اس میں توریت و زبور کا ذکر موجود ہے۔ اور تمام گزشتہ لوگوں کے قصے موجود ہیں۔ علاوہ براں

بقیہ حاشیہ۔ جرمن کے اکثر ڈاکٹر لوگ۔ فرقہ تھیوسافسٹ واقع ملک امریکہ۔ پارسی پورانے زمانہ کے تمام لوگ اور موجودہ تمام قوموں کے بزرگ ۔ مسلمانوں کے چند فرقے اور دیو دھرمی اور عیسائیوں کے چند فرقے ۔ مسلمان اور عیسائی اور برہمو ۔ آریہ۔ بدھ جینی۔ تمام فاضل سائنس والے ۔ ایولیوشنسٹ لوگ۔ براہمو اور عیسائی ۔ مسلمان اور عیسائی ۔ آریہ اور تمام دنیا کے فاضل اسٹرالوجی کے جاننے والے ۔ مسلمان ۔ آریہ اور تمام فاضل لوگ ۔ مسلمان عیسائی اور بیوقوف ہندو و بھیل گونڈ اور جاہل قومیں ۔ آریہ بدھ۔ تمام ڈاکٹر لوگ ۔ مسلمان ۔ عیسائی و یہودی ۔ آریہ ۔ عیسائی مسلمان و یہودی ۔ آریہ۔ بودھ جینی۔ پارسی ۔ عیسائی۔ مسلمان یہودی ۔ آریہ۔ اور تمام جیالوجی جاننے والے اور فاضل نجومی۔ اور اسٹرالوجی کے جاننے والے ۔ مسلمان اور عیسائی ۔ آریہ جینی۔ پارسی اور تمام علمائے سائنس ۔ آریہ لوگ ۔ مسلمان عیسائی۔ یہودی ۔ آریہ۔ بودھ جینی اور ڈاکٹر لوگ اور فاضل عیسائی اور تھیاسوفسٹ لوگ ۔ مسلمان اور عیسائی۔ ۱۸ پارسی لوگ ۱۹ سادہ لوگ۔

مجوسی مذہب کا بھی ذکر ہے خود عیسیٰ کی پیدائش پر مجوس یعنے آتش پرست لوگ یروسلم میں گئے تھے (دانجیل متی باب ۲۔ آیت ا و ۷) پس صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ سے پہلے یہودی اور آتش پرست لوگ موجود تھے۔ اور ان کی کتابیں عیسےٰ سے پہلے تھیں۔

زبور۔ داؤد بادشاہ کی تصنیف ہے۔ جس کو ہوئے آج تک ۲۹۵۲ سال ہوتے ہیں۔ اس میں موسیٰ وغیرہ نبیوں کا ذکر ہے۔ اور توریت کا بھی ذکر ہے۔ آتش پرستوں کے مذہب کے بھی حوالے پائے جاتے ہیں مگر انجیل کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ قرآن کا۔ بنابراں یہ کتاب موسیٰ سے بعد اور انجیل و قرآن سے بہت پہلے تصنیف ہوئی۔

توریت یہ کتاب موسیٰ ہی کی تصنیف ہے۔ اور کچھ اُس کے ایک شاگرد کی جس کو آج تک ۳۳۴۷ سال ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں نہ داؤد کا نام ہے نہ مسیح کا نہ محمدؐ صاحب کا اور نہ زبور نہ انجیل اور قرآن کا۔ ہاں اپنے سے پہلے نبیوں کے نام ہیں لکھے ہیں۔ یعنی آدم۔ نوح۔ لوط۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ اسحاق۔ یوسف اور مصر کے قبطی اور آتش پرستوں کے مذہب کے نشانات اُسمیں ملتے ہیں۔ خود موسیٰ کی تعلیم ساری کی ساری زردشت کے مذہب کی نقل کی گئی ہے۔ ابراہیم (جو موسیٰ سے پہلے ہوا ہے) کے وقت میں بھی آتش پرست موجود تھے۔ چنانچہ فاضل محمدی شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں۔ از بوستاں

شنیدم کہ یکہفتہ ابن السبیل ۔۔۔ نیامد بہ مہماں سرائے خلیل

آگے چل کر اسی حکایت میں لکھا ہے۔ کہ جب دونوں روٹی کھانے بیٹھے تو ابراہیم نے خدا کا نام لیا۔ مگر اُس نے نہ لیا۔ جس پر ابراہیم نے اس کو کہا۔

نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری ۔۔۔ کہ نام خداوند روزی بری
بگفتا نگیرم طریقت بدست ۔۔۔ کہ نشنیدم از پیر آتش پرست
بخواری براندش چو بیگانہ دید ۔۔۔ کہ منکر بود پیش پاکاں پلید

تب خدا نے جبرئیل فرشتہ بھیجا۔ جس نے آن کر یہ کہا۔

گرہ سے برد پیش آتش سجود ۔۔۔ تو واپس چرا می بری دست جود
منش داد صد سالہ روزی و جاں ۔۔۔ ترا نفرت آمد ازو یک زماں

اسی طرح کتب تاریخ اسلام میں اس کے بہت سے نشاں پائے جاتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ زردشت بانی مذہب مجوس موسیٰ و ابراہیم سے بہت پہلے اور دین اُس کا ان دونوں کے دین سے آگے رائج تھا۔

ژند اوستھا۔ (یعنے سفر نگ وساتیر جو زردشت پیغمبر نے تصنیف کی ہے) میں صاف طور پر وید مقدس کا نام۔ چاروں ورنوں کا ذکر۔ یگیو پویت کا بیان۔ ہون کے فوائد۔ تناسخ کا مذکور۔ گوشت خوری کی تردید اور آریہ قوم کا حوالہ دیا ہے کہ وے اُن کے بزرگ تھے۔

بیاس جی کا بھی ذکر ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ان کا بمقام بلخ زردشت سے مباحثہ ہوا تھا۔ شلوک کی ہدایت ہے صاف ظاہر ہے کہ ویدسے وہ پیچھے کا ہے۔ اور توریت زبور انجیل و قرآن سب سے ژند اوستھا پہلے ہے بیاس جی کی بابت ہم دلائل واضح سے بتلا چکے ہیں کہ اُس کو ہوئے آج تک ۴۹۹۸ سال گزرے ہیں۔ موسیٰ کے دس حکم منوسمرتی سے منقول ہیں۔ بلکہ عموماً توریت منوسمرتی کی نقل ہے۔ موسےٰ کے وقت آریہ ورت میں ویدک دھرم موجود تھا۔ اور منوسمرتی موسیٰ کی توریت سے پہلے کی ہے۔ جس کے واسطے اکثر فضلائے یورپین شاہد ہیں۔ (دیکھو مارٹن ہاگ صاحب ڈاکٹر فلالوجی عالم زبان) کی کتاب صفحہ ۲۶۹ و ۲۷۰ اور

ژند اوستھا باب سوم نیشت آیت ۱۷) مگر منوسمرتی میں ویدوں کا ذکر ہے ویاس سے تیمنی جی پہلے ہوئے جنکے یوگ شاستر کی شرح ویاس جی نے لکھی ہے اُس میں بھی ویدوں کا نام موجود ہے۔ ویاس جی سے ہزاروں برس پہلے گوتم جی ہوئے۔ اُن کے بنائے ہوئے نیائے شاستر میں بھی وید کا ذکر ہے۔ اُس سے پہلے کناد جی ہوئے اُنکے بنائے ویشیشک شاستر پر گوتم جی نے ٹیکا کی ہے۔ مگر یہی کناد جی گوتم سے بہت پہلے ویدوں کے الہامی ہونیکے قائل ہیں۔ بودھ شاستر (جس کے پیرو اسوقت بھی دنیا میں ۴۷ کروڑ کے قریب ہیں) کا مصنف بدھ مسیح سے پہلے ۶۲۳ برس پہلے ہوا ہے وہ بھی اپنے بنائے بودھ شاستر کے سوتر ۲ میں ویدوں کا ذکر کرتا ہے پس وید اُس سے پہلے کے ہیں **وید مقدس** میں کسی گرنتھ یا کسی کتاب یا کسی فرقہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اور سب میں کسی نہ کسی پیرایہ میں ویدوں کا ذکر ہے اور صدہا علماء انگلینڈ فرانس و امریکہ کی شہادتیں ہیں کہ دنیا کی لائبریری میں وید مقدس سے پرانی کتاب کوئی نہیں ہے اور اس کا تو آپ کو بھی اقبال ہے۔ جس کو آپنے تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رگوید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے (صفحہ ۸ تحفۃ الہند)

پس وید سب سے قدیم بلکہ نہایت قدیم الہامی کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں سے اعلیٰ اور اُسکی ہدایت سب ہدایتوں سے اول ہے۔ بنابراں اِس پہلی خوبی کی مصداق دنیا میں سوائے وید مقدس کے اور کوئی کتاب نہیں **فھو المطلوب**

دوسری خوبی یہ ہونی چاہئے۔ کہ وہ **الہام** ایسی زبان میں ہو۔ جو سب بانوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ پرماتما اپنی سب صفات میں انسانوں سے ممتاز ہے۔

ثبوت۔ زبانوں کی تحقیقات جیسی حال میں ہوئی ہے۔ ویسی پہلے شاید کم ہوئی ہو یا بالکل نہیں ہوئی۔ اور جس تحقیقات میں فضلائے یورپ نے اس بارہ میں کی ہے۔ وہ درحقیقت شکریہ کے مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے۔ کہ وے لوگ بے تعصب محقق اور ہمارے مذہب سے جدا ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بعد تحقیقات و تفتیش کے جو رائے قائم کی ہے وہ ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

آنریبل **سر ولیم جونس** صاحب بہادر فرماتے ہیں "سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

پروفیسر مولوی ذکاءاللہ صاحب فرماتے ہیں "علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک عجیب اور عمدہ بات معلوم کی ہے۔ کہ آریہ کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یوروپ کی تقریباً کل زبانوں کی جڑ ہے۔ غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں۔ وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یونان اور اہل روم اور اہل جرمن اور اہل انگریز اور فرانس اور ہند و ایران غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے" (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب افصل صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۸۷۶)

ایک اور فاضل و معزز محقق آنریبل مونٹ سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی بنائی تاریخ میں فرماتے ہیں "سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہوگئے ہیں تو اس سے زیادہ نہیں ہوئے (تاریخ ہندوستان باب ۹ صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ ۱۸۶۶ء)

اس کے سوا دیکھو ہمارے مصنفہ نسخہ خبط احمدیہ (صفحہ ۲۰۲ سے ۲۱۳ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ میں باب **سنسکرت کی فضیلت**

سنسکرت کے تمام گرنتھوں میں وید سب سے قدیم اور اعلیٰ مضامین سے پُر اور فصیح ہیں چنانچہ ایک محقق مزاج پادری صاحب فرماتے ہیں "بے شک کوئی شخص

وید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں۔ کہ وید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بہتر نہیں بنا سکتا" ایک تو وید ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ قدیم ہے دوم وہ ایسی زبان میں ہے جو سب سے زیادہ سیع و فصیح و بلیغ ہے۔ اور اُس زبان میں وید سب سے زیادہ فصیح بلیغ ہے۔ اور ایسی عمدہ کہ سوائے ایشور یہ اوپدیش یعنی الہام کے انسان کبھی اور کسی حالت میں نہیں بنا سکتا۔ سارا ں وید ضرور الہامی ہیں۔ فھوالمراد

تیسری خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ اُس میں خاص آدمیوں کے واقعات قصہ کہانی تاریخ یا روایتیں نہ ہوں۔ کیونکہ جس کتاب میں ایسے واقعات ہوتے ہیں وہ کتاب اُن واقعات کے بعد لکھی جایا کرتی ہے ایسی باتیں لکھنے یا سیکھنے کے واسطے الہام کی ضرورت نہیں ہے جو بغیر الہام کے آدمی عمدہ طور سے جان سکتا ہے۔ اور کہ تاریخی باتیں سکھانا الہام کا کام ہے۔ تو ایک ایسی تاریخ جو ابتدائے دُنیا سے تا انتہائے دُنیا تمام آدمیوں سے متعلق ہو ہونی چاہیئے۔ جو بالکل ناممکن ہے۔ ورنہ ایسی کتاب ایسی ضخیم ہو جاویگی کہ کوئی انسان کبھی اُسے نہ پڑھ سکیگا سارا ں محض فضول ہوگی۔ پس الہام ربانی یا سماوی جو سب انسان کے واسطے مساوی ہے انسانی واقعات سے جدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سرشٹی کے ابتدا میں ایسے واقعات نہیں تھے۔

ثبوت اِس وقت کی موجودہ کتابوں میں جنکی نسبت لوگوں کو گمان ہے کہ وے الہامی ہیں (مثلاً قرآن۔ انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژندا وستھا) کہانیاں اور قصص فضول بھرے ہوئے ہیں۔ جن سے الہام کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے **جیسے قرآن** میں آدم۔ عیسیٰ۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ داؤد۔ لوط۔ سلیمان وغیرہ کی خط و کتابت اور یوسف۔ زلیخا۔ لقمان۔ سکندر ذوالقرنین۔ اصحاب کہف۔ خضر۔ الیاس۔ وغیرہ کی کہانیاں۔

انجیل میں متی۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا۔ مریم۔ ذکریا۔ ہیرودیس۔ عیسےٰ۔ موسیٰ۔ اور پولوس کی خط و کتابت اور اندریاس شمعون وغیرہ کی کہانیاں۔

زبور میں موسیٰ ابراہیم۔ اسحاق۔ داؤد کے واقعات اور سلیمان کی کہانیاں اور اُس کی آخری عمر کی کارروائیاں اور جنگ و جدال۔

توریت میں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ لوط اور اس کی جورو۔ اسحاق و اسماعیل یوسف۔ بنیامین۔ فرعون و موسیٰ و یشوع وغیرہ کی کہانیاں۔

ژندا وستھا میں جمشید۔ ہوشنگ۔ فریدوں۔ کیخسرو کی کہانیاں

لیکن وید مقدس میں کسی کتاب یا شہر یا انسان کا نام نہیں۔ چہ جائیکہ اُن کے واقعات یا کہانیاں۔ مہا بھاشیہ (وید کی گرامر) کے مصنف اور نیز میمانسا کے بنانے والے نے اس بات کو باحسن الوجوہ ثابت کیا ہے کہ وید میں سب یوگک شبد ہیں۔ روڑھی کوئی نہیں۔ کسی اوتار۔ یا رشی منی یا راجہ یا حکیم کے حالات وید میں ہیچ نہیں ہیں پس اس صفت سے وید ہی موصوف ہے نہ کوئی اور۔

چوتھی خوبی۔ یہ ہونی چاہیئے کہ اُس کا ایک حکم دوسرے حکم کو رد یا منسوخ نہ کرے۔ کیونکہ کسی کتاب کے احکام کا باہمی تناقض ہونا مصنف کی کم علمی و جہالت پر دال ہے۔ کوئی معقول پسند ایشور کی بابت ایسا خیال نہیں کر سکتا۔

ثبوت توریت و زبور و انجیل کے اختلاف کے متعلق دو کتابیں۔ بائبل کا پرسیر و ردہ۔ اور اجتماع ضدین نامی موجود ہیں جن میں کئی سو اختلاف درج ہیں اور اس کتاب نے ہمیشہ یہودیوں اور عیسائیوں کا باہمی جھگڑا ہے۔ افسوس کہ عیسائی سلطنتیں یہودیوں کو اپنے راج میں نہیں رہنے دیتیں تا بدیگراں چہ رسد۔ اور اسی طرح

محمد صاحب نے یہود کو جزیرہ نماعرب سے نکال دینے کی وصیت کی اور قرآن کا اُن کتابوں سے جن کو وہ الہامی کہتا ہے سخت اختلاف ہے مسلمان اُن کو توریت کی طرح منسوخ مانتے ہیں۔ اور جو سلوک اسلامی بادشاہوں نے مسیحی و یہودی رعایا سے کیا وہ کسی مورخ سے پوشیدہ نہیں اور اٹھارہ سو سال میں جو اُن کا باہمی برتاؤ ہوا ہے۔ اُسے کون نہیں جانتا ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے "گفتہ اند کہ بحجت نضر با ملی بقتل و سیری ایشاں اقدام کرد کہ بعد از اں ملوک فرس ایشاں را مسخا سید ند۔ و باج مسکر شدند۔ تا۔ مانیکہ رسالت پناہ معبوث شد حکم فرمود بمقابلہ ایشاں تا اسلام آرند یا جزیہ قبول کنند و ایں حکم تا قیامت باقی ست"۔ (جلد اول صفحہ ۲۲۴) خود قرآن میں ۶۲۔ آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں یا یوں سمجھیے ناسخ و منسوخ ہیں "در قرآن ناسخ و منسوخ ہست۔ و آن تعلق با وقات مختلف دارد۔ و ہر آئینہ ناسخ متاخر از منسوخ باشد و اجتماع ہر دو در آئے واحد نشاید (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۱۴)

اور یہی حال ژندا وستھا کا ہے۔ مگر وید مقدس میں کوئی شرتی بھی ایک دوسری کے برخلاف نہیں اور نہ باہمی ناسخ و منسوخ ہیں۔ سب احکام علی الدوام ماننے کے ہوگئے اور عملدرآمد کے لائق ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید سرو گیہ رحمان کی طرف سے ہے۔ نہ کہ الپگیہ انسان کی طرف سے۔

پانچویں خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اُس کا کوئی حکم قانون قدرت کے خلاف اور علم و عقل کے وردھ نہ ہو۔

ثبوت اگر بائبل اور اُس کا قانون قدرت سے اختلاف اور علمی کتابوں سے سلوک اور عقلمندوں سے برتاؤ کا حال معلوم کرنا ہو تو فروٹ آف کرسچینیٹی اور کرسچن مت اور پن کا مطالعہ کافی ہے۔ باقی رہا دین اسلام کا معمولی سلوک سے دشمنی کرتا ہے۔ عارف باللہ شیخ تاج الدین عثمانی جامع العزاد میں لکھتے ہیں "دین موقوف ہے نقل پر نہ کہ عقل پر" (دیکھو معیار الاسلام انصاری دہلی صفحہ ۶) اور محمد صاحب نے فرمایا ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (از بخاری و مسلم) کہ جو کوئی اس دین میں عقل کو دخل دیکر نئی تحقیقات کرے وہ مردود ہے۔

امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عقل و قیاس کے ترازو سے توحید کی دہائی اگر میں اس کو پکڑوں تو وہ تو شیطان کی ترازو ہے (کتاب القسطاس المستقیم) معقول پسندی سے عموماً اہل اسلام کو نفرت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ علمائے اسلام علم منطق کی کتابوں کے اوراق سے استنجا جائز سمجھتے ہیں۔ عموماً سائنس اور اسلام کا باہمی بیر ہے۔ کیونکہ جہاں سائنس نے ترقی کی وہاں اسلام کی خیر نہیں۔ پس دُنیا کی تمام کتب مذہبی سے معقولیت کا پرچارک۔ سچائی کا مربی۔ عدل کا ہادی۔ بیجا تعصب کا دشمن علم کا اپدیشک۔ ودیا پڑھانے کی پرارتھنا (دعا) سکھلانے والا صرف وید ہی ہے۔

چھٹی خوبی اُس میں طرفداری و تعصب کا برتاؤ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ عدل و انصاف کی کارروائی ہو کسی خاص قوم کی بیوجہ رعایت نہ ہو۔

ثبوت توریت میں قوم یہود کے ساتھ نہایت ہی اندھی محبت اور باقی کل جہان سے بے رحمانہ نفرت کا اظہار ہے خدا بنی اسرائیل کے ساتھ ہو کر ان کی حاجت روائی کے واسطے نہایت بیقرار ہے مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور اُنہیں قلزم و نیل میں غرق کیا اُن پر لاکھوں طرح کی مصیبتیں ڈالیں (رومیوں کا خط ۹/۱۲) اسی طرح غیر قوم کی عورتوں بچوں پر بیاسخاطر اسرائیل سخت سے سخت بلائیں نازل کیں۔ ایک ادنیٰ اداملی کی طرح اُن کے آگے لالٹین لے کر چلتا رہا۔ اُس وقت

تمام دنیا کا خدا بھی نہ رہا۔ بلکہ ابراہیم کا خدا، اسحاق کا خدا، یعقوب کا خدا اسرائیل کا خدا ہو گیا۔ اسی طرح مسیح بھی ۳۰ برس تک یہی تعلیم دیتا رہا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں "کیا آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے ڈالدوں" دیکھو صاف طور پر بنی اسرائیل کو آدمی باقی تمام جہان کو سور کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پھر آخری عمر میں جب دیکھا کہ وہ نہیں مانتے۔ تب انجیل متی ۲۸/۱۹ کے مطابق سب قوموں کو دعوت دینے لگے۔ قرآن میں بھی یہ بات بائبل سے نقل کردہ موجود ہے

لقد آتینا بنی اسرائیل الکتٰب والحکم والنبوۃ ورزقنٰھم من الطیبٰت (سورۃ الجاثیہ)

بدرستیکہ دادیم فرزندان یعقوب را توریت و حکم کردن و دین و نبوت یعنی بعضے را پیغمبر ساختیم و در ہیچ قبیلہ این قدر پیغمبر نبودہ اند کہ در فرزندان اسرائیل از زمان یوسف تا زمان عیسےٰ۔ و روزی دادیم ایشان را از چیزہائے پاکیزہ۔ (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

یہی حال محمد صاحب اور قرآن کا ہے سورہ دخان فانما یسرناہ بلسانک لعلھم یتذکرون۔ پس جز این نیست کہ ما آسان گردانیدیم آن را کہ فرستادیم بلغت تو شاید کہ قوم تو فہم کنند و پند گیرند"۔ اور سورہ یوسف میں ہے "بدرستیکہ ما فرو فرستادیم کتاب را قرآنے تازی یعنی بلغت عرب فرستادیم تا باشد کہ شما فہم کنید و معنے آں را برسید و صحت مرتبہ او از ہم شود۔ چہ اگر بلغت دیگر فرستادیم شما در فہم آں عذر آرید" صفحہ ۱۳۱۔ اور سورہ انعام و زخرف و سجدہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہم نے قرآن عربی زبان میں اس واسطے نازل کیا تاکہ تو اس کے ذریعے مکہ کے گرد و نواح کے لوگوں کو ڈرا دے۔ کیونکہ وہ عربی زبان جانتے ہیں۔ اور لغت عرب کو سمجھتے ہیں۔

جس اعتراض سے ڈر کر قرآن زبان عرب میں بھیجا وہی اعتراض تمام دنیا کی طرف سے موجود ہے۔ جس سے صاف طور پر عدل و انصاف کا خون معلوم ہوتا ہے خاص اعرابیوں کی رعایت ہے۔

قرآن کیا نازل کیا گویا ساری دنیا کے قتل کا عربیوں کو ٹھیکہ دیدیا۔ کافروں کی عورتیں بچے۔ لونڈی غلام بنانے کی اجازت ہے۔ مسلمانوں کے بدلے کافر دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کا خدا اور اس کا عرب پر اتنا فدا ہونا صفت خداوندی کے سراپا خلاف ہے۔ قریش کی قوم اور ان کا بیت خانہ اور ان کی زبان اور ان کی ضرورتوں کے علاوہ خدا نے تمام دنیا کیواسطے کیا بندوبست کیا۔ اس کا قرآن سے کچھ پتہ نہیں لگتا ہے پس خدا کے لئے بتلائیے کہ قرآن میں انصاف کی تعلیم کہاں ہے۔ اور کہاں محبت اور پیار کی تعلیم ہے۔ البتہ وید مقدس میں یہ صفت موجود ہے۔ دیکھو اس میں ایسا حکم بھی ہے۔

तस्मात यज्ञात सर्वहुत: ऋच सामानि जज्ञिरे। छंदांसि जज्ञिरे तस्मा यजुस्तस्माद जज्ञिरे ॥

یعنی اس سرو ویاپک پرماتما نے سب کی ہدایت اور کلیان کے لئے چاروں وید اپدیش کئے جن میں پراوپکار کی تمام ہدایات ہیں۔

ساتویں خوبی کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور نہ کسی خاص کی ذات سے دین وابستہ ہو۔ کیونکہ الٰہی عدالت کے آگے شفاعت و سفارش کی گنجائش نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ اس کے انصاف کا ترازو کسی کے کہنے سننے سے جھک جائے۔

ثبوت۔ بائبل میں موسیٰ نبی سے ملاکی تک بیشمار نبیوں پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی پڑتی ہے۔ جن کو ہم بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ وہ ہم کو جانتے ہیں سچا نجات دہندہ جن کی مکمل فہرست بھی کسی انسان کے پاس نہیں ہے اور یہی حال انجیل کا ہے۔ مسیح بھی کہتے ہیں کہ دروازہ میں ہوں۔ بغیر میرے وسیلے کے کسی کی نجات نہیں۔ اور یہی حال قرآن اور محمد صاحب کا ہے اُن کی حدیثوں میں بھی شفاعت کا ایک خاص باب ہے اور صاف لکھا ہے کہ محمد صاحب کی شفاعت کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اور یہی حال ژند اوستا کا ہے جب سے خاص مردہ آدمیوں پر ایمان لانے کا سلسلہ جاری ہوا تب سے ہی گور پرستی اور پیر پرستی یا انسان پرستی کا رواج ہوا۔ جو تمام کفر اور خرابی کی بنیاد اور توحید الٰہی کا برباد کرنے والا ہے۔ لیکن وید مقدس ان اقسام کے تمام مسائل سے پاک ہے۔ اور تمام انسانوں کو صرف معرفت پرماتما سے نجات کا استحقاق بتاتا ہے۔

قرآن کی خوبیوں کا رد

مولوی۔ اول کلام الٰہی ایسی زبان میں ہو جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں بولی جاتی ہو۔ نہ کہ وید جس کی زبان کہیں نہیں بولی جاتی۔

آریہ۔ اگر الہام ایسی زبان میں ہو۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ توریت، زبور و انجیل وصحف انبیاء جیہ الہام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ زبانیں اب دنیا میں نہیں بولی جاتیں بلکہ قرآن کی عربی اور عرب کی عربی میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہو گیا۔ اور عبرانی و سریانی زبانیں تو بالکل متروک ہو گئیں۔ لیکن سنسکرت جیسے پہلے دیوتاؤں کی زبان تھی۔ اب بھی دیوتاؤں یعنی عالموں کی زبان ہے۔ عرب کی تمام آبادی کے برابر تو اب بھی سنسکرت بولنے والے اس آریہ ورت میں موجود ہیں۔ جرمنی۔ انگلینڈ۔ امریکہ فرانس۔ جاپان۔ غرضیکہ ہزاروں اس زبان کے ماہر موجود ہیں۔ خود تمام فضلا کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر حاکم بھی ہوئے ہیں تو اس سے زیادہ نہیں ہے۔ اور تمام مہذب زبانوں کی ماں سنسکرت زبان ہے۔ البتہ عربی کا درجہ مہذب زبانوں سے گرا ہوا ہے عموماً تعلیم یافتہ لوگ اسے لسان الجمل یعنی اونٹوں کی بولی پکارتے ہیں اور عرب کی تہذیب کیطرح اسے حلق شکن کہہ کے یاد کرتے ہیں۔ پس آپ کی اس دلیل سے بھی وید ہی سچا ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ قرآن۔

مولوی۔ دوسری خوبی۔ جس پر الہام کا نزول ہو وہ اچھے صفات والا آدمی ہونا چاہیے۔ جیسے کہ محمد صاحب نہ کہ رشیوں کی بدچلنی ظاہر ہے۔

آریہ۔ رشیوں کی بابت ویدوں یا اپنشدوں یا شاستروں یا براہمن گرنتھوں یا آپ ویدوں میں کہیں کسی بدچلنی کا ذکر نہیں۔ اور نہ کسی اور رشی منی کی بدچلنی کا ذکر۔ بلکہ سب کے منہ سے ہی نیک چلن اور اندریوں کو برے کام سے روکنے والے کہے ہیں۔ مگر اسلام کا کوئی ایک نبی بھی نیک نہیں گزرا تاکہ ان کے چال چلن قابل تقلید ہوں۔ انجیل میں مسیح فرماتے ہیں "سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں" یوحنا ۸/۱۰ اور آئندہ کے واسطے بھی فرما گئے کہ "بہتیرے جھوٹے نبی اٹھیں گے تم ان کی بات نہ ماننا وہ تم کو گمراہ کرینگے"

اور مسیح کے اس دعوے کی کہ میں خدا کا بیٹا اور خدا ہوں (یوحنا ۱۰/۳۰) قرآن نے بڑے زور سے رد کی ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والے کو کافر اور مشرک گردانا ہے اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ بتلایا ہے (دیکھو قرآن) اور محمد صاحب کی بابت ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔

مولوی تیسری خوبی۔ اس میں اختلاف نہ ہوں۔ کیونکہ اختلاف انسانی کلام میں ہوتا ہے۔ الہامی میں نہیں جیسے کہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن وید میں بہت اختلاف ہے۔

آریہ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اسلام کی مستند کتابیں آج تک مطالعہ نہیں کیں۔ ورنہ یہ خوبی نہ بتلاتے قرآن اپنے اختلافات کا خود اقراری ہے۔ سورہ نسا

و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ترجمہ اگر یہ قرآن خدا کے
سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو اللہ تم پاتے اِسمیں بہت اختلاف۔ پس صاف ظاہر ہے
کہ بہت اختلاف تو نہیں لیکن بہت سے درا کم اختلاف ہے۔ خود اسلام کا تھوڑے عرصہ
میں ۵۰ افرقوں میں تقسیم ہو جانا اُس کے اختلاف تعلیم کی وجہ ہے۔ تمام بدھی مانوں
کو اِس کا اقرار ہے کہ قرآن میں اختلاف بیشمار ہے۔ "وجوہ قراۃ جائز التلاوۃ
بسیار است و اختلاف در حروف و الفاظ بسیار در یں اوراق از قراۃ معتبرہ روایت
بکروار امام عاصم رحمۃ اللہ کہ دریں دیار بصفت اشتہار در تب اعتبار دارد مثبت تغیر
مگردد۔ بعضے از کلمات کہ حفص را با او مخالفت است و معنے قرآن بسبب آں اختلاف
تغیر کلی میپابد بارشارت مبرود" (تفسیر حسینی صفحہ ۳ جلد اول) اور معانی کے اختلاف
کا تم کو خود بھی اقبال ہے کسی آیت اور حدیث کے معنی کسی نے کچھ سمجھے اور کسی نے
کچھ یا اسواسطے کہ سب نہ ملنے حدیث کے لاچاری کو قیاس کیا کسی کے قیاس میں
کچھ آیا اور کسی کے کچھ" (حجۃ اللہ صفحہ ۶۹) شیخ صاحب اگر اختلاف نہیں تھا تو
حضرت عثمان نے چند قرآن جمع کرکے کیوں جلا دیئے (دیکھو تاریخ ابو الفداعربی
جلد اصفحہ ۳۰۴ مطبوعہ مصر) آیات کی آیات بدل گئیں۔ کھجوروں کے پتوں کو
بکریاں یا اونٹ کھا گئے۔ اور چمڑوں کو دیمک لگ گئی۔ یا کیڑے کھا گئے (صفحہ ۲۴۸
جلد ا) اسی واسطے شیعہ لوگ ابھی تک اِس قرآن کو بیاض آسمانی پکارا کرتے ہیں
اور اپنے قرآنوں کے آخر میں تین پہلے خلیفوں پر تبرا کہہ دیا کرتے ہیں (دیکھو
قرآن قلمی موجودہ لائبریری مطابق نزول) اور اسی طرح آیتوں کا باہمی ناسخ منسوخ
ہونا خود اس کے اختلاف کی علامت ہے اور منکر کے واسطے شامت لیکن وید میں
کوئی اختلاف نہیں اور آج کوئی نہ بتا سکا۔

مولوی چوتھی خوبی۔ وہ سارے جہان میں پھیلی ہوئی ہو۔ جیسا کہ قرآن کہ کوئی
بستی اہل اسلام کی ایسی نہ ہوئی جس میں دو چار قرآن موجود نہ ہونگے نہ کہ وید جس
کا کہیں نہ نہیں ملتا۔

آریہ ۔ یہ بھی آپ کی صریح غلطی ہے۔ قرآن سارے جہان میں نہیں۔ امریکہ میں
قرآن کہاں اور اسی طرح سویڈن ناروے آسٹریلیا و اٹلی و جرمن میں قرآن کا
نام و نشان نہیں اور نہ وہاں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے اور اسی طرح نیپال۔ بھوٹان
وغیرہ میں قرآن کو کوئی جانتا بھی نہیں اگر زیادہ اشاعت کتاب سے دین کی سچائی
ہے۔ تو آپ کو عیسائی ہو جانا چاہیئے کیونکہ بائبل کے برابر قرآن کی اشاعت
نہیں ہے۔ اور کوئی شہر ہندوؤں کا ایسا نہیں جہاں وید نہ ہوں اور دکھن کا
تو ایسا کوئی گاؤں نہیں جہاں وید نہ ہوں یا وید کا حافظ نہ ہو۔ وید دنیا سے گم نہیں
ہیں۔ بلکہ لاہور بنارس۔ کلکتہ بمبئی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ اجمیر۔ لندن۔ سویڈن۔ ناروے
فرانس۔ نیویارک۔ جرمن میں برابر چھپتے ہیں۔ اور سربازار فروخت ہوتے ہیں۔
اور صدہا دوکانوں پر مل سکتے ہیں جس کا دل چاہیئے لاہور آریہ سماج کی لائبریری
سے ع۱۲ روپیہ کو منگا لے۔ اِس سے آپ کی ناواقفیت اور کسی غرض دنیاوی
سے اندھا ہو کر اسلام کی طرف رغبت ظاہر ہے ورنہ وید کے پیرو قرآن سے کم
نہیں اور نہ انجیل سے کم ہیں۔

مولوی پانچویں خوبی۔ جب تک اُسکا رکھنا منظور ہو وہ کتاب الہامی امداد
حق کی تحریف سے مبرا رہے۔ اور یہ بات سوائے قرآن کے اور کسی کتاب کے حق
میں ٹھیک نہیں وغیرہ۔

آریہ ۔ توریت میں تحریف ہو گئی۔ اور وہ منسوخ اور ناقابل عملدرآمد ہے۔ زبور بھی

کا حصہ ۱۸ و ۱۹ وغیرہ اور خود قرآن بھی اُس کی تحریف کا قائل ہے۔ اور قرآن کی تحریف
کے شیعہ صاحبان اقراری ہیں۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے "دو تعصب
ششم آنکہ قرآن مجید تبرا نمائید و گویند۔ این قرآن منزل نیست محرف عثمان
است" (باب ۱۱ فصل ۲ صفحہ ۵۶۲) و ماسٹر امید رصاحب نے اپنی کتاب تحریف
قرآن میں اس مضمون کو اچھی طرح ثابت کیا ہے البتہ وید کی نسبت نہ آج تک
کسی نے یہ الزام لگایا۔ اور نہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ پونا بمبئی۔ بنارس۔ متھرا۔ احمد آباد
کاٹھیاواڑ میں لاکھوں وید مقدس کے حافظ موجود ہیں۔ قرآن کے حافظوں میں
اور وید کے حافظوں میں ایک بڑا فرق ہے۔ یعنے قرآن کے حافظ اندھے ہیں اور
وید کے حافظ تمام تر پڑھے ہوئے اور آنکھ والے۔ وید کی قلمی کاپیاں موجود
ہیں کسی میں کوئی اختلاف نہیں۔ پٹن۔ جموں۔ جے پور۔ بیکانیر میں جو سرسوتی
بھنڈار ہیں اُن میں صدہا برس کی قلمی کاپیاں وید کی تاڑ پتر۔ بھوج پتر۔ سوتی
کپڑوں اور ریشمی کپڑوں پر لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اور سب منتر و چھند اور
اکھشر آدی ویدوں کے گنے ہوئے موجود ہیں سولہ سنسکاروں میں وید عموماً
پڑھے جاتے ہیں۔ آٹھ آٹھ ہزار برس کی کتابوں میں جو وید کے حوالہ درج ہیں۔
وہ سارے کے سارے انہیں ویدوں میں بعینہ ملتے ہیں۔ پس وید تحریف
و تصرف سے پاک ہیں۔ ویاس نے ویدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔ اور نہ ہی برہما
کے چار مکھ سے وید نکلے۔ اور نہ برہما کے چار مکھ ہیں۔ وید ویاس کے معنے
ویدوں کے عالم کے ہیں۔ اور یہ وید پڑھنے کے بعد ڈگری ملا کرتی تھی جیسے
اس وقت بھی بنارس میں کئی ویاس موجود ہیں۔ مثلاً ہری کشن ویاس وغیرہ
البتہ قرآن عثمان نے جمع کیا اور اگلے نسخے جلا دیئے اور اسی پر لوگوں نے یورش
کرکے اُس کو مار ڈالا۔ برہما یا کسی اور آدمی کے چار مکھ نہیں ہو سکتے۔ یہ بات وید
کے خلاف ہے اور دور از انصاف چتر وید کہانی سے چتر مکھا یعنے چار وید
جس کے برزبان ہوں وہ چتر مکھ ہے۔ ایسے چتر مکھی برہما دکھشن میں اب بھی
ہزاروں موجود ہیں۔

مولوی ۔ منڈک اپنشد اتھروید ہے کہ شنکر اچاریہ کی تفسیر میں یوں لکھا
ہے اس سے ظاہر ہے کہ تالیف وید بعد زمانہ شنکر اچاریہ کے ہے۔ اور زمانہ
شنکر اچاریہ ۱۱۰۰ یا ۸۰۰ یا ۹۰۰ عیسوی ہے۔ پس کلام الٰہی اور قدیم نہ ہوا۔
(صفحہ ۲۲۹ ظفر مبین)

آریہ ۔ مولوی صاحب اور تمام مسلمانوں کی (جو اُنکی معلومات پر فخر کیا کرتے ہیں)
لیاقت کا اندازہ ہم اسی سے لگا سکتے ہیں۔ منڈک اوپنشد میں ہرگز نہیں اور
نہ کسی اوپنشد میں شنکر اچاریہ کا نام ہے۔ بلکہ شنکر اچاریہ نے تو منڈک اپنشد
پر تفسیر لکھی ہے۔ جو شنکر بھاشیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور خود شنکر سوامی
نے ویدانت بھاشیہ اور اُپنشد بھاشیہ میں ویدوں کو الہامی اور انادی گیان
مانا ہے۔ پس وید کلام الٰہی اور قدیم رہے اور آپکی لیاقت ظاہر ہو گئی۔

مولوی ۔ صفحہ ۲۰۷ کرشن گیتا کے شلوک ۱۹۴ میں لکھا ہے کہ یہی کرم ہیں جن
کی تفصیل ویدوں میں ہے اور اشلوک ۲۱۸ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے حکم نہیں دیا کہ آدمی کرم کرے
اس سے ظاہر ہے کہ یہ جنان کرموں کا ذکر ہے پرمیشور یعنی خدا کی طرف سے نہیں ہوئے ورنہ کس طرح
صادق آتا کہ پرمیشور نے کرموں کا حکم نہیں دیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کلام خدا نہیں پھر
شلوک ۲۰۰ میں لکھا ہے کہ جس کو خود اپنی ادراک معقولات کی ہو چکی ہے اسکو وصال ہو تا وہ
محتاج ویدوں کے احکام کا نہیں ہوتا (ظفر مبین صفحہ ۲۱۷) +

آریہ۔ گیتا کے کسی ادھیائے میں ۴۹۴ یا ۲۱۰ یا ۷۷۲ تعداد کے شلوک نہیں ہے۔ پس یہ دعویٰ سراپا باطل ہے۔ مگر اس اعتراض سے آپ کی اور آپ کے مولانا محمد علی کی لیاقت ظاہر ہو گئی۔ گیتا تصوف کی کتاب ہے جیسے مسلمانوں میں مثنوی رومی۔ وہ کسی ہم اوست والے نے بنائی ہے۔ ہمارا مذہب وید ہے۔ مگر گیتا کا مصنف ویدوں کو الہامی مانتا ہے۔ دیکھو ادھیائے ۳ شلوک ۱۵۔ اور اس پر شنکر بھاشیہ۔ ब्रह्मसमुद्भवं ब्रह्म परमात्मा समुद्भवो यस्य तत् ब्रह्मसमुद्भवं ब्रह्म वेद

ترجمہ کہ وید پرماتما یا برہم سے اوپن ہوئے ہیں اور یہی وید ایشور کا الہام یا گیان ہے۔

مولوی ۸۱۔ آریہ عقلمندوں کے اعتراضوں سے ڈر کر یہ بات بنائی ہے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ اور آدیتہ رکھیشروں کے نام ہیں۔ یا کوئی اور روایت ایسی ہی بے سند کسی کتاب میں لکھی ہو گی۔ ہندوؤں کے ہاں روایات مختلفہ بے سند کی کیا کمی ہے۔

آریہ۔ یہ تو سخت بے ایمانی کی بات ہے کہ بلا وجہ تو یہ کسی کے ذمہ الزام لگانا۔ یہ بات ہم لوگوں نے نہیں بنائی بلکہ صدہا معتبر گرنتھوں میں لکھا ہے (دیکھو منوسمرتی۔ گوپتھ برہمن۔ شتپتھ برہمن) ابھی تک ان کے نام پر دو بچوں کے گوت موجود ہیں جو ہم لوگوں کے مورث اعلیٰ ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ روایات بے سند کا زیادہ رواج مسلمانوں میں ہے۔ جس کا آپ کو دوسری جگہ اقبال بھی ہے ”وجب لوگوں (امام دار محمدیوں) نے حضرت پیغمبر پر جھوٹ باندھا اور ہزاروں حدیثیں جھوٹی بنا کر اپنا منہ کالا کیا (حجۃ اللہ صفحہ ۱۰۱) اس سے صاف ظاہر ہے کہ روایات بے سند مسلمانوں کے ہاں انبار بھرے پڑے ہیں حدیثوں کا ذخیرہ اسی قسم سے ہے اور قرآن کا اختلاف علاوہ براں۔

مولوی ۸۲۔ اگر بفرض محال خواہ تسلیم کیا جاوے۔ کہ یہ بید جو ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے کلام الٰہی ہے تو بھی اب بید پر عمل کرنے کی تکلیف نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس کے بعد توریت اور انجیل اور دوسری کتب آسمانی نازل ہوئیں۔ ان پر عمل در آمد کا حکم ہوا۔ اور سب کے بعد قرآن مجید نازل ہوا۔ اب تمام جہان کو حکم ہے کہ قرآن پر عمل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید محفوظ بھی رکھا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و خاتم النبیین مبعوث ہو گئے۔ اور چونکہ ان کی حدیث بھی محفوظ ہیں اور تمام جہان کو آپ ہی کی متابعت کا حکم ہے سو اب تمام جہان کے جن اور انسانوں پر لازم ہے کہ قرآن مجید اور محمد صلعم کے تابع ہوں۔

آریہ۔ یہ کہنا آپ کا بے دلیل اور بے ثبوت ہے سنئے! توریت و زبور کے ماننے والے موجود اور وہ مذہب بھی قائم اور کتاب محفوظ قرآن سے زیادہ اس کی اشاعت۔ انجیل کے ماننے والے ہمارے ملک کے بادشاہ موجود۔ انجیل کی اشاعت قرآن سے لاکھوں گنا زیادہ۔ اس کے پیرو محمدیوں سے کئی درجہ بڑھ کر یعنے ۳۰ کروڑ اور محمدی ۱۳ کروڑ سے بھی کم ان کی صدہا کتب دین اسلام اور قرآن کی تردید میں موجود۔ ان کے واعظ اسلام سے بدرجہا بڑھ کر افزوں ہر سال ہزاروں مسلمان دین محمدی سے ہاتھ دھو عیسائی ہو رہے ہیں یہودی اور عیسائی اگرچہ آپس میں کچھ مخالف ہیں۔ مگر دونوں بالاتفاق قرآن اور محمد صاحب کی تردید کرتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی الہامی کتابوں کے رو سے محمد صاحب کو جھوٹا نبی اور قرآن کو جھوٹی کتاب مانتے ہیں۔ عیسیٰ نے کہا ہے کہ میرے بعد کسی پر ایمان نہ لانا۔ کیونکہ نجات کا دروازہ میں ہوں۔ گویا صاف لفظوں میں ختم المرسلین ہونے کا دعویٰ کیا۔

باقی رہا قرآن۔ توریت۔ زبور و انجیل کی تو وہ خدا جانے کس لحاظ سے بطور چاپلوسی یا خوشامد کے ظاہر بطور پر تکذیب یا تنسیخ نہیں کرتا۔ مگر اس کے پڑھنے۔ دیکھنے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ سارے محمدی ان کتابوں کو منسوخ جانتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ ان کو پڑھتے بھی نہیں۔ اور اسی طرح سارے عیسائی اور یہودی قرآن کو۔ افسوس عربوں اور عبرانیوں کا خدا اور اس کے احکام! ہمارے خیال میں پرانے عہد نامہ میں قرآن اور انجیل کی نسبت توحید زیادہ ہے۔ اور انجیل میں بہ نسبت ان سب کے اخلاق زیادہ ہے۔ عیسائیوں نے اچھا کیا۔ کہ دونوں کو شامل رکھا مگر قرآن میں ان دونوں سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔ دریں خیال عیسائی عالموں کا اعتقاد بالکل صحیح ہے کہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں (دیکھو عدم ضرورت قرآن)

توریت کی توحید اور اخلاق کی بنیاد موسیٰ کے دس احکام ہیں۔ وہ بعینہ موسمرتی بھارت۔ رامائن اور وید مقدس میں موجود ہیں۔ اور اس کا تو تمام مورخین بلکہ آپ کو بھی اقبال ہے۔ کہ وید توریت و زبور انجیل وغیرہ سب سے پہلے ہیں۔ بلکہ بائبل ان انڈیا کے فاضل مصنف نے زبردست شہادتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ کی جو جو اچھی اور عمدہ ہدایات ہیں وہ تمام وید اور منو سے لی گئی ہیں۔ قرآن کوئی نئی ہدایت نہیں بتلاتا بلکہ توریت اور انجیل کو ہی ہدایت حق اور نور بتلاتا ہے (دیکھو سورہ مائدہ) باقی رہی قرآن کی قصہ کہانیاں۔ وہ تو ساری کی ساری انجیل اور توریت اور یہودیوں کی حدیثوں اور پارسیوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔

باقی رہا محمد صاحب کا خاتم المرسلین ہونا کسی طرح بھی درست نہیں۔ ان کے بعد مسلیمہ۔ سنت سجاح۔ امریکہ کا مسیح۔ عرب کا مسیح۔ کیشب چندر سین۔ شیو نرائن اگنی ہوتری وغیرہ بیسیوں لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ان کی امتیں اور کتابیں موجود ہیں فصاحت کے دعادی بھی ہیں۔ پس کسی طرح محمد صاحب ختم المرسلین نہیں۔

اب اخیر میں ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ خدا کے احکام میں رد و بدل۔ ناسخ و منسوخ کی ضرورت نہیں۔ دیکھئے سورج چاند وغیرہ۔ خدا کا قانون قدرت جیسا شروع دنیا سے ہے ویسا ہی اب تک اور ہمیشہ رہیگا۔ توحید۔ اخلاق۔ ہدایت و علم کی آدمیوں کو ہمیشہ ضرورت ہے۔ پس اس کے تبدیل یا تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ حفظ صحت کی بھی روز ضرورت ہے کسی دانا نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎ تغیر بحکم ازل راہ نیابد۔ تبدیل بفرمان خدا کار ندارد۔ در دائرہ کم و بیش نگنجد۔ تا سر قدر چون و چرا کار ندارد۔ بنا براں نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کے پاس مقدس اور پورا الہام میں تغیر و تبدل۔ نسخ اور رد نہ ہو۔ جیسا کہ وہ ایک ازل سے ابد تک خدا ہے جیسا کہ اس کا کام لا تغیر ہے ویسا ہی اس کا الہام بھی رد و تبدل سے بری ہونا چاہئے اور ایسا سوائے وید مقدس کے کوئی نہیں۔ سب سے زیادہ وید محفوظ ہیں اور ایسی کامل زبان میں ہیں جتنے عمدہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ تمام جہان کو اس ایشور کے ارشاد وید کا ماننا اور ان کے ملہم رشیوں کی عزت کرنا ضروری ہے سوائے وید مقدس اور معزز رشیوں کے اور کوئی نہ تو الہام اور نہ ملہم الہام۔ باقی ہے سب جہان کو ہمیشہ کے واسطے حکم ہے کہ وید اور ایشر کے تابع ہوں ؎ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

مولوی ۸۳۔ جیسی خوبی۔ وہ الہام بہت اور مبالغہ شاعرانہ سے خالی ہو اور اس کی عبارت ایسی رنگین ہو کہ اس کا کوئی نظیر نہ بنا سکے۔ اور کوئی بات علم کے خلاف نہ ہو جیسے کہ قرآن۔

آریہ۔ آپ اگر قرآن کو انصاف سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ مبالغہ شاعرانہ سے خالی نہیں۔ حوروں غلمانوں اور بہشتی میوہ جات کے بیان میں قرآن کتنے شاعرانہ تعریفات کے سبز باغ دکھلاتا اور جوان اعرابیوں کو ان کے دام مشکین میں پھنسانا ہے نوح کے طوفان کا بیان۔ برج مائل کی داستان۔ اصحاب کہف کی خواب اور بنی اسرائیل کے لئے من و سلویٰ کے کباب اور بحر قلزم کا پایاب ہونا کیا شاعرانہ گپ نہیں ہے اور یہی سبب تھا کہ وہ لوگ محمد صاحب کو شاعر کہا کرتے تھے۔ قرآن کی عبارت ایسی رنگین نہیں کہ اس کا نظیر نہ بن سکے۔ اور الحمد سے الناس تک کوئی علمی بات درج ہے علم کے خلاف صدہا مسائل درج ہیں۔ علم سے سات تو در کنار۔ ایک آسمان بھی ثابت نہیں ہوتا

اور نہ اُس کے دروازوں کا نشان لگتا ہے اور سات زمینوں کا نشان ملتا ہے۔ قرآن کی فلاسفی نور سے خالی ثابت ہے۔ واقعہ معراج محمدی اس قول کا گواہ ہے۔ ایک ہی روحانی مسئلہ کا سوال ہوا تھا۔ جس میں نامعلوم و ناواقف ہے۔ علم انسانی اور مذہب کے خصائص کا بیان سے خدا ہے یا ایرانی اور یونانی فلاسفر بھی اعرابیوں سے بڑھ کر حقیق ہیں۔ بلکہ ہی طریقے قرآن میں ایسے تھے۔ مگر اب اس بارہ میں بھی کئی بڑھ چڑھ کر کتب تصنیف ہوگئی ہیں۔ تمام علوم سے نہ محمد صاحب نہ قرآن کا جامع حتمان۔ اور نہ کوئی اُن کے مارنے والے کے انکار رکھے اور اس کے شاہد حال عرب کے ۱۳۰۰ سو سال کے واقعات ہیں۔ کہ عرب میں کسی طرح کی علمی یا عملی ترقی نہ ہوئی۔ وہی عشر عشر۔ وہی سو سمار۔ وہی جُو اور وہی کاروبار۔ طب حساب۔ منطق۔ جیالوجی۔ اسٹرانومی۔ فزیالوجی۔ علم نباتات۔ علم لوگ ریس نیس۔ کسٹری۔ سرجری۔ وغیرہ کس علم کا قرآن سے نشان تلاش کریں۔

ہم نسخہ خبط احمدیہ میں بہت سے حوالے پیش کر چکے ہیں۔ اور تہذیب الاخلاق میں سید احمد خان صاحب نے صاف تصدیق یا ہے۔ کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی ہے اس واسطے مسلمانوں نے سوئے علم تشریح کے ہر ایک صیغہ میں بڑی ترقی کی" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۴) البتہ جہاد و کثرت ازدواج۔ جی۔ بھوت وہا بعث و ماروت کی دھوم ہے۔ باقی علوم کا حال الگ معلوم ہے۔ وید میں توحید الٰہی کا اتنا مذکور ہے کہ اگر وہی اکٹھا کیا جاوے تو اُس کا مجموعہ بھی قرآن سے بڑھ جاوے۔ شری سوامی جی نے نمونہ کے طور پر ایک سوترنی آریہ ستونتے میں درج کی ہیں ویدک توحید کا ترجمہ آسان سنسکرت میں دس اُپ نشد ہیں جن کی بابت تمام فضلائے سنسکرت دان متفق ہیں کہ ان سے بڑھ کر اچھے اوپدیش کسی مذہب میں نہیں ہیں۔

ملک جرمن کے مشہور فلاسفر شاپن ہاور صاحب فرماتے ہیں "اُپ نشدوں کے ہر ایک فقرہ سے گہرے اصول اور بڑے بڑے عالی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ تمام میں ایک اعلیٰ درجہ کی مقدس اور سچی روح و پاک معلوم ہوتی ہے۔ تمام دُنیا میں سوائے اصل کتب وید کے کوئی کتاب ان سے زیادہ مفید اور علویت کو پانے والا مطالعہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اُپ نشد کا مطالعہ ہے۔ یہی اُپ نشد میری زندگی کے لیے موجب تسکین ہوئے ہیں اور یہی میری موت کے بعد بھی تسکین دہ ہوں گے"

حاصل آپ ہی دت لکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کوئی دوسرا کام کسی دوسری زبان میں ہو جو کہ ایسی مفید فلاسفیکل انکوائری (تحقیقات) کے طور پر انسان کے دل کی ترقی میں ہو جو بتلاوے جیسا کہ رگوید ظاہر کرتا ہے یعنی کس طرح انسان کی عقل درجہ بدرجہ اعلیٰ سے اعلیٰ طرف جاتی ہوئی پیدا کردہ چیزوں سے پیدا کرنے والے کے خیال تک پہنچتی ہے"
(ہسٹری آف انڈیا جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

باب سوم

گائے کی بابت اعتراضوں کا جواب حجۃ الہند ۱۵۹۔ ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں۔ اور سونے کے خول وغیرہ بنا کر اُس پر چڑھاتے اور برہمن کو دان دیتے ہیں۔ اُس کے گوبر اور پیشاب کو نہایت پاک اور پاک کرنے والا جانتے ہیں اور پنچ گپ بنا کر پیتے ہیں اور گو دہوڑ لیے گائیوں کے پاؤں کی گرد کو بھی نہایت پاک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملیچھ کے مکان میں کھانا پینا درست نہیں پر جو اُس مکان میں گائے بندھی ہوں درست ہے جیسے پشلوک ہے۔

नील पदे जते त हे, ये बाला मले छुम दे

یعنی نیل کا رنگ پہننا ریشمی کپڑے پر اور غیر قوم کا پانی پینا چھاچھ میں ملا ہوا اور ملیچھ کے مکان میں جہاں گائیں بندھی ہوں کھانا سا درست ہے۔

جواب۔ تمہارا بھروسہ عموماً جہلا کے کاروبار پر ہے۔ مگر ساسر کی گھار رکھا۔ اسی لیاقت پر مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت آپ کو سنسکرت کی ذرا بھی آگاہی نہیں۔ پھر ہم ملاں خطرہ ایمان کیوں ہوئے۔ افسوس کہ گو سالہ مایہ رشد وگا ڈر شد۔

جو آدھا شلوک کا آپ نے درج کیا وہ بھی دونیں مقام پر اشدہ ہے۔ کسی بیوقوف ہندو سے سن سنا کر یاد کر لیا ہو گا۔ یہ کسی شاستر یا پرمانک گرنتھ کا نہیں۔ بلکہ کسی جعلساز اور شاعر پنڈت کا طبع زاد ہے۔ جو ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں اور ایسے ہی ہندو ہیں جو پیر[1] امداد حسن کی زیارت پر سور کا بچہ منت لینے کے واسطے چڑھاتے ہیں درحقیقت وہ اسم بامسمیٰ ہندو ہیں ست دھرم سے ناواقف۔ اودیا میں مبتلا۔ راستی سے محروم ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ ہندو موسوم ہیں۔ گائے ایک حیوان اشرف البہائم ہے۔ دیوتے اُس کے بدن میں جمع نہیں رہتے۔ بلکہ ایسے گھروں میں رہتے ہیں۔ سونے کے خول بنا کر اُس پر چڑھانا۔ اور برہمنوں کو دان دینا اور بچھڑی کھلانا اگر صرف گائے کو سبب نجات دہندہ جانا حرام اور باعث عذاب ہے۔ اُس کا گوبر اور پیشاب بھی سوائے خاص امراض کے عام طور پر مفید نہیں اور نہ ست شاستروں میں اس کی تاکید ہے لیکن یہ بات سراسر ویدک یعنی حکمت سے متعلق ہے باقی رہا یہ امر کہ پرائشچت کے وقت پانی کو پلاتے ہیں۔ نا جائز نہیں بلکہ بطور جلاب کے استعمال کر لیتے ہیں یا بطور قسم کے کہ پھر ایسا کام نہ کریگا اور دادی نادانی میں قدم نہ دھریگا۔ اور یہ پرائشچت اُس وقت ہوتا ہے کہ کوئی ہندو مسلمان رنڈی سے زنا کرے۔ یا مسلمانوں کے ہاتھ سے پرانھوجن استعمال کرے یا محمدی و عیسائی مذہب قبول کر پھر واپس ہونا چاہیے۔ یہ سارے کام چونکہ ست دھرم کے خلاف ہیں۔ اُن کے مرتکب پاپی کو بطور انصاف دو سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بھی اس کی مرضی سے پھر اس کو شُدھ ہندوستان کراست دھرم کے راہ راست پر لایا جاتا ہے۔ اِس کے حسب حال سعدی کہتا ہے ؎ گر آب چاہِ نصرانی نہ پاک است۔ یہودی مردہ بشوئی چہ باک است ✦ گو دھوڑ وغیرہ پر اعتقاد کی بنیاد جہالت ہے اور بجز نیل پہنے میں کوئی دوش نہیں۔ مہادیو پہاڑی راجہ کا نام ہی نیل کنٹھ تھا کرشن جی کا رنگ بھی نیلا ہے اور وہ نیلا بستر بھی پہنتے تھے۔ اسی تقلید پر اُن کا نام نیلا امبر ہے جہالت کے زمانہ کی چھوت چھات کسی طرح جائز نہیں مگر وہی جو ویدک شاستر کے رو سے درست ہے اور تمام ودوان پنڈت اُسی کو صحیح مانتے ہیں۔

اعتراض ۱۵۹۔ سبحان اللہ آدمی جو اشرف المخلوقات ہے۔ اُس کا منہ جس سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کو تو ناپاک جانتے ہیں۔ اور گائے جو ایک حیوان ہے وہ ہندوؤں کی معبود اور اُس کی نجاست اُن کے نزدیک نہایت پاک اور پاک کرنیوالی جس کا کھانا موجب نجات جانتے ہیں

جواب اول۔ ہم جہالت سے نہیں بلکہ حکمت سے جوٹھا کھانے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اس میں تمام دُنیا کے ڈاکٹر سوائے بعض اعرابیوں کے ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ گائے کو نہ ہم معبود اور نہ اس کی نجاست کو نہایت پاک اور پاک کرنے والی جانتے ہیں۔ اور نہ باعث نجات مانتے ہیں مگر اُس میں بدبو نہیں ہوتی۔ اس واسطے جلانے مکان لیپنے کے کام میں لاتے ہیں اور اُسی سے رزق پکاتے ہیں۔ اور اس میں مسلمان عیسائی وغیرہ تمام اہل مذاہب دنیا کے ہمارے شریک ہیں۔

اب ہمیں بقول تمہارے کہنا پڑا کہ سبحان اللہ آدمی اشرف المخلوقات کی

[1] اس پیر صاحب کی خانقاہ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں واقع ہے ✦

نجاست ناپاک اور اُس کا بول بھی ناپاک مگر گائے حیوان کا گوبر پاک اور جو چیز (روٹی) مسلمانوں کے منہ میں جائے اس کو اس کا دھواں لگے اور اسی گائے کے گوبر سے پکی ہوئی روٹی کھا کر نماز و وظائف بلکہ قرآن پڑھیں لیکن اگر آدمی اشرف المخلوقات کی نجاست کا دھواں روٹی کو لگے تو ناپاک ہو جائے۔ کیسی قرآن کی فلاسفی ہے جس سے انسان اشرف المخلوقات کی ہتک ہوتی ہے۔ افسوس!

جواب دوم ذرا حدیث نبوی کو کھولکر دیکھو۔ باب فی شرب ابوال الابل۔ عن انس ان ناسا من عرینۃ قدموا المدینۃ فاجتووھا فبعثھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابل الصدقۃ وقال اشربوا من البانھا وابوالھا ترجمہ روایت ہے انس سے کہ کچھ لوگ عرینیں آئے مدینہ میں۔ اور راس نہ آیا اُن کو مدینہ کا سو بھیجا اُن کو رسول اللہ نے صدقہ کے اونٹوں میں اور فرمایا کہ پیو دودھ اور پیشاب اونٹوں کا (جامع ترمذی مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱)

پھر لکھا ہے "استدلال کیا ہے اصحاب مالک اور احمد نے ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے بول ما یوکل لحمہ کے" (صفحہ ۱ جامع ترمذی) پس ہم کو دوبارہ کہنا پڑا کہ سبحان اللہ اشرف المخلوقات کا بول ناپاک اور نجس۔ مگر اونٹ کا بول نہایت پاک اور مسلمانوں کے پینے کے قابل۔

مشکوٰۃ میں ہے۔ قال رسول اللہ لا باس ببول ما یوکل لحمہ روایت است عازب گفت رسول نیست باک بول آنچہ خوردہ میشود گوشت وے۔ وفی روایۃ جابر۔ و در روایت جابر اینچنیں آمدہ کہ گفت آنحضرت ما اکل لحمہ فلا باس ببولہ یعنی چیزے کہ خوردہ میشود گوشت وے۔ پس باک نیست باک بول او و تمسک کردہ است بظاہر ایں حدیث کہ قائل ست بطہارت بول ماکول اللحم چنانچہ مالک و احمد و بعضے از شافعیہ (جلد اول صفحہ ۲۷۶)

جواب سوم۔ روافض محمدیوں میں سے ایک فرقہ ہے قرآن اور نماز اور رسالت کا قائل اس کی بابت کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ خود قائل اند بطہارت بول بقرو مراز او۔ و روافض نیز قائل اند بطہارت بول بقر و انسان ہر دو و مراز ہر دو۔ (صفحہ ۲۰۰ سطر ۵ مطبع ہند لکھنؤ)

اعتراض ۱۰۰۔ اور نیا تماشہ یہ ہے کہ جس گائے کی پرستش اور اسقدر تعظیم کرتے اور گو ماتا کہتے ہیں جب وہ مرنے لگتی ہے تو بعضے ہندو اُسی ماتا کو اپنے گھر سے نکال دیتے ہیں جب مر جاتی ہے اُسے چوہڑے چماروں کو حوالہ کر دیتے ہیں۔ وہ اُسے سر بازار گھسیٹتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ بھلا ماتا کا جنازہ اسی طور سے نکالنا مناسب و زیبا ہے۔ اور وہ چوہڑے چمار اُس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور بچا ہوا گوشت اور استخواں کوے اور کتے کھاتے ہیں اور اس کے چمڑے کی جوتیاں سب ہندو پہنتے ہیں۔

جواب اول۔ نہ تو گائے کی پرستش اور نہ اُس کو ماتا کہنا جائز ہے۔ بلکہ گاہ عام ہنود بھی صرف دودھ کی خاطر اُسے ماتا کہتے ہیں۔ اور اُس کے مرنے پر شرادھ بھی نہیں کرتے نہ بیل کو پتا جانتے ہیں۔ اور نہ بچھڑے کو بھائی اور نہ بچھڑی کو بہن جانتے ہیں۔ بلکہ صرف مفید جان کر اُس کو ماتا کہتے ہیں۔ فائدہ دینے والی کو سنسکرت میں ماتا کہہ سکتے ہیں وہ نہ حقیقی ماتا اور نہ ماسکہ ماتا ہے بلکہ بچھڑے کی ماتا ہے۔ اور ہم کو دودھ کی داتا۔ وہ ایک حیوان ہے حیوان کو انسان کی کوئی رشتہ داری نہیں۔ پس یہ سارے اعتراض آپ کے سراسر بے بنیاد اور فضول ہیں فرانسیسی ڈاکٹر برنیر صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "گائے کا ایسا لحاظ غالباً اس وجہ سے ہو گا۔ کہ وہ ایک نہایت ہی فیض بخش جانور ہے۔ اور دودھ اور گھی جوان کی بڑی غذا ہے اس سے حاصل ہوتی۔ اور یہ کہ بیل زراعت کا بھاری ذریعہ ہے۔ اس وجہ سے گویا بیل گائے انسان کی زندگی کے محافظ ہیں" (جلد دوم صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ امرتسر)

جواب دوم۔ بعضے مسلمان جو اپنے وقت میں بڑے معزز تھے۔ اور جن کی اب بھی تمام اہل اسلام میں نہایت عزت ہے۔ بلیوں اور اونٹوں کو پیار کرنے سے ابوہریرہ۔ ابوالبکر مشہور ہو گئے۔ حالانکہ بلیوں اور اونٹوں کو مرنے پر مردار سمجھ کر مسلمان چوہڑے چماروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ مگر اُن کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔

جواب سوم۔ کھوپر اصل میں مسلمانوں کی خالہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ مگر کھوپر کھانے جلانے۔ پکانے اور بیچتے ہیں۔ خالہ کو نہیں۔

جواب چہارم۔ جب گائے ماتا نہ رہی تو اُس کو مرنے پر چوہڑے چماروں کے حوالہ کرنا اور اس کو سر بازار گھسیٹتے لے جانا نہ گناہ ہے نہ بُرا کام ہے۔ جب وہ ماتا نہیں بلکہ حیوان ہے تو اُس کا جنازہ چہ معنی دارد۔ چوہڑے چماروں کا اگرچہ گائے کا گوشت کھانا بُرا ہے مگر مسلمانوں سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ مرے کو کھاتے ہیں اور یہ خود مودی بنتے ہیں۔ ویسا ہی گوشت خور بھی ہیں مسلمان۔ چوہڑے چمار کوے سے کتے۔ گیدڑ وغیرہ ایک کتا دوسرے پر بھونکتا ہے پس ہم کو کوے کتے کے کھانے سے کیوں ارمان لگتا ہے۔ یاد نہیں کہ "نیم خوردہ سگ ہم سگ را شاید" ہندو تمام جانوروں کے چمڑے کی جوتی پہنتے ہیں۔ اور وہ جائز ہے۔ تم اپنی ماتا کو مرنے کے بعد سر پر خاک ڈال اور سینہ پر پتھر ڈال گور کے گڑھے میں ڈال آتے ہو۔ جہاں دوسرا جانور اس کو گھسیٹتا ہوا لے جاتا۔ اور نوچ ڈالتا ہے۔ ورنہ اندر ہی اس کو کچھو کھاتے اور حشرات الارض طعمہ بناتے ہیں۔ گویا کیڑے پڑ جاتے ہیں اور بدبو پھیلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب اونچی قبریں بناتے ہو۔ اور اُن کو محبوس ٹھہراتے دنیا میں حصہ پھیلاتے ہو۔ اور ہوا کو خراب کرتے سب لوگ جانتے ہو کہ قبروں پر کتے موتتے ہیں اور پرندے چیل وغیرہ مردار خور پاخانہ پھرتے ہیں پس یہی تمہاری ماتا پتا کی تعظیم ہے۔ ایسے ہی موقعہ کے واسطے قبروں کے حق میں شیخ سعدی نے لکھا ہے "یکے از امرا را پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر صندوق گورش چہ نویسیم۔ گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش ازاں است کہ روا باشد بر چنیں جایگاہ نوشتن۔ کہ بمرور ایام فرسودہ گردد و خلائق بر گذرند و سگاں بروشاشند" (گلستاں باب ہفتم)

اعتراض ۱۰۱۔ اب حسد و غیظ و تعصب اور تقلید کو چھوڑ کر اور انصاف کر کے فرمائیں کہ اُن کے دین میں گائے کس وجہ سے حرام ہے۔ اگر اس وجہ سے کہ پلید اور خبیث ہے تو اُس کی پرستش اور تعظیم کیوں کرتے ہیں اگر اس وجہ سے کہ اشرف ہے تو اس کے چمڑے کا استعمال کرنا کیوں جائز رکھتے ہیں اور بعد مرنے کے اسکی ایسی رسوائی کیوں کرتے ہیں۔

جواب۔ ہمارے دھرم میں ماس کھانا قطعی حرام ہے اور اسی سبب سے ہم سب جانوروں کا کھانا بُرا جانتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ گائے پر زیادہ زور کیوں ہے۔ اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ وہ مفید زیادہ ہے۔ آریہ ورت کے ملک کی بہبودی تمام تر گائے کی سلامتی پر ہے۔ دوم حکمت کے رو سے اُس کا گوشت سب سے زیادہ مضر ہے۔ پس ایک طرف تو وہ بہت زیادہ مفید ہے کیا بلحاظ کاشتکاری اور کیا بلحاظ دودھ اور دوسری طرف یعنے بلحاظ گوشت وہ بہت زیادہ مضر ہے اسی وجہ سے اُس کا بچانا دھرم اور کھانا نہایت ادھرم ہے گائے پلید اور خبیث نہیں بلکہ اشرف جانور ہے مگر وہ پوجا کے لائق ہرگز نہیں۔

اب ہم بھی چند سوال کرتے ہیں۔ اول تم سور کو کیوں حرام جانتے ہو۔ آیا اس وجہ سے کہ وہ بزرگ اور اشرف اور ساد ہے۔ اگر یہ وجہ ہے تو پھر اُس کو مارتے کیوں ہو۔ اور علی الصبح اُس کا نام لینا کیوں بُرا سمجھتے ہو۔ اور اگر وہ سامنے آجائے تو ناراض کیوں ہوتے ہو اگر اس وجہ سے کہ وہ پلید اور خبیث ہے تو آپ کہاں اور خداوند تعالے کے کلام میں

مجمع سرگین گاؤ است در آخر اول گرم و در دوم خشک و محلل و جاذب۔ ضماد آن مانع ورم و بثور و جرب و قرحہ و بثور شیرپنجہ اطفال است و مانع انصباب مواد و محلل صلابت بعد از آنکہ در کر دہ شدہ باشد جہت خرّاجات عارضہ کہ از کار دو امثال آن و قطع سیلان خون نو موثر و ماند آن خراجت در مفاصل و عرق النساء و رنج لیکن ہر روز دوانی در آن دو بجت جو سپیہائے۔ و با سرکہ جہت ورم خار و ماسل جہت و رام یارد و با شرہ گوگرد و امثال آن جہت استسقا و با زعفران جہت کشود خراج او با مانع جہت ورم پستان و با شیل جہت بوا معد و ۱۰ یا ۱۱ مجرب۔ سرکہ جہت خارش و اوورام صالح و گرم و بول ریجور و ورم و درد دیالو و گرم ضماد یجہ اور روغن زیتون و گداشتن در محل نا سور جہت بیرون آوردن خار و پیکان و امثال آن از بدن و زیر ناف زنان جہت اخراج جنین مردہ و مہرہ گاہ دفن گردانند جہت کشتن جنین۔ دود سرگین گاؤ رنگ و نہگاہ جہت رفع قوبیغ ردی و ریحی سریع الاثر است و بر مقعد جہت درد و ورم آن خ طلا۔ سوختہ او با سرکہ بر پیشانی جہت قطع رعاف بلقوع او در بینی بدہو رجہت رعاف با روغن گل جہت نقرس و بخور او جہت عسر ولادت و گرنہ ایبلن بستر و فطور سائیدن او با روغن بادام تلخ و شراب جہت الم و صربان گوش نہایت مفید است" (تحفۃ المومنین برحاشیہ الادویہ صفحہ ٦٢ مطبوعہ محمدی پریس دہلی)

گوبر کیوا اوپر لگانے سے بھی نفع پہنچتا ہے۔ جس کی تائید اہل ہند کی کتب طب سے ہوتی ہے درسالہ یونانی ہند کانپور صفحہ ٤٣ ۵ ستمبر ۱۸۹٤ء)

گائے کا موتر | و بول گاؤ مادہ لحابت حالی قروح اطفال و نواصیر و گاؤ ہر جہند ورد معدہ باردہ و بواسیر و با وصاف جہت درد گوش با سرکہ جہت درد دندان دسمس عضو با خول و بول گاؤ جہت جذام مجرب داشتہ اند" تحفۃ المومنین صفحہ ١٦٦)

اور بو علی سینا نے اپنے قانون میں لکھا ہے۔ و کذلک بول الثور الزمیند یعلق السحق الجراح والقروح" (صفحہ ٧٢) ان حوالجات سے صاف ثابت ہے کہ گائے کا دودھ گوبر و موتر مختلف امراض کی دوا اور سینکڑوں روگوں کے لئے ذریعہ شفا ہے اور اُس کا گوشت مضر تندرستی و مخرب صحت و محدث امراض کثیر ہے۔

اسی واسطے قرابادین ذکائی میں محمد صاحب کی ایک حدیث درج ہے لحمہا داءٌ ولبنہا شفاءٌ یعنے گائے کا گوشت مرض پیدا کرنے والا اور اُس کا دودھ شفا دینے والا ہے مگر افسوس ہے مسلمانوں کی عقلمندی پر کہ وہ حکیموں کی رائے پر چلتے ہیں۔ اور نہ اپنے پیغمبر کی حدیث کو مانتے ہیں۔ کہ بیہودہ ضد و تعصب سے آئے دن ہند میں ہیضہ پھیلانے اور طوفان بے تمیزی مچانے کے عادی ہو رہے ہیں۔

قاموس میں لکھا ہے۔ الضاری من الطیب دروت دا الصحر بیتہ باب اول باب السرافصل العین صفحہ ٥٠٣ نولکشور) یعنی درندہ گائے کا عیب مشہور و معروف ہے کتے کا مارا ہوا اور اس کے منہ سے حلال کیا ہوا حلال ہے قرآن میں لکھا ہے سورۃ مائدہ وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونہن ترجمہ آنچہ آموختہ باشید اورا از جانوران شکاری در حالیکہ شکار تعلیم کنندگانید۔ اس پر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ عدی بن حاتم و زید الخیل طائی کہ پیغمبر اورا زید الخیر نام نہاد بخدمت آنحضرت آمدہ گفتند یا رسول اللہ ما در جائے باشیم کہ با سخلہا سگاں و مرغان شکاری عمہا نداری میکنیم و سگان آل ذریح و آل جویریہ جانوران وحشی مے گیرند۔ بعضے را بجہد ست کہ مادرے یا بیم ابن این بجہ سگ ہلاک کنند ذبح کنیم و بعضے آنست کہ تا برسیدن ما سگ تلف کردہ است وحق سبحانہ مردہ کمرا و حرام ساخت حکم این چگونہ است۔ آیت آمد کہ از تو مے پرسند چہ چیز حلال کردہ برایشاں بگو کہ حلال ست شکار آنچہ تعلیم دادہ اید از شکار کنندگان خواہ سباع چوں سگ

در حالیکہ شما مود بیہ معلمہ التانزا" (جلد اول صفحہ ٢٣٠ نولکشور) اور جامع ترمذی صفحہ ٣٠٣ مرتضیٰ اولی) قرآن سورۃ مائدہ کی فمن اضطر فی مخمصۃ والی آیت پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں یعنی در مخمصہ (گرسنگی) خوردن مردار جائز است و رد ابو حنیفہ فائدہ لغظ غیر مائل بگنہ آنست کہ در بارہ ضرورت سہ خوردہ (صفحہ ١٠١ نولکشور) پھر لکھا ہے میت حرام است الا وقت ضرورت سا ور آن رخصت است (صفحہ ١٣٥) شہد جو مکھیوں کی قے ہے اُس کو محمد صاحب نوش فرماتے تھے اور سب مسلمان بھی کھاتے ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ جو زنبوران امر الہی را کار بستہ از شکوفہا مے و گلہا بخورند و در جوف ایشاں مستحیل گردد بغیر تغیر ل و آمرات لکہ برائے در جہ ملبتاں و انسست کہ حق سبحانہ مے گوید بیرون مے آید از شکم ہائے ایشاں طریق لعاب آشامیدنے یعنی عسل" (جلد اول صفحہ ٢٢٩ ۶۴۳۳ نولکشور)

غیر موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ | در جامع الحکایات نقل میکنند کہ در آوائل حال امیر ناصر الدین سبکتگین کہ در خدمت الپتگین در نیشاپور بود از یک اسپ بیش نداشت وبہ روز بصحرا میرفت و شکار میکرد و در صحرا مے گشت ناگاہ آہوئے دید کہ با بچہ خود بچرا مشغول است اسپ را انگیخت و آہو برہ را گرفت و دست و پایش بستہ پیش زین نگاہ داشت و روبشہر نہاد چوں قدرے راہ طے کرد روئے باز پس ساخت دید کہ ماں از عقب مے آید و اضطراب مے کند امیر ناصر الدین سبکتگین ترحم و شفقت کردہ آہو برہا کرد و آہو از رہائی بچہ خود خوشوقت شدہ روبصحرا نہاد و چند انکہ مے رفت روبا پس کردہ در امیر ناصر الدین سبکتگین مے نگریست و آں شب پیغمبر را در خواب دید کہ او را مے گفت اے ناصر الدین آں شفقت و مرحمت کہ در حق جانورے عاجز و پریشان حال بجائے آوردی در درگاہ صمدیت عز قبول یافتہ در دیوان احدیت منشور سلطنت بنام تو نوشتہ شد باید کہ رسم عامہ خلائق ہمہ شیوہ مندول داری و در ہیچ صورت شفقت از دست نگذاری کہ سرمایہ سعادت دارین آنست" (تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ١٤ ۱۸۶٤ء) سعدی کہتا ہے ؎

شنیدم گوسفندے را بزرگے	رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگاہ بکارد حلقش بمالید	روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ | صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ قال رسول اللہ غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی رأس رکی یلہث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفہا فاوثقتہ بخمارہا فنزعت لہ من الماء فغفر لہا بذلک قیل ان لنا فی البہائم اجرا قال ذات کبد رطبۃ اجر ترجمہ۔ کہا رسول خدا نے کہ بخشی گئی ایک عورت جو فاجرہ تھی۔ جس نے ایک کتیا (سگ مادہ) کو کنوئیں کے کنارہ پر زباں نکالے دیکھا۔ جو قریب تھا کہ پیاس کی شدت اُسے مار ڈالے۔ پس اُس نے بے موزے کو اوڑھنی سے باندھ کر اُس کے لئے پانی نکالا۔ بس اسی پر وہ بخشی گئی لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے لئے چوپایوں میں بھی کچھ ثواب ہے جواب دیا حضرت نے کہ ہر ایک میں جو جگر رکھتا ہے۔ ثواب ہے۔ جلد اصفحہ ٣٢٢۔ اسی کے متعلق سعدی نے بوستاں میں لکھا ہے۔

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت	بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش	چو حبل اندر آں بست دستار خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد	سگ ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حال مرد	کہ داور گناہاں او عفو کرد
الا گر جفا کاری اندیشہ کن	کرم پیشہ گبر و وفا پیشہ کن

کسے باسگے بکوئی گم نہ کرد | کہ ناگم شود خیر با ہیچ مرد
کرم کن بر آں کت بر آمد ز دست | جہاں ساں در خیر بر کس ببست
تو با خلق نیکی کن اے نیکبخت | کہ فردا نہ گیرد خدا بر تو سخت

اسے بھی غور سے پڑھو — پھر ایک اور جگہ حدیث میں ہے امراۃ دخلت النار فی ھرۃ حبستھا ولا ھی اطعمتھا تاکل من حشاش الارض ترجمہ ایک عورت ایک بلی کے بدلے جہنم میں داخل ہوئی جس نے اُسے بند کر کے کھانے پینے سے محروم کر دیا۔ وہ بیچاری کوڑا کرکٹ ہی کھاتی۔ سعدی نے کہا ہے ؎

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد | کہ رحمت بر آں تربت پاک باد
میازار مورے کہ دانہ کش است | کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

ایک اور جہاتما نے کہا ہے ؎

جاں میازار و ہر چہ خواہی کن | کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

سعدی کہتا ہے ؎

انساں مار بر پائے راہی زند | کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ

اب ناظرین خود ہی سمجھ لیں کہ گوشت کھانا جائز ہے یا نہ۔ اور جانوروں کا مارنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ یعنے جتنا تمام عمر کے نماز و روزہ سے فائدہ ہے۔ اس سے زیادہ ایک کتیا پیاسی کو پانی پلانے سے فائدہ ہے۔ کیونکہ سبب دونوں کا نجات ہے۔

لطیفہ ملک الموت کے پاس آدمی اور سانپ دونوں گئے۔ ملک الموت نے اندر سے آواز دی کہ پہلے موذی حاضر ہووے۔ آدمی نے سانپ سے کہا کہ موذی تو ہے تو پہلے جا۔ سانپ نے کہا کہ تو موذی ہے تو پہلے اندر جا۔ اسی تکرار میں وقت ضائع ہوا کوئی اندر نہ گیا۔ ملک الموت غصہ میں نکلا۔ اور آدمی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ ہم نے تجھ کو بلایا تھا۔ تو کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے موذی کو بلایا تھا۔ موذی سانپ ہے میں نہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ تو تو اب کی سمت سے مارتا ہے۔ وہ مجبور ہو کر کاٹتا ہے۔ تو موذی ہے۔ آدمی نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ سانپ موذی ہے اُس کا مارنا ثواب ہے۔ ملک الموت نے ایک تھپڑ مارا اور کہا ہم خوب جانتے ہیں۔ قلم در کف دشمن است۔

باب چہارم

پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب — پورانڑں[1] آریوں کی مذہبی کتب نہیں۔ اور نہ اُن کا دھرم کے ساتھ کسی طرح کا سمبندھ ہے کبھی دھرم کے مسئلہ (نرنئے) میں پورانوں سے امداد نہیں لی گئی اور نہ لی جانی چاہیئے۔ پوران اُس وقت کے نہیں۔ جب آریہ قوم کی اُنتی (ترقی) کا زمانہ تھا۔ بلکہ بہت قریب زمانہ کی تصنیف ہیں۔ سارے پوران بودھ مت ملکہ مہاراجہ بکرماجیت کے پیچھے بنے ہیں۔ پوران ایک پوشیدہ راز کے

۱؎ چنانچہ فاضل مولوی ذکاء اللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں کہ سب اشارہ پورانوں میں وید کو کلام ربانی مانا ہے۔ نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ نام اس کا لکھا گیا ہے۔ مگر جو مذہب پورانوں کا ہے وہ ویدوں سے نرالا ہے ان دونوں مذہبوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگرچہ ہندو اس بات میں مشہور ہیں کہ وہ اپنے اپنی رسم و رواج اور مذہب میں تبدلات نہیں کرتے۔ مگر وید سے تو انھوں نے ایسی خلاف ورزی کی ہے کہ اگر کوئی ہندو وید کے موافق مذہب اختیار کرے۔ تو وہ ہندو نہیں۔ (دیکھو تاریخ ہندحصہ ل فصل سیزدہم) درحقیقت سچ ہے۔ وہ ہندو نہیں بلکہ آریہ کہلاتا ہے پیر وہی پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ اب برہمنوں کا بنایا ہوا مذہب رفتہ رفتہ اکثر ہندوؤں نے اختیار کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین دیوتا برہما۔ وشنو۔ شیو کو مانتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے جس برہم کا ذکر ویدوں میں ہے اس کو ہندوؤں نے سلام کیا اور اوتاروں کی پوجا اختیار کی رام کرشن وشنو کے اوتار مانے گئے۔ اور ان کے تحت چھوٹے چھوٹے دیوتا معبود بنائے گئے۔ (پھر فرماتے ہیں پوران کا مذہب کچھ درست ہے ہندوؤں کے پچھلے مذہب سے مناسبت نہیں رکھتا ہے (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ۱۳ صفحہ ۱۰ ۱۸۹۸ء) پھر کہا ہے۔ وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے واسطے ظاہری نشان اور علامت بنانا ثابت نہیں ہوتا رام کرشن کا تو نام بھی اُس میں موجود نہیں (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵ ۱۸۹۸ء) پھر لکھا ہے کہ خدا واحد کے نیں نئے طور پر برہما۔ وشن اور شیو جو ٹھہرائے گئے ہیں۔ اُن کا ذکر بہت ہی کم منو میں آیا ہے نہ انکو کچھ فوقیت دی گئی نہ پرستش کے قابل ٹھیرائے گئے۔ اُن کا اوتار ہونا ثابت ہے منو میں ستی ہونے کا ذکر نہیں ہندوؤں کے سارے رسوم اور کٹر اگ (وید اور منو) سے پچھلے زمانہ کی ایجاد ہیں (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵ ۱۸۹۸ء) الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ اس نئے مذہب (یعنے ہندوؤں کے موجودہ مذہب) کی مقدس کتابیں اٹھارہ پوران ہیں جن کے پیرو کہتے ہیں کہ یہ کتابیں بیاس جی کی تالیف ہیں لیکن حقیقت میں اُن کو آٹھویں سے سولھویں صدی کے درمیان متفرق مقاموں پر متفرق مصنفوں نے تصنیف کیا ہے۔ (ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اور تمام کتابوں میں جو ہر ایک فرقہ کے افسانے بھرے ہوئے ہیں اس سبب سے وہ سب ایک مجموعہ نہیں ہیں کہ اس میں ایک کتاب کو دوسری کتاب سے کچھ تعلق و مناسبت ہو وہ ہرگز اس ارادہ سے تالیف میں کئے گئے تھے کہ اُس سے کوئی عام طریقہ مذہب کا قائم ہووے لیکن باوجود اس کے وہ سب سے بڑی سند مذہبی سمجھی جاتی ہیں۔ اور جو کہ انہیں کتابوں سے ہندوؤں کا حال کا مذہب قائم ہوا ہے۔ اس لئے کچھ جائے تعجب نہیں ہے کہ ہم اُس میں ایسی ایسی باتیں پاتے ہیں جو باہم مخالف ہیں (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۹۰ ۱۸۶۶ء) اسوقت کے معبودوں کا بیان جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اسلی ہندو ایک وجود مطلق کے قائل ہیں جس سے تمام مخلوق پیدا ہوئی یا جس کے مادہ سے ساری کائنات وجود میں آئی کیونکہ اُن کے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف دیوتوں اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں جن کی تعداد متعین کرنی غیر ممکن ہے مگر بعض حسابوں کے موجب جس سے ہندوؤں کا معمولی مبالغہ ظاہر ہے۔ ان کی تعداد تینتیس[2] کروڑ ہے۔ ان میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواحیں ہیں جن کی شمار لاکھوں سے ہوتی ہے اور وہ کوئی خاص نام یا خصلت نہیں رکھتے (دیکھو کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات ہندوؤں کے دیوتاؤں کی صفحہ ۳۵۰ اور تاریخ ہندوستان صفحہ ۹۰ ۱۸۶۶ء)

مذہب کی موجودہ حالت منو کے زمانہ سے اب تک جو تبدیلیاں ہوئی ہیں انکا بیان — جو بڑی تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذہب میں ہوئی ہیں وہ یہ ہیں توحید کے اصول سے غافل ہو جانا یعنے دیوتوں سے غفلت کر کے ایسی اشیاء فانی کی پرستش کا رواج جن میں صفات باری فرض کرلی ہیں۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا اور بعض دیوتوں سے انحراف کر کے بعض کی نہایت سی تعظیم و تکریم کرنا ویدوں کے بجائے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پورانوں) کا رواج دینا اور وشنو و شیو کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۹۶ و ۱۰۱ ۱۸۶۶ء) پھر وہی مورخ فرماتا ہے "جو کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے رو سے قائم ہوتا ہے لیکن اس میں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی اگر حقیقت پر نظر ڈالی جاوے تو شروع زمانہ سے اب تک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا۔ لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے۔ بجائے توحید کے جس کو ویدنے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے بہت بڑے بڑے دیوتوں کی پرستش

۲؎ حاشیہ در حاشیہ۔ یعنے دیوتاؤں سے مراد وہ پانچ دیو پوجا ہے۔ جس کی آریہ دھرم والوں کو ہر ایک نئے دیوتے مثیر الیا آریہ کو ہدایت عام ہے اول پرمیشور۔ دوم ماتا سوم پتا چہارم آچاریہ (اُستاد) پنجم اتتھی۔ مہمان۔ ان پانچوں دیوتوں کی پوجا و تعظیم ہر ہندو حسب مراتب کرے اور سدا بیا کی بیچ مہا ایک مجموعہ ماتا ہی مبارک میاد پر آج تک قائم ہیں۔ اور اُن کا مطلب بھی یہی ہے۔

پورا کرے رندہ مذہب دُنیا میں پھیلانے کی غرض سے بطور حکمت عملی بنائے گئے پرانوں میں بودھ اوتار مانا گیا ہے اگرچہ اور سب دیوتاؤں کی بدنامی کی گئی مگر بدھ کو بالکل بے عیب ظاہر کیا گیا ہے۔ جو کہ ایک کامل ثبوت ہے۔ مذہب بودھ کے زمانہ ترقی میں پرانوں کے بننے کا جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳۵ - سطر ۱۱)

بعضے پوراں **اکبر بادشاہ** کے وقت تک بنتے رہے اور بعضے **اورنگ زیب** کے وقت تک۔ پورانوں میں **رامانج** کا ذکر ہے۔ اورنگ زیب کے مندر توڑنے کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ ہندو راجاؤں کے مسلمان ہونے کے واقعات ہیں۔ تاکو بیبے کو جرم گردانا گیا ہے۔ مسلمان (ملیچھ) مندر توڑتے رہے۔ مادرجی روتے ہوئے مدری نرائن جی کے پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ وشنو رشی سے ملتے ہیں۔ تنکھ۔ چکر۔ گدا پدم کا مفصل مذکور ہے۔ مگر شنکر آچاریہ کی تصانیف میں پرانوں کا نشان نہیں ملتا۔ میں پُران نہ تواریخ اور نہ مذہبی کتابیں صرف ناولیں یا فسانجات ہیں دور از قیاس توہمات اُن میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو قرآن و پُران مساوی ہیں۔ ایک دوسرے پر کسی فضیلت سے حاوی نہیں۔

وید میں برہما۔ وشنو مہیش یا کسی دیوتا کی پرستش مذکور نہیں۔ اور نہ اُنکی خدائی کا ذکر کہیں ہے۔ وید میں ایک ہی پرماتما اُپاسنا کے یوگ بتلایا گیا ہے۔ اُسی کی ویدوں میں ہدایت ہے۔ اُسی ایک پاربرہم کو ویدوں نے تمام لوک لوکانتر کا مالک اور سرجنہار فرمایا ہے ویدوں میں ارشاد ہے کہ جو ایک جگدیشر کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ حیوان مطلق وادیہ نادانی میں سرگرداں و پریشاں مرتا ہے۔ رام۔ کرشن کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ پرشرام و بودھ کا ذکر و بیان کسی اوتار کی داستان ویدوں میں نہیں۔ اور نہ ویدک دھرم کے مطابق اوتار ایشور کا جائز ہے۔ بلکہ وید بتلاتا ہے کہ ایشور حلول نہیں فرماتا ویدپرماتما ہی کے ارشاد ہیں۔ اور وہی مبارک ارشاد آریہ دھرم کی بُنیاد ہیں چھ شاستروں میں بھی ان دیوتاؤں کا مذکور نہیں اور نہ دس اُپ نشدوں میں ان کا کسی طرح کا ظہور ہیں آریہ دھرم یا ویدک دھرم سے یہ الزامات قطعی دور ہیں۔ اور ہم پرانوں کے ماننے اور کسی دیوتا کو ایشور جاننے سے سراپا نفور۔

جبکہ ہم یا کوئی اور محقق مزاج پورانوں کو مذہبی کتاب نہیں مانتے اور نہ معتبر گردانتے ہیں تو پھر اُن کے متعلقہ اعتراضوں کی ہماری نظر میں کیا حقیقت ہے۔ اور جو اُن پر اعتراض کرکے فخر کرنا چاہے اسکی کیا وقعت ہے۔

مگر اس حالت میں بھی قرآن کسی طرح اُن سے افضل نہیں۔ کیونکہ جیسا قرآن قصص الاولین ہے ویسا ہی پوراں قصص الاولین ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔ بدین غرض پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں۔

برہما جی کی بابت اعتراض — تحیت الہند صفحہ ۱۲۱ و ۲۲ و ۱۳۲ و ۱۳۵۔ برہما نے اپنی بیٹی کی طرف بُری نظر سے دیکھا۔ اور چاہا کہ اسکو پکڑ لوں۔ مہادیو ظاہر ہوگئے اور فرمایا کہ برہما تم نے جو اپنی لڑکی سے شہوت رانی کرنی چاہی۔ ہم نے تینوں جہان میں ایسا گناہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ تم پر اور تمہاری عقل اور بد خواہی پر لعنت ہے۔ ایسا گناہ نہ کسی نے کیا۔ نہ کوئی کرے گا۔ (دیکھو پران حصہ اول کھنڈ دوم صفحہ ۵۰ تا ۵۹۔

جواب - یہ کسی فضول نامعقول آدمی کی تصنیف ایک بناوٹی جھوٹا افسانہ ہے جو بالکل اعتبار کے لائق نہیں۔ کیونکہ ست شاستروں میں اس کا کہیں پتا نہیں مگر تمہاری توریت مقدس جس پر تمہارا بصدق دل ایمان ہے۔ تمہارا خداوند تعالٰے موسٰی نبی پر یوں الہام فرماتا ہے ''اور لوط صغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ صغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی اور وہ اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہاں کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاویں۔ اور اُس سے ہم بستر ہوویں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا۔ کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اُسکو مے پلاویں اور تو بھی جا کے اُس سے ہم بستر ہو کر اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اس سے ہم بستر ہوئیں اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام مواب رکھا۔ وہ موابیوں کا جو آج تک ہیں۔ باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اُس کا نام بنی عمی رکھا۔ وہ بنی عمون کا جو آج تک ہیں۔ باپ ہوا''۔ (دیکھو توریت مقدس مطبوعہ لدھیانہ پیدائش باب ۱۹ - آیت ۳۰ سے ۳۸ تک ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۵ کالم ۱) کیا اب بھی تسلی ہوئی یا نہ؟

نتیجہ برہما — ۱۔ برہما کا قصہ ایک نامعقول فسانہ ہے جو علماء وید کے نزدیک کبھی اور کسی حالت میں مسلم نہیں۔ نہ کہ خود وید مقدس میں یا شاستر ہائے متبرک میں۔

۲- بقول اُس فسانہ کے بھی برہما نے صرف ایک بیٹی کی طرف بُری نظر کی نہ کہ خدانخواستہ زنا

۳- اس پر مہادیو نے اسے لعنت ملامت کی — نہ کہ معافی

۴- جرم وقوعہ نہیں ہوا — بلکہ — صرف اقدام

۵- سزا بہت زیادہ — یعنے — لعنت ملامت زجر و تنبیہ

نتیجہ لوط — ۱- حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ جو خدا نے توریت مقدس میں موسٰی نبی پر الہام نازل فرمایا۔ نہ کہ کوئی وضعی فسانہ۔

۲- خود خداوند کی شہادت ہے کہ حضرت لوط نے اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف صرف بُری نظر ہی نہیں کی۔ بلکہ زنا بھی کیا۔

۳- اس بدفعلی پر خدا یا جبرئیل ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ خوشنودی کا اظہار فرما کر اُسی مبارک ساعت پر حمل ٹھہرا دیے۔

۴- بفضل خداوہ حمل ضائع بھی نہیں ہوئے۔ اور نہ اسقاط ہوئے بلکہ دو فرزند ارجمند خدا نے بخشے۔

۵- حضرت لوط نے صرف زنا ہی نہیں کیا۔ بلکہ شراب بھی پی۔

۶- حضرت لوط نے صرف اقدام ہی نہیں کیا۔ بلکہ ارتکاب بھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۳ - ادبت پرستی کا طریقہ قائم ہوگیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہرگز بالکل نہیں بھول گئے۔ لیکن بجز حکمائے اور علمائے الہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۲ سنہ ۱۸۶۲ء علیگڈھ) اس موجودہ حالت کو جو پرانوں کے سبب آریہ قوم پر حاوی العمل سے ملقب ہے آچکی ہے جسکی تمام ... بیدوں کو چھوڑ کر راستی سے منہ موڑ کر پرانوں کی پیروی کرتا ہے۔ اسی کو اکثر ایماندار مورخوں نے بیان کیا ہے۔ اور آخر کار اسوک نے انصاف سے یہ گواہی دی ہے کہ باوجود اس حالت کے بھی بجز ہندوستان کے کوئی ملک ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ جس میں مذہب دھرم لوگوں کے پیش نظر رہتا ہو۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۰۱ سنہ ۱۸۶۳ء)

۷- حضرت لوط نے صرف ایک بیٹی سے بدفعلی نہیں کی۔ بلکہ دو سے

اے محمدی بھائیو۔ ذرا خدا کے واسطے غور کرو۔ کہ اولاد بھی ہوئی مقدس نبی بھی بدستور بنے رہے۔ انہیں تینوں کو خداوند تعالیٰ نے نہایت مقدس سمجھ کر چن کر اسی کار خیر و عمل نیک کے واسطے گندھک کی آگ سے بچایا تھا۔ اسی حضرت لوط علیہ السلام پر خدا کا الہام بھی نازل ہوتا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار بھتیجے تھے۔ معمولی آدمی بھی نہیں بلکہ پیغمبر تھے۔ پس انصاف کرو کہ برہما سے دو کس قدر زیادہ گناہگار ہیں۔ کس قدر زیادہ بدچلن ہیں۔ اور کس قدر زیادہ نفرین کے لائق ہیں۔ کم سے کم ڈبل مجرم ہوتے ہیں تو کوئی جاہل مطلق بھی انکار نہیں کر سکتا اور حجۃ الہند صفحہ ۱۴ پر آپ لکھتے ہیں کہ برہما کا کوئی تحقیقی وجود نہیں ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو برہما پر کوئی الزام عاید نہ ہوا اور صرف حضرت لوط ہی ملزم ٹھہرے۔

حجۃ الہند صفحہ ۲۲ و ۲۳۔ ایک بیاہ میں برہما کی منی زمین پر گر پڑی۔ مہادیو نے قتل کرنا چاہا۔ برہما اور بشن نے مہادیو کے قدموں پر سر رکھا۔ اور وچھ نے بھی بہت خوشامد کی۔ تو راضی ہوئے۔ اور کوہ کیلاش میں رونق افروز ہوئے از شیو پران

جواب ہماری کتب معتبرہ میں اسکا پتہ نشان نہیں ہے۔ پوران فہرست صداقت سے خارج ہیں۔ بنا بران غیر مستند ہیں۔ پس ہم انکی صحت سے انکاری ہیں۔ مگر تمہاری کتب معتبرہ میں ایک ایسا ہی واقعہ موجود ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام تمہارے جد امجد اور پیغمبر اول پر ایسی شامت باعث ندامت ہوئی۔ چنانچہ مفصل حال اسکا تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے۔ (دیکھو سورۃ کہف) در عین المعانی آوردہ کہ آدم را احتلام شد و منی او بخاک آلودہ گشت آدم ازاں حال اندوہ ناک گشت حق تعالیٰ ازیں دو قوم یاجوج و ماجوج را ازاں خاک آلودہ منی ابو البشر بیافرید و بقول کسے کہ گویند انبیاء علیہ السلام محتلم نشوند ایں قول ضعیف است۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۱۵ جلد ۲)

حجۃ الہند صفحہ ۱۵ و ۱۳ تا ۱۹ و ۲۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۲۶ و ۲۲ و ۱۳۱۔ برہما نے بار ہا جھوٹا دعوے خدائی کا کیا۔ اور بید کو جسکو کلام خدا مانتے تھے۔ اس کا نہ حکم مانا اسواسطے اسکا سر کٹ گیا یا جل گیا۔ اور یہ بات قرار دی کہ جو کوئی لنگ کا آغاز و انجام دیکھ آوے وہی خدا ہے۔ اور جھوٹ کہہ دیا کہ میں نے لنگ کو چھو لیا ہے۔ اور اس بات پر دو گواہ جھوٹے قائم کئے۔ اور اپنی لڑکی پاک سندھیا پر عاشق ہوئے اور برے کام کا قصد کیا جس پر مہادیو نے ان پر ہزار لعنت کی۔ اور دوبارہ اپنی پوتی کے نظارہ جمال سے انزال فرمایا۔ اور ستیا شدہ کو خدا کی عبادت سے باز رکھا۔ اور اندر کے گناہ کو بے گناہوں کی گردن پر رکھ دیا۔ اور پانچواں حصہ ان کی کلام کا جھوٹ اور فحش ہوا۔ چنانچہ یہ سب کچھ سند کے ساتھ فصل اول میں مفصل بیان ہو چکا ہے اب یہ فرمایئے۔ کہ ان سب امور میں سے آپ برہما کی کس کس بات پر انکار کرو گے اور کس کس کام کیواسطے بجا لانا کفارہ کا ثابت کرو گے۔ ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

جواب باصواب- آپ نے برہماجی کی نسبت بحوالہ پورانوں کے، الزام لگائے ہیں۔ مگر تمہیں کسی پوران کی اصل عبارت درج نہیں کی۔ سارا زور آپ کا سوط اللہ الجبار پر ہے۔ ہر جگہ اسی کا حوالہ درج ہے۔ اصل کتب سے کوئی غرض نہیں سوط اللہ الجبار کی منشی **اندرمن** مراد آبادی نے اپنے **اندر بجر** المشہور **عماد ہند** میں اچھی طرح دھجیاں اڑائی ہیں۔ اور اس کی غلطیاں عام و خاص کی ذہن نشین کرائی ہیں۔ آرش گرنتھوں کی رو سے جن کی مفصل فہرست ہم اسی پستک میں درج

لے قرآن سورۃ الصف ۶ ۴ منزل

کر چکے ہیں۔ اور ہادی جہان نیتر بان سوامی **دیانند جی** مہادوان نے اپنی لاجواب کتاب **ستیارتھ پرکاش** میں بھی لکھ دی ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۷ سے ۷۳ کوئی اعتراض برہماجی یا کسی اور رشی منی پر نہیں آسکتا۔ آریہ سماج محمدیوں اور عیسائیوں سے لاکھ گنا زیادہ ان مخالف حق گرنتھوں اور وید ورودھ پستکوں یعنی پورانوں کا رد کر رہا ہے۔ جس کے سبب سے ویدک دھرم روز افزوں ترقی پکڑ رہا ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ دین اسلام کے عموماً نبی اور خصوصاً خاتم المرسلین محمد صاحب ان اعتراضوں کے سراپا زیر بار ہیں وہ دوسروں کے طبیب نہیں۔ بلکہ انہیں امراض کے خود بیمار ہیں۔ ہم غیر معتبر قصانوں جیسے امیر حمزہ اور الف لیلہ کی شہادت نہ لاویں گے۔ بلکہ خدائے اسلام اور علمائے اسلام کی اصل کتابوں کی اصلی عبارت سناویں گے تاکہ کسی طرح کا آپ کو شک نہ رہے۔

پیغمبروں نے خدائی کا دعوےٰ کیا

تمہارے ہاں بھی نبیوں نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔ عیسیٰ مسیح روح اللہ نے خدائی کا دعوے کیا اناجیل اربعہ شاہد ہیں تمام امت اس کی اس کو خدا مانتی ہے۔ سینکڑوں محمدی بھی دین اسلام سے تائب ہو کر اس کی خدائی کے معتقد ہو گئے ہیں اور یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ اس میں سے چند فضلاء نے دین اسلام کے رد میں کتابیں بھی لکھی ہیں (مفصل دیکھو **نیاز نامہ** مصنفہ مولوی صفدر علی صاحب انسپکٹر مدارس اور **الجواہر القرآن** مصنفہ مولوی عبد اللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال مقیم امرتسر اور تحقیق القرآن و تاریخ محمدی اور ہدایت المسلمین و نغمہ طنبوری مصنفہ مولوی عماد الدین صاحب رئیس پانی پت وغیرہ وغیرہ)

خود حضرت محمد صاحب نے بھی خدائی کا دعوے کیا۔ اپنے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا (یداللہ فوق ایدیہم قرآن **ترجمہ** میں خدا کے نور سے ہوں۔ اس حدیث پر مصنف مثنوی اصول دین ہنود لکھتا ہے۔

شعاع نور بے کیف خدا ہے ۔۔۔ بظاہر نور ایزد سے جدا ہے

شیخ فرید الدین عطار سر آمد صوفیان روزگار نے حدیث لی مع اللہ وقت سے محمد صاحب کو خدا ثابت کیا ہے۔

من خدایم من خدایم من خدا ۔۔۔ فارغم از کبر و کینہ و زہوا
بود شخصے گفت مارا ایں چنیں ۔۔۔ نے تو کافر نے تو داری کیش و دین
پیشوائے ما و تو چوں مصطفےٰ است ۔۔۔ لاجرم تو آنچہ گوئی کے رواست
بعد ازاں عطار گفتا اے کور کر ۔۔۔ اندر موز سر عشقے بے خبر
تو بہ بند صورتے وا ماندۂ ۔۔۔ کے تو حرف حق احمد خواندۂ
لی مع اللہ گفت احمد در میاں ۔۔۔ تو کجا دانی کہ ہستی بے نشان
راز با من گفت احمد از صفا ۔۔۔ تو کجا ہستی کہ دانی بے وفا
تو بصورت ہم چو کافر ماندۂ ۔۔۔ واصل حق را تو کافر خواندۂ

مثنوی رومی میں ایک اولیا اور بایزید بسطامی کا مکالمہ درج ہے۔ جس میں اس ولی نے اپنے آپ کو خدا کہا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ ۔۔۔ گرد کعبہ صدق برگردیدۂ
طاعت من طاعت و حمد خداست ۔۔۔ تا نپنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر ۔۔۔ تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یک بار بینی گفت یار ۔۔۔ گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

مثنوی رومی دفتر دوم صفحہ ۲۴۷ سنہ ۱۲۶۲ حیدری بمبئی۔

فاضل الکمال مولوی میر ضیاء الدین صاحب عبرت فرماتے ہیں۔

ز دریا موج گونا گوں برآمد　　ز بیچونی برنگ چوں برآمد
گہے در کسوتے لیلی فرو شد　　گہے بر صورت مجنوں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج پُرزم　　ہزاراں گوہر مکنوں برآمد
کیا بے رنگی سے جب رنگ پیدا　　ہوا انوار محمد تب ہویدا
ہوئی جب شکل احمد آشکارا　　ہوا آپہی خدا پیغمبر ہمارا
ہر ایک عالم کو گونا گوں بنایا　　وہ بیچوں چگوں چوں میں آیا
ہزاروں شاں میں ہو کر وہ کبریا　　کبھی عاشق بنا وہ گاہ عذرا
نہ کعبہ سے غرض مطلب نہ دیر　　ہے مقصد اُنکو اپنی جلوے کی سیر
سبھی میں ہے پہ سب سے جُدا وہ　　کہا تا ہے خدا کہ نا خدا وہ
وہ گاہے یار اور گاہے ہے اغیار　　وہی سمجھے جو ہو دانائے اسرار
وہ کس کس شان میں ہو کر ہویدا　　وہ آپ ہی اپنے اوپر ہے شیدا
وہی دیر و حرم میں جلوہ گر ہے　　کہ ہر ایک سنگ میں جیسے شرر ہے
ہے اک شعلہ سے ای شیخ و برہمن　　چراغ کعبہ و بت خانہ روشن
بظاہر جسم احول کے دو میں ہے　　مصر کو تو فرق اسمیں ہیں ہے
کہ اک عالم ہی وحدت دیکھتا ہو　　تو اک عالم ہی کثرت دیکھتا ہو
نظر میں راستاں کو دل نما ہے　　ہے شک صرح اُسکے آستاں کا
اگر تھی فارق نہ کوئی معشوق ہوگا　　وہی عاشق رہی معشوق ہوگا

(دیکھو سوہ بہار ... مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۵ء میں حمد خدا تعالیٰ صفحہ ۴ و ۵)

مولوی جامی نے یوسف ہی کو خدا کہا۔

۔۔ جمے بود از سپہر آشنائی　　ازو کون و مکاں را روشنائی
مقدس بودی از قید چہ چون　　مبرا از جلباب چون آورد بیرون
چو آں بیچون ز بیچون کرد آرام　　پئے روپوش کردہ یوسفش نام

قولہ مقدس بودے از قید و چون تا آخر بیت ثانی اسے حضرت یوسف بودند۔ مگر نور ذات مطلق کہ پاک ست از چون و چرا از جلباب چون یعنے صورت یوسف بر آورد و بر آورنے پردہ پوشی نام آں یوسف کردہ از زلیخا ۱۲۸۵ صفحہ ۲۲ نولکشور۔

آبائی مولوی محمد مہتر تو۔ یہ تحقیق بھی ہے ہم کو ہمد　　احد ہے سو احمد ہے احمد ہو احد
صدیقی۔ احمد کو ہم نے جاں لکھا ہو وہی آیا خدا　　مذہب سمجھ اور ہو گا یہی ابو الفضول کا
ضامن۔ کوئی سمجھتا ہے احمد کو حشر یا تکل　　خدا رسیدوں نے اس ذات اُنکو خدا سمجھا

احد سے کون سی آیا ہے احمد　　محمد ہے محمد ہے محمد
شکل بشر ہے آں نور سرمد　　محمد ہے محمد ہے محمد
مسجد او معظم گشتہ کعبہ　　بطوف او مشرف گشت قبلہ
بوسہ او معزز سنگ اسود　　محمد ہے محمد ہے محمد
کہا جبرئیل کو مسجد میں اکدن　　نہیں پردہ وہاں ہو کون ساکن
وہاں ہو وے احد اور یاں ہو احمد　　محمد ہے محمد ہے محمد
کہا جبرئیل نے آکر کے ای وا　　مجھے کیوں بیچ میں تم نے پھرایا
سوائے ذات اقدس کے نہ باشد　　محمد ہے محمد ہے محمد
کھلا جب عائشہ پر سر مکنوں　　رسول اللہ تم کو میں کہوں کیوں
خدا تم کو کہوں گی یا محمد　　محمد ہے محمد ہے محمد

محمد صاحب نے قرآن کا حکم نہ مانا

قرآن میں لکھا ہے کہ بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو

مگر محمد صاحب نے اسکے خلاف عمل کیا۔ یعنے مسمات بی بی سودہ کو بلا جرم پر کہ وہ بوڑھی ہو گئی تھی۔ بغیر زنا کے طلاق دیدیا چنانچہ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ طلاق لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔ ترجمہ مت نکالو عورتوں کو گھروں سے اور چاہیئے کہ وہ بھی نہ نکل جاویں۔ مگر جبکہ ظاہری بیحیائی عمل میں لاویں۔ ”ارباب سیر برآنند کہ حضرت پیغمبر سودہ بنت زمعہ را طلاق داد۔ او بر سر راہ حضرت بنشست تا وقتیکہ سید عالم برسید۔ سودہ بزبان تضرع گفت یا رسول اللہ رجعت نمائے بمن بخدا سوگند کہ دوستی مرد در دل ہیچ نماندہ بلکہ مے خواہم کہ در وقت قیامت در زمرہ زناں تو محشور شوم و نوبت خود را بعائشہ مے بخشم حضرت ویرا مراجعت فرمود و بروز نوبت او در خانہ عائشہ مے بود۔“ تفسیر حسینی جلد ا سورۃ نسا صفحہ ۱۳۷) اور اسی طرح محمد صاحب نے توریت کا حکم نہ مانا۔ شتر جو بمنزلہ سور حرام تھا اسکو حلال کر دیا (توریت احبار ۱۱ باب ۴ ورس)۔

جھوٹ کا ثبوت

برخلاف تمام گزشتہ نبیوں کے اور توریت و زبور وغیرہ کتابوں کے جھوٹا دعوے کیا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور بالکل غلط کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔ عزیز ابن اللہ ہے۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ عیسیٰ مصلوب نہیں ہوا۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ میں رات کو مع گھوڑے کے زینہ پر چڑھ کر آسمان پر خدا سے ملاقات کرنے گیا تھا (دیکھو قرآن سورۃ نجم اور دیکھو سورہ بنی اسرائیل (حدیث بخاری مسند صفحہ ۵ و ۶ تائید الاسلام ۱۲۹۶ء جلد ا نمبر ۲ مراد آباد۔ تفسیر صافی و کافی کلینی میں روائت ہے۔ ابن کثیر اور معالم التنزیل۔ سورۃ نحل آیت ۱۰۸)

حضرت علی نے جھوٹ کہا ہے۔ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ نے جھوٹ کہا۔ جبرئیل و موسیٰ کا فریب۔ اسحاق پیغمبر نے جھوٹ بول کر باپ اور خدا کو فریب دیا۔ ابراہیم پیغمبر نے جھوٹ بول کر اپنی جورو کو بہن کہا اور یہی نہیں بلکہ پھر اُس سے شوہری برتاؤ کیا (دیکھو تاریخ انبیا مطبوعہ ۱۲۷۶ھ دہلی صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۸۵ ۲ سطر ۲ و ۳ اور صفحہ ۹۶۔ اور توریت پیدائش باب ۷، ۲۔ اور باب ۲۰۔ آیت ۱۲۔ اور باب ۲۶۔ آیت ۸ اور تاریخ انبیا صفحہ ۸۴ و ۸۵ مطبوعہ مرتضائی دہلی و تاریخ طبری صفحہ ۵۰۔ ۲۰۔ ۱۲۹۱ھ)

شریعت میں تقیہ یعنے موقعہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ لا واللہ ما علی وجہ الارض من یستحلی من التقیہ اور حقوت الضالین میں بحوالہ کتاب ہدایت المسلمین کے لکھا ہے ”شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ علی نے اور محمد صاحب نے تقیہ بھی کیا ہے۔ اس لیئے ہم پر تقیہ فرض ہے یعنے کسی مطلب کے لیے جھوٹ بولنا“ (عقوبت صفحہ ۱۰، ہدایت صفحہ ۲۰۷، تحفہ نمبر ۵، ۹۷ شتابا) پس طریقت شیخ مصلح الدین سعدی لکھتا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز (گلستان باب اول) پھر امام غزالی صاحب فرماتے ہیں ”رسول صلی اللہ علیہ وسلم در دروغ رخصت دادہ در سہ جائے یکے در حرب کہ عزم خود با خصم راست نگوید دوم آنکہ چوں میاں دو کس صلح افگند سخن نیکو گوید از ہر یکے بدیگرے اگرچہ او نگفتہ باشد۔ دیگر کسے کہ دو زن دارد با ہر یکے گوید ترا دوست تر دارم“ (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ نولکشور ۱۲۷۹ھ) اور ظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۹۵ و ۵۵ اور تحفۃ الاخبار نمبر ۹ و ۱۹۳)

محمد صاحب نے اپنے بیٹے کی جورو سے بلا نکاح صحبت کی

مسماۃ زینب زوجہ زید پسر متبنی خود سے آنحضرت نے بلا نکاح صحبت کی اور جھوٹ بولا کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے۔ بدی کا قصد ہی نہیں کیا بلکہ کر بھی لی مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورۃ احزاب صفحہ ۱۹۲ (۱۲۸۶ھ)

مسماۃ حوا جو آدم کے جسم سے نکلی تھی جس طرح بقول پرانوں کے پاک بر ہما سے ...

سے اُس سے حضرت آدم نے جماع کیا۔ باک یعنے کلام کا مُنہ سے نکلنا ایک سیدھا سادہ علمی استعارہ ہے یہ کسی عورت کا نام نہیں۔ اور نہ برہما جی کی بیٹی کا نام ہے چنانچہ امرکوش میں لکھا ہے ब्राह्मी तु भारती भाषा गीर्वाग्वाणी सरस्वती
یعنے گی۔ واک۔ بانی۔ سرسوتی یہ چاروں نام کلام یا گفتگو کے ہیں مگر حضرت آدم پر اعتراض تا قیامت باقی رہے گا۔ اسی طرح حضرت آدم کے تمام بیٹے اپنی بہنوں سے محبت کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا۔ (توریت باب پیدائش اور تاریخ ابنیاء صفحہ ۱۱ سطر ۱۳)

نمبر ۵ ۔ کا جواب یہ ہے کہ جب سارے مسلمان محمد صاحب کے فرزندوں کی جگہ ہیں پھر حضرت نے طبقہ اول کے مسلمانوں کی بیٹیوں سے کیوں شادی کی جو صریح الزام ہے غور سے سوچو۔

۶ محمد صاحب نے مسلمانوں کو خدا کی عبادت سے روکا

طبقہ اول کے مسلمان زیادہ عبادت کرنا چاہتے تھے محمد صاحب نے اُن کو منع کیا۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کے زیادہ عبادت کرنے کے سبب لوگ اُن کی طرف جھک جائیں چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے نودر آورده اند کہ روزے حضرت رسالت پناہ برائے صحابہ وصف قیامت مے کرد و از احوال شمہ آنروز باز مے سود تنے چند اصحاب کہ صدیق و مرتضے و ابن مسعود و مقداد و ابوذر و سلیمان از ایشاں بودند در خانہ عثمان بن مظعون مجتمع شدند دراں اتفاق کردند کہ بقیہ العمر روز بصیام و شب بقیام گذرانند و بر فراش خواب نکنند و گوشت و چربی نخورند و گرد زناں نگردند و ترک دنیا کردہ گلیم پوشیدہ گرد عالم برایند و بریں اتفاق سوگند یاد کردند۔ ایں خبر بحضرت رسالت پناہ رسیدہ بایشاں گفت کہ من مامور نیستم آنچہ شما فکر کردہ اید بدرستیکہ نفس شما را بر شما حق است پس روزہ دارید و افطار کنید و در شب قیام نمائید و بخسپید کہ من پیغمبرم و خواب مے کنم و روزہ مے دارم و افطار مے نمایم و گوشت و چربی مے خورم و بزناں مے آیم و ایں آیت نازل شد یا ایها الذین آمنوا (سورۃ المائدہ صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶)

۷ محمد صاحب کی کلام میں ۱۵ سے ۴ غلطیاں ہیں

چنانچہ محدث بخاری نے مُلک مُلک پھر کر چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں پھر جب پے امتحان ہوا تو آخر کار ۷۲۹۵ حدیثیں لی اصل ٹھہرا کر رد کر دیں فقط۔ ۴ حدیث قبول کیں۔ مشکوۃ میں لکھا ہے وہ ثبوت یہ ہے کہ بخاری گفت من صحیح جامع خود را از شش صد ہزار حدیث تخریج نمودہ ام۔ (جلد اول صفحہ ۱۱) ابو داؤد نے پانچ لاکھ جمع کیں۔ اُن میں سے بقول بعضے چار ہزار آٹھ سو اور بقول بعضے چار ہزار قابل اعتبار گردان کر باقی رد کر دیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بخاری وغیرہ نے کل احادیث کا جایزہ لے کر اُن کے ۵ احصہ قرار دے کر ۴ احصہ مردود اور ایک حصہ مقبول ٹھہرایا۔ برہما جی کی بابت اگرچہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں لکھا ہے کہ اُن کی کلام کا پانچواں حصہ جھوٹ ہے۔ حالانکہ شاستروں میں ہے کہ ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے اگر ہے تو کسی گرنتھ سے شہادت دو ورنہ سعدی دروغ آدمی راکند شرمسار۔ دروغ اے برادر مگو زینہار۔ پس ان سب امور میں آپ قرآن اور محمد صاحب کی کس کس غلطی سے انکار اور کہاں کہاں اقرار کرو گے۔ جسنے اپنے ہاتھوں کو خدا کا ہاتھ بتلایا اور اپنے آپ کو پوجوایا۔ جس کی اُمت کے لائق آدمیوں نے جسکو خدا یعنے احد بے میم (احد) ٹھہرایا۔ مولوی رومی جیسے علماؤں نے جسے اوتار بتلایا۔ جس نے خدا کے تمام گذشتہ حکموں الہاموں کی تقویم پارینہ کی طرح بیقدری کی۔ اور جھٹلایا۔ جسنے اپنے آپ کو ختم المرسلین کہلایا جسنے پورانے نبیوں کے قبلوں سے منہ موڑ نیا دین چلایا۔ جس نے بہت جھوٹے وعدے اپنی کتاب قرآن میں لکھے ہیں اور جس نے لوٹ مار ذریعہ ترقی سمجھ کر تلوار کے زور سے لوگوں کو گرویدہ بنایا۔ جس نے

اپنے بیٹے کی بہو سے بلا نکاح جماع کیا۔ اور الزام خدا پر لگایا۔ اور ایک جھوٹا افسانہ بنایا کہ خود خدا نے عرش پر میرا نکاح زینب سے پڑھا۔ اور جبرائیل گواہ بنایا۔ جس نے ریاضت و نفس کشی سے لوگوں کو باز رکھ کر، حور اور ، غلمان کی دام رلعت میں پھنسایا اور خدا نخواستہ بہشت کو ایک شہوت خانہ بنایا جس کے کلام میں ۴ احصہ جھوٹ اور ایک حصہ سچ مطالعہ میں آیا بھلا کیا ایسا شخص خدا کا رسول اور حامل وحی ہو سکتا ہے۔ اور کیا ایسے شخص کی سفارش سے کسی طرح کی دین و دنیا کی بھلائی ہونی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس ہم کو بقول تمہارے کہنا پڑا۔ سعدی
تو شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

نش کی بابت اعتراضوں کا جواب

تحفۃ الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۳۱ و ۱۳۲ - از انجملہ ایک پیشوا ان کے نش جی ہیں جنھوں نے دھوکا دے کر برندا جلندھر کی جورو سے زنا کیا۔ اور اسکی بد دعا سے پتھر بن گئے۔"

جواب ۔ دین اسلام کے پیغمبروں اور پیشواؤں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کے عمدہ چال چلن سے دنیا کو نیکی اور اخلاق کا سبق حاصل ہو۔ معمولی دینوں کی حالت کو ہم کیا کہیں اور کس کے آگے بیان کریں جبکہ بڑے بڑے پیغمبروں کے چال چلن کا یہ حال ہو۔ ایسے موقعہ پر ہم کو اسلام کی حالت دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تو نے خود با بیان اسلام کا کیا اخلاق سد بارا جو لوگوں کا سوار یگا۔
تو بہ خویشتن چہ کردی کہ بما کنی بدیگراں ہم حقا کہ واجب آمد تو احتراز کردن
اسلام کے نامی گرامی بلکہ الہامی پیغمبروں میں سے ایک حضرت داؤد ہیں۔ جنہوں نے اوریا کی جورو بیلتشار بنت سبیع کو ورغلا کر اسنے زنا کیا۔ اور اوریا اُس کے خاوند کو فریب سے دھوکا دے کر قتل کرا دیا۔ اگر کسی متعصب مولوی کو انکار ہو تو ہم شہادت پر تیار ہیں۔ دیکھئے تمہاری مقدس کتاب سموئیل میں خدا اس طرح فرماتا ہے "وے ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا۔ اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ اُنہوں نے کہا۔ کیا وہ العام کی بیٹی (بیت سبیع) متی اوریاہ کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اُس عورت کو بلا لیا چنانچہ وہ اُس پاس آئی اور اُس سے ہم بستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اُس نے داؤد پاس خبر بھیجی۔ کہ میں حاملہ ہوں۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۵ تک) اور یاہ کے مروا دینے کے بعد داؤد نے اُس کو جورو کر لیا۔ اور داؤد پیغمبر کے نطفہ سے اُس عورت کے شکم سے پیغمبر زادہ حرام کا لڑکا پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲۶ و ۲۷ صفحہ ۴۰۱ کالم ۲ ۱۸۷۸ء)
پھر اُسی عورت سے داؤد نے دوبارہ صحبت کی۔ اور حمل ٹھہرایا۔ اور اُسی عورت سے حضرت **سلیمان** پیغمبر پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۲۔ آیت ۲۴ و ۲۵ صفحہ ۴۰۲ کالم ۲ ۱۸۷۸ء لودھیانہ)
حضرت داؤد نے اُس عورت کو جب کہ وہ نہا رہی تھی علانیہ برہنہ دیکھا (سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲) حضرت داؤد وہ ہی اسلام کے ہیں جن پر خداوند تعالے نے زبور مقدس نازل فرمائی۔ اِس کے ساتھ ہی دیکھو قرآن سورۃ ص دخلوا علی داؤد ففزع منهم قالو لا تخف خصمن الخ۔ اسکے حاشیہ پر صفحہ ۴۴۲ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نود و نہ زن داشت مع ہذا زن دیگرے در خطبہ شخصے بود نکاح او بود درخواست کرد۔ خدا تعالے فرشتگان بجہت تنبیہ داؤد بشکل خصوم متمثل

ساحت۔ اشارت باین قصہ است وبیں آیات،، اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ بعضے از مصداں این قصہ را بروجہے ایراد کردہ اند کہ شرع وعقل در قبول آں ابا میکند۔ صفحہ ۲ اور اسی کے متعلق تفسیر میں ہے۔ قیل ھذا نیان لیطابق ما قبل من جمعہ الجمع و قیل اثنان فی الصیمر لبعنا ھما والخصیم یطلق علے الواحد والکثر وھما ملکان جاء ئے علے ما وقع صنوکان للہ تسع وتسعون امراۃ وطلب امراۃ شخص لیس لہ غیرھا وتزوجھا وذحل بہا،،۔ دیکھو تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۲۸۹ء صفحہ ۱۱۵) اور قرآن مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲۹۶ھ صفحہ ۲۰۰ پر لکھا ہے دیکھو ف ۲ ،اور دیکھو تاریخ انبیا ذکر داؤد صفحہ ۱۵۱ سے ۱۵۳ تک ۱۲۶۲ھ وسیرالرسل ودیگر مواح ولب لباب واخلاق الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھاہے۔ کہ داؤد سے ضرور زنا کیا۔،،

بشن جی کا واقعہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ مگر داؤد کا قصہ عموماً دین اسلام کی مستند والہامی کتابوں میں لکھا ہے۔

اعتراض صفحہ ۲۵ اسگند پوران کے ادھیا چھیاویں میں لکھا ہے۔ کہ بشن جی نے لعبد ۵۰ حجۃ الہند راجا دیوداس راجا کاشی کے یہ ہدایت عام فرمائی کہ جہاں کا خالق کوئی نہیں جو بردیوں کے ساتھ عیش کر یا یہی مکت اور نجات۔ اور جسم کا فائدہ ہے اور جورو اور بہن اور بیٹی میں فرق جاننا بے عقلی ہے تمام عورتوں کو یکساں جانکر جس سے دل چاہے مزا کرے۔

جواب۔ یہ راجا بہت قریب زمانہ کا ہے جبکہ مذہب بام مارگ ہندوں میں چلا تھا۔ جوکہ زنا و شراب نوشی وگوشت خوری وبدچلنی کی بنیاد ہے۔ کسی بشن نام برہمن بام مارگی نے یہ کام کیا ہوگا۔ جیسا کہ اب بھی بام مارگی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر وید وسمرتی کے قطعی مخالف ہیں اور مہاتما پنڈت اس طریقہ کو بالکل ناپاک سمجھتے ہیں دیکھو لفظ بام پر ستیارتھ پرکاش استو مہا مدھی۔

تاریخ الخلفا میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ قال لما افضت الخلافۃ الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریۃ من جوار المھدی فراودھا علے نفسھا فقالت لا اصلح لک ان اباک قد طاف بی فشغف بہا فارسل الی ابی یوسف فسالہ اعنک فی ھذا شئی فقال یا امیرالمومنین او کلما ادعت امۃ شیئا ینبغی ان تصدق لا تصدقھا فانھا لیست بما مونۃ۔ قال ابن المبارک فلم ادر ممن اعجب من ھذا الذی وضع یدہ فی دماء المسلمین واموالھم یتحرج عن حرمۃ ابیہ او من ھذہ الامۃ التی رغبت بنفسھا عن امیرالمومنین او من ھذا فقیہ الارض وقاضیھا قال اھتک حرمۃ ابیک واقض شھوتک وصیرہ فی رقبتی۔ فضل رشید کی چند چیزوں میں۔ خدا اسکو معاف کرے سلفی طیوریات میں اپنی سند سے ابن مبارک سے روایت کرتاہے۔ کہ جبوقت خلافت ہارون رشید تک پہنچی۔ تو اُس کے اوپر مہدی اُس کے باپ کی ایک مدخولہ گرگئی یعنی اس نے اُس کے نفس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا۔ اُس نے کہا تیری بھلائی نہ ہو کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ صحبت کی ہے۔ ہارون رشید فریفتہ ہوگیا۔ اور آدمی بھیجا ابو یوسف امام زماں کے پاس۔ اور اس سے سوال کیا کہ اس کے جواز میں بھی تیرے پاس کوئی چیز ہے۔ امام نے فتویٰ دیا کہ اے امیرالمومنین جس چیز کو وہ طلب کرتی ہے چاہیے کہ تو اُس کو دے دیوے تاکہ میں اس کی تصدیق کروں کیونکہ وہ ماموں نہیں ہے۔ یعنے عورت کی قابل اعتبار نہیں اسکو تصرف میں لانا چاہیئے۔ کہا ابن مبارک نے کہ مجھے معلوم نہیں زیادہ عجیب اس شخص سے کہ جسنے رکھا ہے۔ اپنا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور مال میں اور وہ حیل ہوتاہے اپنے باپ کی حرمت میں۔ یا اس عورت سے جسنے کہ رغبت کی اپنی جان سے امیرالمومنین کو۔ اور اس فقیہہ الزماں اور قاضی سے کہ جسنے فتویٰ دیا کہ اپنے باپ کی حرمت کو پھاڑ ڈال اور اپنی شہوت کو پورا کر اور اُس کو اپنے تصرف میں لے آ۔،، (صفحہ ۱۹۷ ۱۳۰۹ھ مجتبائی دہلی)

کرشن جی کی بابت اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۴ اور ۵۲ و ۵۳ اعتراض کرشن کا شرک کرنا۔ اور شرک کا حکم دینا یعنے خود براہمنوں کی اور مہادیو کے لنگ کی اور بن پرست کی۔ اور آگ کی پرستش کرنا۔ اور دوسروں سے کروانا اور دیوتاؤں کے واسطے جگ کا حکم دینا۔

جواب۔ کرشن جی نے۔ تو کبھی شرک کیا اور نہ شرک کا حکم دیا۔ بلکہ ہمیشہ شرک سے نفرت کرنے اور لوگوں کو راہ راست کی ہدایت دیتے رہے مہابھارت شانتی پرب ادھیا ۳۵۲ میں لکھاہے۔ स्थान प य मा थि श्य स उता

ना निथ थ व स्र वलो का तत प स्तात द्दृ वौ व्र म्ह स्र नान न

یعنے سری کرشن جی نے یوگ کی حالت میں گیان کے ذریعہ سے تحقیق کرکے اُس سناتن برہم پرماتما کا دھیان کیا۔ ہاں اگر کرشن جی کے شرک سے مراد برہمنوں کی تعظیم و تکریم ہے۔ تو اس کے ہم اقبالی ہیں۔ بے شک کرشن جی نے جوکہ ایک نیک انسان اور فاضل آدمی تھے۔ برہمنوں کی خدمت کی اور تا زیست کرتے رہے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد   ہر کہ خود را دید او محروم شد

اور وید میں حکم ہے کہ پانچ کام روزمرہ انسانی فرائض سے ہیں (۱) عبادت اُپاسنا یعنے صحت روحانی کا علاج (۲) اگنی ہوتر یعنے صحت جسمانی کا علاج (۳) پتر یگ یعنے ماتا پتا و اچاریہ برہمن کی خدمت وتعظیم۔ (۴) اتھتی یگیہ یعنی مہمان نوازی (۵) غریب غربا کے واسطے جو مستحق ہو خیرات۔ برہمنوں کی تعظیم اگر شرک ہے۔ تو ماں باپ کی تعظیم وتکریم بھی شرک ہے۔ اور یہ نوح سے لے کر سب پیغمبر کرتے رہے۔ پس بقول تمہارے سب مشرک ہوئے۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ یہ جرم نہیں بلکہ ثواب ہے۔ اور اخلاق حسنہ کا فتح الباب ہے۔

مہادیو کے لنگ کی کرشن جی نے پوجا نہیں کی۔ اور کرشن جی کے وقت میں یہ بدفعلی رائج تھی۔ اِس کا رواج بہت پیچھے چلا ہے۔ کرشن جی تو ایک پرماتما کے بھگت تھے مفصل دیکھو گیتا کا آٹھواں ادھیا۔ اور اگر ہون سے مراد آتش پرستی ہے۔ تو یہ صرف آپ کی عقل کی پستی ہے۔ ہم آگ کی پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ ویدک ہدایت کے مطابق ہون کرتے ہیں۔ اور آگ کے پوجاری کو وید انوکول بُرا سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن جی بھی سمجھتے تھے۔ مگر یہ اعتراض تمہارے قرآن اور دین اسلام پر آتے ہیں۔

محمد صاحب نے شرک کیا۔ سنگ اسود کو چوما۔ اور اُس کی برکت سے اُن کے گناہ دور ہوئے کعبہ کی پرستش کی۔ اور سنگ اسود کو خدا کہا۔ بتوں کی تعریف کی۔ ۱۰ ماہ تک یہودیوں کی خاطر بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ جبکہ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے۔ تب بھی اُسی بت خانہ کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ ساری دُنیا کو مکان پرست بنادیا۔ خدا کو محدود ایک دیشی کعبہ کا مکیں ٹھہرایا۔ شیطان کو ہر جگہ حاضر وناظر بتلایا۔ خدا کے مقابل میں گمراہ کرنے والا اور خدا کا مخالف قائم کرایا۔ لوگوں کو چاہ جہالت میں گرایا۔ پس خود محمد صاحب نے شرک کیا۔ اور شرک کا حکم دیا

حجۃ الہند صفحہ ۵۲۔ کرشن جی جراسندھ کے خوف سے دوارکا میں بھاگ کر جابسے تھ

(ادھیائے بھارت سبھا پرب)

جواب - جس طرح محمد صاحب بخوف قریش کے بھاگ کر غار ثور میں جا چھپے اور وہاں پر تعاقب کرنے سے مدینہ کو بھاگ گئے۔ وہ اپنے ۔۔ چیلے کے گھر کسی راہ سے کیا ملا معمولی آدمی ہے جو ۔۔ ممکن ہیں۔ ہمارے کرشن جی کی ایشوری طاقت کو بھلا کرشن ۔۔ تبلائی ۔۔ [illegible] تحریر ہوا جو حضرت کی مفروری کی تاریخ ہے۔ حملہ حیدری میں لکھا ہے۔

چو بوبکر زاں حال آگاہ شد — زخانہ بیروں رفت و ہمرہ شد
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش — پئے کند نعلین از پائے خویش
پیمبر بہ ۔۔ راہ رفتن گرفت — پئے خود زدست ۔۔
چو رفتند چندے بداماں دشت — قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت — ولے زیں حدیث است جائے شگفت
برفتند القصہ چندے دگر — چو گردید پیدا فشان سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب — کہ خواندی عرب غار ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے — ولے پیش بنہاد بوبکر پائے
ہر جا کہ سوراخ با غار دید — قبا را بدرید و آں رخنہ چید
در آمد رسول خدا ہم بغار — نشستند یکجا ہم ہر دو یار
بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب — بسر بردہ آں سہ بفرمان رب

اور ناسخ التواریخ میں خود حضرت علی کا اقبال بھی درج ہے کیونکہ دھوکا محمد صاحب کی مرضی اور ترغیب سے دیا گیا تھا۔ مورخ گبن صاحب نے لکھا ہے ''اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے۔ مگر وہ دھوکے میں آکر علی کو محمد سمجھے ہوئے تھے جو رسول کے بستر پر اسی کی سبز چادر اوڑھے سو رہا تھا''۔ (تواریخ زوال روم واعیا۔ صفحہ ۔) ایک اور جگہ گبن صاحب نے لکھا ہے ''قریش لوگوں نے محمد صاحب کی تلاش میں مکہ کی تمام نواح چھان ڈالی۔ اور اُس غار پر بھی پہنچے جس میں آپ اور اُن کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ مگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلے نے جو خدا نے کافروں کو دھوکا دینے کے لئے پیدا کر دیا تھا۔ اُن کو یقین دلایا کہ اُس جگہ کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی وہاں آیا ہے''۔ (دیکھو تاریخ زوال روشتہ الکبریٰ واعیاز صفحہ ۔)

محمد صاحب چند آدمیوں کے خوف سے بھاگے اور کرشن جی ایک لشکر جرار کے مقابلہ میں سے

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

تحفۃ الہند۔ ۲۴۲ - ایک بار کرشن جی نے رکمنی سے فرمایا کہ جو کوئی تمہارے لائق ہو اُسکے گھر جا بیٹھو۔ میں تجھ سے محبت نہیں رکھتا۔ رکمنی نہایت خفا اور غمناک اور پریشان ہوئی تو آپ نے رکمنی کو گلے لگا کر فرمایا کہ جب کوئی عورت حسین خفگی سے ناک بھوں چڑھاتی ہے تو عجب دلربا نظر آتی ہے۔ اسواسطے ہم نے تم سے یہ بات کہی تھی تاکہ تم خفگی فرما کر اپنی بھویں چڑھاؤ۔ اور ناز معشوقانہ ہم کو دکھاؤ۔

جواب - عورت اور خاوند میں باہمی عاشقانہ و معشوقانہ محبت ہونی چاہیئے وہی کرشن اور رکمنی میں تھی۔ کثرت محبت کے سبب اکثر ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ ایسی باتیں سوائے باہمی مذاق کے بدچلنی میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ نتیجہ ہر طرح نیک ہے۔ جیسا کہ خود تمہاری تحریر سے ظاہر ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ اعتراض کس خیال سے کیا۔ ذرا پہلے اپنے گھر میں حضرت کا چال چلن تو دیکھ لیا ہوتا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ''ولہذا چوں گفت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا در ابتدائے مرض آنحضرت علیہ السلام وا راساہ بادمودۂ آنحضرت بل ارشاد فرمود اگر ۔۔ تو اے عائشہ پیش از من و من بر مرگ تو باشم ۔۔ ۔۔ ایں سخن گراں آمد و عائشہ گفت دوست میداری تو مرا بمرادو مقصود آنحضرت آں بود۔ کہ چوں رفتن فرو را ازیں عالم دانستہ بود۔ خواست کہ عائشہ پیشتر از ۔۔ ۔۔ ۔۔ وراں عالم متمتع شوند''

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ سنہ ۱۲۹۴ نولکشور) اور ایسا ہی ذکر مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فی وفات النبی جلد ۴ صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷ میں ہے)

تاریخ انبیاء میں ہے کہ ایک دن آنحضرت باہر سے تشریف لا رہے تھے۔ عائشہ نے کہا کہ میرا سر دکھتا ہے حضرت نے کہا میرا سر دکھتا ہے۔ اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں اچھی طرح تمہاری تجہیز و تکفین کروں۔ نماز جنازہ کی پڑھوں۔ عائشہ نے کہا کہ گویا آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور آپ بے تکلف اوروں بیبیوں کو لے کے اُسی دن میری جگہ سو رہیں گے۔ حضرت نے تبسم فرمایا''

(صفحہ ۲۹۳ سنہ ۱۲۸۱ھ) اور دیکھو صحیح بخاری کتاب المرض صفحہ ۲۶۰ و تاریخ ابی الفدا عربی صفحہ ۱۵۹ جلد اول و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ نولکشور سنہ ۱۸۸۳ء)

پیارے ناظرین! دونوں کے تفاوت پر غور فرمایئے۔

رکمنی کرشن جی پر مرتی تھی۔ اور محمد صاحب عائشہ پر مرتے تھے۔ رکمنی اور کرشن جی کی محبت دنیا پر آشکارا ہے اور محمد صاحب و عائشہ کی حالت بھی کسی اہل دل محمدی سے مخفی نہیں رکمنی کرشن جی کے جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی اپنی پتی برتا دھرم کو پالن کرتی رہی مگر عائشہ حضرت کے جیتے جی بدنام ہو گئیں۔ قرآن میں جہاں یہ قصہ مذکور ہے۔ اسکا نام سورۃ النور ہے۔ ان الذین جاؤ بالافک الخ اور تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۵ سنہ ۱۲۷۶ بمبئی و تفسیر جلالین صفحہ ۲۸۵ جلد ۲ سنہ ۱۲۹۹ حیدری بمبئی و ۔۔ الالہام صفحہ ۴۳۰ و ۴۳۱ ۔ اور صحیح بخاری صفحہ ۴۴۵ - ۴۴۱ سنہ ۱۲۶۲ء۔

مولوی حسین واعظ بڑے صاف لفظوں میں ڈرتا ہوا اقبال کرتا ہے کہ اسی روز سے عائشہ کی بابت محمد صاحب کے اصحابیوں کی نیت میں خلل آیا جیسا لکھا ہے۔ ''آوردہ اند کہ یکے از صحابہ گفتہ بود کہ اگر حضرت پیغمبر را وفات در رسد من عائشہ را بخواہم دیگرے را در خاطر گذشتہ بود و بزبان نیاوردہ۔ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ صحابہ کی نیت صدیقہ کی طرف نیک نہیں ہے۔ تو جھٹ ایک آیت اتار لی۔ سورۃ احزاب وان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً ان ذلکم کان عند اللہ عظیما۔ و نہ آنکہ نکاح کنید زنان او را پیغمبر را پس از وے ہرگز ہر آئینہ ایں کار ہست نزدیک خدا گناہ بزرگ'' (صفحہ ۲۰۵ تفسیر حسینی جلد ۲)

اور عائشہ و محمد صاحب کے حق میں سعدی کی گلستان کے باب ہفتم کی وہ حکایت ساری کی ساری موزوں ہے جسکے اخیر میں لکھا ہے ''زن جوان را تیرے اگر بہلو نشیند بہ کہ پیرے''۔ مگر کرشن و رکمنی کے لئے میاں عاشق و معشوق مزے بہت کراما کاتبین را ہم خبر نیست۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ کرشن جی کی تعلیم اور نبوت دین اسلام کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ جس کا آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ بلکہ بعضے مسلمانوں کا بھی یہ گمان ہے کہ کرشن کنہیا جی موحد بلکہ پیغمبر تھے اور حج کرنے کے ارادہ سے عازم ہند میں آئے۔ اور ان کی نسبت جو کتب ہنود میں افعال نالائق لکھے ہیں محض غلط ہیں۔ (تحفۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سطر ۵-۷)

دوم حدیث میں ہے۔ کان النبی شمائلہ الهند اسود اللون (سمیۃ کاہن) ترجمہ تحقیق ہوا ہے نبی ہندوستان میں شام ہے رنگ اُس کا اور نام اُس کا

کاہن ہے۔ دیکھو (فتوحات مکی) اور مدینۃ التحقیق۔
کاہن کرشن جی کا نام ہے اور خود لفظ کرشن کے معنے بھی اسود اللون کے ہیں۔
سوم اہل شیعہ کا وہ مصرع نام جو علی کی تعریف میں پڑھا کرتے ہیں اسمیں لکھا ہے ؎

ہندوانم کرشن خوانند مسلمانم علی ... حیدر کرار گوید خالق ہر دو سرا

اب ہم اس بات کا رد کرتے ہیں جو کہ آپ نے لکھا ہے کہ وہ حج کر کے براہ دوارکا ہند میں آئے۔ واضح ہو کہ راجہ یدہشٹر کا سمت اس وقت ۴۹۹۱ ہے اور کرشن جی اُس کے ہمعصر تھے (مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول)

ابراہیم جس نے کعبہ بنایا اُس کو پیدا ہوئے ۱۱۸۲ سال ہوئے۔ اُس سے پہلے کعبہ کا نام و نشان نہ تھا کرشن جی محمد صاحب سے ۴۳۲۶ سال پہلے۔ اور ابراہیم بانی کعبہ سے ۱۱۷۹ سال پہلے ہوئے۔ اُن کے وقت میں نہ تو ابراہیم تھے اور نہ محمد صاحب۔ کتم عدم میں مخفی تھے۔ اس لئے حج کرانا سراپا بے معنی گپ ہے اور براہ دوارکا ہند میں آنا ایک اور لایعنی خیال ہے۔ کرشن جی فی الحقیقت بقول حدیث اور علماء اسلام کے بنی تھے۔ اور بقول جمیع اہل ہنود کے ایک معزز رشی تھے۔ اور انہوں نے فرمایا ہے کہ سوائے ویدمارگ کے اور سب دھوکا بازی ہیں انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ وید دہرم پر قائم رہے اور مکاروں کے فریب میں ہرگز نہ پھنسے۔ وہ ایک مشہور و معروف رشی تھے۔ مہابھارت اور گیتا اُن کے اعتقاد کی شاہد ہیں۔ عرصہ تقریباً سات آٹھ سو برس کا گزرا کہ ایک شخص بام رگی نے جس کا نام بوب دیو اور رہنے والا مقصود آباد ملک بنگال کا تھا۔ ایک کتاب محض برائی اور خرابی سے بھری ہوئی مہاتما کرشن جی کو بدچلن ثابت کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے بنائی جیسے راس لیلا وغیرہ جیسے ناٹکوں کا رواج ہو گیا۔ جو اصل ست شاستر کے قطعی خلاف ہے اور سراپا دور از انصاف۔

اعتراض صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳۔ بھاگوت اسکند۔ اتر جمہ گنیت رائے میں ہے کہ کرشن ایک دن گوپیاں کے کپڑے اٹھا کر کدم پر چڑھ گیا۔ اور اُن کو ننگا دیکھا۔ اور پھر (۱) اسکند میں لکھا ہے کہ گوپیوں کے ساتھ ایک رات کرشن جی نے راس لیلا کی کرشن جی گوپیوں کو خصوصاً اپنی پیاری رادھا کو بڑی محبت سے سینہ اور گلے سے لگا کر عیش کر رہے تھے۔ آخر تمام گوپیوں کو بہت دان دے کر اُن کی خواہش پوری کی۔

جواب۔ یہ تمام الزام باطل ہیں۔ اُن کے کسی فقرہ میں صداقت کا نشان نہیں۔ کیونکہ بھارت اور گیتا دونوں اس کے مخالف ہیں۔ اُن میں ان امور کا مطلق ذکر نہیں۔ خود بھاگوت میں بھی جہاں تک ہم نے غور کی رادھا کا نام مذکور نہ پایا۔ اگرچہ بھاگوت خصوصاً اور دیگر پُران عموماً غیر معتبر ہیں۔ مگر مترجموں نے اور بھی اندھیر کر دیا۔ ایک دو ترجموں کے سوائے اور کوئی ترجمہ بھاگوت کا ٹھیک نہیں اور وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب تک کرشن جی برندابن و گوکل میں رہے اُن کی عمر ۱۰-۸ سال کی تھی۔ پس ایسے نابالغ بچہ کی حرکات عقلاً قابل اعتراض نہیں ہیں۔ بنا برآں کرشن جی پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ مگر ذرا اپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حال دیکھیئے کہ اُس نے کس طرح مریم کو برہنہ دیکھا اور کیا فعل کیا۔

نمبر ۱ سورۃ مریم قرآن۔ واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلما زکیا قالت انی یکون لی غلم و لم یمسسنی بشر و لم اک بغیا۔

پھر قرآن سورۃ تحریم میں ہے۔ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ ترجمہ مریم دختر عمران را کہ نگاہداشت خود را پس دمیدیم در او روح خود را (ترجمہ شاہ ولی اللہ) اور ایسا ہی ذکر سورۃ انبیاء میں ہے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ یعنے غسل حیض کرنے کو یعنی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی گنوار ہوئیں۔ شرم سے وہ مکان مشرق کو تھا۔ اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں مشرق کو بشراً سویا کے معنے جوان خوب صورت۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۴ مجتبائی دہلی ۱۲۹۷ھ۔ مریم کے برہنہ غسل کرنیکا واقعہ مولوی رومی نے دفتر سوم مثنوی میں بعنوان پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت غسل برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالےٰ۔ صفحہ ۲۴ (مطبع مجتبائی) میں یہ سارا قصہ لکھا ہے اور حضرت ذکریا کیوں مارے گئے۔ اسکے قتل کا سبب بھی روضۃ الصفا ۱۲۷۰ھ (مطبع مجتبائی) بھی ملاحظہ طلب ہے۔ نمبر ۲ نبی داؤد نے بنت سبع جو اوریاہ کو برہنہ دیکھا اور زنا بھی کیا۔ اور اسکے خاوند کو مروا بھی ڈالا (دیکھو سموئیل باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۲۷ تک) نمبر ۳۔ حضرت سلیمان نے کہا کیا راس لیلا۔ اور گوپیوں کے واسطے کیا شرک و کفر کیا۔ (سلاطین ا باب ۶۔ آیت ۲۲-۳۵۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۱۔ ۳۔ اسی سلیمان کی بابت لکھا ہے سلیمان را صد منکوحہ و ہزار سریہ بود وغیرہ وغیرہ (مدارج جلد ۲۔ نولکشور صفحہ ۵۹۲) نمبر ۴۔ حضرت داؤد کے فرزند ارجمند حضرت امنون علیہ السلام نے اپنی خوبصورت بہن تمر کے ساتھ کیا کچھ منہ کالا کیا۔ (دیکھو سموئیل ۲۔ باب ۱۳ آیت ۱ سے ۱۸ تک صفحہ ۳۸۳ ۱۸۸۳ء۔ لودھیانہ) اگر آپ خود نہ پڑھ سکتے ہوں۔ تو ان مقامات توریت مقدس کو کسی اور سے پڑھوا کر تسلی کر لیجیئے۔ تاکہ آپکو بخوبی معلوم ہو جائے۔

بنی ترے فرشتے ترے سارے ... پھرس تھے عورتوں پر یا بیمارے
نگاہ شوخ کی تعریف سن کر ... خدنگ عشق رکھتے تھے جگر پر
فدائے قامت بیساختہ تھے ... برنگ فاختہ دل باختہ تھے

مہادیو کی بابت **اعتراض ۱۸**۔ خدا ہونا مہادیو کا بقول چاروں ویدوں کے

اعتراضونکا جواب **جواب**۔ بے شک لفظ مہادیو کے معنے پرمیشور کے ہیں۔ مہا سب سے بڑا دیو عالم و مالک۔ پس سب سے بڑا عالم یعنے عقل کل و مالک کل پرماتما ہے دوسرا کوئی نہیں۔ فرانسیسی فاضل ڈاکٹر برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ خدا کے صفاتی نام برہم یعنے سب سے بڑا بشن یعنے سرود یا پک و مہادیو یعنے پر جلال ہیں۔ پر وہ کوئی آدمی ویدک محاورہ کے مطابق نہیں تھے۔ (دیکھو اُنکا سفر نامہ صفحہ ۱۵۲ جلد دوم)

اعتراض ۲۶۔ وقت شادی ہمراہ گوریجا کے مارپیٹ کرنا عورتوں کا مہادیو کو اور ٹھٹھے مذاق کرنا (شو پوران)

جواب ویدک مہادیو پرماتما کا نام ہے اور پُرانک مہادیو ایک راجا کا نام ہے جو ہمالہ کی پہاڑی علاقہ کوہ شوالک کا راجا اور پاربتی کا خاوند و دچھ کا داماد گنیش و سوامی کارتک کا باپ تھا اور مثل پہاڑی لوگوں کے بیلوں کے رتھ اور بیل پر چڑھا کرتا تھا۔ اس کا علاقہ کوہ شوالک سے کیلاش تک تھا۔ یہ انسان اور فاضل آدمی تھا۔ اسی پہاڑی مہادیو کا حال بطور ناٹک شیو پران میں لکھا ہے۔ اگر آپ کو شک ہو کہ مہادیو آدمی کا اور خدا کا کیسے نام ہے تو اسکے واسطے دیکھو۔

سرمد ایک فقیر کا نام ہے اور خدا کا نام بھی۔ دیکھو منتخب و صراح و غیاث
احد خدا کا نام بھی اور ایک مشہور و معروف صوفی افغان کا بھی (دیکھو دبستان مذاہب)
محمد خدا کا نام بھی ہے۔ اور نبی کا نام بھی۔
محمود خدا کا نام بھی۔ بادشاہ کا بھی پیغمبر کا نام بھی

اب باقی اعتراضونکا جواب دیتے ہیں یعقوب نبی نے اپنے ماموں کی بیٹی

راخیل نام پر عاشق ہو کر سات سال تک گلہ بانی کی مگر افسوس کہ اتنی محنت سے بھی وہ نہ ملی بلکہ اُس کے سسر نے دغا کر کے دوسری لڑکی بیاہ دی۔ جس پر اُس کو سات اور بھیڑیں چرانی پڑیں۔ تب راخیل ہاتھ لگی (خوب ۱۴ سال خدا کی عبادت کی) دیکھو توریت پیدائش باب ۲۹۔ آیت ۹۔۳۰۔

اسی طرح موسیٰ نبی ایک عورت کیواسطے دس سال بھیڑیں چراتا رہا۔ چنانچہ لغات میں لکھا ہے۔ "ان دو ہم ایس کہ ایشاں موسیٰ علیہ السلام کردہ سال تبادِق حضرت شعیب کردہ آخر شعیب علیہ السلام دختر خودش نامزد کردہ" از بیان و عیات یہی ذکر توریت میں ہے۔ دیکھو خروج باب ۲ و ۳۔ اور یہی ذکر قرآن سورۃ طٰہٰ میں ہے۔ یہ باتیں جو راجا مہادیو کے ساتھ ہنگام بیاہ عورتیں کرتی رہیں۔ ٹھٹھے مذاق میں داخل ہیں۔ کرامات و خوارق عادات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ اعتراض کرنے سے پہلے آپ نے مندرجہ بالا و بیتوں کا حال تو پڑھ لیا ہوتا۔ اور اگر کرامات وغیرہ کے متعلق دیکھنا چاہو تو یاد رکھو کہ **امیر حمزہ** حضرت کے اصحاب کی ویسی کی عورتوں نے مار پیٹ تو ور کر ناک کان کاٹ لئے تھے۔ نہ کسی نے کرامات دکھائی اور سیجوں و چرا شیخ المذنبین ختم المرسلین۔ حیدر کرار۔ علی مختار۔ لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار سب منہ دیکھتے رہ گئے۔ افسوس۔ **احد** کی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص رحمت اللہ علیہ نے خود حضرت محمد کے دو دانت توڑ ڈالے تھے۔ وہاں کوئی کرامات نہیں دکھا سکے۔ (دیکھو تاریخ انبیا) **اعتراض ۴۳**۔ کشتی کرنا مہادیو کا ارجن کے ساتھ اور کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا۔ **جواب**۔ مہادیو پہاڑی راجا اور ارجن میدانی راجا تھا ہرج کیا ہے۔ اگر کشتی کی ہو۔ مگر تمہارے یعقوب نبی کا خدا سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آخر وہ خیر بینی کی حرکت کی۔ جسے سوائے نامرد کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ یعقوب کی ران کی نس کو بہتیر وار سے چھوا۔ اور یعقوب کی ران کی نس اُسکے ساتھ کشتی کرنے سے چڑھ گئی۔

(توریت پیدائش باب ۳۲۔ آیت ۲۴۔۳۲)

اعتراض۔ مہادیو نے شراب پی اور ننگا ناچا

جواب۔ اگرچہ آپ نے کوئی صحیح حوالہ نہیں دیا۔ مگر ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ توریت کھول کر نوح نبی کی زندگی کا مطالعہ کرو جہاں لکھا ہے۔ "وابتدا نوح مکون خلا عادس کرما و شرب من الخمر فسکر و تعرّی داخل خبائہ۔ فابصر حام ابو کنعان عورۃ ابیہ" ترجمہ نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اُس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اُسکی شراب پیکر نشہ میں آیا۔ اور اپنے ڈیرہ کے اندر آپکو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اُسے ننگا دیکھا۔" توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۰ و ۲۱ اور اُسی شرابی کی دعا خدا نے قبول کی توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۵ و ۲۶

اعتراض ۴۴۔ قتل کرنا مہادیو کا بیگناہ برہمنوں کو۔ **جواب**۔ یہ بات کسی معتبر گرنتھ سے ثابت نہیں۔ مگر تمہارے موسیٰ نبی نے ایک مصری بیگناہ کو مار ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو اُسکے بھائیوں سے تھا مار رہا تھا۔ پھر اُس (موسیٰ) نے اِدھر اُدھر نظر کی۔ اور دیکھا کہ کوئی نہیں تب اُس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں چھپا دیا اور جب فرعون نے پکڑنا چاہا۔ تو بھاگ گیا۔ گویا بموجب تعزیرات ہند دفعہ ۳۰۲ کا اشتہاری مجرم تھا۔ (دیکھو توریت خروج باب ۲۔ آیت ۱۱ و ۱۲) افسوس کہ حاضر و ناظر خدا کا ذرا خوف نہ آیا یہی ذکر تاریخ انبیا صفحہ ۹۸ مطبوعہ ۱۲۷۶ھ میں ہے۔ اور یہی بیان قرآن میں بھی توریت کی نقل کیا گیا ہے دیکھو سورۃ طٰہٰ وقتلت نفسا فنجینک من الغم۔ ترجمہ اے موسیٰ کشتی تو نے ایک غلام سا غنیم تر از غم۔ اور اس قصہ کا تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری

بمبئی جلد ثانی صفحہ ۹ پر اقبال ہے اور ایسا ہی سورۃ شعرا میں ہے۔ ولہم علی ذنب فاخاف ان یقتلون۔ ترجمہ مر ایشاں راست بر من دعوےٰ گناہ کہ کردم مراد قتل قبطی ست پس می ترسم از انکہ مرا بکشند بعوض قبطی۔"

گنیش کی بابت اعتراضوں کا جواب

مولوی۔ گوبھا کی جو شادی کرنا مہادیو کا اور لاچار ہو کر گنیت کی پوجا اور ایک برس کے روز روں زبرتوں اکی مشقت کا ارشاد فرمانا۔ گنپت نام دیوتا ہے بصورت فیل جسکا نام گنیش بھی۔ (تحفۃ الہند صفحہ ۲)

آریہ۔ گنیش یا گنپتی لفظ کے معنے ہیں گل کا مالک اور اس لحاظ سے یہ کسی آدمی کا نام نہیں بلکہ پرمیشور کا ہو سکتا ہے۔ جاتک وغیرہ جوتش کے گرنتھوں کا مصنف ایک گنیش نام پنڈت بھی تھا جو پندرھویں صدی میں گذرا ہے ایک کشمیری کاتب کا جبر نے ویاس جی کے سامنے بھارت لکھا ہے گنیش نام تھا اور پدم پوران میں لکھا ہے کہ میو قوت لوگوں کا ایک دیوتا بھی گنیش ہے جسکی اُنہوں نے عجائب عجائب شکل بنا رکھی ہے۔ پس معلوم نہیں کہ آپ کس گنیش پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم لوگ ایسے فسانجات کے قائل نہیں اور نہ ایسی عجیب شکلوں پر مائل مگر آپ کے منہ سے یہ اعتراض موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ قرآن شریف و حدیث لطیف میں بحوالہ سورۃ حاقہ ایسے ہی عجیب المخلوقات فرشتوں کا بیان ہے۔ جس پر آپ کا ایمان ہے۔ پس جب تک آپ قرآن سے دست بردار نہیں ہوتے۔ آپ کا چھٹکارا دشوار ہے۔

تحفۃ الہند ۷۶۔ اس مقام پر اگر ہندو یہ کہیں کہ ہاروت و ماروت دونوں فرشتے ایک عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ تو انکا جواب یہ ہے کہ اول تو اُن کے عاشق ہونے کی روایت بعضے علما کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں ہے۔

جواب۔ اسکا تو ذکر قرآن میں ہے۔ تفاسیر اس سے بھرے ہیں۔ وہ بعضے علما کون ہیں جو قرآن کو مرض نسیان کے سبب فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ قرآن سورۃ بقرہ وما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ "فرو فرستادہ شد از سحر علی الملکین بر دو فرشتہ بہ بابل در شہر بابل ہاروت و ماروت نام دو فرشتہ است ایشاں بر زمین آمدہ بر زن زہرہ نام عاشق شدند و سبب شرب خمر بر قتل ناحق سجدہ صنم اقدام نمودند۔ حق تعالیٰ ایشاں را از صعود بر آسمان منع کرد۔ و عذاب بر ایشاں در ایں جہان مقرر شدہ و حالا بچاہ بابل بموئے سر آویختہ معذب اند" جلد اول صفحہ ۔ بمبئی ۱۲۷۶ھ) آپ بتلاؤ وہ کون علما ہیں جنکے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں۔

قولہ۔ دوسرے جب انہوں نے گناہ کیا تھا۔ اُسوقت محض فرشتہ نہ رہے تھے بلکہ بعض صفات بشریت کے انکو لاحق ہو گئے تھے۔

جواب۔ یہ بات قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن انکو بابل کے چاہ تک علی الملکین کہتا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن میں اور کوئی ذکر نہیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ انہوں نے یہ سارے کام فرشتہ پن کے وقت کئے اور عزازیل و جبرئیل فرشتوں سے بھی ایسے بہت کام کئے ہیں۔ بلکہ طوفان نوح بھی شیطان کی ترغیب و خوشدلی سے ہوا۔ (تاریخ انبیا ذکر نوح صفحہ ۱۴ و ۱۴۲ ۱۲۸۱ھ)

اسلامی کتابوں سے خداپرستی کا ایک نمونہ اور مولوی عبداللہ صاحب کو تنبیہ

دید موسیٰ یک شبانے را براہ — کو ہمی گفت اے خدا و اے الہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
اے خدا اے مر فدائت جان من — جملہ فرزندان و خان و مان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم — چارقت را دوزم و در برکنم

جامہ ات دوزم شپشہایت کشم
شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیمارئے آید بہ پیش
من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت
وقت خواب آید بروبم جایکت
گر ببینم خانہ ات را من دوام
روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنیں
خمرہا جغراتہائے نازنیں
سازم و آرم بپیشت صبح و شام
از من آوردن ز تو خوردن طعام
اے فدائے تو ہمہ بزہائے من
اے بیادت ہیہے و ہیہائے من
زیں نمط بیہودہ میگفت آن شبان
گفت موسیٰ با کیستت اے فلاں
گفت با آنکس کہ ما را آفرید
ایں زمین و چرخ زو آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
خود مسلمان ناشدہ کافر شدی
ایں چہ ژاژست ایں چہ کفرست و فشار
پنبہ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد
کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی
وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت
سر نہاد اندر بیابانی و رفت
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
بندۂ ما را ز ما کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پا منہ اندر فراق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم
در حق او شہد و در حق تو سم
در حق او نور و در حق تو نار
در حق او ورد و در حق تو خار
در حق او نیک و در حق تو بد
در حق او خوب و در حق تو رد
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ
از گرانجانی و چالاکی ہمہ
من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
ہندیاں را اصطلاح ہند مدح
سندیاں را اصطلاح سند مدح
من نگردم پاک از تسبیح شاں
پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں
ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را
موسیا آداب داناں دیگر اند
سوختہ جان و رواناں دیگر اند
گر خطا گوید ورا خاطی مگو
گر شود پر خون شہیداں را مشو
خون شہیداں را ز آب اولیٰ ترست
ایں خطا از صد ثواب اولیٰ ترست
تو ز سرمستاں قلاوزی مجو
جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست
چہ غم از غواص را پاچیلہ نیست
شاہ را گوید کسے جولاہ نیست
ایں چہ مدحت ایں مگر آگاہ نیست

محمد صاحب کی زندگی کے خاص حالات

محمد صاحب جمالی آدمی تھے

اسلام کی ایک مشہور تاریخ میں لکھا ہے کہ حاطب نام ایلچی نے جسکو محمد صاحب نے شاہ مصر کے پاس بھیجا تھا حضرت کا یہ حلیہ بیان کیا۔ دیکھتے ہیں آپ (محمد صاحب) آئینہ کو اور برابر کرتے ہیں۔ اور لٹکاتے ہیں مو ہائے مبارک کو کنگھی سے اور نہیں جدا ہوتی ہیں آپ سے یہ چیزیں۔ آئینہ۔ سرمہ دان۔ کنگھی۔ مسواک سفر میں نہ حضر میں اور دیکھا میں نے آپ کو کہ زینت اور آرائش کرتے ہیں۔ آپ واسطے ملاقات اپنے ساتھیوں کے سوائے زینت اور آرائش کیواسطے اپنے اپنے اہل کے (دیکھو فتوح المصر ار، و صفحہ ۲۲۰ ۱۲۸۶ھ نولکشور)

نظر بد سے ڈرا کرتے تھے چنانچہ حدیث میں لکھا ہے لو کان شئی سابق القدر لسبقتہ العین ترجمہ۔ اگر کوئی چیز غالب ہوتی تقدیر پر تو نظر بد غالب ہوتی" (جامع ترمذی مرتضوی دہلی صفحہ ۴۹)

جادو ٹونے کے قائل تھے اور اس سے سخت ڈرتے تھے

حدیث میں ہے کہ لبید بن عاصم یہودی نے محمد صاحب پر جادو کیا جس سبب سے چھ ماہ بیمار رہے چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے "قضیہ سحر بعد از رجوع از حدیبیہ بود و در ذی الحجہ از سنہ سادسہ دست بقائے او گشتہ اند کہ چہل روز بود و در روایتے شش ماہ و بقولے تمام سال غالباً قوت و غلبۂ وی چہل روز بود۔ وجود بعضے آثار تا شش ماہ و بقائے بعضے و بقایائے سال و در روایتے از ابن عباس آمدہ است کہ آں حضرت علی و عمار را فرستاد از برائے استخراج سحر از بیر ذروان (یعنی چاہ ذروان) پس یافتند ایشاں درمے غلاف شگوفہ نخل را کہ در وے تمثال آں حضرت از موم ساختہ اند و سوزن ہائے در وے خلانیدہ و رشتہ بودہ یازدہ گرہ بستہ اند پس آورد جبرئیل معوذتین را بر آنحضرت کہ ازاں بخواندند گرہے کشادہ میشد و ہر سوزنے کہ از آں بیروں مے آوردند آں حضرت را تسکینے و آرامے میشد"

(جلد رابع باب فی المعجزات فصل ا صفحہ ۵۷۹)

اس جادو کی تاثیر یہ تھی کہ انسان نامرد ہوجاتا تھا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ "در خیال انداختہ مے شد کہ بیاید اہل خود را و جماع کند و چوں آید ایشاں را نمے توانست و ظاہر میشد او را از نشاط و فرح کہ وے قادر است بر آمدن زناں را و چوں نزدیک میشد بایشاں قدرت نمے یافت براں" (صفحہ ۵۷۷ جلد ۴) وتحفۃ الاخبار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۵۸ میں بخاری مسلم کے حوالہ سے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ یہی قصہ تفسیر حسینی میں بھی ہے۔ "آوردہ اند کہ کودکے از یہود بخدمت رسول مشغول بود و دختران لبید ابن عاصم یہودی از و بمبالغہ بسیار از مشاطہ راس آں حضرت و دندانہ چند از مشط آں حضرت بستدند و بنام آں حضرت برے سحر کردہ در چاہ ذروان زیر سنگے نہادند جبرئیل سید انام را خبر کرد پیغمبر علی مرتضیٰ را فرستاد تا آں رسن را بیاورد و یازدہ گرہ براں زدہ بودند حق تعالیٰ معوذتین را فرستاد یازدہ آیت و جبرئیل کہ قرأت کرد ہر آیت عقدہ ازاں رسن میکشود" (جلد ثانی سورۃ الفلق صفحہ ۴۷۹)

محمد صاحب شہوتی اور پرہیز گار نہ تھے

چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "بدانکہ دوست ترین چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زناں بودند و بوئے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر ویرا کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد او را چنداں کہ خواہد آں در نکاح خود آورد" "و بخاری از انس آوردہ کہ حضرت رسالت پناہ مے گشت بر تمامہ نسائے خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و ما سخن میگفتیم کہ بود در وی و تحدیث میکردیم کہ دادہ شد او را قوت سی نفر و از طاؤس و مجاہد آوردہ کہ قوت چہل تن۔ و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت۔ و در روایت صحیح آمدہ است کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد در اکل و شرب و جماع۔ لہٰذا مباح بود آں حضرت را ہر مقدار زناں کہ خواہد۔ دریں جا کمال فضل و شرف و امتیاز اوست از سائر رجال اوست" (دیکھو مدارج النبوت باب دہم جلد دوم ذکر ازواج صفحہ ۵۶۲ مطبوعہ نولکشور) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے اپنی قوت باہ کا شکوہ کیا جبرئیل نے کہا تم ہریسہ کھایا کرو۔ کہ اسمیں قوت چالیس مردونکی رکھی ہے۔ (طب نبوی صفحہ ۲ مطبع نامی لکھنؤ ۱۳۱۲ھ)

تاریخ ابی الفدا میں لکھا ہے۔ رسول اللہ کا نکاح پندرہ بیویوں سے ہوا تھا

تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی وہ جنہیں کی۔" (جلد اول صفحہ ۲۰۸۔ اردو)

اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہے کہ جس کسی عورت کو حضرت پسند کریں وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی تھی۔ مشکوٰۃ میں ہے "مرغوب آں حضرت عیشا بمنزوج وے پس آنحضرت را شناسند سنت کہ ہیچ یکے نزامت رابینت" (جلد ۳ صفحہ ۱۰۸) مولوی رومی لکھا ہے "ترک خشم و شہوت و حرص آوری ہست مردی ورگ پیغمبری۔ مگر حضرت کے حالات پڑھنے سے معاملہ سارا کا سارا دگرگوں نظر آتا ہے۔

جب محمد صاحب بوڑھے ہو گئے۔ اور انکے قوائے جسمانی سارے ہار گئے تب یہ آیت نازل کرائی سورۃ احزاب۔ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک نہیں حلال واسطے تیرے بعد اسکے اور نہ یہ کہ بدل ڈالے تو ان سے اور بیبیاں اگرچہ خوش لگے تجھ کو حسن انکا مگر جن کو مالک ہو گئے واسطے ہاتھ تیرے۔ (از ترجمہ امام المحدثین شاہ رفیع الدین)

اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے "حلال نیست مر ترا زناں ازپس ازیں نہ زن کہ در عقد تو اند چہ لشہ در حق آں حضرت صلعم چوں اربعہ است در حق امت۔ و حلال نیست آنکہ بدل کنی بدیشاں از زناں دیگر یعنے یکے را از ایشاں طلاق دہی و بجائے وے دیگرے را نکاح کنی و اگرچہ بشگفت آورد ترا خوبی ایشاں (الا) استثنا است از نسا یعنے حلال است بر تو زنان پس ازیں نہ تن کہ واری مگر آنچہ مالک آں شود دست تو یعنے بتصرف تو درآید و ملک یمین تو گردد۔" جلد ثانی صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ سنہ ۱۸۸۴ء

مگر جب نسخہ قوت باہ کے کھانے یا کسی اور سبب سے شاید طاقت آگئی۔ تو پھر حاشیہ قرآن فائدہ ۳ میں زبانی بی بی عائشہ صاحب کے لکھا ہے "حضرت عائشہ نے فرمایا۔ یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں۔" (دیکھو قرآن مطبوعہ نولکشور کا نپور ۵۰۹ سنہ ۱۲۸۹ھ) کرامات کے ماننے والے مسلمان اور خصوصاً تو مسلم شیخ عبید اللہ صاحب باربار محمد صاحب کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ مولوی جامی فرماتے ہیں۔ خراماں سرو او از سایہ آزاد

جہاں در سایۂ آں سرو آباد
ز سایہ بود برتر پایۂ او
زمین و آسماں در سایۂ او
تنش را بود از جاں پاک پایہ
ندید از جاں کسے بر خاک سایہ
فلک چوں زمیں شد سایہ دار شتر
ازاں افتاد در پا سایہ وار شتر

مگر ہم انکو بتلاتے ہیں کہ یہ شاعرانہ تعریفیں ہیں کہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پائے تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں زند۔ ورنہ اصل میں فضول باتیں اور بے بنیاد روایتیں ہیں۔ لیجئے ہم ایک صاف اور سادہ دلیل ایسے رد کی بتاتے ہیں۔ انکا جسم نہانے کپڑے پہنتے تھے شادی کرتے اور جماع کرتے تھے اولاد بھی ہوئی تھی۔ اونٹ اور گدھے پر سوار بھی ہوا کرتے تھے۔ بی بی عائشہ کو کندھے پر چڑھا کر حبشیوں کا ناچ بھی دکھلایا تھا غزوہ احد جو شوال ۳ھ میں ہوا اسمیں ایک کافر کا پتھر لگنے سے محمد صاحب کے نیچے کے چار دانت ٹوٹ گئے اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوئی۔ اور آپ گھوڑے سے گر گئے اور انکے خود کی میخ انکے رخسارہ مبارک میں پھنس گئی۔ جب وہ میخ بمشکل تمام نکالی گئی تو بہت خون رواں ہوا۔ آخر فاطمہ نے بوریا جلا کر ڈالا۔ اور مشہور ہو گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے جس سے بجز معدودے چند باقی بھاگ نکلے۔ اور شکست فاش کھائی۔ خود جامی نے بھی کہا ہے۔ ع بسنگ از دست دشمن لعل او ست۔ پھر لکھا ہے:

و دانش بود از در حقہ پر
شدہ چوں درج مرجاں حقہ در
یکے دینار بود از علم و فرہنگ
محک آمد پے دینار شراں سنگ
چہ شد معیار او آں سنگ کاری
نشد ظاہر بجز کامل عیاری

قریش کی جماعت عورتوں نے مسلمان شہیدوں کے جن میں امیر حمزہ وغیرہ سب تھے ناک کان کاٹ لئے اور جگر بھر کر چبائے۔ چنانچہ محمد شبلی صاحب نے وہاں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ "ہندہ عیاں سائش کشتگاں مسلماناں را گوش و بینی مے برید و سینہ پہلوئے حمزہ رضی اللہ عنہ را (کہ از جملہ شہیداں بود) بدرید و جگرش برآورد و بجائید و صفیہ خواہر حمزہ برادر را اورمود را ببیند و شعیر عبد ایسرش را فرمود کہ او را بازدارد۔ تا کار سابہ نبیند زیرا فرمودن پیغمبر عبد الرحمن اگاہی کرد۔" (رسالہ اسلام صفحہ ۷ و اعجاز التنزیل صفحہ ۲۳۶ و سفر السعادت و تحفہ السلام صفحہ ۱۲۵ و تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۸۲) حدیث میں ہے الحرب خدعۃ یعنی لڑائی الضرام یاتی ہے۔ ساتھ فریب کے (فتوح المصر صفحہ ۲۲۴ سنہ ۱۸۸۱ء) سیرت کے مطابق مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت نے ابوسفیان کے قتل کے لئے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو خفیہ بھیجا۔ لیکن راز کھل گیا۔ لوگ انپر دوڑے مگر وہ کسی طرح سے بچکر نکل آئے۔ (مفصل دیکھو رسالہ جہاد کل ۱۸۹۷ء)

محمد صاحب کی نزول وحی کی حالت پر ڈاکٹر سپرنگر صاحب ڈی اکرڈی تحقیقات سے یہ لکھتے ہیں کہ قوت متخیلہ کے درجہ بدرجہ بڑھ جانے سے جسکو صرع دوری کی مرض یعنے مرگی سے اور بھی اشتعال ہوا بانی اسلام کے دھوکے میں پڑ جانے اور اپنی رؤیا دکھلانے کو وحی والہام باور کرنے کا باعث ہوا۔" (لائف محمد صاحب صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۵۱ء الہ آباد)

بُت پرستی کا دلی منشا ۔ قریش بآنحضرت گفتند کہ نے گذاریم ترا کہ استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتاں ما را و اگرچہ بسر انگشت باشد۔ آنحضرت را از غایت شوق کہ بطواف حرم داشت در خاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر چنیں کنم۔" (حسینی جلد ا صفحہ ۲۵۶)

محمد صاحب کی زندگی کے آخری حالات

سورۃ مائدۃ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے محمد اللہ تیری حفاظت کریگا اور دشمنوں کے شر سے تجھکو محفوظ رکھیگا۔ مگر تفاسیر و احادیث سے اسکا خلاف ہونا پایا جاتا ہے تاریخ ابو الفدا میں ہے۔ اھدت الی النبی زینب بنت الحارث الیھودیۃ شاۃ مسمومۃ فاکل منھا قطعۃ ولاکھا ثم لفظھا و قال انھا تخبرنی انھا مسمومۃ ثم قال فی مرض موتہ ان اکلۃ خیبر لم تزل تعاودنی و ھذا اوان انقطاع ابھری (جلد ا صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ لقمہ زہر آلودہ جو یہودن نے بکرے کے دست کے گوشت میں بھیجا تھا۔ اور میں نے اسمیں سے خیبر میں کھایا تھا اُس سے میں ہمیشہ تکلیف پاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری رگ جان بسبب اس زہر کے کٹ گئی۔ (تاریخ انبیا صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳)

صحیح بخاری صفحہ ۶۳۷ ذکر خیبر سنہ ۱۲۸۷ء میں لکھا ہے۔ کہ گوشت زہر آلود جو میں نے کھایا تھا اُس کے سبب ابتک متالم رہا اور اسوقت اُس نے میری ابھر یعنے رگ دل کو منقطع کیا۔" اور دیکھو مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۴ و ۶۲۲ نولکشور و فارسی تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ نولکشور)

پیغمبر بننے کے واسطے سے طرح طرح حیلہ کرنے کو تیار رہتے تھے

لکھا ہے "یہود را از اقامت آنحضرت در مدینہ حسد آمد۔ گفتند اے ابو القاسم مقام انبیائے پیشیں زمین شام بودہ و اگر تو پیغمبری و خواہی کہ ترا تصدیق کنیم باید کہ بشام روی و آنجا ساکن شوی۔ آنحضرت عزم سفر شام مصمم فرمود (تفسیر حسینی جلد ا صفحہ ۳۹۶) اور معالم میں ہے کہ اصحاب کو ساتھ لیکر مدینہ سے تین کوس مسافت طے کی۔ (اعماد ہند صفحہ ۶۵ ۴)

محمد صاحب آخری وقت نہایت دکھی ہو کر فوت ہوئے چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب آخری وقت محمد صاحب سے جبرئیل نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے قال اجدنی

یا سرئیل معمو ما واحد بی حکو وبعاً قد والیو مرالتی ... الی اللہ ولک ۔ کہا کہ حضرت نے پایا ہوں میں اپنے آگیا ہے جبرئیل غمگین ۔ ویا آپ ہو ایسے آپکو اندوگمیں اُسکے بعد پھر جبرئیل آیا دوسرے دن ۔ ۔ کہا اسکو وہی نخس ... پہلے روز کہا تھا (مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ فصل ۳ باب فی وفات النبی) ناظرین جانتے سمجھتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے اور پیغمبر اسلام آخری وقت کیوں مغموم و اندوہگین ہو رہے ہیں ۔ دنیا جانتی ہے اور تمام انسانی عقل مانتی ہے کہ وثوات عورات کی محبت میں مشغول کثرت ازدواج کے سبب خداسے قوت ماہ کئے کسے میگر موصول ہوں اور ضمناً مقبول طبع عورت ایسی ۔ ... فرزند پر حرام ہوجائے وہ غمگین و ملول ہو کر ناسب دنیا میں تو زیادہ رشتی بیٹوں کی طرح کیان سے آنند او راحت کے حصول میں بکمال بشاشت سے قالب عنصری کو ترک کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ۔

اے نیکی ناکردہ وبدیہا کردہ وزحق بعفو خود تمنا کردہ
ہشدار کہ این وہم تو ہرگز بود ناکردہ چو کردہ وکردہ چو ناکردہ

محمد صاحب اپنی قبر پوجوانی چاہتے تھے

حدیث میں ہے ۔ من زار قبری بعد مماتی کمن زارنی فی حیاتی ۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت مرے بعد موت میری کے گویا اس نے میری زیارت کی حالت حیات میں لا یدخل السارمن برانی دوزخ نہ جائے گا وہ جس نے مجھے دیکھا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے واجب ہوئی شفاعت (تاریخ انبیا صفحہ ۲۷۰ و شرح وقایہ اردو جلد اول صفحہ ۲۰۲ و عقائد الاسلام صفحہ ۲۰۰)

محمد صاحب اپنے خاندان کے واسطے بادشاہی کی تجویز کر گئے گر چلی ۔

باب پنجم

متعلق الرامونکی تردید

مولوی ۱۱۱ ۔ تیتری اپ نکھیکھ وید میں لکھا ہے کہ آفتاب واسطے حاصل کرنے رطوبت کے چکر کھاتا ہے اور پانی جو اسکی غذا ہے ۔ اس کے سبب سے زندہ ہے ۔ دیکھئے کیسا جھوٹا مضمون اور خلاف حکمت ریاضی اور طبعی کو ہے ۔ **جواب** ہم نے تمام اپ نشد مطالعہ کی مگر اس میں یہ کہانی کہیں نہیں لکھی اگر ساری اسلامی دنیا ملکر کوشش کرے ۔ تو بھی یہ بات تیتری اپ نشد سے کوئی نہیں نکال سکتا ۔ اس جھوٹے الزام لگانے کا ہم آپ کو کیا انعام دیں ۔ رب العالمین آپکو ہدایت دے اور راہ راست پر چلنے کی ہمت عنایت کرے تاکہ آپ اترا یک گرفتہ سے نقل کر روشنی میں آویں ۔ آمین ۔

البتہ ایسی باتیں قرآن میں ہیں بنی اسرائیل ۔ وجعلنا اللیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ ۔ تفسیر حسینی ۔ گفتہ اند آیت مہ روشنائی بیست و آیت شب ماہ و محو آیت شب نقصان نور ماہ است از بعد ست تا محاق در لباب ۔ از ابن عباس روایت مے کند کہ پیش ازیں آفتاب و ماہ در نور مشابہ یکدگر بودند و بدیں سبب روز از شب ممتاز نبود حق سبحانہ جبرئیل را فرستاد تا پر خود را بر روئے ماہ مالید و نور او محو گشت و آفتاب بر حال خود ماند ۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۰۱)

قرآن سورۃ بقرہ وارزق من الثمرات ورونری دہ اہل این شہر را از میوہا حق تعالیٰ ایں دعائے ابراہیم را استجاب کرد و بحکم فرمود تا جبرئیل بکو از دیہائے فلسطین را کہ مشتمل بود بر ثمرات بسیار از اں زمین منقطع ساختہ بمکہ آوردہ

ویہفت بار بگرد خانہ کعبہ طواف داد و در زمین تہامہ بر سر مرحلہ از مکہ وضع کرد و آن دہ را بجہت طواف خانہ کعبہ طائف میگویند و میوہ اہل مکہ از انجاست ۔ (جلد ا حسینی صفحہ ۲۱)

سورۃ بقرۃ ۔ ورفعنا فوقکم الطور ۔ و برداشتیم بر زبر سر ایشاں کوہ را تا پیمان بستند حق تعالیٰ فرمان داد تا بر زبر سر ایشاں بایستاد و در پیش ایشاں آتشے افروخت و در عقب دریائے زخار پدید آمد چوں گریز گاہے ندیدند بر روئے در افتادہ و متحیر شدید ۔ (حسینی صفحہ ۱۲)

سورۃ القیمہ ۔ وجمع الشمس والقمر ۔ جمع کردہ شدند آفتاب و ماہ یعنی ایشاں را با یکدگر مجتمع ساختہ در دریا افگند (جلد ۲ حسینی صفحہ ۴۲۳) قرآنی منفیت حکمت ریاضی و طبعی کے ہم نے چار نمونہ پیش کئے ہیں ۔ مولوی صاحب کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جھوٹا بیان و تودہ طوفان ہو سکتا ہے ۔

مولوی ۶۴ ۔ کہتے ہیں کہ بہشت میں بھی بہشتی سزا پاتے ہیں ۔ چنانچہ مہا بھارت کے آدی پرب میں لکھا ہے ۔ کہ راجا جات نے بہشت میں کہا کہیں اپنے برابر کسی کو نہیں جانتا اندر نے اس گناہ کے بدلے اُسکو بہشت سے دنیا میں پھینک دیا پھر اس گناہ سے پاک ہو کر بہشت میں گیا ۔

جواب ۔ بھارت میں جس راجہ کا بیان ہے وہ آسمانی نہیں بلکہ دنیاوی راجہ کی داستان ہے ہم اُسکا پتہ بتلاتے ہیں کہ اندر کہاں رہتے ہیں ۔ اس شہر کا اندرپوری یا سرپور یا امرپور نام ہے جو ملک برھما کا شاہی مقام ہے ۔ وہاں امراوتی نام ندی بہتی ہے اور اُس جگہ سفید ہاتھی ہوتا ہے ۔ اپسران یعنی گانے بجانے والی عورتیں بھی بہتیار ہیں اور بعض پھول کی بھی وہاں خوب بہار ہے اُس جگہ ارجن و کرشن وغیرہ کئی بار گئے ۔ اور ضیافتیں کھا کر واپس چلے آئے ۔ ہاں یہی اعتراض قرآن اور قرآنی بہشت پر وارد ہوتا ہے ۔ جسکے ہاتھ سے آدم بیچارہ آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے ۔ کیوں مولوی صاحب بہشتی بہشت میں سزا پاتے ہیں اور وہاں سے نکالے جاتے ہیں یا نہیں ۔ **اعتراض ۱۶۴** ۔ ایک راجا نیک کردار بہشت میں داخل ہوا ایک روز گنگا برہما کے پاس گئی وہ راجا بھی وہاں حاضر تھا ہوا نے گنگا کا دامن اٹھا دیا راجہ کی نظر گنگا کے زانو پر پڑی عاشق ہو گیا ۔ بہشت سے نکالا گیا ۔ بہشت کیا ہوا رنڈیوں کا چکلہ ہوا ۔

جواب ۔ اس واقعہ سے اور بھی ثابت ہوا کہ درحقیقت بہشت سے مراد ملک برہما ہے ۔ اور اندر وہاں کا راجہ ہے جسکی کوئی معشوقہ مسماۃ گنگا ہو گی نا واقف راجہ عاشق ہو گیا رقابت کے مارے ملک سے نکالا گیا ۔ ساتھ ہی جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ اور اُس کی حور و غلمان پر نظر دھرتے ہیں لامحالہ ہمیں آپکا قول صادق معلوم ہوتا ہے (مفصل دیکھو رسالہ نجات)

مولوی ۶۶۷ ۔ ہندوؤں کے دین میں جادو اور ایسے کلام حلال ہیں اتھربن وید میں دشمنوں کے مار ڈالنے کے بہت منتر ہیں ۔ اور ان میں بلیدان یعنی قربانیوں کا ذکر ہے جو بھگوتی دیوی کو چڑھا کر اپنے دشمنوں کو مار ڈالے ۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے ۔ کہ جس کو مار ڈالنا منظور ہو ۔ اسکی تصویر کا مدبر بنا کر اُسکا سر کاٹ ڈالے ۔ اتھربن وید اور بہت کتابوں میں ایسے منتر ہیں جنمیں غیر اللہ سے التجا ہے

جواب ۔ آپکا بیان محض افترا اور اسکا فقرہ فقرہ جھوٹ سے بھرا ہے نہ تو جادو کوئی چیز ہے ۔ اور نہ اُس سے کسی طرح کی بھلائی یا برائی ہو سکتی ہے ۔ جادو کا ماننا اور اس سے نفع نقصان یقین جاننا جاہلیت کی روائیں اور اعرابیوں کی حکایتیں ہیں ۔ وید شاستر

کسی آریہ گرہست سے جادو وادو کا کچھ تعلق نہیں مجھے آپکی دینداری پر افسوس ہے کہ کیوں اتنا جھوٹا الزام بغیر دیکھے بھالے احکام وید کے لگایا اور گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا جہاں سے شیطان نکلا وہاں سے ہی جادو پیدا ہوا۔ بائیبل ان باتوں کی مول ہے اور جن و شیطان و جادو اس کا اصول خود مسیح میں بھوت نکالا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے چالیس روز تک شیطان کے پاس تعلیم پائی تھی جس نے اچھی طرح اپنے مطلب کی پٹی پڑھائی حضرت عزازیل نے اس سے پہلے کئی ہزار سال تک بہشت میں شیطانی سکول چلایا حضرت عرش آشیانی نے باوجود عالم الغیب کہلانے کے اُسے معلم الملکوت دستہ ماسٹر بنایا پھر آدم کو اپنے جال میں پھنسایا۔ اور اپنا دانہ کھلایا۔ ایوب پر جادو چلایا ذکریا کو چروایا یہودا میں حلول فرما کر مسیح کو پھانسی دلایا اور محمد صاحب کے دل میں وسوسے ڈالکر اُنکے منہ سے بتوں کی شفاعت کا کلمہ پڑھوایا۔ سورۃ بقر میں لکھا ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو پڑھتے تھے شیطان لوگ سلیمان کی بادشاہی میں سلیمان کافر نہ ہوا لیکن شیطان کافر ہو گئے۔ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور پیروی کرتے تھے جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل ہوا ہے پس یاد کرتے ہیں اُن سے چند منتر جن کے سبب سے درمیان زوجہ و شوہر کے جدائی ڈالیں اور نہیں ہیں وہ کسی کو نقصان پہنچانے والے جادو سے مگر خدا کے ارادہ سے "

سورۃ جن کہو وحی بھیجی گئی طرف میری کہ میری باتوں کو سُنا چند جنوں نے پس کہا انہوں نے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا جو دلالت کرتا ہے طرف راہ راست کے پس ہم جن لوگ قرآن پر ایمان لائے "۔ شاہ ولی اللہ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں "روزیکہ آنحضرت نماز صبح بیرون مکہ مے خواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند خدائے تعالیٰ از ایمان ایشاں و گفتگوئے ایشاں با قوم خود دریں سورۃ خبر داد " (۵۲۹) (اور دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۱۰۰ ۔ و تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ و ۴۲۲)

اُن آیات قرآنی کے مطالعہ سے ظاہر ہوا کہ شیطان یا جن مسلمان ہو گیا ہندوستان میں جو جاہل لوگ جن بھوت اوتارتے ہیں وہ سلیمان پیر محمد اپیر کلو اپیر کا نام اکثر لیا کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ تینوں صاحب جادو ٹونے کے پیر ہیں بلکہ پیر دستگیر بزرگ ملا مولوی تمام جادو منتر کا کام قرآن سے چلاتے کسی آیت کو سیدھا کسی کو اُلٹا پڑھ کر اُلٹی تسبیح گھماتے پھیر لڑائے میں مارنت اور نیت کو کام میں لاتے۔ لوگوں کے گھر آگ لگانے میں وفار التنور کی آیت کو لکھ کر چراغ میں جلاتے اور آگ کو بجھانے کے لئے قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً کو پانی میں بہاتے ہیں۔

پس قرآن درحقیقت جادو ٹونے کی کان ہے اور گنڈہ و تعوید کی جان۔ فتوح الغیب نقش سلیمانی۔ اعجاز محمدی۔ دعا سریانی۔ چہل قاف سب صاف صاف جادو ٹونے کا کام دیتے ہیں جس سے کوئی ایماندار مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ جادو کی تعلیم خدا سے نازل ہوئی اور دو فرشتے اُس کے حامل ہیں دونوں کا بانی مبانی ایک ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ وید مقدس میں ان باتوں کا نشان نہیں اور ہنگو نی دیوی کا گمان نعوذ باللہ من ہذا الخرافات والتوہمات۔ اسی واسطے ہمارے مقنن منو نے ایسی شرارت کرنے والوں کو مجرم گردانا ہے ادھیاء ۹ شلوک ۲۵۸ کام والے آدمی سے رشوت لے کر اسکا کام کرنیوالا۔ کسی وہمی چیز یا گرہ یا کوئی خوف دکھلا کر دھن لینے والا۔ سونا وغیرہ میں ناقص چیز ملا کر دغا بازی کرنیوالا۔ جاندار و بیجان چیزوں سے جوا کھیلنے والا۔ دوست زید و نقع وغیرہ کے حالات بتا کر اوقات بسر کرنیوالا بد فعلی کو چھپا کر کے اچھا فعل ظاہر کر کے دوسرے کی دولت لینے والا ہاتھ کی ریکھا دیکھ کر اچھے بُرے پھل کو کہہ کر دولت لینے والا۔ راجا ان کے علیحدہ علیحدہ کاموں کو سوچ بچار کر اور اُنکی توفیق کو دیکھ کر جیسے لائق ہو۔ اُس کے جرم کے مطابق سزا دیوے۔

پس جادو کا ماننا ایک جھوٹی کہانی اور اودیا اور بے عقلی کی نشانی ہے۔ جن لوگوں کا عقیدہ پر بھا راہے انہیں کا جادو و تعوید گنڈہ پر وشواس ہے آریہ دھرم سے ان فضولیات کا کوئی تعلق نہیں۔ **حجۃ الہند اعتراض ۲۱۹**۔ ہندوؤں کے نزدیک آگ اوگو اہ کیر طیے ہیں **تردید**۔ آگ تو جڑ ہے وہ گواہ نہیں ہو سکتی البتہ ہوم کر کے لوگوں کے دماغ معطر کرتے ہیں۔

حجۃ الہند ۱۹۰۔ ہمارے دین میں نکاح وہ چیز ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو سپرد کسی مرد کے عقد میں دی۔ اگر عورت یا مرد نابالغ ہوں تو کوئی ولی انکا جیسے باپ یا بھائی اسکا نکاح کر دیں۔ پھر اس اقرار کے واسطے دو شخص ایماندار ان کا گواہ ہونا ضرور ہے۔ اور عورت کے نفس کا کچھ عوض بھی مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ بیچاری آئندہ کو مرد کی قید میں آجاتی ہے۔ اس عوض کا نام مہر ہے۔ اور وقت نکاح خطبہ پڑھنا سُنت ہے۔ **جواب** نابالغ کا اقرار نامہ ناجائز ہے بنا براں بچی شریعت میں نابالغ کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ اور ایسا نکاح قانون قدرت کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ نکاح سے جو اصلی غرض ہے وہ بالکل فوت ہو جاتی ہے یہ ناجائز طور پر شہوت کا دبکا بھڑکانا۔ بد چلنی کا بڑھانا ہے مگر محمد صاحب نے قانون قدرت کی مخالفت کی۔ اور نابالغ چھ برس کی لڑکی عائشہ نام سے نکاح اور نو سالہ سے جماع کیا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ عورت کے نفس کے عوض کچھ مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسپر کئی اعتراض ہیں۔ اول معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کے رو سے عورت اور مرد کے مساوی حقوق نہیں۔ اور نہ رو سے خدا کے برابر مخلوق ہیں۔ کیونکہ عورت قید میں آجاتی ہے مگر مرد نہیں کہ وہ تو آزاد ہے اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے بلکہ ایک وقت چار تک سنت نبوی پر عمل کرے تو صرف تک اور اگر متعہ پر عمل کرے تو بے انتہا۔ اسکی علاوہ بے تعداد لونڈیاں (مفصل دیکھو قرآن سورۃ نسا ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۷) اب عورت منکوحہ کا دوسرے کی منکوحہ سے بدلانا بھی اسلام کے رو سے جائز ہے۔ قرآن سورۃ نسا۔ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احدٰہن قنطاراً۔ ترجمہ۔ واگر خواہید بدل کردن زن بجائے زنے۔ وادہ باشید یکے از ایشاں را۔ یعنے مال بسیار۔ در مہر دادہ باشید۔ پس باز بگیرید ازاں مال چیزے را۔ اور اسی طرح سورۃ بقر کا حلالہ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ فان طلقہا فلا جناح علیہما ان یتراجعا۔ ترجمہ۔ سعدی شیرازی۔ پس اگر طلاق دہد زن را پس حلال نباشد آن زن براں مرد از پس طلاق سوم تا کہ بنکاح در آید بشوہر دیگر را۔ پس اگر طلاق دہد شوہر آنرا پس نیست ہیچ گناہے بر آنہا آنکہ با یکدیگر رجوع نمائید بہ نکاح۔ اس پر حاشیہ قرآن میں لکھا ہے " یعنے تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی۔ بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکی ہو " (دیکھو صفحہ ۴۴ قرآن مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۰۹ ھ۔ اور دیکھو مشکوٰۃ باب المطلقہ ثلثاً فصل اجلد ۲ صفحہ ۱۴۴ ۔ اسی کے متعلق دیکھو قاموس جلد ثانی باب اللام فصل الحا صفحہ ۱۴۱ نولکشور) اس میں بہت بُری بات ہے کہ مہر (اُجرت) مقرر ہو۔ وید شاستر کی رو سے آگیا ہے۔ کہ خاوند ستری کو اور دھنگی جانے بغیر ایک عورت کے دوسری ستری سے شادی نہ کرے۔ وید مقدس کے رو سے ایک مرد کے واسطے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک مرد کا حکم ہے۔ زیادہ نہیں۔ اور یہی اگر قانون قدرت پر غور کریں۔ تو صحیح معلوم ہوتا ہے سنسکار ودھی میں ایسے بیاہ کی تشریح ہے کہ عورت کی عمر کم از کم ۱۶ سال اور مرد کی کم از کم ۲۵ سال ہونی چاہیئے۔ اور اسی عمر میں فریقین کی

رضامندی سے روبروئے والدین یا بزرگاں خانداں کے شاستر انوکول شادی ہوتے سے وید میں حکم ہے۔ اول پرماتما کی توحید وا وپاسنا وید انوکول کی جاتی ہے۔ اسکے بعد فریقین کے فرائض اہل محلہ وبرادری کے سامنے کہے جاتے ہیں اور اخیر میں حاضرین دولہا دولہن کو اشیرواد یعنی دعا دیتے ہیں اور ہون یگیہ کیا جاتا ہے بعدہ وہ رخصت ہوتے ہیں۔ دین اسلام میں دنیا کے تمام مذاہب سے جو زیادہ شرف ہے اور تعلیم ہتوں سے جو زیادہ افضل ہے اسے مولوی حسین واعظ بحوالہ قرآن لکھتے ہیں۔ واذکروا الخ یاد کنید نعمت ہائے خدا را کہ فائض میگرداند برشما خصوصا در باب مناکحات چہ در شرائع امم سابقہ ہیچ کس را زیادہ از یک زن در رتبۂ نکاح روا نبودے۔ مگر پیغمبراں را وایں جا تا چہار حرہ در عقد واحد جائز ست وآناں را بعد اطلاق مراجعت جائز نبودے وایں جا روا است وما دامیکہ زن مطلقہ نشدہ بودے مرد را حلال نبودے تزوج بزن دیگر بجز وے و دریں شریعت حلال ست (جلد اول صفحہ ۱۴۱)

قرآن درحقیقت عورتوں کی بیعزتی کرتا ہے۔ مولوی ابوالمنصور صاحب لکھتے ہیں مسلمانوں میں عورتوں کو ناقص العقل اور انہیں پردہ میں رکھنا لکھا ہے (دیکھو سورۃ نور وسورۃ احزاب از دولت فاروقی ۱۳۵) بحوالہ حدیث اخلاق جلالی میں ہے کہ دختراں را از خواندن ونوشتن بکلی منع باید کرد (صفحہ ۲۱۴) **حجتہ الہند ۲۱۹**۔ اور اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ **تردید**۔ مسئلہ طلاق ہر طرح قابل نفرت ہے اور وید شاستر میں اسکی ممانعت کیونکہ اس سے زنا کی کثرت اور حرامکاری میں رغبت ہوتی ہے۔ جو کشتی شرم وحیا کو ڈبونی ہے جن قوموں میں طلاق رواج ہے۔ انہیں کی مطلقہ سے دنیا میں ہر جگہ چکلا بھر رہا ہے ورنہ اگر ساں میں منہ ڈال کر غور کرو (**حجتہ الہند ۲۱۹**)۔ یا کسی عورت کا شوہر مرجاوے تو اس عورت کو بعد گزر جانے ایام عدت کے کسی اور مرد سے نکاح کر لینا جائز بلکہ بڑا ثواب ہے۔ **جواب** بشرط نہ ہونے اولاد اور رضامندی بیوہ کے بھی شاستر کا ارشاد ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکا رواج اُس ملک میں کم ہے۔ اکثر اشراف مسلمان بھی بیوہ عورات کا دوسرا نکاح نہیں کراتے۔ جنکا تم کو خود بھی صفحہ ۱۴۲ پر اقبال ہے۔ اور خود اس بدعت کے بانی مبانی حضرت پیغمبر عرب ہوئے اُنھوں نے خود تو لوگوں کی بیوہ بمطلقہ جوروں اور بہو بیٹیوں سے نکاح کئے۔ اور بعضی عورتوں کو بے نکاح بھی گھر میں ڈال لیا۔ مگر حضرت کی وفات کے بعد بی بی عائشہ وغیرہ سب اُنکی بیوئیں اس ثواب سے محروم رہیں اور اس نعمت عظمیٰ سے بباعث ممانعت حضرت کے مجبور رہ گئیں۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ دیگراں را نصیحت وخود را فضیحت حالانکہ اسوقت بعض بیبیاں جوان تھیں اور کئی اصحاب بھی اُن سے شادی کرنے پر رضامند تھے۔ قرآن میں اسکا ارشاد موجود اور راستی مفقود ہے **حجتہ الہند ۲۲۰**۔ ہندو دولہا دولہن کی عجیب صورت بنا لیتے ہیں۔ سر پر موڑ ہاتھ میں کنگنا منہ پر سہرا جیسے گھوڑے اور بیل کے منہ پر کھیرا ہوتا ہے۔ اور پوشاک کچھ اور ہی وضع کی ہوتی ہے۔ اور برادری کی عورتوں کا جمع ہو کر دولہا اور دولہن کے سات دن تک عورتوں کے ہاتھ سے ابٹنا لگانا۔ اور طرح طرح کی بے حیائی کے گیت گانا۔ تیل چڑھانا۔ تی کرائی اور سانت کرنا۔ چونکہ بونا اور فخر اور تکبر کے واسطے ڈھکا ڈکر کرنا۔ اور اسمیں بہت مال ودولت زمین پر پھینک کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضائع کر دینا۔ اور آتشبازی چھٹروانا۔ ڈھول نفیری۔ نقار خانہ۔ تماشہ وغیرہ بلے بجوانا۔ بنہ بقیں سر کرنا۔ ہمدھیوں کا آپس میں ٹھٹھا اور ٹھٹھا کرنا اور بیشری کھولی بنا کر براتیوں کو ڈنگروں کی طرح اُسپر بٹھانا۔ ڈومنی سے بیحیائی کی باتیں کرنا اور فحش سیٹھنا پڑھنا عورتوں کا مردوں کو فحش گیت میں گالیاں دینا اور دولہا سے دولہن کی جوتی کو سجدہ کرانا وغیرہ وغیرہ **جواب** ان سب باتوں کا وید شاستر میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔ یہ ساری باتیں شاستر کے خلاف ہونے سے ناجائز ہیں آریہ سماج میں کم از کم دو یا تین سو بیاہ ہو چکے ہیں جن میں سے ایک میں بھی یہ باتیں نہیں ہوئیں۔ پس یہ بدعت ہے ہم جاہلوں کی غلطی کے ذمہ وار نہیں مسلمان بھی سہرا باندھتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم وفاضل مولوی اور سید محرم میں حسن وحسین کا سہرا اشنا یادگار کرتے ہیں۔ کیا وہ گھوڑے بیل کے کھیرے کی طرح نہیں اکٹھا کھانے کو ہم ہمیشہ سے ڈنگروں اور وحشی قوموں کی عادت جانتے تھے۔ مگر شکر پرماتما کا کہ اب ایک مسلمان کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ ڈنگروں حیوانوں کا کام ہے۔ انسان کا نہیں۔ بھائی آریہ درحقیقت اکٹھا کھانا ڈنگروں کی خوراک ہے۔ مہذب اور دانا علم طب کے ماہروں کی نہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے کی بیماری کے لگ جانیکا اندیشہ ہے۔ یہ رسم مسلمانی عہد اور محمدیوں کی صحبت وتعلیم کے اثر سے کھتریوں میں رائج ہوئی شاستر انوسار نہیں ہے اسی واسطے تعلیم یافتہ کھتری اسکو چھوڑتے جاتے ہیں۔ رنڈی لے جانا۔ یا آتشبازی جلانا روپیہ اوڑانا۔ گالی دینا ہم ان سب بُری باتوں کو نامشروع سمجھتے ہیں۔ مگر بیاہ شادی میں خوشی کرنا اچھے راگ گانا باجا بجانا برا نہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں تو شادی ہوتی ہے۔ شادی میں شاد ہونا ضرور ہے۔ ہاں آپکے ہاں شادی نہیں بلکہ ماتم ہے پس خوشی بھی مناسب نہیں۔ **اعتراض ۲۲۶**۔ ہمارے نزدیک ہر طرح کی شراب ہر کسی پر حرام ہے۔ اور بام مارگی ہندؤں کے نزدیک ہر قسم کی شراب حلال ہے **تردید** ام مارگی ہندؤں ویسا ہی ہیں جیسے مسلمانوں میں رند مشرب لوگ جنکا مقولہ ہے۔ واعظا شراب پینے دے کا فر ہوا ہیں کنوں۔ کیا ڈبرہ چلو پانی میں ایمان بہ گیا۔ اگر انکے سبب ہندو دین معتوب ہے تو رندوں۔ سماعیلیوں۔ ذاکریوں سے محمدی دین معیوب ومغضوب ہے۔ مگر آپکے تمام نبی شراب کو حلال جانتے تھے۔ اور نوش کرتے تھے۔ اسپر خیال کیا ہے یا نہیں۔ **مولوی ۲۲۷** ہمارے دین میں ہر شیئ کے گھر کا کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ اسکا مال حرام کے پیشہ سے پیدا نہ ہو۔ **آریہ**۔ اس لفظ میں آپکا اور ہمارا اتفاق ہے۔ اسی واسطے شودر کا کام روٹی پکانا مقرر ہے اور ہم اُن تمام لوگوں کے ہاتھ سے جو ہمارے دھرم کو مانتے ہیں کھانا جائز جانتے ہیں مگر ہمارے اور آپکے حرام وحلال میں فرق ہے۔ آپ جانور کشی کو حلال جانتے ہیں۔ اور جھٹکے پر شہری روٹی کھانے کو حرام۔ آپ کوڑی پر ہی مارنے اور جہاں پر بکری کا گلا کاٹنے کو ثواب مانتے ہیں اور جنت کا فتح الباب مگر ہم اسے گناہ جانتے ہیں اور ایسے کے گھر کا کھانا ناجائز نہیں گردانتے بلکہ حقیقی شیعہ مسلمانوں کا تمہاری نسبت اعتقاد ہے کہ اہل سنت بخس اند از یہود ونصاریٰ اگر بداں ایشاں چیزے برسد آنرا باید شست۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۷۰) ہم آریہ لوگ سوائے مہترو قصاب یا اگھوری وغیرہ غلیظ لوگوں کے اور کسی کیساتھ چھونا برا نہیں جانتے ہیں۔ مگر جائے تعجب ہے کہ مسلمان لوگ بھنگی اور قصابوں کے ساتھ بھی شیر وشکر ہونے کو تیار ہیں۔ اور برسوں آبدست لینے سے بیزار۔ اسی مٹی کے کونڈے سے پاخانہ جاتے اور اسی سے پانی نوش فرماتے ہیں سبحان اللہ۔ **مولوی ۲۲۹** ہمارے دین میں ملاقات میں سلام کیواسطے ایک ہی قاعدہ اور ہندوؤں میں مختلف **جواب**۔ وید کے رو سے ایک نمستے کے سوا اور کوئی قاعدہ جائز نہیں (مفصل دیکھو آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات) جسطرح تمہارے ہاں عشق امدیا والله معاً سلامت حضرت سلامت قبلہ۔ بندگی مجرا۔ کورنش۔ یا علی مدد۔ یا حسین یاد ہو۔ تم کہو الا میرا لالا جی الا۔ استاد وغیرہ وغیرہ رائج ہیں ایسی ہی ہندوؤں میں رام رام جے ہری۔ پرماتما جیتی رہے۔ ڈنڈوت وغیرہ کا دستور ہے مگر یہ ٹھیک نہیں صحیح وہی ہے جو اوپر مذکور ہے ۲۳۱۔ مسلمانوں میں قرآن درزالت دو بہت سر ہے۔ ایک یہ سبب اعمال دوسری

بسبب قرابت انبیا و اولیا جیسے سید و بنی ہاشم۔ قریش بنی اسماعیل دوسری قوموں سے افضل ہیں اور سیدوں کے دین میں اگرچہ شرافت بسبب اعمال کے بھی ہے مگر قومیت کو علیہ اور زیادہ اعتبار ہے۔

جواب۔ شاستر کے مطابق سب شرافت اعمال سے ہے نسل اور ذات سے نہیں۔ مسلمانوں میں صرف قومیت کو شرافت ہے۔ سید کبھی جاہل امی کیوں نہ ہو پھر بھی سید ہے اور لوگ سید بنتے ہیں کی روایات بھی مختلف ہیں صدہا لوگ فریب سے سید بنتے ہیں۔ ؎

سال اول بیتم تو دم سال دوم پیرمی　غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم

بیبی اسماعیل ہونا شرافت کی بات نہیں۔ ہاجرہ والدہ اسماعیل لونڈی تھی۔ ؎

اگرچہ بود زادہ ستہ یار　پرستار زادہ نیاید بکار

(حسینی جلد ۔ صفحہ ۔ و ابو الفدا جلد ۱ و پیدائش تورات ۲۱ و تاریخ انبیا صفحہ ۳۴ تا ۴۲ قابل دید ہے۔

اعتراض ۲۰۸ و ۲۰۹۔ ہمارے دین میں صبح سے آفتاب غروب تک روزہ رکھنا ماہ رمضان میں فرض ہے اور بعضے اور دنوں میں روزہ نفل ہے اور ہندو اپنے بڑوں کے نام روزہ رکھتے ہیں۔ اور اسکو برت کہتے ہیں۔ اور قربانی عید الضحیٰ کی واجب ہے اہل توفیق پر۔ اور یہ داخل عبادت ہے۔ **جواب**۔ روزہ خلاف عقل و حکمت ہونے سے فضول ہے اس سے تو ایک وحشی برت معقول ہے جس طرح بعض ہندو مردوں کے نام پر روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت علی پیر زادہ وغیرہ یا امام حسین و بی بی فاطمہ و پیر صاحب کا روزہ رکھتے ہیں اور اصل میں دونوں جادۂ راستی سے دور تھک رہے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ مسلمان رمضان میں گناہ زیادہ کرتے ہیں جانور زیادہ مارے جاتے ہیں اُس سے عفونت زیادہ پھیلتی ہے اور مخلوق خدا زیادہ تباہ ہوتی ہے اور آئے دن ملک شرافت میں ۱۲ - ۱۵ ہزار حاجی ہیضہ کے شکار ہوتے ہیں اور طاعون میں گرفتار۔ اگر خدا غور سے دیکھتا تو ہیضہ کیوں پھیلتا۔ کیا بکرا یا اونٹ یا گائے یا سؤر کا خدا یا بتوں یا پیر فقیر کے نام پر گلا کاٹنا گناہ ہے۔ اور ناراستی کی راہ اور خدا کو نام پر گناہ کرنا بہ نسبت اور گناہوں کے بڑا ہے۔ ہندو گو اس وقت ویدک دھرم سے گمراہ ہیں مگر پھر بھی اتنے عقلمند ضرور ہیں کہ پرمیشور کے نام پر جانوروں کے گلے نہیں کاٹتے اپنے واسطے اور دیوتا کے نام پر کاٹتے ہیں کیونکہ وہ ایشور پر خونخواری کا کلنک نہیں لگاتے بلکہ ایسا کہنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ قرآن سورۃ حج میں بھی ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن ینالہ التقویٰ منکم یعنے نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانیوں کا اور نہ لہو انکا لیکن خدا کو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ پھر حیرانی ہے کہ مسلمان کیوں جانوروں کا گلا کاٹ۔ خون سے گنہگار ہوتے۔ اور ثواب بے جا کماتے ہیں اور زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ اور مذاہب میں جتنے اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ جانور کشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر دین محمدی میں یہ نیک خدمت مسجدوں کے ملاؤں پیروں قاضیوں سے لیجاتی ہے۔ تراہ ماں ۱۱۔ الحذر راے شیخ نادان الحذر۔

اعتراض ۲۱۰۔ ہمارے دین میں ہر مسلمان صاحب توفیق پر فرض ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج کرے اور کعبہ ایک مبارک مکان ہے مکہ معظمہ میں اور اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ جب کوئی نماز کرے کعبہ کی طرف منہ کرکے ادا کرے اور سوائے اس کے اور طرف منہ کرکے سجدہ کرنا منع ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُس مکان کو سب مسلمانوں کے واسطے قبلۂ عبادت ٹھہرایا ہے بسبب شرف اور بزرگی اُس مکان کے اور جو کوئی حج کرتا ہے اور اُس مکان کا طواف کرتا ہے جو اُس شخص نے اللہ کی تقصیرات اور گناہ کئے تھے۔ انکو اللہ تعالےٰ معاف کر دیتا ہے اور سوائے خانہ کعبہ کے اور کسی مکان کو حج کی نیت سے جانا اور اُسکی طرف سجدہ کرنا اور طواف کرنا شرک ہے اور ہندوؤں کے تیرتھ گاہ اور تیرتھ صد ہا طرح کے مختلف ہیں **جواب**۔ ویدک دھرم کے رو سے کسی مکان یا پہاڑ وغیرہ کے طواف سے گناہ معاف نہیں ہوتے ایک بیابان ریگستان میں جہاں وحشی اور بدو رہتے ہیں ثواب کی نیت سے جانا۔ ایک مکان کے گرد چکر لگانا۔ سنگ اسود چومنا۔ اور پہاڑوں کے گرد گھومنا اُس مکان کو بیت اللہ جاننا۔ اور خدا کی ہاتھ حجر الاسود کے آگے قربانی کرنا اور تمام عمر اس مکان کی طرف سر جھکانا اور ماتھا گھسانا صاف شرک اور بت پرستی ہے سو جو لوگ ہندوستان مصر میں ہیں وہ کعبہ کو بجانب شرق اور روم و شام والے بجانب جنوب اور ہندوستان و افغانستان والے بجانب مغرب اور عدن اور یمن والے بجانب شمال سجدہ کرتے ہیں اور کعبہ کے اندر کوئی جہت مقرر نہیں جدھر چاہو منہ کرکے سجدہ کرو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سجدہ سنگ اسود اور اُس مکان کو ہے لامکان رحمٰن کو نہیں اُسکی سوائے کسی اور طرف سجدہ کرنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز۔ اُس مکان کے گرد گھومنا اور کسی پتھر کو بنظر عبادت چومنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز۔ اُس مکان پر ریشمی کپڑا اوڑھانا پیرانا ہو ہے پر اُسکے ٹکڑے کو تبرک سمجھنا[1] چومنا آنکھوں پر لگانا۔ آب زمزم اور مکہ اور حجر الاسود کی دھوون و آب غسل کو بھر کر لانا اور متبرک ٹھہرانا اور قبلۂ حاجات جاننا سراسر بت پرستی اور کفر ہے۔ ؎

مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست　پرستاران بت را طعنہ از چیست

اگر دین ست در بوسیدن سنگ　چرا داری بدل از ہندواں ننگ

اگر مسلم ربت آگاہ گشتے　بہ پیش حجر چوں گمراہ گشتے

کعبہ سے مدینہ وہاں سے کربلا۔ اور آگے نجف۔ قدم ابراہیم۔ قدم رسول۔ قدم آدم۔ اجمیر سرہند پاکپتن۔ لڈھورا۔ گانگوہ۔ بہرائچ۔ گڑھ ام۔ ٹھٹھ پیران کلیر۔ گنگوہ۔ شیخو پورہ۔ پرانا امروہہ۔ شاہ شمس سیالکوٹ۔ ڈیرہ دین پناہ۔ ملتان۔ لاہور کے موئے رسول اور عمامہ۔ میاں میر وغیرہ۔ در بدر سفر دور دراز طے کرکے مسلمان بطلب حاجات جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎ عزیزے کہ از در گہش سر بتافت۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت۔ پس شاستر کے خلاف چلنے والے ہندو اور قرآن کے مطابق چلنے والے مسلمان انصاف کے رو سے دونوں بت پرست اور گناہگار ہیں۔

پوجیں وہ چرن بشن کے اور یہ رسول کے　قایل یہ خاک کعب کی وہ گنگو دھول کے

چرنامرت وہ لیتے ہیں مکتی کا مدعا　یہ اُسکو دھو کے پیتے ہیں جوتوں کو ملا

وہ جگن ناتھ جاتے ہیں سر کو جھکا جھکا　یہ چومتے ہیں حجر سیاہ دست کبریا

وہ مندروں کو کعبہ کو یہ سر جھکاتے ہیں　بیہودہ بت پرستی میں آ لوگ ہوتے ہیں

دونوں ہیں بت پرست خدا سے پھرے ہوئے　دور حق سے اور چاہ بلا میں گرے ہوئے

واجب ہے آریوں کو دونوں سے اجتناب　کعبہ و دیر دونوں ہیں اطراف ناصواب

اعتراض ۲۱۱۔ ہمارے ہاں عمل نیک کا پھل جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے اسکو ملتا وہ مردے کو دلا دے تو اسکو پہنچ جاتا ہے مگر ہندوؤں کے دین میں آچاریہ کو کرم دیتے ہیں اور شرادھ ترپن کرتے ہیں۔ **جواب**۔ مردہ کو ہماری مرسلہ کوئی چیز نیک و بد نہ روٹی نہ پانی یا زہر نہیں پہنچ سکتی۔ شرادھ ترپن کا مُردوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ زندے ماں باپ کیواسطے ہیں خود غرض ملاؤں اور لالچی پنڈتوں نے انہیں مُردوں کے لئے جائز بتلایا اور مال اوڑانے کا بہانہ بنایا ہے پیچ ہے مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں مُلّا کو حلوے مانڈے سے کام۔ ؎

برگ عیشی بگور خویش فرست　کس نیارد ز پس تو پیش فرست

[1] طامس ولیم لکھتے ہیں قدم رسول دہلی پر سال بتاریخ ۱۲ ربیع الاول کہ بعد وفات رسول ست ابنیہ ہے از مرداں وزناں آنجا جمع می شوند و آن نقش قدم را بہ آب خوشبو شستہ ... (مفتاح التواریخ صفحہ ۹۰ ...)

کریں شرادہ مردوں کا اگیا اچھایا مردں کو بھلا کس نے کھوجن جمایا

حسطرح ہندوؤں کے یہ کریا کرم ہیں اُن سے سوا گنا بڑھکر مسلمانوں میں ایسے بھرم ہیں مردہ کا سوم۔ دہم۔ چہلم۔ ششماہی۔ سالانہ۔ پیر صاحب کی گیارہویں۔ ستارہویں ہویز امیر حمزہ کی سہرات۔ امام حسین کا عشرہ محرم۔ ہر بزرگ کا فاتحہ اُسکی وفات کے روز معصوموں کے لئے خاص کھانا جیسے شاہ عبدالحق کا توشہ حلوی حضرت بی بی کی صحنک وبنی جستیخے کی حضرت علی کا کہ ریڑا بیٹھے چاولونکا۔ اور اُسی کریا کرم کہاتا۔ بوعلی قلندر کا مالیدہ۔ امام حسین کی حلیم اور شربت ما یا وریدلی کیگاڑی تڑی پیرہتو کا مک۔ سید سلطان کا روٹ یا پوڑیاں۔ خواجہ معین الدین کی دیگ۔ کسی کی نیاز سوا روپیہ۔ پانچ پیسہ۔ تین کوڑی یکسی کا روٹ سوا سر کا پانچ سیر۔ مردہ کا اسقاط۔ راس کا آنا اور سات آدمیوں کے ہاتھ پیر پھیرانا۔ تین چراغ جلانا۔ طواف کرنا آگے کھڑے ہاتھ جوڑ کھڑے ہونا۔ بر ونیر پانی ڈالنا۔ ہم ہر وقت چراغ جلانا۔ چند ڈھلونیر قل ہو اللہ پڑھنا۔ محرم میں پانی کی سبیل مچھر کوانا ور تعزیہ بنوانا اور اُنکے نیچے بچونکا نکلوانا۔ عرضی نذر ہونا۔ وغیرہ اس سارے شرک و گمراہی بت پرستی میں کیا مسلمانوں کا سوا رتی اور حرف ہے۔ ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں پس ہندو بیچارے انسے ہزار درجہ افضل ہیں۔

خاتمہ

آریہ دھرم کی خاص سولاں خوبیاں

پہلی خوبی۔ پرماتما کی ذات و صفات اور اُسکی اوپاسنا و پرارتھنا میں کسی خاص جہت کیطرف متوجہ نہونا۔ بلکہ بلا تعین جہت اسکی صفات کاملہ کا دھیان کر کے اپنے دلکو اُسمیں لگانا۔ پرماتما کی کامل توحید بصفات حقہ اِس خوبی کے ویدک دھرم میں موجود ہے۔ کہ اس سے بڑھکر کسی اور جگہ ممکن ہی نہیں۔ اور محال ہے کہ اِس سے عمدہ کوئی اور بیان کر سکے۔ وجہ یہ ہے کہ صرف یہی مقدس دھرم ہے جسمیں پرماتما کا ثبوت دلائل عقلیہ براہین منطقیہ سے تلایا جاتا ہے۔ مورتی پوجا۔ قبر اور تعزیوں پر وو دادریت رکو جسمانی ماننا۔ یا ایشور کا کسی میں حلول فرمانا ایشور کا اوتار یا کسی آدمی کا خدا ہونا۔ یا خدا کے برابر ماننا۔ کسی کو خدا کا رسول یا کلیم یا روح یا صفی یا خلیل جاننا وغیرہ باتیں جو شرک و بت پرستی ہیں وہ سارے کو سارے وید کے رو سے قطعی ممنوع ہیں سو دان باتونکو معقول دلائل سے رد کرتا ہے۔ (دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۔ ۱۲) **دوسری خوبی**۔ وید مقدس غلطی سے پاک رد و بدل سے بری ناسخ و منسوخ سے مبرا۔ از آغاز عالم تا اختتام عالم جامع ارشادات و واضح فرمان عالیہ ہے جسکی ایک بات بھی علم و عقل کے خلاف نہیں بلکہ سب احکامات علیم کل و عقل کل کی ذات کے شایاں ہیں۔ یعنی یاد رہے ہر طرح کی انسانی غلطیوں سے مبرا ہیں اور تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ہر طرح کامل ہیں اسواسطے کامل کے سوا اور کسی سے ظہور ناممکن ہے۔ تمام علوم کے مسائل اور تمام ترکیہ نفس کے وسائل وید میں نہایت واضح طور پر مندرج ہیں جنکو عقل انسانی بغیر تعلیم کے کسی طرح سے نہیں جان سکتی۔ باوجود سب سے قدیم ہونے کے آجتک اختلاف کا نہ ہونا۔ اور ہمیشہ ہزاروں لاکھوں حافظوں کا موجود ہونا۔ اسکی پوری حفاظت کی علامت ہے۔ **تیسری خوبی**۔ تقلید شخصی سے بیحد تحقیق علمی عقلی کی عام اجازت جسکی بدولت انسان ہمیشہ معراج ترقی کی سیر کرتا رہتا ہے اور جہالت و تقلید کے گڑھے میں نہیں گرتا۔ اور اسی سبب سے آریوں کا ازمنہ سلف میں ہر علم و فن میں عمدہ سے عمدہ ترقی کرنا ظاہر ہے۔ اور اب جو تھوڑے سالوں سے پیرآفتاب صداقت کی شعاعیں ابر ظلمت سے نکلی ہیں۔ علم منقول کیطرف پھر توجہ ہوتی جاتی ہے جو درحقیقت انسانی بھلائی کی نہایت عمدہ علامت ہے۔ **چوتھی خوبی**۔ خدا کی کامل عبادت یوگ ودیا صرف اسی دھرم میں ہے جسکے بغیر تو دھیان جم سکتا ہے نہ طبیعت دلیکاگر یکسو ہوتی ہے۔ کیونکہ نوشتہ ہے کہ جبتک چھل من ترک کر ایشوری گیان میں محو نہ ہو۔ دھیان کا جمنا محال ہے اور جبتک دھیان۔ جسمے ایشور کا پراپت ہونا سرا پا ناممکن ہے۔ ایسی کامل عبادت اور ایسا مکمل طریقہ کسی اور مذہب یا دھرم میں مطلق نہیں ہے۔ **پانچویں خوبی**۔ شفاعت کا نہ ہونا۔ پرمیشور سے بلا واسطہ غیرے ملاپ۔ نہ کسی اردلی کی ضرورت نہ انیر یگی کی حاجت۔ نہ رشوت سے مطلب۔ نہ دلالی سے غرض۔ صرف اپنے ذاتی فعلوں سے پرماتما کی حضوری اسی مذہب کی بزرگی ہے۔ رشوت کا بڑا الزام کوئی مذہب ایشور کی ذات سے دور نہیں کرتا بلکہ سب مذاہب اسی الزام کا اُسے ملزم گردانتے ہیں۔ اور پرمیشور کو دعا اور تعزیرات سب کا مجرم جانتے ہیں۔ مگر صرف ویدک دھرم ہی اس الزام سے بریت کرتا ہے۔ **چھٹی خوبی** پنچ مہا یگ کا روزمرہ فرض ہونا۔ اول عبادت پرماتما یعنی برہم یگیہ دوم خدمت والدین و فضلا و اچاریہ یعنی پتری یگیہ۔ سوم مہمان نوازی یعنی اتتھی یگیہ چہارم یتیم خانہ وغیرہ قائم کرنا یعنی بلی ویشو یگیہ پنجم تمام دنیا کی بہتری کیواسطے کوشش کرنا۔ اور حتی الوسع اسکے واسطے ہر روز جگت اپکار اور سوگند ناشک اگنی ہوتر کرنا یعنی دیو یگیہ (دیکھو ستیارتھ پرکاش)۔ **ساتویں خوبی** بہتری پرش۔ اہل قرابت۔ والدین و فرزند ہمسایہ یتیم۔ سادھو مہمان مساکین کے حقوق۔ شادی و غمی کے فرائض بلکہ پیدایش سے موت تک سولہ سنسکار اس خوبی سے منوسمرتی و سنسکار ودھی میں موجود ہیں کہ جنکا عشر عشیر بھی دیگر مذاہب میں نہیں جنرل ہے میگاٹن صاحب فرماتے ہیں و انصاف قانون دھرم شاستر میں سے منوجی کا درجہ اول ہے۔ عورت کو اردھانگی ماننا۔ کثرت ازدواج کا نہ ہونا۔ ایک ناری و ایک پتی برت دھارن کرنا پردہ کی جہالت کا نہ ہونا صرف اسی دھرم کی بزرگی ہے۔ **آٹھویں خوبی** روح اور روحانی باتونکا سچا علم۔ مادہ اور مادی چیزونکا صحیح گیان دنیا کب تک رہیگی۔ اسکا واقعی حال جسکے بیان کرنے سے قرآن و بائیبل کی زبان گنگ و لال ہے۔ وہ ایسی خوبی سے اِس دھرم میں بتلائی گئی ہیں۔ کہ دیگر علم و سائنس اس سے زیادہ واضح اور صحیح تبلانے سے عاجز ہیں (مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول)۔ **نویں خوبی**۔ رحم جو سب سے عمدہ صفت ہے وہ تمام مذاہب سے بڑھکر باحسن الوجوہ صرف ویدک دھرم میں موجود ہے یعنے مانس نہ کھانا اور بیگناہ کسی جانور کو نہ ستانا۔

دسویں خوبی۔ زور و ظلم سے دین پھیلانے کی ممانعت۔ جہاد اور فساد سے نفرت دلائل معقول اور محبت و پیار سے دھرم کی اشاعت کی اجازت صرف اسی دھرم میں ہے (دیکھو یجروید)۔ **گیارہویں خوبی**۔ مختلف علوم کے مسائل کا وید مقدس کی پیروی سے باہر ہونا اور تمام فلسفی مزاجونکا اسکے دلسے وید کا پیرو ہونا کسی نامعقول بات کا وید میں مذکور نہونا (مفصل دیکھو ویدرشٹر اور اُپنشد اور چھ انگ)۔ تمام رشی منی وید کے پیرو تھے مگر اور مذاہب میں جتنے ڈاکٹر فلاسفر حکیم ہوتے گئے وہ قرآن اور انجیل سے دست بردار ہوتے گئے۔ بلکہ انجیل و قرآن کے پیروؤں نے حکیمونکے جیتے جلائے اور بہتیرے انہیں سمجھ میں کھپا اور قتل کیا۔ بلکہ قتل کا داغ وید کے دامن پر ہرگز نہیں۔ **بارہویں خوبی** معجزات۔ خرق عادات۔ کرامات۔ بھان متی کے تماشے کیمیا گری۔ سنگ پارس۔ جادو جن بھوت۔ پری و شیطان وغیرہ لغویات کی تردید وید کے سوائے کہیں نہیں موجودہ روشنی کے زمانہ میں ان تمام باتوں سے مذہبی باتونکو نفرت ہے۔ مگر بائیبل و قرآن میں ایسی دور از قیاس باتیں بھری پڑی ہیں **تیرہویں خوبی** انسانی زندگی کا چار حصوں پر تقسیم ہونا اور سب سے اول وہاں تک تعلیم کا ہونا ویدک دھرم کی کیسی اعلیٰ فضیلت ہے۔ برہمچریہ طالبعلمی کا زمانہ۔ گرہست عیالداری کا زمانہ بان پرست گوشہ نشینی کا زمانہ۔ سنیاس تبلیغ پرچار کا زمانہ جسپر عمل کرنیسے انسان دین و دنیا کی بھلائی بخوبی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اولوالعزمی ہونیکا ارشاد کیا ہدایت بنیادی ہی اور مذاہب میں اُنکا نام و نشان بھی نہیں۔ **چودھویں خوبی**۔ جب مدت سے گذر جانیکے سبب لوگوں نے مخالفت مذہبی کے سبب وید مقدس کے دھرم پر حملہ کیا یا اعتراض کر کے لوگونکو مشتبہ کرنا چاہا۔ آریہ لوگوں نے دندان شکن جواب دیے جو ہمیشہ تک یادگار

رہنگی سب سے اول مخالف بدھ یا جینی ہوئے جنکی تردید گوڑپاد آچاریہ کے شش شنکر سوامی نے اس عہد تک کی اور ایسی خوبی سے بل من معارض کی ندا کی کہ مخالفونکو چوکڑی بھلادی اب تک بھی وہ کتابیں بدھ مت کی تردید میں برق طپا کا حکم رکھتی ہیں۔ پھر اب تھوڑے عرصہ سے مسلمانوں و عیسائیوں نے کتابیں لکھنی شروع کیں جنکے جواب ہماری طرف سے مدلل دیے گئے گویا کہ انکے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ اور کبھی میدان مباحثہ میں قائم نہ رہ سکے **پندرہویں خوبی**۔ اگرچہ کئی دفعہ صدمات پہنچے۔ اور مخالفوں نے ادہرم کے پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تو بھی آریہ قوم وقتاً فوقتاً جاگتی سنبھلتی رہی جینی۔ پارسی۔ یہودی بابلیوں اور قبطیوں کیطرح بالکل مُردہ نہیں ہوگئی۔ دہرم سے پتت شدہ لوگونکو جب بس چلا شدہ کرکے واپس لیتی رہی۔ لاکھوں بودھوں کی شدھی شنکر اچاریہ نے کی اور مسلمان و عیسائیوں کی شدھی کے کام کو دنیا کے عارفوں کے سرتاج شری سوامی **دیانند** جی مہاراج نے شاستر انوسار اب رواج دیا جو روز بروز آریہ سماج کی مبارک کوششوں سے ترقی پا رہا ہے مذاہب باطلہ کی طرف لوگونکا رجحان بہت کم ہوگیا اور ایشور کریگا کہ بالکل نہیں رہیگا بس اس روشنی کے زمانہ میں آریہ قوم کا جاگنا اور جہالت سے بھاگنا صرف صداقت ویدکی برکت ہے۔ **سولہویں خوبی**۔ مباحثہ مذہبی کیواسطے عام اجازت (صلائے عام) کا دینا اور علم و عقل اور سچائی کے خلاف کسی کی بات کے نہ ماننا تمام فضلا و علما کی عزت کرنا۔ اور اُن کی تعلیم سے آگاہی کرنا اور محبت و پیار سے ست دہرم کا پھیلانا اور معقول دلایل سے لوگونکو راہ راست پر لانا اور گناہوں سے دلی نفرت اور انتقام کرنیکی طرف توجہ دلانا اور سپرنجن کے عالمگیر اور اٹل قانون کو پیش کر الٰہی انصاف کا قائل کرنا اسی مقدس دہرم کی خوبی ہے جو کسی (نوین مت) جدید مذہب کے نصیب نہیں۔ بنابراں صداقت **وید** درحقیقت نوید جاوید ہے۔

مبارک ہیں وہ جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے پر ہمیشہ طیار رہتے ہیں

التماس آخری بھائی مسلمانوں اور خاص کر ہمارے آریہ ورت کے رہنے والو خدا کیواسطے تعصب کو دور کر **تحفۃ الاسلام** کو مطالعہ کرو۔ عرب میں جب اسلام جاری ہوا۔ اُسوقت صابئین مجوس۔ یہود۔ اور عیسائی لوگ موجود تھے اور انہیں کی خراب اور خستہ حالت سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن ہ صرف وہی لوگ مخاطب ہیں انہیں کے سوالونکے جواب ہیں انہیں سے جنگ و جدال ہوئے۔ انہیں سے مقابلہ اور قتال کسی معقول علم دوست حق پرست قوم سے سامنا نہ ہوا نتیجہ ظاہر ہے کہ عرب جیسے ان پڑھ اور بے علم قوموں میں اسکی اشاعت ہوئی سپین۔ پرتگال وغیرہ میں جہاں تعلیمیافتہ لوگونسے یا انسے زبردست طاقتور قوم سے مقابلہ پڑا وہاں سے اسلام بجائے قاتل کے مقتول ہوگیا ظلم سے پہنچا تھا۔ بس بھاگ کر چلا آیا یا نکالا گیا۔ جن مذہبوں کی حالت اُسوقت اسلام سے خراب تھی بھلا وہ مقابلہ کیا کر سکتے اور یہی کارن ہوا کہ وہ آج تک سر نہ اٹھا سکے (دیکھو ایران مصر اور افغانستان کی حالت) مگر جن مذاہب میں حقیقی سچائی موجود تھی وہ کبھی بھی اسلام کے شکار نہ ہوئے اور اگر کبھی سیواجی کی طرح اورنگزیب جیسونکے پنجہ میں پھنس گئے تو حیلہ حکمت سے نکل ہوا اور پر سوار ہوگئے۔ اور پھر ہاتھ نہ آئے۔ ویدک دہرم سے غافل ہوکر اگرچہ آریہ ستان نے پوران ذریعہ ایمان مان لیا تھا مگر پھر بھی آپ تشدد کی سچی فلاسفی ان کے دلکے اندر ہمیشہ کچھ نہ کچھ ٹپکتی رہی جسکے سبب اسلام کے احکام انکے دل پر موثر نہ ہوئے اور نہ ہوسکتے تھے نہایت غور کا مقام ہے کہ سات سو برس کے خون کی بارش نے بھی آریہ دہرم کے گیان کی اگنی کو ٹھنڈا نہ کیا۔ بلکہ مختلف اوقات میں اس مبارک قوم سے مبارک ...... لوگ اسلام کا دندان شکن مقابلہ کرنے کیواسطے نکلتے رہے اور انہیں میں سے سرتاج ادی جہان رہنمائے عالم و عالمیان سوامی دیانند جی مہاراج ان کا ظہور ہوا پورے ایک ہزار برس کے بعد آریہ ورت کی اُمید کا پودا بار آور ہوا کامرانی کا پھول شگفتہ ہوا۔ صداقت کا آفتاب طلوع ہوا۔ باوجود بت پرستی کے عادی اور قبر پرستی کی وادی (عادت) پڑجانے کے اگرچہ قوم مردہ دل ہوگئی تھی تو بھی اُس مہاتما کے سچے اور لائق نصیحت سے رہت اُپدیش اپنا کام کر گئے مردہ قوم میں جان پڑ گئی۔ قم باذنی کی آواز نے مردونکو زندہ بچونکو جوان جوانوں کو صداقت پر قربان اور بوڑھونکو گیان وان بنادیا۔ اور ساتھ ہی وید کا فرمان سنا پر نجات کا دروازہ کھولدیا۔ بلکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ دیش کی کایا پلٹ دی۔ مدوجزر کا لیکچر دے۔ تناسخ پر قایل کردیا۔ ویدانتی حیران محمدی پریشان۔ عیسائی سرگردان ہوگئے۔ مگر سب سے زیادہ بت پرستوں نے مخالفت کی۔ کہ وہ جان کے خواہاں ہوگئے۔ لیکن اس مخالفت پر بھی نہ تو اُس مرد میدان نے ہجرت کی اور نہ تلوار سے ڈرے اور نہ ہی شمشیر سے لڑے بلکہ سب کے مقابلہ میں ست دہرم کی طاقت سے کھڑے رہے۔ مولویوں سے مباحثے ہوئے عیسائیوں سے چرچا ہوا۔ بت پرستوں سے شاستر ارتھ کئے اور جینیوں (منکران حق) سے واد وواد رہے مگر واہ رے مرد میدان حق وید کی شرتیوں سے توحید مطلق کا اُپدیش کر مخالفوں کے چہرے فق کردیئے۔ ہر ایک آریہ ستان کے ہردے میں اتحاد اور اُنتی کی روح پھونک دی۔ وید اور شاستر سے فلاسفی کے اُپدیش سنا توہمات باطلہ کو بھگا دیا سچے جوتش کے اصول بتا موہوم گرہوں کی نحوست سے چھڑایا اور ہر قسم کی قبر پرستی۔ مکان پرستی۔ اور صلیب پرستی کی یہاں تک چھان بین کی کہ معمولی آریہ کے سامنے فاضل عیسائی اور عالم مولوی یا مشہور بت پرست کو مقابلہ میں ٹھہرنا مشکل ہوگیا۔ محمدی بھائیو۔ اور مسلمان دوستو۔ اب مذہب اسلام کا علم اور عقل کیساتھ مقابلہ ہے یاد رکھو کہ منقولی مذہب کبھی علم معقول کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ یوروپ جہاں آجکل علم کی قوت ہے وہاں علم ہی کی عملداری ہے۔ عیسویت اُسکے مقابلہ سے عاجز ہے جو تاریکی کہ عیسائی مذہب کی بدولت دیو اور بھوتوں کے خیالات اور آسمانی توہمات کے سبب یوروپ میں پھیلی ہوئی تھی اب وہ رفع ہوتی جاتی ہے صبح ہوگئی اور جدید اور عمدہ آثار نمودار ہوتے ہیں۔ یہی حالت اسلام کی ہے۔ جہالت کیساتھ اُسکا رشتہ ہے جو ظلم کے عقد سے بندھا ہوا ہے جہاں جہاں علم اور عقل کی روشنی پہنچ گئی۔ یا پہنچ رہی ہے وہاں سے بالضرور اسلام کو مصلے اٹھانا پڑیگا وہ خیالی دین جو مجموعہ ہے زند اور اوستھا توریت و زبور و انجیل کے جن بھوتوں کی کہانیونکا۔ وہ اسلام جو جامع ہے جادو ٹونے اور مردونکی کرامتونکا وہ مذہب جو سرچشمہ ہے قبر پرستی اور مکان پرستی اور سنگ اسود پرستی کا وہ ہدایتنامہ جو مادی اور فانی جنت اور حور و غلمان اور شہد اور شراب کی [illegible] طمع دکھا رہا ہے۔ وہ فلاسفی کا مدعی جو زمین اور آسمانکے حالات صحیح بتلانے سے قطعی عاجز ہے۔ یاد رکھئے اور پھر بھی یاد رکھئے کہ وہ بلاشبہ علم کی روشنی کے سامنے ہرگز نہیں ٹھہر سکیگا۔ اچھی طرح سمجھو کہ تہذیب اور سولزیشن کی پاک اور تیز رو دریا کی تیز دہار۔ توہمات اور باطل راستے کو چھوڑ چکی ہے۔ اور بغیر خواہ مخواہ یہی ہوگا اس خندق میں گریگی جوں جوں اور جہاں جہاں علم کی روشنی پھیلیگی۔ محمدی اسلام کی ہوا ثابت کبھی اور کسی طرح بھی اُسکا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے۔ بلکہ بعض جگہ آچکا کہ سوائے مسجد کے ملاؤں اور بے علم زمینداروں یا وحشی افغانوں اور نادان عورتوں کے اسلام کا اثر کسی ذی علم کے ضمیر میں نہ رہیگا کیونکہ خود اس زمانہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ قادیانی مسیح ثانی کو الہام ہوچکا ہے کہ لوگ خیر و نیکی عام خیالات اسی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ بس آنکھیں کھولو تعصب کی پٹی اتارو اور آریہ دہرم کی سچی فلاسفی پر غور کرو آریہ سماج کا اصول ہے ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا بس جہاں جہاں سائینس اور علوم حقہ کی روشنی پہنچ گئی وہاں وہاں آریہ دہرم کا جھنڈا سب سے پہلے لہرایا

صاحبو جہالت کا پردہ دور کرو اور آؤ علم کا جوا اوتارو اور آؤ تعصب کا خیال دل سے نکالو اور آؤ ملکر سچ کا پرچار کریں اور ہم اور آپ ایک پردار بنیں۔ افغانستان عربستان۔ بلوچستان ایران روم و مصر کی حالت پڑھو اور غور کرو کہ اسلام نے وہاں کیا کیا تہذیب اور علوم کی اشاعت کی۔ اگر انکو سیطرف جہالت ہی جہالت کا سراغ ملے تو عبرت پکڑو اور ہماری التماس کو قبول کرو۔ سچے ویدک دہرم کا سبق لو اسکی ہدایت سے فیض اٹھاؤ۔ پھر دیکھئے بہار کہ کیسی بہار ہے۔ اے عقل والو! غور کرو اور اے علم والو سمجھو۔ ع۔ رہ ایں ست رو از طریق متاب۔

راقم آپ کا قدیمی خیرخواہ لیکھرام آریہ مسافر

راہِ نجات

اوم پرماتمنے نمہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

چار دن سے ہمارے پاس ایک آٹھ صفحہ کا رسالہ مصنفہ مولوی محمد خلیل صاحب ساکن ملال پور مطبوعہ لدھیانہ الموسوم عدم نجات آریہ بذریعہ ڈاک پہونچا جس کے اخیر میں لکھا ہے کہ "بخدمت جملہ صاحبان عموماً و بخدمت پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری خصوصاً التماس ہے۔ کہ یہ رسالہ عدم نجات آریہ جو آپ کے آریہ مذہب کی تردید میں اس دعوی سے لکھا گیا ہے کہ اِس کا جواب کسی آریہ صاحب سے جہان کی پرلے کے ظہور تک یقیناً نہ بن سکے گا۔ اور فی الحقیقت اگر آریہ بھائی اِس رسالہ کو ایک عمیق نظر ڈال کر صفائی قلب سے مطالعہ فرماویں گے تو اُن پر فوراً ثابت ہوگا کہ واقعی اِس رسالے نے آریہ مذہب کی بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور وہ تندی ہنیڈ کا کہ جو عرصہ چودہ پندرہ سال سے اِس آریہ ورت میں ظاہر ہو رہا تھا۔ خاتمہ کرکے دکھلا دیا ہے۔ اگر آریہ صاحبان اِس رسالہ کو مطالعہ فرما کر پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو اُن پر لازم ہوگا۔ کہ اِس رسالہ کا رد لکھ کر دکھلا دیں"۔ اور پھر کہتے ہیں "اگر دو ثالثان شہادت دیویں کہ واقعی اِس رسالہ کے دلائل نمبروار توڑے گئے ہیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ بعد شہادت الیسی مستقل کے ردکنندہ رسالہ مذکور کو مبلغ ۲۵ روپیہ انعام کے دونگا۔ اب بھی اگر آریہ صاحبان خاموش رہے تو اُن پر اتمام حجت ہے جس کا مواخذہ اُن پر خدا کی عدالت کے روبرو ہوگا۔"

پیارے ناظرین ہم نے صرف مولوی صاحب کی درخواست اور ضروری درخواست کے مطابق خلوص نیت اور سچے اعتقاد سے یہ جواب لکھا ہے اور اُن کے دلایل کی نمبروار تردید کی ہے۔ پچیس ۲۵ روپیہ کے لالچ سے نہیں بلکہ اِس بڑی بھاری طمع سے کہ مولوی صاحب کو سچا خدا اور پرمیشر پرماتما صراط المستقیم وید مقدس پر چلنے کی ہدایت دے اور تعصب کے تاریک اور خوفناک گڑھے سے نکال کر حق کے قبول کرنے پر کھلم کھلا مستعد کرے۔

آمین یا ربّ العالمین

الملتمس لیکھرام آریہ مسافر از کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔ ۸ جولائی ۱۸۹۳ء

نجات اور اُس کے وسائل

ہر ایک آدمی نجات چاہتا ہے۔ اور ہر ایک مذہب کی علت غائی بھی یہی ہے کہ اُس کے ذریعے لوگوں کو نجات ہو۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ کم لوگ ہیں جن کو نجات کے ذریعہ معلوم ہیں اور تھوڑے ہیں جو نجات کے واسطے کوشش کرتے ہیں اور ایسے ہادی بھی کم ہیں جن کو سیدھا اور سچا رستہ نجات کا معلوم ہو۔ یا جن کی خود بھی نجات ہوئی ہو۔ کیونکہ اکثر مذاہب کے اصول ہی ایسے ہیں۔ جن سے کسی طرح نجات ہو نہیں سکتی۔ لوگوں میں بھیڑیا دہسان یا اندھ پرمپرا یا جاہلانہ تقلید کا پرچار بہت زیادہ ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ تقلید پرستی نے دُنیا کے بڑے حصہ کو ضلالت میں ڈال دیا۔

نجات لفظ اصل میں سنسکرت زبان کا ہے۔ مگر اِس وقت عام لوگ اِسے عربی جانتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے معنے [illegible] ہیں یعنے دوبارہ جنم میں نہ آنا یا آواگون سے رستگاری۔ عربی میں نجات کے معنے ہیں۔ نجات بفتح رستگاری (از بہار عجم و کشف و قاموس و صراح) و ناجی بکسر جیم رستگار (از عقوبت و نجات یابندہ و صاحب (از غیاث) سنسکرت میں اِس کے واسطے دوسرا لفظ مکتی یا موکھش یا نروان ہے۔ معنے سب کے ایک ہیں اب ہم بتلاتے ہیں کہ مکتی سادھن کے وسائل کیا ہیں یہی پرشن (سوال) کسی نے سوامی جی مہاراج سے کیا تھا وہ اوتر دیتے ہیں۔

(پرشن) مکت اور بندھ کن باتوں سے ہوتا ہے۔ (اُتر) پرمیشور کی آگیا پالنے۔ ادھرم ودیا کوسنگ۔ کوسنسکار۔ بُرے ویسنوں سے الگ رہنے۔ اور ستبھاشن پروپکار ودیا نجت پکشپات (تعصب و طرفداری) رہت نیائے۔ دھرم کی بردھی کرنے۔ پوروکت پرکار سے پرمیشور کی استتی پرارتھنا اوپاسنا۔ ارتھات یوگ ابھیاس کرنے ودیا پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے پرشارتھ کر گیان کی اُنتی کرنے۔ سب سے اُتم سادھنوں کو کرنے اور جو کچھ کرے وہ سب پکشپات رہت نیائے دھرم انوسار ہی کرے۔ اتیادی سادھنوں سے مکتی اور ان سے وپریت ایشور آگیا بھنگ کرنے آدی کاموں سے جیو کا بندھ ہوتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۶)

یہ جو سادھن مکتی یعنے نجات کے وسائل سوامی جی مہاراج نے ویدوں کے انوسار لکھے ہیں ان سے عمدہ وسائل تو کسی مذہب میں نہیں ہیں۔ انہیں وسائل کی یوگ شاستر میں مہاتما پتنجلی جی مہامنی نے تشریح کی ہے (دیکھو سادھن پاد) آدمی تمام مذاہب دنیا کے محقق و فاضل اگر وہ ان وسائل سے کوئی عمدہ سادھن بتلا سکتے ہیں تو بتلا دیں ہم قبول کرنے پر تیار ہیں۔ ہم کو کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر ایسے اچھے وسائل اور ایسے پوتر سادھنوں کے بدلے اُن کے پاس صرف ایمان یا جہاد یا تقلید یعنی یا کثرت ازدواج یا گوربھگتی یا سنگ اسود پرستی یا حج یا تیرتھ یاترا۔ یا صلیب لٹکانا ہی مکتی کے سادھن ہیں جو وسائل مندرجہ وید مقدس سے بہت کم ادھورے ناقص ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ پاک کتاب یعنے پوتر ویدوں کا آشرا لیں اور ست دھرم کو قبول کرکے شانتی سرور سے تپت ہوں۔

قرآن کے رُو سے نجات کے وسائل

جہاں تک ہم نے قرآن کا مطالعہ کیا۔ جہاد سب سے افضل عبادت قرآن نے بتلائی ہے اور مجموعی طور پر قرآن شریف سے یہ چیزیں ذریعہ نجات بتلائی ہیں۔ جہاد، صلوۃ، روزہ، زکوٰۃ، حج، طواف، کعبہ و قربانی جانوران۔ اور جگہ اسلام کے یہ اصول لکھے ہیں۔ خدا پر ایمان لانا۔ ملائکوں پر ایمان لانا۔ کتابوں پر ایمان لانا۔ رسولوں پر ایمان لانا۔ قیامت پر ایمان لانا۔ جہاد و مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا (منتہی الارب باب الجیم بفصل الہا۔ ربع الاول صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ سرکاری لاہور)

غزاۃ۔ جنگ با دشمن دین۔ غازی مرد با دشمن دین کارزار کنندہ (از منتہی الارب باب الغین ربع الثالث صفحہ ۹۳۱) جہاد کا مفصل حال دیکھو ہمارا رسالہ جہاد۔ اور حدیث میں یہ ہے۔ الجنۃ تحت الظلال السیوف یعنی جنت نیچے سایہ تلواروں کے ہے (دیکھو فتوح الشام صفحہ ۳۶۹)

صلوٰۃ کی بابت شرح نصاب میں لکھا ہے۔ صلوٰۃ ماخوذ از صلا کہ بمعنی سرین است چوں نماز کنندہ در سجود سرین بر میدارد۔ ایں فعل را صلوٰۃ گفتند۔ و بعضے معنے صلوٰۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنے جنبانیدن ہر دو سرین و معنے نماز منقول است۔ از ہمیں معنے۔ (از غیاث اللغات ردیف ص)

عبادت میں دل کی جمعیت و آرام سے خدا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس بار بار کے سرین اُٹھانے اور اُٹھنے بیٹھنے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دل زیادہ پریشان اور ڈانوا ڈول ہوتا ہے اور کنج تنہائی جو عبادت کے واسطے اشد ضروری ہے وہ جماعت کی نماز میں بالکل میسر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں تو قواعد کا دھیان ہوتا ہے کہ امام صاحب ابھی کھڑے ہیں یا بیٹھے۔ کھڑے ہیں یا دو زانو ویسے ہی خواہ مخواہ ہونا پڑتا ہے اور عموماً جو ذرا پیچھے آتے ہیں۔ وہ نہیں بہ تقلید امام صاحب کے درمیان سے یا کسی حصہ یا جزو سے ہی نماز شروع کر کے ناتمام ہی پوری کرنی پڑتی ہے جو ہرگز حسن طریقہ نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ اور پھر موذن کا بھی بے ہنگام اور بلا سوچے سمجھے آذان دینا اور ایسی زبان میں دینا جس کو لوگ نہ سمجھتے ہوں سراپا ایک فضول حرکت ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

موذن بانگ بے ہنگام بر داشت	نمے داند کہ چند از شب گذشت است
درازی شب از مژگان من پرس	کہ یکدم خواب در چشمم نگشت است

اور پھر بلا معنے اور مطلب جاننے کے نماز پڑھنا بالکل بے فائدہ ہے اور کروڑوں مسلمان بے سمجھے سوچے عبارت پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اور پھر کعبہ پرستی اور کعبہ کی طرف منہ کر کے سراپا بُت پرستی ہے۔ مثنوی میں ہے۔

قبلۂ صورت پرستاں آب و گل	قبلۂ معنے شناساں جان و دل
قبلۂ زہاد محراب قبول	قبلۂ بد سیرتاں کار فضول

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔

نماز و سجدہ بر محراب ابرویش روا باشد	چہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی

ایک اور فاضل فرماتے ہیں

اذاں محراب ابرو رو بگرداں	اگر در مسجدے در در خرابات
مئے خارغ بیا بد پاک ز اغیار	کہ تا لذت بہ یابی در مناجات
تو گر در تو درست و خبر یابی	کجا یابی صفایش ہات ہیہات

صوم یعنی روزہ رمضان نہ علم حکمت کے مطابق۔ اور نہ کم خوری کے بلکہ صرف خوراک کا وقت بدلا جاتا ہے۔ اسی واسطے اس کا نام روزہ ہے۔ یعنی بھوکا پیاسا تمام دن رہنا نہ کہ رات مسلمان جو روزہ رکھتے ہیں اور سب بُرے کام جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ غصہ و غضب زیادہ ہو جاتا ہے جو ایک نہایت بُرا فعل ہے۔ اور تمام رات اور دونوں سے اچھی خوراک کھاتے ہیں خواہ قرض اُٹھا کر کھانی پڑے۔ اور عموماً مقروض ہو جاتے ہیں۔ جانور بھی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب یہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو کھانے کا ان کو ہوکا لگ جاتا ہے۔ بہت ہیضہ کے بھی شکار ہوتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس روزہ سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے تو ہندوؤں کا دسمی یعنے مہینہ میں ایک دن کچھ اچھا ہے کیونکہ اس میں چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ کھانا پڑتا ہے۔ جو کچھ معقول ہے ❊

سه چنانچہ دو لوگ رمضان کی عید ہی لکھا کرتے ہیں جس کا ایک مصرعہ یہ ہے ع شکم گشتہ را بینو نوید۔ یعنی روزہ کے دنوں میں مسلمانوں کے پیٹ ڈھل جاتے ہیں ❊

زکوٰۃ چالیسواں حصہ اپنے مال کا خدا کے نام پر سالانہ دینا بطریق بُرا نہیں ہے۔ مگر اس سے اچھا اہل آریہ کی خیرات کا قاعدہ ہے اور یہی سبب ہے کہ جتنے آریہ لوگ خیرات کرتے ہیں۔ اتنی اور کسی قوم میں نہیں ہوتی۔ اور یہ مشہور کہاوت بھی مشہور ہے کہ آریہ یا ہندو غیر مسلمانوں کے دروازے پر بہت ہی کم جاتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف لاکھوں مسلمان فقیر اور غریب ہندوؤں کی خیرات سے پلتے ہیں۔ اور ذرا دیکھئے یتیم خانوں میں بلا تمیز مذہب کے سب مذہب کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں پرورش پاتے ہیں۔ ہندو سبھا۔ پھر بہتی آریوں کے پانی کی سبیل ہیں۔ اور ہر ہندو مسلمان وغیرہ سب کے واسطے پانی پینے کے سد ا بست ہیں اور قریب سبیل الدست کو پانی پلاتے ہیں۔ اور آریہ سماج تو سب سے زیادہ خیرات کا برتاؤ ہے۔ مگر مسلمانوں کی زکوٰۃ سوائے بکرو تکی جان کی تمام سے کے اور کسی مفید صرف نہیں ہے۔

حج یعنے زیارت کرنا مکہ کا موسم مقررہ پر۔ یہ سراسر بُت پرستی ہے۔ اور وہاں سنگ اسود جیسے ہندو شکبث مہادیو کو مسلمان حجر الاسود کہتے ہیں۔ غیاث میں لکھا ہے۔ حجر الاسود سنگیست سیاہ در کعبہ کہ مس کردن آں موجب ازالہ معاصی ست۔ یعنے وہ ایک کالا پتھر ہے کہ جس کا چھونا باعث دور ہونے گناہ کا ہے۔ رمی جمار یعنے پتھر پھینکنا طواف یعنی کعبہ کی پرکرماں کرنا۔ جامہ کعبہ کو چومنا۔ اور بوسہ دینا۔ آب زمزم کو وضو کرانا قدم رسول اور قدم ابراہیم یعنی چرن پادکا کی زیارت کرنا۔ اور ثواب جاننا اور قربانی کرنا جس سے آئے دن وہاں حضرت ہیضہ شریف ارزانی فرماتے رہتے ہیں۔

مفصل دیکھو کوہ نور لاہور جولائی سنہ ١٨٩٣ء۔ کہ مکہ میں ٢٥ جون کو ٢٦٤ (٢٦٣) سنہ ١٨٩٣ء کو ایک ہزار آدمی ہیضہ کے شکار ہوئے۔ بس اس سے سوائے بت پرستی اور کعبہ پرستی کے نہ تو کوئی ثواب کی بات ہے اور نہ مقصد مطلب با صفائی قلب۔ ه

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است	دل گذر گاہ جلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

قرآن میں ہے۔ الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون ہ والذین یومنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک و بالاخرۃ ھم یوقنون ہ اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون ہ۔

ترجمہ۔ جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ انکو رزق دیا گیا ہے ہم نے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں جو کچھ پیغمبر پر اترا ہے اور جو اتارا گیا تجھ سے پہلے اور آخرت پر یقین رکھتے وہیں جو ہدایت پر اپنے خدا کی جانب سے اور وہی رستگار ہیں۔ کتابوں کی تعداد تمام قرآن میں درج نہیں ہے۔ اور نہ انکے نام۔ اور یہی حال فرشتوں اور رسولوں کا ہے۔ یہ معلوم کہ ایمان کس پر اور کیسا ایمان باقی ہے۔ خدا اور قیامت۔ ان پر جیسا مسلمانوں کا ایمان ہے مفصل طور پر تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ میں ظاہر کر دیا ہے علاوہ براں اس ایمان میں وہ عام ہندوؤں سے کسی حالت میں افضل نہیں ہیں بلکہ کمتر ہیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ قرآنی نجات کیا ہے

قرآن سورۃ البقر میں لکھا ہے کہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اُن کے واسطے باغ ہیں نیچے اُن کے نہریں ہیں اُن باغوں کا پھل وہ کھائینگے۔ اور ان کے واسطے وہاں پاک عورتیں ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گی۔ سورۃ آل عمران میں پھر وہی ذکر ہے اور سورۃ مائدہ میں بھی وہی۔ سورۃ اعراف میں پھر اسی کا تکرار ہے لیکن زیادتی یہ ہے کہ درمیان بہشت و دوزخ کے حجاب ہے۔ جسکو اعراف کہتے ہیں۔ سورۃ حجر یونس و ابراہیم و نحل میں پھر تھوڑا تھوڑا بیان ہے۔ سورۃ کہف میں علاوہ اور بیانات کے سونے کے زیور اور ریشمی جامہ پہننے کا مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تکیہ

لگا کر پانی کے تختوں پر نہروں کے کنارے بیٹھ گئے - سورۃ حج میں علاوہ اس بیان کے موتی اور سونے کے کنگن پہننے کا بھی بیان ہے - سورۃ رحمان میں اُنکے علاوہ یہ بھی ذکر ہے کہ حوروں سے پہلے کسی نے جماع نہیں کیا - اور حوروں کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہ یاقوت و مرجان کی طرح ہیں - اور باغوں کا بیان ہے کہ انمیں میوہ کے درخت انار و کھجور کے درخت ہونگے اور حوروں کے خیموں کا بھی احوال ہے - سورۃ النبا میں حوروں کے علاوہ پیالہ چھلکنے کا بھی حوالہ ہے - سورۃ صافات میں لکھا ہے کہ شراب کے پیالے ملینگے اور حوروں کی تعریف ہے کہ وہ سفید مخفی انڈوں کی مانند ہیں - سورۃ دہر میں شراب کی اقسام کا ذکر ہے کہ کسی میں سونٹھ کی ملاوٹ ہے اور کسی میں تسنیم کی اور وہاں ایک سلسبیل نام چشمہ ہے جسکے پاس غلمان پھرتے ہیں - اور وہ ایسے پیارے ہیں کہ جب تو انکو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں اور کافوری شراب اور ابھی اور ریشمی کپڑے - اور چاندی کے زیوروں کا حال لکھا ہے - سورۃ طور میں علاوہ حوروں کی آنکھوں کی تعریف اور باغوں کی تعریف کے غلمان یعنی بہشتی لونڈوں کا ذکر ہے کہ گویا وہ موتی ہیں ڈبیوں میں چھپے ہوئے - اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں بہشتی لوگ جانوروں کا گوشت کھائینگے - پھر سورۃ واقعہ میں حسن کی تعریف ہے کہ وہ گوریاں ہیں بڑی آنکھوں والیاں موتی کی مانند خوبصورت سرو قد کنواریاں ہیں شوہروں کی محبوب - اور پرندوں کے گوشت ملنے کا بھی - اور سنہری شراب کے پیالے ملنے کا اور ہمیشہ خوبصورت رہنے والے لونڈوں کا بھی بیان ہے کہ وہی پیالے شراب کے پلاوینگے سورۃ غاشیہ میں جاری چشموں اور تختوں و کوزوں اور تکیوں اور بساطوں کا بھی بہشت میں مذکور ہے - سورۃ تطفیف میں ہے کہ وہ جنت میں تختوں پر بیٹھینگے - انکے چہروں پر تازگی ہوگی - اور انکو سر بمہر شراب خالص پلائی جاویگی اور اسکی مہر کی جگہ کستوری کی ہوگی اور اسمیں نہر تسنیم کا پانی ملا ہوگا سورۃ مرسلت میں پانی کے چشمے - درختوں کے سایہ اور مرغوب الطبع کھانے اور پینے کیواسطے - اور سورۃ زخرف میں سونے کے پیالے اور کوزے اور نفس کی خواہش اور آنکھ کی لذتیں اور بہت میوے ملینگے - اور ویسا ہی سورۃ دخان میں ہے - اور سورۃ محمد میں بھی بہشت کی نہروں کا مذکور ہے *

حدیث میں ہے روایت ہے انس سے نبی نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایک بہشتی کو جماع میں قوت سو سو آدمیوں کی دیجاویگی (جامع ترمذی صفحہ ۱۹۲) پھر ابن ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا سے ہمنے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا جماع کرینگے ہم جنت میں - فرمایا ہاں قسم ہے پروردگار کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے کہ جماع کرینگے اہل جنت بار بار کمال قوت سے پھر جب جدا ہونگے اپنی بی بی سے وہ پاک ہوگی اور باکرہ (جامع ترمذی باب بیان جنت صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ دہلی)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں - ولذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ دبستانے تماشا کند - وطعامے خوش میخورد - و در سبزی و آب رواں و کوشکہائے نگارین مے نگرد - و ایں شہوت مانند کہ بہریں جہاں در جنت شہوت ریاست و استیلا فرمان دادن حقر و چشم شود - تا لذت معرفت چہ رسد کہ رہبان باشد کہ صومعہ بر خود زنداں کند و ہر روز بقدر یک خوردن ... بس نخورد و در سترہ جاہ و قبول لذت آں بس لذت جاہ و قبول ... دست بر ... لذت شکم و فرج و چشم ... پس لذت جاہ کہ ہمہ شہوت را مختصر کرد - و لذت معرفت فرو میرد - (کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم صفحہ ۵۴۲)

آنریبل مولوی سر سید احمد خاں صاحب بہادر تحریر الہند اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پس اگر تفصیل بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ اور شہد شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں - یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے اسمیں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں - باغ میں شاداب و سرسبز درخت ہیں - دودھ اور شہد اور شراب کی ندیاں بہہ رہی ہیں - ہر قسم کے میوہ کھانے کو موجود ہیں - ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں - ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے - ایک نے ران پر سر دھرا ہے - ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے - ایک نے لب جاں بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونے میں کچھ کر رہا ہے اور کوئی کسی کونے میں کچھ - ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہیں (دیکھو تفسیر احمدی مولفہ سید صاحب موصوف صفحہ ۲۸ و ۲۹ جلد اول سورۃ بقر ۱۲۹۰ھ)

عرفی کہتا ہے -

اے بطمع نعمت بد الفرم و مبانمتر — با مطلب و مطلب اصحاب شکم را
آسایش ہمسائگی حق ز تو خواہد — او ہمیہ دوزخ نکند باغ ارم را
بہر نعیم بہشت طاعت ایزد مکن — بر لب جیحوں خطاست چشم بہم داشتن

مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۵ سے ۳۱۶ صفحہ تک *

اے ناظرین بعد رفت فرین خصوصاً ہمارے مسلمین بھائیو! یہ قرآنی جنت کا نقشہ کھینچکر ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اس سے زیادہ قرآن میں نجات کا مذکور نہیں یہاں ہی جسمانی نفسانی اور شہوانی باتیں ہیں سرور معرفت اور آنند روحانی سے انکا کوئی تعلق نہیں -

ایں ... است ہمہ مطلب ہزار سال نہ — مسکند صرف در حلہ حسین ساقی را

اب ہم آپکے دلائل کی نمبروار تردید کرتے ہیں

۲- مولوی دلیل اول

دائمی نجات جو کہ روح کا اصلی تقاضا ہے - اُس کے تو آریہ لوگ خود ہی منکر بنے بیٹھے ہیں :

آریہ - آریہ لوگ منکر نہیں ہیں - بلکہ سب اہل مذاہب منکر ہیں - اور سب سے زیادہ مسلمان منکر ہیں اور آریہ لوگوں کی نجات پھر بھی سب اہل مذاہب سے بہت ہی بڑی یا قرآنی محاورہ کے مطابق دائمی نجات ہے - حدیث میں ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام یعنی خدا نے روحوں کو جسموں سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا - اگر ہم پچاس ہزار سال مان لیں یا دو سے لاکھ ہیں بھی - تو اسوقت تک خدا کو خالق وغیرہ صفات سے موصوف ہوئے اس کے بعد اگر سات ہزار سال دنیا اور رہی تو ایک لاکھ ۴ ہزار سال ہوئے - قرآن و حدیث کو ۵۰ ہزار یا لاکھ سے زیادہ گنتا ہی نہیں آتا حضرت خود حساب کو انگلیوں پر گنا کرتے تھے - قرآن کی نجات جسے وہ بار بار خالدین فیہا ابداً کہتا ہے یعنی وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے اسکی تشریح بھی اُسنے خود کی ہے - سورۃ ہود میں ہے کہ وہ ہمیشگی آسمان و زمین کی عمر تک ہے - پس بہر حال آسمان کی عمر زیادہ سے زیادہ آٹھ لاکھ سال سے بڑھ کر نہ ہوگی - پس تمام قرآنی مدت کا زمانہ و بہشت و دوزخ کا بخیال لاکھ سال تک رہے گا - اور یہی قرآنی بہشت دوزخ ملائکہ حور و قصور وغیرہ جنکی دوامت ہمیشگی ہے اس سے زیادہ نہیں اور بہشت ہمیشہ رہنے کی جگہ بھی نہیں - کیونکہ آدم حوا کو خدا نے کہا تھا کہ تم بہشت میں رہو مگر وہ وہاں سے نکالے گئے - پس کوئی بہشتی وہاں نہیں رہسکتا - اسیطرح مسیح ابن اللہ بلکہ خود خدا نجات کی حالت سے مریم کے شکم میں آیا - پس نجات سے انسان واپس آتا ہے صوفی اور ویدانتی تو خود خدا کو بھی تناسخ میں لاتے ہیں بابا نانک جی نے کہا ہے گورمکھ آوے جاوے نشنگ - پوران والے مکتی سے واپس آنیکے قائل ہیں - درحقیقت آریہ ہی نجات کے قائل ہیں مگر علمی طور پر نہ کہ جاہلانہ طریقہ سے - مکت شدہ جیو چھتیس ہزار بار جگ اتپتی اور پرلے کا سمے ۔ جسے مہا کلپ یا پرانت کال کہتے ہیں اُتنے عرصہ تک مکت میں رہتا ہے یعنی ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ × ۲۰۰۰ =
۰۰ ۸۶۴ × ۳۰ = ۲۵۹۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ × ۱۲ = ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰ × ۱۰۰ =
۰۰۰۰۰ ۳۱۱۰۴۰ یعنی اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب سال تک وہ مکتی

معاملہ فہمی اور مطلب رسی کا یہ حال تو جنت میں جانے اور مکتی ماننے کیا کسر ہے کیونکہ بہشت
قرآنی میں بقول حافظ ؎ اگرچہ عرض گناہ است مجرد بہشت ایسے ہی لوگ جاوینگے (الزامی
جواب) آپکے سنک اول کے ذریعہ سے کروڑوں آدمی ملہم بن سکتے ہیں اور آپنے پرکاش میں قرآن جیسی
نازل کرا سکتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک بعد نزول قرآن کے سراسر محال ہے اور ختم المرسلین
کا حال قلعہ پرستوں کیواسطے حال بلکہ محال اگر کوئی شخص ایسے اعمال نہیں کر سکتا اور نہ درجہ
محمد صاحب کا اسے مل سکتا ہے۔ تو روحانی و معرفت کا آنند تو بہت دور ہے جسمانی اور نفسانی جنت
بھی ان لوگوں کے نصیب نہیں ہوسکتی۔ پس اے مسلمانو آپکی وہ معادی مکتی اور چند روزہ جنت
جسکی آپ تمنا کرتے ہو آپکو نہیں مل سکتی جہاں سے آدم نکالا گیا ہاروت و ماروت عزازیل نکالا
گئے حوا نکالی گئی۔ آپ انہیں ہمیشہ کو نہیں رہ سکتے۔ اور نہ خود جنت رہ سکتی ہے کیونکہ قرآن کہتا
ہے کل شیٔ ھالک الا وجہہ یعنی سوائے خدا کے سب چیز ناش ہو جاویگی بس ناش ہو جاوینگے۔
جنت اور ناس ہو جاوینگی حور و قصور۔ ناش ہو جاویگی۔ کوثر و سلسبیل وغیرہ۔ دیکھا اس طرح وہ
آپکی چند روزہ جنت میں خزاں آگئی اور صرصر زمانہ نے انکے نونہالوں کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ کیونکہ
جب سے محمد صاحب کے بعد رسالت کی ڈگری ہی بند کردی مہر لگادی جو نجات کے مقابلہ میں کوئی
ثروہ آب نہیں۔ ملہم ہونا اور قرآن کا نازل ہونا تو بجاے انسانی ہوسکتا ہے جس صورت میں آپ لوگوں
کے اعمال محمد صاحب کے درجہ تک ہی نہیں پہنچ سکتے اور نہ آپ پر کوئی کتاب قرآن کی مانند
نازل ہوسکتی ہے تو آپ لوگ کیونکر اس فانی اور نفسانی نجات اور جنت کو حاصل کر سکتے ہیں
اور کس منہ سے آن یا تم نہیں جا سکتے۔ جہاں سے آپکے جد امجد یعنی آدم نکالے گئے۔ اور
سوچو آپ وہاں جماع کرینگے۔ نظربازی کرینگے۔ انگور کھاوینگے شراب پئینگے۔ شہد کھاوینگے اور
کھجوریں بھی کھینچی کرینگے۔ اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اولاد بھی پیدا کرینگے پھر کب ممکن ہے کہ
وہاں خرابی اور شرارت ہو اور حضرت شیطان تشریف نہ لیجاویں اور بعض کو اغوا کرکے نہ نکالیں۔
سوچو اور غور سے خیال کرو کہ کسی طرح مسلمانوں کی نجات نہیں ہوسکتی ہے ❖

۷۔ **مولوی**۔ اب میں آریہ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کہ سرشٹی کے ادسے لیکر
اس زمانہ تک کہ جسمیں ہم اور تم موجود ہیں۔ آریوں کے بزرگان دین میں سے کس کس نے نجات
پائی انکی فہرست پیش کرنی چاہیے کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ اب تک آریوں سے کسی نے نجات
نہیں پائی فرض کے طور پر اگر تسلیم کیا جاوے کہ ملہمان وید بہ سبب اپنے کامل گیان اور الہام
پانیکے نجات یاب ہوگئے۔ تو ان چار شخصوں کے نجات یاب ہونے سے تمام جہان کو کیا فائدہ ہوگا۔
باقی تمام آریہ ورت کے لوگ ورطہ ہلاکت میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے سلسلہ
میں مبتلا ہی رہے دیکھیے ہم اہل اسلام اپنے نجات یافتہ لوگوں کی ایک فہرست پیش کر سکتے ہیں اور
بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ تمام نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور دیگر علماء نے بھی نجات پائی
ہے جو کہ کروڑہا اشخاص ہیں اور جس نجات کو ہم مان رہے ہیں اسکو انہوں نے حاصل کر لیا ہے
آپ لوگ تو اپنے گرو دیانند کی نسبت بھی جس کا درجہ ویدوں کے رشیوں کے برابر یا ان سے
کچھ کم خیال کر رہے ہو۔ اور شیرمان اور مہرشی اور پورن ودوان کے نام سے نامزد کرتے ہو۔
یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ اس نے نجات پائی جب اس کی نسبت یہ حال ہے۔ تو دوسروں کی
نسبت اور کونسی امید قائم کرسکتے ہو جبکہ آپ کے مہارشیوں نے ہی نجات نہیں پائی تو
آپ کیواسطے تو رونا اور دانت پیسنا ہی ہوگا ❖

آریہ۔ لاکھوں رشی منی اور یوگی جو اس سرشٹی کی ابتدا سے آجتک نجات پا چکے ہیں۔
سو دو سو ہوں تو ہم نام گنائیں۔ نمونہ کیواسطے مہرشی کپل۔ پرشنت پاد ویاس۔ جیمنی۔ گوتم۔
دلیپ۔ وششٹ۔ سجنک۔ وامدیو۔ یاگیہ ولکیہ۔ تپامہ۔ بدر۔ کناد۔ پتنجلی۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرا۔
اشٹاوکر۔ پنچ شکھ وغیرہ وغیرہ باقی ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج آنکی قرآنی نجات کے توہم

قایل نہیں ہیں۔ اور نہ اس کی خواہش ہے۔ ایسی نجات کی سوامی جی نے بزور دلایل سے تردید
کی ہے اور کثرت ازدواج کو منع فرمایا۔ ورنہ ہم قرآن کی زبان سے کہتے ❖

اگر فردوس بر روئے زمیں است ... ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اور ایسی نجات ہر ایک فہمندہ حاصل کرسکتا تھا مگر اس نجات کو ہم گناہ جانتے ہیں باقی رہی وہ
روحانی اور نہ ختم ہونے والی آنند بخشنے والی اوتم مکتی۔ اس کے واسطے بہ نسبت سوامی دیانند جی کے
ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اول تو وہ آدی پرش یعنی نجات سے واپس آئے شخص تھے۔ کیونکہ جو
لوگ یوگیوں اور رشیوں کے گن ہوتے ہیں وہ بہت سے انہیں موجود تھے۔ تھوڑی سی محنت
میں اس قدر عظیم الشان ناپیداکنار بحر ذخار سنسکرت کے پار ہو جانا یوگی جن کے سوا
ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ویدک دھرم اور قوم پر جان نثار کرکے صداقت کا رستہ بتلا کر وہ ایک
شہید ہوکر ضرور نجات پا گئے۔ جیسے وہ اکثر سمادھی لگایا کرتے تھے۔ اسی حالت میں شریر تیاگا
اور اگر وہ مکتی سے واپس شدہ نہیں تھے۔ بلکہ یہ انکے پچھلے کرموں کا پھل تھا۔ تو
اس جنم میں انہوں نے دو ورن یعنی علم کا فرض ادا کردیا۔ کیونکہ انہوں نے تمام عمر ست اپدیش
میں صرف کی اس کے بموجب یہی رشی یعنی یوگ ابھیاس کرکے ضرور بالضرور نجات پا جاینگے
جنا میں نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ کرشن نے فرمایا ہے ❖

अनेक जनम संसिद्धि ततो याति परां गति ॥

یعنی بہت جنموں میں نجات کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ تب مکتی پاتا ہے۔
اب ہم بتلاتے ہیں کہ جہاں تک ہم کو اپنی تحقیقات اور کتب اسلامیہ کے مطالعہ سے علم حاصل
ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے کسی نبی نے نجات نہیں پائی مفصل ہم تکذیب براہین
احمدیہ جلد اول میں درج کرچکے ہیں۔ اور اب آپکے اصرار پر مشتے نمونہ از خروارے یہاں پر
بھی عرض کرتے ہیں ❖

(۱) آدم کے حالات اور اس کا چال چلن (قرآن سورۃ النساء اعراف تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۹ - اور توریت پیدایش)
(۲) نوح کا چال چلن (توریت تکوین باب ۸ آیت ۲۵ سے ۲۷ تک)
(۳) لوط کے اعمال حسنہ کا خاکا (پیدایش توریت باب ۱۹ - آیت ۳۰ تا ۳۸)
(۴) ابراہیم کی مفصل کارروائی اور کرتوت (تاریخ طبری جلد ا صفحہ ۵۷ تا ۶۴ توریت پیدایش باب ۲۰ آیت ۱ تا ۳ - ۱۲ باب ۱۲ - آیت ۱۸ و ۱۹ -)
(۵) اسحاق نبی کی پیغمبری حاصل کرنے کی کارروائی (مفصل دیکھو توریت)
(۶) موسیٰ کی نبوت کے زمانہ کے عمدہ افعال (خروج باب ۳۲ آیت ۲۶ سے ۳۱ تک اور گنتی باب ۳۱ آیت ۱۴ - ۱۵ - و ۳۵ و استثنا باب ۲۱ - آیت ۱۰ - ۱۴)
(۷) ہارون نبی کی بابت مفصل دیکھو (خروج باب ۳۲ / ۱ - ۶ و ۳۳)
(۸) داؤد نبی اور اوریا کا قصہ مفصل دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱ / ۲ - ۲۶ اور قرآن سورۃ ص،
(۹) سلیمان نبی اور اس کی بت پرستی وغیرہ سلاطین ۱ باب ۱۱ و ۶ -
(۱۰) عیسیٰ کے حالات مفصل دیکھو ذکر مسیح مت درپن مطبوعہ میرٹھ)
(۱۱) محمد صاحب کے حالات اور ان کی زندگی کی کرتوتات (قرآن سورۃ احزاب نساء و انفال و انعام و تحریم و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ و کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ و مشکوٰۃ باب شفاعت جلد ۴ فصل ا صفحہ ۵۴ نولکشور)

حضرت عیسیٰ نے جو نبیوں کی بابت انجیل یوحنا میں فرمایا ہے۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور
اور بٹمار ہیں (انجیل یوحنا)
اور یہ ہے وہ کس واسطے کہا ہے بہت سے جھوٹے نبی اٹھینگے جو اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے

متی ۱۱ جب نبیوں نے گناہگار ہونیکے سبب نجات نہیں پائی اور نہ پا سکتے تھے تو پھر صدیقوں، اور شہیدوں اور صلحا کی نجات کا ذکر کیا کہنا انہیں سے کوئی بھی ان نبیوں سے اچھا نہیں ہوا بلکہ کمتر۔ بنا بران ہرگز نجات نہیں پا سکتے ہیں۔ پھر عام اسلام کا کیا حال ہے اور جہاں تک ہماری تحقیقات اور خیال ہے سب مسلمانوں کو رونا اور دوزخ میں ہونا ہوگا + مولا وعظ فرماتے ہیں۔

اے دل تا کے حصول دل طلبی | از من ہمہ نشان عاقبت مطلبی
سرگشتہ بود خواہ دلی خواہ نبی | در داوئے ما او اسئے ما الحیل بی

۸ مولوی۔ سو جبتک آپ لوگ دین اسلام اور اسکی سچی کتاب فرقان حمید اور سچے ہادی انسان کامل حضرت محمد رسول اللہ کو قبول نہ کرینگے تب تک آپ لوگ یقیناً نجات یاب نہیں ہو سکتے۔ وید مقدس کی پیروی کرنا صرف جوں گردگاں برگنبد ہست کا مقولہ درست ہے۔ یہ بکا وید آپ کو نجات یاب نہیں کر سکتا۔

آریہ۔ دین اسلام کی اصلیت اور اسکی الہامی کتاب کی حقیقت اور محمد صاحب کی تعلیم کی صداقت کو تو ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں اچھی طرح ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے زیادہ حجت الاسلام و تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں ظاہر کرینگے۔ پس انکی پیروی سے تو ہم نجات پا سکتے ہیں۔ اور نہ آنکی خود نجات ہوئی۔ اور نہ قرآنی نجات نجات ہے بلکہ وہ تو جسمانی شہوانی بلیات کی کھان ہے جسے صفائی سے قرآنی تعلیم کی تصویر بنائی ہے۔ وہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ قرآن درحقیقت نجات سے ناواقف ہے۔

آسمانی جسمانی نجات سے زیادہ ہرگز آگاہ ہی نہیں۔ یہ جائیکہ ہدایت کر سکتا ہو بلکہ تین و مذہبوں یعنی ہندوؤں یا مذہب کے بانیوں یا توحید کے پرچارکوں کا بھی ایسا ہی خیال ہے جس کو ہم کسی طرح غلط نہیں کر سکتے۔ (۱) کبیر صاحب نے بیتک محمد بودھ میں فرمایا ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی پھر پیدا ہونگے تب سگورو کے اپدیش سے نجات پاوینگے + بابا نانک جی فرماتے ہیں "مردانیا انتے محمد دت جنم آوتا ہے ترگنتا دھے آہے ترگنا وچوں نکلنا ہیں۔ اس بعد ہندو دے گھر جنم آوناہیں۔ پندرہ سو برس اسدی بہشت وچ ریلا ہے پندرہ سو برس پورے ہو رہسی تا پھر اوہ ہندو دے گھر جنم لیسی پرشو دے گھر۔ اس تاہیں پورن ست گور پیرا لوکی ملیگا تاں اس دا جنم مرن بست ہو جاوسی۔" اسی طرح تجرات بہشت آہی اک جنم اسدا رہندا ہے۔ دیکھو جنم ساکھی بابا نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۲۸ مطبوعہ سلطانی لاہور ۱۸۸۴ء حسب فرمائش چراغدین کتب فروش گورو کی کھی ہتا منشی قادر بخش) بابا نانک جی جب مردانہ کے ساتھ سیر کرتے ہوئے مدینہ گئے تب وہاں مردانہ سے یہ ذکر کیا تھا۔

(۲) گورو گوبند سنگھ جی نے بھی فرمایا ہے۔

۲۶ مہادین تب پربھ آپ راجا	جب دیش کا آپ اپا
۲۷ تن بھی ایک پنتھ ابرا جا	لنگ بنا کینے سب راجا
۔ سب نے اپنا نام چھپایو	ست نام کا ہو نہ دڑھایو
۲۸ سب اپنے ارجھایو	پار برہم کا ہونا پہچانا
۲۵ جو جو غوث انبیا بھئے	ہیں میں کرت جگت نے گئے
مہا پرکھ کا ہو نہ پچھانا	کرم دھرم کو کچھ نہ جانا
۲۷ کوئی پڑھت قرآن کوئی پڑھت پران	کال نہ سکے بچا کیے پھوکٹ دھرم ندان
کبی کوٹ پڑھت قرانا	نانہت کئی پران اچانا
انت کال کوئی کام نہ آوا	واد کال کا ہو نہ بچاوا
کبہوں نہ جیوتہ کو تم بھائی	انت کال جو ہوے سہائی
پھوکٹ دھرم جے جگ کریں	ترک گنڈ بھرے پڑھیں

(دسواں گرنتھ بچتر ناٹک)

قرآن سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ گنہگار رہتے۔ سورہ فتح میں لکھا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ترجمہ یا مرزا ترا خدا آنچہ کہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند مشکوٰۃ میں ہے بیامرزد محمد را گذشتہ و آئندہ ایست امر بوذر۔ حدا مرادرا ہرچہ پیش گذشتہ از گناہاں و آنچہ بعد بس آمدہ" (جلد ۴ صفحہ ۲۰۴) اگر خدا گناہ بخشتا ہے تو بھی کسی نبی پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں۔ جو وہی معاف کر سکتا ہے ورنہ سب گنہگار ہیں۔ اور حضرت بھی گنہگار۔ وہ ہرگز ایمان لانے کے لائق نہیں ہیں۔ اور نہ ان پر ایمان لانے سے نجات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ سراسر محال ہے۔

اگر قرآن سچا ہے تو بھی آریوں کی نجات ہو گی

سورہ بقرہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاری والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ تحقیق جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور جو لوگ یہودی ہوئے ہیں اور نصاریٰ (عیسائی) ہوا یا بے دین۔ جو کوئی انمیں سے ایمان لائے خدا پر اور آخرت کے دن پر اور شائستہ کام کئے یعنی نیک عمل پس انکے واسطے ہے بدلہ انکا خدا کے نزدیک۔ اور انکو کچھ خوف نہیں۔ اور نہ وے اندوہگین ہونگے۔ سورہ المائدہ میں بھی آیت دوبارہ مذکور ہے۔

سورہ القصص میں ہے فاما من تاب وآمن وعمل صالحا فعسیٰ ان یکون من المفلحین ترجمہ ہاں وہ لوگ کہ جنہوں نے برے کاموں یا گناہوں سے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ پس امید ہے کہ ہو ویں گے رستگاروں میں سے۔

سورہ النمل میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ آمنون ترجمہ جو کوئی لاوے نیکی پس اسکے واسطے بہتر ہوگا اس سے اور وہ لوگ اس روز بیقراری سے امین ہوں گے۔

سورہ آل عمران میں ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ترجمہ اور چاہئے کہ ہووے تمہارے میں سے کہ ایک گروہ کہ بلاوے لوگوں کو طرف نیکوکاری کے اور فرماوے اچھے کاموں کے واسطے اور منع کرے برے کاموں سے اور وہ جو گروہ ہے۔ اسکی مکتی ہوگی۔

سورہ آل عمران میں ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ترجمہ تم لوگ سب امتوں سے بہتر ہو جو واسطے لوگوں کے ظاہر کئے گئے ہو فرماتے ہو لوگوں کو اچھے کاموں کے واسطے اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور یاد رکھتے ہو خدا کو یعنی اس پر ایمان رکھتے ہو۔

سورہ آل عمران یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین ترجمہ جو لوگ یاد رکھتے ہیں خدا کو اور آخرت کو اور فرماتے ہیں لوگوں کو اچھے کام اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور شتابی کرتے ہیں نیکیوں میں یعنی خیرات میں (دان پن مہا پن) وہی درحقیقت نیکوکار ہیں۔

سورہ آل عمران والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ترجمہ (جو لوگ) غصہ کی حالت میں کھا کر بیٹھے ہیں اور عزیزوں پر رحم کی نظر اور انکے نادانی قصوروں کو معاف کرنیوالے ہیں ایسے ہی نیکوکاروں کو خدا دوست رکھتا ہے۔ (اسکے ساتھ دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۶ کے دس لکشن یعنی دھرتی، کھما، دم، استیے، شوچ، اندریہ نگرہ، دھی، ودیا، ست، اکرودھ۔ یہ دس دھرم کے لکشن ہیں)۔

سورہ البینۃ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ جزاؤھم عند ربھم جنت عدن تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم

حاصل مقصود آیت کا یہ ہے کہ سوال کیا تھا یہودونے رسول سے روح کا پس جواب دیا الله جل جلالہ نے کہ اے میرے حبیب محمدؐ پوچھتے ہیں تجھ سے جہالِ عرب بوجہ مجادلہ کے اور دریافت کرنے میں تجھ سے بابت اس امر عظیم کی کہ سمجھنا اور معلوم کرنا اس کا موقوف ہے علم پر۔ پس صاف جواب دے تو کہ روح ایک امر ہے امور عالم الوجود سے اور لطیفہ ہے حکمِ خلاقِ الوجود سے اور کوئی امر امور الٰہیہ اور اس کے حکم غیر متناہیہ سے ایسا نہیں ہے کہ جس کی بابت تم آگاہ ہو جاؤ۔

اس سے بعد معلوم کرنا چاہیئے کہ آریوں نے جو بسبب اپنی کم لیاقتی کے اس آیت کے معنے غلط سمجھ کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ خدا خود قرآن میں یہ خبر دیتا ہے کہ ہم نے محمدؐ صاحب کو روح کا علم نہیں دیا بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیت سے سائلین کی جہالت ثابت ہوتی ہے نہ کہ محمدؐ صاحب کی۔ آریہ۔ آپ نے باوجود اس قدر طول و فضول لکھنے کے بھی قرآنی کمزوری کا کچھ علاج نہ کیا۔ اور نہ کر سکے۔ خود آپ کے بیان سے بھی یہ تو ظاہر ہو گیا کہ محمدؐ صاحب اپنی قرآنی الہامی آیت سے یہود کے خاص اعتراض کا کوئی جواب نہ دے سکے اور نہ انکی تشفی کر سکے۔ ۱۵-۱۸-۲۵-۴۰ روز تک سوچتے سوچتے بھی جب کوئی جواب نہ بن سکا تب ایک آسان حیلہ بنا کر ٹلا چھوڑ دیا افسوس کہ بس چلا ورنہ سائل کا بالضرور سر کاٹ ڈالتے اور اپنے دل کا بخار نکالتے۔ حضرت منطقی صاحب! یہ کسی حالت میں جواب نہیں اور نہ عاقلانہ خطاب ہے اور یہی وجہ تھی کہ علمائے اسلام اس بارہ میں ہر طرح سے حیران ہیں نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن سرگرداں ہیں نہ اس مسئلہ کو نگل سکتے ہیں۔ نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ کبھی یہود کو بے علم بتاتے کبھی توریت کو کلام مبہم ٹھہراتے اور کبھی روح کا ترجمہ بدلا کر توجیہ فرماتے ہیں تاکہ کسی طرح قرآن کے کج مج بیان کو سیدھا کر سکیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں تفسیر حسینی کا حوالہ دیا تھا کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالیٰ و غیر حق سبحانہ تعالیٰ کسے بدو دانا نیست"

اسی طرح نسخہ خبط احمدیہ میں بھی کئی تفسیروں کے حوالہ دیئے ہیں۔ مگر ابھی تک اندھا دھند محمد صاحب و قرآن کے مقلدین یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ آریوں نے اس آیت کے معنی غلط سمجھے محمدؐ صاحب کو علم نہیں دیا گیا یہ بالکل غلط ہے مولوی صاحبان! اب آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں اگر ناراض ہونا ہے تو اپنے مفسرین پر ہوجئے اگر کوسنا ہے تو علمائے اسلام کو کوسئے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "وحق آنست کہ در آیت دلیلے نیست برانکہ حق سبحانہ تعالیٰ مطلع گردانیدہ است حبیب خود را بر ماہیت روح" مدارج النبوۃ (حصہ دوم) محمدؐ صاحب تو محمدؐ صاحب ہی تھے خود حضرت عرش آشیانی بھی جواب میں حیران و سرگرداں ہیں اور ہمارے پیارے الہامی دوست مرزا قادیانی سر بگریبان۔ اب آپ ہی مراقبہ کر کے سوچئے تو سہی کہ آپ نے کیا جواب دیا سوائے اس کے ع گر مشتِ خاک ہم برباد رفتہ باشد

پس مولوی صاحب کو صدقہ جواب لکھنے سے پہلے ضروری تھا کہ وہ سوچ لیتے ؎

ہر کہ تامل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب

یا سخن آراستے چو مردم ہوش یا بنشیں ہیچو بہائم خموش

تمام مفسرین اسکی تشریح میں لاچار ہو کر یہی کہتے ہیں ع "ابہم امر الروح وھو مبہم فی التوریۃ" یعنی روح کا حال پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ توریت میں بھی پوشیدہ تھا۔ جب یہ سوال حضرت سے ہوا تو ایکدم نہیں بلکہ ۴۰ روز تک کچھ جواب نہ بن سکا۔ اور جب لوگوں کے تکرار سے تنگ ہو گئے تو لاچار ہو کر کہہ دیا کہ امر ربی ہے اور امر ربی کی تشریح امام غزالی صاحب نے صاف طور پر کر دی ہے کہ جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہ ہو اسکو امر ربانی کہتے ہیں اور جو چیزیں اس جنس سے ہیں خواہ ارواح بشری ہوں یا ارواح ملائکہ انکو عالم امر سے کہتے ہیں۔ پس عالم امر سے وہ موجودات مراد ہے جو حس اور خیال اور جہات اور مکان اور خیز کے خارج ہیں اور بسبب نہ ہونے مقدار کے مساحت اور اندازہ میں داخل نہیں ہیں

اسیطرح اس روحانی مبہم سے محروم نہ ہونیکے باعث اہل التصوف نے ہمہ اوست کہہ کر دامن چھوڑا یا ہے اور اپنے آپ کو خدا کہلایا۔ ویدک فلاسفی سے ناواقف ہونیکے سبب علمائے اسلام نے صرف اسی امر میں غلطی نہیں کی بلکہ عموماً تمام علمی مسائل میں وہ بے بہرہ ہیں ❊ (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (باب تعلیمِ قرآن) ہم نے تحقیق التناسخ میں روح کے قدیم ہونے اور مسئلہ تناسخ کی صحت کی بابت نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور بہت کچھ تکذیب اور نسخہ میں بھی درج کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان اس روشنی کے زمانہ میں بھی نیستی سے ہستی کے جاہلانہ خیال کو ترک نہیں کرتے اور نہ حرکت زمین کے قائل ہوتے ہیں پھر وہ ایسے روحانی مسائل کب سمجھ سکتے ہیں۔

فصل دوم

دربیان قدامت روح

علم منطق اسواسطے ایجاد ہوا تھا کہ لوگ اس کے ذریعہ فکر صحیح کو فکر فاسد سے امتیاز کریں جیسا کہ لکھا ہے المنطق یجب الطبائع من المنطق و منہا اسم لتام و ھو آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتھا الذہن عن الخطاء فی الفکر (از ہمارشبہ میزان المنطق) اور ایسا ہی تہذیب کے قسم اول میں ہے اور فکر تو بہ ذہن بہ طرف مبادی کے اور مبادی دعاوی سے مراد ہے اور ذہن قوت مدرکہ ہے کہ جزئیات اور کلیات کا ادراک اس سے متعلق ہے مگر افسوس کہ لوگوں نے اپنی غرض نفسانی کو پورا کرنا بھی نطق کا کام سمجھا سنسکرت کے نیائے میں ایسی گفتگو کو وتنڈا کہتے ہیں جسمیں حق و باطل کی تمیز سے کچھ غرض نہیں۔ صرف گالی گلوچ سے مطلب او فضولیات سے پیرایہ ہے یہی حال بعینہ مولوی صاحب کا ہے وہ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ صداقت کا اظہار ہو اور نہ ہی اس کا مادہ ہے وہ اپنے آپکو باوجود اسقدر ناواقفی کے لیرے چودہ مقالہ اقلیدس کا ماہر بتلاتے ہیں۔ اور چند فقرات یاد کر لینے پر اپنے آپکو وہ معلم اول سے کم نہیں سمجھتے۔ صد حیف کہ گوسالہ پرستد گاؤ نہ شد۔ چنانچہ ہم انکے اعتراضوں کے نمونہ بتلاتے ہیں ❊

۱۳ او ۱۴ مولوی۔ ہم تمہاری اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہوگی لیکن اس امر کو نہیں مانتے کہ اگر مادی ہو گی تو مجرد نہ ہو گی کیونکہ شئے کے مادی ہونیکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مادہ محل ہو اور دوسری یہ کہ شئے کو مادہ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہو نہ یہ کہ مادہ اس کا جزو ہے اول معنے لیکر روح میں بیشک باطل ہیں کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے لیکن ہم یہ معنی مراد نہیں رکھتے بلکہ ہم نے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اسکے ساتھ اسکو ایک قسم کا تعلق ہے لہذا یہ بھی مادی ہے"

آریہ۔ آپنے اس پہلی دلیل میں کئی غلطیاں کی ہیں جب آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہوگی" اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ اول معنی کہ وہ محل ہو لیکر روح میں بیشک باطل ہیں کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے۔"

حضرت! جب مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے تو کیا مادہ کا محل نہ ہونا صاف ظاہر نہیں ہے کہ ترکیب کو نہیں چاہتا؟ پس جس میں ترکیب نہیں وہ مرکب نہیں اور جو مرکب نہیں اس کی پیدائش نہیں اور جس کی پیدائش نہیں وہ ضرور انادی ہے۔ مہاتما کرشن چندر جی نے بھی جنکی پیغمبری کا فتوحات مکیہ کے مصنف کو اقبال ہے بعد تحقیقات بسیار ایسا ہی فرمایا ہے۔

"نہ جایتے مریتے وا کداچن" اجو نتیہ شاشوتو یم پرانو نہ ہنیتے ہنیمانے شریرے

کہ روح جسم کے ساتھ پیدا نہیں ہوتی وہ تو غیر مخلوق۔ قدیم۔ ازلی ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہونیکے ساتھ ٹکڑے نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔ پس یہ آپکی پہلی غلطی ہے ❊ پھر آپ لکھتے ہیں کہ ہمنے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اسکے ساتھ اسکو ایک قسم کا تعلق ہے۔ لہذا یہ بھی مادی ہے۔ یہ آپکا ایسا

اندھا منطق ہے جیسے کوئی کہے کہ چونکہ خدا کو جسم سے ایک قسم (صنعت و صانع) کا تعلق ہے یا روح سے کا تعلق ہے یا حاضر ناظر ہونیکا سمبندھ ہے۔ بنابران خدا بھی مادی ہے۔ یا معلم کو بیوقوف طالبعلموں سے دن رات کا واسطہ ہے لہذا وہ بھی جاہل ہے یا خدا کا رسول بھی اُمی ہے بنابران خدا بھی اُمی ہے۔ یا چونکہ بیجان ملبے سے گارڈ کا تعلق ہے۔ بنابران گارڈ بھی بیجان ہے۔ واہ رے ہمارے ارسطو مزاج مولوی صاحب آپ نے منطق میں کبریٰ و صغریٰ تو نہیں مگر مغالطہ کا باب ضرور پڑھا ہے۔ پس یہ آپ کی دوسری غلطی ہے ❖

اور جب آپ لکھتے ہیں کہ روح کا مادی ہونا باطل ہے کیونکہ علمِ اعلیٰ میں ثابت ہے کہ روح مجرد ہے یعنی مجرد عن المادہ اور جو چیز مجرد من المادہ ہے وہ مرکب نہیں جونکہ روح مادی نہیں مرکب بھی نہیں مجرد ہے بنابران وہ کسی طرح حادث نہیں کیونکہ مادی و مرکب نہیں اور حدوث سوائے مرکب و مادی کے اور کسی پر ہو نہیں سکتا اور یہی سبب ہے کہ روح انادی ہے اور مولوی اوندین نے جو ہمارے اعتراضوں سے ڈر کر مان لیا ہے کہ روح مرکب من المادہ ہے وہ ان مولوی صاحب کے بیان سے اور بھی رد ہو گیا پس مستدل یعنے دلیل طلب کرنیوالے کا یہ کہنا کہ روح حادث ہے باطل ہے

۱۵ مولوی۔ روح حادث بالذات ہے اور قدیم بالغیر ہے اور جائز ہے کہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہو اس وجہ سے کہ بدن مستعد قبول تصرفات روح کا ہے اور روح اپنی ذات میں بدن سے بے پروا ہے لیکن وقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے اور بعد موت تخریب بدن کے باقی رہتی ہے اور یہ بقا اپنی فاعل کی بقا سے ہے ❖

آریہ۔ آپ کا یہ بیان بھی کسی طرح باطل ہے۔ روح حادث بالذات نہیں ہے کیونکہ اُسکے اندر بقا کی خواہش ہے بلکہ وہ بقا مجسم ہے اُس میں روحانیت کے سوا اور کچھ نہیں وہ سراپا روح ہے پس وہ قدیم بالذات ہے نہ کہ قدیم بالغیر۔ موت سے ہر ایک روح کو خوف ہونا جو اُس کا ذاتی سبھاؤ ہے بھی اُسکے قبل از جسم ہونیکی دلیل ہے چونکہ نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ نیستی کا مالک کوئی خدا ہے پس روح نیستی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ ہمیشہ موجود ہے۔ کیونکہ فنا اُسمیں مطلق نہیں وہ مدرک بالذات و متصرف بالآلات ہے۔ اسی واسطے وہ کبھی حادث بالذات نہیں کیونکہ وہ روحانیت بسیط ہونیوالی چیز نہیں اور نہ حدوث پذیر ہے وہ تو قایم بالذات ہے۔ اور چونکہ وہ حادث بالذات نہیں بنابران اُس کا قدیم بالغیر ہونا خود بخود رد ہو گیا۔ کیونکہ آپکے قول سے بھی ظاہر ہے کہ وہ اپنی ذات میں بدن سے بالکل بے پرواہ ہے۔

مولوی رومی مثنوی دفتر سوم صفحہ ۲۲۵ میں فرماتے ہیں۔

"تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس ‌ ‌ ‌ ‌ رد بجولا یس لباسی زابلیس
روح دار و بے بدن بس کاروبار ‌ ‌ ‌ ‌ مرغ باشد در قفس بس بیقرار

آنریبل سرسید احمد خان نے کیا اچھا کہا ہے "اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے یہ محض بے علاقہ ہے۔ آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا اس سے خیال ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست بھی ہو جاوے مگر وہ چیز جو ہم میں ہے جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔ پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو نیست ہونیوالی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اُس ذات پاک دائم الوجود نے یہ تمام عجائبات ایک ایسے فانی اور ناپائدار چیز کے لئے بنائے ہوں؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دائم الوجود ہے اور نیست ہونیوالی نہیں" تبئین الکلام ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۵۱

ہم اسجگہ آپ کو ایک اور نکتہ بھی سمجھا دیتے ہیں جو دین اسلام کے اصول کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے والا ہے اور سزا و جزا کے عملات کو تہ و بالا کرنے والا ہے ❖

وھو ھذا

بفرض محال اگر روح ذات سے حادث ہے اور بقا اُس کے فاعل کی طرف سے ہے اور وہ خود کچھ بھی نہیں بلکہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہے تو تمام اعمال نیک و بد کا فاعل خدا ٹھہرتا ہے بقول ایک فاضل کے۔

خود بپیمبر شد و پیام آورد ‌ ‌ ‌ ‌ گشت خود کافر و نمود انکار
خود کُند ساز ہر گناہ کہ ہست ‌ ‌ ‌ ‌ خود کُند باز توبہ استغفار

اور بقول ایک دوسرے دیندار محمدی کے۔

جو ایں بنیاد بد را خود فگندی ‌ ‌ ‌ ‌ گناہ خویش را برما چہ بندی
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ‌ ‌ ‌ ‌ کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

بس اعمال کا تعلق روح سے کچھ نہیں رہتا بلکہ تمام بد و نیک اعمال کا مورد و مستحق وہی ٹھہرتا ہے اور جب سب سے بُرائی کرنے والا وہی ٹھہرا اور اُسی کے فیضان سے یہ تمام خرابیاں ظہور پذیر ہوئیں تو انسان کا کیا قصور کہ جس سے وہ دائمی دوزخ میں محصور و مقہور ہے با کمال معرفت سے دور ہو جائے ہر ایک روح ایسے خدا بانی فساد و جہاد کو کہہ سکتی ہے۔ بقول عرفی

یارب چہ عداوت ست با من ‌ ‌ ‌ ‌ ایں کار کنان کبریا را۔

اور اگر یہ صحیح کہ روح بروقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ بروقت فنا ہونے بدن کے فنا ہو جاتی ہے جس سے مسئلہ سزا و جزا کا گاؤ خر ہو جاتا ہے اور بہشت و دوزخ کا پتہ نہیں لگتا اور نہ عرش و کرسی کا نشہ ملتا ہے جیسے چلتی کا نام گاڑی ہے پرزے جدا ہو گئے چلنا بھی مفقود ہوا اور گاڑی بھی نہ رہی۔ مہاتما کرشن جی نے فرمایا ہے۔

जातस्यहिध्रुवो मृत्यु ध्रुव जन्म मृतस्यच

یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ اور جو مرا ہے اُس کا ضرور جنم ہوگا۔

غور کرو اپرندوں کے اجتماع کا نام تصویر ہے پرندا جدا کردیں تصویر نہ رہیگی منطق الطیر میں سیمرغ کی کہانی پڑھو تب آپ کو اپنی اور اپنے موہومی مربی کی غلطی سے بھی اقبال کرنا پڑیگا ارسطو کی کسی کتاب کا آپ نے حوالہ نہیں دیا۔ صرف فرضی گپ ہانکدی ❖

بنابران ہم نے اُسکو آپ کا موہومی مربی لکھا۔ واضح ہو کہ محمدیوں نے اسلامی تعصب کے سبب اپنے خود یونانی زبان تحصیل کرنیکے باعث یونانی کتابوں کے یا یونانی حکمت کے ترجمہ کرتے وقت بڑی غلطیاں کھائی ہیں دیکھو واقعات سکندر اصل یونانی مورخ ایران کے لکھے ہوئے اور اسلامی مورخوں کی تحریریں۔ اور یہی حال واقعات ارسطو کا کیا ہماری تحقیقات سے جہانتک ہم کو معلوم ہوا ہے یہ مذہب ارسطو کا نہیں ہے ❖

ارسطو ہیولٰی کی بابت لکھتا ہے "تمام چیزیں یعنے مادی اشیاء اُس سے پیدا ہوتی ہیں جسکا وجود قدرت میں ہے یعنی فسٹ میٹر (مرکب) سے ہیولٰی سے نہ کہ اُس سے جس کا ظاہر وجود ہے یعنی اربعہ عناصر اور نہ نیستی سے۔ مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے۔ جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں اور جس میں کہ وہ سب آخر کار مل جاویں گی" (ہسٹری آف فلاسفرس جلد ا صفحہ ۷۶ مطبوعہ ۱۸۱۹ء)

اور روح کی بابت اُسکا کوئی نوشتہ ایسا نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ وہ کیا مانتا تھا یعنی فانی یا غیر فانی لیکن اسکی یعنی فانی ہونا غالب ہے" (صفحہ ۲۸۵ ہسٹری مذکور) ارسطو کیا کوئی محقق بھی سوائے اعرابیوں کے حادث کو ابدی نہیں مان سکتا۔ جسکا آغاز ہے اُسکا انجام ضرور ہے۔ بنابران روحوں کے حدوث ماننے سے اُنکا فانی ماننا بھی لابدی ہے اور اس سے بہشت دوزخ کے وہمی اور خیالی حالات سارے کے سارے معدوم و نابود ہو جاتے ہیں

۱۶ و ۱۷ مولوی۔ اگر کہتے ہو کہ روحیں متعدد ہر ایک کی جداگانہ ہیں تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ معنی روح کے کیا ہیں اور نیز اسکی ماہیت اور حقیقت کیا ہے تو ضرور یہی کہوگے جوہر متعلق بالبدن یا کوئی دوسرے معنی اپنی طرف سے بیان کروگے بہرکیف وہ معنی سب جیوات

مادہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے وہاں صفات کی کمی بیشی کی ضرورت ہے اگر وہ مرکبات ہیں یعنی اجسام میں ہوں تو وہاں ترکیب کی ضرورت ہے لیکن اگر مفردات میں ہوں۔ تو وہاں ترکیب کی نہیں بلکہ ذاتی صفت ہوتی ہے۔ اشیم یا پرمانو ہر ایک جدا جدا ہیں مگر ترکیب کے سبب سے نہیں۔ بلکہ صفات ذاتی کے سبب کیونکہ اُن میں ترکیب مطلق نہیں۔ دیکھئے خدا اور روحوں کے درمیان ہستی یعنی پرکرت بالذات ہونا مابہ الاشتراک ہے اور سروگیا و الپگیا یا مابہ الامتیاز تو کیا خدا میں ترکیب ہو گئی یا خدا مرکب ثابت ہو گیا یا حیوانعوذ باللہ من ہذا الخرافات ❁ اسی طرح محمد اور خدا۔ اور سعد اور خدا۔ علی اور خدا میں ناموں کا اشتراک ہے۔ مگر مابہ الامتیاز جسم ہے۔ تو کیا خدا میں ترکیب یا تجسیم آگئی۔ اسی طرح مادہ اور خدا میں یا خدا۔ روحوں اور مادہ میں ہستی یا موجودگی مابہ الاشتراک ہے۔ مگر جڑ چیتنا۔ گیان کل۔ اور البگیتا مابہ الامتیاز ہے نظر براں روحوں میں خدا کی علمی منزلت کے مقابلہ میں مابہ الامتیاز ہے۔ اور ایک دوسرے سے بلحاظ اعمال کے مگر وہ عقلی یا ذہنی ہے۔ مادی یا خارجی نہیں۔ اور خدا کی سروگیتا کی دلیل ہے نہ کہ روح کی ترکیب کی۔ کیونکہ روح کا بدن میں حلول نہیں جیسا کہ عوارض کا جوہر میں۔ اس لئے کہ وہ عرض نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو جوہر ذات خود یعنی بلا قیام بالغیر موجود ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات سے لیف مالک اور اس کے صفات کو پہچانتے ہیں اور وہ اپنے پہچاننے میں کسی حواس کی طرف محتاج نہیں کیونکہ جن چیزوں کو اُسنے کما حقہ جانا ہے وہ حِس میں آنے والے نہیں ہیں۔ انسان متعلق جسم و سنبر بردسمیت دھی کی اوستھا میں قدرت رکھتا ہے کہ اپنی روح کو تمام مادی چیزوں سے بیخبر کر دے۔ اس حد تک کہ سب تنوں سے بے تعلق ہو جائے ❁ پس جس حالت میں کہ وہ بغیر شعور محسوسات کے اپنی قدرت کو جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کی پہچان میں بالکل ہر ایک چیز سے مجرد ہے۔ تو قیاس صاف شہادت دیتا ہے کہ وہ شریر سے بالکل مستغنی ہے بدن یا شریر کا ہرگز محتاج نہیں۔

بنا بریں روح کی حقیقت اور اس کا بذات خود قوم بھی معلوم ہو جانیکے بعد ممکن نہیں کہ کوئی عاقل بالغ روح کو مجرد من المادہ تو یقین کرے اور یا اُسکے آزادی سوبھیں شک لیے اور رہدیم سمانے نا اہل کے کہنے و بقول سعدی کسی طرح مان نہیں سکتا کیونکہ ؎

تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد ست

۱۹ مولوی۔ معلوم ہو کہ جملہ خرابیاں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ اس بات پر لازم آتی ہیں کہ بدن کی پیدائش سے پہلے چند روحیں مانی جاویں ❁

آریہ۔ قرآن مانتا ہے کہ اجسام کی پیدائش سے پہلے ارواح موجود تھے دیکھو میثاق اور دیکھو مریم بنت عمران من احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا۔ اور اسی طرح ہر ایک روح کا ازل سے شقی و سعید ہونا بھی اُس کے قبل از جسم ہونیکی شہادت ہے اور روح محمدی کا جھگڑا کہ وہ آدم سے بھی پہلے خدا کی عبادت میں مصروف تھی۔ پھر حدیث میں لکھا ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد باربعۃ الاف عام ترجمہ خدا تعالیٰ نے روحوں کو تمام اجسام سے پہلے دو ہزار سال پیدا کیا۔ ایک اور حدیث میں ہے انکم خلقتم للابد و انکم تنتقلون من دار الی دار ترجمہ۔ تحقیق تم تقدیر کئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے البتہ تم انتقال کرتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف۔ سعدی کہتا ہے ؎

الست از ازل ہمچناں شاں بگوش بفریاد قالو بلیٰ در خروش

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے بحوالہ قرآن و حدیث ما کان دما یکون الی الابد۔ پس معلوم شد کہ پیش از خلق قلم کاہے بودہ است و گفتہ اند کہ آن عرش و کرسی و ارواح است“ (دیکھو جلد دوم قسم دوم باب اوّل صفحہ ۲)

مشکوٰۃ میں ہے ”بہ تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد“ (جلد ۴ فصل صفحہ ۱۹۹) پس آپ ان تمام اعتراضوں کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ اس جگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن اور احادیث اسلامیہ کے بارہ میں آپکی رائے ”سند“ درج کر دیجاوے ”کہ چونکہ قرآن اجسام سے پہلے روحوں کو مانتا ہے اسواسطے بقول مولوی عیسیٰ الحمد کے جملہ خرابیاں اُس پر لازم آتی ہیں“ لیکن واضح ہو کہ قرآن پر درست اعتراضوں کے واقعہ ہونیکا یہ باعث نہیں ہے کہ روحوں کو اجسام سے پہلے مانتا ہے بلکہ وہ باعث یہ ہے کہ وہ ایک تو روحوں کے بارہ میں صحیح تعلیم نہیں دیتا اور نہ وہ اُس کی ماہیت جانتا ہے۔

دوم وہ مادہ کی ماہیت جو علمی و عقلی دلائل بلکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ انادی ہے کچھ صحیح نہیں جانتا۔

سوم۔ وہ تمام دنیا خدا سے نکلی ہوئی یعنی ہمہ اوست یا ہمہ از وست کی تعلیم دیتا ہے ❁

چہارم وہ تناسخ کے عالمگیر اور اظہر من الشمس مسئلہ سے اچھی طرح واقف نہیں اور یہی باعث ہے کہ ڈانواڈول تعلیم دیتا ہے۔

پنجم۔ اسکی مکتی یا نجات شہوت پرستی سے کچھ بھی زیادہ نہیں اور فانی نجات کیطرف بہکاتا ہے ❁

ششم۔ وہ شیطان کی جھوٹی تعلیم سکھلا کر کعبہ یعنی کیجانب جھکاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ایسے ہی اور بھی کئی بواعث ہیں جنکے سبب علما لوگ قرآن کی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ علاوہ قرآن اُس کی آخری تعلیم کا نتیجہ نا ستک۔ یا دہریہ یا ہمہ اوستی صوفی بنتا ہے۔ ورنہ قرآن یا علم قرآن انہی صحیح مسائل کو اسی قدر و منزلت سے دیکھیں جسکے وہ یوگ میں یا جنسے وہ ہیں تو قرآن پر کوئی اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ کسطرح ہو سکے جبکہ انسانی کتاب کا غلطی سے پاک ہونا ہی ناممکن ہے۔ یہ فخر اور سرفرازی با فضلیت ملکہ شرف صرف الہامی کتاب کو زیبا ہے جو تمام نقائص سے بری اور علم و عقل کی معاون بلکہ مادی ہوا اور کیوں نہ ہو اُس کا نام ہی وید مقدس ہے ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

دشتاشت جوں کتابم لب برق ناکسے	منطقی را آتش اندر خان ومان انداختہ
من کہ با منعم عقل کل را تا و کرانداز اوپ	مرغ وہم را از اوج بیان انداختہ
مست ذوق عرفنیم کز نغمہ توحید تو	لذت آوارہ در کام جہان انداختہ

۲۰۔ مولوی۔ جو کہتے ہیں کہ عوارض اضداد اور متباین روحوں کی ہیں۔ جواب اسکا ہم ارسطو سے دے چکے کہ ابتدائے وقت میں وہ عوارض سبب امتیاز اور بعض کے نہ ہونگے کیونکہ نسبت اُن کو کل ارواح سے ایک ہے اور برابر ہے۔ پس یہ کہاں سے کہتے ہو کہ یہ عوارض قدیم ہیں اس تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ روحوں میں عوارضات مغایرہ کی وجہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی پس لازم آیا کہ قابل ارواح کے نہیں ہیں۔ مگر ابدان۔ پس عدم سابق ابدان کا مستلزم ہے عدم سابق ارواح کو اور وجود انکا ان کے وجود کو۔ اور عدم بعد الوجود اور وجود بعد العدم مستلزم ہے تجدد اور حدوث کو پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں۔

آریہ۔ بیشک عوارض اعمال کے سبب سے روحوں میں امتیاز عقلی ہے اور اُنکی چیتنا کے سبب سے اُن میں ذاتی تفریق و امتیاز ہے اور چونکہ وہ بذاتہ مفرد ہیں یہی سبب ہے کہ وہ متباین یعنی ایک دوسرے سے بھی جدا ہیں باقی رہا یہ کہ عوارض کو نسبت کل ارواح سے ایک ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے تو نبی اور ولی۔ عالم اور جاہل مطلق۔ گدھا اور کھٹمل۔ سور۔ کتا۔ اسی طرح جبرئیل یا میکائیل کے ارواح سے اگر عوارض کو ایک ہی نسبت ہے تو مدارج کہاں سے آگئے اور مراتب کیوں بڑھ گئے۔ کن اعمالوں سے حضرت عزرائیل معلم الملکوت ہو گئے اور انکا استاد کون تھا جسنے ان کو شیطانی کی تعلیم دی۔ اور کن اعمالوں سے یا ابتداءً وہ فرشتہ بجائے باوجود ارواح قدس ہونیکے پھر بھی شاگرد ہی رہے۔ کن اعمالوں یا تفریق کے سبب سے قبل از پیدائش عالم لولاک ما خلقت

الافلاک بنی اے محمدؐ اگر تجھے نہ پیدا کرتا تو زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا کا درجہ ملا علیٰ ہذا القیاس یا تو سب مقربوں و ملعونوں کو برابر یقین کرو ورنہ تفریق مدارج صاف صاف اعمال سابقہ کی شہادت دیتے ہے ایک شخص باوجود محنت شدید کے ناکامیاب رہتا ہے دوسرا تھوڑی محنت کرکے مطلب کو حاصل کر لیتا ہے ✦

پس اے متجلی اور متورعیان سے اگر عوارض یعنے اعمال کے سبب سے تفریق کوئی ۔ ماننے اور اسکی مرضی کرم کرنا روح کا سمجھا ہے اور وہ بغیر جسم کے کرم کر نہیں سکتی اور قابل ارواح کے نہیں ہے ۔ مگر ابدان ۔ پس صاف ثابت ہے کہ روحیں بدلوں کے ساتھ متعلق ہوتی رہیں اور ہوتی رہینگی ۔ کیونکہ ہمیشہ اور افعال باہمی لازم و ملزوم میں اور یہ سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں بلکہ متوالی ہے ۔ کیونکہ روحیں اس بات کی متمنی میں اور عدم یا ایجاد یا حدوث کے الفاظ کا اُن پر اطلاق ہی محض بیہودہ ہے جیسے مالک کل و محیط کل پر حلول واذنا کا ۔ نام روح کا ابدان سے تعلق اور سمجھاؤ خود ہی جتلا رہا ہے کہ وہ بدلوں سے سابق بھی جدا ہے اور ذاتی تفریق کے علاوہ عقل تفریق خود ہی سلسلہ اعمال و ابدان یعنی ارواح کے قدیم ہونے کی گواہی دے رہی ہے نہ کہ معاذ اللہ حدوث کی ✦

آپ نے اس میں ایک اور بھی فاش غلطی کی ہے ۔ بلفرض محال اگر ہم یہ مان لیں کہ بدنوں کا پہلے نہ ہونا لازم پکڑنے والا ہے روحوں کے پہلے نہ ہونے کو ۔ اور بدنوں کا پہلے ہونا لازم ہے روحوں کے پہلے ہونے کو ۔ تو کیا لازم نہیں ہے ۔ بدلوں کا تباہ ہونا روحوں کے تباہ ہونے کو اور بدنوں کو جل جانا ۔ روحوں کے جل جانے کو ۔ بدنوں کا ٹکڑے ہونا روحوں کے ٹکڑے ہونیکو ۔ اگر یہ سب لازم ہیں تو وہ بھی لازم ہے اگر نہیں تو نہیں ۔

پس اس عقیدہ سے عوض ہم کو تسلیم کرانے کے پہلے خود دین محمدی اور اُس کے بہشت و دوزخ و میزان و پل و قیامت و قرآن و رسول شفاعت و خدا کے دیدار سے انکار کرو پھر ہمارے مقابلہ میں آؤ ۔ ہم اچھی طرح اُن عقائد کا بطلان اور ست ویدک دھرم کا دلائل و براہین سے ثابت کر دکھلائینگے ۔ یہ نہایت ہی بھدا اور بیہودہ خیال ہے اور اونٹ چرانے والوں کا خیال ہے جنکو کافور کے انبار اور نمک کے انبار کی تمیز نہیں ہوتی ✦

مولوی صاحب ! روح کے حق میں شاستر میں لکھا ہے ۔ نینم چھدنتی شسترانی نینم دہتی پاوکا (سنسکرت شلوک) ویم بیتا پونہ ستوسنیشی مارتہ ۔ جس کا ترجمہ فیضی نے کیا ہے ✦

نہ سوزد یا آتش نہ آبش برد ۔ نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

بدن بمثل آلہ اور لباس کے ہے پس جس نے اس طرح روح کی حقیقت اور اس کا بذات خود قیام و قوام معلوم کر لیا اُنکو بدن سے قبل روح کا ہونا یا ایک یا ہر بدنوں سے اتصال یا الگ ہونا ذرا بھی مشکل معلوم نہ ہوگا ۔ نہ متعلق ہونا محال معلوم ہوگا ۔

دم بدم گر شود لباس بدل ۔ صاحب آں لباس راچہ خلل

پس اخیر میں ہم آپکو بقاعدہ منطقی قیاس اقترانی سے سمجھاتے ہیں ✦

قیاس اقترانی وہ ہے کہ اُسمیں نتیجہ بالفعل موجود نہو بلکہ بالقوہ ہو یعنی نتیجہ کا مادہ صغریٰ کبریٰ میں موجود ہو ۔

مثال	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
١	العالم متغیر و مرکب	کل متغیر و مرکب حادث	العالم حادث
٢	المادہ مفرد و غیر قابل التقسیم	کل مفرد و غیر منقسم قدیم	المادۃ قدیم
٣	الروح غیر متغیر و مجرد من المادہ	کل غیر متغیر و مجرد من المادہ قدیم	الروح قدیم
٤	المالک محیط کل و علیم کل و واحد	کل محیط جملہ علم و علیم و احد قدیم	المالک قدیم

وھذا عقیدۃ اھل الوید و اصحاب آریہ سماج

مسئلہ تناسخ اعتراضوں کا جواب

جناب مولوی صاحب آپ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے کہ "روح بعد تخریب بدن یعنی موت کے تین حال سے خالی نہیں یا تو وہ خراب ہو جاتی ہے ۔ یا باقی رہتی ہے بلا کسی تعلق خاص کے یا دوسرے بدن کے ساتھ متعلق ہو کر باقی رہتی ہیں ۔ بطور تناسخ کے جیسا کہ مذہب عام ہندوؤں کا ہے ۔"

جو نا خراب ہونا روح کا متعلق بدن کے بموجب اعتقاد فریقین کے غلط ہے پس اس پر کچھ لکھنا فضول ہم دلائل ثابت کر چکے ہیں کہ روح بعد تخریب بدن کے ہرگز خراب نہیں ہوتی کیونکہ وہ نہ حادث ہے اور نہ مرکب ۔ اور خرابی بغیر حدوث و مرکب کے کسی پر لازمی نہیں ✦

٢٢ ۔ **مولوی** ۔ دلیل اوّل رد تناسخ ۔ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث ہے اور تناسخ مبنی ہے اوپر قدیم ہونیکے ۔ اور نیز واجب ہے اُسکے لئے شرط حدوث سے تاکہ تخلف معلول کا اپنی علت تامہ سے لازم نہ آئے اور شرط اُس کی بدن کا حادث ہونا ہے کیونکہ وہ محل قابل روح کے ہے پس جب بدن پیدا ہوتا ہے اُسیوقت روح اُسمیں پھونکی جاتی ہے جانب مبدا فیاض سے پس ثابت ہوا کہ تناسخ باصلہ و براسہ باطل ہے ✦

آریہ ۔ ہم آپ کی تمام دلائل کا رد اور صحت کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ روح قدیم ہے ۔ اور بقول آپ کے بدن کا حادث ہونا حدوث روح کی شرط ہے تو بدن کا فنا ہونا فنائے روح کی شرط کیوں نہیں ہے ۔ سنئے صاحب بدن کے ساتھ روح کا ایسا تعلق ہے جیسا کہ مرکب سے راکب کا ۔ ریل سے گارڈ کا ۔ یا قلم کو کاتب سے ۔ پس یہ آپکا خیال ایک موہومی حد سے کچھ بھی زیادہ نہیں جسکا عقلی و عملی کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ خود مُبطل کنندہ تمام عقائد اسلام ہے ۔ غور سے سوچئے ۔ دوم آپکا یہ قول کہ جب بدن پیدا ہوتا ہے اُسیوقت روح اُسمیں پھونکی جاتی ہے " اگر نفس الامر میں دیکھا جاوے تو اس سے بھی روح کا باہر سے آنا ظاہر ہوتا ہے بلکہ پہلے سے موجود ہونا بھی ۔ اور آپنے صفحہ ٣٣ پر روح کو قدیم بالزمان مانا ہے ۔ مگر بدن ایسا نہیں روح مجرد ہے ۔ بدن ایسا نہیں روح چیتن ہے یعنی مدرک ۔ پس بدنکی پیدائش سے اُسکی پیدائش کا تعلق نہیں جس طرح بدن کے تغیر و تبدل سے اُسے کوئی واسطہ نہیں اسیطرح بدن کی پیدائش کا کوئی تعلق نہیں یہ تو ایسی اعرابیت کی بات ہے جیسے کہ مکان نے مکین کو پیدا کیا یا لباس نے لباس والے کو پیدا یا عدم سے وجود دیا ۔ قلم سے کاتب نہیں بنتا جسطرح یہ تمام باتیں باطل ہیں اسیطرح بدن کی پیدائش سے اُسے لباس اور لبیس سے زیادہ کوئی تعلق نہیں ۔ پس تناسخ درست ہے اور صحیح اور حق ہے اور حدوث روح باصلہ و براسہ باطل ہے ✦

٢٣ ۔ ٢٤ **مولوی** ۔ دلیل دوم ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باری عز و جل اُسمیں روح پھونکے ۔ پس اگر دوسرے بدن کی روح اُسمیں پھونکی جائیں گی تو لازم آئیگا ایک بدن کے ساتھ دو روحیں متعلق ہو جائیں اور یہ بدیہی البطلان ہے اگر کہتے ہو کہ بدن نہیں دوسرے کی روح کو چاہتا ہے اور صلاحیت بھی اُسی کی رکھتا ہے نہ کسی دوسرے روح کی اس کا جواب یہ ہے کیا وجہ ہے کہ بدن خاص اُسی دوسرے بدنکی روح کو چاہتا ہے کیوں کسی اور بدنکی روح کو نہیں چاہتا اور نسبت اُسکی خصوصیت کی اُسی بدن کے ساتھ کیا ہے یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے اور نزدیک حکمائے فلاسفر کے ترجیح بلا مرجح باطل ہے ۔

آریہ ۔ آپ کی سمجھ اور دانائی کی ہم کہاں تک تعریف کریں ۔ ہم نے بارہا دیکھ لیا کہ آپ کو دلیل لانے سے پہلے عقل سے دشمنی کرنی پڑتی ہے ۔ سچ ہے ؎

دیوانگی کے مطلق العنانی ۔ ہے باعث مرگ ناگہانی

اصل بات یہ ہے کہ جب قانون قدرت پر پورا عمل درآمد ہوتا ہے تب وہ قادر مطلق اُس جسم میں روح ڈالتا ہے جسم کامل نہیں بلکہ نطفہ کے ساتھ ہی روح ہو جاتا ہے جس نطفہ سے روح کا تعلق نہیں ہوتا اُس سے اولاد بھی نہیں ہوتی۔ باریتعالیٰ مفقود الحجس نہیں کہ ایک میں دو روحیں پھونکے۔ ہاں یہی اعتراض سارا کا سارا قرآن اور پیروان قرآن پر وارد ہوتا ہے مولوی اسماعیل جیسے محمدی فاضل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک آدمی میں دو روحیں ہیں۔ ایک مکانی دوسری سیرانی۔ سیرانی وہ جو خواب کی حالت میں دور دراز جگہ میں تشریف لیجاتی ہے اور سیر فرماتی۔ اور مرگ کے بعد نکل جاتی ہے۔ مکانی وہ جو ہمیشہ موجود رہتی ہے اور مرنے کے بعد جسم کے اندر رہتی ہے وہی منکر و نکیر کے ساتھ قبر میں سوال و جواب کرتی ہے۔ اور کراماً کاتبین سے بھی اُسی کا تعلق ہے اُسی کے ساتھ حشر و نشر ہوگا۔ اُسی روح کے ذریعہ سے جب قبر کے اوپر کنجشک بیٹھتی ہے تو مردہ جان لیتا ہے۔

بقول ایک لال بجھکڑ محمدی کے ع۔ کنجشک نشستہ بر قبر مردہ بدانند ما وہ نر۔

اور اسی لحاظ سے مسلمان لوگ مردہ پیر فقیروں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور قبر پرستی کرتے۔ بلکہ اُن سے مخاطب ہو کر بخشاتے اور بات چیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیکم یا اہل القبور دیکھا یہ اعتراض محض ہمارے سراسر محمدی اعتقاد پر وبال ہے اور سراسر باطل خیال۔ دیکھ لیا آپ نے اس خرابی کی سیل نے دیوار اسلام کی بُنیاد کو کس عمدگی سے کمزور کر کے انہدام کی حد تک پہونچا دیا۔

مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر آنچہ تر کن کہ خام آمدی

لیجئے ہم آپکی غلطی کو ایک اور واضح طریقہ سے سمجھاتے ہیں ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باریتعالیٰ اُسمیں روح پھونکے۔ اور وہ ایسا زبردست منتظم ہے کہ اُس کے انتظام میں کسی طرح کا گڑبڑ ہو نہیں سکتا کیونکہ نہ تو روحیں اُسکے حکم سے باہر ہیں۔ اور نہ مادہ۔ یہ بات یقینی طور پر ہو سکتی ہے کہ اجسام کی استعدادیں مختلف ہیں۔ ایک جسم میں ایسی استعداد ہو جو روح مفارقہ کے مناسب ہو جو اول موجود تھا یہاں تک کہ وہ جسم اس نفس کے ہی تدبیر کے ساتھ مختص ہو اور نئے نفس کے فیض کا محتاج نہ ہو کیونکہ مثلاً اگر ایک حالت میں بوجہ دالوں دو نطفہ قبول نفس کے مستعد ہوں۔ تو خدا سے اُن کی طرف دو روحوں کا فیضان ہوگا اور اُن دو نطفوں میں سے ہر ایک ایک روح کے ساتھ خاص ہوگا اور اسکا مختص ہونا اِسمیں نفس کے حلول ہونیکی جہت سے نہیں اسلئے کہ روح کا جسم میں عوارض کیطرح حلول ہی نہیں ہوتا بلکہ دونوں مستعد نطفوں میں سے ایک قالب ایک روح کے ساتھ خاص ہوتا اُس مناسبت کے سبب سے جو اُنکے مابین اوصاف کے جہت سے ہے ایسا ہی دوسرے بدن کا دوسرے روح کے ساتھ مختص ہونا پس جبکہ دو نفس متناسبہ میں یہ اختصاص ہو سکتا ہے تو نفس مفارقہ میں جو اول سے موجود تھا اور نئی نفس میں کیونکر نہیں ہو سکتا بلکہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے سو جب ایک جسم مستحق کو نفس مفارقہ کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی تو وہ جسم خدا تعالیٰ سے نئی روح کے فیضان کا محتاج ہی نہیں ہوگا جب وہ محتاج نہ ہوا تو اُس پر نئی نفس کا فیضان بھی نہ ہوگا۔ اسواسطے یہ دلیل آپ کی بالکل ضعیف ہے۔ آپنے جو وہم لکھا اصل میں ابو علی سینا کا شک ہے جس کا نام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ یا حقیقت روح انسانی میں رد کرکے یہ دلیل دی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۶۲ و ۶۴ و ۶۳ مسئلہ ۱)

ہم آپ کو اس کا رد ایک اور طرح بھی سمجھاتے ہیں سنو!

خداوند تعالیٰ کی طرف سے جتنے جسم پیدا ہوتے ہیں وہ اگرچہ بلحاظ ترکیب یا ترتیب کی نئی قسم کے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر بلحاظ مادہ کے وہ اُسی قدیم مادہ سے بنائے جاتے ہیں جو سابق روزیں تمام جہان میں موجود ہیں۔ پس جب تمام جسم اُسی پرانے اجسام کے مادہ سے ترکیب کئے جاتے ہیں نہ کہ کسی جدید مادہ سے اس واسطے اُنمیں ارواح بھی وہی آئینگے جو پہلے موجود ہیں نہ کہ جدید اگر محمدی خدا جدید جدید مادہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جیسا کہ ہر کیش ظاہر ہے کہ ازل سے ابتک اسی مادہ موجودہ سے اجسام بناویگا تو بطریق اولیٰ جائز ہے کہ اُن اجسام میں وہی روحیں داخل ہوں جو سابق میں موجود تھیں نہ کہ جدا پیدا کی جاویں جب تک خدا جدید مادہ پیدا نہ کرے جو سراپا محال ہے۔ پس جدید روح کا سمجھنا ہر طرح محال ہے کیونکہ نہ اُس کا وجود اور نہ وہ موجود بلکہ سراپا نابود ہے جس خدا نے بدن کو بنایا وہ جانتا ہے کہ ایسے ناقص یا کامل جسم کا بطریق اعمال فلاں روح مستحق ہے اور اسی کیواسطے بناتا ہے پس اُس پر اُسی کو ارسال کرتا ہے نہ کسی وہمی یا نابود وجود کو اُس کے سابقہ اعمال اُسی کو ایک نئے جنم کے واسطے تحریک کرتے ہیں اور عادل مطلق خدا کو اپنے انصاف قدیم کے رو سے جائز ہوتا ہے کہ اُسے اُس جسم میں ڈالے کیونکہ وہ اُس کی مستحق ہے۔ پس یہ ترجیح بلا مرجح نہیں ہے بلکہ باہمی ملزوم و لازم ہونے کے سبب اُس کو اُسی بدن سے خصوصیت ہے۔ بنا بران نہایت مستلزم ہے کہ اُس کو اُسی کے رو سے سزا و جزا دیجاوے نہ کسی تخیل اور دور از قیاس دوزخ اور بہشت کے ذریعہ سے۔ کسی طرح ممکن نہیں لہذا تناسخ برحق اور یہی مطلوب تھا۔

اور یہ دلیل آپ کی کیوں باطل نہ ہو جبکہ یہ بھی جتنی پہلی دلائل حدوث روح پڑھے چکے ہیں جنکو باطل مانتے ہی ہیں۔ کیونکہ آپ نے خود ہی جنکول میں آکر لکھدیا ہے تو واضح ہو چونکہ دلیل حدوث روح کی بطلان تناسخ پر موقوف ہے اور بطلان تناسخ حدوث روح پر موقوف ہے اور یہ بعینہ دور باطل ہے۔ (صفحہ ۴۴)

۴۲۔ ۲۵۔ مولوی "اگر تناسخ یا تجدید ہمیشہ ... مسلک فرقہ آریہ جیسا مدعی صاحب کا ہے تو البتہ وہ روح جو اس وقت مدعی صاحب کے بدن کے ساتھ متعلق ہے ضرور ہے کہ اس سے پہلے وہ کسی دوسرے بدن مثلاً دیانند کے بدن کے ساتھ متعلق ہوگی اور اگر ایسا ہو تو بیشک وہ روح یاد کریگی کہ میں اس سے پہلے دوسرے بدن میں تھی۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مدعی صاحب کی روح خوب جانتی ہوگی کہ میں فلاں فلاں جسم میں تھی اگر ہے تو ہم کو مطلع فرماویں اور بدیہات سے ہے کہ روح کو یہ علم بالکل نہیں ہوتا پس کہاں ثابت ہوا تعدد روح کے تناسخ کا۔

آریہ۔ یہ آپکا فرض سراسر غلط ہے۔ کیونکہ سوامی دیانند جی اور پنڈت دیانند دونوں ایک وقت میں موجود تھے۔ افسوس کہ آپکو باوجود اس قدر شیخی مارنے کے اتنی تمیز بھی نہیں کہ ایسی لیاقت اور رد دلیل دینے سے آپکی لیاقت پر لوگ اس قدر ہنسینگے۔ ہاں اگر مثال دینی تھی تو اس طرح دینی چاہیئے تھی۔ کہ وہ روح جو اسوقت مثلاً مولوی عبد الحمید صاحب کے بدن سے متعلق ہے ضرور ہے کہ وہ اس سے پہلے کسی دوسرے بدن مثلاً محمد صاحب کے بدن سے تعلق رکھتی ہو تب البتہ مثال ٹھیک تھی۔ کیونکہ مولوی صاحب مومن ہیں اور مومنوں کے حق میں محمد صاحب نے لکھا ہے انا من اللہ والمومنون منی میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں اور ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۱۴ میں واضح شہادتوں سے بتلا چکے ہیں کہ سب کا مادہ نور محمدی ہے اور خود محمد صاحب ہمارے خیال کے مطابق تناسخ کے قائل بھی ہیں اور وہ فرما بھی گئے ہیں کہ میری امت سے بھی بہت لوگ بسبب گناہ کے بندر اور سور بنیں گے علی ہذا القیاس۔ پس ضرور ہے کہ ایسا ہو جیسا آپنے لکھا اور محمد صاحب نے لکھا خود خدا کو بھی تناسخ میں آنا پڑا۔ دیکھئے مذہب الہیات۔ بنا بران تناسخ ہر طرح صحیح ہے۔ اور آپکا مفروض باطل۔

باقی رہا یادداشت پر اعتراض اسکا جواب یہ ہے کہ اسکو ماہران علم طب و سرجری خوب جانتے ہیں آپ لوگ اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ مگر جہانتک ممکن ہے ہم سمجھانیکی کوشش کرتے ہیں کہ آپ

نے نہیں دیکھا کہ کلوروفارم کے سونگھانے یا مسمیریزم کے کرنے سے اگر بدن کے کسی حصہ کو کاٹ بھی دیں تو اُسے خبر نہیں ہوتی؟ اپ اے آریہ یعنے وید یعنی بکبم اسی قاعدہ سے بیتھری نکالتے اور علاج حالتو نہیں مریض کے اعضا کاٹتے تھے دیکھو سنسکرت کی کتاب۔ اور زمانہ حال کے ڈاکٹر لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اب مسمریزم یعنی لسا۔ یوگ کا بھی ڈاکٹری میں رواج ہو چلا ہے۔ اور نت وغیرہ کے سبب سے بھی بعضے وقت یہی حال ہوتا ہے۔ مرض نسیان میں بھی تمام باتیں نسیاً منسیا ہو جاتی ہیں۔ اور بالکل یاد نہیں رہتیں اور یہی حال کم و بیش ہر شخص کا ہوتا ہے۔ ہر روز خواب و سکھوپت یعنی عالم بیہوشی میں بھی کسی کو کوئی خبر نہیں رہتی جب اتنے معمولی صدمات سے یہ حال ہے تو اس وقت جبکہ روح کو جسم سے بالکل لاتعلق ہونا پڑے کیا حال ہوگا۔ سنو! آدم کی روح کو داؤد سے وعدہ کر کے بدل گیا۔ تمام روحیں مسلمانوں کو یوم الست کا اقرار بھول گیا۔ نوح جی کو شراب پیکر ننگا ہونے کا خیال نہ رہا۔ آدم کو بہشت میں خدا کا وعدہ بھول گیا۔ اسی واسطے بقول توریت مقدس کے لعنتی ہو کر نکالا گیا۔ مسیح یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت بھول گیا۔ موسیٰ جی ہارون کی داڑھی پکڑتے اور توریت کی تختی توڑتے وقت بھول گیا۔ محمد صاحب کو یعنی اللہ کو کاتب قرآن بتلاتے وقت اسکی تعریف کرنے کا خیال بھول گیا۔ حضرت جبرئیل بھی بھول گئے علی کے بدلے محمد صاحب کو پیغمبر بنا دیا۔ طبقہ اول کے مسلمان شراب پیکر نماز میں لفظ لا بھول گئے۔ آصحاف پیغمبر بنوت دیتے وقت اور خدائے آسمانی بنوت سے سرفراز کرنے وقت بھول گئے۔ جو بنوت عیسو کے بدلے یعقوب کو مل گئی۔ سب روحوں کو باستثناء چند ناتمام لوگوں کے ۱۰ ماہ ماں کے حمل میں رہنے کے زمانہ کی یاد بھول گئی۔ اور اسی طرح ۴ و ۵ سال کی بیرونی عمر کا حال بھی صحیح کسی کو یاد نہیں۔

حضرت علی کی بابت ذکر ہے کہ وہ نماز میں ایسے معروف ہوتے کہ پاؤں کی درد کو بھول گئے تھے چنانچہ

شاعر۔ چوں برون کردند از پایش خدنگ — شد زخون سجادۂ او لالہ رنگ

از جہاں درد و الم اینجا نیافت — بخیہ کردند و خبر اصلا نیافت

رفتہ بود از خوف حق ہوشش زسر — دیگر از پائین نیامد شد خبر

اور یہی حال بلکہ اس سے زیادہ حیرانی کا مقام بھیشم پتامہ جی کی شہادت کا واقعہ ہے وہ بالکل بسبب کثرت یوگ کے جسم کی تکلیف سے آزاد ہوا کرتے تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا کسی کو یاد بھی ہے یا نہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بہت سی لوگ سادھو کی ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے صنائیف میں ذکر بھی کیا۔ حافظ لکھتے ہیں؛

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود — آدم آوردریں دیر خراب آبادم

فرید الدین عطار کہتے ہیں:-

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام — ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

فاضل زبانی یزدی اپنے پہلا جنم بھی کہتا تھا۔ اور تناسخ کا قائل تھا۔ اسکا قول ہے

وی چہ فرو شدم چہ دید — از یزد برآمدم چہ خورشید

ہر کس کہ چو مہر بر سر آید — ہر چند فرو رود سر آید

مولوی مغربی صاحب دیوان مغربی میں فرماتے ہیں:

صد بار بستہ ام بر عن از حصار تن — تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ مبارک شاہ سلجوقی نے فرمایا ہے:- من یاد دارم زمانہ ماکہ در بدن شدہ لوم۔

اسی طرح سب فضلا نے اس بات کا اقبال کیا ہے انکو پچھلا بدن یاد ہے شاستر میں حکم ہے کہ یوگی پرش کو پچھلا یا پچھلے جنم بہت سے یاد ہوتے ہیں ہم نے بشارت تحقیق تناسخ میں دیئے ہیں۔ پس یہ اعتراض آپکا سراپا فضول ہے آپ بوجہ جہالت نہ ہوئیے اور نخواہ و نخواہ رمعنی بات سے ہمارا وقت ضائع نہ کیجئے۔ اگر خدا نے الفراسہ و رسند کا مادہ دیا ہے تو صداقت اور بیدک دھرم کو قبول کیجئے اور نتائج اور جوروظلم کا خیال چھوڑ کر التنبیں رحمن رحیم کا نام سب معقول یعنی ویدک دھرم ہے اس کو قبول نہ کیجئے مغربی کا لفظ استعمال خود تناسخ اور واح کی زبان حال سے شہادت دیتا ہے۔

۲۶ ۲۷ – مولوی۔ اگر آپ فرماویں کہ تناسخ ہمارے مسلمات سے تو ہم تو محض آنا طب کہ ایک جو مسلم ہے محتاج دلیل کا نہیں ہوتا۔ سب آپ کیوں دلیل سے تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔ آریہ۔ یہ آپکا قول عقیدہ کا فرزند لسانی ہے لیکن جیسی کی طرح ہی دانی سے کمال پیدا ہے۔ دین اسلام کا اصول ہوگا۔ کہ مومن لیا ہے وہ محتاج دلیل نہیں۔ مگر ہمارا اور ہمارا قاعدہ یا عقیدہ نہیں ہے کیونکہ اول تو خود ہمارے واسطے ہی انجیل سے پہلے دلیل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دیگر مخالف کے واسطے اسکو ہم دیا ہے ثبوت کرنا ضرور ہی ہوتا ہے اور اسی واسطے باوجود معتقدات کے ہم دلیل سے بھی مانتے ہیں کہ وید ست دو یا اول کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے اندھا دھند متعصبانہ اعتقاد آنکو مبارک رہے۔ ہم ایسی تعلیم کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے ایمان کی ضرورت نہیں۔ ہمارا تو علمی و عقلی طور پر عمل کرنا دھرم ہے اور اسی واسطے ہم مسلہ آواگون کے ثبوت پر دلایل لاتے اور عام و خاص کو اس فلسفانہ تعلیم پر قایل کراتے ہیں۔ اور یہی ہدایت تمام ست شاستروں میں مندرج ہے کہ ایک بالک کی بات بھی اگر معقول ہو تو مان لو اور برہما جی کی بات بھی اگر خلاف علم عقل۔ دلایل تجربہ کے ہو ہرگز قبول نہ کرو۔

گیارہ علوم پر اعتراضوں کا جواب

تکذیب براہین احمدیہ۔ پہلا علم یہ ہے کہ جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔

۲۸ ۲۹ – مولوی۔ یہ فقرہ قایل کی صریح غلطی پر دال ہے۔ اگر یہ مانا جاوے تو کوئی چیز معدوم نہوگی اس رو سے وہ وہاں موجود بھی تب ہی تو نکلی پھر معدوم کیوں کہتے ہو اور یہ پانی جو گنگا جمنا میں بہتا ہے اور گنگا و جمنا پہاڑوں سے نکلتا ہے بموجب تمہارے قاعدہ کے معلوم ہوا کہ وہاں موجود تھا نب ہی تو نکلا مثل سانپ کے بل میں سے پس لازم آیا کہ اگر ہم پہاڑوں کے ٹکڑے کریں تو ضرور ہمیں سے پانی برآمد ہو جیسا کہ سانپ بل کے کھودنے سے برآمد ہوتا ہے اور واقعہ میں ایسا نہیں پایا جاتا کیونکہ تجربیات سے ہے کہ اگر ہم اس پہاڑ کے جس میں سے چشمہ پانی کا جاری ہے ٹکڑے کرائیں ہرگز پانی کی کہیں سے ایک بوند بھی برآمد نہ ہوگی۔

۳۰ – ۳۱ – اس پر دوسری مثال۔ ایک درخت خاص جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ درخت قبل روئیدگی کے علم الٰہی میں تھا اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ خدا میں تھا اور خدا سے نکلا اور خدا اس کے لئے ظرف ہے جیسا کہ سانپ کے لئے بل ظرف ہے۔ اور خدا کے علم میں ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عالم اشیاء ہے اور وہ معلوم اور علم اس کے ساتھ متعلق ہے۔

۳۴ – ۳۵ – ۳۶ – اس پر تیسری مثال۔ نیز مسلمات سے ہے کہ صانع کسی شے کا اور موجد اس کا پہلے اس شے کا نقشہ دل میں سوچتا ہے جس شے کو بنانا چاہتا ہے تو دیکھو موجود نہیں ہے اور علم اس کا پہلے۔ خدا سے پہلے کر کوئی کاریگر یعنی صانع ہوگا جو چیز نئی ایجاد کرنی چاہتا ہے پہلے اس کی صورت ذہن میں تو سوچ لیتا ہے کہ میں ایسی شکل کی چیز بناؤں گا پھر اس کو بناتا ہے۔

آریہ۔ بیشک یہ علم درست ہے۔ اور کوئی ذرہ بھی کسی چیز کا معدوم نہیں ہوتا ہے۔ اب یہ پانی
جو گنگا وجمنا میں بہتا ہے یا کوہ ہمالہ وغیرہ پہاڑوں سے نکلتا ہے بالضرور وہاں موجود ہے
تب ہی تو نکلتا ہے اگر موجود نہ ہو تو کبھی نہ نکلے۔ زمین میں موجود ہے تو تب ہی بخارات بنتے
ہیں ورنہ ہرگز نہ، کسی طرح نہ بنتے بخارات میں موجود ہے تب ہی بادل۔ اور بادلوں میں
موجود ہے تب ہی برستا ہے اگر نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ برس سکے۔ افسوس کہ آپ ایسی
نہایت واضح بات کو بھی نہ سمجھ سکے۔ سعدی بھی ہماری تائید میں ہے ؎

چو نسبت نیست فرح آہستہ ترین ۔۔۔ کہ میگویند ملاحان سرودے
اگر باراں بکوہستاں نہ بارد ۔۔۔ بسالے دجلہ گردد خشک رودے

آپ نے کلند پہاڑ لکھا ہے حالانکہ جہاں تک ہمارے جغرافیہ کے معلومات ہیں البتہ کوئی پہاڑ
نہیں۔ اور کریم اللغات میں اسکے معنی پھاوڑے لکھے ہیں جو ایک آلۂ آہنی کا نام ہے جس
سے زمین اکھاڑتے ہیں۔ آپ نے اپنی کم لیاقتی سے پھاوڑا آلہ کا سمجھ لیا یا چھاپہ
کے سبب سے صرف واؤ اڑ گیا اور آپ نے اس کو پہاڑ سمجھ لیا۔ یا وہ رسالہ میں کسی
سیاہی سے کوہ الوند پڑھا۔ اور اب حافظہ کی کمی سے کوہ الوند کی جگہ کلند یاد رہ گیا ہو۔
مگر کلند کوئی پہاڑ نہیں۔ یہ آپ کی علم جغرافیہ کی کمی فہم و فقہی کا ظاہر ثبوت ہے۔
اسی طرح درخت کا بیج زمین میں موجود تھا تب درخت کا ظہور ہوا۔ درخت تخم میں درخت بالقوہ
موجود تھا ماہران علم نباتات کی شہادت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ درخت کے تمام
سامان اسمیں موجود تھے صرف ہماری آنکھوں سے اوجھل سے نشو و نما ہوئے اور وہ بالقوہ
سے بالفعل ہوا ورنہ سراپا محال تھا جیسے نیب کے درخت سے آم کا پیدا ہونا۔ اینٹ
پتھر موجود ہوں تب مکان بنتا ہے نقشہ مکان کا نقاش کے تجربہ اور خیال میں موجود تھا
تب ہی تو اس نقشہ کے اینٹ پتھر و مصالح موجود سے مکان بنایا گیا۔ مستری یا
انجنیر نے اپنے جسم کے ٹکڑے کر کے مکان نہیں بنایا اور نہ خود مکان بن گیا۔ اپنے اعضا کو
جلا کر چونہ نہیں بنایا اور نہ اپنی ہڈیوں سے بنایا۔ معمار کے معنے عمارت بنانے والے کے ہیں
نہ کہ عمارت بنجانے والے کے ہیں۔ مقام تعجب ہے کہ جب آپ لوگ ایسی صاف بات سمجھنے کا بھی علم
نہیں رکھتے تو مادہ کی حقیقت کو آپ کیا سمجھ سکتے ہیں اور اس کم لیاقتی پر آریوں سے مباحثہ کرتے
سچ کہا ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ ست ۔۔۔ نبرندش بکارگاہ حریر

حضرت معمولی بازاری اردو لکھ لینا اور تک بندی کرنا دوسری بات ہے اور علمی مضامین کو
سمجھنا امر دیگر ہے۔ کیا بموجب معلومات قرآنی یا تجارب علمائے مسلمانی کے گنگا یا جمنا کا پانی
پہاڑ سے نہیں آتا بلکہ نیستی سے آتا ہے؟ یا درخت بیج سے نہیں بلکہ بیت العدم سے
خانہ ہستی میں موجود ہو جاتا ہے؟ یا مکان و عمارت اینٹ سے نہیں بنتے۔ بلکہ نقاش
ہمہ اوست یا ہمہ از وست ہو جاتا ہے؟ یا آدم کو خدا نے مٹی سے نہیں بنایا بلکہ خود
خدا آپ آدم بن گیا اور ہم کو احول آدمی کی طرح وہم ہوا کہ یہ آدم نہیں اصل میں وہ خدا تھا؟
افسوس کہ آپ لوگ خدا کی نسبت ایسے کلنک لگاتے ہیں۔ اور نیست فنا بود ہو جانے کے لائق
خیال باطلہ سے اسی قدوس برحق کو منسوب ٹھہراتے ہیں اور اسی علم و عقل تجربہ و
مشاہدہ کے رو سے سچا خدا حقیقی مالک نہیں مانتے بلکہ رانڈ عورت کا شوہر بتاتے ہیں مولوی صاحب
اصل میں آپنے اس کتاب کے بنانے سے اسلام کی گئی گذری عزت رکھ لی۔ ورنہ ایسے باریک
مسائل اور مشکل باتیں اس روشنی کے زمانہ میں آپ سے کون بتلاتا۔!!

۱۲۱۔ **مولوی**۔ اگر علم شے مستلزم وجود کو ہو تو لازم آئیگا جس وقت ذہن معمار
میں نقشہ کسی مکان کا آیا فوراً وہ موجود اسی جگہ ہو جائے پس پھٹ جائے۔
ذہن معمار کا۔

آریہ۔ ذہن پھٹنے والی چیز نہیں ہے اور یہ عقل اور فہمیدگی یا تمیز کی ایسی چیزیں ہیں
جو پھٹ جائیں۔ اور پھر خدا جل شانہ کا ذہن ہرگز ایسا نہیں ہے۔ روحیں یا مادہ خدا کے
علم میں موجود ذہنی نہیں رکھتی ہیں بلکہ خارجی کیونکہ وہ منزہ و مجرد ہیں نہ کہ مرکب جس
طرح معمار کے دل میں نقشہ آ جانے سے مکان موجود نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تو اور خارجی
چیزوں سے بنانے سے بنتا ہے یعنی اینٹ و پتھر سے۔ اسی طرح خدا کے خیال میں
سے بھی کوئی چیز موجود نہیں ہو جاتی۔ بلکہ وہ سے۔ اور خود بخود نہیں ہوتی بلکہ خدا کے
دست قدرت کے بنانے سے مفرد و مرکب ہوتے ہیں۔ صرف حکم سے نہیں۔ کیونکہ حکم
خود مادہ نہیں ہے بلکہ صرف شبد ہے اور شبد سے شبد کے سوا کچھ بھی نہیں بن سکتا
بس نیستی سے ہستی یا عدم سے وجود کا مسئلہ سراسر باطل ہے۔ اور علمائے اہل ہر طرح صحیح و کامل
تکذیب براہین احمدیہ صفحہ دوسرا۔ جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہو سکتی
۳۴ و ۳۵ **مولوی**۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو علم تو در کنار بلکہ اہل
علم کی صحبت بھی نہیں۔ . . . . . اور طرفہ یہ کہ مضمون اس فقرہ کا بالکل غلط ہے کیونکہ
آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ یہ پانی گنگا جمنا کا کلند وغیرہ پہاڑوں میں موجود نہ تھا اور
پھر برآمد ہوتا ہے اور وجہ اسکی آپکو معلوم نہیں ہے کہ یہ پانی پہاڑوں سے کیونکر نکلتا ہے شاید
آپنے علم کیمیا میں نہیں دیکھا اور نہیں پڑھا اور نہ سنا اور نہ اربعہ عناصر کے بدلنے کی معقول
وجہ آپکو معلوم ہے کیا یہ تحریر میں نہیں آیا ہے کہ اگر پہاڑوں جا رہے کے ٹکڑے کرائیں ایک
بوند پانی بھی برآمد نہیں ہوتا مگر چشمہ ان سے جاری ہے۔ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جو چیز جہاں
نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی غلط ہے دیکھئے پہاڑ میں بالفعل پانی موجود
نہیں اور برآمد میں سے ہوتا ہے چشمہ جاری ہیں ملاحظہ کیجئے۔ خدا کی قدرت معلوم
ہوگی اور اگر آپ فرماویں کہ جب پانی پہاڑ میں موجود نہ تھا تو کہاں سے برآمد ہوا علم کیمیا اور
فن عنصریات کو ملاحظہ فرماویں صاف ہے اسمیں کوئی پیچ کی بات نہیں ہے چونکہ یہ امر نہایت ہی
ظاہر تھا لہذا اسکا درج کرنا مناسب وقت نہ جانا۔ اور نیز دیکھئے جملہ اشیاء حادث پہلے معدوم
ہوتی ہیں اور پھر اس عدم سے موجود ہو جاتی ہیں تو دیکھئے جو چیز جہاں نہیں تھی وہیں سے برآمد
ہوئی اور اگر کہتے ہیں کہ وہاں موجود تھی تو وجود اور عدم جمع ہو گئے باوجودیکہ ہر دو ایک
دوسرے کی ضد ہیں اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے پس از روئے قاعدہ
کے آپکا دعویٰ باطل ٹھہرا۔ کیونکہ عدم میں شے نہیں تھی اور پھر نکل آئی ۔
اس پر ایک مثال حالانکہ کہتے ہو کہ دیا بند مر گیا اور نہیں ہے اس قاعدہ سے آپکا یہ کہنا
جائز کیا بلکہ غلط ہے کیونکہ جب انکا مادہ موجود ہے تو پھر اس کا مرکیا گیا۔
دوسری مثال دیکھو ریل۔ تاربرقی اور گھڑی گھنٹے پہلے موجود نہ تھے چند روز سے ملکہ معظمہ
قیصر ہند دام حشمتہا وغیرہ وغیرہ بادشاہوں نے رواج دیا ہے باوجودیکہ علم ان کا
اور طریقہ بنانے کا سالہا سال اور مدت دراز سے چلا آتا ہے تو کوئی ان کو یہ نہیں کہتا
کہ قدیم ہیں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ کل حادث ہیں ۔
آریہ۔ گنگا جمنا کے پانی کی دلیل کو ہم پہلے رد کر چکے ہیں آپ نے ہم صفحہ سیاہ
کئے مگر علم کیمیا کا ظاہر مسئلہ لکھتے ہوئے فرصت نہ ملی یا دماغ نہ رہی یا لیاقت نہ تھی
اگر لکھ دیتے تو عدم سے وجود میں آنے کا سارا کارخانہ مسمار ہی نہ ہو جاتا آپ
کو تو شیخی بگھارنے کا غذ رنگا رنے۔ اردو کا ستیاناس کرنے سے مطلب ہے
نہ کہ معقول تحریر سے۔ سچ ہے ؎

ابلیس را غرور منی خاکسار کرد

آپ نے تو کیمیائی حوالہ کو بات ہمیں ٹال دیا۔ چونکہ نہیں جانتے تھے۔ اس واسطے نہ لکھا مگر ہم اُس کو بجنسہٖ درج کرتے ہیں۔ پروفیسر راسکو صاحب اپنے رسالہ علم کیمیا میں پانی کا بذریعہ بخارات کے سمندر سے کثیف ہو کر بادل بنتا اور بادل سے مینہ برسنا اور اُسی مینہ کے پانی کا دریا اور سوتوں کے ذریعہ بہتا بڑے صاف طور پر دکھلا کر آخر میں فرماتے ہیں کہ اب تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ کشید شدہ سمندر کے پانی کو ہم پہنچانے کے واسطے ایک بیچیدہ کارخانہ ساری روئے زمین پر جاری ہے اور اگر تم ذرا غور کرو گے تو یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ آب رواں کا ایک قطرہ بھی روئے زمین پر ایسا نہیں ہے جو کبھی نہ کبھی بخارات کی شکل میں اس سمندر سے اُٹھ کر نہ آیا ہو جس کی طرف وہ اب الٹا چلا جا رہا ہے "۔ (صفحہ ۹۴ سے لیکر ۹۸ تک ۱۸۷۸ء)

دیانند صاحب یا محمد صاحب کا وفات پانا اس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کی روح اپنے اجسام سے جدا ہو گئی۔ اسکے سوائے مرنا اور کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی شے یا فرشتہ ہے۔ کوئی چیز فنا نہ ہوئی اور نہ ہوتی ہے سوامی دیانند جی اور محمد صاحب کی ارواح اب موجود ہیں اور پہلے بھی موجود تھیں۔ اُنکا جسمانی مادہ اپنے اصلی مادہ میں ملگیا۔ وہ بھی اب موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ پس یہ مثال آپ کی محض باطل ہے۔

ریل و تار برقی یا گھڑی گھڑیال کی مثال بھی آپ کے حق میں وبال ہے۔ بایں وجہ کہ چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ پیتل۔ تانبا۔ بلحاظ مادہ کے ہمیشہ سے موجود تھا اور ریگا فقط نقشہ انسانوں نے سوچا جو علم کے متعلق تھا اور وہ بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں موجود تھا صرف ترکیب یا ترتیب کی ضرورت تھی اُسی نقشہ کے مطابق اُسی موجودہ مادہ سے یہ سب چیزیں بنائی گئی ہیں عدم سے کوئی چیز نہیں نکالی گئی اور نہ کوئی عدم میں چلی گئی۔ اور نہ عدم کوئی چیز ہے۔ بلکہ سب چیزوں کا اصلی مادہ ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں موجود رہتا ہے۔ پس یہ دوسری مثال بھی باطل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسی فضول مثالیں اور ایسے بے بنیاد دعوی کس طرح آپ نے شائع کر کے اپنی دانائی کا ثبوت دیا ہمارے خیال میں بیٹھے کا غذ سیاہ کرنیکے دین اسلام کی کوئی خدمت اِس سے پوری نہیں ہو سکتی ✤

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۱ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُسکے جزو میں بھی ہوتا ہے۔

علم نمبر ۲۔ جو کل میں نہیں تھا وہ جزو میں بھی ناممکن ہے ✤

۱۹۳ مولوی۔ شی یہ کہتا ہے کہ جو صفت کل کی ہے وہی جزو کی ہے باوجودیکہ یہ سخنے غلط ہیں کیونکہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اِس کے اجزا ہیں اب غور کیجئے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں نہ کہ اجزائے یعنی اسکے ہاتھ یا پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں نہ اُسکے اجزا کو۔ اسی طرح چلنا پھرنا۔ کھانا پینا وغیرہ بہت سے ایسے اوصاف ہیں جن سے کل انسان موصوف ہے نہ اُسکے اجزاء۔ بہ لطف جو کل کی صفت وہ جزو کی نہیں۔ اور اگر آپ فرمائیں کہ ہماری مراد اجزاء سے ماعنہ الترکیب ہیں تو آپ ملاحظہ فرماویں کہ انسان کے اجزا حقیقی اربعہ عناصر ہیں اور کل اجزا کو مع صورت خاصہ کے انسان کہتے ہیں نہ خاص آگ ہوا یا پانی کو۔

اور ایک مثال آپکے فہم کے مطابق بیان کرتا ہوں غور سے سنیئے گا مثلاً ایک مجموعہ چھ آدمیوں کا ہے اور ان سب نے مل کر ایک ایسے پتھر کو اٹھایا جو کہ ہر ایک سے نہ اُٹھ سکتا تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور اُن میں وہ بات پائی گئی جو جزو یعنے ہر ایک میں نہیں ✤

خط کل ہے اُسکی صفت یہ ہے کہ منقسم ہوتا ہے اور اُس کا جزو نقطہ ہے یہ صفت اِس کی نہیں ہے کہ منقسم ہو جاوے ✤

اور دیکھئے جسم مرکب ہے جو اجزا سے تو مجموعہ کل کا نام جسم ہے اور اُسکی جزو جدا ہر فرد

کو کوئی جسم نہیں کہتا ✤

اور قلم آلہ لکھنے کا ہے۔ اور اگر اسکے ریزے کئے جاویں تو وہ آلہ لکھنے کا نہیں ہو سکتے پھر فرمائیے علم آپکا بیچارہ یا غلط ✤

اور سنیئے مکان اُسکو کہتے ہیں جو محیط شش جہات کو ہو۔ خالص دیوار یا چھت کو کوئی مکان نہیں کہتا۔ پھر فرمائیے یہ آپ نے کہاں سے لکھا کہ جو صفت کل کی ہے وہ جزو کی ہے اور نہیں تو نہیں شاید آپکو ایسا معلوم ہوا ہے کہ کسی جاہل نے دھوکہ میں ڈالا ہے کہ پانی کا جزو ہی پانی ہے اور گوشت کا جزو ہی گوشت ✤

آریہ۔ یہ ساری امثال اور فضول خیال آپکی علمیت کے ثبوت میں دیکھئے ہم کس طرح نمبروار اُنکی تردید کرتے ہیں اور آپکو یا تمام پیروان اسلام کو بطور چیلنج کے مزید تاکید کرتے ہیں کہ وہ اچھی طرح حق کے مقابلہ میں اپنے سارے ناحق و باطل ہتھیاروں کو چلا کر دیکھ لیں ہرگز ہرگز صداقت کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔ لیجئے ہم آپ کی ساری تار و پود کا بخیہ اُدھیڑ کر آپ کی خیالی عمارت کا استیصال کرتے ہیں۔

مثال اول و دوم کی تردید۔ طبیب اور عالم ہونا روح کی صفت ہے نہ کہ جسم کی۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ آنکھ جسم کے حصہ ہیں نہ کہ روح کے۔ چلنا۔ پھرنا۔ سکھانا۔ پینا۔ ہنسنا بولنا۔ یعنی تمام حرکت بالارادہ کے متعلق کام روح کے ہیں نہ کہ جسم کے۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ نے کس عقل اور علمیت سے اِس ردی مثال کا استعمال کیا۔ اور اگر آپ غور کریں تو اصل میں یہ مثال خود آپ کے مخالف تھی سنئے کل اجسام مادی ہیں اور اُن کے کل حصص بھی مادی کل جسم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اعضا و حصص میں بھی ہوتا ہے۔ کل جسم بے جان ہے اور اُس کا ہر ایک جزو بھی بیجان ہے۔ اب سر و گریبان ہو کر سوچئے کہ اس مثال سے آپنے کتنے اصول خود کی بیخکنی کی۔ علاوہ بریں ہمارے مطلب کو آپ نے نکال دیا ہے۔ ہماری عبارت یہ ہے کہ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُس کے جزو میں بھی ہوتا ہے۔ صفت کا یہاں ذکر نہیں۔ پس یہ آپ کی سمجھ کی غلطی ہے ✤

مثال سوم کی تردید۔ پتھر اُٹھانا ہر ایک آدمی کا گُن ہے ایک ایک آدمی تین تین یا دو دو من کا پتھر اُٹھا سکتا ہے۔ چھ ملکر ۱۸ یا ۱۲ من کا پتھر اُٹھائینگے چھ کا مجموعہ ۱۸ یا ۱۲ من اُٹھاتا ہے۔ جزو یعنی ایک جزو دو یا تین من اُٹھاویگا۔ پس پتھر اُٹھانا جو کل کی صفت ہے وہ جزو میں بھی ضرور ٹھہری۔ کہیں مفقود نہیں ہوئی۔

مثال چہارم کی تردید خط کی جو تعریف وہ اُسکے سب حصوں پر آ سکتی ہے یعنی جس میں طول ہو مگر نقطہ میں طول نہیں ہے۔ بنا بریں نقطہ کا مجموعہ خط نہیں ہے۔ یہ آپ کی علمی غلطی ہے۔ (دیکھو تعریف خط و نقطہ در اقلیدس)

مثال پنجم کی تردید۔ کل جسم مادی ہے اُس کا ہر ایک جزو بھی مادی ہے۔ کل جسم جڑ والا ہے بیجد نہیں اور یہی حال ہر جزو کا پس یہ مثال بھی باطل ہے۔

مثال چھٹی کی تردید۔ لکھنے کی صفت روح میں ہے جو بذریعہ ہاتھوں کے انگلیوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ انسان انگلیوں سے ناخن سے اور پاؤں کی انگلیوں سے بھی لکھ سکتا ہے قلم ہاتھ کے پاس ایک اوزار آلہ ہے لکھنے کی صفت روح انسانی میں ہے نہ کہ قلم یا ہاتھ میں اور یہی سبب ہے کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی قلم سے انسان لکھ سکتا ہے قلم میں لکھنے کی صفت نہیں بلکہ لکھنے سے موصوف روح اُس سے کام لیتے ہیں قلم کے معنے ہیں بریدن و تراشیدن و ناخن گرفتن و خامہ تراشیدہ شدہ و ہر چہ بریدہ و مقطوع باشد و اندکے از موئے سر۔ (از غیاث اللغات) لکھنے کی ضرورت کے وقت اگر ایک تنکا لے کر بنا لیں تو وہ قلم ہے بال سے بھی باریک ہوتی ہے جو آپکی قلم کا سب سے ادنی جزو ہے پس یہ مثال نہایت ہی ردی ہے ✤

مثال ہفتم کی تردید ۔ مکان یعنی ٹھہرنے یا رہنے کی جگہ مطلق جگہ کے معنے بھی رکھتا ہے۔ پس دیواریں، چھت۔ فرش۔ اینٹ پتھر سب جگہ گھیرتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک میں چھوٹے جاندار اور بڑے جاندار رہ سکتے ہیں۔ مجموعہ کل یعنی ایک بیت محیط بہ شش جہات میں ایک انسان یا کئی انسان رہ سکتے ہیں۔ چھوٹی چیز چھوٹے جاندار کا مکان اور بڑی چیز بڑے جاندار کا مکان ہے۔ بتلائیے اسمیں اختلاف کیا ہوا اور آپ نے کیا رد کیا۔ بڑے مکان میں بھی رہنے یا جگہ کی صفت ہے چھوٹی بلکہ دیوار و چھت میں بھی پس یہ مثال تو سراپا لائق ابطال ہے۔ آپکی بیہودہ لکاوٹ کی ہم پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کو آپ کی ملامت سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے لوگ ہماری نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۵ اگر کسی مقدار معین کے برابر حصے کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہونگے ۔

۵۴ و ۵۵ مولوی ۔ اگرچہ کاذب کبھی ہوش میں آکر آدمیوں جیسی باتیں ادھر اُدھر سے سننے سنانے کا ذکر زبان پر لے آتا ہے مگر کیا کرے غریب کو مادہ علم نہیں اور اہل علم سے مقابلہ اور انہیں جیسی باتیں پھر فرمائے یہ مثل کیونکر صادق نہ آئے کہ " کوا چلا ہنس کی چال وہ اپنی بھی بھول گیا " المختصر۔

آریہ۔ آپنے فضول امیر حمزہ کی داستان کی طرح صفحہ سیاہ کر ڈالے اور اصل مطلب کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور اعتراض ایک بھی نہ کیا آپ کی لیاقت تو اس بات سے ظاہر ہے کہ " پانی کرہ ہے جیسا کہ زمین و آسمان کو ہے " جناب من یہ پرانی غلطی ہے جو آج تک بھی علمائے اسلام سے سرزد ہو رہی ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی کرہ ہے۔ بلکہ صرف خلا ہے اور جو کچھ ہم نیلاپن اور دیکھتے ہیں وہ افق یعنی حد نظر ہے چونکہ قرآن میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ پس یہ آپ کی مذہبی و علمی غلطی ہے۔ سُنئے ڈاکٹر لانس ایس ویلنٹائین صاحب فیلو آف دی رائل کالج آف سرجن فزیکل اینڈ بوٹینکل سوسائٹی کیا فرماتے ہیں " وہ نیلاپن کہ جس کو دیکھکے متعجب ہوتے ہیں اُس ہوا کی حد کا رنگ ہے جس کی بناوٹ اور خاصیت کا بیان آگے ہوگا۔ وہ چیز کہ جس سے سب چیزیں بنتی ہیں میٹر کہلاتی ہے۔ اور عالموں نے میٹر کے دو حصے کئے ہیں۔ پہلا اصلی دوسرا مرکب۔ چیز اصلی اُسے کہتے ہیں جو کسی چیز سے ملکے نہ بنی ہو اور مرکب جو دو یا زیادہ چیزوں سے ملکے بنی ہو ۔۔۔ ایسے ہی آسمان بھی کچھ چیز نہیں ہے بلکہ ایک خلا ہے جسمیں ہماری زمین اور سب ستارے اور سیارے وغیرہ رہتے ہیں۔" (دیکھو رسالہ تجربہ ہوا یعنی ہوا کی پیدائش اور علم کیمیا کے بیان میں مطبوعہ آگرہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۶)

اسی طرح ہم آپکے وہم باطلہ کے دور کرنے کیواسطے ایک پرانے یونانی حکیم کی تحقیقات اور اُسکا حال بھی نسبت آسمان اور مادہ کے ظاہر کرتے ہیں جو آپ کے تمام توہمات باطلہ کا استیصال کر دیگی۔

یونان کے مشہور و نامی گرامی حکیم ڈی ماک ری ٹس کی بابت لکھا ہے " اُسکا اعتقاد ہے کہ تمام اجسام کی بنیاد ایسی چھوٹی چھوٹی اجزا ہیں جو باعتبار اپنی طبیعتوں کے ہمشکل اور باعتبار صورتوں کے مختلف اور ایسے سخت ہیں کہ اُنکی تقسیم صرف وہم ہی سے ممکن ہے۔ اور یہ کہ یہ اجزا باعتبار شمار کے غیر متناہی اور ایسے خلا کے اندر جسکی کوئی حد نہیں بھیجے ہوئے ہیں اور دائم الحرکت ہیں [illegible] ایسا ہوتا ہے کہ یہ اجزا آپسمیں ٹکراتے اور کبھی خاص صورت پیدا کرتے ہوئے ملجاتے ہیں اور [illegible] اس اتفاق اور اجتماع ہی سے جہان کا وجود ہے اور یہ کہ ہمارے اس جہان کی مانند بیشمار جہان ہیں جو ایسے ہی نظام و ترتیب کے ساتھ خلا غیر متناہی کے اندر موجود ہیں۔ لیکن اسکی رائے میں اموات جنکے یعنی حیوانات اور نباتات کے وجود کا سبب اجزاء مذکورہ کا اتفاقاً باہم ٹکرانا اور مجتمع ہو جانا نہیں ہے۔ ہرسکے شاگرد ایپی کیورس کی بھی یہی رائے تھی اور اُسکا قول ہے کہ ترکیب کے حالات میں یہ اجزا حقیقتاً آپسمیں مل نہیں جاتے بلکہ صرف باہم چمٹ جاتے ہیں اور اجسام محسوسہ کے اندر بالفعل موجود اور ایکدوسرے سے ممیز رہتے ہیں پس اجسام محسوسہ کا اتصال حقیقی اتصال نہیں ہے بلکہ صرف ان اجزا کے باہم چمٹے رہنے کا نام ہے " (از سفرنامہ ڈاکٹر برنی آر جلد دوم صفحہ ۴۸ و سطر ۱۰) کیا وجود اس لیاقت اور اس قدر علمی ناواقفیت کے آپ ہم کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں " آپکو اختیار ہے خواہ چھپتے پھریں اور گھر میں بیٹھکر ادھر ادھر کی جھوٹی سچی باتیں من مانی بیان کریں اور میدان سے بھاگ جائیں اور تقریر سے پیچھا چھڑائیں اور کسی جاہل حیثیت مسلمان بے غیرت کو دس بیس پچاس ساٹھ روپیہ کا لالچ دیکر کوئی بات جھوٹی سچی پوچھکر اعتراض کریں مگر کیا ہو سکتا ہے " (صفحہ ۴۳) جناب مولوی صاحب آپ کی قابلیت ڈگری پانے کی سند اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی۔ خدا کرے کہ ایسے غرض مند مسلمان آپ کو شمس العلما یا فخر العلما کی سند دیکر گلے میں بندھا [illegible] کا طوق گلے میں ڈالدیں کاش کہ [illegible]

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۶ ۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہونگی۔

۵۴-۵۵ مولوی محض غلط ہے اسوجہ سے ہم فرض کرتے ہیں۔ مثلاً وہ پیمانہ مقررہ ایک خاص اور معین گلاس ہے جس میں پُر کیا ہمنے پارہ یا نحاس پھر خالی کیا اور پھر اس میں پانی یا رصاص پھر تولا میزان عدل اور انصاف میں پس حکم کیا مشتری عادل یعنی خریدار عاقل نے کہ یہ دونوں مساوی اور برابر وزن میں نہیں ہے بلکہ پارہ پانی سے اور تانبا رانگ سے وزن میں زیادہ ہے اس قاعدہ سے آپکا چھٹا علم باطل و غلط ٹھہرا۔

آریہ۔ آپ غیظ و غضب میں پس و پیش بھول جاتے ہیں اور حق و ناحق کی پرواہ نہ کرکے مخالف کو خوب بے تکی سناتے ہیں یہاں تک کہ عبارت خبط ہو جائے تو ہو جائے آپکی بلا سے مگر آپ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ رصاص کے آگے سے لفظ پھر یا تو اڑا بالکل کھا گئے یا دستی عبارت کی تمیز نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ درست الفاظ لکھنے کا بھی آپ میں مادہ نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں " پھر تو آپ جانتے ہیں میرے انکار سے انکا اسرار زیادہ ہوا اور شوق دلی بڑھتا گیا۔" (صفحہ ۷۴ سطر ۹) حضرت اصرار کو آپ نے س سے لکھا ص سے چاہئیے تھا۔ کیونکہ جو س سے ہے وہ سر کی جمع ہے جسکے معنے ہیں بھید اور پوشیدہ گیان اور جو ص سے ہے اسکے معنے ہیں تاکید کرنا ہٹ کرنا۔ اور یہ ایک جگہ ہی نہیں بلکہ صفحہ ۷۵ سطر ۱۸ میں بھی اس سے زیادہ علمی غلطی ہے وہاں آپ لکھتے ہیں " ایک آن ایسی نکلنی چاہئیے کہ وہاں روح ہو لیکن اُس کو علم نہ ہو بلکہ مبہوط اور حیران ہو۔" حضرت من مبہوت ط سے نہیں ہے بلکہ ت سے ہے " مبہوت حیران از کشف و مدار اسم مفعول از بہت کہ بفتح اول بمعنے حیرت است " (غیاث و صراح)۔ ایسے ہی علمی غلطیاں کئی اور بھی آپ سے سرزد ہوئی ہیں مگر ہم مشتے نمونہ از خروارے اسی پر قناعت کر آپ کے اعتراض کی اصلیت بتلاتے ہیں۔ آپنے ہمارے الفاظ کے اُلٹے معنے سمجھے اسی واسطے تو ہمنے وزن یا پیمانہ دو لفظ استعمال کئے تھے مگر آپ اس موٹی بات کو بھی نہ سمجھے اور بیفائدہ مغز خوردہ خلق خود بدید کے مصداق بنے وزن مقررہ سے آپ خواہ سیماب یعنی پارہ تولئے یا نحاس یعنی تانبا۔ پانی تولئے یا رصاص یعنی رانگ سب مقررہ وزن یعنی سیر سے برابر اُترینگے۔ اور اسیطرح کا کوئی فرق عاید نہ ہوگا اور اسی طرح مقررہ پیمانہ سے جتنی چیزیں ناپی جاویں وہ سب آپس میں بلحاظ اُس پیمانہ کے برابر ہونگی

مثلاً پارہ - دودھ - پانی - شراب اگر ایک پیمانہ سے ناپی جاویں جو ۴ ڈرام کا کہلاتا ہے تو سارے ۴-۴ ڈرام ہونگے اُس سے ہرگز کم نہ ہونگے افسوس کہ آپ نے اِس موٹی بات کو بھی نہ سمجھا اور خواہ مخواہ مغالطہ میں پڑ گئے ۔

تکذیب براہین احمدیہ ۔ سا قانون علم - اجتماع ضدین باطل ہے ۔

۴۸ ۔ ۵۰ مولوی - شاذ و نادر کوئی کلمہ آپ کا اس لایق ہوتا ہوگا جو رد و قدح وہ بزم دینی نکالی ہو اور اہل علم اس پر خندہ زن نہ ہوتے ہوں - پھر میں کیوں جواب دیکر اپنی تضییع اوقات اور آپ کی آبرو ریزی کروں ۔

آریہ - یہاں تو آپ نے دیوانہ کی بڑ سے بڑھ کر کام کیا خود صفحہ ۳۰۳ سطر ۱۲ میں آپ لکھتے ہیں "جیسے دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہے اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے" صاحب من آپ نے اجتماع ضدین کے معنے بھی نہیں سمجھے کیونکہ اگر سمجھتے تو یہ کبھی نہ کہتے کہ یہ عموماً باطل نہیں ہے"۔ حضرت کوئی چیز بھی دنیا میں آپ کو فطرتاً نہیں ملیگی جس سے آپ اجتماع ضدین کی تردید کر سکیں اور یہی حال اجتماع نقیضین کا ہے دونوں میں باہمی تعلق فرق ہے مگر ایک جگہ جمع نہ ہونا دونوں میں شرط ہے نقیضین آنکہ نہ جمع شوند و نہ معدوم چنانچہ ہست و نیست و حیات و ممات - وضد آنکہ جمع نشوند و ہر دو معدوم گردند چنانکہ سفید و سیاہ ممکن نیست کہ جمع شوند مگر میتواند کہ ہر دو نباشد بلکہ زرد باشند" مولوی صاحب آپ علمیت کا صداقت سے نہیں بلکہ تعصب و جہالت سے مقابلہ کرتے ہیں اور ضد سے موازنہ کرتے ہیں نہ کہ انصاف سے اور یہی سبب ہے کہ ہر جگہ سے آپکی دلیل کی تردید ہو رہی ہے ۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۶ - قدیم چیز کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں ۔

۵۱ ۔ ۵۳ مولوی - کیا کوئی اسکو ٹھیک اور درست کہہ سکتا ہے - ہرگز نہیں - اسوجہ سے کہ یہ امر بدیہی اور مبین طور سے سب نے تسلیم کر لیا ہے کہ اور کیوں نہ تسلیم کریں قرین قیاس اور عقل سلیم بھی یہی ہے کہ موصوف مرتبہ ذات میں پہلے ہے صفت سے - بدیں وجہ کہ ہر کس و ناکس اس امر سے خوب واقف اور آگاہ ہے کہ پہلے وہ شے ہونی چاہیے جسکی ہم تعریف کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے پس اس قاعدہ سے یہ معلوم ہوا کہ اول موصوف ہوگا ۔ پھر صفت - ہر کیف صفت بعد ہے اور موصوف قبل اور قاعدہ ہے ہر شئے متصف بالبعدیۃ قدیم نہیں ہوتی کیونکہ قدیم کی تعریف تمہارے مذہب کے مطابق یہ ہے کہ جسکا نہ شروع ہو نہ انجام

آریہ - اپنے صفحہ سیاہ کئے مگر حاشا کہ انصاف کی طرف نگاہ کی ہو؟ آپ تو گالی گلوچ دینے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں - چنانچہ آپ لیاقت قرابینہ سے فرماتے ہیں "اگر ھتی حیا دار ہو تو ہمیں منھ نہ دکھلائے کیونکہ جو لوگ گمراہ ہیں اور یا بین ہمارے اور اُن کے بتاعدہ آسمان اور زمین جیسا ہے اور وہ کل ہمارے مذاہب کے سراسر خلاف ہیں اور وہ بھی اس قاعدہ ہی کو نہیں مانتے حالانکہ ضلالت میں وہ ہر دو شریک ہیں اور ایک قسم کی مناسبت مذہبی بھی رکھتے ہیں" (صفحہ ۵۶)

اب ہم آپ کی دلیل کو آپ ہی کی تحریر سے رد کرتے ہیں - اول آپ نے مذہب حکماء فلاسفہ و فرقہ صوفیہ کا لکھا ہے جسکے اخیر میں لکھتے ہیں "اس جگہ سے یہ بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کی سب صفات خواہ ذاتی ہوں یا غیر ذاتی قدیم ہیں" (صفحہ ۳۱۵) اسکے بعد آپ لکھتے ہیں "وجہ بطلان مذہب فلاسفین کی علے وجہ العموم یہ ہے کہ اگر جملہ صفات خدا کی قدیم ہوں تو منجملہ انہیں سے ایک صفت خدا کی رزاقیت عمرو بکر بھی ہے اور بدیہات سے ہے کہ صفت موقوف ہے وجود عمرو بکر پر اس وجہ سے تا وقتیکہ وجود عمرو بکر خارج میں متحقق نہ ہو ترزیق عمرو بکر کا متحقق ہونا ممکن ہی نہیں اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو بکر حادث ہے پس یہ صفت رزاقیت عمرو بکر بھی حادث ہوگی - اور فرض کیا تھا انہوں نے کہ جملہ صفات خدا کی قدیم ہیں پس لازم آیا خلاف مفروض اور یہ باطل ہے اور علی وجہ الخصوص یہ ہے کہ اگر فرض کریں وہ کل صفات قدیم ہیں جو ذاتیہ ہیں تو یہ کلیہ بھی باطل ہے کیونکہ ذاتیہ ہونیکی کئی صورتیں ہیں یا داخل ذات اور یا خارج از ذات - اور اول باطل ہے اسوجہ سے کہ دخول مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور حادث ہونا خدا کا تمہارے یہاں بھی باطل ہے - اور شق ثانی دو حال سے خالی نہیں یا لازم ذات یا عارض ذات اور یہ ہر دو مستلزم ہے بعدیۃ کو - اور بعدیۃ مستلزم ہے حدوثیت کو پس لازم آیا خلاف مفروض" (صفحہ ۳۱۵)

تردید - کسی کی صفات کا حادث ہونا اُسکے تغیر و تبدل کی نشانی ہے اور تغیر و تبدل ترکیب کو چاہتا ہے - اور ہر مرکب حادث ہے - پس صفات کے حادث ہونے سے اول تو خدا پر حدوث کا الزام عاید ہوتا ہے حالانکہ وہ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے - لہذا اُسکے صفات بھی قدیم ہیں نہ کہ حادث پس باطل ہوا آپکا پہلا مفروض - اگر دخول مستلزم ہے ترکیب کو تو خروج بدرجہ اولی مستلزم ہے ترکیب کو - یعنی اگر خدا وند تعالی میں کسی صفت کا پیچھے سے داخل ہونا ہی کی ترکیب یعنی مرکب ہونے کو چاہتا ہے اور کسی صفات کا خارج ہونا بھی ترکیب کا مدعا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ صفات خداوندی کوئی بھی خدا کے ہونے کے بعد نہ داخل ہوئیں نہ خارج بلکہ موصوف کے ساتھ قدیم ہیں کوئی وقت ایسا نہیں اور نہ تھا اور نہ ہوگا کہ صفات نہ ہوں اور خدا ہو یا خدا نہ ہو اور صفات ہوں بلکہ جب سے قدیم الایام خداوند عالم ہے تب سے ہی موصوف بالصفات ہے کبھی بھی صفات سے مبرا نہیں اور نہ صفات سے خالی خدائی کے لایق ہو سکتا ہے کیونکہ صفات سے رہت موصوف عدم مطلق سے زیادہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا ۔

پھر آپ لکھتے ہیں "اب میں ادنی اسا جواب اہل اسلام کی طرف سے لکھتا ہوں کہ جسمیں علاوہ تردید مذہب معتزلہ و فلاسفہ کے آپکی کلام کی خرابی کا ایک نقشہ کھینچکر دکھایا ہے ذرا غور سے سنیئے مذہب متکلمین یعنی اہل سنت و الجماعت کا یہ ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر" صفحہ ۵۶

تردید - بالکل باطل ہے جس سے بڑھکر ردی خیال دنیا میں کوئی نہیں یہ تو صوفیوں کا مسئلہ گول مول ہے اور یہی سبب ہے ہم کہتے ہیں کہ مسلمان عموماً اور خصوصاً اہل سنت و الجماعت شرک و کفر یعنی ہمہ اوست کے ماننے والے ہیں - صفات باری جب نہ عین ہوئیں نہ غیر ہوئیں تو بتلائیے کیا ہوئیں جب صفت کے معنے ہی یہی ہیں کہ وہ خصائل جو ممدوح کی ذات میں ہوویں اور ہمیشہ اُس کی ذات میں موجود رہیں اور آپ نے اُنکو نہ عین ذات بتلایا نہ غیر ذات - تو کیا اصل میں خدا کی ہستی سے انکار نہیں کیا؟ اور صفات ایزدی سے انکار کفر نہیں ہے؟ اور کیا اس سے بڑے درجہ کا کفر کوئی اور بھی ہے؟ اب ہم آپ کو سمجھاتے ہیں - گُن گُنی سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے یعنی صفت و موصوف میں جدائی نہیں - اور جسمیں کوئی صفت نہیں وہ کوئی چیز نہیں لہذا خدا بھی صفت سے جدا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نادان اسکو کبھی صفات سے جدا مان لے تو اصل میں وہ خدا سے انکار کرتا ہے آگ سے گرمی - سورج سے ضیا وغیرہ صفات کبھی تا قیام اُنکے دور نہیں ہونگی ورنہ بالفرض محال ایسا ماننا اصل میں کھلم کھلا موصوف سے منکر ہونا ہے

آپ نے اِس بے بنیاد دعوی کے ثبوت میں ایک دلیل بھی دی ہے جیسا کہ جزو اور کل - پس تحقیق معنی کل کے نہیں ہیں عین جزو کے اور نیز کل بدون جزو کے متحقق بھی نہیں ہوتا پس دیکھو کل جزو کا نہ عین ہے نہ غیر علے ہذا القیاس - صفات باری عز اسمہ ہے ۔

تردید - افسوس کہ آپ ایسی فضول بات لکھ کر لغو دلیل کو ذلیل کر رہے ہیں - حضرت کیوں! جزو کل کا عین نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو بتلاؤ کہ کل اجزاء کے سوائے اور کیا ہے جب کچھ نہیں تو عین ضرور ہے - کل سو روپیہ کیا ہے؟ جمیع ایک ایک روپیہ کا اجتماع اور کسی صورت میں وہ اس اجتماع سے غیر نہیں ہے - پس

اجتماع ضرور ہے۔ مکان کیا ہے عین اینٹ پتھر وغیرہ کا اجتماع۔ اینٹ پتھر لکڑی کے سوا مکان کچھ نہیں۔ پس مکان عین اینٹ پتھر و لکڑی کا اجتماع ہے۔ ہم کسی کل سے اگر کل جزئیں نکال لیں تو کیا کچھ باقی بھی رہے گا تو کل منفی کل بہ غرض مطلق کے سوا آپ بتلایئے کہ کیا رہے گا۔ ناظرین اس اعتراض کی بابت مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے۔ چنانچہ انکی اصل عبارت یہ ہے۔ "پس وہ قوم کہ علم میں ہمسر اور ہم سے نیک کردار احسن کلام اہل اسلام میں اس کو کب تسلیم کریں گے اور ایسی پھسپھسی بات پر کس طرح کان دھریں گے بگر انصاف کے رو سے حلف کہتا آپ قیامت تک ان اعتراضات کو نہیں اٹھا سکتے میں یہ ہم سے سچ کہا ہے یا نہیں" (صفحہ ۵۰ سطر ۷ و ۸)

حضرت مولوی صاحب! آپ نے سچ نہیں کہا قیامت تک جواب دینا کیا معنے ہم نے چند روز میں ہی جواب دیدیا۔ اور جواب بھی ایسا باصواب کہ جسے پڑھ کر آپ کو صدقہ جاریہ کی ضبطی و دوام کا فکر پڑ جائیگا کیونکہ اس کے واسطے آخری فیصلہ و عدم سماعت اپیل کا آرڈر ہو چکا ہے کیونکہ آپ لوگ پرماتما کی نعمتوں کو حرامخوری میں برباد کرتے ہیں اور بیگناہ بولوں کے گلے پر چھری دھرتے ہیں اور اسی واسطے ہماری کتاب کا جواب دینا تو کجا۔ الٹے ہمیں بددعائیں دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ ہماری تکذیب براہین احمدیہ کی بابت فرماتے ہیں "گو یہ ہی کتاب ہے جسکے باعث اہل اسلام بددعا کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں" (صفحہ ۹۴ سطر ۱۴)

بیشک نادان مریض۔ اور جاہل طالب علم مہربان ڈاکٹر و نیک معلم کی بابت بددعا کیا کرتے ہیں مگر ان دونوں خیرخواہان بنی آدم کی پشم کندہ نہیں ہوتی کیونکہ ؎

محال ست ہنرمنداں بمیرند — بے ہنراں جائے ایشاں گیرند

باگر دعاے طفلاں مستجاب بودے — یک معلم در عالم زندہ نماندے"

بنابراں ہمکو تحقیق سے مطلب ہے اور صداقت سے غرض۔ آپ کی بددعا یا سب مولویوں کی بددعا سے ہم ناراض نہیں ہوتے بلکہ بصدق باطن دعا کرتے ہیں کہ اس بددعا کے عوض نارائن جل شانہ آپ سب کو اپنی اپار کرپا سے شانتی دے کر اہل الوید کے مقدس گروہ میں شامل کر کے آریہ بنا دے اور ست دھرم پر چلاوے۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نہم صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔

۸۔۹۔۵ مولوی محمد عیسیٰ الحمید لکھتا ہے کہ اے غافل تیرے فہم و گفتگو سے لاحاصل پر عاقل بیدرد ہنستے ہیں اور مجنونوں کے گلے میں نالے پھنستے ہیں یہ کیا کلمہ کفر کا زبان سے نکالا کہ ساری خدائی کانپ اٹھی شور قیامت برپا ہوا گنبد گردوں میں شور و غل کی آواز گونجنے لگی عنقریب تھا کہ چنے کے بالعوض گھن پیستا اور جو کچھ ہوتا اس پر زمانہ روتا ہر ایک ہمت سے لعنت کی بھرمار ہوئی ہر چہار سو سے ملامت کے نقاروں پر چوٹ لگی۔ نے [illegible] سے سیل رہتی تھی زبان کے ٹکڑوں کی پچھاڑ ہوئی میں کیا کہوں بجز [illegible] کہ حال ہے قلم سے لکھنا محال ہے۔ کوئی بیٹھا ایسا نہیں جہاں مدعی کی زبان کا [illegible] نہ ہو یہاں تک کہ درندے انتو نکو پیٹتے رہ گئے اور بہت سے اس صدمہ سے مر گئے میں مورخ نہیں ورنہ انکی تاریخ سنا کے لکھنے کا مزا چکھاتا۔ مگر کیا کروں عدیم الفرصتی سے میرا قلم سرنگوں ہے ورنہ اسکے خرامے میدان قرطاس میں دکھاتا کہ براق منشی فلک تک بھی [illegible] کی کھاتا جہاں عدیم النظر کی طاقت نہ تھی کہ کام کر جاتی اور اس کے نشان بعض [illegible] ہی کا پورا پورا نقشہ کھینچ لاتی۔ میاں تم نے کچھ اور بھی سنا ہے معنی یوں کہتا ہے صفت موصوف میں جدائی [illegible] لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ارے میاں اسی گھمنڈ پر کہتے تھے کہ ہم ایسے اور تم ویسے سنو اس فحش غلطی کو دیکھو ایک کپڑا مثلاً موصوف ساتھ سپیدی کے ہو اور پھر اس کو سیاہ رنگ کر دیں جو صفت ہے وہ کپڑے سے جو موصوف تھا جدا ہو گئی۔ اور حالانکہ تمہارا مقولہ ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی اب فرمایئے اس مثال میں تو جدا ہے۔ علی ہذا القیاس اور بہت سی امثلہ ہیں اختصاراً درج نہیں کی گئیں۔

آریہ۔ ناظرین اہمارے فخر اسلام مولوی صاحب نے جنہیں دیگر مولوی صاحبان رشک تذکرین بوستان الملت والدین بھی کہہ سکتے ہیں جنہیں اپنے بے لیاقتی پر بہت گھمنڈ ہے۔ اور ناز بھی اندازہ کے ساتھ۔ جنہوں نے ہمیں اس قدر ناشائستہ الفاظ سے یاد فرمایا ہے یہ صرف اسی صفحہ پر نہیں بلکہ تمام کتاب میں انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے اور ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ انکے پاس یا دیگر علمائے اسلام کے پاس تعصب یا بدزبانی کے سوا ہے اور کوئی وساطت نہیں ہے ہم نے انکی ساری عبارت کو بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کیا ہے اور دیگر مقامات میں شگفتہ کلامیوں کو چھوڑ دیا صرف مطلب سے کام رکھ اصل اعتراض کا جواب بایں غیر مفصل یا مفصل ہمیں ان کی بدزبانی سے کچھ خوف نہیں اور نہ ہم تحقیقات حقہ کے راستہ میں انکو مخل سمجھتے ہیں۔ آئیے ہم بر سر مطلب مولوی صاحب ہمارے علم نمبر ۹ کی تردید میں دلیل دیتے ہیں کہ جب سفید کپڑے کو سیاہ کر دیا تو اس کی صفت سفیدی جاتی رہی۔ سبحان اللہ جائے استاد خالیست کی کہاوت آج راست ہوتی دکھلائی دیتی ہے۔ آپ نے ہماری غلطی کو بھی فاش نہیں بلکہ فحش لکھا۔ حضرت یہی صفت جدا نہیں ہوتی بلکہ کپڑا جب تک ہے تب تک ساتھ رہے گی جس بیان سے حال معلوم ہو جس علامت سے شناخت ہو یا جس نشان سے یا گن سے یا جس معنے یا جس طرح کے جتانے سے اس کو صفت۔ تعریف کہتے ہیں۔ پس وہ کپڑا میں جتنے ہے گی اسکی ذات سے ہرگز جدا نہ ہوگی باقی رہے عارضی صفات جیسے سیاہی اسکے آنے سے سپیدی جدا نہیں ہوئی بلکہ مخفی ہو گئی بلکہ کپڑے سے صفت عارضی بھی جدا نہ ہوئی۔ سیاہی سے اسکی صفت ہے خیر قطع نظر اسکے زیادہ دھونے اور صابون لگانے اور بھٹی پر چڑھانے سے وہ پھر سفید ہو جائیگا اگرچہ دور ہو گئی ہوتی تو پھر کہاں سے آجاتی دیکھو بعض مولوی صاحبان یا شیخ صاحبان سفید داڑھی کو وسمہ لگا کر سیاہ کر لیا کرتے ہیں۔ جنکے حسب حال کسی آزاد شاعر کا قول ہے ؎

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی — کالا کریگا موند بھی جو داڑھی سیاہ کی

روز وسمہ لگاتے ہیں مگر جب چھوڑ دیتے ہیں پھر داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ پس سمجھ گئے آپ؟ صفت موصوف سے ہرگز جدا نہیں ہوتی۔ ہاں مخفی ضرور ہو جاتی ہے مگر جدا نہیں ہوتی پس آپکا دعویٰ باطل ہو گیا۔ ایسی فضول دعویٰ کا اور بطلان سنو!

پروفیسر سکو صاحب لکھتے ہیں "یہ سب جانتے ہیں کہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے یعنی اسمیں نمک [illegible] ہوا ہوتا ہے۔ پس کھاری پانی پینا کچھ بات نہیں پانی میں تھوڑا سا نمک ملا دو کھاری ہو جاویگا۔ جب نمک کی ڈلی پانی میں ڈالو گے تو اسمیں وہ غائب ہو جائیگی یعنی گھل جائے گی اور پانی کا مزہ نمکین یعنی کھاری ہو جاوے گا۔

تجربہ۔ کھاری پانیمیں جو نمک گھلا ہوا ہوتا ہے اس کے جدا کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ کوشش کر لیں یعنی اسکو جوش دیں اور اس کی بھاپ کو جمع کر کے سرد کر لیں یہ عمل شیشے کے بھبکے سے بہت اچھی طرح ہوتا ہے جسکا نقشہ سترہویں شکل میں ہے بھبکے میں پانی بھر دو۔ اس کے تلے لیمپ روشن کرو جب گرمی سے پانی کھولنے لگے گا تو بھاپ پیدا ہوگی اور بھبکے کی لمبی گردن کی راہ سے گذر کر اس کے منہ میں جو شیشی لگی ہوئی ہے۔ اس میں آجائے گی اس شیشے کے اوپر

ٹھنڈے پانی کی دھار پڑ رہی ہے۔ جس سے اندر کی بھاپ ٹھنڈی ہو کر پانی بنتی جاتی ہے یہ پانی کشید کیا ہوا پانی ہے اور اب اسمیں کھاری پن بالکل نہیں ہے کیونکہ وہ تو ست پانی ہے اور اسمیں جسقدر نمک ملا ہوا تھا وہ سب بھبکے ہی میں رہ گیا ہے۔ اگر بھبکے کا پانی کھولتے کھولتے سارا اڑ گیا ہے تو دیکھو گے کہ اسمیں نمک باقی رہ گیا ہوگا۔ سمندر کے کھاری پانی اسی طرح کشید کر کے مہیا کرنے کی ترکیب جہازوں پر بہت کام آتی ہے۔ سیاہی نیل۔ مثلاً گھولتا۔ سبزی۔ زردی۔ سرخی وغیرہ کا بھی یہی حال ہے۔ کہ انکو ہم پانی سے جدا کر سکتے ہیں۔" (مفصل دیکھو علم کیمیا کا ابتدائی رسالہ صفحہ ۵۰۔۵۱ مطبوعہ لاہور) اسی سے کپڑے کا بھی قیاس کرو۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نمبر ۱۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

۵ ۔ مولوی۔ آپکا یہ فرمانا محض غلط ہے کیونکہ ایک علم اجمالی ہوتا ہے۔ دوسرا تفصیل۔ اجمالی کے واسطے وجود معلوم ضروری نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا جہل مرتبہ ثانیہ بارہیں کیونکہ علم وجود زید کا مثلاً جب ہوئیگا کہ پہلے زید پیدا ہوا اور قبل پیدا ہونے زید کے لازم آئیگا کہ خدا نعوذ باللہ عالم زید کا نہ ہوگا بقول آپکے کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا اب فرمائیے کہ جب زید پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر خدا کو اس کا علم کیسا۔ اور نیز دیکھو ایجاد اور اختراع اسکو کہتے ہیں کہ جسکا وجود بالکل نہ ہو اور کوئی اپنی طرف سے گھڑ لے جیسا کہ علم ایجاد تار برقی وغیرہ کا تو دیکھو آدمی سوچتا ہے پہلے اور بناتا ہے پیچھے اب یہ جو سوچنا اس کا یعنی علم ہے حالانکہ وجود اسکا ابھی نہیں ہوا پھر مدعی کا یہ کہنا کسطرح صحیح ہو سکتا ہے بہر کیف آپکا کلیہ صادق نہ رہا۔

آریہ۔ حضرت! آپنے اسمیں بھی چند غلطیاں کی ہیں اول تو آپنے علم اجمالی و تفصیلی نہ سمجھا سنئے اجمالی کے معنے ہیں کھولکر نہ کہنا۔ بہت کو تھوڑا کر دینا۔ پراگندہ کو اکٹھا کرنا۔ بہت درستی سے کام کرنا۔ اور تفصیلی کے معنے ہیں جدا کرنا۔ فاصلہ کرنا۔ پس علم اجمالی وہ ہے جو مجملاً یا مختصر احوال معلوم ہو اور علم تفصیلی وہ ہے جسمیں مفصل حال معلوم ہو۔ خدا کے واسطے یہ علم اجمالی کا لفظ نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی ہے وہاں تو ہر وقت اور ہر حال میں علم تفصیلی ہے وہ کوئی بات مجمل یا نامکمل یا ادھوری یا موہومی نہیں جانتا بلکہ رازے مخفی نباشد برول دانائے او۔ وہ سب چیزوں اور انکا علم ہمیشہ صحیح مکمل بالتفصیل جانتا ہے آپکی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو قبل از پیدائش اشیا کسی طرح کا علم نہ تھا اور اگر خدا تھا بھی تو خیال موصوف سے بڑھکر بات تھا کہ انکو برشاخ آہو سے ذرا بھی زیادہ نہ تھا۔ یا سراب نمایاں کا نقشہ تھا جسمیں ہزار بھٹکتے پھرو پانی کا پتہ نہیں۔ مگر ایسا فضول و ردی خیال خدا عزوجلال کے بابت کرنا یا ماننا سراپا اسراف ہے کیونکہ تمام اجسام کا مادہ اور تمام ارواح ازل سے ابتک اس شہنشاہ کل رب العالمین کے پاس ہیں وہ خدا بے بضاعت نہیں اور نہ بے سامان موجد یا نادان معلم ہے اسکا علم ہمیشہ کامل ہے کبھی نامکمل نہیں۔ پس اول تو کہیں زیادہ سوچتے رہنا اور پھر بنانا نہیں۔ نہیں تو کچھ کسی کی کرنا یعنی سب کچھ بنا یا پہلے ہیں سے بنانا اگر اس کا نام بنانا ہے۔ تو مرگ مفاجات کسے کہتے ہیں۔ پس یہ علم نہ رہا بلکہ جہل ہو گیا۔ کیونکہ علم کامل کے یہ معنے ہیں کہ وہ عین عمل ہو جاتا یا ہوتا ہے مگر خدا غریب کو اول تو علم نہیں اور اگر خدا نخواستہ کوئی موہومی جیسے احول کی طرح علم ہے وہ کسکا؟ اسکا جسکا وجود نہیں تو عالم کون؟ جسکو علم نہیں محض باطل خیال ہیں۔ باقی رہا انسانوں کا ایجاد و اختراع کا حال یہ بالکل صفات باری کے خلاف ہے انسانکا علم کامل نہیں اور نہ ہوتا ہے اور خدا کا کامل ہے اور انسان کبھی معطل اور کبھی کام کرتا ہے۔ خدا ایسا ہرگز نہیں۔ انسان چند روزہ عالم اور خدا ازلی زمانہ سے عالم با عمل بلکہ عالم کل و متصرف کل و مالک کل لہذا انسان کی

خدا سے کوئی نسبت نہیں اور آپکا مفروض باطل۔ سوچئے اس آپ کے مفروض الہامی وغیرہ آئی سے خدا پر جہالت اور تعطل کا الزام عاید ہوتا ہے۔ بدیں تفصیل آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ سے جاہل اور میرے پیدا ہونے سے پہلے مجھ سے جاہل علیٰ ہذا القیاس آدم کے پیدا ہونے سے پہلے من کل الوجوہ و نیز آفتاب تک سب کے علم سے جاہل اور رزق۔ ملک۔ الغرض لغلق سے محروم الارشاد وغیرہ پس کیا ایسے نادان اور جاہل کو جسمیں خدائی کے کوئی اوصاف نہیں آپکا یا دیگر مسلمان بھائیوں کا اختیار ہے کہ خدا مانیں مگر پیروان وید مقدس انکو ہرگز ہرگز العیاذ باللہ کل یا پرماتما کبھی نہیں کہہ سکتے اور نہ مان سکتے ہیں اسی واسطے آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر۔ (صفحہ ۲۵) پھر دوسری جگہ لکھا ہے۔ اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو و بکر حادث ہے۔ پس یہ صفت زید تھا دیکھو (جی) حادث ہو گئی۔ (صفحہ ۳۵) پھر لکھتے ہیں کہ جو شئے قدیم ہے اسکے لئے بالکل صفات نہیں ہو جاتیں کیونکہ وہ قدیم "ہے" (صفحہ ۵۵) پس ایسا خدا اور ایسا مولا جو معدوم سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا آپ لوگوں کو مبارک رہے اور ایسا دین جسکو دلائل عقلی و علمی منطقی و فلسفی سے نقصان پہنچے جس نے منطق کے اوراق سے استنجا جائز بتلایا ہو اور جو ہر سبب کچھ بھی زیادہ نہیں اور جسکو آپ لوگ لذات نفسانی کے سبب نہیں چھوڑنا چاہتے آپ صاحبوں کا حصہ ہو۔

مکے خواہیم ایں اسلام را

بس ثابت ہوا کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہو سکتا اور آپ کا دعوے بہمہ وجوہ باطل ہوا۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۲ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مرے گا اور جو پیدا ہوا وہی مرے گا۔

۲ ۔ ۶۲ ۔ مولوی۔ اول ڈیڑھ صفحہ میں ایک بیہودہ نقل بیان اور کہا ایضاً (جب اور ایک عورت حسینہ جمیلہ کی مانگ کر پھر لکھتے ہیں) دیانندی لوگ رات دن نئے نئے رخنے دین محمدی میں نکالتے رہتے ہیں کہ جس سے تم پورے واقف نہیں ہو سکتے اور ادنیٰ سا رخنہ انکا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نام شاہجہان بادشاہ بسبب عمدہ بنانے عمارات کے پیدا ہوا ہے اور کبھی نہیں مریگا کیونکہ جب تک دنیا رہے گی اس کا نام بھی رہے گا اور نیز پیر بھانا کا جو نام نیک پیدا ہوا ہے وہ جبتک دنیا رہے گی نہ مٹے گا علیٰ ہذا القیاس دین محمدیہ کا جسکو پیدا ہوئے تیرہ سو نو برس آج تک ہوئے صفحہ ایام سے نہیں مٹیگا۔ اگرچہ آں مخالفین کی ہستی صفحہ روزگار سے بالکل نیست و نابود ہو جائے اور پھر وہ کلیہ مدعی کا کہاں رہا کہ جو پیدا ہوا وہی مریگا دیکھو یہ تمام پیدا ہوئے اور مرے نہیں بلکہ سالہا سال تک برابر چلے گئے ہیں اور چلے جائینگے نہیں مرینگے سعدی فرماتے ہیں ؎

فارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت　　نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت
زندہ است نام نیکو نوشیروان بعدل　　گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ رہا اس کا جواب کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا سو یہ سوائے ایک ذات خدا کے دوسری جگہ پر صادق ہی نہیں آیا۔ لہذا اسکو ہم تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے مگر اس سے کہ آپ کے دعوی کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم پیچھے ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث اور فنا اسکے لئے بھی ثابت اور بقا اس کا اگرچہ علم الٰہی میں ہو لیکن اس کو کوئی خرابی لازم نہیں آتی سو اور نہ آپکا مدعا ثابت ہوتا ہے کیونکہ معدومات بھی علم الٰہی میں موجود ہیں۔ یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں لہذا علم باری

آریہ۔ اس آپ کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نفس مضمون سے کسقدر دُور بھاگ جاتے ہیں۔ دیانندی لوگ نئے نئے رخنہ دین محمدی میں نہیں نکالتے دین محمدی کی دیوار میں رخنہ و سوراخ تو مُلّا و مولوی و امام و خلیفہ و فقیر صاحبان نکالتے ہیں۔ دیکھئے ایک طرف مرزا غلام احمد صاحب مسیح کا اوتار بنے ہوئے ہیں اور الہام کے مدعی۔ دوسری طرف مولوی نور دین صاحب الہام کے دعویدار۔ اُدھر مہدی سوڈانی۔ ایک طرف عرب کا مسیح ایک طرف ایران کا مہدی یہ تو موجودہ زمانہ کے پیروان طریقت اسلام یا مدعیان الہام کا حال ہے اب پہلے زمانے کا حال سنئے سُنّی لوگ اہل شیعہ کو کافر اور بدعتی پکارتے ہیں اور اہل شیعہ اُن کی تقلید پرستی کا خاکہ اُوتارتے ہیں وہابی جدا ہی جیسے الوہاب کا گیت گاتے ہیں اور دونوں کو بدعتی ٹھیراتے ہیں۔ نیچری سبھوں سے جدا۔ ملائک۔ جن۔ آسمان۔ معجزات سے انکار کر رہے ہیں چار اماموں کے پیرو حنفی یا مالکی۔ شافعی۔ احمدی اور قدریہ وغیرہ ہر فرقہ اپنے آپ کو اصل مسلمان اور باقیوں کو مرتد گردان رہے ہیں اسی طرح ان فرقہ جات کے اندر اور صدہا طرح کی تفریق ایک دوسرے کی تضحیک کر رہے ہیں۔ سب ایک دوسرے کو ناری اور اپنے آپ کو ناجی کہتے ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ بس محمدی دیوار کو جس قدر ناکارہ اور مسمار کیا ہے وہ انہیں اور اس قسم کے عالموں کی مہربانی ہے اور اب تو سوراخوں کی کثرت سے آفتاب لب بام ہو رہا ہے چاروں طرف سے اُسکی تباہی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ آریہ لوگ اس میں رخنہ اندازی نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ تمام مسلمان بھائیوں کو ست دھرم کی طرف دعوت کر رہے ہیں وہ تو اُس دیوار کی خرابیوں کو دور کر کے آریہ مندر بنانا چاہتے ہیں۔ گرانا۔ توڑنا۔ مٹانا بیوقوفوں کا کام ہے۔ عقلا کا نہیں۔ ترجمہ۔ نوشیروان یا شاہجہان یا قارون یا محمد چونکہ یہ سب پیدا ہوتے تھے بنا بران فوت ہو گئے مگر پیدا ہوا تھا اُن کا جسم اس واسطے وہ فوت ہو گیا۔ روح نہ پیدا ہوا تھا اور نہ فوت ہوا اور یہی سبب ہے کہ اب تک ہمیشہ تک رہیگا باقی رہے یہ دونوں شعر یہ صرف نیکی کی تعریف اور بدی کی مذمت میں ہیں اور نہ اُن میں صاف لکھا ہے ؎ زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل۔ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند + یعنی نام بسبب عدل کے زندہ یعنی یادگار رہا ہے بطور فسانہ کے ورنہ بہت زمانہ گذر چکا ہے کہ نوشیروان مر گیا۔ اور یہی حال شاہجہان کا ہے یہ مظلوم بادشاہ اپنے ظالم مگر دیندار اور بے ایمان محی الدین فرزند کے ہاتھ سے قید میں مر گیا۔ اور آپ اُسے اب زندہ بتلاتے ہیں یہ بھی عمارت بنانے کی ترغیب ہے ؏ ورنہ بسے گذشت کہ شاہ جہان نماند۔ اور اسی طرح محمد صاحب فوت ہو گئے مدینہ کے شہر میں مدفون ہیں۔ پس صحیح ہوا ہمارا دعوےٰ یعنی علم نمبر ۱ کے جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا اور جو نہیں پیدا ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ جسم ان سب کے پیدا ہوئے بنا بران مر بھی گئے روح پیدا نہیں ہوئی تھی بنا بران باقی ہیں اور کبھی نہیں مریں گے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ علم الٰہی میں سب موجود ہیں اور یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں" پس آپ اپنے علم قاصرہ اور فہم ناقصہ کو ترک کیجئے۔ جب علم الٰہی میں سب موجود ہیں علم ناقصہ سے نہیں اور نہ قاصرہ سے بلکہ کاملہ سے تو اصل میں خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ ارواح و مادہ اجسام اناوی یعنی قدیم ہے اور ہم اسی علم الٰہی یعنی وید مقدس کے رو سے یہ یقین کرتے ہیں اور تمام دنیا کو تلقین۔ کہ مادہ اور ارواح پاربرہم پرماتما کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ تک رہینگے خدا کبھی بے بضاعت نہیں اور نہ فرومایہ ہے وہ ہمیشہ اٹل قانون اور لاٹوٹ بندھنا اور لازوال نیموں سے ساتھ جیو روپ پرجا کا مالک اور بے شمار مادہ پر قابض ہے کیونکہ وہ گور یعنے حقیقی منتظم ہے وید میں ہے [illegible] یعنے تمام جیو روپ انادی پرجا اور انادی پرکرتی کا حقیقی منتظم اور ادھشٹاتا اور وید دوار است کا اپدیشک ہے اسی مبارک خیال کو ایک فاضل ان الفاظ میں ادا کرتا ہے +

بران خدا کہ در ذاتِ آسمان و زمین ۔۔۔ ہمیں کنند بپاکی ذاتِ او اقرار

جہان نگاشت بالواحِ عقل صوتِ علم ۔۔۔ کہ خیرہ گشت در دیدۂ اولوا الابصار

پس یہی مقدس عقیدہ وید مقدس کا ارشاد ہے اور یہی ہر ایک علم دوست فلسفہ جاننے والے محقق کا اعتقاد ہے۔ ہم فضول طریقہ کے معارض مولوی صاحب سے برخلاف اُن کی بد تہذیبیوں کے مودبانہ ملتمس ہیں کہ وہ کاغذ سیاہ کرنے پر دلیر نہ ہوں بلکہ ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں۔ بعد ازاں جہانتک فلسفہ قرآنی سے اعتراض ہو سکیں کریں ہم ہر وقت مہذبانہ طریقہ سے جواب دینے پر طیار ہیں خدا کرے کہ انہیں حق و باطل کے انفصال کا خیال پیدا ہو اور جلدی بطالت سے نکلکر صداقت کے حامی بنیں + لطیفہ۔ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ہم ایک دفعہ دیوان حافظ تو دیکھ رہے تھے اتفاقاً خیال آیا لوگ اس میں فال ڈالتے ہیں آؤ ہم ایک فال ڈالیں دل میں ارادہ کیا کہ خدا تمام آریہ کریگا یا نہ بقاعدہ مقررہ جب ورق اُلٹائے گئے تو یہ شعر نکلا ؎ دوش گفتم بکند لعلِ لبش چارۂ دل + ہاتف از غیب ندا داد کہ آرے بکند آرے کے لفظ کو آریہ سے جو نسبت ہے وہ نہایت ہی موزون ہے بعد مطالعہ کے طبیعت حافظ علیہ الرحمتہ کی حق بیانی پر بہت محظوظ ہو گئی۔ آمین یا رب العالمین +

ردِّ خلعتِ اسلام

دیباچہ از ایڈیٹر

تحفۂ شہید کا دوسرا نمبر بھی طالبان حق کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے اکثر بھائی خبردار کرتے رہتے کہ میں آریہ مسافر کے تحریری مضامین کو حفاظت سے رکھوں۔ لیکن باوجود میرے احتیاط کے اس رسالہ کے ۱۰ صفحوں کا تحریری مضمون ایک نابکار نے غایب کر لیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر گمشدہ صفحے دستیاب نہ ہوئے۔ مجرم کو تو اپنے جرم کی سزا مل گئی۔ لیکن مضمون ادھورا رہ گیا میرا ارادہ یہ بھی ہوا کہ اس کمی کو میں خود پورا کروں۔ اول تو وہ رسالے نہ ملے جن کا کہ یہ جواب تھا۔ اور دوم میں پنڈت لیکھرام کی تحریر بجنسہ نظر ناظرین کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ گمشدہ حصے میں دئیے ہوئے جواب اکثر پنڈت جی کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس لئے واقعی کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا +

منشی رام جگیاسو

جالندھر شہر۔ یکم ستمبر ۱۸۹۷ء

دیباچہ از مصنف

پرماتما نراکار گیان مے کی پرارتھنا کے بعد عرض خدمت ناظرین یہ ہے کہ منشی عبد الحمید صاحب نے فروری ۱۸۹۳ء میں اجمیر بھیجکر سربازار آریہ سماج

کے ممبروں کو برا کہنا شروع کیا۔ آریہ سماج نے اپنے مبارک نیتوں کے مطابق گالی دینا اور فحش بکنا اپنا شیوہ نہ سمجھ کر معقول طور پر مباحثہ کرنا ضروری سمجھا ماسٹر نرچند جی نے بصلاح ممبران سماج بارہ سوال لکھ کر اُن کی خدمت میں ارسال کئے جس کا جواب مولوی صاحب نے جو کچھ دیا ہے اُس کی تردید ہم نے نذر ناظرین کی۔ آپ خود حق و باطل کی تمیز کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ راستی کدھر ہے مولوی صاحب کی طرح اپنے منہ میاں مٹھو بننا اپنا شیوہ نہیں ہے اور نہ عقلاء کا یہ طریقہ ہے۔ مولوی صاحب نے چونکہ ہمیں مخاطب بنایا ہے۔ بنابراں ہم نے آریہ سماج کی اجازت سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا اور اخیر میں وہ جوابی اشتہار بھی درج کر دیئے گئے جو مولوی صاحب کے اشتہاروں کے رد میں ایک دو ممبران سماج اجمیر نے شائع کئے تھے۔ اور وہی ہماری طرف سے اُن کی شکست آریہ کا جواب ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے انصاف اور راستی سے کام نہیں لیا۔ ورنہ اگر وہ حق پسند ہوتے تو شکست آریہ میں ہمارے جوابی اشتہار بھی چھاپ دیتے۔ مگر اُنہوں نے کانے آدمی کی طرح صرف ایک آنکھ سے دیکھنا مناسب سمجھا۔ ہمیں خدا نے دو آنکھیں دی ہیں۔ بنابراں ہم یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتے۔ یہی سبب ہے کہ سب دونوں طرف کا حال گزارش کرتے ہیں +

مورخہ یکم جولائی ۱۸۹۳ء　　خاکسار لیکھ رام آریہ مسافر
از کھوٹہ ضلع راولپنڈی

آغاز کتاب

سوال ۱۔ روح مادی ہے یا غیر مادی۔ اگر غیر مادی ہے تو اس کا فنا ماننا کس اور اگر مادی ہے تو کس چیز سے بنائی گئی ؟

جواب مولوی صاحب۔ روح غیر مادی ہے لیکن خدا کی چیز قدرت میں سب چیزیں داخل ہیں۔ خواہ مادہ ہو یا روح ورنہ لازم آئیگا کہ خدا روح اور مادہ کے بنانے سے عاجز ہو۔ پس قادر مطلق نہ رہا باوجودیکہ خدا کے قادر مطلق ہونے کو تم خود بھی تسلیم کرتے ہو۔ (دیکھو آریہ سماج کا دوسرا اصول)۔

تردید۔ جناب قادر مطلق کے معنے آپ نے مطلق نہیں سمجھے سنئے قادر کے معنے ہیں قدرت والا۔ طاقت رکھنے والا اور قدر کے معنے ہیں بالفتح اول وسکون دال عزت۔ بزرگی و بزرگ دانستن و اندازہ چیزے و اندازہ کردن و قسمت و روزی و تونگری و بے نیازی و طاقت نفتحتین قضا و حکم و نہایت و اندازہ چیزے و حکم کل مجمل الہی در روز اول و اندازہ کردہ برائے بندہ و مرادف تقدیر و بمعنے مطلق اندازہ نیز آمدہ (از منتخب و مدار و بہار عجم و صراح و غیاث) اور مطلق کے معنے ہیں آزاد بے قید رواں کیا گیا۔ یعنی آزاد شدہ از قید و حصر و بے خصومت و رواں کردہ شدہ و آنکہ آنرا قید نباشد (از کشف و منتخب) پس قادر مطلق کے یہ معنے ہوئے کہ جو اپنی تمام خداوندی کی طاقتوں میں آزاد۔ بے کسی دوسرے خدا کا محتاج نہیں اور نہ کسی چیز کا بلکہ سب چیزیں اُس کی محتاج ہیں۔ اور یہی مطلب سرو شکتی مان کا ہے۔ مگر یہ نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ اُس کا کوئی قادر مطلق ہے۔ جیسے جب کوئی زمین نہیں تو اُس کا کوئی زمیندار بھی نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اُس زمین کا زمیندار ہے جس زمین کا وجود ہی نہیں۔ تو اصل میں ہم زمیندار کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ آپ کا جواب اصل میں خدا کی ہستی سے انکار ہے جب مادہ یعنی ایٹم یا پرمانو خود ہی نیستی سے ہستی میں نہیں آ سکتے اور نہ معدوم ہو سکتے ہیں اور یہ صرف کہنا ہی نہیں یا محض ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ اس میں تمام سائنس دان ہمارے ساتھ اس کے ماننے میں متفق ہیں تو اُس کا بننا سراپا محال اور اُس کا ماننا اور یہی باطل خیال ہے۔ مولوی صاحب جب مادہ ہی فنا پذیر نہیں اور نہ حادث ہے۔ تو روح جو غیر مادی ہے اور غیر فانی وہ کس طرح احداث کے قابل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ عدم کا اُس پر یا مادہ پر کس طرح اطلاق پا سکتا ہے۔ جب یہ علم کے خلاف ہے اور ساتھ ہی عقل و تجربہ اس کے ماننے سے انکاری۔ اور تمام نیچر یا قانون قدرت میں اس کی مثال یا نظیر ایک بھی نہیں مل سکتی اور مل سکے کہاں سے جبکہ اس کا وجود ہی باطل ہے۔ تو پھر فرمائیے کہ ہم یہ عقیدہ یا مذہب بلا دلیل اور ثبوت کے کس طرح مان سکتے ہیں مولوی صاحب یہ شکتی یا طاقت نہیں بلکہ کمزوری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو مادہ کے استعمال میں قادر مطلق نہ سمجھیں اور نہ روحوں کو کرموں انوسار پھل دینے میں بلکہ اُس کو نیستی یا عدم پر قادر مطلق سمجھیں اور ناداری یا نحوست کا مالک خیال کریں۔ کیا کوئی ایسا وجود خدا کہلانے کے لائق ہو سکتا ہے کیا ہمیشہ کے زمانہ سے کوئی میسر یا چیز قادر مطلق ہو سکتی ہے ؟ کیا علم و عقل و تجربہ و مشاہدہ کے خلاف صفات سے موصوف کو ہم اللہ تعالیٰ یا مالک کل کہہ سکتے ہیں ؟ کیا عدم کے ملک کا راجہ معدوم سے کچھ زیادہ ہے ؟ اگر ان سب باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو اسلام اس سوال کے جواب سے محض لاجواب ہے +

سوال ۲۔ جبکہ شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے تو فضیلت کس کو ہے ؟

صفحہ ۷ و ۸ جواب مولوی۔ خدا کے ارادہ قدرت کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ سب پر غالب ہے۔ بس اُس پر کسی کو فضیلت نہ ہوئی دیکھو آیتہ **واللہ غالب علیٰ امرہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون**۔ خدا کے ارادہ کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ اُس پر غالب ہے۔ لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ ہاں وید کے رو سے شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے۔

تردید۔ یہ جواب مولوی صاحب کا سراسر قرآن و حدیث کی لاعلمی سے ناشی یعنے پیدا شدہ ہے اور اُن کی سادہ لوحی و ناواقفی پر مبنی ہے۔ ورنہ اس سوال کا جواب مسلمانوں کے پاس ہرگز نہیں۔ البتہ وہ اس کا جواب ایک طرح پر آسانی سے دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ شیطان کی تسلیم اور قرآن کی تعلیم سے انکار کریں۔ جب تک وہ اس سے منکر نہیں ہوتے شیطان کا تسلط اُن کے دل و دماغ سے نہیں ہٹ سکتا۔ دیکھئے **سورۃ یونس** **ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین**۔ ترجمہ اگر خواستے خدا ایمان آوردند آنانکہ در زمین اند ہمہ ایشان یکجا۔ آیا تو جبر توانی کرد مردمان را تا مسلمان شوند۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ بر ایمان قوم بغایت حریص بود۔ چوں ایمان نمے آوردند غبار ملال بر آئینہ دل بے غل مبارک آنحضرت مے نشست حق سبحانہ ایں آیت فرستاد و ایمان خلق را بمشیت خود باز بست " یہ سورۃ مکی ہے اور [illegible] کی جبکہ قتال کا حکم نہیں ہوا تھا یعنی حضرت کمزور تھے۔ کئی [illegible] حضرت اسی طرح کا خیال پکاتے رہے مگر نہ ہو سکا آخر لڑائی پر کمر باندھی اور جبراً [illegible]

تلوار کے لوگوں کو طوعاً و کرہاً مسلمان کرنا شروع کیا۔ اسی واسطے تفسیر حسینی میں لکھا ہے) کہ این آیتہ منسوخ است بآیہ قتال" (دیکھو جلد اول صفحہ ۲۹۴) مگر کیا ہوا باوجود سورۂ قتال کے نزول ہونے کے بھی تمام دنیا مسلمان نہ ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ لاکھوں آدمی جو تلوار کے زور سے محمدی ہوئے تھے۔ تلوار کے ٹکڑے ہوتے ہی اپنے پرانے مذہب میں چلے گئے۔ حالانکہ خدا بہت ہٹ ٹھا نا رہا اور زور لگا تا رہا وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ترجمہ کارزار کنید۔ اے مسلماناں با اینساں تا آنکہ نباشد ہیچ فتنہ یعنی غلبہ کفر و باشد دین ہمہ از برائے خدا۔ پھر سورۃ انفال میں لکھا ہے ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین الخ ترجمہ میخواست خدا کہ تا ثابت کند دین حق را بفرمانہائے خویش و ببرد بساد کافران را میخواست تا ثابت کند دین حق را و برطرف کند دین باطل را۔ اگرچہ ناخوشنود باشند گنہگاراں۔ پھر سورۃ یونس میں ہے وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ ترجمہ و نبود ہیچ شخصے را کہ ایمان آرد مگر بخواست خدا۔ اسی تفسیر حسینی میں ہے و نشاید و نیست ہیچ تن را آنکہ ایمان آرد مگر بارادت و توفیق و قضائے الٰہی۔ اس آیت پر مولوی رومی صاحب نے لکھا ہے:۔

مرمغی را گفت مردے کاے فلاں	ہیں مسلمان شو بباش از مومناں
گفت اگر خواہد خدا مومن شوم	ور فزاید فضل ہم موقن شوم
گفت مے خواہد خدا ایمان تو	تا رہاند دست دوزخ جان تو
لیک نفس نحس و شیطان لعین	میکشندت جانب کفران و کین
گفت اے منصف چو ایشاں غالب اند	یار او باشم کہ باشد زورمند

(مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۲۷)۔

لاکھوں آدمی مسلمان ہو کر بسدں حافظ قرآن رہکر بلکہ عالم و فاضل قاضی و مفتی کی ڈگری (سند) پا کر غیر مذاہب میں چلے گئے اور جا رہے ہیں ہم نے رسالہ جہاد میں ہی بہت سی شہادتیں دی ہیں پس یہ آپ کا جواب سراسر ناصواب ہے اور شیطان برابر رحمان و یزدان کے ارادوں کو توڑ رہا ہے اور آپ سے مایوس کر رہا ہے یاد رہے اہل الوید وہ نہ تو شیطان کو مانتے ہیں اور نہ اُس کی ہستی کے قابل۔ سابراں سارے الزام قرآن اور اسلام کے ذمہ ہیں وہ ان الزاموں سے کسی حالت میں بھی بری نہیں ہو سکتا +

سوال ۱۳۔ خدا ہر جگہ موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو محمد صاحب کیوں آسمان پر خدا کی ملاقات کو گئے؟

۸-۱۵ جواب مولوی۔ خدا کی ہستی محض بسیط۔ نورانی۔ ازلی اور ابدی ہے۔ ہر ایک شرکت اور شائبہ نقصانات سے بالکل مبرا۔ اثباتاً ورماہباً سے ورا الورا۔ اُسکا وجود عین ذات ہے۔ جسکی قدرت عیاں و ذات نہاں ہے۔ غیر محدود ہر ایک پلیت اور ناپاک جگہ کے رہنے سے پاک صاف اور ہر بلندی و پستی میں اُس کی حکمت کا جگمگاتا آفتاب نہایت آب و تاب کے ساتھ اپنی شعاعیں چھوڑ رہا ہے۔ ذرہ ذرہ میں اُسکے نیر علم کی کرنیں پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہیں پس معلوم کرنا چاہئیے خدا آسمان اور زمین سے ورا الورا لامکان میں ہے اور اُس کے علم نے تمام چیزوں کو ایسا گھیر رکھا ہے کہ ذرہ ذرہ اُس کے علم سے باہر نہیں یعنی تمام زمین اور آسمان اور تمام کائنات اور سب کے سب موجودات اُسکی ذات بابرکات کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک بڑے طشت میں چھوٹا سا دانہ رائی کا۔ اور اُس

اُس کے پاس کا بیٹھا ہوا شخص اُس دانہ رائی کو باریک نظر سے دیکھ رہا ہو تو حسب اللہ اس دانہ کے اندر جو ہر یا اوصاف ہونگے اُن سب کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھیگا۔ یہ بھی مثال ذلف ماری کی ہے ورنہ رائی کے اندر کی سب چیزوں کو وہ آدمی قریب بیٹھا ہوا اُس کو ایک ہی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ہر ایک یہ خیال کریگا۔ یہ آدمی میرے پاس موجود ہے حالانکہ وہ آدمی اُس سے علیٰحدہ بیٹھا ہے اسی طرح کرۂ زمین کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارے پاس موجود ہے۔ دوسری مثال آفتاب میں معمورہ عالم پر افق سے طلوع کرتا ہے۔ تو اُس معمورہ پر اپنی شعاعیں ایک ہی آن میں علے الطرق المساوات چھوڑتا ہے اور ہر شہر کا رہنے والا یہ باور کریگا کہ اسوقت ہمارے شہر میں آفتاب نکلا ہوا ہے۔ باوجودیکہ وہ فلک چہارم کے بارہویں برج کے کسی حصہ میں جا ہے۔ لیکن سکو اُس کے اپنے اپنے مکان میں ایک ہی آن میں دکھلائی دیتا ہے۔ گو اُنکے مکانوں میں مہمان کے طریق پر اُترا ہوا نہیں ہے مگر پھر بھی سب یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ہمارے مکان میں موجود ہے پس ہم لوگوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کسی شہر کا رہنے والا کہ جہاں آفتاب طلوع کر رہا ہو کرۂ آفتاب سے اگر ملنا چاہے تو کیا اُس شہر میں اور اُسی گھر میں، بلاحس و حرکت کے اندر بیٹھا ہوا کرۂ آفتاب سے ملسکتا ہے۔ تو ہرگز نہیں۔ پس یہی عالم ہے رسول خدا کے معراج کا گو کہ خدا کے پر توے اور جلال نے کعبہ اور غیر کعبہ پر اپنا جلوہ من حیث الوجود پر ابر ڈال رکھا ہے۔ اور اُس کے علم اور نور کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے آفتاب کی روشنی۔ لیکن اگر کوئی خدا سے ملنا چاہے تو ضرور اُسے امکان تک جانا ہوگا۔ لہذا رسول کریم جو خاص اس کرۂ زمین کے رہنے والے ہیں جو خدا کی ذات کے سامنے حبہ خردلہ سے بھی کہیں فروتر ہے۔ یہ مسافت طے کر کے خدائے لایزال سے لامکان میں ملے گئے"۔ مسلمانوں کا خدا ہر نامناسب جگہ کے رہنے سے بالکل منزا و منزہ لامکان اسکے مقام کا عنوان ہے زمین و آسمان سے ورا الورا ہے"۔ کل کرۂ سرہ ہیں چار اربعہ عناصر کے اور یہ ۹ افلاک کے اور وہ باہمی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح لپٹے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے پردے۔ فرق اس قدر ہے کہ پیاز میں درجہ پہلے فاصلہ نہیں اور افلاک میں فروج لمبے فاصلے ہیں۔ سب سے اول مرکز یا مرکز کے قریب کرۂ زمین کا ہے اُسکے بعد کرۂ پانی کا۔ اُس کے بعد کرہ ہوا۔ اُسکے اوپر کرہ نار۔ اُس کے بعد فلک اول۔ پس ثانی بعدہٗ ثالث بعدہٗ رابع بعدہٗ خامس پھر سادس پھر فلک الافلاک۔ بعدہٗ عرش و کرسی۔ اُسکے بعد لامکان"۔ ازاں بعد غور کرنا چاہئیے۔ کہ کل کرہ افلاک ایسے مجلا اور مصقل ہیں کہ نظر کو تاب نہیں جو اُنکے جگمگانے جرم پر ٹھہر جائے۔ لیکن شان کبریائی نے ساتویں فلک کو واسطے بند کرنے اور روکنے نظر کے مائل بہ نیلگوں بنایا ہے اِس میں فلسفہ یہ تھا کہ تا نظر کو سب کروں کی سیر کے لئے کوئی سہارا مل جائے"۔ اور پھر ایک کرہ مستثنیٰ رہا کہ لا افلاک مکان ہے اور جو منعزر فیہ ہے وہ مکین اور محدود ہے اور ہر مکین حادث بالذات ہے"۔ خدا کے ہر جگہ موجود ہونے کے کیا معنے آیا اُس کے یہی معنے ہیں جو بعض نافہم آریوں نے سمجھے کہ خدا ایک ایک چیز کے اندر ہے خواہ افلاک ہو یا خاک۔ جوہر ہو یا عرض۔ شجر ہو یا حجر۔ در ہو یا دیوار۔ پاخانہ ہو یا تہ خانہ۔ بیت الخلا ہو یا بتخانہ۔ سگ ہو یا خوک۔ شیر ہو یا بلی۔ سانپ ہو یا بچھو۔ اُلو ہو یا بجو وغیرہ پس ایسے اعتقاد کا ماننے والا نزدیک شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کے علم علیم اور فہم مستقیم سے بہت گرا ہوا ہے اور ہرگز بخیال کسی معرفت کامل تک پہنچ سکتا ہے"+

تردید آپکی علمی لیاقت تو بیلند کو بلیت اور مصقل کو مشقل لکھنے سے ظاہر ہے

سنہ بلبلہ نال صحیح است دبجائے دال تائے فوقانی نوشتن و لفظ خطا سہو ادعناف

اور اس لیاقت پر طرہ یہ کہ جامع علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی اور رسم خط سے آگاہی یہاں تک کہ حساب کو بے شتاب لکھتا۔ اسپر بھی اگر کوئی لیاقت پر فدا نہ ہو اور فضیلت کی ڈگری عطا نہ کرے تو اسکا قصور۔ فارغ التحصیل ہونے کی سہادت تو کتابوں کے نام لکھنے سے ظاہر۔ یا یں ہمہ اکثر الناس لایعلمون یعنے اکثر لوگ آپکی اندرونی علمیت سے بے علم ہیں۔ خدا تعالےٰ کی بابت جو کچھ خیال آپنے ظاہر کئے ہیں اُنسے بخوبی واضح ہے کہ آپ اُسے سب آسمانوں سے اوپر عرش پر یا لامکاں میں مانتے ہیں اور بجز سطفی لیاقت یہ کہ ہر ایک کرہ باستثنائے فلک الافلاک مکان ہے غرضکہ آپکی اس ساری بیہودہ کوشش سے اچھی طرح ہویدا ہوگیا۔ کہ ایک محدود حیز جو محدود عرش پر مقیم یا کوہ طور پر موسیٰ سے کلیم ہے اُسے آپ رحیم و کریم تسلیم کئے ہوئے ہیں دیکھو ثم استوی علے العرش اسی عرش اتبانی اور رکھین آسمانی کو معراج یعنی زینہ لگاکر حضرت محمد صاحب آسمان پر ملنے گئے تھے پس کوئی شک نہیں کہ وہ محدود ہوگیا۔ سرب بیاپک نہ رہا۔ وہ خدا صرف فردوس مکانی ہوکر چشم عبرت یا حیرت سے حسرت کے طور پر دنیا کو دیکھ رہا ہے بقول سعدی ہنوز چشمش نگرانست بہ ملکش باد گرانست۔ جو خدا کبھی کبھی نادر شاہ یا احمد شاہ کی طرح لوٹ مار کرجاتا اور کبھی کبھی آمد کرہ یا بابل یا مسجد کعبہ کی سیر کرجاتا ہے اور خصوصاً جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں اترا کرتا ہے یا نزول فرماتا ہے۔ جیسکے تخت کو فرشتوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے ایسے خدا کے محدود ہونے میں کون شک کرسکتا ہے۔ اور پھر آپ کی دو مثالوں نے اور بھی میدان صاف کردیا جیسے ہندوؤں کا خدا بیکنٹھ یا کھیر سمندر میں براجمان ہے اور عیسائیوں کا خدا چوتھے آسمان پر یا قالب فاختہ میں جلوہ کناں اسی طرح محمدیوں کا خدا بھی عرش معلی کے حجلہ حجرہ میں حجلہ نشین معشوقہ سے بڑھکر نہیں ہے اور وہ کئی حجابوں میں محجوب بھی ہے۔ اسکا باعث معلوم نہیں شاید سورۃ حجاب کے نزول سے پہلے بےحجاب ہو مگر کیا وہ باعث حجاب کا تو نہیں جو سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ؎

خوبرویاں کشادہ رو باشند تو کہ در پردۂ مگر زشتی

مگر کیا ایسا محدود اور ایک دیشی خدا ہوسکتا ہے جسطرح ایک آدمی علم جانتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں کتاب ہے مگر اُسکا کوئی تصرف اُسپر نہیں اور نہ قبضہ ہے مسلمانوں کے دلمیں تو بموجب حدیث شریف کے ایک ایک نہیں نہیں بلکہ بموجب قول مولوی صاحب کے ستر ستر شیطان موجود ہیں۔ خدا کا وہاں تام و نشاں بھی مفقود ہے اور کیوں مفقود ہوا اُسکو علمائے اسلام نے عرش کے اوپر کسی غار میں اصحاب کہف کی طرح سُلا دیا یہی سبب ہے کہ اب دنیا میں اُسکا راج بھی نہیں بلکہ بقول بائبل کے اس جہان کا بادشاہ ابلیس ہے پس ایسا غیر متصرف خدا محدود اور ایک دیشی سرب بیاپک یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے بے بہرہ ہے۔ وہ وحی تنزیل میں جبرئیل کا اور گلا گھونٹ کر جان نکالنے میں عزرائیل کا اسیطرح بیٹھنے یا آرام فرمانے میں عرش و کرسی کا محتاج ہے۔ خدائی اور صفات خداوندی کے وہ ہرگز لائق نہیں۔ ممبران آریہ سماج یا پیروان وید مقدس ہمہ اوست کے قایل نہیں کیونکہ یہ دونو ایک ہی بات ہیں جیسے بت پرست وموقی پوجک۔ ہم لوگوں کا ایشور کی بابت یہ اعتقاد ہے کہ وہ سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتی مان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما اننت۔ نردکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو ادہار۔ سرویشور۔ سرو بیاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر امر ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے مفصل تشریح ہر ایک کی دیکھو آریہ سماج کے اصول مع شرح) باپ اور بیاپک سمبندہ کے جاننے والوں نے جسقدر ایشوری گیان کے بھنڈار کھولے ہیں وہ دوسروں کی کیا طاقت اور کیا یارا۔ تشریح تو درکنار اُنکے لئے سمجھنا بھی مشکل ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے ؎

تا فہمی تیری پردہ ہے دیدار کیلئے ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کیلئے

اور قرآن کے مطالعہ سے جو لوگ اُسکی تہ کو پہنچے ہیں اُنکی بابت تفسیر حسینی میں یہ لکھے ہے اعزہ[1] در شرح گلشن راز نوشتہ کہ ہر عین از اعیان موجود فی الخارج را دو اعتبار ہست یکے من حیث الحقیقۃ و آں عبارت ست از ظہور نور حق در صور مظاہر ممکنات و این را تجلی شہود گویند و اعتبار دوم من حیث التشخص والتعین و ازیں حیثیت ست کہ اشیا را ممکن میگویند و خلق نیز نامند و جمیع نقایص موجودات ممکنہ ازیں وجہ منسوب میدارند۔ مثنوی

از رہ صورت نماید غیر دوست چوں نظر کردی بمعنے جملہ اوست

زاں یکے ما عندکم ینفد سو حزب ما عند اللہ باقی مشو

ما عندکم ینفد اشارت باعتبار ثانی ست و ما عند اللہ باقی اشارت باعتبار اول (تفسیر حسینی جلد اول سورۃ النحل صفحہ ۳۷۶) شاہ نیاز نے کہا ہے ؎

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میرے جدہر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

مشہور عالم سرمد جسنے علمیت سے ولایت کو حاصل کیا اسکا قول ہے ہنگام قتل جلاد کی صورت کو دیکھکر ؎ زنیغ جور توس کے ہراسم بہر رنگے کہ آئی می شناسم

باقی رہا محمد صاحب کا زینہ لگاکر آسمانوں پر اُسکے ملنے کے واسطے جانا۔ یہ علمی و عقلی طریقہ سے باطل ہے۔ جاہلوں کے سوائے تمام دنیا کے عقلمند کشش ثقل کے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ زمین اور سورج کے درمیان قوت کشش یعنی آکرشن شکتی نہایت زبردست طاقت سے کام کررہی ہے اگر اسکے ماننے سے معراج محمدیہ کا رد خود بخود ہوجاتا ہے بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوئی عقلمند اس مسئلہ کے ماننے والا معراج محمدی کا قایل نہیں ہوسکتا اور نہ یقین کرسکتا ہے۔ کیونکہ کوئی مادی چیز اسکی تاثیر سے باہر نہیں ہوسکتی علے ہذا حضرت کا مادی جسم بھی اس کی تاثیر سے الگ نہ تھا۔ سارا ن آنحضرت کا جانا اور آنا سراسر باطل ٹھہرا اور سب سے آسان وجہ اس کے بطلان کی یہ ہے کہ کسی نے اُنکو آتے یا جاتے نہ دیکھا اور نہ وہ گئے بلکہ جسکے پاس چارپائی پر سوئے تھے وہ بھی انکاری ہے۔ جارج سیل صاحب انگریزی قرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں "جو عرب محمد کی اس وقت ہے اُسکی اُسکو بالکل اس نہ تھی۔ اسی واسطے اُسنے یہ جھوٹے دعوے کئے تا کہ موسیٰ کی طرح عزت پاؤں تاہم اُسکے معراج کا ذکر ایسا ردی اور لغو معلوم ہوا کہ اُسکے پیرؤں نے اُسکو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا جو اُسنے عمداً کیا اُس شہرت کے حاصل کرنے کے لئے جسکو کہ اُس نے بعد مرگ حاصل کیا" (صفحہ ۴۴ سطر ۳۹ سے ۴۸ تک)

اور سوائے چند ضعیف الاعتقاد آدمیوں کے بڑے بڑے فاضل محمدی بھی اس سے انکاری ہیں۔ مشکوۃ سے ظاہر ہے کہ کوئی پانچویں سال کوئی چھٹے سال اور کوئی بارہویں سال بتلاتا ہے اور سال کے بارہ میں ہی اختلاف نہیں بلکہ مہینوں کا بھی فنت اختلاف ہے کوئی ربیع الاول کوئی ربیع الآخر کوئی رمضان کوئی شوال۔ کوئی رجب بتلاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ جب حضرت نے یہ معراج آسمانی کی کہانی سُنائی کل مسلمانوں نے بھی اعتبار کرلیا ہو نہیں نہیں بلکہ بہت سے مسلمان بھی اُسوقت اُس سے مرتد ہوگئے اور حضرت کے مخالف بنگئے۔ اس کے بعد خود مصنف مشکوۃ رائے دیتا ہے "فہم ایمعنی از حوصلہ ادراک گرفتاران مضیق حس و عادت بیرون ست ایجا ایمان باید آورد و کیفیت آں بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تمام اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطۂ عقل و قیاس بیرون اند ہر کہ آنرا تابع قیاس خود ساختہ ہم و در بند عقل خود دارد و گوید تا معقول من نشود نمیگردم و اعتقاد نمیکنم از نصیبہ ایمان محروم باشد" (مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ۵۵۱)

[1] اعزہ جمع عزیز یعنے بزرگان - از غیاث ۱۲

لطیفہ۔ ایکدن محمد صاحب معراج کی کہانی سنا رہے تھے۔ کہ اس طرح میں رات کو خدا سے ملاقات کرنے کے واسطے ہفت آسمان سے اور عرش و کرسی کے پاس خدا سے ملنے گیا۔ ایمان لاؤ اور یقین کرو۔ ایک یہودی یا پادری نے عرض کی کہ حضور اپنا ایک پاؤں اُٹھا لیجئے حضرت چونکہ اُسکی دلی آرزو سے ماواقف تھے فوراً ایک پاؤں اُٹھا لیا۔ اُسنے پھر عرض کی کہ دوسرا بھی اٹھا لیجئے۔ فرمایا کہ کس طرح اُٹھا سکتا ہوں تب پادری نے عرض کی کہ آپ پھر ایسا فضول معراج آسمانی کا دعوےٰ کیوں کرتے ہیں اتنے سہر ہے کہ خاموش رہیں۔ حضرت کچھ معقول جواب نہ دیسکے۔ وسی مطلب کو محمد محسن صاحب فانی نے دبستان مذاہب میں اس طرح بیان کیا ہے "چوں نمو الست بجصور سکاں ماجبد باآسمان برآید چہ سان معراج او جسمانی بود چوں ساورد لوسہ بیچ طریق مصعب برو ماذل شد" (صفحہ ۳۱۸-۳۲۲) اب اے ناظرین آپ معراج کی حقیقت سمجھ گئے ہونگے کہ کیسی فضول و ہلس کرکے لوگ دنیا کو گمراہ کرتے ہیں اور کسطرح زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں علم ہیئت و جغرافیہ جاننے والے اِس قرآنی عرش و کرسی کی حقیقت بخوبی جانتے ہیں کہ یہ محض خیالی روایت ہے اور دین کی ترقی کے لئے طبع زاد حکایت اسکا نہ سر ہے نہ پیر محض اللہ اللہ اور خیر صلا ہے۔ ہم نے فاضل اجل حکیم بوعلی سینا کی رائے بھی نسخہ خبط احمدیہ میں ثبت کردی ہے۔ مولوی صاحب ضرور ملاحظہ فرماویں اور وصول تو سہاب سے باز آویں۔ مولوی صاحب نے ساتویں آسمان کا نونہلا رنگ سنا ہی دیا۔ بس اب ثبوت دعوے میں کیا کمی رہی ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اس روشنی کے زمانہ میں ایسی کتابوں کے شائع ہونے کی اشد ضرورت ہے جسقدر ایسی کتابیں مشہور ہونگی۔ اسلام کی رونق کافور ہوتی نظر آئیگی۔ کیونکہ اب علم و عقل کا زمانہ ہے بہانہ بنانے اور بیہودہ ہتھکنڈوں سے کام چلانا اسنبھو ہے پس ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسے خیال باطلہ حقیقت اور معرفت کی علم سلیم اور صراط المستقیم سے بہت گرے ہوتے ہیں اور بعض کسی اور بات کے وہ اپنے ثبوت کے خود محتاج ہیں سید ناصر علی صاحب نے سچ کہا ہے ؎

سیر افلاک بپا مردی خود ممکن نیست کعبہ و دیر رہا کن کہ دریں راہ سنگ است

سوال ۱۸۔ بہشت دوزخ کہاں ہیں اور اُن کے ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

بہشت میں ایماندار مومنہ یعنی ایماندار عورت کو کیا ملیگا۔

۱۶ و ۱۸۔ جواب مولوی۔ بعد مرنے کے نیکوکار کو اُس کی محنت و نفس کشی کے صلہ میں اُسکے خالق کی طرف سے انعام ہے اور ہمیشہ کے رہنے کیلئے ایک بہت اعلیٰ اعلیٰ مقام کہ جسکا نام جنت ہے اور نافرمان بدکاروں کیلئے ایک جیلخانہ سزا کیلئے آگ کا دہکتا ہوا انبار ہے اور اپنی ذات کے منکروں کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے کہ کب کوئی مرے اسکو مرنے اور میں اُسے اپنے اندر لیکر مشاہدہ کراؤں۔ جو اہل کتاب و منکرین سے ہمارے نبی صلعم اور ہماری بھیجی کتاب کا منکر ہوا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلتا رہیگا۔ نہ کہ دہریہ کی بات کہ مرنے کے بعد نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ باقی رہا ایک جواب کہ عورت مومنہ کو جنت میں کیا ملیگا۔ اگر اُسکے شوہر کا نیک خاتمہ ہوا تو یقین اس امر کی طرف مبنی ہے کہ وہ عورت اسی طرح جنت میں اپنے اُسی ایک شوہر کے تحت زوجیت میں رہنی چاہئے گو کہ اُس کے شوہر کو اور بھی نکاح کی ضرورت ہو اور اجازت بھی دیجائے۔ باقی رہا یہ امر کہ کیا وجہ ہے کہ مرد کو کئی کئی عورتوں کے رکھنے اور نکاح کے کرنیکی اجازت ہے اور عورت کو نہیں۔ اِس کا فلسفہ یہ ہے کہ عورت بمنزلہ زمین کے ہے اگر اُسمیں مختلف قسم کا بیج و نطفہ پڑے اور ایک عورت [illegible] بیوں کے ماتحت رہکر باری باری صحبت کے لئے اجازت دے اور ہر ایک کا نطفہ رحم میں قرار پکڑ لے تو نتیجہ اور پھل یہ برآمد ہوگا کہ وہ بچہ مشترکہ پیدا ہوگا اور ہر ایک اِس امر کا مدعی رہیگا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور فرض کیجئے کہ وہ سب نسل میں مختلف

ہیں تو پھر دریافت ہے کہ وہ برہمن ہے یا کھتری۔ او سوال یا اگروال اور اُسکا نکاح کس کو میں پہنچانا چاہیئے اسی بنا پر کسی کا حسب و نسب قائم نہیں رہ سکتا جسکا باقی رہنا ایک امر ضروری ہے۔ علاوہ بریں اور بہت سی خرابیاں ایسی واقعہ ہوتی ہیں کہ جسکی تفصیل اِس مختصر میں رقم پذیر نہیں ہو سکتی نیوگ کا مسئلہ یہ دھن کے پانچوں پانڈے ایک ہی ارجن جی کی ناری کو باری باری بھوگیں

(اس کے بعد اصل مینوسکرپٹ کے لکھے ہوئے ۱۰ صفحہ گم ہوگئے۔ ایڈیٹر)

کہ افعال بد کے لئے محرک ہو۔ اس حصہ سے کہ محرک یعنی صلاح دینے والا اور خالق یعنی اُس کام کے سوا ان ہر دو معنے میں یوں بُعد آسمان زمین جیسا ہے۔ کیونکہ ایک کسی کام کا خود کرنا اور ایک اُس کے کرنے کے لئے رائے و صلاح و مشورہ کا دینا ان ہر دو معنوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس اہل اسلام کا یہ پہلا مسئلہ ہے کہ جسقدر افعال ردیلہ ہیں۔ ان سب کا مشیر شیطان اور بیدا کرنیوالا رحمان ہے۔ اسوجہ سے کہ رحمٰن کی شیطان سے بعید ہے جو ایسے افعال کی طرف آدمیوں کے دلوں کو متوجہ کرے کہ جسکے پاداش میں وہ خود سزا دینے کے لئے ہر وقت طیار ہو۔ خدا سب چیزوں کا خالق ہے مگر بڑے کام کی ہدایت نہیں کرتا اور نہ اُنکا مشیر ہے جو بڑے کام کا مشیر ہے وہ شیطان ہے۔

تردید۔ یہ تو ہمکو پہلے سے معلوم ہے کہ توریت و انجیل و قرآن میں شیطان کا بہت حال لکھا ہوا ہے نگران کتب سے بہت پہلے اس کا وجود زند اوستھا میں ہے اور وہی اصل میں اس شیطانی ہستی کا موجد ہوا۔ موسیٰ وغیرہ نے سلسلہ وار اُسکی تقلید کی اُسنے اپنے خیال میں سوچا کہ پاک خدا سے بدی کا نکلنا محال ہے پس وہ بدی کا خالق نہیں وہ تو یزداں یعنی نیکی کا خالق ہے۔ بدی کا خالق اہرمن یعنی شیطان ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وغیرہ کئی آیات قرآنی سفر نگ سائیتر کی لفظ بلفظ نقل ہیں۔ جو زبانی سلمان پارسی کے جو حضرت کا صحابی تھا۔ شکر قرآن میں درج کردیں جس الزام سے بچانے کے واسطے زردشت نے شیطان یعنی اہرمن کو ایجاد کیا تھا۔ وہی الزام محمد صاحب نے پھر خدا کے ذمہ لگایا۔ اور دو لو کو ملا کر ایک خالق ٹھیرایا۔ غالباً فتبارک اللہ احسن الخالقین کے بھی یہی معنے ہیں اور حدیث میں ہے لا تحرک ذرۃ الا باذن اللہ یعنی ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا بغیر حکم اور حرکت خدا کے یعنی سب کام خدا کی تحریک سے ہوتے ہیں آپ ایسی معاملہ فہمی سے جس تحریک کا ملزم شیطان کو سمجھتے ہیں مصنف حدیث وہ الزام بھی خدا کے گلے مڑھتے ہیں۔ مصنف قرآن شیطان کو عصیان کا ٹھیکہ دار سمجھتا ہے۔ کہ وہ رحمان سے بدکاری گنہگاری کا ٹھیکہ لیکر گمراہی خلائق پر مقرر ہے اور ٹھیکہ کی میعاد قیامت تک ہے۔ یا جتنک خدا چاہے بیسیوں آئتیں قرآن میں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا گمراہ کرتا ہے مُہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔ جنکو غلطی میں ڈالے اللہ تو ایسا کوئی نہیں کہ اُسے سوجھا دے۔ اسی طرح گمراہ کرتا ہے کافروں کو (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۵۱ سے ۲۵۴ تک) اسکے علاوہ اور بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ خدا و شیطان کا ایک ہی کام ہے یعنی شیطان بھی وہی کام کرتا ہے جو خدا۔ خالق آپنے بھی شیطانی اور ملکی صفات کا رحمان مان لیا۔ باقی رہا محرک یا مشیر یا صلاحکار وہ اگرچہ آپنے شیطان کو مانا۔ اور سب انسان کو مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اُسکے ساتھ واثق ارادہ رکھنے والے جن (شیطان) انسان کے ہلاک کرنے کا عمیق و عمیق گڑھے میں ڈالنے کی غرض سے دائمی اُس انسان کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان کی بجائے ابلیس کی ایک پوری سلطنت ہے جسپر وہ حکمران ہے اور اُسکو سید ابرقیا ضی ہے باذ وبالیس خلق اللہ ایسی صورت اور قدرت عطا کی ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہوا کی مانند تمام دنیا کا سفر کر سکتا ہے اور لہو کی طرح رگ رگ میں انسان کے گھس جاتا ہے" اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کی ذات سے ہم جانتے تھا نہیں ہے کہ جیسے ایسی شیطان

سوال ۷۔ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور خدا کے ہر جگہ ہونے پر جبرئیل کے لانے کا کیا سبب اور اساسات کا بھی ثبوت چاہیئے کہ وہ پارسیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے نقل نہیں ہے۔ جبکہ بی بی خدیجہ ایک فاضلہ یہودن آں حضرت کے گھر میں موجود تھیں۔

۳۰۔ مولوی کا جواب۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کسی عورت یا مرد یا محمدؐ کا خود ساختہ ہے۔ تو ویسے ویسے عورتیں اور مرد اُس زمانہ سے ہزاروں گزر چکے ہیں تو فرمایئے ایک سورۃ مانند انا اعطینا کے جسکے اندر دس کلمہ ہیں کیوں نہ بنا لائے۔

آریہ۔ ایک سورۃ کیا اور دس سورتیں کیا وہ تمام قرآن کی مانند بنا لائے اور لانے کو تیار تھے اور ہیں۔ مگر متعصب مسلمان کب ماننے تھے اور حالانکہ جبکہ بنانیوالے کے واسطے کفر کا فتوے اور قتل کی دھمکی بھی ساتھ موجود ہو۔ لوگوں نے ایسی عمدہ جواب طیار کئے کہ بزرگان قریش نے بہ سبب اُنکی فصاحت و بلاغت و عمدگی کے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا۔ خدائے آسمانی سے بھی گالی گلوچ کے سوا کچھ نہ بن سکا دیکھئے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ "لقلنا مثل ھذا وھو قول النضر بن الحارث واسنادہ الی الجمیع اسناد ما دخل رئیس القوم الیھم فانہ قد کان قاضیھم و تولاالذین آیمتہ و انی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا عائتہ مکابرتھم و فرط عنادھم اذلو اذلک فی منعھم ان یشار وا فعل نحدھم و قد عھم بالعجز عشر سنین ثم قارعھم بالسیف فلم یعارضوا اسواہ مع انفستھم و فرط استنکافھم ان یغلبوا خصوصا فی باب البیان ان ھذا الا اساطیر الاولین ورد ہی لہ لما قال النضر" اور پھر اسی کے حاشیہ پر لکھا ہے "وھو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالیٰ احادیث القرون فقال لوشئت لقلت مثل ھذا وھوالذی جاء من بلاد فارس نسختہ حدیث رستم واسفندیار فزعم ان ھذا مثل ذلک" (جلد اول صفحہ ۳۱٦ بیضاوی) اور پھر سورۃ لقمان کی تفسیر میں لکھا ہے بترکون استماع القرآن (صفحہ ۱٦۴) اور پھر مدارک التنزیل میں ایسا ہی لکھا ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ جب نضر بن حارث ایران کے بادشاہوں کے قصص بمقابلہ قرآن کے ثمود و عاد کے قصوں کے معرب کرلایا تو اہل قریش نے اُنکی فصاحت کے سبب سے بترکون استماع القرآن یعنے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا۔" (جلد دوم سورۃ لقمان صفحہ ۱۵٦) اور تفسیر حسینی میں بھی لکھا ہے۔ "آوردہ اند کہ نضر بن حارث بجانب فارس رفتہ بود و قصہ رستم و اسفندیار خریدہ در مجامع قریش بنو ے بمسامع الشان می ساینکہ ہمہ شیفتہ و فریفتہ مے شدند و التفات می نمودند کہ محمد از قصہ عاد و ثمود و عظمت مملکت سلیمان و داؤد خبر مے دہد من از وسعت مملکت و وفور ابہت ملوک عجم سخن میگویم" حق سبحانہ آیت فرستاد و از مردمان کسے ہست کہ میخرد سخن ببازی و گفتہ اند سخن فریب دہندہ مشغول کنندہ یعنی اختیار کند افسانہ بے اعتبار تا گمراہ سازد مردمان را از راہ خدائے تعالیٰ یعنی از دین او و باز دارد وادی استماع قرآن سنت" (تفسیر حسینی جلد ثانی سورۃ لقمان صفحہ ۱۸۳ نولکشور)

۲۸۔ مولوی۔ اے علم سے دور آریو کسی نے بھی لکھا ہے کہ یہ قرآن درحقیقت ایک عورت کی تصنیف شدہ کتاب ہے۔ کسی تاریخ میں بھی اُس بی بی کی سوانح عمری کی بابت کسی موافق اور مخالف نے ایسا تحریر کیا۔ کوئی بھی عرب و عجم کا رہنے والا موافق اور مخالف اس امر کی تشریح بیان کرتا ہے کہ بی بی خدیجہ عرب کی زمین پر ایک اعلےٰ درجہ کی فاضلہ یہودن مانی جاتی تھی۔ اور یہ بھی خبر ہے کہ وحی آنے سے کتنی مدت قبل ایمان لائی ہیں۔ اُنکے ایمان لانے سے بیشتر جو قرآن نازل ہوا وہ کونسی بی بی سے لکھوایا ہوا تھا۔ اور جب یہ ایمان لائیں تو اُنکی عمر اُسوقت قریب پچاس برس کی تھی اس سے پیشتر بھی اُنکا کوئی ایسا معاملہ درپیش آیا کہ جس سے ... نے اُنکا فاضلہ ہونا تسلیم کیا تھا یا کسی نے یہ سوال پیش کیا کہ محمدیہ کتاب میرے خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ اُس بوڑھی عورت خدیجہ کی بنائی ہوئی ہے جو باوجود فاضلہ ہونے کے تجھ امی پر ایمان لائی۔

آریہ۔ افسوس کہ آپ کو تعصب کے سبب تمام عمدہ باتوں اور صحیح روایتوں سے انکار کرنا پڑتا ہے اور توہمات باطلہ سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ اول ہم آپ کو قبل از نبوت کا حال بتاتے ہیں۔ سوچیئے اور قوائے فطرتی سے کام لیجئے۔ اپنی کانشنس کو مردہ نہ کر ڈالیئے پیغمبر حضرت سوداگری کے واسطے کس کے پاس ملازم ہو کر شام کی طرف گئے؟ اور جب واپس آئے تو کیوں اُس چالیس سالہ دولتمند یہودن سے ایک پچیس سالہ نوجوان نے شادی منظور کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ دولت کا لالچ تھا اب ذرا خدا کیواسطے کتب حدیث و تاریخ مشکوۃ باب البعث وبدر الوحی پڑھئے تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ حضرت سلامت نبوت یا رسالت یا فرشتہ یا خدا یا الہام کے حال سے کسقدر ناواقف تھے جسقدر واقف کر دیا اور آگاہی بخشی وہ سب اسی خدیجہ کا کام تھا۔ اور جتنی خود وہ دانا اور فاضلہ تھی۔ اُس سے زیادہ اُسکا چچا تھا۔ وہ خود توریت اور زبور کے ماہر اور عالم تھے اور اُسکا چچا یہانتک کہ انجیل و توریت وغیرہ کا عربی ترجمہ کرتا تھا۔ پھر آپ خیال کریں کہ ۲۵ سالکی عمر میں جب حضرت نے اس فاضلہ یہودن سے شادی کی اور ۱۵ سال تک اُس کی صحبت میں رہکے اور دن رات توریت و انجیل سنتے رہے (ہمارے ناخواندہ ہندو بھائی مرد اور عورتیں سُنتے سُنتے تمام رامائن۔ مہابھارت کی کہانیاں حفظ کر لیتے ہیں اور بعضے اندھے قرآن کے حافظ بھی ہو جاتے ہیں) اور حضرت ذہین بھی تھے ۱۵ سال تک سنتے سنتے اور یاد کرتے کرتے اور پھر شب و روز اُن کو توریت و انجیل کے تمام واقعہ یاد ہو گئے جس طرح ان باتوں سے پہلی محرم راز وہ تھی اُسی طرح سب سے پہلے وہی مومنہ شمار ہوئی اور سچ پوچھو تو دعوے نبوت کی بانی مبانی اور محرک وہی تھی۔ یہی سبب تھا کہ باوجود بوڑھی ہونے کے جبتک وہ زندہ رہی حضرت نے دوسری شادی نہیں کی اُسکے مرنے کی دیر تھی کہ حضرت نے ۵۰ سال کی عمر میں یکے بعد دیگرے ۹-۱۱-۱۲-۱۸-۲۰ تک شادیاں کیں (مفصل دیکھو جامع الاصول و مشکوۃ) سعدی نے سچ کہا ہے "مرد چوں پیر شود حرص جوان میگردد" مشکوۃ میں لکھا ہے بذکر بی بی خدیجہ "اول کسے کہ بحقیقت ایمان آورد وسبقت ہیچکس با وے مشارکت دریں صفت نیست" (فصل ۱ جلد ۴ صفحہ ۵۳۳ نولکشور)

مدارج النبوۃ میں ہے خدیجہ زنے فاضلہ۔ عاقلہ۔ حاذقہ۔ و در جاہلیت او را طاہرہ میگفتند و نسبے عالی وافر داشت" (صفحہ ۴ ۵۹) ایک اور جگہ لکھا ہے "خدیجہ کتب پیغمبران خواندہ بود" اب مشکوۃ شریف باب مناقب ازدواج مطالعہ فرمایئے۔ حضرت اس بی بی کے کس قدر زیر احسان ہیں اور کہاں تک اُسکی تعریف کرتے ہیں۔ "گویا نبود در دنیا ہیچ زنے موصوف بصفات حمیدہ مگر خدیجہ" (صفحہ ۶۱۲)

اور صرف یہ ایک ہی نہیں تھی اور بھی بہت سے آدمی ہیں جو اس کام میں مددگار تھے۔ قرآن میں بھی اِسکا بیان ہے "ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین" اسکی تفسیر حسینی میں ہے "در خبر است کہ غلامے رومی بود مر عامر بن حضرمی را گویند کہ جبر گفتندے و گویند کہ دو غلام بودند جبر و یسار کہ شمشیر ہا صیقل زدندے و اہل کتاب بودند ... انجیل خواندندے و چوں حضرت رسالت پناہ برایشاں بگذشتے استماع قرأت ایشاں فرمودے۔ و گفتہ اند حویطب را غلامے عایش نام بود از اہل کتاب ..."

"بہشت کو قایم کیا۔ اس سواضح آنست کہ اورا بوفلکیہ گفتند سے سنہا بعض حضرت بعمر آمدے ۔۔۔ ل کا کہ بم گرفتے۔ قریش گفتند سے محمد ازیں غلام کلامے می آموزد باما می گوید"
رہیہ ۵ سورۃ النحل جلد اول صفحہ ۳۷۷)۔

ناظرین خیال کریں کہ جب سلمان پارسی کی زبانی سُنکر حضرت نے بسم اللہ وغیرہ کئی عمدہ آیات قرآن میں صرف کرلیں اور وہ اب تک موجود ہیں۔ یعنی اُس نے پارسی سے آسان عربی میں سُنادیں۔ حضرت نے فصیح عربی میں ترجمہ کرلیں توریت وغیرہ کے عربی ترجمے اور گھر میں رازدار یہودن کی زبانی سُنے اور صدہا مرتبہ اہل کتاب آدمیوں سے صحبت رکھنے کے وہ نہیں سُن سکتے تھے یا فصیح عربی میں ترجمہ نہیں کرسکتے تھے مصنف قرآن کا یہ عذر کہ وہ اعرابی نہیں ہیں بلکہ عجمی ہیں اسی واسطے اُن سے نہیں سُنا بالکل فضول ہے کیونکہ وہ فارسی میں نہیں سُناتے تھے بلکہ عربی میں بامحاورہ اور فصیح ترجمہ کرنا آں حضرت کا کام تھا یا حدیجہ یا اُس کے چچا کا اور بڑے زور سے دعوےٰ کرتے ہیں کہ قرآن کا کوئی مضمون بھی ایسا نہیں ہے جو توریت و انجیل و زبور و ژند اوستھا سے نہ لیا گیا ہو۔ بلکہ ہم بتلا سکتے ہیں کہ اب تک بھی تمام دنیا کے مسلمان اُن باتوں کو مانتے ہیں اور ان باتوں کے محتاج ہیں۔ مگر قرآن میں اُنکا مطلق ذکر نہیں۔ مثلاً عید وختنہ و صفائی و پاکیزہ رہنا چاہ اور پانی کی بابت حرام و حلال کی بابت وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۸ ۔ شفاعت کے بارے میں اور خصوصاً محمد صاحب کی شفاعت کے بارہ میں نقلی اور عقلی ثبوت دیجئے۔

۳۰-۳۳۔ جواب مولوی ۔ خدا اپنی درگاہ میں جسکو چاہے بولنے کی اجازت دے وہ ضرور اپنے پاک بندوں کی سُننے گا اور اُنکی مرضی کے خلاف نہ کریگا تاکہ وہ عین بھیں نہ ہوں اور یہ عین اُسکا کرم ہے۔ ویدک طرح نہیں کہ خدا کے یہاں کسی نبی اور اوتار کی پرسش نہیں اور نہ وہاں کسی کی قدر و منزلت اور نہ وہ کسی نبی و اوتار کی سُنتے۔

تردید۔ کوئی آیت قرآن کی ایسی نہ نکلی جس سے محمد صاحب کی شفاعت ثابت ہوسکے پس نقلی طور یہ مسئلہ غلط ہوگیا کیونکہ قرآن میں ۷ ۸ جگہ ایسا ذکر ہے کہ اُس روز کسیکی شفاعت نہ سُنی جاویگی ولا تنفعہا شفاعۃ یعنی قیامت کے روز کسی کی سفارش و شفاعت کام نہ دیگی۔ ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملیگی۔ باقی رہی عقلی شہادت وہ رشوت کی حد سے بڑھ جاتی ہے حالانکہ خدا رشوت لینے والا نہیں ہے۔ اور شفاعت و وکالت کی ضرورت اُسکے یعنی نادان کے آگے ہوتی ہے کاشف القلوب و محرم اسرار نہانی کے حضور میں نہیں ہے پس نہ تو آپ کا جواب صحیح ہے اور نہ یہ مسئلہ۔ بلکہ سراپا ذات خداوندی کو الزام لگاتا ہے۔ کیونکہ عادل کو شفاعت و رشوت سے ضد ہے۔ اور قانون انسانی کے رو سے بھی جرم ہے دیکھو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند اور آپنے اسکو جواب میں شفاعت و سفارش کے فرمانے والوں و رشوت سے منکروں کو حرام کار بیجا۔ دنیا کے کتنے سیاہ اعمال و غلیظ الفاظ سے گالیاں بھی دی ہیں جو آپکی لیاقت کی صداقت ہے۔

سوال ۹ ۔ خدا کو شیطان کے بناتے وقت اُسکی شرارت کا علم تھا یا نہیں تھا تو لاعلمی کا الزام خدا پر عائد ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ عالم الغیب ہے۔

۳۴۔ جواب مولوی ۔ علم دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی اُسے کہتے ہیں کہ جو شے کے موجود ہونے سے پہلے ہوا اور تفصیلی اُسے کہتے ہیں جو پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ پس تحقیق مذہب یہ ہے کہ خدا کی صفت ذاتی علم اجمالی ہے جو زید کی مثلاً وجود سے پہلے تھا گو تفصیلی بھی اس کی صفت ہے مگر ذاتی نہیں حتی بھم ہو۔ پس خدا کو شیطان کی شرارت کا علم تھا کہ ضرور اِس سے افعال ناپیا سرزد ہونگے۔ لیکن اگر خدا اُسے پیدا نہ کرتا اور چیز عدم میں رہنے دیتا اور باقی تمام دنیا کو حیز عدم سے منصۂ ظہور میں لاتا۔ تو مادۂ شیطان کا خدائی رحم پر یہ الزام عاید ہوسکتا تھا کہ اے خدائے لایزال تو نے مجھ پر بہت بڑا ظلم کیا جو اس قید خانۂ عدم میں مجھے رکھ چھوڑا ہے کیوں خدا تیرے رحم سے میں محروم ہوں جو مجھے سیر دنیا کے لئے اجازت نہیں ہوئی۔ کیوں خدا تو نے اچھی اچھی چیزیں کو بنایا۔ کیا تجھے قدرت اس امر کی نہیں ہے کہ ایک بُری چیز بھی دنیا کی تمام خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کرے الٰہی تو اس پر قادر نہیں۔ کہ مجھے تمام بھلائی اور مکارم کے مقابل پیدا کرے اور ہمیشہ کیلئے دنیا کی زندگی بخشے تا میں اچھی اور بُری جزو کی قدر و قیمت دریافت کرنے میں واسطہ مانا جاؤں۔ پس یہ دعا شیطان کے روح و مادہ نے قبل اپنی ترکیب کے خدا سے مانگی اور تیر دعا نشانہ اجابت پر جالگا۔ فوراً ترکیب خاص سے شیطان خدا کا نافرمان پیدا ہوا۔ پس شیطان کا یہ قصور ہوا کہ اُسنے ایسے وجود اور پیدا ہونے کی تمنا کیوں کی۔ اور نیز یہ تمنا کیوں کی کہ اے خدا میرے مادہ اور روح کو اکٹھا کرتا کہ میں تیری خدائی کی سیر کروں اور تیرے بندوں کو راہ راست سے گم گشتہ کروں اور نیز خدا مالک و مختار ہے جو چاہے سو کرے عقل کو اس کی ذات اور افعال کی مبدء اور منتہیٰ پر کچھ علم نہیں عقل مجبور ہے اور مالک اپنے مملوک پر جس طرح چاہے تصرف کرسکتا ہے۔

آریہ۔ آپ ایک بلا سے نکلنے کے لئے دوسری بلا میں پھنس گئے۔ مگر اُس پہلی سے بھی نہ نکل سکے اور نہ دوسری سے وہی کہاوت ہوئی نماز چھوڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے۔ آریہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تمام عقائد اسلامیہ پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اس بیان میں شیطان اور اُسکے مادہ اور روح کو ازل سے موجود مان لیا کیونکہ اگر موجود نہ ہوتے تو اُس سے درخواست محال اور بغیر درخواست کے عملدرآمد ناجائز اور وہ اعتراض بدستور قایم اور اس صورت میں روح اور مادہ ازلی ثابت ہوگیا۔ بلکہ عالم عدم میں بھی اُنکا وجود متحقق ہوگیا۔ اور یہی حال اور تمام ارواح اور سب اجسام کے مادہ کا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے قول کے مطابق انسانی تعداد سے شیاطین کا سلسلہ کہیں زیادہ ہے حتے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اس کے ساتھ واثق ارادہ رکھنے والے جن یعنے شیطان انسان کے ہلاک کرنے اور عمیق در عمیق گڑھے میں ڈالنے والے راتدن وابستہ ہیں۔ (صفحہ ۲۰) اور یہاں تک خبر پہنچا ہے بلکہ ہزار ہا آدمی اس وسوسہ شیطانی میں آکر مرتد یعنے اسلام سے برگشتہ ہوگئے اور تیزی عقل نے اُن کو راہ مستقیم سے باز رکھکر جہنم (۱۹) دوزخ میں جا ڈالا۔ اور خود حضرت محمد صاحب اور صحابی بھی اُس سے نہ بچ سکے چنانچہ آپنے بھی صفحہ ۲۴ پر اسکا اقبال کیا ہے اب آپ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے۔ جسے اگر گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل کہتے ہیں۔ یعنی دو میں سے ایک آپکو ضرور قبول کرنا پڑا یا قرآنی خدا ملزم۔ ظالم قصوروار علم سے محروم ہے۔ جسنے تمام خلقت کی گمراہی کے واسطے شیطان جیسے خوفناک مہلک اور زبردست دشمن پیدا کئے۔ ہمیشہ تک اُن کو زندگی بخشی تاکہ اس فن میں خوب طاق ہو کر وہ تمام خلقت کو داخل جہنم کرے یا روح و مادہ کی ازلیت تسلیم کریں اور خدا کو ملزم ٹھیرانے سے نجات حاصل کریں ؎

کریگا ایک کو دوسرے گوارا ۔ کہیں جاتا نہیں مشفق ہمارا

اب آپ یا کوئی اور محمدی ہزار تعویذ پاس رکھنے و درود پڑھنے سے بھی ان